یکم سے ۱۵ر جنوری ۱۹۸۲ء
۱۱ر سے ۲۵ر پوش ۱۹۰۳ شاکا
AIR
آواز
اشاعت کا ۴۷ واں سال
قیمت 50 پیسے
1
1982

اس بار جالندھر سے غزلیں

پورن سنگھ ہنر

زخم کتنے چہروں کے ، رنگ کتنے خوابوں کا
لفظ لفظ آئینہ ہے میری کتابوں کا

جاں فگار سا منظر، سامنے ہے خوابوں کا
سوچتا ہوں رخ کیسے موڑ دوں عذابوں کا

جام کے مظاہر تو ، آج بھی ہیں پوشیدہ
دور یوں تو چلتا ہے روز ہی شرابوں کا

رسمِ پارسائی کا رکھ لیا بھرم دل نے
دیکھنا نہیں آساں حسنِ بے نقابوں کا

اب نجات ہے میری ، تیری ذات سے یارب
اک نحیف جاں میری سامنا عذابوں کا

وہ تو بزمِ امکاں میں بے نقاب ہیں اب بھی
اہلِ دید کے لب پر شور ہے نقابوں کا

کتنے سر بلندوں کے ۔ سر قلم ہوئے لیکن
کب دبائے دبتا ہے شور انقلابوں کا

داغ داغ ہے سینہ ، چاک چاک پیراہن
کیا کہوں میں افسانہ اضطرابوں کا

صاحبِ نظر ہو تم ، جانتے تو ہو گے خود
پردۂ تخیل میں رقص ہے عذابوں کا

اے ہنر نہ ہو جب تک اپنی ذات کا عرفاں
ختم ہو نہیں سکتا سلسلہ حسابوں کا

تخت سنگھ

قبل اس سے کہ دریا سے بھنور کاٹ دیئے جاتے
لازم تھا کہ موجوں کے بھی سر کاٹ دیئے جاتے

ایسا نہ ہو ہر سمت اڑاتے پھریں بے پر کی
اس ڈر سے پرندوں کے بھی پر کاٹ دیئے جاتے

جب مردہ ضمیریں تھیں، دل و دیدہ بھی اندھے تھے
کیا ہرج تھا بازو بھی اگر کاٹ دیئے جاتے

بے برگ و ثمر کر دی ہر شاخ بگولوں نے
اس سے تو یہ بہتر تھا شجر کاٹ دیئے جاتے

اک وقت تھا جن ہاتھوں پہ کچھ عقل کے اندھوں کو
آجاتی نظر شمعِ ہنر کاٹ دیئے جاتے

دیتا وہ دکھائی سا تو درد انگشت رگ وپے میں
جب یوں تھا، نہ کیوں تارِ نظر کاٹ دیئے جاتے

احساس کے ساتھ اس کے دھاگوں کو اگرچہ
رکھتا میں بہت باندھ کے پر کاٹ دیئے جاتے

کیا کرتے کہ پلکوں پہ حروف اشک تمنا کے
ہم نے تو بہت لکھے مگر کاٹ دیئے جاتے

خمار جالندھری

اس سے پہلے تو انھوں نے مجھ کو تڑپایا نہ تھا
اتنی شدت سے کبھی ان کا خیال آیا نہ تھا

تم نے دیکھا تھا نہ خاص نظروں سے مجھے
میری دنیا میں کوئی انقلاب آیا نہ تھا

زندگی سے وہ پریشاں ہو رہا کس قدر
موت [illegible] شخص گھبرایا نہ تھا

اپنی بربادی پہ اے دل اب شکایت ہے فضول
یہ رہِ الفت ہے، میں نے تجھ کو سمجھایا نہ تھا

سوزِ فرقت سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے
ساغرِ دل میں نے دانستہ تو چھلکایا نہ تھا

زندہ رہنے کے لیے ترغیب دی تھی آپ نے
آپ کی خاطر جہاں کو میں نے ٹھکرایا نہ تھا

داغِ دل ہی تھا مقدر میں ہمارے اے خمار
اس سے بڑھ کر اور تو کوئی سرمایا نہ تھا

نوبہار صابر

کل اک دیوانے کو دیکھا رقصاں دوراہے پر تھا
اس کے ایک ہاتھ میں شیشہ ایک ہاتھ میں پتھر تھا

چہرے تو سب کے زیبا تھے، من کا حال خدا جانے
جو بھی تھا اس جشن میں شامل بندھا ہوا اک بستر تھا

میں نے جتنے خواب سجائے اتنی نیند حرام ہوئی
میرے سینے میں جو اترا، وہ میرا ہی خنجر تھا

اب مجھ کو جو چاہو کہہ لو بنجر، صحرا، دشت، سراب
ایک زمانہ وہ بھی تھا جب میرا نام سمندر تھا

اس نے یہ کب سوچا ہو گا، وقت یوں شب خوں مارے گا
رات کو سویا راج بھون میں صبح ہوئی تو بے گھر تھا

کھلنے سے پہلے ہی جانے کس ظالم نے نوچ لیا
لے دے کے جو ایک شگوفہ آشا کی ڈالی پر تھا

یہ کیسا بھونچال تھا جس نے سب کچھ ملیا میٹ کیا
خواب نگر کے ان کھنڈروں میں صابر میرا بھی گھر تھا

ساغر شفائی

کیا سمجھیں گے وہ ہستی کی قدریں اور سلیقے لوگ
تیری محفل میں آکر بھی جو آداب نہ سیکھے لوگ

کچھ اونچی لٹکائی ہی تھی میں نے اپنی نیم پلیٹ
اک اک کر کے توڑ گئے ہیں میرے گھر کے شیشے لوگ

دیکھا تو ہر ہاتھ میں کاسہ ہر کاسے میں غم کی دھول
سنتے یہ تھے رہتے ہیں اس شہر میں کھاتے پیتے لوگ

تو بس منظر دیکھ چکا ہے اب اگلے منظر کو دیکھ
خوف کے مارے مرجاتے ہیں اسی موڑ پہ پیچھے لوگ

اپنے ہاتھوں کل جس کی ہر شاخ سے پتے توڑے تھے
آج آئے ہیں سستانے کو اسی پیڑ کے نیچے لوگ

مایا کے تپتے صحرا میں چھاؤں کہاں اے پگلے من!
بھاگ رہے ہیں اڑتے بادل کے سائے کے پیچھے لوگ

میں اور تو کس کھیت کی مولی، کال گتی کا توڑ نہیں
اس کے ہاتھوں بن بن بھٹکے یار و رام سریکھے لوگ

دنیا چار دنوں کا میلہ موج اڑاؤ مست رہو
محفل سے اٹھ جائیں گے اک اک کر کے آگے پیچھے لوگ

پل میں شعلہ، پل میں شبنم ساغر یہ کچھ ٹھیک نہیں
بڑی دیر سے دیکھ رہے ہیں تیرے طور طریقے لوگ

یکم سے ۱۵ر جنوری ۱۹۸۲ء

۱۱ سے ۲۵ر پوش ۱۹۰۳ شاکا

اشاعت کا ۴۷ واں سال

قیمت 50 پیسے

82836
10.4.83
A.04

اس بار جالندھر سے غزلیں

پورن سنگھ ہنر

زخم کتنے چہروں کے ، رنگ کتنے خوابوں کا
لفظ لفظ آئینہ ہے میری کتابوں کا

جاں فگار سا منظر، سامنے ہے خوابوں کا
سوچتا ہوں رخ کیسے موڑ دوں عذابوں کا

جام کے مظاہر تو ، آج بھی ہیں پوشیدہ
دور یوں تو چلتا ہے روز ہی شرابوں کا

رسمِ پارسائی کا رکھ لیا بھرم دل نے
دیکھنا نہیں آساں حسنِ بے نقابوں کا

اب نجات ہے میری ، تیری ذات سے یارب
اک نحیف جاں میری سامنا عذابوں کا

وہ تو بزمِ امکاں میں بے نقاب ہیں اب بھی
اہلِ دید کے لب پر شور ہے نقابوں کا

کتنے سربلندوں کے سر قلم ہوئے لیکن
کب دبائے دبتا ہے شور انقلابوں کا

داغ داغ ہے سینہ ، چاک چاک پیراہن
کیا کہوں میں افسانہ اضطرابوں کا

صاحبِ نظر ہو تم ، جانتے تو ہو گے خود
پردۂ تخیل میں رقص ہے عذابوں کا

اے ہنر نہ ہو جب تک اپنی ذات کا عرفاں
ختم ہو نہیں سکتا سلسلہ حسابوں کا

تخت سنگھ

قبل اس سے کہ دریا سے بھنور کاٹ دیئے جاتے
لازم تھا کہ موجوں کے بھی سر کاٹ دیئے جاتے

ایسا نہ ہو ہر سمت اڑاتے پھریں بے پر کی
اس ڈر سے پرندوں کے بھی پر کاٹ دیئے جاتے

جب مردہ ضمیریں تھیں ، دل و دیدہ بھی اندھے تھے
کیا حرج تھا بازو بھی اگر کاٹ دیئے جاتے

بے برگ و ثمر کر دی ہر شاخ بگولوں نے
اس سے تو یہ بہتر تھا شجر کاٹ دیئے جاتے

اک وقت تھا جن ہاتھوں پہ کچھ عقل کے اندھوں کو
آجاتی نظر شمعِ ہنر کاٹ دیئے جاتے

دیتا وہ دکھائی سا تو درد اٹھتا رگ و پے میں
جب یوں تھا نہ کیوں تارِ نظر کاٹ دیئے جاتے

احساس کے ساتھ آس کے دھاگوں کو اگرچہ
رکھتا میں بہت باندھ کے پر کاٹ دیئے جاتے

کیا کرتے کہ پلکوں پہ حروف اشک تمنا کے
ہم نے تو بہت لکھے مگر کاٹ دیئے جاتے

خمار جالندھری

اس سے پہلے تو انھوں نے مجھ کو تڑپایا نہ تھا
اتنی شدت سے کبھی ان کا خیال آیا نہ تھا

تم نے دیکھا تھا نہ خاص نظروں سے مجھے
میری دنیا میں کوئی انقلاب آیا نہ تھا

زندگی سے وہ پریشاں ہو رہا کس قدر
موت سے بھی آج تک جو شخص گھبرایا نہ تھا

اپنی بربادی پہ اے دل اب شکایت ہے فضول
یہ روا الفت ہے ، میں نے تجھ کو سمجھایا نہ تھا

سوزِ فرقت سے میری آنکھوں میں آنسو آگئے
ساغرِ دل میں نے دانستہ تو چھلکایا نہ تھا

زندہ رہنے کے لیے ترغیب دی تھی آپ نے
آپ کی خاطر جہاں کو میں نے ٹھکرایا نہ تھا

داغِ دل ، ہی تھا مقدر میں ہمارے اے خمار
اس سے بڑھ کر اور تو کوئی سرمایا نہ تھا

نوبہار صابر

کل اک دیوانے کو دیکھا رقصاں دوراہے پر تھا
اس کے ایک ہاتھ میں شیشہ ، ایک ہاتھ میں پتھر تھا

چہرے تو سب کے زیبا تھے ، من کا حال خدا جانے
جو بھی تھا اس جشن میں شامل بندھا ہوا اک بستر تھا

میں نے جتنے خواب سجائے اُتنی نیند حرام ہوئی
میرے سینے میں جو اترا ، وہ میرا ہی خنجر تھا

اب مجھ کو جو چاہو کہہ لو بنجر ، صحرا ، دشت ، سراب
ایک زمانہ وہ بھی تھا جب میرا نام سمندر تھا

اس نے یہ کب سوچا ہو گا ، وقت یوں شب خوں مارے گا
رات کو سویا راج بھون میں صبح ہوئی تو بے گھر تھا

کھلنے سے پہلے ہی جانے کس ظالم نے نوچ لیا
لے دے کے جو ایک شگوفہ آشا کی ڈالی پر تھا

یہ کیسا بھونچال تھا جس نے سب کچھ ملیامیٹ کیا
خواب نگر کے اِن کھنڈروں میں صابر میرا بھی گھر تھا

ساغر شفائی

کیا سمجھیں گے وہ ہستی کی قدریں اور سلیقے لوگ
تیری محفل میں اگر بھی جو آداب نہ سیکھے لوگ

کچھ اونچی لٹکائی ہی تھی میں نے اپنی نیم پلیٹ
اک اک کر کے توڑ گئے ہیں میرے گھر کے شیشے لوگ

دیکھا تو ہر ہاتھ میں کاسہ ہر کاسے میں غم کی دھول
سنتے یہ تھے رہتے ہیں اس شہر میں کھاتے پیتے لوگ

تو پس منظر دیکھ چکا ہے اب اگلے منظر کو دیکھ
خوف کے مارے مرجاتے ہیں اسی موڑ کے پیچھے لوگ

اپنے ہاتھوں کل جس کی ہر شاخ سے پتے توڑے تھے
آج آئے ہیں ستانے کو اسی پیڑ کے نیچے لوگ

مایا کے تپتے صحرا میں چھاؤں کہاں اے پگلے من!
بھاگ رہے ہیں اڑتے بادل کے سائے کے پیچھے لوگ

میں اور تو کس کھیت کی مولی ، کال گتی کا توڑ نہیں
اس کے ہاتھوں بن بن بھٹکے یار درآم سریکھے لوگ

دنیا چار دنوں کا میلہ موج اُڑاؤ مست رہو
محفل سے اٹھ جائیں گے اک اک کر کے آگے پیچھے لوگ

پل میں شعلہ ، پل میں شبنم ساغر یہ کچھ ٹھیک نہیں
بڑی دیر سے دیکھ رہے ہیں تیرے طور طریقے لوگ

	ٹیلی فون	
۳۸۲۲۴۹	چیف ایڈیٹر	
۳۸۲۲۵۴	ایڈیٹوریل	
۳۸۲۳۵۱	بزنس	
LISTENER	تار کا پتہ	
جے پی گویل	چیف ایڈیٹر	
سراج احمد	ایڈیٹر	

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

نئی دھلی — یکم جنوری ۱۹۸۲ [illegible] پوش ۱۹۰۳ شاکا — جلد ۴۷ · شمارہ ایک

عالمی ہاکی کپ

سید علی سبطین نقوی

ہاکی [illegible] ہمارا قومی کھیل ہے جسمیں ہم نے پوری دنیا پر برتری ثابت کرلی ہے ۔ ایشیائی کھیل، عالمی اولمپکس، ورلڈ کپ [illegible] ٹورنامنٹ یا دوسرے بین الاقوامی مقابلوں میں ہندوستان نے اہم مقام اور اعزازات حاصل کیے ہیں ۔ [illegible] آج ایشیا کا کوئی دوسرا ملک نہیں جس نے ہماری طرح دنیا میں عظیم مظاہرے پیش کیے ہوں اور اپنی [illegible] اعزازات کا حصول بڑا اہم کارنامہ شمار کیا جاتا ہے ۔ جسے ہم نے اپنے مسلسل محنت جانفشانی اور لگن سے [illegible] سامنے ان اعزازات کو برقرار رکھنے کی عظیم تر ذمہ داری ہے جس کے لیے ہمیں زیادہ محنت اور خلوص دل سے [illegible] یقین کامل ہے کہ ہمارے نوجوان اور کہنہ مشق کھلاڑی ان اعزازات کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی کوششوں کو [illegible]

[illegible] ہاکی چند وجوہات کے سبب اپنا وقار عالمی مقابلوں میں قایم نہ رکھ سکی مگر حالات نے پھر سازگاری کی ۔ حکام [illegible] قدم اٹھائے اور ہندوستانی ہاکی کی باگ ڈور محفوظ ہاتھوں میں پہنچ گئی ۔ ہندوستانی ہاکی کے حالات از سر نو امید [illegible] انڈین ہاکی فیڈریشن کے نظام میں جو حالیہ تبدیلیاں قرار پائی ان سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں [illegible] ہاکی میں پیدا ہو گئی تھی یا جو خلا یا بحران پیدا ہو گیا تھا ۔ اس پر قابو پا لیا گیا ہے سنہ ۱۹۸۰ء اولمپکس ماسکو میں فتح حاصل کر کے [illegible] خطاب اور اقتدار دوبارہ حاصل کر لیا اور ہندوستان کا سر بلند کیا ۔ ان حالات میں پانچویں عالمی ہاکی کپ [illegible] بہت اہمیت کا حامل ہے ۔

ہندوستانی پرچم ہمیشہ اولمپکس کھیلوں میں ممتاز حیثیت سے سربلند رہا ہے ۔ ہالینڈ (امسٹرڈم) سنہ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۸۰ء [illegible] جائزہ لیا جائے تو حقیقت زیادہ واضح ہو جاتی ہے ۔ ۱۹۲۸ء ہالینڈ (امسٹرڈم) ہندوستان نے پہلی بار اولمپکس خطاب زیر قیادت [illegible] پال سنگھ حاصل کیا ۔ ۱۹۳۲ء امریکہ (لاس انجیلز) میں لعل شاہ بخاری نے ہندوستانی پرچم سربلند کیا ۔ ۱۹۳۶ء جناب دھیان چند کی سربراہی میں جرمنی (برلن) میں جرمنی کو شکست دے کر دنیا والوں کو حیرت زدہ کیا ۔ اور دھیان چند کو جادوگر کا خطاب ملا ۔ ۴۴-۱۹۴۰ء دوسری جنگ عظیم کے باعث اولمپکس کھیلوں کا انعقاد نہ ہو سکا ۔ سنہ ۱۹۴۸ء لندن میں کشن لعل کے زیر سرپرستی ہندوستان کو ایک عظیم فتح حاصل ہوئی ۔

۱۹۵۲ء جناب کے ڈی سنگھ بابو نے نیوزی لینڈ (ہلسنکی) میں ہندوستان کا وقار بلند کیا ۔ ۱۹۵۶ء میں آسٹریلیا (ملبورن) میں اپنی فوقیت کو برقرار رکھا ۔

روم سنہ ۱۹۶۰ء میں اولمپکس کھیلوں میں ہندوستان کو پہلی بار ناکامی اور شکست قبول کرنا پڑی ۱۹۶۴ء میں جرنجیت سنگھ

اس شمارے میں

غزلیات

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
[illegible]	۱۰ روپے
[illegible]	۱۹ روپے
[illegible]	۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

کی زیرِ قیادت ایک بار پھر اولمپکس کا تاج ہندوستان نے حاصل کیا۔

۱۹۶۸ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۶ء میکسیکو، جرمنی (میونخ) اور کینیڈا (مانٹریل) میں ہندوستانی ٹیم اپنا وقار قایم نہ رکھ سکی۔

ماہرین فن کے اختلافات کچھ بھی رہے ہوں ہماری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کی شمولیت کے بغیر کوئی بھی عالمی مقابلہ پرکشش ثابت نہیں ہو سکتا۔

انٹرنیشنل ہاکی کے صدر جناب اینی فرینک نے بمبئی کا انتخاب کیا کہ وہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۸۱ء سے ۱۲ر جنوری ۱۹۸۲ء تک پانچویں عالمی ہاکی ٹورنامنٹ کا انعقاد عمل میں لایا جائے۔ آپ کو یاد دلادوں کہ ۱۹۷۵ء میں بھی یہ اعزاز بمبئی کو عطا کیا گیا تھا۔ مگر انڈین ہاکی کے ناسازگار حالات کی بنا پر یہ اعزاز ملیشیا (کوالالمپور) کو منتقل کر دیا گیا۔ پیشتر اس کے ہم دوسرے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔ میں عرض کرنا چاہوں گا پانچویں عالمی ہاکی ٹورنامنٹ بمبئی سے متعلق انٹرنیشنل ہاکی کے دانشمند اور ذمہ دار ہستیوں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ قابلِ ستائش ہے۔

انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن کے ممبران کا خیال تھا کہ چار سال کا عرصہ اولمپکس چیمپین شپ کے لیے طویل عرصہ ہوتا ہے۔ لہٰذا انٹرنیشنل مقابلوں کے درمیان ایک نیا سلسلہ شروع کیا جانا چاہیے تاکہ اس درمیان کوئی بحران نہ پیدا ہو سکے۔ ان حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ایک نئی سنگِ بنیاد رکھی گئی۔

۱۹۷۱ء اسپین (Barcelona) میں پہلی بار عالمی چیمپین شپ یعنی ورلڈ کپ ہاکی ٹورنامنٹ کا آغاز ہوا۔ پاکستان نے اسپین کو فائنل میں مغلوب کیا۔ اور ہندوستان محض تیسرا مقام حاصل کر سکا۔

۱۹۷۳ء ہالینڈ (امسٹرڈم) میں ہندوستان کا مقابلہ ہالینڈ سے ہوا۔ بدقسمتی سے ہندوستان کو دوسرے درجہ پر ہی مطمئن ہونا پڑا۔ جرمنی کو تیسرا مقام حاصل ہوا۔

۱۹۷۵ عیسوی ملیشیا (کوالالمپور) میں ہندوستان کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور ہندوستان نے پاکستان سے فائنل میں پہلا ورلڈ کپ اعزاز حاصل کیا۔

۱۹۷۸ء ارجنٹائن میں ہندوستان کو سخت ناکامی ہوئی کیونکہ آپس کے اختلافات اور چند دیگر وجوہ سے ہندوستانی ٹیم اپنے مظاہروں میں بے بس رہی۔ زیرِ بحث حالات میں ہندوستان کو ایک سنہرا موقعہ عطا ہوا ہے کہ وہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۸۱ء سے ۱۲ جنوری ۱۹۸۲ء تک عالمی ہاکی ٹورنامنٹ بمبئی میں شروع کریں۔

پانچویں عالمی ہاکی کپ کا افتتاح ہندوستانی ہاکی ٹیم اور ملیشیا کے درمیان شروع ہوگا۔ جو کہ وانکھیڑے اسٹیڈیم میں کھیلا جائے گا۔ میچ سے قبل ایک شاندار اور پُرزور افتتاحی پروگرام منظم کیا گیا ہے۔ اسٹیٹ بینک آف انڈیا کو پانچویں عالمی ہاکی کپ ٹورنامنٹ میں سرپرستی کا اعزاز بخشا گیا ہے۔

پانچویں عالمی ہاکی کپ ٹورنامنٹ میں بارہ (۱۲) چنیدہ ٹیمیں حصہ لیں گی۔ ان ٹیموں کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ 'اے پول' اور 'بی پول' کے نام سے موسوم ہوں گی تمام کھیل وانکھیڑے اور بی، ایچ، اے اسٹیڈیم میں ساتھ ہی ساتھ کھیلے جائیں گے۔ عالمی کپ کے افتتاحی دن صرف ایک ہی میچ کھیلا جائے گا۔ ہر روز دو دو کھیل دونوں اسٹیڈیم میں کھیلے جائیں گے۔ تمام قوانین اور ضابطوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ ہر روز کھیلوں کا سلسلہ دو بجے سے اور دوسرا میچ ساڑھے چار بجے سے شروع کیا جائے گا۔ اس عالمی کپ ہاکی ٹورنامنٹ میں نئے قوانین کو نافذ کیا جائے گا۔ خاص کر پنالٹی اسٹروک کی تعداد پانچ سے بڑھا کر دس کر دی گئی ہے۔

'اے' اور 'بی پول' کے جیتنے والی اور دوسرا مقام حاصل کرنے والی ٹیمیں سیمی فائنل کی حقدار ہوں گی اگر ٹیمیں پول میں برابر پوائنٹ حاصل کریں گی تو اس کا فیصلہ گول difference سے کیا جائے گا۔ اس طرح اور بھی قوانین میں کافی ردّ و بدل کیا گیا ہے۔ ۴ جنوری اور ۸ر جنوری ۱۹۸۲ء کے دن کھیل نہ ہوں گے۔ اس ٹورنامنٹ کا فائنل ۱۲ر جنوری ۱۹۸۲ کو کھیلا جائے گا۔ پہلا چھ مقام حاصل کرنے والی ٹیمیں آئندہ ہونے والے عالمی ہاکی کپ کے لیے مخصوص کر دی جائیں گی باقی چھ ٹیموں کو اپنے اپنے حلقوں سے Qualify کرنا پڑے گا۔

صدر جمہوریہ ہند جناب نیلم سنجیوا ریڈی فائنل کے دن خصوصی مہمان ہوں گے۔ جو کہ بذاتِ خود انعامات تقسیم کریں گے۔

'اے پول' میں شامل ہونے والی ٹیمیں اس طرح ہوں گی۔

۱۔ پاکستان (جو کہ پچھلے عالمی کپ کا چیمپین ہے)
۲۔ ویسٹ جرمنی، ۳۔ اسپین، ۴ پولینڈ، ۵۔ ارجنٹائن
۶۔ نیوزی لینڈ۔

'بی پول' میں شامل ہونے والی ٹیمیں:

۱۔ ہالینڈ، ۲۔ آسٹریلیا، ۳، انڈیا، انگلینڈ، روس اور ملیشیا کی ٹیمیں شامل ہیں جو اپنے کھیل کا مظاہرہ کریں گی ہالینڈ کی ٹیم گذشتہ عالمی کپ ہاکی ٹورنامنٹ میں دوسرے مقام پر تھی۔

بمبئی میں ہونے والے اس پانچویں عالمی ہاکی ٹورنامنٹ کے اخراجات کا اندازہ تقریباً ساٹھ لاکھ کے قریب رکھا گیا ہے۔ چونکہ کرۂ ارض کی مشہورِ عالم بارہ بہترین ہاکی کھیلنے والے ممالک شمولیت کر رہے ہیں۔ اندازہ ہے کہ آپ کو اس پندرہ دن کے عالمی میلے میں فن و تکنیک کی زبردست نمائش و آزمائش کا مظاہرہ دیکھنے کو ملے گا۔ غیر ممالک سے ان مقابلوں کو دیکھنے کے لیے کثیر تعداد میں لوگوں نے ٹکٹوں کی فرمائش کی ہے ان ممالک میں ورلڈ کپ ہاکی ٹورنامنٹ کو دیکھنے کے لیے بڑی بے چینی سے انتظار ہے۔ اس غیر معمولی دلچسپی کو مدِنظر رکھتے ہوئے داخلے کے ٹکٹوں کی شرح مناسب رکھی گئی ہے۔ پھر بھی لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں کچھ اور رعائتیں پبلک شائقین کو عطا کی جائیں تو بہتر ہے۔

تیاری اور انتظامات:

مسٹر اینی فرینک جو کہ عالمی ہاکی فیڈریشن کے صدر ہیں اور مسٹر۔ بی، ایف گل ایچ کو ٹورنامنٹ کا ڈائرکٹر مقرر کیا گیا ہے۔ مسٹر جے اے کال زیڈو (اسپین) اور مسٹر کشن لعل ہانگ کانگ کو ٹیکنیکل ڈائرکٹر کا اعزاز دیا گیا ہے۔ مسٹر مہاجن کو چیرمین مقرر کیا گیا ہے۔ ۱۶۔ انٹرنیشنل گریڈ فرسٹ ہاکی امپائرس کا تقرر عالمی فیڈریشن کی جانب سے کیا گیا ہے جو کہ بیلجیم، اسپین، نیوزی لینڈ، انڈیا، فرانس، ہالینڈ، آسٹریلیا، جاپان، ارجنٹائن، پاکستان، ویسٹ جرمنی، انگلینڈ، اٹلی، ملیشیا سے مدعو کیے گئے ہیں۔ ہندوستان کی جانب سے محمد غوث کو شامل کیا گیا ہے۔ اور انڈین ہاکی فیڈریشن کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ایک اور امپائر انڈیا سے شامل کر سکتے ہیں۔

خصوصی کمیٹی کے ارکان:

کھیلوں کے متعلق چند مخصوص ہستیاں عالمی کپ کی کامیابی کے لیے مصروفِ کار ہیں۔ ان میں جناب ایس، کے وانکھیڑے، جو کہ کرکٹ کنٹرول بورڈ کے صدر ہیں۔ جناب بیپٹسٹ ڈیسوزا، جو کہ بمبئی ہاکی کے صدر ہیں، جناب رام سوامی جو کہ انٹرنیشنل ہاکی کے نائب صدر ہیں، جے ایس آنند جو کہ انڈین ہاکی کے نائب صدر ہیں، جناب غفران اعظم جو کہ انڈین ہاکی کے نائب ہاکی صدر ہیں۔ جناب پی ایس گیوی، مسٹر ترویدی مسٹر بیدی شامل ہیں۔

مہاراشٹر کے وزیرِ اعلیٰ شری عبدالرحمان انتولے مخصوص کمیٹی کے سرپرست ہیں، جے ایس تلک اسپورٹس منسٹر مہاراشٹر اور دیگر معزز شہریوں کو مختلف کمیٹیوں میں شامل کیا گیا ہے۔

مسٹر کے، ایل، پاسی سکریٹری بمبئی ہاکی ایسوسیشن اور انڈین ہاکی فیڈریشن کے ہی سکریٹری نہیں بلکہ ان کو انٹرنیشنل ہاکی فیڈریشن نے عالمی ہاکی ٹورنامنٹ کا بھی سکریٹری جنرل مقرر کیا ہے۔ ان کی صلاحیتوں اور دوراندیش پالیسیوں سے آج بمبئی ہاکی کا مقام ملک میں سب سے اوّل سمجھا جاتا ہے۔ ممبران ہاکی ایسوسیشن کو فخر ہے کہ وہ ایک مختصر سے عرصہ میں نیا آفس اور کانفرنس روم اور مہمان خانہ اور ہال بنانے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ مغربی اسٹینڈ کو ازسرِنو تعمیر کیا جا رہا ہے اور بیٹھنے کی گنجائش دس ہزار سے بڑھا کر سولہ ہزار کر دی گئی ہے۔ شمال کی جانب ایک نیا گیٹ قایم کیا جا رہا ہے۔ تاکہ مشرقی اور شمالی اسٹینڈ کے ناظرین کو باہر آنے اور جانے میں سہولت پیدا ہو سکے۔ کیونکہ یہ راستہ شمالی جانب کے پل سے ملا دیا جائے گا

ایف، آئی، ایچ کی مختلف مجالس کا انتظام ہوٹل پریسیڈنٹ میں کیا گیا ہے۔ ایف، آئی، ایچ کا کیمپ آفس نوتعمیر بی، ایچ، اے اسٹیڈیم میں رہے گا۔

۲۹ر دسمبر ۱۹۸۱ کو عالمی فیڈریشن سے متعلق مجلس کا

انتظام جن میں تمام کھیلنے والی ٹیموں کے منیجر، کپتان، امپائرس، جج، جیوری آف اپیل شامل کیے گئے ہیں۔ ایف آئی، ایچ کے صدر جناب اینی فرینک انکو خطاب کریں گے۔ اور ٹورنامنٹ سے متعلق قواعد و قوانین اور ان میں ردّ و بدل کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

اسٹیٹ بینک آف انڈیا نے ۵ لاکھ روپے کا عطیہ دیا ہے۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ جناب عبدالرحمان انتولے نے ورلڈ ہاکی کپ ٹورنامنٹ کی ۱۰ لاکھ روپوں سے مدد کی ہے۔ ایرانڈیا کو Official Carrier کا اعزاز دیا گیا ہے۔

شرکت کرنے والی ٹیموں کی رہائش کا انتظام فائیو اسٹار ہوٹلوں میں کیا گیا ہے۔ ایف، آئی، ایچ کے اعلیٰ حکام کو تاج انٹر کانٹی نینٹل میں ٹھہرایا جائے گا۔ ہندوستان مشین ٹولز کو ورلڈ کپ کے لیے Time Keeper مقرر کیا گیا ہے۔ جو دونوں اسٹیڈیم میں الیکٹرانک گھڑیاں اور متعلقہ دوسری اشیاء مہیا کریں گے۔

ہندوستانی بحریہ کو ورلڈ کپ کی افتتاحی اور اختتامی تقاریب مرتب کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے پروگرام کے مطابق افتتاحی تقریب کی رسم بہت شاندار ہوگی۔ اسٹیڈیم پر ہیلی کاپٹر پرواز کریں گے۔ خوبصورت رنگین غبارے اور سفید کبوتر چھوڑے جائیں گے۔ گجراتی رقص گاربھا اور پنجابی بھنگڑہ پیش کیا جائے گا۔ اس طرح یہ افتتاحی پروگرام ایک یادگار حیثیت کا مالک ہوگا۔ اس خوبصورت مظاہرے کے ساتھ ساتھ تمام شامل ہونے والی ٹیمیں، اور دوسرے ارکان، امپائرس اسٹیڈیم کا دورہ کریںگے۔ انڈین نیوی کا بینڈ ان کا پرجوش استقبال کرے گا۔ فضا میں شہنائیاں گونج اٹھیں گی۔ ہندوستانی ٹیم کے کپتان سرجیت سنگھ تمام کھلاڑیوں اور ارکان کے لیے حلف لیں گے۔ اختتامی رسم کے لیے خصوصی مہمان صدر جمہوریہ جناب نیلم سنجیوا ریڈی ہوں گے۔

شامل ہونے والی ٹیموں کی سہولت کے لیے بمبئی یونیورسٹی اسٹیڈیم اور کرناٹکا ہاکی گراؤنڈ اور بمبئی جیم خانہ میں پریکٹس کا انتظام کیا گیا ہے۔ شامل ہونے والی ٹیموں کی سہولیات کو مدنظر رکھتے ہوئے لائزن آفیسر مقرر کیے گئے ہیں ٹیموں کو لانے لے جانے اور دوسرے انتظامات کے لیے لکژری کوچیز مہیا کی گئی ہیں۔ ایف، آئی، ایچ اور دیگر اعلیٰ حضرات کے لیے جدید قسم کی بہترین موٹریں اور جیپوں کا انتظام کیا گیا ہے۔

سیکورٹی ایک بہت اہم پہلو ہے مہاراشٹر پولیس کے جناب راک مینز کو چیف سیکورٹی آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ جو کہ مختلف ٹیموں کے تحفظ کا بندوبست کریں گے طبی سہولیات کے لیے بمبئی اسپورٹس، میڈیسن ایسوسیشن نے ڈاکٹروں کا انتظام کیا ہے۔ جو کہ تمام کھلاڑیوں اور دیگر حضرات کی دیکھ بھال کریں گے۔ ڈاکٹروں کا انتظام پریکٹس گراؤنڈ پر بھی کیا گیا ہے۔ بی، ایچ، اے، وانکھیڑے اسٹیڈیم پر ڈاکٹروں کے لیے دو مخصوص کمرے پوری میڈیکل لوازمات کے ساتھ تیار کیے گئے ہیں۔

پریس: Press Communication اور میڈیا کے لیے بی، ایچ، اے اسٹیڈیم میں علیحدہ انتظام کیا گیا ہے۔ چونکہ مختلف اقوام حصہ لے رہی ہیں، لہٰذا ٹیلی پرنٹرس اور انٹرپریٹرس کا بھی بندوبست کیا گیا ہے جو دوران انٹرویو موجود رہیں گے۔ خصوصی نامہ نگاروں کو مغربی اسٹینڈ میں مخصوص قیام دیا گیا ہے۔ پریس روم بھی مہیا کیا گیا ہے۔ جہاں پر تمام جدید سہولیات جیسے ٹیلکس اور ٹیلیفون کا سلسلہ مل سکے گا۔ انگلش، ہندی، مراٹھی، جرمن، فرنچ اور اسپینی کے ٹائپ رائٹر بھی مل سکیں گے۔ نامہ نگاروں کو آزادی دی گئی ہے کہ وہ ایک مخصوص گیٹ کے ذریعہ دونوں اسٹیڈیم میں آمد و رفت جاری رکھ سکیں گے۔ ایک نوٹس بورڈ کا بھی انتظام کیا گیا ہے تاکہ انفارمیشن یا اطلاع بلیٹن شائع کر سکیں۔ ڈاک اور تار کے محکمے نے نئے ٹیلیفون لگوا دیے ہیں اور اس عظیم موقع پر ٹکٹ اور لفافہ نکالا جا رہا ہے۔ مختلف ممالک میں ٹی۔ وی پر کھیل دکھائے جائیں گے۔ اس سے متعلق انتظامات پورے کیے جا رہے ہیں۔

عالمی کپ کے قوانین کے مطابق پہلی بار ایک ہندوستانی مور کو Mascot بنایا گیا ہے۔ ہندوستانی مرکزی حکومت نے اپنی رضامندی دی ہے تاکہ بین الاقوامی ممالک میں شہرت حاصل ہو سکے۔

عالمی کپ سے متعلق ایک خصوصی انٹرویو کے دوران جناب کے ایل پاسی جنکو ایف آئی ایچ نے سکریٹری جنرل مقرر کیا ہے اپنے بیان میں فرمایا کہ وہ ہندوستانی ہاکی کا پرچم از سر نو تمام اقوام میں سربلند کرنا چاہتے ہیں مسٹر کے، ایل، پاسی۔ انڈین ہاکی سکریٹری ایک بڑے با اقتدار ہستی کے مالک ہیں ان کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہو کر مسٹر رینی فرینک نے فیصلہ کیا تھا کہ ہندوستان کو یہ اعزاز ہر حالت میں ملنا چاہیے۔ مسٹر پاسی کا کہنا ہے کہ ہاکی کے کھیل سے آجکل کے نوجوانوں کا رجحان دوسرے کھیلوں کی جانب منتقل ہو چکا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہندوستان اپنی برتری قایم رکھے تو ان کو راغب کرنا اپنا پہلا ٹھوس قدم ہے۔ جو کہ عالمی کپ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے چند نئے انکشافات کیے جو کہ پہلی بار پیش کیے جا رہے ہیں۔ مسٹر پاسی نے کہا کہ وہ نوجوان اور ابھرتے کھلاڑیوں کے لیے ایک نئی پیشکش کر رہے ہیں۔ انھوں نے بمبئی کے پانچ مشہور اسکولوں کا انتخاب کیا ہے جنکو وہ ۲۵ ٹکٹ فی اسکول کے لیے رعائتی طور پر دیں گے۔ اور ساتھ ہی ساتھ بمبئی ہاکی کے رجسٹرڈ کلبوں کو بھی رعائتی دس دس ٹکٹوں کا انتظام کر رہے ہیں بہرحال پاسی صاحب کی گذارش یہ ہے کہ وہ ہر ہندوستانی خاص و عام سے عالمی ہاکی کپ کے لیے تعاون چاہتے ہیں۔ تاکہ ہندوستان کا نام ہمیشہ ہمیشہ سنہری الفاظ میں لکھا جائے۔

ریڈیو نامہ نگار نے جناب کے ایل پاسی کی توجہ رینی فرینک کے بیان پر دلائی تو پاسی صاحب نے فرمایا کہ ابھی تک ان کو کوئی بھی گورنمنٹ کا ایسا حکم نہیں ملا ہے جس کے تحت وہ ہالینڈ، جرمنی، اسپین اور نیوزی لینڈ کی ٹیموں کو شرکت سے روکا گیا ہو بلکہ انھوں نے یاد دلایا کہ حال ہی میں ہندوستانی ہاکی ٹیم نے ان ممالک کا دورہ کیا ہے۔ جبکہ دورے کی منظوری گورنمنٹ نے دی تھی۔ مسٹر کے ایل پاسی نے یہ اطلاع بھی دی کہ ان کی سب سے بڑی تمنا اور دلی خواہش ہے کہ اس عظیم موقع پر ہندوستانی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی اپنے ہاتھوں سے رسم افتتاح ادا کریں وہ اس سلسلے میں جناب وانکھیڑے اور پیسٹ ڈیسوزا بمبئی ہاکی کے صدر کے ساتھ دہلی تشریف لے جا رہے ہیں۔ مسٹر کے ایل پاسی نے گذارش کی ہے کہ وہ ان تمام حضرات شائقین، ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ عالمی ہاکی کپ کو شاندار پیمانہ پر منعقد کرنے اس کو کامیاب بنانے میں مدد کریں تاکہ ہندوستان کا نام روشن رہے۔

(بمبئی سے نشر)

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

ایک شخص باغ کی رکھوالی کرنے پر مامور تھا۔ اس نے کئی برسوں تک اپنی ذمہ داریاں بھی نبھائیں۔ ایک دن وہ باغ کی رکھوالی کر ہی رہا تھا کہ اس باغ کا مالک کہیں سے تھکا ہارا اس طرف آ نکلا۔ اور آتے ہی پھلوں کا ایک گلاس رس طلب کیا۔ باغ کی رکھوالی کرنے والے نے اپنے مالک کی خدمت میں رس کا جو گلاس پیش کیا، اسے اس نے پھینک دیا، کیونکہ رس بے مزہ تھا۔ ابکے اس نے دوسرے دوسرے درختوں سے سنگترے توڑے اور رس نچوڑ کر مالک کی طرف بڑھایا۔ لیکن اتفاق سے وہ بھی بے مزہ ہی ثابت ہوا ــــ اس پر مالک نے جھنجھلا کر کہا "اتنے برسوں سے تم باغ کی رکھوالی کر رہے ہو اور تمہیں اب تک یہ بھی خبر نہیں کہ کس درخت کا پھل میٹھا اور خوش ذائقہ ہے اور کس کا تلخ و بدذائقہ؟"

باغ کی رکھوالی کرنے والے نے جواب دیا "آپ نے مجھے باغ کی رکھوالی کرنے پر مامور فرمایا تھا پھل چکھنے کی خدمت نہیں سپرد کی تھی۔" "تو کیا اتنے دنوں تک تم نے پھل چکھے ہی نہیں؟" مالک نے سوال کیا۔ "بالکل نہیں۔" رکھوالے کا جواب تھا۔ اس پر مالک نے کہا "اس کردار کا آدمی اس پورے بلخ میں ایک ہی سنا گیا ہے۔ ابراہیم ادھم بلخی" "کیا ابراہیم ادھم بلخی تم ہی ہو؟" باغ کی رکھوالی کرنے والے نے اپنا بوریا بستر سنبھالا اور یہ کہہ کر چلتا ہوا کہ "اس انکشاف کے بعد کہ میں ہی ابراہیم ہوں، اب میری حیثیت خادم کی نہیں مخدوم کی ہو جائے گی اور یہ میں نہیں چاہتا۔"

(پٹنہ سے نشر)

افسانے کا افسانہ

عوض سعید

افسانے کا سفر پرانی دیومالائی کتھاؤں اور داستان سے شروع ہوا تھا آج وہ اس جگہ آ پہنچا ہے جہاں اس میں اور شاعری میں فرق ممکن نہیں رہا گو کہ شاعری کو ڈرامہ یا رزمیہ کے شانہ بشانہ ادب کی قدیم ترین صنف ہونے کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ افسانے کی منزل کی نشاندہی انگلی رکھ کر یا لکیر کھینچ کر بتائی نہیں جا سکتی۔ افسانے کا یہ طویل اور لمبا سفر کب تک جاری رہے گا یہ بھی کوئی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ یہ سفر غیر مختتم ہے۔ مجھے تو کبھی کبھی گمان ہوتا ہے کہ میرا یہ سفر بھی ایک انجانا سفر ہے۔ میں جب کبھی کسی تجربے کو اپنے گلے لگاتا ہوں تو وہ مجھے ڈستا ہے، کبھی کبھی وہ میرے وجود سے چمٹ کر میری اپنی شخصیت ہی کا جز بن جاتا ہے۔ افسانہ اور اس کے اجزائے ترکیبی ہمیشہ میرے لیے ایک معمہ بنے رہے۔

میں اپنی تصویر کھینچنا چاہتا ہوں تو لگتا ہے جیسے وہ دوسرے کی تصویر ہے۔ اس دوسرے آدمی کی تصویر ہی دراصل میری تصویر ہے۔ یہ تصویر تیسرے آدمی کی بھی ہو سکتی اور اس آدمی کی بھی جس نے ابھی جنم نہیں لیا ہے۔

میرے نزدیک کہانی مشاہدات اور واردات سے سے ترتیب پاتی ہے۔ جس کا مخصوص دوران [illegible] سے ایک وحدت میں ڈھال دیتا ہے۔ نئی کہانی چند علامتوں کے امکانات اور ان کے تلازموں سے تشکیل پاتی ہے جہاں تک علامت کا تعلق ہے اس کا کوئی متعین مفہوم نہیں ہوتا بس اس کا کام تو اتنا ہوتا ہے کہ وہ قاری کو کسی تجربے سے گذار دے۔ آج کی بیشتر کہانیوں کا بنیادی احساس زندگی کی لایعنیت ہے۔ میرے خیال میں انسان کی خواہش اور ان کے حصول کی تگ و دو سے زندگی میں مفہوم کا شائبہ پیدا ہوتا ہے لیکن مقصد کا حصول پھر لایعنیت کے احساس کو تیز کر دیتا ہے اس کے باوجود انسانی خواہشات کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے۔ دوسری طرف جب وہ زندگی میں زندگی کا مفہوم تلاش کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے تو موت میں اس بھید کو پانا چاہتا ہے۔

میری آج بھی کسی جہاندیدہ اجنبی بوڑھے پر نظر پڑتی ہے تو بے اختیار میرا دھیان برسوں پہلے پڑھی ہوئی اس کہانی پر جاتا ہے۔ جسمیں ایک خاص ترتیب کے ساتھ توازن کا جلوہ کار فرما تھا۔ لیکن اب میں پلاٹ کا محتاج نہیں ہوں، پلاٹ مجھے اجنبی سا لگتا ہے۔ کیونکہ اب میں کئی ٹکڑوں میں بٹا ہوا ہوں۔ وہ کردار جس نے منٹو سے بہت اچھی کہانیاں لکھوائیں۔ اب وہ بھی ہم میں نہیں رہا۔ لیکن سچ کی روایت کی وہ بنیاد جو منٹو نے ڈالی اس نعمت سے آج بھی ہمارا دامن بھرا ہوا ہے۔

میرا جی پھر ایک بار ماضی سے وابستہ ان چہروں میں کھو گیا ہے جن میں کبھی دوسروں کے ساتھ میں بھی شامل تھا۔ وہ تھا کردار کے سہارے تضاد کو ابھارنے والا نسخہ یہ سارے یک رخے کردار اپنے چہروں پر نیکی اور بدی کا غازہ اس طرح مل لیا کرتے تھے کہ ہر آدمی آخری زینے پر پہنچ کر اچانک ایک دھماکے کے ساتھ دیکھتے دیکھتے خاصا بھلا آدمی بن جایا کرتا تھا لیکن اب ایک آدمی دوسرے آدمی سے مل کر خوش نہیں ہوتا تو میں گمبھیر علامتوں اور استعاروں کے گہرے سمندر میں اسے بڑی بے دردی سے پھینک دیتا ہوں آج کسی اچھی اور موثر کہانی کے خاتمہ پر جب فرد انسانوں کے ہجوم میں کھو جاتا ہے تو وہ فرد باقی نہیں رہتا اجتماع بن جاتا ہے یہ اجتماع ہی دراصل بے چہرگی اور ذات کی علیحدگی کا نوحہ ہے۔

میرے نزدیک کہانی کی عظمت اس بات میں پنہاں نہیں ہے کہ کہانی کار نے اپنے تجربے یا مشاہدے کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے۔ لیکن اس میں بڑائی اور عظمت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کہ اس کا اپنا مشاہدہ تخلیق کی اونچی سطح کو چھو لے۔ اور اس طرح پڑھنے والے کے آگے فکر نئی راہیں کھول دے کہ فکر کی عظمت آپ ہی آپ فن کی عظمت بن جائے موضوع کو صحیح انداز میں تشکیل یا ترتیب دینے کا نام ہی فن نہیں ہے، جب تک اس میں بھرپور تاثر نہ ہو۔

آجکل علامتی اور تجریدی کہانیوں کا کافی زور ہے۔ ان کا خارج سے زیادہ فرد کی اہمیت کو تسلیم کرنا آج کے تناظر میں فطری بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ افسانے اور اس کے فن میں وسعت بھی ہے اور گہرائی بھی۔ لیکن پتہ نہیں بیشتر جدید کہانیاں لکھنے والوں کے ذہن میں یہ بات کس طرح جم گئی ہے کہ علامتی یا تجریدی کہانیوں میں دلچسپی کا عنصر خواہ وہ کسی انداز میں ہو غیر فطری ہے۔ جب کہ میرے اپنے خیال میں کہانی کا دلچسپ ہونا بھی اہم اور ضروری ہے۔ ہر بڑے افسانہ نگار کو حالات کے تناظر میں سماج سے رشتہ توڑنا پڑتا ہے بہ ایں ہمہ افسانہ نگار کا رشتہ سماجی رشتہ سے اس طرح جڑا ہوتا ہے جس میں انکار اور اقرار کے دونوں پہلو بیک وقت نمایاں ہوتے ہیں۔ لیکن جب فرد خارج کے وسیع سمندر میں ڈوب کر کسی نہ کسی طرح باہر نکل آتا ہے تو وہ فرد نہیں علامت بن جاتا ہے اور کہانی میں بھی علامتیں پھیل کر تصویریں یا پیکر بن جاتی ہیں۔ خارج اور داخل کی سطح پر لڑی جانے والی جنگ میں وہ فاتح بھی ہے اور مفتوح بھی۔ اور یہی آج کے افسانے کا افسانہ ہے، جس کا سفر غیر مختتم ہے شاید اس کی کوئی منزل نہیں ہے۔ اور منزل کا نہ ہونا ہی دراصل انجانے اور نامعلوم مستقبل کا استعارہ ہو سکتا ہے۔ (اردو سروس سے نشر)

غزل

سراج مرزاپوری

غم کے سیلاب کو سینے میں دبائے نہ بنے
گھر میں وہ آگ لگی ہے کہ بجھائے نہ بنے

مسکرائے نہ بنے اشک بہائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

اس قدر رسم و روایات کی دشواری ہے
تیر کھائے نہ بنے تیر چلائے نہ بنے

یہ تو عالم ہے ارادوں کی توانائی کا
مل گئی راہ مگر پاؤں بڑھائے نہ بنے

یوں تو دنیا میں وسائل کی فراوانی ہے
پھر بھی اتنے ہیں مسائل کہ گنائے نہ بنے

ہم پریشاں تو ہیں تعدادِ پھولوں کی مگر
صرف دو پھول گلستاں میں کھلائے نہ بنے

ٹمٹماتے ہوئے بے ربط ستارے کیا ہیں
جن سے اک چاند کا جلوہ بھی دکھائے نہ بنے

سو چراغوں کی جگہ ایک دیا ہو ایسا
جس کو طوفان بھی بجھائے تو بجھائے نہ بنے

عقل سے کام اگر ذہن پریشاں لے سراج
کون سی بات ہے ایسی جو بنائے نہ بنے

ہزاروں سال پہلے کا عربی داں

مہاتما وِدُر

فضل الرحمٰن ہاشمی

مہاتما وِدُر کا نام ہندو مذہب میں بڑی عزت و احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ یہ وہ شخصیت تھی جس پر ہندوستان ہمیشہ ناز کرتا رہے گا۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ جس میں سے ایک یہ بھی کہ آج سے ہزاروں سال قبل دواپر جگ یعنی دور مہا بھارت میں عربی بول کر مہاتما وِدُر نے ثابت کر دیا کہ کئی زبانوں کا علم ہر انسان کے لیے ضروری اور کارآمد ہے۔ اور کبھی ایسا نازک وقت امتحان آتا ہے جب معاون زبان ایک بہت بڑا تاریخی کارنامہ انجام دے کر دنیا کو غور و فکر کے مواقع فراہم کر دیتی ہے۔

وِدُر کی عربی گوئی نے سب سے بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ کچھ لوگ آج بھی عربی کے بارے میں یہی خیال رکھتے ہیں کہ یہ زبان ہندوستان میں محمد بن قاسم کے کچھ قبل ہی سے رائج ہے۔ لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ عربی بولنے کا رواج بھارت میں ہزاروں سال قبل سے ہے اور دواپر جگ میں بھی لوگ عربی جانتے تھے، بولتے تھے اور سمجھنے والوں کی تعداد بھی کافی تھی۔

مہاتما وِدُر کے بہت ہی مشہور انصاف پسند اور معاملہ فہم انسان تھے۔ وہ شرپسندی کو قوم کا بہت بڑا دشمن اور ملک کے لیے مضر گردانتے تھے۔ ان کی سنجیدگی اور معاملہ فہمی کی سند پوری مہابھارت ہے۔ مہاتما وِدُر کی پیدائش یعنی دنیا میں آنے کی کہانی بھی بڑی دلچسپ اور قابلِ نصیحت ہے۔

کسی زمانے میں ایک بہت بڑے مہاتما تھے جن کا نام مانڈب تھا۔ ان کی عبادت اتنی سخت ہوتی تھی کہ دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر ہو جایا کرتے تھے۔ اس زمانے کے تمام مہاتما اور عبادت گذار ان کا احترام کیا کرتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ بادشاہ کے دربار میں چوری ہو گئی اور کافی دولت گئی۔ چوروں نے تمام دولت لاکر مہاتما مانڈب کی کٹیا کی بغل میں گاڑ دی۔ راجہ کی فوج نے چوروں کا تعاقب کیا اور مانڈب کے آشرم میں آئے۔ مانڈب سے جب چوروں کے بارے میں پوچھا گیا تو وہ عبادت کی وجہ سے کچھ سن ہی نہ سکے۔ اس لیے جواب بھی نہ دے سکے۔ سپاہیوں نے تلاش شروع کی تو سارا سامان ان کے آشرم کی بغل ہی میں مل گیا۔ راجہ کو خبر ملی تو انھوں نے اس مہاتما کو چوروں کا ساتھی مانا اور پھانسی کی سزا سنا دی۔ سخت عبادت کی وجہ سے پھانسی کا پھندہ مانڈب پر کوئی اثر نہ ڈال سکا اور وہ زندہ ہی رہے۔ اس بات کی خبر سارے علاقے میں پھیل گئی اور ایک بہت بڑا ہجوم اس واقعہ کو دیکھنے پہنچ گیا۔ بہت سے مشہور مہاتما بھی آ گئے مہاتما لوگ مانڈب جیسے بھگوان پرست کو پھانسی پر لٹکا دیکھ کر سخت حیرت میں پڑ گئے۔ اور ان لوگوں نے صدائے احتجاج بلند کر دی۔ راجہ کو خبر ہوئی وہ بھی پریشان حال دوڑے ہوئے آئے اور خود مانڈب کو پھانسی کے پھندے سے ہٹا کر ان سے معافی مانگ لی۔ مانڈب نے راجہ کو بے قصور سمجھ کر معاف کر دیا مگر انھیں اطمینان نہیں ہوا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جو انسان کسی کو کبھی ایذا نہیں پہنچاتا وہ خود بھی تمام تکالیف اور مصائب سے بچا رہتا ہے۔ اور انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی تھی۔ اس لیے وہ فوراً دھرم راج کے دربار میں گئے۔ دھرم راج ہندو مذہب میں بھگوان کے ہی ایک روپ مانے جاتے ہیں اور ان کا کام خیر و شر کا حساب ہوتا ہے۔ مہاتما مانڈب نے دھرم راج سے پوچھا۔

"مجھے جو پھانسی کی سزا ملی وہ کس جرم میں؟"

دھرم راج بولے۔" مہاتما آپ کی کوئی شکایت نہیں ہے مگر آپ جب بچے تھے تو آپ نے ٹڈیوں کو تکلیف پہنچائی تھی۔ اسے زندہ لکڑیوں میں دبا دیا اور اس کی موت بڑی تکلیف دہ ہوئی تھی!

بچپن کے قصور پر اتنی بڑی سزا سن کر مہاتما مانڈب کافی طیش میں آ گئے اور انھوں نے دھرم راج کو بددعا دے دی۔

"آپ انسان کی کمزوری اور مجبوری سے ناواقف رہے ہیں۔ اس لیے آپ کے یہاں صحیح انصاف نہیں ہوتا۔ آپ کو دنیا میں شودر کے پیٹ سے جنم لینا ہوگا اور دنیا کی ساری پریشانی اٹھانی ہوگی تاکہ آپ انسانی مجبوری اور بے کسی سے واقف ہو سکیں؛"

اسی بددعا کی وجہ سے دواپر جگ میں دھرم راج ایک شدر کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور ان کا نام وِدُر پڑا۔ یہ دچتر ویرج کی دائی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اس طرح یہ دھرت راشٹر اور پانڈب کے ایک طرح سے بھائی ہی ہوئے

ودر کی ذہانت، معاملہ فہمی، اور خودداری سے اس وقت کے مشہور شہنشاہ دھرت راشٹر کافی متاثر ہوئے اور انھوں نے انھیں اپنا خاص وزیر مقرر کر لیا۔ مہاتما وِدُر بادشاہ کو ہمیشہ نیک رائے دیتے رہے اور رعایا کافی خوش اور مطمئن رہی۔

پانڈب کی موت کے بعد دھرت راشٹر بادشاہ ہوئے تھے۔ وہ پیدائشی نابینا تھے۔ ان کے دریودھن وغیرہ سو لڑکے تھے جو گاندھاری سے پیدا ہوئے تھے۔ گاندھاری بہت ہی عبادت گذار عورت تھی۔ شنکر جی نے خوش ہو کر اسے سو بیٹوں کی دعا دی تھی۔

پانڈو کے ارجن وغیرہ پانچ بیٹے تھے۔ اس طرح سلطنت کے حقدار کورو کے ساتھ پانڈو بھی تھے۔ تاریخ میں دھرت راشٹر کی اولاد کورو اور پانڈو کی اولاد پانڈب کے نام سے مشہور رہے۔

کورو پانڈب کو حق دینا نہیں چاہتے تھے اور پانڈوں کی جان کے دشمن بھی بنے ہوئے تھے۔ مہاتما وِدُر جیسے بھگوان بھگت آدمی کے لیے یہ بات سوہان روح تھی وہ کوروں کو سمجھاتے رہتے تھے اور پانڈوں کا ہر ہر قدم پر خیال رکھتے تھے۔

کوروں نے پانڈوں کو جوئے میں ہرایا، جنگل بھجوایا زہر دیا اور اس کے باوجود بھی جب اطمینان نہیں ہوا تو زندہ جلا کر ختم کر دینے کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبے کے تحت مخصوص کاریگروں کے ذریعہ ایک لاہ کا مکان تیار کروایا جو

> وعدہ خلافی، عہد شکنی کی تو قرآن پاک نے بھی روک تھام کی ہے۔ اس لیے قوموں کی اجتماعی زندگی میں بھی، انفرادی حالات میں بھی مستقل نظامِ اخلاق کی ضرورت ہے کیوں کہ انھیں بنیادوں پر قوموں کی زندگی کی عمارت کھڑی ہے۔ تمدنی، اخلاقی اور معاشرتی اصول ہی زندگی کو کامیاب و کامران بنانے کی ضامن ہیں۔
>
> (پلٹنے لنشر)

جوآسانی کے ساتھ جل سکتا تھا اور اس مکان میں پانڈوں کو بھجواتا تھا۔

مہاتما ودر کو جب یہ خبر ملی تو وہ کافی پریشان اور غمگین ہوئے۔ وہ پانڈوں کو خبردار کرنا چاہتے تھے مگر مناسب موقع نہیں ملتا تھا۔ لاہ کے گھر میں پانڈوں کی روانگی کا وقت ہو رہا تھا۔ کورو اور پانڈو دونوں جمع تھے۔ ودر نے ایک سرسری نگاہ حاضرین پر دوڑائی اور جب انھیں اطمینان ہوگیا کہ یہاں پر عربی جاننے والا اور کوئی نہیں ہے تو وہ یودھشٹر سے عربی میں بولے۔

"عقلمند کے لیے دشمن کا راز جاننا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اپنی جان کی حفاظت بھی ایمان کی پہچان ہے۔ لوہے کے ہتھیار کے علاوہ بھی دیگر چیزیں انسان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں یہ کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔ تم لوگوں کو جلا کر مار ڈالنے کے لیے دشمن نے آسانی سے جلنے والی چیزوں کا مکان بنایا ہے جس میں تم لوگ جا رہے ہو۔ یہ صحیح ہے کہ آگ بہت ہی خطرناک چیز ہوتی ہے۔ وہ جنگل کا جنگل جلا ڈالتی ہے مگر سوراخ کے اندر رہنے والے جانوروں کا وہ کچھ نہیں بگاڑتی۔ میں نے تم لوگوں کی حفاظت کے لیے ایک سرنگ بنا دیا ہے تم لوگ اسی کے اندر چلے جانا۔ اور اسی راہ سے جان بچا کر باہر نکل جانا۔ سمت کا پتہ پہلے ہی لگا لینا۔ تاکہ جان بچانے میں آسانی ہو۔ تم کو وہاں جانے سے انکار بھی نہیں کرنا ہے۔ اور جان بچا کر بھاگنا بھی ہے۔ گھومنے سے راہ کا علم ہو جائے گا اور ستاروں سے سمت کا۔ غصہ اور حسد و بغض کو کبھی اپنے دل میں جگہ نہیں دینا اور اس راز کو ہمیشہ راز رکھنا۔"

اس طرح پانڈوں کی جان مہاتما ودر نے بچادی اور کوشاں رہے کہ پانڈوں کو حقوق مل جائیں۔

مگر دنیا کی تاریخی جنگ مہابھارت ہونی ہی تھی۔ اس لیے ہو کر رہی اور جنگ میں کوروں کا خاتمہ ہوا۔ ودر جنگ میں غیر جانب دار رہے۔

جنگ مہابھارت میں شری کرشن جی نے ارجن کو جو پیغام دیے وہ گیتا کے نام سے مشہور ہیں۔ اور قبل از جنگ ودر جی نے دھرت راشٹر کو جو نصیحت کی وہ ودر نتی کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ یہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور ادیوگ پرب میں ہے۔

شری کرشن جی مہاتما ودر کی کافی عزت کیا کرتے تھے وہ جب پانڈوں کے سفیر بن کر ہستناپور گئے تو وہ ودر کے ہی مہمان بنے۔ جبکہ دیور دھن انھیں اپنا مہمان بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔

دنیا سے بے زار ہو کر بعد میں مہاتما ودر عبادت کے لیے جنگل میں پناہ گزین ہوئے اور وہیں ان کی روح پرواز کر گئی۔ عربی زبان کی تاریخ مہاتما ودر کی احسان مند ہے۔ اور عرب و ہند کے تعلقات کافی پرانے ہونے کا زندہ جاوید ثبوت بھی ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

فضل الرحمن ہاشمی
فاطمی لائبریری، پوسٹ پاناپور
دایا منجھول ضلع بیگوسرائے (بہار) ۸۵۱۱۲۷

بے معنویت

بہت دن ہوتے ایک نظم سامنے آئی اور اچانک سوالوں کے کئی در گھپ اندھیرے میں روشن کر گئی۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ کسی کتاب کا کوئی جملہ، کوئی کہانی یا نظم یا شعر، یا کوئی چھوٹی سی، بظاہر غیر اہم سی واردات ایک انکشاف بن جاتی ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ انکشاف کسی انوکھے رمز یا کسی غیر معمولی حقیقت کا آئینہ بن جائے۔ کسی جانی بوجھی مانوس سچائی کا یکایک حواس پر وارد ہونا بھی ایک طرح کا انکشاف ہی ہے۔ ایسی صورت میں انسان پر اس کے کسی گہرے یا ساتھ لگے ہوئے سوال کا جواب نازل نہیں ہوتا بلکہ ہوتا یہ ہے کہ وہی سوال جس کی رفاقت اس کی روح کو ہراساں رکھتی ہے ایک نئی ہیئت میں، لفظوں یا آوازوں یا مناظر کی ایک نئی ترتیب کے ساتھ احساس کی تختی پر ابھر آتا ہے اور دیکھتے دیکھتے ایک ننھا سا لفظ سورج بن جاتا ہے۔ وہ سوال جواب تک ذہن کے کسی دور دراز علاقے میں، حواس کے کسی نیم روشن قریے میں چھپا بیٹھا تھا دفعتاً سارے کا سارا وجود اس کی مسلسل بڑھتی پھیلتی دھوپ میں نہا جاتا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت اس نظم کو پڑھ کر بھی ہوئی۔ اس تجربے میں آپ کو شریک کرنے کے لیے نظم کے چند آخری مصرعے سناتا ہوں:

کوروں کی پانڈوں کی جنگ، بیر جیالے جواں
موت کے جھنڈے لیے۔ آگ کے رتھ پہ سوار
آگ کی اور خون کی بہتی ہوئی ندیاں
نینوا، الجیریا، کانگو اور کوریا
جلتے ہوئے شہر اور جلتی ہوئی بستیاں
علم ارسطو تمام سیل سکندر میں گم
والیتر، بوعلی، بے وطن و در بہ در
لارڈ رسل، سارتر، فکر غلط بے اثر
رابعہ و طاہرہ بن کو بسائے ہوئے
گوتم و عیسیٰ کے بت خوں میں نہاتے ہوئے
روح محمد خجل، بولہبی حکمراں
کانفرنس، مشورے، پنج شلا، یالٹا
شانتی کے نام پر اور بھی خونریزیاں
دامن تہذیب پر اور بھی گل کاریاں
اور بھی بربادیاں
پھر نئی آبادیاں
بند بھی کر لوں اگر آنکھ کی میں کھڑکیاں
وقت کے اسٹیج پر صبح ازل سے رواں
ایک سی پرچھائیاں، ایک سی پرچھائیاں

یہ اقتباس جس نظم سے ہے اس کا نام ہے ڈرامہ۔ شاعر ہیں احسن احمد اشک، جس سوال یا تجربے کی بنیاد پر یہ پورا ڈھانچہ کھڑا کیا گیا ہے، ہمارے عہد کے لیے اس کی نوعیت نہ تو انوکھی ہے، نہ غیر متوقع نہ غیر معمولی۔ لیکن یہ سوال بہت پیچیدہ، بہت ناگزیر اور مستقل ہے کہ اس کے حوالے سے ہم اپنے عہد کی مجموعی سرشت اور اس عہد کے انسان کی سانسوں کے ارتعاش کو محسوس کر سکتے ہیں۔

سہولت کے لیے ہم اس سوال کو ایک معین اصطلاح یعنی بے معنویت کے مسئلے سے منسلک کر سکتے ہیں۔ بیشتر انسانی مسائل کی طرح اس مسئلے کے باب میں بھی میں اپنے عجز کا اعتراف کرتا چلوں کہ اس مسئلے کی عمر کا تعین میں نہیں کر سکتا۔ البتہ میں اتنا جانتا ہوں کہ بے معنویت ایک احساس کے طور پر خواہ پرانے زمانوں میں بھی افراد یا افراد کی کسی جماعت کا تجربہ رہی ہو، اسے ایک مستقل اور کثیر الابعاد مسئلے کی حیثیت تاریخ و تہذیب کے ان لائق و فائق فرزندوں ہی نے دی جو جدید کہلاتے ہیں۔ گویا کہ زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ مسئلہ حل ہونے کے بجائے الجھتا گیا۔ کیسرر نے شاید غلط نہیں کہا تھا کہ "زندگی ہمیشہ سادگی سے پیچیدگی کی طرف بڑھتی ہے اور ایسا کچھ کسی حادثے کا عمل نہیں بلکہ فطرت کے فولادی قوانین کا نتیجہ ہے۔"

ہمارے عہد کو سماجی مفکروں نے جو نام دیے ہیں ان میں ایک معروف نام بے معنویت کا عہد بھی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں بے معنویت زندگی کے کم و بیش تمام

شمیم حنفی

شعبوں کے ایک اسلوب کی حیثیت اختیار کر چکی۔ اس کی حدیں ان تمام دائروں سے جا ملی ہیں جن میں انسانی توانائی اور سرگرمی کا اظہار ہوتا ہے۔ سو اس کے مفہوم کی سطح سماجیاتی بھی ہے، سیاسی بھی، مادّی بھی اور تخلیقی بھی۔ بقول شپنگلے اس عہد کی آگہی کا نقطہ عروج یہ ہے کہ اس عہد کا انسان یہ جانتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ ظاہر ہے کہ یہاں جاننا معلومات حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ سماجی مفکر اس حقیقت پر اعداد و شمار یا فقہی مباحث اور بے روح علمی اصطلاحات کے ذریعہ روشنی ڈالیں گے۔ میں اس نکتے کی وضاحت کے لیے اقبال کے چند اشعار سے مدد لوں گا کہ ان میں ایک کلّی ادراک کا احاطہ ایک جذبہ انگیز پیرائے میں کیا گیا ہے اور مسئلے کی انسانی سطح جو دراصل اس کی اساسی سطح ہے اچھی طرح روشن ہو گئی ہے۔ وہ اشعار یوں ہیں:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

اس فارسی نے اس کے عمل کی تمام صورتوں کو معنی و مفہوم کے جوہر سے محروم کر دیا ہے۔ اس کی مثال راشد کے لفظوں میں ایک ایسے آئینے کی ہے جو حس و خبر سے عاری ہے اور آزمائش یہ آن پڑی ہے کہ اس کے نابود کو ہست کیوں کر بنایا جائے۔

آئینہ ایک پراسرار جہاں میں اپنے
وقت کی اوس کے قطروں کی صدا سنتا ہے
عکس کو دیکھتا ہے اور زباں بند ہے وہ
شہر مدفون کے مانند ہے وہ
اس کے نابود کو ہم ہست بنائیں کیسے
آئینہ حس و خبر سے عاری

ایک اور نظم میں راشد نے اس کیفیت کو یوں بیان کیا ہے:

متن کے سب حاشیے
جن سے عیش خام کے نقش پا بنتے رہے
اور آخر بُعد جسموں میں سرِ مو بھی نہ تھا
جب دلوں کے درمیاں حائل تھے سنگیں فاصلے
قرب چشم و گوش سے ہم کون سی الجھن کو سلجھاتے رہے
کون سی الجھن کو سلجھاتے ہیں ہم
شام کو جب اپنی غم گاہوں سے دزدانہ نکل آتے ہیں ہم۔
زندگی کو تنگنائے تازہ تر کی جستجو
یا زوالِ عمر کا دیو سبک پا روبرو
یا انا کے دست و پا کو وسعتوں کی آرزو
کون سی الجھن کو سلجھاتے ہیں۔

غرضیکہ انسان یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کون سی الجھن کو سلجھانے میں لگا ہوا ہے۔ اس نے جو مادّی کامرانیاں حاصل کی ہیں اور تعقل کے شہر طلسمات میں اپنی برتری اور برگزیدگی کے جو علم نصب کیے ہیں ان کے نتیجے میں اس کی روح کو بھی کچھ سکون میسر آنا چاہیے تھا۔ لیکن یہاں تو معاملہ ایک دم ہی الٹ گیا ہے۔ وہ جتنا مہذب ہوتا جا رہا ہے، اسی تناسب سے میکانیکی ہوتا جا رہا ہے۔ تعلق تجارت ہے، عشق مصلحت، باہمی یگانگت کا تصوّر محض ایک فریب۔ بدن کو آسائشوں کی غذا ہر آن ملتی رہتی ہے لیکن روح کی پیاس ہے کہ بڑھتی ہی جاتی ہے۔ پرانی قدروں میں کچھ معنی نہیں رہ گئے۔ نئی ابھی وضع نہیں کی جا سکی ہے۔ اس طرح زندگی گذارنا ویسا ہی ہے جیسے دھواں دار بارش میں انسان چھتری کے بغیر کھڑا ہو اور اس امید کے سحر میں مبتلا ہو کہ وہ بھیگ نہیں رہا۔

عام انسان یہی سمجھتے ہیں کہ ان کے مسائل کی دوڑ صرف ان حدوں تک ہے جو جاگتی آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ زندگی کی جہد و کاوش انھیں اتنا مصروف رکھتی ہے کہ روح کے خسارے کا انھیں دھیان نہیں آتا۔ لیکن معاشرے کا وہ طبقہ جسے ہم بے چہرہ و بے ذہن اکثریت کے مقابلے میں ایک ہوش مند اور اسی تناسب سے افسردہ و منفعل اقلیت کا نام دے سکتے ہیں مادّی کامرانیوں کے ہجوم میں بھی رہ رہ کر انسان کے اخلاقی انحطاط اور روحانی جذباتی، جمالیاتی زوال کی آواز اٹھاتا رہتا ہے۔ اب اس ستم ظریفی کا کیا جواب کہ بہت سے لوگ اس بدنصیب اقلیت کو بے معنویت کی تبلیغ و ترویج کا قصوروار ٹھہرا لیتے ہیں۔ اس حقیقت سے وہ بے نیازانہ گذر جاتے ہیں کہ بے معنویت کا احساس بالواسطہ طور پر معنی کی ایک دل گداز اور روح فرسا جستجو ہی کی زمین سے پھوٹتا ہے۔ وہ جو زندگی کے مفہوم و معنی کا کوئی شعور ہی نہ رکھتا ہو چہار سو پھیلی ہوئی بے معنویت کی دھند سے بھی غافل ہی رہے گا۔

کامیو نے کہا تھا "اس سوال پر حیرانی ضروری بھی ہے اور مناسب بھی کہ کیا واقعی زندگی کچھ معنی رکھتی ہے۔ اس کا خیال تھا کہ زندگی سے وابستہ سوال میں یہ سوال سب سے اہم سوال ہے۔ آج انسان یہ جانتا ہے کہ اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی ہاتھ نہ آئے گی۔ چنانچہ ایک عظیم تر اور ارفع تر زندگی کا تصوّر اس کے لیے بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ اس کے ساتھ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ زندگی جیسی کہ آج ہے۔ یعنی اقدار اور خوابوں اور امیدوں اور نیک اندیشوں سے بالکل تہی۔ اس کے لیے ایک ناقابل برداشت بوجھ بن گئی ہے۔

اس صورت حال میں بقول کامیو، زندگی کی حدود سے آگے موت کے پُراسرار دھندلکوں میں نجات کی جستجو بھی، دراصل اپنی اپنی بے معنویت کو معنی کی دہلیز تک پہنچانے کی ایک دیانت دارانہ تلاش ہے۔ اس کے لفظوں میں:

"اپنے ہاتھوں اپنی جان لینا ایک نوع کا اعتراف ہے۔ اس امر کا اعتراف کہ زندگی کا بوجھ ناقابل برداشت ہو چلا ہے یا یہ کہ ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں"

انسان کے لیے اس سے بڑا عذاب کیا ہوگا کہ وہ حیرت اور مسرت کے احساس سے یکسر بیگانہ ہو جائے۔ اس عہد کا المیہ یہ ہے کہ حسوں میں وہ پہلی سی تاب باقی طلب باقی نہیں رہی۔ آنکھ کسی نظارے پر حیران نہیں ہوتی اور دل کسی لمحہ کی شادابی پر مسرور نہیں ہوتا۔ ایک معمول زدہ تمدن کی بے کیفی اور بے کلی نے زندگی کے تمام چہکتے اور چمکتے ہوئے نقوش پر لاتعلقی کے پردے ڈال دیے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کا جواب سماجیات کے ماہرین دیں گے۔ لیکن اس صورت حال نے بے معنویت کی جس کیفیت کو جنم دیا ہے اس کو پہچاننے کے لیے شعر و ادب، فنون لطیفہ اور افکار و عقائد کے کئی دائروں پر نظر ڈالی جا سکتی ہے۔ مجھے اس صورت حال کی حقیقت سے انکار نہیں لیکن میرے نزدیک اس سے بھی اہم تر حقیقت یہ ہے کہ انسان آج بے معنویت کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے بالواسطہ طور پر معنی کے حصول کی ایک طویل اور زندہ و تابندہ جد و جہد کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اسی جد و جہد میں آدم نو کی نجات کا رمز چھپا ہوا ہے۔ اس انکار کا خاتمہ ایک نئے اقرار پر، اس نفی کا راستہ اثبات کے ایک نئے موڑ پر ہوگا کہ ماضی کے بجائے مستقبل پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔ سلیم الرحمن کے لفظوں میں:

میں ان میں نہیں ہوں جو ہوں گے
میں اپنے سوال کی زنجیر میں قید ہوں
اور انکار کے رات دن سے گذرتا ہوں
میرے لیے معجزے اور پرانی کتابوں لکھی ہوئی ساری سچائیاں مردہ نسلوں کی تاریک قبروں پر مٹتی ہوئی تختیاں ہیں
مجھے اپنے اجداد کی ہڈیوں میں کبھی زندہ ہونے کی خواہش نہیں ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

شمیم حنفی
جامعہ ملیہ اسلامیہ
جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵-۱۱۰۰

متکلم ہندوستانی فلموں کے پچاس سال

نعمان سیّد

ہندوستانی فلمی صنعت کا پچاس سالہ عہد سنہ ۱۹۳۱ء سے سنہ ۱۹۸۱ء تک اپنی تاریخ کا گویا نصف دائرہ ہے۔ یہ نصف دائرہ اپنے نقطۂ آغاز سے سنہ ۱۹۸۱ء کے اختتامیہ تک ایک طرح سے بقول حفیظ جالندھری ع

نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

فلمی صنعت کے وجود میں آنے سے لے کر اس وقت تک ایک پوری ردّ و قبول کی تاریخ ہے۔ جس کا تفصیلی جائزہ اس مختصر سے وقت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جدید سائنس کی اس بے حد مقبول اور ہر دلعزیز صنعت نے جس طرح جنم لیا۔ کیسے گھٹنوں گھٹنوں چلنا سیکھا۔ اور پھر کس طرح یہ پورے اعتماد کے ساتھ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوئی یہ ایک حیرت انگیز اور کسی حد تک تاریخی تجزیہ ہوگا۔

فلمی صنعت کے مکمل طور پر وجود میں آنے سے قبل وہ کیا حالات تھے جنھوں نے اس صنعت کے لیے فضا ہموار کی اور اتنی جلدی دنیا کے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کے روبرو پوری خود اعتمادی کے ساتھ آنکھیں ملا کر بات کرنے کا اہل بنا دیا۔ فلمی صنعت کے سب سے مشہور عالمی مرکز ہالی وڈ کے مقابلے میں ہندوستانی فلموں کا معیار فنی اور تکنیکی سہولیات کی کمی کے باوجود عالمی فلم سازی کے میدان انیس بیس ہی ہے اور کہیں کہیں یہ معیار ایک دوسرے کے قطعی مقابل ہے۔ اس طرح ہندوستانی فلمی صنعت اپنے شاندار ماضی کے ساتھ اپنی حالیہ کارکردگی پر بھی بجا طور پر فخر کر سکتی۔ اور کسی طرح بھی اس کی خود اعتمادی اور وقار کے مجروح ہونے کا سوال نہیں اٹھتا۔

ابتدا میں دنیا کی تمام ایجادات جو آج بے حد مقبول و مشہور اور انسانی زندگی میں ضرورت کا درجہ اختیار کر گئی ہیں بسا اوقات مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہیں اور موجدین کو طرح طرح کے مصائب کے ساتھ طنز و تشنیع کے نشتروں کے ساتھ۔ پاگل اور بے وقوف ہونے کے کتنے بھی ملے ہیں لیکن رفتہ رفتہ ارتقار کے اس سفر میں جب انھیں ایجادات نے اپنی اہمیت ضرورت اور افادیت کا لوہا منوا لیا تو [illegible] انھیں پاگلوں اور بے وقوفوں کو سر پر بٹھایا [illegible] ناہمیوں کا ازالہ طرح طرح سے ان کو [illegible] کر کے کیا گیا۔

یہی حال فلمی صنعت کے [illegible] ہے کہ فوٹوگرافی ہی اس صنعت کے [illegible] ہوئی۔ اس لیے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے [illegible] صنعت کا نقطۂ آغاز ہے۔ اور تمام [illegible] فلم سازی کے میدان میں اپنا ڈیرا [illegible] جمائے ہوئے ہیں ان کی حیثیت اس [illegible] ہوگی۔ ظاہر ہے کہ بہت سی چیزیں اس [illegible] ہوئی ہوں گی۔ آواز کو قید کرنے کا [illegible] ہوا تو ایک اور سنہری دور شروع ہوا۔ ابتدائی [illegible] تمام تکنیکی خامیاں تھیں جو بعد کو درست [illegible] ہر ایجاد کی ابتدا میں ہوتی ہیں۔

اس طرح ہندوستانی فلمی صنعت [illegible] کا آغاز ہوگا تو ہمیں ابتدا میں خاموش فلمیں [illegible] وقت تک آواز کو فوٹوگرافی کے ساتھ [illegible] ایجاد نہیں ہوا تھا۔ بے آواز فلمیں وہ [illegible] دلہن تھیں جو اپنی رعنائی اور دلبری میں تو [illegible] لیکن گونگی تھیں۔ وہ اپنے ناظرین کے لیے [illegible]

متکلم ہندوستانی فلموں کی گولڈن جبلی کے سلسلے میں بمبئی میں منعقد ایک تقریب کا آغاز، ہندوستان کی پہلی متکلم فلم کی ہیروئن [illegible] دیا روشن کر کے کیا۔ تصویر میں شری وسنت [illegible] اور جی پی سپی کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

[illegible] ان سے جذبات و احساسات کا اظہار کرنے [illegible] ناظرین بہت بڑی [illegible] گونگی فلموں کی اس مجبوری کو [illegible] شدت سے محسوس کیا تھا [illegible] خوبصورت دلہن کو آواز [illegible]

[illegible] بولتی فلموں کا [illegible] سنہ ۱۹۳۱ء سے شروع [illegible] وجود میں آئی۔

[illegible] خوبصورت فلم تھی جس کی فنکاسی [illegible] اور ڈائیلاگ [illegible] ناظرین کا دل موہ لیا۔ اور فلمی ناظرین [illegible] اپنی فلمی صنعت کا وہ سفرنامہ [illegible] جو آج ایک شاندار ماضی پر ایک سنہری عہد کی طرح پھیلا [illegible] پہلی بولتی فلم کا [illegible] کا راجہ کیوں نہیں۔

[illegible] ۱۹۳۱ء میں بنی تھی۔ اس [illegible] ہندوستان میں اس [illegible] ڈراموں کا [illegible] دور رہا تھا اور مختلف تھیٹر عوام [illegible] کا سامان فراہم کرتے تھے۔ ڈرامہ اپنے فن کی انتہائی [illegible] ضروریات کے مطابق ترقی کی منزلیں طے کر رہا [illegible] ڈرامہ نگار [illegible] لکھتے تھے پنجاب سے شمالی [illegible] سرحد [illegible] اردو تہذیب کا عروج تھا۔ اردو [illegible] دونوں کی مشترکہ زبان تھی اور دونوں طبقوں میں [illegible] اس کا چلن تھا۔ آغا حشر کاشمیری کے ڈرامے [illegible] داد تحسین وصول کر رہے تھے۔ منشی تیرتھ رام فیروز [illegible] ناولوں [illegible] سرشار کے افسانوی کرداروں [illegible] آبادی، چکبست لکھنوی، [illegible] گوپی ناتھ امن [illegible] لعل۔ وال۔ کی شاعری کے سکّے دلوں پر چل [illegible] اس پس منظر کی روشنی میں دیکھا جائے تو پہلی [illegible] سفرنامہ عالم آرا نے لکھا تو یقیناً سماجی تقاضوں کا آئینہ [illegible] حالات و واقعات کی پے در پے تبدیلیاں [illegible] ارتقائی سفر کی داستاں گو ہیں تو دوسری جانب فلمی صنعت میں اس سیاسی اور سماجی پس منظر کی بھی وضاحت

کرتی ہیں جن میں بعد کو ہندوستان کی اس مشترکہ تہذیبی زبان کا نام لینا ممکن نہ رہا۔ اگرچہ کامیاب فلموں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ان کی کامیابی کا بیشتر سہرا اسی مشترکہ تہذیبی زبان کا عطیہ ہے۔ اور یہ صورت حال ہنوز قایم ہے۔ آج بھی نہایت کامیاب فلمیں اس مشترکہ تہذیبی زبان میں لکھی جا رہی ہیں۔ اور اس مشترکہ تہذیبی زبان کی شاعری عوام کے دلوں میں کیف و سرور کی دنیائیں آباد کیے ہوئے ہے۔

دادا صاحب پھالکے، چندو لعل شاہ، ششدھر مکھرجی گیان مکھرجی، سہراب مودی، محبوب، باسو بھٹاچاریہ، وی شانتارام، گرودت، راما نند ساگر، کے۔ آصف، جیسے تاریخی فلم سازوں سے لے کر تاراچند برجاتیہ، بی۔ آر۔ چوپڑہ، راجکپور، راج کھوسلہ، من موہن ڈیسائی، جے اوم پرکاش، بی۔ آر۔ اشارہ، ایم۔ ایس۔ رویل، خواجہ احمد عباس، ایم ایس ستھیو، راجندر سنگھ بیدی، کمال امروہوی، دیو آنند، شیریار، ستیہ جیت رے، یش چوپڑہ، گلزار، اسمٰعیل شروف، شیام بینگل رابندر دھرم راج، مظفر علی، گووند نہالانی تک تاریخی فلم سازوں کا ایک زبردست حلقہ ہے جس کی تعمیر اور تجریدی فنی صلاحیتوں نے فلمی صنعت نے چار چاند لگائے ہیں۔ ان فلم سازوں کی عالمی مقبولیت اور شہرت ان کا تکنیکی شعور عوامی مزاج کی پرکھ اور وہ سیاسی و سماجی بصیرت ہے جس نے وقت کی ہر لہر کو کبھی تجارتی نقطۂ نظر سے اور کبھی خالص فنی نقطۂ نظر سے دیکھا، پرکھا اور عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔

ردّ و قبول کا فیصلہ عوام کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور عوامی شعور زیادہ قابل اعتماد نہ سہی لیکن اس صنعت کی کامیابی میں مکمل تعاون عوام ہی کا شامل ہے۔ اس طرح عوام کے مختلف طبقات میں ہر فلم کا یکساں طور پر مقبول ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ پھر بطور خاص وہ فلمیں جو عوامی سطح سے بلند ہو کر معیاری واقعات اور کرداروں کی عکاسی کرتی ہیں ان کی کامیابی مشکوک ہوتی ہے۔ کبھی کبھی یہ فلمیں عام تجارتی فلموں سے زیادہ کامیاب ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی ان کی قسمت میں انتہائی ناکامی آتی ہے۔ ایسی صورت میں فلمسازوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ابتدا سے ہی ایسی فلمیں بنانے میں زیادہ سرگرم رہا ہے جن کو عوامی سطح پر زیادہ سے مقبولیت حاصل ہو۔ اور ان کی فنی اور معیاری حیثیت بھی مجروح نہ ہو۔

اپنے عہد کی ایسی تاریخی فلموں میں جو گذشتہ پچاس سالہ دور کا تاریخی سرمایہ ہیں امرت منتھن، دیوداس، اچھوت کنیا، عورت، انمول گھڑی، پکار، رام راجیہ، قسمت، دھرتی کے لال، شاہجہاں، چندر لیکھا، سیندور، سہاگ رات، انداز، محل، آوارہ، بیجو باورا، دو بیگھہ زمین، مدر انڈیا، پیاسا کاغذ کے پھول، مغل اعظم، آن، رستم و سہراب، قاتل، پتنگ، بھروسہ، میرے محبوب، سنگم، تین دیویاں، انورادھا گنگا جمنا، میرے حضور، قانون، شہر اور سپنا، یادیں، سارا آکاش، صاحب بی بی اور غلام، آنند، چیتنا، گرم ہوا، شعلے، خوشبو، دستک، موسم، امر اکبر انتھونی۔ گمن کبھی کبھی، شطرنج کے کھلاڑی، جنون، قربانی، آکروش انصاف کا ترازو، سلسلہ، جیسی فلمیں ہیں جو تجارتی اور فنی سطح پر عوام کے مختلف طبقوں میں بیشتر یکساں طور پر اور بعض بعض کچھ مخصوص طبقات میں بے حد پسند کی گئی ہیں۔

ان فلموں کے ساتھ گذشتہ نصف صدی کی سلسلہ وار تاریخ ہے جو اپنے تکنیکی معیار کی متواتر ارتقائی داستان بھی ہے اور فنی صلاحیتوں کا ایک ایسا آئینہ بھی جس میں فلمی صنعت کے شب و روز کی انتھک جدوجہد صاف دکھائی دیتی ہے۔

ان فلموں میں تاریخی، واقعاتی، تفریحی، اور بعض کسی حد تک تجرباتی فلمیں ہیں جن کے ذریعہ عوامی شعور کی سب سے اہم اور دلچسپ عوامی میڈیا کے ذریعہ حقائق سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض فلمیں تجرباتی بھی ہیں یہ تجرباتی فلمیں ناظرین کو اس طرح تو متاثر نہیں کر سکیں جس طرح تاریخی یا تفریحی فلمیں کرتی ہیں لیکن فلمسازوں نے بہت بڑا رسک لے کر فلمی صنعت کی تاریخ میں بعض نئے سنگ میل ضرور نصب کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ یہ کوششیں کہیں کہیں کامیاب بھی ہوئی ہیں۔ اور کہیں انھیں ناکامی کا منہ بھی دیکھنا پڑا ہے۔

ظاہر ہے کہ فلمی صنعت میں ہر لمحہ خسارے کی تلوار فلمسازوں کی گردن پر لٹکتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں فلم کا ناکام ہو جانا فلمسازوں کی موت سے کم نہیں ہوتا۔ بہت سے فلم ساز تو ان تجربات سے جانبر ہی نہ ہو سکے۔ اور جو اس مقتل سے جان سلامت بچا لائے انھوں نے دوبارہ تجربہ کی اس دشوار گذار وادی میں قدم رکھنے کی ہمت نہ کی۔ اس کی بہت صاف وجہ یہ بھی ہے کہ ایک فلم سے کئی زندگیوں کا سلسلہ جڑا ہوتا ہے اور کبھی کبھی تو نئی فلم سے کئی لوگوں کا حرف آغاز لکھا جانا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں اگر فلم ناکام ہو جاتی ہے تو دوبارہ اس تجربے کو دہرانے کی کوئی فلمساز اپنے اندر ہمت نہیں پاتا اور اس طرح کبھی کبھی بہت زیادہ باصلاحیت فنکاروں کا پہلی منزل پر ہی حرف آخر لکھ دیا جاتا ہے۔ نصف صدی کے اس سنہرے دور سے ایسے ہی کتنے فلم سازوں، ہدایت کاروں، اداکاروں کے عروج و زوال کا ایک تاریخی سلسلہ ہے جس کی تفصیل اور وضاحت کے لیے کافی وقت چاہیے۔

جن قابل ذکر فلموں کا نام ابھی لیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ علم و ادب کی بعض ایسی قدآور شخصیات کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو فلمی دنیا سے باہر بھی اپنا ایک وقار رکھتے ہیں ایسے لوگوں میں علامہ آرزو لکھنوی، جوش ملیح آبادی، شاہد لطیف، سعادت حسن منٹو، خواجہ احمد عباس، عصمت چغتائی راجندر سنگھ بیدی، اوپندر ناتھ اشک، مہندر ناتھ، کرشن چندر نخشب، شکیل بدایونی، راجہ مہدی علی خاں، ساحر لدھیانوی مجروح سلطانپوری، اختر الایمان، علی رضا، کیفی اعظمی، جینندر جین، اندر راج آنند، ابرار علوی، احسن رضوی، جاں نثار اختر ڈاکٹر راہی معصوم رضا، ذرّہ عزیز قیسی کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں میں سے تقریباً سب لوگ فلم میں آنے سے پہلے اپنے علمی اور ادبی معیار و وقار کو مطمئن کر چکے تھے۔ فلموں میں ان کی دلچسپی محض اقتصادی نقطۂ نظر سے تھی اور ہے لیکن ظاہر ہے یہ وہ ذہن و دماغ ہیں جن کی صلاحیتیں فلمی صنعت میں برابر کی معاون ہیں اور اپنے خوبصورت انداز تحریر (مکالموں اور گیتوں) کے ذریعہ تجارتی سطح پر کامیاب بنانے میں ان سبھی حضرات کے نام بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔

اسی طرح اداکاری کے میدان میں بھی بہت سے ایسے اداکار آئے جن کی مقبولیت اسٹیج پر بھی تھی اور فلم میں بھی انھوں نے اپنی بہتر کارکردگی کی وجہ سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ایسے لوگوں میں پرتھوی راجکپور، ماسٹر نثار بلراج ساہنی، کنہیا لعل، نانا پلسیکر، ڈیوڈ، سہراب مودی آغا، پرانے زمانے میں اور سنجیو کمار، راجیش کھنہ، ڈاکٹر شری رام لاگو، ستین کپو، نصیر الدین شاہ، راج ببر، یونس پرویز رام سیٹھی، نئے زمانے میں براہ راست اسٹیج کی دنیا میں اپنا نام اور مقام بنانے کے بعد فلموں میں آئے اور یہاں بھی اپنا وقار قایم رکھا۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کی اداکاری تاریخی ترتیب کے ساتھ دلوں پر راج کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ ایسے ناموں میں۔

موتی لعل، ماسٹر نثار، شیام، رنجن، مہی پال، رحمان، سنتوش، راجکپور، دلیپ کمار، منوج کمار، دیو آنند، اشوک کمار، پریم ناتھ، تیواڑی، کے۔ این۔ سنگھ، راجندر کمار، پردیپ کمار بھارت بھوشن، گرودت، جیون، پران، اجیت، راج کمار، شمی کپور، راجیش کھنہ، دھرمیندر، ونود کھنہ، امیتابھ بچن، سنجیو کمار، ششی کپور، شتروگھن سنہا، نصیر الدین شاہ، راج ببر، فاروق شیخ، امول پالیکر، دیپک پراشر، اور تازہ ترین ہٹ ہیرو کمل ہاسن شامل ہیں۔

اسی طرح فلمی ہیروئنوں میں ثریا، لیلا چٹنس کامنی کوشل، شوبھا کھوٹے، نروپا رائے، للیتا پوار، چاند عثمانی، گلو، نادرہ، کلپنا کارتک، مدھوبالا، نمی، صبیحہ، نرگس شیاما، راگنی، نسیم بانو، بینا رائے، نندہ، وجینتی مالا، مالا سنہا مینا کماری، سعیدہ خان، وحیدہ رحمان، آشا پارکھ، ممتاز، سادھنا، یوگیتا بالی، سائرہ بانو، نوتن، اور آج کے دور میں ہیما مالنی، ریکھا، زینت امان، نیتو سنگھ، رینا رائے، ارونا ایرانی، سمی گریوال، رامیشوری، پونم ڈھلوں، جیہ بہادری پروین بابی، شبانہ اعظمی، پدمنی کولہاپوری۔ رتی اگنی ہوتری سمیتا پاٹل جیسے خوبصورت ناموں سے فلمی تاریخ کا نصف دائرہ جگمگا رہا ہے ان حسین ترین چہروں میں سے بعض کے گرد وقت کی گہری پرچھائیاں دکھائی دینے لگی ہیں اور بعض اب اس دنیا میں بھی نہیں ہیں۔ لیکن ان کا پچاس تاریخ کے پچاس سالہ عہد میں اپنی جوت جگمگا رہا ہے اور آئندہ بھی ان کی چمک دمک باقی رہے گی۔ (بمبئی سے نشر)

نعمان سید ۲/۱۹ سی۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ کالونی
سہار گاؤں، ولے پارلے (ایسٹ) بمبئی ۵۷

مشین اور انسان

باقر مہدی

آج اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مشین انسانی زندگی کا ایک لازمی جزو بن چکی ہے۔ اور اب یہ بتانا مشکل ہے کہ انسانی زندگی کا کون سا پہلو مشینوں کی دسترس سے باہر ہے۔ صحت کی حالت ہو یا مرض کی، سونا ہو یا جاگنا، سفر ہو یا قیام، انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی گھر کے کاروبار ہوں یا باہر کے۔ انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں جو مشینوں کے اثر سے خالی ہو۔ اگر ہم بغور دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ انسان نے اپنے تہذیبی سفر میں بہت عرصے قبل اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ اس کرۂ ارض پر اپنی طاقتوں کو وسعت دینے میں مشینوں کا ہی سہارا لینا پڑے گا۔ انسانی تہذیب کے اس ارتقائی سفر میں پہیے کی ایجاد سے لے کر انسان کی خلاء میں پرواز تک کی کہانی دراصل انسانی زندگی میں مشینوں کے بڑھتے ہوئے اثر کی کہانی ہے۔ ہاتھوں کو تقویت پہنچانے والی کل پرزوں کی مشینوں کی ایجاد سے لے کر انسانی دماغ کے مانند کام کرنے والی مشینوں کی ایجاد اور ان ایجادات کا انسانی زندگی پر اثر انسان اور مشینوں کے باہمی تعلق کا انتہائی دلچسپ مواد فراہم کرتا ہے۔ انسانی تہذیب کے اس سفر کی یہ کہانی جہاں ایک طرف انتہائی دلچسپ اور عقل کو حیرت میں ڈال دینے والی ہے وہاں دوسری طرف یہ کہانی انسانی زندگی کے بڑھتے ہوئے انتشار اور انسان کے بہ حیثیت مجموعی ہلاکت سے قریب آجانے کی بھی ایک لرزہ خیز کہانی ہے۔

انسانی تہذیب کے ارتقا میں مشینوں کے استعمال کی مدت ابھی بہت زیادہ نہیں ہے۔ اس کا اندازہ ہم اس طرح لگا سکتے ہیں کہ اگر ہم انسانی تاریخ کے پانچ لاکھ سال کی مدت کو پچاس برس فرض کرلیں تو گویا انسان کو انچاس برس تو محض اس منزل تک پہنچنے میں لگ گئے جب اس نے بستیاں بسا کر رہنا شروع کیا بقیہ ساری ترقی کی داستان محض ایک سال کی مدت کی سمجھی جا سکتی ہے اور اس میں سے صرف ایک ہفتہ ایسا گذرا ہے جب اس نے بھاپ سے مشین چلانے کا فن سیکھا۔ اس اعتبار سے ٹکنالوجی کی ترقی گویا کل کی بات ہے۔ اس تھوڑی سی مدت میں مشینوں نے ہماری زندگی میں جو عمل دخل حاصل کیا ہے اس کا تھوڑا سا اندازہ ان ایجادات سے ہوتا ہے۔ جو آئے دن اخباروں کی زینت بنتی رہتی ہیں اور انسانی عقل کو حیرت میں ڈالتی رہتی ہیں۔ آج اس نے نہ صرف ایسی مشینیں ایجاد کرلی ہیں جنھوں نے وقت اور فاصلے کو مختصر سے مختصر تر بنا دیا ہے بلکہ اس کی ان قوتوں کو جو قدرت نے اسے عطا کی ہیں بے اندازہ وسعت بھی دی ہے۔ اور اس کے دیکھنے سننے اور ہاتھ پیر سے کام لینے والی طاقتوں کو ہزار گنا بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ قوی تر بنا دیا ہے۔

جو چیزیں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا تھا آج انھیں وہ طاقتور خوردبینوں اور دوربینوں کی مدد سے بآسانی دیکھ سکتا ہے۔ جن آوازوں کو اس کے کان کبھی سن نہیں سکتے تھے۔ ان آوازوں کو وہ آج برقی لہروں کے ذریعہ بہ آسانی سن سکتا ہے۔ جن فاصلوں کو اس کے کمزور پیر مہینوں اور سالوں میں بھی نہیں طے کر سکتے تھے آج وہ ان کو تیز رفتار مشینوں کے ذریعہ چٹکی بجاتے طے کرنے کے قابل بن چکا ہے جن چیزوں کو اس کے ہاتھ ذرا بھی اوپر اٹھانے سے قاصر تھے انھیں آج وہ مشینوں کے ذریعہ سر بہ فلک عمارتوں کی اونچی منزل تک پہنچا سکتا ہے۔ یہ سب تو وہ مشینیں ہیں جنھوں نے اس کی جسمانی قوتوں میں اضافہ کیا ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اب وہ ایسی مشینیں بھی ایجاد کرنے پر بھی قادر ہے جو اس کے مثل اپنے دماغ سے بھی کام لے سکتی ہیں اور جن کے ذریعہ انسان ان سے ایسے بھی کام لے سکتا ہے جو اب تک عین انسانی دماغ کا طرۂ امتیاز سمجھے جاتے تھے۔ مثلاً سمجھنا، سبب دریافت کرنا۔ امتیاز کرنا۔ نتیجہ نکالنا یہ وہ ذہنی افعال ہیں جو محض انسانی عقل کے لیے مخصوص سمجھے جاتے تھے لیکن اب دماغ کی مشینوں کی ایجاد کے بعد یہ افعال بھی مشینوں کے ذریعہ انجام پا سکتے ہیں۔ آج کی اصطلاح میں ان مشینوں کو Brain Computers کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ آج کے مشینی دور کی سب سے اہم ایجاد یہ کمپیوٹرز ہیں جو اپنے افعال میں بالکل انسانوں سے مشابہ ہیں۔ ان کے طریقۂ عمل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مالک یعنی انسان کی بولی کو سن سکتے ہیں سمجھ سکتے ہیں اور دی گئی اطلاع میں حسب ضرورت تمیز کر سکتے ہیں اور جس طرح کے بھی عمل کی اس سے مانگ کی جائے اسے وہ ٹھیک ٹھیک انجام دے سکتے ہیں۔ ان کا حافظہ انسان کے حافظے سے کئی سو گنا طاقتور ہے جس کی بناء پر وہ کثیر تعداد میں دی گئی اطلاع کو اپنی یادداشت میں اس طرح محفوظ رکھ سکتے ہیں کہ جس وقت اور جس طرح انسان چاہے دی گئی اطلاع کے مطابق ان سے کام لے سکتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ ایسے حسابات جن کا جواب حاصل کرنے میں اعلیٰ سے اعلیٰ دماغ والا انسان بھی تقریباً قاصر رہ سکتا ہے چند لمحوں میں اس کے لیے مہیا کر سکتے ہیں بلکہ وہ دی گئی اطلاع کے مطابق بہت جلد صحیح فیصلہ پر بھی پہنچ سکتے ہیں۔ جیسے جیسے ان مشینوں کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے ویسے ویسے انسان کو اپنے ذہن کی بے پایاں وسعت کا بھی اندازہ ہوتا جا رہا ہے۔ کمپیوٹر کا استعمال آج نہ صرف بڑی بڑی تجارتی کمپنیاں جن کو لاکھوں اور کروڑوں کا حساب نپٹانا ہوتا ہے کر رہی ہیں بلکہ ہر شعبۂ حیات میں ان کی افادیت کا اندازہ ہوتا جا رہا ہے۔ امریکہ میں تو شادیوں کے جوڑے ملے کرنے کا کام بھی کمپیوٹر کی مدد سے لیا جاتا ہے کیونکہ انسان کو ان کے فیصلہ پر اعتبار ہے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ مرد اور عورت کے مزاج ان کی دلچسپیوں اور زاویۂ نگاہ کی بنیاد پر ہی اپنا فیصلہ دیں گے۔ خانہ داری کے کام انجام دینے کے لیے تو انسان نما مشینوں کا استعمال جنھیں غلام انسان یا Robots کے نام سے یاد کیا جاتا ہے امریکہ میں کئی برسوں سے ہو رہا ہے۔ ہمارا ملک بھی ان مشینوں کے

بنلنے میں روزمرہ کی زندگی میں ان کے استعمال میں اب پیچھے نہیں رہاہے۔ بنگلور کے Indian Institute of Science نے اب اس کمپیوٹر ایجاد کیاہے جو ایک دل کے مریض کی ہمہ وقت دیکھ بھال کرسکتاہے اور بروقت ڈاکٹر کو یہ اطلاع دے سکتاہے کہ مریض کے دل کی حالت بگڑ رہی ہے اور اگر فلاں وقت کے اندر مریض کو نہ سنبھالا گیا تو اس کی موت واقع ہوسکتی ہے۔ یہ کمپیوٹر ایک ڈاکٹر کی طرح مریض کے ایکسرے یا اس کے جسم پر دوسرے نشانات کو دیکھ کر ایک تعلیمیافتہ ڈاکٹر کے مقابلہ میں زیادہ اطلاع فراہم کرسکتاہے۔ اس کمپیوٹر کی اور بھی بہت سی صفات ہیں مثلاً یہ آپ کے انگریزی کے بولے ہوئے جملہ کو سن کر فوراً اس کا ترجمہ ہندی یا کنٹر میں کرسکتاہے۔ اس لیے کہ اس کے حافظہ میں انگریزی ہندی اور کنٹر کی ساری لغت محفوظ ہے اور وہ ایک خاص طریقے سے دیے گئے پیغام کو سن کر اور سمجھ کر اس کا ترجمہ دوسری زبان میں بہ آسانی کرسکتا۔ ان سب ترقیوں کو دیکھتے ہوئے اب کچھ ایسا اندازہ ہوتاہے کہ وہ دن دور نہیں جب انسانی ذہن کے ان کاموں کو جن کا تعلق اطلاع حاصل کرنے اور اس کے استعمال سے ہے تمام تر کمپیوٹر پر چھوڑ کر اپنے ذہن کا استعمال صرف ان اعلیٰ تخلیقی کاموں کے لیے وقف کردے گا جو کمپیوٹر کے لیے ابھی ممکن نظر نہیں آتے۔

انسانی زندگی میں مشینوں کا ایک اور اہم استعمال خلاء کے امکانات کا جائزہ ہے۔ آج ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ملکوں میں خلائی سائنس کی ترقی پر کافی زور ہے۔ نہ صرف یہ کہ ان مشینوں کے ذریعہ جو خلا میں پرواز کرسکتی ہیں۔ انسان خلاء کی وسعتوں کا قریب سے مطالعہ کرنے پر قادر ہوگیا ہے بلکہ ان کے ذریعہ وہ اپنے کرہ ارض کی بہت سی ایسی ضرورتوں کو بھی پورا کررہاہے۔ جو مشینوں کو خلا میں بغیر معلق کیے ممکن نہ تھا۔ ہندوستان کا آپیل ایک ایسا ہی حیرت انگیز خلائی مشینی کارنامہ ہے اس کی قوتوں سے کام لے کر ہم اپنے ملک کے بہت سے ترقیاتی پروگراموں کو تیزی سے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں۔

ملک میں تعلیم کو عام کرنے کا کام جو اس وقت تک ایک دشوار مسئلہ بنا ہوا تھا اب Satellites کے استعمال سے آسانی سے حل کیا جاسکے گا اور ملک کا ہر گاؤں تعلیم کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہوسکے گا۔ دوسرے ترقیاتی پروگراموں کو بھی ان مشینوں کے ذریعہ تیزی سے آگے بڑھانے میں مدد ملے گی۔ انھیں مشینوں کے ذریعہ اب انسان سمندر کے گہرے سینے کو چاک کرکے اس کی تہہ تک پہنچ گیاہے اور وہاں سے غذا اور انرجی کے نئے نئے ذرائع تلاش کرنے میں کامیاب ہورہاہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب سمندر پر جہاز ہی نہیں چلیں گے بلکہ پورے پورے شہر بھی بسائے جاسکیں گے۔ اور زمین کی تنگی کا احساس باقی نہ رہے گا۔

مشینوں کے استعمال کی یہ کہانی بہت طویل ہے دیکھنا یہ ہے کہ انسان خود اب ان مشینوں پر کس طرح اپنا قابو قایم رکھ سکے گا۔ انسان کو بے اندازہ طاقت بخشنے کے باوجود یہ مشینیں بظاہر تو اس کے دل کی دنیا کو تاریک سے تاریک تر بناتی جارہی ہیں اور اس کے اندر تنہائی، علیحدگی اور زندگی کا بے معنویت کا احساس بڑھتا جارہاہے جس کی وجہ سے روز بہ روز انسان نئے اخلاقی اور سماجی مسائل سے دوچار ہوتا جارہاہے سب سے بڑا مسئلہ جو اس وقت اس کے سامنے درپیش ہے وہ یہ کہ نوع انسانی کی مجموعی فلاح کے لیے اس جدید طاقت کا استعمال کس طرح کیا جائے خواجہ غلام السیدین کے الفاظ میں۔

"اس مقصد کے لیے نہ صرف فکر روشن کی بے بہا صلاحیت کو بیدار کرنا ضروری ہے بلکہ صحیح اخلاقی قدروں کی پابندی بھی ناگزیر ہے۔"

ورنہ خطرہ یہ ہے کہ جوہری طاقت کا دیو چشم زدن میں ہمیں نیست ونابود کردے گا، اخلاقی اور سماجی برائیاں خودغرضی، تنگ نظری، مادہ پرستی اندر ہی اندر ہمیں گھن کی طرح کھا جائیں گی۔ پچھلی نصف صدی میں انسان کے علم میں جو حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اور اس کی نت نئی ایجادوں نے جو خالص مشینی ہیں اس کی قوت میں جو زبردست اضافہ کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ وہ اس علم اور قوت سے کام لینے میں اور بھی زیادہ احتیاط برتے اور اپنی عقل کی روشنی میں اپنے دل کی دنیا کو بھی منور رکھے ورنہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ مشینیں خود انسان کی انسانیت کو کچل کر رکھ دینگی۔ اور جن کی ایجاد میں اس نے عقل کی توانائی کا مظاہرہ کیا ہے اس کو خود اپنی عقل کے صحیح استعمال سے قاصر کردیں گی اور پھر سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرنے والا یہ انسان زندگی کی شب تاریک میں ہمیشہ کے لیے بھٹکتا رہے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ذہن کے کاموں کو مشینوں کے سپرد کردینے کے بعد اپنے دل کی دنیا کی طرف متوجہ ہو جہاں مشینیں شاید کبھی بھی اس کا ساتھ نہ دے سکیں گی۔ اگر ایسا ہوا تو یہ دنیا انسان کے لیے ایک حسین اور دلکش دنیا ہوگی۔ ورنہ انسان مشینوں کی دہکائی ہوئی آگ میں ہمیشہ کے لیے جل کر بھسم ہوجائے گا۔ اقبال کا یہ شعر جو انھوں نے خواہ کسی اور جذبے سے متاثر ہوکر لکھا ہو آج کی دنیا پر پوری طرح صادق آتاہے ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہوجائے گی

(اردو سروس سے نشر)

باقر مہدی
پروفیسر آف ایجوکیشن
جامعہ ملیہ اسلامیہ اوکھلا نئی دہلی ۲۵

اندر سروپ دت نادآں

بار ہا ٹوٹ کر بنا ہوں میں — ڈوبتی ناؤ کی انا ہوں میں

خود ہی ملزم ہوں، خود ہی منصف بھی — اپنے ہی روبرو کھڑا ہوں میں

میری مٹی بھی کیا عجب شے ہے — برف باری ہے، جل رہا ہوں میں

جن پہ رنج و الم کے پہرے ہیں — اُن گھروندوں کا مدعا ہوں میں

جس طرف سے بھی آئے، آئے ہوا — اپنے گھر کی طرح کھلا ہوں میں

پھر رہا ہوں ازل سے خانہ بدوش — اِس بگولے کی انتہا ہوں میں

حرف آئے گا مجھ پہ کیا ناداں
ایک درویش کی صدا ہوں میں

(اردو مجلس سے نشر)

ہندوستانی تہذیب کی سیکولر بنیادیں

کے کے کھلر

اپنی کتاب "قومی تہذیب کا مسئلہ" میں ڈاکٹر عابد حسین لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں قومی زندگی کا ہمیشہ ایک مشترک تصور رہا ہے جس کی تشکیل میں مختلف نسل مذاہب اور مذہبی رہنماؤں نے حصہ لیا ہے۔ ہندوستان کی ہزاروں سال کی تہذیب بتاتی ہے کہ اس میں گوناگوں کثرت کے اندر وحدت کا جو باریک رشتہ موجود ہے وہ ارباب قوت کے جبر و تشدد سے نہیں بلکہ عارفوں کے وجدان، فلسفیوں کی فکر، زاہدوں کی ریاضت اور فن کاروں کے تخیل سے پیدا ہوا ہے اور یہی ذرائع ہیں جن کے ذریعے اسے زیادہ وسیع مضبوط اور پائیدار بنایا جا سکتا ہے۔"

ہندوستان کی تہذیب ہی ایک ایسی تہذیب ہے جس کا مطالعہ عجائب گھروں یا لائبریریوں میں بیٹھ کر نہیں کیا جا سکتا جیسے یونان و روما کی تہذیب کا جیسے دریائے نیل یا دریائے ہوانگ ہو کی تہذیب کا۔ یہ وہ تہذیب ہے جو آج بھی زندگی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس تہذیب کی خاص خوبی یہ ہے کہ اس نے ہر نئی تہذیب کو اپنے اندر جذب کر لیا اس کو اپنا بنا لیا۔

حملے ہوئے لیکن حملہ آور ہندوستانی بن گئے۔ جانے کہاں کہاں سے لوگ آتے آتے۔ کیا کیا تحفے لائے۔ ایرانی تورانی، ساکا، ہن، یونانی، منگولی۔ انھوں نے ہندوستان کو اپنا ملک تسلیم کیا اور ایک مشترک تہذیب کی بنیاد ڈالی۔ یہ وہی تہذیب ہے جس کے بارے میں مہاتما گاندھی نے ایک بار کہا تھا:

"میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر کی کھڑکیاں اور دروازے چاروں طرف سے بند کر دیے جائیں۔ میں یہ چاہتا ہوں یہ دروازے اور کھڑکیاں ہمیشہ کھلی رہیں۔ اور یہاں تازہ ہوائیں اندر آئیں لیکن میں ایسی مضبوطی سے کھڑا رہوں کہ میرے پاؤں لڑکھڑا نہ جائیں چاہے باہر سے آنے والی ہوائیں کتنی تند اور تیز کیوں نہ ہوں۔"

اسی تہذیب کے بارے میں ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
باقی مگر ہے اب تک نام و نشاں ہمارا

ڈاکٹر سید عابد حسین مذکورہ کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"آزادی کی طرح اتحاد کی قیمت بھی دائمی
"آزادی کی طرح اتحاد کی قیمت بھی دائمی پاسبانی ہے۔"

قومی اتحاد قائم رکھنے کے لیے اکثریت کو ہر وقت کو چوکس رہنا پڑتا ہے کہ کسی اقلیت کے دل میں احساس کہ اس کے جائز حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ قومی اتحاد کے جذبے کو کمزور نہ کر دے۔ اس لیے کہ اگر سلسلۂ اتحاد کی ایک کڑی بھی ڈھیلی پڑ گئی تو پوری زنجیر کے ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ہندوستانی قومیت کو کمزور کرنے کے لیے انگریزوں نے کئی طریقے استعمال کیے۔ ہماری مشترک تہذیب کی نشوونما میں اس نے کافی روڑے اٹکائے۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے حتیٰ کہ انھوں نے ہماری تہذیبی ریل میں اپنے لیے علیحدہ ڈبے لگوائے۔ جو لوگ باہر سے آتے تھے ان میں سے شاید انگریز ہی ایسی قوم تھی جس نے اس ملک کی تہذیب کا حصہ بننے سے انکار کیا تھا۔ وہ دلی، آگرہ یا کلکتہ سے حکومت نہیں کرتا تھا۔ اس نے ہم پر انگریزی زبان ٹھونسی۔ اس کے کچھ فوائد تو ہوئے مگر اس کے نقصانات اب نمایاں ہو رہے ہیں۔

پوری انسانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہمیشہ علم کے نتیجے میں طاقت اور تہذیب ہی ظہور میں آئے ہیں۔ تحریک آزادی میں بھی ہمیں اپنی ہی مشترکہ تہذیب کا سہارا لینا پڑا۔ اس میں مادی دولت کم لیکن روحانی قوت زیادہ تھی۔ ہندوستان نے جس طرح اپنی آزادی کھوئی اور جس طرح سے اسے پھر حاصل کیا ان دونوں کے بعض انوکھے خدوخال تھے جنھوں نے اس کی تاریخ کو تمام دنیا کے لیے ایک عظیم خصوصیت عطا کر دی ہے۔ مہاتما گاندھی کا اہنسا کو ہنسا پر ترجیح دینا کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ ہندوستانی تہذیب کی اس خاصیت کو واضح کرنا تھا جو صدیوں سے اس تہذیب کا ایک خاص کردار رہا ہے۔ جب اکبر نے راجپوت راجہ سورجن ہاڑا کو شکست دی تھی اور صلح نامہ اور تاوان جنگ کی شرائط پر غور کیا جا رہا تھا تو سورجن ہاڑا نے کہا تھا کہ مجھے شرط منظور ہے لیکن میں ایک شرط پر دستخط نہیں کروں گا اور وہ ہے مادرِ وطن کی حدوں سے باہر جا کر دوسرے ملکوں پر حملہ کرنا۔ جب اکبر بادشاہ نے وجہ پوچھی تو راجپوت راجہ نے کہا کہ دوسری قوموں پر بلا وجہ حملہ کرنا ہندوستانی تہذیب کے خلاف ہے۔ اکبر بادشاہ اتنا متاثر ہوا کہ اس نے غیر ملکی فتوحات کا ارادہ ترک کر دیا۔ ہندوستانی تہذیب کسی اخبار کی سرخی نہیں ہے۔ جو دوسرے دن بھلا دی جائے یہ تو دنیا کی تاریخ کا ایک عنوان ہے جو اپنی جگہ بھی محفوظ ہے اور دوسری تہذیبوں کو اپنی طرف کھینچتا بھی ہے۔

تہذیب اور تاریخ کا آپس میں رشتہ سورج اور زمین کے باہمی ربط کی طرح ہے جس میں یہ تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ زمین سورج سے ٹوٹ کر علیحدہ ہونے والے ایک حصہ کا نام ہے۔ لیکن یہ کب ہوا۔ یقین کے ساتھ کہنا مشکل ہے۔ اتنا تو بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کی تہذیب ہندوستان کی تاریخ سے پرانی ہے اور اس کی بنیادیں سیکولر ہیں۔ وادی سندھ کی تہذیب سے لے کر آج تک جتنی بھی تہذیبیں وجود میں آئیں ان کا لب لباب معتدل تھا اور وہ مشترکہ اصولوں پر مبنی تھیں۔

وہ فضا جس میں ہندوستان کی تہذیب نشوونما پاتی ہے اس میں دو بڑی خصوصیات ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے اندر قوتِ فکر سب قوتوں پر غالب ہے دوسری یہ کہ وہ ہمیشہ کثرت میں وحدت دیکھنے اور سمجھنے کی طرف مائل رہتی ہے۔ یہی

خصوصیت کی وجہ سے ہندوستان کی میزانِ اقدار میں فکر کا پلڑا سب سے بھاری سمجھا گیا ہے۔ اپنی دوسری خاصیت کی بنا پر ہندوستانی زہن ہمیشہ کائنات کی تعبیر میں اور نظام فکر کی تعمیر میں اختلافات کو ایک اصول کے تحت لاکر ان میں وحدت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے جو نشو و نما پانے کے بعد جذبۂ قومیت کہلاتا ہے۔

انگریز مورخ کہتا ہے کہ قدیم زمانے سے ہندوستان میں ملکی وحدت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔ پورے ملک کا ایک نام بھی نہیں تھا۔ اور یہاں کے رہنے والے اپنے ملک کے ہر علاقے کو الگ الگ ملک سمجھتے ہیں۔ ہندوستان کی تہذیب و تمدن کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہ بات سراسر غلط ہے اور زبان لباس اور طرز معاشرت کے اختلافات کے باوجود یہاں تہذیبی اتحاد تھا۔ ہندوستان کا پرانا نام بھارت ورش تھا اور آج بھی ہندوستان کے آئین میں ہندوستان کا نام بھارت ہے۔

" سیکولر کا مطلب لامذہبیت نہیں ہے۔ بلکہ تمام مذاہب کو ایک آنکھ سے دیکھنا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جو ایک ان پڑھ بادشاہ تھا۔ اسی ہندوستانی تہذیب کا مجسمہ تھا جب رام پور کا ایک خطاط قرآن شریف کو لے کر لاہور دربار میں حاضر ہوا تھا اور اس کا ہدیہ ایک لاکھ طلب کیا تھا۔ جو اودھ حیدرآباد اور دہلی کے بادشاہ نہ دے سکے۔ والی لاہور نے خطاط کی طرف دیکھا۔ وہ اپنی چاندی کی کرسی سے اٹھے۔ مقدس کتاب کو اپنے ہاتھ میں لیا چوما اور فقیر عزیز الدین کو حکم دیا کہ خطاط کو اس کی منہ مانگی رقم عطا کی جائے۔"

فقیر عزیز الدین جو پنجاب کے وزیر اعظم تھے حیران ہوکر پوچھنے لگے "عزت مآب آپ نے اس مقدس کتاب کی اتنی زیادہ قیمت کیوں دی جب کہ یہ آپ کے مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جن کی ایک آنکھ بچپن سے ہی بیماری کی وجہ سے جاتی رہی تھی۔ بولے " خدا کا حکم مجھے بچپن ہی سے ایسا ہوا کہ ہر مذہب کو ایک ہی آنکھ سے دیکھوں۔ شاید اسی لیے اس نے میری دوسری آنکھ کی روشنی چھین لی ہے"

(اردو سروس سے نشر)

کے کے کھلر
ڈائرکٹر ترقی اردو بورڈ آر کے پورم سیکٹر ۸ نئی دہلی

جب کسی بندہ کے متعلق عام طور پر لوگ یہ جان لیں گے کہ یہ ہماری کسی چیز میں حصہ نہیں چاہتا۔ نہ یہ مال کا طالب ہے اور نہ کسی بڑے عہدے اور منصب کا تو پھر لوگوں کا اس سے محبت کرنا گویا انسانی فطرت کا لازمہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کو رسول برحق کی سادہ زندگی کی طرح گزارنی چاہیے۔ بلا وجہ مال و چاہ کی لالچ نہ کرے جو خدا دے اس پر قناعت کرے

(پٹنے نشر)

ریموٹ سینسنگ

ایم اے قریشی

مُشاہدہ کی ایک ترکیب ہے Remote Sensing جس کے ذریعہ بہت اونچائی سے زمین کی سطح پر ان اشیاء کو دیکھا اور پہچانا جاتا ہے جو انسانی بینائی کی دسترس سے باہر ہیں۔ ایسے مشاہدوں کے لیے ٹیکنیکی غباروں، طیاروں اور Sattelites میں مختلف اقسام کے اعلیٰ Sensors یعنی ایسے آلات جو دور دور کی چیزوں کو محسوس کرسکیں لگائے جاتے ہیں مثال کے طور پر Photographic اور TV کے کیمرے ٹیکنیکی غباروں، طیاروں اور Sattelite کی اونچی اڑان کے بعد ان آلات کو چالو کیا جاتا ہے۔ یہ آلات اونچائی سے زمین کے اندر اور سمندری تہہ میں پوشیدہ وسائل کا پتہ دیتے ہیں ایسے خلائی جہاز جو بغیر ہوا بازوں کے اڑائے جاتے ہیں ان میں Remote Sensing کے لیے مشاہدہ گاہیں بنائی جاتی ہیں۔ Remote Sensing کے آلات کے ذریعہ فلم یا مقناطیسی فیتوں میں تمام مشاہدے اکٹھے کرکے زمین پر لائے جاتے ہیں۔ ان مشاہدوں کو Photographs نقشے یا اعداد و شمار میں منتقل کیا جاتا ہے تاکہ ان کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے اور قدرتی وسائل کے میدان میں تحقیق کرنے والوں کو مدد مل سکے۔ اس ترکیب کے ذریعہ یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ زمین کے اندر کس قدر معدنیات یا دیگر وسائل ہیں اور وہ کہاں کہاں اس کے اندر دستیاب ہیں۔

ابھی تک ہندوستان میں Remote Sensing سے جو مشاہدے ہوتے ہیں وہ کئی طرح سے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اونچائی سے فصلوں کا مشاہدہ کیا گیا ہے اور پتہ لگایا گیا ہے کہ کس کس قسم کی فصل میں کتنا کتنا علاقہ بویا گیا ہے۔ کس فصل کو کون سی بیماری لگی ہے۔ کپاس کی پیداوار کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ ISRO نے گنے کی فصل، رس والے درختوں اور کھوپرے کے درختوں کی بیماریوں کا پتہ لگایا گیا ہے۔ زراعت، جنگلات، زمین کے اندر پانی اور معدنیاتی سائنس سے بھی متعلق کئی پروجیکٹ مکمل ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ زمین کے استعمال کا ڈھنگ اور آب و ہوا کے مشاہدے بھی ہوتے ہیں۔ اس ترکیب کے ذریعہ آنے والے خطرات جیسے سیلاب اور فصلوں کی بیماری پر نگرانی رکھی جاسکتی ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں Remote Sensing کی ترکیب کو فوجی اہمیت بھی حاصل ہے اور جگہ جگہ دور رہ کر اس ترکیب کے ذریعہ جاسوسی بھی کی جاتی ہے۔ یہ ترکیب اس قدر ترقی کرچکی ہے کہ اس کے ذریعہ ہوائی اڑان لے کر کسی بھی علاقہ میں جنگلات کے درخت تک گنے جاسکتے ہیں مستقبل میں Remote Sensing دنیاوی وسائل کے بہتر انتظامات کا ایک اہم جزو ہوگی۔

عام طور سے ترقی پذیر ممالک کو اپنے وسائل کی کھوج اور مقدار کا اندازہ لگانے کے لیے ترقی یافتہ ممالک کی مدد لینی پڑتی ہے جو ملکی حفاظت کے خطرہ بھی بن سکتی ہے۔ Remote Sensing کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقی پذیر ممالک کو اپنے ملک میں Remote Sensing کی استعداد پیدا کرنی چاہیے۔ ان وجوہات کے پیش نظر حکومتِ ہند نے سنہ ۱۹۷۴ء میں National Remote Sensing Agency کی تشکیل کی۔ یہ ایجنسی Geological Survey of India، Survey of India، ICAR، ISRO، ONGC اور دیگر سائنسی اداروں کے اشتراک سے کئی اہم پروجیکٹس مکمل کرچکی ہے۔ اور یہ کہنا مبالغہ آمیز نہ ہوگا کہ ہندوستان نے اس ترکیب کی استعداد میں قریب قریب خودکفالت حاصل کرلی ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

بچوں کی شادی

ضیاء الاسلام

یہ خوب صورت دنیا اور ہمارا یہ سماج جس میں آج ہم سانس لے رہے ہیں۔ اسے بنانے سنوارنے اور جینے کے لائق بنانے میں ہمارے بزرگوں نے جان توڑ محنت اور انتھک جتن کیے ہیں۔ انھوں نے دنیا کو اس رنگ سے ڈھالا ہے کہ ہم زندگی کے سفر میں آگے بڑھتے رہیں اس کوشش میں ہماری پچھلی نسلوں نے کچھ قاعدے۔ اصول اور طریقے بنائے۔ کچھ رسمیں ایجاد کیں۔ اس وقت کے سماجک حالات کو دیکھتے ہوئے یقیناً وہ سارے اصول، ساری باتیں صحیح رہی ہوں گی لیکن زندگی ہمیشہ آگے بڑھ جاتی ہے۔ حالات بدل جاتے ہیں، رسمیں پرانی لگنے لگتی ہیں اور سارے قاعدے اور اصول غلط معلوم ہونے لگتے ہیں۔ پھر انسان انھیں بدلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

نئے دور کے نئے تقاضے نئی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ دنیا میں آج بہت کچھ بدل گیا ہے۔ پرانے خیالات بدل رہے ہیں۔ ہمیں بھی بدلنا ہوگا۔ اپنے سماج کو نئے روپ میں ڈھالنا ہوگا۔ پرانی ریتوں اور غلط رسموں کو چھوڑنا ہوگا، خیالات میں تبدیلی لانا ہوگی۔ ورنہ زندگی کی اس دوڑ میں ہم دنیا کے دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ جائیں گے۔

جن باتوں کو ہمیں فوراً چھوڑنا ہوگا ان میں بچوں کی شادی کی پرانی ریت اور غلط رسم ان میں سب سے اہم ہے۔ یہ ایک ایسا سماجک اپرادھ ہے جس نے لاکھوں لوگوں کی زندگیاں تباہ کیں اور ہزاروں گھروں کو برباد کیا۔ ہمارے سماج میں ہونے والی بہت ساری ناانصافیوں اور جھگڑوں کی اہم وجہ بچپن کی شادی ہی ہے۔

دنیا کی زیادہ برائیوں کی جڑیں غریبی اور جہالت ہے، علم ہمیں روشنی دکھاتا ہے۔ سوچ سمجھ اور عقل سے کام لیکر ہم علم کے اس اجالے میں ترقی کی نئی راہیں ڈھونڈھتے ہیں نہیں تو ہم سدا اندھیروں میں بھٹکتے رہ جائیں گے۔ ہمارے سماج میں علم کی یہ روشنی ابھی ہر ایک تک نہیں پہونچ پائی ہے۔ اسی لیے بچپن کی شادی کی پرانی اور غلط ریت سے ہم چھٹکارا نہیں پاسکے ہیں اور یہ غلط رسم آج بھی ہمارے سماج میں موجود ہے۔ خاص طور پر گاؤں میں۔

شادی ایک بڑی ذمہ داری، ایک اٹوٹ بندھن، ایک وچن، ذمہ داری اور ایک بڑا فرض ہے۔ جس پر انسان کی اپنی زندگی کا نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کا بھی دار و مدار ہوتا ہے۔ یہی وہ پہلا پتھر ہے جس پر خاندانی زندگی کی ساری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ جس پر شادی شدہ زندگی کا سفر طے کیا جاتا ہے۔ اور بچوں کا مستقبل منحصر ہوتا ہے۔ اتنی بڑی ذمہ داری لڑکے اور لڑکیاں اسی وقت اٹھا سکتے ہیں جب وہ پڑھ لکھ کر خود اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں اور گھریلو زندگی کے سبھی پہلوؤں کو اچھی طرح سمجھنے لگیں۔

بچپن بے فکری سے کھیلنے کودنے، پھلنے پھولنے پڑھنے لکھنے اور جاننے بوجھنے کی عمر ہے۔ جو بچے اس عمر میں ہی شادی اور گرہستی کے جنجال میں پھنسا دیئے جاتے ہیں۔ ان کے ذہنی، جسمانی اور معاشی ترقی میں رکاوٹ پڑجاتی ہے۔ پڑھائی لکھائی بھی ٹھیک سے نہیں ہوتی بلکہ ادھوری ہی رہ جاتی ہے۔

بچپن میں نہ تو مستقبل کے بارے میں سوچنے کی طاقت ہوتی ہے نہ زندگی کا پورا احساس۔ اس لیے جن کی بچپن میں شادی ہو جاتی ہے ان کے یہاں بلا سوچے سمجھے جلدی جلدی بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ خاندان بڑھ جاتا ہے اور گرہستی کے بوجھ تلے دب کر آدمی بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔ غریبی اور مایوسی اس کی شخصیت کو مٹا دیتی ہے۔ اس کی ساری امنگ اور سارے حوصلے ختم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ خود کو اپنے ہم عمروں کے مقابلے میں بہت تھکا تھکا اور بوڑھا محسوس کرنے لگتا ہے اس کے تھکے اور الجھے ماحول میں بچوں کی بھی صحیح طریقے سے دیکھ بھال نہیں ہو پاتی۔

بچپن کی شادی میں نہ تو لڑکی لڑکے کی پسند کا کوئی خیال رکھا جاتا ہے۔ نہ مزاج بات اور ذہنی سطح کا اس لیے آپسی سمجھوتہ جو گھریلو زندگی کی بہت ضروری شرط ہے اور جس پر شادی شدہ زندگی کا سارا دار و مدار ہے قطعی غیر یقینی رہتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو جہیز کی غلط اور بری رسم میں بھی بچپن کی شادی کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ شادی زیادہ تر بڑے بوڑھے مل کر طے کرتے ہیں۔ جن میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہ ہر چیز کو فائدے اور نقصان کے حساب سے دیکھتے ہیں۔ اسی لیے شادی طے کرتے وقت بھی ایسے لوگ لڑکی لڑکوں کے مستقبل سے زیادہ دھیان جہیز کی طرف دیتے ہیں۔ خاندان کے سہارے جینے والے کم عمر لڑکے اور لڑکیاں بھلا بولنے کی کیا ہمت کر سکتے ہیں۔ یا جہیز کی گھناونی رسم کے خلاف کیا آواز اٹھا سکتے ہیں۔

لڑکی تو اپنا گھر چھوڑ کر پرائے اور اجنبی گھر میں آتی ہے۔ سسرال میں گر اسے اپنے گھر جیسا سمان اور محبت نہ مل سکی تو وہ خود کو بالکل بے سہارا محسوس کرنے لگتی ہے۔ کم عمر شوہر جو خود اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہو بھلا اس کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سسرال میں جان توڑ محنت بے توجہی اولاد کا بوجھ، چیزوں کی کمی اور غریبی کے سبب یا تو وہ گھٹ گھٹ کر مر جاتی ہے یا پورا جیون رو رو کر بیماری میں کاٹ دیتی ہے۔

ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے میرے خیال میں بچپن کی شادی کی رسم کو ختم ہونا چاہیے۔ خوشی کی بات ہے کہ اب یہ قانون بن گیا ہے کہ ۲۱ سال سے کم کے لڑکے اور ۱۸ سال سے کم کی لڑکی کی شادی نہیں کی جاسکتی۔

ہم سب کا فرض ہے کہ اپنے بعد کے آنے والے لوگوں کے لیے ایک بہتر دنیا اور اچھا سماج چھوڑ جائیں۔ تاکہ نئی نسل کو ترقی کے زیادہ مواقع مل سکیں۔ لوگوں کا جیون سکھی رہے۔ کسی پر کسی قسم کا ظلم اور ناانصافی نہ ہو۔ بزرگوں کو اطمینان حاصل ہو۔ جوانوں کے دلوں میں امنگ برقرار رہے اور بچوں کے چہروں پر خوشی کی لالی نظر آتی رہے۔

ضیاء الاسلام (الہ آباد سے نشر)
۲۱۶، دائرہ شاہ اجمل، الہ آباد ۲۱۱۰۰۳

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری

ضیا جاوی

بہار کی سرزمین ہر زمانے میں صوفیوں، سنتوں اور درویشوں کی جلوہ گاہ رہی ہے۔ اس سرزمین کو ایک سے ایک برگزیدہ شخصیتوں نے ہر زمانے میں رونق اجلال بخشی ہے۔ یہاں ایک سے ایک روحانی ہستیاں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ بہار کے افق پر طریقت کے نجوم وکواکب بھی طلوع ہوتے ہیں اور معرفت کے آفتاب وماہتاب نے بھی یہاں جلوہ افگنی کی ہے۔ لیکن ساتویں صدی ہجری کی ایک ارجمند ساعت میں ملت کے آسمان پر ایک ایسا ستارہ بھی طلوع ہوا جس کی جلوہ ریزی سے مشرق ومغرب، عرب وعجم آج تک تابندہ ہے ـــ اس ستارے کو ہم حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رح کے نام سے جانتے ہیں لیکن صوفیائے کرام کی برگزیدہ جماعت نے اسے 'مخدوم الملک' 'تاج الاولیاء' اور سلطان العاشقین وغیرہ معزز القاب سے یاد کیا ہے۔

پیدائش: حضرت مخدوم الملک سنہ ۶۶۱ھ میں شعبان المعظم کی ۲۶ تاریخ کو بمقام منیر پیدا ہوئے۔ "شرف آگیں" سے تاریخ ولادت برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا خاندان بیت المقدس سے یہاں آکر آباد ہوگیا تھا۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت شیخ یحییٰ منیری رح ہیں، جن کا شمار اجلہ صوفیا میں ہوتا ہے اور جو زہد وتقویٰ اور طہارت کے سبب پہلے ہی سے مرجوعِ خلائق ہیں۔

تعلیم وتربیت: حضرت مخدوم الملک کی ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی۔ سن شعور کو پہنچے تو والد بزرگوار نے ان کو مولانا شرف الدین ابو توامہ کے ساتھ سنارگاؤں (بنگال) بھیج دیا جہاں رہ کر آپ نے درسیات کی باضابطہ تکمیل کی اور علوم نقلیہ کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ منطق، فلسفہ اور ریاضی وغیرہ میں بھی مہارت حاصل کی۔

تعلیم ہی کے زمانے میں استاد کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔

مراجعت وطن: تعلیم کے زمانے میں گھر سے جتنے خطوط آپ کو لکھے گئے تھے سب کو بغیر پڑھے آپ نے ایک طرف ڈال دیا تھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ایک دن ان ہی خطوط کو کھول کر دیکھ رہے تھے کہ یکایک ان کی نظر والد بزرگوار کے وصال کی خبر پر گئی اور وہ والد کی یاد میں بے چین ہوگئے۔ اسی وقت رخت سفر باندھا اور وطن کی طرف چل پڑے۔

تلاش مرشد: وطن پہنچ کر کچھ ہی دنوں قیام فرمایا تھا کہ طلب الٰہی کی آگ اس شدت سے بھڑکی کہ گھر بار چھوڑ کر مرشد کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ دہلی اس زمانے میں بزرگان دین، صوفیاء اور مشائخ کا مرکز ہو رہی تھی۔ آپ وہاں پہنچ کر ایک ایک شخصیت سے ملے۔ لیکن کہیں جی نہ بھرا۔ کہا جاتا ہے کہ ان بزرگوں سے ملنے کے بعد ان سے متعلق آپ نے جو رائے قائم کی۔ یہ تھی "یہ گر شیخی ایں است من ہم شیخم" (اگر شیخی اسی کا نام ہے تو میں خود شیخ ہوں) البتہ حضرت شرف الدین قلندر کی عظمت شان کے آپ معترف ہوئے۔ لیکن چونکہ وہ مغلوب الحال تھے اس لیے سلوک کی تعلیم ان سے کیا لیتے۔ بہ غرض سبھوں سے ملتے ملاتے حضرت سلطان الاولیاء کی بارگاہ میں پہنچے اور ان سے ارشاد وارادت کے لیے عرض کیا، لیکن انھوں نے بیعت نہیں لی، اگرچہ حسن اخلاق سے پیش آئے اور نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ آپ کو رخصت کیا۔ آخر میں حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی کے حضور میں پہنچے یہاں قدم رکھتے ہی آپ پر دہشت طاری ہوئی اور تمام جسم پسینہ سے بھیگ گیا۔ حضرت شیخ نے دیکھتے ہی فرمایا۔ "برسوں سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں تاکہ تمہاری امانت تمہارے حوالے کردوں"۔ اس کے بعد بیعت لی، پھر کچھ نصیحتیں لکھ کر دیں اور اسی وقت رخصت کر دیا۔ پیر ومرشد کی ایک ہی نگاہ کیفیتوں کا ایک سیلاب انڈیل گئی تھی اور آپ سراپا کیفیتوں میں ڈوب چکے تھے۔ سچ کہا ہے کسی نے ؎

> اگر کوئی شعیب آئے میسر
> شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

حضرت مخدوم نے اپنے پیر ومرشد سے فیوض وبرکات کی مزید تحصیل کے لیے کچھ دنوں پاس رہنے کی خواہش ظاہر کی، لیکن کہا گیا "ان کی تعلیم براہ راست سرکار نبوت سے ہوگی اور وہ بزرگوں کے روحانی فیوض وبرکات سے بہرحال مستفیض ہوتے رہیں گے۔ رخصت کرتے وقت پیر ومرشد نے حضرت مخدوم الملک سے یہ بھی فرمایا "راستہ میں کچھ سنو تو واپس مت ہونا" چنانچہ ابھی چند ہی منزل گئے تھے کہ مرشد کے وصال کی خبر سنی چاہا کہ پلٹ جائیں لیکن پیر کی ہدایت یاد آئی "راستہ میں کچھ سنو تو واپس مت ہونا" مجبوراً آپ نے منیر شریف کا رخ کیا۔ جب بہیا ضلع شاہ آباد کے جنگل میں پہنچے تو مور کی چنگھاڑ سن کر آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی، اسی عالم میں گریبان چاک کر کے ایک طرف کو بھاگ کھڑے ہوئے۔ پھر یہ جا وہ جا غائب۔ آپ کے بڑے بھائی آپ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے ہر چند تلاش کی لیکن آپ کو نہ ملنا تھا نہ ملے۔

صاحب وسیلۂ شرف کی روایت کے مطابق بہیا کے جنگل میں آپ کی اقامت کی مدت بارہ سال ہے۔ مشہور ہے کہ آپ بارہویں سال ایک لکڑہارے کو درخت کی ایک شاخ پکڑے دکھائی دیے تھے۔ اس حال میں کہ آپ کا منہ عالم حیرت میں کھلا ہوا تھا اور چیونٹیاں ناک اور حلق کے راستے آجا رہی تھیں۔ لیکن آپ کو کچھ خبر نہیں تھی۔ جب اس واقعہ کی شہرت ہوئی تو لوگوں نے آپ کی تلاش شروع کردی، جنگل کا کونہ کونہ چھان ڈالا گیا۔ لیکن اسی موقعہ پر آپ وہاں سے راجگیر کے جنگلوں میں منتقل ہوگئے۔ جہاں ۲۲ برس تک اقامت کی۔

بہار شریف کی اقامت: جب انوار الٰہی سے آپ کا قلب روشن ہوگیا اور سرآن حضوری کی دولت سرمدی ہاتھ آگئی تو آبادی کا رخ اختیار کیا اور جمعہ کی نماز کے لیے بہار شریف کی جامع مسجد میں تشریف لانے لگے جب لوگوں کا اشتیاق حد سے زیادہ بڑھا تو ان ہی کے اصرار پر بہار شریف ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی، جہاں تقریباً ساٹھ سال تک ارشاد وہدایت خلق میں مصروف رہے۔ آپ نے تصوف کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ اس کی صدائے بازگشت سے کوہ ودمن، دشت وچمن گونج اٹھے، معرفت کی شراب اس قدر ارزاں کردی کہ ہر کوئی مست مے الست ہوگیا۔ تزکیہ نفس، صفائے باطن اور طہارت فکر کی ایسی تعلیم دی کہ گرد وپیش کی پوری فضا جذبات ومحبت سے حلو ہوگئی۔

غرض تشنہ کامان محبت آپ کے چشمۂ فیض سے خوب خوب سیراب ہوتے اور گم گشتگان راہ کو آپ کی بارگاہ سے منزل کا سراغ ملا۔

خانقاہ کی تعمیر: سلطان محمد تغلق نے آپ کی بزرگی اور جلالت علمی کی شہرت سن کر مجد الملک مقطع بہار کے نام ایک فرمان جاری کر کے خانقاہ کی تعمیر اور اخراجات کے لیے پرگنہ راجگیر جاگیر میں دیا جسے چار و ناچار آپ کو قبول کرنا پڑا۔ یہ جاگیر آپ پر ایک بوجھ تھی جس سے گلو خلاصی کی آپ ہر وقت تدبیریں سوچتے رہتے تھے۔ جب سلطان محمد تغلق نے وفات پائی اور اس کی جگہ فیروز شاہ تخت نشین ہوا تو حضرت مخدوم دہلی تشریف لے گئے۔

درباریوں کو خیال ہوا حضرت مخدوم شاید جاگیر میں اضافہ چاہتے ہیں، خود فیروز شاہ کے دل میں بھی یہی خیال گذرا چنانچہ اس نے کہا "حضرت مخدوم اگر تمام اقطاع بہار بھی جاگیر میں مانگیں گے تو میں اس کے دینے میں دریغ نہیں کروں گا" لیکن جب حضرت مخدوم اس سے ملے تو آستین سے جاگیر کی سند نکال کر چپکے سے اس کے ہاتھ میں تھما دی اور کہا "اسے رکھ لیجئے، یہ میرے کام کی نہیں ہے۔" اس واقعہ سے دربار میں سناٹا چھا گیا۔ سلطان نے پھر بھی کچھ خدمت کر کے سعادت حاصل کرنی چاہی اور ایک خطیر رقم اخراجات کے لیے آپ کو پیش کی جسے آپ نے قبول تو فرما لیا۔ لیکن دربار سے نکلتے ہی فقراء و مساکین پر تقسیم کر دی اور کمال استغنا کے ساتھ خالی ہاتھ واپس ہوئے۔

ریاضت: کہا جاتا ہے کہ کثرت ریاضت کے سبب آپ کے جسم میں خون نام کو نہیں رہ گیا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ خط بنواتے وقت حجام کے استرے سے سر مبارک میں خراش آ گئی تو اس سے بجائے خون کے پانی بہنے لگا۔

دلجوئی خلق: آپ کو اللہ کے بندوں سے اس درجہ پیار تھا کہ کسی حال میں بھی ان کی دل شکنی گوارا نہیں کرتے۔ حد یہ ہے کہ آپ نفل کا روزہ رکھے ہوتے اور کوئی آپ کو مدعو کر دیتا تو فوراً افطار کر دیتے اور فرماتے نفل روزے کی قضا ہے لیکن شکستگی دل کی قضا نہیں۔

پردہ پوشی: آپ لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں نہیں رہتے تھے۔ کسی کی کسی کمزوری کا علم بھی ہوتا تو اس سے صرف نظر کر جاتے۔ ایک مرتبہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے امامت کے لیے ایک شخص آگے بڑھا۔ لوگوں نے کہا حضرت! یہ امام شراب خوار ہے۔ فرمایا "ہر وقت نہیں پیتا ہوگا" کہا "ہر وقت نہیں پیتا ہوگا" فرمایا "رمضان میں نہیں پیتا ہوگا" اور یہ کہہ کر اس کی اقتدا کر لی۔

عجز و انکساری: آپ کی جلالت قدر کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ جب آپ مرید ہونے کے لیے سلطان الاولیاء حضرت نظام الدین قدس اللہ سرہٗ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو انھوں نے بیعت لینے سے صاف انکار کر دیا اور حاضرین محفل کے استفسار پر بیعت نہیں لینے کی یہ توجیہہ کی "سیمرغ نیست کہ نصیب دام ما نیست" (حضرت مخدوم ایک ایسے سیمرغ ہیں جن کی سمائی ہمارے جال میں نہیں ہو سکتی۔) لیکن اتنی عظمت و وقار اور تمکنت کے باوجود آپ اس درجہ منکسر المزاج واقع ہوئے تھے کہ اپنے تمام معاصر مشائخ کو اپنے سے بالاتر سمجھتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت سید جلال بخاری کی خدمت میں اپنی ایک کفش بھیجی جس کا مطلب یہ تھا کہ میں آپ کا کفش پا ہوں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کے جواب میں سید جلال بخاری نے آپ کے پاس اپنی دستار بھیج دی تھی جس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ آپ میرے سر کے تاج ہیں۔

علمی خدمات: حضرت مخدوم الملک کی تصنیفات، مکتوبات اور ملفوظات کی مجموعی تعداد تقریباً سترہ سو بتائی جاتی ہے۔ ان میں مکتوبات کو عالمی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان میں خود شناسی سے لے کر خدا شناسی تک کی تعلیم دی گئی ہے اور کائنات کی بہت سی سربستہ حقیقتوں کو برافگندہ نقاب کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مکتوبات جو مکتوبات صدی کے نام سے معروف ہیں شخصیت کی تعمیر و تہذیب اور کردار کی درستگی اور استواری میں حد درجہ معاون ثابت ہوئے ہیں۔ ان کتابوں کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی واشگاف ہوتی ہے کہ آج کے مدعیان علوم جن سائنسی ایجادات و علمی انکشافات کو اپنی طرف منسوب کر رہے ہیں ان سب کی نشاندہی حضرت مخدوم کی کتابوں میں پہلے ہی سے موجود ہے۔

وصال: حضرت مخدوم الملک ۶ شوال المکرم سنہ ۷۸۲ھ کو بہار شریف میں واصل بحق ہوئے اور بہار شریف ہی کی خاک ان کی آخری آرام گاہ بنی "بہ بیر شرف" مادۂ تاریخ ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے مزار کی حاضری حاجت برآری کے لیے نہایت مفید ہے۔ زخمی دلوں کے لیے آپ کے مزار کی خاک آج بھی دارو ہے شفا بنتی ہے۔ اور خستگان راہ آپ کی بارگاہ کرم سے آج بھی منزل مراد پاتے ہیں۔

مولائے کریم آپ کی تربت پر رحمتوں کے پھول برسائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(پٹنہ سے نشر)

ضیا۔ جالوی
بہار ودیاپیٹھ، پٹنہ (بہار)

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے۔ کہ وفا ہونے والا وعدہ کھٹ سے تاریخ یعنی History کا درجہ حاصل کر لیتا ہے اور وفا کرنے والا شہادت کا۔! اور چونکہ تاریخ اور شہادت، قطعی قابل اعتبار اور قابل اعتنا مشاغل نہیں ہیں۔ لہٰذا ہر سمجھدار دنیا دار کو اس سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے۔ اور پیڑ لگاؤ اور غریبی ہٹاؤ وغیرہ وغیرہ کی طرح وعدہ بھگاؤ "سپتاہ" بھی ہفتے میں کم از کم دو بار منانا چاہیے۔!

کیا سرکار کیا دربار ہر ایک کے وعدہ کو بھول جانا اتنا آسان ہے کہ اگر اس میں ڈگریاں ملنے لگیں اور امتحان ہونے لگیں تو فرسٹ کلاس فرسٹ سے نیچے تو کوئی اترے ہی نہیں مگر ذرا کسی بچے سے وعدہ کر کے تو بھولیے۔ تب دیکھئے وہ آپ کی کیسی گت بناتا ہے۔ اس کے آگے آپ کی ساری تیزی طراری، ساری شیخی نقاطی، برسوں کے علم تجربے داؤں پیچ چالیں اور گھاتیں سب دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ اور وہ آپ کا بھی استاد بن کے آپ کو پچھاڑ دے گا۔ اور غالباً یہ مقولہ کہ: *Child is the father of man* ایسے ہی کسی شکست خوردہ والد مکرم کا نتیجۂ فکر ہے۔!

ہمارا ریکارڈ دونوں ہی میدانوں میں نہایت شاندار رہا ہے۔ یعنی وعدہ کرنے میں بھی اور وعدہ بھولنے میں بھی۔ بڑے تو خیر ہمیں روپیٹ کے صبر کر چکے تھے اور ہماری باتوں کو جن بھوتوں کے قصوں سے زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے۔ مگر بچے پھر بچے تھے۔ اور ہم اس معاملے میں ذرا کچے۔!!

قصہ پتہ نہیں کب کا ہے۔ کہ ایک دن یونہی یعنی راستہ بھول بھال اپنی ایک دوست کے گھر پہنچے۔ دیکھا کہ ان کی بمبئی والی بہن دونوں چھوٹے بچوں سمیت آئی ہوئی ہیں۔ ہم نے بچوں سے یونہی کہہ دیا۔

ارے بھئی چنو منو ہمیں کیا معلوم تھا کہ تم لوگ آئے ہوئے ہو۔ ورنہ ہم تمہارے لیے ٹافی لاتے۔

بڑے صاحب زادے عرف چنو خاصے بزرگ یعنی پورے پانچ سال کے تھے۔ بزرگی کے احساس سے اکڑ کے بولے: "ٹافی نہیں چاکلیٹ"

ہم نے کہا "ٹھیک ہے۔ چاکلیٹ ہی سہی۔"

چھوٹے میاں کیوں پیچھے رہتے۔ انھوں نے بھی اپنی مانگ پیش کی — "آنٹی لولی پوپ"

"اچھا بھئی تمہارے لیے لولی پوپ"

اب عدالت کچہری والے معاملات شروع ہو گئے۔

"آنٹی کب لائیں گی۔"

وعدے میں عقل کا دخل تو ہوتا ہی نہیں۔ ہم نے بھی ہر وعدہ کرنے والے کی طرح بے سوچے سمجھے کہہ دیا۔

"کل"

اب آپ سے کیا چھپائیں۔ دوسرے دن جانے کا قطعی کوئی ارادہ نہیں تھا۔ لہٰذا وعدہ کر کے ہم تو بالکل مطمئن ہو گئے۔ مگر سنا ہے کہ بچوں نے دن کے بقیہ حصوں میں اتنی بار اس بات کی انکوائری کی کہ کل کب آئے گا۔ کہ والدہ محترمہ کا

زندگی سنوارنے کے لیے مستقل مزاجی، صبر، حسن سیرت، حسن اخلاق، حسن عمل اور یقین محکم کی سخت ضرورت ہے۔ اگر یہ تمام اوصاف انفرادی زندگی میں موجود ہیں تو یقین کیجئے کہ اس کی زندگی قابل رشک ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں قابل عزت و احترام ہے اگر کسی کی انفرادی زندگی میں یہ اوصاف نہیں ہیں تو یقین کیجئے کہ اس کی زندگی پراگندہ ہے۔ دل و دماغ تاریک ہوگا اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر و ذلیل ہوگا۔ (پٹنہ سے نشر)

بھول جائیے بچوں سے وعدہ کر کے

شفیقہ فرحت

صبر کا پیمانہ چھلک چھلک پڑا۔

لہٰذا ڈیڑھ دو ہاتھ جما کر ان کی کھوپڑی میں یہ گھسایا گیا کہ جب تم سو کر اٹھو گے تب کل ہو گا۔

اب صبح اٹھتے ہی جونیر اور سینیر کمانڈر نے یہ سوال داغ دیا "امی کل ہو گیا"

امی بھی کل کی جمناسٹک کے بعد ہماری طرح ہمیں اور ہمارے وعدے کو بھول چکی تھیں۔ اس سوال پر بچوں کی دماغی حالت کی طرف سے خاصی پریشان ہوئیں۔ مگر بچوں نے اس کل کے ساتھ جڑی ہوئی چاکلیٹ اور لولی پوپ کی تفصیلات دہرائیں تب جا کر انھوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

بچے بار بار دروازے تک جاتے بلکہ سب کی نظر بچا بچا کر گلی کے بھی کئی چکر لگا آتے تھے۔ جب اندھیرا ہونے لگا تب چپکے چپکے مشورہ کر کے یہ پریس نوٹ جاری کیا کہ ابھی 'کل' نہیں ہوا۔ ظاہر ہے۔ بھلا ان کا 'کل' اتنی جلدی کیسے آجاتا گھر والوں نے انھیں چاکلیٹ اور لولی پوپ دلوا دیے۔ مگر ان کا انتظار اور پوچھ تاچھ کا سلسلہ جاری رہا۔

کوئی ہفتہ بھر بعد بھری دوپہر میں ہم سب کچھ بھول بھال وہ وہاں پہنچے۔ وہ دونوں جنھیں سلانے کی ناکام کوشش کی جا رہی تھی ہمیں دیکھتے ہی اچھل پڑے اور کمرے کے دروازے پر دربار کے دربان کی طرح ڈٹ گئے۔

"آنٹی چاکلیٹ —"

"آنٹی لولی پوپ"

ارے ہم تو بھول گئے۔ اچھا کل لا دیں گے۔

"نہیں کل نہیں — ابھی۔ ابھی"

دونوں ناکہ بندی اور گھیراؤ چھوڑ کر کسی طرح دروازے پر سے ہٹنے پر راضی نہ ہوئے۔ ایسے نازک موقعوں پر والدہ محترمائیں اپنے مادرانہ فرائض کی ادائیگی میں قطعی کوتاہی نہیں کرتیں۔ انھوں نے چھوٹے کو گھسیٹ کے الگ کیا۔ اور بڑے کو دو تین چانٹیں اپنی پوری نہیں تو آدھی طاقت کے ساتھ جڑ دیے۔

"ہٹو اندر آنے دو۔ کمبختوں اس دن سے اب تک کئی چاکلیٹیں اور لولی پوپ ٹھونس چکے ہو"

روتے روتے بھی بچے مورچہ سنبھالے رہے۔

"نئی نئی آنٹی والی —"

تو صاحب مئی کی اس چلچلاتی دھوپ میں ہم الٹے پیروں واپس گئے۔ اور اپنے بھولے بسرے وعدے کو طوعاً و کرہاً پورا کیا۔

ہر گھر کے پوجیہ پتا جی اور آدرنیہ ماتا جی تو روز ہی ایسے مناظر و مراحل سے گذرا کرتے ہوں گے۔ دفتر کے وقت 'ٹافی' کے وعدے کی مٹھاس کے سہارے خوشی خوشی جانے کی اجازت مل جاتی ہو گی۔ مگر بھولے ہوئے وعدے کے ساتھ صاحب عالم کی واپسی قیامت سے کم نہ ہوتی ہو گی۔

ہماری ایک ننھی منی بھانجی ہیں جن کی پارٹ ٹائم آیاگری کے فرائض ہم بھی انجام دیا کرتے ہیں۔ نتیجے میں ان کے جسم کے مختلف حصوں میں اتنے زخم پڑتے رہتے ہیں کہ اب ان کا حلیہ میدان جنگ سے لوٹے ہوئے سپاہی کا سا ہو چکا ہے۔

تو خیر۔ حسب معمول وہ پھر ہماری گرفت سے آزاد ہو کر سیڑھیوں پر جا پڑیں۔ یہ حادثہ غالباً پچھلی تمام وارداتوں سے سنگین تھا۔ لہٰذا ان کی آواز کے سُر بھی بہت اونچے ہو گئے۔ چپ کرانے کے ہمارے تمام حربے اور نسخے، جو ہم نے ایسے ہی تجربات سے حاصل کیے تھے ناکارہ ثابت ہو گئے۔ اور وہ کسی طرح چپ ہونے پر آمادہ نہ ہوئیں تھیں۔

ہم نے بہت سمجھایا منایا۔ بیٹے چپ ہو جا۔ وہ دیکھ چڑیا۔ وہ چوں چوں کر رہی ہے۔

ارے دیکھ وہ کالا کوا۔"

مگر چڑیا اور کوے جیسی حقیر چیزوں کو وہ خاطر میں نہ لائیں۔ یکایک وعدے کی بجلی ہمارے ذہن میں چمکی۔

اچھی بیٹی۔ چپ ہو جاؤ۔ ہم تمہیں بندر دکھائیں گے"

جانے بندر سے ان کا اور ہمارا کیا آبائی رشتہ تھا کہ اس کا نام لیتے ہی وہ چپ ہو گئیں۔ اور اب ریکارڈ بجنے لگا

"بندل دکھاؤ — بندل دکھاؤ"

سوائے ہمارے بندر سے مشابہہ کوئی اور شے وہاں تھی نہیں۔ مگر وہ ہمیں بندر تک کا اعزاز عطا کرنے پر راضی نہ ہوئیں۔

لیجئے۔ یہ تو الٹی آنتیں گلے پڑیں۔ بندر کا وعدہ کر کے ہم تو برے پھنسے۔ ہم تو اس وعدے کو بخیر و خوبی بھول جاتے۔ مگر ان کے اعصاب پر تو بندر صاحب سوار ہو چکے تھے انھوں نے بھولنے کی ذرا مہلت نہ دی۔ اور سُر پہلے سے بھی اونچے کر لیے۔ وہ تو کہیئے کہ پھر ہماری عقل دوڑ گئی۔ دور کھڑی جگالی کرتی بھوری بکری کی طرف اشارہ کر کے ہم نے بڑی مسرت اور فتح مندی سے اعلان کیا۔ "ارے وہ رہا بندر!"

تو یہ انجام ہوتا ہے بچوں سے کیئے گئے وعدہ کا اور ان کو بھلانے کی کوشش کرنے کا —!

مگر حضور! بچے ہزار تو وعدے ہزار۔ اور جیسی ان کی عمر ویسا ہی وعدے کا رنگ۔ اور پھر کہیں شکست کہیں فتح۔ کبھی بھولنا ممکن کبھی مشکل۔ چاہے جو ہو مگر وعدے ان سے بڑے خوبصورت خوبصورت بڑے رنگین رنگین کیے جا سکتے ہیں۔ سپنوں کے دیش والے۔ پریوں کے ملک والے۔ الہ دین کے چراغ والے۔ لوٹے کے جن والے —!

پڑوس کے بچے کو اترا اترا کے نئی موٹر چلاتے دیکھ کر آپ کا گڈو بھی موٹر کے لیے رونے لگا۔ کیونکہ موٹر کے مالک نے گڈو کو اپنی موٹر میں لفٹ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔

'موٹر' آپ نے برفیلی ہواؤں میں ڈوبی ٹھنڈی سانس لی۔ مگر گڈو بھلا یہ مسائل تصوف کیا سمجھے۔

اسے تو موٹر چاہیے۔ لال لال پلاسٹک والی

آپ فوراً اسے وعدے کے سنہرے جھولے میں جھلانے لگیں۔

"ارے بیٹا یہ بھی کوئی موٹر ہے۔ یہ تو پلاسٹک کی ہے دو دن میں ٹوٹ جائے گی — اور یہ تو اتنی ذرا سی ہے بالکل کھلونے جیسی۔ منی تک تمہارے ساتھ نہیں بیٹھ سکے گی۔

اپن تو بڑی موٹر لیں گے۔ چار پہیئے والی۔ جیسی ڈاکٹر چاچا کے پاس ہے — ویسی۔!

"کب لو گی ماں"

بس بیٹا تھوڑے دنوں میں۔ تو ذرا بڑا تو ہو جا۔"

بس وہ خوش ہو ہو کے روز اپنا قد ناپے گا۔ اور قد ناپتے ناپتے ایک دن آپ کے وعدے کی حقیقت اس کی سمجھ میں آجائے گی۔ اور تب وہ بھی آپ کی طرح آپ کے وعدے کو بھول جائے گا —!

"ممی! میرے اسکول میں انیلا ہے نا۔ وہ آج اتنی اچھی ریشمی شلوار قمیص پہن کر آئی تھی کہ کیا بتاؤں۔ مجھے بھی ویسی ہی سلوا دو نا ممی۔ دیکھو میری فراک کتنی پرانی ہو گئی ہے"

"ہاں سلوا دوں گی۔ پاپا کی تنخواہ آنے دو۔"

ایسے ہزاروں وعدے بچوں سے کر کے تو بھول ہی جائیے۔ اسی میں سب کا بھلا ہے۔

(اردو سروس سے)

افسانہ

فوزیہ جاوید

شاید ہی کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنھیں گپ شپ سے دلچسپی نہ ہو اور وہ اس میں حصہ نہ لیتے ہوں۔ بے ضرر قسم کی گپ شپ جس میں صرف خوش دلی اور تفریحِ طبع کو دخل ہوتا ہے۔ ایک دل چسپ مشغلہ بھی ہے۔ دن کی کی مصروفیت اور تھکا دینے والے کام کاج دوستوں یا افراد خاندان کی صحبت میں بیٹھ کر ادھر ادھر کی گفتگو کرتے ہوئے نہ صرف لطف حاصل ہوتا ہے بلکہ تمام دن کے بوجھ کو ہم ہلکا بھی کر لیتے ہیں۔

ابتدائے آفرینش ہی سے جب شہریت عنقا تھی لوگ جنگلوں میں زندگی گذارتے تھے۔ دن بھر تلاشِ معاش میں سرگرداں رہتے لیکن رات میں الاؤ کے گرد ادھر ادھر کی باتیں ہوا کرتیں ظاہر ہے کہ مقام طریقہ نشست اور عنوان دور کے ساتھ بدلتے رہے مگر جذبہ ہمیشہ کار فرما رہا اسی لیے روزآنہ دن بھر کے کام کاج کے بعد ایک دوسرے سے بات چیت کیے بغیر بستر پر دراز ہوتے ہی نہیں۔ وقت اور فرصت ہو تو مزے مزے کی باتیں سوجھتی ہیں۔ کبھی تو قہقہوں سے چھت اڑتی معلوم ہوتی ہے۔ گھر کے بڑے لوگ ٹوکتے ہیں ارے بھائی آہستہ کہیں پڑوسیوں کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

بے تکلف محفلوں میں کیے جانے والے تبصرے معمولی گھریلو بات چیت سے نکل سنیما کے واقعات تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر سیاست پر خیال آرائیاں ہوتی ہیں لوگوں کی سرگرمیوں پر کھل کر بات چیت ہوتی ہے۔ اپنی جان پہچان کے دائرے میں آنے والی کئی شخصیتوں کے متعلق بات چیت کی جاتی ہیں "سنا تم نے فلاں صاحب نے طویل عمر کے بعد اب کہیں جاکر کمسن لڑکی سے شادی کرلی۔ اس عمر میں انھیں یہ کیا سوجھی"۔ دوسرے کا ریمارک ہوگا۔ اور بات آگے چل نکلے گی۔ اس موضوع کے پھیکا پڑتے ہی دوسری خبر فلاں کو جڑواں بچے پیدا ہوئے ہیں" فلاں صاحب نے دوسری شادی کرلی، فلاں کی منگنی ٹوٹ گئی۔ فلاں صاحب نے بیوی کو طلاق دے دی۔ اس طرح ہر ایک اپنی دن بھر کی خبروں کی کمائی دوسرے کے آگے ڈال دیتا ہے انسانی تجسس دوسروں کی زندگیوں میں جھانکنے کا عادی ہے مگر مذہب کی ہدایت اس رحجان کے منافی ہے اس یقین کے بعد بھی کہ اس میں جھوٹ شامل ہے لوگ اس کو صحیح مان لینے کو تیار رہتے ہیں۔ کبھی تو کسی کی خانگی زندگی کے بارے میں ایسی ایسی باتیں گڑھ دی جاتی ہیں کہ سننے والے برافروختہ ہوجاتے ہیں۔ لیکن بے چارے کو کبھی یہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ یہ خبر کہاں سے اڑی سچ ہے ہونٹوں سے نکلی اور کوٹھوں چڑھی۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بات اتنی سی ہوتی ہے لیکن "پھر بیاں اپنا" کے پیش نظر اس کو بڑھا چڑھا کر سنایا جاتا ہے۔ ہر سچی خبر کے ساتھ گپ کا شامل ہوجانا ضروری ہے کبھی تو سنی سنائی کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یا کانوں سے سنا ہے کہ مہر تصدیق پا کر ہم اس بات پر ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن وقت گذرنے پر یا تحقیق کے بعد اصلیت کھل جاتی ہے۔

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ جن، شیطان یا بھوت پریت کے قصے سانپوں کے مارنے کے واقعات، چوروں سے نپٹنے کے مہمات اور شیر کے شکار کے واقعات کو حیرت ناک بنا کر سنانے والے اپنے آپ کو داستان کا ہیرو ثابت کرتے ہیں کہ گویا وہ اپنے دور کے رستم ہیں۔ گپ شپ جب رنگ پر آتی ہے تو ہر شخص کچھ سنانے پر آمادہ نظر آتا ہے۔ پھر اس محفل شوق میں کیا کیا گل کھلتے ہیں اس سے آپ اور ہم سب ہی واقف ہیں سچ پوچھا جائے تو اخبار بینی بھی گپ پسندی کا ایک ترقی یافتہ روپ ہے۔ جہاں یکسانیت سے جی گھبرایا کہ دوسری قسم ایجاد کرلی۔ اس لیے کہ ہماری زندگی بڑی تنوع پسند واقع ہوتی ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو اس یکسانیت سے ہم گھبرا اٹھتے۔ شاید اسی فطرت نے ——— کو ٹھکرایا۔ اسی تنوع پسندی نے حوا کو گیہوں چکھنے پر اکسایا اور وہاں سے نکلوایا۔

دوسروں کی بے وقوفیوں پر ہنسنے ہنسانے کا رحجان بھی پایا جاتا ہے۔ اسی سے ادب میں لطیفوں نے جگہ پائی جو کبھی تو حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں اور کبھی ذہنی پیداوار۔ ہماری سوسائٹی میں لطیفہ گو زندہ دل سمجھا جاتا ہے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کو مبالغہ کی حد تک طول دے کر کہنے کی عادت بھی اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ اس ضمن میں شوکت تھانوی کا افسانہ ضرب تقسیم بہترین مثال ہے سالے صاحب کی عادت تھی کہ ہر وقت گپ اڑاتے۔ بہنوئی صاحب نے اس بات کو بھانپ لیا۔ بیوی کو ناگوار نہ ہو اس خیال سے ہر بات کو رد کرنے کے بجائے تقسیم کرکے یقین کرنا شروع کردیا۔ مگر سالے صاحب بھی کچھ کچی گولیاں کھیلے ہوئے نہ تھے انھوں نے ہر بات کو اب ضرب دے کر کہنا شروع کردیا۔ ایک دفعہ کہہ دیا کہ مرزا صاحب کے گھر چوری ہوگئی۔ رات میں سارے گھر کے سامان کا صفایا ہوگیا۔ حتیٰ کہ ایک برتن بھی ان کے پاس نہیں ہے۔ پڑوسی کا حق ادا کرنے بہنوئی صاحب ان کے گھر گئے کہ ہمدردی کے کچھ الفاظ کہیں۔ مگر کیا دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب دیوان خانے میں ہشاش بشاش بیٹھے ہوئے باتوں میں مصروف ہیں۔ خیال ہوا عجیب آدمی ہیں سارے ظروف غائب اور اعلیٰ ظرف موجود۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی اٹھائی گیرے نے صرف ایک لوٹا چرا لیا تھا۔

خوش گوار گپ شپ کبھی بار خاطر نہیں ہوتی۔ مختصر وقت تک اپنے حدود میں اس کا وجود ٹھیک ہے۔ جب کہ سننے والے بھی اچھے تاثرات لے کر اٹھیں اور جس سے آئندہ کبھی فضا مکدر نہ ہو۔ ہمارے نوجوانوں میں یہ رحجان اکثر پایا جاتا ہے کہ گلی کوچوں، ہوٹلوں اور بیٹھکوں میں گپ شپ میں وقت صرف کرتے ہیں۔ سچ پوچھا جائے تو افواہیں ایسی گپ شپ کی ناخلف اولاد ہیں جس میں بے سوچے سمجھے بے پر کی اڑائی جاتی ہے جس کا حقیقت سے بہت کم تعلق نہیں ہوتا۔ اور کبھی قطعی نہیں ہوتا۔ بات اتنی جلد معنی و مطلب بدل کر ایک افسانہ بن جاتی ہے۔ پھر جتنے منہ اتنی باتیں۔

ابھی حال کی بات ہے اورنگ آباد کی فضا کچھ مکدر ہوگئی تھی۔ لوگ ٹنشن میں تھے۔ اتنے میں کسی نے صدا لگائی۔ چل گئی چل گئی۔ پھر کیا تھا وہ بھگدڑ مچی ہے کہ اللہ کی پناہ۔ کچھ دیر بعد بھلے مانسوں نے فضا کو ہموار کیا اور حقیقت بتلائی کہ ایک کھوٹی چونی کسی نے چلانے کی کوشش کی تھی اس نے دھوکے سے کسی دکاندار کے حوالے کردی اور خوش ہوکر زور سے نعرہ لگایا تھا "چل گئی چل گئی" اور ادھر طوفان مچ گیا تب کہیں جاکر جان میں جان آئی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک کنواری لڑکی نے کسی پارٹی میں اپنی سہیلی کو یہ خبر سنائی کہ اس کی بکری کو دو بچے ہوئے ہیں۔ اتنی سی بات تھی جو افسانہ بن گئی۔ یہ خبر اڑگئی کہ فلاں لڑکی کو جڑواں بچے ہوئے ہیں وہ بے غیرت اپنی سہیلی سے خود ہی کہہ رہی تھی پھر کیا تھا بے چاری رسوا سر بازار کا نمونہ کا نمونہ ہوگئی۔ مدتوں اس داغ کو دھونے اور صحیح سچا کرنے

(باقی ص ۲۴ پر)

ہنوز

حسین الحق

آہستہ سے نظر اٹھاتا ہوں۔

میں شام سر پر کھڑی ہے اور اپنے جھنڈ سے بچھڑا ہوا ایک تنہا کبوتر جلدی جلدی پر پھڑپھڑاتا اپنے آشیانے کی طرف بھاگ رہا ہے۔

مغربی کنارے پر سنہرے رنگوں کی بوچھار ہے جیسے کسی نے سونا پگھلا دیا ہو اور میرے اردگرد گہرا سکوت ہے اور نیچے میری بیٹی اب تک اپنے کھیل میں مشغول ہے شاید ایسی ہی کسی شام قطب الدین مدنی بھی تھک کر کڑہ الہ آباد کی طرف آرام کی خاطر روانہ ہو گئے ہوں گے۔

میں آہستہ سے آئینہ اودھ بند کر دیتا ہوں کہ اس سمے میرے وجود کے انگنت ٹکڑے مجھ سے اپنا حساب طلب کر رہے ہیں اور میں سود و زیاں کا توازن برقرار رکھنے کی کوشش میں خود غیر متوازن ہوتا جا رہا ہوں۔

عمر کی تیس منزلیں طے کر چکنے پر بھی یہ مسئلہ میرے لیے اب تک ناقابلِ تفہیم ہے کہ میں گزرے ہوئے کل میں زندہ ہوں یا گزرتے ہوئے آج میں وقت تیزی کے ساتھ بھاگتا چلا جا رہا ہے اور میں اس کے رتھ کے پیچھے ہوا کے رہوار پہ اس کے تعاقب میں ہوں لیکن میں ہی اس کی مخالف سمت میں بھی بے تحاشا بھاگ رہا ہوں.... میں کدھر بھاگ رہا ہوں....

آگے.... نہیں پیچھے.... پیچھے.... نہیں آگے....

سمت کے تعین کا مسئلہ ذرا کٹھن ہے لیکن یہ طے ہے کہ میں بھاگ رہا ہوں اور میرے وجود میں چھپا میرا مرشد چپ ہے۔

میں اندھا دھند ٹاپک ٹوئیاں مار رہا ہوں اور ٹاپک ٹوئیاں مارتے مارتے ضیاء الدین برنی سے ٹکرا جاتا ہوں تو اچانک یاد آتا ہے کہ قاضی بدایوں قاضی تاج الدین کا پتہ بھی پوچھتا چلوں مگر وہ تو صرف ان کے ہزاروں فضائل گن کر خاموش ہو جاتے ہیں اور بہت پوچھنے پر صرف اتنا بتاتے ہیں کہ ان کے بھتیجے رکن الدین کو ان کی جگہ کٹھرا کا قاضی بنا دیا گیا' اب لاکھ پوچھتے پھرئیے کہ حضور والا! بدایوں

کہ بعد اس فرزندِ رسول نے کہاں کے لیے رختِ سفر باندھا مگر وہاں تو اک خاموشی سو بات کے جواب میں۔

تو اب آئینۂ اودھ کھولیے کہ تاریخ فیروز شاہی یا دونوں کو طاق پر رکھ دیجیے سب برابر ہے کہ میں بالکونی پہ تنہا بیٹھا ہوں' ہواؤں میں اپنے جھنڈ سے بچھڑا ایک تنہا کبوتر اپنے آشیاں کی تلاش میں تیزی سے اپنے پر پھڑپھڑاتا بھاگتا چلا جا رہا ہے' نیچے میری بیٹی تنہا بیٹھی اپنے کھیل میں مصروف ہے اور باہر ساتیں چٹا بجا رہا ہے۔

کیسا عجیب ہے سب کچھ؟ دھندا دھندا ہے کچھ بولو نفسیات والے کہتے ہیں کسی کو دا نہیں ہے' باپ کے نطفے کی شکل میں بیٹا اور بیٹے کے نطفے کی شکل میں پوتا' ارآں دم تا ایں دم پیہم رواں ہے زندگی' پتہ نہیں یہ میرا شعور ہے یا اجتماعی لاشعور' علیمی صاحبہ کہتی ہیں "وہ لوگ بہت بڑے مجرم ہیں جنھوں نے اپنے خواب لکھ دیے" اب انھیں کیا بتاؤں (ان سے تو میری کبھی کی ملاقات بھی نہیں) کہ محترمہ! یہاں تو پانچ لسٹ سے سنتِ نبویؐ کی پیروی ہو رہی ہے کہ تو رہے میں روٹی بھگو کر کھاؤ' عالی دماغ ہوا در مرجاؤ' سینہ بہ سینہ' قطب الدین مدنی سے لعل محمد قطبی اور سید احمد شہید تک اور تاج الدین سے مخدوم غلام اشرف علی' وارث علی اور شاہ علی حق تک.... یا تو سب کچھ ہے مگر "ظہورِ قطبی" اور "ملفوظِ قطبی" کا خزانہ تو آپ کے بزرگوں کو نصیب ہوا۔

اور یہ دور سفینے کا ہے۔

سینے کا علم باہر لاؤں تو دیوبندی' بریلوی کا جھگڑا کھڑا ہو جائے۔

تو اب تشریف لاتے ہیں جناب محمد علی صاحب قاضی بازید چکوی ثم دیناروی۔

"ہاں جناب ارشاد ہو...."

تھا وہ وقت شاہ بابر کا شیخ تاج الدین جب یہاں آیا
چار لاکھ دام کی ملی جاگیر آئے نواب میں سب صغیر و کبیر
داناپور تھا مقام رہنے کا شاہ بدیع الدین وہاں ہوا پیدا
سبحان اللہ.... سبحان اللہ....

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں۔

(ابھی حال میں دینارہ اور بازید چک دونوں جگہ جانا ہوا مگر موصوف کا کہیں پتہ نشان نہ ملا' کاش ملاقات ہو جاتی تو بتاتا کہ حضرت! آپ کی ہدایت کے مطابق داناپور کورٹ کا سارا ریکارڈ دیکھ ڈالا مگر بیا رہ لاکھ کیا بارہ ٹکے کی بھی عطا کسی تاج الدین کے نام تلاش نہیں کر پایا' اگر آپ پہلے ہی اس بات کی وضاحت کر دیتے کہ یہ داناپور بہار والا نہیں بلکہ یوپی کا ایک دور افتادہ قصبہ ہے تو داناپور میں کچہری کے تائید پر اتنا پیسہ نہ خرچ کرنا ہوتا۔

مگر خیر! وہ آبداری سے حاصل کیے ہوئے نسب نامے کے حوالے سے کم از کم میر غلام اشرف علی کی بزرگی تو بیان کرتے ہیں' جی خوش ہوتا ہے کہ اللہ اللہ ہمارے بزرگ بھی کتنے محترم اور معزز کر رہے ہیں اور ایک میں ہوں ناکارہ' آلسی' کاہل کہ چار گھنٹوں سے میز سجا کر تاریخ فیروز شاہی' نسب نامہ محمد علی' تاریخ عازی پور مصنف عزیز الحسن صدیقی' بلیا گزیٹیئر' قلمی مخطوطہ احوال مخدوم میر غلام اشرف علی' مصنفہ الحاج شاہ واعظ الحق سمیت ورآبداروں تم سہسرانی ثم اورنگ آبادی اور احوال وارث علی کے سلسلے کا کھتیاں لیے بیٹھا ہوں لیکن کچھ بھی پڑھ نہیں پا رہا ہوں۔

کبھی امیر کبیر قطب الدین مدنی اپنی طرف کھینچتے ہیں کبھی محمد علی دیناروی' کبھی مخدوم میر غلام اشرف علی اپنی طرف کھینچتے ہیں کبھی قاضی وارث علی.... میں کسی کہنہ اور خستہ حال مقبرے کی صدیوں پرانی برجی سے لٹکی کسی انجانی کمزور رسی کو پکڑ کر اس کے سہارے زمین پر آنا چاہتا ہوں مگر زمین ہنوز دور ہے اور میرے ہاتھ پیر رسی اور دیوار کی رگڑ سے لہولہان ہو رہے ہیں اور شام سر پر کھڑی ہے' چاروں طرف رات کی آمد آمد ہے اور مشرق و مغرب دونوں کا قدر ایک ہے۔

میں آہستہ سے آسمان پہ دور مشرق کی طرف نگاہ کرتا ہوں۔

اپنے جھنڈ سے بچھڑا ہوا ایک تنہا کبوتر اپنے آشیانے کی تلاش میں اسی طرف بھاگتا چلا جا رہا ہے جدھر سے رات تیزی کے ساتھ بڑھتی چلی آ رہی ہے اور نیچے میری بیٹی اپنے کھیل میں مصروف ہے' آج دیوالی کی رات ہے ابھی اس کی دوست رما آئے گی وہ اس کے آنے سے پہلے اپنا گھروندا سجا لینا چاہتی ہے اور میں ان الفاظ کے سحر میں گم ہوں کہ "وہ لوگ بہت بڑے مجرم ہیں جنھوں نے اپنے خواب لکھ دیے".... میں اپنی نظر میں گناہ گار مجرم لگتا ہوں کہ سب سے یہاں مخطوطہ در احوال مخدوم میر غلام اشرف علی کھلا ہوا ہے اور وہاں میری بیٹی دیوالی کے موقع پر اپنا گھروندا سجا رہی ہے' اور باہر ساتیں چٹا بجا رہا ہے اور میرے اردگرد دھند کی دبیز چادر تنی ہوئی ہے....

تاریخ غازی پور میں مخدوم میر غلام اشرف علی کو پچوترا اور بلیا کے پرگنے دیے جانے کا ذکر ہے لیکن پھر کیا ہوا کچھ خبر نہیں' محمد علی دیناروی بھی ڈیڑھ سو برس

ہے ان کی بزرگی کی مالاجپ رہے ہیں کہ ع اشرف النّاس تھے دیٖ اشرف، مگر انھیں بھی کچھ خبر نہیں جب بہت پریشان کیا تو خرابیٔ صحت اور مشغولیتوں کی بنا پر ملاقات نہ رہنے کے سبب لاعلمی کا بہانہ کرگئے اور تب مجبوراً مجھے شاہ وحید الحق آمڈاروی، شاہ عبدالعزیز آمڈاروی ثم سہسرامی اور الحاج شاہ واعظ الحق مسّرور اورنگ آبادی سے رجوع کرنا پڑا اور جب میں طفلکِ ناداں کی طرح مچل پڑا تو تھہراً جبراً صرف میری خاطر ان بزرگوں نے اذکار و نوافل کا سلسلہ مختصر کیا اور بڑی تلاش و جستجو کے بعد کسی کونے کھدرے سے اپنے اپنے صحیفے نکالے اور سو سو برس پرانی تحریر بمشکل تمام پڑھی اور تب یہ بتایا کہ حضرت میر غلام اشرف علی سے سکندرپور کے قاضی پورہ یا شیخ پورہ میں ملاقات شاید ممکن ہو۔ میں نے پوچھا کہ حضور! یہ "شاید" کیا معنی رکھتا ہے تو فرمانے لگے کہ بھئی سو برس سے اوپر عرصہ گزرا جب ہم لوگوں نے انھیں سکندرپور میں کھوج نکالا تھا اب سکندرپور قاضی پورہ میں ہے یا شیخ پورہ میں اور شیخ پورہ قاضی پورہ میں ہے یا قاضی پورہ شیخ پورہ میں یہ کہنا ذرا مشکل ہے۔

تو میں وقت کے دھارے میں قید ہوں اور وقت مجھے چک پھیریوں پر چک پھیریاں دے رہا ہے اور ان چک پھیریوں سے میرا سر گھوم رہا ہے اور یہ فیصلہ میرے لیے ناممکن ہو رہا ہے کہ بھاگتے ہوئے وقت کے رتھ کے پیچھے ہوا کے رہوار پہ جو اس کا تعاقب کر رہا ہے وہ میں ہوں یا جو اس کی مخالف سمت میں بھاگ رہا ہے وہ میں ہوں۔

بہر حال! میں ہوں..... اور میرے ارد گرد رات کھڑی ہے..... دور دور تک جلتے دیوں کی قطار ہے اور نیچے میری بیٹی کے ہاتھوں سے بنے گھروندے میں دیپ روشن ہیں اور ان چراغوں کی روشنی میں سکندرپور اور آمڈاری جگ مگ جگ مگ کر رہا ہے۔

پتہ نہیں سکندرپور کا کیا حال ہے مگر آمڈاری میں تو اب بھی عالمگیر احمد، نصیر احمد، جمیل احمد اور پردھان وغیرہ کے کھپریل کے مکانات میں شام ڈھلے مٹی کے چراغ اور لالٹین جلتی ہیں (اور محال وارث علی کی پرتی زمینوں اور قبرستان میں ایسا اندھیرا رہتا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے) اور ان نیم روشن خام مکانات سے چراغوں اور لالٹینوں کی روشنی یوں چھن چھن کر آتی ہے جیسے سہسرام میں "شب برات کی شب میں حضرت مخدوم محمد صالح صاحب کے قبرستان کے چاروں طرف ہوا کے رخ پہ جلتے چراغوں کی کمزور لو ہواؤں سے لڑتی ہے لگتا ہے کچھ ہار جاتے ہیں اور کچھ یہ گنگناتے ہوئے جیت جاتے ہیں کہ۔

اب رن سے بلاوا آتا ہے۔

ایسا لگتا ہے جیسے مجھے بھی سکندرپور اور آمڈاری سے کوئی بلا رہا ہے..... کوئی کون؟ مخدوم میر غلام اشرف؟ وارث علی؟ غلام یحییٰ؟ عبدالحکیم؟ آخر کون؟ جانے کون؟ کوئی ہے جو سوتے جاگتے مجھے کہتا ہے..... "چلو"..... بھاگتے ہوئے وقت کی مخالف سمت میں چلو..... اور میں حال اور مستقبل سب بھول جاتا ہوں میں بس لوٹ جانا چاہتا ہوں..... چمپا احمد کی طرح..... اپنے شیوپوری کی طرف!

لیکن ابھی رختِ سفر تیار بھی نہیں ہو پاتا ہے کہ کنور سنگھ کے ساتھی اور ۱۸۵۷ء کی پہلی جنگ آزادی کے سپاہی شاہ علی حق، حضرت مخدوم محمد صالح صاحب کے باغ میں آرام فرماتے ہوئے چپکے سے کہتے ہیں "میاں جو گزر چکا اسے یاد مت کرو" سوچا حضرت ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ واپسی میں حضرت گھنو دیوان کے چبوترے پر حضرت حافظ شاہ وصی الحق مسکین سہسرامی سے ملاقات ہو جاتی ہے اور وہ ڈپٹ کر فرماتے ہیں" جو آگے آنے والا ہے اس کے بارے میں سوچنے والا تو کون؟"..... ان کی نظروں کی تندی اور جلال کی تاب نہ لا کر گھر دوڑ کر واپس آتا ہوں تو مرشدی و مولائی حضرت مولانا انوار الحق شہودی فرماتے ہیں "بیٹے۔ حال کا کوئی اعتبار ہے؟ یہ تو ہر لحہ گزر رہا ہے یہ حال ہے ہی کہاں یا یہ سب کچھ تو صرف ماضی ہے"۔

اور تب ایک مرتبہ پھر وقت مجھے چک پھیریوں پہ چک پھیریاں دینے لگتا ہے، میرا سر گھوم رہا ہے اور میری بچی پکار رہی ہے "پاپا۔ آپ نیچے آئیے نا۔ دیکھیے ہم نے کتنا اچھا گھروندا بنایا ہے..... اور سکندرپور اور آمڈاری سے کوئی پکار رہا ہے..... آؤ..... آؤ....."

اور میرے چاروں طرف گہری سیاہ رات کا خیمہ اپنی مضبوط بنیادوں پر قائم ہے!

جانے اپنے جھنڈ سے بچھڑا کبوتر اپنے آشیانے تک پہنچ سکا یا نہیں کہ رات گہری ہوتی جا رہی ہے..... چراغ ہوا کے رخ پہ کب تک اپنے کو روشن رکھ سکیں گے؟ اور کہیں بہت دور رسائیں اپنا چمٹا بجاتا، بیتا یانہ گاتا گزرتا چلا جا رہا ہے۔

میں تیزی سے نیچے اترتا ہوں اور اپنی بیٹی کے گھروندے کے سب چراغ بجھانے لگتا ہوں..... میری بیوی لپک کر میرا ہاتھ پکڑ لیتی ہے" پاگل ہو گئے ہیں"۔ کتنے شوق سے اس نے یہ گھروندا سجایا ہے!

اور تب میں پھر اتنی ہی تیزی سے اپنا ہاتھ چھڑا کر دوڑتا ہوا اوپر آتا ہوں اور جلدی جلدی اپنا چار سیل کا ٹارچ روشن کر کے سیاہ مشرق کی طرف فوکس مارتا ہوں کہ جانے اپنے جھنڈ سے بچھڑا کبوتر اپنے آشیانے تک پہنچا کہ نہیں لیکن گہری سیاہ رات میں کچھ نظر نہیں آتا..... اور جب میں تھک کر ریلنگ پہ سر ٹیک دیتا ہوں تو صدیوں کا فاصلہ طے کرتی ہوئی ایک آواز مجھ تک پہنچتی ہے..... آؤ..... آؤ..... اور نیچے میری بیٹی اپنے گھروندے کے بجھے چراغ دوبارہ جلا رہی ہے..... اور کہیں دور رسائیں چمٹا بجاتا بیتا یانہ گاتا گزرتا چلا جا رہا ہے.....

چڑیا رین بسیرا بابا
نہ گھر تیرا نہ میرا بابا
چڑیا رین بسیرا بابا..."

(پٹنہ سے نشر)

بوڑھے جادوگر نے اسے بتایا تھا کہ اس سفر کے دوران تمہیں بھیانک آوازیں اور چیخیں سنائی دیں گی، لیکن خبردار جو مڑ کر دیکھا۔ پیچھے پلٹتے ہی تمہارا آدھا جسم پتھر کا ہو جائے گا...... اس کے جبڑوں کی ہڈیاں ابھر آئی تھیں، پیشانی کی رگیں تن گئی تھیں، ہاتھ پاؤں کے پٹھے سخت ہو گئے تھے۔ اس کی گرفت معزز گھوڑی پر سخت سے سخت تر ہوتی گئی تھی، وہ پسینے میں نہا رہا تھا۔ بھیانک آوازیں اور چیخیں اس کا پیچھا کر رہی تھیں اور وہ سرعت کے ساتھ اپنے سفر پر گامزن تھا۔ آوازیں جانی پہچانی محسوس ہوتی تھی۔ وہ عجیب کشمکش میں مبتلا تھا۔ بارہا اس کا دل چاہا کہ پلٹ کر دیکھ لے لیکن بوڑھے جادوگر کی نصیحت نے اسے مڑنے نہ دیا۔

اس نے دس سال کی سخت محنت، جانفشانی اور ایمانداری کے بعد ترقی کر کے اپنی فرم کے بوڑھے منیجر سے اس کی کرسی خالی کرا لی اور خود اس پر براجمان ہوا۔ منیجر بننے کی خوشی میں اس نے اپنے اسٹاف کو ہوٹل میں ایک شاندار پارٹی دی اور مالک اور مالکن کو اپنے گھر مدعو کیا۔ اپنی بساط سے بڑھ کر ان کے شایانِ شان انتظامات کیے۔ اس کی جوان بیوی اور جوانی کی دہلیز پر کھڑی بیٹی نے مالک اور مالکن کا استقبال ہاتھ جوڑ کر کیا۔ مالکن نے ازراہِ شائستگی اس سے شیک ہینڈ کیا اسے محسوس ہوا گویا اس کا ہاتھ مکھن سے بھرے مرتبان میں جا پڑا ہو۔ اس نے مکھن پر گرفت جمانی چاہی لیکن مکھن کی گیند اس کے ہاتھ سے پھسل گئی۔ ادھر مجبوراً اس کی بیوی اور بیٹی کو بھی مالک سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اس کی بیوی ایک نئے لمس سے آشنا ہو کر کانپی اور بیٹی نے جسم میں چیونٹیاں سی رینگتی محسوس کیں۔

یہ کہانی دراصل دو۲ شہسواروں اور تین۳ گھوڑیوں کی ہے۔ شہسوار دو مختلف طبقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہی دو۲ طبقے جو چاندی کی دیوار کے اس طرف اور اس طرف ہوتے ہیں۔ یہ چاندی کی دیوار بھی عجیب دیوار ہے۔ اس طرف تو اُجلی اُجلی ہے اور اپنا نور لوگوں میں تقسیم کرتی ہے لیکن اس طرف کالی کالی سی ہے اور اپنی سیاہی سے لوگوں کے چہرے رنگ دیتی ہے۔ اس جانب خواص ہیں اس جانب عوام۔ اس جانب والے شہسوار کے پاس ایک خوبصورت، نازک اندام، بے داغ سفید گھوڑی تھی۔ اور اس جانب والے شہسوار کے قبضہ میں صحت مند، گٹھیلی اور محنتی سرمئی رنگ کی خوبصورت گھوڑی تھی۔ اس سرمئی گھوڑی نے اپنے سانچے میں ایک اور گھوڑی کو ڈھالا تھا جو اب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے ہی والی تھی۔ اجلی گھوڑی کا سوار منچلی طبیعت کا مالک تھا۔ اکثر کرایہ کی گھوڑیاں استعمال کرتا اور نئے نئے ایڈونچرس سے لطف اٹھاتا۔ اجلی گھوڑی بھی اپنے سوار کی نظر بچا کر اوروں کو نوازتی رہتی۔ لیکن سرمئی گھوڑی کی رگوں میں دوڑنے والے خون میں ہندوستانیت رچی بسی تھی، اور چھوٹی سرمئی گھوڑی تو سواری کے مطلب سے ہی ناآشنا تھی، دن بھر ہرے بھرے میدانوں میں چوکڑیاں بھرنا، ہم جولیوں کے ساتھ اٹکھیلیاں کرنا ہی اسکی زندگی تھی۔

افسانہ

پرموشن

ایس ایس علی

بوڑھے نیجر نے جب عالم یاس میں اپنی کرسی خالی کی تھی تو اپنے جانشین کو ہدایت کی تھی "اس کرسی پر بیٹھنے کے بعد تمہیں نئی نئی راہیں دکھائی دیں گی، لیکن خبردار جو اپنی ڈگر سے ذرا بھی ہٹے۔ ورنہ زندگی عذاب بن جائے گی۔" اس نے بوڑھے کی بات کو اس کے دل کی خلش سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا مالک مصروف ترین آدمی تھا۔ اکثر و بیشتر غیر ملکی دوروں پر جاتا رہتا۔ کاروباری امور پر تبادلۂ خیال اور ہدایات حاصل کرنے کے لیے اسے بار بار مالکن کے پاس جانا پڑتا۔ تصور کی دنیا میں وہ اکثر خود کو نیوٹن محسوس کرتا اور دیکھتا کہ ایک تر و تازہ سیب اس کے دامن میں گر رہا ہے۔ کشش ثقل کا اصول پوری طرح اس کی سمجھ میں آگیا تھا۔ لیکن اس اصول کو عملی جامہ پہنانے میں اسے تردد تھا۔ وہ فوراً اپنا دامن بچا کر نکل جاتا اور آفس آکر اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتا سیب بڑی ہتک محسوس کرتا۔ اور واپس اپنی بلند ٹہنی پر جا بیٹھتا۔ جلد ہی سیب نیوٹن کے حلق میں ہڈی کی طرح پیوست ہو گیا کہ نہ نگلتے بنے نہ اگلتے بنے۔ سیب کو بار بار اپنے دامن سے محروم رکھنا بھی ٹھیک نہیں تھا۔ کرسی خطرے میں تھی اور ادھر اپنے دامن کو بھی داغدار ہونے سے بچانا تھا۔ مگر یہ کیا کہ اس کا دامن بھی اسے آنکھیں دکھانے لگا تھا، احتجاج پر اتر آیا تھا۔

بوڑھے جادوگر نے اپنے سفید بالوں کی ایک لٹ فضا میں اچھال دی اور تصور کے اسکرین پر اس منظر کو دیکھا تو چلا اٹھا "تم نے میری بات پر عمل نہیں کیا اور اپنی تباہی کا انتظام خود اپنے ہاتھوں کیا۔ تم ایک خطرناک راستے پر چل پڑے ہو۔ اب سنو کہ اس سفر کے دوران تمہیں بھیانک آوازیں اور چیخیں سنائی دیں گی لیکن خبردار جو مڑ کر دیکھا۔ پیچھے پلٹتے ہی تمہارا آدھا جسم پتھر کا ہو جائے گا۔"

اس کے دامن نے اس سے شکایت کی "دیکھا بوڑھا ابھی تک تم سے حسد کرتا ہے اور موقع بے موقع اپنے دل کی بھڑاس نکالتا رہتا ہے۔ آخر کب تک تم مجھے اس طرح بچا بچا کر رکھو گے۔" سیب نے بھی موقع غنیمت جان کر اس کی مردانگی کو للکارا۔ دونوں کی سازش کامیاب ہوئی اور اس نے سپر ڈال دی۔

اس کا سفر جاری تھا۔ رفتار بڑھتی جا رہی تھی۔ معزز گھوڑی کے منہ سے جھاگ جاری تھے اور وہ خود بھی بری طرح ہانپ رہا تھا۔ آوازیں مسلسل اس کا پیچھا کر رہی تھیں لیکن بوڑھے جادوگر کی نصیحت اسے یاد تھی۔

پھر یہ ہوا کہ اس کی منزل آگئی۔ گھوڑی لڑکھڑا کر سوار سمیت گر پڑی۔ دونوں بے ہوش ہو گئے۔ ایک طویل وقفہ کے بعد جب اسے ہوش آیا تو دیکھا کہ وہ بے آب و گیاہ ریگزار میں ناگفتہ بہ حالت میں پڑا ہوا ہے گدھ اس کی تاک میں ہیں۔ خوفناک چیلیں اس کی گھات میں ہیں۔ اور خونی بگولے اسے ریت میں دفن کر دینا چاہتے ہیں۔ چاندی کی دیوار کے اس طرف والی مخلوق کی بے وفائی پر اسے بڑا غصہ آیا۔ وہ واپسی کی راہ تلاش کرنے لگا۔

چلتے چلتے اسے کچھ فاصلے پر ایک متحرک ہیولا سا نظر آیا۔ قریب جا کر دیکھا تو اس کی اپنی سرمئی گھوڑی خون میں نہائی ایڑیاں رگڑ رہی تھی۔ اتنے میں دور سے گرد اڑتی نظر آتی۔ جب منظر صاف ہوا تو دیکھا کہ معزز گھوڑی کا شہسوار اس چھوٹی سی سرمئی گھوڑی کو سرپٹ دوڑا رہا ہے جو ابھی سواری کے قابل بھی نہیں ہوئی ہے۔ اس کی دلگداز چیخیں اسے پاگل بنا رہی ہیں۔

اچانک اسے احساس ہوا کہ اس کا پورا جسم پتھر کا بن چکا ہے۔ اسے بوڑھے جادوگر کی نصیحت یاد آئی۔ لیکن ..... لیکن اس نے تو ادھوری بات بتائی تھی۔ آخر اس کمبخت نے پوری بات کیوں نہ بتائی۔ وہ سوچنے لگا کیا یہ اس کی سازش تھی؟

"نہیں" اس کے ہمزاد نے آواز دی "نہیں اے انسان.... ذرا سوچ کیا اس کی پوری بات سننے کی تجھے فرصت تھی؟"

(ناگپور سے نشر)

ایس ایس علی
ضلع پریشد ہائی اسکول
بالاپور۔ ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

ایک مرتبہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جنازہ کے ساتھ قبرستان حاضر ہوئے۔ قبر کھدنے میں ابھی دیر تھی اور دھوپ تیز تھی۔ قبرستان میں کوئی سایہ دار درخت بھی نہیں تھا، جس کے سایہ میں لوگ دھوپ کی شدت سے بچتے۔ البتہ قریب ہی ایک مکان تھا جس کی دیوار کے سایہ میں تھوڑی دیر آرام کرنا ممکن تھا۔ لوگوں نے حضرت امام کو ان کو بڑھاپے کا خیال کر کے مشورہ دیا کہ دیوار کے سایہ میں چلے جائیں۔ لیکن آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مالک مکان میرا قرضدار ہے، اس لیے تقاضائے احتیاط ہے کہ میں اس سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں حاصل کروں۔

(پٹنہ سے نشر)

شاعرۂ کشمیر حبّہ خاتون کی یاد میں ریڈیو کشمیر سرینگر کی جانب سے منعقد ایک محفل موسیقی میں وزیر اعلیٰ جموں و کشمیر جناب شیخ عبداللہ کا حاضرین سے خطاب ۔

حبّہ خاتون

کشمیری تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہمارے یہاں خواتین کو زمانہ قدیم سے ہی سماج میں ایک باوقار رتبہ حاصل رہا ہے۔ کشمیری خواتین نے گھر کی چار دیواری کے اندر وفاشعاری اور گھر گرہستی کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے رزم و بزم میں ایسے معرکے انجام دیے ہیں جو اپنی نظیر آپ ہیں۔ کشمیر کی باوقار خواتین نے ہماری تاریخ کے اوراق پر ایسے نقوش ثبت کیے ہیں جن کو ہزار بار مٹانے سے بھی مٹایا نہیں جا سکتا۔ خواتین کے اس قافلے میں جشن متی رانی وِدّا اور حبّہ خاتون ایسے نام ہیں جنھوں نے گھریلو امور کے ساتھ ساتھ حکومت کے نظم و نسق میں اپنا بھرپور حصّہ ادا کر کے اپنا نام ہمیشہ کے لیے روشن کر دیا۔ للہ دید، روپہ بھوانی اور ارنیہ مال، خواتین کی اس بڑی تعداد میں سے چند ایک ہیں جنھوں نے اپنی پاکیزگی سے روحانیت کی بلندیوں کو پا لیا تھا۔ آج بھی کشمیری قوم ان خواتین سے برابر روحانی فیضان حاصل کرتی ہے۔ یہ کسان کی جھونپڑی میں جنم لینے والی زون اپنی سلیقہ مندی، وفاشعاری اور دانشمندی کی بدولت حبّہ خاتون کے نام سے مشہور ہوئی۔ حبّہ خاتون بادشاہ کے لیے بیک وقت ایک وفادار رفیقۂ حیات ایک دانشمند صلاح کار اور عوام کی غمگسار تھی۔ یہاں پر ہمیں یہ بات بھی یاد آئی ہے کہ جس وقت مغلوں نے کشمیر کو زیر کرنے کے لیے اپنے قدم بڑھائے اس وقت بھی باقی کشمیریوں کی طرح حبّہ خاتون بھی مقابلے کے لیے محل سے باہر آ گئی حبّہ خاتون کے اس مثالی طرزِ عمل کی داستانیں شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔ اس کی لیاقت اور حوصلہ مندی آج بھی ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ حبّہ خاتون کی شخصیت کا ایک اور دلکش پہلو اس کا وہ شاعرانہ روپ ہے جو کشمیری عوام کے دل میں گھر کر گیا ہے اس کے رسیلے گیت سننے والوں کے کانوں میں شہد گھول دیتے ہیں۔ لوک طرز پر تخلیق کیے گئے حبّہ خاتون کے نغموں میں ہجر و فراق ضرب الامثال کی ایسی تصویریں ملتی ہیں جن سے پڑھنے والا اور سننے والا عش عش کر اٹھتا ہے۔ دلی جذبات کو شاعری کے سانچے میں ڈھالنے کا اسے زبردست ملکہ حاصل تھا۔ نگینوں کی طرح اس کے گیتوں میں جڑے ہوئے الفاظ دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں۔ درد، سوز و گداز اور بے ساختگی اس کے کلام کا جوہر ہے۔ کلام کی جاذبیت اور مٹھاس نے اس کے گیتوں کو لوک گیتوں سے بھی زیادہ شہرت دی ہے چنانچہ اس کے گیتوں کے اشعار ضرب المثل بن گئے ہیں۔ اس کے گیت ہمارا قیمتی ورثہ ہیں یہ ایک ایسا ورثہ جو اب بھی ہمارے دل و دماغ کو ٹھنڈک عطا کرتا ہے۔ ایک اور خوبی اس کے کلام میں اس کا سماجی شعور ہے۔ خواتین کی حالت زار کا جو نقشہ ہمیں اس کی شاعری میں آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات سے بے خبر نہیں تھی۔ محل میں رہ کر بھی وہ عوام کے دکھ درد کو بھول نہیں سکی تھی۔ عوام اس انسان کو نہیں بھولتے جو ان کا ہمدرد ہو، چنانچہ کشمیری عوام نے حبّہ خاتون کی یاد اور اس ورثے کو اپنے سینوں میں امانت کی طرح سنبھال کر رکھا ہے اور اس چاند کی چاندنی کو اپنا یہ قیمتی سرمایہ سمجھتے ہیں۔ حبّہ خاتون کے انجام کے بارے میں اس زمانے کے مورخ خاموش ہیں۔ پہلے خیال یہ تھا کہ وہ پاندریٹھن کے قریب آسودہ ہے لیکن جب میں سنہ ۱۹۷۷ء میں یوسف شاہ چک کشمیری کی طرف سے خراج عقیدت ادا کرنے اور اس کی تربت پر یادگار کی نقاب کشائی کرنے کے لیے بہار کے گاؤں بسوق گیا تو وہاں کے عمر رسیدہ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حبّہ خاتون بسوق میں اپنے نامور شوہر کے پاؤں کے نیچے آسودہ ہیں۔ انھوں نے یہ روایت اپنے بڑے بوڑھوں سے سنی تھی اور یہ وہاں صدیوں سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے تحقیق نگار اس تاریخی معمہ پر مزید گفتگو کریں تاکہ اگلا قدم اٹھانے کا جواز پیدا ہو اور اس مایہ ناز دختر کشمیر کی یادگار قائم کی جا سکے۔ میں آخر میں ریڈیو کشمیر کے اہلکاروں کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے کشمیر کی اس نامور بیٹی اور مقبول عام فنکارہ کی یاد میں موسیقی کی یہ محفل آراستہ کی۔ سچ تو یہ ہے کہ حبّہ خاتون جیسی شائستہ مزاج فنکارہ کو اس سے خوبصورت خراج تحسین ادا بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حبّہ خاتون ایک ملکہ اور ایک شاعرہ ہی نہیں بلکہ کشمیر کے تمدن کی ایک خوبصورت علامت بھی ہے۔ اس محفل کے افتتاح کا شرف آپ نے جو مجھے بخشا اس کے لیے بہت بہت شکریہ!

(سرینگر سے نشر)

(بقیہ:- گپ شپ

میں صرف ہو گئے۔

ایک دن یہ افواہ اڑی کہ ایک صاحبہ جو اپنے میاں کے ساتھ پردیس گئی تھیں انھیں چھوڑ کر بھاگ گئیں۔ بچے رو رو کر حیران ہیں۔ شوہر اس شاک کو برداشت نہ کر کے پاگل ہو گیا ہے۔ ستم بالائے ستم جنوں کی شورش اتنی بڑھی کر بے چارے کو پاگل خانے داخل کرنا پڑا۔ دوست احباب جو اس زمانے میں اتفاق سے آتے تھے یہ کہہ کر شہرت پا گئے کہ اپنے دوست کی غم خواری میں سعی فرمانے آتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس جانگداز واقعہ کی کوئی اطلاع نہ تھی۔ پھر معلوم ہوا کہ داغ مفارقت برداشت نہ کر کے بے چارہ اس دنیا سے چل بسا۔ کئی آنکھیں اشکبار ہو گئیں جو رو نہ سکے وہ ہائے ہائے افسوس کہتے رہے۔

تھوڑے ہی دن بعد ایک پکچر ہاؤس میں یہ جوڑا ہاں ہاں یہی جوڑا ہنس مکھ اور زندگی سے بھرپور خراماں خراماں چلا آ رہا ہے۔ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا میں آگے بڑھ کر باتیں کرنے لگی اور جب دوران گفتگو یہ بات کہی تو وہ ہنستے ہنستے بے حال ہو گئے۔ اور کہنے لگے اسی لیے تو ہم لوگ ہر طرف گھوم رہے ہیں کہ جھوٹوں کے منہ میں خاک ڈالیں۔

(اورنگ آباد/ پربھنی سے نشر)

فوزیہ جاوید
معرفت ڈاکٹر ظفر نقشبندی مومن پورہ، اورنگ آباد

کرب

احمد ابراہیم علوی

وہ یادوں کے جھروکوں سے اپنے ماضی کو دیکھنے کا عادی تھا اس کا ماضی ہرگز شاندار نہ تھا پھر بھی وہ اپنے شاندار حال کو نظرانداز کر کے ماضی ہی کو ترجیح دیا کرتا تھا

گزشتہ بیس برسوں سے وہ متواتر ماضی کو بھلانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا، سب سے رشتے منقطع کر کے سب کچھ بھلاکر وہ سب کچھ حاصل کر لینے کا خواہشمند تھا جس کیلئے اس نے بہت پاپڑ بیلے تھے مگر ماضی کی یادوں نے اس پر ایسی بھرپور یلغار کر دی تھی کہ وہ اپنے شہر کے سب سے بڑے سائی کیٹریک سنٹر (PSYCHATRIC) میں ایک مہینہ رہنے کے لئے مجبور ہو گیا تھا۔ پھر بھی وہ ماضی سے چھٹکارا حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا سب سے بڑے ماہر نفسیات نے آخر میں یہ علاج تجویز کیا تھا کہ اس نے ماضی میں جہاں جہاں زندگی بتائی ہے وہاں وہاں جائے، جن جن پرانے ساتھیوں سے ملاقات ممکن ہو سکے، کرے اس تجویز پر اس نے مان لیا کہ وہ ڈاکٹر واقعی بڑا ماہر نفسیات ہے۔ اس کا درد یہی تھا کہ اس نے جس شہر اور جس میں زندگی کا بڑا حصہ گزارا تھا اسے اسکی یاد بے اختیار ستایا کرتی تھی اس پر دہشت طاری رہتی تھی وہ سوچنے لگتا تھا کہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اڑ کر وہاں پہنچ جائے۔

بمبئی سے ہزار میل دور نسبتاً ایک بہت چھوٹے شہر کے قلب میں جو پادر سب اسٹیشن تھا اس کے پاس سے جو راستہ نکلتا تھا اسی سے اس کے اس گھر تک رسائی ہوتی تھی جس میں اس نے ہوش سنبھالا تھا۔ پیچ در پیچ گلیوں سے ہو کر ایک میونسپل پرائمری اسکول کی پشت سے ملا ہوا اس کا چھوٹا سا مکان اسے اپنے بمبئی کے شاندار فلیٹ سے بھی شاندار معلوم ہوتا تھا۔ اس چھوٹے سے گھر میں ایک دنیا آباد تھی ماں، باپ، تین بھائی اور چار بہنیں۔ اس فلیٹ میں اسکے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ وہ گھر کرائے کا تھا یہ فلیٹ اس کا ذاتی ہے، اس گھر میں چہل پہل تھی، آبادی تھی اس فلیٹ میں سکوت ہے، سناٹا ہے اس لئے زندگی کی کوئی رمق نہیں، وہ اسی فلیٹ کو حاصل کرنے کے لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پرسکون شہر کی پرسکون زندگی کے لطف کو ٹھکرا کر اس عظیم شہر کی گہما گہمی میں کھو گیا تھا۔

بیس برس کا عرصہ کوئی معمولی یا تھوڑا عرصہ نہیں ہوا کرتا ہے یہ بات اسے اچھی طرح معلوم تھی وہ خوب سمجھ رہا تھا کہ اس کے ذہن میں جو نقشہ ہے وہ بالکل بدل گیا ہوگا لیکن اسے یہ یقین تھا کہ پادر اسٹیشن بہرحال نہ بدلا ہوگا کیونکہ وہ کوئی بدلنے والی چیز نہیں ہوا کرتا ہے بس اگر پادر اسٹیشن اپنی جگہ پر موجود ہے تو پھر وہ یقیناً اس مکان تک پہنچ جائے گا جس میں بیس برس قبل وہ رہا کرتا تھا یہی سب سوچ کر اس نے وہاں کی فلائٹ بک کرا دی تھی اور وہ رات کی فلائٹ سے وہاں پہنچ بھی گیا مگر وہ ایسے وقت پہنچا کہ اس وقت کسی مکان یا شخص کی تلاش ممکن نہ تھی، اس نے شہر کے سب سے فیشن ایبل علاقے کے شاندار ہوٹل میں قیام کیا۔ غسل سے فراغت حاصل کر کے تازہ دم ہونے کے بعد گرم گرم چائے سے لطف اندوز ہوا اس کے بعد اس نے ہوٹل کے ارد گرد ماحول کا جائزہ لیا اسے کچھ بھی جانا بوجھا نہ لگا اس لئے سفر کی تھکن غائب ہو گئی اس نے جلدی سے الٹا سیدھا کھانا کھایا اور سو گیا۔

دوسرے دن صبح بڑی حسین تھی، پہلی دسمبر کی چمکیلی دھوپ نے اسے عجیب رومانی کیفیت سے معمور کر دیا اس نے نیم گرم پانی سے غسل کر کے کافی کے ہلکے ہلکے گھونٹ لئے تو پھر وہ کہیں اور چلا گیا۔ عجیب عالم تھا کیا کیا کچھ یاد آ رہا تھا۔ اسے یاد آیا اس کی کتنی آرزو تھی کہ وہ شہروں شہروں گھومتا پھرے، اچھے اچھے ہوٹلوں میں قیام کرے، آج اسے یہ سب مواقع حاصل تھے، ملک کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں وہ اکثر و بیشتر قیام کرتا ہے۔ مگر سب کچھ ایک عجیب بےکیفی کے عالم میں ہوتا ہے، بڑے سے بڑے ہوٹل میں قیام کر کے بھی اسے اپنے چھوٹے سے گھر کا سکون میسّر نہیں ہوتا ہے وہ اپنے پسماندہ شہر کے تنگ و تاریک محلے میں بنے چھوٹے سے اس کرائے کے مکان کو نہیں بھول پاتا تھا جس میں رہ کر پل بڑھ کر اس نے مستقبل کے بڑے سنہرے خواب دیکھے تھے مگر وہ اس شہر سے بہت عاجز آ گیا تھا تین برس تک مسلسل بے کاری اور در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے سبب وہ اس شہر اور اس کے باسیوں سے متنفر ہو گیا تھا تبھی اس نے اچانک اس شہر کو خیرباد کہنے کا فیصلہ کر لیا، اسے شہر کو چھوڑتے ہوئے کوئی درد نہ تھا اس لئے جب وہ وہاں سے چلا گیا تو اس نے کسی سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ رکھا حد یہ ہے کہ خط و کتابت کی رسم اٹھا دی۔ اسے دوسروں کے حوالوں سے اپنے ماں کے انتقال کی خبر ملی اس نے صبر کر لیا پھر اسے اپنے باپ کے مرنے کی اطلاع ملی اور اس کو بھی وہ پی گیا اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مکان چھوڑ دیا گیا ہے، بھائی بہن سب ادھر ادھر شہروں میں چلے گئے اس کے پاس کسی کا پتہ نہیں تھا اور نہ اس کا پتہ کسی کے پاس تھا اس نے اپنے ماضی سے چھٹکارا حاصل کر کے مستقبل کو سنوارنے کے لئے سب کچھ برداشت کیا ایک سے ایک بڑی خبر سنی مگر آہ نہ کی پھر بھی ماضی نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔

وہ اس شہر میں پہنچ گیا جس کے ایک گنجان آبادی والے محلے کی تنگ و تاریک گلیوں کے درمیان کبھی اس کا مکان ہوا کرتا تھا اسے ہمیشہ ہی اس مکان سے نفرت رہی تھی، اس کی گلیوں کی ٹوٹی نالیوں میں غلیظ بہا کرتا تھا۔ تنگ راستوں پر کوڑوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا اور ہر وقت مکھیاں بھنبھنایا کرتی تھیں۔ وہ اکثر سوچا کرتا تھا کہ آخر وہ کون سا دن آئے گا جب اس کو اس غلاظت سے نجات ملے گی وہ اپنے کسی ملنے والے کو کبھی اپنے گھر کا پتہ نہیں دیتا تھا جب کبھی کوئی کسی سخت ضرورت کے تحت آ پہونچتا تو اس کو بڑی خفت ہوا کرتی تھی، نہ گلی میں کھڑے ہونے کی جگہ اور نہ گھر میں کوئی بٹھانے کا انتظام۔ اسے اچھی طرح یاد تھا گلی کی طرف اس کے مکان کے باہری کمرے کے تینوں دروازے کھلتے تھے، انہیں دروازوں سے اندر کا راستہ تھا، اندر باہری کمرے کی پشت پر ایک اور چھوٹا سا کمرہ اس کے بعد چھوٹا سا صحن پھر سائبان جس میں باورچی خانہ، غسل خانہ اور پاخانہ وقتی طور سے بنا دیا گیا تھا جو کہ مستقل ہو گیا تھا۔ اسی چھوٹے سے گھر میں جس کو وہ مرغی خانہ کہا کرتا تھا، نو، دس نفر گھس پل کر رہا کرتے تھے لیکن باہری غلاظت کے باوجود ان سب کے دل بڑے صاف تھے اس لئے ماحول کی آلودگی ان پر کبھی اثرانداز

نہ ہوسکی تھی ان سب میں اسے ہی شاید سب سے زیادہ گھٹن کا احساس ہوتا تھا اس لئے اس گھر کو سونا کرنے والوں میں وہ سب سے پہلا فرد تھا اس کے جاتے ہی شیرازہ منتشر ہونا شروع ہوگیا۔ اور اب وہاں کوئی نہ تھا مکان نہ مکین پھر بھی اسے یقین تھا وہ مکان تو ضرور ہوگا بس اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ وہاں پر کوئی دو تین منزلہ مکان بن گیا ہوگا یا پھر اس کی حالت پہلے سے زیادہ خراب ہوگئی ہو مگر وہ بہر حال وہ جگہ دیکھنا چاہتا تھا اسی غرض سے وہ ایک ہزار میل دور ملک کے سب سے ترقی یافتہ شہر سے اڑکر آیا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں سے اس نے زندگی کی ریس شروع کی تھی اسی لئے وہ یہاں آکر شاید دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کتنی دور تک جاسکتا ہے۔

اس کی حالت بڑی غیر ہو رہی تھی اب وہ یہ سمجھنے سے بالکل قاصر تھا کہ آخر وہ کس جذبے کے تحت بغیر کسی پروگرام یا کام کے چلا آیا اسے اب وقت اور پیسے کی بربادی کا احساس بہت ستا رہا تھا یہی چھٹی اور یہی روپیہ وہ کسی بڑے شہر میں تفریح میں گزار سکتا تھا۔ وہ آخر یہاں کیوں آیا۔ یہاں کون ہے۔ کس سے ملے گا۔ کون سا لطف حاصل ہوگا۔ ان سب باتوں کا کوئی جواب نہ تھا مگر پھر بھی اسے ایک گونہ سکون کا احساس ہو رہا تھا۔ یہ سکون کیسا تھا کیوں تھا وہ بتا نہیں سکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ یہ سکون دیر تک قائم رہے۔ اس لئے اس نے تر و تازہ غسل کیا اور اپنا وہ سوٹ نکال کر زیب تن کیا جس کو عموماً وہ ایسے وقت استعمال کیا کرتا تھا جب کہ وہ مسرور ہوا کرتا تھا۔ ٹائی کی ناٹ ٹھیک کرتے ہوئے اس نے قد آدم آئینے میں اپنا سراپا دیکھا اس کے بعد پیرس کے پرفیوم کا اسپرے سے اپنے سارے وجود کو معطر کرلیا اس کے بعد کمرے میں ایک منٹ بھی ٹھہرنے کا کوئی جواز نہ تھا اس نے کال بیل دبائی۔ بیرا حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوا تو کمرے کو مقفل کرنے کا اشارہ دیا بیرا کمرہ مقفل کرکے کنجی اپنے ساتھ کاؤنٹر پر دینے کے لئے چلا گیا۔ وہ ایک باوقار چال سے خراماں خراماں باہر کی جانب گامزن ہوگیا۔

ہوٹل کے باہر ٹیکسیاں بھی تھیں اور آٹو بھی مگر اس نے دونوں سواریوں کو نظر انداز کرکے کچھ دور پیدل چل کر سائیکل رکشا کرنا ہی پسند کیا کار اور ٹیکسی تو اس کے استعمال میں رہتی ہی ہیں مگر یہ سائیکل رکشا کی سواری کہاں حاصل ہوتی ہے۔ ایک رکشے والے کو اشارہ کرکے اس نے بلایا اور بغیر کچھ بتائے یا طے کئے اس پر بیٹھ گیا بڑے ہوٹلوں کے پاس منڈلانے والے رکشے والے اس روئیے کے عادی ہوتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں ہوٹلوں میں ٹھہرنے والے بڑے صاحب لوگ بڑے بے نیاز لوگ ہوتے ہیں، اس نے رکشے والے کو ایک سمت چلنے کا اشارہ کیا رکشا اسی سمت چل پڑا۔ وہ شناسا شہر کو بدلا بدلا ہوا پاکر دونوں طرف کی عمارتوں کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھتا رہا ساتھ ہی راہ کی موڑوں پر رکشے والے کو سمت بتاتا رہا وہ محسوس کر رہا تھا شہر بہت کچھ نہیں بدلا ہے پھر بھی کافی بدل گیا ہے۔ اکثر سڑکیں چوڑی ہوگئی تھیں عمارتیں اونچی اٹھ گئی تھیں اور بھیڑ بھاڑ میں بھی نمایاں اضافہ ہوگیا تھا۔

تقریباً آدھ گھنٹے تک چلتے رہنے کے اسے بہت سی چیزیں بہت دیکھی بھالی نظر آنے لگیں اسے ایسے ادھ مٹے سائین بورڈ بھی نظر آئے جن کو اس نے بیس برس قبل تازہ رنگ و روغن کے ساتھ دیکھا تھا سڑک اور اس کے دو رویہ عمارتوں کا سلسلہ بھی جانا پہچانا لگ رہا تھا اس کے بعد وہ الیکٹرک پاور اسٹیشن بھی نظر آگیا جس کی اسے تلاش تھی وہ پاور اسٹیشن بیس برس قبل کی طرح مضبوط اور باوقار لگ رہا تھا اس کی شاید حال ہی میں پتائی ہوئی تھی۔ اس سے ملحق جو سڑک تھی اسی سڑک کے خاتمے پر جو گلیاں تھیں انہیں سے ہوکر اس کا بیس برس قبل والا گھر تھا پاور اسٹیشن سے ملحقہ سڑک پر آکر اس کی آتش شوق کچھ اس طرح بھڑکی کہ وہ حیرت انگیز طور سے رکشے سے کود پڑا رکشے والے نے فوراً رکشا روک کر اس کو حیرت سے دیکھا مگر قبل اس کے کہ وہ کچھ کہتا اس نے فوراً ایک پانچ روپے کا کھڑکھڑاتا ہوا نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "یہ لو بس آگئی جگہ" رکشے والا اس تذبذب میں پھنس گیا کہ وہ کتنے روپے لے لے اور کتنے واپس کرے۔ وہ اس کی کیفیت سمجھ گیا اس لئے اس نے اس سے کہا: "لے لو۔ رکھ لو۔ سب تمہارے ہیں" یہ سنتے ہی رکشے والے نے خوشی سے نوٹ کو جیب میں ٹھونسا اور پیڈل پر تیز تیز قدم مارتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

اس کے قدم جانے پہچانے راستے پر خود بخود تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ سڑک کچھ چوڑی ہوگئی تھی دونوں جانب بنے ہوئے مکانات وہ نہیں تھے جو بیس برس قبل تھے اب جو مکانات تھے ان میں کچھ تو پرانے مکانات کو منہدم کرکے از سر نو تعمیر ہوئے تھے جب کہ بعض ایسے تھے جو پرانے مکانات میں تھوڑی بہت تبدیلیاں کرکے نیا رنگ و روپ لئے ہوئے تھے مگر وہ حقیقت کی دنیا میں نہیں تھا اس لئے اسے تو سب کچھ بیس برس قبل جیسا لگ رہا تھا۔

سڑک ختم ہونے پر وہ اس گلی میں مڑ گیا جو یقینی طور سے اس کے گھر جاکر ختم ہوتی تھی اسے یقین تھا وہاں ضرور دو ایک مکان ایسے ہونگے جنکو وہ اچھی طرح پہچان سکے گا کیا تعجب کوئی جاننے والا مل جائے، وہ سوچنے لگا اگر کوئی جاننے والا مل گیا تو کیا پوچھے گا اور وہ کیا جواب دے گا، مگر چلتے چلتے گلی ختم ہوگئی وہ ایک دم سنّے میں آگیا اس نے آنکھیں مل مل کر دیکھا وہ مکان جو اسکی نظروں میں سمایا ہوا تھا جس کا ایک ایک دروازہ ایک ایک دیوار اس کی نظروں میں تھی اس کا کہیں وجود نہ تھا قبل اس کے کہ وہ غش کھاکر گر پڑتا اس نے جی کڑا کیا اور الٹے پیروں لوٹ پڑا۔

احمد ابراہیم علوی (آکاشوانی لکھنؤ سے نشر)
۲۔ ہیلتھ اسکوائر
لکھنؤ ۔ ۳

غزل

قربان انصاری

ہر نفس کو اداس پاتے ہیں
جب کبھی آپ روٹھ جاتے ہیں

ان سے پیہم نظر ملاتے ہیں
ہم سمجھ کر فریب کھاتے ہیں

آج تک ہم نہ یہ سمجھ پائے
ہم سے یہ دامن کیوں بچاتے ہیں

مجھ کو وہ فتنہ ساز یاد کرے
اور ہوں گے جو یاد آتے ہیں

اُن کے دَر سے ہمیں تو کچھ نہ ملا
پانے والے سنا ہے پاتے ہیں

کب کرم ہوگا اَے نگاہِ کرم
یہ بہاروں کے دن بھی جاتے ہیں

کل سرِ بزم ہم نہ یاد آئے
آج پیہم پیام آتے ہیں

کوئی قربان کیوں کسی پہ نہ ہو
لوگ ناحق فریب کھاتے ہیں

(گورکھپور سے نشر)

افسانہ

گلو کا نیم

ظہیر کیفی امروہوی

گلو کا نیم کیا تھا نئی اور پرانی نسل کا کلب تھا۔ اسی سال کے بوڑھے بشارت علی سے لے کر بائیس سال کے شہیر تک کے مسائل وہیں طے پاتے تھے۔ یہ معاملے گھریلو کم اور سماجی زیادہ ہوتے تھے جن پر سبھی بزرگ اور نوجوان غور کرتے نہ تھکتے تھے۔ جب ہی تو مغرب کی اذان سنتے ہی میاں حاجی فضل نئے نمازی جمیل احمد، لکڑی کے ٹھیکیدار فرشتے عالم خاں، چکی والے شیخ منگل، تمباکو والے شیخ برکت، دینی مدرسہ چلانے والے مولانا ندرت، املی والے حکیم سلیم اپنی اپنی رضائیاں لپیٹے دلائیاں لپیٹے کھانستے کھنکھارتے ہوتے ماسٹر رشید کی پھڑ میں جمع ہو جاتے تھے۔ جہاں پھٹی ہوئی لکڑیاں بڑے سلیقے سے ایک بڑے ڈھیر کی شکل میں ایک کے اوپر ایک رکھی ہوئی اور چنی ہوئی ہوتی تھی۔ لگتا تھا جیسے یہ لکڑی کی ٹال نہ ہو، بلکہ دہرہ دون کے فارسٹ ڈیپارٹمنٹ کا میوزیم ہو، جہاں ہر شئے کو مختلف رنگ و روپ کی لکڑیوں کے ذریعہ تراشا بنایا اور سجایا جاتا ہو.....

حقیقت بھی یہی تھی کہ ماسٹر رشید کی پھڑ میں حقوں کی مسلسل گھڑ گھڑاہٹ میں نہایت سنجیدگی سے ہر مسئلہ کا گمبھیرتا سے نہ صرف جائزہ لیا جاتا بلکہ اس کو سلجھانے کی ذمہ داری بھی یہی ادھیڑ اور بوڑھے حضرات اپنے ناتواں کاندھوں اور تھکے ماندے دماغوں پر اٹھائے رکھتے تھے.....!

ماسٹر رشید کی پھڑ کے سامنے ہی تو ایک چوکور بڑے سے چبوترے کی قید میں گلو کے نیم کا تن آور، بلکہ ہاتھی جیسے ڈیل کا تنا پھنسا ہوا تھا۔ گلو کا نیم سو سال پرانا تھا اسی لیے اسکی شاخیں کم اس میں گدے بھاری بھاری اور لمبے لمبے نظر آتے تھے۔ اور اس کے چاروں طرف نوجوان اور بوڑھوں کی ٹولیاں آپس میں خوش مذاقیاں کرتی دکھائی دیتی تھیں، اپنے مسائل کا جائزہ لیتی تھیں اور نت نئے جھگڑوں کو بھی جنم دیتی تھیں.... اکثر یہ جھگڑے بے بنیاد ہوتے۔ محض طاقت کا مظاہرہ کرنے کے لیے پیدا کیے جاتے تھے اور طاقت کے ذریعہ ہی ختم کرائے جاتے تھے۔ گلو کا نیم اپنی انفرادیت کینگی وسعت کی بدولت ہر موسم، ہر تہوار، میلے ٹھیلوں کے لیے اپنی مثال آپ تھا۔ برسات کے جھڑیوں کے میلے اسی کے اطراف میں لگتے تھے۔ جہاں شہری اور دیہاتی مرد اور عورتیں جمع ہوتے تھے ننھے بنڈولوں میں جھولتے، کھیلتے، بتاشے، گول گپے اور لڈو برفی خریدتے، کھاتے اور بانسری بجاتے دکھائی پڑتے تھے، محرم کے تعزیے مسلسل آٹھ روز تک دیکھنے والے مردوں اور عورتوں اور ہر فرقے کے تماش بینوں اور عقیدت مندوں کے ہجوم اکٹھا ہوتے تھے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے معاشقے اسی گلو کے نیم کے نیچے جنم لیتے۔ ہولی کے بنجارے کا گذر بھی ادھر ہی سے ہوتا اور رام ڈول کا جلوس بھی دیکھنے والوں کا جم غفیر یہیں اکٹھا ہوتا اسی گلو کے نیم کے بڑے سے دوشاخے میں جھول میں لمبی لمبی پینگیں لینے والے صوفی اسلام بھی ہوتے تھے اور رشید الظفر ماہر شطرنج میں اپنی ہر فن مولائی کا سکہ جماتے دکھائی پڑتے تھے، جگت استاد ماہر شاہ خاں اپنے چیلوں اور شاگردوں کو اسی گلو کے نیم تلے صلاح و مشورہ کے لیے جمع کرتے دکھائی دیتے تھے اور ہونے والے دنگلوں اور کشتیوں کے اکھاڑوں کی اونچ نیچ اور داؤں پیچ پھوندن پہلوان اور گوندہ پہلوان کو بتاتے نظر آتے تھے۔ اتنے عجیب و غریب ماحول میں اور افراد کے بیچوں بیچ یہ گلو کا نیم ایک طرح سے کسی اسٹیڈیم کی طرح نظر آتا تھا بلکہ ایک قسم کا کیفیٹریا بھی دکھائی دیتا تھا اس کے اردگرد کے گندے اور غلیظ چارخانوں میں رکشہ پولروں کی ٹولیاں میں بھی ہر روز کا معمول تھی۔ اور اسی گلو کے نیم کے مغربی جانب تاریخی مسجد بہلول خاں لودھی، لودھی مقبروں کی طرح ویران اور سنسان اور ڈھنڈار نظر آتی تھی۔ بہت بار گلو کے نیم والی اس مسجد کی جدید تشکیل اور تعمیر کی بات چلی لیکن کوئی بھی تعمیری قدم نہ اٹھایا جا سکا تھا کیونکہ اس سے متعلق پر ہی تو ان ساری سرگرمیوں کا جنم ہوتا تھا — مگر اب بات دوسری ہی آپڑی تھی بدلتے ہوئے وقت کا قاتل خنجر اور کلہاڑا گلو کے نیم کو جڑ سے کاٹ ڈالنے کے لیے آمادہ تھا۔ کوئی بھی یہ گمان اور تصور نہ کر سکا تھا کہ آخر ایک دن یہ تناوری اور برسوں پرانا درخت اپنے وجود سے محروم کر دیا جائے گا.... اسی وجہ سے ایک بڑے ہنگامے نے جنم لے لیا تھا.....!

شہیر کے والد اور دادا نے اس سے جب یہ پوچھا تھا کہ وہ کب تک اپنی الگ رہائش کا بندوبست کر لے گا؟ تو شہیر کو ایک دھکا سا لگا۔ اس کے گمان میں بھی نہ تھا کہ ایک دن اسے اپنا وہ گھر چھوڑنا پڑے گا جہاں اس نے جنم لیا تھا جس کی مٹی میں وہ کھیلا تھا۔ جس کے کچے آنگن میں وہ دوڑا بھاگا پھرتا تھا، اب وہی گھر اس کے لیے اجنبی بنایا جا رہا تھا اور اس کی وجہ اس کی بیوی شمیم تھی۔ اسے گمان بھی نہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے اختلافات اور معاملات اس کے والد اور دادا کو اس سے اس حد تک بددل اور متنفر کر دیں گے کہ وہ اسکو گھر سے باہر نکال دینے پر ہی تیار ہو جائیں گے۔ اور وہ سارے جذبوں اور رشتوں کو فراموش کر کے اس سے اس قدر تیکھا اور دو ٹوک اور حتمی سوال کر دیں گے جس میں ان کا فیصلہ، ارادہ، غصہ، بے رحمی اور لاتعلقی کا جذبہ اس کے احساسات کو چھیلتا اور کاٹتا ہوا۔ اس کے وجود کو تقسیم کرتا ہوا، اسے اپنی دنیا الگ بنانے پر مجبور کر دے گا۔ شہیر لمحہ بھر کو بھونچکا سا بنا اپنے والد اور دادا کو تکتا رہا۔ ان کے چہروں پر کوئی ایسا تاثر نہ تھا جس کو دیکھ کر شہیر سمجھ لیتا کہ معاملہ سمجھنے اور سلجھانے سے سلجھ جائے گا، وہ جانتا تھا کہ اختلاف اور اشتعال کی وجہ اس کی بیوی شمیم ہے جسکی کچھ عادتیں ان لوگوں کو ناگوار اور ناپسند ہیں۔ بس اسی سبب سے وہ لوگ اسے ہمیشہ کے لیے اس گھر سے نکالنے اور دور کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں۔ نہایت مایوسی اور بے بسی کے عالم میں شہیر نے پوچھا "مگر میں کہاں جاؤں گا۔ ؟"

ہم یہ نہیں جانتے، جہنم میں جاؤ تم اپنی بیوی کے ساتھ..... والد صاحب غرائے "اب باتیں برداشت سے باہر ہیں۔ گھر کی باتیں گھر کی چار دیواری سے باہر پہلے گلی تک کے لوگوں تک محدود تھیں لیکن اب تو گلو کے نیم تلے تک پہنچ چکی ہیں۔ اور اگر تم دونوں اس گھر میں رہے تو سارے شہر میں گشت کرنے لگیں گی اس لیے بہتر ہے کہ تم....."

شہیر نے معاملے کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے، اپنے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا "دادا جی! میں اس گھر سے الگ رہنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ اگر بے ہودگی اور غلطی بہو کی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں"

معافی۔ دادا جی نے تمسخرانہ انداز میں کہا "معافی مسئلہ کا حل نہیں ہے، پانی سر سے بہت اونچا ہو چکا ہے برخوردار ہمارے اور تمہارے خیالات میں نظریات میں زمین آسمان کا فرق ہے!"

"اس کا مطلب تو یہ ہے کہ آپ کو میرے نظریات اور خیالات سے دکھ پہنچ رہا ہے ان سے اختلاف ہے" شہیر نے ہمت کر کے کہا

دادا جی ہتھے سے ہی اکھڑ گئے "لاحول ولا قوۃ.... عجیب خمیر و ضمیر کے لڑکے ہو، بزرگوں کی باتوں کو تو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے، برخوردار ہمارے دادا کے سامنے تو گھر کا کوئی

فرد بول ہی نہیں پاتا تھا چہ جائیکہ گھر کی بہویں منہ کو آئیں۔ ہماری باتوں کا ترکی بہ ترکی جواب دیں، بولتے وقت یہ بھی نہ سمجھیں اور جانیں کہ وہ کیا کہہ رہی ہیں۔ اور کس سے کہہ رہی ہیں۔!"

"جی وہ تو درست ہے۔ لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے یہ تو آپ بھی جانتے ہیں، جیسا ماحول اور زمانہ ہوتا ہے ویسے ویسے خیالات بدلتے جاتے ہیں۔ نظریات بدلتے جاتے ہیں دلوا جی.... !"

"بکومت — نابکار —!" والد صاحب غرائے، ان کے چہرے سے لگتا تھا کہ وہ شہیر کو کچا ہی کھا جائیں گے۔ پھر وہ بولے "جتنی جلدی ممکن ہو آپ اپنی بیگم صاحبہ کو لے کر یہاں سے دفعان ہو جائیے — ہم لوگوں سے یہ رات دن کی کل کل چخ چخ نہیں سنی اور سہی جاتی ہے برخوردار —"

شہیر کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کس طرح معاملہ کو سلجھائے اور ان لوگوں کو منائے۔ ان کے غصّے کو کس طرح دور کر کے سکون کا سانس لے، اس کے سامنے ان گھریلو مسائل سے کہیں زیادہ اہم اس کی اپنی بیرونی زندگی کے مسائل تھے اس کو اپنی الگ دنیا بسانے اور بنانے کے لیے ابھی کچھ وقت درکار تھا لیکن حالات کا شکنجہ اسے کسے ہوئے تھا مہلت ہی نہ دے رہا تھا کہ وہ کس طرح اتنے جلدی اپنے بگڑے اور ٹیڑھے حالات کو اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق سنوار سکے گا۔ اس نے آخری بار ان لوگوں سے منّت و سماجت کی، اپنا نقطۂ نظر اور پروگرام ان کو بتایا۔

دادا جی، آپ جیسا کہتے ہیں جو فیصلہ بھی کرتے ہیں مجھے منظور ہوگا مگر مجھے کچھ وقت درکار ہے، مجھے نوکری کی تلاش ہے مل جائے گی تو میں چلا جاؤں گا یہاں سے " یہ کہتے کہتے شہیر کا لہجہ روہانسا ہو گیا اور شاید یہ اس کا تاثر تھا کہ اس کے والد اور دادا کا رویہ اچانک ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

لیکن تین دن بھی آرام اور سکون سے نہ گزرے تھے کہ اس کی بیوی کی کسی بات پر یہ لوگ پھر برافروختہ اور جراغ پا ہو گئے تھے۔ شہیر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح حالات کا مقابلہ کرے۔ کس طرح بیوی کو سمجھائے اور بتلائے کہ وہ کس قدر الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہے کس طرح وہ اپنے والدین اور دادا جی کے یہ ذہن نشین کرائے کہ وہ بے قصور ہے حالات سے مجبور ہے اور کس قدر ذہنی طور پر الجھا ہوا ہے، وہ جو کچھ سوچتا تھا اس کا اظہار وہ نہ اپنی بیوی سے کر پاتا تھا نہ ان لوگوں کو بتا پایا تھا وہ عجیب مخمصے میں گرفتار تھا کہ کس طرح آنے والے طوفان اور ہنگامے سے خود کو محفوظ رکھ سکتا تھا کس طرح ان لوگوں کو اپنا ہم نوا اور ہم درد بنا سکتا ہے۔ اسی ادھیڑ بن میں آخر وہ لمحہ آ ہی پہنچا۔ جب شہیر کو اپنا مختصر سامان سمیٹ کر باندھنا پڑا اور وہ اپنی بیوی کے ساتھ میں ہمیشہ کے لیے گھر چھوڑ کر جانے ہی والا تھا کہ....

اچانک شہیر کے ماموں آ نکلے۔ اور انھوں نے شہیر اور اس کی بیوی کو سامان سمیت کہیں جاتے ہوئے پایا تو انھوں نے پوچھا۔

کیوں بھئی، یہ تم دونوں سامان سمیت کہاں جانے کی تیاری میں ہو؟"

شہیر کی بیوی بولی "گھر چھوڑ کر جا رہے ہیں — یہ گھر ہمارا تھا ہی کب —"

"کیوں؟ کیا ہوا؟"

"اجی میں بتاتا ہوں بلّو میاں"—! دادا جی نے ماموں کو بتانا شروع کیا" ہماری ان لوگوں سے نہیں نبھ سکتی اس لیے ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ یہ دونوں کہیں الگ جا کر رہیں"

"لیکن یہ کہیں شریفوں کا شیوہ ہے کہ گھر کی بہو اور بیٹے پوتے بزرگوں کے سائے سے دور جا کر بے اماں رہیں ـ"

"یہ سب میں نہیں جانتا میاں بلّو — حالات نے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ان دونوں کو ہماری نظروں سے دور رہنا چاہیے —"

شہیر اور اس کی بیوی شمیم نے گھر پر آخری نظر ڈالی سبھوں کی طرف حسرت بھری نظروں سے دیکھا۔ اور گھر سے باہر جانے کے لیے قدم نکالا ہی تھا کہ ماموں صاحب نے ان دونوں کو تنبیہہ کی۔ خبردار — ٹھہرو — بات سنو —!"

نہیں — نہیں، جانے دو ان کو — میاں بلّو — والد صاحب نے ماموں کو ٹوکا تو وہ ذرا چست ہو کر بولے۔

"دادا جی! آپ نے یہ نئی بات سنی ہے یا نہیں — وہ جو گلّو کا نیم ہے نا اپنا۔ کچھ خود غرض اور لالچی لوگوں نے اسے بیچ دیا چنانچہ اس کو کاٹنے والے آ دھمکے، کلہاڑیاں تانے یہ لوگ اس کے بھاری تنے پر وار کرنے ہی والے تھے کہ کسی من چلے نے ان پر وار کر دیا۔ پھر کیا تھا بہت بڑا ہنگامہ اور بہت بڑا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ ساری خلقت وہاں امڈ پڑی ہے.... یہ تماشہ دیکھنے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے"

"ارے....!" دادا جی اور والد صاحب بولے " تو پھر کیا ہوا —؟

اجی یہ بھی کوئی عقلمندی ہے کہ برسوں پرانے اس قدیمی گلّو کے نیم کو محض چند ٹکوں میں بیچ کر لوگوں کو اس کی چھایا ہی سے محروم کر دیا جائے، اب دیکھونا، کیسی چہل پہل کی جگہ ہے، شہری ہو کہ دیہاتی، عورت ہو یا مرد، بچّہ ہو یا بوڑھا سب ہی کے لیے تو یہ گلّو کا نیم پناہ کی جگہ بنا رہا ہے۔ میلوں اور ٹھیلوں کے علاوہ چار آدمیوں کے مل بیٹھنے کی جگہ کو برباد کرنے والے یہ لوگ کون ہیں — پیٹ بھرے لوگ"۔

"کون... کون ہیں وہ....؟ دادا جی نے دلچسپی اور توجہ سے پوچھا۔

"اجی ایک تو وہ حاجی حکمت اللہ ہیں جن کے چوہے کا بچّہ تک نہیں، دوسرے وہ ٹھیکیدار ہیں حاجی فتنہ۔ اجی کیا نام ہے بھلا ان کا... وہ۔ وہ رستم علی، اور تیسرے وہ..

لاحول ولاقوۃ —" دادا جی نے برا سا منہ بنایا عجیب خمیر کے ہیں یہ لوگ۔ جو دوسروں کے دکھ اور تکلیف کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔!" ماموں نے دیکھا دادا جی کے غصّے کا پارہ گلّو کے نیم سے متعلق باتوں کی طرف ہے تو انھوں نے نہایت آہستگی سے کہا" دادا جی دراصل سارا معاملہ یہی ہے کہ آج کا آدمی دوسروں کے دکھ اور پریشانی کو قطعی محسوس نہیں کرتا اور محض اپنا الّو سیدھا کرنے کی جستجو میں لگا ہوا ہے مانا کہ زمانہ بدل گیا ہے نئی اور پرانی نسلوں کے درمیان سوچنے سمجھنے اور کرنے کے زاویے، طریقے اور خیالات بدل گئے ہیں لیکن اس کا مطلب تو ہرگز یہ نہیں ہے کہ سرے سے ہر پرانی بات کو ختم ہی کیا جاتے چاہے وہ مفید ہی کیوں نہ ہو۔

جی ہاں — جی ہاں — والد صاحب بولے دادا جی نے بھی اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے۔ میاں بلّو اگر نئی نسل اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلے تو کاہے کو یہ کایا کلپ ہوتے، جو ہو رہی ہے.... یہ کہتے ہوتے دادا جی نے ایک اچٹتی ہوئی نظر شہیر کی بیوی کی طرف اٹھائی۔ ایک پل کے لیے انھوں نے جو کچھ دیکھا اسے محسوس کیا تو وہ دنگ رہ گئے۔ پوتے کی بہو شمیم کے چہرے کا رنگ آنے والے حالات سے زرد اور پھیکا تھا۔ جہاں دیدہ، تجربہ کار دادا جی نے آپ ہی آپ کہا۔ سبھوں نے ان کے چہرے کو دیکھا۔

"لاحول ولاقوۃ.... آدمی نادانی اور ناسمجھی میں کیسی کیسی حماقتیں اور زیادتیاں کر بیٹھتا ہے اپنے ہی بہو کو اپنے ہاتھوں برباد کر دیتا ہے۔ اپنے ہی ہاتھوں سے لگائے ہوئے پودے کو برسوں کی محنت اور ریاضت کے باوجود تن آور درخت بنا کر اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اب دیکھو نا سو ڈیڑھ سو سال پہلے کسی اللہ کے بندے نے یہ نیم کا پودا بویا ہوگا پھر اس کی نگہداشت کر کے اسے سینچا ہوگا اور پالا ہوگا پروان چڑھایا ہوگا اور ہزاروں موسموں کی سختیوں کو جھیل کر بھی یہ درخت دوسروں کو راحت پہنچانے کا ایک بڑا ذریعہ بنا رہا ہے اور کچھ لوگ اسے کاٹنے پر آمادہ ہیں

لاحول ولاقوۃ.... میاں بلّو ذرا ان دونوں سے تم ہی کہو کہ یہ گھر سے نہ جائیں۔ بعض باتیں غصّہ میں کہہ دی جاتی ہیں جن کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کو صحیح مان لیا جائے!" بہت آہستگی سے دادا جی بولے " بہو کا پاؤں بھاری ہے اسے اب گھر تو گھر پلنگ سے نیچے بھی اپنا پاؤں نہ اتارنا چاہیے۔

دادا جی کے اس انکشافانہ فیصلے کو سن کر گھر کی فضا میں ٹھنڈک سی گھل مل گئی تھی۔ اور وہ اب ماموں صاحب کے ہمراہ گلّو کے نیم کے قضیے کی گتھی سلجھانے کو چل کھڑے ہوئے تھے —!!

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

ظہیر کیفی امروہوی
بی ۳/ ۲۲ اے اندر لوک
سرائے روہیلہ خاں دہلی ۱۱۰۰۳۵

قطعہ — واحد عرشی

نہ جانے بات ہے کس کی چھڑی ہے سرِ بزم
یہ بات بات پہ تم کیوں صفائی دینے لگے
اب اور زیادہ نہ رکھو مجھے اندھیرے میں
کہیں نہ ایسا ہو مجھ کو سجھائی دینے لگے

(کلکتہ سے)

افسانہ

گولڈن جبلی

کلام حیدری

تم جیتے کیوں ہو؟

تم زندہ کیوں ہو؟

سوال کے دو تیر چلے، ترکش دو تیروں سے خالی ہوگیا، ترکش خالی ہوتا رہتا ہے اور کوئی تیر نشانے پر نہیں بیٹھتا،

تم جیتے کیوں ہو؟

تم زندہ کیوں ہو؟

یوں .... یعنی — یوں نہیں پرشوتم، یوں نہیں، سوال، سوال کی طرح پوچھو — سوالیہ نشان کوئی لفظ نہیں ہے اور لفظ نہ ہو تو عالم لوگ بات کو مہمل اور بات کرنے والے کو مہمل گو کہتے ہیں۔

سوال، سوالیہ نشان کے ذریعہ کروگے تو....

تم جواب دو، سوال تو تم سمجھ گئے ہو، پھر یہ کیا کہ لفظ کے ذریعہ سوال کرو، سوالیہ نشان کے ذریعہ نہیں — عالم لوگ.... عالم —

لو دیکھو تم نے نفرت کا اظہار بھی لفظوں کے ذریعہ نہیں کیا، منہ پچکا کر کیا، اب کوئی عالم دفاضل ہوگا.

تو ہر بات کا اظہار لفظوں سے کرے گا کیونکہ وہ عالم ہوگا، کیوں کہ وہ لفظوں کا غلام ہوگا..... اور میں.... لفظوں کا حاکم ہوں، میں ان کا دوست ہوں، میں ان کا غم خوار ہوں، عالم تو لفظوں کو ڈکشنریوں کے تابوت میں بند کر دیتا ہے اور ایک لفظ کے کئی کئی معنی بہت سارے ادب میں سے نکال نکال کر لکھ دیتا اور پھر وہی لفظ.... وہی لفظ....

میں نے کیا پوچھا تھا؟

تم جیتے کیوں ہو؟

تم زندہ کیوں ہو؟

یوں نہیں.... یوں مت پوچھو — کیونکہ تم یہ نہیں پوچھنا چاہتے، ایسے نہیں....

یوں پوچھو

تم جیئے ہوئے کیوں لگتے ہو؟

تم زندہ دکھائی کیوں دیتے ہو؟

یوں ہی سہی — مگر یوں پوچھنے سے سوال کیا ہوں گے؟

پرشوتم! ہم تم زندہ ہیں کہ نہیں یہ کون بتا سکتا ہے مگر لگتے زندہ ہیں، لگتا ہے جی رہے ہیں....

یوں ہی سہی —

ہم تم زندہ کیوں لگتے ہیں کیوں جیئے ہوئے لگتے ہیں؟

— بات یہ ہے پرشوتم! کہ خالق اصل وہی ہے جو FAKE تخلیق کرتا ہے، میں ویسے بھی ... سوال کر دیا جواب دو، الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں اور الفاظ....

الفاظ FAKE ہیں!

اور تخلیق کا حسن یہ ہے کہ الفاظ جو FAKE ہیں اس میں آتے ہیں اگر یہ سب کچھ FAKE نہ ہو تو تخلیق سے حسن چھن جاتا ہے۔ بلکہ شاید پیدا ہی نہیں ہوتا.

میں زندہ اور جیتا ہوا اس لیے لگتا ہوں اور تم بھی.... کہ میرے اور تمہارے ساری دنیا کے اوپر ایک FAKE آسمان ہے.

اور دھرتی بہت سخت، کھردری، گرم اور جھلسا دینے والی لگتی ہے۔

اور اس کی بہت سی پرتیں ہیں اور ہم ایک پرت کو دھرتی سمجھنے کے فریب میں مبتلا ہیں اور مبتلا رہنے کو اپنی بہتری سمجھتے ہیں۔ اگر FAKEMENT کی یہ چادر نہ ہوتی، یہ بہت گہرا کھرا نہ ہوتا اور ہمارے FAKE پاؤں اس FAKE دھرتی پر اپنے بوجھ کو اصل سمجھ کر سنبھالے نہ رہتے....

سنبھالنا — یہ بھی خوش فہمی ہے۔ پھر بھی — پھر بھی....

تو میں زندہ دکھائی نہ دیتا —!

کیونکہ زندہ تو میں ذہن خالق ہی میں تھا اور جب خالق نے ایک یا کسی میڈیم کا استعمال کیا اور ایک خاص میڈیم سے تم کو دکھایا —

تو میں تمہیں میں دکھائی دینے لگا اور مجھے تم دکھائی دینے لگے۔

اور یہ جو FIVESTAR ہوٹل اس FAKE بالکنی سے ہمیں سمندر کے پانی جیسے رنگ کا سوئمنگ پل نظر آرہا ہے اور اس میں تیرتے ہوئے چارپایوں جیسے گورے لوگ، یہ گوری لڑکیاں، یہ عورتیں، یہ جوان، یہ نوجوان، یہ ادھیڑ، یہ بوڑھے — یہ کون ہیں؟ یہ سب یہاں کیوں آئے ہیں —

اور پرشوتم، یہ بتاؤ.... یہ سب بھی زندہ لگتے ہیں —

اور وہ بوڑھا، لال گورا — جھریوں والا — جو خربوزوں کی قاشیں تراش تراش کر کبھی تیرنے والوں میں بانٹ رہا ہے — زندہ ہے؟ جی رہا ہے؟

اور پرشوتم!

چوتھی منزل کی اس ایر کنڈیشنڈ کمرے کی بالکنی سے —

جی چاہتا ہے سوئمنگ پول میں چھلانگ لگا دوں تو —

شاید ایسا لگے گا۔ جیسے خلا سے کوئی مخلوق براہ راست اس FIVESTAR ہوٹل کے سوئمنگ پول پر بلاوجہ ہی عاشق ہوگئی ہے۔

اور پھر ہر کوئی پوچھے گا۔

یہ زندہ ہے — زندہ ہے کیا؟

اوہ! یہ مر گیا — زندہ کیسے رہتا — یہ مر گیا!

یہ زندہ رہنے والے لوگ ہر زندہ ہوجانے والے کو مردہ دکھائی دینے لگتے ہیں۔ کیونکہ....

پرشوتم!

وکٹوریہ میموریل اور تاج محل ہوٹل میں کیا فرق ہے؟

کہ وکٹوریہ میموریل اور تاج محل کی خوبصورتی کا موازنہ مقصود نہیں ہے!

مراد یہ ہے کہ دونوں ہی ہندوستانی Heritage ہیں.... یا دونوں نہیں ہیں یا ایک ہے دوسرا نہیں ہے....

حاکم — حاکم تو....

پرشوتم! حاکم انصاف کو، رحم کو، کرم کو، دوستی کو، محبت کو کسی ملک کا Heritage نہیں بناتا وہ پتھروں ہی کو Heritage بنانے پر کیوں اصرار کرتا ہے، غلامی کراتا ہے، بے رحم مزدوری کراتا ہے اور

عوام —
عوام آپسی میل ملاپ، دوستی، رشک، عشق، محبت، نفرت، دُکھ، شکھ — ان سب کو ملا کر ملک کا مزاج بناتے ہیں، تخلیقی سوتا کون ہے؟
اور کوئی چتا پر جل جانے کو ترجیح دیتا ہے کوئی بکس میں بند ہو کر دفن ہو جانے کو.... اور کوئی سفید کفن پہن کر قبر میں گڑ جاتا ہے.... اور کوئی خود کو چیل کوّوں کو کھلا کر خوش ہو لیتا ہے کیونکہ خوش ہونا ہماری تمناؤں کی معراج ہے!
اور ہر جنگ عوام سے، عوام کے لیے اور عوام کے ذریعہ لڑی جاتی ہے اور ہر فتح کا انعام....
اور — مگر ہر ہزیمت کی بزدلی اور ذلالت عوام کو ملتی ہے —
تو....
تو کیا؟
تو اب شام ہو چلی ہے، کہ دنیا کہتے ہیں گھومتی ہے۔
اور اس کمرے میں ہم دن بھر مقید رہنے کے بعد۔
اس حبس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے باہر نکلنا چاہیے اور یک گونہ بے خودی کا سامان کرنا چاہیے
چاہیے نا؟
چاہیے — کیا چاہیے اور کیا نہیں چاہیے....
یہ طے کب ہوا ہے؟ پندرہ سال کہ بیس سال کہ تیس سال
کلینڈر کی بات مانو!
کلینڈر کہتا ہے تیس سال — میری عمر گولڈن جبلی منا رہی ہے،
اور سوال کہ کیا چاہیے اور کیا نہیں چاہیے قطب مینار کی طرح کھڑا ہے!
ہمارے بعد کی نسلوں کو کیا ملے گا؟
سوالات کے ایستادہ قطب مینار — Heritage - کی عظمت کو اونچائی سے ناپنے کا طریقہ ہم نے پُرکھوں سے سیکھا ہے اور ہماری اگلی نسلیں بھی اینٹ پتھر سے Heritage - کا پتہ پوچھیں گی....
میری عمر گولڈن جبلی منا رہی ہے اور پرشوتم! یہاں پر ایک عجیب سا سوال میری زبان پر آ گیا ہے اور ہونٹوں سے باہر نکلنا چاہتا ہے....
اس وقت....
اس وقت.... راجیشری کیا کر رہی ہوگی؟ کہاں ہوگی؟
راجیشری؟ وہ FAKE تھی!
FAKE تھی؟ ٹھیک! جبھی اتنی حسین اتنی پرکشش، اتنی جاذب نظر، اتنی گرم — اور اکثر جذب و سپردگی کے عالم میں رہتی تھی — وہ FAKE نہ ہوتی تو یہ سب ہوتی؟
مگر میرا سوال تھا — وہ اس وقت کیا کر رہی ہوگی؟
وہ اس وقت اپنے بہت بڑے افسر شوہر کے دوستوں میں چہک رہی ہوگی۔
اور یقین کرو پرشوتم!
کہ وہ تمہیں یا مجھے یاد نہیں کر رہی ہوگی!
یاد کیا ہوتی ہے؟
یاد — وہ ہوتی ہے جو آدمی بھول نہیں پاتا!
بھول نہیں پاتا، بھول نہیں پاتا —
بھول ہی تو نہیں پاتا —
نہ اپنے آپ کو، نہ اس رچی دنیا کو، نہ اس اچانک محسوس ہونے والے اکیلے پن کو — مگر اکیلا کب ہوا ہوں؟
وہ اس بالکنی میں تھا؟
یادوں کے اس جنگل میں جہاں چھوٹے بڑے، گہرے ہلکے اور بے رنگ پھول تھے۔ اور جس پھول کی طرف اس کا ہاتھ جاتا، پھول تک پہونچنے سے پہلے ہی پورا ہاتھ لہولہان ہو جاتا۔
اور پھر لگتا اس پھول کی دوری اتنی نہیں تھی جو لگ رہی تھی، وہ پھول دسترس سے دور تھا اور اس فاصلہ کو طے کرنے کی کوئی راہ نہیں تھی — کہ ہفت خواں بھی ہوتا تو وہ دوڑ جاتا مگر وہ فاصلہ صرف فاصلہ تھا — راہ کوئی نہ تھی اور ہاتھ بار بار لہولہان ہوتا رہا۔
اس کے ہاتھ صرف لہولہان ہاتھ ہی لگا۔
آدمی جو بھول نہیں پاتا وہ یاد ہے —
اور یاد —
پرشوتم یاد ہرگز وہ نہیں ہے جسے تم یاد بتا رہے ہو — وہ....
یاد وہ منزل ہے جہاں کوئی راستہ نہیں جاتا، صرف فاصلہ ہے — اور فاصلہ — منزل Fake ہے!
یاد کا مفہوم کیا ہے؟ مفہوم غائب تھا — تاثر قایم تھا۔
مفہوم سے تاثر تک آتے آتے لفظ کا عطر بکھر جاتا ہے۔
پرشوتم! اس سوئمنگ پول پر نظر گڑاتے مجھے کیسا لگ رہا ہے، آج میری عمر کی گولڈن جوبلی ہے!
یاد وہ ہے جو بھولنے سے بچ جاتی ہے۔
پرشوتم!
کمرے سے سگریٹ کا ڈبہ اٹھا لاؤ تو....
سوئمنگ پول تک پہونچنے کا راستہ پرشوتم نے یوں طے کیا —
کمرے سے نکلا —
برآمدے میں دوڑا — لفٹ کا بٹن دبایا —
لفٹ کا دروازہ گراونڈ فلور پر کھلا — وہ Reception سے ہوتا ہوا دوڑا — Reception - پر کوئی نہیں تھا —
سوئمنگ پول کا پانی ہلکا سرخ ہو گیا —
اور اس کے چاروں طرف بھیڑ لگی ہوئی تھی۔
"Is he dead?" خربوزے کی ایک قاش لیے لال رنگ کے گورے نے بس یہ سوال بھیڑ کے درمیان پھینک دیا۔
ہاں — سر پھٹ گیا — مر گیا —
اوہ! مر گیا —
یہ زندہ رہنے والے لوگ اپنی عمر کی گولڈن جبلی منانے والے زندہ ہو جانے والے کو مردہ دکھائی دینے لگتے ہیں!
یاد کیا ہوتی ہے پرشوتم؟
(پٹنہ سے نشر)

کلام حیدری
جگ جیون روڈ۔ گیا (بہار)

غزل

آرزوؤں کا مری ہر نقش دھندلا کر گیا
اب تو آنکھوں کو وہ خوابوں سے بھی سونا کر گیا

ایک لمحے کی خوشی سے اور اُداسی بڑھ گئی
قہقہہ، کچھ اور دل کا زخم گہرا کر گیا

اب شرارت کی جگہ سنجیدگی چہروں پہ ہے
وقت کا ریلا ہر اک بچے کو بوڑھا کر گیا

اب مخاطب بھی ہوں میں اپنا مخاطب بھی خود ہی
میرا ذوقِ خود کلامی مجھ کو تنہا کر گیا

شام کیا آئی کہ بازاروں کی رونق بڑھ گئی
سُورج اپنی روشنی کھو کر اُجالا کر گیا

اب سماعت پر کسی آواز کی دستک نہیں
شور اپنے دل کے سناٹوں کا بہرا کر گیا

کوئی آخر کس طرح چہروں کی تحریریں پڑھے
مصلحت کا زنگ ہر آئینہ دھندلا کر گیا

قمر سنبھلی
(اردو سروس سے نشر)

نیشنل پروگرام

ایم ڈی رام ناتھن کا گائن

۲ر جنوری رات ساڑھے نو بجے

آنجہانی مائیسگر وردھاچاری کے شاگرد ایم ڈی رام ناتھن کا تعلق موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ایم ڈی وابھا گوتار سے حاصل کی۔ فن موسیقی میں ان کی صلاحیتوں کے پیش نظر ان کو متعدد اعزازات حاصل ہوئے ہیں۔ انھوں نے متعدد ورنم، کیرتیاں، تلن اور بھگتی رچنائیں تیار کی ہیں۔

آکاش وانی

یوگیندر نارائن کا طبلہ وادن
سلطان خاں کا سارنگی وادن

۹ر جنوری رات ساڑھے نو بجے

یوگیندر نارائن کا شمار ملک کے جواں سال اور ابھرتے ہوئے طبلہ فنکاروں میں کیا جاتا ہے موسیقی کی ابتدائی تربیت اپنے والد کنک لال یادو اور بڑے بھائی اپیندر پرساد یادو سے حاصل کرنے کے بعد وارانسی کے رام مشرا سے رہنمائی حاصل کی۔ اپنے ساز پر انھیں مکمل عبور اور مہارت حاصل ہے۔

سلطان خاں نے سارنگی وادن کی تربیت اپنے والد اندور گھرانہ کے گلاب خاں سے حاصل کی جو کہ ایک منجھے ہوئے گائیک اور ماہر سارنگی نواز تھے۔ سلطان خاں کے سارنگی وادن میں گمک تان کی تمام تر خوبیوں کے علاوہ ایک پرکشش انداز اور حسن ملتا ہے۔ سولو فنکار کے علاوہ وہ ایک ماہر سنگت کار کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتے ہیں۔

دوردرشن

استاد سرفراز حسین خاں کا گائن

استاد سرفراز حسین خاں، پدم بھوشن استاد نثار حسین خاں صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں جن کا نام خیال اور ترانہ گائیکی کے میدان میں کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔

آپ کا تعلق سہسوان رامپور گھرانہ سے ہے۔ اس گھرانے کو شمالی ہند کا قدیم ترین دبستان موسیقی سمجھا جاتا ہے۔ حصول علم موسیقی کا آغاز آپ نے اپنے دادا استاد فدا حسین خاں صاحب مرحوم سے کیا اور بعد میں اپنے والد سے اسباق موسیقی حاصل کیے۔ شیریں اور پاٹ دار آواز کے مالک سرفراز حسین خاں کی خیال گائیکی میں بڑھت، سرگم تان اور بول تان جیسے تمام روایتی عناصر ملتے ہیں جن کا استعمال آپ نہایت فنکارانہ مہارت سے کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں استاد سرفراز حسین خاں کو ترانہ اور ٹھمری گائیکی میں بھی مہارت حاصل ہے۔

آپ اپنے فن کا مظاہرہ نیپال، برطانیہ اور افغانستان میں بھی کر چکے ہیں جہاں ان کے فن کو بے حد سراہا گیا۔ آج کل آپ آل انڈیا ریڈیو دہلی کے اسٹاف میں شامل ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی	یکم جنوری
بمبئی	۸ر جنوری
مدراس	۱۵ر جنوری
کلکتہ	۲۲ر جنوری

زرین دارو والا کا سرود وادن

زرین دارو والا کو موسیقی کا شغف ۴ سال کی عمر سے ہے۔ یہاں تک ۱۹۶۰ میں جبکہ ان کی عمر صرف ۱۳ سال تھی ان کو آل انڈیا ریڈیو کے مقابلہ موسیقی میں پریذیڈنٹ ایوارڈ ملا تھا۔

ایک فکر انگیز اور زرخیز ذہن کی سرود فنکارہ، زرین دارو والا اس بے مثال کامیابی کو اس رہنمائی کو بتاتی ہیں جو انھوں نے ہری پد گھوش، پنڈت بھیشم دیو ویدی، پنڈت لکشمن پرساد جے پور والے، وی جی جوگ، ایس سی آر بھٹ اور ڈاکٹر ایس این رتن جنکر سے حاصل کی۔

کماری زرین دارو والا نے گائیکی انگ کا اپنا ایک منفرد انداز پیدا کیا ہے جس میں پیچیدہ تانیں ہیں اور مقبول اور کم مستعمل تانوں کا ایک امتزاج پایا جاتا ہے۔ گمک ان کی خصوصی مہارت ہے۔

موسیقی کی متعدد اصناف بشمول ٹپّہ، پر ان کی یکساں مہارت قابل تعریف ہے۔

ملک بھر کی محافل موسیقی نے شائقین موسیقی کو بے حد متاثر کیا ہے۔ دھونا گیشکر اس پروگرام میں ان کے ساتھ طبلہ پر سنگت کریں گے۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

بمبئی	یکم جنوری
مدراس	۸ر جنوری
کلکتہ	۱۵ر جنوری
دہلی	۲۲ر جنوری

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۳/۱۳۲۶ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) شارٹ ویو: ۴۱/۷۲۸۸ میٹر (۴۱۶۰ کلوہرٹز)

صبح

۵-۲۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۲۵ صبح گاہی
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۰۰ پرانی فلموں سے
۷-۲۰ شمع فروزاں
۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۳۰ ساز سنگیت (سارا ہفتہ)
۷-۴۵ گزشتہ شب ۸-۴۵ کی دوبارہ

نشریات (بجز جمعہ)
جمعہ: ہم سے پوچھئے (I، III، V)
اب کی بار (II، VI)
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۲۰ تاریخ ساز
۸-۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
۹-۰۵ آپ کی فرمائش (جاری) (بجز جمعہ/اتوار)

۹-۱۵ لوک سنگیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
ہفتہ: گیت اپنے دیش کے (حب الوطنی کے نغمے)
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۳/۲۲۶ میٹر (۱۳۲۰ کلوہرٹز)، ریم ویو: ۴۱، ۳۸ میٹر (۷۶۱۰ کلوہرٹز)، شارٹ ویو: ۳۱/۱۱ (۹۷۲۵ کلوہرٹز)

دوپہر

۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲-۰۷ اتوار: آپ کا خط ملا
پیر: دھنک (I)
نگاہ انتخاب (III، V)
فلمی قوالیاں (II، VI)
منگل: سکھی گیت (II، III، V)
میری نظر میں (II، IV)
بدھ: ملکی کلاسیکی موسیقی
جمعرات: دھوپ چھاؤں
جمعہ: سات سوال
ہفتہ: گیتانجلی (I، III، V)
گیت آپ کے شعر ہمارے (II، IV)
۲-۳۰ اتوار: گیتوں بھری کہانی (I)

منگل (II) مشاعرہ (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر: دھنک (I)
نگاہ انتخاب (III، V)
راگ رنگ (II، IV)
۲-۲ منگل: نغمہ و تبسم (I، II، IV)
گیت سے گیت (III، V)
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: سنگت (I، III، V)
یادیں بن گئیں گیت (II، IV)
جمعہ: حرف غزل
ہفتہ: بزم خواتین
۲-۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں (I، III)
غیر فلمی قوالیاں (II، IV)
رنگ محل (V)

پیر: سازینہ
منگل: نئی نسل نئی روشنی
بدھ: فلمی دنیا (I، III)
رنگا رنگ (II، V)
بات ایک فلم کی (IV)
جمعرات: غیر فلمی قوالیاں (I، III، V)
دریچہ (II، IV)
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
ہفتہ: پھر سنیے
۲-۳۰ آپ کی پسند
۳-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
۳-۱۰ آپ کی پسند
۳-۳۰ تبصرہ
۳-۳۵ آپ کی پسند
۳-۵۰ خبریں
۴-۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۳/۲۲۷ (۲ کلوہرٹز) شارٹ ویو: ۹۱/۰۵ (۳۲۹۵ کلوہرٹز)

رات

۷-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ صدائے شام (بجز اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
(جمعہ کی دوبارہ نشریات ۸-۴۰ تک)
۸-۲۰ جہاں نما (جمعہ کی دوبارہ نشریات) (بجز اتوار)
۸-۳۰ آبشار (بجز اتوار)
۸-۴۵ اتوار: کھیل کھلاڑی
ایشیائی کھیلیں (I، II، III، IV)
اردو دنیا (V)
پیر: کلام شاعر
منگل: تقریر
بدھ: شہر نامہ (I، III، V)
دلی ڈائری (II، IV)
جمعرات: خط کے لئے شکریہ
جمعہ: تقریر
ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل (بجز جمعرات)

ڈرامہ (جمعرات) (I، II، III، IV)
خواب زار (جمعرات) (V)
۹-۱۵ اتوار: گجربن کارے
پیر/بدھ: غیر فلمی قوالیاں
منگل: علاقائی نغمے
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
جمعہ: افسانہ (I)
کتابوں کی باتیں (II، IV)
شعر پارے (III، V)
ہفتہ: نغمہ و ساز
۹-۳۰ اتوار: رنگا رنگ (I، V)
جمال ہمنشیں (II) ادبی نشست (III)
دھرتی کے رنگ (IV)
پیر: ایک راگ کئی روپ (I)
داستان ایک شہر کی (II)
شکریہ کے ساتھ (IV)
ایک ہی فلم کے گیت (III، V)
منگل: آئینہ (I، III)
نیچر (II، IV)
ماضی کے دیار (V)

بدھ: سائنس میگزین (II، V)
کھیل کے میدان سے (I، III)
مشاعرہ (IV)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
جمعہ: روبرو
۹-۴۵ ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
جمعرات: سازینہ
۱۰-۰۰ خبریں
۱۰-۱۰ تعمیل ارشاد
۱۰-۱۵ اخباروں کی رائے
۱۰-۲۵ تعمیل ارشاد (جاری)
۱۰-۵۵ شمع فروزاں (کل کی دوبارہ نشریات)
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
۱۲-۰۵ فلمی نغمے (بجز جمعرات)
جمعرات: پائل (فلمی ریویو)
۱۲-۳۰ آخر شب (بزم قوالی)
۱۲-۵۸ کل کے پروگراموں کی تفصیل
۱-۰۰ اختتام

جمعہ یکم جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ششی لتاورک : ظفر، فانی اور فیض کا کلام
تاج احمد : مجروح سلطانپوری اور مجاز کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
استاد بسم اللہ خاں اور شہنائی
شہنائی پر راگ گجری توڑی
۷-۴۵ ہم سے پوچھئے
۹-۰۰ آؤ بچو!
۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
پیشکردہ : اے جبار

رات

۸-۴۵ تقریر
۹-۰۰ حسن غزل
ششی لتاورک : مخمور دہلوی اور فراق گورکھپوری کا کلام
۹-۰۵ افسانہ از اقبال مجید (بھوپال)
۹-۳۰ روبرو
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) استاد بسم اللہ خاں : شہنائی پر راگ چھایانٹ
(۲) استاد امیر خاں : خیال پوریہ کلیان

ہفتہ ۲ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
شمیمہ آزاد : غزلیں
بلال احمد : حسن نعیم اور مخدوم محی الدین کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
مصطفےٰ رضا، وچترووینا پر آہیری
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
اللہ جلائی بائی : ٹھمری، بھیروی دادرا

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

رات

۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل
شمیمہ آزاد : غزلیں
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) نصیر ظہیر الدین ڈاگر اور نصیر فیاض الدین ڈاگر : دھرپد راگ سوہنی
(۲) مصطفےٰ رضا : وچترووینا پر راگیشری

اتوار ۳ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
اقبال بانو : داغ اور فانی کا کلام
چندر شیکھر چکرورتی : نذیر بنارسی اور شکیل بدایونی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
گھاسی رام نرمل : جلترنگ پر راگ للت
۹-۰۰ آؤ بچو!
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی

رات

۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
پیشکردہ : اے ایس راقم علی
۹-۰۰ حسن غزل
چندر شیکھر چکرورتی : نذیر بنارسی اور نریش کمار شاد کا کلام
۹-۱۵ گجربن کارے
درگیش نندنی : ٹھمری تلنگ
۹-۳۰ رنگا رنگ
'آگے کیا ہوگا'، مزاحیہ ڈرامہ
تحریر : آر کے شرما
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) گھاسی رام نرمل : جلترنگ پر راگ ریوا اور چندر کونس
(۲) اے کانن : خیال شدھ کلیان

پیر ۴ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
آسا سنگھ مستانہ : نظیر اکبرآبادی، بی کے پوری اور رام کرشن مضطر کا کلام
قمر جہاں : جاں نثار اختر اور شاذ تمکنت کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت

دنکر راؤ : بانسری پر راگ بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

انیمارانئے : خیال بلاس خانی توڑی

دوپہر

۲-۳۰ لنگاہ انتخاب

رات

۸-۴۵ کلام شاعر : معین احسن جذبی

۹-۰۰ حسن غزل

قمر جہاں : امیر احمد خسرو اور شاذ تمکنت کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) دنکر راؤ : بانسری پر راگ درباری اور ہنس دھونی

(۲) انیمارانئے : خیال چندر نٹ

منگل ۵ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

(۱) افروز بانو : خار بارہ بنکوی، پارسا جے پوری اور فرید الوبی کا کلام

(۲) اقبال قریشی : زبیر رضوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

بدھ دیو داس گپتا : سرود پر راگ بھیرو

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

استاد بڑے غلام علی خاں : خیال دیسی

دوپہر

۲-۳۰ نغمہ و تبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۴۵ تقریر

۹-۰۰ حسن غزل

افروز بانو : شمیم جے پوری کا کلام

۹-۳۰ آئینہ : ادبی میگزین

'سجاد ظہیر نمبر'

ترتیب و پیشکش : ڈاکٹر قمر رئیس

۱۱-۰۰ کلاسیکی موسیقی

(۱) بدھ دیو داس گپتا : سرود پر کیدارہ

(۲) استاد بڑے غلام علی خاں خیال راگیشوری

بدھ ۶ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

(۱) شبیر حسین : رضا امروہوی، امیر قزلباش اور بشیر بدر کا کلام

(۲) اوشا سیٹھ : ڈی سی کوثر اور نریش کمار شاد کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

الیاس خاں : ستار پر راگ الہیا بلاول

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی

بینگاری بائی : خیال وبھاس

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ 'فلمی دنیا'

ترتیب و پیشکش : اے ایس راقم علی

(۱) حسرت ان غنچوں پہ ہے : 'رتن کمار'، تحریر : ظہیر ناصر

(۲) 'پہچانیئے' فلمی کوئز

ترتیب : سرفراز احمد

(۳) کسوٹی : نئی فلموں کا تجزیہ

تحریر : سبط اصغر رضوی

رات

۸-۴۵ شہر نامہ 'پٹنہ'

تحریر : شوکت حیات

۹-۰۰ حسن غزل

اوشا سیٹھ : مخدوم محی الدین اور غالب کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان سے

مدیر : ٹی این لاؤ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) الیاس خاں : ستار پر راگ اڈانہ

(۲) بینگاری بائی : خیال حسینی کانہڑہ

جمعرات ۷ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

(۱) شیلا گلواڑی : جاں نثار اختر اور فیض کا کلام

(۲) معین الدین : غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت

پنالال چورسیہ : وائلن پر راگ بیراگی بھیرو

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

استاد چاند خاں : خیال جونپوری

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

۹-۰۰ 'خوشنما صبح' ، ڈرامہ

مرتبھی مانتی کے بنگلہ ڈرامے کا اردو عکس

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) پنالال چورسیہ : وائلن پر راگ دیس

(۲) استاد چاند خاں : خیال درباری

جمعہ ۸ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

(۱) سیما شرما : عمر انصاری، مخمور دہلوی اور قیس جالندھری کا کلام

(۲) مکند لال نکرہ : مجروح سلطانپوری اور اختر شیرانی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

سکندر حسین اور ساتھی : شہنائی پر راگ جوگیا

۷-۴۵ اب کی بار

'استقبالیہ جلسہ' جھلکی

تحریر : اشوک گوئل

۹-۰۰ آؤ بچو!

۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۳۰ حرف غزل

رات

۸-۴۵ تقریر

۹-۰۰ حسن غزل

سیما شرما : حسن نعیم کا کلام

۹-۱۵ کتابوں کی باتیں

۹-۳۰ روبرو

۱۱-۰۵ کلاسیکی موسیقی

(۱) سکندر حسین اور ساتھی شہنائی پر راگ گوری

(۲) ہیرا بائی بڑودکر : خیال مالکوس

ہفتہ ۹ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

(۱) بشیر احمد : غزلیں

(۲) وندنا واجپئی : علی سردار جعفری، مجاز لکھنوی اور بیخود دہلوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

گوپال کرشن : وچترو بینا پر راگ بھوپالی توڑی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

بیگم اختر : ٹھمری، بھیروی، دادرا

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۵ پھر سنیئے

رات

۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل

۹-۰۰ حسن غزل

بشیر احمد : غزلیں

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۰۵ کلاسیکی موسیقی

(۱) دیپالی ناگ : خیال

(۲) گوپال کرشن : وچترو بینا پر راگ کوشک دھونی

اتوار ۱۰ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

ملکہ پکھراج : ولی، احمد فراز اور اقبال کا کلام

احمد حسین : ممتاز مرزا اور عمیق حنفی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

چنتامنی جین : جلترنگ پر راگ دلیش کار

۹-۰۰ آؤ بچو

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۰ آپ کا خط ملا

۲-۳۰ محفل

رات

۸-۴۵ کھیل کھلاڑی

پیشکردہ : مکیش کوشک

۹-۰۰ حسن غزل

ملکہ پکھراج : جلیل، فیض اور غالب کا کلام

۹-۱۵ گجرہن کارے

ہیرا دیوی مشرا : ٹھمری دلیش

۹-۳۰ جمال ہم نشیں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) چنتامنی جین : جلترنگ پر راگ یمن اور مالکونس

(۲) بھیم سین جوشی : خیال پوریہ کلیان

پیر ۱۱ جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

صفدر حسین : داغ اور جگر کا کلام

پشپا رانی : ساغر نظامی اور

کیفی اعظمی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت

پرکاش وڈھیرہ : بانسری

۹-۳۲ حسین بخش : خیال گن کلی

دوپہر

۲-۳۰ راگ رنگ

رات

۸-۴۵ کلام شاعر : رفیق راز (سرینگر)

۹-۰۰ حسن غزل

پشپارانی، سدرشن فاخر اور

فیض کا کلام

۹-۳۰ داستان ایک شہر کی

'سری نگر' فیچر

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) پرکاش وڈھیرہ : بانسری

(۲) حسین بخش : خیال راگیشوری

منگل ۱۲ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہرصبا

(۱) چندن کمار داس، بشیر بدر اور

حفیظ جالندھری کا کلام

(۲) اوشا ٹنڈن : بیکل اتساہی اور

شمیم فاروقی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت

جیوتی بھٹاچاریہ : سرود پر جوگیا

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

اشتیاق حسین خاں : خیال دیسی توڑی

دوپہر

۲-۰۷ میری نظر میں

۲-۳۰ نغمہ وتبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۴۵ تقریر

۹-۰۰ حسن غزل

اوشا ٹنڈن : فیروز نظامی اور

اور راز اللہ آبادی کا کلام

۹-۳۰ فیچر

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) جیوتی بھٹاچاریہ :

سرود پر راگ کیدارہ

۲ اشتیاق حسین خاں : خیال مالکوس

بدھ ۱۳ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہرصبا

(۱) ارملا ناگر، مشیر جھنجھانوی،

راجیش کمار اوج اور رضا امروہوی

کا کلام

(۲) برلیش کمار دواج : مجروح سلطانپوری

اور جان نثار اختر کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت

دیب برت چودھری :

ستار پر راگ بسنت مکھاری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

امتیاز علی خاں، ریاض خاں

خیال اور ترانہ راگ میاں کی توڑی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ رنگارنگ (مکرر نشریات)

'خوب ملے یار ہمارے'

تحریر : عزیز اندوری

رات

۸-۴۵ دلی ڈائری

تحریر : رمیش چندر

۹-۰۰ حسن غزل

ارملا ناگر، مظہر جان جاناں کا کلام

۹-۳۰ سائنس میگزین

مدیر : ایم اے قریشی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) امتیاز علی خاں ریاض خان

خیال کلاوتی

(۲) دیب برت چودھری :

ستار پر راگ وشوانی

جمعرات ۱۴ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہرصبا

(۱) امرجیت : فیض، شکیل بدایونی

اور غالب کا کلام

(۲) آسکرن شرما : مجاز لکھنوی اور

داغ کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت

الیس این گلاٹی : وائلن پر

راگ سندھی بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

سویتا دیوی : خیال

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت

۳-۰۰ دریچہ

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

۹-۰۰ 'غلط موڑ' ڈرامہ

تحریر : وارث احمد خاں

۱۱-۰۵ کلاسیکی موسیقی

(۱) سویتا دیوی : خیال

(۲) الیس این گلاٹی :

وائلن پر راگ مالکوس

جمعہ ۱۵ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہرصبا

نسیم بانو، جگر مرادآبادی اور

میر مہدی مجروح کا کلام

یونس ملک : قیصر قلندر اور

زبیر رضوی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت

دیا شنکر اور ساتھی :

شہنائی پر راگ للت

۹-۰۰ آؤ بچوں

۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

پیشکردہ : اے۔ جبار

رات

۸-۴۵ تقریر

۹-۰۰ حسن غزل

نسیم بانو : غزلیں

۹-۳۰ روبرو

۱۱-۰۵ بزم موسیقی

(۱) دیا شنکر وساتھی :

شہنائی پر راگ مارو بہاگ

(۲) پنڈت جسراج : خیال حسینی کانہڑہ

نصیر ظہیر الدین ڈاگر اور نصیر فیاض الدین ڈاگر ۔ اردو سروس کی بزم موسیقی کیلئے ریکارڈنگ کراتے ہوئے۔

سیڈیم ویو: دہلی "الف" ۳۶۶۶۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز دہلی "ب" ۲۹۳۶۹ میٹر ۱۱۷ کلوہرٹز
دہلی "ج" ۲۱۹۶۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز دہلی "د" ۲۴۶۹۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۰۰-۰ بجے تک ۸۹۱۵ء ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۲۱۹ء ۴۲ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۱۶۱۵ میٹر ۹۳۰ء کلوہرٹز شام ۴۵-۵ بجے تک ۴۲۱۹ء ۴۲ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۶ بجے رات تک ۸۹۱۵ء ۸۹ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۰۰-۶
ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۵-۱، ۱۰-۲
۰۰-۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی خبریں)
۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں صبح ۰۰-۰، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۰۰-۲، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں، صبح ۳۰-۸، شام ۳-۷، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے
دہلی "د" ہندی میں خبریں شام ۳۰-۷ انگریزی میں خبریں رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں شام ۰۰-۰، (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵۵-۵ وندے ماترم، منگل دھون
۵-۶ وندنا، کھیتی باڑی
۳۰-۶ کھیتی کی باتیں
۳۵-۶ رام چرت مانس
۴۸-۶ سور دھارا
۵۵-۶ آج کے پروگرام اور موسم
۰۵-۷ پرج (دھوری) (سوائے اتوار)
۳۰-۷ نیہ پرساد
۴۵-۷ ورندگان (سوائے پیر منگل)
۴۰-۸ اردو مجلس (روزانہ)
۰۰-۹ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۵-۱۲ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۳۰-۱۲ بچوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۰۰-۲ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲-۲ چتر پٹ سنگیت (روزانہ)
۳۰-۲ موسم اور اختتام (اتوار ۳-۳۰)
۱۵-۶ مقامی اعلانات اور گم شدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۳۰-۶ گرام سنسار (روزانہ)
۰۰-۷ کرشی جگت
۳۰-۷ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۳۵-۷ سانسکی
۴۵-۷ وادیہ وادن
۰۰-۱۱ وادیہ ورند
۱-۱۱ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح
۰۰-۷ وندے ماترم
۰۲-۷ انگریزی میں پروگرام (دوبارہ)
۳۰-۷ گیتکا (سوائے پیر)
۰۲-۸ سنگیت سوربھی
۰۲-۹ ۰۰-۸ بجکے پروگرام
۳۰-۹ سرس (سوائے بدھ)
۰۲-۱۰ اختتام (اتوار ۰۰-۱۱)

دوپہر
۱۰-۳ موسم کا حال (انگریزی میں)
۱۵-۳ اسپورٹس سروس
۵۰-۵ اخباروں کی رائے
۵۵-۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۵-۶ یوپی بھائیوں کے لیے پروگرام
۰۰-۷ پنجابی پروگرام
۴۰-۷ مار سنگیت
۴۵-۷ اردو مجلس
۱۵-۸ سماچار درشن (اتوار، بدھ، جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (منگل، جمعرات، ہفتہ)
نیوز ریل اسپیڈلس ڈیپر
۲۵-۹ سماچار پتروں سے
۱۵-۹ اسپات لائٹ
(بعد میں سار سنگیت)
۴۵-۹ مغربی موسیقی (اتوار کو ۰۰-۱۰)
۵-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د
یووادانی

صبح
۰۰-۷ آج کا پروگرام (ہندی)
۰۵-۷ پھر سے

۴۵-۷ وکیاں دودھا
۵۰-۷ وادیہ سنگیت / وادیہ وادن
۰۰-۸ شاستریہ سنگیت
۲۵-۸ وندگان
۳۰-۸ مغربی موسیقی
۰۰-۹ اختتام (اتوار ۰۰-۱۰)

شام
۵۵-۶ آج کا پروگرام
۰۵-۷ محفل
۵-۷ ٹیک ٹاک (ہندی) (بیسٹ بچوں)
۰۵-۸ ان دی گروو (پوپ میوزک)
۵۰-۸ پاتھ (انگریزی) (منگل سے جمعہ)
۰۰-۹ رحم
۰۰-۱۱ اختتام

جمعہ یکم جنوری

دہلی "الف"

صبح
۱۰-۸ حفیظ احمد خاں، گائن
۳۰-۱۰ وادیہ ورند
۰۲-۱۱ درشن سنگھ، کلارنٹ
۳۰-۱۱ بھیم سین راؤ، گائن
راگ للت

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
• مراٹھی لوک گیت

شام
۴۰-۵، ۰۰-۹
حفیظ احمد خاں: گائن
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت
۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اولوکن
۳۰-۹ ہندی ناٹک
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
اے جے کماری، وینا

دہلی "ب"

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
درشن سنگھ، کلارنٹ
۵۰-۷ سنگم
تامل گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
گنگا کرشن ملہوترہ:
گیت، غزل، بھجن
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت
اے جے کماری: وینا

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
انجلی بنرجی، غزلیں
۳۰-۹ اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۲ جنوری

دہلی "الف"

صبح
۱۰-۸، رات ۰۰-۹
گوپال کرشن: وچترا وینا
۳۰-۱۰ وادیہ ورند
۰۲-۱۱ گھاسی رام نرمل: جلترنگ
۲۰-۱۱، ۳۰-۱۱
ٹھمری

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

شام
۴۰-۵، ۳۰-۸
گھاسی رام نرمل: جلترنگ
۰۰-۸ سواستھ چرچا
۱۵-۸ آج کے اتھتی
۰۰-۹ گوپال کرشن، وچترا وینا
۳۰-۹ نیشنل پروگرام
ایم ڈی رام ناتھن، کرناٹک گائن

دہلی "ب"

صبح
۳۲-۷ سنگیت سوربھی
۱۰-۹ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
الیگزینڈر چارلس، گیت، غزل
۳۰-۳ گوپال کرشن، وچترا وینا

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
شانتی ہیرانند، غزلیں
۳۰-۹ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۳ جنوری

دہلی "الف"

صبح
۱۰-۸ امرناتھ، بانسری
۰۰-۹ بال کاریہ کرم
۰۰-۱۰ سرفراز حسین خاں: گائن
۰۲-۱۱ یووادانی سے
۳۰-۱۱، شام ۳۵-۵
کرناٹک سنگیت
شوبھنا رنگاچاری: گائن

دوپہر
۱۵-۱۲ جھلکی
۲۰-۵ سنسکرت پاٹھ

رات
۰۰-۸ رابندر سنگیت
۱۵-۸ ساہتیکی

۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲ بھائی شمشیر سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۳-۳۰ امرناتھ : بانسری

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۴ جنوری

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ شرن رانی : سرود
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ غلام مصطفےٰ خاں :
راگ مدھومد سارنگ
۱۱-۳۰ شرمشٹھا سین : ستار

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت

شام
۵-۴۰، ۹-۰۰
شرن رانی : سرود
۸-۱۵ سواستھ رکھشا
۸-۱۵، ۹-۴۵
سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
آشرن رانسے چودھری : گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری

بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
انجلی باگچی : بنگلہ گیت اور
رام پرسادی گیت
۳-۳۰ شرمشٹھا سین : ستار

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
دینا ناتھ : بھجن، گیت، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۵ جنوری

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ این آر شاہنے : گائن
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ شام ۵-۴۰
مختار احمد خاں : سرود
۱۱-۳۰، ۱۱-۴۵
نمائی چند بورال : آلاپ دھرپد :
کومل رشب اساوری
آلاپ دھار : راگ درگا

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
آسامی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادلوگ منڈل
۸-۱۵ نئے پرکاشن
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
پورنیما چودھری : گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ٹھمری
۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
سندھیا کتھاوت : گیت، بھجن
۳-۳۰ این آر شاہانے : گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
ودیاناتھ سیٹھ : بھجن، گیت، غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۶ جنوری

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ ظفر احمد خاں : ستار
راشد مصطفےٰ : طبلہ
۱۱-۰۲ گریجا دیوی : خیال بلاسخانی توڑی
۱۱-۳۰ منّو خاں : کلارنٹ
وشوناتھ مشرا : طبلہ

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

شام
۵-۴۰، ۹-۰۰
ظفر احمد خاں : ستار
راشد مصطفےٰ : طبلہ
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ جھلکی
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر
شاستریہ سنگیت

دہلی ب

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
انعام احمد قوال اور ساتھی
قوالیاں
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
گومتی سوامی : گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
برلشیں بھاردواج
گیت، بھجن، غزل
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین (انگریزی)

جمعرات ۷ جنوری

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ تیش پرکاش قمر : شہنائی
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ آرالیس کمبوج : خیال
۱۱-۳۰ اے کانن : خیال دیوگری بلاول

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

شام
۵-۴۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : علاقائی سنگیت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
وسنتا سندرم : گائن

دہلی ب

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ سنگم :
مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
کوشلیا جی اجوانی : سندھی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
وسنتا سندرم : گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
سگم سنگیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۸ جنوری

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ چندن رائے : سرود
اختر حسین : طبلہ
۱۰-۳۰ وادیہ ورند
۱۱-۰۲ ہیرا بائی بڑودکر : خیال رام کلی اور
بھجن

۱۱-۳۰ بھیم سنگھ : کلارنٹ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۴۰ ، ۹-۰۰
چندن رائے ، سرود

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ اولوکن

۸-۲۳ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ ناٹک

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایل ڈی ہلاشیام ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن

۷-۵۰ سنگم
تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
پاؤل بنرجی ، رابندر سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایل ڈی ہلاشیام ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ ،
شبد اور پنجابی گیت

۹-۳۰ انگریزی پروگرام

هفتہ ۹ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ریتا گنگولی ، ٹھمری ، دادرا

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ آر ایس تیواری ، وائلن
شوکت حسین ، طبلہ

۱۱-۳۰ رام اوتار ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

۵-۴۰ ریتا گنگولی ، ٹھمری ، دادرا

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتھتی

۹-۰۰ ریتا گنگولی ، ٹھمری ، دادرا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
سلطان خاں ، سارنگی
یوگیند نارائن : طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن

۷-۵۰ سنگم
کنڑ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
پشپا بھونانی ، سندھی گیت

۳-۳۰ رام اوتار : گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ایرانگم ، بھجن ، گیت ، غزل

۹-۳۰ آرکیسٹرا ٹونائٹ

اتوار ۱۰ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
دنیش پربھاکر ، وائلن
منموہن سنگھ ، طبلہ

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
کیلاش پنوار ، ستار
بھجن لال ، سرود
پیارا سنگھ ، تارشہنائی

۱۱-۰۲ یوواوانی سے

۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت
للتا ناگ راجن ، گائن

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی

۲-۳۰ ہندی ناٹک

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

شام

۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
للتا ناگ راجن ، گائن

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی

۹-۳۰ سنگیت پتریکا

۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن

۷-۵۰ سنگم
آسامی گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کلارنٹ پر دھنیں

۳- دنیش کمار پربھاکر ، وائلن
منموہن سنگھ ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پر سار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۱ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰
چترا چکرورتی ، گائن

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ لکشمن پرساد چوبے :
دھرپد ، دھمار

۱۱-۳۰ سعید خاں : ستار
شمی بھارتیہ ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا

۸-۱۵ ، ۹-۰۰
سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
راس بہاری دتہ ، ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
نرمل جی چینانی ، سندھی گیت

۳-۳۰ لکشمن پرساد چوبے ، دھرپد دھمار

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اوتا سیٹھ ، غزل ، گیت اور
پنجابی گیت

۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۲ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ نرنجن پرساد ، بانسری

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ مشتاق حسین خاں ، گائن
محمد یاسین ، طبلہ

۱۱-۳۰ غلام احمد کروانی ، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
چھایا لوک گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

شام

۵-۴۰ سنگیت

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ وگیان وارتا

۹-۰۰ مشتاق حسین خاں ، گائن
محمد یاسین ، طبلہ

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
رتن کمار سنہا ، سرود

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نرنجن پرساد ، بانسری

۷-۵۰ سنگم
بنگلہ گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگم سنگیت

۳۰-۳ مشتاق حسین خاں : گائن
محمد یاسین : طبلہ

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
اسلم صابری قوال اور ساتھی
قوالیاں

۳۰-۹ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

بدھ ۱۳ر جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ شمس الدین فریدی ڈلیسانی، رودربین
گوپال داس ، پکھاوج

۳۰-۱۰ وادیہ ورند

۰۲-۱۱ رمیش چندر جوشی ، گائن
شفیع محمد قریشی ، طبلہ

۳۰-۱۱ مرنال سین ، سرود

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
کنتڑ لوک گیت

شام

۴۰-۵ ، ۰۰-۹
شمس الدین فریدی ڈلیسائی، رودربین
گوپال داس ، پکھاوج

۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت

۰۰-۸ جھلکی

۱۵-۸ وگیان آلوک

۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے

۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
سمتی مٹانکر ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
مرنال سین گپتا ، سرود

۵۰-۷ سنگم
گجراتی گیت

۱۰-۹ لوک مادھوری
بندیل کھنڈی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
ڈولی گوہارائے ، غزلیں

۳۰-۳ لکشمی چندر : وینا

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
اننداراٹن ، گیت ، بھجن ، غزلیں

۳۰-۹ یوواوانی سے انتخاب (انگریزی)

جمعرات ۱۴ر جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ اوم پرکاش : دلربا

۳۰-۱۰ وادیہ ورند

۰۲-۱۱ رفیع احمد : سرود
سنتوکھ سنگھ ، طبلہ

۳۰-۱۱ وجینتی بھٹاچاریہ ، گائن

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
کونکنی لوک گیت

۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ

شام

۴۰-۵ بال کاریہ کرم

۱۵-۸ ہندی تقریر

۰۰-۹ وجینتی بھٹاچاریہ ، گائن
غلام صابر خاں ، سارنگی
مشتاق قریشی ، طبلہ

۳۰-۹ نیشنل پروگرام : فیچر

۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت
میرا شیشادری ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی

۵۰-۷ سنگم
مراٹھی گیت

۱۰-۹ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
رمل داس ، بھجن

۳۰-۳ کرناٹک سنگیت
میرا شیشادری ، گائن

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
اندرانلنی سکھ ، گیت ، بھجن ، غزل

۳۰-۹ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۵ر جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ غلام تقی خاں : گائن
چھوٹے خاں ، سارنگی

(باقی ص ۴۳ پر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ (الف) ۲۹۰.۶ میٹر ۱۰۳۲ کلوہرٹز
لکھنؤ (ب) ۲۴۳.۲۰ میٹر ۱۲۳۸ کلوہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ (الف اور ب) ۹۳.۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز صبح ۵ سے ۹ بجے تک اور شام اور رات
لکھنؤ : ۴۱.۸۲ میٹر ۷۱۸۰ کلوہرٹز صبح ۸.۰۰ کے بعد
لکھنؤ : ۳۱.۲۱ میٹر ۹۶۱۵۰ کلوہرٹز دوپہر کے بعد

خبریں

ہندی انگریزی : ۰۰-۶ بجے (عالمی خبریں)
ہندی : صبح ۰۰-۸ بجے ، دوپہر ۱ اور ۱۰-۲ بجے ، شام ۰۵-۶ ، شب ۴۵-۸ اور ۰۰-۱۱ بجے
انگریزی : صبح ۱۰-۸ ، دوپہر ۰۰-۱ ، شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت : صبح ۰۰-۷ بجے اور شام ۱۰-۶ بجے
اردو : صبح ۵۰-۸ اور شب ۱۵-۹ بجے
نیوز لیٹر : ہندی : صبح ۰۰-۹ بجے ضلع کی چٹھی : صبح ۰۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں : دوپہر ۰۰-۳ بجے پرادیشک سماچار : صبح ، شام ۳۰-۷ بجے

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۰۰-۶ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۲۰-۶ آرادھنا
۴۵-۶ گاندھی چرچا (جمعہ)
۵۰-۶ وچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۵۵-۶ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۰۵-۷ بانسری گان
۱۵-۷ آپ کے آس پاس ، فیچر (اتوار)
۰۲-۸ سنسکرت شکشا (پیر، جمعرات)
تلگو شکشا (منگل ، جمعہ ، ہفتہ)
۰۲-۸ لوک گیت
۰۲-۸ اردو پروگرام
۱۰-۹ اِس ماہ کے گیت (اتوار)
۱۵-۹ بچے کیلئے دھنیہ واد (اتوار)
۰۲-۹ پنکھڑیاں (اتوار)
۴۰-۹ بال سنگم (اتوار)
۰۲-۱۰ روبرو ، سنگیت سبھا (اتوار)
۳۰-۱۱ اختتام

دوپہر

۰۰-۱۲ برادری (اتوار)
۱۰-۱۲ پردیار ، بنیوں کیلئے
اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ
۳۰-۱۲ کاریٹیل سپاہیوں کیلئے (اتوار)
لے جلے گانے (پیر)

سب رس (بدھ)
جیت کے ہے (جمعرات ، جمعہ)
۱۰-۱ آج انتخاب ہے (اتوار)
گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۲۵-۱ لوک گیت (اتوار)
۴۰-۱ جوانوں کے لیے
۳۰-۲ وگیان اور کسان
۳۵-۲ موسم کا حال اور اختتام

شام

۰۰-۵ دیش گان ، ۰۲-۵ لوک گیت
۴۰-۵ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۰۰-۶ گم شدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۱۵-۶ شرک ریڈیو گوشٹی (اتوار)
مرد و منڈل (اتوار کے علاوہ)
۴۵-۶ آج اور کل کے کاریہ کرم
۵۰-۶ کسانوں کے لیے
(منگل ، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشٹی (منگل اور جمعہ)
۳۰-۷ یوواوانی

شب

۰۰-۸ ہندی تقریر
(اتوار ، پیر ، بدھ ، جمعرات ، جمعہ)

۳۰-۹ انگریزی تقریر (اتوار ، جمعہ)
۴۵-۹ بھارت بھاسق (منگل)
۵۰-۹ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۰۰-۱۰ سانبکی (پہلے اور چوتھے پیر کو)
۱۰-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح

۵۵-۵ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۴۵-۶ اختتام
۰۰-۸ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۳۰-۹ اختتام
۴۵-۹ لکھنؤ 'الف' کے مطابق (اتوار)

دوپہر

۰۰-۱۲ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۳۵-۲ اختتام

شام

۰۰-۵ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۳۰-۵ اتراتی پروگرام
(لکھنؤ اور نجیب آباد)
۴۵-۶ لکھنؤ 'الف' کے مطابق

شب

۱۰-۱۱ اختتام

جمعہ یکم جنوری

صبح

۳۰-۷ سوردیلا : ہندی میں نظم خوانی
۴۵-۷ ، دوپہر ۰۰-۱۲ اور شام ۴۵-۵
سگم سنگیت
۳۰-۸ اردو پروگرام (روزانہ)

شب

۳۰-۸ شاستریہ سنگیت

۰۰-۱۰ درپن : فرتیا نگنا کماری ورحن
ازان اور شاسوتی سین سے کیا گیا
انٹرویو
انٹرویور : عمیق حنفی

ہفتہ ۲ر جنوری

صبح

۴۵-۷ ، دوپہر ۰۰-۱۲ اور شام ۴۵-۵
سگم سنگیت

۹-۱۰ گورو گوبند سنگھ جینتی

شب

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: کلاسیکی موسیقی

اتوار ۳ر جنوری

صبح

۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
سنگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے: مان نہ مان میں تیرا مہمان، جھلکی
مصنف: موہنی جوشی

شب

۹-۵۰ گیت سنگیت
۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۴ر جنوری

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
سنگم سنگیت
۹-۱۰، شب ۸-۳۰ اور ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

شب

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر

منگل ۵ر جنوری

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور شب ۸-۲۰
سنگم سنگیت

شب

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۶ر جنوری

صبح

۷-۴۵ سازغزل: غزلوں کا خاص پروگرام
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم

شب

۱۰-۰۰ "شاہین" ڈرامہ
مصنف: شیلیش گیادیوگی
ترجمہ: گوریندر چودھری

جمعرات ۷ر جنوری

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور شب ۸-۱۵
سنگم سنگیت
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

شب

۸-۰۰ ہندی تقریر

جمعہ ۸ر جنوری

صبح

۷-۳۰ سوردیلا: ہندی میں نظم خوانی
۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۵-۴۵ اور ۸-۱۵
سنگم سنگیت
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

شب

۹-۳۰ اپنا اپنا درد: ڈرامہ
مصنف: ونود رستوگی

ہفتہ ۹ر جنوری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰ اور شام ۵-۴۵
سنگم سنگیت
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ راگ رنگ

شام

۵-۰۵ لوکائتن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۰ر جنوری

صبح

۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
سنگم سنگیت
۹-۱۵ پترکے لئے دھنیہ واد
سامعین کے خطوط کا جواب

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے: منشی اتواری لال
جھلکی: مصنف: نریش مصر

شب

۹-۵۰ گیت سنگیت

پیر ۱۱ر جنوری

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
سنگم سنگیت

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

شب

۸-۱۵ لال بہادر شاستری کے یوم وفات پر پروگرام
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

منگل ۱۲ر جنوری

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور شب ۸-۲۰
سنگم سنگیت

شب

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۳ر جنوری

صبح

۷-۴۵ سازغزل: غزلوں کا خاص پروگرام
۹-۱۰ اور دوپہر ۱-۱۰
شاستریہ سنگیت

شام

۵-۴۵ اور شب ۸-۱۵
سنگم سنگیت

شب

۱۰-۰۰ نکشن ریکھا: ڈرامہ (۷)
مصنف: اپیندر ناتھ اشک

جمعرات ۱۴ر جنوری

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور شب ۸-۱۵
سنگم سنگیت
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۰ مکر سنکرانتی

شب

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۵ر جنوری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۵-۴۵ اور شب ۸-۱۵ سنگم سنگیت
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب

۸-۰۰ کتھانک: چترالیکھا اور بھاشا: رام لال
۹-۳۰ سہاگی: ڈرامہ
مصنف: منشی پریم چند
ترجمہ: ستیش چترونشی

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ راستے سے گذر رہے تھے، سامنے سے ایک شخص آ رہا تھا جو یک بیک کہیں غائب ہوگیا۔ امام نے محسوس کیا کہ اس کے ذمے میرے کچھ روپے قرض ہیں، اس شخص نے راستہ اس لیے بدل دیا ہے کہ کہیں میں تقاضا نہ کر بیٹھوں۔ دوسرے روز اسے اپنے یہاں بلوا بھیجا اور اس سے کیفیت طلب کی۔ سچ مچ وہ اسی لیے چھپ گیا تھا کہ آمنا سامنا ہوگا تو ممکن ہے حضرت امام مطالبہ کر بیٹھیں اور وہ قرض ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا ـــــ حضرت امام نے اس سے کہا "میں اپنی تمام رقمیں معاف کرتا ہوں، تاکہ آئندہ تمہیں میرے سامنے آنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہو، آہ مجھے کیا معلوم تھا کہ تم میرا روپیہ ادا نہیں کرسکنے کی وجہ سے اس قدر خفت اور ندامت محسوس کر رہے تھے۔"

(پٹنہ سے نشر)

رامپور

۳۳۶٫۷ میٹر (۸۹۱ کلو ہرٹز)

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۰۰-۸ تا ۰۵-۸ انگریزی: صبح ۰۰-۲ تا ۰۵-۹

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸

ہندی میں علاقائی سماچار: صبح ۰۰-۹ کھیتی کی خبریں: صبح ۰۵-۹ پارلیمنٹ سماچار: شام ۳۰-۷

انگریزی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۰-۲، رات ۰۰-۹ اردو میں خبریں: صبح ۰۵-۸ اور رات ۱۵-۹

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم، آربھک، ادھگوشنا، منگل دھونی

۲۵-۶ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)

جمعہ: گاندھی چرچا

۳۰-۶ سنو اکسانوں

۵۵-۶ پروگراموں کا خلاصہ

۱۵-۷ روزگار سماچار

۲۰-۷ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)

جمعہ: کاویہ سوربھ

اتوار: آج اتوار ہے

۴۵-۷ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)

درپن (ہر جمعہ کو)

سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)

۲۰-۸ لوک گیت

۳۰-۸ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)

۱۰-۹ تا ۰۰-۱۰

بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۳۰-۱۲ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)

فلمی قوالی (ہر پیر کو)

آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)

سور سنگم (ہر بدھ کو)

دھنک (ہر جمعہ کو)

ترنگ (ہر ہفتہ کو)

۴۵-۱۲ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)

۰۰-۱ پروگراموں کا خلاصہ

۱۰-۱ پریوار جگت (ہر اتوار کو)

مہلا جگت (ہر پیر کو)

دھرتی کہتی ہے

(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)

بھجن راگ

(دوسرے اور چوتھے منگل کو)

گرامین مہلاؤں کے لیے

(ہر بدھ کو)

گیتکا (ہر جمعرات کو)

نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)

سواستھ سدرشن (ہر سنیچر کو)

۳۰-۱ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)

۲۰-۲ چتر پٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)

۳۵-۲ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۰۰-۶ پروگراموں کا خلاصہ

۱۰-۶ علاقائی سوچنائیں

۳۰-۶ یووانی

۰۰-۷ کرشی جگت

۴۵-۷ پریوار کلیان پرشن وتری (ہر اتوار کو)

اردو پروگرام (ہر پیر کو)

انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)

آپکے مسائل اور ... کے شرتاؤں کے سوال (... بدھ کو)

آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)

بچے پیر ستے! (ہر جمعہ کو)

ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)

۰۰-۸ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)

اتوار: جوہر بہار

منگل: سنسکرت پروگرام

۱۵-۸ پارلیمنٹ سماچار درشن (ہر اتوار کو)

شاستریہ سنگیت (ہر پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)

۲۰-۸ وادیہ ورند (ہر منگل کو)

۳۰-۸ ساز اور آواز

۲-۹ چاربیت (ہر اتوار کو)

آہنگ (ہر جمعہ کو)

۴۵-۹ آپکی پسند (ہر اتوار کو)

وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)

۰۰-۱۰ وچار وِمرش (ہر دوسرے پیر کو)

ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)

محفل (پانچواں پیر)

جمعہ یکم جنوری

صبح

۲۰-۸ شیام موہن: سگم سنگیت

۳۰-۸ 'آہنگ'

اردو پروگرام

دوپہر

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

بسم اللہ خاں، شہنائی وادن

شام

۴۰-۷ کرشی جگت

(۱) مرغی پالن کا شکشا پروگرام

(۲) خطوں کے جواب

۰۰-۸ شیام موہن: سگم سنگیت

ہفتہ ۲ جنوری

صبح

۴۵-۷، رات ۱۵-۸

مہندر کپور: سگم سنگیت

۲۰-۸ پریما دوبے: لوک گیت

رات

۱۵-۸ لکشمی شنکر، نرملا اروڑہ: ٹھمری

اتوار ۳ جنوری

صبح

۲۰-۸ روبی رستوگی اور آشا رستوگی

لوک گیت

۱۰-۹ بال جگت

شام

۰۰-۷ کرشی جگت

خطوں کے جواب

۰۰-۸ طلعت محمود

گیت اور غزلیں

۳۰-۹ چہاربیت

پیر ۴ جنوری

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸

یونس ملک: غزلیں

۲۰-۸ سروج شرما، اتو اور سکھیاں

لوک گیت

دوپہر

۳۰-۱ لکشمی داس سندھو: گائن

رات

۴۵-۷ اردو پروگرام

شعری نشست

منگل ۵ جنوری

صبح

۴۵-۷ دلیش گان

۲۰-۸ رشمی موڑلیا: لوک گیت

دوپہر

۴۰-۱ گیان پرکاش گھوش اور بی بلسرا

ہارمونیم

شام

۰۰-۷ کرشی جگت

خطوں کے جواب

بدھ ۶ جنوری

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸

شیلا دھر: غزلیں

۲۰-۸ کاشی بلو اور ساتھی: لوک گیت

دوپہر

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

مالتی راجورکر: گائن

رات

۴۵-۷ 'آن بی ہنگ اِن ایم پی' انگریزی فیچر

شرکا: نوابزادہ ذوالفقار علی خاں

اور بیگم عابدہ احمد

ممبران پارلیمنٹ

پیشکش: شرافت یار خاں

جمعرات ۷ جنوری

صبح

۴۵-۷ ساہتیہ سدھا

سنسکرت پروگرام

۲۰-۸ محمد خلیل اور ساتھی

لوک گیت

دوپہر

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

پنا لال گھوش: بانسری وادن

رات

۰۰-۸ جوئے بار

مدن موہن گوسوامی: غزلیں

جمعہ ۸ جنوری

صبح

۲۰-۸ برج کے لوک گیت

۳۰-۸ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

غلام مصطفےٰ خاں: گائن

شام

۰۰-۷ کرشی جگت

۰۰-۸ شوبھا ماتھر: سگم سنگیت

ہفتہ ۹ جنوری

صبح

۴۵-۷، ۰۰-۸

پشپا گدھرے: سگم سنگیت

۲۰-۸ کملا سکسینہ اور سکھیاں

لوک گیت

شام

۴۵-۷ 'اگر کبھی فرصت ملے' تقریر

۱۵-۸ ضیاء معین الدین ڈاگر

رودر وینا

اتوار ۱۰ جنوری

صبح

۲۰-۸ نشی مشرا اور سکھیاں

لوک گیت

۱۰-۹ بال جگت

دوپہر

۴۰-۱ من بھاون

شام

۰۰-۷ کرشی جگت

۸-۰۰ سمن دوگن، سگم سنگیت
۹-۳۰ چہار بیت

پیر ۱۱ر جنوری

صبح
۷-۴۵ اور رات ۸-۰۰
محمد یعقوب، غزلیں
۸-۲۰ مردولا شرما اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ رات ۸-۱۵
سیتا سرن سنگھ، گائن

شام
۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام
مباحثہ

منگل ۱۲ر جنوری

صبح
۷-۴۵ جمیل احمد، غزلیں
۸-۲۰ نعمت علی، لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ یعقوب علی خاں، سرود وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

بدھ ۱۳ر جنوری

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
منوہر سروپ، سگم سنگیت
۸-۲۰ سرج جین اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱-۳۰ غلام تقی خاں، گائن

رات
۸-۱۵ شیو ناراٹن، طبلہ وادن

جمعرات ۱۴ر جنوری

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ سرلا شرما اور سکھیاں
لوک گیت

(باقی ص ۴۳ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۳۴۴۱۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۲۲۷/۴۲ میٹر ۲۰۷ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹/۶ میٹر ۱۴۴۰ کلو ہرٹز (شام ۶-۱۰ تا ۶-۳۰ تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۳۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵، ۶-۲۰ (پرادیشک سماچار) رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی میں خبریں: صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۲۵ وندے ماترم، منگل دھن
۶-۳۰ آرادھنا، بھگتی سنگیت
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۷-۰۰ امرت لوچن
۷-۱۵ پریچے، پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۰ آسا دی وار (اتوار)
۷-۳۰ میسی بھگ (صرف اتوار)
۷-۴۰ ایک اتریں (اتوار)
ساہتیہ سدھا سنسکرت پروگرام (پیر)
احاراں دی لَے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
تراشے (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت، بچوں کیلئے پروگرام (ہفتہ)
۱۰-۰۰ چاس رسیاں
ہفتہ وار کھیتی باڑی پروگرام (اتوار)
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش سنے والوں کی فرمائش پر فلمی سنگیت (اتوار)
۹-۳۰ اختتام (اتوار ۱۵-۱۱ تک)

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند سنے والوں کی پسند پر پنجابی گیت (پیر)
گھر گھراں کو گیت (منگل)
۱۲-۳۰ ماری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۴۵ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ لوکی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور آنت کھیتی پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳۰ لوک گیت، چیدہ چیدہ فنکار
۲-۴۵ دھیمی رفتار میں ہندی میں سماچار بلیٹن

شام
۵-۰۵ بال واڑی
(دیہاتی بچوں کیلئے پروگرام (پیر)
پھلجھڑی (بدھ)
۵-۱۵ لوک گیت
۵-۳۰ گوردوارہ دیوان (روزانہ)
۶-۰۰ سماچار سوجنائیں (علاقائی اطلاعات) اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۰۰ مزدور کا سماچار
۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا (بدھ)
لوک رنگ سماچار (جمعرات)
۸-۰۰ ادھیاپکوں کے لیے (ہفتہ)
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر (ب)

صبح
۱-۱۰ ودیارتھیوں کے لیے پروگرام

شام
۶-۰۰ یووانی نوجوانوں کے لیے
۶-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
دیس پنجاب
پنجاب میں رنگارنگ پروگرام
اختتام

جمعہ یکم جنوری

صبح
۷-۲۰ گیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
مالبیکا کانن، خیال ٹوڈی، بہاگ اور ٹھمری
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
امریک سنگھ، شبد
۸-۵۰ برکت سدھو، صوفیانہ کلام
۹-۱۵ بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ منی پرساد، خیال چارو کیشی
۱۲-۳۰، ۲-۳۰
غزلیں
۲-۳۰ گوردیپ سنگھ، لوک گیت

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ لال چند یملا جٹ و ساتھی
لوک گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ برکت سدھو، لوک گیت

ہفتہ ۲ر جنوری

صبح
۸-۲۰ بھجن
۹-۱۵ بھگتی سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۰ ونیکٹیشن گوڈ کنڈی، بانسری پر ٹھمری
۱۲-۱۵، شام ۵-۰۵

شبد
۱۲-۳۰ لوک رنگ
۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام
۵-۱۵ لوک گیت: حاکم سنگھ ڈھینڈا و ساتھی
واراں اگورو گوبند سنگھ)
۷-۴۵ بھگتی سنگیت
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۳ر جنوری

صبح
۷-۳۰ بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۴۵ بھجن
۸-۵۰ دلیش بھگتی گیت
۱۰-۳۰ آپکی فرمائش
فلمی نغمے

دوپہر
۱۲-۰۰ شوبھا گورتو، ٹھمری، دادرا
۱۲-۱۵ سویتا سمن، گیت و غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کلدیپ سنگھ پردیسی، لوک گیت

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ منموہن کور، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد امیر خاں، خیال درباری

پیر ۴ر جنوری

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
برہم سروپ سنگھ، وچترا وینا پر
راگ جوگیا/راگ دیس

۸-۲۰ ، شام ۷-۴۵

چرن جیت کور ، گیت ، غزلیں

۸-۵۰ اکبر علی جودھاں ، لوک گیت

۹-۱۵ پنجابی گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ سروجنی مراٹھے ، گیت و غزل

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ بلبیر سنگھ ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ کلدیپ مانک ، لوک گیت

منگل ۵ جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ دلباغ سنگھ ، گلباغ سنگھ

خیال جونپوری

۷-۴۵ شستی موہن بھٹ

ستار پر سبدھ سنگیت

۸-۲۰ ہربھجن سنگھ ناہل اور ساتھی

لوک گیت

۸-۵۰ پورن شاہکوٹی ، پنجابی گیت

۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چندر شیکھر ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ ہرمیندر کور و ساتھی ، لوک گیت

۸-۰۰ اردو تقریر

۸-۲۰ ہندی کویتا پاٹھ

۹-۳۰ کھیڈ سنسار ، نیشنل پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

پورنیما چودھری ، گائن

بدھ ۶ جنوری

صبح

۷-۲۰ گیت

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰ ،

مہندر سنگھ ، ٹھمری ، دادرا

۷-۵۰ بیراگی (آرکیسٹرا)

پیشکردہ ، ایم وائی کاما شاستری

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ جاگیر سنگھ طالب ، لوک گیت

۹-۱۵ دوپہر ۱۲-۱۵

بھائی بخشش سنگھ راگی و ساتھی

شبد

دوپہر

۱۲-۲ غزلیں

۲-۳۰ دلبارا سنگھ مانگٹ و ساتھی

لوک گیت

رات

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ آپکی فرمائش

۱۰-۳ مہندر سنگھ ، ٹھمری ، دادرا

۱۰-۵۰ آرکیسٹرا (راگ تلنگ)

پیشکردہ ، الیس گوپال کرشنن

جمعرات ۷ جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰

پریم ناتھ چھبر ، ستار پر بھیروی اور

بھوپالی توڑی

۸-۲۰ محمد صدیق ، لوک گیت

۸-۵۰ قوالی

۹-۱۵ ، شام ۷-۵۰

سلیم اقبال ، کافی

دوپہر

۱۲-۱۵ سلیم اقبال ، غزلیں

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چرن سنگھ کنگن پوری ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ سردارا ، لوک گیت

۸-۰۰ سرجنا

پنجابی میں ادبی پروگرام

۸-۳۰ سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی موسیقی

سبرامنیم بھارتی

۱۰-۳۰ راجن مشرا ، ساجن مشرا

خیال جوگ

جمعہ ۸ جنوری

صبح

۷-۲۰ گیت

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰

غلام مصطفیٰ خاں ، خیال توڑی اور

خیال شدھ سارنگ

۸-۲۰ ، شام ۵-۰۵

ستیہ پال سنگھ ، شبد/گیت

۸-۵۰ جاگیر محمد ، صوفیانہ کلام

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۳۰

مادھوری ما ، بھجن ، گیت

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوا ، لوک گیت

شام

۵-۱۵ پرومیلا پتی ، لوک گیت

۷-۴۵ پنجابی گیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ ہ.ی ناٹک

۱۰-۱۵ سرنیدر شندا ، لوک گیت

۱۰-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں ، گائن

ہفتہ ۹ جنوری

صبح

۷-۳۰ شبد

۷-۳۰ اے کانن ، خیال اہیر بھیرو اور

ٹھمری بھیروی

۸-۲۰ بھیم سین ، گیت اور غزل

۸-۵۰ پنجابی گیت

۹-۱۵ نعتیں

دوپہر

۱۲-۰۰ اوپی کپور ، ٹھمری

۱۲-۱۵ نعتیں

۱۲-۳۰ پریم پاٹھک ، لوک گیت

۱۲-۴۵ غزلیں

۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ سرنیدر شندا ، لوک گیت

۷-۴۵ اوما گرگ ، غزلیں

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۱۰ جنوری

صبح

۷-۳۰ آسا دی وار

بھائی بخشش سنگھ راگی و ساتھی

۷-۴۵ بھجن

۸-۵۰ گیت

۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش

فلمی نغمے

دوپہر

۱۲-۰۰ لکشمی شنکر اور نرملا ارون ، ٹھمری

۱۲-۱۵ انل بکار ، گیت اور غزلیں

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ پربھتی بلا ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ مولا سنگھ ڈھاڈی و ساتھی

واراں

۷-۴۵ جاگرت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ شبد گائن

۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں

خیال دیسی اور سوری دھار

پیر ۱۱ جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ ونائیک راؤ پٹوردھن

خیال دیوگندھار ، ترانہ آسادی

اور بھجن بھیروی

۸-۲۰ ، شام ۷-۴۵

پنجابی گیت

۸-۵۰ سندر سنگھ پردیسی ، لوک گیت

۹-۱۵ جھلکی

طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند

فرمائشی پنجابی گیت

۱۲-۳۰ ستیش چندر ، گیت و غزل

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ منوہر سنگھ منوہر ، لوک گیت

شام

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ سورن باوا ، لوک گیت

۱۰-۳۰ ملک ارجن منصور

خیال کافی کانہڑہ

منگل ۱۲ر جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ مہابیر پرشاد کمار ، بانسری پر راگ للت

۷-۴۵ بھیم سین جوشی ، خیال للت بھٹیار

۸-۲۰ بنارسی سنگھ پھل ، لوک گیت

۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۲۰ باغ سنگھ ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ سوداگر مل کومل و ساتھی بھینٹاں

۷-۴۵ مہابیر پرشاد کمار : بانسری پر پوریا دھناشری

۸-۰۰ اردو تقریر

۸-۲۰ پنجابی کویتا پاٹھ

۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
رتن کمار سنہا ، سرود وادن

بدھ ۱۳ر جنوری

صبح

۷-۲۰ گیت

۷-۳۰ تیج پال سریندر سنگھ
خیال گن کلی

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ لوک گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی اقبال سنگھ راگی و ساتھی
شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ شیو کمار شرما ، سنطور

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ سلکھن سنگھ نرالا ، لوک گیت

شام

۸-۰۰ پنجابی تقریر

۸-۲۵ سنگم سنگیت

۹-۳۰ آپکی فرمائش
فلمی نغمے

۱۰-۳۰ تیج پال سنگھ ، سریندر سنگھ
خیال ہنس دھونی

جمعرات ۱۴ر جنوری

صبح

۷-۲۰ بھجن

۷-۳۰ لطیف احمد صدیقی ،
سارنگی پر راگ بھٹیار

۷-۵۰ افضل حسین خاں : ٹھمری

۸-۲۰ رنجیت کور ، لوک گیت

۸-۵۰ گیت

۹-۱۵ اجیت کور ، شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ افضل حسین خاں ، ٹھمری ، دادرا

۱۲-۱۵ اجیت کور ، گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ جان سنگھ ماہی ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ کرتار سنگھ رملا ، لوک گیت

۷-۵۰ اجیت کور ، غزلیں

۸-۰۰ پریمل
ہندی میں ادبی پروگرام

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک

۱۰-۳۰ لطیف احمد صدیقی
سارنگی پر راگ کاموِد

۱۰-۵۰ سری کانت بکرے ، سبد سنگیت

جمعہ ۱۵ر جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ شرلوکالیکر ، خیال آساوری
گوپال داس گرگ ، طبلہ سنگت

۸-۲۰ ، شام ۷-۴۵
کرشنا چٹرجی ، گیت

۸-۵۰ شوکت علی ملتانی ،
صوفیانہ کلام

دوپہر

۱۲-۰۰ وجے کچلو ، خیال ٹوڈی

۱۲-۳۰ ، شام ۵-۰۵
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
غزلیں/کافی

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ ذیلارام اور ساتھی ، لوک گیت

شام

۵-۱۵ نوراں ، لوک گیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۲۵ سنگم سنگیت

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ محمد شریف قوال اور ساتھی ، کافیاں

۱۰-۳۵ شرلوکالیکر ، خیال چھایا نٹ
گوپال داس گرگ ، طبلہ پر سنگت

بقیہ:- دھلی

جمن خاں ، طبلہ

۱۰-۳۰ وادیہ ورند

۱۱-۰۲ بلونت رائے ورما ، ستار

۱۱-۳۰ میتری مجومدار ، گائن
غفار قریشی ، طبلہ
بابو لال ، سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۴۰ ، ۹-۰۰
غلام تقی خاں ، گائن
چھوٹے خاں ، سارنگی
جمن خاں ، طبلہ

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں

۹-۳۰ ناٹک

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

اے ۔ کے ۔ رویندر ناتھ ، گائن
دہلی ’ب‘

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
بلونت رائے ورما ، ستار

۷-۵۰ سنگم
تامل گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
مونیکا داس ، اڑیہ گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
اے کے رویندر ناتھ ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
شنکر داس گپتا ،
بھجن ، گیت ، غزل

۹-۳۰ انگریزی پروگرام

بقیہ:- رامپور

۱-۴۰ نبی جان خاں ، کلارنیٹ وادن
محفوظ علی خاں ، طبلہ سولو

رات

۸-۰۰ جوتے بار
محمد اسلم ، غزلیں

۸-۱۵ محفوظ علی خاں ، طبلہ وادن

جمعہ ۱۵ر جنوری

صبح

۸-۲۰ نرملا سریواستو
لوک گیت

۸-۳۰ ’آہنگ‘ اردو پروگرام

دوپہر

۱-۴۰ گنیش پرشاد مشرا ، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۰۰ دلکش گان

۸-۱۵ شجاعت حسین خاں ،
گائن

روہتک

میڈیم ویو ۲۴۰٫۲۶ میٹر ۱۲۴۰ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک)
دوسری مجلس: ۱۲-۲۱ سے ۳-۱۰ تک
تیسری مجلس: ۵-۲۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ اور ۷-۰۵ شام بھگتی سنگیت
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۸-۲۰ لوک سنگیت (اتوار کو بچوں کیلئے)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر
۱-۱۰ فلمی سنگیت
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ (سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت (بدھ کو ننھے منے)
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ مقامی اعلانات
۹-۱۵ ایک فلم سے

جمعہ یکم جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
جیوتی چودھری، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
غلام علی پرویز، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ عبدالشکور، چمن لال
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کے لیے درس
۲-۲۰ عبدالشکور، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ کشمیری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
عبدالشکور، لوک گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ محمد رفیع، گیت اور غزل
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بدنام'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۲ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
گگن گوگیا، سگم سنگت
۷-۲۵ فریدہ آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ رویندر دیو، ستار
۸-۲۰ ٹیک چند چوہان اور من پھول میر
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۲۰ چھوٹے، لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ڈرامہ
چھوٹے، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ مناڑے، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سرگم'

اتوار ۳ جنوری

صبح
۷-۱۰ شام ۷-۴۵
این کے شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد عبدالکریم خاں،
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ امرجیت کور، ونے کمل
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ راجستھان کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ کے ایل سہگل، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ضد'
۹-۳۰ جھلکی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۴ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
لیش شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سریش جی سری کھانڈے
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ چیتن پرکاش وساتھی اور
بنواری لال تھل، لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ بنواری لال تھل، لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بنگلہ گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بنواری لال تھل، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ ہری رام شرن، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شبنم'

منگل ۵ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سیتا واجپائی، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پنڈت اونکار ٹھاکر،
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ویلش کماری وسکھیاں اور
رمیش کوشک، سگم سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ ویلش کماری وسکھیاں اور
مان سنگھ، لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ گجراتی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار

وملیش کماری وسکھیاں،
لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ اوشا سیٹھ
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ادھیکار'
۹-۳۰ تبادلہ خیال (ہندی)
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۶؍جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
ونود راجہ جین، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سنگھ بندھو، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ رام پرکاش اور گمبھیر سنگھ وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ شیر سنگھ اور
گمبھیر سنگھ وساتھی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسار
۶-۱۰ ننھے منے
کہانی اور گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
شیر سنگھ، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ لتا منگیشکر: گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بدلتے رشتے'

جمعرات ۷؍جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سبھاش چندر سینی، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ جگدیش چندر چوہان وساتھی اور
دیا سنگھ سینی، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ جگدیش چندر چوہان وساتھی
اور روپی بلراج ویاس، لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووانسار
سرگم
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ آشا بھونسلے
۹-۱۵ آپکا خط ملا

جمعہ ۸؍جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدن لال شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ گھاسی رام نرمل، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ جیانند اور چھتر سنگھ میراثی
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس
۲-۲۰ چھتر سنگھ اور کپور چند
لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووانسار
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
چھتر سنگھ میراثی، لوک گیت
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ مکیش: گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'امر پریم'

ہفتہ ۹؍جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سریندر سنگھ بیدی، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بسم اللہ خاں، شہنائی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
پورن ناتھ وساتھی اور
رام ناتھ وساتھی، لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

شام
۵-۳۰ یووانسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ مراٹھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پورن ناتھ وساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ طلعت محمود: غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'انوکھی ادا'

اتوار ۱۰؍جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شکنتلا دہیہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ درگا داس: طبلہ
۸-۲۰ بال کنج
۹-۲۰ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ پیارے لال سانگی اور
اجیت سنگھ کہلاوٹ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ جیوتیکا رائے: بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پاپ اور پنیہ'

پیر ۱۱؍جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
وید سیٹھی، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پرکاش وڈھیرہ، بانسری
۸-۲۰ راجیش کمار بھوسلا اور
چاند لال، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ چھٹی جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ راجیش کمار بھوسلا اور
اچھے رام وساتھی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
راجیش کمار بھوسلا، لوک گیت
۸-۲۰ تبادلہ خیال (انگریزی)
۸-۳۰ احمد حسین ومحمد حسین
غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'آہوتی'

منگل ۱۲؍جنوری

صبح
۷-۱۰، ۷-۴۵
مدن سنگھ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد امیر خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ حکم چند راٹھی وساتھی اور
کوشلیا قادیان وسکھیاں
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ ساتویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ شانتی دیوی اور حکم چند راٹھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووانسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ اترپردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
شانتی دیوی، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ غلام علی: غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'زینت'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۳ جنوری

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵ لکشمی نارائن پراشر ، سگم سنگیت

۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰ ونے کمار ، ستار

۸-۲۰ رام پرکاش تیلاوٹ اور صوبے رام ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ کترنیں

۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

۲-۲۰ سروپ لال سانگی وساتھی اور صوبے رام ، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ ننھے منے
گیت ، کہانی

۶-۳۰ گرامین سنسار
سروپ لال سانگی وساتھی ، لوک گیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۳۰ ہریش بھاردواج ، بھجن

۹-۱۵ ایک فلم سے ' لاپرواہ '

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۱۴ جنوری

صبح

۷-۱۰ ، ۷-۴۵ مانک لال ورما ، سگم سنگیت

۷-۲۵ فریدہ آباد ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰ سبھی پال ناتھ یوگیشور اور پیاسے لال ، لوک سنگیت

۱۲-۳۰ ساز اور آواز

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ نویں جماعت کیلئے درس

۲-۲۰ سبھی پال ناتھ یوگیشور اور رتن لال ، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم

۶-۱۰ ہماچلی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ صابری برادران ، قوالیاں

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۵ جنوری

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵ بلرام گپتا ، سگم سنگیت

۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰ گنگا پرساد پاٹھک ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ راج کمار شرما اور ششی شرما وساتھی ، لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی بنکتی

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس

۲-۲۰ راجکمار شرما اور پیارے رام مستانہ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ بندیل کھنڈی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
راج کمار شرما ، لوک گیت

۸-۰۰ کھیل جگت

۸-۳۰ پریتی ساگر ، گیت اور غزلیں

۹-۱۵ ایک فلم سے ' گانٹھ '

۹-۳۰ ' تیسرے پہر کی دھوپ ' ناٹک

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷،۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۹۳،۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹،۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵
۵- اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ ، شام ۶-۰۵ اور ۸-۴۵ ۔ صرف ہفتہ کو رات ۱۱-۱۰
رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵ ، سنسکرت: صبح ۷-۰۵ ، اردو: صبح ۱۱-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۵ گیان دندوا اور ذدنا

۶-۵۵ کھیتی باڑی

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ سامائیکی

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی ، موسم کا حال

۹-۳۰ اختتام

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

۱۲-۲۰ اختتام (سوائے اتوار)

۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام

۲-۲۰ سنہری کرنیں

۲-۴۰ سب رنگ

۳-۰۰ اختتام

شام

۵-۰۰ ہماچل پروگرام : لاہول سپتی) (اتوار ، منگل ، جمعہ)

۵-۳۰ کنوری پروگرام (پیر ، جمعرات)
چمبا یانگی پروگرام (بدھ ، ہفتہ)
کلوی پروگرام (اتوار ، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر ، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چنو منو (جمعرات)

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی ، پہاڑی دھن

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار ، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر ، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل ، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)

۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۶-۴۵ علاقائی خبریں

۷-۰۵ کرشی جگت

۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے

۸-۰۰ دھارا رے گیت

۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ ، منگل کو ۱۱-۰۵ بجے)

جمعہ یکم جنوری

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۲۵ دیش گان

۷-۴۰ ترنگ : کویتا پاٹھ

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ محفل

دوپہر

۲-۲۰ مہلا سمیلن (خواتین کے لیے)

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ

آکاشوانی گروپ آف جرنلز

آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی کے دیگر جرائد

آکاشوانی (ہندی) پندرہ روزہ ، قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے آکاشوانی (انگریزی) ہفت روزہ ، قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے

۱۰-۰۰ من بھاون
(پرانی فلموں سے فرمائشی گیت)

ہفتہ ۲ جنوری

صبح

۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ سیاحوں کے لیے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چھٹی
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلم میوزک
۹-۱۵ ہم درشن
(علاقائی ریڈیو نیوز ریل)

اتوار ۳ جنوری

صبح

۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چھٹی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں: بھینٹ وارتا
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ کہانی
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا
ہفتہ وار پروگرام

پیر ۴ جنوری

صبح

۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا: ادبی پروگرام
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چھٹی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دیش گان
۹-۱۵ گول میز
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ نیشنل پروگرام: [illegible]

منگل ۵ جنوری

صبح

۷-۴۰ سنگیت
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سماچار
۹-۰۰ چینڈکا

شام

۶-۰۰ [illegible]
۸-۱۵ فلم سنگیت
۸-۲۵ [illegible]
۹-۱۵ تعلیمی موضوع پر بات چیت
۹-۳۰ [illegible] بات چیت
۱۰-۰۰ [illegible]

بدھ ۶ جنوری

صبح

۷-۰۰ [illegible] سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ فلمی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ ادبی [illegible]
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع چھٹی
۶-۱۵ [illegible]
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ وند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ [illegible]
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
(پرانی فلموں سے فرمائشی گیت)

جمعرات ۷ جنوری

صبح

۷-۴۰ دیش گان

۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ [illegible]
۸-۲۵ پنجابی سنگیت
۹-۰۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ علاقائی موسیقی [illegible] پروگرام

جمعہ ۸ جنوری

صبح

۷-۱۰ [illegible]
۷-۲۵ دیش گان
۸-۰۰ [illegible]
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۲۵ [illegible]
۹-۰۵ [illegible]
[illegible]
۱۰-۱۰ [illegible]

شام

۶-۰۰ [illegible] چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ [illegible]
۹-۱۵ [illegible]
۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے
فرمائشی گیت

ہفتہ ۹ جنوری

صبح

۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ [illegible]
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چھٹی
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۰ فلمی میوزک
۹-۱۵ ہم درشن: علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ موسیقی کا [illegible] پروگرام

اتوار ۱۰ جنوری

صبح

۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چھٹی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں: انٹرویو پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲-۰۰ پٹاری
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل (خواتین کے لیے)

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۸-۰۵ کسانوں کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ ٹیک ریویو
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے (فرمائشی
پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار پروگرام)

پیر ۱۱ جنوری

صبح

۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا: ادبی پروگرام
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چھٹی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دیش گان
۹-۱۵ ہم ترنگنی
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۲ جنوری

صبح

۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سنے کی بات
۸-۲۰ سنگم سنگیت

۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹکا
شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۳ جنوری

صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسکی موسیقی
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ دادیہ درند
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ چرچا کا وشئے ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر: نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۱۴ جنوری

صبح
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
شام
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۱۵ جنوری

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

(باقی ص ۵۴ پر)

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال "الف" ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال "ب" ۲۴۳/۲ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز
صبح ۵-۴۵ سے ۵-۴۵ ۴۹۹۰/ کلو ہرٹز
صبح ۸-۳۰ تا ۹-۲۰/ ۹-۴۵ - ۹
صبح ۹-۴۵ تا ۵-۱۵/ ۵-۴۵ شام } ۱۸۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰۰ رات ۳۲۱۵۰ کلو ہرٹز
رائے پور: ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز گوالیار ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۹۶ کلو ہرٹز
جبلپور ۲۵۴/۲ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں صبح ۸-۰۰/۵-۹ (پرادیشک سماچار)
دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰/ ۲-۴۵، شام ۵-۶
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)
انگریزی میں خبریں: صبح ۹-۱، ۱-۰۰
دوپہر ۱۲-۰۰، ۱-۰۰، شام ۶-۰۰
رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

جمعہ یکم جنوری

صبح
۸-۲۰ سمارانے: سگم سنگیت
۸-۳ پنالال گھوش: بانسری
دوپہر
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۰ شانتی بائی ڈھکا: لوک گیت
رات
۸-۰۰ "کہکشاں" اردو پروگرام "نیا سال" موضوعاتی نظمیں شرکا شعرا: کیف بھوپالی، رفعت الحسینی، رہبر جونپوری اور وفا صدیقی

ہفتہ ۲ جنوری

صبح
۸-۲۰ سگم سنگیت
پرتاپ نتوانی: غزلیں
۸-۳۰ شماسنگھ: خیال
دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۱-۳۰ نئی رچنا: شیو کمار سرواستو
۲-۳۰ لیلا بائی پرتتی اور سہیلیاں لوک گیت

شام
۷-۱۵ کونپل: دیہی بچوں کیلئے
۸-۰۰ سرجنا
(۱) کہانی از جیولتا ملن
(۲) کاویہ پاٹھ: رام سیوک دیپک

اتوار ۳ جنوری

صبح
۸-۲۰ بال سبھا
۹-۱۵ سندھی پروگرام
۱۰-۲۰، دوپہر ۱-۴۰
اوم پرکاش چورسیہ: سنطور
دوپہر
۲-۳۰ آشاوی بھارگو اور سہیلیاں لوک گیت
شام
۵-۳۰ یوواوانی
ترونوں کی پسند
ڈاکٹر صاحب سے ملئے

پیر ۴ جنوری

صبح
۷-۳۰ نرملا نلوسے اور سہیلیاں: لوک گیت
۸-۲۰ ہیماشر ڈھینگر: سگم سنگیت
۸-۳۰ پنالال کوشٹھی: ستار
دوپہر
۱-۳۰ درپن: خطوط پر مبنی
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
رات
۱۰-۳۰ ڈاگر بندھو: دھرپد

منگل ۵ جنوری

صبح
۸-۲۰ میرا برنے: سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ: اردو پروگرام "گذشتہ یادیں" جناب ممنون حسن خاں سے ڈاکٹر اخلاق اثر کی ملاقات
دوپہر
۲-۳۰ وبھا شرما: لوک گیت
رات
۸-۰۰ "مدھیہ پردیش کی بی ایچ ای ایل کا یوگدان" ہندی تقریر از ایس پی سنگھ

بدھ ۶ جنوری

صبح
۷-۳۰ سروج رجاوت: لوک گیت
۸-۲۰ اوشا نانیر: سگم سنگیت
۸-۳۰ سجن لال برہم بھٹ: خیال
دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۳۰ سروج رجاوت: لوک گیت
رات
۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از مالتی جوشی
۱۰-۳۰ نیرا دوبے: ستار

جمعرات ۷ جنوری

صبح
۸-۲۰ سچن مترا: سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
رحمان خاں و ساتھی: شہنائی
دوپہر
۱-۳۰ سندھیا نائیر: سگم سنگیت
۲-۳۰ آدے پورانک و ساتھی: لوک گیت
رات
۸-۰۰ "بھوپال کا اتہاس" ہندی تقریر از

3151

ڈاکٹر رام نارائن سنگھ دھر

جمعہ ۸ جنوری

صبح

۸-۲۰ جے شری ترلے ، سگم سنگیت

۸-۳۰ کاویری کر ، خیال

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۳۰ شیلجا باندے ، سگم سنگیت

۲-۳۰ اوماشکلا ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ کہکشاں ، اردو پروگرام
کالی داس کا میگھ دوت ، تمثیلی پروگرام
تحریر ، ڈاکٹر چندر پرکاش ورما

۱۰-۳ شاستریہ سنگیت
کاویری کر ، خیال مالکونس

ہفتہ ۹ جنوری

صبح

۸-۲۰ رچنا دوبے ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ولایت حسین خاں ، دھمار

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا - بنک چترویدی

۲-۳۰ لکشمی نارائن سرلوا ستو ، لوک گیت

شام

۷-۱۵ 'چوپال'
دیہی بچوں کے پروگرام کونسل کے ساتھ

اتوار ۱۰ جنوری

صبح

۸-۲ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۱-۴۰ رام چتر ملک : راگداری

۲-۳۰ دامودر پرساد سونی و ساتھی
لوک گیت

رات

۹-۳۰ ناٹک از قمر جمالی
پیشکش ، مقبول حسن

پیر ۱۱ جنوری

صبح

۸-۲۰ سواتی پونہکر ، سگم سنگیت

۸-۳۰ نورتی بواسرناٹیک

دوپہر

۱-۱۰ درپن ، خطوط پر مبنی

۲-۳۰ وملا دیوی سکینہ ، لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
ایم ایس گوپال کرشن ، وائلن

منگل ۱۲ جنوری

صبح

۷-۳۰ دیوراج ورکڑے و ساتھی ، لوک گیت

۸-۲۰ سریکھا کالکر ،
سگم سنگیت

۸-۳۰ آئینہ ، اردو پروگرام
(۱) 'بری جنوں کو نوکری میں آسانیاں'
بات چیت - شرکاء ،
لاڈلی شرن سنہا ، الیس این جوہری
(۲) کلام شاعر ، آفتاب عارف
(۳) 'خون دیجئے' ، تقریر از
ڈاکٹر الیس اے کاظمی

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا ،
چندر کانت شاستری راج ہنس

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

رات

۸-۱۵ 'ہماری پنچ ورشیہ یوجنائیں اور سماجوادی
سماج ، تقریر از پی سی مودی

بدھ ۱۳ جنوری

صبح

۸-۲۰ میتا بھٹاچاریہ ، سگم سنگیت

۸-۳۰ اسنت کمار بنرجی ، ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۲-۳۰ بہاری لال راؤ ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کاویہ پاٹھ ، رمیش یادو

۹-۳۰ 'حقدار' ناٹک
تحریر ، صولت سعید
پیشکش ، میناکشی مترا

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
خاں بندھو : خیال

جودھپور

جودھپور ۵۶۴/۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز ۲۵۰۷۶ میٹر ۱۱۹۷ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)

۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل ، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت

۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)

۵-۰۵ یووادانی
یووا ترنگ اور ودائی پروگرام
(منگل اور جمعہ)

۵-۳۰ نو ترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)

۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
نیو جنی سو چنائیں (پیر و جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سنگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)

۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں رہنے والے
سامعین کیلئے ملا جلا پروگرام

۸-۲۵ ایک کلاکار

۹-۱۵ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل ، جمعرات)
ملے جلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)

۱۰-- بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

جمعرات ۱۴ جنوری

صبح

۸-۲۰ اشوک شرما ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
نشاط خاں ، ستار وادن

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۳۰ شکلا گپتا : سگم سنگیت

۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

۲-۲۰ اپاسن راؤ پرتیتی اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
ترونوں کی پسند
کھیل پتریکا وغیرہ

رات

۸-۰۰ کہکشاں - اردو پروگرام
(۱) 'دور نواب سلطان جہاں میں حکمت'
تقریر از بی اے یزدانی
(۲) آب حیات کے کچھ ورق
(۳) گھر کے چراغ

۱۰-۰۰ 'سوپن واس دتیا' ، سنسکرت ناٹک
رچنا ، کالیداس

۱۰-۳۰ نارائن راؤ ویاس ، خیال

جمعہ ۱۵ جنوری

صبح

۸-۲۰ ٹی پی چٹرجی ، سگم سنگیت

۸-۳۰ نارائن راؤ ویاس

دوپہر

۱-۳۰ کلپنا پنچل کرے ، سگم سنگیت

۲-۳۰ وملا سریواستو ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'مکر سنکرانتی - پورانک سندھرب'
ہندی تقریر از
امیش نارائن جوشی

۱۰-۳۰ گر مجادلوی ، گائن

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) ۲۰۳۰۲ میٹر ۱۳۰۶ ... جے پور (ب) ۴۱۰۳۹ ۳۳۳ میٹر ۱۳۶۹ کلوہرٹز

اجمیر ۲۰۵ ۰۴۹ میٹر ۱۰۳۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۴۰-۲، شام ۰۵-۶

رات ۴۵-۸ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۰۵-۱۱ بجے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۰-۲ (صرف اتوار) ۰۰-۱، ۰۰-۲، شام ۰۰-۶

رات ۰۰-۹ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۰۰-۱۱ بجے)

صوبائی خبریں (ہندی) صبح ۴۵-۹، شام ۰۰-۵ (راجستھانی) شام ۱۵-۷

سندھی میں خبریں: صبح ۰۰-۴، شام ۱۵-۹

سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۰، شام ۱۰-۶، ہندی میں سماچار پتر: صبح ۰۰-۹

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

- ۶-۳۰ منگل دھونی: وندے ماترم
- ۶-۳۵ وندنا
- ۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
- ۷-۱۰ کرساں ری بات، بازار بھاؤ (روزانہ)
- ۷-۲۰ رامائن پاٹھ
- ۷-۳۰ سامائیکی
- ۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
  سورگنگا (اتوار)
- ۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
  (ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰، ۱۱-۰۰)

دوپہر

- ۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
- ۳-۱۰ اختتام

شام

- ۵-۰۵ یووا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
- ۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
- ۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
- ۷-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات

- ۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
- ۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

جمعہ یکم جنوری

صبح

- ۶-۳۵ وندنا
- ۷-۲۰ مانس گان
- ۸-۳۲ محمد حسین: غزلیں
- ۸-۴۰ بدھی پرکاش: لوک گیت
- ۱-۱۰ افروز بانو: لوک گیت
- ۱-۳۲ شاستریہ سنگیت

شام

- ۵-۰۵ یووا وانی
- ۵-۵۵ روزگار کی خبریں
- ۷-۳۰ کرشکوں کے لئے
- ۹-۱۵ کھلا آکاش

ہفتہ ۲ جنوری

صبح

- ۷-۲۰ مانس گان
- ۷-۳۰ مہندر بھٹ: وائلن وادن
- ۸-۳۰ انجنا ماتھر: لوک گیت
- ۲-۲۰ اسکول کا پروگرام
- ۲-۳۰ سموہ گان

شام

- ۵-۰۵ یووا وانی
- ۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
  وہ دن ہوا ہوئے جب ایک
  کماتا تھا کنبہ کھاتا تھا
  جمیلہ احمد
  کلام شاعر: ہاشم علی راز
  یہ بھی عجیب شوق ہے کبوتر اڑانا
  مشیرالدین قریشی
- ۹-۱۵ کھلا آکاش

اتوار ۳ جنوری

صبح

- ۸-۲۰ سورگنگا
- ۹-۱۵ مکل
- ۱۰-۰۰ سندھی پروگرام، ڈاکٹر کی رائے
  بھگت: پرتاپ رائے اور
  ساتھی
- ۱۲-۰۰ سہلا جگت
- ۱-۱۰ آپ کی فرمائش

شام

- ۷-۲ کرشکوں کے لئے
- ۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
  ار ایس این بنرجی
- ۹-۱۵ ان سے ملئے
- ۱۰-۰۰ پتریکا پروگرام

پیر ۴ جنوری

صبح

- ۶-۲۵ وندنا
- ۶-۵۵ پیرتی پمپ
- ۷-۲۰ مانس گان
- ۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
- ۸-۲۰ بابولال گائک: لوک گیت
- ۱-۱۰ بہاری کتھک: لوک گیت
- ۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

شام

- ۶-۲۵ لوک دھن
- ۶-۳۰ اُدھوگ جگت
- ۸-۱۰ منالال بھٹ: غزلیں
- ۱۰-۰۰ لیلادتی: گائن

منگل ۵ جنوری

صبح

- ۷-۲۰ مانس گان
- ۹-۱۰ بھگوان سنگھ پارٹی: لوک گیت
- ۹-۲۰ شری موہن ماتھر
  ستار پر دھنیں

شام

- ۶-۳۵ بابولال، اسیر پارٹی
  لوک گیت
- ۷-۱۵ ضلع کی چٹھی: اجمیر
- ۱۱-۳۰ سندھی پروگرام: بارن میں
  خراب عادتیں: وارتاکار
  شریمتی سادتری ہرجانی
  (۲) سگم سنگیت
  ہرشیوجی شہزادپوری

بدھ ۶ جنوری

صبح

- ۸-۳۰ کیسری لال گندھرو: گیت
- ۹-۲۰ بھاسکر گوسوامی
  بانسری پر دھنیں
- ۱-۱۰ بابولال رانا پارٹی
  لوک گیت
- ۱-۴۰ ایم ایم کلیتھ والے گائن

شام

- ۶-۳۰ سندھی پروگرام: کہانی
  ہری ہیتھانی: اجو جے فنکار
  ششی آہوجہ
- ۹-۱۵ بھگتی سنگیت: کیسری لال
  گندھرو
- ۱۰-۳۰ لوک گیت: دھیر سین

جمعرات ۷ جنوری

صبح

- ۷-۵۰ دیوا وانی: رامائن کے پریڑاں
  استروتہ گرنتھ: بھانس کا پرتیما
  ناٹک: سودھارن وارتا
  رتی کانت چودھری
- ۹-۱۰، ۱-۴۰ گل حسن خاں
  لوک گیت

شام

- ۶-۳۵ نرمان کے سوَر
- ۹-۱۵ کھلا آکاش

جمعہ ۸ جنوری

صبح

- ۹-۲۰ لوک گیت: چھوٹی بانو
- ۱-۱۰ لوک گیت: جیون لال نیپالیہ
- ۱-۳۰ شاستریہ سنگیت: نیاز احمد خاں
  ستار وادن

شام
۶-۴۵ اشفاق حسین: غزلیں
۷-۲۰ کرشکوں کے لئے
۱۰-۰۰ راجستھانی فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۹ جنوری
صبح
۸-۲۰ بھلکو بائی پارٹی: لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت
۱۲-۰۰ ریڈیو پرائیوٹک پری یوجنا پروگرام
۱-۳۰ مانٹر بائی: گائن
شام
۸-۰۰ کہکشاں: راجستھان کے ادیب وشاعر: شوکت ٹونکی
تقریر از ڈاکٹر ابونفیس عثمانی
کلام شاعر

اتوار ۱۰ جنوری
صبح
۷-۳۰ رمضان خاں: سارنگی وادن
۸-۲۰ سور گنگا: سگم سنگیت کا خاص پروگرام
۹-۱۵ مکل
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
فلمی اور غیر فلمی ریکارڈ
۱۲-۰۰ مہلا جگت
شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۲۵ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۸-۰۰ انگریزی تقریر از ڈاکٹر بی ایچ شرما
۹-۱۵ ان سے ملئے
۱۰-۳۰ رمضان خاں: سارنگی وادن

پیر ۱۱ جنوری
صبح
۷-۳۰ سریش گوسوامی: وائلن وادن
۸-۲۰ دینا ناتھ ڈاگی: لوک گیت
۸-۳۰ شبیر حسین: غزلیں
۱-۳۰ شاستریہ سنگیت
۲-۲۰ ودّھالیہ پرسارن
شام
۶-۳۰ ادھوگ جگت
۱۰-۰۰ سریش گوسوامی: وائلن وادن

منگل ۱۲ جنوری
صبح
۸-۳۵ گیت
۹-۲۰ بابو لال گیتا: ستار پردھنیں
۱-۳۰ لوک گیت: چندر پرکاش تنور
شام
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۶-۲۵ وارتا
۸-۰۰ راجستھلی
۹-۳۰ سندھی پروگرام: ناٹک ہی رشتہ شری حمید اللہ کے مول ہندی ناٹک کا سندھی انوادن اور پرستتھ: ایم ایم چندانی

بدھ ۱۳ جنوری
صبح
۸-۳۰ بینا مینتی: غزلیں
۹-۱۰ فضلو خاں: لوک گیت
۱-۳۰ لوک گیت: چندر پرکاش تنور
شام
۵-۵۵ روزگار کی خبریں
۸-۰۰ راجستھلی
۹-۱۰ سندھی پروگرام: ناٹک ہی رشتہ، شری حمید اللہ کے مول ناٹک کا سندھی ترجمہ اور پیش کردہ: ایم - ایم چندانی

جمعرات ۱۴ جنوری
۷-۵۰ دیووانی
سنسکرت میں کہانی
دینیش درویدی
۹-۱۰ مدن سنگھ یادو: لوک گیت
۹-۲۰ رام چندر ورما: گیت
شام
۶-۳۵ نرمان کے سوئر
۶-۵۰ رام چندر ورما: بھجن
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۵ جنوری
صبح
۶-۵۵ پربتی بمب

اودے پور

اودے پور ۲۶۶/۹۲ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۵ بھکتی سنگیت
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ سنگیت سریتا
۷-۴۰ فلمی سنگیت
۹-۱۰ سگم سنگیت (سوائے اتوار)
دوپہر
۱۲-۳ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱-۵۰ لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷-۳ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸-۲۵ فلمی گیت

۲۱۵/۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۵ بھکتی سنگیت
۷-۰۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷-۲۰ مانس گان
دوپہر
۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

میڈیم ویو ۲۸۳/۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۷-۲۰ بھکتی سنگیت
۸-۴۵ پروگراموں کا خلاصہ
دوپہر
۱-۱۰ اور رات ۸-۰۰ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۱۵ لداخی موسیقی
شام
۶-۱۵ لاجلا پروگرام (لداخی میں)
۱۰-۰۰ وودھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

۷-۲۰ مانس گان
۸-۳۰ راکھی ماتھر: گیت
۹-۱۰ فتح کماری ویاس
لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ نانک رام سینی: لوک گیت

شام
۶-۳۵ معین الدین خاں: خیال پیپا
۷-۲۰ کرشکوں کے لئے
۸-۰۰ کتھا لوک
۱۰-۳۰ معین الدین خاں
سارنگی وادن

دوپہر
۱۲-۴۰ محمد رفیع ؛ غزلیں
۴-۳۰ غلام قادر وانی اور اندرا کاچرو
غزلیں

شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۳۰ محمد عبداللہ تبت بقال و ساتھی
سنطور - مقام چارگاہ
جی ایم شیخ
۸-۴۵ اردو بات چیت
۹-۳۰ 'گوسائنس پاتھر'
کشمیری لوک ناٹک
ترتیب ؛ محمد سبحان بھگت
پیشکردہ ؛ بھگت تھیٹر - اکنگام

منگل ۵ جنوری

صبح
۸-۰۰ شوکت علی، بیگم اختر، مہدی حسن
فیض احمد فیض کا کلام
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۳۰-۲
شیخ عبدالعزیز و ساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ امانت علی
فیض احمد فیض کا کلام

شام
۶-۱۰ جی این وگے ؛ غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ بات چیت (کشمیری)
۹-۳۰ 'وودھا'
ہندی پروگرام
۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۶ جنوری

صبح
۸-۰۰ سنتوش کمار ؛
رفعت سروش کا کلام
۸-۳۰ شش رنگ
کشمیری ریڈیو ڈائجسٹ

دوپہر
۱۲-۰۰ کنور کشور جالا ؛ غزلیں
۲-۱۰ ستیش بابر ؛ غزلیں
شام
۴-۳۰ ، ۶-۱۰
ششی چوپڑہ اور کنور کشور جالا
غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ پھر سنیئے
منتخب اردو پروگرام دوبارہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۷ جنوری

صبح
۸-۰۰ مہندر کپور ؛ غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ وادیہ ورند
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۳۰-۲
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ جمیل احمد ؛ غزلیں
۲-۱۰ یونس ملک ؛ غزلیں
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام
۶-۱۰ نرملا دیوی ؛ غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ کھیلوں کی دنیا
مقرر ؛ پرویز قیصر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ علاقائی موسیقی

جمعہ ۸ جنوری

صبح
۸-۰۰ شوبھا گورتو ؛ غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطرہ
دوپہر
۱۲-۰۲ کشمیری موسیقی
۲-۱۰ شوبھا گورتو ؛ گیت
۲-۱۵ راج بیگم ؛ غزلیں
۲-۳۰ آتش تہ گاش

دیہاتی بھائیوں کے لیے
۴-۰۰ محمد سلطان میر اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام
۶-۱۰ راج بیگم ؛ غزلیں
۹-۳۰ گفتگو
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۹ جنوری

صبح
۸-۰۰ پروین سلطانہ ؛ غزلیں
۸-۳۰ نوی تخلیق
۸-۳۵ مولل شعار
۱۱-۳۰ ، شام ۳۰-۴
جی ایم قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ بھوپندر ؛ غزلیں
۲-۱۰ ، سی ایچ آتما ؛ غزلیں
۲-۳۰ ، ۰۰-۴
جی این ڈولوال اور ساتھی
چھکری

شام
۶-۱۰ جلال گیلانی ؛ غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ باذوقہ
عصر حاضر کے ہندوستانی ادب پر مبنی
۱۰-۳۰ شہر صدا
غیر فلمی گیتوں کا پروگرام

اتوار ۱۰ جنوری

صبح
۸-۰۰ اگلے ہفتے
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ 'ہونہار'
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ اردو میں کھیل
دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۰ الور ؛ غزلیں
۲-۳۰ کورس
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہی مال
شام
۶-۱۰ کیلاش مہرہ ؛ غزلیں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ توہنز چٹھی واژ
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

پیر ۱۱ جنوری

صبح
۸-۰۰ احمد حسین، محمد حسین
غزلیں
۸-۲۰ ذات بترات
۸-۳۵ ہندی بات چیت
'کالی داس کا کشمیری سنسکرن'
۱۱-۳۰ ، ۳۰-۲ ، ۰۰-۴
محمد عبداللہ تارہ بلی اور ساتھی
چھکری

دوپہر
۱۲-۴۰ راجندر مہتہ ؛ غزلیں
۲-۱۰ ہیم لتا ؛ غزلیں
۴-۳۰ غلام محمد میر ؛ غزلیں
شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۳۰ جی ایم ساز نواز اور ساتھی
مقام راس کشمیری
۸-۴۵ اردو بات چیت
۹-۳۰ 'پنجرہ'، اردو کھیل

تحریر ؛ آفاق احمد

منگل ۱۲ جنوری

صبح
۷-۵۵ ، دوپہر ۱۰-۲
لتا منگیشکر ؛ کلامِ غالب
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۱۱-۳۰ ، ۰۰-۴
جی ایم ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ بھجن
۴-۰۰ جی ایم ساز نواز اور ساتھی ؛ چھکری
شام
۶-۱۰ نسیم اختر، راج بیگم ؛ غزل

۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ سنگرمال
۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

'نیتر دان ـــــ مہادان' کے زیر عنوان آکاشوانی کلکتہ سے نشر ایک گفتگو کے شرکار (دائیں سے) پرسن کمار پوڈار، پریم رتن راٹھی، اے آر خان (پروگرام ایگزیکٹو) ڈاکٹر اتل نارائن اور سوشیلا بنکا۔

آکاشوانی جالندھر کی جانب سے 'بال دوس' کے موقع پر اسکولی بچے، مدعو سامعین کے رو برو گیت پیش کرتے ہوئے۔

آکاشوانی لکھنؤ کی جانب سے منعقد ریڈیو پلے رائٹنگ ورکشاپ۔ کم۔ سیمینار کے شرکار کو اسٹیشن ڈائرکٹر لکھنؤ اے اے حنفی سرٹیفیکٹ تقسیم کرتے ہوئے۔

'فلم، کل اور آج' کے زیر عنوان آکاشوانی حیدرآباد کے اردو پروگرام میں ممتاز فلم مورخ و مبصر فیروز رنگون والا کے ساتھ اظہر افسر (دائیں) گفتگو کرتے ہوئے۔

کماری سبھا مشرا، ریڈیو کشمیر جموں کی بھگتی سنگیت کی محفل میں

Regd.No. D-(C)39

AWAZ
1st. January 1982

Licensed (U-23) to post without prepayment at C.P.S.O. New Delhi.

▲ سکینڈ انٹرنیشنل نیویارک کمیٹی تیو فلم فیسٹول گذشتہ دنوں مدراس میں منعقد ہوا۔اس کا افتتاح مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات جناب وسنت ساٹھے نے کیا۔تصویر میں: ایم راماچندرن، وزیراعلیٰ تامل ناڈو اور وی شانتارام کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

◄ مولیر فائز کے ڈرامے کا اردو عکس 'کنجوس' کے عنوان سے دہلی دوردرشن سے ٹیلی کاسٹ ہوا۔ اردو عکس: حضرت آوارہ۔ پروڈیوسر: صبا زیدی

▲ ممتاز فلم ساز و ہدایت کار کیدار شرما (بائیں) کے ساتھ کے کے نیر کی گفتگو اردو سروس سے نشر ہوئی۔

▲ سید مودی ــــ
نیشنل اینڈ کامن ویلتھ بیڈمنٹن چمپین
کے ساتھ سی راجا گوپال
آکاشوانی حیدرآباد کی یوواوانی سروس
کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔

◄ دہلی دوردرشن کے پروگرام
'پورٹریٹ ان لونلی نیس' میں
(دائیں سے)
دیپ سری رائے، شریمتی جینیفر
اپرناسین اور انٹرویور۔

PUBLISHED BY THE DIRECTOR GENERAL,AIL INDIA RADIO,AT THE OFFICE OF THE CHIEF EDITOR, AKASHVANI GROUP OF
SECOND FLOOR PTI BUILDING SANSAD MARG NEW DELHI 110001.
PRINTED BY THE MANAGER , GOVT. OF INDIA PHOTO LITHO PRESS, FARIDABAD

'نیتردان ـــــ مہادان' کے زیرعنوان
آکاشوانی کلکتہ سے نشر ایک گفتگو کے شرکار
(دائیں سے) پرسن کمار پوڈار، پریم رتن راکھی
اے آر خان (پروگرام ایگزیکیٹو)
ڈاکٹر اتل نارائن اور سوشیلا بنکا۔

آکاشوانی جالندھر کی جانب سے
'بال دوس' کے موقع پر
اسکولی بچے، مدعو سامعین کے رو برو
گیت پیش کرتے ہوئے۔

آکاشوانی لکھنؤ کی جانب سے منعقد ریڈیو پلے رائٹنگ
ورکشاپ۔ کم۔ سیمینار کے شرکار کو اسٹیشن ڈائرکٹر لکھنؤ
اے اے حنفی سرٹیفکیٹ تقسیم کرتے ہوئے۔

'فلم، کل اور آج' کے زیرعنوان آکاشوانی حیدرآباد کے اردو پروگرام میں'
ممتاز فلم مورخ و مبصر فیروز رنگون والا کے ساتھ اظہر افسر (دائیں) گفتگو کرتے ہوئے۔

کماری سیما شرما، ریڈیو کشمیر جموں کی بھگتی سنگیت کی محفل میں

سکینڈ انٹرنیشنل نیو یوتھ کمیٹی نیو فلم فیسٹول گذشتہ دنوں مدراس میں منعقد ہوا۔ اس کا افتتاح مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات جناب وسنت ساٹھے نے کیا۔ تصویر میں: ایم راماچندرن وزیر اعلیٰ تامل ناڈو اور وی شانتا رام کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

مولیر فائزر کے ڈرامے کا اردو عکس کنجوس کے عنوان سے دہلی دوردرشن سے ٹیلی کاسٹ ہوا۔ اردو عکس: حضرت آوارہ۔ پروڈیوسر: صبا زیدی

ممتاز فلم ساز و ہدایت کار کیدار شرما (بائیں) کے ساتھ کے کے نیر کی گفتگو اردو سروس سے نشر ہوئی۔

سید مودی ـ
نیشنل اینڈ کامن ویلتھ بیڈمنٹن چمپین
کے ساتھ سی راجا گوپال
آکاشوانی حیدر آباد کی یووا وانی سروس
کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔

دہلی دوردرشن کے پروگرام
'پورٹریٹ ان لونلی نیس' میں
(دائیں سے)
دیپ سری رائے، شریمتی جینفیر
اپرناسین اور انٹرویور۔

PUBLISHED BY THE DIRECTOR GENERAL, ALL INDIA RADIO, AT THE OFFICE OF THE CHIEF EDITOR, AKASHVANI GROUP OF
SECOND FLOOR PTI BUILDING SANSAD MARG NEW DELHI 110001.
PRINTED BY THE MANAGER , GOVT. OF INDIA PHOTO LITHO PRESS, FARIDABAD

۱۶ر سے ۳۱ جنوری ۱۹۸۲ء
۲۶ر پوش ۱۹۰۳ شاکا

اشاعت کا ۴۰واں سال
قیمت 50 پیسے

اس بار لکھنؤ سے غزلیں

شہریار

بام و در کی قید سے مجھ کو رہا کس نے کیا
دشت کی وسعت کے حق میں فیصلہ کس نے کیا

جاگتے رہنے کی دولت دی تھی مجھ کو رات نے
نیند کی نفرت سے لیکن آشنا کس نے کیا

ایک اک کر کے ہوئیں تاریک ساری بستیاں
تیرے ذمے کام یہ پاگل ہوا کس نے کیا

اے خدا میں تیرے ہونے سے بہت محفوظ تھا
تجھ سے مجھ کو منحرف تو ہی بتا کس نے کیا

میرے ساحل پہ کھڑے ہونے سے یوں شاکی نہ ہو
تیرا استعمال اے موج بلا کس نے کیا

مظہر امام

کوئی لائے نہ گہر، کوئی شناور نہ رہے
حکم اب یہ ہے کہ صحرا ہو، سمندر نہ رہے

اس نے ہمت جو بڑھائی بھی تو رکھا یہ لحاظ
کوئی بزدل نہ بنے، کوئی دلاور نہ رہے

اُس نے اس طرح اتاری مرے غم کی تصویر
رنگ محفوظ تو رہ جائیں، پہ منظر نہ رہے

اس نے کس ناز سے بخشی ہے مجھے جائے پناہ
یوں کہ دیوار سلامت ہو، مگر گھر نہ رہے

اب یہ سازش ہے کہ لکھے نہ کوئی قصۂ دل
لفظ رہ جائیں، مگر کوئی سخن ور نہ رہے

اب کے آندھی بھی چلی جب تو سلیقے سے چلی
یوں، کہ رہ جائے شجر، شاخِ ثمر ور نہ رہے

چودھری برج بھشن شنکر سروش

جلائے تھے کبھی خوش ہو کے جو بزم حریفاں میں
وہی خنجر لئے ڈوبے ہوئے میری رگ جاں میں

نہ رکھا تار کوئی جیب و داماں و گریباں میں
مگر بل تھے کہ پڑتے ہی رہے زلف پریشاں میں

مزاج گل سرشت خار سے واقف تو ہوں لیکن
مجھے تو راز رکھنا ہے گلستاں کا گلستاں میں

کچھ ایسی بیدلی، ایسا سکوں ساحل پہ رہتا تھا
کہ ہم کشتی کو خود ہی کھینچ کر لے آئے طوفاں میں

یہ محشر ہے اسے اب پھینک دو کیا منہ دکھاؤ گے
لہو میرا تو جمتا جا رہا ہے نوک پیکاں میں

یہ جتنی آئے دن شمعیں فروزاں ہوتی جاتی ہیں
دھواں اتنا ہی بھرتا جا رہا ہے ذہن پریشاں میں

ترے وحشی نہ جانے کیا وہ منظر دیکھ لیتے ہیں
کہ زنداں سے نکل کر پھر پلٹ آتے ہیں زنداں میں

سر انجام ہستی آئینہ سا جگمگا اٹھا
جلا کر کون شمعیں رکھ گیا گور غریباں میں

تمہیں یہ ناز تم پر ختم ہے پرواز انسانی
مجھے یہ دیکھنا ہے کیا نہیں ہے میرے امکاں میں

بچا کر سب کی نظریں اس لیے یہ دھجیاں رکھ لیں
تری زلفوں کے بھی کچھ تار تھے میرے گریباں میں

سروش ان کو بہر صورت دکھائے زخم دل میں نے
کبھی خوں دھو کے داماں سے کبھی خوں بھر کے داماں میں

خورشید افسر بسوانی

مجھ کو یہ کہاں ہوش، میں کس وقت کدھر تھا
موسم کے پرندوں کی طرح میرا سفر تھا

سب لوگ تہی دست تھے دریا سے خفا تھے
چپ میں بھی تھا لیکن مری مٹھی میں گہر تھا

ہر چند ترے شہر کے سب لوگ وہی تھے
ہر شخص کے چہرے کا مگر رنگ دگر تھا

پانی کہاں اس ریت کے میدان میں لیکن
دیکھا تو مرے پاؤں کے نیچے ہی بھنور تھا

بیکار ہی سہمے ہوئے سورج پہ کیا وار
یہ قاز تو پہلے ہی سمیٹے ہوئے پر تھا

کرتا بھی تو کیا کرتا کوئی اپنا تحفظ
ہر شخص مرے شہر میں بے نیزۂ سر تھا

میں نے بھی نکالی ہے بہت ریت سے چاندی
اس دشت میں بالو کی طرح میرا شہر تھا

ممکن ہے زبان غم کی سمجھتا ہو یہاں کوئی
لوگوں سے سنا ہے کہ یہ افسر کا نگر تھا

فضا ابن فیضی

ہیں جو بے تحریر ان صفحوں پہ لکھیں
ہم بھی اپنی بات اب چہروں پہ لکھیں

ہے عبث مربوط صدیوں کی وضاحت
کچھ ٹوٹتے بکھرتے لمحوں پہ لکھیں

ہم دریچوں میں سجا دیں اپنے چہرے
کیوں ادھورے نام دروازوں پہ لکھیں

سبز موسم کی بشارت دینے والے
پانیوں کی داستاں شعلوں پہ لکھیں

اڑتی پھرتی ساعتوں کی اک کہانی
آتی جاتی سانس کی لہروں پہ لکھیں

ہو چکے بے برگ لمحوں کے شجر سب
موسموں کا رنگ کن پتوں پہ لکھیں

کن خراشوں کے لہو سے قصہ اپنا
پھول کے اسلوب میں کانٹوں پہ لکھیں

کس زمیں پر رکھیں بنیاد تفکر
معنیوں کی شرح کن لفظوں پہ لکھیں

کیا ضروری ہے، جو ہوں موضوع سب کا
سوچ کر ہم بھی انھیں نکتوں پہ لکھیں

تتلیوں کے رنگ میں انگلی ڈبو کر
اب نئی رت کی غزل شاخوں پہ لکھیں

اندروں بینی کے پہلو ہیں ہزاروں
ہیں جو پس منظر میں ان گوشوں پہ لکھیں

اے فضا باشندہ ہم ٹھہرے اودھ کے
تبصرہ کچھ وقت کی شاموں پہ لکھیں

عرفان صدیقی

تحفے بھی کیا چمن سے یہ جھونکے ہوا کے لائے
سوکھے ہوئے، درختوں کے پتے اڑا کے لائے

ہوتے رہے ہیں چور یونہی دل کے آئینے
ہم راستوں سے بارہا پتھر اٹھا کے لائے

آنے لگے ہیں جھونکوں پہ جھونکے ہواؤں کے
ہم جب بھی آرزوؤں کی شمعیں جلا کے لائے

عریانیت حیات کی مری نظر میں ہے
کیسے ہی اپنے آپ کو کپڑے پہنا کے لائے

کیا جانے کتنی بار وہ ہم سے خفا ہوئے
کیا جانے کتنی بار ہم ان کو منا کے لائے

پڑھتے رہے وہ، جو نہ لکھا تھا کتاب میں
جب بھی کوئی کتاب پرانی اٹھا کے لائے

عرفان جس کا نام سکوں ہے تمہیں بتاؤ
کیسے ملے، کہاں سے ملے، کون جا کے لائے

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER
چیف ایڈیٹر جے پی گویل
ایڈیٹر سراج احمد

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

نئی دہلی — ۱۶ جنوری ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۶ پوش ۱۹۰۳ شاکا — جلد ۴۷ ، شمارہ ۲

اس شمارے میں

قیمت

فی کاپی — ۵۰ پیسے
سالانہ — ۱۰ روپے
دو سال — ۱۸ روپے
تین سال — ۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

جمہوری نقطۂ نظر ۔ ذہنوں کی تہذیب

پروفیسر مونس رضا

نئے ہندوستان کی تشکیل میں ذہنوں کی مناسب تہذیب کا ایک اہم رول ہے۔ جب ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی کا سورج طلوع ہوا تو سیاسی غلامی کی زنجیریں ضرور ٹوٹ گیئں مگر ذہنی غلامی کے پیر تسمہ پا کی گرفت آزادی کے تیس برس بعد بھی ڈھیلی تو ضرور پڑی ہے مگر ٹوٹی نہیں ہے۔ نئے دور کے نئے تقاضوں کی روشنی میں ذہنوں کی نئی تہذیب ناگزیر ہے۔

جمہوری نقطۂ نظر ذہنوں کی اس نئی تہذیب کا ایک بنیادی عنصر ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ جمہوریت کو عام اصطلاح میں پارٹی بازی سے اس طرح جوڑ دیا ہے کہ اس کے بنیادی اور وسیع تر مطالب الیکشن کے ہنگاموں میں کھوسے گئے ہیں۔ آج جب ملک میں غیر جمہوری اور خاص طور پر فاشسٹ اور نیم فاشسٹ رجحانات اپنی جڑیں پھیلا رہے ہیں یہ ضروری ہے کہ جمہوریت کو نہ صرف ایک سیاسی نظام بلکہ ایک نقطۂ نظر کی حیثیت سے عام کیا جائے۔

جمہوری نقطۂ نظر کا بنیادی عنصر یہ ہے کہ سچائی انسان کے اندر ہے، اس پر باہر سے لادی نہیں جا سکتی۔ سچائی کا منبع باہری Auth o r r ity نہیں انسانی تجربہ ہے۔ یہ نقطۂ نظر ہمیں منقولات کا تنقیدی جائزہ لینا سکھاتا ہے اسے آنکھ بند کرکے مان لینا نہیں۔ غیر جمہوری عناصر کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ انسانوں اور خاص طور سے کم عمر نوجوانوں کو عقلی بحث اور مباحثوں سے دور رکھیں اور انہیں فوجی یا نیم فوجی تربیت کے ذریعہ Authority کے سامنے سر جھکانے کی ترغیب دیں۔ ہٹلر کا جرمنی ہو یا مسولینی اطالیہ یا فرانکو کا ہسپانیہ ہو یا سالازار کے پرتگال، ان سب کے تہذیبی ماحول میں یہ عنصر مشترک تھا کہ وہ عقلیت کے بجائے Authority کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو ہی ترقی کا ذریعہ مانتے تھے اور اندھی ڈسپلن کو تہذیب یافتہ سماج کی بنیاد تصور کرتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس جمہوریت دشمن نقطۂ نظر نے نہ صرف ان ملکوں کو دہائیوں تک اندھکار میں دبائے رکھا بلکہ تمام دنیا کے پُرامن ارتقا پر بھی کاری زخم لگائے۔

جمہوری نقطۂ نظر کے اس بنیادی عنصر کا تعلیمی دائرہ عمل پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ تعلیم کے میدان میں غیر جمہوری نقطۂ نظر کی بنیاد اس مفروضے پر ہے کہ سچائی کا سرچشمہ طالب علم کے باہر ہے۔ اس لیے اس لحاظ سے تعلیم میں سکھانا سیکھنے سے زیادہ اہم ہے اور اس میں استاد فاعل کی حیثیت رکھتا ہے۔ طالب علم تو محض زرعی زمین کی طرح ہے جس میں استاد علم کے بیج بوتا ہے۔ یہ نقطۂ نظر قرونِ وسطیٰ کے اواخر تک تمام دنیا پر چھایا رہا اور اس نے علوم اور خاص طور سے سائنس کے ارتقا کو منجمد کر دیا۔ ارسطو اور افلاطون، بقراط اور ابن سینا علم کا سرچشمہ سمجھے جاتے تھے اور استاد کا یہ فرض تھا کہ وہ ان ناقابل تغیر سچائیوں کو طالب علم کے ذہنوں میں گھول دے۔ صنعتی انقلاب نے تعلیم کے اس غیر جمہوری نقطۂ نظر پر بھرپور وار کیا اور اس کی جگہ تعلیم کا ایک نیا جمہوری تصور ابھرنے لگا۔

اس نئے تصور کی بنیاد یہ مفروضہ تھا کہ تعلیم کا بنیادی مقصد سیکھنا ہے۔ سکھانا تو صرف ایک آلہ ہے جو سیکھنے کے عمل کو تیز تر کرتا ہے۔ تعلیم کا مرکز طالب علم ہے استاد نہیں۔ آزادی کے بعد ہمارے دیش میں بھی تعلیم کا یہ جمہوری نقطۂ نظر تیزی سے ابھر رہا ہے مگر دور غلامی کے غیر جمہوری تعلیمی نظام کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ اب بھی بڑی حد تک ہندوستانی تعلیم رٹنت ودیا اور بیرونی امتحان کے چنگل سے باہر نہیں نکل پائی ہے۔

علامت اور پیکر کا مفہوم

ڈاکٹر وہاب اشرفی

ہم سب جانتے ہیں کہ علامت اور پیکر ادبی اصطلاحات ہیں اور ان کا مفہوم ایک نہیں ہے۔ علامت ایک وسیع کینوس کا لفظ ہے لیکن اس کی وسعت کے باوجود اس کی حدیں متعین ہیں۔ علامت کو محض نشان یا سائن کے ہم معنی سمجھنا درست نہیں ہے، یہ کسی معینہ شئے کے لیے کوئی معینہ نشان نہیں ہے بلکہ اسے نشان کے انہدام کی ایک صورت سمجھنا چاہیے، اسی کے لیے ادعائی موضوع یا سیڈو بجکٹ جیسے الفاظ سے سمجھنا زیادہ بہتر ہے۔ علامت کا استعمال دراصل فطرت کے خلاف آئینہ دکھانے کا استعمال ہے یعنی جو خوبی کسی شئے میں فطرت نے ودیعت کی ہے اسے اسی خوبی سے یا تو الگ کرنا ہے یا گھٹانا بڑھانا ہے یا اسے قطعی نئی خوبی بخشنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامت ادعائی موضوع کی صورت میں خوب چمکتی ہے پیکر کا کام ادعائی موضوع یا سیڈو بجکٹ بنانا نہیں ہے نہ ہی اسے فطرت کے خلاف آئینہ بننا ہے۔ اس کا عمل تو حیات کو بیدار کرنے کا عمل ہے تو اسی خمسہ کے مانے ہوئے عمل کو متحرک کرنا ہے یا ایک متعینہ حس کے عمل کو پھیلا کر دوسرے متعینہ حس کے مقابل لانا ہے یا جگہیں تبدیل کر لیتا ہے یا کئی حسوں کو ایک حس میں جذب کر لیتا ہے۔ ایسے سارے کام علامت انجام نہیں دیتی۔ دراصل علامت ایک طرز اظہار ہے اس لیے محض حیات کی بیداری کے عمل تک محدود نہیں اس میں تلازمے بڑا اہم فرض انجام دیتے ہیں، ان کے سہارے کسی شئے کی نمود کلی طور پر کسی متعینہ شئے سے زیادہ یا اس سے قطعی الگ ہوتی ہے، عام طور سے زیادہ یا مختلف کا وصف مادی تجسیم سے غیر مادی صورت کی تشکیل سے پیدا ہوتی ہے، لہٰذا ادبی علامت کسی پیکر یعنی مشابہت مماثلت یا مطابقت کے پہلو کو کسی نئے تصور یا موضوع سے متحد کر دیتی ہے اور اکثر مماثلت کی صورت کو نئے موضوع کا قائم مقام بنا دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ علامت کی تفہیم کے لیے اسے ادعائی موضوع کہنا بہت مناسب معلوم ہوتا ہے۔

علامتی طرز اظہار میں کوئی بات کہنے کی اور ہوتی ہے اور اس کے مفہوم تک پہنچنے کی قطعی دوسری، لیکن پیکر میں واضح طور پر ایک یا کئی مخصوص جذبے یا احساس کے حرکت و عمل کا کام چھپا ہوتا ہے۔ اسی لیے اس کا رشتہ ابہام سے کچھ بھی نہیں، جس طرح تشبیہ و استعارے میں مفہوم کے رشتے کی تلاش مشابہت کی نوعیت سے نکلتی ہے اسی طرح پیکر میں تشبیہ و استعارے ہی کی راہ سے حواس خمسہ کی بیداری کا جواز چھپا ہوا ہوتا ہے جبکہ علامتی مفہوم تک رسائی کے لیے مشابہت کے رشتے ہی کافی ہیں بلکہ ادعائی موضوع کے تلازمے بہتر راہ نما ہوتے ہیں ہیں، لیکن تلازموں کے سہارے صحیح مفہوم تک رسائی آسان کام نہیں اس لیے واضح طور پر علامت کا رشتہ ابہام سے قائم ہو جاتا ہے۔

علامت میں مشاہدے کا رول کم ہے اور علم کا زیادہ شمس الرحمٰن فاروقی نے یونگ کے نظریہ کی بابت لکھا ہے کہ اس کے خیال میں:

> علامت شعوری ادراک کی ضد ہوتی ہے،
> لہٰذا مشاہدے کی ضد ہوتی ہے تو صحیح نہیں
> لیکن پوری طرح گرفت میں آجانے کے بعد
> اس کا کردار برقرار رہ سکتا ہے۔ اگرچہ
> ہمیشہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ وہ تمثیل یعنی
> استعارہ بن جائے گی۔ علامت جسمانیاتی
> ہوتی ہے اس کا تعلق ذہن کے اُن پردوں
> سے ہوتا ہے جو جسم میں بند رہتے ہیں
> اس لیے مشاہدہ نہیں بلکہ علم ہوتی
> ہے .....''

اس بیان میں ادھوری سچائی ہے اس لیے کہ علامت کو مشاہدے کے حلقے سے یکسر خارج نہیں کر سکتے دراصل بعض نقاد یا مفکر توسیعی استعارہ کے علامت میں تبدیل ہونے کا یقین نہیں کرتے اسی لیے وہ علامت کو مشاہدے کی نفی تصور کرتے ہیں پھر وہ اسے شعوری ادراک کا بھی نتیجہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ توسیعی استعارے اور ایسے استعارے جن کی کسی فنکار کے یہاں تکرار ہوتی ہے علامت سمجھے جاتے رہے ہیں اس لیے کہ اگر ان کی تکرار آرکی ٹائپی نہیں ہے تو پھر کسی سطح کے شعوری ادراک کا ہی نتیجہ ہوں گے، یونگ سمجھتا ہے کہ:

"پوری طرح گرفت میں آجانے کے بعد علامت کا کردار برقرار رہ سکتا ہے۔ تو گویا یہ شعوری ادراک کی نہ تو ضد ہوئی اور نہ تھی، یہ ٹھیک ہے کہ علامت محض استعارہ نہیں، اس کا اپنا ایک مخصوص تیور ہے لغوی معنی سے اس کا کوئی علاقہ نہیں۔ محمود ہاشمی نے غالب کے مرکب تمثالی پیکر کے حوالے سے علامت کے بارے میں ٹھیک ہی لکھا ہے کہ:

> "غالب کے مرکب تمثالی پیکر نہ مجازی پیکر
> کا یقین کرتے ہیں نہ سیاق و سباق کے
> پابند ہیں اور نہ کثرت استعمال سے فرسودہ
> ہوئے ہیں، چناں چہ انھیں محض استعارہ
> نہیں کہا جا سکتا۔ ان پیکروں کا اپنا
> آزادانہ وجود ہے اور ان کا مفہوم سیاق و
> سباق کے علاوہ لغوی کا بھی پابند نہیں۔
> یہ تمثالی پیکر دراصل ایسی استدلالی علامتیں
> ہیں جن میں ان کے تلازمات کی کوئی
> بنیادی صفت شامل ہے ...''

کوئی استعارہ یا پیکر اپنا وجود رکھتے ہوئے علامت ہو سکتا ہے لیکن اس سے یہ مفہوم نہیں نکلتا کہ تمام استعارے یا پیکر علامت ہیں، نہ انھیں علامت کی ضد ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ علامت نیچر کے خلاف آئینہ ہے۔ جبکہ یہ بات نہ تو استعارے کے لیے کہی جا سکتی ہے اور نہ ہی پیکر کے لیے۔ پھر یہ بھی تکرار کے باوجود استعارے یا پیکر اپنی شخصیت نہیں کھوتے جبکہ بعض علامتیں تکرار کے باعث کچھ فن کاروں کے یہاں متعینہ لغوی مفہوم کے نزدیک آکر اپنی علامیت کھوتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، لیکن بعض فن کاروں کے یہاں ایک خاص لہجے کے معنی پیدا کرنے کے باوجود انتہائی مبہم پیچیدہ اور پراسرار رہتی ہیں کہہ سکتے ہیں کہ علامت کی ایک پہچان تکرار بھی ہے شرط یہ ہے کہ وہ لفظ تخلیقی مرحلے سے گذرا ہو اور اپنی غیر معمولی کثیر المعنویت کے باوجود کسی مخصوص مرکزی مفہوم کی طرف

6

…کو مائل کرتا ہو لیکن وہیں x ندF نہ کر دیتا ہو۔
اس کے برخلاف پیکر کی پہچان محض ایک طرف تو …کی جیسی کیفیت ہے، دوسری طرف اس کی تشکیل کی تفہیم …چیزوں کی محض مماثلت بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے اس کی …ندگی کی اساس زیادہ تر تشبیہ و استعارہ ہی پر رہتی ہے …س لیے مماثلتوں کا ادراک جتنا تیز ہوگا یا زندگی کی انجانی …صورتوں میں مفہوم پہنانے کی سکت جتنی زیادہ ہوگی فن کار …تنے ہی اہم امیج پیدا کر سکے گا، اس لیے شاعرانہ پیکر کی ساری …حث کی اساس یہ ہے کہ فن کار نے زندگی کو کس کس آئینہ سے …دیکھا ہے۔ شاعرانہ پیکر یا تمثال کے بارے میں C.Day …Lewis نے بڑے پتے کی بات کہی ہے کہ:

"شاعرانہ تمثال (پیکر) کا اصلی سر چشمہ حیات پرستی ہے یہ بجا ہے کہ تمثال چیزوں کی روحِ رواں کو مجسم نہیں کر سکتی۔ لیکن وہ یہ کر سکتی ہے کہ اپنی زندہ قوت اور ہماری ایجابی حسن انکشاف کے ذریعہ ہمیں روح کے وجود کا یقین دلائے اور ہمیں یہ بتائے کہ چیزوں کی ظاہری شکل و صورت کے پردے میں ایک ایسی زندگی ہے جس کی کیفیت کو ہم اپنے آئے دن کی زندگی میں سمجھ نہیں سکتے اور جس کا اندازہ سائنس کے آلات سے بھی نہیں کیا جا سکتا اگرچہ حیات پرستی کا اوائلی دور ختم ہو چکا ہے شاعری نے اس کی روایت قائم رکھی ہے …"

یہ صورت امیج اور علامت کے مفہوم سمجھنے کی ہے۔ یہ دونوں ہی الگ الگ اصطلاحیں ہیں یہ اور بات ہے کبھی علامت امیج کا سہارا لے لیتی ہے تو کبھی امیج علامت کا سہارا لیتی ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

ڈاکٹر وہاب اشرفی
صدر شعبہ اردو، رانچی یونیورسٹی، رانچی۔

شمع فروزاں

شریف احمد خاں

کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو۔ ؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی گئے گذرے۔

خواہش نفس کو خدا بنا لینے سے مراد نفس کی بندگی کرنا ہے۔ اور انسانیت کے لیے ذلت آمیز اور شرمناک رویہ ہے۔ دراصل انسان کی عزتِ نفس نے کبھی اسے گوارہ نہ کیا کہ وہ اپنے سے حقیر تر مخلوق کے سامنے سر جھکائے اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرے۔ اسی لیے سوچنے سمجھنے والے لوگوں نے اپنی اس مخلوق پرستی کو ہمیشہ علامتی کہہ کر اور انھیں معبود حقیقی اور خالق کائنات کا مظہر قرار دے کر اور ان میں جلوہ ذات دیکھنے کی آڑ لیکر اپنی عزت نفس کا بھرم رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مگر اس کو کیا کہیے کہ انسان نے شیطان پر لعنت بھیجتے ہوئے بھی اس کی پرستش اور اطاعت کی ہے اور معاشرتی رسوم و رواج کو برا کہتے کبھی نہ تھکتے ہوئے انکے سامنے سر جھکایا ہے۔ لیکن ان سب پرستشوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر انسان کا اپنا نفس اس کا معبود بنا رہا ہے اور وہ کبھی مختلف حیلوں سے اور کبھی بڑی بے شرمی سے بالکل عریاں طور پر اپنی خواہش نفس کی بندگی اور غلامی میں مبتلا رہا ہے۔ نبیؐ نے فرمایا ہے "آسمان کے نیچے اللہ کے سوا جتنے معبود بھی پوجے جا رہے ہیں ان میں اللہ کے نزدیک بدترین معبود وہ خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جا رہی ہو"

جو شخص اپنی خواہش کو عقل کے تابع رکھتا ہو اور عقل سے کام لے کر فیصلہ کرتا ہو کہ اس کے لیے صحیح راہ کون سی ہے۔ اور غلط کون سی۔ وہ اگر کسی قسم کی گمراہی میں مبتلا بھی ہو تو اس کو سمجھا کر سیدھی راہ پر لایا جا سکتا ہے اور یہ اعتماد بھی کیا جا سکتا ہے کہ جب وہ راہ راست اختیار کرنے کا فیصلہ کرے گا تو اس پر ثابت قدم رہے گا۔ لیکن نفس کا بندہ اور خواہشات کا غلام ایک شتر بے مہار ہے۔ اسے تو اس کی خواہشات جدھر لے جائیں گی وہ ان کے ساتھ ساتھ بھٹکتا پھرے گا۔ اس کو سرے سے یہ فکر ہی نہیں ہے کہ صحیح و غلط اور حق و باطل میں تمیز کرے اور ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کرے۔ پھر بھلا کون اسے سمجھا کر راستی کا قائل کر سکتا ہے اور بالفرض اگر وہ بات مان بھی لے تو اُسے کسی ضابطہ اخلاق کا پابند بنا دینا تو کسی انسان کے بس میں نہیں ہے۔

جو شخص کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا وہ پھر کسی حد پر نہیں رکتا۔ ہر ظلم، زیادتی اور حق تلفی کا مرتکب ہوتا ہے، حتیٰ کہ اپنی خواہش نفس کی تسکین کے لیے اُسے بنی نوع کا خون بہانے میں بھی باک نہیں ہوتا۔ وہ اپنے جیسے انسانوں کے جان و مال، عزت و آبرو پر ڈاکہ ڈالنے سے بھی نہیں چوکتے۔ چوری، ڈاکہ، زنا، قتل و غارتگری، جوع الارض کی تسکین کی خاطر نہتے اور کمزور افراد اور اقوام کی ملک یا ملک پر چڑھ دوڑنا، یہ سب کچھ خواہش نفس کی پرستش کے شرمناک کرشمے رہے ہیں انسانی تاریخ کے ہر دور میں اور ہر ملک میں۔

قرآن ایسے نفوس کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمیں بتاتا ہے کہ ایسے لوگوں کو راہِ راست پر لانے کا کوئی ذمہ نہیں لے سکتا۔ دیگر مصلحین تو کس شمار قطار میں ہیں، انبیاء اور مرسلین، جنہیں اللہ نے صرف اسی غرض کے لیے بھیجا تھا کہ وہ نازل شدہ ہدایت کی روشنی میں گمراہوں اور غلط کاروں کو صحیح راہ دکھائیں، اس معاملے میں بے بس نظر آتے ہیں۔ جو خود دیکھنے پر آمادہ نہ ہو اسے روشنی اور راہ راست کون دکھا سکتا ہے۔ جس طرح بھیڑ بکریوں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ ہانکنے والا انھیں کہاں لے جا رہا ہے۔ وہ بس آنکھیں بند کیے ہانکنے والوں کے اشاروں پر چلتی رہتی ہیں۔ اسی طرح عامۃ الناس بھی اپنے شیطان نفس اور اپنے گمراہ کن لوگوں کے اشاروں پر آنکھیں بند کیے چلے جاتے رہے ہیں، کچھ نہیں جانتے کہ انھیں فلاح کی طرف ہانکا جا رہا ہے یا بربادی کی طرف۔ اور ہر دور میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔

بندگانِ نفس کی حالت، اس حد تک تو، بھیڑ بکریوں سے مشابہ ہے۔ لیکن بھیڑ بکریوں کو خدا نے عقل و شعور سے نہیں نوازہ ہے۔ وہ اگر چرواہے اور قصاب میں امتیاز نہیں کرتیں تو کچھ عیب نہیں۔ اُن سے اس کی توقع نہیں کی جاتی۔ البتہ حیف ہے ان انسانوں پر جو خدا سے عقل و شعور کی نعمتیں پاکر بھی خود کو بھیڑ بکریوں کی غفلت اور بے شعوری میں مبتلا کر لیں۔

(اردو سروس سے نشر)

غزل

عاجز ہنگن گھاٹی

بچپن وہ اپنا چھوڑ کے نکلا تھا گاؤں سے
لوٹا نہ شہر جا کے کبھی اُلٹے پاؤں سے

وہ تھک کے سو چکا تھا مگر فاصلے کا سانپ
لپٹا ہوا پڑا تھا مسافر کے پاؤں سے

جذبوں کی دھوپ سے وہ پگھل کر لپٹ گیا
سوکھے ہوئے درخت کی بے فیض چھاؤں سے

مٹی کا گھر ہے اس کا ضمانت میں کیسے لوں
سیلاب آنے والا ہے پربت کے گاؤں سے

عاجزؔ اسی امید پہ پیاسے کھڑے ہیں لوگ
ندی کبھی تو نکلے گی خوابوں کے گاؤں سے

(ناگپور سے نشر)

شعر خوانی میں بھی نمایاں ہے۔ ابتدائی دور کے ڈراموں میں یہ کیفیت واقعات کے جوڑ توڑ اور ڈرامائیت پر غالب نظر آتی ہے۔ مقفیٰ اور مسجع عبارت آرائی اور فقرہ بازی سے گفتگو میں دھوم دھام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور جا بجا اسے پُر اثر بنانے کی غرض سے اشعار کا سہارا لیا گیا ہے لیکن رفتہ رفتہ یہ انداز ترقی کی طرف بڑھتا اور جدّت وندرت کے ساتھ ڈرامائی تقاضوں کو تکمیل کو لازم قرار دیتا ہے یہاں تک کہ آخری دور کے اُردو اور ہندی ڈراموں "آنکھ کا نشہ" "بن دیوی" "عورت کا پیار" "رستم وسہراب" وغیرہ میں کردار مقفیٰ مکالموں اور شعر خوانی کے بجائے موزوں اور مناسب انداز میں ایسی ایسی زبان میں گفتگو کرتے ہیں مثال کے طور پر "رستم وسہراب" کے پہلے سین کا یہ قصہ پیش کیا جاتا ہے۔ نیلا آسمان ہنستا ہوا چاند، جگمگاتے ہوئے ستارے، کتنی حسین رات، دن کے سوتے ہی دنیا کی خوبصورتی جاگ اٹھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ درخشاں نظارۂ قدرت کی شاعری ہے اور رات چاندنی کی چادر اوڑھے ہوئے اس جشن شاعری کا مطالعہ کر رہی ہے۔

کنیز ——— اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہزادی کے حسن کا مقابلہ کرنے کے لیے نیلم تخت پر بیٹھی رات کی ملکہ چاند کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنے سیاہ بالوں میں تاروں کے موتی پرو رہی ہے۔

تہمینہ۔ تم نے میرے حسن کی تعریف کرنا کس سے سیکھا ہے

کنیز۔ حسن کے مصاحب سے۔

تہمینہ۔ کون مصاحب۔

کنیز۔ وہی آئینہ جس کے اندر آپ کا چہرہ اس طرح نظر آتا ہے گویا چاندی کے چشمہ میں سونے کا پھول تیر رہا ہے۔

رستم وسہراب کے پلاٹ کو دیکھا جائے تو ان میں بعض ملک کی عام زندگی میں معاشرتی اور قومی مسائل کے متعلق کہیں کہیں پر علاقائی اور تمثیلی انداز بھی رکھا گیا ہے۔ یہودی کی لڑکی میں غلامی اور آزادی کی جو کش مکش دکھائی گئی ہے وہ ہندوستان کی سیاسی فضا کی جھلک دکھاتی ہے۔ یہودی غدار کا کردار سلطنت روم میں بسنے والے یہودیوں کی اجتماعی زندگی کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور یہ آغا حشر کا خاص طرز ہے۔ ان کے یہاں ایک فرد اپنے گروہ کی مجموعی سیرت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جیسے خوبصورت بلا کا توفیق صید ہوس کا تغزل یا سلور کنگ کا شریف بدمعاش وغیرہ۔

ابتدائی دور کے ڈراموں کے کرداروں میں مثالیت نمایاں ہے اور سیرت نگاری کا فطری پہلو عموماً نظر انداز کر کے اسٹیج کی ہنگامی ضروریات کو مدّ نظر رکھا گیا ہے۔ لیکن بعد میں مثالیت کم ہوتی جاتی ہے۔ بالآخر کردار نگاری اپنے اصلی روپ میں اجاگر ہوکر انسانی خصائل وعادات، نیکی و بدی، وفا و جفا، محبت و نفرت، غرض تمام خصائص کو نمایاں کرنے پر قادر ہے۔

ان خصوصیات کی بنا پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آغا حشر اپنے دور کے پہلے اور آخری ترقی پسند فنکار اور عظیم ڈرامہ نویس تھے۔ جو ہنگامی تقاضوں سے مجبور ہونے کے باوجود

——— آگے صفحہ ۱۸ پر ←

انشائیہ کیا ہے

ڈاکٹر احمد حسین آزاد

انشائیہ جو مختلف وقتوں میں مختلف ناموں سے یاد کی جاتی رہی ہے نثری ادب کی ایک مخصوص صفت ہے۔ سب سے پہلے ڈاکٹر اختر اورینوی نے اس صف کو انشائیہ کا نام بخشا اور اردو ادب میں اس کو ایک صف کی حیثیت سے روشناس کیا۔

انشار ایک عربی لفظ ہے جو "نشا" سے مشتق ہے لغت میں انشار کا ایک معنیٰ "دل سے کوئی بات کرنا" بھی ہے لفظ انشائیہ اسی انشار سے مشتق ہے چوں کہ انشائیہ بھی فن کار کے ذہن کی پیداوار ہے۔ اسی لیے اس کے خالق کو ہم انشائیہ نگار کہتے ہیں۔ دیگر ادبی تخلیقات کی طرح انشائیہ بھی چوں کہ فن کار کے ذہن کی پیداوار یا ادبی تخلیق ہے۔ اس وجہ سے اس کی منطق اور قطعی تعریف کرنا تو ادبی روایت کے خلاف بھی ہے اور ممکن بھی نہیں۔ البتہ اس صنف کے ان محاسن اور خصوصیات کی روشنی میں اس کے حدود اور خط وخال کی نشان دہی ہو سکتی ہے۔ جو اس صنف کی تصویروں میں خطوط اور لکیروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صنف انشائیہ سے متعلق اختر اورینوی، پروفیسر احتشام حسین، سلام سندیلوی ڈاکٹر محمد حسین، ڈاکٹر جانسن، بیکن، اور آر۔ سی۔ گوفن وغیرہ ادیبوں نے جن خیالات اور تصورات کا اظہار کیا ہے۔ ان میں چند امور مشترک اور چند متضاد ہیں۔ تصورات وخیالات کا یہ اختلاف ایک فطری امر ہے۔ کیوں کہ انشائیہ ایک ادبی تخلیق ہے اور ادبی تخلیقات کا تعلق چوں کہ مختلف فن کار اور ان کے ذہن ودماغ سے ہوتا ہے۔ اس لیے فن کاروں کے تصورات وخیالات کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ بے تکلف انداز بیان، غیر رسمی طریقہ عمل، شخصی اظہار، بے ربطی، مزاحیہ اور طنزیہ فضا اور جامع اختصار انشائیہ کی امتیازی خصوصیات ہیں ——— موضوع کے اعتبار سے انشائیہ کا میدان بڑا وسیع ہے۔ انشائیہ نگار کی نگاہ رائی اور پہاڑ دونوں کو دیکھتی ہے۔ ایک انشائیہ میں سقراط و بقراط کے فلسفے کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں اور قیس وفرہاد کی صحرا نوردی اور کوہ کنی بھی انشائیہ نگار ہر جگہ آزادانہ گھومتا ہے۔ اس کا قلم محمود وایاز کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیتا ہے۔ اسکی دنیا رنگا رنگ ہوتی ہے۔ سنجیدہ موضوع کو غیر سنجیدہ بنا کر پیش کرنا اس کا کمال سمجھا جاتا ہے غرض کہ دنیا کی ہر چیز انشائیہ کا موضوع بن سکتی ہے۔ بقول جے۔ بی۔ مورٹن انشائیہ نثر کا ایک ایسا ٹکڑا ہے جس میں مصنف دنیا کے کسی بھی موضوع کے باب میں اپنی ذات کا انکشاف کرتا ہے۔

انشائیہ نگاری واقعہ نگاری نہیں ہے۔ واقعات کی پیش کش میں انشائیہ نگار کا قلم بڑا محتاط رہتا ہے۔ انشائیہ نگار واقعات سے کام لیتا ہے۔ مگر انشائیہ کی طبعی نزاکت اس کے پیش نظر ہوتی ہے۔ انشائیہ میں تاثرات کی بو قلمونی ہوتی ہے۔ واقعات کی جگہ زیادہ تر محاضرات کام آتے ہیں۔ انشائیہ کا سارا حسن اس کی بے ترتیبی، تنوع اور رنگا رنگی میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ افسانہ کا جامع اختصار انشائیہ میں بھی ہوتا ہے۔ لیکن افسانہ نگار افسانہ نگاری کے اصولوں میں جکڑا ہوا ہوتا ہے اور انشائیہ نگار کی طرح وہ بے لگام نہیں ہوتا۔ انشائیہ میں کوئی مرکزی خیال بھی نہیں ہوتا جو اس کے منتشر خیالات کو زنجیری سالمیت عطا کرے۔ انشائیہ نگار بت پرست نہیں۔ وہ بت شکن اور بت تراش ہوتا ہے۔ انشائیہ میں واقعات کا استعمال اور برتاؤ انشائیہ کے مخصوص رنگ میں ہونا چاہیے۔ انشائیہ کی روح دراصل وہ شخصی تاثرات اور محاضرات ہیں جو داخلی اور خارجی رنگوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔

انشائیہ سنجیدہ بھی ہوتا ہے اور غیر سنجیدہ بھی۔ مختصر بھی ہوتا ہے اور طویل بھی۔ ایک انشائیہ نگار معمولی بات کو غیر معمولی بنا کر پیش کرتا ہے۔ اس کا قلم سیلانی ہوتا ہے۔ لیکن انشائیہ نگار حواس باختہ نہیں ہوتا وہ ایک موضوع پر قلم اٹھاتا ہے اور قاری کو دنیا کی سیر کرا دیتا ہے۔ اس کی بے ربط باتوں میں موہوم سی زنجیریت ہوتی ہے۔ انشائیہ نگار جہاں

دیدہ ہوتا ہے اور ادبی دنیا کا بہترین باتونی بھی۔ وہ ایک بات ختم کرتا ہے اور فوراً دوسری بات شروع کر دیتا ہے۔ بات سے بات نکالنے میں اسے کمال حاصل ہوتا ہے اور اچانک چپ بھی سادھ لیتا ہے۔ دل میں کچھ اور کی حسرت باقی رہ جاتی ہے۔ قاری پیچھے مڑ کر دیکھتا ہے۔ خیالات دھندلے دھندلے اور منتشر نظر آتے ہیں۔ قاری ان کو گرفت میں لاکر مضمون کا روپ بخشنے سے قاصر ہوتا ہے۔ بات بڑھانے اور اٹھانے میں انشائیہ نگار طلق العنان ہوتا ہے۔ منزل سے دوری یا موضوع سے بے نیازی انشائیہ نگاری کا ایک ایسا وصف ہے۔ جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ موضوع اور نفس مضمون کے درمیان ایک موہوم سا ربط ہوتا ہے اس کے جملے مختصر مگر جامع ہوتے ہیں اور ہر جملہ معنوی اعتبار سے منفرد ہوتا ہے۔ بقول شخصے کھونٹی اور لباس میں جو رشتہ ہے، وہی انشائیہ کے موضوع اور نفس مضمون میں ہوتا ہے انشائیہ نگار اپنے موضوع کے ہر گوشے پر روشنی نہیں ڈالتا اور مقالہ نگار کی طرح منطق استدلال کو کام میں لاتا ہے وہ اپنے موضوع پر قلم اٹھاتا ہے۔ اور اس کی نگاہ ساری دنیا پر ہوتی ہے۔ پہلے جو کچھ لکھ چکا ہوتا ہے، اس سے وہ بے نیاز ہوتا ہے۔ لیکن اس کے جملے مجذوب کی بڑ نہیں ہوتے۔ وہ جو کچھ کہتا ہے، سادہ لفظوں میں کہتا ہے۔ صحراؤں کی سیر کرتا ہے۔ لیکن کسی درخت سے اپنا سر ٹکراتا نہیں ہے۔ جھاڑیوں سے گذرتا ہے لیکن اپنا دامن بچا کر۔ وہ مجنوں کی طرح بھٹکتا ہے۔ مگر ہوشیاری کے ساتھ انشائیہ نگار دراصل ہوشیار پاگل ہوتا ہے۔ وہ جنون میں بکتا ہے لیکن اس کی بکواس بے معنی نہیں ہوتی۔ وہ زمین چھوڑ کر آسمان کا رخ کرتا ہے مگر زمین کو بھی دیکھتا رہتا ہے وہ جوش میں آتا ہے مگر ہوش کے ساتھ۔ وہ آسمان کی سیر کرتا ہے مگر آنکھیں کھلی رکھتا ہے۔ وہ شوخ بچوں کی طرح اچھلتا ہے۔ مچلتا ہے۔ بیٹھتا ہے اور دوڑتا ہے۔ لیکن میدان نہیں چھوڑتا۔ وہ باتونی ہوتا ہے لیکن اس کی باتوں سے اکتاہٹ یا بوریت نہیں ہوتی۔ ادب لطیف یا ادب پاروں کی طرح انشائیہ بے مغز نہیں ہوتا۔ اور نہ مضمون و مقالہ کی طرح انشائیہ نگار متعین نکات کا پابند ہوتا ہے انشائیہ ذہن کی آوارہ خیالی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس کا سارا حسن اس کی بے ترتیبی، تنوع اور رنگا رنگی میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ انشائیہ کے ہر جملے میں تازگی ہوتی ہے۔ اس کے جملے غزل کے منفرد اشعار اور مصرعے کی طرح ایک مکمل اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اپنے اندر رعنائیت کے علاوہ جامعیت بھی رکھتے ہیں۔

انشائیہ کی طرح طنز، ظرافت اور مزاح کی حیثیت ادب میں صنفی نہیں بلکہ توصیفی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انشائیہ میں طنز، ظرافت اور مزاح تینوں چیزیں ملتی ہیں۔ لیکن انشائیہ کو طنزیہ، ظریفانہ اور مزاحیہ تخلیق آپ نہیں کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی طنزیہ، ظریفانہ اور مزاحیہ تخلیق انشا ہو سکتی ہے طنز و ظرافت اور مزاح کا استعمال ایک انشائیہ میں بطور وصف ہوتا ہے اور ان تینوں کی مدد سے انشائیے کی روح پھڑک اٹھتی ہے۔ مزاح انشائیہ کا ایک بنیادی وصف ہے اور انشائیہ کے غیر رسمی طریقہ اظہار میں شگفتگی اور تازگی بھی دراصل مزاحیہ فضا ہی سے پیدا ہوتی ہے مزاح انشائیہ کے لیے حیاتین ہے۔ مزاح کے مقابلہ میں طنز کی انشائیہ میں کم گنجائش ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طنز کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ ہے سماج کے ناسوروں کو نشتر لگانا اور قوم کی کمزوریوں کو اجاگر کر کے قہقہے لگانا۔ طنز کے پیچھے طنز نگار کا اصلاحی مقصد کار فرما ہوتا ہے جس کے سمجھنے کے لیے ذہانت درکار ہوتی ہے۔ طنز نگار کا وار بھرپور ہوتا ہے اور اس کے وار کی شدت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ طنز کی خلش کو برداشت کرنا سب کے بس کی بات نہیں۔ طنز کی خلش کم کرنے کے لیے ظرافت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ایک ظریف طبع انسان روتے آدمی کو ہنسنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ ظریف آدمی کی نقل و حرکت اور انداز بیان کچھ ایسا عجیب و غریب ہوتا ہے کہ اپنے کاموں میں منہمک انسان بھی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ظریف آدمی میں سنجیدگی، وقار یا رکھ رکھاؤ نہیں ہو۔ مزاح نگار جس چیز پر ہنستا ہے، اس سے محبت کرتا ہے اور طنز نگار جس پر طنز کرتا ہے، اس سے برہم ہوتا ہے زندگی اور ماحول سے طنز نگار کی برہمی کے نتیجے میں چہرے کے بدنما داغوں کو بے نقاب کرنے اور دوسرے کی کمزوریوں پر قہقہہ لگانے کے پیچھے نفرت کا جذبہ کار فرما ہوتا ہے مزاح نگار دوسرے کی کمزوریوں سے لطف اندوز ہوتا ہے نفرت نہیں کرتا۔ بلکہ ان کمزوریوں میں خود کو شریک جانتا ہے۔ انشائیہ نگار اپنے تاثرات کے اظہار کے وقت دوسروں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ اس کا قلم ذہنی رو کے ساتھ حرکت پذیر ہوتا ہے۔ اس کی تحریر کا مقصد اصلاح یا کسی نظریہ کی اشاعت ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف شخصی تاثرات کا اظہار ہے۔ انشائیہ میں طنز کی زیادہ گنجائش اس لیے نہیں ہے کہ طنز نگاری کا مقصد انشائیہ کے فن کو مجروح کرتا ہے۔ ظرافت نگار اور مزاح نگار کی طرح انشائیہ نگار خوش مذاق اور خوش طبع ہوتا ہے۔ جمالیاتی رنگوں سے کھیلتا ہے خیالات کے باغ میں گھوڑے دوڑاتا ہے اور خوبصورت پھولوں سے اپنی دنیا سجاتا ہے۔ اس کی سادگی بڑی پر کار ہوتی ہے۔ شاعری کی طرح انشائیہ کا لب و لہجہ بھی نرم و نازک اور پانی کے شیریں چشمہ کی طرح رواں دواں ہوتا ہے۔ انشاپردازی اور مزاح کو انشائیہ نگار بڑا عزیز جانتا ہے۔ خشک سے خشک موضوع کو بھی جمالیاتی چھڑکاؤ سے شگفتہ اور تر و تازہ بنا دیتا ہے۔

انشائیہ نگار اپنا نظریہ کسی پر تھوپتا نہیں وہ جو کچھ لکھتا ہے اپنے لیے لکھتا ہے۔ اس کی تحریروں سے دوسرے بھی محظوظ ہوں۔ اس کی آرزو اس کے دل میں نہیں ہوتی۔ اداریہ اور انشائیہ کا بنیادی فرق یہی ہے۔ کہ اداریہ میں کسی مقصد یا نظریہ کی اشاعت ہوتی ہے۔ جبکہ انشائیہ کے مضامین سے آپ کا متفق ہونا انشائیہ نگار ضروری نہیں سمجھتا۔ مدیروں کی اداریتی تحریروں میں جھنجھلاہٹ کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگ اس کے نظریہ یا خیال کو مان لیں۔ انشائیہ نگار کی شگفتہ بیانی کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ لوگ اس کے خیالات سے متفق ہو جائیں مدیر اپنی باتوں کو منوانے کے لیے مقالہ نگار کی طرح منطقی استدلال کو کام میں لاتا ہے۔ لیکن انشائیہ نگار منطقی استدلال کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا

انشائیہ نگار اپنے داخلی جذبات اور تاثرات کو پیش کرتا ہے۔ اس کی داخلیت میں ایسی کوئی آنچ نہیں ہوتی جس سے دل و ذہن کے جھلسنے کا اندیشہ لاحق ہو اس کی داخلیت خارجیت کی ہمنوا ہوتی ہے۔ وہ اپنے دل کی بات ضرور کہتا ہے۔ لیکن اس بات سے دوسرے دلوں کی بو باس بھی آتی ہے۔ ایک کامیاب انشائیہ نگار خلوت میں جلوت کا تماشا پیش کرتا ہے۔ انشائیہ کا ہر لفظ جذبات و محسوسات میں ڈوبا ہوتا ہے۔ اس کے ہر جملہ میں نئی تازگی اور شگفتگی ملتی ہے۔ یہاں نہ جذبہ کی شدت ہوتی ہے اور نہ محسوسات کی پیشکش کا انداز پرسوز ہوتا ہے۔ انشائیہ کے داخلی اظہار میں خارجی اثرات غیر محسوس طور پر پوشیدہ ہوتے ہیں۔ انشائیہ نگار اپنے داخلی عینک سے خارجی مناظر کا مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ چیزوں کو دیکھتا ہے۔ چھوتا ہے اور محسوس کر کے محظوظ ہوتا ہے۔ تاثرات کے اظہار میں وہ اپنی ذات کو نظر انداز نہیں کرتا شخصی اظہار انشائیہ کا ایک نمایاں وصف ہے۔ مکتوب نگاری کے برخلاف شخصی اظہار کے معاملہ میں انشائیہ نگار کسی غیر موجودگی کو بالکل خاطر میں نہیں لاتا انشائیہ میں جو بات کہی جاتی ہے اپنی ذات کے حوالہ سے کہی جاتی ہے مگر انشائیہ خود نوشت سوانح عمری بھی نہیں جس میں سوائے "انا" کے کچھ نہیں ہوتا۔ اس میں داخلی اور خارجی رنگوں کا حسین امتزاج اور دھوپ چھاؤں کی بہار ہوتی ہے۔

انشائیہ نگاری کا مقصد انبساطی ہوتا ہے۔ انشائیہ نگار قنوطیت کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہیں دیتا۔ وہ اگرچہ اپنے کو نہیں بھولتا۔ لیکن اپنے درد و کرب کو بھلا دیتا ہے۔ وہ اپنے زخموں سے ہمدردی کا سلوک نہیں کرتا۔ بلکہ ہمیشہ اسے کریدتا رہتا ہے زخموں کو چھیڑنے سے اُسے تکلیف نہیں ہوتی مسرت ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ فرد پر جماعت کو اور کل کو جزو پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ خوش رہنا چاہتا ہے اور دوسروں کو خوش دیکھنا پسند کرتا ہے۔ زندہ دلی اس کا مسلک ہے۔ ہر خوشی میں ایک دوسرے کو شریک دیکھنا اس کا مذہب ہے۔ وہ اتنا رجائیت پسند ہوتا ہے کہ ناکامی اور یاسیت اس کی قربت سے بھی گھبراتی ہے۔

(پٹنہ سے)

ڈاکٹر احمد حسین آزاد
مرزا غالب کالج، گیا (بہار)

فلم اور ادب

حمیدالدین محمود

ریڈیو کی پہنچ تو وسیع ہے لیکن گرفت ڈھیل جس نے قریب سے اور توجہ سے سنا ذہن نشین کرلیا، اور جو پل بھر کے لیے چوک گیا، محروم رہ گیا۔ اس آگاہی کے سبب اس بات چیت کے آغاز ہی میں میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں کہ سنیما کو ادب پر فوقیت حاصل ہے۔ کسی نقاط نظر سے سنیما ادب کی ہمسری نہیں کر سکتی۔ سنیما اگر تصویر حیات ہے تو ادب تفسیر حیات، سنیما اگر نغمہ ہے تو ادب روح نغمہ۔

ادب اور سنیما کے تقابل اور توازن کے بارے میں، میں نے اپنے انگریزی مضامین اور اردو نشریات میں بہت کچھ کہا ہے لیکن یہ ایک اتنا وسیع موضوع ہے کہ میں اپنی ساری کوششوں کو اس بڑے دائرے کی ایک چھوٹی سی قوس سمجھتا ہوں۔ ادب اور سنیما کا توازن ایک میڈیم اور ایک صنف سخن کے طور پر بھی ہو سکتا ہے اور بطور قواعد بھی۔ دونوں کے طریق اشاعت Diffusion کے طور پر بھی ہو سکتا ہے اور نفسیات مواصلات Psychology of Communication کی سطح پر بھی۔

پہلے طریق اشاعت کو لیجیے۔ فلم جاہل بھی دیکھ سکتے ہیں اور تعلیم یافتہ لوگ بھی۔ لیکن کتاب کے مطالعے کے لیے صاحب تعلیم، صاحب استطاعت اور صاحب ذوق ہونا ضروری ہے۔ صاحب استطاعت اس لیے کہ کسی بھی کتاب کی قیمت کم ترین سنیما ٹکٹ سے کم سے کم دوگنی ضرور ہوگی۔ صاحب ذوق اس لیے کہ کتاب کا مطالعہ فلم دیکھنے سے زیادہ وقت مانگتا ہے۔ صاحب تعلیم ہونا تو کتاب کے مطالعے کی بنیادی شرط ہے۔

رہا کتاب لکھنے کا معاملہ، تو ہر صاحب تعلیم انسان مصنف نہیں ہو سکتا۔ لیکن جاہل یا کم تعلیم یافتہ لوگ فلم بنا سکتے ہیں۔ لیکن کوئی کتاب ضبط قلم ہوتے ہی مقبول نہیں ہو جاتی۔ کتابت و طباعت کے مرحلے طے کرکے ناشر کے در سے تاجر کے جھروکے تک اسکا آنا ضروری ہے۔

اس پورے عمل میں اتنا وقت اور سرمایہ نہیں لگتا۔ جتنا کہ ایک فلم کے بننے میں۔ اندازاً کوئی ۲۰۰ صنعتیں اور حرفتیں ایک فلم کی تشکیل میں شامل ہوتی ہیں۔

کتاب آپ کی شخصی ملکیت ہوتی ہے جسے آپ تنہا پڑھ سکتے ہیں، اور جب چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ VCR کے باوجود سنیما اس منزل پر نہیں ہے کتاب کے پڑھنے میں آپ کو ٹکنالوجی کے سہارے کی ضرورت نہیں۔ لیکن فلم کے لیے چاہے وہ VCR کی شکل میں کیوں نہ ہو، ایک آلے کی ضرورت ہے۔

اس بحث کا حاصل یہ ہوا کہ کتاب ایک ذاتی صحبت ہے جو خلوت میں جلوت کا سماں پیدا کرتی ہے۔ لیکن سنیما کے لیے سنگت کی ضرورت ہے اور اسی لیے اسے عوامی میڈیم کہتے ہیں۔

قواعد کے پہلو کو لیجیے۔ کتاب ابواب پر مشتمل ہوتی ہے ہر باب فقروں پر، فقرے جملوں پر اور جملے لفظوں پر، ہر جملے کے درمیان وقفے ہوتے ہیں اور ختم پر خط فاصل، تشکیلی اعتبار سے فلم کی ترکیب بھی یہی ہے۔ ہر شاٹ ایک جملہ ہے۔ چند شاٹس مل کر ایک سین یا فقرہ بناتے ہیں۔ کئی سین مل کر ایک سیکوینس یا باب بناتے ہیں۔ وقفہ اور خط فاصل کیمرے کی حرکت اور شاٹ کی کٹنگ سے پیدا ہوتے ہیں۔ گویا narrative۔ یعنی بیانیہ سنیما نے ادب سے جو سیکھا ہے اسے اپنی تعمیری و تشکیلی بنیاد بنایا ہے۔

لیکن سنیما میں ایک اور چیز ہوتی ہے جو ادب میں واضح نہیں رہتی یعنی اعراب۔ اور یہ میری نظر میں بیک گراؤنڈ میوزک ہے جس کے ذریعہ فلم کے انفرادی جملوں یعنی شاٹس کے مضامین میں تقویت پیدا کی جاتی ہے

ادب میں جملوں کا حسن موزوں الفاظ اور مشاہدے کی صداقت سے ابھرتا ہے۔ فلم کا حسن کیمرے کے زاویۂ نگاہ اور اس کی حرکت کے آہنگ اور منظر کی سماجی صداقت پر منحصر ہوتا ہے۔

اس طرح سنیما ادب سے ممتاز ہو جاتی ہے۔ یعنی ادب میں جو بات لفظوں میں ملبوس ہوتی ہے، سنیما اسے شکل، منظر اور آواز میں بدل دیتی ہے۔ اسی لیے ایک عام خیال یہ بن گیا ہے کہ سنیما ادب کا enlargement یا اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ اور اپنے دوسرے ہتھیاروں سے لیس ہو کر ادبی شہ پارے سے زیادہ طاقت ور اور حسین ہوتی ہے۔

لیکن یہ غلط خیال ہے۔ نفسیات مواصلات۔ Psychology of Communication کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمیں پتہ چلے گا کہ فلم بینی انسان کے دو حسوں یعنی بصارت اور سماعت اور دماغ انسانی کی ایک خصوصیت یعنی حافظے کی حیاتیاتی کمزوریوں Biological limitations کی پابند ہے۔ فلم دیکھنے کے بعد کتنے منظر کتنے مکالمے اور اداکار کے کتنے لمحے آپ کو یاد رہتے ہیں؟ جب کوئی کہتا ہے کہ مجھے ساری فلم یاد ہے تو اس کی تشریح بصارت سماعت اور حافظے سے ہٹ کر اس انسان کے دماغی، جذباتی اور شخصی تجربوں کی روشنی میں کی جانی چاہیے۔

جو چیز آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے وہ عکس ہے۔ انسانی آنکھ ایک عکس پر دوسرا عکس نہیں لادتی بلکہ اسے اپنے حافظے کے ایک گوشے میں منتقل کر دیتی ہے۔ یہی حال مکالموں کا ہے۔ فلم دیکھتے وقت ہماری آنکھیں اور کان دونوں مصروف ہی نہیں ہوتے بلکہ منہمک بھی رہتے ہیں۔ تجربے کے ختم پر یعنی فلم دیکھنے کے بعد عکس اور مکالمے حافظے کے ذخیرہ میں بھیج دی جاتی ہے۔ جہاں سے اعادہ یعنی recall صرف حسب ضرورت ہوتا ہے۔

لیکن کتاب پڑھتے ہوئے ایسا نہیں ہوتا۔ نفسیاتی نقطہ نظر سے کتاب پڑھنے کا فعل مختلف النوع ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جو چیز ہم دیکھ رہے ہیں وہ الفاظ ہیں۔ الفاظ دراصل اشاریے یعنی signs ہیں اور انھیں وہی سمجھ سکتا ہے جس کے پاس ان کا decode یعنی تفہیم ہے۔ اگر میں [illegible] اتی بالہ کہوں تو آپ سمجھ نہیں

سکیں گے لیکن کم فلم زبان جاننے والا سمجھے گا کہ میں نے "بھولا" کہا ہے۔ لہٰذا کتاب پڑھنے کا عمل اشاریوں کو تفہیم میں بدلنے کا عمل ہے اور اختراعی ہے۔ لہٰذا لفظی تصویریں پڑھنے والے کو ایک تخلیقی عمل پر مجبور کرتی ہیں۔ اور وہ منظر ایجاد کر لیتا ہے اسی لیے اکثر لوگ ان فلموں سے مطمئن نہیں ہوتے جن کی ناولوں کو وہ پہلے پڑھ چکے ہیں۔

ساتھ ہی پڑھنے کا عمل تکلم [illegible] بھی ہے اور قرات [illegible] بھی۔ پڑھتے ہوئے ہم لفظ کو [illegible] بھی کہتے ہیں اور [illegible] سنتے بھی۔ منہ سے آواز نہیں نکلتی لیکن کان سنتے ہیں اور دماغ سمجھتا ہے۔ گویا پڑھنے کے عمل میں بصارت اور سماعت بڑی شدت کے ساتھ تفہیم یعنی [illegible] کے عمل میں شریک ہیں۔

لہٰذا کتاب ہفتوں نہیں، مہینوں نہیں بلکہ برسوں تک یاد رہتی ہے۔ اور اسی وجہ سے ذہن انسانی کو کسی اور ذریعے سے زیادہ متاثر کرتی ہے۔ کتاب پڑھنا ایک ذاتی اور داخلی تجربہ ہے [illegible] اور پڑھنے والے کے [illegible] کا دائرہ بہت وسیع ہے سنیما دیکھنا مکمل مصروفیت ہے [illegible] جس سے [illegible] اور [illegible] کی گنجائش محدود یا غیر موجود ہوتی ہے۔

سینما دنیا کا سب سے حقیقی تشکیلی فن ہونے کے باوجود ایک فریب ہے اور بقول غالب ایک "حلقہ دام خیال" ہے۔ کتاب اس سے بلند ہو کر اپنے قاری کو صرف اپنا دام خیال بن لینے کی ترغیب دیتی ہے اور پیدا شدہ دام خیال قاری کا اپنا تصور بن کر اس کی تخلیقی انا کو ابھارتا ہے۔ شاید اسی لیے ناول کی تنقید اسی ناول پر مبنی فلم کے تبصرے سے زیادہ گہرائی رکھتی ہے کیونکہ ناول کا پڑھنے والا ناول نگار کے ساتھ ساتھ ہر لفظ ہر مقام اور ہر موڑ سے گذرنے پر مجبور رہے۔

فلم دیکھنے والے کا دائرۂ اختیار یا آزادئ انتخاب اس سے زیادہ ہے۔ وہ مستطیل پردے پر نظر آنے والے وسیع دنیا کے کسی ایک گوشے پر اپنی نظر مرکوز کر سکتا ہے۔ وہ ہیروئن کی کمر ہو سکتی ہے یا رقیب کا چابک۔

اگر آپ مجھے براڈکاسٹ کرتا ہوا دیکھیں، تو آپ اسٹوڈیو کی خالی دیواروں کو نہیں دیکھیں گے۔ میرے سامنے والے مائک کو بھی نہیں۔ بلکہ میرے چہرے کی طرف نظر دوڑائیں گے لیکن فوراً ہی میری بدصورتی سے گھبرا کر میری پوشاک کی طرف دیکھیں گے۔ پھر میری پوشاک کی خستہ حالی سے مایوس ہو کر آپ میرے بدصورت چہرے ہی کو دیکھنے کے لیے مجبور ہو جائیں گے۔ اور بالآخر تنگ آ کر نظریں ہٹا لیں گے۔ فلاپ ہونے والی فلموں کے پیچھے ناظرین کا یہی نفسیاتی عمل کارفرما ہوتا ہے۔

یہی وہ مرحلہ ہے جہاں فلم اور ادب کا تقابل بطور فن کیا جاتا ہے۔ ناظرین کی نظر کی آزادی فلمساز کے لیے چیلنج ہے۔ اور جب ناظرین یہ آزادی استعمال کرنے لگتے ہیں تو وہ فلم اور فلمساز کی موت کا دن ہے۔ یہاں ادیب کی خود کفیلی کام دیتی

سینما کی تکنیک اور ٹیکنالوجی کو جمالیات کے سانچے میں ڈھالنے کی صلاحیت کام دیتی ہے۔ اسی لیے بقول دلیپ کمار "ہر فلم شاہکار نہیں ہوتی اور نہ ہر تصویر یادگار زمانہ" اس مرحلے پر سینما ادب سے جدا ہو جاتی ہے۔ ادب سینما کے لیے صرف ایک ڈھانچہ بن جاتا ہے۔ ہر فلم ساز مجبوب نہیں ہوتا کہ کیمرے کو اس طرح استعمال کرے کہ اس کے عدسے یعنی [illegible] کے دائرے میں شامل منظر اور اداکار کی حرکت اور ماحول ایک ایسے ذہنی زاویے نظر کی گرفت میں آ جائیں کہ دیکھنے والے کی آزادئ انتخاب ختم ہو جائے۔ اگر کوئی مجبوب کی اس بلندی کو سر کر سکے تو بھی ایک اور مشکل سامنے آتی ہے اور وہ ہے اداکار اور اس کا ذہنی عمل جو اس کے چہرے سے منعکس ہو اور اس کی آواز میں مرتعش ہو۔ دلیپ کمار کا کلوز اپ میں دس منٹ تک دیکھا جا سکتا ہے اور ہر لمحہ ایک نیا رنگ اور ایک نئی دمک اس اداکار کے چہرے پر اسی طرح ابھر سکتے ہیں جیسے سورج کے قرص پر تمتمانے والی آگ ہر لحظہ روپ بدلتی رہتی ہے لیکن کئی اداکار ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں ایک نظر دیکھنے کے بعد پھر دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

پس ایک ادبی شہ پارے کو فلمی شہ پارے میں اتنی ہی دیر لگتی ہے جتنی کہ غالب نے کہا تھا۔ ع

خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

یا پھر ع

آہ کو چاہیئے ایک عمر اثر ہونے تک

اسی لیے دنیا کی بہت کم فلمیں ادب کی عظمت اور اس کے حسن و جمال کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

آخری بات رہی میڈیم کی۔ میڈیم تو کتاب بھی ہے اور فلم بھی لیکن قومیں فلموں سے نہیں بنتیں۔ اس کے برعکس ایک معرکۃ الآرا کتاب چاہے وہ ناول ہو سوانح ہو تاریخ ہو یا سفرنامہ، یا کوئی اور، کم سے کم ایک فرد کی زندگی میں انقلاب لا سکتی ہے۔ فلم ایک عوامی میڈیم ہے۔ اسی لیے ایک مجمع میں، یا ایک جم غفیر میں عارضی ہیجان پیدا کر سکتی ہے۔ مستقل امپاکٹ نہیں۔ لہٰذا کتاب اور سینما کے توازن کی اس بحث کو میں کا فرہندی یعنی اقبال کے اس شعر کی شکل میں سَم اپ کرتا ہوں ؎

پروانے کی منزل سے بہت دور ہے جگنو
کیوں آتش بے نور پہ مغرور ہے جگنو

(اردو سروس سے نشر)

سلطان اختر

ساعتِ مرگِ مسلسل ہر نفس بھاری ہوئی
پھر فضائے جاں پہ صدیوں کی تھکن طاری ہوئی

خانماں برباد یادیں دستکیں دینے لگیں
جب کبھی اپنی طرف بڑھنے کی تیاری ہوئی

اُس نے اپنے آپ کو ہم پر منور کر دیا
پھر بھی یہ چشمِ شوق میں روشن نہ چنگاری ہوئی

اب کسی کی نظر اٹھتی نہیں سوئے فلک
ہم زمیں والوں کو آخر کیسی بیماری ہوئی

وقت کی دلدل میں خوش آہنگ لمحے دھنس گئے
یعنی ہر ساعت سکوتِ شب کی ہے ماری ہوئی

اس طرح بے کیف موسم تو کبھی گذرا نہ تھا
پھول ہی برسے نہ تو اب کے شرباری ہوئی

اَب دیارِ دل میں اختر ہو کا عالم بھی نہیں
کس اذیت ناک موسم سے مری یاری ہوئی

(پٹنہ سے نشر)

رخسانہ جبیں

میں لمحہ لمحہ ہواؤں پہ سیڑھیاں سوچوں
سمندروں کے سفر بانجھ سیپیاں سوچوں

وہ لکھ گیا ہے بدن پر اجالے کا منظر
میں سانس سانس وہی پھیلتا دھواں سوچوں

مرے ہی ہاتھوں میں دیکھا گیا تھا وہ پتھر
اب اپنا آئینہ دیکھوں تو کرچیاں سوچوں

تمہارے لمس کی روشن بشارتیں ہوں گی
میں اپنے خون کے دریا میں مچھلیاں سوچوں

ہر ایک رُت میں بدن کے سیاہ جنگل میں
میں شاخ شاخ وہی آگ انگلیاں سوچوں

(ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر)

میاں آزاد اور خوجی بمبئی میں

یوسف ناظم

ریل گاڑیوں کی گڑگڑاہٹ، انجن کے ہوٹر کی آواز، آدمیوں کا شور وغل، بچوں کے رونے اور چلانے کی آوازیں، چند قہقہے اور لاؤڈ اسپیکر پر فلمی گانے اور اس قسم کی دوسری سامعہ شکن آوازیں۔

راوی: یہ بمبئی کا وی ٹی اسٹیشن ہے۔ وکٹوریہ ٹرمینس اسی نام کی ایک بگھی بھی بمبئی میں پائی جاتی ہے۔ یہ سب کوئن وکٹوریہ کا کیا کرایا ہے۔ یہ اسٹیشن انگلستان کی ملکہ معظمہ کے نام سے منسوب ہے بالکل اس طرح جیسے کوئی مصنف اپنی کتاب کا انتساب کسی کے نام کر دیتا ہے۔ بمبئی شہر کو کوئن وکٹوریہ سے اس لیے نسبت ہے کہ یہ ان کے جہیز میں دیا گیا تھا۔ جہیز کبھی واپس نہیں کیا جاتا۔ عالمی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ کنیا دان دینے والوں کو جہیز واپس کیا گیا ——— یہیں کے کرانتی میدان سے ایک آواز اٹھی تھی کہ جہیز واپس کیا جائے۔ لیکن اس بات کا یہ کون سا موقع ہے۔ آپ تو بس پلیٹ فارم کا حال سنیے۔ وی ٹی پر ایک دو نہیں، ۱۳ پلیٹ فارم ہیں جو کم ہیں۔ اس وقت پلیٹ فارم نمبر ۹ پر جو ٹرین آنے والی ہے وہ لکھنؤ ایکسپریس ہے۔ ۶ گھنٹے دیر سے آ رہی ہے لیکن آ رہی ہے یہی کافی ہے۔ سنیے مائکروفون پر اعلان ہو رہا ہے۔

اناؤنسر: ہمارے یاتری دھیان دیں۔ لکھنؤ ایکسپریس کچھ ہی سمے میں پلیٹ فارم نمبر ۹ پر پہونچے گی۔ مہیلاؤں کا ڈبا انجن سے دوسرا ہے۔ پہلے درجے کا ڈبا انجن سے ساتواں ہے اور ....

راوی: اسی ٹرین سے میاں آزاد اور ان کے مصاحب خاص خوجی بمبئی آ رہے ہیں۔ میاں آزاد پچھلی مرتبہ جب بمبئی آئے تھے تو اس وقت روس اور روم میں جنگ ہو رہی تھی۔ میاں آزاد اپنی محبوبہ حسن آرا کے کہنے پر جنگ میں حصہ لینے چلے گئے تھے۔ وہ روم کی طرف سے لڑے تھے اور ان کی موجودگی کی وجہ سے روم کو شکست ہوئی تھی لیکن شاباشی انھیں بہت ملی تھی بلکہ انکی شجاعت اور بہادری کے قصے سن کر پولینڈ کی شاہزادی بھی ان پر عاشق ہو گئی تھی اور یہ بڑی مشکل سے اس شہزادی سے بچ کر ہندوستان واپس آئے تھے ورنہ ہماری حسن آرا یونہی ادھوری رہ جاتیں۔ ان دونوں کی شادی کا سین اب بھی ہماری نظروں کے سامنے گھومتا ہے جیسے کل کی بات ہو۔

(فلیش بیک)

اور شہنائیوں کی آوازیں، نوبت، پٹاخے، بینڈ آدمیوں کا شور، موٹر کے ہارن کی آوازیں، بارات کی دھوم۔

آوازیں: بارات آگئی بارات آگئی۔

مغلانی (ایک بوڑھی آواز)، حضور! دیکھیے گا کس ٹھسّے کی برات ہے۔

میری: ایک نوجوان آواز: کیا روشنی ہے۔ چاند تارے زمین پر اتر آئے ہیں۔

ایک اور آواز: بس یا ولی عہد کی برات تھی یا یہ دیکھنے میں آئی۔

مغلانی: وہ برات تو ہمیں یاد نہیں۔

میری: اے ہے کیا ننھی بنی جاتی ہیں اے ہے۔

ادھیڑ آواز: ہاں ابھی تو کوئی بارہ برس ہی کی ہیں بلکہ اس سے بھی کم۔ ابھی ابھی جمعہ آٹھ دن کی پیدائش ہے۔ اللہ جھوٹ نہ بلوائے ملکہ کو گود کھلایا ہوگا مگر ولی عہد کی بارات یاد نہیں۔

(ہنسی کی آوازیں)

راوی: ہم تو شادی کی گھماگھمی میں بھول ہی گئے کہ ہم وی ٹی اسٹیشن پر کھڑے ہیں۔ کسی بھی شادی کا معاملہ ہو آج کا یا ایک صدی پہلے کا۔ ہم عبداللہ دیوانے بن جاتے ہیں۔ اسٹیشن پر میاں آزاد کے منہ بولے چچا حکیم شیر محمد خاں اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ انھیں لینے کے لیے موجود ہیں۔

اے لیجیے ٹرین آگئی۔ (ٹرین کی گڑگڑاہٹ)

حکیم شیر محمد خاں: بیگم ٹرین آگئی ہے۔ ذرا آنکھیں کھلی رکھیے گا۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ فرسٹ کلاس کا ڈبا انجن سے ساتواں ہے۔ ذرا گنتی بھی رہیے۔

بیگم: اے ہے! میں ٹرین کے ڈبے گنوں گی۔ ایک آدھ ڈبا چھوٹ گیا تو یہ میری جان کو آجائیں گے۔ بیٹی شہناز تم دیکھ لو۔

شہناز: امّی۔ ہم یہاں نہیں کھڑے ہوں گے۔ پلیٹ فارم پر جہاں، نمبر کی تختی لگی ہے وہیں کھڑے ہوں گے۔ ڈبا ہمارے قدموں میں ہوگا۔

بیگم: اب تم یہاں علامتوں میں گفتگو مت کرو۔ کیا ڈبے سے تمہاری مراد میاں آزاد ہیں۔

شہناز: امّی آپ تو ہر بات کی کھال کھینچ لیتی ہیں۔ کوئی آئے کوئی جائے میری بلا جانے۔

بیگم: اچھا اچھا! ذرا مہمان کے سامنے تو اپنی چونچ بند رکھنا۔

حکیم شیر محمد: ارے میاں آزاد تو ڈبے کے دروازے ہی میں کھڑے ہیں ——— میاں آزاد۔ میاں آزاد۔ جیتے رہو۔

بیگم: یا اللہ۔ ذرا سنبھل کے کھڑے رہو بیٹا۔ ٹرین کو تو رکنے دو۔ کودمت جانا۔

شہناز: ہاں پاؤں میں موچ آجائے گی۔ امّی۔ ڈونٹ پینک۔ وہ گریں گے نہیں۔ سرکس کے کرتب جانتے ہیں دونوں ہاتھوں سے دونوں ڈنڈے یوں پکڑے ہوئے ہوں جیسے اب بس جھولنے ہی والے ہیں۔ ہائے کیمرہ نہ ہوا۔

شیر محمد خاں: السلام علیکم میاں۔ آؤ گلے سے لگ جاؤ ——— نہ نہ اتنا نہ جھکو۔

شہناز: ہاں کمر دکھ جائے گی۔

میاں آزاد: آداب عرض چچا جان۔ او ہو چچی جان بھی ساتھ آئی ہیں۔ انھیں کیوں تکلیف دی۔

شیر محمد خاں: ہاں اور یہ ہماری بیٹی ہے شہناز۔ ایم اے کے آخری سال میں ہے اور اپنے کالج کی کرکٹ ٹیم کی کپتان بھی ہے۔

میاں آزاد: جی ——— جی کیا فرمایا۔ یہ کرکٹ کھیلتی ہیں۔ آداب عرض ہے۔

شہناز: ہائے۔

میاں آزاد: ارے آپ نے تو اسٹروک مار دیا۔ (ہنسی کی آواز)۔

حکیم شیر محمد: سامان اتروا لیتے ہیں۔ میاں آزاد کے علا

ہیں آپ کے ؟۔

میاں آزاد: جی مجھے ملاکر نو عدد۔

شہناز: نو عدد۔ کیا محلے والے کا سامان بھی لے آئے ہیں امی۔

بیگم: ارے میری بنو۔ یہاں تو چپ رہو۔ لکھنو کے ہیں یہ۔ ۹ عدد زیادہ کہاں ہوئے۔

شیر محمد: میاں آزاد وہ خوجی صاحب کہاں ہیں۔ وہ نہیں آئے۔

میاں آزاد: جی ان کے ساتھ کچھ گڑ بڑ ہوگئی۔ پرسوں آجائیں گے۔

شہناز: اچھا ہوا ورنہ جملہ ۱۰ عدد ہو جاتے

راوی: میاں آزاد کا استقبال ہوا۔ میاں آزاد چوڑی دار پیجامے، ۲۴ گرہ کی شیروانی، کارچوبی دار سلیم شاہی جوتے اور سرمئی رنگ کی سموری ٹوپی پہنے یوں لگ رہے ہیں جیسے مغل اعظم کے ہیرو ہوں۔ حکیم شیر محمد خاں اور ان کی بیگم تو ان پر فدا ہونیکا پہلے ہی سے ارادہ کر چکی تھیں میاں آزاد کے ٹھاٹ باٹ نے انھیں بالکل ہی شہید کر دیا لیکن شہناز یوں آسانی سے اپنا وکٹ نہیں کھونا چاہتی تھی۔

شہناز: امی انھیں جلدی سے کہیں چھپایئے۔ تماشہ نہ بن جائیں۔ سب انھیں ہی دیکھ رہے ہیں۔

شیر محمد خاں: آیئے میاں آزاد میری گاڑی اُدھر کھڑی ہے۔

شہناز: ان کے ۹ عدد کے لیے ایک ہاتھ گاڑی بھی تو چاہیے۔

میاں آزاد۔ چچا جان آپ نے بڑی تکلیف کی۔ کسی ملازم کو بھیج دیتے تو میں آپ کے گھر پہونچ جاتا ——— آیئے چچی جان۔ اور آپ شہناز بیگم۔

شہناز: ڈونا ٹ باور۔ آئی ول ٹیک کیر آف مائی سیلف۔ آپ بیٹھیے۔

میاں آزاد: شکریہ۔

(کار کے اسٹارٹ ہونے کی آواز۔)

(سین بدلتا ہے)

راوی: حکیم شیر محمد خاں کا کاٹیج ہے۔ حکیم صاحب کے والد کوئی ۵۰۔۶۰ سال پہلے بمبئی آگئے تھے۔ پہلے تو وہ ڈونگری میں کسی جگہ رہے اور کچھ سال بعد باندرہ میں کاٹیج خرید لیا اب تو بمبئی مکان وہی خرید سکتا ہے جو قارون کا رشتہ دار ہو۔ میاں آزاد کو بمبئی پہونچے ۳ دن ہو گئے اور ان ۳ دنوں میں شہناز نے ان کا حلیہ بدل دیا۔ دیکھیے، اس وقت بھی وہ دونوں غانہ باغ میں بیٹھے مصروف جنگ وجدال ہیں۔

شہناز: میاں آزاد پپا اور امی تو شام میں ایک شادی میں جا رہے ہیں۔ مجھ سے انھوں نے کہا ہے کہ آپ کو کہیں گھمانے لے جاؤں۔ آپ جو ہو چلیں گے۔

میاں آزاد: جو ہو پر کیا ہوتا ہے۔

شہناز: جی سب لوگ وہاں نہاتے ہیں۔

میاں آزاد: کیا آپ بھی ؟۔

شہناز: کیوں کیا ہوا۔ میاں آزاد سمندر کے پانی میں نہانے سے جانور بھی آدمی بن جاتا ہے۔

میاں آزاد: اور آدمی ؟۔

(ایک ملازم داخل ہوتا ہے۔)

ملازم: بی بی۔ میں بھیل پوری لے آیا۔

شہناز: میاں آزاد۔ آپ بھیل پوری کھائیں گے۔ (ملازم سے) ہارون یہاں میز پر رکھ دو اور دو گلاس پانی لے آؤ۔

ملازم: جی اچھا۔

میاں آزاد: کیا یہ آپنے پکائی ہے۔

شہناز: بھیل پوری پکائی نہیں جاتی۔ آج تو آپ بس دیکھ لیجئے۔ کسی اور دن کھا لیجئے گا۔

ملازم: بی بی باہر دروازے پر ایک صاحب آئے ہیں۔ خوجی نام بتا رہے ہیں۔

میاں آزاد: ارے ہاں وہ خواجہ بدیع ہوں گے آگئے بلا لو انھیں اندر۔ سامان بھی ہے ان کے ساتھ۔

ملازم: بہت سامان ہے اور ٹیکسی والے سے جھگڑا ہو رہا ہے۔

میاں آزاد: ٹھہرو میں چلتا ہوں۔

شہناز: نہ آپ رہنے دیجئے جھگڑا اور بڑھ جائے گا۔ ہارون تم جاؤ اور ٹیکسی کا کرایہ دے کر ان صاحب کو اندر لے آؤ۔

میاں آزاد: ہاں جب تک آپ یہ غذا کھاتے کیا آپ بتایا آپ نے اس کھانے کا۔

شہناز: جی ——— بھیل ——— پوری۔ پانچ مرتبہ بھیل پوری کہیے شاید یاد ہو جائے۔

راوی: میاں خوجی داخل ہوتے ہیں۔ وہی ساڑھے چار فٹ کا قد، اٹنگا پیجامہ، چوگوشہ ٹوپی، ہاتھ میں ایک ——— ٹوٹا ہوا لق جبرہ۔

میاں آزاد: آیئے آیئے۔ خواجہ صاحب۔

خوجی: کیا آیئے آیئے میاں آزاد۔ یہ بھی کوئی ملنا ہوا ہمارا تو حال پتلا ہو گیا۔ پتہ پوچھتے پوچھتے گھوم گئے اور ٹیکسی والے نے وہ لوٹا ہے کہ ہم تو سمجھے۔ ہم سفر آخرت پر نکلے ہیں۔

کیوں میاں آزاد۔ کیا آپ کسی کو اسٹیشن نہیں بھیج سکتے تھے۔

میاں آزاد: ذرا دم تو لیجئے۔ یہ شہناز بیگم ہیں۔ انھیں آداب کیجیے۔ یہ صاحبزادی ہیں ہمارے چچا جان کی۔

خوجی: ارے ہم نے تو ان کی طرف دیکھا ہی نہیں ورنہ آپ کے کہنے سے پہلے ہی کورنش بجا لاتے ——— آداب عرض کرتا ہوں شہناز بی بی۔

شہناز: تو آپ ہیں خوجی صاحب۔ تشریف رکھیے۔ ہارون ان کا سامان بھی میاں آزاد کے کمرے میں رکھ دو اور گن لینا کر نو عدد ہیں یا نہیں۔

خوجی: اللہ قسم۔ آپ تو غیب داں ہیں۔ آپ نے کیسے جان لیا کہ ہمارے پاس نو عدد ہیں۔

شہناز: جی یہ اس صدی کا نواں دہا ہے۔ اس دہے میں یہی عدد راس آتا ہے ——— آپ نہائیں گے۔ ؟

خوجی: اجی نہیں۔ ہم کیا نہائیں گے۔ ابھی تو لکھنؤ سے نکلتے وقت نہائے تھے۔

شہناز: ٹھیک ہے اب جاتے وقت ہی نہایئے گا۔ اتنی جلدی جلدی نہانے سے صحت خراب ہو جاتی ہے ——— ہائے اللہ تو ہی میری مدد کر۔

میاں آزاد: خوجی آپ نہا لیجئے۔ کپڑے بھی تو بدلنے ہیں آپ کو۔

خوجی: اچھا آپ کہتے ہیں تو نہالیں گے لیکن ہمیں بھوک بڑے زور کی لگی ہے۔

میاں آزاد: یہ میز پر جو چیز رکھی ہے۔ کھا لیجئے۔ بہت کام کی چیز ہے۔ اس سے معدہ خراب ہوتا ہے۔ کرکٹ بھی اچھی کھیلی جاتی ہے۔ اس کا نام ہے بھیل پوری۔ ۵ مرتبہ بولو گے تو یاد ہو جائے گا۔

خوجی: آپ تو پہیلیاں بجھوا رہے ہیں۔ ہم یہ چیز نہیں کھا سکتے کیا اس شہر میں جلیبی وغیرہ نہیں بنا کرتی۔

شہناز: ہائے اللہ۔ خوجی صاحب آپ ٹھہریے۔ میں آپ کے لیے آملیٹ بنوا دیتی ہوں۔ تب تک آپ اخبار دیکھیے۔

خوجی: اخبار ارے اخبار تو ہم نے کب کا پڑھنا چھوڑ دیا۔ ایک مرتبہ امین آباد پارک میں ایک صاحب سے پڑھنے کے لیے اخبار مانگا تو وہ ہمیں یوں دیکھنے لگے جیسے ہم نے ان سے ان کی جائداد مانگ لی ہو۔ اور ایک جھٹکے سے اخبار ہماری طرف ایسے بڑھایا جیسے ہم خواجہ بدیع نہ ہوں خواجہ سرا ہوں۔ وہ تو اور لوگوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا ورنہ ہم نے ان کے پیٹ میں قرولی بھونک ہی دی ہوتی۔

شہناز: جی یہ قرولی کیا چیز ہوئی۔ (آواز دے کر) ہارون! ذرا ان کے لیے دو انڈوں کا آملیٹ بنوا کر لاؤ۔ پاؤ بھی لے آو۔

خوجی: آپ قرولی نہیں جانتیں۔ کوئی بات نہیں۔ ہم بھی پاؤ نہیں جانتے۔ ہمیں سچ مچ بہت بھوک لگی ہے۔ ہم کوئی چیز پاؤ یا آدھی نہیں کھائیں گے۔

میاں آزاد: ندیدے مت بنو۔ تم یہاں بھوکے نہیں رہو گے۔ لیکن کھانا وہی ہوگا جو شہناز بیگم کھلائیں گی ——— کل انھوں نے مجھے ہاٹ ڈاگ کھلایا تھا۔

خوجی: میاں آزاد! یہ ڈاگ تو شاید کتے کو کہتے ہیں۔ میاں آپ تو یہاں تین دن میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے۔

شہناز: یہ پپا امی نے مجھے کہاں پھنسا دیا ——— خواجہ صاحب آپ نے بتایا نہیں کہ قرولی کیا چیز ہوتی ہے۔

خوجی: ہم بتاتے ہیں بلکہ اگر قرولی ہوتی ہمارے ساتھ تو ہم اپنے سینے میں اتار لیتے۔

پہلے آپ اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھایئے کہ ہمیں آپ وہ نہیں کھلائیں گی جو آپ نے میاں آزاد کو کھلایا ہے۔ ہمارا تو کلیجہ منہ کو آ رہا ہے۔

شہناز: خواجہ صاحب آپ گھبرایئے نہیں ——— پہلے یہ آملیٹ تو کھا لیجئے۔ ہاتھ ابھی نہ دھویئے۔ جی چاہے تو بعد میں

دھو لیجئے گا ـــــ دوپہر میں میں آپ کے لیے خاص چیزیں پکواؤں گی ـــــ ہاں بھیجا کھائیں گے آپ؟ یا اس میں بھی کوئی قباحت ہے۔ (الگ سے) یہ بھی آپ کو راس نہیں آئیگا۔

(سین بدلتا ہے)

راوی: بیگم شیر محمد جان چاہتی ہیں کہ میاں آزاد ان کی بیٹی شہناز کو اپنالیں۔ میاں آزاد کوئی خاص کام تو نہیں کرتے لیکن اس کی انھیں فکر نہیں۔ ایک ہی بیٹی ہے۔ ان کی بس یہی خواہش ہے کہ لڑکا، لکھنؤ کا ہو اور گھر داماد ہو۔ میاں آزاد نے اب تک اپنی طرف سے کچھ کہا نہیں اور شہناز تو اکھڑی اکھڑی سی رہتی ہیں لیکن بیگم شیر محمد جان کو توقع یہ ہے کہ اگر میاں آزاد راضی ہوگئے تو وہ بیٹی کو منالیں گی ـــــ خود میاں آزاد سے راست یہ بات کہنا انھیں ٹھیک نہیں معلوم ہوا سوچا کیوں نہ خوجی کے ذریعہ کچھ کہلوایا جائے۔

بیگم شیر محمد جان: خواجہ صاحب۔ آپ کے لیے اور قلفی منگواؤں۔

خوجی: (ڈینک سے)۔ جی چچی جان قفل میں کیا کروں گا میرے پاس ہے ہی کیا جس میں قفل ڈالوں۔

بیگم: ہائے اللہ۔ خواجہ صاحب، ایک بات پوچھوں۔

خوجی: فرمائیے نا۔ ہم تو صبح سے شام تک بس اسی فکر میں رہتے ہیں کہ کوئی ہم سے کچھ پوچھے۔ کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ ہم لکھنؤ میں تھے تو سارا شہر ہر بات ہم سے ہی پوچھتا تھا۔ بیگم صاحب۔ آپ جانیں واجد علی شاہ کے زمانے سے....

بیگم: جی وہ تو ٹھیک ہے۔ میں پوچھ رہی تھی آپ کا شہناز کے بارے میں کیا خیال ہے۔

خوجی: جی کیا فرمایا آپ نے۔ شہناز بی بی۔ ان کے کیا کہنے ہیں۔ ایسا حسن یا تو کوہِ قاف پر دیکھا تھا یا آپ کے دولت خانے میں۔ لیکن آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں۔ ہی ہی ہی۔

بیگم: ارے آپ سے ہی پوچھنا ہے۔ آپ کی رائے اہم ہے۔

خوجی: بیگم، ہم تو جی جان سے قربان ہوجائیں لیکن چچی جان پہلے آپ ان سے پوچھ لیجئے۔ ان کی کیا رائے ہے۔

بیگم: شہناز کیا پوچھنا ہے۔

خوجی: چچی جان۔ بجا فرمایا آپ نے۔ لڑکیوں سے کب پوچھنا ہے۔ پھر بھی ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان سے پوچھ ہی لیں ـــ میں یہ برفی کھاؤں۔

بیگم: آپ وہ برفی بھی کھائیے اور یہ کاجو کی مٹھائی بھی ـــــ اور بات طے ہوجائے نا، تو ہم ایسی اعلیٰ درجے کی مٹھائی کھلائیں گے کہ آپ بھی کہیں گے یہ بمبئی میں لکھنؤ کا ذائقہ کہاں سے آگیا۔

خوجی: (منہ میں مٹھائی بھرتے ہوئے)، چچی جان۔ ہماری طرف سے ہاں سمجھئے لیکن شہناز بی بی تو ابھی پڑھ رہی ہیں۔

بیگم: تو میاں آزاد کو ایسی کیا جلدی ہے۔

خوجی: کیا فرمایا آپ نے۔ آپ نے تو ہماری رائے مانگی تھی۔

بیگم: خوجی۔ (سخت لہجے میں)۔ آپ ہمارے گھر میں مہمان ہیں اور خوش قسمت ہیں کہ اس وقت شہناز گھر پر نہیں ہے۔

شہناز: (دور کی آواز) ممی ممی۔ کہاں ہیں آپ ـــــ (نزدیک آکر) ارے آپ یہاں بیٹھی ہیں اور یہ مٹھائی کس سلسلے میں کھائی جارہی ہے۔

خوجی: آئیے۔ شہناز بی بی۔ اچھا ہوا آپ آگئیں۔ چچی جان آپ کے بارے میں ہماری رائے معلوم کرنا چاہتی تھیں وہ ہم نے بتادی۔ ہمیں کوئی عذر نہیں ہے۔

شہناز: ممی۔ کیا کہہ رہا ہے یہ شخص۔

بیگم: (اٹھتے ہوئے) شہناز تم میرے ساتھ آؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ انھوں نے افیم کچھ زیادہ ہی کھالی ہے۔

شہناز: نہیں امی۔ آپ ذرا بتائیے تو سہی ـــــ (روتی آواز میں) میں آپ سے کہہ چکی ہوں کہ میاں آزاد کو آپ بھول جائیے۔ اب آپ نے ان سے کہا ہے کیا مجھ سے شادی کرنے کے لیے؟۔

خوجی: جی ہاں۔ کہہ تو یہی رہی تھیں۔

بیگم: شہناز۔ تم میری بھی سنو گی یا اس کی ـــــ

شہناز: (روتی آواز میں) امی میں نہیں جانتی تھی کہ میں آپ پر اتنا بوجھ ہوں۔

خوجی: آپ بالکل پرواہ نہ کریں۔ ہم یہ بوجھ ہنسی خوشی اٹھالیں گے۔

شہناز: شٹ اپ ـــــ (چلاکر) ہارون آ ہارون

ہارون (دور کی آواز) جی آیا بی بی جی۔ یہ ڈاکیہ کوئی تار لے آیا ہے ـــــ ابھی آیا۔

بیگم: میں دیکھتی ہوں۔

شہناز: جی نہیں۔ آپ بہت دیکھ چکیں ـــــ اب میں دیکھتی ہوں ـــــ ایک ایک کو۔

ھارون: بی بی جی۔ یہ تار لیجئے۔

شہناز: لاؤ ادھر۔ اور یہ خوجی کا سامان ہے نا....

بیگم: پہلے تار تو دیکھ۔ کس کا ہے ـــــ مجھے تو ہول ہو رہا ہے۔

شہناز: (لفافہ چاک کرنے کی آواز) ـــــ ڈیڈی کے نام ہے۔ لکھنؤ سے کسی بیگم شمس الزماں نے بھیجا ہے۔

بیگم: ہاں یہ میاں آزاد کی بہن ہیں۔ کیا لکھا ہے۔

خوجی: بیگم شمس الزماں ان کی بہن نہیں خالہ کی بیٹی ہیں۔

بیگم: ذرا آپ چپکے رہیے۔

شہناز: لکھا ہے، میاں آزاد کو فوراً لکھنؤ بھیجئے ان کی حسن آرا سے شادی کی تاریخ طے ہوگئی ہے۔

خوجی: ہم بھی جائیں گے۔ اس شادی میں۔ ہماری شادی بعد میں ہوسکتی ہے۔

شہناز: آپ کو تو میں بھیجتی ہوں۔ چار آدمیوں کے کندھوں پر ـــــ ہارون او ہارون۔ دیکھنا ان کے ۹ عدد کہاں ہیں۔ (چلاکر) ارے کہاں مرگیا۔

(دوڑتے قدموں کی آواز۔ آیا بی بی جی)

ڈراپ سین۔

(بمبئی سے نشر)

جمہوریت

سالک عزیزی

نو بہار چمن ہند ہے جمہوریت
اس کے دم سے ہی یہ گلزار ہے رشک جنّت

لالہ و گل ہوں کہ شاخ و شجر و برگ و ثمر
ہیں اسی جان گلستاں کے یہ سب زیر اثر

ساری دنیا میں اسی پاک زمیں کی ہے یہ شان
اس کے نزدیک ہے ہر چیز سے پیارا انسان

اس کا ممنون کرم عالم انسانیت
ہر خوشی اس کی ہے وقف غم انسانیت

اس چمن کی یہ حقیقت ہے زمانے پہ عیاں
رنگ جمہور ہر اک رنگ پہ غالب ہے یہاں

اس نے پہچانا جو سینۂ ملّت کا ہے درد
منکشف اس پہ ہوئی قیمت آزادیٔ فرد

فرد و ملّت کے سب انداز عیاں اس پہ ہوئے
جو کسی پر نہ ہوئے راز عیاں اس پہ ہوئے

(جے پور سے نشر)

مقناطیسی علاج

ڈاکٹر ایچ ایل بنسل

موجودہ زمانے میں کئی طریقۂ علاج رائج ہیں۔ ان میں سے کچھ طریقے یعنی ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، آیورویدک اور یونانی گورنمنٹ سے منظور شدہ ہیں۔ اور کئی اور طریقے ابھی منظور شدہ نہیں ہیں لیکن وہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے چل اور بڑھ رہے ہیں مثلاً نیچرو پیتھی، ایکیوپنکچر اور میگنیٹو تھراپی (علاج مقناطیسی) وغیرہ۔ ہندوستان میں سب سے زیادہ قدیمی علاج آیورویدک اور علاج مقناطیسی ہیں جن کا ذکر ویدوں میں ملتا ہے۔ جو ہندوستان کی سب سے زیادہ قدیمی اور مقدس کتابیں ہیں۔

مقناطیسی علاج میں اپنی کچھ ایسی خوبیاں ہیں جو دیگر علاجوں میں نہیں ملتی ہیں۔ اس علاج میں صرف مقناطیس کو مریض کے جسم سے دس بارہ منٹ روزانہ ایک بار لگایا جاتا ہے نہ کوئی دوا کھلائی جاتی ہے نہ کوئی انجکشن لگائے جاتے ہیں۔ نہ ٹانک پلائے جاتے ہیں نہ مالش کی جاتی ہے غرضیکہ اس علاج میں کوئی بیرونی شئے جسم کے اندر نہیں پہونچائی جاتی۔ اس لیے نہ کوئی مضر اثر ہوتا ہے اور نہ ردعمل ہوتا ہے۔ ایک خاص خوبی یہ ہے کہ یہ علاج کسی بھی دوا کے خلاف نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کوئی بھی دوا دی جاسکتی ہے۔ یوگ آسن کیے جاسکتے ہیں۔ فزیوتھراپی کی جاسکتی ہے۔ یعنی اس کو کسی بھی دوسرے علاج کے ساتھ جوڑا جاسکتا ہے یہ علاج بہت کم خرچ بھی ہے۔ مقناطیس کا ایک ہی جوڑا سینکڑوں مریضوں کے علاج کے لیے کافی ہوتا ہے۔ ہر مرض میں کام آسکتا ہے اور کئی سال تک کام کرتا ہے اگر چار پانچ سال میں اس کی طاقت کچھ کم بھی ہوجاتی ہے تو اس کو دوبارہ چارج کیا جاسکتا ہے تاکہ اس میں پھر نئے جوڑے کی سی طاقت آجائے۔ مقناطیس کبھی بھی ایسا خراب اور بیکار نہیں ہوتا کہ اسے پھینک دیا جائے۔)

مقناطیسی علاج صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ دوسرے ترقی یافتہ ملکوں جیسے امریکہ، روس، جاپان، جرمنی، انگلینڈ وغیرہ میں بھی رائج ہے اور ترقی کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں نئی معلومات اور ایجادات کی جارہی ہیں اور لٹریچر لکھا جارہا ہے۔ یہ علاج کچھ مرضوں میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے مثلاً ہر قسم کے درد، ورم، اکڑن، خون کی تکلیفیں، بلڈ پریشر، گٹھیا، عرق النساء، دمہ، پولیو، اسپانڈی لائی ٹس، چمڑے کی تکلیفیں جیسے ایکزیما، داد، کھجلی، سورائیسس وغیرہ۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقناطیس کو بیرونی طور سے جسم سے لگانے سے اندرونی تکالیف کیسے دور ہوتی ہیں یہ بہت اہم سوال ہے اور اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ سائنس داں لوگ جانتے ہیں کہ زمین ایک بہت بڑا قدرتی مقناطیس ہے اور اس کی مقناطیسی قوت اور کشش تمام جگہوں میں یہاں تک کہ زمین سے کئی ہزار میل اوپر تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور یہ طاقت انسان حیوان اور نباتات پر اثر ڈالتی ہے۔

انسان کے جسم میں بجلی اور مقناطیس ہوتا ہے۔ جسم کا ہر بڑا حصہ اپنی ضرورت کے مطابق بجلی اور مقناطیس بناتا ہے اور اسے استعمال کرتا رہتا ہے۔ سب سے زیادہ مقناطیس دماغ اور دل بناتے ہیں۔ ان کی مقدار ناپی جاچکی ہے۔ جہاں زمین کے قدرتی مقناطیس کا اثر انسان کی زندگی پر پڑتا ہے وہاں بیرونی اور مصنوعی مقناطیس کا اثر بھی انسان کے جسم پر پڑتا ہے اگر مقناطیس جسم کے کسی حصے میں کم ہوجاتا ہے تو وہاں کچھ کمزوری یا تکلیف محسوس ہونے لگتی ہے۔ وہاں پر مصنوعی مقناطیس لگانے سے وہ کمی پوری ہوجاتی ہے اور کمزوری و تکلیف دور ہوجاتی ہے۔

مقناطیس اور بجلی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بجلی سے مقناطیس پیدا ہوتا ہے اور مقناطیس سے بجلی۔ بجلی ہر شعبہ میں مثلاً صنعت حرفت، تعلیم، انجینیرنگ وغیرہ میں بہت کام آتی ہے۔ اسی طرح اب مقناطیس بھی بہت جگہ کام آتا ہے بڑی بڑی مشینوں میں لاؤڈ اسپیکروں میں۔ مائکروفون میں۔ یہاں تک کہ بچوں کے کھلونوں میں بھی مقناطیس لگتا ہے۔ آنکھ میں اگر لوہے کے ذرّے گر جاتے ہیں تو وہ بھی مقناطیس لگے ہوئے اوزاروں سے نکالے جاتے ہیں۔

تعلیم یافتہ لوگوں کو معلوم ہے کہ خون میں ہیموگلوبن ہوتا ہے اور اس میں لوہے کا جز ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ مقناطیس لوہے پر اثر ڈالتا ہے۔ اس لیے مقناطیس کو جسم سے لگانے سے اس جگہ کے خون پر اثر پڑتا ہے۔ خون گاڑھا نہیں ہوتا، جمتا نہیں ہے، کلوٹنگ جو کبھی کبھی دل کی تکلیفات کا سبب بن جاتا ہے، نہیں ہوتا۔ خون کے دوڑ کے ساتھ ساتھ مقناطیسی اثر بھی جسم کے ہر حصے میں پہونچ جاتا ہے۔ مقناطیس لگانے سے خون کا دورہ تیز ہوجاتا ہے جس سے جسم کے اندر کیلشیم کا الیسٹرول، یورک ایڈ و دیگر جماؤ ختم ہوجاتے ہیں۔ مقناطیس رگ و ریشے کے عمل کو بھی ٹھیک کرتا ہے۔ جسمانی سیلز کو طاقت دیتا ہے اور جسم کے اندر کی قدرتی طاقت کو بھی ٹھیک رکھتا ہے۔

مندرجہ بالا جملہ اثرات کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر قسم کے درد، ورم، اکڑن جاتے رہتے ہیں۔ خون کی جملہ تکلیفات ٹھیک ہوجاتی ہیں۔ جسم کے اندر کام کرنے والے تمام قدرتی سسٹم اپنا اپنا عمل ٹھیک طور پر کرنے لگتے ہیں۔ کچھ عرصے تک برابر مقناطیس استعمال کرنے سے ہر شخص انسانی قوت، ترو تازگی اور صحت میں بہتری محسوس کرنے لگتا ہے۔ مقناطیس کا مستقل اور متواتر استعمال بڑھاپا جلدی نہیں آنے دیتا نیز بالوں کو گرنے اور سفید ہونے سے روکتا ہے۔ اس علاج میں کسی خاص پرہیز کی ضرورت بھی نہیں ہوتی اور یہ علاج آرام سے گھر پر بیٹھ کر یا لیٹ کر کیا جاسکتا ہے۔

ہر مقناطیس میں دو قطب ہوتے ہیں۔ قطب شمالی اور قطب جنوبی۔ علاج کے لیے ہر قطب اپنا اپنا اثر علیحدہ علیحدہ رکھتا ہے۔ کچھ معالج صرف ایک قطب ہی استعمال کرتے ہیں۔ لیکن جدید دور میں دونوں قطب ساتھ ساتھ استعمال کیے جانے لگے ہیں۔ اور اس طریقے سے بہتر نتائج ملتے ہیں۔ اس نئے طریقے میں ایک ہی سائز کے ایک ہی طاقت کے اور ایک ہی ڈیزائن کے دو مقناطیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک میں قطب شمالی ہوتا ہے اور دوسرے میں قطب جنوبی۔ ایسے مقناطیس اس علاج کے لیے خاص طور سے بنائے جاتے ہیں۔

ان کی سطح اتنی کشادہ ہوتی ہے کہ ہر ایک مقناطیس پر پوری ہتھیلی یا پورا تلوا رکھا جاسکتا ہے۔ ان مقناطیسوں کو نرم لوہے کی چادروں میں ہر طرف سے منڈھ دیا جاتا ہے جس سے ان کی قوت اور کشش آٹھ دس گنا بڑھ جاتی ہے۔

مقناطیسی علاج عام طور سے مقناطیسوں کو ہاتھ کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے نیچے دس بارہ منٹ تک لگائے رکھ کر کیا جاتا ہے۔ ہتھیلیوں اور تلووں کا تعلق جسم کے ہر حصے سے ہوتا ہے۔ اس لیے مقناطیسوں کا اثر جسم کے ہر حصے میں پہونچ جاتا ہے۔ کبھی کبھی جسم کے کچھ چھوٹے سے حصے میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں مقناطیس کا اثر اسی جگہ پر پہونچنے کے لیے وہیں لگایا جاتا ہے اور تکلیف دور ہوجاتی ہے۔ اس علاج کے متعلق کچھ طریقے اور فائدے بھی ہیں جن کا یہاں پر تفصیل سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے لیکن مقناطیس سے علاج کرنے والے ہر معالج کو وہ طریقے ضرور معلوم ہونے چاہئیں۔

مقناطیسی علاج کے سلسلے میں جاپان نے بہت ترقی کی ہے۔ وہاں کی منسٹری آف ویل فیر نے ایک بڑی کمپنی کو علاج کے لیے مقناطیسی اشیاء بنانے کے لیے سارٹیفکیٹ دیا ہوا ہے۔ وہ کمپنی کئی مقناطیسی اشیاء بنا دیتی ہے۔ مثلاً میگنیٹک ہیلتھ بینڈ، میگنیٹک نیک لِس اور میگنیٹک بیلٹس وغیرہ جو دوسرے ملکوں کو بھی جاتی ہیں۔ ہندوستان اس معاملے میں ترقی کر رہا ہے۔ یہاں پر بھی یہ سب اشیاء بنائی جانے لگی ہیں۔ ان کے علاوہ ہندوستان میں ہیڈ بیلٹ (سر درد، آدھے سر کا درد یا ئی گرین۔ گدی کے درد کے لیے) تھروٹ بیلٹ (گلے کا درد، خراش، ٹانسلز، کھانسی کے لیے) بلڈ پریشر بیلٹ (ہائی بلڈ پریشر کو ٹھیک کرنے کے لیے) بیلی بیلٹ (پیٹ درد، آنتوں کی تکلیف، ہرنیا، کمر درد، کمر میں اکڑن، رسلپیڈ ڈسک وغیرہ کے لیے) نی بیلٹ (گھٹنوں میں درد و ورم کے لیے) اور میگنیٹاکس (سینے کا درد، کھانسی، برانکائیٹس دمہ وغیرہ کے لیے وغیرہ کے لیے) بھی بنائی جاتی ہیں جو کافی مفید ثابت ہوتی ہیں۔

یہ طریقۂ علاج آج کل خوب بڑھ رہا ہے اور فائدہ پہونچا رہا ہے۔ مہاراشٹر، گجرات، کرناٹک، تامل ناڈو، آندھرا پردیش وغیرہ صوبوں میں اور نیپال میں بھی اس علاج کا زور بڑھتا جا رہا ہے تاہم اس کو پورے عروج پر پہونچنے میں ابھی بہت وقت لگے گا۔ دراصل ابھی اس کی شروعات ہی ہوئی ہے۔ مزید ریسرچ کے لیے اور اس کو زیادہ آسان و سائینٹیفک بنانے کے لیے بہت فلڈ پڑا ہوا ہے۔ میڈیکل طلباء اور سائینٹیفک ریسرچرز کو چاہیے کہ اس علاج کو مکمل کریں اور ہر قصبہ اور گاؤں تک پہونچائیں تاکہ غریب آدمی بھی اس کم خرچ اور آسان طریقۂ علاج سے فائدہ اٹھا سکے۔ بہتر ہو کہ ہر گاؤں کی پنچایت میں مقناطیس کے دو چار جوڑے اور دو ایک کتابیں رکھ دی جائیں تاکہ گاؤں کا ہر بشر بغیر کسی خرچ کے ان سے فائدہ اٹھا سکے۔

مقناطیسی علاج کے بارے میں انگریزی اور ہندی میں کچھ کتابیں موجود ہیں۔ اخبارات میں مضمون شائع ہوتے رہتے ہیں ابھی تک جو لٹریچر ملتا ہے اس میں انگریزی کی کتاب میگنیٹو تھریپس (Magneto therapis) بہترین قرار دی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک کوئی منظور شدہ کالج یا انسٹی ٹیوٹ نہیں ہے۔

اس علاج سے سینکڑوں ٹھیک ہو جانے والے مریضوں میں سے چند کے حالات دیئے جا رہے ہیں۔

۱۔ ایک لڑکی ۱۶ - ۱۵ سال، طالب علم، دل میں سوراخ اور دل پر گٹھیا کا اثر، چلنا پھرنا مشکل، سیڑھی نہ چڑھ سکنا، سانس پھول جانا، پڑھائی چھوٹ گئی۔ کئی بار صفدر جنگ ہسپتال میں داخل کی گئی۔ دو دو تین تین ہفتے کے علاج کے بعد چھٹی کر دی گئی۔ حالت کچھ بہتر ہو جاتی مگر پورا فائدہ نہ ہوا۔ کسی نے مقناطیسی علاج کی صلاح دی علاج شروع ہوا۔ ہتھیلیوں اور تلووں میں مقناطیس دونوں وقت لگائے جاتے اور مقناطیسی پانی پلایا جاتا۔ چند مہینوں میں خاطر خواہ فائدہ ہو گیا۔ دل کا درد دھڑکن، کمزوری جلتے رہے۔ چلنے پھرنے و سیڑھی چڑھنے لگی

آگے صفحہ ۱۹ پر ←

افسانہ

شہر دل

82.03.6
19.4.83

شمع مہدی

رکشا دوسری طرف مڑتے دیکھ کر اس نے بھی اپنی سائیکل کی رفتار دھیمی کر لی اور رکشا میں بیٹھی سواری کو ایک بار پھر غور سے دیکھا۔ یقیناً یہ ستارہ ہی تھی۔ ایڑیوں کو چومتا ہوا ریشمی کالا برقع سیاہ جارجٹ کے نقاب سے چھن پڑنے والا چاندنی جیسا رنگ اور کسکا ہو سکتا ہے اور اس کے سینڈل میں جکڑے ہوئے یہ خوبصورت گورے گداز پاؤں ان کو تو وہ ہزاروں میں پہچان لے اور یہ پیروں کے ناخنوں پر لگی ہوئی سرخ نیل پالش۔ جو کہیں کہیں سے لگی اور کہیں سے کھرچی ہوئی سی ہے۔ یہ عادت بھی تو اسی کو ہے۔ اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ ابھری مگر فوراً ہی ڈوب گئی۔ جیسے کوئی بڑا نقصان اٹھا لینے کے بعد مسکرانا تو چاہے مگر مسکرا نہ سکے۔ ابھی کتنے دن ہی گزرے وہ ستارہ اور ریاض کے ساتھ شہر میں لگی ہوئی نمایش دیکھنے گیا تھا۔ ستارہ نے لڑکیوں کی عادت کے عین مطابق ہر ایک دکان پر دیکھنا اور چیزیں خریدنا شروع کی تھیں ان لڑکیوں کے شوق بھی کتنے معصوم ہوتے ہیں اور خاص طور پر ستارہ جیسی لڑکیوں کے جو گھر اور کالج کے علاوہ کبھی کبھی ہی کہیں جا سکتی ہیں اس دن بھی تو وہ کتنی ضدیں کر کے ریاض اور آصفی کے ساتھ نمایش دیکھنے آئی تھی۔ رنگ برنگی چوڑیوں کی سجی دکانیں دیکھ کر ستارہ کی خوبصورت آنکھوں میں نمایش گراؤنڈ کی ساری روشنیاں اتر آئی تھیں۔ آرٹیفشل جیولری کی دکانوں پر جب اس کے اپنے پیسے کم پڑے تو کس بے تکلفی سے اس نے ریاض اور آصفی سے پیسے بھی مانگ لیے تھے۔ میک اپ کے سامان میں اس نے نیل پالش کے کئی شیڈ خریدے تھے۔ کئی طرح کی رنگین ہیر پنس کالی چوٹیاں اور نہ جانے کیا کچھ۔

اور پھر انھوں نے نمایش میں آئے ہوئے تمام تماشے بھی ساتھ ساتھ دیکھے تھے۔ کالا جادو، موت کی چھلانگ کنویں میں موٹر سائیکل چلاتی ہوئی لڑکی دیکھ کر ستارہ کتنی حیران ہوئی تھی۔ بھنی ہوئی موم پھلی کالی مرچ و نمک کے ساتھ کھاتے ہوئے انھوں نے سامنے آتے جاتے سجے بنے لوگوں پر مزیدار ریمارکس بھی پاس کیے تھے۔ چلتے چلتے بھی ستارہ نے دو پانی بھرے رنگین غبارے خریدے تھے اور پیسے ریاض سے دلوائے تھے۔ جو ریاض نے بڑبڑاتے ہوئے ادا کیے تھے آخر ایک طالب علم کی جیب میں کتنے پیسے ہو سکتے ہیں۔ ان دونوں بہن بھائیوں کی پیار بھری نوک جھونک سے ہمیشہ کی طرح ہی محظوظ ہوا تھا۔ دوستی اور محبت کے وہ سارے لمحے اس کے ذہن میں تازہ پھولوں کی طرح مہک رہے تھے۔ دوسرے دن جب وہ ریاض کے ساتھ امی کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ تو ستارہ بڑے اہتمام سے اپنے پیر خوب صاف دھو کر دری بچھائے دھوپ میں بیٹھی ناخونوں پر نیل پالش لگا رہی تھی۔

ریاض نے ہنستے ہوئے اس سے کہا تھا۔ بات صرف اتنی ہے میری پیاری بہنا سے کسی سہیلی نے جھوٹ موٹ کہہ دیا ہوگا کہ تیرے پیر بڑے خوبصورت ہیں۔ جب ہی سے بچاری اپنے پیر دھونے لگی ورنہ تمھیں یاد نہیں ہے کیا۔ کالی ایڑیاں لیے گھومتی تھی۔ اس پر ستارہ نیل پالش کی شیشی پھینک لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئی تھی اور یہ تو اس کی ہمیشہ کی عادت تھی۔ اس کا جاتا ہوا بچپن ابھی یونہی لوٹ لوٹ آتا تھا۔ ان دونوں کی لڑائیوں میں اس نے جب بھی بیچ بچاؤ کرانا چاہا ایک دو ہاتھ دونوں طرف سے اس کے بھی پڑ جایا کرتے تھے اس لیے وہ دور ہی سے منع کرنے میں خیریت سمجھتا تھا۔

بے حد شریر اور بلا کی ذہین یہ لڑکی آصفی کو دل و جان سے بھی پیاری تھی ریاض اس کا پیارا دوست تو ستارہ اس کی زندگی بن گئی تھی لکھنؤ کے اس گنجان محلے میں۔ اس پرانے مگر بڑے کشادہ مکان میں یہ دونوں خاندان باہر سے آکر بسے تھے۔ آنگن کے بیچ ایک کچی دیوار تھی جو بظاہر مکینوں کو الگ کرتی تھی مگر

دیوار کچی تھی اور اس پر کھلے پھول دونوں طرف مہکتے تھے۔ ایک حصے میں ستارہ امّی اور ریاض کے ساتھ رہتی تھی۔ دوسرے حصے میں آصفی اپنی امّاں اور بابا کے ساتھ رہتا تھا۔ کب سے یہ اسے یاد نہیں۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا اپنے کو ان لوگوں کے درمیان پایا تھا۔ اسی گھر کے کچے آنگن میں کھیل کود کر وہ بڑے ہوئے تھے۔ ساتھ ساتھ اسکول اور پھر کالج گئے تھے اس کے چھوٹے چھوٹے غم اور خوشیاں مشترک تھیں۔ بچپنے میں ان کی لڑائیوں کے فیصلے بھی ریاض کی امّی کے حضور میں پیش ہوتے کبھی اس کی اماں کرتیں لیکن فریقین ہمیشہ فیصلے سے مطمئن ہوتے کیونکہ اس میں پیار شفقت اور ممتا ہوتی تھی۔

جانے کب اس کے دل میں ستارہ کے لیے محبت کا پھول کھلا تھا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دنیا کی کوئی بھی لڑکی ستارہ سے زیادہ اس سے قریب ہو سکتی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے درمیان کبھی محبت بھرے ڈائیلاگ نہیں بولے گئے مگر کیا کبھی کسی کو اپنے وجود کے کسی حصے سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس کا اپنا ہے۔

ریاض کو آصفی اور ستارہ کی اس وابستگی کا احساس تھا وہ خود بھی تو ان دونوں سے زیادہ دنیا میں کسی کو نہ چاہتا تھا۔ آصفی اس کا سب سے پیارا دوست تھا کیا ہوا جو وہ دونوں ایک ہی مذہب کے دو الگ الگ فرقوں سے تعلق رکھتے تھے ان کی دوستی سب باتوں سے الگ تھی اور اس نے دل ہی دل میں عہد کر لیا تھا اگر کبھی ستارہ اور آصفی کو کوئی مشکل پیش آئی تو وہ تنہا ساری دنیا سے لڑ کر ان کا ساتھ دے گا۔

ستارہ نے بی اے میں داخلہ لیا تھا اور آصفی اور ریاض نے ابھی تعلیم مکمل کی ہی تھی کہ شہر میں مذہب کے نام پر فساد بھڑک اٹھا۔ برسہا برس سے شیر و شکر کی طرح ساتھ رہتے ہوئے لوگ کس طرح ایک دوسرے کے جانی دشمن بن سکتے ہیں یہ کسی صاحب عقل کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

یہ شہر جہاں کی زبان، تہذیب، تمدن، مروت، اخلاق کی اعلا ترین قدریں ساری دنیا میں ایک روشن مثال مانی جاتی تھیں۔ وہ اپنی ساری روایات بھول کر نفرتوں کے سیلاب میں بہنے لگا ہے۔ ریاض اور آصفی نے حالات سنبھالنے کی بہت کوشش کیں۔ دن رات جاگ جاگ کر کام کیا ایک ایک کو سمجھایا لیکن جنونیوں نے اس کے بدلے میں ریاض کی قیمتی جان کی بھینٹ بھی لے لی۔ وہ آصفی کو بچاتے ہوئے شہید ہو گیا اور آصفی حالات کے اس موڑ پر ششدر رہ گیا۔ ستارہ اور امّی کو آخری بار اس نے ریاض کے خون میں نہائے جنازے پر دیکھا تھا۔ ستارہ نے اس کی طرف خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا وہ نگاہیں آصفی کے شہر دل کو ہمیشہ کے لیے ویران کر گئیں۔ وہ پھر کبھی امّی اور ستارہ سے ملنے کی ہمت نہ کر سکا جو اسی شہر کے دوسرے محلّے میں اپنے کسی عزیز کے یہاں جا کر رہنے لگی تھیں۔ مگر آصفی اس شہر کو چھوڑ کر کہاں جاتے جہاں اس کا سب کچھ لوٹ لیا گیا۔ محبت، وفا، دوستی، ممتا کیا یہ تمام الفاظ اس دنیا میں ختم ہو گئے یا ان کے مفہوم بدل دیے گئے ہیں۔ ؟ کہ محبت کرو تو صرف اپنے مذہب کے لوگوں سے دوستی کے لیے صرف اپنا فرقہ شرط ہے ورنہ قتل کر دیے جاؤ گے۔ اس اتنے بڑے ملک میں جہاں ہر مذہب، ہر فرقے کے لوگ صدیوں سے رہتے چلے آ رہے ہیں یہاں دوستی اور محبت کو مذہب اور فرقے میں محدود کیوں کر کیا جا سکتا ہے۔ یہی تو واجد علی شاہ کا لکھنؤ ہے جہاں وہ کمال رواداری سے ہر مذہب کے تیوہار مناتا تھا۔ ہولی، محرم، بسنت جیسے تیوہار کس دھوم دھام سے منائے جاتے تھے۔ راس لیلائیں رچتی تھیں۔ ہولی کھیلی جاتی تھی۔ خوشیوں کے میلے لگتے تھے سارا شہر ایک رنگ میں رنگ جاتا تھا۔ اب اسی لکھنؤ کے شہر میں فسادات ہوتے ہیں دوستی اور محبت قتل ہوتی ہے۔ کرفیو لگتا ہے۔ مگر کوئی نہیں سوچتا کسی کو شرم نہیں محسوس ہوتی کہ ہم نے اپنی تہذیب کا حسین چہرہ مسخ کر دیا ہے۔ مختلف لوگوں کے کچھ عقاید جو صرف جینے کا سہارا ہے ان کو لے کر خون خرابہ کیا معنی رکھتا ہے۔

آج ستارہ کو رکشا میں دوسری سمت مڑتے دیکھ کر آصفی کے دل کا درد بڑھ گیا۔ وہ بمشکل اپنے کو سنبھال کر پارک میں آ بیٹھا۔ بے اختیار جی چاہتا تھا کہ ستارہ کے ساتھ ساتھ جائے اس سے پوچھے تو کہ دل سے سارے جذبوں کو کیوں کر مٹایا جاتا ہے؟

اور پھر امّی کے پیروں پر سر رکھ دے۔ کیا امّی کی ممتا میں بھی فرق آ گیا ہوگا۔ کیا اب وہ کبھی میرا سر اپنے سینے سے لگا کر دعائیں نہیں دیں گی۔ ابھی کتنے دن ہوئے یہ سوئٹر امّی ہی نے بن کر مجھے پہنایا تھا میں نے کہا تھا اس میں آپ کے پیار کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔ ریاض اور ستارہ سے چھپا کر وہ میرے لیے کھیر رکھ دیا کرتی تھیں۔ جب میں ریاض کے ساتھ راتوں کو جاگ کر امتحانوں کی تیاری کرتا تھا تو امّی بے چین ہو کر بار بار ہم دونوں کو دیکھ جاتی تھیں۔ کافی اور چائے بنا بنا کر دیتی تھیں۔ جب ہم دونوں پڑھتے پڑھتے سو جاتے تھے تو وہ چپکے سے رضائیاں اڑھا جاتی تھیں اور جب میں فرسٹ آیا تھا تو امّی نے میری نذر اتاری تھی منتیں بڑھائی تھیں۔ محرم کے دنوں میں ریاض کے ساتھ کالا کرتا پہن کر ان کے امام باڑے میں شمعیں روشن کرتا تھا۔ ستارہ سبز دوپٹے میں لالے کے پھول کی طرح لگتی تھی۔ ان کے امام باڑے میں میری صحت، زندگی، تعلیم کی کتنی ہی منتیں امّی مانتی اور بڑھاتی رہتی تھیں۔ ستارہ وفات کے میلاد میں میری اماں ہر سال ستارہ کے لیے نیا جوڑا بنواتی تھیں۔ ان کو دنیا میں کوئی لڑکی ستارہ سے زیادہ اچھی نہ لگتی تھی میلاد کا سارا کام اندر ستارہ اور میرے ساتھ ریاض کرتا تھا۔ وہ سب سچے کھرے جذبے ایک دم جھوٹے کیسے ہو گئے اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ آنسو ہیں کہ سارا عالم دھندلا کیے دیتے ہیں۔ جانے اس اکیلے پارک میں بیٹھے بیٹھے کتنی دیر گزر گئی ہے۔ ریاض کی محبت بھری آواز اس کے دل میں گونج اٹھی اٹھو آصفی یہ وقت اپنے ذاتی غموں پر آنسو بہانے کا نہیں ہے۔ ہم نوجوانوں پر ساری ذمہ داری ہے ہمیں کو سوچ کے دھارے بدلنا ہیں یوں ہمت ہار دوگے تو میری جان کی قربانی رائیگاں چلی جائے گی اب کسی نوجوان ریاض کو دوستی بچانے کے جرم میں شہید نہ کیا جائے۔ اب کوئی آصفی اپنے بچپنے کے دوست اور محبت کو یوں نہ کھونے پائے۔ اب کسی شہر میں مذہب کے نام پر فساد نہ ہونے پائے اٹھو اور کچھ تو کرو میرے دوست۔ کاغذی اور زبانی باتیں نہیں سچ مچ کوئی عملی کام ریاض کی یہ آواز اس کے وجود کی گونج تھی۔ وہ بے اختیار اٹھا سبزے پر پڑی ہوئی پرانی سائیکل اٹھا کر امّی کے بنائے سوئٹر کو عقیدت سے چھوا اور آگے بڑھ گیا۔ اس انجمن کی طرف جو اس کے اور ریاض کے جیسے کچھ لوگوں نے قائم کرنا چاہی ہے۔ اس انجمن کا نام سنی امدادی کمیٹی یا شیعہ امدادی کمیٹی نہیں ہے۔ اس کا نام ہے-------انسان دوستی——

(آکاش وانی لکھنؤ سے براڈ کاسٹ)

شمع مہدی ۴ ہسٹنگ روڈ، الٰہ آباد

بقیہ:- آغا حشر

ایک خاص انداز سے اردو تھیٹر کی روایت کو فنی لوازم (تدبیر کاری اور اداکاری کے لحاظ سے ترقی اور تبدیلی کے موڑ پر لانے میں بڑی حد تک کامیاب ہوتے۔

یہ بات یاد کرنا ضروری ہے کہ حشر کے ڈرامے ان کے عہد کے اسٹیج کا بہترین مظہر تھے کیونکہ انھوں نے ایک طرف اغراض و مقاصد کو پیش نظر رکھ کر ڈرامے لکھنا شروع کیے جن کے لیے پارسی اسٹیج وجود میں آیا۔ اور اس مقصد کے لیے انھوں نے ضروری سمجھا کہ اپنے فن کی سطح عوام کے دل و دماغ کے مطابق رکھیں۔

حشر اردو ڈرامے کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنی صلاحیتوں اور تجربے سے اس میں بڑی ترقی پیدا کی اسی لیے ان کا نام اردو اسٹیج اور ڈرامے کی تاریخ میں زندہ جاوید رہے گا۔

(آکاش وانی لکھنؤ سے براڈ کاسٹ)

ڈاکٹر عطیہ نشاط الٰہ آباد یونیورسٹی۔ الٰہ آباد

افسانہ

وقت

شوکت حیات

اور اب لوگ اس سے کتراتے ہیں۔ دور ہی سے دیکھ کر نظریں پھیر لیتے ہیں۔ آپس میں چہ گوئیاں کرتے ہیں۔ اس کی طرف انگلیاں اٹھتی ہیں۔ اس کے ہونٹوں پر ہنسی رینگ جاتی ہے۔ جیسے تربوز کو کسی نے بڑی بیدردی سے کاٹ دیا ہو۔ جس کے اندر کیڑے لگے ہوں، لال لال مزیدار پھلوں کو کھا رہے ہوں۔ اور اس کا پورا رس نچوڑ رہے ہوں۔

اس نے اکثر اپنے آپ سے پوچھا ہے اور ہر بار اس کی آنکھوں کے سامنے اس کا ناتواں جسم گھوم جاتا ہے۔ دریائی طوفانی موجوں میں وہ چھپ سکتا ہے؟ چلتی ٹرین اور پٹری کا گیپ بھر سکتا ہے؟ پوٹاشیم سائنائیڈ کی جان لیوا تلخی برداشت کر سکتا ہے؟ ان تمام طویل سوالوں کا اس کے پاس ایک چھوٹا سا جواب ہے۔ نا۔

اس کے سامنے کئی طلائی اور آہنی سلاخیں تھیں۔ اس نے طلائی سلاخوں کو چھوا۔ ساری کی ساری گرم تھیں۔ اس کے ہاتھ جل گئے اور پھر اس نے آخری آہنی سلاخ کو نہیں چھوا۔

گرم ہوگی ——

شاید ٹھنڈی ہو ——

گرم نکلی تو —— !؟

اس نے پھر سے سبھی طلائی سلاخوں کو چھوا۔ ساری کی ساری گرم تھیں اس کے ہاتھ پھر سے جل گئے اور پھر اس نے آخری آہنی سلاخ کو نہیں چھوا۔ اور مدتوں الجھا رہا۔ گرم نکلی تو ....؟

اس نے سوچا کہ وہ اس شہر سے بیگانہ ہے۔ پھر اس نے سوچا کہ وہ اس ملک سے بیگانہ ہے۔ پھر اس نے سوچا وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہے۔

اور اس کی رگوں میں بے گانگی کا سرخ وجود تیز تیز سانسوں کے درمیان ہچکولے کھا رہا ہے۔ جانے کب کس طرح، کس نے اس میں زہر کی آمیزش کر دی ہے

اس کا گہرا سرخ وجود دھیرے دھیرے نیلا ہونے لگا ہے بطوں کا ایک جوڑا .... بھاری آنکھوں والی .... سیاہ محرابیں .... نوکیلے گنبد .... جھکی ہوئی بیلیں .... آڑے ترچھے دریچے .... چھوٹا سا ایک باغ .... چھوٹی سی ایک نہر .... چھوٹا سا ایک گھر .... ایک چھوٹا شہر .... ان چہروں کو کن بھیڑوں نے نگل لیا۔ دھیرے دھیرے سب کچھ کھو گیا .... ان کی جگہ پر کوئی اور صورت بھی نہیں ابھری .... ذرا سی گرفت ڈھیلی ہوئی اور سمتیں خلا میں گم ہو گئیں

جلتی ہوئی مشعل اب تاریک لکڑی میں تبدیل ہو چکی ہے۔ کھولی کے باہر برآمدے میں ایک ٹوٹی ہوئی چٹائی اس کی کائنات ہے۔ گلی کا کتا اس کی بغل میں بیٹھا ہوا اس کی کانپتی ہوئی انگلیوں کو گھورتا رہتا اور دم ہلاتا رہتا۔

وہ کتے کو دھتکارتا ہے۔ اسے اپنے پیر سے ایک ہلکا سا دھکا دیتا ہے۔ کتا گلی میں چلا جاتا ہے۔ کچھ دوسرے کتے بھونکتے ہوئے تیزی سے اس کی طرف لپکتے ہیں۔ بچنے کی کوئی راہ نہ پا کر بھاگ کر وہ برآمدے کے ایک کونے میں پناہ لیتا ہے۔ اس کی ڈانٹ پھٹکار کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اچانک اس کے بھائی کا لڑکا جسے وہ گھر میں سب سے زیادہ چاہتا ہے غسل خانے میں پانی کے ساتھ کھیلتے ہوئے زور زور سے چلاتا ہے۔

"کیڑا! چاچا کالا کیڑا!! دیکھو تو کتنا بڑا ہے۔ پانی میں بیٹھا ہے، ابھی پکڑ کر لاتا ہوں!"

"نہیں! نہیں! چھوڑ دے اسے" وہ دوڑتا ہوا بھتیجے کے پاس جاتا ہے۔

"دیکھو چاچا کتنا بڑا کیڑا ہے! میں تنکے سے اسے اتنا مار رہا ہوں لیکن یہ تو وہیں کا وہیں پڑا ہے۔ ہٹتا ہی نہیں میں اسے نکالتا ہوں"

"نہیں ہاتھ مت لگا تیرا ہاتھ گندہ ہو جائیگا"

"نہیں چاچا میں تو اسے پکڑ دوں گا" پشتو ٹھنکتا ہے اور بالٹی میں ہاتھ ڈالنے لگتا ہے۔

غصے میں وہ پشتو کو کئی تھپڑ مارتا ہے۔

"دیکھتا نہیں یہ کیڑا ہے۔ کہیں انگلیوں میں کاٹ کھائے تو .... ضدی کہیں کا .... سمجھاؤ تو سنتا نہیں ...."

پشتو تھپڑ کھا کر رونے لگتا ہے۔ لیکن اس کی آنکھیں اب بھی اسی کیڑے کی طرف لگی ہیں، روتے روتے کہتا ہے:

"یہ کیڑا کیوں پانی کو گندہ کر رہا ہے .... ہٹتا کیوں نہیں .... میں کیسے ہٹاؤں"

"ہٹ جائے گا بیٹا ....." وہ پچکارتے ہوئے پشتو کو گلے سے لگا لیتا ہے۔

پشتو پیار پا کر چپ ہو جاتا ہے اور پھر ناک سکوڑتے ہوئے بولتا ہے!'

"چاچا تم کتنے گندے مہک رہے ہو!"

وہ ایک جھٹکے سے پشتو کو اپنے سے الگ کر دیتا ہے۔

اسی شب کسی روشن لمحے کو اپنی گرفت میں لے کر وہ برآمدے سے چل پڑتا ہے۔

شاید اب وقت نے اس آخری سلاخ کو ٹھنڈا کر دیا ہو !!!

(پٹنہ سے نشر)

شوکت حیات ڈاکٹر مہاویر بھون مہندرو پٹنہ ۶

بقیہ:۔ مقناطیسی علاج

والدین یہ فائدہ دیکھ کر نہایت خوش بھی تھے اور حیران بھی۔

نمبر۲ ایک ۲۵ سالہ لمبے قد کے جوان شخص کے دائیں ہاتھ میں فالجی کمزوری تھی۔ دس سال میں مختلف علاج کرائے مگر بے سود۔ وہ دائیں طرف کمزوری محسوس کرتے تھے، ہاتھ نہ اٹھا سکتے تھے اور نہ دائیں ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ سکتے تھے یہاں تک کہ دستخط کرنا بھی محال تھا۔ شمالی قطب ان کے دائیں کندھے پر لگایا گیا اور جنوبی قطب دائیں ہتھیلی کے نیچے آدھا گھنٹہ روزانہ ڈیڑھ ماہ میں بہت فائدہ ہو گیا۔ وہ ہاتھ اٹھانے لگے اور کام کرنے لگے۔

نمبر۳ ایک بزرگ آدمی عمر ۶۸ سال، بائیں گھٹنے میں پرانا درد، چل نہیں سکتے تھے چند مہینے مقناطیس لگایا۔ درد بالکل جاتا رہا۔ ان کو درد دل ہو گیا۔ آج کل وہ اس کے لیے دونوں ہتھیلیوں کے نیچے مقناطیس لگا رہے ہیں اور فائدہ محسوس کر رہے ہیں۔

نمبر۴ ایک اور بزرگ عمر ۶۵ سال، بینائی بہت کمزور، تین چار گز پر کوئی چلتا ہوا آدمی کوئی چیز چلتی پھرتی معلوم ہوتی تھی۔ پہچان نہ سکتے تھے کہ آدمی ہے یا کچھ اور۔ ۶ مہینے تک آنکھوں پر سیریمک مقناطیس لگانے سے ان کی بینائی بہت بہتر ہو گئی۔ اب وہ تین چار گز کے فاصلے پر ہر آدمی کو پہچان سکتے ہیں آنکھوں میں درد اور پانی آنا بھی بند ہو گیا۔

(اردو سروس سے نشر)

افسانہ

آخر کب تک

رفعت شاہین

انسانی ہجوم کا سمندر، ایک ہنگامہ چیخ پکار بھیڑ طرح طرح کے لوگ، امیر غریب شریف بدمعاش، چھوٹے، بڑے، ہنگامہ پر موقوف رونق نوحِ غم بہو کر نغوشاد۔

مولانا صاحب دھواں دھار تقریر میں باوجود لمحہ بلمحہ خشک ہوتے گلے کے حروف ہیں —— ہمارے مذہب میں صداقت ہے، محبت کا جادو ہے۔ شرافت کی خوشبو ہے۔ برادران مجھے اس سے سروکار نہیں یہاں کون ہندو ہے، کون مسلمان، کون سکھ ہے، کون عیسائی۔ میں تو اس حیوانیت کی طرف، اس ظلم و ستم بے رحمی کی طرف آپ کا دھیان دلانا چاہتا ہوں جو ملک و ملت مذہب و ذات کے خانوں میں انسانیت کو بانٹتی جا رہی ہے۔ جو مذہب کے جسم سے انسانیت کے لہو کو نچوڑتی جا رہی ہے۔ انسان انسان کو حیوان بنکر چیر پھاڑ رہا ہے۔ یہ ہندو مسلمان کا نہیں انسانیت کا خون ہے۔ ہمیں ضرورت ہے دل و دماغ کو اتنا وسیع بنانے کی جس میں مذہب و ملک کے تعصب سے بہت پرے ساری دنیا ایک ہو کر سما سکے۔ اسلام میں انسان دوستی پر زور دیا گیا ہے۔ ہمارے رسول نے فرمایا ہے —— "جو حق کے ساتھ چلتا ہے وہ خالق سے نزدیک تر ہے۔"

گھنٹے کی آواز ——

منتروں کا ورد۔ مقدس الفاظ پجاری کے کانوں میں یوں آتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہندو دھرم ست ہے، اہنسا اس کا سب سے بڑا اصول ہے ہر آتما بھگوان کی ہی رہتا ہے جو انت میں اسی میں ولین ہو جاتی ہے۔ یہ اس کا اپنا روپ ہوتی ہے۔ منوشیتا ہی پرم دھرم ہے اور اس دھرم میں ذات پات سب بندھنوں کو توڑ کر آئے ہیں اور پھر اس بندھن میں بندھ کر ہر پرانی کیوں منوشیہ رہ جاتا ہے۔ ذات دھرم کی دھارا سے بہت پرے۔ نہ کوئی پھر ہندو رہ جاتا ہے نہ مسلمان اونچا نیچا چھوٹا بڑا۔ یہ ساری بھاونائیں نشٹ ہو جاتی ہیں۔ ۔ ۔ اور موکش کی پراپتی ایک ماتر سادھن ہے ۔ ۔ ۔ ۔

آؤ عیسیٰ کی پناہ میں ——

یہاں نجات ہے۔ سارے غم سارے مسئلے۔ خدا کے بیٹے کی پناہ میں آکر بھول جاؤ گے۔ جو بھی ہو تم یہاں آتے ہو عیسیٰ کو پکارو —— مسیحا مسیحائی کرے گا اس جگہ *Fatherhood of God and brotherhood of all men* پر یقین و عمل کیا جاتا ہے۔ اس مذہب کے علمبردار دنیا کے کونے کونے میں بکھرے ہوئے ہیں۔ سوچو ۔ ۔ ۔ ۔ کیا کشش ہے اس میں کون سا جادو ہے ۔ ۔ ۔ آؤ عیسیٰ کا گھر کھلا ہے ہر کسی کے لیے ۔ ۔ ۔ ہر وقت ۔ ۔ ۔ اور شاید یہیں وہ نقطہ ہیں جس پر جنوب سے شمال مغرب سے مشرق جتنے بھی مذہب جانے و مانے جاتے ہیں سبھی کی لائنیں آملتی ہیں اور پھر اس سے جو نقشہ تیار ہوتا ہے وہ ایک نئے ملک اور نئے مذہب کی نشاندہی کرتا ہے۔ وہ مذہب جو انسانیت ہے اور اس کے وہ پیروکار جو صرف انسان ہیں۔ نہ صرف انسان نہ ہندو نہ مسلمان۔ جو میں گھنٹے سے زیادہ ہوئے ایک لاش پتلی سی ایک چادر میں آدھی ڈھکی آدھی کھلی یخ بستہ ہواؤں کے جھونکوں کے رحم و کرم پر سڑک کے کنارے یوں ہی پڑی ہے۔ اس کا کوئی مذہب ہے نہ ذات نہ ہی اسکا تعلق کسی خاص ملک و ملت سے ہے۔ مذہب و ملک کے نام پر اس نے نہ ہی انسانیت کا خون بہایا ہے نہ ہی کسی مذہب کی اس نے ہمنوائی یا برائی کی ہے۔ اس نے کوئی وصیت بھی تو نہ چھوڑی ہے کہ مجھے ہندو ہاتھ نہ لگائیں میرا کفن دفن مسلمان ہی کریں۔

—— انسانیت و مذہب کی قربان گاہ پر چڑھے لہو میں سنے بے گناہ جسم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کیا خبر انھیں اس جرم کا بھی پتہ رہا ہوگا یا نہیں۔ انھیں یوں کرنی پڑی ست ۔ ۔ نہیں کیوں کہ یہ بے گناہ تھے۔ جنھیں گنہگاروں نے اس طرح سزا دی۔ شاید بے گناہی کی سزا۔

—— اس نکڑ پر یہ بیمار و اپاہج ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک کٹا ہوا انسان —— نہ ہندو نہ مسلمان، سکھ نہ عیسائی، پارسی نہ بودھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کا مذہب ہے۔ ایک روٹی ۔ ۔ ۔ ایک پیسہ بس۔ اس کا خدا یہی ہے اس کا بھی ورد اس کی زبان پر ہے اور ہر کسی کے لیے صرف اس کی دعا ہے "دے دے بندے تیرا بھلا ہوگا۔"

—— ٹیڑھی میڑھی سی ایک لاٹھی۔ اور ہوا میں کچھ محسوس کرتا کچھ ٹٹولتا اپنی قسمت اور بینائی کی تمام ترسیاہیوں کے کھنڈر میں بھٹکتا ٹھوکریں کھاتا پھر سنبھلتا اور پھر لڑکھڑاتا۔ ایک اندھا ۔ ۔ ۔ ۔ بہت دنوں سے سڑک پار کرنے کی کوشش میں آنکھ والوں کا دھکا کھاتا رہتا ہے۔

پھر ہوتا کیا ہے —— ؟

یہی اس وقت سارے مذہبوں کے جسموں سے انسانیت کی روح پرواز کر جاتی ہے۔ تعصب، بناوٹ، ڈھونگ ملک مذہب و ملت رنگ و نسل، معروفیت غرور اور نہ جانے کتنے ہی جذبوں کے خانوں میں انسانیت تقسیم ہوا ہے۔ اپنے وجود کی اہمیت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔ اصولی اور مذہبی کتابوں میں لکھی باتیں، منبر پر کھڑے ہو کر مذہب کے رہنماؤں کی دھار تقریریں ناپید ہو جاتی ہیں۔

کوئی راہِ نجات دکھا کر۔

کوئی آتما پرماتما کے اٹوٹ رشتے بتا کر۔

کوئی خدمتِ خلق و انسانیت کا سبق پڑھا کر۔

سب ہی اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کا پیغام سنا کر نجانے کہاں غائب ہو جاتے ہیں۔ جب مذہب و ملک قوم و ملت کے نام پر انسان حیوان ہو جاتا ہے اور چاروں طرف انھیں کے نام پر انتشار، ہنگامہ پھیلتا جاتا ہے۔ چیخ و پکار افراتفری میں انسانیت اندھی، بہری، لنگڑی گونگی ہو جاتی ہے۔

اس بار ہولی نہیں جلے گی ورنہ خون کی ندیاں بہا دی جائیں گی۔ محرم میں ذرا بھی گڑبڑ ہوئی تو اس کا ذمہ دار اپنی جان سے ہاتھ دھوئے گا۔ گو ہتیا اگر بند نہ ہوئی تو —— بہت برا انجام ہوگا۔

ہمیں مسلمانوں سے نفرت ہے ہندو کہتے ہیں۔ ہمیں ہندوؤں سے نفرت ہے، یہ مسلمان کہتے ہیں کیتھولک خود پروٹسٹنٹ سے نفرت کرتے ہیں۔ شیعہ کو سنی سے ازلی نفرت ہے۔ اکالی نرنکاری کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ یہ ایک عالمی جنگ ہے جو ازل سے چھڑی ہے اور شاید ابد تک مسلسل یوں ہی لڑی جاتی رہے گی۔ ہر فرد اس جنگ میں کسی نہ کسی طرح شامل ہے —— جیسے ہیروشیما ناگاساکی کی سرزمین پر پھٹے اس بم کے اثرات جس سے آنے والی کئی پشتیں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔

کتنے ذہن ہیں کتنی آنکھیں ہیں کتنے دل ہیں جو یہ دیکھتے سوچتے سمجھتے ہیں۔ شاید ایک بھی نہیں۔ ایک بھی نہیں ہیں۔ کیوں کہ کوئی ہندو ہے کوئی مسلمان کوئی سکھ کوئی عیسائی۔ الگ الگ مذہبوں کے علمبردار الگ الگ خداؤں کے بیٹے۔ الگ الگ رسم و رواج رجحان و طور طریقہ کے ماننے والے۔

سب مصروف ہیں سب اپنے آپ میں کھوئے۔

اندرونی نظام —— جس میں دل دھڑکتا اور رگوں میں خون دوڑتا ہے۔ تہذیب و تمدن معاشرت تعلیم و

ترقی کے بہت سے کل پرزوں کا۔ مشینی انسان سے زیادہ کچھ نہیں رہ گیا ہے۔

اس میں جذبوں کی کوئی جگہ نہیں۔ زندگی اور نظامِ زندگی سیکڑوں خانوں میں تقسیم ہے۔

— مولوی بھاگے جا رہے ہیں وعظ نصیحت کرنی ہے

— کہیں کرشن کتھا بیٹھی ہے شرکت لازمی ہے۔

— اسپیشل چرچ سروس ہے ننوں کو تائیوان میں بھیجنا ہے۔

— گورونانک جینتی دھوم دھام سے منائی جا رہی ہے۔

— آج گڈ فرائڈے ہے۔

— آج بارہ وفات ہے۔

— آج جنم اشٹمی ہے۔

— کہیں کوئی نہایت اہم سیاسی میٹنگ ہے۔

— کسی کو ٹائم سے آفس پہنچنے کی دھن ہے۔

— گھنٹہ گھر کی سوئی ہتھوڑے کی طرح دس بار دماغ پر پڑتی ہے اور ہر کوئی اس کا تابع اپنی اپنی جگہ کیل کی طرح فِٹ ہو جاتا ہے۔

موٹر گاڑی۔ رکشہ سائیکل پیدل —— زندگی خیالات سے بھی تیز بھاگ رہی ہوتی ہے۔

اور .....

—— ایک لاوارث پڑی لاش آخری منزل کو کیوں ترستی ہے۔

ایک روٹی ایک پیسہ کی آس میں ایک معذور مجبور کا ہاتھ ادھا کٹا ہاتھ یوں ہی اٹھا کا اٹھا رہ جاتا ہے۔ سارے سارے دن، ایک اندھا سنبھلتے سنبھلتے بھی آنکھ والوں کی ٹھوکریں کھا کر ایک سڑک پار کرنے میں کتنی ہی بار لڑکھڑایا کرتا ہے۔

اور ملک و قوم رنگ و نسل مذہب کے نام پر انسانی حیوانیت کی قربان گاہ کی نظر لاکھوں بے گناہ اس طرح ہو جایا کرتے ہیں۔

وقت —— وہ لفظ کہاں فنا ہو جاتا ہے جس پر جنوب سے شمال مشرق سے مغرب ہر مذہب و ذات کے ماننے والوں کا نظریہ آ آ کر ملتا ہے اور جس سے ایک نئے نقشہ کی تعمیر ہوتی ہے جو انسانوں کی دنیا ہوتی ہے اور جس کے رہنے والے صرف انسانیت کو اپنا مانتے ہیں۔

سارے مذہبوں کا وہ جز جسے انسانیت کہا گیا ہے اور جن کی عدم موجودگی میں ہر کچھ ادھورا ہوتا ہے۔ کہاں فنا ہو جاتا ہے —— ؟

انسانیت کے مردہ ہوتے جسم کو یہ سارے عناصر ایک نئی روح کیوں نہیں عطا کرتے۔ اسے ایک بار پھر سے زندہ کیوں نہیں کرتے۔ بذاتِ خود انسانیت ہی ایک نیا مذہب کیوں نہیں بن جاتی —— ہر طرف بھید بھاؤ ——

تعصب کی حدوں سے پرے ایک نیا مذہب!!

—— آگے صفحہ ۲۲ پر ——

افسانہ

تماشا

م ق خان

پہلا منظر

پردہ اٹھتا ہے۔ ایک شخص ڈگڈگی بجاتا ہوا اسٹیج سے گزر جاتا ہے۔ تاریکی میں ایک ہیولیٰ ابھرتا ہے۔ یہ ہیولیٰ ایک ٹنڈ منڈ درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ درخت کی شاخیں سوکھ کر اکڑ گئی ہیں۔ کھال تنوں سے الگ ہو کر لٹک رہی ہے۔ آنکھیں اب بھی چمک رہی ہیں ان سے عزم و استقلال جھانک رہا ہے۔

پہلے پردہ دھیرے دھیرے تیز زوروں سے ہلنے لگتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے طوفان اپنے سارے جاہ و جلال کے ساتھ آ دھمکتا ہے۔ فضا پر خوف و دہشت طاری ہو جاتی ہے۔ ماحول کا ذرّہ ذرّہ لرزہ براندام ہے لیکن وہ ٹنڈ منڈ تنہا درخت پہلے کی طرح سینہ سپر ہے۔ اس پر خوف و ہراس کا شائبہ تک نہیں۔

آندھی کی گرجدار آواز گونجتی ہے "میری زد میں آنے والے درختوں کا انجام تم نہیں جانتے ہو؟"

درخت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "جانتا ہوں، خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔ بھلا آندھی اور درخت کا رشتہ کون نہیں جانتا ہے؟ لیکن تم مجھے جھکنے پر مجبور نہیں کر سکتیں۔"

اس تنہا درخت نے آندھی سے لوہا لینے کی ٹھان لی تھی۔ آندھی نے بار بار دھمکی دی کہ اسے راستے سے الگ ہو جانا چاہیے۔ لیکن وہ درخت تن تنہا نبرد آزما رہا۔ یہ اس کی فطرت تھی۔ شاید وہ اسی کے لیے بنا تھا۔

آندھی نے درخت کو یاد دلایا "تم اپنا وہ دن بھول گئے جب تم تخم تھے اور بنجر زمین میں پڑے گمنامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ وہاں پانی کہاں تھا کہ تمہاری تخم ریزی ہوتی اور تم بار آور ہوتے۔ تمہاری طرح کتنے ہی بیج یا تو پیروں تلے روندا گئے یا ہوا میں اڑتے پرندوں کا لقمہ بن گئے۔ کبھی کبھی ایسے بیج انکرے بھی تو زمین میں نمی کی کمی یا زرخیزی کی کمی کی وجہ کر پھولنے پھلنے سے پہلے ہی سوکھ گئے اور دنیا نے انھیں فراموش کر دیا۔ جانتے ہو نا اس دنیا والوں کی یادداشت بہت کمزور ہے۔ میں نے تمھیں اُڑا کر ایسی زمین میں ڈالا جو تمہاری نشوونما کے لیے سازگار تھی۔ پھر میں نے تمہارے لیے فضا کو موافق بنایا اور تمھیں پھولنا پھلنا نصیب ہوا۔

درخت نے شانِ بے نیازی سے آندھی کی جانب دیکھا۔ آندھی نے آنکھیں چرالیں۔ درخت گویا ہوا "اور تم ...؟ تم یہ کیوں بھول جاتی ہو کہ تمہاری بقا ہماری سانسوں کی مرہونِ منت ہے۔ ہمارے لوگوں کا گرم گرم خون جل کر تمھیں جوہر توانائی بخشتا ہے۔ تم جو کچھ ہو میری وجہ کر ہو —— ورنہ تم میرے بغیر تو تمہارا وجود بھی نہیں رہ سکتا۔"

آندھی ان باتوں کو سن کر جھلا گئی۔ اس نے ایسا زور لگایا کہ زلزلہ سا آگیا۔ درخت کی ہری ہری شاخیں ٹوٹ کر زمین بوس ہو گئیں۔ درخت ٹنڈ منڈ اسی وقت ہو گیا تھا۔ آندھی نے اپنی ساری طاقت صرف کر دی کہ اس درخت کی بیخ کنی کر دے لیکن یہ شاید اس کے بس کی بات نہیں تھی درخت کی جڑیں بہت گہرائی تک زمین میں پیوست تھیں۔

درخت نے آندھی کی ظالمانہ حرکت کے خلاف جنگ شروع کر دی۔ دوسرے سارے درخت جو اب تک محض تماشائی تھے اس کے ساتھ ہو گئے۔ درختوں نے آندھی کی ایک ایک سانس کو اپنے بازوؤں میں جکڑ لیا۔ آندھی اژدہے کی طرح پھنکارتی رہی لیکن وہ طلسمی طاقت جس کے زور پر وہ درختوں کو خاطر میں نہیں لایا کرتی تھی مفلوج ہو گئی۔ آندھی کو نہ صرف ظلم و ستم سے دستبردار ہونا پڑا بلکہ وہ خود انھیں درختوں کے رحم و کرم کی محتاج ہو گئی۔

لیکن وہ اتنی آسانی سے اپنی شکست ماننے والی نہیں تھی۔ اس نے ایک دوسری آندھی کو دعوت دی اور خود کنارہ کش ہو گئی۔ نئی آندھی نے درختوں کی برہمی کا انجام دیکھا تھا اس لیے اس نے درختوں کو دوستی کا پیغام دیا۔ اس نے درختوں کا دل حسین وعدوں سے جیت لیا۔ درخت اپنی فطری سادگی کی وجہ کر آندھی کی دوستی کا دم بھرنے لگے۔ انھیں اس کی اچھائی اور وعدوں پر یقین آگیا۔ اب کیا تھا دونوں میں خوب بننے لگی۔

ہر طرف چہل پہل نظر آنے لگی۔ آندھی کی خوش خرامی سے درخت مست و بےخود ہو کر جھومنے لگے۔

لیکن آندھی بہرحال آندھی تھی۔ درختوں کی کوئی بات اسے کب بھاتی؟ اس نے ایک چال چلی۔ اس نے درختوں کو اس حد تک چھوٹ دے دی کہ وہ خود سر ہو جائیں ۔۔۔ جلد ہی کئی درخت طاقت کا مظاہرہ کرنے لگے۔ آندھی کا اندازہ ٹھیک ہی نکلا۔ درخت آپس کی خانہ جنگی میں مصروف ہو گئے۔ آندھی ہر درخت کو شہ دیتی رہی۔ ان میں سے ایک درخت آندھی کی توقعات کے خلاف خود کو سب سے سربلند اور سب سے الگ تصور کرنے لگا۔ اب آندھی کی آنکھیں کھلیں۔ اس نے پہلے درخت سے مشورہ لیا اور اس نوافتادہ درخت پر تب توڑ مار دیا۔ اس نے اپنی دانست اس درخت کو نیست و نابود ہی کر دینا چاہا لیکن حالات نے ایک عجیب موڑ لیا۔ ہر شاخ، ہر گل، ہر بوٹے کی زبان پر اس درخت کی داستان تھرتی تھی۔ ہر طرف بغاوت اور بدامنی پھوٹ پڑی۔ اب ایک ایک ڈالی، ایک ایک پتہ ہاتھ میں خنجر لیے آندھی پر جھپٹ پڑی۔ آندھی کے لیے یہ نیا تجربہ تھا۔ وہ گھبرا گئی اور اس نے کمال بزدلی سے درختوں کے سامنے سر جھکا دیا۔ اس آندھی کی طاقت تو مستعار سانسوں پر تھی۔ مہاجن نے حالات کا جائزہ لیا اور ہاتھ کھینچ لیے۔ حقیقت سامنے آ گئی۔

حسین وعدوں سے بنی خواب کی دنیا میں رہنے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے۔

یہی وہ موقع تھا جب اس پہلے درخت نے دوسرے نوافتادہ درخت سے کنارہ کشی اختیار کر لیا اور خود مالک و مختار بن بیٹھا۔ اب آندھی بھی اس کے اشارے کی منتظر رہنے لگی۔ اس نے پہلی آندھی کی طرف قہر آلود نگاہوں سے دیکھا لیکن کسی مصلحت کی بنا پر اسے نظر انداز کر دیا لیکن دوسری آندھی کو پابہ زنجیر و سلاسل کر دیا۔ اب صرف درختوں کی اہمیت تھی۔ درختوں کو پہلی بار کھل کر سانس لینے کا موقع میسر ہوا۔ اس درخت نے اپنی مہم فراست سے ہر جانب اپنی دھاک بٹھالی۔

لیکن عروج و زوال کا پہیہ کبھی ساکت و جامد نہیں بیٹھتا۔ ہوتا یہ ہے کہ توقع سے زیادہ کامیابی خود پسندی، خود فریبی اور غرور کو جنم دیتی ہے۔ اس درخت میں بھی اب غرور کی کونپلیں پھوٹنے لگی تھیں۔ دوسری شاخوں نے انھیں کونپلوں کے حسن و صحت کی تعریف شروع کر دی۔ درخت اپنی تعریف سن کر پھولے نہ سماتا۔ اب حال یہ تھا کہ جہاں کوئی تلخ بات کہتا اس کے تیور پر بل آ جاتے۔ یہ ان کا نام و نشان مٹانے کے درپے ہو جاتا۔ جو درخت اس کے محور سے ہٹتے نظر آتے یا اپنا قد دوسرے عام درختوں سے بلند کرنا چاہتے یا کبھی اس کی ہمسری کی جرأت کرتے تو ان کی زندگی مصیبت بن جاتی۔ نئی کونپلیں اس تیزی سے بڑھنے لگیں کہ دوسری تمام شاخیں سوکھنے لگیں۔ درختوں میں چہ میگوئیاں ہوتیں تو ان کی باہیں کاٹ لی جاتیں۔ چھوٹے درخت خوف سے سہمے ڈرے رہتے۔ اس طرح وہ درخت مطلق العنان ہو تا گیا۔ اب وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا۔ دوسرے درخت بظاہر مطیع و فرماں بردار نظر آتے تھے لیکن وہ سازباز کرنے میں مشغول تھے۔ محرومی و ناکامی ہمیشہ سے بغاوت و بدامنی کو جنم دیتی رہی ہے۔ باہری درخت دوسروں کے کندھوں پر بندوق رکھ کر چلانے کے قائل رہے ہیں۔ جیسے ہی انھیں درختوں میں بغاوت کی چنگاری کا پتہ چلا انھوں نے ہوا دی۔ خود اس درخت نے بھی تو کسی وقت یہی کیا تھا۔ راہ پہلے ہی کھل چکی تھی۔ انتظار راہ روکی تھی۔ موقع ملا اور درخت چل پڑے۔

پہلے درخت نے اس کی پروا نہیں کی۔ اس نے آندھی کو حکم دیا ایسے درختوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ لیکن درخت بڑھتے رہے ۔۔۔ آندھی ان کے قدم روک نہ سکی۔ آخر اس درخت نے محسوس کیا، اس کے اردگرد نارہ ہو کی تکہ آہ و بکا کا زہر پھیلا ہوا ہے۔ اس نے گھٹن سی محسوس کی۔ اس نے زمین پر نظر ڈالی جس پر وہ کھڑا تھا۔ اس کی جڑوں میں ان درختوں کا خون پیوست تھا جو اس کے ہم قوم تھے اس کے ساتھی تھے۔ وہ کتنا ہی بے رحم ہو آندھی کی طرح سفاک اور ظالم نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے اور اس نے عالم بے پناہی میں آندھی کو آواز دی۔

آندھی دیر سے اس بات کی منتظر تھی۔ آتے ہی آندھی نے من میں یہ بات ٹھان لی کیا اس نے بار بار آندھی کو زیر کیا ہے۔ یہ موقع غنیمت ہے۔ اس بار اسے بخشا نہیں چاہئے۔ اس نے دوسرے درختوں کی آڑ لے کر اس درخت کو پابہ زنجیر کر دیا۔ درخت چرآیا "میں نے تمھیں سارے اختیار کیا اسی دن کے لیے سونپے تھے؟ تمھیں اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہئے!!"

کل تک اس درخت کے اشارے پر ناچنے والی آندھی کے تیور آج بالکل بدل چکے تھے۔ اس نے صفائی پیش کی "میں کچھ نہیں کر رہی ہوں یہ سارے درختوں کی خواہش ہے۔ ان کی خواہش کا احترام میرا اولین فرض ہے۔ میں فرض کا پابند ہوں۔

کچھ درختوں نے آندھی کے عمل پر تشویش کا اظہار کیا۔ آندھی نے انھیں اپنا طرفدار سا لیا۔ اس نے درختوں کے نام ایک پیغام نشر کیا۔

"میرے دوستو! میرے ہمدم دیرینہ! میں تو آپ کا غلام ہوں، خادم ہوں۔ تم نے جو ذمہ داری مجھے سونپی ہے اس کو حسن و خوبی سے انجام دینا ہی میری زندگی کا اولین مقصد ہے۔ میں جو کچھ کروں گا وہ تمھاری ہی فلاح و بہبود کے لیے ہوگا۔ ساری کارروائی آئین کے مطابق ہوگی۔ حق و انصاف کی نظر میں نہ کوئی اعلا ہے نہ کوئی ادنا۔"

درخت مطمئن ہو گئے کیونکہ یہ ان کی فطرت تھی۔ حسین وعدوں سے بہلنا اور آئین و قانون کی روشنی میں ہونے والے انصاف پر یقین ان کا ایمان تھا۔ ان کی سادگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی کہ انھوں نے بار بار دیکھا تھا کہ قانون بھی مصلحت اندیشی اور طاقت کا محکوم ہو جاتا ہے اور پھر بھی وہ اس کی غیر جانبداری کا کلمہ ورد کرتے رہے اور سو گئے۔ قانون کا دوسرا پہلو ان کی سریع الاعتقاد طبیعت کی پرواز سے باہر تھا اور قانون کا پانسہ درخت کے خلاف گرا۔

آخری منظر

اس بار کوئی ڈگڈگی بجانے والا اسٹیج پر نہیں آیا کیونکہ یہ وہ وقت تھا جب رات دم توڑ رہی تھی۔ اسٹیج پر بس وہی تنہا ٹنڈ منڈ درخت تھا، جس کی شاخیں سوکھ کر اکڑ گئی تھیں۔ کھال تنوں سے الگ ہو کر لٹک رہی تھی۔ آندھی کا ایک جھونکا آیا۔ درخت کے خشک گلے سے ایک چیخ نکلی اور درخت گر گیا۔ فضا اس کی آخری چیخ کی بازگشت سے لرز گئی۔ ماحول کا ذرہ ذرہ درد و غم میں ڈوب گیا۔ اور تماشہ بینوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں اڑس لیں۔ آنکھیں اشک ریز ہوئیں تو انھوں نے اپنا اپنا منہ اپنے گریبانوں میں ڈال لیا اور تماشہ گاہ سے باہر نکل آئے ۔۔۔ پھر بھی آندھی ان کا تعاقب کرتی رہی ۔۔۔ کرتی رہی ۔۔۔!

(ایٹنہ سے نشر)

م۔ ف۔ خان
معروف گنج۔ گیا (بہار)

بقیہ:- آخر کب تک

جس کے بانی ہندو مسلمان نہیں صرف انسان اور صرف انسان ہوں۔ کب آئے گا وہ لمحہ ۔۔۔؟ جب مذہب کا ادھورا وجود پورا ہو سکے گا ۔۔۔ صحیح معنوں میں؟ یہ لاشیں ۔۔۔ لاوارث بے یار و مددگار آخری منزل پر کب پہنچے گی؟ اس اندھے کی طرف سہارے کے لیے ہاتھ کب بڑھیں گے؟ کب تک آخر ایک ایک پیسے کو یہ معذور یوں محتاج رہے گا۔ اس پر کسی کی نظر عنایت کب ہوگی؟

گرد و خون میں سے یہ بے جان جسم .... کب تک انسانیت کی حیوانیت کا شکار یوں ہی ہوتے رہیں گے۔

کب لالہ گل بن کر انسانیت کے چمن میں نمایاں ہوں گے۔

کب تک۔
آخر کب تک۔

(گورکھپور سے نشر)

خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری/
ایجنسی نمبر ضرور تحریر کریں
اس سے آپ کے خطوں کے جواب دینے میں آسانی ہوگی۔

نیشنل پروگرام

تیاگے راج ارادھنا فیسٹول : ۱۷ر جنوری رات ساڑھے نو بجے

سنت کمپوزر تیاگ راج کی یاد میں تھیرو وروکے مقام پر "پشپا بھولا پنچمی" پر ہر سال تیاگ راج ارادھنا فیسٹول منعقد کیا جاتا ہے۔ اس عظیم سنت نے اس روز سمادھی حاصل کی تھی اس موقع پر ملک کے قریب اور دور دراز حصوں سے موسیقار خراج عقیدت پیش کرنے آتے ہیں۔ اس بار یہ فیسٹول ۱۳ر سے ۱۷ر جنوری تک منعقد ہوگا۔

موسیقی کے نیشنل پروگرام میں اے کے سی نٹراجن کا کلارنٹ وادن اور ٹی این شیشا گوپالن کا گائن براہ راست ریلے کیا جائے گا۔

شرافت حسین خاں کا گائن : ۲۳ر جنوری رات ساڑھے نو بجے

آگرہ گھرانہ کے نمائندہ فنکار شرافت حسین خاں نے نہایت کم عمری میں ہی اپنے چچا استاد فیاض خاں سے موسیقی کا علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا جو کہ ایک نامور موسیقار تھے۔ بعد میں انھوں نے استاد عطا حسین خاں اور ولایت حسین خاں مرحوم سے بھی تربیت حاصل کی۔ خیال گائیکی ان کا خاصہ ہے جس میں ان کا اپنا ایک انفرادی انداز ہے۔

جیا بسواس کا ستار وادن : ۳۰ر جنوری رات ساڑھے نو بجے

جیا بسواس نے اپنی فنکاری کا آغاز بچپن میں کلکتہ ریڈیو سے کیا تھا۔ موسیقی کے مقابلوں میں متعدد انعامات جیتنے کے بعد ان کو وزارت تعلیم کی جانب سے کلچرل اسکالرشپ دیا گیا۔ جس نے ان کی زندگی کا رخ بدل دیا۔ انھوں نے صحافت کو چھوڑ کر موسیقی میں سنجیدگی سے دلچسپی لینا شروع کر دیا۔

ستار وادن کی اعلیٰ تربیت انھوں نے مشہور ستار نواز روی شنکر سے حاصل کی۔ جیا بسواس الاپ، جوڑ، جھالا اور گت کے روایتی انداز میں مہارت رکھتی ہیں۔ ان کے فن کو ملک اور بیرون ملک دونوں جگہ داد تحسین ملی ہے۔ آج کل کلکتہ اسکول آف میوزک میں انڈین میوزک سیکشن کی ہیڈ ہیں۔

جیا بسواس — شرافت حسین خاں

نیشنل سمپوزیم آف پوئٹس ۱۹۸۲ء

ھر سال کی طرح اس سال بھی یوم جمہوریہ کی خوشی میں ملک کی زبانوں پر مشتمل ایک قومی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا ھے۔ یہ مشاعرہ ۲۴ر جنوری ۱۹۸۲ء کو مدعو سامعین کے روبرو پیش کیا جائے گا اور ۲۵ر جنوری کو رات ساڑھے نو بجے اس پروگرام کی ریکارڈنگ نشر کی جائے گی یہ پروگرام آل انڈیا ریڈیو کے سبھی اسٹیشنوں سے متعلقہ علاقائی زبانوں میں نشر کیا جائیگا۔

شرکا شعرا کی تفصیل درج ذیل ھے

	زبان	شاعر
۱۔	آسامی	رابندر بورا
۲۔	بنگالی	سلکھا گھوش
۳۔	گجراتی	چندر کانت سیٹھ
۴۔	ہندی	ڈاکٹر جگدیش گپتا
۵۔	ہندی	عبد البسم اللہ
۶۔	کنڑ	شام سندر بدار کنڈی
۷۔	کشمیری	غلام نبی خیال
۸۔	ملیالم	مادھون ایاپتھو
۹۔	مراٹھی	شری پد بالاچندر جوشی
۱۰۔	اڑیہ	چنتا منی بیہرا
۱۱۔	پنجابی	کماری منجیت توانہ
۱۲۔	سندھی	الیشور انچل
۱۳۔	تامل	مینا کشی ونبیگن
۱۴۔	تیلگو	غلام یسین
۱۵۔	اردو	ڈاکٹر وحید اختر
۱۶۔	سنسکرت	سرینواس رتھ

رات

۸-۴۵ 'ہندوستانی معیشت - آزادی کے بعد'
'غریبی کا انسداد'
تقریر از ہنومنت رائے

۹-۰۰ حسن غزل
کمل ہنس پال : غزلیں

۹-۳۰ آئینہ ، ادبی میگزین

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) کنکنا بنرجی : خیال مالکونس
(۲) محمد یعقوب ، سرود پر راگ چندر کونس

بدھ ۲۰ر جنوری

صبح

۶-۳۵ شہر صبا
انجلی بنرجی ، مجروح سلطانپوری،
سراج لکھنوی اور مصحفی کا کلام
ترلوک کپور ، جگدیش مہتہ درد کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
رئیس خاں ، ستار پر راگ بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کمل سہگل اور کویتا سہگل
خیال کومل رکھب اساوری

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ فلمی دنیا
ترتیب و پیشکش ، اے ایس راقم علی

رات

۸-۴۵ شہرنامہ

۹-۰۰ حسن غزل
ترلوک کپور ، حسن نعیم اور
شاد فدائی کا کلام

۹-۳۰ کھیل کے میدان
مدیر ، ٹی این لاؤ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) کمل سہگل ، کویتا سہگل ، خیال بہاگ
(۲) رئیس خاں ، ستار پر راگ مدھوونتی

جمعرات ۲۱ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
غلام نبی ، شکیل بدایونی ، داغ اور
مومن کا کلام
رویندر گروور ، ساحر بھوپالی،
شمیم جے پوری اور مومن کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
وی سی راناڈے ، وائلن پر
راگ بسنت مکھاری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شرافت حسین خاں : خیال

دوپہر

۲-۰۰ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ پنگھٹ

۳-۰۰ قوالیاں

رات

۸-۴۵ خط کے لئے شکریہ

۹-۰۰ ڈرامہ

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) شرافت حسین خاں ، خیال
(۲) وی سی راناڈے ،
وائلن پر راگ جے جے ونتی

جمعہ ۲۲ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
(۱) ایرانگم ، جاں نثار اختر کا کلام
(۲) شنکر داس گپتا ، عرش ملسیانی ،
ساحر لدھیانوی ، اکبر الٰہ آبادی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
احمد رضا ، وچتروینا

۷-۴۵ ہم سے پوچھئے

۹-۰۰ آؤ بچو!

۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۴۵ آج کے تناظر میں 'باہمی انحصار'
تقریر از زیڈ ایم خاں

۹-۰۰ حسن غزل
ایرانگم ، غزلیں

۹-۳۰ روبرو

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
احمد رضا ، وچتروینا وادن

ہفتہ ۲۳ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
شانتی ہیرانند ، کیفی اعظمی،
حمید لکھنوی اور قدیر لکھنوی کا کلام
جگدیش سہگل ، غلام ربانی تاباں
اور شیر جھنجھانوی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
جگدیش پرکاش قمر ،
شہنائی پر راگ میاں کی توڑی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
ایرانگم ، ٹھمری ، بھیروی اور
دادرا

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ پھر سنیئے

رات

۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل

۹-۰۰ حسن غزل
شانتی ہیرانند ، غزلیں

۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) جگدیش پرکاش قمر ، شہنائی پر من
(۲) روشن آرا بیگم ، خیال زرتابی

اتوار ۲۴ر جنوری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
نیلم ساہنی ، جاں نثار اختر اور
فراق گورکھپوری کا کلام
غلام علی ، حسرت موہانی کا کلام

۷-۳۰ سازسنگیت
بھجن سوپوری ، سنطور پر راگ توڑی

۹-۰۰ آؤ بچو!

۹-۳۲ چلتے چلتے

رات

۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
ترتیب ، انیل منڈا

۹-۰۰ حسن غزل
نیلم ساہنی ، جگر مرادآبادی اور
صادق دہلوی کا کلام

۹-۱۵ کجریٰ بن کارے

'نئی نسل نئی روشنی' پروگرام میں
'نامور ڈسکو سنگرز ، نازیہ حسن اور زوہیب حسن کے ساتھ مریم کاظمی کی بات چیت گذشتہ دنوں نشر کی گئی

استاد نزاکت علی خاں، ٹھمری
۹-۳۰ دھرتی کے رنگ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) موہن سوپوری، سنتور پر راگ گروانی
(۲) میرا بنرجی، خیال جے جے ونتی اور ٹھمری

پیر ۲۵ جنوری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) احتشام علی، غزلیں
(۲) ارملا نگر، نعیق حنفی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
پرکاش این سکینہ، بانسری پر راگ نٹ بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
موجو حسین خاں، خیال دیسی

دوپہر
۲-۳۰ رنگ ترنگ
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات
۸-۱۵ صدر جمہوریہ کا قوم کے نام پیغام
۸-۴۵ کلام شاعر
۹-۰۰ حسن غزل
راحت علی، حسرت موہانی اور ظفر کا کلام
۹-۳۰ شکریے کے ساتھ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) پرکاش این سکینہ، بانسری وادن
(۲) موجو حسین خاں، خیال توگ

منگل ۲۶ جنوری

صبح
۶-۲۵ حب الوطنی کے نغمے
۷-۳۰ ساز سنگیت
اسد علی خاں، سرود پر راگ بیرو
۷-۴۵ تہذیب جمہور
تقریر از ڈاکٹر رضی احمد
۹-۲۰ یوم جمہوریت کی پریڈ کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات
۸-۴۵ ہندوستانی معیشت آزادی کے بعد
'روزگار کے وسائل'
تقریر از پروفیسر اے۔ علی صدیقی

۹-۰۰ حسن غزل
صلاح الدین، مہندر پال و ساقی
اقبال و غالب کا کلام
۹-۳۰ 'منزلیں جمہور کی' فیچر
تحریر، پروانہ ردولوی
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) امجد علی خاں، سرود پر راگ درباری
(۲) شیلا دھر، خیال کلاوتی

بدھ ۲۷ جنوری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
اشنلے والڈ، غزلیں
پریتا بلبیر سنگھ، مظفر حنفی
اور آتش لکھنوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
ونے کمار، ستار پر راگ گجری توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
رنبیر سنگھ، تیج پال سنگھ
خیال دیسی

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ بات ایک فلم کی
تحریر، برجیشور مدان

رات
۸-۴۵ دلی ڈائری
۹-۰۰ حسن غزل
پریتا بلبیر سنگھ، شکیل بدایونی اور داغ کا کلام
۹-۳۰ مشاعرہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) ونے کمار، ستار پر راگ باگیشری
(۲) رنبیر سنگھ، تیج پال سنگھ
خیال جے جے ونتی

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
سندر پنڈیر، غزلیں
صغیر احمد، فراق گورکھپوری اور
حسرت موہانی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
وی جی جوگ، وائلن پر راگ توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

امرناتھ، خیال

دوپہر
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ دریچے

رات
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۰۰ ڈرامہ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) وی جی جوگ، وائلن پر راگ جھنجھوٹی
(۲) امرناتھ، خیال

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
افروز بانو، پارسا جے پوری اور جگر مرادآبادی کا کلام
یونس ملک، قیصر قلندر اور زبیر رضوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
ولایت حسین، شہنائی پر راگ بھیرو
۷-۴۵ ہم سے پوچھئے
۹-۰۰ آؤ بچو
۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات
۸-۴۵ شہر خیال
'بام شہرت پہ' تقریر از احمد جمال پاشا
۹-۰۰ حسن غزل
افروز بانو، ظفر اور غالب کا کلام
۹-۳۰ رویرو
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) ولایت حسین، شہنائی پر راگ کلاوتی
(۲) واحد حسین خاں، خیال شاہانہ اور کافی کا ہنسترہ

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح
۶-۲۵ باپو کے پسندیدہ بھجن

۷-۳۰ ساز سنگیت
ڈی آر پروتیکر، وینا وادن
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
کمل سنگھ، ٹھمری، دادرا

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ بچے بیٹے

رات
۸-۴۵ ریڈیو نیوز ریل
۹-۰۰ حسن غزل
ولایت حسین ساگر، شاد عظیم آبادی کا کلام
۹-۳۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) ڈی آر پروتیکر، وینا پر راگ چکوری للت
(۲) سوہن سنگھ، خیال جیت کلیان

اتوار ۳۱ جنوری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
مدن بالا سدھو، غزلیں
معین الدین، شمیم جے پوری اور
ہاشم لکھنوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
منیر خاں سرحدی، سارنگی پر لوک دھن
۹-۰۰ آؤ بچو! (دوبارہ)
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر
۲-۳۰ رنگ محل

رات
۸-۴۵ اردو دنیا
۹-۰۰ حسن غزل
معین الدین، فاخرہ اور
فانی کا کلام
۹-۱۵ گجرے کا رے
پروین سلطانہ، ٹھمری مشر کھماج
۹-۳۰ رنگا رنگ
۱۱-۰۵ بزم موسیقی
(۱) منیر خاں سرحدی، سارنگی وادن
(۲) استاد رجب علی خاں، خیال باگیشری

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد
ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

میڈیم ویو۔ دھلی "الف" ۳۶۶۶۳ میٹر ۸۱۹ کلوھرٹز دھلی "ب" ۲۹۴۶۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوھرٹز
دھلی "ج" ۲۱۹۶۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوھرٹز دھلی "د" ۲۴۶۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوھرٹز
شارٹ ویو: صبح ۰۰-۸ تک ۸۹۶۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوھرٹز صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۲۶۱۹ میٹر ۷۱۱ کلوھرٹز
دوپہر ۳۱۶۱۵ میٹر ۹۳۰ کلوھرٹز شام ۴۵-۵ تک ۴۲۶۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوھرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۸۹۶۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوھرٹز

خبریں

دھلی الف عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۰۰-۶
ھندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۵-۱، ۱۰-۲
۰۰-۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶، ۰۵-۷ (علاقائی خبریں)
۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ **سنسکرت میں خبریں** صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱، اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دھلی ب: ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۰۰-۲، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں صبح ۳۰-۸، شام ۳۰-۷، ہندی میں نیوزلیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے
دھلی "د" ہندی میں خبریں: شام ۳۰-۷ انگریزی میں خبریں: رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ھونیوالے پروگرام

دھلی الف

صبح
۵۵-۵ وندے ماترم، منگل دھون
۰۵-۶ وندنا، کھیتی باڑی
۳۰-۶ کھیتی کی باتیں
۳۵-۶ رام چرت مانس
۴۵-۶ سرودھارا
۵۵-۶ آج کے پروگرام اور موسم
۰۵-۷ برج ادھوری (سوائے اتوار)
۳۰-۷ چتر پرسار
۴۵-۷ وندگان (سوائے پیر، منگل)
۴۰-۸ اردو مجلس (روزانہ)
۹ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۵-۱۲ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۳۰-۱۲ بہنوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۰۰-۲ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۳۰-۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۳۰-۲ موسم اور اختتام (اتوار ۳۰-۳)
۱۵-۶ مقامی اطلاعات اور گم شدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۳۰-۶ گرام سنسار (روزانہ)

۰۰-۷ کرشی جگت
۳۰-۹ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۳۵-۷ ساہتیکی
۴۵-۷ وادیہ وِلون
۰۰-۱۱ وادیہ ورند
۱۰-۱۱ موسم اور اختتام

دھلی ب

صبح
۰۰-۷ وندے ماترم
۰۲-۷ انگریزی میں پروگرام (روزانہ)
۲۰-۷ گیتکا (سوائے پیر)
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
۳۰-۸، ۳۰-۸ پنجابی پروگرام
۳۰-۹ سدا بہار (سوائے بدھ)
۰۲-۱۰ اختتام (اتوار ۰۰-۱۱)

دوپہر
۱۰-۳ موسم کا حال (انگریزی میں)
۱۵-۴ اسپورٹس سروس
۵۰-۵ اساروں کی رائے
۵۵-۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۰۵-۶ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۰۰-۷ پنجابی پروگرام
۴۰-۷ سار سنگیت
۴۵-۷ اردو مجلس
۱۵-۸ سماچار درشن (اتوار بعد جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (منگل، جمعرات، ہفتہ)
ہفتہ وار اسپورٹس ریویو

۴۵-۸ سماچار پتروں سے
۱۵-۹ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں سار سنگیت)
۴۵-۹ مغربی موسیقی (اتوار کو ۰۰-۱۰)
۰۵-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

دھلی د
یوواوانی

صبح
۰۰-۷ آج کا پروگرام (ہندی)
۰۵-۷ بچپن سے
۴۵-۷ وگیان وودھا
۵۰-۷ وادیہ سنگیت / وادیہ وادن
۰۰-۸ شاستریہ سنگیت
۲۵-۸ وندگان
۳۰-۸ مغربی موسیقی
۰۰-۹ اختتام (اتوار ۰۰-۱۰)

شام
۵۵-۶ آج کا پروگرام
۰۵-۷ محفل
۵۰-۷ بُھگک باشوہ (ہندی) (پیر سے جمعہ)
۰۵-۸ ان دی گروو (پیپ میوزک)
۵۰-۸ پاشوہ (انگریزی) (منگل سے جمعہ)
۰۰-۹ بزم
۰۰-۱۱ اختتام

ھفتہ ۱۶ر جنوری

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، ۴۰-۸، رات ۰۰-۹
دیپالی ناگ، گائن
سیتارام، سارنگی
۰۲-۱۱ جونے شریواستو، وائلن
مقبول حسین قریشی، طبلہ
۳۰-۱۱ مالتی گیلانی، گائن
اسحاق حسین خاں، سارنگی

دوپہر
۰۲-۱۲ گجراتی لوک گیت

رات
۰۰-۸ سوا ستھ رکھشا
۱۵-۸ آج کے اتھتی
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، موسیقی
تیاگ راجا آرادھنا جشن کی ریکارڈنگ

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
۵۰-۷ سنگم
ملیالم گیت
۱۰-۹ گڑھوالی گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
رینو سچدیوا، گیت، بھجن
۳۰-۳ جونے شریواستو، وائلن

شام
۱۵-۶، ۴۵-۸
کاجل بنرجی، گیت، بھجن، غزلیں
۳۰-۹ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۱۷ر جنوری

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، ۳۰-۳، رات ۰۰-۸
دیوبرت چوہدری، ستار
سبھاش نروان، طبلہ
۰۰-۱۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت
۰۲-۱۱ یوواوانی سے

دوپہر
۱۵-۱۲ 'چولہے میں، جھلکی
ہدایت، سوشیل بنرجی
۳۰-۲ 'ایک گیت کی موت'، ناٹک

کالندی چرن پانی گرہی کی کہانی کا ریڈیو عکس۔
ہدایت، چرنجیت
۲۰-۵ سنسکرت پاٹھ
۳۵-۵ کرناٹک سنگیت

رات
۰۰-۸ رابندر سنگیت
۱۵-۸ ساہتیکی
۳۰-۹ محفل
۰۰-۱۰ چین

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
۵۰-۷ سنگم
اڑیہ گیت
۱۵-۹ اپنی نگری

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
ایل ایس براؤن، گٹار پردھن
۳۰-۳ دیوبرت چوہدری، ستار

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
پرسار گیت
۳۰-۹ کرنٹ افیرز

پیر ۱۸ر جنوری

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، ۴۰-۵، رات ۰۰-۸
چیت دیوبرمن، اسراج
ہیرالال، طبلہ
۰۲-۱۱، ۳۰-۲، رات ۳۰-۸
بے نظیر بیگم، ٹھمری، دادرا
۳۰-۱۱ شوناتھ پرساد، شہنائی

دوپہر
۰۲-۱۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۳۰-۱۲ 'ایک اور روبو'، ناٹک
تحریر و ہدایت: مدورا راکشس

رات
۰۰-۸ سوا ستھ رکھشا
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
۰۰-۱۰ نصیر ظہیر الدین اور نصیر فیاض الدین
دھرپد گائن
بی پانسے، طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

سندھی گیت

۹-۱۰ بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سبھاش چندر بھٹ، گیت، غزل

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

کرونا ابرول، بھجن، گیت

۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۱۹ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۸-۰۰

پرکاش وڈھیرہ، بانسری

۱۱-۰۲ چھنولے لہری، خیال بھوپالی توڑی

۱۱-۳۰ شیام گوپی رائے چوہدری، سرود

عبیداللہ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

آسامی لوک گیت

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ہندی تقریر

۹-۳۰ 'کوند بھٹی ناراکھ' ناٹک

تحریر، پارس تاتاری

ہدایت، ستیندر شرت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

اسلم خاں، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

بنگلہ گیت

۹-۱۰ ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

رنجنی شرما، گیت، بھجن

۳-۳۰ شیام گوپی رائے چوہدری، سرود

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

ترلوک کپور، گیت، غزل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۲۰ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۶-۱۰، ۵-۴۰، رات ۸-۰۰

منیدر شرما، گائن

۱۱-۰۲ عبدالسمیع خاں، سرود

۱۱-۳۰ گنگو بائی ہنگل، راگ بلاس خانی توڑی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

ملیالم لوک گیت

رات

۸-۰۰ چولہے میں جھلکی

۸-۱۵ وگیان آلوک

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

پارتھ داس، ستار

شفاعت احمد: طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

عبدالسمیع خاں، سرود

۷-۵۰ سنگم

گجراتی گیت

۹-۱۰ ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

سنیتا چٹرجی، بنگالی ادھنک گیت

۳-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

شمیمہ آزار، غزلیں

۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۲۱ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۸-۳۰، ۱۰-۳۰

شنو کھورانہ، گائن

۱۱-۰۲ وشو جیت رائے چوہدری، سرود

۱۱-۳۰ پنڈت حسن لال، بیرائی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

بنگلہ لوک گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

۹-۰۰ سدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

۱۰-۰۰ شنو کھورانہ، گائن

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

وشوجیت رائے چوہدری: سرود

۷-۵۰ سنگم

مراٹھی گیت

۹-۱۰ برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

راج کمار شرما: گیت، بھجن، غزلیں

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

لیشپا ہنس، بھجن، گیت اور غزل

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۲ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰

اسد علی خاں، بین

پرشوتم داس، پکھاوج

۱۱-۰۲ برجو مہاراج، ٹھمری، دادرا

۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰

شرافت حسین خاں، سرود

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

مراٹھی لوک گیت

رات

۸-۰۰ گاندھی جیسا جیا

۸-۱۵ [illegible] میں

۹-۳۰ 'ایک امام یاترہ' ناٹک

تحریر، منیش پانڈے

ہدایت: بھارت رتن بھارگو

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

برجو مہاراج، ٹھمری، دادرا

۷-۵۰ سنگم

تیلگو گیت

۹-۱۰ راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

بینا بنرجی، رابندر سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

محمد حیات خاں وساتھی، قوالی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، فیچر 'انرجی'

ہفتہ ۲۳ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۸-۰۰

تیش کمار، ستار

فیاض خاں: طبلہ

۱۱-۰۲ کشوری امونکر، خیال گوڑ سارنگ

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰

گوہر علی خاں، وائلن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۸-۳۰ سبھ سنگیت

۹-۰۰ شرافت حسین خاں، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

کنڑ گیت

۹-۱۰ کشمیری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

شکنتلا سنگل، گیت، بھجن، غزلیں

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵ ودیا بھٹاچاریہ

گیت، بھجن
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۴ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، دوپہر ۲-۴۳ ، رات ۹-۰۰
یعقوب علی خاں ، سرود
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ لکشمن پنڈت ، گائن
لوک مانیہ ، طبلہ
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ 'پروفیسر صاحب' ، ناٹک
تحریر : راج کمار واثر
ہدایت : دینا ناتھ
۲-۳۰ 'ایک انام یاترا' ، ناٹک
تحریر : منیش پانڈے
ہدایت : بھارت رتن بھارگو
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت

رات

۸-۰۰ راشٹر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۸-۳۰ لوک مانیہ ، طبلہ
۹-۳۰ محفل
اندر لال ، سارنگی
۱۰-۰۰ چلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
آسامی گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
راما ڈونگرے ، گیت ، بھجن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵ پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۵ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۸-۰۰
راجن مشرا ، ساجن مشرا ، گائن
۱۱-۰۲ پرکاش این سکینہ ، بانسری
رادھے شیام ، طبلہ
۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'کونڈ بھٹی نہ راکھ' ، ناٹک
تحریر : پارس تاتاری
ہدایت : ستیندر شرت

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا
۸-۱۵ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
جگن ناتھ وساتھی ، شہنائی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وجے شنکر چٹرجی ، اسراج
۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت
۹-۱۰ اودھی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
سگم سنگیت
۳-۳۰ پرکاش این سکینہ ، بانسری
رادھے شیام ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سگم سنگیت
۹-۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۶ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
بسم اللہ خاں وساتھی ، شہنائی
۱۱-۰۲ استاد امیر خاں ، گائن
۱۱-۳۰ علی اکبر خاں ، سرود پر
راگ الہیہ بلاول

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
اڑیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ 'شان دہلی'
تحریر و ہدایت : الف سی ماتھر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
ایرا سرکار ، ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم بنگلہ گیت
۹-۱۰ ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ علی اکبر خاں ، سرود

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ورندگان
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، تقریر

بدھ ۲۷ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، شام ۵-۳۰
پی ڈی سیت رشی ، وائلن
ضمیر احمد خاں ، طبلہ
۱۱-۰۲ کرشن راؤ شنکر پنڈت ، خیال دلیکار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنترہ لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'پروفیسر صاحب' ، جھلکی
تحریر : راجکمار واثر
ہدایت : دینا ناتھ
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۰۰ ضمیر احمد خاں ، طبلہ
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شفیع احمد خاں ، گائن
انعام علی خاں ، طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۳-۲۰ ، ۴-۰۲
انصیر احمد ، غزلیں
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ روبندر گرودور ، گیت ، بھجن
اور غزلیں
۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب (انگریزی)

جمعرات ۲۸ جنوری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
روما رانی بھٹاچاریہ ، گائن
مٹھن لال ، طبلہ
۱۱-۰۲ جگدیش برمن ، بانسری
پریم کمار ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت

شام

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ ہندی تقریر
۸-۲۳ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ 'ون راج' ، کشمیری ناٹک
تحریر : محمد علی لون
ہدایت : دینا ناتھ
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جگدیش برمن ، بانسری
۷-۵۰ سنگم
مراٹھی گیت
۹-۱۰ برج لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
یوجنا کٹی ، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

وی ایچ ساگر، غزلیں

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۹ جنوری

دہلی الف

صبح

۱۰-۹، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰

بالجی چترویدی، دھرپد

رام جی لال شرما، پکھاوج

۱۱-۰۲، ۵-۴۰، رات ۸-۳۰

بھگوان داس شرما، سنطور

راجندر سنگھ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

راشٹری لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۸-۰۰ گاندھی جی چا

۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں

۹-۳۰ ٹکڑا ٹکڑا آدمی، ناٹک

تحریر، مردولا گرگ

ہدایت، ویر سکسینہ

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

تامل گیت

۹-۱۰ راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

نسیم احمد علوی، غزلیں

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

شانتا سکسینہ، بھجن گیت، غزلیں

۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۳۰ جنوری

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، شام ۵-۴۰، رات ۹-۰۰

نینا دیوی، ٹھمری، دادرا

۱۱-۰۲ عقیل احمد خاں، گائن

دھنیش چندر سمن، طبلہ

۱۱-۳ پنڈت وردھن، بانسری

کرامت حسین، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سمواستو کھتا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۸-۳۰ سبھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

جیا بسواس، ستار

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

ملیالم گیت

۹-۱۰ ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ انیما داس گپتا، رابندر سنگیت

۳-۳۰ عقیل احمد خاں، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

منموہن بھاٹی، بھجن

۹-۳۰ اوگیت لونانٹ

اتوار ۳۱ جنوری

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ نینا دیوی، ٹھمری، دادرا

۹-۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

اشوک کی رائے، سرود

۱۱-۰۲ یووا وانی

۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ لوک جھونک

۲-۳۰ ٹکڑا ٹکڑا آدمی، ناٹک

تحریر، مردولا گرگ

ہدایت، ویر سکسینہ

۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۵ کرناٹک سنگیت

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ سابتھکی

۹-۰۰ لطیف احمد خاں، طبلہ

۹-۳ محفل

نینا دیوی، ٹھمری، دادرا

محمد احمد، سارنگی

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

نندہ نایر، ستار

۷-۵۰ سنگم

اڑیہ گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲

ہری کانت، سندھی گیت

۳-۳۰ سبھ سنگیت

۳-۴۵ ٹھمری

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

پرساد گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیرز

غزل

اقبال عمر

اس کے لیے میں ہر منزل تک آ سکتا ہوں لیکن وہ
گیسو گیسو دار و رسن تک جا سکتا ہوں لیکن وہ

اپنے غم سے میں خود ہی نکھرا سکتا ہوں لیکن وہ
کوئی بھی رت ہو اپنا جی بہلا سکتا ہوں لیکن وہ

تنہا تنہا پل بھر جینا مشکل تھا پر اتنے سال
کیسے گذارے ہیں میں نے بتلا سکتا ہوں لیکن وہ

بستی بستی، صحرا صحرا آگ کا دریا بن جائے
آنکھ سے ایسے آنسو بھی برسا سکتا ہوں لیکن وہ

جس کا جو کچھ قرض تھا مجھ پر یوں میں نے بیباق کیا
جس جا چاہوں جب جب چاہوں جا سکتا ہوں لیکن وہ

میرے تصور کے زنداں میں زنجیروں کا شور نہیں
ذہن میں اس کی ساری باتیں لا سکتا ہوں لیکن وہ

دشت وفا میں سارا عالم کھویا کھویا سا رہ جائے
یوں بھی کتنے خواب حسیں دکھلا سکتا ہوں لیکن وہ

کیا کیا روپ بدل سکتا ہوں کیا کیا بات بنا سکتا ہوں
اب بھی اسے اقبال عمر اپنا سکتا ہوں لیکن وہ

(اردو مجلس سے نشر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ (الف) ۲۰۶ / ۴۱ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز
" لکھنؤ (ج) ۲۳۳/۸ میٹر ۱۲۸۹ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ (الف اور جیم) ۹۳/۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز صبح ۷-۴۵ تک اور شام اور رات
" لکھنؤ " ۴۸/۸۲ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز صبح ۸-۰۰ کے بعد
" لکھنؤ " ۴۱/۴۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز دو پہر کے بعد

خبریں

ہندی انگریزی: ۶-۰۰ بجے (عالمی خبریں)
ہندی: صبح ۸-۰۰ بجے، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۰۰ بجے، شام ۶-۰۵، شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵ بجے
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ بجے اور شام ۶-۱۰ بجے
اردو: صبح ۸-۵۰ اور شب ۹-۱۵ بجے
بوزلیٹر: ہندی: صبح ۹-۰۰ بجے، ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے
اردو میں علاقائی خبریں: دوپہر ۱۲-۵۵ بجے، پرادیشک سماچار: صبح، شام ۷-۰۲ بجے

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۲۰ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵۰ وچار دھو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۰۵ بانسری گان
۷-۱۵ آپ کے آس پاس، فیچر (اتوار)
۷-۳۰ سنسکرت شکشا (پیر، جمعرات)
تلگو شکشا (منگل، بدھ، ہفتہ)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اس ماٹی کے گیت (اتوار)
۹-۱۵ بچوں کیلئے دھرم واد (اتوار)
۹-۳۰ پنکھڑیاں (اتوار)
۹-۴۰ بال سنگھ (اتوار)
۱۰-۳۰ رویوار یہ سنگیت سبھا (اتوار)
۱۱-۳۰ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ برادری (اتوار)
۱۲-۱۰ ودیارتھیوں کیلئے
اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ
۱۲-۳۰ کاریہ شیل مہلاؤں کیلئے (اتوار)
لے چلے گانے (پیر)
سب رس (ہفتہ)
چترپٹ سے (جمعرات، جمعہ)
۱-۱۰ آج اتوار ہے (اتوار)
گھرآنگن (پیر اور جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۴۰ جوانوں کے لیے
۲-۰۲ وگیان اور کسان
۲-۲۵ موسم کا حال اور اختتام

شام
۵-۰۰ دیش گان ۵-۰۳ لوک گیت
۵-۴۰ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۶-۰۰ گم شدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۶-۱۵ سنرک ریڈیو گوشٹھی (اتوار)
مرد منڈل (اتوار کے علاوہ)
۶-۴۵ آج اور کل کے کاریہ کرم
۶-۵۰ کسانوں کے لیے
(منگل، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشٹھی (منگل اور جمعہ)
۷-۳۰ یووا وانی

شب
۸-۰۰ ہندی تقریر
(اتوار، پیر، بدھ، جمعرات، جمعہ)
۹-۳۰ انگریزی تقریر (اتوار، جمعہ)
۹-۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
۹-۵۰ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پر تقریر (بدھ)
۱۰-۰۰ ساجتھی (پہلے اور چوتھے پیر کو)
۱۱-۱۰ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ ب

صبح
۵-۵۵ لکھنؤ "الف" کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ "الف" کے مطابق
۹-۳۰ اختتام
۹-۴۵ لکھنؤ "الف" کے مطابق (اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۰ لکھنؤ "الف" کے مطابق
۲-۲۵ اختتام

شام
۵-۰۰ لکھنؤ "الف" کے مطابق
۵-۴۵ اتراش پروگرام (لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶-۲۵ لکھنؤ "الف" کے مطابق

شب
۱۱-۱۰ اختتام

ہفتہ ۱۶ جنوری

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام (روزانہ)
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام
۵-۴۵ سگم سنگیت
۸-۰۰ ہندی میں مباحثہ
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۷ جنوری

صبح
۱۰-۳۰ سبھا رویوار کی
۱-۱۰ آج اتوار ہے
کیچ آؤٹ: جھلکی
تحریر: است سکینہ

رات
۱۰-۰۰ مشتاق علی خاں: ستار
۱۰-۳۰ حفیظ احمد خاں: گائن

پیر ۱۸ جنوری

صبح
۹-۱۰ رات ۸-۳۰ اور ۹-۴۵
گنگا دھر راؤ تیلنگ: خیال
طبلہ پرسنگت: پرکاش چند گوسوامی

شام
۵-۴۵ رویندر سنگیت
۱۰-۳۰ رمیش پریم: وچتر وینا

منگل ۱۹ جنوری

صبح
۹-۱۰ وگیان چرچا

رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۴۵ بھارت بھارتی
۱۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۰ جنوری

صبح
۷-۴۵ سازِ غزل: غزلوں کا خاص پروگرام
۹-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
اشوک گوسوامی: وائلن

دوپہر
۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم
۱-۱۰ اور رات ۸-۳۰
دھرمپال بریگا
دھرپد دھمار
رما کانت پاٹھک
پکھاوج پرسنگت

رات
۱۰-۰۰ مصیبت ہی مصیبت: ڈرامہ
تحریر: بسنت سبولیس

جمعرات ۲۱ جنوری

صبح
۹-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
ستیش چندر: ستار
طبلہ پرسنگت: الیاس حسین خاں

رات
۷-۳۰ یوواوانی
۹-۳۰ جنید کی جھانکی

جمعہ ۲۲ جنوری

صبح
۷-۳۰ سورو بلا: ہندی میں نظم خوانی
۹-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
ستیا سرن سنگھ: خیال

رات
۸-۰۰ ریڈیو ناٹکوں کے روپ
تحریر: جناب عتیق حنفی
۸-۳۰ گیان پرکاش گھوش
طبلہ سولو

ہفتہ ۲۳ جنوری

صبح
۹-۱۰ ایم ایس گوپال کرشنن: وائلن

دوپہر
۱-۱۰ ڈنکر کیکنی: خیال

رات
۸-۰۰ ہندی میں مباحثہ
۸-۱۵ نیتاجی سبھاش چندر بوس جینتی خاص پروگرام
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۴ جنوری

صبح
۱۰-۳۰ سبھا رویوار کی

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
لکیر کے فقیر: جھلکی
تحریر: شریمتی شیلا شرما
۱۰-۰۰ ایم راجم: وائلن وادن
۱۰-۳۰ بالا صاحب پوچھوالے: خیال

پیر ۲۵ جنوری

صبح
۹-۱۰ اور رات ۸-۳۰
منور ما بھٹناگر: خیال
طبلہ پرسنگت: یوگ مایا شکلا

شام
۵-۴۵ رویندر سنگیت
۹-۴۵ برکت علی خاں: ٹھمری
۱۰-۳۰ بدھ دیو داس گپت: سرود

منگل ۲۶ جنوری

دوپہر
۱۲-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی

شام

۷ - ۳۰ یووا وانی
۸ - ۰۰ یوم جمہوریہ پر خصوصی پروگرام
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۷ جنوری

صبح

۱۰ - ۹ اور رات ۸ - ۳۰
روی راج شنکر : بانسری

دوپہر

۱۰ - ۱ اور رات ۱۰ - ۳۰
کاشی ناتھ شنکر بوڈس : گائن
طبلہ پر سنگت : رام کمار شرما

رات

۱۰ - ۰۰ رام کی شکتی پوجا : ڈرامہ
مصنف : سوریہ کانت ترپاٹھی
'نرالا'

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح

۱۰ - ۹ اور رات ۱۰ - ۳۰
گوپال چند نندی : وائلن
طبلہ پر سنگت : بسن سنہا

رات

۷ - ۳۰ یووا وانی
۹ - ۳۰ فیچرس کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح ۷ - ۳۰ سور دیلا

ہندی میں نظم خوانی

۱۰ - ۹ اور رات ۸ - ۳۰، ۱۰ - ۳۰
سریندر شنکر اوستھی : گائن

شام

۷ - ۳۰ یووانی
۹ - ۳۰ ڈرامہ

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح

۱۰ - ۹ اور دوپہر ۱۲ - ۱۰
کرشن کمار مصر : سارنگی

دوپہر

۱۰ - ۱ استاد رجب علی خاں : خیال

رات

۸ - ۰۰ ہندی میں مباحثہ
۹ - ۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۳۱ جنوری

صبح

۷ - ۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۱۰ - ۳۰ سبھار دیوار کی

دوپہر

۱۰ - ۱ شادی بینڈ اور یوگا سن : جھلکی
تحریر : نند کمار اپیتری

رات

۹ - ۵۰ گیت سنگیت
۱۰ - ۰۰ شاستریہ سنگیت

غزل

ڈاکٹر آئی ایم ساجد

اشک آنکھوں میں جب مچلتے ہیں — آندھیوں میں چراغ جلتے ہیں
زندگی ختم ہوئی جاتی ہے — حادثے راستے بدلتے ہیں
درد بنتا ہے خود دوا یارو — زخم چاہت کے جب مچلتے ہیں
کس نے آواز دی مرے دل کو — کس کی آہٹ پہ ہم نکلتے ہیں
اک نظر کا سوال ہے ساقی — فاصلے قربتوں میں ڈھلتے ہیں
زندگی امتحان لیتی ہے — تیور وقت جب بدلتے ہیں
روشنی کی تلاش میں ساجد
سلسلے تیرگی کے چلتے ہیں

(جلگاؤں سے نشر)

رامپور

۲۲۲۳۳ میٹر (۱۹۸ کلو ہرٹز)

خبریں

[illegible]

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

[illegible]

دوسری مجلس

[illegible]

تیسری مجلس

شام

[illegible]

ہفتہ ۱۶ جنوری

صبح

[illegible]

شام

۶ - ۳۰ یووانی
کھیل کے میدان سے
کھیل سماچار
نوا گیت

۷ - ۰۰ کرتی جگت

تقریر : دیوان سنگھ مہتہ
۷ - ۴۵ جن وانی
کمہری والے، ملاقاتوں پر مبنی
۸ - ۱۵ وی جی جوگ، وائلن وادن

اتوار ۱۷ جنوری

صبح

۸ - ۲۰ مدن موہن برج واسی، لوک گیت
۱۲ - ۳۰ آپ کے لیے
گھر جمائی، جھلکی
تحریر : رادھے شیام
پیشکش : جوالا پرشاد

شام

۶ - ۳۰ یووا وانی

'کیا یوواورگ ادھیکاروں پر جگ اور کرتویوں کے پرتی اداسین ہے؟'
مباحثہ

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

۸-۰۰ اوشا سیٹھ ، سگم سنگیت

۹-۳۰ سجاد خاں و ساتھی، چہاربیت

پیر ۱۸ر جنوری

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
پرنب کمار مکرجی ، سگم سنگیت

۸-۲۰ رمیش راوت ، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
جواہر لال بھٹ ، جلترنگ وادن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
کہانی

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'شرد کالین گنے میں سامانیک کاریہ'
تقریراز، سبھاش پٹیل
(۲) 'مرغیوں کو نقصان پہنچانے والے دشمن اور روک تھام'، تقریراز
ڈاکٹر ڈی چودھری

۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام
'جہیز ایک سماجک برائی' مباحثہ
شرکا، سردار جاوید خاں وکیل، سدرشن سکینہ، اوشا گپتا، اور
عبدالودود خاں

منگل ۱۹ر جنوری

صبح

۷-۴۵ سخاوت حسین اور ساتھی ، غزلیں

۸-۲۰ سشما جوشی ، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۵ لکشمن داس سندھو ، گائن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
پریکرما - میری پسند

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) 'گرامین ترقی کے لیے شاسکیہ سہولتیں'
تقریراز بلجیت سنگھ تیاگی

۷-۴۵ 'زنانی پکنک' جھلکی
تحریر : اوما رانی شرما
پیشکش ، جوالا پرساد

بدھ ۲۰ر جنوری

صبح

۷-۴۵ راجندر مہتہ اور نینا مہتہ ، سگم سنگیت

۸-۲۰ سروج ماتھر ، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ آنچل
(۱) 'پھل سنرکشن کا مہتو'
تقریراز ہربیر سنگھ
(۲) 'آپ کیلئے تربیت'، تقریراز ما راوت

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
سدیپ کمار مترا ، گٹار وادن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
'چھایالوک' فلم میگزین

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'مینتھا کی کھیتی بھی فائدے مند'
تقریراز ڈاکٹر وید پرکاش رستوگی
(۲) 'گاؤں میں زیادہ روزگار کے مواقع'
تقریراز گوپی ناتھ مہروترہ

۷-۴۵ 'نیڈ آف دی ایگری کلچرل کمیونیکیشن'
انگریزی تقریر

۸-۰۰ شو کمار شرما ، سنطور وادن

جمعرات ۲۱ر جنوری

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا ، سنسکرت پروگرام
سنسکرت ٹیکاکار
نارائن بھٹ ، سوادھارن وارتا

۸-۲۰ انوپم سرواستو ، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۵، رات ۸-۱۵
پنڈت جسراج ، گائن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
کویتا پاٹھ
یووا پسند

۷-۰۰ کرشی جگت
'چھوٹی بچت کی اہمیت و مختلف اسکیمیں'
تقریراز ایم پی سنگھ

۸-۰۰ جونے بار

موتی بیگم ، غزلیں

جمعہ ۲۲ر جنوری

صبح

۸-۲۰ نوتن سکینہ ، لوک گیت

۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر

۱-۴۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری وادن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
خبروں کے آئینے میں
سرگم
پریوار کلیان

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) 'سنچایت ادیوگ'، تقریراز بلجیت سنگھ

۸-۰۰ جعفر حسین خاں قوال و ساتھی
نعتیہ قوالی

۸-۱۵ بسم اللہ خاں ، شہنائی

ہفتہ ۲۳ر جنوری

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
بھوپندر ، سگم سنگیت

۸-۲۰ لوک گیت

شام

۶-۳۰ یوواوانی
کھیل کے میدان سے
خطوں کے جواب

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'بسنت کالین گنے کے ساتھ ملواں کھیتی'
تقریراز بل بیر سنگھ
(۲) 'ایگرو کرشی سیوائیں'
تقریراز راج بیر سنگھ

۷-۴۵ 'بھارت میں کالے دھن کی سمسیا' تقریر

۸-۱۵ وادیہ ورند رچنائیں

اتوار ۲۴ر جنوری

صبح

۸-۲۰ کورس لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے
'تحفہ' ناٹیکا
تحریر ، سوریہ بالا
پیشکش ، جوالا پرساد

شام

۶-۳۰ یوواوانی
(۱) سوالوں کے دائرے میں 'آئی ٹی آئی'
(۲) سرگم

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

۸-۰۰ دیش گان

۹-۳۰ منجو خاں و ساتھی ، چہاربیت

دہلی دوردرشن کے 'ہمارے کامگار ہمارے ادیوگ' پروگرام میں 'ٹریڈ فیئر اتھارٹی آف انڈیا' کے چیرمین محمد یونس خاں کے ساتھ ایک انٹرویو حال ہی میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

پیر ۲۵ جنوری

صبح

۷-۴۵ دیش گان

۸-۲۵ پرتیما پی۔ دوہے، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۵ نثار حسین خاں، گائن

شام

۶-۳۰ یوواوانی

کہانی

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) نیپل دا بینزلیوں کی کھیتی، تقریر از بی پی شرما

(۲) کرشک جب جا

'منڈیوں کا کرشی وکاس میں یوگدان'

تقریر از وریندر پال پاٹھک

۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام

چہاربیت

فیچر

منگل ۲۶ جنوری

صبح

۶-۰۵ دیش وندنا

۶-۲۵ آج کا چنتن

یوم جمہوریت

۷-۴۵ 'یہاں تک پہنچے'

'بھارت کی بھن چھیتروں میں اپلبدھیاں'

فیچر از چندر پرکاش آریہ

۸-۳۰ کورس لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کی پسند

۱-۴۰ یوم جمہوریت پر خصوصی وادیہ ورند

شام

۶-۱۵ یوم جمہوریت تقریبات کی ریڈیو رپورٹ

۶-۳۰ یوواوانی

پریکرما

میری پسند

۷-۰۰ کرشی جگت

'بڑھتے قدم' فیچر

۱۰-۰۰ 'جمہوریت' فیچر

۱۰-۳۰ کوی گوشٹھی

بدھ ۲۷ جنوری

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰

سبھارانی شرما، بھجن، گیت

۹-۲۰ ویناشرما و ساتھی، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ آنچل

(۱) اب بھی آپ پڑھ سکتی ہیں

تقریر از وضاحت نشاط نقوی

(۲) آپ بہت زیادہ کرسکتی ہیں

تقریر از بندو سنگھ

(۳) مدھو مکھی پالن بھی فائدے مند

تقریر پاروتی دیوی

۱-۴۵، رات ۱۰-۰۰

نثار حسین، طبلہ وادن

شام

۶-۳۰ یوواوانی

کالج کی ایک شام

۷-۰۰ کرشی جگت

'آلو کے بعد تربوز' تقریر از گیش چندر متل

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح

۷-۴۵ 'ساہتیہ سدھا' سنسکرت پروگرام

سنسکرت کے ٹیکاکار 'کلک بھٹ'

سوادھارن وارتا

۸-۲۵ اوما سکینہ و ساتھی، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۵ رام جی لال شرما، پکھاوج

شام

۶-۳۰ یوواوانی

کویتا پاٹھ

یوواپسند

۷-۰۰ کرشی جگت

'سرکا تا کو کامیاب بنانے میں سرکاری

کرمچاریوں کا یوگ دان' تقریر

سیتارام ورما

۹-۰۰ جوئے بار

مدن موہن گوسوامی، غزلیں

۸-۱۵ آنند شنکر، وادیہ ورند چنائیں

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح

۸-۲۰ کرشن چندر شرما و ساتھی، لوک گیت

۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

افسر امروہوی

اب میری غزل مجھ سے انداز نیا مانگے — حل چاہے مسائل کا زخموں کی دوا مانگے

اس شخص کی قسمت کو کس کس نے کھسوٹا ہے — جو سارے رئیسوں کی قسمت کا لکھا مانگے

یہ سوچ کے دیوانہ بستی سے چلا آیا — گونگوں سے بھلا کوئی کیا داد وفا مانگے

نقد دل و جاں بھی ہے اشعار بھی لایا ہوں — وہ جان تمنا اب حیراں ہے کہ کیا مانگے

خود دار طبیعت کی یوں خیر مناتا ہوں — جیسے کوئی دشمن کے جینے کی دعا مانگے

افسر نے کہیں اب تک یوں ہاتھ نہ پھیلایا

داتا کا جو منگتا ہو محتاجوں سے کیا مانگے

(رام پور سے نشر)

دوپہر

۱-۴۵، رات ۱۰-۱۵

شجاعت حسین خاں، گائن

شام

۶-۳۰ یوواوانی

خبروں کے آئینے میں

سرگم

یروا کلیان

۷-۰۵ کرشی جگت

'شہد آئیے لیکن حادثوں سے بچیے'

تقریر از سنیل کرشن

۹-۰۰ کملا سنہا، غزلیں

۹-۳۰ 'گرم کوٹ' ناٹک

تحریر: راجندر سنگھ بیدی

پیشکش: جوالا پرساد

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح

۷-۴۵ گاندھی جی کے پیارے بھجن

شام

۶-۳۰ یوواوانی

کھیل کے میدان سے

خطوں کے جواب

سنوادگیت

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) 'بیاز کی کھیتی دیکھ بھال'

تقریر از رام سہرن

(۲) چھوٹے اد لوگوں کے لیے رعایتیں

تقریر از وی ایس گرگ

۷-۴۵ 'پریمل' ریڈیو میگزین

(۱) کہانی

(۲) کویتا پاٹھ

(۳) ریکھا چتر 'باپو'

۸-۰۰ محمد رفیع، بھجن

۸-۱۵ گیان پرکاش گھوش اور وی بلسارہ

ہارمونیم اور پیانو یگلبندی

اتوار ۳۱ جنوری

صبح

۸-۲۵ رجنی ماتھر، لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے

'وبال جان' جھلکی

تحریر: ہری رام وشنوئی

پیشکش: جوالا پرساد

شام

۶-۳۰ یوواوانی

'ودیشی سامان کے پریوگ کیلئے کیا ہم مجبور ہیں' مباحثہ

سرگم

۷-۰۰ کرشی جگت

خطوں کے جواب

۸-۰۰ ساوتری سکینہ، سگم سنگیت

صغیر خاں و ساتھی، چہاربیت

الہ آباد

الہ آباد الف ۲۹۲/۴ میٹر ۱۰۲۶ کلوہرٹز
الہ آباد بی ۲۰۲/۰ میٹر ۱۴۸۵ کلوہرٹز

ہفتہ ۱۶ر جنوری

صبح

۶-۱۵ آرادھنا (روزانہ)
۶-۵۰ وچار وندو (روزانہ)
۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۴۵
شونا تھ مشر: ستار وادن
۹-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
نشی گپتا، سگم سنگیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
(۱) کھیل کھلاڑی: بلیرڈ کھیل کے بارے میں ترن اگروال سے بات چیت
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) تھوڑی زمین سے ادھک لابھ — زمین کی شکتی پوری کیسے ہو، تقریر از این ایس سروٹھیا
(۳) پریوار کلیان کی بات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۷ر جنوری

صبح

۶-۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
۹-۳۰ بال سنگھ
۱۰-۱۵ ترنگ
پیشکردہ: وپن شرما
۱۰-۴۵ (۱) پنڈت جسراج: خیال
(۲) شرن رانی: سرود
(۳) بھیم سین جوشی: خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر پریوار
۱-۱۰ آج اتوار ہے
۱-۵۰، شام ۶-۵۰
لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
کوی گوشٹھی — شرکا: ڈاکٹر راجیش کمار سریواستو، ہنت کمار، شیلندر، تنوج پنت، دیپکا مالویہ اور ڈاکٹر اے کے عزیز
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) گھر جن مہاراج، جھلکی
تحریر: جیون لال گپتا
(۳) کویتا پاٹھ، اردھ کمبھی کا مہان
بھولا ناتھ گہری
۹-۴۵ اپہار
بہادر خاں: سرود

پیر ۱۸ر جنوری

صبح

۸-۳۰، رات ۸-۱۵
بیگم اختر: ٹھمری
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰، رات ۹-۴۵
ایس ایل کنڈارہ: وائلن

شام

۵-۳۰ یووادانی
(۱) وگیان کے چرن، تقریر از ڈاکٹر اکیش
(۲) ابھرتے کلاکار
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) کھیل بناؤ تال: سنچائی ٹھیک کرنے کیلئے بھومی پربندھ، تقریر از راج دلو پانڈے
(۳) کویتا پاٹھ
(۴) آج کی چرچا

منگل ۱۹ر جنوری

صبح

۸-۲۰، ۹-۱۰، رات ۸-۲۰
تنکر راؤ تابے: شاستریہ گائن
۹-۴۵، دوپہر ۱-۱۰، رات ۸-۳۰
چندر شیکھر چکرورتی، سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ 'پنگھٹ' دیہی خواتین کیلئے
(۱) لوک گیت
(۲) گھر بیٹھے پیسہ کمائیں 'شہد نکالنے کا کام' تقریر از انیرودھ سنگھ
(۳) اردکمبھ میلے کی جھانکی
۵-۱۵ بال گوپال
(۱) تمہارے گیت
(۲) 'بڑے کے مٹھیا کی پاتی' تقریر از کے این سنگھ

شام

۵-۳۰ یووادانی
انگریزی کوئیز — شرکا: وندنا چندرا، پریتا گپتا، ڈاکٹر مکت نارائن، شیامل نارائن سنیہ شرما، جیولیکا شنکار بھی اور رتن کمار
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) گاؤں سماج کے کلنک 'جھگڑے اور مقدمے بازی' تقریر از ہری شنکر سریواستو
(۳) چوپال کی بات

بدھ ۲۰ر جنوری

صبح

۹-۲۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۸-۱۵
امرناتھ مشر: ستار وادن

شام

۵-۳۰ یووادانی
(۱) پستک پاٹھ (سولہواں حصہ) پنڈت جواہر لال کی کتاب 'ڈسکوری آف انڈیا' کے ہندی ترجمے 'ہندوستان کی کہانی' کا پاٹھ از راج زتشی
(۲) ابھرتے کلاکار
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) ریل گاڑی کی یاترا — 'سوویدھائیں اور کرتویہ' رشی چندر سریواستو سے ملاقات
(۳) مانس کے موتی و میتری کا آدرش
ہریندر پرتاپ سنگھ سے ملاقات
(۴) آج کی چرچا: نریش مشر

جمعرات ۲۱ر جنوری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
اشوک کمار کوشل، سگم سنگیت
۸-۲۰، ۹-۱۰، رات ۸-۱۵
راجندر پرشاد مشر: خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ پنگھٹ
(۱) بھجن
(۲) گھر بیٹھے چاروں دھام 'رامیشورم' تقریر از ولوونی سنہا
(۳) رامائن پاٹھ
(۴) کام کاج کی بات 'گائے سے ادھک دودھ کیسے پراپت کریں' تقریر از آئی این ماتھر

شام

۵-۳۰ یووادانی
(۱) 'بسیرے سے دور' روپک از پورنیما برمن
(۲) کہانی از کے پی سکینہ
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) جاڑے کی تیاری 'مونگ اور مکہ کی کھیتی کی تیاری' تقریر از ڈاکٹر جے پی سنگھ
(۳) پریوار کلیان کی بات
۱۰-۳۰ جیا بسواس: ستار وادن

جمعہ ۲۲ر جنوری

صبح

۷-۳۰، ۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
نظیر احمد: سارنگی

شام

۵-۳۰ یووادانی
(۱) آمنے سامنے، ضلع ادھیکاری سے بات چیت از نلنی اور اوسولڈ سائمن
(۲) ابھرتے کلاکار
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) میری کھیتی میری بات، کمتیشور ناتھ سے بات چیت

(۲) اردھ کنبھ میلے کے وشیش پربندھ
ایس سی جین ویدی سے بات چیت
۸-۱۵ میرا بنرجی : گائن

ہفتہ ۲۳ جنوری

صبح
۶-۳۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱۲-۴۵
جالپا پرشاد مشر : خیال
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
گوپا چٹرجی : سگم سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا وانی
(۱) آکاشوانی آپ کے بیچ : فیچر
پیشکردہ : وریندر مشر
(۲) آپ کے پتر
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) اردھ کنبھ میلے کی جھانکی
پیشکردہ : کے ایس سنگھ
۸-۴۵ جی سی راؤ دھنی : وائلن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۴ جنوری

صبح
۹-۱۵ پتر کیلئے دھیہ واد
۱۰-۱۵ ترنگ
۱۰-۴۵ (۱) روی شنکر : ستار
(۲) گریجا دیوی : خیال

شام
۵-۳۰ یووا وانی
(۱) آپ کے پتر آپ کے گیت
پیشکردہ : کسم رستوگی اور ہری مالویہ
۶-۵۰ پنچایت گھر
سیتا (نکٹکا)
موتی بی اے
۹-۴۵ ابھسار
شنکر مشرا : ستار

پیر ۲۵ جنوری

صبح
۹-۱۰ سنگھ بندھو : خیال
دوپہر
۱-۳۰ درشن سنگھ : کلارنٹ

شام
۵-۳۰ یووا وانی
(۱) ویوساتے کی دشا
سکریٹری اتر پردیش لوک سیوا سے گفتگو
(۲) ابھرتے کلاکار
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) بھجن
(۲) تیہ تہوار : فیچر
تحریر : نریش مشر
۸-۱۵ انجلی بائی لولیکر
۹-۴۵ ، ۱۰-۳۰
ستیہ نارائن شرما : وائلن

منگل ۲۶ جنوری

صبح
۶-۳۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۳۰
بسم اللہ خاں : شہنائی
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰ ، رات ۸-۳۰
راشٹر گان

دوپہر
۱۲-۳۰ پنگھٹ
(۱) راشٹریہ گیت
(۲) گاؤں کا ناری سنسار : فیچر
پیشکردہ : ہیرا چڈھا

شام
۵-۱۵ بال گوپال
(۱) 'میرے تکلیتی میرے وشال'
'دنکر کی کویتا کا پاٹھ' از
بکتد ھر دیکشت
(۲) 'وندے ماترم گیت کی کہانی'
تقریر از ڈاکٹر کمل رائے
۶-۵۰ پنچایت گھر
'ترنگا تم پھیرائے' کوی گوشٹھی
شرکا : شیولوچن تیواری
دوار کا پرساد ، تریا ٹھی ہر جناتھ
پیندر سنگھ مشر ، جگدیش پنتھی
اور شری پال سنگھ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۷ جنوری

صبح
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۳۰ ، رات ۸-۱۵
چھنو لال مشر : خیال
شو شنکر مشر : طبلہ پر سنگت

شام
۵-۳۰ یووا وانی
(۱) بستک پاٹھ (سترہواں حصہ)
(۲) ابھرتے کلاکار
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) 'سرسوں کے روگ اور کیڑے'
تقریر از آر ایس اوجھا
(۳) مانس کے موتی : نودھا بھکت
اوما شنکر مشرا
(۴) آج کی چرچا : نریش مشر

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح
۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱
ٹی این ترما : سگم سنگیت
۸-۳۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۳۰
سروج نارائن : ستار
نند کمار مشر : طبلہ پر سنگت

دوپہر
۱۲-۳۰ پنگھٹ
(۱) بھجن
(۲) چاچی کی چٹھی : نریش مشر
(۳) رامائن پاٹھ

شام
۵-۳۰ یووا وانی
(۱) 'انہیں بھی ساتھ لے لو'
تقریر از میجر جنرل کالے
(۲) 'شوہر سپلائی کمپنی' مزاحیہ خاکہ
از راجندر تیواری
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) 'جاید کی تیاری'
'ککڑی اور کھیرے کی کھیتی' تقریر از
ٹی این شکلا
(۳) آج کی چرچا
۸-۱۵ ، ۱۰-۳۰
مالبیکا کانن : ٹھمری

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح
۶-۳۵ گاندھی چرچا
۷-۳۰ علی اکبر خاں : سرود
۹-۱۰ ، رات ۸-۱۵ ، ۱۰-۳۰
ہری شنکر مشر : گائن

شام
۵-۳۰ یووا وانی
کہانیوں کی ایک شام
شرکا : وسیم احمد صدیقی ، ستیندر پرکاش

غزل

منشاء الرحمٰن خاں منشاؔ

زندگی کے ناز برداروں کے بیچ — آج کچھ کہنا ہے فن کاروں کے بیچ
صاف دل ہوتے ہیں مثل آئینہ — جب کبھی کھلتے ہیں ہم یاروں کے بیچ
دیتے ہیں وہ پھول جینے کا سبق — خندہ زن رہتے ہیں جو خاروں کے بیچ
ہائے پانی ، آگ ، مٹی اور ہوا — پھنس گئے ہم چار دیواروں کے بیچ
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا ستم — غم سوا ہوتا ہے غمخواروں کے بیچ
اس کی حالت دیکھ کر روتا ہے دل — جو پریشاں ہو مددگاروں کے بیچ

جب کبھی توفیق ہو تو آپ بھی
آئیے گا درد کے ماروں کے بیچ

(ناگپور سے نشر)

شیلجا اشٹھانہ، جبیں آرا، کیری گوئیل اور سنیہ مدھر

۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) نوجاگرن

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۴۵
سدھ رام جادھو، سندری وادن

۹-۱۰، رات ۸-۳۰
نثار حسین خاں، خیال

شام

۵-۳۰ یوواوانی
شہید دوس کے موقع خصوصی فیچر 'نیتاجی سبھاش چندر بوس اور گاندھی جی کے بیچ انتر بنگ بحث'
پیشکردہ: سدیپ لکھ سنگیا

۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) بکرو بسنت، بسنت پنچمی کے موقع پر گیتوں اور لوک بھاشا کویتاؤں کا پروگرام۔
پیشکردہ: کے سی ورما، آر کے این سنگھ
(۲) 'گاندھی جی اور گاؤں'
تقریر از نرنیش شر

اتوار ۳۱ جنوری

صبح

۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد
۱۰-۱۵ ترنگ
۱۰-۴۵ (۱) چندر ابھیشکی، خیال
(۲) برج بھوشن کابرہ، گٹار
(۳) مالنی راجورکر، خیال
۱-۱۰ آج اتوار ہے

شام

۵-۳۰ یوواوانی
سانسکرتک جھانکی
۶-۵۰ پنچایت گھر
(۱) لوک گیت
(۲) کسان چرچا
'گاندھی جی کے سپنوں کا گاؤں کیسے بنائیں؟'
شرکا:
شری کانت ترپاٹھی، شیو شنکر سنگھ
یکت میندر دیکشت

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر 'الف' ۳۴۳٫۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز جالندھر 'ب' ۴۲۷٫۴ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۶-۰۰-۱۰ تا ۳۰-۶ تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۱-۱۰، ۲-۴۵، ۲-۰۰ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵-۶-۰۰ (پرادیشک سماچار)، رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵
پنجابی میں خبریں: صبح ۸-۳۰، دوپہر ۱-۴۰، شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۲۵ وندے ماترم، منگل دھن
۶-۳۰ آرادھنا، بھکتی سنگیت
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۷-۰۵ امرت لودھ
۷-۱۵ پربھیتے پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۰ آسا دی وار (اتوار)
۸-۰۰ میسی بھی (صرف اتوار)
۸-۰۰ آپ کے اتری (اتوار)
ساہتیہ سدھا سنسکرت پروگرام (پیر)
اخباراں دی رائے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
ترانے (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت، بچوں کیلئے پروگرام (ہفتہ)
۱۰-۰۰ جاس رتاں
ہفتہ وار کھیتی باڑی پروگرام (اتوار)
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش، سننے والوں کی فرمائش پر فلمی سنگیت (اتوار)

۹-۳۰ اختتام (اتوار ۱۰-۱۵ تک)

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند سننے والوں کی پسند پر پنجابی گیت (پیر)
کھگلاں کو گیت (منگل)
۱۲-۳۰ ہاڑی سہار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۴۵ مسل حاج (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ لوک بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور آج کھیتی پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳۰ لوک گیت: چیدہ چیدہ فنکار
۲-۴۵ دھیمی رفتار میں ہندی میں سماچار ملیش

شام

۵-۰۵ مال داڑی
(دیہاتی ذہنوں کیلئے پروگرام (پیر)
چلوری (بدھ)
۵-۱۵ لوک گیت
۵-۳۰ نوجوانی وچار (روزانہ)

۶-۰۰ سماچار سوچنائیں (مقامی اطلاعات) اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۴۵ قدم قدم پڑاپڑا (بدھ)
لوک رچی سماچار (جمعرات)
۸-۲۰ ادھیاپکوں کے لیے (ہفتہ)
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر (ب)

صبح

۱-۱ ودیارتھیوں کے لیے پروگرام

شام

۶-۰۰ یووانی، نوجوانوں کے لیے
۶-۴۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۷-۰۰ دیس پنجاب
پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
۸-۰۰ اختتام

ہفتہ ۱۶ جنوری

صبح

۷-۲۰ جگجیت سنگھ زادیری: پنجابی غزلیں
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
بلدیو کرشن شرما، ستار پر
راگ بیراگی / میاں کی سارنگ
۷-۴۵ وسنت راؤ دیش پانڈے
خیال نٹ بھیرو
۸-۲۰، شام ۵-۰۵
پریتم بالا، شبد / گیت
۸-۵۰، رات ۸-۱۰
پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
رام داس، بھجن / غزلیں

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک رنگ
لوک موسیقی کا پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس
پنجابی میں جھلکی

شام

۵-۱۵ بلکار سنگھ ماہی، لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۷ جنوری

صبح

۷-۲۰ آسا دی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۳۵ بھجن
۸-۵۰ گیت
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گیت

دوپہر

۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
استاد بڑے غلام علی خاں
ٹھمری بھیروی / خیال کیدارہ
۱۲-۱۵ سیتا کوہلی، گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ نریندر بیبا، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ ہردیو سنگھ خوشدل، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد کاشن

پیر ۱۸ جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
وزیر چند چترا، ستار پر
راگ اہیر بھیرو / چندر کونس
۸-۲۰ گیت
۸-۵۰ ملکھی رام، لوک گیت
۹-۱۵ کویتا رمن، پنجابی گیت
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ تیش چندر، لوک گیت

شام

۷-۴۵ پشپا ہنس، شیل بالا، کویتا رمن
گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ رچنا، لوک گیت

منگل ۱۹ جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ ، شام ۴۵-۷

بھگوان داس سینی ، خیال

کومل رشب اساوری/مدھوونتی

۷-۴۵ لچھمن سنگھ ، طبلہ بیچے تال

۸-۲۰ سنت سنگھ بندرا ، لوک گیت

۸-۵۰ ، شام ۰۵-۵

پنجابی گیت

۹-۵۰ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری اور ساتھی

لوک گیت

شام

۵-۱۵ تیرتھ سنگھ ، لوک گیت

۸-۰۰ اردو تقریر

۸-۲۰ سندی کوستا پاٹھ

۹-۳۰ وگیان جگت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

اسلم خاں ، گائن

بدھ ۲۰ جنوری

صبح

۷-۲۰ بھجن

۷-۳۰ ، رات ۳۰-۱۰

کستوری لال ، واندن پرراگ

الہیا بلاول رہا گیشری

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ رجنی دیوی ، لوک گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۵-۱۲

دیویندر سنگھ ، شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر

کنٹھ سنگیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چندر کانتا کپور ، لوک گیت

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑ اپڑا

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۸-۲۵ سنگم سنگیت

۹-۳۰ آپکی فرمائش

فلمی نغمے

جمعرات ۲۱ جنوری

صبح ۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ ، دوپہر ۰۰-۱۲

برج نارائن ، سرود پر

گجری توڑی/شدھ سارنگ

۸-۲۰ جسبیر سنگھ خوشدل

لوک گیت

۸-۵۰ گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۵-۱۲

ہربھجن لال ، بھجن/گیت و غزل

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ رنبیر سنگھ رانا

لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ وینا سوڈھی ، لوک گیت

۷-۵۰ ہربھجن لال ، غزلیں

۸-۰۰ سرجنا

پنجابی میں ادبی پروگرام

۱۰-۳۰ برج نارائن ، سرود پر کوسی کانہڑا

جمعہ ۲۲ جنوری

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ ، رات ۳۰-۱۰

شام لال ، سنہائی پر راگ

بسنت مکھاری اصوگی کانہڑہ

۸-۲ پنجابی گیت

۸-۵۰ نرمل سنگھ من اور ساتھی

صوفیانہ کلام

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۵-۱۲

پریا جگیاسو ، بھجن گیت و غزل

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ نانک سنگھ نیمی اور سیرم سنگھ سیکھوں

لوک گیت

شام

۵-۰۵ پریا جگیاسو ، گیت

۵-۱۵ پورن چند وڈالی اور ساتھی

لوک گیت

۷-۴۵ ، ۵۰-۸

سنگم سنگیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ نردوکر سلاجیت ، لوک گیت

ہفتہ ۲۳ جنوری

صبح

۷-۲۰ لچھمن داس سدھو ، کافی

۷-۳۰ مہندر سنگھ ہنڈیالہ ، منڈولن

۸-۲۰ ، شام ۰۵-۵

پنجابی گیت

۸-۵۰ غزلیں

۹-۱۵ ، شام ۰۵-۷

گورچرن گورا اور ساتھی ، شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ چمن لال بھلہ ، غزلیں

۱۲-۳۰ جگجیت سنگھ زاویری ، لوک گیت

۱۲-۴۵ گیت

۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۱۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری

لوک گیت

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۲۴ جنوری

صبح

۷-۲۰ آسا دی وار

بھائی جشیش سنگھ اور ساتھی

۷-۳۰ بھجن

۸-۵۰ دلیش بھگتی سنگیت

۱۰-۳۰ آپکی فرمائش

فلمی سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ شانتا سکینہ ، گیت اور غزل

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ سرجیت بیتھیہ ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ ہنس راج اور ساتھی

بھنیاں

'پرچھائیاں اور پہچان'

دوردرشن جالندھر کے ھندی ناٹک کی آؤٹ ڈور شوٹنگ

'راک گارڈن' میں ھوئی — یہ ناٹک حال ھی میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔

۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳ شاستریہ سنگیت

پیر ۲۵ر جنوری

صبح
۶-۲۰ شبد
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵ گورمیت کور باوا و ساتھی ، لوک گیت
9-15 جھلکی

دوپہر
۱۲-۳۰ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ پورن شاہکوٹی ، لوک گیت

شام
5-15 سی ایل ولی ، کافیاں
۸-۰۰ بنگری تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
9-۳۰ پنجابی ناٹک
10-15 گورمیت کور باوا و ساتھی ، لوک گیت

منگل ۲۶ر جنوری

صبح
۷-۲۰ دلیش بھگتی سنگیت
۸-۲۰ گورچرن سنگھ گوملواڑ ڈھاڈی او ساتھی ، لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
9-15 جاگرت

دوپہر
۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جوگا سنگھ جوگی و ساتھی ، کولیشری

شام
5-05 دلیش پیار کے گیت
۸-۰۰ اردو تقریر
9-۳۰ پنجابی میں مذاکرہ
10-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۷ر جنوری

صبح
۷-۲۰ گیت
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ جگموہن کور ، لوک گیت
9-15 ، دوپہر ۱۲-15
شبد

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ برجیندر سنگھ مجیلا جٹ
لوک گیت

شام
۷-۴۵ قدم قدم پیڑا پڑا
۸-۰ پنجابی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
9-۳۰ آپکی فرمائش
فلمی نغمے

جمعرات ۲۸ر جنوری

صبح
۶-۲۰ شبد
۸-۲۰ گوردیو سنگھ کونل ، لوک گیت
۸-۵۰ ، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت
9-15 ، دوپہر ۱۲-15
روپی شرما : بھجن/غزلیں

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ا۔ سنگھ لکھن پوری و ساتھی
لوک گیت

شام
5-15 پیارا سنگھ جلال آبادی
لوک گیت
۷-۵۰ گھنشیام داس ، پنجابی گیت
۸-۰۰ "تخلیق"
اردو میں ادبی پروگرام
۸-۳۰ سگم سنگیت
9-۳۰ گلدستہ

جمعہ ۲۹ر جنوری

صبح
۸-۲۰ گیت
۸-۲۰ ، شام ۷-۴۵
لیش پال ، گیت/غزلیں
۸-۵۰ محمد تقی قوال و ساتھی
صوفیانہ کلام
9-15 ، دوپہر ۱۲-۳۰
رشپال کور ، شبد/گیت

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں

(باقی ص ۴۷ پر)

روہتک

میڈیم ویو ۲۴ر ۲۶۲ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶/۲۵ سے ۹-۵ تک (اتوار ۱۰-۹ تک)
دوسری مجلس: ۱۲-۳۰ سے ۱-۳۰ تک
تیسری مجلس: ۵-۰۰ سے ۱۰-۰۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ اور ۷-۰۵ شام
بھگتی سنگیت
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۸-۲۰ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر
۱-۱۰ فلمی سنگیت
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو ننھے منے)
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ مقامی اعلانات
9-15 ایک فلم سے

ہفتہ ۱۶ر جنوری

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
پربھا ، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ایس بی رائے چودھری
کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ہردھیان سنگھ ، چاند سالوریا
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۲-۲۰ ہردھیان سنگھ ، تیج رام
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ کشمیری لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ہردھیان سنگھ ، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ جمیل احمد ، غزلیں
9-15 ایک فلم سے 'دیوداس'

اتوار ۱۷ر جنوری

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
یوگل بھاردواج ، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بھیم سین جوشی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
9-05 اس ماہ کا گیت

۱-۰۰ وِرندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے
۲-۳۰ ست نارائن وششٹ، جگورام بالمیکی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ست نارائن وششٹ ، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سموہ گان
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پھول اور پتھر'

اتوار ۲۴ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
آشا گپتا ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بسم اللہ خاں ، شہنائی
۸-۳۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ پریت سنگھ و ساتھی، دیپا ماتھر
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ مراٹھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ ہمنت کمار ، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے
'دوستی'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۵ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
پرتبھا جین ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راجن مشرا، ساجن مشرا ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ایوب خاں ، مہابیر سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۳۰ چھٹی جماعت کیلئے درس
۲-۳۰ ایوب خاں ، سنتوش ساہیلوال
اور ساتھی ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ایوب خاں ، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۸-۳۰ حبیب پینٹر ، قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'نیا دور'

منگل ۲۶ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سمیتا باجپائی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ فریدہ آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ مشتاق حسین خاں ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ شکنتلا ڈانگی و سکھیاں اور
رام نواس شرما ، لوک سنگیت
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وِرندگان
۲-۳۰ بھیم سنگھ و ساتھی اور
سوشیلا کماری و سہیلیاں، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بھیم سنگھ و ساتھی ، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ قومی گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'گوپال کرشن'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۷ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
وینو راجہ جین ، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پنا لال سولنکی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ صاحب سنگھ ، وجینتی شرما
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۳۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
۲-۳۰ صاحب سنگھ ، رمنی شرما و سکھیاں
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
صاحب سنگھ ، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ سی ایچ آتما ، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پیاسا'
۹-۳۰ چپ چاپ کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شکنتلا دھیمہ ، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰ ششی شرما و ساتھی اور
بلونت سنگھ بوبلا ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۳۰ نویں جماعت کیلئے درس
۲-۳۰ ششی شرما و ساتھی اور
بہادر ناتھ و ساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ برج کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ بیگم اختر ، غزلیں
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
وید سیٹھی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
مہیش باجپائی ، کلاسیکی موسیقی
۹-۳۰ تیج پربھاکر ، لوک سنگیت
۹-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۳۰ پرائمری جماعتوں کیلئے درس
۲-۳۰ تیج پربھاکر ، ہری رام شرما
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہماچلی لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
تیج پربھاکر ، لوک گیت
۸-۰۰ لِسٹنک سمیکشا
۸-۳۰ شرما برادرز ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پاکیزہ'
۹-۳۰ اٹ پٹے سوال، جھٹ پٹے جواب

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵

آکاشوانی گروپ آف جرنلز
آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی کے دیگر جرائد
آکاشوانی (ہندی) پندرہ روزہ، قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے   آکاشوانی (انگریزی) ہفت روزہ، قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۰ جنوری

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۴-۳۰ یووا وانی
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ خواتین کیلئے: مہلا سمیلن
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشئے ہے
۹-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۱ جنوری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ میگزین

جمعہ ۲۲ جنوری

صبح

۷-۱۰ برارتھنا سبھا
۷-۲۵ دیش گان
۷-۴۰ ترنگ: کویتا پاٹھ

۷-۵۵ سمئے کی بات
۸-۳۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۳ جنوری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ اسپورٹس
۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۳۵ گیت
۷-۴۰ اساتذہ کے لئے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۹-۱۵ ہم درشن
(ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل)
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۴ جنوری

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں: بھینٹ وارتا پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲-۳۰ بال گوپال

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن

۷-۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ شرم سنسار
۹-۳۰ گیت بہارا رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا پروگرام

پیر ۲۵ جنوری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا: ادبی پروگرام
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دیش گان
۹-۱۵ انگریزی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۶ جنوری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ سنگیت
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چینکا

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۷ جنوری

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ سنسکرت وانی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ خواتین کیلئے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشئے ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ
۱۰-۵۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکل موسیقی

۷-۳۰ گیت

۸-۲۰ دیش گان

۸-۳۰ انگریزی سبق

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی

۷-۳۵ گیت

۷-۴۰ اساتذہ کے لئے

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ فلمی میوزک

۹-۱۵ ہم درشن ا ہندی میں علاقائی

ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۳۱ جنوری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ اس ماس کا گیت

۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۹-۰۵ پہاڑی دھن

۹-۱۰ لوک رو تی سماچار

۹-۱۵ ان دنوں

بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ ساز اور آواز

۹-۴۵ دگیان اور جیون

۱۰-۰۰ یووا وانی

۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ

۱۲-۰۰ بزرگوں کے لئے پروگرام

۱۲-۳۰ بال گوپال

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن

۷-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگ پر مبنی پروگرام

۹-۲۰ گیت پہاڑ ا رے
فرمائشی پہاڑی گانوں کا پروگرام

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف ۲۰۲۰۳ میٹر ۱۳۱۵ کلو ہرٹز بھوپال ب ۲۲۳۰۲ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۷-۴۵ ۹۹۰۱ کلو ہرٹز

صبح ۹-۳۰ تا ۹-۲۰ ۹-۴۵
صبح ۹-۴۵ تا ۵-۱۵ ۵-۴۰ شام } ۱۹ کلو ہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰ رات ۳۳۱۵۰ کلو ہرٹز

رائے پور ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز گوالیار ۲۱۶/۲ میٹر ۱۳۹۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲۵۴۰۲ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں صبح ۵/۸-۱۹ پرادیشک سماچار

دوپہر ۵-۱۱ ، ۲-۴۵ تا ۲-۵۰

رات ۴۵-۱۱ ، ۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو

انگریزی میں خبریں صبح ۱-۹ ، ۱-۰

دوپہر ۲-۱۲ ، ۱۰۰ ، شام

رات ۹-۱ ، ۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو

ہفتہ ۱۶ جنوری

صبح

۶-۲ کسم پروکر ، سگم سنگیت

۸-۳۰ کرشنا دیوی پیٹھ ، شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۲ مہلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ ، کمال ناں کمال

۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

۲-۳۰ لکشمی نارائن گنگرادے ، لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
کیوں کے پروگرام کو نیل کے ساتھ

اتوار ۱۷ جنوری

صبح

۸-۳۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۲-۲
تیل بالا ترویدی ، لوک گیت

شام

۵-۲ یووا وانی
ترعیاں کی پسند

پیر ۱۸ جنوری

صبح

۸-۳۰ تین ماں کے گ ، لوک گیت

۸-۲۰ مت رجن اپادھیائے ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ایانہ دیو گند ھرو ، خیال

دوپہر

۱-۴ اسکول براڈ کاسٹ

رات

۱۰-۳۰ نئیں ۲ دوولا ؛ سرود

منگل ۱۹ جنوری

صبح

۷-۲۰ ستش کرن سکینہ ، لوک گیت

۸-۲۰ دوار جن اپادھیائے
سگم سنگیت

۸-۳۰ آئینہ ، اردو پروگرام
کیا اردو غیر ملکی زبان ہے؟ مباحثہ

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ مالا ، راجکمار متر

۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

رات

۸-۱۵ تر کا نہ کے تیرتھ
ہندی تقریر

بدھ ۲۰ جنوری

صبح

۸-۲۰ مینا سکینہ ، سگم سنگیت

۸-۳۰ وی ڈی بڑے ، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۲-۳۰ دیندر کلاسونی ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتکی
کہانی از آشا اتنا سکینہ

۱۰-۳۰ پرشوتم داس ، ساہ تا پرساد
پکھاوج ۔ طبلہ

جمعرات ۲۱ جنوری

صبح

۸-۲۰ شام کمار ، سگم سنگیت

۸-۳۰ اروند جوشی ، ستار

دوپہر

۱-۳۰ میناپاٹھارنج ، سگم سنگیت

۱-۴ اسکول براڈ کاسٹ

۲-۳ جنی کھڑگ
لوک گیت

رات

۸-۰ بھوپال کا اتہاس ، ہندی تقریر از
رام نارائن سنگھ مدھسر

۱۰-۰۰ اروند جوشی ، ستار وادن

۱۰-۳۰ سمتی مٹانکر ، دھرپد کھاج

جمعہ ۲۲ جنوری

صبح

۸-۲۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر ، سگم سنگیت

۸-۳۰ رام مراٹھے ، خیال

دوپہر

۱-۲۰ امارانی دوبولیا ، سگم سنگیت

۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ

۲-۳۰ کرن شرما ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
شعر و نغمہ پروگرام
زیر عنوان 'ذات کا کرب'
پیشکردہ ، قمر احسن
کلام جاوید

۱۰-۳۰ رام مراٹھے ، خیال پوریہ دھناشری

جودھپور

جودھپور ۵۶۴/۹ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ۲۵۰/۶ میٹر ۱۱۹۷ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)

۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت

۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)

۵-۰۵ یوواوانی
یووا ترنگ اور ورائٹی پروگرام
(منگل اور جمعہ)

۵-۳۰ نو ترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)

۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
نیوجنی سوچنائیں (پیر و جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سنگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)

۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں رہنے والے
سامعین کیلئے ملاجلا پروگرام

۸-۲۵ ایک کلاکار

۹-۱۵ تقریر (ہندی/انگریزی)
(منگل، جمعرات)
ملے جلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)

۱۰-۰۰ بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

ہفتہ ۲۳ جنوری

صبح

۶-۳۰ وجے لکشمی کمار : سگم سنگیت

۸-۳۰ پدم نلگندوار : ستار

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ : ہنسی مہیشوری

۲-۳۰ مالتی لتا مالوی اور سہیلیاں
لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
دیہی بچوں کے پروگرام کونپل کے ساتھ

اتوار ۲۴ جنوری

صبح

۸-۳۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۲-۳۰ سنگیتا چوبے : لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'گونجتی دیواریں' ناٹک
تحریر : ولنوذ تیواری
پیشکش : مقبول حسن

پیر ۲۵ جنوری

صبح

۷-۳۰ منورما سریواستو : لوک گیت

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۱۰ درپن

رات

۱۰-۰۰ 'کالا ہیرا'
سنگریلی کونلہ کان پر مبنی فیچر
تحریر و پیشکش : شیاملا شرما

۱۰-۳۰ اپا صاحب کاگے : بانسری پر بہاگ

منگل ۲۶ جنوری

صبح

۸-۳۰ 'بزم سخن' اردو پروگرام
شرکا : شمیم فرحت، محمود نشتری
مضطر صہبائی، سرفراز دانش
وحید پرواز اور ظفر صہبائی

۹-۱۰ یوم جمہوریہ کی پریڈ کا آنکھوں دیکھا حال

۲-۳۰ دلیشا نوراگی : لوک گیت

رات

۸-۱۵ یوم جمہوریت کے موقع پر مدھیہ پردیش
کے گورنر کا خطاب

بدھ ۲۷ جنوری

صبح

۸-۳۰ انامیکا تیواری : سگم سنگیت

۸-۴۰ کلیانی رانے : ستار پر جونپوری
سوہن چودھری : طبلہ پر سنگت

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۱-۱۰ 'آیو جیت گو نہترو دس' سنگیت روپک
تحریر : بھیشم سنگھ
چوپال
پیشکش : رودھیش پرساد ترپاٹھی

۲-۳۰ اشوک دوبے : لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کاویہ پاٹھ : راجیش جوشی

۹-۳۰ ترنگ
'میڈیکل جیبی' جھلکی
تحریر : وی ڈی شرما
پیشکش : کملا سکینہ

۱۰-۰۰ 'کتنے سادھن کمائی کے' فیچر
پیشکش : ایس این سکینہ

۱۰-۴۰ کلیانی رانے : ستار وادن

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح

۸-۳۰ نینا دیوی : ٹھمری

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

۲-۳۰ بملا بائی تومر اور سہیلیاں
لوک گیت

رات

۸-۰۰ بھارت درشن کا پرواچل 'اروناچل'
ہندی تقریر از آشا اگنی ہوتری

۱۰-۳۰ نینا دیوی : گائن

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح

۸-۳۰ رام داس مونگرے : خیال

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
اسکول براڈکاسٹ

۲-۳۰ بھیالال برجاپتی اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'نسیا کا المیہ شوہر اور بیوی کے درمیان'
تقریر از دھنیے ورما
(۲) بچوں کیلئے کہانی
(۳) نئی نظم : فضل تابش

۱۰-۳۰ رام داس مونگرے : خیال

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح

۸-۳۰ میراوی راؤ : خیال

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
دنیش دویدی

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

۲-۳۰ گندھرو سنگھ پربار اور ساتھی
لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
دیہی بچوں کے پروگرام کونپل کے ساتھ

۸-۰۰ چترلیکا
جنگ آزادی کے مجاہد
شری رام سہائے تیواری سے ملاقات

اتوار ۳۱ جنوری

صبح

۸-۳۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۱۰-۳۰، دوپہر ۱-۴۵
بالا صاحب پونچھوالے : خیال

دوپہر

۲-۳۰ چندر کلا ساہو : لوک گیت

شام

۵-۳۰ یوواوانی

۹-۳۰ خصوصی سہ ماہی ناٹک
تحریر : مہیش سریواستو
پیشکش : میناکشی مترا

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) [illegible] اجمیر [illegible] کلوہرٹز
[illegible]

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح [illegible] شام ۶-۰۵
رات [illegible] (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار) [illegible]
انگریزی میں خبریں: صبح [illegible] دوپہر [illegible] شام [illegible]
رات [illegible] (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار [illegible])
علاقائی خبریں: (ہندی) صبح [illegible] (راجستھانی) شام [illegible]
سندھی میں خبریں: صبح [illegible] شام [illegible]
سنسکرت میں خبریں: صبح [illegible] ہندی میں سماچار [illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ منگل دھونی، وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ [illegible] اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات، بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامائیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سورگنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰، ۱۱-۰۰)

دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام
۵-۰۵ یوواوانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

ہفتہ ۱۶ جنوری

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ رماکانت بوہرا: لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ گنپت لال ڈانگی پارٹی
لوک سنگیت
۵-۰۵ یوواوانی (روزانہ)
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۷-۲۰ کرشکوں کیلئے (روزانہ)
۸-۰۰ کہکشاں (اردو پروگرام)
۹-۱۵ کھلا آکاش

اتوار ۱۷ جنوری

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۸-۲۰ سورگنگا
۹-۱۵ مکل
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
بک، کیلو، ناٹک
تحریر و پیشکش: نارائن پاروانی
۱۲-۰۰ میلا جگت
۱۲-۳۰ جھلکی
۱-۱۰ آپ کی فرمائش

شام
۶-۲۵ راجستھانی فرمائش
۸-۰۰ انگریزی وارتا
۹-۱۵ ان سے ملئے

پیر ۱۸ جنوری

صبح
۸-۳۰ احمد خاں: لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت
۱-۱۰ پنڈت شیو رام: لوک گیت
۱-۵۰ کرشی لوک: موسم

شام
۶-۳۰ ادھوگ جگت
۱۰-۰۰ سومواریہ اتر یکالین
سنگیت سبھا

منگل ۱۹ جنوری

صبح
۹-۱۰ سکو امر خواتی: لوک گیت
۱-۱۰ سہیلیاں ری باتڑی
۹-۱۵ کھلا آکاش
۹-۳۰ سندھی پروگرام
غنایتی فرمائش

بدھ ۲۰ جنوری

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۹-۱۰ اُگر سین: لوک گیت
۱-۱۰ امام الدین خاں: لوک گیت
۶-۳۰ سندھی پروگرام: نئی روشنی
نواں دچار: بوڑھوں کے لئے
پروگرام
۱۰-۳۰ پاروتی دیوی: لوک گیت

جمعرات ۲۱ جنوری

صبح
۷-۵۰ وید وانی: آریہ سنسکرتی کے دشٹکون
برہم پران، ڈاکٹر آر سی دیویدی
۹-۱۰ سوہن سنگھ: لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت
۱-۱۰ مہلا جگت: وارتا
راجستھان کے لوک نرتیہ: تقریر
شریمتی بکشی کماری
گیت
۱-۵۰ کرشی لوک۔ موسم

شام
۶-۲۵ نرمدا کے سور
۹-۱۵ کھلا آکاش
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۲۲ جنوری

صبح
۹-۱۰ اُگر سین: لوک گیت
۱-۱۰ سوبیتا چندیل: لوک گیت
۱-۵۰ کرشی لوک
۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ کتھا لوک
۹-۱۵ کھلا آکاش

ہفتہ ۲۳ جنوری

صبح
۸-۳۰ شیودت پروہت: لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام
۷-۱۰ ضلع کی چٹھی
۹-۱۵ کھلا آکاش

اتوار ۲۴ جنوری

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۸-۲۰ سورگنگا
۹-۱۵ مکل
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
(۱) دیش بھگتی گیت
(۲) کویتا پاٹھ: ہری دلگیر اور
جیٹھا نند گل
۱-۱۰ آپ کی فرمائش

شام
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
۸-۰۰ انگریزی وارتا
۹-۱۵ کھلا آکاش

پیر ۲۵ جنوری

صبح
۸-۲۰ شیام سنگھ راجپوت
لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت

شام
۶-۲۵ لوک دھن
۶-۳۵ ادھوگ جگت
۸-۱۵ راشٹرپتی کا
راشٹر کے نام سندیش
۹-۳۰ سروبھاشا کوی سمیلن

منگل ۲۶ جنوری

صبح
۷ - ۲۰ مانس گان
۹ - ۱۰ گن تنتو دوس کی پریڈ کا آنکھوں دیکھا حال
۱ - ۱۰ سہیلیوں کی باڑی
۱ - ۴۰ لوک گیت: ریحانہ مرزا
۸ - ۰۰ راجیہ پال کا سندیش

۹ - ۳۰ سندھی پروگرام
گن تنتو دوس پر سنگیت روپک
پیش کردہ موہن میر چندانی

بدھ ۲۷ جنوری

صبح
۸ - ۲۰ راجستھلی
۹ - ۲۰ سگم سنگیت
۱ - ۱۰ للتا بائی: لوک گیت
شام
۶ - ۳۰ سندھی پروگرام
۹ - ۳۰ سرو بھاشا کوی سمیلن کا سندھی ترجمہ

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح
۷ - ۵۰ دیوا دانی
راماتن کے پریرنا
ناٹک، جگدیش شرما
۹ - ۱۰ لوک گیت: پپی دیوانہ
۱ - ۱۰ مہلا جگت، ہمارے جیون میں پیڑوں کی مالی اہمیت
ڈاکٹر ارملا بترا، گیت
شام
۶ - ۳۵ نرمان کے سوئر
۸ - ۰۰ راجستھلی
۹ - ۱۵ کھلا آکاش

جمعہ ۲۹ جنوری

۸ - ۲۰ ہندی میں تقریر
۹ - ۲۰ سگم سنگیت
۱ - ۱۰ لوک گیت: ادم پرکاش مصرا
۱ - ۵۰ کرشی لوک: موسم
شام
۹ - ۱۵ کھلا آکاش

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح
۸ - ۳۰ راجیش کمار سنیواز لوک گیت
۱ - ۱۰ لوک گیت
کرشنا جھنگانی
۶ - ۳۰ بال گوپال
سہیلیوں کی باڑی
۸ - ۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
۹ - ۱۵ کھلا آکاش

اتوار ۳۱ جنوری

صبح
۷ - ۲۰ مانس گان
۸ - ۲۰ سور گنگا
۱۰ - ۰۰ سندھی پروگرام: وارتا
موہن لال واسوانی
(۲) سموگان (۳) کلام
کملا کیسوانی اور مایا اسرانی
۱۲ - ۳۰ جھلکی
۱ - ۱۰ آپ کی فرمائش: موسم
۵ - ۵۵ روزگار سوچنائیں
۶ - ۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
۸ - ۰۰ انگریزی وارتا
۹ - ۱۵ کھلا آکاش
۱۰ - ۳۰ شاستریہ سنگیت

اودے پور

اودے پور ۲۶۶٫۰ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶ - ۳۵ بھگتی سنگیت
۷ - ۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷ - ۱ کھیتی باڑی
۷ - ۲۰ مانس گان
۷ - ۳۰ سنگیت سریتا
۷ - ۴ فلمی سنگیت
۹ - ۱ سگم سنگیت (سوائے اتوار)
دوپہر
۱۲ - ۳ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱ - ۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱ - ۵۰ لوک سنگیت
شام
۵ - ۰۵ یووا وانی
۶ - ۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷ - ۳ کرشکوں کے لیے
۸ - ۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸ - ۲۵ فلمی گیت

بیکانیر

۲۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶ - ۳۵ بھگتی سنگیت
۷ - ۵ پروگرام کا خلاصہ
۷ - ۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷ - ۲۰ مانس گان
دوپہر
۱ - ۴ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۶ - ۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷ - ۳ کرشکوں کے لیے
۸ - ۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

بقیہ :- جالندھر چنڈی گڑھ

۲ - ۳۰ جیون سنگھ چیندن اور ساتھی
لوک گیت
شام
۵ - ۰۵ پنجابی گیت
۵ - ۱۵ کشمیر سنگھ شمبھو، لوک گیت
۹ - ۰۰ ہندی تقریر
۹ - ۳۰ ہندی ناٹک
۱۰ - ۱۵ جگت سنگھ جگا، لوک گیت

ہفتہ ۳۰ جنوری

صبح
۷ - ۲۰ بھگتی سنگیت
۸ - ۲۰، ۹ - ۱۵، رات ۸ - ۳۰
سگم سنگیت
۸ - ۵۰ شام ۵ - ۰۵

پنجابی گیت
دوپہر
۱۲ - ۱۵ گیت
۱۲ - ۳۰ کورس
۲ - ۲۰ ساڈے آس پاس
شام
۵ - ۱۵ گردھاری لال اور ساتھی
بھینٹاں
۹ - ۰۰ پنجابی تقریر

اتوار ۳۱ جنوری

صبح
۷ - ۲۰ آسا دی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷ - ۵۰ بھجن

۸ - ۲۰ مسیحی بھجن
۹ - ۵۰ گیت
۱۰ - ۳۰ آپ کی فرمائش
دوپہر
۱۲ - ۱۵، شام ۵ - ۵
پنجابی گیت
۲ - ۲۰ غزلیں
۲ - ۳۰ رمیش رنگیلا و ساتھی، لوک گیت
شام
۵ - ۱۵ سعیدہ بانو، لوک گیت
۷ - ۴۵ جاگرت
۹ - ۳۰ سگم سنگیت
۱۰ - ۰۰ شبد کانف
۱۰ - ۳۰ روشن آرا بیگم، خیال بنس دھونی اور ساون

(۱) قرأت کلام پاک از قاری اقبال علی خاں
(۲) نعت شریف از مرزا غوث بیگ

۸-۴۰ یووا وانی
تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'فردوس بریں' سے
(۲) اس ہفتے کی ڈائری، راحت علی
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
'کھانسی کا اصول علاج'،
ڈاکٹر شیو راج ماتھر سے گفتگو
(۴) عزیز احمد وارثی وساتھی، قوالیاں
شاذ تمکنت اور رضا نظامی کانپوری کا کلام

ہفتہ ۲۳؍ جنوری

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
فلمی قوالیاں

شام
۵-۳۰ ترنگ
ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'فردوس بریں' سے
(۲) افکار عالیہ
'مومن' تقریر از ڈاکٹر غیاث الدین
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۲۴؍ جنوری

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
'گلدستہ' نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) 'چار دیواری' افسانہ از قمر تمکین
(۲) ڈھولک کے گیت
(۳) کلام کی باتیں از میر بشیر قربان علی
(۴) خطوں کے جواب

شام
۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ڈرامہ
(۲) غزلیں

پیر ۲۵؍ جنوری

صبح
۸-۴۰ یووا وانی
نغموں کی دنیا

شام
۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'فردوس بریں' سے
(۲) ہم آپ اور وہ
مجاہدین آزادی سے ملاقات از اسلم فرشوری
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
زبیر رضوی
(۴) غزلیں

منگل ۲۶؍ جنوری

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'فردوس بریں' سے
(۲) جشن بہاراں
قومی گیت

بدھ ۲۷؍ جنوری

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
'شہر نامہ' نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

دوپہر
۲-۳۰ طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'فردوس بریں' سے
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں
(۴) غزلیں

جمعرات ۲۸؍ جنوری

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر
۲-۳۰ اسکولی طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ ترنگ
'میری پسند' فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ
نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۲۹؍ جنوری

صبح
۶-۴۰ ایشور اللہ
(۱) قرأت کلام پاک از حافظ قاری علی قریشی
(۲) نعت شریف از خواجہ محمود بیگ

۸-۴۰ یووا وانی
تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'فردوس بریں' سے
(۲) اس ہفتے کی ڈائری
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۳۰؍ جنوری

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
فلمی قوالیاں

شام
۵-۳ ترنگ
ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'فردوس بریں' سے
(۲) افکار عالیہ 'گاندھی جی'
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) نظمیں آپ نواز
(۵) گیت اور غزلیں

اتوار ۳۱؍ جنوری

صبح
۸-۲۵ یووا وانی
گلدستہ
۹-۳ بچوں کیلئے

دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) تمنا یا بھید، افسانہ از بشریٰ عبدالوحید
(۲) حلیم انشا، مخدوم کی غزلیں
(۳) غزلیں از فاطمہ سلطانہ
(۴) خطوں کے جواب

شام
۵-۳ ترنگ
ورائٹی پروگرام

۹-۳ نیرنگ
(۱) ٹیپو سلطان، ڈرامہ
تحریر: اظہر افسر
(۲) غزلیں

غزل

صبح جلتی ہے شام جلتی ہے
جلتی آنکھوں میں روشنی سی چمک
لوگ اس طور بھی تو زندہ ہیں
آرزو آنچلوں کے سائے میں
کتنے ہی خواب مسکراتے ہیں

دھوپ ہر لمحہ ساتھ رہتی ہے
زندگی گرد گرد اڑتی ہے
سانس چلتی ہے سانس رکتی ہے
چند لمحے ہی رقص کرتی ہے
خواہشوں کی عجیب بستی ہے

شعر کہتے ہوئے خیالوں میں
شوق اک آرزو مچلتی ہے

مومن خان شوق

(حیدرآباد سے نشر)

ایم اے ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

۴-۳۰ مہتاب بیگم اور ساتھی، چھکری

شام

۶-۱۰ ایم ایس پانپوری، غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ سائنسک دنیا (کشمیری)
۹-۳۰ ’ہمکلام‘
اردو میں گفتگو، پروفیسر مسعود حسن خاں
۱۰-۰۰ توہند فرمائش

بدھ ۲۰ جنوری

صبح

۸-۰۰ نریندر گپتا، غزلیں
۸-۳۰ شش رنگ
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵/ ۴-۰۰
آکاش علی محمد میر اور ساتھی
چھکری

دوپہر

۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
پریم ناتھ زوتشو، ستار وادن
۴-۳۰، شام ۶-۱۰
اسداللہ، غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
فلموں سے
۸-۳۰ پراگاش
غیر نصابی تعلیمی پروگرام
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
سامعین کے خطوں کے جواب
۹-۳۰ بزم شعار
کشیری مشاعرہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

جمعرات ۲۱ جنوری

صبح

۸-۰۰ راجندر کاچرو، غزلیں
۸-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ ولدیہ ورند
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۵، شام ۶-۱۰
راج بیگم، غزلیں
۴-۰۰ کیاری
جموں و کشمیر اور لداخ کی موسیقی
ڈوگری، کے کے جوشی اور کانتا شرما
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ کھیلن ہند دنیاہ
۹-۳۰ صدیوں پہلے
راج ترنگنی پر مبنی پروگرام

جمعہ ۲۲ جنوری

صبح

۷-۳۰ گاندھی کتھا
۱۱-۳۰، شام ۴-۳۰
غلام نبی پنڈت و ساتھی، چھکری

دوپہر

۱۲-۰۲ کشمیری موسیقی
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۵ محمد یعقوب، غزلیں
۴-۰۰ کمال بٹ و ساتھی، صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۰ غلام نبی شیخ، غزل
۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ اپنی دھرتی اپنا دیش
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۲۳ جنوری

صبح

۸-۰۰ من موہن پہاڑیہ، غزل
۸-۳۰ نولکھن (ہندی)
۸-۳۵ مول شعار
۱۱-۳۰ رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ نریندر گپتا اور محمد یعقوب
غزلیں
۲-۱۵ فلمی دوگانے
۴-۰۰ عبدالصمد شیخ اور ساتھی، چھکری
۴-۳۰ رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۰ آرتی تکو، غزل
۸-۰۰ وادی کی آواز
رحمت اللہ خاں
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۰ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین
۱۰-۰۰ گاشہ تارکھ
۱۰-۳۰ شہر صدا
غیر فلمی گانے

اتوار ۲۴ جنوری

صبح

۸-۰۰ اگلے ہفتے
۸-۳۰ ’اتوار کا دن اور ہم‘
تقریر از آفاق احمد
۹-۰۵ زونہ ڈب

یوم جمہوریت کی خصوصی نشریات

اتوار ۲۴ جنوری

شام

۸-۳۰ ”عوام سے باتیں“
ریاست کے وزیر اعلیٰ شیخ محمد عبداللہ
ریاست کے تعمیر و ترقی کا ایک جائزہ
پیش کریں گے۔

پیر ۲۵ جنوری

شام

۸-۱۵ یوم جمہوریہ کے سلسلے میں
راشٹرپتی شری نیلم سنجیوا ریڈی
کا قوم کے نام پیغام اور
اس پیغام کا کشمیری ترجمہ
۸-۴۵ ”جمہوریت کے آداب“
اردو میں ایک بات چیت
مقرر: سلیم قدوائی
۹-۳۰ قومی مشاعرہ
کشمیری روپ

منگل ۲۶ جنوری

صبح

۷-۰۵ ماتر وندنا
حب الوطنی کے گیتوں پر پروگرام
۸-۰۰ دیش پیار کے گیت
۸-۲۰ ”گنتنتر دیاں برکتاں“
پنجابی پروگرام میں ایک بات چیت
مقرر: ہربھجن سنگھ
۹-۲۰ دلی میں یوم جمہوریہ
پریڈ کا آنکھوں دیکھا حال
(دلی سے ریلے)
۹-۰۰ یوم جمہوریہ پر ریاست کے گورنر
شری بی کے نہرو کا ریاستی عوام کے
نام پیغام
۱۱-۳۰ ”آشن ہنز وتست“
رشید نازکی کا لکھا غنائیہ

دوپہر

۲-۱۰ یوم جمہوریہ کی ریاست میں تقریبات
پر مبنی ایک ریڈیو رپورٹ

شام

۵-۳۵ ”ترقی دا بدلنا قدم“
ریکارڈنگ پر مبنی ایک خاص
پروگرام گوجری میں
۶-۱۵ ”گیاہ رُود کیا پرود“
دیہی علاقوں میں کی گئی
ریکارڈنگ پر مبنی پروگرام
دیہی خواتین کے لیے
۸-۳۰ ”۲۶ جنوری ہنز کتھ“
پروگرام ’پراگاش‘ میں
۲۶ جنوری کی کہانی
۸-۴۵ ”سون آئین تہ جمہورک تر دِل“
کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ سنگ مال: کشمیری میں
ادبی پروگرام
یوم جمہوریہ پر ایک کشمیری مشاعرہ
۱۰-۰۰ ”سون وطن ندبون وطن“
کشمیری گیتوں پر مبنی
خاص پروگرام
پیش کش ایس اے رحمان

۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ فلم میگزین (کشمیری)
۱۱-۳۰ تو بہ تو (دیو داوانی سے انتخاب)

دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ سر سنگیت
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہی مال

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز (اردو میں)
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ تو ہے جیٹھی وان
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۲۵ جنوری

صبح
۸-۰۰ مہندر سنگھ : غزلیں
۸-۲۰ بات چیت
۸-۲۵ کشمیری : ہندی بات چیت
۹-۰۵ وندنا
۱۱-۳۰ دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰
محمد عبداللہ اور ساتھی : چھکری

دوپہر
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ شام ۶-۳۰
کیلاش مہرہ : غزلیں

رات
۸-۱۵ یوم جمہوریت کی قبل شب پر راشٹرپتی کا قوم کے نام پیغام
۸-۴۵ "جمہوریت کے آداب" تقریر : سلیم قدوائی
۹-۳۰ قومی مشاعرہ
نیشنل سمپوزیم ۱۹۸۲ کا کشمیری روپ

منگل ۲۶ جنوری

صبح
۷-۰۵ ماتر وندنا
۸-۰۰ حب الوطنی کے گیت
۸-۳۰ آنکھوں دیکھا حال (تقریر) ڈاکٹر بھوپن سنگھ
۹-۰۰ یوم جمہوریت پریڈ (تقریب کشمیر) صدر جمہوریہ کا خطاب
۹-۲۰ یوم جمہوریت پریڈ کا آنکھوں دیکھا حال (دہلی سے ریلے)
۱۱-۰۰ آئینِ ہندوستان : نغمے
تحریر : رشید ناز کی

میڈیم ویو ۲۸۴۰۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۷-۲۰ بھگتی سنگیت
۸-۴۵ پروگراموں کا خلاصہ
دوپہر ۱-۱۰ اور رات ۹-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۱۵ لداخی موسیقی
شام
۶-۱۵ ملا جلا پروگرام (لداخی میں)
۱۰-۰۰ وِوِدھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

دوپہر
۲-۱۰ ریاست میں یوم جمہوریت تقریبات کی ریڈیو رپورٹ
۳-۰۰ فوجی بھائیوں کے لیے
۵-۲۵ "ترقی کا اٹل قدم"

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۲۵ بات چیت (کشمیری)
۹-۳۰ سنگیت مالا
۱۰-۰۰ "سون وطن سندر لون وطن"
حب الوطنی کے نغمے
پیشکش : ایس اے رحمان

بدھ ۲۷ جنوری

صبح
۸-۰۰ ناہید اختر : غزلیں
۹-۰۵ وندنا
۱۱-۳۰ دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰
غلام نبی بٹ وڈورا اور ساتھی
چھکری

دوپہر
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
۳-۳۰ آج تک نسیم اختر : غزلیں
شام
۶-۱۰ آج تک : غزلیں
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

جمعرات ۲۸ جنوری

صبح
۸-۰۰ بیلا ساون : غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ وادیہ وندنا
۱۱-۳۰ دوپہر ۲-۳
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

۲-۱۵ نسیم اختر : غزلیں
۴-۰۰ کیاری
جموں و کشمیر اور لداخ کی موسیقی
گوجری : اجیت کور
ڈوگری : سیما شرما اور ساتھی
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ڈرامہ
تحریر : علی محمد لون

جمعہ ۲۹ جنوری

صبح
۸-۳۰ گھریلو خاطرہ

غزل

چاہے اک شب کی ہو دلکشی چراغوں کی
پھر بھی خوب صورت ہے زندگی چراغوں کی
بستیوں کی تاریکی اب بھی ہے نگاہوں میں
کون بھول سکتا ہے دوستی چراغوں کی
آپ نے تو دیکھا ہے صبح کا حسیں منظر
آپ نے نہیں دیکھی بے بسی چراغوں کی
زندگی کی راہوں میں دور تک اندھیرا تھا
اور سب کے ہونٹوں پہ بات تھی چراغوں کی
کتنے ماہتاب اپنی رہ گذر میں ہیں لیکن
ساحرہ ضرورت ہے آج بھی چراغوں کی

ساحرہ بیگم

دوردرشن سری نگر

سینڈ ۱ ۰۰-۲۲۵ ایم ایچ زد (تصویر) چینل ۳ ۶۰ ایم ایچ زد (آواز)

خبروں اور دوسری نشر ہونے والے پروگرام

صبح ۱۱:۰۰ سے ۱۱:۲۰ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ
۴۵-۹ اردو میں خبریں ۰۰-۱۰ اختتام (اتوار کو ۳۰-۱۰)

خصوصی پروگرام

ہفتہ ۱۶ جنوری

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸ مشاعرہ ۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۰۰-۱۰ اختتام

اتوار ۱۷ جنوری

دوپہر ۰۰-۱ ہندوستانی میں فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۵-۳ یونیورسٹی طلبا کے لیے

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۱۷-۸ روزگار بلیٹن ۳۰-۸ نوجوانوں کے لیے اردو میں پروگرام ۰۰-۹ دوسرے کیندروں سے

پیر ۱۸ جنوری

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ٹی وی این ایف پر مبنی ٹی وی نیوز فیچر ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام
۵۵-۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں میگزین پروگرام
۲۰-۹ "اب کیا ہے" : سلسلہ وار فیچر (دوبارہ)

منگل ۱۹ جنوری

شام ۳۰-۷ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۴۵-۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب
۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۲۰-۹ انٹرویوز

بدھ ۲۰ جنوری

شام ۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۱۷-۸ "شب رنگ" : کشمیری سلسلہ وار فیچر
۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ کلاسیکی موسیقی
۱۵-۹ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام ۰۰-۱۰ اختتام

جمعرات ۲۱ جنوری

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۵-۸ حالات حاضرہ (اردو)
۲۵-۹ "شب رنگ" کشمیری سلسلہ وار فیچر (دوبارہ)

جمعہ ۲۲ جنوری

شام ۰۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۳۰-۷ ہوم سائنس ۵۰-۷ شہری ذمہ داریوں سے متعلق پروگرام ۱۷-۸ "کھیل" دوسرے کیندروں سے ۰۰-۹ دستاویزی فلم
۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں میگزین پروگرام

ہفتہ ۲۳ جنوری

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ کسی گاؤں کی جھلک ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ اب کیا ہے اردو میں سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸ اردو میں رنگارنگ پروگرام
۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۰۰-۱۰ اختتام

اتوار ۲۴ جنوری

دوپہر ۰۰-۱ ہندوستانی میں فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۰-۳ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب
شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷-۸ روزگار بلیٹن
۳۰-۸ نوجوانوں کے لیے کشمیری میں پروگرام
۰۰-۹ دوسرے کیندروں سے

پیر ۲۵ جنوری

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ٹی وی یو فیچر ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۵-۸ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۲۵-۹ "اب کیا ہے" سلسلہ وار فیچر (دوبارہ) ۰۰-۱۰ اختتام

منگل ۲۶ جنوری

شام ۳۰-۷ کشمیر کا ثقافتی ورثہ ۴۵-۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب
۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۲۰-۹ انٹرویوز

بدھ ۲۷ جنوری

شام ۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ دوسرے کیندروں سے ۱۵-۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۲۸ جنوری

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۵۵-۸ حالات حاضرہ (اردو)
۲۵-۹ "شب رنگ" کشمیری سلسلہ وار فیچر (دوبارہ)
۰۰-۱۰ اختتام

جمعہ ۲۹ جنوری

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے پروگرام ۳۰-۷ خاندانوں کے لیے اردو میں پروگرام ۱۷-۸ کشمیری میں ڈرامہ ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۳۰ جنوری

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ اب کیا ہے اردو میں سلسلہ وار فیچر ۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام

اتوار ۳۱ جنوری

دوپہر ۰۰-۱ ہندوستانی میں فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۰-۳ نشر شدہ پروگراموں سے خصوصی انتخاب
شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷-۸ روزگار بلیٹن
۳۰-۸ نوجوانوں کے لیے اردو میں پروگرام
۵۰-۸ دوسرے کیندروں سے

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف و خوشخط تحریر کیجئے۔

MGIPLP(PBD)-157/AIR/ND/81-...

▲ گذشتہ دنوں آکاشوانی جالندھر کی جانب سے منعقد بچوں کے رنگارنگ پروگرام میں ننھے فنکار مدعو سامعین کے روبرو ایک جھلکی پیش کرتے ہوئے۔

▲ بمبئی میں بھارت اور انگلینڈ کے درمیان کھیلے گئے کرکٹ ٹیسٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال انگلینڈ کے شائقین کرکٹ کو سناتے ہوئے برٹش براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے اراکین۔

▲ نیلم ساھنی۔۔
آکاشوانی دربھنگہ کی جانب سے منعقد محفل موسیقی میں۔

▲ پاکستانی نامور مصور صادقین کے ساتھ
کے کے نیتر (بائیں) اردو سروس کے لیے انٹرویو کرتے ہوئے۔

▲ فلم میوزک ڈائریکٹر روی وودھ بھارتی کے ان سے ملیے پروگرام میں۔۔
انٹرویور: اندرادھا شرما۔
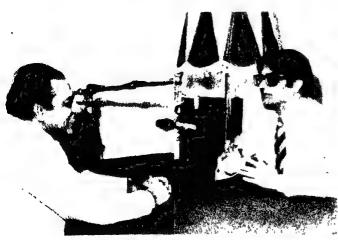
▲ انگلینڈ سے تشریف لائے مہمان شاعر افتخار عارف
کے ساتھ پروفیسر گوپی چند نارنگ (بائیں) انٹرویو کرتے ہوئے۔

▲ برصغیر کے ممتاز فنکار حاجی غلام فرید صابری اور حاجی مقبول احمد صابری اردو سروس کی جانب سے حال ہی میں منعقد ایک محفل قوالی میں ۔

▲ مسعودہ حیات ۔ آکاشوانی رام پور کی جانب سے منعقد 'کاوی سندھیا' میں اپنا کلام پیش کرتے ہوئے ۔

آؤ مل بیٹھیں —
آکاشوانی حیدر آباد کے
ہفتہ وار مسلسل پروگرام
کی ریکارڈنگ
کا ایک منظر ۔

مہندر جیت سنگھ سیکھوں
▼ ریڈیو کشمیر سرینگر کی پنجابی سنگیت کی محفل میں

'دل' کے زیر عنوان 'حبہ خاتون' کے نغموں پر مبنی ایک محفل موسیقی ریڈیو کشمیر سرینگر کی جانب سے آراستہ کی گئی ۔ اس محفل کا افتتاح چیف منسٹر جموں و کشمیر جناب شیخ عبداللہ نے کیا ۔ (تصاویر ۔ بائیں سے) جناب شیخ محمد عبداللہ نے شاعرہ کشمیر حبہ خاتون کی زندگی و فن پر روشنی ڈالی ۔ کشمیر کے نمایاں فنکار آرتی ٹکو، کیلاش مہرہ اور شمیمہ آزاد نے حاضرین کے سامنے نغمے گائے ۔

PUBLISHED BY THE DIRECTOR GENERAL, ALL INDIA RADIO, AT THE OFFICE OF THE CHIEF EDITOR, AKASHVANI GROUP OF
SECOND FLOOR PTI BUILDING SANSAD MARG NEW DELHI 110001.
PRINTED BY THE MANAGER , GOVT. OF INDIA PHOTO LITHO PRESS, FARIDABAD

یکم سے ۱۵ر فروری ۱۹۸۲ء
۱۲ر سے ۲۶ر ماگھ ۱۹۰۳ شاکا

ذکی راؤ دیشمکھ

جو سر باطل سے نیچا ہو وہ اونچا ہو نہیں سکتا
خدا جس کو کرے اونچا وہ نیچا ہو نہیں سکتا
سکون دل کی خاطر مورتیں ہم نے تراشی ہیں
تو ہے بے نقش یارب تیرا نقشہ ہو نہیں سکتا
زمیں سے آسماں تک سب تیرے جلوے ہی جلوے ہیں
تو ہے ہر جا ترا مسکن کسی جا ہو نہیں سکتا
نقاب رخ اٹھا تھا کہ دنیا ہوش کھو بیٹھی
تمہارے حسن کا چرچا تو بے جا ہو نہیں سکتا
غضب ہے کوئی آج اس کا تو کل اس کا ہے دنیا میں
تمہارا جو ہوا پھر وہ کسی کا ہو نہیں سکتا
خوشی دے کر انھیں غم اس کا آخر لے لیا ہم نے
وہ یہ سمجھے تھے مجھ سے ایسا سودا ہو نہیں سکتا
ترا آنا مریض غم کا مرجانا تعجب ہے
وگرنہ راز الفت میں تو ایسا ہو نہیں سکتا
اس کے سایہ میں ہم ہیں وہی سایہ ہمارا ہے
کبھی ہم سے جدا سایہ ہمارا ہو نہیں سکتا
نہ رکھ امید مدخو سے بھلائی کی کبھی دیکھو
بُری بنیاد ہو جس کی وہ اچھا ہو نہیں سکتا

ڈاکٹر وحید اختر

اس کے سخن کی شیرینی کو پہونچیں قند نبات کہاں — اہل سخن نے بات بنائی بہت مگر وہ بات کہاں
میکدہ کھنچ لب تک آجائے ہاں ظلمات کہاں — خضر و سکندر ڈھونڈ رہے تھے چشمۂ آب حیات کہاں
صدیوں سے صحرائے عطش میں گم ہے نہر فرات کہاں — پیاس کے پہرے دار دل اترے قافلہ سادات کہاں
بندے کرب و بلا کے جھوٹ کو سچ کہتے ہیں سچ کو جھوٹ — ایسوں میں گو خاموش نہ رہیے کیجیے بسر اوقات کہاں
ہم کو غنیمت جانیں محتسب تیر ملامت کے پتھر — ہم نہ تمہارے شہر میں ہوں تو جائیں گی یہ آفات کہاں
عمر تمنا حال مسلسل ماضی مستقبل نہیں کچھ — منتظروں کی دنیا میں لمحے صدیاں دن رات کہاں
خوباں کے عاشق کو اس یا اس خوبی سے غرض نہیں — عشق تو ذات سے ہوتا ہے یاں الگ صفات و ذات کہاں
ہم جو اٹھیں میخانے سے تو زنداں بھی ہے مقتل بھی — واعظ و شیخ سے بھی پوچھا جائیں گے یہ حضرات کہاں

لفظوں کے فانوس میں کرور دشیاں محفوظ وحید
ہر دل پر نازل ہوتی ہیں نور کی یہ آیات کہاں

محوی سروش

روش گلشن کی بدلی اور رنگ گل کا بانکپن بدلا — مزاج باغباں کیا جانے کیوں دفعتاً بدلا
زمانہ بدلے نہ ہم بدلے رنگ انجمن بدلا — بدلنا تھا مزاج تلخی کام و دہن بدلا
سکون قلب مانگا تھا فقط یہ تھی خطا میری — برابر لے رہا ہے آج تک چرخ کہن بدلا
خدا جانے کہاں ہر وقت کے ناصح رہتے ہیں — وہ جن کے اک اشارے سے زمانے کا چلن بدلا
زمانے کس کی آمد ہے نہ جانے کون آئے گا — بہار آئی کھلی کلیاں گلوں نے پیرہن بدلا
چمن اندر چمن زاغ و زغن محو ترنم ہیں — چمن کی خیر ہو یارب کہ انداز سخن بدلا

شفق شام کی سرخی نہیں ہے بے سبب محوی
لباس اپنا شہید وطن نے غالباً بدلا

مرزا جیلانی بیگ صادق

ہزار غم تھے مگر دل مرا اداس نہ تھا
میرا سلیقۂ اظہار بدحواس نہ تھا
کسی کی مار کا ہر تو تھی زندگی میری
کہوں تو کیسے کہوں کہ وہ میرے پاس نہ تھا
قدم قدم پہ اسے حادثوں نے لوٹ لیا
شعور جس کا زمانے میں خود شناس نہ تھا
نظر نہ آیا کبھی اس کو تیرگی کے سوا
چراغ تری تمنا کا جس کے پاس نہ تھا
زمانہ غم کو مرے کیسے مان سکتا ہے
کہ میرا چہرہ کسی حال میں اداس نہ تھا
اس کے ساتھ تھی صادق یقیں کی منزل
گمان جس کا کبھی مصلحت شناس نہ تھا

سعادت نظیر

نیا سفر کڑی منزل ہے آہ کیا کہیے — رہ طلب رہ مشکل ہے آہ کیا کہیے
حق آشنا نہیں دنیا کہ ہر قدم پہ یہاں — فریب جلوۂ باطل ہے آہ کیا کہیے
غم زمانہ غم رفتگان غم جاناں — مری حیات میں شامل ہے آہ کیا کہیے
جو ایک محشر جذبات تھا کبھی وہ دل — نگاہ ناز کا بسمل ہے آہ کیا کہیے
چمن میں تھا کبھی ہنگامۂ جنوں مگر اب — قفس میں شور سلاسل ہے آہ کیا کہیے
مرا وجود ہے اک قطرہ بحر امکاں کا — وجود بحر مقابل ہے آہ کیا کہیے
نظر کی راہ بری میں کسی غریب کا دل — فریب خوردہ منزل ہے آہ کیا کہیے
وہ ایک شخص جو عیسیٰ نفس کبھی تھا اب — تمام شہر کا قاتل ہے آہ کیا کہیے

بدل نہ جائے کہیں سرخی حیات نظیر
تصادم نگہ و دل ہے آہ کیا کہیے

رئیس اختر

دنیا سے آج پاس وفا مانگتا ہوں میں — یہ جرم ہے اگر تو سزا مانگتا ہوں میں
کس موڑ پر حیات کے چھوڑا ہے ساتھ — اک اک سے آج اپنا پتا مانگتا ہوں میں
میں نے تو کی تھی درد مسلسل کی آرزو — ستم کو گماں ہوا کہ دوا مانگتا ہوں میں
برساؤ مجھ پہ سنگ بناؤ ہدف عشق — اپنے کیے کی اب سزا مانگتا ہوں میں
تم مانگتے ہو ساری خدائی تو مانگ لو — اپنے لیے تو صرف خدا مانگتا ہوں میں

قاتل کو غمگسار سمجھتا ہوں اب رئیس
مقتل میں زندگی کی دعا مانگتا ہوں میں

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER
چیف ایڈیٹر جے پی گویل
ایڈیٹر سراج احمد

نئی دھلی - یکم فروری ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۲ ماگھ ۱۹۰۳ شاکا - جلد ۴۷ ، شمارہ ۳

اس شمارے میں

قیمت

فی کاپی ـــــ ۵۰ پیسے
سالانہ ـــــ ۱۰ روپے
دو سال ـــــ ۱۸ روپے
تین سال ـــــ ۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

پیغمبر اسلام کا انسانی نقطہ نظر

اخترالواسع

ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی جب آج سے تقریباً ۱۴۵۳ سال قبل مکہ کے قبیلہ قریش کے خاندان بنو ہاشم میں "دعائے خلیل" اور "نوید مسیحا" "پہلوئے آمنہ" سے محمد ابن عبداللہ کے روپ میں "ہویدا" ہوئی تھی۔ یہی بچہ آگے چل کر اپنے قبیلہ، شہر اور خاندان میں "صادق و امین" کے نام سے پکارا گیا اور خود خدا نے اعلان کیا کہ:

"اے پیغمبر! ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا (نیکوں کو) خوش خبری سنانے والا (غافلوں کو) ہوشیار کرنے والا، اور خدا کی طرف اس کے حکم سے پکارنے والا اور ایک روشن کرنے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔"

اور کچھ عرصے کے اندر ہی اس کی شہرت و عظمت کی گواہی عرب کے ریگ زاروں کے ہر ذرہ نے اس طرح دی کہ تاریخ اس کے نام سے منور ہوگئی اور سارے عالم میں اس کے نام پر اس وقت سے آج تک درود و سلام بھیجا جا رہا ہے اور قیامت تک اس کی عظمت کو خراج ادا کیا جاتا رہے گا، اس کے حضور میں درود و سلام کی سوغاتیں نذر کی جاتی رہیں گی اور زمانہ اس بات کی تائید کرتا رہے گا کہ:

وہ دانائے سبل، مولائے کل ختم رسل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

یہاں یہ سوال پیدا ہونا فطری ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اور کیوں ہوتا رہے گا ــ؟ اس کا جواب پیغمبر اسلام صلعم کی سیرت پاک کے ہر طالب علم کو بڑی آسانی سے آپ کے ان ارشادات اور اسوۂ حسنہ میں مل جائے گا جو تاریخ میں محفوظ ہیں۔ احادیث نبوی اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کا ایک سرسری مطالعہ اور مشاہدہ اس بات کی گواہی دینے لگتا ہے کہ آپ انسانیت کے غمخوار اور محسن تھے۔ جب آپ کے افکار اور عملی تجربات کو اس عہد کی تاریخ کے پس منظر میں دیکھا جائے تو آپ کے اقوال اور افعال کی اہمیت زیادہ واضح اور تابناک ہو جاتی ہے۔ خدا نے خود آپ کو "رحمت اللعالمین" اور "خلق عظیم" کہہ کر پکارا اور آپ نے اپنے عمل سے اس کی تفسیر و تعبیر اس طرح کی کہ وہ آج تک تاریخ کے ہر مرحلہ میں انسانیت کے لیے مثال و نمونہ بنی ہوئی ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب ایک مورخ کے الفاظ میں طبقاتی تقسیم نے سماج کو ابتر اور لوگوں کو بدحال کر رکھا تھا، جب بادشاہ اپنے آپ کو سجدہ کراتے تھے، عورتوں کی حالت یہ تھی کہ قانون میں بیوی اور غلام کو ایک درجہ پر رکھا گیا تھا اور عربوں کی حالت تو یہ تھی کہ بقول قرآن:

"جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا منہ کالا پڑ جاتا

ہے اور غصہ کے گھونٹ پی کر رہ جاتی ہے۔ اس
خوشخبری کے رنج سے لوگوں سے چھپتا پھرتا
ہے (اور سوچتا ہے) کہ ذلت کے ساتھ اس کو
قبول کرے یا زمین میں دفن کر دے۔"

غلاموں کی حالت پالتو جانوروں جیسی تھی۔ کسی ملازم یا غلام کو اپنے آقا کے خلاف شکایت کا حق نہ تھا۔ قانونی سختیاں اور بھی عجیب تھیں۔ بعض ملکوں میں طبقات کی طرح قانون بھی علیحدہ علیحدہ تھے۔ ظلم و جبر کی چکی میں وہ لوگ خاصے پس رہے تھے جو کہ معاشی اعتبار سے کمزور اور مفلسی کا شکار تھے۔ جبریہ محنت اور سود خوری کی بدترین شکلیں اس زمانہ میں رائج تھیں جن کی تفصیلات اس عہد کی تاریخ میں دیکھنے اور پڑھنے کو مل سکتی ہیں۔

ان حالات میں احترامِ انسانیت کا وہ منشور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے اگر ایک طرف اس عہد کے جابرانہ نظام پر کاری ضرب لگی تو دوسری طرف دکھوں کی ماری انسانیت کو سکون و چین نصیب ہوا۔ جب ہم کسی شخصیت کے "انسانی نقطۂ نظر" کا جائزہ لیتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارے سامنے یہ سوال آتا ہے کہ "انسان" کے وجود، اس کی اہمیت اور مقام کے بارے میں اس کے خیالات سے واقف ہو لیا جائے۔ اس بارے میں جب ہم پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فکر کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کا انسان کے بارے میں تصور قرآن کی ان آیات پر مبنی ہے کہ :

"ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا"

اور

"خدا نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے
بس میں دے دیا ہے"

یا

"اس نے رات اور دن، چاند اور سورج
کو تمہارے کام میں لگایا اور ستارے
اس کے حکم سے کام میں لگے ہیں"

یعنی انسان اس کائنات میں سب سے ممتاز اور اشرف مخلوق ہے، کائنات کی تخلیق اسی کے لیے کی گئی اور "بنو آدم کی بزرگی" کا اعلانِ خداوندی اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ جنابِ رسالتمآبؐ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے بتا دیا کہ انسان اپنی اصل خلقت کے اعتبار سے پاک اور بے گناہ ہے خود انسان اپنے اچھے برے عمل سے فرشتہ یا شیطان بن جاتا ہے۔ پتہ چلا کہ :

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے، نہ ناری ہے

اس کائنات میں اپنے منصب کے اعتبار سے انسان خدا کا نائب ہے اور سب کچھ اس کے تصرف میں دے دیا گیا ہے۔

فرد، سماج کی بنیادی اکائی ہے اور سماج انسانی گروہ کا سب سے بڑا مرکزی نکتہ۔ کسی انسانی سماج میں فرد کا رویہ اور برتاؤ کیا ہو پیغامِ محمدی نے اس کی رہنمائی سورۂ لقمان کی ان آیات کے ذریعہ کی کہ :

"لوگوں سے بے رخی نہ کرو، زمین پر اتراتے
ہوئے نہ چلو، اللہ کسی غرور اور فخر کرنے والے
سے محبت نہیں رکھتا۔ اعتدال رکھو اپنی رفتار
میں اور اپنی آواز کو پست کرو"

فرد کے بعد سماج کا مسئلہ آتا ہے، چوں کہ سماج کی تشکیل افراد ہی کے مجموعے سے ہوتی ہے۔ اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ :

"تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے" اور "سب
کے سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم
مٹی سے بنے تھے" چوں کہ "سب انسانوں
کا رب ایک ہے اور باپ ایک ہے" اس لیے
"عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، گورے کو
کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت
نہیں، سوائے تقویٰ کے سبب سے"

اب جب ہم سماجی زندگی کی جزئیات اور روزمرہ کے معاملات کو لیں اور ان کو پیشِ نظر رکھ کر اس ہادیٔ اعظم کے افکار و ارشادات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انسانی سماج میں "خاندان" کو محور کی حیثیت سے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اس کی اہمیت کو بھی اپنی تعلیم سے اجاگر کیا اور اس بات پر زور دیا کہ ہر فرد خاندان کے دوسرے افراد کے لیے اپنے حقوق و فرائض کا پورا احساس رکھے اور ان میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔ آپ نے قرآن کی زبان میں یہ ہدایت کی کہ :

"اپنے قرابت دار کا حق ادا کرو اور مسکین و
مسافر کا"

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اگر سماج کا ہر شخص دوسروں کے تئیں اپنے فرائض ادا کرتا رہے گا تو پھر خاندان کی زندگی پرسکون اور مسرت آمیز ہوگی اور جب خانگی زندگی بہتر اور خوشگوار ہوگی تو پھر سماج میں بھی ایک صحتمند فضا برقرار رہے گی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ :

"تم اپنے انساب کا علم حاصل کرو جس سے
اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کر سکو۔
کیوں کہ صلۂ رحمی گھر والوں میں محبت، مال
میں زیادتی اور عمر میں اضافہ کا سبب ہے"

ان عام ہدایتوں کے ساتھ ہی ساتھ علیحدہ علیحدہ خصوصی ہدایات بھی خاندان کے مختلف افراد کے سلسلے میں بھی دی ہیں مثلاً خاندان کا جوہر اور اس میں سب سے افضل حیثیت اور مرتبے کے مالک والدین ہی ہو سکتے ہیں۔ آپ نے اس قرآنی حکم کے ذریعہ ان کے ساتھ مخصوص برتاؤ کی ہدایت کی کہ :

"والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش
آنا، اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں،
تمہارے سامنے بڑھاپے کی منزل کو پہنچ
جائیں تو ان کے سامنے ہوں بھی نہ کرنا اور
نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے عزت و ادب کے
ساتھ بات کرنا"

نیز

"ان کے سامنے شفقت و انکسار کے ساتھ
جھکے رہنا اور دعا کرتے رہنا کہ پروردگار جس
طرح انھوں نے بچپن میں مجھے پالا پوسا
تو بھی ان پر رحم فرما"

والدین کے بعد انسانی زندگی میں تعلقات کا سب سے لطیف لیکن ساتھ ہی ساتھ سب سے نازک موڑ وہ ہے جب وہ شادی کے بندھن میں بندھتا ہے اور زندگی کے سفر میں دائمی رفاقت کے لیے ایک جیون ساتھی کا انتخاب کرتا ہے۔ زندگی کا یہ سفر اپنی کیفیات کے اعتبار سے بڑا رنگارنگ اور تنوع سے بھرپور ہے۔ خوشی اور رنج، آرام اور دکھ، پریشانی اور سکون، فراغت اور تنگی سب سے اس سفر میں سابقہ پڑتا ہے۔ پھر ہر انسان کی فطرت، عادت اور مزاجی کیفیت جداگانہ۔ ایسی صورت میں زندگی کی طویل راہوں پر ایک رفیقِ سفر کے ہمراہ سلامت روی کے ساتھ گزر جانا بہت آسان نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم کے توسط سے پیغمبر صلعم نے ہماری اس منزل پر بھی یوں رہنمائی کی کہ :

"اے لوگو! خاندانی و خانگی زندگی کے
حقوق کی ادائیگی کے وقت اپنے پروردگار
سے ڈرتے رہو، جس نے تم سب کو ایک اصل
سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا"

اور

"اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے
ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری
ہی جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ
تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے
اور ان کے درمیان محبت و شفقت کی صورتیں
پیدا کیں۔ ان باتوں میں اصحاب فکر کے لیے
نشانیاں ہیں"

پیغامِ محمدی نے عورت اور مرد کے رشتے اور تعلق کو اس خوبصورت تشبیہ سے واضح کیا کہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے لیے لباس کی مانند ہیں۔ آپ نے مردوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور ان کو مردوں کے پاس خدا کی امانت قرار دیا اور ان کے مرتبہ اور اہمیت کو کس قدر بڑا کر دیا اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو "امانت" کی اہمیت سمجھتے ہیں۔

اولاد ہی وہ کڑی ہے جس کے ذریعہ خاندان کو تسلسل ملتا ہے اور مستقبل کے سماج کی تشکیل ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اچھے
ادب سے بہتر نہیں دیا"

اولاد کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ پر زور دیتے ہوئے آپ نے کہا :

"جو شخص اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا،
اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔"

غلاموں اور خادموں کے ساتھ آپ نے بہتر سلوک اپنانے کی سختی سے ہدایت کی اور فرمایا کہ :

"غلام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے انھیں
تمہاری نگرانی میں دیدیا ہے تو جس کسی کا
بھائی (غلام) اس کی نگرانی میں ہو تو اسے
وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے
جو خود پہنتا ہے اور ایسے کسی کام پر مجبور نہ
کرے جو اس کی بساط سے زیادہ ہو۔ اگر
ایسا کام اس کے سپرد کرے تو خود بھی اس
کی اس کام میں مدد کرے۔"

یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ خادموں سے کاموں میں غلطی ہو جاتی ہے مگر آپ نے ان سے درگذر کرنے پر زور دیا۔

سماجی زندگی کی ان مختلف مگر اہم شاخوں کی علیحدہ علیحدہ اہمیت اور ان کے ساتھ روا رکھنے والے جائز برتاؤ کے نمونوں کے بعد اب جب آپ سماج پر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دوست اور پڑوسی بھی ہیں، پھر سماج میں انسان کی روز مرّہ کی زندگی میں عام برتاؤ کا بھی تعلق ہے۔ اس میں بھی رسولِ مقبولؐ نے ہر ہر قدم قدم پر ہماری رہنمائی کی ہے۔ اگر آپ دوست اور پڑوسی ہیں تو نبیٔ برحق کی اس ہدایت کو ذہن میں رکھیے کہ :

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوستوں میں اچھا
وہ ہے جو اپنے دوست کے ساتھ اچھا ہو اور
پڑوسیوں میں اچھا وہ ہے جو پڑوسی کے
ساتھ اچھا ہو۔"

احسان شناسی کا جذبہ کتنا قابلِ قدر ہے اس کا اندازہ نبیٔ رحمت کے اس ارشاد سے ہوتا ہے کہ :

"جس کو کچھ عطا کیا جائے، چاہیے کہ اس کا
بدلہ دے اور بدلہ نہ کر سکے تو اس کی تعریف
کرے، جس نے تعریف کی اس نے شکر
ادا کیا اور جس نے چھپایا، کفرانِ نعمت کیا۔"

اعتدال اور میانہ روی کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب، جب کسی گروہ، قوم یا ملک سے اعتدال اور میانہ روی کا خاتمہ ہوا تو وہ انتہا پسندی اور بے جا نمائش کے امراض میں مبتلا ہو گئی۔ نبیٔ آخر الزماںؐ نے اعتدال اور میانہ روی کی اہمیت کو اپنی تعلیمات میں خاص جگہ دی۔ آپ نے یہاں تک فرما دیا کہ :

"اچھا طریقہ، نیک سیرت اور میانہ روی
نبوّت کا ستر واں حصہ ہے۔"

اور کسی شخص کو دین میں بصیرت زیادہ نہیں ہوتی ہے حتیٰ کہ اس کے اعمال میں اعتدال نہ آجائے۔ یہ انفرادی سطح پر دی گئی ان تعلیمات کے دائرے کو اجتماعی سطح پر اس طرح واضح کیا کہ - پرہیز کرو مال اور اخراجات میں بے جا صرف کرنے اور اعتدال اختیار کرو۔ کوئی قوم کبھی فقیر نہیں ہوتی جب تک اعتدال پر رہے۔"

ایک بہترین اور مثالی شخصیت کی تشکیل کے لیے اگر جامع اور مختصر ترین رہنما اصولوں کی ضرورت ہو تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روشن ہدایت کو سامنے رکھیے کہ :

"اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی
معیشت، آدمیوں سے محبت رکھنا نصف
عقل اور عمدہ طور سے سوال کرنا نصف
علم ہے۔"

انسانی سیرت کی تعمیر میں ایمانداری، عزتِ نفس اور اخلاق کے لیے مثالی رہنمائی کی ضرورت ہو تو نبیٔ امیؐ کے ان ارشادات کو پیشِ نظر رکھیے کہ :

"سب سے بہتر کمائی وہ ہے جو آدمی کے اپنے ہاتھ کی کمائی ہو اور ہر وہ تجارت جس میں کذب اور خیانت نہ ہو۔" یا "لکڑیوں کا گٹھر اپنی کمر پر لادنا سوال کرنے سے بہتر ہے۔"

اور یا پھر آپ کا یہ ارشاد کہ : "مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔"

غرض پیغمبرِ اسلامؐ کے "انسانی نقطۂ نظر کی جامعیت کے لیے مولانا سید سلیمان ندوی کے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ :

"ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفۂ انسانی
اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور
ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ
ہو صرف محمد رسول اللہ صلعم کی سیرت ہے۔
اگر تم دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین
کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔ اگر غریب ہو تو
شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے
مہمان کی کیفیت سفر۔ اگر بادشاہ ہو تو
سلطانِ عرب کا حال پڑھو۔ اگر رعایا ہو
تو قریش کے محکوم پر ایک نظر ڈالو۔ اگر
فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ
دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ
احد سے عبرت حاصل کرو۔ اگر تم استاد اور
معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو
دیکھو، اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے
سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ۔ اگر یتیم ہو تو
عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو۔
اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک جوانِ صالح کی
سیرت پڑھو اور اگر عدالت کے قاضی اور
پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نورِ آفتاب
سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو
حجرِ اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر
رہا ہے۔ غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال
میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لیے نمونہ، تمہاری
سیرت کی درستی و اصلاح کے لیے سامان'
تمہارے ظلمت خانہ کے ہدایت کا چراغ
محمد رسول اللہ صلعم کی جامعیت کبریٰ کے
خزانہ میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔"

(اردو سروس سے نشر)

اختر الواسع
شعبۂ اسلامک و عرب، ایرانین اسٹڈیز
جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی ۲۵ - ۱۱۰۰

نعت شریف

واجد سحری

بینائی کے پردے پر عکسِ شہِ بطحا ہے — آتی ہے صدا اُس کی دل بھی جو دھڑکتا ہے
اے چشمِ فلک تو نے انساں تو بہت دیکھے — کیا میرے پیمبر سا تو نے کوئی دیکھا ہے
یہ صرف زمیں کو ہی اعزاز نہیں حاصل — نقشِ کفِ پا اس کا تاروں نے بھی چوما ہے
شعلوں میں کھلاتے ہیں گلزار شریعت کے — وحدت کے چراغوں کو آندھی میں جلایا ہے
قسمت کا دھنی ٹھہرا میں کتنا غنی ٹھہرا — منسوب ہوا اُس سے خالق کا جو پیارا ہے
دشتِ بشریت کو سیراب کیا اُس نے — تہذیب کا بادل ہے اخلاق کا دریا ہے
اب میرے تصور میں اب میرے خیالوں میں — گلیاں ہیں مدینے کی یا گنبدِ خضرا ہے

اک پل کے لیے مجھ کو وہ کاش بلا بھیجیں
برسوں سے مجھے واجد اُس در کی تمنا ہے

(اردو سروس سے نشر)

غالب کی ایک غزل

ایوب واقف

غالب اردو کے ایک نادرہ روزگار فن کار کا نام ہے۔ غالب کی فنکارانہ شخصیت میں ایک ایسا غیر معمولی پن ہے جو اس کے عہد میں عدیم المثال تو تھا ہی آج ہمارے عہد میں بھی اس کی مثال نہیں ہے۔ اور آنے والی صدیاں بھی اس کے جیسی مثال پیش کرنے سے قاصر رہیں گی۔ اس کی شخصیت بڑی رنگارنگ، متنوع اور باوقار تھی۔ اس کے ذہن کی جودت اور نگاہ کی تیزی اس کے خیال کی طرفگی اور احساس کا انوکھا پن وہ چیزیں تھیں جو اسے عظمت کے قلۂ کوہ پر بٹھاتی ہیں۔ ان تمام اوصاف کے ساتھ ہی ساتھ غالب کے یہاں ایک اور وصف بدرجہ اتم موجود تھا اور وہ یہ کہ وہ شارع عام پر چلنے میں اہیٹی محسوس کرتا تھا۔ غالب کو اپنی شخصیت کے ان تمام پہلوؤں سے آگاہی حاصل تھی اسی لیے تو اس نے اپنے بارے میں برملا یہ شعر کہا تھا کہ ؎

عمرہا چرخ بگردد جگر سوختہ
چوں من دودۂ آتش نغاں برخیزد

غالب کے سلسلے میں ایک بڑی عجیب و غریب بات یہ ہے کہ جب وہ شعور کی پختگی کو پہنچا تو اردو میں طبع آزمائی ترک کرکے فارسی میں شعر کہنے لگا۔ جب اس نے اردو میں شعر کہنا چھوڑ دیا تو غالباً اس کی عمر اس وقت ۲۶ سال تھی۔ غالب کی اردو شعر گوئی سے اس کے کچھ معاصر اہل کمال و اہل فن نالاں سے ہوگئے تھے۔ انھیں غالب کی مشکل پسندی، اس کی جدت طرازی اور نامانوس طرز شاعری پسند نہیں تھی۔ چنانچہ وہ غالب کا مذاق اڑاتے تھے اور اسے طعنہ دیتے تھے، غالب کی خودداری و انانیت کا سرجوش طعنہ و مذاق کو کب برداشت کرسکتا تھا۔ لہٰذا جب اس کی خودداری و انانیت کو ٹھیس لگی تو اس نے صاف و صریح ڈھنگ سے اپنے نکتہ چینوں سے کہہ دیا کہ ؎

نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا
گر نہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی

یا پھر یہ کہ

ہیں دل اور افسردگی آرزو غالب کہ بس
دیکھ کر طرز تپاک اہل دنیا جل گیا

غالب نے فارسی میں شعر کہنا شروع کیا تو اس کی زخمی انا کو بڑا سکون ملا، اس نے اپنے فکر و خیال کو جس طرح چاہا فارسی میں پیش کیا اور سچ تو یہ ہے کہ غالب کو اپنی فارسی شاعری پر بڑا ناز تھا، غالب کی فارسی شاعری پر غالب کا ناز بیجا بھی نہیں تھا اس لیے کہ اس کی فارسی شاعری ایران کے بعض سربرآوردہ شعراء کے ہم پلہ تھی۔

ان تمام حقائق کے باوجود یہ حقیقت بھی اٹل ہے کہ غالب کو جو ہمہ گیر شہرت ملی وہ اس کی فارسی شاعری کی رہین منت نہیں بلکہ اس کی اسی اردو شاعری کا عطیہ ہے جس پر اس کے معاصرین سے اسے طعنہ و طنز کے تیر ملے۔ اور جو اردو شاعری کہ اس کی عمر کے ۲۶ ویں سال تک کی ہی یادگار ہے۔ یہ اردو کی ہی شاعری تھی کہ جس نے غالب کے مزاج اور اس کی فطرت کے اونچ نیچ کو اپنے اندر ضم کرلیا تھا اور پھر سارے عالم نے دیکھا کہ اردو نے غالب کے مزاج کو اپنایا تو "جگت بھاشا" بن گئی اور غالب نے اردو میں شاعری کی تو زندہ جاوید ہوگیا۔

غالب کو جو اس قدر بے پناہ شہرت ملی تو بے وجہ نہیں بلکہ غالب کی اردو شاعری میں کچھ ایسی بنیادی خصوصیات ہیں جو دوسروں کے یہاں شاذ و نادر ہی ملیں گی۔ غالب کے بعد شاعری محض قافیہ بیانی کا نام نہیں رہی بلکہ اس کا رشتہ معنی آفرینی سے استوار ہوگیا۔ قطرہ میں دجلہ کی سی شان غالب سے قبل اردو شاعری میں دیکھنے کو نصیب کہاں تھی۔

یہ سب باتیں اپنی جگہ بالکل درست لیکن غالب کی شاعری کا مطالعہ اس بات کو بھی واضح کرتا ہے کہ اس کے یہاں تخالف و تناقص کی کیفیت بھی پائی جاتی ہے۔ تخالف و تناقص سے مراد یہ کہ غالب ایک جگہ اپنے جس خیال کا اظہار کرتا ہے دوسری جگہ وہ خود ہی اس خیال کی تردید بھی کردیتا ہے، بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ غالب کی ایک ہی غزل میں تضادات موجود ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر آیئے اس کی یہ غزل دیکھیں جس کا پہلا شعر اس طرح ہے کہ ؎

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

غالب کی جس غزل سے میں نے یہ شعر پڑھا ہے اس میں کل چودہ اشعار ہیں، شروع کے تین شعر تو بالکل ایک سلسلے کی کڑیاں ہیں پہلا شعر تو میں نے سنا دیا دوسرے شعر اس طرح ہیں ؎

اک کھیل ہے اورنگ سلیماں مرے نزدیک
اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے

اور پھر۔

جز نام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور
جز وہم نہیں ہستیٔ اشیا مرے آگے

پہلے شعر کو دیکھیے تو غالب آپ کو ایک تماشابین کے منصب پر فائز ملے گا آپ کو ایسا لگے گا کہ غالب سطح زمین سے بہت بلندی پر کسی اونچے ٹیلے پر اطمینان سے بیٹھا ہوا ہے کائنات کے جملہ مظاہر اس کی نگاہوں کے سامنے ہیں وہ ان کے بارے میں غور و فکر کر رہا ہے اور بڑے یقین و اعتماد کے ساتھ ان مظاہر سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے وہ کہتا ہے دنیا بچوں کے ایک کھیل یا کھلونے کے مانند ہے ظاہر ہے جو چیز بچوں کا کھیل یا کھلونا ہوگی اس کی پائیداری و استواری کیا ہوگی وہ تو ناپائیدار و غیر حقیقی بھی ہوگی اور معنی و مطلب سے محروم بھی، غالب کہتا ہے دنیا کے یہ کھیل تماشے صبح و شام اس کے مشاہدے میں آتے ہیں۔ دوسرے شعر میں غالب اردگرد کے مظاہر کے متعلق فکر و خیال کرتے کرتے ماضی میں پہونچ جاتا ہے، اب ماضی کا اسٹیج بھی اس کی نگاہوں کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے، اس اسٹیج پر اس کے سامنے تو انگنت ڈرامے ہیں لیکن بربنائے مصلحت وہ دو چیزوں کے نام علی الخصوص لیتا ہے۔ پہلی چیز کا نام ہے "اورنگ سلیماں" اور دوسری چیز کا نام ہے "اعجاز مسیحا" ان دو چیزوں کی اہمیت دنیاوی نقطۂ نگاہ سے تو ہے ہی مگر ایک بڑی بات یہ ہے کہ ان کا تعلق دو پیمبروں سے ہے۔ یہ دونوں ہی پیغمبر ایسی مخصوص قسم کی قوت سے سرفراز ہیں جہاں تک دوسروں کی رسائی نہیں۔ حضرت سلیمان دنیا کی تمام جاندار مخلوقات پر حکمراں رہے ہیں اور حضرت عیسیٰ مسیح مردوں کو زندہ کرنے کے کمال سے متصف۔ یہ تو ظاہر ہے یہ دونوں ہی چیزیں اپنے اپنے طور پر معراج کمال کی حیثیت رکھتی ہیں لہٰذا غالب انھیں چیزوں پر نگاہیں مرکوز کرتا ہوا کہتا ہے کہ حضرت سلیمان کا تخت اس کے نزدیک بچوں کے کسی کھیل سے زیادہ اہمیت کی چیز نہیں ایک بات کا یہاں دھیان رکھیے کہ اورنگ سلیماں کو ایک کھیل کہتے وقت غالب کے پیش نظر اورنگ سلیماں کی قوت کی بے پناہیت کے ساتھ ساتھ اس کا نصیحت آموز انجام ضرور رہا ہوگا اور اعجاز مسیحا کے سلسلے میں وہ کہتا ہے کہ یہ تو اس کے لیے محض ایک بات ہے یہاں پر ایک بات اور ذہن میں رکھیے کہ غالب کا ماضی ایک شاہی خاندان سے جڑا ہوا تھا اس کو

پنے اس شاندار ماضی پر ناز بھی تھا اور غرور بھی لیکن وہ چیزیں جن سے کہ غالب کا تازہ غرور وابستہ تھا چھینی جا چکی تھیں اسے اس کا فطری دکھ اور افسوس رہا ہوگا اور اپنے اس دکھ اور افسوس کو دور ہٹانے کے لیے اور غمزدہ دل کی تسلی کے لیے اس نے کہہ دیا ہوگا کہ دنیا ایک کھیل ہے اور اس کے سارے مظاہر بھی کھلونے کی سی کیفیت کے ہی متحمل ہیں اب تیسرے شعر پر آیئے غالب کہتا ہے ؎

جز نام نہیں صورتِ عالم مجھے منظور
جز وہم نہیں ہستیٔ اشیا مرے آگے

یہاں غالب دراصل اپنے قاری سے کہنا چاہتا ہے کہ وہ لیا دنیا دنیا کی رٹ لگا رکھے ہیں، اس کے لیے تو دنیا بس نام کی ہے اس کے علاوہ اس کی کسی اور حیثیت کا وہ قائل نہیں ہے۔ اور جب دنیا کو غالب صرف ایک نام دینے کے حق میں ہے اور اس کی کسی مادی صورت و شکل سے اتفاق نہیں کرتا تو پھر یہ بات اپنے آپ طے ہو جاتی ہے کہ اس دنیا کی تمام چیزوں کی اصلیت سوائے تماشا کے اور کچھ نہیں۔ یہ تو ہوا غالب کے ان اشعار کا سیدھا سادا سا مطلب، اب آیئے ذرا ان اشعار کی تہوں میں پوشیدہ غالب کے مسلک کو تلاش کریں۔

اسلامیات کے مقتدر مفکرین نے وجود کو دو حصوں میں منقسم کیا ہے قسم اول کو ظلی بتایا ہے اور قسم دوم کو حقیقی جہاں تک اسلامی تصوف کی بات ہے یہ ظاہر ہے کہ وہ انہی دو قسموں سے وابستہ ہے۔ اگر آپ ویدانت کی پیش کردہ باتوں کو پیش نظر رکھیں تو ویدانت بھی یہی تسلیم کرتا ہے کہ وجود صرف ایک کا ہے جسے ویدانت اپنی زبان میں برہما کا نام دیتا ہے ویدانت کی رو سے ایک کے علاوہ باقی ساری اشیا واہمہ اور فریب سے زیادہ کسی اہمیت کا حامل نہیں۔ وحدت الوجود کا اصل مطلب لیا جاتا ہے کہ وجود بہر حال واحد و تنہا ہے اسلامی مفکرین اور صوفی شعراء کے یہاں اس کے لیے ہمہ اوست اور لاموجود الا اللہ جیسے کلمات مستعمل ہیں۔ اب آیئے دیکھیں کہ غالب کے یہ اشعار غالب کو صوفی مسلک رکھنے والوں کے زمرے میں کس حد تک پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کہ غالب کو تصوف کے آئینے میں دیکھنے میں دیگر شواہد ہماری کتنی مدد کرتے ہیں۔ غالب نے ایک مقام پر علاء الدین احمد خاں کو لکھا ہے کہ "میں موحد اور خالص مومن کامل ہوں زبان سے لاالٰہ کہتا ہوں اور دل میں لاموجود الا اللہ اور لامؤثر فی الوجود الا اللہ سمجھے ہوئے ہوں"۔ غالب ایک حد تک بیدل کا بھی خوشہ چیں رہ چکے تھے اور بیدل کے بارے میں یہ بھی تحقیق ہے کہ وہ شیخ محی الدین ابن عربی کے شیدائی تھے۔ غالب کے بارے میں یہ بھی وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ اس نے مرشد رومی اور جامی کا مطالعہ ضرور کیا تھا۔ ان تمام واقعات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ غالب کا جھکاؤ تصوف کی طرف تھا۔ جس سے مغلوب ہو کر انھوں نے اس طرح کے اشعار کی تخلیق کی جو صوفیانہ مسلک کے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ اب تصوف کی زبان میں اگر ان اشعار کی تشریح کی جائے تو اس طرح کہا جائے گا کہ موجود در حقیقی صرف خدائے مطلق کی ذات ہے باقی ساری چیزیں فریب وہم اور دھوکا ہیں، اس لیے غالب نے کائنات اور کائنات کے تمام تر مظاہر کو بازیچۂ اطفال سے تشبیہ دی ہے۔

اب دیکھیے کہ غالب کے ان خیالات کی تردید غالب کے ہی خیال سے کس طرح ہوتی ہے۔ اپنی اسی غزل غالب نے دو شعر اور شامل کیے ہیں جو اس طرح ہیں ؎

ہے موجزن اک قلزم خوں کاش یہی ہو
آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے

اور پھر یہ کہ

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

یہ دونوں ہی شعر غالب کی دنیاوی زندگی سے گہرے محکم اور توانا رشتے کی غمازی کرتے ہیں۔ وہی غالب جو ہموار میدان کی سطح سے بہت بلند کسی ٹیلے پر بیٹھا کائنات کی ایک ایک شے کو وہم، فریب اور بازیچہ اطفال بتا رہا تھا اب ٹیلے سے اتر کر بازار زندگی میں آگیا ہے جہاں انسان ہیں انسان کے معاملات و مسائل ہیں یہاں وہ دنیا کو تماشا اور خود کو تماشائی نہیں بتاتا بلکہ وہ ان معاملات و مسائل سے خود کو وابستہ کر دیتا ہے غالب اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر زندگی کو قلزم خوں سے تعبیر کرتا ہے غالب یہ بھی اچھی طرح سمجھتا تھا کہ دنیا تلوار کے نوک پر چلنے کا نام ہے۔ یہاں زندگی لمحہ لمحہ خون ہوتی ہے اس لیے قلزم خوں کی موجزنی وقتی نہیں، آئندہ نہیں معلوم اس کی سنگینی میں کیسے کیسے اضافے ہوں گے۔ دنیا اور دنیا کی زندگی سے غالب کی وابستگی کتنی گہری اور کتنی محکم تھی اس کا اندازہ تو اس کے اس شعر سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ ؎

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

زندگی کی تشبیہ یہاں غالب نے ساغر و مینا سے دی ہے، غالب کے ہاتھ پاؤں شل ہو جاتے ہیں تو وہ محض "آنکھوں کے دم" کا سہارا لیکر دنیاوی زندگی کے نقش ہائے رنگ رنگ کی نظارگی سے اپنے کام و دہن کو محظوظ کرنا چاہتا ہے۔ غرضیکہ غالب زندگی سے اپنی گہری وابستگی کے تار کو مرتے دم تک ٹوٹنے نہیں دیتا زندگی کو وہ ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اپنے سینے سے لگائے رکھنا چاہتا ہے۔

اسی غزل میں غالب نے کچھ عاشقانہ سج دھج کے شعر بھی کہے ہیں۔ مثلاً یہ دو شعر دیکھیے غالب کہتا ہے ؎

مت پوچھ، کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا، مرے آگے

اور پھر یہ کہ

عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام
مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے

آپ پہلے شعر پر ذہن کو مرکوز کر کے میری بات سنئے۔ غالب بڑا خوددار اور انانیت پسند بھی تھا خودداری و انانیت کی یہ دولت جیسا کہ ہم نے بتایا اسے اپنے جاہ حشم کے مالک خاندان سے ورثے کی شکل میں ملی تھی، اس کے پاس جو ناز و غرور اور رعب و داب تھا وہ اس کے درخشاں ماضی کا رہین منت تھا۔ اس کا اظہار غالب ہر جگہ کرتا ہے چنانچہ اس کا محبوب اس کے سامنے آتا ہے تو اس کے ساتھ بھی غالب کا سلوک ویسا ہی ہوتا ہے، پھر غالب کا عشق بھی تو کامیاب رہا تھا، اس کامیابی نے بھی اس کی خودداری کو ہوا دی ہوگی۔ روایت کے مطابق ایک ڈومنی غالب پر دل و جان سے فریفتہ ہو گئی تھی، چاہت اور محبت کا اظہار جب معشوق کی طرف سے بیش از بیش ہو تو عاشق کے اندر احساس خودداری و انانیت کا بیدار ہونا فطری امر ہے، غالب کی معشوقہ بر بنائے محبت جب اس سے سوال کرتی ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں یعنی اس کے الگ ہونے کے بعد اس پر کیا کیفیت گذرتی ہے تو بجائے اس کے کہ غالب اپنے دل کا حال اس سے بیان کرے وہ خود ہی بڑے تاؤ بھاؤ سے اس سے کہنے لگتا ہے کہ تو دیکھ کہ میرے سامنے تیرا کیا حال ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ معشوق اور عاشق روبرو ہوں تو حالتیں دونوں کی غیر ہوتی ہیں غالب اور غالب کی معشوقہ کے سوالوں نے اسی امر کی نشاندہی کی ہے۔ اس کے بعد دوسرے شعر پر آیئے غالب کہتا ہے کہ ؎

عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام
مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے

اس شعر میں غالب نے اپنا کام معشوق فریبی بتایا ہے، اب دیکھیے اپنے معشوق کو وہ فریب کس طرح دیتا ہے وہ اپنے ایک دوسرے شعر میں کہتا ہے۔

فنا تعلیم درس بیخودی ہوں اس زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوار دبستاں پر

غالب نے یہاں اپنی معشوقہ کی نفسیاتی کمزوری سے فائدہ اٹھایا ہے اگر یہ کہا جائے کہ غالب نے اپنی معشوقہ کا استحصال کیا ہے تو بھی غلط نہیں۔ محبت کی ماری بیچاری معشوقہ پر غالب کے بڑے بول کا جو اثر ہونا تھا وہ ہوا، یعنی غالب کو وہ سب سے بڑا عاشق سمجھنے لگتی ہے اور اتنے پر ہی وہ بس نہیں کرتی ہے بلکہ غالب کے سامنے وہ مجنوں کو برا بھی کہتی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مجنوں نے لیلیٰ کے عشق میں نجد کی جس قدر خاک چھانی غالب نے ڈومنی کے عشق میں اس کا سواں حصہ بھی نہیں چھانا ہوگا۔ غالب اپنے طور پر یوں تو معشوقہ کو فریب دے رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس نے معشوقہ کو نہیں بلکہ خود کو فریب دیا ہے۔

غالب کی جس غزل کے اشعار کو ابھی ہم نے سمجھنے کی کوشش کی اس غزل میں غالب نے کئی طرح کے خیالات کو شعر کے قالب میں ڈھالا ہے، غالب کے ان خیالات سے ہم کس حد تک اتفاق کرتے ہیں یہ ایک الگ بات ہے لیکن اتنا تو تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ غالب کے پاس اپنی بات کو شعر کی شکل میں پیش کرنے کا جو رنگ و ڈھنگ ہے وہ بڑا خوبصورت، انوکھا اور عدیم المثال ہے فن شعر گوئی پر جو کمال حاصل ہے اسے ہم اردو شاعری کی آبرو کہیں تو غلط نہیں ہوگا۔

(آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے نشر)

نظم وضبط

عذرا رضوی

انسانی زندگی میں نظم وضبط بڑوں سے ہی شروع ہوتا ہے۔ اس کا آغاز کہیں اور سے ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ بچہ حیرانیوں کی ایک پوٹلی کی شکل میں دنیا میں آنکھ کھولتا ہے۔ لگ بھگ آٹھ ہفتوں کے بعد اس میں شعور پیدا ہونے لگتا ہے۔ وہ ماں کی گود سے چیزوں کی تمیز کرنے لگتا ہے اور دنیا کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ اگر بدقسمتی سے وہ اگر ماں کی گود سے محروم ہے تو اس کی درسگاہ بنتی ہے آیا کی گود۔ کوئی بچہ زیادہ خوش قسمت ہوا تو نانی یا دادی کے آنچل کے سائے میں وہ زندگی کے اس مرحلے کو طے کرتا ہے، لیکن دو تین سال بعد وہ گھر میں موجود دوسرے بڑوں سے سبق لینے لگتا ہے۔ کہاوت ہے کہ کئی باورچی اگر مل کر سالن پکائیں تو وہ خراب ہو جاتا ہے کچھ ایسی ہی صورت حال بچے کے ساتھ بھی پیش آتی ہے۔ اگر گھر میں بہت سے بڑے موجود ہیں اور وہ مختلف طور طریقے اپنائے ہوئے ہیں تو بچہ بھی چوں چوں کا مربہ بن جاتا ہے۔ نظم وضبط کا کوئی ایک نظام اس کی عادت میں داخل نہیں ہو پاتا۔ یہ صورت حال معاشرے پر منحصر ہے۔ متحدہ خاندانوں میں پلا بڑھا بچہ ایسے مسائل سے دو چار ہوتا ہے۔ خالص ماں باپ کے زیر سایہ پلنے والا بچہ ان باتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

شعور بڑھتا جاتا ہے اور بچہ اپنے بڑوں سے نظم وضبط سیکھتا جاتا ہے۔ یہ عمل عجیب وغریب ہے۔ تمام انسانوں میں بعض جبلتیں یکساں ہوتی ہیں لیکن کچھ ہر شخص کی اپنی ذاتی ہوتی ہیں۔ یہ اسے صرف ماں باپ سے ہی نہیں ملتیں بلکہ ماں باپ کی پچھلی پیڑھیاں ان جبلتوں کو بنانے میں حصہ دار ہو سکتی ہیں۔ ہر بچہ ایک فطری انسان ہوتا ہے لیکن دھیرے دھیرے وہ سماجی انسان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ وہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اور اس تبدیلی کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ وہ نظم وضبط سیکھتا جاتا ہے، اپنی فطرت کو خول در خول بند کرتا جاتا ہے۔ اس عمل میں بہت سی نفسیاتی گتھیاں بھی پیدا ہوتی رہتی ہیں پھر بھی وہ سماجی انسان بنتا رہتا ہے اور کوئی احتجاج نہیں کرتا۔

نظم وضبط وہ اپنے بڑوں سے سیکھتا ہے۔ یہ اسے ایک ماضی سے جوڑتے ہیں۔ جو باتیں وہ اپنے بڑوں سے سیکھتا ہے انھیں اس کے بڑوں نے اپنے بزرگوں سے سیکھی تھیں گویا یہ ایک اٹوٹ سلسلہ ہے اس طرح وہ ایک روایت کو سینے سے لگاتا ہے۔ ایک پرانے پن کا حصہ بن جاتا ہے۔ جس دنیا میں وہ آنکھ کھولتا ہے وہ نئی ہوتی ہے لیکن جس دنیا کے رہن سہن کا اسے تجربہ ہوتا ہے وہ پرانی اور بہت پرانی ہوتی ہے۔ روسو نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ "انسان آزاد پیدا ہوتا ہے لیکن ہر طرف وہ زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے گھر کی، خاندان کی، بزرگوں کی یہی روایتیں اور ان کا یہی طرز عمل اس کی زنجیریں ہیں"

نظم وضبط کا سبق بچوں کو دو طرح سے ملتا ہے۔ ایک وہ والدین ہوتے ہیں جو ایسی اوپر سے اپنے بچوں پر لادتے ہیں۔ یہ باتیں زور زبردستی سے اس کے گلے سے اتاری جاتی ہیں اسے ایک خاص طرح کی زندگی جینے پر مجبور کیا جاتا ہے دوسرے قسم کے والدین وہ ہوتے ہیں جو زور زبردستی کی بجائے اپنے طرز عمل سے بچوں کو سکھاتے ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنا ایک بری عادت ہے کوئی بھی عقل و ہوش والے ماں باپ اپنے بچے کو اس عادت میں مبتلا دیکھنا نہیں چاہتے۔ اگر بچے کے سامنے سچ بولا جائے اور اس کے ساتھ سچے وعدے کیے جائیں تو بچہ عام طور پر جھوٹ بولنے سے پرہیز کرے گا۔ اور اس کے برعکس بچے کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھوٹ بولا جائے اور معمولی معمولی باتوں کے لیے اس کو لالچ دے کر کام کرایا جائے تو ایسا بچہ جھوٹ بھی بولے گا اور بڑا ہو کر لالچی قسم کا انسان بنے گا۔ آپ چاہیں اس کو اس بری عادت کے لیے کتنا ہی ماریں اور پیٹیں۔

بچے میں زبردست نقل اتارنے کی عادت پائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں تو وہ بندر سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ وہ اپنے بڑوں کے نقش قدم پر خود بخود چلتا رہتا ہے، اس میں وہ ایک کشش محسوس کرتا ہے۔ وہ ایک خاص اسٹیج تک کسی نہ کسی کو اپنا ہیرو بناتا ہے۔ گھر کا کوئی بھی بزرگ اس کا ہیرو بن سکتا ہے۔ کسی پر والد کا پیکر غالب آجاتا ہے اور کوئی ہر چیز کو مادری پیکر میں دیکھنے لگتا ہے۔ وہ علم حاصل کر کے اور اپنے تجربے سے لاکھ بدل جائے لیکن بعض بچپن کی سیکھی عادتوں کو وہ بدل نہیں پاتا۔ ہمارے ایک دوست ہیں۔ بڑے انقلابی ہیں۔ اپنے کو روایت شکن کہتے ہیں مگر ان کی بیوی بتاتی ہیں کہ صبح آنکھ اپنے ہاتھ پر کھولتے ہیں۔ اس کی وجہ انھوں نے یہ بتائی کہ بچپن میں ان کی ماں نے یہ عادت ڈالی تھی کہ کسی کی شکل دیکھ کر اٹھنے سے بہتر ہے کہ اپنے ہاتھ پر نظر ڈال لیا کرو۔ اپنی اس حرکت سے ہمارے دوست خاصے شرمندہ ہوتے ہیں۔ مگر کیا کریں بچپن کی عادت ہے جاتی ہی نہیں۔

نظم وضبط سیکھنا، فطرت سے ہٹ کر چلنا ہے ایک بناوٹی اور لادی ہوئی زندگی جینا ہے۔ سماجی پابندیوں میں رہنا ہے یہ کٹھن راستہ ہے، چڑھائی کا راستہ ہے۔ زندگی کا دوسرا راستہ اتار کا ہے، آسان راستہ ہے، پھسلن کا راستہ ہے۔ اس پر بچہ جلد چلنے لگتا ہے۔ کیونکہ یہ راستہ زیادہ دلکش اور پر فریب ہے اس بچہ ہمیشہ گھر کے اور خاندان کے ان بڑوں کی نقل شروع کر دیتا ہے جن میں نیاپن محسوس کرتا ہے۔ انجانے طور پر اس کی نقل کرنے لگتا ہے۔ چونکہ وہ برائی اور اچھائی میں تمیز نہیں کر سکتا اس لیے وہ اس سے بے نیاز ہو کر دلکش چیز کی طرف دوڑتا ہے۔ کافی بچے سگریٹ نوشی اس لیے کرنے لگتے ہیں کیونکہ سگریٹ کا کش لیتے ہوئے باپ کا پیکر انھیں اچھا لگتا ہے۔ ماں و باپ کے لب و لہجہ کی نقل بھی وہ اسی طرح کرتا ہے۔ جو لوگ اپنے گھروں میں سخت لہجے میں بات کرتے ہیں، بات بات پر گالیوں کی بوچھار کرتے ہیں۔ شیخیاں بگھارتے ہیں۔ دوسروں پر الزام تراشی کرتے رہتے ہیں۔ ان کے بچے ان باتوں کو فوراً نقل کرنے لگتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ بچوں کی اچھی تربیت کے لیے والدین اور گھر کے دوسرے افراد خود پر کنٹرول رکھیں۔ اپنی عادتوں پر پابندی لگائیں۔ ورنہ یہ سب برائیاں جلد ہی ان کی دوسری نسلوں تک پہنچ جائے گی۔

بچہ نظم وضبط کی پابندی بھی کرتا ہے اور اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ گھر کی پھیلی افراتفری سے بدظن ہو کر وہ کسی دوسرے کو اپنا آدرش بنا لیتا ہے۔ جس گھر میں اکثر والدین کے درمیان بدکلامی ہوتی رہتی ہے، اس گھر کے بچے تناؤ سے بچنے کے لیے کوئی دوسری جگہ تلاش کر لیتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں اکثر پاس پڑوس کی کوئی شفیق خاتون ان بچوں کا سہارا بنتی ہیں۔ چنانچہ ایسا بھی دکھائی پڑتا ہے کہ شرابی اور جواری باپ کا بیٹا پرہیزگار ہوتا ہے۔ ماں کے ساتھ گھر میں برا سلوک ہوتا ہوا دیکھ کر بچے کے دل میں عورت سے اس قدر ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے کہ بیوی کا غلام بن جاتا ہے۔ اس کی ہر بے جا ضد کے آگے بھی وہ

مر جھکا لیا ہے۔ لگائی بجھائی کرنے والے والدین کے بچے بہت صاف دل اور شر سے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن اسے اصول نہیں بنایا جا سکتا۔ پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ ماں باپ سے نہ سہی لیکن یہ عادتیں وہ سیکھتے ہیں کسی نہ کسی بڑے سے ہی۔

شادی کے سلسلے میں لڑکی دیکھنے کے ساتھ ساتھ ہماری بزرگ خواتین لڑکی کے گھر کو ضرور دیکھتی بھالتی ہیں۔ ایک صاحب کی کہیں شادی کی بات چیت چل رہی تھی، ہم لوگوں نے لڑکی دیکھی تھی، ہمیں لڑکی پسند تھی۔ لیکن بزرگ خواتین بضد تھیں کہ گھر دیکھا جائے۔ اس منطق کو میں نہیں سمجھی، مجھے کچھ برا سا لگا رہا تھا۔ میرا خیال تھا کہ یہ خواتین جہیز کی لالچ میں گھر دیکھنا چاہتی ہیں۔ آخر میں نے جل کر کہہ دیا۔ لڑکی اچھی ہے لیکن جہیز کچھ نہیں ملے گا۔ یہ بات سن کر بزرگ خواتین میں سے ایک صاحبہ کہنے لگیں یہ تجربے کی بات ہے تم آجکل کی لڑکیاں کیا جانو۔ دو حرف پڑھ لینے سے عقل نہیں آجاتی۔ لڑکی دیکھنے میں اچھی ہے لیکن اس کے گھر اور اس کے بزرگوں سے ہی تو عادت و اطوار کا اندازہ ہوگا۔ اگر ماں سگھڑ ہوگی تو لڑکی میں بھی وہی عادت آئے گی۔ گھر کے لوگ خوش اخلاق ہوں گے تو فطری بات ہے لڑکی بھی خوش اخلاق ہوگی۔ گویا یہ بزرگ خواتین اس بات کو مانتی تھیں کہ لڑکی زندگی کے نظم و ضبط اپنے گھر سے سیکھتی ہے۔ اس کی شروعات بڑوں سے ہوتی ہے۔ بڑوں کے طور طریقے دیکھ کر لڑکی کے بارے میں رائے قائم کرنا وہ ضروری سمجھتی تھیں۔ کام سوتر کے خالق واتسائن کی بھی یہی رائے ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جس لڑکی سے شادی کرنا ہو تو اس کا گھر ضرور دیکھنا چاہیئے۔ اور وہ بھی بغیر اطلاع کے۔ اس طرح وہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ نظم و ضبط کی شروعات بڑوں سے ہوتی ہے۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ فرد بے مثال ہے۔ فرد کی خصوصیات ہی سماج میں اجاگر ہونی چاہیئے۔ ان کے لیے سماج منفرد اور بے میل اکائیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ ایسے لوگ فرد کی آزادی اور اس کی ندرت پر بہت زور دیتے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ ہر شخص کی اپنی انفرادیت ہوتی ہے۔ لیکن یہ اس وقت اجاگر ہوتی ہے جب کوئی سماجی انسان سے اٹھ کر تہذیبی انسان اور روحانی انسان بنتا ہے۔ لیکن یہ حادثہ بہت کم لوگوں کی زندگی میں پیش آتا ہے۔ زیادہ تر لوگ ایک سکہ بند زندگی جیتے ہیں۔ یہ زندگی کہنے کو بہتا ہوا دریا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ ایک ٹھہرا ہوا تالاب ہے۔ اس میں حرکت اور تبدیلی تبھی آتی ہے جب کافی بڑا سیلاب آجائے ہم وہی کچھ اپنے بڑوں سے سیکھتے ہیں جو انھوں نے اپنے بزرگوں سے سیکھا تھا۔ اس سلسلے میں ہم تہذیب اور روایت کا خوبصورت نام دیتے ہیں۔ اس زندگی میں تبدیلی تبھی آتی ہے جب نئے خیالات اور نئے جذبات کا طوفان نوح اُبل پڑے۔ لیکن تبدیلی لانے والی نسل کے بعد جو لوگ آتے ہیں وہ اپنے بزرگوں کی لکیر پر چلنے لگتے ہیں۔ اس طرح سکہ بند زندگی کا ایک نیا سلسلہ چل پڑتا ہے۔ یہ اسی لیے ہوتا ہے کیونکہ نظم و ضبط کی شروعات بڑوں سے ہوتی ہے۔ اصل میں ہم چند عادتوں کے سہارے ہی زندہ رہتے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

تاریخ ساز

فنِ تحریر

محمود ہاشمی

انسانی زبان کے ارتقاء کی کوئی باضابطہ تاریخ موجود نہیں ہے۔ تاہم دنیا کی قدیم تہذیبوں میں ہندوستانی تہذیب کو افضلیت حاصل ہے، اور اس دھرتی پر زبان کا علم تاریخ سے قبل کے زمانوں میں مکمل ہو چکا تھا۔ زبان کے وجود میں آنے کے بعد، تحریر کا آغاز ہوا۔ چنانچہ۔ ہندوستان، زبان کو بولنے، لکیریں کھینچنے اور صورت بنانے کے ابتدائی دور سے گذرا۔ ان میں سے ہر عہد، سینکڑوں بلکہ ہزاروں برسوں پر محیط ہے۔ پھر باضابطہ تحریر وجود میں آئی۔ جو ابتدائی تحریریں سامنے آتی ہیں۔ وہ خطوط، حسابات اور سفرنامے ہیں۔

فن کتابت کو ہندوستان میں بتدریج فروغ ملا۔ اور تحریر لکھنے کے لیے مختلف اشیاء کا استعمال کیا جانے لگا۔ قدیم ہندوستان میں کاغذ سازی کوئی معدوم شے نہ تھی۔ البتہ کاغذ ایک نایاب شے ضرور تھا۔ عہد وسطیٰ میں مغلوں نے کاغذ بنانے اور اس کو بڑے پیمانے پر استعمال کرنا شروع کیا۔ اس طرح ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ لیکن کاغذ کے استعمال سے پہلے بھی ہندوستان میں تحریروں کو محفوظ کرنے کے وسائل موجود تھے۔ ان میں درختوں کے پتے، چھالیں، لکڑی کے تختے اور دھاتیں استعمال کی جاتی تھیں۔

تحریر کے ان وسائل میں، کھجور کی پتیوں کا چلن کافی مقبول رہا۔ کھجور کی پتیوں پر تحریر کے قدیم حوالے، جاتک کتھاؤں میں موجود ہیں۔ مہاتما بدھ کی وفات کے بعد "ترپٹیکا" (Tripatika) جو بدھ مت کی کتاب ہے، کھجور کی پتیوں پر ہی لکھی گئی۔ چینی سیاح ہیون سانگ نے بھی لکھا ہے کہ:

"جہاں میں مقیم ہوں، اُس شہر کے شمال میں تال کے درختوں کا ایک جنگل ہے۔ اس درخت کی پتیاں اور کھجور کی پتیاں، لمبی اور چمکدار ہوتی ہیں۔ یہاں کے باشندے انھیں لکھنے کے کام میں لاتے ہیں۔ اور ان پتیوں کی بڑی قدر کی جاتی ہے۔"

کھجور کے علاوہ ہندوستان میں کیلے کی پتیاں بھی تحریر لکھنے کے لیے استعمال کی جاتی تھیں۔ ان کا رواج بنگال کے علاقے میں ہوتا تھا۔ خطوط لکھنے کے لیے کنول کی پتیاں بھی استعمال کی جاتی تھیں۔ کالیداس نے اپنے ڈرامے "شکنتلا" میں راجہ دشینت کی زبان سے کہلوایا ہے کہ:

"یہ محبت نامے کنول کی پتیوں پر تخلیق کیے گئے ہیں۔"

ایک اور درخت کی چھال ایک عرصے تک ہندوستان میں کاغذ کی جگہ استعمال ہوتی رہی۔ وہ ہے بھرج! بھوج کا درخت ہمالیہ کے علاقے میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی چھال کا اندرونی حصہ قدیم اور عہدِ وسطیٰ کے ہندوستان میں تحریر کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ البیرونی کے بیان کے مطابق۔ چھال کے ان ٹکڑوں کا اوسط سائز ایک گز لمبا اور ایک گز چوڑا ہوتا تھا۔ بھوج پتر کا سب سے قدیم حوالہ ہمیں یونانی مورخ کیوکرٹس کے یہاں ملتا ہے۔ کالیداس کے "کمار سمبھو" میں بھی بھوج پتر کے استعمال کی شہادت موجود ہے۔ کالیداس نے لکھا ہے:

"ہمالہ میں بھوج پتر ہاتھی کی کھال کی طرح نشان لگا ہوا ہے۔ آسمانی دوشیزائیں اس پر مکتوبات محبت لکھتی ہیں، اور اس پر دھاتوں کی بنی روشنائی سے پیغام لکھے جاتے ہیں۔"

درختوں کے پتوں پر لکھے ہوئے بعض مخطوطے اب بھی عجائب گھروں میں موجود ہیں۔ اسی طرح لکڑی، دھات، پتھر اور کپڑوں پر لکھی تحریروں کے بے شمار نمونے بھی عجائب خانوں میں محفوظ ہیں۔

یونان کے ایک سیاح نیرکوس نے ۳۲۷ قبل مسیح میں ہند کا دورہ کیا تھا۔ اس کی یادداشتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں کاغذ سازی تیسری صدی قبل مسیح میں بھی ہوتی تھی۔ لیکن اسے بطور سامان تحریر استعمال نہیں کیا جاتا تھا کیونکہ یہ گرم مرطوب آب و ہوا میں زیادہ دن نہیں چل پاتا تھا۔ نیز دوسرے سامان تحریر آسانی سے مہیا تھے۔

کاغذ پر لکھی ہوئی تحریروں کے نمونے پانچویں صدی عیسوی کے عہد سے دستیاب ہوئے ہیں۔

ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان میں فن تحریر قدیم ترین زمانے سے موجود ہے۔ اور ہمارے آئین میں تحریر کی جو آزادی عوام کو دی گئی ہے اُس کے وسائل ہزاروں برس سے ہمارے ملک میں پروان چڑھتے رہے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

فلمی صنعت اور اقلیتیں

حمید الدین محمود

۱۸۹۱ء سے پہلے اس ملک میں رہنے والے باشندے اپنے آپ کو ہمیشہ ہندوستانی کہتے تھے۔ ہندو اور مسلمان نہیں اور اگر ہندو یا مسلمان کہتے تو آپس میں تمیز اور شناخت کے لیے اکثریت و اقلیت کا تصور دماغوں میں موجود نہ تھا۔ یورپی سامراجیت کی دین تھی یا ہماری بدنصیبی کہ ہماری مختلف ذاتیں، مذاہب، زبانیں، نسلی اور قبائلی گروہ بندیاں، جو سدا ہی غیر سیاسی نوعیت رہیں، وہ بیسویں صدی کے وسط تک ہماری شخصیتوں کا نظام سمجھی جانے لگیں۔ یہ مغرب زدہ دماغ کی خام خیالی تھی۔ کیونکہ مغربی سماجوں میں انسان کے ہر امتیاز کو ایک سیاسی یونٹ قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے مشرقی سماجوں میں لسانی، مذہبی، ذاتی اور نسلی گروہ بندیاں صرف سماجی اکائیاں رہیں جنھیں نہ صرف تسلیم کیا جاتا رہا بلکہ ان کی تعظیم بھی کی جاتی تھی۔ اگر مغربیت کا بھوت سر سے نہ اُترا تو ایک دن ڈومنیوں کو بھی علیحدہ قومیت کا نشہ چڑھ جائے گا۔

ہماری ثقافتی زندگی نے اس سیاسی بخار کو ہمیشہ دور رکھا۔ مذہب، زبان، ذات، فرقہ یا نسل کبھی بھی ہماری کلچرل تخلیقات میں حائل نہیں رہیں۔ اپٹا یعنی انڈین پیپلز تھیٹر ایسوسی ایشن کو لیجیے۔ بنگال سے پنجاب اور پنجاب سے کیرالا تک یہ قومی ثقافتی تحریک ایام جنگ میں پھیلی، پروان چڑھی، اور اسے پروان چڑھانے میں سبھی نے حصہ لیا۔ کچھ روایات ہماری اب بھی اسقدر مستحکم ہیں کہ لسانی، مذہبی، فرقہ واری یا نسلی جنون انھیں متزلزل نہیں کرسکتا۔ مثلاً قومی فلمی انعامات کی جیوری کبھی بھی سیاسی نقطۂ نظر سے نہیں بنائی گئی۔ فلموں کو انعامات کبھی سیاسی نقطۂ نظر سے نہیں دیے گئے۔ کبھی لسانی یا فرقہ وارانہ امتیاز نہیں برتا گیا۔ جیوری میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو کوئی مخصوص زبان نہیں جانتے لیکن اس زبان میں بنی فلم کے لیے اپنے رفقاء سے جھگڑ لیتے ہیں۔ ہم نے کلچرل معاملے میں تفریقِ انسانی کو کبھی دخل نہیں دیا۔

اور جہاں تک فلمی صنعت کا تعلق ہے۔ اسکی تشکیل و تعمیر، تنظیم اور توسیع مذہبی بنیادوں پر نہیں ہوئی۔ مختلف مذہبوں، زبانوں اور علاقوں کے لوگ ایک فلم کمپنی بنا لیتے تھے اور اپنی ساری کوشش اس کمپنی کو آگے بڑھانے پر صرف کرتے تھے۔ گجراتی سرمایہ کاری کرتے اور انتظامیہ سنبھالتے، تو مراٹھے تیکنیکل ذمہ داریاں سنبھالتے۔ پارسی رہنمائی کرتے تو بنگالی اور مسلمان تخلیق کاری میں ہاتھ بٹاتے۔ فلمیں سبھی نوعیت کی ہوتیں، ہندو دھارمک، مسلمان عقیدتمندانہ، عیسائی رومی اور یہودی داستانیں، ایران و عرب کی عشقیہ کہانیاں ہندو قصے، تاریخی و سماجی فلمیں۔ کسی میں مبارک مرچنٹ جو پارسی ہیں مغل اکبر بنتے تو کسی میں پرتھوی راج جلال تیموری دکھاتے کسی میں کشمیری پنڈت چندر موہن عدلِ جہانگیری دکھاتے تو کسی میں بنگالی پردیپ کمار سلیمی عشق کا نقارہ بجاتے۔ یہودن روبی مائرس یعنی سلوچنا عشق انارکلی کی تصویر بنتیں تو کسی میں سکھ دوشیزہ بینا رائے آہ انارکلی سناتیں۔ کبھی یہودی سندرا میر ملکۂ نور جہاں کی داستان سناتے تو کبھی پنجابی سکھ ایچ ایس رویل "میرے محبوب" کے گن گاتے۔ مسلمان شکیل حمید ہنومان بنتے تو مظہر خاں ہندو پڑوسی۔ کسی نے کہا ہے کہ ہماری فلموں کے بنانے، تقسیم کرنے، دکھانے اور دیکھنے میں مذہب فرقے، ذات، زبان، علاقے یا قبیلے کی تنگ نظری نے دخل رکھا ہو۔

۹ء میں بڑودہ میں "سلطان ہند" نامی مسلم صوفیانہ فلم ۶۴ دن ہاؤس فل چلی۔ ایک سبزی فروش عورت ہر روز یہ فلم ۶۴ دن تک دیکھتی رہی۔ ۶۴ ویں دن سینما کے مالکوں نے اسے ایک ساڑی پیش کی اور پوچھا کہ وہ روز یہ فلم کیوں دیکھتی ہے۔ اس نے کہا کہ ایک قوالی کے لیے جو اس فلم میں تھی۔ اور یہ قوالی ہمارے ملک کے نہیں بلکہ پاکستانی قوالوں یعنی جناب صابری برادران نے پیش کی تھی۔ ساڑی پانے والی عورت ہندو تھی ساڑی دینے والے مالکین سنیما مسلمان تھے۔

ہندوستان کی پہلی بولتی فلم "عالم آرا" کو لیجیے۔ کہانی ایک فرضی بادشاہ سے متعلق تھی۔ پروڈیوسر اور ڈائرکٹر اردشیر ایرانی پارسی تھے، کہانی لکھنے والے یہودی شزاد جوزف ڈیوڈ تھے، اداکاروں میں وٹھل بھی تھے، پرتھوی راج بھی، جگدیش سیٹھی بھی تھے، جلو بائی اور زبیدہ بھی اور سوشیلا بھی، 'پکار' کے خالق سہراب مودی پارسی ہیں، مکالمہ نویس مسلمان کمال امروہی، اداکار چندر موہن، نسیم بانو، سردار اختر اور پرتھوی راج۔ محبوب نے اپنی زندگی میں ۲۲ فلمیں بنائیں

تین اقلیتیں — (دائیں سے)
راجندر سنگھ بیدی، ممی رضا اور مالا سنہا۔

نادرہ

ان میں سے صرف پانچ یعنی 'الہلال'، 'علی بابا چالیس چور'، 'نجم' ہمایوں' اور 'اعلان' مسلم پس منظر کی تھیں۔ دلیپ کمار جو کہ مسلمان اداکار ہیں، ان کی ۴۷ فلموں میں سے تنہا ایک فلم "مغل اعظم" ہے جس میں انھوں نے مسلمان کردار ادا کیا ہے۔ مسلم سوشل بنانے والے سب سے نامور ہدایت کار پنجابی سکھ ایچ۔ ایس رویل حالیہ دور کی سب سے بہترین مسلم سوشل یعنی "گرم ہوا" بنانے والے ہدایت کار ایم ایس ستھیو ہیں جو کرناٹک کے برہمن ہیں، 'جنون' پروڈیوس کرنے والے ششی کپور ہیں، ڈائرکٹ کرنے والے ششی کپور ہیں، 'شطرنج کے کھلاڑی' کے خالق ستیہ جیت رائے ہیں، اور دو نوابوں میں سے ایک سعید جعفری ہیں تو دوسرے سنجیو کمار، پربھات کے بانیوں میں سے ایک تھے مسلمان' فتح لال، شانتارام اور راج کپور کے عملے میں مسلمان ساؤنڈ ریکارڈسٹ اور فلم ایڈیٹر رہے ہیں۔

نیو تھیٹرز میں مکالمے اور گیت لکھنے والے مسلمان ہوتے تھے۔ غرض یہ کہ کبھی بھی ہندوستانی سنیما میں اس قسم کا کوئی تصور ہی موجود نہ رہا کہ کچھ حصہ انسانی مصروفیات کا ایسا بھی ہو سکتا ہے جس میں صرف ایک مذہب، زبان یا علاقے کے لوگ حصہ لے سکتے ہیں اور دوسرے نہیں۔

کسی بھی فلم کے ٹائیٹل کارڈز اور کسی بھی فلم کی پبلسٹی آپ کو بتا دے گی کہ فلم کا کاروبار کم سے کم اس ملک میں کسی ایک کا اجارہ نہیں ہے۔ پھر اقلیت اور اکثریت کا سوال کیا؟

ہاں اگر یہ مراد کہ اقلیتوں نے ہندوستانی سنیما کو کیا دیا ہے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اقلیتی [illegible] اکثریتی نظر آتا ہے۔ ہماری سب سے مختصر اقلیت پارسیوں کو لیجیے، فریدون ایرانی، مدرانڈیا اور محبوب کی ساری فلموں کی عکاسی کرنے والے میری نظر میں سب سے بڑے کیمرہ مین ہیں ہماری فلمی تاریخ کے۔ ان کے بعد جنھیں میں مانتا ہوں وہ مستری بھائی یعنی جال مستری اور فالی مستری، 'میلہ' اور 'محل' دیکھنے والے یا 'بابل' یاد رکھنے والوں کے لیے نام ہی کافی ہیں۔

ہدایت کاروں میں جے بی ایچ واڈیا اور سہراب مودی اور ان سب سے بڑھ کر خان بہادر اردشیر ایرانی کو کون فراموش کر سکتا ہے۔ واڈیا اور سہراب مودی اور فلموں، الف لیلیٰ کی کہانیوں پر مبنی فلموں ایکشن اور تفریحی فلموں اور دھارمک فلموں میں اپنا مخصوص رنگ جمایا لیکن جو بات عام طور پر معلوم نہیں وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی ۱۵ اگست کی نیم شب آزادی کے منظر کو فلمانے والے وہ وہ واحد ہندوستانی ہیں، ان کے بغیر یہ تاریخی واقعہ ہمارے ہاں محفوظ نہیں رہتا۔ واڈیا صاحب نے غریب فنکاروں کو مرتے دم تک وظیفے دیے۔ ان میں جوزف ڈیوڈ بھی شامل ہیں اور مرزا مشرف بھی۔

سہراب مودی صاحب نے تاریخی فلموں کی صحیح معنوں میں ابتدا کی اور اسے پروان چڑھایا اور ہندوستانی سنیما کی عظیم شخصیتوں میں شامل کیے جانے کے مستحق ہیں انھوں نے صرف 'مرزا غالب' بنائی بلکہ غالب کی قبر پر سنگ مرمر کا مقبرہ بھی بنوایا۔

اردشیر ایرانی تو ہماری سنیما کے معمار اور عہد آفریں شخصیتوں میں سے ہیں انھوں نے ہماری پہلی بولتی فلم 'عالم آرا' بنائی۔ فارسی، پشتو، برمی، ملے، تامل، تیلگو زبان کی پہلی بولتی فلمیں بنائی۔ پہلی خود کار لیبارٹری قایم کی پہلی انگریزی زبان کی فلم 'نورجہاں' بنائی۔ پہلی رنگین فلم "کسان کنیا" بنائی اور ایک نیا کلر پروسس سنے کلر ایجاد کیا۔ ہندوستانی فلمسازوں کی تنظیم قایم کیا اور اس کے پہلے صدر بنے۔ انگریزی حکومت نے انھیں خان بہادر کے لقب سے سرفراز کیا

اداکاروں میں ای بلموریہ۔ ڈی بلموریہ، میارک مرچنٹ پی، سی، پٹیل اور دیگر ایک درجن سے زیادہ پارسی اداکار ہندوستانی اسکرین پر چمکے۔ سرسوتی بائی نامی موسیقار ہدایت کار دراصل پارسی خاتون تھیں۔

مختصراً یہ کہ ہندوستانی سنیما کی تاریخ میں پارسیوں کا مختصراً گجراتیوں، مراٹھوں، بنگالیوں اور مسلمانوں سے کسی قدر کم نہیں۔

لیکن اب میں ایک ایسے طبقے کے بارے میں کہوں گا جسے ہم شاید ہندوستان کی اقلیت بھی نہیں گن سکتے، یہودی نادرہ، 'آن' کی مشہور ہیروئن اور مشہور کردار نگار یہودن ہیں، سلوچنا روبی مائرس جنھیں اپنے زمانے میں ہندوستان کی گریٹا گاربو کہا گیا ہے۔ یہودن ہیں، مشہور کریکٹر ایکٹر ڈیوڈ جو اب کینیڈا میں مقیم ہیں، یہودی ہیں، عذرا میر جنھوں نے امپیریل کے لیے نورجہاں اور زارینہ جیسی فلمیں بنائیں یہودی ہیں۔ عذرا میر صاحب فلم ڈویژن کے چیف پروڈیوسر بھی رہ چکے ہیں۔ اس وقت بہت ضعیف ہیں اور بمبئی میں قیام کرتے ہیں۔

لیکن ہماری فلمی تاریخ میں سلوف کے بعد سب سے بڑا یہودی نام جوزف ڈیوڈ کا ہے۔ جو 'عالم آرا' کے مصنف مکالمہ نگار اور گیت کار تھے۔ اردو فارسی، عربی، انگریزی، مراٹھی اور گجراتی میں مہارت رکھتے تھے۔ ہندو مائتھالوجی پر عبور تھا اور ہندوستانی موسیقی کے ماہر تھے۔

عیسائیوں کو لیجیے۔ کاسٹیوم ڈیزائن، رقص، موسیقی، آرکیسٹرا کے میدان میں ہی نہیں بلکہ اداکاری کے میدان میں بھی انھوں نے نام کمایا۔ مالا سنہا، نیپا سائی مینا، 'جہاں آرا' کی ہیروئن 'گمراہ' کی بیوی اور 'دھرم پتر' کی مسلمان ستم زدہ ہیروئن، دراصل کرسچین ہیں۔ مشہور رقاصہ ہیلن بھی عیسائی ہیں۔ والٹر بنرجی اور جارج بیکر بنگالی اور آسامی فلموں کے نامور اداکار ہیں۔

ملیالم سنیما میں عیسائیوں کی بھاری تعداد فلمسازی کے ہر شعبے میں مصروف ہے۔ ہدایت کاروں میں اے وسنٹ کے جارج، اداکاروں میں پی۔ جے۔ انٹونی جنھیں ۱۹۷۳ء میں بہترین اداکار کا قومی انعام ملا، گلوکاروں میں سیرداس ہندوستان بھر میں شہرت پا چکے تھے۔

سکھوں میں کس کس کا نام لوں! دھرمیندر، کے، این سنگھ تو آپ کو معلوم ہی ہیں، گیتا بالی اور بینا رائے بھی معلوم ہی ہیں۔ جی سنگھ فوٹوگرافر اور موسیقار کواترا بھی معروف ہیں لیکن صرف میں راجندر سنگھ بیدی کا ذکر کروں گا۔ کیونکہ ثقافتی اعتبار سے ان کا مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے۔ وہ پنجابی اور اردو کے عظیم ترین افسانہ و ناول نگاروں میں سے ہیں اعلیٰ درجے کے مکالمہ نگار اور تجرباتی فلمساز جن کی "گرم کوٹ" "دستک" اور 'پھاگن' کو نہیں بھلایا جا سکتا، منٹو کے گذر جانے کے بعد بمبئی کی سنیما میں راجندر سنگھ بیدی سے بلند مرتبہ مصنف میری نظر میں کوئی اور نہیں۔ اور بہت کچھ کہتا لیکن دوست نوازی کے الزام سے ڈر کر چپ ہو جاتا ہوں۔

رہا مسلمانوں کا سوال تو ہندوستانی سنیما میں مسلمانوں کا رول بیان کرنا سورج کو شمع نہیں بلکہ دیا سلائی بتانا ہے۔ موسیقی کے میدان میں تو نوشاد، غلام حیدر، غلام محمد سجاد، خیام، استاد جھنڈے خان، میرن صاحب وغیرہ وغیرہ آرٹ ڈائرکشن میں سید، کامیڈی کے میدان میں ممتاز علی چارلی، یعقوب، جانی واکر، محمود اور جونیر محمود، جگدیپ وغیرہ فوٹوگرافی کے میدان میں فتح لال، عبدالرحمن، آڈیوگرافی میں علاؤالدین اور شمس الدین، گیت کے میدان میں شکیل، ساحر راجہ مہدی علی خاں، حسرت جے پوری، مجروح وغیرہ، گلوکاری

آگے صفحہ ۳۵ پر ←

طمانیت پیشہ

دوست محمد خاں

روزمرّہ زندگی میں ہر انسان کسی نہ کسی کام کی طرف ضرور راغب ہوتا ہے۔ جیسے کسی کو اپنے باغیچے میں کام کرنے کا شوق ہوتا ہے تو کوئی اپنے گھر کی مرمّت میں مصروف ہوتا ہے تو کسی کو اپنے گھر کی آمدنی اور خرچ کا بجٹ بنانے کی فکر ہے۔ غرض یہ کہ کسی کام کے کرنے میں اس کام کی طرف رغبت ضروری ہے اور اگر یہ رغبت نہ بھی ہو تو کسی مصنوعی ترغیب کے ذریعہ پیدا کی جا سکتی ہے۔ مثلاً پرانے زمانے میں غلاموں کو کام کی طرف راغب کرنے کے لیے انھیں یہ احساس دلایا جاتا تھا کہ کام نہ کرنے پر انھیں سزا ملے گی یا انھیں کھانے اور پانی سے محروم رکھا جائے گا تو وہ مجبوراً کام کی طرف راغب ہو جاتے اور تندہی سے اس کام کو انجام دیتے ہیں۔

اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسانی رغبت کا دار و مدار اس کی بنیادی ضروریات پر ہوتا ہے یا پھر خاطر خواہ مقاصد حاصل کرنے یا اس کے برعکس غیر پسندیدہ عناصر سے چھٹکارا پانے کے لیے۔

ٹھیک اسی طرح جب کوئی فرد اپنی روزی کمانے کے لیے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے اس پیشے میں اس کی اطمینانی اور غیر اطمینانی کیفیت کا دار و مدار اس پیشے کی طرف رغبت پر ہوتا ہے۔ مثلاً ایسا شخص جس کو میکانیکی کام سے رغبت ہو اور وہ کوئی میکانیکی پیشہ اختیار کرتا ہو تو یہ اس کے لیے اطمینان کا باعث ہوگا۔ بصورت دیگر وہ غیر اطمینانی ظاہر کرے گا۔

پیشے کی طمانیت یا غیر طمانیت ایک انفرادی معاملہ ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ کوئی فرد کسی پیشے کو اپنانے سے پہلے اسے اپنی ذاتی مداروں پر تولتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس پیشے کے کون سے پہلے اس کی ذاتی قدروں سے میل کھاتے ہیں۔ اور جب اسے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی اپنی ذاتی قدریں اس پیشے میں مجروح نہیں ہوں گی تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ لیکن کسی شخص کے لیے یہ فیصلہ کرنا انتہائی مشکل ہے کہ اس کی کون سی قدریں کس پیشے میں مجروح ہوں گی اور کن قدروں کی تشفی ہوگی۔ اس وقت وہ انتہائی تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ کون سا پیشہ اختیار کرے۔

پرانے زمانے میں کسی پیشے کا اختیار کرنا بڑا آسان تھا منشی کا بیٹا منشی بننا اپنا فرض سمجھتا تھا اور فوجی کا بیٹا فوجی بننے میں فخر کرتا تھا۔ غرض پیشہ ورثے میں ملتا تھا۔ لیکن اس سائنسی اور تکنیکی دور میں یہ بات نہیں رہی کسی پیشہ کا انتخاب اتنا ہی مشکل ہو گیا ہے جتنا شادی سے پہلے اپنی شریک حیات کا انتخاب۔ اور بالفرض کسی نے اپنی مرضی کے مطابق پیشہ چن بھی لیا تو وہ قطعی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے اس پیشے میں طمانیت حاصل ہوگی۔ اس افراتفری خود غرضی انتشار اور بے ایمانی کے ماحول میں کسی پیشے میں طمانیت کا خیال بھی ناقص اور مبہم ہے۔ لیکن حیرت انگیز طور پر معاملہ کچھ الٹا ہے کیونکہ Blauner نے اپنے مختلف surveys کی بنا پر یہ بتلایا کہ صرف ۱۲ فیصد لوگ اپنے پیشے سے غیر اطمینانی ظاہر کرتے ہیں لیکن ہندوستان جیسے ملک میں یہ صحیح نہیں ہے یہاں جسے دیکھئے اپنے پیشے سے نالاں نظر آتا ہے۔ اس کی بہت ساری وجوہات ہیں:

سب سے پہلے تو یہ کہ یہاں پیشے بہت محدود ہیں۔ خاص طور پر چھوٹے چھوٹے شہروں اور گاؤوں میں تو پیشے کا انتخاب بہت ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی کسی پیشے کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے کسی پیشے میں داخلے کے لیے مقابلہ اتنا سخت ہو گیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے مثلاً ڈاکٹری میں داخلہ لینا ہو تو ۸۵ فیصد نشانات درکار ہیں اور اگر انجینئرنگ میں داخلہ لینا ہو تو ۱۰۵ فیصد نشانات ضروری ہیں گویا نشانات سے مذاق کیا جاتا ہے۔ تیسرے کمزور اقتصادی حالت کی وجہ سے اپنی خواہش کے مطابق پیشے کا انتخاب ممکن نہیں ہوتا۔

کسی پیشے کی طمانیت کا انحصار دو قسم کے اجزا پر ہوتا ہے۔ ایک تو اپنی ذات سے متعلق اجزا، اور دوسرے وہ اجزا جو اس پیشے سے وابستہ ہوں۔

ذاتی اجزا، جیسے جنس: دیکھا گیا ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں اپنے پیشے سے زیادہ مطمئن نظر آتی ہیں اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ عورتوں کی خواہشات اور اقتصادی ضروریات بہ نسبت مردوں کے کم ہوتی ہیں۔ دوسرے کسی شخص پر منحصر افراد کی تعداد زیادہ ہو تو ایسا شخص اپنے پیشے سے غیر مطمئن نظر آتا ہے ایسا شاید اس کے دماغ پر اقتصادی تناؤ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ عمر کا بھی پیشے کی طمانیت سے تعلق ہوتا ہے دیکھا گیا ہے کہ بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ساتھ اس پیشے سے طمانیت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گذرتے وقت کا بھی طمانیت سے رشتہ ہے۔ کسی پیشے کی ابتدا میں آدمی مطمئن ہوتا ہے یہ طمانیت پانچویں سے آٹھویں سال تک کم ہو جاتی ہے اور اس اور اس کے بعد پھر بڑھتی ہے اور بیسویں سال اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ ذہانت اور طمانیت میں بھی تعلق ہے، ذہین لوگ جلد اپنے پیشے سے اکتا جاتے ہیں اگر انھیں اس پیشے میں کوئی نیا پن نظر نہ آئے جو ان کی سوجھ بوجھ کو للکارتا ہو۔ اسی طرح تعلیم کا بھی پیشے کی طمانیت سے رشتہ ہے۔ ایک سروے میں بتلایا گیا ہے کہ ایسے افراد جنھوں نے اپنی اسکول کی تعلیم مکمل نہ کی تھی اپنے پیشے سے بہت زیادہ اطمینان کا اظہار کیا۔ پیشے کی غیر طمانیت کی سب سے اہم وجہ شخصیت بتلائی گئی ہے۔ مثلاً ۶۴ فیصد نیوروٹک اشخاص اپنے پیشے سے بہت زیادہ غیر مطمئن تھے۔ جو آدمی عام طور پر مطمئن ہوتا ہے وہ اپنے پیشے سے بھی مطمئن ہوتا ہے یا ایسے اشخاص جن کے افسران ان سے خوش ہوں طمانیت کا اظہار کرتے ہیں۔

پیشے سے وابستہ اجزا بھی طمانیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثلاً کام کی نوعیت۔ اگر کسی پیشے میں کام ایک ہی قسم کا ہو تو کام کرنے والا جلد اکتا جاتا ہے۔ ایک کپڑے کی مل میں کام کرنے والے ۲ فیصد نے طمانیت کا اظہار کیا شاید اس لیے کہ انھیں ایک جیسا کام کرنا پڑتا تھا لیکن اس کے برعکس ۹۵ فیصد مدرسین نے اپنے پیشے سے طمانیت کا اظہار کیا۔ کسی پیشے میں مہارت طمانیت کا سب سے بڑا ذریعہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس کا اثر دوسرے اجزا جیسے کام کی نوعیت پیشہ ورانہ حیثیت، ذمہ داری وغیرہ پر بھی پڑتا ہے۔

تیسرے جغرافیائی محل وقوع کا بھی پیشے کی طمانیت پر اثر ہوتا ہے، مثلاً سمندری کنارے کے لوگ اپنے پیشے سے بہ نسبت پہاڑوں پر رہنے والوں کے زیادہ مطمئن نظر آتے ہیں اسی طرح بڑے شہروں میں کام کرنے والے مزدور بہ نسبت چھوٹے شہروں میں کام کرنے والے مزدوروں کے زیادہ غیر مطمئن نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسا شخص جس کی تنخواہ معقول ہو، جسے تحفظ ملازمت کا یقین ہو۔ جس کے لیے ترقی کی راہیں کھلی ہوں، جسے ذمہ داری کا احساس ہو اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی آزادی ہو اور جو ایک لائق اور مدبر افسر کے ماتحت کام کر رہا ہو اس پیشے سے طمانیت ہی ظاہر کرے گا۔ لیکن ان تمام موافق حالات کا کسی ایک پیشے میں یکجا ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اسی لیے آج کل ہر پیشے میں غیر اطمینانی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔

یہ بات تو اٹل ہے کہ ہر شخص کو اس کی خواہش کے مطابق پیشے کا انتخاب میسّر نہیں آسکتا اور یہ بھی کہ اسے اپنی بنیادی ضروریات پورا کرنے کے لیے اور زندگی گذارنے کے لیے موزوں یا غیر موزوں پیشے کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس غیر اطمینانی کیفیت کو طمانیت میں بدلا جاسکتا ہے؟ ایسا ممکن ہے لیکن اس کے لیے کسی فرد کو چند باتوں کی طرف خصوصی توجہ دینا چاہیے۔

سب سے پہلے تو وہ شخص اپنے پیشے کو مثبت نقطۂ نظر سے دیکھے اور یہ سمجھ لے کہ اس نے جو پیشہ اختیار کیا ہے وہ کسی اور پیشے سے کم درجے کا نہیں ہے۔ دوسرے وہ اپنے پیشے میں زیادہ سے زیادہ مہارت اور معلومات حاصل کرے تاکہ اسے اپنے پیشے میں ایک خاص مقام حاصل ہوجائے اور وہ اپنے کو کسی سے کمتر نہ سمجھے۔ تیسرے اسے اپنے ہم پیشہ ساتھیوں سے مخلصانہ برتاؤ کرنا چاہیے اور ان پر اپنی برتری ہرگز نہیں جتانا چاہیے کیونکہ اس طرح آپس میں تعلقات خراب ہوسکتے ہیں اور اس صورت میں غیر اطمینانی کیفیت پیدا ہوسکتی ہے۔ چوتھے اسے اپنے پیشے کا کام ذمّہ داری ایمانداری اور محنت سے کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ اپنے ساتھیوں میں اور اپنے افسران میں عزّت کی نظر سے دیکھا جائے گا اور یہ احساس اس کی طمانیت کا ذریعہ بنے گا۔ اپنے مفاد کی خاطر افسران کی خوشامد اور چاپلوسی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ ایک دن بھانڈا پھوٹنے کا ڈر ہوتا ہے اور وہ ان تمام کی نظروں میں گرسکتا ہے۔ ہم پیشہ ساتھیوں کے علاوہ اپنے ماتحتوں سے ہمدردانہ، غیر طرفدارانہ اور منصفانہ رویّہ برتنا چاہیے ورنہ ماتحت متنفر ہوجائیں گے۔

ان تمام باتوں کے لیے قناعت پسندی بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اکثر لوگوں کو معاشی لحاظ سے اپنے پیشے سے شکایت ہوتی ہے اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انسان کی اپنی بنیادی ضروریات دن بہ دن بڑھتی ہی جارہی ہیں اور اس آمدنی میں ان کو پورا کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اپنی بنیادی ضروریات کو کم کرکے انھیں اپنی آمدنی میں مکمل کرلیا جائے۔ قناعت پسندی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی ترقی کی ساری کوشش چھوڑ دے۔ اور کسی ایک پیشے سے چپک کر رہ جائے اسے اپنی ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے اور ہمیشہ بہتر مواقع تلاش کرتے رہنا چاہیے۔ لیکن فی الوقت وہ جیسے پیشے سے منسلک ہو اسی میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر وہ اس پیشے میں رغبت پیدا کرے اس میں دلچسپی سے کام کرے تو اس کے ذہنی تناؤ اور ذہنی الجھن میں کمی ہوگی اور اسے طمانیت کا احساس ہوگا اور اس طرح وہ ایک پرسکون اور خوشگوار زندگی بسر کرے گا۔

(اورنگ آباد/پربھنی سے نشر)

دوست محمد خاں
لکچرر، مرٹھواڑہ کالج آف ایجوکیشن
اورنگ آباد (مہاراشٹر)

پلاسٹک سرجری

جمشید عالم

پلاسٹک سرجری کہنے سے بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف خوبصورتی بنانے سے مراد ہے مگر حقیقتاً یہ ایک ایسی خصوصی مہارت ہے جو کسی بھی خرابی یا نقص کو چاہے پیدائشی ہو یا حادثاتی ہوا سے بہتر سے بہتر بنانے اور اس کی کارکردگی کو بہتر کرنے اور ضرورت پڑنے پر بدن کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا فخر اسی پلاسٹک سرجری ہی کو ہے۔ اور اب تو خون کی رگ اور نس کو جوڑنے جیسے micro surgery کہتے ہیں اس کے ذریعہ کٹی ہوئی انگلی اور پیر وغیرہ کو بھی جوڑا جاسکتا ہے۔ ہندوستان میں ۵۰۰ سنہ عیسوی پہلے ہی ششرتا نے ناک بنائی تھی جسے بعد میں Indian method of Rhinoplasty کا نام دیا گیا۔

اب ہمیں کچھ پیدائشی نقائص کے وجوہات - Etiological factors - بھی جاننا چاہیے اس لیے کہ لوگوں میں ان وجوہات کے متعلق کچھ غلط فہمیاں ہیں اور یہ پرانے زمانے کے قصّے اور کہانیوں پر منحصر ہیں مگر جہاں تک تجربات ہوئے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ صحیح طور پر کہنا مشکل ہے کہ خاص وجہ کیا ہے جبکہ سب پیدائشی امراض ہوتے ہیں مگر چند وجوہات ایسے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسلی ہوتے ہیں۔ اگر خاندان کے کسی فرد کو پیدائشی مرض ہوتا ہے تو وہ کسی نہ کسی نسل میں بچوں میں منتقل ہوتے ہیں اگر والدین میں سے کسی ایک کو ہوتا ہے یا والدین کو نقصی اعضا کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو پھر اس کی آئندہ نسل کو زیادہ سے زیادہ خطرات رہتے کہ آئندہ نسل میں بھی پیدائشی نسل کا بچہ پیدا ہو اس لیے ایک پیدائشی مریض سے شادی نہیں کرنی چاہیے ورنہ سو فیصدی امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ دوسری وجہ دیکھی جاتی ہے کہ حمل کو پہلے تین مہینہ کا جو حمل رہتا ہے اس وقت پیدائشی مرض کے امکانات کو بڑھتے ہیں ماحول اور مناسب غذا کی کمی بہت اثر کرتے ہیں۔ اس لیے ان حمل کے ایام میں جسے organogenesis period کہتے ہیں اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے

کچھ دوسرے اور وجوہات سے بھی ان ایام میں پیدائشی امراض کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ جیسے اگر پیٹ کا ایکسرے کرایا جائے یا بہت سی دوائیوں کا استعمال کیا جائے جیسے Ra-, Insuline - Cortisone, Thalidomide اور - Dio therapy وغیرہ وٹامن کی کمی خاص طور سے اے اور بی سے بھی پیدائش امراض ہوتے ہیں یا کچھ بیماریاں جیسے Ru. Measles Rubella اگر ان ایام میں ہوتا ہے تو بچے پیدائشی مرض کے کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں۔

آیئے اب سرسری طور پہ جائزہ لیں کہ پلاسٹک سرجری میں خصوصاً کن کن مرضوں کا علاج ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ابھی بھی زیادہ تر لوگ اس سے ناواقف ہیں اور یہ ہی وجہ ہے کہ پیدائشی امراض ہوتے ہوئے بھی صحیح وقت پر اس کا علاج نہیں کراتے ہیں۔ جیسے کٹے ہونٹ اور تالو جیسے Cleft lip اور Cleft Palate کہتے ہیں صحیح وقت Cleft lip کے لیے دانت نکلنے کے پہلے یعنی چھ مہینے کے عمر کے پہلے اور کٹی تالو یعنی Cleft Palate ڈیڑھ سال کے پہلے جب بچے عموماً بولنا شروع کرتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کی تندرستی ٹھیک ہو۔ اسی طرح جب ہاتھ اور پیر کی دونوں انگلیاں ایک دوسری سے جڑی رہتی ہیں جسے Syndactyly کہتے ہیں۔ ۲-۳ برس کے عمر کے اندر اسکا علاج شروع ہونا چاہیے۔ اگر پیشاب اپنی صحیح جگہ سے نہ آکر دوسری جگہوں سے آتے ہیں تو اسے Hypospadias یا Ectopia Vesicae وغیرہ کہتے ہیں جس کا علاج ۴ یا ۵ سال کی عمر کے اندر یعنی بچوں کے اسکول جانے سے پہلے ہونا چاہیے۔ اسی لیے کہ پیدائشی امراض کے بچے احساس کمتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور خصوصاً جب اسکول میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ کان یا ناک کی خرابی یعنی کبھی کچھ حصّہ ہی کا صرف نہ ہونا یا پورے کان یا ناک کا نہ ہونے کا علاج بھی ۴-۵ برس کے عمر کے اندر شروع ہونا چاہیے

اگر صرف ایک کان موجود رہتا ہے تو کبھی کبھی اگر مالی حالت اجازت دیتی ہے تو اس سے بالکل ملتا جلتا اور اسی رنگ کا مصنوعی کان جسے Prosthesis کہتے ہیں، لگایا جاتا ہے۔ غرضیکہ اسی طرح بہت سے دوسرے پیدائشی امراض جیسے Mole یا Haemangioma تِل یا لڑکیوں میں Congenital absence of Vagina وغیرہ کا علاج پلاسٹک سرجری میں کیا جاتا ہے۔ بہت سے دوسرے امراض جیسے چیچک کے داغ سے بدنما چہرے یا Leprosy جیسے مرض سے جو ناک، تالو اور دوسری جگہوں پر خرابی کے علاج بھی اس میں ہوتے ہیں۔ کوڑھ سے انگلیوں کا ٹیڑھا ہونا، زخمی ہونا جسے Trophic ulcer کہتے ہیں۔ چہرے پر جھریاں ہونا۔ اور دیگر خرابی کو Reconstructive سرجری کرنے کے بعد۔ Rehabilitation وغیرہ بھی کیے جاتے ہیں۔ کسی ناگہانی حادثہ وغیرہ سے اگر ہاتھ یا منہ خراب ہو جاتا ہے تو اس کا فوری علاج پلاسٹک سرجری میں کیا جاتا ہے۔ یا اس کے بعد اگر کوئی نقص رہ جاتا ہے اس کو بھی ٹھیک کیا جاتا ہے۔ آجکل مسوڑھے ہونٹ یا منہ یا چہرے کے کسی حصہ میں کینسر کے مریضوں کی تعداد زیادہ پائی جا رہی ہے۔ جو تمباکو کے بکثرت استعمال سے ہوتے ہیں۔ اگر ابتدائی کینسر کا پتہ لگ جاتا ہے تو اس کا علاج بہت بہتر ہوتا ہے یا کسی وجہ سے کینسر کی جگہ کو کاٹنے کے بعد اس جگہ کو حتی الامکان درست شکل دینے کا کام بھی پلاسٹک سرجری میں کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے ٹائیفائڈ وغیرہ سے منہ کے چہرے اور پھٹے وغیرہ گل جانے کا، اور فیل پا کا بھی علاج پلاسٹک سرجری میں کیا جاتا ہے۔

جہاں تک Cosmetic Surgery کا سوال ہے اس میدان میں تو پلاسٹک سرجری کو خاص ترجیح دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہونٹ کا آپریشن تو سبھی سرجن کر سکتے ہیں مگر ہونٹ کی اپنی بناوٹ اور اس کے ساتھ ہی ناک کو ٹھیک کرنے کی بارکی کی پلاسٹک سرجری پلاسٹک سرجن ہی بہتر سے بہتر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ڈھلتی عمر کو چھپانا یا اگر کسی وجہ سے چہرے پر کم عمر ہی میں جھریاں پڑ جاتی ہیں اس کو Face lifting آپریشن سے ٹھیک کیا جاتا ہے۔ اگر سینے کے سائز کو ٹھیک بنانا ہو یا آنکھ کی پتلیوں یا ناک کے نقائص کو ٹھیک کرنا ہو تو اس کے لیے پلاسٹک سرجری کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیگر کر اسی طرح گنجے پن یا پیٹ ہی زیادہ موٹاپا کو بھی ٹھیک کیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں جلنے کے ہزاروں حادثات ہوتے ہیں خاص طور سے جاڑے میں جن کا فوری علاج نہ ہونے سے بہت لوگوں کی جانیں چلی جاتی ہیں یا جو بچ جاتے ہیں ان کا شروع میں صحیح علاج نہ ہونے یا غلط لوگوں کے ہاتھوں پڑنے سے ان میں بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے۔ جو زندگی بھر کے لیے بوجھ بن جاتے ہیں۔ چونکہ جلنے سے دو طرح کے زخم ہوتے ہیں ایک کو Superficial جس میں چمڑی کا صرف کچھ اوپری حصہ جل جاتا ہے جو تھوڑی سی توجہ سے خود بخود اچھا ہو جاتا ہے اور دوسرا Deep ہوتا ہے جس میں چمڑے کا بھی حصہ یہاں تک کہ مسلز وغیرہ بھی جل جاتے ہیں ان کے لیے آپریشن ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی جلنے کا زخم اگر دو سے تین ہفتے تک نہیں اچھا ہوتا ہے تو پلاسٹک سرجن آپریشن کے ذریعہ جسے Skin grafting کہتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں۔ جلنے سے پیدا ہوئی بدنمائی پلاسٹک سرجن کے لیے ایک چیلنج بھی ہوتا ہے۔ اس لیے کہ دوسرے ملکوں میں ساٹھ فیصدی سے زیادہ جلے ہوئے مریضوں کا بچنا مشکل ہوتا ہے اور ہمارے یہاں تو ۴۰ سے ۵۰ فیصدی ہی جس پر ابھی بھی تجربات ہو رہے ہیں۔ مگر یہ ضرور ہے کہ پلاسٹک سرجن جلے ہوئے مریضوں کا صحیح طور پر علاج کا طریقہ اپناتے ہیں۔ یہ تو ہمیں معلوم ہی ہے کہ پرہیز علاج سے بہتر ہے تو کیوں نہ ہم ایسے طریقے اپنائیں جس سے وارداتیں کم ہوں۔

(پٹنہ سے نشر)

موسیقی

موسیقی، مصوری، شاعری اور سنگتراشی وغیرہ فنون لطیفہ کی طرح فنِ خوشنویسی بھی بہت قدیم مانا گیا ہے۔ مگر دوسرے فنون کے مقابلے پر خوشنویسی ہمیشہ محدود اور سمٹی سمٹائی رہی ہے اور اس کی قدر دانی بھی کبھی مخصوص طبقہ سے آگے نہ بڑھ سکی تاہم فن خوشنویسی کی قدامت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہزارہا سال پہلے سنسکرت، پراکرت، جرمنی یونانی، عربی، فارسی، انگریزی وغیرہ زبانوں میں وید، پران، قرآن مجید، رامائن، مہابھارت، انجیل وغیرہ قدیم خوشنویس حضرات کے کمالِ فن کی بدولت ہی عقیدتمندوں کے ہاتھوں تک پہنچ سکے ہیں۔ اس زمانے میں چھپائی کی مشینیں نہیں تھیں۔ اس لیے خطاط یعنی خوشنویس حضرات صاحبِ حیثیت قدر دانوں کی فرمائش پر دن رات کی عرق ریزی سے مذکورہ مقدس کتب کے دستی نسخے تیار کر کے اپنی محنتِ شاقہ کا صلہ پاتے تھے۔ اسی طرح ماضی میں حکمرانوں کی آپسی خط و کتابت اور درباری قلمناموں کا اجرا بھی فن خوشنویسی کا مرہون منت رہا ہے۔ ان ٹھوس حقائق کی موجودگی میں یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ خوشنویسی، خطاطی یعنی کتابت کا فن کسی ایک قوم یا فرقہ کی میراث نہیں۔ بلکہ یہ ساری دنیا کا مشترکہ ثقافتی ورثہ ہے۔ یوں تو دنیا میں ہر علم یا فن کے حصول کے لیے ریاض، محنت اور مشق بہت ضروری ہے۔ مگر خوشنویسی کی منزل کا مسافر تو سخت ریاضت کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ شاید اسی لیے کسی نے کہا ہے ؎

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار عقیق کٹا تب نگیں ہوا

جہاں تک اردو خوشنویسی کا تعلق ہے۔ ہندوستان میں اس کی باقاعدہ شروعات عربی اور فارسی کے تعاون سے سترھویں صدی کے اوائل میں مغل بادشاہ شاہجہاں کے دور میں ہو چکی تھی۔ شاہجہاں جو سنگتراشی، صناعی، معماری اور خطاطی کا دلدادہ تھا۔ اس نے ایران، یونان اور دوسرے کئی ملکوں کے ماہرین اپنے دربار میں بلا لیے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں بنائے گئے تاج محل آگرہ اور دہلی کے لال قلعہ اور جامع مسجد اور دیگر مغل عمارات میں خوشنویسی کو بہت اجاگر کیا گیا ہے۔ اسی طرح اجنتا، ایلورا، بودھ مٹھوں، مجسموں اور جنوبی ہند کے قدیم مندروں میں صناعی کے شانہ بہ شانہ خطاطی کا فن بھی اپنی تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر نظر آتا ہے بعض جگہ قرآنی آیات اور وید منتر اس استادی سے لکھی یا کندہ کی گئی ہیں کہ ان پر پھولوں کا گمان ہوتا ہے۔

شاہجہاں کے چاروں بیٹوں اورنگ زیب، دارا شجاع، مراد اور بیٹی جہاں آرا اور شاہی خاندان کے دیگر کئی اراکین کے علاوہ امراء، وزراء، جاگیردار اور نواب بھی شوقیہ خوشنویسی سیکھنے لگے، دارا نے اپنی خداداد قابلیت اور مسلسل ریاضت کی بدولت فن خوشنویسی سیکھنے لگے، دارا حاصل کر لیا تھا کہ بڑے بڑے استادانِ فن بھی اس کے سامنے سرنگوں کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ سترھویں صدی کے وسط میں دارا

غزل

حفیظ بنارسی

موت سے بھی کرب آگیں انتظار کے لمحے
کتنے جان لیوا ہیں ہجرِ یار کے لمحے

پھر وہی ہجومِ غم پھر وہی خزاں اور ہم
کیا نشاط کی گھڑیاں کیا بہار کے لمحے

اپنی خوش گمانی نے کچھ صنم تراشے تھے
ہم نے جن کو سمجھا تھا اعتبار کے لمحے

جبر کرنے والوں سے اتنا عرض کر دینا
مستقل نہیں ہوتے اختیار کے لمحے

کچھ سناؤ تم اپنی، کچھ سنائیں ہم اپنی
کاش پھر میسر ہوں کچھ قرار کے لمحے

زندگی کی تلخی میں کام انہیں سے لینا ہے
آؤ جاوداں کر لیں دل میں پیار کے لمحے

کیا کریں حفیظ آخر ہم کہاں سکوں ڈھونڈیں
ہر طرف ہر افشاں ہیں انتشار کے لمحے

(پٹنہ سے نشر)

پنجاب میں فنِ خوشنویسی

هربھگوان شاد

جب پنجاب کا گورنر مقرر ہوا تو اس کی فنی صلاحیتوں کی کشش کی وجہ سے آگرہ، دہلی، لکھنؤ، رام پور، دیوبند کے کئی باکمال خوشنویس لاہور پہنچ گئے۔ اس طرح پنجاب میں خوشنویسی کی چرچا زور شور سے ہونے لگی۔ اور کئی مراحل طے کرتا ہوا یہ فن ترقی کی شاہراہ پر پیش قدمی کرنے لگا۔ اس زمانہ میں کتابت کا فن مذہبی، دینی اور دھارمک کتابوں کے علاوہ، قبروں مسجدوں، مقبروں کے کتبوں تک محدود تھا۔ کچھ عرصہ بعد چھپائی کی دستی مشینوں کے آجانے سے کتابوں کے علاوہ اخباروں اور اشتہاروں کی طباعت سے خوشنویسی کا کام بڑھ گیا اور زیادہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

انگریزی سرکار کے خلاف سنہ ۱۸۵۷ء سے پہلے پنجاب سے قریباً دو درجن روزنامہ اور ہفتہ وار اخبارات شائع ہو رہے تھے۔ ان میں کوہِ نور' لاہور، 'ریاض نور' ملتان 'صادق الاخبار' لاہور، کے علاوہ سرگودھا، سیالکوٹ، راولپنڈی، انبالہ، پانی پت، لدھیانہ وغیرہ کے اخبارات خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اس دور میں کتابت کی مانگ تو ضرور بڑھ گئی تھی۔ مگر اجرتیں اس قدر کم تھیں کہ اوسط درجہ کا آدمی بھی بمشکل بسر اوقات کر سکتا۔ بیسویں صدی کے اوائل میں جب بجلی سے چلنے والی پرنٹنگ کی لیتھو مشینیں مارکیٹ میں آگئیں تو کلکتہ، بمبئی، دہلی اور مدراس کے بعد پنجاب میں بھی خوش نویسی جدید اور ترقی پذیر دور میں جلوہ گر ہو گئی۔ اس دور میں پنجاب میں خوشنویسی کے عروج کا زمانہ کہا جا سکتا ہے۔ لاہور اس فن کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ متعدد استادان فن یہاں جمع ہو گئے کتابی اور اخباری کتابت میں نئے نئے تجربے کیے جانے لگے۔ اعتماد القلم میاں عبدالمجید پروین رقم، خطاط الملک منشی تاج الدین زریں رقم، مولوی عبدالرحمٰن منشی محمد یعقوب، ایم ایم شریف، منشی ارتم چند امرتسری، پنڈت جوالا داس کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، پروین رقم عبدالمجید بانگِ درا، بالِ جبریل اور ڈاکٹر اقبال کے دیگر شعری مجموعوں کی کتابت کر کے شہرت اور مقبولیت کے آسمان پر پہنچ گئے۔ جبکہ زریں رقم تاج الدین نے مصور دیوان غالب وغیرہ لکھ کر بہت نام کمایا۔ پنجاب خوشنویس یونین قائم کر کے خوشنویسوں کو منظم کیا۔ اور کتابت کی اجرتوں میں اضافہ کرانے کے لیے قابل قدر اقدامات کیے۔ انھیں دنوں پروین رقم عبدالمجید نے "نظمِ پروین" اور زریں رقم تاج الدین نے "مرقعہ تاج" کے نام سے فنِ خوشنویسی کے متعلق کتابیں شائع کیں۔ یہ دونوں کتابیں فنِ خوشنویسی میں سند سمجھے جاتے ہیں اور کتابت سیکھنے والوں کے لیے بہت مفید پائے گئے ہیں ان میں خوشنویسی کی مختلف اقسام خطِ نسخ، خطِ نستعلیق، خطِ نستعلیق اور خطِ گلزار کے اتنے شاندار نمونے پیش کیے گئے ہیں کہ واہ واہ حرفوں کی بناوٹ کششوں کی لمبائی اور موٹائی اور دائروں کی گولائی کے بارے میں اس فنکارانہ انداز میں بتایا گیا ہے کہ فنِ خوشنویسی کی باریکیاں اور پیچیدگیاں عام فہم صورت میں سامنے آتی ہیں۔ اسی دوران رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کے لاہور کے مطبع میں پنڈت سیتارام خوشنویس نے اردو کی اسکولی کتابیں جس خوبصورتی سے لکھتی ہیں۔ آج تک ان کا ثانی پیدا نہیں ہوا۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ کتابت اور اردو صحافت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مگر یہ امر حیرت انگیز ہے کہ کتابت کی تاریخ کے بارے میں کبھی کوئی قابل ذکر کتاب نہیں لکھی گئی۔ جبکہ صحافت کے مختلف پہلوؤں اور مختلف ادوار کے بارے میں سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔ خوشنویس حضرات نے دنیا بھر کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں لکھی ہیں۔ مگر انھیں اپنے فن کی تاریخ کے بارے میں کتاب لکھنے کا کبھی خیال نہیں آیا۔

سنہ ۱۹۴۷ء کے سانحہ میں پنجاب کے فنِ خوشنویسی پر بھی کاری ضرب لگی۔ جبکہ بیشتر مشاق اور مشہور خوشنویس مغربی پنجاب میں رہ گئے۔ اور مشرقی پنجاب کے حصہ میں گنتی کے چند خوشنویس آئے۔ جالندھر، امرتسر وغیرہ سے جاری ہونے والے روزنامہ اخباروں کے لیے کاتبوں کی کمی ہونے لگی چنانچہ کئی اردو خواندہ نوجوان استادِ فن خوشنویسوں کے شاگرد بنے اور سال ڈیڑھ سال کی مشق کے بعد منشی شمس الدین اعجاز رقم کے اس قول کو اپنانے لگے ؎

کوئی مخلوق ہوا زہد و عبادت کے لیے
کوئی پیدا ہوا عالم کی حفاظت کے لیے
ہم سیہ نامہ تھے مانند قلم اے اعجاز
آئے اس صفحۂ ہستی پہ کتابت کے لیے

سنہ ۱۹۵۵ء تک پنجاب میں اردو زبان کی چرچا پوری شد و مد سے جاری رہی۔ اس لیے اس وقت تک خوشنویسی کے چاہنے اور پہچاننے والے بھی سرگرم رہے۔ اس زمانہ میں یہاں اردو کے نصف درجن سے زیادہ روزانہ اخبارات، نصف درجن ہفتہ وار اور ماہنامہ رسائل اور جریدے۔ اور اردو کتابیں چھاپنے والے درجن ادارے بھی موجود تھے۔ مگر خدا جانے پنجاب میں کتابت کو کس کی نظر لگ گئی۔ کہ اردو زبان کے ساتھ ساتھ یہ آرٹ بھی معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ آج کل پنجاب میں لے دے کے اردو کے تین روزانہ اخبار اور ایک آدھ سرکاری میگزین شائع ہو رہا ہے۔ مگر اس مایوس کن ماحول میں بھی یہ بات بلاشبہ اطمینان بخش ہے کہ پہلے کی طرح اب بھی جالندھر پنجاب میں خوشنویسی کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ یہاں کے ۹۹ فیصدی کاتب روزانہ اخبارات سے وابستہ ہیں۔ اوسط درجہ کے خوشنویس لدھیانہ، امرتسر، موگا، مالیر کوٹلہ وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں جن خوشنویس حضرات نے پنجاب میں کتابت کا نام روشن کیا ہے ان میں بابائے کتابت مرحوم مہتہ امرناتھ موہن، پنڈت پرشوتم لال، پنڈت ہیمراج ہوشیارپوری، پنڈت گیان چند، مرحوم ماسٹر پریم ناتھ شرما، جناب ہربنس لال بھنڈاری، پنڈت گوپال داس امرتسری، جناب تلک راج شرما، جناب راجکمار سیٹھ، چودھری رام لبھایا، جناب سالگرام ککڑ، جناب کرشن لال شرما، منشی ارتم چند امرتسری، جناب دیوان چند مونگا، اور جناب جگدیش رام کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ جالندھر کے دو قابلِ قدر خوشنویس استادِ فن پنڈت بھگت رام ادھرنگ کی وجہ سے اور پنڈت گردھاری لال بینائی چھن جانے کی وجہ سے کام سے معذور ہو گئے ہیں۔ جالندھر کی بڑھتی ہوئی اخباری ضروریات کے پیشِ نظر اتر پردیش سے کچھ خوشنویس حضرات مستقل طور پر اب یہی کام کر رہے ہیں، ان میں جناب محمد اختر عثمانی دیوبندی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے۔ پنجاب میں خوشنویسی کا مستقبل مایوس کن ہے اور کوئی معجزہ ہی اس کے احیا کا باعث بن سکتا ہے۔ مگر اس بات سے سب متفق ہیں ؎

گر تو خواہی کہ باشی خوشنویس
می نویس و می نویس و می نویس

(جالندھر سے نشر)

بھارت اور انگلینڈ کے درمیان بمبئی میں کھیلے گئے ٹسٹ میچ کا ایک منظر۔ (تصویر بشکریہ ـــ گوپال بھٹ بمبئی)

خورشید جہاں

تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش اور کھیل بھی ہماری تربیت کا ایک ضروری حصہ ہے۔ بہتر اور متوازن ترقی کے لیے دماغ کے ساتھ جسم کی تربیت بھی ضروری ہے۔ اور ان کے لیے کھیلوں کی اہمیت ظاہر ہے۔ کھیلوں میں دلچسپی کی دو صورتیں ہیں۔ ان میں براہ راست حصہ لے کر یا تماشہ بین کی حیثیت سے ہمارے یہاں عموماً لڑکیاں کھیلوں میں کم حصہ لیتی ہیں۔ خاص کر میدانی کھیلوں یا آوٹ ڈور کھیلوں میں ان کی دلچسپی زیادہ تر بیڈمنٹن، ہاکی، والی بال وغیرہ میں ہوتی ہے۔ میں بھی ان کھیلوں میں حصہ لیتی ہوں۔ مگر آج میں آپ لوگوں سے ایک دوسرے کھیل کے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہوں جو میرا پسندیدہ کھیل رہا ہے۔ یعنی کرکٹ

یہ کھیل ۱۱ افراد کی دو ٹیموں کے درمیان کھیلا جاتا ہے ایک کے بعد ایک ٹیم بیٹنگ کرتی ہے۔ ایک باری کو اننگ کہتے ہیں۔ ہر ٹیم دو بار بیٹنگ کرتی ہے اور جو زیادہ رن بناتی ہے وہ جیت جاتی ہے۔ اگر رن برابر ہوں یا کوئی ٹیم کسی وجہ سے مکمل اننگ نہ کھیل سکے تو کھیل برابر رہ جاتا ہے۔ رن بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ گیند باز گیند پھینکتا ہے اور بلے باز اسے بلے سے مارتا ہے گیند اگر میدان کے کسی حصے میں چلی جاتی ہے تو وہ دوڑ کر وکٹ کے ایک سرے سے دوسرے سرے پر چلا جاتا ہے تو ایک رن بنتا ہے۔ اگر گیند کو کسی فیلڈر نے کیچ کر لیا یا بلے باز کے دوسرے وکٹ پر پہنچنے کے قبل کسی فیلڈر نے گیند کو وکٹ تک پہنچا دیا تو وہ آؤٹ ہو جاتا ہے۔ اور بہت سارے قاعدے ہیں مگر بنیادی قاعدہ یہی ہے۔

کرکٹ کا کھیل عالمی پیمانے پر بہت مقبول ہے اس کھیل کا آغاز انگلینڈ میں تقریباً دو سو سال قبل ہوا۔ بنیادی طور پر یہ کھیل امرا یا نوابوں کے لیے تفریح کا ذریعہ تھا لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ عوام میں بھی بہت مقبول ہو گیا انگلینڈ سے کرکٹ آہستہ آہستہ ان تمام ملکوں میں پھیل گیا جو انگلینڈ کی حکومت کے تحت کبھی رہے ہوں۔ مثال کے طور پر آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہندوستان، پاکستان اور ویسٹ انڈیز وغیرہ۔ یہ تمام مالک عالمی پیمانہ پر ٹسٹ میچ کھیلا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ ساؤتھ افریقہ بھی کرکٹ کھیلنے والا ملک ہے لیکن چونکہ وہاں کی حکومت نسلی امتیاز میں یقین رکھتی ہے ایشیائی ممالک ٹیم ان کے ساتھ میچ نہیں کھیلتی۔ پھر سری لنکا اور بنگلہ دیش دو ایسے ملک ہیں جہاں کرکٹ کھیلا جاتا ہے لیکن ان کی ٹیم فی الحال ٹسٹ نہیں کھیلا کرتی۔

ہندوستان میں کرکٹ کا کھیل کافی عرصے سے کھیلا جا رہا ہے اور بہت مقبول بھی ہے۔ ٹسٹ کے علاوہ رانجی ٹرافی میچ بھی یہاں کھیلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف صوبوں کی اپنی اپنی ٹیمیں ہیں اور انھیں مختلف زون میں بانٹ دیا گیا ہے۔ زونل ٹیمیں آپس میں بھی میچ کھیلا کرتی ہیں اور باہر سے آنے والی ٹیم کے ساتھ کاؤنٹی میچ بھی کھیلتی ہے۔ ہندوستان کی کرکٹ ٹیم بھی کرکٹ کھیلنے والے ملکوں کے ساتھ میچ کھیلتی ہے اور طویل عرصے کے بعد ہندوستان اور پاکستان کے درمیان ٹسٹ میچ کا ایک طویل سلسلہ پھر سے شروع ہوا۔ اس سیریز کا آغاز اس وقت ہوا جب ہندوستان کی ٹیم پاکستان کے دورے پر گئی۔

کرکٹ کے کھیل میں وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بہت ساری تبدیلیاں ہوئی۔ کھیل کے ساز و سامان مثلاً بیٹ اور بال میں کافی تبدیلی آئی ہے۔ ان دنوں آسٹریلیا کے کھلاڑی لکڑی کی جگہ المونیم کے بیٹ سے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن اب تک یہ نیا بیٹ مقبول نہیں ہو سکا ہے۔ اسی طرح کرکٹ کے قوانین میں بھی وقتاً فوقتاً تبدیلی آتی رہتی ہے۔ موجودہ عہد میں جب وقت کی تنگی کا احساس شدید ہو گیا ہے تو کرکٹ پر یہ تنقید کی جاتی ہے کہ اس کھیل میں وقت بہت برباد ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک ٹسٹ پانچ دنوں تک کھیلا جاتا ہے۔ اور اکثر اس کے بعد بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اور کھیل برابر رہ جاتا ہے۔ برنارڈ شا نے بھی کہا تھا کہ "کرکٹ ایسا کھیل ہے جس میں دو کھلاڑی کھیلتے ہیں اور میدان میں کھڑے ۱۱ بیوقوف اور میدان سے باہر بے شمار بیوقوف انھیں دیکھتے ہیں۔ کرکٹ کمنٹری کی وجہ سے اور بھی زیادہ لوگ اپنے کام چھوڑ کھیل کے اتار چڑھاؤ میں الجھے رہتے ہیں۔ جس طرح ہاکی یا فٹ بال میں بین الاقوامی پیمانے پر ورلڈ کپ کے میچ کرائے جاتے ہیں۔ اس طرح کرکٹ میں بھی حال ہی میں ورلڈ کپ کے میچ کرائے گئے ہیں۔ اور وقت کی تنگی کے باعث یہ تمام میچ مقررہ اوور کے رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک اور نئی بات یہ ہوئی کہ کرکٹ

- آگے صفحہ ۱۹ پر

سائنس کی باتیں

خلیل اکمل

تغیر تبدیلی اور انقلاب ہی کائنات کی لافانی کیفیتیں ہیں ورنہ ہر شے کو فانی اور ناپائدار قرار دیا گیا ہے۔ ارتقاء تہذیب انسانی میں پتھر کے دور سے صنعتی انقلاب تک بجلی یا بھاپ سے لے کر جوہری توانائی تک مصنوعی سیاروں کی خلا میں پرواز سے لے کر انسانی قدم کی مریخ پر رسائی تک کتنے ہی انقلاب آئے جو نسل آدم کیلئے پیام شادمانی و مسرت لے کر آئے۔ اور آج بھی ہمارا سماج ایسے کئی انقلابات سے دوچار ہے۔ جیسے معاشی انقلاب، ذہنی انقلاب، تہذیبی و تمدنی انقلاب اور سیاسی انقلاب وغیرہ جو تمام سائنس و ٹکنالوجی کی فلاحی یا تباہ کن ترقی معکوس سے راست یا بالراست وابستہ ہیں۔

سائنس دراصل ہمارے قدرتی وسائل کی نشاندہی کرنے کا ایک ذریعہ ہے جبکہ ٹکنالوجی ان وسائل کو دولت میں بدلنے کا ایک آلہ۔ سائنس کا وجود انسان کے فطری تجسس کا نتیجہ ہے جبکہ ٹکنالوجی انسان کے معاشی مسائل کا حل ہے سائنس ایک ایسا علم ہے جس کا اثر راست ہماری تہذیب و تمدن پر پڑتا ہے جبکہ ٹکنالوجی بالراست صنعتی اشیاء کی شکل میں ہمارے معاشرہ پر اثرانداز ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر ٹکنالوجی ان فنی اصول کی عکاسی کرتی ہے جو انسانی فلاح و بہبود کی ضمانت دیتے ہیں۔ چنانچہ آج بھی سائنس اور تکنکی اصول ایجادات کی شکل میں ہمارے سامنے نہ صرف تفریحی سامان مہیا کرتے ہیں بلکہ یہی اصول ہماری زندگی امور جیسے طب، صنعت، توانائی اور دفاع میں بھی ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

کسی بھی ملک کی سائنسی ترقی کا انحصار اس ملک کی تحقیقی سرگرمیوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ آج ہر ملک کی یہ کوشش ہے کہ تحقیق میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائے۔ اور آج سائنسی تحقیق میں صرف توانائی کو اولیت حاصل ہے۔ جس کی اصل وجہ توانائی کا حالیہ بحران ہے۔ گذشتہ سات سال کے دوران یوں تو توانائی کے غیر روایتی ذرائع جیسے سمندری تموج ہوائی قوت، زمین دوز حرارت دریافت کرنے لگے ہیں لیکن شمسی توانائی کو کافی اہمیت دی جارہی ہے۔ چنانچہ آج اس توانائی سے ریفریجریشن، ایرکنڈیشنگ کے علاوہ شمسی پنکھے، شمسی چولہے، زرعی پمپ اور کم تپش والے ذخیرہ گھر وغیرہ تیار ہونے لگے ہیں۔ شمسی توانائی کے تعلق سے ایک عام تاثر یہ ہے کہ رات کے وقت اور خصوصاً موسم برسات میں اس سے استفادہ کرنا ممکن نہیں لیکن ۱۹۷۸ء میں مغربی جرمنی میں جو نمائش ترتیب دی گئی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائنس نے اس کا بھی حل دریافت کرلیا ہے۔ اب شمسی توانائی کو بیٹریوں میں محفوظ کرلیا ہے۔ سویڈن میں موٹر گاڑیوں کو چلانے کے لیے انھیں بیٹریوں کا استعمال شروع ہوچکا ہے۔ ایک کار کے لیے آٹھ بیٹریاں درکار ہوتی ہیں۔ جس سے ۱۴۰ واٹ کے مطابق بجلی پیدا ہوجاتی ہے جو ۶۰ میل کی مسافت کے لیے کافی ہے۔ یہ کار ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے ان بیٹریوں میں توانائی کا ذخیرہ کرنے کے لیے سوڈیم فاسفیٹ نامی کیمیائی مرکب کو کام میں لایا گیا ہے کیونکہ اس مرکب کی خاصیت یہ ہے کہ یہ صرف ۳۶ سینٹی گریڈ پر پگھلتا ہے۔ اور پانی کے مقابلے میں کئی گنا حرارت محفوظ کرسکتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ سمندر توانائی کا ایک متبادل ذریعہ ہے کیونکہ پٹرول کے کل ذخائر کا کوئی ۲۰ فیصد سمندر میں پایا جاتا ہے اور خود سمندری پانی ۴۴ کیمیائی مرکبات کا ہلکا سا محلول ہے۔ اس کے ایک کیوبک کلومیٹر حجم میں ۴۰ ملین ٹن نمک موجود ہوتے ہیں۔ جن کی مالیت کا اندازہ ۵ کروڑ روپیہ لگایا گیا ہے۔ جوہری توانائی پیدا کرنے والے معدنیات تھوریم، یورانیم بھی اسی سمندر کی دین ہیں۔ ان معدنیات کے علاوہ سمندری پانی کو شمسی توانائی کا منبع تصور کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ دن کے وقت سورج کی گرمی سے حرارت کی بھاری مقدار پانی میں ذخیرہ ہوجاتی ہے لیکن سطحی پانی کی تپش گہرائی والے پانی کے مقابلہ میں زیادہ رہتی ہے۔ چنانچہ سمندری پانی کی اس خصوصیت سے فائدہ اٹھا کر رات کے وقت بجلی پیدا کرنے کا نیا طریقہ دریافت کیا گیا ہے۔ اس طریقے میں امونیا نامی کیمیائی مرکب جو سیال حالت میں دستیاب ہوتا ہے۔ گیس میں تبدیل کرکے اس کے دباؤ میں خاصا اضافہ کرتے ہیں پھر اس دباؤ سے گیس ٹربائن جلا کر بجلی پیدا کی جاتی ہے۔ اس کے بعد امونیا گیس کو سمندر کے گہرائی والے پانی سے گذار کر جو نسبتاً ٹھنڈا رہتا ہے۔ دوبارہ مائع میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

آج کل پٹرول کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر ذرائع حمل و نقل کے لیے ایک ایسی بیٹری ایجاد کی گئی ہے جس کو پٹرول کا نعم البدل کہا جاسکتا ہے۔ اس بیٹری میں کسی بھی گیس و سیال ایندھن کو جلا کر حاصلہ حرارت کو بجلی میں تبدیل کیا جاسکتا ہے اسکو Fuel cell کہتے کہا جاتا ہے یہ بیٹری بہ لحاظ کارکردگی ایک موٹر کی عام بیٹری کے مشابہ ہے لیکن انجنیئرنگ اور ڈیزائن کے اعتبار سے بالکل مختلف۔ عموماً ایک موٹر کی بیٹری کو اس کی برقی قوت قایم رکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً چارج کرنا ضروری ہے لیکن اس نئی بیٹری کو چارج کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب تک اس میں کوئی بھی ایندھن جلتا رہے گا یہ مسلسل برقی قوت مہیا کرے گی اس کی صلاحیت ایک عام بیٹری کے مقابلہ میں ڈیڑھ گنا ہے اور اس کی سب سے اچھی خوبی یہ ہے کہ اس میں نہ کوئی شور کرنے والے اجزاء ہیں اور نہ ہی اسے کوئی فاضل گیس خارج ہوتی ہے جس سے کہ فضائی اور صوتی آلودگی کا خدشہ ہو پہلے پہل Fuel cell کو خلائی راکٹ میں استعمال کرکے اس کو کنٹرول کرنے والے الیکٹرانک آلات کے لیے برقی قوت فراہم کی گئی۔ لیکن مستقبل قریب میں اس کی غیر معمولی خاصیت کو کام میں لاکر، ٹرکس، بسیں، ٹریکٹر اور موٹریں چلائی جائیں گی۔ جن کی کارکردگی پٹرول سے چلنے والی موٹروں کے مقابلہ میں تین گنا زیادہ ہوگی۔ اس لیے Fuel cell کو مستقبل کا ایندھن کہا جاتا ہے۔ و نیز کم قوتی چھوٹے Cell گھریلو ضروریات بھی پورے کرسکیں گے۔

سائنسی میدان میں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک برق رفتاری سے آگے بڑھ رہے ہیں اب کم و بیش ہمارا ملک بھی اس عزم و ہمت اور خود اعتمادی سے ایک خوش آئند مستقبل کی طرف گامزن ہے۔ جس کی ساری دنیا معترف ہے، ہمارے سائنسدانوں کی یہ کوشش ہے کہ سائنس و ٹکنالوجی سے ایک عام آدمی کو فائدہ پہنچے۔ اور ہمارے قدرتی وسائل کے ساتھ ساتھ بے کار و بے معروف چیزوں کو بھی بطور خام اشیا کام میں لایا جائے۔ اب کوڑا کرکٹ سے سیمنٹ اور پکوان گیس تیار کرلی جاسکتی ہے، میونسپل کارپوریشن دہلی نے شہر کے کچرے سے اوکھلا کے مقام پر پکوان گیس تیار کرنا شروع کیا ہے۔ اور کوئی ایک ہزار گھروں کو اس گیس کی سپلائی جاری ہے اور مستقبل میں دس ہزار گھروں کو پکوان گیس مہیا کرنے کا پروگرام ہے۔ کوڑا کرکٹ سے سیمنٹ بنانے کا کام بلب گڑھ کے سیمنٹ ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے تفویض ہے اس انسٹیٹیوٹ نے بجلی گھروں سے حاصل ہونے والی راکھ سے عمدہ سیمنٹ تیار کرلی ہے۔ اس کے علاوہ ریجنل ریسرچ لیباریٹری جورہٹ نے بھی وہاں کے بھس کی راکھ سے سیمنٹ بنانے کا طریقہ معلوم کرلیا ہے جس کی مدد سے بنے سیمنٹ کی قیمت فی ٹن صرف ۱۷۵ روپے ہوگی۔

ہمارے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے رہائش کا مسئلہ بہت ہی سنگین ہوتا جارہا ہے خصوصاً کمزور طبقات اور غریب عوام کے لیے سیمنٹ کی بڑھتی ہوئی قیمت

کے پیش نظر ایک اوسط درجہ کا مکان تعمیر کرنا ان کے بس کی بات نہیں لیکن بلڈنگ ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور ریسرچ لیبارٹری جودھ پور نے اس مسئلہ کا حل بھی نکال لیا ہے۔ اب ایک پختہ مکان کی تعمیر میں نہ سمنٹ اور لوہے کی ضرورت ہوگی اور نا ہی کسی ماہر کاریگر کی۔ بلکہ صرف مٹی لکڑی اور اینٹوں سے کام لیا جائے گا اور یہ اینٹیں دھان کے بھوسہ کی راکھ سے بنائی جائے گی۔ جو روایتی اینٹوں کے مقابلے میں پائیدار اور سستی ہوں گی یعنی ایک ہزار اینٹیں صرف ۱۳۰ روپے میں دستیاب ہو سکے گی۔ ایک تخمینہ کے مطابق ۱۴ فٹ طویل اور ۱۰ فٹ عریض کرہ کی تعمیر میں صرف ۴ ہزار روپے صرف ہوں گے اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ دیہاتوں میں گھروں کی چھتیں گھاس پھوس اور بانس سے بنائی جاتی ہیں جن کو موسم گرما میں آگ لگ جانے کا خدشہ رہتا ہے۔ بلڈنگ ریسرچ انسٹیٹوٹ رڈورکی نے ایک ایسا کیمیائی محلول تیار کیا ہے جس کو ان تعمیری اشیا پر چھڑکا کرنے سے ایسے گھر آگ سے پوری طرح محفوظ رہ سکیں گے۔

سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کا ایک لاثانی نمونہ کمپیوٹر ہے جس کو تعلیمی اور تجارتی مقاصد کے علاوہ اب طبی میدان میں بھی بکثرت استعمال کیا جانے لگا ہے۔ اب کمپیوٹر اور ایکسرے کے امتزاج کے ساتھ بآسانی انسانی جسم کا تجزیہ اور علاج اپنی مرضی کے مطابق روبہ عمل لایا جا سکے گا ایک اور تکنیک جو دراصل دماغ اور جسم کی حفاظت کے لیے وجود میں لائی گئی آج اس تکنیک کو طب میں دل کے جم دھڑکن دوران خون اور Brain Tumour یعنی دماغ کی گلٹی کی تشخیص میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ الٹرا سونک تکنیک کہلاتی ہے۔ یہ تکنیک انسانی جسم کے لیے بے ضرر ہے۔ اس کی مدد سے رگ پٹھوں، جلدی امراض اور گٹھیا کا بہتر علاج ہو سکتا ہے۔

سائنس کی ایک حیرت انگیز جدت الیکٹرانکس ہے۔ یہ ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر مسلط ہے۔ چاہے ہم بند کمرے میں ہوں یا ہوا میں پرواز کریں ہر طرف اس کے ساز و سامان ہیں اور خاص کر کم جسامتی یعنی [illegible] الیکٹرانکس نے انسانی زندگی میں ہلچل مچا دی ہے۔ کیونکہ اس ایجاد کی بدولت، مواصلاتی اور دماغ آلے بہت ہی چھوٹی میں دستیاب ہونے سے بے انتہا کفایت اور سماجی فائدے ہو رہے ہیں آج کل ان آلات کے حجم اور جسامت کو کم کرنے میں سیکیم اور سنائڈ نامی مرکب استعمال ہو رہا ہے۔ اس مرکب کو میزائل، مواصلاتی رڈار اور طیارہ سازی کے ساتھ ساتھ ایسے آلوں میں بھی استعمال کیا جائے گا جو موسم کی پیش قیاسی شمسی توانائی اور ٹرافک کنٹرول میں مدد دیتے ہیں۔

غرض سائنس ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔ اگر ہم سائنسی اصول اور طریقہ کار کو اپناتے ہوئے اس کی ترقی پر بھی توجہ کریں تو یہ اقدام ہمارے لیے اور اپنے ملک کے لیے بہتر ہوگا۔

(حیدرآباد سے نشر)

جن بابا

عبدالمجیب سہالوی

بوڑھے سے بچپن میں اتنا ڈرایا گیا ہے کہ بوڑھاپے میں بھی رات کو ان جگہوں سے گزرتے وقت جہاں جن بابا ہم لوگوں نہیں ہمارے بزرگوں کو بار بار دکھائی دئے تھے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدن میں جھرجھری سی محسوس ہونے لگتی ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ ہم بھوت پریت وغیرہ کے بالکل قائل نہیں ہیں اور دن میں تو ہم ان کے خلاف بڑے زور شور سے اظہار خیال کرتے ہیں لیکن رات کو ذرا احتیاط برتتے ہیں کیوں کہ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ہماری دادی اماں کو انھوں نے ہماری پرانی حویلی کے پھاٹک کی ٹوٹی ہوئی دو منزلہ اٹریا پر جن بابا کے جلووں کے وہ حیرت انگیز قصے بچپن میں سنائے تھے کہ ہم سب بھائی بہن مارے ڈر کے انھیں چمٹ جاتے تھے۔ اس وقت ہم لوگوں کو یہ قصہ قصے نہیں معلوم ہوتے تھے بلکہ ایسا محسوس ہوتا کہ ہم وہ سب باتیں دادی اماں کے منھ سے نہیں سن رہے ہیں بلکہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اسی لیے جب وہ کہتیں کہ جن بابا کا جلتا ہوا ہاتھ زینے سے اترتا ہوا سہ دری میں آ کر چوکی پر ڈھیر ہو گیا تو ہم لوگ ڈر سے لحاف میں منھ ڈال لیتے اور چیخ مار کر ان سے چمٹ جاتے۔

وہ کہتیں ارے بے وقوفو! پنڈا چھوڑو اب جن بابا یہاں کہاں وہ تو کب کے خفا ہو کر گاؤں سے باہر قبرستان کے قریب اکلوا آم کے پیڑ کے نیچے والے مقبرے پر چلے گئے۔

ہم لوگ حیرت اور خوف سے پوچھتے کہ جن بابا کیوں خفا ہو گئے؟ دادی اماں فوراً کہتیں خفا کیسے نہ ہوتے جب ان کے سر پر دن رات چین چکی چلنے لگی تو اسی وقت میرا ماتھا ٹھنکا اور میں نے کہا اللہ سب کو اپنی امان میں رکھے۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایک رات جب پورے صحن میں چاندنی پھیلی ہوئی تھی اور منے خاں اپنا حقہ گڑگڑاتے گڑگڑاتے خراٹے لینے لگے تھے کہ اچانک مجھے ایسا لگا کسی نے مجھے جھنجھوڑ کر جگا دیا ہو۔ آنکھ کھلی تو حویلی بھر میں عطر کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی اب جو پھاٹک کی اٹریا پر میری نظر پڑی تو ایسا معلوم ہوا کہ سفید براق کپڑے پہنے کوئی اتر رہا ہے اس کے بعد پلک جھپکاتے پرانا پھاٹک چرچر کرتا کھلتا ہوا معلوم ہوا۔ اور ساتھ ہی منے خاں کے کھانسنے کی آواز آئی میں نے جلدی سے تمہاری پھوپھی بٹن کو جو میرے پاس لیٹی تھی چمٹا لیا اور چادر کھینچ کر سر سے پاؤں تک اوڑھ لی۔

صبح ہوتے ہی معلوم ہوا کہ ہمارے پھاٹک کے قریب جس چنیئے نے آٹا چکی کھولی تھی اس کو تین بجے رات سے دست آ رہے ہیں اور الٹی ہو رہی ہے دوا دارو کے باوجود ذرہ برابر فائدہ نہیں۔ میں نے جیسے ہی یہ حال سنا میرا دل دھک سے ہو گیا اور میں نے سوچا ہو نہ ہو یہ جن بابا کے ستانے کا نتیجہ ہے اللہ جانتا ہے جب آٹا چکی کھولی جا رہی تھی تو اسی وقت میں نے چھوٹے میاں سے کہہ دیا تھا کہ پھاٹک کے پاس دھما چوکڑی ٹھیک نہیں مگر انھوں نے کوئی دھیان نہیں دیا اللہ خیر کرے دوا دارو سے کچھ نہ ہوگا جب تک جن بابا کو منایا نہیں جائے گا اس کی الٹی رکے گی نہیں۔

پہلے میں نے سوچا جیسی کرنی ویسی بھرنی جناتوں کو ستانا اچھا تھوڑا ہی ہوتا ہے جو کیا ہے اس کا مزا چکھیں پھر خیال آیا اس بچارے کو کیا معلوم تھا کہ اس پھاٹک پر پشتہا پشت سے جن بابا رہتے ہیں اور سوائے کبوتروں کے اس پھاٹک پر پرندہ پر نہیں مارتا اب تو جن بابا کے جلال میں کمی آ گئی ہے ورنہ تو اگر پھاٹک میں کلا بھی جھونجھ رکھتی تو بھسم ہو جاتی مگر اللہ جانتا ہے کہ وہ اس خاندان کے بچوں کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ کوئی باپ اپنے بچوں کا کیا خیال رکھے گا اور کیوں نہ رکھتے۔ پشتوں سے پرکھوں کا ساتھ چلا آ رہا تھا رہتے رہتے تو جانوروں کو محبت ہو جاتی ہے یہ تو جنات تھے۔ نہیں معلوم کتنی مرتبہ بچپن کھیلتے کھیلتے پھاٹک کی ٹوٹی اینٹوں میں ہمیں پیسے ملے۔ مٹھائی کے دونے اور پھولوں کے ہار تو کئی بار پھاٹک کے طاق میں ہم نے پائے۔ یہ سن کر ہم لوگ ایک ساتھ بول اٹھے۔ دادی اماں! کیا یہ پیسے اور دونے جن بابا آپ کو دیتے تھے وہ ہنس کہتیں وہ نہیں دیتے تھے تو اور کون وہاں رکھ جاتا تھا؟

ہم لوگوں نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو دادی اماں! جن بابا ہم کو پیسے اور دونے کیوں نہیں دیتے کیا ہم اس گھر میں پیدا

نہیں ہوئے۔

وہ جھنجھلا کر بولتیں ارے پیدا کیوں نہیں ہوئے لیکن ایسے کلجگ میں پیدا ہوئے کہ حویلی میں جنات تو جنات آدمیوں کا رہنا دوبھر ہو رہا ہے۔

دادی اماں کلجگ کا رونا تفصیل سے رونے ہی والی تھیں کہ میری چھوٹی بہن نے پوچھ لیا کہ دادی اماں! تو پھر اس بنیئے کا کیا ہوا؟ دادی اماں نے کہا بنیئے کا ہوتا کیا کہیں جن بابا کا مارا دوا دارو سے اچھا ہوتا ہے۔ حکیم منّے دوائیں دیتے دیتے تھک گئے لیکن الٹی نہ بند ہونا تھی نہ بند ہوئی۔ دوا تو دوا پانی تک نہ رکتا جب حالت غیر ہونے لگی نبض دیکھی جانے لگیں تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے منّے خاں سے کہا کہ جا کر بنیئے کی بیوی کو بلا لاؤ۔ وہ آئی تو میں نے کہا اگر تو چاہتی ہے کہ تیرا سہاگ باقی رہے تو گیارہ پیسے کے بتاشے بیلے کی گیارہ منہ بند کلیاں اور چار اگربتی نہا دھو کر فوراً قبرستان کے پاس والے مقبرے میں لے جا کر چڑھا دو اور گڑگڑا کر جن بابا سے خوشامد کرو کہ میں لٹ جاؤں گی میکے اور سسرال میں میاں کے سوائے اور کوئی سہارا نہیں وہ مر گئے تو کھانا دینا بڑی بات ہے کوئی بات پوچھنے والا نہیں ہوگا اور پھر تم ہاتھ جوڑے آنکھ بند کیئے اس وقت تک روتی اور گڑگڑاتی رہنا جب تک چاروں کونوں کی اگربتیاں جل کر خوشبو دینا بند نہ کر دیں۔ اس کے بعد آنکھیں بند کیئے داہنے ہاتھ سے بتاشے اور بائیں ہاتھ سے کلیاں اٹھا لینا اور جتنے بتاشے اور کلیاں تمہارے ہاتھ میں آجائیں انہیں آنچل میں رکھ کر چلی آنا اور صاف سل پر پیس کر پاؤ بھر پانی میں گھول لینا اور ایک کوری ہانڈی میں رکھ لینا اور پندرہ پندرہ منٹ بعد دو دو چمچے پلاتی رہنا اللہ چاہے گا تو آدھی ہانڈی بھی خالی نہیں ہونے پائے گی کہ تمہارا میاں بھلا چنگا ہو جائے گا۔ ہم اپنے جن بابا کو اچھی طرح جانتے ہیں انہیں جلال بھی بڑی جلدی آتا ہے اور رحم بھی بڑی جلدی آجاتا ہے۔

ہم لوگوں نے بڑی بے تابی سے پوچھا تو پھر بنیئے کی بیوی نے آپ کی بتائی بات مان لی؟

وہ بولیں ارے وہ مانتی کیوں نہیں اس کا تو گھر اجڑا جا رہا تھا اس کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ اس میں جن بابا کا پھیر ہے اس نے میرے پاؤں پکڑ لیئے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی میں نے تسلی اور دلاسا دیا اور کہا ڈرو نہیں بچارے جن بابا کے دل میں بڑی دیا ہے جلدی جاؤ اور جو بتایا گوہ کرو۔ وہ بھاگتی ہوئی گئی جو بتایا تھا حرف بہ حرف ویسا ہی کیا اللہ کی کرنی کہ ابھی چار ہی چمچے پیے تھے کہ پٹ سے آنکھیں کھول دیں تھوڑی ہی دیر میں الٹی بند ہو گئی اور وہ لوگوں کو پہچاننے اور ہوں ہاں کرنے لگا۔ دوسرے دن جب کھچڑی کھا کر وہ اچھا ہو گیا تو بڑی خوشیاں منائی گئیں جمعرات کے دن مقبرے پر گاگر گئی چادر چڑھائی گئی قوالی ہوئی۔ اس کے بعد مقبرے پر ہر جمعرات کو میلا سا لگنے لگا۔ ہندو مسلمان سبھی لوبان سلگانے اور دونے چڑھانے لگے دو کانیں لگنے لگیں اور ہمارے محلے کی فقیرن کا لڑکا گیروے کپڑے پہن کر مجاور بن کر بیٹھ گیا۔ بھلا اس بلڑ اور شور شغب میں جن بابا وہاں کیسے رہ سکتے تھے وہ وہاں سے بھی چلے گئے۔

ہم لوگوں نے دکھ کے ساتھ کہا دادی اماں! جن بابا وہاں سے کہاں چلے گئے؟

دادی اماں نے کہا میں نہیں جانتی لیکن لوگ باگ کہتے ہیں کہ وہ ندی پار جنگل میں شہید مرد کے مزار پر کبھی کبھی دکھائی دیتے ہیں۔

ہم لوگوں نے دادی اماں سے پوچھا۔ دادی اماں! یہ کیسے معلوم ہوا کہ جن بابا مقبرے سے چلے گئے کیا آپ نے جاتے دیکھا تھا دادی اماں بگڑ کر بولیں نوج میں وہاں دیکھنے کہاں جاتی۔ ارے بھئی! جناتوں کا جہاں سایہ رہتا ہے وہ جگہ جگ مگ کیا کرتی ہے۔ اب یہی ہماری اتریا ہے جب سے جن بابا گئے کیسی سونی ہو گئی دن میں چیلیں بیٹھتی ہیں اور رات میں اُلو بولتے ہیں ورنہ جب تک جن بابا رہے دن میں کبوتر غٹرغوں کرتے اور رات میں خوشبو کی لپٹیں آتیں اور اندھیری رات میں بھی ایسا معلوم ہوتا کہ اتریا پر چاندنی پھیلی ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک جن بابا مقبرے پر رہے روزانہ بلاناغہ عشاء کی نماز کے بعد ایک چراغ مقبرے سے جلتا ہوا چلتا اور گاؤں سے باہر پرانی عیدگاہ تک جاتا لیکن جب سے مقبرے کے پاس والی کچی سڑک پکی ہو گئی اور لاریاں چلنے لگیں۔ آم کے اکلوا پیڑ کے سائے میں مسافر جمع ہونے لگے۔ سائیکل پان اور مٹھائی کی دوکانیں لگ گئیں یکے کھڑے ہونے لگے اس وقت سے عشاء کے بعد مقبرے سے چراغ کا چلنا بند ہو گیا مقبرے کے چاروں طرف چہل پہل کے باوجود مقبرہ سونا ہو گیا جن بابا وہاں سے چلے گئے۔

اس کے کچھ دنوں بعد دادی اماں بھی ہم لوگوں کو داغ مفارقت دے کر ہمیشہ کے لیئے ہم سے جدا ہو گئیں مقبرے کے پاس یکوں اور لاریوں کے بعد اب سرکاری بسیں آکر کھڑی ہونے لگیں پختہ کنواں بن گیا دو ایک ہینڈ پائپ بھی لگ گئے دوکانوں میں اضافہ ہو گیا چائے پوری اور باربر کی دوکانیں بھی کھل گئیں۔ پرائمری اسکول مڈل میں تبدیل ہو گیا کانجی ہاوس کے پاس ایک چھوٹا سا اسپتال بھی کھل گیا۔

کاشتکار جنگل صاف کر کے کاشت کرنے لگے شہید مرد کے مزار کے پاس ٹیوب ویل بن گیا بجلی آنے والی ہے کھمبے گاڑے جا چکے ہیں تھوڑے ہی دنوں میں بجلی کی روشنی سے جنگل میں منگل ہو جائے گا۔ ہم خوش ہیں کہ دیہات کا دماغ علم کے نور سے دیہات کی رات بجلی کی روشنی سے روشن ہو جائے گی لیکن بعض وقت دور سے دادی اماں کی دکھ بھری آواز یہ کہتی سنائی دیتی ہے کہ اب ہمارے جن بابا کہاں جائیں گے؟ ہمارے خیال میں جن بابا کے بارے میں دادی اماں کا اندیشہ ٹھیک ہی ہے کیوں کہ جن بابا کو علم اور بجلی کی روشنی راس نہیں آتی اس کے آتے ہی وہ غائب ہو جاتے ہیں۔

(لکھنؤ سے نشر)

غزل

سکندر علی وجد

حسیں جلوؤں سے خلوت انجمن ہے
خموشی نغمہ زار صد سخن ہے

نگار گلبدن گل پیرہن ہے
دھنک رقصاں چمن اندر چمن ہے

مری دیوانگی پہ ہنسنے والو!
یہاں فرزانگی دیوانہ پن ہے

خوشی ارزاں ہے بازارِ جہاں میں
بہائے غم متاعِ جان و تن ہے

مبارک، رہروِ راہِ تمنّا
وطن غربت میں ہے غربت وطن ہے

کہاں میں اور کہاں ایوانِ سلطاں
قلندر اپنے تکیے میں مگن ہے

وہی انساں، وہی زنجیر و زنداں
وہی ہنگامۂ دار و رسن ہے

ڈرا سکتے نہیں خونیں اندھیرے
دمِ روشن دلاں ظلمت شکن ہے

ازل سے وجد، ہر قطرے کے دل میں
قیامت خیز طوفاں موجزن ہے

(اورنگ آباد سے نشر)

بقیہ: کرکٹ

کا کھیل اب دن کے علاوہ رات میں بھی مصنوعی روشنی کے ساتھ کھیلا جانے لگا لیکن ابھی یہ تجربہ ابتدائی مرحلے میں ہے اور اس کی کامیابی کی کوئی فوری صورت نظر نہیں آتی۔

کرکٹ کا کھیل کمنٹری کے بغیر ادھورا ہی رہ جائے کیونکہ جتنی بڑی تعداد میں لوگ کمنٹری کے ذریعہ کھیل کے متعلق جانتے ہیں۔ اتنی تعداد میں وہ کھیل دیکھ نہیں سکتے اور کمنٹری نہ ہونے کی صورت میں یہ تمام لوگ کھیل کی دلچسپیوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کرکٹ کمنٹری کی مقبولیت کا نتیجہ ہے کہ اب دوسرے کھیلوں میں بھی مثلاً فٹ بال ہاکی اور لان ٹینس میں بھی کھیل کے ساتھ آنکھوں دیکھا حال نشر ہوتا ہے اور جتنی تعداد میں لوگ کرکٹ کی کمنٹری سنتے ہیں۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کھیل عوام میں کس قدر مقبول ہے۔ آل انڈیا ریڈیو نے ہندی میں بھی کمنٹری کا سلسلہ شروع کر کے اس کھیل کو اور بھی مقبول بنا دیا ہے۔ اب ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ اس کھیل کو طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

ایضاً

رام لال

گاڑی چلی تو سریجیت بنسل کو ایسا لگا کہ یہ سفر کوئی دوسری طرح کا ہے۔ جیسے وہ پہلی بار شروع کر رہا ہے۔ دو سو میل کا سفر بہت طویل نہیں ہوتا یہ فاصلہ تو میل ٹرین ساڑھے چار گھنٹوں میں طے کر لیتی ہے وہ تین بجے تک اپنے بیوی بچوں کے پاس پہنچ چکا ہوگا۔ وہ بھی اس کے منتظر ہوں گے اور یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کا سرپرست اب کے آئے گا تو پھر کبھی لوٹ کر نہیں جائے گا۔ اب ہمیشہ ان کے ساتھ ہی رہے گا۔ ۳۵ برسوں تک وہ ان سے دور رہ کر ایک دوسرے مقام پر ملازمت کرتا رہا ہے۔ جس قسم کی اداسی کا وہ مسلسل شکار رہے ہیں وہ اب ایک دائمی خوشی میں تبدیل ہو جائے گی۔ لیکن بنسل بالکل دوسری طرح سے سوچ رہا ہے۔ ۵۸ برس کی عمر میں گھر لوٹنے کو گھر لوٹنا نہیں کہا جا سکتا۔ وہ یہی محسوس کر رہا ہے۔ ایک طویل مدت تک ملازمت کرتے رہنے کے بعد وہ اچانک اپنے اندر ایک ٹھہراؤ سا محسوس کر رہا ہے۔ جیسے یہ گاڑی جو ابھی ابھی روانہ ہوئی ہے کسی منزل کی طرف نہیں جا رہی ہے بلکہ منزل ہی کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔

اس کے گلے میں بہت سے ہار پڑے ہیں۔ پھولوں کے اور سنہرے طلے کے۔ وہ جب دروازہ بند کر لینے سے پہلے باہر جھانکتا ہے تو وہ سارا ہجوم جو اسے رخصت کرنے کے لیے اسٹیشن پر جمع ہو گیا تھا نظروں سے اوجھل ہوتا ہوا لگتا ہے۔ ان کے ساتھ اس نے بہت اچھا وقت گزارا تھا۔ کتنے لوگوں کو اس نے پروموشن دلائی تھی کسی ایک کو خود سیلیکٹ کیا تھا۔ کچھ ایسے بھی تھے جو اس سے آگے بڑھ گئے تھے۔

اس وقت اس نے اپنے اندر بڑی بے چینی محسوس کی تھی لیکن اب وہ ہر بات بھول چکا تھا۔ وہ لوگ بھی اس کی جانی انجانی غلطیوں کو معاف کر چکے ہیں ان سب نے ان کے بارے میں بہت اچھے الفاظ کہے تھے صرف اس کے اوصاف کا ذکر کیا تھا اور اس کی باقی ماندہ زندگی کے لیے نیک خواہشات پیش کی تھیں۔ وہ بھی یہی سمجھتے تھے جیسے سروس سے ریٹائر ہو کر آدمی زندگی کے ہی خاتمہ کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

کمپارٹمنٹ میں جا کر وہ سارے ہار اتار ڈالتا ہے انھیں بہت احتیاط سے ایک سوٹ کیس کے اوپر رکھ دیتا ہے جو آفس کے عملے نے چندہ کر کے اسے تحفے میں دیا ہے۔ دوسرے مسافر اس کی طرف ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں اس کے بیٹھنے کے لیے ادھر اُدھر سرک گئے ہیں اور تھوڑی سی جگہ بنا دی ہے پھر ایک آدمی اسے وہ گیتا واپس کر دیتا ہے جو اس نے بغیر اجازت پڑھنے کے لیے اٹھالی تھی۔ یہ گیتا بھی اسے تحفے میں دی گئی ہے۔

ایک آدمی اس سے اس کی ملازمت کے بارے میں پوچھنے لگتا ہے جب وہ اسے اپنے بارے میں بڑی تفصیل سے بتانے لگا تھا ہے تو دو اور آدمی ریٹائر ہونے والے ملازموں کے اس مسئلے پر اظہار خیال کرنے لگتے ہیں کہ انھیں پروویڈنٹ فنڈ اور گریچوٹی کی شکل میں جتنا روپیہ ملتا ہے اسے وہ نفع کمانے کے لیے کسی نہ کسی کاروبار میں لگا لیتے ہیں جس کا انھیں کوئی تجربہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے کچھ چالاک لوگوں نے ایجنسیاں تک قائم کر رکھی ہیں جو ریٹائر ہونے والے لوگوں کی ٹوہ میں رہتی ہیں۔ اس کام کے لیے ان کے ایجنٹ مناسب کمیشن پر ان لوگوں کو کاروبار میں روپیہ لگانے کا لالچ دیتے رہتے ہیں۔

بنسل بظاہر تو اپنی رام کہانی سنانے میں لگا ہوا ہے لیکن اس کے کان انھیں دو آدمیوں کی گفتگو پر بھی لگے ہوئے ہیں۔ "میرا خیال ہے ایسے لوگوں کو اپنا روپیہ فوراً کسی بینک کے فکسڈ ڈپازٹ میں رکھ دینا چاہیے جس کا اسے ہر ماہ اتنا سود مل سکتا ہے کہ وہ دو وقت کی روٹی حاصل کرتا رہے۔"

"ہاں بینک ایک محفوظ جگہ تو ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ ہر آدمی کے مسائل ایک سے نہیں ہوتے کسی کے سامنے بچوں کی شادیوں کا سوال ہوتا ہے کسی کو مکان بنوانا ہوتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں شرمان جی لیکن ہمارے امپلائز اگر چاہیں تو وہ کسی کو اپنے یہاں ملازم رکھتے ہی اس کے مکان کے لیے بھی اسکیم بنا سکتے ہیں جس کی ایک شکل یہ ہے کہ وہ ہر ماہ اس کی تنخواہ میں سے تھوڑا سا روپیہ کاٹ لیا کریں اور جب وہ ریٹائر ہونے لگے اسے ایک بنا بنایا مکان بھی تحفے میں دے دیا جائے۔"

"مجھے آپ کی بات سے سو فیصدی اتفاق ہے لیکن کوئی امپلائر اس طرح سوچے بھی تو! میں نے کافی عرصہ پہلے ذاتی طور پر اس پر غور کیا تھا اور ریٹائرڈ لوگوں کی ایک کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنا کر انھیں سستے داموں پر پلاٹ دلائے تھے۔ اس اسکیم میں اب بھی کچھ پلاٹ باقی ہیں۔"

"لیکن شرمان جی! معاف کیجیے گا۔ اس معاملے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ ایسی بیشتر سوسائٹی بوگس ہوتی ہیں وہ بھولے بھالے لوگوں سے روپیہ تو لے لیتی ہیں لیکن ان کو پلاٹوں کا مالک بننا کبھی نصیب نہیں ہوتا۔ کیونکہ بعد میں زمین کے کئی مقدمات چل پڑتے ہیں۔"

"پانچوں انگلیاں کب برابر ہوتی ہیں میں آپ کی بات سے انکار نہیں کرتا لیکن میں نے جتنی سوسائٹیاں اب تک بنائی ہیں کسی کا ایک پیسے کا بھی نقصان اب تک نہیں ہوا۔"

دوسرا آدمی ہاتھ بڑھا کر سوٹ کیس پر رکھی ہوئی گیتا اٹھا لیتا ہے اور بنسل سے پوچھتا بھی ہے "ذرا دیکھ سکتا ہوں؟"

"ضرور۔" بنسل اب انھیں دو آدمیوں کی طرف غور سے دیکھ رہا ہے جو تھوڑی دیر پہلے ایک دوسرے کے ساتھ بڑی سرگرمی سے بحث کر رہے تھے لیکن اب اچانک ایک دوسرے کے لیے اجنبی بن گئے ہیں۔ ایک کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا ہے دوسرا گیتا کے پنے الٹ پلٹ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کچھ پڑھ ورڑھ نہیں رہا ہے بلکہ صرف سوچ رہا ہے اور اس کے چہرے پر ابھی تک انھیں باتوں کا ردعمل موجود ہے شاید اسی ردعمل کے اظہار کے لیے وہ گیتا بند کر دیتا ہے اور جیسے کچھ یاد کرتے ہوئے بنسل سے مخاطب ہوتا ہے "شریمد بھاگوت میں ایک جگہ پرسنگ آیا ہے۔ کہ ایک بار دیولوک سے ہماری پرتھوی پر آنے کے لیے دو پرش ساتھ ساتھ چلے۔ ان کی یاترا بہت لمبی تھی۔ پرتھوی پر پہنچے تو ایک دوسرے سے متعارف ہوئے۔ ایک پرش نے جو دھنونتری تھا۔ پرتھوی پر اپنے آنے کا کارن یہ بتایا "راجہ پریکشت کی موت شیش ناگ کے ڈسنے سے لکھی ہوئی ہے لیکن میں اسے اپنی جڑی بوٹیوں کے چمتکار سے پھر زندہ کر دوں گا۔"

یہ سن کر دوسرے پرش نے جو شیش ناگ تھا کچھ حیرت دکھائی لیکن بڑے اعتماد سے کہا "میں سامنے کے پیڑ کی جڑ کو

ڈستا ہوں تم دیکھو گے کہ میرے زہر کے اثر سے یہ راکھ ہو جائے گا۔ کیا تمہاری ودیا میں اتنا کمال ہے کہ وہ پھر سے ہرا بھرا ہو جائے؟"

یہ کہہ کر شیش ناگ نے اس پیڑ کی جڑ میں اپنا زہر اتار دیا اور پلک جھپکتے ہی سارا پیڑ راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ یہ دیکھ کر دھنونتری نے اپنی پوٹلی میں سے پسی ہوئی جڑی بوٹیوں کی ایک چٹکی بھری اور اسے راکھ پر بکھیر دیا۔ پل بھر میں وہ پیڑ اپنی شاخوں اور پتیوں سمیت پھر سے حقیقی وجود میں آ گیا۔ یہ دیکھ کر شیش ناگ اور زیادہ چکت ہو گیا لیکن اس نے سورج کی طرف دیکھ کر کہا "راجہ پریکھت کی موت واقع ہونے میں صرف کچھ پل رہ گئے ہیں تم اسے بچانے کے لیے کبھی نہیں پہنچ سکو گے۔"

یہ کہتے ہی وہ وہاں سے غائب ہو گیا اور فوراً راجہ پریکھت کے محل کے پاس پہنچ گیا۔ چونکہ راجہ پریکھت کو شیش ناگ کے کاٹنے سے اپنی موت کا پہلے سے گیان ہو چکا تھا۔ اس لیے اس نے قدم قدم پر پہرے بٹھا رکھے تھے کہ کوئی بھی چھوٹا یا بڑا سانپ اس تک ہرگز نہ پہنچ سکے۔ اپنی زندگی کی آخری گھڑیوں میں وہ بھگوان کی پوجا کرنے میں مشغول تھا شیش ناگ کو محل کے اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا اور راجہ کی موت کی گھڑی بالکل سر پر آ پہنچی تھی۔ اچانک اسے ایک مالی بہت سے پھول اٹھائے راجہ کے مندر کی طرف جاتا ہوا دکھائی دے گیا۔ اس نے فوراً بھنورے کا روپ دھار لیا اور پھولوں پر بیٹھ کر راجہ کے ہاتھوں میں پہنچ گیا وہاں جاتے ہی اس نے پھر شیش ناگ کا روپ دھار لیا اور راجہ کو ڈس کر آناً فاناً موت کی نیند سلا دیا۔"

گاڑی کے ڈبے میں جتنے لوگ بیٹھے تھے یہ کتھا سن کر ہکا بکا رہ گئے۔ ایک بولا "موت تو اٹل ہے صاحب! جس گھڑی آنے کو ہوتی ہے وہ ضرور آ جاتی ہے چاہے آدمی لاکھ جتن کرے۔"

دوسرا بولا "کسی نے سچ کہا ہے زندگی ہے تو اس کے سو علاج ہیں بڑھاپے کا کوئی علاج نہیں ہے۔"

اوپر کے برتھ پر لیٹی ہوئی ایک لڑکی جو کتنی دیر سے منہ پھیرے ایک ناول پڑھنے میں منہمک تھی وہ بھی سر اٹھا کر بڑی حیرت سے نیچے جھانکنے لگی۔

گاڑی اسٹیشن پر پہنچ چکی تھی۔ مسافر اپنا اپنا سامان لے کر نیچے اتر گئے۔ بنسل کو بھی وہیں اترنا تھا۔ وہ قلی کو اپنا سامان دکھا رہا تھا وہ آدمی جس نے کتھا سنائی تھی باہر جاتے جاتے پلٹ آیا اور بنسل سے بولا "میں سی آئی ڈی کا آدمی ہوں مجھے آپ کو ایک خطرناک آدمی کے چنگل سے بچانے کے لیے یہ سفر پر لگایا گیا تھا امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اپنے روپے کا سوچ سمجھ کر استعمال کیجیے گا۔ آپ کی باقی ماندہ زندگی کے لیے میں شبھ کامنائیں دیتا ہوں۔"

سب سے آخر میں وہی لڑکی نیچے اترتی ہے کندھے سے بیگ لٹکائے پلیٹ فارم پر آ کر کھڑی ہو جاتی ہے جہاں

آگے صفحہ ۲۲ پر

افسانہ

جنگل

دیویندر اسّر

سرائے میں یہ اس کی آخری رات تھی۔

رات کا تیسرا پہر تھا۔

باہر بارش کا شور ابھی کم نہیں ہوا تھا۔

اندر الاؤ کے گرد ہم سب جمع تھے۔ میں، وہ، مادام مردول اور میگھ دوت۔

"تو تم کل جا رہے ہو؟" ہم نے پوچھا

"ہاں" اس نے کہا

"لیکن اس کے آگے تم کہاں جاؤ گے؟ آگے تو جنگل ہے" میں نے کہا

"اور یہ سرائے اس بستی کی آخری آماجگاہ ہے" میگھ دوت نے کہا۔

"شاید" وہ بولا

"اور اس جنگل میں کوئی پگڈنڈی نہیں" میں نے کہا۔

"اور جو بھی اس جنگل میں گیا۔ لوٹ کے واپس نہیں آیا" مادام مردول بولی۔

"لوگ کہتے ہیں بڑا بھیانک جنگل ہے"

"کتنا بھیانک؟" اس نے کہا "اس سے بھی زیادہ جو میں پیچھے چھوڑ آیا ہوں!"

"تم کس جنگل کی بات کر رہے ہو؟" میگھ دوت نے پوچھا۔

"جس میں اس درندے نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ اور میں نے اس کی ہتیا کر دی۔"

اس نے ہماری طرف چیرتی ہوئی نگاہ ڈالی۔

"میگھ دوت تم بتاؤ۔ تم یہاں کیوں آئے ہو" اس نے میگھ دوت کی طرف ایسی نگاہ ڈالی جیسے میگھ دوت، میگھ دوت نہیں کوئی کاغذ کی پیرہن ہے۔

"ایسے ہی۔ بس یونہی" "نہ کوئی فرار نہ کوئی کشش"

"فرار تو ہے اور کشش بھی" میگھ دوت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہے فقیر علی" میگھ دوت نے کہنا شروع کیا۔ ہم اسے فقیر علی کہتے تھے حالانکہ اس نے اپنا نام رام سرن دوبے بتایا تھا۔

"جب دلی میں شدید گرمی پڑتی ہے اور میرے اسٹوڈیو میں ماڈل کے برہنہ بدن سے پسینے کی بوندیں ٹپکنے لگتی ہیں اور میں پیاس سے بے حال ہو جاتا ہوں [illegible] ہو میرا اسٹوڈیو اندھا مغل میں ہے۔ جہاں بجلی کے پنکھے تو ہیں۔ ایر کنڈیشنڈ نہیں۔ اور گرمیوں میں دن کو اکثر بجلی چلی جاتی ہے" میگھ دوت کہہ رہا تھا۔

"بس تم گرمی سے بھاگتے ہو۔ یا اس ماڈل سے یا اپنے آپ سے" اس نے میگھ دوت کو پھر تیکھی نظروں سے دیکھا۔

اس نے الاؤ میں ایک لکڑی اور ڈال دی۔ ہلکا سا دھواں اٹھا اور پھر شعلہ سا بھڑکا۔ دیوار پر لپکتے ہوئے شعلوں کے سایے میں ہماری پرچھائیاں کسی چھایا ناٹک کی طرح حرکت میں تھیں۔

"میگھ دوت تم شاید گرمی یا اس ماڈل سے بھاگ کر آئے ہو جس کی تصویر کشی کرتے کرتے وہ تمہیں یاد آ جاتی ہے۔ کیا نام بتایا تھا تم نے اس کا۔؟"

"راگنی!" میگھ دوت نے کہا۔

"ہاں! راگنی۔ اور تم نے ایک شعر پڑھا تھا۔ بہت دیر تک جسم جلتا رہا، کہ شعلہ سا کچھ اپنی باہنوں میں تھا" پھر راگنی کا کیا ہوا؟ ہاں تم نے بتایا تھا کہ اسے دو من لے اڑی۔ اور پھر وہ زمین پر واپس نہیں لوٹی" وہ یعنی رام سرن دوبے عرف فقیر علی لگاتار بولے جا رہا تھا۔ ہم سب خاموش تھے۔ میگھ دوت نے اپنے گرد چادر اور پھیلا کر لپیٹ لی تھی۔

"لیکن فقیر علی تم کہہ رہے تھے .... کہ ..." میں نے کہا

"ہاں! میں کہہ رہا تھا کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ میں مجرم تو نہیں مفرور ضرور ہوں" اس نے کہا

"لیکن یہ سب کیسے ہوا؟" مادام مردول نے پوچھا

"بس یونہی! ایک روز بہت رات گئے وہ واپس لوٹا میں بڑی دیر سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ آیا تو وہ نشے میں دھت تھا۔ اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ قمیص کا کالر کھلا ہوا۔ اور ٹائی کی گرہ ڈھیلی۔ اس نے آتے ہی اسٹریو چلا دیا۔ ڈسکو سنگیت بہت پرشور تھا۔ باہر لان میں چاندنی ہری ہری گھاس سے لپٹ رہی تھی ۔۔۔۔"

"ہاں! ہاں بالکل ایسے ہی تھا"، مادام مددول جیسے ایک دم خواب سے چونک پڑی ہو۔ "رات بہت بیت گئی تھی۔ میں نہ جانے کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ آیا نشے میں ڈوبا ہوا۔ اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے قمیص کا کالر کھلا ہوا۔ اور ٹائی کی گرہ ڈھیلی۔ اس نے آتے ہی اسٹریو آن کر دیا۔ ڈسکو سنگیت بہت پرشور تھا۔ باہر لان میں چاندنی ہری ہری گھاس سے لپٹ رہی تھی"

"اور ۔۔ اور پھر ۔۔"، فقیر علی جنون میں بولا۔

"اور وہ دھڑام سے صوفے پر گرا"، مادام مددول نے کہا۔ "وہ صوفے کے اندر دھنس گیا۔ جیسے وہ جسم نہیں کپڑے کی کوئی گٹھری ہو۔ بے حس، بے آواز، بے حرکت، بے رنگ بے بو، بے رس ۔۔"

"اور بے مزہ" وہ چلایا

"ہاں اور بے مزہ" مادام مددول نے کہا "میں نے روشنی گل کر دی۔ ایک دم اندھیرا ہوا۔ اور پھر ایک دم چاندنی جیسے سیلاب سی کمرے میں امڈ آئی ہو۔ اور میرے جسم کو انتر گھٹ تک شرابور کر گئی ہو۔ اتنی شیتل، اتنی نرم، اتنی روشن اور میں اس کمرے سے باہر نکل بھاگی اور ہری ہری گھاس پر ننگے پاؤں چلنے لگی۔ میرے جسم پر شب خوابی کا لباس تھا اور میں نے چاہا۔ کاش یہ بھی نہ ہوتا۔ کاش یہ جسم ہی نہ ہوتا۔ صرف چاندنی ہوتی ۔۔۔"، فقیر علی نے کہا۔۔ اور ۔۔ تم۔ تم جو چاندنی میں تحلیل ہو چکی تھیں۔

سرائے والا قہوے کے پیالے رکھ گیا تھا۔ سماور میں پانی ڈال دیا گیا تھا۔ قہوے کا دھواں گالوں کو چھو کر جسم کے مساموں میں داخل ہو رہا تھا۔

"کتنی عجیب بات ہے فقیرے"، اس نے اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ایک مادام مددول ہے جو شیتل، نرم اور روشن چاندنی میں نہانے یہاں آئی ہے اور ایک میگھ دوت ہے جو شدت گرمی کا شکار ہے۔ اور ۔۔۔"

"تم نے میرا نام لیا فقیر علی"، میگھ دوت جیسے نیند سے چونک کر جاگ اٹھا ہو ۔۔

"تم کہہ رہے تھے تم نے اس آدمی کو قتل کر دیا"، میگھ دوت ابھی وہیں تھا۔ جہاں سے داستان شروع ہوئی تھی۔

ہاں، ہاں جب بھی اس حادثے کا ذکر آتا ہے تم گول ہو جاتے ہو"، میں نے کہا "کیا تمہیں پولیس کا ڈر ہے؟"

"نہیں یار! ڈر کس بات کا؟ میرے ہاتھ کون سے خون سے رنگے ہیں۔ میں نے تو صرف اس کی ڈھیلی ٹائی کو کس دیا۔ ذرا زیادہ کس گئی، سانس رک گئی اور وہ مر گیا۔ یہ بھی کوئی مرنا ہوا۔ اسے تم قتل کہتے ہو۔ وہی جو مادام مددول کہتی تھی بس وہی ہوا ۔۔ بے حس، بے آواز، بے حرکت، بے رنگ، بے بو، بے رس ۔۔۔"

"اور بے مزہ" ہم سب یک زبان بولے

"ہاں! اور بے مزہ" اس نے کہنا شروع کیا۔ "میں نے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ سب اسکائی اسکریپر، ہائی رائز بلڈنگس زمین دوز ہو گئی تھیں۔ سڑکیں بالکل خالی تھیں فراٹے بھرتی ہوئی موٹروں، بسوں کا شور بند، بھاگتے دوڑتے گرتے پڑتے لوگ جیسے ایک دم ساکت ہو گئے۔ پرندے پہاڑوں کی طرف اڑ گئے۔ ٹریفک جزیرے پر ایک ننگی تلوار الف تھی پتھروں کا شہر صحرا میں بدل گیا تھا ۔۔ میں نے دونوں بانہیں آکاش میں پھیلا دیں۔ اور وہ ناآسودہ ہی واپس لوٹ آئیں۔ میں بالکل تنہا ہو گیا تھا۔ میرا جسم بھی شکستہ ہو کر زمین پر آ گرا ۔۔ میں نے اپنے آپ کو چھوا ۔۔ یہ میں ہی ہوں نا۔ مجھ سے میرا نام، میرا چہرہ، میری پہچان سب چھن گئی تھی۔ اور جب میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا۔ معلوم ہے کیا دیکھا"، وہ تھوڑی دیر رک کر بولا

"کیا دیکھا"، ہم سب نے ایک آواز ہو کر پوچھا۔

میرا جسم جنگل بن چکا تھا۔ اس کے اندر جنگل تھا اور ۔۔ اور ۔۔ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر بولا ۔۔ "ہاں میں نے ایک دن اخبار میں پڑھا۔ کہ امریکہ سے آئے ایک ہندوستانی ماہر آثار قدیمہ نے مدھیہ پردیش میں بہار گڑھ کے غاروں میں مصوری کے ایسے نمونے دریافت کیے ہیں جو ۲۳۰۰۰ قبل مسیح کے بتلائے جاتے ہیں۔ وشنو مت، شومت، تانترک، ودیا ۔۔ سورج کی پرستش کے آٹھوں طریقے۔ سب کچھ ان تصویروں میں موجود ہے۔ ایک ایسا رسم الخط جو تصویر کشی کا رنگ لیے ہوئے ہے اور زبان جس کے اسرار کھلنے ابھی باقی ہیں۔ جانتے ہو یہ غاریں کہاں ہیں اس ندی کے کنارے ایک گاؤں کے پاس گھنے جنگل میں۔ جس کے نزدیک خونخوار ڈاکوؤں کی پناہ گاہیں ہیں۔ غاروں کی دیواروں پر چمکیلے، لال، نیلے، ہرے، پیلے، قرمزی رنگوں کی تصویریں ہیں۔ انسان کی شبیہیں، جانوروں کے چہرے پیڑ پودوں کے روپ۔ سورج اور چاند کی شکلیں۔ لوگ کہتے ہیں یہاں غیر مرئی روحیں اور بھوت پریت اپنے نقش چھوڑ جاتے ہیں جنہیں تم تصویریں کہتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے ان کی آوازیں سنی ہیں"۔ اور جانتے ہو ان غاروں میں آدمی کب سے رہ رہا تھا ۔۔ ایک لاکھ برس قبل مسیح سے۔"

"ایک لاکھ قبل مسیح ۔۔" ہم چونکے

ہاں ایک لاکھ قبل مسیح ۔۔"

اس کی آواز گہری ہوتی جا رہی تھی۔ ہم نے محسوس کیا جیسے وہ بہت دور سے بول رہا ہو ۔۔ بہت دور سے صدیوں کی دوری سے وہ کہہ رہا تھا۔

"میں کب سے سفر میں ہوں ۔۔ ایک انت ہین یاترا میں ۔۔ کئی صدیوں کا فاصلہ طے کر چکا ہوں۔ میں جنگل میں پیدا ہوا تھا۔ وہیں بڑا ہوا۔ جوان، خوبرو، حساس وہیں میری موت ہوئی۔ اور جب میں نے دوبارہ جنم لیا۔ بالغ ہوا تو میں نے خود ایک جنگل بنایا۔ لیکن یہ وہ جنگل نہیں تھا جس میں میں جوان، خوبرو، حساس ہوا تھا۔ وہ جنگل تھا جس میں میں روسیاہ اور بے حس ہو گیا۔ اور پھر میں نے ۔۔"

"اور پھر تم نے اس آدمی کی ہتیا کر دی" ہم سب نے کہا۔

"یارو! کیا بار بار اس آدمی کی ہتیا کی رامائن چھیڑ دیتے ہو۔ ہتیا ہونی تھی ہو گئی"، اس نے بے پروائی سے کہا۔

ہم سب خاموش ہو گئے۔ ہم قریب قریب اونگھنے لگے۔ ہم پر نیند طاری ہو رہی تھی۔ الاؤ کی آگ مدھم پڑنے لگی بارش شاید تھم گئی تھی۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔ اور سرائے تھی کہ آسیب زدہ روحوں کا مسکن۔ وہ دھیرے دھیرے بولے جا رہا تھا۔ "یارو جنگل کی بھی کیا بات ہے"

ہم سو گئے۔ جب صبح اٹھے تو وہ نہیں تھا۔ سورج کی ایک ہلکی سی کرن سہمے سہمے قدموں سے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔ سرائے والا قہوے کے پیالے ہمارے سرہانے رکھ گیا تھا۔ اور وہ سامنے دیوار پر ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا۔ سامنے دیوار پر بڑے بڑے حروف میں کوئلے سے لکھا تھا ۔۔

"رہے نام اللہ کا ۔۔"

(اردو سروس سے نشر)

دیویندر اسر
۱۵۲/بی ۳ جنک پوری
نئی دہلی ۱۱۰۰۵۸

بقیہ:- ایضاً

سرجیت بنسل کھڑا اپنے بچوں سے مل رہا ہے وہاں چند قدم کے فاصلے پر۔ لیکن وہ اس کی طرف مسلسل دیکھے جا رہی ہے بنسل باہر جانے سے پہلے اپنے بچوں سے آنکھ بچا کر اس کے قریب آتا ہے اور کہتا ہے "میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا لیکن تمہیں اتنی جلدی نہیں پہنچنا چاہیے تھا خیر تم ایسا کرو کہ میگھ دوت میں جا کر ایک کمرہ لے لو میں موقعہ پاتے ہی تم سے ملنے کے لیے آؤں گا پھر تمہیں مستقل ساتھ رکھنے کے لیے کوئی صورت نکالوں گا۔ ابھی تم فکر مت کرو"

یہ کہہ کر وہ جلدی جلدی آگے بڑھ کر بچوں سے جا ملتا ہے ۔۔"

(لکھنؤ سے نشر)

رام لعل
II ۳۹ آر ملٹی اسٹوری
چارباغ، لکھنؤ ۲۲۶۰۰۱

افسانہ

ھزاریایہ

شفق

مجھے یاد نہیں ہوا نے میرے خلاف سازش کب کی؟ بادِ صبا آتشیں بگولوں میں کب تبدیل ہوئی؟

میں تو اسے موسم کی تبدیلی سمجھا تھا، ہواؤں کا موسم ہے اس لیے گرد اڑ رہی ہے، بگولے ناچ رہے ہیں، مجھے نرغے میں لے لیتے ہیں میرے دروازے تک آتے ہیں، .... مگر میں نے اس پر کبھی دھیان نہیں دیا کہ موسم کا قہر صرف سڑکوں پر کیوں ہے، گھر میں تو ایک پتا بھی نہیں ہلتا، امرود کا درخت ساکت و جامد کھڑا رہتا ہے۔

میں گھر میں داخل ہو کر کپڑوں کی گرد جھاڑتا ہوں پھر پاپا پاپا کر کے دوڑتی ہوئی بیٹی کو گود میں اٹھا کر اس کی پیشانی کو چومتا ہوں، وہ اپنی توتلی زبان میں باتیں کرتی ہے مجھے ممی نے ڈانٹا ہے، ببلی نے میرا کھلونا توڑ دیا ہے اور ....

مگر ایک دن جب میں نے غسل کے لیے بدن پر پانی ڈالا تو مجھے شک ہوا کہ میں نے کپڑے نہیں اتارے ہیں مگر نہیں .... میں تو فرنچ باتھ لے رہا تھا پھر بدن کیوں نہیں بھیگتا، بھیگنے کا احساس نہیں ہوتا، پانی اوپر ہی اوپر پھسل رہا ہے، میں نے اپنا بدن چھوا تو لمس کا احساس نہیں ہوا، کیا پتھرا رہا ہوں؟ کسی ان دیکھے خول میں قید ہو رہا ہوں ....؟

بالٹی خالی ہو گئی سارا پانی میرے بدن پر سے گر کر نالی میں بہہ گیا تو خوف کی لہریں میری رگوں میں دوڑنے لگیں، میرے خدا یہ کیا ہو رہا ہے، کیا احساس کی رگیں شل ہو رہی ہیں، میں نے بیوی کو بتایا تو اس نے کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا جیسے وہ پہلے سے جانتی ہو، اس نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرا اور مجھے افسردہ نظروں سے دیکھ کر رہ گئی۔

دوستوں نے حیرت ظاہر کی، موسم کہاں بدلا ہے، ہوا کہاں چل رہی ہے، بگولے کہاں ہیں، تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو، تمام دن فائلوں میں سر کھپاؤ گے تو یہی ہوگا، گھوما کرو کم از کم کینٹین تک ....

موسم نہیں بدلا ہے، میں نے کھڑکی سے باہر سڑک کو دیکھا، جگہ جگہ دھول کے چھوٹے چھوٹے ٹیلے ناچ رہے تھے۔ فضا دھندلائی ہوئی تھی، مسجد کا وہ خوبصورت مینار بھی نظر نہیں آ رہا تھا، میں نے چشمہ اتار کر آنکھیں ملیں، شیشوں کی گرد صاف کی، پھر سے چشمہ پہن کر سڑک کو دیکھا، بگولوں کا وحشیانہ رقص جاری تھا، پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ شکل بدلنے لگے، ہاتھ پاؤں پیٹ گردن اور منہ باہر لٹکی ہوئی زبان، انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی آنکھیں جو مجھے گھور رہی تھیں۔

آپ کو صاحب بلا رہے ہیں، چپراسی میرے پاس کھڑا تھا۔

میں نے الجھی ہوئی نظروں سے چپراسی کو دیکھا پھر دور سڑک پہ ناچتے بگولوں کو اور پھر فائلوں پر ایک نظر ڈال کر اٹھ گیا۔

جب میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بھی کرسی پر آتشیں بگولہ بیٹھا نظر آیا مجھے دیکھ کر اس کی آنکھیں خونخوار ہو گئیں، منہ سے شعلے نکلنے لگے اور میرا لرزتا ہوا وجود سوکھی لکڑی کا ڈھیر بن گیا تھا۔

میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا، فائل میرے سامنے پھینک دی گئی، گٹ آوٹ۔

میں نے لرزتے ہاتھوں سے جھک کر فائل اٹھائی، لڑکھڑاتے قدموں سے باہر نکلا تو دوستوں کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ گھوما پھرا کرو، کم از کم کینٹین تک۔

میں بڑی مشکل سے اپنی میز تک پہنچا، میرا سر زور سے چکرا رہا تھا، آواز کی گونج بڑھتی جا رہی تھی، میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا، میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا، میں تمہیں .... گھوما پھرا کرو کم از کم کینٹین تک، گھوما پھرا کرو، میں تمہیں ...

میں نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

اور تب دور اس خوبصورت مینار سے ایک آواز بلند ہوئی، بتدریج تیز ہوئی، گھنگھور گھٹاؤں نے تپتی سلگتی دھرتی پر سایہ کر دیا، آواز تیز ہوتے ہوتے ساری آوازوں پر حاوی ہو گئی میں نے آنکھیں بند کر کے آواز کے رس کو نچوڑنا شروع کیا اور تب مجھے محسوس ہوا جیسے میں پھر سے پیدا ہوا ہوں۔

میں نے دوبارہ آنکھیں کھولیں تو کرسیاں خالی ہونی شروع ہو گئی تھیں، میں نے بھی فائلیں دراز میں بند کیں، قلم جیب میں رکھا اور دفتر سے باہر نکلا تو ناچتے بگولوں کا وحشیانہ رقص اور تیز ہو گیا وہ میرے چاروں طرف پھیل گئے، ان کی شعلہ بار زبانیں لپ لپ کرنے لگیں، میں نظریں جھکائے راستہ طے کرتا رہا، مجھے اپنے اردگرد تیز سیٹیوں جیسے قہقہے اور چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اندھیرا بہت تیزی سے بڑھ رہا تھا مگر یہ راستے میرے دیکھے بھالے ہیں برسوں روندے ہوئے، اس کے لمس اور نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہوں، اپنے دروازے پر رک کر میں نے ادھر ادھر دیکھا بگولوں کا انداز جارحانہ تھا اور وہ واپس جانے کے موڈ میں نہیں تھے۔

میں نے گھر میں گھس کر جلدی سے کواڑ بند کر دیا، چند لمحے باہر کی صداؤں پر کان لگائے رہا اور جب آنگن میں قدم رکھا تو بگولے آنگن اور دالان میں ناچ رہے تھے امرود کی شاخیں ہلا رہے تھے، چیخ رہے تھے۔

میری بیٹی پاپا آ گئے کہتی ہوئی میری طرف دوڑ رہی تھی، میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے تلاش کیا مگر وہ نظر نہیں آ رہی تھی صرف پاس آتی ہوئی اس کی آوازیں، آپ باہر کیوں کھڑے ہیں، بیوی شانہ ہلا رہی تھی، روبی پاپا پاپا کر رہی ہے اور آپ ....

کیا تم یہ خونی بگولے دیکھ رہی ہو؟ میں نے انگلی سے امرود کے درخت کی طرف اشارہ کیا۔

ہاں ہوا سے پتیاں ہل رہی ہیں۔ چلیے جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر کھانا کھا لیجیے ورنہ رات ہو جائے گی اور پھر .... آخری جملہ کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

اور جب بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کیں تو آواز کی گونج پھر بڑھنے لگی، میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا، گھوما پھرا کرو کم از کم کینٹین تک .... اور پھر سیٹیوں جیسے قہقہے، چیخیں، میں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، کان بند کرنے سے آوازیں میرے مساموں سے جسم میں داخل ہونے لگیں تو میں نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔

یکم فروری ۱۹۸۲ء

میرے خدا! امتحان کی یہ گھڑیاں کب ختم ہوں گی؟ ان خونی بگولوں سے کب نجات ملے گی، اب تو یہ گھر میں آ گئے ہیں آنگن اور دالان میں رقص کر رہے ہیں، ان کے ارادے جارحانہ ہیں، ان کی زبانیں نکلی ہوئی ہیں اور آنکھوں میں خونی پیاس، میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا، اس کے بعد ....

یہ خونی بگولے میری بیٹی پر ٹوٹ پڑیں گے اس کی تکا بوٹی کر کے کھا جائیں گے، پھر میری بیوی کی باری آئے گی وہ مجھے مدد کے لیے پکاریں گی، پاپا مجھے بچاؤ پاپا، بیوی چیخے گی خدا کے لیے مجھے بچائیے اور میں پتھرایا ہوا اندھی آنکھوں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا انھیں تلاش کروں گا اور پھر آوازیں مدھم ہوتے ہوتے گم ہو جائیں گی تب ....

میں نے بغل میں سوئی ہوئی بچی کا چہرا چھوا، اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اس کی پیشانی چومی، میری گڑیا، میری جان خدا نہ کرے یہ سب ہو پھر میں کیسے زندہ رہوں گا۔

پاپا بہت اندھیرا ہے۔ بتی جلائیے نا۔ رات کے آخری پہر بچی جاگ کر مجھ سے بتی جلانے کی ضد کرتی ہے، میں اسے کیسے بتاؤں کہ بتی نہیں جل سکتی، ایک ماہ سے لائن کٹی ہوئی ہے۔

سو جاؤ گڑیا ابھی رات ہے اُٹھ کر کیا کرو گی۔

مجھے پیاس لگی ہے پاپا۔

بیٹی تھوڑی دیر میں صبح ہو جائے گی پھر پی لینا میں نے اسے بہلانا چاہا۔ سنو اونچے مینار سے کتنی اچھی آواز آ رہی ہے میں نے آنکھیں بند کر کے آواز کا رس نچوڑنا شروع کیا، آواز ختم ہوئی تو بچی کہہ رہی تھی۔

پاپا میرے لیے کھلونا لا دیجیے گا، جیسا راشو کے پاپا لائے ہیں پتیلی کڑاہی بالٹی چولہا اور ....

اچھا بیٹی ضرور لا دوں گا۔

سنتے ہیں جی، بیوی جاگ گئی تھی۔ صبح کے ناشتے کے لیے آٹا ختم ہو گیا ہے۔ چینی بھی نہیں ہے۔

ہوں۔

راشو کے پاپا بھی آپ کے ساتھ نوکری کرتے ہیں مگر وہ لوگ .... میرا مطلب ہے کہ ....

میں اس کا مطلب سمجھ رہا تھا اور اندر ہی اندر دھماکے ہو رہے تھے، دھرتی لہولہان ہو رہی تھی، سب کچھ برباد ہو رہا تھا، پھر آوازوں کی گونج بڑھنے لگی، میں تمہیں ڈسچارج کر دوں گا گھما پھرا کر، گٹ آؤٹ۔

میں نے ان تین آنکھوں والوں کی کہانیاں یاد کرنی چاہیں جنھوں نے امتحان کی کٹھن گھڑیوں میں ثابت قدمی کا ثبوت دیا تھا اور میں جن کی پیروی کرنا چاہتا تھا مگر ذہن پر لاکھ زور دینے پر بھی کوئی کہانی یاد نہیں آئی، ذہن میں صرف دھواں تھا اور آوازوں کی گونج۔

صبح ہوئی اور میں نے امرود کے درخت پر نظر ڈالی تو شاخوں پر بیٹھے ہوئے بگولے پتوں کی اوٹ سے مجھے جھانک رہے تھے مجھے دیکھ کر ان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں اور وہ شاخوں سے اترنے لگے، کوئی کود رہا تھا، کوئی شاخ پکڑ کر جھول رہا تھا، کوئی اتر رہا تھا۔

دیکھو ایسا کرو، آج گڑیا کو کمرے میں رکھنا اور ممکن ہو تو تم بھی کمرے میں رہنا، میں نے بیوی کو تاکید کی تو وہ حیران نظروں سے مجھے دیکھنے لگی، مگر کیوں؟

تمہیں کیا بتاؤں کہ میری آنکھیں کیا کچھ دیکھ رہی ہیں، کان کیا کچھ سن رہے ہیں، کیا کرو گی جان کر کہ اس سے تمہیں فائدہ نہیں نقصان ہو گا۔

جب میں گھر سے باہر نکلنے لگا تو بچی پاؤں سے لپٹ گئی پاپا میرا کھلونا لیتے آئیے گا اور لالٹین بھی، اندھیرے میں مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔

میرے باہر نکلتے ہی چھوٹے بگولے بڑھنے لگے اور دیو قامت ہو کر میرے چاروں طرف پھیل گئے وہ ہاتھ لہرا لہرا کر چیخ رہے تھے جیسے میرا جلوس نکلا ہو اور نعرے لگائے جا رہے ہوں۔

• دفتر میں صاحب کا پی اے میرا منتظر تھا۔ مسٹر احمد، صاحب آپ سے بہت ناراض ہیں کیوں اپنی ملازمت کے دشمن بنے ہیں، آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ .... اس کی آواز بہت دھیمی ہو گئی، آپ کے بھلے کے لیے کہہ رہا ہوں، آپ بال بچے دار آدمی ہیں۔

اور اس دن جب میں گھر پہونچا تو بیوی دیوانوں کی طرح بچی کو پکار رہی تھی، میری گڑیا، میری ننھی سی جان، آنکھیں کھولو آنکھیں ....

کیا ہوا، کیا بات ہے، میں گھبرا گیا، کہاں ہے میری بچی کیا ہوا اس کو؟

یہ پلنگ پر پڑی ہے، اچھی بھلی کھیل رہی تھی کہ اچانک ....

میں نے دیکھا بگولے میری بچی کو گھیرے ہوئے تھے، کوئی اس کا ہاتھ نوچ رہا تھا کوئی پاؤں .... میں نے جھپٹ کر بچی کو گود میں اٹھایا اور دیوانوں کی طرح بھاگنے لگا، مجھے اپنے پیچھے بگولوں کے تیز قہقہے سنائی دے رہے تھے، میں بھاگتا رہا اور جب میرے قدم رکے تو ڈاکٹر کی آنکھوں میں تشویش تھی۔ خطرناک، بے حد خطرناک اگر جم کر علاج نہ کیا گیا تو ....

بکواس ہے سب بکواس ہے، میرا جی چاہا میں چیخنا شروع کر دوں، تین آنکھوں والے امتحان کی اس منزل سے نہیں گزرے ہوں گے، میں اس دور میں سب کچھ کھو کر ان کی پیروی کر بھی سکا تو کس کام کی، میرا ضمیر، میری یادیں میری تنہائی مجھے زندہ نہ رہنے دیں گی، سب جھوٹ ہے سب فریب ہے میں اپنی گڑیا کو بگولوں کے حوالے نہیں کروں گا، نہیں کروں گا، نہیں ....

دوسرے دن دفتر گیا تو دھڑکتے دل کے ساتھ کینٹین کے صرف دو چکر لگائے، واپسی میں ایک لالٹین خریدی .... کھلونے بعد میں خرید لوں گا۔

لالٹین جلی تو بچی نے آنکھیں کھول دیں، مجھے دیکھا پھر لالٹین کو، اس کی بجھی بجھی آنکھوں میں چمک جاگی۔ لالٹین آ گئی، وہ خوش ہو کر بولی اور پاپا میرے کھلونے؟

وہ بھی آ جائیں گے میری جان، تم جلدی سے اچھی ہو جاؤ۔

اس رات بیوی دیر تک اپنی ماں اور بھائیوں کی باتیں کرتی رہی پھر وہ سو گئی، میں نے بچی کو ٹھیک سے چادر اڑھائی، اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور لالٹین کی لو کم کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو نظر دیوار پر چلی گئی، چونا کی ہوئی سفید دیوار پر بے شمار چھپکلیاں، سانپ، بچھو اور نہ جانے کون کون سے کیڑے رینگ رہے تھے۔

میں نے سوئی ہوئی بچی کی چادر پھر سے ٹھیک کی بیوی کو دیکھا، لالٹین کی لو اور تیز کی، چکنی اور کھڑی دیوار پر چھپکلیاں اور بچھو تو رینگ سکتے ہیں مگر سانپ اور ڈنک والے یہ عجیب و غریب کیڑے، ان کو کیسے ماروں گر پڑے تو سوئی ہوئی بیوی اور بچی کو نقصان پہنچائیں گے مگر یہ اچانک کمرے میں کہاں سے آ گئے، میں جب بستر سے اتر کر دیوار کے قریب گیا تو حیرت کا دوسرا جھٹکا لگا یہ تو سائے ہیں رینگتے ہوئے کیڑوں کے سائے آخر کیڑے کہاں ہیں جن کے سائے دیوار پر پڑ رہے ہیں؟ اس رات خوف سے مجھے نیند نہیں آئی، گذرتی ہوئی رات کے ساتھ کیڑوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا، بگولوں سے پیچھا چھوٹا تو اب یہ .... میں نے پورا کمرہ دیکھ ڈالا، کہیں بل نہیں تھی، ان کا وجود نہیں تھا تو پھر دیوار پر سائے کہاں سے پڑ رہے تھے، میں نے بیوی کو آواز دی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ گئی کیا بات ہے؟ میں نے اسے دیوار پر رینگنے والے کیڑوں کے بارے میں بتایا تو وہ چونک کر دیوار دیکھنے لگی، آنکھیں مل مل کر دیکھا پھر خوف زدہ نظروں سے میرا منہ تکنے لگی، آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

مجھے کیا ہوا ہے، میں نے اسے حیرت سے دیکھا، میں تمہیں ایک بڑے خطرے سے آگاہ کر رہا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کہ ....

مگر دیوار پر تو کچھ بھی نہیں ہے، کیا آپ کو کچھ نظر آ رہا ہے؟

میں نے پھر دیوار کو دیکھا، چھپکلیاں دوڑ رہی تھیں۔ سانپ پھن کاڑھے ہوئے تھے، کیڑے ڈنک ہلا رہے تھے، میں نے پریشان نظروں سے بیوی کو دیکھا، پھر دیوار کو اور تب بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ کیا میں پاگل پن کی سرحدوں میں داخل ہو رہا ہوں؟ بیوی کو پھر نیند نہیں آ رہی تھی اور وہ میری بات سے خوف زدہ ہو گئی تھی اپنا خوف کم کرنے کے لیے مجھ سے باتیں کر رہی تھی مگر جب میں ہوں ہاں کر کے ٹالتا رہا تو اس نے بھی کروٹ بدل لی۔

صبح ہوئی تو میں نے ایک بار پھر کمرے کی تلاشی لی۔ ایک دو چھپکلیاں کلنڈروں کے پیچھے ملیں انھیں مار ڈالا، مگر سانپ، بچھو نہیں تھے، بیوی میری اس کارروائی کو تشویش بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی، دفتر کے لیے روانہ ہوا تو بجلی آفس کی بقایا رقم ادا کی اور آج ہی لائن جوڑنے کی تاکید کی کہ اندھیرے گھر کو کیڑے مکوڑوں نے اپنا مسکن بنا لیا ہے اس لیے تیز روشنی کی شدید ضرورت ہے۔

دفتر سے واپسی پر موسم خوشگوار تھا آسمان پر بادل کے ٹکڑے کٹی پتنگ کی طرح منڈلا رہے تھے دھیمی دھیمی پھواریں سرسرا رہی تھی میرے قدم بجلی کی دوکان پر رک گئے۔

اور جب میں ٹیوب لائٹ لے کر گھر پہونچا تو بیٹی پیروں سے لپٹ گئی پاپا یہ کیا ہے، بیوی نے بتایا کہ بجلی کی لائن درست ہوگئی ہے، میں نے سب سے پہلے ٹیوب لائٹ کمرے میں لگائی ٹیسٹ کیا پھر منہ ہاتھ دھویا، ٹیوب لائٹ کی دودھیا روشنی کمرے میں پھیلی تو بیٹی خوشی سے تالیاں بجانے لگی، اس رات بیٹی اتنی خوش تھی کہ اسے نیند ہی نہیں آرہی تھی۔

میری آنکھیں دوبارہ کسی آواز پر کھلی تھیں، کچھ دیر تک تو کچھ سمجھ میں نہ آیا پھر جب نظریں دیوار پر گئیں تو خوف سے گھگھی بندھ گئی، رینگتی ہوئی پرچھائیاں حقیقت بن گئی تھیں، چھپکلیاں عجیب سی آواز نکالتی ہوئی وحشیانہ انداز میں دم ہلا رہی تھیں بچھوؤں کے ڈنک کھڑے تھے اور سانپ اپنی زبان لپ لپ کرتے ہوئے حملے کے انداز میں پھن پھیلائے سرخ سرخ آنکھوں سے مجھے گھور رہے تھے۔

پھر میری نظریں اس عجیب الہیئت جانور پر جم گئیں جس کا بدن کنکھجورے کا اور منہ چمگادڑ جیسا تھا وہ جھپٹ جھپٹ کر چھپکلیوں پر حملہ کر رہا تھا اسے دیکھ کر سانپوں کا رُخ بدل گیا اور وہ حملے کے لیے اسے چاروں طرف سے گھیرنے لگے۔ چھپکلیاں نگل کر اس کی جسامت تیزی سے بڑھنے لگی سانپ اس پر حملے کر رہے تھے وہ غرا کر ان کے حملے روک رہا تھا، جس کا پھن اس کے منہ کی گرفت میں آتا اس کا اینٹھتا ہوا جسم دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتا آخری سانپ نگل کر وہ بکری کی جسامت کو پہنچ چکا تھا کچھ دیر تک وہ آنکھیں بند کیے بیٹھا رہا پھر اس نے اپنی سرخ سرخ آنکھیں کھول دیں، ہلکی سی جھرجھری لی اور میری طرف گھوم گیا۔

میں اس خونریز جنگ کو دیکھنے میں ایسا محو تھا کہ اپنے بچاؤ کی تدبیر بھی نہ کرسکا، بیوی کو بھی نہ جگا سکا بیٹی کی بھی حفاظت نہ کی اور اب وقت گذر چکا تھا، وہ ہلکی پھلکی چھپکلی کی طرح دیوار پر دوڑ رہا تھا، میں نے بستر سے چھلانگ لگانے کی کوشش کی مگر مجھے اپنی گردن کے گرد پھندے کا احساس ہوا اس کے لمبے لمبے بازو مجھے پوری طرح جکڑ چکے تھے۔ میں اس کی گرفت میں مچل رہا تھا زندگی اور موت کی جدوجہد تھی، میں نے پوری قوت سے اس کی گرفت توڑنی چاہی مگر اس کے بازو میرے گوشت میں اترتے جارہے تھے۔ میں چیخ رہا تھا مگر گردن کسی ہوئی تھی میں تڑپ رہا تھا مگر اس کا پورا بوجھ میرے بدن پر تھا میں تھک گیا۔ مجھ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی، میں نے اپنی بند ہوتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔

وہ نوچ نوچ کر میرا مغز کھا رہا تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک کام کرنے میں عجلت کیا کرو۔ آج کل پر مت رکھو اس لیے کہ عنقریب اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح ایسے (تاریک) فتنے ظاہر ہوں گے کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو بے دین ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح ہوتے ہوتے بے دین ہو جائے گا۔ اپنے دین کو متاعِ دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا۔

پٹنہ سے نشر

افسانہ

زندہ لمحوں کے خواب

مہناز انور

نہ جانے انسانی زندگی میں خوابوں کی کیا حقیقت ہے؟ —— میں نے سیکڑوں بار ان خوابوں کی حقیقت جاننا چاہی ہے! —— مگر پہروں اس مسئلے پر غور کرتے رہنے کے بعد بھی کسی نتیجہ پر نہیں پہونچ سکی ہوں! —— مجھے ماہرینِ نفسیات کے خیالات سے بھی کوئی اتفاق نہیں ہے! —— کیوں کہ ان کا تو یہ کہنا ہے کہ ہماری روزمرہ کی انسانی زندگی میں جو خواہشات پوری نہیں ہو پاتیں، وہ لاشعور میں جاکر خوابوں کی شکل اختیار کر لیا کرتی ہیں۔ اور نیند کی آغوش میں لیٹا ہوا انسان انھیں اپنی بند آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہے۔ اور یہی بند آنکھیں جب جاگ جاتی ہیں تو؟! —— سارے خواب بکھر جاتے ہیں۔ اور حقیقت —— ؟! —— لیکن میرے خواب، میرے خوابوں کا رشتہ تو بیچ بیچ کی زندگی سے بہت دور کہیں خلاؤں پر پرواز کرتا دکھائی دیتا ہے! ——

اور شاید اسی لیے، مجھے اس خیال پر یقین اس لیے نہیں آتا کہ، بیشتر ایسے خواب تمام شب ہماری نیند پر چھائے رہتے ہیں، جن کے بارے میں ہم ہرگز نہیں سوچتے! —— یہ خواب انجانے، ان دیکھے اور انہونے سے ہوتے ہیں —— !؟!

لیکن کبھی کبھی حقیقت بھی تو خواب بن جایا کرتی ہے؟

—— اسی لیے اس وقت، نہ میں خوابوں کی حقیقت جاننے بیٹھی ہوں اور نہ ہی مجھے خوابوں کی تعریف سے کوئی سروکار ہے! —— مجھے تو بس اپنا ایک ایسا خواب رقم کرنا ہے جس نے تمام زندگی جیسے قید کرلی ہے!

کبھی کبھی انسان کا ماضی بھی تو ایک خواب بن کر اس کی یادوں میں بس جاتا ہے! —— وہ یہ سب کچھ بیداری کی حالت میں یاد کرتا رہتا ہے اور جیسے اُسے اس بات کا یقین ہی نہیں آتا کہ یہ سب کچھ اس کی زندگی کے شب و روز میں بیتا ہے! —— بس اسی جگہ پر خواب اور حقیقت کا رشتہ ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہوئے بھی کتنا ایک جیسا لگنے لگتا ہے؟!

میری زندگی بھی اسی خواب اور حقیقت کے دوراہے پر کھڑی نہ جانے کیا دیکھ رہی ہے؟! —— زندگی کے گذارے ہوئے پچھلے چند سال، ایک خوب صورت خواب کی شکل میں، مجھے بار بار یاد آتے ہیں! —— اور غم کی عجیب لذت سے آشنا کر کے، مجھے پہروں تلملاتا چھوڑ جاتے ہیں!

—— میں سب کچھ بھول جانا چاہتی ہوں، ——

لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ انسان اپنا رشتہ ماضی سے علیحدہ کر لے یا پھر، وہ صرف حال کی زندگی میں خوش رہنا سیکھ لے؟

—— شاید ایسا ممکن نہیں، ہرگز، ہرگز ممکن نہیں!

آج تک، مجھے اپنی وہ سہاگ رات یاد ہے! —— جس میں، ...... کتنا عجیب احساس تھا میرا؟ ..... مجھے جیسے اپنی قسمت پر یقین نہیں آرہا تھا؟؟ ..... میں تو بالکل ایک خواب کی سی کیفیت میں تھی! —— ؟!

دل کے نہاں خانے سے ایک آئینہ سامنے آجاتا اور اس میں میں اپنی شکل و صورت پر غور کرنے لگتی ...! ——

رنگ خاصہ سانولا، چھوٹا سا قد، معمولی ناک نقشہ، اور اس پر لطف یہ کہ بچپن میں چیچک بھی نکل آئی تھی! —— اور پھر بچپن سے شادی کی رات تک میرے کانوں میں گھر والوں اور دنیا والوں کی صرف یہی آوازیں گونجتی سنائی دیتی تھیں!

"لڑکیوں کے مناسب رشتے نہیں مل پاتے! اور پھر ایسی معمولی شکل و صورت والی اس بیچاری سعدیہ کا کیا ہوگا!؟ خدا کرے کہ زندگی میں وہ دن بھی آئے جب ماں باپ کا یہ بوجھ سر سے اترے؟! ——"

ماں باپ نے میری دوسری بہنوں کی طرح، میرے لیے کبھی یہ تمنا نہ کی کہ کوئی ڈاکٹر، انجینیر یا افسر بیاہ کر لے جائے، بس سب کی زبان پر یہی آرزو تھی کہ کسی طرح وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں!! —— میں اس لیے اور بھی بدشکل دکھائی دیتی کہ میری دوسری بہنیں کافی خوب صورت تھیں! —— اجالے اور اندھیرے کا یہ فرق مجھے ہر لمحہ پستی

کی طرف ڈھکیلتا رہتا تھا! ... سب کو اگر کوئی فکر تھی، تو میری ان کی ہمدردیاں سن سن کر مجھے اپنی صورت اور بھی گھناونی لگنے لگتی!

ہر لڑکی کی زندگی میں ایک عمر ایسی ضرور آتی ہے جب وہ رات اور دن کی تمیز کیے بغیر خواب دیکھتی رہتی ہے! — اس کے ذہن میں ہمیشہ ایک ہمسفر شہزادے کے روپ میں اس کے خوابوں پر چھایا رہتا ہے۔ "اپنے گھر" کا ایک نہایت خوب صورت تصور اس کو کسی نادیدہ مستقبل کا منتظر رکھتا ہے! جس کی مالکن وہ اپنے آپ کو سوچتی ہے! — اور اس کے ہر حکم کی تکمیل اس کا شہزادہ کرتا ہے! — بڑی بوڑھیاں لڑکی کی اس عمر کو نہایت خطرناک بتاتی ہیں! کیوں کہ اس عمر میں کسی بھی نوجوان کے اندر اس کو اس خواب کی تعبیر نظر آسکتی ہے! — اور شاید اسی وجہ سے خوابوں کی اس عمر میں بزرگوں کی نگرانی اور بھی سخت ہو جایا کرتی ہیں! — لیکن کسی کو کیا معلوم کہ خوابوں سے بہلنے والی یہ عمر، حقیقت سے کس قدر ناآشنا ہوا کرتی ہے — لیکن میں — ؟! میں تو کبھی ان خوابوں سے دوچار ہی نہیں ہوئی!! کیوں کہ مجھے تو ان خوابوں میں بھی ہمیشہ اپنی ہی شکل نظر آیا کرتی اور پھر میں نے تو اپنی زندگی سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ اور دکھوں کو اپنا مقدر جان کر قسمت سے اب مجھے کوئی شکوہ نہ رہا تھا!!

لیکن — ! اچانک، بغیر خواب دیکھے مجھے ان کی بڑی خوب صورت تعبیر مل گئی، ایک نہایت خوب صورت شہزادہ مجھے ڈولے کر لینے آگیا — یہ سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا کہ میرے ماں باپ، بھائی بہن، رشتہ دار دنیا والے، سب حیرت زدہ رہ گئے، !؟ — سب اس خدائی معجزے کے قائل تھے! — اور میں خاموش، سر جھکائے کاتبِ تقدیر سے اس کا شکریہ ادا کر رہی تھی، سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہو رہا تھا۔ لیکن جیسے یقین نہیں ہو رہا تھا! — پھولوں کی سیج

پر لیٹنا اور کانوں کے اندر رس گھولتی ہوئی میرے سرتاج کی سرگوشیاں، مجھے ایک نہایت انوکھا خواب محسوس ہو رہی تھیں۔ لیکن یہ تو سچ مچ حقیقت کی دہلیز پر سب کچھ موجود تھا!!

اور اس طرح میری زندگی کی کھردری حقیقت نے اچانک پریوں اور شہزادیوں کی زندگی گزارنا شروع کر دی!! — ! میں اپنے نئے گھر کو اپنے لیے سجدہ گاہ سمجھنے لگی اور اپنے شوہر کو اپنی زندگی کا فرشتہ!! — سچ مچ وہ فرشتہ ہی تھے! کیوں کہ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا کہ آخر اتنے پڑھے لکھے اور خوب صورت نوجوان کے لیے چاروں طرف حسین لڑکیاں موجود تھیں، پھر میں کیونکر ان کی زندگی میں آگئی؟؟ — ! مگر دھیرے دھیرے ان کی روز افزوں محبت اور توجہ نے یہ سمجھا دیا کہ اللہ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں!!

ابھی چند ہی ماہ گزرے تھے کہ ایک دن میرے شوہر بڑی ہنسی خوشی، گھر میں داخل ہوئے! — اور مجھے بہت پیار سے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہنے لگے!

"تمھیں شاید یہ سن کر بہت خوشی ہو کہ مجھے حکومت کی طرف سے اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن بھیجا جا رہا ہے! صرف تین سال کی بات ہے۔ اس کے بعد تمھارا شوہر کہیں سے کہیں پہونچ جائے گا!!"

لندن!؟ — اعلیٰ تعلیم؟! — یہ بھی تو ہر انسان کی زندگی کا ایک بہت اہم خواب بن چکے ہیں!؟ — اور مجھے تو بغیر خواب دیکھے ہی سب کچھ ملا جا رہا تھا — میں نے بہت خوش ہوتے ہوئے ان کی سلامتی اور ترقی کی دعائیں مانگیں! — جدائی کے جان لیوا دنوں کے تصور سے میری آنکھوں میں آنسو تیرنے ہی والے تھے کہ میں یونہی مسکرا دی۔ لیکن میری آواز بھرآئی اور نہ چاہتے ہوئے بھی روہانسی ہوگئی! — انھوں نے بڑے پیار سے گلے لگاتے ہوئے کہا!!

"ارے پریشان ہونے کی کیا بات ہے؟! ایسے موقعے ہر ایک کو تو ملتے نہیں؟! اور پھر اس مدت میں، میں تمھیں اتنے سارے خطوط لکھوں گا کہ تمھیں میری دوری کا احساس ہی نہ ہوگا!؟! — ہر روز کی تمام خبریں تمھیں ڈائری کی شکل میں بھیجتا رہوں گا!! — اور اگر تم اب بھی پریشان ہو، تو ٹھیک ہے میں جانا کینسل کر سکتا ہوں!؟"

میں نے فوراً اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے ان کی آغوش میں اپنا سر رکھ دیا اور آنسو پونچھتے ہوئے بڑے ضبط کے ساتھ جدائی کا غم بھی سہہ لیا!۔

یہ سچ ہے کہ لندن پہونچ کر، میرے شوہر نے مجھے اتنے خط بھیجے کہ دوری کا احساس بڑی حد تک کم ہو گیا۔ اور میری زندگی کا اہم مشغلہ ان کے خطوط پڑھنا اور ان کے جواب دینا بن گیا! — ان کے خطوں سے آہستہ آہستہ یہ اندازہ ہوتا گیا کہ وہ جلد سے جلد واپس آنے کے لیے خوب محنت سے کام کر رہے ہیں، ان کے شب و روز زیادہ سے زیادہ مصروف ہونے گئے، یہاں تک کہ کبھی کبھی مہینوں بعد کوئی مختصر سا خط آتا مگر خط کے چند جملے ہی مجھے تازہ دم کرنے کے لیے کافی تھے، اس مدت میں انھوں نے ڈھیروں رنگین تصویریں روانہ کیں — جس سے ان کی نکھرتی ہوئی شخصیت اور بھی جاذب نظر آتی! — اور میں دل ہی دل میں بے قابو ہو جاتی، خوشی کے مارے ایک عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری ہونے لگتی ہے! — یہی خوشی کبھی کبھی مور کا ناچ ثابت ہوتی، جو رقص کرتے کرتے اچانک اپنے پیر دیکھ لیتا ہے اور اس کی خوشی افسردگی میں بدل جاتی ہے!! — جب بھی آئینے کے سامنے بیٹھ کر میں نے ان کی تصویریں دیکھی ہیں۔ مجھے بھی ایسی ہی افسردگی کا احساس ہوا ہے! — لیکن یہ احساس بہت لمحاتی ہوتا — فوراً مجھے خوب صورت یادیں اور آنے والا روشن اور تابناک وقت اپنی آغوش میں لے لیتا! — اور میں خوابوں کے گھروندوں سے بہلنے لگتی!! — میری زندگی سراپا انتظار بن گئی تھی ...... میں ایک اک روز کا حساب رکھتی تھی ..... گھر کی دیواروں پر بیٹھے کائیں کائیں کرتے کوّے مجھے اپنے پیا کا پیغامبر لگتے اور میں ان کی واپسی کے دنوں کا حساب لگانے لگتی! — کافی دنوں سے ان کا خط نہ آنے سے پہلے تو کچھ فکر ہوئی لیکن پھر انھیں کی تحریر یاد آگئی کہ "خط دیر سے لکھنے کی وجہ میری زیادہ مصروفیت کے سوا کچھ بھی نہ ہوگا!" — اور شاید اسی لیے میں پریشان بھی نہیں ہوئی! لیکن ..... اس طویل انتظار کے بعد جو خط مجھے ملا اس نے ان کے ساتھ گزاری ہوئی زندگی کو ایک خواب میں بدل دیا! — میرا دماغ برف کی مانند جم گیا! — میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، سورج کی تلملاتی کرنوں میں، مجھے خوابوں کے رہ گذار نظر آنے لگے، انھیں رہ گذاروں میں حقیقت کا کوئی روپ سراب بن کر دکھائی دیتا اور پھر ڈوب جاتا میں نے پورے اعتماد کے ساتھ خط کا آخری جملہ بھی پڑھ ڈالا

سعدیہ!!

لندن کی کہر آلود شاموں کا حسن، ناقابل بیان ہے میری مصروف زندگی۔ اور حد سے زیادہ بڑھے ہوئے کاموں نے مجھے ایک مدت تک احساسِ لطیف سے عاری رکھا! — ادھر کچھ دنوں قبل میرا کام تقریباً ختم پر تھا کہ اچانک ایک شام کسی خوب صورت ساتھی کی رفاقت میسر ہوگئی اور تب سے زندگی کے اس دھڑکتے حسن میں اس طرح اسیر ہو چکا ہوں کہ نکلنا مشکل ہے، میں اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں بھی اب کچھ سوچنا نہیں چاہتا!۔ میں نے اس حسین ساتھی سے کورٹ میرج کر لی ہے اور تمہارے بارے میں بھی سب کچھ بتا دیا ہے! — پتہ نہیں یہ سب کچھ میں نے کیسے اور کیوں کر لیا؟ تم سے شادی کرنے پر بھی یہی سوال میرے ذہن میں ابھرا تھا، تب بھی میں نے سب کچھ ذہن سے جھٹک کر تمھیں ہنسی خوشی گلے سے لگا لیا تھا اور اب بھی اسی طرح سب کچھ بھول کر کسی کو اپنے سینے سے لگا لیا ہے!!۔ میں اب بھی تمہاری عزت کرتا ہوں!۔ ہوسکے تو مجھے معاف کر دینا! ورنہ .....

تمہارا
گنہگار جمشید

خط کے یہ جملے مجھے مار ڈالنے کے لیے بہت کافی تھے لیکن ..... اب بھی میں زندہ ہوں! ..... شاید یہ جاننے کے لیے، کہ ....

خوابوں کی حقیقت کیا ہے؟؟!!

(اردو سروس سے)

مہناز انور
۸۰۰- بلاک I
اولڈ کیمپس، جواہر لال نہرو یونیورسٹی
نئی دہلی ۱۱۰۰۶۷

ماضی کی شگفتہ و شاداب تحریروں سے انتخاب

مجھے کسی سے نفرت نہیں

کرشن چندر

ایک عرصہ سے ملک صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ آخری بار کوئی تین ماہ ہوئے جب وہ مجھ سے ملے تھے تو ایک فلم کمپنی بنانے کے چکر میں تھے۔ اس کے بعد ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آج صبح صبح ناشتے پر مجھے ان کا خیال آیا۔ تو میں نے سوچا چلو دادر میں چل کے انھیں دیکھتا جاؤں۔ ان کا چکر کس منزل پر ہے۔

دادر میں ملک صاحب کے گھر پہونچا تو وہ گھر پر نہیں تھے۔ بھابی نے بتلایا وہ آفس گئے ہیں۔

"آفس کہاں لیا ہے؟"

"اوپیرا ہاؤس کے قریب دائیں طرف گلی میں جو لال جی بھائی مول جی بھائی دھوکے والا کی بلڈنگ کا بڑا پھاٹک ہے نا۔ اس کے اندر پہلی منزل پر۔"

میں نے دل میں سوچا چلو اچھا ہوا۔ آخر ملک صاحب نے اپنی فلم کمپنی بنا ہی ڈالی میں ان کے آفس جا کے مبارک باد کیوں نہ دے آؤں۔ یہی سوچ کر میں کرسی سے اٹھا۔ اور کمرے سے نکلنے لگا تو بھابی نے کہا:۔

"چائے پی کر جائیے نا۔"

میں نے پوچھا گھر میں چینی ہے؟"

"چینی"! بھابی نے خفا ہو کر کہا۔ "چینی تو نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہے۔ راشن سے ملتی ہے۔ اگر آپ کو چائے یہاں پینا ہی تھی تو کم از کم چینی تو گھر سے لے آتے۔"

آئندہ احتیاط برتوں گا۔ یہ کہہ کر میں کمرے سے باہر نکل گیا۔ بھابی دروازے پر کھڑی تھیں چلتے چلتے ٹھوکر لگی۔ تو گھبرا کے بولیں آپ بھی کیا غضب کرتے ہیں۔ احتیاط سے اتریئے نا یہ زینہ بہت کمزور ہے۔ کہیں ٹوٹ گیا تو مالک مکان دوبارہ بنوا کے دیں گے؟

چپ چاپ میں اپنا گھٹنا سہلاتا ہوا نیچے اتر گیا۔ دراصل ان معاملوں میں زیادہ بات کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ اور میں بات بھی کیا کر سکتا تھا۔ کیوں کہ ان معاملوں میں بھابی کا ذوق بھی وہی ہے جو میری بیوی کا ہے۔ میری بیوی کو اگر گھر میں مہمان آجائے تو مہمان سے زیادہ چائے کے برتنوں کا خیال رہتا ہے۔ لیکن مہمان سے بداحتیاطی سے چائے کے برتن نہ ٹوٹ جائیں اسی خدشے میں وہ مہمان کو اکثر چائے کے لیے پوچھنا بھی بھول جاتی ہیں اور اگر کہیں مہمان بدقسمتی سے دُہرے بدن کا بھاری بھرکم ثابت ہوا۔ تو گھر میں فالتو چارپائی جانے کہاں غائب ہو جاتی ہے۔ ایسا مہمان اگر غلطی سے صوفے پر بیٹھ بھی جائے تو ان کی نگاہ ہر وقت اس پر رہتی ہے۔

مہمان اگر دائیں طرف مڑا تو ان کی نگاہ بھی دائیں طرف گھومی۔ مہمان بائیں طرف گھوما تو ان کی نگاہ بھی بائیں طرف مڑ گئی۔ صوفے نے ذرا سی بھی چوں کی تو میری بیوی کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں۔ اسی قسم کے حادثوں کے باعث انھیں آج کل اختلاج رہتا ہے یہ الگ بات ہے کہ پہلے مہمان کو اختلاج ہوتا ہے۔ بعد میں میری بیوی کو ہوتا ہے۔ اسی لیے اس وقت میں نے بھابی سے زیادہ بات نہیں کی اور چپ چاپ اپنا گھٹنا ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ ورنہ یہ بہت ممکن تھا کہ اگر میں جواب دینے کی کوشش کرتا تو بھابی کو ہسٹریا کا دورہ پڑ جاتا۔

خیر کسی طرح لال جی بھائی مول جی بھائی دھوکے والا کی بلڈنگ میں ہی معلوم ہوا کہ یہاں کسی فلم کمپنی کا دفتر نہیں ہے۔ پہلی منزل پر باہر جلی حروف میں ایک بورڈ پر لکھا تھا:۔

تیل دھارا
ایک خوشبودار مرکب تیل جو ہر مرض کا شرطیہ علاج ہے۔
موجد:۔ ڈاکٹر ملک

میں بورڈ پڑھ کر جلدی سے آفس میں چلا گیا۔ آفس میں ایک بہت بڑی میز پر سر لٹکائے ملک صاحب یعنی کہ ڈاکٹر ملک صاحب اونگھ رہے تھے۔

میں نے جاتے ہی ایک مڑکا دیا ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھے اور بڑی شفقت سے بغلگیر ہو کے کہنے لگے۔ میں لکھ پتی ہونے والا ہوں مجھے مبارکباد دو۔

وہ کیسے! میں نے پوچھا۔

ملک صاحب میری طرف دیکھ کے مسکرائے دراصل ملک صاحب کے مزاج میں عاجزی کا بہت دخل ہے۔ وہ ہاتھ بڑھا بڑھا کے انگلیاں نچا نچا کے جبڑہ ہلا ہلا کے بات کرتے۔ آنکھیں نیچی کیے گردن جھکائے کندھے سکوڑے بڑی نرمی اور عاجزی اس طرح گفتگو کرتے ہیں۔ گویا اپنی بیوی کے سامنے بول رہے ہوں۔ دراصل ایک شوہر کے مزاج کی تعمیر میں اس کی بیوی کے مزاج کا بہت دخل ہوتا ہے۔ اور اگر نہ ہو تو شوہر کو ہر وقت بے دخل ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔

اس لیے جب ملک صاحب نے قریب قریب سرگوشی میں مجھ سے کہا۔ میں لکھ پتی ہونے والا ہوں تو ان کی آواز ہی میں ایسی لرزش تھی۔ گویا وہ کسی گناہ کے لیے اپنی بیوی سے معافی مانگ رہے ہوں۔ میں نے کہا: "بھئی آخر بتاؤ ماجرا کیا ہے۔ تم تو ایک فلم کمپنی کھول رہے تھے۔ یہ تیل دھارا کیا لے بیٹھے؟"

ملک صاحب کہنے لگے۔ "یہ شیشے کی الماریوں میں تم یہ بوتلیں دیکھ سکتے ہو۔ یہ میری ایجاد ہے..... میری بیوی کے سوا..... پھر کھانس کر آگے چلے۔ یہ تیل ماتھے پر لگا لو سر درد دور ہو جاتا ہے۔ ناک کے نتھنوں میں ڈالو تو زکام غائب ہو جاتا ہے۔ کان میں ڈالو تو کان کا میل صاف

ہوجاتاہے۔ چندیا پر لگاؤ تو چندیا صاف ہوجاتی ہے۔ یہ تیل بہ یک وقت بال صفا پوڈر بھی ہے اور بال اگانے کا تیل بھی ہے۔"

"وہ کیسے؟" میں نے حیران ہو کے کہا۔

وہ بولے "اس تیل کو دن میں لگاؤ، تو بال صاف کر دیتا ہے۔ رات کو لگاؤ تو بال اگاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ تیل سفید بالوں کو کالا کرتا ہے۔ اور کالے آدمیوں کو گورا کرتا ہے۔ آپ اسے سر پہ لگا سکتے ہیں۔ اور ضرورت پڑی تو پی بھی سکتے ہیں۔ کیوں کہ اس میں ارنڈی کا تیل بھی شامل ہے۔ جو قبض کشا ہوتا ہے۔ اور انتڑیوں کو صاف کرتا ہے۔ گویا یہ تیل ہر مرض کا جواب ہے بہترین خضاب ہے اور خوشبودار گلاب ہے۔"

اتنا کچھ کہہ چکنے کے بعد ملک صاحب پھر مجھ سے لپٹ گئے۔ میں نے بڑی محبت سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پوچھا۔ اب تک لاکھ بوتلیں اس تیل کی بک گئیں۔؟

ابھی تک تو صرف تین بوتلیں بکی ہیں مگر دراصل پبلسٹی اور تم جانتے ہو آج کل کا زمانہ ......

ملک صاحب آگے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ مگر نہیں کہہ پائے۔ کیوں کہ محمود آگیا۔ محمود ہم دونوں کا دوست ہے۔ اور بہت ہی جذباتی آدمی ہے۔ وہ حسین سیٹھ مرگھے والا کی دوکان پر کپڑے بیچتا ہے۔ اور فرصت کے وقت فلمی کہانیاں لکھتا ہے۔ جو ابھی تک کہیں فروخت نہیں ہوسکیں اس سے اس کے جذباتی ہونے کا اندازہ لگ سکتا ہے۔ آج وہ خلاف معمول بہت خوش نظر آتا ہے۔ میں نے پوچھا محمود کیا بات ہے۔ بہت خوش نظر آرہے ہو۔ نوکری سے جواب مل گیا۔

وہ بولا نہیں بھائی نوکری سے جواب تو نہیں ملا۔ ایک ایسی ترکیب ذہن میں آئی ہے جس سے ہم تینوں لکھ پتی بن سکتے ہیں۔

ملک صاحب نے پوچھا کتنے دنوں میں؟ دراصل محمود بھائی یہ سوال بہت اہم ہے۔ کہ آدمی کتنے دنوں میں لکھ پتی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر تم اس تیل دھارا کو ہی لو اور پچھلے تین ماہ میں میں نے اس کی تین بوتلیں فروخت کی ہیں۔ اس رفتار سے مجھے یقین ہے کہ اگر دو سال اور زندہ رہ جاؤں تو ضرور لکھ پتی بن سکتا ہوں۔

بیشک بیشک۔ محمود نے سر ہلا کے کہا۔ مگر اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہوں ہر برس کے دن پچاس ہزار۔

بالکل بالکل ملک صاحب نے مزید تائید فرماتے ہوئے اپنے کندھے سکوڑ کے اور اپنی ناک اونچی کرکے محمود کی طرف شکایتاً دیکھا اور پھر پوچھا کتنے دن؟ کتنے دن لگیں گے؟ لکھ پتی بننے میں کوئی ایک سال کا عرصہ چاہیے۔

تو ایک سال تک کیا کریں گے۔ یہی تیل دھارا بیچیں گے۔؟

بیشک بیشک محمود نے بے خیالی میں کہا پھر چونکا ہو کے بولا۔ ایسا نہیں ہے ملک صاحب میری ترکیب سے پہلے سینکڑوں کی آمدنی ہوگی۔ پھر ہزاروں کی ایک سال کے بعد لاکھوں کی آمدنی ہونے لگے گی۔ تو جلدی سے بتاؤ نا۔ ملک صاحب نے ذرا چڑ کے کہا۔ بتاتا ہوں۔ بات یہ ہے ملک صاحب! آپ ادبی ذوق رکھتے ہیں۔ یہ بات الگ ہے کہ حالات زمانہ نے آپ کو تیل دھارا بیچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور مجھے کپڑا بیچنے پر مگر ہم دونوں ادبی ذوق رکھتے ہیں۔ اور یہ ہمارا دوست (میری طرف اشارہ کرکے) تو شاعر ہے۔ کیوں بھئی کل کے مشاعرے میں تمھیں کیا ملا۔

آنے جانے کا تھرڈ کلاس کا کرایہ اور دس روپے نقد۔ سوڈا لیمن مفت۔

اچھے رہے ملک صاحب نے خوش ہو کر میری طرف دیکھا۔

بیشک بیشک۔ محمود کی نگاہوں نے تقریباً اپنا ہاتھ میری جیب میں ڈال دیا۔

ملک صاحب نے کہا تو وہ ترکیب بتا نا جلدی سے۔

محمود کچھ کہنے کو تھا۔ کہ تیل دھارا کے آفس میں گردھاری داخل ہوا گردھاری ہم تینوں دوستوں کا چوتھا دوست ہے۔ مگر اس وقت وہ ایک دشمن کی طرح بپھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ اس کی قمیص گندی اور میلی تھی گردن کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ ماتھے پر ان سلجھی شکنیں۔ اور پاؤں دھول میں اٹے ہوئے تھے بہرحال ہم نے اس کے غصے کے باوجود اسے اپنی نئی ترکیب میں شامل کر لیا۔ محمود کی ترکیب بہت آسان تھی جیسے لکھ پتی بننے کی ہر ترکیب بہت آسان ہوتی ہے۔

ہم سب ایک ایک فلمی کہانی لکھیں گے اور پھر مل کے بیچیں گے۔ اور پیسے آپس میں بانٹ لیں گے۔ یہ ایک کہانی سنڈیکیٹ ہوگا۔ جہاں پر ڈسٹری بیوٹروں کو ہر طرح کی ہر قماش کی اور ہر مزاج کی کہانیاں دستیاب ہوسکیں گی۔ کہانی جس میں ہیرو ہیروئین کو بھگائے لے جاتا ہے، یا وہ کہانی جس میں ہیروئین ہیرو کو بھگائے لے جاتی ہے، یا وہ کہانی جس میں ولین دونوں کو بھگائے لے جاتا ہے۔ ہر طرح کا فارمولا استعمال کیا جائے گا۔

بالکل تیل دھارا کا فارمولا معلوم ہوتا ہے۔

بیشک بیشک محمود نے سر ہلا کے کہا۔

گردھاری نے میز پر زور سے مکا مار کے کہا مگر یہ اسکیم چل سکتی ہے۔ ہم اس سے لاکھوں روپے کما سکتے ہیں ہمارے پاس کیا نہیں ہے۔ عقل ہے، تہذیب ہے، ہنر ہے۔ فکر رسا ہے۔

اور تیل دھارا ہے۔

بے شک بے شک۔

گردھاری نے میز پر دوسرا مکا مار کے کہا۔ تم ہر وقت بے شک بے شک نہ کہا کرو۔ مجھے سخت غصہ آتا ہے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگ متحد ہو جائیں متحد ہو کے دنیا میں کام کریں۔ دنیا میں جب تک ہم اپنا گروپ نہیں بنائیں گے۔ ہمیں کوئی نہیں مانے گا۔ عباس کو دیکھو اپنا گروپ بنا کے کام کرنے لگا۔ آج لاکھوں میں کھیل رہا ہے۔ کس لیے! صرف اس لیے کہ اس کا اپنا گروپ تھا۔ تم عباس سے کم لائق ہو۔ محمود تم ملک میں گردھاری تم نادم کتنے بڑے شاعر ہو۔ کون تمھیں پوچھتا ہے۔ ارے میاں دنیا میں گروپ بنا کے کام کرو۔ عباس میں اسے ٹھیک کر دوں گا۔ میں اسے بتلاؤں گا۔ میں تم کو محمود تم کو اس گروپ کا لیڈر بناؤں گا۔ دنیا دیکھے گی۔ اور عباس یاد کرے گا۔ کوئی اس کے سامنے چھاتی تان کر کھڑا ہوا تھا۔ میں اسے بھی دیکھ لوں گا وہ میرے پاؤں پڑے گا۔ گڑگڑائے گا۔ لڑے گا۔ لیکن میں اسے معاف نہیں کروں گا۔ کیا سمجھتا ہے اپنے آپ کو میں اسے وہ ذلیل کروں گا وہ ذلیل کروں گا۔

محمود نے پوچھا کیا بات ہے۔ عباس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔

تم نہیں جانتے گردھاری نے اور بھی خفا ہو کے کہا۔

عباس کا نام مت لو جی میرے سامنے۔

میں نے کہا مگر ہم کہاں لے رہے ہیں۔ تم خود ہی اس کا ذکر کر رہے ہو۔ اور میں سن رہا ہوں۔ حالاں کہ وہ میرا دوست ہے۔ ملک صاحب نے بات کا پہلو بدل کر محمود کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا۔ اس میں کئی شاخسانے نکالے یہ طے کیا گیا۔ کہ کہانیاں بیچنے کے ساتھ تیل دھارا بھی بیچی جائے اس کے علاوہ محمود بھائی حسین سیٹھ موگھے والا کی دکان پر کپڑا بھی بیچتے رہیں۔ گردھاری جو چھ ماہ سے بیکار تھا بدستور نوکری کی تلاش کرتا رہے۔ اور دفتروں کے چکر لگاتا رہے۔ اس دوران میں اگر کوئی مجھے مشاعرے کے لیے دعوت دیدے تو میں یہ کوشش کروں کہ اپنے تینوں دوستوں کو اس مشاعرے میں مدعو کر دوں۔ نظمیں سب کے لیے خود لکھوں تخلص بدل بدل کر غرضیکہ ایک خاصی اچھی اسکیم تیار ہوگئی۔ اسی گفتگو میں ڈھائی بج گئے۔ پھر تین ہونے کو آئے۔ میں چاہتا تھا کہ محمود کھسک جائے۔ اور گردھاری بھی چلا جائے تو میں ملک صاحب کو کسی ہوٹل میں کھانے کو مدعو کر دوں۔ کیوں کہ میری جیب بہت زیادہ بھاری نہ تھی۔ مگر یہ نہ ہوا کسی نہ کسی طرح بات ہی سے بات نکلتی رہی۔ گفتگو چلتی رہی۔ گردھاری کے ہونٹوں پر پپڑیاں سوکھتی گئیں۔ محمود ایک مجبور کھلونے کی طرح گردن ہلا ہلا کے بے شک بے شک کہتا گیا۔ اور ملک صاحب کے شانے سکڑتے گئے۔ اور ان کی اندر دبی ہوئی آنکھوں پر سیاہ پپوٹے سرما کے پانی پر سیاہ کائی کی طرح پھیلتے گئے۔

جب ساڑھے تین ہونے کو آئے تو میں نے ملک صاحب سے کہا اُف وہ باتوں باتوں میں کھانا تو بالکل ہی بھول گئے۔ چلیے کسی ہوٹل میں چل کے کھالیں۔ محمود اور گردھاری فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ملک صاحب نے کہا بھائی نادم میں بہت نادم ہوں مجھے بھوک بالکل نہیں ہے۔

چلیے نا۔ ملک صاحب۔ محمود بولا۔ اب نادم کہہ رہے رہے ہیں تو آپ انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ ویسے تو مجھے بھی بھوک نہیں ہے۔

گردھاری نے کہا۔ میں تو کھا کے آیا ہوں۔ تھوڑا سا چکھ لینا۔ دو چار لقمے۔

نہیں بھئی۔ گردھاری بڑے غصے میں بولا۔ میں کھاکے آیا ہوں۔ میں نے اس کی بانہہ میں اپنی بانہہ ڈال دی اور اسے اپنے ساتھ گھسیٹ کے لے گیا۔

پہلے میرا ارادہ ایک دوسرے درجے کے ہوٹل میں جانے کا تھا۔ مگر پہلے میرا ارادہ صرف ملک صاحب کو ساتھ لے جانے کا تھا۔

پہلے دو آدمی ہوتے اب چار آدمی تھے۔ اس لیے میں نے ارادہ بدل دیا۔ ایک سستے سے ہوٹل میں گھس گیا۔ یہ بھیاجی کا ہوٹل تھا۔ یہاں کھانے میں صرف پوری بھاجی ملتی ہے۔ تیل کی پوری، آلو کی بھاجی، نل کا پانی سب ملا کر چھ آنے میں ایک آدمی کا کھانا ہوتا ہے۔ مگر آج چونکہ ملک صاحب کو بھوک نہیں تھی۔ اس لیے انھوں نے صرف پوریاں دس کھائیں۔ محمود نے بارہ۔ میں نے پندرہ اور گردھاری تو گھر سے کھاکے آیا تھا۔ اس لیے اس کے لیے پچیس پوریاں منگائی گئیں۔ اس کے علاوہ اس کے لیے دہی بڑے کی دو بڑی پلیٹیں لانے کا آرڈر بھی دیا گیا۔ جب کھانا ختم ہوا۔ میری جیب میں صرف پانچ آنے کے پیسے رہ گئے۔ جب ہوٹل سے نکلے تو محمود کو ایک ضروری کام یاد آگیا۔ اور ملک صاحب کو تیل دھارا کی ایک شیشی بیچنے کے لیے کہیں جانا تھا۔

خیر وہ دونوں تو چلے گئے اور ہم دونوں لکھ پتیوں کو فٹ پاتھ پر اکیلا چھوڑ گئے۔

گردھاری نے مجھ سے کہا۔ جانتے ہو۔ میں نے آج تین دن کے بعد کھانا کھایا ہے۔؟

میں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا آہستہ سے کہا کافی پیوگے؟

گردھاری نے کہا کیوں نہیں پئیں گے۔

تو چلو سامنے کی دوکان میں یہ اس دوکان کا مالک ایرانی میرا واقف ہے۔

ایرانی کے دوکان کے اندر پہونچکر گردھاری نے اپنے دھول میں اٹے اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے اپنا چپل دھویا جس کے تلے کے اندر ایک بہت بڑا سوراخ تھا۔ اور اس نے اپنا منہ دھویا۔ پھر اس نے اپنے بالوں میں کنگھی کی۔ اور میرے ساتھ ایک کیبن میں آبیٹھا۔ بوائے نے گرم گرم کافی کے دو کپ ہمارے سامنے لاکے رکھے۔

گردھاری نے کپ اٹھایا۔ کافی کی سوندھی سوندھی مہک اور پیالے سے اٹھتی ہوئی دھوئیں کی لکیر بل کھاتی ہوئی پھیلتی ہوئی فضا میں گم ہوتی ہوئی۔ گردھاری کا چہرہ صاف ہوتا گیا۔ ماتھے کی شکنیں دور ہوتی گئیں۔ گردن کی رگیں ڈھیلی پڑتی گئیں۔ ہونٹوں کی پپڑیاں غائب ہوتی گئیں۔ اُس کی آنکھوں کی پتلیاں کسی مہربان خواب کے سایوں میں کھوگئیں۔

میں نے کہا۔ اچھا اب بتاؤ۔ تمھیں عباس سے نفرت کیوں ہے۔

نفرت! گردھاری نے آہستہ سے بڑے ہی نرم اور ملائم لہجے میں کہا مجھے عباس سے نفرت نہیں ہے مجھے کسی سے نفرت نہیں ہے۔ آج میں بھوکا نہیں ہوں۔

گردھاری کے چہرے کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا ہے۔ جیسے ہوا مشرق سے آرہی ہے۔ جیسے خوشبو چاروں طرف چھا رہی ہے۔ بنجر اور ویران کھیتوں میں گندم کے لاکھوں پودے اُگ رہے ہیں۔

(دہلی سے براڈ کاسٹ)

نیشنل پروگرام

آکاشوانی

ڈی وی پلسکر داؤ کی ریکارڈنگ کا انتخاب : ۱۳ر فروری رات ساڑھے نو بجے

دتاتریہ وشنو پلسکر نے ۹ سال کی عمر میں ہی اپنے والد پنڈت وشنو ڈگمبر پلسکر سے موسیقی کا علم حاصل کرنا شروع کردیا تھا۔ ۱۹۳۱ء میں والد کے انتقال کے بعد ڈی وی پلسکر نے چنتامنی پنت سے اسباق موسیقی حاصل کیے اور بعد میں کافی طویل عرصہ تک پنڈت ونایک راؤ پٹوردھن سے بھی موسیقی کا علم پایا۔ لیکن ان کا فن میراثی ہوا اور نارائن راؤ ویاس کی گائیکی سے کافی متاثر نظر آتا ہے۔
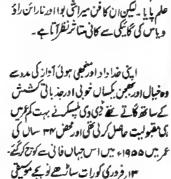
اپنی خداداد اور منجھی ہوئی آواز کی مدد سے وہ خیال اور بھجن یکساں خوبی اور جذباتی کشش کے ساتھ گاتے تھے ڈی وی پلسکر نے بہت کم عمر میں ہی مقبولیت حاصل کرلی تھی اور محض ۳۴ سال کی عمر میں ۱۹۵۵ء میں اس جہان فانی سے کوچ کرگئے۔

۱۳ر فروری کو رات ساڑھے نو بجے موسیقی کے نیشنل پروگرام میں آرکائیوز سے حاصل کردہ انتخاب نشر کیا جائے گا۔

دوردرشن

لطافت حسین خاں کا گائن

لطافت حسین خاں کا شمار ملک کے صف اول کے گائیکوں میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے موسیقاروں کے ایک خاندان میں جنم لیا تھا۔ گوکہ ان کا تعلق اتر پردیش سے تھا لیکن ان کی پرورش جے پور میں ہوئی جہاں ان کے والد درباری موسیقار تھے۔ لطافت حسین خاں نے کم عمری میں ہی اپنے بڑے بھائی خادم حسین خاں سے علم موسیقی حاصل کرنا شروع کردیا تھا۔ بعد میں آفتاب موسیقی استاد فیاض خاں مرحوم سے اور استاد ولایت حسین خاں مرحوم سے موسیقی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

لطافت حسین خاں غالباً آگرہ، اترولی گھرانہ کے سب سے زیادہ روایتی نمائندہ ہیں۔ یہ گھرانہ لے کاری، کی پیش کش کے لیے کافی شہرت رکھتا ہے۔ اس گھرانہ کو خان صاحب کی سب سے بڑی دین تان اور لگک ہے جس میں ان کا ثانی ملنا مشکل ہے

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی ———— ۵ر فروری —— بمبئی ———— ۱۲ر فروری

مدراس ———— ۱۹ر فروری —— کلکتہ ———— ۲۶ر فروری

منگل شب کی محفل موسیقی

آر پی شاستری کا وائلن وادن : ۹ر فروری رات دس بجے

ڈاکٹر آر پی شاستری کا جنم مرزاپور (اتر پردیش) کے موسیقاروں کے ایک گھرانے میں ہوا۔ وائلن کی ابتدائی تربیت ڈاکٹر ایچ این ورما جو ایک اچھے وائلن نواز اور لگن چندر چٹرجی کے شاگرد تھے سے حاصل کی انھوں نے راگوں کی بندش کا علم بڑے رام داس جی سے اور اعلیٰ علم اللہ الدین خاں سے حاصل کیا۔ انھوں نے ماسٹر آف میوزک کی ڈگری اور ڈاکٹریٹ وائلن میں حاصل کی۔

اردو سروس

پہلی مجلس

[illegible]

دوسری مجلس

[illegible]

تیسری مجلس

[illegible]

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" ۱۶ جنوری کا شمارہ دیکھیے

پیر یکم فروری

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی [illegible]
۶ - ۲۵ شہر صبا [illegible]
[illegible]
۷ - ۳۰ [illegible]
۹ - ۳۲ [illegible]

رات

۹ - ۰۰ حسن غزل [illegible]
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
[illegible]

منگل ۲ فروری

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی، قوالیاں
۶ - ۲۵ شہر صبا
سعادت بن اشرف [illegible]
[illegible]
کا کلام
۷ - ۳۵ این راجم: وائلن پر راگ دیسی
۹ - ۳۲ مشکور علی خاں: خیال و بہاس

رات

۹ - ۰۰ حسن غزل
سعادت بن اشرف: فیض کا کلام
۹ - ۳۰ آئینہ
نظامی ممبر: رپوتاژ
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
این راجم، وائلن پر راگ جوگ
مشکور علی خاں: خیال اور
ترانہ بھوپالی

بدھ ۳ فروری

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں
۶ - ۲۵ شہر صبا
سیلا سادیر: جگر، مجاز اور
قیصر قلندر کا کلام
۷ - ۳۰ فردوس احمد: سرود پر راگ للت
۹ - ۳۲ مالتی پانڈے: خیال دیسی

دوپہر

۲ - ۰۰ فلمی دنیا
(۱) حسرت ان غنچوں پہ ہے
بے لی تبسم، تقریر؛ پروانہ ردولوی
(۲) سوتی: فیروز دہلوی
(۳) پہچانیے: سرفراز احمد

رات

۹ - ۰۰ حسن غزل
افضل حسین، جے پور: اصغر گونڈوی
اور فانی بدایونی کا کلام
۹ - ۳۰ کھیل کے میدان سے
مدیرا کے۔ جی بگرا
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
فردوس احمد: سرود پر راگ دربار
مالتی پانڈے: خیال کیدارا

جمعرات ۴ فروری

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
مہندر پال، غزلیں
رانی گرولا: وامق جونپوری کا
کلام
۷ - ۳۰ نرنجن پرشاد مشرا
بانسری پر راگ بھیروی
۹ - ۳۲ نصیر الدین خاں گورے
خیال پٹھان کی توڑی

رات

۸ - ۴۵ خط کے لئے شکریہ
۹ - ۰۰ ڈرامہ
انسان اور مشین: سلام مچھلی شہری
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
نرنجن پرشاد مشرا
بانسری پر راگ کردانی
نصیر الدین خاں گورے
خیال بہیر

جمعہ ۵ فروری

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن اور ترجمہ
۶ - ۲۵ شہر صبا
محمد نیازی: شوکت پردیسی کا کلام
شمیم آزاد: کے۔ کے۔ بثیر
پربھا ماتھر اور حسن جعفری کا کلام
۷ - ۳۰ عبد الحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ دیوگری بلاول
۹ - ۰۰ آؤ بچو
۹ - ۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

رات

۹ - ۰۰ حسن غزل
شمیم آزاد: حلیس مانکپوری
اور فیض کا کلام
۹ - ۱۵ افسانہ
۱۱ - ۰۵ عبد الحلیم جعفر خاں
ستار پر راگ ارادی

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
پرتیا بلبیر سنگھ: غزلیں
الوک گنگولی: فراق اور
سکندر علی وجد کا کلام
۷ - ۳۰ جگن ناتھ اور ساتھی
شہنائی پر راگ للت
۹ - ۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
شانتی ہیرانند
ٹھمری، بھیروی اور دادرا

رات

۹ - ۰۰ حسن غزل
پرتیا بلبیر سنگھ: غزلیں
۱۱ - ۰۰ بزم موسیقی
جگن ناتھ اور ساتھی
شہنائی پر راگ پوریا کلیاں
رسک لال اندھاریہ
خیال کوشک دھونی

اتوار ۷ فروری

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
صفدر حسین خاں، غزلیں
امینہ برنی: بیخود دہلوی اور
درد کا کلام
۷ - ۳۰ رمیش پریم: وچتر وینا پر راگ
گن کلی

رات

۸ - ۴۵ کھیل کھلاڑی: سنیل کمار
۹ - ۰۰ حسن غزل
امینہ برنی: جگر اور فانی کا
کلام
۹ - ۱۵ کجری بن کارے
اور ماڈے ٹھمری تلنگ
۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
رمیش پریم: وچتر وینا راگ
مالکونس
وحید حسین خان: خیال

پیر ۸ فروری

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا

ادماگرگ : غزلیں
بشیر احمد: مجروح سلطانپوری
اقبال اور حسرت موہانی کا کلام

۷-۳۰ چیت دیو برمن
اسراج پر بلاس خانی توڑی

۹-۳۲ رومارانی بھٹاچاریہ
خیال رام کلی

رات

۹-۰۰ حسن غزل
ادماگرگ : غزلیں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
چیت دیو برمن
اسراج پر راگ درباری
رومارانی بھٹاچاریہ
خیال جے جے ونتی

منگل ۹ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
راجندر کمار کا چرڈ
رضا امروہوی، چانن گوبند پوری
اور اختر شیرانی کا کلام
وندنا داجپائی
شاد فدائی اور جگدیش مہتہ درد
کا کلام

۷-۳۰ سسر کنادھر چودھری؛ وائیلن

۹-۳۲ شنو کھرانہ
خیال، شکل بلاول

رات

۹-۰۰ حسن غزل
وندنا داجپائی : بشیر بدر
اور عثمان عارف کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
سسر کنادھر چودھری
وائیلن

شنو کھرانہ
خیال نائیکی کانہڑہ

بدھ ۱۰ فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

۶-۲۵ شہر صبا
نذیر احمد آکاشی
شکیل اور بیکل اتساہی کا کلام

نیناد یوی
جگر، فیض اور سودا کا کلام

۷-۳۰ اشوک رائے
سرود پر راگ بلاس خانی توڑی

۹-۳۲ دجے کا چرد اور ردی کا چرد
الاپ اور خیال للت

رات

۹-۰۰ حسن غزل
نذیر احمد اکاشی: غزلیں

۹-۳۰ سائنس میگزین
مدیر: محمد خلیل
ہومیوپیتھک، طریقہ ہائے علاج
تقریر: ڈاکٹر محمد قاسم

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
اشوک رائے
سرود پر راگ کردانی
ردی کچلو اور دجے کچلو
الاپ اور خیال دبھاگ

جمعرات ۱۱ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
جمیل احمد : غزلیں
ککو ماتھر
ذوق اور فراق کا کلام

۷-۳۰ امرناتھ
بانسری پر گجری توڑی

۹-۳۲ پنڈت منی رام
خیال

رات

۸-۴۵ خط کے لیے شکریہ

۹-۰۰ دردا ڈرامہ
پریم پاٹھک

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
امرناتھ
بانسری پر راگ چندر کونس

پنڈت منی رام
خیال بسنت

جمعہ ۱۲ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
پورنوداس : غزلیں
چندن کمار داس

ساحر بھوپالی اور امیر قزلباش
کا کلام
مدھو دتہ مکرجی
ستار پر راگ لسنت مکھاری

رات

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
بدھ دت مکرجی
ستار پر راگ درباری
موہن سنگھ
خیال گورکھ کلیان

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
صلاح الدین احمد : غزلیں
مدن بالا سیدھو
ساحر ہوشیارپوری، سدرشن
فاخر اور کیفی اعظمی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
اننت لال اور ساتھی
شہنائی پر راگ بھیردی

۹-۳۲ سنیل بوس
ٹھمری، بھیردی اور داورا

رات

۹-۰۰ حسن غزل
صلاح الدین احمد: غزلیں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
آننت اور لعل پارٹی
شہنائی پر راگ مدھوکونس
مرحوم استاد رحیم الدین
دھمار: راگ بسنت بہار

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
نیلم ساہنی: غزلیں

راحت علی، عمر قریشی اور
مشیر انصاری کا کلام

۷-۳۰ امبالال ستاری
وینا پر راگ اہیر بھیرد

رات

۸-۴۵ کھیل کھلاڑی
مکیش کوشک

۹-۰۰ حسن غزل
نیلم ساہنی: غزلیں

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
استاد صادق علی خاں
وینا پر راگ جھنجھوٹی اور شری
روشن آرا بیگم
خیال زرتابی

پیر ۱۵ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
امیتاب مشرا
جاں نثار اختر اور بشیر بدر کا کلام
سیما شرما
حسن نعیم کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
شیو کمار شرما
سنطور پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ اوما ڈے
خیال بلاس خانی توڑی

رات

۹-۰۰ حسن غزل
راجیش کمار اوجھ اور
مشیر جھنجھانوی کا کلام

۱۱-۰۵ بزم موسیقی
شیو کمار شرما
سنتور پر راگ دھونی
اوما ڈے : خیال راگیشری

اشعار

ہوش سرحدی

لے کے خوشیوں کی خبر اکثر گئے یاروں کے پاس
غم غلط کرنے کی خاطر آئے غمخواروں کے پاس
کون دیتا ہے سہارا یہ تو سب معلوم ہے
بیٹھ جاتے ہیں مگر ہم گرتی دیواروں کے پاس

(جے پور سے نشر)

دہلی

میڈیم ویو، دہلی الف [illegible] میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز ، دہلی 'ب' ۲۹۳۰۹ میٹر ۱۰۱۸ کلو ہرٹز
دہلی 'ج' ۲۱۹۰۳ میٹر ۱۳۷۸ کلو ہرٹز ، دہلی 'د' ۲۳۹۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز
شارٹ ویو صبح [illegible] میٹر ۳۲۶۵ کلو ہرٹز صبح [illegible] میٹر ۱۱ کلو ہرٹز
دوپہر [illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز شام [illegible] میٹر ۱۱ کلو ہرٹز
شام [illegible] میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف عالمی خبریں ہندی اور انگریزی : صبح ۰۰ – ۶
ہندی میں خبریں ۰۰ – ۸، ۰۵ – ۱۱، ۰۰ – ۱۲، ۱۰ – ۲
۰۰ – ۵ (صوبائی خبریں) ۰۵ – ۶، ۵۰ – ۷ (علاقائی خبریں)
۴۵ – ۸، ۰۵ – ۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰ – ۱۲ سنسکرت میں خبریں صبح ۰۰ – ۶، شام ۱۰ – ۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰ – ۸، دوپہر ۵۰ – ۱ اور رات ۱۵ – ۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰ – ۱

دہلی ب : ہندی میں خبریں ۴۵ – ۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰ – ۹، ۰۰ – ۱۰، ۰۰ – ۱۱، ۲۰ – ۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰ – ۴، ۰۰ – ۶، ۰۰ – ۹، ۰۰ – ۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں، صبح ۳۰ – ۸، شام ۳۰ – ۷، ہندی میں نیوز لیٹر : صبح ۰۰ – ۹ بجے
دہلی 'د' ہندی میں خبریں شام ۳۰ – ۷ انگریزی میں خبریں : رات ۱۵ – ۹
کھیل کود کی خبریں شام ۰۰ – ۸ (ہندی) رات ۰۰ – ۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵۵ – ۵ وندے ماترم، منگل دھون
۰۵ – ۶ وندنا، بھکتی رس
۳۰ – ۶ کھیتی کی باتیں
۳۵ – ۶ رام چرت مانس
۴۵ – ۶ سوردھارا
۵۵ – ۶ آج کے پروگرام
۰۵ – ۷ رنج [illegible] (سوائے اتوار)
۳۰ – ۷ [illegible]
۳۵ – ۷ وردگاں (سوائے [illegible])
۳۰ – ۸ اردو مجلس [illegible]
۰۰ – ۹ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۳۰ – ۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۵ – ۱۲ سگم سنگیت (سوائے اتوار)
۳۰ – ۱۲ دیہاتیوں کا پروگرام (اتوار، منگل، جمعرات، جمعہ)، گرامیں بہنوں کا پروگرام ([illegible])
۰۰ – ۲ ایک ہی کلاکار ([illegible])
۲۰ – ۲ چترپٹ سنگیت ([illegible])
۳۰ – ۲ موسم اور اختتام ([illegible])
۱۵ – ۶ مقامی اطلاعات اور گمشدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۳۰ – ۶ گرام سنسار ([illegible])

دہلی ب

۰۰ – ۶ [illegible]
۰۳ – ۶ [illegible]
۲۵ – ۶ [illegible]
۴۵ – ۶ [illegible]
[illegible]
۰۰ – ۱۰ موسم اور اختتام

صبح
۰۰ – ۷ وندے ماترم
۰۵ – ۷ انگریزی میں پروگرام [illegible]
۰۰ – ۸ گیتکا [illegible]
۰۳ – ۸ سنگیت سوربھی
۰۰ – ۹ [illegible] پروگرام
۰۳ – ۹ [illegible]
[illegible] اختتام

دوپہر
۱۰ – ۳ موسم کا حال (انگریزی میں)
۱۵ – ۳ [illegible]
۰۰ – ۵ [illegible]
۵۵ – ۵ آج کے پروگرام اور موسم کا حال
۰۰ – ۶ [illegible] پروگرام
[illegible] پروگرام
۳۰ – ۶ [illegible] سنگیت
۳۵ – ۶ اردو مجلس
۱۵ – ۸ [illegible]
[illegible]
[illegible]

دہلی د

یووا وانی

صبح
[illegible] آج کا پروگرام
[illegible]
[illegible]

شام
[illegible]
[illegible] اختتام

پیر یکم فروری

دہلی 'الف'

صبح
۱۰ – ۹ تیج پال سنگھ ، گائن
۰۲ – ۱۱ مطلوب حسین ، ستار
۳۰ – ۱۱ مبارک علی خاں ، گائن

دوپہر
۰۲ – ۱۲ لوک بھارتی
۳۰ – ۱۲ نشان دہلی سلسلہ وار فیچر، تحریر و پیشکش ، الف سی ماتھر

شام
۴۰ – ۵، ۰۰ – ۹
روپندر سنگھ ، بانسری
۰۰ – ۹ سواستھ رکشا
۳۰ – ۹ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۰۰ – ۱۰ سلوچنا برہسپتی ، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۰ – ۷ سنگیت سوربھی
میناکشی مکرجی ، گائن
۵۰ – ۷ سنگم
۱۰ – ۹ لوک مادھوری

دوپہر
۱۵ – ۳، ۰۲ – ۴
جے شری مکرجی ، گیت ، بھجن
۳۰ – ۳ سنگیت

شام
۴۵ – ۶، ۴۵ – ۸
سرلا کپور ، گیت ، بھجن
۳۰ – ۹ انگریزی تقریر

منگل ۲ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۱۰ – ۸، رات ۰۰ – ۹
اننت لال اور ساتھی ، شہنائی
۰۲ – ۱۱، شام ۴۵ – ۵
مشتری بیگم ، ٹھمری ، دادرا
۳۰ – ۱۱ ملدیو کرشن ، جل ترنگ

دوپہر
۰۲ – ۱۲ لوک بھارتی

رات
۰۰ – ۹ ادیوگ منڈل
۱۵ – ۹ ہندی تقریر

۳۰ – ۹ اداس چبوترہ ، ناٹک
تحریر ، راہی معصوم رضا
ہدایت ، ممتا گپتا
۰۰ – ۱۰ سنگیت سبھا

دہلی 'ب'

صبح
۳۰ – ۷ سنگیت سوربھی
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر ، گائن
۵۰ – ۷ سنگم
۱۰ – ۹ لوک مادھوری

دوپہر
۱۵ – ۳، ۰۲ – ۴
سندنی بھٹا چاریہ ، بھجن
۳۰ – ۳ اننت لال اور ساتھی ، شہنائی

شام
۴۵ – ۶، ۴۵ – ۸
امیتابھ مشرا ، گیت ، غزل اور بھجن
۳۰ – ۹ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۳ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۱۰ – ۸، شام ۴۰ – ۵، ۰۰ – ۹
مادھوری مٹو ، گائن
۰۲ – ۱۱ این این گھوش ، ستار
۳۰ – ۱۱ سنیتا سکسینہ ، گائن

دوپہر
۰۲ – ۱۲ لوک بھارتی

شام
۵۵ – ۵ گڑھوالی سنگیت
۰۰ – ۸ لوک جھونک
۱۵ – ۸ وگیان آلوک
۳۰ – ۹ چرچا کا وشیہ ہے
۰۰ – ۱۰ سنگیت سبھا
آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۳۰ – ۷ سنگیت سوربھی
وی آر اٹھاولے :
۵۰ – ۷ سنگم
۱۰ – ۹ لوک مادھوری

دوپہر
۱۵ – ۳، ۰۲ – ۴
سشما گپتا ، گیت ، بھجن
۳۰ – ۳ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
بشیر احمد ، غزلیں
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۴ فروری

دہلی ’الف‘

صبح

۱۰-۸ ، ۳۰-۱۱ ، رات ۰۰-۹
ظہور احمد خاں ، وائلن
۰۲-۱۱ گوری گوہا ، گائن

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ

شام

۴۰-۵ بال کاریہ کرم
۱۵-۸ سندھی میں تقریر
۳۰-۹ نیشنل پروگرام ، علاقائی سنگیت
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی ’ب‘

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
آسکرن شرما ، گائن
۵۰-۷ سنگم
۱۰-۹ لوک مادھوری

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
لاج سچدیوا ، گیت
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
امرجیت ، گیت ، بھجن ، غزلیں
۳۰-۹ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۵ فروری

دہلی ’الف‘

صبح

۱۰-۸ ، رات ۰۰-۹
اجیت سنگھ پینتل
۰۲-۱۱ اوشا کرن ، ستار
۳۰-۱۱ ، شام ۳۰-۵
اوپی کپور ، ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت

۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اولوکن
۳۰-۹ ’سیناواسودتتا‘ باہسس کے سنسکرت ناٹک کا ریڈیو عکس
تحریر ، سرلش پنت
پیشکردہ ، وائی کے شاستری
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی ’ب‘

صبح

۳۰-۷ اپرنا چکورتی ، گائن
۵۰-۷ سنگم
۱۰-۹ لوک مادھوری

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
لیلا سی ھنگیانی ، سندھی گیت
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرکاش سدھو اور ساتھی ، شبد
۳۰-۹ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۶ فروری

دہلی ’الف‘

صبح

۱۰-۸ ، ۲۰-۱۱ ، رات ۰۰-۹
اوما شنکر مشرا ، ستار
۳۰-۱۱ ، رات ۳۰-۸
سوم تیواری ، گائن

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی

شام

۴۰-۵ ربی گھوش ، سرود
۰۰-۸ سوا ستھ رکھشا
۱۵-۸ آج کے اتہتی
۳۰-۹ نیشنل پروگرام ، موسیقی
نٹ راجن ، بانسری

دہلی ’ب‘

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
نثار حسین خاں ، گائن
۵۰-۷ سنگم
۱۰-۹ لوک مادھوری

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
کملا سرواستو ، بھجن ، گیت
۳۰-۳ سوم تیواڑی ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
گھنشیام داس ، بھجن ، گیت ، غزلیں
۳۰-۹ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۷ فروری

دہلی ’الف‘

صبح

۱۰-۸ ، رات ۰۰-۹
احمد رضا ، وچترووینا
۰۰-۹ بال کاریہ کرم
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
بسنت ٹھکار ، گائن
۰۲-۱۱ یووواوانی سے
۳۰-۱۱ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۵-۱۲ ’ٹائیں ٹائیں فش‘ ، جھلکی
تحریر ، اودھ بہاری گپتا
ہدایت ، بھارت رتن بھارگو
۳۰-۲ ’ون راج‘
تحریر ، سلی محمد لون
ہدایت ، دینا ناتھ
۳۰-۵ سنسکرت پاٹھ
۳۵-۵ کرناٹک سنگیت

رات

۰۰-۸ رابندر سنگیت
۱۵-۸ ساہتیکی
۳۰-۹ محفل
۰۰-۱۰ چین
استاد عبدالوحید خاں ، گائن

’اور گیسٹ ٹونائٹ‘ پروگرام میں — ’وائس آف جرمنی‘ کے ہندی اردو ڈپارٹمنٹ کے صدر اوبیل کراس کے ساتھ یوابیل بروا (دائیں) انٹرویو کرتے ہوئے۔ یہ انٹرویو آکاشوانی دہلی سے نشر کیا گیا۔

استاد احمد جان تھرکوا : طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

استاد فیاض خاں ، گائن

۷-۵۰ سنگم

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۲۰

رودھر سنگھ ، کلارنٹ

۳-۳۰ احمد رضا : وچتر وینا

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

پریسا کیدت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۸ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰

سوویتا دیوی ، گائن

۱۱-۰۲ مہندر کمار شرما ، ستار

۱۱-۳۰ عثمان خاں ، گائن

دوپہر

۱۲-۲ لوک بھارتی

۱۲-۳۰ 'اداس چبوترہ' ، ناٹک

تحریر ، راہی معصوم رضا

ہدایت ، بی آر بھارگو

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکشا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

فردوس احمد خاں ، سرود

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

رام چتر ملک ، گائن

۷-۵۰ سنگم

۹-۱۰ لوک ماڈھوری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

مدھوبالا کھرے ، گیت ، بھجن

۳-۳۰ سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵ نیلم ساہنی ،

گیت ، بھجن ، غزلیں

۹-۲ انگریزی تقریر

منگل ۹ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۹-۱۰ ، شام ۴-۵۰ ، ۹-۰۰

حفیظ احمد خاں ، گائن

۱۱-۰۲ اشوک کمار او ساتھی ، شہنائی

۱۱-۳۰ رادھے راج ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ 'مرگ ترشنا' ناٹک

تحریر ، اوم پرکاش

ہدایت ، ستیندر شرت

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

آر پی شاستری ، وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

۹-۱۰ لوک ماڈھوری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

کرناٹک سنگیت

۳-۳۰ رادھے ایج ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

محمود نظامی و ساتھی ، قوالیاں

۹-۲ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۱۰ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۳۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰

راجندر پرشاد ، بانسری

۱۱-۰۲ سلطان احمد خاں ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

شام

۵-۳۰ سبدھ سنگیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

۶-۰۰ 'ٹائیں ٹائیں فش' جھلکی

تحریر ، اودھ بہاری گپتا

ہدایت ، بی آر بھارگو

۹-۳۰ جب جاگا تبھی سویرا

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

امرناتھ ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

برکت علی خاں ، گائن

۷-۵۰ سنگم

۹-۱۰ لوک ماڈھوری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲ اوم پرکاش جس

گیت ، غزل ، بھجن

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

ہلال احمد خاں ، غزلیں

۹-۳ یوواوانی سے (انگریزی)

جمعرات ۱۱ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳

واسودیو نیشی پانڈے ، گائن

۱۱-۲ رتیش کمار تہ با ، ستار

دوپہر

۱۲-۲ لوک بھارتی

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

شام

۵-۳۰ مال کا یہ کرم

۸-۱۵ ہندی میں تقریر

۹-۰۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، فیچر

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

علی اکبر خاں ، سرود

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

ستر اگھوش رائے ، رابندر سنگیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵

غلام صادق خاں ، غزلیں

۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۲ فروری

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰

'ایم سی سی کا بھارت دورہ' کے زیر عنوان دوردرشن کیندر دہلی سے ٹیلی کاسٹ بات چیت کے شرکار (دائیں سے) وجے مابیا جوگاراؤ اور آر۔ این مردھا

غلام صادق خاں، غلام سراج خاں
گائن

11.02 چنی لال اندوریہ : سرود
وجے اتیت : طبلہ
11.30 پریم کمار جوہری : گائن

دوپہر

12.02 لوک بھارتی

شام

5.55 گڑھوالی سنگیت
8.00 گاندھی چرچا
8.15 اولوکن
9.30 'بادام بری' چیخوف کے ناٹک کا ہندی عکس
مترجم : راجندر یادو
ہدایت : ایم کے رینا
10.30 کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

7.30 سنگیت سوربھی
لکشمی شنکر : گائن

دوپہر

3.15، 4.02
بجولی مکھرجی : رابندر سنگیت
3.30 کرناٹک سنگیت

شام

6.45، 8.45
افضال اقبال وساتھی : قوالیاں
9.30 انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۱۳ فروری

دہلی 'الف'

صبح

10-8، 30-11، شام 40-5
دیاشنکر اور ساتھی : شہنائی
11.02، رات 9.00
الا بھومک : ٹھمری، دادرا

دوپہر

12.02 لوک بھارتی

رات

8.00 سمواسقہ رکھشا
8.15 آج کے اتھتی
9.30 نیشنل پروگرام
ڈی وی پلسکر : گائن

دہلی 'ب'

صبح

7.30 سنگیت سوربھی
بیگم اختر : گائن
7.50 سنگم
9.10 لوک مادھوری

دوپہر

3.15، 4.02
راجیشور پال : بھجن
3.30 الا بھومک : ٹھمری، دادرا

شام

6.45، 8.45
ودیاناتھ سیٹھ : گیت، بھجن، غزل
9.30 اور گیسٹ لوٹانائٹ

اتوار ۱۴ فروری

دہلی 'الف'

صبح

10-6، رات 9.00
سنیل بوس : ٹھمری، دادرا
9.00 بال کاریہ کرم
10.00 سنگیت سبھا
ستیہ دیو پنوار : وائلن
11.02 یووا وانی سے
11.30، شام 5.35
کرناٹک سنگیت

دوپہر

12.15 'وواہ بینتر' جھلکی
تحریر : این آر پانڈے
2.30 'بادام بری' چیخوف کے ناٹک کا ہندی عکس
مترجم : راجندر یادو
ہدایت : ایم کے رینا
5.30 سنسکرت پاٹھ :

رات

8.00 رابندر سنگیت
8.15 ساہتیکی
9.30 محفل
10.00 چاین
استاد فیاض خاں : گائن

دہلی 'ب'

صبح

7.30 سنگیت سوربھی
استاد عبدالکریم خاں : گائن
7.50 سنگم
9.15 اپنی نگری

دوپہر

3.15، 4.02
سگم سنگیت
3.30 سنیل بوس : ٹھمری، دادرا

شام

6.45، 8.45
پرسار گیت
9.30 کرنٹ افیئرز

پیر ۱۵ فروری

دہلی 'الف'

صبح

8.10 غلام حسین : گائن
11.02، رات 9.00
جگدیش موہن : جلترنگ
11.30، شام 5.40
انیتا رائے : گائن

دوپہر

12.30 'مرگ ترشنا' ناٹک
تحریر : اوم پرکاش
ہدایت : ستیندر شرت

رات

8.00 سمواسقہ رکھشا
9.30 نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
9.45 سدھ سنگیت
10.00 سنگیت سبھا
شرن رانی : سرود

دہلی 'ب'

صبح

7.30 رسولن بائی : گائن

دوپہر

3.15، 4.02
سگم سنگیت
3.30 غلام حسین : گائن

شام

6.45، 8.45
چندر کانت گندھرو : ملتانی کافی
اور غزلیں
9.30 انگریزی تقریر

بقیہ : فلمی صنعت اور اقلیتیں

کے میدان میں شمشاد، مبارک بیگم، طلعت محمود، خان مستانہ درانی، ثریا، نورجہاں اور محمد رفیع، کہانی نویس کے دائرے میں علی رضا، عزم مانک پوری، عصمت، شاہد لطیف، منٹو ہدایت کاری کے میدان میں کاردار، عباس، کے آصف، کمال امروہی، ضیا سرحدی، ایم صادق اور وہ عظیم انسان جس کا نام محبوب ہے۔

اداکاری کے میدان میں یعقوب، مراد، نواب، مظہر خاں، الناصر، نذیر، محمود، جانی واکر، جینت، امجد خاں اور دنیائے اداکاری کا حرفِ آخر دلیپ کمار۔

ہیروئنوں میں مغموم حسینہ مدھوبالا، مترنم ثریا پری چہرہ نسیم، باوقار مینا، دلنواز نگار سلطانہ، دلفگار منور سلطانہ، بام رفعت کی ملکہ نمی، مدر انڈیا نرگس، آہ نسواں مینا کماری، کن کن کا نام لیا جائے۔

اتنا کہنا کافی ہے کہ بعض شعبوں میں ہندوستانی سینما کی عظمت یا اس کی عظمت مسلمان فن کار ہیں جیسے موسیقی میں نوشاد، مردانہ گلوکار ہیں محمد رفیع، اداکاری میں دلیپ کمار، کامیڈی میں جانی واکر، آرٹ ڈائرکشن میں 'مغل اعظم' کے خالق کے آصف اور ہدایت کاری میں محبوب محبوب میری نظر میں ہندوستان کے تین عظیم ہدایت کاروں میں سے ہیں۔ دوسرے دو ہیں بمل رائے اور ستیہ جیت رے۔

لیکن اس ملک کے کروڑوں باشندے جب نوشاد کی موسیقی میں گم ہو جاتے ہیں، رفیع کی آواز میں مست ہوتے ہیں، ستیہ کے اسٹیٹوں میں کھوئے رہتے ہیں، جانی واکر کی کامیڈی میں ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتے ہیں، دلیپ کمار کی سانسوں کے ساتھ اپنی سانسیں گنتے ہیں۔ یا محبوب کی فلموں کے بے پناہ حسن میں جذب رہتے ہیں تو وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان فنکاروں کا مذہب کیا ہے۔ وہ تو صرف اس بات پر نازاں ہیں کہ ہندوستان کی کوکھ نے عظمت کی ان نشانیوں کو جنم دیا ہے۔ جو دھرتی ان عظیم ہستیوں کو جنم دیتی ہے۔ وہ خود بھی عظمت کا ایک کوہستان ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف ۴۰۱ء۶ میٹر، ۷۴۷ کلوہرٹز
(صبح ۵-۵۵ سے ۷-۴۵ تک اور شام ۵-۰۵ کے بعد)

شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۹۳ء۶۰ میٹر ۳۲۰۵ کلوہرٹز
لکھنؤ ب: ۶۱ء۴۸ میٹر (۴۸۸۰ کلوہرٹز) صبح ۸-۳۰ تا ۹-۲۰

خبریں

عالمی خبریں ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۰۲ انگریزی: صبح ۶-۰۲ تا ۶-۰۵

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ بجے دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ بجے دوپہر ۱-۰۰ اور ۲-۰۰ شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے

سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰ بجے، شام ۶-۱۰ بجے

اردو میں خبریں: صبح ۶-۰۵ بجے، شب ۹-۱۵ بجے

نیوز لیٹر: ہندی: صبح ۹-۰۰ بجے

ضلعے کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے

اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۲-۳۰ بجے

پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ ۱۶ جنوری دیکھئے

پیر یکم فروری

صبح

۷-۴۵ و دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
سماجی زندگی میں مساوات کا تصور
مذاکرہ

۹-۱۰ و شب ۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

منگل ۲ فروری

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور رات ۸-۲۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
فخر دیں، فخر وطن
مولانا احمد اللہ شاہ: بات چیت
کلام شاعر

دوپہر

۱۲-۳۰ من بھاون
آپکی پسند کے فرمائشی فلمی گانے

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: انگریزی تقریر
۱۰-۳۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳ فروری

صبح

۷-۴۵ ساز غزل: غزلوں کا خاص پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام
مزاحیہ خاکہ: وجاہت علی سندیلوی
مزاحیہ کلام: شہباز امروہوی

۹-۱۰ و رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ سنسکرت گیتم

رات

۸-۰۰ ساماتک پرسنگ
۱۰-۰۰ "وہ ضرور آئے گا" ڈرامہ
گوری شنکر سنہا

جمعرات ۴ فروری

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام

۹-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

شام

۷-۳۰ یووادانی

رات

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۵ فروری

صبح

۷-۳۰ سور ملا: ہندی میں نظم خوانی
۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰ شام ۵-۴۵ و رات
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
سگم سے سرجو اور گومتی تک
تاریخی عمارتیں بات چیت
افسانہ: انیس الحق

۹-۱۰ و رات ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

شام

۷-۳۰ یووادانی

رات

۱۰-۰۰ درپن

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰ اور شام ۵-۴۵
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کے لئے بزم شاعرات
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ من بھاون
آپکی پسند کے فرمائشی فلمی گانے

شام

۷-۳۰ یووادانی

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۷ فروری

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس: فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام
بولتی تحریریں: اردو کے کلاسیکی
ادب سے انتخاب پر مبنی پروگرام
۹-۱۵ پتر کے لئے دھنیہ واد
سامعین کے خطوط کے جواب

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے: منشی اتواری لال
جھلکی: نریش مصر

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

رات

۱۰-۰۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۸ فروری

صبح

۷-۴۵ و دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
ملاقات: وامق جونپوری سے انٹرویو

۹-۲ و رات ۸-۳۰ اور ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر
۱۰-۰۰ کلائن: سانسکرتیک سمیکشا

منگل ۹ فروری

صبح

۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور رات ۸-۲۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
فخر دیں، فخر وطن
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی: بات چیت
کلام شاعر

دوپہر

۱۲-۳۰ من بھاون
آپکی پسند کے فرمائشی فلمی گانے

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

(باقی ص نمبر ۵۰ پر)

رامپور

۳۳۶.۷۷ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۲-۶ ½ انگریزی: صبح ½ ۲-۶ تا ۵-۶
ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۰۰-۹ ضلع کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ پرادیشک سماچار: شام ۲۰-۷
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۲، رات ۰۰-۹ اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ اور رات ۱۵-۹

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم: آربھک آور گورشا منگل دھونی
۲۵-۶ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا
۴۰-۶ سنو اکسانوں
۵۵-۶ پروگراموں کا خلاصہ
۱۵-۷ روزگار سماچار
۲۰-۷ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے
۴۵-۷ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۲۰-۸ لوک گیت
۳۰-۸ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۱۰-۹ تا ۰۰-۱۰
بال جگت (ہر اتوار کو)
دوسری مجلس

دوپہر

۳۰-۱۲ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سورسنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۳۵-۱۲ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۰۰-۱ پروگراموں کا خلاصہ
۱۰-۱ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
بھلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۳-۱ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲۰-۲ بھرپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۳۵-۲ آس پاس (ہر اتوار کو)
تیسری مجلس

شام

۰۰-۶ پروگراموں کا خلاصہ
۱۰-۶ علاقائی سوچنائیں
۳۰-۶ یووانی
۰۰-۷ کرشی جگت
۳۰-۷ کرشی جگت کا باقی حصہ
۴۵-۷ پریوار کلیاں پرش وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپ کے لکھے (دوسرے اور چوتھے بدھ کو)
شرناؤں کے سنگ (پانچویں بدھ کو)
آپکی پہیلی (ہر جمعرات کو)
لیجیے پرستے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۰۰-۸ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوئیبار
منگل: سنسکرت پروگرام
۱۵-۸ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۲-۸ ناٹیہ درپن (ہر منگل کو)
۳-۸ سار اور آوار
۴-۹ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ہلک (ہر جمعہ کو)
۴۵-۹ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ وند (پیر اور منگل کو)
۰۰-۱۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

پیر یکم فروری

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸
مدن موہن گوسوامی، سگم سنگیت
۲۰-۸ مدن موہن برج واسی: لوک گیت

دوپہر

۱۰-۱ 'بندیا'
۴۰-۱، رات ۱۵-۸
علی اکبر خاں، سرود وادن

رات

۰۰-۷ کرشی جگت
(۱) 'گرمیوں میں ٹماٹر کیسے اگائیں'
تقریر از اوم پرکاش
(۲) بھینٹ وارتا، سرجیت سنگھ نرلوال
۴۵-۷ اردو پروگرام 'شعری نشست'
شرکا: استاد بدر تلسی،
اودےسرن ارمان، ریاض اختر کندرکوی،
ساغر جیلانی اور عروج زیدی

منگل ۲ فروری

صبح

۴۵-۷ شوبھا ماتھر، غزلیں
۲۰-۸ آرتی بنرجی، لوک گیت

دوپہر

۴۰-۱ استاد امیر خاں، گائن

شام

۰۰-۷ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) تقریر از جیت سنگھ ڈبی

بدھ ۳ فروری

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸
جعفر حسین و ساتھی، نعت اور غزلیں
۲۰-۸ اے۔ نگیندر نرائن سنہا
لوک گیت

دوپہر

۱۰-۱ 'آنچل'
(۱) 'بچوں کی مناسب دیکھ بھال'
تقریر از سریتا لال
تقریر از ڈاکٹر ساوتری گوسوامی
۴۰-۱، رات ۱۵-۸
عبدالحلیم جعفر خاں، ستار وادن

شام

۴۵-۷ کرشی جگت
(۱) بھینٹ وارتا، پرشوتم سرن شرما
(۲) امرجیت سنگھ سیٹھی

جمعرات ۴ فروری

صبح

۴۵-۷ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۲۰-۸ گیان وتی سکسینہ اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر

۴۰-۱ استاد عبدالکریم خاں، گائن

شام

۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ جوئے بار
سخاوت حسین خاں

جمعہ ۵ فروری

صبح

۲۰-۸ سشما جوشی، لوک گیت
۳۰-۸ 'آہنگ'، اردو پروگرام
(۱) اس شہر سے میرا رشتہ 'سنبھل'، تقریر
(۲) مستقبل میری نظر میں، تقریر از
مدثر حسین جذبی

دوپہر

۴۰-۱، رات ۱۵-۸
بسم اللہ خاں، شہنائی وادن

شام

۰۰-۷ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) بھینٹ وارتا، ڈاکٹر اوم پرکاش
۰۰-۸ وریندر کمار، سگم سنگیت

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸
سعادت حسین و ساتھی، سگم سنگیت
۲۰-۸ نرملا سریواستو، لوک گیت

شام

۰۰-۷ کرشی جگت
بھینٹ وارتا
(۱) گیان داس مہیشوری
(۲) جمیل الدین منزل
۴۵-۷ ناول 'دنیاں کی شادی کا ہیرو۔ داتادین'
تقریر
۱۵-۸ ہری پرساد چورسیا، بانسری وادن

اتوار ۷ فروری

صبح

۲۰-۸ شاردا گپتا، لوک گیت

دوپہر

۱۰-۱ پریوار جگت
(۱) 'ادھیکاریوں کی بات'، سنواد
(۲) پریواروں کے بیچ
(۳) گیت اور غزل

شام

۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ دیش گان
۳۰-۹ عبدالغفور مستری و ساتھی
چہار بیت

پیر ۸ فروری

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸
محبوب جعفر اور ساتھی، سگم سنگیت
۲۰-۸ اوشا اگروال، لوک گیت

دوپہر

۱۰-۱ 'بندیا'

(۱) خطوں کے جواب
(۲) بھینٹ واتا
(۳) کتنی ضروری ہے بچت، تقریر
(۴) گیت اور غزل
۱-۴۰ بھالشو واشواس، دلال رائے
بانسری اور جل ترنگ یگلبدی

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) تقریر از: چمن خاں
(۲) تقریر از ایم ایل اگروال
۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام
'خیاباں'
باغ سنبھلی کا فن اور شخصیت
۸-۱۵ بھالشو لبواس، نظم وادن

منگل ۹ر فروری

صبح
۷-۴۵ لکشمی بائی راٹھور، سگم سنگیت
۸-۲۰ رینو نیگی، کمایونی لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ بڑے غلام علی خاں، ٹھمری
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) تقریر از شیش راج سنگھ

بدھ ۱۰ر فروری

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
موتی بیگم، سگم سنگیت
۸-۲۰ رمیش راوت، لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ آنچل
(۱) تقریر از شاردا شرما
(۲) تقریر از برج رانی گپتا
۱-۴۰ امرت حسین خاں، ستار وادن
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) بھینٹ وارتا، ستیش کمار سکسینہ
(۲) بھینٹ وارتا، کرشن کمار نندن
۸-۱۵ امرت حسین خاں، سر بہار

جمعہ ۱۲ر فروری

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا

سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ نعمت علی، لوک گیت
دوپہر
۱-۴۰ شجاعت حسین خاں، گائن
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
بھینٹ وارتا، بھوپال سنگھ
۸-۰۰ جوئے بار
محمد اسلم، غزلیں
۸-۱۵ نثار حسین، طبلہ سولو

جمعرات ۱۱ر فروری

صبح
۷-۳۰ کاویہ سوربھ
ڈاکٹر دیویندر بھرم، مدھی ناتھ مشرا
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
سائنس نامہ خصوصی شمارہ
دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
این راجم: وائلن وادن
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) بھینٹ وارتا، ڈاکٹر جگ موہن کھنہ
۸-۰۰ غلام صابر و ساتھی، نعت، غزل

ہفتہ ۱۳ر فروری

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۴۵
سمن یوگن، سگم سنگیت
۸-۲۰ کملا دیوی و سکھیاں، لوک گیت
شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) بھینٹ وارتا، امرناتھ چوہان
۷-۴۵ 'اگر کبھی فرصت ملے'، تقریر
۸-۱۵ سدھیشوری دیوی، گائن

اتوار ۱۴ر فروری

صبح
۸-۲۰ سدھا جین، لوک گیت
دوپہر
۱-۱۰ پریوار جگت

(باقی ص ۴۴ پر)

الہ آباد

میڈیم ویو
۲۹۲/۳ میٹرز — ۱۰۲۶ کلو ہرٹز ۲۰۲/۰ میٹرز — ۱۴۸۵ کلو ہرٹز

پیر یکم فروری

صبح
۶-۱۵ آرادھنا (روزانہ)
۶-۴۰ وچار وندو
۹-۲۰، ۱۰-۹، دوپہر ۲۰-۱، رات ۴۵-۹
مہادیوی ادمشرا، شاستریہ سنگیت
سامتا پرساد، طبلہ
شام
۵-۳۰ یووا وانی
'وگیان کے چرن' ہمارے وگیانک'
تقریر از یدوین کمار سریواستو
۸-۱۵، ۱۰-۳۰
بلرام پاٹھک، ستار

منگل ۲ر فروری

صبح
۶-۴۰ وچار وندو
۶-۲۰، ۱۰-۹، رات ۸-۲۰
ہزاری لال پاٹھک چوہان، بانسری
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
شیتا روڑہ سگم سنگیت
شام
۵-۳۰ من بھاون
پیتلزہ: انجلی سکینہ

بدھ ۳ر فروری

صبح
۶-۴۰ وچار وندو
۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۱۰-۳۰
کرشنا چکرورتی، ستار
کشن مہاراج، طبلہ
شام
۵-۳۰ یووا وانی
(۱) پستک پاٹھ - حصہ ۱۸
پنڈت جواہر لال نہرو کی کتاب
'ہندوستان کی کہانی' سے
از راجا زتشی
(۲) ابھرتے کلاکار
۸-۱۵ اللہ رکھا خاں، طبلہ
۱۰-۰۰ 'وہ ضرور آئیگا' ناٹک
تحریر، گوری شنکر سنہا

جمعرات ۴ر فروری

صبح
۶-۴۰ وچار وندو
۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
شاردا بیلنکر، سگم سنگیت
۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۸-۱۵
منجو سندرم، گائن
چھوٹے لال مشرا، طبلہ سنگت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
'یہ بھی ایک دنیا ہے'
'پالی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ' فیچر
تحریر، وریندر مشر
۱۰-۳۰ کمار راجندر سنگھ، وائلن

جمعہ ۵ر فروری

صبح
۶-۲۵ گاندھی چرچا
۷-۳۰، ۹-۱۰، رات ۸-۱۵، ۱۰-۴۵
کے ایل سود، جل ترنگ وادن
رگھوناتھ مشرا، طبلہ سنگت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
(۱) پریوار کلیان
(۲) ابھرتے کلاکار
۹-۳۰ 'کتھا سرت ساگر سے'
تحریر، سوم دیو
ریڈیو عکس، مدارا کشس
۱۰-۳۰ راجیش کماری بتو، ٹھمری

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۶-۴۰ وچار وندو

۸-۲۰، ۱۰-۹، دوپہر ۱۲-۴۵، رات ۸-۱۵
کاویہی ساٹیال، ٹھمری، دادرا

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
رماشنکر سریواستو، سگم سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواوانی
(۱) 'کھیل کھلاڑی' بھارت اور انگلینڈ کے درمیان ٹیسٹ کرکٹ سیریز ۸۲-۸۱ پر تبصرہ از امریندر سنگھ اور سنیل کمار پانڈے
(۲) آپ کے پتر
پیشکردہ: مدھو سریواستو، لتا دیکشت

اتوار ۷ فروری

صبح

۸-۲۰ ڈی وی پلسکر، گائن

۹-۱۵ پتر کیلئے دھنیہ واد
پیشکردہ: وپن شرما اور آشا براؤن

۹-۳۰ بال سنگھ

۱۰-۱۵ ترنگ
پیشکردہ: وپن شرما

۱۰-۴۵
شمیم احمد، ستار
نرملا ارون، ٹھمری

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'منشی اتواری لال' سلسلہ وار جھلکی
تحریر: نریش مشر

شام

۵-۳۰ یوواوانی
(۱) کہانی از اوشا کیشری
(۲) کویتائیں از سادھنا سریواستو
(۳) مزاحیہ تقریر از علی اصغر نقوی

۸-۴۵ اپہار
کمار گندھرو، گائن

پیر ۸ فروری

صبح

۸-۲۰، ۱۰-۹
کشوری امونکر، گائن

دوپہر

۱-۱۰، رات ۱۰-۳۰
وی جی جوگ، وائلن

شام

۵-۳۰ یوواوانی
(۱) یوواویوساٹے میں 'ہیولیشین'
(۲) ابھرتے کلاکار

۸-۱۵، ۸-۴۵
سیارام تیواری، گائن

منگل ۹ فروری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱
کلپنا بنرجی، سگم سنگیت

۸-۲۰، ۱۰-۹، رات ۸-۲۰
گوپال گووند جھا: گائن

شام

۵-۳۰ یوواوانی
'نفتنگ اسٹیلز لائیک ماڈرنٹی' انگریزی میں مباحثہ۔ شرکا:
نلنی، منوج کمار بھنڈاری، کامنی راجونشی
اور اروند
(۲) پاپ میوزک

بدھ ۱۰ فروری

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۸-۱۵
بسم اللہ خاں اور ساتھی، شہنائی

شام

۵-۳۰ یوواونی
(۱) پستک پاٹھ حصہ ۱۹
(۲) ابھرتے کلاکار

۱۰-۰۰ 'ویدکی حا، ہنسانہ بھوتی' بھارتیندو ہریشچندر کے اسٹیج ناٹک کا ریڈیو تشکیل از کے این پانڈے

جمعرات ۱۱ فروری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱
ریشم ماتھر، سگم سنگیت

۸-۲۰، ۱۰-۹، دوپہر ۱-۲۰، رات ۸-۱۵
کملا بوس، گائن
کاشیو ناتھ مشرا، طبلہ سنگت

شام

۵-۳۰ یوواوانی
'اکتالیسواں' روسی کہانی کا ہندی ریڈیو روپانتر از نند لال ہتاشی
پیشکش: کسم رتشی

جمعہ ۱۲ فروری

صبح

۶-۳۵ گاندھی چرچا

۷-۳۰، ۱۰-۹، رات ۱۰-۳۰
کرشن کمار شرما، وائلن
دیوبرت بھٹاچاریہ، طبلہ سنگت

شام

۵-۳۰ یوواوانی
(۱) ابھرتے کلاکار
(۲) پریوار کلیان

۸-۱۵ انجنی بائی لولیکر، گائن

۹-۳۰ 'پنج راتر' بھاس کے سنسکرت ناٹک کا ہندی ریڈیو روپانتر
ترجمہ: اشوک جی
ریڈیو روپانتر و پیشکش: ونود رستوگی

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
اوما گرگ، سگم سنگیت

۸-۲۰ ذاکر حسین، طبلہ

۹-۱۰ نصیر احمد خاں، گائن

دوپہر

۱۲-۴۵ استاد مصطفےٰ حسین، گائن

شام

۵-۳۰ یوولوانی
(۱) 'سنسر کی مینی' بات چیت
شرکا: کامنی سریواستو، ہیمنی شرما، کوشل کمار سنگھ اور انامک سکینہ
(۲) آپکے پتر
پیشکردہ: مدھو سریواستو، لتا دیکشت

۸-۴۵ نینا دیوی: ٹھمری

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۶-۴۰ وچار وندو

۸-۲۰ کیسر بائی کیرکر، گائن

۹-۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
وپن شرما اور آشا براؤن

۹-۳۰ بال سنگھ

۱۰-۱۵ ترنگ

۱۰-۴۵ بینا پانی مشرا، گائن
ہری پرساد چورسیہ: بانسری

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'سستے داماد کی دوکان' جھلکی
تحریر: کمل کشور سکینہ

شام

۵-۳۰ یوواوانی
(۱) 'سانپ منش کے شترو نہیں، متر ہیں' تقریر از اروند مشر
(۲) 'پرارمبھ' کہانی از یوجنا ٹھاکر
(۳) کویتائیں: بھولا ناتھ کشتواہا

۹-۴۵ اپہار
استاد امیر خاں، گائن

پیر ۱۵ فروری

صبح

۶-۴۰ وچار وندو

۸-۲۰، ۱۰-۹، دوپہر ۱-۲۰، رات ۹-۴۵
جیوتسنا بھٹاچاریہ: سرود
تری بھون اپادھیائے: پکھاوج

شام

۵-۳۰ یوواوانی
(۱) وگیان کے چرن
'پلانٹ ہارمونس' تقریر از سونالی مکرجی
(۲) ابھرتے کلاکار

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر [illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز جالندھر [illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ [illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز (شام [illegible])

خبریں

[illegible] صبح [illegible] دوپہر [illegible]
[illegible]
پنجابی میں خبریں، صبح [illegible] دوپہر [illegible] شام [illegible] پرادیشک سماچار، شام [illegible]
انگریزی میں خبریں، صبح [illegible] رات [illegible]
اردو میں خبریں، صبح [illegible] دوپہر [illegible] رات [illegible]
روزگار سماچار، شام [illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۲۵ وندے ماترم، منگل دھن
۶-۳۰ آرادھنا، عقیدتی سنگیت
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۷ امرت لوہ [illegible]
۷-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۰ آسا دی وار (اتوار)
۷-۲۰ سیتی رنگ (صرف اتوار)
۷-۲ [illegible] (اتوار)
ماتا بھرتی سنسکرت پروگرام [illegible]
اجالاں دی لے (منگل)
سماچار [illegible]
تہلکے (جمعرات)
[illegible]
۹-۱۵ بال جگت، بچوں کیلئے پروگرام (جمعہ)
۱۰ [illegible]
[illegible] پروگرام (اتوار)
۲-۱۰ آپ کی فرمائش، سننے والوں کی فرمائش پر فلمی سنگیت (اتوار)

۹-۳ اختتام (اتوار ۱۵-۱۰ [illegible])
دوپہر
۱۲ [illegible] سننے والوں کی پسند
پنجابی گیت (پیر)
[illegible] (منگل)
۱۲ ناری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۳۵ [illegible] (پیر اور جمعہ)
دیہی بھائیوں کے لیے
موسم اور زراعتی پروگرام
۲ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳ لوک گیت، [illegible]
۲-۴۵ [illegible] ہندی میں سماچار بلیٹن
شام
۵ بال واڑی
(دیہاتی بچوں کیلئے پروگرام (پیر)
[illegible]
۵-۱۵ لوک گیت
۵-۳ گرواں وچار (روزانہ)

۶ ستھانیہ سماچار (مقامی اطلاعات) اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳ پنجابی پروگرام
۷ روزگار سماچار
۷-۲۵ قدم قدم پڑا پڑا [illegible]
لوک پی سابھ [illegible]
۸ [illegible] (ہفتہ)
۹-۲۵ [illegible] (اردو)

جالندھر (ب)

صبح
۱ دو پارٹیوں کے لیے پروگرام
شام
۶ یووانی، نوجوانوں کے لیے
۶-۲۵ یونیورسٹی براڈکاسٹ
[illegible] پنجاب
پنجابی میں [illegible] پروگرام
[illegible] اختتام

پیر یکم فروری

صبح
۶-۲۰ شبد
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۰ سنسکرت کے امر ساہتیکار (گنادھیہ)
۸-۵۰، رات ۱۰-۱۵ طفیل نیازی اور جاوید طفیل لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۲-۲ غزلیں
دوپہر
۲-۳۰ اجیت کلکوناز، لوک گیت
شام
۷-۱۵، ۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۰۰ ساکشاتکار
چندر بھان راوت کے ساتھ
۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۲ فروری

صبح
۶-۲۰ شبد
۸-۲۰ اکبر علی جودھاں، لوک گیت
۸-۵۰، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گلزار صوفی، لوک گیت
شام
۵-۱۵ لال چند یملا جٹ و ساتھی، لوک گیت

۸-۰۰ اردو میں تقریر
۸-۲۰ کویتا پاٹھ، ڈاکٹر اشو گھوش
۱۰-۰۰ سنگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳ فروری

صبح
۶-۲۰ لچھمن داس سندھو، کافیاں
۹-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
ششی نشی، بھجن/غزلیں
۸-۵۰ امریک سنگھ گوبندپوری، گیت
۹-۱۵ امریک سنگھ، شبد
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بشیر خاں، لوک گیت
شام
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپکی فرمائش
فلمی سنگیت

جمعرات ۴ فروری

صبح
۶-۲۰ شبد
۹-۲۰ رانی بلبیر کور، بھجن
۸-۵۰ جاگیر سنگھ طالب، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بی ایس نارنگ، گیت/غزلیں
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ دھنا سنگھ رنگیلا، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ برکت سندھو
۷-۵۰ رانی بلبیر کور، گیت
۸-۰۰ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی سنگیت
میزورم اور میگھالیہ کے گیت

جمعہ ۵ فروری

صبح
۶-۲۰ شبد
۹-۲۰، شام ۵-۰۵
پرم جیت سیکھوں، گیت

۸-۵۰ جاگیر محمد، صوفیانہ کلام
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۳۰
سریندر کماری شرما، بھجن/گیت
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ چرن سنگھ کنگن پوری، لوک گیت
شام
۵-۱۵ چندر شیکھر، لوک گیت
۷-۴۵ پنجابی گیت
۸-۰۰ سمکالین بھارتی ساہتیہ پنجابی،
ہندی تقریر از ڈاکٹر دھرم پال سنگل
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ کلدیپ مانک، لوک گیت

ہفتہ ۶ فروری

صبح
۶-۳۰ شبد
۸-۲۰ منوہر لال اروڑہ، بھجن
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵، شام ۵-۰۵
سلیم اقبال، کافی
دوپہر
۱۲-۱۵ سلیم اقبال، نعتیں
۱۲-۳۰ لوک رنگ
شام
۵-۱۵ گوردیو سنگھ کومل، لوک گیت
درشن رام، الغوزہ سنگت
۷-۱۵ منوہر لال اروڑہ، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۷ فروری

صبح
۶-۲۰ آسا دی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۶-۳۵ بھجن
۸-۵۰ گیت
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
دوپہر
۱۲-۱۵ سیتا کوہلی، گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کلونت سنگھ بیدی، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ منموہن کور، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۸ فروری

صبح
۷-۲۰ شبد
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰
چرنجیت کور، گیت اور غزل
۸-۵۰ کرتار سنگھ جوگی، لوک گیت
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جوگا سنگھ جوگی و ساتھی، کوشری
شام
۷-۴۵ پنجابی گیت
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ محمد شریف قوال و ساتھی، کافیاں

منگل ۹ فروری

صبح
۷-۲۰ شبد
۸-۲۰ کلدیپ سنگھ پردیسی، لوک گیت
۸-۵۰، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوا، لوک گیت
شام
۵-۱۵ گوپال سنگھ پال، لوک گیت
۸-۰۰ اردو میں تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۰ فروری

صبح
۷-۲۰ بھجن
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
کرتار سنگھ، شبد گیت
۸-۵۰ پریم پاٹھک، لوک گیت
۹-۱۵ سدھیر کوشل، غزلیں

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ پرتھی پال سنگھ، لوک گیت
رات
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی سنگیت

جمعرات ۱۱ فروری

صبح
۷-۲۰ شبد
۸-۲۰، شام ۵-۰۵
گوری گنگولی، بھجن
۸-۵۰ نوراں، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۵-۰۵
ارشاد رحمت قوال اور ساتھی
کافی/غزلیں/کافی
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ نیلارام و ساتھی، لوک گیت
شام
۵-۱۵ گوردیپ سنگھ، لوک گیت
۸-۰۰ 'پریم پل'
ہندی میں ادبی پروگرام
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۲ فروری

صبح
۷-۲۰ لچھمن داس سندھو، کافیاں
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰
سعادارما، غزلیں/گیت
۸-۵۰ پورن شاہکوٹی، صوفیانہ کلام
۹-۱۵، شام ۷-۴۵
چندر کوہلی، شبد/غزلیں
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بنارسی چھیل، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ ہربھجن سنگھ رتن، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ پورن شاہکوٹی، لوک گیت

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
انل کمار، گیت، غزل/گیت
۹-۱۵ کویتا من، گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ بلبیر سنگھ، لوک گیت
۱۲-۴۵ غزلیں
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ گورچرن سنگھ گوہلوڑ ڈھاڈی و ساتھی
۷-۴۵ واراں
کویتا من اور سریندر سمن
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۴ فروری

صبح
۷-۱۰ آسا دی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۲۵ بھجن
۷-۴۵ پریت بیبے
۸-۵۰ مسیحی بھجن
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی سنگیت
دوپہر
۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت
۱۲-۱۵ بھیم سین، گیت، غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بھان سنگھ ماہی، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ چندر کانتا کپور، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۱۵ فروری

صبح
۷-۲۰ شبد
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ پرومیلا بتی، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۳۰
محمد یعقوب، غزلیں
دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ پربھو سنگھ خوشدل، لوک گیت
شام
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ نجنا، لوک گیت
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

آثم گورداسپوری

غزل

حال کے لمحے کو سولی پہ چڑھائے رکھا
ہم نے ماضی کو تصور میں بسائے رکھا

اس کے پیڑ کو شاداب کیا ہے یوں بھی
کل کے سورج پہ نگاہوں کو لگائے رکھا

آنکھ کھولی تو وہی رات اماوس کی تھی
جس میں خوابوں نے بہت رنگ جمائے رکھا

وہ جلاتے رہے تا عمر شوالوں میں چراغ
گھر کی دہلیز پہ جگنو کو بٹھائے رکھا

اس کو ہمراز بنا کر بھی بہت پچھتائے
خود بھی گریاں رہا ہم کو بھی رلائے رکھا

غم رقابت کا نہیں تم سے شکایت یہ ہے
وہ رفاقت کا بھرم کیوں نہ بنائے رکھا

اہل دانش پہ برستے ہوئے پتھر دیکھے
بھیس دیوانوں کا آثم نے بنائے رکھا

(جالندھر سے نشر)

روھتک

میڈیم ویو ۲۰۸ء ۲۲ میٹر   ۱۴۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۱۰-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک)   دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۱-۳۰ تک

تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۱۰-۴۵

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندنا

۶-۵۵ کھیتی کی باتیں

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ضلع کی چٹھی

۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)

۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی فرمائش

(اتوار کے علاوہ)

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)

۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار

۶-۱۰ پرادیشک سنگیت

(بدھ کے علاوہ)

۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)

۷-۳۰ اطلاعات

۷-۴۵ سنگیت سریتا

۹-۱۵ ایک فلم سے

(جمعرات کو آپ کا خط ملا)

پیر یکم فروری

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

مدن سنگھ، سگم سنگیت

۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰

دیوبرت چودھری، ستار

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

چیتن پرکاش وساتھی اور

ایشور سنگھ وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ چلے جلے گانے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبات کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یوواسنسار

۶-۱۰ کشمیری لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

ایشور سنگھ وساتھی، لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ سیماشرما، غزلیں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'انصاف کا ترازو'

منگل ۲ فروری

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

این کے شرما، سگم سنگیت

۷-۲۵ جلیند ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ استاد فیاض خاں، کلاسیکی موسیقی

۸-۳۰، دوپہر ۲-۲۰

رتن سنگھ اور پرہلاد سنگھ

لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کے لیے درس

شام

۵-۳۰ یوواسنسار

میری پسند کے گیت

۶-۱۰ پنجابی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

لیلارانی، لوک گیت

۸-۰۰ کلام شاعر

۸-۳۰ سدھا ملہوترہ، بھجن

۹-۱۵ ایک فلم سے 'اپنا پن'

۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۳ فروری

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

مانک لال ورما، سگم سنگیت

۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰

راجندر کمار، بانسری

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

دھرم پال سیدی اور

سورکشا گروور، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ کیرتنیں

۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس

شام

۵-۳۰ یوواسنسار

۶-۱۰ ننھے منے

گیت کہانی

۶-۳۰ گرامین سنسار

گھبیر سنگھ سندھو وساتھی، لوک گیت

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۳۰ سموہ گان

۹-۱۵ ایک فلم سے 'ڈان'

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۴ فروری

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

منو بترہ، سگم سنگیت

۷-۲۵ مہندرگڑھ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۳۰ بلبیر سنگھ اور گجے سنگھ وساتھی

لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ایک رنگ

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے درس

۲-۳۰ چمن لال ملک اور مدن کمار

لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار

سرگم

۶-۱۰ راجستھانی لوک گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ دیش پیار کے گیت

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۵ فروری

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

جیوتی چودھری، سگم سنگیت

۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰

اجیت سنگھ پینٹل، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ اصغر حسین اور رام کمار سبھروال

لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے درس

۲-۳۰ اصغر حسین اور کرن سنگھ وساتھی

لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار

۶-۱۰ بنگالی گیت

۸-۰۰ کھیل جگت

۸-۳۰ صابری برادران، قوالیاں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'بن پھیرے ہم تیرے'

۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵

مدن لال شرما، سگم سنگیت

٧-٢٥ سرسہ ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ علی اکبر خاں، کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ جیانند اور چندر بھان ہنونہ لوک گیت

دوپہر
١٢-٣٠ پھر نیے
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ اساتذہ کیلئے
٢-٢٠ جیانند اور دیا سنگھ سینی لوک سنگیت

شام
٥-٣٠ یوواسنسار
سوالوں کے جواب
٦-١٠ گڑھوالی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
دیا سنگھ سینی، لوک گیت
٨-٠٠ ہریانہ درشن
٨-٣٠ مشوع بانو، گیت
٩-١٥ ایک فلم سے 'بوٹ پالش'

اتوار ۷ر فروری

صبح
٧-١٠، شام ٧-٤٥
وینو راجہ جین، سگم سنگیت
٧-٢٥ فرید آباد ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ استاد امیر خاں، کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ بال کنج
٩-٠٥ اس ماہ کا گیت

دوپہر
١٢-٣٠ ناری جگت
١-٠٠ کھلا آکاش
٢-٢٠ نتھو رام وساتھی اور سونیتا ڈانگی لوک سنگیت

شام
٥-٣٠ یوواسنسار
نوجوانوں کی پسند
٦-١٠ گجراتی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
آپ کی پسند
٨-٠٠ آج اتوار ہے
٨-٣٠ احمد حسین محمد حسین، غزلیں
٩-١٥ ایک فلم سے 'چشم بد دور'
٩-٣٠ جھلکی
١٠-٠٠ پرانی فلموں سے

پیر ۸ر فروری

صبح
٧-١٠، شام ٧-٤٥
بلرام گپتا، سگم سنگیت
٧-٢٥ روہتک ضلع کی چٹھی
٧-٣٠، رات ١٠-٠٠
غلام مصطفیٰ خاں، کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠، دوپہر ٢-٢٠
آشا لتا اور رام پھل شرما لوک سنگیت

دوپہر
١٢-٣٠ ملے جلے گانے
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ طلبا کیلئے درس

شام
٥-٣٠ یوواسنسار
٦-١٠ پنجابی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
رام پھل شرما، لوک گیت
٨-٠٠ انگریزی میں تقریر
٨-٣٠ چندرانی مکرجی، بھجن
٩-١٥ ایک فلم سے 'ستیم شوم سندرم'

منگل ۹ر فروری

صبح
٧-١٠، شام ٧-٤٥
نند کشور، سگم سنگیت
٧-٢٥ حصار ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ رام نارائن، سارنگی
٨-٢٠ شام لال ساتھی اور ظہور میر لوک سنگیت

دوپہر
١٢-٣٠ لائبریری سے انتخاب
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ طلبا کیلئے درس
٢-٢٠ شام لال ساتھی اور اوشا کرن وسکھیاں لوک سنگیت

شام
٥-٣٠ یوواسنسار
میری پسند کے گیت
٦-١٠ ڈوگری گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
اوشا کرن وسکھیاں، لوک گیت
٨-٠٠ کلام شاعر

شاردا، گیت
٩-١٥ ایک فلم سے 'قرض'
١٠-٠٠ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۰ر فروری

صبح
٧-١٠، شام ٧-٤٥
سریندر سنگھ بیدی، سگم سنگیت
٧-٢٥ انبالہ ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ شبیر حسین، سارنگی
٨-٢٠ رام نواس شرما اور کشور کمار لوک سنگیت

دوپہر
١٢-٣٠ دھرتی کے گیت
١-٠٠ کترنیں
١-٣٠ آٹھویں جماعت کیلئے درس
٢-٢٠ کشور کمار اور پیارے رام بھجن لوک سنگیت

شام
٥-٣٠ یوواسنسار
٦-١٠ ننھے منے
کماؤنی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
کشور کمار، لوک گیت
٨-٠٠ ہندی میں تقریر
٨-٣٠ ہری اوم شرن، بھجن
٩-١٥ ایک فلم سے 'دل لگی'
٩-٣٠ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۱ر فروری

صبح
٧-١٠، شام ٧-٤٥
پربھا، سگم سنگیت
٧-٢٥ بھوانی ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ چلتے چلتے
٨-٢٠ نند کشور اور رمنی شرما وسکھیاں لوک سنگیت

دوپہر
١٢-٣٠ ساز اور آواز
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ طلبا کیلئے درس
٢-٢٠ رام سروپ بھولا وساتھی اور بارو دسنگھ وساتھی، لوک سنگیت

شام
٥-٣٠ یوواسنسار
سرگم
٦-١٠ مراٹھی گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
٨-٠٠ گھر آنگن
٨-٣٠ یونس ملک، غزلیں
٩-١٥ آپ کا خط ملا

جمعہ ۱۲ر فروری

صبح
٧-١٠، شام ٧-٤٥
لیش شرما، سگم سنگیت
٧-٢٥ کرنال ضلع کی چٹھی
٧-٣٠، رات ١٠-٠٠
پی ایل گوھا ڈکر، کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ گاندھی چرچا

دوپہر
١٢-٣٠ گاتی پنکتی
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ طلبا کیلئے درس
٢-٢٠ مانگے رام میراثی اور رام کمار شرما لوک سنگیت

شام
٥-٣٠ یوواسنسار
٦-١٠ بھوجپوری گیت
٦-٣٠ گرامین سنسار
مانگے رام میراثی، لوک گیت
٨-٠٠ وکاس کلب
٨-٣٠ دلراج کور، شبد
٩-١٥ ایک فلم سے 'کرانتی'

ہفتہ ۱۳ر فروری

صبح
٧-١٠، شام ٧-٤٥
سمیتا باجپائی، سگم سنگیت
٧-٢٥ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
٧-٣٠ بسم اللہ خاں، شہنائی
٨-٢٠ جے بھگوان کوشک اور شیر سنگھ وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر
١٢-٣٠ پھر نیے
١-٠٠ ورندگان
١-٣٠ اساتذہ کیلئے

۲-۲۰ جے بھگوان کوشک اور
بھگوان سنگھ بوبلہ ، لوک سنگیت

شام

۵-۲۰ یووانسسار
گیتوں بھری کہانی

۶-۱۰ پنجابی گیت

۶-۲۰ گرامین سنسار
جے بھگوان کوشک ، لوک گیت

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۲۰ دو گانے

۹-۱۵ ایک فلم سے 'بیوی اور بیوی'

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۷-۱۰ شام ۷-۴۵
یوگل بھاردواج ، سگم سنگیت

۷-۲۵ ہمیر ضلع کی چٹھی

۸-۲۰ استاد عبدالکریم خاں ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ بال کنج

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۲۰ کوشلیا بیبی و ساتھی اور
ست دیو سنگھ ، لوک سنگیت

شام

۵-۲۰ یووانسسار
نوجوانوں کی پسند

۶-۱۰ بہت کے گیت

۶-۲۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ جگجیت سنگھ ، چترا سنگھ ، غزلیں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'بھنوان'

۹-۳۰ ڈرامہ

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۵ فروری

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سوہن پرکاش گروور ، سگم سنگیت

۷-۲۵ کوکشیتر ضلع کی چٹھی

۸-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
ہری کانت باکرے ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ سمیر سنگھ آریہ اور رام کمار سونیا
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ من کی گان

۲-۲۰ سمیر سنگھ آریہ اور رام دین
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووانسسار

۶-۱۰ ہماچلی گیت

۶-۲۰ گرامین سنسار
میر سنگھ آریہ ، لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۲۰ شانتا سکینہ ، گیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'اداکت'

بقیہ:- رامپور

شام

۸-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

۹-۳۰ بنو خاں اور ساتھی ، بہاریت
(۱) سمیا سمادھان
(۲) کہانی
(۳) گیت اور غزل

۸-۳۰ ، رات ۸-۱۵
ڈی وی پلوسکر ، خیال

پیر ۱۵ فروری

صبح

۷-۴۵ ، رات ۱۰-۴۵
طالب حسین سلطانی و ساتھی
نعت اور غزل

۸-۲۰ کسم گوبل ، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا

شام

۸-۰۰ کرشی جگت
'تمباکو کی کھیتی' - تقریر

۸-۴۵ 'آہنگ' ، اردو پروگرام
'ہندوستان اور عالمی امن کی کوشش'
مباحثہ ۔
شرکا: اعجاز وارثی سنبھلی ،
اختر علی خاں اور خان کمال

شملہ

میڈیم ویو ۳۰۸ میٹر ۹۷۳ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۹۳ / ۹ میٹر ۳۲۲۲ کلوہرٹز صبح ۹-۰۰ تک اور شام ۳-۰۰ کے بعد
۶۱/۰۳ میٹر ۴۹۲۰ کلوہرٹز صبح ۹-۰۰ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۹-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۳-۴۵
۴۵-۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۱۵-۱۱ تک ۴۹۲۰ کلوہرٹز ۹-۰۰ سے رات ۱۱-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۸-۰۰ دوپہر ۲-۰۰ اور ۱-۲ شام ۵-۰۰ اور ۸-۴۵ - صرف جمعہ کو رات ۱۱-۰۰
رات ۹-۰۰ اور صرف جمعہ ۱۱-۰۵ سنسکرت صبح ۷-۵۰ اردو صبح ۱۱-۵۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۰ بیاد ہ دیو وادن
۶-۵۰ بھکتی گیت
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۲۰ ساماجلی
۷-۱۵ بہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راسیل پتی موسم کا حال
۹-۳ اختتام

دوپہر
۱۲ اسکول براڈکاسٹ
۲-۱۲ اجسا… سوائے اتوار
۱ عورتوں اور بچوں کے لیے پروگرام

۲-۲ سسری لہریں
۲-۳۰ سپت رنگ
۳-۰۰ اختتام

شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام (لاہول سپتی)
(اتوار ، منگل ، جمعہ)

کسری پروگرام (پیر ، جمعرات)
چمبیالی پروگرام (منگل ، ہفتہ)
۵-۳ کلوی پروگرام (اتوار ، بدھ)
جاسوسی پروگرام (پیر ، جمعہ)
سرحدوں پر پروگرام (منگل ، جمعہ)
چنو منو (جمعرات)

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی پہاڑی رس
۶-۱۵ گاؤں کے پروگرام (اتوار ، جمعرات)
منڈی الی پروگرام (پیر ، جمعہ)
ملاسیسی پروگرام (منگل ، جمعہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا
خلاصہ
۶-۲۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین یوواں کے لیے
۸-۰۰ وھارا رے گیت
۳-۱۱ اختتام (جمعہ ، منگل کو ۱۱-۵)

پیر یکم فروری

صبح

۷-۴۰ جیون جیوتی

۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

دوپہر

۲-۲۰ سنہری کرنیں پروگرام
(روزانہ سوائے جمعہ کے)

۲-۴۰ سپت رنگ

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن : ضلع کی چٹھی

۶-۵۵ روزگار سماچار

۹-۱۵ گول میز

۹-۳۰ ہندی میں تقریر / مباحثہ

منگل ۲ فروری

شام

۶-۰۰ سماجک چرچا : حالات حاضرہ

۹-۲۰ انگریزی میں تقریر / مباحثہ

بدھ ۳ فروری

صبح ۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۹-۱۵ گھر آنگن

۹-۳۰ مباحثہ

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۴ فروری

صبح

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر (سوالات و جوابات)

شام

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھکتی موسیقی

۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۵ فروری

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

شام

۹-۱۵ دامن ہمالیہ کی تاریخی اور
ثقافتی اہمیت

۱۰-۰۰ من بھاون
(پسندیدہ نغمے)

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۳۰۰.۱۰ میٹر ۵.۲۸ ۱ کلوہرٹز بھوپال 'ب' ۴۴۴.۳۱ میٹر ۳۳. ۲۲ ۱۱ کلوہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۹-۰۰ ۶۹۹ کلوہرٹز

صبح ۸-۲۰ سے ۹-۴۵/۹-۲۰ ۸۰۰ کلوہرٹز

صبح ۹-۲۵ سے ۵-۱۵/۵-۴۵ شام ۹۶۹۰ کلوہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۱-۰۰ رات ۳۲۱۵ کلوہرٹز

رائے پور: ۳۰۴.۱۱ میٹر ۹۸۰ کلوہرٹز گوالیار: ۲۱۵.۸۱ میٹر ۱۳۹ کلوہرٹز جبلپور: ۴۲۲.۲۵ میٹر ۱۱۷۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۵ (پراوینشیل سماچار) دوپہر ۵-۱۰، ۱-۰۲، ۴۵، ۳-۲ شام ۵-۰۵، ۷ رات ۴۵-۸ (۱۱-۰۵ صرف سننے کو)

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱۲-۰۰، ۱-۰۰، شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف سننے کو)

پیر یکم فروری

صبح

۷-۲۰ سدھا، پواشو، لوک گیت

۸-۲۰ منجوشری نشتر، سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰

عبدالحلیم جعفر خاں، ستار

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۱۰ درپن

شام

۵-۳۰ یوواوانی

۱۰-۰۰ وکیل احمد خاں، خیال

منگل ۲ فروری

صبح

۸-۲۰ کلینا پیل کھرے، سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام

'بیتے ہوئے دن'، صادق اندوری کے ساتھ عزیز اندوری کی گفتگو

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا

اوم کار پرشاد کھیرا

۲-۳۰ بنسی لال موبیا و ساتھی، لوک گیت

رات

۸-۰۰ (۱) 'مدھیہ پردیش میں سماج کے کمزور ورگوں کا سماجک اور آرتھک وکاس'

ہندی میں تقریر

(۲) رامیشور سنگیت

بدھ ۳ فروری

صبح

۸-۲۰ پدمارو ڑے، سگم سنگیت

۸-۳۰ عبدالصمد خاں، سارنگی

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

۲-۳۰ رودردت دوبے، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی

کاویہ پاٹھ، کرشن بخشی

۹-۳۰ ترنگ

'فیشن'، جھلکی

تحریر، اشوک کماروما

۱۰-۳۰ کاشی ناتھ شنکر بوڈسا، خیال

جمعرات ۴ فروری

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰

رام کرشن چندیشری، سگم سنگیت

۸-۳۰ کاشی تنکر، خیال

دوپہر

۲-۳۰ موتی رام سہانے و ساتھی

لوک گیت

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۸-۲۰ سیاحوں کے لئے

۹-۰۵ رس دھارا (ایاکی پسی موسیقی)

شام

۹-۰۵ ہمورشن: مقامی خبریں (ہندی)

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۷ فروری

صبح

۸-۲۰ آپ کا خط ملا اور آپکی فرمائش

شام

۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

(پہاڑی موسیقی کا پروگرام)

پیر ۸ فروری

صبح

۸-۲۰ شبد (مذہبی اقوال)

۸-۳۵ ادبی سنگم

شام

۹-۱۵ ہمالیہ کے قدرتی مناظر: تقریر

۹-۴۵ کلاسیکی موسیقی کا پروگرام

منگل ۹ فروری

صبح

۸-۲۰ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ چانکیہ

شام

۸-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۵ سب رس

۹-۳۰ تقریر/مباحثہ (انگریزی)

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۰ فروری

صبح

۸-۳۵ امر بھارتی: سنسکرت پروگرام

۹-۳۰ ایک قلم کے گیت

شام

۶-۱۵ مہلا سمیلن

جمعرات ۱۱ فروری

صبح

۸-۲۰ پنجابی گیت

۹-۰۵ ایک فنکار

شام

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھکتی موسیقی

جمعہ ۱۲ فروری

صبح

۸-۲۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ ساز سنگیت

شام

۹-۱۵ پرانوں میں ہماچل کا ذکر

تقریر: ڈاکٹر بلدیو سنگھ

۱۰-۰۰ پسندیدہ نغمے

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح

۸-۳۰ انگریزی ریڈیو کے ذریعہ سے

شام

۷-۳۰ استادوں کیلئے

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ فلمی موسیقی

۹-۳۰ موسیقی کا پروگرام

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۸-۲۰ آپ کا خط آپ کی فرمائش

۹-۴۵ سائنس اور زندگی

دوپہر

۱۲-۰۰ پٹاری

(رنگارنگ پروگرام)

۱۲-۳۰ بال گوپال: بچوں کا پروگرام

۳-۰۰ خواتین کا پروگرام

شام

۹-۳۰ گیت پہاڑا رے

پہاڑی موسیقی

پیر ۱۵ فروری

صبح

۸-۲۰ شبد (مذہبی اقوال)

۸-۳۵ ادبی سنگم

۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۹-۱۵ سوال و جواب پروگرام

(روزانہ اخبار)

۹-۳۰ تقریر/مباحثہ

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر از ڈاکٹر ایم ڈی کھرے

جمعہ ۵ فروری

صبح

۸-۲۰ دوپہر ۱-۳۰
کسم پروہت، سگم سنگیت

۸-۳۰ سندر لال سونی، ستار

دوپہر

۲-۳۰ ارونا ورما اور سکھیاں، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
'سانگی کا ...' تمثیلی پروگرام

۹-۳۰ پیالیک ناتھ ... سنگیت سبھا
پنا لال کوٹھی، ستار

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۸-۲۰ اوما اپادھیائے، سگم سنگیت

۸-۳۰ سدھا سپرے، خیال

دوپہر

۱۲-۲۰ مہیلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
رام کشن سوامی

۲-۳۰ جگدیش ... ٹھاکر، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی

۹-۰۰ سر رچنا
(۱) بات چیت ...
(۲) کاویہ پاٹھ ... ٹھاکر

اتوار ۷ فروری

صبح

۹-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۱۰-۲۰ ایل وی ملکاونکر، خیال

دوپہر

۲-۳۰ سریش تیواری، لوک گیت

رات

۹-۳۰ ترنگ
'لاشوں کے تیجے'، جھلکی
تحریر: مرشد احیہ

پیر ۸ فروری

صبح

۸-۲۰ ڈی پی چترجی، سگم سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ چترنجن گھوشال، لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ بلرام پاٹھک، ستار

۱۰-۳۰ سیارام تیواری، دھمار

منگل ۹ فروری

صبح

۸-۲۰ ترپتی شالی، سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
(۱) البس ہندیس، بات چیت
شرکا: غضنفر علی خاں، عارف عزیز
(۲) شاعری کا کاروبار، فیچر

دوپہر

۱-۳ کاویہ دھارا، نیجیشور پرشاد مشرا

۲-۳۰ کوشتی جین، لوک گیت

رات

۹-۱۵ 'مدھیہ پردیش میں کبڑی کر تھانوں کا سرکیرن'
ہندی تقریر

بدھ ۱۰ فروری

صبح

۸-۲ سپرا بوس، سگم سنگیت

۸-۳۰ عبداللطیف خاں، سارنگی

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۲-۳۰ کوجیش شریواستو، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
'ستانی اور ...' ہندی تقریر

۹-۳۰ ترنگ
'ثبوت' جھلکی
تحریر: لکشمی نارائن ... مقبول حسین

۱۰-۰۰ مالنی راجورکر، خیال

۱۰-۳۰ عبداللطیف، سارنگی

جمعرات ۱۱ فروری

صبح

۸-۲۰ وکیل احمد، گائن

۹-۲۰ شاردا پرشاد بھٹ، ٹھمری، دادرا

سردار خاں، سارنگی

دوپہر

۲-۳۰ کرونا راوت، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر، سندر لال ترپاٹھی

۱۰-۰۰ سردار خاں، سارنگی

۱۰-۳۰ شاردا پرشاد بھٹ، اپ شاستریہ گائن

جمعہ ۱۲ فروری

صبح

۸-۲۰ منور خاں، غزلیں

۸-۳۰ پدماوتی شالگرام، خیال دیسی

دوپہر

۱-۳۰ منور خاں، غزلیں

۲-۳۰ وندنا سکینہ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) بھوپال کی چند بزرگ شخصیات
تقریر از قاضی وجد الحسینی
(۲) بچوں کی نظم، جہاں القدر چغتائی
(۳) گھر کے چراغ

۱۰-۳ پدماوتی شالگرام، خیال نند

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح

۸-۲۰ شیلا پانڈے، سگم سنگیت

۸-۳۰ نیرا دوبے، ستار

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا، اشونی کمار پاٹھک

رات

۸-۰۰ وقت کی آواز

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۱-۲۰ جتیندر ابھشیکی، خیال

۲-۳۰ رادھے شام مالوی و ساتھی، لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'وراثت میں ملا درد'، ناٹک
تحریر: ودیا ساگر ...
پیش کش: مقبول حسین

پیر ۱۵ فروری

صبح

۸-۲۰ شکلا گپتا، سگم سنگیت

۸-۳۰ رحمت علی خاں، سرود

دوپہر

۱-۱۰ درپن

۲-۳۰ ساوتری دیوی دیکوار و سہیلیاں
لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ استاد امیر خاں، خیال

بیکانیر

۲۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶-۳۵ بھگتی سنگیت

۶-۵۰ پروگرام کا خلاصہ

۷-۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)

۷-۲۰ مانس گان

دوپہر

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال

۶-۳۰ کرشکوں کے لیے

۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

جے پور، اجمیر

جے پور الف ۲/۲۰۳، ۱۴۷۶ میٹر   جے پور (ب) ۲۳۶/۴، ۱۲۶۹ میٹر کلو ہرٹز
اجمیر ۴۹۷/۵، ۶۰۳ میٹر کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۱-۱۰، ۲-۴۵، ۲-۲، شام ۵-۰۰، ۵-۵، ۶-۰۰، ۷-۰۰، رات ۸-۴۵
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی خبریں (ہندی): صبح ۹-۰۵، شام ۷-۰۵، (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۰ منگل دھونی. وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات: بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامائیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سورگنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰
۱۱-۰۰)
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یووادانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چیٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

پیر یکم فروری

صبح

۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ وشنو موہن بھٹ: گفتار و ادن
۸-۳۰ اور ۹-۴۰ احمد حسین: غزلیں
۹-۵۵ کانپور میں ہو رہے کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت
۱-۳۰ شاشتریہ سنگیت

شام

۵-۰۵ یووادانی
۸-۱۰ احمد حسین: غزلیں

منگل ۲ فروری

صبح

۷-۳۰ برہمانند گوسوامی: خیال بھیرو
۹-۱۰ اور دوپہر ۱-۴۰ راجیشور بھٹ: لوک گیت

شام

۵-۰۵ یووادانی
۶-۴۵ تیج کرن راؤ: بھجن
۸-۰۰ راجستھلی
۹-۳۰ سندھی پروگرام: تقریر: کملا ٹھلیانی
سنگم سنگیت

بدھ ۳ فروری

صبح

۸-۲۰ راجستھلی: تقریر
ڈاکٹر مدن راج دولت راج مہتہ
۹-۱۰ سونی دیوی: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ بنو بیگم: لوک سنگیت
۱-۳۰ ہیم لتا درما: شاشتریہ سنگیت

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام: کہانی
رمیش کمار رنگانی
۹-۳۰ کنچن مرگ: ڈرامہ
تحریر: ڈاکٹر مرتیونجے پرساد جھا
۱۰-۱۵ بھکتی سنگیت

جمعرات ۴ فروری

صبح

۶-۵۵ پیرتی بیٹھ
۸-۲۰ ہندی میں تقریر
۹-۱۰ رمضان خاں: لوک گیت
۹-۳۰ کانپور میں ہو رہے کرکٹ میچ کا آنکھوں دیکھا حال

دوپہر

۱-۴۰ لوک گیت

شام

۸-۰۰ راجستھلی: تقریر
ڈاکٹر گیان سنگھ راجاوت
۹-۳۰ پراڈیشک سنگیت کا نیشنل پروگرام
میزورم اور میگھالیہ کا سنگیت

جمعہ ۵ فروری

صبح

۸-۲۰ ہندی میں تقریر
۹-۱۰ ظہور خاں: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ شوانند وششٹھ

شام

۵-۰۵ یووادانی
۶-۲۵ سمتا بڈوالکر: شاشتریہ سنگیت
۹-۳۰ ماہانہ ڈرامہ
۱۰-۳۰ سمتا بڈوالکر: شاشتریہ سنگیت

ہفتہ ۶ فروری

صبح

۸-۲۰ ہندی میں تقریر
۹-۱۰ رام نواس پارٹی: لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ نند دیوی: لوک گیت
۱-۳۰ اے آر شاستری: شاشتریہ سنگیت

شام

۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
وہ دن ہوا ہوئے جب مہمان نوازی کرنے کا مزا آتا تھا
کلام شاعر: پارسا رومانی

اتوار ۷ فروری

صبح

۸-۲۰ سورگنگا: سگم سنگیت کا خاص پروگرام
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام: ڈاکٹر جی رائے بھگت: لوک کہانی

دوپہر

۱۲-۰۰ مہلا جگت: عورتوں کا پروگرام
۱۲-۳۰ جھلکی: مرض لاعلاج

شام

۸-۰۰ انگریزی تقریر
میکنکس آف پرائز رائز
ڈاکٹر ایچ سی ورما
۱۰-۰۰ میگزین پروگرام

پیر ۸ فروری

صبح

۷-۳۰ شاشتریہ سنگیت
۸-۳۰ اور ۹-۱۰ شیام لال راؤ
لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ شیر خاں: لوک گیت
۱-۳۰ شیام لال: پکھاوج پر سواری تال

شام

۵-۰۵ یووادانی
۶-۳۰ محنت کشوں کے لئے
۱۰-۰۰ پیر شب کی محفل موسیقی

منگل ۹ فروری

صبح

۸-۲۰ سنسکرت کاویہ

۱۰-۹ اور ۴۰-۱۰ لوک گیت
۹-۲۰ سنیتا بنرجی: گیت

دوپہر
۱۰-۱ سہیلیاں ری باڑی

شام
۶-۲۵ مانگی بائی: لوک گیت
۸-۰۰ راجستھلی
۹-۳۰ سندھی پروگرام: ڈرامہ
تحریر: کشن جیھانی
پیش کش: موہن مہرچندان

بدھ ۱۰ فروری

صبح
۸-۲۰ راجستھلی
۸-۳۰ عبداللطیف ساتھی: قوالی
۹-۱۰ و دوپہر ۱۰-۱ گووند سنگھ راٹھور لوک گیت

شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام: بچوں کا پروگرام
۹-۳۰ جب سیما نہیں رہی: ڈرامہ
راجندر بوہرہ

جمعرات ۱۱ فروری

صبح
۷-۵۰ یووادانی
۸-۲۰ ہندی میں تقریر
۹-۲۰ سمن ماتھر: گیت

دوپہر
۱-۱۰ مہلا جگت

شام
۸-۰۰ راجستھلی: تقریر: سورج پرکاش
پاپا
۹-۰۰ کھلا آکاش

جمعہ ۱۲ فروری

صبح
۷-۳۰ گووندراؤ راجرکر: شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ علاء الدین خاں: اسرود سنگیت
۹-۱۰ لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ پنالال بوہرہ: لوک گیت

شام
۶-۲۵ گووندراؤ راجرکر: خیال ترویٹ
۹-۳۰ تارا دت بردردھ: ہردے پرپورتن

۱۰-۰۰ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح
۸-۳۰ بوترا کماری: لوک گیت
۹-۱۰ مادھوری تھاپڑ: لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ مرلی دھر رتن: لوک گیت
۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

رات
۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
راجستھان کے ادبی شاعر
افسانہ: بہدی لوٹکی

اتوار ۱۴ فروری

صبح
۷-۳۰ ستار پر راگ دلیو
۸-۲۰ سور گنگا

۹-۱۵ مکل: بچوں کا پروگرام
۱۰-۰۰ فلمی و غیر فلمی گانے

دوپہر
۱۲-۰۰ مہلا جگت
عورتوں کا پروگرام

شام
۷-۲۵ راجستھانی فرمائش
۱۰-۳۰ آر ڈی برمن
ستار پر شیام کلیان

پیر ۱۵ فروری

صبح
۷-۳۰ شکور خاں: خیال امیر خسرو
۸-۲۰ و ۴۰-۱
رام چندر کلا کار ۔ پارٹی
۸-۳۰ افضل حسین: غزلیں

دوپہر
۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

شام
۷-۳۰ محنت کشوں کے لئے
۸-۱۰ کوی دانی
۱۰-۰۰ سنگم سنگیت
پیر کی شب کی محفل موسیقی

جودھپور

جودھپور ۵۶۴.۶۹ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز ۲۵.۰۶ میٹر ۱۱۹۰ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر
۱۲-۳ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱۰-۱ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت
۵-۱ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)
۵-۰ یووادانی

یووا ترنگ اور وداتی پروگرام
(منگل، جمعہ)
۵-۳۰ نو ترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)
۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
نیو جیون سوچنائیں (پیر، جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سنگم (بدھ)
گیان وردھاں (جمعرات)

سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)
۶-۳ سرحدی علاقوں میں رہنے والے سامعین کیلئے خاص پروگرام
۸-۲۵ ایک کلاکار
۹-۱۵ تقریر (سندی، انگریزی)
(منگل، جمعرات)
لے چلے گا رے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)
۱-- بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

اودے پور

اودے پور: ۲۶۶.۰۶ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۲۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ سنگیت سریتا
۷-۴۰ فلمی سنگیت
۹-۱۰ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)

دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱-۵۰ لوک سنگیت
۵-۰۵ یووادانی
۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸-۲۵ فلمی گیت

تحریر:- ضیا جالوی

حقیقت یہ ہے کہ اگر دنیا اسی ایک اصول پر کاربند ہو جائے تو تصادم اور سنگھرش کا کوئی واقعہ کبھی رونما نہ ہو اور دنیا ساری برائیوں سے یکلخت نجات پا جائے۔ کیونکہ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اسکے شہری حقوق پر ڈاکے ڈالے جائیں، اس کی جائیداد پر غاصبانہ قبضہ کر لیا جائے، اس کی ترقی کی راہ میں روڑے اٹکائے جائیں اور اسے قدرت کی دی ہوئی نعمتوں سے یکسر محروم کر دیا جائے۔ اگر یہی چیز آدمی دوسروں کے لیے بھی چاہنے لگے تو نہ کوئی کسی کی جیب کاٹے گا، نہ کسی کے گھر میں نقب لگانے کی واردات ہوگی، نہ کسی کو زمین و جائداد سے محروم کیا جائے گا، نہ کسی کے حق میں دست درازی ہوگی۔ ہر شخص قدرت کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہونے کے لیے بقدر حوصلہ و ظرف کوشش کریگا اور جس کو جو کچھ ملے گا، اسی کو اپنا مقسوم سمجھ کر قانع ہو جائے گا۔ اور جب ایسا ہوگا تو نہ کوئی تصادم ہوگا، نہ سنگھرش! نہ رسہ کشی ہوگی، نہ مقابلہ! نہ فسادات رونما ہوں گے اور نہ میدان کارزار گرم ہوگا۔

(پٹنہ سے نشر)

حیدرآباد

۴۰۶٫۵ میٹر (۷۳۸ کلو ہرٹز) ۲۵۶٫۴ میٹر (۱۱۷۰ کلو ہرٹز)

پیر یکم فروری

صبح
۸-۳۰ یووانی
نغموں کی دنیا

شام
۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم آپ اور وہ
'ہومیوپیتھی کا طریقہ علاج' تقریر
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر، نظیر نیّر
(۴) قومی یکجہتی پر نظم از ساجد رضوی
(۵) غزلیں

منگل ۲ فروری

صبح
۸-۱ یووانی
تقریر

شام
۵-۲ ترنگ
ادبی میگزین پروگرام
۹-۱ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
'سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف ٹول ڈزائننگ، کوکٹ پلی' فیچر
(۳) 'داد حاصل کرنا' مزاحیہ خاکہ
تحریر: مسیح انجم
(۴) زرینہ سلطانہ و ساتھی،
ڈھولک کے گیت

بدھ ۳ فروری

صبح
۸-۱ یووانی
'شہرنامہ'، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ ترنگ
وراثتی پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں
پیشکردہ، اظہر افسر
(۴) 'دوسرے دروازے سے'
کہانی از وشنودت بھارتی
(۵) غزلیں

جمعرات ۴ فروری

صبح
۸-۲۵ یووانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ ترنگ
'میری پسند' فلمی نغموں پر مبنی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند
(۴) سائنس کی دنیا
'پٹرولیم کا بدل' تقریر از خلیل اکمل

جمعہ ۵ فروری

صبح
۶-۳۰ ایشور اللہ
قرأت کلام پاک، حافظ عبداللہ قریشی
نعت شریف، سعادت اللہ اظہر
۸-۳۰ یووانی
تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتے کی ڈائری، ملک محمد علی خاں
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
'دماغی بخار' ڈاکٹر ونود چندر سے بات چیت
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۶ فروری

صبح
۸-۲۵ یووانی
فلمی قوالیاں

شام
۵-۳۰ ترنگ
ڈرامہ
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) افکار عالیہ 'شیخ عبدالقادر جیلانی'
تقریر از ڈاکٹر غلام عمر خاں
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۷ فروری

صبح
۸-۲۵ یووانی
'گلدستہ'، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کے لیے
(۱) 'لڑکیوں کے فیشن'، تقریر از مہرالنسا
(۲) 'سیلاب' افسانہ از رفیعہ سلطانہ
(۳) ڈھولک کے گیت

شام
۵-۳۰ ترنگ
وراثتی پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) 'عاشو' ڈرامہ از قمر جمالی
(۲) غزلیں

پیر ۸ فروری

صبح
۸-۳۰ یووانی
نغموں کی دنیا

شام
۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم آپ اور وہ
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
قومی یکجہتی پر نظم از تاج ہاشمی
(۴) غزلیں

منگل ۹ فروری

صبح
۸-۲۵ یووانی
تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) 'چپاں دوست'، مزاحیہ خاکہ از
حاجی بشیر احمد
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۱۰ فروری

صبح
۸-۲۵ یووانی
'شہرنامہ'، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ ترنگ
وراثتی پروگرام
۹-۳۰ ترنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں
(۴) 'ستم کے سہارے' کہانی از اکرام جاوید
(۵) غزلیں

جمعرات ۱۱ فروری

صبح

۸-۲۵ یووانی

یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ

'میری پسند' فلمی گیتوں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) اپنی نگری اپنے لوگ

(۳) آپ کی پسند، فلمی گیتوں پر مبنی

(۴) 'شیخ بوعلی سینا کی خدمات'، تقریر از شفقت اعظمی

جمعہ ۱۲ فروری

صبح

۶-۳۰ الیشور اللہ

قرأت کلام پاک، حافظ غلام جیلانی

نعت شریف، سراج حیدر آبادی

۸-۳۰ یووانی

تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ

سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) اس ہفتہ کی ڈائری

از کمال الدین علی خاں

(۳) ڈاکٹر سے ملاقات

'جراحی کے نئے طریقے'، ڈاکٹر اطہر حسین سے گفتگو

(۴) قوالیاں

هفتہ ۱۳ فروری

صبح

۸-۲۵ یووانی

فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ

ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) ہم آپ اور وہ

(۳) کلام شاعر بزبان شاعر

(۴) غزلیں

(continued from the left side of the same column)

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) افکار عالیہ 'حالی'، تقریر از ناصر کربولی

(۳) لطیفے ہی لطیفے

(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۸-۲۵ یووانی

'گلدستہ'، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے

(۱) پایلیا باجے، افسانہ میا شتدے

(۲) بچوں کی ذہنی تربیت، تقریر از عظمت نسیم

(۳) ڈھولک کے گیت

(۴) خطوں کے جواب

شام

۵-۳۰ ترنگ

ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) 'پھول اور پنکھڑیاں' ڈرامہ

تحریر: مرزا قادر علی بیگ

(۲) غزلیں

پیر ۱۵ فروری

صبح

۸-۳۰ یووانی

نغموں کی دنیا

شام

۵-۳۰ ترنگ

(۱) کھیلوں پر تبصرہ

(۲) خطوں کے جواب

(۳) فلمی گانے

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف ۲۹۸.۱۸ میٹر ۱۰۰۶ کلو ہرٹز

شارٹ ویو سری نگر ب ۱/ ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز

۴۹.۰۱ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ، ۹۱.۵۷ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز

پہلی مجلس صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک

دوسری مجلس صبح ۱۱-۲۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح

۷-۰۰ سنسکرت میں خبریں

۷-۴۵ کشمیری میں خبریں

۸-۱۰ انگریزی میں خبریں

۸-۵۰ اردو میں خبریں

۹-۰۰ ہندی میں خبریں

دوپہر

۱-۵۰ اردو میں خبریں

۲-۰۰ انگریزی میں خبریں

شام

۶-۰۰ انگریزی میں خبریں

۶-۲۵ کشمیری میں خبریں

رات

۹-۰۰ انگریزی میں خبریں

۹-۱۵ اردو میں خبریں

۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح

۹-۰۵ دلچسپ خبریں

۹-۲۰ اردو میں خبریں

۹-۲۵ کشمیری میں خبریں

۲-۱۰ لداخی میں خبریں

شام

۷-۳۰ کشمیری میں خبریں

۷-۴۵ اردو میں خبریں

پیر یکم فروری

۹-۳۰ اردو میں کھیل

منگل ۲ فروری

صبح

۸-۰۰ شوبھا گورٹو، غزلیں

۸-۲۰ رسالو منرہ

۸-۳۵ بات چیت (ہندی)

۹-۰۵ زونہ ڈب

۱۱-۳۰، دوپہر ۱۲-۳۰، ۴-۰۰

عبدالسلام ڈار اور ساتھی، کشمیری موسیقی / چکری

۴-۳۰ حمزہ داس اور جلال گیلانی

غزلیں

شام

۶-۱۰ ضلع نامہ

۸-۴۵ 'زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا'

تقریر از محمود احمد اندرابی

صبح

۸-۰۰ سنعیا مکرجی، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ زونہ ڈب

۱۱-۳۰ ایم اے ستاری اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ سرلا کپور، بھجن

۲-۱۵ کیلاش مہرہ، غزلیں

۲-۳۰، ۴-۰۰

ایم اے ستاری اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

۴-۳۰ غلام نبی شیخ نور باغی اور ساتھی

چھکری

شام
۶-۱۰ کیلاش مہرہ، غزلیں
۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ 'دودھا، سندر، پروگرام
۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۳ فروری

صبح
۹-۰۰، دوپہر ۱۲-۳۰
ترلوک کپور، غزلیں
۹-۲۰ شش رنگ
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰
غلام نبی شیخ اور ساتھی
کشمیری موسیقی/غزلیں/چھکری

دوپہر
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
۳-۳۰ عبدالاحد پرے، غزلیں
شام
۶-۱۰ ایم ایس پانپوری، غزلیں
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ بھیم نیئے
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش
فلمی گانے

جمعرات ۴ فروری

صبح
۹-۰۰ ارملا ناگر، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ سازینہ
۱۱-۳۰، دوپہر ۳-۳۰
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی،
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۲-۱۵ غلام حسن صوفی، کشمیری غزلیں
۴-۰۰ 'کیاری'
جموں وکشمیر اور لداخ کی موسیقی
کے کے جیوتی اور کانتا شرما
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
شام
۶-۱۰ نسیم اختر، غزلیں
۸-۴۵ کھیلوں کی دنیا (اردو)
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی موسیقی

جمعہ ۵ فروری

صبح
۹-۳۰ اوشا ٹنڈن، غزلیں
۹-۲۰ گھر بارہ خطرہ
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰، شام ۳-۳۰ -۴
عبدالرشید حافظ و ساتھی
کشمیری موسیقی/صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۲ نعتیں اور منقبت
۲-۱۵ راج بیگم، نسیم اختر، غزلیں
۲-۳۰ آشنا یہ گاشس
۴-۰۰ عبدالخالق وساتھی، صوفیانہ موسیقی
شام
۶-۱۰ راج بیگم، غزلیں
۹-۰۰ وادی کی آواز
۱۰- داستان

ہفتہ ۶ فروری

صبح
۰-۵۵ آج کی بات
۹-۲۰ نوئی تخلیق (کشمیری)
۸-۳۵ حرف حرف (اردو)
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰، سہ پہر ۳-۳۰ -۴
غلام محمد سازنواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ بشیر احمد، غزلیں
۲-۱۵ فلمی دوگانے
۲-۳۰، ۴-۰۰
غلام محمد گنائی وساتھی، چھکری

شام
۶-۱۰ نسیم اختر، غزلیں
۸-۴۵ انگریزی تقریر از ڈاکٹر سی ایل گنجو
۹-۳۰ 'یانی زندگی میون کار'
۱۰-۳ شہر صدا
غیر فلمی فرمائشی گیت

اتوار ۷ فروری

صبح
۹-۰۰ اس ہفتے
۸-۳۰ گھر والوں کیلئے
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوزریل
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۰۰ کورل میوزک
۱۱-۳۰ نیشنل پروگرام، ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۵ ساز و آواز
۲-۳ کہکشاں
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ کشمیری میں گفتگو
۸-۳ 'عوام سے باتیں' تقریر از
ڈی ڈی ٹھاکر، فائنانس منسٹر
۸-۴۵ توہنز فرمائش
۹-۳۰ ویسٹرن میوزک (فرمائشی)

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

پیر ۸ فروری

صبح
۹-۰۰، دوپہر ۱۲-۳۰
یونس ملک، غزلیں
۹-۲ ذات بہ ذات
۸-۳۵ مول شعار
۹-۰۵ زونہ ڈب
۹-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵، ۴-۰۰
غلام محمد حاجن او ساتھی: چھکری

سہ پہر
۴-۳۰ اسداللہ، غزلیں
شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۴۵ 'لائی تعمیر پر ایک نظر' اردو تقریر
از آفاق احمد
۹-۳۰ کشمیری میں کھیل

منگل ۹ فروری

صبح
۹-۰۰ اقبال احمد صدیقی، غزلیں
۹-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۰۰
کمال بٹ اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ آرتی تکو، بھجن
۲-۱۵ عبدالرحیم خاں، غزلیں
۴-۳۰ محمد عبداللہ گنائی اور ساتھی
چھکری

شام
۶-۱۰ آرتی تکو، غزلیں
۹-۳ سنگرمال
۱۰- توہنز فرمائش

بدھ ۱۰ فروری

صبح
۹-۰۰ راجندر مہتہ، نیلما مہتہ، غزلیں
۹-۲۰ شش رنگ
'بدو فرآبادی تہ تعلیم' کشمیری میں تقریر
از سید حبیب اللہ
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰

غلام حسن میر باکورہ وساتھی، چھکری

دوپہر
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت

لیہہ

میڈیم ویو ۲۸۴.۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۷-۳۰ بھکتی سنگیت
۸-۴۵ پروگراموں کا خلاصہ
دوپہر ۱-۱۰ اور رات ۸-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے
۱-۱۵ لداخی موسیقی

شام
۶-۱۵ طلبا پروگرام (لداخی میں)
۱۰-۰۰ وودھ بھارتی پروگرام
(علاوہ جمعہ)

۴-۳۰ کسم لتا، غزلیں

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۱ فروری

صبح

۸-۰۰ صلاح الدین احمد، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ وادیٔ ورند
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰، ۲-۱۵
وی کے ملا، غزلیں
۴-۰۰ 'کیاری'
جموں وکشمیر اور لداخ کی موسیقی
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام

۶-۱۰ غلام نبی شیخ، غزل
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، فیچر

جمعہ ۱۲ فروری

صبح

۸-۲ گھر بارۂ خاطرۂ
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ جے کشن تکو اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۲۰ کشمیری موسیقی
۲-۱۵ آرتی تکو، غزلیں
۲-۳۰ آشس تہ گاش
۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ گفتگو
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح

۸-۰۰ الکا دیو، غزلیں
۸-۲۰ تکلیق نو

'اردو میں افسانہ اور اسکی تمہید'
تقریر از عمر مجید
۸-۴۵ مول شعار
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۰-۳۰، سہ پہر ۳۰-۴
محمد سلطان میر اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ سیما شرما، غزلیں
۲-۱۵ فلمی دوگانے
۲-۳۰، ۴-۰۰
عبدالرحیم بٹ اور ساتھی، چھکری

شام

۶-۱۰ راج بیگم، غزل
۸-۴۵ انگریزی تقریر
۹-۳ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ بادت
کشمیری میں تخلیقی ادب پر پروگرام
۱۰-۳۰ شہر صدا
غیر فلمی سنگیت

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۸-۰۰ اس ہفتے
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ 'ہونہار'
بچوں کیلئے اردو میں پروگرام
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ اردو میں کھیل

دوپہر

۱۲-۴۰ فلمی سنگیت
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳ کوئز
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳ 'ہی مال'

شام

۶-۱۰ علی محمد، غزلیں
۸-۴۵ تو بنسہ چھٹی واژ

۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

پیر ۱۵ فروری

صبح

۸-۰۰ او۔پی۔ کپور، غزلیں
۸-۲۰ 'ثقافت' (کشمیری)
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰
عبدالرزاق ڈار و ساتھی، چھکری

دوپہر

۱۲-۴۰ یونس ملک، غزلیں
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ شمیم دیو اور شتی کرن چابڑہ
کشمیری غزلیں

شام

۶-۱۵ ضلع نامہ
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ اردو میں کھیل

دوردرشن بمبئی

بمبئی چینل ۴: تصویر ۶۲/۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ: ۱ آواز ۶۷/۷۵ میگا ہرٹز
پونہ چینل ۵: تصویر ۱۷۵/۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ: ۳ آواز ۱۸۵/۷۵ میگا ہرٹز

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۰۰-۹ سلسلے وار فلم ۳۰-۹ ستیہ جاتی پر تیسما ۳۰-۱۰ اونڈر سیلوں (مدراس سے ریلے) ایک سلیپ ۰۰-۱۱ ساپتاہکی ہندی میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۳۰-۱۱ اختتام

شام ۰۰-۶ ہندی میں فیچر فلم ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۴-۷ ہندی فیچر فلم کا بقیہ حصہ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پرکاش/ آپکا سواستھ ۳۰-۹ سائنس رپورٹ ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

پیر

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر ۰۰-۲ شالے چترا والی (طلبا کے لئے) پانچویں جماعت کے لئے انگریزی کا سبق

شام ۳۰-۶ ستا کوڑی گجراتی میں بچوں کے لئے پروگرام ۰۰-۷ گجراتی گیت ۱۰-۷ آپلی مانی آپلی ماس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ۰۰-۸ یوودرشن (مراٹھی)

۳۰-۸ انگریزی میں سلسلے وار فلم ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ وائس دی گڈ ورڈ چترگیت (مراٹھی) ۳۰-۹ درت چترا کرناجی یا بیری ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۰-۶ کلبل (مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام) ۰۰-۷ مراٹھی گیت ۱۰-۷ کلاکار دشو ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ پریوگ ایک جیولی (دیادن اگیان) ۰۰-۸ یوودرشن (گجراتی) ۳۰-۸ سپورٹس راؤنڈ اپ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پریڈما سیچتیا ہندی میں ادبی پروگرام ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ بزم قوالی / کرناٹک سنگیت ۴۰-۱۰ اختتام

بدھ

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر ۰۰-۲ شالے چترا والی (طلبا کے لئے) چھٹی جماعت کے لئے انگریزی کا سبق
شام ۳۰-۶ سمدھار ے گھر ۰۰-۷ فلم ۰۰-۱۰ آپلی مانی آپلی ماس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ پرادیشک سملیت / ہلکا دیکھی ماس ۰۰-۸ محفل یاراں اردو میں ادبی پروگرام امرت منتھن ۳۰-۸ یوتھ بیورو مدراس سے ریلے / بزنس ورلڈ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پاریجات / ہندی میں ڈرامہ ۰۰-۱۱ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۱ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام / ہندی ڈرامہ کا بقیہ حصہ ۳۰-۱۱ اختتام

جمعرات

شام ۳۰-۶ گھر بیٹھاں / دیدی دار ۰۰-۷ لوک سنگیت ۱۰-۷ کلاکار دشو ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گجراتی گیت / ہندی گیت / درپگان ۰۰-۸ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ عا بیہ / رقص ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ چھایا گیت ۵۵-۹ خصوصی اعلان ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر ۰۰-۲ شالے چترا والی (طلبا کے لئے) آٹھویں جماعت کے لئے سائنس کا سبق

شام ۳۰-۶ کھیل کھلونے ہندی میں بچوں کے لئے پروگرام ۰۰-۷ ہندی گیت ۱۰-۷ آپلی مانی آپلی ماس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ۱۰-۸ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ آؤ دھارمی ساتھیے پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۴۵-۹ درت چترا ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۵۵-۱۰ اختتام

ہفتہ

شام ۰۰-۶ علاقائی زبان (مراٹھی کے علاوہ) میں فیچر فلم / مراٹھی فیچر فلم ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۴-۷ فیچر فلم کا بقیہ حصہ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ رقص کا پروگرام / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳۰-۹ سائنس نوٹیم / واسریٹنز ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۲۰-۱۰ اختتام

دوردرشن سری نگر

بینڈ I ۲۵ر۶۲ ایم ایچ زڈ (تصویر) چینل ۴ ۷۵ر۶۷ ایم ایچ زڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں، ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ، ۴۵-۹ اردو میں خبریں، ۰۰-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

پیر یکم فروری

شام ۴۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۴۵-۷ ٹی۔وی نیوز فیچر ۱۷-۸ فلمی گیتوں کا پروگرام ۰۰-۹ کھیلوں سے متعلق پروگرام ۲۵-۹ "اب کیا ہے" اردو میں سلسلہ وار فیچر (دوبارہ)

منگل ۲ فروری

شام ۳۰-۷ کشمیری کلاسکی موسیقی ۴۵-۷ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۲۰-۹ انٹرویو

بدھ ۳ فروری

شام ۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۱۷-۸ "شب رنگ" کشمیری میں سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ کشمیری میں ادبی میگزین

جمعرات ۴ فروری

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں کا پروگرام ۵۵-۸ حالات حاضرہ ۲۵-۹ "شب رنگ" کشمیری میں سلسلہ وار فیچر

جمعہ ۵ فروری

شام ۰۰-۷ گجروں کے لئے پروگرام ۳۰-۷ خاندانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۱۷-۸ اردو میں ڈرامہ ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۶ فروری

شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ ایک نظم کا ٹی۔وی روپ ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ "اب کیا ہے" اردو میں سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸ موسیقی ۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام

اتوار ۷ فروری

دوپہر ۰۰-۱ ہندستانی میں فیچر فلم ۳۰-۳ فلمز ڈویژن کی دستاویزی فلم ۴۰-۳ یونیورسٹی طلبا کے لئے
شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۰-۸ روزگار بلیٹن ۳۰-۸ نوجوانوں کے لئے اردو میں پروگرام

پیر ۸ فروری

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۱۷-۸ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۰۰-۹ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۳۰-۹ "اب کیا ہے" سلسلہ وار اردو فیچر دوبارہ

منگل ۹ فروری

شام ۳۰-۷ کشمیر کی دستکاریاں اور فنکار ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۲۰-۹ انٹرویوز

بدھ ۱۰ فروری

شام ۳۰-۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۱۷-۸ "شب رنگ" سلسلہ وار فیچر (کشمیری) ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ دوسرے کیندروں سے ۱۵-۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۱۱ فروری

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں کا پروگرام ۵۵-۸ حالات حاضرہ (اردو) ۲۵-۹ "شب رنگ" سلسلہ وار کشمیری فیچر (دوبارہ)

جمعہ ۱۲ فروری

شام ۰۰-۷ کشمیری موسیقی ۳۰-۷ ہوم سائنس ۵۰-۷ شہری ذمہ داریوں کا پروگرام ۱۷-۸ دوسرے کیندروں سے ۰۰-۹ دستاویزی فلم ۱۵-۹ صحت و تندرستی سے متعلق اردو میں میگزین پروگرام

ہفتہ ۱۳ فروری

شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ سائنس پروگرام ۱۷-۸ "اب کیا ہے" سلسلہ وار اردو فیچر ۳۵-۸ ورائٹی پروگرام ۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام

اتوار ۱۴ فروری

دوپہر ۰۰-۱ فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۰-۳ یونیورسٹی طلبا کے لئے شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری موسیقی ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷-۸ روزگار بلیٹن ۳۰-۸ نوجوانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۰۰-۹ دوسرے کیندروں سے

پیر ۱۵ فروری

شام ۳۰-۷ کشمیری موسیقی ۴۵-۷ ترقیاتی پروگرام ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم
۲۰-۹ انٹرویوز

غزل

نصیر پرواز

ہر اک عمل مرے لمحوں کا رائیگاں ہوگا
چراغ فکر جلے گا جہاں دھواں ہوگا

جو پاؤں رکھوں گا یادوں کی شاہراہوں پر
قدم قدم تری آہٹ کا آسماں ہوگا

جلا رہا ہوں تجسس کی آگ میں جس کو
وہ حرف خاک کبھی شعلۂ بیاں ہوگا

کہاں کہاں سے سمیٹوں گا اپنی ہستی کو
تمام زیست اگر میرا امتحاں ہوگا

ہر اک لمحۂ امید حرف آب رواں
گرفت چشم میں آکر بھی بے نشاں ہوگا

میں جب بھی تیرا کتابوں میں نام ڈھونڈوں گا
طلوع فکر کا عالم عدو جاں ہوگا

کھڑا ہوا ہوں صداؤں کی صف میں اے پرواز
مرا بھی نام کبھی زیب داستاں ہوگا

(بھوپال سے نشر)

بقیہ: لکھنؤ

بدھ ۱۰ فروری

صبح

۴۵ — ۰۰ سازِ غزل: غزلوں کا خاص پروگرام

۳۰ — ۸ اردو پروگرام
ہمارے مزاح نگار: فرقت کاکوری
فیچر سلمیٰ خاتون

۱۰ — ۹ اور رات ۳۰ — ۱۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۰۰ — ۱۲ سنسکرت گیتم

رات

۰۰ — ۸ سامائک پرسنگ

۰۰ — ۱۰ ویوکی ہنسا ہنسانہ بھوتی: ڈرامہ
تحریر: نہار تندو ہریش چندر
ترجمہ: کے۔ این پانڈے

جمعرات ۱۱ فروری

صبح

۴۵ — ۰۰، شام ۴۵ — ۵ اور رات ۱۵ — ۸
سگم سنگیت

۳۰ — ۸ اردو پروگرام
محمد الدین علی احمد کی سیاسی بصیرت
بات چیت
افسانہ

۱۰ — ۹ اور ۳۰ — ۱۰ شاستریہ سنگیت

شام

۳۰ — ۰۰ یووادانی

رات

۰۰ — ۸ ہندی تقریر

۳۰ — ۹ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۱۲ فروری

صبح

۳۰ — ۰۰ سوردیلا: ہندی میں نظم خوانی

۴۵ — ۷، دوپہر ۰۰ — ۱۲، شام ۴۵ — ۵
اور رات ۱۵ — ۸ سگم سنگیت

۳۰ — ۸ اردو پروگرام
میٹرین پروگرام: چکبست نمبر
پنڈت برج نرائن چکبست کے
یوم وفات پر خصوصی پیشکش

۳۰ — ۹ اور رات ۳۰ — ۱۰
شاستریہ سنگیت

رات

۳۰ — ۹ پنچراتر: سنسکرت ڈرامہ
تحریر: بھاس
ترجمہ: اشوک جی

ہفتہ ۱۳ فروری

صبح

۴۵ — ۷، دوپہر ۰۰ — ۱۲ اور شام ۴۵ — ۵
سگم سنگیت

۳۰ — ۸ اردو پروگرام
بچوں کیلئے: لوک کہانی پر مبنی فیچر
تحریر: شجاعت علی
پیش کش: اما چکبست

غزل

راشد صدیقی

جب ذہن و تصور کے سانچے میں ڈھلا ہوگا
تب تاج محل جاکر تعمیر ہوا ہوگا

اس راہ سے جب کوئی دیوانہ گیا ہوگا
پردہ درِ جاناں کا رہ رہ کے اٹھا ہوگا

آہیں بھی بھری ہوں گی شکوہ بھی کیا ہوگا
جب اس نے کبھی میرا افسانہ پڑھا ہوگا

اک میرا مسیحا تھا آیا نہ دمِ آخر
کچھ بات رہی ہوگی مجبور رہا ہوگا

خاموش فضاؤں میں اے اڑتی ابابیلو
تم نے تو سنا ہوگا جو اس نے کہا ہوگا

اس دور میں اے راشد تیرا ہی شعور فن
کتنوں کی نگاہوں میں کانٹا سا چبھا ہوگا

(اگر بھورے نشر)

دوپہر

۳۰ — ۱۲ من بھاون
آپکی پسند کے فرمائشی فلمی گانے

رات

۰۰ — ۸ ویگیانیکی

۳۰ — ۹ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۱۴ فروری

صبح

۳۰ — ۰۰ آپ کے آس پاس: فیچر

۳۰ — ۸ اردو پروگرام
ہمارے لوک گیت
تحریر: اظہر علی فاروقی

۱۵ — ۹ بہتر کے لئے دھیہ واد
سامعین کے خطوط کے جواب

دوپہر

۴۵ — ۱۲ کورل سنگیت

۱۰ — ۱ آج اتوار ہے جھلکی

رات

۱۵ — ۸ پرادیشک سماچار درشن

۰۰ — ۹ گیت سنگیت

۰۰ — ۱۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۱۵ فروری

صبح

۴۵ — ۰۰ اور دوپہر ۰۰ — ۱۲ سگم سنگیت

۳۰ — ۸ اردو پروگرام

۱۰ — ۹، رات ۴۵ — ۹ اور ۳۰ — ۱۰
شاستریہ سنگیت

شام

۴۵ — ۵ رویندر سنگیت

رات

۳۰ — ۹ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر

۰۰ — ۱۰ یوم غالب: فیچر
خاص پروگرام

دوردرشن لکھنؤ

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار

پیر

منگل

بدھ

جمعرات

جمعہ

ہفتہ

خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری/
ایجنسی نمبر ضرور تحریر کریں
اس سے آپ کے خطوں کے جواب
دینے میں آسانی ہوگی۔

MGIPLP(PBD)-166/AIR/ND/81-2 300

میوزک ڈائریکٹر رام لکشمن ۔
کے ساتھ وودھ بھارتی کے 'ان سے ملیے' پروگرام میں ڈاکٹر اچلا ناگر نے انٹرویو کیا۔

گذشتہ دنوں گجرات میں منعقد
'ہینڈی کرافٹس ویک'
کے سلسلے میں
کچھ کمزور افتادہ علاقے کے
چرواہا طبقے کی
خواتین کے ساتھ ان کی
ایمبرائڈری کے بارے میں
بات چیت کرتے ہوئے
کے دوے۔ یہ گفتگو
آکاشوانی بھج سے
نیوز ریل پروگرام میں نشر کی گئی۔

'سہکدیان دھرن'
کے زیر عنوان ریڈیو کشمیر جموں سے
نشر ناٹک کے شرکار۔

گذشتہ دنوں آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس کی جانب سے مدعو سامعین کے رو برو کلاسیکی موسیقی کی ایک محفل منعقد کی گئی۔
شرکا رفن کار (دائیں سے) برجو مہاراج — نرملا ارون — بینا پانی مشر اور ہیرا دیوی مشرا۔

۱۶ تا ۲۹ فروری ۱۹۹۲ء

اشاعت کا ۴۷واں سال

قیمت 50 پیسے

نسیم رزاق

ہر اک طرف سے سہاروں کا سائبان گرا
پناہ جس نے ہمیں دی وہی مکان گرا

ہر اک چٹان گرانے سے فائدہ کیا ہے
جو تیری راہ میں آئے وہی چٹان گرا

زبان جس نے ہواؤں کے سامنے کھولی
درخت سے وہی پتہ زمیں پہ آن گرا

تمام تیر ترے تیری طرف پلٹ آئیں
تو اپنے ہاتھ سے یہ ظلم کی کمان گرا

اڑا جو شاخ فلک پر مکاں بنانے کو
خلاؤں سے وہ پرندہ لہولہان گرا

تمام عمر رہا ہم کو جس کا خوف نسیم
وہ سنگ وقت ہمارے ہی درمیان گرا

شہپر رسول

دھانی دھانی سا تبسم بھی کرب انگیز کیوں
اس کی ہر اک بات ہے ایسی قیامت خیز کیوں

طائر غم کیوں قطار اندر قطار آنے لگے
درد کی سوکھی ندی پھر ہو گئی لبریز کیوں

سائباں تو لے گئی اب کیا ارادہ ہے ترا
اے ہوا پاگل ہوا چلتی ہے اتنی تیز کیوں

آج پھر مرجھا گئے کیا پھول میرے نام کے
آج پھر گلدان سے روٹھی ہوئی ہے میز کیوں

جان شہپر کیا کوئی تازہ شگوفہ کھل اٹھا
شام سے زخموں کی خوشبو ہو گئی ہے تیز کیوں

شہنشاہ صابری

تیز آندھی کے گذرنے کا بھی منظر دیکھوں
کسی جھونکے میں جو میں اپنا مقدر دیکھوں

فطرتاً لوگ تو بے پر کی اڑا دیتے ہیں
کم سے کم خود بھی تو کچھ گھر سے نکل کر دیکھوں

شاید آجاؤں کسی لہر میں بہہ کر میں بھی
پھینک کر تیرے ہوئے پانی میں پتھر دیکھوں

تیرے ہاتھوں کی لکیروں میں پڑھو نام اپنا
کاش روشن کبھی یوں بھی مقدر دیکھوں

کیوں شہنشاہ یہ اک پھول سا چہرہ سوچے
سنگریزوں میں بھی تخلیق سکندر دیکھوں

ماہر چاندپوری

مذہب عشق کے آداب سبھی بھول گیا
یاد رکھنے کی جو تھی بات وہی بھول گیا

ہائے بے چارگی عشق تیری محفل میں
یاد تھی بات ابھی اور ابھی بھول گیا

یہ تو ممکن تھا کہ میں عرض تمنا کرتا
دیکھ تیری خوشی اپنی خوشی بھول گیا

سچ ہے یہ بات کہ گم کردہ منزل ہوں میں
ایک یہ بات بھی ہے تیری گلی بھول گیا

ماہر اب کس سے توقع ہو وفاداری کی
جس سے دیرینہ مراسم تھے وہی بھول گیا

(رامپور سے)

واجد سحری

آج ہمیں اپنے ہو کے
دیتے ہیں کیسے کیسے دھوکے

وقت اگر دیتا نہ ٹھوکے
ہم کچھ اور بھی کھوتے سوکے

موسم گل احسان ہے تیرا
پھر نکلا یا ہے خار چبھوکے

سچ مچ میرے دوست ہوں جیسے
یوں ملتے ہیں خوش ہوکے

ایسے بھی قسمت کے دھنی ہیں
پھول چنیں جو کانٹے بو کے

موج تلاطم سے کوئی پوچھے
کیا پایا کشتی کو ڈبو کے

لایا ہوں افکار کے موتی
شعروں کی لڑیوں میں پرو کے

جان بھی ان کے ساتھ چلی ہے
واجد کوئی ان کو روکے

غلام ربانی تاباں

شکست شوق بہت ناگوار بھی تو نہیں
یہ کیا ستم ہے کہ دل بے قرار بھی تو نہیں

مری وفا پہ عجب سانحہ سا گذرا ہے
کہ مدتوں سے ترا انتظار بھی تو نہیں

تری جفا کے سہارے گذر تو سکتی ہے
تری جفا کا مگر اعتبار بھی تو نہیں

چمن میں پھول کھلیں یا جگر میں زخم کھلیں
ہوائے دہر پہ کچھ اختیار بھی تو نہیں

مجھے تو خار بھی پھولوں سے کم نہیں لیکن
میں کیا کروں کہ مقدر میں خار بھی تو نہیں

کچھ اس طرح سے مٹا شہر آرزوں کا
کوئی نشان، کوئی یادگار بھی تو نہیں

عروج پر ہے میرا بخت خار سا تاباں
کہ غیر درد کوئی غمگسار بھی تو نہیں

عتیق اللہ

برت برت لیا ہر لمحہ رائیگاں کیا تھا
جب اس کی زد میں ہی آئے تو پھر گماں کیا تھا

نسوں میں قینچیاں چلتی تھیں ایک ساتھ کئی
کھلی نگاہ کے سمے تھے درمیاں کیا تھا

زمیں کی ایک کرچ بھی نہیں تھی پاؤں تلے
تو پھر تھرسا چاروں طرف رواں کیا تھا

کہاں کہاں سے گزر آیا نامرادانہ
پلٹ کے یہ بھی نہ دیکھا یہاں وہاں کیا تھا

پھنسا ہوا سا ہے کچھ ہڈیوں کی درزوں میں
ادا جو کر چکے اس چیخ میں نہاں کیا تھا

آکاشوانی دہلی (اردو مجلس) سے

وسیم بریلوی

مے تو میرے لہو کی پیاسی ہے
تیرے چہرے پہ کیوں اداسی ہے

ان دنوں تم جو روٹھے روٹھے ہو
زندگی بھی خفا خفا سی ہے

اور کچھ دیر مسکرانے پر
پھر وہی ہم وہی اداسی ہے

تیرے غم سے کنارہ کش ہوکر
دل ہے اور دل کی بے لباسی ہے

تلخیاں عمر بن گئی ہیں وسیم
زندگی کوئی بد دعا سی ہے

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا قوم کے نام پیغام

قوم کی ترقی کے لیے ایک لائحہ عمل کا اعلان کرتے ہوئے وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے خصوصی توجہ کے متقاضی نکات کی جانب توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ ہماری معیشت ترقی کی راہ پر گامزن ہے تاکہ ملک کے کروڑوں باسیوں کی دشواریوں کو کم کیا جا سکے۔

انہوں نے مزید کہا کہ یہ پروگرام آپ میں سے ہر ایک کے لیے ہے ہماری اس قوم کے لیے ہے جس کی تعمیر، خدمت اور ترقی ہماری سب کی ذمہ داری ہے۔

دو سال پہلے ہماری پارٹی نے سرکار چلانے کا بھاری بوجھ اٹھایا ایسے وقت میں جب ملک کی اقتصادی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ ہماری صحیح اور بنیادی پالیسیوں کو ترک کر دیا گیا تھا اور پیداوار کی صورت حال خطرے میں تھی۔ ملک کا استحکام بھی ڈانواڈول تھا اور افراط زر کی سطح خطرے کے نشان سے اوپر پہنچ گئی تھی۔

ہماری پہلی کوشش تھی کہ اقتصادی بنیادی ڈھانچہ کو پھر سے بحال کریں۔ اس کوشش سے حالات سدھری ہے۔ پچھلے دو مہینوں سے پیداوار کے میدان میں ترقی ہوئی ہے۔ اس مدت میں بجلی کی پیداوار آگے بڑھی ہے۔ ۱۱ فیصد کوئلے کی پیداوار ۱۱ فیصد قابل فروخت لوہے کی پیداوار ۱۹ فیصد نائٹروجن کھاد کی پیداوار ۵۵ فیصد سیمنٹ کی پیداوار ۱۶ فیصد ریلوے مال کا لدان ۱۵ فیصد بڑھوتری ہوئی ہے۔ پٹرول کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ تیل کی پیداوار کے سلسلے میں ہمارے نوجوان سائنسداں کوشش کر رہے ہیں۔ انھیں امید ہے کہ اس سمت میں مزید پیش رفت ہوگی۔ ملک کے کئی حصوں میں باڑھ اور سوکھے خشک سالی کے باوجود ہماری فصل اس سال اچھی ہوئی ہے۔

ہمیں پوری امید ہے کہ ہم مہنگائی پر قابو پا لیں گے۔ تھوک بکری کے بھاؤ بڑھنے کی شرح میں کمی واقع ہوئی ہے۔ مناسب دام کی دوکانوں کے ذریعے اشیائے ضروریہ کی فراہمی بڑھی ہے۔ اس کے نتیجے میں بہت سی قیمتوں میں گراوٹ آئی ہے۔ اور آج ہماری معاشی حالت تقریباً اتنی ہی مضبوط ہے جتنی ۱۹۷۶-۷۷ میں تھی۔

اگر پاکستان اس وقت خطرناک ہتھیاروں کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا تو ہم ۱۹۸۲ میں مزید ترقی کرتے۔ مگر صورت حال ایسی ہے کہ ہمیں اپنی دفاع پر کثیر رقم خرچ کرنی پڑ رہی ہے۔ اس معاملہ میں قوم کسی طرح کی ڈھیل نہیں برت سکتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم سب زیادہ مستعدی اور محنت سے کام کریں۔ زمین کے پیشہ ور کاشتکار اور صنعتی کارخانوں سے ہر ایک مزدور یا کاریگر اور ایک ایک شہری کو ترقی کے نتیجے سے پورا فائدہ اٹھانا ہے۔ تب ہی ہم اس چیلنج کا سامنا کر سکتے ہیں۔

سال ۱۹۸۲ کو ہم نے پیداوار کا سال قرار دیا ہے۔ خاص طور سے ہم ایڈمنسٹریٹرز کے طریق کار کی اصلاح پر زور دے رہے ہیں۔ مجھے پوری امید ہے کہ ہمارے دفتروں اور عدالتوں میں جو معاملے رکے پڑے ہیں ان کو نمٹانے کے لیے خصوصی کوششیں کی جائیں گی۔

سب ہی وزارتوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ پیداوار میں جو بھی رکاوٹیں ہوں انھیں ہر طرح سے دور کریں۔ سرکار کے جتنے بھی ادارے ہیں ان سب کو ڈسپلن اور کفایت پر خاص دھیان دینا ہوگا۔ خاص طور سے ہماری ریاستی سرکاروں کو اوور ڈرافٹ سے بچنا چاہیے۔

پیداوار اور پیداواری صلاحیت بڑھانے میں جو ہندوستانی ملک سے باہر رہتے ہیں ہم ان کے تعاون کا بھی استقبال کرتے ہیں۔ حکومت اس سلسلے میں ایک خاص منصوبہ تیار کر رہی ہے جس کے تحت اس طرح کے لوگ سرمایہ کاری کرنے، صنعتیں لگانے اور تکنالوجی کے میدان میں ہماری مدد کر سکیں۔

حکومت کا اوّلیں فرض ہے کہ عام لوگوں کا معیار زندگی بلند کرے۔ ہمارے تمام منصوبے اور پروگرام ملک کو مضبوط بنانے اور خود کفالت کے راستے پر گامزن ہونے کے نقطۂ نظر سے تیار کیے گئے ہیں تاکہ ہم اپنے پرانے اور نئے مسائل کو حل کر سکیں۔ سماج کے مختلف طبقوں کے لوگوں کی دشواریوں کو دور کرنے کے خیال سے ترقی و فروغ کے کئی عام پروگرام تیار کیے گئے تھے۔ ۱۹۷۵ء میں اس کے علاوہ خاص پروگرام ۲۰ نکاتی پروگرام کے نام سے شروع کیے گئے تھے۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے قوم کے نام نشر پیغام سے ___ یہ پیغام ریڈیو سے ۱۴ر جنوری ۱۹۸۲ء کو نشر کیا گیا۔ یہ دن ملک کے مختلف خطوں میں نئی فصل کے تہوار کے طور پر اور سنکرانتی پونگل یا بیہو کی شکل میں منایا جاتا ہے۔

ان پروگراموں سے بہت سے مقاصد کی تکمیل ہوئی ہے ۔ بندھوا مزدوری کے خاتمے کے لیے ۱۹۷۶ء میں قانون بنائے گئے ۔ اسمگلروں کی جائیداد ضبط کرنے کے لیے اقدام کیے گئے ۔ سڑک کے ذریعہ نقل وحمل کے لیے قومی پرمٹ کی اسکیم چلائی گئی ۔ ۵۰ لاکھ ہیکٹیر زمین پر سینچائی کے بندوبست کا جو ہمارا نشانہ تھا وہ پورا ہوگیا ہے ۔ زیرزمین پانی کے استعمال کی قومی اسکیم شروع کی گئی ہے ۔ بڑے بڑے تھرمل پاور اسٹیشن بنائے گئے ہیں کم اور درمیانی آمدنی کے طبقے کو اب انکم ٹیکس نہیں دینا پڑتا ہے ۔ ۲۰ نکاتی پروگرام کے کئی دوسرے مدوں پر کافی ترقی ہوئی ہے ۔

ان متعدد نشانوں کے پورا ہونے اور ہماری اقتصادی اور سماجی زندگی میں جو تبدیلیاں آئی ہیں اور جو نئے چیلنج آئے ہیں ۔ ان سب ہی وجوہ سے یہ ضروری ہے کہ ہم اس پروگرام کو ایک نئی شکل دیں ۔ کافی سوچ غور وخوض کے بعد ہم نے نیا پروگرام تیار کیا ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہی ہوں ۔

اس نئے پروگرام میں ہم چاہتے ہیں کہ :

★ ۱ ۔ آبپاشی کی صلاحیت میں مزید اضافہ کیا جائے ۔ بنجر زمین پر کھیتی سے متعلق تکنیکی واقفیت اور اناجوں کی ترقی اور ترویج واشاعت کی جائے ۔

★ ۲ ۔ دالوں اور تلہن کی پیداوار کے لیے خاص کوششیں کی جائیں

★ ۳ ۔ مربوط دیہی ترقی اور قومی دیہی روزگار پروگرام کو مضبوط اور مزید توسیع دی

★ ۴ ۔ قابل کاشت زمین کی حد بندی لاگو ہو ۔ تمام انتظامی اور قانونی اڑچنوں کو دور کرکے زمین سے متعلق ریکارڈ کو اکٹھا کرکے مکمل طور پہ درست کیا جائے اور حد بندی کی حد سے زیادہ زمین کا بٹوارہ بے زمینوں میں کیا جائے ۔

★ ۵ ۔ زرعی مزدوروں کو کم ازکم اجرت دلانے سے متعلق قانون کا جائزہ لیا جائے اور

★ ۱۵ ۔ خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے پروگرام میں تیزی لائی جائے ۔ حاملہ عورتوں ، ماؤں اور بچوں خصوصاً آدی واسی ، پہاڑی اور پس ماندہ علاقوں میں رہنے والے افراد کے لیے صحت بخش غذائی پروگرام کو تیزی سے چلایا جائے ۔

★ ۱۶ ۔ چھ سے ۱۴ سال تک کے سبھی بچوں کے لیے ابتدائی تعلیم کا مربوط انتظام کیا جائے اور اس پروگرام کے تحت لڑکیوں کو تعلیم دینے پر خاص زور دیا جارہا ہے ۔ ساتھ ہی ان پروگراموں میں طالب علموں اور رضاکار تنظیموں کا تعاون لیا جائے تاکہ بالغوں کی ناخواندگی کی تاریکی دور ہو سکے ۔

★ ۱۷ ۔ مناسب دام کی دوکانوں کی تعداد بڑھا کر اور دور دراز کے علاقوں میں چلتی پھرتی دوکانوں کا انتظام کرکے صنعتی علاقوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور ہوسٹل میں رہنے والے طالب علموں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوکانیں کھول کر اشیاء کی فراہمی میں اضافہ کیا جائے ۔ نصابی کتابیں اور کاپیوں کی ضرورت کو ترجیحی بنیاد پر فراہم کیا جائے ۔ صارفین کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے زوردار قدم اٹھائے جائیں ۔

★ ۱۸ ۔ سرمایہ کاری کے طریقہ کار کو آسان بنایا جائے اور صنعتی پالیسی کو سہل بنایا جائے تاکہ ہم منصوبوں کو وقت پر پورا کرسکیں اور دستکاری ، ہتھ کرگھا اور دوسرے دیہی صنعتی دھندوں کو ہر طرح سے سہولیات دی جائیں جس سے کہ وہ ترقی کریں اور اپنی تکنیک کو جدید بنا سکیں ۔

★ ۱۹ ۔ اسمگلروں ، ذخیرہ اندوزوں اور ٹیکس کی چوری کرنے والے لوگوں کے خلاف کڑی کارروائی کی جائے تاکہ کالے دھن کی روک تھام ہو ۔

★ ۲۰ ۔ عوامی صنعتوں کی کارکردگی ، اپنی صلاحیت کے استعمال اور اندرونی وسائل کی پیداواری صلاحیت کو بڑھا کر ان کے طریقہ کار میں سدھار لایا جائے ۔

غریبی مٹانے کا ایک ہی جادو ہے اور وہ ہے کڑی محنت ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ڈسپلن اور منتہائے مقصود کی صحیح اور واضح جانکاری ہمارے دشوار سفر میں آرام کے لیے نہ جگہ ہے نہ وقت ہے ۔ ہمارا قومی مثالی نعرہ ہے " ستیہ میو جیتے " یعنی سچائی ہی کی جیت ہوتی ہے ۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہمیں ایک اور مثالی فقرے کی پیروی کرنی چاہیے " شرمیو جیتے " ہم قومی ترقی ، خوشحالی اور برابری حاصل کرنے کی امید تب ہی کرسکتے ہیں جب ہم اپنے کو سچائی کے لیے وقف کردیں ۔

اسے موثر طریقے سے لاگو کیا جائے ۔

★ ۶ ۔ بندھوا مزدوروں کی بحالی کا انتظام کیا جائے ۔

★ ۷ ۔ شیڈولڈ ذاتوں اور قبائل کی ترقی اور فروغ سے متعلق پروگراموں میں تیزی لائی جائے ۔

★ ۸ ۔ دور دراز علاقوں میں آباد سبھی گاؤوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا انتظام ہو ۔

★ ۹ ۔ دیہی علاقوں کے ایسے کنبے جن کے پاس اپنے مکان بنانے کے لیے زمین نہیں ہے ان کو اس کے لیے زمین دی جائے ۔ اور ان کو مکان بنانے میں امداد سے متعلق جو پروگرام ہیں ان کی توسیع کی جائے ۔

★ ۱۰ ۔ جگی جھونپڑی بستیوں کے ماحول میں سدھار کیا جائے ۔ معاشی طور پر کمزور طبقوں کے لیے مکان بنانے کا پروگرام لاگو کیا جائے اور زمین کی قیمتوں میں جو غیرضروری اضافہ ہورہا ہے اسے روکنے کے لیے اقدام کیے جائیں ۔ بجلی کی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ حد تک بڑھایا جائے ۔

★ ۱۱ ۔ بجلی بورڈ کے طریقہ کار میں سدھار لایا جائے اور سبھی گاؤوں تک بجلی پہنچائی جائے ۔

★ ۱۲ ۔ جنگل بانی کے پروگرام کو پوری تندہی کے ساتھ چلایا جائے ۔ عوامی باغوں اور شجرکاری نیز بائیوگیس اور توانائی کے پروگرام کو فروغ دیا جائے ۔

★ ۱۳ ۔ کنبہ بندی کو رضاکارانہ بنیاد پر عوامی مہم کے طور پر چلایا جائے ۔

★ ۱۴ ۔ بنیادی صحتی خدمات کی سہولیات کو فروغ دیا جائے اور کوڑھ ، ٹی بی اور اندھے پن کی روک تھام کی تدابیر کی جائیں ۔

یہ قومی پروگرام ہماری ترقی کی مکمل منصوبوں کو دھیان میں رکھ کر تیار کیا گیا ہے ۔ اور اس کا نشانہ ہے کہ ہم مخصوص مدوں پر خاص زور دیں جس سے ہمارے مختلف شعبوں کی ترقی میں کچھ ٹھوس نتائج برآمد ہوں ۔

قومی زندگی کو ترقی وفروغ دینے کے لیے ہماری سب کوششیں ملک کے مختلف طبقوں میں خیرسگالی رکھنے کی ہماری صلاحیت پر منحصر ہوگی ۔ خاص طور سے یہ متعین کرنا ضروری ہے کہ ہریجنوں ، آدی واسیوں ، اقلیتوں اور سب ہی کمزور لوگوں کے لیے پورے تحفظ کا انتظام کیا جائے ۔

۱۹۷۵ء میں جب ۲۰ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا گیا تب میں نے اعلان کیا تھا کہ آپ اسے جادو نہ سمجھیں ۔ تب یا اب غریبی مٹانے کا ایک ہی جادو ہے اور وہ ہے کڑی محنت ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ڈسپلن اور منتہائے مقصود کی صحیح اور واضح جانکاری ہمارے دشوار سفر میں آرام کے لیے نہ جگہ ہے نہ وقت ہے ۔ ہمارا قومی مثالی نعرہ ہے "ستیہ میو جیتے" یعنی سچائی ہی کی جیت ہوتی ہے ۔ اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہمیں ایک اور مثالی فقرے کی پیروی کرنی چاہیے ۔ "شرمیو جیتے" ہم قومی ترقی ، خوشحالی اور برابری حاصل کرنے کی امید تب ہی کرسکتے ہیں جب ہم اپنے کو سچائی کے لیے وقف کردیں ۔ اس پروگرام کو کامیاب بنائیں ۔ ہماری اسی حالت میں بہتری صاف دکھائی دے رہی ہے یہ ہمارے ہی حق میں ہے ۔ اسے قائم رکھیں اور ترقی کی اس رفتار کو قائم رکھیں تاکہ ہمارے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی زندگی خوشحال ہو ۔ اس نئے پروگرام کا بھی یہی مقصد ہے ۔ آج میں آپ سب کو مدعو کرتی ہوں کہ زیادہ سے زیادہ کام کرنے کا عہد کریں ۔ یہ پروگرام ہر فرد کا ہے اور پوری قوم کا ہے جس کی خدمت ترقی اور تعمیر ہمارا عین فرض ہے ۔

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ٣٨٢٢٤٩
ایڈیٹوریل ٣٨٢٢٥٤
بزنس ٣٨٢٣٥١
تار کا پتہ
چیف ایڈیٹر جے پی گوئل
ایڈیٹر سراج احمد

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

نئی دہلی — ١٦ فروری ١٩٨٢ء بمطابق ٢٧ ماگھ ١٩٠٣ شاکا — جلد ٤٧، شمارہ ٤

اس شمارے میں

قیمت

فی کاپی ——— ٥٠ پیسے
سالانہ ——— ١ روپے
دو سال ——— ٢٠
تین سال ——— ٢٥

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

سہسرام

ماہ منیر خان

سہسرام شیر شاہ کا مولد اور مسکن صوبہ بہار کا ایک تاریخی شہر ہے۔ اس شہر کے ہر ہر ذرہ میں اس شیر دل پٹھان حکمراں اور سوری بادشاہوں کی تاریخ پنہاں ہے۔ یہ ننھا منا شہر پانچ سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک ہندوستان کی دارالحکومت یعنی دہلی کا حریف بنا رہا۔

شیر شاہ جس کا اصل نام فرید خاں تھا، ایک معمولی دورافتادہ جاگیردار کا بیٹا تھا۔ اس کا دادا ابراہیم خاں بابر کو کابل سے گھوڑے لاکر دیتا تھا۔ بابر نے پہلی بار رسالہ کی فوج اس ملک میں قایم کی تھی۔ اسی باعث بابر نے انعام میں اسے رہتاس پرگنے کی جاگیر عطا کی تھی۔ حسن خاں سُور شیر شاہ کا والد اس جاگیر پر قابض تھا اور سہسرام ہی میں مقیم تھا۔ اس کے مکان کے کھنڈر آج تک سہسرام کے محلہ شیر گنج میں موجود ہے۔ لاہوری اینٹوں کی دیواریں شیر گنج کے متصل حسن خاں سُور کا مقبرہ ہے جس میں اس کے خاندان کے دوسرے افراد بھی مدفون ہیں۔ مقبرے کی پشت پر ایک مسجد ہے جو شاہی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ مسجد سے ملحق ایک باؤلی ہے جس میں بارہ مہینوں تک پانی وضو کے لیے موجود رہتا ہے۔ باؤلی کافی گہری ہے اور اترنے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ مقبرہ کے آگے ایک بڑا میدان ہے جو فصیل سے گھرا ہوا ہے۔ پورب اتر اور دکھن دروازے ہیں، جس سے ہو کر لوگ روضہ کے اندر آجاتے ہیں۔ مقبرہ، مسجد اور باؤلی شیر شاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ یہ مقبرہ پٹھانوں کے طرزِ تعمیر کی ایک شاندار مثال ہے۔ قبہ عظیم الشان ہے اور اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔

حسن خاں سُور کے مقبرے سے کچھ دور پر شیر شاہ کا لاثانی مقبرہ ہے جو شیر شاہ کی زندگی ہی میں بنا تھا۔ ہندوستان کے تمام مقبروں میں اس مقبرے کی ایک انوکھی خصوصیت ہے، کیوں کہ یہ ایک وسیع تالاب کے اندر استادہ ہے۔ شاید اتنا بڑا تالاب صوبہ بہار میں کہیں اور نہیں۔ ماہرین تعمیر کا خیال ہے کہ اگر تم اس مقبرے کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو تو تمھیں ایسا محسوس ہوگا کہ تم کسی بجرے پر سوار ہو کر دریائی سفر کر رہے ہو۔ تالاب کی ہلکی موجیں سرگوشیوں میں شیر شاہ کے عظمت و جلال کی کہانیاں سناتی گذرتی جاتی ہیں۔

مقبرے کے اندر شیر شاہ کا جسد خاکی تو نہیں بلکہ مورخوں کے مطابق صرف اس کی انگوٹھی شاہی مہر کے ساتھ کالنجر کے مقام پر پائی گئی، جہاں شیر شاہ توپ خانہ کا معائنہ کرنے چڑھا تھا۔ یہ مردِ آہن بلا کا انسان تھا، بدن جل گیا تھا صندل اور آم کا لیپ بھی سلگ اٹھا تھا مگر کانوں کے ذریعہ فتح کا مژدہ سن کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس کے مقبرے کی مغربی محراب پر ایک شاعر کا دردناک طنز یہ شعر لکھا ہوا ہے ؎

شاہا بقائے عمر تو بادا ہزار سال :: سالے ہزار ماہ و ماہے ہزار سال

شاید اس شاعر کو یہ معلوم نہ تھا کہ قدرت نے صرف پانچ سال کی مہلت شیر شاہ کو دی تھی اور اسی پانچ سال میں اس نے وہ وہ کارنامے کر دکھائے کہ تاریخ کے اوراق پر آب زر سے لکھے گئے اور مغل حکمرانوں نے اس کی انقلابی ... قانون اور اراضی میں اسے دست طولیٰ حاصل تھا۔ اس کی ٹکسال سے نکلے ہوئے سکے آج بھی زبان زد خاص و عام ہیں یعنی "ٹنکا" کی تبدیلی روپیہ اس کی ... اس کے تین ہزار چار سو تیز گام گھوڑے مسافت کو تیزی سے طے کر کے ڈاک کے فرض انجام دیتے تھے۔ اس کے ڈاک کے ہرکارے لالٹینوں اور گھنٹیوں سے پہاڑ اور جنگل کو طے کر کے شاہی نامہ و پیام پہونچاتے تھے۔

شیر شاہ کی بنائی ہوئی سڑکوں کے کیا کہنے۔ سونار گاؤں بنگال سے ملتان تک اور دہلی سے ... تک پھیلی ہوئی تھیں۔ مسافروں کے آرام کے لیے سترہ سو سرائیں جن میں مسافروں کے لیے قیام و طعام کا مفت انتظام تھا۔ ہر سرائے کے قریب ایک میل مینار ... نقارچی جو بیٹھے ہوتے تھے اور میل کے بعد ... نقاروں کی آواز دہلی پہونچ جاتی تھی اور شیر شاہ خاص و عام کے ساتھ مل کر کھانے پر بیٹھ جاتا۔ قوموں کی ... شاہ تھا جو رعایا کے کھا لینے کے بعد کھانا کھاتا تھا۔

شیر شاہ کا قیام زیادہ تر دہلی میں ہوتا تھا تاکہ امور سلطنت کی انجام دہی ہو سکے مگر اس نے سہسرام میں بھی ایک قلعہ بنوایا تھا جس کے آثار آج بھی موجود ہیں یہ قلعہ محلہ قلعہ میں ہے ... سہسرام کے محلے بھی تاریخی نام سے منسلک ہیں مثلاً ... میوالی ٹولہ، باغ بھائی خاں، ... وغیرہ وغیرہ۔

سہسرام شہر ہی میں شیر شاہ کا نامکمل مقبرہ ہے اور دکھن طرف علاول خاں کا مقبرہ، یہ بھی نامکمل ہی ہے علاول خاں شیر شاہ کے معمار تھے۔

سہسرام میں تین چار بزرگوں کی خانقاہیں ہیں جہاں روحانی فیض کے طلبگار جوق در جوق جاتے رہتے ہیں۔ شیر شاہ کے مقبرے کے قریب ... خاں کی بنائی ہوئی ایک مسجد ہے۔ اور ایک عیدگاہ بھی ہے۔ ہمایوں نے شیر شاہ کے مقبرے پر گولہ باری کی تھی جس کے نشان آج تک موجود ہیں۔ شیر شاہ کے تالاب میں دریائے سون سے پانی آتا ہے کسی شاعر نے اس کی تاریخ یوں لکھی ہے ؎

تالاب شیر شاہ سے پانی نکال کر ... آب سون ملاؤ تو تاریخ اہل پڑے

تاج محل کے گنبد کا قطر شیر شاہ کے مقبرے کے قطر سے آدھا ہے۔ گنبد کے اندر ایک ہیرا آویزاں ہے جو مختلف جالیوں سے مختلف شکل کی نظر آتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ سونے کی ایک گھنٹی آویزاں تھی اور اسے چرانے کی کوشش کرنے والے ایک چور کا ہاتھ کٹ کر اسی میں لٹک گیا۔ قبروں کے قریب محرابوں پر قرآن کی آیتیں کندہ ہیں۔ (پٹنہ سے نشر)

ماہ منیر خاں
پاٹلی پترا کالونی، پٹنہ ۱۳

دکن کا تاریخ گو شاعر

حکیم شفیع حسن عارف ابوالعلائی

حامد لطیف ملتانی قادری

تاریخ گوئی کا فن بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے حروف کے اعداد کو گن کر جوڑ دیا ... تاریخ میں لفظی اور معنوی حسن پیدا کرنا ہی اصل تاریخ گوئی ہے۔ مادہ تاریخ برآمد کرنا اور پھر اس کو عبارت یا قطعات کی صورت میں نظم کرنا ایک مستقل فن ہے جو ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے تاریخی مادہ نکالنا تو بہت سے شاعروں کا محبوب مشغلہ رہا ہے لیکن ان میں برجستگی اور وہ بیت لفظی و معنوی خوبی بہت کم تاریخی مادوں میں ملے گی۔ مادہ تاریخ بہت موزوں اور مناسب حال ہو تو خاص خوبی ہوگی ورنہ ایسی تاریخ گوئی لاحاصل ہے۔

عہد حاضر میں ارض دکن کے ایک نامور شاعر حکیم شفیع حسن عارف آغائی ابوالعلائی اس فن میں سب سے زیادہ ممتاز اور باکمال دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت عارف کے مجموعہ تواریخ میں کئی ہزار تاریخیں درج ہیں اور ان کی تاریخیں صرف وقتی طور پر مقبول و معروف ہوئیں بلکہ ایسی معنوی خوبی و حسن کی بدولت لازوال بن گئی ہیں ان تواریخ کے بل بوتے شاعر کو شہرت دوام حاصل رہے گی۔

بچپن ہی سے مجھے تاریخ گوئی یعنی مادۂ تاریخ کے اخراج سے دلچسپی اور رغبت رہی ہے تاریخی قطعات کی لطافت چاشنی اور موزونیت سے بے حد دلچسپی و انس رہا ہے تحقیق سے معلوم ہوا کہ اردو ادب میں یہ فن مشکل ترین فن ہے یوں تو تاریخ گوئی کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن ان میں دو کا رواج عام ہے پہلی تاریخ صوری دوسری تاریخ معنوی۔ تاریخ صوری میں صاف اور صریح عبارت میں سال مطلوبہ کا اظہار کیا جاتا ہے تاریخ معنوی کی دو قسمیں ہیں نمبر ایک اعداد کامل، نمبر دو اعداد ناقص۔ بہرحال بیان کرنا مقصود یہ ہے کہ یہ فن حسابی عمل و دخل کا محتاج ہے۔

سرزمین دکن کسی بھی وقت باکمال افراد سے خالی نہیں رہی۔ اس ارض دکن نے حکیم ادیب بڑے بڑے دانشور اور شاعر پیدا کیے اور اب بھی قدرت کا یہ تخلیقی عمل جاری ہے اور رہے گا۔

حکیم عارف ابوالعلائی حیدرآباد کے مشہور طبیب خاندان سے تعلق رکھتے تھے آصف جاہی خاندان کی سرپرستی میں اس خاندان کے اطبا، حاذق جنگ بہادر، شافی نواز جنگ بہادر، حکیم امتیاز حسین واصف اور حضرت حکیم عاشق حسین ہاتف ابوالعلائی نے طب یونانی اور اردو ادب کو فروغ دینے میں نمایاں حصہ ادا کیا ہے حضرت عارف کے والد ماجد حضرت عاشق حسین ہاتف ایک حاذق طبیب اور ایک بلند پایہ شاعر تھے بنیادی طور پر نعت گو اور تاریخ گو شاعر تھے لیکن شاعری کی ہر صنف پر طبع آزمائی کی اور اس میں کامیاب بھی رہے اور ان کا شمار دکن کے قدآور لوگوں میں ہوتا ہے حضرت ہاتف نے ادب اور طب پر جملہ ۲۲ کتابیں لکھی ہیں ان کی ایک نعت بہت مقبول عام ہوئی ہے

صبا مدینہ میں مصطفےٰ سے تو بیکسوں کا سلام کہنا

اپنے والد ماجد کی وجہ حضرت عارف کو تاریخ گوئی کی جانب شغف ہوا۔ تاریخ گوئی سے کس حد تک عارف کو دلچسپی اور لگاؤ تھا بچپن کے اس واقعہ کو سماعت فرمائیے۔ جس مدرسہ میں حضرت عارف تعلیم حاصل کرتے تھے اس مدرسہ میں ایک گھنی سفید داڑھی والا ملازم تھا جس کو سب مدرسہ کے لڑکے اور دیگر لوگ از راہ مذاق خرگوش کہہ کر پکارتے تھے جس وقت اس ملازم کا انتقال ہوا تو عارف صاحب کو مذاق سوجھا۔ چنانچہ اپنی گیارہ سالہ عمر میں ایک سیدھے سادھے الفاظ میں قطعہ لکھا اور دوسرے دن ملازم کی قبر پر خوشخط لکھ کر لگا دیا۔ وہ قطعہ تاریخ یہ تھا۔

نام عبدالکریم صاحب تھا
مگر اک عرف عام میں خرگوش
جب ہوا انتقال دل نے کہا
جا کے پودے میں چھپ گیا خرگوش ۱۳۲۳ھ

آخری مصرعہ میں سنہ ۱۳۲۳ ہجری آبرآمد ہوئی ہے۔

تاریخ گوئی اردو ادب کی ایک مشکل ترین صنف ہے اردو شاعری میں بیشتر شعرا نے دیگر اصناف سخن سخن طبع آزمائی کی ساتھ ساتھ تاریخ گوئی میں حصہ لیا ہے ایسی شاعری میں سراسر حساب کا عمل دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ اردو کے عظیم المرتبت شاعر مرزا غالب نے بھی تاریخ گوئی کی دشواریوں اور پیچیدگیوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے ایک خط میں میاں داد خاں سیاح سے کہتے ہیں "بھائی تمہاری جان کی اور اپنے ایمان کی قسم ہے میں فن تاریخ گوئی کے نکتے سے بیگانہ محض ہوں حساب سے میرا جی گھبراتا ہے اور مجھ کو جوڑ لگانا نہیں آتا جب کوئی مادہ سالوں کا حساب درست نہ پاؤں گا۔

حضرت عارف گیارہ سال کی عمر سے ہی کلام موزوں کرنے لگے تھے ابتدا میں والد ماجد سے اصلاح سخن لیتے رہے مگر جلد ہی کلام پر اصلاح کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ہم کہہ سکتے ہیں ان کے اپنے ذوق طبع کا زیادہ حصہ رہا ہے تاریخ گوئی کے علاوہ دیگر اصناف سخن میں بھی حضرت نے طبع آزمائی کی ہے چنانچہ نمونہ کے طور پر چند طنز و مزاح کے اشعار سماعت فرمائیے۔

بار حکومت پہ ہے انسانوں کا آن
ضبط تولید ہوتی ہے اطفال کی
کھائیں کیا کیسے گذاریں زندگی
ہیں گراں سب چیزیں استعمال کی
بھول جا عارف جوانی کے مزے
خیر مانگو اب تو روٹی دال کی

ایک سادے الفاظ میں قطعہ سماعت کیجئے

نہ پہلا سا دل و دماغ رہا
اور روشن نہ وہ چراغ رہا
نہ رہا گھر ہی اور نہ باغ رہا
باقی دل پر اس کا داغ رہا

اب آپ نعت کے چند شعر سنئے

گناہوں سے مجھے ڈر کیا ہے عارف روز محشر کا
قیامت میں محمدؐ کی شفاعت کام آئے گی

تجھے ہر ملا و ملا دیکھتے ہیں
ہر ایک شے میں جلوہ نما دیکھتے ہیں
ہم اپنے اس آئینہ دل میں عارف
جمال رخ مصطفےٰ دیکھتے ہیں

حضرت عارف نے اپنے جواں سال فرزند کی اچانک موت پر ایک طویل نظم اشک غم کے عنوان سے لکھی ہے۔ اس عنوان میں سنہ تاریخ ۱۳۶۱ ہجری برآمد ہوتا ہے یہ نظم اردو ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

سلطنتوں اور بادشاہوں نے شاعروں اور باکمال افراد کی اکثر قدر افزائی اور عزت افزائی کی ہے چنانچہ نواب میر عثمان علی خاں آصف جاہ سابع کے دربار میں ادب کی قدر ہوتی تھی آصف جاہ سابع حضرت عارف کی تاریخ گوئی سے بے حد خوش اور متاثر تھے حضرت عارف دربار آصف جاہ سابع میں عید بقر عید سالگرہ اور دیگر تقاریب کے موقع پر حاضر ہو کر تہنیتی تواریخ بالمشافہ پیش کرتے اور خراج تحسین حاصل کرتے تھے جب ہائی کورٹ کی تعمیر مکمل ہوئی تو حضرت عارف نے آصف جاہ سابع کی خدمت میں عثمانیہ عدالت العالیہ کی تاریخ لکھ کر پیش کی اس نام میں ۱۳۲۰ فصلی ۳ تاریخ برآمد ہوتی ہے آصف سابع کے پاس اس تاریخی نام کے علاوہ آٹھ سو تاریخیں پیش ہوئیں تھیں لیکن بادشاہ وقت نے حضرت عارف کی مادہ تاریخ عثمانیہ عدالت العالیہ کو پسند و منظور فرمایا ایک فرمان کے ذریعہ اس تاریخی نام کو سنگ مرمر کی تختی پر کندہ کر کے عمارت پر نصب کر دیا جو آج تک اس عالی شان عمارت پر موجود ہے اس کے صلے میں عارف صاحب کو سرکاری خزانے سے تاحیات منصب عطا ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ عمارت ہائے عثمانی سٹی کالج عثمانیہ دواخانہ و تھین ہال (افضال گنج) عثمانیہ نمائش گاہ باغ عام اور باغ کی مسجد کی تاریخیں بھی حضرت عارف کے فکر و کاوش کا نتیجہ ہیں باغ عام کی مسجد کی قطعہ تاریخ سماعت فرمائیے

حسب فرمائش اقدس و اعلیٰ سال تعمیر جس کی عارف
کی بنا اہتمام کی مسجد بن گئی باغ عام کی مسجد

بن گئی باغ عام کی مسجد میں تاریخ ۱۳۴۳ ہجری برآمد ہوتی ہے۔ اس مسجد کے علاوہ بنگلور کی مسجد شمس آبادی مسجد اور مسجد یک مینار نام پلی کی اور دیگر بیرون حیدرآباد کی مساجد کی تاریخیں بھی حضرت عارف نے تحریر فرمائی ہیں۔ جامعہ عثمانیہ کی جانب سے آصف جاہ سابع کو سلطان العلوم کی ڈگری دینے کے موقع پر بطور خاص جن تین شعرا کو تاریخی قطعات پیش کرنے کا فرمان صادر ہوا تو ان میں نواب عزیز جنگ نواب ضیا یار جنگ اور حکیم شفیع حسن عارف ابو العلائی شامل تھے۔ حیدرآباد کے دو قدیم اخبار رہبر دکن اور رعیت کی اشاعت کی تاریخ بھی حضرت عارف کی کاوش کا نتیجہ ہے یہاں رہبر دکن کے تاریخی قطعہ کا ایک فارسی شعر پیش کیا جاتا ہے کہ اس کے ہر مصرعہ میں ۱۳۳۹ ہجری سنہ برآمد ہوتی ہے۔

گشتہ مطلوب اہل علم عارف	ہمدجا رہبر دکن اخبار
۱۳۳۹ھ	۱۳۳۹ھ

یہ تاریخی فارسی قطعہ روزنامہ رہبر دکن مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۹۲۱ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا جس کی ایک کاپی میرے پاس آج تک محفوظ ہے۔ حضرت عارف کے حقیقی بھائی شاہی طبیب حکیم امتیاز حسین واقف کا دیوان چھپا تو آپ نے تاریخ طبع پیش کی۔ کتنے سیدھے سادے الفاظ میں تاریخ لکھی سماعت فرمائیے۔

عارف نے کہا سن اشاعت	واقف کا سخن ہے عارفانہ
۱۳۴۰ھ	

آخری مصرعہ میں ۱۳۴۰ ہجری برآمد ہوتی ہے۔

مشہور آرکیٹیکٹ جناب ظہیر الدین صاحب کے والد ماجد کی تاریخ وفات تام ہی ملاحظہ فرمائیے۔ گفت

عارف لال رحلت فی البدیہہ	آہ ظہیر الدین احمد صاحب آہ
۱۳۷۶ھ تاریخی مصرعہ	

اپنی ملازمت سے سبکدوش ہونے پر جو تاریخ لکھی کس قدر اعلیٰ معیار کی تاریخ ہے سماعت فرمائیے

شکر خدا کا حسرت سے نیوٹ دفتر سے کام و کاج
ہوئے جب ۳۰ برس یاب وظیفہ عارف آج

۱۳۶۹ھ تاریخی مصرعہ

دیگر مشہور شعرا معین حیدرآبادی نواب صدیق النسا بیگم نشہ اور نواب میر عثمان علی آصف سابع اور اپنے والد ماجد عارف ابو العلائی و قریبی رشتہ داروں دوست احباب کی رحلت پر ان کے ناموں میں تاریخیں نکالی ہے۔

اس مضمون کا اختتام ایک ایسے تاریخی قطعہ پر کرتا ہوں جو فن تاریخ گوئی میں لاثانی ہے۔ غلام محمد رستم زماں نامی پہلوان کا تاریخ وفات پیش ہے یہ تاریخ گوئی میں اپنی نوعیت کے اس منفرد شعر کا لطف دو چند کمال فن سے سماعت فرمائیے۔

تمام عمر کسی پہلوان سے چت نہ ہوئے
ملی تھی حق سے وہ طاقت انہیں خدا کی پناہ
خبر وفات کی سن کر کہا یہ عارف نے
پچھاڑا موت نے تو رستم زماں کو واہ

اس مصرعہ میں ۱۹۶۰ عیسوی تاریخ برآمد ہوتی ہے

حضرت عارف ۱۶ مارچ ۱۹۶۰ء کو اس جہان فانی سے ۸۵ برس کی عمر میں کوچ کر گئے اور درگاہ شریف آغا داؤد میں تدفین عمل میں آئی۔ ان کی ادبی خدمات کے صلے میں بعد از مرگ اردو اکاڈمی آندھرا پردیش نے ان کی بیوہ محترمہ عائشہ بیگم وحید کو گرانقدر عطیہ منظور کیا۔

آپ نے خود اپنی تاریخ وفات لکھی تھی فطرت عارف کی خود نوشتہ تاریخ وفات سماعت فرمائیے۔ اس مصرعہ میں سنہ تاریخ ۱۳۹۷ ہجری برآمد ہوتی ہے

بے سر و سامان اٹھا دنیا سے دون سے عارف آج

۱۳۹۷ھ

(حیدرآباد سے لکھا)

غزل

(حسن جامی)

عداوتوں کی ہوا اب کے چل پڑی کیسی
ہم اہل دل پہ قیامت کی ہے گھڑی کیسی
تمہارے ہونٹ تو اس سے زیادہ نازک ہیں
بھلا گلاب ہے کیا اس کی پنکھڑی کیسی
تمہاری چپ مری گستاخیوں کے بدلے میں
سزا ہے مانا مگر اس قدر کڑی کیسی
کبھی سے بیٹھے ہیں ہم تجھ سے آ کے ٹکرائے
تو پھوٹ پھوٹ کے دل میں پھلجھڑی کیسی
اب آگ دینے لگا بھیگتا بدن اس کا
لگی ہوئی ہے بڑی دیر سے جھڑی کیسی
ہری بھری تھی ابھی کل کی بات ہے جامی
لٹی ہے فصل تمنا [illegible] کیسی

(حیدرآباد سے)

تاریخ ہماری فلموں کی

حمید الدین محمود

آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ گراموفون اور ریڈیو فلموں کے مقابلے میں بہت کم سن ہیں۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں جب برصغیر میں پہلی نشریاتی سروس شروع ہوئی تو سنیما کے رواج کو ۳۱ سال ہو چکے تھے لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ خاموش فلموں اور بولتی فلموں کے ابتدائی مراحل کی داستان ہماری اور پاکستانی فلموں کی مشترکہ تاریخ ہے۔

انیسویں صدی کے اواخر میں بصری تفریح یعنی [illegible] کے انقلابی دور کا آغاز ہوتا ہے۔ کہ دو جداگانہ تکنیک ایک تکنیک میں جاتی ہیں اور وہ اس طرح عکسی ڈرامے [illegible] اور عکسی کٹھ پتلیاں [illegible] چین، تھائی لینڈ اور جنوبی ہندوستان میں صدیوں سے جاری رہی ہیں۔ یورپ میں یہ سترھویں صدی میں پہنچیں۔ اور سنیما کو غور سے دیکھا جائے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ محض عکسی ڈرامہ ہے یعنی Shadow Play۔ یہ قابل غور بات ہے کہ سنیما کو چین میں ڈیانگ یعنی برقی سائے کہا جاتا ہے۔ دوسری دھارا جو اس میں ملی وہ یہ تھی کہ پردے پر انسانوں یا کٹھ پتلیوں کا عکس ڈالنے کے لیے روشنی کا ایک منبع چاہیے۔ چاہے وہ موم بتی ہو، یا شمع یا مشعل۔ لیکن فوٹوگرافی کے ذریعہ، جس کی ایجاد سنیما سے بہت پہلے ہو چکی تھی، جو سایہ حاصل کیا جاتا ہے وہ ساکت ہوتا ہے یعنی بذات خود وہ حرکت نہیں کرتا۔ چنانچہ اٹھارویں صدی میں ایسے کھلونے رائج ہو گئے تھے جن پر ایک سلسلہ ایک ہی طرح کی تصویروں کا ہوتا تھا جب انھیں ان کے محور پر گھمایا جاتا اور وہ بھی اس طرح کہ ایک تصویر اور دوسری تصویر کے دیکھنے میں کچھ وقفہ ہو، تو انسان کی آنکھ انھیں اس طرح دیکھتی ہے جیسے کہ وہ حرکت کر رہے ہوں۔ سنیما بجلی کے ذریعہ سیلولائیڈ پر عکس حاصل کرتی ہے لیکن اس کو متحرک کیا جاتا ہے ایک پہیے پر گھما کر۔ اس پہیے پر جو سیلولائیڈ فلم چڑھی ہوتی ہے اس پر علیحدہ علیحدہ تصویریں چھپی ہوتی ہیں۔ جو محض عکس ہوتی ہیں اور کچھ نہیں۔ جس طرح پردے پر کٹھ پتلیوں کے سائے حاصل کیے جاتے ہیں اسی طرح فلم کی ریل پر ہونے والی تصویروں یا عکسوں کا عکس پروجیکٹر کی روشنی کی مدد سے دور قایم کیے ہوئے پردے پر حاصل کیا جاتا ہے۔ اور جب ریل چلتی ہے تو ایک تصویر کے بعد دوسری کا عکس پڑتا ہے ایک تصویر یا فریم اور دوسری تصویر یا فریم کے درمیان فریم کی چوڑائی کا ½ حصہ تاریک رہتا ہے۔ اس طرح جب آپ ۶۰ منٹ تک فلم دیکھتے ہیں تو اس میں سے ۳۰ منٹ آپ سچ مچ تاریکی میں گذارتے ہیں۔ اگر یہ وقفہ نہ ہو تو آپ کو پردے پر فلم کے کردار ناچتے گاتے، روتے ہنستے نہیں نظر آئیں گے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بار کیمرے کے لینس کے ذریعے عکس حاصل کرتے ہیں اور دوسری بار ایک اور لینس کے ذریعے جو پروجیکٹر میں لگا ہوتا ہے، اس عکس کا عکس پردے پر حاصل کرتے ہیں

بس اتنی سی بات تھی کہ فسانہ بنا دیا

جی ہاں فسانہ ہی تو ہے لیکن اس کے پیچھے تکنیکی ریسرچ اور فنی ارتقا کی جو منزلیں ہیں وہ افلاطون کے زمانے سے شروع ہوتی ہے۔ جبکہ آنکھ اور اس کے دیکھنے کی صلاحیت کے بارے میں غور و فکر شروع ہوا۔ اور جب آنکھ کے اجزا اور عمل کو سمجھا گیا تو پتہ چلا کہ آنکھ ہمیں دھوکہ دیتی ہے۔ اور اگر آنکھ ہمیں دھوکہ نہ دے تو ہمارا دیکھنا مشکل ہو جائے۔ غالب نے سچ ہی تو کہا تھا۔ ع

عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

۷ جولائی سنہ ۱۸۹۶ء کی بھیگی شام کو بمبئی کے واٹسن ہوٹل میں پہلی بار فلمیں دکھائی گئیں ٹھیک اسی وقت سینٹ پیٹرز گراڈ میں روس کے زار کے دربار میں بھی یہی تماشا دیکھا جا رہا تھا۔ پردے پر تھرکنے والے ان سایوں کے ساتھ ہندوستان میں سنیما کا آغاز ہوا۔

لیکن ہماری اپنی فلمیں بنانے کی کوشش تکنیکی وجوہ کی بنا پر جلد شروع نہ ہو سکیں۔ فضل بھائی وغیرہ کی کمپنیاں بیرونی فلمیں اور انھیں دکھانے والی مشینیں درآمد کرتی تھیں۔ سوال صرف سیلولائیڈ فلم اور کیمرے کی درآمد کا تھا۔ سادے دادا مانی ایک جیوٹ مراٹھے نے یہ کارنامہ بھی کر دیا۔ اور اس طرح انیسویں صدی کے آخری سال میں ہمارے ہاں بھی فلمیں بننے لگیں۔

چونکہ ہمارے ہاں سنیما کی آمد کے چار سال بعد ہی مختلف لوگوں نے چھوٹی چھوٹی فلمیں بنانی شروع کر دی تھیں، اسی لیے میرا یہ خیال ہے کہ سنہ ۱۹۰۲ میں فرانس میں اور سنہ ۱۹۰۳ء میں امریکہ میں کہانی والی فلموں کے رائج ہو جانے کے بعد ہمارے ہندوستانی بھائی آٹھ سال تک خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔ لیکن ان پیش روؤں میں سے کون کب کامیاب ہوا۔ اس کا ریکارڈ دستیاب نہیں ہے۔ موجودہ معلومات کے مطابق سنہ ۱۹۱۱ء کے آس پاس کلکتہ اور بمبئی دونوں ہی جگہ کہانی والی فلمیں بنانے کی کوشش شروع ہو گئی تھی۔ فری پریس جرنل میں سنہ ۱۹۶۳ء میں ایک مضمون چھپا تھا جس کے مصنف دادا صاحب لاڑنے نے دعویٰ کیا تھا کہ ان کی فلم "پنڈلک" پہلی کامیاب فلم ہے۔ اور لوگوں نے کوشش کی ہوگی اور کامیاب نہ ہوئے ہوں گے۔ لہٰذا یہ سمجھ لیجیے کہ کہانی والی پہلی فلم سنہ ۱۹۱۲ء میں بنی۔

لیکن اس کے باوجود ہندوستان اور پاکستان کی مشترکہ فلمی تاریخ جس فلم سے دہے وہ دادا صاحب پھالکے کی "راجا ہریش چندر" جو سنہ ۱۹۱۳ء میں مئی کے مہینے میں ریلیز ہوئی۔ یہ تین ریل کی فلم تھی۔ اسے میں نے سنہ ۱۹۶۹ء

میں دیکھا۔ اور اس میں جو فنی باریکیاں تھیں۔ ان سے
مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اس سے پہلے ضرور کئی کامیاب کوششیں
کی گئی ہوں گی۔ لیکن تاریخ وہی ہے جو دستیاب ہو۔
تاہم دادا صاحب پھالکے کے بابائے فلم کہلانے
میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے

کہ آج ہم فلموں کو جس شکل میں پاتے ہیں، جس طرح وہ بنائی
جاتی ہیں، اور اس کی روایات ہیں، یہ تمام کی تمام وہی ہیں
جو ہم نے دادا صاحب پھالکے سے سیکھیں۔ دادا صاحب نے
یوں کہیے کہ ہماری فلمی صنعت کی بنیاد ڈالی۔ پہلا اسٹوڈیو
انھوں نے قائم کیا جو ناسک میں تھا۔ انھوں نے تجرباتی
فلمیں بنائیں، ایک فلم اس موضوع پر بھی بنائی کہ فلم کیسے بنائی
جانی چاہیے۔ اسکرین پلے وہ لکھتے تھے، ہدایت کاری وہ کرتے
تھے۔ لباس وہی تیار کرواتے جیسے ان کی بیوی سیتیں، کوئی
ایکٹرس نہ ملتا تو خود بمعہ خاندان فلم کے مختلف کرداروں میں رونما
ہو جاتے۔ کیمرہ خود چلاتے اور ایڈیٹنگ بھی خود کرتے۔ انتہا
یہ کہ پروجیکٹ بھی خود کرتے تھے اور پبلسٹی اور نمائش بھی
بیل گاڑی میں فلم لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے اور
فلمیں دکھاتے۔

آپ سوچیں گے کیا یہ جنون نہیں ہے؟ جی ہاں
بے شک ہر رہنما اس حسین جنون کا مجسم ہوتا ہے۔ لیکن یہ
پوچھیے کہ دادا صاحب کو اس میں ایسی کیا بات نظر آئی، جو
ٹھہر گئیں نہ تھی، جبکہ مہاراشٹر میں تھیٹر کا رواج بالکل عام تھا۔
بات یہ ہے کہ ایک دن دادا صاحب نے جو پیشے
سے مطبع والے تھے، ایک امریکی فلم دیکھی جو حضرت عیسیٰ
کی زندگی کے بارے میں تھی۔ ہر لمحہ انھیں خیال آتا کاش
اسی طرح میں بھی کرشن جی کی داستان اپنے
ہم وطنوں کو دکھا سکوں۔ اسی جذبے کی تسکین میں وہ لمحات
بھی آئے جبکہ ان کی بینائی عارضی طور پر چلی گئی۔ وہ دن بھی
آیا جب ان کی بیوی کے زیور بک گئے اور وہ مقروض ہو گئے
لیکن ہر مشکل کا سامنا کر کے، اس عظیم انسان نے ہندوستان
کو ایک عظیم آرٹ کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔
دنیا ہمیشہ احسان فراموش رہی ہے دادا صاحب
دوسری عالمی جنگ کے دوران کسمپرسی اور بے بسی کی موت
کا شکار ہو گئے۔ لیکن ان کا بویا ہوا بیج آج ۶۹ ساون دیکھ
چکا ہے۔

دادا صاحب کا ہم پر ایک اور احسان ہے اور وہ یہ
کہ انھوں نے نہ صرف ۱۲۵ فلمیں بنا کر فلمی صنعت کی داغ بیل
ڈالی بلکہ اس کو بدتمیزی، بد اخلاقی اور بیدردی سے بچا کر
ایک مقصد اور ایک منزل کی طرف پہنچایا۔ دادا صاحب کی
پہلی چاروں دھارمک فلمیں تھیں جن کے ذریعہ انھوں نے
ہندوستانیوں میں خدا پرستی، نیکی اور خوش اخلاقی کی تعلیم
دی۔ دادا صاحب کی زندگی' اور ان کے کارناموں کا عنوان
یہی ہے کہ انھوں نے ایک فلمی صنعت پیدا کی اور اسے چلنا سکھایا
یہی وجہ ہے کہ آج تک ہندوستان میں دھارمک فلموں

کی مضبوط روایت قائم ہے۔
کئی برس اکیلے کام کرتے رہے اور سے
لوگ آتے ہی گئے کارواں بنتا رہا
سنہ ۱۹۱۷ء میں بنگال میں پہلی فلم بنی۔ اور سنہ ۱۹۲۱ء
کے اوائل تک مغربی، جنوبی اور مشرقی ہندوستان میں کئی
فلم کمپنیاں شروع ہو گئیں۔ کئی سنیما تھیٹر بنے۔ اور اس

نظام کی بنیاد پڑی جسے ہم اب پروڈیوسر، ڈسٹری بیوٹر اور
ایگزیبیٹر چین کا نام دیتے ہیں۔
کئی برس دادا صاحب اکیلے کیوں رہے۔ یہ جاننا
زیادہ مشکل نہیں ہے۔ سنہ ۱۹۱۴ء میں یعنی "راجہ ہریش چندر"
کے بننے کے ایک سال بعد ہی پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی۔ جو
سنہ ۱۹۱۸ء تک جاری رہی۔ لیکن جنگ ختم ہونے کے فوراً
بعد ہندوستان کے تینوں حصوں میں فلم سازی کی سرگرمیاں
بڑھ گئیں۔ ایک طرف باپوراؤ پینٹر کی مہاراشٹر فلم کمپنی، دوسری
طرف ہمانسو رائے کی گریٹ ایسٹرن فلم کارپوریشن، جنوبی
ہند میں سوریہ فلم کمپنی تو مشرق میں مادان وغیرہ۔
حتیٰ کہ سنہ ۱۹۳۰ء کے آس پاس ہندوستان دنیا
کے ان چند ملکوں میں گنے جانے لگا جہاں سالانہ ۲۵۰ سے
زیادہ فلمیں بنا کرتی تھیں۔ اور ادھر سنہ ۱۹۷۳ء کے بعد سے
اب تک ہندوستانی فیچر فلموں کی تعداد میں دنیا میں سب
سے آگے رہا ہے۔ اس کی تفصیل آخر میں سنیے۔
سنہ ۱۹۲۷ء میں امریکہ میں پہلی بولتی فلم "دی جاز
سنگر" بنی جسے دوبارہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ ہندوستان بھی
آئے گی۔ بڑا تہلکہ مچا۔ یہ لمحہ ایسا تھا جیسا کہ زلزلہ آیا ہو۔
بولتی فلمیں پہلے کلکتہ میں اور پھر باقی سارے ہندوستان
میں بنائی جانے لگیں۔
اس انقلاب کا پہلا مرحلہ تھا کہ سنیما گھروں کی
فٹنگ بدلنی پڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خاموش فلموں کے زمانے
میں بالکنی سے کہانی سنانے والے اور اسٹیج کے کنارے
سے موسیقی فراہم کرنے والے سازندے بے کار ہو گئے، دوسرے
یہ کہ خود ہمارے ملک میں لوگوں نے بولتی فلمیں بنانے کی
کوششیں شروع کر دیں۔ اس وقت تک ہماری فلموں کی
پوزیشن خاصی مضبوط ہو گئی تھی، نیو تھیٹر، کرشا رہ نور،
پرکاش، پربھات، ویل پکچرز، وغیرہ جیسی مشہور کمپنیاں کام
کرنے لگی تھیں۔ مختلف موضوع کی فلمیں بن رہی تھیں۔ ہمانسو
رائے نے تو سنہ ۱۹۲۵ سے لے کر سنہ ۱۹۳۴ء تک بیرونی
ملکوں کے اشتراک سے بین الاقوامی فلمیں بنانی شروع کی
تھیں۔ اس کے نتیجہ کے طور پر جرمنی اور برطانیہ سے بے شمار
فن کار اور ٹیکنیشن ہندوستان آ گئے تھے۔ باہر کی کمپنیاں
بھی یہاں فلمیں بنانے لگی تھیں۔ چونکہ فلمیں خاموش تھیں
اس لیے کئی ملکوں کے فنکار ہماری فلموں میں کام کرتے۔
انمیں سے بعض نے بڑا نام پیدا کیا۔ ایک تھے جرمن ڈائرکٹر
فرانز آسٹن جنھوں نے سترہ سے زیادہ فلمیں بنائیں جن
میں سے ایک "بندھن" شاید آپ کو اب بھی یاد ہو۔

لیکن ہندوستانی فلم پر پھالکے کے بعد جس نے
سب سے زیادہ اثر ڈالا وہ تھے باپوراؤ پینٹر۔ یہ ایک غیر
معمولی طور پر ہمہ گیر انسان تھے۔ اسحاق مجاور نے اپنی
کتاب "مہاراشٹر ہندوستانی فلموں کی جنم بھومی" میں لکھا ہے
"باپوراؤ نے پہلی بار ان ڈور شوٹنگ کی اور مصنوعی
لائٹنگ استعمال کی، پہلی بار آپٹیکل انسکیٹ استعمال
کیے، پہلی بار پینٹڈ پس منظر استعمال کیا۔ اور کہانی کی کتاب
نکالنے والے، تھیٹر کی سجاوٹ کرنے والے جو سنہ ۱۹۴۷ء
تک جاری رہا وہی تھے۔ لیکن ان کا سب سے بڑا کارنامہ
یہ تھا کہ ان کے زیر قیادت شانتا رام، داملے، فتح لال جیسے
افراد نکلے جنھوں نے بعد میں پربھات فلم کمپنی کی بنیاد ڈالی
جب ان کی کمپنی مہاراشٹر فلم کمپنی کا زوال ہوا
تو بیرونی بولتی فلموں کی حکمرانی قائم ہو گئی تھی۔ اور ان کے
بارے میں جو شبہات تھے وہ زائل ہو رہے تھے۔
چنانچہ ایک ریس شروع ہوئی۔ کلکتہ میں مدان
تھیٹر، بمبئی میں امپیریل اور پونا میں پربھات ہندوستان
کی پہلی بولتی فلم بنانے کی ریس میں لگے ہوئے تھے۔ اس
ریس میں جیتنے والے تھے امپیریل فلم کمپنی کے اردشیر ایرانی
جن کی "عالم آرا" سنہ ۱۹۳۱ء فروری کے مہینے میں آئی اور
اس کے پیچھے اسی سال ۲۳ بولتی فلمیں بنیں۔ ایرانی نے
۲۵۰ کے قریب فلمیں بنائیں۔ انگریزوں نے انھیں خان
بہادر کا خطاب دیا لیکن ایرانی کے دو اور کارنامے ہیں
جن کا ہندوستانی فلم کی تاریخ سے گہرا تعلق۔
انھوں نے سنہ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کی پہلی
رنگین فلم "کسان کنیا" بنائی۔ ان کا دوسرا انمول تحفہ تھا
محبوب خان۔
پہلی بولتی فلم بننے کے بعد فلمیں بنانے کی تکنیک میں
بڑی تبدیلیاں آئیں۔ سب سے پہلی تو یہ تھی کہ بیرونی
ملکوں کی ہیروئنوں اور ہیرو وغیرہ اب ہماری فلموں میں
کام نہیں کر سکتے تھے۔
اس طرح ہماری فلمیں جو عالمی مارکیٹ بنا چکی
تھیں اب صرف ہمارے ملک تک محدود ہو گئیں۔ یہ بات
محبوب کی فلم "آن" تک جاری رہی۔ دوسری تبدیلی یہ
ہوئی کہ ہمارے ملک میں علاقائی فلموں کا رواج پڑ گیا۔ ان
میں نمایاں تھیں مراٹھی، بنگالی، تامل، تیلگو اور کنڑا۔ لیکن
ایک بات یہ ہوئی کہ ایک علاقائی فلم دوسرے علاقے میں
نہیں چل سکتی تھی۔ فائدہ یوں ہوا کہ جو فلمیں علاقائی
زبانوں میں بننے لگیں وہ سماجی سچائی کے زیادہ قریب ہو
گئیں۔ ایک پہلو جو ان تمام میں مشترک تھا وہ یہ کہ روایتی
تھیٹر کا انداز اب فلموں کا انداز بن گیا۔ سنیما جو اب تک
ایک بصری میڈیم تھا اب سماعی میڈیم ہو گیا۔ خاموش
فلموں کی وہ ہیروئن جو اب تک لاکھوں لوگوں کے دلوں پر
راج کرتی تھیں جیسے سلوچنا بولتی فلموں میں کامیاب نہ
ہو سکیں۔ ہندوستانی فلموں میں غزلوں، غنائیوں اور
گانوں کی بھرمار ہوتی تھیں ساری روایات جو پارسی تھیٹر

آدابِ گفتگو

سلمان صہبا

عمدہ گفتگو ہر شخص کے لیے یکساں طور پر ضروری ہے بدتہذیب اور بدتمیز لوگوں کے لیے دنیا کے کسی مورخ و مصنف نے کوئی کلمۂ تحسین تحریر نہیں کیا۔ اور ایسے لوگ نہ صرف عینِ حیات میں نفرت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی ان کی تعریف میں ایک لفظ نہیں لکھا جاتا اچھا طرزِ کلام جس طرح ایک غریب کے لیے سرمایہ ہے اسی طرح ایک دولت مند کے لیے زیورِ حسن۔ انسان وہ ہے جس کا اندازِ گفتگو باسلیقہ ہو۔ جسمانی تندرستی اور حسن و جمال نے بھی ہمیشہ اس معاملے میں بھی شکست کھائی ہے۔ بعض لوگوں کا طرزِ کلام ایسا ہوتا ہے کہ ان پر فرشتہ خصلت ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے اور بعض اپنے علم و فضل اور جاہ و ثروت کے باوجود دورانِ گفتگو اتنے بدتمیز اور بداخلاق نظر آتے ہیں کہ ان کے پاس پھٹکنے کو دل نہیں چاہتا۔ ان کا ناقص طرزِ تخاطب کرخت گفتگو انسانیت سوز الفاظ سن کر طبیعت بیزار ہو جاتی ہے۔ غالب کا یہ شعر بھی

" ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے "

عام انسانی زندگی کے اصلاحی پہلو سے تعلق رکھتا ہے غالب نے اپنے محبوب کو بدتہذیبی پر ٹوک کر تمام عالمِ انسانیت کو درسِ تہذیب دیا ہے حضرت غالب کے محبوب سے اس شکوہ کے مجھے مندرجہ ذیل اسباب نظر آتے ہیں۔ ایک تو سماج یا معاشرے نے عام انسانوں کے لیے تو کے لفظ کو جگہ نہیں دی ہے البتہ ہر مذہب میں "تو" خدا کے لیے محبت کا کلمہ سمجھا جاتا ہے اور استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے محبوب تک کی زبان سے ادا ہونے کے باوجود انھوں نے اس لفظ کو قبول نہیں کیا۔ دوسرے وہ خود بھی محبوب سے "تو" سے مخاطب ہونے میں گریز کرتے ہیں ان کے یہاں آپ سے تم پر بات ختم ہو جاتی ہے دورانِ گفتگو وہ خود اس قدر محتاط نظر آتے ہیں فرماتے ہیں ؎

" بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا "

غالب ہی نہیں کسی اور شاعر نے بھی اپنی بے آبروئی کا شکوہ اس طرح کیا ہے ؎

خدمت میں آ کے آپ کی بے آبرو ہوئے
پہلے تھے آپ آپ سے تم، تم سے تو ہوئے

آفتاب احمد جوہر بدایونی محبوب کے اندازِ گفتگو پر کتنا عمدہ طنز فرماتے ہیں ؎

" خطاب آپ سے تم اور تم سے تو تو ہوا
تمھیں سلیقۂ آدابِ گفتگو تو ہوا "

تیسرا رُخ یہ بھی ہے کہ حضرت غالب کا محبوب بے ادب نہ ہو مگر غالب کی شوخی بھی ناگوارِ خاطر ہوئی ہو غالب نے کہا ہو ؎

ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑیں گے رکھ کر عذرِ مستی ایک دن

اور مجبوراً اس نے یہ اخلاقی جرم کیا ہو اس کا ثبوت اس شعر سے ملتا ہے ؎

" دھول دھپّا اس سراپا ناز کا شیوہ نہ تھا
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایک دن

ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس وقت بھی پیش قدمی کی ہو چوتھی وجہ غالب کے عزتِ نفس کی پاسداری بھی ہو سکتی ہے جو انھوں نے اس طرزِ گفتگو پر اعتراض کیا۔

میں حضرت غالب کی روح سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ بچپن میں والد اور چچا نے راہِ عدم اختیار کی اپنی جاگیر ہاتھ نہ آئی۔ کلکتے سے ناکام آئے۔ دہلی تباہ ہوئی۔ قلعہ کی تنخواہ جاتی رہی۔ پینشن بند ہو گئی۔ ناکردہ گناہِ بغاوت کے جرم میں پینشن کے ساتھ کرسئ دربار اور خلعت بھی بند ہوا۔ آپ کے کھلے ہوئے دل اور کشادہ ہاتھوں نے آپ کو ہمیشہ تنگ رکھا۔ تیرہ برس کی عمر میں خلافِ طبع پھانسی کا پھندا پڑا۔ نہ پھندا ہی ٹوٹا نہ دم ہی نکلا۔ سات بچے ملکِ عدم کو چلے گئے۔ عارف جواں مر گیا۔ محل سرا کی دیواریں گریں چھتیں ٹپکیں۔ زمانے کی بے وفائی نے آپ کے خاندان اور کمال کے شایاں فارغ البالی نصیب نہ کی مگر دل تنگ نہ کیا۔ مے نوشی نے قرض دار کرا دیا۔ قرض خواہوں نے نالش کر دی جواب دہی میں طلب کیے گئے جیل خانے میں ایسے رہنا پڑا جیسے حضرت یوسف کو زندانِ مصر میں۔ نہ ستائش کی تمنا رہی۔ نہ صلہ کی پروا ہوئی۔ عمرِ آخر میں بڑھاپے نے بہت عاجز کیا۔ کانوں نے بے وفائی کی۔ نقشِ تصویر کی طرح لیٹے رہے۔ خوراک نہ رہی لیکن کہیں بھی کسی وقت کو آپ خاطر میں نہ لاتے دیکھا۔ ناگوار کو خوشگوار کر کے ہنستے ہنساتے رہے۔ لطافتوں اور ظرافتوں میں زمانے کی مصیبتوں کو ٹالا۔ لیکن عزیز ترین محبوب کی زبان سے نکلا ہوا "تو" برداشت نہ کر سکے۔ اور شکوہ کر بیٹھے۔ آپ تو خدا کے حضور میں شکر بھیجیے کہ آپ کے محبوب نے آپ سے "تو" سے خطاب تو کیا ورنہ عاشق تو یہی کہتے نظر آتے ہیں ؎

کیا ایسے کم سخن سے کوئی گفتگو کرے
جو مستقل سکوت سے دل کو لہو کرے

محبوب سے گفتگو کا جن لوگوں کو اشتیاق ہوا ہے انھوں نے تو محبوب کی گالیوں کو بھی لعل و گہر سمجھا ہے جیسا کہ شوکت بخاری نے فرمایا ہے ؎

" من کجا و بوسۂ شوخش کہ از بس چشم ناز
خندہ چوں آید بہ لعلش می شود دشنامہا "

اور پھر آپ کو بھی ہم نے محبوب کے دربان کی گالیوں سے لطف اندوز ہوتے دیکھا ہے ؎

" واں گیا بھی میں تو ان کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں صرفِ درباں ہو گئیں "

آپ کے محبوب کے لبِ شیریں سے رقیب نے گالیاں کھائیں اور بے مزا نہ ہوا۔ یہ "تو" جس کا آپ نے برا مانا ہے اسی لبِ شیریں سے ادا ہوا ہے۔ کاش آپ اس اخلاقی جرم پر اس حسنِ مجسم کو معاف کر دیتے

؏ "ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں"

آخر میں حضرتِ ذوق انتہائی شکر گذار ہوں کہ اگر انھوں نے

؏ " ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا "

کا برا نہ مانا ہوتا تو اس شعر کی تخلیق نہ ہوئی ہوتی جو ہمیں سلیقۂ گفتگو کا درس دیتا ہے۔

(رام پور سے نشر)

سلمان صہبا بدایونی
فرشوری اسٹریٹ، بدایوں (یوپی)

'آکاشوانی گروپ آف جرنلز
آل انڈیا ریڈیو نئی دہلی کے دیگر جرائد

آکاشوانی (ہندی)، پندرہ روزہ۔ قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے
آکاشوانی (انگریزی)، ہفت روزہ۔ قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے

ذرا مسکرائیے

رام لال نابھوی

مسکرانا لفظ اردو کا ہے۔ یہی لفظ انگریزی میں A Smile عربی میں تبسم یا تبالف۔ ہندی میں مسکان اور فارسی میں خندیدن بن جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہلکی سی ہنسی جس میں دانت نکالنے اور دانت دکھانے کی نوبت نہ آئے۔ چہرے پر لطافت اور شادابی نظر آنے لگے اور ہونٹ سرگوشیاں کرنے لگیں۔ شعرا نے تبسم کو کس انداز سے باندھا ہے۔ ملاحظہ ہو

...."لب غنچہ تبسم آشنا ہیں"....."وہ قہقہے رضواں کے وہ حوروں کا تبسم"۔

مسکرانا فطری عمل ہے، تہذیب کی علامت ہے، مسکرانا واقعاتی ہے۔ مسکراہٹ کا کچھ لمحات کے لیے قائم رہنا یا ایک آدھ لمحہ کے بعد مٹ جانا واقعہ کی نوعیت پر منحصر ہے۔ مسکراہٹ کسی ایسے فعل کے سرزد ہونے پر از خود پیدا ہو جاتی ہے جس میں رنگینی لطافت اور رعنائی ہو۔ جاذبیت ہو۔ ہلکی سی احمقانہ یا ہجویانہ بات پر بھی مسکراہٹ آدھمکتی ہے۔ البتہ کسی کا مذاق اڑانے کی نیت سے جو مسکراہٹ پیدا کی جاتی ہے اس میں بناوٹ اور تصنع کا رنگ ہوتا ہے۔ اِدھر مسکراہٹ تشریف لائی اُدھر چہرہ کھل اٹھا، آنکھوں میں تراوٹ آگئی۔ ایک نشہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ نشہ لفظوں کی پکڑ میں نہیں آتا۔

مسکرانا طنز و مزاح کی صفت میں آتا ہے۔ طنز و مزاح کی سبھی شکلیں ہنسی، قہقہہ، پیروڈی، تحریف، ہجو، پھبتی تنقیص، تضحیک، تمسخر، استہزا، خریات، ہزل، پھکڑ پن فحاشی، لطیفہ، ضلع جگت، نقد وغیرہ میں مسکراہٹ چھپی ہوئی ہے۔

مسکراہٹ کا وجود کب ہوا۔ کن حالات میں ہوا۔ اس کا مالک اور خالق کون ہے۔ یہ کس کے تابع ہے۔ دنیا بھر کی لغات کھنگال ڈالیں۔ کچھ پتہ نہیں چلا۔ سنا ہے کہ جب مالکِ کل کو اکیلے پن نے تنگ کیا تو ایک خیال آیا کہ اپنی ہی شکل میں مخلوق پیدا کی جائے تاکہ زندگی کا لطف میسر آئے۔ اس خیال کے آتے ہی لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اب یہ مسئلہ کہ مسکراہٹ کس تاریخ اور کس وقت پیدا ہوئی۔ ابھی تک مسئلہ ہی بنا ہوا ہے کیونکہ کسی آسمانی صحیفے میں اس کا ذکر نہیں۔ سنا یہ بھی ہے کہ جب آدم نے حوا کا وجود قائم کیا اور اسے دیکھا تو آدم کے لبوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی۔ اِدھر خلقت بڑھنی شروع ہوئی اُدھر مسکراہٹ نے قدم جمانے شروع کیے۔ سنا تو یہ بھی گیا ہے کہ جب تک دنیا قائم ہے مسکراہٹ مسکراہٹیں بکھیرتی رہے گی۔ لیکن یہ سب باتیں سنی سنائی ہیں۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ آپ چاہیں تو اس موضوع پر ریسرچ کر سکتے ہیں۔ مسکراہٹ کے حسب و نسب کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ مسکراہٹ سے مسکراتے رابطہ پیدا کر سکتے ہیں۔ کام ذرا مشکل ہے اور پھر مشکل کام میں ہاتھ ڈالنا اور بھی مشکل۔ مسکراہٹ کا کردار بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ نہ جانے کہاں ہے۔ لیکن ٹھہریئے۔ ذرا مسکرائیے۔ ذرا دیکھا آپ نے ادھر آپ مسکرائے ادھر مسکرا حاضر ہوئی۔ اب آپ شوق سے ملاقات فرمائیے انٹرویو لیجیے۔ اتنا خیال رہے کہ آپ کے لبوں سے مسکراہٹ غائب نہ ہونے پائے۔

اور بتاؤں کہ مسکراہٹ کا تعلق خوب صورتی سے۔ خوش سلیقگی سے ہے۔ اِدھر ایک نہایت خوب صورت، جوان، سرو قد آہو چشم اور نہایت عمدہ لباس میں ملبوس۔ سجی سنوری لڑکی نظر آئی ادھر آپ کے لبوں پر مسکراہٹ ناچنے لگی۔ کسی خوش گلو مغنیہ نے رسیلے سر لگائے اور آپ مسکرائے۔ کسی خوب صورت باغ میں لہلہاتی بیلوں پر پھول کھلے یا کلی چٹخی۔ مسکراہٹ نے آپ کو آدبوچا۔ پتے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ۔ جھرنوں اور آبشاروں کی ترنگ۔ کوئل کی کوک پرندوں کا چہچہانا یہ سب آپ کو متبسم کر دیتا ہے۔ اور اگر کہیں کسی حور نے محبت کا ناچ شروع کر ڈالا تو پھر کیا کہیے لب تو پھڑپھڑانے لگیں گے ہی آپ کا سارا جسم جھوم جائے گا۔

مسکراہٹ کا واسطہ محبت سے ہے۔ محبت شروع ہی مسکراہٹ سے ہوتی ہے۔ دو نظریں ملیں۔ دو جوان نظریں۔ دلوں میں اتریں، گدگدی پیدا ہوئی۔ بہ یک وقت دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی۔ پھر کوئی طاقت انھیں الگ نہیں کر سکتی۔ جہاں الگ کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسکراہٹ وہاں سے چلی جائے گی اور پھر کبھی نہیں آئے گی۔

مسکراہٹ کا گہرا تعلق فن مصوری، فن سنگ تراشی فن نقاشی، فن خطاطی اور آرٹ سے ہے۔ آپ کسی آرٹ گیلری میں چلے جائیے۔ ساری آرٹ گیلری گھوم جائیے مسکراہٹ آپ کے لبوں پر ناچتی رہے گی۔ مونالیزا کی مسکراہٹ کسی بیان کی محتاج ہے کیا۔

کارٹونسٹ کا کام ہی مسکراہٹ پیدا کرنا ہے۔ وہ ایک کارٹون سے ہی دنیا بھر میں مسکراہٹیں بکھیر دیتا ہے۔

مسکراہٹ خوش سلیقگی۔ تہذیبی روایات بن گئی ہے۔ جس مکان میں داخل ہوتے ہی ہر چیز قرینے سے رکھی ملیگی۔ دیواریں صاف ستھری ہونگی۔ فرش دھلے اور چمکتے ہوں گے۔ بات چیت میں تہذیب اور تمدن کی رو دوڑتی ہوگی وہاں لبوں پر مسکراہٹ پیدا ہونا قدرتی ہے۔ ہر وہ بات جس میں ندرت ہے، چلبلاپن ہے، نزاکت ہے، شوخی ہے، شرارت ہے کسک ہے، دھڑکن ہے نئے رنگ، نئے آہنگ اور نئے ڈھنگ سے کہی گئی ہے اور شیریں زبان سے ادا کی گئی ہے، سن کر مسکراہٹ وہاں سے ہٹنے کا نام نہیں لے گی۔

ایسے انسان شاعر، ادیب جو محفلوں میں مسکراہٹیں پیدا کر نہیں سکتے ہیں۔ بکھیر سکتے ہیں ہر جگہ چاہے جاتے ہیں۔ لوگ انھیں زر کثیر خرچ کر کے بلاتے ہیں۔ لطف اندوز ہوتے ہیں۔

پنڈت رتن ناتھ سرشار، اکبر الہ آبادی، اودھ پنچ کے لکھنے والے اب دنیا میں نہیں ہیں۔ لیکن ان کا نام زبان پر آتے ہی ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ عمر بھر مسکراہٹیں لٹاتے رہے۔ مسکراہٹ نے ان کا نام زندہ جاوید کر دیا۔

آپ ٹی وی، سینما دیکھتے ہیں، چیزوں کی نمائش جس ڈھنگ سے پیش کی جاتی ہے ان کا مقصد آپ کو متبسم بنانا ہوتا ہے۔ آپ مسکرائیے اور پھنسے۔ یعنی مسکراہٹ کے زیر اثر وہ سب چیزیں خرید لائیں گے۔

مسکراہٹ معصومیت کی دلدادہ ہے ایک پینشنر پچھلے تین ماہ کی پینشن لینے جاتا ہے۔ اسے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دینے کے لیے ایک سرٹیفکیٹ دینا ہے۔ وہ پچھلے مہینوں کا بھی سرٹیفکیٹ دے دیتا ہے۔ اس کی اس سادگی پر کلرک مسکراتا ہے۔ افسر خزانہ مسکراتا ہے۔ ان کو مسکراتے دیکھ کر پینشنر مسکراتا ہے۔

کسی بھی ہوٹل کا رخ کیجیے، کاؤنٹر پر نوخیز کلی کی طرح مسکراتی ایک جاذب نظر دوشیزہ نظر آئے گی۔ یہی وہ مسکراہٹ ہے

(آگے صفحہ ۱۳ پر)

بچوں کی پیدائش سے متعلق کچھ عجیب رسمیں

ایس ایم جاوید اقبال

ہندوستانی زندگی میں رسم و رواج کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ پیدائش سے لے کر موت تک نہ جانے کتنی ایسی ہی عجیب و غریب رسمیں ہیں جس کے جال میں انسان الجھا رہتا ہے۔ چاہے اس کا تعلق شہری زندگی سے ہو یا دیہی یا آدی باسی زندگی سے، گرچہ رفتہ رفتہ تعلیمی اور صنعتی ترقی کے پیش نظر ہندوستان میں سماجی تبدیلیاں آرہی ہیں لیکن اب بھی ایسے لوگوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے جو عجیب و غریب رسموں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ایسی لوگوں میں آدی باسیوں کی تعداد زیادہ ہے کیونکہ یہ لوگ صدیوں سے پسماندگی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ غربت اور جہالت کا ان کی سماجی زندگی پر پہرہ ہے۔ یہ لوگ اب بھی پہاڑوں، جنگلوں اور گپھاؤں میں زندگی گذارتے ہیں۔

افزائش نسل ہر خاندان کا ایک اہم اور اولین فریضہ ہے۔ چاہے بچے کی تعداد ایک ہو یا ایک سے زیادہ لیکن بچے کی پیدائش کا ہر شخص متمنی رہتا ہے، اگر بچہ پیدا نہ ہو تو اس خاندان کی مسرت کرب میں بدل جاتی ہے۔ میاں بیوی کا رشتہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے، دعا، تعویز، جادو ٹونا، دوا علاج، جڑی بوٹی غرض ہر وہ کوشش کی جاتی ہے جس سے کوئی پھول سا بچہ خاندان میں جنم لے، اور پھر جب کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے اور بچے کی پیدائش کا وقت جیسے جیسے قریب آتا جاتا ہے، طرح طرح کی رسموں کی ادائیگی شروع ہونے لگتی ہے، کادار جو جنوبی ہندوستان کا ایک مشہور قبیلہ ہے ماں بننے والی عورت کو گاؤں کی سرحد سے ۲۵ یا ۳۰ گز کے فاصلے پر بنے ہوئے ایک جھونپڑے میں منتقل کر دیتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو قبیلے پر ایک زبردست تباہی آسکتی ہے جس سے وہ سب کے سب برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ بچے کی پیدائش کے دس دنوں تک زچہ اور بچہ دونوں ہی کو ایک الگ مقام پر رکھا جاتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ کادار عورت بیٹھے ہی بیٹھے بچے کو جنم دیتی ہے جبکہ عام طور پر عورتیں لیٹے ہی لیٹے اس کام کو انجام دیتی ہیں لیکن اس کے ٹھیک برعکس جنوبی ہند کے آدی باسی چینچو اپنی عورتوں کو بچے کی پیدائش کے وقت گاؤں سے باہر کسی الگ مقام پر نہیں رکھتے بلکہ بچے کی پیدائش کے چند گھنٹے کے بعد انھیں اس بات کی آزادی حاصل ہوتی ہے کہ وہ سماجی تقریبات میں حصہ لے سکتی ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی حاملہ عورت خوراک اکٹھی کرنے جنگل جاتی ہے اور وہاں بچے کو جنم دینا پڑتا ہے تو وہ خود ہی تنہا اس کام کو انجام دیتی ہے۔

یوں تو جب کوئی عورت حاملہ ہوتی ہے تو اس کے اسباب سے ہر شخص واقف ہوتا ہے خواہ وہ جاہل ہو یا پڑھا لکھا لیکن دلچسپ بات تو یہ ہے کہ مرکزی ہند کے ایک مشہور قبیلہ بیگا کا عقیدہ ہے کہ عام طریقہ کے علاوہ دیوتاؤں یا راکشسوں کے عمل سے بھی کنواری عورت حاملہ ہو سکتی ہے اگر کوئی حاملہ عورت جس ڈور سے گھوڑا بندھا ہو اس کو پار کرلے تو ۹ مہینے کے بجائے گھوڑوں کی طرح بارہ مہینوں میں بچہ پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ جب بچہ کی پیدائش کا وقت بالکل قریب آجاتا ہے تو کمرے کے اندر موجود مددگار عورت تیل کے پیالے میں ہاتھ ڈال کر دیوار پر پنجے کا چھاپ لگاتی ہے اگر پانچوں انگلیوں کے نشان صاف ہوں تو سمجھا جاتا ہے کہ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک اور دلچسپ ترکیب کی جاتی ہے وہ یہ کہ حاملہ عورت کی چھاتیوں کے بیچ میں تیل کے قطرے ٹپکاتے جاتے ہیں اگر یہ قطرے بہہ کر سیدھے نیچے کی طرف چلے جائیں تو اسے اچھا شگون سمجھا جاتا ہے، بچے کی پیدائش کی تکلیف سے بچنے اور خصوصاً مشکل گھڑی کے وقت ایک اور ترکیب عمل میں لائی جاتی ہے مثلاً کسی کنواری لڑکی سے دریا کا پانی منگوایا جاتا ہے اور مرد قطار میں کھڑے ہو کر ہاتھوں ہاتھ پانی کے برتن کو مکان کی چھت پر لے جاتے ہیں اور وہاں سے پانی نیچے گرایا جاتا ہے اور اس گرتے ہوئے پانی کو حاملہ عورت اپنے منہ میں لیتی ہے

بھیلوں کے یہاں یہ عام عقیدہ ہے کہ مُردوں کی روحیں بچوں کی شکل میں دوبارہ جنم لیتی ہیں۔ چنانچہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی شکل و شباہت کا بھرپور جائزہ لیا جاتا ہے اور پتہ چلانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کہیں اس کی شکل کسی مرے ہوئے شخص سے تو نہیں ملتی۔ چنانچہ جیسے ہی بچہ جنم لیتا ہے ان دیوتاؤں کو دودھ چڑھایا جاتا ہے جو ان کے عقیدے کے مطابق بچے کی زندگی کے محافظ ہوتے ہیں۔

شمال مشرقی ہند کے قبیلوں میں کھاسی قبیلہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ان کی سماجی زندگی میں ماں کو فوقیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ کھاسیوں کا سلسلۂ نسب ماں سے شمار کیا جاتا ہے۔ کھاسیوں کے یہاں جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کے سامنے تیر و کمان رکھا جاتا ہے جو شکار کے کام میں لایا جاتا ہے اور اگر لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اس کے سامنے سر سے لٹکائے جانے والی بید کی ٹوکری رکھی جاتی ہے جو بوجھ ڈھونے کی نشانی ہے، کھاسیوں کے یہاں لڑکی کا پیدا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے خاندان کا تسلسل قائم رہتا ہے۔

غرض ہندوستانی آدی باسی معاشرے میں کتنی ہی ایسی عجیب و غریب رسمیں بھری پڑی ہیں جو پُر لطف بھی ہیں اور تکلیف دہ بھی اور جنھیں آسانی سے یکسر ختم کر نکال پھینکنا ممکن نہیں کیونکہ صدیوں سے یہ رسمیں نسل در نسل منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

ایس. ایم جاوید اقبال
معرفت: ڈاکٹر ایس. ایف. رب
اے. این سنہا انسٹی ٹیوٹ آف سوشل اسٹڈیز
پٹنہ (بہار)

بقیہ ۔ مسکرائیے

جو آپ کو اور کہیں جانے نہیں دے گی۔ مسکراہٹ ایک طاقت ہے ایک قوت ہے، ایک حربہ ہے۔ ذرا مسکرائیے۔ طاقت اور قوت حاصل کیجیے۔ اور حربہ استعمال کیجیے۔

آخر میں ایک لطیف واقعہ سنئے۔ ایک مسخرہ مریض بن کر ڈاکٹر کے پاس پہونچا اور کہا کہ وہ ٹوٹ رہا ہے اور اس کے لیے نسخہ تجویز کیا جائے۔ ڈاکٹر نے ہدایت کی کہ وہ تھیٹر میں گریمالڈی کی پرفارمنس دیکھے تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ گریمالڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر صاحب میں ہی گریمالڈی ہوں۔ گریمالڈی مسکراتا چلا گیا اور ڈاکٹر کو مسکراتا چھوڑ گیا۔

آپ پھر ذرا مسکرائیے۔ ڈاکٹروں کو مریضوں سے اور مریضوں کو ڈاکٹروں سے نجات دلائیے۔ میں تو چلا مجھے امید ہے میں جب پھر آپ کو ملوں گا آپ مسکرا رہے ہوں گے۔

(اردو مجلس (دہلی)، سے)

دنیا کی عظیم و قدیم ترین مخلوق

سید محمد حسن

سمندر میں رہنے والے جانداروں میں ایک ناقابل یقین مخلوق وھیل ہے جو دھندلے تاریک اور سرد آبی دنیا کے اندر سکونت پذیر ہے۔ جو قدیم ہے اور غیر مختتم۔ وھیلوں کو عام طور پر مچھلی کی ایک قسم سمجھا جاتا ہے مگر در حقیقت یہ ہوا سے سانس لیتی ہیں، زندہ بچہ جنتی ہیں اور انھیں اپنا دودھ پلاتی ہیں۔ یہ دنیا کی قدیم ترین جانداروں میں ہیں جو وزن اور جسامت میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ اس دنیا کی تاریخ میں کوئی مخلوق حتیٰ کہ میمت اور ڈائنا سار بھی وھیلوں کی عظیم وسعت سے سبقت نہیں لے گئیں۔ ان کے ارتقا کی کہانی دلچسپ بھی ہے اور حیرت انگیز بھی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ چھ کروڑ سال پہلے بالوں سے بھرے چوپائے لیون اپنی غذا کی تلاش میں سمندر میں داخل ہو گئے۔ آہستہ آہستہ ان میں تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ پہلے پچھلے پاؤں غائب ہوئے پھر آگے کے پاؤں فلپر میں تبدیل ہوئے۔ بال کی جگہ گہری چربی کی سطح نے لے لی۔ نتھنے سر کے اوپری حصے کی طرف سرک آئے اور دُم نے لنگر کے کانٹوں کی شکل لے لی۔ اس خیال کو

تقویت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اسپرم وھیل کے فلپر کے اندرونی حصے کے فوٹو گراف سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زمینی حیوان لیون کی طرح ان کی ہتھیلی کے ساتھ چار انگلیاں بھی ہوتی ہیں۔ اس بنا پر سائنسدانوں کا خیال ہے کہ وھیلیں زمینی حیوانات لیون کی نسل سے ہیں جو چھ کروڑ سال پہلے آباد تھیں۔

زمانہ قدیم میں انسان کے ذہن میں وھیل کا نہایت اعلیٰ مقام تھا کیوں کہ ان کو دیوتاؤں کا رفیق سمجھا جاتا تھا۔ چار ہزار برس پہلے یونان اور روم کے مندروں کی دیواروں پر ان کی تصویر کندہ ہوتی تھیں۔ وھیلیں دیو پیکر ہونے کے باوجود دنیا کی ایسی مخلوق میں شمار ہوتی ہیں جن کے متعلق انسان بہت کم علم رکھتا ہے۔ ان کا وجود بے پایاں سمندر کے وسیع علاقے میں غیر پالتو اور کم دیکھی مخلوق کی حیثیت سے قائم ہے۔

وھیلیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن کے دانت ہوتے ہیں اور دوسری جن کے منہ میں دانت نہیں ہوتے۔ بغیر دانت والی وھیلوں کو بالین کہتے ہیں۔ دندان دار وھیلوں کی کل ۶۵ قسمیں ہیں جو جسامت میں ۶۵ فٹ لمبی عظیم اسپرم وھیل سے ۹ فٹ لمبی ڈولفن اور ۵ فٹ لمبی سنگ ماہی یعنی Porpoise پر مشتمل ہے کچھ تو انسان سے بھی چھوٹی ہوتی ہیں۔ یہ تیز و تند اور جارحیت پسند ہوتی ہیں۔ بالین وھیلیں دندان دار سے عام طور پر بڑی ہوتی ہیں جن میں بلو وھیل [illegible] برائیڈس، رائٹ، [illegible]، ہمپ بیک، بوہیڈ، منکے اور گیمس رائٹ قابل ذکر ہیں۔ عام مچھلیوں سے جدا کانہ وھیلوں کے صرف سر کے نیچے دو بازو یا پر ہوتے ہیں اور یہ متوازی ہوتی ہیں۔ چوں کہ یہ بازو یا پر کھال سے [illegible] ہوتے ہیں اس لیے ان کو فن کی بجائے فلپر کہا جاتا ہے۔ [illegible] پیدا کرنے کے لیے وھیلیں اپنے بازوؤں اور دُموں کو عام مچھلیوں کے برعکس [illegible] کی طرح حرکت دیتی ہیں۔ ان کے جسم کی کھال چکنی [illegible] ہوتی ہے۔

شکار ماہی کی ابتدا و غرض و غایت

[illegible] شکار کی ابتدا [illegible] کے لیے کی [illegible] ہوتی ہے کہ سنگی ہارپون کا سرا جو وھیل [illegible] ناروے میں پایا گیا تھا وہ چار ہزار سال [illegible]

وھیل کے شکاریوں میں قطبی اسکیمو کا شمار ہوتا ہے۔ تجارتی اغراض سے وھیلوں کی شکار ماہی کا آغاز [illegible] میں ہوا جب باسک ملاح یعنی مشرقی اسپین اور فرانس کے [illegible] چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر ہارپون اور [illegible] رائٹ وھیلوں کا شکار کرنے گئے جو [illegible] کر کے ان ملکوں کے ساحلوں تک آجاتی تھیں۔ اس زمانے میں جاپان میں بھی [illegible] ماہیات کا وجود تھا۔ سترھویں صدی کے اوائل میں [illegible] شمالی یورپ اور بحر امریکہ کے مشرقی ساحلوں تک وھیل [illegible] امریکیوں نے ساحلی علاقوں سے ہٹ کر کھلے سمندر میں [illegible] شکار ماہی کا آغاز کیا اور پھر ۱۹۶۲ء و ۱۹۶۴ء کے [illegible] اپنے عروج کو پہنچ گئی۔ اس وقت ۹ [illegible] شکار ماہی [illegible] تھے جن میں [illegible] افسوس ناک [illegible] کا شکار تھے۔

پہلے ہارپون ہاتھ سے پھینکا جاتا تھا مگر ۱۸۶۴ء میں ناروے کے ایک شخص نے جس کا نام سوند فوئن تھا ہاتھ سے پھینکے جانے والے ہارپونوں کی جگہ ایک بندوق ایجاد کی جس کے ذریعہ ہارپون نوکیلے سرے کے ساتھ [illegible] سے پھینکا جانے لگا۔ انیسویں صدی میں جب سے سمندری شکار ماہی [illegible] مہم کی صورت میں ظاہر ہوئی [illegible]

میں تبدیل ہو گئی جو سارے [illegible] میں پھیل گئی۔ اب شکاری کشتیوں میں چپو اور چھوٹی جگہ ڈیزل [illegible] جانے لگی۔ ڈیزل انجن اور [illegible] کی ایجاد [illegible] تیز رفتار وھیلوں کا بھی شکار [illegible] دے جاتی تھیں۔ [illegible] کشتیوں کے ساتھ ایک فیکٹری جہاز بھی ہوتا ہے جہاں [illegible] سے بڑی وھیلوں کے ٹکڑے کر کے [illegible] کی غذا کے لیے گوشت کا انبار لگا دیا جاتا ہے۔ ان دنوں روس اور جاپانی وھیلروں کے پاس ترقی ہوئی فیکٹری کے علاوہ ہوائی طیارے بھی ہوتے ہیں [illegible] جانے والی وھیلوں میں ۵۸ واں حصہ [illegible] ہوتا ہے۔

۱۹۴۰ء [illegible] شدت سے محسوس کیا جانے لگا تھا کہ وھیلوں کی بے دریغ شکار ماہی کی وجہ سے ان کی آبادی تیزی سے ختم ہوتی جا رہی ہے لہٰذا ۱۹۴۶ء میں وھیلنگ اقوام نے مل کر ایک ادارہ [illegible] انٹرنیشنل وھیلنگ کمیشن بھی کیا۔ اس ادارہ کی ذمہ داری [illegible] وھیلوں کی کچھ نسلوں کا تحفظ، مختلف وھیلنگ اقوام [illegible] شکار کا کوٹہ مقرر کرنا، شکار کی جانے والی وھیلوں کی تعداد اور جسامت کا تعین اور سائنسی معلومات کا تبادلہ قرار پایا مگر اس ادارے کے ارکان کے ذاتی مفاد اور ادارہ کی طاقت اقتدار کے فقدان نے اس کو کسی حد تک بے جان سا بنا دیا تھا مگر رفتہ رفتہ اس کی کیفیت میں توسیع ہوتی گئی اور اب سات آٹھ سال کا عرصہ ہو تا ہے کہ اس ادارے کے ۱۷ [illegible] ہو گئے جنھوں نے مل کر شکار کے کوٹہ کو ۴۳ فی صد تک گھٹا دیا اور جاپان اور روس نے بھی جو مقتدر وھیلنگ اقوام ہیں اس ادارہ کے ذریعہ مقرر کردہ شکار کے کوٹہ کو تسلیم کر لیا ہے اور دوسرے وھیلنگ ممالک مثلاً اسپین، پرتگال، پیرو، چلی اور جنوبی کوریا جو ادارے کے رکن نہیں ہیں اپنی کارکردگی کو [illegible] فی صد محدود کرنے پر متفق ہو گئے ہیں۔ صرف امریکہ کے ۱۹۷۲ء کے میرین مل پروٹیکشن ایکٹ کے تحت اسکیموں کو امتناعی قانون سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے کیوں کہ وھیلیں ان کی غذا کا واحد بڑا ذریعہ ہیں۔

اگرچہ وھیلوں کی صحیح تعداد کا جاننا ناممکن ہے پھر بھی کچھ مشاہدین کے مطابق ان کی تعداد شکار ماہی کے آغاز سے پہلے ۲۴ لاکھ تھی جو اب گھٹ کر ۱۲ لاکھ رہ گئی ہے۔

حقیقت جو کچھ بھی ہو تاہم تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وھیلوں کی تعداد ان دنوں افسوس ناک حد تک کم ہو گئی ہے۔ [illegible] کا مقام ہے کہ ۱۹۶۶ء سے بلو وھیل، ہمپ بیک، رائٹ، گرے اور بوہیڈ کو شکار ماہی سے مکمل طور پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں فن وھیل بھی سارے جنوبی کرۂ ارض اور شمالی بحر الکاہل میں محفوظ کر دی گئی ہے۔ اب صرف چھوٹی اور غیر تجارتی وھیلیں مثلاً [illegible] وھیل اور پائلٹ ہی بڑے پیمانہ پر برائے غذا شکار کی جاتی ہیں مگر ان تمام روک تھام اور بین الاقوامی معاہدے کے باوجود ہنوز بڑی تعداد میں وھیل کی دوسری جنس جیسے آئی لینڈ میں اسپرم اور منکے کا شکار کیا جا رہا ہے چونکہ معاہدہ رضاکارانہ ہے اور شرطوں کا اطلاق صرف دستخط کنندگان پر ہوتا ہے

اس لیے نصف درجن کے قریب دوسری قومیں لاشعوری طور پر ہر جنس کے شکار کرنے میں قطعی آزاد ہیں۔

وھیلوں کی افادیت

وھیلوں میں سب سے زیادہ اسپرم وھیل کا شکار کیا جاتا رہا تھا کیوں کہ ان کی چربی سے نہایت اعلیٰ قسم کا مشینی تیل تیار کیا جاتا تھا اور ساتھ ہی دافع کف کی حیثیت سے پینی سیلین اور دوسری اینٹی بائٹک ادویات میں بھی اس کا استعمال کیا جاتا تھا مگر اب اس کا نعم البدل دریافت ہو چکا ہے جس کا نام جوجوبا بن ہے۔ یہ ایک قسم کے جنگلی سیم کے دانے سے دستیاب ہوتا ہے جو کیلی فورنیا، ایری زونا اور میکسیکو میں بکثرت پایا جاتا ہے۔

چنانچہ اس دریافت سے اسپرم وھیل کی زندگی بڑی حد تک محفوظ ہو گئی ہے۔ اسپرم وھیل کے علاوہ وھیل کی دوسری قسموں سے روغن خوردنی اور روغن چراغ حاصل کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی چھتریاں، زنانہ زیر جامہ، محرم اور سنگار کے سامان بھی تیار کیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں انھیں غذا کا بہت بڑا ذریعہ بھی سمجھا جاتا ہے۔ خیال فرمایئے کہ ایک جانور جو پیدائش کے وقت ۳ سے ۴ ٹن وزن رکھتا ہے اور بغیر چارا دیے ۲ سال کے اندر ۳۰ سے ۴۰ ہزار پاونڈ گوشت مہیا کرتا ہے اور ایسا گوشت جو کھانے والوں کے مطابق بہت مزے دار ہوتا ہے۔ جاپان کے مشہور ہارپون پھینکنے والے کیمیو وتانابہ کا کہنا ہے کہ صرف انھیں کا ملک ایسا ہے جو بڑی مقدار میں وھیل کا گوشت کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کو اسکول کے بچوں کے لنچ کے پروگرام میں بھی شامل کر لیا گیا ہے کیوں کہ جاپان کو پالتو جانوروں کے پروٹین کی زیادہ مقدار میسر نہیں ہے جس طرح امریکیوں کو جانوروں کے گوشت کی صورت میں حاصل ہے لہٰذا ضروری پروٹین وھیل ہی سے حاصل کی جاتی ہے۔

وھیلوں کی غذا

روئے زمین پر بسنے والی سب سے بڑی مخلوق اور وھیلوں میں سب سے زیادہ دیو ہیکل بلو وھیل ہوتی ہیں۔ برطانیہ کے آنجہانی این۔ اے میکن ٹوش نے اندازہ کیا ہے کہ ان کی لمبائی ۱۰۰ فٹ اور وزن ۲۰۰ ٹن کے قریب ہوتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر ان کا وزن ۳۳ افریقی ہاتھیوں کے برابر ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ افریقی ہاتھی ایشیائی ہاتھیوں سے بڑا ہوتا ہے۔ آپ خیال کر سکتے ہیں کہ اتنے لحیم شحیم جانور کی غذا کیا ہو گی؟ یقیناً سوچتے ہوں گے کہ بڑی سے بڑی مچھلیاں اور دوسرے آبی جانور ہی ان کی غذا ہوں گے مگر حقیقت کچھ اور ہے۔ ان کی عام اور مرغوب غذا سطح سمندر پر پائی جانے والی شرمپ سے مشابہت رکھنے والی چھوٹی مخلوق ہوتی ہیں جنھیں کرل کہتے ہیں۔ دوسری بالین وھیلیں کرل کے علاوہ میکرل اور سارڈائن جیسی چھوٹی مچھلیاں بھی کھاتی ہیں۔ دندان دار وھیلوں کی غذا مچھلیوں کے علاوہ کیکڑے، لابسٹر اور جھینگے جیسے قشری حیوانات ہیں۔ کلر وھیل سیل اور چھوٹی وھیلیں بھی کھاتی ہیں۔ بالین وھیلوں کے منہ میں دانت کے بجائے اوپری جبڑوں سے نکلتی ہوئی ہڈیوں کی پٹیں ہوتی ہیں جو زبان کے دونوں جانب قریب آ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ ان پلیٹوں کی لمبائی ۱۴ فٹ سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ یہ چھلنی کا کام کرتی ہیں۔ جب وھیل پانی کی بڑی مقدار اپنے منہ میں لیتی ہیں تو اس کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں کلر کرل بھی آ جاتی ہیں پھر جب یہ اس پانی کو اسی چھلنی کے ذریعہ باہر پھینک دیتی ہیں تو کرل منہ کے اندر رہ جاتی ہیں جنھیں وہ نگل جاتی ہیں۔ کنیڈا کے ماہر حیوانات ڈیوڈ ال سرجنٹ نے تخمینہ کیا ہے کہ وھیل اپنے جسم کے وزن کا ۲ سے ۴ فی صد وزن کا کھانا کھاتی ہیں۔ چنانچہ ۲۰۰ ٹن والی بلو وھیل ایک دن میں ۸ ٹن کرل کھاتی ہیں اور ۱۰ سے ۱۱ ماہ بعد بچہ جنتی ہیں۔ چھوٹی وھیلوں کے بچے دُم کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں اور بڑی وھیلوں کے سر کی جانب سے۔ ایمسٹرڈم یونیورسٹی کے ای۔ جے سلیج پی رے کا کہنا ہے کہ بلو وھیل کا بچھڑا شیر خوارگی کے زمانہ میں ۲۰۰ پاونڈ روزانہ کی شرح سے نشوونما پاتا ہے اور مادہ وھیل اپنے بچے کو تمام دن میں ۱۳۰ گیلن روغن سے بھرپور دودھ ۴۰ مرتبہ پلاتی ہے۔ وھیلوں کا غذائی دور زیادہ تر اونچے عرض البلد میں خصوصاً موسم گرما میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ گرم پانی میں لوٹ آتی ہیں جہاں نسل کشی کرتی ہیں۔ اگرچہ بالین وھیلوں کی مخصوص غذا کرل اور دندان دار کی مچھلیاں اور قشری حیوانات ہیں مگر ایک بار جب اسپرم وھیل کا پیٹ چیرا گیا تو اس کے پیٹ کے اندر سے ربڑ کے بوٹ، پلاسٹک کے کھلونے، پتھر، ناریل اور اسکوئڈ مچھلی کے پکڑنے کے جال نکلے۔ اس نادر شوق کی توضیح اب تک نہیں کی جا سکی ہے۔

وھیلوں کی بیماریاں

اگرچہ وھیلیں روشن اور صاف پانی میں رہتی ہیں۔ پھر بھی وہ ایسے امراض سے محفوظ نہیں رہتیں جن سے انسان آشنا ہیں مثلاً نمونیا، ٹوبرکلوسس، ٹیومر، معدہ کا زخم اور جرثومہ سے پیدا ہونے والی بیماریاں۔ کبھی یہ قید میں اپنا دماغی توازن بھی کھو بیٹھتی ہیں۔ ایک امریکن سائنسداں ڈاکٹر جان سی للی یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ باٹل نوز ڈالفن جو وھیلوں کی چھوٹی نسل ہیں۔ خودکشی بھی کر سکتی ہیں۔ اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ جب وہ ڈولفن پر ریسرچ کا کام ختم کر دینا چاہتے تھے تو ایک روز ۸ میں سے ۵ ڈولفن غوطہ لگا کر خلیج کی تہہ میں چلی گئیں اور وہاں سانس لینا ترک کر دیا جس کے نتیجہ میں سب کی سب مر گئیں۔ یہ دیکھ کر ڈاکٹر للی گھبرا اٹھے اور فوراً باقی تین ڈولفنوں کو آزاد کر دیا۔

وھیلوں کے اندر انسانی قدریں

وھیلیں مچھلیاں نہیں ہوتیں۔ وہ ایسی مخلوق ہیں جن میں معاشرتی وجدان، خاندانی ارتباط اور کچھ ایسی صلاحیتیں قدرت کی طرف سے ودیعت کی گئی ہیں جو انسانی احساسات کے قریب تر ہیں۔ اگرچہ وھیلیں انسان سے دوسری نسلوں کی تباہ کاریوں میں سبقت نہیں لے جا سکتیں مگر ان کی چند عمدہ خصایل کی حامل ضرور ہوتی ہیں کیوں کہ بسا اوقات ان کو جذبہ ترحم اور ایثار کا مظاہرہ کرتے دیکھا گیا ہے۔ حال کا واقعہ ہے کہ ایک روز دین کودھر جزیرہ سے کچھ دور ایک جہاز کے کپتان نے ان میں جذبہ ہمدردی اور خبر گیری دیکھا۔ ہوا یوں کہ جہاز کسی چیز سے ٹکرا گیا جس سے ایک تیز چرمراہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔ جب کپتان نے آواز کی طرف رخ کیا تو چار نفوس پر مشتمل کلر وھیل کے ایک خاندان میں سے ایک وھیل کو تلملاتے دیکھا پھر نر اور مادہ مجروح وھیل کو اپنے درمیان میں رکھ کر سہارا دیتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ۱۵ دنوں بعد ٹھیک اسی مقام پر ایک خاتون نے دو وھیلوں کو ایک تیسرے وھیل کو سہارا دیتے ہوئے دیکھا۔ ڈاکٹر للی کے بیان کردہ خودکشی کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ موت ارادی تھی مگر پیش بینی پر دلالت کرتی ہے جو محض انسانی وصف ہے۔

انسان کی طرح وھیلیں بھی خاندان کے ساتھ رہتی ہیں۔ چاندنی میں کھیلتی ہیں، ایک دوسرے سے کسی حد تک باتیں کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے کام آتی ہیں۔ سب سے بڑا اسرار جو وھیلوں کو اپنے حلقہ میں لیے ہوئے ہے وہ ان کی ذہانت کے متعلق ہے۔ یہ بڑا اور پیچیدہ دماغ رکھتی ہیں۔ کچھ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ ان کی ذہانت کا مقابلہ لیونہ اولی یعنی پرائی میٹس سے کیا جا سکتا ہے اور ان کے دماغ کا بیشتر حصہ سماعی ادراک کے لیے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ تاریک آبی دنیا میں جہاں بینائی محدود ہوتی ہے وھیلوں کا نہایت کارآمد حاسہ سماعت ہے۔ اسپرم وھیل کے دماغ کا وزن ۲۰ پاونڈ کے قریب ہوتا ہے جو اس کرہ ارض میں سب سے بڑا تصور کیا جاتا ہے۔ جسمانی وزن کے مقابل میں دماغی وزن کا تناسب باٹل نوز ڈالفن میں انسان سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وھیلیں بہت سارے انسانی شمائل کی حامل ہوتے ہوئے اور اپنی دماغی اور جسمانی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی دہشتناک آبی دنیا میں محو خرام ہیں جہاں انسان زیادہ دیر تک بہ قید حیات نہیں رہ سکتا۔

حالیہ ریسرچ کی روشنی میں وھیلیں

پہلے وھیلوں کے آثار متحجرہ یا مردہ جسم پر ریسرچ کیا جاتا تھا مگر اب زندہ وھیلوں پر تحقیقات کا کام شروع ہو گیا ہے۔ ان نئی تحقیقات کی روشنی میں وھیلوں کے متعلق چند ایسی باتیں دریافت ہوئی ہیں جو نہ صرف دلچسپ ہیں بلکہ حیران کن بھی ہیں۔ ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں۔

ہوائی میں امریکن بحریہ کے زیر سمندر مرکز کے ریسرچروں نے ڈاکٹر لی شیفر کو ایک ناقابل یقین واقعہ سنایا۔ پائلاٹ وھیل کی ہم جنس مارگن وھیل کو اس طرح تربیت دی گئی کہ اس نے ایک گمشدہ تارپیڈو کا پتہ لگانے کے لیے ۱۶۵۴ فٹ گہری سمندر کی تہہ تک غوطہ لگایا اور تارپیڈو کو تلاش کر کے اس کو اوپر کھینچنے والے آلے کے ساتھ جوڑ دیا اور پھر سطح سمندر پر اپنا غذائی انعام حاصل کرنے کے لیے واپس آ گئی یہ سب کچھ ۱۵ منٹ کے اندر ہوا۔ عام طور پر وھیلیں انسان کے قریب آنے سے گھبراتی ہیں مگر ان میں کچھ مستثنیٰ ہیں۔ ڈاکٹر لی شیفر ۱۹۷۶ء کی جنوری

ہیں ایک کشتی میں چھ ٹورسٹ کے ساتھ باجہ کیلی فورنیا کے مغربی ساحل پر سین اگنیشیو کی بحری جھیل میں وہیلوں کو دیکھنے کے لیے نکلے۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک نوجوان ٢٥ فٹ لمبی وہیل بہ آہستگی ان کے قریب آکر اپنا سر پانی سے نکالا پھر کچھ دیر تک ان کے ساتھ چلتی رہی۔ اس اثنا میں وہ لگاتار اپنے جسم کو کشتی سے آہستگی کے ساتھ رگڑتی رہی۔ اس کام کو اس نے ٤٥ منٹ تک جاری رکھا۔ اس دوران کشتی میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس کے سر اور ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرتے رہے اور وہ کمال تجسس، اشتیاق اور انہماک کے ساتھ ان کی حرکتوں میں دلچسپی لیتی رہی۔ کسی اور موقع پر اسی جھیل میں چند نوخیز وہیلوں نے ان لوگوں کو اپنی حرکتوں سے مبہوت کر دیا۔ ان میں سے کچھ آپس میں معاشقہ کر رہی تھیں اور کچھ اپنے بچھڑوں کو اپنی بات منوانے کے لیے ڈرا دھمکا رہی تھیں۔

اس مرکز کے برسر اقتدار لوگوں نے وہیلوں کی کچھ فلمیں بھی لی ہیں جن میں سے ایک میں دیکھا گیا ہے کہ ایک مادہ گرین وہیل کو جو کچھ کرنے کو کہا جاتا تھا بخوشی کر لیتی تھی۔

ساحل پر سمندری باڑے سے ایک بحری کشتی گہرے سمندر کی طرف ٣ میل تک گئی تو اس کے ساتھ مادہ گرین بھی گئی۔ اور پھر کشتی کے ساتھ باڑے میں واپس آگئی۔ اس درمیان اس نے بھٹکنے کی کوشش نہیں کی۔ اسی مرکز کے ایک پرنسپل سیم اتھ رجوے اپنے تجربات کی بنا پر کہتے ہیں کہ وہیلوں کے مطالعہ کے ذریعہ انسانی طبی مراحل کا حل مل سکتا ہے۔ صرف غوطہ زنی کی بیماریوں کا ہی نہیں بلکہ دوسری بیماریوں کا بھی۔ ان کے مطابق وہیلیں از حد ماہر ہوتی ہیں۔ ان کا ردعمل خصوصاً تنفس سے متعلق ان جانوروں کے مقابل میں بہت واضح ہوتا ہے جو غوطہ زنی نہیں کرتے۔ وہیلوں کا مطالعہ صدمہ اور تنقید کی موت جیسے انسانی مراحل پر روشنی ڈال سکتا ہے۔ انسان جب گہرائی تک غوطہ زنی کے بعد تیزی سے اوپر آتا ہے تو اکڑن کی تکلیف محسوس کرتا ہے جو موت کا باعث بھی ہو جاتی ہے کیوں کہ خون کے اندر محلول سے نائٹروجن بلبلے بن کر اٹھ جاتی ہے۔ وہیل غوطہ لگانے کے پہلے اپنے اندر ہوا لے لیتی ہے جب کہ انسان غوطہ زنی کے دوران لگاتار ٹینک میں محفوظ ہوا سے نائٹروجن سانس کے ذریعہ لیتا ہے وہیل کا جسم آبی دباؤ کا عادی ہوتا ہے جب یہ دور تک غوطہ زنی کرتی ہے تو اس کے پھیپھڑے اور ہوا کی نلکی جزوی طور پر سکڑ جاتی ہے اور محفوظ ہوا تیزی سے جذب نہ کرنے والے راستوں سے سر میں داخل ہو جاتی ہے پھر وہیل سرخ خون اور پٹھوں کے خلیوں میں محفوظ آکسیجن کو کھینچ لیتی ہے۔ دل کی حرکت معمول سے ایک تہائی کم ہو جاتی ہے۔ جسم کا درجہ حرارت اور میٹابولک شرح گر جاتا ہے۔ دل اور دماغ میں خون کی بہم رسانی میں اضافہ کے لیے خون کھال، دُم اور فلیپروں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جیسے ہی وہیل اوپر اٹھتی ہے سر کی محفوظ ہوا پھیپھڑوں میں دوبارہ داخل ہو جاتی ہے اور پھر سمندری سطح پر تیزی سے سانس کے ذریعہ باہر نکل جاتی ہے۔

قدرتی طور پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح اسپرم وہیل جیسا دیوپیکر جانور غیر جانبدارانہ شناوری حاصل کرتا ہے؟ بہ الفاظ دیگر کس طرح ایک عظیم جسامت کا جانور پانی کے اندر غیر متحرک رہتا ہے؟ ہنوز اس سوال کا جواب دیا نہیں جا سکا ہے کیوں کہ شکار اور تیل نکالنے کے جو طریق کار اختیار کیے جاتے ہیں ان سے وہیلیں اس طرح کاٹی جاتی ہیں کہ جانور کے باقاعدہ مطالعہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔ مگر اب پلائی موتھ انگلینڈ کی میرین بائیلوجیکل لیبوریٹری کے مالکم آر کلارک از یس قبل وہیلوں کی تشریح الاعضا، تیل اور طرز عمل کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کے بعد ایک مفروضہ پیش کیا ہے جس کے مطابق ایک وہیل یا کوئی اور جسم اس وقت غیر جانبدارانہ شناوری حاصل کرتا ہے جب اس کی کثافت اور اس کے اردگرد سمندری پانی کی کثافت یکساں ہوتی ہے۔ اگر جسم کی کثافت پانی کے مقابل میں زیادہ ہو تو جسم ڈوب جائے گا اور یونہی اس کے برعکس۔ کلارک کی تحقیق کے مطابق اسپرم وہیل بھی پانی میں خواہ قطبی ہو یا استوائی غیر جانبدارانہ شناوری کے لیے اپنے اسپرمسیٹی عضو کو استعمال کرتی ہے جو عضلات، نسیج اور تفذیے سے بھرپور اسپرم تیل کا ایک گولا ہوتا ہے۔ اسپرم وہیل کے سر کے کل وزن کا اسپرمسیٹی عضو کا وزن ٨٠ فی صد ہوتا ہے۔ اسپرم تیل میں کوئی ایسا نکتہ نہیں ہے جو اسے تیزی سے منجمد کر سکے۔ اس کے انجماد کا آغاز ٣١ سینٹی گریڈ سے نیچے ہوتا ہے۔ اس کی کثافت کا انحصار درجہ حرارت پر ہوتا ہے اور اس مدار کو اسپرم وہیل غیر جانبدارانہ شناوری کے لیے بروئے کار لاتی ہے۔ سطح سمندر پر اسپرم تیل کا درجہ حرارت ٣٣ سینٹی گریڈ پایا گیا ہے۔ جب وہیل غوطہ زنی کرتی ہے تو اس کے خاص وضع کے نتھنوں میں پانی بھر جاتا ہے جو اس کے پہلو میں پڑے اسپرمسیٹی کو سرد کر دیتا انجام کار اسپرم تیل کثیف ہو جاتا ہے اور اس طرح وہیل کی شناوری کو اندر جاتے وقت کسی مخصوص گہرائی تک قائم رکھتا ہے۔ وہیل کو ٢٠٠ میٹر کی گہرائی پر غیر جانبدارانہ شناوری حاصل کرنے کے لیے اپنے جسم کے وزن میں ٢ فی صد کا تغیر پیدا کرنا پڑتا ہے جس میں ٥ منٹ کا وقت لگتا ہے۔ غرقابی کی حالت تمام میں وہیل کا عضویاتی ساخت جسم کے درجہ حرارت میں جو نارمل ٣٣ سینٹی گریڈ سے اوپر ہوتا ہے اور ٣١ سے نیچے سرد رہتا ہے کے مابین بہت واضح فرق رکھنے میں تعاون دیتا ہے۔ کلارک کے مطالعہ کے مطابق وہیل کی غوطہ زنی کے پہلے پھیپھڑوں کا بھرنا شکل ہے ٢٠٠ میٹر کی گہرائی تک کی شناوری پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہیل اپنے اسپرمسیٹی عضو کو شریانوں کے اندر خون کی گردش سے پیدا شدہ جسم کی حدت سے گرم کرنے کے بعد سطح پر آتی ہے۔

انفرادی وہیلوں کا تعارف

آخر میں وہیلوں کی چند مشہور قسموں کا انفرادی طور پر اگر تعارف کرایا جائے تو ان کی جائے سکونت اور طرز زندگی کے متعلق تھوڑی بہت واقفیت ہو جائے گی۔ شاید آپ نہیں جانتے کہ سائنسداں اپنی سعی پیہم کے باوجود وہیلوں کی طرز زندگی اور طرز عمل کے بارے میں کما حقہ واقفیت حاصل کرنے میں ہنوز کامیاب نہیں ہوئے ہیں لہٰذا تھوڑی واقفیت بہت سمجھی جا سکتی ہے۔ تو لیجیے ابتدا جسامت کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

بلو وہیل

بلو وہیل بحر و بر کا سب سے قدیم اور عظیم حیوان لبون ہے۔ ان کی لمبائی ٩٠ سے ١٠٠ فٹ کے درمیان ہوتی ہے اور وزن ٢٠٠ ٹن کے قریب ہوتا ہے۔ ان کی عمر ٨٠ سال یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ غذا نہ ملنے پر ان کے جسم کے اندر کی چربی ان کو کم سے کم ٦ ماہ تک تندرست رکھ سکتی ہے ان کی جائے سکونت شمالی کرۂ ارض ہے۔ مارکر کے ذریعہ سائنسدانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ بلو وہیل غذا کے لیے موسم گرما میں سرد عرض البلد اور نسل کشی کے لیے موسم سرما میں گرم عرض البلد میں منتقل ہو جاتی ہیں ان کی غذا صرف کرل یعنی قشری آوارہ زیست ہے۔

بلو وہیل اور دوسری بڑی وہیلیں شاذ ہی خط استوا کو عبور کرتی ہیں۔ چوں کہ وہیلوں کا غذائی اور نسل کشی کا علاقہ دونوں کرۂ ارض میں مختلف سمت ہوتا ہے یعنی شمالی کرۂ ارض میں وہیلیں غذا کے لیے موسم گرما میں شمال کی طرف اونچے عرض البلد میں چلی جاتی ہیں اور نسل کشی کے لیے موسم سرما میں جنوب کی طرف گرم پانی میں منتقل ہو جاتی ہیں اور اسی طرح جنوبی کرۂ ارض میں وہیلیں غذا کے لیے گرمی کے موسم میں جنوب کی طرف سرد علاقے میں چلی جاتی ہیں اور سردی کے موسم میں نسل کشی کے لیے شمالی گرم پانی میں لوٹ آتی ہیں۔ اس لیے ان دونوں کرۂ ارض کی وہیلوں کو ایک دوسرے سے ملنے کا موقع نہیں ملتا۔

فن وہیل

جسامت میں بلو وہیل کے بعد فن وہیل کا شمار ہوتا ہے۔ یہ ٨٥ فٹ لمبی ہوتی ہیں۔ یہ جب اپنا منہ کھولتی ہیں تو دونوں جبڑوں کا درمیانی فاصلہ ٢٠ فٹ کا ہو جاتا ہے۔ یہ بہت تیز رفتار اور قیمتی ہوتی ہیں۔ یہ ١٠ سے ١٥ منٹ تک غوطہ زن رہ سکتی ہیں یہ شمالی کرۂ ارض کے سبھی بحروں میں اور جنوبی کرۂ ارض میں صرف بحر اقیانوس میں پائی جاتی ہیں۔ یہ اپنی مجموعی آبادی کا پانچواں حصہ رہ گئی ہیں۔ ان دنوں ان کی تعداد جنوبی کرۂ ارض میں ٨٠٠٠٠ شمالی بحر الکاہل میں ١٥٠٠٠ سے کچھ زیادہ اور شمالی بحر اقیانوس میں ١٠٠٠٠ کے قریب ہے۔

اسپرم وہیل

جسامت میں یہ تیسرے نمبر پر ہیں۔ ان کی لمبائی ٥٥ سے ٦٥ فٹ تک کی ہوتی ہے اور وزن ٥٠ ٹن ہوتا ہے دندان دار وہیلوں میں یہ سب سے بڑی ہوتی ہیں۔ سب سے زیادہ عجیب و غریب ان کے تشریح الاعضا کی خصوصیت ان کا بے تحاشا بڑا سر ہے جس کا وزن جسم کے کل وزن سے ایک تہائی سے بھی زیادہ اور لمبائی جسم کی کل لمبائی سے ایک چوتھائی سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ نقل مکانی کرنے والا جانور ہے۔ جو خط استوا اور قطبین کے درمیان برف سے آزاد علاقوں کا چکر

لگاتار رہتا ہے۔ اسپرم وھیل ایک میل یا اس سے کچھ زیادہ دور تک غوطہ لگاتی ہیں جہاں ان کی مرغوب غذا تیز رفتار اسکوئڈ مچھلی کی جھنڈ ملتی ہے۔ اتنی گہرائی تک غوطہ لگانے اور سطح سمندر پر آنے میں کُل ۱۵ منٹ کا وقت لگتا ہے۔ مارکر کے ذریعہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ یہ ایک گھنٹے تک بھی غرقاب رہ سکتی ہیں۔ ایک مرتبہ ایک اسپرم وھیل جنوبی امریکہ سے دور ۳۷۲۵ فٹ کی گہرائی میں سب میرین کے تاروں میں الجھی ہوئی مُردہ پائی گئی۔ ساؤنڈ ڈیٹیکٹر کے ذریعہ پتہ لگایا گیا ہے کہ یہ اس کی دوگنی گہرائی تک غوطہ لگا سکتی ہیں۔

بوھیڈ

یہ ۵۰ فٹ لمبی ہوتی ہیں ان کا دہانہ کمان کی طرح ہوتا ہے اور یہی وجہ تسمیہ بھی ہے۔ ان کے سر کی لمبائی جسم کی لمبائی سے ایک تہائی ہوتی ہے۔ یہ سانس لینے کے لیے اپنی طاقتور ابروؤں سے برف کی دبیز پرت کو توڑ دیتی ہیں۔ یہ صرف کنیڈا کے شمالی برفیلے علاقوں میں رہتی ہیں۔ انہیں شاذ ہی تیرتے ہوئے برف کے تودے سے علیحدہ دیکھا گیا ہے۔ یہ تیل کے لیے بہت شہرت رکھتی ہیں۔ ان کے طرزِ عمل کے متعلق بہت کم واقفیت حاصل کی گئی ہے۔ ان کی تعداد ان دنوں ۱۰۰۰ سے ۳۰۰۰ کے درمیان رہ گئی ہے۔

رائیٹ وھیل

اس وھیل کی بھی لمبائی ۵۰ فٹ کی ہوتی ہے۔ اگرچہ ان کا ظاہر نہایت ہیبتناک ہوتا ہے مگر اندرونی طور پر صلح پسند ہوتی ہیں۔ جب یہ تنتری آوارہ زیست سے بڑی چراگاہ میں داخل ہوتی ہیں تو ان کے منہ کھلے ہوتے ہیں۔ دانت کی جگہ ان کے منہ میں بھی ایک مہیب چھلنی ہوتی ہے جس کے پلیٹوں کی لمبائی ۱۶ فٹ تک ہوتی ہے۔ عام وھیلوں سے مختلف ان کی پشت پر منوں ناہموار دبیز کھال ہوتی ہے جسے کیلوسیٹی کہتے ہیں۔ پہلے یہ شمالی بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل میں اور کچھ جنوبی بحروں میں پائی جاتی تھیں مگر ان دنوں تقریباً عنقا ہو گئی ہیں۔ ان کی سُست رفتاری اور ساحل کے قریب رہنے کی عادت نے ان کی لٹیا ہی غرق کر دی ہے کیوں کہ یہ بہ آسانی شکاریوں کے ہاتھ آجاتی ہیں اگرچہ ان کی شکار ماہی ۱۹۲۰ء سے ہی ممنوع قرار دی گئی ہے پھر بھی ان کے پنپنے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے ہیں۔

سے آئی

یہ بھی ۵۰ فٹ لمبی ہوتی ہیں۔ یہ تیز رفتاری کے لیے بہت مشہور ہیں۔ ہارپون سے خوف زدہ ہو کر ایک اڑان میں ۲۰ ناٹ کا فاصلہ طے کر لیتی ہیں۔ یہ شمالی اور جنوبی کرۂ ارض کے بحروں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ اپنی ابتدائی کی ایک چوتھائی سے بھی کم رہ گئی ہیں۔ دنیا کے سارے وھیلنگ والوں نے ان کا شکار کرنا ترک کر دیا ہے لیکن آئس لینڈ اور چلی کے شکاری ابھی تک تھوڑی تعداد میں اور وہ بھی کبھی کبھی ان کا شکار کر لیتے ہیں۔

ھمپ بیک

اس وھیل کی لمبائی ۴۵ فٹ اور وزن ۴۰ ٹن ہوتا ہے۔ ان کے فلیپر بہت لمبے اور خمیدہ ہوتے ہیں۔ یہ وھیلوں میں سب سے زیادہ کھلنڈری ہوتی ہیں۔ جب ترنگ میں آتی ہیں تو اپنے فلیپروں سے پانی کو پیٹنا شروع کر دیتی ہیں۔ یہ اپنی لطیف موسیقی کے لیے بہت مشہور ہیں۔ ڈاکٹر راجر پے نی جو ایک شہرت یافتہ ماہر حیوانات لبونہ ہیں اپنی اہلیہ کیٹی کے ساتھ پانی کے اندر ہمپ بیک وھیلوں کے گانوں کے نمونوں کا ریکارڈنگ کیا ہے۔ جس کو بہ عنوان "ہمپ بیک وھیل کے گانے" نشر کیا ہے۔ اس کے پس منظر جوڈی کولنس نے اپنا وھیلنگ بلاڈ "وداع تاروتھی" مرتب کیا ہے جزیرہ کے اردگرد چکر لگانے اور ساحل کے قریب رہنے کے رجحان نے شکاریوں کے لیے ہمپ بیک نے بہت آسانیاں پیدا کر دی ہے چنانچہ بغیر کسی خاص دشواریوں کے بڑی تعداد میں پکڑی جاتی رہی ہیں۔ یہ سُست رفتار بھی ہوتی ہیں۔ ان کی رفتار ۵ ناٹ فی گھنٹہ ہی ہے۔ انھیں وجوہات کی بنا پر ان کی تعداد اب بہت کم رہ گئی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ۱۰۰۰ کے قریب شمالی مشرقی بحر اوقیانوس اور کچھ ہی یورپی حصے میں رہ گئی ہیں ہاں جنوبی کرۂ ارض میں ۳۰۰۰ کے قریب اور بہت تھوڑی تعداد میں شمالی بحر الکاہل میں اب بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ ۵۵۸ فٹ کی گہرائی تک غوطہ لگا سکتی ہیں اور ۱۶ منٹ ۳۲ سکنڈ تک غرقاب رہ سکتی ہیں۔

گرے وھیل

یہ بھی ۴۵ فٹ لمبی ہوتی ہیں مگر ان کا وزن ۳۵ ٹن ہوتا ہے۔ یہ تھوڑے کھانے پر اکتفا کرتی ہیں اور طویل مسافت کے لیے اپنی جگہ یگانہ ہیں۔ بحر منجمد سے میکسیکو تک کی ۱۰۰۰۰ میل کی مسافت ۸ ماہ میں طے کر لیتی ہیں۔ ہر موسم سرما میں یہ اپنے غذائی میدان بحر منجمد سے ۵۰۰۰ میل دور بحر الکاہل کے نشیبی سواحل کے قریب منتقل ہو جاتی ہیں۔ جہاں نسل کشی کرتی ہیں۔ نقل مکانی کے دوران اگر حاملہ ہوں تو ان کے جسم کا وزن ۸ ٹن کم ہو جاتا ہے۔ کچھ تو ڈیڑھ ٹن کا بچہ جننے کی وجہ سے اور زیادہ تر غذا نہ کھانے کی وجہ سے۔ ملکی پرہیزی غذا ماں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ وھیلوں کی صحت کا انحصار کچھ ان کے عظیم جسم اور گہری چربی کی سطح پر ہے۔

کلر وھیل

یہ ۲۵ فٹ لمبی ہوتی ہیں اور ابلق ہوتی ہیں۔ ان کو بڑی جسامت والی ڈولفن بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے شکار کے لیے جھنڈ کے ساتھ نکلتی ہیں تو مچھلیوں، سیل اور ڈولفن کی دوسری جنسوں پر بھوکے بھیڑیے کی طرح ٹوٹ پڑتی ہیں۔ کبھی کبھی بڑی وھیلوں پر بھی حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ قید کے اندر انسان کے ساتھ ان کا رویہ بہت خوشگوار ہوتا ہے یہ ایک دن میں ۵۰ میل کی مسافت طے کر لیتی ہیں۔

منکے وھیل

وھیلوں میں یہ سب سے چھوٹے قد کی ہوتی ہیں۔ جنوبی منکے موسم سرما میں شمالی گرم پانی میں نسل کشی کرتی ہیں اور ایک دو ماہ کے بعد پھر خورش فعلیاں شروع کر دیتی ہیں۔ موسم بہار میں اپنے دودھ پیتے بچے کے ساتھ جنوبی سرد پانی میں لوٹ آتی ہیں اور ۴ ماہ کے بعد بچہ کا دودھ پینا چھڑا دیتی ہیں اور تنہا آگے بڑھ جاتی ہیں۔ گرمی کے موسم میں بحر منجمد جنوبی کے برف کے کنارے شکم سیر غذا کرتی ہیں اور اپنے ساتھ اپنے رحم کے اندر بچہ کو بھی غذا پہنچاتی رہتی ہیں۔ جب برف گرنے لگتی ہے تو وہ شمال کی طرف ایسے پانی کی طرف منتقل ہو جاتی ہیں جو زچگی کے لیے موزوں ہوتا ہے یہاں حمل کو ۱۰ سے ۱۱ ماہ ڈھونے کے بعد بچہ جنتی ہیں۔

ناروھل وھیل

یہ یکتائے زمانہ، خوب صورت اور طرح دے جانے والی وھیل ہوتی ہیں۔ ان کو بحری یونی کارن بھی کہتے ہیں۔ غالباً روایتی یونی کارن کا تصور اس عجیب و غریب وھیل کے مشاہدہ ہی سے پیدا ہوا ہوگا کیوں کہ سینگھ کی بجائے ان کا ایک دانت ۶ سے ۸ فٹ لمبا آگے کی جانب نکلا ہوتا ہے۔ یہ دانت ہمیشہ صرف وھیل کو ہوتا ہے۔ اس طویل دانت کا مقصد کیا ہے؟ اس سے کیا کام لیا جاتا ہے؟ ان سوالات کا جواب دینے میں ماہرین بحری حیوانات لبونہ خاموش ہیں۔
واٹکنس کا خیال ہے کہ دانت کی خوب صورتی مادہ وھیل کو راغب کرنے کے لیے ہوتی ہے۔

صدیوں کی بے دریغ شکار ماہی کی وجہ سے اگرچہ وھیلوں کی آبادی میں بڑی تخفیف ہو گئی ہے مگر جو بچ رہی ہیں ان کی زندگی میں بہاریں آگئی ہیں کیونکہ ان کو اب غذا وافر مقدار میں ملنے لگی ہے اور ساتھ ہی ان کی جائے سکونت میں وسعت بھی پیدا ہو گئی ہے۔ بدیں جہت بچھڑے پہلے کے مقابل میں سنِ بلوغ کو جلد پہنچنے لگے ہیں۔ پہلے یہ ۱۱ سال کی مدت میں بالغ ہوتے تھے مگر اب ۸ سال کے اندر مقابل جنس کی ہم نشینی کے قابل ہو جاتے ہیں۔ ان کی کچھ جنس جو عام طور پر ہر تیسرے سال بچے جنتی تھیں اب ہر دوسرے سال بچے جننے لگی ہیں۔

وھیلوں سے پیدا شدہ کارآمد اشیا کے نعم البدل کی دریافت سے اس بات کا قوی امکان نظر آتا ہے کہ وھیلیں فنا ہونے سے بچ جائیں گی۔ لہٰذا ماہرین رل وھلے کا خیال ہے کہ اگر دنیا ایک بار پھر سیلاب سے متاثر ہو تو استوائی سیلاب کے بالائی پرت سے غذا حاصل کرتے ہوئے اور فلک کج رفتار کی کف آلود دعوت مبارزت کا مقابلہ کرتے ہوئے وھیلیں ہست و بود میں رہیں گی۔

(پٹنہ سے نشر)

قسموں کی قسمیں

یوسف ناظم

کوئی ملک ہو، وہ دنیا کے کسی کونے میں واقع ہو، مہذب ہو نیم مہذب، غلط تعلیم کی روشنی وہاں پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو، وہ ملک نہ تو قسموں سے محفوظ ہے نہ رسموں سے۔ ہر جگہ بے انتہا قسمیں کھائی جاتی ہیں اور رسمیں منعقد کی جاتی ہیں۔ ہر بات پر ایک قسم کھانا اور ہر قدم پر ایک رسم انجام دینا۔ آدمی کے قومی اور ملی فرائض میں داخل ہے اس لیے آدمی جب کبھی جھوٹ بولنا چاہتا ہے اپنا سفید جھوٹ سب کی خدمت میں پیش کرنے سے پہلے "خدا قسم" ضرور کہتا ہے۔ سب متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اگر اپنے مخاطب سے اس کی شخصی دشمنی یا اس کے ساتھ کوئی خاندانی مخاصمت ہو تو اس کے سر کی قسم لازمی طور پر کھائی جاتی ہے اور یہ پہلا موقع ہوتا ہے کہ مخاطب کا سر کسی مصرف کا سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں، کوئی سر ایسا نہ ہوگا جس کی کسی نہ کسی موقع پر قسم نہ کھائی گئی ہو۔ صرف سر کی قسم کھانے سے جن لوگوں کی تشفی نہیں ہوتی وہ مخاطب کا سر کھانے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔

اگر کسی شخص کو یہ شبہ ہو جائے کہ خدا کی قسم کھا کر جھوٹ کہنے سے آپ مطمئن نہیں ہوتے تو وہ اپنی ماں یا اپنے بچے کی قسم کھا کر اپنے جھوٹ کو مضبوط و مستحکم بناتا ہے۔ ایسی صورت میں سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی ماں کو وفات پائے عرصہ ہو گیا ہے اور اس کا کوئی بچہ ہے ہی نہیں۔ قسم کھانے کے معاملے میں اسلاف و اخلاق کی موجودگی یا عدم موجودگی جیسی معمولی باتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

قسم کو جب بہت زیادہ مرغن بنانا ہوتا ہے تو اسے حلف کا عنوان دیا جاتا ہے۔ حلف اور قسم میں فرق یہ ہے کہ قسم کھانے والا شخص کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ہوتا۔ قسم کھائی اور چھٹی ہو گئی۔ لیکن حلف اٹھانے والا شخص یوں ہی سبکدوش نہیں ہو جاتا۔ اس کی ہر بات کا وہ مطلب نکالا جاتا ہے جو اس میں نہیں ہوتا۔

عدالتی حلف کے علاوہ ایک اور حلف ہوتی ہے جب کوئی شخص قوم اور ملک کی خدمت کرنے پر تل جاتا ہے تو اس سے باضابطہ حلف اٹھوائی جاتی ہے کہ اب وہ اپنے قول سے پھرے گا نہیں۔ اسے اقرار پڑتا ہے کہ اگر اس کی عمر نے وفا کی اور لوگوں نے دغا نہ کی تو وہ حسب معمول ملک و قوم کی خدمت کرتا رہے گا اور اس سے باز نہ آئے گا۔ اس حلف میں رعایت یہ کی جاتی ہے کہ حلف اٹھاتے وقت کسی مقدس کتاب پر ہاتھ نہیں رکھنا پڑتا۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہوتی ہے کہ ان ہاتھوں سے کوئی اور کام لینا مقصود ہوتا ہے۔ اس حلف میں خدا کو حاضر و ناظر جاننا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ قلب و نظر کی پاکیزگی کافی ہوتی ہے۔

جن لوگوں کو اپنی ذاتی کوتاہیوں یا قسمت کی خرابی کی وجہ سے عدالتی اور غیر عدالتی حلف اٹھانے کا موقع نہیں ملتا لیکن جن کے دل میں یہ حسرت ہوتی ہے کہ وہ بھی کبھی دیکھتے کہ حلف کیا چیز ہوتی ہے ان لوگوں کے لیے حلف نامہ نام کی ایک چیز بنائی گئی ہے۔ اگر آپ پہلے سے کسی کوآپریٹو سوسائٹی کے ممبر ہیں تو ممبر نہ ہونے کا حلف نامہ پیش کر کے کسی دوسری سوسائٹی کے ممبر بن سکتے ہیں۔ ایسے حلف نامے جائز سمجھے گئے ہیں۔ جو بھی یہ حلف نامہ دیکھتا ہے سمجھ جاتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کا ممبر بننے سے آپ کو مکان ملے یا نہ ملے، حلف نامے کی آرزو تو پوری ہو جاتی ہے۔

یوں تو سبھی قسمیں مضرت رساں ہوتی ہیں لیکن ان میں ایک ہلکی پھلکی قسم وہ ہوتی ہے جو کھائی نہیں جاتی دی جاتی ہے۔ یہ قسمیں عام طور پر بیویاں اپنے نادان شوہروں کو دیتی ہیں اور یہ اکثر حالات میں دسترخوان پر دی جاتی ہیں۔ کھانا حسب معمول بہت زیادہ خراب پکا ہو اور شوہر اس سے عہدہ برآ نہ ہونے میں تکلیف محسوس کر رہا ہو تو قسمیں دے کر کھلایا جاتا ہے۔ ع

زہر دیں اس پہ یہ تاکید کہ کھانا ہوگا

یہ کھانا شوہر کو کسی نہ کسی ترکیب سے کھلانا بہت ضروری ہوتا ہے ورنہ پھینکنے میں جاتا ہے۔ شوہر اپنی کسی نہ کسی کمزوری کی وجہ سے اسے کھانے پر مجبور ہوتا ہے اسے مقدر کا لکھا کہتے ہیں۔ اس خانہ زاد قسم کے تین ایڈیشن ہوتے ہیں۔

۱۔ معمولی — میری قسم
۲۔ مجلد — آپ کو میرے سر کی قسم
۳۔ ڈی لکس — آپ کو میری جان کی قسم

جن خواتین کے پاس وقت اور الفاظ کی کمی نہیں ہوتی وہ ایک تبصرہ نگار کی طرح ان قسموں کو ایک یا دو جملوں میں پھیلاتی ہیں لیکن یہ سارے الفاظ حشو و زوائد کی تعریف میں آتے ہیں۔ یہ قسمیں ہیں تو ازدواجی معاملات کے لیے مخصوص لیکن چند غیر شادی شدہ نوجوانوں کو بھی اس قسم کی قسموں کو استعمال کرتے دیکھا گیا ہے۔ جب بھی یہ قسمیں غیر ذمہ دارانہ طریقہ پر استعمال ہوتی ہیں۔ ان کا نتیجہ شادی کی صورت میں نمودار ہوا ہے۔

رسموں کا معاملہ اس سے بھی زیادہ نازک ہوتا ہے اور آدمی کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ ان کی دستبرد سے خود کو کس طرح محفوظ رکھے۔ آدمی جدھر بھی مڑ کر دیکھتا ہے۔ ایک نہ ایک رسم کھڑی دکھائی دیتی ہے۔ ایک زمانے میں جب آدمی کو تھوڑی بہت فرصت تھی وہ صرف رسمیں ہی انجام دیتا تھا۔ ایک شادی ہوتی تھی تو مہینوں جاری رہتی تھی گویا شادی نہ ہو جنگ ہو۔ بر دکھاوے سے لے کر جہیز کا بقایا وصول کرنے تک اتنے واقعات اور حادثات ہوتے تھے کہ خود مہمانوں میں دو چار شادیاں طے ہو جاتی تھیں۔ اب شادیوں میں رسمیں گنتی کی رہ گئیں ہیں اور زیادہ زور ہنی مون پر دیا جانے لگا ہے۔ یہ خود غرضی ہے۔ پہلے ہنی مون سب سے زیادہ غیر اہم رسم تھی اور رفاہ عامہ کی رسمیں زیادہ تھیں۔ بچے کی ولادت کے موسم میں بھی بچے کی متوقع والدہ کو اتنی رسموں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ بچے کی ولادت یا تو کچھ دنوں کے لیے ملتوی ہو جاتی ہے۔ یا ان رسومات سے ڈر کر وہ قبل از وقت پیدا ہو جاتے تھے۔ ان سب باتوں پر بافراط روپیہ خرچ ہوتا تھا اور ہر شخص پر لازم تھا کہ زیادہ سے زیادہ مقروض ہو کر دکھائے۔ اب انفرادی طور پر قرض حاصل کرنے کی رسم دم توڑ رہی ہے۔ اب افراد نہیں قومیں قرض لیتی ہیں۔ جن ملکوں کے سربراہ قرض حاصل کرنے میں کاہلی یا تساہل کرتے ہیں زیادہ دن کام نہیں دیتے۔

آدمی کی غیر ضروری اور غیر شاعرانہ مصروفیتوں نے رسموں کی بیخ کنی تو نہیں کی لیکن قلع قمع ضرور کر دیا ہے۔ خود کی اولاد کی خاطر کسی اور کی اولاد کی قربانی اب بھی دی جاتی ہے لیکن اس میں وہ جوش و خروش نہیں جو اتنی اہم اور مقدس رسم کی انجام دہی کے لیے ضروری ہے اسی لیے اکثر صورتوں میں یہ قربانی قبول نہیں ہوتی بلکہ پریس اور پولیس کی نظروں میں آ جاتی ہے۔ یہ دونوں ادارے اس قسم کی قربانیوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اپنی اپنی پسند ہے۔

رسمیں ضرور کم ہوئی ہیں لیکن لاؤڈ اسپیکر زیادہ ہو گئے ہیں۔ یہ ایک نئی رسم ہے۔ کوئی بات ہو یا نہ ہو لاؤڈ اسپیکر ضرور لگنا چاہیے۔ جس محلے میں لاؤڈ اسپیکر نہیں بجتے وہاں کبھی کوئی بڑا آدمی جانا گوارا نہیں کرتا۔ محلے میں عجیب قسم کی سنسانی رہتی ہے اور محلہ گورِ غریباں نظر آتا ہے کئی محلے صرف اس لیے پسماندہ ہیں کہ وہاں لاؤڈ اسپیکر نہیں بجے ہیں۔

کچھ لوگ تو لاؤڈ اسپیکر ٹھیک طریقے سے استعمال کرنا جانتے ہی نہیں۔ یہ لوگ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اتنی دھیمی رکھتے ہیں کہ چار چھ کلومیٹر سے زیادہ فاصلے پر سنائی نہیں دیتی اتنی کم آواز کا اسپیکر، لاؤڈ اسپیکر کیسے ہوا۔ ان لوگوں کو کم از کم اس آلے کے نام پر تو غور کرنا چاہیے۔ بعض لوگ اس کی آواز تو اونچی رکھتے ہیں لیکن غلطی یہ کرتے ہیں کہ دن میں صرف ۴، ۵ گھنٹے بجاتے ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر ۲۴ گھنٹے بجانے کی چیز ہے۔ سینت کر رکھنے کی چیز نہیں۔

چند لوگوں کو لاؤڈ اسپیکر کی مخالفت کرنے میں مزہ آتا ہے وہ محلہ محلہ گھوم کر لوگوں کو لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے سے منع کرتے رہتے ہیں۔ غنیمت ہے کہ وہ اس کام کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

رشتۂ دوام

حمید الماس

تمام شہر سے رشتہ ہے کچھ نہ کچھ میرا
تمام کوچہ و بازار میرا آنگن ہیں
یہ کائنات
یہ سارے جہاں کی آبادی
ہے ابتدا سے مرے حلقۂ قرابت میں
کبھی جو کوئی بھٹک کر یہاں سے جاتا ہے
پلٹ کے آتا ہے
لیکن
لہو لہو ہو کر

(آل انڈیا ریڈیو بنگلور سے نشر)

تاریخ ساز

۱۸۵۷ء کے عوامی گیت

محمود ہاشمی

۱۸۵۷ میں انگریزوں کے خلاف، پہلی جنگِ آزادی کا آغاز ہوا تھا۔ اس میں عوام کی شمولیت کس سطح تک تھی، اس کا اندازہ صرف باغی افواج کے کارناموں سے ہی نہیں، بلکہ ان عقائد اور تصورات سے بھی ہوتا ہے، جو عوام کے ذہن میں پروان چڑھ رہے تھے۔

عوام کے ذہنوں میں آزادی کی تڑپ تھی اور غاصب انگریزوں کے خلاف غم و غصہ بھی تھا۔ اس کا اظہار عوامی لوک گیتوں اور کھیل تماشوں کے ذریعہ کیا گیا۔ چنانچہ اس کی بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ ۱۸۵۷ کی جدوجہد کو منظم کرنے والوں نے لوگوں کو بیدار کرنے کی غرض سے، بڑی چابک دستی کے ساتھ اقدامات کیے۔

انگریز مورخ ٹریولین نے اس دور کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"تیوہاروں اور تماشوں میں جن گڑیوں سے تھیٹر میں کام لیا جاتا ہے۔ وہ باغیانہ جذبات کو بڑے موثر انداز میں پیش کرتی ہیں ـــــ پولس تھانوں کے قریب ایسے عوامی گیت گائے جاتے ہیں، جن سے انگریزوں کے خلاف نفرت اور غم و غصہ پیدا ہوتا ہے۔ کٹھ پتلیوں کا تماشا دکھانے والے، جو کہانی سناتے ہیں، اس کا تعلق مغلوں کے زوال سے اور انگریزوں کے مظالم سے ہوتا ہے۔"

انگریز مورخ کے اس بیان کے علاوہ، ۱۸۵۷ء کی تمام عوامی سرگرمیوں میں آزادی حاصل کرنے کا جذبہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء سے متعلق بے شمار لوک گیت لکھے گئے۔ یہ لوک گیت، گمنام، لیکن ذہین عوامی شعرا نے مرتب کیے تھے۔

۱۸۵۷ میں انگریزوں کے خلاف قومی بغاوت کا سلسلہ میرٹھ سے شروع ہوا۔ میرٹھ کے واقعات، اسی عہد میں ایک لوک گیت میں بیان کیے گئے، جو عوام میں بے حد مقبول ہوا۔ میرٹھ سے متعلق ایک گیت کا ترجمہ سنیے۔

آہا، آؤ، اور دیکھو
میرٹھ کے بازار میں
فرنگی کو گھیر کر مارا گیا ہے
گورے کو گھیر کر پیٹا گیا ہے
میرٹھ کے کھلے بازار میں
دیکھو! آہا، دیکھو
اس کی بندوق چھین لی گئی
اس کا گھوڑا مرا پڑا ہے
دیکھو، آہا، دیکھو

میرٹھ اور دلی کے گرد و نواح کے تمام علاقوں کے کسانوں کی بڑے پیمانے پر بغاوت میں شرکت سے بغاوت نے عوامی رنگ اختیار کر لیا تھا اور جنگ آزادی میں شریک ہونے والے عام افراد کو عوامی ہیرو تصور کیا جا رہا تھا۔

ایک اور لوک گیت کا ترجمہ سنیے۔ یہ بھی ۱۸۵۷ کی عوامی تحریک کا ترجمان ہے۔

فوج نے قلعے پر حملہ کر دیا ہے
میرا دیور جھنجھناتی گولیوں کا سامنا کر رہا ہے
میرے پیارے نے ایک فرنگی کو ہرایا ہے۔
وہاں دوسری طرف حکم صادر کیا گیا
اور فرنگی فوجیں
تیار ہو گئیں اور قلعے پر دھاوا بول دیا
لیکن دیکھو،
میرا دیور
اب بھی بے خطر
ان سے لڑ رہا ہے۔
او پیاری سکھی
اب گولے بھی ختم ہو چکے ہیں
لیکن وہ کہتا ہے، میں ہتھیار نہیں ڈالوں گا

اس نوعیت کے بے شمار لوک گیت تھے ـــ جو ۱۸۵۷ میں ہندوستان کے ہر علاقے میں، عوامی محفلوں اور اجتماعات میں گائے گئے۔ اور عوامی سطح پر غاصبوں کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا ہوئے۔ اور آزادی کی وہ تحریک، عوام کی تحریک بن گئی، جس کو ۱۹۴۷ء میں کامرانی کی صبح نصیب ہوئی اور ہندوستان بیرونی قبضے سے آزاد ہوا۔

(اردو سروس سے)

افسانہ

آخری مہر

مسرور جہاں

تارے والی کوٹھی بچپن سے میری دلچسپی کا مرکز تھی اس وقت سے جب میں ابا کی انگلی پکڑ کر وہاں جایا کرتا تھا۔ ابا کی چوک سرائے میں سونے چاندی کی دکان تھی۔ زیورات بنوانے کے علاوہ ابا دلالی کا کام بھی کرتے تھے یعنی سامان بکوانے کے سلسلے میں گاہک اور بیچنے والے کے درمیان ساری باتیں وہی طے کرتے تھے اور دونوں طرف سے انھیں معقول کمیشن ملتا تھا۔ راجاؤں، تعلقداروں اور رئیسوں کا ہزاروں اور لاکھوں روپے کا سامان انھوں نے بکوایا تھا۔ کتنی ہی حویلیوں محلوں اور کوٹھیوں کے راز ان کے سینے میں دفن تھے۔

تارے والی کوٹھی سے میری دلچسپی دو وجہ سے تھی اول تو کوٹھی بہت خوبصورت اور سجی سجائی تھی اور دوسری بڑی وجہ میری دلچسپی کی حور بی بی تھیں۔ اس کوٹھی کی مالکہ ابا بتاتے تھے کہ حور بی بی غریب گھرانے کی تھیں۔ نواب بہادر علی خاں نے انھیں کسی تقریب میں دیکھا اور انھیں بیاہ لائے۔ یہ تارے والی کوٹھی جس کے پھاٹک میں تارے بنے تھے۔ انھوں نے خاص طور سے حور بی بی کے لیے بنوائی تھی جو خود چاند کی مانند خوبصورت تھیں۔ حور بی بی سچ مچ حور معلوم ہوتی تھیں۔ ان کے خوبصورت چہرہ پر جو تقدس تھا وہ میں نے اپنی ساری زندگی میں کسی عورت کے چہرہ پر نہیں دیکھا میری اماں بھی بہت نیک تھیں لیکن حور بی بی جیسی پاکیزگی ان کے چہرہ پر بھی نہیں تھی۔

حور بی بی بے حد نرم مزاج اور مہربان خاتون تھیں میں چھوٹا تھا تو اکثر اندر بھی چلا جاتا تھا۔ اور وہ بڑی محبت سے مجھے جوزی اور دودھیا حلوہ سوئیاں کھلاتی تھیں۔ اتفاق سے کوئی مٹھائی نہ ہوتی تھی تو ایک روپیہ میرے ہاتھ پر رکھ دیتیں کہ کچھ کھا لینا۔

ڈیوڑھی کے برابر والے کمرے میں بیٹھ کر وہ ابا سے بات چیت کرتی تھیں۔ درمیان دروازہ پہ پردہ پڑا رہتا تھا۔ اور ایک ملازمہ ان کے قریب کھڑی رہتی تھی اور حور بی بی نے کبھی پردہ کے باہر ہاتھ تک نہیں نکالا تھا۔ میں نے محسوس کیا تھا کہ ان سے بات کرتے وقت ابا کے چہرہ پر گلابی رنگ آ جاتا تھا وہ بے حد شیریں زبان ہو جاتے تھے اور اماں کے سامنے زہر اگلنے والے ابا کو اس میٹھے لہجے میں بات کرتے دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوتی تھی۔

جی چاہتا تھا کہ وہ یوں ہی حور بی بی سے باتیں کرتے رہیں۔ وہ خود بھی تو اپنی گفتگو کو خاصا طول دیتے تھے اور زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرتے تھے عموماً یہ گفتگو نواب صاحب کی طلبی یا نماز کا وقت آ جانے پر ختم ہوتی تھی اور اس کے بعد ابا کئی کئی دن بے حد مسرور رہتے تھے۔

ایک دن ابا نے بتایا کہ نواب صاحب پر فالج کا اثر ہو گیا ہے۔ ابا مزاج پرسی کے لیے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس روز پہلی بار حور بی بی نے پردہ کے باہر ہاتھ نکالا۔ اور تخت پر ایک ڈبہ رکھ دیا۔

"یہ کیا ہے سرکار؟" ابا نے پوچھا

"مرزا صاحب! مجھے نواب صاحب کے علاج کے لیے پیسوں کی ضرورت ہے۔"

"ابا نے ڈبہ کھولا۔ اس میں کندن کی جڑاؤ چمپا کلی اور کنگن رکھے تھے۔

"سرکار! یہ ——— یہ فروخت کرنا ہوں گے۔ یا رہن؟"

"جیسا آپ مناسب سمجھیے۔"

"سرکار! یہ وقت بھی دیکھنا لکھا تھا قسمت میں نواب صاحب نے کتنی محبت اور شوق سے آپ کے لیے یہ زیورات بنوائے تھے۔

ابا کی آواز بھرا گئی اور آنکھوں میں آنسو آ گئے، مجھے بھی بہت دکھ ہو رہا تھا۔ اتنی اچھی حور بی بی کا زیور بکے یہ بات مجھے بھی پسند نہیں آئی۔

"مرزا صاحب! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ نواب صاحب کتنے مقروض ہیں۔ اب جبکہ وہ بستر سے لگ گئے ہیں یہ زیور میرے کس کام کے ہیں؟ حور بی بی نے آہستہ سے کہا۔ ابا نے بتایا تھا کہ حور بی بی سے شادی کرنے کی پاداش میں نواب صاحب کے والد نے انھیں عاق کر دیا تھا۔

کچھ دن لوگ یہ کوشش کرتے رہے کہ وہ حور بی بی کو طلاق دیدیں۔ لیکن جب وہ نہ مانے تو چڑھ کر انھوں نے نواب صاحب سے قطع تعلق کر لیا۔ پہلے تو کچھ ننھیالی زمینوں اور جائداد پہ گذارہ ہوتا رہا۔ خاتمۂ زمینداری کے بعد یہ سہارا بھی ختم ہو گیا نتیجے میں قرض کا بار بڑھنے لگا لیکن نواب صاحب نے کبھی حور بی بی کے زیور کی طرف نظر اٹھا کے نہیں دیکھا اور ایک دن اس کی نوبت بھی آ گئی کہ زیور فروخت کرنا پڑتے۔

ابا نے خاموشی سے زیور کا ڈبہ لے جا کر اپنے سیف میں رکھ لیا اور روپئے حور بی بی کے حوالے کر دیے میری سمجھ میں نہیں آیا کہ دوسروں کا سامان خوشی خوشی فروخت کرنے والے میرے ابا نے حور بی بی کے زیورات فروخت کرنے کے بجائے اپنے پاس کیوں رکھ لیے۔ میں نے کرید کر ابا سے پوچھا تو بس اتنا جواب ملا۔

"تم بہت چھوٹے ہو عارف۔ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔"

یہ ——— اور اس کے بعد جتنا زیور حور بی بی نے فروخت کرنے کے لیے ابا کو دیا سب ابا کے سیف میں محفوظ ہوتا رہا اور قیمت ابا اپنے پاس سے دیتے رہے۔

چھ سال کی طویل علالت کے بعد نواب صاحب کا انتقال ہو گیا میں بڑا ہو چکا تھا اس لیے اب بے تکلفی سے اندر جانے کے بجائے وہیں ڈیوڑھی میں بیٹھا رہتا تھا۔ نواب صاحب کی آخری رسوم حور بی بی نے بہت اچھی طرح ادا کیے اور نتیجے میں سونے کی چند مہریں ابا کے سیف میں پہنچ گئیں۔ ابا نے اپنی ساری عمر کی کمائی حور بی بی کے زیورات کی قیمت ادا کرنے میں صرف کر دی تھی اور اب دوکان کی روزانہ آمدنی ہی پر گذارہ ہوتا تھا۔ میں بھی ابا کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ بلکہ اب مجھے اچھے برے پتھروں کی خاصی پہچان ہو گئی تھی۔ اور ابا میری سوجھ بوجھ پر کافی بھروسہ کرنے لگے تھے۔ ابا پہلے کی بہ نسبت کمزور بھی ہو گئے تھے اس لیے زیادہ تر دوکان پر ہی بیٹھتے تھے اور دوڑ دھوپ کا سارا کام میں ہی کرتا تھا۔

ایک روز ابا نے مجھ سے کہا۔

"عارف بیٹا تم جانتے ہو کہ حور بی بی کا سارا زیور ختم ہو چکا ہے۔ کوٹھی پہلے ہی رہن ہے اب نوبت پیلی پیلی مہروں پر آ گئی ہے۔"

"ہاں ابا! اور یہ بھی جانتا ہوں اور ایک دن یہ مہریں بھی ختم ہو جائیں گی تب حور بی بی کا کیا ہوگا؟

"میری تم سے ایک وصیت ہے بیٹے" جس دن حور بی بی آخری مہر دیں اس روز تم ان کے سارے زیورات اور مہریں لے جا کر ان کو دے دینا۔"

"ابا ـــ کیا وہ منظور کریں گی ؟ اسے اپنی توہین تو نہیں سمجھیں گی؟ احسان تو نہیں سمجھیں گی ؟"

"شاید سمجھیں۔ یا نہ سمجھیں" ابا الجھ کر بولے۔ "اور بیٹا کوٹھی فلک رہن کرا کے کاغذات حور بی بی کے حوالے کر دینا ـــ میں خود یہ سب کام کرتا لیکن میری صحت جواب دے گئی ہے اس لیے تمہیں سونپ رہا ہوں۔" ابا کی آواز بھرا گئی وہ جیسے خود سے بولے۔ "آخری مہر بکنے کے بعد حور بی بی کیا کریں گی۔ ؟ ان کا حوصلہ ٹوٹ جائے گا۔ وہ خود تو پہلے ہی ٹوٹ چکی ہیں ـــ ابا بے آواز رونے لگے۔

ابا کی بیماری بڑھ گئی تو انھوں نے مجھ سے کہا

"عارف! مجھ سے وعدہ کرو کہ ہمیشہ حور بی بی کا خیال رکھو گے اور بیٹے کی طرح ان کی خدمت کرو گے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں ابا !"

میں نے ان کمزور ہاتھ تھام کر وعدہ کیا اور اس دن وہ ایسا اطمینان سے سوئے کہ پھر ان کی آنکھ ہی نہ کھلی۔

تارے والی کوٹھی کے اکلوتے ملازم فضلو بابا نے بتایا کہ بی بی بہت بیمار ہیں۔ اور مجھے بلایا ہے۔ فضلو بابا مجھے اندر لیے چلے گئے۔ میں ایک مدت کے بعد اندر گیا تھا۔ سجی سجائی خوبصورت کوٹھی۔ اب بھائیں بھائیں کر رہی تھی۔ میرا دل بھاری ہو گیا اور پرانے دن نظروں کے سامنے پھرنے لگے۔ دالان میں پردہ پڑا ہوا تھا۔ میں بیٹھ گیا اور تسلیم عرض کی۔

"سرکار آپ کی طبیعت اتنی خراب ہے اور آپ نے مجھے خبر تک نہیں کی" میں نے شکایت کی لیکن سچ تو یہ ہے کہ میں اپنی لاپرواہی پر خود شرمندہ تھا۔

"عارف بیٹا! تم خواہ مخواہ پریشان ہو جاتے آج بھی تم کو سخت مجبوری کی حالت میں تکلیف دی ہے۔"

"فرمایئے سرکار !"

"مجھے معلوم ہے کہ تم بھی اپنے والد کی طرح شریف اور نیک ہو اسی لیے ـــ"

اور پھر ایک سوکھا ہوا جھریوں بھرا کمزور سا ہاتھ باہر آیا۔ ہتھیلی پر سونے کی مہر چمک رہی تھی۔

"یہ بس آخری مہر ہے بیٹا۔ اور مجھے ضرورت بھی کیا ہے۔ بس تم اس میں میرا کفن دفن کر دینا۔"

"سرکار! آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں ـــ ؟"

میں روہانسا ہو گیا۔ جی چاہا چیخ چیخ کر رو دوں۔

"میں ابھی ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں۔ آپ اطمینان رکھئے سرکار انشاءاللہ چند روز میں آپ کی طبیعت بہتر ہو جائے گی۔"

میں نے ان کے ہاتھ سے مہر لی اور بوسہ دے کر ان کی ہتھیلی پر واپس رکھ دی اور ڈاکٹر کو لانے کے لیے باہر بھاگا۔ حور بی بی کو اس حالت میں پا کر میرا دل پھٹا جا رہا تھا۔ اور میں سوچ رہا تھا کہ کیا سچ مچ حور بی بی نے یہ مہر اپنے کفن کیلئے بچا کر رکھی تھی۔ اور یہ کہ کیا وہ ہمیں بھی بس رئیسوں کو لوٹنے کھانے والوں میں سے سمجھتی ہیں۔ کاش وہ اتنا موقع دیں کہ میں ابا کی وصیت پوری کر سکوں۔

ڈاکٹر نے حور بی بی کا معائنہ کیا اور نسخہ لکھ دیا۔ اس کے اطمینان دلانے کے باوجود مجھے اطمینان نہیں ہوا اور میں اپنی بیوی کو حور بی بی کی تیمارداری کے لیے تارے والی کوٹھی لے گیا۔

چند روز میں حور بی بی کی حالت اتنی سنبھل گئی کہ وہ تکیوں سے ٹیک لگا کر ذرا دیر کے لیے بیٹھ جاتی تھیں ـــ اور تھوڑی سی یخنی اور شوربہ نوش کر لیتی تھیں۔ اب وہ مجھ سے پردہ بھی نہیں کرتی تھیں۔ میری بیوی دن رات ان کی خدمت کرتی تھی اس سے وہ بہت خوش تھیں۔

ابا کی وصیت کے مطابق میں نے ان کا سارا زیور مہریں اور کوٹھی کے کاغذات لے جا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیے۔

"یہ سب کیا ہے بیٹا۔ ؟"

"یہ آپ کا اپنا زیور ہے سرکار۔ اور یہ کوٹھی کے کاغذات ہیں" میں نے بڑے ادب سے کہا۔

"لیکن یہ تو سب میں فروخت کر چکی تھی۔"

"ابا مرحوم نے ان کی قیمت آپ کو اپنے پاس سے دی تھی اور ان کی وصیت تھی کہ یہ سب آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔"

"کوٹھی بھی چھڑا لی ہے۔ یہ کاغذات حاضر ہیں۔"

"عارف بیٹا! ـــ تمہارے والد نے اپنے ہاتھوں سے یہ زیور بنوائے تھے۔ وہ اسے فروخت کرنے کے سخت مخالف تھے۔ شاید اسی لیے ـــ ..."

حور بی بی کی آواز بھرا گئی اور انھوں نے وہ سارا زیور اور کوٹھی کے کاغذات مجھے واپس کر دیے۔

"انھیں اپنے پاس رکھو۔ میں کیا کروں گی۔ اپنی دلہن کی منہ دکھائی سمجھ کر رکھو تو بیٹا۔"

"ایک عرض اور ہے سرکار" میں دھیمی آواز میں کہا۔ میں جانتا تھا کہ جو بات میں اب کہنے جا رہا ہوں اسے سن کر انھیں سخت تکلیف ہو گی۔

"یہ کوٹھی آپ کی ضرورت سے بہت زیادہ ہے میری گذارش ہے کہ آدھی کوٹھی کرائے پر اٹھا دیجئے اور آدھی اپنی رہائش کے واسطے رکھ لیجیے۔"

"آدھی کیوں پوری کوٹھی کرائے پر دیدو۔"

"لیکن ـــ آپ ـــ آپ ـــ" میں نے ہکلا کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

"میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ جانتے ہو کہ میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ تمہارے سوا میرا ہے ہی کون بیٹا۔ ؟"

وہ آبدیدہ ہو گئیں۔

"اور پھر تمہارے والد کے میرے اوپر بہت احسانات ہیں۔ جن کا اتارنا میرے بس میں نہیں ہے۔"

اب میں ان سے کیا کہتا کہ جسے آپ احسان سمجھ رہی ہیں وہ محبت تھی۔ لیکن حور دوں جیسی پاک و پاکیزہ عورت سے محبت کرنا کتنا مشکل تھا۔ یہ بات ابا اچھی طرح سمجھتے تھے اور یہ ہی وجہ ہے کہ اپنی محبت کا اظہار بھی وہ کبھی الفاظ کی صورت میں نہ کر سکے۔ بس خاموش خدمت کو اپنا شعار بنائے رہے جو کچھ خود نہ کر سکے وہ مجھے کرنے کا حکم دے گئے۔ پھر میں بھی تو حور بی بی سے محبت کرتا تھا۔ ایک بیٹے کی طرح۔ اور پھر ایسا ہوا کہ حور بی بی ہمارے گھر جانے کے بجائے ہم سب کو تارے والی کوٹھی لے آئیں۔ ہمیشہ کے لیے۔

(لکھنؤ سے نشر)

سرور جہاں
کراؤن گیٹ
جگت نرائن روڈ، لکھنؤ

غزل

کیف احمد صدیقی

آج صحن گل میں جو بھی رنگ تھا بے فصل تھا
جانے کس کے خون میں ڈوبا ہوا ہر مخمل تھا

منفرد ہو کر بھی سر تا پا کسی کی نقل تھا
کتنے چہرے پا کے بھی دنیا میں وہ بے شکل تھا

کتنے عکسوں کا تصادم آئینے میں تھا مگر
عکس اندر عکس میرے عکس ہی کا قتل تھا

میرا سایہ ہی مرا قاتل نظر آتا ہے کیوں
غالباً میرا مخالف بھی مرا ہم شکل تھا

اُف وہ دور آگہی جب وحشتِ ادراک سے
جتنا دانش مند تھا اتنا ہی وہ بے عقل تھا

شدتِ دردِ نمو سے مسکرانا آگیا
ورنہ صرف آنسو بہانا ہی کلی کا شغل تھا

وہ بھی اپنی ذات سے باہر کبھی نکلا نہیں
جو ازل سے دشمنِ تفریقِ رنگ و نسل تھا

مثلِ غالب کیفؔ تجھ کو بھی کوئی سمجھا نہیں
غالباً تو بھی جہاں میں وقت سے کچھ قبل تھا

(آکاشوانی لکھنؤ سے)

افسانہ

میرے خواب

اعجاز شاہین

پروفیسرس کالونی کی تمام اینگلوکول عورتیں شدت سے فاطمہ بہن کی کمی محسوس کر رہی تھیں۔ فاطمہ بہن کا پروفیسرس کالونی سے دور دور کا بھی رشتہ نہیں تھا۔ مگر مسز مہتہ کو سبزی منڈی میں سبزی خریدتے وقت فاطمہ بہن سے دوستی ہوگئی۔ انھوں نے اپنے کوارٹر میں آنے کی دعوت دی جہاں اور دوسری عورتوں سے بھی ان کی دوستی ہوگئی اور اب تو حال یہ تھا کہ فاطمہ بہن کے مشورہ کے بغیر کالونی میں کوئی بھی کام ہونا تو دور کی بات تھی سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا۔

فاطمہ بہن باغ و بہار طبیعت کی مالک تھیں ہمیشہ مسکراتی ہوئی آتیں اور محفل میں جان ڈال دیا کرتی تھیں۔ دس بجے دن کے بعد سارے مرد اپنے اپنے جاب حلقہ پر چلے جاتے۔ بچے اسکول۔ عورتوں کے پاس سوا گپیں لڑانے کے اور کوئی خاص کام نہ ہوتا تھا۔ اپنے بے کار کے وقت کو ہنستے مسکراتے گزارنے کے لیے تو عمر بیویاں مسز مہتہ کے یہاں جمع ہوتیں جہاں دل کھول کر اپنے شوہروں پر تنقید ہوتی۔ کچھ نئے فیشن کے چرچے ہوتے اور زیادہ وقت ان لوگوں کا فاطمہ بہن سے قسم قسم کے قصے اور ان کی تجربہ کار باتوں کو سننے میں گزرتا تھا۔ ابھی دو ماہ ادھر کی بات تھی مسز شانتا کھنہ کے شوہر نے یہ دھمکی دی تھی کہ وہ دوسری شادی کریں گے۔ بقول مسز کھنہ کے وہ یعنی مسٹر کھنہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی ایک لکچرر پر عاشق ہیں اور وہ موئی شانتا کے خلاف ان کو بھڑکا رہی ہے۔ مگر جب فاطمہ بہن نے اس کیس کو اپنے ہاتھ لے لیا اور مسٹر کھنہ سے وجہ پوچھا تو انھوں نے کچھ دوسری ہی بات کہی۔ مسٹر کھنہ کو شانتا سے یہ شکایت تھی کہ شانتا بے حد شکی عورت ہے۔ وہ مجھے نہ کسی دوسری عورت سے بات کرنے دیتی ہے اور نہ ڈیپارٹمنٹ کی کسی عورت کا تذکرہ ہی سننا پسند کرتی ہے۔ سوا لڑنے کے شانتا کو اور کوئی کام نہیں ہے اس کالونی میں سب آزاد ہیں ایک بدنصیب میں ہوں جس کو کپاؤنڈ سے باہر نظر اٹھانے کی بھی اجازت نہیں۔ آپس کی نااتفاقی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ شانتا مائیکہ جانے کی دھمکی دے چکی تھی اور مسٹر کھنہ شادی کی مگر فاطمہ بہن نے خوش اسلوبی کے ساتھ دونوں کو ملا دیا تھا۔ اس کے بعد تو کالونی کی عورتیں ان سے بے حد مرعوب ہوچکی تھیں۔ بات صرف اتنی ہی نہیں۔ کسی کوارٹر میں خواہ کوئی حادثہ ہو جائے یا کوئی خوشی دونوں حالتوں میں فاطمہ بہن آگے بڑھ کر آجاتیں مسز مہتہ کا بچہ بیمار ہوا تو فاطمہ بہن نے فوری علاج شروع کر دیا بخار بہت تیز تھا۔ مرد باہر جاچکے تھے۔ باقی عورتیں ناعم تھیں۔ فاطمہ بہن نے بچہ کے سر کو دھو دیا۔ پھر بدن کو بھی ٹھنڈے پانی سے پوچھا تب جاکر ڈاکٹر آیا۔ ڈاکٹر بھی ان کی دور اندیشی کا سخت قائل ہوگیا اور مسٹر مہتہ تو ان کو اپنی سگی بہن سے زیادہ چاہنے لگے۔

وہ ہمیشہ ان لوگوں کو نصیحتیں کرتیں اور کہتیں دیکھو مسٹر جعفر کے ساتھ ان کی خوشی کا کیا راز ہے انھوں نے بتایا کہ مسٹر جعفر انجینیر ہیں مگر وہ ان کی بے حد قدر کرتے ہیں کہتے ہیں عورت ماں ہے۔ خواہ میری ماں ہو یا میرے بچے کی۔ . . . دونوں صورتوں میں وہ احترام کے لائق ہے۔ مگر یہ احترام کا جذبہ یوں نہیں پیدا ہوتا ہے عورت کو پہلے بہت کچھ کھونا پڑتا ہے تب ایک مرد کی سچی رفاقت میسر ہوتی ہے (ان کا کہنا تھا کہ آج بھی ان کے مائیکے کی ڈیوڑھی پر تین تین چار چار ہاتھی جھومتے رہتے ہیں مگر مسٹر جعفر کو میرا مائیکہ جانا پسند نہیں ہے تو میں مائیکہ کا نام بھی نہیں لیتی ہوں بلکہ اپنے بچے تک کو نہیں جانے دیتی۔ بچاری کم عمر نئی شادی شدہ بیویاں ایسی ایسی تجربہ کی بات سن کر مارے رعب کے ان کی خاطر میں لگی رہتی تھیں۔)

فاطمہ بہن کی عمر ۳۵، ۳۶ کے قریب تھی۔ گرچہ انجینیر کی بیوی تھیں مگر بے حد سادہ اور معمولی کپڑا پہنتیں تھیں۔ اس معاملہ میں بھی ان کا یہی کہنا تھا کہ میرے میاں سادہ لباس پسند کرتے ہیں۔ ہاں انھوں نے اپنی تعلیم کے بارے میں اپنے دوستوں کو کچھ بتایا نہیں تھا اور نہ وہ زیادہ تعلیم یافتہ معلوم ہوتی تھیں۔ انھوں نے اپنے گھر کا بھی کوئی پتہ نہیں بتایا تھا اور نہ ان عورتوں کو اپنے یہاں بلایا تھا دبے باتوں سے یہ علم ضرور تھا کہ وہ ایک صاف ستھری نفیس کوٹھی میں رہتی ہیں۔ نوکر بہت ہیں مگر وہ اپنا کام خود کرتی ہیں جبھی تو کالونی کے کسی کوارٹر میں کسی ضرورت کے وقت وہ ہر چھوٹا بڑا کام کرنے میں کوئی بے عزتی نہیں محسوس کرتی تھیں۔ مسز ارون کے بیمار پڑنے پر ہفتوں ان کا باورچی خانہ وہ دیکھتی رہیں۔ اب ایسے بلند خیال والے لوگ عزت نہ پاتے تو اور کون پاتا۔ عورتیں ان پر رشک کرتیں مرد ان کی مثال دیتے۔ مگر جب سے رشید چپراسی مسز مہتہ کے کوارٹر میں ایک کمرہ لے کر فیملی کے ساتھ آگیا تھا فاطمہ بہن کچھ پریشان اور اداس ضرور ہوگئی تھیں۔ رشید کو کالونی میں پڑھی لکھی عورتوں کے ساتھ رہنے پر ان کو سخت اعتراض تھا۔ اور ایک دن تو رشید کی بیوی نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ای میم صاحب لوگ نہ جانت ہیں کہ ہم کو نہ جانت ہیں تورے"۔ بس کیا تھا وہ ناگوار سے اٹھیں اور چلی گئیں تو پندرہ روز سے نہیں آئی تھیں۔ اب رشید کی بیوی باتوں سے مسز مہتہ ان کے بارے میں ہزار پوچھتی ہیں مگر وہ کمبخت سوا مسکرانے کے کوئی جواب نہیں دیتی۔ آخر تھک ہار کر مسز مہتہ نے دو تین دوستوں کے ساتھ فاطمہ بہن کی کوٹھی پر جاکر معلوم کرنے کا تہیہ کر لیا کہ آخر وہ اب کیوں نہیں آتی ہیں۔ زیادہ تر لوگوں کو یہ شک تھا کہ وہ بیمار ہیں ورنہ اچانک آنا نہیں چھوڑتیں۔ بڑی مشکل سے رشید کی بیوی سے پتہ معلوم کرنے میں وہ لوگ کامیاب ہوگئیں۔ رشید کی بیوی نے بڑے تمسخر سے ہنس کر کہا تھا "بھنڈی بازار میں جاکر ان کرے کوٹھی کا پتہ پوچھیو"۔ مسز مہتہ اور شانتا کھنہ ایک دن دوپہر کو فاطمہ بہن کا پتہ پوچھتے پوچھتے بھنڈی بازار کے ایک سبزی والے کی دوکان پر پہنچیں۔ مسز مہتہ نے پوچھا "بھائی صاحب جعفر صاحب انجینیر کی کوٹھی کہاں ہے؟" سبزی والے نے بہت زور دیا مگر اس کے ذہن میں اس محلہ میں کوئی جعفر صاحب انجینیر کا پتہ نہ آیا. . . . بہت دیر کی تکرار کے بعد شانتا نے پوچھا "اچھا فاطمہ بہن کو آپ لوگ جانتے ہیں؟" سبزی والا چونکا. . . . "فاطمہ ارے کون. . . . وہی سنکی فطمیہ. . . ."جی؟" دونوں عورتیں چونکیں. . . . . پھر دوکاندار خود بولا "ہاں. . . . . . ہاں وہی ہوگی. . . اس کی شادی کہاں ہوئی ہے۔ آپ لوگ ادھر کالونی سے آئی ہیں نا. . . . . وہی وہاں جاتی تھی۔ یہاں سے سپاٹو اور امرود خرید کر لیجاتی تھیں کہتی تھی "اچھا دینا بڑے لوگ کے لیے ہے. . . . ."

مسز مہتہ نے شانتا کا منھ دیکھا اور شانتا نے مسز مہتہ کا۔ امرود اور سپاٹو تو وہ لوگ ضرور کھایا کرتی تھیں مگر یہ سمجھ کر کہ یہ فاطمہ بہن کے کمپاؤنڈ میں پھلے ہیں۔ انھوں نے یہی کہا تھا۔

بہرحال دوکاندار نے سامنے والے گھر کی طرف اشارہ کیا. . . . وہ سامنے ٹاٹ کے پردے کے اندر چلی جائیے. . . . دونوں ادبدا کر نیچے اتریں غصہ سے منھ سرخ تھا۔ آخر مسز شانتا کھنہ یوں گویا ہوئیں "کیسی فراڈ عورت ہے یہ کتنے زمانے تک ہم لوگوں کو فریب دیتی رہی" مسز مہتہ نے دانت پیس کر کہا "چلو کمبخت کی چٹیا کھینچ لوں. . . . اتنی بڑی کوٹھی ہے۔ شوہر ہیں بچے ہیں کمبخت. . . . . . جھوٹ کی انتہا ہوتی ہے۔"

دونوں عورتیں فاطمہ کو بہت کچھ سنانا چاہتی تھیں اس لیے ٹاٹ کا پردہ اٹھا کر تڑاپ سے اندر گھس گئیں. . . . . سڑی ہوئی بیچ بیچ نالی میں پیر جو پڑا تو چھینٹ ساڑی پر پڑی گھبرا کر شانتا پیچھے ہٹی. . . . . مسز مہتہ نے بھی نالی میں سے پیر اوپر نکالا۔ ساڑی تو غارت ہو ہی گئی مگر فاطمہ سے انتقام لیے بغیر جانے کا سوال ہی نہ تھا۔ شانتا کی آنکھوں میں آنسو آگیا. . . . . ایسے گندے معمولی گھر میں رہنے والی ایک عورت سے وہ فریب کھا گئی. . . . .

چوکھٹ پر پیر رکھ کر دونوں ایک اندھیری کوٹھری میں داخل ہوگئیں..... اف.... جھلنگا پلنگ پر ایک بڑھیا لیٹی کراہ رہی تھی اور فاطمہ اس کے زخم سے پیپ اور خون صاف کر رہی تھی۔ آہٹ سن کر فاطمہ چونکی..... اور گھبراہٹ میں پٹی ہاتھ میں لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ غصہ ابلتی آنکھوں کو دیکھا تو تھرتھر کانپنے لگی اور آنسو ابل ابل کر آنکھوں سے ٹپکنے لگا۔ دونوں عورتیں کہنے کو تو بہت کچھ کہہ گئیں تھیں مگر اب کھڑی سوچ رہی تھیں کہ کہوں تو کیا کہوں..... ہاں فاطمہ کی آنکھیں یہ ضرور کہہ رہی تھیں مانا آپ لوگوں کے پاس وہ سب کچھ ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں مگر میرے خواب مجھ سے کیوں چھینتی ہو.... کیا خواب دیکھنے کا حق بھی مجھے نہیں.......

آخر میں نے تمہارا کیا بگاڑا؟

کیا نقصان ہوا تمہارا.....؟

..... شانتا اور سنز مہتہ..... نظر جھکائے سنبھل سنبھل کر فاطمہ کے گھر سے نکل آئیں..... اچانک دونوں کو یاد آیا فاطمہ کا احسان کالونی پر کم نہیں تھا—.....

(پٹنہ سے نشر)

اعجاز شاہین
ایوب اردو گرلس ہائی اسکول، پٹنہ

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

ــــــــــ از:- قیوم خضر

(۱)

میں ایک روز مجلسِ وعظ میں پہونچا، دیکھا کہ واعظِ محترم منبر پر بیٹھے اہلِ مجلس کو خطاب فرما رہے ہیں، مجھ پر نظر پڑی تو اختتامِ وعظ کے بعد میرے نام کا اعلان کرتے ہوئے منبر پر آنے کی دعوت دی۔

میں نے کہا: حضرت! منبر پر چڑھنا تختۂ دار پر چڑھنے سے زیادہ سخت کام ہے!

فرمایا: کیوں؟

عرض کیا، حضور والا! تختۂ دار پر تو صرف آدمی کی جان جاتی ہے، مگر برسرِ منبر تو آدمی کا ایمان چلا جاتا ہے۔!

(۲)

میں ایک جوہری کی دوکان پر ہیرے کی خریداری کے لیے گیا۔ اس نے مختلف قسم کے ہیروں کو دکھاتے ہوئے ان کی قیمت بتانا شروع کردی۔

میں نے کہا: یہ تمام ہیرے نقلی ہیں۔

پوچھا: کیوں؟

کہا: اصلی اگر ہوتے تو یہ اپنی قیمت خود بتاتے!

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

بوٹا محمد بڈھے والا

امر سنگھ

تاروں کی چھاؤں میں سوڈا واٹر فیکٹری کے مالک جسرام سنگھ نے دوکان پر آکر اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں سے دوکان کے بڑھاؤ کو چھوا اور پھر انگلیاں اپنی پیشانی سے لگالیں۔ ایسا کرتے ہوئے جہاں اس نے دولت کی دیوی لکشمی سے دعا مانگی وہاں توحید پرست گورونانک کو بھی یاد کیا پھر پیچھے ہٹ کر جب اس نے دوکان پر نظر ڈالی تو اس کی نگاہ ایک بڑے سائن بورڈ پر اٹک کر رہ گئی۔

شہر کا سب سے پرانا اور مشہور بینڈ
ینیجر بوٹا محمد بڈھے والا

بوٹا محمد تو وہ سمجھ گیا کہ اوپر والی بیٹھک کے مکیں بوٹے کا نام ہے۔ مگر "بڈھے والا" کا مطلب وہ تین چار مرتبہ پڑھ جانے کے باوجود بھی سمجھ نہ پایا اور ہار کر دوکان کھولنے لگا۔

مقابل کے مکان سے لالا تیرتھ رام اترے اور دوکان کے تھڑے پر بیٹھ کر داتن کرنے لگے۔

سردیوں کے موسم میں سوڈا واٹر فیکٹری چائے کی دوکان میں بدل جاتی تھی جسے جسرام سنگھ "ریسٹورنٹ" کا نام دیتا تھا۔

جسرام سنگھ نے جب لالہ جی کے کھنکارنے کی آواز سنی تو وہ بھٹی جلاتا جلاتا، پنکھا ہاتھ میں لیے باہر بڑھاؤ پر آگیا اور لالہ تیرتھ رام کو مخاطب کرکے بولا "شاہ جی! کچھ دیکھا؟" اور وہ ہنسنے لگا۔

کچھ دیر تک غور کرنے کے بعد لالہ جی بولے "کچھ سمجھ میں نہیں آتا" اور وہ بھی ہنسنے لگے۔

دن چڑھنے کے ساتھ ساتھ جب جسرام سنگھ کے گاہک اور بازار کے دوسرے لوگ آنے لگے تو جسرام سنگھ ہر ایک کے ساتھ یہی تذکرہ کرتا اور "بڈھے والا" ایک معمّا بن کر ہر ایک کی دلچسپی کا مرکز بن جاتا۔ جسرام سنگھ کی دوکانداری کا ایک بڑا راز یہ بھی تھا کہ وہ اپنے گاہکوں کو گرم گرم چائے کے ساتھ بات چیت کے نت نئے اور گرما گرم موضوع بھی مہیا کرتا تھا۔ مگر آج کی گفتگو کا موضوع یہ سائن بورڈ ہی تھا۔ بحث مباحثے کے بعد بھی جب کوئی "بڈھے والا" کی وجہ تسمیہ نہ بتا سکا تو آخر یہی فیصلہ ہوا کہ بوٹا جب آئے تو خود اسی سے اس کے معنی پوچھے جائیں۔

پس جب بوٹا اپنے ٹین کے ڈبے میں چائے لینے کے لیے آیا اور اس سے اس کے معانی دریافت کیے گئے تو وہ خود حیران و پریشان، ان کی باتیں سمجھنے سے قاصر تھا۔ آخر جب اسے تفصیل کے ساتھ سمجھایا گیا کہ اس کے بورڈ پر کیا لکھا ہوا ہے تو وہ بولا۔

"تم لوگوں کو پڑھنا نہیں آتا۔ یہ بوٹا محمد بڈھے والا نہیں بلکہ بوٹا محمد باجے والا لکھا ہے۔"

مگر جب اسے یقین دلایا گیا کہ بورڈ پر واقعی "باجے والا" نہیں بلکہ "بڈھے والا لکھا ہوا ہے تو وہ کہنے لگا! "یہ سب بدمعاش پینٹر کی بدمعاشی ہے۔" میں ابھی جاکر اس کی خبر لیتا ہوں۔

اور جب اس نے پینٹر سے جواب طلبی کی تو پینٹر نے کہا۔

"میں اردو زیادہ نہیں جانتا۔ تم نے جو کچھ کاغذ پر لکھا ہوا دیا وہی میں نے بورڈ پر لکھ دیا۔ اور پینٹر نے چار آدمیوں کے درمیان کاغذ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

ہوا یوں کہ بوٹے نے اپنی دانست میں کسی اچھے پڑھے لکھے شخص سے سائن بورڈ کا مضمون کاغذ پر لکھوایا جو اس نے لکھ دیا اور "باجے والا" کچھ اس طرح شکستہ اردو میں تحریر کیا کہ پینٹر نے اسے "بڈھے والا" پڑھا اور اسی طرح بورڈ پر لکھ دیا۔ بوٹے نے پینٹر کے ساتھ جھگڑنا شروع کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ قصور اس کا ہے مگر پینٹر کہتا تھا کہ قصور اس کا نہیں بلکہ کاغذ پر لکھنے والے کا ہے۔

جب تکرار نے طول پکڑا تو کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا کہ پینٹر نے بورڈ لکھنے کی جو اجرت لی تھی اس سے نصف اجرت لے کر بورڈ دوبارہ لکھ دے۔

بوٹے نے یہ فیصلہ منظور کرلیا۔ مگر جب گھر پہنچ کر اس نے حساب کیا تو اسے معلوم ہوا کہ اگر اس نے بورڈ دوبارہ لکھوالیا تو اس کے پاس اس پتلون کوٹ کی سلائی ادا کرنے

کے لیے کافی رقم باقی نہ بچی گی جو اس نے سلنے کے لیے درزی کو دے رکھے تھے۔

اس لیے اس نے کاغذ کے تختے پر "باجے والا" لکھ کر بورڈ پر "بڈھے والا" کے اوپر لئی سے چپکا دیا۔ مگر بارش ہوئی تو یہ کاغذ دھل کر اتر گیا اور "بڈھے والا" اپنی اصل صورت میں ہی دیکھنے والوں کو سامانِ خندہ فراہم کرتا رہا۔

بوٹے کا باپ کسی زمانے میں شہر کا مشہور بینڈ ماسٹر تھا۔ مگر یہ اس زمانے کی بات ہے جب خدا بخش اپنے عنفوانِ شباب میں تھا اور اس کے سانس اور انگلیوں میں جوانی کی تیزی تھی۔

اُن ہی دنوں بھائی صاحب بھائی کاہن سنگھ کے بیٹے کی برات میں اس نے شدھ کلیان کا الاپ کرتے ہوئے ایسی ایسی تانیں اڑائی تھیں کہ براتی لوٹ پوٹ ہو گئے تھے ایک تان پر تو بھائی ولایت خاں جو بھائی صاحب بھائی کاہن سنگھ کے دوست تھے "ہائے ہائے، مار ڈالا ظالم نے . . . . !" کہتے ہوئے بلا اس بات کی پرواہ کیے کہ ان کا لباس خراب ہو جائے گا بازار ہی میں لوٹنے لگانے لگے تھے۔

مگر وہ باتیں تو اب ختم ہو چکی تھیں۔ خدا بخش کی مانگ کم ہوتے ہوتے اب صرف اس قدر رہ گئی تھی کہ شہر میں جب کوئی سستی تھیٹریکل کمپنی یا سرکس وارد ہوتی تو اسے سرکس کی مخصوص دھنیں بجانے کے لیے بلا لیا جاتا — بوٹے نے بھی یہ دھنیں اپنے باپ سے سیکھ رکھی تھیں اور شہر کے دوسرے بینڈ والوں کو یا تو یہ بجانی نہیں آتی تھیں۔ یا انھیں بجانا اپنی شان کے منافی سمجھتے تھے۔

گذشتہ دنوں ایک سرکس ہی سے بوٹے کو کچھ آمدنی ہو گئی تھی اور اس نے یہ سائن بورڈ لکھوایا تھا جو بازار بھر کے لیے تفننِ طبع کا سامان بن گیا تھا۔ اس نے سستا سا کپڑا خرید کر ایک سوٹ بھی سلوایا تھا تاکہ اپ ٹو ڈیٹ بن کر لوگوں پر اچھا بینڈ ماسٹر ہونے کا رعب ڈال سکے کیوں کہ اس کے خیال میں اب زمانہ ہی ایسا آگیا تھا جس میں علم و ہنر سے زیادہ کپڑوں اور ٹرک بھڑک کو اہمیت حاصل ہو گئی تھی۔ اب اس میں بوٹے کا کیا قصور کہ یہ سوٹ پہن کر اس کی صورت خاصی مضحکہ خیز ہو گئی تھی اس نے محمد شفیع ٹیلر ماسٹر کو اس کی پوری پوری سلائی ادا کی تھی اور بوٹا محمد کے لیے سلائی کی یہ رقم خاصی بڑی تھی۔ اس لیے اس کا خیال تھا کہ سوٹ بہت اچھا سلا ہے اور اسے خوب پھبتا ہے۔ خود ٹیلر ماسٹر محمد شفیع نے اس کی چست فٹنگ کی تعریف کی تھی۔

سوٹ پہن لینے کے باوجود کوئی بوٹے کو بلانے اس کی بیٹھک پر نہ آیا۔ آخر تنگ آ کر اس نے خود شہر میں گھوم پھر کر کام کی تلاش شروع کی مگر کام کبھی کبھار ہی ہاتھ لگتا۔ اکثر اسے خالی ہاتھ ہی لوٹنا پڑتا۔ اس طرح جب بوٹا گھر واپس آتا تو بڈھا خدا بخش سوالیہ نگاہ سے اسے دیکھتا اور جب آگے بوٹے کا لٹکا ہوا چہرہ اور جھکی ہوئی نگاہیں دکھائی دیتیں تو سرد آہ بھر کر کہتا:

"بوٹے! اب دنیا میں فن کی قدر نہیں رہی۔ اب تو اناڑیوں کا زمانہ آگیا ہے جو اوٹ پٹانگ فلمی دھنیں بجا بجا کر لوگوں کو بیوقوف بنا لیتے ہیں۔ مگر اس میں ان کا بھی کوئی قصور نہیں۔ دراصل دنیا ہی احمقوں کی ہو گئی ہے۔ فن کی قدر تو اُن دنوں ہوتی تھی۔"

اور وہ بھائی صاحب بھائی کاہن سنگھ کے بیٹے کی برات میں بھائی ولایت خاں کے زمین پر لوٹ جانے کا واقعہ دہراتا اور سرد آہ بھرتا۔

اس وقت بوٹا ڈرتے ڈرتے پوچھتا۔

"باپو! کیوں نہ ہم بھی فلمی دھنیں بجانی شروع کر دیں؟"

آگے سے خدا بخش پھنکار کر کہتا۔ ارے! تو فلمی دھنیں بجائے گا! مجھے مر جانے دے پھر جو جی میں آئے جھک مارتے رہنا۔ مگر ایک بات تمھیں بتا دوں کہ فیروز کے مقابلے میں تو پھر بھی کامیاب نہ ہو پائے گا کیوں کہ اس کے کام میں برف خانے کے مالک شیخ احمد صادق کا روپیہ لگتا ہے۔ شیخ صادق کے روپے کے بل بوتے پر ہی اس نے میرے سامنے کلاونت زیادہ معاوضہ دے کر کھینچ لیے ہیں۔ اور تیرے پاس کیا رکھا ہے۔

اور کھانس کھانس کر وہ کھنکاروں سے پُتی دیوار پر ایک تہ اور کھنکاروں کی چڑھا دیتا۔ مگر بوٹا سر جھکائے رہتا کہ وہ کیوں پیسہ کما کر فیروز کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آخر فیروز اور احمد صادق ماں کے پیٹ سے تو روپیہ لے کر نہیں آئے تھے۔

جب کبھی فیروز اپنے زرق برق وردیوں میں ملبوس چالیس آدمیوں کے بینڈ کے ساتھ فلمی طرزیں بجاتا ہوا بازار میں سے گزرتا تو دونوں باپ بیٹے کھڑکی میں آ جاتے۔ بوٹا حسرت بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھتا اور آہیں بھرتا۔ مگر خدا بخش زور سے سائبان پر تھوک کر کہتا،

"بیڑا غرق کر دیا اس حرامی نے ہنر کا . . . . ."

ایک دن بوٹے نے ایک بار پھر باپ سے فلمی دھنیں بجانے کی اجازت مانگی اور بڈھے نے کڑوا گھونٹ بھر کر اجازت دے دی۔ دراصل صبح سے بڈھے کے پیٹ میں ایک دانہ تک نہ گیا تھا۔ یہاں تک کہ جسرام سنگھ نے چائے کی ایک پیالی مزید ادھار دینے سے انکار کر دیا تھا۔

باپ سے اجازت لے کر بوٹا خوشی خوشی کام کی تلاش میں نکلا۔ ان دنوں بیساکھی کے موقع پر منڈی مویشیاں لگی ہوئی تھی۔ منڈی میں ایک تماشہ کمپنی نے بوٹے کو یومیہ اجرت پر ملازم رکھ لیا۔

بیساکھی کے بعد بوٹے کے سر پر فلمی دھنیں بجانے کا بھوت سوار ہوا دن بھر وہ کام کی تلاش کرتا اور رات کو فلمی دھنیں بجانے کا ریاض کرتا کسی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ایک گراموفون خرید لے اور اس پر بار بار ریکارڈ بجا کر دھنیں نقل کیا کرے۔ مگر بوٹے کے پاس گراموفون خریدنے کے لیے روپے ہی کہاں تھے؟ وہ ہر روز مقامی سینما ہال کے گیٹ کے سامنے جا کر کھڑا ہو جاتا اور وہاں لاؤڈ اسپیکر پر بجائے جا رہے فلمی گانوں کے ریکارڈ سن سن کر اُن کے سر ذہن میں بٹھانے کی کوشش کرتا اور رات کو اپنے باجے پر ان ہی طرزوں کو نکالنے کی سعی کرتا رہتا۔

بوٹا باجا بجاتا اور اس کا باپ کڑوے گھونٹ بھر بھر کر طنبورے پر تال دیتا۔

بڈھے خدا بخش کو زیادہ دنوں تک کڑوے گھونٹ بھرنے نہ پڑے۔ ایک دن کھانستے کھانستے اس کا دم نکل گیا۔ باپ کے مر جانے کے بعد بوٹے کو فلمی طرزیں بجانے کی مکمل آزادی مل گئی۔ مگر وہ اس مکمل آزادی سے پورا فائدہ اٹھانے سے معذور تھا۔ پورا فائدہ تو تبھی اٹھایا جا سکتا تھا اگر اس کے پاس گراموفون ہوتا۔ مگر گراموفون اور ریکارڈ خریدنے کے لیے روپوں کی ضرورت تھی۔ جو مکمل آزادی اس کے لیے ورثے میں نہ لائی تھی۔

مگر بوٹے کو اپنی محنت اور ہمت پر بھروسہ تھا اور سینما کا گیٹ، اس کی تربیت گاہ، تو موجود ہی تھا۔ آخر وہ فلمی دھنیں ان کی ابتدائی اور موٹی موٹی شکلوں میں بجانے کے قابل ہو ہی گیا۔ لیکن اس کام میں اسے کامیابی اس وقت حاصل ہوتی جب فیروز نے وہی دُھن دو تین مہینے پیشتر اس کثرت سے بجا ڈالی ہوتی کہ لوگ سُن سُن کر اوب چکے ہوتے تھے اور اُس میں کوئی کشش باقی نہ رہ جاتی تھی۔ تاہم اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ تو ہو ہی گیا تھا۔ بوٹے کو اب ایک گھٹیا سے سینما ہال کے اشتہاری جلوس کے ساتھ باجا بجانے کا کام ملنے لگنے لگا تھا۔ اور وہ سوچنے لگا کہ جلد ہی وہ فیروز کو مات دے کر اپنے باپ کی کھوئی ہوئی شہرت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا قدم "بڈھے والا" کو اتار کر نیا سائن بورڈ لگانا تھا۔

آخر وہ دن آ ہی گیا جب بوٹے کو اس ماہ کی پوری کی پوری تنخواہ مل گئی۔ اس ماہ اس نے کوئی رقم پیشگی نہ لی تھی۔ تنخواہ کے روپے جیب میں ڈالے بوٹا خوش خوش گھر کی طرف چلا۔ اس نے حساب لگایا تو اسے معلوم ہوا کہ اس بار وہ نئے کپڑے بھی بنوا سکتا ہے۔ چلتے چلتے اسے خیال آیا کہ اگر پینٹر نصف اجرت لے کر بورڈ لکھ دے تو کتنا اچھا ہو— پس جب بوٹے نے پینٹر کو اس کا وعدہ یاد دلایا تو اس نے معمولی سے حجت کے بعد بورڈ نصف اجرت پر لکھنا منظور کر لیا۔ پینٹر کا کام ان دنوں مندہ تھا۔

گھر پہنچ کر بوٹے نے سب سے پہلے سائن بورڈ اتار کر بیٹھک کے ایک کونے میں کھڑا کر دیا تاکہ کل ڈیوٹی پر جاتے وقت ساتھ لے جائے اور بورڈ جلد از جلد پینٹر کی دوکان پر پہنچ جائے۔

صبح جب بوٹا ڈیوٹی پر حاضر ہوا تو سینما کے منیجر نے اسے بتایا کہ انھیں بوٹے کی خدمات کی مزید ضرورت نہیں کیوں کہ انھوں نے فیروز کے ایک آدمی کو ملازم رکھ لیا ہے جو اس سے بہتر باجا بجاتا ہے۔

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

امر سنگھ
سی ڈی اے/۹۹ سی، جنک پوری، نئی دہلی ۵۸-۱۱۰۰

ماضی کی شگفتہ و شاداب تحریروں کا انتخاب

ڈھلتا رنگ

کہاوتیں

نیاز فتحپوری

دُنیا میں کوئی زبان ایسی نہیں جس میں مثلیں یا کہاوتیں نہ پائی جاتی ہوں اور اہلِ زبان ان کو استعمال نہ کرتے ہوں۔ یہ مثلیں نہ صرف تعداد بلکہ نوعیت کے لحاظ سے بھی اتنی کثرت کے ساتھ پائی جاتی ہیں کہ انسان کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر وہ حاوی نہ ہوں۔ عورتوں کی کہاوتیں، بچوں کی مثلیں، پیشہ وروں کے ضرب الامثال، اسی طرح امیر فقیر، جاہل و عالم، شاہ و گدا، دانا و بے وقوف سبھی طبقوں کی کہاوتیں ہم کو لٹریچر میں ملتی ہیں اور حیرت ہوتی ہے کہ اتنا بڑا ذخیرہ کیوں کر فراہم ہوگیا۔ اور ہم اسے ادب کے کس صف میں جگہ دیں۔

کہاوتیں، بولی ٹھولی، ضلع جگت پھبتی، محاورے، سب ایک ہی قبیل کی چیزیں ہیں جن کا تعلق تاریخ یا علم و حکمت سے تو یقیناً نہیں ہے، لیکن اگر ہم زبان و محاورات، ادب لطیف یا صنائع بدائع کے ذیل میں ان کا ذکر کریں تو غالباً بے جا نہ ہوگا۔

کہاوتیں تو شعر قطعاً نہیں ہیں لیکن شعر کا سا لطف و انداز ضرور ان میں پایا جاتا ہے۔ وہ خود کوئی تاریخی فسانہ یا کہانی تو نہیں ہیں لیکن ان میں سے اکثر کا ماخذ تاریخ کے مسخ شدہ واقعات اور عوام کے قصے کہانیاں ضرور ہیں جنھیں ہم لوک ور کہتے ہیں۔

کہاوتیں کسی ادب کے ابتدائی دور کی چیزیں نہیں ہوسکتیں بلکہ ان کا تعلق اس دور سے ہے جب تمدن کے ساتھ زبان بھی وسعت اختیار کرنے لگتی ہے۔ جب اظہار خیال میں رنگینی و نفسیاتی دلکشی پیدا ہوجاتی ہے اور جب ہمارے اندر ایک شگفتہ منطقی شعور کا نشو و نما پایا جاتا ہے۔

یوں تو ادب اور ادب کی ہر صنعت زندگی سے تعلق رکھتی ہے لیکن کہاوتوں میں زندگی کے کے لیے جو بلیغ اشارے پائے جاتے ہیں ان میں اک ایسی ادب آموز کیفیت بھی ملتی ہے جو اس تنقیدی لٹریچر کی طرف لے جاتی ہے ــــــ ادب کی ترقی زیادہ تر تجربات پر منحصر ہے اگر یہ تجربات نام ہیں صرف ہماری حماقتوں کا تو کہاوتیں بھی یقیناً نام ہیں حماقتوں پر طنز یہ تنقید کا نفسیاتی تجزیہ کا جس سے قدرتاً ہم کو متاثر ہونا چاہیے۔ کہاوتوں کا اگر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کا تعلق محض خیال کی اپج یا ذہنی تخلیق سے نہیں بلکہ ان کا پس منظر بعض ایسے حقائق پر مشتمل ہے جن کی حیثیت اقلیدس کے اصول موضوعہ Axiom سے کم نہیں اور جو آپ اپنی صداقت کی ضامن ہیں۔

کہاوتوں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں بعض تو وہ ہیں جو کسی خاص وقت یا واقعہ کی پیداوار ہیں لیکن اب ان کی یہ تاریخی حیثیت ختم ہوکر وہ اب صرف نصیحت آموز مقولہ ہوکر رہ گئی ہیں۔ جیسے "جان ہے تو جہان ہے۔ آپ سے گیا جگ سے گیا۔ آنا ہیں پڑے تو پرماتما سو جھے" وغیرہ

اس قسم کے نصیحت آموز مقولے اخلاقی یا مذہبی لٹریچر میں شامل کیے جاسکتے اور ہو سکتا ہے کہ یہ دراصل اخلاقی یا مذہبی لٹریچر ہی سے لیے گئے ہوں۔ چنانچہ بائبل کے امثال سلیمان ایسپ کی کہانیاں اسی نوع کے اخلاقی لٹریچر سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ہمارے یہاں بھی بعض مصلحین قوم کے اقوال بالکل یہی رنگ رکھتے ہیں۔ مثلاً گرو نانک کا یہ قول جس میں سوال کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔ بہت مشہور ہے کہ "آپ سے ملے سو دودھ برابر، مانگے ملے سو پانی" یا وقت پر کام نہ کرنا اور اس کے بعد افسوس کرنا اس حماقت کو کبیر نے اس طرح ظاہر کیا ہے۔ "آگے کا دن پیچھے گئے کیوں نہ ہر سے ہیت اب پچھتائے کا ہوت ہے جب چڑیا چگ گئیں کھیت۔

ایسپ کی کہانیوں کی طرح ہمارے یہاں بھی لوک کہانیوں کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اور ان سے بہت سی کہاوتیں بن گئی ہیں ــــــ مثلاً آنکھ کی سوئیاں نکالنا رہ گئیں ہیں۔ دال میں کالا ہے۔ تھالی میں بینگن۔ کرگھا چھوڑ تماشہ جائے۔ آٹا دال ہے اُلو بھی ہے۔ شیخ کیا جانے صابن کا بھاؤ ــــــ یہ سب نہایت دلچسپ لوک کہانیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

دوسری قسم کہاوتوں کی وہ ہے جن کا تعلق زیادہ تر محاورات ہے یا تجربات سے اور بعد کو انھوں نے استعارہ کی شکل اختیار کرلی ہے۔ جیسے :-

پرانی لکیر کا فقیر۔ پتھر کو جونک نہیں لگتی۔ پھول وہی جو مہیسر چڑھیں۔ اکیلی تو لکڑی بھی نہیں جلتی۔ اپنا پیٹ تو کتا بھی پال لیتا ہے۔ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے ــــــ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں مقولے ایسے ہیں جو کہاوت بن گئے ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جو محض اظہار خیال کے اچھوتے پن سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض صرف روزمرہ یا محاورات سے ــــــ

اس قسم کی بعض کہاوتیں وہ ہیں جو زیادہ عورت اور عورت کی دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور رسم و رواج کی اچھائی برائی واضح کرنے کے لیے کی گئی ہیں۔ مثلاً :-

آنسو ایک نہیں کلیجہ ٹوک ٹوک۔ آنکھ پھوٹی پیر گئی۔ آنکھ نہ ناک بنو چاند سی۔ آؤ پڑوسن لڑیں۔ اپنی پیر پرائی باتیں، یعنی اپنی مصیبت تو مصیبت ہے اور دوسرے کی مصیبت باتیں ہی باتیں ہیں۔ جب کوئی نئی دلہن سسرال آتی ہے اور فوراً گھر کے انتظام میں لگ جاتی ہے تو اسے رسم و رواج کے لحاظ سے بے شرم سمجھا جاتا ہے اور طنز کے طور پر کہا جاتا ہے کہ "اٹھاؤ میرا لہنگا میں گھر سنبھالوں" ــــــ

تیسری قسم کہاوتوں کی وہ ہے جن کے الفاظ سے یہ تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی پشت پر کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور ہے لیکن اس کا علم ہم کو نہیں مثلاً ایک مثل ہے :-

"ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا" یقیناً کسی بُرا ناچنے والے پر نکتہ چینی کی گئی ہوگی اور اس نے اپنا عیب چھپانے کے لیے یہ جواب دیا ہوگا کہ میں کیا کروں تمہارا آنگن ہی ٹیڑھا ہے اور اس وقت سے لغو و مہمل عذر پر یہ کہاوت استعمال کی جاتی ہے۔ ایک مثل اس قسم کی اور ہے "اندھا گائے بہرا بجائے" ظاہر ہے کہ دونوں اپنی علیحدہ ہانک رہے ہوں گے۔

آپ نے ایک مثل "ٹیڑھی کھیر" سنی ہوگی۔ کسی اندھے سے پوچھا گیا "کھیر کھاؤ گے" اس نے کہا کھیر کیسی ہوتی ہے" جواب دیا گیا "بگلے کی طرح سفید" اس نے پوچھا بگلا کیسا ہوتا ہے، جواب دینے والے نے ہاتھ ٹیڑھا کر کے سامنے کر دیا۔ اندھے نے اسے ٹٹولا تو بولا کہ "یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے" اسی طرح بہت سی کہاوتیں ہیں جن کی بنیاد یا تو لوک کہانیوں پر قائم ہے یا کسی نہ کسی خاص واقعہ پر جس کا علم ہم کو نہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں :- چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔ دیکھو اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ طویلہ کی بلا بندر کے سر۔ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ مرغ کی ایک ٹانگ۔ کچھ بسنت کی بھی خبر ہے۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ (اس مثل کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے ایک جگہ لکھا ہے کہ یہ مثل دراصل یوں ہے یہ منہ اور منصور کی دار) کہاوتوں کی ایک قسم اور ہے جنھیں ہم تلمیحی کہہ سکتے ہیں یعنی ان کا تعلق کسی نہ کسی تاریخی روایت سے ہے مثلاً "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" اس میں اشارہ ہے اس روایت کی طرف کہ جب رام چندر جی نے راون پر چڑھائی کی تو راون کے بھائی نے بعض راز

کی باتیں رام چندر جی کو بتا دیں اور وہ اس وجہ سے جلد کامیاب ہو گئے۔ ایک اور مثل ہے "سوت کی انٹی اور یوسف کی خریداری" اس میں اس بڑھیا کی طرف اشارہ ہے جو مصر کے بازار میں سوت کی ایک انٹی دے کر یوسف کو خریدنا چاہتی تھی۔ ایک مثل مشہور ہے :- "کہاں راجہ بھوج کہاں گنگوا تیلی" اس کہاوت میں اشارہ ہے اس روایت کی طرف کہ مالوہ گجرات کے راجہ بھوج نے اپنی لڑکی گنگوا تیلی کے بے پالک لڑکے سے بیاہ دی تھی صرف اس لیے کہ اس نے ایک بار دیپک راگ گا کر محل کے چراغ روشن کر دیئے تھے۔ ایک بہت مشہور کہاوت ہے :-

"اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا" اس کے متعلق جو روایت بیان کی جاتی ہے وہ غالباً لوک کہانی ہے کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتی۔

اس سلسلے میں دلی دور والی کہاوت خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار جہانگیر نے لاہور سے اپنی محبوب بیگم نور جہاں کے پاس ایک قاصد روانہ کیا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ ایک دن میں دہلی پہونچ جائے گا۔ شام کے وقت جب وہ بالکل نیم جان حالت میں دہلی کے قریب پہونچا تو اس نے کسی بڑھیا سے پوچھا کہ کیا دلی دور ہے۔ اس نے کہا "نوج دلی دور ہو" اس نے نوج کو ہنوز سمجھا اور مایوس ہو کر وہیں دم توڑ دیا۔ جہانگیر کو خبر ہوئی تو اس نے افسوس کیا اور اس کی قبر پر ایک عمارت بنوادی جسے 'پیک کا مقبرہ' کہتے ہیں اور دہلی سے ۵ کوس کے فاصلے پر اب بھی موجود ہے۔ اس کا سن تعمیر ۱۰۳۲ھ ہے جو جہانگیر کا زمانہ تھا۔

پہلے کہاوتوں کا استعمال بہت عام تھا اور شعرا بھی اپنے کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے ان کا استعمال کرتے تھے اب ہم یہاں چند اشعار نقل کرتے ہیں۔ جن سے کہاوتوں کی اہمیت و مقبولیت کا اندازہ اچھی طرح ہو سکتا ہے ــــ داغ کا شعر ہے :-

پڑا ہوں سنگِ راہِ دوست بنکر کوئے دشمن میں ⁂ سنا ہے آدمی کچھ ٹھوکر یں کھا کر سنبھلتا ہے

میر فرماتے ہیں :-

اس استانے سے دے تو صاف جواب ⁂ آنکھ پھوٹی بلا سے پیر گئی

بیخود کا شعر ہے :-

یہ مثل وہ ہے بدلی آنکھ کی بھوں کے آگے ⁂ تجھ سے کرتی ہیں شکایت تری اے یار آنکھیں

اسی مفہوم کی ایک اور کہاوت ہے جسے آغا ہجو نے یوں نظم کیا ہے :-

تیر جاناں جو لگا دل میں نہ کر نا شکوہ ⁂ آگے آنکھوں کے نہیں کرتے بدی پلکوں کی

"آنکھوں کے آگے ناک سوجھے کیا خاک" مشہور مثل ہے اسے ناسخ نے یوں نظم کیا ہے :-

ہے عیاں جلوۂ خدا ان بتان ہند میں ⁂ سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھوں کے آگے ناک ہے

"آنکھوں کے آگے سوئیاں رہ گئی ہیں" ــــ یہ کہاوت لوک لور سے متعلق ہے۔

داغ نے اس کا صرف اس طرح کیا ہے :-

جو بیٹھیں آنکھیں تو پلکیں بھی کوئی پل کی ہیں ⁂ رہی ہیں بس یہی آنکھوں کی سوئیاں باقی

"دال میں کالا ہے" اس کہاوت کو جان صاحب نے اپنے مخصوص رنگ میں اس طرح استعمال کیا ہے :-

بال ہیں بکھرے بند ہیں ٹوٹے ٹیڑھا کان کا بالا ہے
تاڑ لیا بس ہم نے بھی کچھ دال میں کالا کالا ہے

ذوق کا ایک شعر ملاحظہ ہو :-

دکھانے کو نہیں ہم مضطرب حالت ہی ایسی ہے ⁂ مثل ہے اور ہے ہو کیوں کیا صورت ہی ایسی ہے

اس طرح میر نے اپنے شعر میں پوری کہاوت نظم کر دی ہے۔ کہتے ہیں :-

گردش دنوں کی کم نہ ہوئی کچھ کرے ہوئے ⁂ روئے رکھے غریب نے تو دن بڑے ہوئے

الغرض قدیم اساتذہ کا کلام کہاوتوں اور محاوروں سے بھرا پڑا ہے، لیکن اب اس طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب شاعری صرف خیال کی رہ گئی ہے۔ زبان دانی سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی اس میں یوں تو وزن و سنجیدگی، فلسفہ و سیاست اور زندگی برائے زندگی، سب کچھ ہے لیکن زبان نہیں اور جب یہ بات جدید رنگ کے شاعروں سے کہی جاتی ہے تو کہتے ہیں "زبان درازی کرتے ہو!"

(لکھنؤ سے براڈ کاسٹ)

برج نارائن کا سرود وادن

۲۰ر فروری رات ساڑھے نو بجے

برج نارائن نے سرود وادن کی ابتدائی تعلیم اپنے والد رام نارائن سے حاصل کی جو کہ عالمی شہرت کے مالک سارنگی فنکار تھے۔ ان کے فن پر ان کے چچا، مشہور طبلہ نواز چتر لال کا اثر بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ بعد میں انھوں نے علی اکبر خاں سے سرود وادن کی تعلیم پائی۔

برج نارائن کے سرود وادن کی نمایاں خصوصیت تانوں میں راگوں اور درست زیر و بم کا خوب صورت امتزاج ہے۔ اس کے علاوہ وہ اپنے فن میں سارنگی کی تکنیک کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ ان کو فن کی داد ملک اور بیرون ملک ــــ ہر جگہ ملی ہے۔

منی کرشنا سوامی کا گائن

۲۷ر فروری رات ساڑھے نو بجے

منی کرشنا سوامی عصر حاضر کی ایک ایسی نمایاں فن کار ہیں جن کے پاس کلاسیکی روایات کا وسیع خزانہ ہے۔ موسیقی کی تعلیم انھوں نے نائیکر ورداچاری، بدالر کرشنا مورتی شاستری گل میسور واسودیو چاریہ اور رنی کے حیار اما ایر سے حاصل کی۔ خوش گلو فنکارہ منی کرشنا سوامی ملک میں اور بیرون ملک محافل موسیقی کی جان سمجھی جاتی ہیں۔

کمدنی لاکھیا کا کتھک رقص

کمدنی لاکھیا کتھک رقص کی صف اول کی فن کارہ ہیں۔ رقص کی تعلیم شمبھو مہاراج اور برجو مہاراج، سندر پرساد، رادھے لال مشرا اور عاشق حسین سے حاصل کی۔ بھارتی رقصوں کے بہتر علم کے لیے انھوں نے بھارت ناٹیم اور منی پوری رقص کی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ انھوں نے ملک کی اکثر اعلیٰ محافل میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی ــــ ۲۹ر جنوری
بمبئی ــــ ۵ر فروری
مدراس ــــ ۱۲ر فروری
کلکتہ ــــ ۱۹ر فروری

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۳۲۷/۳۴ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۱/۷۴۸ میٹر (۶۱۶۰ کلوہرٹز)

صبح
۵ - ۴۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵ - ۴۵ صبح گاہی
۶ - ۱۵ خبریں
۶ - ۲۵ شہر صبا
۷ - ۰۰ پرانی فلموں سے
۷ - ۲۰ شمع فروزاں
۷ - ۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷ - ۳۰ ساز سنگیت (سازینہ)
۷ - ۴۵ گزشتہ شب ۔۔۔ ۹ کی دوبارہ نشریات (بجز جمعہ)
جمعہ: ہم سے پوچھئے (I، III، V)
اب کی بار (II، VI)
۸ - ۰۰ آپ کی فرمائش
۸ - ۲۰ تاریخ ساز

۸ - ۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹ - ۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
۹ - ۰۵ آپ کی فرمائش (جاری)
(بجز جمعہ/اتوار)
۹ - ۱۵ لوک سنگیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار: آؤ بچو!
ہفتہ: گیت اپنے دیش کے
(حب الوطنی کے نغمے)
۹ - ۳۲ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
۱۰ - ۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷/۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)

میڈیم ویو : ۲۸۰/۰۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز) شارٹ ویو : ۳۱/۰۱ (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

دوپہر
۱ - ۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲ - ۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲ - ۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲ - ۰۷ اتوار: آپ کا خط ملا
پیر: دھنک (I)
نگاہِ انتخاب (III، V)
فلمی قوالیاں (II، VI)
منگل: بھکتی گیت (I، III، V)
میری نظر میں (II، IV)
بدھ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
جمعرات: دھوپ چھاؤں
جمعہ: سات سوال
ہفتہ: گیتا مجلی (I، III، V)
گیت آپ کے شعر ہمارے
(II، IV)

۲ - ۳۰ اتوار: گیتوں بھری کہانی (I)
محفل (II)
مشاعرہ (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر: دھنک (I)
نگاہِ انتخاب (III، V)
راگ رنگ (II، IV)
۲ - ۳۰ منگل: نغمہ و تبسم
(I، II، IV)
گیت سے گیت (III، V)
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: پنگھٹ (I، III، V)
یادیں بن گئیں گیت (II، IV)
جمعہ: حرف و غزل
ہفتہ: بزم خواتین

۳ - ۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں (I، III)
غیر فلمی قوالیاں (II، IV)
رنگ محل (V)
پیر: سازینہ
منگل: نئی نسل نئی روشنی
بدھ: فلمی دنیا (I، III)
رنگا رنگ (II، V)
بات ایک فلم کی (IV)
جمعرات: غیر فلمی قوالیاں
(I، III، V)

دریچہ (II، IV)
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
ہفتہ: پھر سنیئے
۳ - ۳۰ آپ کی پسند
۴ - ۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
۴ - ۱۰ آپ کی پسند
۴ - ۳۰ تبصرہ
۴ - ۳۵ آپ کی پسند
۴ - ۵۰ خبریں
۵ - ۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو ۴۲۷/۳ میڈیم ویو ۲۸۰/۰۱ شارٹ ویو ۹۱/۰۵

رات
۸ - ۰۰ خبریں
۸ - ۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸ - ۱۵ صدائے شام (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
(جمعہ کی سہ پہر کی مکرر نشریات)
۸ - ۲۰ جہاں نما (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
۸ - ۳۰ حسن غزل (علاوہ اتوار)
۸ - ۴۵ امر گیت (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
۹ - ۰۰ اتوار: کھیل کھلاڑی
(علاوہ پانچواں اتوار)
پانچواں اتوار: اردو دنیا
پیر: کلام شاعر
منگل: تقریر
بدھ: شہر نامہ (I، III)
شہ پارے (V)
دلی ڈائری (II، IV)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
جمعہ: تقریر
ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
۹ - ۱۵ آبشار (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
۹ - ۳۰ اتوار: کچہری کا رسے
پیر/بدھ غیر فلمی قوالیاں
منگل: علاقائی نغمے
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل

جمعہ: افسانہ (I)
کتابوں کی باتیں (III)
کہانی سنگیت کی (II، IV)
اِس سہ ماہی میں تھیٹر (V)
ہفتہ: جیون درپن
۹ - ۴۵ خبریں
۹ - ۵۵ آج کی بات
۱۰ - ۰۰ اتوار: رنگا رنگ (I، V)
جمال ہمنشیں (II)
ادبی نشست (III)
دھرتی کے رنگ (IV)
پیر: ایک راگ کئی روپ (I)
داستان ایک شہر کی (II)
شکریہ کے ساتھ (IV)
ایک ہی فلم کے گیت (III، V)
منگل: کھیل کے میدان سے
(I، III)
سائنس میگزین (II، V)
مشاعرہ (IV)
بدھ: ریڈیو دوستی (I، III)
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(II، IV، V) (۱۰-۱۵ تک)
جمعرات: آئینہ (II، IV)
فیچر (I، III)
ماضی کے دیار (V)
جمعہ: رد برد (انٹرویو/مباحثہ)
ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
۱۰ - ۱۵ بدھ: خط کے لئے شکریہ
(ساڑھے دس بجے تک
صرف بدھ)
۱۰ - ۳۰ تعمیل ارشاد

۱۰-۴۵ تاریخ ساز
۱۰-۵۰ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱-۲۵ شمع فروزاں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں (نصف شب)
۱۲-۰۵ رجنی گندھا (فلمی نغمے)
۱۲-۳۰ شب رنگ (بزم قوالی)
۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ ختم

منگل ۱۶ فروری

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۲۵ شہر صبا
پریتی چاؤلہ، خاربارہ بنکوی اور خاطر کا کلام
برجو مہاراج، غالب اور شفق کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
وی سی راناڈے، وائلن پرنٹ بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
رجنی کانت ڈلیسانی، خیال گوکبا بلاول

دوپہر

۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پریتی چاؤلہ، جگر مرادآبادی اور فراق گورکھپوری کا کلام
۹-۰۰ تقریر
۹-۱۵ آبشار
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رجنی کانت وی ڈلیسانی، خیال بے جے ونتی
۱۲-۳۰ شب رنگ
محفل قوالی

بدھ ۱۷ فروری

صبح

۶-۴۵ شہر صبا
رویندر گرہوڑ، شکیل بدایونی اور مشیر جھنجھانوی کا کلام
تیش ببر، غلام ربانی تاباں، حسن کمال اور فراق گورکھپوری کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
شرن رانی، سرود پر راگ اہیر بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سندھیا مکرجی، خیال گن کلی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ فلمی دنیا

رات

۸-۳۰ حسن غزل
رویندر گرہوڑ، داغ کا کلام
۹-۰۰ شہرنامہ
۱۰-۱۵ ریڈیو دوستی
۱۰-۳۰ خط کے لیے شکریہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سندھیا مکرجی: خیال بہاگ
۱۲-۳۰ شب رنگ

جمعرات ۱۸ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
اقبال بانو، داغ دہلوی اور فانی بدایونی کا کلام
بلال احمد خاں، حسن نعیم اور مخدوم محی الدین کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
پرکاش این سکسینہ، بانسری پر نٹ بھیرو
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
منور علی خاں: خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
اقبال بانو، غزلیں
۸-۴۵ 'جبرائیل'، ڈرامہ
ملیالم ڈرامہ کا اردو ریڈیائی عکس
۱۰-۰۰ میچ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
منور علی خاں، خیال
۱۲-۳۰ شب رنگ

جمعہ ۱۹ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سریندر کور، صبا افغانی کا کلام
مکند لال نکرہ: مجروح سلطانپوری اور اختر شیرانی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
امرت حسین خاں، ستار پر راگ میاں کی توڑی
۹-۰۰ آؤ بچو!
'آؤ مل کر سوچیں - تم آپس میں جھگڑتے کیوں ہو؟' تقریر
۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر

۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سریندر کمار، جگر مرادآبادی اور شکیل بدایونی کا کلام
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ کتابوں کی باتیں
۱۰-۰۰ رو برو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امین الدین خاں ڈاگر، الاپ، دھرپد اور راگ یمن
۱۲-۳۰ شب رنگ

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
آسا سنگھ مستانہ، غزلیں
سدیش سنہا، امیر مینائی اور سیماب اکبرآبادی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
اسد علی خاں، سرسوتی وینا اور بین
۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
سدھیشوری دیوی، ٹھمری بھیرویں اور دادرا

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ پھرنیے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
آسا سنگھ مستانہ، غزلیں
۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ حیون رہیں
۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد چاند خاں، خیال بہاگڑہ
۱۲-۳۰ شب رنگ

اتوار ۲۱ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ہیمنت کمار، فیاض ہاشمی اور ایس- ایچ- بہاری کا کلام
ملک پکھراج، حفیظ جالندھری اور فیض کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
منیر خاں سرندی، سرندے پر لوک دھن
۹-۰۰ آؤ بچو!
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۰ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ مشاعرہ
۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۹-۳۰ گجرے بن کارے
سندھیا مکرجی، ٹھمری، کھماج
۱۰-۰۰ ادبی نشست
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد سلامت علی خاں: خیال راگیشوری
۱۲-۳۰ شب رنگ

پیر ۲۲ فروری

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
انجلی بوس، فیض اور شکیل بدایونی کا کلام
احمد حسین، محمد حسین، ممتاز مرزا اور عمیق حنفی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بھگوان داس، سنطور پر راگ بسنت مکھاری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شروتی ڈبلیو شرولکر، خیال رام کلی

رات

۸-۳۰ حسن غزل

انجلی پوس ؛ ذوق اور مومن کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر
عزیزہ بالو داراب وفا
۱۰-۰۰ شکریے کے ساتھ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شروتی ڈبلیو شرولکر ، خیال کیدارہ
۱۲-۳۰ شب رنگ

منگل ۲۳ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
پشپا رانی ، محمود شام کا کلام
یونس ملک ، داغ ، قیصر قلندر
اور زبیر رضوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
کرشن شرما ، گٹار پر چارو کیشی
۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
سرفراز حسین خاں ؛ خیال بھٹیار
دوپہر
۲-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
پشپا رانی ، حسرت موہانی اور
فانی بدایونی کا کلام
۹-۰۰ تقریر
۱۰-۰۰ مشاعرہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سرفراز حسین خاں ، خیال ماروہ
۱۲-۳۰ شب رنگ

بدھ ۲۴ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) افروز بانو ، شمیم جے پوری اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام
(۲) تاج احمد ، مجروح سلطانپوری
مجاز لکھنوی اور غالب کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
نندلال گھوش ، سرود پر راگ توڑی
۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
ہیرابائی بڑودکر ، خیال للت
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ بات ایک فلم کی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
افروز بانو ، پارسا جے پوری اور
فرید ایوبی کا کلام
۹-۰۰ دلی ڈائری
۱۰-۰۰ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
۱۰-۱۵ خط کے لیے شکریہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرابائی بڑودکر ؛ خیال پوریہ
۱۲-۳۰ شب رنگ

جمعرات ۲۵ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) کرونا ابرول ، شکیل بدایونی ،
عرش ملسیانی اور اقبال کا کلام
اندر نارائن ، ساحر لدھیانوی اور
عزیز وارثی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
ونے کمار ، ستار وادن
۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
حسین بخش ، خیال گن کلی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
۸-۴۵ 'دعوت' ، ڈرامہ
ریڈیائی روپ : ممتاز مرزا
۱۰-۰۰ آئینہ
ادبی میگزین
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
حسین بخش ، خیال راگیشوری
۱۲-۳۰ شب رنگ

جمعہ ۲۶ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
انجلی بنرجی ، مصحفی اور
سراج لکھنوی کا کلام
اے ۔ رمیش کمار ، مخمور دہلوی
اور میر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بی ڈی سیٹھ دشی ، وائلن
۹-۰۰ آؤ بچو!
(۱) ہماری ریلیں ، تقریر
(۲) بچوں کی دنیا
(۳) بچوں کے خط
۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت
دوپہر
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
رات
۸-۳۰ حسن غزل
اے ۔ رمیش کمار ، صبا افغانی اور
عزیز وارثی کا کلام
۹-۰۰ تقریر
۹-۰۰ کہانی سنگیت کی
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ایرن رائے چودھری ، خیال مالکونس
۱۲-۳۰ شب رنگ

ہفتہ ۲۷ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) گھنشام داس ، غزلیں
(۲) ایرانگم ، جاں نثار اختر ، اور
ساحر بھوپالی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
استاد بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی پر راگ جونپوری
۹-۲۲ سویتا دیوی ، ٹھمری جوگیا اور
بھیروی دادرا
دوپہر
۲-۳۰ بزم موسیقی
۳-۰۰ پھرنیے
رات
۸-۳۰ حسن غزل
گھنشام داس ، غزلیں
۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ جیون درپن
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سویتا دیوی ، خیال
۱۲-۳۰ شب رنگ

اتوار ۲۸ر فروری

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) راجندر مہتہ ، نینا مہتہ ، جاں نثار اختر
اور کیفی اعظمی کا کلام
(۲) پشپا ہنس ، غزلیں
۷-۳۰ ساز سنگیت
گوپال کرشن ، وینا پر راگ بھوپالی توڑی
۹-۰۰ آؤ بچو!
۹-۲۲ چلتے چلتے
دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ غزلیں
۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں
رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۹-۳۰ کجربن کارے
پنا دیوی ، ٹھمری کھماج
۱۰-۰۰ دھرتی کے رنگ ۔ 'دہلی'
تحریر ، سید ضمیر حسن
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد نثار حسین خاں ، خیال نائیکی کانہڑہ
۱۲-۳۰ شب رنگ

غزل

لطف الرحمٰن

بوجھ جینے کا اٹھاتے رہے بیگاری میں
زندگی ساری کٹی موت کی تیاری میں

عمر بھر جس کے لیے جنگ زمانے سے رہی
سب سے آگے وہی نکلا مری غداری میں

اس کی آنکھوں میں ہنسی کا کوئی عکس نہ تھا
میں بھی خاموش رہا اس کی رواداری میں

ساری دنیا کو یقیں ہے مری سچائی کا
ساری دنیا ہے مگر اس کی طرفداری میں

اس کو بھی ناز رہا اپنی بلندی پہ بہت
میں بھی سرشار رہا نشۂ خودداری میں

تیری غزلوں میں عجب نور ہے لطف الرحمٰن
کوئی مصلوب ہے اسلوب کی تہہ داری میں

(اردو سروس سے)

سیڈیم ویو: دہلی الف ۳۶۶۴۲ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز دہلی "ب" ۲۹۳۰۹ میٹر ۱۰۲۷ کلوہرٹز

دہلی "ج" ۱۹۴۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز دہلی "د" ۲۴۶۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز

شارٹ ویو صبح ۸۰ بجے تک ۹۱۰۱۵ میٹر ۳۲۶۵ کلوہرٹز صبح ۱۵-۸ بجے کے بعد ۴۲۰۱۹ میٹر ۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۱۰۱۵ میٹر ۶۳ کلوہرٹز شام ۴۵-۵ بجے تک ۴۲۰۱۹ میٹر ۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۶۰ بجے سے رات تک ۹۱۰۱۵ میٹر ۳۲۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۶-۰۰
ہندی میں خبریں: ۸-۰۰، ۱۱-۰۵، ۱-۰۰، ۲-۱۰
۵-۰۰ (صوبائی خبریں) ۶-۰۵، ۷-۵۰ (علاقائی خبریں)
۸-۴۵، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت میں خبریں صبح ...، شام ۶-۱۰
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۱-۴۰

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، ۱-۰۰، ۲-۰۰، ۲-۲۰ (دھیمی رفتار سے)
۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں، صبح ۸-۳۰، شام ۷-۰۳، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
دہلی "د" ہندی میں خبریں، شام ۷-۳۰ انگریزی میں خبریں رات ۹-۱۵
کھیل کود کی خبریں شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

دہلی الف

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم، منگل دھون
۶-۰۵ دھرما کھیتی باڑی
۶-۳ کھیتی کی باتیں
۶-۳۵ رام چرت مانس
۶-۴۵ سور دھارا
۶-۵۵ آج کے پروگرام اور موسم
۷-۰۵ برج مادھوری (سوائے اتوار)
۷-۳ تیز پرساری
۷-۳۵ اردو گان (سوائے چیر منگل)
۸-۴۰ اردو مجلس (روزانہ)
۹-۰ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۲-۱۵ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۱۲-۳ بہنوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، جمعہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۲-۰۰ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲-۳۰ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۲-۳۰ موسم اور اختتام (اتوار ۳-۳۰)
۲-۱۵ مقامی اطلاعات اور گمشدہ لڑکوں کے لیے پروگرام
۲-۴۰ گرام سنسار (روزانہ)

۷-۰۰ کرشی جگت
۹-۳ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۷-۳۵ سائنیکی
۷-۴۵ وادیہ وادن
۱۱ وادیہ وند
۱۱-۱ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح
۶-۰۰ وندے ماترم
۶-۰۵ انگریزی میں پروگرام (روزانہ)
۶-۲ گیتکا (سوائے پیر)
۷-۲ سنگیت سدھی
۹-۲ ۳ بجے کا پروگرام
۹-۲ سماری (سوائے بدھ)
۲ اختتام (اتوار ۱۲)

دوپہر
۳-۱ موسم کا حال (انگریزی میں)
۴-۱۵ اسپورٹس ریویو
۵-۵۰ امارون کی راتے
۵-۵۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۶-۵ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۷ بچوں کا پروگرام
۷-۳ مارسنگیت
۷-۳۵ اردو مجلس
۸-۱۵ سماچار درشن (اتوار بدھ جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (منگل جمعرات ہفتہ)
یونیورسٹی اسپورٹس ریویو

۹-۲۵ سماچار پتروں سے
۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں سار سنگیت)
۹-۳۵ ہندی موسیقی (اتوار کو...)
۱۱-۵ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د
یووانی

صبح
۶-۰۰ آج کا پروگرام (ہندی)
۶-۰۵ بھجن
۷-۲۵ وگیان وودھا
۷-۵ وادیہ سنگیت، وادیہ وادن
۸-۰۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۵ وندنا گان
۸-۳ مغربی موسیقی
۹-۰ اختتام (اتوار ۱۰)

شام
۶-۵۵ آج کا پروگرام
۷-۰۵ محفل
۷-۵ ٹیلنگ یا تھرو ہندی (ایسے سنتا)
۸-۰۵ ان دی گرو ، پاپ میوزک،
۸-۵۰ یا تھرو انگریزی (منگل سے جمعہ)
۹-۰۰ ردم
۱۰-۰۰ اختتام

منگل ۱۶ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ غلام دستگیر خاں، ستار
۱۱-۰۲، شام ۵-۴۰
نصیرالدین خاں گورے، ستار
۱۱-۳۰ رویندر کمار ادھیشری، ستار
نواب سراج خاں، طبلہ

شام
۵-۰۵ گیان وگیان
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۰۰ سدھ سنگیت
۹-۳۰ 'اپنا کچھ اختیار ہو جیسے' ناٹک
تحریر، ذکیہ انجم
ہدایت، ستیندر سرت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
کماری الکا دیو

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نزاکت علی خاں، سلامت علی خاں
گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر
۳-۱۵ / ۴-۰۲
رجنی سکینہ، گیت، غزل
۳-۳۰ غلام دستگیر خاں، ستار

شام
۶-۴۵ / ۸-۴۵
جگدیش سہگل، گیت، غزل، بھجن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، تقریر

بدھ ۱۷ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ سدیشوری دیوی، گائن
۱۱-۰۲ سیشری سین، گائن
۱۱-۳۰، ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
ہری سنگھ و ساتھی، شہنائی

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ 'وداوینتر' جھلکی
تحریر، این آر شنڈن
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ نصیر احمد خاں، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گرجا دیوی، گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر
۳-۱۵ / ۴-۰۲
اے سیتا پروا، اڑیسی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵ / ۸-۴۵
لکشمن داس سندھو، غزلیں
۹-۳۰ یووانی سے انتخاب

جمعرات ۱۸ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۳۰
بھوپندر سیتل، گائن
۱۱-۰۲ شجاعت حسین خاں، ستار

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
۵-۰۵ سنسکرت کاریہ کرم
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۰۰ سدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شجاعت حسین خاں، ستار
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر
۳-۱۵ / ۴-۰۲
مدھولتا بھٹناگر، بھجن

۳ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶ - ۴۵ ، ۸ - ۴۵
ارملا ناگر ، گیت ، بھجن ، غزلیں
۹ - ۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۱۹ فروری

دہلی 'الف'
صبح
۸ - ۱۰ ، ۱۱ - ۳۰ ، رات ۹ - ۰۰
سرفراز حسین خاں ، گائن
۱۱ - ۰۲ ، شام ۵ - ۴۰
پنالال چورسیہ ، وائلن
دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
شام
۵ - ۵۵ گرھوالی سنگیت
۸ - ۰۰ گاندھی چرچا
۸ - ۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں
۹ - ۳۰ 'گرم کوٹ' ، ناٹک
تحریر : راجندر سنگھ بیدی
ہدایت : بھرنگ تپکاری
۱۰ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
روی شنکر ، ستار
۷ - ۵۰ سنگم
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
دوپہر
۳ - ۱۵ ، ۴ - ۰۲
میرا داس گپتا ، رابندر سنگیت
۳ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶ - ۴۵ ، ۸ - ۴۵
محمد یعقوب ، غزلیں
۹ - ۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۲۰ فروری

دہلی 'الف'
صبح
۸ - ۱۰ ، ۵ - ۴۰ ، رات ۹ - ۰۰
ریتا گنگولی ، ٹھمری ، دادرا
۱۱ - ۰۲ وشنو پرشاد و ساتھی ، شہنائی
۱۱ - ۳۰ پریم لتا پوری ، گائن

دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
رات
۸ - ۰۰ سواستھ رکھشا
۸ - ۱۵ آج کے اتتھی
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
برج نارائن ، سرود وادن
دہلی 'ب'
صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
ٹھمری ، دادرا
۷ - ۵۰ سنگم
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
دوپہر
۳ - ۱۵ ، ۴ - ۰۲
نرملا سنگھ ، گیت ، بھجن
۳ - ۳۰ وشنو پرشاد اور ساتھی ، شہنائی
شام
۶ - ۴۵ ، ۸ - ۴۵
سیما شرما ، گیت ، بھجن ، غزل
۹ - ۱۰ اور گیسٹ آرٹسٹ

اتوار ۲۱ فروری

دہلی 'الف'
صبح
۸ - ۱۰ ، رات ۹ - ۰۰
اجیت سنگھ ، وچترو وینا
۹ - ۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰ - ۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت
۱۱ - ۰۲ یووا وانی سے
۱۱ - ۳۰ کرناٹک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۱۵ 'جھلکا ، جھلکی'
تحریر : راج کمار داغ
ہدایت : بی آر بھارگو
۲ - ۳۰ 'گرم کوٹ' ، ناٹک
تحریر : راجندر سنگھ بیدی
ہدایت : بھرنگ تپکری
۵ - ۳۰ سنسکرت پاٹھ
۵ - ۳۵ کرناٹک سنگیت
رات
۸ - ۰۰ رابندر سنگیت
۸ - ۱۵ ساہتیکی
۹ - ۳ محفل
۱۰ - ۰۰ چین

دہلی 'ب'
صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
ہمانشو بسواس اور روبن گھوش
بانسری اور وائلن
دوپہر
۲ - ۱۵ ، ۴ - ۰۲
دنیش کمار ، ہوائین گٹار پر دھن
۳ - ۳۰ اختر نواز ، گائن
شام
۶ - ۴۵ ، ۸ - ۴۵
پرساد گیت
۹ - ۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۲۲ فروری

دہلی 'الف'
صبح
۸ - ۱۰ اتیندر کمار مونیترا ، سرود
۱۱ - ۰۲ چندرکانت پنڈت ، گائن
۱۱ - ۳۰ ، شام ۵ - ۴۰ ، ۹ - ۰۰
چنتامنی جین ، جل ترنگ
دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
۱۲ - ۳۰ 'اپنا کچھ اختیار ہو جیسے' ، ناٹک
تحریر : ذکیہ انجم
ہدایت : ستیندر شرت
رات
۸ - ۰۰ سواستھ رکھشا
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰ - ۰۰ کرشنا نشٹ اور بھارتی چکرورتی
گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
شنو کمار شرما ، برج بھوشن
۷ - ۵۰ سنگم
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
دوپہر
۳ - ۱۵ ، ۴ - ۰۲
الیس میمادیوی ، منی پوری گیت
۳ - ۳۰ اتیندر کمار مونیترا ، سرود
شام
۶ - ۴۵ ، ۸ - ۴۵
سریندر کور ، گیت ، بھجن ، شبد
۹ - ۳۰ انگریزی تقریر

منگل ۲۳ فروری

دہلی 'الف'
صبح
۸ - ۱۰ ضمیر احمد خاں ، ٹھمری ، دادرا
۱۱ - ۰۲ سی این بنرجی ، ستار
وجے کرشن ، طبلہ
۱۱ - ۳۰ چھوٹو رام ، گائن
لوکمار ، طبلہ
دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
شام
۵ - ۴۰ گائن
۸ - ۰۰ ادیوگ منڈل
۸ - ۱۵ ہندی میں تقریر
۹ - ۳ 'شان دہلی' ، فیچر
تحریر و ہدایت : ایف سی ماتھر
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
کاتنک شیشادری
دہلی 'ب'
صبح
۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی
پروین سلطانہ ، گائن
۷ - ۵۰ سنگم
۹ - ۱۰ لوک مادھوری
دوپہر
۳ - ۱۵ ، ۴ - ۰۲
کرناٹک سنگیت
۳ - ۳۰ ضمیر احمد خاں ، ٹھمری ، دادرا
شام
۶ - ۴۵ ، ۸ - ۴۵
صلاح الدین احمد ، گیت ، غزل
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۲۴ فروری

دہلی 'الف'
صبح
۸ - ۱۰ ، ۱۱ - ۳۰ ، رات ۹ - ۰۰
نینا دیوی ، ٹھمری ، دادرا
۱۱ - ۰۲ ظفر احمد خاں ، ستار
بال کرشن ، طبلہ
دوپہر
۱۲ - ۰۲ لوک بھارتی
شام
۵ - ۴۰ گائن

ساغر نظامی — 'بیتے دنوں کی منورنجک یادیں' عنوان کے تحت آپ کی تقریر دہلی 'الف' سے نشر کی گئی۔

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۹-۰۰ 'جھلکو، جھلکی'
تحریر : راج کمار داغ
ہدایت : بی آر بھٹناگر
۸-۱۵ وتھیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ پیوش پنوار : سنطور

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نرملا دیوی : گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر
۲-۱۵، ۲-۰۲
جمیل سمیع قوال، ساتھی : قوالی
۲-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵، ۷-۴۵
کمل ہنس پال، گیت بھجن، غزل
۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۲۵ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
کملا سہگل، کویتا سہگل، گائن
۱۱-۰۲، رات ۸-۳۰
مرلی کرشن : ستار
۱۱-۳۰ سبھ سنگیت
۱۱-۴۵ ٹھمری

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم

شام
۸-۱۵ ہندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک
'آشا کا نام دیویانی'
تحریر : جینت کمار داس
ہدایت : بھارت رتن بھارگو
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نرمل بنرجی : ستار
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر
۲-۱۵، ۲-۰۲
منا چکرورتی : راجستھانی لوک گیت
۲-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
جمیل احمد : غزلیں
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۲۶ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
دیوورت چوہدری : ستار
۱۱-۰۲، شام ۵-۴۵، ۸-۳۰
بے نظیر بیگم : ٹھمری، دادرا

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی

شام
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں
۹-۳۰ 'اٹکھیلیاں' ناٹک
تحریر : سریندر گلاٹی
ہدایت : دینا ناتھ
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر
۲-۱۵، ۲-۰۲
نرمل سنگھ نرمل : بھجن
۲-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
بھائی اوتار سنگھ، گوربچن سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۲۷ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰
نصیر ظہیر الدین، نصیر فیاض الدین ڈاگر
دھرپد
۱۱-۰۲ نندہ حسن : ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ سعید ظفر خاں : ستار
نارائن پرساد : طبلہ

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی

رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
منی کرشن سوامی : گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ہیرابائی بڑوڈکر : گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر
۲-۱۵، ۲-۰۲
کان موتی ہار : سندھی گیت
۲-۳۰ نندہ حسن : ٹھمری، دادرا

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
مہندر پال : بھجن
۹-۳۰ اورکیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۸ فروری

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، رات ۹-۳۰
شرافت حسین خاں : گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ کیشو رگھوناتھ تلیگاونکر : گٹار
۱۱-۰۲ یوواوانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر
۱۲-۱۵ لوک جھونک
۲-۳۰ 'اٹکھیلیاں' ناٹک
تحریر : سریندر گلاٹی
ہدایت : دینا ناتھ
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۲۵ کرناٹک سنگیت

رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ سبھ سنگیت
۱۰-۰۰ چین
استاد رجب علی خاں : گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شوبھا گرٹو : گائن

دوپہر
۲-۱۵، ۲-۰۲
سگم سنگیت
۲-۳۰ شرافت حسین خاں : گائن

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ (الف) ۲۸۵/۱۰۶ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز
〃 لکھنؤ (ب) ۲۲۳/۲۰ میٹر ۱۳۴۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ (الف اور ب) ۹۳/۲۹ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز صبح ۹ بجے تک اور شام اور رات
〃 لکھنؤ 〃 ۴۸/۸۲ میٹر ۶۱۸۰ کلو ہرٹز صبح ۸-۰۰ کے بعد
〃 لکھنؤ 〃 ۴۸/۳۱ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز دوپہر کے بعد

خبریں

ہندی انگریزی: ۶-۰۰ بجے (عالمی خبریں)
ہندی: صبح ۸ بجے، دوپہر ۱-۰۰ اور ۲-۱۰ بجے، شام ۵-۶ شب ۸-۴۵ اور ۱۱ بجے
انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰ شب ۹-۰۰ اور ۱۱ بجے
سنسکرت صبح ۷-۰۰ بجے اور شام ۶-۱ بجے
اردو: صبح ۸-۵۰ اور شب ۹-۱۵ بجے
نیوز ریڈر ہندی: صبح ۹-۰۰ بجے صبح کی بجلی صبح ۹-۰۵ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۳ بجے پرادیشک سماچار: صبح، شام ۷-۲ بجے

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۲۰ آرادھنا
۶-۳۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵ وچار دھنو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۵ بالسس گھاں
۷-۱۵ آپ کے آس پاس، بیو (اتوار)
۷-۳ سنسکرت شکشا (پیر جمعرات)
تلگو شکشا (منگل، جمعہ، ہفتہ)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱ اس ماس کے گیت (اتوار)
۹-۱۵ بچوں کے لئے دھوپ واد (اتوار)
۹-۳ پھلجھڑیاں (اتوار)
۹-۳۰ بال سنگم (اتوار)
۱۰-۳ روپواریہ سنگیت سبھا (اتوار)
۱۱-۳ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ برادری (اتوار)
۱۲-۱۰ پوندیار بھینوں کیلئے
اتوار اور چھٹیوں کے علاوہ
۱۲-۳۰ کاریگیل جیلوں کیلئے (اتوار)
لے جلد گھنے (پیر)

سب رس (جمعہ)
جنتر منتر سے (جمعرات، جمعہ)
۱۰-۱ آج اتوار ہے (اتوار)
گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
گرام جیتی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۳ جوانوں کے لیے
۲-۲۰ وگیان اور کسان
۲-۳۵ موسم کا حال اور اختتام

شام
۵-۰۰ دیش گاں ۳-۵ لوک گیت
۵-۳ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال
۶- گمشدہ افراد سے متعلق اطلاعات
۶-۱۵ ترک، ریڈیو گوشٹھی (اتوار)
مریدر سنگل (اتوار کے علاوہ)
۶-۴۵ آج اور کل کے کاریہ کرم
۶-۵۰ کسانوں کے لیے
(منگل، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشٹھی (منگل اور جمعہ)
۷-۳ لوواوالی

شب
۸- ہندی تقریر
(اتوار، پیر، بدھ، جمعرات، جمعہ)

۹-۳ انگریزی تقریر (اتوار، جمعہ)
۹-۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
۹-۵۰ گیت سنگیت (اتوار)
پریوار کلیان پر تقریر (جمعہ)
۱۰-۱۰ ساہتیکی (پہلے اور چوتھے پیر کو)
۱۰-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ ب

صبح
۵-۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹-۳۰ اختتام
۹-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق (اتوار)

دوپہر
۱۲-۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۲-۳۵ اختتام

شام
۵-۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۵-۴۵ اثرات پروگرام
(لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق

شب
۱۱-۱۰ اختتام

منگل ۱۶ فروری

صبح
۷-۱۵ روزگار سے متعلق اطلاعات
(روزانہ)
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
فخر دین فخر وطن
مولانا قاسم نونہروی
بات چیت: جمیل مہدی
کلام شاعر
فنا نظامی کانپوری
۹-۱۰ وگیان چرچا

رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۷ فروری

صبح
۷-۴۵ ساز غزل
غزلوں کا خاص پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام: لطیفے ہی لطیفے
شرکا: جناب عتیق حنفی
کملا پتی مصر، دائی ڈی پنڈت
شفاعت علی
۹-۱۰ ورات ۸-۳۰
ہریال سنگو ترا: خیال

دوپہر
۱-۱۰ ورات ۱۰-۳۰ سرود ولن

رات
۹-۵۰ پریوار کلیان پر خفنو تری

جمعرات ۱۸ فروری

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام
۹-۱۰ ورات ۱۰-۳۰
افضل حسین خاں نظامی: خیال

رات
۹-۳۰ جنیدکی جھانکی

جمعہ ۱۹ فروری

صبح
۷-۳۰ سورویلا
ہندی میں نظم خوانی
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
سنگم سے سرجو اور گومتی تک
لائبریریز
بات چیت: ڈاکٹر ایس ایم
عقیل رضوی
افسانہ: عائشہ صدیقی
۹-۱۰ ورات ۸-۳۰
محمد اسماعیل: ستار

رات
۱۰-۳۰ مانک ورما: خیال

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: خواتین کیلئے
ان کی بھی اہمیت تھی
منیارن: بات چیت
امینہ لقمان
شاعرہ کا کلام
عفت بانو زیبہ کاکوروی
۹-۱۰ منن خاں: طبلہ سولو

دوپہر
۱-۱۰ راگ رنگ
امرت خاں: ستار وادن

رات
۸-۰۰ پرلیسنواد
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کانیشنل پروگرام

اتوار ۲۱ فروری

صبح
۷-۳۰ آپ کے آس پاس: فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام
بولتی تحریریں
اردو کلاسیکی ادب سے انتخاب

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے: جھلکی

رات
۱۰-۰۰ پنڈت منی رام: خیال
۱۰-۳۰ عبدالحلیم جعفر خان
ستار وادن

پیر ۲۲ فروری

صبح
۹-۱۰ ورات ۸-۳۰
کمار لال مصر: طبلہ سولو

رات
۸-۰۰ مولانا ابوالکلام آزاد کے
یوم وفات کے موقع پر خاص پروگرام

۱۰-۳۰ مہاشیوراتری: خاص پروگرام

منگل ۲۳ فروری

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
فخر دین فخر وطن
مولانا محمد رابع
کلام شاعر
ایم کوٹھیاوی راہی
۹-۱۰ وگیان چرچا

رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۴ فروری

صبح

۷-۴۵ ساز غزل
غزلوں کا خاص پروگرام

۸-۳۰ اردو پروگرام: مزاحیہ خاکہ
عبدالمجیب سنبھالوی
مزاحیہ کلام
استاد رامپوری

۹-۱۰ رات ۱۰-۳۰
رتن کمار سنہا: سرود وادن

دوپہر

۱۰-۱ گنگوبائی ہنگل: خیال

رات

۸-۲ لکشمی شنکر: ٹھمری

۹-۵۰ پریوار کلیان پر تلو تری

جمعرات ۲۵ فروری

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
طرحی شعری نشست

۹-۱۰ و رات ۱۰-۳۰
اشوک گوسوامی
وائلن وادن

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر

۹-۲۰ نیشنل پروگرام فیچر

جمعہ ۲۶ فروری

صبح

۷-۳۰ سور دیلا
ہندی میں نظم خوانی

۸-۳۰ اردو پروگرام: بیگزین پروگرام
سنگم سے سرجو اور گومتی تک
رقص و موسیقی، بات چیت

ٹھاکر جے دیو سنگھ
افسانہ: محترمہ شمیم صادق

۹-۱۰ و رات ۸-۳۰ و ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی: خیال

رات

۹-۲۰ ڈرامہ

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: بچوں کیلئے
کانپور کے چڑیا گھر کی سیر، فیچر
پیشکش: کماری اوما چکبست

۹-۱۰ ڈی وی لیکر: خیال

دوپہر

۱-۱۰ راگ رنگ

رات

۸-۰۰ دکاس یاترا

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۸ فروری

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس: فیچر

۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ بستیاں ہماریاں
قصبہ پوایاں
فیچر پروگرام
پیشکش: شفاعت علی

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے: جھلکی

رات

۸-۰ ہندی تقریر

۹-۵۰ گیت سنگیت

۱۰-۰۰ بسنت راؤ دنیش پانڈے
خیال

۱۰-۳۰ پنا لال گھوش: بانسری وادن

غزل

شہریار

یہ کیا ہوا کہ طبیعت سنبھلتی جاتی ہے
ترے بغیر بھی یہ رات ڈھلتی جاتی ہے

اس اک افق پہ ابھی تک ہے اعتبار مجھے
مگر نگاہ مناظر بدلتی جاتی ہے

چہار سمت سے گھیرا ہے تیز آندھی نے
کسی چراغ کی لو پھر بھی جلتی جاتی ہے

میں اپنے جسم کی سرگوشیوں کو سنتا ہوں
ترے وصال کی ساعت نکلتی جاتی ہے

یہ دیکھو آ گئی میرے زوال کی منزل
میں رک گیا مری پرچھائیں چلتی جاتی ہے

(آکاشوانی لکھنؤ)

رامپور

۳۳۳-۳ میٹر (۹۱۸ کلو ہرٹز)

خبریں

عالمی خبریں: ہندی صبح ۷-۳ تا ۷-۵، انگریزی صبح ۲-۷ تا ۷-۵
[illegible] صبح ۸-۰ دوپہر ۱-۱۰ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
ہندی میں سماچار [illegible] صبح ۹-۰ [illegible] صبح ۹-۵ پرادیشک سماچار شام ۷-۶
انگریزی میں خبریں صبح ۸-۰ دوپہر ۲-۰ رات ۹-۰ اردو میں خبریں صبح ۸-۰ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم، [illegible] اور [illegible]
[illegible]

۶-۳۵ [illegible] (علاوہ جمعہ، جمعہ کو دھرم چرچا)

۷-۴ سمو اکس لوں [illegible]

۷-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۰ [illegible] سماچار

۸-۳ [illegible] (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ [illegible]
اتوار: آج اتوار ہے

۸-۲۵ [illegible] پروگرام
[illegible] (ہر جمعہ کو)
[illegible] (علاوہ [illegible])

۹-۲ لوک گیت

۹-۳ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)

۹-۱ [illegible]

[illegible] (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳ آپ سنئے (ہر اتوار کو)
[illegible]
آپکی پسند (منگل اور جمعرات کو)

سور سنگم (ہر بدھ کو)
[illegible] (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)

۱۲-۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)

۱-۰ پروگراموں کا خلاصہ

۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
[illegible] (ہر ہفتہ کو)
دھرتی کہتی ہے
(پہلے تیسرے اور پانچویں منگل کو)
بھجن راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامیں مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)

۲-۱ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)

۲-۲ فرمائشی سنگیت (ایک ہی کلاکار)

۲-۲۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱ علاقائی سوچنائیں

۶-۳ یووانی

۷-۰ کرشی جگت

۷-۴۵ پریوار کلیان ورش وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپکے لئے دوسرے اور چوتھے بدھ کو
شہ تاؤں کے سنگ (ہر [illegible] کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
[illegible] (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)

۸-۰ نغمہ سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوئیبار
منگل: سنسکرت پروگرام

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ،
جمعرات اور ہفتہ کو)

۹-۲۰ وادیہ وند (ہر منگل کو)

۹-۳ ساز اور آواز

۹-۳۰ چہار بیت (ہر اتوار کو)
[illegible] (ہر جمعہ کو)

۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ وند (پیر اور منگل کو)

۱۰-۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

منگل ۱۶ فروری

صبح

۷-۴۵ سبھاتا چکرورتی، سگم سنگیت

۸-۲۰ سمن سریواستو، لوک گیت

دوپہر

۱-۲۰ شیو کمار شرما، سنطور

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

۷-۴۵ 'گھر کی تلاش' جھلکی
تحریر: رتی لال

محمد احمد خاں: نعت و قوالی

۸-۲۰ مردولا سکسینہ، انوپم سریواستو

دوپہر

۱-۱۰ 'آنچل'
(۱) تقریر از سروج اپادھیائے
(۲) تقریر از ناہید محبوب

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
روشن آرا بیگم: گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) تقریر از ڈاکٹر بھگوان سنگھ
(۲) 'نانڈکی سبزیاں زیادہ فائدے مند'
تقریر از بھوپال سنگھ ملک

بدھ ۱۷ فروری

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰

جمعرات ۱۸ فروری

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ مردولا شرما و سکھیاں، لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
بعادتیہ مکرجی، ستار وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) 'آم کی فصل کی حفاظت' تقریر
۸-۰۰ جونے بار
شجاعت حسین خاں، غزلیں

جمعہ ۱۹ فروری

صبح
۷-۲۰ کاویہ سوربھ
رمیش چند ترویدی 'شب'
۸-۲۰ نشی مشرا و سکھیاں، لوک گیت
۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
برکت علی خاں، گائن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۸-۰۰ الکا پرکاش، بھجن گیت

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۰۰
آشا بھونسلے، گیت، بھجن
۸-۲۰ لوک گیت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
تقریر، ڈاکٹر وی کے سہگل
۷-۴۵ جن وانی
'صبح کی سیر' انٹرویو پر مبنی
پیشکش، اندر جیت سنگلا
۸-۱۵ شیو نارائن، طبلہ وادن

اتوار ۲۱ فروری

صبح
۸-۲۰ رمیش گوریا، لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کے لیے
'میڈم ڈیسوزا' جھلکی
تحریر: جوالا پرشاد
۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) 'ماں کا دودھ کتنا فائدہ مند'
(۲) تقریر

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۸-۰۰ منور حسین جالی، غزلیں

پیر ۲۲ فروری

صبح
۷-۴۵، رات ۸-۴۵
جمیل احمد، غزلیں
۸-۲۰ ٹی این شرما، لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ بندیا
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
پنڈت روی شنکر، ستار وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) ڈاکٹر مہندر سنگھ، تقریر
(۲) عرفان احمد ملک، تقریر
۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام

منگل ۲۳ فروری

صبح
۷-۴۵ دیش گان
۸-۲۰ سریتی کول، لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰ بسنت راؤ دیش پانڈے
شاستریہ سنگیت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

بدھ ۲۴ فروری

صبح
۷-۴۵ اوشا شنڈن، سگم سنگیت
۸-۲۰ شکنتلا سریواستو، لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ 'آنچل'
مذاکرہ 'سرشٹا':
انور جہاں بیگم، اسنیہ لتا اور
آشا اگنی ہوتری
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
راجندر پرسنا: بانسری وادن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
ڈاکٹر امریک سنگھ: تقریر
۸-۰۰ راحت علی: تقریر

جمعرات ۲۵ فروری

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ سروج سریواستو اور سکھیاں
لوک گیت
سندلیش آریہ: لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
بیگم اختر، گائن

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
'آکاشوانی گاؤں میں'
۸-۰۰ جونے بار
شوبھا ماتھر، غزلیں

جمعہ ۲۶ فروری

صبح
۷-۳۰ کاویہ سوربھ
ڈاکٹر ششی تیواری اور
کیلاش چند اگروال
۸-۲۰ ششی تیواری و سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
سودیپ کمار مترا، گٹار

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۸-۰۰ انوپم سریواستو، سگم سنگیت

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح
۷-۴۵ منیر احمد خاں، غزلیں
۸-۲۰ سوبھ نرائن لال، مکند کمار
لوک گیت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
ڈاکٹر گلشن لال، تقریر
نریندر سنگھ، تقریر
۷-۴۵ نئے پرکاش
ڈاکٹر وشنو اگروال
۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی، گیت، بھجن
۸-۱۵ کنکنا بنرجی، ٹھمری

اتوار ۲۸ فروری

صبح
۸-۲۰ ودیاوتی سنہا اور سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ آپ کے لیے
'ریزگاری' جھلکی
تحریر: راجیش کمار جین
پیشکردہ: جوالا پرشاد

دوپہر
۱-۱۰ پریوار جگت

شام
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۸-۰۰ ہیمنت کمار، سنگیت

غزل
غفار شاکر

رہ روِ شوق خفا کتنے ہیں حالات نہ دیکھ — کتنے دشوار ہیں درپیش مقامات نہ دیکھ
جھانک کر دیکھ کہیں دل میں کوئی زخم نہ ہو — صرف ہونٹوں سے چھلکتے ہوئے نغمات نہ دیکھ
ہے پسِ پردۂ تقریر تخاطب تجھ سے — میرے جذبات سمجھ صرف حکایات نہ دیکھ
جان دے کر ہی ترے در کی رسائی جو ملی — میرے ہاتھوں میں نہیں اب کوئی سوغات نہ دیکھ
ذوقِ دیدار سلامت رہے تیرا شاکر
کس قدر ہیں رخِ جاناں پہ حجابات نہ دیکھ

آکاشوانی ناگپور سے نشر

الہ آباد

الہ آباد الف ۲۹۲/۴ میٹر ۱۰۲۶ کلو ہرٹز
الہ آباد بی ۲۰۲/۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز

منگل ۱۶ فروری

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰ ، رات ۸-۳۲
پرنب کمار مکرجی ، سگم سنگیت
۱۰-۴۵ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۳۰
ون مالا پوتیسکر ، خیال

بدھ ۱۷ فروری

صبح

۹-۱۰ ، دوپہر ۲-۱۰ ، رات ۸-۱۵
بھولاناتھ ، بانسری وادن
اشوتوش بھٹاچاریہ ، طبلہ سنگت

رات

۱۰-۰۰ 'ایک اور روبوٹ' ناٹک
تحریر ، مدراراکشس

جمعرات ۱۸ فروری

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
مکتا بوس ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۱۰ ، رات ۸-۱۵
باگیشوری دیوی ، ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۱-۵۰ شام ۶-۰۰ ، ۶-۵۰
سیتارام سیٹھ ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوریلا
کاویہ پاٹھ ، رامیشور شکل 'انچل'

جمعہ ۱۹ فروری

صبح

۷-۲۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۱۵
سریندر شنکر ، ستار

رات

۸-۰۰ 'آپ اور قانون'
بیاہ اور طلاق سے متعلق قوانین کے
بارے میں ایک ماہر سے گفتگو
۹-۳۰ 'سلیں اور تلبھی' سوریہ والا کی کہانی
کا ریڈیو روپانتر
روپانتر ، رادھے شیام اپادھیائے

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
نارائن رت باجپائی ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱۲-۴۵ ، رات ۸-۱۵
احمد جان تھرکوا ، طبلہ
وی ایس سنگھ ، خیال

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۲۱ فروری

صبح

۸-۲۰ استاد فیاض خاں ، خیال
۱۰-۴۵ (۱) نیاز احمد خاں ، فیاض احمد خاں
خیال
(۲) علی اکبر خاں ، سرود
(۳) مانک ورما ، خیال ، ٹھمری

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر پریوار
'کیا لڑکیاں پڑھائی کو ہتھیار بنا سکتی
ہیں' ، مباحثہ
شرکا ، ڈاکٹر امیلا پرکاش ، اسکشا رانے
سجاتا گھوش ، کرشن سروپ آنندی
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'سیوک سیلانی کیسی جھلکے'
تحریر و پیشکش
ششی پنجابی

رات

۸-۰۰ 'بچے کا بھوشیہ اور پریوار کا آکار' بات چیت
شرکا ، تحسین اسد شاہ ، ڈی ڈی ایل تیجہ
اور کرشن موہن اگروال

پیر ۲۲ فروری

صبح

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، شام ۶-۴۵
پنالال گھوش ، بانسری

رات

۸-۰۰ 'ہماری ودیتان ویاپار پدھتی ، کچھ ویوہارک
پہلو ، مکت ویاپار کی سویدھائیں'
بات چیت
۸-۱۵ پاگل داس ، پکھاوج وادن
۱۰-۰۰ ساہتیک ریڈیو پتریکا
۱۰-۳۰ رام چتر ملک ، خیال

منگل ۲۳ فروری

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
پرتیما سنگھ ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۲۰
گیتا بنرجی ، ٹھمری اور دادرا

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

بدھ ۲۴ فروری

صبح

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۸-۱۵
رویندر نارائن گوسوامی ، ستار
بدری مہاراج ، طبلہ سنگت

رات

۱۰-۰۰ 'گنوالوندی' سوولیشور دیال سکسینہ
کی کویتا کا ناٹیہ روپ

جمعرات ۲۵ فروری

صبح

۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۲۰ ، رات ۸-۱۵
منیر خاتون بیگم ، ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۱-۵۰ ، شام ۶-۰۰ ، ۶-۵۰
بجولال ہیلا ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'جیون کی سندھیائیں'
۱۰-۰۰ برہم دیو داس گپتا ، سرود

جمعہ ۲۶ فروری

صبح

۷-۲۰ ، ۹-۱۰ ، رات ۸-۱۵
نرمل کمار رائے ، ستار

رات

۹-۳۰ سنسکرت پتریکا
۱۰-۳۰ میرا کھنوا ڈکر ، خیال

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح

۷-۴۵ ، دوپہر ۱-۱۰
شکیل احمد ، سگم سنگیت
۸-۲۰ ، ۹-۱۰ ، دوپہر ۱۲-۴۵ ، رات ۸-۱۵
درگا پرشاد اور ساتھی ، شہنائی

اتوار ۲۸ فروری

صبح

۸-۲۰ ایم آر گوتم ، خیال
۱۰-۴۵ (۱) برج نارائن ، سرود
(۲) لکشمی شنکر ، خیال اور بھجن

دوپہر

۱۲-۳۰ گھر پریوار
'بیاہی سے میں کنواری بھلی تھی'
انٹرویوز پر مبنی پروگرام
پیشکردہ ، ہیرا چڈھا
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'بندر کی اولاد' مزاحیہ جھلکی
تحریر ، گلاب چند یادو
۱-۳۵ ، رات ۸-۳۰
مہندر کپور ، سگم سنگیت

رات

۹-۴۵ اپہار
روی شنکر ، ستار

آواز کی قیمت
فی کاپی ۵۰ پیسے سالانہ ۱۰ روپے
دو سال ۱۸ روپے تین سال ۲۵ روپے

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۴۲۳/۶ ۳ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۴۴/۳۲۶ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹/۶ میٹر ۱۴۳۰ کلو ہرٹز (شام ۰۰-۱۰-۶ تا ۳۰-۶ تک)

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶، ۲۰-۶ (پرادیشک سماچار) رات ۴۵-۸، ۵۰-۱۱
پنجابی میں خبریں : صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک سماچار) شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱
اردو میں خبریں : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبرنامہ) ۲۵-۹ تبصرہ
روزگار سماچار : شام ۴۰-۷

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۲۵ وندے ماترم انگل دھن
۶-۳۰ آرادھنا بھگتی سنگیت
۶-۵۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ پربھتی، پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۰ آسا دی وار (اتوار)
۷-۲۰ بھیٹی بھجن (صرف اتوار)
۷-۲۰ آپ کے اترس (اتوار)
ساہتیہ سدھا، سنسکرت پروگرام (پیر)
اجالاں دی والے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور جمعہ)
ترانے (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)
۹-۱۵ بال جگت : بچوں کیلئے پروگرام (ہفتہ)
۱۰-۰۰ جانو رشماں
ہفتہ وار کھیتی باڑی پروگرام (اتوار)
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش، سننے والوں کی فرمائش پر فلمی سنگیت (اتوار)

۹-۳۰ اختتام (اتوار ۱۵-۱۱ تک)
دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند، سننے والوں کی پسند
پنجابی گیت (پیر)
کرگلاں کچھ گیت (منگل)
۱۲-۳۰ ماری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۱۲-۳۵ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)
۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور آت کھیتی پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۲-۳۰ لوک گیت : چیدہ چیدہ فنکار
۲-۴۵ دیمی رفتار میں ہندی میں سماچار
ملینن
شام
۵-۰۵ بال واڑی
(دیہاتی عورتوں کیلئے پروگرام (پیر)
پھلواڑی (جمعہ)
۵-۱۵ لوک گیت
۵-۳۰ گرامی وچار (روزانہ)

۶-۰۰ سنتھا یہ سہاسن (مقامی اطلاعات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۶-۲۰ پرادیشک سماچار (ہندی)
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا (جمعہ)
لوک رچی سماچار (جمعرات)
۸-۲۰ ادھیا پکوں کے لیے (ہفتہ)
۹-۲۵ تبصرہ (اردو)

جالندھر (ب)
صبح
۱۰-۱۰ ودیارتھیوں کے لیے پروگرام
شام
۶-۰۰ یووانی : نوجوانوں کے لیے
۶-۴۵ یونیورسٹی براڈ کاسٹ
۷-۰۰ دیس پنجاب
پنجابی میں دیہاتی پروگرام
۸-۰۰ اختتام

منگل ۱۶ فروری

صبح
۷-۳۰ اسکانن، خیال اہیر بھیرو
۸-۲۰ رمیش رنگیلا و ساتھی، لوک گیت
۸-۵۰، شام ۰۵-۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ جاگرت
پنجابی میں گھریلو فیچر
دوپہر
۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کرتار سنگھ رملا، لوک گیت
شام
۵-۱۵ جونت رائے بیگانہ اور ساتھی
بھیتاں
۸-۰۰ 'خواتین اور ملازمتیں'
تقریر از چمن لال کرپال
۸-۱۰ غزلیں
۸-۲۰ کویتا پاٹھ، کمار وکل
۹-۲۰ وگیان جگت
۱۰-۰۰ منگل شبد کی محفل موسیقی
کماری الکا داس، گائن

بدھ ۱۷ فروری

صبح
۷-۳۰ شریلوکا لیکر، خیال اہیر بلاول
لچھمن سنگھ، طبلہ سنگت
۸-۲۰، دوپہر ۱۵-۱۲، رات ۲۵-۸
سگم سنگیت
۸-۵۰ سورن لتا، لوک گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ لچھمن سنگھ، طبلہ وادن
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سر سیدر شندا، لوک گیت
شام
۸-۰۰ پنجابی وارتا
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے
۱۰-۳۰ شریلوکا لیکر، خیال ناٹکی کانہڑہ
لچھمن سنگھ، طبلہ سنگت

جمعرات ۱۸ فروری

صبح
۷-۳۰ سیا بہاری سرن، جلترنگ وادن
۸-۲۰ رجنی دیوی، لوک گیت
۸-۵۰ قوالی
۹-۱۵، دوپہر ۱۵-۱۲، شام ۵۰-۷
سگم سنگیت
دوپہر
۱۲-۰۰ سیا بہاری سرن، جلترنگ پر بھیروی
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سعیدہ بانو، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ ہربھجن سنگھ ناہل و ساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ سرخنا
پنجابی میں ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

جمعہ ۱۹ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۰۰-۱۲، رات ۳۰-۱۰
غلام مصطفےٰ خاں، خیال
توڑی/شدھ سارنگ/درباری
۸-۲۰، ۱۵-۹، دوپہر ۱۵-۱۲، شام ۴۵-۷
سگم سنگیت
۸-۵۰ نم دور سنگھ امن و ساتھی، صوفیانہ کلام
دوپہر
۲-۳۰ رنبیر سنگھ رانا، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ نرسیدر بیبا، لوک گیت
۸-۰۰ قانون کا کہنا ہے "آئے کر سمبندھ میں"
ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ جسدیو کمار یملا جٹ، لوک گیت

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۰۰-۱۲
ڈی کے متر، ستار پر
راگ للت/پیلو
۸-۲۰، ۱۵-۹، رات ۳۰-۸
سگم سنگیت
۸-۵۰، شام ۰۵-۵
پنجابی گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ لوک رنگ
لوک سنگیت کا پروگرام
۲-۲۰ ساڈے آس پاس
شام
۵-۱۵ جگت سنگھ جگا، لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
برج نارائن، سرود

اتوار ۲۱ فروری

صبح
۶-۲۰ آسا دی وار
۷-۲۵، رات ۳۰-۸
سگم سنگیت
۷-۴۵ پرتی بمب
۸-۵۰ ہندی گیت
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گیت
دوپہر
۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ مولا سنگھ ڈھاڈی اور ساتھی
واراں

۷-۴۵ جاگرت
پنجابی میں گھریلو فیچر

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

۱۰-۰۰ شبد گائن

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال کیدار

پیر ۲۲ فروری

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ، خیال اہیر بھیرو
اور جے جے ونتی

۸-۲۰، رات ۸-۲۵
سگم سنگیت

۸-۵۰ ہنسراج و ساتھی، بھینٹاں

۹-۱۵ جھلکی

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
پنجابی گیت

۱۲-۳۰ ہندی گیت

۲-۳۰ گردھاری لال اور ساتھی
بھینٹاں

رات

۸-۰۰ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ سوداگر مل کومل اور ساتھی
بھینٹاں

منگل ۲۳ فروری

صبح

۷-۳۰، شام ۷-۴۵
این راجم، وائلن پر راگ دیسی اور
راگ نیلامبری

۸-۲۰ پورن چند وڈالی اور ساتھی
لوک گیت

۸-۵۰، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت

۹-۱۵ جاگرت
پنجابی میں گھریلو فیچر

دوپہر

۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت

۲-۳۰ امجیت سنگھ گورداسپوری
لوک گیت

شام

۵-۱۵ گورمیت کور باوا اور ساتھی
لوک گیت

۸-۲۰ پنجابی کویتا پاٹھ

۹-۳۰ پنجابی میں پرچرچا

۱۰-۰۰ ودے خاں، ستار وادن

بدھ ۲۴ فروری

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
کیشپ چندر، خیال آساوری
اور مارو بہاگ

۸-۲۰، رات ۸-۲۵
سگم سنگیت

۸-۵۰ سنت سنگھ بندرا، لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، رات ۸-۳۰
بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت

۲-۳۰ ملکھی رام، لوک گیت

شام

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۹-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گیت

جمعرات ۲۵ فروری

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
سکھ دیو سنگھ، وائلن پر
راگ بھیرو/بندابنی سارنگ

۸-۰۰ شوکت علی ماتوی، لوک گیت

۸-۵۰ قوالی

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۰۵
ودیا ساگر راسپال،
بھجن/گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۳۰ سوہندر سنگھ پردیسی، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ جگجیت سنگھ زیروی، لوک گیت

۸-۰۰ تخلیق
اردو میں ادبی پروگرام

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

جمعہ ۲۶ فروری

صبح

۷-۳۰ لیش پال، خیال رام کلی
پون کمار ورما، طبلہ پر سنگت

۸-۵۰ محمد تقی قوال اور ساتھی، صوفیانہ کلام

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۳۰
اجیت کور، بھجن/گیت و غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ پون کمار ورما، طبلہ پر جپ تال

۲-۲۰ سگم سنگیت

۲-۳۰ سریندر سنگھ سمن، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ جگموہن کور، لوک گیت

۷-۴۵ اجیت کور، غزلیں

۸-۰۰ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ جسبیر سنگھ خوشدل، لوک گیت

۱۰-۳۰ لیش پال، خیال چھایانٹ
پون کمار ورما، طبلہ سنگت

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
پرشوتم داس مہتہ، ستار پر راگ
نٹ بھیرو/پہاڑی

۸-۲۰، شام ۷-۴۵
محمد سلیم قوال اور ساتھی
کافی/غزلیں

۸-۵۰، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت

۹-۱۵ بھائی دویندر سنگھ، شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ (۱) جیون سنگھ چنن پوری و ساتھی
لوک گیت
(۲) بھائی دویندر سنگھ، شبد

۲-۳۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۱۵ کرشن لال بریجی جٹ اور ساتھی
لوک گیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

غزل

پروین کملا اشک

کھلونے دیکھتا ہے چیختا ہے
وہ بچپن ہی میں بوڑھا ہو گیا ہے

وہ کیا جانے کہ بادل کیسے برسیں
جو واٹر پروف چادر اوڑھتا ہے

کبھی ہم جس کی چھت پر کھیلتے تھے
سُنا ہے آج وہ گھر ڈھ گیا ہے

کسی سے پوچھ لو میرا ٹھکانہ
نگر کا بچہ بچہ جانتا ہے

ہوا کا آدمی آیا کہ آیا
نقیبِ شہر مجھ سے کہہ گیا ہے

وکالت بھی ہے یارو کیسا پیشہ
وہ سچ کو جھوٹ ثابت کر گیا ہے

مجھے بھولوں کے کمرے میں بٹھا کر
مداری اشک جی! خود چھپ گیا ہے

(جالندھر)

اتوار ۲۸ فروری

صبح

۷-۲۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۸-۳۰
سگم سنگیت

۷-۴۵ پرتی بمب

۸-۵۰ ہندی گیت

۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گیت

۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت

۲-۳۰ امر سنگھ لکھمن پوری و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ کشمیر سنگھ شمبو، لوک گیت

۷-۴۵ جاگرت
پنجابی میں گھریلو فیچر

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

۱۰-۰۰ شبد گائن

۱۰-۳۰ گنیش رام چند بھیرے لوآ
راگ شدھ کلیان اور ترانہ

روھتک

میڈیم ویو ۲۴۷٫۲ میٹر ۱۲۱۴ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک)
دوسری مجلس: ۱۲-۲۸ سے ۳-۱۰ تک
تیسری مجلس: ۵-۲۸ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۰ اور ۷-۰۵ شام بھگتی سنگیت
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۸-۲۰ لوک سنگیت (اتوار کو بچوں کیلئے)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر
۱-۱۰ فلمی سنگیت
۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ (سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت (بدھ کو ننھے منے)
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ مقامی اعلانات
۹-۱۵ ایک فلم سے

منگل ۱۶ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵ گگن گوئیا: سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڈھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بھیم سین جوشی: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ سنتوش کماری: لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سنتوش کماری: لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ سیما شرما: گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دوستی'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۷ فروری

صبح
۷-۱۰ بیگم اختر: سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سنگھ بندھو: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
۲-۳۰ سورج بھان سانگی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
کہانی اور گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سورج بھان سانگی: لوک گیت
۷-۴۵ منہر: گیت، غزل
۸-۰۰ ہندی تقریر
۸-۳۰ مناڈے: گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'داغ'
۹-۳۰ چہ چا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۸ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵ مانک لال ورما: سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسا ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۳۰ جگدیش چندر شرما، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ گڑھوالی سنگیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ رونا لیلیٰ: گیت
۹-۱۵ آپکا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۹ فروری

صبح
۷-۱۰ منجو بترہ: سگم سنگیت
۷-۲۵ فریدہ آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پرکاش وڈھیرہ: بانسری
۸-۲۰ لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۳۰ گلاب سنگھ کھانڈیوال: لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بچ کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
گلاب سنگھ کھانڈے وال، لوک گیت
۷-۴۵ محمد رفیع: گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ لتا منگیشکر: غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شان'
۹-۳۰ 'تیسرے پہر کی دھوپ' ناٹک

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵ مینو پرشوتم: سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ استاد فیاض حسین خاں: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ کھیر نیبے
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
۲-۳۰ لال چند شرما: لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سوال و جواب
۶-۱۰ اتر پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
لال چند شرما، لوک گیت
۸-۰۰ بیانہ درشن
۸-۳۰ کنول سدھو
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شاکا'

اتوار ۲۱ فروری

صبح
۷-۱۰ لکشمی نارائن پراشر: سگم سنگیت

۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بسم اللہ خاں، ولایت خاں
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ سجن کور سدھو اور سکھیاں
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ بھائی بخشیش سنگھ اور ساتھی
شبد
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سلسلہ'
فیچر
۹-۳۰
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۲ فروری

صبح
۷-۱۰ امندین محمد مین، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
کندن لال شرما، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ نیت رام و ساتھی اور رام کمار
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بنگالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
نیت رام و ساتھی، لوک گیت
۷-۴۵ یونس ملک: سگم سنگیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

۸-۳۰ تلمیذ سنگھ، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بے نام'

منگل ۲۳ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
جیوتی چودھری، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اجیت سنگھ پنٹل، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ نرملا دیوی پنو، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ ہماچل پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
نرملا دیوی پنو، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ مہندر کپور، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'اس نے کہا تھا'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۴ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
معین الدین خاں، غزلیں
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راس بہاری دتہ، ستار
۸-۲ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کیرتنیں
۱-۴۰ آٹھویں جماعت کیلئے درس
۲-۲۰ پیارے رام دھیا، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
تقریر
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی

۶-۳۰ گرامین سنسار
پیارے رام دھیا، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
آج کل
۸-۲۰ افضال اقبال و ساتھی، قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'آپ کے دیوانے'
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۲۵ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
مدن لال شرما، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴ طلبا کیلئے
۲-۲۰ لال چند، لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ شام جیتی، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۲۶ فروری

صبح
۷-۱۰ جسپال سنگھ، غزلیں
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ دیال سنگھ رانا: بانسری
۸-۲۰ لوک سنگیت
۸-۳ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گانی پنکتی
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ اوما دتہ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ راجستھانی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
اوما دتہ، لوک گیت
۷-۴۵ وید سیٹھی، سگم سنگیت
۸-۰۰ وکاس کلب
۸-۳۰ غلام علی، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'لو ان ٹوکیو'
۹-۳۰ ہیلتھ میگزین

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
طلعت احمد، سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکوشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ علاؤ الدین خاں، سرود
۸-۲۰ لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ چہ رشتے
۱-۰۰ وِرندگان
۱-۴۰ اساتذہ کے لئے
۲-۲۰ تارہ وتی دھیا و سکھیاں
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
تاراوتی دھیا اور سکھیاں
لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ مہدی حسن، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'میں تلسی تیرے آنگن کی'

اتوار ۲۸ فروری

صبح
۷-۱۰، شام ۴۵-۷
مدھوبالا سکسینہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڈھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ سمتر کمار چودھری، وائلن
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ وِرندگان

(باقی ص ۴۲ پر)

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷/۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۹۳/۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹/۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵
۵-۴۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵ اور ۸-۴۵۔ صرف ہفتہ کو رات ۱۱-۱۰
رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵، سنسکرت: صبح ۷-۰۵، اردو: صبح ۱۱-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۵ گیان، وندو اور وندنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ سامائیکی
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
۹-۳۰ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۲۰ اختتام
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲-۲۰ سنہری کرنیں
۲-۴۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام

شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام: لاہول سپتی (اتوار، منگل، جمعہ)
۵ - ۳ کنری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبا پانگی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چنو منو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت/دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۱۱-۰۵ پر)

منگل ۱۶ فروری

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۵۵ سمے کی بات
۷-۳۰ سنگیت
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۹-۰۵ چٹکا

دوپہر
اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۰۰ انگریزی سبق

شام
۶-۰۰ سامانک چرچا

رات
۸-۰۰ سنگم سنگت
۸-۲۵ سب رس
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۲۵ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۰-۰۰ سنگل غب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۷ فروری

صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۴۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
یاترا ۱۹۴۷ تک کی
پانچواں پڑاؤ ۱۹۴۷
تقریر: ستیہ ودت بھنڈاری

رات
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشئے ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۱۸ فروری

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر
۹-۰۵ ایک کلاکار

دوپہر
۱۲-۰۰ جتنے چھوٹے اتنے کھوٹے
بات چیت
ڈاکٹر ڈی ایس۔ پوری
پہیلی

شام
۵-۵۰ لوک گیت
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھکتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین
۱۰-۰۰ بات چیت

جمعہ ۱۹ فروری

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ دیش گان
۷-۴۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
کہانی

شام
۶-۰۰ سامانک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہمالیہ کے پراچین واسی
تقریر: ڈاکٹر للتا پرساد پانڈے
۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دیش گان
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۷-۴۰ اساتذہ کیلئے

رات
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہم درشن
ہندی میں علاقائی
ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۱ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۱۰ لوک رچی سماچار
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووادانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲-۰۰ سیگزین پروگرام
۱۲-۳۰ بال گوپال

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۳۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام

رات

۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ قانون اور وکیل
۹-۳۰ گیت بہاڑا ہے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار پروگرام

پیر ۲۲ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ جیون جیوتی
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دلیش گان
۹-۱۵ انگریزی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۳ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۲۵ براڈلیشک سنگیت
۹-۰۵ چٹکا
۱۲-۰۰ انگریزی سبق

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۰-۰۰ مکمل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۴ فروری

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۵ شاسوت وانی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
سبھی کے لئے تعلیم
کال چکر

رات

۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۵ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دلیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۲۵ ریڈیو ڈائری
۹-۰۵ ایک کلاکار

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
جھلانگ وگیان کی

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام۔ ناٹک

جمعہ ۲۶ فروری

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ دلیش گان
۷-۴۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۹-۰۵ محفل

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
انگریزی کویتا پاٹھ

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ تقریر: ڈاکٹر ہنس راج تبرما
۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دلیش گان
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ اسپورٹس پروگرام
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ہمارا اسٹر: ردیپ

شام

۷-۴۰ اساتذہ کے لئے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۹-۱۵ ہم درشن
ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۸ فروری

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک رچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں: بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووادانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲-۰۰ بات چیت
۱۲-۳۰ بال گوپال

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۳۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ وگیان شرم
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

بقیہ

روہتک

۲-۲۰ رام کمل چھروال، لوک سنگیت

شام

۵-۲۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار: آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ اسلم صابری، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'درد'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف ۲/۲۰۲۰ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز — بھوپال ب ۲/۲۴۳ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۵-۴۵ ۔ ۴۹۹۰ کلو ہرٹز

صبح ۸-۰۳ تا ۹-۲۰، ۹-۴۵ — ۹

صبح ۹-۴۵ تا ۵-۱۵/۵-۴۵ شام ۵ } ۱۸۰،۷ کلو ہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۱-۲۰ رات ۲۲۱۵۰ کلو ہرٹز

رائے پور ۹/۵/۳۰ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز — گوالیار ۴/۲۱۶ میٹر ۱۳۹۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲/۲۵۴ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں صبح ۸-۰۵/۹ (پرادیشک سماچار)

دوپہر ۱-۱۰، ۲-۴۵، شام ۵-۶

رات ۸-۴۵/۱۱-۰۵ (صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں صبح ۹-۱۰، ۱۰-۰۰

دوپہر ۱۲-۱۰، ۱۰، شام ۰-۶

رات ۹-۰۰ (۱۰ صرف ہفتے کو)

منگل ۱۶ر فروری

صبح

۸-۲۰ دیپا شرما : لوک گیت

۸-۲۰ شیام کمار : سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
'غالب کے کلام میں غالب کی زندگی' مذاکرہ
شرکا : عبدالقوی دسنوی،
عشرت قادری، آفاق احمد
نذرِ غالب : عابد اختر

دوپہر

۱-۳۰ اشونی کمار پاٹھک : کاویہ دھارا

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

رات

۸-۰۰ یگ بودھ

بدھ ۱۷ر فروری

صبح

۸-۲۰ سچن مترا : سگم سنگیت

۸-۳۰ گریجا دیوی : شاستریہ سنگیت

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۲-۳۰ دیوی داس کشوہا اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
سرلیش سرواستو : کاویہ پاٹھ

۱۰-۰۰ گریجا دیوی : شاستریہ سنگیت

۱۰-۳۰ ہری پرساد چورسیہ : بانسری

جمعرات ۱۸ر فروری

صبح

۸-۲۰ شیرادھر : سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
رشی پریم : وچتر وینا

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۳ سوین دھر : سگم سنگیت

۲-۳۰ رام سیوک : لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
گرام لکشمی : دیہی عورتوں کیلئے

۸-۰۰ ہندی تقریر
ماکھن لال چترویدی، شری کانت جوشی

۱۰-۰۰ گیتا پریم : خیال

جمعہ ۱۹ر فروری

صبح ۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
تلسی چکرورتی : سگم سنگیت

۸-۳۰ پی شام سندر نائیڈو : شاستریہ سنگیت

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۲-۳۰ وشو کرما کمل اور ساتھی : لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
'ملا رموزی' فیچر
تحریر : ڈاکٹر عزیز انصاری

ہفتہ ۲۰ر فروری

صبح

۸-۲۰ رشپال ورما : سگم سنگیت

۸-۳۰ اے کانن : خیال

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
اودھیش شادہ لواستہ : کاویہ پاٹھ

۲-۳۰ موہن رام سہگانے اور ساتھی
لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
دیہی بچوں کے پروگرام کونسل کے ساتھ

۸-۰۰ سائنس پتریکا
وگیان وگیان : تقریر

اتوار ۲۱ر فروری

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۹-۵۰ سبھ سنگیت : امرناتھ

دوپہر

۱-۴۰ امرناتھ : خیال راگداری

۲-۳۰ منی ماہور : لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی

پیر ۲۲ر فروری

صبح

۸-۲۰ رگھویندر نارائن شرما : سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
کے آر سرنگے : وائلن

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۳۰ درپن : خطوطی پروگرام

منگل ۲۳ر فروری

صبح

۸-۲۰ رمیش کمار شرما : سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
'بزمِ سخن'
شرکا : موسیٰ بھائی، دانش مالوی
نسیم بھوپالی، وکیل بھوپالی،
مقصود عمرانی اور آنند موہن اعجاز

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا : سجل مالویہ

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

۲-۳۰ گودھن لال کشوہا : لوک گیت

رات

۸-۱۵ پستک سمیکشا
تحریر : ڈاکٹر دیویندر دیپک

بدھ ۲۴ر فروری

صبح

۸-۲۰ رمیش کمار بیل : سگم سنگیت

۸-۳۰ آروی گرو : بانسری

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا

۲-۳۰ تیج رام بھارتی : لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از مہرالنسا پرویز

۹-۳۰ ترنگ
ناٹک از مرنال پانڈے
پیشکش : کملا سکینہ

۱۰-۳۰ آروی گرو : بانسری

جمعرات ۲۵ر فروری

صبح

۸-۲۰ پدما دیو : سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
ایس کے داس گپتا : سرود

۹-۱۰ اسکول براڈکاسٹ

دوپہر

۱-۳۰ اودھیش پرساد ترپاٹھی : سگم سنگیت

۲-۳۰ سیتارام تیواری : لوک گیت

۱۵-۷ چوپال
گرام لکشمی، دیہی خواتین کیلئے
۰۰-۸ 'مدھیہ کال کی مسلم کویتریاں'
ہندی تقریر از اماپرساد سریواستو

جمعہ ۲۶ فروری

صبح
۲۰-۸ پریم لتا رنگا سوامی، سگم سنگیت
۳۰-۸ ارمیلا داس گپتا، اپ شاستریہ سنگیت

دوپہر
۳۰-۱ پورنیما مکرجی: سگم سنگیت
۳۰-۲ رتن لال کشواہا و ساتھی، لوک گیت

رات
۰۰-۸ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) افسانہ از اطہر راہی
(۲) گھر کے چراغ
(۳) کتابوں کی باتیں، آفاق احمد

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح
۲۰-۸ میرا ہرنے، سگم سنگیت
۳۰-۸ شاستریہ سنگیت
روی شنکر، ستار
علی اکبر خاں، سرود

دوپہر
۳۰-۱۲ مہیلا سبھا
۳۰-۱ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ، گیان چند
۳۰-۲ گھنشام داس، لوک گیت

شام
۱۵-۷ چوپال
دیہی بچوں کے پروگرام کونسل کے ساتھ

اتوار ۲۸ فروری

صبح
۲۰-۸ بال سبھا
۳۰-۱۰ شاستریہ سنگیت
مادھوری مذیکر، خیال

دوپہر
۳۰-۱ راگداری
مادھوری مذیکر، خیال
۳۰-۲ جگموان داس شرما، لوک گیت
۳۰-۹ 'تنہا تنہا'، ناٹک
تحریر: ایم اے شاد
پیشکش: میناکشی مشرا

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) ۲۰۰۴ میٹر ۱۴۰۳ جے پور اب ۳۰۰۰-۳ میٹر ۳۷۵ کلو ہرٹز
اجمیر ۲۱۵-۲۹ میٹر ۱۰۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۲-۲، ۳-۴۵، شام ۰۵-۶
رات ۴۵-۸ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار) ۰-۱۱
انگریزی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۰-۲ (صرف اتوار) ۰۰-۱، ۲، شام ۰۰-۹
رات ۰۰-۹ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۰۰-۱۱)
صوبائی خبریں: ہندی، صبح ۰۰-۹، شام ۰۰-۵، راجستھانی، شام ۱۵-۰
سندھی میں خبریں: صبح ۲۰-۰، شام ۱۵-۶
سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۰، شام ۱۰-۶، ہندی میں سماچار پتر صبح ۰۰-۹

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۳۰-۶ منگل دھونی: وندے ماترم
۳۵-۶ وندنا
۰۵-۷ روپ ریکھا اور موسم
۱۰-۷ کرسان ری بات (بازار بھاؤ روزانہ)
۲۰-۷ رامائن پاٹھ
۳۰-۷ سامائیکی
۵۰-۸ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا (اتوار)
۱۵-۱۰ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵ اور اتوار ۳۰-۱۰-۱۱)

دوپہر
۵۰-۱ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۱۰-۳ اختتام

شام
۰۵-۵ یووادانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۰۰-۶ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۲۵-۶ ضلع کی چھٹی
۳۰-۷ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات
۳۰-۱۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۰-۱۱ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

منگل ۱۶ فروری

صبح
۲۰-۷ مانس گان
۳۰-۷ روی موہن بھٹ: وائلن
بہر راگ چارو کیشی
۱۰-۹ و ۴۰-۱ ۔
بال مکند شرما: لوک گیت

رات
۱۵-۷ ضلع کی چھٹی: ڈونگر پور
۰۰-۸ راجستھلی: کادیہ ماک
راج کویتا پاٹھ
ڈاکٹر گوردھن سنگھ شیخاوت
۱۵-۹ کھلا آکاش
۳۰-۹ سندھی پروگرام
تنہا جی ذنیاسس

بدھ ۱۷ فروری

صبح
۲۰-۸ راجستھلی: وارتا
سرک روسایخ: راکل نیم
منک ماتر سوں پریم: اسلام
آلیکھ: اے۔ ڈی بکل
۰-۹ و دوپہر ۱-۱
لوک گیت: نریندر کمار شرما

دوپہر
۳۰-۱ رام گوپال ڈانگی
خیال گوڑ سارنگ

شام
۰۵-۵ یووادانی
مان سک سواستھ کیوں
اور کیسے، بھینٹ وارتا
۳۰-۶ سندھی پروگرام
نئی روشنی نوا وچار
یوواؤں کے لئے پروگرام
۳۰-۷ کرشکوں کیلئے

رات
۰۰-۸ سواستھ چرچا: ملیریا
کارن اور اپچار، بھینٹ وارتا
۳۰-۹ ناٹک
سفید مٹی کی مینا
مکیش ملوا کر کے مول گجراتی ناٹک
کا ہندی ریڈیو عکس
ترجمہ: ہریش واسوانی
ہدایت: دجے دی کھت
۳۰-۱۰ لوک گیت:
سنہالتا شرما

جمعرات ۱۸ فروری

صبح
۵۰-۷ دیووانی
۲۰-۸ ہندی وارتا
۱۰-۹ لوک گیت
سوشیل کمار ڈانگی

دوپہر
۱۰-۱ مہیلا جگت: وارتا کرم
ڈ ہ دن اب کہاں
جب گھونگھٹ میں گوری
شرماتی تھی
آلیکھ: چندر کانتا اکڑ
(۲) گیت
(۳) ان کی کہانی ان کی زبانی
۴۰-۲ لوک چاؤ کے راجستھانی میں
ساپتاہک سماچار

شام
۲۵-۶ نرمان کے سور
۳۰-۹ آکاشوانی وچار گوشٹھی
کیا پریوار نیوجن کی کامیابی
کے لئے سماجک آندولن
آنوار یہ ہے؟
۳۰-۱۰ شاستریہ سنگیت

جودھپور

جودھپور ۵۶۴/۹ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ۲۵۰/۶ میٹر ۱۱۹۰ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت
۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)
۵-۰۵ یوواوانی
یوواترنگ اور ودیارتھی پروگرام
(منگل اور جمعہ)
۵-۳۰ نوترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)
۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
تیوجنی سوچنائیں (پیر و جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
تاردا سنگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)
۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں رہنے والے سامعین کیلئے ملاجلا پروگرام
۸-۲۵ ایک کلاکار
۹-۱۵ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل، جمعرات)
ملے جلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)
۱۰-۰۰ بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

جمعہ ۱۹ فروری

صبح

۷-۲۰ مانس گان
۸-۲۰ ہندی وارتا
۹-۱۰ لوک گیت: سوہنی دیوی

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت: جسراج جامریہ
۲-۲۰ ودھالیہ پرسارن
۲-۴۰ سموہ گان

رات

۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح

۷-۲۰ مانس گان
۸-۳۰ لوک گیت: چندر لیکھا شرما
۹-۲۰ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت: اللہ جلائی بائی
۱-۳۰ پیارے خاں
ستار پر راگ ملتانی
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی: جالور

رات

۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
ہماری مشترکہ تہذیب اور تمدن رسم و رواج
تقریر: ڈاکٹر فضل متین
کلام شاعر
مولانا خالق
۹-۱۵ کھلا آکاش
۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۱ فروری

صبح

۷-۳۰ گوپال مشرا
سارنگی پر راگ بیراگی
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
۱۰-۵۰ روپک: آدمی اور شیر
تحریر: سلطان سنگھ
پیشکش: مدن شرما

دوپہر

۱۲-۰۰ مہلاجگت
ناٹک: سپنوں کا محل
تحریر: ڈاکٹر پشپا حکانی
سوامی دیانند اور شیوراتری
وارتا: بی۔ ڈی۔ گپتا
۱-۱۰ آپ کی فرمائش: موسم

شام

۵-۵۵ روزگار سوچنائیں
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
۸-۰۰ انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ رم جھم: پتریکا پروگرام
جھلکی
تحریر: گوند کلا
گیت: کاندان کلپت
۱۰-۳۰ گوپال مشرا
سارنگی پر راگ مدھوکونس

پیر ۲۲ فروری

صبح

۶-۵۵ پربتی بنب
۸-۲۰ و ۹-۱۰
لوک گیت: سورج مل پارتی

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت: گوری دیوی
۱-۵۰ کوشلوک: موسم

شام

۶-۳۰ ادھوگ جگت
۸-۰۰ کوی وانی
جیوتی پرشاد بادل
۹-۱۵ سماچار ترنگ
۱۰-۰۰ سوموار یہ راتریکالین سنگیت سبھا

منگل ۲۳ فروری

صبح

۷-۲۰ مانس گان
۹-۱۰ لوک گیت
کپور چند گردھو

دوپہر

۱-۱۰ سہیلیاں ری باڑی
۲-۴۰ سموہ گیت
۷-۲۰ کرشکوں کے لئے
۸-۰۰ راجستھلی
باتاں ری پھلواڑی
راج کہانی
تحریر: جنک راج پاریکھ
۹-۳۰ سندھی پروگرام
تنہا جی چٹھی ملی
کلام
فلمی و غیر فلمی گیت
۷-۳۰ کرشکوں کے لئے
۹-۳۰ ملکھ منتری عام آدمی کے بیچ
۱۰-۳۰ پربھودیال ڈانگی
لوک گیت

بدھ ۲۴ فروری

صبح

۸-۲۰ راجستھلی
۹-۱۰ و دوپہر ۱-۱۰
لوک گیت: ہنومان پرشاد

شام

۵-۰۵ یوواوانی
بڑھتی آبادی اور لیوا مانس
شِلپ کار
حیدر علی، شتشی کلا بھارگو
بنجیولتا دیاس
۶-۳۰ سندھی پروگرام

جمعرات ۲۵ فروری

صبح

۸-۲۰ راجستھان میں دور بین
ودھی سے مہلا نس بندی
ڈاکٹر بی۔ این۔ شرما

دوپہر

۱-۱۰ مہلاجگت
دیوا ٹیک وگیاپن کتنے سہایک

شام

۶-۲۵ لوک دھارا
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی: کوٹہ
۸-۰۰ راجستھلی

ڈاکٹر نریندر بھاناوت
٩-١٥ کھلا آکاش
١٠-٣٠ شاستریہ سنگیت

جمعہ ٢٦ فروری

صبح
٨-٣٠ سیدھ سنگیت
٩-١٠ لوک گیت
یشولتا چودھری

دوپہر
١-١٠ لوک گیت
چھوٹو رام پارٹی
٢-٣٠ ددھالیہ پرسارن

شام
٥-٥٥ روزگار سوچنائیں
٦-٣٥ و رات ١٠-٣٠
سورج نارائن پروہت
بانسری پر راگ پیلو اور
راگ مدھو کونس

ہفتہ ٢٧ فروری

صبح
١٠-.. کرساں ری بات
٣-.. مانس گان
٨-٣٠ ہندی دارتا
٩-٣٠ سگم سنگیت

دوپہر
١-١٠ لوک گیت: سرسوتی دیوی
١-٣٠ آر۔ این مصل گاؤنکر
خیال گوڑ سارنگ

شام
٧-١٥ ضلع کی چٹھی: پالی
٨-.. کہکشاں
٩-١٥ کھلا آکاش

اتوار ٢٨ فروری

صبح
٧-٣٠ مانس گان
٧-٣٠ ستیہ نارائن شرما
وائلن پر راگ چارو کیشی
مکمل
٩-١٥ سندھی پروگرام
١٠-.. کویتا پاٹھ
(باقی ص ٥٠ پر)

بمبئی

بمبئی الف ١٠ ٣٨٣ میٹر ٧٨٣ کلوہرٹز
بمبئی ب ١٠ ٢٦٠ میٹر ٥٥٨ کلوہرٹز

منگل ١٦ فروری

بمبئی الف
صبح
٥-.. راجول مہتا: گجراتی گیت
١٢-.. گیتادلی
١٢-٣٠ شاستریہ سنگیت
١٢-٥٠ گیت گنجن: راجول مہتا

شام
٧-٢٠ بزم اردو
مشاعرہ، شرکاء
ارتضیٰ نشاط، محبوب عالم
مجید آزر، شمیم عباس
احمد وصی اور احمد منظور

بمبئی ب
صبح
٨-١٠ رس دھارا
٩-٣٠ مراٹھی گیت
١١-٠٢ کامگاران ساتھی

شام
٨-٣٠ مراٹھی تقریر
٩-٣٠ یووادانی (مراٹھی)

رات
١٠-.. منگل شب کی محفل موسیقی
الکادیو: کنٹھ سنگیت

بدھ ١٧ فروری

بمبئی الف
صبح
٧-٠٥ سگم سنگیت
گجراتی گیت
٧-٥٥ ہندی گیت

دوپہر
١٢-.. ناری جگت
خواتین کیلئے پروگرام
١٢-٣٠ چترپٹ سنگیت
١-١٠ شاستریہ سنگیت

شام
٦-٣٠ یووادانی (ہندی)
نوجوانوں کیلئے پروگرام
٧-٢٠ بزم اردو
باتوں باتوں میں
فیملی سیریل
پیش کردہ: ساجد رشید

بمبئی ب
صبح
٧-١٥ اور ٧-٣٢
شاستریہ سنگیت
١٠-.. وادیا سنگیت

دوپہر
١-٤٥ اور رات ٩-٣٠ و ١٠-..
شاستریہ سنگیت

جمعرات ١٨ فروری

بمبئی الف
صبح
٧-٥٥ ہندی گیت
٨-٢٠ اور ٩-٠٥
شاستریہ سنگیت

شام
٧-٢٠ بزم اردو
اردو پروگرام
دیکھ کبیرا رویا: اردو ناٹک

بمبئی ب
صبح
٧-٤٥ مراٹھی تقریر
٩-.. اور ١١-٣٥
شاستریہ سنگیت

رات
٩-١٥ وادیا سنگیت
١٠-.. اور ١٠-٣٠
شاستریہ سنگیت

جمعہ ١٩ فروری

بمبئی الف
صبح
٧-٣٠ آنندکار اور جگجیت سنگھ
گجراتی گیت

دوپہر
١٢-٣٠ شاستریہ سنگیت

شام
٧-٢٠ بزم اردو
بمبئی کی اہم درگاہیں اور مزارات
اشرف سمراز فیروز
٩-٤٥ ہندی ناٹک

بمبئی ب
صبح
٦-٥٠ گاندھی وندنا (مراٹھی)
٩-٣٠ مراٹھی گیت
١١-٣٥ چترگنگا

رات
٩-.. اور ١٠-٣٠
شاستریہ سنگیت
٩-٣٠ مراٹھی ناٹک
١٠-.. آپلی آوڑ
سننے والوں کی پسند

ہفتہ ٢٠ فروری

بمبئی الف
صبح
٨-٢٥ شاستریہ سنگیت
٨-٥٠ مدھر گیت

دوپہر
١٢-.. شاستریہ سنگیت
١٢-٣٠ چترپٹ سنگیت
١-١٠ شاستریہ سنگیت

شام
٧-٢٠ بزم اردو
قیمتیں اور ضروری اشیاء
اردو میں مباحثہ
شرکاء: جناب غلام احمد
اختر عابدی اور آر۔ آر۔ خالق
٨-.. ہندی تقریر

بمبئی ب
صبح
٨-٢٠ کوکنی میں پروگرام

۹-۳۰ مراٹھی گیت
۱۰-۰۵ اور ۱۱-۳۵
شاستریہ سنگیت

رات

۹-۳۰ سنگیت کانٹینٹل پروگرام
دہلی سے ریلے

اتوار ۲۱ فروری

بمبئی الف
صبح

۹-۱۵ مشر سنگیت
۹-۳۰ جنتر منتر
بچوں کیلئے پروگرام (ہندی)
۱۱-۳۰ گجراتی ناٹک

دوپہر

۱۲-۲۰ سندھی میں پروگرام

شام

۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
۷-۲۰ بزم اردو
شام غزل
غزلوں پر مبنی پروگرام
پیش کردہ: سعید راہی

بمبئی ب
صبح

۵-۱۰، ۱۵-۱۰ اور ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱-۴۵ ٹلیانی منی
کرناٹک کنٹھ سنگیت

رات

۱۰-۰۰ مراٹھی ناٹک
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۲۲ فروری

بمبئی الف
صبح

۷-۵۵ ہندی گیت
۸-۲۰ شاستریہ سنگیت

شام

۶-۲۰ یوادانی (گجراتی)
۷-۰۵ شاستریہ سنگیت
۷-۲۰ بزم اردو
مہلا دکاس منڈل کی
سرگرمیاں "دیہی علاقوں میں"

۸-۰۰ ہندی وارتا

بمبئی ب
صبح

۶-۵۰ سگم سنگیت
۷-۱۵ اور دوپہر ۱-۴۵
شاستریہ سنگیت
۹-۳۰ مراٹھی گیت
۱۰-۰۰ وادیا سنگیت

رات

۹-۰۰ اور ۱۰-۳۰
شاستریہ سنگیت
۹-۳۰ یوادانی (مراٹھی)
۱۰-۰۰ آپلی آوڑ
سننے والوں کی پسند
مراٹھی پروگرام

منگل ۲۳ فروری

بمبئی الف
صبح

۷-۰۵ گجراتی گیت
۸-۵۰ مدھر گیتو

دوپہر

۱۲-۳۰ شاستریہ سنگیت

شام

۷-۲۰ بزم اردو
اردو پروگرام
شام افسانہ
شرکار: سلام بن رزاق
الزرقر

بمبئی ب
صبح

۶-۵۰ سگم سنگیت
۸-۴۰ کوکنی میں پروگرام
۹-۳۰ مراٹھی گیت

رات

۹-۳۰ یوادانی (مراٹھی)
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۴ فروری

بمبئی الف
صبح

۷-۰۵ گجراتی گیت
۷-۵۵ ہندی گیت

اودے پور

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

بیکانیر

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ ناری جگت
خواتین کیلئے پروگرام (ہندی)
۱۲-۳۰ چتہ پٹ سنگیت

شام

۶-۳۰ یوادانی: پروگرام
۷-۳۰ بزم اردو
اردو پروگرام
باتوں باتوں میں
فیملی سیریل
خاکہ: از بشر نواز

بمبئی ب
صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۹-۳۰ ہندی گیت

دوپہر

۱۲-۰۲ رس دھارا

۲-۰۵، رات ۹-۳۰ اور ۱۰-۰۰
شاستریہ سنگیت
۱۰-۳۰ ناٹیہ پراگ

جمعرات ۲۵ فروری

بمبئی الف
صبح

۷-۰۵ گجراتی گیت
۷-۵۵ ہندی گیت
۹-۰۵ شاستریہ سنگیت

شام

۷-۲۰ حرف حرف
جاں نثار اختر کے کلام کا تجزیہ
ساز و آواز
پیشکش: یونس اگاسکر

بمبئی ب
صبح

۷-۴۵ مراٹھی تقریر
۹-۳۰ مراٹھی گیت
۱۰-۰۰ اور رات ۱۰-۰۰ و ۱۰-۳۰

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۲۶ فروری

بمبئی الف

صبح

۷-۳۰ گجراتی گیت

۱-۱۰ ہندی گیت

شام

۶-۳۰ ونڈرلینڈ
بچوں کیلئے انگریزی میں پروگرام

۷-۳۰ بزم اردو
یاد رفتگاں
آنجہانی باپّی پر ایک تمثیلی گفتگو

رات

۱۰-۰۰ ہندی ناٹک

بمبئی ب

صبح

۶-۵۰ گاندھی وندنا (مراٹھی)

۹-۳۰ مراٹھی گیت

۱۰-۰۵ وادیا سنگیت

۱-۴۵ شاستریہ سنگیت

رات

۱۰-۰۰ آپلی آوڑ
سننے والوں کی پسند
مراٹھی پروگرام

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۲۷ فروری

بمبئی الف

صبح

۸-۲۵ شاستریہ سنگیت

۱۲-۰۰ اور ۱-۱۰ ، ۱۲-۰۰
شاستریہ سنگیت

۱۲-۳۰ چترپٹ سنگیت

شام

۷-۳۰ کھیل کی دنیا
پٹوڈی سے انٹرویو (ملاقات)
ملاقاتی: ہارون رشید

۸-۰۰ ہندی تقریر

بمبئی ب

صبح

۱۰-۰۵ اور ۱۱-۳۵
شاستریہ سنگیت

رات

۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

۵۱۲٫۸ میٹر، ۵۸۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم، منگل وادیہ

۶-۳۵ بھکتی سنگیت

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۵۵ زراعتی معلومات

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی
اور موسم کا حال (مراٹھی)

۷-۴۵ ہندی سبق (پیر سے جمعہ تک)
سنسکرت سبق (ہفتہ)
سربھارتی (اتوار)

۸-۲۰ بھاؤ گیت
عوامی پسند کی کہانیاں (جمعرات)

۸-۲۵ ضلع کی چٹھی: مراٹھی خبرنامہ

۸-۴۰ موسم کا حال: روزگار سماچار
(پیر سے ہفتہ تک)
ڈرامہ یا فیچر (اتوار)

۸-۴۵ سگم سنگیت (پیر سے جمعرات تک)
گاندھی اسمرتی (جمعہ)
فلمی موسیقی
فلم سنگیت (ہفتہ)

۹-۰۰ اور ۹-۲۵ نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)

۹-۱۵ طلبا کے لیے پروگرام (اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ پروگرام برائے خواتین
(اتوار اور جمعرات)

۱-۱۰ موسم کا حال برائے صنعتی ملازمین
(بدھ، مراٹھی: جمعہ، ہندی)

۱-۴۰ اور ۲-۵۰
نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)

شام

۵-۳۰ کلاسیکی موسیقی (اتوار، جمعرات)
سگم سنگیت (پیر، جمعہ)
موسیقی (ساز) (بدھ)
علاقائی موسیقی (ہفتہ)

۵-۵۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ: موسم کا حال

۶-۱۵ پروگرام برائے دیہی خواتین
(پیر اور جمعہ)
نوجوانوں کے لیے (مراٹھی، اتوار)
طلبا کے لیے پروگرام (بدھ)

۶-۴۵ بازار بھاؤ (پیر سے ہفتہ)
روزگار سماچار (اتوار)

۷-۰۰ تعلیم بالغان، مراٹھی
(پیر اور جمعہ)
دیہی بچوں کے لیے پروگرام
(ہفتہ)

۷-۲۰ پروگرام برائے دیہی سامعین

۸-۲۵ سماچار پتروں سے

۹-۱۵ مراٹھی میں بات چیت
(اتوار، منگل)
ہندی میں بات چیت (ہفتہ)
انگریزی میں بات چیت (پیر)
نیوز ریل (پیر)
خطوط کے جواب (بدھ)

۱۰-۰۰ اردو پروگرام، محفل، (پیر)

۱۰-۳۰ اختتام

۱۱-۱۰ اتوار، منگل، ہفتہ کو اختتام

ہفتہ وار پروگرام

اتوار

صبح

۶-۳۵ ارچنا

۶-۵۰ پروگرام کا خلاصہ

۶-۵۵ کرشی وانی

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۵ سربھارتی

۸-۲۰ بھاؤ گیت

۸-۲۵ ضلع کی چٹھی (مراٹھی)

۸-۴۰ موسم کا حال "نائیہ لہری"

۹-۰۰ چنتن (مختصر بات چیت)

۹-۰۵ سور منجری (اس ماہ کا گیت)

۹-۱۵ بال وہار (بچوں کا پروگرام
مراٹھی میں)

دوپہر

۱۲-۳۰ ونیتا وشو
(خواتین کا پروگرام، مراٹھی)

۲-۵۰ بھاؤ گیت

شام

۵-۵۵ مقامی اعلانات

۶-۱۵ یووا وانی (مراٹھی)

۶-۴۵ روزگار سماچار

۷-۰۰ گرامین کلاسنیتر
کلچرل پروگرام

۷-۳۰ "ماجھے گھر ماجھے وادر"
زراعتی معلومات

۸-۰۰ کھیل جگت

۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی

پیر

صبح

۶-۳۵ ارچنا

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۵۵ کرشی وانی

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ بھاؤ گیت

۸-۲۵ ضلع کی چٹھی

۸-۴۰ موسم: روزگار سماچار

۸-۴۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ موسم: بھجن امرت

شام

۵-۳۰ سگم سنگیت

۵-۵۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ: موسم

۶-۱۵ اوئی وار
(دیہی خواتین کے لیے پروگرام)

۷-۲۰ "ماجھے گھر ماجھے وادر"
(زراعتی پروگرام)

۸-۰۰ کھیل جگت

۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی

منگل

صبح

۶-۳۵ ارچنا

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۵۵ کرشی وانی

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ بھاؤ گیت

۸-۴۰ موسم کا حال: روزگار سماچار

۸-۴۵ سگم سنگیت

شام

۵-۳۰ موسیقی (ساز)

۷-۰۰ نابھولوانی سٹینگری منڈل
زراعتی پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ

صبح

۶-۳۵ ارچنا

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۵۵ کرشی وانی

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۸-۴۰ موسم: روزگار سماچار

۸-۴۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ گیت اور غزل

۱-۳۰ موسم: کامگار منڈل

شام

۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے واور
زراعتی پروگرام

۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی

جمعرات

صبح

۶-۳۵ ارچنا

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۵۵ کرشی وانی

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۸-۴۰ موسم: روزگار سماچار

دوپہر

۱۲-۳۰ ونیتا وشوا
خواتین کا پروگرام

شام

۵-۳۰ سگم سنگیت

۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے واور
(زراعتی پروگرام)

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل
پروگرام
(صرف پہلی جمعرات)

جمعہ

صبح

۶-۳۵ ارچنا

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

۶-۵۵ کرشی وانی

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

۸-۴۵ گاندھی امرتی (ہندی)

شام

۵-۴۵ قوالی

ہفتہ

صبح

۶-۳۵ ارچنا

۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ فلم سنگیت

۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے واور
(زراعتی پروگرام)

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

خصوصی اردو پروگرام "محفل" ۲۲ فروری

عظیم ادبی شخصیت
مولانا ابوالکلام آزاد
بات چیت: از آغا غیاث الرحمٰن
کلام شاعر: بختیار قیسی
چھوٹی بچت کی عادت ڈالیں
بات چیت: از ایس جعفر

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ ۲۸۳۶۹۱ میٹر ۶۲۱ کلوہرٹز
بھاگلپور ۷-۵۰۲ میٹر ۱۲۵۸۰ کلوہرٹز
دربھنگہ ۲۳۱-۳۰ میٹر ۱۲۹۶۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۵-۰۵، ۶
رات ۸-۴۵ (۵-۱۱ صرف ہفتے کو)
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، رات ۹-۱۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱، دوپہر ۱-۰۰، رات ۱۹-۱۱ (صرف ...)

اردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ تک

منگل ۱۶ فروری

صبح

۷-۳۰ اے کے چٹرجی، ستار پر اساوری

۸-۲۰، شام ۶-۱۵
اروشی چودھری، گیت اور بھجن

دوپہر

۱-۳۰ مہیش پرساد ملکا، لوک گیت

بدھ ۱۷ فروری

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
ودیادھر ویاس، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، شام ۶-۱۵
ایس ایم احمد، غزلیں

دوپہر

۱-۳۰، شام ۵-۵۰
وندھیا واسنی دیوی، لوک گیت

جمعرات ۱۸ فروری

صبح

۷-۳۰ رامن، بانسری پر راگ بھٹیار

۸-۲۰، شام ۶-۱۵
اروناکماری، گیت بھجن

دوپہر

۱-۳۰، رات ۶-۳۰
لکشمن سنگھ، لوک گیت

جمعہ ۱۹ فروری

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
ایس پی جیسوال: وائلن پر
راگ للت مکھاری اور جوگ
ابھے نارائن سنگھ، طبلہ پر سنگت

۸-۲۰، شام ۵-۱۵
جے شری گپتا، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ منوج گوہا، گٹار

۱-۳۰، شام ۵-۳۰
پارس ناتھ اوجھا نوین، لوک گیت

ہفتہ ۲۰ فروری

صبح

۷-۳۰ درگیش مشرا، خیال للت اور بھجن

۸-۲۰، شام ۵-۱۵
کمد اکھوری، گیت بھجن، غزل

دوپہر

۱-۳۰، شام ۵-۳۰
رام چندر سنگھ، لوک گیت

اتوار ۲۱ فروری

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
شری کانت باکرے، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سیتارام سنگھ، ہلکی موسیقی

هفتہ ۲۰ فروری

صبح

۸-۰۰ جمال ہاکر، غزلیں

۸-۲۰ نو تخلیق

امین کامل کی تازہ غزل

۸-۳۵ پراگ

ہندی پروگرام

۱۱-۳۰، ۳-۳۰-۴

غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ شیو بھجن

۲-۱۵ فلمی دوگانے

۲-۳۰، ۴-۰۰

ولی محمد جونی و ساتھی، چھکری

شام

۸-۴۵ انگریزی تقریر، ایس ایل گنجو

۹-۳۰ ڈرامہ فیسٹول

اتوار ۲۱ فروری

صبح

۸-۰۰ اس ہفتے

۸-۲۰ گھرانوں کے لیے

۹-۰۵ تو ہنسہ فرمائش

۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۱۰-۱۵ ہونہار

۱۱-۰۰ سنگیت میگزین

۱۱-۳۰ کشمیری میں کھیل

دوپہر

۱۲-۴۰ شیو بھجن

۲-۳۰ فلمی موسیقی

۴-۰۰ پنجابی پروگرام

۴-۳۰ ہمی مال

رات

۸-۳۰ 'عوام سے باتیں'

ریاست میں ۱۹۸۱ء کے دوران ودی

تعمیر و ترقی کا جائزہ ——

۸-۴۵ تو ہنسہ چھٹی واتر

۹-۳۰ ڈرامہ فیسٹول

پیر ۲۲ فروری

صبح

۸-۰۰ غزلیں

لتا منگیشکر: غالب کا کلام

۸-۲۰ ذات بتسرات

۸-۳۵ ہندی میں بات چیت

۹-۰۵ نو ونہ ذب

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰

ثناء اللہ و ساتھی، کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ لتا منگیشکر، سی ایچ آتما

غزلیں

۴-۳۰ ہمی مال

غلام محمد میر اور راج بیگم

رات

۸-۳۰ صوفیانہ موسیقی پر سنطور پروگرام

۸-۴۵ اردو میں بات چیت

۹-۳۰ ڈرامہ فیسٹول

منگل ۲۳ فروری

صبح

۸-۰۰ اوشا سیٹھ، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۳۰

کمال بٹ و ساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن

۲-۱۵، شام ۶-۱۰

کنول کشور جالا، غزلیں

رات

۸-۴۵ 'سماجی جنجال تہ لغزش عمل'

سید طاہر قادری اور ایم اے توانہ کے

درمیان کشمیری میں بات چیت

۹-۳۰ 'سنگرمال' کشمیری میں ادبی میگزین

'فن تہ ادب - ادبن منز روایتی اہمیت'

تقریر: محمد امین

[illegible] اے کے رہبر

۱۰-۰۰ تو ہنسہ فرمائش

بدھ ۲۴ فروری

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۴۰

انجلی بنرجی، غزلیں

۸-۲۰ شتش جگ

'نانک کا' تقریر: جے ایل رینہ

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰

غلام محمد خان و ساتھی، چھکری

۴-۳۰، شام ۶-۱۰

آر سی تکو - ایم کے پنڈتا

غزلیں

رات

۸-۳۰ پراگاش

۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

فلمی گانے

جمعرات ۲۵ فروری

صبح

۸-۰۰ انیتا شرما، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۱۰ وادیٔ ورند

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰

شیخ عبدالعزیز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ انیتا شرما، جگجیت سنگھ

غزلیں

۴-۰۰ کیاری

جموں و کشمیر اور لداخ کی موسیقی

رات

۸-۴۵ ہیلتھ فورم

'بلیک موش کی بیماری اور اسکا علاج'

تقریر باز: ڈاکٹر کے ایل چودھری

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

جمعہ ۲۶ فروری

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۲-۱۰

مہندر چوپڑہ، غزلیں

۸-۲۰ گھر بار خاطرہ

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۱۵، ۴-۰۰

غلام محمد ڈار و ساتھی، چھکری

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت

۴-۳۰ سدھارتھ کول، غزلیں

ڈرامہ فیسٹول

پیر ۱۵ فروری

رات

۹-۳۰ "زہر سہ بہ تہ وہ"

سجود سیلانی کا لکھا کشمیری کھیل

پیش کش: شری پی ایل رازدان

منگل ۱۶ فروری

رات

۹-۳۰ "اجنتا کیوں چھوڑی"

ہندی میں ایک کھیل

تحریر: کرتار سنگھ دوگل

ریڈیو روپ: ابدال احمد مہجور

پیش کش: کیدار شرما

بدھ ۱۷ فروری

رات

۹-۳۰ دپراپاپر: کشمیری کھیل

تحریر: محمد علی لون

پیش کش: پران کشور

جمعرات ۱۸ فروری

رات

۹-۳۰ "پارد ماچھ تھران"

کشمیری کھیل

تحریر: ہردے کول بھارتی

پیش کش: پیارے رہبر

جمعہ ۱۹ فروری

رات

۹-۳۰ "سورج کی راکھش" اردو کھیل

تحریر: ڈاکٹر شکیل الرحمٰن

پیش کش: منوہر پروہتی

هفتہ ۲۰ فروری

رات

۹-۳۰ "لیسے زہر کھنڈ" کشمیری کھیل

تحریر: ہری کشن کول

پیش کش: پشکر بھان

اتوار ۲۱ فروری

رات

۹-۳۰ "طوطہ تہ آنہ" کشمیری کھیل

تحریر: ایم-ایل کیمو

پیش کش: ایم-ایل بچرو

پیر ۲۲ فروری

رات

۹-۳۰ "لول تہ لشر" کشمیری کھیل

تحریر: امر مالموہی

پیش کش: بشیر شاہ

۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ کانگر، کشمیری میں فیچر
تحریر و پیشکش، پشکر بھان
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۲۷ فروری

صبح

۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی، غزلیں
۸-۲۰ نولیکھن (ہندی)
۸-۳۵ مولل شعار
تحریر و پیشکش، غلام نبی خیال
۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۰۰
استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۰ عبدالاحد پیرسے، غزلیں
۸-۴۵ انگریزی تقریر، محمد سعید ملک
۹-۳۰ بزم سامعین
۱۰-۰۰ گاشہ تارکہ
مشہور شاعر پر ایک فیچر

اتوار ۲۸ فروری

صبح ۸-۰۰ اس ہفتے

۸-۲۰ گھرانوں کے لیے
۹-۳۰ توہنز فرمائش
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۰۰ فلمی میگزین
۱۱-۳۰ تو بہ نو
یوواوانی سے انتخاب

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گانے
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ سونزل
دیہاتوں سے ریکارڈنگ پر مبنی
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہی مل

شام

۶-۱۰ جی ایم صوفی، غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ توہنز چھٹی واز
۹-۳۰ مغربی موسیقی (فرمائش)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

دوردرشن لکھنؤ

چینل ۴ — ۶۲/۲۵ میگا ہرٹز (تصویر)   بینڈ ۱ ، ۶۷.۷۵ میگا ہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۶-۳۰ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام)
اتوار کو چھوڑ کر ننھے منے بچوں کے لیے ۶-۰۰ بجے سے ۶-۳۰ گھر پریوار (دیہی عورتوں کیلیے) ۸-۰۰ سماچار

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۶-۰۰ ننھے منے بچوں کے لیے ۶-۳۰ سپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ۶-۴۰ اور ۸-۱۵ ہندی فیچر فلم ۹-۳۰ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۷-۰۰ آپ کا سواستھ ۷-۱۵ وتیہ چتر فلم ڈویژن ڈاکیومنٹری ۷-۳۰ سیریل انگریزی فلم ڈائریاں مختصر فلم ۸-۱۵ آنچل ۸-۳۰ اپہار ۹-۰۰ سرسوتی ۹-۳۰ کل کے پروگرام

منگل

شام ۷-۰۰ کامگار سبھا (مزدوروں کے لیے) ۷-۳۰ سرگم (کلاسیکی موسیقی) / رقص ۸-۱۵ لڑکیاں اور عورتیں ۸-۳۰ ناٹک (ہندی، اردو) ۹-۱۵ کل کے پروگرام اور اختتام

بدھ

شام ۷-۰۰ بچوں کا سنگیت ۷-۳۰ یوواورش

(نوجوانوں کیلیے) ۸-۱۵ آپ کی ڈاک ۸-۳۰ سلسلہ وار ہندی ناٹک ۹-۰۰ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعرات

شام ۷-۰۰ گھر کی دنیا ۷-۳۰ کھیل جگت ۸-۱۵ ٹی وی این ایف کا اور کرتی ۸-۳۰ چترہار فلمی رقص اور موسیقی ۹-۰۰ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعہ

شام ۷-۰۰ پھلواری ۷-۳۰ دوسرے ادارتی کیندروں سے ۸-۱۵ آج کل ۸-۳۰ کوی سمیلن ۹-۰۰ اردو ادبی پروگرام ۹-۳۰ کل کے پروگرام اور اختتام

ہفتہ

شام ۷-۰۰ دوردرشن ورتیہ چتر پھر دیکھئے یوگ ابھیاس (۷-۰۰) ۸-۱۵ علاقائی فیچر فلم ۸-۳۰ ست وانی اور قوالیاں بات ایک ایسی ۸-۱۵ لوک گیت آج کے انتخی ۸-۳۰ سیریل انگریزی فلم ۹-۰۰ کل کے پروگرام اور اختتام

بینڈ ۱ ۶۲/۲۵ ایم ایچ زیڈ (تصویر)   چینل ۳ ۶۷.۷۵ ایم ایچ زیڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح ۱۱-۰۰ سے ۱۱-۳۰ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ۷-۰۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، جمعہ، جمعرات) ۸-۰۰ کشمیری میں خبریں ۸-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ ۹-۴۵ اردو میں خبریں ۱۰-۰۰ اختتام

خصوصی پروگرام

منگل ۱۶ فروری

شام ۷-۳۰ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۷-۴۵ دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کا جواب ۸-۴۵ انگریزی سلسلہ وار فلم ۹-۲۰ انٹرویوز

بدھ ۱۷ فروری

شام ۷-۳۰ نعتیہ (کشمیری) ۷-۴۵ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۸-۱۷ شب رنگ کشمیری سلسلہ وار فیچر ۸-۳۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۴۵ کلاسیکی موسیقی ۹-۱۵ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۱۸ فروری

شام ۷-۳۰ کشمیری لوک کہانی ۸-۱۷ فلمی گیتوں کا پروگرام ۸-۵۵ حالات حاضرہ (اردو) ۹-۳۵ دستاویزی فلم

جمعہ ۱۹ فروری

شام ۷-۰۰ گجروں کے لئے پروگرام ۷-۳۰ خاندانوں کیلئے ۸-۱۷ کشمیری ڈرامہ ۹-۰۰ ہلکی پھلکی موسیقی ۹-۱۵ صحت و تندرستی سے متعلق کشمیری میں پروگرام

ہفتہ ۲۰ فروری

شام ۷-۰۰ بچوں کے لئے پروگرام اردو میں ۷-۳۰ ایک نظم کاٹ دی روپ ۷-۴۵ ڈوگری پروگرام ۸-۱۷ کشمیری سلسلہ وار فیچر ۸-۳۵ مشاعرہ ۹-۱۵ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام ۱۰-۰۰ اختتام

اتوار ۲۱ فروری

دوپہر ۱-۰۰ فیچر فلم ۳-۳۰ دستاویزی فلم ۳-۴۰ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب شام ۷-۰۰ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۵۰ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۱۷ روزگار بلیٹن ۸-۳۰ نوجوانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۹-۰۰ دوسرے کیندروں کی پیش کش

پیر ۲۲ فروری

شام ۷-۳۰ کشمیری لوک موسیقی ۷-۴۵ ٹی وی این ایف پر مبنی پروگرام ۸-۱۷ فلمی گیتوں اور رقص پر مبنی پروگرام ۹-۰۰ کھیلوں سے متعلق اردو میں پروگرام ۹-۳۰ ہلکی پھلکی موسیقی

منگل ۲۳ فروری

شام ۷-۳۰ کشمیر کا ثقافتی ورثہ ۷-۴۵ دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کا جواب ۸-۴۵ انگریزی

(باقی ص ۵۴ پر)

دوردرشن بمبئی

بمبئی چینل ۴۱ — تصویر ۲۵ء ۲۰۳ میگا ہرٹز — پونہ چینل ۵۱ — تصویر ۲۵ء ۰۵ء ۰ میگا ہرٹز
بینڈ ۱۱ — آواز ۷۵ء ۲۰۶ میگا ہرٹز — بینڈ ۳۱ — آواز ۷۵ء ۰۵ء ۰ میگا ہرٹز

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۰۰ء ۹ سلسلے وار فلم ۳۰ء ۹ بیتھال پچیسی پڑھنا ۳۰ء ۱۰ ونڈر بیلون (مدراس سے ریلے) ہملپ ۰۰ء ۱۱ سپتاہکی (ہندی میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۳۰ء ۱۱ اختتام

شام ۰۰ء ۶ ہندی میں فیچر فلم ۳۰ء ۸ مراٹھی میں خبریں ۳۰ء ۸ کل کے پروگرام ۳۲ء ۸ ہندی فیچر فلم کا بقیہ ۰۰ء ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ء ۹ یو کا سیاس آپ کا سواسھ ۳۰ء ۹ سائنس رپورٹ ۰۰ء ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ء ۱۰ اختتام

پیر

صبح ۴۰ء ۱۱ اور دوپہر ۰۰ء ۲ شالے چتروانی (طلبا کے لئے) پانچویں جماعت کے لیے انگریزی کا سبق

شام ۳۲ء ۶ سستاکڑی گجراتی میں بچوں کے لئے پروگرام ۰۰ء ۷ گجراتی گیت ۱۰ء ۷ آمچی مانی آمچی مانس ۳۰ء ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ء ۷ کل کے پروگرام ۴۲ء ۷ گیان دیپ ۰۰ء ۸ یو وردرشن (مراٹھی) ۳۰ء ۸ انگریزی میں سلسلے وار فلم ۰۰ء ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ء ۹ وانش دی گڈور (واحیہ گیت (مراٹھی) ۴۰ء ۹ ورت چیتر (کورنا چی باتیں) ۰۰ء ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ء ۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۰ء ۶ کلمل (مراٹھی میں بچوں کے لیے پروگرام) ۰۰ء ۷ مراٹھی گیت ۱۰ء ۷ کامگار وشو ۳۰ء ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ء ۷ کل کے پروگرام ۴۲ء ۷ پرلوک ایک مہوتی ریباول وگیان ۰۰ء ۸ یو وردرشن (گجراتی) ۳۰ء ۸ سپورٹس راؤنڈ اپ ۰۰ء ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ء ۹ بزیگرما سمیتا ہندی میں ادبی پروگرام ۰۰ء ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ء ۱۰ بزم قوالی / کلاسک سنگیت ۴۰ء ۱۰ اختتام

بدھ

صبح ۴۰ء ۱۱ اور دوپہر ۰۰ء ۲ شالے چتروانی (طلبا کے لئے) چھٹی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق

شام ۳۰ء ۶ سمندر مارکے مچھ ۰۰ء ۷ فلم ۱۰ء ۷ آمچی مانی آمچی مانس ۳۰ء ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ء ۷ کل کے پروگرام ۴۲ء ۷ پراویشک سنگیت رسلما دیکی مانس ۰۰ء ۸ محفل یاراں اردو میں ادبی پروگرام امرت منتھن ۳۰ء ۸ یو تھ ہورہا مدراس سے ریلے، ینگ ورلڈ ۰۰ء ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ء ۹ یاریاستہ ہندی میں ڈرامہ ۰۰ء ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ء ۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام ہندی ڈرامہ کا بقیہ حصہ ۴۰ء ۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۰ء ۶ گھر بیٹھاں / وید دار ۰۰ء ۷ لوک سنگیت ۱۰ء ۷ کامگار وشو ۳۰ء ۷ مراٹھی خبریں ۴۰ء ۷ کل کے پروگرام ۴۲ء ۷ گجراتی گیت ہندی گیت درپکال ۰۰ء ۸ ہندی ڈرامہ مراٹھی ڈرامہ قسطائیے آیکس ۰۰ء ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ء ۹ چھایا گیت ۵۰ء ۹ خصوصی اعلان ۰۰ء ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ء ۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۴۰ء ۱۱ اور دوپہر ۰۰ء ۲ شالے چتروانی (طلبا کے لئے) آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق

شام ۳۰ء ۶ کھیل کھلونے ہندی میں بچوں کے لئے پروگرام ۰۰ء ۷ ہندی گیت ۱۰ء ۷ آمچی مانی آمچی مانس ۳۰ء ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ء ۷ کل کے پروگرام ۴۲ء ۷ گیان دیپ ۱۰ء ۸ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۰۰ء ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ء ۹ آدو ماری ساتھے، پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۴۵ء ۹ ورت چیتر ۰۰ء ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ء ۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۵۵ء ۱۱ اختتام

ہفتہ

شام ۰۰ء ۶ علاقائی زبان (مراٹھی کے علاوہ) میں فیچر فلم / مراٹھی فیچر فلم ۳۰ء ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ء ۷ کل کے پروگرام ۴۲ء ۷ فیچر فلم کا بقیہ حصہ ۰۰ء ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ء ۹ راہیں کا پروگرام / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳۰ء ۹ سائنس ٹو ہوم / ایڈیشن ۰۰ء ۱۰ انگریزی میں خبریں ۳۰ء ۱۱ اختتام

قطعات

وحید عرشی

نہ جانے بات ہے کس کی چھڑی ہے جو سر بزم
یہ بات بات پہ تم کیوں صفائی دینے لگے
اب اور زیادہ نہ رکھو مجھے اندھیرے میں
کہیں نہ ایسا ہو مجھ کو سجھائی دینے لگے

تیری آنکھوں کی ہر اک عشوہ طرازی مبہم
جس نے ہر شدت احساس کو کہنا ہی دیا
تیرے دیدار سے اچھا تھا تصور کا سراب
اس نے کچھ بھی نہ دیا اس نے تو دھوکہ بھی دیا

(کلکتہ)

خصوصی پروگرام دوردرشن بمبئی

اتوار ۲۱ر فروری
صبح ۳۰ء ۱۰ ونڈر بیلون (مدراس سے ریلے) شام ۳۰ء ۹ سائنس رپورٹ

منگل ۲۳ر فروری
شام ۱۰ء ۹ بزیگرما ۱۰ء ۱۰ بزم قوالی

بدھ ۲۴ر فروری
شام ۰۰ء ۸ پنہ راد چمن: مراٹھی میں ڈرامہ
۱۰ء ۹ اور ۰۰ء ۱۰ ہندی ڈرامہ

جمعرات ۲۵ر فروری
شام ۴۲ء ۷ ہندی گیت ۰۰ء ۸ مراٹھی ڈرامہ

منگل ۱۶ر فروری
شام ۰۰ء ۸ یو وردرشن (سندھی) ۱۰ء ۱۰ شام غزل

جمعرات ۱۸ر فروری
شام ۴۲ء ۷ گجراتی گیت ۰۰ء ۸ ہندی ڈرامہ

جمعہ ۱۹ر فروری
شام ۰۰ء ۷ ہندی گیت ۱۰ء ۹ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۱۰ء ۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام

ہفتہ ۲۰ر فروری
شام ۳۰ء ۸ موسیقی کا خصوصی پروگرام
۳۰ء ۹ پروفائیل

بقیہ:- دوردرشن سرینگر کا پروگرام

۰۰ء ۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰ء ۹ سلسلہ وار فلم ۳۰ء ۹ صوفی سنتوں پر پروگرام دستاویزی فلم

بدھ ۲۴ر فروری
شام ۳۰ء ۷ نعتیہ (کشمیری) ۴۵ء ۷ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۱۰ء ۸ شب رنگ، سلسلہ وار کشمیری فیچر ۲۵ء ۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵ء ۸ دوسرے کیندروں سے ۱۵ء ۹ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۲۵ر فروری
شام ۳۰ء ۷ کشمیری لوک کہانی ۱۰ء ۸ فلمی گیتوں

جمعہ ۲۶ر فروری
شام ۰۰ء ۷ کشمیری موسیقی ۳۰ء ۷ ہوم سائنس ۱۰ء ۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۰۰ء ۹ دستاویزی فلم ۱۵ء ۹ صحت و تندرستی سے متعلق میگزین پروگرام (اردو)

ہفتہ ۲۷ر فروری
شام ۰۰ء ۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰ء ۷ کسی ایک گاؤں کی جھلک ۴۵ء ۷ ڈوگری پروگرام ۱۰ء ۸ "اب کیا ہے" سلسلہ وار اردو فیچر ۲۵ء ۸ اردو میں رنگارنگ پروگرام ۱۵ء ۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام

اتوار ۲۸ر فروری
دوپہر ۰۰ء ۱ فیچر فلم ۳۰ء ۲ دستاویزی فلم ۴۰ء ۳ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب شام ۰۰ء ۷ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰ء ۷ کشمیری موسیقی ۵۰ء ۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۰ء ۸ روزگار بلیٹن ۳۰ء ۸ نوجوانوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۰۰ء ۹ دوسرے کیندروں کی پیش کش

IPLP(FBD)-171/AIR/ID/81

کنڑ ہائی اسکول، اپنا درم
کے طلباء آکاشوانی مدراس کی جانب سے
منعقد ایک پروگرام میں کنڑ ناٹک پیش کرتے ہوئے۔

(نیچے) 'ایک اور پریکرما۔ لاہور سے'
کے زیر عنوان دہلی دوردرشن سے ٹیلی کاسٹ
پروگرام میں ـــــ
(دائیں سے) کملیشور، انور نزہت اور اظہار اثر
اپنے دورہ پاکستان کے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے۔

(نیچے دائیں) 'جموں شہر دی بدلتی تصویر'
کے زیر عنوان ریڈیو کشمیر جموں سے نشر پنجابی مذاکرے
کے شرکاء ـــــ
وید بہاج، آتم جیت سنگھ
امولوک سنگھ اور رنجنا بیدی۔

شام افسانہ

ـــــ آکاشوانی بھوپال کی جانب سے گذشتہ دنوں مدعو سامعین کے روبرو
خواتین کی شام افسانہ کا انعقاد کیا گیا ـــــ اس پروگرام کو اقبال **مجید** (پروڈیوسر) نے پیش کیا۔
(دائیں سے) جیلانی بانو، شفیقہ فرحت، کوثر جہاں، فرحت جہاں اور اقبال مجید۔

سیچن — فلم اداکار
دودھ بھارتی کے 'ان سے ملیے'
پروگرام میں —
ان کے ساتھ انٹرویو
کماری انورادھا سکسینہ نے کیا۔

'حضرت امیر خسرو'
کے زیر عنوان
آکاشوانی بمبئی سے نشر
ایک فیچر کے
شرکا فنکار۔

شعری نشست —
آکاشوانی کلکتہ کی جانب سے منعقد ایک
شعری نشست میں —
تابش دہلوی، رئیس آنولوی
نور پیکر
معصوم شرقی
منور رانا اور
انیس رفیع —

Published by The Director General, All India Radio, At the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, II floor, PTI Building, Sansad Marg, New Delhi110001.

Printed by the Manager, Govt. of India Photo Litho Press, Faridabad

یکم سے ۱۵ مارچ ۱۹۸۲ء
۱۰ سے ۲۴ پھاگن ۱۹۰۳ شاکا

اشاعت کا ۴۷واں سال
قیمت 50 پیسے

عزیزہ بانو داراب وفا

تھکن سے چور ہوں لیکن رواں دواں ہوں میں
نئی سحر کے چراغوں کا کارواں ہوں میں
لہو میں مرے ورق لوٹ لوٹ دیتی ہیں
نہ جانے کتنے زمانوں کی داستاں ہوں میں
ہر ایک شہر نگاراں سمجھ رہا ہے مجھے
ذرا قریب سے دیکھو دھواں دھواں ہوں میں
کسی سے بھیڑ میں چہرہ بدل گیا ہے مرا
تو سارے آئینہ خانوں سے بدگماں ہوں میں
خود اپنی دید سے محروم ہے نظر میری
ازل سے صورتِ نظارہ درمیاں ہوں میں
میرا وجود عدم راز ہے ہمیشہ سے
وہاں وہاں بھی نہیں ہوں جہاں جہاں ہوں میں

سالک گورکھپوری

وہ یوں علاجِ غمِ روزگار کرتا تھا
خود اپنے حالِ پریشاں سے پیار کرتا تھا
وہ جاگ جاگ کے راتوں کو اپنے بستر پر
ہر اک سانس کو اپنی شمار کرتا تھا
سنا ہے ڈوب گیا آج آ کے ساحل پر
جو شخص تیر کے دریا کو پار کرتا تھا
میرا رقیب سہی پھر بھی غم ہے مرنے کا
اک آدمی سے کم از کم وہ پیار کرتا تھا
بھری بہار میں پھولوں کے روبرو ہو کر
ہیں اپنے زخمِ جگر کا شمار کرتا تھا
زمانہ روئے گا سالک کی یاد میں برسوں
وہ ہر غریب سے ملتا تھا پیار کرتا تھا

اے حفیظ بلیاوی

جفا کے رنگ میں تھوڑا سا پیار رہنے دو
خزاں رسیدہ چمن میں بہار رہنے دو
میں دل جلا ہوں مجھے بے قرار رہنے دو
نگاہِ برق یوں ہی شعلہ بار رہنے دو
رہے خیال تمہیں کچھ بھی اپنے وعدے کا
کچھ اپنے دل میں میرا اعتبار رہنے دو
اسی کے دم سے ہے تازہ کسی کی یاد ابتک
نہ توڑو اشک مسلسل کے تار رہنے دو
کبھی تو ان کو ہمارا خیال ہوگا حفیظ
کچھ اور دن ابھی سینہ فگار رہنے دو

سعید اختر

دل شکستہ ہوں مگر زندہ دلی ہے کہ نہیں
اے غمِ دوست میرے لب پہ ہنسی ہے کہ نہیں
کیا تقاضائے نظارہ ہو جائیں ذوقِ نظر
خود مجھے میری نظر دیکھ رہی ہے کہ نہیں
حرفِ آخر ہی نہ بن جائے کہیں نالۂ شب
میری تقدیر میں آہِ سحری ہے کہ نہیں
رہرو راہِ تمنا تو سبھی تھے لیکن
ہمسفر راہِ وفا میں بھی کوئی ہے کہ نہیں
کچھ مداوائے مریضِ غمِ دل ہو کہ نہ ہو
تیرے دل میں خلشِ چارہ گری ہے کہ نہیں

مسلم انصاری

جس نے دیکھے ہوں نہ ابتک سرخ انگاروں کے پھول
دیکھ لے آکر تیرے رنگین رخساروں کے پھول
بچ کے رہیے اہل دل کی گرم آہوں سے حضور
دیکھیے مرجھا نہ جائیں آپ کے ہاروں کے پھول
جانِ محفل! اگر قبول افتد زہے عز و شرف
دامنِ مژگاں میں ہم لائے ہیں کچھ تاروں کے پھول
بھینی بھینی سی ہے کچھ خوشبو بھی رنگینی کے ساتھ
یہ میرے زخمِ جگر ہیں یا چمن زاروں کے پھول
آتے ہی دامانِ چشمِ خوں فشاں میں شامِ غم
کھل گئے کچھ اور بھی مسلم جگر پاروں کے پھول

سالار شاکر گورکھپوری

آج آئینہ دیکھا، دیکھا اک نیا چہرہ
خود کو دیکھنا چاہا کس کا آگیا چہرہ
تو بتا غمِ جاناں، تو بتا غمِ دوراں
پہنچے کہاں تیرے میرا کھو گیا چہرہ
اک زمانہ گذرا کہ ایک شخص آیا تھا
کیا وہ کوئی ساحر تھا جو بدل گیا چہرہ
یاد کچھ نہیں مجھ کو آپ ہی بتا دیجیے
آپ نے تو دیکھا تھا کیسا تھا مرا چہرہ
مرے پاس اے شاکر اک خوشی کا چہرہ تھا
جانے غم کے چہرے سے کب بدل گیا چہرہ

قربان انصاری

پوچھا جو تیرا حال تو کہتے ہیں نہیں سب
لیکن تیری چوکھٹ پہ جھکاتے ہیں جبیں سب
انکارِ مسلسل میں لگاوٹ بھی ملے گی
اک پہلوئے اقرار بھی رکھتے ہیں حسیں سب
ہر ایک کو ہے وعدۂ فردا کی شکایت
اعجاز مگر دیکھئے کرتے ہیں یقیں سب
جب ایک ہی رستے کے مسافر ہیں تو چلئے
ایسا بھی تو ہو سکتا ہے مل جائیں وہیں سب
پھرتے ہیں لیے آج دلِ ویراں ہم اپنا
کیا جانے کہاں کھو گئے اس گھر کے مکیں سب
ماضی کے وہ لمحات بھلائے نہیں جاتے
رہتے ہیں بہ اندازِ دگر دل کے قریں سب
ہر ایک سے امید وفا آپ نہ رکھئے
پروانہ صفت ہوتے ہیں قربان کہیں سب

نئی دھلی — یکم مارچ ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۰ ر پھاگن ۱۹۰۳ شاکا — جلد ۴۷، شمارہ - ۵

ایک ادبی اصطلاح

کتھارسس

شکیل الرحمٰن

لفظ کتھارسس (Catharsis.) کی جڑیں ارسطو کے ماضی میں پیوست ہیں۔ بلاشبہ ارسطو نے اسے ایک ادبی اصطلاح کے طور پر پہلی بار استعمال کیا۔ لیکن اس لفظ کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ ارسطو کا زمانہ ۳۸۲ سال قبل مسیح سے ۲۸۴ سال قبل مسیح کا ہے۔ اور اس نے پہلی بار "کتھارسس" کی اصطلاح اپنی تصنیف "سیاسیات" میں استعمال کی۔ جیکب برنیز نے سب سے پہلے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ "کتھارسس" ایک خالص طبی اصطلاح ہے۔ جس کے معنی صحت اور اصطلاح کے ہیں۔

یونانی طب میں اس کا استعمال ایک نظریہ یا اصول کے طور پر ہوتا رہا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کا ذکر کم ہونے لگا۔ اوپی صدی میں اس طبی اصطلاح کی اہمیت کا احساس جاتا رہا۔ لیکن یہ لفظ کسی نہ کسی طرح زندہ رہا۔ سنہ ۱۸۵۷ عیسوی میں جیکب برنیز نے اس اصطلاح کو پھر زندہ کر دیا اور پرانی معنویت نے نئی جہتیں پیدا کیں۔ تب سے اضطرابات اور حواس کے تعلق سے اس پر غور و فکر جاری ہے۔

بیسویں صدی میں سگمنڈ فرائیڈ نے Catharsic Method کو اپنے طریقہ علاج میں شامل کر کے اس کی اہمیت اور بڑھا دی۔ اس کی یہ دریافت ایک حیرت انگیز انکشاف بن گئی کہ غنودگی یا نیم غنودگی کے عالم میں۔ یا خواب آور لمحوں میں مریض کی مدد اس طور پر کی جائے کہ وہ اپنے بچپن کے المناک اور اذیت ناک اور دکھ دینے والے تجربوں کو یاد کرے تو وہ آہستہ آہستہ ہیجانی کیفیتوں سے دور ہو جائے گا۔ اس طریقہ کار کو اس نے Catharsic Method سے تعبیر کیا۔ جس کا براہ راست تعلق یونان کے قدیم ترین تجربوں اور ارسطو کے کتھارسس سے ہے۔ اگرچہ سگمنڈ فرائڈ نے ہپناٹزم سے خود کو دور کر لیا لیکن تحلیل نفسی (Psycho analysis) میں یہ طریقہ کسی نہ کسی صورت میں اب بھی موجود ہے۔ فرائڈ نے ایڈی پس (Oedipus) الجھن کو بہت اہمیت دی ہے۔ اور اس کا خیال ہے کہ ہملٹ اور ایڈی پس جیسے عظیم المیہ ڈراموں نے اسی الجھن کا علامتی اظہار کیا ہے۔ وہ ارسطو سے بہت حد تک متفق ہے کہ عظیم تخلیقی المیہ ڈراموں سے کتھارسس میں ہوتی ہے۔ بوطیقا ارسطو کی ہمیشہ زندہ رہنے والی تصنیف ہے۔ لیکن اس میں وہ حصہ نہیں ہے جس میں اس نے کتھارسس کی تشریح کی تھی۔ یہ ادبی تنقید کا المیہ ہے کہ بوطیقا کے موجود نسخوں میں یہ حصہ موجود نہیں ہے۔ کتھارسس کے تعلق سے ایک بڑے ناقد کی تشریح صدیوں کے سفر میں کہیں گم ہو گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ارسطو کی تصنیف "سیاسیات" کی روشنی میں صدیوں سے اس کی معنویت کی تلاش و جستجو ہو رہی ہے اور اس اصطلاح کی مختلف جہتوں پر گفتگو جاری ہے۔

اس سے قبل کہ "کتھارسس" کے متعلق ارسطو کے خیالات اور مختلف دانشوروں، فنکاروں اور نقادوں کی تشریحات کا جائزہ لیا جائے۔ اور اس تنقیدی اور ادبی اصطلاح کی ہمہ گیر معنویت اور اس کی تہہ داری پر غور کیا

اس شمارے میں

قیمت

فی کاپی — ۵۰ پیسے
سالانہ — ۱۰ روپے
دو سال — ۱۸ روپے
تین سال — ۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

جائے۔ لفظ کتھارسس پر تاریخ پہ ایک نظر ڈال لینا ضروری ہے۔ اس لیے کہ ارسطو کے بنیادی تصور کا تعلق یونان کے قدیم ترین تجربوں سے بہت گہرا ہے۔

میں نے شروع میں کہا ہے کہ اس لفظ کی جڑیں ارسطو کے ماضی میں پیوست ہیں۔ ارسطو تک سفر کرتے ہوئے اس لفظ نے جانے کتنی منزلوں کو طے کیا ہے۔ اس لفظ کے تاریخی ارتقا اور اس کے تاریخی سفر کا مطالعہ کم دلچسپ نہیں ہے۔

قدیم ترین زمانے میں کتھارسس ایک پراسرار جذبہ کے والہانہ اظہار کا فطری اور نفسیاتی نتیجہ تھا۔ جس کا تعلق یونانی مذہب سے تھا۔ جب یونان کے مذہبی خیالات پر ( ) مسلک کا گہرا اثر ہوا تو جذبات کے والہانہ اظہار اور فطری اور نفسیاتی سکون اور اصلاح نفس یا تزکیۂ نفس کا نظریہ پیدا ہوا۔

افلاطون ( ) نے بھی مکالمات میں اس نظریے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یونانی جمالیات اور یونانی فلسفے میں کتھارسس کی اصطلاح بعد میں استعمال ہوئی ہے۔ صدیوں پہلے ( ) مسلک کی وجہ سے یہ لفظ مشہور تھا۔ کسی پراسرار جذبے کے والہانہ اظہار اور اس اظہار کے فطری اور نفسیاتی نتیجے سے دراصل یہ بتانا مقصود تھا کہ وجود میں پاکیزگی آ گئی۔ ایسی باتیں فطرت انسانی سے دور ہو گئیں جو اچھی نہ تھیں۔ اس عمل سے فرد بہت سی الجھنوں سے دور ہو گیا۔ اور اس کا باطن پاک و صاف ہو گیا۔ وجود کی پاکیزگی، باطن کی صحت اور شخصیت کی اصلاح۔ سب کی معنویت اس سے وابستہ تھی اس عمل سے پوری شخصیت جو جسم اور روح کا مجموعہ ہے جو ظاہر و باطن کی وحدت ہے، پاکیزہ بنتی تھی۔ ہوتا یہ تھا کہ لاشوں کو رکھنے کے لیے گھر ہوتے تھے اور لوگ ان گھروں میں جاتے تھے اور مردوں سے قربت حاصل کرتے تھے۔ اس طرح انھیں سکون ملتا تھا۔ جو لوگ لاشوں کے قریب جاتے وہ اکثر اپنے ساتھ پانی سے بھرے ہوئے کٹوروں سے بلتے جو مردوں کے قریب رکھ دیے جاتے اور واپسی پر یہ لوگ وہی پانی پی لیتے تھے۔ پانی پینے کے بعد ذہنی اور نفسیاتی آسودگی حاصل ہوتی تھی۔ اس طرح ان کی صحت اور اصلاح ہوتی یعنی ان کی کتھارسس ہوتی تھی۔ یہ بھی رواج تھا کہ جب کوئی مر جاتا تو اس کے رشتہ دار جانوروں کے لہو کو کٹوروں میں لے کر پیتے تھے اور جذباتی اور ذہنی سکون حاصل کرتے تھے۔

وقت گذرتا گیا۔ ڈیمیٹر ( ) نام کی دیوی کی پرستش نے جب یونانیوں کو متاثر کرنا شروع کیا تو مذہبی عقائد بہت پراسرار ہو گئے۔ ایتھنز میں مختلف قسم کے پراسرار رسم و رواج شروع ہو گئے۔ عبادت کرنے کا ایک انتہائی والہانہ لیکن حد درجہ پراسرار طریقہ رائج ہو گیا۔ عبادت کے وقت وحشیانہ موسیقی کی لہریں ہر طرف سے اٹھتی تھیں اور لوگ دیوانوں کی طرح رقص کرتے تھے۔

عبادت عموماً رات کی گہری تاریکی میں کسی بلند مقام پر ہوتی رفتہ رفتہ ( ) کی مقدس عبادت گاہ میں یہ عبادت ہونے لگی۔ ہاتھوں میں سانپ اور خنجر لیے والہانہ رقص بلند چیخوں کے ساتھ جاری رہتا۔ ایسا لگتا جیسے لوگ خوشی سے پاگل ہو گئے ہیں ایک دائرے کی صورت میں رقص شروع ہوتا اور اس شدت سے ہوتا کہ کوئی ہوش میں نہ ہوتا۔ ناچتے ناچتے سب تھک جاتے اور گر جاتے پھر انھیں سکون ملتا اس طرح عبادت کے عمل میں ان کی کتھارسس ہوتی تھی۔ اکثر یہ ہوتا کہ ان کے قریب کچھ جانور رکھ دیے جاتے اور رقص کے اختتام پر سب ان جانوروں پر گرتے اور انھیں انتہائی بے دردی سے مارتے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ان لوگوں کے جذباتی اور نفسیاتی آسودگی حاصل ہوتی، یہی کتھارسس تھی۔ اس لفظ اور اس لفظ کی داخلی معنویت کی ابتدا اس منزل سے ہوتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس وحشیانہ طریقۂ عبادت سے حواس میں ہلچل سی آ جاتی ہے۔ ہوش کھو جانے کی وجہ سے فریب، التباس، وہم، خیال اور فریب نظر کی ایک دنیا ایک پراسرار دنیا سامنے آ جاتی ہے۔ رقص کرنے والے ایک پراسرار دنیا سامنے آ جاتی تھی۔ رقص کرنے والے ایک پراسرار ماحول میں پہنچ جاتے تھے۔ جذبوں کی بے پناہ اٹھان سے مذہبی وجدان کو آسودگی حاصل ہوتی تھی۔ عبادت کرنے والے جسمانی حدود سے نکل جاتے تھے اور دیوی یا دیوتا سے قریب تر ہو جاتے تھے زمان و مکان کی زنجیریں ٹوٹ جاتی تھیں اور اس عمل کے بعد جو سکون ملتا تھا۔ اس سے باطن کی کتھارسس ہوتی تھی۔

یونانی ڈرامے کی تخلیق کا انحصار بھی کیا جاتا ہے اسی رقص پر ہے۔ جس طرح عابد اپنی تمام قوتوں اور اپنی فطرت کی تمام صلاحیتوں کو دوسرے وجود یعنی ابدی اور آفاقی وجود میں جذب کر دیتے تھے۔ اسی طرح ڈرامہ نگار نے بھی اپنی تمام صلاحیتوں کو کرداروں میں جذب کیا ہے اور دیکھنے والوں کی کتھارسس ہوتی تھی۔

اس قسم کی عبادت کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ انسان حواس کی تمام سطحوں سے اوپر ہو جائے۔ ایسے اعلیٰ و ارفع احساس تک جائے جہاں اس کی پہنچ نہیں ہوتی۔ شعور کی سطح سے بلند ہونے کا معاملہ تھا۔ یونانی مسٹی سیزم کی بنیاد بھی یہیں ہے۔

افلاطون نے ( ) کے مسلک سے صرف اس پہلو پر نکتہ چینی کی ہے جہاں اخلاقی اقدار نہیں ہے۔ وہ ایک بڑا معلم اخلاق بھی تھا۔ لہٰذا اس نے کتھارسس کو جذباتی اور نفسیاتی آسودگی اور پاکیزگی کا نتیجہ قبول کرتے ہوئے صرف ان نکات کو قبول کیا ہے کہ جن میں اخلاقی اقدار موجود ہیں۔ مکالمات میں ایسی کتھارسس کی طرف کچھ واضح اشارے موجود ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ یونانی جمالیات میں سب سے پہلے افلاطون نے اس لفظ کی معنویت کو سقراط کے الفاظ میں پیش کیا ہے جہاں تحریر میں جذبہ

اور زبان پر گفتگو ملی ہے۔ وہاں افلاطون کا نظریہ کسی حد تک واضح ہو جاتا ہے۔ ہومر کی نظمیں پڑھتے ہوئے جب وہ یہ کہتا ہے کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میرے جسم میں تھرتھراہٹ سی آ جاتی ہے۔ تو دراصل وہ خود کو کتھارسس کی جانب ہی بڑھتا ہوا پاتا ہے۔ اس لیے کہ ایسی ہی کیفیتوں کے بعد کتھارسس ہو سکتی ہے۔

اس پس منظر میں ارسطو کے کتھارسس کو سمجھا جائے تو بہت سی باتوں کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ ارسطو کے لیے یہ لفظ اجنبی نہ تھا اس لفظ کی گہری معنویت بھی اس کے ذہن میں کسی نہ کسی صورت میں موجود تھی۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اسے ایک ہمیشہ زندہ رہنے والی اصطلاح کی صورت دے دی جس کی معنویت کی تہہ داری اور پہلوداری پر صدیوں سے اظہار خیال کیا جا رہا ہے۔ ارسطو کے سامنے یونانی ڈرامے تھے۔ اور اس نے ڈرامے کی فن کو موضوع بنایا۔ لیکن اس فن پر گفتگو کرتے ہوئے اس بڑے ناقد نے فنون لطیفہ کی جمالیات کو سمیٹ لیا۔ یہ وہ عہد تھا جب یونان میں ایک بڑے تخلیقی دور کا زمانہ ختم ہو رہا تھا ادبی تنقید کے لیے اہم زمانہ تھا۔ یونانی فکر جس بلندی پر تھی اس کے لیے ارسطو ہی ضرورت تھی۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے یونانی ادبیات کا مطالعہ کرتے ہوئے ادبی اقدار اور فنی آفاقیت سے گہری دلچسپی لی۔ اس نے بہت حد تک فلسفے، منطق اور اخلاقیات کو فنی اور ادبی اقدار سے دور رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ کتھارسس کی اصطلاح ایک معنی خیز ادبی اصطلاح بن گئی۔

بوطیقا کا وہ حصہ ہمیں نصیب نہیں ہے جس میں اس نے کتھارسس کی تشریح کی ہے۔ سیاسیات کے آٹھویں حصہ میں اس اصطلاح کا ذکر ملتا ہے۔ اس کا یہ جملہ یاد کیجیے۔

"ابھی تو میں بیان کرتا ہوں کہ کتھارسس سے کیا مراد ہے۔ لیکن فن شاعری یعنی بوطیقا میں اس کی تشریح کریں گے۔"

یہ تشریح کیا تھی ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ لہٰذا ہم المیہ کے پلاٹ، المیہ کردار اور المیہ ہیرو اور آرٹ اور فطرت کے رشتوں پر اس کے خیالات کی روشنی میں جب کتھارسس کی اصطلاح کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"سیاسیات" میں ارسطو نے کتھارسس کو تنقیہ یا تبلاب کا مفہوم دیا ہے۔ ٹریجڈی سے ہمدردی اور خوف کے جذبے ابھرتے ہیں اور اختتام پر جب یہ جذبے دور ہو جاتے ہیں تو کتھارسس ہوتی ہے۔ یہ احساس بھی ملتا ہے کہ ٹریجڈی کا فن ان جذبوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور ذہنی اور جذباتی سکون بخشتا ہے۔ باطن میں روشنی آ جاتی ہے۔ اور جمالیاتی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ارسطو نے تخیل اور عقل کے ساتھ جذبوں کو بھی بڑی اہمیت دی ہے۔ البتہ وہ ان کے متوازی ابھار اور ان کی صحت اور اصلاح کو ضروری سمجھتا ہے۔ اس طرح کتھارسس کے ساتھ صفائی اور پاکیزگی

باطن کی روشنی اور جمالیاتی آسودگی کی معنویت بھی وابستہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح ایک نئی جہت سامنے آجاتی ہے جس کا اعلان پورے فنون لطیفہ پر ہو جاتا ہے۔ یعنی معاملہ صرف جذباتی آسودگی کا نہیں ہے بلکہ جذبوں کی روشنی اور پاکیزگی کا بھی ہے کہ جس سے جمالیاتی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ باطن، کیٹل وٹرڈ، تھامس ٹیلر، جیکب برنیز، بوچر، ایف، ایل لوکاس، ہربرٹ ریڈ، اور آئی اے رچرڈس وغیرہ نے کتھارسس کی اصطلاح کو طرح طرح سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ بہت سے اختلافات کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اس اصطلاح کی معنویت کی گئی۔ اس سلسلے میں یہ سوال بھی بہت دلچسپ رہا ہے کہ کتھارسس کس کی ہوتی ہے۔ آرٹ کا نمونہ دیکھنے والے کی کتھارسس ہوتی ہے یا فنکار کی۔ کیا ان کرداروں کی بھی کتھارسس ہوتی ہے جو المیہ کردار ادا کرتے ہیں۔ معاملہ اگر جذباتی ابھار، جذباتی آسودگی۔ جذبوں کی صحت اصلاح۔ باطن کی روشنی جذبوں کے توازن اور جمالیاتی مسرت کا ہے تو یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان سب کی کتھارسس ہوتی ہے۔ اگر کوئی المیہ ہیرو یا المیہ کردار کشمکش کا شکار ہوتا ہے۔ تو فنکار فن کا مشاہدہ کرنے والے اور ڈرامے کے کردار سب اپنی اپنی جگہ کشمکش کے شکار ہوتے ہیں اور جب المیہ ہیرو یا المیہ کردار کی کشمکش ختم ہوتی ہے۔ تو سب کی کتھارسس ہوتی ہے۔ ارسطو نے ممکن ہے بوطیقا کے اس حصہ میں اس کی تشریح کی ہو جو اب ہمیں نصیب نہیں ہے۔ لیکن کتھارسس کی معنویت میں اتنی تہ داری ہے کہ ہم ان تمام باتوں کو قبول کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کتھارسس ایک معنی خیز اصطلاح ہے جس کی کئی جہتیں ہیں صرف المیہ یا المیہ ڈراموں کو نہیں بلکہ پورے فنون لطیفہ کی داخلی فطرت کو سمجھنے میں ادبی تنقید ایک ہمہ گیر اصطلاح سے مدد لے سکتی ہے۔ رقص ہو یا موسیقی، مصوری ہو یا ڈرامہ شاعری ہو یا ناول ہر فن سے فنکار اس کی شخصیت، قاری، سامع اور خود کرداروں کی کتھارسس ہوتی ہے۔ یہ فنون لطیفہ کی روح بھی ہے۔ اس لیے کہ اس کی اپنی جمالیاتی جہتیں ہیں۔ اعلیٰ تخلیق اور خصوصاً المیہ موضوعات سے جو ذہنی اور جذباتی آسودگی حاصل ہوتی ہے اور جو جمالیاتی بصیرت اور مسرت ملتی ہے۔ انھیں اس اصطلاح کی معنویت سے بہت حد تک سمجھا جا سکتا ہے۔

نئی جمالیات اپنے ماضی کی اس معنی خیز تہہ دار اور ہمہ گیر اصطلاح کو اپنا بیش قیمت سرمایہ تصور کرے گی۔

(سرینگر سے نشر)

خط وکتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف وخوشخط تحریر کیجئے۔

نئی دنیا نئے مسائل

عالم بیگانگی

ڈاکٹر وہاب اشرفی

اگر کسی کے سامنے فرٹز پیپن ہیم (Pappenheim) کی کتاب "الی نیشن ان ماڈرن مین" ہو تو اس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا کہ نئی دنیا کے نئے مسائل نے انسانی ذہن کو کس طرح متاثر کیا ہے۔ وہ کس طرح ایک عالم بیگانگی سے دوچار ہے۔ جہاں سے فرار ممکن نہیں۔ فرٹز پیپن ہیم نے اپنی کتاب کی ابتدا ایک اساطیری قصے اور آج کے ایک حقیقی واقعہ سے کی ہے اساطیری قصے کو الگ رکھئے۔ حقیقی واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ فوٹو گرافی کے ایک مقابلے میں انعام حاصل کرنے والی وہ تصویر تھی جس میں گاڑیوں کے تصادم میں ایک شخص موت کے کرب سے گذر رہا تھا ــــ یعنی تصویر میں ایک خاص لمحہ اور ایک خاص کیفیت منعکس کی گئی تھی۔ مصنف نے یہاں یہ نکتہ واضح کرنے کی کوشش کی تھی کہ فوٹو گرافر کے سامنے کسی انسانی المیے کا مجموعی تاثر پیش کرنا نہیں تھا بلکہ ایک اضطراری کیفیت کو فنکارانہ طور پر گرفت میں لینا تھا۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ اسے حصول انعام کے لیے ایک غیر معمولی تصویر چاہیے تھی جو کسی غیر معمولی حالت پر مبنی ہوتی۔ اس سے زیادہ اس کا کوئی اور مقصد نہیں تھا۔ وہ مرنے والے کے المیے میں شریک نہ تھا، نہ اس کے کرب سے اس کے ذہن و دماغ کو کوئی جذباتی جھٹکا لگا تھا۔ گویا فوٹو گرافر اور مرنے والے کے کرب کے درمیان ایک کاروباری قسم کی حد فاصل تھی۔ مرنے والے کی پوری شخصیت اس کے المیہ کا مجموعی تجربہ اس المیہ سے پیدا ہونے والے مسائل وغیرہ جیسے امور فوٹو گرافر کے لیے دلچسپی کا باعث نہ تھے، وہ تو ایک کاروبار کر رہا تھا اور وہ اسمیں کامیاب بھی تھا ــــ پیپن ہیم اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ فوٹو گرافر کے یہاں دردمندی کا عنصر غائب تھا اور وہ اس المیہ سے بیگانہ ہے جس کا نمائندہ تاثرات نے اپنے کیمرے میں بند کر دیا ہے۔ اتنا ہی نہیں وہ اپنے آپ سے بھی بیگانہ ہے۔ اس لیے کہ اسکی فنکارانہ شخصیت کا یہ مطالبہ ہے یا ہو سکتا ہے کہ وہ مرنے والے کے تمام کمال و مصائب میں شریک ہو اور ان کا اثر قبول کرے۔ لیکن اس کی مکمل شخصیت پر ایک اضطراری رویہ حاوی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے آپ سے بیگانہ ہے۔ جسکی شاید اسے خبر بھی نہیں۔

لیکن نئی دنیا کے نئے مسائل میں بیگانگی اور اس کے عوامل کو یقینی مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اس سے دوررس نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ دراصل آج کا آدمی اپنی بیگانگی سے آشنا ہے، وہ فوٹو گرافر کا پروٹو ٹائپ نہیں ہے اس لیے وہ ایک خاص قسم کے کرب کا شکار ہے۔ یہ کرب اپنے اثرات بھی مرتب کر رہا ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ ایسے اثرات انسان کے ذہنی امراض کی شکل میں نمایاں ہیں، اثبات کی جگہ نفی، رجائیت کے مقابلے میں قنوطیت، خیر کے بجائے شر امن و سکون کے بدلے انتشار و بحران آج کی زندگی کا خاصہ ہے۔ اور مجموعی طور پر انسان ایک بحران ایک کشمکش سے گذر رہا ہے صنعت و حرفت بھی بیگانگی پیدا کر رہی ہے اور سیاست بھی۔ تمدنی اور معاشرتی فتوحات بھی بیگانگی کا باعث ہیں اور مذہبی بالادستی اور طبقاتی کشمکش بھی ــــ لہذا زندگی کی اکثر شقیں انتشار کا آئینہ ہیں۔ نئی دنیا کے نئے مسائل سے آشنا نیا ادیب یا نیا شاعر ایسی ہی کرائسس کا شکار ہے۔ اس کے سامنے تضادات کا ایک ڈھیر ہے، سماج اور ذات کا تصادم ہے۔ نام نہاد روایتی اخلاق و اخلاص اور کھری ننگی سچائی کے شاخسانے ہیں۔ ایسے ہی جس میڈیم میں وہ خود آپ کو پیش کرتا ہے لایعنی بن جاتا ہے۔ افہام و تفہیم سے دور ہو جاتا ہے اور آخری تجزیے میں مجوبہ روزگار ثابت ہوتا ہے۔

بیگانگی کے اس عالم میں مغربی دنیا کی حالت کچھ زیادہ ہی افسوسناک ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذات اور سماج کی بیگانہ وشی سے ان کے یہاں فلسفیانہ روایت کی جڑیں مضبوط ہوتی جاتی ہیں اس طرح ٦ کار و آیا۔ فلسفیانہ تاویلات کے گھیرے میں آکر اپنی منطق آپ بن گئی ہیں۔ ایسی موشگافیوں کا سلسلہ انیسویں صدی کے اوائل میں نطشے اور ہیگل سے شروع ہوتا ہے پھر مارکس اپنی توجیہات کے ذریعہ اس کی توسیع کر دیتا ہے گویا انیسویں صدی میں ہی بیگانگی کو فلسفہ کی پشت پناہی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ اصطلاح ایک [illegible] کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور اس فلسفیانہ فکر و نظر کے سمتے شاخسانے ابھرتے ہیں وجود میں انکار و عوامل جنم لیتے ہیں۔ کرکے گارڈ یا بائی ڈیگر رسل ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود بیگانگی اور اس کی کارکردگی کے تناظر کی توسیع کر دیتے ہیں۔ نتیجے میں شعر و ادب میں بغاوت کی لہریں تیز ہو جاتی ہیں۔ افسانے اور ناول کے فارم ریزہ ریزہ کر دیئے جاتے ہیں ہیرو کی موت ہو جاتی ہے۔ زمان و مکاں کا تصور اضطراری و لمحاتی کیفیت سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ ڈراما لایعنی بن جاتا ہے اور اسے مارٹن اسلن جیسا نقاد بھی مل جاتا ہے۔ انگری ینگ مین کی باغی جماعت روایت و تیج سرمایے سے دست بردار ہو کر اپنی کشکول میں خارِ وحشت بھر لینا چاہتی ہے۔ اعتدال، توازن اور تناسب جیسے الفاظ بے معنی ہو جاتے ہیں، غیر معتدل بھیانک مناظر اور رنگ آمیز غیر متناسب تجربے اور مشاہدے، غیر متوازن جنسی معاشقے شعر و ادب کا خمیر بن جاتے ہیں تفصیل کا موقع نہیں دو تین مثالیں دیتا ہوں۔

آئی نسکو کا ایک ڈرامہ "سبق" ۱۹۵۱ء میں لکھا گیا بس قصہ یہ ہے کہ ایک پروفیسر جو ذہنی ہیجان کے عالم میں ہے ایک لڑکی کو سبق دیتا ہوتا ہے، اس کے بارے میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس نے ۳۹ قتل پہلے سے کر رکھے ہیں، لازمی نتیجے کے طور پر پروفیسر اس لڑکی کو بھی قتل کر دیتا ہے لیکن معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا، اکتالیسواں شخص دروازے پر دستک دے رہا ہے اسے بھی سبق لینا ہے اسے بھی قتل ہونا ہے۔ نقاد ڈیوبار یو اس ڈرامے کے بارے میں لکھتا ہے:

لایعنی حرکات و بیگانگی کی اس دنیا میں مجرمانہ فعل کا سرزد ہونا ایک طرح کا لازمی نتیجہ ہے"

آئی نسکو کی ایک تمثیل ہے امیڈی جس کا دوسرا نام ہے "اس سے کیسے نجات پائیں" کہتے ہیں کہ ایک لاش رکھی ہوئی، وہ ہر روز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے پاؤں اس کمرے سے باہر نکلنے لگتے ہیں، ڈیو بار یو لکھتا ہے کہ مفہوم بس اتنا ہے کہ موت زندگی سے زیادہ زندہ حقیقت ہے یعنی سچائی صرف موت ہے۔

ژاں ژینے کا ایک مشہور ڈرامہ "بالکونی" ۱۹۵۲ء میں لکھا گیا۔۔ ایک قحبہ خانے میں کردار اپنی حرکتیں کر رہے ہیں۔ ایک لڑکی ایک پادری کا لباس پہن لیتی ہے ایک شخص ایک لڑکی کو کوڑے لگا رہا ہے کہ وہ اپنی کمر سے گھوڑے کی دم لگا رہا ہے انقلاب کی لے ایک انتہائی سنگین سی فضا میں تیز کر دی گئی ہے۔ ایسے ہی ایک کردار اپنی ہی نقال کر رہا ہے کہ کس طرح وہ نامردی کے خوف کا شکار ہے۔ آئی نسکو ہوں کہ بکیٹ، ژاں ژینے ہوں کہ آرتھر آداموف ہیرولڈ پنٹر ہوں کہ ایڈورڈ البی سب کے سب بیگانگی اور اس کے نتائج کو پیش کرنے میں مصروف ہیں۔ اسی طرح سارتر، کامو اور کافکا لست و مرکزی اہمیت دے کر اپنے شاہکار مرتب کر چکے ہیں۔ شاعروں کے یہاں یاسیت، ناامیدی، محرومی، حرماں نصیبی اپنی ذات کی شکست و ریخت کا موضوع اتنا عام ہو چکا ہے کہ ان کا اظہار فیشن سمجھا جانے لگا ہے۔

لیکن جو مثالیں دی گئی ہیں ان پر غور کیا جائے تو کچھ بصیرت افروز نتائج سامنے آ سکتے ہیں۔ مثلاً پروفیسر اور قتل کی وارداتیں چونکا دینے والی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن سبق کے ساتھ قتل کا جو عنصر سامنے آتا ہے وہ استاد اور شاگرد کے حالیہ رویے کی بھی عکاسی کرتا ہے سبق سبق باقی نہیں رہا۔ اس میکانکی دنیا میں استاد اور شاگرد اپنی سطح چھوڑ چکے ہیں لیکن یہ سلسلہ بہ حال قائم رہے گا۔ جانے سبق، تشدد کی جو بھی صورت اختیار کرے ہوا یہ ہے کہ صنعتی ترقی اور اس کی پیداوار نے انسانی دلوں کی دھڑکن چھین لی ہیں۔ اس لیے تشدد ایک عام میکانکی روش بن گیا ہے۔ فرائڈ نے کسی کے حوالے سے لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیتا ہے تو اسے اپنے تجربے کی نوعیت معلوم بھی ہوتی ہے لیکن کسی بم کے دھماکے یا کسی ٹرین کے دبا دینے سے جو ایک کثیر تعداد ہلاک ہوتی ہے اس کی ہلاکت کا تجربہ بم گرا دینے یا ٹرین دبا دینے سے نہیں ہوتا گویا قاتل اور مقتول میں ایک بیگانگی کا رویہ شدید بن جاتا ہے اور ہلاکت خیزی اپنی ہولناکی کے اثرات مرتسم نہیں کر پاتی ایسی بیگانہ صورت حال کا مقابلہ مذہب کر سکتا تھا، لیکن مشینی طرز کا مذہب اپنا خلوص کھو چکا ہے اس حد تک کہ مذہب اور سیاست میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ مذہبی پیشواؤں میں خلوص کی کمی، ان کے مناقشے، دوسرے مذاہب سے محض عقیدے کی بنا پر ان کی بیزاری اور نتیجے میں لڑائی ایسے اسباب ہیں جو اپنی اور ان کے مشن کو مقدم نہیں ہونے دیتے اور وہ سائنس اور اس کے کارناموں کی 'بالا دستی' کا مقابلہ نہیں کر پاتے اور 'خدا کی موت' کے اعلان نامے پر گویا اپنی مہر ثبت کرنے میں مصروف ہیں یہی وجہ ہے کہ قحبہ خانے کی طوائف پادری کا لباس زیب تن کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتی کہ آخر وہ بھی اس ریاکار سماج اور اس کے انتظامیہ کا حصہ ہے۔

تو پھر ایسی صورت حال ہمیں کہاں لے جائے گی ظاہر ہے موت کے دروازے پر جہاں وہ موت اخلاقی ہو یا روحانی یا جسمانی، امیدی یا ہم اس سے کیسے نجات پائیں، کی لاش ہمارے ارد گرد پھیلتی ہی جائے گی اور پھر سڑ گل جائے گی اور پورا سماج موت کی آلودگی اور اس کے تعفن میں ڈوب جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے آدمی کا حال تو ہے ہی نہیں، مستقبل بھی نہیں ہے۔ ایسے میں بیگانگی اور تعطل کو ختم کرنے کی سبیل ڈھونڈھنی ہے۔ یاسیت منزل نہیں ہو سکتی۔ مایوسی و حرماں نصیبی آدمی کا مقدر سہی آدرش نہیں بن سکتی —— ہمارا ماحول 'اجنبی' سہی لیکن یہاں کے تمام کردار مرسول نہیں۔ اس صورت حال کو سمجھنا چاہیے ویسے بیدل نے ایک نکتہ پیش کیا ہے، وہ ایک بڑا سبق بھی ہے اور ہماری بیگانگی کے زخم کا مرہم بھی ؎

زندگی در گرد نم افتاد بیدل چارہ نیست
شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

(اردو سروس سے نشر)

ڈاکٹر وہاب اشرفی
صدر شعبہ اردو، رانچی یونیورسٹی رانچی

غزل

منوہر لعل بہار

یاس کے اندھیروں میں حسرتیں جلاتے ہیں
زخم دل کے پھولوں سے انجمن سجاتے ہیں

بانٹ کر خلوص اپنا غم پہ مسکراتے ہیں
ہم ستم شعاروں کو راستہ دکھاتے ہیں

ہم چمن پرستوں کی بات پوچھتے کیا ہو
خون دل چھڑکتے ہیں گلستاں کھلاتے ہیں

لٹ گئے تیری راہوں میں مدتیں ہوئیں لیکن
اشک آ کے آنکھوں میں اب بھی تھرتھراتے ہیں

جب کبھی بھٹکتے ہیں ہم وفا کی راہوں میں
نقش پا ضیا دے کر راستہ دکھاتے ہیں

جب خوشی نہیں ملتی ہم جنوں پرستوں کو
جشن زندگی کیا جشن غم مناتے ہیں

برق کو نہیں دیتے زحمت نوازش ہم
آشیاں کو خود بڑھ کر آگ ہم لگاتے ہیں

(حیدر آباد سے نشر)

پنجاب کے بازیگر قبیلے

پروفیسر شیر سنگھ شیر

اس مقالہ میں میں پنجاب کے بازیگر قبیلوں اور ان کی طرز معاش زندگی پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ سچ پوچھیں تو ان دلچسپ اور قدیم قبیلوں کی طرف ہمارے عالموں اور محققین نے خاص دھیان نہیں دیا۔ بازیگروں کی زندگی کی سب سے دلچسپ بات ان کی جدی بازیگری ہے۔ مگر اس کے بارے میں عوام تو کیا عالموں فاضلوں کو بھی خاص واقفیت نہیں ہے۔ مجھے یہ مقالہ تیار کرنے میں خاص طور پر کوشاں ہونا پڑا۔ اور بازی گروں کے ڈیرے میں جا جا کر ان کی بازی گری کے فن کے بارے میں معلومات حاصل کی۔

بازیگر اپنا حسب نسب راجپوت خاندان سے دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ان کے خدوخال کا بغور مطالعہ بھی بلاشبہ اس دعویٰ کا شاہد ہے کہ واقعی یہ لوگ قدیم آریہ نسل کے ہیں۔ انسانی شاخوں کے ردوبدل کی تاریخ بھی ایک کمال کا عجوبہ ہے۔ کہ زمانہ در زمانہ انسان کیسے کیسے جا بجا گھومتے رہے اور کہاں کہاں بودوباش اختیار کرکے پھر وہاں سے ہجرت کرکے کہاں کہاں جاکر سکونت پذیر ہوئے۔ اور اس لمبے سلسلے میں ان میں کون کون سی تبدیلیاں ظہور میں آئیں۔

بازیگر عموماً درمیانی قد کے یا قدآور رنگ کے گندمی یا گورے جسم کے ہلکے پھلکے اور چست ہوتے ہیں۔ بازی گر عورتوں کی خوبصورتی مشہور ہے۔ اور یہ سونے چاندی کے زیور پہننے کی بہت شوقین ہوتی ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے ڈیروں میں آزاد اور ننگ دھڑنگ پھرتے رہتے ہیں۔ ہندوستان کے بٹوارے کے دنوں یعنی سنہ ۱۹۴۷ء تک بازیگروں میں اپنی قدیمی قبائلی اور روایتی رسمیں موجود تھیں۔ مگر تقسیم ملک اور پاکستان کے ظہور میں آنے کے بعد ہندوستان کی مجموعی سوسائٹی اور خاص کر قبائلی لوگوں کی زندگی میں سب سے نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں کیونکہ بازی گر اور ان جیسے اور کئی خانہ بدوش یا جپسی لوگ خود بخود بستیاں بنا کر اور لوگوں کی طرح رہنے لگے یا سرکار نے انھیں ان کے اقتصادی مجلسی اور تعلیمی سدھار کی خاطر ان کو بستیوں میں آباد کردیا اور کئی بستیاں تو ان کو زرعی زمینیں دے کر بسائی گئیں اس طرح ان خانہ بدوشوں کی زندگی اور رہن سہن میں ایک قسم کا انقلاب آگیا۔ اور یہ لوگ اپنا چلتا پھرتا اور آوارہ ساز زندگی کا ڈھنگ چھوڑ کر دوسرے سماج کے نزدیک آگئے اور اپنے پرانے طریقوں کو چھوڑ کر کئی جدید طریقے اپنانے لگے۔

پہلے یہ لوگ بھیڑ بکریاں اور اونٹ رکھتے تھے۔ اپنی سرکنڈے کی بنی ہوئی جھونپڑیوں کو اونٹوں یا گدھوں پر لاد کر جا بجا پھرتے رہتے تھے۔ مردوں کا عام پیشہ گاؤں اور شہروں میں بازی گری کے کرتب دکھا کر لوگوں سے روپیے پیسے، اناج، اور کپڑے وغیرہ لے کر گزارہ کرنا تھا۔ اور بازی گر عورتیں گاؤں کی عورتوں کو گھوڑیاں (ایک طرح کا لوک گیت) گا گا کر اور سنا سنا کر اور سوئیاں، ستارے سرمہ اور اخروٹ کی چھیل جیسے داتن کہتے ہیں۔ جو آجکل کی ہونٹوں کی جدید سرخی کی جگہ عورتیں استعمال کرتی ہیں یہ انھیں بیچ کر روپیہ پیسہ اور اناج اکٹھا کرتی تھیں۔ مگر اب یہ باتیں تقریباً ختم ہو چکی ہیں۔ اور ان کے فن کو ختم کرنے میں ریڈیو، گراموفون، سنیما، ٹیلی ویژن کا بہت حصہ ہے بازیگروں کی علیحدہ زبان بھی ہے۔ جسے وہ پارسی کہتے ہیں۔ اور جسے اور لوگ سمجھ نہیں پاتے۔ بازی گر اپنی پارسی زبان میں مرد کو گواریا گوپالا اور عورت کو گوارنی یا گوپالن کہتے ہیں۔ غیر بازی گر مرد کو ناٹ یا کاجا اور عورت کو کاجی کہتے ہیں۔ بازی گر اپنے ڈیرے کو پیڑ کہتے ہیں۔ پنجابی لوگ بازیگر کو گلیلا اور بازی گرنی کو گلیلی کہتے ہیں اب دوسرے سماج میں مل کر بازی گروں کی موجودہ پشت کے بچے اپنی پارسی زبان اور پرانے رسم و رواج سے بے بہرہ ہیں۔ میں یہاں ان کی پارسی زبان کا ایک فقرہ مثال کے طور پر اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کر رہا ہوں

"پوریا ناٹ راچل چھیلیا۔ ایچے گل تاب راچل کرنی آں"

ترجمہ: ارے لڑکے کوئی اچھی حیثیت والا اجنبی شخص آیا ہے۔ تجھے اس سے اچھے سلیقے سے بات چیت کرنی ہوگی۔"

بازیگروں کا قبیلہ کئی گوتوں میں بٹا ہوا ہے۔ جن میں سے خاص کے نام ہیں۔ درشیے۔ لالکے، سندھو، چھپٹے، دلجوت، واڑن کے، بھلانے، جسمیر کے۔ باجوے، مستان کے، اور گتا کے۔

بازیگروں کا قدیمی نام نٹ تھا۔ جو لفظ ہندوستان کے قدیم ادب میں پایا جاتا ہے۔ مگر مسلمان حکومتوں کے دوران کئی اور پیشہ ور ناموں کی طرح ان کا نام فارسی میں بازیگر پڑ گیا۔ جو فارسی کے مصدر باختن سے ہے، جس کے معنی ہیں کھیلنا یا کھیل دکھانا۔ بازی گر الٹ پلٹ اور حیران کن بازیاں لگانے کا کرتب تو تقریباً چھوڑ اور بھول گئے ہیں۔ مگر اب یہ اپنے پرانے فن یعنی ڈھول بجانے سے بھی روزی کماتے ہیں۔ جس کے ذریعہ یہ نوجوان کالجوں اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں بھنگڑہ کی ٹیمیں تیار کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ پنجابی ناچ بھنگڑہ کے ماہر ہیں۔

جس وجہ سے ان کے قبیلے کا نام پڑا ہے وہ تو بازیگری ہی ہے۔ اس لیے میں ان کے اس فن کے بارے میں آپ کو کچھ نئی باتیں بتاتا ہوں۔ جو میں نے بوڑھے بازی گروں سے بڑی مشکلوں سے اور ان کے ڈیروں میں مقصد تحقیق سے گھوم گھوم کر حاصل کی ہیں۔ جو کہ عوام سے پوشیدہ ہیں۔

۱۔ سانپلی: یہ وہ بازی ہے جس میں بازی گر سانپ کی طرح پیچھے کی طرف کود کر تین چکر کاٹ کر اپنے پاؤں پر آکھڑا ہوتا ہے۔

۲۔ گڑ گوندھ: اس میں بھی وہ کود کر ہوا میں تین چکر آگے کی طرف کاٹتا ہے۔

۳۔ پوچھی: پیچھے کی طرف صرف ایک چکر کاٹنے کی بازی لگانا۔

۴۔ سرو: اپنے ہاتھوں پر سرو کی طرح سیدھے کھڑا ہونا۔

۵۔ مچھلے: سرو کی طرح ہاتھوں پر کھڑے ہو کر پیچھے کی طرف چلنا۔

۶۔ بینچ: سرو کی طرح ہتھیلیوں پر کھڑے ہو کر پیچھے کی طرف چلنا

۷۔ چھڑک: کسی ایک پہلو کی طرف کود کر ہوا میں دو یا تین چکر کاٹنا

۸۔ جھپ: کود کر ہوا میں جہاز کی طرح اڑنا اور پھر آرام سے زمین پر آنا۔

۹۔ دند سوہاگہ: اپنے دانتوں سے لکڑی کا بھاری سہاگہ اٹھا کر اپنے سر کے اوپر سے اپنے اوپر پھینکنا۔

۱۰۔ تاڑا: بازی گر اپنی پیٹھ پر ہلکا سا گٹھا باندھ کر زمین سے کانی تنے ہوئے رسے پر چلتا ہے۔

اسی طرح نہارا، سانا، ڈھنڈھاؤ، غلیل نشانہ، گڈی، ہوائی تار اور جو نکی کی کھال جیسے کرتب ہیں۔

بازیگروں میں کئی اور بھی کمال کے فن ہیں۔ جو آجکل کی تہذیب اور ان کے جدید سماج میں خلط ملط ہونے کی وجہ سے معدوم ہو رہے ہیں۔ اور کئی تو تقریباً پہلے ہی ہو چکے ہیں اس لیے انسانی نسل کے ماہرین یعنی ANTH-ROPOLOGISTS AND ETHNOLOGISTS کو چاہیے کہ بغیر انتظار کرنے کے ایسے قبیلوں کا مطالعہ اور ان پر تحقیق کرکے جتنا بھی ہو سکے۔ ان کی قدیمی اور قبائلی زندگی کے بارے میں محفوظ کریں۔

(جالندھر سے نشر)

سورج مکھی کی کاشت اور اسکی اہمیت

اندراج ورما

سورج مکھی جس کا نباتاتی نام Helianthus annuus ہے پھول بردار پودوں کے Compositae خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایک اہم تیل ایجاد پودا ہے جو آہستہ آہستہ ہندوستان میں زرعی اہمیت حاصل کر رہا ہے۔

سورج مکھی اصل میں جنوبی امریکہ اور میکسیکو میں زمانہ قدیم سے رہا ہے۔ سولہویں صدی میں اسپین کے باشندوں نے اسے اسپین میں پہلی بار بویا اور پھر دھیرے دھیرے سارے یورپ میں اس کی کاشت ہونے لگی۔ بیسویں صدی میں روس میں اس کی تیل پیدا کرنے والی فصل کے طور پر کاشت کا آغاز ہوا۔ آج دنیا بھر میں سورج مکھی کے بیجوں کی مختلف اور نئی اقسام روس میں ہونے والی کاشت ہی کی دین ہیں۔ ہندوستان میں پہلی بار سورج مکھی کی کاشت ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔ مگر اس کی تیل پیدا کرنے والی خصوصیت کا اندازہ سنہ ۱۹۶۹ء میں ہی لگایا جا سکا۔ تب سے لے کر آج تک مسلسل اس کی کاشت کو ملک کے مختلف صوبوں میں اہمیت دی جا رہی ہے اور اس کی فصل پر کامیاب تجربات کیے جا رہے ہیں۔

ہمارے ملک میں جن صوبوں میں اس کی کاشت ہوتی ہے وہ ہیں آندھرا پردیش، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، پنجاب، اڑیسہ، تامل ناڈو، اتر پردیش اور بنگال۔ پچھلے دو تین برسوں کی رپورٹ کے مطابق تامل ناڈو میں سب سے زیادہ یعنی ۶۶،۹۱ ہیکٹر زمین پر اس کی کاشت ہوئی۔ جبکہ آندھرا پردیش میں صرف ۱۱۸۶ ہیکٹر پر اس کی کاشت کی جا سکی۔ تامل ناڈو کے بعد مہاراشٹر اور کرناٹک میں وسیع پیمانے پر سورج مکھی کو زراعتی اہمیت حاصل ہے۔

آندھرا پردیش میں پچھلے سال چتور ضلع سورج مکھی کی کاشت میں سب سے اوّل رہا جہاں ۶۲۲۰ ہیکٹر زمین پر اس کی کاشت ہوئی۔ اس کے بعد محبوب نگر میں ۱۶۳۱ اور ورنگل میں ۴۰۰ ہیکٹر زمین پر اس کی کاشت کے لیے استعمال میں لائی گئی۔

ربیع اور خریف دونوں موسموں میں اس کی کاشت کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اسے زیادہ پانی درکار نہیں ہے۔ دوسرے یہ کم مدتی فصل ہے جو ۹۰ تا ۱۱۰ دن میں تیار ہو جاتی ہے۔ یہ ریتلی اور کالی مٹی دونوں طرح کی زمینوں میں پیدا ہوتا ہے۔

اس میں مزاحمت قحط یعنی drought resistance اور قحط کو ٹالنے یعنی drought avoiding خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اس کے بیجوں کی کاشت جاری ہے جیسے ۶۶۴۱۳ سی بی ۱۱۱ [illegible] اور ۶۶۸۰۴ سی بی ان کے علاوہ حال ہی میں ایک نئی قسم جس کا نام Morden ہے رائج کی گئی۔ اس کی بی کاشت کے لیے کالی مٹی میں ۳ تا ۴ بار اور لال مٹی میں ۵ تا ۶ بار پانی کی سربراہی کافی ہے اچھی کھاد اور فرٹیلائزر کی مدد سے ایک ہیکٹر زمین سے ۸ تا ۱۰ کیونٹل بیج پیدا کئے جا سکتے ہیں محکمۂ زراعت کی ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۱ میں ۱۲۳۵۶ ٹن بیج پیدا کیے گئے جبکہ آندھرا پردیش میں ان کی مقدار صرف ۱۰۴۱۵ ٹن تھی۔ بھارت کے مقابلے میں روس میں سورج مکھی کی کاشت [illegible] ہیکٹر زمین پر [illegible] جاتی ہے اور فی ہیکٹر ۱۴ کوئنٹل بیج اپجائے جاتے ہیں۔

آندھرا پردیش میں اس کی جوار کی فصل کے بعد کاشت کی جاتی ہے جبکہ مہاراشٹر میں کپاس کے بعد اس کی کاشت ہوتی ہے۔ خریف میں مونگ پھلی کے ساتھ اور ربیع میں مونگ پھلی کے بعد اس کی کاشت عام ہے۔ مدورائی میں اسے راگی اور سینا کے ساتھ بویا جاتا ہے۔ بنگال کے سندربن کے علاقوں میں یہ خریف کی فصل کے بعد ہوتی ہے۔

ادھر کچھ برسوں میں سورج مکھی کو تیل پیدا کرنے والے پودے کی حیثیت سے اہمیت میں اضافہ ہو گیا ہے ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں دوسرا سب سے زیادہ Vegetable oil کا ذریعہ سورج مکھی کا تیل ہی ہے۔ روس، بلغاریہ، رومانیہ، ہنگری اور یورپ کے دوسرے ممالک میں یہ سب سے زیادہ استعمال کیا جاتا ہے۔

سورج مکھی کے تیل میں مانع چربی اجزا پائے جاتے ہیں یعنی اس میں Poly unsaturated Fatty acids کی کثیر مقدار پائی جاتی ہے۔ یہ شئے نہ صرف مانع چربی ہے بلکہ چربی کو بننے سے روکتی ہے اور اس کا انسداد کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے یہ مونگ پھلی تیل کی بہ نسبت کہیں زیادہ مفید قوی اور صحت بخش ہے۔ دوسرے معنوں میں اس کے استعمال سے کم مضر اثرات دیکھے گئے ہیں۔ اس مانع چربی Fatty acids کی مقدار مونگ پھلی کے تیل میں ۳۰ فیصد، تل کے تیل میں ۴۳،۵ اور کرڑ میں ۵، فیصد پائی جاتی ہے جب کہ سورج مکھی کے تیل میں یہ ۶۵ تا ۸۰ فیصد پائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ Saturated fatty acids ان تمام تیلوں کی بہ نسبت سب سے کم یعنی صرف ۶ تا ۷ فیصد ہی ہوتے ہیں۔ کرڑ، تل اور مونگ پھلی میں یہ شئے ۱۰، ۱۴ اور ۱۹ فیصد تک پائی جاتی ہے۔ اس کے تیل میں چربی کی ایک اور قسم Linoleic acid بھی نوایت کم یعنی صرف ۱۰ فیصد تک پایا جاتا ہے۔ یہ چربی تل میں ۴۲ اور مونگ پھلی میں ۵۰ فیصد پائی جاتی ہے۔ اس کے تیل میں وٹامن ڈی، اے اور بی کا بھی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ سورج مکھی کا تیل وناسپتی گھی کی صنعت میں بھی بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارا ملک کئی کروڑ روپے کا سویابین اور سورج مکھی کا تیل درآمد کرتا ہے۔ جو خوردنی تیل اور وناسپتی کے بنانے کے کام آتا ہے۔ کچھ سال قبل ہندوستان نے تقریباً ۱۱ کروڑ روپے کا ۲۶۰۰۰ ٹن سورج مکھی کا تیل بیرون ممالک سے خریدا۔ وناسپتی کی صنعت کے علاوہ یہ تیل صابن، رنگ، اور وارنش بنانے کی صنعت میں بھی بکثرت استعمال کی جاتی ہے دوائیں بنانے میں بھی یہ تیل کام میں لیا جاتا رہا ہے۔ سورج مکھی کے تیل کی کھلی میں تقریباً ۴۰ فیصد پروٹین پائے جاتے ہیں۔ اور یہ غذا کے طور پر کارآمد ہے۔ اس کھلی یعنی Oil cakes کو مرغیوں کی غذا یعنی Poultry feed کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے سورج مکھی کے بیجوں سے کنفکشنری اور بیکری کی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔

زمین کا زیادہ صحیح استعمال

محمد خلیل

ملک کے درپیش مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق گزشتہ تیس برسوں میں بڑھتی ہوئی آبادی تقریباً دوگنی ہو چکی ہے۔ ۱۹۵۱ء میں آبادی ۳۶ کروڑ تھی آج آبادی ۷۰ کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اگر آپ گزشتہ برسوں میں آبادی کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۵۱ء کے دوران آبادی ۲۴ کروڑ سے بڑھ کر ۳۶ کروڑ ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گزشتہ پچاس سال میں ۱۲ کروڑ کا اضافہ ہوا۔ لیکن اس کے برخلاف گزشتہ ۳۰ سال میں یہ اضافہ پہلے کے مقابلے میں تین گنا ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ۲۰۰۰ء تک ہماری آبادی سو کروڑ تک پہنچ جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان بیس برسوں میں ہماری آبادی میں ۳۰ کروڑ کا اضافہ ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ آبادی میں اضافے کے ساتھ ہمارے مسائل بھی بڑھیں گے۔ یہی نہیں کہ غذائی مسائل بلکہ دوسرے مسائل سے بھی ہمیں دو چار ہونا ہوگا۔ ہمیں نہ صرف اپنے زمینی ذرائع کو صحیح طور پر استعمال کرنا ہوگا بلکہ ان زمینوں کے لیے منصوبے تیار کرنے ہوں گے جو بیکار پڑی ہوئی ہیں۔ کچھ خصوصی تکنیک کے ذریعے ہمیں تمام زمینی ذرائع حاصل کرتی ہوں گی اور پھر ان کا کلی طور پر جائزہ لینا ہوگا تاکہ بیکار زمینوں کا جلد از جلد استعمال ہو سکے۔ ہمیں اس بنجر زمین کو فوری ضروریات پوری کرنے کے لیے جنگلات میں تبدیل کرنا ہوگا وہاں نہ صرف مویشیوں کے لیے چارہ بلکہ عمارتی لکڑی فراہم کرنے کے لیے درخت لگانے ہوں گے اور زمینوں کو زرخیز بنا کر انھیں کاشت کے قابل بنانا ہوگا۔ تاکہ ہم موجودہ مسائل کو حل کر سکیں۔ موجودہ دور چونکہ سائنسی دور ہے اور ہماری زندگی کے ہر شعبے میں سائنس اور ٹکنالوجی کا دخل ہے۔ اس لیے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے ہمارے سائنسداں بھی مصروف ہیں۔ گزشتہ دنوں لکھنؤ میں ایک سیمینار منعقد ہوا تھا جس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ سائنس اور ٹکنالوجی کے ذریعے کس طرح صوبے کی ترقی میں مدد مل سکتی ہے۔ اس سیمینار میں ملک کے ۱۲۰ سے زائد سائنس دانوں نے شرکت کی۔ سیمینار میں جن باتوں پر غور کیا گیا وہ سب ایسی باتیں ہیں جن کا اطلاق صرف اتر پردیش پر ہی نہیں بلکہ پورے ملک پر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سیمینار میں اس بات پر غور کیا گیا کہ پیداوار کو کس طرح بڑھایا جانے اور اس کو کس طرح محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح اس کے متبادل ذرائعوں کی تلاش کو بھی زیر بحث لایا گیا اور اس کی اہمیت پر مختلف انداز سے غور کیا گیا۔ گھریلو صنعتیں ہماری ترقی میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں اور خاص طور پر اتر پردیش کی پسماندگی کو دور کرنے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ان کو مزید بڑھانے میں مناسب ٹکنالوجی سے کس قدر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تاکہ کم خرچ صنعتیں قائم کی جا سکیں اور انھیں بڑھایا جا سکے۔ سائنسدانوں نے خصوصی طور پر اتر پردیش کی صنعتی اور دیہی پسماندگی پر روشنی ڈالی۔ توانائی کی پیداوار کے سلسلے میں یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ اتر پردیش میں اُن دریاؤں سے جو ہمالیہ سے نکلتے ہیں تقریباً ۲۰ ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہے اور کوئلے سے تقریباً دس ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن اس وقت اتر پردیش میں دونوں ذرائعوں سے مل کر صرف تین ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہوتی ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ جتنی بجلی پیدا ہو سکتی ہے اس کا صرف دسواں حصہ تیار کیا جا رہا ہے۔

زرعی پیداوار کے اضافے کے سلسلے میں سیمینار نے اس بات پر زور دیا کہ زمین کے استعمال کی صحیح منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔ سیمینار کی ایک اہم سفارش یہ تھی کہ اتر پردیش میں زمین کے استعمال سے متعلق ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جائے جس کا مقصد زمین کے استعمال کا جائزہ لینا اور بیکار غیر استعمال دیہی زمین کے صحیح استعمال کے لیے منصوبے بنانا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی انسٹی ٹیوٹ اس بات پر بھی غور کرے گا کہ فصلوں کی ترتیب میں مناسب تبدیلی لائی جائے اور کم پیداوار کے علاقوں میں پیداوار میں اضافہ کیا جائے تاکہ علاقائی عدم توازن کو ختم کیا جا سکے۔ ایک طرف تو درختوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ زمین کے کٹاؤ کو روکا جا سکے اور سیلاب پر قابو پایا جا سکے تو دوسری طرف اس بات کی ضرورت ہے کہ ملک میں اتنے درخت لگائے جائے جو لکڑی کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

امید ہے کہ ان تجاویز سے صرف اتر پردیش کے زرعی علاقوں کو بہتر بنانے میں ہی مدد نہیں ملے گی بلکہ ہندوستان کے دوسرے حصوں کی ترقی میں بھی مدد ملے گی۔ جیسا کہ وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی نے فرمایا ہے کہ ملک کے سائنسداں اور ماہرین اپنی جدید سائنسی معلومات اور اپنے تجربات کی روشنی میں ملک کی غربت کا خاتمہ کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ امید کی جانی چاہیے کہ اس طرح کے انسٹی ٹیوٹ کے قیام سے صوبے میں اپنے نصب العین کی تکمیل میں صحیح راہ پر گامزن ہو سکیں گے۔

(نیوز سروسز ڈویژن سے نشر)

محمد خلیل سائنس کی دنیا، سی ایس آئی آر، نئی دہلی

حال ہی میں لندن کے مشہور سائنسی رسالے New Scientist نے ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ برازیل جنوبی افریقہ، زمبابوے، ریاست ہائے متحدہ امریکہ جاپان اور آسٹریلیا میں خوردنی تیلوں کو ڈیزل کی بجائے استعمال کرنے کے تجربات کیے جا رہے ہیں۔ ان تیلوں کو خالص طور پر یا ان میں ڈیزل ملا کر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق سورج مکھی کے تیل اور Pea nut oil سے کوئی ۹۰ فیصد ڈیزل کی طاقت خارج ہوتی ہے۔ جبکہ ان تیلوں کی کارکردگی ڈیزل کی بہ نسبت صرف ۴ فیصد کم واقع ہوتی ہے۔

Pretoria سے جنوبی افریقہ کی زرعی انجینرنگ کی شاخ نے سورج مکھی کے تیل سے ٹریکٹروں کو چلایا ہے زمبابوے میں اس تیل سے ۵۸ دن تک ٹریکٹروں کو چلایا گیا ہے تجربہ میں ایک ٹریکٹر کو ۱۰۰ فیصد تیل سے ... ۱ گھنٹہ تک چلائے جانے کی اطلاع ہے۔ اس قسم کے تجربات شمالی ڈکوٹا کے محکمہ زراعت اور برازیل کی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (NIT) میں جا چکے ہیں۔

اگر یہ تجربات اور تحقیقات رہیں اور ان میں قابل لحاظ کامیابی حاصل ہوئی تو وہ دن دور نہیں جبکہ ڈیزل اور پیٹرول کی بڑھتی ہوئی صنعتوں کے پیش نظر موٹر نشین حضرات اپنی موٹروں میں سورج مکھی کا تیل ہی ڈلوائیں گے۔

تیل کے علاوہ سورج مکھی کے بیج نکالے گئے۔ پھول اور پتے جانوروں کے چارے کے طور پر کام آتے ہیں۔

غرض کہ سورج مکھی کا پودا کئی اہم خصوصیات کا حامل ہے۔ ضرورت ہے اس کے فوائد کو عام بنانے کی ضرورت ہے اس تحقیق اور تجربات کی اور ضرورت ہے اسے اپنے ملک میں زیادہ سے زیادہ اگانے کی اور استعمال میں لانے کی۔

(حیدرآباد سے نشر)

کشمیر کی تحریکِ حریت کے پچاس سال

بلراج پوری

یوں تو آزادی کا جذبہ اور آزادی کی تحریک شروع ہونے کا کوئی مخصوص دن اور وقت نہیں ہوتا۔ لیکن ایک باقاعدہ شکل کے طور پر کشمیر کی تحریک حریت کا جنم واضح طور پر آج سے پچاس برس پہلے ہوا تھا۔

۱۳ر جولائی سنہ ۱۹۳۱ء کو ۲۲ شہیدوں کی پاک شہادت سے مطلق العنان حکومت کے خلاف ریاست بھر کے مسلم عوام کی دبی ہوئی ناراضگی ایک لاوا بن کر پھوٹ پڑی۔ جسے مسلم کانفرنس کے نام پر منظم کیا گیا جو بعد میں نیشنل کانفرنس میں تبدیل ہوئی۔ قیادت اور بنیادی رجحان کے تسلسل کے لحاظ سے کشمیر کی پچاس سالہ سیاسی تحریک کا برصغیر ہند میں ایک منفرد مقام ہے۔ اس تاریخ ساز عرصہ میں کشمیر جن تبدیلیوں سے گذر رہا ہے۔ وہ بھی غالباً بے مثال ہے۔

اس موقعہ پر کشمیر کے لوگ بجا طور پر اپنی بہت سی کامرانیوں پر فخر کر سکتے ہیں۔ مگر اصل میں یہ موقعہ، یہ جائزہ لینے کا بھی ہے کہ اب تک کتنی مسافت طے ہو چکی ہے۔ سفر کن بلندیوں اور پستیوں سے گذرا ہے۔ کامیابیوں اور ناکامیوں کا بیلنس شیٹ کیا ہے۔ ماضی کے تجربوں کا کیا سبق ہے۔ اور مستقبل کے عزائم اور مقاصد کیا ہیں۔

ایسا جائزہ لینے کا وقت صرف اس لیے نہیں آپہنچا ہے کہ پچاس برس کا عرصہ کسی شخص، کسی قیادت، کسی تحریک یا کسی عوام کی زندگی میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے بلکہ اس سے زیادہ اس وجہ سے بھی ہے کہ آج پھر کشمیر کی سیاسی تحریک ایک نئے دوراہے پر کھڑی ہے۔ جب اسے اپنی منزل اور سمت کی ایک بار پھر وضاحت کی ضرورت پڑی ہے۔

ماضی کے پچاس برسوں میں کشمیری شخصیت کا ارتقاء لگاتار تصادم کے ماحول میں ہوا۔ بیرونی مخالف اور چیلنج اسے متحرک کرتے رہے۔ غیر کشمیری حکمراں کے خلاف جدوجہد کے بعد اس کا ٹکراؤ پاکستانی جارحیت سے ہوا۔ اس کے بعد یہ ملک کے ان عناصر سے برسرِ پیکار رہی جو کشمیر کے تشخص کی انفرادیت کمزور کر کے اسے ملکی دھارے میں مدغم کرنا چاہتے تھے۔

کشمیری رہنما تصادم کے تسلسل کو چار سو سال اور بھی پیچھے لے جاتے ہیں اور اپنی تحریکِ آزادی کا آغاز سنہ ۱۵۸۶ء سے کرتے ہیں۔ جب اکبرِ اعظم نے کشمیر کو فتح کر کے اسے مغل سلطنت میں شامل کیا تھا اور کشمیر میں کشمیری راج کا خاتمہ ہوا تھا۔ بیرونی دشمن جواب تک کشمیر کی سیاسی تحریک کو متحرک کرتے رہے ہیں۔ اگر اسی شدت اور واضح شکل میں خطرہ نہ بن سکے تو تحریک کا مستقبل کیا ہوگا؟

ریاست کو درپیش بہت سے روایتی خطرے لگ بھگ ختم ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے اندر آج کوئی بھی پارٹی ریاست کے مخصوص آئینی درجہ کو چیلنج نہیں کرتی۔

یہ ٹھیک ہے کہ مرکز اور ریاستوں میں مختلف پارٹیوں کے برسرِ اقتدار آنے سے ہر فیڈرل ملک میں کچھ تناؤ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ مگر کشمیر اور مرکز میں کچھ تناؤ بھی پیدا ہوا تو اس کی نوعیت سنہ ۱۹۵۳ء جیسی نہیں ہو سکتی کیونکہ آج متنازعہ امور الحاق اور رائے شماری نہیں بلکہ ایسے مسائل ہیں جن پر جمہوری دیشوں میں سیاسی پارٹیوں کا اختلافِ رائے ہونا غیر معمولی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ سنہ ۱۹۷۷ء میں سنہ ۱۹۵۳ء جیسا دھماکہ نہیں ہوا اور ۱۹۸۱ء میں ۱۹۷۷ء جیسا طوفانی ماحول نہیں رہا۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ کشمیر کی علاقائی قوم پرستی وادی کی سیاست میں مرکزی قوت کا درجہ رکھتی ہے۔ مگر حقیقی اور سنگین بیرونی خطرات کی عدم موجودگی میں اسے مثبت اقدار اور نظریاتی طاقت پر انحصار کرنا پڑے گا اور اپنے عزائم کو نئے حقائق اور امکانات کے مطابق بدلنا پڑے گا۔ ورنہ علاقائی قوم پرستی تنگ دلانہ اور متعصبانہ شکل بھی اختیار کر سکتی ہے۔ جو کشمیری تحریک کی ترقی پسند صلاحیتوں کو ختم کر سکتی ہے۔ کشمیری تشخص کے مثبت اقدار اور نظریاتی طاقت کی تلاش میں ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ تحریک حریت کے ماضی کا کردار ہی اس بارے میں ہماری بہترین رہنمائی کر سکتا ہے۔

تحریک کے اولین دور میں ہی یہ حقیقت ثابت ہو گئی تھی کہ ریاستی مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، اور معاشی ارمانوں کی تشفی مسلمانوں کی الگ سیاسی جماعت کے ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ پنڈت پریم ناتھ بزاز جیسے کشمیری پنڈت رہنماؤں اور جموں کے ممتاز لیڈر رہا تما سردار بدھ سنگھ کے تعاون اور گاندھی، نہرو، آزاد، اور خان بادشاہ جیسے قومی رہنماؤں کے آشیرواد سے کشمیر سیکولر روایات کی سب سے تابناک نشانی بن گیا۔

اصل میں کشمیر کی تحریکِ حریت کا بنیادی کردار کشمیر کے تاریخی، جغرافیائی اور تمدنی پس منظر سے متاثر ہو رہا ہے۔ جواہر لال نہرو کے الفاظ میں کشمیر دو ہزار برس تک ہندوستان کا ذہنی طور پر لیڈر رہا ہے۔ آج بھی کشمیر کے ہندو اور مسلمان اس ذہنی وراثت پر برابر فخر کرتے ہیں۔ جب کشمیر نے اسلام کو اپنایا تو اسلام نے مقامی تمدن اور عقائد کو ختم کرنے کی بجائے اسے اسلامی روپ دے کر ایک ایسی ہم آہنگ شخصیت پیدا کی کہ کشمیری مسلمان جو وادی کی آبادی کا ۹۴ فیصدی ہیں گو کشمیری اور مسلمان دو الگ حصوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔ جس ڈھنگ سے کشمیر کی مسجدوں اور زیارتوں میں دو قوموں کی تھیوری اور پاکستانی نظریہ کے خلاف جہاد کیا گیا وہ عالمگیر اسلام اور کشمیر کے علاقائی تمدن کے سنگم کا ایک انوکھا نمونہ ہے۔

اسی طرح جب آزادی سے پہلے سارے ملک میں علماء اور ماڈرن مسلمان لیڈروں کے درمیان زبردست ٹکراؤ ہو رہا تھا۔ کشمیر سے الگ تھلگ رہا۔ جہاں سرسید سے لے کر محمد علی جناح جیسے ماڈرن مسلمان مسلم علیحدگی پرستی کی تحریک کی رہنمائی کر رہے تھے۔ وہاں علماء کی اکثریت نے جنگ آزادی میں گاندھی کی رہنمائی قبول کی۔

کشمیری اسلام کا ایک اور امتیاز یہ بھی ہے کہ اسلامی تاریخ میں شاید پہلی بار مسلمان قومی سطح پر اکثریت کے ساتھ اور ریاستی سطح پر اقلیت کے ساتھ اقتدار میں شرکت کر رہے جبکہ یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمان حاکم رہے ہیں یا محکوم۔ ان کا اقتدار میں دوسروں سے شرکت کا تجربہ بہت محدود ہے۔ اس طریقہ سے کشمیری مسلمانوں کو اسلامی فقہ کے فروغ میں بھی اہم حصہ ادا کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

کشمیری اسلام کی ان تمام منفرد خوبیوں کی وجہ سے کشمیر عظیم ہندوستانی قوم اور عالمی اسلامی برادری کے درمیان ایک اہم پل کا رول بھی ادا کرنے کے قابل ہے۔ اس رول کے لیے ضروری ہے کہ ہندوستانی قوم سے کشمیر کی جذباتی اور سیاسی ہم آہنگی مضبوط ہو۔

اس وقت جب ریاست کے مرکز کے ساتھ آئینی رشتے کے بارے میں اختلاف بہت محدود قسم کے ہیں۔ کشمیر کا باقی قوم سے جذباتی اور سیاسی رشتہ مزید استوار کرنے کے لیے کشمیری تشخص کے مثبت کردار اور نظریاتی قوت کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

سنہ ۱۹۵۰ء کی زرعی اصلاحات اور قرضوں کی معافی جیسے انقلابی اقدام کے بعد اس نظریہ کے معاشرتی پہلو اور سوشلسٹ جذبہ میں پہلی سی جان نہیں رہی۔ اگر کشمیریت کا مطلب صاحب اقتدار اور صاحب دولت طبقہ کے مفاد کی ہی ترجمانی رہ جائے تو مقامی قومیت کا نعرہ ایک استحصالی نعرہ بن جائے گا۔ کشمیری تشخص کا ترقی پسندانہ کردار قایم رکھنے میں ریاست کی دو اکائیوں جموں اور لداخ سے اس کے تعلقات کی نوعیت کا بھی اہم ہاتھ رہے گا۔ اس معاملہ میں بھی کشمیری ذہن کو موجودہ حقائق کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ پچاس برس پہلے ایک فرقہ کے طور پر کشمیری مسلمان ریاست کے معاشرہ میں سب سے پسماندہ درجہ پر تھا۔ شاہی خاندان ہندو اور مسلم ڈوگرہ جاگیرداروں اور کشمیری پنڈت دانشوروں کا اس معاشرہ میں غلبہ تھا۔ آج اسی پسماندہ فرقہ کے افراد کے ہاتھ میں ریاست کی قیادت اور اقتدار ہے۔ اس لیے اس لیے پرانے تعصبات اور کشیدگی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ریاست کے تینوں خطوں کے درمیان بھائی چارہ کا نیا رشتہ بناکر ریاست کی مربوط شخصیت بنانے میں اگر یہ قیادت پہل کرے تو بے جا نہ ہوگا۔

گزشتہ پچاس برسوں میں کشمیری تشخص کے لگاتار نشوونما کا ایک اہم راز یہ بھی ہے کہ اس نے حالات کے تقاضوں کو بروقت پہچانا اور وقتاً فوقتاً اپنی سمت اور طریقہ کار میں لچک اور تغیر پیدا کیا۔ مستقبل کے تقاضوں کے بارے میں بھی رویہ رویہ ہونا چاہیے۔ ورنہ جاندار تحریکیں بھی جمود وسکوت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کل تک خوف، بداعتمادی مظلومیت اور احساس کمتری کے لیے چاہے کچھ بھی جواز تھا آج خود اعتمادی سے مستقبل کا چیلنج قبول کرنے کی ضرورت ہے۔ آج جذبات کے بجائے ذہنی پختگی، بیرونی محرکات کی بجائے اندرونی طاقت اور نظروں کی بجائے ٹھوس سماجی و اقتصادی پروگرام کی زیادہ ضرورت ہے۔

ریاست کی پچاس سالہ آزمودہ قیادت سے یہ امید کرنا بے جا نہ ہوگا کہ ریاست کی سیاست کو نیا تاریخی موڑ دینے میں قوم کی رہنمائی کریں۔ یہ ٹھیک ہے کہ لیڈروں کی جس عظیم ٹیم نے ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء کو سیاست کی پُرخار وادی میں اپنے نڈر قدم رکھے تھے، آج وہ مکمل طور پر بکھر چکی ہے مگر کیا شہیدوں کی پاکیزہ یاد ماضی کی مشترکہ جدوجہد اور وطن سے محبت، سیاسی اختلافات کے باوجود کشمیر کے رول کے بارے میں ایک نیا Consensus یا مشترکہ نظریہ بنانے میں ان کی رہنمائی نہیں کریں گے؟

(سرینگر سے نشر)

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں۔ آواز میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشر ہونے کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

حرکت و عمل

محی الدین

قوت عمل گرچہ انسان کا کوئی امتیازی وصف نہیں ہے اور قدرت نے یہ صلاحیت دوسری مخلوقات کو بھی عطا کی ہے۔ مگر انسان کو یہ قوت زیادہ جامعیت کے ساتھ ودیعت کی گئی ہے اس قوت کا استعمال جب دوسری قوتوں کے ساتھ مل کر ہوتا ہے تو اس کے ذریعے محیّر العقل کارنامے انجام پاتے ہیں کوئی دوسری طاقتور سے طاقتور مخلوق چند من وزن اٹھا سکتی ہے مگر انسان اپنی قوت عمل کے ذریعے ہزاروں ٹن وزن ادھر سے ادھر منتقل کرسکتا ہے انسان اپنی قوت عمل سے جو بے شمار کام انجام دے سکتا ہے وہ کسی دوسری مخلوق کی استطاعت سے باہر ہے۔ اس کے ذریعہ انسان سمندروں کا سینہ چیر کر ان کی تہہ میں پوشیدہ خزانے نکال سکتا ہے مہیب پہاڑوں کے دل چاک کرسکتا ہے کشش زمین کو شکست دے کر خلا کی وسعتوں کی پیمائش کرسکتا ہے۔ بلاشبہ انسان کی اس قوت سے دریاؤں کے دل دہلتے ہیں اور چٹانوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

قوت عمل انسان کے اندر کلیدی حیثیت رکھتی ہے اگر اس کی تمام صلاحیتوں اور قوتوں کی پشت پر قوت عمل کا ہاتھ نہ ہو تو ساری صلاحیتیں رائیگاں جاتی ہیں۔ دراصل عمل ہی انسان کی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو حقیقت کا جامہ پہناتا ہے۔ اس عالم اسباب میں عمل اور زندگی لازم و ملزوم اور جزو لاینفک ہیں۔ اگر قوت عمل نہ ہوتی تو ساز ہستی کب کا خاموش ہو چکا ہوتا اور انسان کا وجود حقیر بلبلے کی طرح ختم ہو جاتا۔ حرکت میں برکت ایک معروف کلید بھی ہے اور محاورہ بھی جس کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں۔ حرکت زندگی کی علامت ہے جو شے زندہ ہوگی اس میں حرکت ضرور ہوگی جس میں زندگی نہیں وہ زندگی سے محروم ہے یا اس پر غفلت طاری ہے۔ عملی حیثیت سے دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

حرکت و عمل بھی ایک نقطہ ہستی کے دو معنی ہیں ایک ہی شے کے دو رخ ہیں۔ جب کوئی چیز متحرک یا مائل بہ عمل ہوتی ہے تو اس میں ایک فاضل قوت پیدا ہوتی ہے جو کہ عمل یا حرکت کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ اسے سائنس کی زبان میں سرعت کہتے ہیں۔ کسی گاڑی کو پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلایا جائے تو تھوڑی ہی دیر میں اس کی رفتار ۵۰ میل سے زیادہ ہو جائے گی اور ہر لمحہ اس میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اس حالت میں اگر اس کا انجن بند کر دیا جائے تو بھی یہ گاڑی کافی فاصلہ طے کرے گی۔ اس کا سبب اس کی فاضل قوت ہے کسی تختے میں کیل لگانے کے لیے ۲۰ کلو لوہا اس پر رکھ دیا جائے تو کوئی اثر نہیں ہوگا مگر ۱۰۰ گرام کے ہتھوڑے کی حرکت دے کر اس سے ضرب لگائی جائی تو کیل تختے میں ڈوب جاتی ہے جو کام بیس کلو ساکن لوہا انجام نہیں دے سکتا اسے ۱۰۰ گرام متحرک لوہا بہ آسانی انجام دے دیتا ہے۔ برقی ڈائنمو ساکن حالت میں انتہائی بیکار شے ہے لیکن حرکت دیے جانے پر اس سے بے انتہا قوت خارج ہوتی ہے،

اس طرح کی ہزاروں مثالیں ہم اپنی آنکھوں سے دن رات دیکھتے رہتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عظیم اور بیکراں کائنات کا دار و مدار صرف حرکت و عمل ہے۔ اگر حرکت نہ ہو تو نہ صبح ہو نہ شام ہو نہ کہکشاں باقی رہے نہ مہر و انجم کا وجود نہ گلوں میں رعنائی ہو نہ عندلیب کے نغموں میں سوز نہ حسن کا فسوں رہے اور نہ عشق کی گرمی، کائنات کا ایک ایک ذرہ چیخ رہا ہے کہ عمل کے بغیر ہر شے راکھ کا ڈھیر ہے جس کا مقدر ذلت پستی ہے۔ پتھر کے دور سے لے کر آج تک دنیا کی ساری قوموں نے صرف اپنے عمل کی بنیاد پر ترقی کی ہے اور ہماری ترقی کا دار و مدار بھی ہمارے عمل پر ہے جب دنیا کی ہر شے رو بہ عمل ہے اور ہماری ساری محرومیوں اور مسائل کا حل بھی صرف عمل ہے تو ہم ساکن و جامد کیوں رہیں ہاتھ پر ہاتھ دھرے زمین کا بوجھ کیوں بنیں۔ ہم ایک زندہ قوم ہیں اور اپنے عمل کے ذریعے ہمیں اس کا ثبوت پیش کرنا ہے کیونکہ شاعر مشرق کے بقول ؎

یہی آئین فطرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے
جو ہے راہ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے

(اردو سروس سے نشر)

محی الدین
روزنامہ "قومی آواز"
ہیرلڈ ہاوس، بہادر شاہ ظفر مارگ، نئی دہلی

گھریلو ماحول کا انتشار

محمد سعید

زندگی کے کاروبار اتنے پیچیدہ اور اتنے پراسرار ہیں کہ انھیں ایک نظر میں سمجھ لینا تقریباً ناممکن ہے۔ تاہم یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زندگی اسباب و علل کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ان اسباب کو اگر سمجھ لیا جائے تو زندگی کی بہت سی گتھیاں از خود حل ہو جائیں۔ مگر اسباب کا کھوج لگانا آسان کام نہیں۔ موجودہ دور میں ہر فرد پر مسرت زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں طمانیت اور سکون عنقا ہیں۔ ہم زندگی کو جتنا شاداب اور شگفتہ بنانے کے لیے بڑی بڑی اسکیمیں بناتے ہیں۔ اتنا ہی ہم مسرتوں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اب یہ سوال ہر ذی فہم کے دماغ میں ابھر رہا ہے۔

یورپ جہاں زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے نت نئے تجربات کیے گئے تھے وہاں کے دانشور اب ان تجربات کے نتائج سے بوکھلا اٹھے ہیں۔ انھوں نے "نئی زندگی" کے حلقے میں گھر کو بڑی حد تک نظر انداز کر دیا تھا۔ آج کے ماہرین نفسیات برسوں کے مطالعے اور مشاہدے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ انسانی مسرتوں کا اصل مقام گھر ہے۔ گھر ہی سے حقیقی مسرتوں کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ اور اسی جگہ سے منفی جذبات بھی پرورش پاتے ہیں۔ جو آگے چل کر پورے خاندان کی زندگی کو وبال بنا کر رکھ دیتے ہیں۔

ہماری زندگی کی اکثر الجھنیں گھریلو ماحول کے انتشار سے پیدا ہوتی ہے جب گھر کے تمام افراد بالخصوص والدین اپنے فرائض اور ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا نہیں کرتے تو پورے خاندان کے افراد غیر متوازن زندگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ والدین کا رویہ بچوں میں منفی جذبات پیدا کرتا ہے۔ اور یہ جذبات پوری زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ والدین اپنے غیر محتاط رویے سے بعض اوقات اپنے پیارے بچوں کو بیماریوں کے جہنم میں دھکیل دیتے ہیں۔ اور روپے پانی کی طرح بہانے کے باوجود ان کی صحت بحال نہیں ہوتی۔ دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ والدین اپنے بچوں کے خود قاتل ہوتے ہیں۔ خاندان کے مختلف افراد میں منفی جذبات کیونکر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ان پر ذرا سی توجہ دی جائے تو بہت سے افراد کی زندگیاں تباہ ہونے سے بچ سکتی ہیں۔

گھر کیا ہے؟ کیا اس کے ماحول کو تعلیمی اور تربیتی اہمیت حاصل ہے؟ موجودہ دور میں گھریلو نظام کیسے چل رہا ہے؟ ان سوالات کی طرف ماہرین نفسیات نے پر زور الفاظ میں ہماری توجہ مبذول کرائی ہے۔ کیونکہ معاشرہ جن خرابیوں اور بیماریوں میں جنگل کی آگ کی طرح جس تیز رفتاری سے مبتلا ہو رہا ہے۔ ان کا واحد سبب گھریلو ماحول کی ابتری اور پراگندگی ہے۔ ماہرین نفسیات کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ایک فرد کی تربیت پر سب سے اہم اور ناگزیر اثر گھریلو ماحول ڈالتا ہے۔ اسے اپنے لڑکپن کا زمانہ عالم بے بسی گھر میں ہی گزارنا ہوتا ہے۔ اسی عرصہ میں جو ضبط و نظم اس پر عائد کیے جاتے ہیں۔ اسی پر اس کے انداز فکر، شخصیتی رجحان اور طرز زندگی کی داغ بیل پڑ جاتی ہے۔ گھریلو بے تعلق رہتے ہیں۔ ان حالات میں خاندان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ جب ایک بچہ ان حالات سے دوچار ہو تو اس کی شخصیت کی نشو و نما رک جاتی ہے۔ اس کی زندگی خشک و بدمزہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور اس کے لیے بے راہ روی کے راستے کھل جاتے ہیں۔

ان مشاہدات کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔ کہ منفی جذبات کی وجہ سے معاشرہ کن کن خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہو رہا ہے۔ چند خوش نصیب گھرانوں کو چھوڑ کر باقی سب کے سب ذہنی انتشار اور جسمانی کھولت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اگر ہم چاہیں کہ ہمارے گھر میں جذباتی توازن ہو اور یہ ایک تعلیمی اور تربیتی ادارے کی حیثیت اختیار کر جائے تو سب سے اہم بات یہ کہ ہم خود بھی پر سکون اور خوشگوار رہنے کی کوشش کریں۔ اور دوسروں کی مدد کریں کہ وہ بھی پر سکون زندگی بسر کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے چند باتیں خیال میں رکھنا بہت ضروری ہے۔

دنیا میں معیار زندگی بلند ہوتا جا رہا ہے۔ ہر طرف جھوٹے وقار کو قایم رکھنے کے لیے تگ و دو ہو رہی ہے۔ سر بہ فلک عمارتیں، بیش قیمت فرنیچر، قیمتی ملبوسات، ٹیلی ویژن، ریڈیو سیٹ، کیمرے، اور سامان تعیش زندگی کے لوازم قرار پا چکے ہیں۔ ہر شخص ان کے حصول میں سرگرداں ہے۔ اس سرگردانی نے انسانی ذہن کی آسودگی چھین لی ہے۔ اور ہر سو اضطراب کی لہریں اٹھتی رہتی ہیں۔ معیار زندگی کے دلدل سے نجات پانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے زندگی سے لطف اندوز ہونے کا فن سیکھا جائے۔ اس فن کا پہلا اصول یہ ہے کہ زندگی کا معیار اونچا کرنے کی خواہش کو زیادہ تقویت نہ پہنچائی جائے۔ آپ اپنے وسائل پر قناعت کیجیے۔ قناعت آپ کو سکون کی وہ دولت عطا کرے گی جو آپ کو کہیں اور کسی سے نہیں مل سکتی۔

بچوں میں سمجھ بوجھ پیدا ہوتے ہی انھیں یہ بات اچھی طرح سمجھا دی جائے کہ خاندان کا ہر فرد اپنی اپنی ذمے داریوں کا پورا شعور رکھے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنے سے صحیح قسم کا توازن اور انبساط پیدا ہوتا ہے اس کام کا آغاز والدین کی طرف سے ہونا چاہیے۔ کیونکہ بچے زبانی باتوں کے بجائے عملی زندگی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں گھریلو ماحول اردگرد کے معاشرے اور اس کے اثرات سے منقطع نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک خاندان دوسرے خاندان سے اس طرح مربوط اور منسلک ہوتا ہے جس طرح گھر کے افراد اور جس طرح گھریلو ماحول میں ایک فرد پر کچھ ذمہ داریاں اور پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ پابندیاں اور ذمے داریاں ایک بچے کی شخصیت اور اس کی ترقی میں بنیادی پتھر کا حکم رکھتی ہے۔ ان کے اثر سے بچہ خود غرضانہ حرکات سے نجات پا سکتا ہے۔ اگر ہم ان ذمہ داریوں کو نظر انداز کر دیں اور انسانی بھلائی کے کاموں میں تعاون کرنے سے گریز کریں تو ہم تمام زندگی اپنے تنگ جذبات کے جوہڑ میں سڑ سڑ کر مر جائیں گے۔ اس لیے بچوں کو انسانی محبت اور خدمت کا ماحول کے اس زبردست اثر کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مشاہدہ کر کے سخت افسوس ہوتا ہے کہ اکثر خاندان اپنے کار منصبی کو بھول چکے ہیں اور اس بے پرواہی کی بدولت تباہی اور بربادی کو دعوت دے رہے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں ہسپتال مریضوں سے کھچا کھچ بھرے رہتے ہیں۔ ماہرین نفسیات و طب کے مشاہدے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان میں سے ۹۹ فیصد مریضوں کے امراض کا سبب وہ منفی جذبات ہیں۔ جو پراگندہ گھریلو ماحول میں متعدی مرض کی طرح ارباب خاندان سے دوسرے افراد کو لگتے ہیں۔ بعض گھروں کے ماحول کا مشاہدہ کرنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہاں خوشی کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ ہر فرد کے چہرے پر مردنی اور بے رونقی ٹپکتی ہے۔ ایسا ماحول جذباتی کھنچاؤ اور اس سے پیدا ہونے والی متعدد بیماریوں کو جنم دیتا ہے۔ اگر گھر کے کسی بچے کی طرف سے پکنک پر جانے کی تجویز آتی ہے تو والد یا والدہ طرح طرح کے بہانے بناتے ہیں۔ والدہ کہتی ہے چھوڑو

پکنک کے خیال کو اگر پکنک پر گئے اور بارش آگئی تو سارا مزہ کرکرا ہو جائے گا۔ بعض اوقات یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تم پڑھتے پڑھاتے تو ہو نہیں اور جب دیکھو تمہیں سیر و تفریح کی سوجھی رہتی ہے۔ وہ بچہ اس قسم کے جوابات سن کر خاموش ہو جاتا ہے۔ اور اس میں مردہ دلی اور مایوسی راہ پانے لگتی ہے۔ پھر زندگی کے متعلق اس کا منفی رویہ ہوتا ہے اور اس میں زندہ دلی کی رمق پھر کبھی پیدا نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ جس گھر میں افراد ایک دوسرے پر نکتہ چینی کرتے ہوں اور ہر کام پر روک ٹوک ہوتی ہو۔ منفی جذبات پیدا کرتا ہے۔ عموماً نکتہ چینی کا آغاز والدہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور باقی تمام حضرات اس کی نقل کرتے تو تو میں میں کو بڑے پیمانہ پر پھیلا دیتے ہیں۔ اکثر ایسے فقرے سننے میں آتے ہیں "تم بہت بگڑتے جا رہے ہو۔ تمہارے کسی کام میں کوئی سلیقہ نہیں" اس قسم کے فقرے ایک فرد کی شخصیت کو بری طرح متاثر کرتے ہیں۔ اور اس میں زندگی کا جوش و خروش ابھرنے نہیں پاتا۔ کئی گھرانوں میں نکتہ چینی صرف سرد جنگ کی سطح تک رہی ہے۔ جوتے، اینٹیں، لکڑیاں اور دوسرے میزائل ہتھیار بہت کم استعمال ہوتے ہیں۔ صرف ایک دوسرے کو الزامات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کینہ اور حسد کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے جس کے خلاف یہ سرد جنگ جاری رکھی جاتی ہے۔ وہ بالآخر شدید نوعیت کی ذہنی اور جسمانی عوارض کا شکار ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ ماحول گھر کے بنیادی فرائض کے خلاف ہوتا ہے۔ اس ماحول کی پیداوار کی سب سے بڑی وجہ والدین کی باہمی ناچاقی اور نفرت ہے۔ یہ والدین صرف بچوں ہی کے خاطر گھر کو آباد رکھنے کے لیے مجبور ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کے درمیان محبت کا ذرا سی بھی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کی باہمی نفرت بچوں میں سرایت کر جاتی ہے۔ یہ بچے ایک دوسرے سے اس قدر بیزار ہوتے ہیں۔ جس طرح میاں بیوی آپس میں مفہوم ذہن نشین کرایا جائے۔ یہ اصول بچوں کو اس قابل بنا دیں گے کہ وہ دوسروں و اپنے نقطۂ نظر کے درمیان مفاہمت پیدا کر سکیں۔ اور یہی مفاہمت معاشرتی زندگی کا اصل جوہر ہے۔

خاندان کو مربوط رکھنے میں سب سے زیادہ محرک قوت محبت ہے۔ محبت و اخلاق کو عام کرنے میں والدین کی ذمہ داری سب سے زیادہ ہے۔ اگر ایک گھر کے بچے میں آپس میں محبت اور اخلاق سے ایک دوسرے کے ساتھ پیش آئیں۔ ہر فرد کو یہ محسوس ہو کہ اس کا وجود گھر کے لیے بہت ضروری ہے اگر بچے آپس میں لڑیں تو والدین کا فرض اولین ہے کہ ان کی لڑائی کو پہلے مرحلے پر ہی ختم کر دیں۔ گھریلو ماحول خوشگوار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ والدین بچوں کے سامنے محبت خلوص و اخلاق کا عملی نمونہ پیش کریں۔

(ناگپور سے نشر)

محمد سعید
ہیڈ ماسٹر انجمن اردو پرائمری اسکول صدر، ناگپور

تاریخ ساز

انڈین نیشنل کانگریس

محمود ہاشمی

سنہ ۱۸۵۷ء میں شروع ہونے والی ہندوستان کی جنگ آزادی اگرچہ میدان جنگ میں جاری نہ رہ سکی، لیکن انگریزوں کے خلاف بغاوت کی جو تحریک شروع ہوئی تھی۔ وہ ہندوستانی عوام و خواص کے ذہنوں میں پروان چڑھتی رہی۔ اور رفتہ رفتہ برطانوی راج کے خلاف ہندوستانی مزاحمت کی قیادت آراضی و جائیداد رکھنے والے اعلیٰ تر طبقات کے ہاتھوں سے منتقل ہو کر انگریزی تعلیم یافتہ فرقہ کے پاس چلی گئی جس کا دل و دماغ قوم پرستی، شہری آزادی اور دستوری حکومت کے متعلق جدید خیالات سے بھرا ہوا تھا۔ یہ بات اس وقت واضح ہو کر سامنے آئی جب ہندوستانی دانشور طبقے نے سیاسی و انتظامی سوالات ایک ٹھوس شکل میں اٹھانے شروع کیے اور اس قسم کی سیاسی انجمنوں کی تنظیم کی۔ جیسے لندن میں ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن جو سنہ ۱۸۶۶ء میں قائم ہوئی، پونہ میں سارو جنک سبھا سنہ ۱۸۷۰ء میں بنائی گئی، کلکتہ میں سنہ ۱۸۷۶ء میں انڈین ایسوسی ایشن بنائی گئی۔ مدراس میں ۱۸۸۴ء میں ہی مہاجن سبھا اور بمبئی میں اس کے ایک سال بعد ۱۸۸۵ء میں پریزیڈنسی ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔

ان تنظیموں اور ہندوستانی پریس کے ذریعہ نئی عوامی شخصیات ملک پر اثر انداز ہونے والے متعدد مختلف مسائل کے متعلق قوم پرستانہ خیالات و نظریات پھیلا رہی تھیں۔ ہندوستانی صاحبان فکر نے اس عہد میں بہت سے قومی مسائل پر توجہ مرکوز کی۔ مثلاً درآمد و برآمد کے ان سرکاری محصولوں کی منسوخی جن سے لنکا شائر کے سوتی مال کو ہندوستانی مال کے مقابلے میں ایک فوقیت حاصل ہو گئی تھی۔ توسیع پسندانہ اور ملک گیرانہ جنگ افغان جو ہندوستانی خزانہ پر اثر ڈال رہی تھی۔ قانون اسلحہ جو ہندوستانیوں کو بے حفاظت اور نہتا بنا رہا تھا۔ ورناکیولر پریس ایکٹ جس کا مقصد حکومت کے متعلق تنقید کی زبان بند کرنا اور سول سروس کے امتحان کے لیے عمر کی حد کو کم کرنا تھا۔ جس کے باعث ہندوستانیوں کو انگلستان لے جا کر امتحانی مقابلہ میں شریک ہونا دشوار ہو جاتا تھا۔ لیکن یہ تمام انجمنیں مقامی نوعیت کی تھیں۔ اس لیے سیاسی شعور رکھنے والے ہندوستانیوں کو ایک مشترکہ سیاسی پروگرام مرتب کرنے کی غرض سے ایک فورم بنانے کے لیے ایک کل ہند تنظیم کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ چنانچہ ہندوستانی دانشوروں نے ملک کی تہی آزادی اور عوامی فلاح کے ایک مشترکہ تنظیم کے مسئلے پر غور کیا۔ اور ۲۸ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو بمبئی میں ایک کانفرنس میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ اس کانفرنس کے صدر ڈبلو۔ سی۔ بنرجی اور سکریٹری اے۔ او۔ ہیوم اور کے۔ ٹی۔ تلنگ تھے۔

اس طرح ایک قومی سیاسی تنظیم وجود میں آئی۔ جو بعد میں ہندوستان کی جدوجہد آزادی کی بنیاد بنی۔ رفتہ رفتہ اس تنظیم کی طاقت میں اولین رہنماؤں کے تحت اضافہ ہوتا گیا۔ اور اس تنظیم کے رہنماؤں نے ملک کی سیاسی و اقتصادی شکایات کے متعلق آواز اٹھانے کے علاوہ، علاقے، ذات یا مذہب کے محاذ کے بغیر قومی اتحاد و وحدت کے احساس کو نشوونما اور استحکام دینے کے لیے کام کیا۔ قومی آزادی کے دشوار کام کے لیے قومی وحدت و اتحاد ایک مقدم شرط تھی۔

چنانچہ انڈین نیشنل کانگریس نے قومی آزادی کی تحریک کے ساتھ ساتھ ہندوستانی عوام کو وحدت کی ایک لڑی میں پرونے کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

یہی وہ جماعت ہے جسے ہندوستان کے عظیم ترین قومی معماروں کا تعاون حاصل رہا۔ اور سنہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے نجات ملی۔

(اردو سروس سے نشر)

دیسی جڑی بوٹیاں

خلیل الرحمٰن

ہمارے ملک کی ۸۰ فیصد آبادی دیہاتوں میں آباد ہے۔ دیہات کے آس پاس پہاڑوں جنگلوں میں نباتات اور جڑی بوٹیاں کثرت سے ملتی ہیں اس لیے تو سنت تکارام اکثر کہا کرتے تھے

یعنی جس طرح عزیز و اقارب ہمارے سکھ دکھ میں ساتھ ہوتے ہیں اسی طرح یہ نباتات ہمارے سکھوں کے ساتھ دکھوں میں یعنی کہ بیماریوں میں بھی کام آتے ہیں۔ بقراط کا مشہور زمانہ قول بھی تو یہی ہے وु सवल्ली अम्हासगे सोपर یعنی جس ملک کا مریض ہو اس ملک کی جڑی بوٹیوں سے اس کا علاج کرو۔

آج بھی بازار میں جتنی دوائیں ملتی ہیں ان میں ۷۰ فیصد دوائیں نباتات سے حاصل کی ہوئی ہوتی ہیں۔ تعجب کی بات تو یہ ہے ایلوپیتھک میں اینٹی بایوٹک۔ پنسلین، اسٹرپٹومائیسین وغیرہ بھی نباتات کی مرہون منت ہیں۔

ہمارے علاقے مرہٹواڑے میں خاص کنوٹ اور ماہور کے جنگلات میں مختلف امراض میں کام آنے والی آیوروید کی بتائی ہوئی بہت سی جڑی بوٹیاں ملتی ہیں

مرہٹواڑے میں جلدی امراض کی کثرت ہے۔ جس میں کھجلی خارش، داد وغیرہ کے مریض کافی ہیں برص اور جذام کے مریض بھی ملتے ہیں۔ قدرت نے ان بیماریوں میں کام آنے والی بہت سی جڑی بوٹیاں یہاں پیدا کی ہیں جن میں نیم، کرنج، جل موگرا، املتاس، کھدیر، بھٹی، باونچی، چترک، انجیر دیسی بھلاواں، مہندی، اکتیر، اندروال وغیرہ ہیں۔

پیٹ میں کیچوے اور کدو دانوں کی یہاں عام شکایت ہے ان بیماریوں کے علاج کے لیے بائے بڑنگ، پلاس، کمیلا، انار بھانڈری جیسی مفید جڑی بوٹیوں کا یہاں ذخیرہ ہے۔

جگر کے امراض میں خاص طور پر یرقان یہاں اکثر ہوا کرتا ہے۔ جو وبائی شکل میں اختیار کر لیتا ہے۔ ایلوپیتھک کے ڈاکٹر بھی آیوروید کی بتائی ہوئی دوائیں استعمال کرتے ہیں یرقان میں کام آنے والی جڑی بوٹیوں میں گھیگوار، ارنڈی، مہندی بھوئیم سنگی، ہارسنگھار، کاسنی اور کاسنی مرہٹواڑے کے جنگلات میں کثرت سے مل جاتی ہیں۔

بخار میں ٹائیفائیڈ اور ملیریا زیادہ ہوا کرتا ہے، ان میں شفا دینے والی سیت پرنی، نائی۔ ساگر گوٹا حزایت دیودارو سہدیوی گڑ دیل نیم پتول جیسی جڑی بوٹیاں بھی یہاں کافی مقدار میں دستیاب ہو جاتی ہیں

بلڈ پریشر کی مشہور زمانہ جڑی سرپگندھا بھی یہاں ملتی ہیں۔ ذیابطیس کی شکر کم کرنے کے لیے جامن ہلدی گڑمار کریلا او گڑ دیل بھی یہاں ملتے ہیں

گردوں کے امراض یعنی پیشاب میں تکلیف اور پتھری کی شکایت کے لیے پاشان بھید، گوکھرو، برنوا جیسی قیمتی جڑی بوٹیوں کا یہاں کافی ذخیرہ ملتا ہے۔

گٹھیا کے مرض میں جوڑوں میں درد ہوتا ہے۔ فالج جس میں جسم کا کچھ حصہ بے کار ہو جاتا ہے۔ ایسے پیچیدہ لاعلاج امراض میں تگر، میدہ لکڑی، راسنا، ارنڈی، سبنھالو جیسی کارآمد دوائیاں بھی یہاں ملتی ہیں۔

اکثر عورتیں ماہواری کی بے قاعدگی کی شکایت کرتی ہیں۔ اور اسطرح کے دوسرے نسوانی امراض میں کام آنے والے اشوک، شتاوری، لودھ، کلونجی لکشمن، جیسی مفید جڑی بوٹیاں یہاں ملتی ہیں۔

کھانسی اور دمے کے تعلق سے یہاں ملنے والی جڑی بوٹیوں میں پیپلی، کاکڑ سینگی، پوشکر مول، ترپھلا۔ قابل ذکر ہیں۔

امراض قلب کے لیے ارجن کے درخت بھی یہاں کثرت سے ہیں۔ بالوں کی مضبوطی کے لیے مسکا بھی یہاں ہیں آنکھوں کی بینائی میں کارآمد ہرڈا بھی یہاں ملتا ہے۔ دانتوں کی مضبوطی کے لیے مولسری بھی دکھائی دیتی ہے۔

آج کل ہاضمہ کی خرابی عام ہے اس کے لیے یہاں ملنے والی جڑی بوٹیوں میں سونٹ، دھنیا، تلسی چترک ادرک تاکر نج سے اپنی شکایت کو دور کر سکتے ہیں۔ طاقت اور قوت باہ کے لیے بھی یہاں کے جنگلات میں تال مکھانا فریدی بوٹی، ودری کند، کا انمول ذخیرہ بھی موجود ہے۔ آج کل کینسر میں کام آنے والے سدابہار پودے اور صلاوبی بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ قدرت کی فیاضی کی بدولت ہمیں مرہٹواڑے میں ہر قسم کی بیماریوں میں کام آنے والی بے شمار جڑی بوٹیاں ملتی ہیں۔

آیوروید اور یونانی علاج نے قوانین مضرات اور انسانی مزاج کے مطابق انسانی بیماریوں میں کام آنے والی مفرد اور مرکب دواؤں کے بے شمار نسخے بتائے ہیں۔ روزمرہ کی چھوٹی موٹی بیماریوں میں کام آنے والی جڑی بوٹیوں کی اہمیت اور افادیت سے ہمارے گھرانوں کی بڑی بوڑھی عورتیں کافی جانکاری رکھتی ہیں مثال کے طور پر۔

کھانسی میں پیپل کا سفوف شہد میں ملاکر چٹانے سے کھانسی کم ہوتی ہے۔ لونگ کا جوشاندہ اڑوسے کے پتوں کا رس بھی کھانسی کے لیے مجرب ہے۔ ہلدی کا سفوف گرم دودھ میں پئیں تو کھانسی کے لیے بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ ادرک کا رس بھی شہد میں ملاکر چٹانے سے کھانسی کم ہوتی ہے۔

دست اور پیچش میں مریض جامن کے پتوں کا رس بکری کے دودھ میں استعمال کریں۔ اگر تین ماشہ اسبغول پندرہ بیس منٹ پانی میں بھگو کر کھالیں تو دست اور پیچش کم ہو جائے گی۔ چھوٹے بچے کو دست آ رہے ہوں تو ماں کے دودھ میں اجوائین دینا فائدہ مند ہے۔

اکثر موسم سرما میں دانتوں کے درد کی شکایت عام ہوتی ہے۔ ہینگ گرم کرکے دانتوں میں دبا دیں تو درد فوراً کم ہو جائیگا۔ لونگ کا تیل روئی میں بھگو کر رکھنے کے علاوہ ادرک کے ٹکڑے نمک میں لپیٹ کر درد کرنے والے داڑھ میں رکھیں تو درد کم ہو جائے گا۔ رات کو سوتے وقت مکھن نکالے ہوئے دودھ کے ساتھ ایک تولہ بائے بڑنگ لیں اور صبح ارنڈی کا تیل ایک تولہ لے لیں تو کیچوے اور کدو دانے نکل جائیں گے۔ بعض وقت چھوٹے بچے قبض کی وجہ سے بہت روتے ہیں ایلوے کو پانی میں گھول کر پان کے پتے پر لگا کر ناف کے نیچے سیدھے حصہ پر لگانے سے بچے کو دست ہو کر قبض دور ہو جاتا ہے۔

نزلہ او زکام کی وجہ سے سر میں درد ہو رہا ہو تو ڈیڑھ ماشہ اجوائن لے کر اس کو آگ پر گرم کر کے پوٹلی بنالیں اور سونگھیں چھینک آنے پر سر کا درد دور ہو جائے گا۔ سونٹ یا دال چینی کا سفوف گرم پانی سے پیشانی پر لیپ کریں سر کا درد کم ہو جائے گا۔

ذیابطیس میں شکر کی زیادتی سے پریشانی ہو رہی ہو تو آنولے کے رس میں کچی ہلدی کا رس ملاکر استعمال کریں تو فائدہ ہوگا۔ ہلدی کا جوشاندہ بھی ذیابطیس میں استعمال کیا جاتا ہے۔

یرقان ہو جائے تو ارنڈی کے پتوں کا رس دودھ میں ملاکر استعمال کریں۔ مہندی کے پتوں کو رات میں پانی میں بھگوئیں صبح اس کا رس نکال کر ایک ہفتہ استعمال کرنے سے یرقان جاتا رہتا ہے۔

آنکھیں آئی ہو دھنیا کی پوٹلی آنکھوں پر بار بار پھیرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

ناروکی شکایت میں لہسن، چترک اور موہری پیس کر لیپ کریں تو نارو کا کیڑا نکل جاتا ہے۔

آگے صفحہ ۱۶ پر

وفا کیسی کہاں کا عشق

عطیہ پروین

آپ لوگ یقین کیجئے یہ صرف افسانہ نہیں حقیقت بھی ہے۔ ہمارے محلے میں ایک خان صاحب رہتے ہیں ان کے چھوٹے بھائی بڑے خوبصورت بڑے ہنس مکھ ہیں۔ سروس بھی اچھی ہے۔ ظاہر ہے بڑا مہنگا مال ہیں۔ لڑکیوں والے تو خیر دانت لگائے ہی رہتے ہیں خود لڑکیاں بھی دانت لگانے میں پیچھے نہیں ہیں۔

بڑے بھائی شادی شدہ ہیں تجربہ کار ہیں وہ اپنے بھائی کو اونچا اور اونچا کرنا چاہتے ہیں۔ سنا ہے اب جہیز میں فریج اور اسکوٹر کے ساتھ ٹی وی بھی بڑھا رہے ہیں۔ چھوٹے صاحب جنکا نام فرض کیجئے کمال ہے اپنے دام سمجھتے ہوئے بھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک لڑکی کے چکر میں پڑ گئے۔ وہی عام سی کہانی تھی گلی میں ایک مکان تھا مکان میں ایک کھڑکی تھی جو گلی میں کھلتی تھی دروازہ تھا جو سڑک پر کھلتا تھا۔ کمال آفس جاتے تو کبھی کبھی شارٹ کٹ کے طور پر گلی کا استعمال کرتے کیوں کہ سڑک کا راستہ چکر والا تھا گلی بے حد گندی تھی۔ بدبودار نالیاں کوڑے کے ڈھیر اور ان ڈھیروں کو کریدتی ہوئی مرغیاں۔ جگہ جگہ آرام کرتے ہوئے آوارہ کتے۔ کمال کو ادھر سے گزرتے ہوئے بڑی کوفت ہوتی مگر ایک دن یہ کوفت فرحت میں بدل گئی جب انھوں نے کھڑکی سے ایک چاند کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔ خوابوں میں اتر آیا دل میں بس گیا اور وہ "مرنا تیری گلی میں جینا تیری گلی میں..........." گنگناتے ہوئے اس گندی گلی کے چکر کاٹنے لگے۔ معاملہ بڑھا بڑھتا گیا ساتھ جینے اور مرنے کے پیمان ہوئے۔ دیوانگی بڑھی تو بڑے خان کھٹکے ان کا بھائی جنت کا وہ انگور تھا جس کو ہر کوئی ہڑپ کر لینا چاہتا تھا۔ انھوں نے ایک روز کمال کو پیار سے سمجھایا لڑکی بیچاری غریب تھی اس کا دکھ بڑے خان کو زیادہ تھا۔

"وہ تمھیں کیا دے گی کمال.......... سوائے ان گنت بچوں کے........" انھوں نے کہا۔

"اور دوسری لڑکی کیا دے گی؟" کمال نے طنزاً پوچھا

"بے حساب جہیز" بڑے خان نے فخریہ گنانا شروع کیا۔

"اسٹیل کے برتن، تانبے کے برتن، چینی کے برتن، ڈبل بیڈ، سیلنگ فین، ٹیبل فین، سنگھار میز، ڈائننگ ٹیبل، صوفہ سیٹ، اسکوٹر، فریج، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ، ٹی وی.......... گیس کا چولہا، پریشر کُکر۔" اور وہ ایک لمبی فہرست سنانے لگے۔ ایک ایسی فہرست جس کا آخری سرا کمال کے ہاتھ میں نہ آرہا تھا وہ اکتا کر بولے۔

"بھائی جان مجھے یہ سب کچھ نہیں چاہیئے مجھے بس ایک اچھی شریک زندگی کی ضرورت ہے میں یہ سب سامان اپنے قوت بازو سے حاصل کروں گا!"

"تم ابھی ناتجربہ کار ہو کمال۔" خان نے پھر بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ "محبت کی شادی کبھی بھی کامیاب نہیں رہتی ہے آج وہ تمھیں چاند معلوم ہوتی ہے اس لیئے کہ تمھاری پہونچ سے دور ہے کل جب وہ تمھارے گھر میں آجائے گی تو چند روز کے بعد سارا عشق ہوا ہو جائے گا اور اس چاند کو تلخ شب و روز کے بادل نگل لیں گے..........."

بڑے خان یہ کہہ کر کچھ شرماتے کچھ کھسیائے اور بولے۔

"تمھاری بھابی کبھی میرے لیئے چاند ہوا کرتی تھیں۔ شادی سے پہلے تارے گنا کرتا تھا اب اپنے سر کے بال گنتا ہوں جو دن رات کی فکروں اور بیوی کی کل کل سے اڑ رہے ہیں۔

سارا رومان چولہے میں چلا گیا ہے۔ اب مجھکو" خان نے خوف زدہ نظروں سے پہلے تو ادھر اُدھر دیکھا کہ بیوی سن تو نہیں رہی ہیں پھر رازدارانہ انداز میں بولے۔

"اب مجھکو بیوی کے سوا دنیا کی ہر عورت حسین اور پرکشش معلوم ہوتی ہے.......... کل تمھارا بھی یہی عالم ہوگا کمال۔ بہتر یہ ہے کہ بزرگوں کی پسند سے شادی کرو"

کمال پھر بھی اکڑے رہے تو بڑے خان گئے اور جانے کہاں سے ٹٹول ٹٹال کے چار تڑے مڑے سے لفافے لے آئے۔ کمال کی طرف بڑھا کر بولے۔

"یہ خطوط پڑھ لو اور ٹھنڈے دل سے غور کر لو۔"

ایک خط اس میں تمھاری بھابی کا اس وقت کا ہے جب وہ بیوی نہیں محبوبہ تھیں۔ دوسرا خط اس وقت کا ہے جب وہ نئی نویلی دلہن تھیں تیسرا خط دو برس کے بعد اس وقت کا ہے جب وہ دو بچوں کی ماں بن چکی تھیں، چوتھا خط ابھی حال کا ہے جب وہ کئی برس کے بعد میکے گئی تھیں اور واپس آنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ تب میں نے.......... وہ پھر کھسیائے سر کھجایا اور بولے۔

جب میں نے طلاق کی دھمکی دی تب محترمہ واپس آئیں۔ اسی وقت اندر یعنی گھر کے اندر سے خان صاحبن کی کڑک دار آواز بلند ہوئی۔

"ارے منے، چنے، پپو، للو، گڈو، چھوٹو، موٹو کوئی کمبخت دیکھو تمھارے باوا جان کدھر چلے گئے مٹر پلاؤ موا ٹھنڈا پالا ہوا جا رہا ہے ارے عاجز کر لیا ہے اس مردوئے نے۔"

بڑے خان بیچارے جلدی سے اندر بھاگے اور کمال نے ایک ایک کر کے خط پڑھنے شروع کیئے۔

پہلا خط بڑا ہی خوبصورت تھا۔ ایک ایک حرف شہد میں ڈوبا ہوا۔ گلاب سے مہکا ہوا۔ القاب وہ زوردار کہ بس چٹخارے لے کر پڑھنے والا تھا..........

"میرے چاند، میرے دلبر، میرے جان و دل کے مالک"

کمال کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔ چہرہ چمک اٹھا نظروں کے سامنے اپنی حسین محبوبہ آکھڑی ہوئی۔ لب لعلیں گلاب کی نازک پنکھڑیوں کے مانند لرزنے لگے یعنی جنبش کرنے لگے جیسے یہ خط بھابی کا نہ ہو اسی بت کافر کا ہو اور وہ خود اس کو سنا رہی ہو۔

میرے جان و دل کے مالک:

رات بھر تمھارے خواب دیکھتی ہوں دن بھر تمھارا تصور ساتھ رہتا ہے۔ گویا کوئی بھی لمحہ تمھاری یاد سے خالی نہیں رہتا ہے۔ کیا تمھارا بھی یہی حال رہتا ہے میرے محبوب آخر کب ختم ہوں گی یہ مفارقت کی گھڑیاں کب دو دل ملیں گے اور پھول کھلیں گے۔ تم نے کہا ہے تم اپنی امی کو میری امی کے پاس بھیجو گے؟ کب بھیجو گے؟ میں کتنی بے تابی سے منتظر ہوں اس گھڑی کی.........."

بہت طویل خط تھا۔ کمال نے ختم کیا تو محبت کا نشہ اور گہرا ہو گیا تھا۔ ان کی محبوبہ بھی اسی طرح کے خط لکھا کرتی تھی پہلا خط لفافے میں رکھ کر انھوں نے دوسرا لفافہ اٹھایا۔ پہلا لفافہ گلابی تھا خط بھی گلابی تھا۔ اتنے عرصے کے بعد بھی عطر کی مہک باقی تھی۔ دوسرا خط نیلے رنگ کا تھا لفافہ بھی نیلا تھا۔ عطر سہاگ کی خوشبو ابھی باقی تھی۔ کمال نے پڑھنا شروع کیا۔

میرے سرتاج

اپنی کنیز کا سلام قبول کرو

آج مجھے میکے آئے ہوئے آٹھ روز گزرے ہیں اور یوں لگتا ہے آٹھ سو برس گزر چکے ہیں۔ اب نہ اپنی ان سکھیوں سے جی بہلتا ہے جو کل تک ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھیں نہ گھر اچھا لگتا ہے نہ بہن بھائیوں کا ہنسی مذاق بھاتا ہے نہ امی کی محبت میں گرم جوشی کا احساس ہوتا ہے اور نہ ابی جان کی شفقت پسند آتی ہے۔ میرا رواں رواں تمھیں پکارتا ہے میرے خوابوں کے شہزادے جی چاہتا ہے پنکھ ہوں اور اڑ آؤں تمھارے پاس:

تمھارے محبت بھرے لمس نے مجھے ہر طرف سے سمیٹ رکھا ہے۔ ہائے تمھاری وہ سرگوشیاں تمھارا وہ شگفتہ چہرہ

تمہاری وہ حسین آنکھیں .... نہیں میری جان اب میں تمہارے بغیر ایک لمحہ بھی نہیں رہ سکتی۔ ابھی ابھی تمہارا خط ملا ہے ہائے تم بھی میرے لیئے اسی طرح تڑپ رہے ہو تو بھی اُدھر ہم یہاں تڑپ رہے ہیں بھی چین نہ پاؤں۔

اب میں کبھی تم سے الگ نہ ہوں گی۔ ہم ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے ہرگز نہیں رہ سکتے۔ فوراً آؤ اور مجھے لے جاؤ اب جہاں تم ہو وہاں میری جنت ہے۔

"مورا میکے میں جی گھبراوت ہے" میں ایک ایک لمحہ گن گن کر گزار رہی ہوں ہر آہٹ پر دل دھڑک اٹھتا ہے ہر چاپ پر نظریں اٹھ جاتی ہیں کہیں تم نہ ہو۔

کان آہٹ پہ نظر در پہ تمنا دل میں"

آجاؤ میرے محبوب آجاؤ۔ شتاب آکہ نہیں تاب اب جدائی کی

یہ خط بھی بہت لمبا چوڑا تھا۔ کمال ایک ایک لفظ کو مزے لے لے کر پڑھ رہے تھے۔ معلوم ہی نہ ہوتا تھا یہ خط اس عورت کا ہے جس کے لبوں سے الفاظ نہیں انگارے جھڑتے ہیں۔ یہ شیرینی یہ نرمی یہ لچک اس عورت کی ہے جو نہ جھکنا جانتی ہے نہ لچکنا۔ جس کی آواز میں پتھروں جیسی سختی ہے اور لہجے میں نیم جیسی کڑواہٹ۔

اس خط کو بھی لفافے میں رکھ کے کمال نے تیسرا خط کھولا۔ معمولی سا براؤن لفافہ اور کھردرا کاغذ۔ بڑی جلدی اور بے دلی سے لکھا ہوا جیسے فرض ادا کیا گیا ہو۔

پپو کے ابا۔

سلام پہونچے:

کمال کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ مسکراتے لب سکڑ گئے چہرے کی چمک ماند پڑ گئی۔ محبوب گلفام کی جگہ اب بھابی کھڑی تھیں۔ لمبی چوڑی شاپے کی طرف گورے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی۔ ماتھے پر شکنیں آنکھوں میں بیزاری لبوں تلخی۔

پپو کے ابا۔

سلام پہونچے:

یوں جیسے مکھی اڑائی گئی ہو۔

آج آٹھ روز ہو گئے امی کے پاس آئے ہوئے۔ لگتا ہے ابھی کل ہی آئی ہوں بڑا سکون ملا ہے اپنوں میں آکے نہ کوئی فکر نہ غم۔ نہ گھر کا کمر توڑ کام نہ بچوں کی چیخ دھاڑ۔ نہ تمہاری بھن بھناہٹ نہ بڑبڑاہٹ۔ بچوں کو خالائیں سنبھالے رہتی ہیں میں مزے سے اپنی سکھیوں سہیلیوں سے ہنسا بولا کرتی ہوں۔ تمہارا خط ملا۔ اب میں اتنی جلدی واپس آنے سے رہی نوج وہ دم گھونٹ دینے والی فضا وہ مواجی کا جنجال چولہا اور وہ تمہارے نخرے کہ آج سالن میں نمک کم ہے آج دال پتلی ہے آج روٹیاں جل گئی ہیں چاول ادھ کچے رہ گئے ہیں۔ پتلون کا بکسوا ٹوٹا ہے قمیض کا کالر پھٹا ہے۔ موزے پھٹ گئے ہیں رومال کھو گیا ہے چشمہ غائب ہے۔ جوتوں پر پالش نہیں ہے۔ توبہ! توبہ! باز آئی میں ایسی عشق بازی سے کیا معلوم تھا تمہارے ساتھ شادی کر کے میرا یہ حال ہوگا کہاں وہ تمہارے وعدے کہ آسمان سے تارے توڑ کے لاؤں گا کہکشاں سے تمہاری مانگ بھر دوں گا۔ کائنات کی یہ رنگینیاں تمہارے آنچل میں ڈھیر کر دوں گا۔ کہاں یہ عالم کہ ہر سال ایک بچہ:

تمہاری آمدنی کم اور خرچ زیادہ۔ مردئی کہکشاں تو کیا میری مانگ بھرتی دو دو دن کنگھی کرنا نصیب نہیں ہوتا۔ آنچل میں کائنات کی رنگینیوں کے بجائے بچوں کی ناک اور تھوک بھر گیا ہے آسمان سے تارے توڑ کے تو تم کیا لاتے بچوں کی اور میری ٹوٹی چپلیں تک تو بدل کے نئی لا نہیں سکتے۔ یہاں امی کی چپلیں پہن رہی ہوں آپا کی ساڑیاں باندھ رہی ہوں کاش کریں تمہاری محبت میں اندھی نہ ہو گئی ہوتی۔ امی نے خاندان میں ڈھونڈھ کے کیسا اچھا رشتہ نکالا تھا۔ مجن بھائی ابا نے اب جن کو بھائی کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کتنا اچھا رشتہ تھا۔ مجن بھائی کویت چلے گئے ہیں۔ ہزاروں بھیجتے ہیں بیوی ملکہ بنی عیش کر رہی ہے بچے شہزادوں کی طرح اڑے اڑے پھرتے ہیں میرے نصیب تو تمہارے ساتھ پھوٹے تھے۔ اللہ غارت کرے اس گھڑی کو جب میں نے تمہارے ساتھ ایک ہونے کا عہد کیا تھا۔ آگ لگ جائے اس ساعت کو جب مولانا نے تمہارے ساتھ نکاح کی ڈور میں باندھا تھا۔

میں ابھی ہرگز نہ آؤں گی ہاں ایسا ہی دل بے چین ہے تو بچوں کو بلا لو۔ تمہاری یہ لین ڈوری اب مجھ سے نہیں سنبھل پاتی ہے۔ میں اکیلی کسی پر نہیں بھار ہوں ۳ - ۳ مہینے بھی بھائی آپا امی اور باجی کے ساتھ رہوں تو پورا سال بڑے سکھ چین سے گزر سکتا ہے لوگ مجھ سے نہیں تمہاری اس ... فوج کو دیکھ کر گھبراتے ہیں تم ان سب کو آکے لے جاؤ خود وہاں آرام سے سیر سپاٹے کرتے ہوئے دوستوں کا کلیجہ ٹھنڈا کرتے ہوئے یہاں میں اس فوج کو سنبھالے بیٹھی ہوں۔ کچھ دن میں بھی آزادی کا مزہ چکھوں اور تم سنبھالو بچے اور گھر گرہستی۔ برسوں کے بعد میں بھی پوری نیند سونا چاہتی ہوں ۔۔ اور ہاں خرچ جلدی بھیج دو یہاں مجھے کوئی خاص ضرورت تو نہیں ہے مگر میکے والوں پر اپنا بھرم رکھنا چاہتی ہوں یہ بھی خیال ہے پیسہ تمہارے پاس رہے گا تو اڑا دو گے یا پھر اپنے بھائی بہن کی فرمائشیں پوری کر دو گے جانے یہ دونوں کب تک میری چھاتی پر مونگ دلتے رہیں گے۔

بس اب اس کے آگے کمال سے پڑھا نہیں گیا یہ تھا بھابی کا دوسرا روپ! ظاہر میں بھیا بھیا کہتے منہ سوکھتا اندر اتنا غبار بھرے رہتیں۔ خط انھوں نے لفافے میں رکھا اور چوتھے لفافے کو دیر تک گھورتے رہے ہمت نہیں ہو رہی کہ دیکھیں مگر دل کڑا کر کے چوتھا لفافہ بھی اٹھا لیا القاب پر نظر ڈالتے ہی چودہ طبق روشن ہو گئے۔

عشق محبت وفا عہد و پیمان خواب خیال تصور سب ہوا ہونے لگے یہ خط نہیں تھا ایک عشقیہ ڈرامے کا عبرتناک اختتام تھا۔

موئے ظالم جابر سنگدل مردوئے

تجھ پر خدا کی مار۔ میرے پیچھے جھاڑ کے جو تو پڑا ہے تو خدا تجھے اس کا مزہ چکھائے اس بات پر اکڑتا ہے نہ خدائی خوار کہ بچوں کو لے کر اب یہ کہاں جائے گی۔ جھوٹے خواب دکھا کے جھوٹی محبت جتا کے مجھ بھولی بھالی کو پھانس لیا۔ خدا کی پھٹکار تیری صورت پر کیا کروں ان سات بیڑیوں نے پیروں کو جکڑ رکھا ہے ورنہ تیری چوکھٹ پر اب قدم نہ رکھتی میرے چند دنوں کا آرام نہ دیکھا گیا ہاں اور کیا رنگ میں بھنگ پڑ گیا ہے نا۔ چولہا جھونکنا پڑا جھاڑو لگانا پڑی توے کی چاند ٹھونکنا پڑی بس حکم دیا فوراً واپس آؤں۔ امی کو تو بہت غصہ ہے کہتی ہیں ٹھیک ہے طلاق لے کے بیٹھ جاؤ مگر مجھے ان جونکوں پر ترس آتا ہے جو میرا خون چوس چوس کے پروان چڑھ رہی ہیں یہ بردبار ہو جائیں گی ورنہ تمہارا کیا تمہیں دوسری بار کسی معصوم لڑکی سے عشق رچانے کا موقع مل جاتا۔ دوبارہ اس سوکھے ہوئے منہ پر سہرا لٹکا لیتے۔

جمعرات کو آ رہی ہوں اسٹیشن پر لینے پہنچ جانا نہیں تو حشر اٹھا دوں گی اور ہاں مہینے کا راشن مجھے پورا ملے گھر صاف ستھرا ملے شام کا کھانا تیار ملے سمجھے۔ طوفان میل سے پہنچ رہی ہوں خدا کی پھٹکار تمہارے گھر پر۔۔۔۔

کمال کو اب پسینے چھوٹ رہے تھے۔

انھوں نے چاروں خط ایک طرف رکھے اور سر تھام کے بیٹھ گئے ان کے عشق اور عہد کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

(آکاش وانی لکھنؤ سے براڈکاسٹ)

عطیہ پروین

اندرون قلعہ۔ رائے بریلی

بقیہ:۔ دیسی جڑی بوٹیاں

کان کے درد میں لہسن یا پیاز کا گرم رس ٹپکانے سے کان ... خونی بواسیر میں گوبھی کے پتوں کا کھانا مفید ہے۔ بواسیر کے مسوں کے لیے ہلدی کو گائے کے گھی میں گرم کر کے مسوں پر لگا دیں تو فائدہ مند ہوگا۔

بال گر رہے ہوں سیاہ اروی کا رس نکال کر لگانے سے بالوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ لیموں کے رس میں آملے پیس کر سر پر ملنے سے بال لمبے اور مضبوط ہوتے ہیں۔ بدہضمی میں کھانے سے پہلے ادرک اور لیموں کا رس استعمال کریں۔ عورتوں کو ایام حیض میں تکلیف ہو کر رک رک کر خون آتا ہو کچی پیاز کھانے سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ اگر بچھو کاٹ لے تو پیاز کا رس لیپ کرنے سے درد کم ہو جاتا ہے اور پتھری کی شکایت میں کچی پیاز کا استعمال کرنے سے پتھری مثانہ میں ٹوٹ کر نکل جاتی ہے۔ جوڑوں کے درد میں پیاز کا رس رائی کے تیل میں ملا کر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

بخار کی حرارت کم کرنے کے لیے تلسی کا جوشاندہ استعمال کریں چرایتہ اور ناگر موتھا کا جوشاندہ بھی بہت فائدہ دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ قدرت نے انسان کی نشو و نما اور بقا کے لیے جو بیش بہا جڑی بوٹیاں اس روئے زمین پر پیدا کی ہیں ہم اس کی اہمیت اور افادیت کو سمجھتے ہوئے ان سے مکمل استفادہ کرنا چاہیئے۔

(آکاشوانی اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

افسانہ

مٹھی بھر زمین

قیصر زاہدی

ادھر آخر ایک دن وہی سب کچھ ہوا۔ صور پھونک دیا گیا۔ قیامت برپا ہوئی اور ان کی بستی ویران ہو گئی۔ ان کا سب کچھ لٹ چکا تھا۔ وہاں اینٹ اور مٹی کے تودوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ ان کے سارے اثاثے ٹرکوں پر لاد کر نہ جانے کہاں ڈال دیئے گئے تھے۔ شاید انھیں ان گناہوں کی سزا مل چکی تھی۔ ان کا سب سے بڑا گناہ غربت تھی۔ وہ کمزور، مجبور، محتاج اور مفلس تھے۔ ان کے پاس شہر میں کوئی اپنی زمین نہ تھی، مکان نہ تھا۔

جب نتھوا اپنی بیوی دکھنی اور ڈیڑھ سال کے بچے کے ساتھ دن بھر گلیوں کی خاک چھان کر شام کے قریب اپنی بستی میں پہنچا تو یہ سب دیکھ کر اس کے قدموں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کی بیوی دکھنی تو وہیں بیٹھ کر رونے لگی، مگر نتھوا نے اسے ڈھارس بندھائی۔

"ارے اب رونے سے کا (کیا) ہوگا۔ چل جلدی سے آج رات کاٹنے کا کہیں بندوبست کر لیا جائے۔" کچھ آنسو بہا لینے کے بعد اس نے بھی یہی ٹھیک سمجھا۔ دونوں امید کے سہارے چل کھڑے ہوئے۔ کچھ دور چلنے پر انھیں ایک سہ منزلہ عمارت نظر آئی۔ ان دونوں نے سوچا آج کی رات یہیں سائبان پر کاٹ لی جائے تو پھر کل کوئی انتظام کر لیا جائے گا۔ مگر جیسے ہی یہ لوگ اس حویلی کے دروازہ پر پہنچے ہی تھے کہ کتوں نے گلا پھاڑ پھاڑ کر بھونکنا شروع کر دیا۔ شاید اس لیے کہ ایسا نہ ہو کہ آج ان کے حصے کا سالن اور دودھ ان لوگوں کو دے دیا جائے۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ اگر کوئی بھکاری آجاتا تو اسے وہ سوکھی روٹی دے دی جاتی تھی جسے یہ السیشین کتے سونگھنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتے تھے۔ یا پھر دس پیسے کا ایک سکہ ان کی جانب اچھال دیا جاتا تھا۔ ابھی کتے بھونک ہی رہے تھے کہ سامنے سے ایک موٹا سا آدمی اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر چٹکی دیتا ہوا ان کے قریب پہنچ کر کڑک دار لہجے میں پوچھا: "کیا ہے؟ کیا اب تم لوگ دن کے علاوہ مانگنے کے لیے رات میں بھی آنے لگے ہو۔ آج صبح ہی تو تم لوگ مانگنے آتے تھے۔ یہاں کیا تمھارے باپ دادا نے کما کر رکھ دیئے ہیں؟" ـــــ "نہیں نہیں دربان جی بات یہ ہے کہ ہم لوگوں کی جھونپڑیاں اکھاڑ کر پھینک دی گئی ہیں۔ اس لیے آج کی رات اس ورنڈے پر بسر کر لینے دو۔ تمھاری بڑی کرپا ہوگی۔ باہر بڑی سردی پڑ رہی ہے۔ بھگوان تمھیں سدا سکھی رکھے گا۔" ـــ "مجھے تمھاری آشیرواد نہیں چاہیے۔ کیا میں تمھاری آشیرواد لینے کے لیے یہاں رکھا گیا ہوں۔ سالے، چور کہیں کے۔ میں تمھیں رات میں یہاں ٹھہرالوں اور پھر صبح ہونے سے پہلے تم چوری کر کے چلتے بنو۔" اور نہ جانے کیا کچھ بڑبڑاتا ہوا وہ گیٹ بند کر کے چلا گیا ـــ

نتھوا نے آسمان کی طرف دیکھا شرم سے سورج دھرتی میں گڑ چکا تھا۔ اب سورج کا کہیں پتہ نہ تھا تاریکی تیزی سے اپنا سیاہ پنکھ پھیلا رہی تھی۔ وقت بہت کم تھا اس لیے ان لوگوں نے آگے بڑھنا ہی بہتر سمجھا۔ دور مندر میں دیا جلتے دیکھ کر امید کی لو پھر تیز ہو گئی۔ ان کے قدم تیزی سے مندر کی طرف اٹھ رہے تھے ـــ "نہیں ٹھہرایا تو کیا ہوا . . . کیا کوئی بھگوان کے گھر میں بھی نہیں ٹھہرنے دے گا . . . کیا کوئی بھگوان کے گھر سے بھی نکال دے گا . . . نہیں . . . . . نہیں . . . . مندر تو بھگوان کا گھر ہوتا ہے . بھگوان کا . . . . وہ تو سیٹھ جی کا گھر تھا . . . نہیں ٹھہرایا . . . . . کیا ہوا . . . . . سامنے بھگوان کا گھر . . . بھگوان کا گھر . . . .

ابھی ابھی لوگ مندر سے پوجا کر کے گئے تھے، پجاری پھل اور مٹھائیوں کو ایک کپڑے میں باندھ کر جلدی جلدی دان میں دیئے گئے سکوں کو گن رہا تھا۔ ایسے میں نتھوا اور دکھنی کا مندر کے دوار پر آ کر کھڑا ہو جانا اسے بڑا برا لگا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر ان لوگوں کی طرف دیکھا۔ نتھوا ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور سہم کر بولا "سرکار آج رات یہاں مندر کے اسارے پر ٹھہر جانے دو۔ کل ہم لوگ کوئی انتجام (انتظام) کر لیں گے۔" "کیا کہا تو یہاں مندر میں رہے گا؟ یہ دھرم شالا نہیں ہے، مندر ہے مندر، بھگوان کا گھر۔ یہ پوتر استھان ہے ـــــ" "دیا کرو بابا ہم پر دیا کرو۔ اس وقت ہم کہاں جائیں گے۔ اس ٹھنڈ میں باہر کھلے میں کیسے رہ سکتے ہیں۔" "نکل جا یہاں سے۔" پجاری نے گرج کر کہا۔ اس وقت نتھوا کی آنکھوں میں ٹپ ٹپ آنسوؤں کے قطرے گر رہے تھے۔ اس وقت ان لوگوں کو یہ دھرتی بہت ہی تنگ نظر آ رہی تھی۔ اتنی چھوٹی کہ جس پر یہ لوگ اپنا ایک قدم رکھ کر کھڑے بھی نہیں ہو سکتے تھے پھر نتھوا اور دکھنی نے دن بھر کے تھکے اپنے مردہ جسم کو ایک بوڑھے برگد کے نیچے ڈال کر سوچنے لگے۔

"مندر میں تو شوا اور پاربتی رہتے ہیں . . . کرشن اور کنہیا نواس کرتے ہیں . . . . رادھا اور شیام بستے ہیں . . . . . اور میں کرشن نہیں ہو سکتا . . شیام نہیں ہو سکتا دکھنی رادھا نہیں ہو سکتی . . . . پاربتی نہیں ہو سکتی . . . ."

آج رات شاید زمین بھی گردش کرنا بھول گئی تھی۔ بالکل ساکت اور منجمد ہو گئی تھی۔ نتھوا اب تک کئی بیڑیاں پھونک چکا تھا۔ دکھنی اپنے بچہ کو چھاتی سے چمٹائے گٹھری بنی بیٹھی تھی۔ یخ بستہ ہوائیں تیزی سے بہنے لگی تھیں۔ رات کچھ اور سرد ہو گئی تھی۔ نتھوا نے ایک بیڑی سلگا کر دکھنی سے کہا۔ تین روز سے تو غضب (غضب) کی سردی پڑ رہی ہے۔ ابھی دکھنی کچھ بولنے بھی نہ پائی تھی کہ بچہ نے دو تین چھینک لیے اور زور زور سے رونا شروع کر دیا۔ دکھنی نے بچے پر اپنے ہاتھ کی گرفت اور مضبوط کر دی۔ بچے کا سینہ اور پسلیاں بے طرح چل رہی تھیں اور وہ کانپ رہا تھا۔ "ہائے رام یہ تو کانپ رہا ہے۔" دکھنی نے کہا۔ نتھوا نے اپنے کاندھے کے گرد لپٹے میلے سے ٹکڑے کو کھول کر بچے پر ڈال دیا اور دکھنی سے بولا "اسے ٹھیک سے اڑھا دے۔" اور خود اکڑوں بیٹھ کر اپنے دونوں پیروں کے بیچ سر اور گردن ڈال کر کانپنے لگا۔ کچھ دیر بعد دکھنی بچے کا منھ بار بار اپنے چھاتی کے پاس لاتی مگر بچہ رونے کے ساتھ ساتھ مسلسل چھینکے جا رہا تھا ـــــ

سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی نتھوا اور دکھنی تیزی سے اسپتال کی طرف بھاگ رہے تھے انجکشن . . . . آکسیجن . . .

بچے کی حالت سدھرنے کے بجائے بگڑتی ہی جا رہی تھی اور آخر کار شام ہوتے ہوتے بچے نے اس ظلم و ستم کی دنیا سے اپنا رشتہ توڑ لینا ہی بہتر سمجھا۔ اسے چشتی، گوتم اور نانک کی سرزمین راس نہ آئی ـــ

اسی شام نتھوا اور دکھنی نے بچے کی لاش کو مندر کے دروازے کے قریب لا کر رکھ دیا تاکہ کچھ پیسے ہو جائیں تو آخری رسومات ادا کیے جائیں۔ لوگ جب مندر سے نکل رہے تھے تو بچے کی لاش پر دس، پانچ اور پچیس پیسے کے سکے پھینک رہے تھے کہ شاید ان کے گناہوں کا پرائشچت ہو جائے۔ سیٹھ کھنہ نے ایک روپیہ کا نوٹ بچے کی چادر پر پھینک دیا۔ پجاری نے بھی رام نام کی مالا جپتے ہوئے اپنی آتما کی شانتی کے لیے ایک چونی بچے کی لاش پر پھینک دیا۔

(پٹنہ سے نشر)

قیصر زاہدی
معرفت جناب قمر زاہدی پی، ڈبلیو ڈی، پٹنہ ڈویزن
نارتھ گاندھی میدان پٹنہ۔ ۸۰۰۰۰۱

افسانہ

سلسلے سوالوں کے

پشکر ناتھ

فنکار ٹین کی چھت پر برستی ہوئی بارش کی جلترنگ سننے میں محو تھا اچانک اس نے مجھے آواز دی۔ باہر اڑتے ہوئے قد والے چند سفیدے کے درخت ہواؤں کے دوش پر جھوم رہے تھے۔ ہائے! کیسی والہانہ حرکت ہے۔ کیسی سربلندی سرمستی ہے۔ میں اس لمحے کو اپنے اندر کہیں محسوس کر رہا تھا۔ کسی تپتی دوپہر کے لیے جب ہوا چاروں طرف بند ہوگی سانس لیتے وقت چھاتی میں درد ابھرنے لگے گا۔ دیواروں کو پسینہ آنے لگے گا۔ اس وقت میں اپنے بہت اندر سے اس لمحے کو نکال کر ہتھیلی پر رکھوں گا مقام کوئی اور ہوگا۔ مکاں کوئی اور ہوگا۔ اور شاید میں بھی کوئی اور ہوں گا۔

یہ سربلند سفیدے کے درختوں کا رقص، یہ ہوائی تال پر ناچنے کی چھب، وقت کی قید سے آزاد، میرے خیالوں میں تلاطم پیدا کرنے کے لیے اب ہمیشہ باقی رہے گا....

فنکار نے مجھے دوبارہ آواز دی۔ اس فنکار کو میں ایک دن بسیار تلاش کے بعد اٹھا کر گھر لے آیا تھا۔ سوچا تھا یہ اپنے طلسم کے ذریعہ بہت سارے سوالوں کے جواب فراہم کرے گا۔ ان گنت سوال تھے جو انگاروں کی طرح میرے ذہن کی طاق میں سلگ رہے تھے۔ اس دن میں دریا کے کنارے ٹہل رہا تھا۔ میں نے دریا کے کنارے ٹہلنے کا شعار اپنایا تھا۔ کیونکہ شاہراہوں پر رہزن دندناتے پھر رہے تھے۔ میں سبھی کچھ ان رہزنوں کے ہاتھوں لٹا چکا تھا۔

سب سے پہلے انھوں نے میری معصومیت چھین لی تھی۔ میں نے ان کے مسکراتے ہوئے چہروں پر اعتبار کر کے اپنا بھروسہ ان کے حوالے کیا تھا۔ سڑک کے کنارے ایک انسان کی لاش پڑی تھی۔ میں نے پوچھا "یہ انسان کیسے مرگیا۔ ادھر سڑک کے کنارے؟ اگر اسے مرنا ہی تھا تو اپنے گھر میں کیوں نہیں مرگیا۔ اپنی بوڑھی ماں کی گود میں سر رکھ کر۔ اپنی کم مایہ محبوبہ کے زانو پر سر رکھ کر، اپنے ننھے منے بچوں کے درمیان یا اپنی بیوی کے سامنے گھر کے آنگن میں۔ یہاں کیوں مرگیا سڑک کے کنارے؟"

مسکراتے ہوئے چہروں کی مسکراہٹ کا زاویہ تبدیل ہوگیا۔ تو گویا تم اس شخص کو جانتے ہو۔ تمہیں اس کے گھر کی بھی واقفیت ہے۔ تم اس کی ماں بیوی بچوں کو بھی جانتے ہو۔ تم اس شخص کے قتل کے الزام میں گرفتار کیے جاتے ہو۔

چنانچہ بارہ سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے گذار کر جب میں باہر آگیا۔ تو میری معصومیت چھن گئی تھی۔ اور مجھ پر یہ راز عیاں ہوگیا کہ شاہراہوں پر انسان اسی طرح مردہ پائے جاتے ہیں۔ کچھ شدید سردی سے ٹھٹھر کر مرجاتے ہیں۔ کچھ شدید گرمی سے تڑپ کر مرجاتے ہیں۔ کچھ دندناتی ہوئی لاریوں کی زد میں آکر مرجاتے ہیں۔ اور کچھ.... خواہ مخواہ مرجاتے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ بھی پوچھنا خطرناک ہے۔

"جواب مت تلاش کیا کرو۔" فنکار نے آواز دی۔

یہ فنکار میرے خیالات پڑھ لیتا ہے۔ حیرت ہے۔

اس کے بعد انھوں نے میری سچائی چھین لی میں نے ان کی لچھے دار باتوں پر اعتبار کر کے اپنی طاقت ان کے حوالے کی تھی۔ دن بھر سڑکوں پر آوارگی کرتے کرتے اپنی نظروں کو دوربین لیے، اور اپنے کانوں کا ٹیپ ریکارڈر لیے میں خبریں جمع کر کے ان کے حوالے کرتا رہا۔ قتل کی خبریں اغوا کی خبریں، ڈکیتی کی خبریں۔ جب سیٹھ دولت رائے نے اپنی بالالسنس بندوق سے اپنے کارندے منشی دیا کشن کے سینے میں گولی اتار دی تو میں وہ خبر لے کر دوڑا دوڑا پسینے میں شرابور ان کے پاس پہنچا۔ اچھا؟ تمہیں کیسے معلوم؟ انھوں نے پوچھا۔ خود دیکھ کے آیا ہوں۔

منشی دیا کشن سیٹھ جی کے گودام میں تھا۔ گودام میں کام زور شور سے چل رہا تھا۔

گودام؟ کام زور و شور سے چل رہا تھا۔؟ کیا بکتے ہو؟ ہاں جی کام زور و شور سے چل رہا تھا۔ سیمنٹ کی بوریوں سے دس دس بارہ بارہ کلوگرام سیمنٹ نکال نکال کر خالی بوریوں میں ڈالا جا رہا تھا۔ بوریاں دوبارہ سی کر بند کیا جا رہی تھیں۔ کہ اچانک منشی دیا کشن دونوں ہاتھ اٹھا کر چلایا بس کر دیے ایمانوں، بہت ہوگیا۔ کسی نے سیٹھ کو خبر کر دی۔ وہ بندوق لے کر آگئے۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے دیا کشن؟"

"بہت ہوگیا سیٹھ جی۔ اب بس کرو۔"

"کیا بکتے ہو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے نمک حرام۔"

"دفع کیسے ہوگا سیٹھ جی پولیس میں خبر کر دے تو" کوئی کارندہ چلایا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو دنیوں۔" سیٹھ نے کہا۔

پھر بندوق کی نالی ہوا میں لہرائی۔ ایک شعلہ بلند ہوا۔ دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور بس۔

"اور تم نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کیسے؟" انھوں نے پوچھا

"ہاں جی! اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ میں مزدور بن کر تین مہینے سے اس گودام میں کام کر رہا ہوں۔"

"اچھا! تم جاؤ۔"

دوسرے دن خبر جو چھپی تو پتہ چلا کہ سیٹھ دولت رائے اپنے گودام میں تجوری کھول کے ضروری کاغذات دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں منشی دیا کشن اندر آگیا اور تجوری کھلی دیکھ کر اس کے دل میں بے ایمانی آگئی۔ اس نے سیٹھ جی پر حملہ کر دیا۔ سیٹھ جی نے بندوق اٹھا کر اسے ڈرانا چاہا۔ دونوں گتھم گتھا ہوگئے اور ایسے میں بندوق چل گئی۔ قیاس ہے کہ لبلبی منشی دیا کشن نے ہی دبائی ہوگی۔ کیونکہ سیٹھ جی کو بندوق چلانا آتا ہی نہیں۔

"یہ کیا۔؟ اتنا بڑا جھوٹ؟" میں نے پوچھا

"یہی سچائی ہے۔ تم پاگل ہوگئے ہو۔ اپنا علاج کرالو۔" انھوں نے جواب دیا۔

چنانچہ تین سال بعد جب میں پاگل خانے سے باہر آیا تو میری سچائی چھن گئی تھی اور یہ راز مجھ پر آشکارا ہوگیا کہ سچائی کے قلابے کہیں دور جا کر غلط ملط ہوجاتے ہیں کہ سچائی کو لباس سے ڈھک لینا انسان اور سماج دونوں کے لیے ضروری ہے۔

دل کے شیشے میں نظر آنے والی محبوبہ، سچائی جب اپنی بڑی بڑی خوبصورت اور دلفریب آنکھیں جھپکاتی ہے تو افق اور شفق گلے ملتے نظر آتے ہیں۔ ہنستی ہے تو ساری کائنات میں پھول کھل اٹھتے ہیں۔ چاند کی طرح شیتل۔ دن کی طرح روشن۔ فنکار کہہ رہا ہے۔ مگر یہ فنکار بہت کچھ کہتا رہتا ہے میں اس کی کس کس بات کی طرف دھیان دوں۔ کیا کیا یاد رکھوں۔ کیا کیا بھول جاؤں۔

میں اسے یہ سوچ کر تو گھر نہیں لایا تھا کہ یہ مجھے ہی اپنے طلسمی محل کے اندر قید کرے۔

اس کے بعد انھوں نے مجھے کئی جھانسے دیے۔ میری صحت چھین لی کر صحت قایم رکھنے کے لیے میں جو کچھ کھاتا تھا وہ انھیں کی فیکٹریوں میں تیار ہوتا تھا۔ ناقص آٹا۔ ناقص دالیں۔ ناقص ڈبل روٹی، ناقص وناسپتی۔ پھر جب میں بیمار ہوگیا تو ان ہی کی کمپنیوں میں تیار کی گئیں دواتیاں میرا سہارا بن گئیں۔ نقلی وٹامن، نقلی گلوکوز، نقلی وٹامن بی۔ نقلی پنسلین، نقلی کلورم فنی کال، پھر انھوں نے میرے خواب چھین لیے اور ایک نقلی تصور دیا۔ نقلی تصویریں۔ نقلی اعداد وشمار، نقلی کھلونے، نقلی سکے۔ آگے چل کر انھوں نے میرا وجود چھین لیا اور میرے جسم میں نقلی دل فٹ کر دیا۔ نقلی دماغ، نقلی شعور، نقلی گردے۔ چنانچہ ایک دن مجھے اچانک یہ احساس ہوا کہ میری تمام تر اصلیت فنا ہوگئی ہے۔ اور میں فقط ایک نقلی انسان رہ گیا ہوں۔ اس دن میرے وجود کی بنیادوں میں شگاف پڑ گئے۔ میں نے زندگی میں پہلی بار اپنے آس پاس اور دور دور تک نظریں دوڑائیں یہ انسانوں سے بھری پڑی دنیا — کیا یہ — کیا یہ سب انسان نقلی ہیں — ؟ نہیں نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ مجھے جھرجھری آگئی۔ میں نے ایک انسان کا ہاتھ تھام لیا۔ بولو کیا تم نقلی ہو — ؟ اس نے غرور سے شانوں کو جنبش دی۔ نقلی؟ کیسی نقلی ہے؟ ولایتی بھول جاؤ گے بیٹے۔ کوئی چیز نقلی استعمال نہیں کرتا ہوں۔ اصلی نوادر، اصلی سنگتروں کے چھلکے۔ اصلی کیکر کے پتے۔ اصلی چھپکلیاں اور موبل آئل۔

میں نے ایک اور انسان کا ہاتھ تھام لیا۔ کیوں بھائی۔ تم۔ کیا تم نقلی ہو؟ اس نے ایک زوردار قہقہہ بلند کیا۔ دیکھو کامریڈ! ہماری لڑائی اصلی ہے۔ سرمایہ داری اور مفلسی کی جنگ۔ سرمایہ دار بھی اصلی ہیں مفلس بھی اصلی ہے۔ مہنگائی بھی اصلی ہے اور پرائس انڈیکس بھی اصلی ہے۔

میں آگے بڑھ گیا اور تیسرے انسان کا ہاتھ پکڑ لیا بھائی ایک بات بتاؤ۔ کیا تم نقلی ہو؟ اس نے دزدیدہ نگاہوں سے دائیں بائیں دیکھ کر کہا "سنو! اگر سودا لینا ہے تو ازو والا گلی میں چلو۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اور ہر چیز کے دام ہوتے ہیں۔ میڈیکل کالج میں داخلہ، بیس ہزار نکالو۔ انجنیئر بننا چاہتے ہو تو ساڑھے انیس ہزار ان دنوں ریٹ ہے۔ نوکری کرنا چاہتے ہو۔ الگ — الگ گریڈ کے الگ الگ ریٹ ہیں۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

میں جست لگا کر وہ نکل گیا۔ سامنے دیکھا تو ایک مداری کھڑا تھا۔ میں بھی کھڑا ہوگیا۔ اس نے اپنی ڈگڈگی بجائی۔ پھر اپنی چھڑی گھمائی۔ ایک کبوتر نمودار ہوگیا۔ دوبارہ چھڑی گھمائی تو ایک خرگوش اچھلتا کودتا سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ پھر ایک خوبصورت عورت، پھر ایک مکان پھر ایک آم کا درخت، پھر ایک کل کل کرتی ہوئی ندی —

میں حیران اور ششدر کھڑا دیکھتا رہا۔ اتنے میں اس نے ہاتھ بڑھایا۔ ایک روپیہ نکالو — میں نے روپیہ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے پوچھا۔ کیا۔ کیا تم نقلی ہو۔ اس کے ہونٹوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے ڈگڈگی اور چھڑی اپنی پٹاری میں رکھ دی۔ پٹاری کو بند کیا اور چل دیا۔ دوسرے لمحے میں نے دیکھا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ مکان، نہ خوبصورت عورت نہ خرگوش۔ کچھ بھی نہیں اسی لمحہ میرے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔

اور ایک وقت آتا ہے جب وہ قوت، کائنات کی ازلی حرکت ایک پیکر میں ڈھل جاتی ہے۔ پھر سوچ کی لال بندا اس پیکر کے ماتھے پر چمکنے لگتی ہے اور پھیل کر ساری کائنات کو اپنی آنکھ کی پتلیوں میں گھیر لیتی ہے سمندر کا پانی کھولنے لگتا ہے۔ پہاڑ ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے لگتے ہیں۔ آسمان نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔ فنکار کہہ رہا ہے مگر وہ فنکار بہت کچھ کہتا رہتا ہے۔ میں نے اسے دریا کے کنارے ایک چٹان کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور اس کو اٹھا کر گھر لے آیا تھا۔ یہ سوچ کر کہ یہ اپنے طلسم کے ذریعہ میرے بہت سارے سوالوں کے جواب فراہم کرے گا۔ مگر اس نے تو مجھے ہی اپنے طلسم کی بھول بھلیوں میں قید کر لیا ہے۔ اور یہ انگنت سوال بدستور میرے ذہن کے طاقوں پر جل رہے تھے۔ بس کرو فنکار — خدا کے لیے بس کرو۔ اب مزید تاب نہیں۔ یکایک میں چیخ مار کر کھڑا ہوگیا۔

ٹین کی چھت پر بارش کے قطرے بدستور جلترنگ بجا رہے تھے۔ فنکار کے ہونٹوں پر ایک سحر زدہ مسکراہٹ بدستور قایم ہے۔ اس پر تو کسی تلاطم کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

پھر ایسا ہوا کہ میں نے ڈر کے مارے دوبارہ اپنے وجود کا لبادہ اوڑھ لیا۔ اور تبھی فنکار نے اٹھ کر انگڑائی لی اور بازو پھیلا کر خلاؤں میں پرواز کر گیا۔

(سرینگر سے نشر)

اپنی صلاحیتوں کو دوسروں سے کم نہ سمجھئے

ناہید عمیر

اگر آپ چاہتے ہیں کہ زندگی میں کامیابی آپ کے قدم چومے تو اپنی صلاحیتوں کو دوسروں سے کم نہ سمجھئے۔ ذرا ایک نظر اپنے گردوپیش پر ڈالیے اور دیکھئے کہ آپ کے چاروں طرف انسانوں کی ایک بھیڑ ہے لیکن اس بھیڑ میں آپ کو وہ چہرے دور سے ہی چمکتے نظر آئیں گے جن پر اعتماد اور کامیابی کا روشن سایہ پھیلا ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ خوش وخرم لوگ کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی صلاحیتوں کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اور زندگی کی اس دوڑ میں ان کا بخوبی استعمال کرسکتے ہیں۔

یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان میں ایک ہی قسم کی صلاحیتیں ہوں۔ یا کوئی ایک مخصوص صلاحیت کسی ایک طبقہ میں ہی پیدا ہوسکتی ہو۔ اس زندگی میں بڑا اور عظیم انسان بننے کے لیے ایک بڑے گھر میں جنم لینا ضروری نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہونے والا ایک کمزور بچہ ابراہم لنکن امریکہ کا صدر نہ بن سکتا۔

زندگی میں اگر کچھ حاصل کرنا ہے تو پہلے اپنی صلاحیتوں کا جائزہ لیجئے کہ آپ کس قسم کا کام اچھی طرح سے کرسکتے ہیں۔ اس اعتماد کے ساتھ جب آپ کوئی کام شروع کریں گے تو کامیابی یقینی ہے۔ اب دوسری صورت میں اگر آپ کوئی کام ایسا کرنا چاہتے ہیں جو آپ کو مشکل نظر آتا ہے تو سب سے پہلے اپنے حواس کو قابو رکھئے اور پھر یہ دیکھئے کہ آپ میں کیا کمی ہے جو وہ کام آپ کو مشکل نظر آرہا ہے۔ کوشش کرکے اس کمی کو دور کیجئے۔ پھر آپ بھی اس کام کے ماہر ہوجائیں گے۔ بس ضرورت لگن کی ہے اعتماد کی ہے۔

دراصل بچے کی پیدائش کے وقت سے ہی اس کی تمام صلاحیتیں بھی اپنا کام شروع کردیتی ہیں اور اس وقت ماں باپ اور گھر کے افراد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ بچے میں احساس کمتری نہ پیدا ہونے پائے۔ اسے کسی کام کے کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہ ہو۔ اس میں خود اعتمادی پیدا ہو۔ اور وہ ایک کامیاب زندگی گزار سکے۔

اگر اپنی صلاحیتوں کو آپ کم سمجھتے رہے تو اس ترقی یافتہ دور کی دوڑ میں آپ پیچھے رہ جائیں گے اور آج کی تہذیب کے اہل نہیں رہیں گے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی صلاحیتوں پر ضرورت سے زیادہ یا غلط اعتماد بھی نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایسی صورت میں تہذیب کا وہ پہلو اجاگر ہوتا ہے جس میں آدمی اپنے کو دوسرے سے برتر محسوس کرتا ہے اور اس حصار میں پھنس کر اپنی قوتوں کو منوانے کا شیدائی ہوجاتا ہے۔

دراصل ایسی صورت حال جب پیدا ہوتی ہے جب انسان اپنی جھوٹی صلاحیتوں کو سچ سمجھ لیتا ہے اور پھر زندگی کی دوڑ میں ہار جاتا ہے کیونکہ اس کا غرور اس کی خامیوں کو دور کرنے نہیں دیتا اور یہ دھوکا خود اس کی ذات کے ساتھ ہوتا ہے جو وہ خود ہی کرتا ہے۔ مگر اس کا قصوروار دوسروں کو ٹھہراتا ہے۔ اور یہی احساس برتری گھریلو لڑائیوں کو جنم دیتی ہے۔

اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی صلاحیتوں کو پہچانئے اور ان کو دوسروں سے کم نہ سمجھئے لیکن ساتھ ساتھ اپنی خامیوں پر نظر رکھتے ہوئے انھیں دور کرنے کی کوشش بھی سچی لگن اور اعتماد سے کیجئے۔ کامیابیاں آپ کا انتظار کررہی ہیں۔ (لکھنؤ سے نشر)

ناہید عمیر محمد علی لین۔ گوئن روڈ، لکھنؤ (یو، پی)

افسانہ

ہم بیمار ہیں

ایم کوٹھیاوی راہی

بہت بھیڑ تھی۔ مسافر خانے سے پلیٹ فارم تک، تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ٹرین میں کیا حال ہوگا میں نے سوچا۔ کیوں نہ ٹکٹ واپس کر دوں مگر بس کا سفر تو اور بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ حالانکہ ویشالی میں میرا ریزرویشن تھا۔ تھرڈ ٹائر میں۔ آرام سے سوتا ہوا چلوں گا مگر یہ بے چارے مسافر۔ ان کا کیا ہوگا، اندر جگہ نہیں ملتی تو چھت پر چڑھ جاتے ہیں مگر چھت پر بھی اتنے لوگ کہاں چڑھ سکتے ہیں۔ جہنم میں جائیں، میں نے سوچا اپنی خبر لو۔

لیٹر بکس سے ٹیک لگائے ایک بھکاری بیٹھا تھا۔ زرد چہرہ، پتلا دبلا سا، بدن کی ساری ہڈیاں نظر آ رہی تھیں مسافر خانے میں ننگی مرکری کی روشنی میں ایک ایک ہڈی چمک رہی تھی۔ بہت کمزور لگ رہا تھا۔ بول بھی نہیں پا رہا تھا۔ بڑی مشکل سے آواز لگاتا مگر بھیڑ کے شور میں اس کی نحیف آواز دب جاتی تھی۔ میرے قدم ٹھٹھک گئے۔ اس کے سامنے ایک کشکول، المونیم کا ایک لوٹا، کچھ پھٹے پرانے چیتھڑے پڑے تھے۔ دن ہوتا تو مکھیوں کی یلغار دیکھنے میں آتی۔ یہی اس کا کل اثاثہ تھا۔ میں نے نظر گھما کر سامنے رکھے کشکول میں جھانکا۔ ٹوٹی روٹیوں کے کچھ ٹکڑے چمک رہے تھے۔ روکھی روٹیوں کے کچھ ٹکڑے۔ ایک آب خورہ بھی پاس ہی اوندھا پڑا تھا۔

میمورنڈم کے جو الفاظ میں نے لکھے تھے یاد آنے لگے۔

"جو لوگ اُجاڑے گئے ہیں ان کو جگہ دو۔

جو لوگ بیکار ہیں ان کو کام یا بیکاری بھتہ دو۔"

"جو لوگ بھیک مانگتے ہیں ان کو....." میں نے سوچا "ان کے لیے بھی میمورنڈم میں کچھ ہونا چاہیے۔ کیا ہونا چاہیے۔ ان کو چن چن کر گولی مار دو ...... مگر نہیں ..... یہ مطالبہ لاکھ درست ہو مگر انسانیت کے خلاف ہے۔ جو بھیک مانگتے ہیں وہ لوگ بھی تو آدمی ہی ہیں .... ہندوستانی شہری، انھیں بھی جینے کا حق ہے .... اجاڑے گئے لوگوں کے پیسے ہی سے تو میں یہ سفر کر رہا ہوں۔ بیکاری بھتہ چاہنے والے لوگوں نے بھی پارٹی کو دل کھول کر چندہ دیا ہے۔ اس بھکاری نے کیا دیا ہے"؟

بابو کچھ دیتے جاؤ

بابو بھوکا ہوں

بابو بیمار ہوں

بابو بے گھر بے سہارا ہوں۔

وہ بھکاری بھی کچھ کہنا چاہتا ہے۔ یہی کچھ کہہ رہا ہے مگر اس کی آواز کمزور ہے، کانوں میں پہونچ نہیں پا رہی ہے۔ مجھے وحشت ہونے لگی میرے منہ سے نکل گیا۔ تم جہنم میں جاؤ۔ تم سے کیا ملے گا مجھے۔ میری پارٹی کو۔ تمھیں جینے کا کوئی حق نہیں۔ میرا بس چلے تو میں ..... تو میں ...... تمھیں اپنے قدموں سے کچل کر مار ڈالوں۔ میں تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اور اندر جا کر شیشے کے پیچھے لگی لسٹ میں اپنا نام، بوگی نمبر اور برتھ نمبر ڈھونڈنے لگا۔

شری دھرم داس

شری کلو پرشاد

شری علی احمد

سردار تیجا سنگھ

شریمتی نہال کور

مس فریدہ خاتون

اور اس کے بعد میرا نام تھا۔

مس فریدہ خاتون اور میں

میں اور مس فریدہ خاتون

برتھ نمبر ۳۱ مس فریدہ خاتون

برتھ نمبر ۳۲ شری ..... ہاں یہ میرا نام تھا۔

۳۲ نمبر برتھ میرے لیے مخصوص ہے۔ میرا سر غرور سے اونچا ہوگیا۔ ہاتھ میں بریف کیس لیے اور ہونٹوں میں سگریٹ دبائے میں اپنی بوگی کی طرف بڑھا۔

پلیٹ فارم کی گھڑی میں نو بج کر پندرہ منٹ ہوئے تھے۔ شیڈ میں لگے لاؤڈ اسپیکر میں ویشالی کے رائٹ ٹائم ہونے کا اعلان ہو رہا تھا۔ مسافر خانے میں لیٹر بکس سے ٹیک لگائے زرد رنگت والے دبلے پتلے، بیمار بھکاری کی صورت پھر میری نظروں میں گھوم گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی مس فریدہ خاتون کا چہرہ۔ جیسے ابھی میں نے دیکھا نہیں تھا، جیسے ابھی ابھی دیکھنے والا تھا۔

اپنی برتھ پر بریف کیس رکھتے ہوئے میں نے ۳۱ نمبر پر نظر ڈالی۔ اس نے رسالے سے نظریں ہٹا کر مجھے دیکھا وہ ایک قبول صورت لڑکی تھی۔ لمبی سی بوگی میں لگے بلب کی روشنی اس کے پاؤں پر پھیلی ہوئی تھی۔ اجلے اجلے سے پاؤں۔ وہ پھر رسالہ پڑھنے لگی تھی۔ میرے سامنے والی تینوں برتھوں پر بھی لوگ اپنا اپنا بستر لگائے پڑے تھے۔ میرے نیچے فریدہ خاتون میرے اوپر ..... نہ جانے کون تھا۔ موٹا سا آدمی۔ اوندھے منہ پڑا تھا۔ میں بیچ میں کیسا رہوں گا، کیسا لگوں گا۔ خیر۔ بریف کیس سے چادر نکال کر برتھ پر بچھا دی۔ ایک سگریٹ اور سلگا لیا۔ اور پھر بیچ میں پہونچ گیا۔ مڈل کلاس ...... زیر لب بڑبڑایا۔ چلو ٹھیک ہے۔

"مہربانی ہوگی سگریٹ بجھا دیجیے" نیچے سے آواز آئی۔

"جی..."

"پلیز..."

"کوئی بات نہیں"، میں نے سگریٹ مسل دی۔

ٹرین فراٹے بھرنے لگی باہر کی ہوا اندر آ کر سبھی مسافروں کو نیند سے ہمکنار کرنے لگی۔ مگر مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ میرے اوپر والا آدمی پورے طور پر سو گیا تھا۔ اس لیے کہ اس کی ناک اتنے زور زور سے بول رہی تھی کہ ٹرین کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ دبی جا رہی تھی۔ مگر وہ لڑکی فریدہ خاتون معلوم نہیں سو رہی ہے یا جاگ رہی ہے۔ میں نے یہی معلوم کرنے کے لیے ایک سگریٹ اور سلگایا۔

"پلیز! دھواں مت اڑائیے" نیچے سے آواز آئی۔

"آپ کہتی ہیں تو لیجیے بجھا دیتا ہوں"

"کہاں جانا ہے آپ کو" نیچے سے آواز آئی۔

"لکھنؤ"

"میں بھی لکھنؤ جا رہی ہوں۔ آپ کو تکلیف ہوگی۔ مگر کیا کروں سگریٹ کے دھوئیں سے مجھے چکر آنے لگتے ہیں"

"مطمئن رہیے نہیں پیوں گا"

"پیجیے۔ مگر اس کے لیے آپ کو ایک زحمت کرنی ہوگی"

"زحمت"

"جی ہاں مجھے نیند نہیں آتی ہے۔ اور آپ بھی جاگنا چاہتے ہیں، بہتر ہے ہم سونے کے بجائے بیٹھ جائیں"

"جی!"

"اپنی برتھ موڑ دیجیے"

"بہتر ہے"

اب میں کھڑکی سے لگا بیٹھا تھا اور وہ بھی۔

گونڈہ ٹرین چھوٹی تو ایک بج چکا تھا۔

ہم ایک دوسرے سے بے نیاز بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ پھر رسالہ پڑھنے میں منہمک تھی میں اپنے میمورنڈم کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ وفد کے دوسرے اراکین لکھنؤ میں ملنے والے تھے۔ اسے میری قیادت میں پیش ہونا تھا میں اپنے حلقہ کا سکریٹری تھا۔ مجھے پھر بھکاری کی یاد

آنے لگی تھی۔ سچائی ہی تو تھی کہ وہ بار بار یاد آرہا تھا۔ حالانکہ اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ وہ ایک بھکاری تھا۔ ایک گمنام بھکاری۔ بیمار، لاغر، دھرتی کا بوجھ۔ زرد رنگت والے اس دبلے پتلے بھکاری کی یاد مجھے کیوں آرہی تھی۔ میں اپنے احساس سے مجبور ہوں۔ ایک عوامی لیڈر کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں۔ مجھے یہ سوچ کر ہنسی آگئی۔

"آپ ہنس رہے ہیں"

"اوں" میں چونکا۔

"آپ لکھنؤ جارہے ہیں نا"

"جی ہاں"

"پوچھ سکتی ہوں کس غرض سے"

جواب میں میں نے اپنا تعارف کرایا اور غرض بھی بتادی۔

وہ کھل کھلا کر ہنسنے لگی۔ مجھے اس کی ہنسی اپنے لیے ایک چوٹ محسوس ہوئی۔

"اس میں ہنسی کی کیا بات ہے" میں نے پوچھا۔

"سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے" وہ کہنے لگی۔ عوام کا درد رکھنے والوں پر مجھے ہنسی آتی ہے۔ شاید اس لیے ہنسی آتی ہے کہ معاف کیجیے گا یہ لوگ فراڈ ہوتے ہیں۔ میں آپ کو کچھ نہیں کہتی"

"سب کچھ کہہ کر بھی کچھ نہیں" میں نے پوچھا "آپ بھی لکھنؤ چل رہی ہیں"

"جی ہاں"

"میں پوچھ سکتا ہوں کس غرض سے"

"میں خود غرض ہوں" اس نے کہا "میں اپنے لیے صرف اپنے لیے لکھنؤ جارہی ہوں۔ ایک انٹرویو میں بلایا گیا ہے۔ آپ کے میمورنڈم میں بیکاری بھتے کی بات ہے۔ مطالبہ کیا ہے آپ نے کہ بیکاروں کو بھتہ دیا جائے"

"جی"

"میں اسے خیرات سمجھتی ہوں۔ زبردستی کی خیرات خیرات مانگنے والوں کو مرجانا چاہیے"

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں"

"معاف کیجیے گا" اس نے رسالہ بند کردیا "میں نے اقتصادیات میں ایم۔ اے کیا ہے۔ میں ملازمت لیکر رہوں گی نہیں ملے گی تو جینے کی دوسری راہ نکالوں گی۔ اگر آپ کا مطالبہ مان بھی لیا جائے تو میں اس کی مخالفت کروں گی۔ میں خیرات نہیں لوں گی۔ کبھی نہیں ....."

وہ جذباتی ہونے لگی تھی "میری پوری زندگی جد وجہد میں گذری ہے۔ مجھے میری بیوہ ماں نے سی کاڑھ کر پڑھایا لکھایا بڑا کیا ہے ..... میں اپنی ماں۔ اپنی بہن۔ اپنے چھوٹے چھوٹے بھائیوں کے لیے ٹیوشن کرتی ہوں۔ ہم ایک وقت کھا کر بھی خوش رہتے ہیں۔ ہم خیرات مانگ سکتے تھے۔ مگر کیوں مانگتے۔ ہرگز نہیں۔ کبھی نہیں۔ نہ لوگوں سے نہ حکومت سے۔ کسی سے بھی نہیں ....."

وہ بے تحاشا بولتی جارہی تھی۔ تیز، بہت تیز، فراٹے بھرتی، اس ٹرین سے بھی تیز جس میں انگنت لوگ سفر کر رہے تھے۔ انگنت بھوکے ننگے، آسودہ ناآسودہ لوگ۔ ڈبوں اور چھتوں پر بیٹھے لوگ ..... اچھے برے، چھوٹے بڑے لوگ، بچے، بوڑھے، عورتیں، لڑکیاں، ہر عمر، ہر نسل کے لوگ۔ جانے کیوں ہمت جواب دینے لگی۔ اپنے نظریات کے سلسلے میں بہت کچھ چاہ کر بھی میں کچھ بھی نہ کہہ سکا۔ وہ جانے کیا کیا بکتی رہی۔ مگر ایک بات ضرور تھی شاید اس کی ان الٹی سیدھی باتوں میں کچھ سچائی بھی تھی۔ تبھی تو میں اپنی باتیں نہیں کہہ پا رہا تھا، یا پھر میں اپنے معاملے میں ابھی کچا تھا۔ مجھے پھر اس بھکاری کی یاد آگئی۔ اس کا بھیک مانگنا یاد آگیا اور پھر میرا یہ احساس کر کچل دوں۔ اسے جینے کا کوئی حق نہیں۔ بھکاریوں کو گولی مار دینے کا خونی خیال، میں نے چاہا کہ فریدہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کروں۔ مگر نہ کرسکا۔ وہ شاید بولتے بولتے تھک چکی تھی، یا مجھے چپ پاکر مطمئن ہوچکی تھی۔ اسی لیے اس نے پھر رسالہ کھول دیا اور پڑھنے میں منہمک ہوگئی۔ ایک خوب صورت غیور لڑکی۔

میں پھر ویشالی کی ایک بوگی میں اپنی برتھ پر لیٹا ہوا تھا۔ سب سے اوپر والی برتھ پر۔ میرے نیچے ایک بوڑھا اور اس کے نیچے ایک نوجوان خراٹے لے رہا تھا۔ میمورنڈم پیش کیا جاچکا تھا۔ اخباروں میں میری تصویریں چھپ چکی تھیں۔ میرا بیان شائع ہوچکا تھا۔ میمورنڈم کے جواب میں متعلقہ وزیر کا جوابی بیان بھی چھپ چکا تھا کہ اس پر جلد ہی غور کیا جائے گا۔ اجڑے ہوئے لوگوں کو بسایا جائے گا۔ بیکاروں کو بھتہ دیا جائے گا۔

بیکاروں کو بھتہ دیا جائے گا۔ یعنی خیرات۔ بڑے پیمانے پر سرکار کی جانب سے خیرات، مسلسل خیرات۔ تو پھر بھکاریوں کو کیوں نہیں۔

میں نے کروٹ بدل دی۔

فریدہ خاتون کا چہرہ، گلنار چہرہ، آگ کی طرح سرخ چہرہ میری نظروں کے سامنے گھوم رہا تھا۔

میں خیرات نہیں لوں گی۔ میں خیرات نہیں لوں گی۔

"معلوم نہیں اس کا انٹرویو کیسا تھا" میں نے سوچا۔

ٹرین فراٹے بھر رہی تھی۔ بوگیوں میں۔

اور بوگیوں کی چھتوں پر بیٹھے لوگوں کو لیے دوڑتی رہی۔

ننگے بھوکے۔ آسودہ ناآسودہ لوگوں سے بھری ٹرین۔

میں نے پھر کروٹ بدل دی۔

فریدہ خاتون کو اگر ملازمت نہیں ملی تو وہ کیا کرے گی۔

میں خواہ مخواہ سوچ رہا تھا۔

تو اسے بھی بیکاری بھتہ ملے گا۔ یعنی اس کی نظر میں خیرات! اور وہ یہ خیرات نہیں لے گی۔ اور اس کی طرح اگر سبھی نے انکار کردیا تو کیا ہوگا۔

پھر میری کیا اہمیت ..... میرا کیا کام .....

بیوقوف لڑکی ..... نادان جذباتی لڑکی ..... ایڑیاں رگڑ رگڑ کر .....

بابو کچھ دیتے جاؤ	بابو ایک پیسہ
بابو ہم بھوکے ہیں	ہم ننگے ہیں
ہم بیمار ہیں	ایک پیسہ
بابو کچھ دیتے جاؤ	

اور ٹرین فراٹے بھرتی رہی۔

اور پھر رفتار کم ہونے لگی۔

اور کم ..... اور کم

اسٹیشن آگیا

پلیٹ فارم آگیا۔

زندہ باد کے نعرے سنائی دینے لگے۔

لوگ میرے سواگت کو آئے ہوئے تھے۔

جھنڈا اٹھائے لوگ۔ زندہ باد کا نعرے لگاتے لوگ میری پارٹی کے لوگ۔ والینٹیر لوگ ......

میں نے کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھول دیا۔

کئی ہاتھ، پھولوں کی مالائیں لیے ہاتھ میری جانب لپکے۔ مجھے پھولوں سے لاد دیا گیا

میرا سر غرور سے تن گیا

زندہ باد کے نعرے اونچے ہوتے گئے۔

اب میں پلیٹ فارم پر چل رہا تھا۔

اب مسافر خانے میں چل رہا تھا۔

اب وہ لیٹر بکس میرے سامنے تھا جس سے ٹیک لگائے ایک زرد رنگت بھکاری نے مجھے رخصت کیا تھا۔ زرد رنگت، بیمار دبلے پتلے، نحیف بھکاری نے۔ جس کے سامنے المونیم کا ایک لوٹا پڑا تھا۔ کچھ پھٹے پرانے چیتھڑے ایک کشکول اور ایک خالی آب خورہ۔ مگر میری نظریں اس کی طرف کو مڑ گئیں۔ میرے قدم پھر ٹھٹک گئے جیسے پہلے ٹھٹکے تھے۔ لیٹر بکس سے ٹیک لگائے بھکاری کی جگہ خالی تھی۔ دھوپ پھیلی تھی اور ایک کتا بیٹھا دم ہلا رہا تھا اور اس کے پاس ہی گندی نالی پر وہ زرد رنگت والا بیمار نحیف بھکاری پڑا تھا اور اس کا المونیم کا لوٹا بھی اور ٹوٹی ہوئی روٹیوں کے ٹکڑوں والا کشکول بھی۔ اب رات نہیں تھی۔ مکھیاں بھنبھنا رہی تھیں۔

"کیا بات ہے نیتا جی کیوں رک گئے" کسی نے مجھے ٹوکا۔

"ایں ....." میں چونکا

"بھکاری تھا جانے کب سے مرا پڑا ہے۔ سالوں کو لاش اٹھانے کی بھی فرصت نہیں"

ایک دوسرے والینٹیر نے کہا "کرتوت ہیں سرکار کے"

"ہاں" میری آواز بھرا گئی "شاید تم لوگ بھول گئے ..... ہم بھی انسان ہیں ہمارا بھی کچھ فرض ہوتا ہے۔ (گورکھپور سے نشر)

ایم۔ کوٹھیا دی راہی چھوٹے قاضی پور، گورکھپور

ڈھلتا رنگ

اردو مثنوی

رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری

اس دور میں بلکہ اس صدی میں منظوم افسانے یا کہانیاں مثنویوں کی شکل میں یا تو لکھے ہی نہیں گئے یا جو لکھے گئے انھیں زبردست شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ پھر بھی کچھ اچھی مثنویاں اس صدی میں بھی لکھی گئیں جن کی ادبی خوبیوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ میرے والد عبرت گورکھپوری مرحوم کی مثنوی حسن فطرت اہل نظر سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ حق قدوائی کی مثنوی ترانۂ شوق بھی گلزار نسیم کی ایک خوشنما تقلید ہے۔ تمہ ہنگامی کی شکنتلا، جگر بریلوی کی ساوتری جگت موہن لال رواں کی مثنوی مہاتما گوتم بدھ مہاراجہ کشن پرشاد شاد کی مثنوی جو شہنشاہ جہانگیر کی زندگی کے ایک شاندار واقعہ سے متعلق ہے نواب ہوشیار جنگ کی مثنوی طوفانِ محبت پھر نادر کاکوری کی مثنوی لالہ رخ پنڈت کیفی دتاتریہ کی مثنوی یہ سب بیسویں صدی کے منظوم افسانوی ادب کی ایسی مثالیں ہیں سادگی، تسلسل اور روانی کے ساتھ ساتھ ایک تیور اور بانکپن بھی موجود ہے۔ لیکن اس صدی میں جن بلندیوں اور گہرائیوں کو اردو غزل نے چھو لیا ہے۔ جس طرح پچھلے دس بارہ برسوں کے اندر رباعیاں ادبیات عالیہ کا نمونہ بن گئی ہیں نظموں کی دوسری شکلیں جس طرح پروان چڑھی ہیں پھر آزاد نظم نے جس تنوع اور رنگارنگی کا ثبوت دیا ہے۔ مثنوی اس کا ساتھ نہیں دے سکی ہے۔ اس نے اردو شاعری کے اس دور میں مثنوی کو ڈھلتا رنگ کہنا بالکل درست ہے۔

منظوم افسانوی ادب کا انحطاط موجودہ زمانے میں ہر زبان کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ انگریزی میں ٹینسن، براؤننگ میتھو آرنلڈ کے پایہ کی افسانوی شاعری بعد کو نہیں ہو سکی یوں تو مس فیلڈ ہارڈی اور ٹی ایس ایلیٹ کے کارنامے بھی مخصوص ادبی مقام رکھتے ہیں۔ فارسی میں تو ہر صنف سخن میں لگ بھگ سو برسوں سے اردو کے مقابلے میں کم شاندار شاعری ہوئی ہے اور شاید یہی حال افسانوی منظوم ادب کے باب میں دنیا بھر کی شاعری کا رہا ہے۔ موجودہ صدی منظوم افسانوں کے لیے دنیا کے کسی ادب کو راس نہیں آئی۔ تاریخ ادب کے اس دور میں منظوم افسانوں یا مثنوی کا زوال محض اتفاقیہ امر نہیں ہے۔ اس کے لیے کچھ اسباب ہیں جو گنوائے جا سکتے ہیں۔ پہلی وجہ نثر میں افسانوں اور ناولوں کی حیرت انگیز ترقی ہے۔ اس باب میں نظم کے لیے مقابلہ بہت سخت ہو گیا ہے۔ دوسری وجہ نثر میں ناٹک یا ڈرامہ کی ترقی ہے اگرچہ اردو ادب میں اس دور میں شاندار ڈرامے نہیں لکھے گئے۔ تیسری وجہ خود اردو شاعری کے دوسرے اصناف کی ترقی ہے جسے ذرا سمجھ لینے کی ضرورت ہے۔ ایک تو انیس نے مسلسل واقعات نظم کرنے کے لیے مسدس کا انتخاب کیا اور اسے اس عروج پر پہونچایا کہ فردوسی سے کم صلاحیت رکھنے والا شاعر مثنوی کو ان بلندیوں تک نہیں پہونچا سکتا۔ حالی نے بھی مد وجذر اسلام لکھنے کے لیے مسدس ہی کا انتخاب کیا۔ پھر عشقیہ، قومی، سماجی، سیاسی، منظریہ، فلسفیانہ اور گوناگوں جذباتی نظموں نے وہ ترقی کی کہ اس دھوم دھام میں مثنوی کو اپنی آن بان قائم رکھنا ایک سخت مقابلہ کا کام بن گیا۔ غزل اور رباعی نے بھی نازک لطیف اور رنگین نفسیاتی کیفیتوں کو اس رچے ہوئے انداز میں اجاگر کیا کہ جس کا ساتھ نثر کے افسانوں اور ناولوں نے تو دیا لیکن منظوم افسانوں میں یہ باتیں پیدا کرنا جوئے شیر لانے سے یا ہفت خواں طے کرنے سے کم مشکل کام اب نہیں ہے۔ ایک چوتھی وجہ بھی اس دور میں صنف مثنوی کے کمزور پڑ جانے کی ہے۔ پرانی تہذیب دم توڑ رہی ہے اور نئی تہذیب ابھی قائم نہیں ہو سکی ہے۔ اس نیم تعطل کے کارن طبیعتوں میں انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ اس انتشار کے ہوتے ہوئے منظوم افسانہ لکھنا مشکل ہو گیا ہے۔

لیکن انجیل مقدس میں کہا گیا ہے کہ ہوا جس سمت چاہتی ہے اپنا رخ کرتی ہے، ہم اس کی سنسناہٹ سنتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ آ کہاں سے رہی ہے۔ یہی حال ادب کا ہے منظوم افسانوں یا مثنوی کو نیند ضرور آ گئی ہے اور یہ نیند بہت لمبی بھی رہی ہے۔ پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا اور کہا جائے تو شاید غلط ہوگا کہ یہ خواب مثنوی خواب دائمی ہے، کون جانے مثنوی کب جاگ اٹھے اور کس کروٹ سے جاگ اٹھے مثنوی کی پرانی تکنیک اور موجودہ تقاضوں کے مطابق نئی تکنیک پر یہ بالکل ممکن ہے کہ جلد یا دیر کوئی شاعر عبور حاصل کر لے اور نئے مطالبوں کو پورا کرتا ہوا ہمیں ایک بھرپور مثنوی دیدے، ادب آوازہائے بازگشت کا ایک سلسلہ ہے اور موجودہ دور ممکن ہے پلٹی آواز آنے کے قبل کا ایک طویل وقفہ ہو۔ البتہ آنے والی مثنوی کے زمانے کی مشہور مثنویوں سے یعنی حسن کی مثنوی بدر منیر، دیا شنکر نسیم کی مثنوی گلزار نسیم اور مرزا شوق کی مثنوی زہر عشق سے زیادہ جاندار ہونا پڑے گا اور بہت زیادہ مختلف بھی۔ ہومر، ورجل، دانتے، ملٹن فردوسی، والمیک اور تلسی داس کے کارناموں سے اردو کے نئے مثنوی نگار کے لیے واقفیت لازمی چیز ہوگی اس کے علاوہ غیر افسانوی بلند شاعری اور منظوم ڈراموں سے بھی استفادہ کرنا لازمی ہوگا۔ مثنوی کی نشاۃ ثانیہ کے خلاف صرف ایک امکان ہے اردو میں جس طرح آزاد نظم (Blank Verse) ترقی کر رہی اسے دیکھتے ہوئے اس کا امکان زیادہ نظر آتا ہے کہ مستقبل میں منظوم افسانہ لکھنے والا شاعر اپنے کارنامے کے لیے آزاد نظم کا سہارا لے۔ پھر بھی زبردست متفقہ منظوم شاعری یعنی مثنوی کے لیے بھی شاید یہ کہا جا سکتا ہے۔

گماں مبر کہ بپایاں رسید کار مغاں ∴ ہزار بادۂ ناخوردہ در رگ تاکست

مثلاً نظیر اکبرآبادی کی کچھ افسانوی یا نیم افسانوی نظمیں یا میر کی کچھ مثنویاں، اسمٰعیل میرٹھی کی کچھ منظوم کہانیاں اکبر الہ آبادی کی برق کلیسا اور اس سلسلہ کیوں نہ واقعات کربلا سے متعلق کچھ نظموں کا ذکر کیا جائے۔ ظریف لکھنوی کی کچھ نظمیں افسانویت کی اچھی خاصی چاشنی رکھتی ہیں۔ مثلاً مشاعروں کے متعلق ان کی نظم یا الکشن سے متعلق نظم یا سفرنامہ مسلسل بیان کی دلچسپ مثالیں ہیں۔ ایک چیز کی بڑی ضرورت ہے جسے انگریزی میں (Bibliography) کہتے ہیں یعنی منظوم افسانوی ادب کی فہرست اردو ادب کو جو اد اسے

یا سے کم زندہ رکھنا چاہتے ہیں انھوں نے بھی اس قسم کی چیزیں مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں دی۔

خیر اردو نظم یا مثنوی میں کہانی کی کہانی جو کچھ مجھ سے بن پڑا میں نے آپ کو سنا دی اب منظوم افسانوی ادب کے کچھ نمونے پیش کرتا ہوں۔ شاید یہ ٹکڑے آپ کو دلچسپ معلوم ہوں

میر حسن شہزادے کے گم ہونے پر جو بادشاہ کی حالت ہوئی ہے اسے بیان کرتے ہیں :۔

ندامت سے ذلت سے اک راہ سے
جو گزرا تھا اگر کہا بادشاہ سے

کہا بید ھڑک یہ جو کمبخت سے
تو غش کھا کے وہ گر پڑا تخت سے

دیا پھینک سر سے اٹھا اپنے تاج
کہا مٹ گئی سلطنت میری آج

کہا رو کے اُلٹے مرے آج بخت
نہ باقی رہا وارث تاج و تخت

گھڑی بھر نہیں مجھ کو آرام ہے
مجھے بادشاہت سے کیا کام ہے

یہی دل میں آئی ہے سُن اے وزیر
کہ ہو جاؤں کفنی پہن کر فقیر

اس میں عورتوں کے ماتم کی تصویریں یوں کھینچتے ہیں :۔

سنا شاہزادے کو جو گم ہوا
عجب اک محل میں تلاطم ہوا

کیا ماں نے اس غم میں اپنا یہ حال
دیئے کھول گھبرا کے سب سر کے بال

گرا غم کا سُن کر کسی پر پہاڑ
کسی گل نے گلشن میں کھائی پچھاڑ

کوئی بولی ہے ہے یہ کیا ہو گیا
کہ شادی میں ماتم بپا ہو گیا

کوئی خاک پر کوئی بے ہوش ہو
کوئی بیٹھی از خود فراموش ہو

کوئی چپکے آنسو بہانے لگی
کوئی خاک سر پر اڑانے لگی

میر حسن کی یہ مثنوی میٹھے پانی کی ایک نہر ہے جو ہلکی ہلکی موجوں کے ساتھ نہایت نرم روی سے بہتی چلی جا رہی ہے۔

گلزار نسیم میں پنڈت دیا شنکر نسیم گل بکاؤلی کا پھول گم ہو جانے پر گل بکاؤلی کی پریشانی کی تصویر کھینچتے ہیں :۔

جاگی مرغ سحر کے غل سے
اٹھی نکہت سی فرش گل سے

منہ دھونے جو آنکھ ملتی آئی
پُر آب وہ چشم حوض پائی

دیکھا تو وہ گل ہوا ہوا ہے
کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے

گھبرائی کہ ہیں کدھر گیا گل
جھنجھلائی کہ کون دے گیا جل

ہے ہے میرا پھول لے گیا کون
ہے ہے مجھے خار دے گیا کون

ہاتھ اس پر اگر پڑا نہیں ہے
بو ہو کے تو گل اڑا کہیں ہے

اپنوں میں سے پھول لے گیا کون
بیگانہ تھا سبزہ کے سوا کون

شبنم کے سوا چرانے والا
اوپر کا تھا کون آنے والا

جس کف میں وہ گل ہو داغ ہو جائے
جس گھر میں ہو گل چراغ ہو جائے

آنکھوں سے عزیز گل میرا تھا
پتلی وہی چشم حوض کا تھا

گلچیں کا جو ہائے ہاتھ ٹوٹا
غنچے کے بھی منہ سے کچھ نہ پھوٹا

او خار پڑا نہ تیرا چنگل
مشکیں کس لیں نہ تو نے سنبل

اب مرزا شوق کی مشہور مثنوی زہر عشق کا وہ سین دیکھیے جب افسانہ کی ہیروئن نے دوسروں پر محبت کا بھید کھل جانے پر زہر کھانے کا ارادہ کر لیا ہے اور عاشق سے آخری ملاقات کرنے آئی ہے۔ عاشق کو اپنے ارادے سے آگاہ کر رہی ہے۔

رنج کرنا نہ میرا میں قربان
سُن لو گر اپنی جان ہے تو جہاں

دل میں کڑھنا نہ مجھ سے چھوٹ کے تو
جان نہ دینا نہ گھونٹ گھونٹ کے تو

آکے رو لینا میری قبر کے پاس
تا نکل جائے ترے دل کی بھڑاس

آنسو چپکے سے دو بہا لینا
قبر میری گلے لگا لینا

اگر آجائے کچھ طبیعت پہ
پڑھنا قرآن میری تربت پر

غنچۂ دل مرا کھلا جانا
پھول تربت پہ دو چڑھا جانا

روکے کرتا نہ اپنا حال زبوں
یوں نہ ہو جائے دشمنوں کو جنوں

میرے مرقد پہ روز آنا تم
فاتحہ سے نہ ہاتھ اٹھانا تم

ہے یہ حاصل سب اپنی باتوں سے
مٹی دینا تم اپنے ہاتھوں سے

دل پہ کچھ آنے دیجیو نہ ملال
خواب دیکھا تھا کیجیو یہ خیال

رنج و راحت جہاں میں توام ہے
کبھی شادی ہے اور کبھی غم ہے

مرگ کا کسی کو انتظار نہیں
زندگی کا کچھ اعتبار نہیں

پھر ملاقات دیکھیں ہو کہ نہ ہو
آج دل کھول کے گلے مل لو

حشر تک پھر یہ ہوگی بات کہاں
ہم کہاں تم کہاں یہ رات کہاں

ختم ہوتی ہے زندگانی آج
خاک میں ملتی ہے جوانی آج

چین دل کو نہ آئے گا تم بن
اب کے بچھڑے ملیں گے حشر کے دن

ایک تو یہ موقع کہ معشوقہ زہر کھانے والی ہو اور عاشق سے اس ارادہ کو بتائے۔ اور اس فضا میں ملاقات کی آخری رات شاعری کی تاریخ میں لاثانی چیز ہے پھر سادگی معصومی اور پیار سے بھری ہوئی باتیں نشتر کی طرح دل میں اترتی چلی جاتی ہیں۔ زہر عشق وہ مثنوی ہے جس میں راجا رانیوں کا ذکر نہیں ہے کردار ہم آپ جیسے ہیں اور نظم تکلف سے، دولت کے مظاہرے سے، درباری آرائش سے بالکل پاک ہے عورت کا دل ان اشعار میں جس طرح دھڑک رہا ہے وہ ہر زبان کی شاعری کے لیے مایۂ ناز ہے۔

بیان کی نرمی جو اس مثنوی میں ملتی ہے وہ اردو کی کسی اور مثنوی میں نہیں آسکی ہے۔ بیان کی اس نرمی میں تیزی کے راز چھپے ہوئے ہیں۔ جذبات کی مصوری نے محاکات کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ مثنوی حسن فطرت میں ملکہ روح کا شہزادہ یعنی دل نگار خانۂ عالم کی سیر کر رہا ہے۔ اور حسن کا سامنا ہو جاتا ہے۔ یہ منظر یوں بیان کیا گیا ہے :۔

قدم قدم پہ مسرت سے تھا نہال بہت
وہ دل میں کرتا تھا حسرت سے قیل قال بہت

کہ ناگہاں اسے کچھ دور سے نظر آیا
ہو جیسے تو نے دامن کو اپنے پھیلایا

اب حسن کا بیان سنیے۔

وہ تاب حسن سے بہت پیچ و تاب ہوتا ہے
وہ بادہ جس سے بہت دل کباب ہوتا ہے

وہ من کہ جان گنوا بیٹھے منچلے جس پر
وہ چیز ناز ہیں کرتے بڑے بھلے جس پر

وہ چاندنی کہ جہاں ماہ ایک پارا ہے
وہ دھوپ جس کا کہ خورشید اک شرارا ہے

وہ صبح جس میں نسیم مراد چلتی ہے
وہ شام آرزو کی شمع جس میں جلتی ہے

بڑے جلال بڑے کر و فر سے آئی تھی
ہر ایک شے کو گراتی نظر سے آتی تھی

وہ آکے جب ہوئی داخل نگار خانے میں
تو جگمگا اٹھی وہ سرزمیں زمانے میں

ان مثالوں سے اردو مثنوی یا منظوم افسانوں کا کچھ اندازہ آپ کو ہو گیا ہوگا۔ کامیاب مثنوی لکھنے کے لیے بڑی ریاضت یا سادھنا کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثنوی میں علاوہ پلاٹ یا کہانی کے منظر نگاری، فلسفیانہ خیالات، مکالمہ موقع موقع سے، بحث مباحثہ، شاعر نظریۂ زندگی کے بیان اور کردار نگاری کی بڑی گنجائش ہوتی ہے۔ کامیاب غزلیں اور نظمیں تو اردو شعراء ہر مہینے ہمیں دے رہے ہیں لیکن چوتھائی صدی میں اگر ایک زبردست مثنوی ہمیں مل جائے تو اسے بہت سمجھنا چاہیے۔

(لکھنؤ سے نشر)

آجکل میں اشتہار
دیکر اپنی تجارت
کو فروغ دیجئے

آکاشوانی — نیشنل پروگرام — دُوردرشن

مانک ورما کا گائن: ۷۔ مارچ رات ساڑھے نو بجے

۱۹۶۸ میں حکومت ہند کی جانب سے مشرقی یورپ کے دورہ پر جانے والے کلچرل وفد میں آپ بھی شامل تھیں۔

ملک کی نمایاں اور مقبول فن کارہ مانک ورمانے موسیقی کی ابتدائی تعلیم کرانہ گھرانے کے سریش بابومانے، استاد عنایت خاں اور بعد میں جگن ناتھ بوا، پروبنت وگی داس سے حاصل کی۔

مانک ورمانے اپنے کیریر کے آغاز سے ہی ریڈیو پر اور ملک بھر میں منعقد موسیقی کی محفلوں میں اپنے فن کے مظاہرے سے سامعین موسیقی میں بے پناہ مقبولیت اور نمایاں جگہ حاصل کر لی تھی۔

نرم اور شیریں آواز کی مالک مانک ورما کی گائیکی میں تخیل کی بلند پروازی اور جمالیاتی حسن نمایاں نظر آتے ہیں۔ خیال گائیکی ان کا مخصوص وصف ہے لیکن ٹھمری، ناٹیہ سنگیت گیت اور بھکتی گیت بھی وہ اسی مہارت سے گاتی ہیں۔

بھیم سین جوشی کا گائن:

بھیم سین جوشی کا نام ملک اور بیرونِ ملک میں شائقین موسیقی کے لیے نیا نہیں ہے۔ بحیثیت کرانہ گھرانا کے فنکار آپ کافی مقبولیت اور شہرت کے مالک ہیں۔ پنڈت بھیم سین جوشی کو استاد عبد الکریم خاں صاحب مرحوم اور پنڈت ساون گندھروکی قائم کردہ عظیم الشان روایت سے گہرا رابطہ کا فخر حاصل ہے۔ اس خزانے میں ان کی انفرادی شخصیت نے مزید اضافہ کیا ہے۔ پنڈت بھیم سین جوشی کی گائکی میں فنکارانہ مہارت پائی جاتی ہے۔

ان جیسے عظیم فن کار کی گائیکی کو سننا کسی پُرمسرت لمحے سے کم نہیں ہوتا خواہ یہ کسی محفل موسیقی میں ہو یا آکاشوانی اور دوردرشن پر ہو۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

کلکتہ	۲۶ر فروری
دہلی	۵ر مارچ
بمبئی	۱۲ر مارچ
مدراس	۱۹ر مارچ

ملکہ سارا بھائی کا رقص

ملکہ سارا بھائی نامور ماہر رقص مرنالنی سارا بھائی کی صاحبزادی ہیں۔ بچپن سے ہی انھوں نے بھرت ناٹیم اور کچی پوڑی رقص کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی تھی اور وہ ایک ماہر رقاصہ کہی جاتی ہیں۔

ان کی فن کارانہ ذہانت، موسیقی کا گہرا علم اور اداکاری میں ان کی دلچسپی اور سوجھ بوجھ نے ان کی شخصیت کو وہ حسین امتزاج عطا کیا ہے جو کسی جواں سال ڈانسر میں شاذو نادر ہی نظر آتا ہے۔

پیرس میں ۱۹۷۷ میں منعقد پندرھویں بین الاقوامی ڈانس فیسٹول میں انھوں نے بھارت کی نمائندگی کی اور چار سو سولو رقاصوں کے درمیان انھیں ججوں نے بہترین رقاصہ قرار دیا۔ گولڈن اسٹار حاصل کرنے والی جواں ترین اور پہلی ایشیائی رقاصہ ملکہ سارا بھائی ہے۔

ملکہ سارا بھائی نے گائیکی میں انعامات حاصل کیے ہیں اور گجراتی فلم 'میناان مینا گنجن' میں اپنے کردار کے لیے بہترین ایکٹریس کا ایوارڈ حاصل کیا ہے۔ انھوں نے ۲۵ فیچر فلموں میں کام کیا ہے لیکن وہ سائیکلوجی میں پی ایچ ڈی اور مینجمنٹ میں ماسٹر ڈگری بھی حاصل کر چکی ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی	۲۶ر فروری
بمبئی	۵ر مارچ
مدراس	۱۲ر مارچ
کلکتہ	۱۹ر مارچ

منگل شب کی محفل موسیقی

غلام تقی خاں کا گائن،

۲ر مارچ رات دس بجے

جواں سال نسل کے نمائندہ فن کار غلام تقی خاں کا تعلق سہسوان رامپور گھرانہ سے ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد استاد مشتاق حسین خاں رامپور والے مرحوم سے حاصل کی۔ اور بعد میں اپنے بڑے بھائی استاد اشتیاق حسین خاں مرحوم سے رہنمائی حاصل کی۔

شیریں اور بات دار آواز کے مالک غلام تقی خاں خیال گائیکی میں خصوصی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی گائیکی میں راگوں کی درستگی، خوبصورت سرگم کا امتزاج اور پیچیدہ اکار تانوں کا امتزاج پایا جاتا ہے۔

غلام تقی خاں نے ملک کی کئی نمایاں محافل موسیقی میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے اور شائقین موسیقی سے داد تحسین حاصل کی ہے۔

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) میڈیم ویو: ۲۸۰٫۴ میٹر (۱۰۷۰ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۰٫۰۰ میٹر (۱۰۰۰۲ کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷٫۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) میڈیم ویو: ۲۸۰٫۴ میٹر (۱۰۷۰ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: ۳۰٫۱۰ میٹر (۹۹۶۵ کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو ۴۲۷٫۳ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز شارٹ ویو ۹۱٫۰۵ میٹر ۳۲۹۵ کلوہرٹز

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" ۱۶ فروری کا شمارہ دیکھیے

پیر یکم مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
ترلوک کپور، بشیر بدر کا کلام
پورنیما داس، عزیز وارثی، غالب
اور فیض کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
پدما پانی، گٹار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مادھوری متو، خیال

دوپہر

۲-۰۷ دھنک

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ترلوک کپور، جاں نثار اختر اور
ندا فاضلی کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پربھا اترے، خیال مدھوکاہنسرہ

منگل ۲ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
غلام نبی، داغ اور مومن کا کلام
نسیم بانو، جاں نثار اختر اور
شاد عارفی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
دینکر راؤ، بانسری پر راگ بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
موجو حسین خاں، خیال دیسی

دوپہر

۲-۳ جگتی گیت

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
(۱) یہ عہد ہمارا ہے
(۲) گیت
(۳) ہم پریشان ہیں، تقریر از شاہدہ صدیق

رات

۸-۳۰ حسن غزل
نسیم بانو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
موجو حسین خاں، خیال جے جے ونتی

۱۲-۲۵ شب رنگ

بدھ ۳ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
سریندر کور: داغ اور غالب
کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
تیش پرکاش قمر، شہنائی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مانک ورما، خیال اسیر بھیرو

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ فلمی دنیا

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پریم ناتھ، ساحر ہوشیارپوری
اور فراق گورکھپوری کا کلام

۹-۰۰ شہرنامہ

۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی

۱۰-۰۵ خط کے لیے شکریہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مانک ورما، خیال شدھ کلیان

جمعرات ۴ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
دیپاشری موسن، فیض کا کلام
محمد یعقوب، ناسخ اور ظفر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
شرمشٹھا سین، ستار پر راگ للت

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
یونس حسین خاں، خیال جونپوری

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت

۳-۰۰ دریچے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
محمد یعقوب

۸-۴۵ ڈرامہ

۱۰-۰۰ فیچر

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
یونس حسین خاں، راگ بہار

۱۲-۳۰ شب رنگ
قوالیاں

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک مع ترجمہ
نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہر صبا
سیما شرما، شبیر حسین، رضا امروہوی
اور امیر قزلباش کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
زرین دارو والا، سرود پر راگ شاردا

۹-۰۰ آؤ بچو!
(۱) تہذیب کے ستارے
(۲) گیت
(۳) بچوں کی دنیا بچوں کے خط

۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شبیر حسین، بشیر بدر اور امیر قزلباش
کا کلام

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ افسانہ

۱۰-۰۰ روبرو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

۱۲-۳۰ شب رنگ

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
پریتا بلبیر سنگھ، بی کے پوری،
امیر قزلباش اور فیض کا کلام
صلاح الدین احمد، اکبر الہ آبادی
اور ربانی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
ضیاء محی الدین ڈاگر، وینا

۹-۳۲ اللہ جلائی بائی، ٹھمری بھیروی، دادرا

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ پھر سنیے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پریتا بلبیر سنگھ، غزلیں

۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ جیون درپن

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

(۱) 'کیا وہی چھپ رہا ہے جو ہم پڑھنا چاہتے ہیں؟' مباحثہ
(۲) غزل
(۳) خلوص نامہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۳۰ شب رنگ

اتوار ۷ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
شمیم آزاد، کے کے نیتر، پیما اختر اور غالب کا کلام
برجو مہاراج، شفق کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
لطیف احمد، طبلہ
۹-۰۰ آؤ بچو!
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۱۰-۰۰ رنگا رنگ
'احمقوں کی انجمن'، چلکی
تحریر، سراج انور
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رحیم فہیم الدین خاں ڈاگر، دھمار راگ بہار، ہوری
مشتاق علی خاں، ستار پر کافی ہوری
۱۲-۳۰ شب رنگ
قوالیاں

پیر ۸ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعتیہ کلام اور قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
غلام عباس، حسرت موہانی اور داغ کا کلام
ششی بلتاورک، مخمور دہلوی اور فراق کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
پرکاش سکینہ، بانسری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
دھمار پر راگ دیسی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ششی بلتاورک، خار بارہ بنکوی اور شفق کا کلام
۹-۰۰ کلام شاعر
۱۰-۰۰ داستان ایک شہر کی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سیارام تیواری، دھمار پر راگ جے جے ونتی
۱۲-۳۰ شب رنگ
قوالیاں

منگل ۹ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
وجے ناتھ سیٹھی، امینہ برنی جگر اور فانی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
گوری رام نرمل، جل ترنگ پر راگ وجاس
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
باقر حسین خاں، خیال دیسی

دوپہر

۲-۰۷ میری نظر میں
۲-۳۰ نغمہ و تبسم
۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
امینہ برنی، بیخود دہلوی اور درد کا کلام
۹-۰۰ تقریر
۱۰-۰۰ سائنس میگزین
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سدھیشوری دیوی، ہوری کافی
گنگا پرساد، ہوری
۱۲-۳۰ شب رنگ
قوالیاں

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
ہولی آئی رنگ رنگیلی، کورس
۷-۳۰ ساز سنگیت
دیا شنکر اور ساتھی، شہنائی پر راگ پرمیشوری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ایل کے پنڈت، خیال

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین
۳-۰۰ رنگا رنگ

رات

۸-۳۰ ہولی کے گیت
۹-۰۰ دلی ڈائری
۱۰-۰۰ 'تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو'
پیشکردہ، ناصید عزیز
۱۰-۱۵ خط کے لیے شکریہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گریجا دیوی، ہوری
کنول سنگھ،
۱۲-۳۰ شب رنگ
قوالیاں

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
نرملا ارون، فیض اور داغ کا کلام
چندر شیکھر چکرورتی، نذیر بنارسی اور شکیل کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
نرمل گوبا، ستار پر راگ جونپوری
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سلوچنا برہسپتی، خیال

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
۳-۰۰ دریچہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل
چندر شیکھر چکرورتی، نذیر بنارسی کا کلام
۸-۴۵ ڈرامہ
۱۰-۰۰ آئینہ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سلوچنا برہسپتی، خیال
۱۲-۳۰ شب رنگ
قوالیاں

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک مع ترجمہ
۶-۲۵ شہر صبا
بی پی دھر، شاد عظیم آبادی اور قیصر لکھنوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
سعید مصطفےٰ، سرود پر الہیہ بلاول
۹-۰۰ آؤ بچو!
(۱) 'دھرتی پنجاب کی' تقریر
(۲) گیت
(۳) بچوں کی دنیا بچوں کے خط
۹-۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال
۲-۳۰ حرف غزل
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بی پی دھر، شفق چشتی اور غالب کا کلام
۸-۴۵ تقریر
۹-۲۵ کہانی سنگیت کی
محمد حسین، خیال باگیشری
۱۰-۰۰ روبرو
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۳۰ شب رنگ

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
شانتی ہیرانند، شمیم جے پوری اور مومن کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
احمد رضا، وینا پر راگ ملت
۹-۳۲ بیگم اختر، ہوری

دوپہر

۲-۰۷ گیت آپ کے شعر ہمارے

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ پھر سنیے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شانتی ہیرانند

۹-۰۰ ریڈیو نیوزریل

۹-۳۵ جیون درپن

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی
کالج کی ایک شام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
میرا بنرجی: خیال جے جے ونتی اور ٹھمری

۱۲-۳۰ شب رنگ

اتوار ۱۴ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
حسین بخش، خار بارہ بنکوی
اور جگر کا کلام

۷-۲۰ ساز سنگیت
پنڈت سامتا پرساد، طبلہ پر روپک تال

۹-۰۰ آؤ بچو!

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۰ آپ کا خط ملا

۲-۳ محفل

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

۹-۰۰ کھیل کھلاڑی

۹-۳۰ گجرے بن کارے

۱۰-۰۰ جمال ہم نشیں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کمار گندھرو، خیال ہمیر

۱۲-۳۰ شب رنگ

پیر ۱۵ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
اوشا شنڈن، فیروز نظامی،
راز الہ آبادی اور شفق کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
گوپال سنگھ، گٹار پر راگ توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
مشکور علی خاں، خیال بیراگی

دوپہر

۲-۰۰ نگاہ انتخاب

رات

۸-۳۰ حسن غزل
راحت علی، اوشا شنڈن

۹-۰۰ کلام شاعر

۱۰-۰۰ ایک ہی فلم کے گیت

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مشکور علی خاں، خیال

۱۲-۳۰ شب رنگ

غزل

عبدالحق سحر

بیمار محبت کو دوا دو نہ دعا دو — دامن کی ہوا دو اُسے دامن کی ہوا دو

ہم ان کے پکاریں گے تو لوٹ آئے گا ماضی — آؤ مری آواز میں آواز ملا دو

آنسو بھی پیوں میں تو رہوں پیاسہ کا پیاسا — تم بال بکھیرو تو گھٹاؤں کو گھٹا دو

طوفاں سے بچے یا نہ بچے میرا سفینا — ساحل پہ کھڑے ہو کے ذرا ہاتھ اٹھا دو

مجبور کو مار دگے تو چھوٹ جائے گا غم سے — مرنا بہت آسان ہے جینے کی سزا دو

میں چاہوں تو رہ جاؤں فقط سوچ کے دل میں — تم چاہو تو بگڑی ہوئی تقدیر بنا دو

آنکھوں میں جگہ دے گی سحر پھر یہی دنیا
اک بار ذرا اپنی نگاہوں سے گرا دو

(اردو سروس سے نشر)

دہلی

میڈیم ویو: دہلی الف ۳۶۶۰۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز دہلی "ب" ۲۹۳۰۹ میٹر ۱۰۲۰ کلو ہرٹز

دہلی "ج" ۲۱۹۰۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز دہلی "د" ۲۴۶۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو صبح ۰-۸ بجے تک ۸۹۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۲۰۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز

دوپہر ۳۱۰۱۵ میٹر ۹۶۳۰ کلو ہرٹز شام ۴۵-۵ تک ۴۲۰۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز

شام ۶ بجے رات تک ۸۹۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دہلی الف عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۰۰-۶

ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۵-۱، ۱۰-۲

۰۰-۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی خبریں)

۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)

انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶

اردو میں خبریں۔ صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)

پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۰۰-۲، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)

۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)

پنجابی میں خبریں، صبح ۳۰-۸، شام ۳-۷، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دہلی "د" ہندی میں خبریں، شام ۳۰-۷ انگریزی میں خبریں رات ۱۵-۹

کھیل کود کی خبریں شام: ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

دہلی الف

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم، منگل دھون

۶-۵ وندنا، کھیتی باڑی

۶-۳ کھیتی کی باتیں

۶-۳۵ رام چرت مانس

۶-۴۵ سوردھارا

۶-۵۵ آج کے پروگرام اور موسم

۷-۰۵ [illegible] (سوائے اتوار)

۷-۲۰ [illegible]

۷-۴۵ ورندگان (سوائے پیر منگل)

۸-۴ اردو مجلس (روزانہ)

۹- اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر

۱۲-۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)

۱۲-۱۵ سکم سنگیت (سوائے اتوار)

۱۲-۳ بچوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ)
گرامیں بہنوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)

۲- ایک ہی کلاکار (روزانہ)

۲-۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)

۲-۳ موسم اور اختتام (اتوار ۳-۳)

۶-۱۵ مقامی اطلاعات اور گم شدہ لوگوں کے لیے پروگرام

۶-۲۰ گرام سنسار (روزانہ)

۰- کرشی جگت

۶-۳ پروگراموں کا خلاصہ، موسم

۶-۳۵ [illegible]

۶-۴۵ وادیہ وادن

۱۱- [illegible]

۱۱-۱ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح

۶- وندے ماترم

۶-۰۶ انگریزی میں پروگرام (روزانہ)

۶-۲ گیتکا (سوائے پیر)

۶-۳ سنگیت سریتا

۶-۳ [illegible] بنگالی پروگرام

۵-۳۰ [illegible] (سوائے بدھ)

۲-۶ اختتام (اتوار [illegible])

دوپہر

۳-۱۰ موسم کا حال (انگریزی میں)

۴-۱۵ اسپورٹس سروس

۵-۵ اخباروں کی رائے

۵-۵۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال

۶-۵ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام

۷- پنجابی پروگرام

۷-۲۰ ساز سنگیت

۷-۴۵ اردو مجلس

۹-۱۵ سماچار درشن (اتوار، بدھ، جمعہ)
[illegible] (منگل، جمعرات، ہفتہ)
ریڈیو اسپورٹس ریویو

۹-۳۵ سماچار پتروں سے

۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ
(ہفتہ: سار سنگیت)

۹-۲۵ ہندی موسیقی (اتوار کو [illegible])

۱۱-۵ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د
یووانی

صبح

۷- آج کا پروگرام (ہندی)

۷-۵ [illegible]

۷-۴۵ [illegible]

۷-۵۰ وادیہ سنگیت [illegible]

۸-۰ شاستریہ سنگیت

۸-۲۵ ورندگان

۸-۳ [illegible]

۹- اختتام (اتوار [illegible])

شام

۴-۵۵ آج کا پروگرام

۵-۰ محفل

۵-۰ [illegible]

۸-۰۵ [illegible]

۹-۵۰ [illegible]

۹-۰ [illegible]

۱۱-۰ اختتام

پیر یکم مارچ

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰ امرناتھ ، بانسری

۱۱-۰۲ ، رات ۸-۲۰

غلام مصطفٰی خاں ، خیال

بیراگی بھیرو اور شام کلیان

۱۱-۳۰ ، شام ۵-۴۰

گورو دیو سنگھ ، سرود

چرنجیت ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ تامل گیت

۱۲-۳۰ شان دہلی : پانچواں حصہ

تحریر و پیشکش : ایف سی ماتھر

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکشا

۹-۰۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

منور علی خاں ، گائن

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ غلام مصطفٰی خاں ، خیال

۷-۵۰ سنگم

سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ / ۴-۰۲

کیسر سنگھ نرولا ساتھی ، شبد

۳-۳۰ امرناتھ ، بانسری

شام

۶-۴۵ / ۸-۴۵

اجلی بنرجی ، غزلیں

۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۲ مارچ

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰

راس بہاری دتہ ، ستار

۱۱-۰۲ گنگادھر سادھ پانسکر ، خیال بھیرو بہار

۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰

گھاسی رام نرمل ، جلترنگ

۱۱-۴۵ ، رات ۸-۰۰

سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ آسامی گیت

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

۸-۱۵ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ فیچر

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

غلام اکبر خاں ، گائن

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

استاد بڑے غلام علی خاں ، گائن

۷-۵۰ سنگم

بنگالی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ / ۴-۰۲

نیرا بوس ، رابندر سنگیت

۳-۳۰ سنگیت

شام

۶-۴۵ / ۸-۴۵

دیناناتھ ، گیت ، بھجن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۳ مارچ

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰

دیپالی ناگ ، گائن

۱۱-۰۲ ، شام ۵-۴۰

جین کمار جین ، سنتور

مرلی دھر گورب ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ ملیالم گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ لوک جھونک

۸-۱۵ وگیان آلوک

۸-۲۳ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

شاستریہ سنگیت

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

سوہن سنگھ : خیال للت

۷-۵۰ سنگم

گجراتی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ / ۴-۰۲

صفو احمد ، گیت ، غزل

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ / ۸-۴۵

شری رام ، غزلیں

۹-۳۰ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۴ مارچ

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰

مہندر کمار شرما ، گائن

۱۱-۰۲ ایس این گلائی ، وائلن

ونود کمار ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ بنگلہ گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی میں تقریر

۸-۳۰ ٹھمری ، دادرا

۹-۰۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی سنگیت

۱۰-۰۲ کرناٹک سنگیت

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم

مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

برج لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ / ۴-۰۲

اوشا بھٹ ، بھوجپوری لوک گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ / ۸-۴۵

پشپا پانی ، بھجن ، غزل

۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۵ مارچ

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۹-۰۰

برجو مہاراج ، ٹھمری ، دادرا

۱۱-۰۲ مسرت علی خاں ، سرود

غلام سرور صابری ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ مراٹھی گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ ادیوگن

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ غالب کا وہ شعر ہے نا ، ناٹک

تحریر ، ریوتی سرن شرما

ہدایت ، دیناناتھ

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

مسرت علی خاں ، سرود

۷-۵۰ سنگم

تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری

راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ / ۴-۰۲

این آر کاشی ، غزل

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ / ۸-۴۵

آسا سنگھ مستانہ ، پنجابی گیت ، شبد

۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۶ مارچ

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۸-۳۰

جگن ناتھ و ساتھی ، شہنائی

۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
لکشمی شنکر ، خیال ابہر بھیرو
۱۱-۳۰ ، جیا بسواس ، ستار پر راگ بنی بلاول

دوپہر
۱۲-۰۲ گجراتی گیت

رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
مانک ورما ، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وی آر اٹھاولے ، خیال کھٹ
۷-۵۰ سنگم
کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
راجندر کمار کا چرو ، گیت ، غزل
۳-۳۰ لکشمی شنکر ، خیال دھانی ، بھجن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
برجیش بھاردواج ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۷ مارچ

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
ایرن رائے چوہدری ، گائن
چھما خاں ، طبلہ
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ اسد علی خاں ، رودر وینا
گوپال داس ، پکھاوج
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ ، سہ پہر ۵-۳۰
کرناٹک سنگیت

دوپہر
۱۲-۱۵ بھاگ کی مستی ، جھلکی ،
تحریر ، سریندر کوشک
ہدایت ، ممتا گپتا
۲-۳۰ آشا کا نام دیویانی ، ناٹک
تحریر ، جینت کمار داس

ترتیب ، بھارت رتن بھارگو
۵-۰۲ سنسکرت پاٹھ

رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۸-۳۰ گوپال داس ، پکھاوج
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سمترا گوہا ، خیال دیوگری بلاول
۷-۵۰ سنگم
آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
راجندر سنگھ ، شبد
۳-۳۰ ایرن رائے چوہدری ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۸ مارچ

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۸-۳۰
پی ڈی بھٹ رشی ، وائلن
۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
میرابی دیس پانڈے ، گائن
۱۱-۳۰ نکھل بنرجی ، ستار پر راگ بھٹیار

دوپہر
۱۲-۳۰ 'گنگوتری سے گنگا ساگر تک'
پریم لال بھٹ کے ناول کا ریڈیو روپک
تحریر ، بی ایس بھٹناگر
ہدایت ، بھارت رتن بھارگو

رات
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شیلا دھر ، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پرسون کمار بنرجی ، افضل حسین نگینہ

ٹھمری
۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
انیتا سنگھ ، گیت ، بھجن ، غزل
۳-۳۰ میرابی دیس پانڈے ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ایرا نگم ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۹ مارچ

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۹-۰۰
لکشمن کرشن راؤ پنڈت ، گائن
۱۱-۰۲ رمیش پریم ، وچترا وینا
۱۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
ایل ڈی سندھو ، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ اڑیہ گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ 'آتم ہتیا' ، رام سیتی کی تیلگو
کہانی کا ریڈیو روپک
پیشکش ، ستیندر شرت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
شرکت کرشن شرما ، گمتا پردھن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سبھا
جتیندر پرتاپ ، ستار
۷-۵۰ سنگم
بنگالی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ ایل ڈی سندھو ، گائن

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
شنکر داس گپتا ، بھجن ، گیت ، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

بدھ ۱۰ مارچ

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
سلوچنا برہسپتی ، گائن
۱۱-۰۲ شرمشٹھا سین ، ستار
اسلم پرویز ، طبلہ

دوپہر
۱۲-۱۵ کنڑ گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ بھاگ کی مستی ، جھلکی
تحریر ، سریندر کوشک
ہدایت ، ممتا گپتا
۸-۳۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے
۱۰-۰۰ اننت لال اور ساتھی ، شہنائی

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ پنڈت جسراج ، گائن
۷-۵۰ سنگم
گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بندیل کھنڈی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
شوبھا مترجیہ ، سندھی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اوشا سیٹھ ، پنجابی گیت ، گیت ، غزل
۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۱ مارچ

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
پرکاش وڈھیرہ ، بانسری
۱۱-۰۲ این آر شاہانے ، گائن
دلدار حسین خاں ، سارنگی

غفار حیدر : طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ کونکنی گیت

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی میں تقریر

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ میراٹو ٹے نہ چڑھتے کانار، ناٹک
تقریر و پیشکش : وشنو پربھاکر

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۲ سنگیت سوربھی
این آرشا بانے، گائن

۷-۵۰ سنگم
مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
سواگت گوبا، اتل پرساد گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اندرا لکمی سکھ : بھجن گیت غزل

۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۱۲ مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰، شام ۵-۴۰
شفیع احمد، گائن
ہیرا لال، طبلہ

۱۱-۰۲ وجے شنکر چٹرجی : اسراج

دوپہر

۱۲-۰۲ مراٹھی گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ اوکوکن

۸-۳۰ سبدھ سنگیت

۹-۳۰ 'دوش انسان کا' سریش کلکرنی کے مراٹھی ناٹک کا ہندی عکس از پرشانت پانڈے

ہدایت : دینا ناتھ

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وجے شنکر چٹرجی، اسراج

۷-۵۰ سنگم
تامل گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گوتم داس گپتا، گٹار پردھن

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اندرا نارائن، گیت، بھجن، غزل

۹-۲ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۱۳ مارچ

دہلی الف

صبح

۶-۱۰ ، ۶-۴۰، ۵، رات ۸-۳۰
پارتھ داس، ستار
سبھاش نروان، طبلہ

۱۱-۰۲ بشیر احمد خاں، گائن

۱۱-۳۰ جونے سریواستو، وائلن
مقبول حسین قریشی، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ گجراتی گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا

۸-۱۵ آج کے اتھتی

۹-۰۰ سبدھ سنگیت

۹-۲ نیشنل پروگرام، موسیقی
ہری پرساد چورسیہ، بانسری

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
استاد عبدالکریم خاں، گائن

۷-۵ سنگم
ملیالم گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
الاپنتی : ابہند سنگیت

۳-۳۰ بشیرا تیرتھا کیاں، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اپلا وڈھیرا، گیت، بھجن، غزلیں

۹-۳۰ او گیت قوالی

اتوار ۱۴ مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱ ، رات ۹-۰۰
علاؤالدین خاں، اسراج
للو خاں وارثی، طبلہ

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ راجن مشرا ساجن مشرا گائن

۱۱-۰۲ یووا وانی سے

۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ 'خلیفہ شترو کی سالگرہ' جھلکی
تحریر : سراج انور
ہدایت : دینا ناتھ

۲-۳۰ 'دوش انسان کا' سریش کلکرنی کی کہانی کا ریڈیو عکس
از پرشانت پانڈے
ہدایت : دینا ناتھ

۵-۲ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۵ کرناٹک سنگیت

رات

۸-۰۰ ابہند سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی

۹-۳۰ سنگیت پتریکا

۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر، گائن

۷-۵۰ سنگم
اڑیہ گیت

۹-۱۵ ایمی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۲۰

امر سنگھ وساتھی : شبد

۳-۳۰ علاؤالدین خاں : اسراج

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۵ مارچ

دہلی الف

صبح

۹-۱۰ ، ۱۱-۳۰
چترا چکرورتی، گائن

۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
شرافت خاں، ستار
اختر حسین، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ تامل گیت

۱۲-۳۰ 'آتم ہتیا' ای۔ ام سینی کی تیلگو کہانی کا ریڈیو عکس

۵-۳۰ سنگیت

رات

۸-۰۰ سواستھ کتھا

۸-۱۵ بھیم سین جوشی، خیال

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

۱۰-۰۰ اوما شنکر مشرا، ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
بھیم سین جوشی، خیال

۷-۵۰ سنگم
سندھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گوپال کمار خوشوانی، سندھی گیت

۳-۳۰ سبدھ سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
کرونا ابرول، گیت، بھجن

۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۲۰۱۰۹۶ ر ۲۰۱ میٹر، ۷۴۷ کلو ہرٹز
(صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد)

شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۴۹۰۲۰ ر ۹۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز
لکھنؤ ب: ۴۸-۴۱ میٹر (۷۲۰۰ کلو ہرٹز) صبح ۳۰-۸ تا ۳۰-۹

خبریں

عالمی خبریں ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۲-۶ انگریزی: صبح ۲-۶ تا ۰۵-۶
ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸ بجے، دوپہر ۰۰-۱ اور ۱۰-۲، شام ۰۵-۶، شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸ بجے، دوپہر ۰۰-۱ اور ۰۰-۲، شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷ بجے، شام ۱۰-۹ بجے
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ بجے، شب ۱۵-۹ بجے
نیوز لیٹر ہندی: صبح ۰۰-۹ بجے
ضلع کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۳۰-۲ بجے
پرادیشک سماچار: شام ۲۰-۷ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ ۱۶ فروری دیکھئے

پیر یکم مارچ

صبح
۷-۴۵ کمدنی دیودھر
گیت اور بھجن
۸-۲۰ اردو پروگرام
ادب اور شخصیت: مباحثہ
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت
شام
۵-۴۵ رویندر سنگیت
رات
۹-۲۰ نیشنل پروگرام: تقریر

منگل ۲ مارچ

صبح
۷-۴۵، شام ۵-۴۵ اور رات ۸-۲۰
نکھل بائی راٹھور: بھجن
غزل: گیت
۸-۲۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
۹-۱۰ دگیان چرچا
رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳ مارچ

صبح
۷-۴۵ سازِ غزل
غزلوں کا خاص پروگرام
۸-۲۰ اردو پروگرام
ہمارے مزاح نگار
احمق پھپھوندی: فیچر
شام
۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
معراج نشاط: غزلیں
۹-۰۵ پریوار کلیان پر شنوتری
۱۰-۰۰ کنیادان: ڈرامہ
مصنف: گروبچن سنگھ

جمعرات ۴ مارچ

صبح
۷-۴۵ اندرا کیولرمانی: بھجن
۸-۲۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام
شام
۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
جھومادتا: گیت اور بھجن
۹-۲۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

دوردرشن پر ٹیلی کاسٹ کے لیے

فیچر فلمیں درکار ہیں

انتخاب کے وسیع مواقع اور فیچر فلموں کے پروگراموں میں مزید رنگارنگی لانے کے مدنظر، ڈائریکٹر جنرل دوردرشن کو دلچسپی رکھنے والے اداروں اور افراد سے فیچر فلموں کی پیش کش مطلوب ہیں۔ وہ پروڈیوسر/ڈسٹری بیوٹر جو اس مقصد کے لیے اپنی فلمیں پیش کرنا چاہتے ہیں ڈائریکٹر جنرل دوردرشن، منڈی ہاؤس، نئی دہلی کو متعلقہ فارم پر درکار اطلاعات فراہم کریں۔ یہ فارم وہ اپنے زون کے دوردرشن کیندر یا براہِ راست ڈائریکٹر جنرل دوردرشن سے حاصل کرسکتے ہیں۔

ہندی فیچر فلموں کی دوردرشن کیندر/ریلے سینٹر پر ٹیلی کاسٹ کے لیے قابل ادائیگی معاوضے کی شرح ہے۔

فلم کا زمرہ	دہلی اور بمبئی مسوری، پونا، بنگلور ریلے سینٹر کے ساتھ	مدراس، کلکتہ، جالندھر امرتسر ریلے سینٹر کے ساتھ	دیگر دوردرشن کیندر
'اے'	۲۰۰۰۰ روپے	۱۵۰۰۰ روپے	۱۰۰۰۰ روپے
'بی'	۱۵۰۰۰ روپے	۱۰۰۰۰ روپے	۷۵۰۰ روپے
'سی'/دوبارہ ٹیلی کاسٹ	۱۰۰۰۰ روپے	۷۵۰۰ روپے	۵۰۰۰ روپے

فلم کس کیندر سے ٹیلی کاسٹ کی جائے گی اس کے تعین کا اختیار دوردرشن کو ہوگا۔

علاقائی زبانوں کی فلموں کی متعلقہ لسانی علاقے کے دوردرشن سے ٹیلی کاسٹ کیے جانے کا معاوضہ اور میٹروپولیٹن شہروں یعنی دہلی، بمبئی، کلکتہ، مدراس سے انگریزی سب ٹائیٹلز کے ساتھ علاقائی زبان کی فلموں کے ٹیلی کاسٹ کا معاوضہ ہندی فلموں کے مساوی دیا جائے گا۔ بقایا دوردرشن کیندروں پر 'سی' زمرے کی فلموں کے مساوی معاوضہ دیا جائے گا۔ صرف 'اے' زمرے کی علاقائی فلموں کو اپنے لسانی علاقے کے دوردرشن کیندر سے باہر ٹیلی کاسٹ کیے جانے کی اجازت ہوگی۔ ایسی 'اے' زمرے کی فلموں کے مالکان سے انگریزی سب ٹائیٹلز کے ساتھ فلموں کی کاپیاں مہیا کرنے کے لیے کہا جائے گا۔

سب ٹائیٹلنگ کے اخراجات مالکان فلم کو نیشنل فلمز ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے شرحوں کے مطابق دوردرشن ادا کرے گا۔ سب ٹائیٹلنگ کے اخراجات پیشگی ادا نہیں کیے جائیں گے۔

علاقائی زبانوں کی فلموں کی پیش کش درج ذیل کے مطابق ارسال کریں۔

(الف) مراٹھی، گجراتی اور سندھی ———— دوردرشن بمبئی
(ب) تلگو، تامل، ملیالم اور کنڑ ———— دوردرشن مدراس
(ج) بنگالی، آسامی، اڑیہ، میگھالیہ ———— دوردرشن کلکتہ
(د) پنجابی، بھوجپوری، کشمیری ———— دوردرشن دہلی

(پیش کردہ فلموں کا معائنہ کیا جائے گا اور ادائے گی کے لیے ان کو تین زمروں 'اے'، 'بی' اور 'سی' میں رکھا جائے گا۔)

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۷-۳۰ سورویلا
ہندی میں نظم خوانی

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
علی وارثی اور پارٹی
نعتیں، غزلیں

۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
سنگم سے سرجو اور گومتی تک
رسم و رواج

شام

۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
اقبال عالم: گیت و بھجن

رات

۱۰-۰۰ درپن

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
رتنا گنگولی: گیت و بھجن

۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کیلئے

شام

۵-۴۵ وجے سنگھ: غزلیں

رات

۸-۰۰ ہندی مباحثہ

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۷ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
نرملا کماری: گیت و بھجن

۸-۳۰ اردو پروگرام
بولتی تحریریں: اردو کے
کلاسیکی ادب سے انتخاب

۱۰-۳۰ سبھا رویوار کی

دوپہر

۱۰-۱ آج اتوار ہے
منشی التواری لال: جھلکی
مصنف: نریش مصر

رات

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۸ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
منوہر سوروپ: غزلیں

۸-۳۰ اردو پروگرام
ملاقات: انسان کا ذہن
دماغی امراض
ڈاکٹر راج کمار کے ساتھ انٹرویو
انٹرویو کریں گے
عثمان غنی

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

رات

۱۰-۰۰ کلاتین
سانسکرتیک تعارف

منگل ۹ مارچ

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
فخر دیں فخر وطن

مولانا عبدالباری فرنگی محلی
مفتی محمد رضا انصاری
کلام شاعر

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۹-۴۵ بھارت بھارتی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۷-۴۵ سار غزل
غزلوں کا پروگرام

۸-۳۰ اردو پروگرام
لطیفے ہی لطیفے
شرکت کریں گے عمیق حنفی
وائی۔ڈی۔ پنڈت، کملاپتی
مصر اور شفاعت علی

رات

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

۱۰-۰۰ ڈرامہ
ہولی پر خاص پروگرام

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح

۷-۴۵ شام ۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
سجاتا چکرورتی: بھجن
غزل، گیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
سائنس نامہ
سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان
میں ہوئی ترقیوں کا جائزہ

۹-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
ستیش چندر: ستار وادن

رات

۹-۳۰ ناٹکوں کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ سورویلا
ہندی میں نظم خوانی

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
اگن قوال اور پارٹی
نعت اور غزلیں

۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام

۹-۱۰ اور رات ۸-۳۰
سبھا شنی: خیال

شام

۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
انیتا تلواڑ: گیت: بھجن
اور غزلیں

رات

۹-۳۰ "نئی بھور کی نئی کرن" نوٹنکی
مصنف: راجندر تیواری

۱۰-۳۰ ہری پرساد چورسیا
بانسری وادن

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کے لئے: بچوں کا نغمہ
ایک کہانی: زمین میں کیسے
کیسے خزانے ہیں
معلوماتی بات چیت
محترمہ ناہید عمر

۹-۱۰ موتی لال بھٹ: سارنگی وادن

دوپہر

۱۰-۱ راگ رنگ
استاد علاءالدین خاں
سرود وادن

رات

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل
پروگرام

اتوار ۱۴ مارچ

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس، فیچر

۸-۳۰ اردو پروگرام
بولتی تحریریں

۱۰-۳۰ سبھا رویوار کی

دوپہر

۱۲-۰۰ بارہ دری

دوپہر

۱۰-۱ آج اتوار ہے
ایک اتوار تشو بیمار: جھلکی
مصنف: ششنکر سلطانپوری

رات

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

۱۰-۰۰ جگدیش پرساد: خیال

۱۰-۳۰ منی لال ناگ: ستار

پیر ۱۵ مارچ

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
ادب اور معاشرہ: مباحثہ

۹-۱۰ اور رات ۸-۳۰
گوپال چندر چکرورتی
ستار وادن
طبلہ پر سنگیت
جے۔این۔چوبے

دوپہر

۱۲-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
سنتوش ماتھر: خیال

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: تقریر

۹-۴۵ نکیش بہاری: سرود وادن

۱۰-۰۰ کوی گوشٹھی

رامپور

۲۳۶.۷ میٹر ۱۲۶۷ کلو ہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۰۲ انگریزی: صبح ۶-۰۲ تا ۶-۰۵

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵

ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰ ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵ وندے ماترم، آربھک، ادھ گورشا، منگل دھونی

۶-۳ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ گاندھی چرچا

۶-۴ سنو اکسانوں

۶-۵ پروگراموں کا خلاصہ

۱-۰۰ روزگار سماچار

۱-۰۷ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ کاویہ سوربھ
اتوار آج اتوار ہے

۱-۰۷ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سُگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)

۸- لوک گیت

۸- اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)

۹- تا ۱۰-
مال منگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲- آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)

سورسنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)

۱۲-۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)

۱- پروگراموں کا خلاصہ

۱-۱۰ پریوار منگت (ہر اتوار کو)
مہلا منگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھانی راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)

۲-۱ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)

۲-۲۰ بہترین سنگیت (ایک ہی کلاکار)

۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶- پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱ علاقائی سوچنائیں

۶-۳ یووانی

۷- کرشی جگت

۷-۳ کرشی جگت کا ماتی حصہ

۷-۴۵ پریوار کلیان پرشن وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے منگل کو)
آپکے لیے (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
شروتاؤں کے پتر (ہر بدھ کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
پیچ پہرے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)

۸-۰۰ سُگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار، جوئیبار
منگل، سنسکرت پروگرام

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)

۸-۲ وادیہ ورند (ہر منگل کو)

۸-۳ ساز اور آواز

۹-۳ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)

۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)

۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

پیر یکم مارچ

صبح

رات ۸-۰۰

منوہر سروپ، سُگم سنگیت

۸-۲ اوشا اگروال، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵

غلام صادق خاں، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

تقاریراز

(۱) ڈاکٹر ورمیندر سنگھ

(۲) جے پرکاش

۷-۴۵ 'آہنگ'

اردو پروگرام

منگل ۲ مارچ

صبح

۷-۴۵ کورس دلیش گان

دوپہر

۱-۴۰ جواہر لال بھٹ، جل ترنگ وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) خطوں کے جواب

(۲) لوک گیت

۷-۴۵ 'چوروں کو آنا چاہیئے' جھلکی

بدھ ۳ مارچ

صبح

۷-۴۵ ریتا گنگولی، بھجن

۸-۲۰ پرتیما پی ووبے، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۵ 'آنچل'

تقاریراز

(۱) ارچنا

(۲) راج کماری بھلا

۱-۴۰ بھیم سین جوشی، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۰۰ لکشمی بائی راٹھور

جمعرات ۴ مارچ

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا

سنسکرت پروگرام

۸-۲۰ کرشن چند شرما وساتھی، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵

نثار حسین: طبلہ وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

فیچر

۸-۰۰ جونے بار

جمیل احمد: غزلیں

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ

۸-۲۰ لوک گیت

۸-۳۰ 'آہنگ'

اردو پروگرام

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵

مالنی راجورکر، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

خطوں کے جواب

لوک گیت

۸-۰۰ سمیتا چکرورتی، بھجن اور گیت

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۷-۴۵ روپالی مکرجی، سُگم سنگیت

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

تقاریراز

(۱) ڈاکٹر امرجیت سنگھ سیٹھ

(۲) ڈاکٹر رام لکشن سنگھ

۷-۴۵ کوی گوشٹھی

شرکا، اوما کانت شرما، خوب سنگھ، کرشن کانت کمنڈلیوال، گیان وتی سکینہ اور برج راج پانڈے

اتوار ۷ مارچ

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے

'خودکشی' جھلکی

تحریر: مدن موہن کھنہ

پیشکش: جوالا پرشاد

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) خطوں کے جواب

(۲) یادگاریں

۸-۰۰ شجاعت حسین خاں: سُگم سنگیت

۹-۳۰ محمد احمد خاں، چہار بیت

پیر ۸ مارچ

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰

راجندر مہتہ نینا مہتہ، سُگم سنگیت

۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵

ریتا گنگولی، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۰۰ وچار دھارا

منگل ۹ مارچ

صبح

۷-۴۵ شیام موہن، سُگم سنگیت

۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ نرملا دیوی، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
لوک گیت

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۷-۴۵ پنکج ملک، راجن بوہرہ
سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۵ 'آنچل'
تقاریراز
(۱) سرن مہیشوری
(۲) کمنیشوری دیوی

۱-۴۰ وی جی جوگ، وائلن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۰۰ ہولی کے موقع پر مزاحیہ مشاعرہ
شرکا، کمحن مرادآبادی،
کاکا روئیش، وپن سنہا،
گوپال ولوڈی اور رسبند موہن مشر

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

۸-۲۰ امیشوری سریواستو، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
پروین سلطانہ، دلشاد خاں
گائن

شام

۷-۰۰ جونے بار
موتی بیگم، غزلیں

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ
مہندر پرتاپ اور مہیشوری تیواڑی

۸-۲۰ آرتی بنرجی، لوک گیت

۸-۳۰ 'آہنگ'
اردو پروگرام

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
جمال الدین بھارتی، ستار وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) لوک گیت

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
شیلا گلواڑی، سگم سنگیت

۸-۲۰ نعمت علی، لوک گیت

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
تقاریراز
(۱) ڈاکٹر ایس ایس چوہان
(۲) ڈاکٹر کے بی سنگھ

۷-۴۵ 'اگر کبھی فرصت ملے'، تقریر

۸-۱۵ بسم اللہ خاں و ساتھی، شہنائی

اتوار ۱۴ مارچ

صبح

۸-۲۰ کورس لوک گیت

دوپہر

۱۲-۲۰ آپ کے لیے
'چاسو بیس' جھلکی
تحریر، بی کے شرما

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

۹-۰۰ یونس ملک، سگم سنگیت

۹-۳۰ ارشاد اللہ خاں و ساتھی، چہاربیت

پیر ۱۵ مارچ

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۲۰ اوما سکسینہ و سکھیاں، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
استاد رجب علی خاں، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت
تقاریراز
(۱) ڈاکٹر گیندر سنگھ
(۲) وجے کمار مہاجن

الہ آباد

میڈیم ویو

۲۹۲/۴ میٹرز — ۱۰۲۶ کلوہرٹز ۲۰۲/۰ میٹرز — ۱۴۸۵ کلوہرٹز

پیر یکم مارچ

صبح

۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۹-۴۵
مہادیو پرساد مشرا، خیال، ٹھمری، دادرا

شام

۶-۵۰ (۱) کویتا پاٹھ 'پھاگن آیا'
از سوولاناتھ گہری
(۲) 'کھیت بناؤ تال' تقریر

۱۰-۳۰ شمیم احمد، ستار

منگل ۲ مارچ

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
اوشا جی بھٹ، سگم سنگیت

۸-۲۰، رات ۸-۲۰
کنہیا لال و ساتھی، شہنائی

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے بچت کے سادھن
'ڈاک گھر بچت بنک'، تقریراز
بندلال سہگل

بدھ ۳ مارچ

صبح

۹-۱۰، دوپہر ۱-۱۰، رات ۸-۱۵
سشیل کمار ملک، سرود

شام

۶-۵۰ (۱) گاؤں وکاس کے لیے سہکاریتا۔
سرکاری آرتھک سے کیسے کریں، تقریر

۱۰-۰۰ 'کنیادان' گوربچن سنگھ کی کہانی کا ناٹیہ روپ

۱۰-۳۰ پربھاکر کاریکر، خیال

جمعرات ۴ مارچ

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
بابین سنکس، سگم سنگیت

۸-۲۰، ۹-۱۰، دوپہر ۱-۱۰، رات ۸-۱۵
این ایل گپتے، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ (۱) 'رسوئی اور دھیان کیسے ابھ کاری ہو'،
زمین کیسے چنیں'، تقریراز این وی سنگھ
(۲) پرانوں سے نئی کتھا

شام

۶-۵۰ 'کشل پشو پالن، پشوؤں کو روگوں
سے کیسے بچائیں'، تقریراز
ڈاکٹر چندر پرکاش پاٹھک

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۷-۳۰، ۹-۱۰، رات ۸-۱۵
شرن شنکر سریواستو، سگم سنگیت

شام

۶-۵۰ 'میری کھیتی میری بات'، تقریراز
کملا شنکر پانڈے

۹-۲۰ 'کتھا سرت ساگر سے'،
تحریر، مدرا راکشس

۱۰-۳۰ غلام مصطفےٰ خاں، خیال

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱-۱۰
آرتی مکرجی، سگم سنگیت

۸-۲۰ ذاکر خاں، طبلہ

۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۴۵، رات ۸-۱۵
ترن لتا چٹرجی، ٹھمری، دادرا

شام

۶-۵۰ 'دلوں میں آگ لگنے سے روکیے'،
تقریراز گریش چندر

اتوار ۷ مارچ

صبح

۱۰-۴۵ (۱) پروین سلطانہ، خیال

(۲) رام نارائن ، سارنگی

(۳) بھیم سین جوشی ، خیال

دوپہر

۱۰ - ۱ آج اتوار ہے
'منشی اتواری لال' سلسلہ وار فیچر
تحریر ، نریش مشر

شام

۵۰ - ۶ گاؤں گاؤں کی جھانکی 'الہ آباد ضلع'
انٹرویوز پر مبنی پروگرام

۴۵ - ۹ ڈی وی پلسکر ، گائن

پیر ۸ مارچ

صبح

۲۰ - ۸ ، ۱۰-۹ دوپہر ۲۰-۱ ، رات ۴۵-۹
کرشن چکرورتی ، ستار
الیشور لال مشرا ، طبلہ

شام

۵۰ - ۶ (۱) 'آم کے بور کی دیکھ بھال' تقریر از
دلودسنگھ گنگوار
(۲) 'نشہ نہیں چاہیے' کویتا پاٹھ از
جگدیش پنتی

منگل ۹ مارچ

صبح

۲۰ - ۸ ، ۱۰-۹
پورنیما چودھری ، ہلکی کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۳۰ - ۱۲ (۱) 'ہولیکا دہن' فیچر
تحریر ، نریش چندر مشر
(۲) 'ہولی کے پکوان کیسے بنائیں'
تقریر از مغولا سنہا
(۳) 'ہولی اپنے راشٹر تہوار کے روپ میں
کیسے منائیں ؟' تقریر از
منوہر نائیک

شام

۵۰ - ۶ 'کھرجن مہاراج کی ہولی'
مزاحیہ جھلکی از جیون لال گپتا

۲۰ - ۸ رسولن بائی ، ہوری

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۰۰ - ۹ ، رات ۱۵-۸
امرناتھ مشر ، گائن

شام

۵۰ - ۶ 'ہوری ہو برج راج دلارے'

لوک گیتوں کا خصوصی پروگرام

۰۰ - ۱۰ 'مرگ ترشنا' ناٹک
تحریر ، اوم پرکاش

۳۰ - ۱۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی ، شہنائی

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح

۲۰ - ۸ ، ۱۰-۹ ، رات ۱۵-۸
نیپال چندر بنرجی ، ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۳۰ - ۱۲ (۱) 'موسمی بیماریوں سے بچاؤ'
تقریر از ڈاکٹر راج مہرو
(۲) 'ہولی پریم ملن کا پرو'
تقریر از نریش چندر مشر

۲۰ - ۱ ، رات ۳۰-۱۰
ششی موہن بھٹ ، وشو موہن بھٹ
ستار اور گٹار جگلبندی

شام

۵۰ - ۶ 'مرغی پالن کا لابھ دائیک دھندہ'
'سنکرامک روگوں سے بچاؤ'
تقریر از ڈاکٹر اپن سبھروال

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح

۳۰ - ۷ ، ۱۰-۹ ، رات ۳۰-۱۰
رویندر نارائن گوسوامی ، ستار

شام

۵۰ - ۶ 'نوجاگرن'
انٹرویوز پر مبنی پروگرام

۳۰ - ۹ 'دنیا رنگ رنگیلی'
دو سامعین کے روبرو پیش کردہ جھلکی

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح

۲۰ - ۸ برکت علی خاں ، ٹھمری

۱۰ - ۹ سیارام تیواری

۴۵ - ۱۲ برکت علی خاں ، ٹھمری

شام

۵۰ - ۶ وکاس کی چٹھی
دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب
پریوار کلیان کی بات

۱۵ - ۸ برکت علی خاں ، ٹھمری
بیگم اختر ، دادرا

۹۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

آگے صفحہ ۳۹ پر ←

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف ۲۳۳٫۳ میٹر ۱۲۸۳ کلوہرٹز جالندھر ب ۳۷۴٫۳ میٹر ۸۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۷ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۱-۶ تا ۳-۱۱ بجے)

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ ، ۰۲-۳ ، ۱۰-۳ (دھیمی رفتار سے)
شام ۵-۰۶ ، ۲-۰۶ (پرادیشک سماچار) رات ۲۵-۸ ، ۰۰-۱۱
پنجابی میں خبریں : صبح ۳-۸ دوپہر ۲۰-۱ شام ۱-۶ (پرادیشک سماچار) شام ۳-۷
انگریزی میں خبریں : صبح ۱-۸ دوپہر ۱-۰ رات ۰۰-۹ اور ۰-۱۱
اردو میں خبریں : صبح ۵-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ تبصرہ
روزگار سماچار : شام ۳-۷

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۲۵ - ۶ وندے ماترم ، منگل دھن
۳۰ - ۶ آسا دی وار ، بھگتی سنگیت
۵۵ - ۶ موسم اور زرعی بازاری پروگرام
۰۵ - ۷ امرت بودھ
۱۵ - ۷ پریچے ، پروگراموں کا خلاصہ
۲۰ - ۷ آسا دی وار (اتوار)
۲ - ۸ مسیحی بھجن (صرف اتوار)
۳۰ - ۸ آپ کا ترمن (اتوار)
ساہتیہ سدھا ، سنسکرت پروگرام (پیر)
اکھاڑاں دی ماٹے (منگل)
سماچار درپن (بدھ اور ہفتہ)
تپلیشے (جمعرات)
تہاڈی چٹھی ملی (جمعہ)
۱۵ - ۹ بال جگت ، بچوں کیلئے پروگرام (ہفتہ)
۰۰ - ۱ چاہن رشماں
ہفتہ وار کیسی بازاری پروگرام (اتوار)
۳ - ۱ آپ کی فرمائش ، سننے والوں کی
فرمائش پر فلمی سنگیت (اتوار)

۲ - ۹ اختتام (اتوار ۱۵-۹ بجے)

دوپہر

۰۰ - ۱۲ تہاڈی پسند سننے والوں کی پسند
پنجابی گیت (پیر)
کڑماں گیت (منگل)
۳۰ - ۱۲ ناری سنسار (اتوار اور جمعرات)
۴۵ - ۱۲ جیون جاچ (پیر اور جمعہ)
۰۵ - ۱ فوجی بھائیوں کے لیے
۰۰ - ۲ موسم اور زرعی پروگرام
۲ - ۲ ساڈے آس پاس (ہفتہ)
۳ - ۲ لوک گیت ، چیدہ چیدہ فنکار
۴۵ - ۲ دھیمی رفتار میں ہندی میں سماچار
لیش

شام

۰۵ - ۵ بال واڑی
(دیہاتی بچوں کیلئے پروگرام (پیر)
پھلواری (جمعہ)
۱۵ - ۵ لوک گیت
۳ - ۵ گوروانی وچار (روزانہ)

۰۰ - ۶ ستھانیہ سوچنائیں (مقامی اطلاعات)
اور پروگراموں کا خلاصہ
۲ - ۶ پرادیشک سماچار (پنجابی)
۲ - ۶ پرادیشک سماچار (ہندی)
۳ - ۶ دیہاتی پروگرام
۳۰ - ۷ روزگار سماچار
۴۵ - ۷ قدم قدم پرائیڈ (جمعہ)
لوک رچی سماچار (جمعرات)
۲ - ۸ ادھیاپکوں کے لیے (ہفتہ)
۲۵ - ۹ تبصرہ (اردو)

جالندھر (ب)

صبح

۱۰ - ۱ ودیارتھیوں کے لیے پروگرام

شام

۹ - یووانی ، نوجوانوں کے لیے
۴۵ - ۶ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۷ - دیس پنجاب
پنجابی میں دیہاتی پروگرام
۸ - اختتام

پیر یکم مارچ

صبح

۲۰ - ۷ شبد

۳۰ - ۷ ، رات ۳۰-۱۰
بلبیر سنگھ کلسی ،
خیال میاں کی توڑی / باگیشری

۴۵ - ۷ ، رات ۴۵-۱۰
جگموہن سہگل ، ستار پر
راگ بھٹیار / راگ کروانی

۲۰ - ۸ پنجابی گیت

۵۰ - ۸ امریک سنگھ ہرگوبند پوری ، لوک گیت

۱۵ - ۹ پریم پاٹھک ، غزلیں

دوپہر

۰۰ - ۱۲ تہاڈی پسند

۲۰ - ۲ غزلیں

۳۰ - ۲ نوراں ، لوک گیت

شام

۱۵ - ۵ بال واڑی

۰۰ - ۸ ہندی میں تقریر

۲۵ - ۸ سگم سنگیت

۳۰ - ۹ پنجابی ناٹک

۱۵ - ۱۰ اکبر علی جودھا ، لوک گیت

منگل ۲ مارچ

صبح

۲۰ - ۷ بھجن

۳۰ - ۷ ونائیک راؤ پٹوردھن ، خیال دیوگندھار
ترانہ اساوری اور بھجن بھیروی

۲۰ - ۸ گوردیو سنگھ کومل ، لوک گیت

۱۵ - ۹ جاگرت
پنجابی میں گھریلو فیچر (دوبارہ)

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت

۱۲-۳۰ ترنجن

دیہاتی خواتین کے لیئے

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ دھنا سنگھ رنگیلا، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ اجیت سنگھ نگیلا جٹ، لوک گیت

۹-۳۰ کمیڈ سنسار

۱۰-۰۰ غلام اکبر خاں، گائن

بدھ ۳ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھجن

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
مہندر سنگھ، ٹھمری، دادرا

۷-۴۵، رات ۱۰-۴۵
وی جی جوگ، وائلن پر
راگ ہنڈول بہار / راگ جوگ کونش

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ جاگیر سنگھ طالب، لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، رات ۸-۳۰
بھائی ہربنس سنگھ راگی و ساتھی
شبد

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ بلبیر سنگھ، لوک گیت

شام

۷-۰۵ پھلجھڑی
دیہی بچوں کے لیے

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۴ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
پرم سروپ سنگھ، وچترو ینا پر
راگ ہنڈول / راگ سوہنی کانہڑہ

۸-۲۰ گوردیپ سنگھ، لوک گیت

۸-۵۰ بلدیو راج، پنجابی گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۵-۰۵
محمد شریف قوال اور ساتھی
نعتیں / غزلیں / کافیاں

دوپہر

۱۲-۳۰ تاری سنسار

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چرن سنگھ ترنگوپوری، لوک گیت

شام

۵-۱۵ مختیار سنگھ صل والا، لوک گیت

۸-۰۰ سرجنا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی سنگیت
پیشکردہ، سٹیشن بٹھنڈہ

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھجن

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
لتا اے میاتی، خیال و بھاس /

۷-۴۵، رات ۱۰-۳۰
برج نارائن، سرود پر
راگ گجری توڑی / کوسی کانہڑہ

۸-۲۰ اندرجیت سنگھ راہی، غزلیں

۸-۵۰، رات ۸-۱۵
برکت سدھو، صوفیانہ کلام

۹-۱۵ پرمندر بھیل، شبد گیت

دوپہر

۱۲-۱۵ جیون جاچ
پرلوار کلیان پروگرام

۲-۲۰ پنجابی غزلیں

۲-۳۰ چندر شیکھر، غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ نظیر محمد اور ساتھی، لوک گیت

۸-۱۰ ہندی میں تقریر

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
ملکھی رام، کلارنٹ پر راگ دیسی / بھیرویں

۷-۴۵ کمل سندھو، ٹھمری

۸-۲۰ دلشن پیار کے گیت

۸-۵۰، شام ۵-۰۷، پنجابی گیت

۹-۱۵ بھجن

دوپہر

۱۲-۱۵ غزلیں

۱۲-۳۰ لوک رنگ

۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۱۵ ناہر سنگھ بنچی اور دھرم سنگھ سیکھوں
لوک گیت

۷-۰۰ پنجابی میں تقریر

۹-۳۰۵ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۷ مارچ

صبح

۷-۲۰ آسا دی وار

۷-۳۵ سگم سنگیت

۷-۴۵ پرتی بمب

۹-۱۵ بال جگت

۱۰-۰۰ جیانن رشماں

۱۰-۳۰ فلمی سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ گھنشیام داس، گیت اور کافی

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ گلزار جمی، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ کلدیپ مانک، لوک گیت

۱۰-۰۰ شبد گائن

۱۰-۳۰ استاد امیر خاں، خیال درباری

پیر ۸ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھجن

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
شام لال، شہنائی پر
راگ الہیہ بلاول / راگ مارو بہاگ

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۰۰
پنجابی گیت

۸-۵۰، رات ۱۰-۱۵
لال چند یملا جٹ، لوک گیت

۹-۱۵ جھلکی

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ رنجنا، لوک گیت
اشونی کمار، ڈھولک پر سنگت

شام

۵-۰۵ بال واڑی

۷-۴۵ پی ایس نارنگ، غزلیں

۸-۰۰ ہندی تقریر

۹-۱۰ پنجابی ناٹک

منگل ۹ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھائی امریک سنگھ راگی و ساتھی
شبد

۷-۳۰ لچھمن داس سندھو، ٹھمری ہوری

۷-۴۵ اللہ رکھا، طبلہ وادن

۸-۲۰ ہنس راج اور ساتھی، بھینٹاں

۸-۵۰ ہولی سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت

۲-۲۰ سموہ گان 'ہولی آئی'

۲-۳۰ منموہن کور، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ کرتار چند جوگی، لوک گیت

۷-۴۵ اکا دیوی، ٹھمری ہوری

۹-۳۰ ہندی میں مباحثہ

۸-۱۰ بھجن

۱۰-۰۰ شری کرشن، گٹار وادن

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھجن

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۵۰
سیا رام تیواری، الاپ دھرپد دھمار
راگ الہیہ بلاول / الاپ دھمار راگ
برندابنی سارنگ / ٹھمری پیلو

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی ہرچند سنگھ راگی و ساتھی، شبد

۸-۵۰ مولا سنگھ ڈھاڈی و ساتھی
واراں

۹-۰۵ گیت

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ ملکیت سنگھ ڈھاڈی اور ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۰۵ پھلجھڑی

۵-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۹-۳۰ آپ کی فرمائش

۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں
ہوری دھمار

جمعرات ۱؍ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ ایس کے دتہ ، ستار پر سمندر مدھیم

۸-۲۰ ، شام ۷-۵۰

راجیش دیوان ، پنجابی گیت

۹-۱۵ بھجن

دوپہر

۱۲-۱۵ ، ۲-۲۰

غزلیں

۲-۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوا ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ سوہن لال ، لوک گیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک

۱۰-۳۰ ایس کے دتہ ، ستار پر ملیہ مارتم

جمعہ ۲؍ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھجن

۷-۳۰ کمار گندھرو ، خیال ، ترانہ

راگ دیسی توڑی

۸-۲۰ ، دوپہر ۱۲-۳۰

مالا کپور ، شبد

۸-۵۰ جاگیر محمد ، صوفیانہ کلام

۹-۱۵ ، دوپہر ۲-۲۰

روی شرما ، پنجابی گیت / غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ کمار گندھرو : خیال

۲-۳۰ بھان سنگھ ماہی : لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ سورن لتا ، لوک گیت

۸-۰۰ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ بنارسی سنگھ بھل ، لوک گیت

ہفتہ ۳؍ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ سرفراز حسین خاں ، خیال للت

۸-۱۰ ، شام ۵-۰۵

پنجابی گیت

۹-۱۵ چندر کانتا کپور ، کافیاں

دوپہر

۱۲-۰۰ شری لوکا لیکر ، سبد سنگیت

۱۲-۱۵ انل کمار ، گیت

۱۲-۳۰ باغ سنگھ ، لوک گیت

۱۲-۴۵ غزلیں

شام

۵-۱۵ سعیدہ بانو ، لوک گیت

۷-۴۵ سموہ گان

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

اتوار ۴؍ مارچ

صبح

۷-۲۵ بھجن

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۱۵ بال جگت

۱۰-۰۰ چانن رشماں

دوپہر

۱۲-۱۵ سریندر کوہلی ، پنجابی گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ گوردیپ سنگھ ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ ہردیو سنگھ خوشدل ، لوک گیت

۱۰-۰۰ شبد گائن

۱۰-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں ، خیال کیدار

پیر ۵؍ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد

۷-۳۰ پرکاش وڈھیرہ ، بانسری پر راگ دیوگری

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ کلدیپ سنگھ پردیسی ، لوک گیت

۹-۱۵ ، شام ۷-۴۵

سیتا کوہلی ، گیت ، غزل

دوپہر

۲-۳۰ چندر کانتا کپور ، ڈھولک گیت

سنگت مانے چڈھا ، ڈھولک پر سنگت

شام

۷-۰۵ بال واڑی

۸-۲۵ سموہ گان

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ طفیل نیازی ، جاوید طفیل

لوک گیت

۱۰-۳۰ پرکاش وڈھیرہ

بانسری پر راگ ابھوگی کانہڑہ

روہتک

میڈیم ویو ۲۶۲،۴۷ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک) دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک

تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵

انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندنا

۶-۵۵ کھیتی کی باتیں

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ضلع کی چٹھی

۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)

۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی فرمائش

(اتوار کے علاوہ)

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)

۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ پرادیشک سنگیت

(بدھ کے علاوہ)

۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)

۷-۳۰ اطلاعات

۷-۴۵ سنگیت سریتا

۹-۱۵ ایک فلم سے

(جمعرات کو آپ کا خط ملا)

پیر یکم مارچ

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

اوما سین ، بھجن ، غزلیں

۷-۲۵ ضلع کی چٹھی (روزانہ)

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰

مشتاق حسین خاں ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ عبدالشکور ، اندر سنگھ پاول

لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ وِرندگان

۱-۴۰ طلبا کے لیے

۲-۳۰ عبدالشکور ، منشی رام

لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ مارواڑی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار

منشی رام ، لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

۸-۳۰ صابری برادران ، قوالیاں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'درد'

منگل ۲؍ مارچ

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

ستیش جی شری کھانڈے ، سگم سنگیت

۷-۳۰ کیسر بائی کیرکر ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ٹیک چند چوہان ، چھوٹے

لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ وِرندگان

۱-۴۰ طلبا کے لیے

۲-۳۰ رام لواس شرما، ٹیک چند چوہان
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند کے گیت
۶-۱۰ گڑھوالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رام لواس شرما ، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ مشرا برادران ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دیس پردیس'
۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۳ مارچ

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
انجلی بوس ، سگم سنگیت
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
این وی پٹوردھن ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ چیتن پرکاش ، بنواری لال ٹھیل
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ مانگے رام زرگر ، بنواری لال ٹھیل
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
گیت ، کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
مانگے رام زرگر ، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ بھائی بھگونت سنگھ راگی ، شبد
۹-۱۵ ایک فلم سے 'نٹورلال'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۴ مارچ

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
شکنتلا دھیمہ ، سگم سنگیت
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰ شیر سنگھ اور ونیش کماری وسکمیاں
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ بلبیر سنگھ گیلاوت اور شیر سنگھ
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ برج کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سموگان
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۷-۱۰ جعفر حسین اور ساتھی ، کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
ایس جی رانے چودھری ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ چترپتی سنگھ میراثی ، کپور چند
لوک گیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ پشپا سینی وسکمیاں اور
چتر سنگھ میراثی ، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ اترپردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پشپا سینی اور سکمیاں ، لوک گیت
۷-۴۵ شنتی ستاورک ، غزلیں
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۲۰ چندانی نگرجی ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'غزل'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۷-۱۰ ارملا نگر ، غزلیں

۷-۳۰ رام نارائن ، سارنگی
۸-۲۰ رام پرکاش تیلاوت اور
راجیش کمار بھوسلہ ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کے لیے
۲-۲۰ چاند سالورے ، اوم پرکاش تیلاوت
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
چاند سالورے ، لوک گیت
۷-۴۵ سپرا بوس ، غزلیں
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ دلیپ کمار رائے ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'کھلونا'

اتوار ۷ مارچ

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
بلرام گپتا ، سگم سنگیت
۷-۳۰ ستیش پرکاش قمر ، شہنائی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ سمیر سنگھ یادو ، راج کمار شرما
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ بنگالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۷-۳۰ روزگار سوچنائیں
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ جانی بابو ، قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے
'جل بن مچھلی نرتیہ بن بجلی'
۹-۳۰ جھلکی
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۸ مارچ

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
شانتا سکینہ ، گیت ، بھجن
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
راجن مشرا ، ساجن مشرا ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ پیارے لال سانگی اور
اوم پرکاش ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ پالے رام متانہ ، اوم پرکاش
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پالے رام متانہ ، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ ارشد احمد قوال اور ساتھی ، قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'حقیقت'

منگل ۹ مارچ

صبح

۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
آشا گپتا ، سگم سنگیت
۷-۳۰ نرمل دیوی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ منپھول میر ، جے بھگوان کوشک
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے
۲-۲۰ کملا رانی اور جے بھگوان کوشک
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
کملا رانی ، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۲۰ افضل حسین ، غزلیں

9-15 ایک فلم سے 'دل لگی'
10-00 پرانی فلموں سے

بدھ ۱۰ مارچ

صبح
7-10 معین الدین خاں، غزلیں
7-30 ، رات 10-00
غلام صادق خاں، کلاسیکی موسیقی
8-20 ست نارائن وشِشٹ اور
بھیم سنگھ وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر
12-30 دھرتی کے گیت
1-00 کترنیں
1-40 طلبا کے لیے
2-20 شنکرداس وساتھی اور
ست نارائن وشِشٹ، لوک سنگیت

شام
5-30 یوواسنسار
6-10 ننھے منے
6-30 گرامین سنسار
شنکرداس وساتھی، لوک سنگیت
7-45 ایم ایس سبالکشمی، بھجن
8-00 ہندی میں تقریر
8-20 شاردا، گیت
9-15 ایک فلم سے 'جان من'
9-30 چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح
7-10 ، شام 7-45
لکشمی نارائن پراشر، سگم سنگیت
7-30 چلتے چلتے
8-20 ہری رام شرما، صاحب سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر
12-30 ساز اور آواز
1-00 ورندگان
1-30 طلبا کے لیے
2-20 نتھورام شرما، صاحب سنگھ
لوک سنگیت

شام
5-30 یوواسنسار
سرگم
6-10 استقلالی گیت
6-30 گرامین سنسار

8-00 گھر آنگن
8-30 کمیش، غزلیں
9-15 آپ کا خط ملا
9-30 نیشنل پروگرام، فیچر
10-00 پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح
7-10 محمد یعقوب، غزلیں
7-30 رویندر دلو، ستار
8-20 دھرم ویر سنگھ، ہزاری لال
لوک سنگیت
8-30 گاندھی چرچا

دوپہر
12-30 گاتی پنکتی
1-00 ورندگان
1-40 طلبا کے لیے
2-20 دھرم ویر سنگھ، پریم سنگھ
لوک گیت

شام
5-30 یوواسنسار
6-10 مارواڑی گیت
6-30 گرامین سنسار
پریم سنگھ، لوک گیت
7-45 پریتی ساگر، گیت اور غزل
8-00 وگیان کلب
8-30 رادھا سلوچنا، گیت
9-15 ایک فلم سے 'پونم'

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح
7-10 بیگم اختر، غزلیں
7-30 ڈی وی پلسکر، کلاسیکی موسیقی
8-20 تیج رام، صوبے رام
لوک سنگیت

دوپہر
12-30 چھبر سپنے
1-00 ورندگان
1-40 اساتذہ کے لیے
2-20 شمشیر سنگھ، تیج رام، لوک سنگیت

شام
5-30 یوواسنسار
گیتوں بھری کہانی
6-10 سندھی گیت
6-30 گرامین سنسار

سیر سنگھ، لوک گیت
7-45 پشپا ہنس، چندر کانت، شبد
8-00 ہریانہ درشن
8-30 مہندر کپور، غزلیں
9-15 ایک فلم سے 'اہنسا'

اتوار ۱۴ مارچ

صبح
7-10 ، شام 7-45
پربھا، سگم سنگیت
7-30 سرگنا دھر چودھری،
کلاسیکی موسیقی
8-20 بال کنج
9-15 اس ماہ کا گیت

دوپہر
12-30 ناری جگت
1-00 کھلا آکاش
2-20 کرن سنگھ سبھروال، لوک سنگیت

شام
5-30 یوواسنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
6-10 گمرائی گیت
6-30 گرامین سنسار
آپکی پسند
8-00 آج اتوار ہے
8-30 حبیب پینٹر قوال اور ساتھی

قوالیاں
9-15 ایک فلم سے 'انارکلی'
9-30 ڈرامہ
10-00 پرانی فلموں سے

پیر ۱۵ مارچ

صبح
7-10 ، شام 7-45
کاجل بنرجی، گیت، بھجن
7-30 ، رات 10-00
پنا لال سولنکی، کلاسیکی موسیقی
8-20 پریت سنگھ وساتھی اور راوب خاں
لوک سنگیت

دوپہر
12-30 ملے جلے گانے
1-00 ورندگان
1-40 طلبا کے لیے
2-20 منھول سنگھ اور پریت سنگھ وساتھی
لوک سنگیت

شام
5-30 یوواسنسار
6-10 کشمیری گیت
6-30 گرامین سنسار
منھول سنگھ، لوک گیت
8-00 انگریزی میں تقریر
8-20 سوبیتا دیوی، بھجن
9-15 ایک فلم سے 'سہاگ رات'

بقیہ :- الہ آباد

اتوار ۱۴ مارچ

صبح
10-45 برج نارائن، سرود
کمار گندھرو، خیال

دوپہر
1-10 'ایک اتوار، دو بیمار' جھلکی
تحریر: شنکر سلطانپوری

شام
6-50 'گاؤں کی گرام دیوتا'
تقریر: سدھیشور ناتھ سنگھ
9-45 بہادر خاں، سرود

پیر ۱۵ مارچ

صبح 7-20، 8-20، 9-10، دوپہر 1-20
نیلا کاروال، ٹھمری، دادرا

شام
6-50 کھیت بناؤ تال
کیا زیادہ سنچائی ہانی کارک ہے؟
تقریر
ڈاکٹر ایم پی ٹنڈن

بمبئی میں حاصل کرنے کے لیے
محب بک ڈپو
10-119 ابراہیم رحمت اللہ روڈ
نزد مسلم لائبریری - ہمدرد دواخانہ
بھنڈی بازار — بمبئی 400003

سہارنپور میں حاصل کرنے کے لیے
ضمیر بک ڈپو
قطب شیر — سہارنپور — یوپی

شملہ

[illegible]

خبریں

[illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
- ۶-۳۵ [illegible] دعا
- ۶-۵۵ کھیتی باڑی
- ۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
- ۷-۳۰ سامائیکی
- ۸-۱۵ پہاڑی سنگیت
- ۹-۰۰ [illegible] کی چٹھی، موسم کا حال
- ۹-۳۰ اختتام

دوپہر
- ۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
- ۱۲-۳۰ اختتام (سوائے اتوار)
- ۱-۱۰ [illegible] کے لیے پروگرام
- ۲-۰۰ [illegible]
- ۲-۳۰ [illegible]
- ۳-۰۰ اختتام

شام
- ۵-۰۰ [illegible] پروگرام ([illegible] بول چال) (اتوار، منگل، جمعہ)
- [illegible] پروگرام (پیر، جمعرات)
- [illegible] پروگرام (بدھ، ہفتہ)
- ۵-۳۰ [illegible] پروگرام (اتوار، بدھ)
- [illegible] پروگرام (پیر، جمعہ)
- [illegible] پروگرام (منگل، ہفتہ)
- [illegible] (جمعرات)
- ۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
- ۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)، [illegible] پروگرام (پیر، جمعہ)، [illegible] پروگرام (منگل، ہفتہ)، خواتین کے لیے (بدھ)
- ۶-۳۰ مقامی اطلاعات اور پروگراموں کا خلاصہ
- ۶-۴۵ علاقائی خبریں
- ۷-۰۰ کرشی جگت
- ۷-۳۵ گرامین بھائیوں کے لیے
- ۸-۰۰ بھولے بسرے گیت
- ۱۰-۳۰ اختتام [illegible]

پیر یکم مارچ

صبح
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
- ۷-۳۰ جیون جیوتی
- ۸-۳۰ شبد
- ۸-۳۵ ساہتیہ ویلا
- ۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام
- ۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
- ۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
- ۸-۲۵ دیش گان
- ۹-۱۵ گول میز
- ۹-۳۰ ہندی میں تقریر
- ۱۰-۰۰ نیشنل پروگرام فیچر

منگل ۲ مارچ

صبح
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
- ۷-۳۰ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام
- ۷-۵۵ سینے کی بات
- ۸-۳۰ سنگم سنگیت
- ۸-۳۵ پرادیشک سنگیت
- ۹-۰۵ چٹکا

شام
- ۶-۰۰ سامائیک چرچا
- ۸-۱۵ سنگم سنگیت
- ۸-۲۵ بھینٹ وارتا
- خاندان کی بہبودی پر مبنی
- ۸-۳۵ سب رس
- ۸-۳۵ وادیہ ورند
- ۹-۱۵ تعلیم پر مبنی بات چیت
- ۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
- ۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳ مارچ

صبح
- ۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
- ۷-۳۰ جیون جیوتی
- ۸-۳۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
- ۸-۳۵ امر بھارتی
- ۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
- ۳-۳۰ یووا وانی
- ۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
- ۸-۱۵ سماچار درشن
- ۸-۲۵ سنگم سنگیت
- ۸-۳۵ وادیہ ورند
- ۹-۱۵ گھر آنگن
- ۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
- ۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۴ مارچ

صبح
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
- ۷-۳۰ دیش گان
- ۸-۳۰ پنجابی گیت
- ۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
- ۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
- ۶-۰۰ اس ماس کا گیت
- ۸-۱۵ غزلیں
- ۸-۲۵ بھکتی سنگیت
- ۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
- ۹-۳۰ پرادیشک لوک سنگیت کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۵ مارچ

صبح
- ۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
- ۷-۲۵ دیش گان
- ۷-۳۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
- ۷-۵۵ سینے کی بات
- ۸-۲۵ سنگم سنگیت
- ۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
- ۹-۰۵ محفل

شام
- ۶-۰۰ سامائیک چرچا
- ۸-۱۵ سماچار درشن
- ۸-۲۵ سنگم سنگیت
- ۸-۳۵ وادیہ ورند
- ۹-۱۵ ہندی میں تقریر
- ۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ
- ۱۰-۰۰ من بھاون
- پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۶ مارچ

صبح
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
- ۷-۳۰ گیت
- ۸-۳۰ سیاحوں کے لئے
- ۸-۳۰ انگریزی سبق
- ۹-۰۵ رس دھارا

شام
- ۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
- ۷-۳۵ گیت
- ۸-۱۵ غزلیں
- ۸-۲۵ فلمی میوزک
- ۸-۳۵ وادیہ ورند
- ۹-۱۵ ہم درشن
- (ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل)
- ۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۷ مارچ

صبح
- ۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
- ۷-۳۰ اس ماس کا گیت
- ۸-۳۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
- ۹-۰۵ پہاڑی دھن
- ۹-۱۰ لوک روچی سماچار
- ۹-۱۵ ان دنوں
- بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
- ۹-۳۰ ساز اور آواز
- ۹-۴۵ وگیان اور جیون
- ۱۰-۰۰ یووا وانی
- ۱۱-۰۰ ہندی میں ڈرامہ
- ۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی

قطعہ

اے دوست نئی صبح کی تنویر تو دیکھو
سورج کی حسیں کرنوں کی تحریر تو دیکھو

ہر پھول کے چہرے پہ چمکتا ہے نیا رنگ
گلشن کی بدلتی ہوئی تصویر تو دیکھو

نور بھارتی

(کلکتہ سے نشر)

۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ ہندی میں کہانی
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گانوں کا پروگرام
۹-۴۵ سنگم سنگیت

پیر ۸ مارچ

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۲۵ ساہتیہ دیلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دلکش گان
۹-۱۵ تعلیم پر مبنی بات چیت
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۹ مارچ

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ گیت
خاندان کی بہبودی پر مبنی
۷-۵۵ سینے کی بات
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ پرادیشک سنگیت
۹-۰۵ چٹکلا

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی
بھینٹ وارتا
۸-۳۰ سب رس
۹-۱۵ وگیان جگت
۹-۱۵ انگریزی میں بات چیت
۱۰-۰۰ رستس شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ میلا سملن
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ دلکش گان
۷-۵۵ سینے کی بات
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۲۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

آیئے ایک منصفانہ معاشرتی نظام کے لئے
مل جل کر کام کریں۔ یہ صرف مشترکہ نصب العین،
باہمی تعاون اور سخت محنت سے ہی
حاصل ہو سکتا ہے۔

davp 81/277

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ دیش گان
۷-۳۰ ترنگ : کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سینے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۰۰ سماجک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
(پرانی فلموں سے فرمائشی گانے)

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۲۰ گیت
۸-۲۰ اسپورٹس پروگرام
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۹-۱۵ ہم درشن
ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۴ مارچ

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۲۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک رُوچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
۱۱-۰۰ ہندی میں ڈرامہ

دوپہر

۱۲-۰۰ پٹاری
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۳۵ گاؤں گاؤں سے
خاندان کی بہبودی پر گاؤں
گاؤں سے فائدہ حاصل
کرنیوالوں کے انٹرویوز
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ بگ ریویو
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گانوں کا
پروگرام

پیر ۱۵ مارچ

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۲۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ دیش گان
۹-۱۵ جگیاسا
۹-۲۰ ہندی میں بات چیت
۹-۲۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف: ۳۰۰ میٹر، ۱۴۸۵ کلوہرٹز بھوپال ب: ۱۳۰۲۲۲ میٹر، ۲۲۳ کلوہرٹز
صبح ۵-۴۵ سے ۲۵-۰۰ ۹۹۴ کلوہرٹز
صبح ۳۰-۰ سے ۲۰-۹/۴۵-۹ ۱۰۸۰ کلوہرٹز
صبح ۹-۲۵ سے ۱۵-۵/۴۵-۵ شام ۹۶۹۰ کلوہرٹز
شام ۳۰-۵ سے ۰۰-۱۲ رات ۳۳۱۵ کلوہرٹز
رائپور: ۳۰۶-۱۱ میٹر، ۹۸۰ کلوہرٹز گوالیار: ۲۱۵-۸۱ میٹر، ۱۳۹۰ کلوہرٹز جبلپور: ۲۲۲-۲۵ میٹر، ۱۱۷۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۵۰-۹ (پرادیشک سماچار) دوپہر ۰۵-۱، ۱-۲۵، ۲ شام ۰۵-۲ رات ۴۵-۸
(۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱-۰۰، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۶-۰۰
رات ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (صرف ہفتے کو)

پیر یکم مارچ

صبح

۷-۳۰ اومکار سنگھ سکروار و ساتھی
سگم سنگیت
۱۰-۲۰، رات ۱۰-۰۰
شیش کماری شاہ، سگم سنگیت/خیال
۱۰-۳۰، رات ۱۰-۳۰
امجد علی خاں، سرود

دوپہر

۱-۱۰ درپن، خطوطی پروگرام

شام

۵-۳۰ یووا وانی
(۱) چترپٹ سنگیت
(۲) آمنے سامنے
(۳) آج کے کلاکار
(۴) سامعین کے خطوط

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا، کنور بہادر سریواستو
۲-۳۰ مدھولیکا شریواستو و سہیلیاں
لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
(۱) غیر فلمی گیت و غزل
(۲) آج کے کلاکار
(۳) تقریر
۸-۰۰ یگ بودھ
۸-۱۵ 'راشٹریہ ایکتا کے لیے سماجک جاگرتا'
ہندی تقریر از رام پرکاش ترپاٹھی

منگل ۲ مارچ

صبح

۶-۳۰ جے شری ترٹیے، سگم سنگیت
۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
(۱) بزم زندہ دلاں
شاعری میں استادی شاگردی کا چکر
مزاحیہ تقریر از قیوم جاوید
(۲) مزاحیہ کلام از سالک بھوپالی
(۳) خوجی

بدھ ۳ مارچ

صبح

۸-۲۰ مالا ورما، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
اوما شنکر مشر، ستار

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۲-۳۰ پنا لال گنجیلے و ساتھی، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند
۸-۰۰ ساہتیکی
کاویہ پاٹھ، ڈاکٹر جیندر پرکاش ورما
۹-۳۰ ترنگ

'پرتیکشا منی آرڈر کی ، جھلکی
تحریر : ڈاکٹر ستیش دوبے
۱۰-۲۰ نزاکت علی سلامت علی ، خیال

جمعرات ۴ مارچ

صبح
۸-۲۰ میناکوٹھنکر ، سگم سنگیت
۸-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
غلام مصطفےٰ خاں ، خیال

دوپہر
۱-۳۰ میتابھٹاچاریہ ، سگم سنگیت
۲-۳۰ رام چندر منلیکے وساتھی ، لوک گیت
شام
۷-۱۵ چوپال
گرام لکشمی - دیہی عورتوں کا پروگرام
۸-۰۰ 'ودلیشوں میں بودھ سنسکرتی کا پرسار'
ہندی میں تقریر از ڈاکٹر شمبھو دیال

جمعہ ۵ مارچ

صبح
۸-۲۰ ، دوپہر ۱-۳۰
محمد اقبال ، غزلیں
۸-۳۰ اسمعیل درّو خاں ، طبلہ وادن

دوپہر
۲-۳۰ باباپورن داس دیوان ، لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند وغیرہ
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'مرغی پالنے والے غور سے سنیں'
تقریر از ڈاکٹر ایس ایچ مرزا
(۲) 'شہر اور پولیس کنٹرول' فیچر
تحریر : حسام الدین

ہفتہ ۶ مارچ

صبح
۸-۲۰ بلونت پورانک ، سگم سنگیت
۸-۳۰ راجہ کالے ، خیال

دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۱-۳۰ نئی رچنا ، ڈاکٹر مہیش سنتوشی
۲-۳ میم دلوکا گپتا وسہیلیاں ، لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
اپنی پسند وغیرہ

۷-۱۵ چوپال -
دیہی بچوں کے پروگرام کونپل کیساتھ
۸-۰۰ سرجنا
'کوی اور کویتا' اشوک باجپئی سے
بھگوت راوت کی بات چیت

اتوار ۷ مارچ

صبح
۸-۲۰ بال سبھا
۹-۱۵ سندھی پروگرام
۱۰-۲۰ ، دوپہر ۱-۴۰
الکادیو ، خیال

دوپہر
۲-۳۰ کرشنا چوہان ، لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند وغیرہ
۹-۳۰ 'دلہن بنا سنگار کی' ناٹک
تحریر : چندر شیکھر دوبے

پیر ۸ مارچ

صبح
۸-۲۰ بھونیشور ایلیا ، سگم سنگیت
۸-۳۰ اوم پرکاش چورسیہ ، شاستریہ سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ درپن
خصوصی پروگرام
۲-۳۰ ساوتری پانڈے وسہیلیاں
لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا وانی
چترپٹ سنگیت وغیرہ
۱۰-۰۰ اوم پرکاش چورسیہ ، سنطور
۱۰-۳۰ بسوراج راجگرو ، خیال

منگل ۹ مارچ

صبح
۸-۲۰ انیتا گپتا ، سگم سنگیت
۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
(۱) 'شہرنامہ' اندور ، ڈاکٹر خلیل احمد مشر
(۲) دیس بدیس ، اشتفاق مشہدی اور
محفوظ منظر
(۳) ہولی پر نظم از بشیر گوالیاری

دوپہر
۱-۳۰ کاویہ دھارا ، پربھات جین

ظفر صہبائی

میں خاک سے اٹھا ہوں مگر خاک ناپسند اپنی حقیقتوں کا ہی ادراک ناپسند

ہنسنے سے پھول جھڑتے ہیں یونہی سہی مگر ایسا بھی کیا کہ دیدۂ نمناک ناپسند

لکنت زباں میں جن کی ہو وہ قابلِ قبول جو صاف صاف کہدیں وہ بیباک ناپسند

سرِ بے دماغ ان کی حضوری میں سرخرو

ان کو ہر اک صاحبِ ادراک ناپسند

(آل انڈیا ریڈیو بھوپال سے نشر)

۲-۳۰ اپشن سندلی ، لوک گیت
رات
۸-۱۵ ہندی تقریر از ڈاکٹر پربھاکر شروتریہ

بدھ ۱۰ مارچ

صبح
۸-۲۰ جانکی پنت ، سگم سنگیت
۸-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
چنتامنی کرکرے ، خیال

دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۱-۱۰ 'ہولی' سنگیت روپک
پیشکش ، اودھیش پرشاد ترپاٹھی
۲-۳۰ سیتارام تیواری وساتھی ، لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند وغیرہ
۹-۳۰ ترنگ
'ساتواں پھندہ' ناٹک
تحریر ، اطہر علی
پیشکش ، میناکشی مشر
۱۰-۳۰ کسم ناگریا ، ستار

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح
۸-۲۰ بی ایم مولے ، سگم سنگیت
۹-۳۰ پربھودیو سردار ، گائن
موہن منگرے ، ہارمونیم سنگت

دوپہر
۱-۳۰ اودھیش پرشاد ترپاٹھی ، سگم سنگیت
۲-۳۰ گیتابائی سرام وساتھیاں ،
لوک گیت

شام
۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند وغیرہ
۷-۱۵ چوپال
دیہی عورتوں کے پروگرام گرام لکشمی کیساتھ
۹-۰۰ ہندی تقریر از سر لتش مشر
۱۰-۰۰ پربھودیو سردار ، خیال
۱۰-۳۰ سدھیشوری دیوی ، ٹھمری

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح
۸-۲۰ ، دوپہر ۱-۳۰
جگدیش سنگھ ٹھاکر ، سگم سنگیت
۸-۳۰ ایم راجن ، وائلن
دوپہر
۲-۳۰ مدھوبالا شروتریہ ، لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند ، کھیل پتریکا وغیرہ
۸-۰۰ کہکشاں ، اردو پروگرام
صابری برادرس : قوالی
۹-۳۰ مشاعرہ
۱۰-۳۰ ایم راجن ، وائلن

آگے صفحہ ۴۵ پر ←

جے پور، اجمیر

جے پور الف ۲/۲۰۳ میٹر ۱۴۷۶ جے پور (ب) ۴/۲۳۶ میٹر ۱۲۶۹ کلو ہرٹز
اجمیر ۵/۴۹۰ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۶-۰۰، ۵-۱۱، ۱۰-۱، ۲-۴۵، ۳-۰۰، شام ۵-۵، ۶-۰۰، رات ۷-۰۰، ۸-۳۵
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۵ -الف)

انگریزی میں خبریں: صبح ۹-۱۰، ۱۲-۰۰، (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱ ب)

صوبائی خبریں (ہندی) صبح ۹-۰۵ شام ۱۰-۰۰ (راجستھانی) شام ۱۵-۶

سندھی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ شام ۱۵-۶

سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰ شام ۱۰-۶

ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۰۰ منگل دھونی (روزانہ ماتم)
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ رنگ کھا اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات (بار دہراؤ روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ ساما جکی
۹-۵۰ بس دھارا (سوائے اتوار)
سور تمنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰)

۱۱-۰۰
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام
۵-۰۵ یووا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ سماج کی چٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۰۱ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

پیر یکم مارچ

صبح
۷-۰۰ مانس گان (روزانہ)
۷-۲۰ رمضان خاں
سارنگی پر ست مکھاری
۸-۲۰ مانک لال پوار: گیت
۹-۱۰ بھگوان سہائے سینی، پارٹی
لوک گیت

دوپہر
۱-۲۰ بی کے شرما: گائن
۵-۰۵ یووا وانی
نوجوانوں کا پروگرام
۵-۵۵ روزگار کی خبریں
۶-۳ ادھیوگ جگت
مزدوروں کیلیے پروگرام

رات
۸-۰۰ کوی وانی: راجندر کوشک
۱۰- رات کی سنگیت سبھا
رمضان خاں: سارنگی پر راگ
مالا گوری

منگل ۲ مارچ

صبح
۸-۲۰ بھارتیہ سنسکرتی کے آدھار
ہندی میں تقریر
۹-۱۰ لوک گیت: بنزاری ناتھ
۹-۲۰ مایا اسرانی: گیت

دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک: موسم

شام
۶-۲۵ منی لال پارٹی
لوک گیت
۹-۲۰ سندھی پروگرام
سندھی سنت کوی: دلپت
سگم سنگیت
کرشن کمار قاتل

بدھ ۳ مارچ

صبح
۸-۲۰ سگم سنگیت
۹-۲۰ اور رات ۱۰-۱۵
رام چند گوئل: بھجن

دوپہر
۱-۱۰ لوک گیت: کنہیا لال

شام
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۲۰ سندھی پروگرام

رات
۸-۰۰ تقریر
پریوار نیوجن اور سماجک
دائتو: اجیت کمار جین
۱۰-۴۵ سگم سنگیت

جمعرات ۴ مارچ

صبح
۸-۲۰ ہندی تقریر
بھارتیہ سنسکرتی کے آدھار
ڈاکٹر ہر لوتس رائے بچن
۹-۱۰ لوک گیت
۹-۲ سگم سنگیت
شکنتلا ماتھر گیت

دوپہر
۱-۱۰ مہلا جگت
مہلاؤں اور بچوں میں روگ
ڈاکٹر شکنتلا سکسینہ، گیت
۲-۳۰ لوک داد کے راجستھانی میں
ہفتہ وار خبریں

شام
۶-۳۵ اور ۹-۱۵
نرمان کے سوئر

جمعہ ۵ مارچ

صبح
۷-۱۰ کرساں ری بات
۷-۲۰ مانس گان
۹-۲۰ سگم سنگت

رات
۱۰-۰۰ کتھا لوک
یادویندر شرما
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۶ مارچ

صبح
۸-۲۰ ہندی میں تقریر
وہ دن وہ باتیں
دیوی شنکر تیواری

دوپہر
۲-۳۰ سموہ گان

شام
۵-۰۵ یووا وانی
نوجوانوں کے لئے پروگرام
۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام

اتوار ۷ مارچ

صبح
۸-۲۰ سوئر گنگا
محمد حسین: غزل
سموہ گان: بجرنگ کمار
بھجن: غزل
۹-۱۵ منگل
بچوں کے لئے پروگرام
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
"ماہ جون بیماریون"
بھگت: پریتم لال
نوتن داس دساکھی

دوپہر
۱۲-۰۰ مہلا جگت
ہولی لوک گیتوں پر مبنی تقریر
گنپت لال ڈانگی
ہولی گیت
مانسر دور یاترا کرکے آئی

کماری لوین لتا جوشی سے ملاقات
۱-۱۰ آپ کی فرمائش : موسم
شام
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
رات
۱۰-۰۰ پتریکا پروگرام
میں ان سے کیوں پرواہت ہوا
بھگوان اٹلانی پر بلادراۓ
دیاس
کہانی: راجندر سکسینہ

پیر ۸ مارچ

۶-۳۵ وندنا
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۹-۲۰ حامد حسین: غزلیں
دوپہر
۱-۳۰ شاستریہ سنگیت
شام
۶-۲۵ لوک دھن
۶-۳۰ ادھوگ جگت
۸-۰۰ کوی وانی: ڈاکٹر ہریش
۹-۱۵ سماچار ترنگ

منگل ۹ مارچ

صبح
۹-۱۰ لوک گیت
۹-۲۰ سگم سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ سہیلیوں کی باڑی
۲-۲۰ تعلیمی پروگرام
رات
۸-۰۰ سگم سنگیت
۹-۳۰ سندھی پروگرام
ناٹک: اوتار دیپک کے
ہندی ناٹک کا سندھی ترجمہ
مترجم: موہن مہر چندانی

بدھ ۱۰ مارچ

صبح
۷-۲۰ مالس گان
۸-۳۰ اردھ بہاری ماتھر
غزلیں
۹-۲۰ نرنجن کمار: بھجن
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام
۶-۳۰ سندھی پروگرام
بارین بی کلواڑی
رات
۱۰-۴۵ اردھ بہاری ماتھر: غزلیں

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح
۸-۲۰ ہندی میں تقریر
کتابوں کی چرچا
ڈاکٹر رام کمار گپت
۹-۲۰ بھجن لال شرما: گیت
دوپہر
۱-۱۰ مہیلا جگت
وہ دن اب کہاں، جب دو
دن میں ڈھائی کوس پہونچتے
تھے: لیس پال لگڑ
گیت: پرسید کے بعد
سواستھ کی دیکھ بھال
ڈاکٹر ایس۔ گنتل
۲-۲۰ راجستھانی میں سماچار
شام
۶-۳۵ نرمان کے سوتر
رات
۹-۱۵ کھلا آکاش
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح
۷-۲۰ مالس گان
۸-۲۰ ہندی وارتا
۹-۲۰ اور شام ۶-۴۵
کے۔ سرسوتی: غزلیں اور
بھجن
دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
رات
۸-۰۰ کتھالوک: ادشا اروڑہ
۱۰-۰۰ راجستھانی فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح
۸-۲۰ ہندی وارتا
راجستھان میں دکاس کے
چرن: راجندر جین

دوپہر
۱-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ سموہ گیت
شام
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی
۸-۰۰ کہکشاں

اتوار ۱۴ مارچ

صبح
۷-۱۰ دیش بھگتی گان
۷-۲۰ مالس گان
۹-۱۵ سکل
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
فلمی اور غیر فلمی ریکارڈ
۱-۱۰ آپ کی فرمائش: موسم
شام
۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام

۸-۰۰ انگریزی وارتا
۹-۱۵ ان سے ملئے
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۱۵ مارچ

صبح
۷-۲۰ مالس گان
۸-۳۰ اور ۹-۲۰
سگم سنگیت
شام
۶-۲۵ لوک دھن
۶-۳۰ ادھیوگ جگت
۸-۰۰ کوی وانی
ستیہ پریہ ناگر
۹-۱۵ سماچار ترنگ
۱۰-۰۰ سوموار یہ راتر یکالین
سنگیت سبھا

بقیہ:- بھوپال

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح
۸-۲۰ ہمانشریا، سگم سنگیت
۸-۳۰ شاستریہ سنگیت
مجید خاں، کلارنٹ
دوپہر
۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۱-۳۰ نئی رچنا
کہانی از من موہن مداریا
۲-۳۰ رام کلی شرما و سہیلیاں، لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
ترن بھارتی، جیتا کے نور وغیرہ
۷-۱۵ چوپال
دیہی بچوں کے پروگرام کو نیا کے ساتھ
۸-۰۰ وقت کی آواز

اتوار ۱۴ مارچ

صبح
۸-۲۰ مہیلا سبھا
۹-۱۵ سندھی پروگرام
۱۰-۳۰، دوپہر ۱۰-۴۰
رام نارائن، سارنگی وادن
۲-۳۰ شیلا شریواستو و سہیلیاں
لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
سامعین کی پسند وغیرہ
۹-۳۰ 'رشتے'، ناٹک
تحریر: رشید الدین صدیقی
پیشکش: کملا سکسینہ

پیر ۱۵ مارچ

صبح
۸-۲۰ کیرتی شرما، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
مال چند ناکر، خیال
دوپہر
۱-۱۰ درپن
۲-۳۰ شیلا شرما، لوک گیت
شام
۵-۳۰ یووا وانی
چتر پٹ سنگیت
۱۰-۰۰ معین الدین خاں، سگم سنگیت

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ : ۹/۳۸۳۳ میٹر، ۶۳۱ کلو ہرٹز　　بھاگلپور: ۲۰۵/۷ میٹر، ۱۴۵۸ کلو ہرٹز

دربھنگہ : ۳۴/۲۲۳ میٹر، ۱۲۹۷ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸۰۰-۸ دوپہر ۵-۱، ۲۰-۱ شام ۵-۶۰ رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (صرف پٹنہ سے)

اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ رات ۱۵-۹

انگریزی میں خبریں: صبح ۰۱-۹ دوپہر ۰۰-۱، رات ۰۰-۹ (۰۰-۱۱ صرف پٹنہ سے)

اردو پروگرام روزانہ صبح ۴۰-۸ سے ۴۵-۹ تک

پیر یکم مارچ

صبح

۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰

موجو حسین خاں، خیال دلیسی اور جے جے ونتی

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

شکتی بھوشن سہانے، گیت بھجن

دوپہر

۳۰-۱ لوک گیت

رات

۴۵-۹ غزلیں

منگل ۲ مارچ

صبح

۳۰-۷ گنگا پرساد مشر، خیال جونپوری اور بھجن

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

کلپنا چٹرجی، گیت اور بھجن

دوپہر

۳۰-۱ لوک گیت

بدھ ۳ مارچ

صبح

۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰

نرہری پاٹھک، دھرپد اسلوبی بھجن اور دھمار گیتوری بھجن

اجے کمار ٹھاکر، پکھاوج

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

میتو پرساد، گیت، بھجن

دوپہر

۳۰-۱ لوک گیت

جمعرات ۴ مارچ

صبح

۳۰-۷ پیر بخش، شہنائی

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

وندنا بنرجی، گیت، بھجن

دوپہر

۳۰-۱ لوک گیت

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰

بلرام پاٹھک، ستار

۳۰-۸، شام ۱۵-۵

پنکج رومتوار، گیت، بھجن

دوپہر

۱۰-۱ دیبو چکرورتی، گٹار

۳۰-۱ لوک گیت

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۳۰-۷ برکت علی گنکوری امونکر اور بڑے غلام علی خاں، ٹھمری

۳۰-۸، شام ۱۵-۵

پرشورام، گیت، بھجن

۳۰-۱ لوک گیت

اتوار ۷ مارچ

صبح

۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰

غلام مصطفے خاں، اہیر بھیرو اور پوریا کلیان

۳۰-۹، شام ۱۵-۶

یاسمین، گیت، بھجن

۱۰-۱ آپ کی پسند

شام

۴۵-۷ ہندی میں مزاحیہ خاکہ

پیر ۸ مارچ

صبح

۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰

ٹی ایم پٹنائک، وائلن پر نٹ بھیرو اور ہنس دھونی

۳۰-۹، شام ۱۵-۶

شنکر پرساد، گیت، بھجن، غزل

۳۰-۱ لوک گیت

منگل ۹ مارچ

صبح

۳۰-۷ پنڈت اودکار ناتھ، کلاسیکی موسیقی

۳۰-۹، شام ۱۵-۶

راجندر مہتہ، نینا مہتہ، ہلکی موسیقی

۳۰-۱ لوک گیت

رات

۴۵-۹ غزلیں

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰

کرشنا داس گپتا، خیال توڑی اور آنندی کیدار

۳۰-۹، شام ۱۵-۶

شانتی جین، گیت، بھجن

۳۰-۱ لوک گیت

شام

۴۵-۷ پراگ

ہندی ادبی پروگرام

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح

۳۰-۷ گردیو سنگھ، سرود پر گجری بلاول

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

اسیت کمار چکرورتی، گیت، بھجن

دوپہر

۳۰-۱ لوک گیت

۴۵-۷ یونیورسٹیز کے لیے

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح

۳۰-۷ شری کانت بکرے، کلاسیکی موسیقی

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

کلپنا سین، گیت، بھجن

۳۰-۱ لوک گیت

رات

۰۰-۸ گھر پریوار

ڈرامہ

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح

۳۰-۷ اوماڈے، ٹھمری بھیروں اور جوگیا

۳۰-۸ دل راج کور، ہلکی موسیقی

۳۰-۱ لوک گیت

شام

۱۵-۵ یونس ملک، ہلکی موسیقی

اتوار ۱۴ مارچ

صبح

۳۰-۷ این راجن، وائلن

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

لتیکا جا، گیت، بھجن

۱۰-۱ آپ کی پسند

شام

۴۵-۷ ہندی میں مزاحیہ خاکہ

۰۰-۸ لوئیزن ہے، خطوں کے جواب

پیر ۱۵ مارچ

صبح

۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰

سیارام تیواری، الاپ، دھرپد بہاس اور دھرپد دھمار سوہنی

پنا لال ابادھیائے، پکھاوج

۳۰-۸، شام ۱۵-۶

آشیش بھٹا چاریہ، گیت، بھجن

۳۰-۱ لوک گیت

رات

۴۵-۹ غزلیں

بمبئی

بمبئی الف - ۲۸۷ء۳ میٹر ۱۰۴۴ کلو ہرٹز   بمبئی ب - ۵۳۷ء۶ میٹر ۵۵۸ کلو ہرٹز

پیر یکم مارچ

بمبئی الف
صبح
۸-۲۰ دمیل کل کرنی : خیال
۹-۰۵ پی بی دیو برمن
ستار وادن
شام
۷-۰۵ آفتاب احمد
طبلہ وادن
۷-۲۰ بزم اردو
کھیلوں کی دنیا
کھیلوں کی صحافت کا معیار
مباحثہ: خالد انصاری
اروند لوا کرے اور
سریش سرتا
۸-۰۰ ہندی تقریر

بمبئی ب
صبح
۷-۰۵ نرملا اردن
ہندی گائن
۱۰-۰۰ اندو متی لوند سے : خیال
۱۱-۳۵ اور رات ۹-۰۰
پی بی دیو برمن
ستار وادن
۱۲-۳۰ اور رات ۹-۰۰
دمیل کل کرانی : خیال
رات
۱-۰۰ شاستریہ سنگیت
نرملا اردن: کنٹھ سنگیت

منگل ۲ مارچ

بمبئی الف
صبح
۷-۰۵ گجراتی گیت
۷-۰۵ رتیل گنگولی
خان نثار اختر کا کلام
۸-۲۰ روی شنکر اور علی اکبر
ستار وسرود جگل بندی
۹-۰۵ اور شام ۷-۰۵
سومن ویلیر کر لوٹری
خیال
۱۲-۳۰ بسنت لال اور ساتھی
شہنائی وادن
شام
۷-۲۰ بزم اردو
"سماج سدھار اور قانون"
بمبئی کے پولیس کمشنر سے انٹرویو

بمبئی ب
۹-۲۰ کندا بھاگوت اور اردن دلبے
سگم سنگیت
۱۱-۳۵ سومن دریلکر : خیال
دوپہر
۱-۰۰ سدھا گروے اور وینا بروے
گیت مالیکا
۱-۴۵ کرپا نرسیم ہن
کرناٹک سنگیت
رات
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
غلام اکبر خان
کنٹھ سنگیت

بدھ ۳ مارچ

بمبئی الف
صبح
۸-۲۰ پنڈت جسراج
خیال بلاس خانی توڑی
۹-۰۵ دی کے گھاٹ گے
خیال
۱۰-۱۰ ریتا گنگولی
دادرا
شام
۷-۲۰ بزم اردو
باتوں باتوں میں
فیملی سیریل
خاکہ: از انور خاں

بمبئی ب
۷-۳۰ و ۱۰-۰۰ اور دوپہر ۲-۰۵
کے ڈی بھاٹ وڈیکر
بانسری وادن
دوپہر
۱-۴۵ دی کے گھاٹ گے
خیال
رات
۱۰-۳۰ نانیہ پراگ
مراٹھی پروگرام

جمعرات ۴ مارچ

بمبئی الف
صبح
۹-۰۵ ایم ایس کیلکر
وائلن وادن
شام
۷-۳۰ الیاس باپٹ
سنتور: جوگ
۷-۰۵ ہندی گیت
۷-۲۰ بزم اردو
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
دستاویزی پروگرام
از رفیعہ شبنم عابدی

بمبئی ب
صبح
۶-۵۰ مکند بھاگوت : بھجن
۱۰-۰۰، دوپہر ۱-۱۱ اور رات ۱۰-۳۰
مادھو انکلے : خیال
دوپہر
۱-۴۵ مدن گوپال مشرا
طبلہ: تین تال
رات
۹-۱۵ ایم ایس کیلکر
وائلن وادن

جمعہ ۵ مارچ

بمبئی الف
صبح
۹-۰۵ شوشیلا رانی و بابو راؤ پٹیل
خیال
۱۲-۳۰ ششی کانت روک
خیال
شام
۵-۳۰ دیپالی ناگ
خیال
۷-۲۰ بزم اردو
حرف حرف
غزل کی تشریح
غزل جاں نثار اختر
تشریح: بشر نواز
رات
۹-۴۵ ہندی ناٹک

بمبئی ب
صبح
۷-۱۵ دوپہر ۲-۰۵ اور رات ۹-۰۰
گری راج
ستار وادن
۱۰-۰۵ ایم آر گوتم
خیال: آنند بھیرو
دوپہر تاج احمد
ہارمونیم وادن
۱-۴۵ اور رات ۱۰-۳۰
سوشیلا رانی بابو راؤ پٹیل
خیال

ہفتہ ۶ مارچ

بمبئی الف
صبح
۷-۵۵ سوین جیت جی
سگم سنگیت
۸-۲۵، دوپہر ۱۲-۰۰
شیام گو گتے: خیال
۹-۰۵ ایس۔ جی۔ ٹیکلیکر: خیال
دوپہر
۱-۱۰ دی۔ جی۔ جوگ
وائلن: دھن
شام
۵-۳۰ ضیاء الدین ڈاگر
وینا: چندر کونس
۷-۲۰ بزم اردو
کھلتی کلیاں
بچوں کیلئے پروگرام: از
فریدہ مومن

بمبئی ب
صبح
۹-۲۰ کندا بھاگوت اور سدھا ملہوترہ

سگم سنگیت
۱۰-۰۵ بدھ دیو داس گپتا
سرود : بھیروی
۱۱-۳۵ اور دوپہر ۱-۴۵
ایس۔ جی۔ ٹیکیکر
خیال
۹-۲۵ سنگیت کا نیشنل پروگرام
شریمتی مانک ورما
کنٹھ سنگیت

اتوار ۷ مارچ

بمبئی الف
صبح
۷-۳۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی پر راگ للت، توڑی
اہیر بھیرو اور جونپوری
۹-۱۵ مشہر سنگیت
۹-۳۰ جنتر منتر
بچوں کے لئے پروگرام
ہندی
شام
۷-۰۵ دیویندر مرڈیشور
بانسری وادن
۷-۲۰ بزم اردو
گلہائے رنگا رنگ
غزلوں پر مبنی پروگرام
پیشکش : سعید راہی
بمبئی ب
صبح
۹-۱۵ اور رات ۹-۰۰
نارائن راؤ ویاس : خیال
۱۰-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
دیویندر مرڈیشور
بانسری وادن
دوپہر
۱-۴۵ کرناٹک سنگیت
ٹی۔ آر۔ بالامنی
کنٹھ سنگیت
رات
۱۰-۰۰ مراٹھی ناٹک

پیر ۸ مارچ

بمبئی الف
صبح
۷-۳۰ بھونیشور مشرا : وائلن وادن
۸-۲۰ رام داس
پکھاوج وادن
۹-۰۵ دسنتی بروے : خیال
شام
۷-۲۰ بزم اردو
تفریحی پروگرام
انور ظہیر اور پارٹی
۸-۰۰ ہندی تقریر
بمبئی ب
صبح
۷-۱۵، دوپہر ۲-۰۵ اور رات ۹-۰۰
رتنا کر پیٹی : خیال
۱۱-۲۵ اور رات ۱۰-۳۰
دسنتی بروے : خیال
رات
۹-۳۰ مراٹھی یووا وانی پروگرام
۱۰-۰۰ آپلی آوڑ
سننے والوں کی پسند : مراٹھی

منگل ۹ مارچ

بمبئی الف
صبح
۷-۵۵ ہندی گیت
۸-۲۰ چنو خاں : سارنگی وادن
۹-۰۵ اور ۷-۰۵
گوندا راؤ اگنی : خیال
شام
۷-۲۰ بزم اردو
کتابوں پر تبصرہ
انتظار حسین کے ناول "بستی"
اور وزیر آغا کی کتاب "نئے
تناظر" پر تبصرہ
تبصرہ نگار : یوسف ناظم
بمبئی ب
صبح
۱۱-۳۵ چنو خاں : سارنگی وادن
دوپہر
۱-۴۵ کرناٹک سنگیت
پدما شیشادری
کنٹھ سنگیت
رات
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
شری کرشن نگنار وادن

بدھ ۱۰ مارچ

بمبئی الف
صبح
۷-۰۵ رنگ ہولی
ہولی کے گیت : گجراتی
۸-۲۰ مدھو ونتی
پٹوردھن : خیال
۹-۰۵ اقبال احمد :
سارنگی وادن
دوپہر
۱۲-۰۰ ناری جگت
خواتین کے لئے پروگرام
ہندی
۱-۱۰ استاد عبد الوحید
پٹ دیپ
شام
۵-۳۰ پنڈت ڈی وی پلسکر
خیال : کامود
۶-۳۰ یووا وانی (ہندی)
۷-۰۵ اقبال احمد
سارنگی وادن
۷-۲۰ بزم اردو
باتوں باتوں میں
فیملی سیریل : انور خاں
بمبئی ب
صبح
۷-۱۵، ۹-۳۰ رات
جیتندر ابھیشکی
۷-۳۰ اقبال احمد
سارنگی وادن
رات
۱۰-۳۰ نائیہ پراگ
پربھاکر کاریکر اور
سہاسنی مل گاؤنکر

جمعرات ۱۱ مارچ

بمبئی الف
صبح
۷-۳۰ بھگوان پانڈے
پکھاوج وادن
۸-۲۰ پردیپ کمار بروت
سرود وادن
۹-۰۵ انجلی گنگولی : خیال
شام
۷-۲۰ بزم اردو
روبرو : انٹرویو
اشوک کمار سے انٹرویو
انٹرویور : بی۔ جے راج
بمبئی ب
صبح
۶-۵۰ گووند پاؤلے اور
میرا پرانجپے
مراٹھی گیت
۱۰-۰۰ اور ۱۲-۳۰
بی آر دیودھر : خیال
۱۱-۳۵ اور دوپہر ۲-۰۵
پردیپ کمار بروت
سرود وادن
دوپہر
۱-۴۵ اور ۱۰-۰۰
انجلی گنگولی : خیال
رات
۸-۱۵ مراٹھی گیت
بھال چندر پنڈھارکر

جمعہ ۱۲ مارچ

بمبئی الف
صبح
۸-۲۰ رام کانت نباپ
ہارمونیم وادن
۹-۰۵ اور ۱۲-۳۰
دسودھالیما : خیال
شام
۵-۳۰ رگھوناتھ سیٹھ اور
سلطان خاں : جگل بندی
بانسری اور سارنگی
مارو بہاگ
۷-۲۰ بزم اردو
علاقائی زبانوں پر اردو کے
اثرات : تقریر
مقرر : ظ۔ انصاری
۸-۰۰ ترقیاتی پروگرام
۹-۴۵ ہندی ناٹک
بمبئی ب
صبح
۷-۱۵ گجانن کرناڈ
وائلن وادن

آگے صفحہ ۵۰ پر ←

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ، ۵۸۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۳۰ - ۶ وندے ماترم: منگل وادیہ
۳۵ - ۶ بھکتی سنگیت
۵۰ - ۶ پروگراموں کا خلاصہ
۵۵ - ۶ زراعتی معلومات
۱۵ - ۷ کلاسیکی موسیقی اور
موسم کا حال (مراٹھی)
۲۵ - ۷ ہندی سبق (پیر سے جمعہ تک)
سنسکرت سبق (ہفتہ)
سر بھارتی (اتوار)
۲۰ - ۸ بھاؤ گیت
عوامی پسند کی کہانیاں
(جمعرات)
۲۵ - ۸ ضلع کی چٹھی
مراٹھی خبرنامہ
۴۰ - ۸ موسم کا حال
روزگار سماچار (پیر سے ہفتہ تک)
ڈرامہ یا فیچر (اتوار)
۴۵ - ۸ سگم سنگیت
(پیر سے جمعرات تک)
گاندھی اسمرتی (جمعہ)
فلمی موسیقی: فلم سنگیت
(ہفتہ)
۰۰ - ۹ اور ۲۵-۹
نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)
۱۵ - ۹ طلبار کے لئے پروگرام (اتوار)

دوپہر

۳۰ - ۱۲ پروگرام برائے خواتین
(اتوار اور جمعرات)
۱۰ - ۱ موسم کا حال اور برائے صنعتی
ملازمین (بدھ مراٹھی: جمعہ
ہندی)
۳۰ - ۱ اور ۵۰-۲
نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)

شام

۳۰ - ۵ کلاسیکی موسیقی (اتوار، جمعرات)
سگم سنگیت (پیر، جمعہ)
موسیقی (ساز) (بدھ)
علاقائی موسیقی (ہفتہ)
۵۵ - ۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۱۵ - ۶ پروگرام برائے دیہی خواتین
(پیر اور جمعہ)
طلبار کے لئے پروگرام
(بدھ)
نوجوانوں کے لئے
(مراٹھی، اتوار)
۴۵ - ۶ بازار بھاؤ (پیر سے ہفتہ)
روزگار سماچار (اتوار)
۰۰ - ۷ تعلیم بالغان، مراٹھی
(پیر اور جمعہ)
دیہی بچوں کے لئے پروگرام
(ہفتہ)
۲۰ - ۷ پروگرام برائے دیہی سامعین

رات

۲۵ - ۸ سماچار پتروں سے
۱۵ - ۹ مراٹھی میں بات چیت
(اتوار، منگل)
ہندی میں بات چیت
(ہفتہ)
انگریزی میں بات چیت
(پیر)
خطوط کے جواب (بدھ)
۰۰ - ۱۰ اردو پروگرام
محفل (پیر)
۳۰ - ۱۰ اختتام
(اتوار، منگل اور ہفتہ کو اختتام
۱۰-۱۱ بجے)

ہفتہ وار پروگرام

اتوار

صبح

۲۵ - ۸ ضلع کی چٹھی (مراٹھی)
۴۰ - ۸ موسم کا حال "ناٹیہ لہری"
۰۰ - ۹ چنتن (مختصر بات چیت)
۰۵ - ۹ سور منجری (اس ماہ کا گیت)
۱۵ - ۹ بال وہار
بچوں کا پروگرام مراٹھی میں

دوپہر

۳۰ - ۱۲ ونیتا وشو
خواتین کا پروگرام: مراٹھی
۵۰ - ۲ بھاؤ گیت

شام

۵۵ - ۵ مقامی اعلانات
۱۵ - ۶ یووا وانی (مراٹھی)
۴۵ - ۶ روزگار سماچار
۰۰ - ۷ گرامن کلا شیتر
کلچرل پروگرام
۳۰ - ۷ "ماجھے گھر ماجھے وادر"
زراعتی معلومات
۰۰ - ۸ کھیل جگت
۳۰ - ۸ کلاسیکی موسیقی

پیر

صبح

۲۵ - ۸ ضلع کی چٹھی
۴۰ - ۸ موسم، روزگار سماچار
۴۵ - ۸ سگم سنگیت

دوپہر

۱۰ - ۱ موسم، بھجن امرت

شام

۳۰ - ۵ سگم سنگیت
۵۵ - ۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ: موسم
۱۵ - ۶ اوٹی دار (دیہی خواتین کے لئے
پروگرام)
۲۰ - ۷ "ماجھے گھر ماجھے وادر"
زراعتی پروگرام
۰۰ - ۸ کھیل جگت
۳۰ - ۸ کلاسیکی موسیقی

منگل

صبح

۴۰ - ۸ موسم کا حال
روزگار سماچار
۴۵ - ۸ سگم سنگیت

شام

۳۰ - ۵ موسیقی (ساز)
۰۰ - ۷ ناجھووانی شیتکری منڈل
زراعتی پروگرام
۰۰ - ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ

صبح

۴۰ - ۸ موسم، روزگار سماچار
۴۵ - ۸ سگم سنگیت

دوپہر

۳۰ - ۱۲ گیت اور غزل
۳۰ - ۱ موسم: کامگار منڈل

شام

۲۰ - ۷ "ماجھے گھر ماجھے وادر"
زراعتی پروگرام
۳۰ - ۸ کلاسیکی موسیقی

جمعرات

صبح

۴۰ - ۸ موسم: روزگار سماچار

دوپہر

۳۰ - ۱۲ ونیتا وشوا
خواتین کا پروگرام

شام

۳۰ - ۵ سگم سنگیت
۲۰ - ۷ "ماجھے گھر ماجھے وادر"
زراعتی پروگرام
۳۰ - ۹ موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ

صبح

۴۵ - ۸ گاندھی سمرتی (ہندی)

شام

۴۵ - ۵ قوالی

ہفتہ

دوپہر

۱۲-۳۰ فلم سنگیت

شام

۷-۳۰ ماجھ گھرماجھے وادر
زراعتی پروگرام

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

خصوصی اردو پروگرام "محفل"

پیر یکم مارچ

رات

۱۰-۰۰ (۱) کچھ حیرت انگیز نباتات
بات چیت
پروفیسر ظفر یاب علی فاروقی
(۲) کلام شاعر
(۳) "میاں بیوی راضی"
ریڈیو کارٹون
تحریر: جمال الدین ساحل
فنکار: مس موہن بھٹناگر
اور نورجہاں خاں

پیر ۸ مارچ

رات

۱۰-۰۰ "ہم معذور نہیں"
معذوروں کے عالمی دن
کے موقع پر خصوصی فیچر
تحریر و ترتیب
خواجہ غلام السیدین۔ بالی

پیر ۱۵ مارچ

رات

۱۰-۰۰ (۱) افسانہ
صبغت اللہ خاں
(۲) کلام شاعر: ایوب بشر
(۳) ہاں میں احمد اللہ ہوں
تاثراتی بات چیت
ڈاکٹر بھارت آنند کوسلیاں

بقیہ بمبئی

۹-۳۰ مراٹھی گیت

۱۰-۰۵ دوپہر ۱-۱۵ اور رات ۱۰-۳۰
سی آر ویاس: خیال

۱۲-۱۵ رام دھر دیے: طبلہ پر
ردپک تال

۱-۱۰ سندھیا مکھرجی: ٹھمری

دوپہر

۱-۴۵ سلامت علی، نزاکت علی
خیال مدھوونتی و ٹھمری

۲-۰۵ اور رات ۹-۰۰
گجانن کرناڈ
وائلن وادن

شام

۷-۳۰ بزم اردو
یاد رفتگاں
جگر کو خراج عقیدت
از علی سردار جعفری

بمبئی ب

صبح

۸-۳۰ بھاؤگیت

۹-۳۰ مراٹھی گیت: اوشا تلک

۱۰-۰۵ اور دوپہر ۱-۳۵
کمل نائیک: خیال

۱۱-۳۵ منگل گری راج
ستار وادن

دوپہر

۲-۰۵ رام دھر
طبلہ وادن تین تال

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

ہفتہ ۱۳ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۰۵ پوروی دلیسائی
گجراتی گیت

۸-۲۵ منگلا گری راج
ستار وادن

۹-۰۵ سبدھ سنگیت
بیگم اختر

۱۲-۰۰ کمل نائیک۔ خیال

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف، ۴۹۸۸ میٹر ۱۱۱۹ کلوہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ۲۲۵ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
۴۹۱۱۰ میٹر ۶۱۰۰ کلوہرٹز ۲۲۵ میٹر ۳۲۷۰ کلوہرٹز
پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس۔ صبح ۱۰-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک
(اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح

۷-۰۰ سنسکرت میں خبریں
۷-۴۵ کشمیری میں خبریں
۸-۱۰ انگریزی میں خبریں
۸-۵۰ اردو میں خبریں
۹-۰۰ ہندی میں خبریں

دوپہر

۱-۵۰ اردو میں خبریں
۲-۰۰ انگریزی میں خبریں

شام

۶-۰۰ انگریزی میں خبریں
۶-۲۵ کشمیری میں خبریں

رات

۹-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۱۵ اردو میں خبریں
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح

۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۲۰ اردو میں خبریں
۹-۲۵ کشمیری میں خبریں
۲-۱۰ لداخی میں خبریں

شام

۷-۳۰ کشمیری میں خبریں
۷-۴۵ اردو میں خبریں

پیر یکم مارچ

صبح

۷-۰۵ صبح گاہی
نظم خوانی اور نعت

۸-۰۰ دوپہر ۱-۲۰
جمیل احمد، غزلیں

۸-۲۰ رسالو منشر

۸-۳۵ ہندی میں بات چیت

۹-۰۵ زونہ ڈب

دوپہر

۱۲-۴۰ انجلی سنزجی، غزلیں
اقبال قریشی، غزل

۲-۳۰ شتی چوپڑہ، غلام محمد میر، غزلیں

شام

۶-۱۰ ضلع نامہ

۸-۳۰ سنطور۔ مقام سندھری
غلام محمد سازنواز اور ساتھی

۸-۴۵ 'یہ بھی فن ہے' سلسلہ اردو تقاریر
'اپنی تعریف آپ کرنا'
از ڈاکٹر محمد زماں آزردہ

منگل ۲ مارچ

صبح

۸-۰۰ دوپہر ۱-۲۰
دل برج کور، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ زونہ ڈب

۱۱-۳۰ دوپہر ۲-۳۰، ۴-۰۰
غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی / صوفیانہ کلام

دوپہر

۲-۱۵ محمد خلیل اور ساتھی، قوالی

رات

۸-۴۵ 'پیٹہ چھ بوزنس لایق - انفرادی فرق'
کشمیری میں تقریرراز اے کے سپرو

۹-۳۰ وودھا
ہندی میں پروگرام

۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۳ مارچ

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۴۰
بیگم اختر، غزلیں

۸-۲۰ شش رنگ
(۱) 'مصنوعی سیارہ تہ امیکہ استعمال'
تقریرراز فاروق احمد
(۲) 'موڈ'، تقریرراز ایم ایل منشی
(۳) 'مذاق چھ نہ ٹیلیفون لاگن'،
تقریرراز پشکر بھان

۹-۰۵ زونہ ڈب

دوپہر

۲-۱۰ کے ایل سہگل، غزلیں

۴-۳۰ جلال گیلانی، غزلیں
راج بیگم، غزلیں

رات

۸-۴۵ خط کے لیے شکریہ

۹-۳۰ پھر سنیے

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۴ مارچ

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۱-۲۰
معین الدین خاں، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۱۰ وادیہ ورند

۱۱-۳۰، دوپہر ۳۰-۲
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ کلام / صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ طلعت محمود، غزلیں

۲-۱۵ سنیتا کول، کشمیری غزلیں

۴-۰۰ کیاری: جموں کشمیر لداخ کی موسیقی
کرانتی کانت جوشی، سکانتا شرما

شام

۶-۱۵ اسداللہ، غزلیں

۸-۴۵ 'کھیلوں کی دنیا'
تحریر و پیشکش، محمد شفیع خاں

جمعہ ۵ مارچ

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۱-۲۰
چترا سنگھ، غزلیں

۸-۲۰ خواتین کے لیے کشمیری میں پروگرام

۹-۰۵ زونہ ڈب

دوپہر

۲-۱۵ نسیم اختر، کشمیری غزلیں

۲-۳۰ آشس تہ گاشس

۴-۰۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ کلام

شام

۶-۱۰ نسیم اختر، غزلیں

۸-۰۰ رانے ترانے
کشمیری میں مباحثہ
شرکا: نثار علی، رفیق صادق،
اوا ین کول اور پیرزادہ بدرالدین

۱۰-۰۰ 'داستان'
کشمیری میں روایتی لوک کہانی

ہفتہ ۶ مارچ

صبح

۸-۱۰، دوپہر ۱۰-۲
بتین کیش، غزلیں

۸-۲۰ نو تخلیق
نیا افسانہ از بنسی نردوش

۸-۴۵ حرف حرف

۱۱-۳۰، ۳۰-۴
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ کلام

دوپہر

۱۲-۴۰ راحت علی، غزلیں

شام

۶-۱۰ غلام نبی شیخ، غزلیں

۸-۱۵ انگریزی تقریرراز ڈی این کول

۹-۳۰ میانی زندگی میون کار

۱۰-۰۰ شہر صدا

اتوار ۷ مارچ

صبح

۸-۰۰ اس ہفتے

۸-۲۰ گھرانوں کے لیے

بیکانیر

۲۱۵/۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶-۳۵ بھگتی سنگیت

۷-۰۵ پروگرام کا خلاصہ

۷-۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)

۷-۲۰ مانس گان

دوپہر

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال

۷-۳۰ کرشکوں کے لیے

۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

۹-۰۵ زونہ ڈب

۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۱۰-۱۵ ہونہار

۱۱-۰۰ کورل سنگیت

دوپہر

۱۲-۴۰ فلمی گانے

۲-۱۰ شمیمہ دیو، غزلیں

۲-۱۵ ساز اور آواز

۲-۳۰ کہکشاں
یوواوانی سے انتخاب

۴-۰۰ پنجابی پروگرام

۴-۳۰ ہی مال

شام

۶-۱۰ شمیمہ دیو، غزل

۸-۳۰ عوام سے باتیں
'ترقیاتی سرگرمیاں'، تقریرراز
غلام نبی کوچک، وزیر مال و جنگلات

۸-۴۵ توہنز چھمی واتز

۹-۳۰ مغربی موسیقی (فرمائشی)

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۸ مارچ

صبح

۸-۰۰ نینا دیوی، غزلیں

۸-۲۰ ذات بترات

۸-۳۵ ہندی میں بات چیت

۹-۰۵ زونہ ڈب

دوپہر

۱۲-۴۰ نینا دیوی، چندر کانت، غزلیں

۲-۱۰ اوشا ٹنڈن، غزل

۴-۳۰ ایچ این تو شنخوانی اور نرملا دیوی
غزلیں

شام

۶-۱۰ ضلع نامہ

۸-۰۰ سنطور مقام نوا
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی

۸-۴۵ 'کچھ اصطلاحیں ادب کی اور نفسیات کی
نرگسیت' اردو تقریرراز آل احمد سرور

منگل ۹ مارچ

صبح

۸-۰۰، دوپہر ۱-۲۰
نسیم بانو، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ زونہ ڈب

۱۱-۳۰، دوپہر ۲-۳۰، ۴-۰۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی

دوپہر

۲-۱۵، شام ۶-۱۰
اوانکار ناتھ کول، غزلیں

رات

۸-۴۵ مسائل 'سیاہ دیار'
کشمیری میں تقریرراز سیف الدین سوز

۹-۳۰ سنگرمال - ادبی پروگرام
'کیا تعمیر چھا ذاتر بکیر سند میڈیم یا

ادبی سند، کشمیری میں مباحثہ
شرکا، ایم ایل کیمو، پیارے ہدینہ
ایم اے لون، جی ایل لابرو
ایڈیٹوریل، اے کے رہبر
۱۰ — ۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۱۰ مارچ

صبح

۸ — ۰۰ ، دوپہر ۱۲ — ۴۰
سمن کلیانپور، غزلیں / گیت اور غزلیں
۸ — ۲۰ شش رنگ
'یونانی بت تراشی'، تقریر از
پی این کا چرو
'انسان نسل' تقریر از محمد یوسف ٹینگ

دوپہر

۲ — ۱۰ سی ایچ آتما ، غزل
۴ — ۰۰ ، شام ۶ — ۱۵
اندرا کا چرو، ظہور احمد شاہ، غزلیں

رات

۸ — ۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹ — ۲۰ سائنس میگزین
۱۰ — ۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۱ مارچ

صبح

۸ — ۰۰ ، دوپہر ۱ — ۲
مشتاق حسین ، غزلیں
۸ — ۲۰ پنجابی پروگرام
۹ — ۱۰ وادیہ ورند
۱۱ — ۳۰ ، دوپہر ۳۰ — ۲
کمال بٹ اور ساتھی ، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۰۰ شانتی کول ، غزلیں
۱۲ — ۴۰ مہندر جویریہ بالا سویرا اردو غزلیں
۲ — ۱۵ شانتی کول ، کشمیری غزلیں
۴ — ۰۰ کیاری
۴ — ۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸ — ۴۵ ہیلتھ فورم
'ذہنی بیماری' - ڈاکٹر اے اے بیگ
کے بشیر عارف کا انٹرویو
۹ — ۳۰ نیشنل پروگرام ، فیچر

جمعہ ۱۲ مارچ

صبح

۸ — ۰۰ ، دوپہر ۱ — ۲
حسال اکبر ، غزلیں
۸ — ۲۰ گمر بارۂ خاطر
۹ — ۰۵ زونہ ڈب

دوپہر

۱۲ — ۴۰ نعتیں اور منقبت
۲ — ۱۵ نسیم اختر ، کشمیری غزلیں
۲ — ۳۰ آتش نگاشن
۴ — ۰۰ محمد سلطان میر اور ساتھی
چھکری اور روف

شام

۶ — ۱۰ نسیم اختر ، غزلیں
۸ — ۰۰ وادی کی آواز
۹ — ۳۰ گفتگو
۱۰ — ۰۰ داستان

ہفتہ ۱۳ مارچ

صبح

۸ — ۰۰ ، دوپہر ۱ — ۲
اقبال بانو ، غزلیں
۹ — ۲۰ تخلیق نو (اردو)
افسانہ از ڈی کے کنول
۸ — ۳۵ مولل شعار
تحریر و پیشکش ، غلام نبی فراق
۹ — ۰۵ زونہ ڈب
۱۱ — ۳۰ ، دوپہر ۳۰ — ۲
عبدالخالق اور ساتھی ، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲ — ۴۰ غزلیں
۲ — ۱۵ فلمی دوگانے

شام

۶ — ۱۰ آشا کول ، غزلیں
۸ — ۴۵ بات چیت از عبدالغنی مدہوش
۹ — ۳۰ بزم سامعین (کشمیری)

۱۰ — ۰۰ بلوٹھ - تخلیقی پروگرام
۱۰ — ۳۰ شہر صدا
فرمائشی غیر فلمی نغمے

اتوار ۱۴ مارچ

صبح

۸ — ۰۰ اس ہفتے
۸ — ۲۰ گھرانوں کیلئے اردو میں پروگرام
۹ — ۰۵ زونہ ڈب
۱۰ — ۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰ — ۱۵ ہونہار
۱۱ — ۰۰ فلمی میگزین (اردو)
۱۱ — ۳۰ اردو میں کھیل (دوبارہ)

دوپہر

۱۲ — ۴۰ فلمی سنگیت

۲ — ۱۰ آرتی ٹکو ، لوک باتھ
۲ — ۱۵ ساز اور آواز

آگے ص ۵۴ پر ←

بمبئی چینل ۴:	تصویر ۶۲،۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ : ۱	آواز ۶۷،۷۵ میگا ہرٹز
پونہ چینل ۵:	تصویر ۱۸۰،۲۵ میگا ہرٹز
بینڈ : ۳	آواز ۱۸۵،۷۵ میگا ہرٹز

روزانہ شام ۳۲ — ۶ مراٹھی میں مختصر خبرنامہ

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۰۰ — ۹ سلسلے وار فلم ۳۰ — ۹ بچوں کا پروگرام / تیسما ۳ — ۱۰ ونڈر بیلوں (مدراس سے ریلے) تعلیمی ۰۰ — ۱۱ ساپتاہکی ، ہندی میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۳۰ — ۱۱ اختتام
شام ۰۰ — ۶ ہندی میں فیچر فلم ۳۰ — ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ — ۷ کل کے پروگرام ۴۲ — ۷ ہندی فیچر فلم کا بقیہ ۰۰ — ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ — ۹ یہ کا جیا س / آپ کا سواستھ ۳۰ — ۹ سائنس رپورٹ ۰۰ — ۱۱ انگریزی میں خبریں ۱۰ — ۱۱ اختتام

پیر

صبح ۳۰ — ۱۰ اور دوپہر ۰۰ — ۲ شالے چترا والی (طلبا کے لئے) پانچویں جماعت کے لئے انگریزی کا سبق
شام ۳۲ — ۶ سنا لکڑی گجراتی میں بچوں کے لئے پروگرام ۰۰ — ۷ گجراتی گیت ۱۰ — ۷ آپلی مالی آپلی مانس ۳۰ — ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ — ۷ کل کے پروگرام ۴۲ — ۷ گیان دیپ ۰۰ — ۸ یووا درشن (مراٹھی)

۳ — ۸ انگریزی میں سلسلے وار فلم ۰۰ — ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ — ۹ واشن دی کنڈورز ، چیز گیت مراٹھی ۴ — ۹ ورت چتر / کورٹا جی بائیری ۰۰ — ۱۱ انگریزی میں خبریں ۱۰ — ۱۱ اختتام

منگل

شام ۳۲ — ۶ کلکل مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام ۰۰ — ۷ مراٹھی گیت ۱۰ — ۷ کاسکار وشو ۳۰ — ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ — ۷ کل کے پروگرام ۴۲ — ۷ ہیلو رنگ / ایک جیوتی / دیپادان دکھیاں ۰۰ — ۸ یووا درشن (گجراتی) ۳۰ — ۸ سپورٹس راؤنڈاپ ۰۰ — ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ — ۹ پریکرما / سمجھیا ہندی میں ادبی پروگرام ۰۰ — ۱۱ انگریزی میں خبریں ۱۰ — ۱۰ پرم توانی / کرناٹک سنگیت ۴۰ — ۱۱ اختتام

بدھ

صبح ۳۰ — ۱۰ اور دوپہر ۰۰ — ۲ شالے چترا والی (طلبا کے لئے) چھٹی جماعت کے لئے انگریزی کا سبق
شام ۳۲ — ۶ سندھارے گھر ۰۰ — ۷ فلم ۱۰ — ۷ آپلی مالی آپلی مانس ۳۰ — ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ — ۷ کل کے پروگرام ۴۲ — ۷ پرادیشک سنگیت / ملکھا دیلی مانس ۰۰ — ۸ محفل یاراں اردو میں ادبی پروگرام امرت منتھن ۳۰ — ۸ نیوتہ بنور ما مدراس سے ریلے / ینگ ورلڈ ۰۰ — ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ — ۹ باریکات ہندی میں ڈرامہ ۰۰ — ۱۰ انگریزی میں سیریل
۱۰ — ۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام / ہندی ڈرامہ کا بقیہ حصہ ۴۰ — ۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۲ — ۶ گھر بیٹھاں / دندن وار ۰۰ — ۷ لوک سنگیت ۱۰ — ۷ کاسکار وشو ۳۰ — ۷ مراٹھی خبریں ۴۰ — ۷ کل کے پروگرام ۴۲ — ۷ گجراتی گیت / ہندی گیت / ورندگان ۰۰ — ۸ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ / ناٹیہ / رقص ۰۰ — ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ — ۹ چھایا گیت ۵۵ — ۹ خصوصی اعلان ۰۰ — ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ — ۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۳۰ — ۱۰ اور دوپہر ۰۰ — ۲ شالے چترا والی (طلبا کے لئے) آٹھویں جماعت کے لئے سائنس کا سبق
شام ۳۲ — ۶ کھیل کھلونے ہندی میں بچوں کے لئے پروگرام ۰۰ — ۷ ہندی گیت ۱۰ — ۷ آپلی مالی آپلی مانس ۳۰ — ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ — ۷ کل کے پروگرام ۴۲ — ۷ گیان دیپ ۱۰ — ۸ اسپورٹس راؤنڈاپ ۰۰ — ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ — ۹ آدھا ری ساتھے / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۴۵ — ۹ ورت چتر ۰۰ — ۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰ — ۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۵۵ — ۱۰ اختتام

ہفتہ

شام ۰۰ — ۶ علاقائی زبان (مراٹھی کے علاوہ) میں فیچر فلم / مراٹھی فیچر فلم ۳۰ — ۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰ — ۷ کل کے پروگرام ۴۲ — ۷ فیچر فلم کا بقیہ حصہ ۰۰ — ۹ ہندی میں خبریں ۱۰ — ۹ رقص کا پروگرام / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳۰ — ۹ سائنس فورم / دا ابتر یشن ۰۰ — ۱۰ انگریزی میں خبریں ۲۰ — ۱۰ اختتام

دوردرشن سری نگر

بینڈ ۱ ۶۲٫۲۵ ایم ایچ زیڈ (تصویر) چینل ۳ ۶۷٫۷۵ ایم ایچ زیڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ پیش ہونے والے پروگرام

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں، ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ، ۴۵-۹ اردو میں خبریں، ۰۰-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

پیر یکم مارچ

شام ۳۰-۷ کشمیری موسیقی ۴۵-۷ ٹی وی این ایف پر مبنی پروگرام ۱۷-۸ فلمی گیتوں کا پروگرام ۰۰-۹ کھیلوں سے متعلق پروگرام اردو میں ۳۰-۹ دستاویزی فلم

منگل ۲ مارچ

شام ۳۰-۷ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۴۵-۷ دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فلم ۲۰-۹ انٹرویوز

بدھ ۳ مارچ

شام ۳۵-۷ نعتیہ کشمیری ۴۵-۷ نشر شدہ پروگراموں سے انتخاب ۱۷-۸ "شب رنگ" سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۰-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ کلاسیکی موسیقی ۱۵-۹ کشمیری میں ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۴ مارچ

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ فلمی گیتوں کا پروگرام ۰۰-۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۵ مارچ

شام ۰۰-۷ گجروں کے لئے پروگرام ۳۰-۷ کشمیری میں خاندانوں کے لئے پروگرام ۱۷-۸ اردو میں کھیل ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ کشمیری میں صحت و تندرستی سے متعلق پروگرام

ہفتہ ۶ مارچ

شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ ایک نظم کا ٹی وی روپ ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ "شب رنگ" سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۵-۸ موسیقی کا پروگرام ۱۵-۹ سماجی ترقیات پر مبنی پروگرام

اتوار ۷ مارچ

دوپہر ۰۰-۱ ہندی فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۰-۳ فاردی یونیورسٹی شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے کشمیری میں پروگرام ۳۰-۷ کشمیری لوک گیت ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷-۸ اردو میں روزگار خبرنامہ ۳۰-۸ نوجوانوں کے لئے پروگرام (کشمیری) ۰۰-۹ دیگر کیندروں کی پیشکش

پیر ۸ مارچ

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک گیت ۴۵-۷ ٹی وی نیوز فیچر پر مبنی ترقیاتی پروگرام ۱۷-۸ ہندی فیچر فلموں سے لئے گئے فلمی گانوں پر مبنی پروگرام نقش و نغمہ ۰۰-۹ کھیل کود پر پروگرام (اردو) ۳۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی

منگل ۹ مارچ

شام ۳۰-۷ فن اور فنکار ۱۷-۸ ناظرین کے خطوں کے جواب ۴۵-۸ سلسلہ وار فیچر (انگریزی) ۲۰-۹ اردو میں انٹرویو

بدھ ۱۰ مارچ

شام ۳۰-۷ نعتیں ۴۵-۷ چیدہ چیدہ پروگرام (دوبارہ) ۱۷-۸ سلسلہ وار فیچر (کشمیری) ۳۰-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ دوسرے کیندروں کے تیار کردہ پروگرام ۴۵-۹ ادبی میگزین (اردو)

جمعرات ۱۱ مارچ

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک داستانیں ۱۷-۸ ہندی فیچر فلموں سے لئے گئے گانوں پر مبنی پروگرام 'نقش و نغمہ' ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۱۲ مارچ

شام ۰۰-۷ کشمیری لوک موسیقی ۳۰-۷ ہوم سائنس (گھریلو سائنسی پروگرام) ۱۷-۸ ڈرامہ ؍ دوسرے کیندر سے انتخاب ۰۰-۹ دستاویزی فلم ۱۵-۹ صحت سے متعلق پروگرام (اردو)

ہفتہ ۱۳ مارچ

شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے اردو میں پروگرام ۳۰-۷ سائنسی پروگرام ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ سلسلہ وار فیچر (کشمیری) ۳۵-۸ موسیقی پر مبنی رنگا رنگ پروگرام ۱۵-۹ ترقیاتی اور سماجی وابستگی سے متعلق پروگرام

اتوار ۱۴ مارچ

دوپہر ۰۰-۱ ہندوستانی فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۰-۳ چیدہ چیدہ پروگرام (دوبارہ) شام ۰۰-۷ بچوں کے لئے کشمیری پروگرام ۳۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷-۸ روزگار خبرنامہ (اردو) ۳۰-۸ نوجوانوں کے لئے (کشمیری) ۰۰-۹ دوسرے کیندروں سے پروگرام

پیر ۱۵ مارچ

صبح ۰۰-۱۱ اسکولوں کے لئے شام ۳۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۴۵-۷ ترقیاتی پروگرام ۱۷-۸ ہندوستانی فلموں سے گانوں پر مبنی پروگرام ۰۰-۹ کھیل کود کا پروگرام (اردو) ۳۰-۹ فیلی البس

قطعہ

ہوش سرحدی

ہم اپنی داستانِ رنج و غم کہتے تو کیا کہتے
تم اپنی زندگی کے پیچ و خم کہتے تو کیا کہتے
محبت کا فسانہ تو بیاں نظروں سے ہوتا ہے
جو تم کہتے تو کیا کہتے جو ہم کہتے تو کیا کہتے

▲ ڈاکٹر عنوان چشتی (بائیں)
کے ساتھ آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں شمیم فاروقی محو گفتگو۔
◄ سعیدہ بانو — آکاشوانی جالندھر کی جانب سے منعقد لوک سنگیت کی محفل میں پنجابی لوک گیت پیش کرتے ہوئے۔

(اوپر دائیں) ڈاکٹر پروفیسر محمود الٰہی، چیرمین اتر پردیش
اردو اکاڈمی (دائیں) کے ساتھ فروغ اردو کے لیے اکاڈمی کی
سرگرمیاں کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے
قاضی محمد انیس الحق اسٹیشن ڈائریکٹر گورکھپور، یہ پروگرام
آکاشوانی گورکھپور سے نشر کیا گیا۔
(اوپر) اسلم صابری قوال اور ساتھی —
ریڈیو کشمیر جموں کی جانب سے منعقد بھگتی سنگیت
کی محفل میں۔
(دائیں) آل انڈیا ریڈیو کے ایکسٹرنل سروسز ڈویژن کے
روسی نشریات کے دس سال مکمل ہونے پر
ایک تقریب کا انعقاد کیا۔
اس موقع پر مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات کو اراکین
روسی یونٹ کے ساتھ
دیکھا جا سکتا ہے۔

Regd.No. D-(C)39

1st. March 1982

Licensed (U-23) to post without prepayment at C.P.S.O. New Delhi.

▲ 'پانچواں ورلڈ کپ (ہاکی) ـ ایک جائزہ' کے موضوع پر اردو سروس سے نشر مذاکرے کے شرکاء
(دائیں سے) جسدیو سنگھ، اندر موہن مہاجن ـ صدر انڈین ہاکی فیڈریشن، گیان سنگھ کوچ اور علی سعید۔
آکاشوانی دربھنگہ کی جانب سے منعقد موسیقی کی محفل میں شاردا سنہا اور رسوریہ کمار رائے، سامعین کا منورنجن کرتے ہوئے ◀

▲ ایم ڈبلیو حنیف ـ 'سمیا ہمارے دیش کی'
سلسلہ تقاریر میں آکاشوانی نجیب آباد سے 'باڑھ اور سوکھے کا مسئلہ' کے موضوع پر تقریر نشر کی گئی

▲ مرزا صدیق علی ـ
عید میلاد النبی کے موقع پر آکاشوانی روہتک سے آپ کی تقریر نشر کی گئی۔

انیس رفیع اور
ساجدہ رحمٰن
آکاشوانی کلکتہ کے اردو پروگرام
'انجمن' میں
سامعین کے خطوں کے
جواب پیش
کرتے ہوئے

Published by The Director General, All India Radio, At the Office of the Chief Editor, Akashvani
Group of Journals, II floor, PTI Building, Sansad Marg, New Delhi110001.
Printed by the Manager, Govt. of India Photo Litho Press, Faridabad

۱۶ر سے ۳۱ر مارچ ۱۹۸۲
۲۵ر پھاگن سے ۱۰ر چیتر ۱۹۰۳ شاؔ

شاعت کا ۴۷واں سال
قیمت 50 پیسے

وقار ناصری

گھر کے باہر ہی نہیں گھر میں بھی تنہا نکلا
اس بھرے شہر میں ہر شخص اکیلا نکلا
چہرہ چہرہ وہی کشکول سی آنکھیں ہر سو
چشمِ در جستجو کوئی خواب ابھرا نکلا
ختم ہم پر ہے یہ اک قتل کا سلسلہ شاید
مرنے والوں میں فقط نام ہمارا نکلا
رنگ، خوشبو، شفق، چاند، ستارا، خوشبو
کیا بتاؤں کہ مرے ہاتھ سے کیا کیا نکلا
گھر کے گھر لے گیا اک موج ستم ریز مگر
جانے کس موج میں بہتا ہوا دریا نکلا
نام در نام وہی ایک سی تہمت پائی
نسل در نسل وہی سر پہ ہمارا نکلا

واجد سحری

منتیں کیں نہ کہا روتا ہوا چھوڑ گیا
سنگدل پیار بھرے دل کو مرے توڑ گیا
بے وفا وہ ہے یہ سنکر مجھے لگتا تھا برا
اب کس سے کہوں کہ وہ مجھ سے بھی رخ موڑ گیا
یہ بھی اٹھے ہوئے طوفان کا ہے احسان بہت
لا کے ساحل پہ جو ڈوبے ہوئے کو چھوڑ گیا
پھر بہار آئے گی پھر شاخیں سجیں گی لیکن
ہائے وہ شاخ کہ گردِ وقت جسے توڑ گیا
آج راہرو وہاں سے ہے وہ جگنو بہتر
تب تیرہ میں جو منزل پہ ہمیں چھوڑ گیا
فکر لٹنے کی نہ رہزن کا ہے شکوہ واجد
ہے یہ احساس بہت ساتھ کوئی چھوڑ گیا

ساحر ہوشیار پوری

سر پہ گاگر، ناک میں نتھ، پاؤں میں جھانجھر کہاں
ڈھونڈتے ہو شہر میں تم گاؤں کا منظر کہاں
دو قدم پر وہ رہی منزل کی دلکش روشنی
دیکھیے اگر لگی ہے پاؤں کو ٹھوکر کہاں
رُو بہ رو آیا تو میری روح تک تھرا گئی
چھپ کے بیٹھا تھا یہ چہرا جسم کے اندر کہاں
لاکھ غفلت کیش، غم پرور، سکوں دشمن سہی
امتحانِ عشق میں دل سا مگر رہبر کہاں
ہے سلگتی دھوپ کا اک دشت تا حدِ نظر
سر چھپانے کے لیے اب چھاؤں کی چادر کہاں
شوخ چتون، پھول سے لب، نیم وا آنکھوں میں آس
یا خدا دیکھے تھے اس انداز کے تیور کہاں
لے گئے دیوانے ریزہ ریزہ تک تو چھان کر
ڈھونڈھیے گا اس گلی میں جا کر اب پتھر کہاں
اونچے محلوں میں نہ کر انسانیت کی جستجو
جذبۂ مخلص کہاں، دیوارِ سیم و زر کہاں
یوں تو ہیں خنجر ہزاروں قتل گاہِ شوق میں
خود تڑپ کر جو گلے مل جائے وہ خنجر کہاں
خود سری دگر ہی کے آتشیں طوفاں میں
ساحرِ خود دار اب محفوظ تیرا گھر کہاں

حسن نعیم

نہ دن کے چہرے حسیں ہیں نہ شب کے مکھڑے ہیں
عجب رنگ ہے دل کا وہ جب سے بچھڑے ہیں
یہی دماغ کہ جس میں سبھی روشنی خیال
ہزار شہر بسے ہیں، ہزار اجڑے ہیں
بس ایک عشق کی وادی میں کچھ سکوں سا ملا
وگرنہ اور علاقوں میں لاکھ جھگڑے ہیں
یہی تو رشتۂ رفاقت کا اس طن میں ہے
مرا بھی درد وہی ہے جو ان کے دکھڑے ہیں
اٹھایا وقت نے جس کو وہ پھر کہاں بیٹھا
وہ پیڑ خاک ہوئے جو زمیں سے اکھڑے ہیں
وہ سر بلند ہوئے جن میں تھی حسن نرمی
گری کلاہ انہی کی جو سب سے اکڑے ہیں

صغیر صوفی

بہت بڑھنے لگی ہیں ذہن کی بے تابیاں لوگو
کوئی قصہ، کوئی افسانہ اب جادو بیاں لوگو
ہمارے خون ناحق پر کوئی پرسش نہیں ہوتی
اگر تسلیم کر لیتے ہو قاتل کا بیاں لوگو
ہماری سنگساری کا تماشا دیکھتے جاؤ
مگر محفوظ کر لو اپنے شیشوں کے مکاں لوگو
خود اپنی ذات کو میں لمحہ لمحہ قتل کرتا ہوں
کہاں تم ڈھونڈتے پھرتے ہو قاتل کا نشاں لوگو
تمہارے ناز و انداز ستم کے ہم بھی قائل ہیں
نہ جانے کس لیے رہتے ہو پھر بھی بدگماں لوگو
عجب ناداں ہوئے رونق کا اب بھی شکوہ ہے
سجی ہے شہر میں ہر سمت زخموں کی دکاں لوگو
عجب باد مخالف تھی کہ صوفی شہر میں اپنے
ہوا خاموش جیسے ایک شہرِ بے نشاں لوگو

مدحت الاختر

ب اپنے لیے کا ہے اقرار ہمیں ہے
وہ سنگ اٹھائے جو گنہ گار نہیں ہے
رو کیں گے کہاں تک یہ ری یادوں کے سہارے
دل ہے کوئی گرتی ہوئی دیوار نہیں ہے
اک چیخ ہوں جس میں ہیں لفظوں کا گزر تک
اک خواب ہوں جس کا کوئی کردار نہیں ہے
روتے ہیں مگر آنکھ سے آنسو نہیں بہتے
ہم سا کوئی دنیا میں ریاکار نہیں ہے
کیا حق ہے اسے دل کے اجالوں پہ جو مدحت
سورج کی طرح صبح سے بیدار نہیں ہے

عزیز تمنائی

میں ہوں اور ذہنِ پریشاں کی بھیانک دلدل
ڈوب جانے کا ہے موقع نہ ابھرنے کا محل
آج ہر چہرہ ہے چہرہ تو ہر اک سے کس کس
پھر بھی دعویٰ ہے کہ کوئی نہیں ان میں پاگل
کچھ سروکار نہ پیکار سے تکرار سے ہے
اب تو لوگوں میں وہ دم خم ہے نہ ہم میں کس بل
زندگی ایسے گذرتی ہی جیسے کہ گزرتی تھی
نہ کوئی حادثہ راہوں میں نہ کوئی ہلچل
بوجھ اپنا بھی اٹھایا نہیں جاتا ہم سے
لاشہ بر لاش اٹھاتے ہوئے کاندھے بوجھل
جب بھی دیکھا کوئی نظارہ تو محسوس ہوا
کتنے جلوے مری آنکھوں سے ہیں اب تک اوجھل
شمع محفل ہے تمنائی وہاں جانا ہے
دور سے دیتے ہیں آواز سنہرے بادل

سعد امروہوی

تم مجھے تنہائیوں میں یاد آنا چھوڑ دو
ابر سے دیکھتے ہوئے دل کو دکھانا چھوڑ دو
چھین لیں تم نے مری آنکھوں سے نیندیں چھین لیں
ہو سکے تو اے ستارو جگمگانا چھوڑ دو
ہیں یہاں دیوار و در بھی دشمنِ جانی میرے
تم اکیلے میں بھی میرے گیت گانا چھوڑ دو
ماہِ کامل اور کالے بادلوں کا میل کیا
چاند سے چہرے کو زلفوں میں چھپانا چھوڑ دو
تلخ ہو جائے گی تم پر بھی یقیناً زندگی
ڈائری میں میری تصویریں سجانا چھوڑ دو
تم کہو تو خود ہی میں گھر سے نکلنا چھوڑ دوں
ورنہ تم میرے غموں پر مسکرانا چھوڑ دو
زخم بن کر سعد جو دل میں سدا قائم رہیں
وہ تمنائیں کلیجے سے لگانا چھوڑ دو

آواز

آل اِنڈیا ریڈیو کے پروگرام

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER
چیف ایڈیٹر جے پی گوئیل
ایڈیٹر سراج احمد

نئی دھلی — ۱۶ مارچ ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۵ پھاگن ۱۹۰۳ شاکا — جلد ۴۷، شمارہ ۶

اس شمارے میں

سرورق کا عمل
سبیر بوس — نئی دھلی

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۸ روپے
تین سال	۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

اردو اور کشمیری شاعری میں
رومانی رجحانات

ڈاکٹر محبوبہ وانی

اپنے مشہور مقالے On The Discrimination of Romanticism میں آرتھر او، لاوجائے لکھتے ہیں:

"لفظ رومانیت کے کثیر معانی پیش کیے گئے ہیں۔ اور معانی کے ہجوم میں اس کے اصلی معنی گم ہو گئے ہیں۔" آرتھر لکھتے ہیں "ایک ملک کی رومانیت دوسرے ملک کی رومانیت سے کم ہی مطابقت رکھتی ہے۔"

مختلف ممالک کی شاعری میں رومانیت کا تصور لاوجائے کے خیال میں بلاشبہ رہنمایانہ حیثیت رکھتا ہے رومانیت ایک نہیں بلکہ متعدد اقسام کی ہے۔ پروفیسر آل احمد سرور کی نگاہ میں:

" رومانیت ایک بت ہزار شیوہ ہے اور اسی لیے ناقدوں نے اس کی متعدد تعریفیں کی ہیں۔ کوئی اسے حسن و عشق کی داستان کہتا ہے کوئی جذبے کی پرستش۔ کسی کو یہ اصرار ہے کہ یہ بغاوت کا دوسرا نام ہے چاہے وہ سماج سے ہو یا مروجہ نظام اخلاق سے کوئی اسے تخیل کی علمبرداری کا نام دیتا ہے اور کوئی انسان کی آزاد فطرت کا پرتو۔"

لیکن یہ سوچنا صحیح نہیں کہ اس میں کسی مشترک نسب نما کی تلاش ممکن نہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے دو زبانوں کی رومانیت ہے اردو اور کشمیری شاعری کی: غور سے دیکھا جائے تو دونوں زبانوں میں رومانیت کے الگ الگ مظاہر ہیں۔ اور یہ اپنے علاقائی اور جغرافیائی حالات، سیاسی اور تہذیبی آثار و کوائف کے تحت پھل پھول رہے ہیں۔ انگریزی میں سترھویں اور اٹھارویں صدی کے سکۂ بند روایتی اور کٹر سماجی اور سیاسی حالات کے زیر اثر جو کلاسیکی ذہن تعمیر ہوا تھا۔ اس کے ردعمل کے طور پر انیسویں صدی میں ورڈس ورتھ، کولرج کیٹس اور شیلے کے یہاں آزادی، جذبات، فطرت نگاری اور جمالیاتی لذت آفرینی کے رویے نے رومانیت کی تشکیل کی۔ اور پھر یہ رجحان انقلاب پسندی، آرزومندی، خواب آفرینی، مہم جوئی، جولانیٔ طبع انفرادیت دلولہ انگیزی اور آوارہ نگاہی کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔ اردو میں اس کی واضح شکل بیسویں صدی میں اقبال کی انقلاب پسندی۔ جوش کے باغیانہ جذبات اور اختر شیرانی کے عشقیہ جذبات کی فراوانی نظر آتی ہے۔ کشمیری شاعری میں موجودہ صدی میں آزاد، مہجور کے نغموں میں جذباتیت انقلاب پسندی، جذبۂ بغاوت آزادی اور فطرت پسندی ان کے رومانی رویہ کو ظاہر کرتی ہے۔

انگریزی شاعری کی طرح اردو اور کشمیری شاعری میں بھی حسن فطرت سے گہرے لگاؤ کے رجحانات کا اظہار ملتا ہے۔ لکھنوی شاعری کی کلاسیکی روایات کے خلاف ردعمل کے طور پر انیسویں صدی کے وسط کے بعد آزاد اور حالی نے جس نیچرل شاعری کی بنیاد رکھی وہ نہ صرف فطرت سے وابستگی کے رویہ کی مظہر ہے بلکہ انسان کے فطری

موجودہ نسل میں

انتشار و مایوسی کے اسباب و حل

قاضی غوث عالم

موجودہ سماج میں خود غرضی، ذاتی مفاد کے ٹکراؤ، لسانی نفاق، برادری و اقربا پرستی، مسئلہ رہائش سے پیدا مسائل، تہذیبی ثقافتی سماجی و اخلاقی قدروں سے ٹکراؤ، اقتصادی مساوات کی جدوجہد، سیاسی مفاد پرستی اور نفسیاتی وقار و طاقت کے حصول کی کاوشیں عام طور پر دیکھی جاتی ہیں۔ کارخانے میں ہڑتالیں و تالہ بندی، کالجوں میں طلبا کی ہڑتالیں، دھرنا، گھیراؤ، بند، اقتصادی و سماجی جرائم وغیرہ سماج میں انتشار کے مظہر ہیں یوں تو اس کے اسباب متعدد ہیں جن کی اہمیت کے بارے میں نظریاتی اختلافات بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر یہاں انتشار کے اسباب کا جائزہ نفسیاتی نقطۂ نظر سے لیا جائے گا۔ ان میں اہم ہیں۔

۱۔ اقتصادی اسباب و بیروزگاری
۲۔ سیاسی وجوہات
۳۔ نفسیاتی اسباب
۴۔ سماجی تبدیلیاں

۱۔ اقتصادی اسباب و بیروزگاری: بلاشبہ بھارت نے آزادی کے بعد غیر معمولی ترقی کی ہے مگر اب بھی بیشمار لوگ غربت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کی ایک وجہ آبادی میں غیر معمولی اضافہ اور دوسری وجہ اقتصادی و زرعی اسکیموں کے نفاذ کی خامیاں ہیں۔ ماہرین عمرانیات کے مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ غربت اور جرائم میں سیدھا تعلق ہے۔ اقتصادی طور پر سماج، دھنی، متوسط اور غریب طبقوں میں بٹا ہوا ہے۔ خاتمۂ زمینداری، بندھوا مزدوری، بیگار، زرعی، زمین کی حد بندی (سیلنگ) اور ایسے ہی دیگر اصلاحی اقدام سے طبقاتی رنجشوں میں اضافہ اور جذباتی ہم آہنگی میں کمی آئی ہے۔ جس نے موجودہ نسل میں انتشار و مایوسی کو جنم دیا ہے۔ اس مادی دور میں دھن دولت کی اہمیت پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ لازمی طور پر مختلف اقتصادی طبقوں میں سماجی دوری اور بھی بڑھ گئی ہے۔ جو باہمی کشیدگی اور تناؤ کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور انتشار و مایوسی کو جنم دیتی ہے۔ اڈیلمس (Adelman) ۱۹۷۰ نے دنیا کے ۱۳۰ ملکوں کا ۴۴ ۱۹۶۵ کے دوران مطالعہ کیا۔ اور یہ ثابت کیا کہ فی کس آمدنی اور سماجی انتشار میں سیدھا تعلق ہے۔ گر (Gurr) نے اپنی تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کی بہ نسبت ترقی پذیر ممالک میں زیادہ انتشار پایا جاتا ہے اس طرح فی کس آمدنی کا کم ہونا، ترقی کی غیر معمولی رفتار لوگوں کی خواہشات میں اضافہ بیروزگاری و بیکاری، ناخوشگوار مستقبل کا خوف اور وسائل کی کمی وغیرہ موجودہ نسل میں انتشار و مایوسی کے خاص اسباب معلوم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اے۔ کے۔ پی سنہا نے تیز رو اقتصادی ترقی کو انتشار کی خاص وجہ بتایا ہے۔

۲۔ سیاسی وجوہات: پروفیسر اے۔ کے۔ پی سنہا نے اپنے ایک مقالے میں تشدد و انتشار کو موجودہ جمہوری نظام کی اپج بتایا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جمہوریت سے بہتر کوئی دوسرا نظام حکومت نہیں مگر اس میں کچھ خامیاں بھی ہیں۔ آزادی کی جنگ سے لے کر جے پی کی سمپورن کرانتی تک سب ہی آندولنوں میں طلبا سے اپیل کی گئی اور انھوں نے بڑھ چڑھ کر حصے بھی لیے۔ آج بھی مختلف سیاسی جماعتیں اپنے مقاصد کے حصول میں عام طور پر عوام، اور خاص طور پر طلبا کے جذبات کو بھڑکانے سے پرہیز نہیں کرتیں۔ یہ جماعتیں ملک و قوم کے مفاد کے بجائے اپنی جماعت کو طاقت میں لانے کی غرض سے کبھی حساس عوامی مسائل، تو کبھی لسانی مسائل، تو کبھی کبھی صوبائی اور کبھی فرقہ وارانہ مسائل کی طرف عوام کی توجہ مبذول کراتی ہیں اور لوگوں کو تشدد پر اکسانے سے بھی گریز نہیں کرتی۔ اس طرح موجود انتشار میں سیاسی جماعتوں کا رول بڑا اہم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جمہوری نظام کے لیے عوام کا تعلیمیافتہ ہونا بھی ضروری ہے ترقی یافتہ ملکوں کی بہ نسبت بھارت میں تعلیم یافتہ لوگوں کا تناسب بہت ہی کم ہے۔ غیر تعلیم یافتہ لوگوں سے جمہوری اقتدار کی صحیح اسپرٹ سمجھنے کی توقع کرنا عبث ہوگی، ملک میں صورت حال یہ ہے کہ لوگ آئین میں ملے ہوئے حقوق کو جلد از جلد حاصل کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں مگر کبھی دھیان نہیں دیتے کہ جمہوری آئین نے شہریوں پر بہت سے فرائض بھی عائد کیے ہیں جن کی تعمیل اور تکمیل ہر شخص کا فرض ہے۔ اس طرح جمہوریت کی صحیح کارگذاری کے لیے ضروری ہے کہ حقوق اور فرائض کا توازن قائم رہے۔ اس کے لیے عوامی شعور کو بیدار کرنے میں نیوز میڈیا کا رول اہم ہو سکتا ہے۔

۳۔ نفسیاتی اسباب: مایوسی و تشدد کو ماہرین نفسیات نے ہمیشہ ہر دور میں اہمیت دی۔ فرائڈ، لارنز، آرڈی وغیرہ نے انسانوں میں پیدائشی جنگجوئی کی جبلت کا تصور (Fighting Instinct) پیش کیا تھا جسے وہ لوگ تشدد و انتشار کی جڑ سمجھتے تھے۔ مگر دور حاضر کے ماہرین نفسیات نے اس نظریے کی تردید کی ہے ملر اور ڈالرڈ (Miller and Dollard) نے اپنی تھیوری میں تشدد و انتشار کو مایوسی (Frustration) کا رد عمل تسلیم کیا ہے۔ سوشل لرننگ تھیوری کے مطابق تشدد ماحول کی اپج ہے۔ اپنے ماحول میں دوسروں کی تقلید کی بنا پر لوگ تشدد اختیار کرتے ہیں۔ سماج میں ادبی قدروں کی اہمیت سے بچوں کو والدین کی پوری توجہ نہیں مل پاتی۔ جو شخصیت کی نشوونما کو متاثر کرتی ہے۔ کچھ ماہرین نفسیات نے شخصیت کے وکاس کی خامیوں پر توجہ دی ہے اور اسے موجودہ انتشار و مایوسی کو فروغ دینے والا تصور کیا ہے۔

۴۔ سماجی تبدیلیاں: موجودہ بھارتیہ سماج ایک ترقی پذیر سماج ہے۔ ترقی پذیر سماجوں میں نت نئی تبدیلیاں آتی ہیں۔ موجودہ سماج، سماجی برابری اور اقتصادی ترقی کے برابر مواقع فراہم کرتا ہے اور ذات پات، اونچ نیچ کے بھید بھاؤ کے خلاف ہے۔ مگر لوگوں کے پرانے ذہن ابھی ان باتوں کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ ہر جنوں اور دوسری برادریوں میں تصادم، ملکوں اور مزدوروں میں تصادم مذہب اور ذات برادری کے نام پر تصادم وغیرہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عوام نے نئی سماجی قدروں کے لیے اپنے ذہن اب بھی بند کر رکھے ہیں۔ اس طرح کسی حد تک دور جدید کی سماجی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی موجودہ نسل انتشار و مایوسی میں مبتلا ہے۔

حل: موجودہ انتشار و مایوسی کا کوئی ایسا حل تجویز کرنا جو فوری طور پر ان رجحانات پر بریک لگانے کا کام کرے جادوئی چھڑی فراہم کرنے کے مترادف ہوگا چند ایسے حل ضرور تجویز کیے جا سکتے ہیں جن سے ان رجحانات میں کمی کی توقع کی جا سکتی ہے۔

۱۔ آئین اور سماجی قوانین میں تبدیلیوں کے قبل نوجوانوں کے ذہن کو تبدیل کرنا لازمی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ مناسب رائے عامہ تیار کی جائے۔ ریڈیو، ٹی۔ وی

اور پریس کی اور زیادہ مدد لی جانی چاہیے تاکہ لوگ پرانی قدروں، فرسودہ روایات اور ذاتی مفادات سے اوپر اٹھ کر سوچ سکیں۔ عوام کو منظم کیا جانا چاہیے۔

۲۔ تعلیم کو با مقصد ہونا چاہیے۔ تعلیم حاصل کرنے والوں میں بیشتر کے سامنے کوئی مقصد نہیں ہے۔ اس طرح کی تعلیم سے کوئی فائدہ نہیں بلکہ اس سے تو مقصد تعلیم ہی فوت ہو جاتا ہے۔

۳۔ نوجوانوں کو اقتصادی، جسمانی، نفسیاتی صحت کی ضمانت اور بچوں کی نگہداشت کے بہتر اور نئے طریقوں سے روشناس کرانا لازمی ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے ایسے اداروں کی تشکیل ہونی چاہیے جو اپنی تحقیقات اور ماہرین نفسیات کی خدمات حاصل کریں۔ ماہرین کی خدمات تو کبھی کبھی ختم بھی کر دی جاتی ہیں۔ اقتصادی ترقی، سیاسی تبدیلیوں اور معاشرتی مسائل سے پیدا شدہ ناامیدی اور مایوسی کے رجحانات پر بھی قابو پایا جانا چاہیے۔ یہ مسائل ایک حد تک بیماری کی علامت ہیں جس پر تحقیق و مطالعے کی ضرورت ہے۔ ہمارا یہ عظیم ملک آج بھی زبردست افرادی قوت اور بے پناہ قدرتی وسائل کا مالک ہے۔ اس کے پاس ہر طرح کے وسائل اور ذرائع ہیں اور ہم بہت ترقی کر سکتے ہیں اگر ان وسائل کا صحیح استعمال کیا جائے۔

(کوئی جمہور سے اقتباس)

تاثرات: ...
شعبہ تعلیم ...
شبلی نیشنل کالج، اعظم گڑھ (یوپی)

غزل

ڈاکٹر آر ایم ساجد

غم حیات کبھو یا کبھو خوشی کوئی
فرار ناممکن سے آدمی کوئی
چلو نسل سب غم سے دور نکلیں ہم
نظر تو آئے کہیں ہلکی سی روشنی کوئی
تری تلاش میں نکلا ہوں سوچتا ہوں لیکن
مجھے ہے خوف کہ مل جائے زندگی کوئی
میں وہ غبار ہوں راہ کا جو دکھتا ہے
تمہاری کھوج میں آئے نہ آئے کوئی
تمام عمر اگر ہو ظلموں میں کٹتی
برا تو ہو نہیں سکتا ہے کوئی
ہمارا چہرہ تو سناہے آئینے کے لیے
ہمارا درد کبھی نہ جانا سمجھے کوئی
سبھی کے دل میں عداوت ہے اگر ساتھ
کسی کو راس نہ آئے گی زندگی کوئی

(حلقہ گاؤں سے لشر)

مان نہ مان ۔ میں تیرا مہمان

ایک زمانہ تھا جب انسانی برادری میں مہمان کا مقام بہت بلند تھا۔ میزبان کی نگاہ میں اس کی بڑی عزت اور توقیر تھی۔ اس کے احترام اور آرام و آسائش کا ہر طرح خیال رکھا جاتا۔ میزبان کے گھر کے افراد خود بھلے ہی بھوکے بیٹھ رہیں لیکن کیا مجال جو مہمان کی خاطرداری اور تواضع میں کوئی کسر رہ جائے۔ سرشرف سے اقتصادی مشکلات اور دیگر مصائب سے گھرا ہوا میزبان بھی مہمان کے سامنے ہنستا شگفتہ چہرہ لیکر جاتا تاکہ اسے کسی طرح میزبان کی شدت غم کا احساس نہ ہونے پائے۔ ہندوستانی سماج میں تو مہمان کی قدر و منزلت اس حد تک تھی کہ اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا کہ مہمان تو بھگوان کا روپ ہوتا ہے۔

جب کوئی اچھا کام بھی اپنے حدود سے تجاوز کر جاتا ہے تو اس کی صورت مسخ ہو جاتی ہے اور یہی حال مہمان نوازی کا ہوا حد سے بڑھی ہوئی مہمان نوازی کی اس بگڑی ہوئی صورت میں مہمان کی عزت و توقیر یا آرام و آسائش سے زیادہ خود میزبان کی جھوٹی شان کی نمائش مقصود ہونے لگی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ تنگ دستی اور دیگر مشکلات کا شکار ہوئے ان کا مال و متاع قرض میں بدھ گیا اور اس طرح کئی معزز اور ممتول گھرانے مفلسی کی حدوں کو چھوتے ہوئے مفلوک الحال ہو گئے۔ ادھر جن حضرات کو میزبان کے وسیع دسترخوان کا چسکا پڑ چکا تھا ان کی تعداد میں اضافہ اور اثنائے مہمانی میں توسیع ہونے لگی۔

دانشمندوں نے حد سے بڑھی ہوئی مہمان نوازی کی اس بگڑی ہوئی صورت کے خلاف آواز اٹھائی اور اس قسم کے جملے زبان زد عام ہو گئے کہ... ایک دن مہمان دو دن مہمان تیسرے دن وبال جان۔

کہتے ہیں شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کسی کے ہاں مہمان ہوئے۔ میزبان نے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے دسترخوان پر چن دیے۔ شیخ موصوف نے ان میں سے کچھ تھوڑا بہت تناول فرمایا اور ایک سرد آہ بھر کر کہا ہائے دعوتِ شیراز! میزبان نے یہ سوچ کر کہ شاید مہمان کی تواضع میں کوئی کمی رہ گئی ہو اگلے روز دسترخوان پر مزید پکوانوں کا اضافہ کر دیا لیکن شیخ موصوف نے پھر ٹھنڈی سانس بھر کر دعوتِ شیراز کو یاد کیا۔ اتفاق سے کچھ عرصے کے بعد ہی میزبان شیخ صاحب کے مہمان ہوئے۔ شیخ موصوف نے روز مرہ کی طرح گھر میں جو دال روٹی پکی تھی لاکر مہمان کے سامنے رکھ دی۔ مہمان سے نہ رہا گیا۔ پوچھا۔ "یہی ہے کیا آپ کی دعوتِ شیراز؟"۔

شیخ صاحب نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ بالکل یہی۔ اسے آپ عمر بھر میرے ہاں بیٹھ کر کھائیے مجھے کوئی پریشانی نہ ہوگی۔ لیکن آپ کی پُرتکلف دعوت چند دن سے زیادہ آپ کا ساتھ نہ دے سکتی۔

زمانہ بدل گیا اور اس کے ساتھ ہی انسانی قدریں بھی بدل گئیں کہاں وہ زمانہ کہ لوگ آس پاس تلاش کر کے دیکھتے کہ کہیں کوئی شخص بھوکے پیٹ تو نہیں تاکہ پہلے اسے کھانا کھلا کر پھر خود کھائیں۔ اور کہاں اب جب کہ میزبان مہمان کو نہیں بلکہ مہمان میزبان کو تلاش کرنے لگے۔ آئے دن نت نئی ترکیبیں سوچنے لگے کہ کس طرح اور کس وقت کس شخص کا مہمان بنا جا سکتا ہے۔ لوگ ان مان نہ مان میں تیرا مہمان قسم کے افراد سے پہلو بچانے لگے اور ان کے حملوں سے بچنے کے لیے ہر ممکن تدبیریں کرنے لگے۔ لیکن...

چلے کتنا ہی کوئی بچکے ٹھوکر کھا ہی جاتا ہے

مہمان حضرات نے تلاشِ میزبان کے عمل کو ایک فن کے درجے تک پہنچا دیا اور اب یہ فن کار ملک کے بڑے بڑے شہروں چھوٹے بڑے قصبوں اور دیہات میں بھی جگہ جگہ ملتے ہیں اور ہر کوئی اپنے فن میں کمال کا درجہ رکھتا ہے گو طریقہ کار ہر ایک کا جداگانہ ہے۔

گاؤں کے ایک چودھری صاحب اپنی بیل گاڑی میں بیٹھ کر دور کسی اور گاؤں کے لیے روانہ ہوئے راستے میں غروب آفتاب کا وقت ہو گیا اور منزل تھی ابھی خاصی دور۔ سامنے ایک گاؤں نظر آیا سوچا اگر یہیں رات بسر کرنے کی کوئی سبیل ہو جائے

کلدیپ اختر

تو کیا اچھا ہو۔ اتنے میں ایک اور بیل گاڑی قریب آئی جس میں ایک خان صاحب سوار تھے۔ علیک سلیک کے بعد باتوں باتوں میں چودھری صاحب کو پتہ چلا کہ خان صاحب اسی سامنے والے گاؤں میں رہتے ہیں۔

بس کیا تھا۔ چودھری صاحب کے اندر چھپا ہوا فنکار بڑی تیزی سے بیدار ہوا اور خان صاحب سے دریافت فرمایا۔

"خان صاحب! آپ کی یہ گاڑی کس لکڑی سے بنی ہے؟"

"شیشم کی"، خان صاحب نے نہایت سادگی سے جواب دیا۔

"ارے سبحان اللہ!" چودھری صاحب نے خوشی سے نعرہ لگایا اور کہا: "پھر تو ہاتھ ملائیے حضرت، ہم دونوں آپس میں ہم زلف ہوئے۔"

خان صاحب نے حیران و ششدر ہو کر پوچھا وہ کیسے؟

چودھری صاحب نے بہ دستور خوشی سے جھومتے ہوئے وضاحت کی "دیکھیے آپ کی گاڑی شیشم کی لکڑی سے بنی ہے۔ اور اس خاکسار کی گاڑی بھی شیشم ہی کی لکڑی سے بنی ہے۔ ہے نا عجیب اور حسین اتفاق؟

چودھری صاحب کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا تھا خان صاحب کیسے اس رشتے داری سے انکار کر سکتے تھے۔ چنانچہ رات بسر کرنے کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو گیا اور خان صاحب کی میزبانی کا پورا فائدہ اٹھا کر اگلے روز نہایت اطمینان سے چودھری صاحب اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

میرے ایک ادیب دوست تھے اور چند کتابوں کے مصنف ہر کتاب کے سرورق پر ان کی تصویر شائع ہوتی جس کی بدولت ان کی کتابیں پڑھنے والے ان کی صورت سے آشنا تھے۔ اپنے کاروبار کے سلسلے میں اکثر و بیشتر وہ ملک کے مختلف حصوں میں گھومتے رہتے اور ہر مقام پر کسی نہ کسی کے مہمان بن جاتے۔ ایک مرتبہ انھیں بمبئی جانے کا اتفاق ہوا۔ بیوی بچوں نے ضد کی کہ اب کے انھیں بھی بمبئی کی سیر کروا دی جائے۔

لاکھ سمجھایا لیکن وہ نہ مانے۔ مجبوراً انھیں ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ بمبئی کے اسٹیشن وکٹوریا ٹرمینس پر پہنچ کر جونہی یہ گاڑی سے اترے پلیٹ فارم پر کھڑا ایک نوجوان دیکھتے ہی ان کی طرف لپکا۔ یہ نوجوان ان کی کتابیں پڑھ چکا تھا اور تصویر کی وجہ سے انھیں پہچانتا تھا۔ قریب آ کر اس نے نہایت ادب و عقیدت سے جھک کر سلام کیا اور انھوں نے بھی آگے بڑھ کر بڑی شفقت سے اسے گلے لگایا اور دریافت فرمایا "ہاں کہو میاں تم یہاں کیسے آئے بمبئی میں کیا کر رہے ہو کہاں رہتے ہو" وغیرہ وغیرہ۔

جی میں ایک دوست کے ساتھ یہاں اسٹیشن تک آیا تھا اتفاق سے آپ نظر آ گئے۔ جی نیاز حاصل کرنے کے لیے حاضر ہو گیا۔ میں آپ کی تمام کتابیں پڑھ چکا ہوں اور آپ کا دیرینہ عقیدت مند ہوں۔ یہ میری عین خوش نصیبی ہے کہ آج آپ کے نیاز حاصل ہو گئے میں یہاں ایک کمپنی میں ملازم ہوں اور کولابا میں فلیٹ ہے ......"

بھئی ایسے نہیں ہیں بھول جاؤں گا۔ میرے ادیب دوست نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس کاغذ پر اپنے دفتر اور گھر کا پورا پتہ اور ٹیلیفون وغیرہ سب کچھ لکھ دو۔"

کاغذ کو جیب میں رکھ بیوی بچوں اور اس نئے عقیدتمند کو ساتھ لے کر ٹیکسی میں بیٹھے اور حکم صادر فرمایا۔

"چلو سردار جی فلورا فاؤنٹین" ٹیکسی آن کی آن فلورا فاؤنٹین پہنچ کر رکی۔ میرے دوست اس نوجوان سے یوں گویا ہوئے۔

دیکھو بیٹا مجھے ایک ضروری کام سے تھوڑی دیر یہاں رکنا پڑے گا تم جب تک ان لوگوں کو لے کر گھر چلو تمہارا ایڈریس تو میرے پاس ہے ہی میں سیدھا وہیں پہنچ جاؤں گا۔

دیکھا آپ نے ان کے فن کا کمال اس نوجوان کو جو اظہار عقیدت کے جرم کا ارتکاب کر بیٹھا تھا ایک ہی وار میں عقیدت مند سے بیٹا بنا کر میزبانی کے تمام فرائض کے علاوہ ٹیکسی کا کرایہ بھی اوپر لاد دیا اور کس خوب صورتی سے بمبئی میں اپنے قیام و طعام کا مسئلہ حل کر لیا۔

ایک زمانے میں میرے بڑے بھائی کلو میں وکالت کرتے تھے اور کچہری کے قریب ڈاک بنگلے کی عمارت کی بغل میں کرایہ کے ایک مکان میں رہتے تھے۔ میں ان دنوں لا کالج میں پڑھتا تھا۔ اور موسم گرما کی چھٹیاں گذارنے کے لیے کلو آیا ہوا تھا۔ بھابی چونکہ میکے گئی ہوئی تھیں اس لیے میں بھی اکثر دن بھر بھائی جان کے ساتھ کچہری ہی میں گذارتا گھر پہ صرف ملازم رہتا۔

پاکستان ابھی معرض وجود میں نہیں آیا تھا اور لاہور ان دنوں اس برصغیر کا حصہ تھا۔ لاہور کے چار پانچ وکیلوں نے اس سال کلو کی سیر کا پروگرام بنایا لیکن جب وہاں پہنچے پر انھیں معلوم ہوا کہ کسی ہوٹل یا ڈاک بنگلے میں کوئی کمرہ خالی نہیں ہے تو بہت پریشان ہوئے۔ اسی پریشانی کے عالم میں وکلا کے اس گروپ کے لیڈر کو دور کی سوجھی اور ڈاک بنگلے کے خانساماں سے دریافت فرمایا۔ "کیوں میاں یہاں آس پاس کوئی وکیل صاحب نہیں رہتے کیا؟" "جی! یہ بغل والا مکان ایک وکیل صاحب ہی کا تو ہے۔" میرے بھائی کا نام وغیرہ دریافت کر کے تمام حضرات مع ساز و سامان ہمارے گھر پہنچ گئے اور ملازم سے کہا۔

دیکھو ہم وکیل صاحب کے مہمان ہیں دو ایک روز یہیں رہیں گے، وکیل صاحب تو کچہری گئے ہوں گے ان کی بیگم صاحبہ گھر پہ ہیں کیا؟

"جی نہیں وہ تو اپنے میکے گئی ہوئی ہیں۔"

یہ تو اور بھی اچھا ہوا۔ گھر پہ یہاں اور کون ہے؟

"خود وکیل صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی ...."

"بہت مناسب" "تم چائے اور ٹوسٹ تیار کرو اور سنو! کچھ انڈے ونڈے بھی ہیں گھر میں؟

"جی ہاں خدا کے فضل سے ہر چیز موجود ہے۔"

ٹھیک ہے چند انڈوں کا آملیٹ بنا دو۔

ملازم کو یہ تمام ہدایات دے کر گھر کے آنگن میں اپنے بستر وغیرہ کھول کر بچھا لیے اور تاش نکال کر خود رمی کھیلنے میں مشغول ہو گئے۔

حسب معمول شام کو ہم دونوں بھائی کچہری سے لوٹے تو دور سے گھر میں چہل پہل دیکھ کر تعجب ہوا لیکن گھر پہنچ کر پتہ چلا کہ چند وکلا حضرات کچھ مجبوریوں کے تحت نہایت بے تکلفی سے ہمارے مہمان بن چکے ہیں۔ اور ہمیں اب ان کی میزبانی سے کوئی فرار نہیں۔

چلتے چلتے ایک ننھے مہمان کا بھی قصہ سن لیجیے۔ لکھنؤ کے قریب ایک شہر میں ماہرین نے پیش گوئی کی کہ ایک مہینہ کے بعد وہاں شدید زلزلہ آنے کا امکان ہے۔ اس شہر میں ایک صاحب رہتے تھے جن کا سات آٹھ سال کا اکلوتا بیٹا تھا۔ بیٹے کو آنے والے خطرے سے محفوظ رکھنے کے لیے انھوں نے لکھنؤ میں اپنے ایک دوست کو خط لکھا کہ یہاں ایک زلزلہ آنے کی افواہ ہے، ہم تو کام کاج اور حالات سے مجبور کہیں جا نہیں سکتے" لیکن اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو ہم اپنے بیٹے کو آپ کے پاس بھجوا دیں۔ زلزلے کی مصیبت ٹل جانے پر اسے واپس بلا لیں گے۔ دوست نے فوراً جواب دیا آپ بڑے شوق سے اسے میرے ہاں بھجوا دیجئے۔ اس میں اعتراض کا کیا سوال ہے ہمیں تو بلکہ الٹا خوشی ہوگی۔ بچے تو گھر کی رونق ہوتے ہیں۔

چنانچہ بچے کو دوست کے ہاں پہنچا دیا گیا۔ مشکل سے دو ہفتے گذرے ہوں گے کہ دوست نے اپنے بھائی کے ہمراہ بچے کو واپس کر دیا اور ساتھ ہی خط لکھا۔

معاف کیجیے گا۔ برخوردار کو قبل از وقت واپس بھیج رہا ہوں اسے تو آپ اپنے ہی پاس رکھیے اور براہ کرم اس آنے والے زلزلے کو میرے ہاں بھجوا دیجیے۔

(لکھنؤ سے نشر)

کلدیپ اختر
۱۶۲ سی ۲ اے، جنک پوری، نئی دہلی ۵۸ ۱۱۰۰

مینا کماری ناز کی ادبی حیثیت

سلطان آزاد

مہ جبیں عرف مینا کماری ناز کو عام طور سے لوگ بطور فلم آرٹسٹ جانتے ہیں۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ وہ انڈین اسکرین کی عظیم اداکارہ تھیں۔ لیکن اس کے علاوہ انھیں شعر و ادب سے بھی لگاؤ رہا ہے۔ چونکہ وہ ایک فطری شاعرہ تھیں۔ اس لیے ان کا مزاج ہر اعتبار سے شاعرانہ تھا۔ اور ان میں شعر گوئی کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انتہائی مصروف اور ہنگامی زندگی گزارنے کے باوجود جو انھوں نے شعری تخلیقات چھوڑی ہیں وہ اپنے بھرپور تاثر کی بدولت دامنِ دل کو کھینچتی ہے۔ ان کے کچھ اشعار اور مصرعے بلاشبہ ذہن میں پیوست ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اعلیٰ شاعری کے لیے صلاحیت کے علاوہ جو ایک خاص مزاج درکار ہوتا ہے وہ انتہائی بکھری ہوئی شکل میں ناز کی ذات میں موجود تھا۔ یوں تو انھوں نے سینکڑوں کی تعداد میں غزلیں اور نظمیں کہی ہیں۔ لیکن ہر کلام میں انھوں نے اپنا ہی درد شعروں کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ ان میں کچھ غزلوں کے اشعار خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مثلاً:

چاند تنہا ہے، آسماں تنہا
دل ملا ہے کہاں کہاں تنہا

ٹکڑے ٹکڑے دن بیتا دھجی دھجی رات ملی
جس کا جتنا آنچل تھا اتنی ہی سوغات ملی

آبلہ پا کوئی اس دشت میں آیا ہوگا
ورنہ آندھی میں دیا کس نے جلایا ہوگا

اور نظموں کے ضمن میں "لمس کی ہتھکڑیاں" "خاموشی" اور "ناطہ" وغیرہ کے علاوہ ان کی طویل نظم "گمرہی" جس میں فلسفیانہ رنگ نمایاں ہے، خاص طور سے قابلِ ذکر ہے۔

اردو زبان میں انگریزی اور ہندی کی طرح "نثری نظمیں" بہت کم کہی گئی ہیں۔ لیکن ناز نے اپنی تخلیقات سے "نثری نظموں" کے لیے بڑی حد تک فضا ہموار کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نثر میں اس طرح کی شاعری بغیر تخلیقی کرب کی منزل سے گذرے ناممکن ہے۔ یہ بات بہت حد تک درست ہے اس کا اندازہ ان کی تخلیق سے لگایا جا سکتا ہے۔

"اس بیابان میں، اس ایک ڈاک بنگلہ کے سوا، اور کوئی زندگی کے آثار نہیں ہیں۔ اگر ایک ٹک آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم بھی آسماں کے کسی کونے میں ہیں۔"

"آج چودھویں کی رات ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے میں ڈوبنے والی ہوں، صرف آنکھیں ہیں، جو پانی کی سطح پر باقی ہے، جو صرف دیکھ رہی ہیں۔ اور جو کچھ دیکھ رہی ہیں۔ اس سے جسم اور بوجھل ہو رہا ہے اور سانس اکھڑ اکھڑ جاتی ہے!!"

انسان اپنی زندگی میں بے شمار خواہشیں اور امیدیں رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کے سہارے زندہ بھی رہتا ہے۔ لیکن جب احساسِ محرومی کا شکار بار بار ہوتا رہتا ہے تو اسے اپنی ایسی مایوس زندگی سے نجات پانے کی خواہش رہتی ہے۔ اور جب اسے موت بھی سکون سے نہ ملے تو یقیناً اس کی اذیتوں کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے۔ مینا کماری ناز کی زندگی ایسے ہی دردناک حوادث کا ایک مجموعہ تھی۔ جن کے خوبصورت پیکر نے خود کو خوبصورتی سے موت کے حوالے کر دیا۔ احساسِ محرومی ان کی زندگی کا اٹوٹ حصہ بن گیا تھا اور درد ان کا ہمدم۔ آبلہ پائی انھیں راس آئی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ درد کو چنتی رہیں، بٹورتی رہیں اور دل میں سموتی رہیں جس کا احساس ان کی تخلیق سے لگایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ فنکار بھلے ہی زبان سے نہ کہے لیکن اس کا عکس اس کی تخلیق سے ضرور نمایاں ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان کے چند اشعار پیش ہیں:

ہنس ہنس کے جواں دل کے ہم کیوں نہ چنیں ٹکڑے
ہر شخص کی قسمت میں انعام نہیں ہوتا

آبلہ پا کوئی اس دشت میں آیا ہوگا
ورنہ آندھی میں دیا کس نے جلایا ہوگا
ذرّے ذرّے پہ جڑے ہونگے کنوارے سجدے
ایک اک بت کو خدا اس نے بنایا ہوگا

یوں تیری رہ گذر سے دیوانہ وار گذرے
کاندھے پہ اپنے رکھ کے اپنا مزار گذرے
بیٹھے ہیں راستے میں دل کا کھنڈر سجا کر
شاید اسی طرف سے اک دن بہار گذرے

مینا کماری ناز کی ادبی حیثیت کا جائزہ اس وقت تک نامکمل رہے گا جب تک ان کی ڈائری اور پرائیوٹ خطوط کو زیرِ بحث نہ لایا جائے۔ اگر یہ سچ ہے کہ انسان کی روح اس کی تحریروں میں عریاں ہو جاتی ہے، تو اس روشنی میں ان کے ذاتی خطوط کے یہ اقتباسات ان کی بھرپور نمائندگی کے لیے کافی ہیں:

"یہ لمحے جب بولنے لگتے ہیں تو الفاظ بن جاتے ہیں۔ ان لفظوں کو جمع کرنے والے، بڑے بڑے دماغ، بڑے بڑے ادیب شاعر ہوتے ہیں۔ میں تو ان پڑھ ہوں کبھی کبھار ہی ان دمکتے ہوئے چمکیلے لفظوں کو چھو پاتی ہوں۔"

کبھی ہمارا بھی زمانہ تھا

قمر مراد آبادی

ہم تھے گلشن تھا آشیانہ تھا
وہ زمانہ بھی کیا زمانہ تھا

میں نے جب ہوش سنبھالا تو گھر میں خوشحالی کے دور دورے اور علمی و ادبی تذکرے تھے، سب لوگ پرانی تہذیب اور علوم عربی و فارسی کے دلدادہ تھے۔ میری تعلیم کا آغاز بھی ناظرہ قرآن مجید سے ہوا۔ میں ابھی اردو مڈل ہی تک پہنچا تھا کہ ہواؤں کا رخ بدل گیا اور گھر کے حالات میں ابتری سی پیدا ہوگئی۔ بڑے بھائیو سے والد صاحب سخت ناراض ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ تم انگریزی اسکول میں داخلہ لینے کے بجائے کسی دینی مدرسہ میں داخل ہو جاؤ اور عربی و فارسی پڑھ کر اپنا جدی پیشہ طبابت اختیار کرو چنانچہ میں نے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں اپنی تعلیم کا نیا سلسلہ شروع کر دیا، ابھی یہ تعلیم بھی کچھ ادھوری تھی کہ والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ وہ رام پور کی خاک کا پیوند ہوگئے جہاں وہ سب انسپکٹر پولیس تھے۔ بھائیوں کی بیگانگی اور والد کی دائمی جدائی نے حالات کو انتہائی صبر آزما بنا دیا۔ بحالتِ مجبوری مجھے کتابت کو ذریعہ معاش بنانا پڑا۔

شاعری میری فطرت میں شامل تھی۔ دس گیارہ سال کی عمر میں شعر موزوں کرنے لگا تھا۔ میں نے سب سے پہلی طرحی غزل مراد آباد کی نمائش کے مشاعرے میں پڑھی۔ یہ غالباً ۱۹۲۶ء کی بات ہے، اس وقت میری عمر پندرہ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس غزل کے دو شعر مجھے آج بھی یاد ہے ؎

دشمنوں پر تو کرم اے ستم ایجاد رہا
میں ہی کم بخت سزا وار بیداد رہا
ہو گئے میری طرح وہ بھی پریشان قمر
اُن کے پہلو میں جو میرا دلِ ناشاد رہا

جس وقت میں پہلی بار کثیر مجمع کے سامنے اسٹیج پر پہنچا تو مجھے زمین و آسمان ایک ہی نظر آ رہے تھے پھر بھی میں نے دل پر قابو پا کر گلے ترنم سے پوری غزل سنا دی، بزرگوں نے خوب ہمت افزائی کی، اب میری جھجک نکل گئی اور میں شہر کے ہر مشاعرے میں شرکت کرنے لگا۔ اس وقت طرحی مشاعرے ہوتے تھے میں نے پہلی غزل حکیم اعجاز احمد صاحب قیصر کو دکھائی اور پھر قاضی شہاب الدین صاحب اثر سے اصلاح لیتا رہا۔ رفتہ رفتہ یہ ذوق آگے بڑھا اور میں نے سنبھل، امروہہ، رام پور کے مشاعروں میں شرکت شروع کر دی۔ ۱۹۳۲ء میں غازی آباد کے دو طرحی مشاعروں میں شرکت کی، علی گڑھ کے مشاعروں میں شریک ہوا۔ ۱۹۳۳ء میں جگر صاحب مراد آباد آئے اُن سے پہلی ہی ملاقات میں کافی قربت حاصل ہوگئی۔ انھوں نے مجھ سے کئی غزلیں سنیں اور بزرگانہ ہمت افزائی سے نوازا۔ حقیقت میں میری کامیابی کا سب سے بڑا راز یہی ہے کہ مجھے قدم قدم پر دادِ سخن ملتی رہی۔ جگر صاحب کا مراد آباد آنا ایک دبستان ادب کھل جانے کے مترادف تھا۔ کہیں نشست، کہیں دعوت، کہیں مشاعرہ، غرض کہ شب و روز شعر و شاعری کے مشاغل میں گزرتے، وہ کسی بھی صحبت میں میرے بغیر شرکت کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ مقامی مشاعروں کی نظامت اکثر میرے سپرد رہتی تھی۔ ایک مشاعرے میں کسی شاعر کے شعر میں لفظ "زمانی" آیا۔ سامعین میں سے کسی صاحب نے پوچھا کہ میاں "زمانی" کے کیا معنی ہیں؟ شاعر صاحب نے گھبرا کر کہا کہ "زمانہ کی جمع ہے" جگر صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ "نہیں زمانہ کی مادہ ہے"۔

ایک بار اتفاقیہ طور پر ہوائی جہاز کے سفر میں میرا اور جگر صاحب کا ساتھ ہو گیا، ہم سندھ مدرسہ کراچی کے مشاعرے میں جا رہے تھے، جیسے ہی ہوائی جہاز نے اڑان بھری جگر صاحب نے تاش نکالا اور بولے "آؤ رمی رہے گی"۔ میں نے کہا "آپ رمی کے ماہر ہیں اور میں بالکل ہی اناڑی اگر کچھ دام لینا ہے تو ویسے ہی لے لیجیے"۔ کہنے لگے "نہیں اسٹیک بہت کم رکھیں" حسن اتفاق دیکھیے کہ میرے پاس اس قدر زیادہ بازی آئی کہ کراچی پہنچتے پہنچتے ۲۵/۲۰ روپیہ ہار گئے، میں نے کہا کہ "لائیے پیسے ڈھیلے کیجیے" کہنے لگے "یار وہ تو مذاق کی بات تھی"۔

کراچی کے مشاعرے کی دو نشستیں تھیں ایک رات کی ایک دن کی۔ رات کا مشاعرہ بہت کامیاب رہا۔ جگر صاحب نے دو غزلیں پڑھیں اور میں نے دو سے بھی زیادہ، دن کی نشست شعراء اور شاعرات پر مشتمل تھی۔ قنات کے ایک طرف شعرائے تھے اور دوسری طرف شاعرات تھیں، دونوں کے مائک الگ الگ تھے، ایک غزل شاعر پڑھتا اور ایک غزل شاعرہ پڑھتی، میں نے جب یہ شعر پڑھا کہ ؎

ان کی مغموم نگاہی سے یہ معلوم ہوا
کچھ سہی پھر بھی محبت میں اثر ہوتا ہے

تو ایک صاحب نے قنات کے پیچھے سے فرمایا کہ "خدا کرے یہ اثر راس آئے"۔ اس کے بعد کراچی کے پندرہ بیس مشاعروں میں شرکت کا موقع ملا۔

جب میں دو ڈھائی مہینے کے بعد کراچی سے مراد آباد واپس آیا تو زندگی تمام تر مشاعرہ بازی میں ڈھل گئی۔ اس وقت جگر مراد آبادی کے علاوہ اور شاعر بھی اچھا کہتے اور اچھا پڑھتے تھے لیکن میرا شعر اور ترنم بھی کسی سے کم نہ تھا ـــــ "لیکن" یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا۔ (رام پور سے)

"آج کیسی بکھری ہوئی آواز تھی تمہاری
سنتے ہی پھوار پڑ گئی تپتے ہوئے وجود پر"
"عمر سالوں سے نہیں بڑھتی، لمحے بوڑھا کر دیتے ہیں"
"گھر آتے ہی جی چاہتا ہے کہ پڑ کر سو رہوں، مگر میری کوئی بھی خواہش پوری نہ ہو۔ یہ ہی میری قسمت ہے"

مینا کماری ناز کی سب سے بڑی خوبی تو یہ تھی کہ وہ عالم گیر شہرت رکھنے کے باوجود بد دماغ نہیں تھیں بلکہ حلیم الطبع ملنسار اور قابل رشک اخلاق کی حامل تھیں۔ سیرت کا یہی حسن تو دنیا کے ہر حسن سے افضل ہوتا ہے۔ ؎

ناز ترے زخمی ہاتھوں نے جو بھی کیا اچھا ہی کیا
تو نے سب کی مانگ سجائی ہر اک کا سنگار کیا

آخر وہ دن بھی آ گیا جس کے لیے وہ منتظر تھیں۔ اور وہ ایک درد کا دور اپنے ساتھ لے کر اس جہاں سے چلی گئیں اور جاتے ہوئے سچ مچ سارے جہاں کو تنہا کر گئیں ؎

راہ دیکھا کرے گا صدیوں تک
چھوڑ جائیں گے یہ جہاں تنہا

(پٹنہ سے نشر)

سلطان آزاد
پتولین، گلزار باغ پٹنہ ۷، ۸۰۰۰۰

اردو کے چند گمنام شعرا

سید ابراہیم

اردو کو ماضی میں شاہان وقت کی اعانت حاصل رہی تو حال میں اُسے جمہور کی تائید حاصل ہے گویا ماضی میں شاہی درباروں کی سرپرستی نے اور آج کے دور میں تعلیم کی فراوانی نے اردو ادب کو بڑے بیش قیمت نگینے دیئے اور یوں کئی اساتذۂ فن اردو کو نصیب ہیں۔ انھیں مختلف گوشوں سے شہ ملتی اور وہ اپنے نصبُ العین کی تکمیل میں جُٹ جاتے یہاں مجھے اُن مشاہیر ادب سے بحث نہیں ہے بلکہ اردو کے اُس طبقے سے بحث ہے جس کی بنا پر وہ لوگ بھی فن شعر گوئی میں اپنا لوہا منوا چکے جن کے متعلق یہ سُن کر حیرت ہوتی ہے کہ انھیں فن شاعری کا ذوق کہاں سے ملا؟ یہ شعر کس طرح کہہ سکے؟ جبکہ انھیں تعلیم نصیب نہ ہوئی یا جن کی زبان اردو نہیں تھی ایسے فنکاروں میں پہلے تو وہ شعرا آتے ہیں جو مادر زاد اندھے تھے (۲) ان کے بعد وہ غیر ملکی حضرات ہیں جن کی زبان اردو نہیں تھی اور (۳) وہ لوگ ہیں جو قطعی اَن پڑھ ہی رہے مگر جنھوں نے بڑے پیارے شعر کہے ہیں اور اس طرح اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ اردو زبردست مقبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔

میں اب چند مثالیں پیش کروں گا! پہلے زمرے میں ایک مادر زاد اندھے شاعر جناب ہاشمی بیجاپوری قابل ذکر ہیں جو دربار عادل شاہی سے وابستہ رہے اور مثنوی یوسف زلیخا لکھ کر بہت مشہور ہوئے وہ اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

سکل علم دفن سوں میں دور ہوں
یہی دوؤں آنکھیاں تس پہ معذور ہوں
دئے کیا کروں مجھ یہ ہے نا علاج
ہراک کوئی عاجز ہے آنکھیاں کے باج
آنکھیاں نئیں یہ دوں کیوں جو موتی کا ہار
رتن ڈھونڈ کے کیوں لاوں میں تابدار
تیرے آگے لاکر تو کرتا ہوں ڈھیر
سرس ہو دے سوئے گُن کے بھر کا دے کہیر

ایک اور شاعر جناب حافظ سید مظفر الدین تھے جن کی بصارت پانچ سال کی عمر میں ہی جاتی رہی یہ اپنی حالت کے برعکس بینا تخلص رکھتے تھے۔ ان کی سکونت کے متعلق تذکروں میں راج گیری لکھا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:-

ہے شکوں میں آہ کیف اضطرار
ذوق غم بیہودہ ہے آرام میں
حضرت بینا کسے سمجھائیں گے
خود پڑے ہیں یہ خیال خام میں

اب اُن شعرا کا تذکرہ ہے جو نسلاً انگریز تھے۔ ان کی قومیت سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ اردو ان کی زبان ہو ہی نہیں سکتی پھر لطف کی بات تو یہ ہے کہ انھوں نے اردو میں جو شعر کہے ہیں ان کا ماحول مغربی نہیں بلکہ ٹھیٹ مشرقی ہے سب سے پہلے میں مسٹر الگزنڈر ہڈلے کا ذکر کرونگا جن کا انتقال ۱۸۶۱ء میں ہوا یہ صاحب دیوان شاعر تھے سکونت دہلی کی تھی اور آزاد تخلص کرتے تھے ان کا نمونہ کلام پیش ہے:-

بزم میں اٹھتے ہی ان کے روئے روشن سے نقاب
جام مئے سورج بنا۔ مہتاب مینا ہوگیا
میں نہ کہتا تھا؟ کر دے گا صاف یہ منہ پر جواب
دیکھنا! تم دیکھنا مت انجمن میں آئینہ
گیا گھر میں تمہارے در و دیوار کو دیکھوں
تم اپنی جو صورت مجھے دکھلاؤ تو آوں

یہ شعر ذرا غور سے سُنیں۔ اس کی بحر۔ اس کی سلاست اور اس کا فلسفہ غور طلب ہے فرماتے ہیں:-

عیاں ہے سب میں! کہاں ہے مخفی! کب اُس کا جلوہ نقاب میں ہے
قصور اپنی نگاہ کا ہے! وگرنہ کب وہ حجاب میں ہے

علی گڑھ میں جارج برنس رہتے تھے اور اپنا تخلص انھوں نے شور رکھا تھا فرماتے ہیں:-

عاجز تھا اپنی جان سے ایسا تیرا مریض
دیکھے سے جس کے! حالتِ عیسی تباہ تھی

رام پور میں مسٹر جارج فانتوم رہتے تھے ان کے دو تخلص تھے ایک صاحب اور دوسرے جرجیس اردو اور فارسی دونوں میں اُن کی فکر سُخن تھی۔ ان کا ایک اردو شعر ملاحظہ ہو:-

دیکھنے والے قد بالا کے ہیں
کیوں نہ ہم چشموں میں ہو اونچی نگاہ

اب اُن شعراء کا تذکرہ کروں گا جو پڑھنے لکھنے سے قطعی نابلد تھے لیکن بڑے معرکہ کا کلام کہتے تھے جیسے مہاراجہ اَلور کے ایک ملازم غلام احمد تھے جنھیں بنّن کے نام سے پکارا جاتا۔ ان کی تنخواہ اس زمانے کے لحاظ سے بہت معقول تھی یعنی روز ایک روپیہ گویا مہینہ کے تیس روپیے وطن کے اعتبار سے یہ دہلوی تھے اور کہا جاتا ہے حضرت ذوق کے شاگردوں میں سے تھے یہ تصویر کے تخلص سے شعر کہتے تھے ملاحظہ ہو:-

خدا دکھائے نہ دشمن کو انتظار کی رات
قضا سے ہم کو تو شکوہ ہے بھول جانے کا
سوئیں گے جا کے چین سے زیر زمیں بھی ہم
آرام پائیں گے دل مضطر کہیں بھی ہم
اے آسمان تو بھی ستم میں کمی نہ کر
یاں بھی یہی ہے دل میں! کہ اب تو نہیں کہ ہم

ایک اور شاعر تھے ان کا تخلص بھی تصویر تھا نام ان کا شیخ حسن جانی اور ان کا شمار ذرا متاخرین میں ہوتا ہے فرماتے ہیں:

مرنے والے کی وفاوں کا سُنائیں قصہ
آئیے! بیٹھیئے! ذکرِ دلِ ناشاد کریں

کلام کی جامعیت اور اشعار کی عظمت دیکھ کر بہت کم لوگوں کو یہ یقین آتا ہے کہ یہ لوگ اَن پڑھ تھے لیکن یہ بات نہیں بھولنا چاہیے کہ اردو زبان ایک فطری زبان ہے۔ اور جذبِ اندروں کا بہتر اظہار ہندوستانی زبانوں میں اسی زبان کے حصہ میں آیا ہے۔ رام پور کے ایک شاعر جن کا نام بشیر خاں تھا اور بشیر ہی تخلص بھی تھا فرماتے ہیں:-

بنایا آسماں بھی اور اک بہر ستم تو نے
الٰہی تیرے بندوں پر بتوں کی کیا جفا کم تھی؟

بدایوں کے رہنے والے محمد علی خاں جو آزاد تخلص رکھتے تھے ان کا یہ شعر بہت مشہور ہے ایک مشاعرے میں یہ طرحی مصرعہ تھا،

سر عدو کا ہو نہیں سکتا میرے سر کا جواب

اس پر ان کی گرہ ملاحظہ ہو:

شہ نے عابد سے کہا بدلہ نہ لینا شمر سے
سر عدو کا ہو نہیں سکتا میرے سر کا جواب

انھیں کا ایک اور شعر ہے:

داغ کی لے کے سپر آہ ہی نکلا
آپ کے باغ کا لالہ بھی سپاہی نکلا

ایک اور شاعر جن کی سکونت کوئیل بتائی جاتی ہے جناب امراؤ علی خاں جن کا انتقال ۱۸۵۷ء میں ہوا۔ یہ اپنے نام سے ہی شعر کہتے تھے۔ نمونہ کلام

دو پھول گر کسی نے چڑھائے! اڑا دیئے
بادِ صبا کو گورِ غریباں سے لاگ ہے

شیخ بلاقی لکھنوی جن کا انتقال ۱۹۳۲ء میں ہوا، اِن کا

تخلص تھا بدتر مگر یہ اشعار بڑے بہتر کہتے۔ مثلاً فرماتے ہیں:

نہیں معلوم ہنسنے والوں کو
رونے والوں پہ کیا گزرتی ہے

انیسویں صدی کے آواخر میں شیخ تصدق حسین لکھنوی بڑے پائے کے نہ صرف شاعر تھے بلکہ انکے نثری کارنامے بھی کافی مشہور ہیں۔ چوں کہ پڑھے لکھے تو تھے نہیں اس لیے اوروں سے لکھواتے تھے چنانچہ مطبع نول کشور نے انکی کتابیں "نوشیرواں نامہ کامل" "دفتر آفتاب شجاعت کامل" اور "طلسم ارغواں زار کامل" شائع کیا تھا۔ یہ تصدق کے تخلص سے اشعار کہتے تھے ان کی غزل کے یہ چند شعر پیش ہیں:

کچھ بات ایسی کیجیے اے بادشاہِ حسن
مشتاق اہلِ بزم نہایت سخن کے ہیں
جیسے ہیں گلعذار حسینانِ لکھنؤ
معشوق ہیں خطا کے نہ ایسے ختن کے ہیں
فصلِ خزاں کبھی ہے جہاں میں کبھی بہار
نیرنگ سب یہ گردشِ چرخِ کہن کے ہیں

ایک اور صاحبِ دیوان شاعر جن کا تعلق رام پور سے بتایا جاتا ہے۔ جن کا نام میر عبداللہ اور غمگین تخلص تھا۔ یہ نوجوانی ہی میں انتقال کر گئے۔ نمونۂ کلام میں دو شعر پیش ہیں۔

امتِ نوح پہ طوفان ہی آیا یارو
شکر یہ ہے کہ میرا دیدۂ خوں بار نہ تھا
کمی کریں جگر و دل تو کیا کروں یارب
کچھ اور دے مجھے مژگانِ خوں فشاں کیلئے

اکبر شاہ ثانی کے دربار میں وحیدالاثر افضل الشعرا جناب نصل مولیٰ خاں فضل کا بڑا شہرہ تھا۔ ایک شعر بطور نمونہ پیش ہے:

اودی دھیتی اس کی کہ مینے پہ حرف ہے
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینہ پہ حرف ہے

یہ مختصر تعارف زبان اردو کی مقبولیت اور چند گمنام اردو شعراء کے تعلق سے تھا، اس کی مکمل صراحت کے لیے بہت وقت چاہیے۔

(گلبرگہ سے نشر)

سید ابراہیم
۴۴۴-۱، اسٹیشن بازار، گلبرگہ

تصحیح

آواز ۱۶ فروری کے شمارے میں اس بار غزلیں کے تحت شائع شہپر رسول کی غزل کے مطلع کا مصرعہ اول اس طرح پڑھیں:-

ع دھانی دھانی سا آنچل بھی ہے کرب انگیز کیوں

کتابت کی اس غلطی کے لیے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

امیوبیاسس۔ ایک رحمدل بیماری

سیما خان

یہ بیماری گرم آب و ہوا رکھنے والے ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے تقریباً ہر خطے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ میری مراد Amoebiasis سے ہے۔ یہ مرض بین الاقوامی ادارۂ صحت کے حالیہ جائزے کے مطابق دنیا کی دس فی صد آبادی کو اپنا شکار بنائے ہوئے ہے۔ جہاں تک ہندستان کا تعلق ہے تقریباً ۸ فی صد آبادی اس وبائی بیماری میں اپنی صحت گنوائے ہوئے ہے۔ یوں تو دوسرے جان لیوا امراض کے مقابلے میں یہ مرض نسبتاً کم خطرناک ہے لیکن اس کے تخریبی عمل کو کسی طرح نظرانداز نہیں کیا جاسکتا اور جو دھیرے دھیرے انسان کو ابدی نیند سلا دیتا ہے۔ غالباً اسی لیئے ماہر امراض ڈاکٹر ملر نے اس بیماری کو رحم دل قاتل کا نام دیا ہے۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر یہ بیماری ہے کیا؟ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان کو اپنے گرد و پیش کے ماحول کے مطابق خود کو ڈھالنے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کسی خطے یا علاقے کی آب و ہوا کا سامنا کرتے وقت دوسری چیزوں کے علاوہ Microbes یعنی جراثیم بھی ہوتے ہیں جو ہمارے لیے دشواریوں کا باعث ہوتے ہیں۔ پیدائش سے لے کر موت تک ہم اپنے جسم کے اندرونی اور باہری حصوں میں لاتعداد جراثیم پالے رہتے ہیں۔ ان جراثیم کے ایک خاص مجموعے کو Protozoa یعنی ابتدائی حیوانات کہتے ہیں۔ ان میں انسانی جسم کو نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھنے والے ایسے Organisms یعنی عناصر ہوتے ہیں جنھیں اصطلاحاً Unicellular کہتے ہیں۔ ان جراثیم میں بعض کا تعلق Entamoebidae خاندان سے ہوتا ہے۔ ان میں سب سے مہلک عنصر کو Entamoeba Histolytica کہتے ہیں جو کھانے پینے کی چیزوں کے سہارے پیٹ میں پہنچ کر معدے اور آنتوں کو اپنا گھر بنا لیتا ہے۔ اس طرح چھوٹے کی ایک مہلک بیماری Amoebiasis کا ہم شکار بن جاتے ہیں جو انسانی صحت کو مختلف عذابوں سے دوچار کراتی ہے۔

یہاں ایک دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ اس مرض کی علامتیں اکثر ظاہر نہیں ہوتیں اور کبھی اپنی تمام علامتوں کے ساتھ یہ مرض ظاہر ہو جاتا ہے۔

اس مرض کے پیدا ہونے اور پھلنے پھولنے کے مختلف اسباب ہیں۔ اس بیماری کے پھیلاؤ کا ذریعہ Amoebic Cysts یعنی خلوی حفاظتی جھلیاں ہوتی ہیں جن میں اس کے جراثیم نیم مردہ حالت میں رہتے ہیں۔ ہندستان جیسے ملک میں فصلیں اگانے کے ذریعوں میں ایک گوبر کھاد بھی ہے جو دیہاتوں میں کوڑے کرکٹ اور دوسری غلاظتوں کو جمع کر کے تیار کی جاتی ہے۔ اس طرح کھیتوں کے راستے خلوی حفاظتی جھلیاں اناج کے دانوں، سبزیوں اور دوسری غذائی اشیاء کے ساتھ بآسانی ہم تک پہنچ جاتی ہیں۔ دوسرا سبب خود اس بیماری میں مبتلا وہ لوگ ہیں جن کے ربط میں آکر صحت مند لوگ Amoebiasis کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہاں میری مراد ہوٹل کے بیروں سے ہے جو اپنے گندے ہاتھوں اور ناخونوں میں Amoebic Cysts چھپائے رہتے ہیں اور جو اپنے علاوہ کھانوں کے چٹخاروں کے ساتھ ہمیں بھی اس مہلک مرض میں مبتلا کرادیتے ہیں۔ اس بیماری کی ایک وجہ ہمارے وہ کھانے بھی ہیں جو ہماری لاپرواہی و کاہلی کی وجہ سے کھلے رہتے ہیں۔ اس طرح مکھیاں اور دوسرے کیڑے مکوڑے کھلے کھانوں پر اپنی رال یا بیٹ کے ذریعے Amoebic Cysts چھوڑ جاتے ہیں۔ اس بیماری کے ماہرین نے مکھیوں اور دوسرے کیڑوں مکوڑوں کو اس بیماری کا بارکش کہا جاتا ہے۔ گندہ پانی بھی ان Cysts کو ہمارے اندر پہنچانے میں مدد کرتا ہے۔ پانی میں ملائی جانے والی کلورین تک اس پر اثر انداز ہوتی اگر وہ بڑی مقدار میں نہ ہو۔ ان خلوی حفاظتی جھلیوں پر ۴۰ سے ۶۰ ڈگری تک پانی گرم ہونا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پانی کے ذریعے اس بیماری کے پھیلنے کا اندازہ اسپیں سکلشو میں پھیلی ہوئی وبا سے لگایا جاسکتا ہے جو ایک ہوٹل کے پینے کے پانی اور گندگی کے پانی میں سوراخ ہو جانے کی وجہ سے اس لیئے پھیل گئی تھی کہ پینے کا پانی غلاظت کے ساتھ خورد برد ہو گیا تھا۔

دراصل گندگی اس بیماری کو پھیلانے اور پروان چڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وہ پس ماندہ علاقے جہاں امورِ صحت کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے وہاں کی تقریباً سو فی فیصد آبادی کسی نہ کسی شکل میں اس مرض کی شکار نظر آئے گی۔

Amoebae Cysts کھانے پینے کی اشیاء کے ذریعے پیٹ میں پہنچ کر آنتوں کے تیزابی مادے کی وجہ سے اپنی جھلیاں گلا دیتی ہیں اس طرح چھوٹے چھوٹے Amoebae یعنی خلویا باہر آجاتی ہیں جنہیں Trophozoites کہتے ہیں۔ یہ دن دوگنی اور رات چوگنی بڑھ کر آنتوں کی دیواروں سے چمٹ جاتی ہیں اور وہاں زخم بنانا شروع کر دیتی ہیں جنھیں السر کہتے ہیں۔

طبی دلائل کے بنیادوں پر Amoebiasis کو دو حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔ پہلی قسم میں مریض اپنی آنتوں میں Entamoeba Histolytica لیے رہتا ہے۔ لیکن اس کی آنتوں میں زخم وغیرہ کے کوئی نشان نہیں ہوتے۔ ایسا مریض کے ذریعے لاتعداد خلوی جھلیاں باہر نکالتا ہے جو دوسروں تک اس بیماری کو پہنچانے کا سبب بنتی ہیں۔ دوسری قسم میں مریض کے پاس اس بیماری کی ساری علامتیں ہوتی ہیں وہ شدید پیچش کا شکار ہو سکتا ہے۔ مریض کو چوبیس گھنٹوں میں ۵ سے لے کر ۱۰ مرتبہ تک خون آلود اجابت ہوتی ہے۔ اس صورت میں مرض بڑھ کر آنتوں میں ناسور کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس بیماری ایک حالت Chronic Intestinal Amoebiasis یعنی آنتوں کی پرانی Amoebiasis ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں بڑی آنت بتدریج عمل اختیار کر لیتی ہے جس کی وجہ سے مریض کو کبھی قبض اور کبھی پتلی اجابت یعنی دستوں کی شکایت ہو جاتی ہے۔ اکثر پیٹ میں شدید درد بھی اٹھتا ہے تب اس کو Amoebic Colitis کا نام دیا جاتا ہے۔ اس مرض میں کبھی پوری آنت میں سوجن ہو جاتی ہے یا پھر کسی ایک جگہ گچھے دار سوجن ہو جاتی جسے پیٹ دبا کر محسوس کیا جا سکتا ہے اور اس حالت کو Amoeboma کہتے ہیں۔

اس مرض کا گھناونا پہلو یہ ہے کہ اس کے جراثیم خون میں شامل ہو کر جگر میں پہنچ جاتے ہیں اور جگر کے cells (خلیہ) کو کھا کر اسے سڑا دیتے ہیں۔ ایک منزل پر پہنچ کر اگر تشخیص نہ ہو پاتی ہو تو جگر پھٹ بھی سکتا ہے۔ یہ مرض دماغ پھیپھڑے، دل، دل کے اوپر کی جھلی اور جلد کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔ ابھی حال ہی میں Bowen نامی ایک سائنس داں نے چار سالہ ایک لڑکی کی ناک میں Amoebae کا پتہ لگایا تھا اس بیماری کے جراثیم دماغ میں پہنچنے سے Encephalitis جیسا مہلک مرض بھی ہو سکتا ہے۔ اس مرض نے اپنی پیچیدگیوں کی وجہ سے اپنی تشخیص کو ایک نازک مسئلہ بنا دیا ہے۔ اگر تجربہ کار ڈاکٹروں سے رجوع نہ کیا جائے تو اصل بیماری کے بجائے پیٹ، دل، دماغ اور پھیپھڑوں کے غیر ضروری علاج ہوتے رہیں گے اور اصل مرض پس پردہ چلا جائے گا جو کافی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ جو مریض اس بیماری کا شکار ہیں ان کو چاہیئے کہ صحت مند لوگوں کے ربط میں آتے وقت احتیاط برتیں۔ اپنی صفائی کا خاص اہتمام رکھیں۔ اجابت سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھوئیں۔ سبزیوں اور پھلوں کو خوب صاف کر کے دھونے کے بعد استعمال میں لائیں۔ اس کے علاوہ سستے ہوٹلوں اور خوانچے والوں سے لی ہوئی کھانے کی چیزوں سے گریز کریں۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھک کر رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو ابال کر پئیں۔ پانی کی ٹنکیوں کھلے کوؤں میں گاہ بگاہے خاصی مقدار میں کلورین بھی ڈالتے رہنا چاہیئے۔

ابھی تک اس ہلاکت خیز بیماری کی روک تھام اور اس سے احتیاط برتنے کے لیے ہمارے سائنس داں کیمیائی علاج یعنی Chemotherapy اور سختی سے صفائی کے اصول برتنے کی رائے دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ نئی تحقیقات کے ذریعے اس بات کی بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس مرض کی جلد سے جلد تشخیص ہو سکے تاکہ مریض کو زیادہ پریشانی نہ اٹھانی پڑے اور وہ جلد ہی رو بہ صحت ہو جائے۔

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

شمعِ فروزاں

وقت

وقت مہیز ہے۔ جو ہمیں پیچھے لوٹ جانے کا سبق نہیں دیتا بلکہ ہمیشہ آگے کی طرف بڑھنے کے لیے اکساتا ہے۔ وقت کا تیز دھارا انھیں کانٹ چھانٹ دیتا ہے جو معمولی صدمات سے تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔

فرینکلن کا قول ہے:

"اگر آپ کو زندگی عزیز ہے تو وقت ضائع نہ کیجیے کیونکہ زندگی وقت کے صحیح استعمال سے بنتی ہے۔"

اگر انسان اپنے ماضی کی کامرانیوں اور ناکامیوں کا جائزہ لے تو اس حساب وکتاب میں عمر گزر جائے گی اور نتیجہ ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ ہر ناکامی وقت کا خراج ہے جو اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ ہنوز کامیابیاں تمہارے اختیار میں ہیں۔ وقت کے تند و تیز سیلاب کے سامنے سپر ڈال دینا اپنے اختیار کی توہین ہے۔

کسی نے کہا ہے "وقت زخموں کا مرہم ہے"

لیکن وقت حقیقت کا ایک انمول پیمانہ بھی ہے۔ وقت کی تیزابیت لمحاتی جذبوں اور فریب کی دھند کو چھانٹ دیتی ہے۔ کل کا فریب آج کی حقیقت ہے اور آج کی حقیقت ممکن ہے کل ایک فریب ثابت ہو۔ کبھی کبھی وقت کو وقت کے لیے اٹھا دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مگر ہمیشہ ایسی صورت وقت سے بے خبری کی مترادف ہے

چیسٹر فیلڈ نے کیا عمدہ بات کہی ہے:

"وقت کی اصلی قیمت سمجھیے۔ اسے جھپٹ کر پکڑیے۔ اور ایک ایک لمحے سے مسرت لوٹیے ذرا بھی سستی نہیں، دیر نہیں، جس کام کو آج کر سکتے ہیں اسے کل پر ہرگز نہ ٹالیے۔"

گو یہ بات بہت پرانی اور بادی النظر میں بے حد معمولی نظر آتی ہے مگر اس کے پیچھے زندگی کا حقیقی جوہر پوشیدہ ہے۔ وہ انسان ہی کیا جسے وقت کے گزرنے کا احساس نہ ہو۔ احساس زیاں کی پرورش — باشعور اور بابصر لوگوں کے لیے وقت کی مہیز کا ہی کام کرتی ہے۔ مگر احساس زیاں بے بصروں کے حق میں بے عملی کا زہر ہے۔ وقت انھیں کبھی معاف نہیں کرتا جو وقت سے صرف نظر کر کے اوہام اور وسوسوں کا اقبال کر لیتے ہیں۔

وقت کا نہ تو کوئی نعم البدل ہے نہ تدارک۔ مستقبل کا تحفظ اور تشکیل — ماضی کی تلافی ہے۔

فینا غورث لکھتا ہے:

"انسان برسوں میں جوان ہوتا ہے لیکن اگر وہ اپنے وقت کو بہترین طریقے پر صرف کرے تو گھنٹوں میں بوڑھا یعنی تجربہ کار ہو جاتا ہے۔"

وہ لوگ بلاشبہ نادان ہیں جو وقت کو بے مصرف گزار دیتے ہیں۔ اور اس ضرف لاحاصلی اور زیاں کا انھیں احساس بھی نہیں ہوتا۔ صحیح یہ نہیں کہ وقت طاقتور ہوتا ہے اور ہم اس کے تیز بہاؤ میں تنکے کی مانند ہیں۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ وقت ہماری کمزوری ہے اور یہ کمزوری وقت کی طاقت ہے۔

آسٹن ڈابس ایک جگہ رقم طراز ہے:

"یہ غلط ہے کہ وقت گزر جاتا ہے۔ وقت ٹھہرا رہتا ہے اور ہم گزر جاتے ہیں۔"

(اردو سروس سے نشر)

فضائل جمعہ

سید عین الدین چشتی

اس خاکدان گیتی پر مختلف خیالات واعتقادات کی جماعتیں آباد ہیں جو اپنے اپنے نظریے کے مطابق عبادت کرتی ہیں۔ اسلام نے جو نظام عبادت پیش کیا ہے وہ نہایت ہی جامع اور بے مثل ومثال ہے۔ اسلامی نظریہ عبادت کے مطابق اگر احتساب کی نیت ہو تو مومن کا ہر اٹھتا ہوا قدم عبادت ہے مومن کا چلنا اس کا بولنا اس کا سونا یہ سب عبادت ہے اور ان تمام عبادتوں میں اہم ترین عبادت نماز ہے جس میں نیاز وبے نیاز اور محمود وایاز سب ہی شانہ بہ شانہ کھڑے ہو کر اپنے رب کی مقدس بارگاہ میں جبیں سائی کرتے ہیں۔ نماز پنج گانہ کے علاوہ جمعہ کے دن بھی مسلمانان عالم ایک جگہ جمع ہو کر اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ دن بہت ہی عزت وعظمت اور بلندی ورفعت کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن ان کی توبہ قبول کی گئی اور اسی دن قیامت بھی قایم ہوگی لہٰذا اشد ضروری ہے کہ آج کے دن روزمرہ کے معمول سے زیادہ عبادت وریاضت کی جائے اور جس عزت وعظمت کا یہ مستحق ہے اسی طرح اس کی عزت وتوقیر کی جائے، تسبیح وتہلیل اور تلاوتِ کلام پاک کے علاوہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کی کثرت کی جائے جیسا کہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تمہارے افضل دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں وفات پائی، اور اسی دن پہلی اور آخری بار صور پھونکا جائے گا۔ اس دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔" لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت حضور پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا جبکہ حضورؐ وصال فرما چکے ہوں گے، فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔" (ابوداؤد، نسائی وابن ماجہ وغیرہ)

احمد سعید بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک عید الضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑا ہے اس میں پانچ خصلتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی میں زمین پر انھیں اتارا اور اسی میں انھیں وفات دی، اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے گا۔ جب کہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اور اسی دن قیامت قایم ہوگی۔ کوئی فرشتہ مغرب ومشرق آسمان وزمین، ہوا و پہاڑ اور دریا میں ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے نہ ڈرتا ہو۔

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات میں مرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اسے عذاب قبر سے بچائے گا۔" اور دوسرے راوی بھی اس طرح روایت بیان فرماتے ہیں چنانچہ حضرت ابونعیمؓ نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا وہ عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مہر ہوگی۔"

یہ مقدس فضیلت صرف جمعہ کو حاصل ہے کہ اس مبارک دن میں مرنے والوں کو شہادت کے درجے تک پہنچا دیتا ہے اور اسے قبر کے ہولناک عذاب سے چھٹکارا دلاتا ہے۔

قرآن کریم میں پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ
"اے ایمان والوں جب جمعہ کی اذان دی جائے تو ذکر خدا کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔"

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحبؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "روز جمعہ اس دن کا نام عربی زبان میں عروبہ تھا جمعہ اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ نماز کے لیے جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے وجہ تسمیہ میں اور بھی اقوال ہیں سب سے پہلے جس شخص نے اس دن کا نام جمعہ رکھا وہ کعب بن لوی ہیں پہلا جمعہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھا اصحاب سیر کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لاتے تو بارہویں ربیع الاول روز دوشنبہ کی چاشت کے وقت مقام قبا میں اقامت فرمائی دوشنبہ، سہ شنبہ، چہارشنبہ، پنج شنبہ یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی، روز جمعہ مدینہ طیبہ کا عزم فرمایا۔ بنی سالم بن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا اس جگہ کو لوگوں نے مسجد بنایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جمعہ پڑھایا اور خطبہ فرمایا۔" اور دوڑنے سے مراد بھاگنا نہیں ہے۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ نماز کے لیے تیاری شروع کر دو اور ذکر اللہ سے جمہور کے نزدیک خطبہ مراد ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کو آیا خطبہ سنا اور خاموش رہا اس کے لیے مغفرت ہو جائے گی ان گناہوں کی جو اس اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی ہے اس کے علاوہ اور تین اشخاص کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا۔" یعنی خطبہ سننے کے درمیان اتنا کام بھی لغو ہے کہ کنکری پڑی ہو اور اسے ہٹا دے معلوم ہوا کہ خطبہ کے دوران کسی غیر ضروری امر کے لیے ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ کرنا بھی منع ہے۔ اور نہ ہی کسی قسم کی بات کرنی چاہیے۔ بلکہ انتہائی خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر خطبہ سننا چاہیے۔ اگر آج کے اس پرآشوب دور میں ہم جمعہ کے نماز کو ہی صحیح طور پر ادا کریں تو انشاء اللہ العزیز ملت بیضا کے بکھرے شیرازے مجتمع ہو سکتے ہیں اور ہمارے دلوں میں عبادت الٰہی کا جذبہ موجزن ہو سکتا ہے اور یہ پیشانی اپنے معبود کی بارگاہ میں سجدہ ریزی کے لیے تڑپ سکتی ہے۔

حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے کہ فرشتے جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر آنے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ جو سب سے پہلے داخل ہوتا ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو راہِ خدا میں اونٹ کی قربانی کرتا ہے اس کے بعد جانے والا ایسا ہے کہ وہ شخص جس نے بکرے کی قربانی دی ہے۔ فرشتے اس طرح درجہ بدرجہ لکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو فرشتے لکھنا بند کر دیتے ہیں اور مسجد میں بیٹھ کر امام کا خطبہ سنتے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ جمعہ کا پورا پورا ثواب اسی حالت میں ملتا ہے جبکہ خطبہ بھی سنا جائے۔ بہت سے لوگ خطبہ کے وقت مسجد کے باہر ٹہلتے رہتے ہیں اور جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو دوڑ کر شامل ہو جاتے ہیں ایسے اشخاص بہت ہی برا کرتے ہیں ہر مسلمان کو خطبہ سننے کا پورا پورا التزام و اہتمام کرنا چاہیے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لوگ جمعہ کے ترک سے باز آجائیں ورنہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا" بعضوں نے کہا وہ اللہ سے بے علاقہ ہے اور امام شافعیؒ کی روایت میں عبداللہ بن عباسؓ سے ہے کہ وہ منافق لکھ دیا گیا ہے اس کتاب میں جو نہ محو ہو اور نہ بدلی جائے اور ایک روایت میں ہے کہ جو تین جمعہ مسلسل چھوڑ دے وہ اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیتا ہے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کہ اگر کوئی تم میں سے نماز جمعہ سے رہ جائے تو ایک یا نصف دینار خدا کی راہ میں صدقہ دے اس لیے کہ صدقہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔" ان ارشادات نبوی ؐ سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ سب سے زیادہ ضروری ہے اور اس کی ادائیگی پوری شان و شوکت سے کی جائے اور جو شخص تساہل یا کاہلی کی وجہ سے نماز چھوڑ دے گا اس کا شمار منافقوں میں ہوگا۔

حضرت سلمان فارسی رضؓ سے روایت ہے کہ حضور ؐ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور جس طرح کی استطاعت ہو کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو پھر نماز کو نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے یعنی جہاں کہیں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ صفوں کو چیرنا یا کسی دوسرے نمازی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا سخت منع ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ صفوں کو چیرتے اور کاندھوں پر سے کودتے ہوئے اگلی صف میں جاتے ہیں۔ جو حضرات ایسا کرتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جہنم تک پہنچنے کے لیے پل تیار کرتے ہیں۔

الغرض نماز جمعہ کی بہت ہی فضیلتیں ہیں جیسا کہ آپ نے حدیث پاک اور قرآن کریم کی روشنی میں سماعت فرمایا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس مقدس دن اسی نظریے کے مطابق گذاریں جیسا کہ قرآن و حدیث نے ہمیں حکم دیا ہے تلاوت کلام پاک اور درود و درود کی کثرت کریں۔ ان اعمال صالحہ کے ذریعہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں۔ خداوند قدوس کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی کریں اگر اس کی مقدس بارگاہ میں ہمارا اعتراف گناہ قبول ہو جائے تو یقیناً ہم عزت اور سربلندی کی راہ میں بڑھ سکتے ہیں مگر اس کے لیے ہمیں احساس شرمندگی کے ساتھ جانا ہوگا۔ وہ لوگ ظالم ہیں جو گناہ بھی کر رہے ہیں اور احساس گناہ موجود نہیں اگر کسی قوم کے اندر احساس گناہ موجود ہے تو اس کے اچھائی کی طرف پلٹ آنے کے امکان ہیں۔ نماز گناہوں سے روکتی ہے اور گناہ کے بارے میں احساس ندامت بھی پیدا کرتی ہے اس لیے اپنے رب کی بارگاہ میں جھک جائیے اور گڑگڑا گڑگڑا کر اپنے گناہوں کا اعتراف کیجئے۔ آنسوؤں کا وہ قطرہ جو آپ کی نگاہوں سے گناہ کے انفعال کی بنیاد پر اپنے خدائے وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ میں گرے وہ بے پناہ قیمتی ہے' رات کی سیاہ زلفوں کا سہارا لے کر گناہوں کی تاریکیوں میں ڈوب جانے والو!... آؤ! آؤ! رات کی سیاہ زلفوں کا سہارا لے کر ایک صبح زندگی کا اجالا تلاش کریں۔ ایک نئی زندگی ڈھونڈ کر ایک نئی حیات تلاش کریں۔ اپنے پروردگار عالم کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جائیں۔ خدائے وحدہٗ لاشریک سے مغفرت طلب کریں۔ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ پر عمل کریں.... آئیے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کریں یاالٰہی ہم تمام لوگوں کو ایسی بھرپور عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما اور جمعہ کی فضیلتوں سے پورا پورا استفادہ کرنے کی سعادت عطا فرما۔ آمین

(پٹنہ سے نشر)

تمثیلی فیچر

انیسویں صدی کے لوگ

ایک آواز

ہو عمر خضر بھی تو کہیں گے بوقت مرگ
ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے

زندگی — تجربات و حادثات کی راہوں پر رواں دواں زندگی۔

گزرتے ٹوٹتے، بکھرتے لمحوں سے تعبیر زندگی —
ہر لمحہ اپنی ناتکمیلیت کا احساس دلانے والی زندگی'
اس کی مسافت اگرچہ طویل سے طویل تر ہو پھر بھی
انسان آرزوؤں اور جستجوؤں سے برسرپیکار ہوتا ہے —

ہر پل — ہر لمحہ — .....

کسی شاعر نے کہا ہے ؎

آئے ہوئی اذاں گئے تو ہوئی نماز
اتنی سی زندگی تھی بس آئے چلے گئے

زندگی کا یہ اختصار اور کار جہاں کی درازی ہمیں تیز رفتار لمحوں کے ساتھ ساتھ دوڑنے پر مجبور کر دیتی ہے — اور پھر وقت ہماری گودمیں یادیں چھوڑ جاتا ہے۔

ہمارے درمیان کچھ ایسے لوگ اب تک موجود ہیں جنھوں نے زندگی کے بے شمار مہ و سال دیکھے ہیں۔

بدلتی قدریں بدلتے حالات اور بدلتا ہوا سماج دیکھا ہے۔ ہم نے اگر کچھ کھویا ہے تو کچھ پایا بھی ہے۔

ہم اگر صنعتی معاشی میدانوں میں بام عروج پر پہنچے ہیں تو دوسری طرف زندگی میں نئے نئے مسائل اور پیچیدگیاں بھی پیدا ہوئی ہیں۔

سید مقبول حسنین جعفری جن کی عمر ایک سو اڑتیس (۱۳۸) سال ہے۔ وہ دیکھ سکتے ہیں۔ سن سکتے ہیں۔ بات چیت کر سکتے ہیں۔ اور قوت ارادی انھیں حوصلے عطا کرتی رہتی ہے۔ انھوں نے ایک ملاقات میں اپنے خیالات کا اظہار کیا —

"میں نے اب تک چار دور دیکھے ہیں۔ غالب اور ناسخ کا زمانہ دیکھا ہے۔ خوش حالی دیکھی ہے۔ اور اب مہنگائی اور اخلاقی گراوٹ کا زمانہ دیکھ رہا ہوں —

اس وقت میری عمر ۱۶ سال تھی اس زمانے میں اخلاق بہت زیادہ بلند تھے۔ انسان انسان نہیں حقیقت میں فرشتہ تھا۔ میں ساٹھ سال کے بعد جب لکھنؤ واپس لوٹا تو مجھے وحشت ہونے لگی تھی۔ میں دیکھ رہا تھا یہ انسان ہیں یا حیوان ہیں — نہ وہ اوصاف نہ وہ کردار نہ وہ گفتار تھی نہ وہ رفتار — زمانہ کہیں سے کہیں نکل گیا —

مگر میں جانتا ہوں کہ میرے زمانے میں چھ آنے کی مرغی ملا کرتی تھی۔ چھ آنے درجن انڈے ملا کرتے تھے خالص گھی ملتا تھا۔ نقلی گھی کا تو تصور ہی نہیں تھا۔

اس کے بعد جرمنی کی جنگ ختم ہوئی تو گرانی بڑھنا شروع ہوئی پھر اس کے بعد ہندوستان پاکستان کی تقسیم ہوئی تو گویا قیامت ہی آگئی۔ گرانی اتنی بڑھی اتنی بڑھی کہ رک نہیں سکی۔ گرانی کا راز کوئی جان نہیں سکا۔ کوئی بتا نہیں سکا کہ گرانی کیوں بڑھ رہی ہے۔

جہاں تک میرا خیال ہے اس زمانے میں جتنی اناج کی پیداوار ہے اتنی کسی زمانہ میں نہیں تھی۔ اس زمانہ کے مقابلے میں آج سو گنا سے زیادہ پیداوار ہو رہی ہے۔ لیکن لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ اناج نہیں مل رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ — اپنی معمولات زندگی کے بارے میں یہی کہوں گا کہ میرا شاہی گھرانے سے تعلق ہے۔ میرے والد بہت بڑے نواب تھے۔ ہمارے پاس کئی گاؤں کی جاگیریں تھیں۔ لکھنؤ، رام پور، مرادآباد وغیرہ میں ہمارے گاؤں تھے۔ اور میرے پاس تقریباً ۲۵ بھینسیں تھیں بکریاں تھیں سبھی کچھ تھا — اب تو میری مصروفیت حکمت اور طب یونانی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

جس وقت میں طبی تعلیم حاصل کر رہا تھا تو اس وقت میں طب کا بہت زیادہ معتقد تھا۔

میری عادت تھی کہ میں بعد نماز فجر نہاتا تھا اور

تحریر:- جمال الدین ساحل

پیشکش:- خواجہ غلام السیدین ربانی

●●

یک ساعت (ایک گھنٹہ) تک مسلسل نہاتا رہتا تھا خواہ سردی ہو گرمی ہو یا بارش ہو۔ اور پھر بدن پونچھ کر میں ورزش کیا کرتا تھا۔ اور ناشتہ میں پاؤ بھر بالائی اور سیر بھر دودھ میری غذا تھی ــــ دوپہر میں کچھ ڈرائی فروٹ کھاتا تھا اس زمانے میں آٹھ آنے سیر بادام، آٹھ آنے سیر پستہ، چھ آنے سیر چلغوزہ تھا۔ جب تک میسر آتا رہا اور جب تک آمدنی رہی میرا یہی معمول رہا ــــ اور آج بھی جب میرے پاس پیسے ہوتے ہیں تو اچھا کھاتا ہوں اور بعد میں اچھا پہنتا ہوں"

انیسویں صدی کی نمائندہ ایک اور شخصیت جناب مدح خاں، جن کی عمر بانوے ۹۲ سال ہے اور جو بہترین صحت کے مالک ہیں ــــ بہت جذباتی اور ترقی پذیر خیالات کے علمبردار ہیں۔ ایک ملاقات میں فرماتے ہیں۔

مدح خاں: ــــ " پرانے زمانے میں (جو میں نے دیکھا ہے) اور آج کے زمانے میں بہت فرق پڑ گیا ہے اتنا فرق کہ میں بتا نہیں سکتا۔ اگر تفصیل سے بتانے بیٹھوں تو نہ جانے کتنے گھنٹے گذر جائیں۔ پرانے وقت میں اتنی سچائی، بھائی، نیک نیتی ہندو مسلم پیار تھا ہر ایک قوم کا ہر ایک انسان ایک دوسرے کو چاہتا تھا۔ فرقہ واریت نہیں تھی آج تو تفرقہ بازی پھیل گئی ہے۔ اور زمانے میں بہت فرق پڑ گیا ہے۔ پہلے زمانے میں میں نے دیکھا ہے جس دن سے ہوش سنبھالا ہے ــــ کہ مذہبی تعلیم گھر گھر ہوا کرتی تھی ــــ بی بی جی یا پیش امام یا حافظ صاحب بچوں کو مذہبی تعلیم دیتے تھے۔ یا مدرسہ اپنے گھر میں قائم رکھ کر بچے پڑھتے تھے۔ بہتوں سے بہترین تعلیم ان بچوں کو ملتی تھی اور اس وقت انگریزی تعلیم کا رواج نہیں تھا۔ بچہ روزہ نماز اور فرائض کا پابند تھا۔ اخلاق، محبت اور تہذیب بے انتہا ان میں ہوا کرتی تھی ــــ آج کے بچوں میں وہ اخلاص اور محبت نہیں مسلم اور ہندو کی خصوصیت نہیں مسلمان مسلمان اور ہندو ہندو کا آپس میں اتفاق نہیں۔ آج کا انسان اخلاق سے گر گیا ہے۔

ایک واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب میں ۱۵ یا ۱۶ برس کا تھا تو اس وقت خواتین میں اتنی پردگی تھی کہ اگر بہو کو پکارا کہ ــــ " دولہن ادھر آؤ تمہارے بزرگ آئے ہیں ان کو سلام کرنے آؤ ــــ" تو چھ بچوں کی ماں ازار اور کرتہ پہنی ہوئی ہاتھ بھر کا گھونگھٹ چہرے پر ڈال کر سلام کرنے آتی تھی اور ہاتھ بھر کا گھونگھٹ بزرگوں کے سامنے قائم رہتا تھا ــــ اور آج کا یہ حال ہے کہ لڑکا یا لڑکی رات کو برات آئی اور دوسرا دن نکلا کہ وہ اسکوٹر پر پیچھے بیگم صاحبہ کو بٹھا کر لے جاتا ہے۔ اخلاق کی یہ گراوٹ دیکھ کر بڑا افسوس ہوتا ہے۔

اس زمانے میں اخلاق، سچائی، محبت اور بڑوں کا لحاظ باقی تھا ــــ چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان اخلاق سے گرتا نہیں تھا۔ اور محلے کے بڑوں کا ادب رکھتا تھا۔

جہاں تک میری عمر کا سوال ہے صرف میرے لیے ہی یہ تعجب کی بات نہیں۔ میرے والد بھی ۱۱۲ سال کی عمر میں حج کو گئے۔ اس وقت بھی انھیں چشمہ نہیں لگا۔ ۱۱۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ اور آخر دم تک صحت مند رہے'

میرے والد کی مجھ کو تعلیم تھی کہ " بیٹا خوش رہنا ہے تو میری دو تین باتوں کو مانو اسی میں تمہاری بھلائی ہے پہلی بات نماز کو چھوڑو مت دوسری ورزش یعنی اکھاڑے کی پابندی رکھ کر اپنی تندرستی سدھارو ــــ اور تیسری بات نیک نیتی سے رہو ــــ سب قوم کو اپنے بیگانے کو ایک نظر سے دیکھو۔ ماں کو ماں بہن کو بہن سمجھو وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ان کے ساتھ اچھی نیت کے ساتھ رہو تو خدا تمہاری دین اور دنیا دونوں سدھارے گا میری ان تینوں باتوں پر عمل کرو۔ نماز میں اللہ اور رسول خوش، اور ورزش سے تندرستی خوش بوڑھے ہو جاؤ گے تو بھی مست رہو گے "

میرے والد کہتے تھے کہ " تندرستی مرد کا زیور ہے عورت کا زیور سونے چاندی کا اور مرد کا زیور اس کی تندرستی ہے ــــ" اپنے والد کی بات پر میں نے عمل کیا تو خدا کا شکر ہے کہ میں ۹۲ سال کی عمر میں بھی مست چلتا پھرتا ہوں اور خوش ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میری لمبی عمر اور تندرستی کا اصل راز ماں باپ کی دعائیں ہیں "

اچھی صحت رکھنے والی ضعیفہ منیر بی ــــ جنھوں نے اپنی زندگی محنت مزدوری میں بسر کی اور آج بھی کام کرتی ہیں۔ انیسویں صدی میں ہوش سنبھالنے والی یہ ضعیفہ بے حد ترقی پسند خیالات رکھتی ہیں۔ منیر بی کو اپنی صحت مند روایتی قدریں بے حد عزیز ہیں۔ وہ سادہ زندگی کی قدر و قیمت کو آج کے فیشن زدہ سماج پر ترجیح دیتی ہیں۔

منیر بی: ــــ " ہمارا زمانہ بہت اچھا تھا۔ ہمارے زمانے میں (ایک روپیہ میں) ۱۲ پائلی کے گیہوں، ۱۰ پائلی کے چاول۔ ۱۶ پائلی کی جوار ملا کرتی تھی ــــ اس وقت پیسہ نہیں تھا تو اناج زیادہ تھا۔ اس وقت میں چٹائیاں اور بوریہ بن کر اپنا گذارہ کرتی تھی اور ہم کھا پی کر خوش تھے ــــ اب تو بات کچھ سمجھ ہی میں نہیں آتی۔ اوّل کا زمانہ بہت اچھا تھا۔ اب تو مہنگائی بڑھ گئی ہے۔ اور مہنگائی میں یہ حالت ہے کہ پیسے ہیں تو کھاؤ، نہیں تو بیٹھو خاموش۔

میں نے اپنے زمانے میں دیکھا ہے لوگوں میں شوق بھی نہیں تھے۔ اب تو اچھا اچھا برقعہ ہونا، سنیما ہونا اور گھومنے پھرنے کو ہونا ــــ

ہمارے وقت میں اتنا جھگڑا فساد بھی نہیں ہوتا تھا ہندو مسلمان بھائی بھائی جیسے رہتے تھے۔ اب تو تلوار لاتے ہیں گردن پر، یہ دیکھتی ہوں تو میری روح کانپتی ہے پہلے گھروں میں بھی لوگ ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ اب تو بھائی بھائی میں پھوٹ پڑ رہی ہے۔ اپنا کماؤ اپنا اپنا کھاؤ۔

اور پھر یہ زمانہ تو ایسا آیا ہے کہ بات بات پہ پیسے لگتے ہیں۔ ہر چیز کا مول پیسہ ہو گیا ہے۔ رشتہ ناطے کے سب طریقے بدل گئے۔ لکھائی کے پیسے، پڑھائی کے پیسے کتابوں کے پیسے ہر بات کے پیسے دو۔ اوّل کے لوگ ایسے نہیں تھے۔ وہ بڑوں کی عزت کرتے تھے۔ ساس سسروں کی خدمت کرتے تھے اب تو اس زمانے میں ایسا نہیں پوچھتے کہ ساس کدھر ہے اور سسرا کدھر ہے ــــ نند کدھر ہے دیور کدھر ہے کس حال میں ہے ــــ بڑے تو بڑے ــــ بچے بھی کسی کی نہیں سنتے نہ عقل کو بولو تو نقل لے کر دوڑتے ہیں "

اب کس کو کیا بولیں کون سنتا ہے اپنی پہلے کا زمانہ ہی اچھا تھا اب تو وہ زمانہ ہے کہ خدمت تو دور کی بات بہوویں بولتی ہیں " رہتے ہو تو رہو نہیں تو ہوا کھاؤ ــــ" پھر لوگوں کے چلن اور ریت رواج بھی بدل گئے۔

اب تو اچھا اچھا کھانے کو ہونا اچھا اچھا پہننے کو ہونا چائے ہونا پان ہونا، مرغن غذائیں ہونا۔ اوّل کہاں تھا یہ سب روکھی سوکھی کھاؤ چندی بازار کے کپڑے لاؤ۔ دو روپے میں اور پہن کر بیٹھو رہو خاموش ــــ اب تو فیشن اتنا آ گیا کہ اچھا اچھا پوڈر ہونا ــــ باس کا تیل ہونا ــــ کنگھی چوٹی ہونا ــــ بال پلٹانے ہونا۔ ایک بجے رات تک سنیما جانے ہونا ــــ

ہمارے زمانے میں کہاں تھا یہ سب ــــ ہمارا بڑا سکھ کا زمانہ تھا۔ بہت اچھا زمانہ ــــ"

انیسویں صدی کے یہ تینوں نمائندے متفقہ طور پر مُصر ہیں کہ ہم نے اپنی زندگی میں صحت مند سماج دیکھا ہے وہ آج سے بدرجہا بہتر تھا۔

ہم نے اقتصادی معاشی اور سائنسی میدانوں میں بے انتہا عروج حاصل کیا ہے۔ مگر اخلاقی میدان میں ہار رہے ہیں۔ ہمیں قومی سطح پر محبت اخلاص اور بھائی چارے کی فضا استوار کرنا ہوگا۔ سماجی جرائم، شراب نوشی اور باہمی نفرت کی بنیادیں ختم کرنا ہوگا ــــ کیا ہم اپنے ان سن رسیدہ بزرگوں اور اسلاف کی صحت مند قدروں کو نہیں اپنا سکتے ؟

(ناگپور سے نشر)

بہت اندھیرا ہے

شین۔ مظفر پوری

ابھی ذرا دیر پہلے میرے آشیانے پر بجلی گری ہے آنکھوں میں جیسے دھند چھا گئی ہے۔ سر میں جیسے بھاپ بھر گئی ہے۔ کچھ دیر پہلے تک میں صرف عورت تھی۔ پلک جھپکتے میں افسانہ بن گئی۔ ہر شئے ابھی محسوس ہو رہی ہے بس یہ شخص جس کی آنکھوں میں موت رقصاں ہے مجھے مانوس لگتا ہے کیوں کہ یہی اُس افسانے کا عنوان ہے جو میں بن گئی ہوں۔

یہ شخص —— ہڈیوں کا یہ ڈھانچہ جو سامنے بستر پر پڑا مجھے حسرت سے دیکھ رہا ہے میرا شوہر ہے۔ شادی سے پہلے یہ میرا عاشق تھا۔ عاشق بھی ایسا احمق کہ اگر مجھ سے شادی نہ ہو پاتی تو شاید خودکشی کر لیتا۔ مگر قسمت کے ساتھ ساتھ میرے والدین اور مجھ کو بھی اس پر رحم آگیا۔ شادی ہوگئی۔ رسم عاشقی کو اس بھولے انسان نے شادی کے بعد بھی بہت نبھایا۔ مجھے آسودہ رکھنے کے لیے اس دیوانے نے بڑے بڑے کرب سہے بڑے بڑے عذاب جھیلے۔ اس کی مبالغہ آمیز جاں نثاری سے کبھی کبھی مجھے چڑ بھی ہونے لگتی۔ مگر اس غریب کلرک نے کبھی میرے چڑنے اور کڑھنے کی بھی پروا نہ کی۔ بس میری خاک دھول صورت کو نہار نہار کر ذرا سا مسکرا دیا کرتا۔ یہ محنت جاں انسان دفتری ملازمت کے علاوہ دو دو پارٹ ٹائم کام بھی کرتا رہا۔ ہمارے دو پیارے پیارے بچے بھی ہوئے۔ بچوں کی وجہ سے میری کبھی کبھی کی جھلاہٹ دیکھ کر ایک عجیب حماقت کی اس نے۔ ایک دم سے نسبندی ہی کا آپریشن چپکے سے کرا بیٹھا۔ پورے تین سال بعد یہ بھید مجھ پر کسی نہ کسی طرح کھلا تو میں نے اس کو آڑے ہاتھوں لیا۔ میں نے طیش میں آکر احتجاج کیا "اگر خدا نخواستہ میرے منہ میں خاک ان دونوں بچوں کو کچھ ہوگیا تو میرا کیا ہوگا۔"

اتنے بڑے سوال کا جواب یہ مریل کہاں سے لاتا۔ شرمندہ ہو کر رہ گیا۔ معذرت اور معافی مانگنے کی ہمت بھی نہ کر سکا میں نے کچھ اور کہنا چاہا تو آبدیدہ ہوگیا۔ اور جب ہفتوں میں نے اس سے سیدھے منہ بات نہ کی تو یہ بیمار بیمار سا لگنے لگا۔ تب مجھے ترس آگیا اور میں نے غصہ تھوک دیا۔

مگر اس کی خود آزاری کے اس رویے سے تنگ آکر ایک دن میں ابل پڑی "تم میرے شوہر ہو۔ ملازم نہیں ہو۔ شوہر کی طرح رہو۔ یہ کیا کہ سر گھڑی نیاز مندی اور جی حضوری سے میرا جی جلاتے رہتے ہو۔ وہ اور ہوں گی جنھیں زن مرید اچھے لگتے ہیں۔"

میری بات پر یہ بھونچکا رہ گیا اور ہونق کی طرح میرا منہ تکنے لگا۔ اس کی سوالیہ نگاہ کو بھانپ کر میں پھر بولی "میرا منہ کیا تکتے ہو۔ ٹھیک ہی تو کہتی ہوں۔ اتنے سال ہوگئے شادی کو۔ دو بچے بھی ہوئے۔ نہ کبھی کوئی جھگڑا نہ غصہ۔ نہ جھڑکی نہ اعتراض۔ یہ بھی کوئی میاں بیوی کی زندگی ہوئی۔ کبھی تو کچھ ہو۔ اس کتابی زندگی سے جی اُوب چکا ہے۔ میں بیوی ہوں محبوبہ نہیں۔"

یہ سہمے ہوئے لہجے میں بولا "مگر تم نے اس کا موقع ہی کہاں دیا۔"

میں ڈپٹ دیا "جھوٹے ہو۔ میں تو ہر روز موقع دیتی ہوں۔ مگر تم نے اس گھر کو صنم خانہ اور مجھے دیوی بنا کر رکھ دیا ہے۔"

اس کے ہونٹوں پر تبسم کا ایک سایہ جھلملایا "مگر صنم خانوں میں بچے تو پیدا نہیں ہوتے۔"

برسوں کے بعد ایک ذرا سی دل چسپ بات اِس کے منہ سے نکلی تو میں بھی مسکرا پڑی اور اس کا جی باغ باغ ہوگیا۔ اِس نے ایک دوسری بات بھی ویسی ہی معصومیت اور ذرا دبی زبان سے کہی "اچھا تم کہتی ہو تو اِس کی بھی پریکٹس کرکے دیکھوں گا۔"

مزا آگیا۔ اس بات پر تو میں ہنستے ہنستے دوہری ہوگئی۔ دونوں بچے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ کر ماجرا کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔ میں نے آنکھوں میں آئے ہوئے پانی کو آنچل میں جذب کرتے ہوئے ہنستے ہنستے ہی کہا "بس اب تم اور کچھ نہ کہو، دفتر جاؤ۔"

زندگی اِسی میکانکی نہج پر گذرتی رہی۔ اِس آل پروف انسان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس بے چارے کو اتنی فرصت ہی کہاں تھی کہ بیوی سے نوک جھونک اور گپ شپ ہوتی۔ رات کو یہ بالکل تھکا تھکا خالی خالی گھر آتا۔ کپڑے بدلتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے کوئی ضروری بات ہوتی تو کہہ دیتا یا پوچھ لیتا۔ پھر بستر پر گرتے ہی اِسے نیند آجاتی۔ میں کچھ اور باتیں بھی اِدھر اُدھر کی کرنا چاہتی مگر وہ بت بن کر رہ جاتا۔ اِس کے اندر یہاں سے وہاں تک سناٹا ہی سناٹا ہوتا —— ہائے بے چارا یہ۔ جفاکشی کی کرختگی اس کے مضمحل چہرے سے آشکارا ہونے لگی۔ میرا پیار اس سے اور بھی بڑھ گیا۔ میں نے کئی بار اعتراض کیا کہ اتنا خون جلانے کی کیا ضرورت ہے۔ بس دفتر ہی کی تنخواہ میں بھلا بُرا گذارہ کرلیں گے۔ مگر ہر بار کچھ الٹا سیدھا کہہ کر یہ طرح دے گیا۔ اور جب میں کہتی کہ مجھے یہ نہیں چاہیے وہ نہیں چاہیے۔ یہ مت لاؤ وہ مت لاؤ تو یہ پاگل اداس ہوجاتا۔ شاید یہ سمجھتا کہ میں اِس کے جذبے کی توہین کر رہی ہوں اور رحم کھا کر اس پر احسان کرنا چاہتی ہوں۔

برسوں کی شبانہ روز جفاکشی آخر رنگ لائی۔ جوئے شیر لانے کی حماقت میں فرہاد کو اپنے سر سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔ اس کے چہرے پر مریضانہ ناتوانی کے آثار دیکھ کر میں تشویش میں پڑ گئی۔ دونوں پارٹ ٹائم کام کہہ سن کے چھڑوا دیئے۔ کتنی جلدی بوڑھا ہو چلا تھا۔ اس کی صحت تیزی سے گرتی گئی۔ مرض کی صحیح تشخیص ہوتے ہوتے میرے آدھے زیور ختم ہوگئے اور آنت کا آپریشن ہونے کے بعد کانچ کی چوڑیوں کے سوا میرے پاس کچھ نہ رہا۔ میں دعائیں مانگنے لگی کہ خدایا میرے بچوں بچوں کو یتیمی سے محفوظ بچالے۔ اور اس فرشتے کے بدلے مجھے اٹھالے۔

مگر آپریشن کے بعد بھی صحت اور زندگی دونوں کا خطرہ برقرار رہا۔ غریب کے دوست اور رشتہ دار بھی غریب ہوا کرتے ہیں۔ پھر بھی کچھ مدد ملی۔ مگر وہ مدد بھی زیادہ ساتھ نہ دے سکی۔ ڈاکٹروں نے شاید جھوٹی تسلی دی تھی کہ آپریشن کامیاب رہا۔ کیوں کہ دو مہینے سے یہ بستر پر پڑا مردہ زندگی کا کرب جھیل رہا ہے۔ عیادت کرنے والے بھی بھولے بھٹکے ہی آپڑتے ہیں۔ اور دو چار منٹ سے زیادہ نہیں رکتے۔ اور وہ بھی مریض سے زیادہ تیماردار کو تسلی دیتے ہیں۔ ستم یہ ہے کہ اتنی نقاہت کے باوجود اِس کے حواس اور احساسات جوں کے توں ہیں۔ اجڑا ہوا گھر، میرا کمھلایا ہو چہرہ اور دبلائے ہوئے میلے کچیلے بچوں کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کے خشک سوتے ہرے ہو جاتے ہیں۔

کل اِس کے دفتر کے ایک رفیق عیادت کے لیے آئے تو ایک تجربہ کار ڈاکٹر کو بھی کارِ خیر کے حساب میں لیتے آئے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ آپریشن کے بعد معقول دوائیں اور مناسب غذائیں نہ ملنے کے سبب مریض کا یہ حال ہوا ہے۔ بات لگتی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر نے تین سو روپے کا ایک نسخہ بھی لکھ دیا۔ ڈاکٹر چلا گیا تو میں نسخہ کو دیکھ دیکھ کر گہری سوچ میں پڑ گئی۔ کیوں کہ تین سو تو کیا تین روپے بھی ہمارے لیے بہت تھے۔ لیکن مجھے اپنے مریض

کی صحت کے لیے ـــــ بلکہ زندگی کے لیے ایک آخری کوشش کرنی تھی۔ شاید بجھتے ہوئے چراغ کی لو تیز ہوجائے ـــــ شاید ـــــ

بس ایک ہی راستہ تھا۔

ہاں میں اپنے شوہر ـــــ اپنے عاشق پر قربان ہوجانے کے لیے مضطرب ہوگئی۔ مجھے وہ خوش اخلاق اور ہنس مکھ پڑوسی یاد آگیا جو خوش حال نظر آتا ہے اور مجھے بڑی عزت اور محبت سے بھابی کہا کرتا ہے۔ مگر میری چھٹی حس نے ہمیشہ شک کیا کہ اس کے دل میں کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ کچھ لوگ ہوتے ہی ایسے چھچھورے ہیں۔ پھر بھی مجھے بار بار اسی کا خیال آتا رہا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ انکار نہیں کرے گا۔ مگر جی ڈرتا تھا کہ کہیں وہ مجھ سے بھی اقرار کا سوال نہ کر دے۔ مجھے رہ رہ کر پسینہ آتا رہا۔ میرا مریض بھی میری پُراسرار کیفیت دیکھ دیکھ کر بے چین ہوتا رہا۔ اور جب میں نے جی کڑا کر کے پل صراط پر چلنے کا فیصلہ کر ہی لیا تو کلیجے میں ہوک اٹھی اور رونا آگیا۔ کشمکش کی اسی کیفیت میں نہ جانے کس لمحے میرے قدم باہر نکلے اور میں اپنے خوش حال خوش اخلاق پڑوسی کے گھر پہونچ گئی۔ وہ اس وقت گھر میں تنہا تھا۔ مجھے اچانک وہاں دیکھ کر اس کو اچنبھا سا ہوا۔ میں نے ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ تین چار جملوں میں اپنا مدعا بیان کر دیا تو وہ کسی سوچ میں پڑ گیا۔ میرا دل دھڑکنے لگا کہ نہ جانے اس کے منہ سے کیا نکلتا ہے ـــــ ہاں یا نہیں ـــــ یا پھر کچھ اور ـــــ کچھ اور جو اس کے دل میں ہے ـــــ

اس کا سکوت دیکھ کر میں پھر پسینہ پسینہ ہوگئی۔ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی تب اس کی خاموشی ٹوٹی "مجھے افسوس ہے۔ میں آپ کی مدد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

اس کے ٹکا سا جواب سے مجھے مایوسی تو ہوئی مگر ایسا بھی ہوا کہ دماغ میں جو بھاپ بھر گئی تھی وہ بھک سے نکل گئی۔ میں گہری سانس لے کر واپس ہونے کے لیے مڑی ہی تھی کہ اس نے مجھے روکا "سُنیے۔ میرے پاس نقد روپے تو نہیں ہیں پھر بھی ایک صورت ہے۔ آپ کا کام نکل سکتا ہے۔"

میرا دل پھر دھڑکا اور میرے منہ سے نکلا "کیسے؟"

وہ کہنے لگا "بات یہ ہے کہ میری بیوی گھر میں نہیں ہے۔ اس کے کنگن رکھے ہوئے ہیں۔ کچھ روپے کی ضرورت خود مجھے بھی ہے۔ لیکن آج مجھے فرصت نہیں ہے۔ کنگن میں آپ کو دیتا ہوں۔ کچھ تکلیف تو ہوگی مگر آپ محلہ رام نگر میں پریم ناتھ جوہری کی دوکان پر چلی جائیں۔ ایک ہزار روپے انھیں گروی رکھ دیں۔ کم ہرگز نہ لیجیے گا کیوں کہ پانچ سو روپوں کی ضرورت مجھے بھی ہے۔ رسید اور پانچ سو روپے میں آپ کے گھر آکر لے لوں گا۔ برقعہ پہن کر جائیے گا۔ اور ہاں رسید میری بیوی کے نام سے لیجیے گا۔ "شاہدہ خانم"۔"

اور اس نے دوسرے کمرے سے کنگن لاکر میرے حوالے کر دیے۔ میں اپنے اوپر لعنت بھیجنے لگی کہ خواہ مخواہ ایک بھلے آدمی کے بارے میں بُری بری باتیں سوچا کرتی تھی۔ جب میں چلنے لگی تو اس نے تاکیداً کہا "اس کی خبر میری بیوی کو نہ ہو۔ برقعہ ضرور پہن لیجیے گا۔"

میں نے جلدی سے گھر آکر برقعہ سنبھالا اور چل پڑی۔ پڑوسی کی بتائی ہوئی دوکان پر پہنچ گئی۔ مگر پریم ناتھ جوہری نے کنگن کو اچھی طرح پرکھ لینے کے بعد آٹھ سو روپے سے زیادہ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ میرے گڑگڑانے کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں مایوس ہو کر پلٹی ہی تھی کہ ذرا دور پر مہربان پڑوسی نظر آگیا۔ وہ ایسا بن گیا جیسے بہت عجلت میں کہیں جا رہا ہو۔ ہم دونوں ایک دوسرے کی طرف لپکے۔ میں نے ساری بات اس کو بتا دی تو کنگن لے کر اس نے رکھ لیے۔ کہنے لگا "اب میں کل خود کسی اور جوہری کے ہاں جا کر دیکھوں گا۔"

پھر دوسرے ہی لمحہ اس نے بات کا رخ بدل دیا مگر آپ کو تو فوری ضرورت ہے۔ ایسا کریں کہ ابھی آپ اپنا کام تین سو میں چلائیں۔ باقی پانچ سو مجھے دیں گی۔ میں بہت جلدی میں ہوں۔ جاتا ہوں۔ "جائیے آٹھ سو ہی سہی۔"

پڑوسی نے پھر کنگن نکال کر مجھے دے دیے اور چلتا بنا۔ مشکل سے چار پانچ منٹ لگے ہوں گے جب میں نے کنگن دوبارہ جوہری کو لے جا کر تھما دیے۔ ایک سرسری نظر ڈال کنگن اس نے رکھ لیے اور رسید لکھ کر آٹھ سو روپے مجھے گن دیے۔ میرے دل سے دعائیں نکلنے لگیں۔ دنیا نیک بندوں سے خالی نہیں ہے۔

میں نے وہاں سے نکل کر جلدی جلدی نسخے کی کچھ دوائیں خریدیں اور گھر جانے سے پہلے رسید اور پانچ سو روپے خود جا کر پڑوسی کو دے آئی۔

یہ کل دوپہر کی بات ہے۔

آج ابھی صبح کے نو بجے ہیں۔ میرے سامنے ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ پڑا ہے۔ میرا عاشق ـــــ میرا شوہر ـــــ میرا مرد ـــــ جو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہے۔ رات ہی اس نے کہا تھا "دواؤں میں پیسے کیوں ضائع کرتی ہو۔ کچھ کفن کی بھی فکر ہے؟"

میرا کلیجہ پھٹ گیا اور بے تحاشا اس کے چہرے پر رخسار رکھ کر رو پڑی۔ وہ کہنے لگا "اس طرح روؤ گی تو بچے گھبرا جائیں گے۔ آگے طوفانی تھپیڑے ہیں۔ تمھیں چٹان بن کر جینا ہے۔ ان بچوں کے لیے ماں اور باپ دونوں ہی تم ہو۔"

میں اس کے چہرے کو حسرت سے دیکھتی رہی دس سال کے ماضی کی بے ترتیب یادیں خلط ملط ہو کر چھلاوے کی طرح آتی جاتی رہیں۔ کچھ دعائیں پڑھ پڑھ کے دل کی تسکین کرتی رہی۔ رات بھر سو نہ سکی۔ آنکھوں میں جلن ہے۔ دل بوجھل ہے۔ میں کم بخت بھی اب اپنے شوہر کی تجہیز و تکفین ہی کے متعلق سوچ رہی ہوں۔ ہاں یہی میری زندگی کا پہلا مسئلہ ہوگا۔ مگر نہیں۔ مسئلہ تو ایک اور بھی آن پڑا ہے۔ بہت سنگین۔ سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہے اور مجھے محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا وجود دلدل میں دھنستا جا رہا ہو۔

سامنے میز پر آج کا اخبار کھلا پڑا ہے۔ ابھی ذرا دیر پہلے میرا مہربان پڑوسی عیادت کے بہانے آیا تھا۔ اخبار وہی لا یا تھا۔ اس نے نمایاں طور پر چھپی ہوئی ایک چھوٹی سی خبر مجھے پڑھوائی۔ خبر کی سرخی ہے ـــــ برقعہ پوش کا چکمہ ـــــ خبر پڑھ کر میں کانپ گئی۔ وہی کل والی بات ہے۔ اضافہ یہ ہے کہ برقعہ پوش عورت نے جوہری کو پہلے تو اصلی کنگن دکھائے مگر بعد میں چکمہ دے کر اس کو نقلی کنگن تھما دیے اور آٹھ سو روپے ٹھگ لیے۔ نام شاہدہ خانم لکھوایا۔

پڑوسی کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ کہنے لگا "پولیس کو سراغ مل گیا ہے کہ جس طرح کا برقعہ پہن کر وہ عورت جوہری کی دوکان پر گئی تھی ویسا ہی برقعہ پہنے ہوئے کل ایک عورت میرے گھر آتے جاتے دیکھی گئی۔"

میری بدحواسی اور پریشانی دیکھ کر وہ پھر بولا "معاملہ سنگین ہے۔ پھر بھی بات بن سکتی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو۔"

اس کا آخری جملہ بڑا معنی خیز تھا۔ اس کا مطلب اس کی آنکھوں میں صاف تحریر تھا۔ مجھے ٹھنڈا پسینہ آنے لگا۔ میں زمین میں گڑی جا رہی تھی۔ میری زبان سے صرف اتنا نکلا "ابھی آپ جائیے۔"

میرے سادہ جواب پر اس کی آنکھوں میں ایک چمک آگئی۔ جاتے جاتے وہ کہہ گیا ہے "میں جواب کا انتظار کروں گا۔ وقت بہت کم ہے۔ پولیس کسی وقت بھی آدھمکے گی۔"

پڑوسی کو یہاں سے گئے ایک گھنٹہ گذر چکا ہے میں ابھی تک حواس پر قابو نہ پا سکی ہوں۔ بس اپنے سامنے پڑے ہوئے ہڈی کے ڈھانچے کو دیکھ دیکھ کر تب سے دنیا بھر کی باتیں سوچے جا رہی ہوں۔ ابھی ابھی اس ڈھانچے نے کراہ کراہ کر کہا ہے "میری خطائیں معاف کرنا۔ شاید کل صبح کا سورج نہ دیکھ پاؤں۔ مجھے بھی معاف کر دو۔"

میری زبان گُنگ ہو چکی ہے اور آنکھوں سے آبشار پھوٹ پڑا ہے ـــــ الٰہی کیا اس گھر سے ایک ساتھ دو جنازے اٹھیں گے! میری نگاہیں دونوں بچوں پر جم گئی ہیں۔ میری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بچے بھی بلک پڑے ہیں۔ کبھی مجھے کبھی باپ کو دیکھنے لگتے ہیں۔

اچانک میرے اندر ایک جھٹکا سا ہوا ہے۔ میں نے سنبھالا لے کر آنسو پونچھ ڈالے ہیں۔ یہ رہا اخبار اور وہ رہا برقعہ۔ میں خود تھانے جا رہی ہوں۔

(پٹنہ سے نشر)

شین مظفر پوری
مراد پور، پٹنہ ۴

میں اشتہار
دیکر اپنی تجارت
کو فروغ دیجئے

افسانہ

ان رشتوں کو نام نہ دو

ستیش بترا

میں نہیں جانتی یہ کیسا رشتہ تھا۔

ممی پچھلے تین چار روز سے سخت پریشان ہیں۔ ان کا کسی کام میں جی نہیں لگتا۔ وہ بار بار ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھتی ہیں کبھی اضطراب میں ٹہلنا شروع کر دیتی ہیں اور کبھی یوں ہی کھڑکی خلا میں گھورتی رہتی ہیں میں نے جب اس کا ذکر دفتر سے لوٹتے ہوئے بو.بی سے کیا تو اس نے بھی ایک لمحہ غور کرنے کے بعد مجھ سے کہا۔

"میں بھی ممی میں یہ تبدیلی محسوس کر رہا ہوں!" پھر وہ اپنی چھوٹی سی داڑھی کھجاتے ہوئے بولے "تم نے انجانے میں ممی سے کچھ کہہ تو نہیں دیا؟"

"نہیں تو!"

بوبی میرا چھوٹا بھائی ہے لیکن اس کی سوجھ بوجھ کی بخوبی قائل ہوں۔ شاید اسی وجہ سے وہ اتنی کم عمری میں بھی ایک مشہور فرم میں ایک منفرد ذمہ دار افسر ہے پچھلے سال ہی میری شادی شولی سے ہوئی ہے۔ اشوک جی آسام کے چائے باغات میں ایک افسر ہیں۔ میں ان دنوں میکے آئی ہوئی ہوں۔ بوبی اور ممی سے مجھے بے حد پیار ہے۔ ہم بچپن میں ہی ڈیڈی کو کھو بیٹھے ہیں۔ ان کی موت کے بعد ممی نے ہی ہمیں ماں باپ کا پیار دیا ہے۔ انھوں نے ہمارے لیے کونسی مصیبتیں نہیں جھیلیں لیکن ہم نے انھیں ہمیشہ ہی خوش دیکھا ہے کبھی گلے شکوے کرتے نہیں سنا۔ نہ رشتہ داروں کے بارے میں جنھوں نے ممی کو زندگی سے لڑنے کے لیے اکیلا چھوڑ دیا نہ اس بھگوان کے خلاف جس نے بارہا ممی کے صبر و سکون کا امتحان لیا ہے۔ سنتے ہیں اُڑے وقتوں میں کیشو انکل نے ہمیشہ ان کی ہمت بڑھائی ڈھارس دی اور ہمیشہ نیک مشورے دیے یہ ان ہی کی بدولت ہے کہ بوبی کو ایک اچھی نوکری مل گئی اور میری شادی ایک اچھے گھرانے میں ہو گئی۔

کیشو انکل کی ایک تصویر ڈرائنگ روم میں کتابوں کی الماری کے اوپر لگی ہوئی ہے۔ مسکراتا پرکشش چہرہ! اس کے پاس ہی پورے سائز کی تصویر میں سے ڈیڈی ہماری طرف جھانک رہے ہیں۔ شکاری کوٹ پہنے ہوئے پائپ پیتے ہوئے ان کی شخصیت بہت باوقار معلوم ہوتی ہے میں نے تو انھیں اپنی آنکھ سے دیکھا ہے گو بابی اس وقت بہت چھوٹا تھا۔ مجھے بھی کچھ زیادہ یاد نہیں لیکن ان کی افسرانہ گرجدار آواز ابھی بھی کبھی کبھی میرے کانوں میں گونجتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے ان کی گود میں کھیلنا اور ان کا پیار بھری نظروں سے تکتے رہنا بھی یاد ہے۔

کیشو انکل کو ہم بچپن سے ہی دیکھتے آئے ہیں۔ وہ اکثر ہمارے گھر آتے رہتے ہیں اور ہم بھی ان کے ہاں اکثر جاتے رہتے ہیں۔ وہ ہم سب کو بہت اچھے لگتے ہیں۔

لیلا آنٹی تو ہمیں بے حد پیار کرتی ہیں۔ ممی بھی ان کے دونوں لڑکے امیت اور ترن کو اسی طرح پیار کرتی ہیں جیسے ہمیں اور بابی کو امیت ایک ہوا باز ہے اور ترن آرکیٹیکٹر کا کورس کر رہا ہے۔

مجھے کسی وقت امیت بہت پسند تھا نیلے آسمان کو چیر کر ان کے اوپر کھلی وسعتوں میں پرواز کرنا! سنسناتی ٹھنڈی ہواؤں میں دھند اور بادلوں سے آنکھ مچولی کھیلنا! ندی نالے دریا سمندر اور پہاڑوں کے عین بیچوں بیچ اڑان بھرتے ہوئے جگمگاتے سورج کی روپہلی دھوپ اور چاند کی ٹھنڈک میں سے چھن کر آتے ہوئے قدرتی مناظر کے یہ ہجوم! میرا بس چلتا تو شاید میں خلائی ہوا باز ہی بنتی! لیکن اب امیت کے ذریعے یہ سپنے پورے ہوتے نظر آنے لگے تھے۔ اس پر امیت کا اپنی جادو بھری آواز میں لہک لہک کر باتیں کرنا سچ، بہت ہی جان لیوا معلوم ہوتا تھا۔ میری بڑی خواہش تھی کہ ہم دونوں جیون ساتھی بن سکتے! لیکن اس وقت امیت ابھی فلائنگ سیکھ رہا تھا۔ وہ رونگٹے کھڑے کر دینے والے بھوتوں کے قصے بڑے ہی التساہ سے سناتا اور میں بھی انھیں بڑے شوق سے سنتی امیت بھی شاید میرے دل کی کیفیت جانتا تھا اور مجھے کبھی کبھی لگتا کہ اس کے دل کی ایسی دھڑکنیں میرے ساتھ ہم آہنگ ہو گئی تھیں!

ایک بار لیلا آنٹی کو بھی میں نے اپنے بارے میں بات کرتے سنا تھا۔ ممی پوچھ رہی تھی کہ امیت اور میری جوڑی کیسی رہے گی؟ اور لیلا آنٹی نے ممی کے گلے میں باہیں ڈال کر کہا تھا "بہت اچھا! بشرطیکہ امیت کو منظور ہو!" میں خوشی سے پھولے نہ سمائی لیکن پھر امیت کو پائلٹ بن جانے پر ایک فارن ہوائی سروس میں نوکری مل گئی چند ہی دنوں میں طرح طرح کی باتیں سننے کو ملیں۔ اس کے ... میں ہر قوم کی ایر ہاسٹس تھی، کبھی وہ کسی جاپانی ایر ہاسٹس کے دام فریب میں بندھا معلوم پڑتا اور کبھی وہ کسی جرمن لڑکی سے متاثر نظر آتا۔ میں بہت عرصہ تک اس کی طرف سے کسی واضح پیغام کا انتظار کرتی رہی لیکن شاید اس کی چاہت فلرٹیشن کی سطح سے اوپر نہ اٹھ سکی۔ یا پھر شاید اس کے معیار پہ کوئی لڑکی پوری ہی نہ اترتی تھی۔ مجھے جلدی احساس ہو گیا کہ ہماری راہیں الگ الگ تھیں۔ اور شاید ان راہوں کی پگڈنڈیاں بھی آپس میں نہ مل سکیں۔۔!

بات تو کیشو انکل سے شروع ہوئی تھی لیکن نہ جانے میں اپنے جذبات کی رو میں امیت تک کیوں بہہ آئی! میں نے کہا نا کیشو انکل ہم لوگوں کو بیس پچیس سال سے بخوبی جانتے ہیں۔ وہ ڈیڈی کے زمانے میں ہمارے ساتھ والی کوٹھی میں رہا کرتے تھے۔ ڈیڈی کی موت کے بعد تو وہ ہمارے گھر کے ہی ایک فرد بن گئے تھے۔ آج کل تو وہ ہم سے چالیس پچاس میل دور رہتے ہیں لیکن آنا جانا ویسے ہی چلا آ رہا ہے!

ممی کو ہمیشہ سماج کلیان اور فنون لطیفہ سے دلچسپی رہی ہے ڈیڈی کی زندگی میں ہی وہ ایک کلچرل ڈیلی گیشن کے رکن کی حیثیت سے امریکہ گئی تھیں جس کی رہبری کیشو انکل ہی کر رہے تھے۔ شاید وہیں پہلی بار ان دونوں کو قریب سے جاننے کا موقعہ ملا ہوگا۔

میری شادی ہوئی دو سال ہو گئے ہیں اور میں یقیناً بچی نہیں ہوں! ممی ڈیڈی کے بغیر امریکہ گئیں تھیں اور کیشو انکل لیلا آنٹی کے بغیر، میرے ذہن کے ایک گوشہ میں ہمیشہ یہ خیال کلبلاتا رہا ہے کہ ایک دور دراز ملک میں جہاں کی رومان پرور فضائیں تنہائی کے موقعے فراہم کر دیتی ہیں اور جہاں کسی بھی جوڑے کے اخلاق پر سماج انگشت نمائی نہیں کرتا شاید ممی اور انکل کیشو کے قدم بھی بہک گئے ہوں لیکن باوجود صد تلاش اور شعوری کوشش کے مجھے کوئی موقعہ یا ہلکا سا سراغ بھی نہیں ملا جس سے اس خیال کو ذرا سی بھی تقویت ملتی، میں نے اپنے اور کیشو انکل کے گھر امریکہ میں کھچی ہوئی درجنوں تصویروں کے البم دیکھے ہیں لیکن یا تو وہ گروپ میں تھے یا اگر تنہائی بھی میسر تھی تو میں نے ہمیشہ انھیں مناسبت کی حدوں میں پایا۔ آپ یقین نہ کریں گے لیکن میں نے ان کے ذاتی خطوط تک کھنگال کے دیکھ لیے ہیں کہ کہیں وہ جذباتیت کی رو میں بہہ کر صبر کا دامن کھو بیٹھے ہوں لیکن سب بے سود۔ ان کی زندگی مجھے ہمیشہ ایک کھلی کتاب کی طرح ملی ہے۔ جس میں باہمی احترام، دوستی و غمگساری اور سچی رفاقت کا احساس ملتا ہے۔

مجھے اکثر خود اپنے سے کوفت ہونے لگتی ہے کہ یہ شیطانی خیال میرے ذہن میں آیا ہی کیسے! مجھے اپنی ممی کی پاکدامنی پر شک کیونکر ہوا؟ مجھے کیشو انکل کی بے داغ شخصیت میں خواہ مخواہ دھبے ڈھونڈنے کی ہمت کیسے ہوئی؟ میرا اپنا ذہن میرے اخلاق پر لعنت ملامت کرتا ہے! میں محسوس کرتی ہوں کہ ممی کے حالات میں شاید میں خود ڈگمگا گئی ہوں۔!

ممی کو پھولوں کا بے حد شوق ہے۔ ہمارے باغیچے میں ان گنت قسموں کے پھول ہیں ان میں سے کئی نادر پودے انکل کیشو کے ہی لائے ہوئے ہیں۔ ہمارے باغیچے کو پھولوں کی نمائش میں اکثر انعام ملتے رہتے ہیں۔ دراصل ممی کی اپنی شخصیت ہی پھولوں کی مہک میں بسی رہتی ہے۔ وہ خود بھی ہمیشہ اپنے جوڑے میں ساڑی سے میچ کرتے پھول لگائے رہتی ہیں۔ ڈیڈی کی موت کے بعد ممی نے کچھ دیر کے لیے پھول لگانا چھوڑ دیا تھا لیکن وہ زیادہ اپنے آپ کو پھولوں سے دور نہ رکھ سکیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ان پھولوں کے بنا وہ زندہ ہی نہیں رہ سکتیں۔

کیشو انکل کو بھی پھول بے حد پسند ہیں۔ ان کے اپنے گھر میں کئی پھول ہیں لیکن جیسے وہ ہمارے ہاں کے پھولوں کے لیے ترستے رہتے ہیں۔ لیلا آنٹی کو بھی پھول اچھے لگتے ہیں لیکن صرف ایک حد تک، انھیں طرح طرح کے کھانے پکانے کا شوق ہے۔ ان کے کھانوں کی تعریف تو ہر وہ شخص کرتا ہے جسے ان کے ہاں آنا نصیب ہوا ہے۔ ڈیڈی (جب تک زندہ رہے) ممی اور ہم سب ان کی صلاحیت کے گرویدہ ہیں۔ ان کے ہاں نئے سے نئے کھانے ہمارے منتظر رہتے ہیں اور پھر بوتی تو ہے ہی جوڑا۔ اس کی فرمائشیں جائیں اور لیلا آنٹی! یہی حال امیت کا بھی ہے۔ وہ اکثر کہتا ہے دنیا گھوم گھوم کے کھانے کھاتے رہیں مگر ممی کے کھانے کی بات ہی الگ ہے!" اور پھر ہماری اپنی ممی تعریف کرنے میں کہاں چوکنے والی ہیں۔

کیشو انکل کو ستار کا شوق ہے۔ اتنی عمدہ ستار بجاتے ہیں کہ پوچھو نہیں ممی کو بھی ستار سننے کا مرض ہے انھوں نے کافی چھان بین اور دوڑ دھوپ کے بعد ایک بہت ہی اچھا ستار گھر میں اس لیے منگوا رکھا ہے کہ کیشو انکل کے آنے پر ان سے ستار سنا جا سکے۔

میں نہیں جانتی یہ پھولوں سے عشق کھانے پینے کا شوق یا ستار کا خبط ہی وہ تمام عنصر ہیں جو ہم دونوں گھروں کو ایک دوسرے سے باندھے ہوئے ہیں یا ان کے پیچھے وہ نازک ملائم ان دیکھے روحانی رشتے بھی ہیں جو ہمیں اتنا قریب لے آتے ہیں۔ لیلا آنٹی کی تعریف میں کرتی ہوں کہ وہ ہر چیز کی باریکی کو خوش اسلوبی سے سمجھتی ہیں۔ ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہمیشہ کھلتی رہتی ہے وہ نہایت سگھڑ سمجھدار ہیں اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو خوش اسلوبی سے سلجھا دیتی ہیں۔ میں نے انھیں آج تک برہم ہوتے نہیں دیکھا لیکن خدا جانے یہ امیت کس مٹی کا بنا ہوا ہے! اس میں تو لیلا آنٹی یا کیشو انکل کے بلند اخلاق یا قدروں کی جھلک دکھائی نہیں دیتی! ہاں البتہ ترن کو ضرور ان دونوں کا سایہ نصیب ہوا ہے اس میں لیلا آنٹی جیسا ہی ٹھہراؤ اور اپنا پن ہے۔ اسے بھی جلدی غصہ نہیں آتا۔ بات کرتا ہے تو اسی سلیقہ اور خلوص سے جو لیلا آنٹی کی شخصیت سے پھوٹ پڑتا ہے۔

میں تو کبھی کبھی لیلا آنٹی کے حوصلہ اور ٹھنڈے مزاج پر عش عش کر اٹھتی ہوں۔ ایک عورت کے شوہر کا کسی دوسری عورت کی طرف ذرا سا بھی جھکاؤ ہو تو وہ حسد سے پاگل ہوا اٹھتی ہے۔ کم سے کم میں تو ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتی۔ لیکن کیا مجال جو لیلا آنٹی کی ابرو پر کبھی ذرا سا شکن بھی آیا ہو، اب اشوک کی بات ہی لے لو حضرت شادی سے پہلے دفتر کی ایک اسٹینو کے متوالے تھے۔ لڑکی اچھی خوبصورت تھی بات بات پر نخرہ، اٹھنے بیٹھنے میں ہر وقت ایک ادا! اس لڑکی کی موجودگی میرے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجاتی تھی۔ میں نے جھوٹے سچے بہانے کرکے شوکی کو ایک دوسری جائے کمپنی میں نوکری بدلنے پر مجبور کر دیا۔ بھگوان کی دیا سے نئی نوکری میں تنخواہ بھی زیادہ ہے اور سہولتیں بھی۔ اس بنو سے الگ چھٹکارا مل گیا!

میں کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ لیلا آنٹی کے دماغ میں ممی کو دیکھ کر کیوں خطرے کی گھنٹیاں نہیں بج اٹھی تھیں انھوں نے کبھی کیشو انکل کے ہمارے ہاں اکیلے آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں لگائی کبھی کوئی پہرہ نہیں بٹھایا ان میں اس بات پر کبھی کوئی جھگڑا نہیں ہوا! ایسی کیا بات تھی؟ کیا انھیں کیشو انکل یا ممی پر اتنا مکمل بھروسہ تھا؟ میں سوچتی رہتی ہوں!

چھی! چھی! میرے دماغ میں بھی کیسے کیسے خیال گھسے چلے آتے ہیں! جب ممی ہی ایسی نہیں تو کیشو انکل کی کیا مجال ہو سکتی ہے! اور جب کیشو انکل ہی ایسے نہیں تو ممی یہ جرأت کیسے کر سکتی ہیں۔ ان دونوں۔ بلکہ لیلا آنٹی کا ان دونوں سے زیادہ لگاؤ، پیار اور ایک دوسرے پر اتنا مکمل وشواس! صد آفریں ہے لیلا آنٹی!

اور آج صبح لیلا آنٹی کا فون آیا ہے! کیشو انکل سخت بیمار ہیں انھیں ہارٹ اٹیک ہو گیا ہے وہ ممی کو بلا رہے ہیں۔ لیلا آنٹی کی ٹیلیفون پر آواز بہت گھبرائی ہوئی تھی! خبر سنتے ہی ممی کا کلیجہ دھک سے بیٹھ گیا۔ شاید یہ تمام اضطراب اتنے دنوں کی بے چینی اس خبر کا پیش خیمہ تھی۔ جیسے وہ اس حادثہ سے پہلے ہی آگاہ تھیں!

اس پریشانی میں بھی انھوں نے باغیچے کے بہترین پھول اکٹھے کر لیے ہیں، ٹیلیفون پر اطلاع ملتے ہی بوتی بھی دفتر سے فوراً آ گیا ہے اور ہم سب ٹیکسی لے کر کیشو انکل کے گھر چل دیتے ہیں۔

کیشو انکل اپنے کمرہ میں لیٹے ہوئے ہیں، گاؤ تکیہ لگائے ان کی پریشان نگاہیں دروازے پر ہی لگی ہیں ہمیں دیکھتے ہی ایک اطمینان بھری مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پر رینگ جاتی ہے جیسے ممی کو دیکھتے ہی انھیں تسلی ہو گئی ہو۔

لیلا آنٹی جو ان کی پائنتی کی طرف ایک کرسی پر بیٹھی ہیں ہمیں دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔ ان کے چہرے پر بھی ایک اطمینان کی جھلک پھیل جاتی ہے۔

ممی ہاتھوں میں وہ خوبصورت پھول پکڑے ہوئے ہیں۔ کیشو انکل کو دیکھتے ہی ان کے لب خالی فضا میں کانپنے لگتے ہیں لیکن ان سے کوئی آواز نہیں نکلتی۔ میں آگے بڑھ کر ممی کے ہاتھوں سے پھول لے کر کیشو انکل کے پاس والی میز پر پڑے گلدان میں لگا دیتی ہوں۔ ممی کی آنکھیں چھلک رہی ہیں اور وہ کیشو انکل کے پاس جا کھڑی ہوتی ہیں، کیشو انکل بہت کمزور دکھائی دے رہے ہیں ان کے چہرے پر ایک عجیب پیلا پن ہے ان کے کانپتے ہاتھ ممی کی طرف بڑھ جاتے ہیں لیکن جیسے وہ آگے بڑھا نہیں پاتے ممی کے ہاتھ کیشو انکل کے ہاتھوں کو تھام لیتے ہیں۔ ایک لمحہ۔ ایک پرسکون لمحہ جس میں صدیاں بیت جاتی ہیں یگوں کے یگ ڈھل جاتے ہیں اور پھر اچانک کیشو انکل کی گردن ڈھلک جاتی ہے۔

ایک دلخراش چیخ! لیلا آنٹی ان کی گردن کو تھامنے کے لیے آگے بڑھتی ہیں۔ ممی کی سسکیاں اور پھر پھپک پھپک کر رونے کی آواز لیلا آنٹی کی چیخوں میں گم ہو جاتی ہے۔ ایک لمحہ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میرے دماغ پر کندہ ہو جاتا ہے۔ ممی خاموش گم سم بے سہارا۔ جیسے وہ زندگی کی ہر چیز سے محروم ہو گئی ہوں! لیلا آنٹی جنھوں نے زندگی میں خوشیاں بانٹنا ہی سیکھا تھا۔ روتے روتے بھی ممی کو تھپک تھپک کر تسلی دے رہی ہیں۔

ہمدردوں کا ایک بے پناہ سیلاب مجھے غرق کر جاتا ہے اور میں لیلا آنٹی کے آغوش میں بے اختیار گر کر سسکنے لگ جاتی ہوں!

(لکھنؤ سے نشر)

غزل

جلیل الہ آبادی

پہلے اپنے سامنے آئینہ رکھنا چاہیے
پھر کسی کے عیب پر انگلی اٹھانا چاہیے

دردمندانِ محبت آج بھی ہیں بے شمار
دوستو لیکن پرکھنے کا سلیقہ چاہیے

لوگ تو اکثر بنا لیتے ہیں رائی کا پہاڑ
سچ تو یہ ہے اپنی نظروں پر بھروسہ چاہیے

کس قدر دھندلا گئے ہیں ذہن و دل کے آئینے
آئینوں کے شہر میں کچھ تو اجالا چاہیے

کس قدر دشوار ہے جینا کسی فنکار کا
اے جلیل اس دور میں پتھر کا سینہ چاہیے

(آکاشوانی اورنگ آباد/ پربھنی سے نشر)

افسانہ

وہ ایک لمحہ

مشتاق اعظمی

اپنی کے تین منزلہ کوٹھی سے اترتے وقت سیڑھی سے پھسل جانے کے باعث شاہدہ کے پاؤں میں موچ آگئی تھی اور وہ اسے دکھانے کے لیے ڈاکٹر قریشی کے نرسنگ ہوم گئی تھی ـــــ یہ ڈاکٹر قریشی سے اس کی پہلی ملاقات تھی۔ بالکل سپاٹ سی ملاقات جس میں ڈاکٹر قریشی نے کچھ انجکشن اور مالش کی دوا لکھ کر کاغذ اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ لیکن اس بات کو ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ایک دن شاہدہ نے اپنے گھر میں ڈاکٹر قریشی کے پیغام کے چرچے سُنے۔ اب اس نے اس ملاقات پر غور کیا تو لانبے قد اور سڈول جسم کے ساتھ ڈاکٹر قریشی کا دل کش سراپا اس کی نظروں کے سامنے آموجود ہوا، اور تنہا ہونے کے باوجود وہ ایک دم جھینپ گئی اور گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔

ڈاکٹر قریشی شہر کے کامیاب ترین سرجن تھے۔ اُن کا اپنا نرسنگ ہوم تھا۔ قدرت نے ان کے ہاتھ میں غضب کی شفا بخشی تھی۔ جو بھی مریض اُن کے نرسنگ ہوم میں داخل ہوا وہ اچھا ہوکر ہی باہر نکلا۔ یہی وجہ تھی کہ اُن کے نرسنگ ہوم کا کوئی بیڈ کبھی گھنٹہ بھر کے لیے بھی خالی نہیں ہوا تھا۔ اِدھر ایک مریض صحت یاب ہوکر باہر نکلا، اُدھر دوسرا مریض بیڈ پر آگیا۔

شاہدہ نے جس گھرانے میں آنکھیں کھولی تھیں وہاں لڑکی کے لیے رشتہ ملنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں تھا۔ وہ رئیس ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی، خوب صورت تھی، تعلیم یافتہ تھی، ہنرمند تھی۔ لڑکی پڑھی لکھی اور خوب صورت ہو اور ماں باپ دولت مند اور بارسوخ ہوں تو لڑکا تلاش نہیں کیا جاتا، لڑکے کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

شاہدہ کی شادی کے کچھ پیغامات پہلے بھی آچکے تھے، لیکن اب تک گھر کے کسی فرد نے سنجیدگی سے اس پر غور نہیں کیا تھا۔ مگر جب ڈاکٹر قریشی نے اپنے ایک عزیز کے ذریعہ شادی کا پیغام بھیجا تو گھر والوں کو یوں لگا جیسے قدرت نے اچانک اُس گھر پر اپنی رحمتوں کی بارش کردی ہو۔

اِس خبر کو سُننے کے بعد نہ جانے کتنی ہی مرتبہ ایسا ہوا کہ شاہدہ نے بے اختیاری میں اٹھ کر آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی، اپنی خوب صورت آنکھوں کی دِل کشی پڑھنے کی کوشش کی، اپنے کنول جیسے رخساروں کی شادابی کو چھو کر محسوس کرنا چاہا، اپنے لمبے گھنے بالوں کو ہاتھ میں لے کر ان کے ریشمیں ہونے کی تصدیق کرنی چاہی، اپنے مرمر جیسے بدن کے دل آویز خطوط کا جائزہ لینا چاہا لیکن اُس کی سوچوں پر ہر بار حیا غالب آگئی اور وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکی کہ آخر اس میں وہ کون سی بات تھی جس نے ایک ہی ملاقات میں ڈاکٹر قریشی کا دل اپنی مٹھیوں میں لے لیا تھا ـــــ اور جب ایک مہینہ کے بعد ڈاکٹر قریشی اُسے دلہن بنا کر سجی ہوئی کار میں اپنے گھر لاتے تو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے جسم کو آہستہ سے اٹھا کر بادلوں کی کشتی پر رکھ دیا ہے۔

وقت ہوا کے دوش پر رنگین غباروں کی طرح اڑتا رہا اور ازدواجی زندگی کے پانچ سال پلک جھپکتے بیت گئے۔ شاہدہ اور ڈاکٹر قریشی کے مابین محبت کی شدت آج بھی برقرار تھی، ان کے دلوں میں ایک دوسرے پر نثار ہونے کا جذبہ آج بھی قائم تھا اور ان کے عالی شان بنگلے میں گلاب جوہی اور رات کی رانی کے پھولوں کی گمک اب بھی زندہ تھی مگر وہ پھول جس کی مہک دو دلوں کی دھڑکن اور جس کا حُسن آنکھوں کا نور بن جاتا ہے، ابھی تک ان کی خوب صورت پھلواری میں نہیں کھلا تھا۔

دبے پاؤں کچھ اور سال بیت گئے لیکن شاہدہ کی آغوش ایک بے جان سیپ کی طرح خالی ہی رہی۔ اور جب اس نے یہ جان لیا کہ "ماں" کی شہد میں گھلی ہوئی آواز سُننا اس کے کانوں کو کبھی بھی نصیب نہیں ہوگا کیوں قدرت کا فیصلہ یہی ہے تو اس کی آرزوؤں کے سارے چراغ یک لخت بجھ گئے اور اس کی آنکھوں میں بسے ہوئے سُنہری خواب ابدی نیند سو گئے اور فضا میں تیرتے ہوئے رنگین غبارے خلا میں تحلیل ہو گئے ـــــ شاہدہ کی محرومی کا کرب کبھی کبھی اس کی خود کلامی میں سمٹ آتا:

"دنیا کی ساری نعمتیں پاکر بھی میں نے کیا پایا؟ کچھ بھی تو نہیں! آہ! میری زندگی ایک بے آب و گیاہ صحرا ہے، جس میں کبھی کوئی پھول نہیں کھلے گا لیکن اس میں ڈاکٹر قریشی کا قصور بھی کیا!"

پھر وہ اپنے ٹوٹے ہوئے وجود کو جوڑنے کی کوشش کرتی: "لیکن میرے لیے یہ خوشی کم تو نہیں کہ ان کی چاہت میں آج تک کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کے شدید اصرار کے باوجود کسی اور کو میری محبّت کا شریک بنانا نہیں چاہتے۔ اولاد کی آرزو کسے نہیں ہوتی، یہ اور بات ہے کہ انھوں نے زبان سے کبھی کچھ نہیں کہا۔ ہر بات زبان سے کہی بھی نہیں جاتی۔ کبھی کبھی بے زبانی بھی بولتی ہے۔ اُن کی آنکھوں میں یہ اُداسی کی لکیریں پہلے تو نہیں تھیں۔ یقیناً انھوں نے اس محرومی کے ساتھ سمجھوتہ کرلیا ہے۔ وہ بہت اونچے انسان جو ہیں!"

اور پھر پندرہ برس کی طویل مدّت کے بعد ڈاکٹر قریشی کو باپ بننا نصیب ہوا۔ اور اُس وقت شاہدہ کو یوں لگا جیسے اپنے بنگلے کی سیڑھیوں سے پھسل کر وہ زمین کے اندر دھنستی چلی جارہی ہے۔ یہ بچّہ اس کے بطن سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ یہ پھول کسی اور کے آنگن میں کھلا تھا۔ اور اس کی خوشبو کا حق دار اگر کوئی تھا تو وہ ڈاکٹر قریشی تھے۔

فون کی گھنٹی سُن کر شاہدہ نے خود ریسیور اٹھایا تھا۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر قریشی گھبرائی ہوئی آواز میں بول رہے تھے: "شاہدہ، مجھے معاف کردو۔ . . . مجھ سے تمہارے اعتماد کا قتل ہوا ہے۔ . . . ہاں میں مجرم ہوں لیکن . . . نہیں نہیں . . . کوئی سوال نہ کرو۔ پہلے مجھ کو معاف کردینے کا یقین دلاؤ . . . ہاں ہاں بتا رہا ہوں . . . دیکھو، کچھ دن ہوئے، ایک نازک موقع پر مجھ سے ایک بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی تھی۔ وہ غلطی آج ایک نوزائیدہ بچّے کے روپ میں میرے سامنے

موجود ہے . . . . میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ نہ میں ایسا چاہتا تھا، نہ ہی اس کے دل میں کوئی پاپ تھا۔ بس وہ کوئی کمزور سا لمحہ تھا جس نے ہمارے قدم بہکا دئے تھے . . . نہیں نہیں، اسے کچھ نہ کہو۔ وہ چاہتی تو اس بچّے کی وجہ سے مجھے بلیک میل بھی کرسکتی تھی لیکن وہ . . . . وہ تو یہاں سے بہت دُور جاچکی ہے۔ شاہدہ! بچّہ ماں کی گود ڈھونڈ رہا ہے اور . . . . کیا . . . . ہیلو . . . . ہیلو . . . .''

فون پر شاہدہ کی سسکیاں سُنائی دیں۔ تو ڈاکٹر قریشی حواس باختہ ہوگئے۔ شاہدہ نے فون کا سلسلہ کاٹ دیا تھا مجبوراً انھیں بھی ریسیور کریڈل پر رکھنا پڑا۔

نرسنگ ہوم کے ایک کیبن میں بچّہ ماں کی آغوش کے لیے تڑپ رہا تھا۔ ڈاکٹر قریشی کا دل غم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوا جارہا تھا۔ جب ان سے بچّے کا رونا دیکھا نہ گیا تو انھوں نے اسے اٹھاکر اپنے سینے سے لگالیا۔ بچّہ باپ کے سینے کی گرمی پاکر پُرسکون ہوگیا۔

شاہدہ نے ہمیشہ کے لیے اپنے والدین کے یہاں جانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ وہ ایک سوٹ کیس میں ضروری سامان رکھتے ہوئے سوچ رہی تھی: ''ڈاکٹر قریشی دوسری شادی کرلیتے، مجھے یہ گوارا تھا۔ لیکن انھوں نے یہ کیا کیا۔ بھلا میں گناہ کے اِس لوتھڑے کو کس طرح اپنے سینے سے لگاؤں گی نہیں نہیں، میں ایسا نہیں کرسکتی! اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی پیار بھری زندگی میں آگ لگالوں!'' اُس نے سوٹ کیس مضبوطی کے ساتھ ہاتھ میں تھام لیا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی لیکن باہر آتے ہی وہ زور سے چونکی۔ سوٹ کیس ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا۔ ڈاکٹر قریشی اس کے سامنے موجود تھے اور تولیے میں لپٹا انکے پہلو سے لگا ہوا بچّہ ''کہاں . . . کہاں'' کی آواز سے رو رہا تھا۔ ڈاکٹر قریشی کی گردن اس طرح جھکی ہوئی تھی جیسے منوں بوجھ ان کے سر پر رکھ دیا گیا ہو۔ چند لمحہ کے لیے چُپ ہو کر بچّہ پھر ''کہاں . . . کہاں'' کرنے لگا۔ یکایک شاہدہ کا دل زور سے دھڑکا۔ اُسے دفعتاً یوں محسوس ہوا جیسے بچّہ '' ماں . . . ماں'' کہہ کر اسے پُکار رہا ہو۔ شاہدہ کی پلکوں پر جذبات کی گھٹا چھاگئی، آنکھ کے کٹوروں سے آب دار موتی بہہ نکلے اور اس کی بے چین باہیں خود بخود بچّے کی بڑھ گئیں۔

(کلکتہ سے نشر)

مشتاق اعظمی
لکچرر، شعبہ اردو
رانی گنج ڈگری کالج
پکا بازار، آسنسول (مغربی بنگال)

احمد آباد میں ███ حاصل کرنے کے لیے
کلیم بک ڈپو
بالمقابل کرنج پولس اسٹیشن
خاص بازار ——— احمد آباد

افسانہ

احتساب

علی امام نقوی

شہر کے سب سے بڑے چوک کے وسط میں سیاہ چوبی تختوں کو جوڑ کر بنایا جانے والا اسٹیج اپنی تکمیل کے آخری مرحلے سے گذر رہا تھا۔ چند ایک مزدور اپنے ہاتھوں میں ویکس پول پالش کی ڈبیاں تھامے سیاہ چوبی تختوں کو چمکانے میں مصروف تھے اور لوگوں کی بھیڑ اسٹیج کے گرد بتدریج جمع ہو رہی تھی۔

پنجوں کے بل اٹھا اٹھ کر اسٹیج پر نظریں ڈالتے ہوے لوگوں کا اضطراب بڑھتا ہی جارہا تھا۔ بعض افراد ہر دو پل بعد ریسٹ واچ دیکھتے، بعض کی آنکھیں نفرت و حقارت کی چنگاریاں برسا رہی تھیں اور چند ایک کی آنکھیں اس عہد کی انہونی کو دیکھنے کے اشتیاق میں چمک رہی تھیں۔

اسٹیج پر درمیان ہی میں ایک سیاہ صلیب بھی موجود تھی۔ اور صلیب کے دائیں طرف سفید کرتے پائجامے میں ملبوس ایک خوش شکل مرد بھی ایستادہ تھا۔ خود اس کا بایاں ہاتھ بھی بار بار سینے تک اٹھتا، وہ دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے بائیں بازو کی آستین سرکاتا۔ کلائی پر بندھی رسٹ واچ دیکھتا۔ پلکیں جھپکاتا اور اضطرابی کیفیت میں ہاتھ گرا لیتا۔ جب اس کا اضطراب کچھ زیادہ بڑھا تب وہ نصف دائرے کی شکل میں گھوم گیا۔ اور کچھ کھوجتی اس کی متلاشی نظریں مقابل کی ویران سڑک پر مرکوز ہوگئیں۔ دور دور تک کسی متنفس کا پتہ نہ تھا اس کے نتھنے پھڑکے جبڑوں پر دانتوں کے دباؤ کا زور اس قدر بڑھا کہ اس کے گالوں پر مثلث ابھرآئے۔

لوگوں کا اژدہام بڑھتا رہا اور ان کی سرگوشیوں کی آوازیں مکھیوں کی بھنبھناہٹوں میں تبدیل ہوتی چلی گئیں اور جب بھن بھناہٹ کا شور اس کی سماعت تک پہنچا تو اس کی آنکھوں نے بقیہ تین راستوں پر بڑھتے ہوئے لوگوں کو دیکھا۔

بڑے چھوٹے، توانا لاغر، خوب صورت، بدصورت، بوڑھے جوان عورتوں اور مردوں کا ایک جم غفیر اس کے سامنے موجود تھا۔ مجمع کی ابتدائی چند صفوں میں کھڑے لوگوں کے ہاتھوں میں اسے پتھر اور اینٹوں کے ٹکڑے دکھائی دیئے، کچھ مٹھیوں میں جوتے تھے، اونچی ہِل کے، نیچی ہل کے! جنھیں اینٹیں، پتھر اور جوتے میسر نہ ہوئے تھے انھوں نے چپلیں سنبھال رکھی تھیں۔ چرمی اور ربڑ کے! بچوں کی مٹھیوں میں غلیلیں تھیں اور ان کی جیبیں کنچوں سے بھری ہوئی تھیں۔

مکھیوں کی بھن بھناہٹوں کا شور بڑھا۔ پتھروں، اینٹوں جوتے اور چپلوں والے ہاتھ فضا میں لہرائے۔ غلیلوں کی ربڑیں کھنچ گئیں اور آوازیں بلند ہوئیں۔

''اسے لاؤ''

''اسے لاؤ''

''ہاں ہاں، اسے لاؤ''

دھپ، دھپ۔ دھپا، دھپ۔

دور کہیں سے دف بجنے کی آواز بلند ہوئی اسے لاؤ اسے لاؤ کا شور ان آوازوں میں دبا۔ اسٹیج پر صلیب کے دائیں طرف کھڑے خوش شکل مرد کے گالوں پر ابھرے ہوئے مثلث معدوم ہوئے، نتھنے آخری مرتبہ پھڑک کر رکے اور وہیں اسی لمحے جھانج کی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔

''چھن۔ چھن۔ جھنا۔ جھن۔ جھن جھن''

''وہ آرہا ہے! وہ آرہا ہے''

''دف کی دھپ دھپ، جھانج کی جھن۔ جھن''

''ہاں۔ ہاں۔ وہ آرہا ہے!''

''تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ۔ تڑ، دھم، دھم، دھم''

دف اور جھانج کا ساتھ دینے کی خاطر ڈھول اور تاشوں کو بھی زبان بخش دی گئی۔

اسٹیج پر صلیب کے سائے میں کھڑے سفید پوش مرد نے اطمینان سے جواب دیا۔

''آپ اطمینان رکھیں۔ وہی لایا جارہا ہے!''

"ایک قیدی کو کس طرح لایا جا رہا ہے؟"
ایک سوال اڑ کر دھیرج کی تلقین کرنے والے کے کانوں پر سایہ کر لیتا ہے۔

"یہ ..... یہ اپنا قومی سنگیت ہے! دف، جھانجھ، ڈھول، تاشے اور اس کے ساتھ وہی قومی گیت! جو قوم کی چند کنواری لڑکیاں مجرم کو اپنے حصار میں لیے گایا کرتی ہیں!"

"قومی گیت"

"ہاں قومی گیت!"

"کون سا قومی گیت؟"

مجمع کی پہلی صف میں کھڑا ایک ادھیڑ جوان صلیب کے زیرسایہ کھڑے مرد سے پوچھتا ہے۔ پر صلیب کے زیرسایہ کھڑا مرد جواب نہیں دے پاتا کہ اسی وقت دف، جھانجھ، تاشوں اور ڈھولوں کی آوازوں کا شور بڑھ جاتا ہے۔ ساتھ ہی چند نسوانی آوازوں کی دل گداز تانیں فلک کو چھونے لگتی ہیں۔ قومی گیت، انجانے۔ انجانے سے بول! مجمع کا وہ شخص اپنی آنکھوں میں سوالات اور چہرے پر بیزاری کی آڑی ترچھی لکیریں لیے کھڑا ہے۔

"یہ کون سی زبان ہے؟"

"یہ کون سا گیت ہے؟"

"سرکاری زبان، قومی گیت"

سوال کرنے والے کے برابر کھڑا ایک شخص جواب دیتا ہے۔

"لو۔ ہے یار" سوال کرنے والا بیزار سے لہجہ میں اس کے جواب پر تبصرہ کرتا ہے۔

دف کی دھپا دھپ، جھانجھ کی جھناجھن، ڈھول کی دھول دھول، اور تاشوں کی تڑ تڑ، کنواریوں کی تانیں۔ ان کے پیچھے صف در صف لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اور سمندر کو اپنے حصار میں لیے عوامی محافظ۔ ہاتھوں میں ڈنڈے اور رائفلز تھامے قومی رقص اسٹیج تک پہنچتے پہنچتے نقطۂ عروج پر پہنچتا ہے۔ لوگ مبہوت سے اسٹیج کے پیچھے ہونے والے رقص کا نظارہ کرتے ہیں۔ ناچتی ہوئی لڑکیاں یکے بعد دیگرے اسٹیج پر چڑھتی ہیں۔ اسٹیج پر چڑھنے کے بعد ان میں سے چند ایک اس متوحش انسان کو بالوں سے کھینچ کر اسٹیج پر گھسیٹ لیتی ہیں جسے اپنے حصار میں لیے وہ رقص کر رہی تھیں۔

جھانجوں، دفوں، ڈھول اور تاشوں کا شور بڑھتا ہے۔ تھرکتے ہوئے قدموں میں تیزی آتی ہے اور درمیان میں کھڑا متوحش مرد پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتا ہے۔ یکایک صلیب کے نیچے کھڑے خوش شکل مرد نے جھک کر اپنے پیروں کے درمیان پڑا تانبے کا بگل اٹھایا۔ اور پھر اس بگل کی آواز ققنس کی طرح آسمان کی وسعتوں کی سمت بڑھتی چلی گئی، دف بجانے والے ہاتھ رکے، جھانجیں خاموش ہوئیں، ڈھول اور تاشوں پر پڑتی ہوئی بیدیں تھمتے تھمتے بھی لرزیں، قومی رقص میں مصروف تھرکتی ہوئی حسیناؤں کے جسم جھٹکے لے کر تھم گئے۔ نغمہ سراؤں کی آوازیں گھٹیں، ان سب نے اپنے اپنے جسموں کو نوے ڈگری کے زاویے تک خم کیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اسٹیج سے اترنے لگے۔

جب آخری مرد بھی اسٹیج سے اتر گیا تب صلیب کے نیچے کھڑے خوش شکل مرد نے منہ سے بگل ہٹایا۔ تالیاں بجائیں، دائیں بائیں اسٹیج سے منسلک زمینوں سے دو پہلوان نما آدمی اسٹیج پر چڑھے اور متوحش آدمی کو اٹھا کر صلیب پر باندھنے لگے۔

"دیر کس بات کی ہے؟ ــــ" مجمع سے پھر ایک سوال اڑ کر صلیب کے نیچے کھڑے سفید پوش کے کان پر آ بیٹھا۔

"اس نے اپنے عہد میں ہمارے عزیزوں کو رُلا رلا کر مارا ہے۔ ہم اسے آج خون کے آنسو رُلانا چاہتے ہیں!"

دوسری آواز کا پرندہ بھی پھڑ پھڑا کر اڑا۔

"اس نے اپنے ترائیلے ہمارے بچوں کے خون سے رنگے!"

تیسری آواز عقاب کی مانند جھپٹی۔

"اور اگر انھیں گدگدی نہ ہوتی ہو تب۔

"انھیں گدگدی ہوتی ہے سمجھو! اسی لیے ہمارے معزز ججوں نے یہ سزا تجویز کی ہے!"

"نہیں"

پہلی مرتبہ متوحش آدمی چیخا۔ پر کسی نے اس کی طرف دھیان نہ دیا۔

"مہربانی کر کے آپ سب لائن سے اسٹیج کی اس اور چڑھیں انھیں گدگدائیں اور اس طرف سے اتر جائیں"

لوگوں کا ریلا زینے کی طرف بڑھا۔ اور عین اسی وقت ایک ہوائی فائر بھی ہوا۔ عوامی محافظین میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

"لائن"

"قطار" ــــ دوسرا بولا۔

"کیو پلیز" ــــ تیسرے نے بھی بولنا ضروری سمجھا

"ورنہ" ــــ دھائیں۔

مزید ایک ہوائی فائر کیا گیا۔ چند منٹوں تک ماحول پر ہیبت ناک سناٹا چھایا رہا۔ پھر وہ جو متوحش آدمی کے چہرے پر تھوکنا چاہتا تھا۔ سب سے پہلے اسٹیج پر چڑھا۔ بھنچی ہوئی مٹھیاں کھلیں۔ انگلیاں پھیلیں، مڑیں۔ اور سابق حکمراں کے پیٹ پر رقص کرنے لگیں۔ ہی۔ ہی۔ ہی کی آواز بلند ہوئی۔

جوتے لگانے والی اپنی سیاہ ساڑی سنبھالتی اس کے بعد ہی اوپر چڑھ آئی۔ ساڑی کا پلو اس کے بائیں ہاتھ سے چھوٹا۔ سر سے آنچل ڈھلا۔ اور دو نیم برہنہ باہیں صلیب سے بندھے آدمی کے پیٹ کی طرف بڑھیں۔ انگلیاں تھرکیں سکڑیں، سمٹیں اور پھر انگلیوں کے ناخن اس کے پیٹ پر چند خراشیں چھوڑ گئے۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہی ہی ہی"

"دھیرج! دھیرج! دوستو دھیرج رکھو! آج یوم حساب ہے۔ آج کوئی نہیں بخشا جائے گا"

"ہم اسے سنگسار کرنے آئے ہیں"

"میں اس حرامزادے پر اینٹیں برساؤں گا۔ کہ اس نے اپنے دور اقتدار میں ہماری بستی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی!"

"میں اس کے جوتے لگاؤں گی!" ــــ سیاہ ساڑی میں لپٹی ایک ناری مضبوطی سے مٹھی میں پکڑے سینڈل کو لہرا کر بولی۔

"اور میں اس کے منہ پر تھوکنا چاہتا ہوں!"

"آپ اطمینان رکھیں۔ آج انھیں معاف نہیں کیا جائیگا لیکن ....."

پل بھر کے لیے خوش شکل مرد نے توقف کیا۔ کچھ سوچا۔ اور پھر کہنے لگا۔

"لیکن دوستو۔ یہ اینٹیں، پتھر، جوتے اور چپلیں زمین پر رکھ دیجیے۔ کیوں کہ سرکار کے مقرر کردہ ججوں نے ان سے سرزد ہونے والے جرائم کے خلاف، ان کے لیے ایک انوکھی سزا تجویز کی ہے۔ یہ سیاہ اسٹیج اور اس پر نصب یہ صلیب۔ جس پر یہ بندھے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ اسی سزا کا ایک ایک حصہ ہیں۔

وہ لمحہ بھر کو سکوت اختیار کرتا ہے۔ تھوک نگل کر حلق تر کرتا ہے۔ اور پھر کہتا ہے۔

"انھوں نے اپنے عہد میں ظلم و بربریت کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑے ہیں۔ اپنے احکامات پر عمل درآمد کی خاطر انھوں نے اپنے عوام کو خون کے آنسو رلایا ہے۔ لہٰذا ہماری سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ انھیں مرتے دم تک ہنسایا جائے۔

"ہنسایا جائے؟" سوال کا ایک پنچھی پھر دہن کی کابک سے اڑا۔

"ہنسایا جائے؟" دوسرے نے اس کی تقلید کی۔

"جی ہاں! انھیں ہنسایا جائے"

"مگر کس طرح؟"

"آپ میں سے ہر شخص انھیں یہاں آکر گدگدائے گا!"

اینٹیں برسانے کا خواہش مند بھی آگے بڑھ کر گدگدانے لگا۔ سنگساری کی آرزو دل میں بسائے کھڑے مرد نے بھی اس کے پیٹ میں انگلیاں گڑائیں۔

دبی دبی۔ ہنسی۔ ابلتا ہوا قہقہہ گھٹی گھٹی آواز۔ اور آنکھوں سے بہتا پانی۔ بڑھتے ہوئے ہاتھ، ہاتھوں کی انگلیاں، انگلیوں کے پور سکڑتے، سمٹتے اور تھرکتے رہے! پھر اس کی آواز بتدریج معدوم ہوتی چلی گئی۔

وہ ہنستا رہا۔ بے آواز۔ اور مجمع قہقہے لگاتا رہا۔ اور...
اور جب آخری آدمی کے طور پر سفید پوش خوش شکل آدمی نے آگے بڑھ کر اپنی انگلیاں اس کے پیٹ سے مس کریں تو ٹھنڈ کی ایک لہر اس کے سارے جسم میں دوڑ گئی۔ جھرجھری لے کر اس نے فوراً ہاتھ کھینچے پھر قرب و جوار پر نظر ڈالی، دور دور تک کسی متنفس کا پتہ نہیں تھا۔ اس کی تھکی تھکی نظریں صلیب پر بندھے سابق حکمراں پر پڑیں۔

اس کا سر بائیں شانے پر آن پڑا تھا۔ آنکھیں پتھرا گئیں تھیں۔ اور منہ کھلا ہوا تھا۔ قہقہہ لگانے کی خاطر۔

(آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے نشر)

مرزا شکور علی بیگ

دنیا میں کون سا مقام ہے جہاں سفارش کو دخل نہیں اور کون سا کام ہے جو سفارش سے نہیں نکلتا شاید اسی لیے اس عنوان پر تقریر کرنا آسان کام نہیں۔ اس دشواری پر میں جتنا زور دوں گا اتنا ہی آپ میری قابلیت مانیں گے۔ خیر ان باتوں کو چھوڑیے اور ہمہ تن گوش ہو جائیے۔

ایمان دار لوگ اس کی تائید فرمائیں گے کہ روز حشر کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس دن نہ کسی کی سفارش سنی جائے گی نہ کام آئے گی چاہے اسے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے۔ مگر واقعہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں روز حشر پر ایمان رکھنے والے کم اور سفارش کے قائل زیادہ ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سفارش کسے کہتے ہیں۔ مگر آپ سے سفارش کروں گا کہ اس سوال کا جواب سُننے سے پہلے کچھ بھولے بسرے واقعات سنتے چلیے اس سے نہ صرف مقرر کی معلومات کا اندازہ ہوگا بلکہ بہت ممکن ہے کہ اس سوال کے جواب پر بھی روشنی پڑ جائے۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں ایک صاحب تھے جن کی ایک ایسے نواب سے دوستی تھی جو سیاہ سفید کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ لوگ تو ایسے دوست کی تلاش میں رہتے ہیں۔ اسی لیے بہت سے اہل غرض آئے دن ان کے پاس بغرض سفارش آیا کرتے تھے اور وہ صاحب اسے خدمت خلق سمجھ کر نواب صاحب کے پاس ان کی سفارش کر دیا کرتے تھے۔ صاحب اقتدار ہو کر دوست کی بات ٹالنا اس زمانہ میں برا سمجھا جاتا تھا اس لیے ان صاحب کی ہر سفارش سولہ آنے پوری ہو جاتی تھی۔ ادھر اس فیض رسانی کا چرچا ہوا ادھر لوگ بھی جوق در جوق آنے لگے اس گنہگار دنیا کا ہمیشہ یہی دستور رہا ہے کہ جس درخت میں پھل ہوتے ہیں لوگ اس کو پتھر مارتے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ جسے بھی نواب صاحب سے کام نکالنا ہوتا وہ ان صاحب کے پاس آجاتا اور ان کی سفارش سے اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا۔ مگر ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ آخر ایک دن نواب صاحب نے اپنے دوست سے کہا کہ اتنی فرمائشیں نہ کیا کیجیے کہ میں انھیں پورا نہ کر سکوں۔ ان صاحب نے جواب دیا محترمی اس دفعہ تو آپ منظور فرما لیں۔ آئندہ اگر سفارش کروں تو میری ناک کاٹ دیجیے۔ نواب صاحب یہ سنکر ہنس دیے اور وہ سفارش کامیاب ہو گئی یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دنیا میں سفارش کرنے والوں کی کمی ہے۔ سفارش کرانے والوں کی کمی نہیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ اہل غرض اور بے روزگاروں کا طبقہ ہر زمانہ میں اکثریت میں رہا ہے۔ بہر حال اس وعدہ کے باوجود لوگ ان کے پاس آتے گئے وہ صاحب ذی مروت تھے اور اس زمانہ میں ہر شریف ذی مروت ہوتا تھا پھر سفارش سے انکار کیسے کرتے دو کلمہ خیر کہہ دینے سے زبان تھوڑی گھستی ہے۔ کام نکلے یا نہ نکلے یہ ان کی قسمت مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ انھیں اپنی ناک کٹ جانے کا بھی اندیشہ تھا۔ ہمارا آپ کا زمانہ ہوتا تو کوئی بات نہ تھی کہ بغیر ناک کے بھی گذر جاتی ہے اور خوب گذرتی ہے۔ مگر اس زمانہ میں تو ناک کے بغیر زندگی ہی بے کار تھی۔ پھر بھی لوگوں نے جب انھیں بہت دق کیا تو ایک دن وہ نواب صاحب کے پاس پہونچے اور جیب سے چاقو نکال کر پہلے ان کے آگے رکھ دیا۔ نواب صاحب حیران ہوئے کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ ان صاحب نے کہا گذشتہ مرتبہ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر آئندہ سفارش کروں تو آپ میری ناک کاٹ ڈالیں اب یہ چاقو لایا ہوں میری ناک حاضر ہے۔ اسے کاٹ دیجیے اور ان شریفوں کو روزگار سے لگا دیجیے۔ نواب صاحب یہ سن کر خوب ہنسے اور اپنے دوست کو تاحیات سفارش کرنے کی اجازت دیدی۔

انگریزی ناولوں سے فرصت پا کر شاید آپ نے افتخار عالم کی "حیات النظیر" پڑھی ہو گی۔ نہ پڑھی ہو تو مضائقہ نہیں۔ میں نے بھی نہیں پڑھی ہے البتہ اس کا مجھے یقین ہے کہ شمس العلماء حافظ نذیر احمد خاں کا نام آپ نے ضرور سنا ہو گا۔ مولانا اعظم گڈھ میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ جب حیدر آباد کی ملازمت اختیار کی۔ پہلے آکر محسن الملک کی کوٹھی میں اترے۔ ایک ہزار تنخواہ اور دو سو چالیس روپیہ بھتہ دوامی مقرر ہوا وہ یہاں مختلف عہدوں پر مامور ہوئے حیدر آباد کے قیام کے زمانہ میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ مولا دلیل الدین صاحب کے پاس میری سفارش کر دیجیے۔ مولوی دلیل الدین صاحب صوبہ بنگال سے یہاں بلائے گئے تھے۔ اور بعد کو انھیں احترام جنگ کا خطاب بھی ملا تھا۔ نذیر احمد صاحب نے ان صاحب سے پوچھا کہ میں آپ کو پہلے سے نہیں جانتا اظہار لیاقت تو فرمائیے کہ سفارش کی جا سکے۔ انھوں نے جواب دیا عربی فارسی سے واقف ہوں حافظ ہوں حج بھی کر چکا ہوں صرف میں تحصیل داری کا خواہشمند ہوں۔ یہ سن کر مولانا نے یہ رقعہ دلیل الدین صاحب کے نام لکھ دیا۔

"جو صاحب اس رقعہ کے ساتھ آرہے ہیں وہ مولوی ہیں مجھ سے بہتر اور آپ سے کمتر، حافظ ہیں۔ آپ سے بہتر میرے برابر۔ حاجی ہیں آپ سے اور مجھ سے دونوں سے بہتر تحصیل داری چاہتے ہیں۔ آپ سے اور مجھ سے دونوں سے کمتر۔"

کسی نے سچ کہا ہے کہ بڑوں کی ہر بات بڑی ہوتی ہے۔ میرے اس اخیر کی جملے کو بھی اس سفارش کا حصہ تصور نہ فرمایئے وہ سفارش وہیں ختم ہو گئی۔ سفارش کرنے والے بھی ختم ہو گئے جس کی سفارش کی گئی تھی وہ بھی ختم ہو گئے مگر رہے نام سفارش کا وہ جب بھی تھی اور اب بھی ہے اور شاید رہتی دنیا تک رہے گی۔ یہ اور بات ہے کہ پہلے خلوص عام تھا اس لیے سفارش بھی پر خلوص ہوتی تھی اب ظاہرداری کا دور دورہ ہے۔ اس لیے سفارش بھی مصنوعی ہوتی ہے۔ مگر اس میں سفارش کا کیا قصور شاید آپ کی اور ہماری زندگی کا قصور ہے۔ جو محض فرضی بن کر رہ گئی ہے پر خلوص سفارش کا ذکر چھڑ گیا ہے تو ایک اور واقعہ سن لیجیے۔

محسن الملک مرحوم کے پاس ایک شریف گھرانے کے صاحب سفارش کے لیے پہونچے مرحوم ان کے خاندان سے اچھی طرح واقف تھے جن صاحب کے ہاں سفارش چاہتے تھے ان کے نام نواب صاحب نے ایک سطر لکھدی اور وہ کاغذ لفافہ میں رکھ کر ان کے حوالے کر دیا مگر وہ ایک سطر تھی کیا آج کوئی ایک صفحہ بھی سیاہ کر دے تو یہ بات نہ آسکے گی۔ اس ایک سطری سفارش میں یہ الفاظ درج تھے۔

"یہ نوجوان آپ کے ہاں آرہے ہیں انھیں بڑا محسن الملک سمجھنا۔"

تو جناب سفارش اس کو کہتے ہیں۔ سفارش ایسی ہوتی تھی "تھی" کے استعمال پر شاید یہ اعتراض ہو کہ ابھی ابھی میں کہہ چکا ہوں کہ سفارش رہتی دنیا تک رہے گی تو پھر "تھی" کیا معنی میرا منشا صرف یہ ہے کہ پہلے سفارش خدمت خلق سمجھ کر کی جاتی تھی اس لیے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سفارش کرنے والے نے اپنا دل نکال کر کاغذ پر رکھ دیا ہے۔

مگر آج کل دوستی اور محبت کی طرح سفارش بھی رسمی ہو کر رہ گئی ہے۔ معاف کیجیے تقریر میں کچھ وعظ کا سا رنگ آرہا ہے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ وعظ و نصیحت ہی ایک ایسی بات ہے جس سے تعلیم یافتہ گھبراتے ہیں۔ خیر آیئے اس بچے کچھے وقت میں کچھ اور گپ شپ ہو جائے اب میں آپ کے سامنے سفارش کی مختلف قسمیں پیش کروں گا۔ مگر اس سے پہلے ذرا سفارش کی کارستانی کا حال سن لیجیے بلا لحاظ قابلیت کارگزاری اور سینیارٹی ترقی کا مستحق زید ہے ترقی کا موقع آتا ہے زید صاحب حسب حال بحال رہتے ہیں اور بکر کو ترقی مل جاتی ہے۔ اس لیے کہ وہ سفارش لاتا ہے اس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ ترقی کے لیے نہ قابلیت کی ضرورت ہے نہ کارگزاری کی نہ سینیارٹی کی۔ صرف سفارش کافی ہے۔ بشرطیکہ تگڑی قسم کی ہو۔ آپ حق پر ہیں۔ آپ کا معاملہ بھی صاف ہے مگر میں بازی لے جاتا ہوں۔ اس لیے کہ میں سفارشی رقعہ پیدا کرتا ہوں دوڑ کے مقابلہ میں تو موٹا آدمی گھاٹے میں رہتا ہے۔ مگر سفارش کا معاملہ ہی اور ہے۔ جتنی موٹی سفارش ہو گی اتنی ہی کامیابی کی ضامن ہو گی۔ جتنے بڑے آدمی کی سفارش ہو گی اتنا ہی وزن اس میں زاید ہو گا جتنا وزن زیادہ ہو گا

اتنا ہی لوگ جھکیں گے اور کام بن جائے گا اس مختصر مفید کارستانی کے بعد سفارش کی قسمیں سُن لیجیے۔ ایک سفارش تو محض اللہ واسطے کی جاتی ہے۔ اور اجر کی امید پر قبول کی جاتی ہے۔ اس سفارش کا زور اس زمانہ میں ہوتا ہے۔ جبکہ لوگ اللہ میاں کو اپنے افسر سے بڑا سمجھتے ہیں اور اس کے اجر کو اپنی دال روٹی سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ دوسری سفارش میں اجر کا تذکرہ تو نہیں ہوتا مگر سفارش کنندہ اپنے ممنون ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔ حالاں کہ ممنون کچھ نہیں ہوتے مگر کم از کم لکھا یہی جاتا ہے۔ سفارش کی تیسری قسم بادل سفارش ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے کے اصول پر کی جاتی ہے مثلاً آپ میرے ہم زلف کو فائدہ پہونچائیں میں آپ کے برادر نسبتی کا کام نکال دوں گا۔ یہ سفارش اس دور کی یاد تازہ کرتی ہے جبکہ جنس کا تبادلہ جنس سے ہوا کرتا تھا سفارش کی چوتھی قسم کو آپ زنجیری سفارش کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً مجھے زید سے کام لینا ہے مگر میں آپ کے پاس آتا ہوں آپ کی زید سے ملاقات نہیں مگر ایک صورت یہ نکل آتی ہے کہ آپ کے بکر سے برادرانہ تعلقات ہیں اور بکر کے اس نوعیت کے مراسم عمر صاحب سے ہیں اور عمر صاحب کی زید کے پاس خوب چلتی ہے تو ہوتا یہ ہے کہ میں آپ سے سفارشی رقعہ لے کر بکر کے پاس جاتا ہوں اس بنا پر وہ مجھے عمر سے ملاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے عمر صاحب زید صاحب کے پاس میری سفارش کرتے ہیں اور اس سفارش کی بنا پر میرا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ سفارش کیا ہے سلسلہ در سلسلہ زنجیر در زنجیر والا معاملہ ہے۔ سفارش کی ایک اور قسم رسمی سفارش ہے اور یہی زیادہ چالو بھی ہے۔ اس کی زبان سیاست کی زبان ہوتی ہے۔ مثلاً "حامل ہذا کی جائز مدد فرمائیے"، یا "واقعات پر ہمدردانہ غور فرمائیے"، "اسے آپ چاہیں تو مثال مثولی" سفارش بھی کہہ سکتے ہیں۔ ایسی سفارش سے کام بہت کم نکلتا ہے مگر لوگ اپنی قسمت کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں۔ معاہدہ کی طرح سفارش تحریری بھی ہوتی ہے۔ اور زبانی بھی۔ ساہوکار تحریر کو زیادہ اہمیت دیتا ہے مگر سفارش کرانے والا زبانی سفارش کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اس لیے یہی کوشش کی جاتی ہے کہ بالمشافہ سفارش کا انتظام ہو جائے کیوں کہ اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے جن سے سفارش کی جاتی ہے انھیں خیال ہوتا ہے کہ اس کام کے لیے فلاں صاحب نے خود زحمت فرمائی اور وہ کام اکثر ہو کے رہتا ہے وجہ یہ ہے کہ اس وقت قاعدے قانون سے زیادہ فلاں صاحب پیش نظر رہتے ہیں اس نوعیت کی سفارش خاص الخاص کہلاتی ہے اس سے سفارش کنندہ کی دلچسپی ظاہر ہوتی ہے۔ تعمیل موجب منت ہوتی ہے اور عدم تعمیل کی صورت میں دوستی کی جگہ شکر رنجی لے لیتی ہے۔ ایسی سفارش کی بنا پر جو صاحب کامیاب ہوتے ہیں ہم پیشوں میں ان کی دھاک قائم رہتی ہے اور باوجود نا اہلیت کے مظاہرے کے انھیں کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔ یہی وہ منزل ہے جہاں سفارش "ستار العیوب" بن جاتی ہے۔ اور دنیا اس تماشہ پر حیران رہ جاتی ہے کہ ریوڑیاں اندھا بانٹتا ہے مگر کس صفائی سے اپنوں ہی کو دیتا ہے۔

چاہے آپ کو اس رائے سے اتفاق ہو یا اختلاف مگر میرا خیال یہی ہے کہ فارسی زبان کے مقولے "مرتی بیار و مرتہ بخور" میں جہاں صداقت کوٹ کوٹ کر بھری ہے وہیں اس میں بلا کا طنز بھی ہے۔ اگر کوئی شخص سفارشوں کی جانچ پڑتال شروع کر دے تو معلوم ہوگا کہ سفارش کرنے والے عام طور پر اصل معاملہ کی نوعیت سے بہت کم واقف ہوتے ہیں۔ اہل غرض کا یک طرفہ بیان سن کر قلم چلاتے ہیں یا منہ کھولتے ہیں۔ اس لیے اپنی سفارش کے دور میں نتائج تک ان کی نظر نہیں جاتی نتیجہ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو سفارش مرہون منت نہیں ہوتی اور اگر قبول کرنے کے سوا چارہ ہی نہ ہو تو قبول کرنے والے کا ضمیر ہوا ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے کیا ہوتا ہے تعلقات تو برقرار رہتے ہیں۔ ایک چالو نظریہ حیات اکبر مرحوم کے شعر میں یوں مقید ہوا ہے ؎

"کہا دل نے کہ اس جینے کا کچھ مقصد بھی آخر ہے" "پہ شکم بولا کہ اس کی فکر کیا بندہ تو حاضر ہے"

تقریر ختم ہونے کو آئی مگر یہ تو میں بتانا بھول ہی گیا کہ سفارش پیدا کیسے ہوتی ہے اس کا آسان جواب یہ ہے کہ جناب سفارش تعلقات کی بنا پر پیدا ہوتی ہے۔ تعلقات ہوں تو سفارش ہے، یہ نہیں تو سفارش بھی غائب مگر جس تعلقات کی بنا پر سفارش پیدا ہوتی ہے۔ بعض دفعہ یہی سفارش ان کو بگاڑ بھی دیتی ہے بلکہ ان کو ختم کرنے کا سبب بن جاتی ہے تعلقات بگڑ جائیں تو بڑوں کا کچھ نہیں بگڑتا البتہ اکثر کام خراب ہوتا ہے اور کبھی کبھی چھوٹوں کو اس کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ نتیجہ اس لمبی چوڑی تقریر کا یہ ہے کہ وہ لوگ ہیں اچھے جو سفارش نہیں کرتے۔ اور ان سے زیادہ وہ لوگ ہیں اچھے جو سفارش نہیں سنتے۔ مگر شاید یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔ — سید آمارت

نیشنل پروگرام

ایم پی این سیتھو رمن اور ایم پی این پنو سوامی کا ناگا سورم وادن:
۳۰ مارچ رات ساڑھے نو بجے

ناگا سورم کی یہ مشہور فنکار جوڑی تامل ناڈو سے تعلق رکھتی ہے اور مدورائی ایم کے ایم پنو سوامی پلائی جیسے مشہور فنکار کے پوتے ہیں۔ انھوں نے ناگا سورم کی تربیت اپنے والد ایم پی نتیسنا پلائی سے حاصل کی۔ ساز بجانے میں مکمل ہم آہنگی کی بنیادوں پر انھوں نے ناگا سورم کے عصری فنکاروں میں ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ اور اپنے فن کا مظاہرہ نہ صرف اپنے دیس بلکہ غیر ممالک میں بھی کر چکے ہیں۔

گنیش پرشاد مشرا کا گائن: ۲۷ مارچ رات ساڑھے نو بجے

گنیش پرشاد مشرا نے جن کا تعلق بنارسی کے موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد پنڈت بچن مشرا اور بعد میں اپنے دادا پنڈت بڑے رام جی داس سے حاصل کی۔ آج کل آپ مزید تربیت اپنے چچا ہری شنکر مشرا سے حاصل کر رہے ہیں۔

بنارس گھرانہ کے نمائندہ فن کار گنیش پرشاد مشرا خیال، ٹپہ، ترانہ اور ٹھمری یکساں مہارت اور خوبی سے گاتے ہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

سدھیر گوتم کا سنطور وادن: ۲۳ مارچ رات دس بجے

جواں نسل کے ابھرتے ہوئے سنطور فنکار سدھیر گوتم نے موسیقی کا علم نہایت کم عمر میں ہی اپنے والد سرود نواز بھجن لال سے حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے علاوہ انھیں دہلی کے پی این دتہ سے گائن کی تعلیم حاصل کرنے کا اعزاز مل چکا ہے۔

بیس سال کی عمر میں ہی انھوں نے موسیقی کے زیر و بم اور مختلف اقسام کی لے، پر مکمل عبور حاصل کر لیا ہے۔

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷/۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) شارٹ ویو : ۴۸/۴۱ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

صبح

- ۵-۴۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
- ۵-۴۵ صبح گاہی
- ۶-۱۵ خبریں
- ۶-۲۵ شہر صبا
- ۷-۰۰ پرانی فلموں سے
- ۷-۲۰ شمع فروزاں
- ۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
- ۷-۳۰ ساز سنگیت (سازینہ)
- ۷-۴۵ گزشتہ شب ... کی دوبارہ

نشریات (بجز جمعہ)

جمعہ: ہم سے پوچھئے (I III V)

اب کی بار (II VI)

- ۸-۰۰ آپ کی فرمائش
- ۸-۲۰ تاریخ سار
- ۸-۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
- ۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)

جمعہ/اتوار: آؤ بچو!

- ۹-۰۵ آپ کی فرمائش (جاری)

(بجز جمعہ/اتوار)

- ۹-۱۵ لوک سنگیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)

جمعہ/اتوار: آؤ کھیلیں

ہفتہ: گیت اپنے دیش کے (حب الوطنی کے نغمے)

- ۹-۳۳ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)

جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت

ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی

اتوار: چلتے چلتے

- ۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴۲۷/۳ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)

میڈیم ویو : ۲۸۰/۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز) شارٹ ویو : ۳۱/۰۱ (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

دوپہر

- ۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
- ۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
- ۲-۰۳ خبروں کا خلاصہ
- ۲-۰۷ اتوار: آپ کا خط ملا

پیر: دھنک (I)

نگاہ انتخاب (III V)

فلمی قوالیاں (II VI)

منگل: بھگتی گیت (II III V)

میری نظر میں (II IV)

بدھ: ہلکی کلاسیکی موسیقی

جمعرات: دھوپ چھاؤں

جمعہ: سات سوال

ہفتہ: گیتا ملی (I III V)

گیت آپ کے شعر ہمارے (II IV)

- ۲-۳۰ اتوار: گیتوں بھری کہانی (I م)

محفل (II)

مشاعرہ (III)

غیر فلمی غزلیں (IV)

رنگ محل (V)

پیر: دھنک (I)

نگاہ انتخاب (III V)

راگ رنگ (II IV)

- ۲-۳۰ منگل: نغمہ و تبسم (I II IV)

گیت سے گیت (III V)

بدھ: بزم خواتین

جمعرات: سنگیت (I III V)

یادیں رنگین گیت (II IV)

جمعہ: حرم و غزل

ہفتہ: بزم خواتین

- ۳-۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں (I III)

غیر فلمی قوالیاں (II IV)

رنگ محل (V)

پیر: سازینہ

منگل: نئی نسل نئی روشنی

بدھ: فلمی دنیا (I III)

رنگا رنگ (II V)

بات ایک فلم کی (IV)

جمعرات: غیر فلمی نعتیں (I III V)

دریچہ (II IV)

جمعہ: آواز دے کہاں ہے

ہفتہ: پھر سنیئے

- ۳-۳۰ آپ کی پسند
- ۴-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
- ۴-۱۰ آپ کی پسند
- ۴-۳۰ تبصرہ
- ۴-۴۰ آپ کی پسند
- ۴-۵۰ خبریں ... ۵-۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو ۴۲۷/۳ میڈیم ویو ۲۸۰/۱ شارٹ ویو ۹۱/۰۵

رات

- ۸-۰۰ خبریں
- ۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
- ۸-۱۵ صدائے شام (علاوہ اتوار)

اتوار: آواز دے کہاں ہے (جمعہ کی سہ پہر کی مکرر نشریات)

- ۸-۲۰ جہاں نما (علاوہ اتوار)

اتوار: آواز دے کہاں ہے

- ۸-۳۰ حسن غزل (علاوہ اتوار)
- ۸-۴۵ امر گیت (علاوہ جمعرات)

جمعرات: ڈرامہ/خواب زار

- ۹-۰۰ اتوار: کھیل کھلاڑی (علاوہ پانچواں اتوار)

پانچواں اتوار: اردو دنیا

پیر: کلام شاعر

منگل: تقریر

بدھ: شہر نامہ (I III)

ستمبر پارے (V)

دل ڈائری (II IV)

جمعرات: ڈرامہ/خواب زار تسلسل

جمعہ: تقریر

ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل

- ۹-۱۵ آبشار (علاوہ جمعرات)

جمعرات: ڈرامہ/خواب زار تسلسل

- ۹-۳۰ اتوار: گھر سنسار سے

پیر/بدھ: غیر فلمی قوالیاں

منگل: علاقائی نغمے

جمعرات: ڈرامہ/خواب زار تسلسل

جمعہ: السات (I)

کتابوں کی باتیں (III)

کہانی سنگیت کی (II IV)

اس سہ ماہی میں تھیٹر (V)

ہفتہ: جیون درپن

- ۹-۴۵ خبریں
- ۹-۵۵ آج کی بات
- ۱۰-۰۰ اتوار: رنگا رنگ (I V)

جمال ہمنفس (II)

ادبی نشست (III)

دھرتی کے رنگ (IV)

پیر: ایک راگ کئی روپ (I)

داستان ایک شہر کی (II)

شکریہ کے ساتھ (IV)

ایک ہی فلم کے گیت (II V)

منگل: کھیل کے میدان سے (I III)

سائنس میگزین (II V)

مشاعرہ (IV)

بدھ: ریڈیو دوستی (I III)

تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو (II IV V) (۱۰-۱۵ تک)

جمعرات: آئینہ (II IV)

لیکچر (I III)

ماضی کے دیار (V)

جمعہ: روبرو (انٹرویو/مباحثہ)

ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی

- ۱۰-۱۵ بدھ: خط کے لئے شکریہ (سازندہ رس سے تک صرف بدھ)
- ۱۰-۳۰ تعمیل ارشاد
- ۱۰-۴۵ تاریخ سار
- ۱۰-۵۰ تعمیل ارشاد (تسلسل)
- ۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
- ۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (تسلسل)
- ۱۱-۲۵ شمع فروزاں
- ۱۱-۳۰ بزم موسیقی
- ۱۲-۰۰ خبریں

نصف شب

- ۱۲-۰۵ رحمی گیت (فلمی نغمے)
- ۱۲-۳۰ شب رنگ (بزم قوالی)
- ۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
- ۱-۰۰ ختم

منگل ۱۶ مارچ

صبح

- ۵-۴۵ صبح گاہی

قوالیاں

- ۶-۲۵ شہر صبا

شانتی ماتھر: عزیز وارثی اور ایم ایل ملہوترہ کا کلام

شبیر حسن: جگر کا کلام

- ۷-۳۰ ساز سنگیت

امرناتھ: بانسری پر گمری توڑی

- ۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

پیران ناتھ: خیال کومل رشب اساوری

دوپہر

- ۲-۳۰ گیت سے گیت

رات

- ۸-۳۰ حسن غزل

شانتی ماتھر: خمار بارہ بنکوی اور ایم ایل ملہوترہ کا کلام

- ۱۱-۳۰ بزم موسیقی

پیران ناتھ: خیال بھوپالی

بدھ ۱۷ مارچ

صبح

- ۵-۴۵ صبح گاہی

نعتیہ کلام اور قوالیاں

- ۶-۲۵ شہر صبا

اسکرن شرما، مجاز اور داغ کا کلام

ارملا ناگر: رضا امروہوی اور بشیر بدر کا کلام

- ۷-۳۰ ساز سنگیت

سکندر حسین وساتھی: شہنائی پر راگ رام کلی

- ۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

راجن مشرا، ساجن مشرا: خیال جونپوری

دوپہر

- ۳-۰۰ فلمی دنیا

رات

- ۸-۳۰ حسن غزل

ارملا ناگر: فیض، ساغر نظامی اور مجروح کا کلام

- ۱۰-۱۵ خط کے لئے شکریہ
- ۱۰-۳۰ بزم موسیقی

راجن مشرا، ساجن مشرا: خیال مالکونس

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح

- ۵-۴۵ صبح گاہی

قوالیاں

- ۶-۲۵ شہر صبا

تنیش بھوٹانی: اقبال، غالب اور داغ کا کلام

- ۷-۳۰ ساز سنگیت

اوشا سیٹھ: ٹی سی کوثر، شاد اور مخدوم محی الدین کا کلام

دیب برت چودھری: ستار

- ۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

پدماوتی شالگرام: خیال توڑی

دوپہر

- ۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

- ۸-۳۰ حسن غزل

اوشا سیٹھ: شکیل اور حسرت کا کلام

- ۱۰-۰۰ فیچر
- ۱۱-۳۰ بزم موسیقی

پدماوتی شالگرام: خیال توڑی

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح

- ۵-۴۵ صبح گاہی

تلاوت کلام پاک معہ ترجمہ
نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہرِ صبا
ابنلی سبزواری ، غزلیں
محمد حسین ، ساحر اور کیفی کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
جیوتن بھٹاچاریہ ، سرود پر راگ جوگیا

دوپہر

۲-۳۰ دلِ غزل

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
محمد حسین ، سراج لکھنوی اور جگر کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
اے کانن ، خیال شدھ کلیان

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
اندر نارائن ، غزلیں
ششی لتا ورک ، ذوق ، مصحفی اور فانی کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
مصطفےٰ رضا ، وینا پر راگ اہیری

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
ششی لتا ورک ، مجاز اور مخدوم کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
بھیم سین جوشی ، خیال

اتوار ۲۱ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
احمد حسین ، اعجاز اور غلام ربانی تاباں کا کلام
ملکہ پکھراج ، غزلیں

۷-۳۰ سازِ سنگیت
نظام الدین ، طبلے پر جپ تال

دوپہر

۲-۳۰ مشاعرہ

۳-۰۰ قوالیاں

رات

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
بی آر دیودھر ، خیال

پیر ۲۲ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعتیہ کلام اور قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
لچھمن داس سندھو ، غزلیں
پریتی چاولہ ، خمار بارہ بنکوی ، فاخر اور جگر کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
برج بھوشن لال ، گٹار پر راگ بلاول

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
بینگاری بائی ، خیال

دوپہر

۲-۰۰ فلمی قوالیاں

۲-۳۰ راگ رنگ

۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
پریتی چاولہ

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
بینگاری بائی ، خیال بہاگ

منگل ۲۳ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
چندن کمار داس ، بشیر بدر ، حفیظ جالندھری اور اقبال کا کلام
شوبھا گلوانی ، ذوق اور مومن کا کلام

۷-۳۰ پرکاش وڈھیرہ ، بانسری پر راگ نٹ بھیرو

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
پروین سلطانہ ، خیال للت

دوپہر

۲-۰۰ میری نظر میں

رات

۱۰-۳۰ حسنِ غزل
چندن کمار داس

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
پروین سلطانہ ، خیال

بدھ ۲۴ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
پشپا ہنس ، غزلیں
غلام علی ، میر حسن کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
سدھرام جے دیو ، شندری پر بھیروی

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
استاد نثار حسین خاں ، خیال نٹ بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
غلام علی ، مومن کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
استاد نثار حسین خاں ، چندر کونس

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
جگدیش سہگل ، غلام ربانی تاباں ، شیر جھنجھانوی اور شاد کا کلام
امجیت ، غزلیں

۷-۳۰ سازِ سنگیت
سروجیت کور ، راگ

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
استاد نزاکت علی خاں ، خیال

دوپہر

۳-۰۰ دریچہ

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
امجیت ، غزلیں

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
استاد نزاکت علی خاں ، خیال

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک معہ ترجمہ
نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہرِ صبا
مدن بالا سندھو ، حفیظ جالندھری اور فیض کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
یعقوب علی خاں ، سرود

دوپہر

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
مدن بالا سندھو ، غزلیں

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
ہیرا بائی بڑودکر ، گائن

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح

۵-۴۵ نعتیہ کلام اور قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
نیلم ساہنی ، جاں نثار اختر ، رفعت سروش ، سیماب کا کلام
اقبال احمد صدیقی ، غزلیں

۷-۳۰ سازِ سنگیت
اسد علی خاں ، وینا پر بلاسخانی توڑی

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
سویتا دیوی ، ٹھمری بھیروی

دوپہر

۲-۰۰ گیت آپکے شعر ہمارے

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
نیلم ساہنی

۹-۱۵ آبشار

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
سویتا دیوی ، خیال یمن

اتوار ۲۸ مارچ

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

(آگے ص ۴۸ پر)

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶٫۳ میٹر ۸۱۹ کلو ہرٹز
دہلی ب ۲۹۴٫۹ میٹر ۱۰۱۷ کلو ہرٹز
دہلی ج ۲۱۹٫۳ میٹر ۱۳۶۸ کلو ہرٹز
دہلی د ۲۴۶٫۹ میٹر ۱۲۱۵ کلو ہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۶ تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۲٫۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز
دوپہر ۳۱٫۱۵ میٹر ۹۶۳۰ کلو ہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۲٫۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلو ہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۸۹٫۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلو ہرٹز

خبریں

دھلی الف: عالمی خبریں: ہندی، صبح ۰۰-۶ تا ۲-۶ ، انگریزی، صبح ۲-۶ تا ۵-۶
ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۰۵-۱۰۱، ۰۰-۱۲، ۰۰-۱۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی خبریں) ۴۵-۸، ۰۵-۸، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ ، سنسکرت میں خبریں: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دھلی ب: ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۰۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں: صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دھلی د: ہندی میں خبریں: شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں: رات ۱۵-۹
کھیل کود کی خبریں: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

مقررہ پروگراموں کے لیے 'آواز' یکم مارچ کا شمارہ دیکھیے

منگل ۱۶ مارچ

دہلی الف

صبح

۸-۱۰ ، ۵-۴۰ ، رات ۰۰-۹
احمد رضا ، وچترونیا
پریم ولبھ ، طبلہ
۰۲-۱۱ جیاوتی شریواستو ، گائن
اسحاق حسین ، سارنگی
۳۰-۱۱ یعقوب علی خاں ، سرود

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی

رات

۰۰-۸ ادیوگ منڈل
۱۵-۸ ہندی تقریر
۳۰-۸ پریم ولبھ ، طبلہ
۳۰-۹ سوکھے چھلکے، پناگنی دیوسے کے ناول
کارڈیوگس از وبھاوسرے
ہدایت بھارت رتن بھارگو
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مشکور علی خاں ، گائن

دہلی ب

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
جیاوتی شریواستو ، گائن
اسحاق حسین ، طبلہ
۵۰-۷ سنگم
۱۰-۹ لوک ماد ھوری

دوپہر

۱۵-۲ ، ۰۲-۴
کلدیپ چوپڑہ ، غزلیں
۳۰-۳ یعقوب علی خاں ، سرود

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
پشپا ہنس ، گیت ، بھجن ، غزل
۳۰-۹ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۱۷ مارچ

دہلی الف

صبح

۱۰-۸ چندن رائے ، سرود
۰۲-۱۱ بلونت رائے ورما ، ستار
۳۰-۱۱ وجینتی بھٹاچاریہ ، گائن

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی

شام

۴۰-۵ وجینتی بھٹاچاریہ ، گائن
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت
۰۰-۸ 'خلیفہ رشدو کی سالگرہ'، جھلکی
تحریر ، سراج انور
ہدایت ، دینا ناتھ
۱۵-۸ وکسیان آلوک
۰۰-۹ چندن رائے ، سرود
۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے
۰۰-۱۰ منی پرساد ، گائن

دہلی ب

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
بلونت رائے ورما ، ستار
۵۰-۷ سنگم
۱۰-۹ لوک ماد ھوری

دوپہر

۱۵-۲ ، ۰۲-۴
کرن ورما ، گیت ، بھجن
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
پریتا بلبیر سنگھ ، شبد ، گیت ، غزل
۳۰-۹ یوواوانی سے انتخاب

جمعرات ۱۸ مارچ

دہلی الف

صبح

۱۰-۸ ، رات ۰۰-۱۰
روما رانی بھٹاچاریہ ، گائن
لوک مانیہ ، طبلہ
۰۲-۱۱ مرنال سین گپتا ، سرود
گلیڈون چارلس ، طبلہ
۳۰-۱۱ ، رات ۰۰-۹
مالبیکا کانن ، خیال وبھاس

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ

شام

۴۰-۵ بال کاریہ کرم
۱۵-۸ ہندی میں تقریر
۳۰-۸ سبدھ سنگیت
۳۰-۹ نیشنل اسپورٹس میگزین
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی ب

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
مرنال سین گپتا ، سرود
۵۰-۷ سنگم
۱۰-۹ لوک ماد ھوری

دوپہر

۱۵-۲ ، ۰۲-۴
ویر بھان کے نندنی ، سندھی گیت
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
ترلوک کپور ، گیت ، بھجن ، غزل
۳۰-۹ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۱۹ مارچ

دہلی الف

صبح

۱۰-۸ ، شام ۴۰-۵ ، ۰۰-۹
پرکاش این سکینہ ، بانسری
۰۲-۱۱ رام اوتار ، گائن
عبداللہ ، طبلہ
۳۰-۱۱ مشتاق علی خاں ، ستلہ پر الہیہ بلاول

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی

شام

۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت
۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اولوکن
۳۰-۸ سبدھ سنگیت
۳۰-۹ پنجابی ناٹک
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
رام اوتار ، گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۱
سمن ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
محمدحیات خاں و ساتھی ، قوالی

ہفتہ ۲۰ مارچ

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
حفیظ احمد خاں ، گائن
۱۱-۰۲ عبدالسمیع خاں ، سرود
۱۱-۳۰ مہاراج کشور کپور ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۰ ٹھمری
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
این پی این سیتورمن اور
این پی این پینڈو سوامی ، ناگاسورم

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پینا دیوی ، ٹھمری
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک بھارتی

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
چندرمنی چوہدری ، ملتانی کافی
۳-۳۰ عبدالسمیع خاں ، سرود

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
رویندر گرہور ، گیت ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ اور گیت لوٹانشٹ

اتوار ۲۱ مارچ

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
سویتا دیوی ، گائن
منوہن سنگھ ، طبلہ
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی
۲-۳۰ 'کنک دی بالی' پنجابی ناٹک
تحریر ، بلونت گارگی
ہدایت ، پنکج کپور

شام

۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۵ کرناٹک سنگیت
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہیتکی
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ایم آر گوتم ، خیال گوپیکا بسنت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ستنام سیفی و ساتھی ، شبد
۳-۳۰ سویتا دیوی ، گائن
منوہن سنگھ ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۲ مارچ

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
مصطفےٰ رضا ، وچتر وینا
۱۱-۰۲ پریمیا دیوی ، ٹھمری ، دادرا
۱۱-۳۰ گھنشیام داس پربھاکر ، جلترنگ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
۱۲-۳۰ 'سوکھے چھلکے' ، پنالکی دیوی کے
ناول کا ریڈیو عکس از وبھا دیوسرے

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا
۸-۳۰ سبھد سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۱۰-۰۰ شنو کھورانہ ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
للیتا ابھیکر ، گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
نرمل جیدکا ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ گھنشیام داس پربھاکر ، جلترنگ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
مدن بالا سندھو ، گیت ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۲۳ مارچ

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
امرناتھ ، گائن
۱۱-۰۲ وجے کمار ، بانسری
فتح محمد ، طبلہ
۱۱-۳۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت ، گائن
راگ رام کلی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ ٹھمری
۹-۳۰ 'شان دہلی' فیچر
حصہ پنجم
تحریر و ہدایت ، ایف سی ماتھر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سدھیر گوتم ، سنطور

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کرشن راؤ شنکر پنڈت
کلاسیکی گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ کرشن راؤ شنکر پنڈت ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
وی ایچ ساگر ، غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۲۴ مارچ

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ اتل ڈیسائی ، خیال دلیسی
۱۱-۰۲ ، شام ۵-۴۵ ، ۹-۰۰
سوم تیواری ، گائن
ضمیر احمد ، طبلہ
۱۱-۳۰ وشوجیت رائے چوہدری ، سرود

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

رات

۸-۰۰ 'اکیاون روپے' ، جھلکی
تحریر ، امرت کیتن
ہدایت ، بی آر چشناگر
۸-۳۰ طوطارام شرما ، پکھاوج
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شمس الدین فریدی ڈیسائی ، رودروینا
طوطارام شرما ، پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وشوجیت رائے چوہدری ، سرود
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲

نشی کانت بالی، غزلیں
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پریم ناتھ، گیت، غزل
۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۲۵ مارچ

دہلی الف

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
شرن رانی : سرود
لطیف احمد : طبلہ
۱۱-۰۲ مرنالنی کھانڈیکر، گائن
شرافت حسین خاں، سارنگی
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
شام
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ لطیف احمد، طبلہ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک
'سیلز مین کی موت'
آرتھر ملر کے اسٹیج ناٹک کا ریڈیو ورژن
ہدایت، ستیندر شرت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نارائن راؤ ویاس، گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری
۳-۱۵، ۴-۰۲
عبدالحمید قوال و ساتھی، قوال
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
شانتا سکینہ، بھجن، گیت، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۲۶ مارچ

دہلی الف

صبح
۸-۱۰، ۱۱-۰۲، شام ۵-۳۰
پدماوتی شالگرام، گائن
راگ دیسی اور گوری
۱۱-۳۰ سیارام تیواری، دھرپد راگ توڑی
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
شام
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۳۰ ٹھمری
۹-۰۰ سبد سنگیت
۹-۳۰ 'سنسکرت ناٹیہ پرمپرا'، فیچر
تحریر، برج ولبھ مشرا
ہدایت، ستیندر شرت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کشوری امونکر، گائن
راگ کابیری بھیرو
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
جنک کور اور ساتھی، شبد
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
منموہن پہاڑی، گیت، بھجن
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۲۷ مارچ

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ پنڈت ونانیک راؤ پٹوردھن
راگ یمنی بلاول
۱۱-۰۲ مالتی گیلانی، گائن
۱۱-۳۰ لیشونت وانی، بانسری
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
شام
۵-۳۰ وی جی جوگ، وائلن پر راگ شری
۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۸-۳۳ سبد سنگیت
۹-۰۰ ٹھمری
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
گنیش پرشاد مشرا، گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
کمار گندھرو، گائن
۷-۵۰ سنگم
۹-۱۰ لوک مادھوری
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
بھوپندر سنگھ پارو ج
بھجن
۳-۳۰ وی جی جوگ، وائلن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
اوپی کپور، بھجن، غزل
۹-۳۰ آرکیسٹرا ٹونائٹ

اتوار ۲۸ مارچ

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ جگدیش پرساد، گائن
راگ گن کلی
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ حفیظ اللہ خاں، سارنگی
رمضان خاں، طبلہ
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰، شام ۵-۳۵
کرناٹک سنگیت
دوپہر
۱۲-۱۵ لوک جھونک
۲-۳۰ 'سنسکرت ناٹیہ پرمپرا'، فیچر
شام
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۰۰ رمضان خاں، طبلہ
۹-۳۰ الابھومک، ٹھمری، دادرا
۱۰-۰۰ چین
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پروین سلطانہ، گائن
۹-۱۵ اپنی نگری
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
اوما کانت، ٹھمری، دادرا
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۹ مارچ

دہلی الف

صبح
۸-۱۰ گوہر علی خاں، وائلن
دھنیش چند سمن، طبلہ
۱۱-۰۲، رات ۸-۱۵
جے وی ایس راؤ، خیال سالگ ورالی
۱۱-۳۰ وٹل مکرجی، ستار پر راگ نٹ بھیرو، گاوتی
دوپہر
۱۲-۳۰ 'شان دہلی' فیچر
حصہ پنجم

غزل
نکہت خان

فضا جوان تھی رنگوں کے سلسلے تھے بہت
ہماری چھوڑ و کر تب ہم بھی سر پھرے تھے بہت
یہ وقت بھی ہے کہ اب تجھ سے کوئی ربط نہیں
وہ وقت بھی تھا کہ جب تجھ سے رابطے تھے بہت
ہم ہی کو راس نہ آیا تو کیا کرے کوئی
کہ زندگی کے زمانے میں قافلے تھے بہت
سوا تمہارے نہ کوئی سمجھ سکا ہم کو
جہاں میں یوں تو ہمیں اور بھی ملے تھے بہت
تعلقات کی کچھ تو بنا رہی نکہت
خوش نصیب کہ مجھ سے انہیں گلے تھے بہت
(ناگپور سے نشر)

ہمارے مزاح نگار
مرزا عظیم بیگ چغتائی
فیچر

شام

۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
سگم سنگیت

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

۱۰-۰۰ رنگ درشن دجے بوس

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام

شام

۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
سگم سنگیت

۹-۳۰ جن پد کی جھانکی

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ سوردیلا
ہندی میں نظم خوانی

۷-۴۵ اور ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو میگزین پروگرام
جدید فارسی شاعری

شام

۵-۴۵ اور رات ۸-۱۵
سگم سنگیت

۱۰-۰۰ آمنے سامنے

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کے لئے

شام

۵-۴۵ سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ ہندی پریچرچا
پریسنواد

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۱ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
بولتی تحریریں
اردو کے کلاسیکی ادب سے
انتخاب پر مبنی پروگرام

۱۰-۳۰ سبھار دیوار کی

دوپہر

۱۰-۱ آج اتوار ہے
ہائے سوچی ہائے ڈارلنگ
مزاحیہ ڈرامہ
مصنف: سورج کپور

رات

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۲۲ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
منشی دیا رام نگم
عہد شخصیت اور کارنامہ

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

۱۰-۰۰ ساہتکی

منگل ۲۳ مارچ

صبح

۸-۳۰ اردو میگزین پروگرام
کچھ ذمہ داریوں کے بارے میں

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۹-۴۵ بھارت بھارتی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۴ مارچ

صبح

۷-۴۵ ساز غزل

۸-۳۰ اردو پروگرام
"آواز" سے
"آواز" میں شائع مضامین پر
مبنی پروگرام

رات

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

۱۰-۰۰ شب گشت کویتا کا ناٹیہ
ہرستوتی کرن
تحریر: عتیق حنفی

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
طرحی شعری نشست

۹-۱۰ اور رات ۱۰-۳۰
گوپال چندر نندی وائلن

شام

۵-۴۵ رات ۸-۱۵ اور رات ۹-۳۰
سگم سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: فیچر

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح

۷-۳۰ سوردیلا
ہندی میں نظم خوانی

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام "میگزین"
کچھ ذمہ داریوں کے بارے میں

۹-۱۰ اور رات ۸-۳۰
شاستریہ سنگیت
سارنگی وادن

شام

۵-۴۵ اور ۹-۱۵
سگم سنگیت

۹-۳۰ ناٹک

۱۰-۳۰ نثار حسین خان: خیال

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کے لئے
بچوں کے نیتر
نیترو کی زندگی پر مبنی فیچر
تحریر: عائشہ جمال

۹-۱۰ خیال

دوپہر

۱۰-۱ راگ رنگ
ڈی جی جوگ: وائلن وادن

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی

اتوار ۲۸ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور شام ۵-۴۵
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ بستیاں ہماریاں

۱۰-۳۰ سبھار دیوار کی

دوپہر

۱۰-۱ آج اتوار ہے
تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو
جھلکی
تحریر: شانتی چترویدی

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۲۹ مارچ

صبح

۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
کتابوں کی باتیں
اردو کتابوں پر سہ ماہی تبصرہ
ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

۱۰-۰۰ سانسکرتیک تعارف "کلائن"

منگل ۳۰ مارچ

صبح

۸-۳۰ اردو میگزین پروگرام

رات

۹-۰۰ سنسکرت پروگرام

۹-۴۵ بھارت بھارتی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳۱ مارچ

صبح

۷-۴۵ غزلوں کا خاص پروگرام

۸-۳۰ اردو پروگرام
سائنسی تحقیق [illegible] ترقی
کے لئے

رات

۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

۱۰-۰۰ ڈھول اور ڈھواں: ناٹک
تحریر: سروجنی نرائن

رامپور

خبریں

[illegible]

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

[illegible]

۸-۰۰ مل جل گیت (علاوہ اتوار و منگل)

سنسکرت پروگرام

۸-۱۵ پراڈیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)

شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)

۸-۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)

۹-۰۰ ساز اور آواز

۹-۳۰ چہار بیت (ہر اتوار کو)

۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)

وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)

۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)

ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)

[illegible]

منگل ۱۶ مارچ

صبح

۷-۴۵ اوشا منگیشکر ، گیت ، غزل

۸-۳۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰ شفیع خاں ، طبلہ وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

خطوں کے جواب، لوک گیت، سماچار، بھاؤ

۷-۴۵ کل ملا کر ایک شوک سبھا ، جھلکی

تحریر : راجندر پانڈے

پیشکش : جوالا پرشاد

بدھ ۱۷ مارچ

صبح

۷-۴۵ برجو مہاراج

غزلیں

۱-۱۰ انجیل : بھینٹ وارتا

۱-۴۰ اور رات ۸-۱۵

نثار حسین خاں : گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۷-۴۵ انگریزی پروگرام

'مس یوس آف پاور ڈسکشن'

۹-۰۰ پرنو کمار مکھرجی

بھجن : گیت

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا

سنسکرت پروگرام

دوپہر

۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵

سودیپ کمار مترا : گٹار وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) پریوار کلیان

(۲) لوک گیت

(۳) خبریں

۹-۰۰ جوئے بار

مدن موہن گوسوامی ، غزلیں

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ

۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

'کس کے گھر جائے گا سیلاب بلا میرے بعد'

مزاحیہ نظم ، استاد رامپوری

دوپہر

۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵

غلام مصطفےٰ خاں ، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) خطوں کے جواب

(۲) تقریر از کیول کرشن چوپڑہ

۸-۰۰ منہر ، گیت

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح

۷-۴۵ محمد احمد خاں و ساتھی

نعت اور قوالی

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۷-۴۵ سائنس کی دین ، تقریر از

جی چندرا

۸-۱۵ پنڈت شیورام ، ہارمونیم وادن

اتوار ۲۱ مارچ

صبح

۷-۳۰ آج اتوار ہے

دوپہر

۱۲-۳۰ 'آپکے لیے' ، جھلکی

تحریر : چندر پرکاش آریہ

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) خطوں کے جواب

(۲) کرشی سے متعلق خبریں

(۳) لوک گیت

۸-۰۰ انوپ جلوٹا ، بھجن

۹-۳۰ شہزادے میاں و ساتھی ، چہار بیت

پیر ۲۲ مارچ

صبح

۷-۰۰ منی بیگم ، غزلیں

دوپہر

۱-۴۰ دھرم ناتھ مصرا ، گائن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۷-۴۵ 'آہنگ' ، اردو پروگرام

کتابوں کا تاج محل - رضا لائبریری ، فیچر

تحریر و پیشکش : زبیر رضوی

۸-۰۰ منی بیگم ، غزلیں

۸-۱۵ رئیس خاں ، ستار وادن

منگل ۲۳ مارچ

صبح

۷-۴۵ ہیمنت کمار ، گیت

آرتی بنرجی ، بھجن

طلعت محمود ، گیت

دوپہر

۱-۴۰ علی اکبر خاں ، سرود وادن

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

(۱) خطوں کے جواب

(۲) تقریر از ارجن رائے

بدھ ۲۴ مارچ

صبح

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰

غلام علی ، غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ انجیل

۱-۴۰ غلام تقی خاں ، گائن

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
۱۵-۸ پنّالال گھوش : بانسری

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح
۴۵-۷ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

دوپہر
۳۰-۱ رگھوناتھ سیٹھ : بانسری

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ جوئے بار
راحت علی اور اوشا اشنانی
غزلیں
۱۵-۸ شجاعت حسین خاں : گائن

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح
۴۵-۷ کاویہ سوربھ
۳۰-۸ 'آہنگ' اردو پروگرام
(۱) 'بکھرے رشتے' تقریر
(۲) 'تذکرہ شعرائے امروہہ'
تقریر از محمد عبادت کلیم
(۳) 'ہوتا ہے شب و روز......'
تقریر از نجمہ

دوپہر
۳۰-۱ اشتیاق حسین خاں : گائن

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ آشا بھونسلے : بھجن، گیت
۱۵-۸ امرت حسین خاں : سر بہار

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح
۴۵-۷ جگدیش سنگھ ٹھاکر : گیت، بھجن

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ سمن کلیانپور : غزلیں
۱۵-۸ برج بھوشن کابرہ، گلشار وادن

اتوار ۲۸ مارچ

صبح
۳۰-۷ آج اتوار ہے
۱۰-۹ 'کلیاں' بچوں کے لئے

دوپہر
۳۰-۱۲ آپکے لیے !
'طلاق کا مقدمہ' جھلکی
تحریر : سعید فرحت

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ جمیل احمد : غزلیں
۳۰-۹ چھاسیت

پیر ۲۹ مارچ

صبح
۴۵-۷ بیلا ساور : بھجن، غزلیں

دوپہر
۳۰-۱ غلام صادق خاں : گائن

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
۴۵-۷ 'آہنگ' اردو پروگرام
ادبی کتابوں پر تبصرہ از
سرفراز عثمانی
۰۰-۸ ارمیلا وڈھیرا : سُگم سنگیت

منگل ۳۰ مارچ

صبح
۴۵-۷ مدن موہن گوسوامی : گیت، غزلیں

دوپہر
۳۰-۱ شیو کمار شرما : سنطور وادن

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) تقریر

بدھ ۳۱ مارچ

صبح
۴۵-۷ اوشا سیٹھ : غزلیں

دوپہر
۱۰-۱ 'آنچل' دیہی خواتین کیلئے
۳۰-۱ ، رات ۱۵-۸
شوبھا گرٹو : گائن

شام
۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ سخاوت حسین خاں : غزلیں

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر 'الف' ۳۴۴۲۷ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر 'ب' ۳۴۰۰۴ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹۶ میٹر ۱۴۳۰ کلو ہرٹز (شام ۱۰-۶ تا ۳۰-۶ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸ ، دوپہر ۰۵-۱ ، ۱۰-۲ ، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶ ، ۲۰-۶ (پرادیشک سماچار) رات ۴۵-۸ ، ۰۵-۱۱
پنجابی میں خبریں : صبح ۳۰-۸ ، دوپہر ۴۰-۱ ، شام ۱۰-۶ (پرادیشک سماچار) شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ ، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱
اردو میں خبریں : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ تبصرہ
روزگار سماچار : شام ۴۰-۷

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۲۵-۹ وندے ماترم، منگل دھن
۳۰-۹ آرادھنا، عقیدتی سنگیت
۵۵-۹ سوسماروکھیتی باڑی پروگرام
۰۵-۰ امرت بودھ
۱۵-۰ پریچے، پروگراموں کا خلاصہ
۲۰-۰ [illegible]
[illegible]
ساہتیہ سدھا، سنسکرت پروگرام
[illegible]
۱۵-۹ بال جگت، بچوں کیلئے پروگرام
[illegible]

دوپہر
[illegible]
شام
۵-۵ [illegible]
۵-۵ لوک گیت

[illegible]

منگل ۱۶ مارچ

صبح
۲۰-۷ شبد
۳۰-۷ ، شام ۴۵-۷
بائیکا کانن : خیال، ٹپّہ، ٹھمری
۳۰-۷ گردھاری لال اور ساتھی، بھینٹاں
۵۰-۷ ستیش چندر : پنجابی گیت و غزل
۱۵-۹ جاگرتی

دوپہر
۰۰-۱۲ کچھ گلاں کچھ گیت
۲۰-۲ غزلیں
۳۰-۲ ڈیلا رام و ساتھی، لوک گیت
۵-۵ پنجابی گیت
۱۵-۵ منموہن سنگھ پٹیالوی، لوک گیت

رات
۳۰-۹ وگیان جگت
۰۰-۱۰ مشکور علی خاں، گائن

بدھ ۱۷ مارچ

صبح
۲۰-۷ بھجن

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
وریندر پترا ، ستار پر راگ مالا اور
راجیشوری

۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
[illegible] سنگھ ، غزلیں
۸-۵۰ جیون سنگھ نامل و ساتھی ، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی ماتھو سنگھ راگی او ساتھی
شبد

دوپہر
۲-۳۰ نقیر سنگھ فقد ، لوک گیت
۵-۰۵ [illegible]
ننھے منوں کے لیے

شام
۷-۴۵ قدم قدم پڑاپڑا
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
[illegible] خیال [illegible]
[illegible]

۸-۲۰، رات [illegible]
گوپال سنگھ ساہنی ، گیت ، غزل
۸-۵۰ دیو سنگھ میلادت ، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
[illegible] پنجابی گیت

دوپہر
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ اسا سنگھ مانگٹ او ساتھی
لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ منی خاں ، لوک گیت
رات
۹-۳۰ گلدستہ

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح
۷-۲۰ بھجن
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
[illegible] ، [illegible] پیراگ
[illegible] بھیرو اور [illegible]

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰
راجندر سنگھ باوا ، غزلیں
۸-۵۰ نم دور سنگھ امن و ساتھی
صوفیانہ کلام
۹-۱۵، شام ۷-۴۵ منموہن کور ، شبد

دوپہر
۱۲-۰۰ وجے کچلو ، خیال توڑی
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری اور ساتھی
لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ وجے کمار حاجی پوری ، لوک گیت
رات
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ نریندر بیبا ، لوک گیت

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
بہاری لال ، کلارنٹ پر بھیروی
اور راگ برندابنی سارنگ
بال کرشن شرما ، طبلہ پر سنگت
۷-۴۵ لکشمی شنکر اور نرملا ارون
ٹھمری

۸-۲۰، شام ۷-۴۵
لوک ناتھ سابا ، بھجن
۹-۱۵ احمد حسین ، محمد حسین
غزل اور لوک گیت

دوپہر
۱۲-۱۵ شوبھا گورٹو ، غزلیں
۱۲-۳۰ لوک رنگ
۲-۲ ساڈے آس پاس
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ مولا سنگھ ڈھاڈی او ساتھی
واراں
رات
۸- پنجابی تقریر
۱۰-۳۰ ایم پی این سیتو من ، ایم پی این سینو سوامی
ناگاسورم وادن

اتوار ۲۱ مارچ

صبح
۷-۲۰ آسا دی وار

بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۴۵ بھجن
۸-۴۰ آپ کے اتر میں
۸-۵۰ کورس گانے
۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ جان رشماں
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

دوپہر
۱۲-۰۰ روی شنکر ، ستار
۱۲-۱۵ پنجابی گیت
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جگت سنگھ جگا ، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کرتار سنگھ رملا ، لوک گیت
شام
۷-۴۵ جاگرت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد علاؤالدین خاں ، سرود

پیر ۲۲ مارچ

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
غلام مصطفےٰ خاں ، خیال رام کلی
اور خیال راجیشوری کونس
۸-۲۰ ستیش چند ، گیت ، غزل
۸-۵۰، رات ۱۰-۱۵
گورمیت کور باوا و ساتھی ، لوک گیت
۹-۱۵ جھلکی

دوپہر
۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
۱۲-۴۵ جیون جاچ
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ دیوراج اور ساتھی ، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۲۳ مارچ

صبح
۷-۳۰، شام ۷-۴۵
این راجم ، وائلن پر راگ دیسی اور
نیلامبری

۸-۲۰ گورچرن سنگھ گوہلوار ڈھاڈی و ساتھی
واراں
۸-۵۰ جیرنجیت کور ، پنجابی گیت ، غزل
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر
۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۱۲-۳۰ ترنجن ، دیہی خواتین کیلئے
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جوگا سنگھ جوگی و ساتھی ، کویشری
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ پورن وڈالی اور ساتھی ، لوک گیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سدھیر گوتم ، سنتور وادن

بدھ ۲۴ مارچ

صبح
۷-۲۰ بھجن
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
شری گرتیش ، خیال بسنت مکھاری
میاں کی سارنگ ، بھن شدھ
۸-۵۰ جگموہن کور ، گیت ، غزل
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی گورنام سنگھ راگی و ساتھی
شبد

دوپہر
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کلدیپ سنگھ دیپ ، لوک گیت
شام
۷-۴۵ قدم قدم پڑاپڑا
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح
۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ ، خیال بھیرو ،
خیال شدھ سارنگ ، درباری کانہڑا
کالے رام ، طبلہ پر سنگت
۸-۲۰، شام ۷-۵۰
میرا گاندھی ، گیت
۸-۵۰ جگجیت سنگھ زیروی ، لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
مادھوری ما ، گیت ، بھجن

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کلونت سنگھ بیدی، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کرپال سنگھ خوشدل، لوک گیت

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھجن
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
اوم پرکاش، کلارنٹ پر راگ گن کلی
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۳۰، ۵-۰۵
راجکمار، گیت، غزل اور کافی
۸-۵۰، رات ۱۰-۱۵
پورن شاہ کوٹی، صوفیانہ کلام
۹-۱۵ امر سنگھ امر، شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ شیو کمار شرما، ڈی وی پلسکر
شاستریہ سنگیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ امر سنگھ لکھن پوری و ساتھی
لوک گیت
۵-۱۵ کرم چند، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
باقر حسین، خیال دلیکار، گوڑ سارنگ
۸-۲۰، شام ۷-۴۵
پشپا سریواستو، بھجن، گیت
۸-۵۰، ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ لچھمن داس سندھو، کافی

دوپہر

۱۲-۱۵ دیپک چٹرجی، گیت، غزل
۱۲-۳۰ پریتی بالا، لوک گیت
۱۲-۴۵ غزلیں
۲-۲۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۱۵ امریک سنگھ غازی ننگل، لوک گیت

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
گنیش پرساد مصرا، گائن

اتوار ۲۸ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۷-۴۵ پریتی بب
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۸-۴۰ پتروں کے اتر
۸-۵۰ دیش بھگتی کے کورس گیت
۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

دوپہر

۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت
۱۲-۱۵ اجیت کور، گیت و غزل
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جسبیر سنگھ خوشدل، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کشمیر سنگھ شمبھو، لوک گیت

شام

۷-۴۵ جاگرت
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز
۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۲۹ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد
۸-۲۰ شیل بالا، کویتا دمن، لوک گیت
۸-۵۰ ملکھی رام، لوک گیت
۹-۱۵ محمد یعقوب، غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ تمہاری پسند
۱۲-۳۰ سیما شرما، کویتا دمن، سمن شرما
گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گوپال سنگھ بھنڈر، لوک گیت
۵-۰۵ بال واڑی

شام

۷-۴۵ محمد یعقوب، غزلیں
۸-۰۰ ہندی تقریر

(آگے ص ۴۴ پر)

روہتک

میڈیم ویو ۲۴۷ر۲۶۲ میٹر ۱۱۴۳ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۱۰-۱۵ تک)
دوسری مجلس: ۱۲-۲۴ سے ۳-۱۰ تک
تیسری مجلس: ۵-۲۴ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ اور ۵-۰۷ شام
بھگتی سنگیت
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۸-۲۰ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ فلمی سنگیت
۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ
(سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو نغمے)
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ مقامی اعلانات
۹-۱۵ ایک فلم سے

منگل ۱۶ مارچ

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
وید سیٹھی، سگم سنگیت
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی (روزانہ)
۷-۳۰ علی اکبر خاں، سرود
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
سنیتا گریوال، شیر سنگھ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وندگان
۱-۴۰ طلباء کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سنیتا گریوال، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد
۹-۱۵ ایک فلم سے 'گمن'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۷ مارچ

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کرشنا کلے، غزلیں اور بھجن
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
کندن لال شرما، کلاسیکی موسیقی

۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
شکنتلا ڈانگی وسکھیاں اور
دھرم دیر سنگھ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۳۰ طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ ننھے منّے
۶-۳۰ گرامین سنسار
شکنتلا ڈانگی وسکھیاں، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ صابری برادران، قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ہمارا سنسار'
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سریندر سنگھ بیدی، سگم سنگیت
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰ نفع سنگھ وساتھی اور تیج سنگھ
لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ یک رنگ
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے
۲-۳۰ نفع سنگھ وساتھی اور
چیتن پرکاش وساتھی، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
سرگم۔ لوک گیت
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
نفع سنگھ وساتھی، لوک گیت
گھر آنگن
۸-۰۰
۸-۳۰ ایگل گان
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح
۷-۱۰ سموہ گان
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
دیال سنگھ رانا، بانسری

۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
راجندر کمار، اجیت سنگھ گیلاوٹ
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
کہانی
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
راجندر کمار، لوک گیت
۷-۴۵ اوپی کپور، غزلیں
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ پامیلا سنگھ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جوانی دیوانی'
۹-۳۰ 'تیسرے پہر کی دھوپ' ناٹک

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح
۷-۱۰ احمد حسین، غزلیں
۷-۳۰ ایم آر گوتم، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
بلونت سنگھ، امید سنگھ اور
بندری لال پٹیل، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ بہیسرنیے
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ اساتذہ کے لیے

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ مارواڑی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بلونت سنگھ، امید سنگھ، لوک گیت
۷-۴۵ شلیندر سنگھ، گیت، غزل
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'تیرے گھر کے سامنے'

اتوار ۲۱ مارچ

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
یش شرما، سگم سنگیت

۷-۳۰ جتیندر ابھشیکی، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ بال سنگم
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ منگت خاں قریشی اور ہزاری لال
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ اجتماعی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ ریتا گنگولی، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'درد'
۹-۳۰ فیچر
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۲ مارچ

صبح
۷-۱۰ محمد حسین، غزلیں
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
مہیش واجپائی، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
سورج مل وساتھی اور راج کمار
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ سورج مل اور ساتھی، لوک گیت
۷-۴۵ بیگم اختر، غزلیں
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ سوہرتی گھوش، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پرورش'

منگل ۲۳ مارچ

صبح
۷-۱۰ گگن گوگیا، سگم سنگیت

۷-۳۰ کارتک کمار، ستار
۸-۳۰ سنیتا ڈانگی اور سری پال سنگھ
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ وندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے
۲-۳۰ سنیتا ڈانگی اور ست بیر سنگھ ڈاہر
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
میری پسند
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ست بیر سنگھ ڈاہر، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ مشاردا، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'گھروندہ'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۴ مارچ

صبح
۷-۱۰ وندنا واجپائی، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
غلام علی پونیر، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ سورج بھان اور منشی رام
لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۳۰ طلبا کے لیے
۲-۳۰ سورج بھان اور اندر کور
لوک سنگیت

شام
۷-۴۵ اندرنارائن، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ جسپال سنگھ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ترشول'
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سورج پرکاش گرور، سگم سنگیت
۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
تارہ چند، آشالتا
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیئے
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
سرگم
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
تارہ چند ، لوک گیت
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ ہمینت کمار ، گیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح
۷-۱۰ انجلی بوس ، سگم سنگیت
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
وجے کمار ، ستار
۸-۲۰ جیالال سانگی ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیئے
۲-۲۰ جیالال سانگی
اور چندر لال ، لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ کشمیری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
جیالال سانگی ، لوک گیت
۷-۴۵ آشا بھونسلے ، گیت ، بھجن
۸-۰۰ وکاس کلب
۸-۳۰ پشپارانی
۹-۱۵ ایک فلم سے 'کھلونا'
۹-۳۰ سلیقہ میگزین

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح
۷-۱۰ مہندر کپور غزلیں
۷-۳۰ ڈی وی پلسکر : کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
گیان اندر سنگھ ناگر اور
مہابیر سنگھ ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھر نینے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کے لیئے
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ برج کے گیت
۶-۳۰ گیان اندر ناگر ، لوک گیت
۷-۴۵ جمیل احمد ، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ دلیپ کمار رانے ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سنگم'

اتوار ۲۸ مارچ

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
جیوتی چودھری ، سگم سنگیت
۷-۳۰ نواب خاں ، طبلہ
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ وسنے کمل اور رام کمار سبھروال
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یوواسنسار
نوجوانوں کی پسند
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ گوردیپ سنگھ ، بھجن ، شبد
۹-۱۵ ایک فلم سے 'مرزا غالب'
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۹ مارچ

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
کنول سدھو ، غزلیں
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی

غزل

فضل افضل

ہونٹوں سے زندگی کے ہنسی روٹھ گئی ہے
لطف و سرور و کیف و خوشی روٹھ گئی ہے

بے فیض ہے صحرائے تنفس میں ترنم
شہنائیوں سے نغمگی بھی روٹھ گئی ہے

اب دُکھنے لگیں درد سے پہچان کی آنکھیں
وہ بھیڑ ہے کہ چہرگی ہی روٹھ گئی ہے

یخ بستہ ساحلوں سے صدا دیں گے کسے ہم
بادِ مراد آئی ہوئی روٹھ گئی ہے

احساس کے پرو بچ کے لکھو خوں میں ڈبو کر
اربابِ ہنر سے یہ صدی روٹھ گئی ہے

ہے درد کی بہتات سے افضل کا جگر چاک
یا آنکھ سے خوں بار جھڑی روٹھ گئی ہے

(۱ کاشوانی عظیم گڑھ)

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
سرتیش شرکھانڈے ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
راج بالا ، سنگیتا راٹھی اور
ہری رام شرما ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طالب علموں کے لیے
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
راج بالا ، سنگیتا راٹھی ، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ ہری اوم شرن ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'میرا شیام'

منگل ۳۰ مارچ

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
مدھوبالا سکینہ ، سگم سنگیت
۷-۳۰ درگا : طبلہ
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
سنتوش سامپل رول وسکھیاں
اوپاشرسورج ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیئے
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
میری پسند
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
سنتوش سامپل وال وسکھیاں
لوک سنگیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ حبیب پینٹر ، قوالیاں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'تپسیا'
۹-۳۰ ہندی مشاعرہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۳۱ مارچ

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
اجیت کور ، غزلیں
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
راجندر کمار ، بانسری
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
نتھو کشن شرما ، دھرم پال بیدی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کتھا نیں
۱-۴۰ طلبا کے لیے
شام
۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
ٹھیکیدشن شرما ، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ شمع بانو ، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شعلہ اور شبنم'
۹-۳۰ چرچہ کا وشے ہے

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷٫۶ میٹر ۷۷۴ کلو ہرٹز
شارٹ ویو ۹۳٫۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلو ہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلو ہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلو ہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۲-۴۵
۵-۴۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلو ہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵ اور ۸-۴۵ ۔ صرف ہفتہ کو رات ۱۰-۱۱
رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵ ، سنسکرت: صبح ۷-۰۵ ، اردو: صبح ۱۱-۵۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۸ [illegible]
۶-۵۰ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۲۰ سا ایکی
۷-۱۵ پرانی [illegible]
۹-۰۰ [illegible] موسم کا حال
۹-۳۰ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈ کاسٹ
۱-۲۰ اختتام
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲-۲۰ سنہری لہریں
۲-۱۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام

شام
۵-۰۰ خاص پروگرام: بال جگت، (اتوار، منگل، جمعہ)
۵-۰۳ کسان پروگرام (پیر، جمعرات)
جیا پانی پروگرام ([illegible])
[illegible] پروگرام (اتوار، بدھ)
جاسوسی پروگرام (پیر، جمعہ)
[illegible] پروگرام (منگل، ہفتہ)
[illegible] (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ [illegible] پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈی [illegible] پروگرام (پیر، جمعہ)
[illegible] پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۲۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت/دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل [illegible])

منگل ۱۶ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
سوامی رام تیرتھ کے وچار
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۲۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۲۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹکا

شام
۶-۰۰ ساماجک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ ہماری وکاس یاترا
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۵ سکل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۷ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۲۰ ناری بھگتی
تقریر: کلا ٹھاکر
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ امر بھارتی
سنسکرت پروگرام
آتھر وید میں ماتری بھومی بھگتی
تقریر: ڈاکٹر مان سنگھ
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ میلا میلن
خواتین کے لیے پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انوردھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو: درشن سے
تقریر: ڈاکٹر شانتا بھکشو
شاستری
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۲۰ دیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۲۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلا کار

شام
۶-۰۰ ساماجک چرچا

رات
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین
۱۰-۰۰ بات چیت

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
مراٹھی سنتوں کی وانی
تقریر: اوشا وندے
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ دیش گان
۷-۳۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام
۶-۰۰ ساماجک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
کبیر وانی سے
تقریر: کرشنا ریٹا
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ گیت
۸-۲۰ سیاحوں کیلئے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۳۵ گیت

رات
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک

۹-۱۵ ہم درشن
ہندی میں علاقائی ریڈیو
نیوز ریل
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۱ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
گاندھی وانی سے
تقریر: شنکری داس
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ اس ماس کا گیت
۸-۳۰ آپ کی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک رُوچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ دگیان اور جیون
۱۰-۰۵ یودا وانی
۱۱-۰۰ کھوپڑی
ہندی میں ڈرامہ
۱۲-۰۰ میگزین پروگرام
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ دنیتا منڈل
شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
رات
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ قانون اور ویکتی
۹-۳۰ گیت بہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا
ہفتہ وار پروگرام

پیر ۲۲ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
دیدوں سے
تقریر: درگا دت شاستری
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ جیون جیوتی
بھگوان مہادیر

تقریر: گلاب چند نرموہی
۷-۵۵ سمئے کی بات
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ اردو شاعری
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۹-۱۵ انگریزی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۳ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
مہا بھارت سے
تقریر: ہر دلو بدھ شاستری
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ سنگیت
۷-۵۵ سمئے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چینکا
شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ درند
۹-۱۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۴ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
رام چرت مانس سے
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۳۰ جیون جیوتی
سنت کوی: دادو دیال
۷-۵۵ سمئے کی بات
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ شاشوت وانی

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت
شام
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ مہلا سمیلن
خواتین کے لئے پروگرام
رات
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ درند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
والمیکی رامائن سے
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ دلیش گان
۷-۵۵ سمئے کی بات
۸-۳۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار
شام
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ناٹک

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
سوامی رام تیرتھ کے وچار
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ دلیش گان
۷-۴۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمئے کی بات
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل
شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ مرگ ترشنا
ہندی ڈرامہ
تحریر: اوم پرکاش
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح
۶-۳۵ گیان وندو
کشمیری سنتوں کی وانی
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ گیت
۸-۲۰ اسپورٹس
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا
شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۷-۳۵ گیت
رات
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہم درشن
(ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل)
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۸ مارچ

صبح
۶-۳۵ دگیان وندو
رگ وید سے
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ اس ماس کا گیت
۸-۳۰ آپ کی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک رُوچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتا پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ دگیان اور جیون

۹-۲۰ راجیش پنوار
بانسری پر دھن

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت
سرسوتی دیوی

شام

۵-۰۵ یوواوانی
آنکھوں کی دیکھ بھال
بھینٹ وارتا

۶-۳۰ سندھی پروگرام
نئی روشنی نواں وچار
(۱) ہری چرچا: پنھیل
تکمیل: نوجوان میں روزگار
جو مسالوچھو
(۲) سموہ گان

رات

۸-۰۰ سواستھ چرچا
شہ روگ
کارن اور اپچار

۱۰-۳۰ لوک گیت
کے۔ کے۔ دہلوی

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح

۸-۲۰ ہندی وارتا
۹-۱۰ لوک گیت: ننھی پارٹی
۹-۲۰ سگم سنگیت
گوری مدلیار: گیت

دوپہر

۱-۱۰ مہلا جگت۔ وارتا
سوبھاگیہ وسوندرے کی ساکشی
ہندی
وارتاکار: شریمتی رام پالی بھائی
(۲) گیت
(۳) ان کی کہانی ان کی زبانی

۲-۴۰ لوک چادر کے راجستھانی میں
سا پتاہک سماچار

۶-۳۵ نرمان کے سوَر

رات

۸-۰۰ راجستھلی
۹-۳۰ آکاش وانی وچار گوشٹھی
سماچار پتروں کی سونتترتا
اور دابے لوبہرتی بھاگی
شرکا: بھنور سرانا

ایچ۔ سی۔ سوندھی: قول
کشور شرما اور ستیش
چندا گروال

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح

۷-۳۰ ششی موہن بھٹ
ستار پر راگ بھٹیار

۸-۲۰ ہندی وارتا
بھارتیہ سنسکرتی کے آدھار
کملیش دت ترپاٹھی

۹-۱۰ لوک گیت
کشوری دیوی

۹-۲۰ گوپال لال بوہرا: بھجن

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت
رادھے شیام بنجارا

شام

۶-۳۵ شاستریہ سنگیت
ششی موہن بھٹ
ستار پر راگ پیلو

رات

۸-۰۰ کتھا لوک
کہانی: حبیب کیفی

۹-۳۰ ناٹک

اودے پور

اودے پور ۲۶۶٫۶۶ میٹر ۱۱۲۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی
۷-۲۰ ماس گان
۷-۳۰ سنگیت سریتا
۷-۴۰ فلمی سنگیت

۹-۱ سگم سنگیت (سوائے اتوار)

دوپہر

۱۲-۳ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱-۵۰ لوک سنگیت

شام

۵-۰۵ یوواوانی

۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال

۷-۳ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸-۲۵ فلمی گیت

بیکانیر

۲۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶-۳۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷-۲۰ ماس گان

دوپہر

۱-۳ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ

موسم کا حال
۷-۳ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ سوالال پارٹی
لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ لکشمی نارائن
لوک گیت

شام

۵-۵۵ روزگار سوچنائیں

رات

۸-۰۰ کہکشاں
اردو میں قدرتی منظر
تقریر: فضل امام
کلام شاعر
۹-۱۵ کھلا آکاش

اتوار ۲۱ مارچ

صبح

۷-۳۰ دودھادھر دیاس: خیال
۸-۲۰ سورگنگا
۹-۱۵ مکل
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
ناٹک
دری بک بھیرو: بھلومان ہوں
ڈاکٹر ہری رام اپچا کے مول
ہندی ناٹک کا سندھی
انزوادن
پیش کش: موہن مہر چندانی

دوپہر

۱۲-۰۰ پتر ملا
۱-۱۰ آپ کی فرمائش: موسم

شام

۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام

۷-۱۵ گیت

رات

۸-۰۰ ٹورسٹ اٹریکشن ان
راجستھان
فوک میوزک اینڈ فوکلو
انگریزی تقریر:
وجے ورما

۱۰-۰۰ پتریکا پروگرام
ہم خبر

پیر ۲۲ مارچ

صبح

۷-۳۰ گوبند راؤ راجو کر
خیال دیوگری بلاول
۹-۲۰ شکنتلا شرما

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت
مینا چودھری پارٹی

شام

۶-۲۰ شریکوں کے لئے
ادھوگ جگت

منگل ۲۳ مارچ

صبح

۹-۱۰ لوک گیت
رامیشور رساجو

شام

۶-۳۵ لوک گیت
سنی لال پارٹی

رات

۸-۰۰ راجستھلی
جوآدے یاد بھگت سنگوری
روپ کاتمک پروگرام

۹-۳۰ سندھی پروگرام
تنہاجی چٹھی بلی
سنگم سنگیت
مایا اسرانی

بدھ ۲۴ مارچ

صبح

۸-۳۰ راجستھلی
ماتاں ری پھلواڑی
راجستھانی کہانی
مصنف چیتن سوامی

۹-۱۰ لوک گیت
سونی دیوی

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت
رام لال پارٹی

۱-۳۰ امیر محمد
طبلہ پر چپتال

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام
چیٹی چنڈ کے موقع پر
خاص سنگیت سبھا

مصنف۔ گوردھن بھارتی
سنگیت۔ رمن شرما
پیشکش : موہن ہرچندانی

رات

۱۰-۱۵ بجرنگ کمار
بھگتی سنگیت

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح

۸-۰۲ ہندی وارتا
شبہ بیتر ن پروگرام

۹-۰۰ لوک گیت
پربھو دیال ڈانگی

۹-۳۰ معین الدین : غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ مہلا جگت : وارتا
درکتوں کا سانسکرت بھتو
ڈاکٹر منوہر پربھاکر
(۲) گیت
(۳) پرشن اتر

۲-۳۰ لوک جاؤ راجستھانی میں
ساپتاہک سماچار

شام

۶-۳۵ نرمان کے سور

۸-۱۰ معین الدین : غزلیں

۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح

۷-۳۰ لکشمن بھٹ تیلنگ
دھارد یشا کار
پکھاوج سنگیت
بی۔ این۔ پارک

۹-۳۰ محمد سعید صابری وساتھی
قوالی

دوپہر

۱-۱۰ نند دیوی : لوک گیت
۲-۳۰ سموہ گان

شام

۶-۴۵ محمد سعید صابری وساتھی
قوالی

رات

۸-۰۰ کتھالوک
شریمتی من موہنی

۱۰-۳۰ لکشمن بھٹ تیلنگ
پکھاوج سنگیت
بی۔ این۔ پارک

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۸-۲۰ لوک گیت
رام سروپ شرما

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت
گنپت لال ڈانگی و پارٹی

شام

۶-۲۵ لوک دھن
۷-۱۵ ضلع کی چٹھی

رات

۸-۰۰ کہکشاں : اردو پروگرام

۹-۱۵ کھلا آکاش

اتوار ۲۸ مارچ

صبح

۷-۳۰ معین الدین
سارنگی پر راگ آنند بھیرو

۸-۲۰ سور گنگا

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

کویتا پاٹھ : شرد دیوانہ
کلام

دوپہر

۱۲-۰۰ مہلا جگت
بیتی بیتنی سمبندھ
تقریر : چندر پرکاش ماتھر

ووشتا : کہانی
مصنف : ویول گویل

۱۲-۴۵ پتر ملا

۲-۳۰ ترکون : پتریکا پروگرام
(۱) سمپادکیہ

(۲) کہانی

(۳) کویتائیں

شام

۶-۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام

رات

۱۰-۰۰ کھیل جگت

جودھپور

جودھپور ۵۶۴/۹ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ۲۵۰/۲۶ میٹر ۱۱۹۷ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)

۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت

۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)

۵-۵ یووا وانی
یووا ترنگ اور ودیارتھی پروگرام
(منگل اور جمعہ)

۵-۳۰ نو ترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)

۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
تیوہنی سوچنائیں (پیر و جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سنگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)

۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں رہنے والے
سامعین کیلئے ملا جلا پروگرام

۸-۲۵ ایک کلاکار

۹-۱۵ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل، جمعرات)
ملے جلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)

۱۰-۰۰ بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

پیر ۲۹ مارچ

صبح

۸-۲۰ لوک گیت : سکھا مکرجی

۹-۲۰ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت : نرائن لال

۶-۳۴ ادھوگ جگت

رات

۸-۰۰ کوی وانی
ریوتی رمن شرما

۸-۱۰ بن دیوانہ : غزلیں

۹-۲۰ سوالوں کے درمیان

منگل ۳۰ مارچ

صبح

۹-۱۰ پشپا ویاس، لوک گیت

۹-۲۰ سکندر لال نکرا : غزلیں

رات

۸-۰۰ راجستھلی
دھرتی ہیروں کی
راجندر بوہرا

۹-۲۰ سندھی پروگرام
چیٹی چنڈ سمارودہ کی ریڈیو رپورٹ
موہن مہر چندانی

بدھ ۳۱ مارچ

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۷-۳۰ رگھوویر پرشاد
ستار پر راگ للت پنچم

۹-۱۰ لوک گیت
روی پرکاش ناگ

دوپہر

۱-۱۰ لوک گیت
دینا رستوگی

شام

۵-۰۵ پریوار کے بارے میں
میری کلپنا

۶-۲۰ سندھی پروگرام

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف'، ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال 'ب'، ۲۴۳/۳ میٹر ۱۲۳۳ کلو ہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۷-۴۵، ۹۹۰ ،۴ کلو ہرٹز

صبح ۸-۳۰ سے ۹-۲۰ / ۹-۴۵ - ۹ } ۱۸۰ ،۷ کلو ہرٹز
صبح ۹-۴۵ سے ۵-۱۵ / ۵-۴۵ - ۵ شام

شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰۰ رات ۳۳۱۵۰ کلو ہرٹز

رائے پور ۹/ ۳۰۵ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز گوالیار ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۹۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲۵۴/۲ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸/۵ - ۹ (پرادیشک سماچار)
دوپہر ۵-۱، ۱-۲، ۴۵-۲، شام ۵-۶
رات ۴۵-۸ (۵-۱۱ صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۹، ۰۰-۱
دوپہر ۱۲-۰، ۰۰-۱، شام ۶
رات ۰۰-۹ (۰۰-۱۱ صرف ہفتے کو)

منگل ۱۶ مارچ

صبح

۸-۲۰ کانتا آنند : سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
فی البدیہہ شعری نشست
شرکا، کامل بہزادی، بشر صہبائی،
اختر صہبائی اور محمود ہاشمی

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا
جیون لال ورما ودروہی

۲-۳۰ ہری داس پنیٹر، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یوواوانی
(۱) غیر فلمی گیت
(۲) آج کے کلاکار وغیرہ

۸-۰۰ یگ بودھ

بدھ ۱۷ مارچ

صبح

۸-۲۰ بینا سکسینہ : سگم سنگیت

۸-۳۰ ہری نارائن سونی : بانسری

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۲-۳۰ شیلا شرما اور سکھیاں
لوک گیت

شام

۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از دھنیجے ورما

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح

۸-۲۰ منگلا منگیش نانک : سگم سنگیت

۸-۳۰ نینا دیوی : شاستریہ سنگیت

۱-۳۰ پرتاپ تنوانی : سگم سنگیت

۲-۳۰ شانتی بائی موار، لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
دیہی عورتوں کے پروگرام گرام لکشمی کے ساتھ

۸-۰۰ 'سمکالین کہانیوں میں آنچلکتا'
ہندی تقریر از سشیل ترویدی

۱۰-۳۰ نینا دیوی : ٹھمری

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح

۸-۲۰ پشپا جاوے : سگم سنگیت

۸-۳۰ اے کے کوکجے : خیال

دوپہر

۱-۳۰ قیصر جہاں : غزلیں

شام

۵-۳۰ یوواوانی
سامعین کی پسند وغیرہ

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'ناکام مشینوں سے کامیابی کی طرف'
تقریر از عبدالمتین
(۲) کھیلوں کی کمنٹری کے بارے میں گفتگو
شرکا، راجندر ملہوترہ، نسیم سلام الدین

۹-۳۰ 'اپنجا تانی' لوک ناٹیکہ
تحریر و پیشکش : پی پدولور ساتھی

هفتہ ۲۰ مارچ

صبح

۸-۲۰ منجلا چولی : سگم سنگیت

۹-۳۰ سعید خاں، ٹھمری پیلو، دادرا

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
ساوتری شکل نشا

۲-۳۰ لیلا بائی پر تیکی

شام

۵-۳۰ یوواوانی
اپنی پسند وغیرہ

۷-۱۵ چوپال
دیہی یوواؤں کے پروگرام کونپل کے ساتھ

اتوار ۲۱ مارچ

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۹-۵۰ امرناتھ : سبدھ سنگیت

دوپہر

۱-۴۰ راگداری
نکھل بنرجی : ستار

۲-۳۰ سروج رجاوت، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یوواوانی
سامعین کی پسند وغیرہ

پیر ۲۲ مارچ

صبح

۸-۲۰ رتنا دت : سگم سنگیت

۸-۳۰ بالا صاحب پونچھوالے : خیال

دوپہر

۱-۱۰ درپن

۱-۳۰ وجاشرما، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
چترپٹ سنگیت، مشاعرہ وغیرہ

۱۰-۳۰ بالاصاحب پونچھوالے، خیال

منگل ۲۳ مارچ

صبح

۸-۲۰ ششی کرن سکسینہ، سگم سنگیت

۸-۳۰ آئینہ۔ اردو پروگرام
(۱) "کلاسیکی موسیقی اور ہماری فلمیں"
تقریر از شیام منشی
(۲) "قدیم بھوپال میں تھیٹر"
سلیمان آرزو سے قمر جمالی کی گفتگو
(۳) گھر کے چراغ
مدھیہ پردیش کے قدیم شعرا کا تذکرہ
مع نمونہ کلام

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا
مدن لال شریواستو وگیندر

۲-۳۰ دامودر پرساد سونی وساتھی
لوک گیت

بدھ ۲۴ مارچ

صبح

۸-۲۰ سنھیانائر، سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
سروج پرانجپے، وائلن

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلاسبھا

۲-۳۰ وملاسریواستو، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
سامعین کی پسند وغیرہ

۸-۰۰ ساہتیکی
تقریر از لکشمی کانت وشنو

۹-۳۰ ترنگ
'بے چین' ناٹک
تحریر، مالتی جوشی

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح

۸-۲۰ ششی چندر کوشک، سگم سنگیت

۸-۳۰ ریتا گانگولی
اپ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۲-۳۰ ششی کرن سکسینہ، لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
دیہی عورتوں کے پروگرام لکشمی کیساتھ

۸-۰۰ 'مدھیہ پردیش کے پریٹن استھل'
'چترکوٹ' ہندی تقریر از
ڈاکٹر لکشمی نارائن دوبے

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح

۸-۲۰ سے بکھاکا ایکر، سگم سنگیت

۸-۳۰ رتناکر ویاس، سرود

دوپہر

۲-۳۰ چندرکلا سونی، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) مزاحیہ خاکہ از فضل جاوید
(۲) شعر و نغمہ
'شاعر اور غریب الوطنی' از نسیم جنونی

۱۰-۳۰ پربھا اترے، خیال

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح

۸-۲۰ ثروت حسین، سگم سنگیت

۸-۳۰ وی آر سوبیکر، وائلن

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلاسبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
شلبھ سیدوریا

۲-۳۰ سنگیتا چوبے، لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
دیہی بچوں کے پروگرام کونیاں کے ساتھ

اتوار ۲۸ مارچ

صبح

۸-۲۰ بال سبھا۔

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۱-۳۰ سمر لیش چودھری، خیال

۲-۳۰ سدھا شریواستو، لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'وفاکی دیوی' منشی پریم چند کی

کہانی پر مبنی ناٹک
ڈرامائی روپ، قمر جمالی
شکش، مقبول حسن

پیر ۲۹ مارچ

صبح

۸-۲۰ شمیلا پٹوپال، سگم سنگیت

۸-۳۰ ایم آئنگر، ستار

دوپہر

۱-۱۰ نودرپنا

۲-۳۰ روونت دوبے، لوک گیت

رات

۱۰-۳۰ بھیم سین جوشی، خیال

منگل ۳۰ مارچ

صبح

۸-۲ ٹی ایم دوبے، سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
گھر آنگن ــــ
(۱) 'آؤ جو تمہیں بتائیں' نظم از
عبدالمتین نیاز
(۲) 'ہم اچھے پڑوسی کیسے بنیں'

بات چیت، نازنین ہما، نصرت بانو روحی

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا
آشا جوشی

۲-۳۰ موتی رام سہانے وساتھی، لوک گیت

رات

۸-۱۵ ہندی تقریر

بدھ ۳۱ مارچ

صبح

۸-۲۰ بلرام ناگدیو، سگم سنگیت

۸-۳۰ رحمت علی خاں، سرود

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلاسبھا

۲-۳۰ اروناور ماو سکھیاں، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از نرملا پرشاد گپتا

۹-۳۰ ترنگ
روپانتر
تحریر، پرمود شرما

۱۰-۳۰ رحمت علی خاں، سرود

بقیہ:- جالندھر

۹-۳۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ رمیش رنگیلا اور ساتھی، لوک گیت

منگل ۳۰ مارچ

صبح

۷-۲۰ شبد

۸-۲۰ رجنی دیوی، لوک گیت

۸-۵۰ بھیم سین، پنجابی گیت

۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کیہ گلاں کیہ گیت

۲-۲ غزلیں

۲-۳ جیون سنگھ چندن اور ساتھی
لوک گیت

۵-۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ سوہندر سنگھ چھاپہ اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو میں تقریر

۹-۳۰ پنجابی میں مباحثہ

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳۱ مارچ

صبح

۷-۲۰ بھجن

۸-۲۰ پشپا ہنس اور سریندر کور، گیت

۸-۵۰ ستیش چندر، لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
دیویندر سنگھ، شبد

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ چرن سنگھ چھبیلا، لوک گیت

۵-۰۵ پھلجھڑی
ننھے منوں کیلئے

شام

۷-۴۵ قدم قدم بڑھا بڑھا

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۸-۴۵ سگم سنگیت

۹-۳۰ آپ کی فرمائش

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ : ۹۱ء۳۸۳ میٹر ۶۲۱ کلوہرٹز
بھاگلپور : ۷۰ء۵۰۲ میٹر ۱۳۵۸۰ کلوہرٹز
دربھنگہ : ۳۰ء۲۲۱ میٹر ۱۳۵۹۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۵-۰۵-۶
رات ۸-۴۵ (۰۵-۱۱ صرف ہفتے کو)
اردو میں خبریں : صبح ۸-۵۰، رات ۹-۱۵
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱۰-۰۰، رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

اردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ تک

منگل ۱۶ مارچ

صبح
۷-۱۰ کریم احمد : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
شوبھارانی : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ رام شرن ٹھاکر : لوک گیت
رات
۹-۳۰ 'ریت کے پھول' ڈرامہ
تحریر : سمن سرین

بدھ ۱۷ مارچ

صبح
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
شرت ادھیکاری : ٹھمری، دادرا
چندیشر پرشاد : طبلہ
۸-۳۰ ، شام ۶-۱۵
جگدیش پانڈے : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ رینوکا سہائے : لوک گیت

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ پروین سلطانہ، کشوری امونکر
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بابلی بھٹاچاریہ : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ رام سورت پرساد و ساتھی،
لوک گیت

شام
۶-۱۵ بابلی بھٹاچاریہ : ہلکی موسیقی
۹-۳۰ مایارانی داس : لوک گیت
۱۰-۰۰ 'یہ بولتے پتھر' فیچر
تحریر : نشی سنہا

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
بدھ دتیہ مکرجی : ستار
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
شوبھاماتھر : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۱۰ رویندرناتھ دت : گٹار
۱-۳۰ کیدارناتھ سنگھ : لوک گیت
رات
۹-۳۰ 'آتنک' ڈرامہ
تحریر : پرواسی دے کرشن

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح
۷-۳۰ پورنیما چودھری : ٹھمری، دادرا
۹-۲۰ ، شام ۵-۱۵
سواپن کمار چکلانویس : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ وشنو پرساد سنہا و ساتھی
لوک گیت

اتوار ۲۱ مارچ

صبح
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
ایل کے پنڈت : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
شبھرا چٹرجی : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱۲-۰۰ 'ٹیپو سلطان' ڈرامہ
تحریر : چترنجن
رات
۷-۴۵ 'چھٹی کا دن' ڈرامہ
تحریر : لات مترا

پیر ۲۲ مارچ

صبح
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
وی جی جوگ : کلاسیکی موسیقی
۹-۲۰ ، شام ۶-۱۵
للیتا لاکھا : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ سدرشن تیواری شاہ آبادی و ساتھی
لوک گیت
رات
۹-۳۰ جناردن دوبے : لوک گیت

منگل ۲۳ مارچ

صبح
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
بنگالی راوت : کلاسیکی موسیقی
۹-۲۰ ، شام ۶-۱۵
اکلاپرکاش : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ سبھاؤ کمار : لوک گیت
رات
۹-۳۰ 'اندر باہر' ڈرامہ
تحریر : شمیم فاروقی

بدھ ۲۴ مارچ

صبح
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
شنکر ناہر : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ انجن چٹرجی : ہلکی موسیقی
۱-۳۰ نیتا کماری سنگھ : لوک گیت
شام
۶-۱۵ انجن چٹرجی : ہلکی موسیقی

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح
۷-۳۰ ہیرالال و ساتھی : شہنائی
۹-۲۰ ، شام ۶-۱۵
ریکھا مکرجی : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ رام لال ورند اور ساتھی
لوک گیت

رات
۹-۳۰ ارون دیوجھا : لوک گیت

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
للو لال گندھرو : کلاسیکی موسیقی
۹-۲۰ ، شام ۵-۱۵
چیتالی دت : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۱۰ شوبھا ستوگی : گٹار
۱-۳۰ بھگوان پانڈے نراش : لوک گیت
رات
۹-۳۰ 'دھرتی' ڈرامہ
تحریر : رادھا کرشن پرساد

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح
۷-۳۰ وجے شنکر جھا : ٹھمری، دادرا، بھجن
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سمن کالیا نو : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ تیشیشور شریا و ساتھی
لوک گیت

اتوار ۲۸ مارچ

صبح
۷-۳۰ ودیادھر ویاس : کلاسیکی موسیقی
۹-۲۰ ، شام ۵-۱۵
کلیان رائے : ہلکی موسیقی

دوپہر
۱-۳۰ پدم لتا : لوک گیت
(آگے ص ۵۴ پر)

بمبئی

بمبئی الف [illegible] کلو ہرٹز — بمبئی ب [illegible] کلو ہرٹز

منگل ۱۶ مارچ

بمبئی الف

صبح

۸-۲۰ وسنت راو دیش پانڈے
نٹ بھیرو

۹-۰۵ کلار شمش : سرسوتی وینا

۱۰-۱۰ استاد عبدالکریم خاں
خیال پٹ دیپ اور کافی

شام

۵-۳۰ وسنت راو دیش پانڈے
خیال مارو

۷-۲۰ بزم اردو
"نظر اپنی اپنی" مباحثہ
ہندستانی زبان
شرکا : عبدالستار دلوی
ڈاکٹر محی رضا اور
آدم ملک

۹-۳۰ تقریروں کا نیشنل پروگرام

بمبئی ب

صبح

۸-۱۰ رس دھارا : مراٹھی پروگرام

۱۱-۳۵ کلا رشمش : سرسوتی وینا

۱-۴۵ کرناٹک سنگیت
لکشمی نٹ راجن
وینا وادن

رات

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۷ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۵۵ ہندی گیت

۸-۲۰ لکشمی نارائن : پکھاوج وادن

۱۲-۰۰ ناری جگت

۱-۱۰ ایم آر گوتم : ٹھمری

شام

۵-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں
ستار وادن

۶-۳۰ ہندی یووا وانی

۷-۲۰ بزم اردو
"باتوں باتوں میں"
فیملی سیریل
خاکہ : انور خاں

بمبئی ب

صبح

۷-۳۰ ہری پرشاد چودھری
بانسری وادن

۱-۴۵ رجنی کانت دیسائی : خیال

۲-۰۵ لکشمی نرائن پوار
پکھاوج وادن

رات

۹-۳۰ بدھوار کی رات کی سبھا
دیبی پرساد گھوش
سرود وادن

۱۰-۳۰ ناٹیہ پراگ : مانک ورما

جمعرات ۱۸ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۳۰ سبدھ سنگیت

۸-۲۰ سیت خاں : سارنگی وادن

۹-۵۰ گووند پرساد جے پور والے
خیال

شام

۵-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں : خیال

۷-۲۰ بزم اردو
فاصل کردار فلموں میں کثرا
از : افتخار امام

بمبئی ب

صبح

۸-۴۰ کوکنی میں پروگرام

۱۰-۱۵ اور دوپہر ۴۵-۱۱ رات ۳۰-۱۰
کنکنا بنرجی : خیال

۱۱-۳۵ اور رات ۰۰-۱۰
سیت خاں : سارنگی وادن

۲-۰۵ وسنت گورو : ہارمونیم وادن

جمعہ ۱۹ مارچ

بمبئی الف

صبح

۹-۲۰ نرملا اروڑن اور لکشمی شنکر
ٹھمری

۱۲-۳۰ ویمل ناروبکر : خیال

شام

۵-۳۰ سیمر کنا دھر چودھری
وائلن : درباری کانہڑہ

۷-۲۰ بزم اردو
کرداروں میں تلاش

تقریر : جوگندر پال

۹-۴۰ ہندی ناٹک

بمبئی ب

صبح

۷-۱۵ مانک ورما : خیال اہیر بھیرو

۷-۴۵ ناٹیہ سنگیت

۱۰-۱۵ اور دوپہر ۰۰-۱ اور رات ۱۵-۹
محمد احمد خاں : طبلہ وادن

۱-۱۵ نرملا اروڑن اور لکشمی شنکر
ٹھمری

۱-۴۵ نیان گھوش : ستار وادن

رات

۱۰-۳۰ مانک ورما
خیال شیام کلیان

ہفتہ ۲۰ مارچ

بمبئی الف

صبح

۸-۲۵ اپندر ناتھ موزم دار
بانسری وادن

۹-۰۵ چندر شیکھر سوامی : خیال

۱۲-۰۰ اپندر ناتھ موزم دار
بانسری وادن

شام

۵-۳۰ کمار گورو :
خیال گوجری

۷-۲۰ بزم اردو
نگار خانہ : اردو میں ریڈیو
ناٹک : از علی محمد لون

۸-۰۰ ہندی تقریر

بمبئی ب

صبح

۸-۲۰ بھاؤ گیت

۱۰-۰۵ بابو خان : ٹھمری دادرا

۱۱-۳۵ چندر شیکھر سوامی : خیال

۱۲-۰۲ بھاؤ دارا

رات

۹-۰۰ گیت سدھا
از شرد جابیکر لکشمی شنکر
اور شو بھا گرٹو

۹-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام
دہلی سے ریلے

اتوار ۲۱ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۳۰ شاستریہ سنگیت

۷-۵۵ ہندی گیت

۹-۱۵ مشر سنگیت

۹-۳۰ جنتر منتر : بچوں کے لئے
پروگرام ہندی

۱۲-۳۰ سندھی میں پروگرام

شام

۵-۳۰ استاد بڑے غلام علی خاں
خیال

۶-۲۵ کورس
"سارے جہاں سے اچھا"

۷-۰۵ پنڈت جسراج : خیال

۷-۲۰ بزم اردو
شام غزل
پیشکش : سعید راہی

بمبئی ب

۷-۱۵ ، ۱۵-۱۰ اور رات ۰۰-۹
زرین دارووالا : سرود وادن

۱۰-۳۰ اور رات ۳۰-۱۰
پنڈت جسراج : خیال

پیر ۲۲ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۳۰ اور شام ۰۵-۷
نریش تلولکر : طبلہ وادن

۸-۲۰ لسور نا بینکر : خیال

۹-۰۵ ڈی وی جادھو : خیال

شام

۵-۲۰ ضیا محی الدین ڈاگر
وچتر وینا پر چندر کونس

۷-۲۰ بزم اردو
سیر محفل، مشہور شاعر
اختر الایمان کے ساتھ گفتگو
شرکاء: فیاض رفعت
حسن نعیم اور حسن کمال

۸-۰۰ ہندی تقریر

بمبئی ب

صبح

۷-۱۵ پریما شنکر گائیکواڑ اور
ساتھی: شہنائی وادن

۱۰-۰۰ اور دوپہر ۲-۰۵
سوشیلا سنجھنڈیا: خیال

۱۱-۳۵ سونیا بینکر: خیال

رات

۹-۱۵ ڈی وی جادھو: خیال

۱۰-۰۰ آپلی آوڑ
سننے والوں کی پسند مراٹھی

منگل ۲۳ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۵۵ ہندی گیت

۸-۲۰ جنان گھوش اور دی بلسارا
ہارمونیم اور پیانو

۹-۰۵ ادمیش دھون: چار کیشی
ستار وادن

۱۲-۳۰ اور شام ۷-۰۵
سدھا منڈے: خیال

۱-۱۰ گرجا دیوی: ٹھمری

شام

۵-۲۰ لطافت حسین خاں: خیال

۷-۲۰ بزم اردو
بزم سامعین
شرکاء:
اشتیاق محمد خاں
مسز حمیدہ دھالا اور
آر ایس یادو

بمبئی ب

صبح

۱۰-۰۰ سدھا منڈے: خیال

۱۱-۲۵ ادمیش دھون
ستار وادن

۱-۲۵ کرناٹک سنگیت
اے۔ پی۔ کے مورتھی
کنٹھ سنگیت

رات

۹-۰۰ مراٹھی گیت

۹-۲۰ مراٹھی یوواوانی

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۴ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۵۵ ہندی گیت

۱۲-۰۰ ناری جگت
خواتین کے لیے پروگرام ہندی

۱۲-۲۰ چترپٹ سنگیت

۱-۱۰ ریتا گنگولی: دادرا

شام

۵-۲۰ ڈی جی جوگ اور احمد علی
جگل بندی: وائلن اور
شہنائی پوریا کلیان

۶-۲۰ یوواوانی ہندی

۷-۰۵ آنند مردیشور
بانسری وادن

۷-۲۰ بزم اردو
"باتوں باتوں میں"
فیملی سیریل:
خاکہ انور خاں

بمبئی ب

صبح

۷-۲۰ اور دوپہر ۲-۰۵
آنند مردیشور
بانسری وادن

۹-۲۰ شیو شیمپورٹے: بھجن

۱۰-۰۰ اور دوپہر ۱-۴۵، رات ۹-۳۰
ایس سی آر بھٹ: خیال

رات

۱۰-۲۰ ناٹیہ پرسنگ: مراٹھی پروگرام

جمعرات ۲۵ مارچ

بمبئی الف

صبح

۸-۲۰ رفیق احمد: سارنگی وادن

۹-۰۵ پرکاش گھانگریکر: خیال

شام

۵-۲۰ مالینی راجولکر: خیال

۷-۲۰ بزم اردو
جواباً عرض ہے: مزاحیہ تقریر
تقریر: ممتاز نکہت

بمبئی ب

صبح

۹-۲۰ مراٹھی گیت

۱۰-۰۰ اور دوپہر ۱۲-۳۰ و رات ۹-۱۵
رجنی بائی لوبکر: خیال

۱۱-۳۵ پرکاش گھانگریکر: خیال

۱-۱۰ اور ۲-۰۵
رفیق احمد: سارنگی وادن

۱-۴۵ اللہ رکھا خاں: طبلہ وادن

جمعہ ۲۶ مارچ

بمبئی الف

صبح

۸-۲۰ سنجیونی سیوترے: خیال

۹-۰۵ سدیپ کمار مترا
گٹار وادن

شام

۵-۲۰ شیو کمار شرما: سنتور وادن

۷-۲۰ بزم اردو
"روشنی" "عزت نفس"
تقریر: ڈاکٹر خورشید نعمانی

۹-۴۵ ہندی ناٹک

بمبئی ب

صبح

۷-۱۵ شیکھر بواکر: سرود وادن

۱۰-۰۵ اور دوپہر ۱-۴۵ اور رات ۱۰-۲۰
نیاز احمد فیاض احمد: خیال

۱۲-۰۲ ہارمونیم وادن

۱-۰۰ سنجیونی سہاترے: خیال

۲-۰۵ سدیپ کمار مترا
گٹار وادن

ہفتہ ۲۷ مارچ

بمبئی الف

صبح

۷-۵۵ ہندی گیت

۸-۲۵ شاستریہ سنگیت

۸-۵۰ مدھر گیت

۹-۰۵ بمل مکرجی: ستار وادن

۱۲-۲۰ چترپٹ

۱-۱۰ ہیرا دیوی مشرا: خیال

شام

۵-۲۰ پربھا اترے
خیال مارو بہاگ

۷-۲۰ بزم اردو
چلتے پھرتے: اردو میں فیچر
پرانی فلمی شخصیتوں کے ساتھ
گفتگو: از فاروق مسعودی
"جنہیں ہم بھول گئے"

بمبئی ب

صبح

۸-۲۰ بھاؤ گیت

۹-۲۰ مراٹھی گیت

۱۰-۰۵ گریش: خیال

۱۱-۲۵ ایم آر گوتم: خیال آنند بھیرو

رات

۹-۲۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام
دہلی سے ریلے

ایک نظم

عبدالرحیم نشتر

مجھ کو آواز دے کر کہاں چھپ گئی
آسماں پر چمکتی ہوئی کہکشاں
میری آنکھوں سے کیسے ستارے گرے
میرے دل میں یہ کیسا کھلا آسماں
کیسے چنگھاڑتے ابر لہرا گئے
کیسی گرنے لپکنے لگی بجلیاں
موسلا دھار برسات ہونے لگی
پھر شرابور ہونے لگے جسم و جاں
کس طرح پاؤں میرے اکھڑنے لگے
کس طرف لے چلا مجھ کو سیل رواں
میں تو نکلا تھا گھر سے اسے دیکھنے
مجھ کو آواز دے کر کہاں چھپ گئی
آسماں پر چمکتی ہوئی کہکشاں

(اردو سروس سے)

حیدرآباد

۴۰۶٫۵ میٹر ۷۳۸ کلوہرٹز ۲۵۶٫۴ میٹر ۱۱۷۰ کلوہرٹز

منگل ۱۶ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی
تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
'توبۃ النصوح' سے ایک اقتباس
(۲) صنعتی مزدوروں کے لیے
(۳) مزاحیہ خاکہ
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۱۷ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی
'شہرنامہ' نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیئے

شام

۵-۳۰ 'ترنگ' ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے اقتباس
(۲) خطوں کے جواب
(۳) 'آؤ مل بیٹھیں' ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
پیشکش : اطہر افسر
(۴) نئی کہانی
(۵) غزلیں

جمعرات ۱۸ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی ، یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
میری پسند - فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے اقتباس
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند - فلمی نغمے
(۴) سائنس کی دنیا

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح

۶-۴۰ ایشور اللہ
قرات کلام پاک - نعت شریف

۸-۲۰ یووانی
تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے اقتباس
(۲) اس ہفتہ کی ڈائری
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی
فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ ، ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا - توبۃ النصوح سے
(۲) افکار عالیہ
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۲۱ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی
گلدستہ ، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

۹-۳۰ بچوں کے لیئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کے لیئے

شام

۵-۳۰ ترنگ ، ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ڈرامہ
(۲) غزلیں

پیر ۲۲ مارچ

صبح

۸-۴۰ یووانی
نغموں کی دنیا

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے اقتباس
(۲) ہم آپ اور وہ
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
(۴) غزلیں

منگل ۲۳ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی
تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے اقتباس
(۲) صنعتی مزدوروں کے لیے
(۳) مزاحیہ خاکہ
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۲۴ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی ، شہرنامہ

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ ، ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے اقتباس
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں ، ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
(۴) نئی کہانی
(۵) غزلیں

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ میری پسند
فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپکی پسند ، فلمی گانے
(۴) سائنس کی دنیا

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح

۶-۴۰ ایشور اللہ
قرات کلام پاک - نعت شریف

۸-۳۰ یووانی
تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
توبۃ النصوح سے اقتباس
(۲) اس ہفتے کی ڈائری
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح

۸-۲۵ یووانی

(بقیہ ص ۵۲ پر)

جمعہ ۱۹ مارچ

صبح
۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۲۰
محمد رفیع ، غزلیں
۸-۰۰ گھر بارہ خالصہ
۹-۰۰ زونہ ڈب
۱۱-۰۰ ، سہ پہر ۴-۳۰
عبدالاحد کھوا اور ساتھی ،
چکری اور روف

دوپہر
۱-۱۲ نعتیں اور منقبت
۴-۰۰ عبدالخالق اور ساتھی ، چکری ، روف

رات
۹-۱ رانے ترانے
کشمیری میں مباحثہ
۱۰-۰۰ داستان

ہفتہ ۲۰ مارچ

صبح
۸-۰۰ رونا لیلیٰ ، غزلیں
۸-۱ نو تخلیق (کشمیری)
از ایم ایل آتشی
۹-۰۰ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ، بھوپندر
سلمیٰ آغا، اور طلعت عزیز
غزلیں
۲-۳ ، ۴-۰۰
غلام محمد بٹ و ساتھی اور
عبدالرشید و ساتھی ، چکری ، روف

رات
۸-۴۵ انگریزی تقریر از ڈاکٹر سی ایل کول
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۲۱ مارچ

صبح
۸-۰۰ اس ہفتے
۸-۲۰ گھرانوں کے لیے اردو میں پروگرام
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ سونہار
۱۱-۰۰ سنگیت میگزین

۱۱-۳۰ کشمیری میں کھیل

دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی سنگیت
۲-۱۵ ساز اور آواز
۲-۳۰ بزم شعر
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہی مال

رات
۸-۴۵ تو بنز چھی واتز
۹-۳۰ مغربی موسیقی
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی نغمے

پیر ۲۲ مارچ

صبح
۸-۰۰ ، دوپہر ۱۲-۳۰
منوہر ، غزلیں
۸-۲۰ ذات بتراث
۸-۳۵ ہندی میں گفتگو
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۱۵ ، ۴-۰۰
عبدالاحد کھانڈے اور ساتھی
چکری اور روف

دوپہر
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
مانک ورما ، راگ جگ کونس

رات
۸-۳۰ سنطور - صوفیانہ موسیقی
۸-۴۵ روایت اور پس منظر
کشمیر کے چشمے ،
تقریر از پی این پشپ

منگل ۲۳ مارچ

صبح
۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۲۰
نسیم بانو ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۲-۳۰ ، ۴-۰۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ کلام
۴-۳۰ عبدالغنی اور ساتھی ،
چکری اور روف

رات
۸-۴۵ 'پولیس تہ بدلوی سماج'
تقریر از اے ایم وتالی
۹-۳۰ 'سنگرمال' ادبی پروگرام
(۱) 'فن تہ ادب - تزہنہ کاشر کیفیت تہ جدید شاعری' بات چیت
شرکا: ٹی این در اور رحمٰن راہی
(۲) تازہ کلام ، رفیق راز ، بشر بشیر
(۳) اداریہ : اے کے رہبر
۱۰-۰۰ تو بنز فرمائش

بدھ ۲۴ مارچ

صبح
۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۲۰
اقبال احمد صدیقی ، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
'افسانہ تہ اسیک ارتقا' تقریر از
ایچ کے بھارتی
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ ، دوپہر ۲-۱۵ ، ۴-۰۰
غلام نبی شیخ اور ساتھی ،
چکری اور روف

دوپہر
۱۲-۴۰ ڈیبی دینزویا : غزلیں
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
برج بھوشن کابرہ ، راگ بہاگ
ہری پرساد چورسیا ، بنسری پر دھن

رات
۸-۴۵ خط کے لیے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح
۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۲۰
محی الدین خاں ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ وادیہ ورند
۱۱-۳۰ غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ وشنی بھرتیا ، غزلیں
۲-۳۰ غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ کلام

شام
۶-۴۵ ہیلتھ فورم
سامعین کے خطوں کے جواب
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ڈرامہ

جمعہ ۲۶ مارچ

صبح
۸-۰۰ فریدہ خانم ، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خالصہ
۹-۰۵ زونہ ڈب
۱۱-۳۰ ، سہ پہر ۴-۳۰

لیہ

میڈیم ویو ۲۸۴/۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۷-۲۰ بھگتی سنگیت
۸-۴۵ پروگراموں کا خلاصہ
دوپہر ۱
۱-۱۰ اور رات ۸-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۱۵ لداخی موسیقی

شام
۶-۱۵ ملا جلا پروگرام (لداخی میں)
۱۰-۰۰ دودھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

غلام محمد خاں وساتھی، چھکری اور روف

دوپہر
12-40 نعتیں اور منقبت
2-10 طلعت عزیز، غزلیں
4-00 استاد رمضان جو وساتھی، صوفیانہ کلام

شام
8-00 وادی کی آواز
9-00 اپنی حرف اپنا ایش
10-00 داستان
کشمیری میں روایتی لوک کہانی

ہفتہ ۲۷ مارچ

صبح
8-00 کیش، جگجیت کور، سی ایچ آتما
کلام غالب
8-30 مولا شعا
مسودہ وپیشکش، غلام نبی فراق
9-05 زونہ ڈب
11-30، 4-00
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی
عبدالرحیم بٹ اور ساتھی
چھکری اور روف

دوپہر
12-40 میناکماری، نظم خوانی
2-10 اوشا منگیشکر، گیت

رات
8-45 انگریزی تقریر، ڈاکٹر ایس ایس تو شخوانی

اتوار ۲۸ مارچ

صبح
8-00 اس ہفتے
8-30 گھرانوں کے لیے اردو میں پروگرام
9-05 زونہ ڈب
10-00 ریڈیو نیوز ریل
10-15 ہونہار
بچوں کیلئے اردو میں پروگرام
11-00 فلمی میگزین (کشمیری)
11-30 نوبہ نو، یووا وانی سے انتخاب

دوپہر
12-40 فلمی سنگیت
2-15 ساز اور آواز
2-30 سوز نل
4-00 پنجابی پروگرام
4-30 ہی مال

رات
8-45 تو ہنز چھٹی واز
9-30 سامعین کی پسند پرمغربی موسیقی
10-00 آپکی فرمائش

پیر ۲۹ مارچ

صبح
8-00، دوپہر 1-30
راحت علی، غزلیں
9-05 زونہ ڈب
11-30، دوپہر 2-15، 4-00
غلام محمد لون اور ساتھی
چھکری اور روف

دوپہر
12-40 نیلم سہانی، گیت اور غزلیں
2-30 اونکارناتھ رینا، ستار وادن

رات
8-30 سنطور
صوفیانہ پروگرام
8-45 زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا
بات چیت از غلام نبی خیال

منگل ۳۰ مارچ

صبح
8-00 جمال احمد، دلراج کور، غزلیں
8-30 پنجابی پروگرام
9-05 زونہ ڈب
11-30، دوپہر 2-30، 4-00
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
12-40 بھجن
2-10 دل راج کور، غزلیں

رات
8-45 کتابیں چنندہ تبصرہ
از پروفیسر پی این پشپ
10-00 تو ہسنز فرمائش

بدھ ۳۱ مارچ

صبح
8-00 رومی اور سادھنا کھوٹے، غزلیں
8-30 شش رنگ
(۱) سانہ ملکہ ریاستہ، تقریر از عبدالاحد
(۲) صحافتک ارتقا، تقریر از بی کے کاک
9-05 زونہ ڈب
11-30 محمد ابراہیم لون وساتھی اور
خضر محمد بٹ وساتھی، چھکری، روف

دوپہر
12-40 محمد یعقوب، غزلیں
2-10 سادھنا کھوٹے، غزل
2-15 محمد ابراہیم لون وساتھی
چھکری، روف
2-30 شاستریہ سنگیت
(۱) علی اکبر خاں، سرود پر راگ ملتانی
(۲) پربھا اترے، ٹھمری
4-00 خط کیلئے شکریہ

رات
9-30 تصویر
ڈویلپمنٹ پولیس ٹریننگ کالج پر پروگرام
10-00 آپ کی فرمائش

دوردرشن بمبئی

نقوید ۲۲، ۵۵ میگا ہرٹز	یونٹ چینل ۵	تقوید ۲۵، ۳ میگا ہرٹز	صوتی چینل ۵
آواز ۵، ۱۵ میگا ہرٹز	بینڈ ۳	آواز ۵، ۳۰ میگا ہرٹز	بینڈ

روزانہ شام ۳۲-۶ مراٹھی میں مختصر خبرنامہ

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار
صبح ۹ سلسلہ وار فلم ۳-۹ بیتعالانی پربیسما ۳-۱۰ جیون ایمان سے کیلئے ۱۱ سایتا کی سدی میں بچے کے پروگرام کی جسب ۳-۱۱ اختتام
شام ۹ بچوں کی فلم ۳-مراٹھی میں خبریں ۳-کل کے پروگرام ۳۳-ہندی فیچر فلم کا پہلا حصہ ۹ ہندی میں خبریں ۱-۹ یوگا ابھیاس آپ کا سواستھ ۳-۹ سائنس رپورٹ ۱۰۰-۱۱ انگریزی میں خبریں ۱-۱۱ اختتام

پیر
صبح ۳-۱۱ اور دوپہر ۲-شالیے چیتر وانی (طلبا کے لیے) چوتھی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق
شام ۳۳-۹ ستیا الکرمی کولاتی بچوں کے لئے پروگرام، گواتی گیت ۱۰-آمچی مانی آمچی ماس ۳-مراٹھی میں خبریں ۳-کل کے پروگرام ۳۳-ہیلو درشن (مراٹھی) ۳-انگریزی سلسلے وار فلم ۹-ہندی میں خبریں ۱-۹ ہندی گیت (مراٹھی) ۳-۹ ناٹک ۱۱-انگریزی میں خبریں ۱-۱۱ اختتام

منگل
شام ۳۳-۹ طفل مراٹھی میں بچوں کے لیے پروگرام، مراٹھی گیت ۱-کاملا شو ۳-مراٹھی میں خبریں ۳-کل کے پروگرام ۳۳-پیرو تھے ایک جیوتی دیا دانے وکھساں-۹ یووادرشن (گجراتی) ۳-۸ سپورٹس راؤنڈ اپ ۹ ہندی میں خبریں ۱-۹ یہ ما سمیتا ہندی میں ادبی پروگرام ۱۱ میں خبریں ۱-۱۱ قوالی/کرناٹک سنگیت ۳-۱۱ اختتام

بدھ
صبح ۳-۱۱ اور دوپہر ۲-شالیے چیتر وانی (طلبا کے لیے) پہلی جماعت کے لیے انگریزی کا سبق
شام ۳۳-۹ سمندر ما سے گھیرے-فلم ۱۰-۷ آمچی مانی آمچی ماس ۳-مراٹھی میں خبریں ۳-کل کے پروگرام ۳۳-ویرا ایٹک سنگیت (ملکھا دیکی ماس) ۹-فصل یاراں اردو میں ادبی پروگرام امرت منتھن ۳-۸ یوتھ جو رمادراس سے ریلے، ینگ ورلڈ ۹-ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پاریجاتہ ہندی میں ڈرامہ ۱۱-انگریزی میں خبریں ۱-حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام، ہندی ڈرامہ کا تیسرا حصہ ۳-۱۱ اختتام

جمعرات
شام ۳۳-۹ گھر تیھاں دیدی دار-لوک سنگیت ۱-کانگار دشو ۳-مراٹھی میں خبریں ۳-کل کے پروگرام ۳۳-گجراتی گیت ہندی گیت ورندگان ۸-ہندی ڈرامہ مراٹھی ڈرامہ ثقافیہ نیص ۹ ہندی میں خبریں ۱-۹ چھایا گیت ۵۵-۹ خصوصی اعلان ۱۱-انگریزی میں خبریں ۱-۱۱ اختتام

جمعہ
صبح ۳-۱۱ اور دوپہر ۲-شالیے چیتر وانی (طلبا کے لیے) آٹھویں جماعت کے لیے سائنس کا سبق
شام ۳۳-۹ کھیل کھلونے ہندی میں بچوں کے لئے پروگرام-ہندی فیچر ۱-آمچی مانی آمچی ماس ۳-مراٹھی میں خبریں ۳-کل کے پروگرام ۳۳-گیان دیپ ۱-۸ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۹ ہندی میں خبریں ۱-۹ آدھ ماری ساتھے پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۲۵-۹ ورت چیتر ۱۱-انگریزی میں خبریں ۱-۱۱ موسیقی اور رقص کا سپیشل پروگرام ۵۵-۱۱ اختتام

ہفتہ
شام ۳۳-۹ علاقائی زبان (مراٹھی کے علاوہ) میں فیچر فلم/مراٹھی فیچر فلم ۳-مراٹھی میں خبریں ۳-کل کے پروگرام ۳۳-فیچر فلم کا بقیہ حصہ ۹ ہندی میں خبریں ۱-۹ رقص کا پروگرام/آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳-۹ سائنس فورم/دائریکٹرز ۱۰-انگریزی میں خبریں ۳-۱۰ اختتام

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
آواز میں صرف وہی تخلیقات شائع کی
جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو
اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

دوردرشن سرینگر

بینڈ ۱ ۷۵،۶۲ ایم ایچ زیڈ (تصویر) چینل ۲ ۵۵،۶۰ ایم ایچ زیڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح ۱۱-۰۰ سے ۱۱-۲۰ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ۷-۰۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۸-۰۰ کشمیری میں
خبریں ۸-۱۵ پروگراموں کا خلاصہ ۹-۴۵ اردو میں خبریں ۱۰-۰۰ اختتام

خصوصی پروگرام

منگل ۱۶ مارچ

م ۷-۳۰ کشمیری صوفیانہ موسیقی ۷-۴۵
ستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے جواب
۸-۴ سلسلہ وار فیچر (انگریزی) ۹-۰۰
رویو پر مبنی پروگرام

بدھ ۱۷ مارچ

ثام ۷-۳۰ کشمیری میں نعتیں ۷-۴۵ چیدہ
یدہ پروگرام (دوبارہ) ۸-۱۷ سلسلہ وار
شمیری فیچر ۸-۳۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۴۵
موفیانہ موسیقی ۹-۱۵ ادبی میگزین پروگرام

معرات ۱۸ مارچ

بح ۱۱-۰۰ اسکولوں کے لئے شام ۷-۳۰
ک داستانیں (کشمیری) ۸-۱۷ ہندستانی
لموں سے لئے گئے گانوں پر مبنی پروگرام ۹-۰۰
الات حاضرہ ۹-۳۰ دستاویزی فلم

معہ ۱۹ مارچ

ام ۷-۰۰ گوجری پروگرام ۷-۳۰ گھرالوں
ے لئے ۸-۱۷ کشمیری میں ڈرامہ ۹-۰۰ ہلکی
ھلکی موسیقی ۹-۱۵ صحت سے متعلق پروگرام
شمیری)

فتہ ۲۰ مارچ

ثام ۷-۰۰ بچوں کے لئے (اردو) ۷-۳۰ نظم
تصویر کشی ۷-۴۵ ڈوگری پروگرام ۸-۱۷
سلسلہ وار فیچر (کشمیری) ۸-۳۵ مشاعرہ
۹-۱۱ ترقیاتی اور سماجی وابستگی سے متعلق
ردگرام

اتوار ۲۱ مارچ

دوپہر ۱-۰۰ ہندستانی فیچر فلم ۳-۳۰ دستاویزی
فلم ۳-۴۰ پروگرام یونیورسٹی کے لئے شام
۷-۰۰ بچوں کے لئے پروگرام (کشمیری میں)
'بامن' ۷-۳۰ کشمیری لوک سنگیت ۷-۵۰
ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۱۷ روزگار بلیٹن ۸-۳۰
نوجوانوں کے لئے پروگرام (اردو) ۹-۰۰ دوسرے
کیندروں کے پروگرام

پیر ۲۲ مارچ

صبح ۱۱-۰۰ ٹی وی تعلیمی پروگرام شام ۷-۳۰
کشمیری لوک سنگیت ۷-۴۵ ترقیاتی پروگرام
۸-۱۷ فلمی گانوں پر مبنی پروگرام 'نقش ونغمہ'
۹-۰۰ کھیل کود سے متعلق پروگرام ۹-۳۰
دستاویزی فلم

منگل ۲۳ مارچ

شام ۷-۳۰ کشمیری کا ثقافتی ورثہ ۷-۴۵
دستاویزی فلم ۸-۱۷ ناظرین کے خطوں کے
جواب ۸-۴۵ انگریزی سلسلہ وار فیچر ۹-۰۰
انٹرویو پر مبنی پروگرام

بدھ ۲۴ مارچ

شام ۷-۳۰ نعتیں (کشمیری) ۷-۴۵ چیدہ چیدہ
پروگرام (دوبارہ) ۸-۱۷ سلسلہ وار فیچر (کشمیری)
۸-۳۵ ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۴۵ دوسرے کیندروں
کے پروگرام ۹-۱۵ ادبی میگزین پروگرام (اردو)

جمعرات ۲۵ مارچ

صبح ۱۱-۰۰ تعلیمی ٹی وی پروگرام شام ۷-۳۰
کشمیری لوک داستان ۸-۱۷ فلمی نغموں پر مبنی
پروگرام 'نقش ونغمہ' ۹-۳۰ دستاویزی فلم

جمعہ ۲۶ مارچ

شام ۷-۰۰ کشمیری لوک سنگیت ۷-۳۰ ہوم تھنس
۸-۱۷ دوسرے کیندروں سے محصول شدہ ڈرامہ
۹-۰۰ دستاویزی فلم ۹-۱۵ ہیلتھ پروگرام
(اردو)

ہفتہ ۲۷ مارچ

شام ۷-۰۰ بچوں کے لئے پروگرام (اردو)
۷-۳۰ فوکس آن دی ویلیج ۷-۴۵ ڈوگری پروگرام
۸-۱۷ سلسلہ وار فیچر (اردو) ۸-۲۵ اردو میں
رنگارنگ پروگرام ۹-۱۵ ترقیاتی اور سماجی
شعور سے متعلق پروگرام

اتوار ۲۸ مارچ

دوپہر ۱-۰۰ ہندستانی فیچر فلم ۳-۳۰
دستاویزی فلم ۳-۴۰ چیدہ چیدہ پروگرام
(دوبارہ) شام ۷-۰۰ بچوں کے لئے پروگرام
(کشمیری) ۷-۳۰ کشمیری لوک سنگیت ۸-۱۷
روزگار بلیٹن ۸-۳۰ نوجوانوں کے لئے پروگرام
(کشمیری) ۹-۰۰ دوسرے کیندروں سے لئے گئے
پروگرام۔

پیر ۲۹ مارچ

صبح ۱۱-۰۰ تعلیمی ٹی وی پروگرام شام
۷-۳۰ کشمیری لوک سنگیت ۷-۴۵ ترقیاتی
پروگرام ۸-۱۷ فلمی گانوں پر مبنی پروگرام 'نقش
ونغمہ' ۹-۰۰ کھیل کود ۹-۳۰ ٹیلی کلبس

منگل ۳۰ مارچ

شام ۷-۳۰ فن اور فنکار (کشمیری) ۸-۱۷
ناظرین کے خطوط کے جواب ۹-۰۰ انٹرویو پر
مبنی پروگرام

بدھ ۳۱ مارچ

شام ۷-۳۰ نعتیں (کشمیری) ۷-۴۵ چیدہ چیدہ پروگرام
(دوبارہ) ۸-۱۷ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۸-۳۵
ہلکی پھلکی موسیقی ۸-۴۵ کلاسیکی سنگیت
۹-۱۵ اردو میں ادبی میگزین پروگرام

خط وکتابت کرتے وقت
اپنا خریداری / ایجنسی نمبر ضرور تحریر کریں۔ اس سے
آپ کے خطوں کے جواب دینے میں آسانی ہوگی۔

۴۱۹۸۴۲

صادقین ـ پاکستان کے نامور مصور
اردو مجلس (دہلی) کے لیے محمود ہاشمی (بائیں) انٹرویو کرتے ہوئے۔

شاردا ـ پلے بیک سنگر
ان کے ساتھ ایک انٹرویو حال ہی میں آکاشوانی راجکوٹ سے نشر کیا گیا۔

(اوپر) ڈاکٹر شیو منگل سنگھ 'سمن'
کے ساتھ عتیق حنفی (دائیں)
انٹرویو کرتے ہوئے۔ یہ پروگرام آکاشوانی لکھنؤ سے نشر کیا گیا۔

(اوپر بائیں) 'تعلیم نسواں اور اس کے مسائل'
کے زیر عنوان آکاشوانی کلکتہ کے اردو پروگرام
'انجمن' میں نشر ایک گفتگو کے شرکا: کلیم الدین شمس
ڈپٹی اسپیکر مغربی بنگال اسمبلی اور انیس رفیع (بائیں)

(بائیں) آکاشوانی اورنگ آباد کے اسٹوڈیو میں
منعقد ایک مشاعرے کے شرکا، شعرا
(دائیں سے) محمود عشقی، احسن یوسف زئی
قمر اقبال، سکندر علی وجد (صدر مشاعرہ)
بشر نواز، قاضی سلیم (ایم پی) اور
جے پی سعید۔

Regd.No. D-(C) 39

AWAZ
16th. March 1982

Licenced(U-23) to post without prepayment at CPSO, New Delhi.

زونہ ڈب

ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر ہونے والا وادی کشمیر کا مقبول ترین سلسلہ وار پروگرام ہے۔ اس پروگرام کی مقبولیت کے پیش نظر صادق میموریل کمیٹی کی جانب سے مخصوص طور پر منعقد ایک تقریب میں "زونہ ڈب" کے فنکاروں کو ایوارڈ دیئے گئے۔ یہ ایوارڈ وادی کے مشہور ادیب محمد علی لون نے تقسیم فرمائے۔

▲ (دائیں سے) شریف الدین (آغا بائی کے بھائی)، مریم بیگم (آغا بائی)، آر.پی. سنگھ (اسٹیشن ڈائریکٹر، ریڈیو کشمیر سرینگر) شیلڈ حاصل کرتے ہوئے

▼ (دائیں سے) بشیر عارف (نظیرا)، پشکر بھان (نوکر ماما) اور سوم ناتھ سادھو (آغا صاحب)

بہاء الدین اور قطب الدین و ساتھی
پاکستان کے
مشہور قوال ـــــ
اردو سروس کی
جانب سے منعقد
ایک محفل موسیقی میں۔

Published by The Director General, All India Radio, At the Office of the Chief Editor, Awaz ... Group of Journals, II floor, PTI Building, Parliament Marg, New Delhi-110001.
Printed by the Manager, ... Press, Faridabad

یکم سے ۱۵ اپریل ۱۹۸۲ء
۱۱ سے ۲۵ چتر ۱۹۰۴ شاکا
آواز
اعت کا ۴۷واں سال
مت 50 پیسے

یہ شہر دوستوں کا ہے خنجر بھی ساتھ رکھ
تو شیشہ گر بنا ہے تو پتھر بھی ساتھ رکھ

شہرِ ہوس میں کوئی سماں دید نی نہیں
آنکھیں لیے چلا ہے تو منظر بھی ساتھ رکھ

تنہا مقابلہ تو بڑی بات ہے مگر
لشکر کا سامنا ہو تو لشکر بھی ساتھ رکھ

سارے لباس تار بدل چارہ گر کا ہیں
خوشبو لیے چلا ہے تو نشتر بھی ساتھ رکھ

تو شہر کے رواج سے واقف نہیں ابھی
اے خانماں خراب کوئی گھر بھی ساتھ رکھ

اے دامنِ وفا یہ چراغوں کا شہر ہے
پکھ سرپھری ہواؤں کا لشکر بھی ساتھ رکھ

وہ دور دلی زباں سمجھتے نہیں رئیس
اشکوں نے جو لکھا ہے وہ دفتر بھی ساتھ رکھ

یہ کیسی آگ ہے صدیوں سے جل رہا ہوں میں
اسے خبر بھی نہیں ہے پگھل رہا ہوں میں

چلا گیا تو نہ آؤں گا بیتے کل کی طرح
سلگتی شام کا سورج ہوں ڈھل رہا ہوں میں

سوال حرم و سزا ختم ہونے والا ہے
حصارِ صبح سے باہر نکل رہا ہوں میں

کھلا ہی جا ہتا ہے اب گذشتہ شب کا بھرم
سیاہیوں کے نگر سے نکل رہا ہوں میں

ہے فریم کی تصویر میں پرکھ مجھ کو
میں وہ نہیں میرے ہمدم جو کل رہا ہوں میں

رکا ہے اور نہ رکے گا یہ کاروانِ سفر
ہر ایک پل نیا چہرہ بدل رہا ہوں میں

میں کیسے دیکھوں تری سمت اے عروسِ بہار
ابھی تو بھوک کے شعلوں میں جل رہا ہوں میں

وہ ایک سجدہ ہوں محروم در بے جواب بھی
جبینِ شوق میں کب سے مچل رہا ہوں میں

نہیں ہے تو مرے ہمراہ پھر بھی جانِ عمر
گماں ہے جیسے ترے ساتھ چل رہا ہوں میں

شدتِ احساس کی تفسیر ہوتی ہے غزل
واردات شوق کی تصویر ہوتی ہے غزل

درد کے حائے سے جب تحریر ہوتی ہے غزل
سو آگیں اور پُر تاثیر ہوتی ہے غزل

جگمگاتے ہیں جہاں نکہیں خیالوں کے محل
وہ شعور و فکر کی جاگیر ہوتی ہے غزل

جوڑتا ہوں سلسلے ہیتے ہوئے لمحوں سے جب
خوشنما الفاظ کی زنجیر ہوتی ہے غزل

وہ سراپا حسن جب آنکھوں میں ہوتا ہے مری
اک ادھورے خواب کی تعبیر ہوتی ہے غزل

کام جو لینا ہے لو اس سے بجلی کی طرح
وقت ورنہ یہ گذر جائے گا آندھی کی طرح

سربلندی سرنگوں تھی جن کے آگے وہ پہاڑ
اپنی نظروں سے کبھی گذرے تو رائی کی طرح

یہ نفس اک مرحلہ تھا یہ قدم اک معرکہ
زندگی تو اپنی گذری ہے سپاہی کی طرح

ان بدلتے موسموں کی فکر ہیں ہم کیوں گھلیں
ہم تو پنچھی ہیں اور اڑ جائیں گے پنچھی کی طرح

توڑ کر رکھ دے نہ جانے کب بدن کا یہ حصار
ان دنوں ہے روح اک بے چین قیدی کی طرح

شاعری احساس کی اک عہد کی تصویر ہے
لفظ و معنی بولتے ہیں نقشِ مانی کی طرح

جلوسِ غم میں تو آؤ کہ زندگی کم ہے
خوشی کو بھول بھی جاؤ کہ زندگی کم ہے

گرا جو سجدہ میں سر تو اٹھا نہیں آخر
یہ راہِ عشق تو پاؤ کہ زندگی کم ہے

سسک سسک کے جو جی لیں تو زندگی کیا ہے
قضا کو ڈھونڈ کے لاؤ کہ زندگی کم ہے

صدائے نوحہ و ماتم سے کیا جلیں گے صنم
ذرا سی آگ جلاؤ کہ زندگی کم ہے

کہیں سے ڈھونڈ کے لاؤ جو آفتاب ملے
ہر ایک گھر میں بھراؤ کہ زندگی کم ہے

یہ کیسے لوگ ہیں دریا میں رہ کے پیاسے ہیں
کوئی تو پیاس بجھاؤ کہ زندگی کم ہے

عجیب جب کے اہتمام سفر کا پتہ چلا
وہ مڑ گیا تو اس کے ہنر کا پتہ چلا

پہلے لانا تھا کبھی دامن کا جائزہ
آنسو گرے تو زخمِ جگر کا پتہ چلا

ہم کتنی دور چل کے اندھیرے میں آگئے
چٹکی جو چاندنی تو سفر کا پتہ چلا

سنا ہوں یہ ایک پھول بھی باقی نہیں رہا
بادِ صبا کو اب مرے گھر کا پتہ چلا

جب رات ڈھل گئی تو چلے شمع ڈھونڈنے
جب دن گذر گیا تو سحر کا پتہ چلا

آنسو تھمے ہیں پوچھ مری جانِ دل کا حال
پانی رکے ہیں آ مرے گھر کا پتہ چلا

روتے ہوئے بچھڑنے کی فصلیں چلی گئیں
شہروں سے اب خلوص کی رسمیں چلی گئیں

دن رات کے سفر کا نتیجہ ہے کہ اب
آنکھوں سے ساری عمر کی نیندیں چلی گئیں

پردیس جانے والے کبھی لوٹ آئیں گے
لیکن اس انتظار میں آنکھیں چلی گئیں

جب بے سہارا ہار کے لوٹا ہوں جنگ سے
راکھی زمین پہ پھینک کے بہنیں چلی گئیں

جن کو بہت غرور تھی دریا کی دوستی
اس کے ہی گھر کو روند کے موجیں چلی گئیں

یادِ فراق

آنند نرائن ملّا

"ہمارے ایک اور ساتھی تھے وہ اٹھ گئے۔ فراق صاحب کا اردو ادب میں جو نام ہے، جو جگہ ہے، وہ سب پر ظاہر ہے۔ پہلا نام اردو شعرا کا یا اردو ادیبوں کا جب لیا جاتا تھا تو فراق صاحب کا نام آتا تھا۔ اردو شعرا میں وہی ایک فرد ایسے ہیں جن کو "گیان پیٹھ ایوارڈ" بھی ملا۔ اس کے علاوہ ان کی ہمارے ملک باہر بھی قدر کی گئی اور وہ اس کے مستحق تھے۔"

غلام ربانی تاباں

"آج سنا کہ فراق صاحب بھی ہمیں چھوڑ گئے۔ فراق صاحب ہمارے واقعی سب سے بڑے شاعر۔ ہندوستان میں اس وقت سب سے بڑے شاعر تھے۔ غزل میں ان کا بہت بڑا کنٹری بیوشن ہے جسے کبھی بھلایا نہیں جاسکے گا۔ اردو غزل کو انھوں نے ایک نیا آہنگ ایک نیا لہجہ دیا۔ میرا خیال ہے کہ ان کی انفرادیت کی جو چھاپ غزل میں ملتی ہے وہ ایسی ہے جس کی شاید مثال مشکل سے دی جاسکے۔ یوں تو انھوں نے رباعیاں بھی بہت اچھی کہیں، کچھ نظمیں بھی کہیں۔ لیکن ان کا اصل کنٹری بیوشن غزل میں ہے۔ اور یہ اتنا بڑا ہے جسے اردو زبان ہمیشہ یاد رکھے گی۔ فراق صاحب نے جو جگہ خالی کی ہے وہ اب پُر شاید مشکل سے ہوسکے گی۔"

انور جمال قدوائی

"فراق گورکھپوری کے انتقال سے ہندوستان کی ادبی دنیا میں ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا۔ وہ ۱۹۳۶ء میں جو ہماری ترقی پسند ادب کی تحریک شروع ہوئی اس کے روحِ رواں تھے اور اس سے زیادہ وہ ہماری مخلوط تہذیب کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ وہ برابر اسی مخلوط کلچر کے لیے لڑتے رہے اور ہندو مسلمان' اردو اور ہندی دونوں کے بہت بڑے چیمپئن رہے۔ ان کی غزل میں ہندوستان کی تہذیب اور فارسی کی جو میراث تھی۔ دونوں اتنی خوبصورتی سے ملی ہوئی تھیں کہ اس سے ہمارے مخلوط کلچر کا لطف آتا تھا۔"

گوپی چند نارنگ

"فراق گورکھپوری کا انتقال اردو والوں کے لیے ایسے ہے جیسے شاعری کا ہمالیہ پاش پاش ہوگیا ہو۔ وہ اس دور کے بہت بڑے شاعر تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور نہایت ذہین اور اس پائے کے شاعر جنھوں نے فضا بدل دی شاعری کی۔ اول تو یہ کہ انگریزی شاعری بالخصوص ورڈزورتھ اور شیلے اور کیٹس سے متاثر تھے اور اردو میں میر سے لیکن انھوں نے اپنی آواز جس طرح سے پائی اور اپنی حیثیت جس طرح سے منوائی بتدریج وہ اردو شاعری کا حصہ ہے۔

ڈاکٹر خلیق انجم

"آج یہ منحوس خبر سننے کو ملی کہ اردو غزل کا سب سے روشن اور تابندہ ستارہ ڈوب گیا۔ انھوں نے غزل میں شعر کہنا اس وقت شروع کیا جب اردو غزل کی سخت مخالفت ہو رہی تھی۔ اردو کے بعض نقاد اردو میں غزل کہنے کے خلاف مضامین لکھ رہے تھے۔ فراق صاحب نے ساری زندگی انگریزی کا مطالعہ کیا اور مغربی ادب پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔ عام طور سے اردو میں یہ ہوا ہے کہ جن لوگوں نے انگریزی ادب کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ انھوں نے نظم کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ لیکن چونکہ فراق صاحب کے مزاج کو اردو غزل راس آئی تھی۔ اس لیے انھوں نے اردو غزل کی طرف نہ صرف توجہ دی بلکہ اس کی حدود میں غیر معمولی اضافہ کیا۔ ———— شروع میں جو فراق صاحب کی زبان ہے اس میں فارسی اور عربی کے الفاظ زیادہ ہیں لیکن آہستہ آہستہ جوں جوں ان کی غزل ترقی کرتی گئی اور جوں جوں غزل پر ان کی قدرت زیادہ حاصل ہوتی گئی ان کی زبان میں ہندوستانی زبان کے یعنی ہندی کے الفاظ کا استعمال زیادہ ہوتا گیا اور آخر میں انھوں نے جو رباعیاں کہی ہیں اور جو نظمیں کہی ہیں اور جو حسن کا بیان کیا ہے اس میں ہندوستانی اور خاص طور سے ہندی کی جو شیرینی اور مٹھاس ہے۔ اس کا بھرپور استعمال کیا ہے۔"

فہمیدہ ریاض

"یہ یقین نہیں آتا کہ فراق صاحب کا انتقال ہوگیا جب میں ان سے ملی، باتوں باتوں میں بے اختیار میرے منہ سے یہ نکلا تھا کہ فراق صاحب آپ کے بعد آپ کی جگہ لینے والے یہاں کون ہیں اور وہ ہنس پڑے تھے اور کہنے لگے تھے کہ بہت لوگ موجود ہیں پتہ نہیں شاید ہوں۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ فی الحال تو نظر نہیں آتا، ہمیں کوئی نظر نہیں آتا آپ کی جگہ لینے والا۔ آپ کے اندر تو میں نے ان سے کہا تھا گنگا جمنا کا جیسے سنگم ہم نے الہ آباد میں دیکھا اس طرح دو تہذیبوں کا دھارا آپ کی شخصیت میں کچھ اس طرح مل گیا ہے کہ وہ ایک علامت بن گیا ہے۔ اور ایک امید مستقبل کی۔ اور وہ ہنستے رہے تھے۔ ان کا نہ رہنا ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ ان جیسا آدمی واقعی بار بار پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی دو مہینے کی بات ہے ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی لیکن ان کا دماغ اس قدر بیدار تھا اور ان کی سوچ اتنی جاندار تھی کہ یقین نہیں آتا تھا کسی طرح بھی کہ ایک شخص جو اتنا بیمار ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مرتے دم تک پوری آب و تاب کے ساتھ زندہ رہے۔"

ڈاکٹر عنوان چشتی

"فراق گورکھپوری کی وفات حسرت آیات اردو ادب اور شاعری کے لیے ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ ان کی شخصیت میں بلا کی دل کشی تھی، عوام اور خواص ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اور ان کی شخصیت میں جو ایک طرح کا جلال اور جمال تھا وہ لوگوں کے دلوں میں گھر بنا لیتا تھا۔"

انور صدیقی

"فراق صاحب کے ساتھ ہماری شاعری کا ایک عہد رخصت ہوگیا ہے، انھوں نے اردو شاعری کی حسیت کو وسعت بخشی اس میں انگریزی شاعری کے بہترین کارناموں سے کسب فیض کیا۔ اور اس کی حسیت کو ایک طرح کی طرحداری اور وسعت بخشی۔ فراق صاحب کے یہاں مختلف اثرات کارفرما رہے ہیں۔ مغرب سے مشرق سے ہندوستانی تہذیب سے۔

(آکاشوانی دہلی کی اردو مجلس سے نشر)

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER
چیف ایڈیٹر جے بی گوئیل
ایڈیٹر سراج احمد

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

نئی دہلی — یکم اپریل ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۱ چیترا ۱۹۰۴ شاکا — جلد ۴۷ ، شمارہ ۷

اس شمارے میں

سرورق کا عمل ——— کپل کوشل

قیمت
فی کاپی ——— ۰ پیسے
سالانہ ——— روپے
دو سال ——— روپے
تین سال ——— روپے
(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

خبر اور حقیقت

محمود ہاشمی

عہدِ نو کی سماجی زندگی جن شعبوں میں منقسم ہے وہ ہیں، ریاست، سیاست اور پبلک مان تینوں شعبوں کو ایک ہی چابک اور ایک ہی لگام سے ہانکنے والی 'قوت' وہ اخبار ہے جو آج کی زندگی میں سورج کی پہلی کرن کے ساتھ، اور صبح کی چائے کے پہلے گھونٹ کے ساتھ، ہمارے شعور، ہماری قوت فیصلہ اور ہمارے اندازِ فکر کو اپنا پابند بنا لیتا ہے۔ مشرق ہو یا مغرب، ہر عہد کے آدمی پر ہر جگہ اخبار کی یہ بالادستی یکساں طور پر موجود ہے۔ اخبار ان خبروں کا مجموعہ ہوتا ہے، جو ہمیں ایک ہی لمحہ میں مقامی آدمی سے بین الاقوامی آدمی بنا دیتا ہے۔ مقامی حالات اور سیاست کو ایک وسیع پس منظر میں دیکھنے اور سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ یہ تمام خبریں ایسے واقعات کی رپورٹنگ پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جن پر یقین نہ کرنا ممکن ہی نہیں ہم زندگی میں، اور روزمرہ زندگی میں چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے واقعہ، حقیقت یا تصور پر شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں — لیکن بیسویں صدی میں انسان کے اعتماد اور یقین کا سب سے بڑا محور اور مرکز اخبارات اور ان میں شائع ہونے والی خبریں ہوتی ہیں۔ ان خبروں کو ہم مکمل حقیقت سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ اور ہر روز کسی نئے واقعہ کی حقیقت کو جان کر اپنے اندازِ فکر کو اسی نہج پر چلانے کے عادی بن چکے ہیں۔

ہمارے زمانے کا انسان فطرت، جمالیات، تاریخ یا فنونِ لطیفہ سے زیادہ اخبار کو ہی بنیادی حقیقتوں کو پیش کرنے والا وسیلہ تصور کرتا ہے۔ اور اخبار کی ہر خبر پر پوری طرح ایمان لانے کے بعد ہی خود کو زندگی کے اسرار سے آگاہ اور رازوں کا امین تصور کرتا ہے۔

یہ دوسری جنگ عظیم کا عہد تھا۔ جب ہمارے زمانے کے انسان نے اپنے ذہن کو "خبر" اور اخبار سے وابستہ کیا۔ اس لیے کہ نفسیاتی طور پر ہمارا شعور سب سے پہلے اپنے تحفظ کے احساس کا پابند ہوتا ہے — اس کے بعد ہی اسے باقی دنیا، دوستوں اور عزیزوں کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔

چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس عالمِ نو کی ایک بڑی حقیقت "خبر" ہے — جسے آج کا انسان مکمل حقیقت کے طور پر قبول کر لیتا ہے۔

تاہم یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا 'اخباری خبر' مکمل سچائی یا مکمل حقیقت ہوتی ہے؟ اور کیا آج کا انسان حقیقت کے اس تصور سے آشنا ہے جس کی تعریف اور جس کی صفات اور مزاج کی جستجو میں صدیوں تک انسانی ذہن اور انسانی علوم کے مفکرین نے غور و فکر کی لاکھوں راتیں پلک جھپکائے بغیر گزاری ہیں — اور کیا کسی واقعہ کی رپورٹنگ یا خبر اس واقعہ کی اصل حقیقت کو پیش کر سکتی ہے؟

اس نوعیت کے جس قدر سوالات ہمارے ذہنوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ صحافت کا فلسفہ ان کا واضح جواب دیتا ہے — اور وہ یہ ہے کہ خبر، مکمل طور پر معروضی حقیقت ہے Objective Reality ہے — اور

معروضی نقطۂ نظر خالصتاً معیاری نقطۂ نظر ہے۔
صحافت یا ابلاغ عامّہ کے اس فلسفہ کے مطابق اگر خبر کو حقیقت اور معروضی حقیقت تسلیم کرلیا جائے تو یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ خبر درحقیقت سچائی یا صداقت کو پیش کرتی ہے۔

لیکن 'صداقت' اور 'حقیقت' —— یہ دونوں ہی 'ہمہ جہت اور کئی سمتی یا Multi dimensional . پہلو رکھتی ہیں۔ جبکہ خبر —— ہمیشہ ہی یک سمتی یا One dimensional ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی ہے کہ ہر اخبار کسی ایک ہی خبر کو اپنے اپنے انفرادی طرز و اسلوب اور عقیدے کے مطابق پیش کرتا ہے۔ ہر ایک خبر اشاعت کے مرحلے تک پہنچنے سے پہلے مختلف مراحل سے گذرتی ہے —— اسے خبر رساں ایجنسیاں جدید ترین آلات کے ذریعہ اخباری نامہ نگاروں تک پہنچائی جاتی ہیں۔ اخباری نامہ نگار خود واقعات کی رپورٹنگ کرتے ہیں —— اور خبر رساں ایجنسیوں سے بھی مدد لیتے ہیں۔ ایک زبان سے دوسری زبان میں خبروں کا ترجمہ ہوتا ہے۔ دنیا کے ایک حصّہ میں ہونے والے کسی واقعہ کی رپورٹنگ مختلف ممالک کے اپنے اپنے عقائد اور سیاسی نظریات کے مطابق ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر روس کی عدالت سے گنسبرگ کے مقدمہ کا جو فیصلہ سنایا گیا۔ اس کی رپورٹنگ کا لب و لہجہ۔ ہر ملک اور ہر اخبار کے نظریات کی اپنی ہیئت میں ڈھل کر پڑھنے والے تک پہنچتا ہے —— اور پڑھنے والا اپنے عقائد اور سیاسی نظریات یا میلان کے مطابق اس خبر کو قبول کرتا ہے۔

اس مرحلے پر پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس تمام پس منظر کے باوجود خبر کو مکمل حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ اور کیا ہمارے زمانے کا آدمی مکمل حقیقت تک اپنی رسائی کو غیر ضروری سمجھتا ہے۔؟

بات یہ ہے کہ ہمارے عہد کا آدمی اپنی تہذیبی اور فکری آسائشوں کا مکمل طور پر عادی ہو چکا ہے —— حقائق کی دریافت کے لیے اب سے پہلے کے زمانوں میں انسان جس تجسّس کی قوت کا حامل تھا۔ اور جس تجسّس کے ذریعہ اس نے دنیا کے تاریک گوشوں کو تلاش کیا۔ نئے بر اعظموں کا پتہ چلایا —— سمندروں کی گہرائی اور وسعت کا اندازہ کیا' نئی سے نئی دریافتوں کے ذریعہ سائنس کے علم کو بیسویں صدی کی کامیاب منزلوں تک پہنچایا —— اب وہ تجسّس بڑی حد تک ماند پڑ چکا ہے۔ بغیر تلاش کے کسی چیز کو حاصل لینا۔ سفر کے بغیر صبح اپنے بستر پر بیٹھے بیٹھے۔ دنیا بھر کی خبروں سے باخبر ہو جانا۔ اور ان خبروں کے بارے میں کسی قسم کے سوالات پیدا کیے بغیر انھیں مکمل حقیقت تصوّر کر لینا —— حقیقت پسندی کی سب سے زیادہ رومانی قسم ہے۔ تاہم جدید انسان کے ذہن کا صحیح نقشہ یہ بھی ہے کہ وہ حقائق سے چشم پوشی نہیں کرسکتا۔ وہ ان کے آگے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اس کی نگاہ میں سب سے اہم قدر یہ ہے کہ قدیم و قیانوسی عقائد اور نظامِ فکر کی جگہ حقائق کو دی جائے —— یہی وہ جہلت ہے جو خبر اور اخبار کو عالمِ نو کی عظیم ترین قوت میں تبدیل کر چکی ہے۔

اس قوت کو یا خبر کو حقائق اور صداقت کا حامل کیونکر بنایا جائے یہ ایک الگ مسئلہ ہے —— اس لیے صحافت کا فلسفہ خالص معروضی نقطۂ نظر کو پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور یہ درست بھی ہے کہ کسی بھی واقعہ، حادثہ عمل یا احوال کو جوں کا توں پیش کر دیا جائے۔ خبر کی ترسیل کے لیے دنیا کے جمہوری ممالک میں اخبارات کی آزادی کا اسی لیے خیال رکھا جاتا ہے کہ معروضی حقیقت عوام کے سامنے آسکے لیکن ہر معروضی حقیقت میں پوشیدہ داخلی حقیقت کو شناخت کرنا آج کے آدمی کی ذمّہ داری ہے۔؟ حقائق اور افسانے، آگہی اور بے خبری —— تعلق اور غیر جانب داری کی شناخت کا فریضہ بھی خبر اور اخبار کو ادا نہیں کرنا۔ بلکہ یہ فریضہ وہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے ہمارے عہد کے انسان کو اپنی بصارت کے ساتھ بصیرت سے بھی کام لینا ہوگا —— کسی بھی اخبار یا کسی بھی خبر کا مطالعہ کرتے ہوئے کیا ہم اپنی اس بصیرت سے کام لیتے ہیں ——؟ اور مکمل حقیقت کو شناخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ یہ سوال وہ ہے جس کا تعلق خود ہمارے شعور اور ہمارے طرزِ فکر اور ہماری اس ذمّہ داری سے ہے۔ جو جدید عہد نے ہم پر عائد کی ہے۔

عام خیال یہ ہے کہ جدید عہد کا انسان اس ذمّہ داری کو بھی خبر رساں ایجنسیوں کو سونپ کر خود آرام اور بے فکری کی نیند پوری کرنے میں مصروف ہے۔ یہ خیال غلط بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ فی زمانہ ہم زیادہ سے زیادہ حقائق پرست، عقلی طور پر مصروف —— دنیاوی واقعات سے زیادہ وابستہ اور نئی نئی حیرت انگیز باتوں کے پیش آنے پر اپنے آپ کو تیار پاتے ہیں۔ ہم نے اپنے اور کائنات کے درمیان بے شمار صنعت و حرفت کے آلے بنا لیے ہیں۔ عام شہری افراد، زمین کی زرخیزی سے واقف نہیں۔ وہ سورج کے طلوع ہونے سے بھی بے خبر رہتے ہیں اور یہ بھی نہیں دیکھ پاتے کہ سورج کب غروب ہوا —— انھیں نہیں معلوم کہ چاند کس طرح گھٹتا اور بڑھتا ہے —— سمندر میں لہریں کب اٹھتی ہیں یا لہروں کی اوسط بلندی کیا ہوتی ہے۔ شہری باشندے فصلوں کے موسم سے بھی بے خبر رہتے ہیں۔ طوفان، آندھی اور قدرتی آفات سے ان کا کوئی سابقہ نہیں —— ان کے لیے شہری زندگی کی جدید ترین سہولتیں ہی مجسم خبر اور حقیقت ہیں۔ ان کا اپنا گھر انسان کے بنائے ہوئے شہر کا ایک حصّہ ہے۔ اس گھر کے بیرونی حصّہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ بارش ہو یا طوفان، یہ اپنے آپ کو گھر کے اندر محفوظ تصوّر کرتے ہیں۔ گھر کی چھت ٹپکتی ہے تو اس میں آسمان کا کوئی حصّہ نہیں ہوتا۔ اس کی ذمّہ داری یا تو اوپر کی چھت پر رہنے والوں کی ہے یا چھت بنانے والے ٹھیکیدار کی —— !

جدید عہد کی یہ اقدار، یہ روش اور یہ نقطۂ نظر اور جدید انسان کی تن آسانی اور فکری تساہل ہی وہ ذریعہ ہے جو خبر کو مکمل حقیقت کا پرتو پیش کرنے کی راہ میں رکاوٹ ہیں اور اخبارات، ریاست و سیاست کے لیے، عوام کو اپنے انداز فکر میں ڈھالنے کی موثر ترین قوت بن گئے ہیں۔

جدید عہد کے انسان کو خبر کے روپ حقیقت کی مختلف سمتوں اور جہتوں سے روشناس کرانے کی دو ۲ کوششیں بین الاقوامی سطح پر جاری ہیں —— ان میں سے ایک ہے۔ ناوابستہ ممالک کی وہ کوششیں جس کے ذریعہ وہ خبر رسانی کا ایک ایسا مستحکم نظام قایم کرنا چاہتے ہیں۔ جو ناوابستہ اور ترقی پذیر ملکوں کی خبروں کو یک طرفہ اور یک رخی اور ایک مقصدی نوعیت کے اس اسلوب سے آزاد کرائیں جو مغربی ترقی یافتہ ممالک کی بڑی بڑی خبر رساں ایجنسیوں نے ایجاد کیا ہوا ہے۔ اور جو اپنی اجارہ داری کے باعث صرف معروضی حقیقت کو یا اپنے مقصد کو پیش کرنے والی حقیقت کو خبر کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔

دوسری کوشش اقوام متحدہ کی جانب سے کی گئی ہے اس کوشش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اقوام متحدہ نے خبروں کی آزادانہ ترسیل کے لیے ایک کمیشن قایم کیا ہے، جس کا نام ہے: "Commission on freedom of Information." یہ کمیشن دنیا بھر کے اخبارات اور صحافیوں کے لیے ایک بین الاقوامی اخلاقی ضابطہ بنانے میں مصروف ہے۔ اس ضابطہ میں آزادی تحریر کے ساتھ ساتھ خبر اور مکمل حقیقت کے رشتہ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

اقوام متحدہ اور ناوابستہ ممالک کی ان کوششوں کے نتائج برآمد ہونے میں یقیناً ابھی وقت لگے گا۔ لیکن آج کے برق رفتار خلائی عہد کا ہر لمحہ بے شمار خبروں کو جنم دے رہا ہے —— اور ہر خبر اپنی ظاہری ہیئت، ظاہری واقعہ، ظاہری طرز بیان اور معروضی پیش کش کے ذریعہ آج کے انسان کے لیے ایک نیا چیلنج بن کر سامنے آرہی ہے اور ہر خبر ہمیں جھنجھوڑتی اور بیدار کرتی ہوئی ہم سے سوال کرتی ہے کہ کیا ہم نے اس کے پیکر میں پوشیدہ مکمل حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ——؟

(اردو سروس سے نشر)

غزل

ممتاز مرزا

فراغ پل کو نہیں غم سے آدمی کے لیے
چمن میں ایک تبسّم نہیں کلی کے لیے
خدا کے واسطے بس اک کرن اجالے کی
تڑپ رہے ہیں اندھیروں میں روشنی کے لیے
ہر ایک لمحہ جسے کوستے گذرتا ہے
دعائیں مانگی تھیں کیا کیا نہ زندگی کے لیے
غموں کے بوجھ تلے، زندگی کے صحرا میں
تمام عمر ترستے رہے خوشی کے لیے
گزر کے آئے ہیں سیلاب خون سے ہم ممتاز
ہر اک قدم پہ صلیبیں تھیں زندگی کے لیے

(اردو سروس سے)

ادب اور نفسیات

محمد محسن

کسی فرد سے جو فعل سرزد ہوتا ہے۔ نفسیات کی اصطلاح میں ہم اسے کردار کہتے ہیں اس لیے اس کی عام تعریف کے مطابق نفسیات آدمی کے کردار کا ایک باضابطہ اور بالترتیب مطالعہ ہے۔ نفسیات ان سارے داخلی کوائف و عوامل کی چھان بین کرتی ہے جو فرد کے کردار کے پیچھے بروئے کار رہتے ہیں۔ اور ان کے باہمی ربط کا تعین کر کے نفسیاتی ضابطے اور قوانین مرتب کرتی ہے۔ ان کی روشنی میں پیش نظر کردار کے داخلی اسباب اور اس کے صحیح مفہوم تک ہماری رسائی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح کسی فرد کی شخصیت کے داخلی عناصر کا علم ہمیں ان افعال کے متعلق قیاس آرائی کرنے کا اہل بنا دیتا ہے جن کے مستقبل میں سرزد ہونے کے امکانات ہیں، آدمی چونکہ حیوان ناطق ہے اس لیے آدمی کا کردار محض اس کے اعضا کی مختلف حرکتوں تک محدود نہیں ہے۔ آدمی کے نطق نے اسے ترسیل و ابلاغ کی صلاحیتیں بخشی ہیں۔ ان سے دوسرے حیوانات عاری ہیں۔ آدمی اپنے محسوسات و خیالات کو ان کی ساری پیچیدگیوں کے ساتھ دوسرے افراد تک پہنچا سکتا ہے۔ اس کے لیے آدمی کو اپنے محسوسات و خیالات کی لفظی علامتوں سے کام لینا ہوتا ہے۔ ان کا استعمال وہ گفتگو کے ذریعہ یا انھیں قید تحریر میں لا کر کرتا ہے۔ اس اعتبار سے آدمی کے کردار میں ہم اس کی جسمانی حرکات و سکنات کے علاوہ اس کی ادائیگی الفاظ یعنی گفتگو اور تحریر کو بھی شامل کرتے ہیں جسمانی کردار سے متفق کرنے کے لیے نفسیات نے انھیں Verbal Behaviour یعنی الفاظی کردار کا نام دیا ہے۔ یہ الفاظی کردار آدمی کے لیے طرہ امتیاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس طرح عضوی یا جسمانی کردار کی نوعیت اور اسباب کو سمجھنے کے لیے ہم خارجی اور داخلی دونوں حالات و کوائف کو پیش نظر رکھتے ہیں اسی طرح آدمی کے الفاظی کردار کے معنی و مطلب اخذ کرنے کے لیے خارجی ماحول کے علاوہ داخلی کوائف و عوامل کا علم ضروری ہوتا ہے۔

ادبی تخلیقات، ان کا تعلق کسی صنف ادب سے ہو، الفاظی کردار کے زمرے میں شامل ہیں۔ اور آدمی کے دوسرے کردار کے مقابلے میں ادبی تخلیقات کو آدمی کا مابہ الامتیاز کردار قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس اعتبار سے نفسیات کا ادب سے ایک نہایت قوی رشتہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کسی بھی ادبی تخلیق کا جائزہ نفسیات سے آنکھیں چرا کر مکمل نہیں سمجھا جا سکتا۔ آدمی کے جسمانی یا دوسرے الفاظی کردار کی طرح اس کے تخلیقی کارناموں کے صحیح معنی و مطلب تک رسائی کے لیے صرف ان حالات کو پیش نظر نہیں رکھنا ہوگا جن میں فنکار کی شخصیت پروان چڑھی تھی۔ یا جس خارجی ماحول میں وہ سانس لے رہا ہے۔ بلکہ ان داخلی کوائف و عوامل، رجحانات و عادات، اغراض و مقاصد کی تہہ تک بھی پہنچنا ہوگا جن کے عمل اور جن کی تحریک کا اسی کی تخلیقات کو کرشمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک کسی ادبی تخلیق کے فارم یا ہیئت کا تعلق ہے، اس کی جمالیاتی یا فنی حیثیت کے تعین میں ابھی تک ہمیں نفسیات سے کوئی مدد نہیں مل سکی ہے۔ گو حس جمالیات کو بھی نفسیات میں خاص مقام دیا گیا ہے اور اس کی نوعیت اور اساس کی چھان بین جاری ہے۔ لیکن اب تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکا ہے۔ جس کی بنیاد پر کسی ادبی تخلیق کی جمالیاتی قدر کا اندازہ کیا جا سکے حقیقت میں ایک فنی تخلیق کس حد تک اپنے قاری کی جمالیاتی حس کو بیدار کرے گی اس کے لیے کوئی کلیہ یا مفروضہ وضع کرنا ایک دشوار امر ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ جمالیاتی تاثر انگیزی کا تعلق بڑی حد تک قاری کے اپنے ذوق جمال اور اس اعتبار سے اس کی انفرادی شخصیت سے ہے۔ ایک ہی ادبی تخلیق کسی قاری کو متاثر کرتی ہے۔ وہ اس سے لذت یاب ہوتا ہے۔ لیکن دوسرا قاری اس کا کوئی اثر قبول نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ جمالیاتی حس کے موضوعات وقت کے ساتھ بدلتے بھی رہتے ہیں۔ اس لیے ان کا کوئی مستقل اور استوار معیار بھی قائم نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورت میں کسی ادبی تخلیق کی تاثر انگیزی اس کی جمالیاتی قدر کے فی نفسہ جائزہ کے لیے کوئی کلیہ وضع کرنا ایک فعل عبث معلوم ہوتا ہے اور نقد فن کی معذوری پر جوش ملیح آبادی کی طویل نظم 'نقاد' کے مندرجہ ذیل اشعار کی حقانیت پر ایمان لانا پڑتا ہے۔

اے ادب نا آشنا! یہ بھی نہیں تجھ کو خیال
ننگ ہے بزم سخن میں مدرسہ کی قیل و قال
منطقی کانٹے پہ رکھتا ہے کلام دل پذیر
کاش اس نکتہ کو سمجھے تیری طبع حرف گیر
یعنی اک لے سے لب ناقد کو کھلنا چاہیے
قطرۂ شبنم کو برگ گل پہ تلنا چاہیے

البتہ ہم کسی ادبی فن پارے کے مواد کی تشریح کر کے اس بات کا تعین کر سکتے ہیں کہ اس میں کس نفسیاتی عنصر کو اولیت حاصل ہے۔ آیا اس کے مواد میں حسیات و جذبات کی کرشمہ سازی کو فکر و نظر کی پیکر تراشی پر فوقیت ہے یا اس کے برخلاف وہ حسیات و جذبات کو مشتعل کرنے کے بجائے قاری کو دعوت فکر و نظر پیش کرتا ہے۔ مواد کی اس نوع کی تشریح ہمیں ادبی تخلیقات کی معروضی ڈھنگ سے اوصاف بندی میں معاون ہو سکتی ہے۔

سائنسی مطالعوں کے دوسرے شعبوں کی طرح نفسیات بھی صرف اپنے موضوعات کے بیانات اور ان کی تشریح پر قانع نہیں رہتی۔ بیانات کی تشریح و ترتیب اور ان کی توجیہ کا پیش خیمہ بھی جاتی ہے۔ ہر دوسری سائنس کی طرح نفسیات کی تحقیق و تفتیش کا آغاز بھی اس یقین کے ساتھ ہوتا ہے۔ کہ آدمی کا کوئی فعل بے سبب نہیں ہوتا۔ اور جب تک اس فعل کے اسباب و علل، غرض و غایت پر روشنی نہیں پڑتی۔ اس فعل کا ادراک و فہم ادھورا رہ جائے گا۔ ذہن انسانی کا ذوق تجسس اس وقت تک پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچتا۔ جب تک کسی واقعہ کی بنیاد، اس کے اسباب کی نشاندہی نہ ہو جائے۔ چنانچہ نفسیات بھی جب انسانی کردار کا مطالعہ کرتی ہے تو اس کا قدم بھی اس توقع کے ساتھ بڑھتا ہے کہ انسانی کردار کی آفرینش اور نمود خلا میں نہیں ہوتی اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی غرض و غایت ضرور ہوگی۔ نفسیات کے مطابق انسانی کردار کے اسباب میں نفسیاتی عوامل و محرکات کا پلہ خارجی اثرات پر بھاری ہے۔ اس لیے انسانی کردار کے فہم کے لیے ہمیں اس کے داخلی اسباب و علل پر خارجی اثرات کے مقابلے میں زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ نفسیات خارجی اثرات کی

اہمیت کو نظر انداز کرتی ہے۔ خارجی و داخلی اثرات ایک دوسرے سے الگ نہیں کیے جا سکتے۔ جہاں داخلی کوائف وعمل فرد کے خارجی حالات پر اثر انداز ہوتے ہیں وہیں خارجی حالات و واقعات بھی فرد کے نفسیاتی کوائف وعوامل کو متاثر کرتے ہیں۔

نفسیات جب کسی ادبی تخلیق کا اپنے ڈھنگ سے مطالعہ کرتی ہے تو اس کے سامنے یہ مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے کہ اس تخلیق کے اسباب کیا تھے؟ اس سوال کے جواب کے لیے پہلے ان حالات پر نگاہ ڈالی جاتی ہے جن کے پس منظر میں وہ تخلیق مورد وجود میں آتی ہے۔ اس کے بعد فنکار کی شخصیت کو ٹٹول کر ان داخلی کوائف وعوامل کی چھان بین کی جاتی ہے جو اس تخلیق کے پیچھے برسرکار تھے۔ اس کے لیے فنکار کی سرگزشت زندگی کا خاکہ تیار کرنا ہوتا ہے جو اس کی شخصیت کے غالب عناصر اور ان کی ترتیب وتشکیل کی ذمہ دار ہے۔ فنکار کی سرگزشت حیات کا خاکہ تیار کرنے کے لیے ان ماخذوں کی تحقیق و تفتیش کرنی ہوتی ہے جن سے وہ سارے مواد حاصل کیے جا سکیں جن کی بنیاد پر فنکار کی زندگی کی تاریخ مرتب ہو سکے۔ یہ ماخذ خود فنکار کے ذاتی بیانات پر جو اس تخلیق کے اندر یا اس کی دوسری تحریروں میں پائے جاتے ہوں یا فنکار کے متعلق دوسروں کے بیانات کو اکٹھا کر کے ان کے مواد کی تشریح کی جاتی ہے۔ مواد کے ان حصوں کا جن سے فن کار کی شخصیت کے غالب عناصر اور اس کی شخصیت کی ترتیب وتنظیم پر روشنی پڑتی ہو بہ نظر غائر مطالعہ کر کے ان کا تعین اقدار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو تخلیق زیر غور ہوتی ہے اس کو سامنے رکھ کر اس بات کا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ فنکار کی شخصیت کے وہ کون سے عناصر وعوامل تھے جو اس کی تخلیق میں بروئے کار سمجھے جا سکتے ہیں۔ اس طرح نفسیات کی مدد سے اس تخلیق کے داخلی اسباب کی نشاندہی ہو جاتی ہے

مغرب میں مشاہیر ادب کی تخلیقات کے جو نفسیاتی مطالعے کیے گئے ہیں ان میں زیادہ تر تحلیل نفسی کے نظریات و تصورات سے کام لیا گیا ہے۔ خود فرائڈ نے شیکسپیر، ڈوستو وسکی، ابسن، لیونارڈو داونچی، گیٹے، ہومر اور بلزاک کی زندگی اور ان کی تخلیقات کا تحلیل نفسی کی روشنی میں جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔ راقم نے بھی اپنی ایک حالیہ تصنیف "سعادت حسن منٹو، اپنی تخلیقات کی روشنی میں" ایک نفسیاتی مطالعہ کے عنوان سے زیر طبع ہے، منٹو کے افسانوں، اس کے رقم کردہ خاکوں، اس کے ادبی مضامین اور اس کی وفات کے بعد اس کی شخصیت اور فن پر متقدر رسالوں میں شائع شدہ مضامین کی بنیاد پر منٹو کی ابتدائی زندگی سے تادم آخر ایک جامع اور بالتفصیل سرگزشت حیات مرتب کی ہے۔ اس طرح اس کی شخصیت کے تضاد اور اس کی زندگی کی دوسری غیر معمولی باتوں کو سامنے رکھ کر تحلیل نفسی کے تصورات و نظریات کی روشنی میں اردو کے اس عظیم فنکار کی شخصیت کی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی اس کی افسانوی تخلیقات پر اس کی عجیب و غریب شخصیت کی اثر اندازی کے نشانات کی وضاحت کی ہے۔

ادبی تخلیقات کے نفسیاتی مطالعوں میں کہیں کہیں ینگ کے نظریات کی چھاپ بھی نظر آتی ہے۔ فرائڈ نے ایام طفلی کے تجربات، الجھنوں کشمکش اور محرومیوں کی فنی تخلیقات کے تجزیہ میں زیادہ اہمیت دی ہے۔ ینگ نے فرد کی حالیہ زندگی، اس کے منصوبے، حوصلے، مستقبل میں ان کی برآوری کے امکانات کشمکش، دشواریوں اور ناکامیوں کو فرد کے تخلیقی کارناموں کی تعمیر وتشکیل میں زیادہ اہم قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ فرائڈ فرد کے تخلیقی کارناموں کو اس کی جبلی تحریکوں اور میلانات کی تسکین کا ایک ارتفاعی اور متبادل وسیلہ باور کرتا ہے۔ اس کے برخلاف ینگ تخلیقی صلاحیت کی فی نفسہ حیثیت کا معترف ہے۔ اس کے خیال میں یہ بذات خود ایک ایسی مثبت قوت ہے جو فرد کے تخلیقی اور تخیلی کارکردگیوں میں اپنا اظہار کرتی رہتی ہے۔

تخلیقی ادب کے نفسیاتی مطالعوں کے علاوہ اکثر فنکاروں نے بھی نفسیاتی تصورات و نظریات کا اپنی تخلیقات میں استعمال کیا ہے۔ نفسیاتی حقیقتوں اور مفروضوں کو اپنی تخلیقات میں سمو کر فنکار نے ان کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ خصوصاً کردار نگاری میں ان سے اکثر فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ اردو کے بعض ناول نویس یا افسانہ نگار نے جن میں ممتاز مفتی کا نام سرفہرست رکھا جا سکتا ہے۔ نفسیاتی تصورات و نظریات کو ناول یا افسانے کے تانے بانے میں نہایت چابک دستی اور فنی رکھ رکھاؤ کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ راقم نے بھی اپنے افسانوں کے مجموعے "انوکھی مسکراہٹ" میں تحلیل نفسی سے مستعار تصورات و حقائق کو افسانے کے قالب میں ڈھالنے کی مثال پیش کی ہے جس کی آج سے تقریباً چالیس سال پہلے کافی پذیرائی ہوئی تھی۔

نفسیات کے موضوع میں شخصیت کا موضوع سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ نفسیات کے سارے دوسرے موضوعات کے مطالعہ کی اساسی غرض وغایت یہی ہے کہ ان کی معروضی طریقوں سے جانچ پڑتال کر کے شخصیت کی ترتیب وتنظیم میں ان کی حیثیت کا تعین کیا جائے۔ کسی بھی جاندار، خصوصاً انسان کو ہم ایک مشین کی طرح مختلف اجزا کا ایک ایسا مجموعہ تصور نہیں کر سکتے جس کا ہر جزو اپنی انفرادی حیثیت کا حامل ہو۔ آدمی کی شخصیت مختلف عناصر کا ایک حرکی نظام ہے جس کے ہر رکن پر اس نظام کی اکائی کی مہر ثبت ہے۔

ہر ایک کے انفرادی وجود کی نوعیت اور فعل کی سمت و پہنچ اس نظام کے وجود و فعالی کی رہین ہے۔ اس صورت میں شخصیت کی تعمیر وتشکیل کو سمجھنے کے لیے ہم اس کے عناصر کی فرداً فرداً تفتیش و تحقیق کر کے اسی نظام کا ادراک و عرفان حاصل نہیں کر سکتے۔ جب تک پوری شخصیت اپنے حقیقی رنگ روپ میں ہمارے سامنے نہ ہو ہم اس کے امکانات اور اس کی کوتاہیوں سے روشناس نہیں ہو سکتے۔ ایک پختہ کار فنکار اپنی تخلیقات میں جو کردار پیش کرتا ہے عام طور پر خیالی ہونے کے باوجود ان کی حیثیت اس دنیا میں گوشت پوست سے لیس جیتے جاگتے، چلتے پھرتے انسانوں کے نمائندوں کی ہوتی ہے۔ حقیقت میں اپنے اردگرد کی رنگارنگ اور مختلف النوع شخصیتوں کا، اپنے داخلی مطالبات اور ماحولی تقاضوں کے چکر میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے دیکھ کر فنکار اپنے خیالی پیکروں میں ان کے طور طریقوں اور نفسیاتی کوائف وعوامل کا خاکہ قاری کو پیش کرتا ہے۔ ایسی تخلیقات میں ایک ماہر نفسیات کو جو جیتے جاگتے مواد میسر ہوتے ہیں اسے کسی دوسرے ذریعے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ شخصیت کے گوناگوں مظاہر کی جو زندہ مثالیں ان تخلیقات میں ملتی ہیں وہ اس کے وضع کردہ پیمانے کبھی پیش نہیں کر سکتے۔

(پٹنہ سے نشر)

ادب اور نفسیات کا رشتہ محض یک طرفہ نہیں ہے

غزل

طلحہ برق رضوی

کمال برق کی صورت ہو یا شرر کی طرح — شباب آیا مگر ٹھیک دوپہر کی طرح
کبھی تو شمس کی صورت کبھی قمر کی طرح — لٹائے جلوۂ حسن اس نے سیم و زر کی طرح
کہا گلوں نے یہ ہنس کر وجود گلشن بھی — ہے بے ثبات مری عمر مختصر کی طرح
شمیم اہل وفا حشر تک رہے باقی — جلا ہے شوق محبت میں دل اگر کی طرح
ہوئی ہو گل نہ کہیں شمع آرزو کوئی — یہ رات پھیل گئی زلف منتشر کی طرح
شرف میں ہو نہ سکی مجھ سے کوئی چیز بلند — رہا حروف تہجی میں زبر کی طرح
یہ بے نیازی ستم ہے کہ ہے کرم ان کا — حریم دل میں ہیں اور دل سے بے خبر کی طرح
ملا نہیں دل بیمار کو مسیح اب تک — نظر تو آئے بہت لوگ چارہ گر کی طرح

سنا ہے برق حریفوں سے جھک کے ملتا ہے
کھڑا وہ رہ نہ سکا شاخ بے ثمر کی طرح

(پٹنہ سے نشر)

دھرتی پنجاب کی پٹیالہ

اندرجیت لال

انگریزوں کے زمانے میں پٹیالہ اور پنجاب کی اور کئی ریاستیں راجاؤں اور مہاراجاؤں کے نظام میں تھیں۔ گویا جب کہ ہندوستان میں برطانیہ کا راج تھا تو پٹیالہ میں ایک دیسی راجہ کا راج تھا۔ لیکن مہاراجہ پٹیالہ کئی دوسرے راجاؤں کے مقابلہ میں بڑے دور اندیش تھے۔ انھوں نے خود ہی اپنی سرکار کی باگ ڈور آزاد ہندوستان کو سونپ دی۔ اس طرح پٹیالہ پنجاب میں مدغم ہوگیا۔ کچھ وقت اس کا نام پیپسو رہا۔ یعنی پٹیالہ اور مشرقی پنجاب کی ریاستی یونین کا نظام۔ بعد میں پٹیالہ صرف ایک شہر یا ایک ریاست ہی نہ رہا۔ بلکہ ایک ڈویژن بنا دیا گیا۔ اور آج کل پٹیالہ ایک ڈویژن ہے پنجاب کی راجیہ سرکار کا اور اس ڈویژن کے تحت خود ضلع پٹیالہ، راج پورہ، فتح گڑھ صاحب، سمانہ، نابھ کے علاقے شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈویژن ہونے کی وجہ سے اس کے تحت لدھیانہ، سنگرور اور روپڑ کے اضلاع بھی شامل کر دیے گئے ہیں۔

پٹیالہ مالوہ کا علاقہ کہلاتا ہے۔ مالوہ کا لفظ سنسکرت سے لے گیا ہے جس کے معنی ہیں کچھ اونچی سطح۔ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ لفظ مالوہ ہمیں ان لوگوں کی یاد دلاتا ہے جو ایک زمانے میں بڑے خوش حال تھے۔ مہابھارت میں ان لوگوں کا تذکرہ ملتا ہے کہتے ہیں کہ مالوہ کے لوگ بڑے جنگجو ہوتے ہیں۔ مغل دور میں سکھوں کے نویں اور دسویں گوروؤں کے ساتھ پٹیالہ ہی کے لوگ نے بھرپور تعاون کیا تھا۔ گورو گوبند سنگھ کے بعد بندہ بہادر نے مختصر وقت کے لیے ایک خالصہ ریاست کی بنیاد بھی رکھی۔ جو بہت مدت تک قایم نہ رہ سکی۔ اور بعد میں مشرقی پنجاب میں کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن گئیں۔ خود پٹیالہ کی بابا آلہ سنگھ نے داغ بیل رکھی۔ مغلوں کے زمانے میں آلہ سنگھ نے مغلوں کا ساتھ دیا۔ اور پانی پت کی لڑائی میں احمد شاہ ابدالی سے لڑا۔ بابا آلہ سنگھ نے سنہ ۱۷۶۳ء میں قلعہ پٹیالہ کی بنیاد رکھی۔ جسے آج قلعہ مبارک سے یاد کیا جاتا ہے اور اس قلعے کے چاروں طرف بعد میں شہر پٹیالہ آباد ہوتا گیا۔ اور آج بھی یہ شہر آباد ہے۔

پٹیالہ کے مہاراجہ بھوپندر سنگھ نے ہندوستانی کھیلوں کو بین الاقوامی سطح پر لا کھڑا کیا۔ وہ خود کھیلوں کے بڑے سرپرست اور شوقین تھے۔ اور ان کے زمانے میں کئی ٹیمیں باہر کے ملکوں میں بھی مقابلہ کے لیے گئیں۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل اور وی پی مینن نے مہاراجہ بھوپندر کے لیے تحسین کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ کیوں کہ اس مہاراجہ نے کھیل کے علاوہ سیاسی سطح پر بھی مرکزی سرکار کو نظامی معاملوں میں بھرپور تعاون دیا۔ ان کی فراخ دلی پٹیالہ کی تاریخ میں مثال رکھتی ہے کہ مہاراجہ بھوپندر سنگھ سے پہلے بھی جو مہاراج وہاں کے حکمراں تھے۔ وہ سب علم و فن کے قدردان تھے۔ ان کے زمانے میں شاعروں، ادیبوں اور فنکاروں کی بڑی سرپرستی ہوئی خصوصاً مہاراجہ نریندر سنگھ نے عالموں اور شاعروں کی بڑی قدر کی۔ شاعر نہال نے اپنے زمانے میں مہاراجوں سے بڑی قدردانی حاصل کی۔ اسی طرح مشہور مورخین جیسے بھائی سنتوکھ سنگھ، گیانی گیان سنگھ، بھائی تارا سنگھ اور کرم سنگھ نے پٹیالہ میں بڑی افضلیت پائی۔ سکھ دھرم کی ایک لغت بھائی کاہن سنگھ نے مرتب کی۔ اور ان دنوں پہلی بار پنجابی زبان میں ٹائپ رائٹر منظر عام پر آیا۔

پٹیالہ میں شاعری، موسیقی، پہلوانی، تاریخ اور ادب سب کو بڑی ترقی اور تعمیر کے مواقع ملے۔ علم و فن میں سرپرستی صرف راجاؤں ہی کی نہ تھی بلکہ عوام بھی عام طور پر فنون لطیفہ اور حسن و جمال کے قدردان واقع ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ رہا کہ پٹیالہ میں علم و فن ہر دور میں آگے بڑھتا رہا۔ کلاسیکی موسیقی میں پٹیالہ کا گھرانا آپ نے سنا ہوگا وہاں کے قوال سارے ہندوستان میں جا جا کر گایا کرتے تھے۔ اور گاما پہلوان، بھئی واہ، اس نے تو رستم زماں کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔ اور گاما تھا پٹیالوی۔ گاما اپنے تہمد اور جوتے سے بھی پہچانا جاتا تھا۔ جو کہ پٹیالوی ہوا کرتی تھی۔ پٹیالہ گھرانے کے ممتاز لوگوں میں استاد علی بخش، استاد اختر حسین خاں اور بڑے غلام علی خاں کا نام قابل ذکر ہے۔

دراصل پٹیالہ کی تہذیب صرف پنجاب کی تاریخ اور تہذیب کی عکاس نہیں۔ بلکہ اس میں پنجاب، راجستھان اور لکھنؤ تین تہذیبوں کا سنگم ملتا ہے۔ نفاست، حسن دلیری، صحت و تندرستی، فراخ دلی غرضیکہ کئی اقدار پٹیالہ کے لوگ اس تک جا ملتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی کئی تہذیبوں کے سنگم سے پٹیالہ کی تہذیب کو چار چاند لگ گئے ہیں اور اگرچہ آج کے دور میں اس طرح کی تہذیب کچھ ماند پڑ گئی ہے۔ لیکن پٹیالہ کی تہذیب کا نکھار اور انفرادیت آج بھی تمثیل ہے اور پنجاب کے تاریخی شہروں میں صرف امرتسر کا نمبر پٹیالہ کے بعد آتا ہے۔

کچھ اور دلچسپیاں بھی ہیں جو پٹیالہ کو پنجاب کے دوسرے شہروں سے ممتاز کرتی ہے۔ پٹیالہ میں پنجابی یونیورسٹی ہے جو اس زبان کی ترویج و ترقی میں بڑا کام کر رہی ہے، ایک محکمۂ لسانیات بھی ہے جو اردو، پنجابی اور ہندی تینوں زبانوں کی تحقیق کا کام کرتا ہے۔ محکمۂ آثار قدیمہ کا ایک بڑا دفتر اور پھر ان کا عجائب گھر، جو پنجاب کے کسی دوسرے شہر میں نہیں، پٹیالہ ہی میں واقع ہے۔ پٹیالہ میں ایک نیشنل انسٹی ٹیوٹ کھیلوں کا بھی قایم ہو چکا ہے۔

پٹیالہ کی زمین بڑی سرسبز و شاداب ہے اور پنجاب کے دوسرے علاقوں کے مقابلے میں اس سے خاصی فصل حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے کسان لوگ زیادہ خوشحال ہیں اور ترقی پسند بھی۔ تعلیم کا معیار بھی دوسرے شہروں کے مقابلے میں بڑا اچھا ہے۔ پٹیالہ میں راجندر میڈیکل کالج واقع ہے۔ جو ڈاکٹری کی تعلیم دیتا ہے تعلیم کے دوسرے کالج بھی ہیں۔ جو دوسرے شہروں کے مقابلے میں زیادہ بھی ہیں۔ لوگ عام زندگی میں پنجابی بولتے ہیں جس کی اپنی شیرینی ہے اور جو ہر اعتبار سے ٹھیٹھ پنجابی کہی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے گاؤں کی زندگی میں لوک گیتوں، بھنگڑہ، ناچ اور گدا کا بڑا رواج ہے۔ جو تیوہاروں کے علاوہ میلوں اور شادیوں پر خوشی کے اظہار کے لیے لوک گیتوں اور ناچوں سے محفلوں کو گرما دیتے ہیں۔ لوگوں کا نظریہ عام زندگی کے متعلق صحت مندانہ ہے اور لاابالی سے بھرا ہوا ہے۔ لوگ زندگی میں خوشی و خوشحالی لانے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔ زندہ دلی کوئی پٹیالہ والوں سے سیکھے تو کوئی بری بات نہیں۔

پٹیالہ کے گرد و نواح میں کچھ تاریخی مقامات بھی ہیں ان کا بھرپور مزہ تو وہاں جا کر ہی لیا جا سکتا ہے۔ سرسری طور پر کچھ عرض کر دوں۔ ان مقامات میں برنالہ ایک مشہور مقام ہے۔ جسے آلہ سنگھ کے وقت میں راجدھانی کا مقام حاصل تھا۔ سنام، سمانہ اور گھرام محمد تغلق کے زمانے کے تاریخی شہر ہیں۔ سنام میں گنج شہیداں قابل دید ہے

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)

قرآن مجید کے اردو ترجمے و تفاسیر

ڈاکٹر محمد سالم قدوائی

ہندوستانی زبانوں میں اردو سب سے کم عمر ہے لیکن اپنی بے پناہ صلاحیتوں کی بنیاد پر اس نے بہت ہی تھوڑے عرصے میں لوگوں کو اپنا گرویدہ کرلیا اور ملک کے طول وعرض میں اس کو بولنے اور سمجھنے والے پائے جانے لگے۔ شمالی ہندوستان کی آب وہوا اُسے زیادہ راس آئی، یہاں کے بہت سے علاقوں میں اسکی سرپرستی بھی ہوئی اور بہت جلد یہاں کی دوسری زبانوں کے مقابلے میں اس کا تفوق تسلیم کرلیا گیا۔ مسلمانوں کو خاص طور سے اس زبان سے بہت شغف رہا اور چونکہ ہندوستان کے ہر حصے میں اس کے بولنے اور سمجھنے والے موجود تھے اس لیے مذہبی معاملات کے لیے اسے رابطے کی زبان سمجھا گیا۔

شروع میں عربی و فارسی زبانوں میں قرآن مجید کے ترجمے اور تفسیریں لکھی گئیں مگر اس سے عام لوگوں کو زیادہ فائدہ نہیں پہنچ پاتا تھا، اس لیے سمجھ دار علماء کو یہ فکر ہوئی کہ اس کے معانی و مطالب کو عام فہم اردو میں پیش کریں تاکہ ملک کے زیادہ سے زیادہ لوگ اسے سمجھ سکیں۔ اردو دنیا کی علمی زبانوں میں سب سے کم سن ہے لیکن اس میں قرآن مجید کے ترجمے کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ اردو میں قرآن مجید سے متعلق کتب و رسائل کی تعداد ایک ہزار سے اوپر ہے، صرف تراجم و تفاسیر ہی ساڑھے چار سو ہیں۔ اس میں مختلف سورتوں اور آیتوں کی تفسیریں بھی شامل ہیں۔ اس تھوڑے سے وقت میں اس کا امکان تو ہے نہیں کہ ان تمام کا تعارف تو کیا ان کے نام بھی گنائے جاسکیں اس لیے ان میں سے چند کا مختصر تعارف پیش ہے اس سے آپ کو زبان و بیان کی تدریجی ترقی کا اندازہ بھی ہوسکے گا۔

تفسیر مرادیہ آخری پارہ کی تفسیر و ترجمہ ہے، اسے شاہ مراد اللہ انصاری نے ۱۱۸۵ھ میں تصنیف کیا اردو تراجم میں اسے پہلا ترجمہ کہا جاتا ہے۔ ۱۲۴۴ھ میں ہوگلی میں شائع ہوا گورنمنٹ بنگال نے اسے وہابی لٹریچر سمجھ کر ضبط کرلیا کچھ عرصہ بعد پابندی ہٹی تو متعدد بار شائع ہوا۔ انداز بیان اچھا، زبان سادہ اور سلیس اور اس دور کی اردو کا اچھا نمونہ ہے۔

شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمہ کو مکمل ترجموں میں اوّلیت کا شرف حاصل ہے۔ عام طور سے کسی اختلاف کے بغیر اسی ترجمہ کو سب سے بہتر تسلیم کیا جاتا ہے۔ بعد کے مترجمین نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ تحت اللفظ ترجمہ عام طور سے بے ربط معلوم ہوتا ہے لیکن ان کا ترجمہ تحت اللفظ ہونے کے ساتھ ساتھ عام فہم اور اچھا ہے۔ ترجمہ کا انداز اور عبارتیں بڑی حد تک شاہ مراد اللہ کے ترجمہ سے ملتی ہیں۔

شاہ عبدالقادر کے بڑے بھائی شاہ رفیع الدین کا ترجمہ لفظی ہے یہ ترجمہ ان کے شاگرد سید نجف علی نے جمع کیا ہے اس کی زبان سادہ اور عام فہم ہے جو لوگ الفاظ کے معانی سمجھ کر قرآن پڑھنا چاہیں ان کے لیے بہت مفید ہے اسے بھی بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اسی دور کے تین اور ترجموں کا پتہ چلتا ہے جو شائع نہیں ہوسکے ان میں سے پہلا سید شاہ حقانی سنہ ۱۲۰۶ھ کا ہے اس کا ذکر احسن مارہروی نے اپنی "تاریخ نثر اردو" میں کیا ہے۔ دوسرا اشرف خان دہلوی سنہ ۱۲۱۲ھ کا ہے اس کی زبان شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کے مقابلہ میں زیادہ صاف ہے اور لفظی پابندی میں اتنی سختی نہیں کی گئی ہے، اردو زبان کی تراکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا گیا ہے، حکیم محمد احمد خان نے داستانِ تاریخ اردو میں اس کا ذکر کیا ہے۔ تیسرا ترجمہ امانت اللہ صاحب ۱۲۱۸ھ کا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ہے۔ اس کا ذکر عبدالحق صاحب نے رسالہ اردو جنوری ۱۹۳۶ء میں کیا ہے اس ترجمہ میں میر بہادر علی اور کاظم علی بھی شریک تھے۔

اردو زبان مختلف قوموں کے میل جول سے وجود میں آئی، ظاہر ہے کہ اس کے اثرات بھی دیرپا اور دور رس ہوئے، ایک دوسرے کے تعلقات کو سمجھنے اور پرکھنے کا موقع ملا، زبان کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن اور مزاج و معاشرت بھی متاثر ہوئے، اردو ہندوستان کے تقریباً تمام حصوں میں لکھی بولی اور سمجھی جاتی ہے مگر ہر جگہ کے لب و لہجہ میں وہاں کے مقامی اثرات کا عنصر نمایاں ہے۔ خاص طور سے جنوبی ہند میں پرانے دور کی اردو میں جسے عام طور سے دکھنی کہا جاتا ہے، چونکہ اردو کی ترویج و ترقی میں وہاں کے لوگوں کا بڑا ہاتھ رہا ہے اس لیے جب قرآن کریم کے اردو ترجموں کا دور آیا تو وہاں کے لوگوں نے بھی اس طرف توجہ دی۔ نمونہ کے طور پر دو ترجموں کا تعارف درج ذیل ہے۔ پہلا ترجمہ خاصی قدیم زبان میں ہے اس کے مترجم کا نام اور سن تحریر کا پتہ نہیں چلتا، یہ آغا حیدر صاحب کے کتب خانہ میں موجود ہے، دکھنی زبان کا اچھا نمونہ ہے۔ دوسرا ترجمہ فوائدیہ کے نام سے آصفیہ لائبریری حیدرآباد میں قلمی موجود ہے، یہ سید باباقادری کا ترجمہ ہے جس میں جابجا تفسیری عبارتیں بھی شامل ہیں اس کی زبان بھی دکھنی ہے اور آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد کا اردو زبان کی تاریخ میں ایک اہم مرتبہ ہے، ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے اردو کی ترویج و ترقی اور تزئین و ترتیب میں نمایاں رول ادا کیا ہے اور اس کو نکھارنے اور سنوارنے اور خاص اسلوب دینے میں پیش پیش رہے۔ ان کے زمانہ تک پہنچتے پہنچتے اردو ایک اہم علمی و ادبی زبان بن چکی تھی اور قرآن مجید کا اس زبان میں ترجمہ کرنا علمی اور فنی نقطۂ نظر سے بڑی ذمہ داری کی بات سمجھی جاتی تھی، ان کا ترجمہ زبان و بیان کے اعتبار سے بہت شستہ، سلیس اور ادبی ہے، ان کی زبان دہلی کی خالص ٹکسالی زبان تھی اس لیے اس میں زبان کی تمام خوبیاں موجود ہیں، بعض علماء کو اس میں چند جگہوں پر اعتراض ہے۔ مولانا تھانوی نے "اصلاح ترجمہ دہلویہ" میں اس کی بعض غلطیوں کی طرف اشارے کیے ہیں۔

سرسید احمد خاں نہ صرف اردو زبان و ادب کے اہم ستون تھے بلکہ مسلمانوں کے بڑے محسن اور علوم اسلامی سے بہت دلچسپی رکھنے والے تھے، ان کے مذہبی عقائد بڑے ٹھوس اور پختہ تھے، مذہبی علوم و مسائل پر ان کی بڑی اچھی نظر تھی، انھوں نے مسلمانوں کی اصلاح اور بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالنے کی پوری کوشش کی۔ ان کا مشن تھا کہ مسلمان اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے وقت کے ساتھ چلیں اور سائنسی علوم کو سیکھیں اور ترقی کریں۔ انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر اپنے خاص انداز سے کی ہے۔ ان کا زور اس بات پر تھا کہ مسلمانوں کو اپنے عقائد و علوم میں پختہ ہونا چاہیے اور اس کی بنیاد قرآن اور سنت پر ہونا چاہیے، انھوں نے خود مذہب سمجھنے کے لیے قرآن مجید کا اور اس دور کی مروجہ تفسیروں کا بغور مطالعہ کیا تو ان کو اندازہ ہوا کہ اس میں قرآن مجید کی سچی روح نظر نہیں آتی۔ انھوں نے قرآن مجید کا گہرا مطالعہ کرکے خود قرآن ہی سے تفسیر کے اصول مرتب کیے اور اس کی روشنی میں اپنی تفسیر لکھی جس وقت انھوں نے تفسیر لکھی تو ان پر کفر و الحاد کے فتوے لگے اور ان کو بے دین کہا گیا، انگریز یہ سمجھتے تھے کہ ان کی مخالفت کی بنیاد قرآن مجید کی تفسیر نہیں ہے بلکہ وہ خیالات ہیں جو جدید تعلیم اور انگریزی علوم کی تائید کرتے ہیں۔ ان کے مذہبی عقیدہ کی بنیاد اس پر تھی کہ قرآن مجید اور قانون فطرت میں مکمل ہم آہنگی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کائنات اللہ کا عمل اور قرآن مجید اس کا قول ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے قول و فعل میں تضاد ممکن نہیں۔ وہ قرآنی احکامات کو ہر زمانے کے لیے واجب العمل سمجھتے تھے لیکن اس کی تفسیر و تاویل جو بہت سے مفسرین نے کی ہیں ان سے اختلاف کرتے تھے۔

تفسیر لکھتے وقت یہی سب باتیں سرسید کے پیش نظر تھیں، اسی لیے ان کی تفسیر میں کچھ انوکھا پن اور عام ڈگر سے ہٹی ہوئی باتیں نظر آئیں اور یہی اختلاف کا سبب بنا، انھوں نے تفسیر میں افسانوی انداز بیان اور بعید از عقل واقعات و روایات کو قابل اعتنا نہیں سمجھا اپنی تفسیر میں عقلی دلائل و تاویلات اور پوری دقت نظر کے ساتھ بحث کرکے افسانہ اور حقیقت کو الگ الگ کرکے پیش کیا ہے۔ انھوں نے انسانی عقل کو بار بار دعوت فکر دی ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ لوگ قرآن مجید میں بیان کیے ہوئے واقعات و قصص کو ایسی تعبیر میں نہ الجھائیں جنھیں عام عقلیت نہ سمجھ سکیں۔ بہرحال سرسید کی تفسیر عام ڈگر سے ہٹی ہوئی ہے اور اسی لیے اسکی مخالفت ہوئی لیکن اب جبکہ

سائنس کی ترقی ہو رہی ہے بہت سی باتوں میں ان کے خیالات کی تصدیق ہوتی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی جید عالم دین، فقیہ، مفسر اور محدث تھے، دینی علوم میں ان کو مکمل مہارت تھی، سلوک و معرفت کی راہ میں بھی بہت آگے تھے اور صحیح معنوں میں حکیم الامت تھے۔ مولانا کی تفسیر بیان القرآن اپنی بے شمار خوبیوں کی وجہ سے بڑی مقبول ہے، اس میں بہت ہی آسان انداز بیان میں مشکل مقامات کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ اس تفسیر کو لکھتے وقت انھوں نے خاص طور سے یہ خیال رکھا تھا کہ ترجمہ بہت آسان ہو، محاورات کا استعمال نہ ہو کہ یہ الگ الگ علاقوں کے ہوتے ہیں۔ بلا وجہ کی تفصیل اور غیر ضروری بحثوں سے اجتناب ہو۔ ربط کو خاص طور سے ملحوظ رکھا ہے۔ ان کی تفسیر کی بڑی اہمیت ہے، اور بہت پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب کا ترجمہ بھی مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ میں بہت مقبول ہے، یہ ترجمہ دراصل شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کی زیادہ واضح اور تفصیلی شکل ہے۔ اس ترجمہ پر حواشی سورہ نساء تک خود شیخ الہند نے لکھے تھے، بقیہ حواشی مولانا شبیر احمد عثمانی نے لکھے جو ہر اعتبار سے اچھے سمجھے جاتے ہیں

خواجہ حسن نظامی کے ترجمہ کا انداز دوسرے تمام تراجم قرآن سے مختلف ہے، وہ پہلے شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کو نقل کرتے ہیں، اس کے نیچے اپنا ترجمہ لکھتے ہیں، وضاحت کے لئے قوسین میں تشریحی عبارتیں اپنے مخصوص طرز میں لکھتے ہیں۔ ان کے اس انداز بیان کی وجہ سے معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی آسانی سے مطالب قرآن سمجھ سکتے ہیں۔

خواجہ صاحب کا ایک اور ترجمہ بھی ہے جو ترتیلی اردو ترجمہ کے نام سے مشہور ہے، اس میں بامحاورہ ترجمہ کے بجائے لفظی ترجمہ کیا گیا ہے۔

مولانا آزاد کا ترجمان القرآن اپنی گوناگوں خوبیوں کے لحاظ سے بے حد ممتاز و منفرد ہے، مولانا نے قرآن حکیم کا بہت گہرا مطالعہ کیا تھا، ان کی شخصیت کے ہر پہلو میں قرآن حکیم کی روح کارفرما نظر آتی ہے۔ انھوں نے قرآن مجید کے الفاظ پر بڑی توجہ اور انہماک سے غور کیا تھا، وہ خود لکھتے ہیں:

"قرآن میرے شب و روز کے فکر و نظر کا موضوع رہا ہے، اس کی ایک ایک سورۃ ایک ایک مقام ایک ایک آیت ایک ایک لفظ پر میں نے وادیاں قطع کی ہیں اور مرحلوں پر مرحلے طے کیے ہیں، تفاسیر و کتب کا جتنا مطبوعہ و غیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے میں کہہ سکتا ہوں، اس کا بڑا حصہ میری نظر سے گزر چکا ہے اور علوم قرآن کے مباحث و مقالات کا کوئی گوشہ نہیں جس کی طرف سے میں نے اپنی ذہن نے تغافل اور جستجو نے تساہل کیا ہو۔" (ترجمان القرآن ج ا ص ۱۹)

غالباً اسی غیر معمولی توجہ، محنت اور کاوش کا نتیجہ یہ نکلا کہ قرآن مجید کے لیے بے شمار معارف و حکم اور کمالات ان کی نظر کے سامنے آگئے اور ان کے ذہن و فکر میں وہ باتیں پوری واضح ہو گئیں جن تک عام ذہن کی رسائی ممکن نہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا مخصوص احسان اس عاجز پر یہی ہے کہ اس نے تفسیر بالرائے کی آلودگی سے پاک رکھ کر حقائق قرآنیہ کو منکشف کر دیا۔"

اسرائیلیات نے مذہب کے دائرے میں جن بے سر و پا افسانوں کو شامل کر دیا تھا اور بہت سے مفسرین نے ان کی تائید کر دی تھی اس سے مولانا نے اسلام کے دامن کو صاف کیا، دلائل و براہین سے ان باتوں کو رد کیا۔ مولانا نے اسلام کو جس طرح سے سمجھا تھا اور اسی کی روشنی میں وہ قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہیں، ان کا انداز معلمانہ اور مدرسانہ ہے، وہ قرآن کو قرآن ہی کی روشنی میں سمجھتے ہیں اور اسی انداز پر وضاحت کرتے ہیں۔

مولانا آزاد نے سورۃ الحمد کی تفسیر میں بہت تفصیل اور بڑی تلاش و جستجو سے کام لیا ہے اور بہت ہی عمدہ طور پر اس کو سارے کلام اللہ کی بنیاد مان کر اس کی تفسیر کی ہے۔ اس کی نمایاں حیثیت، جامعیت اور مرکزیت کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے، اسے کلام اللہ کے تمام مضامین کا مجموعہ قرار دیا ہے، اور باقی تمام قرآن کو اس کی تفصیل کہا ہے۔ مولانا کے انداز تفسیر کو سمجھنے کے لیے اسی سورۃ کی تفسیر پڑھ لینا کافی ہے۔ الجھی ہوئی اور پیچیدہ بحثوں کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے اور سمجھنے کے لیے اصحاب کہف کے واقعات کو مولانا آزاد کے نقطہ نظر سے دیکھیے تو بہت سی گتھیاں جن میں عام طور سے مفسرین الجھ گئے ہیں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ یا حضرت مسیح کے عفو و درگزر کے پہلو کو جس انداز سے مولانا نے پیش کیا ہے اس سے بھی اسلامی تعلیمات کے اس پہلو کا اندازہ ہوتا ہے کہ دشمن کو پیار کرنا، ایک گال پر طمانچہ مارنے پر دوسرا پیش کرنے کی ترغیب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اپنے دشمنوں کے آگے سپر ڈال دے یا ان کا عاشق زار ہو جائے۔ اس کا مطلب غیظ و غضب اور نفرت و انتقام کی جگہ محبت و اخوت اور دوستانہ جذبات کو پیدا کرنا ہے۔

بہرحال مولانا آزاد نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے ساتھ ساتھ ایک بڑا مذہبی فریضہ بھی ادا کیا۔ ممکن ہے کچھ لوگوں کو ان سے اختلاف ہو، اور یہ اختلاف تو انسانی سرشت اور بنیادی حقوق میں شامل ہے۔ اردو کی تفسیروں میں علمی و ادبی نقطہ نظر سے اس تفسیر کی خاصی اہمیت ہے۔

مولانا عبدالماجد دریابادی کی تفسیر ماجدی دور جدید کی تفسیروں میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ مولانا ایک بڑے فلسفی اور عالم دین ہونے کے ساتھ بلند پایہ ادیب و مفکر تھے، فلسفیانہ ذہن و دماغ نے ان کو کچھ دن تشکیک کے دریا میں بھی غوطے دیے، لیکن پھر وہ اس سے اس طرح نکلے کہ کسی قسم کا کوئی شک ان کے دل میں باقی نہ رہا۔ مذہبی علوم پر ان کو عبور حاصل تھا ان کے تمام مضامین اور کتابیں اس پر گواہ ہیں۔ ان کی تفسیر کا انداز سمجھنے کے لیے ان ہی کی تحریر ملاحظہ ہو:

"یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ قرآن لغت کے چلے ہوئے اور اصطلاحی مفہوم میں کوئی علمی یا ادبی یا تحقیقی مقالہ نہیں، علاوہ کتاب ہدایت ہے یا انسانی زندگی کا انفرادی و اجتماعی دستور العمل، اس کی دنیا سر تا سر حکمت و اخلاق، روحانیت، عبدیت و انابت کی دنیا ہے، اس کا ماحول تقویٰ و طہارت کا ماحول ہے۔ اس کے مغز تک پہنچنے کے لیے تقویٰ و طہارت کسی درجہ میں بہرحال ناگزیر ہے، طہارت جسم کی طرح طہارت قلب کا ذرا سا بھی اہتمام کیے بغیر محض زبان و لغت کے بل پر قرآن فہمی کی سعی یکسر لاحاصل ہے۔"

مولانا نے تشریحی و تفسیری نوٹ بڑی محنت اور تلاش و جستجو کے بعد لکھے ہیں، بے شمار عربی و فارسی اور اردو تفسیر کے حوالے دیے ہیں۔ عبارتوں میں ان کے انداز بیان کی شگفتگی اور زبان کی سلاست اور روانی نمایاں ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی تفہیم القرآن بھی قرآن فہمی کے سلسلے میں اچھی کوشش ہے، اس میں انھوں نے قرآن کریم کے مفہوم کو سمجھانے کے لیے ترجمہ کی عام ڈگر سے ہٹ کر آزاد ترجمانی کا طریقہ اپنایا ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ قرآنی عبارتوں کے مطالب کو اردو میں منتقل کر دیا جائے۔ زبان و بیان عام فہم ہے اور شگفتہ، سلیس اور رواں ہے۔

جیسا کہ ابتدا میں ذکر کر چکا ہوں کہ اردو میں تفاسیر و تراجم کی تعداد بہت ہے ان سب کا احاطہ اس وقت ممکن نہیں۔ یہ چند جن کا ذکر میں نے کیا ایک طرح سے مختلف قسم کی تفسیروں اور ترجموں کے نمونے ہیں۔ دوسرے بہت سی تفسیریں مثلاً مولانا عبدالحق حقانی (۱۸۸۷ء) کی تفسیر فتح المنان، مولانا سید امیر علی کی تفسیر مواہب الرحمٰن (۱۸۹۹ء)، مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کا ترجمہ (۱۹۰۰ء)، مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر ثنائی (۱۹۰۷ء)، مولانا عبدالدائم الجلالی کا ترجمہ (۱۹۲۷ء)، مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی کی تفسیر روح القرآن (۱۹۶۹ء) وغیرہ بھی اپنی خوبیوں اور علمی و فنی انداز بیان کی وجہ سے اہم تفاسیر میں شمار ہوتی ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

بقیہ :- پٹیالہ

جو کافی بوسیدہ حالت میں ہے لیکن اس کی ایک تاریخی حیثیت ہے۔

فتح گڑھ صاحب سرہند کے پاس ایک یادگاری گوردوارہ ہے۔ جہاں گرو گوبند سنگھ کے دو کمسن بچے زور آور سنگھ اور فتح سنگھ شہید ہوئے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۷۰۵ء کا ہے گوردوارہ فتح گڑھ کے نواح ہی میں روزہ شریف بھی جہاں فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں ایک امام رفیع الدین صاحب نے ایک مدرسہ قایم کیا۔ بعد میں تاریخ کا رد و بدل ہوتا رہا۔ اور مہاراجہ راجندر سنگھ کے عہد میں یہاں ایک روزہ بنا دیا گیا جس کی زیارت کے لیے دور دور سے لوگ آتے ہیں، اور ہر سال میلہ لگتا ہے۔

پنجور کا نام تو آپ نے ضرور سنا ہوگا۔ یہ شہر کالکا سے صرف تین میل کے فاصلہ پر ہے اور پٹیالہ ہی کا حصہ ہے۔ یہ شمالی ہندوستان کے قدیم ترین شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں پرانے زمانے کے مندروں کے کچھ نمونے اور خاص طور پر باغات دیکھنے لائق ہیں۔ باغ و بہار میں پنجور کا جواب نہیں۔ خاص طور پر مارچ اپریل میں چاروں طرف بہار ہی بہار کا سماں دکھائی دیتا ہے۔ پنجاب کے باغوں میں پنجور کے باغات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ (اردو سروس سے نشر)

اندرجیت لال ڈی ۴۱ مغل مہرپارک، نئی دہلی ۴۹
یکم اپریل ۱۹۸۲ء

اردو کی خواتین افسانہ نگار

عفیفہ بانو

افسانے کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی انسانی علم و آگہی کی تاریخ اور اس تاریخ کو بنانے میں خواتین نے مردوں کے دوش بدوش حصہ لیا ہے جہاں تک اردو فکشن کا سوال ہے اس میں خواتین کے چند ایسے نام آتے ہیں جن کی وجہ سے فکشن کو اعتبار اور وقار ملا ہے ان خواتین میں نذر سجاد حیدر، حجاب امتیاز علی اور صغرا ہمایوں مرزا کا نام سرفہرست ہے۔ انھوں نے جو روایت قایم کی تھی اسے آج خواتین افسانہ نگاروں نے اتنا آگے بڑھا دیا کہ کسی سے نقطہ نظر سے اگر چند افسانہ نگاروں کا ذکر کیا جائے تو اس میں کسی نہ کسی خاتون افسانہ نگار کا نام ضرور شامل ہوگا اور سچ بات ہے کہ آج بھی خواتین کی وجہ سے اردو افسانے کا بھرم قایم ہے۔

اردو افسانے کا ایک بڑا جاندار دور ترقی پسند تحریک سے شروع ہوتا ہے۔ اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ معاشی نابرابری ختم کی جائے اور سماج کے ہر طبقے کو زندہ رہنے کے یکساں مواقع فراہم کیے جائیں۔ اس تحریک کا یہ بھی مقصد تھا کہ بلا لحاظ مذہب و ملت و بلا تفریق جنس ہر ہندوستانی کے اندر سچی آزادی کا جذبہ بیدار کیا جائے۔ ترقی پسند ادیبوں نے اس مقصد کے حصول کے لیے عوام کے سامنے اپنی تخلیقات پیش کیں اور ان میں جو خواتین تھیں انھوں نے بطور خاص عورتوں کے مسائل کو موضوع قلم بنایا سنہ ۱۹۳۶ء کے بعد جن خواتین نے اردو افسانے کو سنوارا ان میں دو نام بطور خاص لیے جا سکتے ہیں ایک ہیں عصمت چغتائی اور دوسری ہیں ڈاکٹر رشید جہاں،

عصمت چغتائی کو زبان پر قدرت حاصل ہے وہ عورتوں کے مسائل کو عورتوں کی ٹکسالی زبان میں بیان کرنے کا سلیقہ جانتی ہیں اس لیے ان کے افسانے حقیقت نگاری کا بہترین نمونہ بھی ثابت ہوئے اور ان کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی۔ ان کا گھریلو زندگی کا مطالعہ اتنا گہرا اور سچا ہوتا ہے کہ وہ معمولی سے معمولی بات کو اپنے افسانے کا عنوان بنا دیتی ہیں اور اپنے زور قلم سے یہ ثابت کر دیتی ہیں کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی بلکہ زندگی کا کوئی بڑا تلخ تجربہ تھا۔ عصمت کے افسانوں کی تعداد بہت ہے۔ 'چھوئی موئی' سونے کا انڈا، چوتھی کا جوڑا، ہندوستان چھوڑ دو، بھول بھلیاں، 'ایک بات' 'لحاف' چوٹیں وغیرہ بہت مشہور ہیں۔ ان میں سے بعض بہت زیادہ قابل قدر ہیں۔ آل احمد سرور نے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "یہ ہر شیرینی میں تلخی ملا دیتی ہے اور حسین خواب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتی ہے اور اس پر افسوس ہوتا ہے کہ اس تخریب سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔"

"چوتھی کا جوڑا" افسانے میں ان کا طرز تحریر ملاحظہ ہو:

> "میرا جی چاہا کہ اس کا منہ نوچ لوں، کمینے مٹی کے تودے یہ سوئٹر ان ہاتھوں سے بنا ہے جو جیتے جاگتے غلام ہیں اس کے ایک ایک پھندے میں کسی نصیبوں جلی کے ارمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں یہ ان ہاتھوں سے بنا ہے جو ننھے پنگوڑے جھلانے کے لیے بنائے گئے ہیں ان کو تھام لو گدھے کہیں کے اور یہ دو پتوار بڑے سے بڑے طوفان کے تھپیڑوں سے تمہاری زندگی کی ناؤ کو بچا کر پار لگا دیں گے۔ یہ ستار کی گت نہ بجا سکیں گے۔ انھیں پیانو پر رقص کرنا نہیں سکھایا گیا۔ انھیں پھولوں سے کھیلنا نہیں نصیب ہو مگر یہ ہاتھ تمہارے جسم پر چربی چڑھانے کے لیے صبح سے شام تک سلائی کرتے ہیں صابن اور سوڈے میں ڈبکیاں لگاتے ہیں۔ چولہے کی آنچ سہتے ہیں۔ محنت نے ان میں زخم ڈال دیے ہیں۔ ان میں کبھی چوڑیاں نہیں کھنکتی ہیں انھیں کبھی کسی نے پیار سے نہ تھاما!"

ڈاکٹر رشید جہاں ایک دانشور افسانہ نگار تھیں۔ انھوں نے ترقی پسند تحریک کو آگے بڑھانے میں عملی حصہ بھی لیا تھا۔ وہ صرف افسانہ نگار نہیں تھیں بلکہ اس تحریک کی قائد اور رہنما تھیں ان کے افسانے ترقی پسند تحریک کی تعبیر پیش کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں کا ایک مجموعہ "عورت" کے نام سے شائع ہوا تھا اور اب ایک مجموعہ "شعلہ جوالا" ان کے انتقال کے بعد شائع ہوا۔ ان میں "آصف جہاں کی بہو" ان کا ایک قابل قدر افسانہ ہے اس کے علاوہ 'افطاری' 'فیصلہ'، 'بے زبان'، 'وہ جل گئی'، 'سلمہ'، 'ساس اور بہو' ہیں ڈاکٹر رشید جہاں کا انداز تحریر ملاحظہ ہو:

> "ہر وقت اپنا اور میرا مقابلہ بیٹے کے سامنے کیا کرتی ہیں۔ بھلا کہاں ماں اور کہاں بیوی۔ ان کا تو اس دن کلیجہ ٹھنڈا ہو جس دن وہ یا تو مجھے ماریں یا پھر گھر سے نکال دیں یا دوسری شادی کر لیں۔ اور بھی میری دیورانیاں اور جٹھانیاں ہیں وہ الگ الگ شہروں میں رہتی ہیں جب وہ آجاتی ہیں تو تھوڑے دن تو ان کی خاطر ہوتی ہے پھر ان میں بھی عیب نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ بری تو سب بہوئیں ہیں لیکن سب سے بری ہوں کیوں کہ میں تھوڑا پڑھی لکھی ہوں تو میم صاحب کا خطاب مل گیا ہے جب یہ اپنی بڑبڑاہٹ شروع کرتی ہیں تو میں ادھر جا کر کواڑ بند کر کے کچھ کام کرنے لگتی ہوں کہ نہ سنوں گی نہ برا لگے گا۔ اب صبح سے اس بات پر بڑبڑا رہی ہیں کہ میں نے کل سب بچوں کو ٹائیفائڈ کا ٹیکہ لگوا دیا ہے۔ ان کو تھوڑا تھوڑا بخار ہے۔"

نئے دور میں جو خواتین افسانہ نگار ابھریں ان میں شکیلہ اختر، صدیقہ بیگم سیوہاروی، ہاجرہ مسرور، خدیجہ مستور، سرلا دیوی، جیلانی بانو، واجدہ تبسم، صالحہ عابد حسین اور قرۃ العین حیدر کے نام زیادہ نمایاں ہیں۔ واجدہ تبسم کو تو حیدرآباد کی زبان وہاں کے محاورے اور وہاں کے روزمرے پر بے پناہ قدرت حاصل ہے اور وہ اپنے افسانے میں جی کھول کر ان کا استعمال کرتی ہیں مگر ان کا کمال یہ ہے کہ حیدرآبادی لہجے کی آمیزش سے ان کے افسانوں میں اور بھی جان آجاتی ہے۔ واجدہ تبسم نے حیدرآباد کی زوال آمادہ تہذیب کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور تہذیب میں خواتین کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اس کے اظہار میں انھیں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ ان پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ انھوں نے جنس اور جنسیات سے اپنے افسانوں کو داغ دار بنا دیا ہے لیکن در حقیقت وہ ہر چیز کو اپنی اصلی حالت میں دیکھنا اور دکھانا پسند کرتی ہیں اس لیے سماج میں اگر جنسی بے راہ روی آگئی ہے تو وہ اس پر پردہ ڈالنا نہیں چاہتی ہیں بلکہ سماج کو یہ دکھا دینا چاہتی ہیں کہ تمہارا عمل یہ

ہے اور تم تلقین کسی اور بات کی کرتے ہو۔

جیلانی بانو نے بھی اپنے افسانوں میں حیدرآبادی ماحول کی عکاسی کی ہے۔ صالحہ عابد حسین نقاد بھی ہیں اور ناول نگار بھی۔ ان کے افسانوں کا مجموعہ "نراس میں آس" فن افسانہ پر ان کی مضبوط گرفت کی غمازی کرتا ہے۔

مجھے سب سے پہلے جس خاتون کا نام لینا چاہیے تھا ان کا ذکر آخر میں کر رہی ہوں اور وہ ہیں قرۃ العین حیدر۔ ادھر انھوں نے ناول کے فن کی طرف زیادہ توجہ کی "آگ کا دریا" سے ان کی شہرت بام عروج پر پہنچ گئی۔ حال ہی میں ان کا ضخیم ناول "کارِ جہاں دراز ہے" شائع ہوا ہے۔ جو دراصل سوانحی ناول ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی کا آغاز افسانوں سے کیا ہے "ستاروں سے آگے" "پت جھڑ کی آواز" "شیشے کا گھر" ان کے مشہور افسانوی مجموعے ہیں۔

قرۃ العین حیدر نے مغرب و مشرق کے امتزاج سے اردو افسانے کو ایک ایسی منزل پر پہنچا دیا ہے۔ جس سے آگے جانے کے لیے دوسرے افسانہ نگاروں کو کافی محنت اور ریاض کی ضرورت پڑے گی۔

شکیلہ اختر کے کئی افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ بہار کی گھریلو عورتوں کی زبان اور بہار کے متوسط طبقے کے معیار زندگی کی عکاسی شکیلہ اختر کے افسانوں میں ملتی ہے۔ "لہو کے مول" ان کا ایک افسانوی مجموعہ ہے جو حال میں شائع ہوا ہے۔ اس مجموعے کے افسانوں میں زندگی کی تصویر کشی بڑے عمدہ طریقے سے کی گئی ہے۔ اور آسان و دلکش اسلوب اپنایا ہے۔

غرض ادب کی دوسری اصناف کی طرح خواتین نے اردو افسانے پر اپنا خون جگر صرف کیا ہے اور اسے دنیا کی ادبیات میں نمایاں جگہ دلانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی ہے۔

(گورکھپور سے فتہ)

غزل

عزیزہ بانو دارابہوکی

پڑا ہے زندگی کے اس سفر سے سابقہ اپنا
جہاں چلنا ہے اپنے ساتھ خالی راستہ اپنا

کسی دریا کی صورت بہہ رہا ہوں اپنے اندر میں
مرا ساحل بڑھاتا جا رہا ہے فاصلہ اپنا

لٹا کے اپنا چہرہ تک رہا ہوں اپنا منہ جیسے
کوئی پاگل الٹ کے دیکھتا ہو آئینہ اپنا

بستی، لوگ کہتے ہیں میرے خوابوں کی بستی ہے
گنوا بیٹھا ہوں بدقسمتی سے حافظہ اپنا

گئے موسم میں میں نے کیوں نہ کاٹی فصل خوابوں کی
میں اب جاگا ہوں جب پھل کھو چکے ہیں ذائقہ اپنا

فسانہ در فسانہ پھر رہی ہے زندگی جب سے
کسی نے لکھ دیا ہے طاقِ نسیاں پر پتہ اپنا

(گورکھپور سے)

ہم پہ الزام ہے

ہم نازک ہیں

عطیہ پروین

بڑا غصہ آتا ہے جب بھائی کے مقابلے میں ہم سے یہ کہا جاتا ہے۔

"ارے بس چھوڑو بھی۔ اس کا تمہارا کیا مقابلہ وہ مرد ہے تم نازک سی لڑکی!"

ہم چیخ رہتے۔

"کہاں پر سے نازک ہیں ہم۔ ملا کے دیکھ لیجیے ہماری کلائیاں بھائی سے موٹی ہیں آواز بھائی سے اونچی ہے۔"

"اور زبان بھائی سے لمبی ہے!" کوئی کہتا مگر ہم اپنی روانی میں ذرا بھی جھول نہ آنے دیتے کسی ریکارڈ کی طرح بجتے رہتے۔

"بھائی کی طرح ہم بھی اسکول جاتے ہیں، پتنگ بھی اڑا لیتے ہیں۔ گولیاں کھیل لیتے ہیں، فٹ بال اور والی بال ہمارا مشغلہ ہے۔ کبوتر بھی ہم اڑا لیتے ہیں سیٹی بھی بجاتے ہیں بھائی کی طرح ہم لنگڑی مار کے لوگوں کو گرا بھی دیتے ہیں کل ہی ہم نے بوا مرادن کو گرایا تھا....."

"مگر تم گڑیاں کھیلتی ہو لڑکیوں والا کھیل!" کوئی بولتا تو ہم بڑی زور سے اچھلتے۔

"آہا ہا اس سے کیا ہوتا ہے۔ بھائی بھی تو ہمارے ساتھ گڑیاں کھیلتے ہیں گھروندہ بناتے ہیں ہمارے گڈے کو دولہا بنا کے بکرے پر بٹھا کے چلتے ہیں ہمارے ساتھ جھولا جھولتے اور بانہم گویا الغلیس بجاتے ہوئے۔" بھائی بھی تو ہماری طرح رات میں باتھ روم جاتے ڈرتے ہیں جب تک ابا کھڑے نہیں ہو جاتے وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے چاہے بستر ہی گیلا کر دیں اور ابا کی مار پر بھوں بھوں روتے ہیں!"

ہم نے ایک زور کا قہقہہ لگایا۔ پھر بھی لوگ ہمیں بھائی کے برابر درجہ نہ دیتے ان کے جیسے کھیل کھیلنے پر ڈانٹے جاتے۔ ذرا اور بڑے ہوئے تو ایک کپڑے کو دوپٹے کے نام سے ہمارے گلے میں ڈال دیا گیا کیا مجال جو یہ دوپٹہ ذرا بھی گردن سے کھسکے ادھر کھسکا ادھر کسی بزرگ نے سخت ڈانٹ پلائی۔

اس ڈانٹ پر بس ہمارا خون کھول کھول جاتا۔ بھائی سے حسد بھی ہوتا کس مزے سے بغیر دوپٹے کے دندناتے پھر رہے ہیں۔ بڑا سخت وقت ہم پر وہ تھا جب ہماری ناک اور کان چھیدے جا رہے تھے ہم چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے۔

"ارے واہ بلاوجہ ہماری ناک میں سوراخ کیا جا رہا ہے آخر بھائی کی ناک کیوں نہیں چھیدی جاتی...."

مگر یہ ہمارا مقدر تھا۔ چند برسوں کے بعد ہماری ناک میں نتھ کے نام سے ایک نکیل ڈال کے ہمیں ایک شخص کے حوالے کر دیا گیا اور ہمارے بھائی ہماری جیسی ہی ایک مظلوم ہستی کو ہماری جیسی نکیل تھام کے گھر لے آئے۔

بھئی غصہ تو ہمیں اب بھی آتا ہے۔ آخر ہم پہ یہ الزام کیوں ہے کہ "ہم نازک ہیں"۔ ہمیں صرف ناز نخرے آتے ہیں محبوبیت کے انداز آتے ہیں۔ ہمارا تو خیال ہے صنف نازک کا ٹھپہ لگا کر ہمیں بے وقوف بنایا گیا ہے۔ ایک روز ہمارے ایک دیور صاحب نے ہم سے اسی موضوع پر گھنٹہ بھر بحث کی، کہنے لگے

"یہ آپ کو ماننا ہی پڑے گا آپ لوگ ہم مردوں جیسے کام نہیں کر سکتیں!" ہمارے تلوؤں سے لگی اور سر میں بجھی یا شاید سر سے لگی اور تلوؤں میں بجھی ہونٹ چبا کر ہم نے پوچھا "کن کاموں سے مراد ہے آپ کی؟"

گستاخی معاف! ؎

کیا نزاکت ہے کہ وہ ہنس کے یہ فرماتے ہیں
فرش مخمل پہ مرے پاؤں چھلے جاتے ہیں

میں نے ایک زہریلا قہقہہ لگا کے کہا۔

جناب یہ سب شاعروں کی بڑ ہے۔ انھوں نے ہم عورتوں کو موم کی گڑیا اور مصری کی ڈلیاں بنا کے رکھ دیا۔ فرش مخمل پر پاؤں تو آپ لوگوں کے چھلتے ہیں آپ نے ان عورتوں کو نہیں دیکھا جو سارا دن ننگے پاؤں پتھریلی اور جلتی زمین پر گھومتی ہیں اور پھر بھی پاؤں میں درد کی شکایت نہیں کرتیں

بلکہ اپنے مردوں کے نازک پیروں میں تیل کی مالش کرکے گھٹنوں ان کی پنڈلیاں اور پنجے دبایا کرتی ہیں انگلیاں چٹخاتی ہیں!"

وہ پھر بھی ہار نہ مانے بولے ــــ

"مرد لوگ بڑے بڑے بوجھ اٹھاتے ہیں...."

ہم نے فوراً ان کی بات اُچک لی۔

"عورتیں بھی بڑے بڑے بوجھ اٹھاتی ہیں۔ سب سے بڑا بوجھ تو ان کے کنبے کا ہوتا ہے جس کو وہ بقول آپ لوگوں کے اپنے نازک کندھوں پر اٹھاتی ہیں۔ عورتوں پر اب یہ الزام بھی تو نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ دن بھر گھر میں آرام کرتی ہیں۔ اور مرد غریب کماتا ہے۔ تھکا ماندہ گھر آتا ہے.... اب عورتوں نے یہ ذمہ داری بھی سنبھال لی ہے نہ صرف باہر کی ذمہ داری بلکہ گھر کی ذمہ داری بھی۔ دن بھر اسکول کالج یا آفس میں سر کھپانے کے بعد جب یہ نازک مخلوق گھر کے اندر آتی ہے تو گھریلو کام کا ایک بہت بڑا بوجھ ان کا منتظر ہوتا ہے۔ وہ ان چند گھنٹوں میں گھر کی صفائی بھی کرتی ہے۔ کھانا بھی پکاتی ہے بچوں کو بھی سنبھالتی ہے اور جناب ساتھ ہی ساتھ شوہر صاحب کے نخرے بھی برداشت کرتی ہے جتنی دیر وہ بغیر سانس لیے گھر کا کام کرتی ہے شوہر صاحب آرام سے پاؤں پھیلائے لیٹے ہوتے ہیں۔ سگریٹ انگلیوں میں نگاہیں اخبار پر، کان ریڈیو پر، چائے کی پیالی سامنے میز پر اور بیوی کے سامنے پر بڑے نخرے سے یہ نعرہ! "اف!! آج بہت تھک گیا"

"بولیے..... نازک کون ہوا؟"

وہ پھر بھی نہ ہارے گویا بہت دور کی کوڑی لائے۔

"سکندرِ اعظم بھی شاید مرد تھا اور نپولین اور رستم اور اس زمانے میں آئیے تو گاما پہلوان اور....."

ہم نے فوراً ان کی بات کاٹ لی۔

"اور جناب حمیدہ بیگم شاید عورت تھی جس نے بڑے بڑے پہلوانوں سے لڑنے کا دعویٰ کیا تھا..... رضیہ سلطان بھی شاید عورت ہی تھی آتشِ گل سے چھالے اس کے ہاتھ میں نہیں پڑتے تھے بلکہ وہ تلوار سنبھالتی تھی اور چاند بی بی، مہارانی جھانسی، بیگم حضرت محل اور ان جیسی بےشمار عورتیں کیا خیال ہے آپ کا کہ وہ صرف مسّی کی ڈبیہ اور سرمہ دانی سنبھال کے نہیں بیٹھی تھیں پھر بھی الزام ہے نزاکت ہم پر ختم ہے۔!"

وہ بڑے انداز سے فرمانے لگے۔

"جی ہاں! محبوبیت بھی"!

ہم نے پھر ان کی بولتی بند کردی۔

"یہ بھی صرف آپ مردوں کا ڈھکوسلہ ہے۔ وقت وقت کی موقع موقع کی بات ہے کبھی عورت محبوب نظر آئی تو کبھی کسی کو محبوب بنایا!"

بڑی زور سے ہنسے اور بولے

"جی ہاں! جیسے زلیخا نے حضرت یوسف کو محبوب بنایا تھا.... خدا بچائے۔!"

بالکل ہم نے فاتحانہ انداز میں کہا۔ اللہ نے ان کی محبت کو ایک نیا رنگ بھی دیا ان کی جوانی لوٹا کے.... اور جناب اس صنفِ نازک کے بارے میں کیا خیال ہے جس کو ساوتری کہا جاتا ہے اس نے اپنے شوہر کو محبوب بنایا تھا یوں بھی کہا جائے کہ محبوب کو شوہر بنایا تھا کتنی جی دار تھی وہ کہ اس نے یم راج سے اپنے شوہر کی جان دوبارہ مانگ لی۔ نزاکت اس پر ختم ہوتی تو وہ ستیہ وان کو مردہ دیکھ کر چیخ مارتی اور بے ہوش ہو جاتی یا پھر یم راج کو دیکھ کر "ادئی!" کہہ کر آنکھوں پہ ہاتھ رکھتی اور تھرتھر کانپتی ہوئی اپنے پران بھی کھو دیتی.... سیتا کو دیکھیے سودہ برس کا بن باس کاٹا کیا کیا دکھ نہ اٹھائے رام جی سے شکایت نہیں کی کہ ہائے! مجھ سے کانٹوں پر نہیں چلا جاتا ہائے مجھ سے جنگلوں کی خاک نہیں چھانی جاتی۔ عرب کی وہ شجاع بیٹیاں بھی آپ کو ضرور یاد ہوں گی جو میدانِ جنگ میں جا جا کے زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں ان کے دوا لگاتی تھیں...."

"اچھا مانا بڑی بہادر قوم ہے آپ کی۔ وہ پھر بھی مجھے چڑھائے جا رہے تھے۔ یہ بہادری اس وقت کہاں جاتی ہے جب بجلی چمکتی ہے اور بادل گرجتے ہیں تو ایک زوردار سریلی چیخ مار کر کسی پاس بیٹھے انسان پر دھاوا بول دیتی ہیں"

ہم نے پھر ایک کاٹ کھانے والا قہقہہ لگایا اور بول اٹھے ــــ

"اجی جناب! ہم نے بھی بڑے بڑے جی دار مردوں کو بادل کی گرج پر اف خدا کہہ کر آنکھیں بند کرتے دیکھا یا الاماں کہتے سنا ہے...."

"بجا فرمایا آپ نے" وہ بولے۔ اور یہ آپ کی بہادر قوم چھپکلی اور چوہیا کو دیکھ کر ایک چھلانگ لگاتی ہے اور پھر اوئی اللہ، ہائے اللہ کا نعرہ بلند کرتی ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے آپ کا؟"

"جس طرح آپ کی قوم میں کچھ بزدل لوگ ہوا کرتے ہیں اسی طرح ہماری قوم میں بھی کچھ ڈرپوک قسم کی خواتین ہوتی ہیں!"

"کچھ بھی ہو..... بغیر ہمارے سہارے کے آپ لوگ چل نہیں سکتیں!"

انھوں نے فقرہ چست کیا۔

ہم کو پھر غصہ آ گیا کڑک کر بولے۔

"بغیر ہمارے سہارے کے آپ لوگ بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ آپ لوگ بچے پال نہیں سکتے..... یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ بچوں کو سارا دن جھیلیں آپ لوگوں کو ایک گھنٹہ بھی ان کے ساتھ چھوڑ دیا جائے تو توبہ بول جاتے ہیں۔ ہم پہلے صرف گھر چلاتے تھے۔ اور اب باہر کا بار بھی اٹھا لیا ہے۔ اور جناب عالی یہ عورت ہی کی ہمت ہے کہ تخلیق کے مراحل طے کر لینے کے بعد مسکراتی ہے.... اس بہادری کو سلام نہ کریں گے آپ کہ موت کے منہ سے واپس آنا اور مسکراتے ہوئے آنا اکیلے نہیں ایک پیاری سی جان کو لے کر..... پھر اس ننھی سی جان کو اپنا خون ہنس ہنس کے پلانا اس کی پرورش میں رات و دن ایک کر دینا بڑے سے بڑا سورما اس نازک وجود ہی کا جنم دیا ہوا ہوتا ہے، آسمان سے نہیں ٹپکتا.... اب فرمائیے کہ نزاکت ہم پر ختم ہے اور یہ الزام کہاں تک درست ہے آپ کا!"

ان کو ہتھیار ڈالتے دیکھ کر ہم نے چہک کر بات آگے بڑھائی۔

"شہر کی عورتیں اگر آفس جاتی ہیں اسکول اور کالج سنبھالتی ہیں تو گاؤں کی عورتوں نے اس صنف کا سر اونچا کیا ہے۔ کھیت کھلیان سے لے کر گھر تک شوہر اور بچے سنبھالنے کے ساتھ ساتھ بھینس اور بیل بھی سنبھالنا خدا کی پناہ کتنے بڑے بڑے اناج اور بھوسے کے گٹھر اور لکڑیوں کا بوجھ وہ اٹھاتی ہیں بولیے جناب، نہ نازک کلائی میں موچ آتی ہے نہ پتلی کمر ہزاروں بل کھاتی ہے.... اور ان عورتوں کے لیے کیا کہتے ہیں آپ جو اپنے نکھٹو شوہروں کو کڑی محنت کرکے کھلاتی پلاتی ہیں اس وقت وہ خود محبوب نہیں ہوتیں ان کے شوہر ان کے محبوب ہوتے ہیں.....!"

"اب آپ تو....." وہ سر کھجانے لگے اور ہم نے چھیڑا!"

"دلاور صاحب! یہ ادا تو ہم عورتوں کے لیے مخصوص تھی یعنی ننھی سی نازک چٹکی سے اپنی ریشمی زلفوں کو خواہ مخواہ چھیڑنا.... اب یہ ادا آپ لوگوں نے لے لی ہے آنے والے کل میں انشاءاللہ ہم لوگ آپ لوگوں سے کہیں گے ؎

کیا نزاکت ہے جو توڑا شاخِ گل سے کوئی پھول
آتشِ گل سے پڑے چھالے تمہارے ہاتھ میں

یا یوں کہیں گے ؎

نازکی ختم ہے ان پر صاحب
فرشِ مخمل پہ پاؤں چھلتے ہیں

یا اس طرح کہیں گے...."

مگر ہمارا ایک اور شعر برداشت نہ کرتے ہوئے وہ یہ کہتے روانہ ہو گئے۔

"اچھا بھئی! آپ جیتیں ہم ہارے! آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔ یہ الزام ہم اپنے سر لیتے ہیں۔!"

اور ہم نے ایک فاتحانہ قہقہے کے ساتھ ان کو رخصت کر دیا۔

(لکھنؤ سے نشر)

عطیہ پروین
اندرون قلعہ رائے بریلی (یوپی)

غزل

محمد علی موج

سبھی تارے، سبھی جگنو میرے
اب وہ آنچل ہے اور آنسو میرے

سب کی آنکھوں میں اڑانیں تھیں میری
کس نے دیکھے پر و بازو میرے!

کیا حکایاتِ شب و روز کروں
ذہن میں ہیں رخ و گیسو میرے

قید کر لے کوئی آئینوں میں
عکس بکھرے ہوئے ہر سو میرے

ایک معصوم سا چہرا اے موج
کر گیا ذہن پہ جادو میرے

(آکاشوانی لکھنؤ سے)

شادی بیاہ میں فضول رسمیں

رضیہ تبسم

شادی شادمانی وکامرانی کا پیغام ہے۔ اس سے ازدواجی زندگی کی ابتدا ہوتی ہے۔ خاندان کے کسی فرد یا دوست کے گھر شادی ہو لیکن اس دن اور اس لمحے کا شدت سے انتظار ہوتا ہے شریک ہو کر محفل کی رونق بڑھانا اور طرح طرح سے مسرت کا اظہار کرنا ہمارا اخلاقی اور سماجی فرض ہے۔ لیکن اب اس سائنسی دور میں جب ہمیں کام کی زیادتی اور وقت کی کمی کا احساس ہے۔ ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ ہمارے یہاں شادی بیاہ کے موقعے پر طرح طرح کی جو رسمیں ادا کی جاتی ہیں ان سے انسانی ذہن جسم، وقت اور اخراجات وغیرہ پر کیا اثرات ہوتے ہیں؟

یہ ضرور ہے کہ ان رسومات سے ہماری تاریخ وابستہ ہے۔ ہمارے تہذیب وتمدن کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن ان میں کچھ ایسی فضول رسومات بھی ہیں۔ جن سے آپس کے تعلقات بگڑنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ ہندوستان میں کچھ ایسی رسومات ہیں جو ہندوستان کے تقریباً سب ہی مذاہب میں رائج ہیں۔ جیسے کنگن باندھنے ہلدی لگانے کی رسم شادی سے ایک ہفتہ پہلے اور پرانے زمانے میں تو ایک یا دو ماہ پہلے ہلدی لگا کر مایوں بٹھانے کی رسم تھی لیکن اب کچھ لوگ بارات سے دو دن پہلے یا ایک دن پہلے بھی یہ رسم ادا کرنے لگے ہیں۔ ہلدی لگانے کی رسم قریب قریب پورے ہندوستان میں رائج ہے۔ لڑکے کے یہاں بھی یہ رسم ادا کی جاتی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ لڑکے کے ساتھ یہ رسم بارات سے ایک دن پہلے یا بارات کے دن ادا کی جاتی ہے۔ بس سمجھ لیجئے کہ اس رسم سے گھر کی رونق بڑھ جاتی ہے۔ قریبی رشتہ دار اور مہمانوں سے گھر بھر جاتا ہے۔ گھر والوں کو مہمان داری اور شادی کی تیاریوں سے فرصت نہیں ملتی۔ مایوں بٹھانے کی رسم کے بعد مڑوے اور رت جگے کی رسم۔ اس کے علاوہ کچھ ایسی رسومات بھی ہیں جن سے خاندانی وقار اور شان وشوکت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے مانجہ پہنانے کی رسم اس میں جن کے گھر شادی ہوتی ہے ان کے لڑکے یا لڑکی جس کی شادی ہونے والی ہوتی ہے۔ انھیں خاندان کے قریبی رشتہ دار اپنی حیثیت کے مطابق کپڑے پہناتے ہیں اور صاحب خانہ بھی اپنے ان رشتہ داروں کو شادی کی خوشی میں کپڑے پہناتے ہیں۔ اس رسم سے آپس میں خلوص ہمدردی اور محبت کا اظہار تو ہوتا ہی ہے لیکن ایک ہی خاندان میں مختلف حیثیت کے لوگ ہوتے ہیں ایسے موقعوں پر اُن قریبی رشتہ داروں کے لیے یہ شادی تکرو تردد کا باعث بن جاتی ہے جو اپنے محدود معاشی وسائل کی بنا پر اچھے کپڑے اور دلہن یا دولہا کی سلامی وغیرہ کا معقول انتظام نہیں کر پاتے۔

مسلمانوں کے یہاں عقد کے فوراً بعد لڑکے کے سامنے طشت میں رکھ کر انگوٹھی، بٹوہ، گھڑی، قلم، روپے دینے کا عام رواج ہے۔ مجلس میں بیٹھے لوگوں کی نظر عقد کے وقت ان سامانوں پر زیادہ ہوتی ہے۔ لڑکی والوں کے لیے بڑی آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ اگر ان کا یہ سامان لڑکے کے معیار پہ پورا اترا تو بہت خوشی کی بات ہے ورنہ اکثر ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ نوشہ منہ پھلا کر اس لیے بیٹھا ہے کہ بٹوے میں سلامی کا روپیہ کم ہے۔ گھڑی وغیرہ ان کے معیار کی نہیں یا خلعت پہنانے کی جو رسم ادا کی گئی ہے اس کا کپڑا لڑکے کی پسند پر پورا نہیں اترا۔ اب ذرا سوچیے ایسی حالت میں لڑکی والوں کے دل پر کیا گزرتی ہے۔

غیر مسلم گھرانوں میں بھی لڑکے کے گھر لڑکی کے گھر سے تلک آنے کی رسم رائج ہے۔ اس دن لڑکے کے گھر میں بڑی چہل پہل ہوتی ہے۔ تلک میں آنے والے سامان جس میں لڑکے کے لیے گھڑی، انگوٹھی، سونے کا چین، اسٹیل چاندی اور کانسے کا برتن، کپڑے اور روپے دینے کی رسم عام ہے۔ تلک کی بڑی دھوم ہوتی ہے اور تلک دیکھ کر ہی لڑکی والوں کے خاندان اور معیار کا پتہ چل جاتا ہے۔ شادی بیاہ کی یہ ایسی رسمیں ہیں جنھیں غریب سے غریب انسان بھی پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان رسوم کی ادائیگی میں اکثر لوگ اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ذہنی پریشانی اور قرض کے بوجھ سے دب جاتے ہیں۔ بات صرف یہیں ختم نہیں ہو جاتی ہے۔ عقد کے بعد لڑکے والوں کے یہاں سے آئے ہوئے کپڑوں میں شہلانے، چوتھی اور دسہرے کے جوڑوں کی بڑی اہمیت ہے۔ اور ان جوڑوں کے علاوہ سات، گیارہ، اکیس اور کہیں کہیں باون جوڑوں کا بھی رواج ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے یہاں چڑھاوے کی رسم عام ہے جس میں کپڑوں کے علاوہ لڑکی کے لیے زیورات بھی لائے جاتے ہیں۔ کپڑے اور چڑھاوے کو دیکھ کر ہی لوگ لڑکی کی قسمت کا فیصلہ کر بیٹھتے ہیں۔ ان رسومات میں نام و نمود اور ظاہری آن بان کو کافی دخل ہے۔ لوگ فخر کے ساتھ ان سامانوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

منہ دکھائی کی رسم بھی بہت عام ہے۔ جس میں لڑکا اپنی طرف سے گھڑی، انگوٹھی یا کوئی اور زیور لڑکی کو پیش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ گھوڑا چھینکائی کی رسم جیسے اب گھوڑا چھینکائی تو نہیں ہاں موٹر چھینکائی کہہ لیجئے جس میں لڑکی کے بھائی لڑکے کو اس وقت تک اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے جب تک وہ اپنی خواہش کے مطابق نوشہ سے ایک رقم نہ اینٹھ لیں۔ بات صرف سالوں تک ہی ختم نہیں ہوتی۔ اندر سالیاں بھی گھیرتی ہیں۔ اور وہ بھی جوتا چرا کر روپے وصول کرتی ہیں۔ اکثر گھرانوں میں ان تمام رسومات کو ادا کرانے کی بھی رسم ہے۔ جیسے میراثن یا وہ عورتیں جو تمام رسومات مثلاً منہ دکھائی، سیندور دلائی، آرسی، مصحف اور نچھاور وغیرہ کی رسم ادا کرانے کے طفیل میں وہ بھی لڑکے والوں کی طرف سے نیگ کی رسم کہہ کر روپے اینٹھتی ہیں۔

اسی طرح لڑکے کے گھر جب دلہن رخصت ہو کر جاتی ہے تو وہاں بھی رسموں کا ایک طویل سلسلہ شروع شروع ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلے تو گھر کی بڑی بوڑھی عورتیں لڑکی کے رخسار چراغ اور گھی سے سینکتی ہیں اور چاول اور پیسے نچھاور کرتی ہیں۔ اور دلہن کے پیروں میں صندل لگاتی ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ رخسار سینکنے سے لڑکی کم سخن ہوگی اور صندل کا پیر گھر کے لیے مبارک ثابت ہوگا

یہ تو وہ رسومات ہیں جن میں ہم صرف پیسے کا ہی خرچ دیکھتے ہیں۔ لیکن کچھ ایسی رسومات بھی ہیں جن میں وقت کی بربادی ہوتی ہے۔ جمانے یا نچھاور کرنے کی رسم ٹونے اور سہاگ گانے کی رسم، شربت نوشی اور کھیر چٹائی وغیرہ۔ ان رسومات کی ادائیگی میں ساری ساری رات عورتیں جاگتی رہتی ہیں اور شادی کے بعد ہفتوں ان کا ذہن اور جسم اس لائق نہیں رہتا کہ وہ کچھ اور کام کر سکے۔ جبکہ مسلمانوں کے یہاں عقد کے بعد ہی شادی کا مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ تو اس قدر توہم پرست ہوتے ہیں کہ وہ وقت اور ساعت کے چکر میں پڑ کر بھی خواہ مخواہ شادی

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

اردو شاعری میں

استادی شاگردی کی روایت

سالک لکھنوی

اردو شاعری میں استادی شاگردی کی ابتدا کب سے ہوئی یہ کہنا مشکل ہے۔ اردو شاعری کی کلاسیکی شکل فارسی شاعری کا چربہ ہے۔ لیکن فارسی میں استادی شاگردی کی روایت نہیں ملتی رودکی، فردوسی، انوری، نظامی، عطار، سنائی، خیام، رومی سعدی، حافظ اور جامی جیسے مشہور عالم اور عہد ساز شعرا کے استادوں کے نام کہیں نہیں ملتے۔ مکتبوں اور مدرسوں میں جو بھی علم عروض پڑھایا گیا وہی ان بزرگوں کے لیے بس تھا۔

اردو میں جس نے سب سے پہلے شاعری کی وہ تھے میر جعفر زٹلی انھوں نے اورنگ زیب کا زمانہ پایا تھا۔ اعظم شاہ بن عالمگیر کے عہد میں وہ قتل کر دیے گیے — اسی زمانے میں اردو غزل کے شاعر اول ولی دکنی بھی تھے۔ خان آرزو اور جان جاناں مظہر کے ذریعہ اردو شاعری میں استادی شاگردی کی ابتدا ہوئی۔ چنانچہ مرزا رفیع سودا نے شاہ حاتم سے اصلاح لی — میر نے اپنا ابتدائی کلام اپنے ماموں خان آرزو کو دکھایا۔ یقین دہلوی جان جاناں مظہر کے شاگرد ہوئے اردو شاعری کی تاریخ بتاتی ہے کہ صوفیوں کے سلسلوں کی طرح اردو شاعری میں بھی استادی شاگردی کے سلسلے قایم ہوئے کچھ درمیان میں منقطع ہو گئے۔ کچھ ابتدا سے آج تک قایم ہیں صوفیوں کے سلسلوں کی طرح شاعری میں بھی جانشین استاد کی روایت نے جنم لیا — جانشینی کے لیے ادبی جنگیں بھی ہوئیں۔ چنانچہ داغ کی جانشین کے لیے بیک وقت کئی دعویدار پیدا ہو گئے۔ سائل اور بیخود کے شاگردوں نے دہلی میں خوب اودھم مچایا۔ کچھ شاگردوں نے نوح ناروی کو جانشین مانا۔ اہل بہار نے مبارک عظیم آبادی کو داغ کا جانشین قرار دیا۔ بنگال میں بھی حضرت وحشت کے انتقال کے بعد ان کی جانشینی کا قضیہ حضرت بیخود اور حضرت شاکر کلکتوی کے ماننے والوں کے درمیان کچھ عرصہ تک کشیدگی کا باعث رہا۔

اردو شاعری کے زندہ مرکز چار شہروں پر مشتمل رہے ہیں۔ دہلی، لکھنؤ، عظیم آباد اور کلکتہ۔ ان چاروں مرکز میں استادی شاگردی کی کڑیاں اگر ڈھونڈی جائیں تو ناسخ لکھنوی کے سلسلے کے سوا بقیہ سلسلوں کی آخری کڑی کسی نہ کسی دھلوی استاد کے ہاتھ میں نظر آئے گی — یہ تفتیش دلچسپ اور کارآمد بھی ثابت ہوگی۔ مثلاً اگر ہم یہ دیکھنا چاہیں کہ سودا کے ہم عصر میر ضاحک کے سلسلے نے کیا دیا تو اردو مرثیے کی ایک بڑی تاریخ سامنے آجائے گی اس سلسلے کی کڑیاں ہمیں بتائیں گی کہ مرثیے نے کیونکر ترقی کی۔ ایک کڑی نے پہلے سے جو پایا تو دوسروں کو اس سے زیادہ دیا۔ یہاں تک کہ مرثیہ زبان و بیان، تصور و تخیل کی اس بلندی پر جا پہنچا جو حد آخر ہے۔ یہ سلسلہ کچھ یوں ہے۔ میر ضاحک کے بیٹے میر حسن (جن کی مثنوی سحر البیان اردو کی بہترین مثنوی مانی جاتی ہے) ان کے بیٹے میر خلیق جنھوں نے مرثیے کی نئی داغ بیل ڈالی، ان کے بیٹے میر انیس جو اردو مرثیے کے خاتم الکلام مانے جاتے ہیں۔ ان کے بیٹے میر نفیس۔ یہ سلسلہ بیسویں صدی تک پہنچتے پہنچتے میر عشق عاشق اور تعشق تک چلا جس کے بعد مرثیہ گوئی میں گنجائش باقی نہ رہی۔ حتیٰ کہ حضرت آرزو لکھنوی جیسا ماہر زبان و فن جب مرثیے کے میدان میں آتا ہے تو وہاں گم ہو جاتا ہے!

مصحفی، آتش و ناسخ لکھنوی۔ غالب، مومن اور ذوق دہلوی کے نام کون اردو داں نہیں جانتا۔ ان بزرگوں کے سلسلے شاگردوں کی کڑیوں کے ذریعہ دہلی سے لکھنؤ عظیم آباد، اور کلکتہ تک کچھ اس طرح پھیلے کہ کڑیاں الجھ کر رہ گئیں اور خود چھوٹے بڑے حلقوں میں تقسیم ہو گئیں۔ ہندوستان میں کون سی ایسی جگہ ہے جہاں اردو شاعر نہیں؟ ہر شاعر کسی نہ کسی استاد سے منسلک نظر آئے گا۔ استاد بہ استاد ہر شاعر یا لکھنؤ پہنچ کر دم لے گا یا دہلی میں نظر آئے گا۔ ہندو پاک میں سلسلہ ذوق کے شعراء کی اگر ایک فہرست بنائی جائے تو ایک موٹی کتاب بن جائے گی۔ اقبال، وحشت سے ذوق تک کے سفر میں چند عہد ساز ہستیوں کے بہت گہرے نقوش قدم ملتے ہیں۔ شاہ نصیر دہلوی کے شاگرد ذوق ان کے شاگرد محمد حسین آزاد (صاحب آب حیات) اور داغ دہلوی، داغ کے شاگرد نوح ناروی آپکی مولانا ظفر علی خاں سیماب اکبر آبادی، سائل و بیخود دہلوی ناطق گلاوٹھی، جوش ملسیانی، تلوک چند محروم، احسن مارہروی، شمس کلکتوی، شمس کے شاگرد اکمل اور وحشت وحشت کے شاگرد ابو جعفر کشفی، پروفیسر بیخود جمیل مظہری آصف و آصف بنارسی، سید محمود طرزی اور شاکر کلکتوی شاہ نصیر دہلوی سے آج ناظم سلطانپوری تک کوئی دو سو برس کا زمانہ ہوتا ہے لیکن سلسلہ جاری و زندہ ہے!

احسن مارہروی کے شاگرد ابرار حسنی مرحوم کا بھی ایک بڑا حلقہ ہے۔ یہ حسرت موہانی کا سال ہے۔ ان کا سلسلہ بھی مومن کے ذریعہ شاہ نصیر تک پہنچتا ہے اور وہ یوں ہے شاہ نصیر، شاگرد مومن، ان کے شاگرد اصغر علی نسیم دہلوی ان کے شاگرد امیر اللہ تسلیم لکھنوی اور ان کے شاگرد حسرت موہانی!

ریاض خیرآبادی بھی مصحفی تک پہنچتے ہیں۔ مصحفی کے شاگرد تھے رشید لکھنوی ان کے شاگرد امیر مینائی اور ان کے شاگرد ریاض خیرآبادی۔ ایک دوسری کڑی کے ذریعہ فراق گورکھپوری براہ آتش، مصحفی سے جا ملتے ہیں کیوں کہ آتش مصحفی کے شاگرد تھے۔

لکھنؤ سے کلکتہ تک ایک اور سلسلہ بھی ہے جو مشہور صحافی اور شاعر ابراہیم ہوش تک آجاتا ہے۔ ناسخ کسی کے شاگرد نہیں تھے۔ ان کے شاگرد ہوئے علی اوسط رشک ان کے شاگرد جلال لکھنوی۔ ان کے شاگرد آرزو لکھنوی آرزو کے مشہور شاگردوں میں آل رضا، وصی احمد اخگر، ارم، پرواز، ناوک، نواب دہلوی، جرم سکندرپوری خود صاحب دیوان شاعر ہیں۔

مشہور شاعر اور ادیب طباطبائی لکھنوی جو واجد علی شاہ کے ساتھ کلکتہ آئے اور عرصے تک مٹیا برج میں مقیم رہے پھر حیدرآباد چلے گئے اور نظام کالج میں پروفیسر ہوئے۔ وہ زار شعر میں پنڈت مینڈو لال زار لکھنوی کے شاگرد تھے۔ اور زار آتش کے شاگرد تھے۔ نظم طباطبائی کے کلکتہ میں دو شاگرد ملتے ہیں۔ ایک شوق رام پوری، دوسرے ٹالی گنج کلکتہ کے شہزادہ توفیق جو ٹیپو سلطان کے پوتے تھے۔ یہ سلسلہ وہیں ٹوٹ گیا۔

غالب خود کسی کے شاگرد نہیں تھے لیکن ان کے سینکڑوں شاگرد تھے۔ نام آوروں میں چند ہوئے۔ حالی، امام بخش صہبائی جنھیں سنہ ۱۸۵۷ء میں توپ سے اڑا دیا گیا تھا۔ ارشد گانوی، قربان علی، سالک اور صفیر بلگرامی صفیر کے شاگرد شاد عظیم آبادی اور عین الہدیٰ ثمر، شاد کے سینکڑوں شاگرد ہیں لیکن نام پایا بس، یگانہ چنگیزی اور بیتاب عظیم آبادی نے۔ ثمر کے شاگرد تھے مشہور انقلابی شاعر

پرویز شاہدی جن کے شاگرد ہیں ڈاکٹر عبدالرؤف، کیدار ناتھ ثریا۔ اور غزل کے مشہور شاعر پروفیسر اعزاز افضل۔

شاہ نصیر کا ایک سلسلہ امیر اللہ تسلیم کے ذریعہ بنگال تک بھی پہنچتا ہے۔ امیر اللہ تسلیم کے شاگرد نعیم لکھنوی ان کے شاگرد خواص قریشی اور سید فیع رہبر۔ خواص کے مشہور شاگردوں میں نورالعین نقاد مرحوم اور جناب ولی رحمٰنی

استادی شاگردی کی رسم بہت سے اساتذہ کے لیے ذریعہ معاش بھی رہی ہے۔ مصحفی مالی پریشانیوں کے سبب اپنے اشعار فروخت بھی کر لیتے تھے۔ جلال لکھنوی کا دستور تھا کہ بغیر مالی منفعت کے کسی کے کلام پر اصلاح نہیں دیتے تھے۔ شاکر کلکتوی کو بھی ان کے شاگردوں کی جانب سے ماہانہ ملتا تھا۔ بہزاد لکھنوی کے استاد ذاکر لکھنوی فی غزل ایک روپیہ نذرانہ قبول کر لیتے تھے۔

ترقی پسند تحریک نے استادی شاگردی کی روایت ختم کرنے کی کوشش کی اگرچہ خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن ایک بڑا دل بغیر کسی کی رہنمائی کے رواں دواں نظر آیا۔ اقبال سہیل، سردار جعفری، مخدوم محی الدین، کیفی اعظمی ساحر لدھیانوی، سلیمان اریب نہ خود کسی کے شاگرد تھے نہ کسی کو شاگرد بنایا۔ اس گروپ میں جاں نثار اختر مستثنیٰ ہیں۔ وہ اپنے والد مضطر خیرآبادی کے شاگرد تھے۔ مضطر نے ریاض خیرآبادی سے اصلاح لی اور اس طرح یہ سلسلہ بھی مصحفی تک پہنچتا ہے۔

استادی شاگردی کی روایت اہم بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔ اہم اس لیے کہ زبان و بیان، محاورہ و روزمرہ اور فن کی باریکیاں بغیر کسی مشاق اہل فن کی رہنمائی کے دامن میں نہیں آتیں۔ بے استادہ کہیں نہ کہیں پکڑا جاتا ہے۔ نقصان دہ اس لیے کہ ہر شاگرد اجتہادی فطرت کا مالک نہیں ہوتا۔ وہ استاد کی لکیروں کا فقیر بن کر اپنی شخصیت کھو بیٹھتا ہے۔ بہت سے استادوں کا طرز اصلاح بھی دل شکن سا ہے۔ استاد چاہتا ہے کہ شاگرد اس کا ہمنوا بھی ہو۔ ورنہ بجائے اصلاح مصرعوں کے مصرعے بدل ڈالتا ہے۔ قدیم روایت شعری کے لیے اطراف قدیم الخیال اساتذہ کے لیے گردن زدنی ہے۔ معشوق چاہے خنجر آزمائی کرے یا تیر و تفنگ سے کام لے لیکن غزل میں اگر عاشق نے کہیں معشوق کے ایک چانٹا رسید کر دیا تو استاد ایسے شاگرد کو شہر شاعری سے شہر بدر کر دیتا ہے۔ ایسے اساتذہ تاریخ زبان کا یہ بنیادی اصول فراموش کر بیٹھتے ہیں کہ:

زبان زمانے کا ساتھ دینے پر مجبور ہے۔ زمانہ زبان کے لیے نہیں رک سکتا!

(کلکتہ سے نشر)

سالک لکھنوی
۲۔ سوترکن اسٹریٹ
کلکتہ۔ ۱

جب ہم پڑھتے تھے

سیدہ مہرالنسا بیگم

جب ہم پڑھتے تھے اس دور کو یاد کر کے ماضی کے کئی دریچے کھل جاتے ہیں۔ لگتا ہے وقت کی رفتار تھوڑی دیر کے لیے تھم سی گئی ہے۔ مہربان استادوں کی شبیہہ نظروں میں گھومنے لگتی ہیں۔ جن کو عمر رواں کے تیز دھارے پر بہتے ہوئے پلٹ کر دیکھنے کی مہلت نہ ملی۔ زمان و مکان ہر دو نے ان سے جدا کر دیا۔ پرانے واقعات تبدیلی مناظر کی طرح روپ دھار کر سامنے سے گذرتے ہیں پھر یہ سب گریزاں لمحے لاشعور میں دوبارہ گھل مل جاتے ہیں۔

حیدرآباد میں میر عثمان علی خاں نظام سابع حکمراں تھے جن کا دور اطمینان خوشحالی اور علمی ترقی کے لیے ضرب المثل ہے۔ محبت نوازش اور رواداری کی فضا تھی۔ سروجنی نائیڈو کے نغمے ابھی کانوں میں صدائے بازگشت بنے ہوئے تھے۔ سب سے زیادہ محبوب شاعر اقبال تھے۔ ہر طرف دلوں کو گرما دینے والے اشعار گونجتے تھے کبھی ؎

کھول آنکھ فلک دیکھ زمیں دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

اور کبھی۔ ؎

تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

اس قسم کے اشعار نوجوانوں کو حرکت اور عمل پر آمادہ کرتے۔ جوش کے شعلہ بار اور جگر کے لالہ زار اشعار کے لوگ دلدادہ تھے۔ وحید اور مخدوم کے نوخیز اشعار کانوں میں رس گھول رہے تھے۔ پطرس، حجاب، شفیق الرحمٰن عصمت اور منٹو کے افسانے شوق سے پڑھے جاتے تھے۔

جامعہ عثمانیہ حیدرآباد جو ایشیا کی ایک زبردست یونیورسٹی ہے اور میر عثمان علی خاں کی ذاتی دلچسپی کا مظہر ہے یہ جامعہ اپنے اعلیٰ معیار علمی کی وجہ سے ایک خاص مقام کی حامل تھی۔ یہاں کے پروفیسرز کا تبحر علمی اور اعلیٰ قابلیت ایسی تھی کہ ان کے اس دور کے شاگرد دنیا کے مختلف حصوں میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے۔ اور کئی تو علم و فضل میں شہرہ آفاق ہو گئے۔ دارالترجمہ کا جو شعبہ یہاں قایم کیا گیا تھا اس میں تمام مروجہ علوم کے بہترین ترجمے ہوئے۔ جامعہ کی لائبریری ہر قسم کے ادبیات سے مزین تھی۔ تحقیق کرنے والوں کے لیے ایک وسیع ذخیرہ موجود تھا۔ سائنس کے میدان میں بھی تجربات جاری تھی۔ عبدالقادر سروری اور زور صاحب خاص طور پر دکنی اردو کے سرپرست تھے۔ غرض کہ اس وقت کے حیدرآباد کو علم و فن کا گہوارہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔

جامعہ عثمانیہ میں مخلوط تعلیم نہیں تھی۔ نہ نظام دکن اس کے حامی تھے اور نہ ہی اس وقت کی فضا سازگار تھی۔ لیکن وہ تعلیم نسواں کے حامی تھے لہٰذا اسی یونیورسٹی کی ایک شاخ کے طور پر کلیہ اناث قایم ہوا۔ یہ زنانہ کالج ابتدا میں مسز سروجنی نائیڈو جیسی علم دوست ہستی کے مکان میں رکھا گیا بعد میں نامپلی روڈ کے کئی بڑے بنگلوں میں منتقل کیا گیا۔ آجکل ریذیڈنٹ کی وسیع کوٹھی میں یہ کالج منتقل ہو چکا ہے۔

چند ساتھیوں کے ساتھ میں سنہ ۱۹۴۶ء میں گرلز کالج نامپلی سے ویمنس کالج یا کلیہ اناث میں شریک ہو گئی۔ ایسا لگتا تھا کہ ایک نئی فضا میں سانس لے رہے ہیں۔ کالج میں آرٹس اور سائنس ہر دو فیکلٹی کا انتظام تھا۔ تاہم ایم۔ایس سی کی طالبات کو لیکچرز کے لیے جامعہ عثمانیہ لے جایا جاتا تھا۔ کالج کا ہوسٹل، کتب خانہ، کامن روم سب ہی مکمل اور سہولت بخش تھے۔ ہاسٹل کے لیے میٹرن مقرر تھیں جو مستعدی سے سب کام انجام دیتیں۔ مردوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ صرف بائیو کیمسٹری پڑھانے مرد پروفیسرز آتے تھے۔ پورا عملہ خواتین ہی کا تھا حتیٰ کہ آفس کلرک بھی خواتین ہی تھیں غرض کہ اس تعلیم کے سیاہ و سپید پر خواتین ہی کی حکمرانی تھی۔

مسز نائیڈو کی دختر مس لیلامنی نائیڈو، مس شراف، مس بھروچہ، مس بودھن انگریزی پڑھاتیں۔ آرٹس کے دیگر مضامین کے لیے رضیہ بیگم، زبیدہ یزدانی، شہنشاہ بیگم، جعفری بیگم، جہاں بانو نقوی، زینت ساجدہ اور رفعیہ سلطانہ تھیں۔

ان کے علاوہ اور بھی کچھ جونیئر لیکچررز تھیں۔ سائنس کالج میں بھی خواتین پروفیسرز کا بڑا عملہ تھا۔ تجربہ گاہوں میں طالبات سرگرمی سے کام میں منہمک نظر آتیں۔

تعلیمی تفریح کے لیے طالبات کو مختلف مقامات پر پہنچایا جاتا ہے اسپورٹس اور گیمس میں حصہ لینے کے لیے پورے مواقع فراہم کیے جاتے۔ بزم ادب میں لیکچررز کی زیر نگرانی طالبات مباحثہ تقاریر اور بات چیت میں حصہ لیتیں باہر سے مہمان لیکچررز بھی بلوائے جاتے۔ کبھی کالج کی شاعر طالبات مشاعرہ منعقد کرتیں۔ اس دور کی ہر دلعزیز شاعرہ وحیدہ نسیم تھیں جو طنزیہ اور مزاحیہ نظموں کے لیے مشہور تھیں۔ عید دیوالی اور مختلف تہوار منائے جاتے۔ ڈراموں میں بھی طالبات کی چھپی صلاحیتیں ابھرتیں۔

کالج کی پرنسپل اس وقت بیگم زین یار جنگ جو بوبو آپا کہلاتی تھیں۔ نواب بیگمات کا طنطنہ اعلیٰ ظرفی اور خاندانی سطوت و جلال چہرے سے نمایاں تھے۔ کافی معمر تھیں واکنگ اسٹک کے سہارے کالج میں خراماں خراماں گھومتی نظر آتیں۔ میرے داخلے کے چند دن بعد وہ اپنی خدمت سے سبکدوش ہوگئیں اور ان کی جگہ مس نیل پرنسپل بن کر آگئیں ان میں اپنی قوم کی ساری خوبیاں موجود تھیں پابندیٔ وقت اور جفاکشی بدرجہ اتم تھی۔ دفتری اور انتظامی امور کی نگرانی میں بڑی جفاکش تھیں۔ اس زمانے میں کالج کی بسیں ہوا کرتی تھیں جو طالبات کو مختلف محلوں سے لاتیں اور لے جاتیں۔ مس نیل خود ان بسوں میں باری باری بیٹھ کر جاتیں اور محلوں کے لحاظ سے طالبات کی فہرستیں بنا کر انھیں بھجواتیں۔ عہدے کے لحاظ سے ان کی یہ عرق ریزی نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ لڑکیوں کے ڈائننگ ہال سنور گئے جاڑے کا عمدہ انتظام ہوگیا اور ہر شعبے میں ایک رونق سی آگئی۔

میرے پسندیدہ مضمون اردو کی صدر شعبہ جہاں بانو نقوی تھیں۔ انھیں اس دورِ فانی سے کوچ کیے مدتیں ہوگئیں۔ سوچتی ہوں تو دل اداس ہوجاتا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے "یہ زمین کتنے آسماں کھائے بیٹھی ہے"۔ بڑی ہی دلکش شخصیت کی حامل تھیں۔ دبلا پتلا نازک مرمریں جسم چھوٹا سا قد، چہرے پر سرخی کی لہر، مزاج میں متانت کے ساتھ ساتھ مزاح سے لطف اندوز ہونے کی پوری صلاحیت تھی۔ اخلاق سے ذرا بھی گری ہوئی بات طبع نازک پر گراں گذرتی۔ کئی کتابوں کی مصنفہ تھیں، غالب کی شاعری سے بے حد لگاؤ تھا۔ طریقہ تفہیم اتنا دلچسپ تھا کہ پچاس منٹ کا پیریڈ کب کا پھلانگ کر یہ جا وہ جا۔

زینت ساجدہ اور رضیہ سلطانہ اس وقت بحیثیت جونیئر لیکچرر کالج میں آئیں۔ دونوں ہنس مکھ با اخلاق اور اپنے مضمون میں ماہر تھیں لیکن زینت ساجدہ اپنی سادگی مجلسی ہونے کی وجہ سے جلد ہر دلعزیز بن گئیں۔ اب تو دونوں ہی جامعہ عثمانیہ میں پروفیسر اور ریڈر ہیں، ایک دفعہ زینت ساجدہ کا پیریڈ تھا۔ میر کے اس شعر پر دیر تک بحث رہی ؎

میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

لنچ کا وقفہ ہوتے ہی ہم ڈائننگ ہال کی طرف لپکے۔ ادھر سے زینت صاحبہ نے آواز دی، اسٹاف روم پہنچے۔ الماری سے ایک تصویر نکالی گئی کسی نوبیاہتا جوڑے کی تھی۔ جو خوب رو ہونے کے ساتھ ساتھ جامع زیب بھی تھا۔

لڑکی کی آنکھیں دیکھ کر ہم حیران رہ گئے۔ ایسی ہی آنکھوں کو دیکھ کر میرؔ نے یہ شعر کہا ہوگا۔ نیم باز مست اور شراب کا خمار لیے ہوئے۔ استاد کی کامیابی کا راز یہی ہے کہ طلباء میں مضمون کا سچا ذوق پیدا کردے۔ یہ فن انھیں ایک مکمل استاد ثابت کرگیا۔

فارسی ہم نے کچھ رضیہ آپا سے اور کچھ سعیدہ مظہر سے پڑھی۔ رضیہ آپا نے ایران کے شعراء انوری خاقانی سعدی، حافظ اور عرفی کو اس خوبی سے سمجھایا کہ اکثر اشعار آج بھی نوکِ زبان ہیں۔ فارسی کی محبت انھیں ریسرچ کے لیے ایران کشاں کشاں لے گئی جس پر انھوں نے ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے۔

انگریزی ہم نے مس بھروچہ اور مس شروف سے پڑھی یہ پارسی خواتین کتنی نیک دل تھیں ان کا فیض یوں بھی رہا ہے کہ اکثر نادار طالبات نے مالی امداد حاصل کرکے تعلیم کی تکمیل کی۔ یا تو یہ کلاس میں پڑھاتیں یا پھر لائبریری میں ضخیم کتابوں میں دھنسی رہتیں۔ قابلیت کا وہ عالم تھا کہ ایک ایک نکتہ کو کئی کئی طریقے سے سمجھا کر بھی ان کی تشفی نہ ہوتی۔ یہ دونوں جتنی سادگی پسند تھیں اتنی ہی نظم و ضبط کی پابند تھیں۔ علم کا شغف اور طلباء سے شفقت کا سلوک کبھی نہیں بھلایا جاسکتا ان کی جمالیاتی حس بے حد تیز تھی۔ شوخی اور مزاح میں شائستگی کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹتا تھا۔ ان کے پاس اخلاقی اقدار کی کتنی اہمیت تھی۔ بے تکلف ہوتے ہوئے بھی ایک ایسا فاصلہ درمیان رہتا جس سے استاد اور شاگرد کا رشتہ بنا رہتا۔

کالج میں ہوم سائنس کے شعبے میں پکوان سکھانے مس خورشید دکاجی کی خدمات حاصل کی گئی تھیں جو اس فن میں ماہرانہ قدرت رکھتی تھیں۔ جس طرح مصالحوں کی آمیزش سے پکوان کو لذت بخش بناتیں اس طرح مختلف دلچسپ قصوں اور چٹکلوں سے گفتگو کو بھی چاشنی دیتیں۔ شاہی خاندانوں کے نجی واقعات اس طرح سناتیں جیسے وہ رازِ درونِ خانہ جانتی ہوں اور ہم لوگ بے خبر چراغ رہ گذر رہیں۔

کالج کی خالص علمی فضا اتنی بوجھل اور سنجیدہ بھی نہیں تھی اپنے ایک مخصوص مزاج کے ساتھ شوخی اور شرارت کے نت نئے ڈھنگ نظر آتے۔ نقلیں اتاری جاتیں۔ سینئر طالبات جونیئر طالبات کی خبر لیتیں چھیڑ چھاڑ کے مزے بھی آتے وقت پڑنے پر ایک دوسرے کی ممد و معاون بھی بنتیں۔ قعرِ مصیبت سے کھینچ کر نکالا بھی جاتا اور اشک شوئی بھی کی جاتی۔ کبھی سیلاب زدگان کی امداد کی جارہی ہے تو کبھی سپاہیوں کے لیے اونی لباس تیار ہو رہے ہیں۔

غرض کوئی نہ کوئی سرگرمی سے اس گھر کی رونق قائم رہتی اب نہ وہ دور واپس آسکتا ہے نہ گردشِ ایام انھیں لوٹا سکتا ہے ؎

گو وقت کے ایوان میں گل ہوگئیں قندیلیں
یادوں کے شبستاں میں برہم نہ ہوئی محفل

(اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

سیدہ مہرالنساء بیگم
صدر معلمہ مدرسہ فوقانیہ نسواں
پربھنی (مہاراشٹر)

غزل

سکندر علی وجد

رنگ لایا دوانا پن میرا — سی رہے ہیں وہ پیرہن میرا
میں نویدِ بہار لایا تھا — تذکرہ ہے چمن چمن میرا
اس کی نیچی نگاہ کے آگے — ہیچ ہے حرف صد سخن میرا
لالہ و گل کھلے ہیں خاروں پر — ان میں الجھا تھا پیرہن میرا
اس نے دیکھا تھا مسکرا کے کبھی — عمر بھر دل رہا مگن میرا
یہ بھی اب تک نہیں ہوا معلوم — میں سجن کا ہوں یا سجن میرا
کیا تجھے بھی خیال آتا ہے — کبھی بھولے سے، جانِ من میرا
مسکراتا ہے میرے دیواں میں — ہر جگہ یار کم سخن میرا
شبنمِ فکر و گلستانِ سخن — جگمگاتا ہے پھول بن میرا
جو بھی ہے سب تری عنایت ہے — جان میری نہ یہ بدن میرا
یار، اغیار لوٹتے ہی گئے — تلملاتا رہا دکن میرا
اے شرابِ سخن کے متوالو! — کچھ سخن ہی نہیں ہے فن میرا

وجد کس کا وطن، کہاں کا وطن
وہ جہاں ہیں وہی وطن میرا

(اورنگ آباد سے نشر)

موسمیاتی تبدیلی اور خشک سالی

محمد خلیل

ہم موسمیاتی آثار چڑھاؤ سے بخوبی واقف ہیں۔ موسمیاتی آثار چڑھاؤ میں بارش کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن بارش کے نہ ہونے پر گزشتہ برسوں میں ملک میں متعدد بار خشک سالی کا سامنا رہا ہے۔ انھیں مسائل کے مدنظر گزشتہ دنوں نئی دہلی میں موسمیات کے عالمی ماہرین کی ایک پانچ روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ آیا ایسی تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں جن سے بارش میں کمی ہونے کا علم پہلے سے ہو جائے تاکہ خشک سالی کا مقابلہ کیا جا سکے۔ یہ کانفرنس موسمیات کے عالمی ادارہ کی جانب سے منعقد کی گئی تھی۔ اس کانفرنس کا افتتاح مرکزی وزیر سیاحت و شہری ہوابازی شری اے پی شرما نے کیا۔ شری شرما نے سائنسدانوں پر زور دیا کہ وہ مانسون کے مزاج میں تبدیلی اور بارش میں کمی کے اسباب کا جائزہ لیں۔ کیونکہ اگر حکومت کو پہلے سے یہ علم ہو جائے کہ کہاں پر بارش ہونے کے آثار نمایاں ہیں تو وہ ایسی تدابیر اختیار کر سکتی ہے کہ چند متاثرہ علاقے کے لوگوں کو کم سے کم نقصان پہنچے۔

انھوں نے کہا کہ موجود ٹکنالوجی میں پیش رفت اور خلائی میدان میں ہندوستان کی کامیابی کے بعد اب ماہرین موسمیات کے لیے یہ دریافت کرنا شاید مشکل نہ ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ چند سال تو مانسون اچھا رہتا ہے لیکن چند سال مانسون خراب ہو جاتا ہے۔ یہ کانفرنس بلانے کی تجویز سب سے پہلے ہندوستان کے شعبہ موسمیات کے ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر پی کے داس نے ۱۹۷۹ء میں عالمی موسمیاتی کانگریس میں رکھی تھی جسے ایشیا اور افریقہ کے ممالک نے سراہا تھا۔ اس کانفرنس میں نو ملکوں کے ۵۰ نمائندوں نے شرکت کی اور اس بات پر غور کیا کہ خشک سالی کا زراعت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ خشک سالی کا مانسون کی تبدیلی سے کیا تعلق ہے۔ اور خشک سالی سے متعلق پیش گوئی کیسے کی جا سکتی ہے۔ اگر ہم گزشتہ کچھ برسوں کا جائزہ لیں تو یہ بات صاف طور پر ابھر کر سامنے آجاتی ہے کہ دنیا کے کچھ علاقوں میں بار بار سوکھا پڑا اور بارش میں نسبتاً کمی ہوئی۔ ظاہر ہے کہ بارش میں کمی سے اناج کی پیداوار متاثر ہوتی ہے اور بہت سی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۳ء تک افریقہ میں جو سوکھا پڑا اس سے تقریباً ۲ کروڑ آبادی متاثر ہوئی۔ ایک لاکھ افراد ہلاک ہوئے اور ان کے ایک تہائی سے زیادہ مویشی مارے گئے۔ خود بھارت میں ۱۹۷۹ میں مانسون کی بارشیں وقت سے پہلے ختم ہو گئیں۔ ۱۹۸۱ء میں بھی مانسون کی بارش میں کمی ہو گئی جس سے ملک کے کچھ علاقوں کو کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

اس کانفرنس کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ کون سے طریقے اختیار کیے جائیں کہ ہمیں یہ پہلے ہی سے علم ہو جائے کہ کون سے علاقے میں کم بارش ہونے کا امکان ہے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کو وقت پر اناج بھیج کر ہزاروں قیمتی جانوں کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس کانفرنس میں بحث مباحثے کے دوران مختلف ممالک کے نمائندوں نے اپنے اپنے تجربات بیان کیے اور ان کے ملکوں نے اس میدان میں جو تحقیق کی جا رہی ہے اس کی کچھ خاص باتوں سے کانفرنس کو آگاہ کیا۔ بہرحال اس پر سبھی متفق تھے کہ خشک سالی ایک انسانی مسئلہ ہے جس پر جلد سے جلد قابو پانا بے حد ضروری ہے۔

کانفرنس میں غیر ملکی نمائندے یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوئے کہ خشک سالی کا پہلے سے پتہ لگانے کے میدان میں بھارت میں کافی کام ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر بھارت کے محکمۂ موسمیات نے کمپیوٹروں کے ذریعے نئے نئے تجربات کر کے خشک سالی کی پیشن گوئی کرنے کی اپنی صلاحیت میں اضافہ کر لیا ہے۔ بارش سے متعلق اعداد و شمار جمع کر کے کمپیوٹروں میں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اور ایک ماہ پہلے ہی یہ بتلانے میں کامیابی حاصل کر لی جاتی ہے کہ کون سے علاقے میں کتنی بارش ہونے کا امکان ہے۔ اگرچہ یہ پیشن گوئی سو فیصدی صحیح ثابت نہیں ہوتی پھر بھی ۶۰ سے ۶۵ فیصدی اس میں صداقت ضرور ہوتی ہے۔ تیز منصوبہ بندی، تیزی سے اطلاعات فراہم کرنے اور لوگوں کو پہلے سے خبردار کرنے کے ذریعے اب اگرچہ خشک سالی سے پہلے کی طرح جانیں تلف نہیں ہوتیں لیکن پھر بھی یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر پوری طرح سے قابو نہیں پایا جا سکا۔ یہ نہایت حوصلہ کن بات ہے کہ ۱۹۸۲ کے شروع میں جب ملک کا پہلا ارضی ساکن سیارہ خلا میں چھوڑا گیا تو اس سے موسمی حالات کی پیشن گوئی کرنے کی ہماری صلاحیت میں مزید اضافہ ہوا اس سے محکمۂ موسمیات کو پہلے سے ہی مانسون بادلوں کی بناوٹ اور ہواؤں کے دباؤ کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا اور ہمارے سائنسداں، مانسون کے بھارت پہنچنے سے پہلے ہی اس بات کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ مانسون میں کتنی شدت ہے۔ اور کہاں کہاں اس کا دباؤ کم رہیگا۔

دراصل موسمیاتی تبدیلی اور خشک سالی کا یہ مسئلہ صرف بھارت کے لیے ہی نہیں ہے بلکہ دوسرے بہت سے ملک بھی کم و بیش ویسے مسائل سے دوچار ہیں جو بھارت کو درپیش ہیں۔ اس لیے امید کی جانی چاہیے کہ اس کانفرنس میں جو تبادلۂ خیالات ہوا اس سے بھارت ہی نہیں ایشیا اور افریقہ کے دوسرے ممالک بھی فائدہ اٹھا سکیں گے۔

(نیوز سروسز ڈویژن سے نشر)

محمد خلیل

سائنس کی دنیا (اردو) سی، ایس، آئی، آر نئی دہلی

بقیہ: شادی کی رسمیں

کو طول دیتے ہیں۔ سچ پوچھیے تو ان تمام رسومات کی ادائیگی میں توہم پرستی اور مافوق الفطری عناصر پر اعتماد کو بہت زیادہ دخل ہے۔ کچھ لوگ ابھی بھی یہ سمجھتے ہیں کہ دلہن پر جن و پری کا سایہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اپنے اعتماد کے مطابق وہ ٹونے ٹوٹکے کی رسم ادا کرتے ہیں تاکہ وہ سائے شادی کے بعد ہٹ جائیں۔ بعض گھروں میں تو دلہن کو اس طرح سے چھپا کر رکھا جاتا ہے کہ ان پر کسی بیوہ یا بدنصیب عورت کی نظر نہ پڑ جائے۔ شادی میں لوگ دولہا اور دلہن کو دیکھنے آتے ہیں جبکہ یہاں دلہن کو ہی چھپا دینے کی رسم ہے۔

تاریخ کا مطالعہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ان رسومات میں انڈو اسلامک کلچر سے تعلق ہے۔ کیونکہ بہت سے ایسے رسومات ہیں جو ہندو اور مسلمان کے یہاں ایک ہی طرح رائج ہیں اور کچھ ایسے رسومات ہیں جو مذہبی اعتبار سے تھوڑی سی شکل بدل کر دونوں کے یہاں ہی مروج ہیں کون سی رسم کہاں سے آئی ہے۔ یہ بتانا تو مشکل ہے لیکن یہ ضرور کہوں گی کہ ان رسومات سے علیحدہ ہو کر شادی کا فریضہ ادا کیا جائے تو طرفین کو شادی کی صحیح خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ (پٹنہ سے نشر)

شام ڈھلے محبوب کا انتظار

اردو افسانے میں

رفیعہ منظور الامین

اب سوال یہ ہے کہ محبوب کے انتظار کے لیئے شام ہی کا انتخاب کیوں ہو ــــــ مجنوں فرہاد وغیرہ صاحبان تو نہ تپتی دوپہر دیکھتے تھے نہ چٹکتی ہوئی چاندنی ــــ بس جنگل ــــ صحرا میں اچھلتے پھاندتے محبوب کا لاحاصل انتظار کیئے جاتے تھے۔ لیکن جناب وہ زمانہ بھی تو اور تھا ــــ وہ عاشق بے روزگار تھے اور کاہلی کا یہ عالم تھا کہ کھانا نہ ملے تو صحرا کے خاروں تک کو نوالہ بنا لیتے تھے۔ آج کا کہانی کار اس نازک نکتے کو سمجھتا ہے ــــ وہ جانتا ہے کہ آج کا عاشق فکر معاش نہ کرے تو کوئی اسے بیٹی نہیں دیتا۔ پھر ابا جان کی پھٹکار، اور اماں جان کا واویلا الگ ــــ اور تو اور نوکری نہ کرے تو کوئی اس کا محبوب یا وہ کسی کا محبوب بن ہی نہیں سکتا۔ کسی محبوب قبیلے کا ممبر بننے کی Basic Qualification نوکری ہے۔

چنانچہ یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ محبوب کا انتظار شام ہی میں کیوں کروایا جاتا ہے ؟ اس لیئے کہ دفتروں کا وقت پانچ بجے تک تو رہتا ہی ہے ــــ یا پھر عاشق اتفاق سے اور ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے کہ عاشق کالج یا یونیورسٹی کا طالب علم ہو تو بھی فرصت ہوتے ہوتے شام ہو جاتی ہے اور

میخواری پھر عام ہوئی ہے ۔۔۔ توبہ غرق جام ہوئی ہے
آؤ چلو میخانے جائیں ۔۔۔ وقت سے پہلے شام ہوئی ہے

یہ تو ہوا ان حریص بے صبر رندوں کا حال جو پینے کے لیئے شام سے پہلے ہی شام کو بلا لیتے ہیں۔ گویا شام نہ ہوئی شراب نوشی کا ممنوعہ لائسنس ہو گیا۔

شام پر شب خوں مارا تو تھا شاعروں نے لیکن کہانی کاروں نے سوچا کہ وہ کیوں پیچھے رہیں انھوں نے بھی جھٹ شام کو اپنی گرہ میں باندھ لیا اور سونپ دیا اپنے کرداروں کو اور ان جہاندیدہ کرداروں نے بھی سوچا کہ شام کا اس سے اچھا مصرف اور کیا ہو سکتا ہے کہ محبوب کا انتظار کیا جائے۔ اس میں خرچ بھی کچھ نہیں ہوتا ــــ شام گزارنے کے لیئے سینما کی ٹکٹ تک نہیں خریدنی پڑتی ــــ بس کہیں کسی پارک میں پتلون کی گرد جھٹک کر کسی گھسی پٹی سیڑھی پر پیر لٹکائے گھوم گھام کر آنے والا راستہ تاکا جائے جہاں سے ان کا محبوب جلدی جلدی سبک قدم اٹھاتا ــــ بدن چراتا ان کے پاس پہنچ جائے۔

اگر ایسے میں اماں نے سبزی لانے کے لیئے جھولا ہاتھ میں تھما دیا تو نئی مصیبت۔ ہاتھ میں سبزی کا جھولا لے کر بھی کہیں محبوب کا انتظار کیا جاتا ہے۔ سبزی کا جھولا تو خطرناک حد تک زندگی کی حقیقت ہے ــــ اور ــــ حقیقتوں کا انتظار تو سرے سے کرنا ہی نہیں پڑتا۔ وہ تو یوں ہی ناریل کی طرح سر پر ٹوٹتی ہی رہتی ہیں ــــ ان میں وہ رومانس کہاں جو محبوب کے انتظار میں ہے۔ محبوب کا انتظار تو کسی اور دنیا کی چیز ہے ــــ جہاں حوروں کے مرمریں جسم ایک دوسرے میں مدغم ہوتے رہتے ہیں ــــ پھولوں کی پنکھڑیاں مسرور کن انگڑائیاں لیتی ہیں ــــ جہاں نکہت گل مجسم سامعہ بن کر شکست رنگ کی جھنکار سن سکتی ہے ــــ جہاں کارخانوں کی اونچی اونچی چمنیاں گندہ غلیظ دھواں نہیں اگلتیں جہاں دشمن کھلیانوں میں آگ نہیں لگاتے۔ جہاں نئے نوٹوں کی دھار سے چادر عصمت چاک نہیں ہوتی ــــ پھر بھی سوال اٹھتا ہے کہ محبوب کا انتظار ملگجی شام ہی میں کیوں ہو ــــ؟ ہو سکتا ہے اس کا مقصد ہی ملگجی شام کو رنگین بنانا ہو۔

یہاں ایک دو ملبق دیئے جائیں تو بیجا نہ ہوگا۔ واضح ہو کہ یہ ذاتی تجربے پر مبنی نہیں ہیں۔ صرف جہاندیدگی کا اظہار ملحوظ ہے۔ ہر کام کا ایک سلیقہ ہوتا ہے ــــ انتظار میں بھی سلیقے کا دامن نہیں چھوٹنا چاہیئے۔ اگر یہ طے کر ہی لیا گیا ہے کہ بھئی فلاں شام سے ہر روز محبوب کا انتظار شروع کرنا ہے تو سب سے پہلے کسی سہانی دوپہر محبوب کا انتخاب کرنا ہوگا۔

یہ کام بڑے سمجھ بوجھ کا ہے۔ اس کے لیئے یہ معلوم کرنا بہت ہی ضروری ہے کہ محبوب کے کنبے کا کوئی فرد کسرتی بدن والا تو نہیں ہے۔ کسرتی بدن والوں کی سائیکالوجی یہی ہوتی ہے کہ وہ کسی نہ کسی کو دن میں تارے دکھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس نہ دوربین ہوتی ہے اور نہ دوربینی ــــ کسی کے کباب میں ہڈی بننا کہاں کی دوربینی ہے جبکہ کل کو زمانہ ان کے لیئے بھی ستمگار بن سکتا ہے ــــ لیکن زیادہ کسرت دماغ کو کند کر دیتی ہے ــــ وہ فوراً اپنی توپ کا رخ شام کے دھندلکے میں منتظر عاشق کی طرف کر دیتے ہیں ــــ کسرتی بدن والوں کو منچلے عاشقوں سے قلبی بغض ہوتا ہے جو شام کا وقت کسی اکھاڑے میں گزارنے کے بجائے محبوب کے انتظار جیسے سبک کام میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ مردوں کا یہ شیوہ نہیں ہوتا ــــ

ویسے محبوب کا انتظار ایک ایسی بنجر زمین ہے جہاں صرف خواب اگتے ہیں اور ان کی تعبیریں وہیں دفن ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی جھولی وہ بھی جھوٹ۔

اب یہ سوال کہ دوپہر میں محبوب کا انتظار کیوں کیا جائے ــــ کسی اور وقت کیوں نہیں، تو اس کا جواب ہے کہ محبوب صبح مکتب جاتا ہوگا۔ اس کے چھت پر جانے کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ صبح مہری البتہ دھوئے ہوئے کپڑے الگنی پر لٹکا ضرور آتی ہے۔ محبوب بہ فرض محال گھر میں ہو بھی تو جھروکے سے جھانکنے کبھی نہیں آئے گا۔ کیوں کہ اس وقت اکثر اس کی نگاہیں دودھ والے یا دھنیئے یا کسی اور پھیری والے کے فراق میں جھروکہ اپنے نام کیئے ہوتی ہیں ــــ ہاں صرف دوپہر میں محبوب پتنگیں دیکھنے کے لیئے چھت پر آتا ہے ــــ ٹھیک اسی وقت اپنی پتنگ اس کے سر پر دے ماریئے اور اسی شام سے اس انتظار شروع کر دیجیئے۔ یہی نسخہ سب سے زیادہ کارگر ہے جسے برسہا برس سے محبوب کا انتظار کرنے والے آزماتے آئے ہیں۔ لیکن اپنی پتنگ محبوب کے سر پر نازل کرنے سے پہلے یہ ضرور معلوم کر لیجیئے گا کہ وقت کا پابند ہے یا نہیں ــــ اگر وہ پابند نہیں ہے تو شام کے بعد کے آپ کے سارے ہی پروگراموں کا خاتمہ سمجھیئے۔

اکثر کہانی کار بڑے چلتے پرزے ہوتے ہیں ــــ پہلے تو اپنے کردار سے سر شام محبوب کا انتظار کرواتے ہیں اور پھر اسے رقیب سے یا محبوب کے بھائی سے پٹوا دیتے ہیں۔ یہ نامناسب بات ہے۔ اگر وہ کردار ان کے چنگل میں گرفتار نہ ہوتا تو ہو سکتا ہے انتظار کرنے پر راضی ہی نہ ہوتا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ادیب نواز ہوتا تو خاطراً دو منٹ پارک میں محبوب کا انتظار کیا اور چاٹ کھا کر چلتا بنا۔ لیکن ایسے کہانی کار مافیا جھمیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کا کردار سر شام محبوب کے انتظار پر راضی نہیں ہوا تو اس کی محبوبہ کو غنڈوں سے غائب کروا دیتے ہیں تاکہ وہ خود ہائے ہائے کرتا راہیٔ ملک عدم ہو جائے۔ یا پھر اس کے سر پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے ــــ اس کا باپ مر جاتا ہے، ماں بیمار ہے ناکتخدا جوان بہن گھر میں موجود ہے۔ بھائی کو پڑھانا لکھانا ہے بہر حال وہ اپنے محبوب کے انتظار کے قابل ہی نہیں بچتا۔ اس لیئے عام طور پر انتظار کرنے والے کردار بغاوت نہیں کرتے حتیٰ کہ انتظار کا وقت تبدیل کرنے کی اپیل تک نہیں کرتے۔

میرا خیال تھا کہ مردوں کے مقابلے میں سر شام محبوب کا انتظار عورت سے کروانا زیادہ آسان ہوتا ہوگا۔ لیکن ایک دن جب ــــ بھیگی پلی بن کر میں نے اپنی کہانی کی ہیروئن سے انتظار کی درخواست کی تو اس نے جواب دیا "وہ کوئی اور ہوگا جو اچھی بھلی شام انتظار میں گزارتا ہوگا ــــ اور وہ چیونگ گم چباتی اپنی سائیکل اٹھا کر چل دی۔

(اردو سروس سے)

رفیعہ منظور الامین
ڈی - II - ۷۷، ویسٹ قدوائی نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۳

شمع فروزاں

بات

جاوید وششٹ

بات کا مزاج بڑا نازک ہوتا ہے۔ اس کے بے شمار پہلو ہیں۔ ایک بات کے کئی کئی رُخ ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہماری زبان میں بات کے گرد بہت سے محاورات و ضرب الامثال کا تانا بانا ملتا ہے۔ بات سے بات نکلتی ہے۔ بات بات میں ایک بات ہوتی ہے۔ ایک ہندی کہاوت ہے کہ "نکلی ہونٹوں ہوئی پوٹوں" بات ذرا منہ سے نکل جائے تو پھر بات کا بستار ہو جاتا ہے۔ بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے۔ اسی لیے ہمیشہ اس بات پر زور دیا جاتا رہا ہے کہ بات کرنے سے پہلے، بات کو تولو۔ پھر منہ سے بولو! غرض بات کا سلسلہ لامتناہی ہے۔

جیسی بات منہ سے نکالو گے ویسی سنو گے۔ یہ گنبد کی آواز ہے جس کی بازگشت سنی ہی پڑتی ہے۔ ایک عربی ضرب المثل ہے کہ ـــــ "جو شخص نامناسب بات کہے گا۔ وہ ناپسندیدہ باتیں سنے گا"۔ اس لیے افلاطون سوچ سمجھ کر بات کرنے پر زور دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ـــــ "بات کو دیر تک سوچو پھر منہ سے نکالو۔ اور اس کے بعد اس پر عمل کرو"۔

حضرت محمد صلعم کا ارشاد ہے کہ ـــــ "لوگوں کے لیے وہی بات پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اور ان کے لیے اُس بات کو ناپسند کرو جس کو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو"۔

بات وہی خوبصورت ہوتی ہے جو باموقع اور برمحل ہوتی ہے۔ برمحل بات کی تعریف بائبل میں ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ ـــــ "باموقع باتیں روپہلی ٹوکریوں میں سونے کے سیب ہیں"۔

گوسوامی تلسی داس نرم گفتاری و شیریں کلامی کی تلقین کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ـــــ "اپنی زبان سے کبھی کوئی بات ایسی نہ نکالنی چاہیے، جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔ کائی سے بہتر تلوار کی مار ہے"۔

ہر اچھی بات کو اپنا لینا چاہیے اور پھر وہ دوسروں تک پہنچانی چاہیے۔ اس سے نیکی اور بھلائی کو فروغ ملتا ہے۔ یحییٰ برمکی کا قول ہے کہ ـــــ "جو اچھی بات سنو، لکھ لو۔ جو لکھو اسے حفظ کر لو اور جو حفظ کر لو اسے بیان کرو"۔

یاد رکھیے ایک معمولی سی بات بھی زندگی کا رُخ موڑ سکتی ہے۔ کسی مغربی حکیم کا مقولہ ہے کہ ـــــ "جن باتوں کو ہم بہت ہی حقیر سمجھتے ہیں وہ بھی ہماری زندگی میں موڑ لا سکتی ہیں"۔

صرف اتنی ہی بات منہ سے نکالنی چاہیے جسے پورا کیا جا سکے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ ـــــ "وہ بات کیوں کہتے ہو، جو تم نہیں کر سکتے؟ اللہ کے نزدیک یہ بات نہایت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو نہ کر سکو"۔

حضرت علی کا قول ہے کہ ـــــ "بات کی جانچ کرو۔ اور کہنے والے کی طرف دھیان نہ دو کہ وہ کون ہے؟"۔

ہمیشہ اچھی باتیں ہی سودمند ہوتی ہیں۔ حضرت ابن عباس کا مقولہ ہے کہ ـــــ "جو شخص لوگوں کو اچھی بات سکھاتا ہے اس کے لیے تمام چیزیں، سمندر کی مچھلیاں تک استغفار کرتی ہیں"۔ اور ناحق بات سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہیے۔ خواجہ حسن بصری حق بات کہنے پر زور دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ـــــ "غصہ ہو یا خوشی ہر حال میں ناحق بات سے بچتے رہو، حق بات کہو"۔

خودشناسی خداشناسی ہے۔ گرو گرنتھ صاحب کے مطابق ـــــ "کام آنے والی صرف ایک بات ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے خالق و معبود کو شناخت کرے"۔

اچھی بات ہر حال میں اپنا لینی چاہیے۔ سوامی ستیہ نند تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ـــــ "اگر اچھی بات تمہارے دشمن میں بھی ہو تو اسے قبول کرنے میں تامل نہ کرو"۔

جو بات راز رکھنی ہے اُسے کسی سے نہیں کہنا چاہیے۔ حکیم لقمان کا قول ہے کہ ـــــ "جو بات دشمن سے پوشیدہ رکھنی ہو وہ دوست سے بھی پوشیدہ رکھو"۔

بات سب کی سنی چاہیے مگر عمل اپنی ہی بات پر کرنا چاہیے۔ بائرن کا کہنا ہے کہ ـــــ "گفتار کے غازیوں کو باتیں بنانے دو۔ جس بات کو تم اچھا سمجھتے ہو، اس پر استقلال سے جمے رہو"۔

اچھی بات اور اچھا عمل ہی انسان کو زندہ جاوید بناتا ہے۔ سنسکرت کا ایک مقولہ ہے کہ ـــــ "اگر تم چاہتے ہو کہ مرنے کے بعد تمہیں بھلا نہ دیا جائے تو یا تو پڑھنے کے لائق باتیں لکھو یا لکھنے کے لائق کام کرو"۔

لایعنی باتوں سے بچنا چاہیے۔ لایعنی باتیں کرنے والا کم از کم ایمان دار آدمی نہیں ہو سکتا۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ ـــــ "ایمان دار آدمی کبھی لایعنی باتیں نہیں سوچتا۔ چاہے اس کا سوچنا غلط ہو"۔

"از دل خیزد، بر دل ریزد"۔ یعنی دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ بقول ٹرائین ـــــ "دل سے نکلی ہوئی بات ہی دل تک پہنچتی ہے"۔

ایسی باتوں کو دل و دماغ سے خارج کر دینا چاہیے جو دل کے سکون اور دماغ کی آسودگی کو پامال کریں۔ ڈاکٹر ماڈن کا قول ہے کہ ـــــ "جو باتیں تمہاری طبیعت کو برگشتہ اور تمہارے ذہنی توازن کو قائم نہیں رہنے دیں، ان کو بھول جاؤ!"۔

بعض لوگ اپنی بات کہنے پر اتنا زور دیتے ہیں کہ دوسرے کی بات بالکل نہیں سنتے۔ یہ فعل مستحسن نہیں ہے۔ اس لیے اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ لارڈ شے فوکالڈ نے اس کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ ـــــ "بات چیت کے دوران میں لوگوں کا رویہ اس لیے اچھا نہیں ہوتا کہ ہر ایک یہی سوچتا ہے کہ اسے کیا کہنا ہے؟ وہ دوسروں کی بات سننے کی قطعاً کوشش نہیں کرتا۔ جب ہم کچھ کہنے کی دُھن میں ہوتے ہیں تو کبھی دوسروں کی نہیں سنتے"۔

(اردو سروس سے)

یکم اپریل ۱۹۸۲ء

افسانہ

غزالاں تم تو واقف ہو

شفیع جاوید

جب ٹرین کی رفتار تیز ہوگئی تو قطار در قطار کھڑے درخت پیچھے دوڑنے لگے ان کی دوڑ میں بجلی اور ٹیلیفون کے کھمبے بھی شامل ہوگئے پھر ان میں سے کسی کو پہچاننا مشکل ہوگیا تو چچا جان نے پاؤں پہ کمبل ڈال لیے اور خوشی سے بھری آواز میں بولے "ہاں یہاں سے علاقہ جانا پہچانا معلوم ہوتا ہے، ادھر تو ٹرین کی کھڑکی سے باہر دیکھنا بڑا اداس کرتا ہے بیٹا۔"

"کیوں"؟ میں نے چچا جان کو کریدا کہ اسی طرح پرانی باتوں سے متعارف ہو سکتا تھا۔ "ابا جان مرحوم ہم سب کو ساتھ لے، ہر سال اجمیر شریف کے عرس میں جایا کرتے تھے، پورا خاندان دلی کے راستے جاتا تھا اور آگرہ کی طرف سے واپس آتا تھا — بچپن سے ان علاقوں کو دیکھا اور جانا ہے! اسی لیے سب کچھ اپنا سا لگتا ہے" —— "اور وہاں"؟ میں نے سوچا چچا جان خاموش نہ ہو جائیں۔

"وہاں؟" جانے کیوں بیٹا ۲۳ سال بعد بھی اپنا کچھ نہیں لگتا۔ "شاید میری نفسیات میں کوئی گرہ لگ گئی ہے۔ گزری بیتی باتیں، جگہیں اور لوگ آنکھوں میں تصویروں کی طرح ابھرتے ڈوبتے رہتے ہیں، اب دیکھو نا بڑا جی چاہ رہا ہے کہ آستانہ مبارک پر حاضری دوں لیکن ضابطے کی پابندی" —— ایک لمبی سانس کھینچ کر چچا خاموش ہوگئے۔ پھر دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور ٹرین ہی میں فاتحہ پڑھنے لگے۔ جب فاتحہ ختم ہوا تو انھوں نے ۳ بار درود پڑھ کر مجھ پر دم فرمایا اور بولے "بیٹا تم جاتے ہوگے اجمیر شریف؟"

"جی میں ادھر کئی سال سے نہیں جا سکا ہوں، کام سے فرصت ہی نہیں ملتی ——"

"نہیں بیٹا فرصت نکال لیا کرو، یہ اللہ کا بڑا کرم ہے، تم خوش قسمتوں میں ہو کہ اس دیار پاک کے قریب ہو اور تمہاری رسائی ممکن ہے، پھر وہاں کی حاضری ہماری خاندانی روایت میں شامل ہے۔ اس لیے دھیان رکھنا۔"

"جی بہت بہتر" —— مجھے اپنی کوتاہیوں اور مصروفیتوں کے خیال نے اس وقت بڑا اداس کیا۔ کسی اسٹیشن پر ٹرین کی کھڑکی کے سامنے ایک صاحب ادھی کا کرتہ اور پلے کی ٹوپی میں گذرے، انھیں دیکھتے ہی چچا جان کا چہرہ کھل اٹھا، میرا ہاتھ پکڑ کر انھوں نے جذبہ کے ساتھ کہا

"بیٹا یاد رکھنا، گھر پہونچتے ہی بدرالدین میاں کو بلوانا ہے ادھی کے کرتوں اور پلے کی ٹوپیوں کے لیے اور اصغری کو بلوا کر چنٹ اور پلے کی ٹوپیوں پر پالش کروانا ہے، ڈھیر سارے بنوالیں گے کہ ——"

چچا اچانک خاموش ہوگئے، گاڑی چل پڑی تھی۔

"لیکن بیٹا وہ سب ہونگے کیا؟"

"نہیں چچا جان بدرالدین میاں تو کب کے چل بسے اور اصغری کہاں چلی گئی پتہ نہیں۔"

"ہاں بیٹا یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔"

"لیکن اس سے کیا چچا جان، اور دوسرے کاریگر ہیں، ان سے بنوالیں گے"۔

"ٹھیک ہے بنوالیں گے لیکن وہ بات کہاں سے آئے گی"

—— میں نے ان کی طرف دیکھا تو ان کی نگاہیں دور افق میں کچھ ڈھونڈ رہی تھیں، پھر کچھ دیر بعد ان کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ ٹرین اپنی پوری رفتار سے بھاگتی رہی۔

جب ہم اپنے اسٹیشن پر پہونچے تو گھر کے سارے لوگ موجود تھے، ایک پورا قافلہ جو اپنی ہی زمین پر اپنے کارواں سے بچھڑ کر نئی پود کے ساتھ نیے ڈھنگ سے زندگی گذار رہا تھا۔ نوجوانوں کو چچا نہیں پہچان سکے۔ ان کا باضابطہ تعارف کرانا پڑا۔ گھر پہونچتے ہی انھوں نے صدر دروازے کی کواڑ پر اس طرح ہاتھ رکھا جیسے اپنے ہمدم دیرینہ سے کوئی مصافحہ کرتا ہے۔ کمروں کو دیکھتے چلے، ایک جگہ میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا "یہاں ایک منقش فانوس ہوا کرتا تھا کیا ہوا؟"

"جانے کیسے ایک دن اچانک وہ فرش پر آ رہا، دو دنوں تک ہم لوگ فرش سے شیشے کے ٹکڑوں کو صاف کرتے رہے۔"

انھوں نے ایک بار پھر چھت کے اس خالی مقام کو دیکھ کر کہا "چیزوں میں بھی احساس فراق ہوتا ہے کیا"؟ مجھے یہ سوال بڑا عجیب لگا۔ "جی پتہ نہیں" کہہ کر میں خاموش ہوگیا تو انھوں نے کہا "ہاں ہوتا ہے بیٹا، بالکل ہوتا ہے —— میں اسے کلکتہ سے بڑے اہتمام کے ساتھ انگلش کاٹن میں لپٹوا کر لایا تھا —— چلو، جانے دو چیز کا اتنا موہ کیا" —— پاس پڑوس کے لوگ چچا کے آنے کی خبر سن کر آنے لگے تو ان میں سے بہتوں کو وہ نہ پہچان سکے کیوں کہ نئی نسل سے ان کی پہچان نہ تھی، اور جو ان کے ہم عمر تھے وہ ساتھ گئے تھے یا انھیں اللہ تعالیٰ نے بلا لیا۔ اتنے طویل سفر کے با... چچا بالکل تازہ دم تھے جیسے پائیں باغ سے چہل قدمی کر کے آ ر... ہوں۔ لوگوں سے فارغ ہونے کے فوراً بعد انھوں نے کہا اچھا پوسٹ آفس چلتے ہیں، ساتھ خیریت کے پہونچنے کا وہاں ٹیلی گرا... کر دیں اور وہاں گاڑی واڑی سے نہیں رکشا میں چلیں گے آہستہ خرامی کے ساتھ، دائیں بائیں سب کچھ دیکھتے ہوئے، وہ دوکانیں، ہوٹل، پارک، رسالوں کی دوکان اور —— و... وہ بول مجھ سے رہے تھے لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے خود کلامی ... رہے ہیں، اپنے اندر کسی کو دلاسا دے رہے ہوں، جیسے کچھ... ثانی کا وعدہ کیا جاتا ہے ——

"تو جی۔ پی۔ او چلتے ہیں" میں نے کہا

"نہیں وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے، یہاں پاس... جارود و بازار میں ہے وہیں چلیں گے"

"وہاں کوئی پوسٹ آفس نہیں چچا جان"

"کیا بات کرتے ہو، ہونہ ہو" چلو —— یہ بات اتنے زور... طریقہ پر کہی کہ میں خاموش ہوگیا، مبادہ کہیں پوسٹ آفس نکل... آئے، رکشہ والے کو وہ راستہ خود ہی بتاتے چلے اور عین مار... کے سامنے والے چوراہے پر رکشہ روک کر بولے "اترو چلیں پوسٹ آفس"

"کہاں؟"

"وہاں بائیں طرف"

"وہاں پوسٹ آفس کہاں ہے"

"تو کیا ہے۔؟" —— "وہاں پولس چوکی ہے"

"تو کیا پوسٹ آفس بھی چلا گیا، عید کی مبارکباد کے خطوط کرسمس اور نئے سال کے جھلملاتے کارڈز، وہ نیلے پیلے انگلش... لفافے، وہ ——" چچا جیسے پھر خود کلامی کرنے لگے، دوسرے لمحے انھوں نے بہت ہلکی آواز میں کہا "اچھا بیٹا وہاں ہی چلو جہاں تم نے کہا تھا" —— اور پھر سارے راستے میں بالکل خاموش رہے۔

رات کو کھانے کی میز پر صرف اتنا ہی بولے "آج کی بھاگتی ہوئی دنیا صرف یادوں کو لوٹتی ہی نہیں، ماضی کے نقوش بھی روند دیتی ہے۔ مٹا دیتی ہے، کیا خوبصورت بلڈنگ تھی اس پوسٹ آفس کی، اور اس کے لان میں کیسے کیسے گلا... تھے اور کیسے کیسے طرحدار لوگ، یہ گلاب اور ہیں ——"

ان کی آواز پھر ڈوب گئی۔ بستر پر جانے سے پہلے مجھے قریب بلا... آہستہ سے بولے "سنا ہے تم وہاں شادی کرنا چاہتے ہو؟" یہ بڑا اچانک اور براہ راست سوال تھا، میں سٹپٹا گیا۔ پھر انھوں نے میرے کاندھوں پر ہاتھ رکھا اور میری آنکھوں میں دیکھا "کیا یہ صحیح ہے بیٹا؟" —— "جی ہاں" ——

"لیکن ایسا کیوں"

"جی وہ بس ایک لمحہ میں جانے کیا ہوگیا چچا جان" ——

"نہیں بیٹا نہیں، خود کو سمیٹ لو ورنہ ساری ... خون کے دریا...

تیرتے رہو گے ـــ" انھوں نے پاؤں پر کمبل ڈال لیا اور مجھے دیکھتے رہے، میں کمرہ سے باہر جانے لگا تو آہستہ سے کہا۔" مجھے نیند کی گولی دیتے جاؤ"۔ صبح میں کمرہ میں گیا تو انھوں نے کہا آج ذرا قبرستان جنت چلیں گے۔ فاتحہ پڑھنا ہے۔"

"کہاں ہے یہ قبرستان ؟"

"ارے تم نہیں جانتے۔ یونیورسٹی کے پیچھے گنگا کے کنارے۔

"نہیں چچا اب وہاں کوئی قبرستان نہیں ہے، اب وہاں ایک طرف پارک ہے اور دوسری طرف ایک فائیو اسٹار ہوٹل"

"کیا" وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔" وہ قبرستان بھی نہیں اس کی قبر بھی نہیں"

"کس کی قبر چچا جان ؟"

"وہ ایک عجیب برق رفتار لمحہ تھا۔ جو مجھے قلزم خون میں تنہا چھوڑ گیا ـــ اسی لیے کہتا ہوں بیٹا خود کو سمیٹ لو" ـــ پھر ایک دم چپ ہو گئے اور سارا دن کمرہ میں چپ لیٹے چھت کو تکتے رہے۔ جانے کون کون سی تصویریں ان کے ذہن کے پردہ پر ابھر ابھر کر ڈوبتی رہیں۔ پھر انھوں نے کہیں جانے یا کسی سے ملنے کا نام نہ لیا اور ایک ہفتہ بعد مجھے بلا کر کہا" بیٹا میری پلین کی ٹکٹ او کے کرا لو" میں نے حیرانی اور خاموشی انھیں دیکھا تو انھوں نے کہا" اب جی اُچاٹ ہو گیا۔ یہاں بھی سب کچھ اجنبی سا ہے۔ تبدیلیوں نے سب کچھ راکھ کر دیا ہے اور اس ملبے کے نیچے سانس رکتی ہے، طویل مسافت ٹرین سے مشکل ہوگی"

ایئر پورٹ پر ان کی آنکھیں نم تھیں اور آواز بھرائی ہوئی تھی۔ جدا ہوتے وقت انھوں نے زخمی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کہا" بیٹا دنا و برباد کبھی نہ ہونا خود کو سمیٹ کر رکھنا ورنہ .... ورنہ" پھر چچا جان کا جہاز میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ (پٹنہ سے نشر)

شفیع جاوید

راج بھون پٹنہ ۲۲- ۱۰

اے مری زیست کے لمحو....

فخر الاسلام اعظمی

اے مری زیست کے لمحو! مجھے آواز نہ دو
روح زخمی ہے اسے اور بھی زخمی نہ کرو
میرے صنم خانۂ دل پہ نہ چلاؤ پتھر
میں تو عیسیٰ نہ تھا کیوں میرا مقدر ہے صلیب
مجھ کو سقراط بھی ہونے کا کہاں دعویٰ تھا
زہر کے جام کیوں ہونٹوں سے میرے ٹکراتے
میں نہ ہادی تھا، نہ مصلح تھا، نہ پیغمبر تھا
میرا ہر سانس ہے کیوں نشتر جاں میرے لیے
(گورکھپور سے نشر)

افسانہ

جلتے ہوئے البم

شکیلہ اختر

پتہ نہیں کیسے میں ایک عرصے کے بعد اچانک فیض بھائی سے ملنے چلی گئی۔

جیسے ہی احاطے کے گیٹ میں داخل ہوئی تو ایک عجیب سی بو ہلکے ہلکے دھوئیں کے ساتھ ہر طرف پھیلی ہوئی تھی کوٹھی سنسان پڑی تھی

کیا چیز جل رہی ہے ؟ میں اٹھتے ہوئے دھوئیں کی طرف چلی گئی۔ فیض بھائی ایک کنارے آرام کرسی پر آدھے لیٹے ہوئے شاید وکیلی پڑھنے میں غرق تھے صبی اٹھتے ہوئے دھوئیں اور ٹھہر ٹھہر کر لپکتی ہوئی آگ کے پاس بیٹھی کچھ جلا رہی تھی۔

ارے! اس موسم میں تم آگ جلائے بیٹھی ہو؟ میں حیران ہوتی ہوئی اس کے اور قریب آ گئی۔ اچانک ـــ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں میری نگاہ ادھ جلی جلدوں پر جم کر رہ گئیں۔ سفید بھورے اور سیاہ رنگ کی میری جانی پہچانی ہوئی جلدیں تیزی سے جلتی جا رہی تھیں، شعلہ بھڑکا اور میری

ـــ" اور تم ان خوبصورت لمحوں میں اتنا بے درد تماشا کر رہی ہو؟" میں نے جلتے ہوئے دل سے کہا۔

ـــ" شینو! یہ ہماری خوشیوں کے راستے میں حائل ہو جاتیں پھر میں کیا کرتی ـــ"

بے کسی کی سسکتی ہوئی آہیں، جب ناکامیوں کے اندھیروں میں گم ہو جاتی ہیں تو اسی طرح بدلہ لینے کی کوشش کی جاتی ہے صبی۔"

صبی نے تڑپ کر مجھے دیکھا۔ فیض بھائی نے بھی وکیلی رکھ کر بڑی مجبور نگاہیں مجھ پر ڈالیں۔ شاید میرے لہجے کی کاٹ انھوں نے محسوس کر لی تھی۔ اور میرا جی چاہ رہا تھا کہ میں اس جہنم سے جلد سے جلد بھاگ جاؤں۔ میری آنکھیں آنسوؤں سے جل تھل ہو رہی تھیں اور ضبط کرنے کی وجہ سے میری سانس ناہموار چلنے لگی تھی۔ خدایا میں یہ سویرے ہی سویرے گرمی سے بدحواس ہو کر سیر کرنے کے بجائے یہاں اس گھر میں کیوں آ گئی تھی ـــ؟ کیا یہ کسی قسم کی ٹیلیپیتھی تھی ؟ جو میں اس لرزا دینے والے نظارے کو دیکھنے آ گئی تھی ـــ

میں بوجھل قدموں اور بجھے ہوتے دل کے ساتھ

آنکھوں کے سامنے "سنہ" لکھے ہوئے خوبصورت موٹے موٹے حروف جلنے کے بعد بھی اکڑے ہوئے نمایاں طور پہ جھلک رہے تھے۔ "سنہ ۴۴ء" لکھا ہوا البم کا وہ حصہ چنگاریوں میں الجھا ہوا تھا۔ میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ صبی نے لکڑی کے سرے سے جلتی ہوئی آگ کریدی شعلے بھڑک اٹھے آخری البم تک اٹھا "سنہ ۴۵ء" کی ساری تصویروں کو اپنی آغوش میں لیے سفید رنگ کا البم تیزی سے جلتا چلا گیا ـــ ساری تصویریں جل کر راکھ بنتی جا رہی تھیں جلی ہوئی کچھ تصویریں اب تک اکڑی پڑی تھیں ـــ سارے نقوش مٹ چکے تھے۔

صبی میرے اچانک آ جانے سے کچھ پریشان سی ہو گئی تھی۔ فیض بھائی بڑی خاموشی سے اب تک بڑی خاموشی سے پڑھتے چلے جا رہے تھے۔ میں اپنے آپ پہ حیران تھی کہ اس غمناک نظارے کو دیکھنے کے لیے خواہ مخواہ کہاں سے آ ٹپکی۔

صبی نے ہر طرف چھائی ہوئی خموشی کو محسوس کرتے ہوئے اپنی شرمندگی مٹانی چاہی ـــ شینو! میں اپنی نئی زندگی کا خیر مقدم کرنے کے لیے اپنی راہ کے سارے کانٹے ہٹا رہی ہوں۔

پتہ نہیں کیسے راستہ طے کرتی گھر پہنچ گئی۔ کسی طرح سے میں نے اپنے آپ کو صوفے پر گرا دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ "جمی باجی! آج آپ کی ساری یادگار تصویریں آپ کے اپنے فیض کے سامنے جلا کر راکھ کر دی گئیں۔ آپ ہنستی مسکراتی قہقہے لگاتی فیض بھائی کے ساتھ ان کی محبتوں میں ڈوبی ہوئی تصویریں میری آنکھوں کے سامنے جلتی چلی گئیں۔ پانچ سالہ آپ کی خوشیوں مسرتوں اور بے تاب! نہ محبتوں میں سرشار لمحوں کی یادگاریں آگ کے شعلوں میں مٹ کر رہ گئیں۔ اور ـــ اور میں کچھ نہ کر سکی ـــ کچھ بھی نہ کر سکی۔

ابلتے ہوئے آنسوؤں کے پردے پر جمی باجی کا بھولا بھالا خوبصورت چہرہ جھلک اٹھا ـــ باجی نے فیض بھائی سے ٹوٹ کر محبت کی تھی ـــ فیض بھائی بھی جمی باجی کو دیوانگی کی حد تک چاہتے تھے۔ میں جمی باجی سے بہت چھوٹی تھی لیکن اتنی سی عمر میں بھی نگاہوں کی پہچان رکھتی تھی کئی بار باجی نے مجھے کہا تھا" شینو گڑیا یہ تکیہ نیچے اپنے فیضی بھیا کو دے آؤ" اور جب اس تکیہ کے غلاف کے اندر سے فیض بھائی نے ایک لفافہ نکالا تب میں چونک پڑی۔ یہ

جمی باجی بڑی ہوشیار ہیں — اب کبھی تکیہ نہ تو لے جاؤں گی اور نہ لا کے دوں گی ۔" جمی باجی کی اور کوئی بہن تھی، وہ میرے چچا کی اکلوتی بیٹی تھیں — اور فیضی بھیا ان کے ماموں کے بیٹے تھے ۔ باجی جتنی پیاری اور ہنسنے والی تھیں ۔ فیضی بھیا اتنے ہی ریزرو تھے ۔ ایک دفعہ جو گھور کر دیکھتے تو بس کچھ نہ پوچھئے ۔ مگر کبھی کبھی بہت اچھے بھی لگتے تھے ۔ بیسیوں شعر زبان پر ۔ بڑے پیارے پیارے اشعار اتنے خوبصورت جیسے کسی گلستاں سے حسین پھولوں کو چن کر رکھ لیا ہو — میں جب کبھی ان سے شوخ ہو جاتی، تو کہتی "ایسی اچھی صورت کو غصّے کے پردے میں کیوں چھپا دیتے ہیں — ؟"

پھر کئی سال بیت گئے ۔ باجی کی محبت بڑھتی چلی گئی، میں بھی سمجھ دار اور بڑی ہو چکی تھی ۔ فیضی بھیا ڈاکٹری پڑھ رہے تھے ۔ ان کے خاندان کی ایک اور لڑکی نے بھی ان پر کمند پھینکی اور ان کی محبت کے گیت گانے لگی تھی — اس کے کئی خط بھی دکھائے — میں وہ خط دیکھتے ہی جل اٹھی ۔ باجی سمجھالو اپنے ڈاکٹر کو — ورنہ وہ گیا ہاتھ سے ۔ "ارے شینو رانی! اتنی جلدی فیصلے نہ کیا کر ۔ مجھے ان پر پورا یقین ہے — میں تو ذرا بھی نہیں ڈرتی — !

پھر خاندان میں اچانک اس محبت کا راز فاش ہو گیا — سارے بزرگ برہم تھے ۔ جو بات آج تک نہیں ہوئی تھی وہ ہو گئی ۔ لوگ کافی بھڑکے ہوئے تھے اور ان کا فیصلہ یہی ہو رہا تھا کہ محبت کے اس ڈرامے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے مگر نوجوان بھائیوں نے دونوں کی شادی کرنے پر زور دیا ۔ اور آخر ان کی بات مان لی گئی ۔

جمی باجی کی شادی میں میری خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا — معلوم نہیں باجی نے کب اور کیسے فیض بھائی سے محبت کرنی شروع کی تھی ۔ لیکن باجی کی صحبت میں پتہ نہیں کیسے میرے معصوم دل میں بھی ایک ہلکی سی کسک پیدا ہو چکی تھی ۔ بس دور ہی دور سے آنکھوں نے دیکھا اور سکون و مسرت کی لہریں روح کی گہرائیوں میں تیر جاتی تھیں — !

جمی باجی کی شادی کا دن میرے لیے اب تک ایک یادگار دن بن کر رہ گیا تھا ۔ بھاری جوڑا پہنے میں اترائی اترائی پھر رہی تھی، ابھی ادھر ابھی اُدھر — ! جمی باجی دلہن بن کر اور بھی بہت پیاری سی ہو گئی تھیں ۔ ہرنوں جیسی خوبصورت آنکھیں بند تھیں اور لبوں پر بڑا ہی دلفریب تبسّم چھا رہا تھا ۔ جمی باجی کے سہرے کی خوبصورت لڑیاں تو اب تک آج تک یاد ہیں ۔ اتنے حسین سہرے میں نے اب تک کہیں نہیں دیکھے، موتیوں کے سہرے کی لڑیاں تو اتنی لمبی لمبی تھیں کہ جمی باجی کی سہیلیوں نے اپنے ہاتھوں پر اٹھا رکھا تھا شادی کی جب ساری رسمیں ہو چکیں تب سالیوں کی باری آئی میری حیثیت سب سے نمایاں تھی ۔ سالیوں نے ہر طرف سے ایک ہی بار آٹے کے بنائے گیندوں سے دولہا پر حملہ کر دیا ۔ پہلے تو بےچارا دولہا گھبرا گیا پھر ان ہی گیندوں سے سالیوں کی خوب پٹائی کر دی ۔ میں سامنے تھی اب

آگے

انھوں نے نشانہ لے کر جو میرے لبوں پر مسلسل گیند مارنا شروع کی تو میں گھبرا اٹھی ۔ "ہائے فیضی بھائی، توبہ! کل میری صورت کیا ہو جائے گی ۔ لب تو زخمی ہو ہی چکے ہیں اب وہ پھول کر لٹک جائیں گے ۔" اور میں دولہا دلہن سب کچھ چھوڑ چھاڑ وہاں سے بھاگ آئی ۔

جمی باجی اور فیض بھائی کا جوڑا بہت ہی پیارا تھا ان کی محبتوں کی مثالیں پیش کی جاتی تھیں ۔ فیض بھائی کی پڑھائی کا سلسلہ ابھی چل ہی رہا تھا ایک بار وہ امتحان دے کر جو آئے تو باجی کو ایک ایک لمحہ اپنے پاس بٹھائے رکھتے تھے انھیں جمی باجی کی تصویریں کھینچنے اور انھیں البم میں لگانے کا جنون تھا ۔ ساری تصویروں کے نیچے بہت پیارے پیارے محبت بھرے اشعار لکھے ہوئے تھے ۔ اپنی شادی کے وقت سے لے کر جب بھی انھیں موقع ملتا باجی کی تصویریں وہ اپنے ساتھ کھینچتے یا کھنچواتے رہتے تھے ۔ باجی اور فیض بھائی کی زندگی کئی البموں میں سمٹ آئی تھی ۔ فیضی بھیا اس دفعہ جانے کے وقت بڑے افسردہ تھے ۔ ان کے چلے جانے کے بعد میری اور باجی کی ایک ہی ساتھ کمرے کی دیوار پر نظر گئی ۔ پنسل سے بڑے بڑے حرفوں میں لکھا ہوا تھا ؎

تسکین اضطراب کو آئے تھے ہم مگر
بیتابیوں کی روح کو بالیدہ کر چلے

باجی نے مجھ کو جذباتی ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا: "آؤ شینو! تمہیں کچھ تصویریں دکھاؤں ۔ انھوں نے تصویروں کا لفافہ مجھے دیتے ہوئے کہا ۔ "ذرا غور سے دیکھنا" ساری تصویریں فیضی بھائی ان کے دوستوں اور نرسوں کی تھیں وہ لوگ پکنک میں گئے ہوئے تھے ۔ میں نے بڑی بیزار سی نگاہوں سے انھیں دیکھا اور باجی سے چڑ کی بولی ۔ کس دل سے ایسی تصویریں آپ دیکھتی اور دکھاتی ہیں ۔ فیض بھائی کے ساتھ یہ نرسیں کتنی شوخیاں کر رہی ہیں ۔ آپ کو بڑا اچھا لگتا ہے ؟ —

باجی ہنس پڑیں ۔ شینو! فیضی پر مجھے ہمیشہ اعتماد رہا ہے ۔ تم میرے دل کی گہرائیوں کو کیا جانو ۔ اگر فیضی کسی لڑکی سے دل چسپی لینے لگیں تو سچ کہتی ہوں کہ ان کی خوشی کے لیے میں ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہوں ۔

— "ہونہہ ۔ ملتی رہ جائیے گا ہاتھ — تب آپ کو ہوش آئے گا ۔"

"شینو! جب تو بھی محبت کرنے لگے گی تب پتہ چلے گا کہ کسی کے لیے مٹ جانے میں کتنی مسرتیں ہوتی ہیں"

پھر دیکھتے ہی دیکھتے یہ پانچ سال لمحوں میں ختم ہو گئے، میں باجی سے ملنے گئی تھی — فیضی بھائی ڈاکٹر ہو چکے تھے ان کی پوسٹنگ اس دفعہ ایسی جگہ ہو گئی تھی جہاں وہ رہنا نہیں چاہ رہے تھے اور اسی کوشش میں تھے کہ کسی اچھی جگہ ملنے پر باجی کو لے جائیں گے ۔ فیضی بھائی میرے رہتے ہوئے آئے، بڑے خوش تھے ۔ ان کا ٹرانسفر اچھی جگہ ہو گیا تھا ۔ وہ باجی کو ساتھ ہی لے جانا چاہ رہے تھے

لیکن جمی باجی دوسرے ہفتہ میں جانا چاہتی تھیں ۔ فیض بھائی نہ جانے کیوں بہت اداس ہو گئے —

مجھے کہنے لگے بتاؤ یہ شعر کیسا ہے ؎

پہلے تو یے کلی تھی ملنے کی آرزو میں
اب ان سے مل کے یارب پھر اضطراب کیوں ہے

باجی ہنس پڑیں اور میں فیضی بھیا کو دیکھتے ہوئے یہ سوچنے لگی کہ باجی کو سچ مچ وہ بے انتہا پیار کرتے ہیں ۔

پھر اچانک یہ خبر ملی کہ جمی باجی بہت بیمار ہیں اور جب میں ان کو دیکھنے گئی ۔ تو ہمیشہ کے لیے بچھڑ جانے والی صرف ان کی وہ پیاری صورت ہی دیکھ سکی تھی ۔ جب سب کچھ ہو چکا تو سب لوگوں کے ساتھ فیضی بھیا لٹے لٹے سے اکیلے میرے پاس آگئے ۔ شینو! جمی چلی گئی ۔ اب میں اسکو کبھی نہ دیکھ سکوں گا ۔ مگر کیوں چلی گئی ؟ پھر وہ اپنے پاؤں کے تلوے سے تازہ مٹی نکال کر بڑے پیار سے مجھ کو دکھاتے ہوئے بولے ۔ یہ جمی کے قبر کی مٹی میرے پاؤں میں لگ کر میرے ساتھ چلی آئی ہے ۔ میں نے اندر جا کر جمی کو بڑے آرام سے سلا دیا ہے ۔"

جمی باجی ہمیشہ کے لیے چلی گئیں ۔ فیضی بھائی کس کس طرح سے تڑپ تڑپ کر جیئیں میں سب جانتی ہوں ۔ مگر چار برسوں کے بعد ان کے گھر والوں نے انھیں بیحد مجبور کر کے شادی کرا دی ۔ فیض بھائی لڑکی کو جانتے بھی نہیں تھے لیکن صبتی کو میں اچھی طرح جانتی تھی ۔ وہ میری دوست تھی ۔ میں اس کی رازداں تھی ۔ اس کی سسکتی ہوئی آہوں اور کراہوں سے آگاہ تھی ۔

میں جمی باجی کو اپنی زندگی کے کسی لمحے میں بھلا نہ سکی، فیض بھائی اور صبتی سے میں بہت دور ہو چکی تھی — سر راہے کبھی کبھی فیض بھائی اور صبتی سے ملنا جلنا ہو جاتا تھا فیض بھائی دو چار دفعہ زبردستی مجھے اپنے گھر لے آئے تھے ۔ وہ دیکھنے میں بالکل نارمل لگتے مگر نہ جانے کیوں مجھے دیکھتے ہی ان کی آنکھیں اداس ہو کر جھک جاتی تھیں ۔ صبتی کے سامنے وہ عجیب بے بس سے نظر آتے ان کی شوخیاں مٹ چکی تھیں ۔

اور آج میں ایک لمبے عرصے کے بعد اچانک ان کے گھر چلی گئی تھی ۔ پتہ نہیں کون سی کشش مجھے کھینچ کر ان کے یہاں لے گئی تھی ۔ بچاری باجی کو کیا خبر کہ یہاں آگ کے شعلوں میں کون سا کھیل کھیلا جا رہا تھا ۔ میری آنکھوں میں جمی باجی کی ہنستی مسکراتی ہوئی صورت بار بار جھلک رہی تھی ۔ اور آگ کے لپکتے ہوئے شعلے میری نگاہوں میرے ذہن و دماغ اور میرے دل کو جھلستے جا رہے تھے ۔ میری زخمی روح مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ جمی باجی کی محبتوں کی آخری قربانی کا تماشا دیکھنا بھی میرا ہی مقدر بن کر رہ گیا تھا ۔؟

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

ایک ہاتھ کا آدمی

انجم عثمانی

بات اب ناقابلِ برداشت ہو چکی تھی۔ بستی کے بیشتر افراد اپنے آپ سے شرمندہ اور ایک دوسرے کے سامنے اپنے آپ کو چور محسوس کر رہے تھے۔ جبکہ بستی کا ہر کام جوں کا توں جاری تھا۔ ٹریفک اسی طرح سڑکوں پر بہہ رہا تھا۔ کھیتوں میں ہل بھی چل رہے تھے اور فائلوں پر قلم بھی۔ مگر زیادہ تر لوگ اپنے کاموں کو صرف عادتاً انجام دے رہے تھے اور اپنے آپ کو خجل اور پژمردہ محسوس کر رہے تھے۔ ہوا یوں تھا کہ ایک دن بستی کے لوگوں نے محسوس کیا کہ وہ جو کام اپنے داہنے ہاتھ سے انجام دیتے ہیں وہ ان کا بایاں ہاتھ انجام دے رہا ہے۔

شروع شروع میں لوگوں نے اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی اور اسے اپنا وہم سمجھے مگر آہستہ آہستہ انھیں محسوس ہوا کہ کوئی ان دیکھی قوت ان مخصوص کاموں کو بھی بائیں ہاتھ سے انجام دینے پر مجبور کر رہی ہے۔ جنھیں وہ ہمیشہ سے دائیں ہاتھ سے انجام دیتے رہے ہیں اور ان کا داہنا ہاتھ دھیرے دھیرے مفلوج اور پھر معدوم ہوتا جا رہا ہے۔

ابتدا بستی کا ہر فرد یہی سمجھتا رہا کہ بیماری صرف اسی کو لاحق ہے اور باقی افراد حسبِ معمول اپنا کام انجام دے رہے ہیں۔ اس لیے شرمندگی کو چھپانے کے لیے کوئی اس تبدیلی کا ذکر کسی اور سے نہ کرتا۔ دھیرے دھیرے سب کو یہ اندازہ ہونے لگا کہ یہ ایک اجتماعی عذاب ہے جس میں بہت سے افراد مبتلا ہیں کہ وہ کتابوں میں پڑھ اور اپنے بزرگوں کی زبانی سن چکے ہیں کہ "ایک دن وہ آئے گا جب بُرے کام انجام دینے والے اپنے اعمال کی تفصیل بائیں ہاتھ میں لیے ایک طرف ہوں گے اور نیک کام انجام دینے والے اپنے اعمال کی تفصیل دائیں ہاتھ میں لیے دوسری طرف، اور تب سورج بائیں ہاتھ والوں کے عین سر پر سوا نیزے اوپر ہوگا۔ دماغ کھولتی ہنڈیا کی طرح گرم ہوں گے۔ نفوس ایک دوسرے سے اس طرح بے پرواہ ہوں گے کہ ماں باپ اولاد کو، اولاد ماں باپ کو پہچاننے سے انکار کر دے گی اور دائیں ہاتھ والے بائیں ہاتھ والوں کی طرف پلٹ کر نہ دیکھیں گے۔"

چنانچہ بستی کے بہت سے لوگ اس عذاب سے نجات پانے کی ترکیب کی امید لیے ان افراد کی طرف رجوع ہوئے جن کے بارے میں سمجھا جاتا تھا کہ وہ نہ صرف اپنے داہنے اور بائیں ہاتھ کے کاموں میں مناسب فرق رکھ پاتے ہیں بلکہ ان کی بلاؤں اور عذابوں کی پہلے سے خبر بھی ہو جاتی ہے لیکن لوگوں کو مایوسی ہوئی جب ان لوگوں نے برملا اعلان کیا کہ "ایسے لوگ جھوٹے، وہمی اور بیمار ہیں۔ اس طرح کا عذاب نازل ہونے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ ہر آدمی اپنے داہنے ہاتھ کا کام دائیں سے اور بائیں کا کام بائیں سے انجام دے رہا ہے اور بستی کے ہر فرد کا داہنا ہاتھ سلامت ہے نہ دایاں بائیں سے تعارض کر رہا ہے اور نہ بایاں دائیں سے۔"

اس اعلان سے بستی میں مزید بے چینی پھیلی اور لوگوں پر سے ان کا اعتماد اٹھ گیا جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ وہ انھیں اس عذاب سے نجات حاصل کرنے کا راستہ بتائیں گے۔

صورتِ حال روز بروز بگڑتی چلی جا رہی تھی۔ کچھ لوگوں نے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا تھا کہ انھیں لگتا کہ وہ دائیں کے بجائے بائیں ہاتھ سے کھا اور پی رہے ہیں اور بائیں ہاتھ سے تو انھوں نے ابھی جسم کی گندگی صاف کی تھی۔ کراہیت اور نفرت کی وجہ سے وہ نہ کھا پاتے اور نہ پی پاتے۔ نتیجہ میں لوگ بھوک اور پیاس سے مرنے لگے۔ اور بستی میں بے چینی، کرب، خوف اور سراسیمگی بڑھتی گئی جب کہ بستی میں گونجتا نقارہ "سب ٹھیک ٹھاک ہے" کا نعرہ حسبِ معمول لگا رہا تھا۔ چند لوگوں کا اب بھی یہی خیال تھا کہ کچھ مفاد پرست لوگ دائیں اور بائیں کا قصہ اٹھا کر جان بوجھ کے بستی میں بے چینی پیدا کر رہے ہیں تاکہ انھیں اس مقام سے گرایا جا سکے جو ان کے گمان کے مطابق انھوں نے خدمتِ خلق کے ذریعہ حاصل کیا گیا تھا۔

ادھر کچھ لوگ آہستہ آہستہ اس عذاب کے اس درجہ عادی ہوتے جا رہے تھے کہ وہ کھلم کھلا بغیر کسی خجالت اور شرمندگی کے اپنے دائیں ہاتھ کے کام بھی بائیں ہاتھ سے انجام دینے لگے مگر ایک دن انھیں بھی لگا کہ ہمارا داہنا ہاتھ بیکار ہو چکا تھا اور اب اگر ہم چاہیں بھی تو اس سے کام نہیں لے سکتے۔

دھیرے دھیرے عذاب نے مزید وسعت اختیار کر لی تھی۔ بہت کم افراد رہ گئے تھے جو یہ کہہ سکتے تھے کہ ان کا دایاں ہاتھ بائیں سے قوی ہے اور وہ اس ان دیکھی قوت کے پنجہ سے محفوظ ہیں جو ہر کام کو بائیں سے کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ حتیٰ کہ قلم نے بھی دائیں کے بجائے بائیں کو چلنا شروع کر دیا۔ حرفوں نے ساخت، لفظوں نے معانی اور جملوں نے مفہوم بدل لیے۔ استعارے، علامتیں اور اشارے اپنے مطالب سے منکر ہو گئے۔ اب بستی کے ہر فرد پر ظاہر ہو چکا تھا کہ دوسروں کو کھیتہ کہنے والے بھی اس عذاب میں مبتلا ہیں اور ان کے بھی دائیں ہاتھ کو بایاں نگل چکا تھا۔

ساری بستی کھبتی ہو چکی تھی اور مایوسی میں مبتلا تھی کہ بستی سے فرار کے سارے راستے بھی بند تھے اور آس پاس کی بستیوں کے لوگ کسی قیمت پر اس کے لیے تیار نہ تھے کہ کسی عذاب میں گھرے ہوئے لوگ اپنے عذاب سمیت سرحد پار کر کے ہمارے ہاں گھس آئیں۔ چنانچہ بستی کے سارے نفوس ایک جگہ جمع ہوئے تاکہ اس اجتماعی عذاب سے نجات کا راستہ تلاش کر سکیں کہ اچانک مجمع میں نامعلوم سمت سے ایک ایسا شخص نمودار ہوا جس کا چہرہ ناقابلِ شناخت تھا اور جس کا بایاں ہاتھ سرے سے غائب تھا۔ سارے مجمع کا رُخ اس ایک ہاتھ والے شخص کی طرف مڑ گیا مگر کسی میں ہمت نہ تھی کہ کچھ پوچھ سکے۔ ایک ہاتھ والے شخص نے ایک نگاہ سارے مجمع پر ڈالی اور اپنے اکلوتے داہنے ہاتھ کو اپنے سر سے بلند کیا اور سارا مجمع کچھ سوچتا ہوا چُپ چاپ منتشر ہو گیا۔

اگلی صبح انھوں نے دیکھا کہ بستی کے سارے بچے داہنے ہاتھ والے کام بھی بائیں ہاتھ سے انجام دے رہے ہیں۔ اور ان کے بھولے چہروں پر کسی کرب کے آثار نہیں ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

انجم عثمانی
پبلیکیشن ڈیپارٹمنٹ، این سی ای آر ٹی
سری اربندو مارگ۔ نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۱۶

افسانہ

نیم کا رس

ڈاکٹر جاوید نہال

تاریک سائے لمبے ہو کر بنگلہ نما بوسیدہ عمارت پر پھیل گئے۔ نڈھال سورج کی کرنیں کسی جوان بیوہ کے پھیکے حسن کی طرح، تھک کر تاریک سایوں کی گود میں سو گئیں۔ اور دن کی گرم لہریں۔ شام کی بلند ہواؤں میں بہہ گئیں۔

بوڑھی ادھیڑ عورتیں اور چھوٹی بچیاں، عمارت کی سیڑھیوں پر آکر بیٹھ گئیں، سامنے خالی زمین پڑی تھی۔ جو سپاٹ تھی، کیوں کہ لوگوں کے وزنی قدموں نے زمین کی سبز گھاس چاٹ لی تھی۔

بوڑھی عورت مس میریا، جس کو پیار سے سب گرینی کہتے تھے، سامنے پھیلی ہوئی کھردری سپاٹ زمین کو دیکھ رہی تھی، اس زمین پر بیس سال پہلے مخملی دوب بچھی رہتی تھیں۔ اردگرد کیاریوں میں خوب صورت پھول کھلے رہتے تھے۔ اور سیڑھیوں کے کنارے فلاور پاٹ میں بہ کو قرینے سے سجے رہتے تھے۔ مگر بیس سال بعد اس کے سامنے جو زمین پھیلی ہوئی تھی، وہ گھاس بنا کسی گنجے کا سر نظر آ رہی تھی۔

مس میریا کی عمر ساٹھ سال سے کم نہ ہوگی۔ وہ ہر شام اوپری منزل سے اتر کر سیڑھیوں پر آ بیٹھتی یہ اس کا معمول بن گیا تھا۔ مس میریا جنگ عظیم کے وقت یورپ میں تھی، جوان بھی تھی اس کے چہرے کے خدوخال اس کا ثبوت تھے کہ جوانی میں وہ بے حد حسین ہوگی۔ کورٹ یارڈ میں، اچھلتی ہوئی، بچی مونا کی طرح، جس کو سب مونا لیزا کہتے تھے ـــــــ

شام رات کی سیاہی میں ڈھل جاتی، اکثر عورتیں سیڑھیوں سے اٹھ کر اپنے اپنے کمروں میں گم ہو جاتیں لیکن مس میریا، بہت دیر تک بلی کے بچے کو اپنی گود میں لیے بیٹھی رہتی گویا وہ اپنے ماضی کو یاد کر رہی ہو، یورپ کے خوب صورت شہر اور رات کو جاگنے والے خوابوں کو یاد کر رہی ہو، وہ جرمنی میں تھی، سوئزرلینڈ، وی آنا، لندن اور پیرس کی عجیب و غریب زندگیوں کے ساتھ تاپنگانے کا بھی اسے موقع ملا تھا۔

'وی آنا' اسے بہت یاد آتا تھا! جہاں اس نے اپنی جوانی گزاری تھی، جنگ کے دنوں میں، وہاں کے کیفے، بار اور خلوت گاہیں یاد آ جاتیں، جہاں ملک ملک کے فوجی آئے تھے، گورے کالے فوجی اور ان کی بانہوں میں گوری نسل کی انڈتی جوانیاں جھولتی رہتی تھیں۔ رنگ، روپ اور نسل کی کوئی دیوار ان کے سامنے کھڑی نہیں رہتی ـــــــ گویا چاندی اور شراب کی ہی لہروں میں سب بہہ گئے ہوں۔ سب مٹ گئے ہوں۔

میریا چاند کی مدھم روشنی میں، ماضی کی وہ داستانیں پڑھتی جا رہی تھیں، جو اس کی کتاب زندگی کے ہر ورق میں پھیلی ہوئی تھی۔

سمندر کے کنارے ریت بھرے ساحلوں پر ایسے مناظر پیش ہوتے تھے، جو اسکرین پر کبھی پیش نہیں ہوئے تھے، ایسے ڈانس دیکھے تھے، جس میں ہر دور کی بدلتی ہوئی انوکھی تصویریں تھیں، پکاسو کے اس آرٹ کی طرح، جو چند لکیروں میں معنی کا دریا چھپائے ہوئے رہتا ہے۔

اور سمندر کے اس ساحل پر ایسے مرد اور عورتوں کی تصویریں بھی اس کی آنکھوں میں ناچ رہی تھیں، جو جنس کی تسکین کے لیے لمحہ بھر کے لیے انسانی قدروں سے بہت دور ہو جاتے تھے، ان میں سب ہی قماش کے لوگ ہوتے بڑے اور چھوٹے، سب ہی ایک حمام میں ننگے ہو جاتے تھے۔

مس میریا نے یہ تماشہ وی آنا میں دیکھا تھا۔ پیرس میں، بیروت میں اور بہت سے دوسرے شہروں میں بھی، لیکن کہیں اس کو سکون نہیں ملا تھا۔ اور بیروت میں ایک ـــــــ ہندوستانی سے اس کو محبت ہو گئی تھی، جس کے ساتھ وہ کلکتہ چلی آئی اور پھر کچھ دنوں کے بعد 'مس' رہ گئی ـــــــ اور بیس سال سے وہ اس بوسیدہ بنگلہ نما عمارت کے ایک کمرے میں تنہائی کی زندگی گزار رہی تھی۔

ہوا کا تیز جھونکا آیا، کورٹ یارڈ میں برسوں پرانا خستہ اور نیم جان، نیم کا پیڑ کانپ گیا۔ اور اس کی سوکھی شاخ اس بیوہ کی طرح زمین پر گر پڑی، جو شوہر کے بعد بے سہارا ہو کر سوکھتی جاتی ہے۔ اور اگلی زندگی گزارنے کی انجانی تڑپ سے مجبور ہو کر کسی نرم صوفے میں دھنستی چلی جاتی ہے ـــــــ

نیم کے بوسیدہ ستنے کے گرتے ہی، کورٹ یارڈ میں کھیلتے ہوئے ہندوستانی اور اینگلو انڈین بچے اس پر اس طرح جھپٹ پڑے، جیسے جنگ کے دنوں میں فوجی ویران عبادت گاہ میں پناہ لینے والی بے بس عورت پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

بوسیدہ شاخ بچوں کے بوجھ سے کراہنے لگی، تیز و تند جھونکے میں نیم کا پیڑ بھی سنسنا اٹھا تھا، گویا وہ شاخ پر بچوں کے ظلم کے خلاف احتجاج کر رہے ہوں۔ "بابا لوگ برانچ کو چھوڑ دو نیم ٹیری سے رات کو کھیلنا ڈینجرس ہے" گرینی چیخ رہی تھی، لیکن بابا لوگ، نیم کی سوکھی ٹہنی کے لیے چھینا جھپٹی اور باکسنگ میں لگے ہوئے تھے۔

اچانک نیم کی ٹہنی ایک چھوٹے سے بچے کی ملائم جلد میں کھب گئی، ہلکی سی لال لکیر بچہ کی ہتھیلی پر ابھر آئی۔ بچہ بلبلا بلبلا کر رونے لگا۔ لہو دیکھ کر گرینی کا سفید چہرہ پیلا پڑ گیا، وہ خاموشی سے بچے کی ہتھیلی دیکھ رہی تھی، جو لال سفید نظر آ رہی تھی۔ جنگ کے دنوں میں اس نے خون کی ندیاں بہتی دیکھی تھیں۔ وہ سیڑھی سے اتری، کورٹ یارڈ کی سپاٹ زمین پر اس کے قدموں سے ہلکے نشان بن گئے۔

اس نے ہندوستانی بچے کو گود میں اٹھا لیا، خون دیکھ کر، بچہ اب تک رو رہا تھا۔ اور اس کی آواز کورٹ یارڈ کی پرسکون فضا میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ اور دوسرے بچے خوف سے بھاگ کر کہیں چھپ گئے تھے۔

گرینی نے بچے کی خون آلود ہتھیلی کو دھویا اور سفید کپڑا باندھ دیا۔ اس کے سر کو بڑے پیار سے سہلاتی رہی، بچہ گرینی کی محبت میں کھو گیا۔ اور سو گیا۔

گرینی اٹھی اور سامنے فلیٹ پر دستک دی، دروازہ کھلا۔ گرینی کے سامنے ایک روایتی ہندوستانی عورت کھڑی تھی، عورت کو دیکھ کر گرینی کا چہرہ تمتما اٹھا، گرینی کی تیز آواز کورٹ یارڈ میں پھیل گئی۔

"تمھی تم کیا ماں ہے۔ بابا لوگ کو چھوڑ دیتا ہے" ہندوستانی عورت جواب میں مسکرائی۔ اس کی مسکراہٹ نے گرینی کے غصے کو بہا دیا۔

لو "بابا لوگ کو سنبھالو" "تھینک یو گرینی" ہندوستانی عورت بولی، ـــــــ گرینی سیڑھیوں پر لوٹ گئی اور فلیٹ کا دروازہ کھٹ سے بند ہو گیا۔

بچے پھر کورٹ یارڈ میں نیم کی شاخوں سے کھیلنے لگے۔ گرینی اور بوڑھے پیڑ نے ان کو خشمگیں نظروں سے دیکھا، گرینی ان کو مارنے کے لیے لپکی، گرینی کو دیکھتے ہی سب بچے مختلف لہروں کی طرح منتشر ہو گئے۔

کورٹ یارڈ میں سکوت طاری ہو گیا، چاند کی روشنی میں ہر چیز غسل کر کے بے حد حسین لگ رہی تھی۔ پیڑ بس بے حد

شریف ہے، بیس سال پہلے اس بنگلہ نما عمارت میں اس کی حکومت چلتی تھی۔ آہستہ آہستہ نئے عہد کے بعد اس کی حکومت چلی گئی اور اس عمارت میں وہی ایک ایسا آدمی تھا، جس پر سب ترس کھاتے تھے، محبت کرتے تھے، پیٹرس کا لہجہ بہت تلخ تھا، وہ بول رہا تھا۔

"گرینی اب یہاں کیا رکھا ہے، ملازمت گئی، سب کچھ گیا، میں جلد ہی یہاں سے جا رہا ہوں ——"

"تم کہاں جاؤ گے، اپنی وائف کو بھی لے جاؤ گے؟"

وائف کی بات سنتے ہی پیٹرس بپھر گیا، غصے اور کرب سے لے چلے اضطراب میں پڑا ہوا تھا۔

"نہیں گرینی، میں تنہا جا رہا ہوں، آج کل ہماری عورتیں تاش کا پتا بن گئی ہیں، جو کسی بھی مرد کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے، وہ اسے خوب پھینٹتا ہے، کھیلتا ہے اور سڑ کر چور ہو جاتا ہے تو اسے پھینک دیتا ہے اور پھر نیا خرید لیتا ہے۔"

گرینی پیٹرس کی تلخ باتوں کو نگل نہ سکی، بلکہ چپ چاپ بنی رہی، اس کی آنکھوں میں نفرت کی بے شمار لکیریں ابھر آئی تھیں، عورت کی توہین وہ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

میں نے کھڑکی سے جھانکا، ہوا میں لہراتی ہوئی شاخوں سے بجلی کے کھمبے پر تنہا جلتے ہوئے بلب کی زرد روشنی چاند کی روشنی میں گھل مل رہی تھی اور سامنے کے فلیٹ میں مصنوعی قہقہے ابل رہے تھے، دو عورت اور دو مرد لمبی میز پر تاش کھیل رہے تھے، دونوں مرد اپنا سب کچھ داؤں پر لگا کر خود ہار جانا چاہتے تھے یہ کھیل اس محلہ کے اکثر فلیٹوں میں سنیچر اور اتوار کی رات کو ہوتے ہیں۔

تاش کے ساتھ میز پر شراب کی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں روزی کہہ رہی تھی۔

"ڈارلنگ ڈرنک دو، لائف ڈرنک ہے۔"

روزی کی آواز لڑکھڑا رہی تھی اور اس کی گوری ننگی بانہیں مرد کے کاندھے پر سفید سانپ کی طرح لہرا رہی تھی۔

مرد نشے میں دھت تھا، اس کی آواز پر بھی نشہ طاری ہو گیا تھا، کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

تاش کے پتے میز پر پھیل گئے تھے۔ دونوں عورتوں کے چہروں پر تاسف کی خوشیاں ناچ رہی تھیں۔ کھیل بند ہو گیا۔ چاروں تھک گئے تھے۔

"کم آن ڈارلنگ" جولین نے اپنے پارٹنر کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو۔"

کمرے سے دو سائے لمبے ہو کر، دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ اور میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

روزی اپنے پارٹنر کی بانہوں میں جھول رہی تھی ——

"بس ہی ڈارلنگ" روزی کی آواز دھیرے دھیرے بند ہو گئی۔ فلیٹ کی تیز روشنیاں بجھ گئیں، ہلکا سا سبز رنگ کا بلب جل رہا تھا ——

چپ چاپ کھڑکی سے قریب بیٹھا رہا۔ میری آنکھیں فلیٹ کی ہر چیز کو بے نقاب دیکھنے کی آرزو میں تڑپ رہی تھیں، لیکن دھندلی سی بند روشنی کے عکس کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

"صاحب کافی ٹھنڈی ہو جائے گی۔" میرا نوکر کافی میز پر رکھ کر چلا گیا۔

"گرینی کھانا میز پر لگا دیا ہے۔" گرینی کے باورچی نے آواز دی۔

پیٹرس آئی ایم ٹولیٹ، آئی ایم ہنگری۔ گڈ نائٹ۔"

"گڈ نائٹ" پیٹر کی مری سی آواز ابھری۔

"پیٹرس یو ٹو گو ——"

"نو گرینی، روزی نے کہا کرسمس آنے کی خوشی میں رات بھر تاش کا کھیل ہوگا۔ میں بار میں جا کر سو جاؤں گا، اس نے سو کا گرین نوٹ مجھے دیا ہے —— بہت دنوں کے بعد اس کا نوٹ میری جیب میں آیا ہے گرینی ——"

"پیٹرس ——" گرینی بھنبھناتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ پیٹرس نے نیم کے پیڑ کو دیکھا۔ جو ہوا کے تند جھونکوں میں اب تک کانپ رہا تھا۔ وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح نیم خوابیدہ تھا اور اپنے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیجان خیز سناٹے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اٹھا اور کورٹ یارڈ کی سپاٹ کھردری چھاتی کو روندتا ہوا، نکل گیا۔

سامنے فلیٹ میں اندھیرا گہرا ہو گیا۔ تمام بلب ایک ایک کر کے بجھ گئے تھے۔ میں نے کھڑکی بند کی، کافی کی پیالی اٹھائی اور ایک ہی سانس میں ٹھنڈی کافی کو گھونٹ گیا۔ مگر مجھے ایسا محسوس ہوا، جیسے میں نے کافی نہیں پی ہو، نیم کا رس پی گیا ہوں ——"

(کلکتہ سے نشر)

ڈاکٹر جاوید نہال
۳۸ برین لین کلکتہ ۱۶

افسانہ

یہ نگری یہ لوگ

آج میں بہت خوش تھا۔ میں نے آئی ایس سی کا امتحان بڑے ہی اچھے نمبروں سے فرسٹ ڈیویژن میں پاس کیا تھا۔ فیزکس اور کیمسٹری میں تو امتیازی درجہ حاصل ہوا تھا۔ ابا امی کو اپنے پاس ہونے کی خبر سنانے اور ان کی دعا لینے کے بعد میں اپنے حد سے زیادہ عزیز دوست اکبر کو یہ خبر سنانے چل پڑا۔ میری یہ کامیابی اس کی ہی ہمت افزائی کا نتیجہ تھی۔

سڑک پر پہنچ کر میں ایک رکشہ میں بیٹھ کر اکبر کے گھر کی جانب چل پڑا۔ کچھ دیر بعد اکبر کا گھر آگیا اور میں رکشہ والے کو اس کی مزدوری سے زیادہ دے کر مکان کی طرف بڑھ گیا کال بیل کی گھنٹی دبائی۔ مگر جواب ندارد، کئی بار بیل کو دباتا رہا۔ آخر میں جھلا کر میں نے دروازے کو دھکا دیا۔ اور میں منہ کے بل گرتے گرتے بچا۔ دروازہ کھل چکا تھا۔ میں سنبھل کر اندر داخل ہوا —— راستے بھر میں اکبر کی اس لاپرواہی پر پیچ و تاب کھاتا رہا۔ ساتھ اسے پکارے بھی جا رہا تھا —— "اکبر، ارے او اکبر ——" میں اس کے مکان کے کمرے کی طرف بڑھا۔ جونہی دروازہ کھولا میں چونک گیا۔ کمرے کی ساری چیزیں بکھری پڑی تھیں، اندر پہنچ کر میں نے کمرے کا جائزہ لیا۔ سگریٹ کے دھوئیں نے پورے کمرے کی فضا کو ڈھک رکھا تھا۔ مجھے گھٹن سی ہونے لگی۔ بائیں جانب کی میز پر جب میری نظر پڑی تو میں تقریباً دوڑ پڑا۔ منظر ہی کچھ ایسا ہی تھا۔ اکبر اپنی میز پر بے سدھ پڑا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ سامنے کی طرف پھیلا تھا اور دوسرا ایک کے سر تلے تھا۔ سامنے چائے کی پیالی اوندھی پڑی تھی۔ چائے اب بھی ٹیبل کلاتھ سے ہوتی ہوئی زمین پر ٹپک رہی تھی —— "اکبر! اکبر!!" میں بے ساختہ اسے جھنجھوڑنے لگا۔ میری کوشش ناکام رہی۔ تب ہی میری نظر اس کے ہاتھوں تلے دبی ڈائری پر پڑی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اکبر ڈائری لکھتا لکھتا تھک کر سو رہا ہے۔ میں نے آہستہ سے ڈائری کھینچ لی۔ اور پڑھنے لگا۔ ڈائری کا

ثریا قاضی

راز دل یوں بھی آشکارا ہو
نہ ہلیں لب نہ کچھ اشارا ہو

ذکر جب ہو وفا کا دنیا میں
کچھ ہمارا ہو، کچھ تمہارا ہو

یوں نہ چھیڑو کسی سوالی کو
کیا پتہ کیسے غم کا مارا ہو

دیپ روشن ہوں دل کے آنگن میں
اُن کی آنکھوں کا گر سہارا ہو

نیند کانٹوں پہ اس کو آتی ہے
زن، زمیں، زر کا جو نہ مارا ہو

دل میں ہلچل سی ہے لگتا ہے
تیری یاد دلانے سر ابھارا ہو

جینا دو بھر، اجل نہیں بس میں
اب ثریا کہاں گذارا ہو

(ناگپور سے نشر)

سید اکبر حسن

ہر لفظ اکبر کے دل کی پکار تھی۔ اس کی زندگی کا المیہ تھی جو حرفوں کی شکل میں ڈائری میں بکھر گئی تھی۔ میں اشتیاق کے ساتھ پڑھتا رہا۔ لکھا تھا:

"بدھ ـــ ۱۹۷۸ء

آج کا دن میری زندگی کے لیے کافی اہمیت کا ہے آج میں نے میٹرک کا امتحان اوّل درجے میں پاس کیا شاید میرے والدین کی یہ پہلی خوشی تھی۔ لیکن بذاتِ خود اس کامیابی نے مجھے خوشی بخشی۔ چند لمحوں کے لیے دل بے تحاشہ دھڑک اٹھا تھا۔ میرے رشتہ داروں نے جب یہ خبر سنی تو حسبِ روایت خوشی کا مظاہرہ کیا۔ مجھے تحفے تحائف دیے لیکن پتہ نہیں کیوں مجھے ایسا لگا کہ مجھ سے جو بہت قریب ہیں، وہ کچھ کھنچے کھنچے سے ہیں جو کچھ بھی دیا لیا اس میں ہمّت افزائی اور خلوص کم بلکہ محض دنیاداری ہے۔ فریب اور ریاکاری ہے۔ میرا دل کچھ ٹوٹ سا گیا۔ کہتے ہیں کہ میں شروع ہی سے کافی حسّاس ہوں۔ کیا حقیقت کے جاننے ملنے کو احساس کہا جاتا ہے۔؟ کیا حساس میں اس لیے ہوں کہ میرا ضمیر زندہ ہے؟ دل نرم ہے۔؟ اس دنیا میں رہنے والے اکثر و بیشتر انسانوں کی طرح میں سخت دل نہیں ہوں۔ شاید اسی لیے مجھے حسّاس کہا جاتا ہے۔ دوسروں کے لیے درد ہے میرے دل میں۔ اسی لیے میں حسّاس ہوں کیا ـــ؟ ان سوالوں کا جواب کس سے مانگوں۔؟ کون دے گا ان کا جواب، کوئی بھی تو نہیں۔

میری آنکھیں نم ہوگئیں، میری نظروں میں اکبر کا وہ پریشان چہرہ گھوم گیا جب وہ بھاگا بھاگا میرے پاس آتا اور کہتا۔

"ارے یار، کیا بتاؤں بہت پریشان ہوں۔ دن بہ دن مایوسیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ تو ہی کچھ کر میرے یار۔ اس بے حس اور بے مروّت دنیا سے دل اچٹ گیا۔" پھر وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولتا "ارے لا یار کم سے کم غم غلط کرنے کے لیے کچھ تو پلا ـــ" میں حیرت سے اسے تکتا ہوا پوچھتا۔

"تیرا دماغ تو ٹھیک ہے ـــ"

"اب تک تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر تو نے وہ شے جسے مولانا آزاد پسند کرتے تھے نہیں پلائی تو سچ مچ میں پاگل ہو جاؤں گا۔" میں اس کا اشارہ بھانپ جاتا اور پھر ہم دونوں ہنس پڑتے۔ کچھ دیر کے لیے اس کی رگوں میں ایک نئی لہر دوڑ جاتی۔ وہ ایک بار پھر ناامیدی کے اتھاہ سمندر سے امید کے ساحل پر نکل پڑتا۔

ایک چھوٹی چوہیا پھدک کر میری ٹانگوں سے گذر گئی میری یادوں کا سلسلہ ٹوٹ چکا تھا۔ میں نے بھرپور نظر اکبر کے چہرے پر ڈالی جس پر میری نظر کے نشان صاف نمایاں تھے ـــ میں نے ورق پلٹا۔ پہلے ہی صفحہ پر میری نظر ان اشعار پر الجھ گئی۔

سب سمجھے ہیں پاگل مجھ کو کیسے کہوں حالِ دل ان کو
کہنے میں رسوائی ہے انکی مجھے پھر یاد آئی ہے ان کی

ان اشعار نے اکبر کے چھپے پیار کو ظاہر کر دیا تھا۔ وہ پیار جس میں ایک تڑپ تھی۔ ایک خلش تھی۔ لیکن اظہار کی جرأت باعثِ رسوائی ہو یہ اسے گوارا نہ تھا۔ اکبر کی کراہ نے مجھے چونکا دیا ـــ ڈائری بند کر کے میں ایک گلاس پانی لے کر بھاگا بھاگا اکبر کے قریب آیا۔

"کیا بات ہے یار ـــ؟" میں نے گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"کون ـــ؟" وہ خوابیدہ لہجے میں بولا۔

"گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ آنکھیں کھولو ذرا دیکھو تو کون ہے ـــ" اس نے میری آواز پہچانتے ہوئے دبے لہجے میں کہا ـــ "ارے تم کب آئے۔؟"

"یہی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ہوا ہوگا ـــ" میں نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔ "یہ سب میں کیا دیکھ رہا ہوں۔؟ تو نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے ـــ" میں نے اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا ـــ

بجھی بجھی سی آواز ابھری۔ "بہت تھک گیا ہوں یار"

"لیکن کیوں ـــ؟ بتاؤ تو سہی" میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں یار ـــ اس زندگی نے مجھے کیا دیا ہے" میں نے سوالیہ نظر اس پر ڈالی۔

"کچھ باتیں ہیں جو..." آگے وہ کچھ نہ بول سکا۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ وہ بہت باتیں کہنا چاہتا ہے لیکن کہنے سے گریز کر رہا ہے۔ اچانک اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے میری ڈائری کدھر گئی" ـــ

"گھبراؤ نہیں۔ یہ رہی تمہاری ڈائری" میں نے ہاتھ میں رکھی ڈائری اسے دکھائی ـــ اس نے جھپٹ کر ڈائری چھین لی۔

"تو تو نے حالِ دل پڑھ ہی لیا ـــ" وہ آگے بولا

"میری زندگی خود میرے لیے عذاب ہوگئی ہے۔ میری طبیعت بالکل اچاٹ ہوگئی ہے۔ میں جہاں کہیں بھی آتا جاتا ہوں ہر جگہ دکھاوا ہی دکھاوا ہے۔ کوئی میری خاطر اگر مسکراتا بھی ہے تو اس کی مسکراہٹ یا تو مجھے میرا منہ چڑاتی ہے آتی ہے یا نہیں تو بالکل مصنوعی۔ صرف تصنع۔ یہاں کے ادلے بدلے سے میں عاجز آ گیا ہوں دولت کے سوا یہاں کسی اور شے کی قدر نہیں ہے۔ سب مطلبی لوگ بستے ہیں۔ یہاں لوگ تعلقات کو بنائے رکھنا نہیں چاہتے۔ جذبات کی قدر نہیں کرتے۔ سارے معاملوں کو پیسہ دے کر ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ اگر تم کسی کو چاہتے ہو تو یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہ بھی تمہیں چاہے۔ اگر وہ تم سے کبھی تھوڑا بہت متاثر ہوا تو بس اس کا معاوضہ پیسے کی شکل میں دے دیا۔ اور بس ہوگئی تمہاری قدر ـــ تمہارے جذبے کی قدر۔ پیسہ دے کر سب ہی کچھ خرید لیا اس نے۔ اب لاکھ چاہتے رہو اس کو۔ وہ تو اپنے آپ میں مست ہے۔ تم اس کے برابر کے ہوتے تو اُسے تم نظر بھی آتے۔ لیکن وہ تو تم سے بہت اونچا ہے۔ جہاں زمانہ تمہارے خلاف ہے۔ وہیں ہزاروں اس کے پرستار ہیں۔ جہاں تمہارا ناطہ غربت سے جڑا ہے وہیں اس کی جھولی دولت سے بھری پڑی ہے۔ ایسے ماحول سے مجھے نفرت ہے یار۔ ایسے میں تو ہی بتا میں کیا کروں۔ اتنا کہتے کہتے اس کی آواز بھرا گئی۔ ایک سانس میں اس نے کتنی تلخ حقیقتیں اگل دیں ـــ

دبی چھپی چنگاری کو مزید کریدنے میں نے مناسب نہیں سمجھا اور بات بدلتے ہوئے کہا "چل یار کہیں چلتے ہیں"

"نہیں میں نہیں جاتا ـــ موڈ نہیں ہے۔" "تو بتا کیسے یہاں آنا ہوا ـــ"

"میں صرف ایک شرط پر بتاؤں گا" میں نے شرط رکھ دی، "پہلے تو میرے ساتھ چل ـــ"

"ابھی بخش دے یار پھر کبھی ـــ"

"تو ٹھیک ہے۔ میں بھی نہیں بتاتا۔ ویسے ایک خوش خبری تھی ـــ" میں نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"کیا بات ہے ـــ بول نا ـــ؟" وہ مچل پڑا۔

"پہلے میری شرط ـــ" میں بھی اڑ گیا۔ آخر اس نے ہار ماننے کے انداز میں کہا "اچھا تو چل منظور ہے"۔

اور جب میں نے اسے اپنی کامیابی کی خبر سنائی تو وہ مجھ سے بے ساختہ لپٹ گیا۔ اس کے چہرے سے غم کی پرچھائیاں مٹ چکی تھیں اور صرف خوشی جھلک رہی تھی۔ اپنے غم کو بھول کر وہ میرے ساتھ ہولیا ـــ سب سے پہلے میرا منہ میٹھا کرایا اور اس کے بعد کئی دنوں تک ہم دونوں ساتھ رہے۔

(پٹنہ سے نشر)

سید اکبر حسن
۱۰۷، راجندر نگر، روڈ ۴
پٹنہ ۱۶ (بہار)

افسانہ

چار دیواری

قمر تہنیت

چودھری گووردھن جب اپنی بیٹی مدھو کو اپنے گھر لانے اس کے سسرال جارہے تھے تو راستے بھر وہ تمام واقعات انھیں یاد آنے لگے جب زمیندار بہاری لال اور ان کی پتنی نے ان کے گھر دھاوا بول دیا تھا اور اس وقت تک نہیں اٹھے تھے جب تک کہ چودھری گووردھن نے اپنی پانچ سالہ لڑکی مدھو کے بال وواہ کی حامی نہیں بھرلی۔ بڑی دھوم دھام سے شادی رچائی گئی۔ زمیندار اور بہاری مل بہت خوش تھے جب تک مدھو چودھری صاحب کے یہاں رہی وہ ہر سال اس کے لیئے تحفے بھیجا کرتے پھر چند سال بعد جب وہ اسے اپنے گھر لے جارہے تھے تو وہ کتنے خوش تھے۔ غرض ایک ایک کرکے سبھی باتیں انھیں یاد آنے لگیں وہ تصور کرنے لگے کہ جب وہ مدھو کے گھر پہنچیں گے تو ان کے سمدھی کتنی گرمجوشی سے ان سے ملیں گے اور ان کی مدھو ایک رانی کی طرح اپنی کسی داسی کے ساتھ آئے گی پھر نوکروں کو حکم دے گی کہ وہ اس کے پتا کے آرام کا خیال رکھیں اور ان کے ناشتے کا انتظام کریں۔ راستہ کاٹے نہیں کٹ رہا تھا۔ جب مدھو کا گھر آیا تو خوشی سے ان کا دل دھڑکنے لگا وہ سوچنے لگے مدھو کتنی بڑی ہوگئی ہوگی اب تو اس کا حسن اور بھی نکھر آیا ہوگا۔ یہی سب کچھ سوچتے ہوئے وہ گیٹ میں داخل ہوئے اور اپنے آنے کی اطلاع کروائی۔ سمدھی نے ان کی آؤ بھگت تو ضرور کی لیکن انکے اس رویے میں انھیں بناوٹ کی جھلک نظر آئی جب مدھو آئی تو وہ اسے پہچان نہ سکے وہ ڈری ڈری اور سہمی محسوس ہوئی بات بات پر۔ جی ہاں جی۔ بہت اچھا کہتی مدھو کو دیکھ کر وہ اندر ہی کڑھنے لگے۔ بیٹی کو لے کر گاؤں واپس آئے گھر پہنچنے پر جیسے ہی ماں نے اسے دیکھا وہ بے اختیار اس سے لپٹ کر رونے لگی بیٹی کے چہرے پر سوالیہ نظریں ڈالی اور جواب نہ پاسکی۔ وہ تو اسی وقت مدھو سے ساری روداد جاننا چاہ رہی تھیں مگر چودھری گووردھن کے روکنے سے خاموش ہوگئیں۔

صبح جب مدھو باغ سے پھول توڑ کر پوجا کے لیئے لارہی تھی تو ماں نے کہا مدھو چند پھول اپنے لیئے بھی توڑ لینا مدھو کو ساس کی بات یاد آئی جب اس نے پہلی بار بھگوان کی مورتی پر پھول سجاکر اپنے بالوں میں بھی لگائے تھے تب انھوں نے کہا تھا کہ پھول تو کسی کے سر میں لگانے سے زیادہ بھگوان کے چرنوں میں اچھے لگتے ہیں بلکہ ہوتے ہی اس لیئے ہیں کہ وہ بھگوان پر چڑھائے جائیں ہیں اس کے بعد سے آج تک مدھو نے کبھی پھول نہیں لگایا تھا۔ اس نے کھوکھلی ہنسی کے ساتھ کہا ماں پھول تو بس بھگوان کے چرنوں میں ہی اچھے لگتے ہیں۔ وہ شوخی وہ چنچل پنا سب کچھ اس سے چھن چکا تھا وہ ہمیشہ کھوئی کھوئی سی رہی۔

گاؤں میں مدھو کے آنے کی خبر پھیل گئی تو آہستہ آہستہ اس کی سبھی سہیلیاں آئیں۔ ماں ہر حال میں مدھو کو خوش دیکھنا چاہتی تھی اس لیئے اس کی سہیلیوں کی خوب خاطر کی اور سارا دن مہمان رکھا تاکہ مدھو ان کے ساتھ رہ کر پھر سے اپنی شوخی واپس لائے۔ سہیلیوں نے چھیڑ چھاڑ شروع کردی قہقہے لگاکر بچپنے کی یاد کو تازہ کیا مدھو نے بھی چاہا کہ وہ قہقہے لگائے مگر وہ نہ لگاسکی اسے بے اختیار ساس کی اس دن کی بات یاد آگئی جب کہ اس کے پتی کی خالہ اور ان کی لڑکیاں اس سے ملنے آئی تھیں وہ ان لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی ہنس رہی تھی اور قہقہے بھی بلند ہو رہے تھے۔ ان کے چلے جانے کے بعد ساس نے اس سے کہا تھا گھر کی بہو بیٹیاں اس طرح آواز کے ساتھ نہیں ہنسا کرتیں اس کے بعد سے وہ ہنسنا ہی بھول گئی تھی کوئی اس کا اپنا نہ تھا جو اسے تسلی دیتا۔ پتی بھی تھا تو اس میں اتنا شعور ہی نہ تھا جو گھر کے ماحول سے متاثر ہوکر اپنی پتنی کی دل جوئی کرتا۔ وہ بھی مدھو کی ہیرا جیسی طبیعت کے بالکل برعکس تھا۔ وہ تصور میں کھوگئی۔ اس کی سہیلیوں نے بھی اس بات کو محسوس کیا۔ ماں نے کرید کرید کر پوچھنا شروع کیا۔ اچھا مدھو یہ تو بتا کہ تم لوگ کہیں نہ کہیں گھومنے تو جاتے ہی ہوگے۔ اس پر مدھو نے کہا نہیں ماں میں اکیلی کیسے جاتی اور کہاں جاتی میرے پتی کو تو ساتھ گھومنے لے جانا بالکل نہیں پسند ہیں تو صرف ایک ہی راستہ جانتی ہوں اپنے گھر سے سسرال تک کا بس۔

اس کے سسرال جانے کے دن قریب آنے لگے۔ وہ کچھ خوف زدہ سی رہنے لگی۔ ماں نے اس بات کو محسوس کیا اور چودھری گووردھن سے جھڑپ کر بیٹھی۔ وہ رونے لگی اور کہا کہ اس کی کھلے ہوئے پھول جیسی مدھو سسرال جاکر مرجھا کے رہ گئی میں تو اب کبھی بھی اسے سسرال جانے نہیں دوں گی۔ چودھری گووردھن بھی اپنی لڑکی کا بال وواہ کرکے پچھتا رہے تھے۔ مدھو نے ماں کی ساری باتیں سن لی تھیں اسے ماں باپ کے کہے ہوئے وہ الفاظ یاد آنے لگے جب اس کے سسرال جاتے وقت انھوں نے کہا تھا بیٹی جس گھر پر ڈولی میں جاتی ہے اسی گھر سے ڈولہ نکلنا چاہیئے۔ اب سسرال ہی تمھارا گھر ہے۔

دوسرے دن اس کا پتی اسے لینے آرہا تھا۔ وہ جلدی جلدی سب سامان اکٹھا کرنے لگی۔ وہ ماں باپ کے سینہ پر پہاڑ بن کر نہیں رہنا چاہتی تھی۔ وہ سماج سے بھی ڈرتی تھی۔ کل پھر سے اسے چار دیواری میں قید ہونے جانا تھا جو بظاہر اس کا اپنا گھر تھا مگر وہاں اس کی کوئی حکومت نہ تھی۔ جہاں نہ اس کا اپنا کوئی ارمان۔ نہ اپنی کوئی رائے نہ اس کا اپنا کوئی ارادہ بس ایک فرض کو نبھانے کے لیئے زندہ لاش کی صورت میں وہ زندگی گذار رہی تھی۔ وہ ایک ایسی چار دیواری میں قید تھی جہاں ایک بازو ماں باپ کی بے پناہ بے لوث محبت تو دوسری جانب ساس کی بے رحمی۔ سامنے شوہر کی بے اعتنائی تو پیچھے سماج کی خوفناک نگاہیں۔ اس کی حالت اس پر کٹے پنچھی کی طرح تھی جو باوجود پرواز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوئے بھی اڑ نہ سکتا ہو۔

(حیدرآباد سے نشر)

غزل

ہم نے سب سے یہ کہا ہے لوگو
آرزو حُسنِ ادا ہے لوگو

کوئی رنجور نہ رہنے پائے
صرف اتنی ہی دعا ہے لوگو

ہوسکے تو اُسے آباد کرو
کیا حسین شہر لٹا ہے لوگو

پھول چنتے ہوئے اکثر اپنا
ہاتھ کانٹوں سے کٹا ہے لوگو

نہ سزا ہے نہ جزا ہے کوئی
کیسی تہذیبِ وفا ہے لوگو

شوقؔ صاحب کی غزل کا انداز
عصرِ حاضر کی نوا ہے لوگو

مومن خاں شوقؔ

(حیدرآباد سے)

نام رکھنے کی بات

مرزا محمود بیگ

نام ہے تو سب کچھ ہے۔ نام نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ دنیا والے نام کی خاطر جان دیتے ہیں۔ نام پانے کے لیے تقریباً سب کچھ قربان کر دینے کے لیے تیار ہیں۔ آخر کیوں۔ سیدھی بات ہے۔ گمنام سے نہ جینا بہتر ہے۔ ایک انگریزی شاعر کا مقولہ ہے نام پیدا کر دینے والے چند لمحات کے سامنے بے نام کی زندگی بے حقیقت ہے۔ بلکہ بعض لوگ محض نام کی خاطر بھلے برے کی تمیز بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔ برائی میں نام سہی مگر نام تو ہے۔ ہاں کچھ لوگ استاد ذوق کی نصیحت پر عمل کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا تھا۔

نام کی خواہش ہے اگر فیض کے اسباب بنا بل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا

ٹیوب ویل لگانے۔ ہسپتال اور اسکول بنانے، دریاؤں پر بند لگانے کی طرف مائل کرے تو نام ہی نام میں جنتا کا بھلا ہو جائے۔

اور نام صرف آدمیوں کے لیے ہی نہیں بلکہ چیزوں کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔ کسی چیز کا نام ہو جائے۔ دیکھیے کیسی دھڑا دھڑ بکتی ہے۔ ایک دفعہ ایک صاحب ایک نامی موٹر خریدنے گئے۔ یہ دیکھنے کے واسطے کہ وہ ایک گیلن میں کتنے میل کرتی ہے۔ انھوں نے چالیس پچاس میل کا سفر بھی کیا۔ واپسی پر یاد آیا کہ سرے سے پٹرول ڈالنا ہی بھول گئے تھے۔ گاڑی محض اپنے نام کے چالیس میل کا سفر کر گئی۔

جب نام کے یہ فائدے ہوں تو آپ جانیے کون ہوگا جو نام کی خواہش نہ کرے گا۔ مگر آج میں نام یا شہرت کے فائدوں سے بحث نہیں کروں گا۔ بلکہ محض نام۔ فقط نام کی ضرورت کا ذکر کروں گا۔ کیوں کہ نام تو گمنام کا بھی کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ کوئی شخص کوئی جگہ کوئی چیز، کوئی حالت کوئی صفت نہیں۔ جس کا نام نہ ہو۔ مانا کہ کسی کا نام سکندر اور افراسیاب ہے۔ مگر جمن اور شبراتی کا بھی تو اپنا نام ہے۔ سکندر اور افراسیاب کا ذکر تاریخوں میں ہے۔ ان کے نام کبھی محلوں اور اب ویرانوں پر کندہ ہیں۔ ان کے نام قوموں کے عروج اور زوال کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مگر جمن اور شبراتی کے محلہ میں جاؤ ان کے دوستوں کو، ان کے محلہ والوں کو جمن اور شبراتی کا ذکر کرتے پاؤ گے اس واسطے نہیں کہ جمن اور شبراتی میں کوئی خصوصیت ہے بالکل بھی نہیں۔ وہی دو ٹانگیں، وہی دو ہاتھ، وہی دو آنکھیں، وہی دو کان، وہی ناک، وہی ہونٹ، وہی سر سینہ اور دھڑ۔ مگر آخر جب ایک شخص کو دوسرے سے الگ بتانا ہوگا تو نام کی ضرورت پڑے گی۔ اور اس کے لیے جمن اور شبراتی بھی اتنی ہی کار کے دو نام ہیں جتنا نواب علی قلی اسفندیار جنگ بہادر۔

آدمی تو آدمی چیز کا نام نہ ہو تو اس کا ذکر ناممکن ہے۔ ذکر تو ایک طرف اس کا استعمال اس کی خرید و فروخت لین دین بھی ناممکن ہے۔ خبر نہیں آپ کو اتفاق ہوا ہے یا نہیں۔

کم از کم مجھے بچپن میں کئی دفعہ دوکان پر رکھی ہوئی سجی ہوئی چیز خصوصاً مٹھائی کے خریدنے کا موقعہ ہوا ہے۔ مٹھائی ہے کہ آنکھ کو بھلی لگتی ہے۔ نام معلوم نہیں۔ دوکاندار پر یہ ظاہر نہیں کرنا جانتے کہ ہم اتنے جاہل ہیں کہ مٹھائی کا نام تک نہیں جانتے اس لیے نہایت اطمینان سے اشارہ کر دیتے ہیں یہ دیدو۔ اب اگر حلوائی نے چیز تول دی تو سستے چھوٹے۔ اور اگر وہ ستم ظریف پوچھ بیٹھا "سرکار کون سی" تو اب مصیبت ہے۔

اس ہی قسم کی مصیبت سے بچنے کے لیے ماں باپ، بچوں کے نام رکھتے ہیں۔ اگر نام نہ رکھیں تو ان کو بلائیں کیسے یہ تو صرف مرغی کے لیے ممکن ہے کہ اس نے کٹ کٹ کی اور سارے چوزے اگر اس کی چونچ کے پاس آن جمع ہوئے۔ یا بلی نے ایک خاص انداز میں میاؤں میاؤں کی اور اس کے چار پانچ بچے قلابازیاں لگاتے اس کے پاس آ گئے۔ انسانی ماں باپ کے لیے نہ کٹ کٹ ممکن ہے نہ میاؤں میاؤں۔ یہاں تو ہر بچے کا نام الگ ہونا چاہیے۔ اور نام بھی محض پہچاننے کے لیے نہیں۔ کیوں کہ یہ کام تو نمبروں سے چل سکتا ہے جس طرح نئی آبادی میں سڑکوں کے نمبر دے دیے جاتے ہیں۔ اس ہی طرح پہلا بچہ نمبر ایک دوسرا نمبر ۲۔ اس ہی طرح نمبر ۱۷، نمبر ۱۸ تک گنتی چل سکتی ہے۔ مگر نمبروں سے تو ماں باپ کے ارمان نہیں نکلتے۔ ان کو نام چاہییں۔ اور نام بھی ایسے کہ نام کی وجہ سے بچے کی عمر لمبی ہو۔ نام کی وجہ سے بچہ عزت پائے۔ مرتبہ پائے۔ نام کی وجہ سے بچہ خوش نصیب ہو۔ دولت پائے۔ اقبال پائے۔ اگر نام رکھنے سے یہ فائدے بچے کو حاصل نہ ہوئے تو پھر نام کا فائدہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ہندوستانی گھر میں بچے کا نام رکھنا ایک بہت اہم مسئلہ ہوتا ہے۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی۔ چچا۔ چچی۔ تائی۔ ماموں۔ ممانی۔ پھوپا۔ پھوپی۔ خالو خالہ۔ بھائی اور بہن۔ بھابی اور بہنوئی۔ پنڈت اور جیوتشی سب کو اس میں دخل ہوتا ہے۔ اور جس کی بھی رائے نہ لی جائے اس کی شکایت ہوتی ہے۔

کتنے خوش قسمت ہیں وہ ماں باپ جن کا نام جمن، شبراتی، رمضانی، عیدو، گلابو، چنبیلی کلو، کلن سے چل جاتا ہے۔ کہیں کہیں جغرافیہ سے مدد لی جاتی ہے جیسے لاہوری مل اور امرتسری رام بنارسی داس اور متھرا داس۔ کبھی آسمان سے مدد لے کر سورج مل، چاند سنگھ، قمر ادئی، ثریا جبیں، مہ پارہ، بدر النسا، شمس الدین نام رکھ لیے جاتے ہیں۔ اور اگر کہیں ماں باپ کو تاریخ سے واقفیت ہو تو پھر فہرست بہت لمبی ہو جاتی ہے اس میں بھیم بھی ہیں اور ارجن بھی اس میں سکندر بھی ہیں اور رستم بھی۔ اس میں اشوک بھی ہیں اور پرتاپ بھی۔ اس میں اکبر بھی ہیں اور ظفر بھی۔ غرضیکہ میدان وسیع ہے۔

اور اگر بچے کا نام رکھتے وقت ماں باپ کے ہاتھ ڈکشنری لگ جائے تو گو یا خاندان کی قسمت کھل گئی۔ اس میں عادل، عاقل، کامل، فاضل سبھی لفظ موجود ہیں۔ اور کتنے بھلے لفظ ہیں۔ اور کتنے میٹھے لفظ ہیں محض ایک نام رکھنے سے دل کے سب ارمان پورے ہو جاتے ہیں۔ عاقل نام رکھنا ہی بچے کو عقلمند کرے گا۔ اور فاضل نام رکھ کر گو یا ابھی سے بچے کے سر پر دستارِ فضیلت باندھ دی۔ اس ہی ڈکشنری میں جاہل۔ کاہل بھی لفظ ہیں مگر ان کو نام رکھنے کے لیے کوئی بھی استعمال نہیں کرتا۔ محض اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں بچہ واقعی کاہل اور جاہل نہ ہو جائے۔ حالاں کہ نام رکھنے والوں کو یہ خبر نہیں کہ اکثر نام کا اثر الٹا پڑتا ہے۔ فاضل نام رکھ کر تو دیکھ لیا کہ الٹا رہا۔ اب میرا خیال ہے کہ جاہل کے نام کو آزمایا جائے اور دیکھا جائے کہ کتنے بچے محض اپنے نام کو جھٹلانے کی خاطر فاضل بنتے ہیں۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ تجربہ کوئی نہیں کریگا کیوں کہ یہ یقین عام ہے کہ جیسا نام ویسا کام۔ بلکہ جس زمانے میں ڈپٹی کلکٹری ہندوستانی نوجوان کی معراج تھی۔ اس زمانے میں ہمارے محلے میں ایک صاحب نے اپنے ایک بچے کا نام ڈپٹی اور دوسرے کا نام کلکٹر رکھا تھا۔ گو بڑے ہو کر ان میں سے ڈپٹی نے ہمیشہ ورق کوٹے اور کلکٹر نے کلابتوں کا کام کیا۔ مگر ان کے بچپن میں ماں باپ نے ڈپٹی کلکٹری کا لطف اٹھایا۔ نام رکھنے کا طریقہ پرانت پرانت میں الگ الگ ہے۔ ان میں سے مجھے مدراس کا طریقہ سب سے زیادہ پسند ہے۔ آپ پنجاب میں، یوپی میں، دہلی میں کسی کو خط بھیجیں تو پورا پتہ لکھنا پڑتا ہے۔ فلاں فلاں کا بیٹا۔ گاؤں، ڈاکخانہ، تحصیل ضلع وغیرہ۔ مگر مدراس میں یہ سب باتیں نام میں ہی آجاتی ہیں۔ نام کے ساتھ باپ کا یا دادا کا نام گاؤں اور ڈاک خانہ سب شامل۔

پارسیوں کی بھی ایک بات مجھے پسند ہے۔ وہ اپنے خاندانی نام میں اپنے خاندانی کام کو ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ مثلاً باٹلی والا، دارو والا، دھوبی والا، چھتری والا وغیرہ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ناموں کا تعلق ارمانوں سے نہیں ہے۔

اس کے برعکس اکثر نام اس واسطے رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ نام والے کو نظر نہ لگے مثلاً کسی کے اوپر تلے کئی بچے ضائع ہو گئے اب اس نے موت کو نفرت دلانے کی خاطر بچے کا نام چھدا رام رکھ دیا یا گھسیٹا رام یا بھیکو اور کبھی موت کو ڈرانے کے خیال سے گینڈا مل یا گینڈا سنگھ رکھ دیا۔ بچہ بہت گورا ہوا تو اس کا نام کلن خاں یا خالی کلوا رکھ دیا ایسے ناموں کا واقعی کیا اثر ہوتا ہے یہ تو

فلمز ڈویژن

میوزیشن درکار ہیں

فلمز ڈویژن ، بمبئی میں میوزیشن کی پانچ (۵) اسامیاں پرکرنے کے لیے ہندستانی قومیت رکھنےوالے امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

فیس کا اسکیل : ٦٥٠ - ٣٠ - ٧٤٠ - ٣٥ - ٨١٠ - ای بی - ٣٥ - ٨٨٠ - ٤٠ - ١٠٠٠ - ای بی - ٤٠ - ١٢٠٠ روپے گریڈ I کے لیے۔

٤٢٥ - ١٥ - ٥٠٠ - ١٥ - ای بی - ٥٦٠ - ٢٠ - ٦٤٠ - ای بی - ٢٠ - ٧٠٠ - ٢٥ - ٨٠٠ روپے گریڈ II کے لیے۔

مقررہ فیس کے علاوہ ، فلمز ڈویژن کے دیگر فیس والے اسٹاف کیلئے حکومت کی جانب سے طےکردہ شرحوں پر منظور شدہ بھتے بھی دیئے جائیں گے۔

۲ **دیگر سہولیات :** نیوٹریول کیپشن ، طبی دیکھ بھال ، کنٹری بیوٹری پراویڈنٹ فنڈ ، گریجویٹی وغیرہ وہ تمام سہولیات دی جائیں گی جو فلمز ڈویژن کے ان دیگر ملازمین کو دی جاتی ہیں جو فیس کی بنیاد پر ملازم ہیں۔

۳ **تقرری کی شرائط :** منتخب امیدواروں کو تین ماہ کے لئے آزمائشی طور پر رکھا جائے گا ۔ اس دوران اگر ان کی کارکردگی تسلی بخش پائی گئی تو ان کے ساتھ تین سالہ معاہدہ کیا جائے گا ۔

۴ **کام کی جگہ :** عام حالات میں بمبئی ۔ لیکن ضرورت پڑنے پر ہندوستان میں کہیں بھی کام کرنے کے لیے کہا جاسکتا ہے۔

۵ **قابلیت اور تجربہ :** اچھی عام تعلیم ۔ ستار ، سرود ، پکھاوج ، طبلہ ، ڈھولکی ، نال ، جلترنگ ، طبلہ ترنگ ، ڈھول ، خول ، سورمنڈل ، ڈگڈگی ، مورچنگ ، ڈگی ترنگ ، وائبروفون ، کلےوائلن ، بونگو ، سائڈ ڈرم ، الیکٹرک گٹار وغیرہ بجانے کی اعلیٰ معیاری صلاحیت ۔ امیدوار میں تمام اقسام کے مواقع کے مطابق موسیقی کے ذریعہ تاثرات پیدا کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیئے ۔ موسیقی کی علامات لکھنے پڑھنے سے واقفیت لازمی ہے ۔

(ii) فلم / ریڈیو ریکارڈنگ / پرفارمنس میں کام کرنے کا کم از کم تین سال کا تجربہ ہر ایک ساز کے ماہر فنکار درخواست دے سکتے ہیں لیکن ترجیح ایسے امیدواروں کو دی جائے گی جو زیادہ سے زیادہ تعداد میں ساز بجانے کی مہارت رکھتے ہوں گے

۶ **عمر :** (۳۰ اپریل ۱۹۸۲ء کو) ۳۰ برس سے کم ۔ غیر معمولی قابلیت اور تجربہ رکھنے والے امیدواروں کے لیئے قابل رعایت ۔

۷ **طریقۂ انتخاب :** ساز بجانے کا ایک ابتدائی ٹسٹ لیا جائے گا جو ممکنہ حد تک فلمز ڈویژن ، بمبئی میں منعقد ہوگا ۔ اس ٹسٹ میں جو امیدوار ساز بجانے میں بنیادی طور پر موزوں پائے جائیں گے ان کو فائینل ٹسٹ / انٹرویو کے لیے بلایا جائیگا

۸ ابتدائی ٹسٹ / فائنل ٹسٹ / انٹرویو میں بلائے جانے والے امیدواروں کو کسی طرح کا سفر بھتہ ، روزانہ بھتہ یا دیگر اخراجات کی ادائیگی نہیں کیجائیگی مرکزی سرکار ، ریاستی سرکار یا نیم سرکاری تنظیموں کے ملازمین اگر فیس اور معاہدے کی بنیاد پر روزگار حاصل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں تو وہ اپنی درخواستیں اپنے دفتر کے توسط سے ارسال کریں ۔

شیڈول کاسٹ اور شیڈول ٹرائب امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی ۔

درج ذیل تفصیلات اور سرٹیفکیٹس کی مصدقہ نقول (اصل نہ بھیجیں) کے ساتھ ایڈمنسٹریٹو آفیسر ، فلمز ڈویژن ، منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ ، گورنمنٹ آف انڈیا ، ۲۴ ، پیڈر روڈ ، بمبئی ۲۶ ۴۰۰۰ کے پتے پر زیادہ سے زیادہ ۳۰ اپریل تک پہنچ جانی چاہئیں ۔

۱ ۔ بڑے حروف میں نام ۔ نام کا آخری حصہ پہلے لکھیں ۔

۲ ۔ پتہ ۳ ۔ تاریخ پیدائش ۴ ۔ تعلیمی قابلیت

۵ ۔ پیشہ ورانہ تجربہ

۶ ۔ کیا امیدوار کا تعلق شیڈول کاسٹ / شیڈول ٹرائب سے ہے ؟

نامکمل اور مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستیں رد کردی جائینگی۔

اعداد و شمار جمع کرنے کے بعد بتایا جاسکتا ہے ۔ مگر اتنا معلوم ہے کہ ان ناموں کا رواج عام نہیں ہے ۔

رواج عام ہے ایسے ناموں کا جیسے کانتا ، تارا ، ودیا ، پدما ، کملا ، اندرا ، پشپا ، بملا ، شانتی ، لکشمی اور یہ نام اتنی کثرت سے رکھے جاتے ہیں کہ بعض لوگوں کو صرف ان کے عام ہوجانے سے ان ناموں سے چڑ ہوگئی ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نام رکھنے کو اہمیت دیتے ہیں ۔ بچے کے پیدا ہونے پر وہ اپنے فرض کو محسوس کرتے ہیں ۔ وہ اپنے دماغ پر زور ڈالتے ہیں کہ وہ اپنے بچے کا ایسا نام رکھیں جو یا تو صرف اسی کا ہو یا زیادہ عام نہ ہو ۔ ایسے لوگ تاریخ ، فلسفہ ، ادب سب سے مدد لیتے ہیں ۔ اور ایسے ایسے نام ڈھونڈ کر لاتے ہیں کہ لوگ عش عش کرتے رہ جاتے ہیں ۔ جیسے ذرا یہ نام ملاحظہ کیجیے رم ، پرتبھا ، سچرتا ، مریدولا ، سبھاشن ، سنگتا ، کرونا وغیرہ ۔ ان ناموں میں نیاپن ہے ۔ اچھوتے ہیں ۔ ابھی عام نہیں ہوئے ہیں ۔ کچھ نہ کچھ معنی رکھتے ہیں ۔ کسی مستقبل کی امید دلاتے ہیں ۔ مانا کہ زبان سے ادا کرنا مشکل ہے ۔ مانا کہ پیار سے ان ناموں کو چھوٹا کرنا مشکل ہے ۔ مانا کہ نام لیتے وقت ہر دفعہ دماغ کو اور زبان کو سنبھالنا پڑتا ہے ۔ مگر وہ نام ہی کیا جو آسانی سے لیا جائے ۔

دیکھ لیا آپ نے نام کا ہونا کتنا ضروری ہے اور سمجھ داری سے نام رکھنا کتنا مشکل ہے ۔ اور جہاں دوسروں کی رائے کو نام رکھنے میں دخل ہو وہاں یہ مشکل اور بھی بڑھ جاتی ہے ۔ مثلاً ماں باپ ایک بچہ کا نام احسان علی رکھنا چاہتے ہیں ۔ اب یہ اتفاق ہے کہ بچے کی پیدائش کے وقت دادا نجوم کی کوئی کتاب دیکھ رہے تھے جس کی رو سے بچے کا نام مستحسن ہونا چاہیے ۔ اس لیے ان دونوں ناموں کے درمیان فیصلہ دادی پر چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ جو پیار کے جوش میں بچے کا نام ننھا رکھ چکی ہیں اور یہی نام گھر میں رواج پاتا ہے ۔

بہر حال نام رکھنا مشکل ہے ۔ مگر جب سے انگریزی میں نام رکھنے کا رواج چلا ہے بہت سے ناموں کا خدانے پردہ رکھ لیا ہے مثلاً چھو رام کو اب چھو رام لکھنے کی ضرورت نہیں وہ اب مسٹر سی ۔ آر ۔ سود ہیں ۔ اور گینڈا مل اور ہاتھی رام کو یہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں کہ ان کا نام کیا ہے ۔ ایک صاحب جی ۔ ایم ۔ ورما ہیں اور دوسرے صاحب ایچ آر ۔ بوری ۔ بلکہ بنگال میں انگریزی اثر سے نام ایسے بدلے کہ ان کی اصلی شکل کا پہچاننا مشکل ہوگیا ہے ۔ مثلاً ٹھاکر ٹیگور کہلائے ۔ مکھ پادھیائے مکرجی چٹو پادھیائے چٹرجی ہے ۔

یعنی نام رکھنے سے بحث کررہا تھا ۔ اور نام بدلنے کا ذکر کرنے لگا ۔ شاید آپ کو بھی کبھی کسی کا نام رکھنا پڑے ۔ کسی سڑک کا ، کسی گلی کا ، کسی نئی آبادی کا ، کسی نئے بچے کا ، کسی نئی بکی کا ، یہ ایک بڑا درد سر ہے آپ اس درد سر سے بچ سکتے ہیں ۔ اگر دوسروں کی طرح آپ نام رکھنے کو اپنی قابلیت اپنی علمیت ۔ اپنی تاریخیت ۔ اپنی ادبیت ۔ اور اپنی ڈکشنریت کا ثبوت دینے کا موقع نہ بنائیں اور یاد رکھیں کہ نام کی بجائے نمبر بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں ۔ تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے ۔

(دہلی سے نشر)

نیشنل پروگرام

آکاشوانی

رئیس خاں کا ستار وادن : ٣ اپریل رات ساڑھے نو بجے

آج کے مقبول ترین فنکاروں میں سے ایک فنکار رئیس خاں کا تعلق اندور کے موسیقاروں کے ایک روایتی خاندان سے ہے۔ موسیقی کی جانب بچپن سے ان کی طبیعت مائل کرنے کا سہرا ان کے والد استاد محمد خاں مرحوم کے سر ہے جو اپنے دور کے ایک نامور ستار اور بین نواز ہیں۔ رئیس خاں نے اپنے فن کا پہلا مظاہرہ پانچ برس کی عمر میں کیا تھا۔

مدھر الاپ کے ساتھ راگوں کا منظم و وسیع استعمال، خوبصورت جوڑ اور قابل ستائش جھالا ان کے فن کی انفرادی و نمایاں خصوصیات ہیں۔ رئیس خاں کو گائیکی انگ پر مبنی سپاٹ اور النکار تانوں پر بھی عبور حاصل ہے۔

رئیس خاں اپنے فن کا مظاہرہ یوروپ اور امریکہ میں بھی کر چکے ہیں۔ جہاں شائقین موسیقی نے ان کو بے حد سراہا ہے۔

تنجوور ایم تیاگ راجن کا گائن : ١٠ اپریل رات ساڑھے نو بجے

تنجوور ایم تیاگ راجن، جن کو لوگ ٹی ایم ٹی کے مختصر نام سے زیادہ جانتے ہیں، کا تعلق موسیقاروں کے ایک ایسے خاندان سے ہے جس کے کچھ افراد سابقہ ریاست بڑودہ کے درباری موسیقار رہے ہیں۔ موسیقی کی تعلیم انھوں نے اپنے والد مہالنگم پلائی اور بعد میں سمن گڈی سری نواس آئیر سے حاصل کی۔ گائن کے علاوہ انھیں مردنگم بجانے میں مہارت حاصل ہے۔

٩ سال کی عمر میں تیاگ راج آرادھنا فیسٹول کے موقع پر پہلی بار انھوں نے اپنے فن کا عوامی مظاہرہ کیا۔ یہ وہ موقع تھا جہاں ان کے ساتھ کرشنا مورتی پلائے جیسے استاد موسیقی موجود تھے۔ اس کے بعد سے آج تک ٹی ایم ٹی صف اول کے براڈکاسٹر اور کنسرٹ

فنکار چلے آرہے ہیں۔ ان کے پاس مختلف زبانوں میں رچناؤں کا ایک وسیع خزانہ ہے اور روایتی انداز پر سختی سے عمل کرنے کے سلسلے میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ تین کتابوں کے خالق ٹی ایم ٹی کو ان کے فن کے اعتراف میں مختلف اداروں کی جانب سے بہت سے اعزازات اور ایوارڈ دیے جا چکے ہیں۔

دوردرشن

میرا بنرجی کا گائن

میرا بنرجی کا نام ملک کے نامور گائیکوں کی فہرست میں شامل ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد آنجہانی شیلیندر کمار چٹرجی سے حاصل کی اور بعد میں استاد بڑے غلام علی خاں مرحوم سے بھی علم موسیقی حاصل کیا۔ ان کی خیال گائیکی میں نفاست اور توازن پایا جاتا ہے اور ان کی آواز کی شیرینی خیال اور ٹھمری ایک انوکھی دلچسپی اور حسن پیدا کر دیتی ہے۔

١٩٤٥ء میں روس، پولینڈ اور چیکو سلواکیہ اور ١٩٦٢ء میں پاکستان اور نیپال کے دورے پر جانے والے بھارتی ثقافتی وفد کی میرا بنرجی بھی ممبر تھیں۔

دوردرشن کے اس پروگرام میں رمیش مشرا سارنگی پر، ستیے کھوپادھیائے طبلہ پر اور محفوظ احمد ہارمونیم پر میرا بنرجی کے گائن میں سنگت کریں گے۔

دوردرشن نشلی کاسٹ

کلکتہ	————	٢٦ مارچ
دہلی	————	٢ اپریل
بمبئی	————	٩ اپریل
مدراس	————	١٦ اپریل

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷ء۳۵ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) — میڈیم ویو: [illegible] میٹر (۱۰۸۱ کلوہرٹز)

شارٹ ویو: [illegible] میٹر ([illegible] کلوہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷ء۳۴ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) — میڈیم ویو: [illegible] میٹر ([illegible] کلوہرٹز)

شارٹ ویو: [illegible] میٹر ([illegible] کلوہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷ء۳۴ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز — شارٹ ویو: ۹۱ء۵ میٹر ۳۲۹۵ کلوہرٹز

مفصل پروگراموں کے لیے "آواز" ۱۴؍مارچ کا شمارہ دیکھیے

جمعرات یکم اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
صفدر حسین، فیض اور سیماؔ کا کلام
نینا دیوی، سوداؔ اور داغؔ کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
منی لال ناگ، ستار پر راگ جونپوری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اوما ڈے، خیال بلاسخانی توڑی

دوپہر

۲-۰۰ دھوپ چھاؤں
۲-۳۰ پنگھٹ
۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

۸-۳۰ حسن غزل
نینا دیوی، غزلیں

۸-۴۵ ڈرامہ

۱۰-۰۰ فیچر

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اوما ڈے، خیال راگیشوری

جمعہ ۲؍اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک معہ ترجمہ اور نعت

۶-۲۵ شہر صبا
منوہر بہاڑی، گیت، رام لومی

۷-۳۰ ساز سنگیت
بدھ دیو داس گپتا، سرود پر بھیروی

۹-۰۰ آؤ بچو

دوپہر

۲-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سندیپ تذیر، بشیر بدر اور
جگدیش مہتہ درد کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بدھ دیو داس گپتا، سرود

ہفتہ ۳؍اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۴۵ شہر صبا
راجندر کمار کا چرو، غزلیں
کمل ہنس پال، ساغر نظامی اور
سید حسن فاخر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
این راجن، وائلن پر راگ توڑی

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی
بے نظیر بیگم، ٹھمری، دادرا

رات

۸-۳۰ حسن غزل
کمل ہنس پال، شاد فدائی کا کلام

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۳۰ این راجن، وائلن پر راگ درباری

اتوار ۴؍اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
افضال اقبال وساتھی، قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
نیلم ساہنی، صادق دہلوی، جگر
اور شفق کا کلام
گھنشیام داس، حسن انجم اور
مصحفی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
شیو کمار شرما، سنتور پر راگ بھٹیار

دوپہر

۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی

رات

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شیو کمار شرما، سنتور پر راگ کوشک

پیر ۵؍اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۴۵ شہر صبا
راجندر مہتہ، نینا مہتہ، کیفی اعظمی
جاں نثار اختر اور شکیل بدایونی کا کلام
شانتا سکینہ، آنند نرائن ملا اور
ساحر بھوپالی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
پرکاش وڈیرہ، بانسری

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی
نصیر احمد خاں، خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شانتا سکینہ، غزلیں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
نصیر احمد خاں، خیال

منگل ۶؍اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
راحت علی، عمر قریشی اور شیر جہانوی
کا کلام
سدھا ملہوترہ، غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت
ولایت حسین خاں، شہنائی پر بھیروی

۹-۳۲ بزم موسیقی
سویتا دیوی، خیال جونپوری

رات

۸-۳۰ حسن غزل
راحت علی، حسرت موہانی اور
ظفر کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ولایت حسین، شہنائی پر راگ کلاوتی

بدھ ۷؍اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۴۵ شہر صبا
پریتا بیر سنگھ، بی کے پوری،
امیر قزلباش اور فراق کا کلام
صلاح الدین احمد، اختر شیرانی اور
چکبست کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
لطیف احمد، طبلہ پر تین تال

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شنو کھورانہ، خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
صلاح الدین احمد، ریاض خیرآبادی
اور داغ کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شنو کھورانہ، خیال

جمعرات ۸؍اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۳۰ شہر صبا
کاجل بنرجی، غلام ربانی تاباں کا کلام
ستیش بترا، حسن کمال اور فراق کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
عبدالحلیم جعفر خاں، ستار پر راگ بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شفیع احمد، خیال لچھمی توڑی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
کاجل بنرجی، غزلیں

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
عبدالحلیم جعفر خاں، ستار پر راگ تلک

جمعہ ۹ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک مع ترجمہ ۔ قوالیاں

۶-۳۰ شہرِ صبا
گڈ فرائیڈے گیت

۷-۳۰ ساز سنگیت
شرن رانی، سرود پر راگ جونپوری

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
ہلال احمد، حسن نعیم اور مخدوم کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
شرن رانی، سرود پر راگ جے جے ونتی

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
ایم ایل نکرہ، مجروح اور اختر شیرانی کا کلام
وندنا واجپائی، سردار جعفری، مجاز اور بیخود دہلوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
وی جی جوگ، وائلن پر اہیر بھیروی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
ایم ایل نکرہ، داغ اور بیدم شاہ وارثی کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
وی جی جوگ، وائلن پر جھنجھوٹی

اتوار ۱۱ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
پریتی چاولہ، خمار بارہ بنکوی
سدرشن فاخر اور جگر کا کلام
احمد حسین، محمد حسین؛
غلام ربانی تاباں اور حفیظ جالندھری کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
بھجن سپاری، سنطور پر بسنت بکھاری

رات

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
پرتپال سنگھ، خیال جے جے ونتی

پیر ۱۲ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالیاں اور سورداس کے بھجن

۶-۲۵ شہرِ صبا
معین الدین، شکیل اور جگر کا کلام
تسنیم سعید، امیر احمد اور مخدوم محی الدین کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
دنکر راؤ، بانسری پر بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شرافت حسین خاں، خیال بلاسکھانی توڑی

رات

۱۰-۰۰ داستان ایک شہر کی

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
شرافت حسین خاں، خیال شدھ کلیان

منگل ۱۳ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہرِ صبا
بیساکھی کے گیت

۷-۳۰ ساز سنگیت
جگن ناتھ اور ساتھی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سندھیا مکرجی، خیال گن کلی

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
شوبھا گُرٹو، شفق اور مجروح کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
سندھیا مکرجی، خیال بہاگ

(باقی صفحہ ۴۳۰ پر)

میڈیم ویو: دہلی "الف" ۳۶۶۵۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز، دہلی "ب" ۲۹۴۰۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی "ج" ۲۱۹۵۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز، دہلی "د" ۲۴۶۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۰۰-۶ بجے سے ۱۵-۸ بجے تک ۳۲۰۱۹ میٹر ۹۳۷۵ کلوہرٹز، ۸۹۶۱۵ میٹر ۳۳۴۵ کلوہرٹز
دوپہر ۳۱۶۱۵ میٹر ۹۶۳۰ کلوہرٹز، شام ۳۵-۵ تک ۴۲۶۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۶ بجے سے رات تک ۸۹۶۱۵ میٹر ۳۳۴۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف: عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۰۰-۶

ہندی میں خبریں: ۰۰-۸، ۰۰-۱۱، ۵۰-۱، ۱۰-۲

۰۰-۵ (صوبائی خبریں) ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی خبریں)

۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی خبریں)

انگریزی میں خبریں: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت میں خبریں صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶

اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)

پنجابی میں خبریں: دوپہر ۴۰-۱

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰، ۰۰-۱، ۰۰-۲، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے)

۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی خبریں)

پنجابی میں خبریں، صبح ۲۰-۸، شام ۳۰-۷، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دہلی "د" ہندی میں خبریں شام ۳۰-۷ انگریزی میں خبریں رات ۱۵-۹

کھیل کود کی خبریں شام: ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

دہلی الف

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم، منگل دھون
۵-۶ وندنا، بھکتی سنگیت
۳-۶ کھیتی کی باتیں
۳۵-۶ رام چرت مانس
۴۵-۶ سور ہمارا
۵۵-۶ آج کے پروگرام اور موسم
۰۵-۷ برج مادھوری (سوائے اتوار)
۳۰-۷ تیجر پرساد
۴۵-۷ وردگان (سوائے پیر منگل)
۴۸-۸ اردو مجلس (روزانہ)
۰۰-۹ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر

۳-۱۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۵-۱۲ سنگم سنگیت (سوائے اتوار)
۳-۱۲ بچوں کا پروگرام
(اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ)
گرامیں بچوں کا پروگرام
(بدھ، جمعہ)
۰۰-۲ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲۰-۲ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۳۰-۲ موسم اور اختتام (اتوار ۳-۳)
۱۵-۶ مقامی اطلاعات اور گم شدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۳۰-۶ گرام سنسار (روزانہ)

۰۰-۷ کرشی جگت
۳-۹ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۳۵-۹ سانسکی
۴۵-۹ وادیہ وادن
۰۰-۱۱ وادیہ ورند
۱-۱۱ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح

۰۰-۶ وندے ماترم
۰۵-۶ انگریزی میں پروگرام (روزانہ)
۲-۷ گیتکا (سوائے پیر)
۳۰-۷ سنگیت سورمی
۲-۸ ۰۰-۸ بجے سے پروگرام
۳-۹ سنواد (سوائے بدھ)
۱-۱۰ اختتام (اتوار ۰۰-۱۱)

دوپہر

۲۰-۲ موسم کا حال (انگریزی میں)
۱۵-۳ اسپورٹس سروس
۰۵-۵ اساتذہ کی بات
۵۵-۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۵-۶ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۰۰-۷ جھانکی پروگرام
۳-۷ سار سنگیت
۴۵-۷ اردو مجلس
۱۵-۸ سماچار درشن (اتوار، منگل، جمعہ)
ریڈیو نیوز ریل (منگل، جمعرات، ہفتہ)
یووا وانی اسپیشل (بدھ)

۲۵-۸ سماچار دن سے
۱۵-۹ اسپاٹ لائٹ (بعد میں سار سنگیت)
۴۵-۹ سمرال موسیقی (اتوار کو ۰۰-۱۰)
۵-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د
یووا وانی

صبح

۰۰-۷ آج کا پروگرام (ہندی)
۰۵-۷ بچپن

۴۵-۷ وگیان درشن
۵-۸ وادیہ سنگیت / وادیہ وادن
۰۰-۸ شاستریہ سنگیت
۲۵-۸ وردگان
۳۰-۸ سمرل سنگیت
۰۰-۹ اختتام (اتوار ۰۰-۱۰)

شام

۵۵-۶ آج کا پروگرام
۰۰-۷ معمل
۵-۷ ٹیک بائیٹ (ہندی) (بیچ ہفتہ)
۰۵-۸ ان ٹو گرو (پاپ میوزک)
۵-۸ بائیٹ (انگریزی) (بیچ سے بعد)
۰۰-۹ یوا
۰۰-۱۱ اختتام

جمعرات یکم اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، ۳۰-۱۱ ، رات ۰۰-۹
منور علی خاں ، گائن
۰۲-۱۱ بھیم سنگھ ، کلارنٹ

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ
۳۰-۵ بال کاریہ کرم

رات

۱۵-۸ ہندی میں تقریر
۳۰-۸ بھیم سنگھ ، کلارنٹ
۳۰-۹ نیشنل پروگرام ، علاقائی سنگیت
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
ڈی وی پلسکر ، گائن
۵۰-۷ سنگم
مراٹھی گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
بانی چکرورتی ، بنگلہ لوک گیت
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
سرلا کپور ، غزلیں
۳۰-۹ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۲ اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، ۳۰-۵ ، رات ۰۰-۹
ستی شانکر ، دھرپد
راجی لال شرما ، پکھاوج
۰۲-۱۱ وادیہ ورند
۳۰-۱۱ ریشم کمار ، ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام

۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت
۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ اولوکن
۳۰-۸ ریشم کمار ، ٹھمری
۳۰-۹ 'مریادا پرشوتم رام'
تقریر ، جے سی ماتھر
ہدایت ، وی پی دیکشت بنگ
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
سنندہ پٹنائک ، گائن
۵۰-۷ سنگم
تیلگو گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
گنگو ماتھر گیت ، بھجن
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
ودیاناتھ سیٹھ ، بھجن
۳۰-۹ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۳ اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، شام ۳۰-۵ ، ۰۰-۹
سرفراز حسین خاں ، گائن
اشتیاق حسین خاں ، سارنگی
بھگوان پانسے ، طبلہ
۰۲-۱۱ بھجن لال ، سرود
۳۰-۱۱ ، رات ۰۰-۸
سنیل کمار بوس ، ٹھمری ، دادرا

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۰۰-۸ سواستھ رکھشا
۱۵-۸ آج کے اتتھی
۳۰-۹ نیشنل پروگرام ، موسیقی
رئیس خاں ، ستار وادن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
علی اکبر خاں ، سرود
۵۰-۷ سنگم ، ملیالم گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
نریندر کمار ، بھجن گیت ، پنجابی گیت
۳۰-۳ سنیل کمار بوس ، ٹھمری ، دادرا

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
گھنشیام داس ، گیت ، غزل
۳۰-۹ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۴ اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں ، گائن
غلام صابر خاں ، سارنگی
الیاس خاں بھارتی ، طبلہ
۰۰-۹ بال کاریہ کرم
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
گوپال کرشن ، وچتر وینا
۰۲-۱۱ یووا وانی سے
۳۰-۱۱ ، سہ پہر ۳۰-۵
کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۵-۱۲ 'روحوں کی وکالت' ، ہلکی
تقریر ، سرلیش الوکھا
۳۰-۲ فیچر
۲۰-۵ سنسکرت پاٹھ

رات

۰۰-۸ رابندر سنگیت
۱۵-۸ ساہتیکی
۰۰-۹ سبدھ سنگیت
۳۰-۹ محفل
۰۰-۱۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
ڈاگر برادران ، گائن
۵۰-۷ سنگم ، آسامی گیت
۱۵-۹ اپنی نگری

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
ایل ایس براؤن ، گنشار پردھن
۳۰-۳ غلام صادق خاں اور
غلام سراج خاں ، گائن

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
پرسار گیت
۳۰-۹ کرنٹ افیئرز

پیر ۵ اپریل

صبح دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، رات ۱۵-۸
ستیہ دیو پوار ، وائلن
۰۲-۱۱ ، ۴۰-۵
مشتری بیگم ، ٹھمری ، دادرا
نصیر خاں ، سارنگی
راجندر سنگھ ، طبلہ
۳۰-۱۱ نرمل گوبا ٹھاکرتا ، ستار

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت

رات

۰۰-۸ سواستھ رکھشا
۰۰-۹ نرمل گوبا ٹھاکرتا ، ستار
۳۰-۹ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
مالویکا کانن ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
نکھل بنرجی ، ستار
۵۰-۷ سنگم ، سندھی گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۳ ، ۰۲-۴
بی آر موگا ، گیت ، بھجن
۳۰-۳ سنگیت

شام

۴۵-۶ ، ۴۵-۸
نیلم ساہنی ، گیت ، بھجن ، غزل
۳۰-۹ انگریزی تقریر

منگل ۶ اپریل

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، ۲۰-۸ - ۵، رات ۰۰-۹
ریتا گنگولی، ٹھمری، دادرا

۳۰-۱۱، رات ۳۰-۸
راجندر پرسنا، بانسری
اندر لال ڈھانڈری، سارنگی
چندر موہن، طبلہ

۳۰-۱۱ سنگیت روپک

دوپہر

۰۲-۱۲ کھاسی گیت
۰۵-۵ گیان وگیان

رات

۰۰-۸ ادیوگ منڈل
۱۵-۸ ہندی تقریر
۳۰-۹ ناٹک
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
راجیو تارا ناتھ، سرود

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
امیر خاں، گائن
۵۰-۷ سنگم، بنگلہ گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۲، ۰۲-۴
وجے چندورکر، گیت، بھجن
۳۰-۳ راجندر پرسنا، بانسری

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
اوماگرگ، بھجن
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۷ اپریل

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، ۳۰-۵، رات ۰۰-۹
نرنجن پرساد، بانسری
۰۲-۱۱ دنکر راؤ ولیش پانڈے، گائن
۳۰-۱۱ کلیانی رائے، ستار پر اہیر بھیرو

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی، گنگڑھ لوک گیت
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۰۰-۸ جھلکی
۱۵-۸ وگیان آلوک
۳۰-۸ سیدھ سنگیت
۳۰-۹ چرچا کا موضوع ہے
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
ڈی ایل کابرہ، سرود
۵۰-۷ سنگم، گجراتی گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۲، ۰۲-۴
نگینہ جی، بھوجپوری لوک گیت
۳۰-۲ کرناٹک سنگیت

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
اندرنا داس، گیت، بھجن، غزل
۳۰-۹ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۸ اپریل

دہلی الف

صبح ۳۰-۱۱

۱۰-۸، ۰۰-۹، رات ۰۰-۹
تیج پال سنگھ، گائن
۰۲-۱۱ درشن سنگھ، کلارنٹ
رادھے شیام، طبلہ
۴۵-۱۱ رادھے شیام، طبلہ سولو

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ
۳۰-۵ بال کاریہ کرم

رات

۱۵-۸ ہندی تقریر
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، فیچر
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
روی شنکر، ستار
۵۰-۷ سنگم، مراٹھی
۱۰-۹ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۱۵-۲، ۰۲-۴
امیتابھ مشرا، گیت، بھجن، غزل
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
اسلم صابری قوال و ساتھی، قوالیاں
۳۰-۹ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۹ اپریل

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، سہ پہر ۴۰-۵، رات ۰۰-۹
اشوک کمار رائے، سرود
راشد مصطفےٰ خاں، طبلہ
۰۲-۱۱ وجے منورکر، گائن
۳۰-۱۱ وادیہ ورند

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی، مراٹھی
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۰۰-۸ گاندھی چرچا
۱۵-۸ ادلوکن
۳۰-۹ ڈاکٹر فوسٹس، کرسٹوفر مارلوے ماخوذ
ریڈیو نکس، کے پی رنگا چاری
ہدایت، دینا ناتھ
۳۰-۱۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
نیاز احمد، فیاض احمد، گائن
۵۰-۷ سنگم، تامل گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۱۵-۲، ۰۲-۴
کورل گروپ
ہدایت، مایا بھٹا چاریہ
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام

۴۵-۶، ۴۵-۱۰
شنکر داس گپتا، گیت، بھجن، غزل
۳۰-۹ انگریزی میں تقریر

ہفتہ ۱۰ اپریل

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، سہ پہر ۴۰-۵
وسنت ٹھکار، گائن
۰۲-۱۱، رات ۳۰-۸
بینظیر بیگم، ٹھمری، دادرا
۳۰-۱۱ چیت دیو برمن، اسراج
عبدالغنی، سارنگی
محمد یاسین، طبلہ

دوپہر

۰۲-۱۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۰۰-۸ سوا ستھ رکھشا
۱۵-۹ آج کے اتتھی
۰۰-۹ سنگیت
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، موسیقی
ٹی ایم تیاگ راج، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی
نصیر احمد خاں، گائن
۵۰-۷ سنگم، گنگڑھ گیت
۱۰-۹ لوک مادھوری
گڑھوالی سنگیت

دوپہر

۱۵-۲، ۰۲-۴
کمل سہگل، غزلیں
۳۰-۳ بے نظیر بیگم، ٹھمری، دادرا

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸
وندنا واجپئی، غزلیں
۱۰-۹ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۱۱ اپریل

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، رات ۰۰-۹
ظہور احمد خاں، وائلن
شفاعت احمد خاں، طبلہ
۰۰-۹ بال کاریہ کرم
۰۰-۱۰ سلوچنا برہسپتی، گائن

11-02 یووادانی سے

11-30، رات 8-00

رابندر سنگیت

دوپہر

12-15 'لکھنے والوں کی گلی' جھلکی

تحریر : کے پی سکسینہ

ہدایت : کمد ناگر

2-30 'ڈاکٹر فوشس'

تحریر : کرشنو فرمارو

پیشکش : کے پی سکسینہ

5-30 سنسکرت پاٹھ

رات

8-00 رابندر سنگیت

8-15 ساہتیکی

9-30 سنگیت پتریکا

'نئے راگوں کا نرمان' پریچرچا

10-00 چین

دہلی 'ب'

صبح

7-30 سنگیت سوربھی

نرملا دیوی : گائن

7-50 سنگم : اڑیہ گیت

9-15 اپنی نگری

دوپہر

2-15، 02-4

بھائی گورچرن سنگھ اور

بھائی اوتار سنگھ وساتھی : شبد

2-30 ظہور احمد خاں : وائلن

شام

6-45، 45-8

پرسار گیت اور گندھرو ورندگان

9-30 کرنٹ افیئرز

پیر ۱۲ راپریل

دہلی 'الف'

صبح

8-10، 30-11، رات 00-9

نینا دیوی : گائن

منیر خاں : سارنگی

مہدی حسین : طبلہ

11-02، 40-5

شیام گوپی رانے چوہدری : سرود

دوپہر

12-02 لوک بھارتی :

تامل گیت

رات

8-00 سواستھ رکشا

8-15 ٹھمری : دادرا

9-30 نیشنل پروگرام : ہندی تقریر

10-00 سنگیت سبھا

بلرام پاٹھک : ستار

دہلی 'ب'

صبح

7-30 سنگیت سوربھی

کشوری امونکر : گائن

7-50 سنگم : سندھی گیت

9-10 لوک مادھوری

بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

2-15، 02-4

بلال احمد : غزلیں

3-30 سنگیت

شام

6-45، 45-8

گندھرو ورندگان

9-30 انگریزی میں تقریر

منگل ۱۳ راپریل

دہلی 'الف'

صبح

8-10، 40-5، رات 00-9

دیا شنکر اور ساتھی : شہنائی

11-02، رات 30-8

رادھے راج : گائن

نذیر احمد : طبلہ

صدیق احمد خاں : سارنگی

11-30 این این گھوش : ستار

دوپہر

12-02 گاروگیت

5-05 گمیان وگیان

رات

8-00 ادیوگ منڈل

8-15 ہندی میں تقریر

9-30 بھروسہ باہنوں کا' نوٹنکی

تحریر و پیشکش : ولو درستوگی

10-00 انیتا سین : گائن

دہلی 'ب'

صبح

7-30 سنگیت سبھا

سنگھ بندھو : گائن

7-50 سنگم : بنگلہ گیت

9-10 لوک مادھوری

ہماچلی گیت

دوپہر

2-15، 20-4

کرناٹک سگم سنگیت

3-30 این این گھوش : ستار

شام

6-45، 45-8

ونے رکانت گندھرو :

بھجن، ملتانی کافی اور غزلیں

9-30 نیشنل پروگرام : انگریزی تقریر

بدھ ۱۴ راپریل

دہلی 'الف'

صبح

8-10، سہ پہر 40-5، رات 00-9

واسدیو دیس پانڈے : گائن

11-02 مونی داس : سرود

11-30 میتری مجمدار : گائن

دوپہر

12-02 لوک بھارتی

ملیالم گیت

شام

5-55 گڑھوالی سنگیت

8-00 جھلکی

8-15 وگیان آلوک

9-30 چرچا کا وشیہ ہے

10-00 سنگیت سبھا

لکشمن داس سندھو : گائن

دہلی 'ب'

صبح

7-30 سنگیت سوربھی

بھیم سین جوشی : گائن

7-50 سنگم : گجراتی گیت

9-10 لوک مادھوری

بندیل کھنڈی لوک گیت

2-15، 02-4

نرملا ناگر : سگم سنگیت

3-30 سنگیت

شام

6-45، 45-8

امرجیت : گیت، بھجن، غزل

9-30 یووادانی سے انتخاب

جمعرات ۱۵ راپریل

دہلی 'الف'

صبح

8-10، 30-11

غلام حسین خاں : گائن

11-02، رات 00-9

کیلاش پنوار : ستار

غلام غوث بھارتی : طبلہ

دوپہر

12-02 لوک بھارتی

5-05 سنسکرت پاٹھ

5-30 بال کاریہ کرم

رات

8-15 ہندی تقریر

8-30 ٹھمری

9-30 نیشنل اسپورٹس میگزین

10-30 کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

7-30 سنگیت سوربھی

ہری پرساد چورسیہ : بانسری

7-50 سنگم : مراٹھی گیت

9-10 لوک مادھوری

برج کے لوک گیت

2-15، 02-4

نرمل سی چینانی : سندھی گیت

3-30 کرناٹک سنگیت

شام

6-45، 45-8

امینہ برنی : غزلیں

9-30 انگریزی میں تقریر

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں 'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

رامپور

۷۰۰، ۳۳۶ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۰۵-۶ انگریزی: صبح ۰۲-۶ تا ۰۵-۶

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱ اور ۰۱-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸

ہندی میں سماچار پتر: صبح ۰۰-۹ ضلع کی چٹھی: صبح ۰۵-۹ پرادیشک سماچار: شام ۲۰-۷

انگریزی میں خبریں: صبح ۰۱-۸، دوپہر ۰۰-۲، رات ۰۰-۹ اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ اور رات ۱۵-۹

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم آدیشک اُدھ گھوشنا منگل دھونی

۳۵-۶ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا

۴۰-۶ سنو اکسانوں

۵۵-۶ پروگراموں کا خلاصہ

۱۵-۷ روزگار سماچار

۳۰-۷ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ کاویہ سوربھ
اتوار آج اتوار ہے

۴۵-۷ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
ندیپ (ہر جمعہ کو)
سُگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)

۰۲-۸ لوک گیت

۰۳-۸ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)

۰۱-۹ تا ۰۰-۱۰

بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۰۳-۱۲ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)

سورسنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)

۴۵-۱۲ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)

۰۰-۱ پروگراموں کا خلاصہ

۱۰-۱ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی کہتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پٹھان راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامیں مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)

۰۳-۱ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)

۰۲-۲ بھرپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)

۳۵-۲ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۰۰-۶ پروگراموں کا خلاصہ

۱۰-۶ علاقائی سوچنائیں

۰۳-۶ یووانی

۰۰-۷ کرشی جگت

۳۰-۷ کرشی جگت کا باقی حصہ

۴۵-۷ پریوار کلیان ورشن وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپکے لیے ... (دوسرے اور چوتھے بدھ کو)
شرتاؤں کے سنگ (پانچویں بدھ کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
بچے پھر سے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)

۰۰-۸ سُگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار۔ جوتیبار
منگل۔ سنسکرت پروگرام

۱۵-۸ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (ہر بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)

۲۰-۸ وادیہ وِرند (ہر منگل کو)

۰۳-۸ سار اور آواز

۳۰-۹ چہاربیت (ہر اتوار کو)
اٹک (ہر جمعہ کو)

۴۵-۹ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)

۰۰-۱۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

جمعرات یکم اپریل

صبح

۴۵-۷ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

۰۲-۸ اے۔ نگیندر نرائن سنہا، لوک گیت

دوپہر

۰۴-۱ گنیش پرشاد مصرا، شاستریہ سنگیت

شام

۰۳-۶ یووانی
خطوں کے جواب
یووا پسند

۰۰-۸ جوئے بار
غلام صادق خاں، غزلیں

۱۵-۸ سیتا سرن سنگھ، شاستریہ سنگیت

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۰۳-۷ وانائین

۰۲-۸ بیناشرما و سکھیاں، لوک گیت

۰۳-۸ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر

۰۴-۱، رات ۱۵-۸
استاد بسم اللہ خاں اور ساتھی
شہنائی وادن

شام

۰۳-۶ یووانی

ہفتہ ۳ اپریل

صبح

۴۵-۷، رات ۱۵-۸، ۰۰-۸
چندر شیکھر چکرورتی، سُگم سنگیت

۰۲-۸ گیان وتی سکسینہ، لوک گیت

شام

۰۳-۶ یووانی
کمیل پتریکا
کمیل جگت

۴۵-۷ ہندی تقریر

اتوار ۴ اپریل

صبح

۰۲-۸ جے رام دویدی، لوک گیت

۰۱-۹ 'کلیاں'
بچوں کے لیے

شام

۰۳-۶ یووانی

۰۰-۸ سمن کلیانپور، غزل، گیت

۰۳-۹ رشن خاں و ساتھی، چہاربیت

پیر ۵ اپریل

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸
فریدہ خانم، سُگم سنگیت

۰۲-۸ کلیش مصرا، لوک گیت

دوپہر

۰۴-۱، رات ۱۵-۸
استاد رجب علی خاں، خیال

شام

۰۳-۶ یووانی
(۱) خبروں کے آئینے میں
(۲) 'یووا سمپائیں' آپکے وچار
(۳) سرگم

۴۵-۷ 'آہنگ'، اردو پروگرام

منگل ۶ اپریل

صبح

۴۵-۷ خالد، غزلیں

۰۲-۸ کملا دیوی و سکھیاں، لوک گیت

دوپہر

۰۴-۱ گیان پرکاش گھوش، وی۔ بلسارا
ہارمونیم، پیانو وادن

شام

۰۳-۶ یووانی
(۱) پریکرما
(۲) میری پسند

بدھ ۷ اپریل

صبح

۴۵-۷ بیلا ساویر، بھجن، غزل

۰۲-۸ اوشا اگروال، لوک گیت

دوپہر

۰۴-۱ پنڈت جسراج، خیال

شام

۰۳-۶ یووانی

۰۰-۸ شانتی ہیرانند، غزلیں

۱۵-۸ امانت علی خاں، فتح علی خاں
خیال

جمعرات ۸ اپریل

صبح

۴۵-۷ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

۰۲-۸ کسم گپتا و سکھیاں، لوک گیت

دوپہر

۰۴-۱ شیو کمار شرما، سنطور

شام

۰۳-۶ یووانی
(۱) خطوں کے جواب
(۲) یووا پسند

۰۰-۸ جوئے بار
محمد یعقوب، غزلیں

۱۵-۸ نبی جان خاں، عطا حسین خاں
کلارنٹ اور طبلہ

جمعہ ۹ اپریل

صبح

۰۳-۷ کاویہ سوربھ

۰۲-۸ کملا سکسینہ، لوک گیت

۰۳-۸ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر

۰۴-۱، رات ۱۵-۸
استاد محمد دلشاد خاں، پروین سلطانہ
گائن

شام

۰۳-۶ یووانی

۸-۰۰ سخاوت حسین خاں، غزلیں

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح

۷-۴۵، رات ۰۰-۸

اوشا اشٹن، نعت، غزل، گیت

۸-۳۰ مکند کمار، لوک گیت

شام

۶-۳۰ یووا وانی

سائنس کی دنیا

۷-۴۵ ہندی تقریر

۸-۱۵ منے خاں، طبلہ

اتوار ۱۱ اپریل

صبح

۸-۲۰ سخاوت علی، لوک گیت

۹-۱۰ 'کلیاں' بچوں کے لیے

شام

۶-۳۰ یووا وانی

۸-۰۰ برجو مہاراج، غزلیں

۹-۳۰ منجو خاں و ہمنوا، چہاربیت

پیر ۱۲ اپریل

صبح

۸-۲۰ نشی مصرا و سکھیاں، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵

استاد علاؤالدین خاں، سرود وادن

شام

۶-۳۰ یووا وانی

۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام

۱۰-۰۰ وچار دھارا

منگل ۱۳ اپریل

صبح

۷-۴۵ محمد رفیع، مکیش، گیت و غزل

۸-۲۰ مانک چند و ساتھی، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ بھیم سین جوشی، خیال

شام

۶-۳۰ یووا وانی

(۱) پریکریا

(۲) میری پسند

(باقی صفحہ ۳۹ پر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۲۹۳٫۰۱ میٹر، ۷۴۷ کلو ہرٹز   لکھنؤ ج ۲۲۲٫۸ میٹر ۱۳۴۸ کلو ہرٹز

شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۹۳٫۷۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز (صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد) ۹

لکھنؤ ۴۸٫۸۴ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز

۴۱٫۳۰ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز

خبریں

عالمی خبریں ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲ ½   انگریزی: صبح ۶-۲ ½ تا ۶-۰۵

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ بجے، دوپہر ۱-۱۰ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ بجے، دوپہر ۱-۰۰ اور ۲-۰۰، شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے

سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰ بجے، شام ۶-۱۰ بجے

اردو میں خبریں۔ صبح ۸-۰۵ بجے، شب ۹-۱۵ بجے

نیوز لیٹر: ہندی: صبح ۹-۰۰ بجے

ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے

اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۲-۳۰ بجے

پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ ۱۶ مارچ دیکھیے

جمعرات یکم اپریل

صبح

۷-۱۵ روزگار سے متعلق اطلاعات (روزانہ)

۸-۳۰ اردو پروگرام (روزانہ)

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب

۷-۳۰ یووا وانی (روزانہ)

۸-۰۰ ہندی تقریر

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۷-۳۰ سورویلا۔ ہندی میں نظم خوانی

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب

۸-۰۰ ہندی تقریر

۹-۳۰ ڈراما

ہفتہ ۳ اپریل

شب

۸-۰۰ وگیانیکی

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۴ اپریل

صبح

۱۰-۳۰ سبھا رویوار کی

۱-۱۰ آج اتوار ہے: جھلکی

شب

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۵ اپریل

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت

۱۰-۰۰ ساہتیکی

منگل ۶ اپریل

صبح

۹-۱۰ وگیان چرچا

شب

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۷ اپریل

شب

۹-۵۰ پریوار کلیان پر شنوتری

۱۰-۰۰ ڈراما

جمعرات ۸ اپریل

صبح

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب

۸-۰۰ ہندی تقریر

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، فیچر

جمعہ ۹ اپریل

صبح

۷-۳۰ سورویلا: ہندی میں نظم خوانی

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب

۸-۰۰ ہندی تقریر

۹-۳۰ ڈراما

ہفتہ ۱۰ اپریل

شب

۸-۰۰ وگیانیکی

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۱ اپریل

صبح

۱۰-۳۰ سبھا رویوار کی

۱-۱۰ آج اتوار ہے: جھلکی

شب

۸-۰۰ ہندی تقریر

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۱۲ اپریل

صبح

۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب

۱۰-۰۰ کلائن: سانسکرتک سمیکشا

منگل ۱۳ اپریل

صبح

۹-۱۰ وگیان چرچا

شب

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

(بقیہ صفحہ ۴۰ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر ۲۲۶/۳ میٹر ۲ء۱۰۳ کلو ہرٹز، ۲۲۲/۲ میٹر ۱۲۵۰ کلو ہرٹز، ۲۲۳/۷۰ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۵/۲ میٹر ۱۴۴۰ کلو ہرٹز (شام ۶-۱۰ تا ۳۰-۹ بجے)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۳۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶، ۴۰-۷ (پرلوشنگ سماچار)، رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۰، ۱۱
پنجابی میں خبریں: صبح ۰۳-۸، دوپہر ۳، شام ۶ (پراونشنگ سماچار) شام ۴۰-۷
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۰۰-۱، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵-۱، رات ۱۵-۹ (خبریں)، ۲۵-۹ تبصرہ
روز گار سماچار شام ۴۰-۷

جمعرات یکم اپریل

صبح

۲۰-۷ شبد

۲۰-۸، دوپہر ۲۰-۳، ۱۵-۵
لوک گیت

۵۰-۸ قوالی

۱۵-۹، دوپہر ۱۵-۱۲، شام ۵۰-۷
سلیم اقبال، کافیاں اور غزلیں

دوپہر

۳۰-۱۲ خواتین کیلئے

۲۰-۲ غزلیں

۰۵-۵ پنجابی گیت

رات

۰۰-۸ سرجنا
پنجابی میں ادبی پروگرام

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۲۰-۷ بھجن

۲۰-۸ شبد

۱۵-۹ رامائن پاٹھ

دوپہر

۳۰-۱۲ بھجن اور شبد

۲۰-۲ غزلیں

۳۰-۲، سہ پہر ۱۵-۵
لوک گیت

۰۵-۵ پنجابی گیت

رات

۰۰-۸ ہندی میں تقریر

۳۰-۹ ہندی ناٹک

ہفتہ ۳ اپریل

صبح

۲۰-۷ لچھمن داس سندھو، کافیاں

۲۰-۸، شام ۴۵-۷
روبی ہنرجی، بھجن، غزلیں

۱۵-۹، دوپہر ۱۵-۱۲
بھائی گوردیال سنگھ راگی و ساتھی
شبد

دوپہر

۳۰-۱۲ لوک رنگ

۲۰-۲ ساڈے آس پاس

۰۵-۵ پنجابی گیت

۱۵-۵ لوک گیت

رات

۰۰-۸ پنجابی میں تقریر

۳۰-۹ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۴ اپریل

صبح

۴۵-۶ اُساں دی وار
بھائی بخشش سنگھ راگی اور ساتھی

۱۵-۷ بھجن

۳۰-۷ بڑے غلام علی خاں، ٹھمری اور
خیال کیدارہ

۴۵-۷ پرتی بمب

۵۰-۸ ہندی گیت

۳۰-۱۰ آپ کی فرمائش، فلمی گیت

دوپہر

۱۵-۱۲ سویتا سمن، گیت اور غزل

۲۰-۲ غزلیں

۳۰-۲ سورن باوا، لوک گیت

۰۵-۵ پنجابی گیت

۱۵-۵ گورو دیو سنگھ کومل، لوک گیت

شام

۴۰-۷ جاگرت

۰۰-۸ انگریزی میں تقریر

۰۰-۱۰ شبد گائن

پیر ۵ اپریل

صبح

۰۵-۶ جگتی سنگیت

۴۵-۶ شبد

۱۵-۷ قدم قدم بڑھائے جا

۵۵-۷، رات ۳۰-۱۰
دیوبرت چودھری، تار پر گجری توڑی
آلاپ درباری اور گت اڈانہ

۲۰-۸ کلدیپ مانک، لوک گیت

۵۰-۸ پنجابی گیت

۱۵-۹، شام ۴۵-۷
بی ایس نارنگ، گیت، غزل

دوپہر

۰۰-۱۲ تہاڈی پسند

۳۰-۱۲ ہندی گیت

۲۰-۲ غزلیں

۳۰-۲ امریک سنگھ ہرگوبندپوری، لوک گیت

رات

۰۰-۸ ہندی تقریر

۳۰-۹ پنجابی ناٹک

۱۵-۱۰ جاگیر سنگھ طالب، لوک گیت

منگل ۶ اپریل

صبح

۴۵-۶ شبد

۱۵-۷ کاویہ دھارا
ہندی میں کویتا پاٹھ

۳۰-۷ بینا پانی مشرا، خیال ابہیر بھیرو

۲۰-۸، سہ پہر ۰۵-۵
پنجابی گیت

۵۰-۸ سوداگر سنگھ کومل اور ساتھی، بھینٹاں

دوپہر

۳۰-۱۲ ترنجن، دیہی خواتین کیلئے

۲۰-۲ غزلیں

۳۰-۲ سروجیت، لوک گیت

۱۵-۵ برکت سدھو، لوک گیت

شام

۴۵-۷ اننت لال، شہنائی پر دھن

۰۰-۸ اردو میں تقریر

۱۵-۸ غزلیں

۳۰-۹ کمیڈ سنسار

۰۰-۱۰ راجیو تارا ناتھ، سرود

بدھ ۷ اپریل

صبح

۰۵-۶ آرادھنا، جگتی سنگیت

۴۵-۶، دوپہر ۱۵-۱۲
بھائی بخشش سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

۳۰-۷، رات ۳۰-۱۰
مہندر سنگھ، ٹھمری، دادرا

۴۵-۷، دوپہر ۰۰-۱۲، رات ۴۵-۱۰
لچھمن سنگھ، طبلہ پر پنجابی دھمار
اور جے تال

۲۰-۸ پنجابی گیت

۱۵-۹ سگم سنگیت

دوپہر

۲۰-۲ غزلیں

۳۰-۲ پرم جیت پمی، لوک گیت

۰۵-۵ پھلجھڑی، ننھے منوں کیلئے

رات

۰۰-۸ پنجابی میں تقریر

۳۰-۹ آپ کی فرمائش

جمعرات ۸ اپریل

صبح

۰۵-۶ آرادھنا

۴۵-۶ شبد

۳۰-۷، دوپہر ۰۰-۱۲
مہاویر پرشاد کمار، بانسری پر گجری توڑی

۴۵-۷ پروین سلطانہ، خیال

۲۰-۸ نوراں، لوک گیت

۵۰-۸، سہ پہر ۰۵-۵ پنجابی گیت

۱۵-۹، دوپہر ۱۵-۱۲، شام ۵۰-۷
لچھمن داس سندھو، کافیاں،
لوک گیت اور پنجابی غزلیں

دوپہر

۳۰-۱۲ ناری سنسار

۲۰-۲ غزلیں

۳۰-۲ گلزار بھٹی، لوک گیت

۱۵-۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری، لوک گیت

رات

۰۰-۸ پریل، ہندی میں ادبی پروگرام

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، فیچر
۱۰-۳۰ ایم آر گوتم، خیال چھایانٹ

جمعہ ۹ اپریل

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
منی پرشاد، خیال چارو کیشی اور جوگ
۸-۲۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ شوکت علی مانوتی، صوفیانہ کلام
۹-۱۵ مسیحی بھجن

دوپہر
۱۲-۰۰ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار
۱۲-۳۰ مسیحی بھجن
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ پریم پاٹھک، لوک گیت
۵-۱۵ شنکرداس وساتھی، بھینتاں

شام
۷-۴۵ مسیحی بھجن
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ رجنا، لوک گیت

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ ہری پرساد چورسیا، بانسری
۸-۲۰ سوامی موہن داس، بھجن
۸-۵۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ دیپک چٹرجی، گیت اور غزل

دوپہر
۱۲-۰۰ حفیظ احمد خاں، خیال وسنت کھماری
۱۲-۱۵ چندر کانتا کپور، گیت
۱۲-۳۰ طفیل نیازی اور جاوید نیازی
لوک گیت
۱۲-۴۵، شام ۷-۴۵
احمد حسین محمد حسین، غزلیں
۲-۲۰ ساڈے آس پاس

رات
۸-۰۰ اردو میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
ٹی ایم تیاگ راجن

اتوار ۱۱ اپریل

صبح
۶-۲۵ آسا دی وار
۷-۱۵ بھجن
۸-۲۰ مسیحی بھجن
۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش

دوپہر
۱۲-۰۰ شاستریہ سنگیت
۱۲-۱۵ سنگم سنگیت
۲-۳۰، ۵-۱۵
لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت

شام
۷-۴۰ جاگرت
۱۰-۰۰ شبد گائن

پیر ۱۲ اپریل

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۸-۲۰، دوپہر ۲-۳۰، رات ۱۰-۱۵
لوک گیت
۹-۱۵ طنز و مزاح کا پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ فرمائشی پنجابی گیت
۵-۰۵ بال واڑی

شام
۷-۴۵ سنگم سنگیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ پنجابی ناٹک

منگل ۱۳ اپریل

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ کاویہ دھارا
کویتا پاٹھ
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
سنگم سنگیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر
۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت
۲-۳۰، سہ پہر ۵-۱۵ لوک گیت

۵-۰۵ پنجابی گیت

رات
۸-۰۰ اردو میں تقریر
۹-۳۰ پنجابی میں مذاکرہ

بدھ ۱۴ اپریل

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ سنسکرت پاٹھ
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
سنگم سنگیت
۸-۵۰، دوپہر ۲-۳۰
لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

سہ پہر
۵-۰۵ پھلجھڑی، ننھے منوں کیلئے
رات ۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

اردو سروس

بدھ ۱۴ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
اوشا ٹنڈن، بیکل اتساہی،
شمیم فاروقی اور جگر کا کلام
ہرلیش بھاردواج، مجروح اور
جاں نثار اختر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
اللہ رکھا خاں، طبلہ
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
امرناتھ، خیال بھیروی

رات
۸-۳۰ حسن غزل
اوشا ٹنڈن، راز الہ آبادی اور
فیروز نظامی کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امرناتھ، خیال درباری

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ شہر داورشہ
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۵۰ قوالی
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
سنگم سنگیت

۲-۳۰ لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت

رات
۸-۰۰ کوی گوشٹی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، فیچر
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت

۶-۲۵ شہر صبا
ستیش بھوٹانی، صبا افغانی کا کلام
رونا لیلیٰ: غزلیں
۷-۳۰ ساز سنگیت
مشتاق علی خاں: ستار پر کالنگڑا
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
عابد حسین خاں، راگ دیسی دھمار

رات
۸-۳۰ رونا لیلیٰ، غزلیں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
مشتاق علی خاں، ستار پر راگ جے جے ونتی

بقیہ:- لکھنؤ

بدھ ۱۴ اپریل

صبح
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری
۱۰-۰۰ ڈرامہ

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح
۹-۱۰ شاستریہ سنگیت

شب
۸-۰۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ جن پد کی جھانکی

روہتک

میڈیم ویو ۴۰ ر ۲۶۲ میٹر　　　۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک)　　دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک

تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندنا
۶-۵۵ کھیتی کی باتیں
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی فرمائش
(اتوار کے علاوہ)
۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ
(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ پرادیشک سنگیت
(بدھ کے علاوہ)
۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)
۷-۳۰ اطلاعات
۷-۴۵ سنگیت سریتا
۹-۱۵ ایک فلم سے
(جمعرات کو آپ کا خط ملا)

جمعرات یکم اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھوبالا بجارگو، سگم سنگیت
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
بلبیر سنگھ، شیر سنگھ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیئے

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ برج کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
(۱) کیا آپ جانتے ہیں: بچوں سے گفتگو
(۲) بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ
سگم سنگیت
۹-۱۵ آپکا خط ملا

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
اقبال احمد صدیقی، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راس بہاری دتہ، ستار
۸-۲۰ گجے سنگھ وساتھی، لوک سنگیت
۸-۴۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۴۰ طلبا کے لیئے
۲-۲۰ گجے سنگھ وساتھی اور منیول سنگھ
لوک سنگیت
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
گجے سنگھ وساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ مینو پرشوتم، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شور'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۳ اپریل

صبح

۷-۱۰ وی ایچ ساگر، سگم سنگیت
۷-۳۰ بڑے غلام علی خاں: کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
عبدالشکور، اکپور چند: لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کے لیے

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ناٹک منڈلی
۷-۴۵ پشپارانی، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ یونس ملک، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بسنت بہار'

اتوار ۴ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شیلی کپور، سگم سنگیت
۷-۳۰ نکھل بنرجی، ستار
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ چندر بھان نموند اور پورن ناتھ وساتھی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ مارواڑی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ ریتا گنگولی، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سن آف انڈیا'
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۵ اپریل

صبح

۷-۱۰ کمل ہنس پال، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
شبیر حسین، سارنگی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
بنارسی لال وساتھی اور راجکمار شرما
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ راجستھانی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بنارسی لال وساتھی، لوک گیت
۷-۴۵ نیلم ساہنی، سگم سنگیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ محمد یعقوب، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بندنی'

منگل ۶ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
پرتبھا جین، سگم سنگیت
۷-۳۰ نواب خاں، طبلہ
۸-۲۰ لیلا رانی، تیج رام، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ یوواسنسار
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
لیلا رانی، لوک گیت

۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ کمار گندھرو
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جولی'
۹-۳۰ ہندی میں مباشہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۷ اپریل

صبح
۷-۱۰ لتا ، سگم سنگیت
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
سنگھ بندھو ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
سوورکشا گروور ، اوم پرکاش
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۳۰ طلبا کے لیئے

شام
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
سورکشا گروور ، لوک گیت
۷-۴۵ سنتوکھ سنگھ اور ساتھی ، شبد
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ اندر نارائن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سارنگا'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۸ اپریل

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سیتا واجپائی ، سگم سنگیت
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰ منوہر میر اور اوم پرکاش
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیئے
۲-۳۰ منوہر میر اور گھور چند ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ گجراتی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ ہیمنت کمار ، گیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۹ اپریل

صبح
۷-۱۰ جعفر حسین و ساتھی ، سگم سنگیت
۷-۳۰ پرکاش واڈیرہ ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
پائے رام جھن اور رام کمار
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پائے رام جھن ، لوک گیت
۷-۴۵ اسلم صابری و ساتھی ، سگم سنگیت
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ طلعت محمود ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح
۷-۱۰ پربتی چاولہ ، سگم سنگیت
۷-۳۰ منی پرساد ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ پیارے لال سانگی اور
ست نارائن وششٹ ، لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ بچھڑتے نیۓ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کے لیئے
۲-۳۰ پیارے لال سانگی اور
بارو سنگھ و ساتھی ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی

۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پیارے لال سانگی ، لوک گیت
۷-۴۵ سیما شرما ، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سموہ گان
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سنگم'

اتوار ۱۱ اپریل

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
سبھاش چندر سینی ، سگم سنگیت
۷-۳۰ درگا پرساد : طبلہ
۸-۳۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ شیر سنگھ و ساتھی اور
بلونت سنگھ میراثی ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ دلیپ کمار رانے
۹-۱۵ ایک فلم سے 'رام اور شیام'
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۲ اپریل

صبح
۷-۱۰ انوپ جلوٹا ، سگم سنگیت
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
کندن لال شرما ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
صوبے رام اننت کشور
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
صوبے رام ، لوک گیت
۷-۴۵ طلعت عزیز ، سگم سنگیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ جوتیکا رائے ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'امر'

منگل ۱۳ اپریل

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
شکنتلا دھیہ ، سگم سنگیت
۷-۳۰ برج بھوشن ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
دھینتی شرما ، رمنی شرما و سکھیاں
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پنگھٹ
دھینتی شرما ، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ پنکج ملک ، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دوستی'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۴ اپریل

صبح
۷-۱۰ ونتا واجپائی ، سگم سنگیت
۷-۳۰ گنگا پرساد پاٹھک ، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
رتن لال ، جگدیشور گری
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱ - ۰۰ کرتن
۱ - ۴۰ طلبا کے لیے
شام
۵ - ۳۰ یووانسار
۶ - ۱۰ ننھے منّے
گیت - کہانی
۶ - ۳۰ گرامین سنسار
رتن لال ، لوک گیت
۷ - ۴۵ محمد سعید صابری وساتھی
سگم سنگیت
۸ - ۰۰ ہندی میں تقریر
۸ - ۳۰ دیویندر سنگھ
۹ - ۱۵ ایک فلم سے 'دور کی آواز'
۹ - ۳۰ چرچا کا وشیہ
۱۰ - ۰۰ گنگا پرساد پاٹھک ، کلاسیکی موسیقی

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۷ - ۴۵
مدن سنگھ ، سگم سنگیت
۷ - ۳۰ چلتے چلتے
۸ - ۲۰ ، دوپہر ۲ - ۲۰
اوم پرکاش ، ہری رام شرما
لوک سنگیت
دوپہر
۱۲ - ۳۰ ایک رنگ
۱ - ۰۰ ورندگان
۱ - ۴۰ طلبا کے لئے
شام
۵ - ۳۰ یووانسار
سرگم
۶ - ۱۰ برج کے گیت
۶ - ۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
گھر آنگن
۸ - ۰۰
۸ - ۳۰ کے ایل سہگل ، غزلیں
۹ - ۱۵ ایک فلم سے 'شان'
۱۰ - ۰۰ پرانی فلموں سے

بمبئی میں ہما حاصل کرنے کے لیے
محب بک ڈپو
۱۱۹، ۲۰ ابراہیم رحمت اللہ روڈ
نزد مسلم لائبریری - ہمدرد دواخانہ
بھنڈی بازار - بمبئی ۳

سہارنپور میں ہما حاصل کرنے کے لیے
ضمیر بک ڈپو
قطب شیر - سہارنپور - یوپی

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۸٫۰۲ میٹر ۷۷۳ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۳۳۰۹ میٹر ۹۰۶۵ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۳-۰۰ کے بعد
۴۹٫۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۵-۰۰ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۳۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۱۱-۴۵ سے ۳-۰۰
۵-۴۵ اور شام ۰۰-۵ سے ۱۰-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۰-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۰۰-۸ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ اور ۸-۴۵ صرف ہفتہ کو رات ۱۰-۱۱
رات ۰۰-۹ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵ ، سنسکرت : صبح ۷-۰۵ ، اردو : صبح ۱۱-۰۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶ - ۳۵ گیان دھوا اور فنا
۶ - ۵۵ کھیتی باڑی
۷ - ۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ - ۳۰ سامائکی
۷ - ۴۵ پہاڑی سنگیت
۹ - ۰۰ راسیہ کی چٹھی ، موسم کا حال
۹ - ۳۰ اختتام
دوپہر
۱۲ - ۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲ - ۲۰ اختتام (سوائے اتوار)
۱ - ۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام

۲ - ۲۰ سنہری کرنیں
۲ - ۳۰ ست رنگ
۳ - ۰۰ اختتام
شام
۵ - ۰۰ ہماچل پروگرام ، ہلا ہول سیتی (اتوار، منگل، جمعہ)
کنری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبیالی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵ - ۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
جاسوکی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرحدی پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنو منو (جمعرات)

۶ - ۰۰ ضلع کی چٹھی ، پہاڑی دھن
۶ - ۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، بدھ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶ - ۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶ - ۴۵ علاقائی خبریں
۷ - ۰۵ کرشی جگت
۷ - ۴۵ گرامین بھائیوں کے لیے
۸ - ۰۰ دھارا دے گیت
۱۰ - ۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۵ - ۱۱ بجے)

جمعرات یکم اپریل

صبح
۷ - ۴۰ دیش گان
۸ - ۲۰ پنجابی گیت
۸ - ۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۹ - ۰۵ ایک کلاکار
۱۲ - ۰۰ اسکول براڈکاسٹ
شام
۵ - ۳۰ چنو منو
۵ - ۵۰ لوک گیت
۶ - ۰۰ اس ماس کا گیت
۶ - ۱۵ کانگڑی پروگرام
۷ - ۰۵ کرشی جگت ، روزانہ سوائے (منگل اور جمعہ)
منگل اور جمعہ کو دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
رات
۸ - ۱۵ غزلیں
۸ - ۲۵ بھگتی سنگیت
۹ - ۱۵ آپ کا پتر ملا پروگرام
۹ - ۳۰ پرادیشک اور لوک سنگیت

کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۲ اپریل

صبح
۷ - ۱۰ پرارتھنا سبھا
۷ - ۲۵ دیش گان
۷ - ۴۰ ترنگ : کویتا پاٹھ
۷ - ۵۵ سمے کی بات
۸ - ۲۰ سگم سنگیت
۸ - ۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹ - ۰۵ محفل
شام
۶ - ۰۰ سامائک چرچا
۸ - ۱۵ سماچار درشن
۸ - ۲۵ سگم سنگیت
۹ - ۱۵ ہندی میں تقریر
۹ - ۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰ - ۰۰ من بھاون

ہفتہ ۳ اپریل

صبح
۷ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ - ۴۰ گیت
۸ - ۲۰ سیاحوں کے لئے
۸ - ۴۰ انگریزی سبق
۹ - ۰۵ رس دھارا
شام
۶ - ۰۰ ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۵ گیت
رات
۸ - ۱۵ غزلیں
۸ - ۲۵ فلمی میوزک
۸ - ۴۵ وادیہ ورند
۹ - ۱۵ ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۹ - ۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۴ اپریل

صبح
۷ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ - ۴۰ اس ماس کا گیت
۸ - ۲۰ آپ کی چٹھی آپکی فرمائش
۹ - ۰۵ پہاڑی دھن
۹ - ۱۰ لوک روچی سماچار
۹ - ۱۵ ان دنوں : انٹرویوز پر مبنی پروگرام
۹ - ۳۰ ساز اور آواز
۹ - ۴۵ وگیان اور جیون
۱۰ - ۰۰ یولوانی
ہماری پیشکش : لوک گیت
خطوں کے جواب : بات چیت
۱۱ - ۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲ - ۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲ - ۳۰ بال گوپال
۳ - ۰۰ ونیتا منڈل
شام
۶ - ۰۰ پہاڑی دھن
۷ - ۳۰ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
رات
۸ - ۱۵ سماچار درشن
۸ - ۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹ - ۱۵ ہندی کہانی
۹ - ۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا ہفتہ وار خاص پروگرام

پیر ۵ اپریل

صبح ۷ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ سابتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۳۰ دلیش گان
۹-۱۵ گول میز
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ نیشنل پروگرام ؛ فیچر

منگل ۶/اپریل

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹنکا

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ وگیان جگت
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۷/اپریل

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ سنسکرت پروگرام
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ خواتین کے لئے پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر، نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۸/اپریل

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ دلیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۹/اپریل

صبح

۷-۱۰ برار تھنا سبھا
۷-۲۵ دلیش گان
۷-۴۰ ترنگ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۷-۰۵ دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی میں تقریر
۱۰-۰۰ من بھاون، پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۱۰/اپریل

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ اسپورٹس

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۷-۳۵ گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۱۱/اپریل

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپکی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یواوانی، میری پسند کے گیت، کھیلوں کے بارے میں بات چیت
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۰۰ ویتا منڈل

شام

۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ بک ریویو
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے، فرمائشی پہاڑی گیتوں کا پروگرام

پیر ۱۲/اپریل

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ جیون جیوتی
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ سابتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۲۵ دلیش گان
۹-۱۵ انگریزی میں تقریر
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۳/اپریل

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ علاقائی سنگیت
۹-۰۵ چٹنکا

شام

۶-۰۰ سامائیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ وگیان جگت
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۴/اپریل

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی
۶-۱۵ مہلا سمیلن، دیہاتی خواتین کیلئے پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر، نئی فلموں سے فرمائشی پروگرام

(باقی صفحہ ۵۲ پر)

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف' ۰۱۰.۲۰ میٹر ۵ ۱۴۸ کلوہرٹز   بھوپال 'ب' ۳۰ ۴۴۳ ۲ میٹر ۲۳ ۱۲ کلوہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۰۰-۸ ' ۴۳۱۵ کلوہرٹز

صبح ۸-۲۰ سے ۹-۴۵/ ۹-۱۰ ' ۱۸۰ کلوہرٹز

صبح ۹-۴۵ سے ۵-۱۵/ ۵-۴۵ شام ۹۶۹۰ کلوہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۰۰-۱۱ رات' ۴۳۱۵ کلوہرٹز

رائے پور ۳۰۵/۸ میٹر ۹۸۱ کلوہرٹز گوالیار ۲۱۹/۴ میٹر ۱۳۸۶ کلوہرٹز، جبلپور ۲۵۴/۴ میٹر ۱۱۷۹ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، ۰۵-۹ (پرادیشک سماچار) دوپہر ۰۵-۱، ۰۱-۲، ۴۵-۲، شام ۰۵-۶، رات ۴۵-۸ ۰۵-۱۱ (صرف ہفتے کو)

انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰ دوپہر ۰۰-۱۲، ۰۰-۱ شام ۰۰-۶ رات ۰۰-۹ (۰۰-۱۱ صرف ہفتے کو)

جمعرات یکم اپریل

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰ سیما شرما، سگم سنگیت

۸-۳۰ عبداللطیف، سارنگی

۹-۱۰، رات ۰۰-۱۰ جگدیش پرشاد، خیال

دوپہر

۱-۴۰ راگداری

عبداللطیف، سارنگی

۲-۳۰ دامودر پرشاد سونی اور ساتھی

لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال

دیہی خواتین کے پروگرام گرام لکشمی کیساتھ

۸-۰۰ 'رائسین ضلع کا اتہاس'

ہندی تقریر از ڈاکٹر سریش مشر

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۲-۳۰ نیلم ساہنی، سگم سنگیت

۸-۳۰ کے ایس بوڈس، خیال

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰ پنڈت روی شنکر، استاد علی اکبر خاں

ستار اور سرود

دوپہر

۲-۳۰ تیج رام بھارتی اور ساتھی

لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی

ترنوں کی پسند

کمیل پتریکا

سامانیہ گیان کی باتیں

آج کے کلاکار

ترنوں کے رپستر

۸-۰۰ اردو پروگرام

'چھا بیت'، فیچر

تحریر، مظفر صہبائی

۹-۳۰ پرادیشک شاستریہ سنگیت سبھا

وسندھرا کومکلی، گائن

ہفتہ ۳ اپریل

صبح

۸-۲۰ اقبال احمد صدیقی، سگم سنگیت

۸-۳۰ عقیل احمد خاں، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا

کاویہ پاٹھ از دھیان سنگھ تومر راجہ

۲-۳۰ بھگوان داس شرما، لوک گیت

رات

۸-۰۰ سرجنا

کہانی از نرمل ورما

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

رئیس خاں، شہنائی

اتوار ۴ اپریل

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

۱۰-۲۰ امجد علی خاں، سرود

ذاکر حسین خاں، طبلہ

دوپہر

۲-۳۰ گھنشیام داس ودھینڈنا، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی

ترنوں کی پسند

ڈاکٹر صاحب سے ملئے

'آج کے کلاکار' مزاحیہ تقریر

۸-۳۰ 'ماکھن لال چترویدی'

تقریر از ڈاکٹر ونے موہن شرما

پیر ۵ اپریل

صبح

۸-۲۰ پرکاش پارنیکر، سگم سنگیت

۸-۳۰ سشما سنگھ، خیال

۹-۱۰، رات ۰۰-۱۰ پنا لال گوشٹھی، ستار

دوپہر

۲-۳۰ رتن لال کشواہا اور ساتھی

لوک گیت

منگل ۶ اپریل

صبح

۸-۲۰ شیاما چتار، سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ'، اردو پروگرام

(۱) 'مدھیہ پردیش میں اردو تعلیم کے مسائل'

مباحثہ

شرکا، حبیب عالم، عزیز اندوری

اور آفاق احمد

(۲) 'محمد حسین آزاد اور نثر'

تمثیلی تقریر از حیدر عباس رضوی

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا، بھیشم سنگھ چوہان

رات

۸-۱۵ 'شانتی اور اہنسا کے اگر دوت مہاویر'

ہندی تقریر از پروفیسر اکشے کمار جین

بدھ ۷ اپریل

صبح

۸-۲۰ ارون دانے، سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰ ایل وی ملگاونکر، خیال

سردار خاں، سارنگی

۹-۱۰ راگداری

پدما گنگنوار، ستار پر للت

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۲-۳۰ وملا سریواستو، لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتکی

کاویہ پاٹھ از رامیشور شکل انچل

۱۰-۰۰ سردار خاں، سارنگی پر بہاگ

جمعرات ۸ اپریل

صبح

۸-۲۰ پشپا پاگدھرے، غزلیں

۸-۳۰، رات ۰۰-۱۰ شاردا پرشاد بھٹ، سرود

دوپہر

۱-۴۰ راگداری

وسنت راؤ دیش پانڈے، گائن

۲-۳۰ ہرگوبند سونی اور ساتھی، لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال

دیہی خواتین کے پروگرام گرام لکشمی کے ساتھ

۸-۰۰ 'ویدک بھارت میں ورش ویوستھا'

ہندی تقریر از سندر لال ترپاٹھی

جمعہ ۹ اپریل

صبح

۸-۲۰ کے۔ مہاویر، سگم سنگیت

۸-۳۰ گیتا پریم، خیال

دوپہر

۲-۳۰ دیوی داس کشواہا اور ساتھی

لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں'، اردو پروگرام

(۱) زندگی نامہ: آئنسٹن، ڈاکٹر متین احمد

(۲) شعر و نغمہ

'شاعر اور زندگی'، محمد نعمان خاں

۱۰-۳۰ رمیش پریم، وچتر وینا

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح

۸-۲۰ شہاناچتری ، سگم سنگیت

۸-۳۰ وی ڈی والڈیکر ، خیال

۹-۱۰ وجے راگھوراؤ ، بانسری

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۱-۳۰ نئی رچنا
شوپرشاد سدھارتھ

۲-۳۰ شیل بالاترویدی ، لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
دیہی بچوں کے پروگرام کونسل کیساتھ

اتوار ۱۱ اپریل

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۱۵ سندھی پروگرام

دوپہر

۲-۳۰ وشوکرما کمل اور ساتھی ، لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'تنہا تنہا' ، ناٹک
تحریر : ایم اے شاد
پیشکش : میناکشی مشر

پیر ۱۲ اپریل

صبح

۸-۲۰ لکشمی بائی راٹھور ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ولودکمار ، خیال

۹-۱۰ سارنگی
رحمٰن خاں وساتھی ، خیال

دوپہر

۱-۱۰ درپن
سامعین کے خطوں پر مبنی

۱-۳۰ رحمٰن خاں اور ساتھی

۲-۳۰ رام سیوک کھنڈارے ، لوک گیت

رات

۱۰-۰۰ ولودکمار ، خیال

۱۰-۳۰ کلیانی رائے ، ستار
سوہن چودھری ، طبلہ پرسنگت

منگل ۱۳ اپریل

صبح

۸-۲۰ نسیم بانوچوپڑہ ، سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' ، اردو پروگرام
(۱) ظریف لکھنوی ، تقریر از نورالحسن ہاشمی
(۲) کچھ لطیفے از کیف بھوپالی
(۳) مزاحیہ کلام ، مقرب حسین ، ہلال رامپوری

۹-۱۰ راگداری
جسراج ، خیال

دوپہر

۱-۲۰ کاویہ دھارا ، لوین چترویدی

۱-۳۰ جسراج ، خیال

۲-۳۰ منی ماہور ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ یگ بودھ

۸-۱۵ 'بی ایچ ای ایل کارنامے اتپادن' ،
ہندی تقریر از ایس پی سنگھ

بدھ ۱۴ اپریل

صبح

۸-۲۰ کمل ہنس پال ، سگم سنگیت

۸-۳۰ سعد رام سوامی کوروار ، خیال

۹-۳۰ دیوبرت چودھری ، ستار

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح

۸-۳۰ ، دوپہر ۱-۳۰
ہیش چندر ، ستار

۸-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں ، ستار

۹-۱۰ مانک ورما ، خیال ، ٹھمری

دوپہر

۲-۳۰ رجنی کھڑگ ، لوک گیت

شام

۷-۴۰ چوپال ، دیہی خواتین کے پروگرام
گرام لکشمی کے ساتھ

۸-۰۰ ساکشاتکار
بی وی کامتی سے بھینٹ وارتا

۱۰-۰۰ عبدالحلیم جعفر خاں ،
ستار پر جھنجھوٹی

۱۰-۳۰ بڑے غلام علی خاں ، گائن

جے پور ، اجمیر

جے پور الف ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶   جے پور (ب) ۲۲۶/۴ میٹر ۱۳۲۹ کلو ہرٹز
اجمیر ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۰۵ ، ۱-۱۰ ، ۲-۴۵ ، ۲-۲ ، شام ۵-۰۰ ، ۵-۰۵ ، ۶-۰۰ ، ۷-۰۰ ، رات ۸-۴۵
(پیر ، منگل ، ہفتہ ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)

انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰ ، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰ ، رات ۹-۰۰
(پیر ، منگل ، ہفتہ ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

صوبائی خبریں ہندی میں صبح ۵-۰۵ ، شام ۵-۰۰ ، ۷-۰۰ (راجستھانی) شام ۷-۱۵

سندھی میں خبریں : صبح ۸-۴۰ ، شام ۶-۱۵

سنسکرت میں خبریں : صبح ۷-۰۰ ، شام ۶-۱۰

ہندی میں سماچار پتر : صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۰ منگل دھونی وندے ماترم

۶-۳۵ وندنا

۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم

۷-۱۰ کرساں ری بات : بازار بھاؤ (روزانہ)

۷-۲۰ رامائن پاٹھ

۷-۳۰ سامائیکی

۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا اتوار

۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰
۱۱-۰۰)

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)

۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یوواوانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)

۱۰-۳۰ اختتام (بدھ ، جمعرات ، جمعہ)

۱۱-۱۰ اختتام (پیر ، منگل ، ہفتہ ، اتوار)

جمعرات یکم اپریل

صبح

۷-۲۰ مانس گان

۷-۵۰ دیو دانی

۸-۲۰ سبدھ سنگیت

۹-۱۰ لوک گیت : چرنجی لال

دوپہر

۱-۱۰ مہلا جگت : تقریر
ہمارا پریوار اور گرو گیا
منورما شری واستو

۲-۳۰ لوک چاؤ کے راجستھانی میں

سا پتاہک سماچار

شام

۵-۰۵ یوواوانی (روزانہ)

۵-۵۵ روزگار سوچنائیں

۶-۳۵ نرمان کے سور

۷-۲۰ کرشکوں کے لئے (روزانہ)

۹-۱۵ کھلا آکاش

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۷-۱۰ کرساں ری بات

۸-۲۰ پرار تھنا سبھا

۸ - ۲۰ کاویہ کنج
۹ - ۱۰ لوک گیت
بابولال گایک پارٹی
۱ - ۱۰ لوک گیت: لکشمی نارائن

شام
۶ - ۳۵ بی این کشیر ساگر: گائن

رات
۸ - ۲۵ آج ودھان سبھا میں
۱۰ - ۰۰ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام
۱۰ - ۳۰ شاستریہ سنگیت

ہفتہ ۳ اپریل

صبح
۸ - ۲۰ ہندی تقریر
۹ - ۱۰ لوک گیت: کلیان پارٹی
۱ - ۱۰ لوک گیت: امیر چند ستھار

شام
۶ - ۲۵ لوک دھن
۹ - ۱۵ کھلا آکاش

اتوار ۴ اپریل

صبح
۶ - ۲۵ وندنا
۷ - ۳۰ محبوب خاں: سارنگی وادن
۹ - ۲۵ مُکل
۱۰ - ۰۰ سندھی پروگرام
فلمی اور غیر فلمی گانے

دوپہر
۱۲ - ۰۰ مہلا جگت
۱۲ - ۴۵ پتر ملا
۱ - ۱۰ آپکی فرمائش: موسم

شام
۶ - ۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام
۸ - ۰۰ انگریزی تقریر
۸ - ۲۵ نیر جھرنی
۱۰ - ۳۰ محبوب خاں: سارنگی وادن

پیر ۵ اپریل

صبح
۸ - ۲۰ لوک گیت: سمترا گوسوامی
۹ - ۲۰ سگم سنگیت
۱ - ۳۰ شاستریہ سنگیت

شام
۶ - ۳۰ ادھوگ جگت

۷ - ۵۰ راجستھانی میں پرادیشک سماچار
۹ - ۱۵ سماچار ترنگ
۱۰ - ۰۰ سوموار یہ راتریکالین سنگیت سبھا

منگل ۶ اپریل

صبح
۸ - ۲۰ کاویہ سنگیت بدھو رچنا
۹ - ۱۰ لوک گیت، جیوتی بھارگو
۱ - ۱۰ سہیلیاں ری باڑی

شام
۶ - ۲۵ علاءالدین لنگا پارٹی
لوک گیت
۸ - ۰۰ راجستھلی
۹ - ۳۰ سندھی پروگرام: تقریر
آساں جو لزدوں آرتھک
این ساماجک: پروگرام
(۲) بھگت
پریتم لال لوتن داس وساتھی

بدھ ۷ اپریل

صبح
۸ - ۲۰ راجستھلی
۱ - ۱۰ لوک گیت: منجو کوٹھاری
۱ - ۵۰ کرشی لوک و موسم کا حال

شام
۶ - ۳۰ سندھی پروگرام: کہانی
بھگوان ٹلوانی
(۲) اجو جو فنکار: بول چند
۹ - ۳۰ آکاش وانی وچار گوشٹھی

جمعرات ۸ اپریل

صبح
۷ - ۲۰ مانس گان
۷ - ۳۰ شاستریہ سنگیت
۹ - ۲۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱ - ۱۰ مہلا جگت: انٹرویو
پولیو، کارن اور بچاؤ
ڈاکٹر ساوتری خانم
۲ - ۳۰ لوک چاؤ کے راجستھانی میں
ساپتاہک سماچار

بیکانیر

۲۱۵٫۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶ - ۳۵ بھگتی سنگیت
۷ - ۰۵ پروگرام کا خلاصہ
۷ - ۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷ - ۲۰ مانس گان

دوپہر
۱ - ۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۶ - ۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷ - ۳۰ کرشکوں کے لیے
۸ - ۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر ۵۸۵ کلوہرٹز

خصوصی اردو پروگرام ’محفل‘

پیر ۵ اپریل

رات
۱۰ - ۰۰ عام آدمی اور شہری ذمہ داری
بات چیت: از شاکر اورنگ آبادی
کلام شاعر: نوید بلاسپوری
عشرت دہلوی
مکان اور مہمان: مزاحیہ
مزاحیہ، بات چیت

محترمہ عزیزہ سراج

پیر ۱۲ اپریل

رات
۱۰ - ۰۰ ملک کی تعمیر میں محکمہ ریل کا حصہ
ریلوے ویک کے موقع پر بات چیت
ایم اے رشید
بزم قوالی
کہانی: از سید اعجاز حسین

شام
۶ - ۲۵ لوک دھارا
۶ - ۴۵ نرمان کے سور
۸ - ۰۰ راجستھلی
۹ - ۱۵ کھلا آکاش

جمعہ ۹ اپریل

صبح
۸ - ۲۰ پرارتھنا سبھا
۹ - ۲۰ سگم سنگیت

دوپہر
۱ - ۱۰ لوک گیت

مینا چودھری پارٹی
۱ - ۳۰ شاستریہ سنگیت

شام
۶ - ۳۵ رمضان خاں: سارنگی وادن
۱۰ - ۰۰ راجستھانی گیتوں کا فرمائشی پروگرام

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح
۷ - ۳۰ دائم علی: طبلہ وادن
۸ - ۳۰ ردی پرکاش ناگ

لوک گیت

دوپہر

۱ - ۱۰ دھیلا سین: لوک گیت

۲ - ۳۰ سموہ گیت

شام

۷ - ۱۵ ضلع کی چٹھی

۸ - ۰۰ کہکشاں
اردو پروگرام

۹ - ۱۵ کھلا آکاش

۹ - ۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام
ٹی ایس تیاگ راجن: گاین

اتوار ۱۱ اپریل

صبح

۷ - ۳۰ بجرنگ کمار: گاین

۸ - ۲۰ سور گنگا

۹ - ۱۵ مکل

۱۰ - ۰۰ سندھی پروگرام: کویتا پاٹھ
قیمت رائے کاتب اور
نارائن شیام
(۲) کلام

دوپہر

۱۲ - ۰۰ مہلا جگت

۲ - ۳۰ ترکون

۶ - ۲۵ راجستھانی فرمائشی پروگرام

۸ - ۰۰ انگریزی تقریر

۱۰ - ۳۰ بجرنگ کمار: گاین

پیر ۱۲ اپریل

صبح

۷ - ۲۰ مانس گان

۷ - ۳۰ وشوموہن بھٹ
ستار وادن

۹ - ۲۰ سگم سنگیت

شام

۶ - ۳۰ ادھوگ جگت
ادھویک شرمکوں کیلئے
پروگرام

۸ - ۱۰ سگم سنگیت

۹ - ۱۵ سماچار ترنگ

۱۰ - ۰۰ سوموار یہ راتریکالین
سنگیت سبھا
وشوموہن بھٹ
گٹار وادن

منگل ۱۳ اپریل

صبح

۸ - ۲۰ سنسکرت کاویہ سنگیت
بدھ رچنا

۹ - ۱۰ لوک گیت: پرملا کاسلیوال

۲ - ۳۰ سموہ گان

شام

۶ - ۳۵ لوک گیت: پپّی دیوانہ
راجستھلی

۸ - ۰۰

۹ - ۳۰ سندھی پروگرام: ناٹک
رشتن جی سیاست
آنند کھمانی کی کہانی کا ریڈیو
ناٹیہ روپانتر
بھارت رتن بھارگو
سندھی ترجمہ و پیشکش
موہن مہر چندانی

بدھ ۱۴ اپریل

صبح

۹ - ۱۰ پوترا کماری: لوک گیت

۱ - ۱۰ بابولال اندولیا پارٹی
لوک گیت

۱ - ۵۰ کرشی لوک: موسم

شام

۶ - ۳۰ سندھی پروگرام
باریجی پھلواڑی
بچوں کے لئے سادھو واسوانی: ہائر سکنڈری کے
طلبا کے ذریعہ پیش کردہ
رنگا رنگ پروگرام

۹ - ۳۰ "زیست ہے ایک بوند" ناٹک
تحریر و پیشکش: مدلا شرما

۱۰ - ۳۰ لوک گیت: پربھودیال ڈانگی

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح

۷ - ۵۰ دیو وانی: سنسکرت ساہتیہ
اور جین دھرم
تقریر: ڈاکٹر کوکیلا جین

۹ - ۱۰ لوک گیت: پرشوتم

۲ - ۳۰ لوک چاؤ کے راجستھانی
میں ساپتاہک سماچار

شام

۶ - ۲۵ نرمان کے سور

۹ - ۱۰ کھلا آکاش

۱۰ - ۳۰ شاستریہ سنگیت

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ۱۹۷۱۴ ۱۵۲۱ کلوہرٹز

پربھنی ۲۲۹۱۸ ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی ۰۰ - ۷ صبح ۵ - ۷ شام ۴۵ - ۸ رات

مراٹھی (علاقائی خبریں) ۵۰ - ۷ صبح - اورنگ آباد ۱۰ - ۷ بجے شام (بمبئی)

مراٹھی (مرکزی خبریں) ۳۰ - ۸ صبح ۳۰ - ۱ دوپہر ۰۰ - ۸ رات

انگریزی ۱۰ - ۸ صبح ۰۰ - ۹ رات ۰۰ - ۹ بجے رات اردو ۵۰ - ۱ دوپہر ۱۵ - ۹ رات

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶ - ۳ وندے ماترم

۶ - ۳۵ امرت دھارا

۶ - ۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)

۶ - ۴۵ کسانوں کے لیے پروگرام

۶ - ۵۰ سوراتکل

۸ - ۲۵ ضلع کی چٹھی

۹ - ۵ اختتام

شام

۵ - ۳۰ یووا وانی (نوجوانوں کے لئے پروگرام)

۵ - ۵۰ پریس کی رائے

۵ - ۵۵ روزگار سماچار

۶ - ۰۰ مقامی اعلانات

۶ - ۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبان مراٹھی)

۶ - ۳۰ کسانوں کے لئے پروگرام (بزبان مراٹھی)

۷ - ۳۰ آپکے گھر آپکے شیوار

۸ - ۳۰ دھوگندہ ۱۰ - ۳۰ اختتام

جمعرات یکم اپریل

صبح

۷ - ۱۵ رام مراٹھے: سبدھ سنگیت

۷ - ۳۰ سب رنگ: اردو پروگرام
(روزانہ)

۸ - ۴۰ روی شنکر: ستار

دوپہر

۱ - ۰۰ میناکشی داس: خیال

رات

۸ - ۱۵ ہفتہ وار نیوز ریل

۹ - ۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۷ - ۱۵ گاندھی وندنا

۸ - ۴۰ ناٹیہ سنگیت

دوپہر

۱ - ۰۰ مکرجی: ستار

رات

۸ - ۱۵ مراٹھی میں تقریر

۹ - ۳۰ مراٹھی میں فیچر

۱۰ - ۰۰ سندھیا مکرجی: خیال

ہفتہ ۳ اپریل

صبح

۷ - ۱۵ وسنت ستار: سگم سنگیت

۸ - ۴۰ سور شلپ

۱۲ - ۳۰ امرت حسین: قوالی

۱ - ۰۰ پدماوتی گوکھلے: خیال

رات

۸ - ۱۵ اوپن ہاؤس
مراٹھی میں سیریل پروگرام

۹ - ۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۴ اپریل

صبح

۷ - ۱۵ ایس اے موڈھکر: خیال

۸-۴۰ ہلکے پھلکے گیت
۹-۰۵ بچوں کے لیے (مراٹھی)
۹-۴۰ ہندی میں تقریر
· از گھنشیام داس بھوٹاڈا

دوپہر
۱-۰۰ بزم خواتین (مراٹھی)
تقریر: از
ڈاکٹر سدھاتائی کاڑالرتے

شام
۶-۱۵ کرتن: جے کمار جین
۸-۱۵ خطوط کے جوابات (مراٹھی)
۹-۳۰ سامعین کی فرمائش

پیر ۵/اپریل

صبح
۷-۱۵ سمترالہری: ستار
۸-۴۰ ہلکے پھلکے گیت
اندو جی بائی دیش پانڈے

دوپہر
۱-۰۰ کنکنا بنرجی: خیال

رات
۸-۱۵ فیچر (مراٹھی)
۹-۳۰ تقریروں کا
نیشنل پروگرام (ہندی)

منگل ۶/اپریل

صبح
۷-۱۵ سبھا جوشی: خیال
۸-۴۰ بھاگوت کے گوڈی
اسٹیج پروگرام

دوپہر
۱-۰۰ دھروپد دھمال: مترا

رات
۸-۱۵ ٹاپکل تقریر (مراٹھی)
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۷/اپریل

صبح
۷-۱۵ پرتھا داس: ستار
۸-۴۰ بیگم اختر: ٹھمری اور دادرا

دوپہر
۱-۰۰ میرا بنرجی: خیال

رات
۹-۳۰ مراٹھی میں ادبی پروگرام

۱۰-۰۰ سامعین کی فرمائش

جمعرات ۸/اپریل

صبح
۷-۱۵ بسوراج راج گورو
سیدھ سنگیت
۸-۴۰ علی اختر خاں: سرود

دوپہر
۱-۰۰ کمار گندھرو: خیال

رات
۸-۱۴ ہفتہ وار خبریں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام
ہندی میں فیچر

جمعہ ۹/اپریل

صبح
۷-۱۵ گاندھی وندنا
۸-۴۰ وینا دیشکر: اسٹیج گیت

دوپہر
۱-۰۰ سکھارام جے بھار: بانسری

رات
۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر
۹-۳۰ مراٹھی میں فیچر
۱۰-۰۰ وجے لکشمی برجے: خیال

ہفتہ ۱۰/اپریل

صبح
۷-۱۵ لوک سنگیت
۸-۴۰ خاص پروگرام

دوپہر
۱۲-۳۰ سہامنی کورنکر: سنگیت روپک
۱-۰۰ خیال

رات
۸-۱۵ اوپن ہاؤس
سیریل فیچر (مراٹھی)
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۱/اپریل

صبح
۷-۱۵ پربیتا مترا
۹-۰۵ بچوں کا پروگرام (مراٹھی)
۹-۴۰ سنت رائے داس کی
کاویا میں بھگتی کی دھارا

دوپہر
۱۲-۳۰ ناٹیہ سنگیت
۱-۰۰ عورتوں کا پروگرام

شام
۶-۱۵ جی ایس کانیٹکر: کرتن
۸-۱۵ سامعین کے خطوط کے جوابات
۹-۳۰ سامعین کی فرمائش

پیر ۱۲/اپریل

صبح
۷-۱۵ شرن رانی: سرود
۸-۴۰ شبدہ گندھ: گجمل مالی

دوپہر
۱-۰۰ پرکاش سنگیت: خیال

رات
۸-۱۵ دونیان کتھا: وجے دیوان

منگل ۱۳/اپریل

صبح
۷-۱۵ سرلا بھیڈے: ٹھمری
۸-۴۰ مانک سنگھی: اسٹیج سانگس

رات
۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر
۹-۳۰ مراٹھی میں فیچر: ریلوے ویک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۴/اپریل

صبح
۷-۱۵ سدھرام جادھو: سندری
۸-۴۰ برکت علی خاں: ٹھمری

دوپہر
۱۲-۳۰ مراٹھی میں فیچر
ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر
۱-۰۰ ستار اور بانسری

شام
۶-۱۵ لوک سنگیت
۸-۱۵ ۱۹۸۲ پروڈکیو ٹی ایئر
انگریزی میں تقریر
۹-۰۰ مراٹھی میں فیچر
برہمانند دیشپانڈے

جمعرات ۱۵/اپریل

صبح
۷-۱۵ پروین سلطانہ: سدھ سنگیت
۸-۴۰ برج بھوشن کابرا: گٹار

دوپہر
۱۲-۳۰ فلم سنگیت
۱-۰۰ جگدیش پرساد پنڈت
خیال

شام
۶-۱۵ نام دیو راؤ: لوک سنگیت
۸-۱۵ ہفتہ وار خبریں

بقیہ:- رامپور

بدھ ۱۴/اپریل

صبح
۷-۲۵، رات ۸-۰۰
جعفر حسین قوال و ساتھی، سگم گیت
۸-۲۰ کرشنا آریہ و سکھیاں
لوک گیت

دوپہر
۱-۲۰، رات ۸-۱۵
نکھل بنرجی: ستار وادن

شام
۶-۲۰ یووادانی
(۱) ایشیاڈ ۸۲ کی باتیں
(۲) مغربی موسیقی

جمعرات ۱۵/اپریل

صبح
۷-۲۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ کملیش شرا و سکھیاں
لوک گیت
۱-۲۰ لکشمن داس سندھو، ٹھمری، دادرا

شام
۶-۲۰ یووادانی
(۱) خطوں کے جواب
(۲) یووا پسند
۸-۰۰ جوئے بار
صفیر احمد خاں، غزلیں
۸-۱۵ سرفراز حسین خاں، خیال

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف ۲۹۸٫۸ میٹر ۱۱۱۹ کلوہرٹز سری نگر ج ۴۹٫۷۶ میٹر ۶۰۳۰ کلوہرٹز
شارٹ ویو سری نگر ڈ ۲۴۵٫۱۸ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز
۴۹٫۱۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز ، ۹۱٫۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز
پہلی مجلس ۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک
دوسری مجلس ۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۹-۰۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح
۷ — ۰۰ سنسکرت میں خبریں
۷ — ۴۵ کشمیری میں خبریں
۸ — ۱۰ انگریزی میں خبریں
۸ — ۵۰ اردو میں خبریں
۹ — ۰۰ ہندی میں خبریں

دوپہر
۱ — ۵۰ اردو میں خبریں

۲ — ۰۰ انگریزی میں خبریں

شام
۶ — ۰۰ انگریزی میں خبریں
۶ — ۲۵ کشمیری میں خبریں

رات
۹ — ۰۰ انگریزی میں خبریں
۹ — ۱۵ اردو میں خبریں
۱۱ — ۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح
۹ — ۰۵ دلچسپ خبریں
۹ — ۲۰ اردو میں خبریں
۹ — ۲۵ کشمیری میں خبریں

۲ — ۱۰ لداخی میں خبریں

شام
۷ — ۳۰ کشمیری میں خبریں
۷ — ۴۵ اردو میں خبریں

جمعرات یکم اپریل

صبح
۷ - ۰۵ صبح گاہی
۷ - ۲۰ بھانی ہندستر
۷ - ۵۵ آج کی بات
۸ - ۰۰ غزلیں
۱۱ - ۳۰ عبداللہ ستاری وساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲ - ۴۰ غزلیں
۱ - ۰۰ ویسٹرن میوزک
۱ - ۳۰ فوجی بھائیوں کے لئے
۲ - ۱۰ غزلیں
۲ - ۱۵ ، شام ۶-۱۰ غلام حسن صوفی ؛ غزلیں

۲ - ۳۰ اے۔ ستاری وساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی
۴ - ۰۰ کیاری
کے کے جوشی ، کانتا شوا ، ڈوگری دوگانے

شام
۸ - ۰۰ وادی کی آواز
۸ - ۳۰ پراگاش

جمعہ ۲ اپریل

صبح
۸ - ۰۰ ، دوپہر ۲-۱۵ سیما شرما ، غزلیں
۹ - ۰۵ زونہ ڈب
۹ - ۳۰ توہنز فرمائش
۱۱ - ۳۰ ، سہ پہر ۴-۳۰ غلام محمد شیخ بندہ پوری وساتھی چکری

دوپہر
۲ - ۳۰ آشِن تہ گاشن

رات
۸ - ۰۰ وادی کی آواز
۹ - ۳۰ رائے ترانے

ہفتہ ۳ اپریل

صبح
۷ - ۰۵ صبح گاہی
۸ - ۰۰ یونس ملک ، غزلیں
۸ - ۲۰ نوئی تخلیق
۸ - ۲۵ ہندی میں بات چیت
۹ - ۰۵ زونہ ڈب
۱۱ - ۳۰ ، سہ پہر ۴-۳۰ شیخ عبدالعزیز وساتھی ؛ صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲ - ۴۰ بی آر مونگا ، غزلیں
۲ - ۱۵ کشمیری غزلیں
۴ - ۰۰ غلام محمد شیخ وساتھی ؛ چکری

رات
۸ - ۰۰ وادی کی آواز
۸ - ۳۰ پراگاش

اتوار ۴ اپریل

صبح
۷ - ۰۵ راج بیگم ، کشمیری موسیقی
۸ - ۰۰ راجکمار رضوی ، غزلیں
۸ - ۲۰ گھر والوں کے لئے
۹ - ۰۵ اس ہفتے
۱۱ - ۰۰ کورل میوزک
۱۱ - ۳۰ نیشنل پروگرام ؛ ڈرامہ

دوپہر
۱۲ - ۴۰ فلمی گانے
۲ - ۳۰ لوبہ لو
۴ - ۰۰ پنجابی پروگرام
۴ - ۳۰ کشمیری میں بات چیت

شام
۶ - ۱۰ ضلع نامہ
۸ - ۳۰ پراگاش
۸ - ۴۵ توہنز چیٹھی واژ
۱۰ - ۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۵ اپریل

صبح
۷ - ۰۵ نسیم اختر ، کشمیری موسیقی
۷ - ۳۰ زونہ ڈب
۸ - ۰۰ دل راج کور ، غزلیں
۸ - ۲۵ ہندی میں بات چیت
۹ - ۰۵ صوفیانہ موسیقی ، سنطور
۱۱ - ۳۰ کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲ - ۴۰ غزلیں
۲ - ۱۰ شاستریہ سنگیت
۴ - ۰۰ چکری اور روف
۴ - ۳۰ اسداللہ ، کشمیری غزلیں

شام
۶ - ۱۰ اسداللہ ، غزلیں
۶ - ۱۵ گامی بھاین ہندہ خاطرہ
۸ - ۳۰ 'کھیلن ہند دنیاہ'
کشمیری میں اسپورٹس پروگرام
۹ - ۳۰ اردو میں کھیل
۱۰ - ۳۰ بھر سنیے

منگل ۶ اپریل

صبح
۷ - ۰۵ شیمہ دیو ، کشمیری موسیقی
۸ - ۰۰ نرملا اروں ، غزلیں
۸ - ۲۰ پنجابی پروگرام
۱۱ - ۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۲ - ۱۰ راجن مشرا ؛ شاستریہ سنگیت
۴ - ۳۰ غلام نبی بلبل اور ساتھی چکری اور روف

شام
۶ - ۱۰ نینا سیرو ، غزل
۸ - ۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹ - ۳۰ 'وودھا' ہندی میں پروگرام
۱۰ - ۰۰ توہنز فرمائش
۱۰ - ۳۰ ریڈیو ڈائری

بدھ ۷ اپریل

صبح
۷ - ۰۵ غلام حسن صوفی ، کشمیری موسیقی
۸ - ۰۰ ریتا گنگولی ، غزلیں
۸ - ۲۰ شش رنگ
۹ - ۰۵ کاشر ناول
۱۱ - ۳۰ عبدالرحیم ملک وساتھی ، کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲ - ۴۰ جگجیت سنگھ ، غزلیں

۴-۰۰ عبدالرحیم بٹ اور ساتھی
چھکری اور روف
۴-۳۰ غلام حسن صوفی، غزلیں

شام
۶-۱۰ رحمت اللہ خاں، غزلیں
۸-۴۵ خط کے لیئے شکریہ
سامعین کے خطوں کے جواب
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

جمعرات ۸ اپریل

صبح
۶-۲۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت
۷-۰۵ غلام قادر وانی، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ جگجیت سنگھ، غزلیں
۸-۳۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ اسٹوریز
۱۱-۳۰ استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ غزلیں
۲-۳۰ پہاڑی پروگرام

شام
۶-۱۰ ایم کے پنڈتا، غزل
۸-۴۵ تو ہنز چٹھی وار
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی موسیقی
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری

جمعہ ۹ اپریل

صبح
۶-۲۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت
۷-۰۵، شام ۶-۱۰
شمیمہ دیو، غزلیں
۷-۳۰ زونہ ڈب
۸-۰۰، ۹-۰۵
محی الدین خاں، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطرہ
۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۳۰
محمد یوسف دلت دار اور ساتھی
کشمیری موسیقی / چھکری اور روف

دوپہر
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت

۲-۱۰ استاد غلام حسن، شاستریہ سنگیت
۴-۰۰ محمد سلطان میر اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ راشٹرے ترانے
۱۰-۰۰ کشمیری سنگیت
۱۰-۳۰ داستان

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح
۶-۲۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت کا پروگرام
۷-۰۵ آرتی تکو، کشمیری سنگیت
۸-۰۰ یونس ملک، غزلیں
۸-۲۰ تخلیق نو (اردو)
۸-۳۵ مول شعار
۹-۰۵ خوشحال گھرہ
ہوم سائنس کا پروگرام
۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۳۰
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ او۔پی۔کپور، غزلیں
۲-۳۰، سہ پہر ۴-۰۰
علی محمد شیخ اور ساتھی،
چھکری اور روف

شام
۶-۱۰ غلام نبی وگو، غزل
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ باؤتھ
عصری ہندوستانی ادب پر مبنی
۱۰-۳۰ شہر صدا
غیر فلمی گیتوں کا پروگرام

اتوار ۱۱ اپریل

صبح
۶-۲۵ صبح گاہی
بھگتی سنگیت
۷-۰۵ راج بیگم اور نسیم اختر
کشمیری موسیقی
۸-۰۰ اقبال احمد صدیقی، غزلیں
۸-۲۰ گھر والوں کے لیئے

۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ اردو میں کھیل

دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
راگ پوروی اور ترانہ
۲-۳۰ 'کہکشاں'، اردو
یووا وانی سے انتخاب
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ بات چیت (کشمیری)
مقرر: جے کشوری پنڈت

رات
۸-۴۵ تو ہنز چٹھی وار
سامعین کے خطوں کے جواب
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش
فلمی گانے

پیر ۱۲ اپریل

صبح
۶-۲۵ صبح گاہی
۷-۰۵ ریتا کول، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ اشتیاق احمد، غزلیں
۸-۲۰ ذات بترات
۸-۳۵ ہندی میں بات چیت
۹-۰۵ صوفیانہ موسیقی، سنطور
۱۱-۳۰ محمد سلیم ڈار اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ جگجیت سنگھ، غزلیں
۲-۳۰ گاش
۴-۰۰ چھکری اور روف
۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے)

شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۳۰ کھیلوں کی دنیا (اردو)
۹-۳۰ کشمیری میں کھیل
۱۰-۳۰ 'سام'
(بیس نکاتی پروگرام کا اجرا)

منگل ۱۳ اپریل

صبح
۶-۲۵ صبح گاہی
۷-۰۵ کیلاش مہرہ، کشمیری موسیقی

۸-۰۰ جمیل احمد، غزلیں
۹-۰۵ کانتا شرما، ڈوگری گیت
۱۱-۳۰ کمال بٹ اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ بھجن
۲-۳۰، ۴-۳۰
محمد عبداللہ تارہ بلی اور ساتھی
چھکری اور روف
۴-۰۰ کمال بٹ اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

شام
۶-۱۰ کیلاش مہرہ، غزل
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ سنگرمال
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۱۴ اپریل

صبح
۷-۰۵ کیلاش مہرہ، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ کنول سدھو، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
۹-۰۵ کشیر ناول
۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۰۰
غلام محمد درزی اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۲-۱۰ بھیم سین جوشی، شاستریہ سنگیت
۴-۳۰، شام ۶-۱۰
غلام نبی وگے، غزلیں

رات
۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح
۷-۰۵ ایم کے پنڈتا، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ محمد یعقوب، غزلیں
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ اسٹوریز
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

دوپہر
۱۲-۳۰ جگجیت سنگھ، غزلیں
۲-۳۰ غلام نبی شیخ و ساتھی
چھکری اور روف

شام
۶-۱۰ ایم کے پنڈتا، غزل
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۱۰-۳۰ کشمیری موسیقی

حیدرآباد

حیدرآباد الف ۳۰۶٫۵ میٹر (۹۳۰ کلوہرٹز)، حیدرآباد ب ۲۱۴٫۸ میٹر (۱۳۹۸ کلوہرٹز) حیدرآباد ج ۲۵۷٫۴ (۱۱۶۰ کلوہرٹز)

جمعرات یکم اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

یونیورسٹی طلبا کے لیے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ

میری پسند، فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) اپنی نگری اپنے لوگ

(۳) آپ کی پسند، فلمی نغمے

(۴) سائنس کی دنیا

جمعہ ۲ اپریل

صبح

۶-۳۰ الشور اللہ

قرأت کلام پاک - نعت شریف

۸-۳۰ یووانی

تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ

سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) اس ہفتے کی ڈائری

(۳) ڈاکٹر سے ملاقات

(۴) قوالیاں

ہفتہ ۳ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ

ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) افکار عالیہ

(۳) لطیفے ہی لطیفے

(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۴ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

گلدستہ، نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی

۹-۳۰ بچوں کے لیے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ڈرامہ

(۲) غزلیں

پیر ۵ اپریل

صبح

۸-۳۰ یووانی

شام

۵-۳۰ ترنگ

(۱) کھیلوں پر تبصرہ

(۲) خطوں کے جواب

(۳) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) ہم آپ اور وہ

(۳) کلام شاعر بزبان شاعر

(۴) غزلیں

منگل ۶ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ

ادبی میگزین

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) صنعتی مزدوروں کے لیے

(۳) مزاحیہ خاکہ

(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۷ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

شہرنامہ، نوجوانوں کی سرگرمیاں

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) خطوں کے جواب

(۳) آؤ مل بیٹھیں

(۴) نئی کہانی

(۵) غزلیں

جمعرات ۸ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

یونیورسٹی طلبا کے لیے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ

میری پسند، فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) اپنی نگری اپنے لوگ

(۳) آپ کی پسند، فلمی نغمے

(۴) سائنس کی دنیا

جمعہ ۹ اپریل

صبح

۶-۳۰ الشور اللہ

قرأت کلام پاک - نعت شریف

۸-۳۰ یووانی

تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ

سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) اس ہفتے کی ڈائری

(۳) ڈاکٹر سے ملاقات

(۴) قوالیاں

ہفتہ ۱۰ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ

ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) افکار عالیہ

(۳) لطیفے ہی لطیفے

(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۱۱ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووانی

گلدستہ،

۹-۳۰ بچوں کے لیے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ڈرامہ

(۲) غزلیں

پیر ۱۲ اپریل

صبح

۸-۳۰ یووانی

شام

۵-۳۰ ترنگ

(۱) کھیلوں پر تبصرہ

(۲) خطوں کے جواب

(۲) فلمی گانے

۹-۲۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) ہم آپ اور وہ

(۳) کلام شاعر بزبان شاعر

(۴) غزلیں

منگل ۱۳ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووادانی : تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ : ادبی میگزین

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے

(۳) مزاحیہ خاکہ

(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۱۴ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووادانی

شہرنامہ

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) خطوں کے جواب

(۳) آؤ مل بیٹھیں

(۴) نئی کہانی

(۵) غزلیں

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح

۸-۲۵ یووادانی

یونیورسٹی طلبا کیلئے

۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ ترنگ

میری پسند : فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا

(۲) اپنی نگری اپنے لوگ

(۳) آپ کی پسند : فلمی نغمے

(۴) سائنس کی دنیا

دوردرشن بمبئی

بمبئی چینل ۴:	تصویر ۲۵/۶۲ میگا ہرٹز
بینڈ ۱:	آواز ۷۵/۶۷ میگا ہرٹز
پونہ چینل ۵:	تصویر ۲۵/۱۷۵ میگا ہرٹز
بینڈ ۳:	آواز ۷۵/۱۸۵ میگا ہرٹز

روزانہ شام ۳۲-۶ مراٹھی میں مختصر خبرنامہ اتوار کو ۰۲-۶ پر

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ...۹ سلسلے وار فلم ۳۰-۹ پریتیما آئی پرتیما ۳۰-۱۰ وشد سیلون (مدراس سے ریلے) رنگ کلیپ ...۱۱ ساپتاہکی (ہندی) میں ہفتے بھر کے پروگرام کی جھلک ۳۰-۱۱ اختتام

شام ۳۰-۶ ہندی میں فیچر فلم ۳۰-۸ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۸ کل کے پروگرام ۴۲-۸ ہندی فیچر فلم کا بقیہ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ یوگا بھیاس / آپ کا سواستھ ۳۰-۹ سائنس رپورٹ ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

پیر

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر...۲ شالے چتروانی (طلبا کے لئے) پانچویں جماعت کے لئے انگریزی کا سبق

شام ۳۰-۶ سنا لکڑی، گجراتی میں بچوں کے لئے پروگرام ...۷ گجراتی گیت ۱۰-۷ آپلی مانی آپلی ماتی ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ...۸ یوودرشن (مراٹھی)

۳۰-۸ انگریزی میں سلسلے وار فلم ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ دانش دی گنڈور / چتر گیت مراٹھی ۴۰-۹ ورت چتر / کورتا ہی باتیں ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۲-۶ کلبل، مراٹھی میں بچوں کے لئے پروگرام ...۷ مراٹھی گیت ۱۰-۷ کامگار وشو ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ پریوار نے ایک جنوبی / دیپاون وگیان ...۸ یوودرشن (گجراتی) ۳۰-۸ سپورٹس راؤنڈ اپ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پریکرما / سنچیتا ہندی میں ادبی پروگرام ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ بزم قوالی / کرناٹک سنگیت ۴۰-۱۰ اختتام

بدھ

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر...۲ شالے چتروانی (طلبا کے لئے) چھٹی جماعت کے لئے انگریزی کا سبق

شام ۳۳-۶ سندر مارے گھر ...۷ فلم ۱۰-۷

آپلی مانی آپلی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ پرادیشک سنگیت / رسلکھا دیکھا مانس ...۸ محفل یاراں اردو میں ادبی پروگرام امرت منتھن ۳۰-۸ یووا چندوما مدراس سے ریلے / ینگ ورلڈ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پاریجات ہندی میں ڈرامہ ...۱۰ انگریزی میں خبریں

۱۰-۱۰ حالات حاضرہ سے متعلق پروگرام / ہندی ڈرامے کا بقیہ حصہ ۴۰-۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۳-۶ گھر بیٹھے / دندن دار ...۷ لوک سنگیت ۱۰-۷ کامگار وشو ۳۰-۷ مراٹھی خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۴-۷ گجراتی گیت / ہندی گیت / ورنگان ...۸ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ / انشائیہ / رقص ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ چھایا گیت ۵۵-۹ خصوصی اعلان ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

جمعہ

صبح ۴۰-۱۰ اور دوپہر...۲ شالے چتروانی (طلبا کے لئے) آٹھویں جماعت کے لئے سائنس کا سبق

شام ۳۰-۶ کھیل کھلونے ہندی میں بچوں کے لئے پروگرام ...۷ ہندی گیت ۱۰-۷ آپلی مانی آپلی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ۱۰-۸ اسپورٹس راؤنڈ اپ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ آؤ دماری ساتھ / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن ۴۵-۹ ورت چتر ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا سپیشل پروگرام ۵۵-۱۰ اختتام

ہفتہ

شام ...۶ علاقائی زبان (مراٹھی کے علاوہ) میں فیچر فلم / مراٹھی فیچر فلم ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ فیچر فلم کا بقیہ حصہ ...۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ رقص کا پروگرام / آن دی فیلڈ آف دی فیلڈ ۳۰-۹ سائنس فورم / وائبریشنز ...۱۰ انگریزی میں خبریں ۳۰-۱۰ اختتام

دوردرشن لکھنؤ

چینل ۴ ۲۵/۶۲ میگاہرٹز (تصویر)

بینڈ ۱ ۷۵/۶۷ میگاہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

شام ۳۰-۶ چوپال (دیہی عوام کے لیے پروگرام (ماسوائے اتوار اور منگل) اتوار کو ننھے منے بچوں کے لیے ...۶ بجے سے منگل ۳۰-۶ گھر چوبارہ (کسان عورتوں کے لیے ... ماہوار

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

شام ۳۰-۶ ننھے منے بچوں کے لیے ۰۵-۷ سپتاہکی (ہفتہ بھر کے پروگراموں کی تفصیلات) ...۸ اور ۱۵-۸ ہندی فیچر فلم ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ...۷ آپکا سواستھ ۱۵-۷ دھرتی چیستر ۳۰-۷ سیریل (انگریزی) شام (مختصر فلم) ۱۵-۸ آج کل ۳۰-۸ ایپار ...۹ سرسوتی ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

منگل

شام ...۷ کاشتکار سبھا (مزدوروں کے لیے) ۳۰-۷ سرگم (کلاسیکی موسیقی) ۱۵-۸ وگیان جگت ۳۰-۸ ایپار / ناٹک ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

بدھ

شام ...۷ انجمن سلم سنگیت ۳۰-۷ یووادرشن (نوجوانوں کے لیے) ۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۳۰-۸ سلسلے وار ہندی ناٹک ...۹ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعرات

شام ...۷ گھر کی دنیا ۳۰-۷ کھیل جگت ۱۵-۸ وی آئی پی [illegible] اور کیرتی ۳۰-۸ چترہار فلمی رقص اور موسیقی ...۹ کل کے پروگرام اور اختتام

جمعہ

شام ...۷ پھلواری ۳۰-۷ دوسرے دوردرشن کیندروں سے ۱۵-۸ آج کل ۳۰-۸ کوئز ...۹ اور ۰۵-۹ اردو ادبی پروگرام ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

ہفتہ

شام ...۷ دوردرشن دیتا ہے چترہار دیکھئے ۳۰-۷ ہفتے کی بات آپ اور قانون ۱۵-۸ لوک گیت / آج کے انتخب ۳۰-۸ سیریل انگریزی فلم ...۹ کل کے پروگرام اور اختتام

خط و کتابت کرتے وقت
اپنا خریداری /
ایجنسی نمبر ضرور تحریر کریں
اس سے آپ کے خطوں کے جواب
دینے میں آسانی ہوگی۔

دوردرشن سرینگر

بینڈ 1 ۲۵ر۶۲ ایم ایچ زڈ (تصویر) چینل 3 ۵ر۶۷ ایم ایچ زڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں، ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ، ۴۵-۹ اردو میں خبریں، ۰۰-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

جمعرات یکم اپریل

صبح ۰۰-۱۱ ایجوکیشنل ٹی وی پروگرام، شام ۳۰-۷، کشمیری لوک سنگیت، ۱۰-۸ فلمی گانوں پر مبنی پروگرام 'نقش و نغمہ'، ۰۰-۹ حالات حاضرہ، ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۲ اپریل

شام ۰۰-۷، گجر پروگرام، ۳۰-۷ ہوم سائنس، ۱۰-۸ اردو میں ڈرامہ، ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی، ۱۵-۹ ہیلتھ پروگرام (کشمیری)

ہفتہ ۳ اپریل

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے اردو پروگرام، ۳۰-۷، ایک نظم عکس بندی، ۴۵-۷، ڈوگری پروگرام، ۱۰-۸ اب کیا ہے سلسلہ وار اردو فیچر، ۱۵-۹ ترقیاتی اور سماجی وابستگی سے متعلق پروگرام

اتوار ۴ اپریل

دوپہر ۰۰-۱، ہندوستانی فیچر فلم، ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۰-۳ یونیورسٹی کے لیے۔ شام ۰۰-۷، بچوں کے لیے پروگرام (کشمیری) ۳۰-۷، کشمیری لوک سنگیت، ۵۰-۷، ہلکی پھلکی موسیقی، ۱۰-۸ نوجوانوں کے لیے پروگرام (اردو) ۰۰-۹ دوسرے کیندروں سے پیش کردہ پروگرام۔

پیر ۵ اپریل

صبح ۰۰-۱۱ ایجوکیشنل ٹی وی پروگرام، شام ۳۰-۷، کشمیری لوک سنگیت، ۴۵-۷، تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام، ۱۰-۸ ہندی فلمی گانوں پر مبنی پروگرام نقش و نغمہ، ۰۰-۹ سکمیل کود پر پروگرام (اردو) ۳۰-۹ دستاویزی فلم

منگل ۶ اپریل

شام ۳۰-۷، کشمیری کلاسیکل موسیقی، ۴۵-۷، دستاویزی فلم

۱۰-۸ فلمی گانوں پر مبنی پروگرام 'نقش و نغمہ' ۰۰-۹ اسپورٹس پروگرام (اردو) ۲۰-۹ انٹرویوز پر مبنی پروگرام

بدھ ۷ اپریل

شام ۳۰-۷، نعتیں (کشمیری) ۴۵-۷، چیدہ چیدہ پروگرام (دوبارہ) ۱۰-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر، ۲۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ کلاسیکل سنگیت، ۱۵-۹ ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۸ اپریل

شام ۳۰-۷، کشمیری لوک داستان، ۱۰-۸ فلموں سے لیے گئے گانوں پر پروگرام 'نقش و نغمہ'، ۰۰-۹ حالات حاضرہ، ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۹ اپریل

شام ۰۰-۷، گوجروں کے لیے پروگرام، ۳۰-۷، گھرانوں کیلئے (کشمیری) ۱۰-۸ ڈرامہ (کشمیری) ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ ہیلتھ پروگرام

ہفتہ ۱۰ اپریل

شام ۰۰-۷، بچوں کے لیے پروگرام (اردو) ۳۰-۷، ایک نظم کی عکس بندی، ۴۵-۷، ڈوگری میں پروگرام، ۱۰-۸ سلسلہ وار فیچر (اردو) ۳۵-۸ سنگیت، ۱۵-۹ تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام

اتوار ۱۱ اپریل

دوپہر ۰۰-۱ ہندوستانی فیچر فلم ۳۰-۳ دستاویزی فلم ۴۰-۳ یونیورسٹی کے لیے، شام ۰۰-۷، بچوں کے لیے پروگرام (کشمیری) ۳۰-۷، کشمیری لوک سنگیت، ۵۰-۷، ہلکی پھلکی موسیقی، ۱۰-۸ روزگار بلیٹن (اردو) ۳۰-۸ نوجوانوں کے لیے پروگرام (اردو) ۰۰-۹ دوسرے کیندروں کے پیش کردہ پروگرام

پیر ۱۲ اپریل

صبح ۰۰-۱۱ ایجوکیشنل ٹی، وی پروگرام شام ۳۰-۷، کشمیری لوک سنگیت، ۴۵-۷، تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام ۱۰-۸ فلمی گانوں پر مبنی پروگرام 'نقش و نغمہ'، ۰۰-۹ اسپورٹس پروگرام (اردو) ۳۰-۹ ٹیلی کلبس

منگل ۱۳ اپریل

شام ۳۰-۷، کشمیری کلاسیکی موسیقی، ۴۵-۷، دستاویزی فلم ۱۰-۸ ناظرین کے خطوط کے جواب، ۴۵-۸ سلسلہ فیچر انگریزی، ۲۰-۹ انٹرویوز پر مبنی پروگرام

بدھ ۱۴ اپریل

شام ۳۰-۷، کشمیری نعتیں، ۴۵-۷، چیدہ چیدہ (دوبارہ) ۱۰-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر، ۲۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ کلاسیکل موسیقی، ۱۵-۹ ادبی میگزین پروگرام

جمعرات ۱۵ اپریل

شام ۳۰-۷، کشمیری لوک سنگیت، ۱۰-۸ فلمی گانوں پر مبنی پروگرام، ۰۰-۹ حالات حاضرہ، ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعرات ۱۵ اپریل

صبح

۴۰-۷ دلیش گان

۲۰-۸ پنجابی گیت

۳۵-۸ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت

۰۵-۹ ایک کلاکار

شام

۳۵-۵ چنو منو پروگرام

۰۰-۶ اس ماس کا گیت

۱۵-۸ غزلیں

۲۵-۸ بھگتی سنگیت

۱۵-۹ آپ کا پتر ملا

۳۰-۹ نیشنل پروگرام، اسپورٹس

MGIPLP(FBD)-223/AIR/ND/91-2400

دوردرشن جالندھر سے

سلسلہ وار ناٹک
'بھلکڑ انکل' کا ایک
منظر

نئے رنگا رنگ پروگرام 'مجمع' میں
ایک گیت ـــ

'کھڑکی کھلی ہے'
حال ہی میں ٹیلی کاسٹ ناٹک کا ایک منظر۔
تحریر : ہری مہتہ
پروڈیوسر : سریندر ساہنی

'کھڑکی کھلی ہے'
ناٹک کی فلم بندی کے دوران
پروڈیوسر فنکاروں کو منظر سمجھاتے ہوئے۔

Regd. No D-(C)39

AWAZ
1st. April 1982

Licensed (U-23) to post without prepayment at CPSO New Delhi.

اردو سروس کی جانب سے منعقد ایک 'محفل قوالی'
کے مہمان خصوصی مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات شری وسنت ساٹھے اراکین اردو سروس کے ساتھ۔

فلم موسیقار چترگپت
آپ کی ایک تقریر آکاشوانی پٹنہ سے نشر کی گئی

جمیل احمد (رام پور)
آکاشوانی لکھنؤ کی جانب سے منعقد
محفل موسیقی میں۔
سکندر عالم (کٹک)

ریڈیو فرانس کی ایک ٹیم ــــ براڈ کاسٹنگ ہاؤس میں آل انڈیا ریڈیو کے ممبران کے ساتھ۔

نور محمد، اولمپک فٹ بال کھلاڑی (بائیں) کے ساتھ شوکت علی فیروز کا انٹرویو آکاشوانی حیدر آباد سے نشر کیا گیا۔

Published by the Director General, All India Radio, at the office of the Chief Editor Akashvani Group of Journals (Second Floor) P T I Building, Sansad Marg, New Delhi 110001
Printed by the Manager, Government of India Photo-litho Press, Faridabad.

۱۶ رسے ۳۰ راپریل ۱۹۸۲ء
۲۶ رچترا سے ۱۰ ربیساکھ ۱۹۰۴ شاکا

شاعت کا ۴۷ واں سال
قیمت 50 پیسے

هوش عظیم آبادی

کیا بتائیں کہ تم آتے ہو تو کیا کرتے ہیں
یوں سے ہم لی ہوئی یہ سانس لیا کرتے ہیں

کبھی طوفاں میں بھی ہو جاتے ہیں ساحل پیدا
کبھی ساحل پہ بھی طوفان ہوا کرتے ہیں

کتنے بیداد ہیں یہ سرد ہوا کے جھونکے
میرا ہر زخمِ جگر تیز کیا کرتے ہیں

ہم نہ چاہیں کے محبت سے محبت کا جواب
یہ ہوس بھی کہیں اربابِ وفا کرتے ہیں

اپنا اندازِ محبت بھی نیا ہے یعنی
ہم منانے کے لیے ان کو خفا کرتے ہیں

وہ سلامت رہیں اے ہوش جو چپکے چپکے
میری آواز پہ آواز دیا کرتے ہیں

★

قوس صدیقی

میری تنہائی کو یوں الزام دیتا ہے کون
میں اکیلا ہوں تو پھر مجھ کو صدا دیتا ہے کون

دور سے آتے ہوئے سایوں کا پیچھا مت کرو
اپنے سائے کی طرح عکسِ وفا دیتا ہے کون

میں کسی دہلیز کی لکھی ہوئی تختی نہیں
میں نقوشِ عہد ہوں دیکھوں مٹا دیتا ہے کون

مدعی سچائی، ملزم منصفی، قانون خبط
پھر بتاؤ میرے حق میں فیصلہ دیتا ہے کون

میری ہر آواز میرے عہد کا اقرار ہے
ورنہ ہر بام بانگ بے تولہ دیتا ہے کون

مرحبا وہ ذات جس کے دم سے قائم ہے وجود
خوش رہو، جیتے رہو ایسی دعا دیتا ہے کون

دن بہ دن دنیا سمٹتی جا رہی ہے پھر بھی قوس
"فاصلے کو کھینچ کر اتنا بڑھا دیتا ہے کون"

★

شمیم پھلواروی

صف بہ صف کوہ کے پہلو میں کوئی طور بھی تھا
ریگ زارِ شبِ تیرہ میں یمِ نور بھی تھا

نامرادی کا تصور ہی تھا حائل، ورنہ
آدمی اپنے لیے صاحبِ مقدور بھی تھا

لوگ سوئے رہے جس گنبدِ روز و شب میں
میری بے مائی صداؤں سے وہ معمور بھی تھا

میرا قاتل، جو تھا تعزیر کی زد سے محفوظ
عدل و انصاف کے جنگل میں وہ مشہور بھی تھا

حق نوائی کو ملا جس کے لہو کا غازہ
اگلے وقتوں میں سنا ہے کوئی منصور بھی تھا

جبکہ انسان سے مریخ و عطارد تھے قریب
کرۂ ارض نگاہوں سے بہت دور بھی تھا

بر ربطِ وقت پہ کرتا ہی رہا رقصِ حیات
میرا وہ جسم تھا جو زخموں سے بہت چور بھی تھا

اپنے ہونے پہ تھا اس شخص کا ایمان شمیم
اپنی نظروں سے مگر آپ ہی مستور بھی تھا

★

تاج پیامی

زلف کے سائے تلے لینے دے آرام ابھی
اک ذرا ٹھہر تو اے گردشِ ایام ابھی

میکدہ میں کبھی تلوار بھی چل جاتی ہے
ساقیا! دور میں کچھ اور چلے جام ابھی

کیوں نہ بچ بچ کے چلیں راہ کے چلنے والے
حلقۂ دامِ سیاست ہے اک اک گام ابھی

وہ دو شوق میں کیا ساتھ کسی دے گا
اپنے ہمراہ جو چلتا نہیں دو گام ابھی

بے وفا، وہ ہمیں کہتے ہیں تو کہنے دیجیے
اپنے سر لیا ہے کچھ اور بھی الزام ابھی

ہوئے ہے ساز طرب اس پہ رباعی کی کتاب
بزم سے اٹھ کے گیا ہے کوئی خیام ابھی

میکدہ میں ہوئے سیراب سبھی اے ساقی
تشنہ لب باقی ہے اک تاج تہی جام ابھی

★

اعجاز علی ارشد

نہ جانے کول سے موسم کے انتظار میں ہیں
فسردہ پھول جو پھر دامنِ بہار میں ہیں

کسی کا حال نہیں دیکھتا یہاں کوئی
سب اپنی اپنی تمناؤں کے حصار میں ہیں

شکستہ قبروں میں محصور ٹوٹے پھوٹے جسم
نہ جانے کب سے قیامت کے انتظار میں ہیں

یہ کائنات اور اس کے تمام لیل و نہار
ازل سے کشمکشِ جبر و اختیار میں ہیں

ہر اک نفس ہے یہاں ایک جنگ کا عالم
کہ جیسے ہم کسی میدانِ کارزار میں ہیں

مسافروں سے کہو تھوڑی دیر رک جائیں
کہ چند برگ ابھی شاخِ سایہ دار میں ہیں

فریبِ سایۂ دیوار بھی نہیں ارشد
مگر ہم اب کے بہاروں کے انتظار میں ہیں

★

سلطان اختر

روز و شب اک حلقۂ زنجیر سا بنتا ہوا
مجھ کو لے ڈوبے گا یہ منظر نیا بنتا ہوا

ایک لمبی گونج ہے روشن فضائے نیم شب
لوحِ دل پہ تہہ بہ تہہ نقشِ نوا بنتا ہوا

مدتوں سے ایک ہی موسم ہے سب کے روبرو
یعنی ایک لمحہ ہے صدیوں سے بڑا بنتا ہوا

یاد آتا ہے بہت وہ منظرِ صدر ایگاں
اک شرارِ بے یقیں شعلہ نما بنتا ہوا

ڈھونڈتے رہ جاؤ گے تازہ دمی کی لذتیں
یہ سفر بھی دیکھنا پھر آشنا بنتا ہوا

بے یقینی کی ہوا سب کچھ اڑا لے جائے گی
منتشر ہو جائے گا ہر سلسلہ بنتا ہوا

اک شکستہ پائی اختر تہہ بہ تہہ کھلتی ہوئی
اک حصارِ لہو حریفِ حوصلہ بنتا ہوا

★

حق اعظمی

فکر کی دھوپ نہ جذبے کی گھٹا رہنے دے
خاک کے واسطے اک مشت ہوا رہنے دے

ایک سایا ہے وہ سائے کی تمنا کیسی
در خیالوں کا دمِ زیست کھلا رہنے دے

روبرو تیرے ہی ہوتا ہوں ہر اک پہلو سے
جسم سے جاں کا یہ رشتہ جڑا رہنے دے

زخم سر کے نہ کریں گے کبھی شکوہ کوئی
ان چراغوں کو سرِ راہ جلا رہنے دے

تیرے قد کا بھی بنے گا کوئی پیمانہ ضرور
وقت کے ماتھے پہ جھومر یہ جڑا رہنے دے

حق یہ سناٹے بھی سو جائیں گے آخر آخر
شب کی دہلیز پہ ہنگامہ بپا رہنے دے

★

ظہیر صدیقی

ندی کے تٹ پہ ٹھہرایا گیا ہوں
مگر قطروں کو ترسایا گیا ہوں

چبھو کر خار سسکایا گیا ہوں
دکھا کر پھول بہلایا گیا ہوں

سرابوں کے تعاقب میں ازل سے
میں ریگستاں میں دوڑایا گیا ہوں

کسی کے در پہ اب کس منہ سے جاؤں
خود اپنے گھر میں ٹھکرایا گیا ہوں

خطا فرضی سزا نامعتبر تھی
میں پھر جنت میں بلوایا گیا ہوں

نگاہوں میں غرورِ مغفرت کی
گناہوں پر خجل پایا گیا ہوں

ظہیر اک مسئلہ تھا عرش کا میں
زمیں پر لا کے سلجھایا گیا ہوں

★

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER
چیف ایڈیٹر جے پی گوئیل
ایڈیٹر سراج احمد

نئی دھلی — ۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۷ چیتر ۱۹۰۴ شاکا — جلد ۴۷، شمارہ — ۸

اس شمارے میں

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۹ روپے
تین سال	۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

جنگلات کا تحفظ اور صنعتی فروغ

محمد خلیل

ہندوستانی تہذیب میں زمانہ قدیم سے ہی جنگلات کو اہم مقام حاصل رہا ہے۔ انھیں خاموش جنگلات میں صوفیوں اور رشیوں نے مشہور مذہبی کتابیں اسامنہ لکھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود نسل انسانی جنگلاتی ذخیروں سے ابھی پورے طور پر واقف نہیں ہے۔ موجودہ سائنسی دور میں ہم ان جنگلات کو بھول چکے ہیں جن درختوں پر ہماری زندگی کا دارومدار ہے۔

جنگلات کا ہماری زندگی سے گہرا تعلق ہے اور یہ ہماری قومی ترقی میں ایک نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس سے متعلق متعدد صنعتیں جن کا ہماری زندگی سے گہرا تعلق ہے جنگلات سے ہی قائم ہیں۔ زمانہ قدیم میں آبادی کم تھی اور جنگلات زیادہ تعداد میں تھے۔ وقت کے ساتھ جس طرح آبادی میں اضافہ ہوا جنگلات کاٹے جانے لگے اور ان زمینوں کا استعمال رہائشی مقاصد کے لیے کیا جانے لگا جس کی وجہ سے جنگلات کم ہونے لگے اور اب موجودہ حالات میں جنگلاتی علاقے ضروریات سے بھی کہیں کم ہیں اور دن بدن یہ کم ہی ہو رہے ہیں۔ جبکہ زمینی علاقے میں تقریباً ۳۳ فیصد جنگلات ہونے چاہئیں بر خلاف اس کے پہاڑی علاقوں میں تقریباً ۶۰ فیصد جنگلات ہونے چاہئیں۔ ہمارے ملک میں ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۲۲٪ فیصد حصہ جنگلاتی ہے۔ ملک میں ہر سال تقریباً ۲۰ سے ۳۰ لاکھ اسکویر ٹن سے زائد لکڑی ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ جنگلات کی اہمیت ایندھن اور کاغذ کے لیے نہایت اہم ہے۔ عمارت اور ایندھن کی لکڑی کے علاوہ ہندوستان میں جنگلات سے لکڑی کی تقریباً تین ہزار اقسام حاصل کی جاتی ہیں۔ ان سے ادویات، ضروری تیل، گوند، ریزن ٹینن، فیٹی ایسڈ (FATTY ACID) رنگ اور ربڑ وغیرہ حاصل کرتے ہیں۔

ملک میں زمانہ قدیم سے ہی صنعتی درخت اگائے جاتے رہے ہیں۔ تقریباً سو سال قبل تک صوبہ بہار میں ایس فلیکس ڈی فولیس نامی پودے کی پتیوں اور ٹہنیوں سے نیل صنعتی طور پر تیار کیا جاتا تھا۔ آج بھی چائے، کافی اور تمباکو ایسی صنعتیں ہیں جو پودوں سے حاصل کی جاتی ہیں ______ اور انھیں ملکی صنعت میں خام اشیاء کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ پنسل، کاغذ، پلائی ووڈ، تیل کی اشیاء، آرائشی اشیاء جیسی دوسری متعدد اشیاء ہیں جو صنعتی درختوں پر منحصر ہیں۔ کئی سال قبل ملک میں پنسل کی صنعت میں استعمال ہونے والی کچھ ملائم لکڑیاں غیر ممالک سے حاصل کی جاتی تھیں لیکن اب اس کی جگہ ملکی سات پودوں کی لکڑیوں نے لے لی ہے۔

یوکیلپٹس کے درخت کی لکڑی اور بانس کے ٹکڑوں سے آج ملک میں عمدہ قسم کی ریان تیار کی جاتی ہے۔ املی کے بیجوں سے صنعتی طور پر اسٹارچ (نشاستہ) تیار کیا جا رہا ہے۔ کئی ترقی یافتہ ممالک میں درختوں سے رنگ حاصل کیا جا رہا ہے۔ ان رنگوں کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ زہریلے نہیں ہوتے اور دوسری جانب ان کو استعمال میں لانے سے صحت پر کوئی خراب اثر نہیں پڑتا۔ اس طرح یہ رنگ جیلی، جیم، مربا، بسکٹ، کیک جیسی اشیاء میں رنگ کے لیے استعمال میں لائے جا سکتے

ہیں۔ ایسے پودے بھی ہیں جن سے کیسر پیدا ہوتا ہے اس کا رنگ کیسری ہوتا ہے اور اس کی بیرونی ممالک میں کافی مانگ ہے دوسری جانب ایسے پودے بھی ہیں جن سے سرخ اور پیلا رنگ حاصل کیا جاتا ہے اور ان رنگوں کا مٹھائی، ناقی کیک وغیرہ میں رنگ کی حیثیت سے کافی استعمال ہے۔

ہندوستان میں ربر کی صنعت کو بھی ایک خاص مقام حاصل رہا ہے۔ ربر، خانی کس ایلاسٹیکا نامی پودے سے نکالا جاتا ہے اور اس کے ذریعے تیرپوش، ربر کے کھلونے، دستانے اور اس قسم کی کئی دوسری اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ ہماری روز مرہ کی زندگی میں گوند کا کس قدر استعمال ہے دوسری جانب بیرونی ممالک میں گوند کی کافی مانگ ہے۔ ببول (اکیشیا اریبیکا) سے گوند حاصل کی جاتی ہے۔ ایک دوسرا گوند قطیرا گوند جو کھانے کے کام میں آتا ہے ایک عمدہ مقوی غذا میں شمار کیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد ادویاتی پودے پائے جاتے ہیں جو بین الاقوامی اہمیت کے حامل ہیں مثلاً سرپ گندھا (راؤلفیا سرپنٹائنا) اس کی جڑوں سے ایسرپن نامی گولی بنائی جاتی ہے۔ لہسن (ایلیم سٹائیوم) سے ایلاسٹن نامی گولیاں تیار کی جاتی ہیں جو جراثیم کش ہوتی ہیں۔ ایڈیروڈا اولیسا کا نامی پودے سے گلائیکوڈین شربت و ساکانائی دوا تیار کی جاتی ہے جو ٹھنڈ اور کھانسی میں استعمال ہوتی ہے۔ ایک دوسرا مفید پودا ڈیجیٹیلس پرپوریا ہے ایسی ادویات تیار کی جاتی ہیں جو قلبی امراض میں استعمال کی جاتی ہیں اسی طرح منیتھا پیپرٹیا، سے پیپرمنٹ تیار کیا جاتا ہے اس کے علاوہ دال چینی کی پتی، لونگ، شریں کا چھلکا اور اس کی پتی، اجوائین، پودینا، چندن کی لکڑی، دیودار کی لکڑی، خس خس، جائے پھل اور ڈیریس کی جڑوں کی بھی ادویاتی نقطۂ نظر سے کچھ کم اہمیت نہیں جبکہ ان کے علاوہ بے شمار ادویاتی پودے ہیں اور ان کی اپنی اہمیت ہے۔ جنگلات کے ختم ہونے سے ان کی تعداد میں برابر کمی واقع ہو رہی ہے۔

ملک میں جہاں بھی جنگل پائے جاتے ہیں۔ وہاں تیل والے درخت بھی خاصی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں جو ملک کے لیے زرمبادلہ میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً تارپین کا تیل جو چیڑ کے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر تیل ساسی نامی درخت سے کشید کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے عطر کی تیاری میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ ہندوستان میں تیار کیا جانے والا کیور کا تیل بھی دنیا میں کافی مشہور ہے چندن کا تیل بھی بیرونی ممالک میں بہت پسند کیا جاتا ہے صوبہ کرناٹک میں تو اس کے لیے آب و ہوا سب سے زیادہ بہتر ہے۔ منتھال کا تیل بھی انھیں جنگلات سے حاصل کیا جاتا ہے اس کا استعمال عطر اور صابن کی تیاری میں بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے۔ دال چینی کا تیل جسے کافی اہمیت دی جاتی ہے۔ ان درختوں کی صنعتی نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت ہے۔ ایتر کی لکڑی بھی کشمیر اور پنجاب کے جنگلات میں پائی جاتی ہے یہ ایک عمدہ قسم کی ایندھن کی لکڑی ہے۔ اس کے جلنے سے تقریباً اچھی خاصی توانائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کی لکڑی کا استعمال پنسل بنانے میں بخوبی کرسکتے ہیں۔ اس کی پتی کف، بخار، اور کھانسی میں نہایت مفید ہے۔ بلدو کی لکڑی کا استعمال ایندھن کے طور پر تو ہے ہی لیکن اس کا زیادہ استعمال عمارتی کاموں میں ہوتا ہے' ایڈینن' اس کی لکڑی کی چھیلن سے ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

سیرس کی لکڑی بھی عمارتی کاموں میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس کی جھڑی ہوئی پتیوں سے اچھے قسم کی کھاد تیار کی جاتی ہے۔ امتاس بھی ایک کارآمد لکڑی میں شمار کی جاتی ہے۔ اس کی چھال سے "ٹینن" حاصل کیا جاتا ہے۔ تون کی لکڑی (سیڈریلا تونا) گھومنے والے آلات کے لیے استعمال میں لائی جاتی ہے اس کے علاوہ اس کا استعمال عمارتوں میں بھی کیا جاتا ہے اس کی درمیانی لکڑی سے پنسل بھی تیار کی جاتی ہے اس کے پھول اسہال اور پیچش میں مفید ہیں۔ اس کی راکھ بھی کیلشیم سے بھرپور ہوتی ہے۔ دیودار کی لکڑی (سیڈرس دیودار) سب سے قیمتی عمارتی لکڑی میں شمار کی جاتی ہے اور اس کی ملک میں بے حد مانگ بھی ہے اس کا استعمال زندگی کے ہر شعبے میں لکڑی کے طور پر کیا جاتا ہے اس کی چھال دست، پیچش، بخار سر درد میں نہایت مفید ہے۔

جنگلات دنیا کے بڑے شعبوں میں سے ایک ہیں۔ جنگلات کی اہمیت ایندھن کی لکڑی، کاغذ، ربر، عمارتی لکڑی یا ادویاتی اہمیت تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ جنگلات سے شعاعی ترکیب سے کاربن ڈائی آکسائیڈ سے آکسیجن کی مقدار میں توازن قائم رہتا ہے۔ باڑھ کو روکنے میں بھی جنگلات بے حد مددگار ہیں۔ جنگلات، درجہ حرارت پر توازن رکھتے ہیں، درجہ حرارت کی تھوڑی سی زیادتی سے حیاتیاتی عمل میں کافی فرق پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے کچھ جاندار تو فوراً ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

آج دنیا میں آبادی کتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور یہ دنیا کے لیے ایک اہم مسئلہ بن گیا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے صنعت کو ہر طرح سے پھیلایا ہی نہیں جارہا ہے بلکہ اس میں ہر طرح سے اضافے کی تدابیر کی جارہی ہے جنگلات کا صنعتی ترقی میں ہمیشہ سے ایک اہم کردار رہا ہے آلودگی جو پوری طور پر اس صنعتی دور میں اثر انداز ہے جنگلات بھی اس کو کم کرنے میں معاون ہوئے ہیں ایسے بہت سے درخت ہیں جو آلودگی کو کم کرتے ہیں کچھ کے پھول بھی اس میں مددگار ہیں اور آلودگی کو کم کرتے ہیں۔

دیہی علاقوں میں گوبر کو جلانے سے روکنے کے لیے اگر کوئی طریقہ ہے تو وہ واحد طریقہ ایندھن ہے جو لکڑی سے بہ آسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان میں تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ گاؤں ہیں جہاں تقریباً ۱۰ کروڑ ٹن ایندھن جلایا جاتا ہے باقی ایندھن گوبر کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس طرح ۵۰ لاکھ ٹن لکڑی ایندھن کے لیے جنگلات سے فراہم کی جاتی ہے۔ اور اس طرح جنگلات کو کاٹنے سے جنگلات ختم ہو رہے ہیں۔ اور درخت کے کٹنے سے تقریباً تین ہزار ٹن مٹی کٹ کر یا اڑ کر ضائع ہو جاتی ہے اور اس سے قدرتی توازن بھی متاثر ہوتا ہے جس کا اثر بعد ازاں موسم پر پڑنا ایک قدرتی عمل ہے۔ جنگلات کے کاٹنے سے زمین کی زرخیزی پر بھی اثر پڑتا ہے۔ گھاس کے میدان اور چراگاہیں بھی اس سے کم ہو رہی ہیں جس سے جانوروں پر بھی اثر پڑ رہا ہے اور ان کی صنعت متاثر ہو رہی ہے۔

یہ کتنا عظیم سانحہ ہے کہ نسل انسانی کی جس سے جنگلات سے زندگی کے سفر کی شروعات ہوئی اور ترقی ہوئی جہاں مذہب اور تہذیب نے کروٹیں لیں انھیں جنگلات کو خود انسان اب ختم کر رہا ہے۔ ہمارے ملک میں لاتعداد صنعتیں جن کا دارومدار درختوں پر ہے اور ان کے قائم رہنے سے ہمارے قومی سرمائے میں اضافہ ہوگا۔ اس لیے آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ درختوں کے ان خزانوں کو کاٹنے سے روکا جائے اور ان کو بڑھایا جائے اور ایک تفصیلی جائزہ لیا جائے تاکہ ایک منصوبے کے تحت جنگلات صرف قائم ہی نہ رہیں بلکہ جنگلات کو بڑھایا جائے تاکہ اس سے صنعت کو مزید فروغ مل سکے۔

قدرِ حوصلہ کن امر یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بھی اب جنگلات کی اہمیت کو محسوس کیا جارہا ہے گزشتہ کئی کانفرنسیں جو ملک میں جنگلات کے مسائل کو حل کرنے اور اس کی حفاظت کے لیے منعقد ہوئیں، کامیاب رہیں اور لوگوں نے اس کی اہمیت کو محسوس کیا ہے لیکن پھر بھی اس کی ناکامیابی کی خاص وجوہ یہ ہیں کہ ہمارے سائنسداں تو اس سلسلے میں مصروف ہیں لیکن عوام اس قدر اس میں حصہ نہیں لے رہے ہیں جتنا کہ اس اہم کام کو پورا کرنے کے لیے لینے کی ضرورت ہے گزشتہ دنوں ہماچل پردیش میں "چپکو تحریک" بھی اس سلسلے میں ایک اہم کڑی تھی جس میں عام لوگ پیڑ کو کاٹنے سے روکنے کے لیے پیڑ سے خود چپک جاتے تھے اور اپنے کو پیش کرتے تھے۔ اس طرح یہ تحریک جو ایک صوبہ کی تحریک تھی مستقبل میں جنگلات کے تحفظ میں ایک اہم کردار ادا کرسکتی ہے اور اس جانب مزید غور و خوض اور فکر کی دعوت دیتی ہے۔ یہ مسئلہ چونکہ ایک اہم مسئلہ ہے اسے صرف قومی پیرایے پر ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی طور پر حل کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ساری دنیا کے جنگلات کی حفاظت کی جاسکے اور تاکہ صنعت کو زیادہ سے زیادہ فروغ مل سکے۔

(اردو سروس سے نشر)

محمد خلیل، 'سائنس کی دنیا' (اردو)
سی ایس آئی آر، رفیع مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

مدھر بولوں کی

ممتاز مرزا

گیت ہماری تہذیب کے آئینہ دار ہیں۔ ہندوستانی تہذیب جتنی قدیم ہے ہمارے گیت بھی اتنے ہی قدیم اور حسین ہیں۔ ہمارے ہاں ہر زبان میں، ہر موقع کے گیت موجود ہیں جن کے بول دل سے نکلتے ہیں اور سیدھے دل میں اتر جاتے ہیں۔ ہندوستان کی مختلف زبانوں کے لوک گیتوں پر بہت کام ہوا ہے۔ اور ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے لیکن ہماری آج کی بات چیت تو اردو گیتوں کے بارے میں ہے۔ اردو گیت شاید سب سے پہلے حضرت امیر خسرو دہلوی نے لکھے تھے۔ ان کا "بابل کا گیت" سن کر ہم میں سے کتنے آنکھیں ہیں جو پرنم نہیں ہو چکی ہیں۔ حضرت امیر خسرو فارسی کے مشاہیر شعرا میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی فارسی مثنویاں اور غزلیں اہل ایران تک سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ غزل میں ان کا اپنا اسلوب تھا لیکن انھوں نے اس زمانے میں بھی اردو یعنی ہندوی میں غزل، دوہے اور گیت لکھے۔ ہماری بدنصیبی ہے کہ ان کا کلام امتداد زمانہ سے ضائع ہو گیا اور آج تقریباً ناپید ہے۔ پھر بھی جو ورثہ ہم تک پہنچا ہے وہ آنکھوں سے لگانے کے قابل ہے۔ یہ گیت ملاحظہ ہو

بہت کٹھن ہے ڈگر پنگھٹ کی
کیسے میں بھر لاؤں مدوا سے مٹکی
میں جو گئی تھی پنیا بھرن کو
دوڑ جھپٹ موری مٹکی پٹکی
نجام الدین مورے گھٹ میں بست ہیں
لاج رکھو جی مورے گھونگٹ پٹ کی
بہت کٹھن ہے

گیت کی یہ زبان صدیاں گذر جانے کے بعد آج ہمارے دلوں پر گہرا اثر چھوڑتی ہے اور بلا تخصیص ہر چھوٹے بڑے کی سمجھ میں آسانی سے آجاتی ہے۔

متقدمین شعرا نے زیادہ تر غزل اور قصیدے کو اپنایا۔ لیکن ان کی زبان سیدھی سادی ہندوی یا ریختہ رہی۔ جیسے ولی دکنی، میر تقی میر اور سودا کی غزلوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ فارسی کا اثر بڑھتا گیا اور سیدھے سادے، ہندی الفاظ کی جگہ فارسی کے بھاری بھرکم اور ثقیل الفاظ لیتے رہے۔ اس دور میں گیت تو بالکل ہی نہیں لکھے گئے اور جن لوگوں نے لکھے بھی تو بعد میں وہ ہندی گیت کہلائے۔ لیکن اس صدی کے تیسرے دہے سے گیتوں کا رواج پھر سے بڑھ گیا۔ غزل اور رباعی میں بھی ہندی الفاظ کا استعمال بڑھ گیا۔ اس زمانے کے گیت کاروں میں میرا جی کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ میرا جی نے جیسے میرا بائی کا روپ دھار لیا تھا۔ ان کے گیت درد و فراق کے گیت ہیں

اختر شیرانی نے تو گیتوں کے علاوہ ماہیے بھی لکھے جو اس سے پہلے خالص پنجابی زبان کا حصہ سمجھے جاتے تھے۔ ان کی غزلیں، نظمیں، گیت، ماہیے ایک ازلی عاشق کے جذبات کے آئینہ دار ہیں۔ انھیں بجا طور پر شاعر رومان کہا جاتا ہے۔ ان کا ایک گیت ہے 'روگ کا راگ'

انھیں جی سے میں کیسے بھلاؤں سکھی
مرے جی کو جو آکے لبھا ہی گئے
میرے من میں وہ پریم بسا ہی گئے
مجھے پریت کا روگ لگا ہی گئے
سکھی کوئلیں ساونی گائیں گی پھر
نئی کلیاں بھی چھاونی چھائیں گی پھر
مرے چین کی راتیں نہ آئیں گی پھر
جنھیں نین کے نیر مٹا ہی گئے

ایک اور گیت کے بول ہیں:

رین اندھیری، سیج ہے سونی۔ بپتا پڑی ہے آکے دونی
برہن کو تڑپائے جوانی سجنی، برہن کو تڑپائے

ان بولوں کی مدھرتا دیکھی آپ نے۔ کیسے سیدھے سادے، کتنے سچے اور کتنے پر تاثیر۔

اسی زمانے میں تاثیر نے جو زیادہ تر نظمیں لکھتے تھے، کئی گیت لکھے۔ حفیظ جالندھری کا گیت۔ سدا بہار گیت، 'ابھی تو میں جوان ہوں'، ہم میں سے کس نے نہیں سنا؟ تاثیر کا ایک گیت 'دیوداسی' دیکھیے۔

بال سنوارے، مانگ نکالے — دوہرا تہرا آنچل ڈالے
ناک میں بندی، کان میں بالے — جھلمگ جگمگ کرنے والے
آنکھ جھکائے، لٹ چھٹکائے — جانے کس کی لگن لگائے
جمن کنارے، پریم دوارے — برہ اداسی، درشن پیاسی
دیوداسی، تن من ہارے — تنہا اپنے آپ کھڑی ہے
بت بن کر چپ چاپ کھڑی ہے

یہ تصویر، معصومیت، پیار اور تنہائی کی مکمل تصویر، اتنے سادے الفاظ میں اسی زبان میں اتاری جا سکتی تھی۔ فارسی تراکیب اور بندشیں اسے بوجھل کر دیتیں۔

فراق صاحب غزل کے شاعر ہیں۔ یہ کون نہیں جانتا۔ لیکن ان کی کچھ رباعیاں، شاہکار رباعیاں اسی سیدھی سادی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ مندرجہ ذیل رباعی میں یہ تشبیہ دیکھیے۔

آنسو بھرے وہ نینا اس کے
ساجن کب اے سکھی تھے اپنے بس کے
یہ چاندنی رات، یہ برہ کی پیڑا
جس طرح الٹ گئی ہو ناگن ڈس کے

اور اس رباعی میں صبح کی آمد کا یہ منظر کتنا دل کش کتنا سہانا ہے۔

پڑنے لگا ماند چندر ماں کا آکار
دھندلانے لگا فلک پہ تاروں کا غبار
جھلمل پروائی میں پون رس ڈولے
چٹکاتی ہے پور انگلیوں کی، صبح بہار

اور آج اردو میں گیت لکھنے والوں میں نہ صرف ہندوستان بلکہ پاکستان کے شعرا بھی پیش ہیں۔ اگر ہمارے یہاں بیکل کے گیت سامعین کو تڑپاتے ہیں تو پاکستان میں جمیل الدین عالی اور ناصر شہزاد اپنی غزلوں سے زیادہ گیتوں کی وجہ سے پوجے جاتے ہیں۔ بیکل کی ایک گیت نما غزل کے دو شعر سنیے۔

زلفوں کے بادل بکھرائے جانے تم کس دیس بسے
غم کی دھوپ اتر آئی ہے جیون کی انگنائی میں
جب تم تھے پاس ہمارے آنکھیں بھی ہنس لیتی تھیں
اب تو یہ رو بھی نہیں ہیں فرقت کی کٹھنائی میں

اس میں ہندی اور فارسی کے بول یوں جذب ہو گئے ہیں کہ فرقت میں وصل کی کیفیت پیدا ہے۔ معاصر شعرا میں ساغر، مخدوم، سلام مچھلی شہری، شہریار، کرشن مراری، کرشن موہن، اسد بھوپالی، زبیر رضوی کے علاوہ اور بھی بہت سے نام نظر آتے ہیں اور یہاں میں ان شاعروں کے نام نہیں لوں گی جنھوں نے ہماری فلموں کو اپنے خوبصورت گیتوں سے سجا کر لاکھوں بلکہ کروڑوں دلوں کو مسحور کیا۔

مخدوم محی الدین کا گیت 'چنبیلی کے منڈوے تلے' کتنے دلوں کی دھڑکن بن کر رہ گیا ہے۔

ناصر شہزاد، پاکستان کے مشہور غزل گو شاعر ہیں لیکن انھوں نے بے حد خوبصورت گیت لکھے ہیں انھوں نے دھرتی سے گیتوں کی روح تلاش کی اور اپنی شاعری کے جسم میں ڈال دی۔ سچ پوچھئے تو ان کی نظموں اور غزلوں پر بھی گیتوں کی روح چھائی ہوئی ہے۔ انھوں نے صرف گیتوں کی لے اور آہنگ ہی کو نظموں اور غزلوں میں نہیں سمویا بلکہ اپنی تشبیہیں، استعارے، محاورات سب کچھ گیتوں کی سرزمین سے حاصل کیا ہے۔ ان کا یہ گیت دیکھئے:

بے نندن، بے نندن، 'ورے بن میں شام براجے
متھرا سے ایک نٹ کھٹ چھلیا سے یہ نینا لاگے
جے نندن اے نندن میں چھپ جاؤں گوکل میں
وہ میرے پیچھے بھاگے، بے نندن

اور یہ تصویر دیکھئے:

آنکھیں کجرا ڈارے چندن سے مانگ بھرے
نین نشیلے، ہونٹ رسیلے، زلف مہکتی رات
کاٹے نین چرائے سنّی کا سے نین چرالے

کرشن مراری غزل بھی گیت میں لکھتے ہیں ان کا ایک دوہا ہے۔

بیلنا دیپ سے تن گوری کا برہ کی دل میں آگ
سرسے پانک بن گئی گوری جیل دیپک راگ
آخر میں میری بات ادھوری رہ جائے گی اگر جمیل الدین عالی کے گیتوں اور دوہوں کا ذکر نہ کروں عالی نے غزل، دوہے، گیت، نظم سبھی کچھ لکھا ہے۔ بلکہ غزل میں بھی مختلف اسلوب اپنائے ہیں۔ حد ہے کہ کہانی بھی لکھی ہے نظم میں۔ لیکن ان کے دوہے اور گیت سب سے زیادہ مقبول ہیں۔ ان کی زبان تلسی یا کبیر کی زبان نہیں ہے بلکہ انھوں نے اپنے لیے ایک خاص وضع کی زبان تراشی ہے جس میں ان کے اپنے ذاتی تجربے سموئے ہوئے ہیں۔ ان کے گیتوں اور دوہوں میں ہرے بھرے، جیتے جاگتے احساسات نمایاں ہیں۔ ان کی سی جذباتی معصومیت، رچاؤ اور بے ساختگی کسی دوسرے شاعر کے یہاں نہیں ملتی۔ یہ گیت ملاحظہ کیجئے۔

جب سورج ڈوب گیا
جاگ اٹھے رات کے اندھیارے
اور پھیل گئے سناٹوں پر
تاروں کی دمک سے سجتے ہوئے
اور چندر کرن میں رچتے ہوئے
کچھ بوجھ سے رکھے جگ نے
کچھ بیتے بوجھ بٹائے
کوئی روئے، کوئی مسکائے
ہم سوتے رہے اور کھوتے رہے
جب سورج ڈوب گیا

اور یہ گیت:

کون ہے جس سے ملے بنا بھی اس کا ہر دم دھیان
کون ہے جس کے بدن کی دوری کھینچ رہی ہے جان
کون ہے جس کی یاد سے میری نس نس میں آگ
کون ہے جس کے دھیان سے ہی پریوں جھکورا راگ
کون ہے جسکی آنکھ کا موتی میری آنکھ میں اوس
کون ہے جسکی خوشبو میرے ساتھ ہزاروں کوس
ڈھونڈو تو میری تاری کو ہے اس کی ایک پہچان
چٹکی ہو تو پھول ہے اور پوچھو تو سبحان

اردو کے ان گیت نگاروں میں خواتین کے ناموں کی کمی بری طرح کھٹکتی ہے۔ ہمارے ہاں بہت اچھی نظم اور غزل لکھنے والی شاعرات ہیں۔ زہرہ نگار، زاہدہ زیدی، ذکیہ نیر، شفیق فاطمہ شعریٰ، عزیز بانو داراب وفا کشور ناہید، پروین شاکر جیسے ناموں کی فہرست خاصی لمبی ہے لیکن نہ جانے کیوں ہم نے ابھی تک گیت کی طرف دھیان کیوں نہیں دیا جس کی زبان زیادہ نسائیت لیے ہوئے ہوتی ہے۔ جو عورت کے دل کا دکھ زیادہ اچھی طرح سے بیان کر سکتا ہے۔ امید کرنی چاہیے کہ جلد ہی ہماری شاعرات اس صنف سخن میں بھی اپنے جوہر دکھلائیں گی۔ اور اپنے گیتوں سے، مدھر بولوں سے ہمارے کانوں میں رس گھولیں گی۔

(اردو سروس سے نشر)

ممتاز مرزا
جی ۲ نظام الدین ویسٹ
نئی دہلی ۱۱۰۰۱۳

فنّ روایات فن کو ارتقا کی بلندیوں پر گامزن کرنے میں خواہ جتنا بھی اہم کردار ادا کرتی ہوں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اعلیٰ فن وہی ہوتا ہے جس میں فنکار روایات سے اوپر اٹھ کر ادب کو کچھ نیا دینے کی کوشش کرتا ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب فنکار حیات و کائنات کی زندہ اور متحرک افکار و اقدار کو گرفت میں لینے کی جرأت بھی رکھتا ہو۔ اردو میں خصوصاً اردو فکشن میں یہ جرأت جن فنکاروں کے یہاں اپنی ارتقائی صورت میں نظر آتی ہے ان میں قرۃ العین حیدر سب سے اہم ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں "میرے بھی صنم خانے"، "آگ کا دریا"، "کارِ جہاں دراز ہے" اور "آخری شب کے ہم سفر" کے مطالعے سے ہی اول اول یہ بات سمجھ میں آئی کہ کوئی بھی ناول شاہکار کی حیثیت اسی وقت اختیار کرتا ہے جب ناول نگار تخلیقی سطح پر اسے برتنے کا اپنا ایک مخصوص اسلوب تراشتا ہے خواہ وہ اسلوب، وہ طریقہ کار، مروجہ اسلوب اور طریقہ کار سے مختلف یا یکسر برعکس ہی کیوں نہ ہو۔ اس اعتبار سے تخلیقی سطح پر ناول کو برتنے کے لیے دو متوازی خطوط قرار پاتے ہیں۔ ایک فنکارانہ اور دوسرا دانشورانہ فنکاری کی سطح پر ناول نگار ناول کے مروجہ لوازمات (ہیئت تیکنک وغیرہ) کو اپنے طور پر برتتا ہے اور منفرد تخلیقی قوت اور فنکارانہ بصیرت سے کام لے کر ہیئت تیکنک، موضوع اور اسلوب میں نت نئے تجربے کرکے ناول کے فنی امکانات کو وسیع سے وسیع تر کرتا ہے۔ دوسری جانب اس کے ساتھ ہی ساتھ ناول نگار دانشوری کی سطح پر اپنے فن کے توسط سے موضوع یا موضوعات سے متعلق کردار یا واقعہ کے حوالے سے یا تو کچھ کہنے کی کوشش کرتا ہے یا پھر زندگی اور اس کی مختلف کروٹوں پہلوؤں سے متعلق کہی ہوئی باتوں کے تناظر میں ان سے متعلق حقائق کیفیات اور حیات کی کچھ اس طرح نقاب کشائی کرتا ہے کہ قاری کو یہ فیصلہ کرنے میں دشواری نہیں ہوتی کہ جو حقیقت اس کے سامنے ہے خود اس کی حقیقت کیا ہے۔ فن کی تخلیق میں خصوصاً ناول کی تخلیق میں فنکاری کے ساتھ دانشوری کو بھی وقار و معیار کے ساتھ برتنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ فنکارانہ چاؤ تو کوئی بھی شخص مشق اور مطالعے کے ذریعے پیدا کر سکتا ہے لیکن دانشورانہ چاؤ کے لیے ایک مخصوص ذہنی ساخت کی ضرورت ہوتی ہے جسے آسانی سے کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ یہ مخصوص ذہنی ساخت شاعری میں صرف غالب اور اقبال کے ہاں نظر آتی ہے لیکن فکشن میں قرۃ العین حیدر رہی ہیں جن کے ہاں فنکاری ہی نہیں دانشوری کی بھی اعلیٰ ترین روایات ملتی ہیں۔ "آخر شب کے ہم سفر" انکی فنکاری اور دانشوری کی تازہ ترین مثال ہے۔ ناول میں دانشوری کی مثالیں شروع سے آخیر تک بکھری پڑی ہیں۔ اور صحیح معنوں میں ناول کے کردار اور واقعات ان ہی کی بنیاد پر پہچان کرواتے ہیں اور اپنی اہمیت کا احساس دلاتے ہیں۔ مثلاً ———

"اور جب ہم اپنی مسرت کے بارے میں سوچتے ہیں اس وقت ہمارا تخیئل بچے کی تخیئل کی طرح بھولا اور معصوم ہوتا ہے

ذکیہ سلطانہ نیّر

دن رات کی وہ آتش جذبات کیا ہوئی
اے دل وہ شعلگیٔ خیالات کیا ہوئی
جس کے جلو میں ساز بجے نغمے تھے پھول تھے
یادوں کی وہ سجی ہوئی بارات کیا ہوئی
اے زندگی یہ کیا غم دوراں اسی کا نام
وہ یکتگی، وہ ربط جذبات کیا ہوئی
سناٹا ایک چھایا ہوا ہے سیاست پر
صبح و مسا کی شورش جذبات کیا ہوئی
بس اس کا نشہ ہے یہ تکلم تو یاد ہے
لیکن یہ کس کو ہوش ہے اب بات کیا ہوئی
نیّر وہ مل گئے تو جہاں ہم کو مل گیا
مت پوچھ آرزوے مفادات کیا ہوئی

(اردو سروس سے نشر)

آخرِ شب کے ہم سفر
ایک جائزہ

قدوس جاوید

اور یہ بھی کہ ہم جس دریچے کھڑے ہوتے ہیں اس کے سامنے کا منظر ہماری ملکیت ہوتا ہے" ص ۱۴۳

"میں جانتی ہوں ناصرہ آپا ریمرسن نے کہا ہے کہ جنگ میں دلچسپی ایک کچے اور امیچور ذہن کی علامت ہے۔ ایک آدمی کے قتل کی سزا پھانسی ہے مگر ہزاروں لاکھوں قتل کردیئے جاتے ہیں۔ ان کے قاتل قومی ہیرو اور جانباز سپاہی اور مادر وطن کے سپوت کہلاتے ہیں۔ اور پھر ایک اجتماعی قتل کو جائز قرار دینے کے لئے ایک اور اجتماعی قتل کیا جاتا ہے۔" ص ۳۷۲

"ہم لوگوں نے ہماری جنریشن نے کیا کیا؟ اب ایسا لگتا ہے کہ ہم لوگ بیچ بائیکر تھے۔ راستے کے کنارے کھڑے انگوٹھے دکھا رہے تھے۔ ایک کار رکی اس نے لفٹ دے کر ماسکو پہنچا دیا۔ دوسری کار رکی اس نے واشنگٹن۔ کچھ لوگ اونٹ پر بیٹھ کر مکہ مدینہ واپس گئے۔ کچھ بیل گاڑی پر بیٹھ کر بنارس۔" ص ۳۷۸

"آخرِ شب کے ہم سفر" متحدہ ہندوستان کی تہذیبی اور ثقافتی بنیادوں پر اس خطے میں رونما ہونے والے سیاسی اور ذہنی انقلابات کی دستاویز ہے۔ جس میں کہانی بنگال کی انتہاپسند اور انقلابی تحریک سے شروع ہوتی ہے۔ اور "بھارت چھوڑو" "اندولن" مطالبہ پاکستان اور تقسیم ملک کی منزلوں سے گذرتی ہوئی بنگلہ دیش کے قیام تک پہنچتی ہے۔ اس دوران کی کہانی مختلف موضوعات کی بنا پر ان گنت واقعیات کو اپنے جلو میں لے کر آگے بڑھتی ہے۔ یہ واقعات اس خطے کی سیاسی کروٹوں کو بھی آشکار کرتے ہیں اور نئی اور پرانی تہذیبوں کے تصادم کو بھی۔ ان میں رومان اور محبت کی دھیمی دھیمی آنچ بھی ہے۔ اور وحشت اور بربریت کے گھناؤنے خنجر بھی۔ مثلاً دیپالی سرکار کا اپنے ہی گھر میں نقب لگانا سیاسی مقاصد کے لئے نواب قمرالزّماں چودھری اور اس کے اہلِ خاندان کا قتل کماری امارائے کی ریحان الدین احمد کے لئے تڑپ اور کسک۔ یہ اور ان جیسے واقعات ناول کو اس کے فن سے بڑی حد تک باندھے ہوئے رکھتے ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ "آخرِ شب کے ہم سفر" واقعاتی ناول ہے بلکہ اس ناول میں سب سے زیادہ نمایاں اس کے کردار اور ان کرداروں کے اسرار ہیں۔ مثلاً دیپالی سرکار ریحان الدین احمد کماری امارائے۔ جہانگیر بارلو۔ نواب قمرالزّماں چودھری بھوتارنی دیوی، جہاں آرا، یاسمین بلمونٹ وغیرہ۔ ہر کردار اپنے اعمال اپنے نصب العین اور مزاج کی بنا پر ایک منفرد کردار قرار پاتا ہے۔ جو سکڑتا ہے تو خود قرۃ العین حیدر کے فکر و فلسفہ، حوصلہ اور جدوجہد انسان دوستی اور حریت پسندی کی علامت بن جاتا ہے اور پھیلتا ہے تو پورے برصغیر کی سیاست "معیشت" تہذیب اور ثقافت کو سمیٹ لیتا ہے۔ مثال کے طور پر دیپالی سرکار ایک روایت پسندی شریف ہندو خاندان کی فرد ہونے کے باوجود دہشت پسند تحریک میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے خود اپنے ہی گھر کو لوٹ کر اپنا ہی اثاثہ تحریک کی نذر کردیتی ہے۔

دیپالی نے سانس روک کر صندوق کا تالا کھولا۔ اس کے کپڑوں پر بچھی کشمیری شال سرکا کر تہہ میں سے ساریاں نکالیں۔۔۔۔۔۔ اس نے بالو چر بوٹے دار ساریاں علیحدہ کیں۔ دیپالی نے لمبا سانس لیا اور ساریوں کا بنڈل اپنے آنچل میں چھپا کر باہر نکلی۔ سڑک کی پلیا کے نزدیک ایک نوجوان سائیکل سنبھالے کھڑا بے نیازی سے آسمان کو تک رہا تھا۔ دیپالی نے جھک کر بنڈل نوجوانوں کے سامنے رکھ دیا۔ ایک نوجوان نے بنڈل کھولا۔

دادا اس سے زیادہ قیمتی چیز میرے گھر میں نہیں" ص ۱۴۔۱۳

اس طرح "آخرِ شب کے ہم سفر" کردار نگاری کے اعتبار سے اس عہد کے دوسرے ناولوں مثلاً خواجہ احمد عباس کے "انقلاب" عصمت چغتائی کے "ایک قطرہ خون" انتظار حسین کے "بستی" علیم مسرور کے "بہت دیر کردی" جیلانی بانو کے "ایوان غزل" رشیدہ رضوی کے "اسی شمع کے آخری پروانے" جمیلہ ہاشمی کے سفر چین تارڑ کے فاختہ وغیرہ سے ممتاز اور منفرد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرۃ العین حیدر نے اپنے افسانوں کی طرح اپنے ناولوں میں بھی مروجہ تیکنک کی خلاف ورزی کے باوجود فضا واقعہ کردار اور موضوع کو ایک ساتھ کچھ ایسے فنی رچاؤ کے ساتھ پیش کیا ہے کہ جہاں پر واقعہ اپنی پوری شدت کے ساتھ سامنے آتا ہے وہاں کردار دبتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ اور جہاں پر کردار پورے ناول کے وقار کے امین نظر آتے ہیں وہاں واقعہ پس منظر میں نہیں چلے جاتے بلکہ واقعہ اور کردار دونوں ایک دوسرے سے تحریک پاکر اس مخصوص دانشورانہ فضا کو تشکیل دیتے ہیں جس پر قرۃ العین حیدر کا انحصار ہے۔ "آخرِ شب کے ہم سفر" پڑھتے ہوئے قدم قدم پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ واقعہ کردار میں اور کردار واقعہ میں رنگ بھرتے ہوئے چلتے ہیں۔ مثلاً ـــــــ

اور قبرستان جہاں امی کی قبر ہے۔ وہ چپ ہوگیا۔ چند منٹ اس نے اُوما کو دیکھتے ہوئے کہا۔ میری امی اتنی کم عمر تھیں وہ مجھ سے صرف سترہ برس بڑی تھیں اور بڑی بہن معلوم ہوتی تھیں۔ اگر آج زندہ ہوتیں تو تم سے بھی زیادہ بڑی نہ لگتیں۔ بعض مرتبہ تم میں ان کی جھلک سی دکھائی پڑتی ہے۔ خصوصاً تم ڈانٹتی ہو تو بالکل امی جیسی لگتی ہو۔ اوما کے چہرے پر کرب اور ناگواری کا بادل گذر گیا۔ جیسے ریحان نے انہیں دیکھا وہ کہتا رہا۔

امی تو مرگئیں اب کہیں تم نہ مرجانا۔

ریحان۔ اوما نے درشتی اور تلخی سے اس کی بات کاٹی۔ اب اٹھنا چاہیئے۔ تم جاکر تیار ہو۔

ہاں۔ وہ چونک کر بولا۔ ابھی جاتا ہوں۔ کھانا سریندر کے ساتھ کھاؤں گا۔ اور اس کے بعد اس نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ارجمند منزل میں نواب قمرالزّماں چودھری سے سیاسی گفت و شنید کل شام لیک آفس کے سکریٹری سے ان کے ساتھ ساڑھے پانچ بجے کا اپوائنٹ منٹ کروایا تھا۔ ص ۲۶۱ ۔۲۶۰

"آخرِ شب کے ہم سفر" بنگال کی دہشت پسند تحریک سے لے کر تقسیم ملک قیام پاکستان اور بنگلہ دیش کی تشکیل کے بعد بھی اس خطے کے انسان کو کیا ملا۔ یہی وہ بنیادی سوال ہے جسے ہم اس ناول کا بنیادی کرب بھی کہہ سکتے ہیں۔

"اسٹیشن کے بعد سائیکل رکشاؤں کا ہجوم۔ مدقوق رکشا والے۔ ایک لڑکا دانت نکوسے خالی رکشا چلاتا اس کی طرف آیا۔۔۔۔۔۔

کہاں چلوں دیدی۔ لڑکے نے پوچھا۔
تمہارا کیا نام ہے۔ اس نے پوچھا۔
آمار انام علی حسین۔

علی حسین نے دہرایا۔ یہ مدقوق رکشا والا علی حسین انڈیا میں بھی موجود تھا۔ بنگلہ دیش میں بھی پاکستان میں بھی اس کے لئے کچھ نہیں بدلا تھا۔

مہاکال اور مہاکالی شیو اور شکتی کے وردان کے دریا شاید خشک ہوگئے ہیں۔ انسان مصائب کے گرداب میں پھنسا یونہی بے بسی سے ہاتھ پیر مارتا رہیگا۔ مسائل کا انبوہ کم نہیں ہوگا اور مسائل کی تاریکیوں کا سینہ چیرتے ہوئے انسان یونہی اپنے سفر پر رواں دواں رہیگا۔ اور لاکھوں برس سے سورج اسی طرح طلوع ہوتا رہیگا اور غروب ہوتا رہیگا۔

(سرینگر سے نشر)

بھاگوت پران

م خ شاذلی

بارھویں اور تیرھویں صدی میں ہندوستان میں صوفیائے کرام کے صوفیانہ کردار اور ہندو سنتوں کی ادھیا تمکتا کے پرچار نے ایک نئے تہذیبی میل جول کی داغ بیل ڈالی، مغلوں کے دور میں اور اس سے قبل بھی شمالی و جنوبی ہند کے مسلم حکمرانوں کے درباروں میں ہندو مذہب کا چرچا رہا ہے۔ مغلوں کے ابتدائی دور سے ہی مسلمانوں نے ہندو مذہب کا مطالعہ شروع کر دیا تھا۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں نہ صرف ہندو مذہب بلکہ تمام دیگر مذاہب کی مقدس کتب کے تراجم کی ایک مسلسل مہم ہی چلتی رہی۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں ان مقدس کتابوں کے اردو اور فارسی تراجم آج بھی دستیاب ہیں۔

چنانچہ حال ہی میں ضلع اورنگ آباد میں کسی دیہات کے ایک خاندان کے پاس ایک نایاب قلمی نسخہ فارسی زبان میں دستیاب ہوا ہے۔ بھاگوت پران کے دسویں باب کا فارسی زبان میں منظوم ترجمہ ہے۔ دیہاتوں میں بھاگوت پران بھی اجتماعی طور پر پڑھا اور سنا جاتا ہے۔ خاص طور پر دسواں باب جسے "دسم اسکندھ" کہتے ہیں۔ یہ ترجمہ ۳۰ ضرب ۲۰ سینٹی میٹر کی تقطیع پر نہایت خوبصورت خط میں ۴۰۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ آج یہ نسخہ مرہٹواڑہ یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے میوزیم میں محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں اس نسخہ میں تقریباً سو سے زائد نہایت اعلیٰ درجہ کی تصاویر (پینٹنگ) ہیں۔ جو عہد وسطیٰ کے فن کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ گو کاغذ کا رنگ تبدیل ہو چکا ہے لیکن تصاویر کے رنگ میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔

اس فارسی نسخے کے تذکرے سے پہلے ہم مختصر طور پر بھاگوت پران کے تعلق سے جان لیں۔ اٹھارہ پران ہندو مذہب کی مقدس کتب ہونے کے علاوہ ویدوں کے بعد دوسرے نمبر پر جانے جاتے ہیں۔ ہر پران میں نو ہزار سے لے کر چھبیس ہزار تک اشلوک ہیں۔ تمام پرانوں کے کل اشلوکوں کی تعداد تقریباً ۴ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ یعنی کل ۳,۹۵,۰۰۰ اشلوک ہیں۔

۷ ویں صدی کے مشہور پنڈت کماریل بھٹ کی تصنیف "تنتروارتیکا" کے مطابق پہلے ایک ہی پران تھا۔ بدھ اور جین مذہب کی یورشوں کے بعد بھگوت پران لکھے جانے لگے۔

البیرونی نے اپنے سفرنامہ سنہ ۱۰۳۰ء میں ۱۸ پرانوں کی فہرست دی ہے۔ اور لکھا ہے کہ یہ نام اس کو وشنو پران سے پڑھ کر سنائے گئے۔ اس لحاظ سے اس میں درج پرانوں کی فہرست تقریباً سنہ ۱۰۰۰ء سے پہلے ہی تیار ہو چکی تھی نر فہر نے اپنی تحقیق میں اس کو دسویں صدی عیسوی کی تصنیف بتایا ہے۔ پرانوں کے ازسر نو لکھے جانے کا زمانہ مصنفین کے اعتبار سے پانچویں اور چھٹی عیسوی ملتا ہے۔ بعض پرانوں میں گنپت خاندان کا تذکرہ ہے۔ جس کا زمانہ چہاردہن صدی عیسوی تھا۔ بعض پرانوں میں اکبر اور نادر شاہ کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان مقدس کتابوں میں کافی تحریفات ہوئی ہیں۔ مہا بھارت جیسی قدیم تصنیف میں ۱۸ پرانوں کا تذکرہ ثابت کرتا ہے کہ پران مہا بھارت سے بھی قدیم ہیں۔ اسی لیے کولہا ٹکر نے بھاگوت پران کا سن تصنیف قبل مسیح بتایا ہے۔

جدید تحقیقات میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دیوگری کے یادو حکمراں راجہ مہادیو رائے کے دربار میں ایک مشہور عالم پنڈت بوپ دیو تھا۔ بوپ دیو نے سنسکرت گرامر کے علاوہ مکتی پھل اور ہری لیلا بھی لکھی ہے۔ ہری لیلا دراصل بھاگوت پران ہی کا خلاصہ معلوم ہوتا ہے۔ مہاراشٹر گیان کوش کی اٹھارویں جلد میں بوپ دیو کو بھاگوت پران کا مصنف بتایا گیا ہے۔

بھاگوت پران کے کل ۱۲ اسکندھ اور ۹۰ ادھیائے ہیں۔ بھکتی یوگ اور کائنات کے فلسفہ کے علاوہ دسویں باب میں شری کرشن جی کی سوانح حیات ہے۔ ما فوق الفطرت واقعات کے علاوہ مکالموں کی شکل میں بھکتی کے فلسفہ پہ مباحث ملتے ہیں۔ بعض ہندو علماء جیسے دھرو پرہلاد وغیرہ کی زبان میں بھی فلسفہ بھکتی پہ بیانات درج ہیں۔

دسویں اسکندھ میں کرشن جی کی پیدائش اور بچپن کے علاوہ موسم بارش، شرورت در ندادن میں کرشن جی کا گوپیوں کے ساتھ کھیل، وینوناد (بانسری) وغیرہ کا بیان ملتا ہے۔ گوپیوں کے ساتھ کھیل کو پران میں راس کرڈا کہا گیا ہے جس کا بیان نہایت جذباتی اور رومانی ہے۔ کرشن جی کے ہجر و فراق میں گوپیوں کی بے چینی، بے قراری، دیوانہ وار تلاش کسی دوسری گوپی کے قدموں کے نشانات دیکھ کر حسد و رقابت کے جذبات کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح کرشن جی کے نمودار ہونے پر گوپیوں کی والہانہ مسرت کا دلچسپ بیان ملتا ہے۔ راجہ پریکشیت اور گوپیوں کے شوہروں نے کرشن جی کے اس کردار پہ اعتراض بھی کیا تھا۔ جس کا جواب پنڈت شکاچاریہ نے جس کو امانت رائے نے سکھدیو لکھا ہے بڑی خوبی سے دیا ہے۔ دراصل یہ واقعات انسان کو عشق الٰہی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ کرشن جی اور گوپیوں کے عشق و محبت کی ان داستانوں میں رادھا کا کہیں ذکر نہیں ملتا ہے۔ مہا بھارت میں بھی رادھا کا ذکر نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے مصنفین کے ذہن کا رادھا ایک خیالی پیکر رہا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ کسی بیوپاری کی لڑکی یا پروردہ تھی۔

بھاگوت پران کا یہ دستیاب فارسی منظوم ترجمہ قلمی نسخہ ہے۔ اس کے مصنف امانت رائے کا نام نسخہ پر درج ہے۔ اس کی یہ تصنیف فارسی زبان کا قابل قدر کارنامہ ہے ہر صفحہ پر حاشیوں کے ساتھ اوسطاً ۲۵ اشعار ہیں۔ اس طرح کل اشعار کی تعداد دس ہزار سے زائد ہے۔ اشعار مثنوی کی بحر میں لکھے گئے ہیں۔ کہیں کہیں ردیف قافیوں سے گلوخلاصی کی ہے۔ جلد کے اندرونی صفحہ پر آٹھ خانے بنا کر ان میں شری کرشن جی کی آٹھ بیویوں یعنی پٹ رانیوں کے نام درج ہیں۔ رکمنی، ست بھاما، جاموتی، کالندری ستیا، منتراوند، بھدرا اور لچھمنا۔ ان بیویوں کی تفصیلات اور شادیوں کا ذکر بھاگوت پران کے ۸۳ ویں ادھیائے میں ملتا ہے۔ جلد کے اسی اندرونی صفحہ پر دو اردو اشعار درج ہیں۔

محبت مجکو سیتا رام سی ہی
کہ آسائش مجھے اس نام سی ہی
جو رادھا کشن کا ہی (ہے) مجھ پی کدم
غلام ان کا میں ہو چکا بی ورم

جلد کے بعد پہلے ہی صفحہ پر سرخ روشنائی سے اوپر کی جانب "سری کرشن جید صاحب" اور نیچے عنوان دیا گیا ہے۔

"فہرست قصہ ہائے اسکندھ دہم سری ساکوت جی"
تصنیف: امانت رائے

فہرست میں ۵، عنوانات درج ہیں۔ پہلا عنوان ہے "قصہ راجہ پرنچیت کہ طفیل سکھ دیو مشکل او شدہ در صورت سعی آسان" یہی راجہ پرنچیت ہے جس نے کرشن جی کے کردار پہ اعتراض کیا تھا اور جس کے جوابات ۳۳ ویں ادھیائے میں پنڈت شکا چاریہ (سکھ دیو) نے دیئے ہیں۔

ابتدا میں امانت رائے نے اپنے تعلق سے "در حسب حال خود بیان نماید" کے زیر عنوان ۹۲ اشعار کہے ہیں۔ جن میں زیادہ تر سری کرشن جی سے حسن عقیدت کا بیان ہے اور اپنی بے بضاعتی کا کہ اتنی عظیم ہستی کے تعلق سے وہ قلم اٹھانے کی جرات کر رہا ہے۔ پہلا شعر ہے ؎

کم من قطرۂ دریائے امکاں   دلے ہم خویش سردر گرفتاں
مجل از تنگی سرمایۂ خویش   جدا افتادہ از غواص دریا

امانت رائے کرشن بھکت تھا۔ کہتا ہے ؎

ترا می خواہد آں معشوق یکتا   تو در فکر تلاش عذر رسوا

آگے چل کر امانت رائے اپنے وطن شہر لال پور کا ذکر کرتا ہے۔

زہے شہرے کہ صد خرو وش   بود شرمندہ او از الطافش
دمے آئینہ بر کف گیر و بشناس   کہ انسانے در ینجا یا تو وناس
زہیں لال پور شد مسکن من   کہ خاکش بود چوں آئینہ روشن
گلستاں خاک راہ کو چہانش   ارم شد کوچہ ماں از فضائش

اس کے بعد امانت رائے کسی مصیبت میں گرفتار ہونے کا ذکر کرتا ہے۔ غالباً یہ پریشانی انھیں بھاگوت پران جیسی ضخیم و عظیم تصنیف لکھنے کی تھی۔ کہتا ہے ؎

زآشوب بلائے ناگہانی   رسید ایں چشم رحم آسمانے

آگے چل کر امانت رائے کسی علی امجد کا بھی ذکر کرتا ہے جن کی امداد کا وہ احسان مند ہے۔ اس کی تعریف میں چند اشعار لکھتا ہے ؎

شکوہ افزایے، نوایے، وفانے   علی امجد رفیق و قدر دانے
چناں من شکر احسانش شمارم   کہ تاب نطق چوں اکنوں ندارم

غالباً علی امجد امانت رائے کے اساتذہ میں سے ہے آگے چل کر کہتا ہے ؎

مرا علم و ادب تعلیم او داد   مرا او ہم پدر بود و ہم استاد
بہار عمر او پائندہ بادا   رخش از نور حق تابندہ بادا

اپنے تعلق سے بیان ختم کرتے ہوئے آخری شعر کہتا ہے ؎

بیا اے ساقی آئینہ غماں   ترا گفتم سخن از صورت حال

دوسرا باب اس کتاب کی تصنیف کے تعلق سے ہے۔ جس کا عنوان "سبب تصنیف کتاب گوید" دیا گیا ہے یہ بیان اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

نگاہ آئینہ ساماں حیرت   سرے چوں اشک ساماں حیرت

کرشن بھگتی میں گم ہو کر امانت رائے کہتا ہے ؎

نہ از کیفیت دنیا خبر دار   نہ از صہبائے عقبی گشتہ سرشار
گہے با گریہ ہمچوں شمع لبندم   گہے با خندہ ہمچوں جام توام

امانت رائے کو آخرت کی بھی فکر ہے

دلش با یار وسعی است درکار   یہ نیا فیض عقبا را طلبگار
نظر با گلشن تحقیق وا کن   تماشائے بہار مدعا کن

آگے چل کر کسی صاحب ہدایت کا تذکرہ کرتا ہے۔ جس کے لطف و کرم سے امانت رائے اس ذمہ داری کو پورا کر سکے گا۔

چوں ایں مضموں لاشخص ہدایت   کہ سرکرد از سر لطف و عنایت
باو گفتم کہ اے صاحب کرامت   بہ عالم تا ابد باشی سلامت
وے دارم ز لطف ایں تمنا   کہ شغلے بہر من ارشاد فرما
بدا ماتم چنیں افتادہ گوہر   چو گوہر اسکندرہائے روح پرور
دل نا واقف صورت شناسی   نہ زیبد دعوئ معنی تلاش

کرشن جی سے بھگتی کا یہ عالم ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اس کے کئی نام ہیں کسی ایک نام سے بھی بھگتی کی جا سکتی ہے۔

ندارد گرچہ نام او شمارے   یکے از صد تواں کرد اختیارے
بنام خاص او لب آشنا کن   بنام رنگ ایں عالم دعا کن
یکے تا رائش خواندہ تر نکار   یکے گوید جگت دھا تا را دھا

اس کے بعد کا شعر جو ذیل میں درج ہے۔ امانت رائے تمام تصنیف میں جگہ جگہ استعمال کرتا ہے۔

اگر داری زبان در کام گویا   کنھیا گو کنھیا گو کنھیا

اپنے استاد یا پیر کے ہاتھ کو بوسہ دے کر امانت رائے جب لکھنا شروع کرتا ہے تو خود بخود قلم میں طاقت آجاتی ہے۔ ؎

زدم بوسہ بدست رہبر خویش   قدم در رہ اکرام سر خویش
نمودم چوں قلم معنی طرازے   برائے من سخن شد کارسازے

آخر میں دعائے خیر کرتا ہے

بشکر آں کہ او شد رہنمایم   بلندے میکند دست دعایم
بنامش اول ایں تمہید کردم   بہ عالم زندہ اش جاوید کردم
بیا اے ساقی آئینہ رخسار   حبیب آفتاب صبح انوار
ز نور معرفت ہر سو ضیا کن   شب من ہم ز رادئے او سحر کن

اس حصہ کا اختتام مندرجہ ذیل اشعار پہ کرتا ہے۔

چو ایں نام از زبان او شنیدم   بمقصود یکے می باید رسیدم
زجا بر خاستم از بہر تعظیم   سر خود داشتم از خط تسلیم
نوشتم نسخۂ اعجاز مضموں   ز رمز حسن و عشق ذات بیچوں

یہ دونوں حصے ختم ہونے کے بعد "مناجات بجناب حق" کے عنوان سے مناجات بھی کہی گئی ہیں۔ یہ اس دور میں عام رواج تھا کہ اکثر ہندو دھرم کی کتب کا ترجمہ ہندوؤں نے بھی 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' سے شروع کیا ہے ہر تصنیف کی ابتدا میں حمد کا عام رواج تھا۔ چنانچہ امانت رائے لکھتا ہے ؎

کریما خالقا پروردگارا   بتو احوال خلقت آشکارا

مناجات نہایت اعلیٰ شاعرانہ و صوفیانہ خصوصیات کی حامل ہیں۔ یہ پہلا ادھیائے جس کا عنوان بیان کیا جا چکا ہے اس طرح شروع ہوتا ہے

کنوں اے نکتہ سنجان سخنداں   ازیں والا کتاب فیض عنوان
بود ایں بادا اے کرشن اوتار   کہ از حکمت کند پیدا صد اوتار

امانت رائے نے فارسی نسخہ میں ۵، واقعات شامل کئے ہیں، جو بھاگوت پران کے مطابق ہیں۔ لیکن ادھیائے کے عنوان مختلف ہیں۔ اس نسخہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہاں قدیم فارسی تحریر کی نہج اختیار کی گئی ہے۔ یعنی بیشتر موقعوں پر نقاط حذف کر دیئے گئے ہیں۔ زیادہ تر الفاظ بے نقطہ ہیں۔ جس کی وجہ سے مطالعہ اور حصول معنی میں بڑی دقت پیش آتی ہے۔ البتہ کتابت نہایت صاف اور پختہ ہے۔

فارسی انداز بیان نے اس تصنیف کو مراٹھی اور ہندی دونوں سے زیادہ موثر اور دلکش کر دیا ہے۔ صوفیائے کرام نے عشق الٰہی، معرفت، فنا وغیرہ کے موضوعات کو جس والہانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ امانت رائے نے بھی وہی انداز اختیار کیا ہے۔ تشبیہات اور اشعار کی کثرت نے کلام کو بے حد دلچسپ اور شیریں بنا دیا ہے۔

بہ یک غنچہ لب از حرف بستہ   چو زلف یار سرتا پا شکستہ
ز رمز کرشن حق ساخت آگاہ   چراغ افروخت از تحقیق در رہ

زور بیان کا یہ انداز ملاحظہ فرمائیے

کشائے چشم گر بر حسن یکتا   تماشا کنی ہا یک جلوہ ہر جا
بروں آید ز رمز پردہ راز   بہ آئینہ کہ از تار آید افراز

(اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

پروفیسر م۔ خ۔ شاذلی
قندہار، ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

سمبندھ

رؤف انجم

تم بھی سب بھول گئیں مجھ کو بھی کچھ یاد نہیں
بیتے لمحوں کے جواں موسم میں
کون سے گیت تھے ان ہونٹوں پر
کون سے خواب تھے ان آنکھوں میں
کیسی خوشبو تھی جو سانسوں میں بسی رہتی تھی
کیسے دیپک تھے جو پلکوں پہ جلا کرتے تھے
تم بھی سب بھول گئیں مجھ کو بھی کچھ یاد نہیں
کون تھا جس نے کرایا تھا پریچے اپنا
کیسا سمبندھ تھا ہم دونوں میں
کیا تعلق تھا۔ تھے کیسے رشتے
اور ان بیتے ہوئے لمحوں میں
نام ہمارے کیا تھے؟
تم بھی سب بھول گئیں مجھ کو بھی کچھ یاد نہیں
ہاں مگر ——
آج بھی جب کہیں مل جاتے ہیں ہم
لوگ سو طرح کے افسانے بنا دیتے ہیں
بھولے بسرے ہوئے سب رشتوں سے
اپنی پہچان کرا دیتے ہیں۔

(اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

طبِ یونانی میں

مزاج اور اس کی اہمیت

ڈاکٹر محمد قطب الدین فاروقی

یونانی طب میں مزاج کو بے حد اہمیت دی جاتی ہے اور اسے بطور اصول مانا جاتا ہے۔ اہل فن کے واسطے آج کے ایسے ترقی یافتہ دور میں بھی اس کی صداقت و حقیقت کو کسی طرح نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ بلکہ سیکڑوں سال کی متواتر ترقی علمی و تجرباتی شواہد کے علاوہ ہمیں اپنے عہد کے تقابلی نتائج و تجربات بھی اس نظریہ پر چلنے کا پابند بناتے ہیں۔ گو فن کی بنیاد ستات امورِ طبیہ پر قائم ہے لیکن رکن مزاج کو دیگر ارکان پر فوقیت حاصل ہے کیوں کہ بدن انسان میں اس کے قیام پر ہی سب کچھ منحصر ہے۔ اگر تعمیر جسم میں عناصر کو دخل ہے تو اس کے بعد مزاج ہی طبیب کے سامنے ابھرا ہوا آتا ہے۔ اس لیے یونانی معالج جب تک مریض کے مزاج کا تعین نہیں کر لیتے اپنی تشخیص کو مکمل نہیں سمجھتے۔ نہ صرف مریض کے مزاج کا بلکہ اس سلسلے میں استعمال کی جانے والی دواؤں کے مزاج کا بھی لحاظ کیے بغیر ان کے نزدیک معالجہ درست نہیں خیال کیا جاتا۔

یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ ہر شئے اپنے خواص میں دوسری شئے سے مختلف ہوتی ہے کیوں کہ دونوں میں عناصر ایک ہی مقدار و تناسب میں نہیں پائے جاتے ایسے عناصر جو ایک دوسرے سے الفت کیمیاوی (Chemical affinity) رکھتے ہیں جب باہم ملتے ہیں تو ان میں امتزاج حقیقی واقع ہوتا ہے اور اس امتزاج حقیقی سے ایک نیا مرکب حاصل ہوتا ہے اس نئے مرکب میں حصہ لینے والے عناصر اپنے سابقہ اور اصلی خواص و کیفیات پر قائم نہیں رہ پاتے یعنی انکی قلب ماہیت ہو جاتی ہے اور مرکب میں نئے خواص و کیفیات کا ظہور ہوتا ہے چنانچہ اطبا کے نزدیک مزاج اس نئی کیفیت کا نام ہے جو عناصر کے باہم ملنے کے بعد اس مرکب میں پیدا ہوتی ہے یہی حال نامیاتی مرکبات کا بھی ہے کہ عناصر کے باہم حقیقی امتزاج کے بعد نتیجۃً ایک ایسا مرکب حاصل ہوتا ہے جو اپنا جسم اور مخصوص شکل رکھتا ہے۔ اور اس سے چند افعال بھی وابستہ ہوتے ہیں قطع نظر اس کے یہ مرکب چند کیفیات و خواص کا بھی حامل ہوتا ہے پس ایسے مرکبات جو نباتات حیوانات اور نامیاتی یا جسم انسانی کا روپ اختیار کر لیتے ہیں تو تمام امور کھلی آنکھوں دیکھے جا سکتے ہیں۔ نباتات ہوں کہ حیوانات طبعی حالات میں نہ صرف اپنی شکل صورت اور نوع مقدار و حجم اور ان کے افعال کی بھی پوری طرح حفاظت کرتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ ایک ہی نوع کے حیوانات میں کسی حیوان میں کوئی عضو ایک وضع و مقدار کا پایا جائے تو دوسرے میں دوسری وضع و مقدار کا۔ اسی طرح ایک عضو ایک حیوان میں جو خدمت انجام دیتا ہے۔ اسی نوع کے دوسرے حیوان میں اس سے دوسرا وظیفہ سرزد نہیں ہوتا۔ ٹھیک اسی طرح ہر جسم اور ہر عضو میں ایک کیفیت بھی موجود رہتی ہے جو طبعی حالات میں ہر طرح محفوظ و سلامت اور برقرار رہتی ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ مرکب میں عناصر کی مقدار و تناسب جداگانہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں اس مرکب کو طبعی حالات میں اپنی شکل و صورت افعال اور کیفیات حفاظت کے لیے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس میں عناصر کی مقدار و مقررہ تناسب ہمیشہ یکساں رہے خصوصاً حیوانی و انسانی جسم جو اغزیہ جذب کرتے اور نشو نما پاتے ہیں نیز دافع فضلات بھی ان کی فطرت ہے۔ اہل فن اس کو یوں کہتے ہیں کہ ان میں شکست و ریخت کا سلسلہ تاحیات جاری رہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے شدید ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس میں ہضم و استحالہ کا فعل بالکل صحیح انجام پاتا ہے۔ اور ان اعضا و جسم کو اس غذا کا سلسلہ مناسب مقدار میں جاری رہنا چاہیے جس کے عناصر ضروریہ محتاج ہیں طبعی حالات میں تو یہ اس کو برابر پہنچتی رہتی ہے اور عناصر کا مطلوبہ تناسب برقرار رہتا ہے جس سے طبعی کیفیت و مزاج بھی قائم رہتا اور افعال بھی صحیح صحیح انجام پاتے ہیں لیکن جب غذا میں کمی اور ہضم و استحالہ میں خلل واقع ہو جائے تو پھر سب سے پہلے متاثرہ اعضا کی کیفیت اور اس کے بعد ان کی افعال میں فرق آ جاتا ہے۔ اس طرح اعضا اور جسم صحت کی حالت سے نکل کر مرض کی حالت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ہم عرض کر چکے ہیں کہ اطبا نے مزاج اس نئی کیفیت کو کہا ہے جو عناصر کے باہم ملنے کے بعد اس مرکب میں پیدا ہوتی ہے کس عضو کے بننے یا مجموعی حیثیت سے جسم کے بننے میں کتنے عناصر کس تناسب سے حصہ لیتے ہیں یہ بات باوجود حیاتیاتی کیمیا یعنی بایو کیمسٹری کی انتہائی ترقی کے ابھی پردہ اخفا میں ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اور نئے عناصر دریافت ہوں اور ان کے سائبات تدیعنی (TRACES) بدن و اعضا میں پائے جائیں۔ اور مختلف عوامل میں ان کا حصہ معلوم و منکشف ہو۔ لیکن اطبائے قدیم نے جن کے زمانے میں سائنس کی اسقدر ترقی یافتہ حالت نہ تھی اور نہ انھیں آلات کی مدد ہی حاصل تھی نہایت دانشمندانہ طور پر تشخیص مرض و علاج کیلئے چند نہایت آسان و سہل اصول وضع کئے جن سے طبیبوں و ماہرین کو ہمیشہ صحیح و بیش قیمت استفادہ میسر آتا ہے۔ گو انھوں نے عناصر کی تعداد و مقدار اور باہمی تعملات کو حتی المقدور سمجھنے کی کوشش کی لیکن اس کو تشخیص امراض میں زیادا اہمیت نہ دی بلکہ اس مقصد کے لیے اعضا کی شکل و صورت کیفیات اور افعال کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ چنانچہ بدن اور اعضا کے مزاج کا تعین ان میں پائی جانے والی کیفیات پر موقوف رکھا۔ اور اس کو کافی جانا۔ یہ بات بالکل روشن ہے کہ عناصر کی تعداد مقدار اور ان کے باہمی تعملات جب تک قائم و برقرار رہتے ہیں اس وقت تک اعضا کی کیفیات اور افعال بھی برقرار رہتے ہیں کیوں کہ یہ امور نتیجۃً پیدا ہوتے ہیں۔

علاوہ اس کے وہ اشیاء جنھیں انسان غذا یا دوا کے طور پر استعمال کرتا ہے وہ بھی جذب و ہضم کے مختلف مدارج سے گزرتے ہیں اور بالآخر اگر موافق بدن و اعضا ہوں تو ان کی کیفیات و مزاج مخصوصہ کو برقرار رکھتی ہیں اور ناموافق ہوں تو متغیر کر دیتی ہیں۔ چنانچہ یہ بات ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ بعض غذاؤں کے کھانے سے بدن میں حدت یعنی گرمی کا اور بعض سے برودت یعنی سردی کا اور بعض سے رطوبت اور بعض سے خشکی کا احساس ہوتا ہے مزاج کا اندازہ موافق اور ناموافق اشیاء کے خلاف نفس و بدن انسان یا اعضا کے دو عمل سے ہوا کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جا سکتا ہے کہ مزاج بدن انسان یا عضو کا وہ رد عمل ہے جو موافق اور ناموافق اشیاء سے متصادم و مقابل ہونے پر ظاہر ہوتا ہے۔ اگر غذا یا دوا کے استعمال کے بعد یا ماحول وغیرہ سے بدن کے مقابل ہونے پر کوئی نئی غیر طبعی کیفیت بدن مخصوص یا نفس میں پیدا ہو تو اس کو موافق مزاج اور معتدل سمجھا جاتا ہے۔ اگر مخالف قسم کا تغیر پیدا ہو تو اسے اس تغیر یا کیفیت کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے مثلاً گرمی کو بڑھا دے تو حار اور سردی بڑھ جائے تو بارد اگر خشکی بڑھ جائے تو یابس یعنی خشک اور رطوبت بڑھے تو مرطب یعنی رطوبت بڑھانے والی کہا جاتا ہے بے شمار اشیاء و اجناس اور دونوں کا مختلف ادوار میں وسیع پیمانے پر تجربہ اور تجزیہ کر کے ان کو ان کی کیفیات کے لحاظ سے چار درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کوئی شئے استعمال کے بعد جسم میں اتنی حرارت پیدا کر دے جو طبعی حرارت سے زیادہ ہو لیکن تکلیف دہ نہ ہو تو اسے درجہ اول میں گرم کہتے ہیں۔ لیکن جب یہ حدت اذیت کے حدود میں داخل ہو جائے لیکن بدن یا افعال بدن میں کوئی فعل پیدا نہ کرے تو اسے درجہ دوم میں گرم کہتے ہیں اور اگر یہی حدت اس قدر زیادہ ہو جائے کہ نظام ہائے بدن کو نقصان پہنچائے اور افعال بدن میں خلل انداز ہو تو اسے درجہ سوم میں گرم کہتے ہیں۔ اگر ہلاک کر دے یا ہلاکت کے قریب پہنچا دے یعنی بدن اور افعال بدن کو غیر معمولی متغیر

کردے تو اسے درجہ چہارم میں گرم کہا جاتا ہے باقی تین کیفیات برودت اور رطوبت اور یبوست کو اسی پر قیاس کیا جائے۔

انسان کے مزاج کا تعین اس طرح کیا جاتا ہے کہ گو کوئی شخص تندرست ہے لیکن گرما میں زیادہ تکلیف پاتا اور اول کی گرم اشیاء سے اس کی حدت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور معمولی معمولی ناموافق باتوں پر اس کا نفس متاثر اور غصہ کا شکار ہو جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ حار یعنی گرم مزاج کا ہے۔ اسی طرح باقی کیفیات کا بھی اسی انداز پر قیاس کیا جاتا ہے یہ بات آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ طبعی کیفیات اسی صورت میں برقرار رہتی ہیں، جب کہ غذا کی رسد نہایت متوازن ہو اور بدل مایتحلل ٹھیک ہے۔ اور کوئی ایسی ناموافق صورت حال پیدا نہ ہو جو اسمالہ کے فعل کو کسی درجہ میں بھی بگاڑ دے ورنہ ان طبعی کیفیات میں تبدیلی آجائے تو بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔

جسم انسانی پر دواؤں کا اثر دو طرح سے ہوا کرتا ہے ایک تو دوا کا اپنا خصوصی اثر جو نظام ما ئے بدن میں کسی ایک نظام یا عضو سے تعلق رکھتا ہے تو دوسرا عمومی اثر ہوتا ہے جس کے سبب بدنی کیفیات و مزاج میں تغیر پیدا ہوتا ہے مثلاً ایک دوا ورم جگر کے لیے خصوصیت سے مفید ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ بدن میں حدت نہیں پیدا کرتی یا برودت پیدا کرتی ہے۔ ایسی صورت میں پہلی دوا کو گرم اور دوسری کو بارد کہیں گے۔ یہ دونوں دوائیں ورم جگر میں مفید ہیں لیکن تیسری دوا ایک ایسی بھی ہو سکتی ہے۔ جو ورم جگر میں مفید بھی اور اثرات کے لحاظ سے معتدل بھی۔

اب اگر کسی مریض کا مزاج حار ہو اور اسکو گرم دوا دی جائے تو وہ بدن میں زیادہ حدت پیدا کر کے تکلیف کا سبب بن جائے گی اور اس کے برعکس بارد دوا زیادہ مؤثر اور راحت کن ثابت ہوگی یہ بات ہر مرض کی مختلف دواؤں میں دیکھی جاتی ہے کیوں کہ دوا اپنے خصوصی اثرات کے ساتھ ساتھ عمومی اثرات کی بھی حامل ہوتی ہیں۔ یہ ضروری ہوا کہ ہر مریض کے مزاج کا تعین کیا جائے اور استعمال کی جانے والی دوا کے مزاج کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مختلف علامات اور کیفیات کی جماعت بندی کی گئی ہے اور ان علامات و کیفیات کی بنیاد پر مریض کے مزاج کو پہچانا جاتا ہے اور ان ہی علامات و کیفیات کو دیکھ کر دوا کے مزاج کا بھی تعین کیا جاتا ہے یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ ہر عضو و بدن کا یا مجموعی طور پر انسان کے مزاج کا انحصار اس میں پائے جانے والے عناصر پر ہوتا ہے ۔ اگر یہ اپنی طبعی مقدار تناسب میں موجود ہیں تو طبعی مزاج قائم رہتا ہے ورنہ اعتدال سے ہٹ جاتا ہے۔ چنانچہ ہم عناصر کی مقدار و تناسب کی تفصیلات جاننے کے لیے سرگرداں اور کھوج میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن تشخیص مرض و علاج میں بطور مدارادن مقدار و تناسب سے زیادہ عارض علامات و عارض کیفیات پر ہی زور دیا جاتا ہے۔ حاصل یہ کہ اگر دونوں باتیں پیش نظر رکھی جائیں تو صحیح تشخیص اور کامیاب علاج کیا جا سکتا ہے۔

(حیدرآباد سے)

قیمتی پتھر

عبدالحامد شمسی

پتھر دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو بہت سخت اور ٹھوس ہوتے ہیں۔ جنھیں تعمیرات کے کام میں لایا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جو سختی میں ان سے کم درجے کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کو آسانی سے کاٹا، چھانٹا، تراشا، پھونکا اور گلایا جا سکتا ہے۔ ان سے زیبائش، آرائش، سجاوٹ و بناوٹ کا کام لیا جا سکتا ہے۔ قدرت نے پتھروں کی بے شمار قسمیں بنائی ہیں اور ان پتھروں میں گوناگوں رنگوں کی آمیزش کی ہے۔

ماہرین علم نجوم و فلکیات نے پتھروں کے اثرات جسم انسانی پر بہت بتائے ہیں۔ ان کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پتھر کے پہننے سے ستاروں کے اثرات جسم انسانی پر گہرے پڑتے ہیں۔ یوں تو پتھروں کی بہت قسمیں ہیں لیکن میں ان کی مشہور اور قیمتی قسموں کا ذکر کروں گا۔

ھیرا:

اس کو عربی زبان میں الماس انگریزی میں ڈائمنڈ گریک میں Adamas کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی 'ناقابل تسخیر' کے ہیں۔ اس پتھر کی سختی بہت مشہور ہے۔ اس کی معمولی 'کنی' شیشے کے جگر کو تراشنے میں مہارت رکھتی ہے۔ اس کے سفوف کو اگر پھانک لیا تو انسان کو موت سے ہمکنار ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ یہ آنتوں کو یکلخت کاٹ دیتا ہے اردو زبان میں اس کو ہیرا چاٹنا کہا جاتا ہے۔ پتھروں میں یہ سب سے قیمتی قسم مانی جاتی ہے شاہوں، نوابوں، راجاؤں نے اس کو اپنے جسم کی زینت بنانے میں فخر محسوس کیا۔ رنگت کے لحاظ سے سفید، پیلا، براؤن، گرین، نیلا، گلابی اور کالا پایا جاتا ہے۔ اس میں پیلا ہیرا صفات میں ممتاز ہے۔ یہ زہرہ سیارہ (Venus) کا نمائندہ ہے۔

دنیا کے چند مشہور ہیرے درج ذیل ہیں

ڈریسڈین (DRESDEN)

یہ ۴۱ قیراط وزنی ایک عمدہ ہیرا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ہندوستانی ہیرا ہے۔ ۱۷۰۰ء میں اگست نامی ڈیوک کی تحویل میں چلا گیا۔ بعد میں Duke of Savony نے اس کو ڈریسڈین کے گرین ہال میں رکھ دیا اور اس کا نام بھی ڈریسڈین رکھ دیا۔

ھوپ (HOPE)

یہ ہیرا مسٹر ایچ، ٹی ہوپ کی ملکیت ہے۔ اس کا وزن ۴۴/۵۰ قیراط ہے۔

کوہ نور

اس کے لغوی معنی 'روشنی کا پہاڑ' ہیں۔ گولکنڈہ کی کان سے برآمد شدہ یہ ہیرا بجا طور پر ہندوستان کے مایۂ ناز اور قابل فخر سرمایہ میں ہے۔ کاش ہماری حکومت اس کو واپس لانے کے مطالبہ کو تیز تر کر دے۔ اس کا وزن ۱۰۶ قیراط ہے۔ یہ گولائی میں تراشا ہوا بے داغ سفید ہیرا ہے۔ ہندوستانی حکمراں کے قبضہ سے نکل کر ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضے میں چلا گیا۔ کمپنی نے ۱۸۵۰ء میں ملکہ وکٹوریہ کو تحفتاً پیش کر دیا۔ اس کو دوبارہ تراشا گیا۔ اور اہلیہ جارج پنجم ملکہ میری کے تاج کی زینت بنا۔ پھر ملکہ الیزبتھ کے تاج میں جڑا گیا۔ آج کل ٹاور آف لندن میں محفوظ ہے۔ یوں تو ہیرے کی کانیں تقریباً دنیا کے تمام ہی ممالک میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن بیلجیم میں اس کی تراش اور پالش کا کام معیاری ہوتا ہے۔ یہاں کے ہیرے شہرت میں ممتاز ہیں۔

یاقوت

انگریزی زبان میں Ruby لاطینی میں Rubeus عربی، فارسی، اردو میں 'یاقوت' ہندی میں 'مانک' اور بنگلہ میں 'چونی' کہتے ہیں۔ بیش قیمت اور عمدہ پتھروں میں ہیرے کے بعد اسی پتھر کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔ رنگت کے اعتبار سے اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو مانک کہتے ہیں۔ یہ

ہلکے گلابی رنگت کا حامل ہوتا ہے۔ دوسرے کو احمر کہتے ہیں یہ رنگت کے لحاظ سے گہرا سرخ ہوتا ہے اسی رنگت کو خون کبوتر کی تمثیل سے یاد کیا جاتا ہے۔ مشاہدہ شاہد ہے کہ کبوتر کے تازہ خون میں جو چمک اور شفاف پن پایا جاتا ہے۔ وہ کسی دوسرے پرندے کے خون میں نہیں ہوتا۔ یہ پتھر اگر بڑے سائز میں مل جاتا ہے تب اس کو لعل کہتے ہیں۔ اس کی کانیں ہندوستان کے صوبہ میسور میں، تھائی لینڈ، بنکاک، سائم سیلون، برما اور تنزانیہ میں پائی جاتی ہیں۔ بہ اعتبار رنگ برما کی کانوں میں پائی جانے والی قسم سب سے اچھی تصور کی جاتی ہے۔ یہ پتھر شمسی سیارے کا پتھر ہے

نیلم

عربی، فارسی، اردو اور ہندی زبانوں میں اسے نیلم کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی نیلا کے ہوتے ہیں۔ بہت لوگ غلط فہمی اور علمی تہی مائگی کی بنا پر BLUE SAPHIRE کہتے ہیں جو غلط ہے۔ یہ پتھر بھی قیمت کے اعتبار سے یاقوت کے ہم پلہ مانا جاتا ہے۔ رنگت کے لحاظ سے یہ ہلکا نیلا (VELVET BLUE) مخملی نیلا (ROYAL BLUE) اور شل CORN FLOWER نیلا ہوتا ہے۔ بنگلہ زبان میں ان کو "رکت منی نیلا" کہتے ہیں۔ اس کا سب سے اچھا رنگ ROYAL BLUE تصور کیا جاتا ہے۔ اس کو سچائی اور خوبیوں کی علامت مانا جاتا ہے۔

اس کی کانیں آسٹریلیا، برما، سری لنکا، تھائی لینڈ، بنکاک اور سرینگر میں پائی جاتی ہیں۔ سنہ ۱۸۹۴ء میں مانٹینا (امریکہ) میں اس کی کان دریافت ہوئی ہے۔

یوں تو بڑے سائز کے نیلم دنیا میں ناپید ہیں۔ چند مشہور نیلم کا ذکر کروں گا

- اسٹار آف انڈیا : ۵۳۶ قیراط وزنی یہ نیلم نیویارک کی زینت ہے۔
- مڈنائٹ اسٹار : یہ ۱۱۶ قیراط وزنی پتھر ہے۔
- اسٹار آف ایشیا : یہ ۳۳۰ قیراط وزنی پتھر ہے۔

مذکورہ دونوں پتھر واشنگٹن کے ادارے اسمتھ سونیان کی ملکیت ہیں۔ امریکہ کے سابق صدر لنکن اور آئزن ہاور کی ملکیت میں تین بڑے نیلم تھے جن کا مجموعی وزن تقریباً دو ہزار قیراط تھا۔

ملکہ ایلزبتھ کے تاج میں دو بہت نادر روزگار نیلم لگے ہوئے تھے۔

انگریز قوم ہیرے کے بعد نیلم کو بہت پسند کرتی ہے شہزادہ چارلس نے اپنی منگیتر کو نیلم پتھر کی انگوٹھی رسم منگنی پر پہنائی تھی۔ یہ پتھر زحل (SATURN) سیارے کی نمائندگی کرتا ہے۔

زمرّد

عربی، فارسی، اردو زبان میں زمرّد، ہندی اور بنگلہ زبان میں پنا۔ انگریزی میں EMERALD۔ یونانی میں SAMRACDOS کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی ہرا پتھر کے ہیں۔ دور قدیم میں EMERALD ہر قسم کے ہرے پتھر کو کہتے تھے لیکن دور حاضر میں مخصوص قسم کے ہرے پتھر کو اس نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

رنگت کے لحاظ سے کائی کی رنگت سے مشابہت رکھنے والے کھلے پانی کے پتھر کو اچھا تصور کیا جاتا ہے اس کی کانیں ہندوستان، پاکستان، زامبیا، تنزانیہ، روڈیشیا آسٹریلیا اور کولمبیا میں پائی جاتی ہیں۔ یہ پتھر مشتری (MERCURY) سیارے کا نمائندہ ہے۔

موتی

زبان عربی میں لولو، فارسی میں مروارید، اردو ہندی میں موتی، اردوئے فصیح میں گوہر، بنگلہ میں مکتا، انگریزی میں PEARL، لاطینی میں MARPARA کہتے ہیں۔

قرآن حکیم میں رب تبارک و تعالیٰ نے سورۂ رحمٰن میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔

اس کا شمار پتھر کے زمرے میں نہیں کیا جاسکتا، سمندر میں گھونگھے کی ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے اس کو صدف کہتے ہیں۔ اس کو سیپ بھی کہتے ہیں۔ یہ اس کے اندر پرورش پاتا ہے اور اس کے پیٹ کے اندر سے برآمد کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سیپ منہ میں ایک مخصوص بارش کے قطرات جب پہنچتے ہیں ان سے یہ موتی پیدا ہوتے ہیں۔ بہ اعتبار رنگ موتی نیلے، کالے، ہرے، سنہرے، گلابی، سلور اور سفید پائے جاتے ہیں۔ ان میں سفید رنگ کے موتی پسندیدہ نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ موتی چاند (MOON) سیارے کا نگینہ مانا جاتا ہے۔

مرجان

عربی، فارسی، اور اردو زبان میں مرجان انگریزی میں CORAL ہندی میں مونگا اور بنگلہ میں پولا کہتے ہیں

اس کو بھی موتی کی طرح پتھر کے زمرے میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سمندر میں پیدا ہونے والا ایک چھوٹا مکوڑہ ہے۔ جو آہستہ آہستہ مثل درخت کی شاخوں کے بڑھتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس فٹ لمبائی تک پہنچ جاتا ہے۔ اپنے اوصاف میں موتی سے کم درجے کا نگینہ ہے رنگت کے اعتبار سے لال، گلابی، کالا، اور نیلا پایا جاتا ہے۔ سفید رنگ کا بھی مل جاتا ہے۔ اس میں لال رنگ کو پسندیدہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یوں تو یہ جاپان، آسٹریلیا اور اٹلی میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اٹلی میں پائے جانے والے مرجان بہت اچھے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ یہ بھی قمر (MOON) سیارے کا نمائندہ ہے۔

عقیق

زبان عربی، فارسی، اردو، ہندی اور بنگلہ میں عقیق کہتے ہیں اور انگریزی میں AGATE کہتے ہیں۔

یہ پتھر دریاؤں میں پایا جاتا ہے۔ خصوصاً ان دریاؤں میں جن میں جزیرے کودار ہوجاتے ہیں یہ پتھر کثرت سے پایا جاتا ہے۔ سسلی میں دریائے ACHATES میں بے شمار پائے جاتے ہیں۔ اسی دریا کے نام کی مناسبت سے انگریزی میں اس پتھر کو AGATE کہتے ہیں۔ ہندوستانی دریاؤں میں یہ پتھر چھوٹے اور گولائی کی شکل میں پائے جاتے ہیں جرمنی میں پایا جانے والا یہ پتھر سرخ، گلابی، اور براؤن رنگ کا ہوتا ہے۔ امریکہ خصوصاً جنوبی امریکہ میں پایا جانے والا یہ پتھر بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔ چین میں بھی پایا جاتا ہے۔

اس پتھر کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ یہ ایک انچ سے کئی گز لمبائی میں پایا جاتا ہے۔ یہ پتھر بہت سے انداز میں پایا جاتا ہے۔ اس کے انداز کی بنا پر اس کے نام تجویز کیے گئے ہیں جیسے عقیق چشم آہو، عقیق سلیمانی، عقیق بحری، عقیق قمری، عقیق شمس، عقیق آبی،

فیروزہ

عربی، فارسی، اردو، ہندی اور بنگلہ زبانوں میں اس کو فیروزہ کے ہی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اوائل ایک ہزار سال قبل مسیح مصر کے شہر باہراہ میں اس کے کان کی دریافت PHARAHOS نامی شخص نے کی تھی اس واسطے اس پتھر کا نام فیروزہ پڑ گیا۔ اس نام کی مقبولیت اس درجہ زبان زد عام ہوئی کہ ہر زبان میں یہی نام برقرار رہے۔ البتہ انگریزی میں اس کو TURQUOISE کہتے ہیں۔

اسکی کانیں ملک ایران کے ضلع نیشاپور میں علی مرزئی پہاڑ میں پائی جاتی ہیں۔ یہاں سے برآمد ہونے والے فیروزے اپنے رنگت کے اعتبار سے تمام پر فوقیت لے جاتے ہیں۔

اہل تبت کے نزدیک یہ پتھر ان کا قومی پتھر مانا جاتا ہے۔ ہر شخص اس کو پہننے کی جی جان سے کوشش کرتا ہے۔ ہرے رنگ کا فیروزہ نادر روزگار تصور کیا جاتا ہے۔ رنگت کے اعتبار سے Apple Green، Sky Blue، BLUISH GREEN اور بھورے مائل بہ سبز پائے جاتے ہیں۔ یہ پتھر نہایت نازک ہوتا ہے۔ اس کا رنگ جلد تبدیل ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس کو سوڈا کاسٹک سے ہمیشہ بچا کر رکھنا چاہیئے۔

(کلکتہ سے نشر)

عبدالحامد شمسی ایم اے ، ۳۵ رالٹر سرکار لین، کلکتہ ۔ ۳،

معراج فیض آبادی

اپنے اپنے جسموں میں ہم اپنی اپنی موت چھپائے
کرب کی ان لمبی صدیوں کا اک اک پل سینے سے لگائے
لمحہ لمحہ رفتہ رفتہ قسطوں میں مرتے رہتے ہیں
کاش کسی مرنے والے کو اتنی لمبی موت نہ آئے

(گورکھپور سے نشر)

باقی

ہندوستانی معیشت آزادی کے بعد

ذرائع پیداوار اور مسائل

سید اطہر رضا بلگرامی

جس وقت ہم ایک معینہ مدت کے دوران کسی ملک کی معاشی ترقی کا جائزہ لیتے ہیں تو چند اہم اور بنیادی سوالات ذہن میں ابھرتے ہیں جن کا تجزیہ و جائزہ ملک کی ترقی کے پیمانے بنتے ہیں۔ اس معینہ مدت میں ملک نے کیا پیدا کیا؟ کیسے پیدا کیا، کتنا پیدا کیا اور کس کے لیے پیدا کیا؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے جائزہ کے ذریعہ کسی ملک کی ترقی کے بلند و پست معیار، کامیابی و ناکامیابی، معاشی استحکام و عدم استحکام کو پرکھا جا سکتا ایک ملک کی اقتصادی ترقی کی معراج یہ نہیں ہوتی کہ وہ جو چاہے، جتنا چاہے اور جیسا چاہے پیدا کرنے کا اہل بن جائے دنیا کا کوئی ملک ترقی کی اس کسوٹی پر پورا نہیں اتر سکتا قدرت نے کسی ملک کو چاہے جتنا اپنی فیاضی نے کیوں نا نوازا ہو، اپنے خزانے چاہے جتنے کیوں نہ دیے ہوں۔ عوام کتنے ہی باہوش، جفاکش و پُرعظم کیوں نہ ہوں قومی شعور چاہے جتنا قوی کیوں نہ ہو۔ یہ پھر بھی ممکن نہیں کہ وہ ایک طویل مدت تک اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جو چاہے جتنا چاہے، جیسا چاہے اور جب چاہے پیدا کرتے رہے ملک کی پیداوار، قدرتی، مادی و بشری وسائل، ان کے استعمال اور ان کے درمیان قایم ہونے والے باہمی رشتوں کی مرہون منت ہوا کرتی ہے۔ اب کوئی ملک یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ قدرت نے اپنے تمام تر وسائل اس کو دیے ہیں۔ وہ اس پر ہمیشہ مہربان رہی ہے اور آئندہ رہے گی اور اپنے تمام تر مادی، قدرتی و بشری وسائل کے درمیان جو مناسب رشتہ قایم کیا ہے وہ ہمیشہ باقی رہے گا جس کے عوض ہم جو چاہیں پیدا کر سکتے ہیں، جتنا چاہے پیدا کر سکتے ہیں اور جیسا چاہیں پیدا کر سکتے ہیں ترقی کی معراج کا یہ تصور محض ایک خوش آئند تصور تو بن سکتا ہے لیکن حقیقت نہیں۔ ہاں ترقی کی ایک بلند تر سطح کا تصور اس طرف ضرور اشارہ کرتا ہے۔ جہاں ملک اس قدر با اختیار ہو جائے کہ وہ جو چاہے جتنی چاہے اور جیسی چاہے اشیاء کو حاصل کرے۔ پیدا کرنے اور صاحب اختیار ہو جانے میں فرق ہے۔ بہت سی اشیاء پیدا کرنے سے ایک ملک معذور ہو سکتا ہے یا وہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کی پیداوار پر ملکی وسائل استعمال کیے جائیں لیکن پھر بھی وہ اشیاء دوسرے ملکوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ ترقی کی انتہائی بلندی اختیار اور قدرت میں وسعت پیدا کرتے رہنے میں مضمر ہے۔

اس پس منظر میں اگر ہم ہندوستانی معیشت کے ۳۲ برسوں کی ترقی کا جائزہ لیں تو پیداوار کے وسائل اور اس کے مسائل کے میدان میں چند نمایاں خصوصیات واضح ہو جاتی ہے۔ اول یہ ان برسوں میں ہندوستانی معیشت نے کثیر سطحی ترقی کا ایک بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور دوم ایک مضبوط پیداواری ڈھانچہ کو مکمل کر لیا ہے۔ آج ہندوستانی معیشت اس بات کی اہل ہے کہ وہ سوئی سے لے کر جمبو جیٹ طیارے، دیوہیکل مشین، فولادی بھٹیاں، جنریٹر، اور مختلف نوعیتوں کی پیچیدہ سے پیچیدہ مشین، آلات و ساز و سامان پیدا کرنے کے قابل ہے اور جن کو وہ پیدا نہیں کر سکتا یا جن کو پیدا کرنا معاشی طور پر مناسب نہیں سمجھتا اس کو دیگر ممالک سے حاصل کرنے کا اہل بھی بن چکا ہے۔ ان ۳۲ برسوں میں پُرشکم اور پُرسکون زندگی کے جو ذرائع تصور کیے جا سکتے ہیں ان میں زیادہ تر کو وہ یا خود پیدا کرتا ہے یا دیگر ملکوں کے تعاون سے پیدا کرتا ہے یا دوسرے ملکوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ یہ معاشی استحکام، یہ خود کفالت اور یہ پُرعزم معاشی ترقی دنیا کے سامنے ایک مثال ہے۔ یہ ایک مثال اس لیے ہے کہ ایک کھوکھلی معیشت کو ہم نے اس قدر استحکامیت دی ہے اور وہ بھی ہندوستان جیسے عظیم ملک اور عظیم آبادی والی معیشت کو صرف ۳۲ برسوں کے دوران یہ ایک مثال اس لیے بھی ہے کہ ہندوستانی معیشت اس دوران متواتر قدرت کے عدم توازن کا شکار رہی اور اس کے باوجود اس نے اپنے کو اس قابل بنانے میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ یہ ایک مثال اس لیے بھی ہے کہ ترقی کے انھیں ابتدائی دور میں تین جنگوں اور ان کی تباہ کاریوں سے بھی دوچار رہا اور پھر بھی معاشی استحکام کے حصول میں متواتر کوشاں رہا اور یہ ایک مثال اس لیے بھی ہے کہ ملک کے اندر بھی جھگڑے فساد چلتے رہے۔ ملکی معیشت متاثر ہوتی رہی وسائل بگڑتے اور بکھرتے رہے لیکن پھر بھی پیداوار کو ہمہ جہت ترقی کا درس دینے میں کامیاب رہے۔

آج ہندوستان کی پیداوار کی جس سمت پر نظر ڈالیے خود کفالت کی منزل قریب سے قریب تر نظر آئے گی زراعتی پیداوار کا وہ دور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جب ہم غیر ممالک پر نظر رکھتے تھے۔ آج اگر منگواتے بھی ہیں تو اس لیے نہیں کہ ہماری پیداوار میں کمی ہے یا پیدا کرنے کی صلاحیت میں کمی واقع ہو گئی ہے بلکہ اس لیے کہ اس کے ذریعہ ہم مزید مستحکم ہونے کا احساس بڑھاتے ہیں۔

صنعتی میدان میں جس تیز رفتاری سے خود کفالت کی طرف بڑھے ہیں اس کی مثال شاید دنیا میں چند ممالک کو چھوڑ کر کوئی دوسرا پیش نہ کر سکے۔ اس میدان میں ہندوستان نے ایک منصوبہ بند ترقی کی مثال پیش کی ہے۔ سب سے پہلے ایک مضبوط و مستحکم صنعتی ڈھانچہ تیار کیا گیا۔ پھر بھاری صنعتوں کے قیام کے ذریعہ کثیر تعداد میں ایسی اشیاء کی پیداوار پر عبور حاصل کیا جو صنعتوں کو چلانے کی ان کو خود کفیل اور مستحکم بنانے میں معاون ثابت ہوں۔ لوہے و دیگر معدنیات کو کثیر تعداد میں نکالا گیا۔ سمینٹ، برقی قوت کی کثیر تعداد کو پیدا کیا گیا۔ اور اس میں ملک کی ضرورت کے تحت متواتر اضافہ کیا جاتا رہا۔ پھر اسی برقی توانائی، لوہے، سیمنٹ اور انجینروں ٹیکنیشن کی تربیت یافتہ فوج کی مدد سے ملک بھر میں فولاد کی بھٹیوں، دیوہیکل مشینوں، ڈیم، جنریٹروں کو قایم کیا گیا جو دن و رات صنعت کے فروغ کے لیے ان تمام اشیاء کو فراہم کرنے لگے جن کے ذریعہ دیگر استعمالی اشیاء پیدا کی جا سکیں، ہم نے ٹریکٹر بنائے تاکہ زراعتی پیداوار کو بڑھانے میں مدد ملے۔ ہم نے مشینیں بنائیں جس سے ہماری روزمرہ کی زندگی میں استعمال ہونے والی اشیاء وافر مقدار میں ہر وقت تیار ہو سکیں۔ ہم نے سینچائی کے ساز و سامان، بجلی کے ساز و سامان، کھاد، عمارتی ساز و سامان، نقل و حمل کے سامان کیا کچھ نہ پیدا کرنا شروع کر دیا اور آج جس کے نتیجہ میں متوسط اور غریب گھر میں بھی بجلی، پانی، ریڈیو، تعلیم، سلائی کی مشین سائیکل وغیرہ سب دیکھ سکتے ہیں۔ جو ان سے بہتر ہیں ان کے یہاں آرام و آسائش کے اور بھی بہتر ذرائع مل جائیں گے۔ زندگی کا انقلاب صنعتی ترقی کا آئینہ دار ہے اور ان ۳۲ برسوں میں ہندوستان نے اس میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ ہم وہ سب پیدا کرنے لگے جو ایک خوشحال زندگی کا ضامن ہے۔

تجارت کے میدان میں بھی ہم نے جو نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس میں ایک طرف ہندوستانی مال کی

باہری منڈیوں میں وسعت ہے اور دوسری طرف روایتی اشیاء کے بالمقابل غیر روایتی اشیاء کی زیادہ سے زیادہ کھپت توجہ کی حامل ہے۔ آج ہندوستانی روایتی اشیاء جیسے جوٹ اور اس سے تیار شدہ اشیاء، چائے، کافی مسالے، خشک میوہ و پھل، تمباکو، شکر، ریشم وغیرہ کے علاوہ بھاری تعداد میں سائیکلیں، بجلی کے پنکھے، مشینیں جنریٹرس، ریلوے ویگن، خام لوہا، فولاد اور دیگر معدنیات بھی منڈیوں میں کھپایا جاتا ہے یہ کھپت امریکہ، کنیڈا، ای سی، اہم ممالک آسٹریلیا، جاپان، ایران، عراق، کویت روس، پولینڈ، مصر، اٹلی جیسے ۴۰ سے زائد ممالک میں ہو رہی ہے۔

کامیابیوں کا یہ پہلو مسائل و مشکلات سے پُر ہے پیداوار کے چند اہم اور بنیادی مسائل اس طرح ہیں۔

سب سے اہم مسئلہ آبادی کی تیز رفتاری ہے۔ ہندوستان دنیا کی دوسری عظیم آبادی رکھتے ہوئے سب سے سنگین مرحلہ سے دوچار ہے۔ یہاں مسئلہ یہ درپیش ہے کہ جو کچھ ہم پیداوار میں اضافہ کر رہے ہیں کیا وہ بڑھتی ہوئی آبادی کے لیے کافی ہے یا نہیں اور اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہم پیداوار میں ہر سال اسی قدر اضافہ کرتے رہیں گے جس قدر آبادی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے ہر ممکن طور پر آبادی کے بڑھنے پر کنٹرول کیا ہے لیکن پھر بھی جو آبادی بڑھ رہی ہے۔ وہ ضروریات کو بھی بڑھا رہی ہے اور اسی قدر ترقیاتی پروگراموں کی کامیابیوں کو مشکل سے مشکل بنائی جا رہی ہے۔ اس لیے پیداوار اور اس کے استعمال کرنے والوں کے درمیان ایک مناسب تعاون درکار ہے جس کے لیے ہندوستان کوشاں ہے۔

دوسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ باوجود ایک منصوبہ بند ترقی کے ہم نے بہت سے شعبہ جات میں پیداوار میں ابھی اعتماد حاصل نہیں کیا ہے۔ زرعی شعبہ چونکہ اب بہت کچھ موسم، آب و ہوا اور اسی طرح کے قدرتی نظام کے تحت کنٹرول ہو رہا ہے۔ اس لیے پیداوار بھی موسم کی مہربانی اور نامہربانی پر موقوف ہے۔ ہمارے منصوبوں نے قدرت کے بہت کچھ صحت مندانہ اثرات سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی منصوبے ان سے متاثر ہوئے ہیں۔ پیداوار ان سے متاثر ہوئی ہے۔ اور پھر نہ صرف زراعت بلکہ صنعتی ترقی بھی ان سے متاثر ہوئی ہے وہ صنعتیں جن کی پیداوار زراعت کے خام مال پر منحصر ہے ہمیشہ زراعت کی پیداوار سے متاثر رہی ہیں۔ کپڑے کی صنعت، جوٹ کی صنعت، تمباکو کی صنعت، شکر کی صنعت بناسپتی گھی کی صنعت اس کی چند مثالیں ہیں۔ اس لیے جتنا ہم قدرتی اور موسمی حالات پر قابو پاتے جائیں گے۔ اسی قدر ہم کو زراعت و صنعت کے میدان میں پیداوار میں اعتماد حاصل ہوتا جائے گا۔

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

قیوم خضر

گذشتہ برس کی بات ہے۔ دیوالی آئی تو گھر گھر برقی قمقموں سے ضوفشاں اور آنگن آنگن چراغوں سے کہکشاں کی مانند جگمگ کرنے لگا ——— میرے پڑوس میں رشید کے بچوں نے بھی آنگن میں گھروندے بنا کر کھلونوں سے سجایا، مٹھائیاں منگائی گئیں اور چراغ جلائے گئے۔

رشید کی چھوٹی بیٹی فاطمہ کی ہندو سہیلیاں ملنے آئیں تو آنگن میں خوشیوں کی نئی چاندنی پھیل گئی۔ آتے ہی رادھا نے ایک مٹھائیوں سے سبھوں کا منہ میٹھا کیا اور اپنی تھالی سے ایک موم بتی یعنی شمع نکالی اور جلا کر گھروندے پر رکھ دی۔

فوراً رشید نے رادھا سے پوچھا: "تم نے فاطمہ کے چراغ سے اپنی شمع کیوں جلائی؟"

رادھا بولی: "چاچا! روشنی جہاں ملے حاصل کرنے چاہیے۔ روشنی میں کوئی چھوت چھات اور بھید بھاؤ نہیں، سارا بھید بھاؤ اور چھوت چھات اندھیرے میں ہے!"

رشید نے اسی وقفے میں دیکھا کہ کہیں سے اڑتا ہوا ایک پروانہ آیا اور اسی شمع پر سر پٹک پٹک کر جان دیدی۔

تھوڑی دیر کے بعد دوسرے پروانے کو مستانہ وار آتا دیکھ کر رشید نے پوچھا: ارے نا سمجھ! مسلمان کے گھر میں ایک ہندو لڑکی کے ہاتھ سے جلائی ہوئی شمع پر ناحق کیوں جان دیتا ہے؟"

پروانہ بولا: بابا! ہماری کوئی ذات نہیں، ہم عقل کے نہیں دل کے دیوانے ہیں۔ ہم تو روشنی کے عاشق ہیں، ہم کیا جانیں، یہ گھر ہندو کا ہے یا مسلمان کا، شمع مسلمان نے جلائی یا ہندو نے، اور مسجد کے منبر پر جلائی گئی یا مندر کے طاق پر، ہم تو صرف روشنی دیکھتے ہیں، جہاں نظر آئی، بس وہیں جان دیدی!

پروانے کی ان باتوں پر رشید غور ہی کر رہا تھا کہ گلی سے کوئی بنجارہ عُرفی کا یہ شعر گاتا ہوا گذر گیا ؎

عاشق ہم از اسلام خراب است و ہم از کفر پروانہ چراغ حرم و دیر نہ داند

(پٹنہ سے نشر)

قدرتی وسائل اور موسموں کے حالات نے صرف زراعت و صنعت کو ہی نہیں بلکہ دیگر دوسرے شعبہ جات کو بھی جکڑ رکھا ہے۔ برقی قوت کی پیداوار، ریل، سڑکیں، نقل و حمل سب اس سے متاثر ہیں۔ ان سب کا اثر پیداوار پر پڑتا ہے۔ پیداوار کو بڑھانے اور گھٹانے میں ان کا اہم رول رہا ہے اور ہمارے تمام تر منصوبے اور ان کی کامیابی اور ناکامی میں ان کا اہم مقام ہے۔

ایک اور اہم مسئلہ پیداوار کی تقسیم کا ہے۔ ان ۳۲ برسوں میں منصوبوں کی پوری کوشش رہی ہے کہ پیداوار کی تقسیم مساوی ہو۔ اس کا فائدہ پسماندہ طبقہ کو پورے طور پر پہنچے اور اس کے لیے ایک وسیع پبلک سیکٹر کے تحت تقسیم کی تنظیم چل رہی ہے۔ سستے غلہ کی دوکانیں بینکوں کے ذریعہ انتہائی کم شرح سود اور آسان شرائط پر قرضوں کی دستیابی، سپر بازار، ان کی مثالیں ہیں جس کے ذریعہ ہم تقسیم کے نظام کو زیادہ سے زیادہ موثر اور بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور پس ماندہ طبقہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ہم نے ان ۳۲ برسوں کے عرصہ میں بخوبی سمجھ لیا ہے کہ کیا پیدا کرنا ہے۔ کتنا پیدا کرنا ہے۔ کیسے پیدا کرنا ہے اور کس کے لیے پیدا کرنا ہے۔ اور ہم اسی پر گامزن ہیں۔ ہم اپنے مسائل سے بھی بخوبی واقف ہیں۔ اور دن و رات ان کے موثر حل تلاش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

منظور ندیم بالاپوری

گزر گئے ہیں جو ان حادثوں کی بات نہ کر
نہ مڑ کے دیکھ گئے موسموں کی بات نہ کر
اک عمر بعد ملے ہو تو مسکرا کے مل
جو خشک ہو چکے ان آنسوؤں کی بات نہ کر
سمندروں پہ برستے ہیں ان دنوں بادل
تو اپنے تپتے ہوئے آنگنوں کی بات نہ کر

(ناگپور سے نشر)

مذہبی عقائد اور وطن پرستی

سردار مبارک سنگھ

اس صدی کے ابتدائی سالوں میں علامہ اقبال نے فرمایا۔ ؏
"مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا"
اگر اس مصرعہ کی تفصیل سے شرح کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مذہب کا مقصد بنی نوع انسان کے مابین صلح و آشتی اور امن پیدا کرنا ہے۔ خلش اور دشمنی نہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ مذہب کے نام پر غرض پرستی کرنا چاہتے ہیں وہ مذہب کا غلط استعمال کر کے اس کے ذریعہ مختلف طبقوں اور فرقوں کے درمیان کشیدگی پیدا کرتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جبکہ انسان کی تمام تر سماجی قدریں مذہب کے گرد گھومتی تھیں۔ ان دنوں سماجی اور سیاسی تشکیل تمام تر مذہب کی طرف رجوع کرتی تھی۔ اس کو انگریزی میں Theocratic نظام کہا جاتا تھا۔ بعد کو جب یہ محسوس کیا گیا کہ قوموں اور سلطنتوں کے مسائل اس قدر پیچیدہ اور وسیع ہیں کہ ان کا تصفیہ محض مذہبی پیشواؤں پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تو ایک نئے قسم کا نظام پیدا ہوا۔ بالخصوص یورپ میں جس کو لبرل یا آزادی پسند نظام کہا جاتا تھا۔ اس نظام میں انسان پر نہ تو یہ پابندی رہی کہ وہ ضرور کسی مذہب کا پیرو ہو اور نہ یہ کہ اس کے مذہبی عقائد کو اس کے سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل حل کرنے میں کوئی دخل ہو۔ مذہب کو ذاتی یا نجی مسئلہ قرار دیا گیا۔ جب سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل حل کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی تو مذہب کے علاوہ دیگر بنیادوں پر ان کے حل ڈھونڈے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خاص کر یورپ کے اس حصہ میں جس کو مغربی یورپ کہا جاتا ہے اور اس کے متحدہ امریکی ریاستوں میں گو کہ لوگ بالعموم عیسائیت کے پیروکار رہیں لیکن انکی سیاست میں اس مذہب کو دخل نہیں اس دور میں مذہبی تعصب ان علاقوں میں ختم ہو چکا ہے۔ اور اگرچہ سب مذاہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کے پابند ہیں۔ سیاسی معاملات میں اکٹھے ہو کر مذہبی پابندیوں سے بالاتر ہو کر فیصلے کرتے ہیں۔

میں نے یہ تمہید اس لیے باندھی کہ ہمارے ملک کی سیاسی اور سماجی حالت پر اس رجحان کے اطلاق کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں ہم کسی حد تک کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ مگر اس میں مکمل کامیابی ہمیں ابھی حاصل نہیں ہوئی ہے۔

ہمارے ملک کی ایک بڑی لعنت فرقہ داری ہے جس کا مطلب ہے مذہبی تنگ دلی اور اس تنگ دلی کا سیاسی معاملات میں دخل، ہمارے ملک کا آئین لبرل ہے اور اس کا رجحان سماجیت یا سوشلزم کی طرف ہے یہ دونوں رجحانات مذہبی تنگ دلی اور تعصب کے کلی طور پر منافی ہیں۔

اگر ہم علامہ اقبال کے ایک اور مصرعہ سے جو اس نظم میں شامل ہے جس کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ ؏
"خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرّہ دیوتا ہے" سے نہ بھی متفق ہوں اگر ہم وطن کو دیوتا کی حیثیت سے نہ بھی دیکھیں تب بھی ظاہر ہے کہ وطن کے تئیں ہمارے کچھ فرائض ہیں۔ جب تک بدیشی راج یہاں قایم تھا آزادی کے لیے جد و جہد کرنا ہر وطن دوست شخص کا فرض تھا۔ اب جبکہ ہمارے ملک پر ہمارا اپنا اقتدار ہے۔ اس کی خوش حالی ترقی اور مضبوطی کے لیے سعی کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ ان سب فرائض کے راستہ میں مذہبی تعصب بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر ہم ایک تنگ دائرے سے جو ہمیں بہ حیثیت ہندو مسلمان سکھ عیسائی وغیرہ اپنے خیالات بنانے کی طرف کھینچتا ہے اگر ہم ان خیالات سے نہیں نکل سکتے تو ہم یقیناً ملک کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔ بلکہ ہم اپنے ہم مذہبوں کو اسی کشمکش میں الجھائے رکھتے ہیں جس سے جانوں کا نقصان ہوتا ہے۔ امن اور خوشحالی تباہ ہوتی ہے۔ لاکھوں اور کروڑوں روپے کا مال برباد ہو جاتا ہے۔ جہاں کہیں ایسا تعصب برتا جاتا ہے۔ وہ علاقہ اور اس کے ساتھ ملک مجموعی حیثیت سے پیچھے کی طرف جاتا ہے۔ اور ترقی رک جاتی ہے۔ تو ایک بات جو اہم طور پر سمجھنے کی ہے وہ ہے مذہب اور تعصب میں فرق پہچاننا۔ مذہب پیار اور خدمتِ خلق کا نام ہے جہاں اس کے ذریعہ یہ جذبات کارفرما نہیں ہوتے۔ وہاں سمجھ لینا چاہیئے کہ مذہب کے نام پر بدی اور شیطنیت کا ظہور ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے اس تقریر کے شروع میں کہا تھا کہ ایک زمانے میں سماج کی تشکیل Theocratic یعنی مذہب پر مبنی تھی۔ ترقی پسند تحریکوں نے مذہب کا رول یوں مقرر کیا ہے مذہب ذاتی مسئلہ ہے۔ ہر شخص کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے مذہب پر صدق دلی سے قایم رہے۔ لیکن اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں پر اپنے مذہب کو ٹھونسے۔ نہ یہ کہ مذہب کے نام پر تفرقے پیدا کر کے سماجی اور اقتصادی مسائل کے حل کرنے میں رکاوٹ ڈالے۔ غرضیکہ سب فرقوں کے لیے مصیبت اور لعنت ہے اس کا حل مذہب اور تعصب کی بنا پر نہیں ہو سکتا بلکہ ہر انسان کو انسان سمجھ کر اس کی مشکلات کو جان کر اس کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے سے ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں مذہبی آزادی اور یکسانیت ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ہر شخص کو اپنے عقیدے پر عمل کرنے کی اجازت ہے اس کے علاوہ ہمارا ملک بہ حیثیت ایک جمہوریت کے کسی ایک مذہب سے وابستہ نہیں سب مذاہب کا یکساں احترام کیا جاتا ہے۔ مگر سیاسی اور سماجی مسائل مذہبی بنا پر حل نہیں کیے جاتے۔

جہاں تک ہماری دوستی کا تعلق عیسائی ملکوں سے ہے اسی طرح اسلامی ممالک اور دیگر ملکوں سے بھی ہے۔ کئی ایسے ملک ہیں جہاں مذہب کے بارے میں منفی خیالات ہیں۔ مگر ہم ان سب سے تعلقات کسی مذہبی بنا پر نہیں بلکہ ملک کی بہبودی اور بنی نوع انسان کی بہبودی کے خیال سے قایم کرتے ہیں۔ ہمارے تعلقات میں مذہب کو دخل نہیں۔ یہی حالت ہندوستان کے تمام لوگوں کی ہونی چاہیئے۔ ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی آزادی آئین کی طرف سے دی گئی ہے یہاں تک کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے درمیان اپنے مذاہب کے پرچار اور تبلیغ کی بھی آزادی ہے۔ مگر بہ حیثیت ہندوستانی ہونے کے سب لوگ برابر ہیں۔ خواہ کسی کا کوئی مذہب ہو۔

تو ہم پرست یا لامذہب، سب بہ حیثیت انسان ہونے کے یکساں حقوق رکھتے ہیں۔ اس اعتبار سے ہمارا آئین بہترین قدروں پر مبنی ہے۔ اس میں مذہب کا احترام قایم رکھا گیا ہے۔ مگر مذہب کے غلط استعمال کی قانونی ممانعت ہے۔ مہاتما گاندھی خدا پرست اور مذہب کے راسخ عقیدہ کے شخص تھے۔ مگر ان کے نزدیک ہندو، مسلمان اور سکھ وغیرہ سب برابر تھے۔ وہ سب

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

دوستوں کی مہربانی چاہئے

شکیل شاہجہاں کامٹوی

کسی عقل مند آدمی نے غور و فکر کے بہت ہی گہرے سمندر میں غوطہ لگا کر یہ کہا ہوگا "مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ دشمنوں سے بچنے کا بندوبست میں خود کر لوں گا"۔ دوست اور دشمن کے درمیان فرق کو اس طرح واضح کیا جا سکتا ہے کہ دشمن ہمیشہ گردن پر حملہ کرتا ہے اور دوست جیب پر۔ دشمن کے حملے سے ہم فوراً متاثر ہو جاتے ہیں جبکہ دوست کے حملے کا اثر کچھ دنوں بعد ہوتا ہے اور بہت ہی خطرناک...... ایک دن ہمارے ہاں ایک بن بلائے مہمان تشریف لے آئے، جو ہمارے بچپن کے دوست تھے۔ وہ مسلسل پندرہ دنوں تک ہمارے مہمان بنے رہے اور ہماری مالی دیوار میں اس طرح سوراخ کرتے رہے۔ جیسے گھونس ہمارے آنگن میں کیا کرتی ہے۔ ساری تنخواہ ان کی میزبانی کی نذر ہو چکی تھی، بس گھر کے برتنوں کی باری تھی۔ لیکن ایک دن جب ہم آفس سے گھر لوٹے تو بیگم کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا ہم کو دیکھتے ہی کہنے لگیں "تمہارے دوست تمہاری غیر موجودگی میں چلے گئے"۔ یہ سنتے ہی ہماری ساری تھکن دور ہوگئی اور ہم خوشی سے بچوں کی طرح اچھلنے لگے۔ کچھ دنوں بعد ہمارے اس دوست کا خط آیا۔ خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا "پیارے دوست! میں خیریت سے اپنے مقام تک پہنچ گیا ہوں، غلطی سے تمہارا کوٹ، تولیہ اور جوتے میرے سامان کے ساتھ آگئے ہیں امید ہے تم کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوگے"۔ یقین مانئے ہم کو ان کی اس خوبصورت غلطی پر ذرا بھی افسوس نہیں ہوا۔ الٹے ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ بات کوٹ تولیے اور جوتے تک ہی رہ گئی۔ اگر وہ اپنی میزبانیوں کا دائرہ کچھ اور وسیع کرتے تو ہم فٹ پاتھ پر نظر آتے اور وہ ہمارے گھر کے مالک بن بیٹھتے۔

بزرگوں کا قول ہے "سچا دوست وہی ہے جو مصیبت کے وقت کام آئے"۔ لیکن تجربہ کار لوگوں کا کہنا ہے کہ سچی مصیبت وہی ہے جو دوستوں کی عنایتوں سے دامن میں آئے۔ ہم بھی اس تجربہ کا تجربی مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ہمارے ایک دوست بہت دنوں سے مکان کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہے تھے۔ دوست کی یہ پریشانی ہم سے نہیں دیکھی گئی۔ اور ہم نے اپنے مکان کا کنارے والا کمرہ ان کے حوالے کر دیا کہ جب مکان مل جائے تو خالی کر دینا۔ آج تقریباً تین سال ہو رہے ہیں۔ اس دوران ان کو بہت سے کرائے کے مکان ملے۔ مگر وہ کمرہ چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ جب کمرے کے متعلق ذکر ہوتا ہے تو دوستی کا دہائی دے کر ٹال دیتے ہیں۔ ہم اپنا منہ لے کر رہ جاتے ہیں اور دل کو یہ کہہ کر بہلا لیتے ہیں کہ دوستی میں اس طرح کی چھوٹی موٹی قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں۔

لفظ دوستی میں خلوص و محبت ایثار و قربانی کی ایسی خوبصورت اور جذباتی داستانیں پوشیدہ ہیں جو صدیوں سے بیان کی جا رہی ہیں۔ ہم بھی دوست بنانے کے لیے خلوص و محبت ایثار و قربانی کا لفظ بار بار جذباتی انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ کثرت سے جھوٹ بولتے ہیں۔ جہاں مناسب ہو بھاری بھرکم قسمیں کھاتے ہیں۔ تعریفوں کے پھول برساتے ہیں۔ برائیوں کو اچھائیوں میں تبدیل کر کے پیش کرتے ہیں۔ اسی گر کے سہارے آج ہماری دوستی کا دائرہ اتنا وسیع ہو گیا ہے کہ دوست اور دشمن میں تمیز کرنا مشکل ہے۔

اگر آپ کسی سے انتقام لینا چاہتے ہیں تو ہمارا مشورہ ہے کہ اس سے دوستی کر لیجئے آپ اپنے انتقام کی آگ بہت ہی آسانی سے بجھا سکتے ہیں۔ دشمنی کر کے انتقام لینا سراسر نادانی ہے کیونکہ لوگ ہمیشہ دشمن سے ہوشیار رہتے ہیں اور دوست سے لاپرواہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوست دشمن سے زیادہ گہرے زخم دے جاتے ہیں۔

ہمارے دوستوں کے بھی الگ الگ وصول ہیں۔ کچھ دوست تو چائے پان سگریٹ تک محدود ہیں۔ دوستی کو برقرار رکھنے کے لیے انھیں ان چیزوں سے نوازتے رہنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں ذرا بھی کوتاہی دوستی کی مضبوط عمارت کو ٹھیس پہنچا سکتی ہے۔ کچھ دوست زیادہ ہی بے تکلفی کا مظاہرہ کرتے ہیں، جن کی رسائی ہمارے باورچی خانے تک ہوتی ہے۔ اور اکثر ہم کو ان کی اس بے تکلفی والی حرکت سے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ کچھ دوست ہمیشہ دعوتِ طعام کی خوشخبری کے منتظر رہتے ہیں۔ ایسے دوستوں کو ہماری سالگرہ اور دوسری خوشی کے مواقع بہت ہی اچھی طرح یاد رہتے ہیں۔ کچھ دوست قرض مانگنا اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن قرض لوٹانا اپنی توہین۔ ایسے دوستوں کو قرض دے کر دوستی کے رشتے کو قائم رکھنا پڑتا ہے۔ ہمارے ایک دوست جو ماشاءاللہ شاعر بھی ہیں، وہ ہماری شادی کی شیروانی کو ردیف اور قافیہ کی طرح استعمال کر رہے ہیں ہمیشہ شیروانی ان کے ساتھ شاعرہ اٹینڈ کرتی رہتی ہے۔ جس طرح ان کی غزل کی اصلاح کی ذمہ داری ان کے استاد شاعر کی ہے۔ اسی طرح شیروانی کو دھلانے کی ذمہ داری ہمارے لئے، کیونکہ اسے بنوانے کی زحمت ہم نے گوارہ کی ہے۔ ہمارے ایک ایسے بھی دوست ہیں جو ہر سال بارش کے شروع ہوتے ہی ہم سے چھتری مستعار مانگ کر لے جاتے ہیں اور بارش کے ختم ہوتے ہی دل کی عمیق گہرائیوں سے ہمارا شکریہ ادا کرتے ہوئے چھتری دے جاتے ہیں، ان کی اس ایمانداری پر ہم فرطِ مسرت سے جھوم اٹھتے ہیں، دل سے بے ساختہ نکل پڑتا ہے۔

"ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے"

دوستوں میں جہاں ایک دوسرے کو لوٹنے والے لوگ ہوتے ہیں، وہیں ایک دوسرے کو سہارا دینے والے لوگ بھی ہوتے ہیں اور ایسا سہارا دیتے ہیں کہ زندگی بھر فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے ہی ایک دوست ملے اور کہنے لگے "یار شریف تمہاری سائیکل کیوں بند پڑی ہے۔" ہم نے بناوٹی مسکراہٹ کے ساتھ کہا "کیا بتاؤں رفیق صاحب! دونوں ٹائر دم توڑ چکے ہیں اور ہماری مالی حالت اجازت نہیں دے رہی ہے کہ نئے خریدے جائیں۔" وہ صاحب فوراً بول اٹھے "ارے یار اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ سائیکل مجھے دو میں ابھی لگا کر لا دیتا ہوں۔" مگر صاحب! اچانک ہم سے اتنی ہمدردی کیوں؟ ہم نے پوچھا۔ وہ صاحب ہمارے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے "کیا بتاؤں یار! میرا بیٹا شہاب ہے نا وہ کالج پیدل جاتا ہے۔ کبھی کبھی تمہاری سائیکل سے چلا جایا کرے گا۔ ہم نے یہ کہتے ہوئے سائیکل ان کے سپرد کر دی کہ 'دوست وہی جو مصیبت کے وقت کام آئے'۔ وہ تو سائیکل میں نیا ٹائر لگا کر مطمئن ہو گئے، ان کا لڑکا کبھی کبھی اور پھر روزانہ سائیکل سے کالج جانے لگا۔ رفتہ رفتہ سائیکل ان کے گھر کی رونق بن گئی۔ ہم کو جب بھی سائیکل کی ضرورت پیش آتی ہے تو ان سے اجازت لینی پڑتی ہے اور وہ برا سا منہ بنا کر اجازت دینے کے ساتھ ساتھ ڈھیر ساری نصیحتیں بھی کرتے ہیں کہ ذرا آہستہ چلانا کسی کو پیچھے نہیں بٹھانا، گرد و غبار سے دور رکھنا وغیرہ اور ہم ان کی ساری نصیحتوں کو ایسے احترام سے سنتے ہیں جیسے کوئی طالب علم استاد کی باتوں کو سنتا ہے۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود ہم خوش ہیں کہ ہمارے عزیز دوست نے ہماری بند سائیکل کو سڑکوں پر دوڑنے کے قابل تو بنا دیا۔ کیا ہمارے دوست کی یہ مہربانی کم ہے....؟

کچھ دن ہوئے ایک فقیر ہمارے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا۔ ہم نے اس کی جانب ایک سکہ بڑھاتے ہوئے پوچھ لیا

"کیوں بابا آپ کے کوئی رشتہ دار نہیں ہیں؟"

"نہیں ہیں" فقیر نے روکھا سا جواب دیا

"کوئی دوست وغیرہ"

"دوست تو بہت ہیں"

"تو ان سے مدد کیوں نہیں مانگتے"؟ میں نے جھٹ سوال کیا

"مدد اور دوستوں سے ۔۔۔" فقیر نے حیرت واستعجاب سے میری جانب دیکھا۔

"مدد نہ سہی کوئی مشورہ مانگ لیتے" ہم نے بات کو آگے بڑھایا۔ یہ سنتے ہی فقیر مسکرا دیا اور بولا

"جناب! دوستوں کے مشوروں پر ہی عمل کرکے تو میں اس انجام کو پہنچا ہوں ۔۔۔"

شکیل شاہجہاں کامٹوی (ناگپور سے نشر)
واشی پورہ۔ کامٹی ضلع ناگپور

بقیہ
مذہبی عقائد اور وطن پرستی

کا احترام کرتے تھے۔ اور دیش پتا کہلاتے تھے۔ فسادات میں انھوں نے کسی ایک فرقہ کا ساتھ نہیں دیا بلکہ سب کے دکھ میں شریک ہوئے۔ یہی حیثیت جواہر لال نہرو کی تھی۔ وہ کسی مذہب سے وابستہ نہیں تھے۔ مگر سب مذاہب کا احترام کرتے تھے۔ مولانا آزاد اور ڈاکٹر راجندر پرشاد مذہب کے اعتبار سے راسخ تھے۔ مگر ان کی وطن پرستی کے شعار میں مذہب کو دخل نہیں تھا۔ ہمارے آئین نے ہمارے ملک کے عوام کے لیے ایک آدرش قایم کر دیا ہے۔ جو ہماری جنگ آزادی کی تاریخ اور ہمارے رہنماؤں کی مثالوں سے عیاں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گو ہم اپنے مذہب پر قایم رہیں مگر متعصب نہ ہوں۔ ہم یہ سمجھ لیں کہ وطن کی خدمت ہی ہمارا فرض اولین ہے۔ اگر مذہب کو غلط ڈھنگ سے پیش کرنے والے لوگ راستے میں رکاوٹ ڈالیں تو ان سے ہم اپنا راستہ الگ کر لیں۔ ہم وطن پرست اور مذہب پرست بیک وقت ہو سکتے ہیں یہی بہترین سنگم ہے جو شخص اس سنگم کو توڑتا ہے وہ وطن دشمن ہے اور صحیح مذہب سے کوسوں دور ہے۔

(جالندھر سے نشر)

محی الدین

انسانیت اور حیوانیت کے درمیان جو شے حد فاصل ہے وہ قوت فکر یعنی سوچنے کی قوت ہے۔ قوت باصرہ حیوانات میں بھی موجود ہوتی ہے قدرت کے جمال وجلال کا مشاہدہ وہ بھی کرتے ہیں مگر کائنات کے ہر نظارے کو وہ سرسری نگاہوں سے دیکھتے اور فراموش کر دیتے ہیں یہی وہ بنیادی سبب ہے جس کے باعث ان کا دور وحشت آج بھی ختم نہیں ہوا اپنی ابتدا سے لے کر انتہا تک ان کی یکسانیت باقی رہے گی مگر ذہن انسانی جب کسی منظر فطرت کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس پر غور کرتا ہے اپنے فہم وتدبر سے کام لے کر ان کی ماہیت اسباب وعلل کی تلاش کرتا ہے۔ انسان نے ماقبل تاریخ سے خلائی دور تک ترقی کی جو منازل طے کی ہیں وہ قدرت کی ودیعت کردہ اس بے مثال صلاحیت ہی کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔ انسان غور وفکر کے جتنے عمیق سمندروں میں غوطہ لگاتا ہے اتنے ہی در نایاب ہاتھ آتے ہیں۔ تاریخ کی کہکشاں میں افلاطون ارسطو سینا وفارابی سے حضرت عیسیٰ حضرت محمدؐ مہاتما بدھ اور بھگوان کرشن تک مارکس فرائڈ ڈارون سے لے کر کوپرنیکس نیوٹن ایڈیسن اور آئن اسٹائن تک نہ جانے کتنے نام مہر وانجم کی طرح اپنی تابانی سے نظر کو خیرہ کرتے ہیں ان دیو پیکر شخصیتوں نے تہذیب وتمدن پر لازوال نقوش مرتب کیے۔ ان پر شکوہ ہستیوں نے ساز ہستی کو نئے آہنگ سے آراستہ کیا روشناس کیا اور تہذیبی ارتقا میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ ان فرزندان انسانیت نے نوع انسانی کو بلاشبہ اوج ثریا تک پہنچایا۔ ان عظیم الشان افراد کے نام سن کر آپ کا سر بھی ان کی عظمت کے سامنے خم ہو جاتا ہوگا مگر آپ لوگوں میں سے بہت کم لوگوں نے ان کی عظمت کا راز جاننے کی کوشش کی ہوگی۔ دراصل ان کی عظمت کا سر نہاں ان کی قوت فکر ومشاہدہ ہے۔ یہ لوگ واقعات زمانہ اور آثار کائنات کو کھلی آنکھوں سے دیکھتے تھے ان پر تدبر کرتے تھے اور اسی غور وفکر کے نتیجے میں انھوں نے اپنے وہ نظریات وحقائق پیش کیے جن کی وجہ سے آج بھی بے اختیار عقیدت کے پھول لبوں پر مچلنے لگتے ہیں۔ اپنے کارناموں کی وجہ سے انھوں نے وہ شہرت دوام حاصل کی جس کو کبھی فنا نہیں۔ انسان جب مناظر فطرت اور واقعات عالم کا چشم بین سے مشاہدہ کرتا ہے تو اس کے دل میں حقیقت تک پہنچنے کی جستجو پیدا ہوتی ہے۔ ذہن کے گوشوں میں جب یہ تمنا مچلتی ہے تو انسان غور وفکر کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کر ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ انسان جب تلاش وجستجو کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے تو فطرت مشفق استاد کی طرح اسے ہر عقیدے کا حل بتانے لگتی ہے۔ ناخن تدبیر سے گرہیں کھلتی ہیں اور اسرار پوشیدہ کے پردے چاک ہوتے جاتے ہیں بالآخر گوہر مقصود مل کر رہتا ہے۔ قرآن حکیم عقل وفہم سے کام نہ لینے والوں کو حیوان اقرار دیتا ہے۔ محض حیوان۔ فی الواقعہ اگر قوت فکر ونظر کو صیقل نہ کرے اور اپنے حواس کو محض جانوروں کی طرح استعمال کرے تو نہ ترقی کے مرحلے طے ہو سکتے ہیں اور نہ اپنی حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ غور وفکر سے ذہن مضمحل یا پژمردہ نہیں ہوتا بلکہ اسے نئی جلا ملتی ہے اور کمال تک پہنچنے کے بعد حیرت انگیز مظاہر سامنے آتے ہیں۔ نہ جانے کتنے لوگوں نے سیب کے پھل کو درخت سے گرتے دیکھا ہوگا اور اسے ایک سرسری واقعہ سمجھ کر نظر انداز کر دیا ہوگا مگر نیوٹن نے اس کا سبب جاننے کی کوشش کی جسے دنیا آج قانون ثقل کے نام سے جانتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس واقعے نے اس کے اندر فطرت کے اسرار کو آشکار کرنے کی لگن پیدا کر دی۔ بعد میں اس نے اپنی تحقیق کا جو نتیجہ دنیا کے سامنے پیش کیا اس کی وجہ سے انقلاب عظیم برپا ہوا۔ لازوال شہرت کی تمنا آپ کے دل میں بھی مچلتی ہوگی۔ اس کے حصول کا آسان نسخہ یہ ہے کہ قدرت کی عطا کردہ اس انمول صلاحیت یعنی قوت فکر ونظر سے کام لیجیے۔ آپ کے گرد وپیش میں نہ جانے کتنے واقعات رونما ہوتے ہوں گے جنھیں آپ نظر انداز کر دیتے ہوں گے یہ چیز آپ کی شخصیت کے لیے سم قاتل ہے۔ دل کی آنکھیں کھلی رکھیے اور دنیا کو حقائق سے روشناس کیجیے۔ کوشش کیجیے کہ دنیا کی تعمیر وترقی میں آپ کے افکار ونظریات کا بھی حصہ ہو اور جب نسل انسانی آپ سے فیضیاب ہوگی تو یقیناً آپ کا نام بھی تاریخ کے اوراق میں سدا درخشاں رہے گا۔

(اردو سروس سے)

محی الدین روزنامہ "قومی آواز"
بہادر شاہ ظفر مارگ نئی دہلی

افسانہ

وہ نامراد بات

شینؔ مظفر پوری

ایک ڈری اور سہمی ہوئی آواز تاریک کمرے کے سکوت سے ابھری۔

"آپ تو میری ہر بات کا برا مان جاتے ہیں۔ مگر فریاد تو کرنی ہی پڑتی ہے۔"

انوری کی آواز بڑی گھائل تھی۔ مگر رشید پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ بیزاری سے بولا "تم بس بکواس کیا کرتی ہو۔ کوئی قیامت نہیں ٹوٹی ہے۔ چپ رہو مجھے سونے دو۔"

"لیکن آج تک میں سمجھ نہ پائی کہ میرا قصور کیا ہے۔ تم ایسے بے حس اور بے رحم کیسے ہوگئے!"

"اُف، تم نے پھر بحث شروع کردی۔"

انوری نے چپ سادھ لی۔ دونوں کی شادی رومان اور محبت کی شادی تھی۔ خوشگوار زندگی کی اس سے بڑی ضمانت بھلا اور کیا ہوسکتی تھی۔ مگر رشید کے اندر ایک کشمکش تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ انوری کے ساتھ انصاف نہیں کرپاتا۔ وہ انوری کے درد کو پہچانتا تھا۔ مگر اس کا اپنا بھی ایک درد تھا۔ اب وہ کچھ چڑچڑا سا ہوگیا تھا۔

جاڑے کی آدھی رات جاچکی تھی۔

انوری نے پھر بڑے کرب سے یوں کہا جیسے وہ کمرے کی چھت سے کہہ رہی ہو۔ "اگر آج بھی میری فریاد نہ سنی گئی تو یہ زبان ہمیشہ کے لیے گونگی ہوجائے گی۔"

رشید نے اس بار برا نہ مانا تو انوری کو کچھ ہمت ہوئی۔ ویسے ہی خود کلامی کے دھیمے دھیمے بجھے بجھے لہجے میں کہنے لگی۔ "ابھی کچھ ہی دن تو گذرے ہیں کہ میری ذرا سی اداسی پر آپ کے لیے پوری کائنات اداس ہوجایا کرتی تھی۔ میرے مسکرانے سے ...."

رشید چڑ اٹھا "شاعری اور افسانے کی زبان میں بات نہ کرو۔ میری زندگی آج اسی شاعری اور افسانے والی زبان کی ماری ہوئی ہے۔ روزمرہ کی زبان میں بات کرو۔"

انوری اپنے بستر سے اسی پرسکون اور نرم آواز میں بولی "محبت کرکے پچھتایا نہیں کرتے۔"

"محبت کرکے نہیں، شادی کرکے پچھتایا کرتے ہیں۔" رشید کے لہجے میں طنز تھا۔

"میں آپ سے محبت ہی مانگتی ہوں جس نے ہمیں رسوا کیا تھا۔"

"تو کیا تم سمجھتی ہو کہ یہ دونوں بچے نفرت کی پیداوار ہیں؟ انوری، عاشق صرف عاشق ہوتا ہے مگر شوہر صرف شوہر نہیں ہوتا۔ وہ کسی کا باپ، کسی کا بیٹا، کسی کا بھائی بھی ہوتا ہے۔ بیوی ساری زندگی محبوبہ نہیں ہوتی۔ پھر بھی تم کو شکایت کیا ہے؟ اپنے شاعرانہ شکوؤں کے علاوہ بھی تمہیں کچھ کہنا ہے؟ انوری میں نے زندگی کے ایک سودے میں دل کے ہاتھوں بہت بڑا دھوکا کھایا ہے۔ اپنی باتوں سے مجھے اور دکھی نہ بنایا کرو۔"

انوری کا جی بھر آیا۔ اس کی آواز میں کرب پیدا ہوگیا۔ بولی "مگر آپ اپنے دکھ مجھے بانٹنے کہاں دیتے ہیں آپ تو مجھے ہی اپنا سب سے بڑا دکھ سمجھے بیٹھے ہیں۔"

رشید ذرا سُلگ اُٹھا "کیا یہی تمہاری فریاد ہے۔ خدا کے لیے انوری تم ناول اور افسانے نہ پڑھا کرو۔ میں مرجاؤں گا تمہاری باتیں سن سن کر، کیا میں وہ سب کچھ تمہارے لیے نہیں کرتا جو ایک شوہر کو اپنی بیوی کیلئے کرنا چاہیئے! مگر میں ماں باپ بہن بھائی سب کو کیسے چھوڑ دوں!"

"آپ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ دھوکہ کھایا ہے۔"

اس بار رشید نے ذرا تند لہجے میں کہا "ہاں میری ساری امنگوں پر پانی پھر گیا۔ میرے والدین کی ساری آرزوئیں مٹی میں مل گئیں۔ میں کتنا اچھا اسٹوڈنٹ تھا میرا کتنا شاندار کیریر ہوتا۔ مگر کسی طرح بی اے کرکے ایک پھٹیچر اسکول کا ٹیچر ہوکر رہ گیا۔"

"مگر اس میں میرا کیا قصور ہے" انوری نے عاجزی سے کہا۔

"تمہارا قصور نہ بھی ہو مگر تمہارے والدین کا تو ہے میں نے تم سے محبت کی اور تمہارے والدین نے تمہیں میرے پلّے باندھ دیا۔ جیسے بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ تمہارے باپ اتنے امیر کبیر آدمی تھے۔ وہ چاہتے تو کیا نہ کرسکتے تھے۔ مگر ایک پھوٹی کوڑی بھی ان کی جیب سے نہ نکلی اٹھائی گیروں کی طرح بس نکاح پڑھا دیا۔ انھوں نے مجھ سے انتقام لیا۔ اگر وہ تمہاری شادی اپنی پسند سے بھی کرتے تو مجھ سے اچھا لڑکا کہاں ملا ہوتا۔

اب انوری کی آواز اور ابھری "باپ نے صرف ایک بار انتقام لیا۔ آپ کے والدین ساری زندگی انتقام لیتے رہنے کی قسم کھائے بیٹھے ہیں۔ اگر بات محبت تک ہی رہی ہوتی تو کچھ نہ بگڑتا۔ مگر وہ جو ایک نامراد بات ہوگئی۔ آپ میرے باپ کی نظر میں عزت و ناموس کے ڈاکو بن کر رہ گئے۔ انھیں مجھ سے بھی نفرت ہوگئی۔"

"مگر انوری قصور تمہارا ہی تھا۔ تم میری بات مان لیتیں تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ مگر جو ہونا تھا اپنی ماں پر بھی ظاہر کردیا۔"

"میں آپ کی وہ بات کیسے مان لیتی۔ میری کوکھ میں محبت کا پھول کھلا تھا۔ زہر کا پودا نہیں تھا۔"

ذرا دیر کی خاموشی کے بعد پھر انوری بھیگی پلکوں کے ساتھ کہنے لگی "مگر جو ہونا تھا وہ تو کب کا ہوچکا۔ اب میرا باپ مہربان ہو نہیں سکتا اور آپ سے میرا رشتہ ٹوٹ نہیں سکتا۔ پھر میرا جینا دوبھر کیوں ہو۔"

"لیکن میں ماں کو کیا کروں۔ اس کے ارمانوں کا خون ہوا ہے تو وہ واویلا ضرور کرے گی۔"

"ماں کے ارمانوں پر پانی پھیرنے کا قصور آپ سے ہوا ہے۔ میں نے ہی کون سا اپنے ماں باپ کا نام روشن کیا ہے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ میں نے آپ کو محبت دی۔ محبت کی دو نشانیاں دیں۔ لیکن یہاں مجھے جس خوفناک نفرت کا سامنا ہے وہ مجھے پاگل بنا دے گی۔ میں اپنے دامن میں پھول لے کر آئی تھی کانٹے سمیٹ کر چلی جاؤں گی ــــ"

"میں شاعری اور افسانے کی زبان نہیں جانتا۔ بس سیدھا جواب یہ ہے کہ تم اپنی خوشی کے لیے جو چاہو کرسکتی ہو میں بھی کسی طرح جی لوں گا۔"

"غلط نہ سمجھئے، جو دروازہ مجھ پر ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا اس پر کیا دستک دینا۔ بس ایک دروازہ ہے جو سدا کھلا ہوا ہے۔ جو کبھی کسی پر بند نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ دروازہ صرف جانے کا ہے۔"

انوری سسک پڑی۔ وہ بڑی لطیف اور نازک ہستی تھی۔ رشید کو بھی اس کا احساس تھا۔ ذرا نرمی سے بولا "تم کتنی بزدل ہے۔ لوگ جینے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ اور تم مرنے کا بہانہ تلاش کررہی ہو۔"

"ہاں اس لہولہان زندگی سے موت اور کیا خراب ہوگی ــــ"

"انوری تم تنہا نہیں ہو۔ دو بچے بھی ہیں اور ــــ اور میں بھی ہوں۔"

اس بات پر انوری کا جی ایسا بھر آیا کہ ہچکی نکل گئی۔ اور پھر صبح تک کی خاموشی چھاگئی۔

دوسرے ہی دن رشید کی بہن نے سسرال سے دل ہلا دینے والا ایک خط بھیجا۔ کافی جہیز نہ لے جانے کے جرم میں اس پر ستم توڑے جا رہے تھے۔ طعنہ دیا جا رہا تھا کہ ان لوگوں کے گھر کا تو چلن ہی ایسا ہے کہ کہیں سے ننگی بُچی اٹھالاتے ہیں اور کہیں ننگی بچی پھینک آتے ہیں۔ اس خط پر رشید کی ماں نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ بیٹی کی بدنصیبی کے لیے بھی انوری ہی کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ اگر وہ لاؤ لشکر کے ساتھ آئی ہوتی تو اس کا بہت کچھ سامان بیٹی کو ملا ہوتا۔ کیونکہ بڑی بہو گھر میں چھوٹی بیٹی کی تقدیر بن کر آیا کرتی ہے۔ اس الزام نے انوری پر جہنم کا ایک اور دروازہ کھول دیا۔ سارا دن ساس اس پر دوزخ کی آگ برساتی رہی۔ اور انوری نے طے کرلیا کہ محبت میں جینے سے محبت میں مرنا بہتر ہے۔

شام کو رشید گھر آیا تو انوری کا چہرہ ہسٹریا زدہ سا نظر آیا۔ اس کے کریدنے پر انوری کہنے لگی "آج گھر میں جو کچھ ہوا اس کو دہرانے سے شاید زبان کٹ کے گر جائے یہ روح کا کینسر اب مجھے زندہ نہ چھوڑے گا" انوری رو پڑی "میرے بچوں کا کیا ہوگا؟ — آپ کا کیا ہوگا!"

رشید کو گھر کی آیا نے باہر ہی بتا دیا تھا کہ کس طرح اس کی ماں نے انوری کا پیرہن تار تار کیا تھا۔ آج پہلی بار رشید کی آنکھوں کے سوتے بھی ہرے ہوگئے۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اسی دم کہیں باہر چلا گیا۔ اور اس کے بعد کئی دن تک وہ چُپ چاپ زیادہ تر باہر ہی رہا۔

ایک ہفتہ بعد جب رشید انوری کو لے کر کسی دوسرے مکان میں منتقل ہونے کے لیے سامان درست کر رہا تھا تو ماں اپنے چہرے پر ایک سوال لیے ہوئے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ رشید نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا "اماں، میں یہاں رہ کر آپ سے محبت نہیں کر سکتا۔ اور آپ سے محبت کیے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا۔"

فیصلہ اٹل تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

شین مظفر پوری
بہار اردو اکادمی
۱۰۶ اے راجندر نگر، پٹنہ ۱۶

قلمکار حضرات
اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال کریں
"آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشر ہونے کے بعد ملک کے ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

افسانہ

تپ

ذکیہ مشہدی

لکھنؤ اسٹیشن کی پُرشکوہ برجیوں والی عمارت کے اندر داخل ہوتے ہی ایک بہت ہی نمایاں بورڈ پر ان کی نظر پڑی — "مسکرائیے کہ آپ لکھنؤ میں ہیں"۔ بوجھل دل اور ڈھکے چھپے آنسوؤں سے بوجھل آنکھوں کے باوجود وہ یکلخت مسکرا پڑے۔ یہ بورڈ اہل لکھنؤ کی ستم ظریفی کا انوکھا مظہر تھا۔ ایسا بے ساختہ کہ ایک وقت کو ماتم پرسی کے لیے آیا ہوا انسان مسکرا پڑے۔ مگر تب تو یہ یہاں نہیں تھا۔ نہ جانے کب آیا۔ وہ یہاں پورے پینتیس برس بعد آرہے تھے۔ سب کچھ کتنا بدل گیا تھا حتیٰ کہ برسہا برس سے ایستادہ ان جانی پہچانی برجیوں تک میں اجنبیت کی بُو سما گئی تھی۔ وہ کہیں غلطی سے کسی دوسری جگہ تو نہیں اتر گئے تھے۔ مگر یہ بورڈ اور پھر ان کا اپنا بوجھل پتھر دل جو اسٹیشن قریب ہوتے ہی یوں دھڑکنے لگا تھا جیسے وقت پیچھے کی طرف لوٹ گیا ہو اور وہ ایک سنجیدہ بلکہ قنوطی مزاج بوڑھے کے سینے میں نہ ہو کر ایک ایسے نوجوان کے سینے میں دھڑک رہا ہو جو عرصہ دراز کے بعد اپنی محبوبہ سے ملنے آرہا ہو۔

اسٹیشن کینٹین میں بے پناہ بھیڑ تھی۔ اپنا واحد سامان، ایک ایربیگ انھوں نے کندھے سے لٹکا رکھا تھا ساری میزیں بھری ہوئی تھیں۔ وہ کچھ دیر دروازے کے پاس کھڑے رہے۔ لوگوں کے بے پناہ ہجوم میں تنہا۔ انھیں محسوس ہوا وہ ابھی کہیں سے آجائے گی۔ ان سارے انجان چہروں کے اوپر سے اس کا جانا پہچانا چہرہ تیر آئے گا اور اس کی خوشبو پھلوں اور کینٹین سے آتی کھانوں کی خوشبو اور انسانی پسینے کی ملی جلی مہک پر حاوی ہو جائے گی۔

"اب آجائیے جناب"، گھنی مونچھوں کے بیچ مسکراتے ہوئے سانولے رنگ کے لمبے تڑنگے بیرے نے کچھ جانے والوں کے لیے دروازہ کھولا اور اندر بلایا۔ بڑا ہی گھریلو اور ان فارمل، سا ماحول تھا بالکل جیسے 'تب' تھا۔ ورنہ پوش فائیو اسٹار ہوٹلوں میں ٹھہرنے اور کھانا کھانے کے باوجود وہ اس ماحول کو کبھی نہیں بھول سکے تھے۔ اسی لیے ۳۵ سال کی گرد جھاڑ کر وہ ایک انگڑائی کے ساتھ یوں اٹھ کھڑا ہوا تھا جیسے یہ طویل نیند اس کو آئی ہی نہیں تھی۔ سب کچھ نیا تھا پھر بھی آشنا اور مانوس۔ پیارا اور جان لیوا۔

کیا لاؤں جناب؟

دو آملیٹ — انھوں نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا اور سنبھل گئے۔ وہ جو سبز آنچل کہیں نظروں تلے لہرایا تھا وہ ان کا واہمہ تھا۔

ایک — ایک پوچ اور چائے۔

ان کے ساتھ یہاں بیٹھ کر بڑے شوق سے آملیٹ کھانے والی پتلی دبلی گندمی رنگت اور بوٹے سے قد والی لڑکی تھی۔ شاید عام اور سادہ سی، لیکن ہنستی تھی تو دل کی شاہراہ پر جگنو بکھرتے چلے جاتے تھے اور تب اس طرح کی سوجھیں اس طرح کی تشبیہیں بہت اچھی لگتی تھیں اور واقعی ایسا لگتا تھا جیسے سارے سائنسداں جھوٹے ہیں اور دل سچ مچ کوئی گذرگاہ ہے جہاں کسی کے قدموں کے نشان جم کر رہ گئے ہیں اور جو اس کی ہنسی کے جگنوؤں سے منور ہو جاتی ہے۔ اور شاید یہ سب اس لیے تھا کہ تب وہ واقعی ۲۵، ۲۴ سال کے تھے اور یہ عمر ایسے ہی واہموں میں یقین دلایا کرتی ہے۔ انھیں میں ایک واہمہ یہ بھی تھا کہ وہ اس ستارے بکھیرنے والی لڑکی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے حالانکہ وہ اس کے بغیر ۳۰ سے زیادہ برس زندہ رہے تھے اور اب بھی زندہ تھے۔ کہیں ایک چھوٹی سی کرچ ضرور ٹوٹی تھی وہ حصہ اب بھی دکھتا تھا — اور — اور شاید یہ عمر کا تقاضہ تھا یا گومتی کو چھو کر آئی ہوئی پُروائی کا کہ اس ٹوٹی ہوئی جگہ میں کچھ زیادہ ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔

انھوں نے اٹھ کر ایر بیگ کندھے سے لٹکا لیا اور بل ادا کر کے باہر آگئے۔ انسانوں کا اتھاہ سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہاں شاید کچھ ایسے لوگ بھی ہوں جو تب بچے

تھے اور کچھ ایسے بھی ہوں گے جو ان کی طرح جوان تھے۔ شاید ایک دوسرے پر ان کی نظر بھی پڑی ہوگی۔ بے اختیار ان کا جی چاہا وہ پاس سے گذرتے ایک خوش پوش نوجوان کے شانے پکڑ کر پوچھیں کیوں میاں ابو کی انگلی پکڑ کر کھلونے لانے کو جاتے وقت تم نے مجھے دیکھا تھا؟ اور اُسے — اُسے — وہ جو ایک لڑکی تھی بات بن بات ہنستی، کبھی سبز کبھی سرخ کبھی زرد اور کبھی ست رنگی دھنک کے رنگوں والا آنچل لہراتی — وہ جو میرے ساتھ چلا کرتی تھی — اور اس لمحہ انھوں نے بڑے کرب کے ساتھ سوچا کہ انسان کا ایک حصہ عمر کے ساتھ کبھی بڑا نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ بچہ بنا رہتا ہے۔ جب ہی تو ۶۵ برس کی عمر میں وہ ایسی دیوانی سی حرکتیں کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ کیا پتہ یہ نوجوان کون ہے یہاں کا باسی ہے بھی یا انہیں کی طرح کہیں باہر سے آیا ہے

"کہاں چلیے گا صاحب؟" اسٹیشن کی بلڈنگ سے باہر آتے ہی کئی رکشہ والوں نے انھیں گھیر لیا تھا۔

کسی روبوٹ کی طرح وہ ایک رکشے میں بیٹھ گئے۔

ریزیڈنسی!

ریزیڈنسی سے آگے جائیے گا یا پہلے ہی کہیں اتریے گا —؟

ارے میاں ریزیڈنسی ہی جاؤں گا۔ آگے پیچھے کیا مطلب — رکشے والے نے ذرا حیرت سے انھیں دیکھا۔ پھر رکشا چلانے لگا۔

گاڑی سے اتر کر اسٹیشن سے باہر آکر انسان کسی گھر میں جاتا ہے یا ہوٹل میں یہ ریزیڈنسی چہ معنی دارد، یہ بات دیر سے ان کے ذہن میں آئی۔ مگر انھیں تو وہیں جانا تھا۔ گھر لکھنؤ میں نہ ان کا اپنا تھا نہ کسی عزیز کا۔ رہا ہوٹل تو رات کی گاڑی سے واپس دلّی چلا جانا تھا جہاں حال میں ان کے بڑے بیٹے کی پوسٹنگ ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ اور بھی وہ اسی طرح آئے تھے۔ صبح آئے اور شام واپس۔ مگر تب اس نے کیسا ہنگامہ کیا تھا۔ ارد گرد دیکھ کر آنسو پونچھے تھے اور گلابی آنکھوں کی کاٹ دینے والی نظروں سے ان کی طرف دیکھا تھا۔ دل کی راہگذر پر روشنی دینے والے سارے ستارے ایک ایک کر کے بجھتے چلے گئے تھے اور ان کا جی چاہا تھا وہ اسے بازوؤں میں سمیٹ کر ان گلابی آنکھوں پر ہونٹ رکھ دیں لیکن تب محبت کرنے والوں پر دنیا اتنی مہربان نہیں تھی جتنی آج ہے۔ اقدار کے حلقے بہت تنگ تھے اور سماج بڑا ہی سخت گیر محتسب تھا۔ انھوں نے بڑی ہمت کی تھی محبت کی تھی اور اس طرح بوٹینیکل گارڈن، ریزیڈنسی اور رومی دروازے کے کھنڈروں میں چھپ چھپ کر ملے تھے۔ تب یہ اتنا بھی کہیں کسی کے مقدر میں تھا۔

بیلی گارد صاحب — رکشا رک رہا تھا۔ ان کی سانس بھی رکنے لگی۔ اتنی ہریالی۔ اتنے پھول، اتنے سرسبز و شاداب درخت، اتنا سناٹا، اتنی اداسی، اتنی ویرانی، سب کچھ اتنا کچھ کہ اعصاب اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیں۔ نیم خوابی کی حالت میں انھوں نے رکشے والے کو پیسے دیے اور آگے بڑھ گئے۔ سارے پودے دوسرے تھے۔ پھول دوسرے تھے۔ گھاس دوسری تھی۔ لیکن اس گھاس پر چھوٹے چھوٹے قدموں کے نشان ابھرے ہوئے معلوم ہو رہے تھے جو آج سے ۴۵ برس قبل یہاں سے گذرے تھے۔ انھوں نے وہ جگہ تلاش کرنے کی کوشش کی جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے۔ کسی نامعلوم بزرگ کے مزار سے کوئی پچاس گز آگے چل کر وہ گوشہ تھا۔ خار دار جھاڑیوں سے بھرا، خود رو پھولوں سے روشن اور معطر۔

مزار نظر آنے لگا تھا، چھوٹا سا۔ سادہ سا۔ اس کے گرد کوئی دیوار نہیں تھی نہ جالی نہ برجیاں۔ بس ایک طاق جس میں ہمیشہ ایک دیا جلتا رہتا تھا۔ انھوں نے حیرت سے دیکھا۔ دیا روشن تھا اور پھول بھی موجود تھے سچی محبت اور عقیدت نے زمان و مکان کو شکست دی ہے اسے نہ فنا ہے اور نہ زوال اور شاید اسے اپنانے کی ہمت نہ ہونے کے باوجود ان کی محبت سچی ہی تھی ورنہ آج اتنے برسوں بعد وہ اپنا تھکا ہارا ٹوٹا پھوٹا جسم لے کر میلوں دور یہاں نہ آتے۔ نہ جانے وہ کون سی آرزو تھی جواب تک زندہ تھی۔ ایک بار پھر یہاں آنے کی۔ اس جگہ بیٹھنے کی جہاں وہ اکھٹے گئے تھے۔ لامتناہی خلاؤں میں ہاتھ ڈال کر اسے باہر نکال لانے کی۔ اور پچھلے سال جب انھیں دل کا دوسرا دورہ پڑا تھا۔ یہ پاگل خواہش اور بڑھ گئی تھی۔ نہ جانے زندگی کے کتنے دن باقی رہ گئے ہیں۔ کب شمع گل ہو جائے اس لیے وہ گھر کے سارے لوگوں کے منع کرنے کے باوجود تنہا اس طویل سفر پر نکل کھڑے ہوئے تھے۔ یہ حج اکبر اس کا قرض تھا۔ وہ نہ جانے کہاں تھی کس حال میں تھی۔ زندہ بھی تھی یا نہیں لیکن اندھیروں میں بھٹکنے کے باوجود وہ اس کے مقروض تھے اور یہ قرض ان تمام جگہوں پر جا کر ہی اُتر سکتا تھا جہاں جہاں اس کے سایے منجمد ہو گئے تھے۔

وہ ایک چھتنار برگد کے نیچے آکر ٹھہر گئے اور نیلے آسمان کی طرف نگاہ ڈالی۔ ان ہواؤں اس ہریالی، اس آسمان کی نیلاہٹ، ان فضاؤں کو زوال کیوں نہیں ہے بڑے رشک سے انھوں نے سوچا۔ یہ سب تب بھی بالکل ویسے ہی تھے۔ صرف وہ نہیں ہے اور وہ کہاں ہے کیسی ہے یہ جاننے کا نہ کوئی وسیلہ ہے اور نہ ضرورت۔ کسی عزیز ہستی کو دفن کر آنے کے بعد کوئی یہ دیکھنے کب جاتا ہے کہ قبر کے اندر اس کا جسم کس حال میں ہے۔ ان کی شادی کے دوسرے برس جب ان کے یہاں پہلا بیٹا پیدا ہوا تھا اس دن انھوں نے اس کے سارے خطوط، اس کی ساری تصویریں، اس کا دیا ہوا رومال، اس کا ہیرپن، اس کا گلابی ربن، سب چیزیں ضائع کر دی تھیں مبادا اس کی خوشبو، انھیں بہکا دے اور وہ بیوی بچے کو چھوڑ کر کسی گوتم کی طرح عرفان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں۔

بڑی محبت سے انھوں نے برگد کی جٹاؤں پر انگلیاں پھیریں اور بوڑھے تنے سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں اس سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی اور پھر بار بار ہوتی تھی۔ اس تنے پر اس کی انگلیوں کا لمس انھیں صاف صاف محسوس ہوا۔ ابھی بہت سی جگہیں باقی ہیں جہاں جانا ہے۔ پھر وہ واپس ہو جائیں گے اور اطمینان سے موت کا انتظار کریں گے۔ پھر اس اندھیرے سے انھیں ڈر نہیں لگے گا جو ہر ذی روح کا مقدر ہے۔ موت ان کے دروازے پر دستک دے گی اور انھیں مٹھی میں لیتی آگے بڑھ جائے گی۔ کوئی بات نہیں وہ اس سے مل چکے ہیں۔ (پٹنہ سے نشر)

غزل

آزاد گلاٹی

ذہن میں محفوظ گذری ساعتیں رہ جائیں گی
تجھ سے جو منسوب ہیں وہ الجھنیں رہ جائیں گی

تھا اڑانوں کا جنوں سر میں تو یہ سوچا نہ تھا
ہو کے پیدا ان پروں میں لرزشیں رہ جائیں گی

ذہنِ انساں کی حدیں گر اس طرح گھٹتی رہیں
تو زمیں پر سرحدیں ہی سرحدیں رہ جائیں گی

زخم بن کر ساتھ ہوں گی روح کی بدنامیاں
جسم کی صحبت میں ساری شہرتیں رہ جائیں گی

آنے والے زلزلوں میں یہ بھی ہوگا معجزہ
ساری دیواریں گریں گی اور چھتیں رہ جائیں گی

ایسے لمحوں کے تجسس میں سبھی مصروف ہیں
جنمیں رہ کے پاس تھوڑی فرصتیں رہ جائیں گی

ایک دریا سے کہاں بجھ پائے گی صحرا کی پیاس
عمر کٹ جائے گی لیکن خواہش رہ جائے گی

(جالندھر سے نشر)

افسانہ

احتجاج

شوکت حیات

شہر کی ساری راتیں مل کر ایک نہ ختم ہونے والی رات بن گئیں۔ چاروں طرف سناٹا پھیل گیا۔

تھوڑی تھوڑی دیر پر ملٹری اور پولیس کے بوٹ کی آواز ابھرتی اور پھر خاموشی چھا جاتی۔ چمکتے ہوئے منظر نے تاریکی میں پناہ لے لی۔ بکریاں چیختی تھیں اور شیر پورے انہماک سے زخرا دابے ہوئے خون چوستے تھے اور مچان کے اوپر مناسب زاویے کی منتظر مصور انگلیاں کینوس کے سامنے ٹریگر پر سانس روکے تعینات تھیں۔ بکریوں کی نیم مردہ چیخیں سناٹوں کا حصہ بنی ہوئی تھیں۔

آخر وہی ہوا ......

بتیس سالہ جوان طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر بھری جوانی میں سکڑ ماس کا سارض جھیل رہا تھا۔ اور جیسے جیسے وہ غائب ہوتا جا رہا تھا، کچھ لوگوں کو آرام کی گہری نیندیں آنے لگی تھیں۔

ایک طرف کچھ لوگ ـــــ زبردست ـــــ
ایک طرف باقی ماندہ بیشتر لوگ ـــــ
زبردست ـــــ

اور ایک طرف وہ مصور جو زیر دستوں میں تھے۔
کچھ لوگوں کے مقابلے میں باقی ماندہ بیشتر لوگ نحیف و ناتواں تھے۔

مصوروں سے کہا گیا کہ وہ سچ بولتے ہوئے مخصوص رنگوں کی پیش کش سے باز آجائیں۔ لیکن ٹوٹتے ہوئے جسموں میں گرم خون کا رنگ اتنا گہرا تھا کہ انھیں اپنے اظہار کے لیے کسی رنگ کے سلسلے میں کسی سے کوئی خوف نہیں تھا۔

پھر "کچھ لوگوں" کی طرف سے پروانہ آیا کہ وہ رنگوں پر اتنا بھروسہ نہیں کریں۔ رنگوں کی کفالت ان کے بس کا روگ نہیں۔ لیکن "باقی ماندہ بیشتر لوگوں" کو وہ مخصوص رنگ بہت پسند تھا کہ ان کی آدھی ادھوری پھٹتی ہوئی زندگی ان رنگوں میں پورے جاہ و جلال کے ساتھ انگڑائیاں لیتی تھی۔

لوگوں کی پرورش کی ذمہ داری اکتیس سالہ سکڑ ماس جھیلتے ہوئے جوان پر تھی جو خود ہچکیاں لیتا ہوا اپنی سانسیں گن رہا تھا۔ اور جب ان "باقی ماندہ بیشتر لوگوں" کے رہنے کے لیے کھنڈرات بھی میدانوں میں تبدیل ہو چکے تھے، لباس تار تار ہو کر جسم کو ڈھانپنے سے معذور تھے اور ان کے کھانے پینے کے لیے کہیں کچھ نہیں تھا تو وہ "کچھ لوگ" چادر اوڑھ کر مرغن غذائیں اڑا رہے تھے اور لمبی لمبی ڈکاریں لے رہے تھے اور بیچ بیچ میں چادر سے منہ نکال کر فکرمند نگاہوں سے "باقی ماندہ بیشتر لوگوں" کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ملٹری کے بوٹ کی آوازوں کے کانوں میں پڑنے کے بعد وہ اطمینان سے چادر تان کر ڈکاریں لیتے ہوئے سو گئے۔

جن مصوروں کی انگلیوں میں چاقو کے تیز دھار کی طرح چمکتا ہوا برش تھا ان کے کینوس پر بکھرے ہوئے عجیب و غریب رنگ "کچھ لوگوں" کو کھول کر ننگا کر رہے تھے اور بیچ چوراہے پر ان کے جسموں پر کوڑے برسا رہے تھے۔ آخرکار ان سے یہ وضاحت طلب کرلی گئی کہ رنگوں کے استعمال کا حق انھیں کہاں سے پہنچتا ہے اور اگر اسے وہ اپنے مرحوم بزرگوں کا ترکہ سمجھتے ہیں تو یوں کھلے عام سب کے سامنے ان رنگوں کے پیش کرنے کی جرأت انھیں کیوں کر ہوئی جبکہ وہ (کچھ لوگ ـــــ) انھیں چھپانا چاہتے ہیں۔

انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا تو فرمان آیا کہ مصوری کے لیے رنگوں کا استعمال ناگزیر ہو تو صرف گونگے رنگوں کا استعمال کریں۔ بولتے ہوئے رنگوں کا استعمال کرتے ہوئے انھیں اپنی جانوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا جس طرح گردن اٹھانے پر ان کے پرکھوں کے سر قلم کر دیے گئے تھے۔

لیکن وہ اندر سے اتنا کھول رہے تھے، چیخ رہے تھے، رنگوں میں اتنی کھلبلی مچی ہوئی تھی کہ تمام گونگے رنگ بھی نقوش میں تبدیل ہوتے ہوئے بولنے، رونے اور پھر چیخنے لگے ـــــ لگتا تھا لگاتار دھماکے ہو رہے ہوں اور سب کچھ جلنے لگا ہو۔

اور پھر سفید کے علاوہ تمام رنگوں کا استعمال ممنوع قرار دے دیا گیا۔ ان کے برش کسمساتے تھے۔ انگلیاں بار بار یوں پھیلتی تھیں جیسے ان کی پوروں میں سمندر سما گیا ہو ـــــ ابلنے کے لیے بے قرار سمندر۔

رنگوں پر پابندی کے بعد انھوں نے اپنی کمزور انگلیوں سے برش کو ایسے ایسے اشارے دیے کہ سفید اپنی تہوں میں سات رنگوں کی مسلح فوج لیے جلوہ گر تھا اور جن کی آنکھیں گہرائی تک جاتی تھیں، انھوں نے دیکھ لیا کہ سفید کی صفوں میں سات رنگوں کی فوجیں "کچھ لوگوں" کی طرف نشانہ باندھے کھڑی تھیں۔ "باقی ماندہ بیشتر لوگ" ان صفوں کے پیچھے اپنے ٹوٹے پھوٹے زنگ خوردہ ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے تھے اور پوری توجہ سے مصور کی انگلیوں کے ایک اشارے کے منتظر تھے۔

تبھی ان مصوروں سے برش چھین لیے گئے اور جب انھوں نے اپنی انگلیوں سے برش کا کام لینا شروع کر دیا تو ان کی انگلیاں تراش دی گئیں۔ کینوس پھاڑ دیے گئے اور ان کی گردنیں دبوچ لی گئیں

اور تب ان سے کہا گیا:۔
"اب تم مر چکے ہو۔ تم تھے لیکن اب نہیں ہو۔"
کراہتے ہوئے وہ گھٹی گھٹی آواز میں چیخ رہے تھے۔
"ہم زندہ ہیں ...... ہم وہی ہیں جو تھے ...
... ہم وہی ہوں گے جو ......"
بھیانک سناٹے اور بھی زور سے چیخ رہے تھے۔
"تم تھے ...... تم تھے ...... تم ہو ....
تم ہو ......"
آواز پھیلنے لگی۔ "تم ہو ...... تم ہو ......"
دیکھتے ہی دیکھتے مصور کی کٹی ہوئی انگلیوں نے پوری زمین کو رنگین کینوس میں تبدیل کر دیا۔ (پٹنہ سے نشر)

شوکت حیات
ڈاکٹر مہاویر بھون، مہندرو پٹنہ ۸۰۰۰۰۶

غزل

شمیم قاسمی

تمہارے چہرے پہ لگتا ہے دلربا موسم
ہے زندگی کا مری ایک حادثہ موسم

دریدہ شام، پرندے شکستہ پر، لیکن
بڑھا رہا ہے ہر اک گام حوصلہ موسم

لچک رہی تھی یوں پھولوں کے بوجھ سے ڈالی
ترے بغیر مگر تھا بجھا بجھا موسم

کچھ اور دل کی اداسی کا ہے سبب ورنہ
ہر ایک شاخ شجر پہ ہرا بھرا موسم

پھسل پڑے نہ کہیں ریشمی ڈھلانوں سے
ہے میرے دل کی طرح ایک منچلا موسم

کبھی تو اتنا مخالف کہ سانس لے نہ سکوں
کبھی تو میری غزل میرا ہم نوا موسم

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

معین شاہد

جیسے ہی آفتاب کی پہلی کرن نے نیند کے ماتے میرے پپوٹوں کے دریچوں کو گدگدا کر آہستہ آہستہ کھولا ہی تھا کہ میری بیوی شکیلہ نے یہ منحوس خبر سنائی "اجی سنتے ہیں۔ آپ کے راشد میاں نے خودکشی کرلی ——"

میں ہڑبڑا کر چارپائی سے اٹھ بیٹھا۔ آنکھوں کو اچھی طرح ملا اور دیدے پھاڑ پھاڑ کر اپنے مکان کے کوٹھے کے کھلے ہوئے صحن کے چاروں طرف دیکھنے لگا جہاں میں سویا ہوا تھا۔

"میں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں ——"

لیکن میں خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔ شکیلہ محلہ کی بُوا سے سنی سنائی باتیں دہرا رہی تھی۔ "سنا ہے کہ آج بھور میں اس نے بند کمرے میں اپنی کنپٹی پر بندوق کی لبلبی دبادی۔ اور گولی اس کے سر کے اِس پار سے اُس پار نکل گئی۔ اور وہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ ان کے ابّا انجینیر صاحب اور گھر کے دوسرے رشتہ داروں نے جب بندوق کی گولی کے چلنے کی آواز سنی تو وہ راشد کے کمرے کی طرف دوڑے۔ کمرہ اندر سے بند ہے۔ کمرے باہر راشد کی نئی نویلی دلہن غزالہ دھاڑیں مار مار کر رو رہی ہے اور اپنے ہاتھوں کی چوڑیاں توڑ رہی ہے کہ اسے یقین کامل ہے کہ کمرے خودکشی کرنے والا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس کا دولہا ہی ہوسکتا ہے۔"

پھر شکیلہ سوالیہ نگاہوں سے مجھے گھورتے ہوئے بولی۔ "آخر راشد نے خودکشی کیوں کی۔؟ اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے ——؟" وہ ایک ہی سانس میں اوپر تلے بولتی گئی۔ "اس کے پاس کمی کیا تھی۔ نوکر، چاکر، بنگلہ، موٹر، باپ خود ریٹائرڈ ایکزیکیوٹیو انجینیر، سسر نہایت ہی دولتمند اور جاگیردار، بیوی نہایت ہی خوبصورت گڑیا جیسی —— آخر کمی کون سی تھی کہ اس نے خودکشی کرلی۔ اور زندگی پر موت کو ترجیح دی۔ خود وہ بھی سیول انجینیرنگ پاس تھا۔ عزت، شہرت، دولت، جاہ وحشمت اس کی ڈیوڑھی کی کنیز تھی۔ آخر اس نے خودکشی کیوں کی ——؟"

شکیلہ بار بار یہ سوال کررہی تھی کہ آخر راشد نے خودکشی کیوں کی ——؟ اور میں گم سم چارپائی پر اکڑوں بیٹھا تھا کہ میں اس کا کیا جواب دوں۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ راشد کی خودکشی کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ ہر صبح جب میری آنکھ کھلتی تو مجھے اس بات کا دھڑکا لگا رہتا تھا کہ پڑوس سے کوئی نہ کوئی راشد کی خودکشی کی خبر ضرور لائے گا۔ اور یہ ہنگامۂ صبحگاہی کسی کے نالۂ نیم شبی سے مجروح ہو جائے گا اور حمایت علی کالونی ایک ماتم کدہ بن جائے گی۔

اور واقعی جس بات کا دھڑکا لگا ہوا تھا آخر وہی ہوا ——

شکیلہ نے ذرا ترش روئی سے کہا —— "آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ اتنا کٹھور اور سخت دل کا آدمی میں نے نہیں دیکھا —— آپ کے سب سے پیارے دوست نے آج خودکشی کرلی ہے اور آپ ہیں کہ ذرا اس سے مس بھی نہیں ہورہے ہیں۔ کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی ہے ——" اس نے تقریباً مجھے جھنجھوڑتے ہوئے ہوئے کہا۔ "اجی سنتے ہیں۔ میں کیا کہہ رہی ہوں۔ پڑوس میں انجینیر صاحب کے یہاں جاکر ذرا دریافت تو کریں کہ کیا بات ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بوا کی خبر غلط ہو۔ راشد نے خودکشی نہ کی ہو۔ ابھی تو کمرہ بند ہے۔ صرف بندوق کے چلنے کی آواز پر کالونی میں ایسی افواہ پھیل گئی ہے۔ خدا کرے یہ خبر غلط ہو۔ آہ۔ بے چارہ راشد! بہت ہی اچھا انسان تھا۔"

میں نے بہت ہی غمزدہ لہجے میں اور ملول خاطر ہوکر کہا —— "یہ خبر غلط نہیں ہوسکتی شکیلہ! راشد نے ہی خودکشی کی ہے۔" پھر میں نے چارپائی سے اٹھتے ہوئے کہا —— "راشد! تم بڑے بزدل نکلے۔ بہت ہی بزدل۔ تم سنگینیٔ حالات کا ایک ہلکا سا جھونکا بھی نہیں سہہ سکے اور تم نے خود اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا چراغ بجھا ڈالا۔ یہ تم نے کیا کیا ——؟"

میری باتیں فی الحال شکیلہ کچھ نہ سمجھ سکی۔

میں راشد کی کوٹھی پر گیا۔ اس وقت تک کواڑ توڑ کر کمرہ کھولا جاچکا تھا۔ کالونی کے بہت سارے لوگ جمع تھے ایک بھیڑ لگی ہوئی تھی اور ہر کوئی یہی سوالیہ جملہ دہرا رہا تھا کہ —— "راشد نے خودکشی کیوں کی ——؟"

میں نے کمرہ میں نزدیک جاکر اپنے پیارے دوست راشد کی لاش دیکھی۔ کمرے کے فرش پر خون کی ایک موٹی سی تہہ جم گئی تھی اور وہ فرش پر اوندھے منہ گرا ہوا تھا، پاس میں بندوق پڑی ہوئی تھی۔ جس کے کندے کے پاس راشد کا دایاں ہاتھ پڑا ہوا تھا۔ مجھ سے اس سے زیادہ نہ دیکھا گیا اور میں وہاں زیادہ دیر نہ رک سکا۔ کیوں کہ اس کی بیوی، ماں اور بہن کی دلدوز چیخیں اور بین کی آوازیں میرے کلیجے کو چھید کر رہی تھیں۔ میں وہاں سے نکل آیا ——

راشد میرے کالج کا ساتھی تھا۔ اس کے گھرانے سے میرے گھرانے کے پرانے مراسم تھے۔ جس کالونی میں میرا آبائی مکان تھا، اسی کے پڑوس میں وہ بھی رہتا تھا۔ کالونی میں اس کی سب سے شاندار کوٹھی تھی۔ گرچہ میں ایک غریب اور مفلوک الحال خاندان کا چشم وچراغ تھا۔ لیکن ہماری دوستی کے درمیان کبھی بھی غریبی اور امیری کی دیوار کھڑی نہ ہوسکی۔ اور من وتو کا فرق نہ آیا۔ شروع ہی سے راشد کے گھرانے پر افسر شاہی کی گہری چھاپ تھی۔ اس کے خاندان میں زیادہ تر لوگ سرکاری نوکریوں میں تھے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ اس کے دادا جان کو خان بہادر کا خطاب ملا ہوا تھا۔ اس کے والد پی۔ ڈبلو۔ ڈی کے ایکزیکیوٹیو انجینیر کے عہدے سے حال ہی میں سبکدوش ہوئے تھے۔ لہٰذا سرکاری سطح پر راشد کے گھرانے کو جو عزت اور جو مقام حاصل تھا، وہ میرے گھرانے کو نہ تھا۔

میں ایک غریب اور متوسط طبقہ کا فرد تھا۔ دیہات میں باپ دادا نے کاشتکاری کرکے اپنے کنبہ کا پیٹ پالا اور میری پرورش کی۔ میرے والد نے حمایت علی کالونی میں اس وقت ایک مکان خرید لیا تھا جب میں نے گاؤں کے اسکول سے میٹرک کا امتحان پاس کرکے شہر کے ایک کالج میں نام لکھا لیا تھا۔ اسی کالج میں راشد نے بھی داخلہ لیا تھا۔ راشد نے سائنس لے کر گریجویشن کیا اور بعد میں سول انجینیرنگ میں داخلہ لے لیا۔ میں اپنی مالی پریشانیوں کی وجہ سے زیادہ نہ پڑھ سکا اور مجھے ایک سرکاری آفس میں کلرک کی جگہ مل گئی۔ راشد کی اور میری ہمیشہ قائم رہی۔ وہ صحیح معنوں میں مجھے اپنا ہمراز اور دوست سمجھا کرتا تھا۔ میری شادی کے چار کے بعد راشد کی شادی ایک بہت ہی متمول گھرانے میں ہوئی۔ جب میں دو بچے کا باپ بن گیا تھا۔ اس کی بیوی غزالہ اپنے میکے سے جہیز کا بہت سارا سامان لے کر آئی تھی۔ وہ اپنے ماں باپ کی اکلوتی بچی تھی۔ اس لیے میکے کی ساری جائیداد کی وارث بلاشرکت غیرے غزالہ ہی تھی۔

راشد روزانہ ہی میرے گھر آیا کرتا تھا۔ اور جب وہ آتا تو ہم لوگوں کو ازدواجی زندگی کی مسرتوں سے ہمکنار پاکر میری بیوی سے کہتا —— "بھابی! آپ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہر دم مسکراتے رہتے ہیں ——"

شکیلہ جواباً کہتی —— "راشد! ہمارے پاس اور ہے ہی کیا۔ ہم لوگ تو کوئی نہ کوئی پہلو نکال کر، اپنے غم کو خوشی بنا کر جی لیتے ہیں ——"

میں بیچ میں ٹپک پڑتا ——

"راشد! تم بھی تو خوش قسمت ہو کہ تم کو نہایت ہی حسین بیوی ملی ہے۔ اور تمھیں ہر قسم کی آسائش و آرام کے مواقع فراہم ہیں ـــــــ"

"یہ سب صحیح ہے شاہد! لیکن میں اپنی زندگی میں بڑی کمی پاتا ہوں۔ جو تمھاری زندگی میں نہیں ہے ـــــ"

"وہ کیا ـــــ"

"وہ یہ کہ۔ تمھارے اور بھابی کے تعلقات میں کوئی بناوٹ اور تصنع نہیں ہے۔ کوئی رسمِ تکلف نہیں۔ اور ہماری زندگی میں بڑا تصنع اور بناوٹ ہے ـــــ"

پھر وہ ٹھہر کر بولا ـــــ "ہماری زندگی کے درمیان سے زن و شو کا حجاب ابھی تک نہیں اٹھ سکا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری بیوی مجھ سے اور میں اپنی بیوی سے کچھ چھپا رہا ہوں۔ سچ پوچھو تو اب میں اپنے آپ کو خود سے چھپا بیٹھا ہوں ایک عجیب پردہ پڑا ہوا ہے ـــــ"

میری بیوی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ بولی ـــــ

"بیوی اور شوہر کا پردہ۔ ارے یہ تم کیا کہہ رہے ہو ـــــ"

اپنے منہ پر آنچل ڈالتے ہوئے شکیلہ بولی ـــــ "عورت جب کسی کی بیوی بن جاتی ہے تو وہ گویا اپنے شوہر کے سامنے ایکدم بے نقاب ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس کا کوئی رازِ راز نہیں رہتا۔ وہ اپنے تمام نسوانی جلوؤں کو اپنے شوہر کے سامنے آشکار کرنے میں لذت محسوس کرتی ہے۔ اس کا وجود اس کے شوہر کا وجود، اس کا پیکر اس کے شوہر کا پیکر، اس کے ہونٹ اس کے شوہر کے ہونٹ اور اس کی آنکھوں میں چھپے ہوئے لذت آگیں لمس کی آنچ، اس کے شوہر کی مخمور آنکھوں کی وہ آنچ بن جاتی ہے جو پاک اور مقدس ازدواجی زندگی کی مکمل پیکر تراشی کے لیئے کافی ہوتی ہے۔"

راشد ایک طالب علم کی طرح شکیلہ کا لکچر خاموشی سے سن رہا تھا۔ میں نے اکثر اس بات کو محسوس کیا کہ راشد کا دل اس فطری مسرت اور خوشی سے یکسر خالی ہے جو انسان کو جینے کا حوصلہ بخشتی ہے۔

راشد نے سول انجینیرنگ کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کر لیا تھا اور ایک سال سے سروس کی تلاش میں تھا۔ اس نے سرکاری ملازمت کو حاصل کرنا گویا اپنا نصب العین بنا لیا تھا۔ لیکن وہ جتنا حصولِ ملازمت کے کوشش کرتا ملازمت اس سے اتنا ہی دور بھاگتی۔ اس کے والد کے پاس لاکھوں روپے تھے۔ وہ چاہتا تو کوئی اچھا سا بزنس کر سکتا تھا لیکن جب کسی خاص سماج کا ذہن ملازمت پیشہ ذہن بن جاتا ہے تو وہ سروس کے علاوہ کوئی کام کرنا اپنے لیے کسرِ شان سمجھتا ہے۔ جب کسی خاندان میں سرکاری سروس کرنا، خان بہادر صاحب، ڈپٹی صاحب یا انجینیر صاحب کہلایا جانا ایک روایت سی بن جاتی ہے تو پھر اس کے لیے اس افسرانہ حصار سے نکلنا بڑا ہی دشوار ہو جاتا ہے۔ دادا جان خان بہادر کہلائیں، صبح شام ڈیوڑھی پر لوگ آکر سلامی دائیں، چچا ڈپٹی کلکٹر ہوئے، باپ انجینیر۔ تو پھر اس خاندان کا ایک فرد ایک معمولی بزنس مین بنا کس طرح گوارہ کر سکتا تھا۔ وہ تو چاہے گا کہ اسے بھی کوئی اعلیٰ سرکاری عہدہ ملے۔ لوگ باگ اس کی عزت کریں۔ چپراسیوں کی قطار کھڑی نظر آئے۔ اس کے ٹیبل پر فائیلوں کا انبار لگا ہوا ہو ـــــ راشد بھی سب کچھ یہی چاہتا تھا۔ وہ جب کبھی کبھار یہ سوچتا کہ اسے سرکاری نوکری نہیں ملے گی اور باپ کی طرح وہ انجینیر نہیں بن سکے گا تو اسے اختلاجِ قلب ہونے لگتا۔ اس کی نبض ڈوبنے لگتی۔ اور یاس اور ناامیدی کے دلدل میں دھنستا چلا جاتا اور زندگی اس کے سامنے بے مقصد ہو کر رہ جاتی۔ گویا اس کے سامنے زندگی کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ زندگی بھر افسری اور حاکمیت کرو۔ ریٹائر ہو جاؤ اور پھر بے نام و نشان مر جاؤ ـــــ اس نے زندگی کا وہ روپ، وہ رخ، وہ حسن اور ترنگ دیکھی ہی نہ تھی جو گاؤں میں کھیت کھلیانوں میں، کل کارخانوں میں یہاں سے وہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں بظاہر جینے کا کوئی سامان نہیں ہوتا لیکن جی دار انسانوں کا قافلہ اپنی زندگی کی ناؤ اس طوفانِ حوادث میں کھیئے جاتا ہے۔ اور زندگی کی لافانی خوشیوں کا گیت گائے جاتا ہے ـــــ۔ اس نے چولھے کے پاس بیٹھ کر، اپنے میلے کچیلے بچوں کی ناک سے نیٹا پونچھتے ہوئے بیوی کے ہاتھوں سے گرم گرم روٹیاں کھانے کا لطف اٹھایا ہی نہ تھا۔ اس نے مہینہ کے آخری ہفتہ میں راشن اور سبزیاں نہ لانے پر بیوی اور بچوں کا میلا اور اترا ہوا چہرہ دیکھا ہی نہ تھا جن میں بظاہر ایک اکتاہٹ اور کرب ہوتا ہے لیکن بباطن اس کے پس پردہ جینے کی ایک ہوس، ایک تڑپ پائی جاتی ہے۔

ایک روز راشد میرے ساتھ گاؤں گیا۔ برسات کا موسم تھا۔ دھان کی روپنی شروع ہو گئی تھی۔ دھان کی روپنی کے ساتھ عورتیں 'دھان روپن' کے گیت ایک خاص لے میں گا رہی تھیں تو راشد نے بھی اس وقت محسوس کیا کہ اس گاؤں میں صحیح معنوں میں زندگی انگڑائی لے رہی ہے۔ دوپہر میں جب مرد عورتیں کھانے کے لیئے بیٹھیں تو زیادہ تر ان کی پوٹلی میں مکئی اور کی سوکھی روٹیاں تھیں اور مرچ کا کچلا رکھا ہوا تھا۔ وہ تمام مزدور عورتیں بڑا مزہ لے لے کر کھا رہی تھیں۔

راشد نے مجھ سے کہا۔ "ان سوکھی روکھی روٹیوں پر یہ کامگار کس طرح زندہ رہ رہے ہیں۔ اور پھر یہ کس طرح ہنسی خوشی اپنی زندگی گذارتے ہیں ـــــ"

میں نے جواب دیا۔ "اس کا جواب تمھیں حمایت علی کالونی میں نہیں مل سکتا۔ اس کا جواب تو یہیں اسی گاؤں میں مل سکتا ہے ـــــ"

پھر میں نے کہا ـــــ "ہنسی اور خوشی کسی کی میراث نہیں ہوتی۔ اور نہ روپے پیسے سے خریدی جا سکتی ہے۔ اب تم خود اپنے آپ کو دیکھو۔ تمھارے پاس کیا نہیں ہے۔ لیکن تمھارے لیئے یہ حرص و ہوس کی زندگی وبالِ جان بنی ہوئی ہے۔ تم ہوا میں اڑتے ہوئے پانی کے ان خوش رنگ غباروں کو اپنی مٹھیوں میں پکڑنا چاہتے ہو جن کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تم اس سراب کے پیچھے ساری زندگی بھاگتے رہے اور زندگی کی ٹھوس حقیقتیں تمھاری گرفت میں نہیں آسکیں۔"

میں نے اس روز محسوس کیا کہ میری باتیں اس کے دل میں اتر رہی ہیں اور وہ پہلی بار اپنی ملمع ساز دنیا سے پرے ہٹ کر ایک ایسی دنیا سے روشناس ہو رہا ہے جس کے چاروں طرف نہایت ہی تیز اور نوکیلی دھار ہے اور جس پر سے گذرنا ہی عینِ حیات ہے ـــــ

پھر اچانک ایسا ہوا کہ وہ کل میرے گھر آیا اور بولا۔

"شاہد! میں زندہ نہیں رہ سکتا ـــــ"

"تم نے پھر حماقت والی بات کرنا شروع کر دی۔ آخر کیا ہوا ـــــ؟"

"ہوا کچھ نہیں۔ میری بیوی نے آج ایک ایسی بات کہہ دی کہ میرے لیئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔"

"اس نے کیا کہا ـــــ"

وہ مجھ سے روز لڑتی اور کہتی ہے ـــــ "تمھیں کسی ڈویژن میں انجینیر کا عہدہ نہیں ملتا تو اب تم پان بیڑی کی دوکان کھول لو۔ میرے باپ نے تو یہ سوچ کر میری شادی کی تھی ان کا داماد ایک انجینیر ہو گا۔ لیکن تم تو ایک دم نکمے نکلے ـــــ"

اور آج راشد نے واقعی خودکشی کر لی۔ وہ بڑا ہی بزدل نکلا کہ بیوی کی ذرا سی طنز آمیز بات چبھن نہیں سہہ سکا۔

اب میں اسے کیسے سمجھاؤں کہ جس بات پر تم نے جان دیدی، ہم غریب لوگ ایسی باتوں کا زہر تو روزانہ ہی پیتے ہیں اور مسکرا کر اس زہر خند گفتگو کو "تذکرۂ لب و رخسارِ جاناں" کی حلاوت سے تعبیر کرتے ہیں۔

"بزدل کہیں کا ـــــ"

معین شاہد
اڈیٹر ہفتہ وار 'آدرش' آبگلہ۔ بنیاد گنج۔ گیا
(پٹنہ سے نشر)

غزل

کیفؔ احمد صدیقی

وہ حصارِ سنگ باری میں سراپا زخم تھا
پھر بھی اس محصور کا دل پھول جیسا نرم تھا

جانے کتنے آفتابوں کو بصیرت بخش دی
ایک روشن سانحے نے جو ظاہراً بے چشم تھا

آج سورج کی حرارت پا کے کتنا سرد ہے
کل جو شعلہ برف زاروں میں بہت سرگرم تھا

لمحہ لمحہ منتشر تھا ریگ زارِ وقت میں
سلسلہ در سلسلہ بکھرا ہوا ہر نظم تھا

میں خدا جانے کہاں کھویا ہوا تھا گرد میں
گامزن منزل کی جانب صرف میرا عزم تھا

ہر نفس ذلت ہی ذلت تھی مگر زندہ رہے
آپ بھی کچھ بے حیا تھے میں بھی کچھ بے شرم تھا

اس کی فطرت سارے قید و بند سے آزاد تھی
یوں بظاہر کیفؔ پابندِ رواج و رسم تھا

(لکھنؤ سے نشر)

منھ بولا بیٹا

رضیہ سجاد ظہیر

اسے دو ہی کام تھے یا تو نہاتی رہتی اور کسی سے لڑتی رہتی۔ یا تو نل کھلا رہتا اور چھل چھل چھل پانی بہتا رہتا یا پھر لڑائی ٹھنی رہتی اور کتر کتر اس کی زبان چلتی رہتی۔ کہنے کو تو وہ ایک سوکھی ماری بڑھیا تھی۔ ایک ٹانگ سے لنگڑاتی ہوئی۔ ایک آنکھ میں اس کے ناسور تھا جس کے لال گڑھے سے ہمیشہ پانی بہتا رہتا۔ بال جیسے کوے کا گھونسلا لیکن وہ ہمیشہ ایسی نہیں تھی۔ اگر خوب صورت نہیں تھی تو بدصورت بھی نہیں تھی۔ اور پھر بیس سال کی عمر سے لے کر ساٹھ سال کی عمر تک اس نے گورے اور کالے صاحبوں کے بچے کھلائے تھے اور یہ حقیقت اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ کتنی مضبوط اور جفاکش رہی ہوگی۔ ہر لڑائی میں ان بچوں کا حوالہ ضرور دید یا کرتی تھی۔ جواب اس کی گود سے نکل کر بڑی بڑی جگہوں پر آفیسر بنے بیٹھے تھے۔ پر ایک دن جب اس کی لڑائی سیدن جمعدارن سے ہوئی تو سیدن نے ان تمام حوالوں کے جواب میں کہا کہ "کھلائیو تو کا بھوا؟ ہو بیٹھیں آفیسر! تمکا تو نا ہیں کوئی پوچھت ہے! یہاں پڑی پڑی سڑت ہو! ٹکڑا مانگت ہو در دواجے دروا جے ——— ——— کا اترات ہو!" ——— جواب میں وہ چیخی تو پہلے سے بھی دگنا لیکن سچی بات کی چوٹ بھلا چیخنے سے کب اچھی ہو سکتی تھی۔ اس دن شام کو وہ میرے یہاں آئی ——— ویسے تو وہ دال مانگنے کے بہانے سے آئی لیکن جب وہ چلی گئی تب میری سمجھ میں آیا کہ دراصل کیوں آئی تھی ایک گھنٹے کے قریب وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کرتی رہی تھی اور اس ایک گھنٹے میں اس نے بار بار مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ جوانی میں کئی مرتبہ اسے ماں بننے کی امید ہوئی تھی لیکن وہ امید پوری نہ ہو سکی کیوں کہ اس زمانے میں ان بچوں نے اس کے دل و دماغ اور جسم پر قبضہ کر رکھا تھا۔ جو آج بڑی بڑی جگہوں پر آفیسر بنے بیٹھے تھے اور جواب پہچانتے بھی نہیں تھے کہ ایسی ناسوری آنکھ سے کبھی ان کے لیے محبت کی کرنیں بھی پھوٹا کرتی تھیں! ——— اس کے بعد ایک دن میں کہیں سے آئی تو رکشے سے اترتے ہی میں نے دیکھا کہ وہ نل پر بیٹھی ننھے منے کپڑوں کا ایک اچھا بڑا سا ڈھیر دھو رہی ہے۔ مجھے دیکھ کر اس نے جلدی سے اپنے میلے پیٹی کوٹ سے اپنی آنکھ کا رستا ہوا پانی پونچھا دوسری آنکھ کو ذرا سا کھولا اور کپڑوں میں سے ایک چھوٹا سا نیلا نیکر اپنی ایک انگلی پر ٹانگ کر کہنے لگی: "بیگم صاحب! دیکھیے یہ دجو بھیا کا نیکر ——— جس سال آپ بیاہ کر آئی تھیں۔ اسی سال بنا تھا یہ۔ گرمیوں میں ——— اس دفعہ بیگم صاحب نے بارہ سوٹ سلوائے تھے۔ ہم ہی تو درزی کو دے کے آئے تھے پھر ہم شام کو بھیا کو تیار کر کے آپ کے پاس کوٹھے پر لے کے آئے تھے نا! آپ کو آپ کو یاد ہوگا؟" میں اس کے سوال پر چونک پڑی اور مجھے یکایک یہ احساس ہوا کہ میری خاموشی نے اسے مایوس کیا ہوگا "ہاں ——— ہاں ——— اچھا ہاں ——— ہاں ——— ہاں ہاں یاد ہے" میں نے جلدی سے جھوٹ بولا اور ایسا ظاہر کرتی ہوئی اندر چلی گئی جیسے وہ نیکر واقعی میرے دماغ کی گہرائیوں میں محفوظ تھا! پھر چار پانچ دن بڑی خاموشی رہی! اور چھٹے یا ساتویں روز ——— یہ یاد نہیں کہ تاریخ کون سی تھی ——— مگر دن اتوار کا تھا کیوں کہ میں دوپہر کو کھانا کھا کے لیٹ کے کتابیں پڑھنے کا خوشگوار پروگرام بنا رہی تھی کہ یکایک میری سب سے چھوٹی بچی دوڑی ہوئی آئی "ممی ——— ممی ——— بڑھیا کی کوٹھری میں کوئی گھس کے اسے مار رہا ہے۔ کوئی چور ہے شاید!" میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بے تحاشا ننگے پاؤں بھاگی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ بڑھیا کی کوٹھری کا دروازہ بند تھا۔ آس پاس کسی کا پتہ نہ تھا۔ بھاگ کے تو میں باہر نکل بھاگی لیکن جب کوٹھری کے اندر سے زور زور سے پھٹا پھٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں تب میں نے اپنی حماقت کو محسوس کیا ——— کھڑی ہو گئی ——— اور سوچنے لگی کہ اب کیا کروں بس اب تو کوئی دم میں دروازہ کھلے گا اور بھاگتا ہوا چور اور تڑپتی ہوئی بڑھیا کی لاش دکھائی دے گی۔ یکایک دروازہ دھڑام سے کھلا اور بڑھیا جیسے بے دم سی پلنگ پر گرتی دکھائی دی۔ ہانپتی ہوئی ——— اس کے ہاتھ میں ایک کپڑے میں لپٹی ہوئی کوئی چیز تھی جسے وہ ہانپتے ہانپتے بھی بڑے پیار سے پچکارتی جا رہی تھی ——— کیا ہوا ——— میں نے آگے بڑھ کے کہا "یہ کیا ہے؟" تعجب سے اس نے میرے ننگے پیروں کی طرف دیکھا اور پھولتی ہوئی سانس کی وجہ سے کچھ کہنے کے بجائے صرف کپڑے کا ایک ذرا سا حصہ کھول دیا جیسے کوئی گھونگھٹ اٹھا کر نئی دلہن کا منہ دکھا دے اور اس چیتھڑے سے ایک تھکے ہارے مریل سے طوطے کی چونچ اور اس کا تھوڑا سا ڈھلا ہوا سنکا دکھائی دیا ——— اور پھر چیتھڑا ڈھک دیا گیا جیسے وہ کوئی ایسی حسین چیز تھی جسے میری نظر لگ جاتی۔ میں جھنجھلا کے الٹے پاؤں واپس لوٹ آئی۔ دوسرے دن کالج جاتے وقت میں نے اس طوطے کی اچھی طرح زیارت کی، بڑھیا اسے اپنے ساتھ نل پر نہلا رہی تھی اور سامنے سیدن جمعدارن بغل میں جھاڑو دبائے، لہنگا پسارے بیٹھی اسے طرح طرح کی رائیں دے رہی تھی کہ طوطوں کو کیا کھلانا چاہیے "——— ہمری اماں ایک مٹھے طوطا پالن رہا۔ او کا ہم لوگ روج روج ہری مرچا کھلا وا کریں۔ بس بہنی چھ مہینے بعد او ٹائیں ٹائیں بولنے لگا ——— کہے بی جی بیٹھو۔ مٹھو بیٹے کا روٹی دو ——— اور کا کا کہے سب" ——— شام کو جب میں لوٹی تو مٹھو کو پنجرے کی چھت میں چونچ سے لٹکا دیکھ کر مجھ سے بھی نہیں رہا گیا۔ پنجرے پاس اکڑوں بیٹھ گئی اور تیلیوں میں انگلی ڈال کے اسے چھیڑنے لگی۔ یکایک اس نے ایک زور کی "ٹیں" کی ——— اور دوسرے لمحے بڑھیا اپنی لنگڑاتی ٹانگ گھسیٹتی کوٹھری سے نکلی اس کے ایک ہاتھ میں کنگھی تھی۔ آدھے بال سلجھ چکے تھے اور آدھے باقی تھے۔ مجھے دیکھ کر وہ ہنسنے لگی۔ اور میں نے ایک دم سے یہ محسوس کیا کہ آج تک میں نے یہ کیوں نہیں دیکھا کہ اس کے منہ میں ایک بھی دانت نہیں ہے۔ وجہ صاف تھی۔ آج سے پہلے میں نے اسے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

"اچھا آپ ہیں بیگم صاحب۔ میں نے کہا جانے کون مٹھو کو ستا رہا ہے!" پھر اس نے مجھے بہت تفصیل سے اور بڑا مزہ لے لے کر بیان کیا کہ رات بھر مٹھو بیٹے نے اسے سونے نہیں دیا۔ کبھی پنجرے میں پھڑ پھڑاتا تھا۔ کبھی پیالی الٹا دیتا تھا۔ کبھی یوں ہی ٹیں ٹیں کرنے لگتا تھا اور بے زبان کی بات نہ سمجھ میں آئے نہ کچھ! آخر اندازہ ہی سے معلوم کرنا ہوتا ہے کہ کیوں بے چین ہے ننھی سی جان! میں نے یہ بھی دیکھا کہ آج اس کے کپڑے روزانہ سے زیادہ صاف تھے۔ اور کنگھی بھی تو بالوں میں ایک خاص انداز سے کی جا رہی تھی۔ کچھ دن اسی طرح سے گذرے پھر ایک دن میں کالج سے واپس آئی تو رکشے سے اترتے ہی مجھے بڑھیا کی کوٹھری کے سامنے ایک رنگ برنگے

چیتھڑوں کی گٹھری سی رکھی نظر آئی اور میری توجہ اس کی طرف زیادہ اس لیے بھی گئی کہ ان رنگ برنگے ٹکڑوں میں وجّو میاں کا وہ نیکر بھی تھا جو بڑھیا نے مجھے دکھایا تھا پھر مجھے ایسا لگنے لگا کہ وہ گٹھری ذرا ذرا ہل رہی ہے۔ اور یکایک مجھ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ اس گٹھری کے اندر مٹھو بیٹے کا پنجرہ تھا۔ پھر بڑھیا کوٹھری سے نکلی اور وہ چھڑنگا غلاف اتارا۔ مٹھو بیٹے دھوپ کھانے اور ٹیں ٹیں کرنے لگے۔ میں نے چھرنگے غلاف کی تعریف کی اور بڑھیا سے کہا کہ وہ غلاف لے کر شام کو آجائے میں اس پر مشین کر دوں گی بھلا لاڈلے بیٹوں کے کپڑے کہیں اس طرح کھونپے جاتے ہیں۔ شام کو وہ غلاف لیے لنگڑاتی ہوئی میرے گھر آئی۔ میں نے اپنی مشین نکالی اور جب تک میں نے اسے سیا وہ مجھے اس کے مختلف ٹکڑوں کے بارے میں بتاتی رہی۔ "یہ وجّو بھیا کا نیکر ہے۔ یہ سلمہ بی بی کی فراک کا ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کے بابا کی قمیص کا ہے۔ یہ ان کی مُنّی بے بی کی ٹوپی تھی۔" وغیرہ ایک ایک ٹکڑا اسے بخوبی یاد تھا اور اگرچہ پہلے تو میں اس سے یہ کہنا چاہتی تھی کہ کسی اچھے کپڑے کا نیا ٹکڑا میں اسے غلاف کے لیے دے سکتی ہوں۔ لیکن گذری ہوئی محبتوں کی یادوں کو اکٹھا کر کے ایک نئی محبت کی حفاظت کرنے کا خیال اتنا خوب صورت تھا کہ میں کچھ نہ کہہ سکی! باتوں باتوں میں کافی دیر ہو گئی اور یکایک وہ ہڑبڑا کے اٹھ کھڑی ہوئی "بیگم صاحب —— اب میں جا رہی ہوں۔ میرا مٹھو بھوکا ہوگا۔ سلام بیگم صاحب" دروازے تک جا کر وہ پھر مڑی اور خاموشی سے آکر میرے پاس کھڑی ہو گئی میں نے اس سے نہیں پوچھا کہ کیا بات ہے پر وہ خود ہی آہستہ سے بولی "بیگم صاحب۔ اب تک مٹھو بیٹے نے بولنا نہیں سیکھا ——" میں نے غور سے اسے دیکھا اور جلدی سے جواب دیا —— "اسے تو ابھی سے تھوڑا ہی بولے گا وہ —— سکھاؤ، تب بولے گا۔ اور اس کے سامنے بولا کرو سیکھ جائے گا۔ اور ہری مرچ کھلاؤ خوب" میں نے سنی سنائی تھوڑی بھی دہرا دی۔

"تو بیگم صاحب —— وہ ذرا رک رک کر بولی "اللہ میاں کا نام سکھاؤں ؟ ہیں بیگم صاحب ؟ اللہ کے نام ہی بڑی برکت ہے" "مگر بچے تو سب سے پہلے ماں کا نام پکارتے ہیں" میں نے رائے دی "تم اسے ماں کہنا سکھاؤ —— اللہ کہنا بھی سیکھ جائے گا۔ زبان کھلے تو سہی"۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی۔ اب روز صبح شام کالج آتے جاتے میں۔ اسے مٹھو بیٹے کے پنجرے کے سامنے بیٹھے۔ اماں۔ اماں رٹتے دیکھا کرتی۔ دن گذرتے گئے یہاں تک کہ یہ بات میرے بھی ذہن سے اتر گئی۔ پھر ایک دن شام کو میں بیٹھی لکھ رہی تھی کہ بڑھیا مٹھو بیٹے کا پنجرہ لیے آگئی۔ میں نے قلم رکھ دیا اور شاید اس بات کی منتظر ہوئی کہ وہ مجھے سلام کرے۔ مگر اس نے سلام نہیں کیا۔ صرف پنجرہ رکھ دیا اور اکڑوں بیٹھ گئی! مجبور ہو کر میں نے اسے سلام کیا۔

"سلام بوا" —— وہ چپ رہی "کہو اچھی تو ہو" —— وہ خاموش رہی۔

"تمہارے مٹھو میاں تو اچھے ہیں" —— وہ پھر بھی چپ بیٹھی رہی۔ مجھے کوفت ہونے لگی۔ ایک دم سے یہ بھی خیال آیا کہ کہیں یہ پاگل تو نہیں ہو گئی ہے! مجھے پاگلوں سے بے حد ڈر لگتا ہے۔ آخر میں نے پنجرے کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن قبل اس کے کہ میں مٹھو بیٹے سے کچھ بات کرتی —— بڑھیا نے زور سے آواز دی "اماں" مٹھو بیٹے کی طرف سے گونج سنائی دی "اماں"۔

میں اچھل پڑی "ارے واہ بھئی وا —— بولنے لگا! ارے! کمال ہے" اور پھر مجھے احساس ہوا کہ جب انسان کے جذبات الفاظ کے جال میں پھنس کے پھڑپھڑاتے ہیں تو خاموشی بھی ایک واحد راستہ رہ جاتا ہے پھر میری بچیاں آگئیں اور مٹھو بیٹے کا پنجرہ کبھی اس ہاتھ میں کبھی اس ہاتھ میں اور اس پنجرہ میں سے اماں۔ اماں کی آواز نکلتی تھی اسے سارے شاگرد پیشے اور پورے احاطے میں گھمایا گیا اور جب واپس لوٹا تو آگے پیچھے وہ تمام لوگ تھے جن سے بڑھیا کی کسی زمانے میں لڑائیاں ہوا کرتی تھیں —— چلتے وقت بڑھیا نے اپنی کھونٹ اور گرہ کھول پانچ تانبے کے پیسے نکال کے میری طرف بڑھائے اور آہستہ سے بولی "بیگم صاحب! اس کی نذر دلوا دیجیے گا اور جب وہ پنجرہ اٹھائے باہر کی طرف جا رہی تھی تو پنجرہ کی چھت کو چونچ سے پکڑے ہوئے میاں مٹھو کو دیکھ کر مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ کتنے مبارک ہیں یہ مٹھی بھر پر جنھوں نے ایک سونی زندگی کو وہ رس بخشا جو اس کی گود کے کھلائے ہوئے بھی نہیں بخش سکے تھے جو آج بڑی بڑی جگہوں پر آفیسر بنے بیٹھے تھے —— !

(لکھنؤ سے نشر)

سال رواں کے ۱۹ نومبر کو دہلی میں ۱۹۸۲ کے نویں ایشیائی کھیلوں کا آغاز ہوگا۔ یہ کھیلیں دوبارہ دہلی میں ہوں گی جہاں ۳۱ سال قبل ان کا جنم ہوا تھا۔ نویں ایشیائی کھیلیں نہ صرف ایشیا بلکہ کھیلوں کی عالمی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس وقت دہلی تمام دنیا کی توجہ کا مرکز ہوگا جب ۴۰ ممالک کے پانچ ہزار کھلاڑی یہاں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہوں گے۔

ایشیائی کھیلوں کا امبلم سورج ہے جو جنتر منتر کی بڑی رصدگاہ کے گرافک ڈیزول پر اپنی کرنیں بکھیر رہا ہے۔ جنتر منتر کی تعمیر جے پور کے ایک مشہور منجم بادشاہ نے ۲۵۰ سال پہلے کرائی تھی۔

ان کھیلوں کا مسکٹ 'اپّو' یعنی ہاتھی کا بچہ ہے جسے عقل، طاقت اور وفاداری کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ 'اپّو' کو دو ٹانگوں پر رقص کے انداز میں کھڑا دکھایا گیا ہے اور اس کے ماتھے پر چمکتا ہوا سورج ہے جو نویں ایشیائی کھیلوں کا نشان ہے۔

ماہر تعمیرات، منصوبہ ساز، انجنیئر، مزدور اور شائقین کھیل اپنے سامنے موجود چیلنج سے جو ایشیائی کھیلوں کی شکل میں بھارت کے سامنے ہے۔ بخوبی نمٹنے کے لیے دن رات مصروف ہیں۔ ان کھیلوں کا مرکزی اسٹیڈیم جواہر لال نہرو اسٹیڈیم ہوگا۔ اس کے علاوہ ایشیائی کھیلوں کے لیے نئے اسٹیڈیم تعمیر کیے جا رہے ہیں اور کچھ موجودہ اسٹیڈیموں کو متعینہ بین الاقوامی معیار تک لانے کے لیے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے۔

جنوبی دہلی میں زیر تعمیر ایشین گیمز ولیج کا مپلکس تقریباً تیار ہے۔ اس کامپلکس کی حیثیت ایک خودکفیل قصبے کی ہوگی اور یہاں نہ صرف کھلاڑیوں کی رہائش اور تفریح کا انتظام ہے بلکہ پریکٹس کی سہولیات بھی موجود ہوں گی۔

ایشیائی کھیلوں کے ٹکٹوں کی فروخت اپریل یا مئی تک شروع ہو جائے گی دہلی کے علاوہ یہ ٹکٹ نیشنلائزڈ بنکوں اور دیگر ایجنسیوں کے توسط سے ملک کے تمام اہم شہروں میں مہیا ہوں گے۔

مقابلوں کے لیے بھارتی کھلاڑیوں کی تربیت منصوبے کے مطابق جاری ہے۔

کشتی ایک ایسا میدان ہے جہاں امید ہے کہ بھارت نمایاں مقام حاصل کریگا اس سے قبل بھی ہم بین الاقوامی کھیلوں میں کئی میڈل اور اولمپک میں کانسے کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں

بھارت کی جانب سے اتھلیٹکس، کشتی، ویٹ لفٹنگ باکسنگ اور والی بال پر بھی خاص توجہ دی جا رہی ہے۔

چند میڈل کا حصول یا نہ حاصل کرنا ان ایشیائی کھیلوں کی اہمیت کا فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ جیسا کہ نعرے میں کہا گیا ہے 'دائمی دوستی اور بھائی چارہ' زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور یقینی طور پر یہ کھیلیں ایشیائی اقوام کے درمیان دوستی کے رشتوں کو تقویت بخشیں گی۔

دوردرشن

نیشنل پروگرام

سنگھ بندھو کا گائن

تیج پال سنگھ اور سریندر سنگھ جو عموماً سنگھ بندھو کے نام سے جاتے ہیں، عصر حاضر کے نمایاں گائیکوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم انھوں نے اپنے بڑے بھائی پرنسپل بی ایس سردار سے حاصل کی جنھوں نے سنگھ بندھو کو کرانہ اور پٹیالہ گھرانہ گائیکی انداز سکھایا۔ خیال گائیکی میں خصوصی تربیت حاصل کرنے کے لیے سنگھ بندھو نے استاد امیر خاں کی شاگردی اختیار کی۔ تربیت اور صحبت کے خوبصورت امتزاج نے ان میں ایک انفرادی انداز پیدا کر دیا ہے۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

بمبئی ——— ۲۳راپریل کلکتہ ——— ۷رمئی
مدراس ——— ۳۰راپریل دہلی ——— ۱۴رمئی

روشن کماری کا کتھک رقص

روشن کماری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ موسیقی ان کی نسوں میں اور تال ان کے پیروں میں ہے۔ یہ اصناف ان کو اپنے والدین سے ورثے میں ملی ہیں۔ ان کی والدہ زہرہ بیگم انبالے والی تھیں جو کہ اپنے دور کی مشہور فلم اسٹار اور گائیکہ تھیں۔ اور والد فقیر محمد تھے جو کہ طبلہ اور پکھاوج کے استاد سمجھے جاتے تھے۔

کتھک کی تعلیم روشن کماری نے کے ایس مورے، پنڈت سندر پرساد پٹیالہ کے غلام حسین خاں اور جے پور کے پنڈت ہنومان پرساد سے حاصل کی۔ بھارت ناٹیم میں بھی روشن کماری کو انفرادی پوزیشن حاصل ہے

روشن کماری ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جس نے خود کو مکمل طور پر اس فن کے لیے وقف کر دیا ہے۔ ان کے رقص کے ہر انداز میں کلاسیکی روایات کی جھلکیاں ملتی ہیں۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

دہلی ——— ۲۳راپریل
بمبئی ——— ۳۰راپریل
مدراس ——— ۷رمئی
کلکتہ ——— ۱۴رمئی

آکاشوانی

نیشنل پروگرام

پی این بروے کا گائن
۱۷راپریل رات ساڑھے نو بجے

آج کے مقبول فنکار پی این بروے نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم گوالیار گھرانہ کے نمایاں فنکار سورگیہ ذکر راؤ پٹوردھن سے حاصل کی اور اعلیٰ تربیت کرشنا راؤ پنڈت گوالیار والے سے حاصل کی۔

عظیم استاد موسیقی پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر کی گائیکی کے جذباتی انداز سے متاثر ہو کر پی این بروے نے ان کی شاگردی اختیار کر لی۔

پنالال اپادھیائے کا پکھاوج وادن اور بندو مادھو کا بین وادن
۲۴راپریل رات ساڑھے نو بجے

پنالال اپادھیائے کا تعلق بہار صوبے کے موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے اپنے والد بلدیو اپادھیائے سے حاصل کی۔ ان کے پکھاوج وادن کی انفرادی خصوصیت نمایاں تال کے زیر و بم ہیں۔ انھیں اپنے ساز پر مکمل عبور حاصل ہے۔ نہ صرف سولو فنکار بلکہ سنگت کار کی حیثیت سے بھی وہ انفرادی مقام کے مالک ہیں۔

بندو مادھو کا تعلق استاد بندے علی خاں (بیکانیر) کے گھرانے سے ہے۔ بین اور ستار کی ابتدائی تربیت اپنے والد دتو پنت پاٹھک سے حاصل کی اور بعد میں استاد رجب علی خاں سے تربیت پائی۔ بندو مادھو کے فن میں روایتی گتیں اور منظم الاپ ملتا ہے۔

بندو مادھو پنالال اپادھیائے۔

ٹی کے گوونداراؤ کا گائن

ملک کے سینئر گائیک ٹی کے گووندا راؤ نے منی بھاگوتار سے حاصل کی، موسیقی کا بھاگوتا انداز انھوں نے تھرو پاپورم سوامی ناتھن پلائے، ٹی برندا اور پروفیسر پی سمبا مورتی سے سینٹرل کالج آف کرناٹک میوزک میں سیکھا۔

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

مدراس ——— ۲۳راپریل دہلی ——— ۷رمئی
کلکتہ ——— ۳۰راپریل بمبئی ——— ۱۴رمئی

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۳۲۷/۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز) شارٹ ویو: ۴۸/۴۷ میٹر (۶۱۶۰ کلوہرٹز)

صبح
۵-۴۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۰۰ پرانی فلموں سے
۷-۲۰ شمع و رباں
۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۳۰ ساز سنگیت / سازینہ
۷-۴۵ گرچہ تلف ... وال دوبارہ

شہ بیت (جمعہ)
جمعہ: سرت پوچھیے (I III V)
اب کی (II IV)
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۲۰ تاریخ ساز
۸-۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹-۰۰ آج کی بات (جمعہ اور اتوار)
جمعہ، اتوار، آؤ بچو!
۹-۰۵ آپ کی فرمائش (جاری)

(جمعہ، اتوار)
۹-۱۵ لوک سنگیت (جمعہ بجز ہفتہ اتوار)
جمعہ، اتوار، آؤ بچو!
ہفتہ: گیت اپنے دیش کے
(حب الوطنی کے)
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی (جمعہ ہفتہ اتوار)
جمعہ: آپ کے تقاضے پہ گیت
ہفتہ: الٹی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۴۲۷/۳ میٹر (۷۰۲ کلوہرٹز)

میڈیم ویو: ۲۸۰/۱۱ میٹر (۱۰۷۱ کلوہرٹز) شارٹ ویو: ۳۱/۱ (۹۶۷۵ کلوہرٹز)

دوپہر
۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۳ خبروں کا خلاصہ
۲-۰۷ اتوار: آپ کا خط ملا
پیر: صدف (I)
نگاہ انتخاب (III V)
فلمی قوالیاں (II VI)
منگل: سنگیت (II III V)
سی کلاسیکی (II IV)
بدھ: فلمی کلاسیکی موسیقی
جمعرات: حبوب جہاں
جمعہ: سات سوال
ہفتہ: گیتا جلی (I III V)
گیت آپ کے شعر ہمارے (II IV)
۲-۳۰ اتوار: جگنوؤں بھری کہانی (I)

محفل (I)
مشاعرہ (III)
فلمی دھنیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر: دھنک (I)
نگاہ انتخاب (V III)
راگ رنگ (IV I)
۳-۰۰ منگل: نغمہ و تبسم
(I II IV)
گیت سے گیت (III V)
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: سنگیت (I III V)
سادیں رنگین گیت (II IV)
جمعہ: حرف ہنر
ہفتہ: بزم خواتین
۳-۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں (I III)
فلمی نغمیاں (II IV)

رنگ محل (V)
پیر: سازینہ
منگل: نئی نسل کی دلچسپی
بدھ: فلمی دنیا (I III)
رنگا رنگ (II V)
بات ایک فلم کی (IV)
جمعرات: فلمی نغمیاں
(I III V)
دریچہ (II IV)
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
ہفتہ: پھر سنیے
۳-۲۰ آپ کی پسند
۴-۰۰ جہاں نما (علاوہ اتوار)
۴-۱ آپ کی پسند
۴-۴ تبصرہ
۴-۳۰ آپ کی پسند
۴-۵۰ خبریں ۵-۰۰ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو ۴۲۷/۳ میڈیم ویو ۲۸۰/۱ شارٹ ویو ۹۱/۰۵

رات
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ صدائے شام (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
(جمعہ کی سہ پہر کی مکرر نشریات)
۸-۲۰ جہاں نما (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
۸-۳۰ حسن غزل (علاوہ اتوار)
۸-۴۵ امر گیت (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ / خواب رلا
۹-۰۰ اتوار: کھیل کھلاڑی
(علاوہ پانچواں اتوار)
پانچواں اتوار: اردو دنیا

پیر: کلام شاعر
منگل: تقریر
بدھ: سفرنامہ (I III)
سنہ پارے (V)
دل ڈائری (II IV)
جمعرات: ڈرامہ / خواب رلا
تسلسل
جمعہ: تقریر
ہفتہ: ریڈیو نیوز ریل
۹-۱۵ اشار (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ / خواب رلا
سلسل
۹-۳۰ اتوار: کورس کا رسے
پیر: بدھ: غیر فلمی قوالیاں
منگل: علاقائی نغمے

جمعرات: ڈرامہ / خواب رلا
تسلسل
جمعہ: افسانہ (I)
کتابوں کی باتیں (III)
کہانی سنگیت کی (II IV)
اس سہ ماہی کی جھلکیاں (V)
ہفتہ: خبروں در پہ
۹-۴۵ خبریں
۹-۵۵ آج کی بات
۱۰-۰۰ اتوار: رنگا رنگ (V I)
حال دل (II)
ادبی نشست (III)
دھرتی کے رنگ (IV)
پیر: ایک راگ کئی روپ (I)

داستان ایک شہر کی (I)
شکریہ کے ساتھ (IV)
ایک ہی فلم سے گیت (II V)
منگل: کھیل کے میدان سے
(I III)
سائنس نگری (II V)
مشاعرہ (IV)
بدھ: ریڈیو دوستی (I III)
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(II IV V) (۱۰-۱۵ تک)
جواب آئیے (II IV)

فیچر (I III)
ماضی کے دریچے (V)
جمعہ: روبرو (انٹرویو/مباحثہ)
ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
۱۰-۱۵ بدھ: خط کے لئے شکریہ
(ساڑھے دس بجے تک
صرف بدھ)
۱۰-۲۸ تعمیل ارشاد
۱۰-۴۵ تاریخ ساز
۱۰-۵۰ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۰ خبروں کا خلاصہ

۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱-۲۵ شمع فروزاں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں
(نصف شب)
۱۲-۰۵ رجنی گندھا (فلمی نغمے)
۱۲-۳۰ شب رنگ (بزم قوالی)
۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۰ ختم

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک مع ترجمہ
۶-۲۵ شہر صبا
دینا ناتھ: غزلیں
پورنیما داس، عزیز وارثی اور
محمود سعیدی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
اشوک رائے: سرود پر بھیرویں

دوپہر
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات
۸-۳۰ حسن غزل
دینا ناتھ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اشوک رائے: سرود

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۳۰ شہر صبا
گلوما تھر: فراق کا کلام
چندن کمار داس، ساحر اور
امیر قزلباش کا کلام
۷-۰۰ ساز سنگیت
اسد علی خاں: سرسوتی وینا
۸-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کمل سنگھ: ٹھمری، بھیرویں، دادرا

دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین

رات
۸-۳۰ حسن غزل
گلوما تھر: غزلیں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بھیم سین جوشی: خیال پوریہ کلیان

اتوار ۱۸ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
طاہرہ سعید: غزلیں
اقبال احمد صدیقی، عرش ملسیانی کا
کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
ایس این گلاٹی: وائیلن پر
سندھی بھیروی

رات
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۱۰-۰۰ ادبی نشست
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنگا پرشاد پاٹھک: خیال

پیر ۱۹ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
آشا سنگھ متانہ: رام کشن مضطر
اور ساحر ہوشیارپوری کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
امرناتھ: بانسری پر گجری توڑی
۹-۲۲ بزم موسیقی
گریجا دیوی: خیال دیسی

دوپہر
۲-۰۷ نگاہ انتخاب

رات
۹-۰۰ کلام شاعر
۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
آسا سنگھ مستانہ : غزلیں

منگل ۲۰ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
غلام نبی شیخ : داغ اور مومن کا کلام
نسیم بانو : شاد عرفی اور
حسرت موہانی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
جگدیش پرکاش قمر :
شہنائی پر میاں کی توڑی
۹-۳۰ بزم موسیقی
غلام تقی خاں : خیال رام کلی
رات
۸-۳۰ حسن غزل
نسیم بانو : غزلیں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنالال گھوش : بانسری

بدھ ۲۱ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
بشیر احمد : قیصر جالندھری اور
ظفر کا کلام
امینہ برنی : بیخود دہلوی اور
درد کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
احمد جان تھرکوا : طبلہ پر ایک تال
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ہیرا بائی بڑودکر : خیال للت
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
رات
۸-۳۰ حسن غزل
بشیر احمد : مجروح سلطانپوری
اور اقبال کا کلام
۹-۰۰ شہنامہ
۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ہیرا بائی : خیال پوریہ کلیان

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
شمیمہ آزاد : کے کے نیّر،
پربھا ماتھر اور حسن جعفری کا کلام
برجو مہاراج : شفق لکھنوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
الیاس خاں : ستار
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
راجن مشرا، ساجن مشرا : خیال
دوپہر
۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت
رات
۸-۳۰ حسن غزل
شمیمہ آزاد : فیض کا کلام
۱۰-۰۰ 'آئینہ' ادبی میگزین
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
راجن مشرا، ساجن مشرا : خیال

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام پاک مع ترجمہ
۶-۲۵ شہر صبا
اندرانلنی سکھ : غزلیں
ترلوک کپور : بشیر بدر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
فردوس احمد : سرود پر للت
دوپہر
۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے
رات
۸-۳۰ حسن غزل
اندرانلنی سکھ : غزلیں
۹-۳۰ کہانی سنگیت کی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بڑے غلام علی خاں

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
نرملا اروڑا : داغ کا کلام
منور حسین : مومن اور
امیر مینائی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
ضیا محی الدین ڈاگر : سرسوتی وینا پر
راگ توڑی
۹-۳۲ بزم موسیقی
سدھیشوری دیوی : ٹھمری، بھیروی، دادرا
دوپہر
۲-۳۰ بزم خواتین
رات
۸-۳۰ حسن غزل
شنکر داس گپتا : ساحر لدھیانوی
اور اکبر الٰہ آبادی کا کلام
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ضیا محی الدین ڈاگر : سرسوتی وینا

اتوار ۲۵ اپریل

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
سریندر کور چگ : داغ کا کلام
صلاح الدین احمد : بانی ایم اے،
مخمور دہلوی اور ریاض خیر آبادی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بھگوان داس : سنطور پر بسنت مکھاری
۹-۰۰ آؤ بچو!
۹-۳۱ چلتے چلتے
دوپہر
۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ غیر فلمی غزلیں
رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۱۰-۰۰ دھرتی کے رنگ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد سلامت علی خاں : خیال راگیشوری

جناب اندر کمار گجرال (دائیں) کے ساتھ
اردو سروس کے 'روبرو' پروگرام میں کے کے نیّر بات چیت کرتے ہوئے

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت اور قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
مدن بالا سندھو، رضا، سوہی
اور کمال احمد صدیقی کا کلام
سیتارام، داغ اور غالب کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
نرنجن پرساد، بانسری پر بھیروی

۹-۳۲ بزم موسیقی
میرا پی دلیش پانڈے، خیال

دوپہر

۲-۰۷ فلمی قوالیاں
۲-۳۰ راگ رنگ
۳-۰۰ کلاسیکی موسیقی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سیتارام، شمیم فاروقی اور فیض کا کلام

۹-۰۰ کلام شاعر
۱۰-۰۰ تبصرہ کے ساتھ
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
میرا پی دلیش پانڈے، خیال

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
سندر پنڈیر، امیر جھنجھانوی کا کلام
ہریش بھاردواج، فراق اور ساحر بھوپالی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
دیا شنکر و ساتھی، شہنائی پر للت

۹-۳۰ بزم موسیقی
شیلا دھر، خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سندر پنڈیر، شمیم جے پوری اور جاوید وششٹ کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شیلا دھر، خیال

بدھ ۲۸ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
سیما شرما، حسن نعیم کا کلام
نذیر احمد آکاشی، شکیل اور بیکل اتساہی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
امبالال ستاری، وینا پر اہیر بھیروی

۹-۳۱ استاد امیر خاں، خیال

رات

۸-۳۰ حسن غزل
سیما شرما، بشیر بدر کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد امیر خاں، خیال

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
کرونا ابرول، غزلیں
دینا ناتھ سیٹھ، نظیر اکبرآبادی اور اختر شیرانی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
مرحوم استاد محمد شریف پونچھ والے ستار پر راگ اہیر بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جیوتسنا بھولے، خیال اہیر بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
کرونا ابرول، غزلیں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
جیوتسنا بھولے، خیال مارو بہاگ

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ایڈ نگم، غزلیں
جمیل احمد، داغ اور فراق کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
امجد علی خاں، سرود

رات

۸-۳۰ جمیل احمد، جاں نثار اختر اور امیر قزلباش کا کلام

۱۱-۳۰ امجد علی خاں، سرود

دہلی

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶ء۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۲۹۴ء۰ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹ء۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۴۶ء۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۸-۰۰ تک ۹۱ء۸۵ میٹر ۳۲۶۵ کلوہرٹز
صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۲ء۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۱ء۱۵ میٹر ۹۶۳۰ کلوہرٹز
شام ۵-۴۵ تک ۴۲ء۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۹۱ء۸۵ میٹر ۳۲۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف: عالمی خبریں: ہندی، صبح ۶-۰۰ تا ۶-۲½ انگریزی: صبح ۶-۲½ تا ۶-۵

ہندی میں خبریں: ۸-۰۰، ۱۱-۰۵، ۱-۰۱، ۲-۰۰، ۵-۰۰ (صوبائی خبریں) ۶-۰۵،
۷-۵۰ (علاقائی خبریں) ۸-۴۵، ۵-۰۵، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)

انگریزی میں خبریں: دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰

اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ)

پنجابی میں خبریں: دوپہر ۱-۴۰

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، ۱-۰۰، ۲-۰۱ (دھیمی رفتار سے)
۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)

پنجابی میں خبریں: صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰ ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے

دہلی د: ہندی میں خبریں: شام ۷-۳۰

انگریزی میں خبریں: رات ۹-۱۵

کھیل کود کی خبریں: شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

جمعہ ۱۶ اپریل

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰
اجیت سنگھ پنتل، گائن

۱۱-۰۲، رات ۸-۳۰
آر ایس کمبوج، وچتر وینا

۱۱-۳۰ بلدیو راج ورما، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ مراٹھی گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی ب

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
مانک ورما، گائن

۷-۵۰ تیلگو گیت
۹-۱۰ راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۲-۰۲، ۴
جگدیش سہگل، گیت، بھجن، غزل

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سیما شرما، گیت، بھجن، غزل

۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۱۷ اپریل

دہلی الف

صبح

۱۰-۸، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰

اسد علی خاں، بین
گوپال داس، پکھاوج
۰۲-۱۱، رات ۳۰-۸
انیتا رائے، گائن
۳۰-۱۱ پنا لال چوریہ، وائلن
مشتاق قریشی، طبلہ

دوپہر
۰۲-۱۲ گجراتی گیت

رات
۰۰-۸ سواستھ رکھشا
۱۵-۸ آج کے اتھتی
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، موسیقی
پی این بروے، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
انیتا رائے، گائن
۵۰-۷ ملیالم گیت
۱۰-۹ کشمیری لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
ہرمیت کور، گیت، بھجن
۳۰-۳ پنا لال چوریہ، وائلن
مشتاق قریشی، طبلہ

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
محمد یعقوب، گیت، بھجن
۳۰-۹ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۱۸ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، رات ۰۰-۹
دیپالی ناگ، گائن
۰۰-۹ بال کاریہ کرم
۰۰-۱۰ آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت
۰۲-۱۱ یووا وانی سے
۳۰-۱۱، سہ پہر ۲۵-۵
کرناٹک سنگیت

دوپہر
۱۵-۱۲ 'بڈھا طوطا'، جھلکی
تحریر: امرت کیتپ
۳۰-۲ 'وڈی ماں دھیے بیٹھی اے'،
پنجابی ناٹک
تحریر و ہدایت: دیویندر سنگھ

۲۰-۵ سنسکرت پاٹھ

رات
۰۰-۸ رابندر سنگیت
۱۵-۸ ساہتیکی
۳۰-۹ محفل
۰۰-۱۰ چین

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
اونکار ناتھ ٹھاکر، گائن
۵۰-۷ آسامی گیت
۱۵-۹ اپنی نگری

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
پرکاش سدھو اور ساتھی
شبد
۳۰-۳ دیپالی ناگ، گائن

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸ پرسار گیت
۳۰-۹ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۹ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، سہ پہر ۴۰-۵، رات ۰۰-۹
اوما شنکر مشرا، ستار
۰۲-۱۱ نصیر الدین خاں گورے، گائن
رضا حسین خاں، سارنگی
جمن خاں، طبلہ
۳۰-۱۱ جگدیش موہن، جلترنگ

دوپہر
۰۲-۱۲ تیلگو لوک گیت
۳۰-۱۲ 'بھروسہ باہنوں کا'، ناٹک
تحریر و ہدایت: ولودر ستوگی

رات
۰۰-۸ سواستھ رکھشا
۱۵-۸ ڈی آر پارو تیکر؛
دتہ تریہ وینا پر راگ نند
۳۰-۸ جگدیش موہن، جلترنگ
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
۰۰-۱۰ شانتی ہیرانند، ٹھمری دادرا
محمد احمد ننھے، سارنگی

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
پنڈت جسراج، گائن
۵۰-۷ سندھی گیت
۱۰-۹ اودھی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
رتیش کمار، گیت، بھجن
۳۰-۳ نصیر الدین خاں گورے، گائن

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
صلاح الدین احمد، گیت، غزل
۳۰-۹ انگریزی میں تقریر

منگل ۲۰ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، شام ۴۰-۵، ۰۰-۹
غلام تقی خاں، گائن
۰۲-۱۱، رات ۳۰-۸
جگن ناتھ اور ساتھی، شہنائی
۳۰-۱۱ سندھ سنگیت

دوپہر
۰۲-۱۲ جینتیہ لوک گیت

رات
۰۰-۸ ادیوگ منڈل
۱۵-۸ ہندی میں تقریر
۳۰-۹ 'سندیہہ'، ناٹک
گوئٹے موپاساں کی کہانی کا ریڈیو عکس
از شیلانندو
۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی
بھاسکر چندراورکر، ستار

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ کرشنا راؤ شنکر پنڈت، گائن
۵۰-۷ بنگلہ گیت
۱۰-۹ ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
شمیمہ آزاد، گیت، غزل
۳۰-۳ جگن ناتھ اور ساتھی، شہنائی

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
سریندر کور، پنجابی گیت، شبد
۳۰-۹ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۲۱ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، شام ۴۰-۵، ۰۰-۹
دنیش کمار پربھاکر، وائلن
۰۲-۱۱ گیانن راؤ جوشی، گائن
۳۰-۱۱ سنت رام، طبلہ
۴۵-۱۱ ٹھمری

دوپہر
۰۲-۱۲ کنڑ لوک گیت
۵۵-۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۰۰-۸ 'بڈھا طوطا' جھلکی
تحریر: پی کشیپ
۱۰-۸ وگیان آلوک
۳۰-۹ چرچا کا وشے
۰۰-۱۰ سنگیت سبھا
ایل کے پنڈت، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۳۰-۷ سنگیت سوربھی
ٹھمری، دادرا
۵۰-۷ گجراتی گیت
۱۰-۹ ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳، ۰۲-۴
صاحب سنگھ، غزلیں
۳۰-۳ کرناٹک سنگیت

شام
۴۵-۶، ۴۵-۸
کمل ہنس پال، گیت، بھجن، غزل
۳۰-۹ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۲۲ اپریل

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸، رات ۰۰-۱۰
اننت لال اور ساتھی، شہنائی
۰۲-۱۱ چنموئے لہری، گائن
۳۰-۱۱، رات ۳۰-۸
دیویندر مردیشور، بانسری

دوپہر
۰۲-۱۲ بنگلہ گیت
۰۵-۵ سنسکرت پاٹھ

۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی میں تقریر

۹-۰۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

پروین سلطانہ، گائن

۷-۵۰ مراٹھی گیت

۹-۱۰ برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰

ترلوچن کور، غزلیں

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۰۰

مہندر پال، گیت، بھجن، غزل

۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۲۳ اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰

آشرین رائے چوہدری، گائن

۱۱-۰۲ اوم پرکاش، دلربا

۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰

ایکناتھ سرولکر، گائن

راگ مدھومد سارنگ

دوپہر

۱۲-۰۲ مراٹھی لوک گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا

۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں

۹-۳۰ 'اٹھکھیلیاں'، ناٹک

تحریر، سریندر گلاٹی

ہدایت، دیناناتھ

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۲۰ سنگیت سوربھی

استاد فیاض خاں، گائن

۷-۵۰ تامل گیت

۹-۱۰ راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰

اوتار سنگھ، گیت

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

لکشمن داس سندھو،

غزل اور ملتانی کافی

۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح دہلی 'الف'

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۸-۳۰

پی ڈی سیت رشی، وائلن

ہیرالال، طبلہ

۱۱-۰۲ ہیرالال، طبلہ سولو

۱۱-۱۵ سبدھ سنگیت

۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰

برجو مہاراج، ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ گجراتی گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا

۸-۱۵ آج کے اتتھی

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

بندو مادھو پاٹھک، بین

پنالال اپادھیائے، پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

عبدالکریم خاں، گائن

۷-۵۰ کنڑ گیت

۹-۱۰ گڑھوالی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰

رگھناتھ چوہدری، راجستھانی لوک گیت

۳-۳۰ برجو مہاراج، ٹھمری، دادرا

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

انجلی بنرجی، گیت، بھجن، غزل

۹-۳۰ اورگیت ٹونائٹ

اتوار ۲۵ اپریل

دہلی 'الف'

صبح ۸-۱۰، رات ۹-۳۰

پرکاش وڈھیرہ، بانسری

فیاض خاں، طبلہ

۹-۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰-۰۰ مادھوری مٹو، گائن

۱۱-۰۲ یوواوانی سے

۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۳۵

کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ جھلکی، لوک جھونک

۲-۳۰ 'اٹھکھیلیاں'، ناٹک

تحریر، سریندر گلاٹی

ہدایت، دیناناتھ

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت

۸-۱۵ ساہتیکی

۹-۰۰ فیاض خاں، طبلہ

۹-۳۰ محفل

پرکاش وڈھیرہ، بانسری

۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

حافظ علی خاں، سرود

۷-۵۰ اڑیہ گیت

۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰

گربخش سنگھ سہگل

پنجابی گیت، شبد

۳-۳۰ سی آر ویاس، خیال شری

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

پرسار گیت

۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۲۶ اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۸-۳۰

میرا پی دیس پانڈے، گائن

۱۱-۰۲، سہ پہر ۴-۳۰

اتیندر رکھامومیترا، سرود

ضمیر احمد، طبلہ

۱۱-۳۰، رات ۸-۱۵

جگدیش پرساد، خیال نٹ بھیرو

اور مالکونس

دوپہر

۱۲-۰۲ تامل گیت

۱۲-۳۰ 'سندیہہ'، ناٹک

موپاساں کی کہانی کا ریڈیو عکس

از شیلا اندو

پیشکش، سوشیل بنرجی

رات

۸-۰۰ پریم ولبھ، طبلہ

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

احمد رضا، وچتروینا

پریم ولبھ، طبلہ

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

عمران خاں، گائن

۷-۵۰ سندھی گیت

۹-۱۰ بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۰

اندرا ورما، گیت، بھجن

۳-۳۰ میرا پی دیس پانڈے، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵

دیناناتھ، بھجن، گیت، غزل

۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

منگل ۲۷ اپریل

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۹-۰۰

یعقوب علی خاں

۱۱-۰۲ کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی

گائن

۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰

بھگوان داس شرما، سنطور

انعام علی خاں، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ منی پوری گیت

۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل

دوپہر

۳۰-۱۲ من بھاون: فرمائشی فلمی سنگیت

شب

۳۰-۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۸ اپریل

صبح

۳۰-۷ آپ کے آس پاس: فیچر

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
سگم سنگیت

۱۵-۹ پتر کے لیے دھنیہ واد
سامعین کے خطوط کے جواب

۴۵-۹ بال سنگھ

دوپہر

۰۰-۱۲ بارہ دری

۳۰-۱۲ کاریہ شیل مہلاؤں کے لیے

۱۰-۱ آج اتوار ہے: جھلکی

شام

۳۰-۷ یووا وانی: فرمائشی فلمی سنگیت

۰۰-۱۰ شاستریہ سنگیت

پیر ۱۹ اپریل

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲
سگم سنگیت

۱۰-۹ اور ۴۵-۹ و شب ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت

شام

۴۵-۵ رویندر سنگیت

شب

۰۰-۸ ہندی تقریر

۰۰-۱۰ کوی گوشٹھی

منگل ۲۰ اپریل

صبح

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵ شب ۲۰-۸
سگم سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ من بھاون: آپ کی پسند کے فرمائشی فلمی گانے

شب

۰۰-۸ سنسکرت پروگرام

۴۵-۹ بھارت بھارتی

۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۱ اپریل

صبح

۴۵-۷ ساز غزل: غزلوں کا پروگرام

۱۰-۹ اور دوپہر ۱-۱ اور شب ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۰۰-۱۲ سنسکرت گیتم

شام

۴۵-۵ اور شب ۱۵-۸
سگم سنگیت

۵۰-۹ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵ و شب ۱۵-۸
سگم سنگیت

۱۰-۹ اور شب ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت

شب

۰۰-۸ ہندی میں بات چیت

۳۰-۹ جنیک جانکی

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح

۳۰-۷ سورویلا: ہندی میں نظم خوانی

۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲ اور شام ۴۵-۵ وشب ۱۵-۸

سگم سنگیت

۱۰-۹ اور شب ۳۰-۸ و ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت

شب

۳۰-۹ کوی جینت دلوی کے مراٹھی ڈرامہ کا ہندی ترجمہ شریمتی سوشیلا کشالکر

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲ و شام ۴۵-۵
سگم سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ من بھاون: فرمائشی فلمی سنگیت

شب

۰۰-۸ پری سمواد

۳۰-۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۳۰-۷ آپ کے آس پاس: فیچر

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵
سگم سنگیت

۱۵-۹ پتر کے لیے دھنیہ واد
سامعین کے خطوط کے جواب

۴۵-۹ بال سنگھ

دوپہر

۰۰-۱۲ بارہ دری

۳۰-۱۲ کاریہ شیل مہلاؤں کے لیے

۱۰-۱ آج اتوار ہے: جھلکی
مہا نقش شادی صلاح کاروں کی'
مصنف: رگھوراج دکشت 'منجو'

شام

۳۰-۷ یووا وانی: فرمائشی فلمی سنگیت

۵۰-۹ گیت سنگیت

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲
سگم سنگیت

۱۰-۹ اور شب ۳۰-۱۰

شاستریہ سنگیت

شام

۴۵-۵ رویندر سنگیت

۰۰-۱۰ ساہتیکی

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵ و ۲۰-۸
سگم سنگیت

دوپہر

۳۰-۱۲ من بھاون
فرمائشی فلمی سنگیت

شب

۰۰-۸ سنسکرت پروگرام

۴۵-۹ بھارت بھارتی

۰۰-۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۸ اپریل

صبح

۴۵-۷ ساز غزل: غزلوں کا خاص پروگرام

۱۰-۹ اور دوپہر ۱-۱ و شب ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت

دوپہر

۰۰-۱۲ سنسکرت گیتم

شب

۵۰-۹ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح

۴۵-۷ اور شام ۴۵-۵ و ۱۵-۸
سگم سنگیت

۱۰-۹ اور شب ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت

شب

۰۰-۸ ہندی تقریر

۳۰-۹ نیشنل پروگرام: ڈرامہ

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح

۳۰-۷ سورویلا: ہندی میں نظم خوانی

۴۵-۷ اور دوپہر ۰۰-۱۲
شام ۴۵-۵ و شب ۱۵-۸
سگم سنگیت

۱۰-۹ اور شب ۳۰-۸ و ۳۰-۱۰
شاستریہ سنگیت

شام

۱۵-۶ مزدور منڈل
فرمائشی فلمی سنگیت
پتر اور انورودھ

شب ۳۰-۹ ڈرامہ

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں "آواز" میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

رامپور

۲۶۰۳۴۳ میٹر (۹۱۰ کلو ہرٹز)

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۰۰-۶ تا ۶-۰۵ انگریزی صبح ۶-۰۵ تا ۶-۱۰
ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۲-۱۰ اور ۱-۱۰ شام ۰۵-۶ رات ۴۵-۸
ہندی میں سماچار پترا صبح ۹-۰۰ کھیتی کی کھیتی صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار شام ۲۰-۶
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۳۰-۲ رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸-۰۵ اور رات ۱۵-۹

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم آرمبھک ادھ گھوشنا منگل دھونی
۶-۲۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ۔ گاندھی چرچا
۶-۳۰ سنو دکسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۲۰ سماشا شکتا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ کاویہ سوربھ
اتوار آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱ تا ۱
مال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
جھلک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہیلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی کہتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پنچایں راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۳-۱ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲ چتر پٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶- پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ علاقائی سوچنائیں
۶-۳ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ پریوار کلیان پرش وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلا اور تیسرا بدھ کو)
آپنے لکھے (دوسرا اور چوتھا بدھ کی شاعروں کے ساتھ (پانچویں بدھ کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
لیے پہر سے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار جوہیار
منگل سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (ہر بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳ چہار بیت (ہر اتوار کو)
آہنگ (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)
۱-- دیار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچ ال پیر)

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح

۷-۳۰ واتاین
۸-۲۰ دیساگان، شکنتلا شریواستو اور امینٹوری، لوک گیت
۸-۳۰ ' آہنگ ' اردو پروگرام
' ادبی رسالوں کا سہ ماہی جائزہ '
شرکاء رئیس منظر، پروفیسر نجم الدین نقوی اور شبیر علی خاں شکیب

دوپہر

۱-۳۰، رات ۱۵-۸
عطا حسین خاں: طبلہ

شام

۶-۳۰ یووانی
پریوار کلیان اور سموہ گان
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) کلکوٹ آہار
۸-۰۰ مندر کپور، غزلیں
۹-۳۰ ' ایک مورتی انمول سی ' ناٹک
تحریر: شبنم قیوم، پیشکش: جوالا پرشاد

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح

۷-۱۵، رات ۸-۰۰ منہر، گیت، غزل
۸-۲۰ دیاوتی سنہا اور سکھیاں، لوک گیت

شام

۶-۳۰ یووانی
کھیل پتریکا
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۱۵ اسد علی خاں: رودر وینا

اتوار ۱۸ اپریل

صبح

۸-۲۰ کرشن چندر شرما اور ساتھی
لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ آپکے لیے
جھلکی
۱-۱۰ پریوار جگت

شام

۶-۳۰ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۸-۰۰ لتا منگیشکر، غزلیں
۹-۳۰ عبدالقیوم اور ساتھی، چہار بیت

پیر ۱۹ اپریل

صبح

۷-۴۵ جگموہن، سگم سنگیت
۸-۲۰ کسم گوئل، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ ' بندیا '
(۱) پسند اپنی اپنی
(۲) سمسیا سمادھان
(۳) گیت
۱-۳۰ استاد مشتاق حسین خاں: خیال

شام

۶-۳۰ یووانی
خبروں کے آئینے میں
سرگم
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ ' آہنگ ' اردو پروگرام
' اعلیٰ تعلیم اور طلبا کے مسائل ' مباحثہ
۸-۰۰ جوتیکا رائے، گیت
۱۰-۰۰ ملاقات

منگل ۲۰ اپریل

صبح

۷-۴۵ جگجیت سنگھ، غزلیں
۸-۲۰ مدن موہن برج واسی، لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰ پنّا لال گھوش: بانسری

شام

۶-۳۰ یووانی
پریکرما
میری پسند
۷-۰۰ کرشی جگت

بدھ ۲۱ اپریل

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
محمد احمد خاں قوال اور ساتھی
نعت اور قوالیاں
۸-۲۰ رینو نیگی، کمایونی لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ آنچل
۱-۳۰ شوبھا گرٹو: دادرا، کجری

شام

۶-۳۰ یووانی
یووا پسند
ایشیاڈ ۸۲ کی باتیں
۷-۰۰ کرشی جگت
بھیت مارتا: ڈاکٹر گجیندر سنگھ
۷-۴۵ ' لیٹ می شیئر ود یو ' انگریزی تقریر از پروفیسر پرکاش چندر شریواستو
۸-۱۵ منور علی خاں، گائن

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
۸-۲۰ مردولا سکسینہ اور انوپم سریواستو
لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰، رات ۸-۱۵
استاد عبدالحلیم جعفر خاں: ستار

شام

۶-۳۰ یووانی
خطوں کے جواب
یووا پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ جوٹے بار
محمد اسلم: غزلیں

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح

۸-۲۰ محمد خلیل اور ساتھی ، لوک گیت

۸-۴۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
'فراق گورکھپوری سے ایک ملاقات'
انٹرویور : زبیر رضوی

دوپہر

۱-۴۰ ریتا گانگولی ، کجری ، چیتی گائن

شام

۶-۳۰ یووا وانی

۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
کرشی پستک سمیکشا

۸-۰۰ اقبال بانو : غزلیں

۸-۱۵ مہندر سنگھ : ٹھمری دادرا

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
حبیب ولی محمد : گیت ، غزل

۸-۰۰ مہیش پرساد : لوک گیت

رات

۸-۰۰ استاد علی اکبر خاں ، سرود

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۸-۲۰ کملیش آریہ : لوک گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ 'نوکر' جھلکی - تحریر : انجم بہار شمسی
پیشکش : جوالا پرشاد

۱-۱۰ پریوار جگت

شام

۶-۳۰ یووا وانی
شعری نشست - سنواد گیت

۸-۰۰ ہمینت کمار : گیت

۹-۳۰ کرامت انصاری و ساتھی ، چہاربیت

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
بیگم اختر : غزلیں

۸-۲۰ رمیش راوت : لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ نرملا دیوی و سکھیاں ، ٹھمری

شام

۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام
'صبح کی سیر' ملاقاتوں پر مبنی فیچر
تحریر و پیشکش : زبیر رضوی

۸-۱۵ پروین سلطانہ اور لکشمی شنکر
ٹھمری گائن

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۷-۴۵ انوپ جلوٹا : غزلیں

۸-۲۰ سروج جین اور انکی سکھیاں
لوک گیت

شام

۶-۳۰ یووا وانی
پریکرما
میری پسند

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۱۵ ایم آر گوتم : خیال اور ٹھمری

بدھ ۲۸ اپریل

صبح

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
آشا بھونسلے ، غزل ، گیت

۸-۲۰ گیان وتی سکینہ ، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ آنچل

۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
استاد علاؤ الدین خاں ، سرود

شام

۶-۳۰ یووا وانی
گیتوں بھری کہانی
ایشیاڈ ۸۲ کی باتیں

۷-۰۰ کرشی جگت

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

۸-۱۰ بسرس کول ، لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
اروند پارکھ ، ستار

شام

۶-۳۰ یووا وانی
خطوں کے جواب
یووا پسند

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۰۰ جو نے بار
شجاعت حسین خاں ، غزلیں

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح

۷-۳۰ وانا ئین

۸-۲۰ شیام موہن ، لوک گیت

۸-۴۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
'رفتار' اردو دنیا کی سرگرمیاں بمعہ
صوبائی اکیڈمی کی کارکردگی

تقریر از سعادت علی صدیقی

دوپہر

۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
سودیپ کمار مترا : گٹار وادن
شوبھا رانی کوریسا : طبلہ سنگت

شام

۶-۳۰ یووا وانی

۷-۰۰ کرشی جگت

۹-۳۰ 'مرزا جی کی سالگرہ' ناٹک
تحریر : عزیز اندوری
پیشکش : جوالا پرشاد

محمد علی میاں موج آکاشوانی رام پور سے سنگیت پہیلی پیش کرتے ہوئے

بقیہ —— دہلی

لوک مانیہ : طبلہ

۱۱-۰۲ ، رات ۳۰ سے
اجیت سنگھ ، وچتر وینا

۱۱-۳۰ پربھو دیو سردار : خیال دیوگری بلاول

دوپہر

۱۲-۰۲ مراٹھی گیت

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں

۹-۳۰ 'لال سیاہی' ستیندر شرت کی کہانی
کا ڈرامائی عکس از ریوتی سرن شرما
ہدایت : ستیندر شرت

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
نثار حسین خاں ، گائن

۷-۵۰ تیلگو گیت

۹-۱۰ راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
اے اے کھانڈیکر : گیت ، بھجن

۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
کاجل بنرجی : گیت ، بھجن ، غزل

۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۳۴۳.۶ میٹر ۸۷۳ کلو ہرٹز جالندھر "ب" ۴۲۷.۴ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹.۶ میٹر ۱۴۳۰ کلو ہرٹز (شام ۱۰-۶ تا ۳۰-۶ تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۲، ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-۶، ۲۰-۶ (پرادیشک سماچار) رات ۳۵-۸، ۰۵-۱۱
پنجابی میں خبریں: صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-۶ (پرادیشک سماچار) شام ۳۰-۷
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱، رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱
اردو میں خبریں: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۴۰-۷

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

جالندھر (الف)

صبح

۵-۵۵ دندے ماترم
۶-۰۵ آرادھنا: بھگتی سنگیت
۶-۳۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۶-۴۰ پریچے: پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ آسا دی وار (صرف اتوار)
۷-۰۵ امرت بودھ
۷-۱۵ قدم قدم بڑا پڑا (پیر)
۷-۳۰ بھگتی سنگیت
۹-۰۵ سامائیکی

دوپہر

۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے
۲-۰۰ موسم اور اُنت کھیتی پروگرام
۲-۲۰ سگم سنگیت
ساڈے آس پاس (ہفتہ)

شام

۵-۳۰ گوروانی وچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۳۰ دیہاتی پروگرام
۷-۴۰ روزگار سماچار
۹-۲۵ اردو میں تبصرہ

جالندھر (ب)

شام

۶-۰۰ یوواوانی
۶-۴۵ یونیورسٹی براڈ کاسٹ
۷-۰۰ پنجابی میں رنگارنگ پروگرام (دیس پنجاب)
۸-۰۰ اختتام

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ سنسکرت پاٹھ
۷-۳۰، دوپہر ۰۰-۱۲، رات ۳۰-۹
کمار گندھرو: خیال توڑی اور ترانہ
دیسی چیتی، بھوپ بہار اور کاموَد
۸-۲۰، شام ۴۵-۷
نشی کمنہ، بھجن
۸-۵۰ غم دور سنگھ امن اور ساتھی
صوفیانہ کلام
۹-۱۵، دوپہر ۱۵-۱۲
سروپ سنگھ سروپ: شبد، گیت

دوپہر

۲-۳۰ بھوپ سنگھ ماہی: لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ برنیک سنگھ رانا: لوک گیت

رات

۸-۰۰ لونر کاشن
کتابوں پر تبصرہ از حکم چند راجپال
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ جگت سنگھ جگا: لوک گیت

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۰۰-۱۲
بھگوان داس سینی:
خیال کومل رشب اساوری، برندابنی سارنگ
۷-۴۵ ششی موہن بھٹ: ستار
۸-۲۰، دوپہر ۱۵-۱۲
گوپال شرما: بھجن، غزلیں
۸-۵۰، سہ پہر ۰۵-۵
پنجابی گیت
۹-۱۵، شام ۴۵-۷
سوہن سنگھ راگی و ساتھی: شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک رنگ
۵-۱۵ نریندر بیبا: لوک گیت
رونق رام: ڈھولک سنگت

رات

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی
۱۰-۰۰ پی این بار بی: گائن

اتوار ۱۸ اپریل

صبح

۶-۴۵ آسا دی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۱۵ بھجن
۷-۳۰ وسن رائے دیش پانڈے
خیال نٹ بھیرو
۷-۴۵ پرتی بمب
۱۰-۰۰ چانن رشماں

دوپہر

۱۲-۰۰ ڈی وی پلسکر: گائن
۱۲-۱۵ سیتا کوہلی: گیت، غزل
۲-۳۰ جید لوک کار یملاجٹ: لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سعیدہ بانو: لوک گیت

شام

۷-۴۵ جاگرت
۹-۳۰ کرنٹ افیرز
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱-۳۰ گنیش چند بہرے ہوا:
خیال شدھ کلیان اور ترانہ

پیر ۱۹ اپریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ قدم قدم بڑا پڑا: بیس نکاتی پروگرام
۷-۳۰، رات ۳۰-۱۰
اجیت سنگھ پینٹل:
خیال رشب اساوری اور میتی
۸-۲۰ سنت سنگھ بندرا: لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ ستیش چندر: گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ آپکی فرمائش
۱۲-۳۰ ہندی گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سریندر سنگھ رمتا: لوک گیت
۵-۰۵ بال واڑی

رات

۸-۰۰ 'بھگوان بچائے پتی کے متروں سے' ہندی تقریر از ڈاکٹر اندو بالی'
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ لال چند یملاجٹ: لوک گیت

منگل ۲۰ اپریل

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ کاویہ دھارا
ہندی میں کویتا پاٹھ، ڈاکٹر چندر شیکھر
۷-۳۰، شام ۴۵-۷
پنا لال گھوش: بانسری
۸-۲۰، سہ پہر ۰۵-۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ جگجیت سنگھ زیروی: لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ رنگا سنگھ مان: لوک گیت
۵-۱۵ راجندر سنگھ راج و ساتھی: لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو تقریر
۹-۳۰ وگیان جگت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
بھاسکر چندرورکر، ستار وادن

بدھ ۲۱ را پریل

صبح

۶-۴۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی ہرچند سنگھ راگی و ساتھی
شبد

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
بلیغ احمد صدیقی، سارنگی پر
راگ وبھاس اور بھوپالی ٹوڈی
۸-۳۰ پنجابی گیت
۸-۵۰ سریندر سنگھ سمن، لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۳۰ غزلیں
۲-۳۰ شمشیر سنگھ شرت و ساتھی، لوک گیت
۵-۰۵ پھلجھڑی

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
۱۰-۳۰ راجن مشرا، ساجن مشرا
خیال جوگ

جمعرات ۲۲ را پریل

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ شہر دا ورتہ
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
شریمتی گریش، بسنت بکھاری،
میاں کی ٹوڑی اور بھجن شڈرج
۸-۳۰ جگموہن کور، لوک گیت
۸-۵۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۶-۵۰
اجیت کور، شبد، گیت، غزل

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۳۰ غزلیں
۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری اور ساتھی

لوک گیت
۵-۱۵ گورمیت کور باوا و ساتھی
لوک گیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک
۱۰-۰۰ پنجابی کوی گوشٹی

جمعہ ۲۳ را پریل

صبح

۶-۴۵ اندر ناراشن، کافیاں
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
وزیر چند چترا، ستار پر رام کلی اور
شدھ سارنگ
۸-۳۰، دوپہر ۱۲-۳۰
سیوا رام مسکین، بھجن، غزلیں
۸-۵۰ پورن چند ڈالی و ساتھی
صوفیانہ کلام
۹-۱۵، شام ۷-۴۵
بھائی درشن سنگھ راگی اور ساتھی
شبد

دوپہر

۲-۳۰ کرتار سنگھ رملا، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سریندر شندا، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'پنجاب کی دین - ہندی کہانی کو'،
ہندی تقریر از ڈاکٹر پانڈے ششی بھوشن
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ ہنسراج اور ساتھی، بھینٹاں
۱۰-۳۰ سب رنگ
استاد بڑے غلام علی خاں کی زندگی
اور موسیقی کو انکی دین پر مبنی پروگرام

ہفتہ ۲۴ را پریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
پریم ناتھ ترکھا، خیال بھٹیار اور
گوڑ سارنگ
۷-۵۰ بریم سوبے سنگھ، وچترو ینا
۸-۳۰ چندر کانتا کپور، پنجابی گیت
۸-۵۰ گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۴۵
رتن لال دیپک، غزلیں

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک رنگ
۱۲-۴۵ چرنجیت کور، غزل اور گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ بردیو سنگھ ڈھاڈی اور ساتھی، واراں

رات

۸-۰۰ پنجابی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
بندو مادھو پاٹھک، وینا وادن
پنا لال اپادھیائے، پکھاوج

اتوار ۲۵ را پریل

صبح

۶-۴۵ آسا دی وار
بھائی جتیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۱۵ بھجن
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
شوکمار شرما، سنطور پر راگ مشرکافی
۸-۵۰ دلیش بھگتی کے گیت
۱۰-۰۰ چانن رشماں

دوپہر

۱۲-۱۵ چندر کانتا کپور، گیت
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۳۰ غزلیں
۲-۳۰ جیون سنگھ چندن و ساتھی
لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ ستیش چندر، لوک گیت

شام

۷-۴۵ جاگرت
۸-۰۰ شبد گائن
۹-۳۰ استاد امیر خاں، خیال درباری

پیر ۲۶ را پریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
رتناکر ویاس، سرود پر راگ
نٹ بھیرو اور چندن نندن
۸-۳۰ ملکھی رام، لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ جھلکی

دوپہر

۱۲-۳۰ ہندی گیت
۲-۳۰ پورن شاہکوٹی، لوک گیت
۵-۰۵ بال واڑی

رات

۸-۰۰ سمیا اور سماد ھان 'بھرشٹاچار'،
تقریر از شری لیش
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ جبیر سنگھ خوشدل، لوک گیت

منگل ۲۷ را پریل

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، شام ۷-۴۵
مالبیکا کانن، خیال ٹوڈی، ٹھمری
۸-۳۰ سنگم سنگیت
۸-۵۰ کرتار چند جوگی، بھینٹاں

دوپہر

۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۱۲-۳۰ دیہی خواتین کیلئے
۲-۳۰ امر سنگھ لکھن پوری و ساتھی
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سادھو سنگھ نیکی و ساتھی، لوک گیت

رات

۸-۰۰ اردو میں تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
پورنیما سین، گائن

بدھ ۲۸ را پریل

صبح

۶-۴۵ چانن سنگھ مجبور، شبد
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ، خیال للت، نائکی کانہڑا
۸-۳۰، دوپہر ۱۲-۱۵
ایل ڈی پردیسی، بھجن
۸-۵۰ برکت سدھو، لوک گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ نرملا دیوی، ٹھمری
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۳۰ سورن لتا، لوک گیت
۵-۰۵ پھلجھڑی

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۹ را پریل

صبح ۶-۴۵ شبد

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
این راجم : وائلن پر راگ دیسی،
نیلامبری اور باگیشری کا نہرہ

۸-۲۰، شام ۷-۵۰
برہم سروپ سنگھ، گیت
۸-۵۰ لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بملا دیوی : بھجن اور غزلیں

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کشمیر سنگھ شمبھو، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ اتم سنگھ بھولا ناتھ، لوک گیت

رات
۹-۳۰ گلدستہ
۱۰-۰۰ کوی گوشٹھی

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
یش پال، خیال کوکب بلاول اور
دھناشری

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
رمیش شرما، بھجن، غزلیں
۸-۵۰ محمد تقی قوال وساتھی، صوفیانہ کلام
۹-۱۵، شام ۷-۴۵

اونکار سنگھ، شبد

دوپہر
۱۲-۴۵ جیون جاچ
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ پیارا سنگھ جلال آبادی
لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ رمیش سنگھ رنگیلا اور ساتھی
لوک گیت

رات
۸-۰۰ دسوتنتر ہندی اپنیاس - لیکھکاؤں
کی سرجنا لاؤ، ہندی تقریر از
ڈاکٹر سلیم گوئل
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ گوردیو سنگھ کوئل، لوک گیت

روھتک

میڈیم ویو ۲۴۷ء۲ میٹر ۱۲۱۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس: صبح ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۱۰-۹ تک)

دوسری مجلس: ۱۲-۴۰ سے ۳-۱۰ تک

تیسری مجلس: ۵-۲۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ رات گیارہ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۲۰ اور ۷-۰۵ شام
بھگتی سنگیت
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۷-۲۰ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
۸-۴۰ سب رس

دوپہر
۱-۱۰ فلمی سنگیت
۱-۴۰ اسکول براڈ کاسٹ
(سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)
۲-۲۰ لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو ننھے منے)
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۳۰ مقامی اعلانات
۹-۱۵ ایک فلم سے

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سیما شرما، سگم سنگیت
۷-۲۰، رات ۱۰-۰۰
امجد علی خاں، سرود
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
ہردھیان سنگھ اور
بلونت سنگھ بابلا، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی سنگتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ راجستھانی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ہردھیان سنگھ، لوک گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۲۰ اقبال احمد صدیقی، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دل دیکھے دیکھو'
۹-۳۰ تیسرے پہر کی دھوپ'

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
اے ہری ہرن، سگم سنگیت
۷-۳۰ ڈی وی پلسکر، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
ستبیر سنگھ، چندر لال، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ بھر بینے
۱-۴۰ اساتذہ کے لیے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۲۰ ہیمنت کمار، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'او بے وفا'

اتوار ۱۸ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مانک لال ورما، سگم سنگیت
۷-۳۰ بھیم سین جوشی، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ رام کمار اور رام بھائی وساتھی
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۲۰ غلام علی، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'عاشق'
۹-۳۰ فیچر
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۹ اپریل

صبح
۷-۱۰ جسپال سنگھ، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
مشتاق حسین خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
اوم پرکاش، مام چند، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۷-۴۵ انوپ جلوٹا، سگم سنگیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ ستیش بہتر، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پوجا کا گھر'

منگل ۲۰ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
یوگل بھاردواج: سگم سنگیت
۷-۳۰ بسم اللہ خاں، شہنائی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
دیپ چند، دیپا ماتھر، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
دیپا ماتھر، لوک گیت
کلام شاعر
۸-۰۰
۸-۳۰ بیگم اختر، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'آہوتی'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۱ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
شام بھتیجہ، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
دیال سنگھ رانا، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
منچول میر اور ریتا و سکھیاں
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کسترنیں
۱-۳۰ طلبا کے لیے

۴۰

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ نغمے سنے
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ مہدی حسن، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ترنگ'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مرغوب حسین، اوم پرکاش؛
کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
چمن لال اور رانی شرما و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ بنگالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
طلعت عزیز، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پنا لال سولنکی، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
ست نارائن وششٹ اور
رام مہر سنگھ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ گجراتی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ وکاس کلب
۸-۳۰ نیلم، سگم سنگیت
۹-۰۵ ایک فلم سے 'پاپ اور پنیہ'
۹-۳۰ صحت اور پریوار کلیان پروگرام

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
یونس ملک، سگم سنگیت
۷-۳۰ ولایت حسین خاں اور
بسم اللہ خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
عابد حسین اور ستیہ دیو سناتب
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ مارواڑی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ڈاکٹر سے ملاقات
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ جمیل احمد: غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'لاپرواہ'

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
رتیش چندر دت، سگم سنگیت
۷-۳۰ جتیندر، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ دریاؤ سنگھ ملک اور
موہنیلا ملک و ساتھی
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ برج کے لوک گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
آج اتوار ہے
۸-۰۰
۸-۳۰ منی بائی، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'چاندی سونا'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
روما سین: سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
مہیش واجپائی، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
دیشو کوشک اور منشی رام
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ گووند پرساد: غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'آنند'

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
رما کانتا شرما، سگم سنگیت
۷-۳۰ غلام مصطفیٰ خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
پریم لتا ڈوگرا اور رنگل ناتھ و ساتھی
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کے لیے

۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء

شام
۵-۳۰ یووانسسار
میری پسند
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پریم لتا ڈوگر، لوک گیت
۸-۰۰ کلامِ شاعر
۸-۳ محمد رفیع، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'رادھا اور سیتا'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۸ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
آرتی گپتا، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
غلام صادق خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
سری پال سنگھ اور
حکم چند راٹھی: لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ طلبا کے لیے
شام
۵-۳ یووانسسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳ گرامین سنسار
۸- ہندی میں تقریر
۸-۳۰ ویدیھی، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'چلتی کا نام گاڑی'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سیرا بوس، سگم سنگیت
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
مان سنگھ بھٹ اور
گلاب سنگھ کھانڈیلوال، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووانسسار
سرگم
۶-۱۰ میواتی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ لتا منگیشکر،
غزلیں
۹-۱۵ آپکا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
احمد حسین، محمد حسین، سگم سنگیت
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
ونے کمار، ستار
۸-۲۰ رام سروپ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا
دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
۲-۲۰ رام سروپ اور ہری رام شرما
لوک سنگیت
شام
۵-۳۰ یووانسسار
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رام سروپ، لوک گیت
۸-۰۰ کتاب کی چرچا
۸-۳۰ او۔پی۔کپور، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'شردھانجلی'

آکاشوانی گروپ آف جرنلز
آل انڈیا ریڈیو، نئی دہلی کے دیگر جرائد

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷،۶ میٹر ۷۷۴ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۹۳،۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹،۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۲۵
۵-۴۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵ اور ۸-۴۵۔ صرف ہفتہ کو رات ۱۰-۱۱
رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵، سنسکرت: صبح ۷-۰۵، اردو: صبح ۱۱-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۵ گیان دو اور دو دنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷-۳۰ سامائیکی
۷-۴۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال
۹-۳۰ اختتام
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۲۰ اختتام
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲-۲۰ سنہری کرنیں
۲-۴۰ سب رنگ
۳-۰۰ اختتام
شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام: لاہول سپتی؛ (اتوار، منگل، جمعہ)
کنری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبیالی پروگرام (بدھ، ہفتہ)
۵-۳۰ کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنتو منو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت/دیہاتی ریڈیو گوشٹھی
۷-۴۵ گرامین یووان کے لیے
۸-۰۰ دھارا رے گیت
۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۱۱-۰۵ بجے)

جمعہ ۲۶ اپریل

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۲۵ دیش گان
۷-۴۰ ترنگ: کویتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۴۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل
شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۴۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ خاندانی بہبود کا پروگرام
۹-۳۰ ہندی میں ڈرامہ

۱۰ — ۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح

۷ — ۱۰ کلاسیکی موسیقی
(اتوار، پیر، منگل، جمعرات اور ہفتہ)

۷ — ۴۰ گیت

۸ — ۲۰ سیاحوں کیلئے پروگرام

۹ — ۰۵ رس دھارا

ضلع کی چٹھی

غزلیں

۸ — فلمی میوزک

۹ — ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل

موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۸ اپریل

صبح

۷ — ۴۰ اس ماس کا گیت

۸ — ۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۹ — ۰۵ پہاڑی دھن

۹ — ۱۰ لوک روچی سماچار

۹ — ۱۵ ان دنوں: بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام

۹ — ۳۰ ساز اور آواز

۹ — ۴۵ وگیان اور جیون

۱۰ — ۰۰ یوا وانی

۱۱ — ۰۰ ہندی ڈرامہ

دوپہر

۱۱ شیل شکھر سیگز بن پروگرام

۱۱ بال گوپال

۳ ونیتا منڈل

پہاڑی دھن

خاندان کی بہبودی کا پروگرام

[illegible]

... پریل

۸ — ۳۵ ساہتیہ ویلا: ادبی پروگرام

۹ — ۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی

۸ — ۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸ — ۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸ — ۳۰ دیش گان

۸ — ۳۵ وادیہ وزند

۹ — ۱۵ جگیاسا

۹ — ۳۰ ہندی میں بات چیت

۹ — ۴۵ سگم سنگیت

۱۰ — ۰۵ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۰ اپریل

صبح

۷ — ۵۵ سمے کی بات

۸ — ۲۵ پرادیشک سنگیت

۹ — ۰۵ چنیکا

شام

۶ — ۰۰ سامائیک چرچا

۷ — ۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

۸ — ۱۵ سگم سنگیت

۸ — ۲۵ سب رس

۹ — ۱۵ ہماری وکاس یاترا

۹ — ۳۰ انگریزی میں بات چیت

سگم سنگیت

بدھ ۲۱ اپریل

صبح

۷ — ۱۰ کرناٹک سنگیت

۷ — ۴۰ جیون جیوتی

۷ — ۵۵ سمے کی بات

۸ — ۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۹ — ۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی

۹ — ۱۵ مہیلا سمیلن: خواتین کیلئے پروگرام

۸ — ۱۵ سماچار درشن

۸ — ۲۵ سگم سنگیت

۸ — ۳۵ وادیہ وزند

۹ — ۱۵ گھر آنگن

۹ — ۳۰ چرچا کا وشے ہے

۱۰ — ۰۰ آپ کی فرمائش پر نئی فلموں کے گیت

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح

۷ — ۴۰ دیش گان

۸ — ۲۰ پنجابی گیت

۸ — ۳۵ ریڈیو ڈاکٹر

۹ — ۰۵ ایک کلاکار

شام

۶ — ۰۰ اس ماس کا گیت

۸ — ۱۵ غزلیں

۸ — ۲۵ بھگتی سنگیت

۸ — ۳۵ وادیہ وزند

۹ — ۱۵ آپ کا پتر ملا

۹ — ۳۰ نیشنل پروگرام (ڈرامہ)

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح

۷ — ۱۰ پرارتھنا سبھا

۷ — ۲۵ دیش گان

۷ — ۴۰ ترنگ کویتا پاٹھ

۷ — ۵۵ سمے کی بات

۸ — ۲۰ سگم سنگیت

۹ — ۰۵ محفل

شام

۶ — ۰۰ سامائیک چرچا

۷ — ۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

۸ — ۱۵ سماچار درشن

۸ — ۲۵ سگم سنگیت

۸ — ۲۵ وادیہ وزند

۹ — ۱۵ ہندی میں تقریر

۱۰ — ۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح

۷ — ۴۰ گیت

۸ — ۲۰ اسپورٹس پروگرام

۹ — ۰۵ رس دھارا

شام

۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی

۷ — ۴۰ اساتذہ کیلیے

۸ — ۱۵ غزلیں

— ۲۵ فلمی میوزک

۸ — ۳۵ وادیہ وزند

۹ — ۱۵ ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۷ — ۴۰ اس ماس کا گیت

۸ — ۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۹ — ۰۵ پہاڑی دھن

۹ — ۱۰ لوک روچی سماچار

۹ — ۱۵ ان دنوں: بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام

۹ — ۳۰ ساز اور آواز

۹ — ۴۵ وگیان اور جیون

۱۰ — ۰۰ یوا وانی

۱۱ — ۰۰ ہندی ڈرامہ

۱۲ — ۰۰ بات چیت

۳ — ۰۰ ونیتا منڈل

۶ — ۰۰ پہاڑی دھن

۸ — ۱۵ سماچار درشن

۸ — ۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹ — ۱۵ شرم سنسار

۹ — ۳۰ گیت بہاڑا رے
(فرمائشی پہاڑی گانوں کا پروگرام)

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۷ — ۴۰ جیون جیوتی

۸ — ۲۰ شبد

۸ — ۳۵ ساہتیہ ویلا ادبی پروگرام

۹ — ۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۶ — ۰۰ ضلع کی چٹھی

۸ — ۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸ — ۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸ — ۳۰ دیش گان

۹ — ۱۵ انگریزی میں تقریر

۹ — ۳۰ ہندی میں بات چیت

۹ — ۴۵ سگم سنگیت

۱۰ — ۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۷ — ۴۰ سنگیت

۷ — ۵۵ سمے کی بات

۸ — ۲۵ سگم سنگیت

۹ — ۰۵ چنیکا

شام

۶ — ۰۰ سائنس چرچا
۷ — ۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸ — ۱۵ سگم سنگیت
۸ — ۲۵ سب رس
۹ — ۱۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۹ — ۳۰ انگریزی میں بات چیت
۹ — ۴۵ سگم سنگیت
۱۰ — ۰۰ ہنگل شب کی محفلِ موسیقی

بدھ ۲۸ اپریل

صبح
۷ — ۱۰ کرناٹک سنگیت
۷ — ۴۰ جیون جیوتی
۸ — ۳۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۹ — ۰۰ ایک فلم کے گیت

شام
۶ — ۰۰ ضلع کی چھٹی
۸ — ۱۵ سماچار درشن
۸ — ۲۵ سگم سنگیت
۸ — ۳۵ وادیہ وزند
۹ — ۱۵ گھر آنگن
۹ — ۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰ — ۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گیت

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح
۷ — ۳۰ دیش گان
۸ — ۲۰ پنجابی گیت
۸ — ۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت
۹ — ۰۵ ایک کلاکار

شام
۶ — ۰۰ اس ماس کا گیت
۸ — ۱۵ غزلیں
۸ — ۲۵ بھگتی سنگیت
۸ — ۳۵ وادیہ وزند
۹ — ۱۵ آپ کا پتر ملا
۹ — ۳۰ سائنس میگزین پروگرام

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح
۷ — ۱۰ پرارتھنا سبھا
۷ — ۲۵ دیش گان
۷ — ۴۰ ترنگ : کوتا پاٹھ

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر)

حیدرآباد

۴۷۵ء۷ میٹر ۶۳۸ کلوہرٹز ۲۵۶ء۴ میٹر ۱۱۷۰ کلوہرٹز

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح
۶ - ۴۰ ایشور اللہ
قرأت کلام پاک از قاری محمود سعید
نعت شریف از عبدالعزیز داروغہ
۸ - ۴۰ تقریر

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
'کاچی گوڑہ ریلوے اسٹیشن' فیچر
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتے کی ڈائری از عبدالقادر
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
'ذیابطیس اور دل کی بیماریاں'
ڈاکٹر حمید خاں ماہر امراض قلب
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح
۸ - ۲۵ یوواوانی
فلمی قوالیاں

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
ڈرامہ از
نیوپیٹریانک ایجوکیشنل سوسائٹی
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) افکار عالیہ 'امیر مینائی'
تحریر : فکری بدایونی
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۱۸ اپریل

صبح
۸ - ۲۵ یوواوانی
'گلدستہ' نوجوانوں کی سرگرمیوں پر مبنی
۹ - ۳۰ بچوں کے لیے

دوپہر
۲ - ۳۰ بہنوں کے لیے

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
ساز اور آواز، بڑے غلام علی خاں
۹ - ۳۰ نیرنگ
'وہ ضرور آئیگا' ڈرامہ
تحریر : گوری شنکر سنہا
(۲) غزلیں

پیر ۱۹ اپریل

صبح
۸ - ۴۰ یوواوانی
نغموں کی دنیا از محمد اظہر

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ از معین صدیقی
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم آپ اور وہ
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
مصطفیٰ یاور - اوپی پرساد
(۴) غزلیں

منگل ۲۰ اپریل

صبح
۸ - ۲۵ یوواوانی
تقریر اسکرین پلے
تشبیر اللہ حسینی کے ساتھ انٹرویو

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
(۱) کلام شاعر از ایم اے باسط
(۲) جاوید اختر سلیویا
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کے لیے
(۴) مزاحیہ کلام از طالب خوندمیری
(۵) ڈھولک کے گیت

بدھ ۲۱ اپریل

صبح
۸ - ۲۵ یوواوانی
'فن اور شخصیت' جیلانی بانو

دوپہر
۲ - ۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام از سلائیم اکیڈیمی
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں، مزاحیہ پروگرام
پیشکش : اظہر افسر
(۴) نئی کہانی
'مسکراتے چہرے' از مسعود جاوید
(۵) غزلیں

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح
۸ - ۲۵ یوواوانی : یونیورسٹی طلبا کیلئے
'تحقیق کے مسائل' از ثمینہ شوکت

دوپہر
۲ - ۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
میری پسند : فلمی نغموں پر مبنی
۹ - ۳۰ نیرنگ
نیشنل پروگرام : ڈرامہ

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح
۶ - ۴۰ ایشور اللہ
قرأت کلام پاک از قاری غلام احمد
نعت شریف از یوسف خان
۸ - ۴۰ یوواوانی
تقریر

شام
۵ - ۳۰ ترنگ
سائنس میگزین۔ پیشکردہ
ینگ رائٹرز ایسوسی ایشن، مشیرآباد
۹ - ۳۰ نیرنگ

(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتہ کی ڈائری از عثمان شیدا
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات "گرما کی بیماریاں" از ڈاکٹر ایس اے خان
(۴) قوالیاں

هفته ۲۴ اپریل

صبح
۸-۲۵ یووانی
فلمی قوالیاں

شام
۵-۳۰ ترنگ
ڈرامہ از الپتین آرٹس اکیڈیمی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) افکار عالیہ
"انگریزی شاہکار ترجمے" تقریر از سعد حسین سعد
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۲۵ اپریل

صبح
۸-۲۵ یووانی
گلدستہ، نوجوانوں کے خطوں پر مبنی
۹-۳۰ بچوں کے لیے

دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کے لیے
(۱) ڈھولک کے گیت
(۲) خطوں کے جواب
(۳) کام کی باتیں از مسز بشیر قربان علی

شام
۵-۳۰ ترنگ
ساز اور آواز، استاد عبدالکریم خاں
۹-۲۰ نیرنگ
(۱) ڈرامہ
(۲) غزلیں

پیر ۲۶ اپریل

صبح
۸-۲۰ یووانی
نغموں کی دنیا، پیشکش، روحی

شام
۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ از حبیب احمد فدا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم آپ اور وہ
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
جمیل اور راز عابدی
(۴) غزلیں

منگل ۲۷ اپریل

صبح
۸-۲۵ یووانی ــ تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین
(۱) کلام شاعر از عقیل الرحمٰن
(۲) افسانہ از ریحانہ قریشی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) "زمانے کا دولہا" مزاحیہ خاکہ
تحریر، رشید قریشی
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۲۸ اپریل

صبح
۸-۲۵ یووانی ــ فن اور شخصیت
پروفیسر غلام عمر خاں سے انٹرویو

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ ترنگ ــ ورائٹی پروگرام
پیشکرده، اسٹیفنس ویلفیئر سوسائٹی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) اڈول بتیں
(۴) "بیکراں" نئی کہانی از عوض سعید
(۵) غزلیں

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح
۸-۲۵ یووانی ـ یونیورسٹی طلبا کے لیے
"جمہوریت میں انتظامیہ کا کردار"
تقریر از ڈاکٹر اکبر علی خاں

دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کے لیے

شام
۵-۳۰ ترنگ
میری پسند، فلمی نغموں پر مبنی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند، فلمی گانے
(۴) "سائنس کی دنیا ترقی کی راہ پر"
تقریر از خلیل اکمل

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح
۸-۳۰ الشکر اللہ
قرأت کلام پاک از قاری عبداللہ کلیمی
نعت شریف از محسن علوی
۸-۴۰ یووانی تقریر

شام
۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین از انوار ادب
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتے کی ڈائری از اعجاز قریشی
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات ـ
"آپریشن سے پہلے"
ڈاکٹر قاضی اکرام الدین سے گفتگو
(۴) قوالیاں

بقیہ شملہ

۷-۵۵ سے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام
۶-۰۰ سائنٹیک چرچا
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۹-۱۵ ہندی کہانی
۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
(پرانی فلموں سے فرمائشی گیت)

گورکھپور

میڈیم ویو ۳۳۰.۰۰ کلو ہرٹز ۹۰۹

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم: بھگتی سنگیت
۶-۲۰ کھیتی کی باتیں
۶-۲۵ شاستریہ سنگیت
۶-۵۵ آج کا چنتن
۷-۰۵ رام چرت مانس سے
۷-۱۵ مقامی اعلانات
اور سٹنڈولڈ کاسٹ اور سٹنڈولڈ ٹرائب امیدواروں کے لیے
روزگار سماچار
۷-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۰۵ ضلع کی چٹھی

دوپہر
۱۲-۳۰ نیپالی پروگرام
۲-۲۰ لوک گیت

شام
۵-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے
۵-۳۰ گرامین کاریہ کرم
(گرامین مہلاؤں کے لیے)
(پیر، جمعرات)
بچوں کے لیے (ہفتہ)
۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ اور مقامی اعلانات
۶-۱۰ کرشکوں کے لیے
۶-۱۵ چترپٹ سنگیت
۶-۴۰ یووانی
۷-۰۰ اسپورٹس کی خبریں
۷-۰۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ پرادیشک سنگیت
۷-۳۵ سامنتیکی

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال 'الف'، ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز بھوپال 'ب'، ۲۲۳/۲ میٹر ۱۳۴۳ کلو ہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۷-۴۵، ۴۹۹۰ کلو ہرٹز

صبح ۸-۳۰ سے ۹-۲۰/۹-۴۵ - ۹ } ۷۱۸۰ کلو ہرٹز

صبح ۹-۴۵ تا ۵-۱۵/۵-۴۵ شام

شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰۰ رات ۳۲۱۵۰ کلو ہرٹز

رائے پور: ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز گوالیار: ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۹۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲۵۴/۲ میٹر ۱۱۷۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں۔ صبح ۸-۰۰/۹-۵ (پرادیشک سماچار) دوپہر ۱-۵/۱-۱۰/۲-۴۵/۲-۲۰، شام ۵-۶، رات ۸-۴۵ (۱۱-۵ صرف ہفتے کو)

انگریزی۔ صبح ۸-۱، ۱۰-۰۰، دوپہر ۱۲-۰۰، ۱-۰۰، شام ۶، رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
بیلا ساویر، سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
استاد امیر خاں، خیال

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
شیو کمار شرما، سنطور

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت

۱-۱۰، رات ۸-۳۰، ۱۰-۰۰
فلمی نغمے

۲-۳۰ کرن شرما، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی

۷-۱۵ چوپال

۸-۰۰ اردو پروگرام
(۱) 'قدیم بھوپال تہذیب کے آئینے میں'
تقریر از قمر الحسن
(۲) محمد حسین، احمد حسین، نعت خوانی
تحریر: نظیر بنارسی

۹-۳۰ 'کس کے لیے' ناٹک از لیلا سریواستو
پیشکش: میناکشی مشر

ھفتہ ۱۷ اپریل

صبح

۸-۲۰ کرشنا کلے، سگم سنگیت

۸-۳۰ عبدالصمد خاں، سارنگی

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
عبداللطیف، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۱-۱۰ آپ کی پسند

۱-۳۰ نئی رچنا
کہانی از نشا ویاس

۲-۳۰ لکشمی نارائن گنگراڈے، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
اپنی پسند
چیتنا کے سوُر
سبھاوناٹیں روزگار کی

۷-۱۵ چوپال

۸-۰۰ سائنس کاریہ کرم

۸-۳۰ چیتر پٹ سنگیت

اتوار ۱۸ اپریل

صبح

۸-۲۰ بال سبھا

۹-۲۵ اس ماس کا گیت

۹-۵۰ نظیر حسین، سارنگی

۱۰-۰۰ شش لوک

۱۰-۲۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

دوپہر

۱۲-۳۰ بھولے بسرے گیت

۱-۴۰ راگداری
نظیر حسین، سارنگی

۲-۳۰ مالتی لتا مالویہ اور سکھیاں، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
ترلوں کی پسند
سیا اور سجھاؤ
آج کے کلاکار
باسیہ وارتا

۷-۱۵ چوپال

۸-۱۵ فلمی نغمے

۹-۳۰ ماہانہ ناٹک

۱۰-۰۰ آپکی پسند

پیر ۱۹ اپریل

صبح

۷-۳۰ سنگیتا چوبے، لوک گیت

۸-۲۰ رام کشن چندیشری، سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
شیام سندر نائیڈو، ستار

۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
شنبھو لال بھٹ، خیال

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت

۱-۰۰ درپن: میگزین پروگرام

۲-۲۰ سنگیتا چوبے، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
فلم سنگیت — کوی گوشٹھی
آج کے کلاکار — ترلوں کے پتر

۷-۱۵ ایشیاڈ ۸۲

۸-۳۰ فلمی سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ہندی تقریر

۹-۴۵ اس ماس کا گیت

۱۰-۳۰ ڈی وی پلسکر، خیال

منگل ۲۰ اپریل

صبح

۷-۳۰ شانتی بائی منجار، لوک گیت

۸-۲۰ کسم بروڈکر، سگم سنگیت

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
(۱) کلام شاعر: اسیر ادھینی
(۲) 'بھوپال کے تانگے والے'
تقریر از اشتیاق عارف
(۳) روشن چراغ، نظام احمد قریشی

۹-۱۰ ساماتا پرساد، طبلہ

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت

۱-۱۰ آپ کی پسند

۱-۳۰ کاویہ دھارا: چندر کانت شاستری

۱-۴۰ ساماتا پرساد: طبلہ

۲-۳۰ شانتی بائی منجار، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووادانی
غیر فلمی گیت و غزل
آج کے کلاکار — تقریر

۷-۱۵ چوپال

۸-۰۰ یگ بودھ، پریوار کلیان پروگرام

۸-۱۵ 'سیڑھیوں کے بیچ انترال اور سماجک تناؤ' ہندی تقریر از مہیش سریواستو

۸-۳۰ فلمی سنگیت

۹-۴۵ بھولے بسرے گیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۱ اپریل

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
ویبھا شرما، لوک گیت

۸-۲۰ وکیل احمد، سگم سنگیت

۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
کمار گندھرو، خیال

۹-۳۰، رات ۱۰-۰۰
وی دیوشنکر، شہنائی
ایم وی شولہ پورکر، کلارنیٹ

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا

۱-۱۰ بیتر لکھیں لوک گیت سنیں

۱-۳۰ سگم سنگیت

۱-۴۰ راگداری — کمار گندھرو

شام

۵-۳۰ یووادانی
ترلوں کی پسند — وگیان کنج
آج کے کلاکار — کہانی

۷-۱۵ چوپال

۸-۰۰ ساپتاہکی —
کاویہ پاٹھ: اوم پربھاکر

۸-۱۵ فلمی سنگیت

۹-۳۰ ترنگ

۹-۴۵ وشو ودیالیہ استر کی باتیں

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح

۷-۳۰ ان دنوں
صحت اور خاندانی بہبود کا ہفتہ وار پروگرام

۸-۱۰ سمن ارائے، گیت، غزل

۸-۳۰ ، دوپہر ۱۰-۴۰
تحے اُر سرنگے : وائلن

۹-۱۰ ، رات ۱۰-۳۰
پنا لال گھوش : بانسری

دوپہر

۱۲-۳۰ ، ۱-۱۰ آپ کی پسند
۱-۳۰ سمن ارائے ، سگم سنگیت
۲-۳۰ سروج راجاول ، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
ترلوں کی پسند - کاویہ پاٹھ
شاعر کی زبان سے
آج کے کلاکار - تقریر

۷-۱۵ گرام لکشمی

۸-۰۰ 'سنچار مادھیم اور راشٹر گیش و گیان'
ہندی تقریر از ڈاکٹر آر سی سکسینہ

۸-۱۵ دیکھو سنو ، ریڈیو کارٹون پروگرام

۸-۳۰ فلمی سنگیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ڈرامہ

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح

۸-۲۰ منور خاں ، غزلیں

۸-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
بالا صاحب پوچھوالے ، خیال

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
ایم ایس گوپال کرشنن ، وائلن

دوپہر

۱-۱۰ فلمی سنگیت
۱-۳۰ منور خاں ، سگم سنگیت
۲-۳۰ سوا شرن اور ساتھی ، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
ترلوں کی پسند - کھیل پتریکا
سامانیہ گیان کی باتیں
آج کے کلاکار - ترلوں کے پستر

۷-۱۵ چوپال

۸-۰۰ 'کہکشاں' ، اردو پروگرام
'نقوش اقبال' ، فیچر

تحریر : قمر احسن

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح

۸-۲۰ اشوک ورما ، سگم سنگیت
۸-۳۰ محمود مرزا ، ستار
۹-۰۵ ضلع کی چٹھی

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
اسمٰعیل دادو خاں ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۱۰ آپ کی پسند
۱-۳۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ ، شلبھ بھدوریہ
۲-۳۰ بلا بائی تو مر و سکھیاں ، لوک گیت

شام

۷-۱۵ کونسل
۸-۰۰ امرتا
۸-۳۰ فلمی سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۸-۲۰ بال سبھا
۹-۰۵ ضلع کی چٹھی
۹-۱۰ سدھ سنگیت
۱۰-۰۰ شششو لوک
۱۰-۲۰ آر وی گرو ، بانسری

دوپہر

۲-۲۵ راجندر کمار پورانک و ساتھی
لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
۷-۱۵ چوپال
۸-۳۰ فلمی سنگیت
۹-۳۰ 'تمہارے بنا' ، ناٹک
تحریر : شیل دھیرج
پیشکش ، مقبول حسین

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۷-۳۰ ، دوپہر ۲-۳۰
ششی کرن سکسینہ ، لوک گیت

۸-۲۰ گوبند بھارتی ، سگم سنگیت
۸-۳۰ ایس کے داس گپتا ، سرود

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
ڈاگر بندھو : دھرپد/دھمار دلیسی

دوپہر

۱۲-۳۰ سگم سنگیت
۱-۱۰ درپن : میگزین پروگرام

شام

۵-۳۰ یووا وانی
فلمی سنگیت - مشاعرہ
آج کے کلاکار - ترلوں کے پستر

۷-۱۵ چوپال
۸-۱۵ ایشیاڈ ۸۲ء
۹-۴۵ وادیہ ورند
۱۰-۰۰ روپک
۱۰-۳۰ ایس کے داس گپتا ، سرود پر بہاگ

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۷-۳۰ سوہن لال گپتا ، لوک گیت
۸-۲۰ الا بھٹا چارجی ، سگم سنگیت
۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
بزم سخن ، شرکاء
اسحٰق اثر اندوری ، گوہر جلالی
علی عباس امید ، وقار فاطمی
نور محمد قمر اور نصیر پرواز
۹-۱۰ کمار لال ، طبلہ

دوپہر

۱-۳۰ کاویہ دھارا : شوانند ترپاٹھی
۱-۴۰ لطیف احمد : طبلہ
۲-۳۰ گودھن لال کشواہا و ساتھی ، لوک سنگیت

رات

۸-۱۵ 'دشش دھارک باندھ اور ہماری ارتھ ویوستھا' ہندی تقریر از جے کے ورما
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر
۹-۴۵ بھولے بسرے گیت

بدھ ۲۸ اپریل

صبح

۸-۲۰ کشن بھٹ ، سگم سنگیت
۸-۳۰ مادھو امریکر : خیال ڈھنڈول

۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۴۰
زریں دارو والا ، سرود

دوپہر

۱۲-۳۰ مہلا سبھا
۱-۱۰ بہتر لکھیں لوک گیت سنیں
۲-۳۰ لوک گیت

رات

۸-۰۰ ساہتیکی - کہانی از مالتی جوشی
۹-۳۰ 'گمشدہ کی تلاش' ، ناٹک
تحریر : پی ایس بنیشن
ہندی عکس : ایس ہرش وردھن
۱۰-۳۰ مادھو امریکر : شاستریہ سنگیت

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح

۸-۲۰ ، دوپہر ۱-۳۰
تیو شی چکرورتی ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
اری داس گپتا ، اُپ شاستریہ سنگیت

۹-۰۰ لکشمی نارائن پوار

دوپہر

۱-۴۰ ارجن شیجول ، پکھاوج
۲-۳۰ رام کشن چندیشری ، لوک گیت

شام

۵-۳۰ یووا وانی
۷-۱۵ گرام لکشمی
۸-۰۰ ہندی تقریر از رام نرائن اپادھیائے
۱۰-۰۰ علی حسین ، شہنائی

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح

۸-۲۰ مشتاق حسین ، سگم سنگیت

۸-۳۰ ، دوپہر ۱-۴۰
رحمت علی خاں ، سرود

۹-۳۰ نثار حسین خاں ، خیال

دوپہر

۱-۳۰ مشتاق حسین خاں ، غزلیں
۲-۳۰ اوما شکلا ، لوک گیت

شام

۷-۱۵ چوپال
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'دیس بدیس'
خالدہ بلگرامی ، حنان صدیقی
(۲) گھر کے چراغ
(۳) افسانہ از وسیم بانو قدوائی

۹-۳۰ لوک گیتوں کا خصوصی پروگرام
۱۰-۰۰ ترنگ
لوک ناٹیہ
تحریر و پیشکش ، سدھیشور سین
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
نثار حسین خاں : خیال ماس بہاگ

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ : ۴۸۳٫۰۹ میٹر، ۶۲۱ کلوہرٹز
بھاگلپور : ۲۰۵٫۷۶ میٹر، ۱۴۵۸ کلوہرٹز
دربھنگہ : ۲۳۱٫۴۸ میٹر، ۱۲۹۶ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں : صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتے کو)
اردو میں خبریں : صبح ۸-۰۵، رات ۹-۱۵
انگریزی میں خبریں : صبح ۸-۱۰، دوپہر ۱-۰۰، رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتے کو)

اردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ تک

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
محمود مرزا : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، شام ۵-۱۵
جے شری گپتا : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ اجے کمار سنہا : گٹار
۱-۲۰ ستیندر پانڈے : لوک گیت

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح

۷-۳۰ کمل سنگھ، سدھیشوری دیوی، بھیم سین جوشی اور رسولن بائی
ٹھمریاں
۸-۲۰، شام ۵-۱۵
مدھوریندر ورما : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۵-۳۰
رام لکھن پرساد و ساتھی : لوک گیت

اتوار ۱۸ اپریل

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
این۔ راجن : وائلن
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
کمد اکھوری : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ 'انٹرنیشنل کیڈیونٹ' ڈرامہ
تحریر : ولوذ کمار
۱-۱۰ آپ کی پسند

شام

۷-۴۵ 'پہچان کا آدمی' مزاحیہ خاکہ
تحریر : للت کشور

پیر ۱۹ اپریل

صبح

۷-۱۰، رات ۱۰-۰۰
اے کے داس : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
راجیش جیسوال : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۶-۳۰
سریندر ناتھ تیواری اور ساتھی
لوک گیت

رات

۸-۳۰ شاردا نند سنگھ : لوک گیت

منگل ۲۰ اپریل

صبح

۷-۳۰ روشن علی : سارنگی
پیر بخش : شہنائی
۸-۲۰ شانتا سکینہ : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۶-۳۰
چندریکا پرساد : لوک گیت

شام

۶-۱۵ محمد یعقوب : ہلکی موسیقی
۹-۳۰ 'ایک نیا نام' ڈرامہ
تحریر : وِنے کرشن

بدھ ۲۱ اپریل

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سیارام تیواری : دھرپد، دھمار
رام جی اپادھیائے : پکھاوج
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
کمار آنند : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۶-۳۰
رام دلاری دیوی اور سکھیاں
لوک گیت

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح

۷-۳۰ لکشمی شنکر اور کشوری امونکر
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
نوتن سہائے : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۶-۳۰
وریندر کمار تیواری پریمی : لوک گیت

شام

۵-۳۰ وبھارانی سنہا : لوک گیت

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
چندر شیکھر خاں : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ میناکپور : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ سمرجیت مکھرجی : گٹار
۱-۳۰، شام ۶-۳۰
انل کمار سنگھ : لوک گیت

شام

۵-۱۵ سرلا کپور : ہلکی موسیقی
۹-۳۰ 'آئینے کا کورس' ڈرامہ
تحریر : عمیق حنفی

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح

۷-۳۰ منوربا سنہا : ٹھمریاں
۸-۲۰، شام ۵-۱۵
نمیتا بنرجی : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۶-۳۰
ڈومن سنگھ اور ساتھی : لوک گیت

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
غلام مصطفےٰ : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سیتارام سنگھ : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی پسند

شام

۷-۴۵ ہندی میں مزاحیہ خاکہ

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
ودیا دھر ویاس : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
جواہر لال مشرا : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۶-۳۰
چھوٹن لال : لوک گیت

شام

۵-۳۰، رات ۸-۳۰
شاردا نند سنگھ : لوک گیت

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۷-۳۰ ساہنیہ کمار ناہر : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
رینو کا سہائے : ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰، شام ۶-۳۰
شلیندر سنگھ راکیش : لوک گیت

بدھ ۲۸ اپریل

صبح

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
میناکشی داس : کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، شام ۶-۱۵
سرتیش کمار مشرا : ہلکی موسیقی

(بقیہ صفحہ ۴۹ پر)

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) ۲۳۰۰۲ میٹر ۱۳۰۶ جے پور (ب) ۴۱۳۹۱ ۲۳۹ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
انیرہ ۵۰۰ ۲۹ میٹر ۱۰۳۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۷-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۴۵، ۲-۱۰، شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۱۰، شام ۹-۰۰
رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)
صوبائی خبریں: ہندی، صبح ۷-۰۵، شام ۷-۰۵ (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰، ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۳۰ منگل دھونی: وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات، بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامائیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)
سور گنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۵۰-۹ اور اتوار ۳۰-۱۰، ۰۰-۱۱)

دوپہر
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام
۵-۰۵ یووا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح
۸-۲۰ پرارتھنا سبھا
۹-۱۰ منالال دیارٹی: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ کسم آہوجا: لوک سنگیت

شام
۶-۲۵ ہدایت خاں: طبلہ وادن
۹-۳۰ ڈولا مارو کا ہوا: سنگیت روپک
پیشکش: راجندر بوہرا

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح
۷-۳۰ گنپتی لال ڈانگی دپارٹی
لوک سنگیت
۸-۳۰ اُپر وکت

دوپہر
۱-۱۰ مل ناتھ: لوک سنگیت
۱-۳۰ نیاز احمد خاں: طبلہ وادن

شب
۹-۳۰ پی، این، بروے: گائن

اتوار ۱۸ اپریل

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۳۰ وششٹ گیت
۱۰-۰۰ سندھی وارتا
سوشیلا جھرنامی
اور لوک وسگم سنگیت
۱۰-۳۰ سنگرالیہ سے

دوپہر
۱۲-۳۰ چکر شادی کا: جھلکی
انل کے وششٹھ

شب
۸-۰۰ راشٹریہ سیوا میں بینکوں کی سیوا
انگریزی میں تقریر: جی کھتریا

پیر ۱۹ اپریل

صبح
۷-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ اور ۱۰-۹ بجے
نزاکت بیگم: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ گووند سنگھ راٹھور: لوک سنگیت

شام
۶-۳۰ اُدیوگ جگت
اُدیوگ وکامگاروں پر پروگرام

منگل ۲۰ اپریل

صبح
۹-۱۰ اور دوپہر ۴۰-۱ بجے
نرنجن نکمار: لوک سنگیت

شام
۶-۳۵ مشری لال کلاوتت
لوک سنگیت
۹-۳۰ سندھی پروگرام
شوتاؤں کی پسند
۱۰-۰۰ بھاسکر چنداوا کر: ستار

بدھ ۲۱ اپریل

صبح
۹-۱۰ سونی دیوی: لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ پنّا رام بھوشا: لوک سنگیت

شام
۵-۰۵ یوؤکوں سے وارتا پر آدھارت
پروگرام
۶-۳۰ سندھی یوؤکوں کے لیے
نئی روشنی نواں وچار
۸-۰۰ بھینٹ وارتا: مرو تھل میں
ہونے والے روگ

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح
۸-۳۰ سنسکرت میں وارتا: وُدُرنیتی
ڈاکٹر دی، این، شرما
۹-۱۰ ادنکار پرشاد شرما
لوک سنگیت

دوپہر
۱-۱۰ مہیلاؤں کے لیے
سوال جواب پروگرام
ڈاکٹر انجو ملی

شام
۵-۰۵ یوواؤں کے لیے
۸-۰۰ راجستھانی پروگرام

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح
۸-۲۰ پرارتھنا سبھا
۸-۳۰ کاویہ کنج
۹-۱۰ کریم خاں: لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ اے آر شاستری: لوک گیت

شام
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے
۹-۳۰ سنگیت روپک
ڈولا مارو کا ہوا
راجندر بوہرا

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح
۸-۲۰ جن سنکھیا اور وکاس
وارتا: یتندر سنگھ
۹-۱۰ دوگی رام یادو: لوک گیت

دوپہر
۱-۱۰ اللہ جلائی بائی: لوک سنگیت

شب
۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
۸-۳۰ سنگیت کا نیشنل پروگرام

اودے پور

اودے پور ۲۶۶/۹۰ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶—۲۵ بھگتی سنگیت
۷—۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷—۱۰ کھیتی باڑی
۷—۲۰ مانس گان
۷—۳۰ سنگیت سریتا
۷—۴۰ فلمی سنگیت
۹—۱ سگم سنگیت (سوائے اتوار)

دوپہر

۱۲—۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱—۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱—۵۰ لوک سنگیت

شام

۵—۰۵ یووا وانی
۶—۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷—۳ کرشکوں کے لیے
۸—۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸—۲۵ فلمی گیت

بیکانیر

۲۱۵/۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶—۳۵ بھگتی سنگیت
۷—۰۵ پروگرام کا خلاصہ
۷—۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷—۲۰ مانس گان

دوپہر

۱—۳ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۶—۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷—۳ کرشکوں کے لیے
۸—۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۸—۲۰ سور گنگا: درشیش سگم سنگیت
۱۰—۰۰ سندھی ناٹک
تحریر: بھگوان اٹلانی
پیشکش: موہن مہر چندانی
۱۰—۳۰ اس کیندر سے

دوپہر

۱۲—۳۰ کس نے بنائی تصویر ہماری
جھلکی: از حسن جمال
۲—۲۰ کہانی: مال چند شرما

شب

۸—۰۰ راشٹر وبڑھتے قدم
تقریر: آر کے نگم

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۸—۲۰ اور ۱۰—۹ بجے
چیتولاں: لوک گیت

شام

۶—۳۰ ادیوگ جگت
ادیوگ نیتی کی نئی دشائیں
راجیو لوچن

شب

۸—۰۰ کویتا پاٹھ: جگدیش جوشی

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۷—۲۰ مانس گان
۹—۱۰ اور دوپہر ۴۰—۱ بجے
بوتھا رام و پارٹی: لوک گیت

دوپہر

۱—۱۰ گرامین مہیلاؤں کیلیے پروگرام

شب

۸—۰۰ راجستھلی: کویتا پاٹھ
شریمتی من موہنی
۸—۱۰ مینڈولن
۹—۳۰ سندھی پروگرام
شوتاؤں کے پتروں کے جواب اور
سنگیت: گلا گسوانی
۱۰—۰۰ کنٹھ سنگیت
شریمتی پورنیما سین

بدھ ۲۸ اپریل

صبح

۷—۱۰ کرشکوں کیلئے بھاؤ
۸—۲۰ راجستھلی: وارتا
شریمتی لکشمی کماری چراوت
۹—۲۰ بینا بیتالی: غزلیں

دوپہر

۱—۱۰ بشیر احمد: لوک گیت

شام

۵—۰۵ بھینٹ وارتا: ساماجک پریرتائیں
اور بودا درگ کا وتسو
۶—۳۰ سندھی گیت
۸—۰۰ پریوار کلیان بھینٹ وارتا پر
آدھارت پروگرام
۹—۳۰ نکمیہ منتری: عام آدمی کے بیچ

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح

۸—۲۰ ہندی وارتا
جن سنکھیا اور وکاس
۸—۳۰ دیووانی: پراسنگیکی
تقریر: گنگا دھر ترویدی

شام

۶—۲۵ لوک دھارا: کویتا پاٹھ
۶—۳۵ نرمان کے سور: کہانی
۸—۰۰ راجستھلی: ویرتا ویرادری وردان
راسو گرنتھ: پرتھوی راج راسو
ہیرالال مہیشوری

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح

۸—۲۰ پرانتھ سبھا
۸—۳۰ گیتا دیو کنج
۹—۱۰ جیون پال نیپالی: لوک گیت
۹—۲۰ اور ۴—۲۵ بجے شام
اجنتا چودھری: گیت

دوپہر

۱—۱۰ علاؤالدین: لوک گیت
۸—۰۰ ہندی میں کہانی
۹—۳۰ ڈھولا مارو کا دوہا۔
سنگیت روپک
راجندر بوہرا

بقیہ: پٹنہ

دوپہر

۱—۳۰ کرن سنہا و سکھیاں، لوک گیت

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح

۷—۳۰ سنگیت کمار نایر، کلاسیکی موسیقی
۸—۲۰ شانتی ورما، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱—۳۰ دھون اپادھیائے، لوک گیت

شام

۶—۱۵ ترلوک کپور، ہلکی موسیقی

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح

۷—۳۰ امیر خاں — مصطفےٰ حسین خاں
کلاسیکی موسیقی
۸—۲۰، شام ۵—۱۵
نند لال سنگھ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱—۱۰ شیو ہری، وادیہ سنگیت
۱—۳۰، شام ۶—۳۰
سبھاش چودھری کمل اور ساتھی
لوک گیت

خط وکتابت کرتے وقت اپنا پتہ
صاف اور خوشخط تحریر کیجیے

سرینگر

میڈیم ویو [illegible]
شارٹ ویو [illegible]
پہلی مجلس صبح [illegible]
دوسری مجلس صبح [illegible] (اتوار کو صبح [illegible] مسلسل)

خبریں

صبح
۷-۰۰ سنسکرت میں خبریں
۷-۴۵ کشمیری میں خبریں
۸-۰۱ انگریزی میں خبریں
۸-۵۰ اردو میں خبریں
۹-۰۰ ہندی میں خبریں

دوپہر
۱-۰۵ اردو میں خبریں
۲-۰۰ انگریزی میں خبریں

شام
۶-۰۰ انگریزی میں خبریں

۶-۲۵ کشمیری میں خبریں

رات
۹-۰۰ انگریزی میں خبریں
۹-۱۵ اردو میں خبریں
۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح
۹-۰۵ دلچسپ خبریں
۹-۲۰ اردو میں خبریں
۹-۲۵ کشمیری میں خبریں

۲-۰۱ لداخی میں خبریں

شام
۳-۰۰ کشمیری میں خبریں
۷-۴۵ اردو میں خبریں

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۲۵ صبح گاہی: بھگتی سنگیت کا پروگرام (روزانہ)

۶-۵۰ روشنی (اردو)
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
(اتوار، منگل، جمعرات)
کاشراچھ (کشمیری)
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
(پیر، بدھ، جمعہ اور ہفتہ)

۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ (روزانہ)

۷-۰۵ کشمیری موسیقی (روزانہ)

۷-۱۵ کاشتکارن ہند خاطرہ
(کاشتکار بھائیوں کیلئے پروگرام)
(روزانہ سوائے جمعہ)
گاندھی کتھا (ہر جمعہ کو)

۷-۳۰ زونہ ڈیب: سلسلہ وار فیچر
(روزانہ سوائے ہفتہ)

۷-۵۵ آج کی بات (روزانہ)

۸-۲۰ گھرانوں کے لیے پروگرام
(ہر اتوار کو)
رسالو منزہ: میگزینوں سے انتخاب
(I پیر)

ذات بترات
(مہینے کی II اور IV اتوار)
ثقافت: ادبی پروگرام
(مہینہ کے III پیر)
پنجابی پروگرام
(منگل اور جمعرات)
(اتوار ۰۰-۴ بجے شام)
ستش رنگ: کشمیری میں
ریڈیو ڈائجسٹ پروگرام (ہر بدھ)
گھرہ بارہ خاطرہ: گھرانوں کیلئے
کشمیری میں پروگرام (ہر جمعہ)
نو تخلیق (کشمیری)
(مہینے کے I، III اور V ہفتہ)
تخلیق نو (اردو) (II ہفتہ)
نو نیکھن (ہندی)
(IV ہفتہ)

۸-۳۵ ہندی میں بات چیت
(I، II اور IV پیر)
حرف حرف (I ہفتہ)
موول شعر (II، IV اور V ہفتہ)
پراگ (III ہفتہ)

۹-۰۵ اس ہفتے (ہفتے کے پروگراموں کی جھلک اتوار کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
سنطور (سنگیت کا پروگرام)
(ہر پیر کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
کشمیری ناول
(کشمیری میں پروگرام ہر بدھ کو)
غزلیں (ہر جمعہ کو)
خوشحال گھر (ہوم سائنس کا پروگرام ہر ہفتہ کو)

۹-۱۰ پوسٹ کارڈ کی کہانیاں
(ہر جمعرات کو)

۹-۳۰ تو منز فرمائش: سامعین کی پسند کے گانے (روزانہ اور جمعرات کو ۰۰-۸ بجے رات)

۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار کو)

۱۰-۱۵ ہونہار: بچوں کیلئے اردو میں پروگرام (ہر اتوار کو)

۱۱-۰۰ کورل سنگیت
(I اور V اتوار)
فلمی میگزین (II اتوار)
سنگیت میگزین (کشمیری)
(IV اتوار)
محفل سنگیت سے چند اقتباسات
(V اتوار)

۱۱-۳۰ کشمیری سنگیت
(اتوار، بدھ، جمعہ)
صوفیانہ موسیقی
(منگل، جمعرات اور ہفتہ کو)

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار اور چھٹیوں)

۱-۰۰ مغربی موسیقی (روزانہ)

۱-۳۰ اور ۰۰-۳ بجے
فوجی بھائیوں کیلئے (روزانہ)

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
(کلاسیکل سنگیت اور گائن)
(روزانہ)

۲-۳۰ نو بہ نو (ودواوانی سے منتخب پروگرام)
(I اور III اتوار)
کہکشاں
(ودواوانی سے منتخب پروگرام)
(II اتوار)
سونزل، دیہات سے صدا بند ریکارڈنگ (IV اتوار)

چھکری اور روف
(منگل، جمعرات اور ہفتہ کو)
آش تہ گاش (دیہاتی سامعین کیلئے)
(ہر جمعہ کو)

شام

۴-۰۰ چھکری اور روف
(پیر، بدھ اور ہفتہ کو)
صوفیانہ موسیقی (منگل اور جمعہ)
کیاری (جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی)

۴-۳۰ ہی مال: خواتین کے لیے پروگرام
(اتوار)
پہاڑی پروگرام (جمعرات)

۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے روزانہ)

۵-۳۵ گوجری پروگرام (سرینگر سے روزانہ)

۶-۰۵ مقامی اشتہارات اور پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱۰ ضلع نامہ

۶-۱۵ گامی بھاین ہند خاطرہ
دیہاتی بھائیوں کے لیے روزانہ

۷-۴۰ روزگار سماچار (روزانہ)

۸-۰۰ وادی کی آواز: پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والے بھائیوں کیلئے پروگرام
(روزانہ)

۸-۳۰ پراگاش: غیر نصابی تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے پیر اور جمعہ)
کھیلوں کی دنیا (پیر)

۸-۴۵ تو ہنز چھٹی واتر: کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب
(ہر اتوار کو)
اردو میں بات چیت (پیر)
کشمیری میں بات چیت (منگل)
خط کے لیے شکریہ
سامعین کے خطوں کے جواب
(بدھ)
ہیلتھ فورم (جمعرات)
انگریزی میں بات چیت (ہفتہ)

۹-۳۰ اردو/کشمیری میں کھیل (پیر)
وودھا: ہندی کا ادبی پروگرام
(I منگل)
سنگرمال
کشمیری میں ادبی پروگرام

(II اور VI منگل)
ہم قلم: اردو میں ادبی پروگرام
(III منگل)
سنچیکا/کوی گوشٹھی (ہندی)
(V منگل)
کھیلوں کا میگزین (I بدھ)
سائنس میگزین (اردو،
(II بدھ)
بزم شعر: کشمیری میں محفل مشاعرہ
(III بدھ)
سائنس میگزین (کشمیری)
(IV بدھ)
تصویر (ترقیاتی پروگراموں
پر مبنی پروگرام) (V بدھ)
علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام
(I جمعرات)
فیچروں کا نیشنل پروگرام
(II جمعرات)
صدیوں پہلے
کلہن کی راج ترنگنی پر مبنی پروگرام
(III جمعرات)
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
(IV جمعرات)
محفل: مشہور شخصیتوں سے گفتگو
(V جمعرات)
رائے ترلائے: کشمیری میں مباحثہ
(I اور III جمعہ)
گفتگو (اردو) (II جمعہ)

اپنی دھرتی اپنا دیش (فیچر)
(IV جمعہ)
مشاعرہ (اردو، V جمعہ)
میانی زندگی میون کار: گفتگو
(I ہفتہ)
بزم سامعین (کشمیری میں مدعو
سامعین کے سوالوں کے جواب
محفل موسیقی (III ہفتہ)
بزم سامعین (اردو میں مدعو
سامعین کے سوالوں کے جواب)
(IV ہفتہ)

۹-۳۰ پتریکا (ہندی میں پروگرام)
(V ہفتہ)

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش: سامعین کی
پسند کے فلمی گانے (اتوار اور بدھ)
باوتھ: تخلیقی پروگرام (II ہفتہ)
گاشہ تارکھ
مشہور شاعر پر ایک فیچر
(IV ہفتہ)

۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری (روزانہ)
پھر سنیئے
منتخب پروگراموں سے دوبارہ پروگرام
(I، III اور V پیر کو)
سام: بیس نکاتی پروگرام پر تبصرہ
(II اور IV پیر)
داستان (جمعہ)
سحر صدا
(غیر فلمی گیتوں کا ملا جلا پروگرام)

جمعہ ۱۶ اپریل

صبح
۷-۰۵ شمیمہ دیو، کشمیری موسیقی
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ جگجیت کور، غزلیں
۸-۲۰ تقریر از پروفیسر دوست محمد
۹-۰۵ میناکماری، غزلیں
۱۱-۳۰، سہ پہر ۳۰-۴
غلام محمد پنپوش اور ساتھی
چھکری اور روف

دوپہر
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۱-۳۰ فوجی بھائیوں کے لیئے
۲-۱۰ غلام احمد، ستار وادن
۴-۰۰ عبدالخالق اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

رات
۱۰-۰۰ غلام نبی ڈول وال اور ساتھی
کشمیری موسیقی
۱۰-۳۰ داستان

ہفتہ ۱۷ اپریل

صبح
۷-۰۵ غلام حسن صوفی، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ کے۔ ایل۔ سہگل، غزلیں
۸-۲۰ نوی تخلیق
۹-۰۵ خوشحال گھر (ہوم سائنس)
۱۱-۳۰، سہ پہر ۳۰-۴
محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۳۰ کے ایل سہگل
۲-۱۰ پریم ناتھ چھٹو، ستار وادن
۴-۰۰ سی محمد حجام، چھکری، روف

رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ انگریزی میں تقریر
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۱۸ اپریل

صبح
۷-۰۵ غلام قادر روانی، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ پنکج، غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کے لیئے
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۱-۰۰ سنگیت میگزین
۱۱-۱۰ 'سکہ منز آبشار' کشمیری کھیل

دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گانے
۲-۳۰ 'نوبہ نو'، یوواوانی سے انتخاب
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
پیشکش، سبھاش کول، نرندر کور
۵-۰۰ گوجری پروگرام

رات
۸-۳۰ 'عوام سے باتیں'
مقرر: جی ایم بھدرواہی، ٹرانسپورٹ منسٹر
۸-۴۵ لو ننز بیٹھی واژ
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری

پیر ۱۹ اپریل

صبح
۷-۰۵ عبدالرحیم بٹ، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ ابتا، غزلیں
۸-۲۰ ثقافت
۹-۰۵ بی ایل سوپوری، سنطور
۱۱-۳۰، سہ پہر ۰۰-۴
حبیب اللہ نمبو اور ساتھی
کشمیری موسیقی

دوپہر
۱۲-۳۰ لتا منگیشکر: غزلیں
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۳-۰۰ فوجی بھائیوں کے لیئے
۴-۳۰ غلام قادر روانی، غزلیں

رات
۸-۳۰ 'کھیلن ہند دنیاہ'
کشمیری میں اسپورٹس میگزین
۸-۴۵ اردو میں تقریر
۹-۳۰ 'ایہہ، سریہہ، تہ وبہہ'
کشمیری میں کھیل
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری

منگل ۲۰ اپریل

صبح
۷-۰۵، دوپہر ۳۰-۲
علی محمد شیخ اور ساتھی،
کشمیری موسیقی
۸-۰۰ میناکماری، غزلیں
۹-۰۵ کے کے جوشی اور کانتا شرما
ڈوگری سنگیت
۱۱-۳۰، سہ پہر ۰۰-۴
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
سرینگر کی کہانی
۲-۱۰ اکبر علی خاں، سرود
۲-۳۰ سہ پہر ۳۰-۴
علی محمد شیخ اور ساتھی
چھکری اور روف

رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ 'ہم قلم'
۱۰-۰۰ لہ ہنز فرمائش

بدھ ۲۱ اپریل

صبح
۷-۰۵ اوا ین کول اور علی محمد
کشمیری موسیقی
۸-۰۰ سمن کلیانپور، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
۹-۰۵ کاشر ناول
۱۱-۳۰ عبدالسلام کموہ و ساتھی، چھکری

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
'دلوادار'
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ وجے کمار ملا، غزلیں

رات
۸-۳۰ پراگاشس
آسانی کتھا، راج ترنگنی

۸-۴۵ خط کے لیئے شکریہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۲ اپریل

صبح

۷-۰۵ حبیب اللہ بتو اور ساتھی کشمیری موسیقی
۸-۰۰ مہدی حسن، غزلیں
۱۰-۹ پوسٹ کارڈ اشوریز
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ بسم اللہ خاں، شہنائی
۲-۳۰ رشید حافظ اور ساتھی چھکری اور روف
۴-۳۰ 'قومی سرمایہ - جنگلات'، تقریر
۵-۳۵ گوجری میں پروگرام بچوں کیلئے چنگی صحت

رات

۸-۰۰ پراگاش
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۱۰-۳۰ غلام نبی : کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۳ اپریل

صبح

۷-۰۵ آر کے کاچرو، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ اقبال بانو، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطرہ
۹-۰۵ غزلیں
۱۱-۳۰ غلام احمد راتھر اور ساتھی چھکری

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ نظام شمسی پر بات چیت
۱۲-۳۰ نعتیں اور منقبت
۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی صوفیانہ موسیقی
۴-۳۰ غلام احمد راتھر اور ساتھی چھکری
۵-۳۵ 'حکمت کا موتی'، تقریر از مولوی رحمت اللہ

رات

۹-۳۰ 'اپنی دھرتی اپنا دیش' فیچر
۱۰-۰۰ علی محمد شیخ اور ساتھی، چھکری
۱۰-۳۰ داستان

ہفتہ ۲۴ اپریل

صبح

۷-۰۵ راج بیگم اور نسیم اختر کشمیری موسیقی
۸-۰۰ جگجیت سنگھ اور چترا سنگھ غزلیں
۸-۲۰ لولیکھن تقریر از رتیش مہتہ
۸-۳۵ مول شعار
۹-۰۵ خوشحال گھرہ
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۴۰ جگجیت سنگھ، غزلیں
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰، سہ پہر ۴-۰۰ غلام محمد کاوا اور ساتھی، چھکری

رات

۸-۳۰ پراگان
یم اُس عظیم (نندہ ریشی)
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین (اردو)
۱۰-۰۰ گاشہ تارکہ
۱۱-۰۰ شہر صدا

اتوار ۲۵ اپریل

صبح

۷-۰۵ غلام حسن صوفی، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ بیگم اختر، غزلیں
۸-۲۰ گھر والوں کے لیئے
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۱۵ ہونہار

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گانے
۲-۱۰ پنا لال گھوش، شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ سوہنزل
۴-۰۰ تہاڑی پسند
۴-۳۰ ہی مال
۵-۳۵ گوجری پروگرام

رات

۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ تو ہنز چھٹی واتز
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۲۶ اپریل

صبح

۷-۰۵ آرتی ٹکو اور ریتا کول کشمیری موسیقی
۸-۰۰ مینا کماری، غزلیں
۸-۲۰ ذات بترات
۸-۳۵ 'کشمیر لوک چترکلا'، ہندی تقریر
۹-۰۵ ایم اے تبت بقال، صوفیانہ موسیقی
۱۱-۳۰ غلام نبی پنڈت اور ساتھی چھکری

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
جیوں کی کہانی

دوپہر

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۲۰ اسد اللہ اور حمزہ داس، غزلیں

رات

۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ 'میرے حصے کا زہر' اردو ڈرامہ
۱۰-۳۰ 'سام'
بیس نکاتی پروگرام پر عملدرآمد

منگل ۲۷ اپریل

صبح

۷-۰۵ ریتا کول، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ مہندر کپور، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ کے کے جوشی اور کانتا شرما ڈوگری سنگیت
۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۰۰ ایم اے ستاری و ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (اردو) 'لداخ کی کہانی'
۲-۱۰ منور علی خاں، شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ غلام نبی شیخ اور ساتھی چھکری اور روف

رات

۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ سنگرمال
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۲۸ اپریل

صبح

۷-۰۵ غلام محمد بٹ اور ساتھی کشمیری موسیقی
۸-۰۰ لتا منگیشکر، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
۹-۰۵ کاشری ناول
۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۰۰ خضر محمد اور ساتھی، کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۴۰ مہندر کپور، غزلیں
۲-۱۰ کمار گندھرو، راگ باگیشوری
۲-۳۰ سریندر کور، گائن
۴-۳۰ عبدالرحمن خاں، غزلیں

رات

۸-۳۰ پراگاش
ساتی کتھ - راج ترنگنی
۸-۴۵ خط کے لیئے شکریہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح

۷-۰۵ زونہ بیگم و ساتھی، کشمیری موسیقی
۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۴۰ سنی ارچ آتما، غزلیں
۸-۲۰ بال واڑی
پنجابی میں بچوں کے لیئے
۱۰-۰۰ پوسٹ کارڈ اشوریز
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی چھکری، روف

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۲-۱۰ استاد بڑے غلام علی خاں راگ ملہار
۲-۳۰ زونہ بیگم و ساتھی، چھکری، روف
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ کشمیری موسیقی

(بقیہ صـ۵۳ پر)

دوردرشن سرینگر

بینڈ ۲۵/۶۲ ایم ایچ زڈ (تصویر) چینل ۵ ۶۷/۷۵ ایم ایچ زڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ۰۰-۶ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں
خبریں ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ ۴۵-۹ اردو میں خبریں ۰۰-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

جمعہ ۱۶ اپریل

شام ۰۰-۶ گوجروں کے لیے پروگرام ۳۰-۶ گھرانوں کے لیے (کشمیری) ۱۷-۸ ڈرامہ (کشمیری) ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی، ۱۵-۹ ہیلتھ پروگرام (کشمیری)

ہفتہ ۱۷ اپریل

شام ۰۰-۶ بچوں کے لیے اردو میں پروگرام ۳۰-۶ ایک نظم کی عکس بندی ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۷-۸ سلسلہ وار فیچر (اردو) ۳۵-۸ مشاعرہ ۱۵-۹ تعمیرو ترقی سے متعلق پروگرام

اتوار ۱۸ اپریل

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کیلئے (کشمیری) ۳۰-۱۱ لوک سنگیت ۵۰-۱۱ ڈرامہ (دوبارہ) ۴۰-۱۲ دستاویزی فلم ۳۰-۶ شام لوک سنگیت، ۵۰-۶ روزگار خبرنامہ (اردو) ۰۰-۷ اور ۱۷-۸ ہندوستانی فیچر فلم، ۰۰-۱۰ دوسرے کیندروں کے پیش کردہ پروگرام

پیر ۱۹ اپریل

صبح ۰۰-۱۱ ایجوکیشنل ٹی وی
شام ۳۰-۶ کشمیری لوک سنگیت ۴۵-۶ تعمیروترقی سے متعلق پروگرام ۱۷-۸ نقش ونغمہ: فلمی گانے، ۰۰-۹ کھیل کود کا پروگرام، ۳۰-۹ ٹیلی کلبس

منگل ۲۰ اپریل

شام ۳۰-۶ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۴۵-۶ فلم ڈویژن کی دستاویزی فلم ۱۷-۸ ناظرین کے خطوط کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فیچر ۲۰-۹ انٹرویو

بدھ ۲۱ اپریل

شام ۳۰-۶ نعتیں (کشمیری) ۴۵-۶ چیدہ چیدہ پروگرام (دوبارہ) ۱۷-۸ سلسلہ وار فیچر (کشمیری) ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی (کشمیری) ۴۵-۸ کلاسیکل موسیقی ۱۵-۹ ادبی پروگرام (کشمیری)

جمعرات ۲۲ اپریل

شام ۳۰-۶ کشمیری لوک کہانی، ۱۷-۸ نقش ونغمہ: فلمی گانے، ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۲۳ اپریل

شام ۳۰-۶ گھرانوں کے لیے (کشمیری) ۱۷-۸ کشمیری میں ڈرامہ، ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ ہیلتھ پروگرام

ہفتہ ۲۴ اپریل

شام ۳۰-۶ بچوں کیلئے پروگرام (اردو) ۳۰-۷ نظم کی عکس بندی ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام، ۱۷-۸ سلسلہ وار اردو فیچر ۳۵-۸ نوجوانوں کے لیے پروگرام ۱۵-۹ تعمیرو ترقی سے متعلق پروگرام

اتوار ۲۵ اپریل

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لیے (کشمیری) ۳۰-۱۱ لوک سنگیت (کشمیری) ۵۰-۱۱ ڈرامہ، ۴۰-۱۲ یونیورسٹی کیلئے شام ۳۰-۶ لوک سنگیت (کشمیری) ۵۰-۶ روزگار خبرنامہ ۰۰-۷ ہندوستانی فیچر فلم

پیر ۲۶ اپریل

صبح ۰۰-۱۱ ایجوکیشنل ٹی وی
شام ۳۰-۶ لوک سنگیت ۴۵-۶ تعمیروترقی سے متعلق پروگرام، ۱۷-۸ نقش ونغمہ: ہندی فلمی گانے ۰۰-۹ کھیل کود کا پروگرام ۳۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی

منگل ۲۷ اپریل

شام ۳۰-۶ کشمیر کا ثقافتی ورثہ ۴۵-۶ دستاویزی فلم، ۱۷-۸ ناظرین کے خطوط کا جواب ۴۵-۸ سلسلہ وار فیچر (انگریزی) ۲۰-۹ انٹرویو

بدھ ۲۸ اپریل

شام ۳۰-۶ نعتیں (کشمیری) ۴۵-۶ چیدہ چیدہ پروگرام (دوبارہ) ۱۷-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ دوسرے کیندروں کے پیش کردہ پروگرام ۱۵-۹ ادبی پروگرام

جمعرات ۲۹ اپریل

صبح ۰۰-۱۱ ایجوکیشنل ٹی وی
شام ۳۰-۶ کشمیری لوک کہانی ۱۷-۸ ہندی فلمی گانے ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ دستاویزی فلم

جمعہ ۳۰ اپریل

شام ۳۰-۶ ہوم سائنس، ۵۰-۶ ہمارے فرائض، ۱۷-۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں سے) ۰۰-۹ دستاویزی فلم، ۱۵-۹ ہیلتھ پروگرام

بقیہ سرینگر

جمعہ ۳۰ اپریل

صبح

۰۵-۷ ریتا کول، کشمیری موسیقی
۱۵-۷ گاندھی کتھا
۰۰-۸ نتین مکیش، غزلیں
۲۰-۸ گمہارۂ خاطرہ
۰۵-۹ مہدی حسن، غزلیں
۳۱-۱۱ سہ پہر ۳۰-۴
غلام حسن سنگتراش اور ساتھی
چھکری اور روف

دوپہر

۰۲-۱۲ اردو میں جنرل سائنس کا پروگرام
۱۰-۲ ستار وادن
۰۰-۴ غلام محمد قالین بفت اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

شام

۱۰-۶ رحمت اللہ خاں، غزلیں
۳۰-۹ مشاعرہ (اردو)
۰۰-۱۰ غلام نبی ڈولوال وساتھی: کشمیری موسیقی

خط وکتابت کرتے وقت
اپنا خریداری/
ایجنسی نمبر ضرور تحریر کریں
اس سے آپ کے خطوں کے جواب
دینے میں آسانی ہوگی۔

▲ کلیانی سنہا اور سکھیاں
آکاشوانی دربھنگہ کی جانب سے منعقد ایک محفل موسیقی میں ۔

▶ جمیلہ سعید —
آکاشوانی حیدرآباد کی جانب سے منعقد نوجوانوں کے ایک مشاعرے میں اپنا کلام پیش کرتے ہوئے ۔

▲ نئی فلم اداکارہ شہناز ایرانی کے ساتھ
شمیم فاروقی آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں
انٹرویو کرتے ہوئے ۔

بالے خاں —
آکاشوانی گلبرگہ کی ایک محفل موسیقی میں
ستار وادن پیش کرتے ہوئے ۔ ▼

▲ انظار الحق صدیقی —
آکاشوانی نجیب آباد سے
اردو کی کتابوں پر تبصرہ پیش کیا ۔

ایم ایس سبھالکشمی اور رادھا وشوناتھن
آکاشوانی بنگلور کی محفل موسیقی
میں گائن پیش کرتے ہوئے ۔ ▼

Licensed (U-27) to post without prepayment at G.P.S.O. New Delhi.

شری ذو الفقار علی خاں، ممبر پارلیمنٹ کے ساتھ شرافت یار خاں (بائیں) آکاشوانی رام پور کے انگریزی پروگرام میں انٹرویو کرتے ہوئے۔

بمبئی میں منعقد چھٹی کامن ویلتھ ٹیبل ٹینس چیمپین شپ کے دوران انگریزی کوچ کے ساتھ انٹرویو کرتے ہوئے۔

سارہ سید یوسف — عید میلاد النبی کے موقع پر ایک تامل تقریر آکاشوانی مدراس سے نشر ہوئی۔

چندر کلا پنت اور سکھیاں — آکاشوانی نجیب آباد کی جانب سے کوٹ دوار (گڑھوال) میں منعقد لوک سنگیت کی محفل میں۔

مہندر کپور — پلے بیک سنگر آکاشوانی پٹنہ کے اسٹوڈیو میں گیت ریکارڈ کراتے ہوئے۔
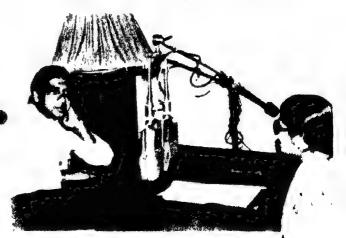
فن اور شخصیت عنوان کے تحت آکاشوانی حیدر آباد کے اردو پروگرام میں شاعر عوج یعقوبی کے ساتھ سیدہ انور ناظم نے انٹرویو کیا

Published by The Director General, All India Radio, at the Office
the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, II floor PTI Building, Sansad Marg, New Delhi 110001.
Printed by the Manager, Govt. of India Photo Litho. Press, Faridabad

یکم سے ۱۵ مئی ۱۹۸۲ء
۱۱ سے ۲۵ بیساکھ ۱۹۰۴ شاکا

اشاعت کا ۴۴واں سال

قیمت 50 پیسے

Kapil/82

کرشن موہن

اپنے گرد و پیش کو اندوہ افزا کردیا
کیوں دلِ معصوم کو وقفِ تمنا کردیا

اپنی خاموشی بھی رسوائی کا باعث بن گئی
ضبطِ غم نے بھی ہمارا راز افشا کردیا

اے تماشاگر خرد کی آزمائش کے لیے
تو نے ہر انسان میں شیطان پیدا کردیا

کر نہ پایا آدمی ہونے کا دعویٰ تو خود
آدمی نے ہی خدا ہونے کا دعویٰ کردیا

زندگی کا سامنا کرنا بڑا دشوار تھا
شامِ غم کو ہم نے وقفِ جام و مینا کردیا

عشق نے دکھلا کے اپنا ناز پرور آئینہ
"حسنِ بے پروا کو خود بین و خود آرا کردیا"

تیرے دم سے تھا قیامِ رونقِ آہنگ و نور
تو نے رخصت ہو کے ہم کو بے سہارا کردیا

بھوگ میں من کھو گیا گو نام روشن ہو گیا
اپنا پاون یوگ ہم نے نذرِ دنیا کردیا

من کے سونے پن کا درپن ہی رہا پیشِ نظر
سوچ نے مجھ کو بھری محفل میں تنہا کردیا

وہ ابھی خندہ جبیں تھے، مائل و دلشاد تھے
ہو گئے ناراض جب ہم نے تقاضا کردیا

کیوں نہ ہوں ممنون اس کا دولتِ احساس کے
میرے سکھ کو دکھ اور آستا کو نراشا کردیا

کوزہ گر تو نے بصد افسوں دلِ بے تاب کو
کوزہ تن میں سمویا اور دریا کردیا

کرشن موہن مضطرب ہو اٹھے اہلِ انجمن
ایک فتنہ گر نے آ کر حشر برپا کردیا

مخمور سعیدی

لذتِ ہمسائگی نے تیری یہ کیا کردیا
اس بھری بستی میں کیوں مجھ کو اکیلا کردیا
سن رہا ہوں روشنی پھیلا رہا ہے ہر طرف
ایک سورج جس نے ان آنکھوں کو اندھا کردیا
میرے کھیتوں پر نہ جانے موت کیوں برسائے ہے
ایک بادل جس نے ہر دھرتی کو زندہ کردیا
اُن چراغوں کو نہ رکھنا اب کسی دہلیز پر
جن چراغوں نے مرے گھر میں اندھیرا کردیا
گھر کا آنگن خالی خالی ہے یہاں کچھ لا سجائیں
اک خلا ان کوششوں نے اور پیدا کردیا
قریہ قریہ، کو بہ کو بھٹکے ہیں ہم تیرے لیے
زندگی! اے زندگی! تو نے تو رسوا کردیا
لوگ آ آکر مجھے تہذیب پہنانے لگے
میں نے جب خود کو گلی کوچوں میں ننگا کردیا
انتظار ایسا کہ اک اک آرزو پتھرا گئی
عشق نے پھر جس کو چاہا اسکو تجھ سا کردیا
اک دھواں چھاتا ہوا شفاف احساسات پر
اک کسک جس نے فضا کو آبدیدہ کردیا
ضبط کے ساحل کی ساری کشتیاں ہی چل دیں
اک گذرتی موج نے طوفان برپا کردیا
پھر وہ سارے درد لے مخمور دل میں جاگ اٹھے
اک پرانی یاد نے ہر زخم تازہ کردیا

محسن زیدی

پہلے اپنے سحر سے ہم سب کو اندھا کردیا
پھر سیاہ شب نے ہم پر کھل کر حملہ کردیا

ڈالیوں پر پتیاں بھی ایسے موسم میں نہیں
ہم نے بھی کس رت میں پھولوں کا تقاضا کردیا

ذات کے محور سے وہ کٹ کر اکیلا رہ گیا
اس کی بزم آرائیوں نے اس کو تنہا کردیا

ڈر رہا ہوں راس اب شاید نہ آئے اسکا ساتھ
جب سے اس نے التفات اپنا زیادہ کردیا

جھک کے ان نظروں نے خاک دل سمجھانے کیا کہا
پستیوں کو جیسے ہم دوشِ ثریا کردیا

ایک طائرِ دشتِ جاں میں پاس ہی اڑتا رہا
جب بھی سر پر دھوپ آئی اپنا سایہ کردیا

دور تک پھیلی ہوئی تھی چاہتوں کی چاندنی
نفرتوں کی گرد نے یہ فرش میلا کردیا

شوق نے محسن بڑھا دی دوریٔ منزل کچھ اور
جستجو نے راستے کو اور لمبا کردیا

ڈاکٹر محمد یعقوب عامر

مضحکہ اپنا خود اڑانے میں
لطف آیا تجھے ہنسانے میں

میری بے تابیوں کے ہنگامے
اب کہاں داغِ دل گنانے میں

اک اک نقش تجھ سے روشن ہے
زندگی کے نگار خانے میں

ہجر کے ذکر میں مزا آیا
رات گذری اسے رلانے میں

ہوں تماشہ بنا ہوا کب سے
اس قدر دیر یار آنے میں

آج تجھ کو قریبِ جاں پایا
عاجزی ہے ترے بہانے میں

تیری اک اک ادا کا پروانہ
اور بھی ہے کوئی زمانے میں

بات کے ساتھ جان نکلتی ہے
ان کو احوالِ دل سنانے میں

خود بھی ہم آزمائے جاتے ہیں
اور لوگوں کو آزمانے میں

اس کے لب پر جو بات تھی عامر
اک کہانی سی تھی سنانے میں

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER
چیف ایڈیٹر جے پی گویل
ایڈیٹر سراج احمد

نئی دھلی — یکم مئی ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۱ ربیساکھ ۱۹۰۴ شاکا — جلد ۴۷ ، شمارہ ۹

اس شمارے میں

سرورق کا عمل ——— کپل کوشل

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۸ روپے
تین سال	۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

تاریخ کے آئینے میں اجمیر

نثار احمد فاروقی

اجمیر کو ہندوستان کا نقشہ سامنے رکھ کر دیکھئے تو ایسا نظر آئے گا کہ یہ قلب ہند ہے۔ قدیم زمانے میں کعبہ کو بھی دنیا کی مرکزی جگہ سمجھا جاتا تھا۔ اجمیر میں حضرت خواجۂ خواجگان معین الدین حسن سجزی اجمیری قدس اللہ سرہ العزیز کی درگاہ میں کھڑے ہو کر چاروں طرف نظر ڈالیے تو اس کا جغرافیہ بھی بیت اللہ شریف کا سا محسوس ہوتا ہے۔ اس میں تو کچھ شک ہی نہیں کہ لاکھوں انسانوں کے لیے جو چشتی سلسلے سے وابستہ ہیں۔ اجمیر بھی روحانی کعبہ ہی ہے۔

اجمیر کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے اسے راجپوت راجا اجے نے سنہ ۱۱۰۰ء میں بسایا تھا۔ میر راجستھانی میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ راجا اجے نے بعد کو سنیاس لے لیا تھا اس لیے اس کا نام اجے پال یا جے پال بھی بتایا جاتا ہے۔ اجمیر چاروں طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ محل وقوع کے اعتبار سے ایک طرف سابق ریاست کشن گڑھ ہے دوسری طرف جے پوری علاقہ ہے۔ تیسری طرف ماڑواڑ یعنی ریاست جودھپور ہے اور چوتھی سمت میں میواڑ یعنی اودے پور ہے۔

اجمیر پر ۱۱۳۵ء سے ۱۱۹۱ء تک چوہان راجپوتوں نے حکومت کی، ۱۱۹۱ء سے ۱۴۴۱ء تک یہ سلطنت دہلی کا حصہ رہا ۱۱۴۲ء میں اسے مانڈو (مالوہ) کے خلجی سلاطین نے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا اور سنہ ۱۵۳۱ء تک ان کی حکومت رہی۔ ۱۵۳۲ء میں یہ ماڑواڑ کے راجاؤں کے زیر نگیں آیا اور انھوں نے ۱۵۴۹ء تک حکومت کی۔ ۱۵۵۰ء میں اسے مغلوں نے فتح کیا۔ اور عہد محمد شاہ تک یہ مغلوں کی سلطنت کا ایک اہم صوبہ رہا پھر ۱۷۲۰ء سے ماڑواڑ کے راجاؤں نے یہاں خود مختاری سے حکومت کی اور اس کے بعد کبھی یہ مرہٹوں کے زیر انتظام آیا کبھی راجپوتوں کے۔ یہاں تک کہ ۱۸۱۰ء میں اسے انگریزوں نے سلطنت برطانیہ میں شامل کر لیا اور بعد کو ایک نیم مختار ریاست کی حیثیت دے دی تھی۔

اجمیر کو سب سے پہلے ۱۱۹۲ء میں معز الدین محمد سام غوری نے فتح کیا تھا جو تاریخ میں شہاب الدین غوری کہلاتا ہے۔ اس وقت یہ شہر سلطنت دہلی کا حصہ تھا اور راجہ پرتھوی راج یہاں کا بادشاہ تھا۔ اس کا پہلا مقابلہ تھا نیسر کے میدان میں ہوا تھا جس میں شہاب الدین غوری کو بری طرح شکست ہوئی اور وہ زخمی ہو کر بھاگا لیکن پھر نئی تیاری کے ساتھ آیا اور ترائن کی جنگ میں پرتھوی راج کو شکست دے کر اپنے سالار افواج قطب الدین ایبک کو یہاں والسرے بنا کر واپس ہوا حکومت دہلی کے زیر انتظام آنے کے بعد اجمیر کو ہر لحاظ سے ترقی نصیب ہوئی۔ یہ ایک اہم تجارتی مرکز تھا اس لیے کہ مالوہ اور گجرات کو جانے والے قافلے یہیں سے گذرتے تھے۔ شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کے ملفوظات سرور الصدور سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے تاجروں کے قافلے غلہ اور اجناس خوردنی لے کر ملتان، دیپال پور وغیرہ

جاتے تھے اور ادھر سے روئی اور دوسری چیزیں لے کر واپس آتے تھے۔ ان میں سے ہی بعض تاجروں کے ذریعہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور شیخ حمید الدین ناگوری کے درمیان خطوط کا تبادلہ ہوتا تھا۔

قاضی منہاج سراج کی طبقات ناصری تاریخ کی قدیم ترین کتابوں میں سے ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ رائے پتھورا سے پہلی جنگ میں شہاب الدین غوری کے ساتھ اس کا چچازاد بھائی حاجی علاؤالدین محمد بھی تھا جو علاء الدین جہانسوز کا نواسا تھا اور اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔ فتح اجمیر کے وقت شہاب الدین غوری کو جو مال غنیمت ہاتھ آیا تھا اس میں دو سنہری ہما بھی تھے جن میں سے ایک اونٹ سے بھی بڑا تھا۔ ایک سونے کی زنجیر بہت بڑی اور ایک ۵ گز محیط کا نقارہ۔ یہ چیزیں سلطان غوری نے فیروزکوہ کی مسجد میں رکھوا دی تھیں۔ جب وہاں سیلاب آیا تو یہ بڑا نقارہ اور زنجیر ہرات کی مسجد میں رکھ دی گئی وہ سنہری ہما قصر سلطانی میں سجایا گیا تھا۔

غوری نے دوسرا حملہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ کیا تھا۔ پتھورا پہلے ہاتھی پر سوار تھا۔ پھر اتر کر گھوڑے پر بیٹھ گیا اور بہادری سے لڑتا ہوا دریائے سرستی کے کنارے تک آ گیا یہاں وہ مارا گیا۔ اس کے سامنے کے دو دانت ٹوٹے ہوئے تھے اس لیے سلطان غوری نے اسے میدان جنگ میں پہچان لیا۔ یہ روایت غلط ہے کہ وہ زندہ گرفتار ہو کر غوری کے ساتھ غزنیں کو گیا تھا۔ رائے پتھورا کی اس فیصلہ کن شکست سے اجمیر کے ساتھ ہی کہرام، ہانسی، سرستی اور دوسرے پہاڑی علاقے جو سوالک کہلاتے ہیں فتح ہو گئے۔ ان کے انتظام کے لیے ایبک نے کہرام کے قلعے کو مرکز بنایا اور یہاں سے آگے بڑھ کر پہلے میرٹھ فتح کیا پھر کول یعنی علی گڑھ اور دہلی۔

شمس الدین التمش کے زمانے میں اجمیر کو خاص اہمیت حاصل رہی اس نے ملک احمد نامی ایک سردار کو یہاں کا قلعہ دار بنایا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے اسی زمانے میں یہاں اپنی خانقاہ بنائی حضرت خواجہ خواجگان پہلے دولت باغ کے قریب اناساگر کی گھاٹی میں قیام فرما ہوئے تھے پھر اندرکوٹ کے قریب جہاں اب درگاہ شریف واقع ہے عمر کا بقیہ حصہ بسر کیا آپ کا وصال جس حجرے میں ہوا تھا اسی میں مزار مبارک ہے۔ اندرکوٹ میں ایک مسجد ڈھائی دن کا جھونپڑا کہلاتی ہے یہ ہند میں اسلامی فن تعمیر کا غالباً سب سے پرانا نمونہ ہے اس کا صحن چوکور ہے اور اس پر غلام گردش بنی ہوئی ہے چاروں کھونٹ پر ستارہ نما برج ہے اور سپاٹ چھت ہے۔ دو منارے اذان کے لیے ہیں۔ یہ التمش کے زمانے میں تعمیر ہوئی تھی۔

التمش کے بعد کے زمانے میں جب اس کا پوتا علاؤالدین مسعود شاہ تخت نشین ہوا تو ناگور، منڈاور اور اجمیر کا علاقہ ملک عزیز بلبن کے سپرد کیا گیا تھا۔ اجمیر کا قلعہ پہاڑی پر واقع تھا جسے اب تارا گڑھ کہتے ہیں۔ یہ اجمیر سے ایک ہزار فٹ اور سطح سمندر سے تین ہزار فٹ بلند ہے یہاں سید حسین مشہدی خنگ سوار کا مزار بتایا جاتا ہے ان کے بارے میں روایت ہے کہ شہاب الدین غوری کے رسالدار تھے اور فتح اجمیر کے بعد قلعہ دار بنائے گئے تھے یہاں دشمنوں نے شب خون مارا اور انھیں قتل کر دیا۔ یہ قلعہ ہی میں دفن کر دیے گئے۔ بعد کو شہنشاہ جلال الدین اکبر کے ایک امیر جبار خاں نے ان کی درگاہ بنوادی۔ اور باقی عمارتیں مرہٹوں کی عملداری میں مہاراجہ سیندھیا نے بنوائیں۔ مرہٹہ راجہ گمان جی راؤ نے یہاں کئی عمارتوں کا اضافہ کیا اور ایک سالم گاؤں اس درگاہ کے اخراجات کے لیے نذر کیا۔ دو گاؤں مغلوں نے معافی میں دیے تھے اس طرح تارا گڑھ کی درگاہ بن گئی۔ یہاں بھی رجب ہی میں عرس ہوتا ہے۔

سلطنت دہلی اور شاہان مغلیہ کے درمیان تقریباً ۹۰ سال تک اجمیر شاہان مالوہ کے زیرنگیں رہا اور انھوں نے حضرت خواجہ اجمیری کی درگاہ میں بعض عمارتیں بنوائیں جن میں سے ایک خلجی دروازہ بھی ہے۔ سب سے بڑا دروازہ نظام گیٹ ہے جسے نظام حیدرآباد نے بنوایا تھا۔ اس کے بعد یہی خلجی دروازہ ہے۔ شاہان مالوہ کی طرف سے یہاں ملو خاں حاکم اجمیر تھا۔ اس کے نام سے شہر میں ایک محلہ ملو سرائے آج تک موجود ہے۔ اسی کے زمانے میں ۱۴۵۵ء میں حضرت خواجہ کا مقبرہ پہلی بار تعمیر ہوا تھا۔

مغلوں کا زمانہ آیا تو شہنشاہ جلال الدین اکبر نے اپنی حکومت کے ابتدائی برسوں میں ہی اجمیر کو مرکزی سلطنت کا حصہ بنا لیا۔ اجمیر کے نام سے ایک صوبہ وجود میں آیا جس کا صدر مقام یہی تھا۔ اکبر کو حضرت خواجہ اجمیری سے بہت عقیدت تھی اس نے متعدد بار آگرہ سے اجمیر تک پیادہ سفر کیے اور اسی زمانے سے اجمیر ایک اہم زیارت گاہ بن گئی۔ اکبر نے ایک ایک قلعہ بند محل تعمیر کرایا اور درگاہ شریف میں بھی متعدد خوبصورت عمارتوں کا اضافہ کیا جن میں سے ایک اکبری مسجد آج بھی موجود ہے۔

اکبر کے بیٹے شہزادہ دانیال کی ولادت اجمیر ہی میں ہوئی تھی اس وقت بادشاہ ایک درویش کی خانقاہ میں تھا جن کا نام دانیال تھا اسی لیے شہزادہ کا یہ نام رکھا گیا۔ چونکہ بادشاہ ہر سال اجمیر کی زیارت کے لیے جاتا تھا اس نے سنہ ۹۸۲ھ میں حکم دیا کہ آگرہ سے اجمیر تک راستے میں جگہ جگہ عمارتیں، حوض، تالاب اور سرائیں بنائی جائیں چنانچہ اس کے زمانے میں آگرہ سے اجمیر تک کا راستہ نہایت آرام دہ ہو گیا تھا۔ ۱۵۶۸ء میں اکبر نے چتوڑ کا قلعہ فتح کیا اور اس خوشی میں اٹھارہ گاؤں بطور معافی درگاہ کے لنگر خانے کے لیے وقف کیے اس کے علاوہ درگاہ میں فراش خانہ، نوبت خانہ، وغیرہ قائم کیا اور اس میں اسٹاف مقرر کیا جن کی اولاد آج تک انھیں خدمات پر چلی آتی ہے۔ درگاہ شریف کا بہت سا سامان جو آج بھی استعمال ہوتا ہے۔ اکبر ہی کے زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ چتوڑ کے قلعہ سے وہ ایک بہت بڑا نقارہ مال غنیمت میں لایا تھا وہ بھی درگاہ میں نذر کیا اور یہ نقارہ وہاں صبح و شام بجنے لگا۔

مغلوں کے زمانے میں اجمیر کے چاروں طرف پختہ شہر پناہ تھی اور شمال و مغرب کی سمتوں میں پانچ بڑے دروازے تھے۔ شہر میں دولت مند لوگوں کے مکان بلند اور شاندار تھے۔ باقی شہر کی گلیاں عموماً تنگ تھیں اور آج تک ہیں۔ پانی کی کمی کی وجہ سے گلیوں میں گندگی تھی لیکن شہر پناہ سے باہر جہانگیر نے عمارتوں کا آغاز کیا۔ تخت نشین ہونے کے بعد آٹھ سال تک وہ اجمیر کی زیارت کا ارادہ کرتا رہا۔ آخر آٹھویں سال یہ سفر بڑی شان و شوکت سے ہوا۔ جہانگیر کو مناظر فطرت سے بڑی دلچسپی تھی۔ اجمیر میں اس پہاڑی درے میں اس نے ایک خوبصورت چشمہ دیکھا جسے "حافظ جمال" کہا جاتا تھا غالباً یہ حضرت خواجہ کی صاحبزادی کے نام سے موسوم کیا گیا ہوگا جہانگیر کو یہ منظر اچھا لگا اس نے حکم دیا کہ یہاں ایک ایسی عمارت بنائی جائے جو ساری دنیا میں بے نظیر ہو۔ چنانچہ ایک سال میں معماروں نے نہایت عالی شان عمارت کھڑی کر دی یہاں ۴۰ ضرب ۴۰ گز کا ایک حوض بنایا گیا۔ جس کا پانی فوارے سے دس بارہ گز اونچا اچھل کر حوض میں گرتا تھا حوض کے کنارے ایک دالان بنا اور چاروں طرف بارہ دریاں۔ بالائی حصے میں بہت شاندار ایوان بنا ہوا۔ جہانگیر نے اس تعمیر کو پسند کیا اور تزک جہانگیری میں اس کی بہت تعریف لکھی ہے کہتا ہے کہ میں نے اپنے نام پر اس کا نام "چشمہ نور" رکھا۔ بس اس میں یہی ایک کمی ہے کہ آمد و رفت کے راستے پر واقع نہیں ہے۔ سعید گیلانی نے "محل شاہ نورالدین جہانگیر" اس کی تاریخ تعمیر کہی تھی اور یہی سنگ مرمر پر کندہ کر کے وہاں لگائی گئی تھی۔ جہانگیر جب اجمیر میں ہوتا تھا تو جمعرات اور جمعہ کے دو دن اسی چشمہ نور پر بسر کرتا تھا۔ جہانگیر کے زمانے میں بھی اجمیر کو تجارتی مرکز کی اہمیت حاصل تھی چنانچہ اس کے سامنے وہاں ماوراء النہر (سنٹرل ایشیا) کے تاجر آئے اور انھوں نے یزد کے انار اور کاریز کے خربوزے اتنی مقدار میں بادشاہ کو پیش کیے کہ وہ تمام اہل دربار میں تقسیم کیے گئے۔

جہانگیر نے آگرہ سے روانہ ہونے سے قبل حکم دیا تھا کہ درگاہ خواجہ میں نذر کرنے کے لیے دو بڑی دیگیں تیار کی جائیں چنانچہ یہ بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے ہی تیار ہو کر وہاں پہنچ گئی تھی۔ انھیں درگاہ کے صحن میں نصب کیا گیا۔ یہ ہندوستان میں کیا دنیا بھر میں اپنی نوعیت کی یکتا دیگیں ہیں۔ جہانگیر نے ان میں کھانا پکوا کر فقراء کو تقسیم کیا۔ ایک دیگ میں اتنا کھانا آیا کہ پانچ ہزار فقراء

نے سیر ہو کر کھایا۔ یہاں سے جہانگیر نے سلطان خرم کو رانا چتوڑ کی مہم پر روانہ کر دیا تھا اور خود سیر و شکار میں مصروف تھا۔ اسی زمانے میں جشن نوروز آ گیا۔ وہ اجمیر ہی میں منایا گیا اور بہت زر و جواہر نثار ہوا۔ ایک دلچسپ واقعہ اور ہوا۔ جہانگیر کچھ بیمار ہو گیا اور اس نے اپنی بیماری کو سب سے چھپائے رکھا اور اپنے طبیبوں کو بھی نہیں بتایا اس کی غالباً سیاسی مصلحت تھی کیونکہ اسی زمانے میں شہزادہ خرم کی بغاوت کا جرم معاف کیا گیا تھا۔ جہانگیر نے حضرت خواجہ کے آستانے پر جا کر منت مانی کہ اگر میں صحت یاب ہو گیا تو نذر نیاز اور صدقہ و خیرات کروں گا۔ خدا کے حکم سے وہ صحت یاب ہونے لگا اور پھر اس نے بہت خیر خیرات کی اور اپنے کان چھدوا کر سونے کے بندے موتی والے کانوں میں ڈلے۔ یہ ظاہری طور پر خواجہ کا حلقہ بگوش ہونے کی نشانی تھی، بادشاہ کو دیکھ کر امراء کیسے پیچھے رہتے انھوں نے بھی کانوں میں بندے پہن لیے۔ پھر تو یہ ملک میں ایک فیشن سا ہو گیا جسے دیکھو کان میں بالی پہنے پھر رہا ہے۔

اجمیر کے نواح میں شکار بھی بہت تھا۔ جہانگیر نے اس قیام کے زمانے میں ایک سو بیس تو صرف ہرن شکار کیے تھے۔ پھر وہ اجمیر سے پانچ میل کے فاصلے پر پشکر تالاب پہنچ گیا۔ یہ بہت بڑا تیرتھ استھان ہے یہاں مختلف اوقات میں مختلف راجاؤں اور مہاراجاؤں نے عمارتیں اور مندر بنوائے ہیں۔ یہاں برہما کا مندر بھی ہے جو خدائے واحد کی پرستش کے لیے ہوتا ہے۔ اور ایک بہت بڑا خوبصورت تالاب ہے جس میں اترنے کے لیے چاروں طرف سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ یہاں لاکھوں آدمی پورنماشی میں اشنان کرنے آتے ہیں کارتک کے مہینے کا اشنان بہت افضل سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے۔ پشکر میں مویشیوں کی بہت بڑی منڈی بھی لگتی ہے پشکر تالاب کا احاطہ ایک میل کا ہے اور اس میں مگرمچھ بہت ہیں مگر یہ کسی کو ستاتے نہیں اور انھیں مارنا بھی سخت ممنوع ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہاں جو بہت سے گھاٹ بنے ہیں ان میں ایک "پنج پیر" گھاٹ کہلاتا ہے اور اس میں ایک مسلمان درویش کا مزار ہے اس پر بھی خوب چڑھاوے چڑھتے ہیں۔ اس علاقے میں انگور بہت اچھے ہوتے ہیں۔ جہانگیر نے پشکر کے تالاب کو بنوایا بھی اور تزک جہانگیری میں لکھتا ہے کہ وہ کہیں بھی بارہ گز سے زیادہ گہرا نہیں ملا۔

محمد شاہ کے بعد احمد شاہ کے زمانے میں اجمیر مرہٹوں اور راجپوتوں کے درمیان نزاع کا سبب بنا ہوا تھا۔ اسی زمانے میں دہلی سے ایک لشکر اجمیر گیا تھا جو سادات خاں بخشی افواج کی نگرانی میں تھا اور اس لشکر میں میر تقی میر بھی شامل تھے انھوں نے اپنی آپ بیتی "ذکر میر" میں اس سفر کا مختصر سا حال لکھا ہے۔ میر نے درگاہ خواجہ بزرگ کی زیارت کے علاوہ پشکر تالاب کی سیر بھی کی تھی۔

سنہ ۱۸۱۸ء میں انگریزوں نے مرہٹوں سے اجمیر لے لیا اور اسے ضلع بنایا گیا تو اس میں تین تحصیلیں تھیں، اجمیر، بیاور اور ٹوڈ گڑھ، کل دیہات ۵۰۰، تھے اور ضلع کا رقبہ ۲۷۵۵ مربع میل تھا۔ پچھلی صدی کے آخر میں اجمیر کی آبادی ۳۰ ہزار تھی اور سنہ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری میں یہ آبادی ۱،۹۶،۶۳۳ ریکارڈ کی گئی تھی جس میں ۲۳ فی صد مسلمان تھے۔

اجمیر میں صدہا تالاب ہیں جن میں برسات کا پانی جمع ہو جاتا ہے اور باقی سال وہ آبادی کے کام آتا تھا۔ ان میں تین تالاب خاصے بڑے ہیں انا ساگر، بیلہ اور پشکر۔ پورے ضلع میں آٹھ قلعے تھے جن میں بیاور کا قلعہ جیت سنگھ والی بدنور نے بنوایا تھا۔ معدنی وسائل میں یہاں شیشے، تانبے لوہے اور توتیا کی کانیں ہیں۔

حضرت خواجہ اجمیریؒ کی درگاہ مقدس سب سے بڑی اور دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اس میں ایک مسجد اکبر کی، دوسری شاہجہاں کی اور تیسری اورنگ زیب کی بنوائی ہوئی ہے۔ موجودہ سماع خانہ جس میں عرس کا پروگرام ہوتا ہے حیدرآباد کے امیر سر آسماں جاہ نے بنوایا تھا اور درگاہ کا صدر کا دروازہ نظام حیدرآباد کا بنوایا ہے۔

تاراگڑھ پہاڑی کے دامن میں ایک جگہ "بڑے پیر کا چلہ" مشہور ہے۔ عوام یہ کہتے ہیں کہ یہاں حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر نے چلہ کیا تھا۔ تاریخی اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے یہاں آنے سے پہلے ایک فقیر سونڈا شاہ بغداد سے حضرت غوث الاعظم کی درگاہ کی ایک اینٹ اپنے ساتھ لائے تھے اور وہ لوگوں کو اس اینٹ کی زیارت کرایا کرتے تھے ان کے مرنے کے بعد یہ اینٹ وصیت کے مطابق ان کی قبر میں دفن کر دی گئی اور ۱۸۱۰ء میں دولت راؤ سیندھیا نے اس درگاہ کے لیے بھی جاگیر مقرر کر دی تھی۔ ہر زمانے میں بادشاہوں اور راجاؤں نے اجمیر شریف کی درگاہ کو معافیاں دی تھیں جن کی مجموعی آمدنی ۱۸۵۷ء سے پہلے بیس ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ اب ایک ایکٹ کے ذریعہ درگاہ کا انتظام حکومت ہند کی مقرر کردہ کمیٹی کرتی ہے۔

اجمیر کی شخصیات میں سب سے عظیم ہستی تو حضرت خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الدین حسن سجزی قدس اللہ سرہ العزیز ہی کی ہے جن کا اسم مبارک آج کی گفتگو میں بار بار آیا ہے اور وہ کسی تعارف سے بے نیاز ہیں۔ آپ کی وجہ سے تمام چشتی صوفیاء اور بزرگ ہر دور میں یہاں آ کر چلہ کشی اور عبادت کرتے رہے ہیں۔ آج بھی ہر سال لاکھوں انسان زیارت کے لیے آتے ہیں۔ علمی ادبی اور تاریخی شخصیتوں میں ایسے تو بہت ہیں جنھیں اجمیر آنے اور رہنے کا موقع ملا لیکن خاص یہاں کی پیداوار کوئی نہیں ہے۔ البتہ عہد اکبری کے ممتاز مورخ ملا عبدالقادر بدایونی صاحب منتخب التواریخ کا نام لیا جا سکتا ہے جو تودہ جے پور میں ۱۵۴۰ء میں پیدا ہوئے تھے مگر ان کی ابتدائی زندگی بیاور میں گذری جو ضلع اجمیر کی ایک تحصیل ہے اس کے علاوہ شیخ مبارک ناگوری کا نام لیا جا سکتا ہے جن کے دونوں فرزند ابوالفضل اور فیضی تاریخ میں امر ہو گئے ہیں۔ ناگور بھی اجمیر سے قریب ہی واقع ہے۔ ہمارے زمانے میں شعراء میں قابل اجمیری بہت اچھے شاعر تھے۔ آج کل درگاہ شریف کے قدیم متولی سید اسرار احمد صاحب قبلہ ہیں جو سید نثار احمد صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ اسی برس سے زیادہ سن ہے اور بہت نستعلیق بزرگ ہیں اجمیر کی پرانی سیاسی، تجارتی اور جغرافیائی اہمیت چاہے اتنی نہ رہی ہو لیکن درگاہ خواجہ بزرگ کی وجہ سے وہ آج بھی ہندوستان کے نقشے پر سب سے زیادہ جانا پہچانا شہر ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی
۸۳۷ بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

غزل

رحمت امروہوی

زندگی ہی سے گذر جائیں گے — تجھ سے بچھڑیں گے تو مر جائیں گے
خشک پتے ہیں ہوا کیا دیں گے — ٹھیس لگتے ہی بکھر جائیں گے
صبح نکلے ہیں جو اپنے گھر سے — کیا خبر شام کو گھر جائیں گے
اب شکستہ ہے کتاب ہستی — اب یہ اوراق بکھر جائیں گے
حادثے کتنے پریشاں ہوں گے — ہم نہ ہوں گے تو کدھر جائیں گے

مر کے بھی مر نہیں سکتے رحمت
ہم کتابوں میں بکھر جائیں گے

(احمد آباد سے نشر)

ادب اور زندگی

سید افتخار احمد

ترتیب شدہ

مادی پیداوار کا نام زندگی ہے اور اسی زندگی کی درکی و شعوری تخلیق کو ادب کہا جاتا ہے۔ زندگی اور ادب کی پیدائش کا اب جبکہ ہمیں علم ہو چکا ہے تو یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ ہم ادب کو زندگی سے اور زندگی کو ادب سے علیحدہ کر کے نہیں دیکھ سکتے۔ ادب کا زندگی سے اور زندگی کا ادب سے ایک جان دو قالب جیسا رشتہ ہے۔

زندگی میں اگر درکی و شعوری تخلیق کی صلاحیت نہیں ہے تو انسان دیگر مخلوق سے افضل کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر ادب میں درکی و شعوری تخلیق کا فقدان ہو اور انسان کی سماجی زندگی سے اگر اس کا کوئی تعلق نہ ہو تو وہ ادب نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی اس تخلیق کو کوئی مقام و درجہ دیا جا سکتا ہے۔

اس کرہ ارض پر مختلف قسم کی زندگیاں موجود ہیں۔ لیکن ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ انسانی زندگی اور دیگر مخلوق کی زندگیوں میں فرق ہے۔ اور یہ فرق و تمیز ایک خاص قدرتی اضافہ ہے جو انسانی زندگی میں پایا جاتا ہے اور یہ اضافہ ہے درکی و شعوری پیداوار کی صلاحیت کا جو انسانی زندگی میں موجود ہے۔

تمام مخلوق اپنی زندگی گزارنے کا ایک ضابطہ حیات رکھتی ہے اسی طرح انسان بھی زندگی گزارنے کا ایک ضابطہ رکھتا ہے۔ لیکن ان دونوں کے ضابطہ حیات میں ایک فرق ہے اور یہ فرق اس طرح سے ہے کہ ایک حیوان اپنے ضابطہ حیات پر عمل کرنے کے باوجود حیوان کا حیوان ہی رہتا ہے لیکن انسان جب اپنے ضابطہ حیات پر عمل کرتا ہے تو وہ دیگر مخلوق کے مقابل اشرف مخلوق بن جاتا ہے۔ انسان کا ضابطہ حیات اگر انسان کو اشرف نہ بنا سکے تو انسان بھی حیوان ہی کے درجہ میں رہے گا۔ یوں بھی انسان کو حیوان ناطق ہی کہا جاتا ہے۔ انسان اور حیوان میں یہ فرق اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ انسان میں درکی و شعوری پیداوار تخلیق کی قوت موجود ہے جبکہ حیوان میں یہ طاقت مفقود ہے۔ اس طرح انسان اپنی درکی و شعوری صلاحیت کی وجہ سے اپنی زندگی گزارنے کا ایسا ضابطہ حیات مرتب کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ دیگر مخلوق کے مقابل اشرف کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر وہ اس پر عمل نہ کرے تو وہ اشرف نہیں سمجھا جا سکتا۔

ادب کی تخلیق اور ادب پر بھی اسی ضابطہ کا نفاذ ہوتا ہے۔ ادب اور زندگی کا رشتہ جب ایک جان دو قالب ہے تو پھر زندگی کا ایک علیحدہ ضابطہ اور ادب کا دوسرا ضابطہ نہیں ہو سکتا۔ زندگی کا جو ضابطہ ہے وہی ضابطہ ادب و تخلیق کا ہونا چاہیے۔ ادب و تخلیق اس وقت بڑا مقام و درجہ حاصل کرنے کی مستحق ہے جب کہ وہ انسان کو اشرف بنانے میں معاون ہو اور انسان کو اشرف سے اشرف تر بنا سکے۔ اس لیے ہمارے ادب و تخلیق کو بھی ضابطہ حیات کا پابند ہونا چاہیے۔

ادب کی کم و بیش چار ہزار سالہ تاریخ کے مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ادب نے ہر دور میں انسان کی سماجی زندگی کی صرف عکاسی کی ہے۔ اور ہمیشہ مقتدر طبقہ کے مفادات کی نمائندگی کرتا رہا ہے اور بہت کم مواد ایسا ملتا ہے جو انسان کو اشرف بنانے کے لیے لکھا گیا ہو۔ البتہ علوم کا مطالعہ، قواعد کی ایجاد اور اس کی پابندی فن اور عشق میں مہارت حاصل کرنے کے لیے درجہ بدرجہ ترقی ہوتی رہی ہے۔

دور بربریت کی ادبی تاریخ کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کا ادیب ہاتھ میں تلوار لیے میدان جنگ میں مرتا اور دوسروں کو کٹواتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس وقت کے ادب میں عزم و ارادہ، انتقام، قربانی، قول و زبان کی پابندی، عزت و ناموس کی حفاظت معرکہ آرائیوں کی منظر کشی وغیرہ موضوعات رہے ہیں۔

دور غلامی میں یہی ادیب ایک دوسری نئی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے اور اس کی تخلیق میں ایمان، ایمانداری اطاعت و فرماں برداری، آقاؤں کی خدمت میں نجات تقدیر و قسمت کی ایجاد، صلہ کی بشارت، صبر کی تلقین جیسے موضوعات ملتے ہیں۔

دور جاگیرداری میں یہی ادیب ایک ترقی یافتہ خوبصورت شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ قصیدہ خوانی، قصہ گوئی، سیر و شکار، عشق و محبت، حسن و جوانی، گل و بلبل، شاہوں سے قربت ان کو ظل اللہ کا درجہ دینا، اخلاق و تمیز کی ایجاد، غزل، مثنوی، قصیدہ، نثر میں ندرت، جمالیات سے دلچسپی، ہزل، تنقید، مضمون نویسی، ڈرامہ نویسی، ناول نویسی جیسے موضوعات سخن و نثری مواد کا ذخیرہ ملتا ہے۔

آج کے دور سرمایہ داری میں جب کہ ہر شے منافع اور بیوپار کی جنس بن چکی ہے۔ یہی ہمارا ادیب ادب بھی اسی تاجرانہ ماحول میں پرورش پا رہا ہے۔ آج کل دور سرمایہ داری میں جمہوریت، آزادی، آزادی خیال، آزادی تحریر و تقریر و تنظیم کا ایک شور سا مچا ہوا ہے۔ ہمارا ادیب بھی اس سے متاثر ہو کر آزادی خیال کا دلدادہ نظر آتا ہے۔ اور وہ تو اب اپنے آپ کو اس حد تک آزاد سمجھنے لگا ہے کہ وہ کسی قسم کی پابندی، ضابطہ، مقصد و نصب العین کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ وہ مقصد تخلیق کے کھونٹے سے رسی تڑوا کر سماجی زندگی کے میدان میں بے مہار بے تحاشہ دوڑتا نظر آ رہا ہے۔ اس کو اس کی قطعی کوئی فکر نہیں ہے کہ اس کی اس حرکت سے انسان کی سماجی زندگی زخمی و لہولہان ہو رہی ہے۔ آج کل کی تخلیقات کی شان نزول سمجھنا بہت مشکل ہے۔ محرک کون، خریدار کون ہے۔ اس کا پتہ چلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب جبکہ دور سرمایہ داری میں طبقات پیدا ہو چکے ہیں لیکن ہمارا ادیب طبقات میں تمیز کیے بغیر کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون ہے۔ ہر دو طبقات کی نمائندگی کرتا نظر آتا ہے۔ وہ ادب برائے ادب کا بھی قائل ہے اور ادب برائے ارتقائے زندگی کو بھی تسلیم کرتا نظر آ رہا ہے۔ دور سرمایہ داری میں اشاعت و تشہیر کے ذرائع کافی ترقی کر چکے ہیں ہمارا ادیب اس میں بھی معراج کا خواہاں ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلم انڈسٹری سے وابستگی میں ہمارا ادیب مسرت محسوس کرتا ہے۔ اس دور سرمایہ داری میں ادیبوں کی غالب اکثریت انتہائی معاشی کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہی ہے۔ جب کہ چند ادیب ادب کے اجارہ دار و مالدار نظر آتے ہیں۔

اس زمانے میں ہماری اتنی بڑی دنیا چھوٹی سی ہو گئی ہے کہ ہمارا ادیب اپنی نوک قلم میں پوری دنیا کو سمو لیتا ہے۔ وہ ایک پل میں امریکا پہنچ جاتا ہے اور ایک جھپک میں روس کی بھی سیر کر کے واپس آ جاتا ہے۔

ہمارا آج کا ادیب آزادی چاہتا ہے، روپیہ چاہتا ہے۔ اس کی یہ خواہش کسی بھی سمت سے پوری کیوں نہیں ہوتی ہو اور کسی بھی کمزوری کا وہ شکار کیوں نہ ہو جاتے اس کو صرف اپنی خواہش کی تکمیل سے غرض رہتی ہے۔ اس کو نہ مقصد سے غرض رہتی ہے اور نہ ہی نصب العین سے کوئی واسطہ رہتا ہے۔ وہ صرف واہ واہ کے شور و غل میں، رونق محفل بن جانے میں مسرت محسوس کرتا ہے۔

ہمارا آج کا ادب چھوٹے چھوٹے خانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ کسی نے رگِ گل سے بلبل کے پر باندھے، قدامت پرست بنا دیا گیا۔ کسی نے مرغ کی چونچ میں سورج پکڑا دیا، جدت پسند ہو گیا۔ کسی نے اپنی خلوت کی پلی ہوئی فاختہ کے منہ میں ہرے پتہ والی ڈالی پکڑا کر کھڑکی کے باہر اڑا دیا۔ امن پسند و ترقی پسند بن گیا۔ جس نے فلک بوس عمارت کی بالائی منزل سے انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگا کر چھلانگ ماری انقلاب پسند ہو کر امر ہو گیا۔ جس نے ماضی کی زریں داستانیں سنا ڈالیں رحمت کے درجہ تک

پہنچ گیا۔ باقی سب معتوب سمجھے جاتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ اس سرمایہ داری دور میں ہمارا ادب اور ادیب ایک انتشاری ماحول وکیفیت میں مبتلا ہے۔ آج ہمارا ادیب دانشور طبقہ میں شامل ہونے کے لیے دل و دماغ کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے۔

آج ہمارے ادب اور ادیب کو اس انتشاری کیفیت سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور یہ نجات اس وقت حاصل ہو سکتی ہے جب ہمارے تخلیق کار اپنی زندگی کا نصب العین اور مقصد مقرر کریں اور زندگی کو ضابطۂ حیات کا پابند بنائیں اور اپنی تخلیق کو بھی اسی ضابطہ کا پابند رکھیں۔

ہندوستان میں ۱۹۳۸ء میں کل ہند انجمن مصنفین کے قیام کے بعد اس سمت پیش رفت ہوئی ہے اور کافی محنت و کوشش کی جا رہی ہے کہ آج کے ادب کو زیادہ افادی بنایا جائے اور انسانی سماجی زندگی سے اسے ہم آہنگ کیا جائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہمارے ادیب مساوات اور بھائی چارگی کو اپنا شعار بنائیں۔ ظالم کے خلاف آواز اٹھائیں اور مظلوم کا ساتھ دیں۔ ہمارے ادیبوں کا فرض اوّلین ہے کہ وہ استحصالی طبقہ و طاغوتی قوتوں کے خلاف صف آراء ہو جائیں۔ تخلیق کار کی زندگی فوٹو گرافر کی طرح عکاسی اور پینٹر کی طرح منظر کشی کی جیسی محنت تک محدود نہ ہونا چاہیے بلکہ ادیب کو باعمل ہونا چاہیے۔

ادیب قوموں کا ضمیر ہیں۔ ادیب نہ صرف اپنے معاصروں کے بلکہ آئندہ نسلوں کے بھی مقدر کے ذمہ دار ہیں۔ ادیب کو چاہیے کہ وہ حسن و سچائی کی تلاش میں محنت کش عوام کے دوش بدوش چلیں اور ایک ایسا ادب تخلیق کریں جو عوام کی زندگی سے جڑا ہوا ہو۔ اور کرۂ ارض پر معقولیت اور انصاف کی فتح یابی کی جدوجہد میں ان کی مدد کرنے کے قابل ہو۔

ہمارے ادیب کو استحصال اور استبداد کے خلاف آواز اٹھانے اور انسانوں کے ہاتھ انسان کے استحصال کے خلاف کمربستہ ہو کر عوام کو ایک خوش حال زندگی و ان کی ترقی کے لیے مشعلِ راہ بنائے۔ بھوک اور افلاس کے خلاف عوام کی جدوجہد کا ہراول اور نقیب بنا چاہیے۔

یہی ہمارے ادب کا اور ادیب کا اور اس کی تخلیق کا مقصد اور نصب العین ہونا چاہیے اور یہی ادب کا زندگی سے رشتہ ہونا چاہیے۔

سیّد افتخار احمد (اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)
مکان نمبر ۳۰۲۴۴۸، سالی محلّہ
قدیم جالنہ۔ جالنہ (مہاراشٹر)

پٹنہ میں آواز حاصل کریں
بک ایمپوریم
سبزی باغ ——— پٹنہ

ملک محمد جائسی اور پدماوت

فضل الرحمٰن ہاشمی

ہندی ادب میں ملک محمد جائسی کو ایک بلند ترین مقام حاصل ہے۔ انھوں نے نہ صرف ایک کامیاب مثنوی پدماوت کی ہی تخلیق کی بلکہ عالم ادب کو غیر اسلامی واقعہ نویسی کے ذریعہ نئی روشنی بھی عطا کی۔ ہندوستان تمدن اور ثقافت پر انھوں نے ایک تمثیلی بنیاد قایم کی ہے۔ پدماوت آپسی اتفاق پر کھڑی ایک ایسی عمارت ہے، جس کے مکین حب الوطنی سے سرشار اور قومی جذبے سے لبریز ہیں۔ پدماوت قومی یکجہتی کی زندہ جاوید اور روشن دلیل ہے۔

ملک محمد جائسی کی پیدائش سنہ ۹۰۰ ہجری میں رائے بریلی ضلع کے جائس نامی موضع میں ہوئی۔ وہ خود اپنی معروف 'آخری کلام' میں اپنی پیدائش کے بارے میں یوں کہتے ہیں ؎

پیدائش میری ہجری نو سو (۹۰۰)
عمر تیس (۳۰) سے شعر کہا

جائسی کے والد کا نام شیخ محمد ممریز تھا۔ بچپن ہی میں ملک محمد جائسی کی بائیں آنکھ بھی چلی گئی تھی اور بائیں کان سے بہرے بھی ہو گئے تھے۔ اس کا بھی تذکرہ انھوں نے اپنی کتاب پدماوت میں کیا ہے۔ جو یوں ہے

میری بائیں آنکھ گئی
بایاں کان بھی کھو بیٹھا

عہد طفلی ہی میں والدین کے انتقال کی وجہ سے انھیں در در کی ٹھوکریں کھانی پڑیں۔ مزاج کے موافق انھوں نے صوفیوں سے رابطہ قایم کیا۔ وہ بحیثیت استاد شیخ مبارک شاہ سے مستفیذ ہوئے اور ان سے روحانی طاقت بھی حاصل کی۔ انھیں حضرت محی الدین جیلانی سے بھی دلی عقیدت تھی۔ جیسا کہ انھوں نے لکھا ہے ؎

پیر محی ان کا میں خادم

غم دوراں نے جائسی کو کبھی چین لینے نہیں دیا۔ ان کی زندگی دکھ، درد آلام اور پریشانی ہی میں گذرتی رہی۔ بچپن میں والدین کا انتقال، غلبۂ چیچک اور ایک ساتھ بیک وقت سات بیٹوں کی موت جو حادثہ چھت گرنے کی وجہ سے ہوا۔ کسی کے لیے بھی اس سے بڑھ کر سوہان روح اور کیا ہو سکتا ہے۔

مگر وہ ایک زندہ دل شاعر تھا۔ اس لیے زندگی کو ایک فن مان کر اس سے لڑتا رہا۔ زندگی کی جنگ میں وہ کبھی ہارا نہیں۔ ہمیشہ اس نے اپنے دل و دماغ کو قابو میں رکھا۔ وہ قدرت کو قادر مان کر اس کی جبریت کو بھی رحمت مانتا رہا۔

جائسی میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ فی البدیہہ اور برجستہ کلامی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ جو ہر شاعر کے لیے بڑا مشکل کام ہے۔ ملک محمد جائسی بہت ہی بدشکل تھے۔ اپنے دربار میں پہلی بار دیکھ کر شیر شاہ کو ان کی بدشکلی پر زوروں کی ہنسی آگئی تھی۔ اس وقت جائسی کی خودداری جاگ اٹھی اور انھوں نے فی البدیہہ ایک شعر کہا۔

میری بدشکلی پر ہنستے
یا میرے کمہار پر

کمہار سے مراد خدا کی طرف ہے۔ شیر شاہ اتنا شرمندہ اور خائف ہوا کہ انھیں جائسی سے دست بستہ معافی مانگنی پڑی۔

کہا جاتا ہے کہ جائسی میں بزرگی بھی تھی۔ امیٹھی کے راجہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس نے جائسی کو بلا کر اپنا دکھڑا سنایا۔ تب جائسی نے خدا سے دعا کی اور راجہ کو اولاد نصیب ہوئی۔

جائسی کی تصانیف یہ ہیں۔

پدماوت، اکھراوٹ، آخری کلام، چترریکھا، قہرنامہ، پوستی نامہ وغیرہ

پدماوت اور چترریکھا رومانی کہانیوں کا منظوم مجموعہ ہے۔

اکھراوٹ، صوفیا کے اصول کی تبلیغ ہے۔

قہر نامہ، گیتوں کا مجموعہ ہے
آخری کلام، میں جنت ددوزخ کا دلچسپ

تذکرہ ہے۔
پوستی نامہ، افیونچی پر گہرا طنز پیش کرتا ہے۔
جائسی کی تمام تصانیف میں پدماوت کو اعلیٰ مقام حاصل ہے اور یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ جائسی کی شہرت کی بنا صرف پدماوت ہے جو مثنوی ہے اور اس نے ہی جائسی کو تلسی داس کے بالمقابل کھڑا کر دیا ہے پدماوت کی تخلیق کب ہوئی اس بارے میں تذکرہ نویسوں کو اختلاف ہے۔ جہاں تک خود جائسی کے قول کا سوال ہے اس کے مطابق سنہ ۹۴۷ھ ہی مناسب ہے وہ خود کہتا ہے ؎

ہجری نو سو سینتالیس میں
شروع کیا میں نے قصہ

پدماوت میں چتوڑ کے راجہ رتن سین اور جزیرہ سنہل کی راجکماری کی عشقیہ کہانی ہے۔ رتن سین کی اہلیہ کا نام ناگ متی تھا۔ ایک دن ایک شخص دربار میں ایک ایسے طوطے کو فروخت کرنے کے خیال سے پہنچا جو انسانی زبان سے بخوبی واقف تھا۔ راجہ رتن سین اس طوطے سے کافی متاثر ہوا اور اس نے ایک لاکھ اشرفیوں میں وہ طوطا خرید لیا۔ ایک دن اس طوطے نے جس کا نام ہیرامن تھا راجہ سے جزیرہ سنہل کی راجکماری پدماوتی کا تذکرہ کیا۔ ہیرامن پدماوتی کا تذکرہ کرتے کرتے کہہ گیا کہ دنیا میں شاید ہی کوئی لڑکی حسن میں پدماوتی کا مقابلہ کر سکے۔ ہیرامن طوطے کا طرزِ تذکرہ اتنا دلچسپ اور پرکشش تھا کہ راجہ رتن سین پدماوتی کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو گیا اور وہ سولہ ہزار سپاہیوں کو جوگی کے بھیس میں لے کر جزیرہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور وہاں پہنچ کر اپنا ڈیرہ ایک مندر میں ڈال دیا۔ پھر وہ ہیرامن طوطا راجکماری پدماوتی کے پاس پہنچا اور اس نے دل کھول کر راجہ رتن سین کی بہادری، خوبصورتی اور بے باکی کا تذکرہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ راجکماری بھی راجہ کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہو گئی اور وہ مندر پہنچی۔ مندر میں راجہ راجکماری کی خوبصورتی کی تاب نہ لا سکا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

ہوش آنے پر راجہ کو بڑی شرم ہوئی اور خودکشی کرنی چاہی۔ خودکشی کی خبر سے دیوتاؤں کو بڑی پریشانی ہوئی اور تمام دیوتا شیو جی کے پاس پہنچے اور راجہ کی جان بچانے کی منت کرنے لگے۔ شیو جی نے جان بچانے کا وعدہ کیا اور ایک تعویذ بھی دیا۔ ادھر ہیرامن طوطا جی جان سے لگاتار اپنی کوشش میں لگا رہا۔ وہ کبھی راجہ رتن سین کو سمجھاتا اور کبھی راجکماری پدماوتی کو۔ ہیرامن کی کوششوں سے راجکماری بھی اپنا دل رتن سین کو دے بیٹھی تھی یہ بات جان کر راجہ نے ایک دن اپنے چند جوگی سپاہیوں کے ساتھ راجہ گندھرب سین کے مکان میں داخل ہونا چاہا۔ مگر وہ راجہ گندھرب کے سپاہیوں کے ہاتھوں پکڑے اور نظر بند کر دیے گئے۔

راجہ گندھرب سین نے راجہ رتن سین کو پھانسی دینے کا حکم دے دیا۔ اس خطرناک خبر کو سنتے ہی راجہ رتن سین کے جوگی سپاہیوں نے راجہ گندھرب پر حملہ کر دیا اس خطرناک جنگ میں دیوتاؤں نے بھی راجہ رتن سین کا ساتھ دیا آخر رتن سین کی فتح ہوئی اور پدماوتی سے راجہ رتن سین کا ساتھ رہا آخر رتن سین رتن سین کی شادی ہو گئی۔ راجہ کے جانباز سپاہیوں کی بھی شادی راجکماری کی سہیلیوں کے ساتھ کر دی گئی شادی کے بعد کچھ دنوں تک راجہ رتن سین اپنی دوسری بیوی پدماوتی کے ساتھ سسرال میں رہے اچانک ایک چڑیا نے راجہ رتن سین کو خبر دی کہ ان کی پہلی بیوی ناگ متی غم مفارقت میں سخت بیمار اور جاں بلب ہے اس خبر سے راجہ رتن سین کافی پریشان ہوئے اور اپنی دوسری اہلیہ پدماوتی عرف پدمنی کے ساتھ چتوڑ واپس آگئے۔

کچھ ہی دنوں کے بعد ایک مشہور پنڈت راگھو چیتن سے راجہ کا اختلاف ہو گیا اور انھوں نے اس پنڈت کو راج نکالا کر دیا۔

راگھو چیتن نے راجہ سے بدلہ لینا چاہا اور وہ علاؤالدین خلجی کے پاس پہنچ کر پدماوتی کے حسن کی تعریف کرنے لگا اس نے علاؤالدین خلجی سے کہا "وہ صرف آپ جیسے بادشاہ کے ہی لائق ہے۔"

علاؤالدین خلجی نے راجہ رتن سین سے پدماوتی کی مانگ کی۔ نہ دینے پر انھوں نے چتوڑ پر حملہ کر دیا۔ آٹھ سال تک علاؤالدین خلجی کی فوج نے چتوڑ کا محاصرہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہی۔ آخر دھوکے سے راجہ رتن سین کو پکڑ کر دلی لے گئی۔

رانی پدماوتی عرف پدمنی نے علاؤالدین سے کہلا بھیجا کہ وہ آپ کے پاس آنے کو تیار ہے مگر وہ سولہ سو (۱۶۰۰) خادماؤں کے ساتھ ہی آسکتی ہے کیونکہ وہ اس کے بغیر کہیں رہ نہیں سکتی ہے۔ علاؤالدین خلجی سے اجازت مل جانے پر تمام ڈولیوں میں راجپوت سپاہیوں اور سامان جنگ بھر کر اسے دلی روانہ کر دیا۔ کہار تک فوج کے ہی آدمی تھے اور دلی جا کر راجہ کو زبردستی رہا کروا کر چتوڑ بھجوا دیا۔ کچھ ہی دنوں میں راجہ رتن سین کو راجہ دیو پال سے لڑائی لڑنی پڑی اور اسی لڑائی میں دونوں کی موت ہو گئی، راجہ رتن سین کی دونوں رانیاں ناگ متی اور پدماوتی ستی ہو گئیں۔

علاؤالدین خلجی نے انجانے میں پھر چتوڑ پر حملہ کیا مگر فضول، رانی پدماوتی عرف پدمنی تو دوسری دنیا کوچ کر چکی تھی۔ پدماوتی کی موت سے علاؤالدین خلجی کو بڑا صدمہ ہوا اور بقول جائسی ؎

ایک مشت خاک نے کمال اڑائی ہوا کے بیچ
عالم کی بے ثباتی کا صدمہ انھیں ہوا

یہ بہت ہی حیرت کی بات ہے کہ آج بھی کچھ مورخین پدماوت کو تاریخ پر مبنی مثنوی مانتے ہیں حالانکہ اس کا تاریخ اور حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے

سب سے بڑی حیرت کی بات تو یہ ہے کہ 'دورِ خلجی' کا کامیاب مورخ عظیم نقاد اور تبصرہ نگار بابائے اردو امیر خسرو نے اس کا تذکرہ کہیں نہیں کیا ہے۔ حالانکہ انھوں نے علاؤالدین خلجی کے لڑکے خضر اور دیول دیوی کی محبت کا تذکرہ اپنی مشہور کتاب 'عاشق شاہ' میں کیا ہے۔ پھر علاؤالدین خلجی کو معاف کرنے کی وجہ؟

"تاریخ فیروز شاہی" میں ضیاالدین برنی نے صرف اتنا لکھا ہے کہ "علاؤالدین خلجی نے چتوڑ کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور بہت جلد کامیاب ہو گیا۔" حالانکہ مورخ ضیاالدین برنی علاؤالدین خلجی سے بدظن رہا کرتا تھا۔

'آئینۂ اکبری'، اور 'تاریخ فرشتہ' میں پدماوت کا تذکرہ ضرور آیا ہے مگر پدماوت کا تذکرہ آجانے کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ پدماوت کے ساتھ پدماوتی یا پدمنی بھی تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔

پدماوت اور بھی کئی زبانوں میں ہے اور اودھ کے اطراف میں جائسی کے بہت قبل سے ہی رانی پدماوتی اور ہیرامن طوطے کا قصہ مشہور ہے جسے ہم لوک کتھا کہہ سکتے ہیں۔

جہاں تک جائسی کی بات ہے انھوں نے اپنی عقلمندی، ذہانت اور فنی شعور کی وجہ سے 'لوک کتھا' کو تاریخی کہانی کا جامہ پہنایا۔ تلسی رامائن سے قریب ۴۵ سال قبل اودھی زبان میں پدماوت لکھ کر جائسی نے اپنا کمال خاص و عام پر ظاہر کر دیا اور تاریخی نہ ہونے کے باوجود بھی وہ تاریخی حیثیت کی چیز بن گئی۔

پدماوت کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اس میں لطیف احساس اور جمالیاتی حس ہے ساتھ ہی ساتھ تہذیب اور آراستگی کا دامن نہیں چھوٹا ہے۔ اگر شاعری میں رومانیت کا عنصر موجود ہے تو ستھرا ذوق اور رنگ روایتی ہے اور پھر ہمیں تصوف کا رنگ بھی ملتا ہے انھوں نے الفاظ کو اہتمام سے پیش کیا ہے اور ان کی رومانیت شور و شر سے ہمیشہ محفوظ رہی ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

فضل الرحمٰن ہاشمی
فاطمی لائبریری، پوسٹ پاناپور
دایا منجھول، ضلع بھاگل پور (بہار) ۸۵۱۱۲۷

علی گڈھ میں آواز حاصل کریں
(۱) انوار بک ڈپو
مسلم یونیورسٹی مارکیٹ — علی گڈھ
(۲) ایجوکیشنل بک ہاؤس
مسلم یونیورسٹی مارکیٹ — علی گڈھ

ھاں میں احسان مند ھوں

ڈاکٹر بھدنت آنند کوسلیان

بات بہت پرانی ہے، بہت پرانی، آج کی نہیں، بھگوان بدھ کے وقت کی۔ ایک برہمن تھا۔ وہ بھگوان بدھ کا بھکشو بننا چاہتا تھا۔ ان کے بھکشو، بھگوان بدھ کے بنائے ہوئے قاعدے قوانین بنتے تھے۔ کسی بھی بھکشو کے لیے بھکشو سنگھ کا ممبر بننے کے لیے یہ ضروری تھا کہ کوئی نہ کوئی بھکشو اس کے نام کی تجویز کرے اور کوئی دوسرا بھکشو اس کے نام کی تائید کرے بعد میں سبھی بھکشوؤں کی رضامندی سے کسی بھی بھکشو کو بھکشو سنگھ کا ممبر تسلیم کر لیا جاتا تھا۔ بھکشو بننے کے خواہش مند اس برہمن کے لیے مصیبت تھی تھی کہ کوئی بھی اسے جانتا پہچانتا نہ تھا۔ اس لیے نہ کوئی اس کے نام کی تجویز کرنا چاہتا تھا اور نہ تائید —— تب بھگوان بدھ کے شاگرد اعظم ساری پتر کھڑے ہوئے۔ انھوں نے کہا کہ میں تجویز کرتا ہوں کہ اس برہمن کو بھکشو سنگھ میں شامل کیا جائے۔

بھگوان نے پوچھا "ساری پتر کیا تو اس برہمن کو جانتا ہے؟"

"ہاں بھگوان" ساری پتر کا جواب تھا "ایک دن جب میں خیرات مانگنے نکلا تھا تو اس برہمن نے مجھے ایک کرچھی بھر چاول دیا تھا"

بھگوان بدھ نے فرمایا "ہاں انسان کو احسان مند ہونا چاہیے۔ 'احسان مند' احسان فراموش نہیں"

میں چھوٹا تھا کافی چھوٹا لیکن اتنا چھوٹا بھی نہیں کہ نیک اور بد کی تمیز نہ کر سکوں۔ پرائمری اسکول کا نام بھی عجیب تھا۔ ہندو محمڈن ہائی اسکول، ہمارے پڑوس میں ایک الہ داد خاں رہتے تھے۔ ہولی، دیوالی کے دن ہمارے یہاں سے ان کے ہاں مٹھائی جاتی تھی۔ میں خود جا کر دے آتا تھا۔ عید بقرعید کے دن ان کے ہاں سے مٹھائی آتی۔ لیکن وہ خاص طور پر ایک ہندو حلوائی کے یہاں سے خریدی گئی ہوتی اور ایک ہندو لڑکے کے سر پر رکھ کر لائی گئی ہوتی۔ الہ داد خاں مسلمان تھے۔ میرے ابا جان ہندو تھے۔ الہ داد خاں اور ان کے بچے ہمارے یہاں کی مٹھائی کھا لیتے۔ ہم ہی تھے جو ان کے یہاں کی مٹھائی نہ کھا سکتے تھے۔ مجھے لگا کہ جیسے ان کا اخلاق ہمارے اخلاق پر بازی مار لے گا۔ میرے والد گذرے تو میں الہ داد خاں کی گود میں تھا اور وہ زار و قطار رو رہے تھے کہ ان کے والد آج گذر گئے ہیں —— میں الہ داد خاں کی یاد کا بہت بہت احسان مند ہوں اس نے مجھے اس کچی عمر میں یہ تلقین کی کہ ع مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

بڑے ہونے پر مجھے ذاتی تجربوں نے یہ تعلیم دی ہے کہ مذہب کو تو جیسے آپس میں بیر رکھنے کی تعلیم دینے کی سوا کوئی کام ہی نہیں۔

ایک اور پرانی بات ہے کم سے کم پچاس سال پرانی بات، میں ابھی بھکشو نہ بنا تھا۔ لیکن کسی بھکشو سے کم بھی نہ تھا۔ میں نے کہیں پڑھا تھا یا سنا تھا کہ اگر اپنے ملک کی کچھ خدمت انجام دینی ہو تو پہلے اس کے متعلق واقفیت حاصل کرنی چاہیے اور واقفیت حاصل کرنے کے لیے گھر گھر گھومنا چاہیے۔ نگر نگر گھومنا چاہیے۔ گاؤں گاؤں گھومنا چاہیے۔ نگر نگر گھومنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ ملک بھر کی خاک چھانی چاہیئے۔

میں اسی سلسلے میں دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں گذارا کر رہا تھا۔

ایک شام آزردہ تھکا ماندہ ایک قصبہ میں پہنچا شام کیا رات ہی ہو گئی تھی۔ ایک گھر کے دروازے پر دستک دی دروازہ کھلا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ گھر اس قصبے کے ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر کا گھر ہے۔ میں بڑی امیدیں لے کر وہاں پہنچا تھا۔ عرض کیا کہ میں ایک طالب علم ہوں۔ تاریخی عظمت کے مقامات دیکھنے کا خاص شوق ہے آج آپ کے قصبہ میں رات ہو گئی ہے۔ آپ کو اعتراض نہ ہو تو آج کی رات آپ کے یہاں کاٹ لوں، بری طرح تھک گیا ہوں۔ اب اور کہیں جانے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ امید کے ایک دم برخلاف جواب ملا۔ نانا یہاں آس پاس کئی چوریاں ہو گئیں ہیں۔ ہم کسی کو اپنے گھر رہنے نہیں دیتے۔ انھوں نے ایک نوکر کو آواز دی اور کہا کہ اس کو دھرم شالہ کا راستہ بتا دے۔ کسی کو لگی ہو کڑی بھوک اور کوئی دینا چاہے روٹی کا ایک ٹکڑا —— تو کبھی کبھی آدمی اس ایک ٹکڑے کو بھی لینے سے انکار کر دیتا ہے —— کچھ ایسی ہی حالت میری بھی ہوئی —— میں نے غصہ اور نفرت سے بھرے لہجے میں کہا۔ جا رے تیری ضرورت نہیں ہے ہم اپنا راستہ خود کھوج لیں گے۔ کوئی پوچھے کہ جب جناب کو مشرق مغرب، شمال جنوب کا کچھ بھی علم نہیں تو ایک انجانے قصبہ میں آپ اپنا راستہ کیسے کھوج لیں گے۔ جو ہو اس اندھیاری رات میں میں سڑکوں پر بھٹکتا رہا۔ کچھ دوری پر مجھے ایک دیا دکھائی دیا۔ میری جان میں جان آئی۔ میں نے اس گھر پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ دیکھتا ہوں کہ وہی ہیڈ ماسٹر ہیں اور چلا چلا کر پاس پڑوسیوں کو بلا رہے ہیں۔ کہہ رہے ہیں دیکھو چور چور، کتنا اندھیر ہے ابھی اسے اس دروازہ سے نکالا تھا۔ اب یہ پچھواڑے کی طرف سے آیا ہے۔ جو ان کے لیے اندھیر تھا وہی میرے لیے مہا اندھیر۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے مارو پیٹو اور کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے پولیس کے حوالے کر دو، میں کر ہی کیا سکتا تھا۔ میں نے باادب عرض کیا کہ میرے تھیلے میں کچھ خطوط ہیں۔ انھیں دیکھ لیا جائے۔ جس کے پاس ایسے خطوط ہوں اگر اس کا ایک پیاسا طالب علم ہونا بھی ممکن ہو تو مجھے محض ایک رات کے لیے پناہ دے دی جائے۔ انھوں نے کہا چاہے کوئی بھی ہو۔ ہم اپنے برآمدے میں بھی رہنے نہیں دیں گے۔ اتنی مہربانی کی کہ پھر مجھے دھرم شالہ کا راستہ بتلانے کے لیے یا اپنے گھر سے دور تک چھوڑ آنے کے لیے اسی نوکر کو تاکید کی، غصہ تو بہت آیا۔ لیکن کر کیا سکتا تھا مجبوری کا دوسرا نام قوت برداشت ہے۔

میں دھرم شالہ پہنچا تو رات زیادہ ہو چکی تھی، دھرم شالہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ برآمدے سے آواز آئی "ادھر سردی ہے ادھر چلے آؤ"۔ یہ ایک اندھے بھک منگے کی آواز تھی۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ نزدیک بیٹھا تو اس دن آنے سے لے کر نے تک جو کچھ میرے ساتھ بیتی تھی وہ ساری آپ بیتی اس اندھے بھک منگے کو سنائی، دکھ بھری داستان ختم ہوئی تو وہ اندھا بولا "لاؤ یار تھک گئے ہو گے میں تمہارے ہاتھ پاؤں دبا دوں" "نہیں یار رہنے دو" میرا جواب تھا۔ تب اس نے پوچھا تمہارے پاس کوئی کپڑا ہے۔ میرے پاس ایک گز بھر کپڑا تھا جس سے میں کئی کام لیتا تھا۔ میں نے وہی کپڑا اسے دے دیا۔ اس نے میری ٹانگیں ٹٹول کر اور اس کپڑے کو نیچے سے اوپر تک کس دیا اور بولا اسی طرح بیٹھے رہو۔ کچھ دیر بعد کپڑا کھول دیا۔ رکا ہوا خون تیزی سے گامزن ہونے لگا۔ مجھے نیند آ گئی۔ دوسرے دن مجھ سے بھی پہلے میرا وہ محسن اٹھ کر چلا گیا تھا۔

میں آج تک اس اندھے بھک منگے کا ممنون ہوں۔ اس نے مجھ پر ناقابل فراموش احسان تو کیا ہی، اس نے مجھے ایسی تعلیم دی جس نے زندگی بھر میرا ساتھ دیا۔ میں نے شاید ہی کبھی کسی بھی پناہ گزین کو پناہ دینے سے انکار کیا ہو ـــــ

وقت ہے تو ایک اور بات سناؤں میں مولوی ستیہ دیو پری براک کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ دونوں آنکھوں سے اندھے ہونے پر بھی تحریر او تقریر میں لاثانی تھے۔ صبح چار بجے سے کر رات کے گیارہ بجے تک مجھے چھایا کی طرح ان کے آگے پیچھے رہنا پڑتا تھا۔

ایک بار مجھے وہ بنارس میں اکیلا چھوڑ کر کسی پروگرام کے سلسلے میں کہیں چلے گئے۔ اور تین چار دن نہ لوٹے۔ میں بے کار بیٹھا کیا کرتا۔ کسی نے کہا ہے بے کار سے بے گار بھلا۔ مجھے سوجھا کیوں نہ میں خالی بیٹھا کوئی مضمون ہی لکھوں ـــــ سوامی جی مہاراج کا دیا ہوا ایک فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لے کر میں کانپور کے ریلوے اسٹیشن پر فرسٹ کلاس کے ڈبے میں جا بیٹھا تھا۔ کپڑے سیدھے سادے تھے۔ اور سر پر چھوٹی ایک گٹھری کسی بھی فرسٹ کلاس کے مسافر کا لباس ویسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی بھی فرسٹ کلاس کا مسافر ویسی وردی پہن ہی نہیں سکتا تھا

اسی گاڑی کے ڈبے میں بیٹھے ایک انگریز نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اس نے میری گٹھری اٹھائی اور دروازہ سے باہر پھینک دی۔ میری اس کی جھڑپ ہو گئی بعد میں ہم آدمی کی طرح بات کرنے لگے اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا الہ آباد۔ "اس سے آگے اور کہیں" میں نے کہا بنارس؟" ـــــ بنارس میں کہاں جاؤ گے؟ میں نے جان بوجھ کر کہا کاشی ودھیا پیٹھ ـــــ یہ کاشی ودھیا پیٹھ کیا؟ میں نے کہا یہ ہماری قومی یونیورسٹی ہے" وہاں کیا سکھایا پڑھایا جاتا ہے

وہاں یہی سکھایا جاتا ہے کہ انگریزوں کو کیسے اپنے ملک سے باہر نکال کریں، اتنا ہی نہیں۔ میں نے ایک شرارت کی تھی ـــــ اس انگریز سے پوچھا کیا تم اس یونیورسٹی کے لیے کچھ چندہ دے سکتے ہو۔ میں نہیں سوچ سکتا تھا کہ وہ انگریز کیا کہے گا اور کیا کرے گا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک دس کا نوٹ جو آج کے سو روپے کے برابر تو تھا ہی میرے ہاتھ میں تھما دیا ـــــ میں ہکا بکا رہ گیا۔ میں نے اپنے اس مضمون میں اس ملاقات کا مفصل تذکرہ کیا تھا ـــــ میں نے وہ مضمون سوامی جی کو پڑھ کر سنایا ـــــ سنکر خوش ہوئے۔ بولے اس مضمون میں جان ہے۔ میں نے کہا سوامی جی کہیں سفارش کر دیتے کہ یہ مضمون چھپ جائے ـــــ فوراً ٹکا سا جواب ـــــ یہ اپنا کام تجھے اپنے آپ کرنا ہوگا۔ میں مایوس ہو گیا اپنا کام خود کرنے کے لیے میں اسے ہندی ایک دو ماہانہ رسالوں کے دفتر میں لے گیا ـــــ کسی نے کہا "یہ ہفتہ وار رسالے کے لیے زیادہ موزوں ہوگا۔ کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ بہرحال چھاپا کسی نے نہیں۔ میں ایک دم نا امید ہو گیا ـــــ نا امیدی کی حالت میں جیسے کوئی اپنے لکھے لکھائے مضمون کو بے کار سمجھ کر پھاڑ کر پھینک دے میں نے اپنے اس مضمون کو آگرہ سے نکلنے والے ہفتہ وار رسالہ "سینک" کے پاس بھیج دیا۔ اس ہفتہ وار رسالہ کے ایڈیٹر، مالک، پبلشر پرنٹر شاید سبھی کچھ تھے پالیوال جی ـــــ میں نے ان کے پاس اپنا مضمون بھیج دیا ـــــ!

لکھا تو جا ہی چکا تھا ـــــ ردی کی ٹوکری میں پھینکنے سے اچھا تھا کسی ایڈیٹر کے پاس اپنا مضمون یوں ہی بھیج دیا جائے ـــــ بہت دنوں کے بعد میں گھومتا گھومتا آگرہ پہنچا اور "سینک" کے دفتر میں بھی جا پہنچا ـــــ دیکھا کہ پالیوال جی بیٹھے تاش کھیل رہے ہیں۔ انھوں نے ایک اجنبی لڑکے کا بھی خیر مقدم کیا۔ میں نے پوچھا۔ کہ ایک مضمون بھیجا تھا چھپا تو کیا ہوگا؟

ان کے پوچھنے پر میں نے اپنے مضمون کی تفصیل بیان کی۔ بولے وہ مضمون آپ کا لکھا تھا ـــــ میں نے کہا 'جی'۔ بولے "اس مضمون پر لکھنے والے کا نام تک نہ درج تھا ـــــ ہمیں وہ بہت اچھا لگا ہم نے اسے ایڈیٹنگ کر کے چھاپ دیا۔ اس مضمون پر لیکھک کا نام نہ تھا ـــــ جس مضمون کے لیکھک کا نام ایڈیٹر سے کوئی تعارف نہ تھا ـــــ اسے سری پالیوال جی نے محض اس لیے کہ وہ اچھا لگا تھا چھاپ دیا۔

شری پالیوال جی نے میرے قلم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے احسان مند بنا لیا ـــــ انھوں نے میرے اس مضمون کو چھاپ کر میری جیسی پیٹھ ٹھوکی ویسی آج تک کسی دوسرے نے نہیں، میں ان کا احسان مند ہوں، مشکور ہوں، ممنون ہوں اور رہوں گا۔ (ناگپور سے نشر)

بھدنت آنند کوسلیان دکچھا بھومی، ناگپور

عادت کی جامع تعریف تو ممکن نہیں تاہم انسانی زندگی میں غیر شعوری طور سے متواتر سرزد ہونے والے عمل کو عادت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اور عادتیں بچپن سے لے کر بڑھاپے تک انسان کو اپنے حصار میں لیے رہتی ہیں اور اکثر ان کی گرفت زندگی کی آخری منزل تک مضبوط رہتی ہے۔ عادتوں کو مختلف خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ بعض عادتیں کسی فطری ضرورت یا جذبے کے اظہار پر مبنی ہوتی ہیں جیسے شیر خوار بچے کا رونا' بعض سماج اور ماحول کی دین ہیں جن پر قابو پانا آسان نہیں۔ مگر بیشتر عادتیں انسان کی ساختہ و پرداختہ ہیں۔ یہ عادتیں عمر کے کارواں کے ساتھ قدم بہ قدم چلتی اور طرح طرح کی صورتیں بدلتی ہیں۔ کمسن بچوں کی عادتیں ان کے ماحول کا عکس ہیں۔ اپنے ہمجولیوں کے ساتھ ہنسنا' کھیلنا' کھانا' لڑنا' روٹھنا اور پھر ایک ہو جانا ان کی عادت ہے۔ اسی طرح پڑھائی میں دل لگانا یا جی چرانا' اسکول شوق سے جانا یا فرضی بیماری ایجاد کر کے اسکول گول کرنا بھی اس عمر کے دور کی مخصوص عادات ہیں۔ سگریٹ نوشی' چھپ چھپ کر ناول پڑھنا' پکچر دیکھنا' ذرا ذہن رسا پایا تو شعر کہنا اور کہانیاں لکھنا اوائل شباب (Adolescence) کی چند خاص عادتیں ہیں۔ پھر عہد شباب بھرپور عزم اور اعتماد سے جنون خیز اور جواں سال عادتوں کو اپنے جلد میں لے کر آتا ہے اور یوں کوئے دلدار سے سوئے دار تک کا راستہ روشن ہو جاتا ہے۔ عادتیں جذبات کے زیر اثر نشو و نما پانے کے بعد آہستہ آہستہ ذہن و خرد کی طرف کی رینگتی ہیں چنانچہ انسان کے عمر کے اس حصے میں عادتیں پختہ اور گہری ہو کر مزاج کا روپ دھار لیتی ہیں۔

انسان کی جن عادتوں کی تشکیل جغرافیائی حالات اور ماحول کے تحت عمل میں آتی ہے وہی خوراک' لباس اور بود و باش کے طور طریق کو متعین کرتی ہیں۔ معاشی عوامل بھی بڑی حد تک انسانی عادات اور کبھی کبھی مزاج کو ڈھالنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ سوچیے تو یہ عادتیں آپ کی اور ہماری تفنن طبع یا حسب توفیق عبرت کا باعث ہو سکتی ہیں کیوں کہ بیشتر خواتین کا عملی سیاست سے تعلق بس "دور کے جلوے" ہی تک محدود ہے۔ لہٰذا آج کی اس بزم میں ہم کیوں نہ ایسی عادتوں کا تذکرہ کریں جن سے ہمارا اور آپ کا زیادہ قریبی تعلق ہے۔

یادش بخیر کیفی آعظمی نے کبھی ایک خاتون کو پرسش احوال کرنے پر یوں داد دی تھی ؎

"آپ کیسے ہیں؟" کس انداز سے پوچھا تو نے
کہ علالت پہ بھی صحت کا گماں ہونے لگا

ویسے بھی مشہور رائے ہے کہ باذوق خواتین اپنی گفتگو اور مکتوب نویسی میں جنبش چشم و ابرو کا بانکپن منتقل کر دیتی ہیں۔ لیکن ان کے شیوۂ گفتار کا ایک قابل داد یا بے داد پہلو اور بھی ہے۔ تقریبات اور بزم نیم بے تکلف میں جب خواتین یکجا ہوتی ہیں تو سماجی تعلقات پر تبصرہ ناگزیر ہے اور وہاں اس قسم کے جملے سننے میں آتے ہیں۔

عادتیں کیسے چھوڑیں

حامدہ مسعود

- میں اس فیلی کی حرکتیں خوب جانتی ہوں مگر اپنی مروت کی عادت کو کیا کروں کہ جان بوجھ کر بیوقوف بنتی ہوں۔
- مسز احمد کی لگائی بجھائی کی عادت کتنی گھٹیا ہے۔ پتہ نہیں دلوں میں نفاق پیدا کر کے انھیں کیا لطف آتا ہے۔
- مسز ستیش کو خوشامد کی ایسی بری عادت پڑی ہے کہ ہماری گردن شرم سے جھک جاتی ہے۔
- ان کے رشتہ داروں کی عادت ہی یہ ہے کہ بغیر اطلاع دیئے قیام کے ارادے سے اچانک آجاتے ہیں۔

سماجی تعلقات سے متعلق یہ جملے سچے ہونے کے باوجود خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس حقیقت سے واقف ہونے کے باوجود خواتین محض عادتاً نئی خبروں کی والہانہ ترتیب و ترسیل میں خاصے خشوع و خضوع کا ثبوت دیتی ہیں۔

خواتین کو جن مخصوص موضوعات پر گفتگو کی عادت ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے۔

پچھلے ہفتہ میرا ایک تقریب شادی میں جانا ہوا۔ مہمان بیزار بیٹھے تھے۔ کیوں کہ بارات ابھی تک نہیں آئی تھی۔ صاحب خانہ مصروفیات کے باوجود درمیان سے اٹھ کر آئیں اور معذرت چاہنے لگیں تو بیگمات نے سرپرستانہ انداز میں اطمینان دلایا کہ شادی بیاہ میں دیر سویر ہو جاتی ہے۔ جوں ہی صاحب خانہ کھسکیں تو دبی دبی سرگوشیوں میں سمدھیانے والوں اور خود صاحب خانہ کے بخیئے ادھیڑے جانے لگے۔ باہر سے لائی ہوئی کمائی کی بدولت دولھا والوں کو نودولتیوں کے خطاب سے نوازا گیا اور آدھی رات سے قبل بارات کی آمد کے بارے میں مایوسی ظاہر کی گئی۔ دولھن کے رنگ اور دولھا کے قد کی ناپ تول ہوئی اور ایک پختہ کار ہوی نے دونوں کی عمروں میں اصلیت کا سراغ دینا چاہا تھا کہ دولھن کی خالہ کے آنے سے مسئلہ دبا دیا گیا۔

ایک خاتون ہیں جن کے موڈ کی سیمابیت کا عکس میرے اس شعر میں ملتا ہے کہ ؎

آن میں کچھ ہیں آن میں کچھ ہیں
تحفۂ روزگار ہیں ہم بھی

ان سے ملاقات پر یہ خیال دامن گیر رہتا ہے کہ آج وہ نہ جانے کس موڈ میں ملیں۔ اگر وہ شگفتہ موڈ میں ہیں تو اپنے قہقہوں سے ماحول کو زعفران زار بنا دیں گی ورنہ ایسی خاموش نظر آئیں گی کہ دل وسوسوں میں مبتلا ہونے لگے گا۔ پل پل میں موڈ بدلنے کی عادت نے انھیں کسی قدر غیر معمولی اور بارعب بنا دیا ہے۔ اسی طرح میری ایک دوسری دوست ہیں جو اپنے سے کم عمر لوگوں اور ماتحتوں کو بن بن کر خوب ڈانٹتی ڈپٹتی ہیں کہ یہ ان کی مرغوب عادت ہے۔

یہ راز کی بات نہیں کہ شاپنگ سینٹرز پر پہنچ کر خواتین کی خریداری کی عادت ایک دلچسپ مطالعہ کا مواد فراہم کرتی ہے۔ وہ پردوں کے کپڑے خریدنے بازار پہنچی ہیں۔ وہیں قمیضوں کے لیئے انھیں ایسے دیدہ زیب پرنٹس دکھائی دیتے ہیں جو انھیں اپنی طرف متوجہ کیئے بغیر نہیں رہتے۔ پھر سامنے کاؤنٹر پر ریڈی میڈ گارمینٹس ٹنگے نظر آتے ہیں جن سے بے تعلق کیوں کر رہا جا سکتا ہے۔ ان پلندوں سے لد پھند کر خیال آتا ہے کہ ضروری خریداری ہنوز باقی ہے جس کے لیئے پرس معذرت خواہ ہے۔ اب اس عادت کو مزید داد دیجیئے کہ انھیں اپنی فضول خرچی پر اس قدر شرمندگی اور احساس جرم ہوگا کہ دن بھر کا چین اور آرام حرام ہو جاتا ہے۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بیماری اور علاج کے متعلق رضاکارانہ مشورے بھی عیادت کرنے والوں کی عادت کی غمازی کرتے ہیں بعض بہنیں پوری عمر اپنے جسم کو مختلف قسم کی بیماریوں کا آماجگاہ قرار دیتی ہیں اور اسی نسبت سے وہ خود کو مختلف قسم کے طریقہ ہائے علاج سے باخبر سمجھتی ہیں۔ چنانچہ ان کی دانش و بینش کا تختۂ مشق ایسے بیمار بنتے ہیں جن کی مزاج پرسی کے لیئے یہ زحمت کرتی ہیں اور مرض کی تشخیص اور علاج کے سلسلے میں اپنے رضاکارانہ مجرب اور غالباً شافئ مطلق سے براہ راست حاصل کردہ مشوروں کی بوچھار کرتی ہیں۔ اگر مریض کان کے درد میں مبتلا ہے عرق النسأ سے ٹائیفائڈ تک کی بیماریوں کی کیفیت اور دواؤں کے ناموں سے اس کی صحت کا زبانی بندوبست کیا جاتا ہے۔ مریض اگر ایلوپیتھک دوا استعمال کر رہا ہے تو جھاڑ پھونک کی افادیت سے اس کو روشناس کرایا جانا نیکی اور ہمدردی کی دلیل بنتی ہے۔ اور اگر طبی علاج جاری ہے تو ورزش یا ہومیوپیتھک دواؤں یا بسوں پسنجر گاڑیوں میں فروخت ہونے والی عطائی دواؤں سے واقفیت پہنچانی دوستی کی پہچان سمجھی جاتی ہے۔

بہنوں کی خاصی بڑی تعداد نے مجھ سے اقرار کیا ہے کہ وہ دن کو خواب دیکھنے کی عادی ہیں۔ یہ بظاہر بے ضرر سا شغل آگے چل کر ہلاکت آفریں ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر بہنیں ان کی معنویت کو پیش نظر رکھ کر تخلیقی فن پاروں کے قالب میں انھیں ڈھال سکیں تو ادبی خدمت ممکن ہے ورنہ روز و شب کی فرصتوں میں خیالی پلاؤ پکاتے رہنا اپنی دماغی صلاحیتوں کو مفلوج بنانا ہے۔ اس طرح کی عادتیں متعلق افراد کو تو شاید کسی قسم کی وقتی اور موہوم تسکین تو دے سکیں لیکن یہ ان کی شخصیت کی اٹھان میں یقیناً رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ دوسرے لوگوں کے لیئے یہ عادتیں اکتاہٹ اور کبھی کبھی کدورت کا سبب ہوتی ہوں گی چاہے ان کی خوش اخلاقی اس بے زاری کی پردہ پوشی کرتی رہے۔ چنانچہ ان کا ترک سلامت روی، توازن اور ذہنی آسودگی کا موجب بن سکتا ہے بظاہر عادتوں کے جبر سے نکلنا مشکل ہے۔ لیکن تھوڑی رواداری، دوسرے کے جذبات کا احترام اور ماحول شناسی کی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ایسی بہت سی عادتوں پر قابو پایا جا سکتا ہے ایک سہل معیار یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی حرکات و سکنات اور انداز گفتار میں کچھ عرصہ کے لیئے اس کا احساس رکھیں کہ اگر ہم دوسروں کی جگہ ہوتے اور یہی عادات ہمارے سامنے آتیں تو ہمارا ردعمل کیا ہوتا؟ احساس کی صلابت شعور اور کردار کی پختگی کی دلیل ہے۔ اور آج کی بدلتی ہوئی ترقی پذیر دنیا میں جب تک ہم اپنی عادتوں کا جائزہ لے کر ان کے کمزور پہلوؤں کو دور نہیں کریں گے تو ہمارا مساوات کا استحقاق صرف ایک کاغذی حقیقت سے زیادہ نہیں ہو سکتا مگر اس کو کیا کیا جائے کہ عادتوں کے محکوم خود عادت کا سہارا لے کر بڑی بے بسی اور معصومیت سے کہہ اٹھیں "مگر یہ عادتیں کیسے چھوڑیں"۔

(اردو سروس سے نشر)

دہلی میں آواز حاصل کریں
(۱) نظام الدین
بازار مٹیا محل ——— جامع مسجد دہلی ۶
(۲) مثالی کتاب گھر
بازار مٹیا محل ——— جامع مسجد دہلی ۶
(۳) موھیت — نیوز پیپر ایجنٹ
بازار بلی ماران ——— دہلی ۶

آیورویدک سائنس

ڈاکٹر عزیز الدین

انسانی وجود جب اوّل اوّل کائنات ارضی میں ظہور پذیر ہوا تو وہ سب سے پہلے غذائی مسئلہ سے دوچار ہوا۔ موسموں کے تغیرات سے بچنے کے لیے قدرتی غار اس کا سہارا بنے۔ وہ زندگی کی جدوجہد میں مصروف رہا۔ ایک دن اسے ایسا لگا کہ وہ اب کچھ نہیں کر پائے گا۔ اس کا جسم گرم ہے ہاتھ پیروں میں درد ہے۔ منہ کا مزا کڑوا ہے۔ وہ بے چین ہو گیا۔ اس کے سامنے خود رو پودے اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ اس کے جی میں کیا آیا کہ وہ ان پودوں کی پتیاں چبانے لگا تھوڑی دیر گذری تھی کہ وہ اپنے آپ کو پہلے جیسا چاق و چوبند محسوس کرنے لگا۔ شاید اسی طرح انسان نے دنیا میں آنے کے بعد اپنی بیماری کی دوا کی اور شفا پائی۔ اسی وقت سے دنیا میں علم طب کا آغاز ہوا۔

دنیا کی قدیم حکمت اور وید جو آیوروید کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے تعلق سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ جس طرح آریائی زبانوں کی ماں سنسکرت اسی طرح آیوروید ہماری قدیم تہذیب کے تمام علم طب کی ماں مانی جاتی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیوروید کیا ہے۔ آیورویؔد کے لفظی معنی زندگی کی سائنس کے ہوتے ہیں اور جیسا کہ کہا ہے:

"आयु: हिताहित व्याधि निदान श-
मन तथा विद्यते विद्वदभिस आ-
युर्वेद: स उच्यते"

ترجمہ:

"وہ علم جس میں زندگی کے لیے مفید اور غیر مفید غذاؤں کے استعمال، بیماریوں کی تشخیص و علاج کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ اسے آیوروید کہتے ہیں۔"

آیوروید کے بنیادی اصولوں کے تحت کائنات کی ہر شے پانچ عناصر کا مرکب ہے۔ اس لیے جو اشیاء کائنات میں پائی جاتی ہیں۔ وہی اشیاء جسم انسانی میں بھی موجود ہوتی ہیں۔ اور یہ پانچ عناصر مٹی، پانی آگ، ہوا اور آکاش یا خلاء۔

جسم انسانی میں اعضاء کی ایک دوسرے کے ساتھ ترتیب سے ہم آہنگی برقرار نہیں رہتی تو انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ اب آپ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ توازن کیوں کر بگڑتا ہے۔ اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

कालार्थ कर्मणां योगो हीन मिथ्यातिमात्रक:।।
सम्यग्योगश्च विज्ञेयो रोगा आरो-
ग्यैक कारणम्:।।

ترجمہ:

اس بات کی سب سے پہلی وجہ موسم کا اثر انداز ہونا ہے۔ دوسری وجہ حواس خمسہ کا رد عمل، اور تیسری وجہ عمل کی بے راہ روی۔ یہ تینوں وجوہات تین مختلف حالتوں سے گذرتی ہیں۔ پہلی حالت کثرت استعمال دوسری حالت ضرورت سے کم استعمال اور تیسری حالت متضاد استعمال۔ مثال کے طور پر موسم کو لیجئے۔ سرما کے موسم میں معمول سے بڑھ کر سردی ہونا۔ اور تیسری حالت سرما کے موسم میں گرمی کا ہونا۔ دوسری وجہ حواس خمسہ کا رد عمل ہے مثلاً آنکھوں کا اپنی قوت برداشت سے زیادہ روشنی میں رہنا دوسری حالت میں بالکل ہی کم روشنی میں دیکھنا۔ اور تیسری حالت میں ایسے اندھیرے میں رہنا جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے۔ اب عمل کی بے راہ روی کی مثال یہ ہے۔ اشتہا سے کہیں بڑھ کر کھانا۔ دوسری حالت میں بھوک سے بہت ہی کم کھانا اور تیسری حالت میں کھانے کی چیزوں کی بجائے اناپ شناپ کھالینا۔

دنیائے طب ہمیشہ سے اس بات کے لیے کوشاں رہی ہے کہ وہ ابتدائی اجزائے صحت اور بیماری دریافت کرلے۔ لیکن بھارت ورش کے قدیم اطباء نے ان کلیدی اجزائے جسم کا پتہ چلا کر خاطر خواہ فائدہ اٹھایا اور اس راز کو یوں فاش کیا۔

"दोषाह सर्वेषाम रोगाणा कारणं"

ترجمہ: "دوش ہی تمام بیماریوں کا بنیادی سبب ہے"

طب جدید اس نتیجے پہ پہنچی کہ جراثیم ہی بیماریوں کا اصل سبب ہے۔ برخلاف اس کے آیوروید نے دوشوں کو اوّلیت دی ہے۔ دوش حقیقت میں تحریک طبعی یا قوت زندگی کا نام ہے اور یہ دھاتوؤں یعنی ترتیب اجزائے جسمانی کو ذی اثر طریقے سے بنیادی طور پر قابو میں رکھتے ہیں یوں سمجھیے جس طرح چاند، سورج اور ہوا تمام دنیا کے کلیدی اجزاء ہیں۔ ٹھیک اسی طرح انسانی جسم میں ان کا مقام ہے۔ چونکہ تحریک طبعی یا قوت زندگی ابتدائی ضروریات زندگی کی رہنمائی کرتی ہے۔ اس لیے اس کی کارکردگی کے لحاظ سے اس کو تین قسموں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ پہلی قسم وات واقفیت کا، دوسری قسم پت سعیٔ پیہم کا اور تیسری قسم کف خاطر جمعی کا اظہار کرتی ہے یہ تینوں دوش جب تک جسم انسانی میں متوازن رہتے ہیں۔ انسان صحت مند رہتا ہے اور جب ان میں توازن قایم نہیں رہتا تو بیمار ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر یہ ضروری ہے کہ دوشوں کی طبعی اور غیر طبعی حالت کو کس طرح سمجھا جائے تاکہ ان کے غیر طبعی اثرات سے محفوظ رہ سکیں۔

پہلا وات دوش اپنی طبعی حالت میں جسم کی تمام حرکت پر مکمل اقتدار اور قابو رکھتا ہے۔ جیسے آنکھیں کھولنا اور بند کرنا۔ اگر ہم اپنی طاقت سے زیادہ کام کریں دیر تک جاگیں اور ہمارا نامکمل تغذیہ ہو تو وات دوش بگڑ جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں سر، کمر اور جوڑوں میں درد ہوتا ہے۔ قبض، بے خوابی اور جلد کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے۔ دوسرا پت دوش اپنی طبعی حالت میں حرارت جسم کی برقراری قوت ہاضمہ کی صلاحیت اور غذا کے انجذاب کا عمل کرتا ہے۔ اگر ہم نمک، مرچ اور کھٹائی کا زیادہ استعمال، دھوپ میں مسلسل کام اور بار بار غصے میں آتے رہیں پت دوش کا توازن قایم نہیں رہتا۔ جس کا نتیجہ منہ میں چھالے آنا۔ ناک سے خون بہنا اور وقت سے پہلے بالوں کا سفید ہو جانا ہے۔ تیسرا کف دوش کا طبعی کام دھاتوں یعنی ترتیب اجزاء جسمانی کا باہم مربوط اور ان میں چکنائی اور طاقت کا برقرار رکھنا ہے۔ اگر ہم دن میں سو جائیں، ورزش نہ کریں۔ میٹھی، نمکین، ترش اور سرد اشیاء خوب کھاتے رہیں تو کف کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔ نتیجہ کے طور پر کھانسی، زکام، بھوک کی کمی موٹاپا اور ذیابیطس کا شکار ہو جاتے ہیں۔

دوشوں کے مضر اثرات سے بچنے کے لیے اپنی غذا کو متوازن رکھنا ضروری ہے۔ تفصیل سے گریز کرتے ہوئے ایک بات یہ ہے کہ اپنی غذا میں یہ چند چیزیں مناسب مقدار

میں ضرور کھاتے رہیں۔ ہلدی، مرچ، ادرک اور لہسن کا
معتدل استعمال کف دوش کو بگڑنے نہیں دیتا۔ کوتمیر،
دھنیا، پیاز اور میتھی پت دوش کو متوازن رکھتے ہیں۔ اسی
طرح تیل، گھی اور دودھ کا مناسب مقدار میں کھانا بھی
وات دوش کی آفتوں سے دور رکھتا ہے۔ اب ہم یہ دیکھیں
گے کہ دوش کے بے قاعدہ ہونے پر کن علامات و آثار کا ظہور
ہوتا ہے اور ہم ان کی تشخیص و تفریق کس طرح کر سکتے ہیں
اس کی وضاحت کے لیے ایک پھنسی کی تمثیل لیجیے جو ہماری
جلد پر نمودار ہوتی ہے۔ اگر وہ پھنسی خشک، پُر درد،
کھردری اور سیاہ رنگ کی ہے تو سمجھ جائیے کہ وہ وات
دوش کی پھنسی ہے۔ سرخ، پیپ آلود، گرم، چمکدار اور
زیادہ درد دینے والی پھنسی کو پت دوش کی علامات کہیں
گے۔ اسی طرح چکنی، ٹھنڈی، سفید رنگ والی اور درد نہ
دینے والی پھنسی کا تعلق کف دوش سے ہوتا ہے۔ اس
موقع پر یہ بتانا بے محل نہ ہوگا کہ آیوروید میں ان بگڑے ہوئے
دوشوں سے نجات کے لیے کون سے طریقے علاج بتائے گئے
ہیں۔

پہلا طریقہ علاج شمن (دفع کرنا) اور دوسرا طریقہ
علاج شودھن خارج کرنا ہے۔ پہلا طریقہ علاج شمن
میں جسم میں بگڑے ہوئے دوشوں کو پھر سے درست
اور متوازن بنانے کے لیے دواؤں کے ذریعہ سات طریقے
اختیار کیے گئے ہیں۔ نمبر ۱، قوت ہاضمہ تیز کرنا، نمبر ۲
جسم کے فاسد مادوں کی سمیت دور کرنا، نمبر ۳ فاقہ
کرنا، نمبر ۴ غسل آفتابی، نمبر ۵ ورزش کرنا، نمبر ۶
تازہ ہوا میں سانس لینا، نمبر ۷ پیاسا رکھنا۔

دوسرا طریقہ علاج شودھن میں بگڑے ہوئے
دوشس پانچ شاستری یعنی سائنٹفک طریقوں سے جسم
کے باہر نکال دیے جاتے ہیں۔ پہلا طریقہ قے کروا کر، دوسرا
طریقہ جلاّب دے کر، تیسرا طریقہ اینما کے ذریعہ، چوتھا
طریقہ اخراج خون اور پانچواں طریقہ ناک میں دوائی
ڈال کر کرتے ہیں۔ اس طریقہ علاج کی خصوصیت یہ ہے
کہ اس طرح بگڑے ہوئے دوش جسم سے علیحدہ ہو جاتے ہیں
اور مریض کو مرض سے مکمل شفا ہوتی ہے۔ اور دوبارہ مرض
کے لوٹ آنے کا خدشہ نہیں رہتا۔ آیوروید نے اس طریقہ
علاج کی اہمیت اس طرح بتائی ہے:

"येन संशोधिताः शुद्धाः : न तेषां पुन-
रुद्भवः"

صدیوں پہلے آیوروید نے جن بیماریوں کی علامات
اور علاج بتائے ہیں۔ موجودہ طب بھی کم و بیش اسی
نقش قدم پر گامزن ہے۔ ہزاروں سال پہلے قدیم بھارت
باسیوں نے ادویہ کی تحقیق اور تجزیے کا کام شروع کیا
تھا۔ ہمارے دیش کی قدیم مقدس کتابوں کے مطالعے
سے آیورویدک علم طب کے حیرت انگیز معلومات سامنے
آتی ہے۔ اس طرح اسرار زندگی اور اس کے سربستہ
راز کھلنے لگتے ہیں۔ ہمارے آباء و اجداد کے پیش نظر
آیورویدک علم طب کے حصول کا ایک خاص مقصد تھا
جس کے بارے میں مہارشی چرک نے کہا ہے۔

धर्म अर्थ काम मोक्षाणाम् शरीर:

دہرم، فرائض منصبی معانی حصول دولت،
کام، افزائش نسل، موکش، نجات یا راحت قلبی، یہ خواہش
اور اس کی تکمیل انسانی زندگی کا اوّل اور آخر مقصد ہیں
اس کے پورے ہونے کا ہی نام ایک پُرمسرت زندگی سے
ہمکناری ہے۔ کبھی کبھی بیماریاں اس تمنائے شوق میں
رکاوٹ بننے لگتی ہیں۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ صحتمند
افراد ہی صحت مند معاشرے کے ضامن ہوتے ہیں۔ اس
تعلق سے مہارشی چرک نے صحت مندی کی یوں تعریف
کی ہے۔

समदोषः समाग्निश्च समधातु म-
लक्रियः: प्रसन्नात्मे न्द्रियमनः:
स्वस्थ इत्यभिधीयते !!

ترجمہ:
"وہ شخص جسمیں تینوں دوش اور سات دھاتو متوازن
طور پر موجود رہوں، اگنی یعنی حرارت غریزی موجود ہو۔ اور
حوائج ضروریہ باقاعدہ ہوں، روح من اندریاں یا حواس
خمسہ مطمئن اور خوش ہوں تو اسے تندرست سمجھنا چاہیئے"
یہ حقیقت ہمارے اسلاف پر روشن تھی۔ اسی
لیے انھوں نے بیماریوں سے نجات پانے کے لیے متفقہ طور
پر مہارشی بھاردواج کو مہاراج اندر سے علم طب حاصل
کرنے کے لیے بھیجا۔ اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے مہارشی
بھاردواج کے ذریعہ یہ علم دیگر رشیوں نے سیکھا۔ جنہیں
مہارشی آتریے، اگنی ویش، چرک، سوشرت، واگھ بھٹ
کاشیپ، ناگ ارجن اور شارندھر قابل ذکر ہیں جنھوں
نے آیورویدک علم طب پر کئی کتابیں لکھیں، جن میں سے
چند کا یونانی، عربی، فارسی میں ترجمہ ہوا۔ ان تراجم کے
ذریعہ ساری دنیا نے اس علم سے استفادہ کیا اور اپنے
زمانے کے قدیم جادو منتر اور ناقص طریقہ علاج کو چھوڑ کر
خام قدرتی جڑی بوٹیوں اور معدنیات کا استعمال بڑے
سلیقے سے کرنے لگے۔ عرق، جوشاندہ، اسائن، چاشنی
اور کشتہ جات میں کافی ترقی کرتے گئے۔ پلاسٹک سرجری
ناک کی بٹھائی، زچگی بذریعہ جراحی، سوشرت نے جراحی
کے ۱۲۷ آلات بنائے تھے۔ اس سے جراحی کی ترقی معلوم
ہوتی ہے اور جسمانی اسباب و علیل کی ترتیب دریافت
اور ان کے عمل رد عمل کی تحقیقات و اصول حفظ صحت
کے انکشافات میں انھوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا
رکھی۔ فی الحقیقت اس قدیم علم طب یعنی آیوروید نے ہی
جدید سائنس علم طب کو قیمتی امداد بہم پہنچائی ہے۔ لیکن
جدید طب کا موجودہ دور ادویہ الرجی، سائیڈ ایفکٹ
اور ضرر رساں ادویہ کی بہتات کا دور ہے۔ برخلاف اس
کے آیورویدک دواؤں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ فطرت
انسانی کے عین مطابق ہوتی ہیں۔ یہ دوائیں قطعی بے ضرر
ہوتی ہیں۔ کیونکہ یہ دوائیں ہماری تکلیف دہ علامتوں کا
محض دبا نہیں دیتیں بلکہ بیماری کو جڑ سے جسم سے نکال
باہر کرتی ہیں۔ آخر میں صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ
لفظ آیوروید انسانی زندگی، قوت حرکت اجسام اور منضبط
تنظیم سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ جسم انسانی کی اصلاح
کرتی ہے اور نظام زندگی کو برقرار رکھتی ہے۔

(اورنگ آباد / پربھنی سے نشر)

ڈاکٹر عزیزالدین
۲۵۲-۱-۸ کوچہ فتح جنگ اولڈ گنج ناندیڑ

باتیں جو زندگی سنوارتی ہیں

قیوم خضر

تیرھویں صدی عیسوی کے آخری زمانہ کی بات ہے

پایۂ تخت ہندوستان، دہلی میں ایک دن صبح کی نماز کے بعد سلطان المشائخ حضرت
خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اپنے چہیتے مرید امیر خسرو کے ساتھ جماعت خانہ کی چھت پر ٹہل رہے تھے کہ دیکھا ہندوؤں کی ایک ٹولی،
ڈھول بجاتے ہوئے اور سنکھ پھونکتے ہوئے جمنا کے کنارے پوجا کرنے کی غرض سے جا رہی ہے۔ بھگتی کے جذبوں سے سرشار،
گاتی، بجاتی اور جھومتی ہوئی ہندوؤں کی اس ٹولی کے جذبۂ عبادت کو دیکھ کر جناب سلطان المشائخؒ کی زبان سے اپنے مرید
خاص خواجہ امیر حسن علاء سجزیؒ کا یہ مصرعہ بے ساختہ نکل پڑا۔ ع "ہر قوم راست راہے، دینے و قبلہ گاہے"
امیر خسرو نے برجستہ اس کا دوسرا مصرعہ پڑھا ع "من قبلہ راست کردم برطرف کج کلاہے"
جناب سجزیؒ کے اس شعر میں مل جل کر زندگی گذارنے کی طرف ایک صحت مند اشارہ ملتا ہے جو مذہب اسلام
کی تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔ یہی وہ مذہبی رواداری ہے جس کی بنیاد پر آگے چل کر ہندوستانی معاشرے کی عمارت کھڑی کی
گئی ہے۔ یہ جناب محبوب الٰہیؒ کی صالح تربیت ہی کا اثر ہے کہ امیر خسرو کی شاعری میں بھی قومی زندگی کے حسن کی بھرپور
جھلکیاں ملتی ہیں۔

آخر میں نمونتاً امیر خسرو کی مشہور غزل کا صرف مطلع اور مقطع سن لیجیے۔

کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست — ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست
خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی می کند — آرے آرے می کنم باخلقِ عالم کار نیست

(پٹنہ سے نشر)

ہم سخن فہم ہیں

خواجہ عبدالغفور

حساب فہمی معاملہ فہمی، غلط فہمی، خوش فہمی، ان سب کا تعلق دماغ اور سمجھ بوجھ سے ہے لیکن سخن فہمی کا تعلق ان حسیات سے ہے جو انسان کو حیوان ناطق بناتے ہیں اور دوسری مخلوقات سے برتر و اعلیٰ بنا کر اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کرتے ہیں۔ یہ امتیاز اور فخر حضرت انسان کو صرف زبان چلانے یا چرب زبانی سے حاصل نہیں ہوتا۔ ویسے تو یہ خصوصیات صنف نازک سے وابستہ ہیں کہ جس کی زبان کو مادری زبان کہہ کر آل اولاد پر بھی اتارا جاتا ہے اور ان کو ہر محفل اور ہر نشست میں نہ صرف ممیز رکھتا ہے بلکہ مرکز توجہ بنا دیتا ہے۔ رہا سوال دیگر اہل زبان کا جو منہ میں زبان رکھتے ہیں اور زبان بندی کے قائل نہیں ہوتے تو اپنی بات دوسروں کے گوش گذار کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کی بات کو سمع خراشی نہ سمجھتے ہوئے سننا اور سمجھنا چاہتے ہیں۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کے قائل ہیں کہ ؎

خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

وہ تو زبان چلانا چاہتے ہیں اور اس طرح چلاتے ہیں کہ

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ان کے برخلاف بہت سارے حضرات ایسے ہیں کہ سخن فہمی کے لیے حسن کی تمنا، آرزو اور دعا یہ رہتی ہے کہ ؎

لطف زبان لطف بیان گر دے تو آتا دے
دلوں میں آرزو بن کے اتر جائے سخن اپنا

سخن گستری کے لیے لازم ہے کہ بات چیت ایسی ہی ہو کہ ؎

سمجھ میں صاف آجائے فصاحت اس کو کہتے ہیں
اثر ہو سننے والے پر بلاغت اس کو کہتے ہیں

ہمیں یہاں پر نہ فصاحت و بلاغت سے مطلب ہے اور نہ دھواں دھار تقریر بازی سے ہم تو صاف صریح قابل فہم اور سمجھ بوجھ والی باتوں کے قائل ہیں کہ خود سخن یا دوسروں کے لیے سخن فہم رہنا چاہتے ہیں ورنہ اول فول الٹ پلٹ بے معنی لایعنی بے مقصد باتوں سے زیادہ مناسب تو یہ ہے کہ ؎

بے دہانی دہن سے بہتر ہے
ایک چپ سو سخن سے بہتر ہے

اکثر و بیشتر لوگ اس مسلک پر کاربند ہوتے ہیں ؎

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

لیکن اس بکواس کو گوارا کرنے اور سننے والا اور پھر نہ سمجھنے والا یا بے اعتنائی برتنے والا کس کو کہاں ملتا ہے۔

حضرت ذوقؔ کا تجربہ دلچسپ ہے فرماتے ہیں

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں
واں ایک خامشی مری سب کے جواب میں

سخن طرازی ہے اور وہ بھی بے تاب اور بے صبر پھر اس کا جواب محض خاموشی ہو تو اس کو سخن فہمی اور بے اعتنائی کہا جائے یا یکلخت بے اعتنائی اور سخن فہمی سے گریز یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل طلب رہے گا۔

اب کچھ اپنی بات اور اپنی سخن فہمی بتائیں تو لگے گا کہ بڑ ہانک رہے ہیں اگرچہ کہ وہ مرزا اسد اللہ خاں غالب جیسے عظیم شاعر کی طرفداری میں ہو۔

لیجئے بقول بیخود دہلوی ہم اس کے قائل و معترف ہیں کہ ؎

بات وہ کہیے کہ جس بات کے سو پہلو ہوں
کوئی پہلو تو رہے بات بدلنے کے لیے

یہ تو حقیقت ہے کہ اگر بات ذو معنی ہو تو کہنے والے کا بھرم رہ جاتا ہے وہ کسی نہ کسی طرح کا موڑ دے سکتا ہے اور ہر لحاظ سے اپنی بات رکھ لیتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس کی آن بان بھی رہ جاتی ہے اور وہ اپنے الفاظ واپس لینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

کسی بہت بڑی محفل میں ایک دل جلے نے کہا "یہاں پر حاضرین میں سے آدھے بے وقوف اور جاہل ہیں" اس بیان پر بڑی ہل چل مچی اور ناگواری اس حد تک پہنچی کہ صاحب معترض کو اپنے الفاظ واپس لینے پر مجبور کیا گیا۔ انھوں نے بڑی خاطر جمعی سے کہا "میں اپنا بیان کہ یہاں حاضرین محفل میں نصف تعداد جاہل اور بے وقوفوں کی ہے۔ واپس لیتا ہوں اور یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہاں پر حاضرین محفل نصف نصف تعداد میں جاہل اور بے وقوف نہیں ہیں" لیجئے سخن فہمی اور اس کے رد عمل کی اس سے بہتر کیا مثال ہو سکتی ہے۔

اس طرح کی باتوں کے لیے عام طور پر بطور محاورہ کہا جاتا ہے "سمجھنے والے کی موت ہے"

ایک اور واقعہ نہایت ہی دلچسپ ہے کہ ایک تنگ اور چھوٹے سے پل پر جس سے وقت واحد میں ایک ہی موٹر گذر سکتی تھی اتفاقاً دو موٹروں کا آمنا سامنا ہو گیا اور یہ دونوں کاریں پل کے بیچ کھڑی ہو گئیں۔ دونوں کے ڈرائیوروں نے خوب ہارن بجائے کہ دوسرا ان کے لیے راستہ چھوڑنے کے لیے الٹا لوٹ جائے۔ دونوں کا ہی موڈ ایسا بندھا کہ ان میں سے کوئی بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوا۔ کچھ دیر تک بحث بھی ہوتی رہی اور آخر کار ایک صاحب نے بڑے طیش اور غصہ میں کہا "میں تو کسی بے وقوف جاہل مطلق کے لیے اپنی کار پیچھے نہیں لے جانے والا"۔ دوسرے صاحب نے موقع کی نزاکت اور مدمقابل کی ہٹ کو سمجھتے ہوئے سخن فہمی سے کام لیتے ہوئے اعلان کیا۔

"جی مجھے ایسے لوگوں کے لیے اپنی کار کو پیچھے لینا منظور ہے" لیجئے انھوں نے گالی کا جواب گالی سے دیا نہ غضبناک ہوئے بلکہ بڑی صفائی اور شرافت سے دوسرے کی بے وقوفی اور جہالت کو ثابت اور قائم کر دیا۔

اگر ناگفتہ بہ باتیں نہ ہوں تو سخن فہمی آسان ہے اگر کوئی پہیلیوں میں بات کرے رمز و کنایہ سے کام لے کہنا کچھ چاہے اور اس کی زبان سے کچھ نکلے تو باوجود کوشش کے اس کی بات سمجھنا مشکل بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ کچھ لوگ تو سخن چینی کے عادی ہوتے ہیں بات پکڑنے پر ہر وقت تلے ہوتے ہیں اور بال کی کھال نکالنا ان کا محبوب ترین مشغلہ ہوتا ہے۔ لیکن سمجھ دار صاحب فہم و ذکا ان کی بات کو سمجھ جاتے ہیں اور غلط فہمی میں مبتلا ہوئے بغیر ان سے شریفانہ طور پر نپٹ لیتے تھے۔

بعض بزعم خود بری طرح خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں اور ان کی ہر بات تعلی تکبر اور غلو سے

بھری ہوتی ہے۔

ایک صاحب اپنی خاندانی ریاست اور بڑائی پر اس قدر نازاں تھے کہ موقعہ بے موقعہ اس کا اظہار اور اعلان ضروری سمجھا کرتے تھے چنانچہ بات بات پر کہتے "آپ نہیں جانتے میرے والد بزرگوار کو؟" لوگوں نے یہ بات کئی بار سنی اور جب برداشت سے باہر ہوگئی تو ایک من چلے نے سوال کا جواب اس سوال سے دیا۔

"جی ہم تو نہیں جانتے آپ کے والد ماجد کو لیکن آپ خود بھی کیا نہیں جانتے؟" اس برجستگی کے بعد ان کی کبھی ہمت نہیں ہوئی کہ اپنے باپ کی بڑائی کے لیے اس طرح کا سوال اٹھائیں۔"

سخن فہمی سے بڑا درجہ ہے لذتِ تقریر کا، جبکہ کہنے والا سننے والے کے لیے انبساط کا کام و دہن ہیش کرتا ہے اور اس کو خوش کلامی اور شیریں مقالی سے منسوب کیا جاتا ہے

شیریں کلامی ایک تسخیر کا عمل ہے جو سخت کلامی کے مغائر اور زندگی کو آسائش و آرام سے بھر دیتی ہے۔

تلسی نے کہا ہے۔

تلسی میٹھے بچن میں سکھ اپ جت چھوں اور
بس کون ایک منتر ہے تج دے بچن کٹھور

زیادہ بولنے والے کی بات کم دلنشیں ہوتی ہے خاموشی کی مہر اگر لبوں پر ہو تو بات سند ہو جاتی ہے۔

حدیثِ مرد پُرگو دل نشین، گوش کم گردد
بہ لب مہرِ خموشی نہ کہ گفتارت سند باشد

اب تک ہم سخن فہمی اور سخن فہموں کی بات کر رہے تھے غالب کی طرح ہمارے معاشرے میں بھی تو سخنور لاتعداد ہیں جن کو سخن فہموں کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ ان کے بغیر جی نہیں سکتے۔ اس قبیل میں زیادہ تر شعرائے کرام ہیں کہ جن کو اپنے کلام کی داد چاہیئے جو کسی بھی قیمت پر انھیں درکار اور منظور ہوتی ہے چاہے وہ مخصوص مختصر نشست ہو کہ مشاعرہ کی محفل سخن فہموں کے بغیر ان کی سخن گسترانہ بات مطلع سے ایک دم مقطع پر پہنچ جاتی ہے، ایسے ہی کسی ایک موقع پر جبکہ داد کے بجائے بے داد مل رہی تھی دو ایک شعر سنا کر شاعر نے اپنی بیاض بند کر دی اور اعلان کیا کہ باقی اشعار بھی ایسے ہی ہیں۔ مشہور مقبول شاعر کو جب پرسش احوال کے بعد پوچھا گیا کہ انھیں جنت چاہیے کیا دوزخ۔ ان کا جواب صاف اور صریح تھا کہ انھیں وہ جگہ چاہیے کہ جہاں سخن فہم ہوں اور جب وہ داد و تحسین کے طلب گار ہوں ان کو مایوسی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس اجمال کے بعد سخن فہمی کے دعویداروں کا دعایہ ہے ـــ

کہوں جو حال تو کہتے ہیں مدعا کہیے
تم ہی کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے

(بمبئی سے نشر)

کیڑے کھانے والے پودے

محمد اسحاق صدیقی

بچّو! ہوسکتا ہے تم نے کسی سے یہ بات سنی ہو کہ افریقہ میں ایسے درخت پائے جاتے ہیں جو انسان کو کھا جاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی انسان یا جانور کسی ایسے درخت کے نیچے سے گذرتا ہے تو درخت کی لمبی لمبی جٹائیں باہوں کی طرح اسے چاروں طرف سے گھیر کر جکڑ لیتی اور پھر اس کا سارا خون چوس لیتی ہیں۔ یہاں تک کہ گوشت بھی چٹ کر جاتی ہیں اور صرف انسان یا جانور کا ڈھانچہ رہ جاتی ہے۔ یہ کہانی سراسر من گھڑت ہے۔ افریقہ میں یا دنیا کے کسی بھی حصّہ میں ایسا کوئی بھی آدم خور یا حیوان خور درخت نہیں پایا جاتا۔ ہاں ایسے کم سے کم آٹھ پودے ہیں جو کیڑے کھاتے ہیں۔ ان میں سے میں آج تمہیں چار کا حال سناؤں گا۔

پہلے ایک ایسے پودے کا حال سنو جسے ہم موت کا کنواں کہہ سکتے ہیں۔ اس پودے کی مختلف قسمیں ایشیا، آسٹریلیا، بورنیو، نیوگنی فلپائن، لنکا، ملایا اور مڈاگاسکر میں پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان میں اس کی ایک قسم آسام کے پہاڑی جنگلوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ دراصل ایک بیل ہوتی ہے جو آس پاس کے درختوں پر کافی اونچائی تک چڑھ جاتی ہے۔ اس کے ہرے ہرے پتوں کا اگلا حصّہ صراحی یا کلسی کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ اسی لیے اسے انگریزی میں پچر پلانٹ PITCHER PLANT یعنی کلسی پودا کہتے ہیں۔

پتّے کا سِرا دلکش رنگوں والا ڈھکن بن جاتا ہے جس سے کیڑوں کو لبھانے میں مدد ملتی ہے۔ پتّے اور صراحی کے درمیان ایک لمبا ڈنٹھل ہوتا ہے۔ صراحی کی ناپ مختلف قسموں میں ۴ سینٹی میٹر سے لے کر ۲۰ سینٹی میٹر تک ہوتی ہے صراحی کی گردن لمبی ہوتی ہے اور اس کا دہانہ گھڑے کے مونگھیٹر کی طرح باہر کی طرف مڑا ہوتا ہے۔ گردن چکنی اور چمکدار ہوتی ہے۔ اس کے کنارے شہد پیدا کرنے والے غدود ہوتے ہیں صراحی کی بیرونی سطح پر رنگین نقاشی ہوتی ہے جب کوئی کیڑا پودے کا رنگ روپ دیکھ کر یا شہد کی بو پاکر قریب آتا ہے۔ تو وہ شہد چاٹتا ہوا صراحی کے اندر چلا جاتا ہے۔ صراحی کے اندر کی دیواروں پر ان کے اوپری حصّے میں نکیلے بال ہوتے ہیں جو نیچے کی طرف مڑے ہوئے ہوتے ہیں ان بالوں کے بعد صراحی کی دیواریں پھسلواں ہوتے ہیں۔ صراحی کے اندر صاف پانی بھرا ہوتا ہے۔ یہ دراصل ایک قسم کا رس ہوتا ہے جو خاص غدودوں سے نکلتا ہے۔ جب کیڑا صراحی کے اندر بالوں پر سے رینگتا ہوا چکنی سطح تک پہنچ جاتا ہے تو پھسل کر پانی میں گر پڑتا ہے وہ بار بار اوپر آنے کی کوشش کرتا ہے لیکن ہر بار بالوں کی سنگیں اسے نیچے گرا دیتی ہیں آخر تھک کر وہ ڈوب جاتا ہے۔ تب صراحی کے اندر غدودوں سے ایک تیزابی مادّہ نکلتا ہے جس میں گوشت کو ہضم کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جب کیڑا ہضم ہو جاتا ہے۔ تو اس کی لاش صراحی کے تلے میں پڑی رہتی ہے۔ اسی طرح برابر کیڑے اس کی تہہ میں جمع ہوتے رہتے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ بعض کیڑوں نے اس مایا جال سے بچنے کی تدبیر نکالی ہے۔ ایک قسم کا مچھر جسے پچر پلانٹ ماسکیٹو کہتے ہیں اس پودے کی تھیلی کے اندر رہتا ہے۔ وہ

بغیر اس کی دیواروں کے چھوٹے ننھے سے ہیلی کاپٹر کی طرح اندر آجاتا ہے۔ وہیں وہ انڈے دیتا ہے جن سے وقت آنے پر بچے نکلتے ہیں۔ اسی طرح ایک قسم کی مکڑی اس صراحی کے منہ کے اندر جالا تان کر رہتی ہے۔ اور جب کوئی کیڑا اندر آتا ہے تو اسے چٹ کر جاتی ہے۔

شمالی امریکہ کی ریاست کیلیفورنیا میں پچر پلانٹ کی قسم کا ایک پودا پایا جاتا ہے۔ جسے ڈارلنگ ٹونیا Darling Tonia کہتے ہیں یہ سمندر کے کنارے دلدلی مقامات میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کے پتّے کی لمبائی تقریباً ۳۰ سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

اس کی بناوٹ اندر تھیلی سے اور باہر پھن اٹھائے ہوئے سانپ سے مشابہ ہوتا ہے اسی لیے اسے کوبرا پلانٹ Cobra Plant بھی کہتے ہیں پھن دراصل پتّے کا سرا ہوتا ہے۔ وہ بارش کے پانی کو اندر جانے سے روکتا ہے پھن کے نیچے پتّے کا سرا دوشاخہ زبان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اس کا رنگ لال اور نیلا ملا جلا ہوتا ہے۔ پتّے کے نچلے حصّہ کا رنگ ہرا ہوتا ہے۔ اس کے اوپر کے حصّے میں سرخ رنگ کی چھوٹی بڑی دھاریاں اور جابجا اودے رنگ کے چھینٹے پڑے ہوتے ہیں۔ ان چھینٹوں اور بڑی دھاریوں کے درمیانی حصّے سفید اور باریک ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان میں سے ہوکر سورج کی روشنی تھیلی کے اندر جاسکتی ہے۔ تھیلی کے ننھے سے محل میں دیواروں کے یہ باریک حصّے کھڑکیوں کا کام دیتے ہیں۔ تھیلی کے منہ کے چاروں طرف شہد پیدا کرنے والے غدود ہوتے ہیں۔ شہد کی بُو پاکر پودے کے دل کش رنگوں سے کھنچ کر جب کوئی کیڑا نزدیک آتا ہے تو وہ شہد چاٹتا ہوا تھیلی کے اندر اتر جاتا ہے۔ تب پلک جھپکتے ہی سانپ کی زبان سے مشابہ پتّے کا سرا باہر نکلنے کا راستہ بند کر دیتا ہے۔ جب وہ کیڑا اس جادو گھر سے باہر نکلنے کے لیے اوپر چڑھتا ہے تو ان حصّوں کی طرف بڑھتا ہے جن سے روشنی چھن کر اندر آتی ہے لیکن وہ ہر طرف سے راستہ بند پاتا ہے اسے روکنے کے لیے مہین مہین بالوں کی قطاریں نیزہ تانے صف بستہ کھڑی ہوتی ہیں۔ جن سے ٹکرا کر وہ تھیلی میں گر پڑتا ہے اور نچلے حصّے میں بھرے ہوئے پانی میں ڈوب کر مر جاتا ہے۔ تب پودے کا ہضم کرنے والا رس اسے گلانے لگتا ہے۔ جب وہ ہضم ہوجاتا ہے تو پتّے کی دوشاخہ زبان نئے مہمان کے استقبال کے لیے اس مایا محل کا راستہ پھر کھول دیتی ہے۔

امریکہ کی فلوریڈا اور جارجیا کی ریاستوں میں ایک پودا پایا جاتا ہے جسے فلائی کیچر Flycatcher کہتے ہیں۔ اس پودے کی ایک قسم پرتگالی Moraccs مراکو، اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں ہوتی ہے۔ یہ خشک زمین میں اگنے والا پودا ہے جس کا پتلا سا تنا تقریباً ۲۲ سینٹی میٹر لمبا ہوتا ہے۔ تنے کے نچلے حصّے سے لمبے اور پتلے پتّے نکلتے ہیں۔ جو اوپر کو اٹھے ہوتے ہیں۔ ان پتوں پر لال رنگ موتیوں کی طرح جگمگاتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی چھوٹے چھوٹے غدود ہوتے ہیں۔ جن سے ہاضم رس نکلتا ہے۔ پتّے پر جب کوئی کیڑا آ بیٹھتا ہے تو چپک کر رہ جاتا ہے وہ چھوٹنے کے لیے جتنی کوشش کرتا ہے اتنا ہی اور زیادہ چپکتا ہے۔ آخر میں پھڑ پھڑا کر مر جاتا ہے اور پودا اسے ہضم کر جاتا ہے۔

جن ملکوں میں یہ مکھی مار پودا پایا جاتا ہے وہاں کے کسان اس کے پتوں کو اپنے گھروں میں لٹکاتے ہیں۔ اس سے مکھی اور مچھر دونوں سے کسی حد تک نجات مل جاتی ہے۔

بٹر ورٹ Butter wort ایک کیڑا خور پودا ہے جس کی تقریباً چالیس قسمیں، ایشیا۔ یورپ شمالی اور جنوبی امریکہ کے پہاڑی علاقوں کی دلدلوں میں پائی جاتی ہیں۔ اپنے ملک میں یہ پودا ہمالیہ پہاڑ پر عام طور پر پایا جاتا ہے۔ اس پودے میں چھ سے نو تک بیضوی نوک دار پتیاں ہوتی ہیں جو زمین کے نزدیک گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح دائرے کی صورت میں اگتی ہیں۔ یہ ۲ سے ۸ سینٹی میٹر تک لمبی، موٹی اور نرم ہوتی ہیں ان کے کنارے کسی قدر اوپر کو مڑے ہوتے ہیں۔ پتیوں کے اوپر مکھن سے مشابہ زردی مائل چیپ دار مادّہ لگا ہوتا ہے اسی لیے اس پودے کو انگریزی میں بٹر ورٹ کہتے ہیں۔ اسے ہم اپنی زبان میں مکھنیا پودا کہہ سکتے ہیں۔ پتّی کی سطح پر اتنے باریک غدود ہوتے ہیں کہ انھیں خوردبین سے دیکھا جاسکتا ہے۔ یہ غدود دو طرح کے ہوتے ہیں ہاضم رس پیدا کرنے والے غدود جو چھوٹے ہوتے ہیں اور کیڑے کو چپکانے والا لاسا تیار کرنے والے غدود جو بڑے ہوتے ہیں۔ یہ لاسا پیدا کرنے والے غدود اوسطاً ۹ مربع سینٹی میٹر میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہوتے ہیں۔ جیسے ہی کوئی کیڑا پتّی پر بیٹھتا ہے چپک کر رہ جاتا ہے۔ پتّی کے کنارے اوپر کی طرف مڑنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے کیڑا پتّی کے موڑ میں پھنس کر رہ جاتا ہے باہر نکل نہیں پاتا۔ اب اسے ہضم کرنے کا عمل شروع ہوتا ہے ہاضم رس پیدا کرنے والے غدود اپنا رس چھوڑنا شروع کر دیتے ہیں، جس میں کیڑے کا جسم گل جاتا ہے۔ یہ رس اتنا تیز ہوتا ہے کہ آزمائش کے لیے جب اس پر کرّی یعنی کان کی ایسی نرم و نازک ہڈی کا ٹکڑا رکھا گیا تو وہ ۴۸ گھنٹے کے اندر ہضم ہوگیا۔

(آگے ص ۱۸ پر)

نظم

میں ایک پاگل

فرخندہ جمال

میں ایک پاگل ——
میں ایک پاگل کہ روزِ اوّل سے آہٹوں کے سراغ میں گم
صداؤں کے سبز باغ میں گم ——
مہیب کیفیتوں کی قیدی ——
اجاڑ لمحوں کی باگ تھامے بھٹک رہی ہوں
میں ایک پاگل ——
کہ روزِ اوّل سے ہی ہوائیں مری مخالف
مجھے تماشہ بنا رہی ہیں
عجب تماشے دکھا رہی ہیں
یہ اجنبی ساعتوں کی ویران خواب گاہیں
مجھے تھپک کر سُلا رہی ہیں
میں ایک پاگل ——
میں کس کی خاطر مصیبتوں کی عظیم راہوں کو پار کر کے
کے طلسم جھٹلانا چاہتی تھی
کہاں سے موج ہوا نے دامن کو تازگی دی —— ؟
جنوں کو کس نے زندگی دی —— ؟؟
خدائے برتر نے میری سانسوں کو کس لیے تشنگی دی —— ؟؟؟
میں کون سے دشت کی مسافر ——
کہاں سے چل کر کہاں پر پہنچی
خدا کو کس نام سے پکاروں ——!!!
وہ کون تھا چور راستوں سے گذرنے والا —— ؟
غریب گمنام مرنے والا ——!
وہ ایک پاگل ——
کہاں سے چل کر کہاں پہ پہنچا
یہ میرے دل میں —— جو وحشتوں کا کھنڈر بنا ہے
پناہ لینے کو آگیا ہے
اداس سانسیں —— حواس بوجھل
صدائیں بے جان راستوں پر —— بہت ہی آہستہ بڑھ رہی ہیں
ہوائیں ویران موسموں کی
ضعیف تحریریں پڑھ رہی ہیں ——!
میں ایک پاگل ——
کہ روزِ اوّل سے آہٹوں کے سراغ میں گم
مہیب کیفیتوں کی قیدی
کسی ہیولے کا ہاتھ تھامے
مہیب راتوں کی چاندنی میں ٹہل رہی ہوں ——!!!
میں ایک پاگل ——

(اردو مجلس دہلی سے نشر)

1157

ایلیجی

سید مہدی حسین

ایلیجی Elegy کا اردو ترجمہ ہے مرثیہ۔ مرثیہ رثائیت سے مشتق ہے اس صنف میں مرنے والے کے اوصاف اور اس کی دائمی مفارقت پر جذبات درد وغم کا اظہار کیا جاتا ہے اردو زبان میں مرثیئے کے رجال داستان مقدس ہیں۔ اصطلاح میں مرثیئے کا اولین مفہوم واقعات کربلا اور غم حسینؑ ہے۔ یہ شعور غم کا شاہکار ہے۔ انیسؔ و دبیرؔ جیسے طباعؑ اور جدت طراز شاعروں نے اس صنف میں مضامین نو کے انبار لگائے۔ انسانی فطرت کی جزئیات' اخلاقی تعلیمات' شام وسحر کے دلکش مناظر' رزم و بزم کے اثر آفریں مرقعوں سے اس کی تزئین کی اور عروس سخن کو ماتمی ملبوس پہنانے میں الفاظ کی مینا کاری اور محاوروں کی مرصع سازی کا وہ کمال دکھایا کہ جوہری بھی اس طرح موتی نہیں پرو سکتا۔ دنیا کی کوئی زبان اس صنف میں اردو سے آنکھ نہیں ملا سکتی۔

مرثیئے کی دوسری صورت کسی عزیز کی موت پر قلبی تاثرات کا زبان قلم سے شعری پیکر میں ڈھل جانا ہے مثلاً عارف کی موت پر غالب کے تاثرات' غالب کی موت پر حالی اور سالک کی اشک ریزی' قومی قائدین کی وفات پر سُرور جہاں آبادی' چکبست اور اقبال کی نظمیں اور بیٹے کی موت پر ماں کو مخدوم محی الدین کا پرسہ۔

جب دل پر چوٹ لگتی ہے تو جذبات کی دنیا میں ہلچل مچ جاتی ہے کسی کی آنکھ سے آنسو چھلک پڑتے ہیں اور کسی کی پلکوں پر تڑپ کر رہ جاتے ہیں بہہ نہیں سکتے۔

انسانی فطرت' مغرب و مشرق کے پیمانوں میں مقید نہیں کی جا سکتی دوسروں کی بپتا پر درد آشنا دل کی اثر پذیری ایک فطری عمل ہے۔ مغربی شاعری میں بھی ایسی بیشمار نظمیں ہیں جن میں جذبات کا سوز و گداز حسن بیاں کی نزاکتوں اور لطافتوں سے حساس دلوں پر انمٹ نقوش مرتسم کرتا ہے۔

اس موقع پر گرے کے حالات زندگی اور ان محرکات کا مطالعہ ضروری ہے جن کے پس منظر میں ایلیجی یا مرثیہ لکھا گیا۔

طامس گرے اپنے والدین کا بارھواں لڑکا تھا اس سے پہلے گیارہ بچے پیدا ہوئے اور غنچہ نورس کی طرح بن کھلے مرجھا کر پیوند خاک ہوگئے۔ اس کی صحت بیحد کمزور تھی۔ وہ طبعاً عزلت گزیں تھا معاشی ناآسودگی کے باوجود مطالعہ کا رسیا تھا۔ انگریزی کے علاوہ یونانی اور لاطینی زبانوں کے کلاسیکی ادبیات پر اس کو غیر معمولی عبور تھا۔ اس کا شعری سرمایہ مختصر ہے۔ اس نے لاطینی اور یونانی زبانوں کے مترنم سانچوں کو اپنی زبان میں روشناس کیا۔ اس کا کلام اس دور کے بدلتے ہوئے ادبی رجحانات اور نفاست ذوق کا سرمایہ ہے البتہ اِدھر اُدھر تصنع کی جھلکیاں پائی جاتی ہیں جو اس وقت کے ادبی و فکری تخلیقات میں متداول تھیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نظم میں اس نے اپنے پیشروؤں کے خیالات کو اپنی ذہانت کے سان پر چڑھا کر اپنا لیا ہے۔ یہ الزام کاواک ہے۔ ادبیات میں چراغ سے چراغ جلتا ہے پسندیدہ خیالات زبانِ قلم سے نکلتے ہیں۔ ارباب ذوق و نظر کے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں سرمۂ چشم بن جاتے ہیں۔ مانگے تانگے کے خیالات کا یہ سرمایہ ذہنی اپج اور جدت طراز قلم سے ایک نئے رنگ میں جلوہ گر ہوتا ہے تو ناطقہ سر بہ گریباں ہو جاتا ہے اسے کیا کہیئے؟

شیلی نے ایک موقع پر کہا تھا دولت و ثروت کی بنا پر کوئی عزت کا مستحق نہیں ہوتا بلکہ عزت کا وہ حقدار ہے جو ذاتی جوہر سے متصف ہو۔ خطابات اور اعزازات اس کے نزدیک جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری اور جذبۂ تفاخر کے نمائشی زیور تھے اس نے اقتدار کو فتنہ و فساد کا سرچشمہ اور دولت کی فراوانی کو ارباب ثروت کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ قرار دیا۔ ایسے ہی احساسات کے زیر اثر گرے کی غیرت نے "ملک الشعرا" کا اعزاز قبول نہیں کیا۔

ایلیجی یا مرثیہ گرے کی فطنت اور ذکاوت کا لازوال کارنامہ ہے یہ نظم اس نے کلیسا کے اس قبرستان میں لکھنا شروع کیا جہاں اس کی چچی کو دفن کیا گیا۔ ایلیجی انگریزی زبان کی مقبول اور مشہور ترین نظم ہے اور کئی اعتبار سے تاریخی اہمیت کی حامل ہے اس کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس دور کی شعری تخلیقات اور روایات کے خلاف فطری ماحول کو پس منظر کے طور پر ہی سہی مگر بڑی خوبی اور خوبصورتی سے دکھایا گیا ہے۔ دوسری خصوصیت جھٹ پٹے یعنی سرشام کلیسائی قبرستان کا منظر اور وہاں چھائے ہوئے حسرت و یاس کا سماں ہر حساس دل کو متاثر کرتا ہے۔ شہری اور دیہی زندگی کا تذکرہ شہریوں کی ہنگامہ آرائی کے مقابلے میں دنیا کے مکائد سے دور دہقانوں اور ان کے گنوار اور جاہل اجداد کے کارناموں اور حوصلہ فرسا حالات کا اظہار کہ اگر سبزۂ پائمال کو نہال ہونے کا موقع ملتا تو ان میں بھی نامور ادیب اور شاعر ہوتے وہ بھی حکمرانی کے جوہر دکھاتے اور اپنے دست و بازو کے کس بل سے دنیا میں تہلکہ ڈالتے ان خیالات اور احساسات میں جمہوریت کی شائستہ روح تابندہ ہے اس نے دلاویز اسلوب میں عصری حالات اور ذاتی تجربات کی اساس پر انسانی سرشت کی متضاد کیفیات اور ذاتی تجربات کو شاعرانہ افکار میں اس طرح سمویا ہے کہ یہ نظم اٹھارویں صدی کے انگریزی ادبیات میں قدیم اور جدید اسالیب کا سنگ میل بن گئی۔

گرے کو شعر کے مختلف سانچوں کو برتنے کا سلیقہ ہے ہر صنف میں اس کی فکر مترنم اسلوب میں اس طرح ڈھل جاتی ہے کہ تصنع اور آورد کا گمان نہیں ہوتا۔ ایلیجی کا ہر مصرعہ موتیوں کی لڑی ہے۔ بحر ترنم ہے خیالات میں ربط و تسلسل ہے ان میں انسانی اقدار کی چمک دمک ہے۔ غربت سے شاعر کو فطری ہمدردی ہے۔ گرے کا یہ مرثیہ غربت کا مرثیہ ہے یہ مرثیہ عوام کے دل کی دھڑکن بن گیا۔ ادب دوستوں نے آنکھوں سے لگایا۔ اس کی قبولیت عام کا ثبوت یہ ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کے پندرہ ایڈیشن چھپے۔ یورپ کی ہر زبان میں اس کا ترجمہ ہوا۔ ایلیجی کے کئی مصرعے زبان زد خاص و عام ہوگئے۔ شہرت کی دیوی نے گرے کو گلے لگایا لیکن دولت کی دیوی نے تنک کر منہ پھیر لیا۔

اردو زبان میں ایلیجی کے پانچ ترجمے ہیں ترجمے میں عموماً اور منظوم ترجموں میں خصوصاً اصل نظم کے حسن اور رنگ رس کو زبان و بیان کی رعنائیوں کے ساتھ برقرار رکھنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مشک کو ایک قرابے سے دوسرے قرابے میں منتقل کیا جاتا ہے تو اس کی خوشبو میں کمی ہو جاتی ہے یہی کچھ حال ترجمے کا ہے لیکن علامہ علی حیدر طباطبائی نے اس چابک دستی سے ایلیجی کو "گور غریباں" کے عنوان سے اردو نظم کا جامہ پہنایا ہے کہ وہ اردو زبان ہی کی منفرد تخلیق نظر آتی ہے۔ اصل نظم کی ظاہری صورت یعنی چار چار مصرعوں کا التزام اور معنویت کا اہتمام ترجمہ نہیں ترجمانی اور مترجم کی قادر الکلامی کا اعجاز ہے۔ بحر بھی مترنم ہے حیرت انگیز بات یہ ہے اصل مرثیے کا سوز و گداز جمالیاتی حسن' لوچ و لچک بھی برقرار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترجمے کے وقت گرے کی روح علامہ طباطبائی سے سرگوشی کر رہی تھی۔

غربت کے مسائل خواہ مغرب کے ہوں یا مشرق کے

ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ حسن اتفاق دیکھیے طامس گرے اور علامہ طباطبائی کے حالات اور علمی تبحر میں ایک طرح کی یگانگت پائی جاتی ہے۔ علامہ بھی عربی اور فارسی کے عالم تھے ان زبانوں کے کلاسیکی ادبیات پر ان کی نظر گہری تھی مختلف اصناف سخن میں ان کو ید بیضا تھا۔ عروض پر کامل عبور تھا اردو زبان کے مزاج داں تھے۔ نثر و نظم کی لطافتوں اور باریکیوں سے خوب واقف تھے ان کی زندگی کے ابتدائی حالات گرے کے حالات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے۔

ان کے علمی کارناموں کی ادبی دنیا میں بڑی وقعت ہے۔ ان کے کلام میں روح عصر کی تابانی ہے ان کی شخصیت قدیم اور جدید ادبیات کی درمیانی کڑی ہے۔ گرے کی ایلیجی یا مرثیہ کا ترجمہ گور غریباں اردو شاعری میں ان کی لازوال شہرت اور زندگی کا ضامن ہے۔

ایلیجی کے بارے میں فریڈرک ہیریسن کی رائے کا خلاصہ یہ ہے۔ صدیاں بیت گئیں گرے کی ایلیجی کے حسن لطافت اور دلکشی میں فرق نہیں آیا نکتہ چیں نقاد خواہ کتنے ہی اعتراضات کریں ایلیجی انگریزی شاعری میں قدیم و جدید مکاتیب فکر کا سنگم ہے اسلوب اظہار کی رعنائیوں سے مزین ہے شعریت میں شرابور ہے۔ یہ جدت و ندرت کے انمول موتیوں کی دلفریب مالا ہے۔ دھیمے سروں میں نظم کا سوز و گداز خیالات کی مقناطیسی کشش رنگ رس اٹھارویں صدی کے ادبی سرمائے میں اس کو اجاگر کرتے ہیں۔

یہ انسانیت کی عہد آفریں آواز ہے۔ اس آواز میں جادو ہے۔ تاریخ ادب کے ہر دور میں یہ آواز گونجتی رہے گی۔

طامس گرے اور علامہ طباطبائی تحفۂ روزگار ہیں دونوں۔

سید مہدی حسین (حیدرآباد سے)

قمرنگاہ۔ بازار نور خاں حیدرآباد ۲۴

بقیہ: کیڑے کھانے والے پودے

پتی میں یہ بھی خاصیت ہوتی ہے کہ جب اسے دودھ میں ڈالا جاتا ہے تو وہ پھٹ جاتا ہے۔ اسی یورپ کے مختلف ملکوں میں بٹروٹ کی پتیاں پنیر بنانے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ کیڑے کھانے والا یہ پودا اپنی نسل بڑھانے کے لیے بھی کیڑوں کا محتاج ہے اس کی پتیوں کے بیچ میں کئی ڈنٹھل ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک چوٹی پر صرف ایک پھول کھلتا ہے۔ یہ پھول اودے اور نیلے ملے جلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کی خوبصورتی کیڑوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے جس سے نر پھول کا زرگل مادہ پھول تک پہنچتا ہے اور دونوں کے ملنے سے پودے کی نسل جاری رہتی ہے۔

(لکھنؤ سے نشر)

محمد اسحاق صدیقی ۵۔ اے گوئن تالاب لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

شمع فروزاں

انور صدیقی

تقدیر

تقدیر پر بھروسہ کرنا، کامیابی کی صورت میں تقدیر کی مدح سرائی اور ناکامی کی صورت میں تقدیر کے تئیں شکوہ و شکایت ایک عام رویہ ہے۔ اکثر لوگ جو عمل کی قوتوں سے یکسر عاری ہوتے ہیں تقدیر پر تکیہ کیے بیٹھے رہتے ہیں۔ مقصد پورا ہو گیا تو تقدیر کی کرامت میں یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ محرومی ہاتھ آئی تو تقدیر کا رونا روتے رہتے ہیں۔

یہ رویہ بھی بہت عام ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی زبردست کارنامہ انجام دیا یا اسے کوئی بڑی نعمت اور کامیابی نصیب ہوئی ہو تو لوگ اس کی تقدیر پر رشک کرتے ہیں۔ اس کی کوششوں کے بجائے اس کی خوش قسمتی کے راگ الاپے جانے لگے۔ اور پھر اسی کے ساتھ ساتھ دلوں میں رشک و حسرت کی اس لہر نے بھی سر اٹھایا کہ ہماری تقدیر اس کی ہمسری نہ کر سکی۔

دنیا ایسے شکستہ دل دانشوروں سے خالی نہیں رہی جنھوں نے تقدیر کے مقابلے میں انسان کی بے چارگی، عاجزی اور بے بضاعتی کے تصور کو فلسفہ بنا کر پیش کیا اور یہ کہتے رہے کہ انسان بہر صورت حالات و حوادث کی زد پر بے بس و لاچار ہوتا ہے اس کی حیثیت تقدیر کے ہاتھوں میں گیلی مٹی کے کھلونے سے زیادہ نہیں ہوتی۔

اس قسم کی باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جنھیں اپنی قوتوں پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ انسان کے منصب میں جن کا یقین کمزور اور عمل کی کرشمہ سازی پر جن کا اعتماد متزلزل ہوتا ہے۔ یہ زندگی سے ہارے ہوئے لوگ ہیں۔ ان کی مثال ان کھلاڑیوں کی ہے جو کارزار عمل میں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے کسی غیبی اشارے اور سہارے کی مدد سے فتح کے متمنی ہوتے ہیں۔ جو اپنی جیت کا بہانہ اپنی کوشش و کاوش اور طاقت و توانائی کے بجائے اپنے حریف کی لغزشوں اور کمزوریوں میں تلاش کرتے ہیں۔

اور بالآخر جب اپنے نکمے پن کے ہاتھوں یہ ناکامی سے دوچار ہوتے ہیں تو اپنا محاسبہ کرنے کے بجائے یہ اپنے حریف کی خوش نصیبی پر رشک کرتے ہیں۔ ان کے لیے اپنی ناکامی کے بار کو کم کرنے کا یہی ایک جواز اور راستہ ہوتا ہے۔

ڈزریلی نے کہا تھا: "ہم اپنے عمل سے کامرانیوں پر قادر ہوتے ہیں اور اسے مقدر کا نام دیتے ہیں۔"

واقعہ یہ ہے کہ عمل ہر تقدیر کی کلید ہے۔ عمل کی سمت اگر غلط، اس کا راستہ اگر منفی اور اس کے وسائل اگر ناقص ہوئے تو اس کی ناکامیابی یقینی ہے۔ اسی طرح اگر عمل کی سمت، اس کا راستہ اور اس کے وسائل صحیح ہوئے تو اس کی کامیابی یقینی ہے۔ کبھی کبھی اتفاقات مانع آتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحیح سمت اور راستے کا انتخاب کرنے کے بعد، اپنی تمام کوششوں کے باوجود انسان ناکامیاب رہ جاتا ہے لیکن یہاں بھی اس کی ناکامی کا اصل سبب اس کے عمل کی خامی نہیں ہوتی بلکہ بعض ایسے حالات، واقعات اور اتفاقات ہوتے ہیں جن کا اندازہ لگانے میں اس سے چوک ہو جاتی ہے۔ بعض کامیابیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن تک رسائی کے لیے ناکامیوں کے ایک پورے سلسلے سے گذرنا ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو ہر عمل کا انجام متعین ہوتا۔ ہر راستے کی منزل قطعی ہوتی۔

لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوتا۔ انسانی قوتوں کی بھی ایک حد ہوتی ہے اور بعض اوقات کسی خاص مقصد کے حصول کی خاطر ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ ان حدوں کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے۔ زندگی کی تمام عظیم الشان دریافتیں کسی معجزے کا ثمر نہیں ہیں۔ ان کی جستجو میں انسان کامیابی اور ناکامی ہر طرح کے تجربوں سے گذرا اور کبھی کبھی اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے اس کو صدیوں کا سفر طے کرنا پڑا۔ اگر وہ اپنے سفر سے بیزار ہو کر تقدیر کے جبر کا قائل اور اپنی کوششوں کی جانب سے مایوس ہو جاتا تو کتنے خواب تھے جو شاید کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوتے۔

اصل میں ناکامی بھی تقدیر نہیں بلکہ کامیابی کے راستے کا ایک موڑ ہے۔ لیکن صرف ان لوگوں کے لیے جو انسان کی برگزیدگی، توانائی اور قوت تسخیر، حوصلوں کی بلندی اور عظمت اور تقدیس، اور مقاصد کی رفعت، جلال اور حرارت میں یقین رکھتے ہیں۔ جو یہ جانتے ہیں کہ ہر تقدیر عمل کی تابع ہوتی ہے۔ جو اس رمز سے آگاہ ہے کہ زندگی کی بڑی سے بڑی آزمائش کو سر کرنے کے لیے تقدیر پر تکیہ کرنے کے بجائے اسے بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جن کے لیے تقدیر عطیۂ الٰہی نہیں بلکہ تعمیر کی ایک سمت ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

گرمی کے موسم میں صحت کی دیکھ ریکھ

ڈاکٹر وسیم احمد

موسم کا تغیر ہمارے شب و روز پر ہر زاویہ سے اثرانداز ہوتا ہے یہ ہماری ضروریات کو ہی نہیں ہمارے مزاج تک کو ایک حد تک تبدیل کردیتا ہے۔ ہمارے معمولات ہماری غذائیں ہمارے لباس میں ایک واضح اور نمایاں فرق موسم کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ محسوس کیا جاسکتا ہے۔

آج کی گفتگو میں موسم گرما کے مضر اثرات اور ان سے پیدا شدہ مسائل صحت زیرِ غور ہیں ایک جائزہ کے مطابق دوسرے موسموں کے مقابلہ میں موسم گرما میں عوام کو طبی مشوروں اور دواؤں کی ضرورت کئی گنا زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ خاص کر شدید گرمی میں بچوں بوڑھوں اور پرانے مریضوں کی صحت پر ناخوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ تاہم اگر ہم اس سلسلہ میں ہم چند اہم نکات کی کامل توجہ دیں تو یہ مشکل آسان ہوسکتی ہے۔

گرمی کے موسم میں شرحِ اموات دوسرے موسموں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔ اور بنیادی طور پر اس کے دو وجوہات نظر آتے ہیں۔

۱۔ Dehydration یعنی جسم کے اندرونی پانی کا کافی مقدار میں قے اور دست کی شکل میں اخراج۔

۲۔ Sun Stroke یعنی لو لگ جانا۔

بہت چھوٹی عمر کے بچے اور عمر رسیدہ افراد Dehydration سے جلد متاثر ہوجاتے ہیں۔ واضح ہو کہ جسم کا قے اور دست کے ذریعہ ضائع شدہ پانی عام پانی سے بالکل مختلف ہوتا ہے کیونکہ اس میں پانی کے ساتھ ساتھ جسم کے اہم غذائی اجزاء سوڈیم، کیلشیم پوٹاشیم وغیرہ بھی ضائع ہوتے ہیں۔ نو عمر بچوں، بوڑھوں اور مریضوں کو ایسی صورت حال لاحق ہوجاتے تو پھر تھوڑی سی غفلت کے باعث وہ موت کا شکار ہوسکتے ہیں جسم سے بہت زیادہ مقدار میں پانی کے نکل جانے سے جسم نحیف و ناتواں ہوجاتا ہے۔ نقاہت بڑھ جاتی ہے۔ تمام بدن پر جھریاں پڑ جاتی ہیں۔ زبان خشک ہوجاتی ہے آنکھیں حلقوں میں چلی جاتی ہیں ایسے میں مریض کو فوراً نزدیک کے طبی مرکز لے جانا چاہیے جہاں فوری طور پر مریض کی رگوں میں مناسب مقدار میں پانی اور دوسری رقیق اشیاء ضائع شدہ پانی کے بدل کے طور پر جسم میں داخل کی جاتی ہیں۔ پانی داخل کرنے کا یہ عمل اکثر اوقات گھر پر بھی انجام پاسکتا ہے۔ بشرطیکہ معالج وہاں موجود ہو اور اس سلسلے کی دوسری سہولتیں بآسانی فراہم ہوجائیں Dehydration سے محافظت کے لیے چند اہم نکات قابل توجہ ہیں اوّل یہ کہ پینے کا پانی بالکل صاف اور جراثیم سے پاک ہو کھانے پینے کی چیزوں کو گرد و غبار اور مکھیوں سے حتی الامکان بچایا جائے۔ غذائیں تازہ بہ تازہ استعمال کیا جائے کیونکہ موسم گرما میں Decomposition یعنی غذا کے سڑنے کا عمل بڑی سرعت اور آسانی کے ساتھ ہوتا ہے خصوصاً مچھلی گوشت اور مسالہ آمیز اشیاء پکائے جانے کے بعد جلد از جلد استعمال کرلی جائیں۔

حد سے زیادہ پکے ہوئے پھلوں کے کھانے سے پرہیز کریں۔ ان باتوں سے بے توجہی برتنے کے سبب Dehydration کے علاوہ خرابیٔ معدہ، بدہضمی پیچش وغیرہ لاحق ہوسکتی ہے ان میں سب سے Food Poisoning گرمی کے موسم میں بکثرت دیکھنے میں آتی ہیں۔ سڑکوں پر گھٹیا قسم کی بکنے والی آئس کریم کے بچے بے حد شائق ہوتے ہیں جو معدہ اور گلے کی خرابی کے سبب بن جاتی ہے اور اکثر تپدق کا بھی پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔

موسم گرما کا دوسرا اہم مسئلہ Sun Stroke یا لُو لگ جانا ہے۔ ہمارے ملک کے باشندے عمومی طور پر خراب غذا اور کم غذا کے شکار ہوتے ہیں۔ ان کی جسمانی قوت برداشت بھی نسبتاً کم ہوتی ہے۔ گرمی کے دنوں میں خصوصی طور پر جب گرم ہوائیں چل رہی ہوں دھوپ کی تمازت شدید ہو۔ ایسے میں کمزور افراد چھوٹے بچے اور بوڑھوں کا حیاتی نظام بہت جلد متاثر ہوسکتا ہے۔ یہ موسم گرما میں آئے دن ہونے والی اموات کا بڑا سبب ہے اس کے تدارک کے لیے پہلا قدم تو یہ ہونا چاہیے کہ بچے اور بوڑھے شدید گرمی کے دنوں میں زیادہ باہر نکلنے سے احتراز کریں۔ بحالت مجبوری اگر نکلنا ہو تو دوہرے کپڑے پہن کر نکلیں۔ سر کو خاص طور پر حدت سے بچائیں گھر سے باہر نکلنے سے قبل ٹھنڈے مشروبات جیسے آم یا بیل کا شربت یا لسی یا پھر سادہ پانی بھی سیر ہو کر پی لیں۔ دہی کا استعمال بھی زیادہ سے زیادہ کریں۔ کھیرا، ککڑی خربوزہ، سرکا اور سلاد کا استعمال زیادہ سے زیادہ کریں خوانچہ فروشوں سے اور باہر کی بنی ہوئی اشیاء کے کھانے سے اجتناب کریں۔

گرمی کے موسم میں ہیضہ اور چیچک جیسے وبائی مرض عام ہیں حفظ ماتقدم کے طور پر چیچک اور ہیضہ کی ٹیکہ لگوانے کا ضرور خیال رکھیں۔ حاملہ خواتین کے لیے اسقاط حمل کا امکان بھی شدید گرمی میں زیادہ ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ایسی خواتین کو احتیاط برتنا چاہیے۔

ایک اور اہم نکتہ زیر نظر ہے جسے گوش گذار کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس کا تعلق خاص طور پر شہری زندگی سے ہے۔ آسائش اور عشرت کی جستجو میں انسان نے بہت سی نئی چیزیں ایجاد کر ڈالی ہیں ایرکنڈیشن بھی ان میں سے ایک ہے گو یہ صحیح ہے کہ ایرکنڈیشنڈ کمرے کی فضا پر سکون ہوتی اور ایسے کمرے میں بیٹھا ہوا انسان زیادہ کام کرسکتا ہے لیکن یہ ہی انسان جب کمرے سے اچانک باہر نکل آئے تو گرمی کی شدید تپش اس کے داخلی نظام حرارت کو غیر متوازن کرکے جان لیوا ثابت ہوتی ہے بالکل اسی طرح باہر کی تمازت سے جھلسا ہوا شخص جب اچانک ایرکنڈیشنڈ کمرہ میں وارد ہوتا ہے تو جسمانی نظام حرارت پر ماحول کی یہ تبدیلی ناقابل برداشت ہوتی ہے اس لیے بہتر ہے کہ ایسی اچانک تبدیلی سے گریز کیا جائے۔

گرمی کے دنوں میں حفظان صحت کے بنیادی اصولوں کی اہمیت کافی بڑھ جاتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کے ناخنوں کی تراش، دانتوں اور مسوڑھوں کی صفائی تو بے حد ضروری ہے۔ سوتے وقت ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنے جائیں۔ ماحول کی صفائی ستھرائی پر پوری توجہ ہو تو موسم گرما کے دنوں میں پیدا شدہ مسائل صحت کافی حد تک بآسانی قابو میں لائے جاسکتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

گھنے جنگلوں میں

حسین الحق

میں نے آہستہ سے ذرا سی لحاف سرکائی اور مندمند آنکھوں سے دیکھا۔

چاروں طرف سردیوں کی گھپ اندھیری رات بکھری پڑی تھی۔

"کھیتوں کھلیانوں اور میدانوں پر کہاسا اتر رہا ہوگا" میں نے سوچا۔ میں نے سوچا اور دیکھا اور سُنا!

میرے دائیں طرف ایک چارپائی پر چچا نصیر احمد اور بائیں طرف ایک چارپائی پر چچا جمیل احمد نیند کے گھنے جنگل میں گم تھے، کھپریوش دالان کی بچھیرے ٹھنڈی ہواؤں کے تیر چل رہے تھے، دالان کے دروازے پر پڑے ٹاٹ کے پردے ہل رہے تھے اور پردوں کے ہلنے سے دھند میں کھوئے بیرونی آنگن میں لگے امرود، لیموں اور نیم کے درخت یوں ہل رہے جیسے ۱۸۵۷ء کے زخمی سپاہی زخم کھا کھا کر جھوم رہے ہوں۔

"سوا سو برس کا فاصلہ کیسے طے ہوگا؟" میرے من میں ایک آشنکا نے سر اٹھایا۔

آشنکا کے تیز زہریلے دانتوں والا ناگ پھنکاریں مارتا رہا، میں محسوس اور غیر محسوس کے درمیان ہچکولے کھاتا رہا۔ کھیتوں کھلیانوں اور میدانوں پر کہاسہ گرتا رہا اور کہیں دور سے چوکیداروں کی آوازیں آتی رہیں ...... ہو ... ہو ... ہو...."

مجھے یاد آیا جب دن میں محال وارث علی کی بنجر تی زمینوں اور قبرستانوں میں چکر لگا رہا تھا تب بھی ایک آواز بار بار ابھر رہی تھی ڈوب رہی تھی ...... مگر شاید عصر کی کثافتوں اور اژدہام میں وہ آواز اپنا راستہ بھول گئی ...... یا میں اس آواز تک پہنچنے کا راستہ کھو بیٹھا؟

"خبر نہیں ...... خبر نہیں ......"

تحریر فرمایا حضرت قاضی وحید الحق آئمداروی نے کہ بزرگ ہمارے مثل مخدوم غلام اشرف اور مولانا غلام یحییٰ عالی مرتبت بزرگ تھے، مقدم الذکر برسہا برس تک مسلسل روزہ رکھتے رہے اور بوقت افطار امرود کے اس درخت سے جسے حضور نے خود لگایا تھا اور جو سال بھر پھل دیا کرتا تھا ایک امرود تناول فرماتے اور تونس ندی سے جھک کر ایک چلو پانی نوش فرمایا جاتا۔

موخر الذکر بزرگ کی شخصیت ہنوز تشنۂ تحقیق ہے کہ یوپی اور بہار دونوں جگہوں میں کئی غلام یحییٰ ہوئے اور اکثر و بیشتر کسی نہ کسی طرح عہدۂ قضا سے وابستہ رہے ...... اور تحریر فرمایا مورخ تاریخ بدفیروزشاہی نے کہ بزرگ ہمارے مثل قاضی تاج الدین (قاضی بدایوں) مقامِ فنا کی اس منزل پر واقع تھے جہاں حضور اکرمؐ ان کی تشبیہ و تجسیم اختیار کرکے مشتاقانِ دید کی پیاس بجھاتے ؎

تیرے کرم پر منحصر میرے خدا کی آبرو

میں نے لحاف ذرا اور اوپر سرکالی کہ دسمبر کی سرد ہواؤں کے برفیلے جھونکے آنکھ اور ناک میں تیر کی طرح گھسے چلے جا رہے تھے، طاق میں جلتی مدھم لالٹین کی بہت ہی کمزور روشنی میں دالان کا سارا منظر بہت ہی پراسرار اور روحانی بنا ہوا تھا اور چچا نصیر احمد اور جمیل احمد نیند کے سمندر میں خوابوں کی کشتی کھے رہے تھے۔ دیواروں پر سائے تیر رہے تھے ...... اور باہر رات بکھری ہوئی تھی۔

"یہ سوا سو برس کے بعد تمھیں کیا سوجھی میاں؟"

"ماضی مجھے بہت پریشان کرتا ہے حضرت!"

"واپسی ناممکن ہے ......"

"مگر ٹھہراؤ بھی کب کسی کی تقدیر بنا ہے؟"

"عملِ تحرک دائروی نہیں ہے۔"

مجھے بہت زوروں پہ ہنسی آئی، جی چاہا یاد دلاؤں کہ عہد زوال کی پیداوار تو دراصل آپ ہی لوگ ہیں کہ یہ سارا فلسفۂ نقطۂ نظر تر گویا گریز کی ایک تکنیک ہے، جب گنگولی میں آپ کے رشتہ داروں کے دروازے پر جنگ لڑی جا رہی تھی اس وقت تک آپ کائنات کیا ذات کے تئیں بھی مخلص نہیں ہو سکے اور ہر چہار اطراف لپٹیں لیتی ہوئی تیز آگ سے بچنے کی کوئی سبیل نہیں نکالی گئی ورنہ راستے تو صرف دو ہی تھے یا مؤلف سیر المتاخرین والا راستہ جو ناصر العام سے ہوکر گذرتا ہے یا مرشد آباد والا راستہ جس کے شروع وسط یا آخر، کہیں کوئی اور منزل نہیں ہے۔

"خبر نہیں ...... خبر نہیں ......"

دھند کی چادر چاروں اور تنی رہی ......

رات باہر چاروں طرف بکھری رہی۔

"اور ......"

حضرت کی تشریف آوری غالباً سکندر پور سے ہوئی؟ میں نے بڑے مودبانہ انداز میں سوال کیا۔

"ہاں میاں اب کے قافلے والوں کو بہت دور کا سفر طے کرنا نہیں پڑا،" خالص یوپی والے لہجے میں جواب دیا اور گردن ترچھی کرکے سامنے سامان اتارنے میں مشغول کسی مزدور کی طرف متوجہ ہوئے "ای تو کا کرت ہو، وارث تو ہیں پھو سمجھ میں آوت ہے کا نا، ای بکسہ تو ہیں لے جائی کے چاہی" گو جوان کے چہرے پر خفیف خفت کے آثار جھلکے اور مزدور سے فوراً بکس اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

"اس بکس میں شاید زیورات ہوں" دل میں ایک گمان گذرا اور فوراً بزرگ میری طرف مخاطب ہوکر بولے "نہیں میاں! اس میں موئے مبارک اور نقش ہائے مبارک حضرت سرور کائنات اور جائے نماز حضرت امام جعفر صادق محفوظ ہے۔"

رات کچھ اور گہری ہوگئی ہے اور میں جاگ رہا ہوں۔

اس رات بھی سب بیدار تھے ...... اور محفل سماع میں جب قوال اس شعر پہ پہنچا تھا ؎

همه آہوانِ صحرا سرِ خود نہادہ بر کف
بہ امید آں کہ روزے بہ شکار خواہی آمد

تو یوں ہوا کہ صاحبِ سجادہ حضرت مولانا غلام یحییٰ مثل ماہی بے آب تڑپا کیے اور ان کے صاحب زادے قاضی وارث علی نشئے اور لا نشئے کے گرداب میں ابھرتے رہے اور ڈوبتے رہے اور مراقبے سے سر نہ اٹھایا ...... "تب ماضی کا مکان ماضی بعید میں گم ہوگیا اور قطب الدین مانی نے صفیں آراستہ کیں ......"

"...... قطب وجناح و میمنہ و میسرہ کو اس طرح پر ترتیب دیا کہ بسرداری ولد اکبر امیر سید نظام الدین کے سید احسن ولد سید محمد و شیخ منہاج الدین سرداران لشکر کو ہراولی بیادگان تیر اندانہ کے مقرر کیا و بسرکردگی امیر قیام الدین ولد اوسط کے سید یوسف قتال و سید محمد غوث عرف گوسائیں و سید بڑا کو میمنہ پر مقرر کیا اور بافسری امیر تاج الدین ولد اصغر کے شیخ حاجی جمال و شیخ ضیاء الدین مفسر و شیخ حسام الدین غوری سر خیلان کو میسرہ پر مامور کیا اور شیخ شہاب الدین محمدی و شیخ بڑا و شیخ بہار الدین سالاران کو پشت لشکر پر روانہ کیا ...... فقیر بجرد دوڑ نے فوج راجہ کے دست بقبضۂ کمان اور تیر کے لے گیا اور مثل اولوں کے تیر برسانا شروع کیے کہ اس میں راٹھور مع اپنی فوج کے رو گرداں ہو ...... اس بھاگنے میں بہت فوج راجہ کی ماری گئی اور شکستِ فاش راجہ راٹھور کو اور فتح عظیم بغیب لشکر اسلام کو ہوئی ......"

پھر "آئینہ اودھ" مصنفہ مولانا ابوالحسن مانکپوری کے اوراق ہوا میں بکھر گئے۔

اور میں ان بکھرے ہوئے شکستہ اوراق کو سمیٹنے کے

لیے ہر چہار اطراف پاگلوں کی طرح دوڑتا رہا اور ایک تیز بھیانک آندھی مجھے خزاں میں درخت سے گرے زرد کمزور بے جان پتوں کی طرح اپنے طاقتور جھکڑوں کے بھنور میں گھیرے آگے بڑھتی رہی۔

یہ آندھی کدھر جائے گی؟
میں کدھر جاؤں گا؟
میں کدھر جا سکتا ہوں؟
مجھے تو ابھی تمام رستوں پتہ بھی نہیں ہے۔

یہاں بھی لوگوں سے پوچھتا پوچھتا پہنچا ہوں، سہرام سے بکسر، بکسر سے اجیار گھاٹ ، وہاں سے ساگر پالی ...... ایک ہوٹل میں چائے پینے کے بہانے گھس گیا' چائے پیتا رہا۔ چہروں کو پہچاننے کی کوشش کرتا رہا ...... اخبارات تو تو بتاتے ہیں کہ بلیا صرف ڈاکوؤں اور غنڈوں کا ضلع ہے ...

"آنڈاری کے راہی کتنے سے بلتے بھائی جی؟" وہ صاحب قدرے شریف نظر آرہے تھے۔

"راور گھر بہار با کا؟"

(جل تو جلال تو ...... آئی بلا کو ٹال تو ......")

جی ...... ج ...... جی ...... (ہپ) ...... "

ناہیں تو" ......"

"ناہیں کیسے بندھو؟ آپ کی بھاشا بتلا رہی ہے کہ آپ اس چھیتر کے نہیں ہیں۔"

"دھت تری لسانیات کی ایسی تیسی!"

چلیے میں آپ کو آنڈاری پہنچا دوں ...." میں اسی اُور سے معصوم پور پرستھان کر جاؤں گا۔"

"پتہ نہیں وہ آنڈاری سے روانہ ہو کر معصوم پور پہنچے کہ نہیں کہ میں تو ......"

چوکیدار نے دور ہی سے آواز لگائی "رُکے ہا ..."؟

قاضی صاحب! کیا لفڑا لگا رکھا ہے آپ لوگوں نے حسنی حسینی سیدوں کے یہاں بھی اموی ملوکیت کے اثرات سے چھٹکارا نہیں؟

قاضی صاحب ہنس کر کہنے لگے "چپ رہو، چپ رہو .... ملت کا مفاد مجروح ہوتا ہے۔"

آپ لوگوں نے تقیہ کے لیے جواز تلاش کیا ہے۔

"تیرے خاندان میں کبھی تشیع نہیں رہا نالائق۔"

انھوں نے ہنستے ہوئے میرے کان اینٹھے اور مجھے لیے ہوئے صدر دروازے سے بیرون حویلی' پھر بڑا سا آنگن' پھر ایک بڑا دروازہ پھر ایک بڑا کمرہ اور پھر ایک بڑی والان سے گذرتے ہوئے اندرونِ حویلی میں پہنچے۔

"اس سے ملی ہو؟ یہ ۱۹۴۹ء میں پیدا ہونے والی ہماری سات پشت آگے کی ایک آزاد خیال مگر بے چین روح ہے۔"

"بی بی صاحبہ مسکرا یا کیں اور میں چھ سات پشت پہلے رہنے والوں کے کھنڈرات میں مارا پھرا۔

"یہاں سے جمال وارث علی شروع ہوتا ہے"... اور وہ ...... نصیر چچا نے بتایا ...... قاضی وارث علی کا مکان تھا ...... "یہ" ...... نصیر چچا نے ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا ...... "یہاں سُنتا ہے کہ قاضی صاحب کی بیٹھک تھی" ...... "یہ" ...... ایک اور طرف انھوں نے انگلی اٹھا کر بتایا ...... "یہ قاضی صاحب کی کچہری تھی۔"

"یہ زمینیں؟؟"

علاقے کے کرمیوں کے قبضے میں ہیں۔

بغل میں حاجی رحمت اللہ عراقی کے پختہ مکان کے پختہ برآمدے میں قبضے کے کسی قضیے کا تصفیہ ہو رہا تھا۔ ع

زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟؟؟

...... واضح باد کہ آبا و اجداد ہمارے آنڈاری ضلع بلیا کے باشندہ تھے، شاہانِ اسلام سے اُن کے لیے معافی و جاگیرات و نذرات بہت کچھ ملے ہوئے تھے بالخصوص حضرت مخدوم غلام اشرف اپنے وقت کے غوث تھے، سب لوگ مطیع و مسخر رہے اور غایت یہ کہ بادشاہِ وقت بھی دلدادہ حضور کا تھا اس کے بعد حضرت سید شاہ قاضی عبد الحکیم تک لوگ قاضی و مفتی صوبہ مقرر ہوا کیے ......"

"ارے سنو تو ...!" میرے مخاطب ابنِ عم اچانک بیچ میں ٹوک بیٹھے۔

میں ملفوظ حضرت مسرور سہسرامی ثم اورنگ آبادی بند کر کے ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اسی میں ناکہیں یہ بھی لکھا ہے؟" ابنِ عم نے بڑے اشتیاق سے پوچھا ...... "کہ ابھی بھی شاید پانچ جگہوں کی حصہ داری میں دادا وغیرہ کا نام درج ہے ...... اس کو بیچنے کی کوئی صورت نہیں ہے؟" (ابنِ عم مرکزی حکومت کے محکمۂ ریونیو سے وابستہ ہیں)۔

وحشیانہ رقص ...... پراسرار بھیانک اندھیری رات چاروں طرف چھائی رہی ...... کھیتوں کھلیانوں اور میدانوں پر کہاسہ اترتا رہا ...... اور ہارا سپاہی آنڈاری کے کھلے میدانوں میں اپنے آپ سے بے خبر رقص کرتا رہا ؎

منم عثمان ہارونی کہ یارِ شیخ منصورم
ملامت می کند خلقے و من بر دار می رقصم

اور بستی سے باہر گماشتہ جی بیل گاڑی لیے انتظار کرتے رہے ...... اور جب آدھی رات اِدھر اور آدھی رات اُدھر کا پہر ٹھہرا تو ایک بوڑھا' ایک بڑھیا اور ایک لڑکا بستی کی گلیوں سے چھپتے چھپاتے نکلے اور بیل گاڑی پر سوار ہو گئے۔

"چلا ہا نتھو بھائی ...... تنک بیلن کے ایلک سمان دوڑیا تو" ...... گماشتہ جی نے بیل گاڑی پر آگے چڑھتے ہوئے نتھو گاڑی وان سے کہا۔ بیل گاڑی روانہ ہو کر کچھ دور ہی چلی تھی کہ بوڑھے کو کچھ یاد آ گیا۔ "گماشتہ جی ذرا رکیے۔"

کا بات ہا مالک؟

"ذرا روکیے تو گاڑی۔"

گاڑی رک گئی۔

"میں پانچ منٹ میں آتا ہوں۔" بوڑھے نے بستی کی طرف رُخ کیا تو گماشتہ جی دوڑ کر آگے آ گئے۔

"سرکار ...... بات کا ہا؟"

"گماشتہ جی! ہمارے بزرگوں کی روایت رہی ہے کہ جب ایک جگہ سے دوسری جگہ نقلِ وطن کرتے ہیں تو متروک گھر کی کوئی اینٹ یا تھوڑی سی مٹی ساتھ لیتے جاتے ہیں اور نئی جگہ بننے والے نئے گھر کی بنیاد میں اسے رکھ دیتے ہیں ..... میں صبح سے یاد کیے ہوا تھا ..... اِسی وقت بھول گیا۔"

گماشتہ جی ابھی سامنے سے ہٹے بھی نہ تھے کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا طوفان سا اٹھا اور ہواؤں کے ریلے کے ساتھ گھوڑوں کی ٹاپیں گونجیں ......"

"سرکار ......" گماشتہ جی نے بجلی کی سی سرعت کے ساتھ بوڑھے سپاہی کو گود میں لے کر بیل گاڑی پر رکھ دیا اور خود لپک کر آگے بیٹھتے ہوئے چیخ کر بولے "دشمن سمجھئے پر آ گئیل ہا سرکار ...... ہانکا ہو نتھو ...... بھاگا ہو نتھو ......"

تازہ دم جوان بیل ابلق کی رفتار سے ایک سمت بھاگے جا رہے تھے اور دوسری سمت سے ابلق پر سوار دندنانے ڈرتے ہوئے بستی میں داخل ہو رہے تھے ......"

پراسرار بھیانک اندھیری رات چاروں اور تنی رہی ...... کھیتوں کھلیانوں اور میدانوں پر کہاسہ اترتا رہا ...... چچا نصیر احمد اور چچا جمیل احمد نیند کے سمندر میں جانے کاہے کاہے کی کشتیاں کھیتے رہے ...... اور میں ساری رات ...... ہاں لوگو! ساری رات ......"

منہ اندھیرے پہلی بس پکڑنے کے لیے بستی سے نکل رہا تھا تو محال وارث علی کے قبرستانوں سے گزرتے ہوئے جی چاہا کہ رک کر فاتحہ پڑھ لوں ...... مگر یاد آیا کہ بس کا وقت نکلا جا رہا ہے ...... اور ابا ٹھہرے اختلاجِ قلب کے شکار ......"

تو میں قبرستانوں سے گذرتا آگے بڑھتا رہا ... قبروں کے پٹ کھلے رہے ...... مردے اپنی اپنی قبروں میں رقص کرتے رہے ...... اور نعرۂ مستانہ بلند کرتے رہے ... ... ھُو ...... ھُو ...... ھُو ......"

(چوکیدار کی آواز رات بھر آتی رہی تھی ...... ہو ...... ہو ...... ہو ......")

"آواز اور آواز کے درمیان کیا رشتہ ہے؟" میں نے بکسر میں بس پر چڑھتے ہوئے سوچا۔

"ابنِ عم ایک قابلِ مرمت ٹرک کے نیچے اطمینان سے لیٹا ٹرک کی مرمت کر رہا تھا" میں نے بکسر اسٹینڈ پر ٹہلتے ٹہلتے دیکھا۔

"گماشتہ جی! ہمارے بزرگوں کی روایت رہی ہے کہ ......"

"دشمن بیچو بیچ انگاری ماں پہنچ گول ہے .... بھاگا ہو بھائی جی ...... گلین ماچاروں اور چھیچھا ہو ہو گئیل ہا بھیا ...... اُٹاری اُٹاری جیا ...... اُہو میر صاحب ...!!

(پٹنہ سے نشر)

حسین الحق
شعبہ اردو، جامعہ مگدھ، بودھ گیا

افسانہ

من کی آنکھیں

معین الدین عثمانی

کالج کے سالانہ تقریری پروگرام کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ باہر لان میں کرسیاں سجائی جارہی تھیں۔ لڑکے اور لڑکیاں اپنے مخصوص انداز میں اِدھر سے اُدھر باغ میں ٹہل رہے تھے۔ سلیم ایک درخت کے قریب کھڑا تقریر کے عنوان "Ideal couple" پر غور کررہا تھا۔ موضوع کے لحاظ سے اس کے لیے یہ ایک دلچسپ عنوان تھا۔ اس کی اپنی رائے اس تعلق سے کچھ علیحدہ ہی تھی۔ وہ بیوی اور شوہر کو صرف مثالی بیوی اور شوہر کے روپ میں دیکھنے کا خواہش مند نہ تھا۔ ان ہی خیالوں میں وہ گم تھا کہ اچانک مائک کی زوردار آواز آنے سے وہ چونک پڑا۔ پروگرام کا آغاز ہوچکا تھا۔ لڑکے اور لڑکیاں خاموشی کے ساتھ تقریر سماعت فرما رہے تھے ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ پرنسپل صاحب نے موضوع پر چند افتتاحیہ جملے ادا کیے اور سامعین میں سے چند لڑکوں اور لڑکیوں کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے مدعو کیا۔ چند لڑکے اور لڑکیوں نے اختصار کے ساتھ اسٹیج پر آکر اپنے خیالات پیش کیے اور سامعین کی داد حاصل کی۔

جوں ہی سلیم اسٹیج کے قریب پہنچا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ سلیم اپنے کلاس کا ہونہار طالب علم تھا سب جانتے تھے کہ اس کا انداز بیان کچھ اور ہی ہے۔ تقریر شروع ہوتی ہے:

ساتھیو! شوہر اور بیوی صرف شوہر اور بیوی کے روپ میں ہی ہمارے سامنے نہیں آتے بلکہ ان کو سماج میں۔ اپنے خاندان میں اپنے حلقۂ احباب میں مختلف رول ادا کرنے پڑتے ہیں۔ شوہر اور بیوی سماج کی گاڑی کے دو پہیے کے مانند ہوتے ہیں۔ دونوں کے خیالات میں ہم آہنگی کے بنا یہ گاڑی چل نہیں سکتی۔ بیوی کے پاس زندگی گذارنے کا ایک سلیقہ اور مخصوص ڈھنگ ہونا چاہیے اس کی سیرت کے ساتھ ساتھ صورت بھی خوبصورت اور نمایاں ہونے چاہیے۔ یہی میرے خیالات ہیں اور میری زندگی کی آرزو بھی ——"

تقریر ختم ہوتی ہے اور ہال تالیوں سے گونج اٹھتا ہے—— پروگرام ابھی ختم ہی ہوا چاہتا تھا کہ سلیم کے گھر کا ایک پڑوسی دوڑتا ہوا آیا اور سلیم کے والد کے حادثہ کی خبر سے سب کو غمگین کرگیا۔ سلیم جب گھر پہنچا تو اس کے والد اس جہان فانی سے رخصت ہوچکے تھے۔ وہ غم سے نڈھال ہوکر رہ گیا۔ اب اس کی تعلیم کا سلسلہ بھی ختم ہوکر رہ گیا۔ کیونکہ اب سلیم ہی گھر کا وہ فرد تھا جس پر براہِ راست گھر کی ساری ذمہ داریاں آتی تھیں۔

مگر سلیم کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کی والدہ نے اس کی شادی نجمہ سے کرنے کا اصرار کیا کیونکہ نجمہ کے والد نے اسے روزگار دلانے کا وعدہ کیا تھا اور یہی اس کے والد کا کیا ہوا آخری وعدہ بھی تھا۔

سلیم اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا باپ کے وعدہ اور ماں کی مرضی کے آگے اپنے ارمانوں کا گلا گھونٹ دیتا ہے نجمہ جو ایک سیدھی سادی کم پڑھی لکھی لڑکی تھی۔ جو کسی بھی صورت میں سلیم کے خیالات سے میل نہیں کھاتی تھی۔

مگر سلیم نے حالات سے سمجھوتہ کرنے کو ہی مناسب سمجھا تاکہ اس کی اگلی زندگی کچھ خوشگوار بن سکے۔ مگر قدرت کی ستم ظریفی کو یہ بھی گوارا نہ ہوا۔

ابھی شادی کے بعد چند ہی دن گذرے تھے کہ ایک دن کچن میں اسٹوو پھٹ پڑا۔ آگ اگلتے شعلوں نے نجمہ کی آنکھوں پر حملہ کردیا۔ اس کا چہرہ بھی جھلس گیا سارے گھر والے گھبرا کر کچن میں پہنچے تو نجمہ وہاں تڑپ رہی تھی۔ اسے فوراً اسپتال پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر کی بات سُن کر سلیم کو کوئی دکھ نہیں ہوا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر نجمہ مرگئی تو اسے جنجال سے ہمیشہ کے لیے چھٹی مل جائے گی۔

مگر بدقسمتی سے نجمہ مری نہیں۔ اس حادثے میں صرف اس کی آنکھیں جل گئیں۔ اور وہ اچھی ہوگئی۔ اندھی نجمہ سلیم کے لیے اور بھی کوفت کا باعث بن گئی۔ جب بھی سلیم باہر سے آتا نجمہ کو دیکھ کر اسے اپنی زندگی کا احساس ہونے لگتا۔

اندھی ہونے کے بعد بھی نجمہ گھر کے بہت سے کام کرلیتی تھی۔ اس کے لیے کھانا نکال دیتی تھی اس کے کپڑے دھو کر ان کی پریس کردیتی۔ اس کے اور بھی بہت سے کام کردیتی تھی۔ اس وقت عجیب سے جذبات اس کے دل میں ابھرتے۔ کبھی اسے نجمہ سے ہمدردی ہونے لگتی تو کبھی نفرت ...... کیونکہ کوئی کام کرتے کرتے وہ بُری طرح سے کسی چیز سے ٹکرا کر زخمی ہوجاتی تھی۔ اس وقت اسے اپنی تقریر کی مثالی بیوی یاد آتی اور اسے محسوس ہوتا جیسے وہ نجمہ پر ظلم کررہا ہے نجمہ ایک مثالی بیوی ہے پھر بھی وہ اس کے ساتھ ایسا سلوک کررہا ہے۔

مگر نجمہ کے اندھے پن سے وہ جھلا اٹھتا —— اور اس بات کا احساس کہ وہ ایک اندھی عورت کا شوہر ہے اسے اپنی زندگی ایک اندھی عورت کے ساتھ گذارنی ہے اسے نجمہ سے نفرت کرنے پر مجبور کردیتا۔ وہ کئی بار نجمہ سے کہہ چکا تھا:

"نجمہ مجھے تم سے نفرت ہے! تم میری زندگی پر ایک بوجھ ہو۔ پہلے تم میری حیثیت اور پھر اپنی حالت پر غور کرو۔ تم مجھے کبھی خوش نہیں دیکھ سکتیں۔ تم میری خوشیوں کی قاتل ہو۔ اگر تم میری بھلائی چاہتی ہو تو میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔"

ایسے وقت میں نجمہ صرف آنسو بہا کر رہ جاتی۔ مگر اس کی آہیں بیکار نہ گئیں۔ ایک دن انھوں نے بھی اپنا رنگ دکھایا۔

سلیم اچانک ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوگیا اس کے گردے خراب ہوگئے۔ ڈاکٹر نے کہا —— کہ آپریشن کے ذریعہ گردے بدلنے کے سوا کوئی علاج نہیں ہے ورنہ جان کا خطرہ ہے۔ مگر کوئی بھی اسے گردے دینے کو تیار نہ تھا۔ درد کی شدت سے وہ بے ہوش ہوگیا۔ دو دن بعد جب اسے ہوش آیا تو ڈاکٹر نے اسے مبارکباد دی اور کہا —— "مسٹر سلیم اب آپ خطرے سے بالکل باہر ہیں آپریشن کے ذریعے آپ کے گردے بدلے جاچکے ہیں۔"

سلیم کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ ازحد جذبات سے مغلوب ہوکر کہنے لگا —— "ڈاکٹر میں نے اپنی بیوی پر بہت ظلم کیا ہے۔ یہ مجھے اسی کی اتنی بڑی سزا ملی ہے لیکن —— لیکن ڈاکٹر اب میں اسے اتنا پیار دوں گا کہ ساری دنیا رشک کرے گی۔"

"مگر ڈاکٹر مجھے گردے دیے کس نے؟" وہ جلدی سے بولا۔

"آپ کی بیوی نجمہ نے" ڈاکٹر مغموم آواز میں کہنے لگا "اس نے خودکشی کرلی تھی اور وصیت کی تھی کہ میرے گردے میرے شوہر کو دے دینا۔"

سلیم کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ اس سے معافی بھی نہ مانگ سکا۔ اس نے نجمہ پر بہت ظلم کیے تھے اس نے اس کی ظاہری آنکھوں کو دیکھا تھا مگر کبھی اس کی من کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش نہ کی تھی۔

(آکاشوانی جلگاؤں سے نشر)

افسانہ

ناسفر

سریندر پرکاش

وہ برابر کراہ رہا تھا۔ کچھ نیند سے مغلوب ہوکر اونگھ رہے تھے۔ کچھ نیند نہ آنے کی وجہ سے اسے فکرمندی سے دیکھ رہے تھے — بظاہر اسے تیز بخار تھا۔ لیکن جس طرح وہ کراہ رہا تھا۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ شدید درد محسوس کر رہا تھا — پوچھنے پر وہ بتا نہ سکا تھا کہ اسے کہاں اور کس طرح کا درد ہے، جو بھی قریب جاتا اس کا ماتھا یا کلائی چھو کر ہلاتا۔ ہونٹ سکوڑتا اور پھیلاتا آنکھیں قدرے باہر نکالتا۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ بخار ابھی کافی ہے — وہ بخار کی وجہ سے اپنے کراہنے کی وجہ سے اور تکلیف میں مبتلا ہونے کی وجہ سے سب کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا — باقی سب لوگوں کا وجود محض سایوں اور ہیولوں میں بدل کر رہ گیا تھا۔ نہ کسی کی کوئی شخصیت تھی۔ نہ مسائل تھے اور نہ ہی زندگی کا کوئی مقصد، ویسے سب ایک ساتھ سفر کر رہے تھے۔ سب کی منزل کی سمت ایک ہی تھی — کوئی بغیر کسی وجہ کے اپنا گھر چھوڑ کر کپڑے اٹیچی میں بند کر کے اور سیٹ ریزرو کروانے کی صعوبتیں برداشت کر کے سفر کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ لیکن ایک بیمار شخص نے سب کو دوسرے درجے کا شہری بننے پر مجبور کر دیا تھا۔ جو وقت اور زندگی لمحہ لمحہ کر کے گذار سکتے ہیں۔ مگر اپنی زندگی کا مقصد بیان کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اور اگر کبھی کوئی ہاتھ کھڑا کر کے یہ کہنے کا ارادہ کرتا بھی ہے۔ کہ — "صاحبان —! میں آپ سے مخاطب ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ بندہ اتنا ناچیز نہیں جتنا آپ نے سمجھ لیا ہے۔ مجھے بھی کچھ انسانی حقوق حاصل ہیں۔ اور میں بھی آپ سے سوال کر سکتا ہوں اور بتا سکتا ہوں کہ میں کیوں عازم سفر ہوا — اور میں نے سفر کے لیے ضروری سہولیات خریدیں۔ اور مجھے یقین دلایا گیا کہ منزل تک پہنچانے کی پوری ذمہ داری لی جاتی ہے..... وغیرہ وغیرہ....." تو اچانک بیمار آدمی کی بلند کراہ اس آواز کو دبا دیتی ہے۔ اور لوگ فضول کی بکواس سے منہ موڑ کر اس بیمار آدمی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں

اس کی کراہ ایک خاص ردم سے ابھرتی تھی۔ گاڑی اپنی مخصوص رفتار سے چل رہی تھی — گاڑی چلنے سے پیدا ہونے والی آوازیں ایک خاص قسم کی موسیقی پیدا کرتی تھی۔

رات کا وقت تھا — ریل گاڑی اندھیرے کے غار میں رینگ رہی تھی۔ جب ہم سوار ہوئے تو دیکھا تھا بہت سے ڈبے ہیں — ان میں بہت سے لوگ اپنی اپنی جگہ پر پہنچ کر بیٹھنے کی دوڑ دھوپ کر رہے ہیں — پھر سب ان ڈبوں میں بیٹھ گئے — گاڑی روانہ ہوئی اس نے رفتار پکڑ لی — اور پھر یکدم وہ عجیب واقعہ ہوا وہ بس ایک لمحہ تھا جب یہ سب ہو گیا تھا۔ رفتار، ردم اور موسیقی نے مل کر اس لمحہ کو منجمد کر دیا تھا اور محسوس ہوا — کہ یہ لمبی چوڑی بہت سے ڈبوں کی ریل گاڑی نہیں جو کسی منزل کی طرف بھاگی جا رہی ہے۔ بلکہ صرف یہی ایک ڈبہ ہے۔ اور ہم سب اس میں بیٹھے ہیں — اور ڈبے کی چھت پر جگہ جگہ بیمار زرد روشنی پھیلاتے ہوئے بلب جل رہے ہیں اور ہر چیز ٹھہری ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ ریل کا ڈبہ بھی جس میں ہم سب موجود ہیں۔

بیمار آدمی کی کراہ پھر ابھری۔ رفتار ردم موسیقی اور پوری ریل گاڑی سے کٹا ہوا ریل کا ڈبہ — رکا ہوا اندھیرا لگاتار کراہیں — اور اب یہ سب زندگی کا حصہ بن گیا تھا۔ بیمار آدمی کی تیمارداری سے لوگ عاجز آ چکے تھے۔ اور اس کے سارے وجود درد، تکلیف، بخار اور کراہ کو معمول سمجھ کر اپنی اپنی منزل کے بارے میں سوچنے لگے تھے اور اس احساس سے خوفزدہ تھے — کہ وہ اکیلے ہیں — باقی کی ریل گاڑی سے کٹے ہوئے ڈبے میں سفر کر رہے ہیں

خوف اور کراہ — بیمار آدمی کمبل اوڑھے لیٹا تھا — اب وہ کراہتا تو ایسے لگتا جیسے فرض ادا کر رہا ہو — سب طرف خاموشی تھی اور لمحہ منجمد ہو چکا تھا۔

"پانی — پانی!" اس نے پکارا۔

اس کے قریب بیٹھا ہوا آدمی اٹھا اور صراحی کی طرف لپکا۔ صراحی خالی تھی۔ وہ چل کر نل کے پاس گیا — نل کے نیچے گلاس رکھ کر نل کھولا — لیکن ایک بوند بھی پانی نہیں نکلا — وہ قدرے گھبرا گیا۔

مریض کی آواز پھر ابھری۔ "پانی — پانی"

اس نے اس کی طرف پلٹ کر دیکھا۔ خالی گلاس لیے واپس لوٹا۔ ایک دوسری صراحی کی طرف گیا۔ صراحی اٹھا کر پانی لینے ہی والا تھا کہ صراحی کے مالک کی آواز سنائی دی۔

"پانی تو آپ لے سکتے ہیں۔ لیکن تہذیب کا تقاضہ ہے کہ....."

"آئی ایم سوری —" لیکن وہ پانی مانگ رہا تھا۔

"پانی — پانی"

"ٹھیک ہے لیکن پھر بھی..... لے لیجئے پانی۔ کیا آپ اس مریض کے کچھ لگتے ہیں —؟"

اس نے صراحی اٹھائی — وہ بھی خالی تھی۔ اس نے مایوسی سے ایک گہری سانس لی اور جواب دیا — "جی ہاں ہم سب ہم سفر ہیں۔ اور اتفاق سے اس کی سیٹ میری ساتھ ہے مگر آپ کی صراحی بھی خالی ہے"

"اوہ! مجھے سخت افسوس ہے لیکن پھر بھی....."

وہ اٹھا اور اس نے سارے ڈبے میں نظر دوڑائی سب اونگھ رہے تھے یا پھٹی پھٹی آنکھوں سے نظارہ کر رہے تھے۔ لیکن سب خاموش تھے۔

رفتار، ردم اور موسیقی — منجمد لمحہ — کٹا ہوا اکیلا ڈبہ — زرد بیمار روشنی۔

اس نے اپنے آپ پر قابو پایا اور کہا۔

"صاحبان —! میں آپ سے مخاطب ہوں۔ کیا کسی کی صراحی میں پانی ہے —؟"

کئی آنکھیں کھلیں — کئی ہونٹ ہلے۔

"لیکن لیکن یہ کیا —، پانی پانی کیا مسئلہ ہے؟"

کئی آوازیں ایک ساتھ ابھریں۔

"مریض کے لیے پانی درکار ہے" جواب ملا

"اوہ —! کیا وہ ابھی زندہ ہے۔؟" ایک آدمی جس کے وجود پر گہری نیند ابھی تک رینگ رہی تھی بولا۔

"جی ہاں — وہ زندہ ہے۔ بیمار ہے اور کراہ رہا ہے اسے پانی کی ضرورت ہے"

"پانی — پانی —" وہ پھر کراہا۔

"ٹھیک ہے اگر یہ سب سچ ہے۔ اور یہ ریل

گاڑی چل رہی ہے۔ اور اس کے نل سے پانی آنا بند ہوگیا ہے۔ اور مریض کی زندگی بچانا واقعی بہت ضروری ہے۔ تو آپ میری صراحی میں سے میرے لیے پانی چھوڑ کر تھوڑا سا پانی لے سکتے ہیں۔ کیونکہ ان حالات میں مجھے خود اپنے لیے پانی محفوظ رکھنا ہے۔ حالات اور بھی خراب ہو سکتے ہیں۔ سفر جاری رہے گا تو پانی کی ضرورت پڑے گی — اور اگر بوقت ضرورت مجھے پانی نہ ملا تو پھر کیا ہوگا —؟ لہٰذا —......"

"اوہ ہو — اتنی لمبی تقریر کی کیا ضرورت ہے پانی دے کر معاملہ ختم کرو۔"

"ہوں — تم کہہ رہے ہو تو تم ہی پانی کیوں نہیں دے دیتے مجھ پر ہی تو ساری ذمہ داری نہیں ہے۔ دو — تم دو — میں نہیں دیتا۔"

"پانی — پانی —!" وہ پھر کراہا۔

"میرے پاس پانی ہوتا تو میں ضرور دیتا — میں نے صراحی خریدی ہی نہیں تھی۔ نہ ہی پانی بھرا۔"

"واہ —! اسے کہتے ہیں سخاوت۔ ہے نا عجیب بات؟ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہی سب سے بڑا سخی ہوتا ہے جاؤ میں بھی نہیں دیتا۔"

"صاحبان —! میں آپ سے مخاطب ہوں کہ ایک مریض۔"

"ارے یار کیوں بات بڑھاتے ہو — آؤ تم میری صراحی میں سے پانی لے لو۔"

ایک آدمی صراحی لے کر کھڑا ہوا۔ اس نے گلاس میں سے ٹپکایا۔ آدھے گلاس کے قریب پانی تھا — اور پھر صراحی خالی ہوگئی —

وہ گلاس لے کر آگے بڑھا — کراہتے ہوئے مریض کے قریب پہنچ کر اسے پانی پلایا — مریض نے اطمینان کا ایک لمبا سانس لیا — اس کا کراہنا رک سا گیا۔

"تڑاخ" ایک زوردار آواز سارے ڈبے میں ابھری سب اس طرف متوجہ ہوئے جدھر سے آواز آ رہی تھی — سب نے دیکھا۔ اس شخص نے اپنی صراحی فرش پر پٹک کر توڑ دی۔ فرش پر ادھر اُدھر

صراحی کی ٹھیکری بکھری پڑی تھیں۔ وہ ابھی تک گیلی تھیں۔

سب حیران تھے۔ اس نے اپنی صراحی کیوں توڑ دی؟ — صراحی توڑنے والا۔ اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا اور باہر اندھیرے میں دیکھ رہا تھا۔ اسے باہر دیکھنے سے احساس ہو رہا تھا۔ کہ ریل گاڑی چل رہی ہے۔ اور یہ ڈبہ جس میں وہ موجود ہے۔ کسی لمبی ریل گاڑی کا حصہ ہے اور رفتار ردم موسیقی — اس سفر کے احساس کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

"کیوں — کیوں تم نے صراحی توڑ دی۔" مریض اپنی

(آگے ص ۲۵ پر)

افسانہ

ستم کے سہارے

اکرام جاوید

شفق کی آگ میں گرما کی شام کا سورج جل رہا تھا۔ آم املی اور جامن کے درختوں سے گھری ہوئی سرخ رتیلی زمین پر شاردا کی چتا جل رہی تھی۔ سارا گاؤں شمشان گھاٹ پر کھنچ آیا ہے منظر پر ایک بوجھل اداسی مسلط ہے فضا میں جلتی ہوئی چتا کا دھواں بل کھا رہا ہے۔

غم زدہ لوگوں سے الگ املی کے برسوں پرانے درخت کے نیچے میں خاموش کھڑا حسرت و غم سے سوچ رہا ہوں۔ میرے جذباتی وجود میں ایک تموج سا ابھر آیا ہے۔ شاردا کی چتا پر لہراتے ہوتے شعلے مجھے میرے بچپن کی یاد دلا رہے ہیں بچپن کے معصوم زمانے سے وابستہ ایام اور شاردا کی یادیں انگاروں کی طرح سُلگ اٹھی ہیں۔

گاؤں میں ہماری اونچی حویلی کے قریب ہی کرشنا راؤ پٹواری کا بلند و بالا مکان تھا۔ رام راؤ ان کا لاڈلا بیٹا تھا اور شاردا ان کی پیاری بیٹی۔ گورے رنگ اور بھرے بھرے جسم کا معصوم صورت رام گاؤں کے اسکول میں میرے ساتھ چوتھی جماعت میں پڑھتا تھا اور میری ہی طرح وہ بھی پھولوں تتلیوں بھنوروں اور گیتوں و کہانیوں کا دلدادہ تھا۔ اس کی چھوٹی بہن شاردا بڑی خوبصورت اور ذہین بچی تھی جو مجھے اپنے بھائی کی طرح چاہتی تھی۔

رام ابھی چوتھی جماعت کا طالب علم تھا کہ اس کی شادی ہوگئی۔ اس کے دوسرے سال ننھی منی شاردا کا بھی بیاہ ہوگیا۔ ننھا سا دولہا اور منی سی دلہن جیسے جاپانی گڑیوں کا بیاہ ہوا ہو۔ میں ابھی بچہ تھا بہت دنوں تک شادی کے ہنگاموں کو یاد نہ رکھ سکے۔

سرما کی ایک خاموش اور اداس شام تھی۔ ہم سب بچے کھیل میں لگے ہوئے تھے کہ اچانک رام کے مکان سے شور ماتم بلند ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سارا گاؤں رام کے مکان پر جمع ہوگیا۔ شاردا کا کمسن شوہر لاری کی زد میں آکر ہلاک ہوگیا تھا اور سات سال کی کچی عمر میں شاردا بیوہ ہوگئی تھی۔

شاردا کے شوہر کی موت پر سارا گاؤں اشکبار ہوا تھا۔ رام کی طرح میں نے بھی خوب آنسو بہائے تھے سات سال کی معصوم اور خوبصورت شاردا مگر بے خبر سی رہی۔ اسے پتہ بھی نہیں چلا کہ اس کے سپنوں کا راجہ اس کی زندگی میں آیا بھی اور چلا بھی گیا۔ اب وہ کبھی نہیں آئے گا۔ اس کے بعد زندگی کی ہر خوشی اور ہر راحت کے دروازے اس پر بند ہو چکے ہیں۔

گاؤں کے مڈل اسکول سے ساتویں کلاس پاس کرنے کے بعد مجھے حیدرآباد کے ایک ہائی اسکول میں داخل کروا دیا گیا اور رام نے بیدر ہائی اسکول میں داخلہ لیا۔ تعطیلات میں گاؤں آتا تو رام راؤ اور شاردا سے ملاقاتیں ہوتیں۔ گورے رنگ اور بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت شاردا ہمیشہ سفید لباس میں ملبوس رہتی۔ میں رام سے پوچھتا

"یار یہ شاردا ہمیشہ سفید لباس کیوں پہنتی ہے"

"اس کا پتی جو مر گیا ہے" رام مختصر سا جواب دیتا۔ "ہاں ودھوا کو رنگین کپڑے پہننا زیور پہننا بناؤ سنگھار کرنا منع ہے۔"

شاردا کو منحوس اور ڈائن سمجھا جاتا۔ کنواری لڑکیاں اور سہاگنیں اس کے سائے سے بھی ڈرتیں۔ تہوار، شادی یا خوشی کی کسی تقریب میں وہ حصہ نہیں لے سکتی تھی۔ اس کے کھانے پینے اوڑھنے بیٹھنے تک پر پابندی لگ گئی تھی۔ اس کے بارے میں سوچ کر میں ہمیشہ افسردہ اور ملول ہو جاتا تھا۔

میٹرک پاس کرنے کے بعد رام بھی حیدرآباد آ گیا اب ہم ایک کالج میں پڑھتے اور ایک ہی ہاسٹل میں رہتے تھے۔ رام اب گورے رنگ کا ایک دراز قد اور خوب رو

وان تھا۔ اور ہمیشہ رومانی عیالوں میں کھویا رہتا
ا۔ میرا مزاج بھی لڑکپن سے شاعرانہ تھا۔ ہمارے
الوں میں ایک لڑکی رہتی تھی جس کا حسن ناقابل بیان
ا۔ رومانی خیالات کی لہروں پر بہتے ہوئے رام اکثر
یدہ ہو جاتا تھا۔

"یار کبھی کبھی یہ سوچ کر میرا دل ڈوبنے لگتا ہے کہ
ری شادی بچپن میں ہو گئی ہے۔ اگر میری بیوی اس
کی سے مختلف ہوئی جو میرے ذہن میں رہی ہے تو جینا
بھر ہو جائے گا۔ کمسنی کے دور میں ایک ایسی لڑکی سے
ری شادی کردی گئی جسے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ اگر وہ
ری ہم خیال اور ہم مزاج نہ بن سکی تو زندگی کیسے بسر
گی۔"

"کل کی بات آج کیوں سوچتے ہو دوست" میں
س کی دلجوئی کرتا "ممکن ہو تمہاری بیوی تمہارے خوابوں
ر خیالوں کی محبوبہ ثابت ہو۔"

اور رام تلخی سے مسکرا دیتا۔

بی اے پاس کر کے رام گاؤں چلا گیا۔ اور اپنے
پ کے اصرار پر ایک سرکاری اسکول کا ٹیچر بن گیا۔ سرکاری
زمت اس کے دولت مند زمیندار باپ کے لیے اقتدار
ر اعزاز کی علامت تھی۔

میں ان دنوں ایم اے کر رہا تھا۔ یونیورسٹی کے
گین رومانی ماحول نے مجھے شاعر بنا دیا تھا۔ اس زمانے
ں جب بھی گاؤں جاتا رام کی چھوٹی بہن شاردا کے حال
ار کو دیکھ کر افسردہ اور اداس ہو جاتا تھا۔ جوان ہو کر
ناردا مجسم قیامت بن گئی تھی۔ گورا گلابی رنگ سرو قد
بھرپور بدن چاند سا چہرہ، ستاروں کی طرح روشن
بادہ بھری آنکھیں اور گلاب کی پنکھڑیوں جیسے نازک
ب، معمولی لباس میں جلتا ہوا حسن کا شعلہ، برباد
وتی ہوئی جوانی۔ وہ ایک خوبصورت غزل تھی لیکن ایک
رد بھرا مرثیہ بن کر رہ گئی تھی۔

ایک دن میں نے جذباتی لہجے میں کہا "رام کیا
شاردا کی شادی نہیں ہو سکتی"

"دوسری شادی" رام نے تڑپ کر کہا "ہرگز نہیں
ہو سکتی"

"یہ تم کہہ رہے ہو" میں نے مضبوط لہجے میں کہا۔
"تم جو ایک روشن خیال اور حساس انسان ہو۔
میرے بھائی یہ صدیوں پرانی ریت ہے برسوں پرانا دستور
ہے" وہ دھیرے سے بولا "میں کمسنی کی شادی کا مخالف

ہوں اور ان لوگوں میں ہوں جو ودھوا کی شادی کے حق
میں نہیں لیکن میں چاہوں بھی تو شاردا کی شادی نہیں
ہو سکے گی۔ کوئی موزوں لڑکا نہیں ملے گا۔ اور اگر کوئی اچھا
سا لڑکا شادی کے لیے تیار بھی ہو جائے تو اسے ہزاروں
مشکلوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لوگ منہ
زبانی اچھی باتیں کرتے ہیں عملی طور پر کچھ نہیں کرتے۔"

اور میں لاجواب ہو کر رہ گیا۔

ایم اے کے بعد مجھے شہر کے ایک کالج میں جگہ مل
گئی۔ اس دوران رام کی بہو کی رخصتی عمل میں آئی۔ وہ
میکے سے رام کے گھر آ گئی۔ مجھے رام کی بیوی کو دیکھنے کا اشتیاق
تھا۔ کالج کی تعطیلات میں گاؤں پہنچتے ہی سیدھے
رام کے ہاں چلا گیا۔ شاردا سفید ساڑھی اور بلاؤز میں
جوگنوں کا حال بنائے میرے سامنے آئی تو میں لرز کر رہ
گیا۔ وہ لاغر اور نحیف ہو گئی تھی۔ اس کا بے پناہ حسن جیسے
بجھ کر رہ گیا تھا۔

"میں بڑی ابھاگن ہوں بھیا" وہ گلوگیر لہجے میں بولی
"میری بھابھی تک مجھ سے دور بھاگتی ہے۔ میرا سکھ چین
میری عزت میرا لباس میرا زیور گہنے اور ہار سنگھار سب
میرے پتی کی چتا میں جل گیا تو پھر میں کیوں زندہ رہ گئی
مجھے بھی اس کے ساتھ چتا میں جھونک دیتے یہ لوگ۔ ہر
دن جلتے رہنے سے تو ایک بار جل کر مرجانا اچھا تھا۔"

میرا دل درد سے پھٹ پڑتا اگر عین اس لمحہ میرا
دوست رام وہاں نہ آ گیا ہوتا۔ رام بڑے تپاک سے ملا۔ پھر
اس نے مجھے اپنی بیوی سے ملایا۔

رام کی بیوی کو دیکھ کر میرے دل پر چوٹ سی لگی۔
سیاہ فام بھاری بھرکم اجڈ گنوار سی عورت جسے کسی بھی لحاظ
سے خوبصورت نہیں کہا جا سکتا۔

"یہ ہے خوابوں کو چھونے کی خواہش کا انجام" رام
نے میرے کان میں سرگوشی کی جیسے وہ سسک رہا ہو —
"شاردا کا حال تم دیکھ رہے ہو۔ گڑیوں سے کھیلنے کی عمر
میں اس کا بیاہ ہوا۔ سات سال کی عمر میں بیوہ ہوئی۔ اب
جوانی سے بڑھاپے تک اسے آگ کا سفر طے کرنا ہے۔
دوسری طرف میں ہوں۔ بیوی کے نام سے دنیا بھر کی بدصورتی
اور جہالت کو مجھ پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ زندگی بھر کے لیے"

میں اسے کوئی جواب نہ دے سکا۔ آنسو بھری نظروں سے
بس اسے دیکھتا رہ گیا۔

شاردا اپنی جوانی اور بے پناہ حسن کے ساتھ
زندگی کے لق و دق صحرا میں تنہائی کے تاریک قفس میں
گھٹ گھٹ کر مر گئی۔ مرنے سے پہلے اس نے شادی کا
جوڑا پہنا زیور اور گہنے پہنے خوب بناؤ سنگھار کیا اور
ایک دلہن کی طرح سج دھج کر آئینہ کے مقابل آ کھڑی
ہوئی اور زور زور سے ہنسنے لگی۔ پھر ہنستے ہنستے بے سدھ
ہو کر گر پڑی اور ایسی گری کہ دوبارہ نہ اٹھ سکی۔

آم املی اور جامن کے درختوں سے گھری ہوئی
سرخ رتیلی زمین پر شاردا کی چتا جل رہی ہے۔ شاردا
کی چتا کا آخری شعلہ بھی لہرا کر بجھ گیا تو میرے بچپن
کے ساتھی رام نے کہا۔

"سوچو دوست میرے اندر جو حسن اور محبت
کا ایک دیوانہ مر گیا ہے اس کا انتم سنسکار کون
کرے گا ......؟؟"

اس کی درد بھری آواز سارے منظر اور پس منظر
پر چھا گئی ہے۔ میری بے بسی کی انتہا کہ میں اسے کوئی
جواب نہیں دے سکا ہوں۔ آنسو بھری سوالیہ نظروں
سے اسے بس گھورتا رہ گیا ہوں!

(حیدر آباد سے نشر)

بقیہ :- ناسفر

جگر سے سر اٹھا کر اپنی اکھڑی ہوئی آواز میں پکار اٹھا۔
لوگ بھی اس کی طرف متوجہ ہوتے — مریض
گہری سانسیں لے رہا تھا — اس کی آنکھیں حلقوں
میں ناچ رہی تھیں۔ چہرہ زرد روشنی میں اور بھی پیلا پڑ
گیا تھا۔

صراحی توڑنے والے نے گردن گھما کر مریض کو دیکھا
پھر سب مسافروں کو جو حیرانی سے اس کی طرف دیکھ رہے
تھے۔ اس نے اپنے اندر الفاظ کی جنگ محسوس کی اور
پھر چند الفاظ کا انتخاب کیا۔ اور آہستہ سے بولا
"نہ جانے، مجھے لگا — خالی صراحی لے کر سفر
کرنا لعنت ہے۔"

(بمبئی سے نشر)

غزل

رئیس اختر

ہر رات یہ کہتے ہوئے پروانہ جلا ہے — امیدِ وفا رکھنا بھی توہینِ وفا ہے
کیا بات ہوئی نظروں سے کیوں دور ہوا ہے — سانسوں کی طرح جو مرے ہمراہ رہا ہے
ہر اشک ہے افسانۂ احساس تمنا — ہر درد ترے پیار کی تصویر بنا ہے
دم گھٹتا ہے آہوں کا سلگ جاتے ہیں آنسو — خاموش محبت کی بڑی سخت سزا ہے
ہر سو نظر آتا ہے اندھیرا ہی اندھیرا — یہ کون نگاہوں سے مری دور ہوا ہے

خود مجھ کو مٹایا ہے مرے ذوقِ وفا نے
شکوہ ہے کسی کا نہ رئیس آج گلہ ہے

(حیدر آباد سے نشر)

افسانہ

حادثہ

ابوالکلام عزیزی

میں ایک مدت سے اسے چاہتا ہوں ——

وہ ایک معمولی شکل و صورت مگر جاذب نظر اور گداز جسم والی عورت ہے۔ ساری تو وہ معمولی قسم کی پہنتی ہے مگر اتنے سلیقے سے کہ اس کا جسم بے حد پرکشش نظر آتا ہے۔ نہ جانے کیوں میں اس کی جانب بار بار دیکھ لیتا ہوں، حالانکہ میرے اور اس کے درمیان بہت بڑی خلیج حائل ہے۔ ایسی خلیج جس کو پار کرنا مشکل اور دشوار گذار ہے لیکن اس کی مقناطیسی کشش نے میرے لیئے سہل بنا دیا ہے۔ وہ ایک پراسرار عورت ہے جس کو سمجھنے کے لیئے نہ جانے کتنوں نے کوششیں کیں مگر جس نے بھی اس کے راز کو سمجھنا چاہا وہ ایسی دلدل میں پھنس گیا جس سے نکلنا اس کے لیئے محال بن گیا۔ کیوں کہ خاردار راہوں کو طے کرکے منزل مقصود حاصل کرنا دشوار ترین مسئلہ تھا۔ اور جس نے ان راہوں پر قدم رکھا وہ الجھ کر رہ گیا —— اور اب لوگوں کی عقابی نگاہیں میرے اوپر مرکوز ہیں کیوں کہ میں اس پراسرار عورت کو سمجھنے میں کامیاب دکھائی دے رہا ہوں اور اسی لیئے سبھوں نے اسے سمجھنے کی کوشش چھوڑ دی ہے اور مجھے پراسرار سمجھنے لگے ہیں اس لیئے کہ میں نے جو اس کے اسرار کو جان لیا ہے۔ میں نے کانٹوں سے دامن بچاتے ہوئے آدھی منزل طے کرلی ہے۔ لوگوں کی سوالیہ نگاہیں مجھے عجیب نظروں سے گھورتی ہیں، لوگ ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے ہیں اور میں تماشائی بنا اپنے کام میں معروف ہوں۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ وہ شادی شدہ ہے اور میں بھی شادی شدہ ہوں۔ خوبصورت سی بیوی ہے لیکن سب کچھ مل جانے کے باوجود ایک احساس تشنگی میرے اوپر ہر وقت چھایا رہتا ہے۔ میرا دل اس عورت کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ وہ مجھے اپنی پیاسی نظروں سے دعوت نظارہ دیتی ہے۔ لیکن نہ جانے کیوں اس کی نظر التفات سے ایک کرب بھی محسوس کرنے لگا ہوں، ایک ٹیس سی دل میں ہے مگر کبھی کبھی اپنے اس کرب کو بھول جاتا ہوں اور اس کی نظروں میں سماجانا چاہتا ہوں۔ میں آگے بڑھنا چاہتا ہوں مگر لوگوں کی عقابی نگاہیں مجھے روک لیتی ہیں۔

اور —— ایک دن میں لوگوں کی نگاہوں کے اس مضبوط بار کو توڑ ڈالتا ہوں اور ان کی آنکھوں میں دھول جھونک دیتا ہوں۔ میری پہلی ملاقات ایک کتاب کی دکان پر ہوتی ہے۔ لب کھلتے ہیں اور بند ہو جاتے ہیں۔ کچھ کہنا چاہتے ہیں مگر کہہ نہیں پاتے۔ جسم تمازت سے سرخ ہونے لگتا ہے پھر چند سکنڈ کے بعد خوابوں سے جاگتا ہوں تو سامنے کچھ نہیں۔ میں جھنجھلا جاتا ہوں میری انا کو ہلکی سی ضرب لگتی ہے۔ دل بوجھل ہو اٹھتا ہے اور میں بھاری قدموں سے لوٹ آتا ہوں۔

لوگوں کی کھا جانے والی معنی خیز نگاہیں میرا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ لیکن میں اپنے ارادے پر اٹل ہوں۔ کبھی کبھی حالات کی سنگینی میرے دل کے اندر اٹھتے ہوئے شعلوں کو بجھا دینا چاہتی ہے۔ اسے راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر دینا چاہتی ہے لیکن میرے جذبات کے امنڈتے ہوئے طوفان کے آگے اس کا بس نہیں چلتا۔ میں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں۔ میرے سامنے بہت پرپیچ اور خطروں سے گھرے ہوئے راستے ہیں۔ لیکن مقصد کے حصول کے لیئے کانٹوں سے الجھنا ہی پڑتا ہے۔

ادھر کچھ دنوں سے اس کی آنکھوں میں بیگانگی سی نظر آنے لگی ہے۔ شاید حالات کے آگے اس نے سپر ڈال دی ہے۔ اس کے تیور بدلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مجھے ایک الجھن سی ہوگئی ہے۔ وہ اتنی بزدل ہے میرے ذہن نے سوال کیا۔ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا میں نے تردید کرنے کی کوشش کی مگر حالات بدستور رہے۔ میرے دل کو ضرب پہنچتی ہے اور تب میں نے بھی نفرت سے اس کی جانب دیکھنا شروع کر دیا۔ لیکن وہ بھی عجیب عورت ہے کبھی اقرار تو کبھی انکار اور ان دونوں کی کشمکش سے خود کو آزاد کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

ہم دونوں کے درمیان ایک فاصلہ ہوگیا ہے۔ کبھی کشتی ساحل کے قریب آتے آتے اچانک طوفان کی زد میں آجاتی ہے اور بہت دور نکل جاتی ہے اور کبھی موج بلا اسے الٹنے کی کوشش کرتی ہے۔ میں کئی بار گرتے گرتے بچا پھر سنبھلا، پھر گرا اور گرنے سنبھلنے کا عمل ایک عرصے تک قائم رہا۔ حالات کچھ ایسے ہوگئے کہ مایوسیاں میرے دامن میں سمٹ کر رہ گئیں۔ اور میرے دل سے تمناؤں کے اٹھتے ہوئے طوفان میں یکایک ٹھہراؤ پیدا ہوگیا اور قریب تھا کہ میں حالات کے آگے ہتھیار ڈال دیتا اس کی ایک معنی خیز مسکراہٹ اور اداؤں نے میرے احساسات کی دبتی ہوئی چنگاری کو شعلوں میں تبدیل کر دیا اور یہ خطرناک کھیل پھر سے شروع ہوگیا۔

دوریاں نزدیک تر ہوتی گئیں۔ ہم دونوں کی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مجھے اس کے بارے میں کئی باتیں معلوم ہوئیں اس کی بیچارگی اور مجبوری نے مجھے بہت متاثر کیا چنانچہ میرے ایثار و خلوص نے اس کی بدحالی اور تنگ دامانی سے رشتے استوار کر لیئے۔

آج اس نے اشارے سے کچھ اور ہی بات کہنے کی کوشش کی ہے۔ مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ اس کا شوہر کسی کام سے باہر گیا ہوا ہے اور مجھے اپنے یہاں آنے کی دعوت دے رہی ہے لیکن میں ڈر رہا ہوں کیوں کہ لوگوں کی نگاہیں اب بھی تعاقب میں لگی رہتی ہیں۔ بعض نگاہیں تھک چکی ہیں اور بعضوں نے نگاہ ڈالنی بھی چھوڑ دی ہے۔ میں فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ کیا کروں کیوں کہ سامنے کی خندق کو عبور کرنا بڑا جان جوکھم کا کام ہے۔ میرا پیمانۂ صبر لبریز ہو جاتا ہے اور تب میں اپنے اردگرد کے تمام آہنی شکنجوں کو توڑ کر سورج ڈھلتے ہی اس کے پاس جا پہنچتا ہوں۔

آسمان پر سیاہی پھیلتی جا رہی ہے اور دھیرے دھیرے تاروں بھری چادر پورے آسمان کو ڈھک لیتی ہے۔ خنک ہوائیں جسم میں ایک عجیب کیفیت پیدا کر رہی ہیں۔ وہ میرے اتنا قریب ہے کہ اس کے بالوں کی مہک میرے سانسوں میں تحلیل ہو رہی ہے اور میں بے خود ہو کر اسے اور قریب کر لیتا ہوں۔ دو جوان جسموں کی قربت گویا جنگل میں آگ لگنے کے برابر ہوتی ہے اور ہم بھی اس آگ میں جلنے لگے اور پھر آگ لگنے اور جلنے کا سلسلہ برابر چلتا رہا۔

جب بھی اس کا شوہر شہر سے باہر جاتا میں اس کے پاس چلا جاتا اور پھر وہی آگ ——

اس کی قربت نے آج میرے جسم کی رگ رگ میں سرور و مستی بھر دی ہے۔ ایک کیفیتِ رندانہ مجھے بے خود کیئے ہوئے ہے۔ میری آنکھیں بوجھل ہونے لگتی ہیں اور نہ معلوم کب نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہوں —— آنکھیں کھلتی ہیں تو صبح کا اجالا ہر طرف پھیل چکا ہوتا ہے، میرے قدم دروازے کی جانب بڑھنے لگتے ہیں۔ لیکن سامنے کے منظر کو دیکھ کر میرا دل گلے میں اٹک جاتا ہے، پیروں میں ارتعاش ہونے لگتا ہے، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اس کا شوہر باہر کھڑا ہے ——

وہ کچھ کہے بغیر اندر چلا جاتا ہے۔ اندر سے مجھے دونوں کے قہقہے صاف سنائی دیتے ہیں۔

میں سوچ رہا ہوں اسے حادثہ کہوں یا کوئی اور نام دوں —— (پٹنہ سے نشر)

ابوالکلام عزیزی
بہار اردو اکادمی۔ ۹/۵۔ شرقی کرشنا پوری
پٹنہ ۸۰۰۰۰۱

رفتہ نگارش

ماضی کی شگفتہ و شاداب تحریروں سے انتخاب

خطوط کے آئینے میں شبلی

سید ابوالفضل

اوروں کے خانگی اور نجی خطوط کا پڑھنا ہر ملک و ہر معاشرت میں ایک اخلاقی جرم سمجھا جاتا ہے مگر دستور اور رواج میں استثنار کا ایک پہلو ایسا نکل آتا ہے جہاں عیب ایک ہنر اور جرم ایک خوبی بن جاتا ہے۔ اس استثنائی شکل میں بڑی شخصیتوں کے نجی خطوط شامل ہیں کہ طرزِ جدید کی سوانح عمری مرتب کرنے میں ـــــ آج کل ـــــ ان کے ایسے خطوط اور تحریروں سے زیادہ اہم دستاویزات کوئی اور نہیں سمجھی جاتیں۔ ان کی زندگی کے واقعات کے لیے گڑے مردے اکھیڑنے کی طرح ایک جشن برپا کیا جاتا ہے بلکہ ترقی کی ایک منزل اب یہ آگئی ہے کہ اس جشن کے ساتھ ان سیہ روز [illegible] کیا جاتا ہے۔

نجی خطوط خود کلامی کا بہترین مظہر ہوتے ہیں تنہائی میں اپنے راز دار اور مخلص دوستوں یا اپنے نورِ نظر ندیموں کو خط لکھتے ہوئے انسان کسی دار و گیر یا باز پرس و تنقید کی گرفت سے آزاد ہو کر نہایت بے تکلفی اور بے ساختگی سے اپنا دل کھول کر رکھتا ہے۔

مثال اس شخص کی کسی اور علمی یا ادبی تحریر میں ہرگز نہ مل سکے گی۔ ایسے خطوط میں سادگی صداقت اور خلوص ہوتا ہے۔ تصنع نام کو نہیں ہوتا۔ وہ نہایت بے تکلفی سے اپنے مخاطب سے باتیں کرتا ہے اسے اپنا شریکِ راز بناتا ہے اپنے دل کی گہرائیاں اس کے سامنے کھول کر رکھ دیتا ہے، اس سے مشورہ لیتا ہے اس کی باتوں پر ہنستا ہے اور افسوس بھی کرتا ہے اسے اپنی مسرت اور غم کا شریک و راز داں جان کر اپنی کامیابیاں اور ناکامیاں اس سے بیان کرتا ہے بلکہ بعض اوقات اپنی کامرانیوں کی داد کا طالب ہے اور اپنی حسرتوں کی بیداد پر اس سے مرہم کا جویا ـــــ یہاں ملکی زندگی کے تمام پہلو ـــــ اس کی تمنائیں اور اس کے ولولے اور اس کے اعمال و افعال کے خاکے جیتی جاگتی تصویروں میں بدل جاتے ہیں۔ اس کی حیات کے سارے اسرار اور خوابیدہ پہلو جاگ پڑتے ہیں گویا اس کے یہ خطوط ایسے شفاف آئینے ہیں کہ جس میں اس کے تحت الشعور کی جھلکیاں تک نمودار ہو جاتی ہیں۔

کسی بڑی شخصیت کی سوانح عمری کا مطالعہ کیجیے۔ تو معلوم ہوگا کہ اس کے سوانح نگار نے کس کد و کاوش سے اس کی زندگی کے ایک ایک واقع کو خواہ وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو جمع کیا ہے۔ اس کے ایک ایک جملے بلکہ ایک ایک لفظ سے واقعات میں جان بھرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف اگر اس کے خانگی خطوط مل جائیں جو اس نے اپنے عزیزوں دوستوں اور ساتھیوں کو موقع بموقع لکھے جس میں مختلف واقعات جذبات یا ان کے آپس کے تعلقات کی گہرائی کو واضح کرنے والی عبارتوں اور تحریروں سے زینت بخشی ہے تو اس شخصیت کی مکمل تصویر ہماری نظروں کے سامنے ابھر آئے گی۔ یہی بات شبلی کے معاملے میں بھی بڑی حد تک صحیح نکلتی ہے۔

خطوط میں شبلی کے مخاطب ہر قسم کے لوگ ہیں بزرگ خاندان دوست جس میں دونوں اصناف شامل ہیں۔ شاگرد اور ہم پیشہ و ہم مشرب اس لحاظ سے مختلف امور کے علاوہ جابجا ایسے حالات سے ان کو دوچار ہونا ناگزیر تھا جس میں وہ خود اپنے متعلق بھی لکھتے اور یہی باتیں ہماری کام کی ہیں۔ انھیں باتوں سے ان کے دلی راز ان کی امیدیں ان کے ارادے ان کی دلچسپیاں ـــــ غرض ان کے حقیقی خیالات و جذبات ظاہر کرنے والی بہت ہی ایسی چیزیں نکل آتی ہیں جس سے ان کی شخصیت کو متعین کرنے میں ہمیں بڑی مدد ملتی ہے۔

جہاں شبلی کی شخصیت کے بہت سے پہلو ان کے اس سرمایہ کے مطالعے سے ہمارے سامنے ابھر آتے ہیں۔ اس میں کم از کم دو نہایت شاندار اور جاندار ہیں۔ انھیں ہم کمال اور جمال سے منسوب کر سکتے ہیں جہاں تک ان کی کمالی حیثیت کا تعلق ہے اس کے یوں تو کئی روپ ہیں مگر سب کا مجموعہ علم اور اس کے متعلقات کے علاوہ کچھ نہیں جیسے مذہبی علوم کی اصلاح، مستشرقین کی غلطیوں کا ازالہ، درسگاہوں کی بہتری، تصنیف کی تیاری، طلبہ کو ہر قسم کی امداد کا خیال، کتابوں کی خریداری، کتب خانوں سے استفادہ کی کوشش، علوم و فنون کی ترقی کے سلسلہ میں جلسوں کمیٹیوں اور کانفرنسوں کا انعقاد اور قومی کاموں کے لیے چندوں کی وصولی کے پروگرام بنانا ـــــ غرض ایک طومار ہے جو ان کی زندگی کے ہر لمحے پر چھایا ہوا ہے۔ اپنے ان مقاصد کی تکمیل کے لیے کبھی وہ گورنمنٹ کو نصابِ تعلیم، اساتذہ، زبان اور اخلاق و مذہب کے مسائل کے بارے میں توجہ دلاتے نظر آتے ہیں تو کبھی ملک کے لیڈروں سے تعلیم و تدریس کے معاملے میں گرما گرم بحثیں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ کبھی پریس والوں سے تصانیف طباعت اور اشاعت و فروخت کی باتیں طے ہو رہی ہیں تو کبھی دور دراز کے کتب خانوں اور مصنفوں سے کتابیں حاصل کرنے کی کوشش میں لگے ہیں۔ قلمی نسخے خریدتے ہیں اور اس قیمتی سرمایہ کے جمع ہونے پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اہلِ علم یا اہلِ ثروت کو ان کے تحفے تحائف بھی دے رہے ہیں۔ بیماریوں نے عاجز کیا اور صحت کا خیال آیا تو کسی ایک مقام پر جم کر رہنے اور خاموشی اور سکون سے زندگی گزارنے کے پروگرام بناتے ہیں مگر جوں ہی تصانیف کی تیاری یا تلاشِ روزگار کی ضرورت آ پڑتی ہے تو طویل سفروں کے انتظامات میں لگ جاتے ہیں۔ ایک طرف طالب علموں کی ذہنی تربیت اور تدریس میں معروف ہیں تو دوسری طرف کسبِ معیشت میں ان کی سفارشیں کر رہے ہیں اور زندگی کے مختلف دوروں میں ان کی ممکنہ مدد کر رہے ہیں۔ کبھی اہلِ مشرق کو ان کے جمود تساہل اور جہالت پسندی پر برا بھلا کہا جا رہا ہے تو کبھی اہلِ مغرب کی برائیوں کا دامن چاک کیا جا رہا ہے۔ کبھی اپنی شخصیت کے اسرار کھولے جا رہے ہیں تو کبھی مخالفین کی نفس پرستی کی طرف اشارے کر رہے ہیں ان تمام ہنگاموں اور زندگی کی ان بے شمار الجھنوں میں بھی ان خطوط کے ہر پڑھنے والے کو یہ صاف نظر آتا ہے کہ ناسازگار ماحول حوادث پیہم اور نارسائی بخت کے باوجود ایک عظیم شخصیت کس طرح اپنی ہستی کو ہر الجھاؤ اور ہر پیچ و خم سے باہر نکالتی ہے اور کس طرح اپنی رفعت کا لوہا اہلِ عالم سے منواتی ہے۔ کارناموں کو سرانجام دینے کی دھن کس طرح اسے اپنے اطراف ایسے شاگردوں اور رفیقوں کے جمع کرنے میں مدد دیتی ہے تا آنکہ وہی لگن وہ اوروں کے دل میں بھی پیدا کر دیتی ہے یہاں پہونچ کر ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ علم و فن کی عظمت اور اس سے حقیقی افادہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سورج اپنے نور سے ایسے کئی کرّوں کو ضیا پاش کر دے کہ وہی آگے چل کر ماہتاب کہلائیں پھر اس حاصل شدہ نور کے فیضان سے وہ اوروں کو استفادہ کرنے کا موقع دیں چراغ سے چراغ جلنے کا یہی طریقہ تعلیم کا حقیقی طرز اور

مقصد ہے۔

علمی مظاہر پر روشنی ڈالنے والے مکاتیب بظاہر خشک اور خالص کاروباری انداز کے معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کی شخصیت کا نہایت جاندار پہلو انھیں سے واضح ہے ان سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے سے وہ کس طرح استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان لمحات کی قدر و قیمت اور ان میں اپنی صلاحیتوں کو روبہ عمل لانے کی تدبیروں سے وہ بخوبی واقف ہیں وہ اپنے مخاطب کی ذہنی افتاد اور اس کے جوہر کا بھی علم رکھتے ہیں جس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اس لیے شاگردوں کو لکھنے کے عجیب انداز ہیں کبھی ان کی سستی پر طعنہ دیتے ہیں تو کبھی ان کے مضامین و کتب کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ کبھی یورپ والوں کے مقابلے کے لیے مختلف طریقوں سے انھیں اکساتے ہیں تو کبھی مشرق و مغرب کے ڈانڈے ملائے بغیر تعلیمی ترقی کو ناممکن بناتے ہیں مگر ساتھ ہی اپنے علوم و آداب کی پابندی و افادیت کا یقین ان کے دلوں میں پیدا کرتے ہیں۔ کبھی بعض علما و سلف کے بے مدعا طرز تحریر اور لاپروایانہ اسلوب نگارش پر جز بز ہو رہے ہیں تو کبھی ان کی انھیں غلطیوں سے مستشرقین کے فائدے اٹھانے اور مغالطہ دینے کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔

شاعروں کو چھوڑ بھی دیں تو دنیا میں کتنے ایسے ہیں جو اپنی زندگی کے حالات کے اظہار میں نصیب پر راضی اور حاصل پر مطمئن دکھائی دیں گے۔ شبلی تو فطری شاعر تھے ان کی شاعرانہ جولانیوں کو نظرانداز بھی کر دیں تو انھیں اپنی بدنصیبی نامرادی اور مقاصد حیات میں الجھاؤ کا شروع سے احساس تھا اور شدید تھا اور اس کی وجوہات بھی تھیں۔ ماں کی موت سے ان بیچیدگیوں کا آغاز ہوا متول گھرانے کا فرد کھو تو نئی ماں کے نئے ماحول کے باعث اور زیادہ تر خود دار و حساس بلکہ ضدی طبیعت کی وجہ سے اپنے آلام میں خود ہی اضافہ کا موجب ہوا۔ ان کی طبیعت کی یہ افتاد زندگی کے اور میدانوں میں بھی ان کے لیے مشکلات کا باعث بنتی رہی مگر جیسا کہ خود انھیں اعتراف تھا کہ وہ اپنی فطرت سے مجبور تھے۔ بے وجہ خدا کی نعمتوں سے شادکام ہونے والوں اور بے سبب سماج میں مال و دولت کے علاوہ عزت و شہرت و اقتدار کے بلند ترین زینوں پر پہونچنے والوں پر انھوں نے کبھی رشک نہیں کیا بلکہ اس کا انفعالی اثر بھی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ ان کی تحریریں گواہ ہیں۔ کہ ان کی ضد میں پختگی احساس خودداری میں اضافہ اور راسخ العقیدگی میں کمال حاصل ہونے لگا اس سے جہاں ان کو بعض تکلیفیں پہونچیں اور زندگی میں بہت سے نشیب و فراز آئے خصوصاً کسب معیشت اور خاندانی معاملات میں ـــــــ وہیں ان کی علمی جد و جہد اور تحقیق پسندی کو بڑا فائدہ پہونچا۔ عامیانہ مضمون نویسی سے تنفر بڑھ گیا معمولی دلائل و نکات پر رضامندی سے گریز کرنے لگے اور مخالفین کے دلائل و براہین سے کسی قسم کا سمجھوتہ ناممکن ہو گیا ظاہر ہے محققانہ و عالمانہ شان کا بڑا حصہ اپنے نکات نظر کی اہمیت کے احساس اور ان کے اصرار پر ہی مشتمل ہوتا ہے۔ شبلی کی ذات سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ اور زندگی کی کوتہ دستیاں بعض اوقات عظمت کے ان محلوں میں کیسے نقش و نگار گل بوٹے اور پچی کاری کے حسین، نمونے بنا دیتی ہیں۔ یہی بات تھی کہ شبلی کے معاملے میں بھی ان کے حوادث ان کی ناکامیاں اور ایک نصب العین زندگی سے ان کی دوڑ نے ان کے لوہے کو فولاد میں تبدیل کیا اور اس آب و تشیں کو تندیٔ صہبا عطا کیا۔

مولانا کی زندگی کی تنویت یا تلون بھی قابل مطالعہ ہیں مگر عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنے ہر جذبے اور اپنے ہر خیال کو لگے بندھے طریقے سے نہیں بلکہ واضح اور بے ریا طریقے سے لکھ جاتے ہیں۔ اگر یہ خطوط نہ چھپ سکتے تو اردو زبان طرز ادا جذبات نگاری اور صداقت و خلوص کے ایک اہم دستاویز سے محروم ہو جاتی اور ساتھ ہی شبلی جیسے عالم کی زندگی واضح طور پر ہمارے سامنے نہ آ سکتی۔ جہاں مولویوں کو ان کی بے عقلی اور تعصب و ضد پر لعن طعن کیا ہے۔ وہیں بعض کسی کو اس لیے مولوی کی شکل بنائے رہنے کی ترغیب دی ہے کہ اس سے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ابتدا پردے کے سخت مؤید میں رہے۔ پھر خاص ماحول کے اثرات کے تحت روایاتی پردے کے مخالفین میں شامل ہو گئے۔ جب آزاد خیالی آئی اور عورتوں کی شرکت پر اس لیے راضی نہ ہو سکے کہ مولویوں اور کٹر خیال لوگوں کی وجہ سے ایسے جری اقدامات بعض مفید تحریکوں کو فوراً برباد کر دیں گے غرض موقع شناس اور مصلحت بینی نے بعض اوقات شبلی جیسے انسان کو بھی پابہ زنجیر کیا مگر ایسے امور ان کی زندگی میں کم آئے اور وہ بھی خاص حالات اور خاص اشخاص کی وجہ سے آئے۔

ان کی زندگی کا جمالی پہلو ان کے ان خطوط سے ظاہر ہوتا ہے جو انھوں نے بمبئی کی دو دوست خواتین کے نام لکھے ہیں اس سلسلے میں بعض کتابیں لکھی گئیں اور رسائل میں کئی مضامین لکھے گئے مختلف طبیعتوں نے ان کی زندگی کے اس دور سے مختلف نتیجے نکالے۔ داستانیں بنیں ان میں گل کاریاں کی گئیں۔ انھیں رنگ و بو سے مالا مال کیا گیا۔ اس باب میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ شبلی کی یہ آخری بدنصیبی تھی جس کے اثر سے وہ مرنے کے بعد بھی نہ بچ سکے۔

شبلی فطری شاعر تھے۔ لکھنؤ کی زوال پذیر معاشرت میں ان کا بچپن اور ابتدائی شباب گزرا۔ اس دور سے سخن سنجی کی بہت خصوصیات اور روایتیں انھوں نے حاصل کر لی تھیں جو عمر کے آخری حصے تک ان سے جدا نہ ہو سکیں۔ جب کبھی علمی کاموں اور مذہبی امور میں منہمک رہتے یہ جذبہ دب جاتا لیکن پھر بیچ بیچ میں ایسے ماحول نصیب ہوتے کہ جن میں یہ دبی چنگاریاں پھر سلگ اٹھیں۔ حیدرآباد کا ماحول ملا۔ داغ اور امیر کی صحبتیں ملیں۔ پرانا ذوق نئے جوش سے نمودار ہوا۔ علی گڑھ میں یہ جذبہ بین بین رہا۔ ندوہ ملا پھر زاہد اور مولوی بن گئے اور اصل یہ ہے کہ ندوہ کے کاموں کی سنجیدگی اور وہاں کا ماحول کسی بڑے سے بڑے شاعر کو بھی دبی کرنے پر مجبور کرتا جس پر شبلی مجبور تھے مگر اس سے ان کی فطری صلاحیتیں مٹ تو نہیں سکتی تھیں اور شبلی جب سازگار ماحول پاتے ان صلاحیتوں کو زندہ کر لیتے تھے۔ اس سے ان کی اس قدرت کا بھی پتہ چلتا ہے جو ان کو بیک وقت کئی معبودوں کی پرستش کرنے پر حاصل تھی۔ ان کے اس ملکہ کا اعلیٰ ترین ظہور اس وقت ہوا جبکہ انھیں بمبئی کا ماحول ملا۔ یہ مختصر دور ان کی شاعری اور ادبی نگارشات ـــــــ دونوں اعتبار سے اتنا زرین ہے کہ اردو ادب کو اس دور کے مکاتیب نے ایک بیش قیمت عطیہ ورثہ میں دیا ہے۔

"وادی گل" یعنی بمبئی کے مکاتیب سے حسن ظن کے ماہروں کو بڑا مواد ہاتھ آیا۔ ہر ادب و سماج میں بڑی شخصیتوں کے بارے میں ایسا ہی کچھ ہوتا آیا ہے۔ سوانح نگاروں اور تنقید پسندوں کو بڑے آدمیوں کے دلچسپ واقعات محبوب مشاغل اور شوخیٔ دل کے ان بیتے ہوئے لمحات کی تلاش ہوتی ہے جس میں پاسبان عقل کی گرفت ڈھیلی ہو۔ کہ وہ وفا کردہ دونوں تخیل کی زد میں آجاتے ہیں۔ یہی حال "وادی گل" میں شبلی کا ہوا اور اس شاعر نے ایسے "خیال کاروں" کی اڑان کے لیے اتفاق سے دو پر بھی مہیا کر دیے یعنی "بوئے گل" اور "دستہ گل"۔ "فصل گل" کے نتائج پر ہمیں ان کی متنوع صلاحیتوں کو پیش نظر رکھ کر غور کرنا ہے۔ یا اتفاق ہے کہ ایک عمدہ شاعر ایک بڑا محقق ماہر مذہب اور رہنمائے تعلیم بھی تھا۔ ان صلاحیتوں کے حامل کو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ تقریباً فرشتہ یا کم از کم ادنیٰ قسم کے جذبات و تاثر سے خالی ہو اور خشونت سے مملو ہو لہٰذا شاعری کا میل اس کے ساتھ ان کی سمجھ میں نہیں آتا اس میں نہ شبلی کا قصور ہے اور نہ لوگوں کا۔ شبلی نے وادی گل کی رنگینی سے بساط بھر فائدہ اٹھایا۔ گلزار تخیل سے جی بھر کر گل چینی کی اور ادب کے دامن کو دامان باغباں و کف گلفروش بنا دیا۔ خلوص و بے ریائی کی حقیقی تصویریں پیش کیں ہمت افزائی اور ترغیب و توصیف کے انوکھے انداز بتائے۔ روٹھنے منانے کے مناظر پیش کیے۔ رخش دل کو سرپٹ دوڑایا مگر رکاب کو پاؤں سے اور باگ کو ہاتھوں سے چھوٹنے نہ دیا۔ لکھا بھی لکھایا بھی، پڑھایا بھی پڑھا بھی۔ حسن کو دیکھ کر حسن معانی کی تفسیر کی صورت کی آرائش و زیبائش کے لیے بلندیٔ کردار و سیرت کی تعبیر دی۔ دلوں کو صدق و صفا کی اور نظروں کو ادب کی تنویر دی۔ غرض اس پورے سرمایہ کے مطالعہ سے ہمیں شبلی کی عظمت میں کمی کا پتہ نہیں چلتا۔ وہ اس چٹان کی طرح بلند تھے۔ جس کے چھوٹے چھوٹے قدرتی گڑھے بھی اس لیے ہوتے ہیں کہ ان میں جمع شدہ پانی سے حسین پرندے اپنی پیاس بجھا سکیں۔ وہ اس بلند و بالا درخت کی طرح تھے جس کے طفیلی پودے کی رنگا رنگی سے درخت کی اصلیت اور اہمیت میں فرق نہیں آتا بلکہ الٹا اس درخت کی عظمت سے عارضی طور پر تک وہ طفیلی پودا اپنے لیے ایک بلند مقام پیدا کر لیتا ہے اور اس درخت کے شیدا کبھی کبھی اس پر بھی نظر ڈال لیتے ہیں جس سے محض عظمت سے وابستگی کے باعث اسے بھی زندگی ملتی ہے۔ لیکن حاصل شدہ مواد کی بنا پر حقیقت پسند جان لیتے ہیں کہ وہ جوہر جو ان کے مخاطب نے شبلی سے حاصل کیا اس عوض کے مقابل نہایت گراں قدر ہے جو اس نے شبلی کو دیا۔

(حیدرآباد سے نشر)

نیشنل پروگرام

ایس رکمنی کا وینا وادن

یکم مئی رات ساڑھے نو بجے

آل انڈیا ریڈیو کے مقابلۂ موسیقی کے انعام یافتہ اور گورنمنٹ آف انڈیا کلچرل اسکالرشپ یافتہ ایس رکمنی نے وینا کی تعلیم بعد میں کے ایس نرائنا سوامی سے حاصل کی۔ آج کل آپ سواتی ترونل کالج آف میوزک، ترویندرم میں وینا کی پروفیسر ہیں۔

ایس رکمنی کا تعلق موسیقاروں کے ایک روایتی گھرانے سے ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے چچا شری نیلائی کرشنا مورتی سے حاصل کی اور بعد میں سواتی ترول کالج آف میوزک، ترویندرم میں موسیقی کی طالبہ رہیں۔

دنکر کیکنی کا گائن:

۸ر مئی رات ساڑھے نو بجے

دنکر کیکنی نے موسیقی کی تعلیم ابتدائے عمر میں ہی پٹیالہ گھرانہ کے پنڈت کے ناگیش اور پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر سے حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ بعد میں بھاتکنڈے یونیورسٹی کے پنڈت ایس این رتن جنکر نے ان کے فن کو مزید جلا بخشی۔

اونچی اور پاٹدار آواز کے مالک دنکر کیکنی خیال، دھرپد دھمار ٹھمری یکساں مہارت اور خوبی سے گاتے ہیں۔ ان کی گائیکی پر آگرہ گھرانہ کی چھاپ نظر آتی ہے۔

اپنے فن کا مظاہرہ نہ صرف ملک میں بلکہ سوویت روس، امریکہ، کناڈا اور مشرقی یورپ کے ممالک میں کر چکے ہیں۔

آج کل آپ بھارتیہ ودیا بھون کے میوزک اینڈ ڈانس اسکول، ببمئی میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہیں۔

اے کانن کا گائن

اے کانن صف اول کے ایک ایسے فنکار کا نام ہے جسے خیال اور ٹھمری گائیکی پر بے پناہ عبور حاصل ہے۔ اپنی فنکاری کا مظاہرہ وہ ملک اور بیرون ملک وسیع پیمانے پر کر چکے ہیں۔ اے کانن ان فنکاروں میں سے ہیں جن کے سر کلاسیکی موسیقی کی تجدید نو کا سہرا جاتا ہے۔ ابتدائی تعلیم بابو راؤ سے حاصل کرنے کے بعد وہ اچاریہ گرجا شنکر چکرورتی اور استاد امیر خاں جیسے عظیم استادوں کے شاگرد رہے۔ وہ خیال، ٹھمری اور بھجن نہایت

مہارت سے گاتے ہیں۔ شیریں اور دلکش آواز کے مالک اے کانن راگوں کی باریکیوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ بلند تانیں ان کے فن میں مزید دلکشی پیدا کر دیتی ہیں۔ آج کل آپ کلکتہ کی سنگیت ریسرچ اکیڈمی سے منسلک ہیں۔

ارون بھادوری گائن ہیں، وی جی جوگ وائلن پر، آنند گوپال بندوپادھیائے طبلے پر اور سندیپ گھوش ہارمونیم پر سنگت دیں گے

دوردرشن ٹیلی کاسٹ

بمبئی ——— ۷ر مئی

مدراس ——— ۱۴ر مئی

خبردار! ملیریا منڈلا رہا ہے

اس کا بروقت علاج کیجئے، اسے سرے سے مٹا ڈالئے

ہمارے یہاں ملیریا کا خطرہ پھر موجود ہے۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے۔ اس کا موثر تدارک ضروری ہے۔ اس کا علاج تو ہے مگر بہتر یہی ہے کہ اس سے بچاؤ کا اہتمام کیا جائے۔ چنانچہ یہاں آپ کو کچھ فائدہ مند مشورے دیئے جا رہے ہیں:

وجوہ

- ملیریا ایک قسم کے جراثیم سے ہوتا ہے۔
- مچھر ملیریا کے مریض کو کاٹتے ہیں تو وہ یہ جراثیم اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور صحت مند لوگوں کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں۔
- جمع شدہ پانی، مچھروں کی پیدائش میں معاون ہوتا ہے۔
- مریض کا علاج بروقت نہ کرانے سے مرض کے پھیلنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

علامتیں

1. اچانک کپکپی کے ساتھ بخار چڑھ جاتا ہے۔
2. جسم چٹکنے اور سر میں شدید درد ہونے لگتا ہے۔
3. بعد ازاں حرارت کم ہو جاتی ہے، پسینہ بہت آتا ہے، کمزوری محسوس ہوتی ہے۔

موذی مرض

شدید ملیریا سے دماغی خلل لاحق ہو سکتا ہے جو بیہوشی یا ہذیان کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ اگر اس کا علاج بروقت نہ کیا جائے تو یہ مہلک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

باقاعدہ علاج

- مریض کے خون کی جانچ فوراً کروائیے۔
- ابتدائی علاج کے طور پر کلوروکوئین کی گولیاں کھلائیے۔
- خون کی جانچ سے اگر ملیریا کی تصدیق ہو جائے تو پورے پانچ دن تک ملیریا کا مکمل علاج کرائیے۔

ملیریا کارکن، نزدیکی پرائمری ہیلتھ سینٹر، ڈسپنسری یا اسپتال سے رجوع کیجئے جہاں یہ سہولیات مفت دستیاب ہیں۔

احتیاطی تدابیر

- گندہ یا بارش کا پانی دیر تک نالیوں، گڑھوں، گملوں، متروک ٹین کے ڈبوں وغیرہ یا اپنے گھر میں نیز آس پاس جمع نہ رہنے دیں۔
- پانی جمع رکھنے کی ٹنکیاں، ٹب، مٹکے وغیرہ ہفتے میں ایک بار ضرور خالی کر کے صاف کیجئے۔
- کیڑے مار دوائیاں چھڑکنے والی ٹیموں سے تعاون کیجئے۔
- اپنے گھر کے کونے کونے میں دواؤں کا چھڑکاؤ کروائیے۔ اسٹور، باورچی خانہ، عبادت گاہ، مویشی خانے میں بھی چھڑکاؤ کرانا نہ بھولئے۔ چھڑکاؤ کے دوران کھانے پینے کی چیزیں اور مویشیوں کا چارہ ڈھانپ کر رکھئے۔
- چھڑکاؤ کے فوراً ہی بعد گھر میں لپائی، پلستر یا سفیدی نہ کرائیے۔

بخار کے ہر واقعہ کی اطلاع صحت کارکنوں کو دی جانی چاہیے

ملیریا کے انسداد کا قومی پروگرام
(وزارت صحت و خاندانی بہبود)
22۔ شام ناتھ مارگ، دہلی 110054
davp 81/155

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو: ۱۳ء۴۲۷ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) — میڈیم ویو: ۱۴ء۲۸۰ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)

شارٹ ویو: ۰۷ء۳۱ میٹر (۹۶۶۰ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس

میڈیم ویو: ۱۳ء۴۲۷ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) — میڈیم ویو: ۱۴ء۲۸۰ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)

شارٹ ویو: ۰۱ء۳۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس

میڈیم ویو: ۱۳ء۴۲۷ میٹر ۷۰۲ کلو ہرٹز — شارٹ ویو: ۰۵ء۹۱ میٹر ۳۲۹۵ کلو ہرٹز

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" ۱۶ اپریل کا شمارہ دیکھیے

ہفتہ یکم مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
پریم ناتھ، داغ و غالب کا کلام
نینا دیوی، جگر، فیض اور
سودا کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
احمد رضا، وچترو ینا پر اہیر بھیرو

۹-۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
زندہ حسن، ٹھمری، بھیروی، دادرا

دوپہر

۲-۰۷ گیتانجلی

رات

۸-۰۰ صدائے شام

۸-۳۰ آبشار
پریم ناتھ، ساحر ہوشیارپوری اور
فراق گورکھپوری کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ملک رجنی کر، خیال مالکونس

اتوار ۲ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
ششی لتا لورک، مخمور دہلوی،
فراق اور خمار بارہ بنکوی کا کلام

شبیر حسین، رضا امروہوی اور
امیر قزلباش کا کلام

۷-۳۰ پرکاش این سکینہ، بانسری پر
راگ دیوی گری بلاول

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
ترتیب و پیشکش، اے۔ جبار

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
روشن آرا بیگم، خیال زرتابی

پیر ۳ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
روندر گرو ور، ساحر بھوپالی اور
شمیم جے پوری کا کلام
گھنشیام داس، بشیر بدر اور
خمار بارہ بنکوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
علاؤ الدین، اسراج پر سلک باری

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
بینا پانی مشرا، خیال چارو کیشی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
روندر گرو ور، جگر مرادآبادی
اور مومن کا کلام

۱۰-۰۰ ایک راگ کئی روپ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بینا پانی مشرا، خیال اور ترانہ مالگنجی

منگل ۴ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
اے۔ رمیش کمار، میر، صبا افغانی
اور عزیز وارثی کا کلام
امرجیت، شکیل بدایونی اور
شاذ تمکنت کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
پی ڈی سپت رشی، وائلن پر جونپوری

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
پنڈت منی رام، خیال درباری توڑی

دوپہر

۲-۳۰ نغمہ و تبسم

رات

۸-۳۰ حسن غزل
امرجیت، فانی اور مومن کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت منی رام، خیال

بدھ ۵ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
غلام عباس، حسرت موہانی
اور داغ کا کلام
وندنا واجپئی، شاد فدائی،
جگدیش مہتہ درد، بشیر بدر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
سکندر حسین و ساتھی، شہنائی پر جوگیا

۹-۲۲ کلاسیکی موسیقی
ایم آر گوتم، خیال شوبھا مت بھیرو

رات

۸-۳۰ حسن غزل
وندنا واجپئی، غزلیں

۱۱-۳۰ رسک لال اندھریا، خیال

جمعرات ۶ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
محمد یعقوب، داغ، ناسخ اور
ظفر کا کلام
شانتی ماتھر، عزیز وارثی اور
ایم ایل ملہوترہ کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
محمود مرزا، ستار پر راگ بھٹیار

۹-۲۲ نیاز احمد خاں، فیاض احمد خاں
خیال ٹوڈی

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

رات

۸-۳۰ حسن غزل
محمد یعقوب، غزلیں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
نیاز احمد خاں، فیاض احمد خاں
خیال باگیشوری

جمعہ ۷ مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن مجید معہ ترجمہ
نعت رسول۔ نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہر صبا
امینہ برنی، رابندر سنگیت
سدیش سنہا، مخدوم محی الدین،
فراق اور جگر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
استاد حفیظ علی خاں، سرود پر
راگ قصوری بھیروی

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

رات

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
یونس حسین خاں،
خیال اور ترانہ راگ درباری

ہفتہ ۸ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
پورنیما داس، غزلیں
سعادت بن اشرف، خمار بارہ بنکوی،
فیض اور غالب کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
ڈی آر پروتیکر، دتاتریہ وینا پر
راگ دلیش کار

۹-۲۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
اوما ڈے، ٹھمری بھیروی
راجیش کماری بتو، دادرا بھیروی

دوپہر

۲-۳۰ بزم خواتین

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
پرومیلا داس، غزلیں

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
استاد رجب علی خاں، خیال بالیشوری

اتوار ۹ مئی

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
غلام علی خاں، میر حسن کا کلام
ارمیلا ناگر، مظہر جان جاناں کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
پرکاش وڈھیرہ، بانسری پر درباری

رات

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
ملک ارجن، خیال ناڈ

پیر ۱۰ مئی

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
تلج احمد، موج اور مجاز کا کلام
اوشا سیٹھ، مخدوم محی الدین اور غلام ربانی تاباں کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
چیت دیو برمن، اسراج پر بھٹیار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
سویتا دیوی، خیال

دوپہر

۲-۰۷ فلمی قوالیاں

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
اوشا سیٹھ، شکیل اور حسرت موہانی کا کلام

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
سویتا دیوی، خیال

منگل ۱۱ مئی

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
ترلوک کپور، امیر مینائی کا کلام
ارمل وڈھیرہ، نظیر بنارسی، چکبست اور میر کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
سکرگنا دھر چودھری، بسنت مکھاری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

سوہن سنگھ، خیال دیسی

دوپہر

۲-۰۷ میری نظر میں

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
ترلوک کپور، غزلیں

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
سوہن سنگھ، خیال گورکھ کلیان

بدھ ۱۲ مئی

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
پریتا بلبیر سنگھ، راحت علی غزلیں

۷-۳۰ سازِ سنگیت
استاد بسم اللہ خاں و ساتھی، شہنائی پر راگ گجری توڑی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اینما رائے، خیال بلاس خانی توڑی

دوپہر

۲-۳۰ بزمِ خواتین

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
پریتا بلبیر سنگھ، غزلیں

۱۱-۳۰ بزمِ موسیقی
اینما رائے، خیال نٹ چندرہ

جمعرات ۱۳ مئی

صبح

۶-۲۵ شہرِ صبا
اوشا ٹنڈن، فیروز نظامی، راز الہ آبادی اور شفق کا کلام
ولایت حسین ساگر، شاد کا کلام

۷-۳۰ سازِ سنگیت
شمیم احمد، ستار پر سندھی بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
بگاری بائی، خیال وبھاس

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

رات

۸-۳۰ حسنِ غزل
اوشا ٹنڈن، شکیل القادری، شمیم فاروقی اور جگر کا کلام

(آگے ص ۳۶ پر)

میڈیم ویو: دہلی الف ۳۶۶٫۵۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز دہلی "ب" ۲۹۳٫۰۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی "ج" ۲۱۹٫۵۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز دہلی "د" ۲۴۶٫۰۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو: صبح ۸-۰۰ تک ۹۱٫۱۵ میٹر ۳۲۹۵ کلوہرٹز صبح ۸-۱۵ کے بعد ۴۲٫۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۳۱٫۱۵ میٹر ۹۶۳۰ کلوہرٹز شام ۵-۴۵ تک ۴۲٫۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۶-۰۰ سے رات تک ۹۱٫۱۵ میٹر ۳۲۹۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف عالمی خبریں ہندی اور انگریزی: صبح ۶-۰۰
ہندی میں خبریں: ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، ۱-۰۵، ۲-۱۰
۵-۰۰ (صوبائی خبریں) ۶-۰۵، ۷-۵۰ (علاقائی خبریں)
۸-۴۵، ۱۱-۰۵ (عالمی خبریں)
انگریزی میں خبریں: دوپہر ۱۲-۰۰ سنسکرت میں خبریں صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو میں خبریں: صبح ۸-۵۰، دوپہر ۱-۵۰ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی میں خبریں: دوپہر ۱-۴۰

دہلی ب: ہندی میں خبریں: ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، ۱۰-۰۰، ۱-۰۰، ۲-۰۰، ۲-۲۰ (دھیمی رفتار سے)
۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی خبریں)
پنجابی میں خبریں، صبح ۸-۳۰، شام ۷-۳۰، ہندی میں نیوز لیٹر: صبح ۹-۰۰ بجے
دہلی "د" ہندی میں خبریں: شام ۷-۳۰ انگریزی میں خبریں: رات ۹-۱۵
کھیل کود کی خبریں شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

دہلی الف

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم: منگل دھونی
۶-۰۵ وندنا
۶-۳۰ کھیتی کی باتیں
۶-۳۵ رام چرت مانس
۶-۵۰ آپ کی صحت (اتوار، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
سائنس کے موضوع پر تقریر (پیر، بدھ، جمعہ)
۶-۵۵ آج کے پروگرام اور موسم
۷-۱۰ برج ادھوری (سوائے اتوار)
۷-۳۰ آج صبح (اتوار، بدھ، ہفتہ)
۷-۴۵ دلی درشن (پیر، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
۸-۴۰ اردو مجلس (روزانہ)
۹-۰۰ اختتام (سوائے اتوار)

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی (سوائے اتوار)
۱۲-۱۵ سگم سنگیت (سوائے اتوار)
۱۲-۳۰ بہنوں کا پروگرام (اتوار، منگل، جمعرات، ہفتہ)
گرامین بہنوں کا پروگرام (بدھ، جمعہ)
۲-۰۰ ایک ہی کلاکار (روزانہ)
۲-۲۰ چترپٹ سنگیت (روزانہ)
۲-۳۰ موسم اور اختتام (اتوار ۳-۳۰)

شام

۶-۱۵ مقامی اعلانات اور گمشدہ لوگوں کے لیے پروگرام
۶-۲۰ گرام سنسار (روزانہ)
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۳۰ پروگراموں کا خلاصہ، موسم
۷-۳۵ سامینکی
۷-۴۵ روزگار سماچار

۱۱-۰۰ وادیہ وزند
۱۱-۱۰ موسم اور اختتام

دہلی ب

صبح

۷-۰۰ وندے ماترم ، منگل دھوتی
۷-۰۲ انگریزی میں پروگرام (دوبارہ)
۷-۲۰ گیتکا (سوائے پیر)
۷-۲۷ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ علاقائی موسیقی
۸-۲۰ اور ۸-۴۰
پنجابی پروگرام
۹-۲۰ سب رس (اتوار کو یادیں)
۱۰-۰۲ اختتام (اتوار ۱۱-۰۰)

دوپہر

۱-۰۵ اور ۲-۱۰
مغربی موسیقی
۳-۱۰ موسم کا حال (انگریزی میں)

شام

۵-۵۰ اخباروں کی رائے
۵-۵۵ آج کا پروگرام اور موسم کا حال
۶-۰۵ فوجی بھائیوں کیلئے پروگرام
۷-۰۰ پنجابی پروگرام
۷-۲۰ ساز سنگیت
۷-۴۵ اردو مجلس
۸-۱۵ سماچار درشن (اتوار، بدھ، جمعہ)
ریڈیو نیوزریل (منگل جمعرات ہفتہ)
نیوزریل اسپورٹس (پیر)

۸-۲۵ سماچار پتروں سے
۸-۳۰ سور جھنکار
۹-۱۵ اسپاٹ لائٹ
(بعد میں ساز سنگیت)
۹-۲۵ مغربی موسیقی (اتوار کو ۱۰-۰۰)
۱۱-۰۲ موسم کا حال اور اختتام

دہلی د

یووا وانی

صبح

۷-۰۰ آج کے پروگرام (ہندی)
۷-۰۵ اور ۷-۲۵ سپھر سنئے
۷-۴۵ وگیان وودھا
۷-۵۰ سکم سنگیت (گائن)
۸-۰۰ شاستریہ ادیہ سنگیت
۸-۱۵ شاستریہ سنگیت (گائن)
۸-۳۰ مغربی موسیقی
۹-۰۰ اختتام (اتوار ۱۰-۰۰)

شام

۶-۵۵ آج کا پروگرام
۷-۰۵ محفل
۷-۵۰ پستک پاٹھ (ہندی)
(پیر سے جمعرات تک)
۸-۰۵ ان دی گرو (پوپ میوزک)
۸-۵۰ پاٹھ (انگریزی)
(منگل سے جمعہ)
۹-۰۰ ترجھر
۱۱-۰۰ اختتام

ہفتہ یکم مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
شفیع احمد خاں ، گائن
لوک مانیہ ، طبلہ
۱۱-۰۲ گھاسی رام نرمل ، جلترنگ
۱۱-۲۰ ٹھمری
۱۱-۳۰ اختر حسین ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

ایس رکمنی ، وینا

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گھاسی رام نرمل ، جلترنگ
۷-۵۰ ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵، ۳-۰۲
ششی صراف ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ گھاسی رام نرمل ، جلترنگ

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹو ناٹنٹ

اتوار ۲ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ سنیل مکرجی ، ستار
گوبند پرساد چکرورتی ، طبلہ
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ حفیظ احمد خاں ، گائن
متھن لال ، طبلہ
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰، شام ۵-۲۵
کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ 'پینکی دوپٹہ ، جھلکی
تحریر ، سریندر کوشک
۲-۳۰ نیشنل پروگرام ، ناٹک
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۱۵ برطانیہ میں بھارت سماروہ
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۲-۱۵، ۳-۰۲
شنکر داس گپتا ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ سنیل مکرجی ، ستار

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
مینا کپور ، گیت ، بھجن ، غزلیں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۳ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ غلام دستگیر خاں ، ستار
۱۰-۱۵ سبد سنگیت
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ بھجو رام ، گائن
۱۱-۳۰ منور خاں ، کلارنٹ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'سلاخوں میں پھنسا سورج' ناٹک
تحریر ، سرلیش چترویدی
ہدایت ، سوشیل بنرجی

شام

۵-۴۰ چنو ٹے لہری ، خیال شری
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ علی اکبر خاں ، سرود
۹-۰۰ ٹھمری دادرا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ہندی تقریر
'ادھنک تا میری درشٹی میں'
از پربھاکر ماچوے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
سرفراز حسین خاں ، گائن
محمد احمد ، سارنگی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵، ۳-۰۲
امرناتھ ، منڈولن پر دھنیں
۳-۳۰ غلام دستگیر خاں ، ستار

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
اے۔ رمیش کمار ، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۴ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۹-۰۰
امرناتھ ، گائن
۱۰-۲۵ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ اجیت سنگھ ، وچتروینا
۱۱-۳۰ چندر کانت پنڈت ، گائن
بالو لال ، سارنگی
سنتوکھ سنگھ ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی

ورون لوک گیت

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ نئے پرکاشن
۹-۳۰ 'اب کے موسے ابجارو' ناٹک
تحریر ، پی ایل دیش پانڈے
ہدایت ، ستیندر شرت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مدھورائی کرشنن ، وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
دیوداس گنگولی ، بنگالی لوک گیت
اور رابندر سنگیت
۳-۳۰ اجیت سنگھ ، وچترونیا

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
آسا سنگھ مستانہ ، شبد و پنجابی گیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۵ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰
جین کمار جین ، سنطور
۱۰-۳۵ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ پریم پرکاش جوہری ، گائن
۱۱-۳۰ ، رات ۹-۰۰
مرلی کرشن ، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گنڑھ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'پینکی دوپٹہ' ، ناٹک
تحریر ، سریندر کوشک
۸-۱۵ دگیان آلوک
۹-۳۰ جیسر چاکا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
گیتا مانک ، بالی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ہرلیش بھاردواج ، گیت ، بھجن
اور غزل
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین

جمعرات ۶ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۳۰
فردوس احمد ، سرود
۱۰-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ پریم لتا پوری ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۰۰ سبد سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی موسیقی
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
اودھی لوک گیت
۳-۳۰ گوری چٹرجی ، کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پشپا ہنس ، گیت ، بھجن ، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۷ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰ ، ۹-۰۰
رومارانی بھٹاچاریہ ، گائن
مہدی حسن ، طبلہ
۱۰-۳۵ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ پیارا سنگھ ، تار شہنائی
۱۱-۳۰ سلطان احمد خاں ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ 'ڈاک گھر' ، رابندر ناتھ ٹیگور
کے بنگلہ ناٹک کا سنسکرت ترجمہ
از کملا رتنم
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پیارا سنگھ ، تار شہنائی
۷-۵۰ تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
منجل ماتھر ، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
شانتا سکینہ ، گیت ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۸ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰ ، ۹-۰۰
شرن رانی ، سرود
۱۰-۳۵ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ عثمان خاں ، ٹھمری ، دادرا
۱۱-۳۰ علاؤالدین خاں ، اسراج
بلو خاں وارثی ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
ذکر کیکلی ، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن
۷-۵۰ گنڑھ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ورندگان
۳-۳۰ علاؤالدین خاں ، اسراج
بلو خاں وارثی ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹو نائٹ

اتوار ۹ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
ستیہ دیو پنوار ، وائلن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ نصیر ظہیر الدین ، نصیر فیاض الدین
دھرپد
طوطا رام شرما ، پکھاوج
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰ کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ 'سنترے کا جوس' ، ہلکی
تحریر ، دلیپ سنگھ
۲-۳۰ 'ڈاک گھر' ، ناٹک

۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ کرناٹک سنگیت

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ برطانیہ میں بھارت سمارہ
۹-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن

۷-۵۰ اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

سنیرمل بنرجی ، بنگلہ لوک گیت
۳-۳۰ ستیہ دیوپنوار ، وائلن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اندرا نلنی سکھ ، گیت ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۰ رمئی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، شام ۴۰-۵ ، ۹-۰۰
شنو کھورانہ ، گائن
حفیظ اللہ خاں ، سارنگی
۱۱-۰۲ مصطفےٰ رضا ، وچتروینا
۱۱-۳۰ ارملا ناگر ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'اب کی موہے ابھارو' ، ناٹک
تحریر : پی ایل دیش پانڈے
ہدایت : ستیندر شرت

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکھشا
۸-۱۵ ٹھمری ، دادرا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی تقریر
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
دیوبرت چوہدری ، ستار

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ٹھمری

۷-۵۰ سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
ہری چند ، گیت ، غزل
۳-۳۰ مصطفےٰ رضا ، وچتروینا

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اوشا سیٹھ ، گیت ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۱۱ رمئی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، شام ۴۰-۵ ، ۹-۰۰
گوپال کرشن ، وچتروینا
۱۱-۰۲ الابھومک ، خیال
منوہن سنگھ ، طبلہ
۱۱-۳۰ ایس این گلاٹی ، وائلن

دوپہر

۱۲-۰۲ 'بھو لوک گیت'
۵-۰۵ گیان وگیان

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ ماہانہ انتخاب ناٹک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مکل شوپترا ، خیال

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ایس این گلاٹی ، وائلن
۷-۵۰ بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ الابھومک ، خیال
منوہن سنگھ ، طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
بشیر احمد ، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۱۲ رمئی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، ۳۰-۱۱ ، رات ۹-۰۰
سمتی مٹالکر ، خیال
۱۱-۰۲ شرمشٹھا سین ، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵-۴۰ سبدھ سنگیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ سنترے کا جوس ، جھلکی
تحریر ، دلیپ سنگھ
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
سوم تیواری ، گائن
سیتارام ، سارنگی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شرمشٹھا سین ، ستار
۷-۵۰ گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بندیل کھنڈی لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
ہری کانت ، ماڈرن سندھی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ریتا گنگولی ، غزلیں
۹-۳۰ یووا وانی سے انتخاب

جمعرات ۱۳ رمئی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، ۱۱-۳۰
مہندر شرما ، گائن
ضمیر احمد ، طبلہ
۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
ستیش پرکاش قمر ، شہنائی
شمشاد علی خاں میرٹھی ، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کوکنی لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
گائن

۷-۵۰ مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک بھارتی
برج کے لوک گیت

دوپہر

۲-۱۵ ، ۴-۰۲
بھائی چرنجیت سنگھ راگی وساتھی
شبد
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سرلا کپور ، گیت ، غزل
۹-۳۰ انگریزی تقریر

جمعہ ۱۴ رمئی

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸ ، شام ۴۰-۵ ، ۹-۰۰
سرفراز حسین خاں ، گائن
رمضان خاں ، طبلہ
۱۱-۰۰ جوئے شری واستو ، وائلن
ونود کمار ، طبلہ
۱۱-۳۰ سنیتا سکینہ ، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ 'سہاگ کے نوپر' ، ناٹک
امرت لال ناگر کے ناول کا ریڈیو
عکس ۔ تحریر و ہدایت مکند ناگر

۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
جونے شری واستو ، وائلن
ونود کمار ، طبلہ
۷-۵۰ تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
میناکشی چکن ، گیت ، بھجن ، شبد
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
کروناابرول ، گیت ، بھجن
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح دہلی 'الف'

۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
منور علی خاں ، گائن
لطیف احمد ، طبلہ
منیر خاں ، سارنگی
۱۱-۰۲ شجاعت حسین خاں ، ستار

۱۱-۳۰ وجینتی بھٹاچاریہ ، گائن
چمن خاں ، طبلہ
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکشا
۸-۱۵ آج کے اتیتی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
اننت لال اور ساتھی ، شہنائی

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
شجاعت حسین خاں ، ستار
۷-۵۰ ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
نیتا ماتھر ، گائن
۳-۳۰ وجینتی بھٹاچاریہ ، گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پر سار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ لوٹا نائٹ

بقیہ:- اردو سروس

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بنگاری بائی ، خیال حسینی کانہڑہ

جمعہ ۱۴ مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن مجید معہ ترجمہ
۶-۲۵ شہر صبا
قمر جہاں ، جاں نثار اختر ،
شاذ تمکنت اور امیر خسرو کا کلام
اقبال قریشی ، داغ اور
زبیر رضوی کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
زرین دارو والا ، سرود پر راگ شاردا

رات

۸-۳۰ حسن غزل
اقبال قریشی ، جگر مراد آبادی اور
مخدوم محی الدین کا کلام

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد بڑے غلام علی خاں
خیال جے جے ونتی

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا
جمیل احمد ، سرلا کپور ، غزلیں
۷-۳۰ ساز سنگیت
گوپال کرشن ، وچترو بینا پر بھوپالی توڑی
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ریتا گنگولی ، ٹھمری جوگیا اور
دادرا سندھی بھیروی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
جمیل احمد ، غزلیں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد چاند خاں ، الاپ اور
خیال بہاگ

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف ۴۰-۱۰۶ ، ۲۰۱ میٹر ، ۷۴۷ کلو ہرٹز لکھنؤ ج ۲۲۳۷۴ میٹر ۱۳۴۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ ب : ۴۰-۹۲ ، ۹ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز (صبح ۵۵-۵ سے ۴۵-۷ تک اور شام ۱۵-۵ کے بعد)
لکھنؤ ۴۸/۸۲ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز
۴۱/۳۸ میٹر ۲۵۰ ، ۷ کلو ہرٹز

خبریں

عالمی خبریں ہندی : صبح ۰۰-۶ تا ۱/۲ ۶-۲ انگریزی : صبح ۱/۲ ۶-۲ تا ۰۵-۶
ہندی میں خبریں : صبح ۰۰-۸ بجے ، دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲ ، شام ۰۵-۶ ، شب ۴۵-۸ اور ۰۵-۱۱
انگریزی میں خبریں : صبح ۱۰-۸ بجے ، دوپہر ۰۰-۱ اور ۰۰-۲ ، شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے
سنسکرت میں خبریں : صبح ۰۰-۷ بجے ، شام ۱۰-۶ بجے
اردو میں خبریں : صبح ۵۰-۸ بجے ، شب ۱۵-۹ بجے
یوریٹر : ہندی : صبح ۰۰-۹ بجے
ضلع کی چٹھی : صبح ۰۵-۹ بجے
اردو میں علاقائی خبریں دوپہر ۳۰-۲ بجے
پرادیشک سماچار : شام : ۲۰-۷ بجے

مقررہ پروگرام کے لیے "آواز" شمارہ ۸ ، ۱۶ اپریل دیکھیے

ہفتہ یکم مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : خواتین کیلئے
گھریلو کاموں میں سائنس کی
ضرورت اور اہمیت : مباحثہ
شرکا : کمل ورما ، ڈاکٹر حضور فاطمہ
کماری میناکپور ، محترمہ پروین صدیقی
۹-۱۰ آر پی سکسینہ : کلارینٹ وادن

دوپہر

۱۲-۱۰ کمار گندھرو : خیال
۱-۱۰ راگ رنگ : احمد جان تھرکوا
طبلہ سولو

شب

۸-۰۰ وکاس یاترا
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲ مئی

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام : بولتی تحریریں
اردو لٹریچر پر مبنی پروگرام
۱۰-۳۰ سبھا دیوار کی

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے چھلکی

شب

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن

پیر ۳ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
ذاکر صاحب کی شخصیت : مباحثہ
شرکا : پروفیسر نورالحسن ہاشمی
ہدایت اللہ انصاری
کرنل جی ایس بھٹناگر
۹-۱۰ اور شب ۴۵-۹
سوشیل کمار ملک : سرود وادن

دوپہر

۱۲-۱۰ اور شب ۳۰-۱۰
بھیم سین جوشی : خیال

شام

۵-۴۵ رویندر سنگیت
۸-۳۰ روز ویل لائل : طبلہ سولو

منگل ۴ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین پروگرام
خطوط کے آئینہ میں
مولانا محمد علی جوہر

از مولانا صباح الدین عبدالرحمٰن
کلام شاعر
۹ — ۱۰ وگیان چرچا

دوپہر
۱۰ — ۱۲ گنگوبائی ہنگل : خیال

شب
۰۰ — ۸ سنسکرت پروگرام
۰۰ — ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۵ مئی

صبح
۴۵ — ۷ ساز غزل: غزلوں کا خاص پروگرام

---

۳۰ — ۸ اردو پروگرام: ہمارے مزاح نگار
اکبر الٰہ آبادی: فیچر
تحریر مصباح الاسلام

دوپہر
۱۰ — ۱۲ کشوری امونکر: خیال
۱۰ — ۱ اور شب ۳۰ — ۱۰
بدھ دیو داس گپت: سرود وادن

شب
۳۰ — ۸ سندھیا مکھرجی: ٹھمری
۵۰ — ۹ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۶ مئی

صبح
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: شعری نشست
شرکاء: خورشید افسر بسوانی، وقار ناصری
تنیم فاروقی، اقبال قریشی
۹ — ۱۰ اور شب ۳۰ — ۱۰
نثار حسین خاں: خیال

دوپہر
۱۰ — ۱۲ بہادر خاں: سرود وادن
۱۰ — ۱ گھر آنگن
دیہی خواتین کیلئے پروگرام

جمعہ ۷ مئی

صبح
۳۰ — ۷ سوردیلا: ہندی میں نظم خوانی
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
میرا بھی زمانہ تھا: مصاحب گنج
بات چیت: شوکت عمر
افسانہ: اسرار گاندھی
۹ — ۱۰ چاند نگرکر: خیال

دوپہر
۱۰ — ۱۲ چھوٹے لال مصر: طبلہ سولو

شب
۳۰ — ۸ کرشن کمار کپور: خیال
۳۰ — ۱۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی

ہفتہ ۸ مئی

صبح
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: بچوں کے لیے
لوک کتھا پر مبنی فیچر
پیشکش کماری ادبا چکبست
۹ — ۱۰ جیا بسواس اور ہمانشو بسواس
ستار، بانسری

دوپہر
۱۰ — ۱۲ ایودھیا پرساد: پکھاوج سولو
۱ — ۱۰ راگ رنگ
امیر خاں: خیال

شب
۳۰ — ۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۹ مئی

صبح
۳۰ — ۷ آپ کے آس پاس: فیچر
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: بولتی تحریریں
اردو لٹریچر پر مبنی پروگرام
۳۰ — ۱۰ سبھا ردیوار کی

دوپہر
۱ — ۱۰ آج اتوار ہے
"پہیلی": جھلکی
مصنفہ: شریمتی نیلم چترویدی

شب
۱۵ — ۸ پرادیشک سماچار

پیر ۱۰ مئی

صبح
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: خیالوں کے دائرے
ہندوستانی موسیقی کے مسائل
اظہار خیال، ڈاکٹر سوشیلا مصرا
صباح الدین عمر

دوپہر
۱ — ۱۰ گھر آنگن: دیہی خواتین کیلئے

شام
۴۵ — ۵ رویندر سنگیت
۰۰ — ۱۰ کلا تی: سانسکرتک سمیکشا

منگل ۱۱ مئی

صبح
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
نئے ہندوستان میں
یکجہتی اور جذباتی ہم آہنگی
بات چیت عشرت علی صدیقی
کلام شاعر: خمار بارہ بنکوی
۹ — ۱۰ وگیان چرچا

شب
۰۰ — ۸ سنسکرت پروگرام
۰۰ — ۱۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۲ مئی

صبح
۳۰ — ۸ اردو پروگرام
مزاحیہ خاکہ: زبیر گستاخ
مزاحیہ کلام: اعزاز وارثی

دوپہر
۰۰ — ۱۲ سنسکرت گیتم

شب
۳۰ — ۹ انگریزی میں بات چیت
۰۰ — ۱۰ ڈرامہ

جمعرات ۱۳ مئی

صبح
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: حسرت موہانی
عہد شخصیت اور فن: فیچر
تحریر: مفتی محمد رضا انصاری

دوپہر
۱ — ۱۰ گھر آنگن: دیہی خواتین کیلئے

شام
۳۰ — ۷ یووا وانی
۳۰ — ۹ نیشنل پروگرام: ناٹک

جمعہ ۱۴ مئی

صبح
۳۰ — ۷ سوردیلا: ہندی میں نظم خوانی
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: میگزین پروگرام
تعمیر و ترقی کے لیے
خاندانی فلاح و بہبود
افسانہ اپیندر اتنک

شب
۳۰ — ۹ ڈرامہ

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح
۳۰ — ۸ اردو پروگرام: خواتین کے لیے
بڑھتی ہوئی قیمتیں اور خواتین
کی ذمہ داریاں
انٹرویو پر مبنی پروگرام
کماری غزالہ شہناز

دوپہر
۱ — ۱۰ راگ رنگ

شب
۳۰ — ۷ یووا وانی
۰۰ — ۸ پریہ نواد
۳۰ — ۹ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

غزل

بند باسنی پرساد قمر

جہان زیست میں دیکھی جو غم کی تیرگی ہم نے
محبت کو بنایا شمع رہ زندگی ہم نے

مصیبت کے دنوں میں جو کسی کے کام آجائے
زمانے میں کہیں دیکھا نہ ایسا آدمی ہم نے

اٹھا کر بھی نہ برسیں جب گھٹائیں صحن گلشن میں
بہا کر خون دل بخشی چمن کو تازگی ہم نے

اسی باعث ہر اک اچھے کو ہم اچھا نہیں کہتے
کہ دیکھے ہیں لباس گل میں اکثر خار بھی ہم نے

ہماری فکر کی ضو سے ہے میدان غزل روشن
قمر بن کر بکھیری ہے ادب کی چاندنی ہم نے

(گورکھپور سے نشر)

رامپور

۳۳۳ میٹر ۹۰۰ کلو ہرٹز

خبریں

عالمی خبریں: ہندی: صبح ۶-۰۰ تا ۶-۰۲ انگریزی: صبح ۶-۰۲ تا ۶-۰۵

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰، شام ۶-۰۵، رات ۸-۴۵

ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰ ضلع کی چھٹی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰، رات ۹-۰۰ اردو میں خبریں: صبح ۸-۰۵ اور رات ۹-۱۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم، آرمبھک دھن، شاستریہ سنگیت
۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا
۶-۴۰ سنو کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۲۰ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درپن (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱۰ تا ۱۰-۰۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپ کی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سرسنگم (ہر بدھ کو)
رنگ (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپ کی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۱ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہیلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی کھلی ہے
(پہلے تیسرے اور پانچویں منگل کو)
پنچھی راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہیلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گلیانا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۲-۱۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲۰ جنرپٹ سنگیت (ایک ہی فلم سے)
۲-۴۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۰۱ علاقائی سوچنائیں
۶-۳۰ یووانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۰۰ کرشی جگت کا ماثی حصہ
۷-۴۵ پریوار کلیان پرش، ستری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے منگل کو)
آپ کے لیے (دوسرے اور چوتھے منگل کو)
شرتاؤں کے سنگ (ہر بدھ کو)
آپ کی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
پیسے پر پیسہ (ہر جمعہ کو)
ہماری فرمائش (سنیچر کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جھنکار
منگل: سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (ہر پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲۰ وادیہ ورند (ہر منگل کو)
۸-۳۰ ساز اور آواز
۹-۳۰ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ آپ کی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)
۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچویں پیر)

ہفتہ یکم مئی

صبح

۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
بی ایل شکلا، گیت اور بھجن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
'کھیل جگت' اسپورٹس میگزین
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ 'اگر بہرے سے جینا ہو'
تقریر از ڈاکٹر آر اے شرما
۸-۱۵ استاد امیر خاں، خیال

اتوار ۲ مئی

صبح

۹-۱۰ 'کلیاں' بچوں کیلئے

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیئے
'کیا سے کیا ہو گیا' جھلکی
۱-۱۰ پریوار جگت
(۱) 'کام کاجی عورتیں اور بچے' سنواد
(۲) خطوں کے جواب
(۳) گیت، غزلیں

شام

۶-۳۰ یوواوانی
(۱) پری سمواد - (۲) سمواد گیت
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ اوشا شنڈن، سگم سنگیت
۹-۳۰ حاجی احمد حسین اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۳ مئی

صبح

۷-۴۵ مہندر کپور، غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ سندیا
(۱) 'گھر جمائی' ناٹیکہ
تحریر: رادھے شیام اپادھیائے
(۲) تقریر
(۳) گیت اور غزلیں
۱-۳۰ ، رات ۸-۱۵
پنڈت روی شنکر، ستار

شام

۶-۳۰ یوواوانی
(۱) خبروں کے آئینے میں
(۲) یووا سمسیائیں
(۳) سرگم
۷-۰۰ کرشی جگت
تقریر از ڈاکٹر امرجیت سنگھ
۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام
شعری نشست
شرکا: وقار رومانی، قمر سروی،
اظہر نعمانی، رند ساگری، خلیق امروہوی،
راشد حیدری،
رئیس نیازی اور
مہندر سنگھ اشک

منگل ۴ مئی

صبح

۸-۲۰ پرتھا پی دبے، لوک گیت

دوپہر

۱-۳۰ دھرم ناتھ مشرا، گائن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
(۱) پریکرما
(۲) میری پسند - مکل شرما
۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) پنچایت ادیوگ
۹-۳۰ 'مسکراہٹ کے انداز' جھلکی

بدھ ۵ مئی

صبح

۸-۲۰ روپی رستوگی و سکھیاں، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ آنچل
۱-۳۰ ، رات ۸-۱۵
نکھل بنرجی، ستار وادن

شام

۶-۳۰ یوواوانی
(۱) یووا پسند - آکاش رونگٹی
(۲) ایشیاڈ ۸۲ کی باتیں
(۳) مغربی سنگیت
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ انگریزی میں مباحثہ
شرکا: ڈاکٹر مہندر پرتاپ سنگھ،
مین شمسی اور ایم اے لودھی

جمعرات ۶ مئی

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا

دوپہر

۱-۳۰ غلام تقی خاں، خیال

شام

۶-۳۰ یوواوانی
خطوں کے جواب - یووا پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ جوتے بار
شوبھا نقر، غزلیں
۸-۱۵ سیتا شرن سنگھ، گائن

جمعہ ۷ مئی

صبح

۷-۳۰ واتاین
'ایک مالا کے منکے سارے' تقریر
۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
(۱) 'بھراؤں' تقریر
(۲) 'انکھیاں ترستی ہیں' تقریر
(۳) مستقبل میری نظر میں

دوپہر

۱-۴۰ استاد حافظ علی خاں، سرود

شام

۶-۳۰ یوواوانی
(۱) ورندگان
(۲) کچھ چٹکلے کچھ گیت

۷-۰۰ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) چھوٹے کاشتکاروں کو جانور پالنا فائدہ مند، تقریر
۸-۱۵ امرت حسین خاں، سربہار وادن
۹-۳۰ سجتے خواب، ناٹک
تحریر: نسرین تبسم
پیشکش: جوالا پرشاد

ہفتہ ۸ مئی

صبح
۷-۴۵ پوربی مکرجی: سگم سنگیت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
وگیان پتریکا
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ کوی گوشٹی
۸-۱۵ جگدیش پرشاد، خیال

اتوار ۹ مئی

صبح
۹-۱۰ 'کلیاں' بچوں کیلئے
دوپہر
۱۲-۳۰ آپکے لئے
'حکم میرے آقا' ہلکی
تحریر: راجکمار داغ
پیشکش: جوالا پرشاد
۱-۱۰ پریوار جگت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۹-۳۰ سرفراز حسین اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۱۰ مئی

صبح
۷-۴۵ اوشا سیٹھ، نغمہ و گیت
۱-۱۰ بندیا
(۱) خطوں کے جواب
(۲) کہانی
(۳) تقریر
(۴) گیت، غزل
۱-۳۰، رات ۸-۱۵
پنڈت جسراج: خیال

۶-۳۰ یووا وانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ آہنگ: اردو پروگرام
خیاباں
(۱) مثنوی - ایک صنف سخن، تقریر از صابر حسین خاں
(۲) آج کا شعری ذہن اور مثنوی، تقریر از رفیق حسن خاں
(۳) مشہور مثنوی کے اقتباس
۸-۰۰ محمد یعقوب، غزلیں

منگل ۱۱ مئی

صبح
۷-۴۵ شیام موہن، سگم سنگیت
دوپہر
۱-۴۰ ہمالنو وشواس، دلال رائے
بانسری جلترنگ
شام
۶-۳۰ یووا وانی
(۱) پریکریا - پردیپ کمار گروال
(۲) میری پسند، نیرجا سکسینہ
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

بدھ ۱۲ مئی

صبح
۷-۴۵ منوہر سروپ، سگم سنگیت
دوپہر
۱-۱۰ آنچل
۱-۴۰، رات ۸-۱۵
کیسر بائی کیرکر، خیال
شام
۶-۳۰ یووا وانی
(۱) یووا پسند، شنتی بھاٹیہ
(۲) ایشیاڈ ۸۲ کی باتیں
(۳) مغربی موسیقی
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ طلعت محمود، غزلیں

جمعرات ۱۳ مئی

صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
دوپہر
۱-۴۰، رات ۸-۱۵

(آگے ص ۴۳ پر)

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر ۴۲۶٫۳ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز، ۲۲۲٫۲ میٹر ۱۲۵۰ کلوہرٹز، ۳۴۴٫۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳ کلوہرٹز (شام ۱۰-۱۶ - ۳ - ۹ بجے)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸ - دوپہر ۵ - ۱،۱۰-۲، ۳۵-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۵ - ۶ - ۲ - ۱۶ پرادیشک سماچار) رات ۴۵-۸ - ۵ - ۱۱
پنجابی میں خبریں: صبح ۳-۸ دوپہر ۴۰ - ۱ شام ۱ - ۱۶ (پرادیشک سماچار) شام ۴۰-۷
انگریزی میں خبریں: صبح ۱۰-۹ دوپہر ۱۰ - رات ۰۰ - ۹ اور ۰۰ - ۱۱
اردو میں خبریں: صبح ۰۵-۹ دوپہر ۰۵-۱ رات ۱۵-۱۹ (خبریں) ۱۵-۹ بجے
روزگار سماچار: شام ۴۰-۷

ہفتہ یکم مئی

صبح
۶-۴۵ شبد
۸-۳۰ گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ بھیم سین، گیت اور غزل
دوپہر
۱۲-۱۵ گوتا دمن اور بھیم سین، لوک گیت
۱۲-۳۰ لوک رنگ
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲ مئی

صبح
۶-۴۵ آسا دی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۱۵ بھجن
۱۰-۰۰ جانن رشماں
۱۰-۲۰ آپ کی فرمائش
دوپہر
۱۲-۰۰ نکھل بنرجی، ستار پر راگ للت اور بھیروی سندھی
۱۲-۱۵ بھیم سین، گیت اور غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوہ، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ دھنا سنگھ رنگیلا، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد علاؤالدین خاں، سرود

پیر ۳ مئی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
بیرا رانی چوہدری، خیال دیسی بھاگ
۸-۲۰ بنارسی پھول، لوک گیت
۹-۱۵، شام ۷-۴۵
پورن شاہکوٹی، گیت، غزل
دوپہر
۱۲-۳۰ پنجابی گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کرشن لال پریمی جٹ و ساتھی
لوک گیت
شام
۵-۰۵ بال واڑی
۸-۰۰ سب دھرموں کا سار - مالو کلیاں
جین دھرم کے سمبندھ میں
تقریر از رام سہائے سرس
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ گوردیپ سنگھ، لوک گیت

منگل ۴ مئی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ ہندی کویتا پاٹھ از اشوک بلیٹو

۷-۳۰ ، شام ۵-۴۵
وی جی جوگ ، وائلن پر
راگ ہنڈول بہار اور جوگ کونس
۷-۴۵ شوبھا گورٹو ، ٹھمری ، دادرا
۸-۲۰ سیتا کوہلی ، گیت ، غزل
۸-۵۰ جاگیر سنگھ طالب ، لوک گیت

دوپہر
۱۲-۰۰ گُجھ گلاں گُجھ گیت
۱۲-۳۰ دیہی خواتین کیلئے
۲-۲۰ ، رات ۸-۱۰
غزلیں
۲-۳۰ دلبارہ سنگھ مانگٹ اور ساتھی
لوک گیت

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سدیش کپور ، لوک گیت
۹-۳۰ کھیڈ سنسار
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مدھورام کرشن ، وائلن

بدھ ۵ مئی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
برہم سروپ سنگھ ، وچتر وینا پر
راگ جوگیا اور دیس
پھمن سنگھ ، طبلہ سنگت
۸-۲۰ پریم پاٹھک ، بھجن
۸-۵۰ کلدیپ سنگھ پردیسی ، لوک گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی ہربنس سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۱۲-۰۰ پھمن سنگھ ، طبلے پر ایک تال
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۲۰ پریم پاٹھک ، غزلیں
۲-۳۰ ہربھجن سنگھ رتن ، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پھلجھڑی
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۶ مئی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
شرلو کالیکر ، خیال دیوگری بلاول
اور پوریا کلیان
۸-۲۰ سرجیت پنچھی ، لوک گیت
۸-۵۰ ، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۰۵ ، شام ۷-۵۰
پریم چلیاسو ، بھجن ، غزلیں

دوپہر
۱۲-۰۰ کمار گندھرو ، خیال کاموو ، ساونی
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ہردیو سنگھ کنول کولیشر اور ساتھی
کویشری

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ سعیدہ بانو ، لوک گیت
جسونت رانے پتو ، ڈھولک
۸-۰۰ سرجنا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، علاقائی موسیقی

جمعہ ۷ مئی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲ ، رات ۱۰-۳۰
سونیتا دیوی ، ٹھمری جوگیا ، ٹپہ
دادرا اور خیال جوگ
۸-۲۰ ، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ جاگیر محمد ، صوفیانہ کلام
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
محمد شریف قوال اور ساتھی
نعتیں ، غزلیں

دوپہر
۱۲-۴۵ جیون جاچ
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سوداگر مل کومل اور ساتھی ، بھینیاں
شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ جوگا سنگھ جوگی اور ساتھی ، کویشری
۸-۰۰ بدلتہ سندھرب اور پرانی پرامپرائیں
'شنشا چار' تقریر از او پی موہن
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ گردھاری لال و ساتھی ، بھینیاں

ہفتہ ۸ مئی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
کیشب چندر ، خیال ولیکار اور
برندابنی سارنگ
۸-۲۰ ، شام ۵-۰۵ ، ۷-۴۵
انل کمار ، گیت ، غزل ، پنجابی گیت
۸-۵۰ ، رات ۱۰-۸
پنجابی گیت
۹-۱۵ اوما گرگ ، غزلیں
دوپہر
۱۲-۱۵ بی ایس نارنگ ، گیت ، غزل
۱۲-۳۰ نوراں ، لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۹ مئی

صبح
۶-۴۵ آسا دی وار
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
۷-۱۵ بھجن
۷-۴۵ پیرتی بمب
۹-۳۰ بچوں کے لیئے
۱۰-۰۰ چانن رشتماں
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
دوپہر
۱۲-۰۰ حفیظ احمد خاں ، خیال بسنت مکھاری
۱۲-۱۵ دیپ اندر کور ، گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کرتار سنگھ چانن ڈھاڈی و ساتھی
واراں

شام
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ چندر کانتا کپور ، لوک گیت
۷-۴۵ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں ، خیال دیس
اور ہوری دھمار

پیر ۱۰ مئی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
دیوبرت چوہدری ، ستار پر
الاپ گجری ٹوڈی ، درباری ، گت ادھا
۸-۲۰ گورمیت کور باوا و ساتھی ، لوک گیت
۸-۵۰ ، دوپہر ۱۲-۳۰
گیت
۹-۱۵ دیپک چیٹرجی ، گیت اور غزل
دوپہر
۱۲-۰۰ آپ کی فرمائش
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ہری سنگھ رنگیلا ، لوک گیت
۵-۰۵ بال واڑی
رات
۸-۰۰ 'پنجاب کی دین - ہندی اپنیاس کو' ،
تقریر از ڈاکٹر منموہن سہگل
۱۰-۰۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ گورمیت کور باوا و ساتھی
لوک گیت

منگل ۱۱ مئی

صبح
۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ وناٹیک راؤ پٹوردھن ، دیوگندھا
خیال ترانہ اساوری اور بھجن بھیروی
۸-۲۰ ، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ کلدیپ مانک ، لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت
دوپہر
۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۱۲-۳۰ دیہی خواتین کے لیے
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کلونت سنگھ بیدی ، لوک گیت
شام
۵-۱۵ رام لال ، لوک گیت
۷-۴۵ ہمانشو بسواس ، سنطور
۹-۳۰ پنجابی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مکل شوپترا بھاموماتیہ ، گائن

بدھ ۱۲ مئی

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
شام لال ، شہنائی پر راگ بھٹیار
اور کیدار

پون کمار ورما، طبلہ پر سنگت

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ منموہن کور، لوک گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی دیویندر سنگھ راگی وساتھی
شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ چنگی صحت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ سریندر سنگھ پردیسی، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پھلجھڑی

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۳ مئی

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
ایم آر گوتم، خیال ٹوڈی، چھایانٹ

۸-۲۰ نریندر بیبا، لوک گیت

۸-۵۰، شام ۵-۰۵
پنجابی گیت

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
راجکمار، گیت، بھجن، غزل

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری سنسار

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ رنبیر سنگھ رانا، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ جبیر سنگھ خوشدل، لوک گیت

۸-۰۰ پریمل، ہندی میں ادبی پروگرام
(۱) دھارمک گرنتھوں میں راماشن تتو، تقریر از کے کے پاٹھک
(۲) میری نئی کہانی از گیتا ڈوگرہ
(۳) میری نئی رچنائیں از چندر ترکھا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

۱۰-۰۰ مشاعرہ

جمعہ ۱۴ مئی

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
غلام مصطفیٰ خاں، خیال ٹوڈی،
شدھ سارنگ اور درباری

۸-۲۰، شام ۵-۰۵
شرن اروڑہ، شبد

۸-۵۰ گمدور سنگھ امن اور ساتھی
صوفیانہ کلام

۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵
محمد لتی قوال اور ساتھی
نعتیں و کافیاں

دوپہر

۱۲-۴۵ جیون جاچ

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ رنگا سنگھ مان، لوک گیت

شام

۵-۱۵ جگت سنگھ جگا، لوک گیت

۸-۰۰ راشٹر ایکتا کے واہک دھارمک استھان، تقریر از سادھو سنگھ ہمدرد

۹-۳۰ ہندی ناٹک

۱۰-۱۵ بردیو سنگھ خوشدل، لوک گیت

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح

۶-۳۰ سی ایل ولی، کافیاں

۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
مقصود حسین خاں، سارنگی پر
راگ دھاس اور پیلو

۷-۴۵ اجیت سنگھ پتل، سبدھ سنگیت

۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
مادھوری ما، بھجن

۹-۱۵، شام ۷-۴۵
بلبیر سنگھ وساتھی، شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ لوک رنگ

۱۲-۴۵ غزلیں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت

۵-۱۵ گیان سنگھ کنول، لوک گیت

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۸-۱۰ پنجابی گیت

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

روہتک

میڈیم ویو ۴۴ر۲۶۲ میٹر — ۱۱۴۳ کلو ہرٹز

پہلی مجلس ۶-۲۵ سے ۹-۰۵ تک (اتوار ۹-۱۵ تک) — دوسری مجلس ۱۲-۳۰ سے ۳-۱۰ تک

تیسری مجلس ۵-۳۰ سے ۱۰-۳۰ تک (ہفتہ اتوار ۱۱-۰۰ بجے تک)

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵

انگریزی میں خبریں: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندنا

۶-۵۵ کھیتی کی باتیں

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ضلع کی چٹھی

۷-۵۰ ارچنا (بھگتی سنگیت)

۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی فرمائش
(اتوار کے علاوہ)

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ

(ہفتہ اور اتوار کے علاوہ)

۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ پرادیشک سنگیت
(بدھ کے علاوہ)

۶-۳۰ گرامین سنسار (دیہاتی پروگرام)

۷-۳۰ اطلاعات

۷-۴۵ سنگیت سریتا

۹-۱۵ ایک فلم سے
(جمعرات کو آپ کا خط ملا)

ہفتہ یکم مئی

صبح

۷-۱۰ بیگم اختر، غزلیں

۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
میر سنگھ وساتھی اور
سلطان سنگھ لاتھر، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ چہرنیے

۱-۰۰ وِرندگان

۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ بھوجپوری گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
ناٹک، جھلکی، سانگ

۷-۴۵ غلام علی، غزلیں

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ صابری برادران، قوالیاں

۹-۱۵ ایک فلم سے 'کرانتی'

اتوار ۲ مئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سورج پرکاش گروور، سگم سنگیت

۷-۳۰ پنڈت رام نارائن، سارنگی

۸-۲۰ بال کنج

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۲-۲۰ رگھبیر سنگھ وساتھی اور
رام مہر سنگھ، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند

۶-۱۰ گجراتی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ شیلا دھر : غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے
'جل بن مچھلی، نرتیہ بن بجلی'
۹-۳۰ جھلکی - ناٹک
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۳ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
احمد حسین ، محمد حسین : غزلیں
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
راجن مشرا ، ساجن مشرا
کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۰۲
اصغر حسین اور
روی بلراج ویاس : لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ رفتار زمانہ
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ سلیم راہی : غزلیں، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'آرزو'

منگل ۴ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
بابو رام : سگم سنگیت
۷-۳۰ بھیم سین جوشی : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۰۲
دیا نند اور رام بھائی وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار

میری پسند
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رام بھائی وساتھی : لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ احمد حسین : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'کالا سونا'
۹-۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۵ مئی

صبح
۷-۱۰ یونس ملک : غزلیں
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
شری کانت باکرے : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۰۲
آشا لتا اور بہاری ناتھ وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
لوک گیت
۷-۴۵ طلعت عزیز : سگم سنگیت
۸-۳۰ وی ایچ ساگر : سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ستیم شیوم سندرم'
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

جمعرات ۶ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
این کے شوبھا : سگم سنگیت
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۰۲
رام ناتھ وساتھی اور رام پرکاش
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ مارواڑی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ اوپی کپور : غزلیں
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۷ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
گووند پرساد جے پور والے
سگم سنگیت
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
علی اکبر خاں : سرود
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۰۲
سروپ لال سانگی اور ونے کمل
لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
لوک گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ جپال سنگھ : غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'مدر انڈیا'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۸ مئی

صبح
۷-۱۰ طلعت محمود : سگم سنگیت
۷-۳۰ بڑے غلام علی خاں : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۰۲
شام لال سانگی اور
یشونت دت وساتھی : لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ پھلرنیٹے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کے لیئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ راجستھانی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
شام لال سانگی : لوک گیت
۷-۴۵ مینو پرشوتم : سگم سنگیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ رادھا سلوجا : گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'گنگا جمنا'

اتوار ۹ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
منجو بترا : سگم سنگیت
۷-۳۰ ڈی وی پلسکر : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۳۰ اجیت سنگھ گہلاوٹ،
اور دیپا ماتھر : لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
۶-۱۰ برج کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ مکیش : بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'البیلی'
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۰ مئی

صبح
۷-۱۰ محمد رفیع : غزلیں
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
غلام علی پرویز : کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ، دوپہر ۲-۰۲
دھرمپال ، مہابیر سنگھ : لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووانسسار
۶-۱۰ بنگالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
دھرمیال ، لوک گیت
۷-۴۵ روماسین ، سگم سنگیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ غلام علی ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'عبداللہ'

منگل ۱۱ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
وینو راجہ جین ، سگم سنگیت
۷-۳۰ بسم اللہ خاں ، شہنائی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
منیتا ملک وسکھیاں اور شنی لتا شرما و
سکھیاں ، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووانسسار
میری پسند
۶-۱۰ قدرت کے سب بندے
۶-۳۰ گرامین سنسار
پنگھٹ
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ رام کشن چورسیا ، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'روٹی کپڑا اور مکان'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۲ مئی

صبح
۷-۱۰ خالد ، سگم سنگیت
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
اجیت سنگھ پنٹل ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
مانگے رام میراسی اور
ابھے رام وساتھی ، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۲۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووانسسار
تقریر
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
مانگے رام میراسی ، لوک گیت
۷-۴۵ اوشا سیٹھ ، سگم سنگیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ لیشارانی ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'انصاف کا ترازو'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۳ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
نند کشور ، سگم سنگیت
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
درشن چکارا وساتھی اور
ست نرائین وششٹ ، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووانسسار
سرگم
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ سپرا بوس ، غزل ، گیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۴ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵
پنڈت ہری ہرن ، سگم سنگیت
۷-۳۰ رویندر دیو ، ستار
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
ضلع سنگھ انگن اور

ٹیک چند چوہان ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا
دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووانسسار
۶-۱۰ گڑھوالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
ضلع سنگھ انگن ، لوک گیت
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ محمد یعقوب ، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ففٹی ففٹی'

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح
۷-۱۰ ، شام ۷-۴۵

سیما شرما ، سگم سنگیت
۷-۳۰ جتیندر ابھیشیکی ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲-۲۰
حکم چند رتن وساتھی اور
پریم لتا ڈاگر ، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ پھر سنیے
۱-۰۰ کھلا آکاش
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ گرامین سنسار
بھوجپوری گیت
۶-۳۰ آکاشوانی گاؤں میں
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ اندر نارائین ، بھجن ، غزل
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سلسلہ'

بقیہ:- رامپور

رگھوناتھ سیٹھ ، بانسری
شام
۶-۳۰ یووا وانی
(۱) خطوں کے جواب
(۲) یووا پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ جوٹے بار
جمیل احمد ، غزلیں

جمعہ ۱۴ مئی

صبح
۷-۳۰ کاویہ سوربھ
ڈاکٹر رام سمیرن لال
۸-۳۰ آہنگ ، اردو پروگرام
خصوصی میگزین
دوپہر
۱-۴۰ ، رات ۱-۱۵

نبی جان خاں ، کلارنٹ وادن
محفوظ علی خاں ، طبلہ سنگت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
(۱) ورندگان
(۲) کچھ چٹکلے ، کچھ گیت
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
سنیل کمار ملک ، بھجن ، گیت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ کمار گندھرو ، گائن

قلمکار حضرات

اپنی تخلیقات براہ کرم ہمیں اشاعت کے لیے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد
ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں۔

شملہ

میڈیم ویو ۲۸۷۰۶ میٹر ۱۰۴۵ کلوہرٹز
شارٹ ویو ۹۰۳۰ میٹر ۔۔۔ کلوہرٹز صبح ۔۔۔ تک اور شام ۔۔۔ کے بعد
۔۔۔ میٹر ۔۔۔ کلوہرٹز صبح ۔۔۔ کے بعد اختتام ۔۔۔ تک
صبح ۔۔۔ سے ۔۔۔ تک ۔۔۔ کلوہرٹز صبح ۔۔۔ اور ۔۔۔
۔۔۔ اور شام ۔۔۔ تک ۔۔۔ کلوہرٹز ۔۔۔ رات ۔۔۔ کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح ۔۔۔ دوپہر ۔۔۔ اور ۔۔۔ شام ۔۔۔ اور ۔۔۔ صرف ہفتہ کو رات ۱۰-۰۰
رات ۹-۰۰ اور صرف ہفتہ ۱۱-۰۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۵ اردو صبح ۱۱-۰۵

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۳۵ گیان سندواندنا
۶-۵۵ کھیتی باڑی
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱ کلاسیکی موسیقی
۸-۳ سانائیکی
۸-۲۵ پہاڑی سنگیت
۹-۰۰ راشیہ کی چٹھی، موسم کا حال
۹-۳ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
۱۲-۲۰ اختتام (سوائے اتوار)
۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام
۲-۲ سنہری کرنیں
۲-۳۰ ست رنگ
۳-۰۰ اختتام

شام
۵-۰۰ ہماچل پروگرام: ڈھول پٹی (اتوار، منگل، جمعہ)
۵-۳ کسری پروگرام (پیر، جمعرات)
چمبا پہاڑی پروگرام (جمعہ، ہفتہ)
کلوی پروگرام (اتوار، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)
سرمور پروگرام (منگل، ہفتہ)
چنو تو (جمعرات)
۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن
۶-۱۵ انگریزی پروگرام (اتوار، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)
لاہسپتی پروگرام (منگل، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)
۶-۱ مقامی اطلاعات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۴۵ علاقائی خبریں
۷-۰۵ کرشی جگت
۷-۳۵ گرامین ورداں کے لیے
۸-۰۰ ہمارے گیت
۱۰-۳ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۱۱-۰۵ بجے)

ہفتہ یکم مئی

صبح
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ سپاہیوں کے لیے
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۷-۴۰ اساتذہ کے لیے
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلمی میوزک
۹-۱۵ ہم درشن
(ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوزریل)

اتوار ۲ مئی

صبح
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دونوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان وجیون
۱۰-۰۰ یووا وانی
بات چیت اور خطوں کے جواب
۱۱-۰۰ ہماری پیش کش
۱۱-۳۰ ڈرامہ
۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۳-۰۰ ونیتا منڈل
۷-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ کہانی
۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گیتوں کا
ہفتہ وار پروگرام

پیر ۳ مئی

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت
۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی پروگرام
۸-۴۰ دلیش گان
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گول میز: وچار ومرش
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ نیشنل پروگرام: فیچر

منگل ۴ مئی

صبح
۷-۲۵ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ اور رات ۸-۱۵ و ۹-۴۵
سگم سنگیت
۸-۲۵ پرلونشگ سماچار
۹-۰۵ چینکا

شام
۷-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ تعلیم پر بات چیت
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۵ مئی

صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۴-۳۰ ہائی اسکول کے طلباء کے لیے
ٹلا چلا پروگرام
۷-۱۵ مہلا سمیلن: خواتین کے لیے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
(نئی فلموں سے فرمائشی گیت)

جمعرات ۶ مئی

صبح
۷-۴۰ دلیش گان
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
۶-۰۰ اس ماس کا گیت
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھگتی سنگیت
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ فیچر
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

جمعہ ۷ مئی

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ: کوِتا پاٹھ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام
۲-۲۰ مہلا سمیلن

شام
۷-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ چھ مہینے رک جاؤ: ڈرامہ
تحریر اوم پرکاش گپتا
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گیت

ہفتہ ۸ مئی

صبح
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ اسپورٹس پروگرام
۸-۳۰ انگریزی سبق
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۷-۴۰ اساتذہ کے لیے

۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ فلم میوزک
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ہم درشن (ہندی میں علاقائی ریڈیو نیوزریل)
۹-۱۵ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۹ مئی

صبح
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ آپ کی چھٹی آپ کی فرمائش
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں: بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
۹-۳۰ ساز اور آواز
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووا وانی: میری پسند کے گیت دیش گان اور بات چیت
۱۱-۳۰ سفید خون: ڈرامہ نانک سنگھ کے ناول کا ریڈیو عکس، از دیویندر
۱۲-۰۰ رنگ رنگ پروگرام پیشکش: کیشو سوامی
۱۲-۳۰ بال گوپال
۲-۳۰ ونیتا منڈل

شام
۶-۰۰ پہاڑی دھن
۷-۴۰ اساتذہ کے لیے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ بک ریویو
۹-۳۰ گیت پہاڑا رے (فرمائشی پہاڑی گانوں کے پروگرام)

پیر ۱۰ مئی

صبح
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ شبد
۸-۳۵ ساہتیہ ویلا
۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام
۸-۱۵ نیوزریل اسپورٹس
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام
۸-۳۰ دیش گان
۹-۱۵ ہم ترنگنی
۹-۳۰ ہندی میں بات چیت
۹-۴۵ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۱ مئی

صبح
۷-۴۰ سنگیت
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سگم سنگیت
۸-۳۵ پرادیشک سنگیت
۹-۰۵ چٹکلا

شام
۶-۰۰ سامائیک چرچا
۸-۱۵ سگم سنگیت
۸-۲۵ سب رس
۹-۱۵ وگیان جگت
۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۲ مئی

صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ امر بھارتی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۴-۳۰ یووا وانی
۶-۱۵ مہلا سمیلن: خواتین کے لیے
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر (نئی فلموں سے فرمائشی گیت)

جمعرات ۱۳ مئی

صبح
۷-۴۰ دیش گان
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت

(آگے ص ۵۳ پر)

جے پور، اجمیر

جے پور الف ۲۰۳/۲ میٹر ۱۴۷۶ جے پور (ب) ۲۳۶/۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز
اجمیر ۴۹۷/۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی میں خبریں: صبح ۸-۰۰، دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵، شام ۵-۰۰، ۶-۰۵، ۷-۰۰، رات ۸-۴۵
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے)

انگریزی میں خبریں: صبح ۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۰۰ (صرف اتوار) ۱-۰۰، ۲-۰۰، شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰
(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

صوبائی خبریں (ہندی): صبح ۹-۰۵، شام ۷-۰۵ (راجستھانی) شام ۷-۱۵
سندھی میں خبریں: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵
سنسکرت میں خبریں: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
ہندی میں سماچار پتر: صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۰ منگل دھونی: وندے ماترم
۶-۳۵ وندنا
۷-۰۵ روپ ریکھا اور موسم
۷-۱۰ کرساں ری بات: بازار بھاؤ (روزانہ)
۷-۲۰ رامائن پاٹھ
۷-۳۰ سامائیکی
۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار) سور گنگا (اتوار)
۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)
(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰)
(۱۱-۰۰)
۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)
۳-۱۰ اختتام

شام
۵-۰۵ یووا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)
۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۷-۲۵ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے (کسانوں کے لیے پروگرام)
۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)
۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

ہفتہ یکم مئی

صبح
۷-۲۰ مانس گان
۷-۳۰ اے کانن: شاستریہ سنگیت
۸-۲۰ اور ۹-۱۰ افروز بانو: لوک گیت

شام
۶-۳۰ اچھی گرہستی اور مہلائیں تقریر از سدیش نگم
۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام خاندانی خوشحالی اور ہمارے فرائض عبدالحئی فائز

اتوار ۲ مئی

صبح
۷-۳۰ اور ۱۰-۳۰ ششی موہن بھٹ: ستار
۸-۲۰ سوَر گان سگم سنگیت کا خاص پروگرام
۹-۱۵ ہلکل: بچوں کے لیے
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

شام
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر "راجستھان ایزری بلڈ بائی سپورٹ" وجے شنکر شریواستو

پیر ۳ مئی

صبح

۷-۳۰ بانسری وادن

۹-۲۰ بابولال ڈانگی: بھجن

شام

۶-۳۰ ادھوگ جگت

اپاہجوں کے لیے روزگار

تقریر اوا جیتھلی

اودھوگک بیماریوں سے کیسے

بچیں: ڈاکٹر بی کے پروہت

۱۰-۰۰ گوونداراؤ راجوکر: خیال

منگل ۴ مئی

صبح

۷-۳۰ پنڈت منی رام: خیال

۹-۲۰ اور شام ۶-۴۵

تیج کرن راؤ: گیت

شام

۸-۰۰ راجستھانی کہانی: ونود سومانی

۸-۱۰ شانتی سیرانند: غزلیں

۹-۳۰ سندھی پروگرام

سندھی تہذیب

تقریر یو. پی. ٹھاکر

گرداس مل: سگم سنگیت

بدھ ۵ مئی

صبح

۷-۳۰ شیام لال: پکھاوج

۸-۲۰ موروھی کوئی سپنو ہے

ہوٹل مجور: راجستھانی تقریر

۹-۲۰ ہری ہر شرما: ستار

۱۰-۳۰ شیام لال: پکھاوج

شام

۵-۰۰ یووا وانی

۶-۳۰ سندھی پروگرام: کہانی

روپ چند: کویتا پاٹھ

ششی آہوجہ

۸-۰۰ ساماجک اور دوستھاؤں

کے پرتی ہمارا درشٹی کون

تقریر سریندر ترویدی

جمعرات ۶ مئی

صبح

۷-۳۰ مشتاق حسین خاں: خیال

۷-۵۰ دیووانی: بعد چرچا سے سندیش

ڈاکٹر ہری رام آچاریہ

۹-۲۰ اور شام ۶-۵۰

احمد حسین: غزلیں

دوپہر

۱-۱۰ پہلاؤں کے وکاس کی اور سے

دستھائیں: تقریر کرشن جین

شام

۸-۰۰ راجستھانی تقریر: ویرادی بھومی

میواڑ میں چترکلا

از آر کے وششٹ

۱۰-۳۰ امجد علی خاں

سرود پر بہاگ اور بیلو

جمعہ ۷ مئی

صبح

۷-۳۰ استاد امیر خاں: خیال

۸-۲۰ پرارتھنا سبھا

۸-۱۰ لوک گیت

۹-۲۰ سگم سنگیت

شام

۵-۰۵ یووا وانی

۶-۲۵ راجستھانی میں کویتا پاٹھ

۸-۰۰ کہانی

۹-۳۰ ناٹک

ہفتہ ۸ مئی

صبح

۷-۳۰ نارائن راؤ ویاس: خیال

۸-۲۰ ہندی میں تقریر

۹-۱۰ لوک سنگیت

شام

۶-۳۰ مکل: بچوں کے لیے

۸-۰۰ اردو پروگرام

زندگی اور سائنسی نظریہ

تقریر ڈاکٹر اعظم شاہ

افسانہ: مختار الرحمٰن

اتوار ۹ مئی

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰

سوریہ نرائن پروہت: بانسری

۱۰-۰۰ سندھی پروگرام

کویتا: موہن آڈواسی

گیت: ویربھان جیتانی

دوپہر

۲-۲۰ ترکون: کہانی

جے سنگھ ایس راٹھور

کویتا: لکشمی نرائن رنگا

سمپادک کے جی سنہا

شام

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

"لیگ ایڈ ٹو پوور"

جے سی بنسل

پیر ۱۰ مئی

صبح

۷-۳۰ اور ۱۰-۰۰

بلرام پاٹھک: ستار

شام

۶-۳۰ ادھیوگ جگت: مزدوروں کیلئے

کلیان کاری سودھائیں

تقریر برجیندر شرما

۸-۰۰ کویتا: تارا دت

نرو دودھ

منگل ۱۱ مئی

صبح

۷-۳۰ سریش گوسوامی: وائلن

شام

۸-۰۰ راجستھانی کویتا پاٹھ: اونکار دت

۹-۳۰ سندھی ناٹک

پیشکش: موہن مہر چندانی

بدھ ۱۲ مئی

صبح

۷-۳۰ مدن لال گوڑ: بانسری

۸-۲۰ بھید بھاؤ چھوڑو، ما دوجنے اندھو

راجستھانی تقریر: رامپال بھاٹی

شام

۵-۰۵ کہانی: رمیش سنکلا

۶-۳۰ سندھی پروگرام

بچوں کے لیے

۸-۰۰ پریوار کلیان: انٹرویو

۹-۳۰ آرتھک اپرادھوں کی روک تھام

اور جن شکھیا کی بھومکا: پرسمچرچا

جمعرات ۱۳ مئی

صبح

۷-۳۰ اور ۱۰-۵۰

نرملا دیوی اور لکشمی شنکر: ٹھمری

۷-۵۰ سنسکرت کویتا پاٹھ

رام سروپ اگنی ہوتری

۸-۲۰ بھاگوناتک ایکتا میں مسلم کویوں

کا یوگ دان

تقریر یگل کشور چترویدی

شام

۸-۰۰ راجستھانی لوک جیون میں مولیہ

راجستھانی تقریر: پریم چند سبوز

جمعہ ۱۴ مئی

صبح

۷-۳۰ اور ۱۰-۳۰

نصیر ظہیر الدین خاں ڈاگر اور

نصیر الدین خاں ڈاگر

شاستریہ گائن

شام

۶-۳۵ افضل حسین: دادرا

۸-۰۰ کہانی:

ایشور چند

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح

۷-۳۰ دیوبرت چودھری: ستار

۸-۲۰ ہماری بھاشائیں اور ان کی

پرمپرا

شام

۸-۰۰ نئے سنگ میل نئے امکانات

سماجی بہبودی

بی پی سود

کلام شاعر:

پی کے شرلواستو

میں اشتہار
دیکر اپنی تجارت
کو فروغ دیجئے

حیدرآباد

حیدرآباد الف ۲۰۶٫۵ میٹر (۱۴۵۰ کلوہرٹز)، حیدرآباد ب ۲۱۷٫۸ میٹر (۱۳۷۸ کلوہرٹز) حیدرآباد ج ۲۵۶٫۴ (۱۱۷۰ کلوہرٹز)

ہفتہ یکم مئی

صبح

۸ - ۲۵ یووادانی
فلمی قوالیاں

شام

۵ - ۳۰ ترنگ - ڈرامہ
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) افکار عالیہ ' حسرت موہانی'
تحریر : سعادت نظیر
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۲ مئی

صبح

۸ - ۲۵ یووادانی 'گلدستہ'
۹ - ۳۰ بچوں کے لیئے

دوپہر

۲ - ۳۰ بہنوں کے لیئے
(۱) زرینہ سلطانہ : ڈھولک کے گیت
(۲) خطوں کے جواب
(۳) ' دلہن کی واپسی' افسانہ
از بتول سجاد
(۴) ' پکوان کی ترکیب' از رانی

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ڈرامہ
(۲) غزلیں

پیر ۳ مئی

صبح

۸ - ۴۰ یووادانی
نغموں کی دنیا

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم آپ اور وہ از اسلم فرشوری
' وہ ہمارا حیدرآباد'
بہب یار جنگ سے ملاقات
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر از
رحمت سکندرآبادی، عبرت سکندرآبادی
(۴) غزلیں

منگل ۴ مئی

صبح

۸ - ۲۵ یووادانی
تقریر

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
ادبی میگزین
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کے لیئے
' مزدوروں کی مشکلات ' تقریر از
علی محمد موسوی
(۳) ' داماد' مزاحیہ خاکہ از ظہیر الحد
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۵ مئی

صبح

۸ - ۲۵ یووادانی
شہر نامہ

دوپہر

۲ - ۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) ' آڈمل بجٹیں' ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
پیشکش : اظہر افسر
(۴) نئی کہانی ' روٹی اور بھوک'
از عاشق شاہ
(۵) غزلیں

جمعرات ۶ مئی

صبح

۸ - ۲۵ یووادانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲ - ۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
' میری پسند' فلموں کے گانے
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند ' فلمی گانے'
(۴) نئی کتابوں پر تبصرہ

جمعہ ۷ مئی

صبح

۶ - ۴۰ الشور اللہ
قرأت کلام پاک ، نعت شریف
۸ - ۴۰ یووادانی
تقریر

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
سائنس میگزین
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتے کی ڈائری
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
' دق کے تیماردار'
ڈاکٹر پی سدرشن ریڈی سے بات چیت
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۸ مئی

صبح

۸ - ۲۵ یووادانی
فلمی قوالیاں

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
ڈرامہ
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) افکار عالیہ ' نہج البلاغہ'
از ڈاکٹر مجاور حسین رضوی
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۹ مئی

صبح

۸ - ۲۵ یووادانی
گلدستہ
۹ - ۳۰ بچوں کے لیئے

دوپہر

۲ - ۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) ڈھولک کے گیت
(۲) خطوں کے جواب
(۳) کام کی باتیں از بشیر قربان علی
(۴) ' عورتوں میں جوڑوں کا درد'
ڈاکٹر منشا دیوی ماتھر سے گفتگو

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
۹ - ۳۰ نیرنگ
ڈرامہ - غزلیں

پیر ۱۰ مئی

صبح

۸ - ۴۰ یووادانی
نغموں کی دنیا

شام

۵ - ۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) ہم آپ اور وہ
' تھیٹر - کل اور آج ' انٹرویو
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
از رضا وصفی اور حفیظہ
(۴) غزلیں

قانون یہی کہتا ہے،
آپ کے بچوں کی بھلائی بھی اسی میں ہے،
شادی سے پہلے انھیں شادی کی ذمہ داریاں سمجھنے کے لائق ہونے دیں۔

p 81/306

منگل ۱۱ مئی

صبح
۸-۲۵ یوواوانی: تقریر
شام
۵-۳۰ ترنگ: ادبی میگزین
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے گفتگو 'مزدوروں کے مسائل' لطیف الدین سے
(۳) 'دوستوں کی محفل' مزاحیہ خاکہ از برہان حسین
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۱۲ مئی

صبح
۸-۲۵ یوواوانی
'شہر نامہ'
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ ترنگ
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں
(۴) غزلیں

جمعرات ۱۳ مئی

صبح
۸-۲۵ یوواوانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے
۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ ترنگ
'میری پسند' فلمی گانوں پر مبنی
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند، فلمی گانے
(۴) 'اردو ادب کے مزاحیہ کردار' تقریر از داؤد رفیق

جمعہ ۱۴ مئی

صبح
۶-۳۰ الیشور اللہ
قرأت کلام پاک اور نعت شریف
۸-۴۰ یوواوانی: تقریر
شام
۵-۳۰ ترنگ. سائنس میگزین
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) اس ہفتے کی ڈائری از منور علی
(۳) 'گردے کے امراض' ڈاکٹر کانجی رام سے بات چیت
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح
۸-۲۵ یوواوانی: فلمی قوالیاں
شام
۵-۳۰ ترنگ ڈرامہ
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا
(۲) افکار عالیہ 'بائرن'
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد ۱۹۷۱۲ ۱۵۲۱ کلوہرٹز
پربھنی ۲۲۹۱۸ ۱۳۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی ۸-۰۰ صبح ۶-۰۵ شام ۸-۴۵ رات
مراٹھی (علاقائی خبریں) ۷-۰۵ صبح - اورنگ آباد ۷-۱۰ بجے شام (بمبئی)
مراٹھی (مرکزی خبریں) ۸-۳۰ صبح ۱-۳۰ دوپہر ۸-۰۰ رات
انگریزی ۸-۱۰ صبح ۸-۰۰ رات ۹-۰۰ بجے رات اردو ۱-۰۵ دوپہر ۹-۱۵ رات

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم
۶-۳۵ امرت دھارا
۶-۴۰ پروگرام کا خلاصہ (بزبان مراٹھی)
۶-۴۵ کسانوں کے لئے پروگرام
۶-۵۰ سورانجلی
۸-۲۵ ضلع کی چٹھی
۹-۰۵ اختتام

شام

۵-۳۰ یوواوانی (نوجوانوں کے لئے پروگرام)
۵-۵۰ پریس کی رائے
۵-۵۵ روزگار سماچار
۶-۰۰ مقامی اعلانات
۶-۱۰ پروگرام کی تفصیل (بزبان مراٹھی)
۶-۳۰ کسانوں کے لئے پروگرام (بزبان مراٹھی)
۷-۳ آپکے گھر آپکے شیوار
۹-۳ مدھوگندھ ۱۰-۳۰ اختتام

ہفتہ یکم مئی

صبح

۷-۱۵ اناچوہان، لوک سنگیت
۷-۳۰ 'سب رنگ' اردو پروگرام (روزانہ)
۸-۴۰ سوراشلپ

دوپہر

۱۲-۳۰ یوم مہاراشٹر کے موقع پر خصوصی فیچر
تحریر، تارا دھرم ادھیکاری
۱-۰۰ بسم اللہ خاں اور ولایت خاں
شہنائی وستار یگلبندی

رات

۸-۱۵ 'اون پاؤس' سلسلہ وار فیچر

اتوار ۲ مئی

صبح

۷-۱۵ پنڈت جسراج، خیال
۸-۴۰ سگم سنگیت
۹-۰۵ بچوں کیلئے (مراٹھی)
۹-۴۰ مراٹھی میں فیچر
تحریر، ڈاکٹر اندرا پوار

دوپہر

۱-۰۰ خواتین کیلئے (مراٹھی)

شام

۶-۱۵ کیرتن
۸-۱۵ مراٹھی میں خطوں کے جواب
۱۰-۰۰ الیس اے مدھوکر، خیال

پیر ۳ مئی

صبح

۶-۵۰، رات ۸-۴۰
نلنی کولشکر، بھگتی سنگیت
۷-۱۵ این راجن، وائلن

دوپہر

۱-۰۰، رات ۱۰-۰۰
سوہامنی کورلکر، خیال

شام

۷-۳۰ کھیت اور گھر
۸-۱۵ 'نئی تعلیم اور ڈاکٹر ذاکر حسین'،
مراٹھی تقریر از شاستر لودھا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

منگل ۴ مئی

صبح

۷-۱۵ جگدیش پرشاد پنڈت، خیال
۸-۴۰ کروناد یشپانڈے، اسٹیج گیت

دوپہر

۱-۰۰ سنگھ بندھو، خیال

رات

۸-۱۵ 'ہیضہ' مراٹھی میں تقریر
۹-۳۰ 'آج کا مہاراشٹر' فیچر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۵ مئی

صبح

۷-۱۵ رمیش تاگڑے، وائلن
۸-۴۰ گرجادیوی، ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱-۰۰ لسوراج راجگرو، خیال

شام

۹-۳۰ 'پراگ' مراٹھی میں پروگرام
۱۰-۰۰ سامعین کی فرمائش

جمعرات ۶ مئی

صبح

۷-۱۵ مانک ورما، سبدھ سنگیت
۸-۴۰ ہری پرساد چورسیہ، بانسری

دوپہر

۱-۰۰ ملک ارجن منصور، خیال

رات

۸-۱۵ نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی موسیقی

جمعہ ۷ مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا
۸-۴۰ اسٹیج گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ 'گنونت تھوراٹ' غنائیہ
۱-۰۰ بھیم سین جوشی، خیال

رات

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر

ہفتہ ۸ مئی

صبح

۷-۱۵ لوک سنگیت
۸-۴۰ سورشلپ

دوپہر

۱۲-۳۰ محفل غزل
۱-۰۰ وسنت راؤ دیشپانڈے، خیال

رات

۸-۱۵ 'اون پاؤس' سلسلہ وار فیچر

اتوار ۹ مئی

صبح

۷-۱۵ افضل حسین نظامی، ٹھمری
۸-۴۰ سگم سنگیت
۹-۰۵ بچوں کے لیے (مراٹھی)
۹-۴۰ ہندی میں تقریر

دوپہر

۱-۰۰ خواتین کیلئے (مراٹھی)

شام

۶-۱۵ کیرتن
۷-۳۰ گھر اور کھیت
۸-۱۵ مراٹھی میں خطوں کے جواب
۹-۳۰ سامعین کی فرمائش

پیر ۱۰ مئی

صبح

۷-۱۵ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار

دوپہر

۱-۰۰ بالا صاحب برگاونکر

شام

۶-۱۵ مادھو راؤ توڑکر، لوک گیت
۶-۳۰ دیہی علاقوں کے لیئے پروگرام
۷-۳۰ گھر اور کھیت
۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر

منگل ۱۱ مئی

صبح

۷-۱۵ شروتی سادولیکر، خیال
۸-۴۰ اسٹیج گیت

دوپہر

۱-۰۰ ایم ایس گوپال کرشنن، وائلن

شام

۶-۱۵ ایچ آر فرتاڑے
۶-۳۰ سنت گوراکمہار

ناگپور

۵۱۲/۸ میٹر، ۵۸۵ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم، منگل دھُن
۶-۳۵ اچھا ... سنگیت
۶-۵۰ پروگراموں کا اعلان
۶-۵۵ کرشی وانی زراعتی معلومات
۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی اور موسم کا حال (مراٹھی)
۷-۳۵ ہندی سبق (پیر سے جمعہ تک) سنسکرت سبق (ہفتہ) سر بھارتی (اتوار)
۸-۲۰ بھاؤ گیت، عوامی پسند کی کہانیاں (جمعرات)
۸-۲۵ ضلع کی چٹھی مراٹھی میں
۹-۳۰ موسم کا حال: روزگار سماچار (پیر سے ہفتہ تک)، ڈرامہ یا فیچر (اتوار)
۹-۴۵ سگم سنگیت (پیر سے جمعرات تک) گاندھی امرت (جمعہ) فلمی موسیقی، فلم سنگیت (ہفتہ)

۹ اور ۹-۲۵ نشریات برائے اسکول (اسکول کے دنوں میں)
۹-۱۵ طلبا کے لیے پروگرام (اتوار)

دوپہر

۱۲-۳ پروگرام برائے خواتین (اتوار اور جمعرات)
۱-۱ موسم کا حال برائے صنعتی مزدوروں (بدھ، مراٹھی، جمعہ، ہندی)
۱-۴ اور ۲-۵۰ نشریات برائے اسکول (اسکول کے دنوں میں)

شام

۵-۳ کلاسیکی موسیقی (اتوار، جمعرات) سگم سنگیت (پیر، جمعہ) موسیقی (ساز) (منگل، بدھ) علاقائی موسیقی (ہفتہ)
۵-۵۵ مقامی اعلانات، پروگراموں کا اعلان، موسم کا حال
۶-۱۵ پروگرام برائے دیہی خواتین (پیر اور جمعہ)

(نوجوانوں کے لیے (مراٹھی، اتوار)) طلبا کے لیے پروگرام (بدھ)
۶-۴۵ بازار بھاؤ (پیر سے ہفتہ) روزگار سماچار (اتوار)
۷-۰ تعلیم بالغان، مراٹھی (پیر اور جمعہ) دیہی بچوں کے لیے پروگرام (ہفتہ)
۷-۲ پروگرام برائے دیہی سامعین
۸-۲۵ سماچار پتروں سے
۹-۱۵ مراٹھی میں بات چیت (اتوار، منگل) ہندی میں بات چیت (ہفتہ) انگریزی میں بات چیت (پیر) نیوز ریل (پیر) خطوط کے جواب (بدھ)
۱۰-۰۰ اردو پروگرام 'محفل' (پیر)
۱۰-۳۰ اختتام
۱۱-۱ (اتوار، منگل، بدھ کو اختتام)

ہفتہ وار پروگرام

اتوار

صبح

۸-۳۵ سر بھارتی
۸-۴ موسم کا حال "مانیہ ابھی"
۹- چمتکار (مختصر سے ...)
۹-۰۵ سورسہیری (اس ماہ کا گیت)
۹-۱۵ بال وہار (بچوں کا پروگرام مراٹھی میں)

دوپہر

۱۲-۳۰ ونیتا وشو (خواتین کا پروگرام، مراٹھی)
۲-۵۰ بھاؤ گیت

شام

۶-۱۵ یووا وانی (مراٹھی)
۶-۴۵ روزگار سماچار
۷-۰۰ ... کا سنگیت، پھلواری پروگرام
۷-۳۰ "ماجھے گھر ماجھے واور" زراعتی معلومات
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی

پیر

دوپہر

۱-۱۰ موسم، جنس امرت

شام

۶-۱۵ ہوائی ...

(دیہی خواتین کے لیے پروگرام)
۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے واور (زراعتی پروگرام)
۸-۰ کھیل جگت
۸-۳ کلاسیکی موسیقی

منگل

شام

۵-۳۰ موسیقی (ساز)
۷- ناگپور شیتکری منڈل زراعتی پروگرام
۱۰- منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ

دوپہر

۱۲-۳ گیت اور غزل
۱-۳۰ موسم: کاشتکار منڈل

شام

۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے واور زراعتی پروگرام
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی

جمعرات

دوپہر

۱۲-۳ ونیتا وشو

خواتین کا پروگرام

شام

۵-۳۰ سگم سنگیت
۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے واور (زراعتی پروگرام)
۹-۳ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام (صرف پہلی جمعرات)

جمعہ

صبح

۸-۴۵ گاندھی امرت (ہندی)

شام

۵-۴۵ قوالی

ہفتہ

دوپہر

۱۲-۳ فلم سنگیت
۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے واور (زراعتی پروگرام)
۹-۳۰ کلاسیکی کا نیشنل پروگرام

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

پیر ۳/مئی

رات

۱۰-۰۰ فلسفۂ تعلیم اور ڈاکٹر ذاکر حسین
بات چیت: از ایم آر خان خشتار
بزم قوالی
مختصر افسانہ: از انیس الدین
اناؤنسر: نورجہاں خاں

پیر ۱۰/مئی

رات

۱۰-۰۰ کامٹی کا ادبی ماحول
بات چیت: از شرف الدین ساحل
کلام شاعر: فدا المصطفیٰ ندوی
غفار راغب
گرم لہر اور حفظان صحت
بات چیت: از حکیم شاکر عباسی
اناؤنسر: نورجہاں خاں

بقیہ:- اورنگ آباد

۷-۳۰ کھیت اور کھیت
۸-۱۵ 'یرقان' مراٹھی میں تقریر
۹-۳۰ کاروباویر بھاؤ راؤ پاٹل، فیچر
تحریر: بھگوان بھگر

۷-۳۰ کھیت اور کھیت
۸-۱۵ نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی فیچر

بدھ ۱۲/مئی

صبح

۷-۱۵ شیخ داؤد، طبلہ
۸-۳۰ پروین سلطانہ، ٹھمری، دادرا
۱۰-۰۰ خان بندھو، خیال

شام

۶-۳۰ دیہی علاقوں کیلئے
۷-۳۰ کھیت اور کھیت
۸-۱۵ انگریزی میں تقریر
۹-۱۵ آتم واگھے، لوک گیت
۹-۳۰ ابھنگ

جمعرات ۱۳/مئی

صبح

۷-۱۵ جیوتسنا بھولے، سدھ سنگیت
۸-۳۰ زرین دارووالا، سرود
۱۰-۰۰ نیاز احمد، فیاض احمد، خیال

شام

۶-۱۵ کچرو دھیوارے، لوک گیت
۶-۳ دیہی سامعین کے لیئے

جمعہ ۱۴/مئی

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا
۸-۳۰ ناتھ ترسیکر، اسٹیج گیت
۱۰-۰۰ رات ۱۰-۰۰
پنڈت جسراج، خیال

شام

۶-۱۵ اتم راؤ ناتھے، لوک گیت
۷-۳۰ کھیت اور کھیت
۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر

ہفتہ ۱۵/مئی

صبح

۶-۱۵ ڈی ایس کلکرنی، لوک گیت
۸-۳۰ سوراشلپ
۱۰-۰۰ اجے پوہنکر، خیال

شام

۶-۱۵ ایچ ایچ چوان، لوک گیت
۸-۱۵ 'اون پاؤس' سلسلہ وار فیچر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

سرینگر

میڈیم ویو سری نگر الف۔ ۲۶۸۰۸ میٹر ۱۱۱۶ کلوہرٹز، سرینگر ج ۱۹۹٫۶ میٹر ۱۵۰۲ کلوہرٹز

شارٹ ویو سری نگر د ۱۰ء ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلوہرٹز

۴۹٫۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلوہرٹز / ۹۱٫۵۰ میٹر ۳۲۷۷ کلوہرٹز

پہلی مجلس۔ صبح ۶-۳۰ سے صبح ۰۰-۰۰ تک

دوسری مجلس۔ صبح ۱۱-۳۰ سے رات ۵-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۰۰-۷ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

صبح

۷-۰۰ سنسکرت میں خبریں

۷-۴۵ کشمیری میں خبریں

۸-۱۰ انگریزی میں خبریں

۸-۵۰ اردو میں خبریں

۹-۰۰ ہندی میں خبریں

دوپہر

۱-۵۰ اردو میں خبریں

۲-۰۰ انگریزی میں خبریں

شام

۶-۰۰ انگریزی میں خبریں

۶-۲۵ کشمیری میں خبریں

رات

۹-۰۰ انگریزی میں خبریں

۹-۱۵ اردو میں خبریں

۱۱-۰۰ انگریزی میں خبریں

علاقائی خبریں

صبح

۹-۰۵ دلچسپ خبریں

۹-۲۰ اردو میں خبریں

۹-۴۵ کشمیری میں خبریں

۲-۱۰ لداخی میں خبریں

شام

۷-۳۰ کشمیری میں خبریں

۷-۴۵ اردو میں خبریں

ہفتہ یکم مئی

صبح

۷-۰۵ آشا کول، کشمیری موسیقی

۷-۳۰ صوفی شعرا کا کلام

۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۴۰ سی ایچ آتما، غزلیں

۸-۲۰ نوئی تخلیق

محی الدین گوہر کا تازہ کلام

۸-۴۵ حرف حرف (اردو)

۹-۰۵ خوشحال گھرہ

دوپہر

۲-۱۰ عبدالحلیم جعفر خاں، ستار وادن

۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ انگریزی میں تقریر از فدا محمد عمانی

۹-۳۰ سیاق زندگی میون کار

۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۲ مئی

صبح

۷-۰۵ مہاراج کشن بنڈتا، غزلیں

۷-۳۰ زونہ ڈب

۸-۰۰ اوشا ٹنڈن، غزلیں

۸-۳۰ گھرانوں کیلئے (اردو)

۹-۰۵ اس ہفتے

۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۱۱-۰۰ کورل میوزک

دوپہر

۱۲-۴۰ فلمی گانے

۲-۳۰ نوبہ نو

۴-۰۰ ہی مال

رات

۸-۳۰ پراگاش

۸-۴۵ توہنز چٹھی واٹر

۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل

۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۳ مئی

صبح

۷-۰۵ سونیتا کول، غزلیں

۸-۰۰ راحت علی، غزلیں

۸-۲۰ رسالو منزہ

۸-۲۵ ہندی میں بات چیت

۹-۰۵ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ سمن کلیانپور، غزلیں

۲-۱۰ کمار چند ھرواد، شاستریہ سنگیت

رات

۸-۴۵ اردو میں بات چیت

۹-۳۰ 'راکھش تہ ڈائنی' کشیری کھیل

تحریر: موتی لال ساقی

۱۰-۳۰ پھر سنئے

منگل ۴ مئی

صبح

۷-۰۵ راج بیگم، کشمیری موسیقی

۸-۰۰ شبیر حسین، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۹-۰۵ ڈوگری گیت

۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۰۰ محمد عبداللہ ستاری و ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۴۵ 'دوہین نقلن ہند پروگرام'

تقریر از ڈاکٹر نثار علی

۹-۳۰ 'وودھا'

اردو، کشمیری میں پروگرام

۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۵ مئی

صبح

۷-۰۵ آرتی ٹکو، غزلیں

۸-۰۰ وجے کمار ملا، غزلیں

۸-۲۰ شش رنگ

۹-۰۵ کاشر ناول

دوپہر

۱۲-۴۰ مہدی حسن، غزلیں

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

۴-۳۰ جی این وگے اور آرتی ٹکو

غزلیں

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

جمعرات ۶ مئی

صبح

۷-۰۵ نسیم اختر، کشمیری گانے

۷-۳۰ زونہ ڈب

۸-۰۰ بیگم اختر، غزلیں

۸-۲۰ پنجابی پروگرام

۱۰-۰۰ پوسٹ کارڈ اسٹوریز

۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ جمال اکبر، غزلیں

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

۴-۰۰ کیاری

۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ سیلۃ فورم

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی موسیقی

۱۰-۳۰ کشمیری سنگیت

جمعہ ۷ مئی

صبح

۷-۰۵ غلام نبی شیخ، کشمیری موسیقی

۸-۰۰ مشتاق حسین خاں، غزلیں

۸-۲۰ گھرہ بارہ خاطرہ

۹-۰۵ غزلیں

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

۴-۰۰ کمال بٹ اور ساتھی

صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۳۰ رانے ترانے

۱۰-۰۰ کشمیری موسیقی

۱۰-۳۰ داستان

ہفتہ ۸ مئی

صبح

۷-۰۵ جلال گیلانی، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ محمد یعقوب، غزلیں
۸-۲۰ تخلیق نو
۸-۳۵ مولل شعار
۹-۰۵ خوشحال گھرہ
۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ راجندر مہتہ، نینا مہتہ، دوگانہ
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ 'باؤنتہ' عصری ہندوستانی ادب پر مبنی
۱۰-۳۰ شہر صبا

اتوار ۹ مئی

صبح

۷-۰۵ ریتا کول، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ محی الدین خاں، غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کے لیئے
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ 'دو جلیے پھول' اردو ناٹک۔ تحریر: بی کے مشرا

دوپہر

۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۳۰ کہکشاں
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہی مال

رات

۸-۴۵ تو ہنر چیٹھی واژ
۱۰-۱۵ آپکی فرمائش

پیر ۱۰ مئی

صبح

۷-۰۵ غلام محمد میر، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ عامل احمد، غزلیں
۸-۲۰ 'ذات بترات' پیشکردہ: اے آر بٹ
۸-۳۵ ہندی میں بات چیت
۹-۰۵ 'سنطور' صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ انجلی بنرجی: غزلیں
۲-۳۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ 'ہی مال'

رات

۸-۳۰ اسپورٹس پروگرام
۸-۴۵ اردو میں بات چیت

۹-۳۰ 'سورج کی لاش' اردو ناٹک
تحریر: ڈاکٹر شکیل الرحمن،

۱۰-۳۰ 'سام' بیس نکاتی پروگرام پر مبنی

منگل ۱۱ مئی

صبح

۷-۰۵ ششی جوہڑہ: کشمیری موسیقی
۸-۰۰ اقبال قریشی، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ ڈوگری موسیقی
۱۱-۳۰، سہ پہر ۴-۰۰ محمد عبداللہ تبت بقال و ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ کشمیری میں بات چیت
۹-۳۰ سنگرمال
۱۰-۰۰ تو ہنر فرمائش

بدھ ۱۲ مئی

صبح

۷-۰۵ سدھارتھ کول، کشمیری موسیقی
۷-۳۰ زونہ ڈب
۸-۰۰ شانتی کول، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
۹-۰۵ 'کاشری ناول'

دوپہر

۱۲-۴۰ احمد حسین محمد حسین، غزلیں
۲-۱۰ بسم اللہ خاں: شہنائی
۴-۳۰ راج بیگم، غزلیں

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۳ مئی

صبح

۷-۰۵ رحمت اللہ خاں، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ نرملا اروِن، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ اسٹوریز
۱۱-۳۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ شوبھا گورٹو: غزلیں
۲-۱۰ استاد امیر خاں، گائن
۴-۰۰ کیاری
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ ہیلتھ فورم
ڈاکٹر بی ایل کول سے انٹرویو
۱۰-۳۰ کشمیری موسیقی

جمعہ ۱۴ مئی

صبح

۷-۰۵ اومکار ناتھ کول، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ اقبال بانو، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطرہ

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ رانے ترانے
۱۰-۰۰ کشمیری موسیقی
۱۰-۳۰ داستان

ہفتہ ۱۵ مئی

صبح

۷-۰۵ کشمیری موسیقی
۸-۰۰، دوپہر ۱۲-۴۰ غزلیں
۸-۲۰ 'نوی تخلیق'
۸-۳۵ 'پراگ' ہندی ادبی پروگرام
۹-۰۵ خوشحال گھرہ
۱۱-۳۰ صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۰۰ چھکری اور روف

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۴۵ انگریزی میں بات چیت
۹-۳۰ محفل موسیقی
۱۰-۳۰ شہر صدا

جمعرات

شام ۳۰-۷ گھر کی دنیا ۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۲۰-۸ کل کے پروگرام ۳۳-۸ چتر ہار ۱۵-۹ آپ اور قانون ۳۵-۹ اختتام

جمعہ

شام ۳۰-۷ پھلواڑی (بچوں کے پروگرام) ۱۵-۸ آج کل ۳۰-۸ کل کے پروگرام ۳۵-۸ ناٹک ۰۵-۹ اودھ پنچ: اردو میگزین پروگرام ۳۵-۹ سنگیت کا نیشنل پروگرام ۰۵-۱۰ اختتام

ہفتہ

شام ۳۰-۷ یووا درشن ۱۵-۸ لوک سنگیت / پرادیشک فیچر فلم ۳۰-۸ کل کے پروگرام ۳۳-۸ سلسلہ وار انگریزی فلم ۰۵-۹ وویدھا ۲۰-۹ بزرگ لوگوں کے لیے ۳۵-۹ دوسرے کیندروں کے پروگرام ۰۵-۱۱ اختتام

دوردرشن سری نگر

بینڈ 1 ۲۵ر۶۲ ایم ایچ زڈ (تصویر) چینل 4 ۷۵ر۶۷ ایم ایچ زڈ (آواز)

[illegible]

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں، ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ، ۴۵-۹ اردو میں خبریں، ۰۰-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

ہفتہ یکم مئی

شام ۳۰-۷ فوکس آن ویلیج ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۰-۸ سلسلہ وار فیچر ۳۵-۸ ڈگار نگ پروگرام ۱۵-۹ تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام

اتوار ۲ مئی

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لیے (کشمیری) ۳۰-۱۱ کشمیری لوک سنگیت ۵۰-۱۱ ڈرامہ (دوبارہ) ۴۰-۱۲ یونیورسٹی کیلئے ۳۰-۶ شام کشمیری لوک سنگیت ۵۰-۶ روزگار خبرنامہ (اردو) ۰۰-۷ اور ۱۰-۷ ہندی فلم ۰۰-۱۰ دوسرے کیندروں کے پیش کردہ پروگرام

پیر ۳ مئی

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۴۵-۷ ٹی وی نیوز فیچر ۱۰-۸ ہندی فلموں کے گانوں ۲۵-۹ انٹرویو

منگل ۴ مئی

شام ۳۰-۷ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۴۵-۷ دستاویزی فلم ۱۰-۸ ناظرین کے خطوط ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فیچر ۲۰-۹ بھانڈ جشن

بدھ ۵ مئی

شام ۳۰-۷ نعتیں (کشمیری) ۴۵-۷ چیدہ چیدہ پروگرام (دوبارہ) ۱۰-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۵-۸ ہلکی پھلکی موسیقی ۴۵-۸ کلاسیکی موسیقی ۱۵-۹ ادبی میگزین (کشمیری)

جمعرات ۶ مئی

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک داستان ۱۰-۸ ہندی فلموں سے لیے گئے گانے ۰۰-۹ حالات حاضرہ (اردو) ۲۵-۹ پنجابی گانے

جمعہ ۷ مئی

شام ۰۰-۷ گوجری پروگرام ۳۰-۷ گھرانوں کے لیے ۱۰-۸ اردو ڈرامہ ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ ہیلتھ میگزین (کشمیری)

ہفتہ ۸ مئی

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے (اردو) ۳۰-۷ نظم کی عکس بندی ۴۵-۷ ڈوگری پروگرام ۱۰-۸ سلسلہ وار اردو فیچر ۳۵-۸ نوجوانوں کیلئے (کشمیری)

اتوار ۹ مئی

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لیے (کشمیری) ۳۰-۱۱ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۵۰-۱۱ لوک سنگیت کشمیری ۳۰-۱۲ ہلکی پھلکی موسیقی
شام ۳۰-۶ کشمیری لوک سنگیت ۵۰-۶ روزگار خبرنامہ (اردو) ۰۰-۷ اور ۱۰-۷ فیچر فلم ہندی ۰۰-۱۰ غزلیں

پیر ۱۰ مئی

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۴۵-۷ ٹی وی نیوز فیچر ۱۰-۸ نقش و نغمہ: ہندی فلموں سے لیے گئے گانے ۵۰-۸ اسپورٹس میگزین (اردو) ۲۰-۹ انٹرویو

منگل ۱۱ مئی

شام ۳۰-۷ فن اور فنکار ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۰-۸ ناظرین کے خطوط ۴۵-۸ سلسلہ وار انگریزی فیچر ۱۵-۹ تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام

بدھ ۱۲ مئی

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام ۴۵-۷ کشمیری لوک سنگیت ۱۰-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۴-۸ دوسرے کیندروں کے پیش کردہ پروگرام ۴۵-۹ ادبی میگزین (اردو)

جمعرات ۱۳ مئی

شام ۳۰-۷ ہوم سائنس ۱۰-۸ ہندی فلموں سے لیے گئے گانے ۰۰-۹ حالات حاضرہ (اردو) ۳۰-۹ لداخ کیلئے

جمعہ ۱۴ مئی

شام ۰۰-۷ گوجروں کیلئے ۳۰-۷ فیملی ویلفیئر ۱۰-۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں کے پروگرام) ۱۵-۹ ہیلتھ میگزین

ہفتہ ۱۵ مئی

شام ۰۰-۷ بچوں کیلئے (اردو) ۳۰-۷ نظم کی عکس بندی ۵۰-۷ سوک سینس (ہمارے فرائض) ۱۰-۸ سلسلہ وار اردو فیچر ۳۵-۸ نوجوانوں کیلئے (کشمیری) ۰۵-۹ ڈگار نگ پروگرام

MGIPLP(FED)-3/AIR(ND)/82-2,350

△ شری بلرام جاکھڑ — اسپیکر لوک سبھا
آکاشوانی دہلی کے پنجابی پروگرام میں تقریر پیش کرتے ہوئے۔

△ 'ٹوٹا ہوا وہ' زبیر رضوی کے تحریر کردہ اور جوالا پرشاد کے پیش کردہ ناٹک
کی صدابندی کا منظر — یہ ناٹک آکاشوانی رامپور سے نشر کیا گیا۔

▽ او اب لوٹ چلیں' — وجے سوری کے تحریر کردہ
ریڈیو کشمیر جموں سے نشر ناٹک کے فنکار

آکاشوانی بمبئی سے نشر ناٹک 'ایکالون کالو'
کے فنکارا — اسٹوڈیو میں۔

'گلدستہ' رنگارنگ اردو پروگرام میں
کرناٹک کالج، دھارواڑ کے طلبا۔
یہ ناٹک آکاشوانی دھارواڑ سے نشر کیا گیا۔

Regd. No D-(C)39

AWAZ
1st. May 1982

Licensed (U-23) to post without prepayment at CPSC New Delhi.

پاکستانی شاعر جمیل الدین عالی (دائیں) کے ساتھ رفعت سروش اردو مجلس (دہلی) کیلئے انٹرویو کرتے ہوئے۔

وجے کمار ملا ریڈیو کشمیر سرینگر سے غزلیں پیش کرتے ہوئے۔

آکاشوانی اورنگ آباد کے اردو پروگرام میں نشر ناٹک 'سرحدیں' کے شرکار فنکار بلند اقبال، وسنت دیش پانڈے، میر معظم علی، محبوب احمد، آشا پانیکر اور نور الحسنین۔

کماری راما — بھارت ناٹیم فنکار دوردرشن کیندر مدراس کے یوتھ پروگرام میں

جنرل شاہ نواز خاں (بائیں) کے ساتھ شمیم فاروقی آکاشوانی پٹنہ کیلئے انٹرویو کرتے ہوئے۔

بلونت گارگی — پروڈیوسر ایمریٹس (بائیں) کے ساتھ آکاشوانی دہلی کے پنجابی پروگرام میں اوما واسدیو نے انٹرویو کیا۔

Published by the Director General, All India Radio, at the office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals (Second Floor), PTI Building, Sansad Marg, New Delhi-110001

Printed by the Manager, Government of India Photolitho Press Faridabad.

۱۶ر سے ۳۱ر مئی ۱

۲۶ر بیساکھ سے ۱۰ر جیٹھ ۱۰۴

اشاعت کا ۴۰واں سال

قیمت: 50 پیسے

وہ امن کا پیامی

میوزیکل فیچر

مہدی نظمی

وہ غم گسار عالم افریشیا کا حامی
وہ جنگ کا مخالف وہ امن کا پیامی

وہ مخزن جواہر موتی کے دل کا جوہر
محنت کشوں کا ہادی دہقانیوں کا یاور
تعمیر کے چمن کا ہر پھول ہے سلامی
وہ غم گسار عالم افریشیا کا حامی
وہ جنگ کا مخالف وہ امن کا پیامی

انداز گفتگو میں گاندھی کا نرم لہجہ
گوتم سے ملتا جلتا رفتار کا طریقہ
وہ حسن خوش کلامی وہ حسن خوش خرامی
وہ غم گسار عالم افریشیا کا حامی
وہ جنگ کا مخالف وہ امن کا پیامی

ہر قوم کا وہ ساتھی ہر ملک کا وہ ہمدم
جمہوریت کا حامی انسانیت کا پرچم
میدان کے ہر سفر میں وہ رہبر گرامی
وہ غم گسار عالم افریشیا کا حامی
وہ جنگ کا مخالف وہ امن کا پیامی

راوی

میں سفیر وقت ہوں میں ہم رکاب آفتاب
میں نے ہندمیں دیکھے ہیں میں نے انقلاب
ہر طرف وہ حریت کا جوش وہ عزم و عمل
بزم مستقبل میں نغمہ ریز تھا سارا جہاں
وہ وفاداری کی مینا وہ محبت کی شراب
چشم بیدار وطن میں وقت کا رنگین خواب
وہ جواہر وہ وزیر اعظم ہندوستاں
قلعہ دہلی پر لہراتا ہوا قومی نشاں
ماجدھانی میں مسرت کا رواں سیلاب تھا
ہو خوشی کا اشک تھا وہ گوہر نایاب تھا
مسرتیں ہر جانب تھے نہرو سے لیے
پھول نے دامن کو لہرایا تھا خوشبو کے لیے

راوی

وہ جواہر لال جو شبنم بھی تھا شعلہ بھی تھا
چارہ ساز قوم بھی چارہ گر دنیا بھی تھا
جس نے پہچانا تھا تکلیف دل بیمار کو
جو نظر سے دیکھتا تھا عظمت دستار کو
راز دار دیدہ بھی تو راستے بھی پار بھی
ساقی میخانہ مست وطن بھی رہ بھی
راز دار ایشیا دم ساز افریقہ بھی تھا
مشرق و مغرب کا دلآویز سمجھوتہ بھی تھا
تھا ستارہ اوج پر وہ جگن واقبال کا
فکر مستقبل کا اندازہ وطن کے حال کا

لنکن و لینن کا جلوہ جس کے ہر انداز میں
قوم کو جس نے پکارا وقت کی آواز میں

نگار صبح نیا آفتاب لے کے چلے
ادھر چلو کہ جدھر انقلاب لے کے چلے

اٹھو کہ اہل سفر نے جرس بجایا ہے
چلے چلو کہ ابھی رہگذر میں سایا ہے
فروغ حوصلہ کامیاب لے کے چلے
ادھر چلو کہ جدھر انقلاب لے کے چلے
نگار صبح نیا آفتاب لے کے چلے
چراغ شام سے شمع سحر جلا کے اٹھو
ہیں انقلاب کے دن انقلاب لے کے اٹھو
سفینہ قوت موج شباب لے کے چلے
ادھر چلو کہ جدھر انقلاب لے کے چلے
وقار ہے کے مشقت کو شان محنت کو
بدلنے والو بدل دو وطن کی قسمت کو
چراغ عزم و عمل ماہتاب لے کے چلے
ادھر چلو کہ جدھر انقلاب لے کے چلے
نگار صبح نیا آفتاب لے کے چلے

راوی

وہ ہوا جس دور میں پیدا وطن کی گود میں
حیرتیں لے بوسے کانٹے چمن کی گود میں
عدل کی پوشاک پہنی تھی جفا و جور نے
خوں رلایا تھا وطن کو غیریت کے دور نے
اس نے جب دیکھا وطن والوں کا رنج و اضطراب
اس کے لب پر گونج اٹھے نعرہ ہائے انقلاب
ساحل راوی کو وہ داد تمنا یاد ہے
جذبہ آزادی کامل کا نعرہ یاد ہے

راوی (ستلج)

یاد ہے مجھ کو وہ انداز تکلم یاد ہے
حریت کے ساز کا حسن ترنم یاد ہے
اس کے ہر آنسو میں روشن تھا چراغ آرزو
اس کے ہونٹوں پر امیدوں کا تبسم یاد ہے

وہ پکارا طوق و زنجیر غلامی توڑ دو
جو ٹپکتا ہے کلیجے میں وہ بھالا چھوڑ دو
چھین لو آزادی کامل کا حق اور اختیار
حریت کی سمت تاریخ وطن کو موڑ دو

راوی (فضا)

قید خانوں سے گذر کر حریت کی راہ میں
اس نے آزادی کی قوت بھر دی ٹھنڈی آہ میں

غیر کی سرکار کے ڈیرے لپٹ کر رہ گئے
ظلم کے پھیلے ہوئے سائے سمٹ کر رہ گئے

وہ پکارا ہند کی ساری فضا آزاد ہے
قید وہ بندہ نہیں جس کا خدا آزاد ہے
رقص فرمائی میان محفل ہندوستاں
آئی آزادی کہ جیسے نوبہار گلستاں

نغمہ

میں عروس زندگی ہوں میرا آزادی ہے نام
سرخوشی ہی سرخوشی ہوں میرا آزادی ہے نام
میں گلابوں کی مہک ہوں میں ستاروں کی چمک
آبشاروں کی روانی سبزہ زاروں کی لچک
میں عروس زندگی ہوں میرا آزادی ہے نام
سرخوشی ہی سرخوشی ہوں میرا آزادی ہے نام

میں ہوں تعبیر تمنا میں ہوں ارمانوں کا خواب
کھیتوں کی نوجوانی کارخانوں کا شباب
میں عروس زندگی ہوں میرا آزادی ہے نام
سرخوشی ہی سرخوشی ہوں میرا آزادی ہے نام

میں وقار قوم و ملت میں ہوں ناموس وطن
آبروئے اہل دانش عزت ارباب فن
میں عروس زندگی ہوں میرا آزادی ہے نام
سرخوشی ہی سرخوشی ہوں میرا آزادی ہے نام

راوی (فضا)

خراج اپنے تدبر کا سب سے لیتا تھا
زمانے بھر کو وہ درس عمل یہ دیتا تھا
جہاں بھی خون تمنا بہایا جائے گا
وہاں ضرور کوئی انقلاب آئے گا
ہمیشہ فطرت قاتل ستم چھپاتی ہے
لہو کی لالی مگر آپ پھیل جاتی ہے
ہزار رات الجھتی رہے سویروں سے
سحر کا قافلہ رکتا نہیں اندھیروں سے

راوی (فضا)

وہ وطن سے خلوص کا رشتہ
عمر بھر ہند کو تلاش کیا
حسن وحدت کو بزم کثرت میں
اس نے چشم خرد سے دیکھا تھا

جاگے افکار گہرے خوابوں سے
اس کی لکھی ہوئی کتابوں سے
اس نے لکھوایا ہے ایک سوال کا در
اپنے ڈھونڈے ہوئے جوابوں سے

ہر گھڑی تھی لگن کہ بھارت سے
رنج و افلاس کی وبا جائے
بس تعمیر کے وہ منصوبے
اقتصادی ترقیوں کے لیے

تاریخ

میں ہوں تاریخ میری محفل میں
اک چراغ حیات ہے نہرو
اس کے دست وفا نے گوندھے ہیں
نوعروس بہار کے گیسو
اس کی محنت کا یہ پسینہ ہے
جس سے آیا چمن میں جوش نمو
اس کے لب پر پیام امن و اماں
اس کے بازو میں حریت کا لہو
انڈونیشی عوام کا ہمدم
مصر والوں کا قوت بازو

آج بھی پنج شیل کی آواز
گونجتی ہے جہان میں ہر سو

فضا

وہ ایک پھول کی خوشبو چمن مہکتا تھا
کہ انجمن میں گل پیرہن مہکتا تھا
جلی علامت کردار تھا گلاب کا پھول
مہک سے جس کی ضمیر وطن مہکتا تھا

ہنر کا حکمت و سائنس کا وہ شیدائی
مشینی دور کے افکار کی پذیرائی
برائے امن وہ تحریک ناطرفداری
کہ مستند ہے زمانے میں اس کی دانائی
قیاس و وہم و تذبذب سے بدگمانی سے
غرور دولت و طاقت کی خونفشانی سے
وہ جنگ کرتا رہا ارتقا کے میداں میں
حریف امن جفاکاریوں کے بانی سے

وہ خنجروں کی کلائی مروڑ دیتا تھا
غرور فرقہ پرستی کو توڑ دیتا تھا
وہ حسن چارہ گری سے وطن کے لوگوں میں
ہر ایک ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ دیتا تھا

وہ اس کے ذہن میں افکار کی فراوانی
کہ جیسے زمزم و گنگ و فرات کا پانی
ہر اک محاذ پر ہشیار پاسباں کی طرح
وہ ایشیا کے مفادات کی نگہبانی

نغمہ

شمیم و رنگ کی محفل میں مسکرائے گا
گلاب جب بھی کھلیں گے وہ یاد آئے گا

رہے گی اب نہ زمانے میں رسم صیادی
نہ کوئی چھین سکے گا کسی کی آزادی
زمانہ اس کی عقیدت کے گیت گائے گا
گلاب جب بھی کھلیں گے وہ یاد آئے گا

جہاں بھی مجلس انصاف کی فضا ہوگی
جہاں بھی علم کے فانوس کی ضیا ہوگی
وہاں وہ آئینہ فن میں مسکرائے گا
گلاب جب بھی کھلیں گے وہ یاد آئے گا

وہ دوستی کا ترانہ وہ پیار کی آواز
بدل سکے گا نہ تعمیر ہند کا انداز
وہ آفتاب ہے ہر روز جگمگائے گا
گلاب جب بھی کھلیں گے وہ یاد آئے گا

(اردو مجلس دہلی سے)

آل اِنڈیا ریڈیو کے پروگرام

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISTENER
چیف ایڈیٹر جے پی گوئیل
ایڈیٹر سراج احمد

نئی دہلی — ۱۶ مئی ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۶ بیساکھ ۱۹۰۴ شاکا — جلد ۴۷، شمارہ ۸-۱۰

اس شمارے میں

خصوصی ضمیمہ

قیمت

فی پرچہ — ۵۰ پیسے
سالانہ — ۱۰ روپے
دو سال — ۱۸ روپے
تین سال — ۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

چند میٹھی یادیں

او جوس تھوٹن

ایک صحافی اور موشن پکچر کے کیمرہ مین کے عینی مشاہدات جیسے آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو کی تصویریں کھینچنے کا کئی بار موقع ملا۔ اس مضمون کے مصنف شری او جوس تھوٹن جواہر لال نہرو کی دلنواز شخصیت کی ایک یادگار جھلک پیش کر رہے ہیں۔

..... اور پھر اس نے قدم آگے بڑھایا .....
یہ وہ شخص تھا جس نے "تدبیر کے پائے سنگیں" پر تقدیر کو جھکانے کا عزم کیا تھا .....
جواہر لال نہرو .....
وقت — گیارہ بج کر تیئس منٹ (نیم شب)
مقام — دستور ساز اسمبلی کا ہال۔ ہندستان۔ نئی دہلی۔
اور تاریخ — چودہ اگست ۱۹۴۷ء ..... لمحۂ آزادی۔
میرے کیمرے میں حرکت ہوتی ہے۔

اس بے چین نوجوان کی آمد آمد ہے جو ۱۹۲۹ء میں لاہور میں دریائے راوی کے کنارے ایک سفید فوجی گھوڑے پر سوار ہوا، جہاں اسے انڈین نیشنل کانگریس کا صدر منتخب کیا گیا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے اہل وطن کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لیے اپنی زندگی کے بہترین لمحات قید و بند میں گزار دیئے .... یہ وہی شخص تھا جس کا انتظار آزادی سے محبت کرنے والے ہندستانی عوام اس لیے کر رہے تھے کہ وہ آئے اور آزاد حکومت کی باگ ڈور سنبھالے۔

مرد باعمل

صاف دل اور جری جواہر لال نہرو نے شاعرانہ زبان میں کہا تھا "برسوں پہلے ہم نے تقدیر سے ایک وعدہ کیا تھا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ ہم اپنے اس عہد کو دُہرائیں گے، نہ صرف پورے طور پر بلکہ بڑے پیمانے پر۔ نیم شب کی خاموشی میں جب ساری دنیا محوِ خواب ہوگی اس وقت ہندستان زندگی اور آزادی کی جوت جلائے گا۔ ایک ایسا لمحہ آرہا ہے جس کی نظیر تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔ یہ وہ لمحہ ہوگا جب ہم پرانے حصار سے نکل کر نئے افق کی طرف دیکھیں گے۔ ایک عہد کا خاتمہ ہوگا اور لمبے عرصے تک کچلی ہوئی قوم کی روح اظہار کی قوت پائے گی۔ ہمارے لیے یہی رخت سفر ہے کہ ہم اس خاموش لمحے میں یہ عہد کر رہے ہیں کہ ہیں

ہندستان اور اس کے عوام کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنا ہے۔ یہ خدمت وسیع تر مفہوم میں انسانیت کی خدمت بھی ہوگی۔۔

جی ہاں ـــــ اب وہ اپنی سیٹ پر واپس چلے گئے۔۔

۱۹۲۹ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے صدر کی حیثیت سے نہرو نے ملک کے نوجوانوں کو للکارتے ہوئے کہا تھا کہ میدانِ جنگ تمہارے سامنے ہے اور آزادی خود تمہارا انتظار کر رہی ہے ......

اور وہ واقعی انتظار کر رہی تھی ......

دستور ساز اسمبلی کے ہال کے باہر ہندستان کی راجدھانی کسی حسین دلہن کے مانند لگ رہی تھی۔ خوبصورت اور جگمگاتے ہوئے رنگ برنگے برقی قمقموں سے سجی سجائی وہ اپنے محبوب کا بے چینی سے انتظار کر رہی تھی ـــــ آزادی

نہرو ایک قیدی دکھائی دے رہے تھے .... لیکن اس بار ان کا رول مختلف تھا۔ اس بار وہ قسمت کی یاوری کے قیدی تھے، جن کے ہاتھوں میں ایک ناتواں اور کچلی ہوئی قوم کی باگ ڈور آ رہی تھی۔ انھیں اسی قوم کا وزیر اعظم اور معمار بننا تھا۔

برسوں پہلے گاندھی جی نے اس شخص کے بارے میں لکھا تھا ...

"ہمارے درمیان ذہنی طور پر اختلافات ہوسکتے ہیں لیکن ہمارے دل ایک ہی ہیں۔ اپنے تمام جوش اور ولولوں کے باوجود یہ شخص ڈسپلن اور وفاداری کا شعور رکھتا ہے اور یہی وہ خصوصیات ہیں جو اسے ایک ایسے قابل اعتماد ساتھی کا روپ عطا کرتی ہیں جس پر ہر شخص بھروسہ کرسکتا ہے ...... بہادری میں کوئی شخص اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا ...... حب الوطنی کے معاملے میں کون اس سے بازی لے جاسکتا ہے؟ یہ بلور کی طرح شفاف ہے۔ اس کی حق گوئی شک و شبہ سے بالاتر ہے ...... قوم اس کے ہاتھوں میں محفوظ ہے۔"

وزیر اعظم کی حیثیت سے نہرو کو قوم کی تعمیر نئے سرے سے کرنا پڑی۔ ان کے خوابوں کے ہندستان کو سرکارِ برطانیہ کی چھوڑی ہوئی راکھ سے ققنس کی مانند اٹھنا تھا۔ لیکن اس سے قبل کہ وہ قوم کی تعمیر کے عظیم تر منصوبے کو عملی جامہ پہناتے کہ دشمن دروازے تک آ پہنچا ......

اس چیلنج کا مقابلہ کیا گیا ...... دشمن کو پیچھے دھکیل دیا گیا ...... اور جب فاتح ہندستانی فوج آگے بڑھ رہی تھی تو نہرو نے آواز دی "رُک جاؤ" وہ مزید کشت و خون سے احتراز کرنا چاہتے تھے۔

برسوں بعد ۲۲ر فروری ۱۹۵۴ء کو نہرو نے پارلیمنٹ میں یہ اعلان کیا کہ امریکہ کی طرف سے پاکستان کو دی جانے والی امداد ایک غلطی تھی۔ یہ ایک ایسا قدم تھا جس نے دنیا میں کشیدگی کے خوف میں اضافہ کردیا۔

آج کے سیاق و سباق میں ان کے یہ الفاظ کس قدر پیغمبرانہ پیشن گوئی کے حامل لگتے ہیں:

نہرو بنیادی طور پر امن کے حامی تھے۔ انھوں نے ملک کی تقسیم کے وقت جو خون خرابہ دیکھا تھا اس سے انھیں بہت بڑا دھچکا لگا تھا اور وہ ان چیزوں کو امن کی راہ میں رکاوٹ تصور کرتے تھے۔ امن کے لیے ان کے دل میں جو تڑپ تھی، اسی نے ناوابستگی کی تصور کو جنم دیا تھا اور آج بھی ناوابستگی کی تحریک تیسری دنیا کی ترقی پذیر قوموں کے رہنما کی حیثیت کی حامل نظر آتی ہے۔

نہرو کے عہد میں ہندستان عمل اور سرگرمیوں کی آماجگاہ بن گیا جہاں صنعت کاری اور سائنس اور تکنالوجی کی ترقی نے تیزی سے منزلوں کی طرف قدم بڑھائے۔ بھابھا اٹمی تحقیقی مرکز، کونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ ہندستان مشین ٹولس، وزاگ شپ یارڈ اور دوسرے بہت سے ترقیاتی ادارے نہرو کی کوششوں اور تدبر کا ترکہ ہیں۔

نہرو کو سست روی سے بڑی نفرت تھی۔ ان کے تصور کے ہندستان میں کاہلوں کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ ایک بار انھوں نے گرجدار آواز میں کہا تھا۔ "لعنت ہے ایسے لوگوں پر جو تیز نہیں چل سکتے۔ صف سے نکل کر منہ کے بل گرنے والا شخص دراصل اسی سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ ہمیں کاہلوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمیں ایسے لوگ نہیں چاہئیں جو سست روی کے قائل ہیں۔ میں صرف کام، کام اور کام چاہتا ہوں۔ میں کامیابیاں چاہتا ہوں۔"

۱۹۵۴ء میں ۸ر جولائی کو ننگل نہر کی افتتاحی تقریب میں انھوں نے کہا تھا کہ سب سے بڑا مندر مسجد یا گردوارہ وہ ہوتا ہے جہاں انسان بنی نوعِ انسان کی بھلائی کا کام کرتے ہیں۔

نہرو ایک دیدہ ور انسان تھے جنھیں سائنس اور تکنالوجی کی ترقی سے دلچسپی تھی۔ ۱۴ر اگست ۱۹۶۳ء کو سائنس دانوں اور ماہرینِ تعلیم کی ایک کانفرنس میں انھوں نے یہ خیالات پیش کیے تھے۔

"آج ہم سائنس کی لائی ہوئی اہم تبدیلیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ زندگی کا پورا تصور بدل رہا ہے۔ جب ہم ماضی کی طرف مڑ کر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام اہم تبدیلیاں بنیادی طور پر سائنس اور تکنالوجی کی مدد سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ تبدیلیوں کا یہ عمل جاری ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پچاس سال بعد یا ممکن ہے پچیس ہی سال بعد ہم اور بڑی بڑی تبدیلیاں دیکھیں۔ یہ تبدیلیاں اور ترقیاں نہ صرف خلائی تحقیق کے میدان میں ہوں گی بلکہ ان سے انسانی زندگی پر بھی خوشگوار اثرات مرتب ہوں گے۔ اگر آپ اس تحریک کا ساتھ دینا چاہتے ہیں تو اپنے آپ کو اسی سانچے میں ڈھالیے جس کی سائنس اور تکنالوجی کی دنیا متقاضی ہے۔"

جواہر لال نہرو تا عمر اتحاد اور سیکولرزم کی وکالت کرتے رہے۔ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۵ء کو انھوں نے تریچور میں ایک تقریر کے دوران کہا تھا۔

"ہندستان میں مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کے درمیان کوئی امتیاز نہیں۔ ہندستان ایک ہی ہے جس کے ہم اور آپ دونوں وارث ہیں۔ اس کا تعلق ہم سب سے ہے۔ ہندستان کا یہ جنوبی خطہ، ٹراون کور کوچین کی یہ پوری ریاست آپ کی کوئی ذاتی ملکیت نہیں، اس پر میرا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا آپ کا۔ اسی طرح شمال کی ہمالیائی ریاستیں ہماری ذاتی ملکیت نہیں ہیں۔ وہ آپ کا بھی ورثہ ہیں۔ ان کا تعلق بھی آپ سے اتنا ہی ہے جتنا کسی دوسرے ہندستانی کا۔ اس طرح شمال سے جنوب تک پورا ہندستان ہر ہندستانی کا مشترکہ سرمایہ ہے۔"

نہرو بچوں میں خوب گھل مل جاتے تھے۔ وہ اس بات کے سختی سے قائل تھے کہ بچے کسی خاص گروہ، سماج یا ریاست سے تعلق نہیں رکھتے۔ بچوں کے لیے ان کے دل میں بے انتہا پیار تھا اور وہ انھیں دل کی گہرائیوں سے چاہتے تھے۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ بچے ان کی طرف اسی طرح کھنچتے تھے جس طرح مقناطیس کی طرف لوہا کھنچتا ہے۔ بچوں کی موجودگی میں وہ خود بھی بچے بن جاتے تھے۔

نہرو تو سازِ ہستی چھیڑ کر خاموش ہوگئے لیکن ان کے سپنوں کا ہندستان بیدار ہوچکا ہے کہ اسے میلوں کا سفر طے کرنا ہے ان کے ادھورے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوششیں جاری ہیں۔ قوم تیسری دنیا کی ترقی پسندانہ رہنمائی کے لیے آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کے ہاتھوں میں ان عظیم آدرشوں کا پرچم ہے جن کے لیے جواہر لال نہرو نے آخری دم تک کام کیا۔

نہرو اور جدید سائنس کی بنیاد

ایچ جے بھابھا

اگر کوئی شخص پنڈت جواہرلال نہرو کی متعدد تحریروں اور ان تقریروں کے رکارڈ کا مطالعہ کرے۔ جو عموماً مختلف مواقع پر فی البدیہہ ہوا کرتی تھیں۔ تو اس کے ذہن میں ان کی شخصیت کے دو واضح نقوش ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ زندگی سے محظوظ ہونے اور اسے ٹوٹ کر پیار کرنے کا احساس ان کے اندر غیر معمولی طور پر موجود تھا اور وہ ہر طرح کی سرگرمیوں میں بڑی گرمجوشی سے شرکت کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ ان کی شخصیت کا دوسرا پہلو یہ تھا کہ وہ تمام مسائل کا بڑے کھلے دل ودماغ کے ساتھ جائزہ لیتے تھے اور اپنے اس رویے کو خود انھوں نے سائنسی مزاج کا نام دیا تھا۔

سائنس کے تئیں ان کا رویہ

سائنس اور سائنسی طریقہ کار پر وہ پختہ یقین رکھتے تھے اور یہ محسوس کرتے تھے کہ "بغیر سائنس اور ٹکنالوجی کے ہم ترقی نہیں کر سکتے"۔ صرف یہی نہیں بلکہ سائنس ان کے نزدیک اس سے بھی کہیں سوا تھی "تلاش ہند" کا یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

"آج ہر ملک اور ہر قوم کے لیے سائنس کی برکتوں کو بروئے کار لانا لازمی اور ناگزیر ہے لیکن اس سے بھی زیادہ ضروری کوئی اور چیز ہے اور وہ ہے سائنسی رویہ۔ بہت تیز لیکن نازک سائنسی مزاج۔ سچائی اور نئے علوم کی جستجو بغیر پرکھے ہوئے کسی چیز کو تسلیم کرنے سے انکار، نئے ثبوت اور شواہد کی روشنی میں پچھلے نتائج کو تبدیل کرنے کی صلاحیت۔ آزمودہ حقائق پر انحصار کرنا نہ کہ قدیم بندھے ٹکے نظریات کا اسیر ہونا۔ یہ سب کچھ ضروری ہے صرف اس لیے نہیں کہ سائنسی مزاج کو بروئے کار لانا ہے بلکہ اس لیے بھی کہ خود زندگی اپنے بہت سارے مسائل کے حل کے لیے ان چیزوں کی متقاضی ہے۔ سائنسی رویہ اور سائنسی مزاج ایک طرز زندگی ایک فکری عمل ایک طریقہ کار اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ جڑے رہنے کا نام ہے"۔

زندگی اور اس کے مسائل کے تعلق سے ان کا یہی رویہ تھا جس پر وہ پورے طور پر کاربند رہے اور وہ چاہتے تھے کہ دوسرے بھی ایسا ہی کریں۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق:

"یہ وہ چیز ہے جو نہ صرف ہمیں دنیا کو بہتر طور پر سمجھنے کا موقع فراہم کرتی ہے بلکہ ایک مزاج بھی پیدا کرتی ہے۔ ایک بامقصد مزاج، ایک غیر جذباتی مزاج جس کی مدد سے ہم دوسرے مسائل کو حل کرنے کی تدبیریں کر سکتے ہیں۔ ایک سائنسی ذہن کے جوکھٹے میں ہی ہم تمام مسائل کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ خواہ وہ مسائل پارلیمنٹ میں آئیں یا کہیں اور، اور ان کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو"۔

آج "دو تہذیبوں" کی بات بہت زیادہ زیر بحث ہے یعنی سائنسی تہذیب اور انسانیت پسند تہذیب آخرالذکر کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس میں انسانی اور جمالیاتی حسن کسی نہ کسی شکل میں شامل ہوتا ہے۔

معاون رویے

اکثر ان دونوں چیزوں کو خلط ملط کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا جاتا ہے لیکن جس بات کو محسوس نہیں کیا جاتا۔ وہ یہ ہے کہ یہ دونوں نام نہاد کلچر ہمارے گرد پھیلی ہوئی اس دنیا کے دو مختلف رویے ہیں۔ لیکن یہ رویے ایسے ہیں جو متضاد یا متصادم نہیں بلکہ ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ کم ازکم ان معنوں میں جن میں دنیا کو علم موجودات میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ایک ماہر طبعیات ذرے کی حیثیت اور حرکت کے بارے میں یہ جانتا ہے کہ ان دونوں میں کیا نسبت ہے۔ اور جب شدت سے وہ کسی ایک کی حیثیت کا تعین کرے گا تو اسی اصول کے تحت دوسرے کی حیثیت متعین کرنا اس کے لیے مشکل ہو جائے گا۔

لہٰذا سائنسی مزاج اور رویے کے ساتھ جس کا تعلق فلسفہ سے بھی ہے اور جو دوسری چیزوں کی بھی تعظیم کرتا ہے۔ ہمیں زندگی کی حقیقتوں کو تسلیم کرنا چاہیے۔

اسی طرح سائنسی طریقۂ کار کا اطلاق ان تمام مظاہر پر ہو سکتا ہے جن سے ہم دوچار ہیں۔ لیکن اسی حد تک ہماری سرگرمیاں حقیقی صورت حال کا جائزہ لینے تک محدود رہیں نہ کہ احساس جمالیات اور جذبات سے مغلوب ہو جائیں۔ اور اس کے برعکس اگر کوئی شخص ان حقیقتوں کا دونوں طرح سے جائزہ لینا چاہے تو ظاہر ہے اسے کوئی نہیں روک سکتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ ان دونوں طریقوں کو بیک وقت بروئے کار نہیں لا سکتا۔

جواہرلال نے اس صورت حال کو وجدانی طور پر محسوس کیا تھا۔ انھوں نے "تلاش ہند" میں لکھا تھا:

"سائنس مثبت معلومات کے دائرہ کار سے علاقہ رکھتی ہے لیکن جو مزاج وہ پیدا کرتی ہے وہ اس دائرہ کار سے بھی آگے لے جاتا ہے۔ انسان کے اصل مقصد کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اسے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ حقیقت کو تسلیم کرنا ہے اور اچھائی اور حسن کی داد دینی ہے۔ بامقصد تحقیقات کے لیے سائنسی طریقۂ کار کا اطلاق ان تمام چیزوں پر نہیں ہو سکتا۔ زندگی کی کچھ ایسی حقیقتیں ہیں جو اس دائرے سے باہر ہیں مثلاً آرٹ اور شاعری کے تعلق سے ایک خاص حسیت پائی جاتی ہے۔ حسن وجمال سے ایک خاص قسم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اچھائیاں دل کی گہرائیوں سے داد حاصل کرتی ہیں۔ علم نباتات اور حیوانات کے ماہرین ممکن ہے حسن فطرت سے کبھی لطف اندوز نہ ہو سکیں۔ اسی طرح ماہر نفسیات انسانی محبت کے جذبات سے بالکل عاری ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود سائنسی طریقہ کار کے دائرے سے باہر نکل کر جب ہم پہاڑوں کی بلندیوں پر جاتے ہیں۔ جہاں فلسفہ پایا جاتا ہے اور گہرے جذبات سے بھی ہمارے دل پُر ہوتے ہیں۔ تب بھی اس مزاج اور اس رویہ کا موجود ہونا لازمی ہے"۔

ماہر نجوم وفلکیات جو آسمان پر بکھرے ہوئے ستاروں اور سیاروں کی گردش کا پتہ لگانے کی کوشش کرتا ہے اسے یقیناً اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ غیر سائنسدانوں کے ان احساسات میں شریک ہو جو آسمان کی حیرتناک وسعت اور اس کے حسن سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ درحقیقت وہ ایسے دوسرے

قسم کے جمالیاتی جذبات سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ جن سے ان حقائق کا علم رکھنے والے نہ ہوں۔

جمالیاتی تجربے:

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ دنیا میں ایسے سائنسدانوں کی تعداد زیادہ ہے جو فنی مہارت کے قائل نہیں لیکن اس کے مقابلے میں ایسے فنکار کم ہیں جو سائنس اور سائنسی طریقہ کار کو پسند کرتے ہیں۔ جیسا کہ نہرو نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا:

"اس کی کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی کہ ایک سائنسداں کلچر سے عاری کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک سائنسداں اس شخص سے زیادہ کلچر کا شعور رکھتا ہو جس نے صرف ادب پڑھا ہے۔"

ان جمالیاتی احساسات و تجربات کو تو ہمیں بہر حال مختلف سمجھنا پڑے گا۔ جیسا کہ جواہر لال نہرو نے لکھا تھا

"جیسے جیسے علم ترقی کرتا ہے۔ ویسے ویسے مذہب کے محدود تصور کی عملداری ختم ہوتی جاتی ہے۔ زندگی اور قدرت کے بارے میں ہماری معلومات جس قدر وسیع ہونگی۔ اسی قدر اوہام پرستی سے نجات ملے گی۔ ہمیں حقائق کو سمجھنے اور معجزوں کی بھول بھلیوں سے نکلنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ کسی زمانے میں ہماری زراعت، ہمارا کھانا پینا۔ ہمارے لباس اور ہمارے رشتوں کے تصورات بھی مذہب اور مذہبی پیشواؤں سے جڑے ہوئے تھے لیکن دھیرے دھیرے یہ تصورات ختم ہوتے گئے اور آج یہ تمام چیزیں سائنسی مطالعے کا موضوع ہیں۔ لیکن اب بھی ان چیزوں کے تعلق سے مذہبی عقیدے اور توہمات کچھ نہ کچھ باقی ہیں۔ کائنات کے قطعی اور آخری اسرار و رموز اب بھی انسانی ذہن کی پہنچ سے باہر سمجھے جاتے ہیں اور امید ہے کہ یہ خیال برقرار رہے گا۔"

فلسفہ کے برعکس سائنس نے حیرت انگیز طور پر ترقی کی ہے کیونکہ چھوٹے بڑے انفرادی مسائل کو حل کرنے کی کوشش میں یہ کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ اس نے یہ انتظار نہیں کیا کہ بیک وقت پوری کائنات کے تمام مسائل کو حل کر لیا جائے۔

پختہ اور گہری نظر

نہرو کا عملی اور سائنسی رویہ اس بیان کا موجب بنا:

"لیکن زندگی کے بہت سے راز ابھی مخفی ہیں۔ اور ان کا انتظار کرنا ہے۔ قطعی اور آخری معجزے یا انجام کے خیال کو مسلط کرنا نہ لازمی ہے اور نہ جائز۔ آج بھی زندگی نہ صرف یہ کہ دنیا کا بانکپن نذر کر رہی ہے بلکہ نت نئے تجربوں اور کبھی نہ ختم ہونے والی دریافتوں سے بھی ہمکنار کر رہی ہے ہماری نظروں کے سامنے مسلسل نئے مناظر کے باب کھلتے جا رہے ہیں۔ ہم نئی طرز زندگی سے آگاہ ہو رہے ہیں اور اس طرح زندگی کا قافلہ ان چیزوں سے مستفید ہوتا ہوا تکمیل کی منزلوں کی طرف رواں دواں ہے۔ لہٰذا سائنسی رویوں اور مزاج اور فلسفہ کے اشتراک کے ساتھ ہر ایک کا احترام کرتے ہوئے ہمیں زندگی کا سامنا کرنا ہے۔ اس طرح ماضی اور حال کے وسیع تر تناظر میں ان زمانوں کی بلندیوں اور گہرائیوں کا جائزہ لینے سے ہمارے اندر زندگی کے تئیں وسعت نظر پیدا ہوگی اور ہم ایک تابناک مستقبل کی شاہراہ پر گامزن ہو سکیں گے۔"

بعد میں "تلاش ہند" میں اس موضوع کی طرف پلٹ کر انھوں نے پھر لکھا:

"ہم جس زمانے میں سانس لے رہے ہیں اس زمانے کے اونچے آدرشوں کو ہمیں اپنانا ہے صرف یہی نہیں بلکہ اپنی قومی صلاحیتوں اور خصوصیات کے سہارے ان میں ہم بہت کچھ اضافہ کر سکتے ہیں یا بقدر ضرورت ان پر اثر انداز ہو سکتے ہیں ان آدرشوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک کو انسانیت کا نام دیا جا سکتا ہے اور دوسرے کو سائنسی اسپرٹ کا۔ ان دونوں کے درمیان ایک طرح کا تنازعہ اور کشمکش بھی موجود ہے لیکن آج کے دور میں علم اور خیالات کی فراوانی نے تمام اقدار کے سامنے سوالات پیدا کر دیے ہیں جن کے نتیجہ میں ان دونوں رویوں کے درمیان

جو پرانے حصار تھے وہ تیزی سے گرتے جا رہے ہیں ساتھ ہی ساتھ سائنس کی بیرونی دنیا اور مطالعۂ باطن کی داخلی دنیا کے درمیان کا تضاد بھی دھیرے دھیرے ختم ہوتا جا رہا ہے۔ انسانیت اور سائنسی اسپرٹ کے درمیان تال میل بڑھ رہا ہے جس کے نتیجہ میں ایک طرح کی سائنسی انسانیت ظہور میں آ رہی ہے۔"

یہ تال میل دراصل اس حقیقت کے وجود پر مہر تصدیق ہے کہ انسانیت اور سائنسی اسپرٹ ایک دوسرے کے معاون رویے ہیں اور یہ دونوں چیزیں قابل قدر ہیں ایک ہی شخص ان دونوں رویوں کو پسند کر سکتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی زندگی کے نہاں خانوں کو منور کر سکتا ہے۔

کوئی رکاوٹ نہیں:

ان کی بین الاقوامیت دراصل ان کے کھلے ذہن اور سائنسی نقطۂ نظر کی دین تھی۔ انھوں نے کہا تھا:

"ہر معاملے میں خواہ وہ تعلیم ہو یا سائنس، تہذیب ہو یا کوئی اور شے، میں اس تنگ اور محدود قوم پرستانہ رویے سے زیادہ کسی شے کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا جو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم دانشمندی کی چوٹی پر پہنچ گئے ہیں اور ہمیں مزید کچھ سیکھنے کی حاجت نہیں رہی۔

اس قسم کا رویہ غیر متحرک ہونے کی دلالت کرتا ہے اور جو شے حرکت و عمل سے باز رکھتی ہے وہ انتہائی مضر ہے اور بتدریج موت کے راستے پر لے جاتی ہے میں اس بات کے حق میں ہوں کہ ہمیں اپنا ذہن اس طرح کشادہ رکھنا چاہیے کہ حتی الامکان ہر طرح کے علم اور معلومات حاصل کر سکیں۔ میں پوری دنیا سے میل ملاپ کا قائل ہوں۔ میں اس بات کے بھی حق میں ہوں کہ دنیا کے دوسرے ملک کے لوگوں کو اپنے یہاں مدعو کروں تاکہ وہ ہم سے کچھ سیکھیں اور کچھ ہمیں سکھائیں۔ میں کسی قسم کی فصیل کھڑی کرنے کا قائل نہیں۔"

وہ ہندوستان کے قدیم تہذیبی ورثے کے مداح تھے لیکن ان کے نزدیک کمتر درجے کی قدیم فنکاریوں کے وہ نمونے جن کا مظاہرہ بار بار باہر سے آئے ہوئے معزز مہمانوں کے سامنے "کلچرل شو" کے نام پر کیا جاتا تھا وہ ناپسندیدہ تھے۔

جو طاقتیں کلچر کے نام پر ہمارے ذہن اور نگاہ کو محدود رکھنا چاہتی ہیں ان پر حملہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا:

"یہ طاقتیں دراصل حقیقی کلچر کی منکر اور اس کی راہ کا کانٹا ہیں۔ کلچر اس طاقت کا نام ہے جو دل و دماغ کو وسعت بخشتی ہے۔ اس کا کام یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ وہ دلوں کو تنگ بنائے اور انسان اور ملک کی اسپرٹ پر پابندی عائد کرے۔ لہٰذا اگر ہم سائنس کو صحیح ڈھنگ سے دیکھیں گے اگر ان تحقیقی اداروں اور تجربہ گاہوں کے بنیادی مقاصد پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ بظاہر معمولی اہمیت کی حامل ان چیزوں کا کام صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ اس بات کا پتہ لگاتی رہیں کہ فلاں کام کیوں اور کیسے ہو بلکہ ان کی اہمیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یقیناً اس وقت ہمارے یہ ادارے معمولی نظر آتے ہیں لیکن آگے چل کر یہی ادارے ہمارے ذہنوں کو متاثر کریں گے۔ ان سے متاثر ہونے والے میں صرف وہ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہی نہیں ہوں گی جو یہاں کام کرتی ہیں بلکہ دوسرے اور بالخصوص نئی نسل اس سے فیضیاب ہوگی اور نئی حقیقتوں

آگے ص ۱۹ پر ←

نہرو۔ ایک عالمی شخصیت

ٹی کے ٹوپ

شری آپا پنت نے جو سکم میں ہمارے سابق سفیر تھے اپنی کتاب "زمانے میں ایک لمحہ" میں نہرو کے بارے میں ایک واقعے کا ذکر کیا ہے۔

ایک بار نہرو نے تبت کے لامہ آمپوجی کی خانقاہ میں جانے کا منصوبہ بنایا۔ تبت کا موسم اکثر موافق نہیں ہوتا لہٰذا لامہ نے شری پنت کو یہ مشورہ دیا تھا کہ نہرو کی آمد کے بارے میں وہ انھیں پیشگی اطلاع ضرور دیں تاکہ وہ موسم پر قابو پا سکیں اور نہرو کا سفر آرام دہ اور خوشگوار ثابت ہو۔ چنانچہ نہرو کے روانہ ہونے سے پہلے ہی لامہ کو ان کی آمد کے بارے میں پیغام بھیج دیا گیا۔ جب نہرو اور پنت سکم سے تبت کے لیے روانہ ہوئے تو تبت میں بارش ہو رہی تھی بلکہ بارش کا سلسلہ پورے سفر میں جاری رہا۔ لیکن اس کے بعد وہ لوگ تبت میں داخل ہوئے جہاں اب خوشگوار دھوپ نظر آ رہی تھی۔ خانقاہ میں ان لوگوں کا استقبال انتہائی جذبات سے کیا گیا۔ پنت نے خوشگوار موسم کے لیے لامہ کا شکریہ ادا کیا تب لامہ نے کہا "اس بار مجھے دعا نہیں کرنی پڑی۔ وزیرِ اعظم نہرو ایک 'بودھی ستو' ہیں وہ ہمارے لیے خوشگوار موسم اپنے ساتھ لاتے ہیں۔"

لامہ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ جواہر لال نہرو اس کرۂ ارض پر جہاں کہیں بھی جاتے تھے اپنے ساتھ اپنا خوشگوار موسم بھی لے جاتے تھے۔ وہ اس صدی کے سب سے اہم ہندوستانی تھے جنھوں نے بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کے معاملے میں قدمے سخنے قابلِ قدر خدمات انجام دی تھیں۔ وہ واقعی "بودھی ستو" تھے جس کے لیے عالمی شخصیت کہلانے کے وہ بجا طور پر مستحق تھے۔ اگرچہ وہ ہندوستان میں پیدا ہوئے تھے لیکن دراصل وہ اس پوری دنیا کے شہری تھے۔ ہندوستان کی آزادی ان کے نزدیک صرف ایک منزل ہی نہیں تھی بلکہ عالمی تعاون اور اشتراک کا اہم جزو تھی۔ اس کی وضاحت انھوں نے یوں کی تھی:

"آزادی کا مفہوم ہمارے نزدیک برطانوی حکومت اور برطانوی سامراج کے تسلط سے نجات پانا ہے۔ یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ آزادی حاصل کرنے کے بعد ہندوستان ان تمام کوششوں کا استقبال کرے گا جو عالمی تعاون اور وفاق کے لیے کی جائیں گی اور اپنی آزادی میں اس بڑے گروہ کو بھی شریک کرے گا جس کے ہم سب رکن ہیں۔"

انھوں نے دوسرے ملکوں کے ساتھ تعاون کرنے کے خیال سے ہمیشہ اتفاق کیا۔ اس سمت ان کا پہلا قدم یہ تھا کہ انھوں نے ہندوستان کو دولتِ مشترکہ کا رکن بنے رہنے پر مجبور کیا (جسے پہلے برطانوی دولتِ مشترکہ کہا جاتا تھا)۔ یہ پنڈت نہرو کا ہی کارنامہ تھا کہ انھوں نے برطانوی حکومت کو اس بات کے لیے آمادہ کیا کہ وہ برطانوی دولتِ مشترکہ کو اقوام کی دولتِ مشترکہ میں تبدیل کر دے۔ آزاد ملکوں کے اس ادارے کی جس نے برطانیہ کی سربراہی کو ایک آزاد ادارے کی علامت کے طور پر تسلیم کیا تھا۔ کوئی دستوری حیثیت نہیں تھی لیکن عالمی اشتراک کے میدان میں اس کا وجود ایک نیا تجربہ تھا۔ یہ ادارہ دولتِ مشترکہ میں شریک ممالک کے رہنماؤں کو اس بات کا موقع فراہم کرتا تھا اور اب بھی کرتا ہے کہ وہ سال میں ایک بار بیٹھ کر کچھ مشترکہ مسائل پر تبادلۂ خیال کر سکیں۔ بین الاقوامی اشتراک کے حامی نہرو نے اس بات کو دستورِ ہند میں شامل کرنے کے لیے دستور ساز اسمبلی کو مجبور کیا۔ جس کی رو سے ہندوستان کو عالمی امن و سلامتی کے فروغ، دیوں کے درمیان خوشگوار اور باعزت تعلقات اور عالمی تنازعات کو گفت و شنید کے ذریعہ حل کرانے کے موقف کی حمایت کرنا ہے۔ نہرو اس معاملے میں بڑے مخلص تھے اور انھوں نے واقعی عالمی امن کے لیے کام کیا۔ ان کی رہنمائی میں عالمی امن کو برقرار رکھنے کے لیے ہندوستان نے اقوامِ متحدہ میں ایک اہم رول ادا کیا۔ اس عالمی ادارے کی وہ دل سے قدر کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ کشمیر کے مسئلہ کو بھی وہ اقوامِ متحدہ تک لے گئے۔ کشمیر کے مسئلہ پر وہ بددل بھی ہوئے ہوں گے لیکن امن کے تعلق سے اس ادارے کے تئیں ان کا یقین بالکل پختہ تھا۔ مہاتما گاندھی کے شاگرد نہرو اشوک کے مداح اور بدھ مت کے فلسفے کے پیروکار تھے اور اہنسا پر یقین رکھتے تھے لیکن وہ اس اہنسا کے قائل تھے جس کی تلقین مہاتما بدھ نے کی تھی۔ "مارنے کی خواہش" اور "مارنے کی ضرورت" کے درمیان جو فرق ہے اس پر غور کرنا چاہیے "مارنے کی ضرورت" اہنسا کے صحیح تصور کی نفی نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ عالمی امن اور اشتراک کے اتنے بڑے علمبردار ہوتے ہوئے بھی انھوں نے ہندوستانی فوج کو گوا میں مارچ کرنے کا حکم دیا جس پر پرتگال کا غلبہ تھا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ ننھا سا خوبصورت خطہ ہندوستان دشمن عناصر کی سرگرمیوں کا مرکز بن جاتا جو ہندوستان پر حملہ کر سکتا تھا۔

عالمی شخصیت کی حیثیت سے نہرو کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے صدر ناصر اور صدر ٹیٹو کے تعاون سے ناوابستہ ممالک کی ایک تنظیم بنائی۔ اس طرح نہرو نے ایک ایسی تحریک کی بنیاد رکھی جو بعد میں ایک بہت بڑی طاقت کے روپ میں ابھر کر سامنے آئی۔ اس تحریک کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر یہ عالم وجود میں نہ آتی تو دنیا کو کن حالات سے دوچار ہونا پڑتا۔ دوسری جنگِ عظیم کے فوراً بعد دونوں بڑی طاقتوں امریکہ اور روس نے دنیا کو دو حلقۂ اثر میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ اگر بڑی طاقتوں کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہو جاتا تو عالمی امن کو ایک بہت بڑے چیلنج کا سامنا کرنا پڑتا نہرو کی دوررس نگاہوں نے اس خطرے کو بھانپ لیا تھا اسی لیے انھوں نے ناوابستگی کی تحریک کو آگے بڑھانے کے لیے قدم اٹھایا۔ انھوں نے اس گروپ کو معیار اور توانائی عطا کی۔ اگر آج دنیا بھر میں چھوٹے ملکوں کی آزادی کو احترام کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ تو یہ اس ناوابستہ تحریک کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ کچھ لوگ تو اس سے آگے بڑھ کر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور میں تیسری عالمی جنگ سے جو دنیا محفوظ ہے تو اس کی وجہ بھی بڑی حد تک اسی تحریک کے اثرات ہیں۔

بین الاقوامی فکر اور بین الاقوامی تعلقات کی استواری کے سلسلے میں نہرو کا ایک اور اہم کارنامہ پنچ شیل اور پرامن بقائے باہم کے اصولوں کی تبلیغ و

اشاعت بھی ہے۔ پنڈت نہرو بڑے خلوص اور صداقت کے ساتھ اس بات کے حق میں تھے کہ دنیا کے تمام اہم مسائل کو جنگ کے ذریعہ نہیں بلکہ پُرامن طور پر گفت و شنید کے ذریعہ حل کرنا چاہیے۔ اس کے لیے بقائے باہم کی فضا لازمی طور پر تیار کرنا ہوگا۔ ان کے نزدیک امن کا مفہوم صرف یہی نہیں تھا کہ عملی طور پر جنگ سے گریز کیا جائے بلکہ ایسی کوشش ہونی چاہیے کہ کشیدگی کم ہو اور پوری دنیا میں امن کے لیے فضا ہموار ہو۔ وہ اس بات کے بھی حامی تھے کہ امن کے مسائل کے سلسلے میں نفسیاتی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ ان کے نزدیک پنج شیل کا تصور عملی سے زیادہ ذہنی تھا جسے سیاسی اور معاشی حکمت عملی کے ذریعہ استحکام پہنچایا جا سکتا ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک امن بھی حقیقی منزل نہیں ہے بلکہ معاشی بہتری کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کیونکہ امن کے بغیر معاشی مسائل کا حل تلاش کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ جب بھی ممکن ہو سکا انھوں نے بین الاقوامی کشیدگی کو کم کرنے کے لیے بڑی طاقتوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ ایک امریکہ مبصر نے کہا تھا کہ جب ایک چوٹی کانفرنس میں آئزن ہاور اور خروشچیف گفت و شنید کے لیے بیٹھے تو پنڈت نہرو غائبانہ طور پر اس کانفرنس کے روحانی چیرمین تھے۔

عالمی شخصیت کی حیثیت سے ایشیا اور افریقہ میں چلنے والی آزادی کی تحریک کو مضبوط تر کرنے اور اس کی حمایت کرنے میں انھوں نے بہت اہم رول ادا کیا۔ ایک طرح سے اس قسم کی تحریکوں میں ان ممالک کے لیڈر پنڈت نہرو کی حمایت سے حوصلہ پا کر میدان جنگ میں جاتے اور اسی کے فیضان سے آخر وقت تک ڈٹے رہتے۔ آج وہ ممالک ہندوستان سے دوستی کے خواہاں ہیں تو دراصل یہ ایک طرح سے ان کی ان خدمات کا اعتراف ہے جو انھوں نے ان کی آزادی کے سلسلے میں انجام دی تھیں۔ پنڈت نہرو نے ان کی آزادی کی جو حمایت کی تھی وہ دراصل ان کا انسانی نقطہ نظر تھا۔ وہ بہت بڑے انسانیت نواز تھے۔ انھوں نے مشرق اور مغرب کی تمام اچھائیاں اپنے اندر جذب کر لی تھیں۔ فلسفہ میں ہندوستان کی روایت نظریہ کی روایت رہی ہے۔ یہ روایت پُل تعمیر کرنے اور متضاد عناصر کے درمیان رابطہ قایم کرانے کی ہے۔ نہرو نے گھریلو اور بین الاقوامی سیاست میں اسی یگانگت کے فلسفے کو اپنایا تھا۔ ان کا جمہوری سوشلزم اور منصوبہ بند معاشیات کا تجربہ بھی دراصل اسی فلسفہ پر مبنی ہے۔ ہندوستان جیسے وسیع ملک میں اصلاحات آراضی کا کام انجام دینا جمہوری سوشلزم کی کامیابی کی ایک اچھوتی مثال ہے۔ ہندوستان جیسے بڑے کسی دوسرے ملک نے اصلاحات آراضی کا مسئلہ اتنی

آگے ص ۱۳ پر ←

بین الاقوامی معاملات میں نہرو کا کردار

ٹی این کول

سابق سفیر برائے امریکہ و روس

بین الاقوامی معاملات میں جواہرلال نہرو کا عظیم عطیہ میری نظر میں ناوابستگی کی پالیسی ہے۔ بنیادی طور پر امن، آزادی، مساوات، باہمی منفعت اور باہمی عزت و رتبہ، اس پالیسی کی روح ہیں۔ گاندھی جی نے ملک کے اندرونی معاملات میں بے حد اہم کردار ادا کیا۔ دوسری طرف بین الاقوامی معاملات میں، خصوصاً ناوابستگی پالیسی کے معاملے میں نہرو کا کردار اتنی ہی عظمت کا حامل ہے۔

گاندھی جی نے قومی آزادی کے حصول میں عدم تشدد آمیز سول نافرمانی یا ستیہ گرہ کی اہمیت و ضرورت کو ثابت کر دیا۔ ہریجنوں، غریبوں اور سماج کے کمزور طبقات کی حالت زار کے بارے میں بھی انھوں نے ہندوستانیوں کے ضمیر کو بیدار کیا۔ نہرو نے ناوابستگی کی پالیسی بنا کر انہی اصولوں کو بین الاقوامی معاملات کے ضابطہ اور خارجہ پالیسی کی تشکیل میں استعمال کرنے کی کوشش کی۔

گاندھی جی اور نہرو، دونوں کے لیے یہ دنیا ایک کنبہ کی حیثیت رکھتی تھی جس کے ہر فرد کو بلا امتیاز رنگ نسل، ذات، جنس اور مسلک یکساں حقوق حاصل تھے اسی سبب سے دونوں نے تمام قوموں کی آزادی اور خود مختاری پر بے پناہ زور دیا۔ دونوں کا عقیدہ تھا کہ جنگ اور تشدد کسی مسئلہ کو حل نہیں کر سکتے ہاں اسے مزید پیچیدہ بنا سکتے ہیں۔ اس بات کے پیش نظر نہرو نے عالمی تنازعات کے پُرامن تصفیہ، تخفیف اسلحہ، نوآبادیاتی سامراجی اور نسل پرستی مخالف پالیسی پر بے پناہ زور دیا۔ نہرو کا عقیدہ تھا کہ نیوکلیائی ہتھیاروں کے خطرے میں گھری ہوئی دنیا میں مختلف سیاسی اور سماجی نظاموں کے درمیان پُرامن بقائے باہمی کا نعم البدل صرف یہ ہے کہ مل جُل کر ان ہتھیاروں کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔

اس کے باوجود نہرو نے سائنسی ترقی پر زور دیا۔ لیکن وہ چاہتے تھے کہ یہ کام تنازعے اور جھگڑے کے بجائے امداد باہمی کی شکل میں ہو۔

گو کہ یہ اصول، پالیسیاں اور خیالات بلاشبہ قابل صد ستائش تھے لیکن اس وقت جبکہ ہندوستان نے آزادی حاصل کی دوسری جنگ عظیم ختم ہوئے تھوڑا ہی وقت گذرا تھا۔ دنیا دو بڑی اور مخالف طاقتوں میں بٹی ہوئی تھی اور ہر طرف خوف، شبہ اور سرد جنگ کا ماحول تھا۔ کسی کو کسی پر اعتماد نہ تھا۔ رشک و حسد تھا۔ دشمنی تھی ایسے ماحول میں ان اصولوں اور پالیسیوں کو لاگو کرنا آسان نہ تھا۔

جنوبی افریقہ میں نسل پرستی اپنے عروج پر تھی۔ سامراجی اور نوآبادیاتی طاقتیں اپنی نوآبادیوں اور سلطنتوں کے لیے برسرپیکار تھیں اور ان سے دستبردار ہونے کو راضی نہ تھیں۔ نوآزاد ممالک پر ان کے سابقہ حکمراں، نہایت چالاکی اور ہوشیاری سے سیاسی، معاشی اور فوجی دباؤ کا استعمال کر رہے تھے تاکہ ان ملکوں کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں رکھ سکیں۔ ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ نوآزاد ممالک کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کے لیے فوجی معاہدے کیے جا رہے تھے۔ جو ملک کسی بھی بلاک میں شامل ہونے سے انکار کر دیتے ان کو دشمن گردانا جاتا اور توجیہہ پیش کی جاتی کہ جو ہمارے ساتھ نہیں وہ ہمارے مخالف ہیں۔

دنیا کو ایک دوسرے کے مخالف دو بلاکوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسئلہ کو صرف سیاہ اور سفید رنگ میں دیکھا جاتا، درمیان میں کوئی سُرمئی رنگ نہیں تھا۔

ایسی صورتِ حال میں کسی بھی ملک کے لیے دونوں بلاکوں سے علیحدہ رہنا مشکل تھا۔ ہندوستان کے لیے یہ خاص طور پر دشوار تھا کیونکہ یہ نوآزاد ملک تھا اور دو صدیوں

کے نوآبادیاتی حکومت کے سبب معاشی اور فوجی طور پر پسماندہ تھا۔ دونوں بلاکوں کے مدار سے باہر رہنے اور ایک ایسی تیسری پالیسی تشکیل دینے کے لیے جو امر کو کسی ایک یا دوسرے بلاک کی وابستگی اور پہلے سے طے شدہ اصولوں کے بجائے اس کی خوبیوں کی کسوٹی پر جانچے ہمت اور خود اعتمادی کی ضرورت تھی۔ یہ نہرو کی دور اندیشی، اخلاقی جرأت، سچی آزادی اور خود مختاری کے نظریہ پر یقین کامل، امن کی ضرورت کے نظریے تھے جنھوں نے نہرو کو ایک ایسی پالیسی کی تشکیل پر سوچ وچار کے لیے مجبور کیا جس میں نظریاتی اختلافات اور دو بڑی طاقتوں کے دفاعی معاہدوں میں نہ الجھنے کی گنجائش ہو۔ یہ نظریہ آگے چل کر ناوابستگی پالیسی کی شکل میں سامنے آیا۔

نہرو کی نظر میں 'ناوابستگی' کا مطلب مصلحت پسندی یا خاموش تماشائی بنا رہنا نہیں تھا اکتوبر سنہ ۱۹۴۹ء میں یونائیٹڈ اسٹیٹس کانگریس کو خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا "جہاں آزادی یا انصاف کا سوال ہوگا وہاں بھارت نہ تو غیر جانبدار رہ سکتا ہے اور نہ ہی رہے گا"۔ اس طرح انھوں نے غیر جانبداری اور ناوابستگی کی پالیسی کے درمیان فرق کے مفہوم کو واضح کر دیا تھا۔ نوآبادیاتی نظام، نسل پرستی، سامراجیت یا نئی طرز کی نوآبادیاتی کے سوال پر غیر جانبدار رہنے کے مفہوم میں ہندوستان کبھی ناوابستہ نہیں رہا بلکہ اقوام متحدہ کے اندر اور باہر دونوں جگہ ان برائیوں کے خلاف جنگ میں حصّہ لیا۔

جب دو طاقتوں کے درمیان ہتھیاروں کی دوڑ اور تھرمونیوکلیائی چپقلش بڑھتی گئی تو نہرو نے تخفیف اسلحہ پر عموماً اور نیوکلیائی ہتھیاروں کے استعمال سے احتراز کی ضرورت پر خصوصاً زور دیا۔ ۱۹۶۱ میں بلغراد میں ناوابستہ ممالک کی کانفرنس منعقد ہوئی اس میں نہرو نے اس ضرورت پر زور دیا۔ اس کانفرنس میں کیے گئے فیصلہ کے مطابق اس سلسلے میں دونوں بڑی طاقتوں کے پاس گذارشات اور سفارتی نمائندے بھیجے گئے۔

بلغراد کانفرنس اس لحاظ سے بھی کامیاب رہی۔ کہ اس میں ناوابستگی کے پانچ اصول وضع کیے گئے جن کی توثیق بعد میں منعقد کانفرنسوں میں کی گئی۔ نہرو کا نظریہ ناوابستگی ایک گنجلک تھیوری یا تصور نہیں بلکہ ایک قابل عمل ایسی پالیسی تھی جو نوآزاد ممالک کی فوری ضروریات اور دنیا میں پھیلے ہوئے تناؤ کے خاتمے اور قیام امن کے لیے مناسب ترین تھی۔ جیسے جیسے ناوابستہ ممالک کی تعداد بڑھتی گئی انھوں نے اقوام متحدہ کے اندر اور باہر ایک صحتمند مثبت اور تعمیری اثر ڈالنا شروع کر دیا۔

انھوں نے بحث ومباحثہ کی سطح کو سرد جنگوں اور مخالفانہ رویوں سے بلند کرکے یہ صورت حال پیدا کی کہ مسائل کو عالمی امن اور امداد باہمی کے وسیع کینوس پر دیکھا جائے۔

اُس وقت جبکہ کچھ سامراجی اور نوآبادیاتی نظام کی حامی طاقتوں نے اپنی سابقہ نوآبادیوں پر قبضہ جمائے رکھنے کی کوشش کی تو نہرو نے ایشیا اور افریقہ میں مغربی اثر کے خلاف رائے عامہ بیدار کرنے میں پہلا قدم اٹھایا انھوں نے ۱۹۴۷ء کے آغاز میں نئی دہلی میں پہلی ایشین رلیشنز کانفرنس بلائی۔ انڈونیشیا پر ڈچ حملے کی مذمت کے لیے بھی انھوں نے ۱۹۴۹ء میں نئی دہلی میں ایک کانفرنس بلائی۔ ۱۹۵۴ میں انڈونیشیا پر سکس پاور کولمبو کانفرنس میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۵۵ میں منعقد بانڈونگ کانفرنس بڑی حد تک جواہر لال نہرو کے تصوّرات ونظریات کا عکس تھی۔ ۱۹۵۶ء میں نہر سوئز پر برطانیہ فرانس اور اسرائیلی حملے کے خلاف جاری مصر کی جدوجہد کی حمایت کی۔

نہرو نے ناوابستہ ممالک کے اپنے درمیان امداد باہمی کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ انھوں نے پُرامن بقائے باہمی کے پانچ اصول وضع کیے اور چین کے ساتھ پنچ شیل معاہدے پر دستخط کیے۔ یہ قابلِ افسوس بات ہے کہ چین کی توسیع پسند اور جھگڑالو پالیسی اور ۱۹۶۲ کے حملے کے سبب نہرو کے وہ خواب چکنا چور ہوگئے جو انھوں نے ایشیا کے اتحاد کے لیے دیکھے تھے۔ مغرب کی جانب سے بے پناہ دباؤ کے باوجود انھوں نے اپنی ناوابستگی پالیسی میں تبدیلی نہیں کی۔ انھوں نے ۱۹۶۲ میں ہند چین جھگڑے کے دوران کہا تھا کہ کوئی بھی ملک خود اپنی حکومت اور آزادی کے خلاف نظر آرہے خطرے کے سامنے ناوابستہ نہیں رہ سکتا ہے۔

انھوں نے دنیا کے تمام ملکوں سے دوستی کی کوشش کی لیکن وہ چاہتے تھے کہ یہ دوستی مساوات، ایک دوسرے کی عزّت اور ایک دوسرے کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے احتراز کی بنیادوں پر ہو۔ انھوں نے پاکستان کے ساتھ اختلافات کو باہمی گفت وشنید اور پرامن طور پر حل کرنے کی کوشش کی۔ بدقسمتی سے پاکستان کے کچھ دوستوں اور اتحادیوں نے پاکستان کو ہتھیاروں سے لیس کرکے اور برصغیر میں ہتھیاروں کی دوڑ شروع کرا کے ان کوششوں کو ناکام کر دیا۔ انھوں نے Seato اور Cento جیسے فوجی معاہدوں کی سخت مخالفت اور انھیں روکنے کی کوشش کی جن کے سبب سرد جنگ کا ماحول بھارت کے دروازے یعنی بنگال کی کھاڑی اور بحر عرب میں پیدا ہوگیا تھا۔ بدقسمتی سے پاکستان نے نہرو کے نا جنگ معاہدے کی پیشکش کا جواب نہیں دیا اور مغربی طاقتوں کی مدد سے ہتھیار اکٹھا کرتا رہا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ پاکستان جو ۱۹۷۱ کے مقابلے اب رقبہ میں آدھا ہے اور فوجی قوت کے لحاظ سے دوگنا ہے۔ حملہ نہ کرنے کے معاہدے پر زبانی جمع خرچ تو کر رہا ہے لیکن ایسی کوئی تجویز رسمی طور پر پیش نہیں کر رہا ہے جیسی کہ نہرو نے تیس سال قبل کی تھی۔ شریمتی اندرا گاندھی اگر اس جال میں پھنسنے کو تیار نہیں تو یہ نہایت مناسب ہے خصوصاً پاکستان کے فوجی حکمرانوں کے ان بیانات کی روشنی میں جو متضاد ہیں اور یہ بات شملہ معاہدے کے خلاف بھی ہے کہ وہ جموں اور کشمیر کی حقیقی کنٹرول لائن کو منظور کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ شملہ معاہدے میں دونوں فریقین اس بات پر متفق تھے کہ وہ طاقت کے بل پر اس کنٹرول لائن کو تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ لیکن یہاں اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم پاکستانی مقبوضہ کشمیر کو پاکستان کا اٹوٹ حصّہ سمجھتے ہیں۔ سوال یہ نہیں کہ وہ اس لائن کو قبول کرتے ہیں یا نہیں لیکن ہم اس لائن کو وہ نقطۂ امن سمجھتے ہیں جہاں سے مسئلہ جموں وکشمیر کا ایک دائمی حل نکالا جا سکتا ہے۔

نہرو ایک دور اندیش سیاستداں تھے اور انھوں نے آئندہ حالات کا درست اندازہ لگا لیا تھا۔ اس سلسلے میں پہلے قدم کے طور پر انھوں نے برطانیہ سے بہتر تعلقات استوار کیے اور ۱۹۵۰ میں بھارت کو جمہوریت بنائے جانے کے باوجود دولت مشترکہ میں شامل رہے۔ لیکن انھوں نے اندازہ لگایا کہ کشمیر اور گوا جیسے اہم مسائل پر برطانیہ کا رویّہ بھارت کے تئیں دوستانہ نہیں بلکہ کسی حد تک مخاصمانہ ہے۔ نہرو نے ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے بھی تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کی لیکن ساتھ ہی کوریا، انڈوچائنا اور دیگر معاملات میں ہندوستان کی پالیسی بدلنے کے لیے معاشی امداد کی شکل میں پڑنے والے دباؤ کو بھی روکے۔ ان دشواریوں اور اختلافات کے باوجود نہرو کے زیر قیادت بھارت کو امن کا سچا پیغامبر دنیا بھر میں تسلیم کیا گیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بھارت کو کوریا میں NEUTRAL NATIONS REPATARIATION COMMISSION. کی چیرمین شپ، کمبوڈیا، لاوس، اور ویتنام میں بین الاقوامی کمیشنوں کی چیرمین شپ اور سائپرس، کانگو اور غازہ پٹی میں اقوام متحدہ کے جھنڈے تلے فوجی دستے تعینات کرنے کی پیشکش کی گئی اس طرح نہرو کی ناوابستگی پالیسی نے ثابت کر دیا کہ اس کا مقصد بین الاقوامی ذمّہ داریوں سے پہلو تہی نہیں بلکہ قیام امن اور بین الاقوامی مسائل کے پُرامن تصفیہ میں دوسرے کے کاندھے سے کاندھا ملا کر چلنا ہے۔

ناوابستگی کی پالیسی کا ایک اور اہم پہلو جس پر نہرو نے زور دیا عظیم اور بڑی طاقتوں سے متعلق تھا جب نہرو نے دیکھا کہ نوآبادیوں کو آزاد کرنے اور اس طرح کے دیگر مسائل میں مغربی اقوام معاون نہیں ہو رہی ہیں تو انھوں نے سوویت یونین اور سوشلسٹ کیمپ کی مدد کا خیر مقدم کیا۔ کشمیر اور گوا جیسے مسائل پر جو بھارت کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے تھے۔ انھوں نے ان کی حمایت کا کھلے دل سے احترام کیا۔ وہ دنیا کی دو بڑی طاقتوں کے رویّے کو عالمی مسائل کے معاملے پر یکساں نہیں دیکھتے تھے بلکہ ان کے رویّے کو ہر ایک معاملہ

آگے ص ۱۵ پر ←

نہرو اپنی تحریروں کے آئینے میں

معین اعجاز

راوی: جدید ہندوستان کے معمار پنڈت جواہر لال نہرو کے بارے میں مشہور مصنف آرنلڈ ٹوائن بی لکھتے ہیں۔

آواز: میں دنیا کی کئی اہم شخصیتوں سے ملا ہوں ان میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ لیکن پنڈت نہرو کی شخصیت سب سے جداگانہ تھی میں نہرو کو قدرت کی پیدا کردہ ایک خوب صورت تخلیق مانتا ہوں۔ ان کے جسم اور روح کی تازگی نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ستر سال کی عمر سے تجاوز کرنے کے باوجود ان میں جوانوں کی سی توانائی تھی۔

دوسری آواز ــــــ ان کے خیالات سنیے۔

جیسا کہ ایک مشہور مصنف نے کہا ہے کہ تاریخ انسان کی شہادت کی دستاویز ہے۔ شاید ایسا ہی ہو یہ انسان کی مصلوبیت بھی ہے۔ آپ تاریخ کو انسانیت کا وہ قافلہ بھی کہہ سکتے ہیں جو آگے بڑھ رہا ہے پھر بھی کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اچانک یہ بڑھتا ہوا قافلہ رک جاتا ہے اور اسے پیچھے کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے۔

راوی: ایک جگہ وہ کہتے ہیں۔

آواز: اگر ہم تاریخ سے کچھ سیکھنا چاہتے ہیں تو ہمارے ذہن میں کچھ نقوش ہونے چاہئیں۔ تاکہ پڑھتے وقت ہم محسوس کریں کہ سارے واقعات ہمارے سامنے رونما ہو رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا ڈرامہ ہے جس میں کبھی کبھی Comedy لیکن زیادہ تر المیہ سین سامنے آتے ہیں یہ دنیا اس ڈرامہ کا اسٹیج ہے اور اس کے اداکار ماضی کے مرد اور عورتیں ہیں۔

راوی: نپولین کے بارے میں لکھا ہے۔

آواز: یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ یہ شخص جو کئی معاملات میں اپنی نسل سے بہت بلند تھا وہ قدیم شہنشاہیت کی کھوکھلی سج دھج کا نشانہ کیسے بن گیا۔ بعد میں اس نے انقلاب اور نئے خیالات سے منہ موڑ لیا تھا۔ پرانے خیالات اور پرانی قدریں نہ اسے زیب دیتی تھیں اور نہ اس کی شخصیت کو قبول کرنے کے لیے تیار تھیں۔ لہٰذا انھیں دو متضاد قدروں کے درمیان اسے زوال سے دوچار ہونا پڑا۔

راوی: مشہور مورخ ایڈورڈ گبن کا خیال ہے کہ دوسری صدی عیسوی میں انسانی نسل رومن سلطنت میں سب سے زیادہ خوشحال تھی اس پر پنڈت نہرو کا ردِ عمل تھا۔

آواز: گبن کی معلومات اپنی جگہ لیکن جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس سے اتفاق کرنے میں لوگوں کو ہچکچاہٹ ہوگی انسانی نسل سے ان کی مراد صرف بحیرۂ روم کے آس پاس کی آبادی سے ہے۔ شاید ایسا اس لیے ہو کہ انھیں ہندوستان چین یا قدیم مصر کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا یا ان ممالک کے بارے میں ان کی معلومات بالکل ناقص تھیں۔

راوی: ایک جگہ کہتے ہیں۔

آواز: یہ بڑی دل چسپ بلکہ حیرت انگیز بات ہے کہ تاریخ کے ابتدائی ایام سے اب تک ہندوستانی تہذیب وثقافت نے طویل اور سلسلہ وار ارتقائی منزلیں طے کی ہیں ایک طرح سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہندوستانی ہزاروں سال کے تہذیبی سرمائے کے وارث ہیں۔

ہندوستان میرے خون میں تھا۔ اس میں اور بہت کچھ تھا جس نے مجھے حرارت بخشی۔ اس کے باوجود میں نے اسے نقاد کی حیثیت سے دیکھا۔ میں اس کے حال اور ماضی کی کچھ چیزوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ ایک حد تک میں مغرب کے ذریعہ ہندوستان تک پہونچا۔ اور اسی طرح اسے دیکھا اور پرکھا جس طرح ایک مغربی دوست اسے دیکھ سکتا تھا۔ میں اسے تبدیل کرنے اور اسے نئی شکل دینے کیلئے بے تاب تھا۔

راوی: ایک اور جگہ لکھتے ہیں

ایک آواز: یہ ایک چاہی جانے والی شے ہے اس کا کوئی بھی بچہ اسے کبھی نہیں بھول سکتا۔ چاہے وہ کہیں بھی جائے اور کسی بھی حالت کا شکار ہو۔ اپنی عظمت اور ناکامی ہر حال میں وہ انھیں کا ایک حصہ ہے اور ان لوگوں کا عکس اس کی گہری آنکھوں کے آئینے میں نظر آئے گا۔ یہ وہ آنکھیں ہیں جنھوں نے زندگی کے بہت سے نشیب وفراز خوشیاں اور غم دیکھے ہیں۔ ان آنکھوں نے معلومات کے گہرے کنویں میں جھانک کر دیکھا ہے۔

راوی: تلاش ہند کا ایک اقتباس

آواز: ہندوستان کے پہاڑ، ندیاں، جنگلات اور عریض وطویل کھیتوں نے ہمیں کھانا دیا یہ سب ہمیں عزیز ہیں لیکن سب سے بڑی دولت یہاں کے عوام ہیں۔ جیسے وہ ہیں اور جیسے میں ہوں۔ یہ لوگ پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں صحیح معنوں میں بھارت ماتا یہی کروڑوں عوام ہیں اور اس کی فتح دراصل انھیں لوگوں کی فتح ہے۔ جیسے جیسے یہ خیال لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا جائے گا۔ ان کی آنکھوں میں چمک آتی جائیگی گویا وہ صحیح معنوں میں اس دن ہندوستان کو تلاش کریں گے۔

دوسری آواز: انسان کی لگن بھی کیا شے ہے بے شمار ناکامیوں کے باوجود مختلف زمانوں میں انسانی حق وصداقت عقائد ملک اپنے آدرش اور آبرو کے لیے قربانی دیتا رہا۔ آدرش بدل جاتے ہیں۔ لیکن قربانی کا جذبہ برقرار رہتا ہے۔ اور اسی بنا پر انسان کی بہت ساری کمزوریوں کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے اور اس کی ذات سے ناامید ہونے کی کوئی گنجائش نہیں۔

آواز: حقیقی کلچر دنیا کے ہر گوشے سے فیضان حاصل کرتا ہے لیکن اس کی جڑیں اپنی زمین میں پیوست ہوتی ہیں اور اسے عوام الناس جنم دیتے ہیں۔ اگر صرف بیرونی نمونے کو سامنے رکھا جائے تو ادب اور فن بے روح اور بے جان رہ جائیں گے۔ کلچر ماضی سے ارتقا پذیر ہوتا ہوا حال تک پہنچتا ہے جو نئی لہروں اور رجحانات کی نمائندگی بھی کرتا ہے۔

راوی: پنڈت نہرو ہندوستان کی صرف ماضی کی شخصیتوں کے پرستار نہیں تھے بلکہ اپنے ہم عصروں اور دوستوں کی صلاحیتوں اور کارناموں کو بھی انھوں نے سراہا۔ تلاشِ ہند میں مولانا ابوالکلام آزاد کی علمی بصیرت کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

ایک آواز: ابوالکلام آزاد نے ایک نئی زبان میں اپنے خیالات ادا کیے یہ زبان صرف خیالات اور رویّہ کے لحاظ سے نئی نہیں تھی بلکہ اس کا متن بھی مختلف تھا۔ آزاد کا اسلوب بالکل جداگانہ تھا اور بڑے بڑے علما بھی مناظرے اور مباحثے میں ان کے سامنے گھبراتے تھے قدیم علوم وفنون اور روایات پر جتنی گہری نظر آزاد کی تھی اتنی کسی کی نہیں تھی۔

راوی: مہندر پرتاپ کے بارے میں کہتے ہیں۔

آواز: ان کی حوصلہ مندی بھی خاصے کی چیز تھی۔ وہ مکمل طور پر خیالوں کی دنیا میں رہتے تھے اور حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا ان کا لباس بھی بڑا عجیب وغریب ہوتا تھا جو تبت کے پہاڑی علاقوں یا سائبیریہ کے میدانوں میں زیادہ زیب دیتا۔ وہ عہدِ وسطیٰ کا ایک رومانی کردار معلوم ہوتے تھے لیکن وہ تھے بڑے صاف گو۔

راوی: ایک جگہ لکھتے ہیں

ایک آواز: جب میں نومبر کے مہینے میں بنارس گیا تو مجھے ہندو یونیورسٹی کے طلبا کو خطاب کرنے کی دعوت دی گئی میں نے یہ دعوت قبول کی اور ایک بہت بڑے مجمع کو خطاب کیا جس کی صدارت پنڈت مدن موہن مالویہ کر رہے تھے۔ اپنی تقریر کے دوران میں نے فرقہ پرستی کے خلاف بہت کچھ کہا اور بڑی سخت زبان میں اس کی مذمت کی۔

راوی: بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی کا ذمہ دار انھوں نے برطانوی حکومت کی پالیسی کو ٹھہرایا۔ ایک اقتباس۔

آواز: فرقہ پرستی کے مسئلے کا سراغ ۱۸۵۷ء کے بعد کی برطانوی حکومت کی پالیسی سے لگانا ہوگا۔ اس پالیسی کا بنیادی اور ناگزیر حصہ یہ رہا ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد ہو کر کوئی کام نہ کرنے دیا جائے اور ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑایا جائے۔

راوی: پنڈت جی کے دل میں دکھی انسانیت کے لیے بڑا درد تھا ۱۹۳۴ء میں جو بھیانک زلزلہ آیا تھا اس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنی سوانح عمری میں انھوں نے اس زلزلے کا ذکر کسی قدر تفصیل سے کیا ہے۔ گویا زلزلے کی تباہکاریوں کا آنکھوں دیکھا حال اس تصنیف میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا ہے۔ بہار کا علاقہ خاص طور سے متاثر ہوا تھا مظفر پور کا حال پنڈت نہرو یوں بیان کرتے ہیں۔

ایک آواز: زلزلہ ٹھیک سات دن پہلے آیا تھا لیکن اب تک بعض اہم راستوں سے بھی ملبے کے اٹھانے کا کام ٹھیک سے نہیں ہو پایا تھا۔ جیسے جیسے یہ سڑکیں صاف کی جا رہی تھیں ویسے ویسے ان میں سے لاشیں برآمد ہو رہی تھیں بعض لاشوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ وہ لوگ چھت گرتے وقت بچنے کی کوشش کر رہے تھے اس بربادی کا منظر بڑا دلدوز تھا۔

راوی: اس باب کا ایک اور اقتباس

غالباً مظفر پور میں زلزلے کے دس دن بعد ایک بارہ سال کے لڑکے کو ملبہ ہٹا کر نکالا گیا وہ زندہ تھا چھت اور دیواروں کے گرنے سے وہ دب گیا تھا اور اس کا خیال تھا کہ ساری دنیا ختم ہو چکی ہے اور اب وہ تنہا رہ گیا ہے مظفر پور ہی میں ٹھیک اسی لمحے جب زلزلے سے گھر گر رہے تھے اور لوگ چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں فنا کے گھاٹ اتر رہے تھے ایک بچی پیدا ہوئی ناتجربہ کار جوان والدین کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ماں اور نوزائیدہ بچی دونوں بچ گئیں۔ بچی کا نام زلزلے کی رعایت سے "کمپو دیوی" رکھا گیا۔

راوی: رابرٹ فراسٹ کے یہ مصرعے پنڈت نہرو کو بہت پسند تھے

ایک آواز: The woods are lovely
Dark and deep
But I have Promises to keep
And miles to go before I sleep.—

راوی: آرام کرنے سے پہلے واقعی پنڈت نہرو نے لمبا سفر طے کیا۔

نہرو اور بین الاقوامی ناوابستگی

وی پی دت

بیسویں صدی کا دوسرا نصف حصہ بین الاقوامی سسٹم کی بنیادی تبدیلی کے لیے قابل ذکر ہے۔ جہاں اس نے بڑی طاقتوں کے ہاتھوں میں بھیانک اقتدار کا ارتکاز دیکھا وہاں اسے بین الاقوامی تعلقات میں ایک نئے رجحان کے بے دریغ پھیلاؤ کا تجربہ بھی ہوا جس نے بڑی سے بڑی طاقت کو چیلنج دیا۔ طاقت والوں سے نکے ہاتھوں ٹھان لی ایک قطار میں کھڑے ہو کر گنتی میں آنے سے یا بھیڑ بکریوں کی طرح گلوں میں تقسیم ہونے سے انکار کر دیا۔ بین الاقوامی ناوابستگی کا نظریہ ایک مثبت اور متحرک نظریہ ہے۔ یہ گئے دقتوں کی بے حرکت بے تعلقی نہیں! بلکہ یہ ہے عالمی معاملات تک خود مختار رسائی، معاملات کو ان کی اپنی قدر و قیمت پر پرکھنا، وقت سے پہلے ہی ذمہ داری لے لینے اور کمزوروں کی قوت کا مظاہرہ کرنے سے انکار کر دینا جواہر لال نہرو بین الاقوامی ناوابستگی کا بڑا معمار، حرکی روح، اور اس کے ارتقا کے پیچھے بڑی قوت تھا۔ بین الاقوامی تعلقات، بین الاقوامی ڈھانچے میں جمہوری عناصر کی تہذیب اور خطرات اور پریشانی سے بھری دنیا کے امن و امان میں یہ اس کا دیرپا خراج تھا۔

نہرو کے نزدیک بین الاقوامی ناوابستگی خود مختاری کی تشدید تھی جو کہ نئی ابھرتی ہوئی قوموں کی خود مختاری کے تحفظ اور تقویت کے لیے قابل استعمال آلۂ کار میں ڈھالی گئی تھی۔ یقیناً ہندوستان کی خاطر، وہ ہندوستان کی طرف سے خود مختار فیصلے کرنے کے حقوق چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔ ہندوستان جیسے ملک کا دوسروں کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بن جانا اسے گوارا نہیں تھا۔ اس نے خود کہا تھا کہ ہندوستان اتنا چھوٹا ملک نہیں جو دوسروں کا بودا پیروکار بن جائے۔ اس نے ہندوستان کی تاریخ اور تہذیب کے عظیم چشموں کی گہرائیوں میں اتر کر دیکھا تھا اور وہ اس کی روایات اور عالمی مقام اور صحیح طور پر واقف تھا۔ ایشیا کی بات کی جائے تو جواہر لال نہرو نے کہا تھا: ہندوستان کو کسی اپنی آرزو کی وجہ سے نہیں بلکہ تاریخ اور کئی دوسری باتوں کی وجہ سے ایشیا میں ایک بہت اہم رول ادا کرنا ہے۔ یہی نہیں، بلکہ ہند کو مختلف رجحانات اور طاقتوں کا مقام اتصال بننا ہے اور اسے مشرق و مغرب کے میل کا مقام بھی بننا ہے۔

جواہر لال ایک اہل تھا پھر بھی ساتھ ساتھ وہ غیر معمولی حقیقت شناس بھی تھا۔ وہ بین الاقوامی ناوابستگی کی حکمت عملی کو ملک کے بلند ترین مفادات کے لیے تشکیل دے رہا تھا۔ "ہم چاہے کوئی حکمت عملی طے کریں۔ کسی ملک کے خارجی امور کی سربراہی کا فن اسی میں ہے کہ ملک کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی ترکیب نکالی جائے آخری تجزیے کے اعتبار سے حکومت کو اپنے ملک کی بہبود کے لیے عمل پیرا ہونا چاہیے۔" یہ وہی ہے جو جواہر لال نہرو نے کہا تھا۔ ناوابستگی کی حکمت عملی معنوی طور پر ہندوستان کی ساری دماغی پرواز میں، ہندوستان کی جنگ آزادی سے متعلقہ فکری تشکیل میں اور آج کے حالات میں بدستور موجود تھی۔

وہ عالمی معاملات کی ماہیت بھانپ لیتا تھا۔ وہ دروں بینی اور بصیرت رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے اس کی حکمت عملی نے ہندوستان کی آواز، نقطۂ نظر اور حالت کو کسی قدر اہم، قابل ذکر اور بارسوخ بنا دیا تھا۔ دنیا کی تاریخ میں یہ بات پہلی بار ہوئی کہ ایک ملک جس کی فوجی طاقت صفر تھی، جس کے پاس اقتصادی قوت کم تھی اس نے اپنے آپ کو عالمی معاملات میں کسی حد تک گنوا لیا۔ خاص کر اس دن سے جب وہ مشکل سے ہی بین الاقوامی کنبے میں داخل ہوا تھا۔ اس حکمت عملی نے ہندوستان کو سرفرازی دی اور لوگوں کو خودداری اور خود اعتمادی کا احساس دلایا۔

ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس پالیسی نے کیوں دنیا کے بہت سے ملکوں کو تشویش دی اور ان میں سے کچھ مضبوط اور طاقت ور تھے جنھیں اس اجتہاد سے رنجش بھی ہوئی۔

جواہر لال نے خود لوگوں کو یاد دلایا کہ مشکل یہ ہے کہ ہندوستان اب گنتی میں آتا ہے۔ مشکل یہ نہیں کہ

ہم گنتی میں نہیں آتے۔ اس نے کہا تھا کہ "اگر ہم ایشیا یا یوروپ کی کوئی چھوٹی موٹی قوم ہوتے تو کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن کیونکہ ہم گنتی میں آتے ہیں اور آئندہ بھی ہم زیادہ سے زیادہ گنتی میں آتے چلیں گے۔ اس لیے جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں وہ نقد و نظر کی زد میں آتا ہے اور بہت سے ملک ہمارے اس قدر گنے جانے کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمارے نقطۂ نظر یا ہمارے کسی بلاک سے وابستہ ہونے کا سوال نہیں۔ یہ تو ایک حقیقت ہے کہ ہم تقویت امکانات کے اعتبار سے ایک بڑی قوم ایک بڑی طاقت ہیں اور شاید کچھ ملک یہ پسند نہیں کرتے کہ ہماری مضبوطی کے زیادہ امکانات پیدا ہوں۔" یہ بات آج بھی کتنی سچی ہے۔

خود مختاری کی تشدید کے اعتبار سے ناوابستگی سامراجیت، نوآبادیاتی نظام اور نسل پرستی کے خلاف جہاد سے جڑی ہوئی تھی۔ جواہر لال نے اسے "مختلف براعظموں میں کمزور اور مظلوم اقوام کے لیے اجتہاد کی حکمت عملی کا نام دیا تھا۔" اس نے افریقی اور ایشیائی ملکوں میں آزادی کی تحریک کو تازیانہ دیا۔ آنے والے برسوں میں اس نے کیریبین اور لیٹن امریکن ملکوں کو بھی اپنے احاطے میں لے لیا اور اس نے دنیا کے جہاد کرنے والے ملکوں کو کچھ تجسیم و تشکیل دی۔ وہ محض ہندوستان کے کروڑوں لوگوں کی امید و آرزو کا اظہار نہیں کر رہا تھا بلکہ دوسرے ممالک کے لوگوں کے لیے بھی۔ جواہر لال کے لیے وقت کا بڑا سوال یوروپ اور ایشیا کے درمیان تعلقات کی نئی تہذیب و تربیت کا تھا۔ مزید یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ تہذیب اب افریقہ اور لاطینی امریکہ، پرانے اور نئے اور ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان بھی ضروری ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کیا یہ اب بھی وقت کا اہم سوال نہیں ہے۔؟

اقوام متحدہ کے ادارے میں تمام مباحثے، کینکن کی بلند حیثیت بات چیت، عالمی سطح کا نیا نظام، عالمی سطح کا اقتصادی نظام اور تمام ایسی باتیں، دراصل باہمی تعلقات کی تنظیم نو کے اسی بنیادی سوال کے مختلف پہلو ہیں۔

بڑی طاقتوں کے بیچ ٹھنڈی لڑائی زیادہ سے زیادہ یوروپی جھگڑوں، اختلافات اور اقتداری سیاسیات کا عکس تھی یا دراصل ایک توسیع تھی۔ جواہر لال نے دلیل پیش کی تھی کہ آخر ایشیا اور افریقہ اس میں کیوں الجھ جائیں؟ ان کا اصل مسئلہ نہ تو بڑی طاقتوں کی شعبدہ بازی کے مترادف تھا اور نہ نظریاتی ٹکراؤ کا بلکہ ان کا مسئلہ تھا خوراک، کپڑے، صحت اور تعلیم کا۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن سے ابھرتے ملکوں کا بنیادی تعلق ہونا چاہیے۔ مختلف ممالک کے بیچ فوجی معاہدات کا آہستہ آہستہ پنپنا۔ نوآبادیاتی نظام کی واپسی کے ظہور پذیر ہونے کے مترادف تھا۔ دراصل یہ معاہدات نئے نئے خود مختار ملکوں پر دباؤ اور غلبہ قایم رکھنے کا آلۂ کار فراہم کرتے تھے۔

ناوابستگی کا ایک مطلب مزاج امن بھی تھا۔ جواہر لال نے اسے بڑے زور اور شدت سے محسوس کیا تھا۔ امن محض ایک متبرک خواہش نہیں تھا۔ یہ نئے خود مختار ملکوں (جن میں ہندوستان بھی شامل ہے) کے لیے ابھرتی ضرورت بھی تھا۔ اگر انھیں اپنے آپ کو سنجیدگی سے کمی، محرومی، بیماری اور موت جیسے مسائل سے مخاطب کرنا تھا۔ ان کے لیے واحد راستہ یہی تھا کہ وہ خود مختاری فوجی معاہدات سے الگ رہیں اور امن کے کام کریں۔ جواہر لال اچھی طرح جانتا تھا کہ ہندوستان اور دوسرے ناوابستہ ممالک دنیا کی صورت حال بدلنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ وہ محض خواب ہی نہیں لیتا تھا۔ خواب لیتا تھا لیکن اس کے پاؤں زمین پر استوار تھے۔ وہ چاہتا تھا اور اس نے واقعی کر بھی دکھایا کہ ہندوستان اپنی تمام تر قوت امن کی طرف صرف کرے۔ امن صرف اس طرح برقرار رکھا جا سکتا تھا کہ کوئی ملک بھی اپنے آپ کو فوجی معاہدوں اور ان کی اقتداری سیاسیات میں شامل نہ کرے۔" یہ ایک دائرہ امن کا سلسلہ تھا۔ وہ دائرۂ امن جو ایشیا، افریقہ اور باقی دنیا کو حتی الامکان اپنے دائرۂ عمل میں لے لے۔ اس نے ڈنکے کی چوٹ کی طرح کہا تھا "میں چاہتا ہوں ایسے ملکوں کی تعداد دنیا میں ہمیشہ بڑھتی رہے جو یہ فیصلہ کر لیں کہ دنیا میں پھر جنگ کسی قیمت پر بھی نہ ہو۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ایشیا کے ممالک اور دیگر ممالک، دنیا کے جھگڑالو طبقوں اور ان بڑے ملکوں، جو ایک دوسرے سے جھگڑتے رہتے ہیں پر یہ واضح کر دیں کہ وہ خود ٹھنڈے دل سے کام لیں گے اور جنگ کے اکھاڑے میں وارد نہیں ہوں گے۔ چاہے کچھ ہو جائے۔ اور وہ دوسروں کو حتی المقدور اس سے بچا کر رکھیں گے۔ میں یہ بھی اعلان کرنا چاہوں گا کہ ہم نے بھیانک ہتھیاروں کے استعمال کے خلاف ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے ملک بھی یہی اعلان کریں۔

نفرت سے بھرے اور اختلافات سے پراگندہ ماحول میں یہ بھی ایک دانشورانہ اور انسانیت شناس آواز! جواہر لال کسی ملک کے خلاف نہیں تھا۔ اس نے تمام بڑی طاقتوں پڑوسی ملکوں اور دیگر اقوام سے دوستانہ تعلقات رکھنے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے دائرہ امن کو ناوابستگی کی اساس کہا جیسے کہ یہ کارگاہ امن ہو جہاں نہ صرف فوجی جانبین کے درمیان غیر متنازعہ خطہ معرض وجود میں آئے یا اس کارگاہ امن میں ان فریقین کو باہمی تعاون کے لیے مشترکہ میدان فراہم کرے۔ اس نے کہا تھا کہ جونہی نیوکلیر کلب یا ٹھنڈی لڑائی کی کلب کی بجائے اس امن کی کلب میں زیادہ اور زیادہ ملک شامل ہوں تو ہمیں توقع ہے کہ یہ ناوابستگی تنظیم ترقی کرے گی اور دوسرے ممالک یعنی بڑی یوروپی اقوام کو جذب کرے گی ان میں فرانس اور چیکوسلاواکیا جیسے ملک میں شامل ہو جائیں جو کہ آج نیٹو (NATO) اور وارسا (WARSAW) کے فوجی معاہدوں سے وابستہ ہیں۔ ہم تمام دنیا کو اس پر امن تعاون کا حصہ بنا دینا چاہتے ہیں اور اس میں بالآخر امریکہ اور روس بھی شامل ہوں گے۔ جنگ سے درگذر ہو سکتی ہے اگر دنیا کے ملک اپنے باہمی تعلقات کو ایک نئے ضابطۂ کردار سے چلائیں اور دوسرے کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ ہر ملک کو اپنے ہی انداز اور اپنے ہی طور پر پنپنے دیا جائے۔ ہر ملک کے عوام کو اپنی ترقی کے لیے اپنی پسند کا راستہ اختیار کرنے دیا جائے۔ بڑے یا چھوٹے ملکوں کو نہ تو تجاوز پر اترنا چاہیے نہ دخل اندازی سے دوسرے ملکوں کو اپنی سرحدیں بدلنے پر مجبور کرنا چاہیے۔ یہ وہ نظریات تھے جو ناوابستگی کے نظریہ سے بیدار ہوئے اور پنج شیل کے پانچ نکاتی اصولوں میں ڈھلے اور جواہر لال کی طرف سے مشعل راہ بنے۔

آج ناوابستگی کا لفظ کسی کی لغات کا داغ نہیں ہے۔ یہ پہلے بھی ہمیشہ ایسا نہیں تھا۔ ایسا وقت بھی تھا جب راستہ ٹیڑھا تھا اور سفر اکیلے کا تھا۔ اس وقت ہواؤں کا مزاج برہم تھا۔ اور بڑے اور طاقتور ملک تیوری چڑھاتے اور جمہوری کی ناوابستگی پر اعتراض اٹھاتے تھے۔ لیکن وہ صاف سمجھتا تھا کہ اور ملک بھی اس راستے پر چلیں گے اور اس کی قدر و قیمت پہچانیں گے۔ آج ناوابستگی ایک بروئے کار فلسفہ ہے جس کی پشت پر دنیا کے بیشتر ممالک ہیں۔

سنکی لوگ تو ضرور کہیں گے کہ ناوابستگی نے دنیا کے کسی مسئلے کو حل نہیں کیا۔ اگر ایسا ہے تو ناوابستگی کی پالیسی اور بڑی طاقتوں کے نیوکلیر اور تھرنیوکلیر اسلحہ بھی اس معاملے میں ناکام رہے ہیں۔ ناوابستگی کا تصور تو ایک ایسی خارجی پالیسی کا خاکہ تھا جس سے بنا پر کمزور ملکوں کی آزادی کو استوار کیا جاتا، جس سے نئی سامراجیت اور نوآبادیاتی نظام کو سر اٹھانے سے روکا جاتا اور جس سے بین الاقوامی تناؤ کو کم کیا جاتا۔ عالمی امن کو بڑھاوا دیا جاتا اور نوخیز ملکوں کو قوت حرکی حاصل کرنے کا موقعہ ملتا۔ اس سے انکار ممکن نہیں کہ اس کا رول ان مقاصد کے حصول میں غیر اہم نہیں تھا۔

آج کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جواہر لال نے کوئی غلطی نہیں کی۔ اور کسی انسان کے بارے میں ایسا دعویٰ کرنا بھی فضول ہے۔ لیکن جواہر لال کا رویہ بین الاقوامی تعلقات کی نوعیت اور روش، متوقع حالات اور واقعات پیدا کرنے والے طاقتوں اور مقاصد کے بارے میں بالکل واضح تھا۔ اس نے ہندوستان کی اس غیر جانبدارانہ پالیسی کی تشکیل کی تھی جو اس کی تاریخ، تجربے جغرافیائی مجبوریوں، موجودہ اور روز بروز ضرورتوں اور لوگوں کی اندرونی خواہشوں اور جبلتوں کے عین مطابق تھی۔ مزید برآں اس نے ہندوستان کے بڑے مفادات کو عالمی امن اور ترقی کے مفادات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔

ایک بلند شخصیت ایک اعلیٰ نظریہ

ڈی این واہو

ماضی کو یاد کرنا۔ موہوم سائے کے تعاقب سے مماثلت رکھتا ہے۔ شکلیں اور اجسام ختم ہو جاتے ہیں اور باقی رہ جاتا ہے تو بس شخصیت کامیابیوں کا مجموعہ جو ایک نشان بن جاتا ہے۔ جواہر لال نہرو کی شخصیت بھی ہندوستانی عوام کے ولولوں کامیابیوں، ان کے آنسوؤں، مشقت، جہد آزادی کی پچاس سالہ تاریخ اور حصول آزادی کا ایک نشان ہے۔ بہ آسانی کہا جا سکتا ہے کہ نہرو کی زندگی کی کہانی کو ہندوستان کی گزشتہ پچاس سالہ تاریخ سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی زندگی ہندوستان کی گزشتہ پچاس برسوں کی تاریخ کا عکس ہے۔ اگر اس پہلو سے غور کیا جائے تو لگتا ہے کہ نہرو کسی فرد یا ادارے کا نام نہیں۔ ایک نظریے ایک نئی بلند نظری کا نام تھا۔ تاریخ کے مطلع پر وہ اصل سے زیادہ بڑے اور عظیم دکھائی دیتے ہیں۔ انھوں نے خود میں مشرقی روایات کی اعلیٰ اقدار اور مغربی سائنس کا بہترین انتخاب یکجا کر لیا تھا۔ ان کی مسلسل یہی کوشش رہی کہ وہ روایاتی اقدار کو اور اس دور کے سائنسی ذہن کو یکجا کر دیا جائے۔

نہرو ہمیشہ عجلت میں رہتے جب وہ اپنے عوام کو غیر ملکی اقتدار سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوئے تو اس وقت ان کی عمر ڈھلنا شروع ہو گئی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ اپنی زندگی میں ہی جلد از جلد اس ملک کو مضبوط سماجی و معاشی بنیادوں پر کھڑا کر دیں تاکہ ان کے عزیز وطن کی آزادی ان کے بعد بھی برقرار رہے جسے بڑی جدوجہد کے بعد حاصل کیا گیا ہے۔

دیگر نو آزاد اقوام کے مقابلے، جنھیں سے زیادہ تر انتشار کا شکار رہیں۔ اگر بھارت کا وجود آزاد ہے تو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ انھوں نے آزادی کے بعد اپنے مختصر سے عرصۂ حیات میں بھارت کو ایسا زرعی و صنعتی ڈھانچہ عطا کیا جس نے ترقی کے لیے راہیں استوار کر دیں۔

ملک کی آزادی کے بعد بہت سا کام باقی تھا جیسا کہ نہرو نے کہا تھا کہ ابھی ہماری منزل بہت دور ہے۔ عوام کو ان کے اختلافات سے دور کرنا تھا۔ صدیوں کی غلامی کے نتیجے میں۔ غریبی کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے عوام کو آزاد کرانا تھا تاکہ وہ قوم کی تعمیری سرگرمیوں میں شریک ہو سکیں۔ عوام کو ان کے پرانے خیالات اور بے کار کے رسوم و رواج سے آزاد کرنے کے لیے جو ہماری روایات کا حصہ بن چکا تھے۔ نہرو نے ملک کے طول و عرض کا سفر کیا۔ اس کام کے لیے انھوں نے سائنسی علوم اور جدید اقدار پر زور دیا۔

انھوں نے کہا کہ ہماری عبادت گاہیں اور مندر ہمارے ڈیم اور صنعتی کامپلکس ہیں۔ سائنسی معلومات کے لیے ایک وسیع تعلیمی نظام قایم کیا۔ اس بات نے ان پر مادہ پرست کا لیبل چسپاں کر دیا۔ جبکہ درحقیقت ایسا نہیں تھا۔ اپنی عظیم تخلیق "ڈسکوری آف انڈیا" میں نہرو ایک مختلف روشنی میں نظر آتے ہیں۔ انھیں اپنے ملک کے عظیم ثقافتی اور تمدنی ورثہ پر فخر تھا ان کی کوشش تو صرف یہ تھی کہ توہم پرستی کے اس جال کو کاٹ دیں جو ہماری تہذیب پر چھایا گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے عوام بھوسہ اور اناج میں فرق جان لیں۔

نہرو کی تاریخ پر گہری نظر تھی۔ وہ کسی خاص ملک یا سرزمین سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ وہ ہر واقعے کو مناسب تاریخی پہلو کی روشنی میں دیکھتے تھے اگر وہ بھارت کی آزادی کے لیے لڑے تو یہ جنگ ہر جگہ جاری استحصال اور غلامی کا شکار اقوام کی جدوجہد کا ایک حصہ تھی۔ یہ بات ان کی 'گلمپسز آف ورلڈ ہسٹری' سے ثابت ہوتی ہے۔ ان کی دور رس نگاہوں نے ایک ایسے عالمی نظام کا خواب دیکھا تھا جو معاشی انصاف اور فرد کی آزادی پر مبنی تھا۔ اس تصور نے ان کو دائیں اور بائیں دونوں بازوؤں کے غضب کا نشانہ بنا دیا۔ ایک طرف دائیں بازو کے حامیوں نے ان پر کمیونسٹ ہونے کا الزام لگایا تو دوسری طرف بائیں بازو کے حامیوں نے ان کو بورژوائی کہا۔ لیکن گزشتہ ایک دہائی کے واقعات نے نہرو کے نظریات کی سچائی کو ثابت کر دیا ہے۔ جہاں ایک طرف سرمایہ دار ملکوں میں معاشی انصاف کا مطالبہ بڑھ رہا ہے دوسری طرف سوشلسٹ ملکوں میں انسانیت سے مطابقت رکھنے والے کمیونزم کا شور و غوغا دن بہ دن بڑھتا جا رہا ہے۔

نہرو کی دور رس سیاسی ذہانت نے بڑی طاقتوں کے درمیان پرورش پا رہی دشمنی اور اس کے نتیجے میں دنیا پر منڈلانے والے مہیب خطرات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس خطرے کے پیش نظر نہرو نے پنچ شیل کے پانچ اصول اور ناوابستگی کی پالیسی کی تشکیل کی ایک مضبوط غیر جانبدار زون بنا کر اگر بڑی طاقتوں کے اثرات کا علاقہ کم کر دیا جائے تو دونوں بڑی طاقتوں کے درمیان جنگ کی وجوہات کم کی جا سکتی ہیں۔

آج جبکہ دنیا ایٹمی ہتھیاروں کے سبب تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے تو حکومتیں نہرو کی ناوابستگی پالیسی کی اہمیت سے واقف ہو رہی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ممالک تیسری دنیا کے ممبر بن رہے ہیں اور خود ایک بڑی طاقت بنتے جا رہے ہیں۔

نہرو کی تاریخی اہمیت کا آخری تعین ابھی قبل از وقت ہوگا۔ لیکن یہ بات خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ مناسب وقت کے بعد مستقبل کے مورخ یہ کہتے ہوئے نہیں جھجکیں گے کہ "اپنے دور کے آدمیوں کے درمیان وہ ایک عظیم آدمی تھا"

آیئے آج ہم سب جو مساوات، انصاف اور انسانیت کی بالادستی کو اعلیٰ مانتے ہیں۔ خود کو نہرو کے نظریات کے تئیں وقف کر دیں۔

(ایکسٹرنل سروسز ڈویژن سے نشر)

بقیہ:- نہرو ایک عالمی شخصیت

آسانی سے اور اتنے پرامن طور پر کبھی نہیں حل کیا۔

نہرو کو ہندوستان کے عوام سے محبت تھی۔ اور اسی طرح کنیا کماری سے کشمیر تک لاکھوں کروڑوں کسان اور مزدور بھی انھیں ٹوٹ کر چاہتے تھے۔ ان کی عظمت بے مثال تھی۔ انھوں نے زندگی سے جو کچھ حاصل کیا تھا اس سے کہیں زیادہ اسے نذر کیا۔ اگر کوئی اپنے آپ سے یہ سوال کرے کہ کیا نہرو کے بغیر آج دنیا اس سے مختلف ہوتی؟ تو اس کا صرف ایک ہی جواب ہوگا 'ہاں' یہ دنیا اور بالخصوص ہندوستان ایشیا اور افریقہ نہرو کے بغیر یقیناً مختلف ہوتے۔ نہرو ایک عالمی شخصیت کے مالک تھے اور رہیں گے۔

(بمبئی سے نشر)

نہرو اور ہمارے قبائل

کے ایل مہتہ

پانچویں دہائی میں جب چھ سال کے لیے شمال مشرقی سرحدی ریاست (جسے اب ارونا چل پردیش کہتے ہیں) میں مجھے تعینات کیا گیا تھا تو پنڈت جواہر لال نہرو کے ان خیالات سے براہ راست واقف ہونے کا مجھے شرف حاصل ہوا تھا کہ اس علاقے کے قبائلی عوام کے لیے ایڈمنسٹریٹروں کو اس درمیان کیا کرنا چاہیے۔ جلد ہی مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ اس موضوع پر وہ جو کچھ کہہ رہے تھے اس میں ان کے خلوص کی صداقت شامل تھی اور میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں کے لیے ان کے دل میں خاص جگہ تھی۔

یہ نومبر ۱۹۵۳ء کے آخری ایام کا واقعہ ہے کہ مجھے اس وقت کے وزارت خارجہ کے جوائنٹ سکریٹری ٹی این کول نے یہ اطلاع دی کہ پنڈت جی گورنر آسام کے مشیر کی حیثیت سے میرا تقرر کرنے کے لیے مجھے بلانا چاہتے ہیں مجھے اس کا بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اگر میں اس انٹرویو میں کامیاب ہو گیا تو مجھے کس قسم کا کام سونپا جائے گا پنڈت جی نے بڑی گرمجوشی سے میرا استقبال کیا۔ ان کی آنکھوں میں چمک اور ان کے حساس چہرے پر بڑی پیاری تابناکی چھائی ہوئی تھی۔ انھوں نے میرے کام اور ذمہ داریوں کی نوعیت سے خود ہی مجھے آگاہ کر کے میری مشکل حل کر دی۔ مجھے 'نیفا' میں وسیع تر پالیسیوں کے نفاذ کے لیے گورنر کی معاونت اور انتظامیہ کے سربراہ کی حیثیت سے وزارت خارجہ کو براہ راست تمام معلومات فراہم کرنی تھیں۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی تھی کہ پنڈت جی نے مشہور ماہر عمرانیات ڈاکٹر ویریر ایلون کو قبائلی امور کا مشیر منتخب کر لیا تھا۔ نیفا سے جب تک میرا تعلق رہا تب تک وہ میرے سب سے سینیر ساتھی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ڈاکٹر ایلون نہ ہوتے تو قبائلی عوام کے تعلق سے پنڈت نہرو کے خیالات کی اشاعت کا غذی طور پر بھی نہ ہو پاتی چہ جائیکہ انتظامی سطح پر اس کا نفاذ عمل میں آتا۔

پنڈت جی نے مجھے بتایا کہ قبائلی عوام میں پہلے انھیں گونڈ سنتھال اور بھیلوں کو سمجھنے کا موقع ملا تھا اس کے بعد کہیں جا کر 'نیفا' کے عوام سے ان کا رابطہ قائم ہو سکا۔ میں ان کی گفتگو کا یہ اقتباس پیش کر رہا ہوں

"میرے دل میں ان لوگوں کی چاہت بڑھی اور میں ان کی عزت کرنے لگا۔ میں ان کے سامنے کسی قسم کے احساس برتری کا شکار نہ تھا۔ پہلے تو میرا ذہن صاف نہیں تھا لیکن کچھ میں نے محسوس کیا کہ ہمیں انتہا پسندی پر مبنی دو رویوں سے گریز کرنا چاہیے۔ ایک رویہ تو یہ تھا کہ انھیں علم عمرانیات کے موضوع کا نمونہ سمجھ کر ان کا مطالعہ کرنا اور دوسرا رویہ انھیں ہندوستان کے عوامی دھارے سے الگ رکھنا تھا۔ بعد میں کچھ واضح تصورات میرے ذہن میں ابھرے اور ایک خیال نے جنم لیا کہ کس طرح ترقیاتی اقدام سے انھیں یوں ہی نہیں چھوڑ دینا چاہیے بلکہ ایسے اقدام کرنے چاہئیں کہ ان کے کلچر کو نقصان پہنچائے بغیر اچھی تہذیبی قدروں سے انھیں روشناس کرایا جا سکے۔"

انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ انھیں الگ تھلگ رکھنا ایک غلطی ہوگی۔ اسی طرح ان کے طرز زندگی کو بھی نقصان نہیں پہنچانا چاہیے کیونکہ اس میں بہت سی اچھائیاں بھی موجود ہیں۔ وہ اس بات کے سخت خلاف تھے کہ دوسروں کے رہن سہن اور طرز زندگی کو زبردستی ان پر تھوپا جائے۔ نیفا کے قبائلی عوام کے لیے انتظامیہ کی کارکردگی کے خاکے کے بارے میں ان کے خیالات سن کر مجھے بڑی راحت ملی۔ اور میں نے یہ بات ذہن نشین کر لی کہ ان کے دل میں اپنے ملک کے قبائلی عوام کے لیے کتنا درد تھا۔ نصف گھنٹے کی گفتگو پر مشتمل یہ انٹرویو چند سوالات پر ختم ہوا۔ کیا میں قبائلی عوام کو اپنے برابر سمجھوں گا اور اپنے آپ کو آئی سی ایس افسر کی حیثیت سے ان پر مسلط نہ کروں گا؟ انھوں نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا میں ان کے ساتھ زمین پر بیٹھ سکتا ہوں؟ اور جو کچھ اپنے گھر کا پکا ہوا ہو وہ دیں اسے میں کھا سکتا ہوں؟ نہ صرف یہ کہ اس سوال کا جواب میں نے اثبات میں دیا بلکہ مجھے یہ بتلانے میں مسرت ہو رہی ہے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا اسی پر سختی سے عمل کیا۔

میری یہ ڈیوٹی تھی کہ کم و بیش ہر چار ماہ بعد دہلی جاتا اور ذاتی طور پر وزارت کو تمام متعلقہ امور کی اطلاع فراہم کرتا۔ پنڈت جی ہر بار خود مجھ سے ملنے کا موقع نکالتے کبھی کبھی دو بار بھی ملاقات ہو جاتی تھی۔ وہ اس سلسلے میں اس قدر دلچسپی لیتے تھے کہ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ قبائلی عوام کے بارے میں گفتگو کرنے کے وہ ایک طرح کا شغل بھی تھا۔

دراصل نہرو اس بات کے خواہاں تھے کہ اچھے اطوار کے نمونے پیش کر کے قبائلی عوام کا دل جیتا جائے ویریر ایلون نے انھیں ایک بار بتایا تھا کہ دراصل 'نیفا' میں ہم لوگ انھیں کے سائنسی اور انسانی نقطہ نظر کو رہنما بنا کر قبائلی عوام کے درمیان کام کر رہے ہیں لیکن پنڈت نہرو کی عظمت اور انکساری دیکھیے کہ انھوں نے فوراً جواب میں کہا کہ اس سلسلے میں خود انھوں نے ڈاکٹر ایلون سے بہت کچھ سیکھنا ہے کیونکہ ایلون نہ صرف قبائلی انتظامیہ کا اچھا تجربہ رکھتے تھے بلکہ قبائلی عوام کے دوست اور ہمدرد بھی تھے۔ میں ان کا جملہ دوہرا رہا ہوں "یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے نہ کہ انھیں متاثر کیا ہے۔"

قبائلی عوام کے معاملے میں نہرو کا یہ رویہ تھا کہ نہ ان پر کوئی چیز لادی جائے اور نہ انھیں تنہا چھوڑ دیا جائے ان کا طرز فکر بہت معتدل اور متوازن تھا۔ ان کی حکمت عملی یہ تھی کہ قبائلیوں کو عجوبہ بنا کر پیش کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہمارے اندر غور و فکر کا فقدان ہے۔ پنڈت نہرو ڈاکٹر ایلون کی عمرانیات پر گہری نظر اور انسانیت دوستی سے بہت متاثر تھے اور چاہتے تھے کہ ملک کے تمام قبائلی عوام کے لیے ان کے خیالات اور طرز عمل کو نمونہ بنایا جائے ہماری موجودہ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بھی قبائلی عوام کے ایک مجمع کو خطاب کرتے ہوئے کچھ انھیں خیالات کا اظہار کیا تھا۔ یہاں میں ان کا حوالہ دے رہا ہوں

"ہندوستان ایک ایسا آرائشی پردہ ہے جس پر ایک ساتھ کئی طرح کے رنگ نظر آتے

ہیں۔ یہ کوئی ایسا برتن نہیں جس میں تمام نسل اور مذہب وملت کو حل کر کے ایک ہی شکل میں ڈھال دیا جائے۔"

انھوں نے اس بات پر خاص طور سے زور دیا کہ اتحاد اور یکسانیت کے مفہوم کو غلط ملط نہیں کیا جا سکتا ایک بار ہیکلو (.....) کی وادی کا دورہ کرنے کے بعد انھوں نے یہ سوال اٹھایا تھا "کیا ان علاقوں میں رہنے والے لوگوں کا سکون برباد کیے بغیر ان کی معاشی حالت اور صحت میں بہتری نہیں لائی جا سکتی؟ کیا انھیں تعلیم نہیں دی جا سکتی؟"

کمزور طبقوں کے تعلق سے اس آواز کی بازگشت ملک کے طول و عرض میں پھیلاتی ہے۔ قبائلی عوام کی بھلائی اسکیموں کے لیے اب رقم کی کمی نہیں ہے۔ پھر بھی مناسب ڈھنگ سے اس کا استعمال نہیں ہو پا رہا ہے۔ میں بلاشبہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اصل خامی یہ رہی ہے کہ ان علاقوں میں ترقی یافتہ اور منتظم علاقوں پر نافذ کیا جاتا ہے۔ یہ بات ہمیں محسوس کرنی چاہیے کہ قبائلی علاقوں کے معاشی اور تہذیبی سدھار کے لیے مخصوص قسم کے لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔ قبائلی فلاح کی اسکیموں کو اس طرح بروئے کار لانا چاہیے کہ یہ نہ معلوم ہو کہ تربیت یافتہ ایڈمنسٹریٹر تہذیب سکھانے کے مشن پر چل نکلے ہوں بلکہ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ عوام خود اپنے اداروں کے توسط سے آگے بڑھیں مجھے شک ہے کہ وہ افسران جن کا قبائلی عوام کی بہبودی کے پروگراموں کے نگراں کی حیثیت سے تقرر ہوا ہے وہ پنڈت نہرو کے ان خیالات سے واقف بھی ہیں یا نہیں جن کا اظہار انھوں نے بارہا کیا تھا۔

پنڈت جی اس بات پر ہمیشہ زور دیتے تھے کہ اپنے طور طریقے کبھی قبائلی عوام پر لادنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ اسی طرح دوسرے پسماندہ طبقوں کے ساتھ بھی جبر نہیں کرنا چاہیے۔ چاہے وہ قبائلی ہوں یا نہ ہوں وہ ان کے قدیم آرٹ اور کلچر کی ہمت افزائی کرنے کے قائل تھے۔ وہ ہم سے کہا کرتے تھے:

"ہمیں نیفا کے عوام پر انتظامی امور اور اسکیموں کا بہت زیادہ بوجھ نہیں لادنا چاہیے بلکہ ان کے ساتھ مل کر ان کے سماجی اور تہذیبی اداروں سے متصادم ہوئے بغیر کام کرنا چاہیے۔ ہمارا اصل مقصد یہ ہے کہ ہم ان کی تربیت کریں اور اس طرح ان کی ٹیم تیار کریں تاکہ وہ خود اپنے ترقیاتی اور انتظامی امور کا کام سنبھال سکیں۔"

ایک طرح سے پنڈت جی کے یہ خیالات گاندھی جی کے خیالات سے مطابقت رکھتے تھے۔ مثلاً گاندھی جی نے کہا تھا

"ہمیں غریبوں میں کام کرنے کے لیے خود بھی غریبوں کے انداز سے سوچنا پڑے گا اسی طرح قبائلی عوام سے رابطہ قایم کرتے وقت بھی قبائلی بن کر صورت حال کو سمجھنا اور سمجھانا پڑے گا۔ وہ مخصوص بلکہ بعض اوقات بہت خراب حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کا اپنا نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ لیکن ان کی ضروریات ان کی خوشیاں اور ان کے محبت اور خوف کے جذبات بہرحال ہمارے جیسے ہی ہوتے ہیں۔"

جب میں وہاں مشیر تھا تو میری موجودگی میں کم از کم تین بار پنڈت جی شیلانگ تشریف لائے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کے پروگرام کو کچھ ایسی شکل دی جائے کہ انھیں زیادہ سے زیادہ نیفا کے بارے میں تبادلۂ خیال کرنے کا موقع ملے۔ اور اس قسم کی گفتگو میں صرف ایوان اور میں موجود رہوں بلکہ سیاسی افسران (جنھیں اب ڈپٹی کمشنر کہا جاتا ہے) کی زیادہ سے زیادہ تعداد ہو۔ ایسے موقعوں پر بہت سے قبائلی لیڈروں کو بھی شیلانگ لایا جاتا تھا پنڈت جی ان لوگوں سے بھی کچھ نہ کچھ باتیں کرتے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ ایسے ہی ایک موقع پر جب تعارف وغیرہ کا سلسلہ ختم ہوا تو قبائلی عوام نے بہت اونچی آواز میں نعرے لگانے شروع کیے "نہرو کی جے" اور الگ الگ گروہوں میں منقسم قبائلیوں کے کئی گروپ راج بھون کے صحن میں اپنے مخصوص قسم کے رقص میں مصروف ہو گئے ان میں ناگا، مشمی، ابورا اور اس قسم کے دوسرے قبائل شامل تھے۔ ایک بار مجھے پنڈت نہرو کے ساتھ نیفا کے اندرونی علاقے میں جانے کا اتفاق ہوا۔ یہی وہ علاقہ تھا جہاں مغرب کی طرف بھوٹان اور شمال کی جانب تبت کے تہذیبی اثرات کا غلبہ تھا۔ یہاں بہت سے ایسے قبائلی گروپ نظر آئے جو سکم اور تبت کی طرز کے کپڑوں میں ملبوس تھے۔ ان کے رقص میں بھی مشابہت تھی۔ تقریباً پانچ سو افراد بومدیلا کے مقام پر اکٹھا ہو کر ناچنے اور گانے لگے۔ پنڈت جی نے بھی بڑے ذوق وشوق سے اس تقریب میں حصہ لیا جو دراصل انھیں کے اعزاز میں منعقد ہوئی تھی۔ ان تقریبات سے پنڈت جی کو یہ سمجھنے کا موقع ملتا تھا کہ ہم لوگ نیفا کے انتظامی امور میں ان کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق عمل کرنے میں کہاں تک کامیاب ہو سکے ہیں۔

پنڈت نہرو کے بارے میں اپنے اس ذاتی مشاہدے کے اختتام میں مارک انٹونی سے بہتر طور پر نہیں کر سکتا اس کے ان الفاظ کا بارہا حوالہ دیا جاتا ہے:

"اس کی شخصیت دلنواز تھی اور تمام عناصر اس میں اس طور پہ جذب ہو گئے تھے کہ قدرت کھڑی ہو کر ساری دنیا سے کہتی کہ "یہی ایک آدمی تھا۔"

بقیہ: نہرو اور جدید سائنس کی بنیاد

کو تسلیم کرے گی۔ دراصل اسی وقت سائنس کے تئیں یہ رویہ بار آور ثابت ہوگا۔

خوب سے خوب تر کی جستجو:

جواہر لال نہرو ایک بے خوف اور حر کی ذہن کے مالک تھے۔ انھیں ہر وقت نئے حقائق کی جستجو اور تلاش رہتی تھی اور انھوں نے قدرت کے اسرار و رموز پر نئے زاویے سے نگاہ ڈالی جائے نے تاریخ عالم سے متعلق اپنی کتاب میں لکھا تھا

"انسانی فکر کے دھارے ہمیشہ آگے بڑھتے ہیں اور فطرت اور کائنات کے مسائل کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً آج جو کچھ میں آپ سے کہہ رہا ہوں وہ کل بے کار اور فرسودہ ہو سکتا ہے۔ میرے لیے انسانی دماغ کے اس چیلنج میں بڑی کشش ہے کائنات کے اس گوشے سے اس گوشے تک بکھری ہوئی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھانے اور اس کی پیمائش کرنے کی جو سعی جاری ہے اس میں بلا کی دلکشی ہے۔"

ہم سب کو بالخصوص نوجوان مرد اور عورتوں کو چاہیے کہ ان کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے زندگی کے تمام مسائل کو سائنسی نقطۂ نظر سے دیکھیں اور انھیں کی طرح بے خوف ہو کر سچائی کا سراغ لگائیں۔

بقیہ:- نہرو اور سائنس

ہے اور اس کی روح سے سائنس قطعی لاتعلق رہی ہے سائنسی مزاج رکھنے والے آدمی کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ سماج کی ثقافتی اور اخلاقی اقدار کی نفی کرے یقیناً کائنات کا حسن، موسیقی اور اس سے لطف و تفریح اس کی شخصیت کا حصہ بن سکتے ہیں۔ وہ منطقی اور عقلیت پسند ہو سکتا ہے۔ لیکن الیکٹرون، ایٹم اور خلیوں کے رقص پر بھی غور کر سکتا ہے اس کے علاوہ وہ کسی پہاڑی جھیل کی شفاف اور پر سکون سطح پر برف پوش چوٹیوں کے سائے سے صبح کی خوشگوار ہوا میں لطف اندوز ہو سکتا ہے۔

یہاں اس بات کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ یہی وہ سب کچھ ہے جو نہرو کے ذہن میں اس وقت ہوتا تھا جب وہ 'سائنسی مزاج' کی بات کرتے تھے۔ کم از کم میں نے جب بھی انھیں سنا یا بات کی تو میں نے یہی محسوس کیا۔ دنیا کو ایک طویل سفر طے کرنا ہے اور ہمیں کچھ زیادہ اس وقت تک سفر کرنا ہے جب تک سائنسی مزاج ایک عام بات نہ ہو جائے۔

(احمد آباد سے نشر)

خصوصی ضمیمہ

عالمی اخوت کی سمت

اے بی پٹیل

تمام ملکوں کے پہنچے ہوئے مفکرین بعید از قیاس زمانوں سے انسانی اخوت کے خواب لیتے رہے ہیں۔ پرانے اور نئے زمانے کے صوفیا، فقرا، اور اہل بینش کا تجربہ یہی رہا ہے کہ تمام ذی روح اور غیر ذی روح اشیاء کا عمیق ترین وجود اس اندرونی نیروانیت پر مشتمل ہے جو اپنے ظہور کے لئے منتظر رہتی ہے۔ تمام مذاہب مسلسل خدائی یہ رانیت اور انسانی اخوت کا اعلان کرتے رہے ہیں اگرچہ ان کے پیروکار اکثر اس پر عمل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

فرانسیسی انقلاب کے دوران اٹھارویں صدی میں فرانسیسی لوگ اپنے وجود کی گہرائی تک متحرک ہو گئے تھے اور انھوں نے آزادی یکسانیت اور اخوت کے تین عظیم آدرشوں کا اعلان کیا۔ جب بھی لوگوں نے سماج میں آزادی پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے یکسانیت نے منہ موڑ لیا ہے۔ یکسانیت کی کوشش میں آزادی کو قربان کرنا پڑا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اخوت کے بغیر آزادی اور یکسانیت ساتھ ساتھ نہیں رہ سکتیں۔

۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب اور بین الاقوامی مزدور تحریک نے قومی حدود پر غلبہ پانے اور بین الاقوامی رویہ کے ارتقاء میں مدد دی لیکن چونکہ یہ دونوں تحریکیں طبقاتی اختلاف پر مبنی تھیں، انسانی اخوت کا آدرش صورت پذیر نہ ہو سکا۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز کی تشکیل ہوئی جو عالمی اتحاد کی سمت ایک اقدام تھا۔ لیکن اس کا بڑا نقص یہ تھا کہ تصوراتی اور تعمیراتی اعتبار سے یہ اس وقت کے عالمی حالات کے زیر اثر تھی اور یہ اُن بڑی چند طاقتوں کا آلۂ اختیار بن کر رہ گئی جو زیادہ تر یورپی تھیں، جو اپنے نوآبادیاتی اقتدار کو برقرار رکھنا چاہتی تھیں۔ وہ تنظیم ناکام رہی لیکن اس کوشش کا وجود میں آنا بھی بڑا اہم تھا۔ یہ ایک اچھی شروعات تھی جو ناکام ہونے کے باوجود بھی دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد ہاتھ میں لے لی گئی۔ لیگ آف نیشنز کی جگہ اقوام متحدہ کی تنظیم نے لے لی۔

اگرچہ اقوام متحدہ نے لیگ آف نیشنز کی تشکیل میں رونما ہونے والی تمام کمزوریوں پر قابو پانے کی کوشش کی پھر بھی پورے طور پر یہ کامیاب ثابت نہیں ہوئی۔ سیکورٹی کونسل میں پانچ بڑی طاقتوں کو ویٹو کا اختیار دینے کی صورت میں چند طاقتوں کی حکومت کا ایک زوردار عنصر باقی رہ گیا ہے۔ اگرچہ اقوام متحدہ اور اس کے منسلک ادارے دنیا کے قومی رہنماؤں کے لئے قریب آکر دنیا کے مسائل پر بحث کرنے کے لئے اہم پلیٹ فارم ثابت ہوئے ہیں۔ پھر بھی یہ تنظیم مکمل طور پر کامیاب نہیں ہوئی کیونکہ اس کے پاس کوئی قانونی ادارہ نہیں ہے جو اس کی سیکورٹی کونسل، جنرل اسمبلی اور دوسری تنظیموں کے فیصلوں پر عمل کروا سکے۔ اقوام متحدہ کی تشکیل کے بعد دنیا بھر میں بہت سے ادارے اور افراد، عالمی اتحاد، عالمی جمعیت عالمی امن، عالمی تہذیب، عالمی حکومت، ثقافتی امتزاج، اسلحہ بندی وغیرہ کی کوشش کر رہے ہیں۔

ایک یوگی اور اہل بینش کی حیثیت سے شری اروند نے آزاد اور خود مختار قوموں کی ایک عالمی جماعت بنانے کا تصور اجاگر کیا جس میں متفرقات میں اتحاد کی روح ہی زندگی کا سب سے بڑا اصول ہو، آزادی اس کا سنگ میل اور جس میں کوئی قوم دوسری کی مطیع نہ ہو اگرچہ کچھ اقوام قدرتی طور پر زیادہ اثر انداز ہوں، شری اروند ہندوستان کے لئے ایک اہم رول مخصوص کرتا ہے یعنی ایک بڑی منزل اور بھاری ذمہ داری، کیوں کہ وہ ہندوستان کو روحانی آگہی کا مخزن، سچائی کا محافظ سمجھتا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ عالمی اتحاد کے نئے دور میں ہندوستان کا قومی وجود دنیا کی حالیہ تنظیم کو توڑنے کا کام کرے گا۔ اور تاریخ کو نئی شکل عطا کرے گا۔

قدیم ہندوستان کے اہل بینش نے اس بات پر زور دیا تھا کہ "وسودیوہ کٹمبکم" (تمام دنیا ایک خاندان ہے) ہندوستان کے پیغامبروں، صوفیاء اور سنتوں نے ہمیشہ ایک دنیا کے آدرش پر زور دیا۔ نئے دور میں جب مہاتما گاندھی نے "ہندوستان چھوڑ دو" کا مشہور ریزولیوشن تیار کیا اور اسے انڈین نیشنل کانگرس کی آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے ۸ر اگست ۱۹۴۲ء کو اختیار کر لیا اس میں یہ امور شامل تھے۔

"کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ دنیا میں آئندہ امن، تحفظ، اور باقاعدہ ترقی کا تقاضا ہے کہ دنیا کی آزاد قوموں کی ایک فیڈریشن بنائی جائے کیونکہ اور کسی طرح بھی نئی دنیا کے مسائل حل نہیں ہو سکتے ایسی عالمی فیڈریشن اپنی ممبر قوموں کی آزادی کا یقین دلائے گی اور ایک قوم کی دوسری پر زبردستی اور سینہ زوری کی روک تھام قومی اقلیتوں کی حفاظت، پسماندہ قوموں اور علاقوں کی ترقی اور دنیا کے ذرائع کو سب کی عام بہبودی کے لئے اکٹھا کرنے کی ذمہ دار بھی ہوگی۔ ایسی عالمی فیڈریشن کے قائم ہو جانے پر تمام ملکوں میں اسلحہ بندی قابل تعمیل ہو جائے گی۔ ہر ملک کو اپنی میدانی، سمندری اور ہوائی فوج کی ضرورت نہیں رہے گی، اور عالمی متحدہ دفاعی فوج عالمی امن قائم کرے گی اور حملے کو روکے گی۔ آزاد ہندوستان بڑی خوشی سے ایسی عالمی فیڈریشن میں شامل ہوگا اور برابری کی سطح پر بین الاقوامی مسائل حل کرنے میں دوسرے ملکوں کو تعاون دے گا۔"

وہ عظیم لوگ جنھوں نے ریزولیوشن کے حق میں رائے دی تھی وہ ہندوستان کی آزادی کے مجاہد تھے لیکن انھوں نے دنیا کی آزاد قوموں کی عالمی فیڈریشن کی ضرورت کو محسوس کیا تھا اور "ایک دنیا" کی حمایت میں ضروری اقدام کیا تھا۔

ہندوستان کے کچھ نئے عظیم افراد نے "ایک دنیا" کے آدرش کی حمایت میں بڑا زور دیا ہے۔ مہاتما گاندھی نے کہا تھا "قومیت کوئی بلند ترین تصور نہیں۔ بلند ترین تصور ہے ایک عالمی جمعیت، میں اس دنیا میں رہنا پسند نہیں کروں گا اگر یہ "ایک دنیا" نہیں ہوگی۔ ہمارا مدعا ہے "ایک دنیا"۔ ہمیں کام کرنا ہوگا اس کے لئے اور انسانی اخوت کے لئے۔"

پنڈت نہرو نے ایک بار کہا تھا "ہمارا آخری مقصد ہو سکتا ہے فقط ایک بے طبقہ معاشرہ جس میں برابری کا اقتصادی انصاف ہو، سب کے لئے برابر مواقع ہوں، ایک ایسا معاشرہ جو منصوبہ بند بنیاد پر بنی نوع انسان کو مادی اور ثقافتی بلندیوں تک اٹھائے، جو روحانی اقتدار کو فراوانی دے اور ایسی صورتحال پیدا کرے جس میں باہمی تعاون، بے غرضی، خدمت کا جذبہ، ٹھیک کام کرنے کی تمنا، نیک سگالی اور محبت ہو۔ یعنی بالآخر ایک عالمی نظام"۔ ایک اور موقع پر اس نے کہا تھا "عالمی حکومت ضروری ہے اور آئے گی کیونکہ دنیا کے دکھوں کا اور علاج کوئی نہیں"۔ ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن نے جو ہندوستان کا صدر تھا، کہا تھا "انسان کی منزل مقصود ہے آج کے ذہنی اور سیاسی تضادات سے بالاتر ہونا، روحانی آزادی کا حاصل کرنا اور وقت کی تسخیر اور بنی نوع انسان کی ایکتا کو محسوس کرنا کیوں کہ اس کی مشترکہ جنم بھومی یہ زمین ہے۔ سچی تعلیم ایسی ہونی چاہیئے جو عالمی سطح کے شہری پیدا کرے اور انسان کو احساس دلائے کہ وہ ساری دنیا کا باشندہ ہے نہ کہ کسی ایک علاقے کا۔"

دی آئیڈیل آف ہیومن یونٹی (انسانی اتحاد کا نظریہ) کے آخری باب میں شری اروند نے ۱۹۵۰ء میں لکھا تھا۔ "آخری نتیجہ ہونا چاہیئے عالمی ریاست اور اس کی بہترین شکل ہوگی آزاد قوموں کی فیڈریشن۔ یہ دنیا تغیر اور لایقینیوں کی دنیا ہے۔ کسی وقت خطرات غالب ہو سکتے ہیں اور تکلیف دہ بھی، بنا بنایا ڈھانچہ، انقلابی بحرانات کی زد میں آسکتا ہے کیونکہ نئے خیالات اور طاقتیں سر اٹھاتی ہیں اور عام انسانی دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں لیکن ضرور اقدام ہو جانا چاہیئے تھا اور نوع انسان کا مستقبل طے کر لیا جاتا یا کم از کم آج کا دور عبور کر لیا جاتا کیوں کہ اس دور میں دنیا غیر حل شدہ ضرورتوں اور مشکلوں، ناگفتہ بہ حالات، بھیانک کھلبلیوں، دنیاوی پیمانے کے خون آشام تصادمات اور دوسروں

آگے ص ۲۱ پر ←

نہرو معمار قوم

ایم چلاپتی راؤ

ہندوستانی قوم کے معماروں میں نہرو کو ایک بلند مرتبہ حاصل ہے۔ ان کو ایک قابل فخر سلسلۂ نسب اور اعلیٰ تعلیم حاصل تھی اور ملک کے لیے ان کے دل میں عظیم ولولے اور خواہشات موجزن تھے۔ نہرو ایک اعلیٰ حوصلہ اور اولعزم شخصیت کا نام تھا جس نے سخت محنت کو ان دنوں بھی اپنا شعار بنائے رکھا۔ جب وہ ہندوستان کے وزیر اعظم تھے۔ ایک ایسا عظیم مجاہد آزادی جس نے بین الاقوامی وسیع النظری کے ساتھ قومی تحریک کو دیکھا۔ موجودہ صدی کے انسانیت کے رہنماؤں میں نہرو ایک ایسی شخصیت تھے جو ہر ایک معاملے کو وسیع النظری سے دیکھتے۔ ان میں خدمت عامہ کا ایک کبھی نہ ختم ہونے والا جذبہ تھا۔ ان کا کوئی نظریہ کسی محدود طبقے یا محض قومی سطح تک محدود نہیں تھا۔ وہ ایک ہی وقت میں نہ صرف ہندوستان سے بلکہ پوری دنیا سے تعلق رکھتے تھے۔

نہرو تاریخی قوتوں کے ممکنہ حد تک بہترین ہتھیاروں میں سے ایک تھے کیونکہ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر بے حد چست تھے۔ یہاں ان کی دلچسپ ودلکش شخصیت اہم نہیں بلکہ اہمیت ان طاقتوں کی ہے جن کی انھوں نے رہنمائی کی، ان مقاصد کی ہے جن کے لیے وہ لڑتے رہے۔ اور ان پالیسیوں کی ہے جو انھوں نے وضع کیں۔ یہ پالیسیاں جیسا کہ انھوں نے بار بار کہا۔ ان کے ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ ملکی حالات، روایات اور ضروریات کی پیداوار تھیں۔ لیکن ان پالیسیوں کو انھوں نے ایک واضح شکل، استحکام اور مضبوطی عطا کی تاکہ یہ نہ صرف ہندوستان بلکہ مستقبل کے ہندوستان کی بھی بنیاد بن جائیں۔ ان پالیسیوں کو انھوں نے اپنایا لیکن ان کی بنیادوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ان پالیسیوں کو سیکولرازم جمہوریت منصوبہ بند ترقی، سوشلزم اور آزادانہ خارجہ پالیسی جس کو بعد میں ناوابستگی، فروغ امن اور مجموعی تحفظ کا نام دیا گیا۔ ان پالیسیوں کی بھرپور مخالفت کی گئی۔ سیکولرازم کی مخالفت اس کو لامذہبیت، جمہوریت کی مغربی تمغہ، منصوبہ بندی کی سوشلزم اور سوشلزم کی کہہ کر مخالفت کی گئی۔ آزادانہ خارجہ پالیسی کو ایسا تصور بتایا گیا جس سے ہندوستان کو کوئی فائدہ نہ پہنچ سکتا ہو۔

ان میں سے ہر ایک پالیسی کے لیے نہرو نے بہت سے خطروں کا سامنا کیا۔ کبھی ایسا بھی خطرہ پیدا ہوا کہ ان کو اپنے عہدے اور اقتدار سے دستبردار ہونا پڑ سکتا تھا لیکن اپنی بلند ہمتی استقامت اور مسلسل کوششوں سے انھوں نے ثابت کر دیا کہ قوم کی تعمیر کے لیے یہ پالیسیاں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ نظریات وقت کے دھارے میں بار بار پرکھے گئے۔ حکومتیں بدلتی رہیں۔ لیکن یہ پالیسیاں اپنی جگہ بغیر کسی تبدیلی کے قایم رہیں۔

سیکولرازم کا نظریہ تمام مذاہب کی عالمی اہمیت کے قدیم نظریے پر مبنی ہے۔ متعدد مختلف مذاہب کی ذاتوں اور طبقوں والے ملک میں سیکولرازم ہی ایک ایسا سائنسی نظریہ ہے جو ان سب کو قومی سطح پر یکجا کر سکتا ہے۔ نہرو نے ہندوستان کی رنگارنگی پر بھی اتنا ہی زور دیا جتنا کہ ملکی اتحاد پر۔ ان کا نظریہ تھا کہ ہندوستانی کلچر تمام تر رنگارنگی کے باوجود بنیادی ہم آہنگی رکھتا ہے۔ اس نظریے نے مختلف ذاتوں مذہبوں اور طبقوں کو قومیت کی ایک لڑی میں پرو دیا۔ قومی یکجہتی ایک مسلسل عمل ہے۔

نہرو کی نظر میں جمہوریت بھی، بھارت کے لیے سوشلزم کی طرح ناگزیر ہے۔ ہر نئی ترقی نے ان کے نظریے کو درست ثابت کر دیا ہے۔ منصوبہ بندی آج سرمایہ دار سماجوں کے لیے بھی ضروری ہو گئی ہے اور بھارتی حالات میں منصوبہ بندی کا مطلب سماجی ترقی ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ بھی جنھوں نے منصوبہ بندی کی مخالفت کی تھی آج اس کے حامی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ عناصر آج بھی اس کے صحیح مفہوم سے ناواقف ہیں۔ منصوبہ بند ترجیحات درست ثابت ہو چکی ہیں کیونکہ بڑی صنعتوں کے قیام نے ہندوستانی معیشت کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے جہاں سے اپنی ترقی کی راہیں وہ خود کھوج رہا ہے نہرو نے دکھا دیا کہ جمہوری اور سوشلسٹ طریقہ کار ساتھ چلائے جا سکتے ہیں۔ اور وہ آخر تک اس پر عمل کرتے رہے۔

ناوابستگی، ہندوستانی خارجہ پالیسی کی شناخت بن گئی ہے۔ اور اس سے وابستہ وہ تمام غلط فہمیاں دور ہو گئی ہیں جو ناوابستگی کے منفی مفہوم کو لے کر اس کے بارے میں پیدا ہو گئی تھیں۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ہماری پالیسی امن اور مجموعی تحفظ کی ہے اور تمام دنیا کی ترقی سے میل کھاتی ہے۔ ناوابستگی کا مطلب کبھی بھی غیر جانبداری یا غیر متعلق رہنا نہیں تھا اس کا مطلب محض یہ تھا کہ بھارت کسی بھی ایک بلاک سے وابستہ ہو کر نہیں رہ جائے گا اور ایک ایسی پالیسی وضع کرے گا جس کے تحت ہر مسئلہ کو فرداً فرداً بھارتی مفادات اور اس کی خوبیوں اور خامیوں کے روشنی میں رکھا جائے گا۔ اس نظریے نے سابقہ نو آبادیوں کی آزادی، قیام امن، تخفیف اسلحہ، اور نیوکلیائی ہتھیاروں پر پابندی کے لیے اپنا فرض ادا کرنے میں بے حد مدد کی ہے۔

یہ تمام پالیسیاں نہرو کی شناخت بن گئی ہیں۔ جو کسی زمانے میں نہرو کی پالیسیاں تھیں آج قومی پالیسیاں بن گئی ہیں۔ یہ وہ پالیسیاں ہیں جن کے برعکس نہیں کیا جا سکتا اور جب تک بھارت ان پالیسیوں پر، نہرو کے نظریے کے مطابق عمل پیرا رہیگا۔ اس کو کسی بھی میدان میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔

(ایکسٹرنل سروسز ڈویژن سے نشر)

بقیہ: عالمی اخوت کی سمت

کی خطرناک آمد وغیرہ جیسے خطرات اور ہل چل کی زد میں آئی ہوئی ہے انسانی اتحاد کا نظریہ تشنۂ تکمیل نہیں رہتا بلکہ یہ ایک تکمیل یافتہ حقیقت ہوتی اور اس کی برقراری کا کام متحد انسانی اقوام کو سونپ دیا جاتا۔

ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ عالمی اخوت ایک حقیقت ہو جائے گی اور ارضی زندگی میں اس کا ظہور پذیر ہونا کسی عالمی اتحاد کی شکل اختیار کرے گا اور ہمیں ایک جمہوری اور عالمی حکومت کی طرف لے جائے گا۔ ہندستان کو اس مقصد کے لئے فیصلہ کن رول ادا کرنا ہوگا۔

منٹو کا فن

کے کے کھلر

ڈائریکٹر ترقی اردو بیورو۔ نئی دہلی

منٹو اردو ادب کا سب سے بے باک اور بدنام افسانہ نگار ہے اور سب سے بانکا اور باغی بھی۔ افسانوں کی جھوٹی دنیا کا سچا آدمی۔ وہ تانگے والوں اور غریب مزدوروں کا افسانہ نگار تھا۔ اس کی ہر ادا انوکھی تھی۔ ہر بات کا رنگ نرالا تھا۔ وہ ایک ایسے رستے کا مسافر تھا جو سفر کو اپنی منزل اور منزل کو اپنا سفر سمجھتا تھا۔

۲۰ سال پہلے جنوری کی ایک سرد صبح کو منٹو نے ۴۲ سال کی عمر میں تین سو سے زیادہ افسانے لکھ کر لاہور کے ہسپتال میں دم توڑا تھا۔ اس کی بے وقت موت نے نہ جانے کتنے منگو کوچوان کتنے دردھے پہلوان اور کتنی سوگندھیاں چھین لی ہیں۔ کتنے سہارے کتنے ڈھونڈو کتنے خوشیا اور کتنے شنکر آج کے اردو افسانے میں بے زبان ہو گئے ہیں۔ کہاں گئے وہ درزی اور دلال جو منٹو کو اپنے پیشے کے سارے راز بتا جاتے تھے۔ کشمیری گیٹ کا ایک تانگے والا تو آج بھی منٹو کو یاد کرتا ہے اور وہ درزی بھی جس نے اس کا سوٹ سیا تھا۔

منٹو کے افسانوں میں پان والے پان بیچتے ہیں۔ انشورنس نہیں کرتے۔ تانگے والے گھوڑے ہانکتے ہیں اور طوائفیں دھندہ کرتی ہیں۔ میر و مومن کے شعر نہیں کہتیں گنجے فرشتے میں جو بھی فرشتہ آیا ہے منٹو نے اس کا رسم مونڈن نہایت سلیقے سے ادا کیا ہے۔ ایسا سماج جہاں مرنے کے بعد عیوب پر پردہ ڈالا جائے۔ ایسی تہذیب جہاں مرنے کے بعد صرف محاسن بیان کیے جائیں میں ہزار لعنت بھیجتا ہوں میرے اصلاح خانے میں کوئی ایسی مشین نہیں جو انسانوں کا کردار بدل دے۔ منٹو افسانے لکھتا تھا آج کل افسانہ نویسوں کی طرح چمتکار نہیں دکھاتا تھا۔ اور نہ ہی اس کے پاس کوئی چھو منتر تھا۔ جس سے رات ہی رات میں انسانوں کی ضمیریں بدل جاتی ہیں۔

منٹو کے کرداروں اور ان کی بات چیت سے گھٹیا بیڑیوں ادھ جلی ماچسوں موم بتیوں اور گاڑھے پسینوں کی بو آتی ہے۔ اس کے باوجود ان کے بھی صنم خانے ہوتے ہیں وہ شعر پڑھ کر چابک لگاتے ہیں۔ لینن اور مارکس پر بحث نہیں کرتے۔ خوشیا ایک دلال ہے جو محلے کی تمام چھوکریوں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔ کون کہاں رہتی ہے کس کا کس بینک میں کتنا پیسہ ہے کس کے پاس کتنی ساری ساڑھیاں ہیں۔ کتنے پیچ کوٹھے ہیں لیکن جب کانتا اس کے سامنے برہنگی کے عالم میں نمودار ہوتی ہے تو وہ اپنا توازن کھو بیٹھتا ہے۔ یہاں سے منٹو کہانی کا سلسلہ شروع کرتا ہے اور خوشیا کی اصلی شخصیت اور اس کا پورا کردار مکمل طور پر ایسے نمایاں ہوتا ہے۔ جیسے شیشے میں عکس۔ آج اردو افسانے میں اچھا افسانہ اس کھوئے ہوئے ٹکٹ کی طرح ہے جو پلیٹ فارم پر مسافر کو یک دفت مل جائے۔

محمد حسن عسکری نے ایک جگہ لکھا ہے کہ "منٹو کو پانی پینے کے لیے اپنے لیے آپ کنواں کھودنا پڑا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جو کنواں اس نے کھودا وہ ٹیڑھا تھا یا جھینگا اس کا پانی کھارا تھا یا گدلا۔ سوال تو یہ ہے کہ منٹو نے کنواں کھودا۔ اور اس سے پانی نکالا۔ آج کتنے اردو کے افسانہ نویس ہیں جن کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے کنواں کھودا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ منٹو والا کنواں بھی انھوں لوگوں نے سکھا دیا۔ اس میں مٹی اور گارا بھر دیا۔ آج اردو کا افسانہ نویس احساس سے ڈرتا ہے۔ جذبے سے خوف زدہ ہے۔ منٹو کسی سیمینار میں نہیں جاتا تھا۔ وہ ایک ایسا ادیب تھا جسے نہ سیڑھیوں کی ضرورت تھی نہ سہاروں کی ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء کے ایک خط میں جو بعد میں اس کے مجموعہ "یزید" کے آخر میں "تمغہ" کے عنوان سے شائع ہوا منٹو لکھتا ہے:

"جب میں سوچتا ہوں کہ اگر میری موت کے بعد میری تحریروں پر ریڈیو اور لائبریریوں کے دروازے کھول دیے گیے اور میرے افسانوں کو وہی رتبہ دیا گیا جو اقبال مرحوم کے شعروں کو دیا جا رہا ہے۔ تو میری روح سخت بے چین ہوگی میں اس بے چینی کے پیش نظر اس سکون سے بے حد مطمئن ہوں جو اب تک مجھ سے روا رکھا گیا ہے۔ خدا مجھے اس دیمک سے بچائے جو قبر میں میری سوکھی ہڈیاں چاٹے گی۔"

منٹو آج بھی منوں مٹی کے نیچے سویا یہ کہہ رہا ہے کہ میرے افسانے نہ پڑھو۔ ان سے آپ کو جلے ہوئے گوشت کی بو آئے گی۔ لیکن لوگ اس کے افسانے پڑھیں گے کیونکہ ان میں انسان کا ملال چھپا ہوا ہے۔ میری نگاہ میں اگر مشرق کا کوئی افسانہ نویس پچاس یا سو سال بعد پڑھا گیا تو وہ یقیناً سعادت حسن منٹو ہوگا۔ جس کے قلم میں زہر لیکن دل میں ملال تھا۔ جو نہ کسی کو شرم دلاتا ہے نہ کسی کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ تو بڑے طنز اور مسکراہٹ کے ساتھ لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ تم اگر چاہو بھی تو بھٹک کر بہت دور نہیں جا سکتے۔

سوگندھی اگر طوائف نہ ہوتی تو ضرور کسی مندر کی دیوداسی ہوتی جب بھی وہ بوہنی کرتی ہے تو دور سے گنیش جی کی اس مورتی سے روپے چھوا کر اور پھر اپنے ماتھے کے ساتھ لگا کر اپنی چولی میں رکھ لیا کرتی تھی۔ کہانی کے آخر میں بابو گوپی ناتھ منٹو سے گلہ کرتا ہے "منٹو صاحب میں سمجھتا تھا کہ آپ بڑے سمجھدار اور لائق آدمی ہیں۔ زینو کا مذاق اڑانے سے پہلے آپ نے کچھ سوچ لیا ہوتا۔" زینو ایک طوائف ہے لیکن منٹو کو بھائی جان کہتی ہے۔ شادی کی پھولوں سے بسی ہوئی مسہری دیکھ کر منٹو بے اختیار ہنس پڑتا ہے اور کہتا ہے یہ کیا مسخرہ پن ہے۔ اور زینو کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور پیشتر اس کے کہ منٹو معافی مانگتا بابو گوپی ناتھ جنھیں سکون یا تو پیر کے مزار پر ملتا ہے یا طوائف کے کوٹھے پر زینو کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور بڑے خلوص کے ساتھ کہتے ہیں "خدا تمہیں خوش رکھے۔" "ٹھنڈا گوشت" والا ایشور سنگھ مرتا مرتا بھی یہی سوچتا ہے کہ انسان کیا چیز ہے۔ ہملٹ بھی یہی پوچھتا رہا۔ منٹو کو انسان کی فطرت اور انسانیت پر دوسرے افسانہ نگاروں سے کہیں زیادہ بھروسہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عبدالرحیم سینڈو جس کا ادب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ منٹو کو ہندوستان کا نمبر ون رائٹر سمجھتا ہے۔

"بابو گوپی ناتھ تم ہندوستان کے رائٹر نمبر ون سے ہاتھ ملا رہے ہو۔ لکھتا ہے تو دھڑن تختہ ہو جاتا ہے لوگوں کا۔ ایسی ایسی باتیں ملاتا ہے کہ طبیعت صاف ہو جاتی ہے پچھلے دنوں وہ کیا چٹکلہ لکھا تھا آپ نے مس خورشید نے کار خریدی۔ اللہ بڑا کارساز ہے۔ کیوں بابو گوپی ناتھ ہے نا انٹی پینٹی پو؟"

سعادت حسن منٹو کا اس سے بہتر تعارف اس کا کوئی ادبی دوست بھی نہ کرا سکا۔

(اردو مجلس 'دہلی' سے نشر)

شاعرِ اعظم ٹیگور اور موسیقی

شانتی رنجن بھٹاچاریہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

کبھی کبھی مجھے ایسا لگتا ہے کہ علامہ اقبال نے یہ شعر رابندر ناتھ ٹیگور ہی کے لیے کہا تھا چونکہ وہ بے مثال "دیدہ ور" تھے۔ علم و فن کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ رہا ہے جس میں ٹیگور کو دخل نہ تھا۔ وہ نہ صرف شاعر تھے اور انھوں نے نہ صرف ہر صنفِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے بلکہ شاعری کو نئے نئے سانچوں میں ڈھالا۔ نیا روپ اور آہنگ دیا اور اس طرح بلند مقام پر پہنچایا۔ انھوں نے کئی ناول، افسانے، ڈرامے اور سفرنامے بھی لکھے۔ اور نہ صرف لکھے بلکہ ان میں سے ہر صنفِ ادب میں مقام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ سینکڑوں ادبی، تحقیقی، تنقیدی، سماجی، ثقافتی، نفسیاتی، تعلیمی، مذہبی، سائنسی، تاریخی، معلوماتی، مزاحیہ اور سیاسی مضامین لکھے۔ بطور ایک معلم، ماہرِ تعلیم، سیاح، سماج سدھارک، خادمِ وطن اور خادمِ انسانیت کے بھی ان کو انوکھا مقام حاصل رہا ہے۔ انھوں نے عملی سیاست میں بھی حصہ لیا اور صحافت میں بھی۔ علم کی پیاس بجھانے کے لیے علم حاصل کرنے اور علم کی روشنی کو پھیلانے کے لیے انھوں نے دنیا کے کونے کونے کا سفر کیا۔ وہ مصور بھی تھے اور رنگوں سے کھیل کر انھوں نے خود اپنے ہاتھوں سے تصویریں بنائی ہیں۔ جو آرٹ کے انمول نمونے ہیں۔ وہ اداکار بھی تھے اور خود انھوں نے اپنے کئی ڈراموں میں اپنے فن کے جوہر دکھائے۔ وہ موسیقار، گلوکار اور گیت کار بھی تھے۔ انھوں نے ویدک راگ راگنیاں اور کلاسیکی سنگیت سے لے کر ان کے عہد تک کی موسیقی اور سنگیت کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں جہاں بھی وہ گئے وہاں کے ماہرین سے ملاقاتیں کیں۔ رقص و موسیقی کی محفلوں میں شرکت کی۔ دیش دیش کی موسیقی کا علم حاصل کیا۔ نامور استادانِ فن سے ملے اور علم موسیقی کی محفلوں میں حصہ لیا اور سنگیت کلا پر مضامین لکھے۔ اتنی بہت سی خوبیوں کا اتنے علوم کا ایک مجسمہ، جیسا کہ ٹیگور رہے ہیں نہ صرف کمیاب ہے بلکہ انمول اور نایاب بھی ہے۔ لہٰذا ٹیگور خود اپنی مثال آپ رہے ہیں۔

ٹیگور نے خود ہی کہا ہے ۔۔۔ "میں نے جو کچھ بھی دیا ہے، بنگال کے لوگ وہ سب کچھ بھول جا سکتے ہیں لیکن وہ میرے گیت کبھی نہ بھلا سکیں گے۔" اتنی بڑی بات آخر ٹیگور نے کیوں کہی تھی ۔۔ وجہ ہے اور معقول وجہ ہے۔ اور وہ وجہ یہ ہے کہ ٹیگور کے گیتوں میں، ہر ہر سُر اور تال میں بنگال کے دل کی دھڑکن ہے۔ بنگال کا قدرتی حسن، بنگال کی سرسبز دھرتی، دھان اور پاٹ کے کھیت، نیلا آکاش، دریا کی مست لہریں، پوکھر، دیگھی اور ندی کے گھاٹ، ناریل، سپاری، تاڑ اور کھجور کے درختوں کی قطاریں۔ آم، جامن، لیچی اور کٹھل جیسے خوش ذائقہ پھل، کسم، پلاش، کدم، کرشنا چوڑا اور رجنی گندھا جیسے پھولوں کا حسن اور بھینی بھینی مست خوشبو، آکاش پر تیرتے ہوئے بادل جو ہر لمحہ نئی تصویریں آکاش کے سینے پر بناتے، بادبان اڑاتی ہوئی چلتی ہوئی کشتیاں اور ان کشتیوں کو کھینے والے مانجھی کے درد بھرے گیت۔ بنگال کے رنگ برنگے تہوار اور تہوار کے موقع پر گائے جانے والے گیت۔ ان تمام کو شاعرِ اعظم ٹیگور نے اپنے گیتوں میں سمو لیا ہے۔ لہٰذا اس ملک کے لوگ ٹیگور کو کیونکر فراموش کر سکتے ہیں ۔؟

کسی نے سچ کہا ہے کہ ہندوستانی روتے بھی ہیں تو سُر میں روتے ہیں۔ ہماری روزمرہ زندگی میں رسم و رواج میں گیتوں کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ شادی بیاہ ہو تو سیکڑوں گیت۔ تہوار ہو یا پوجا پارٹ ہر موقع پر رقص و موسیقی اور گیت۔ ماں بچوں کو لوریاں سنا کر، گیت گا گا کر سپنوں کی دنیا میں لے جاتی ہے۔ فقیر، صوفی اور بیر کے گیت گاتے ہوئے در در گھومتے ہیں تو وشنو کیرتن کرتے ہوئے یعنی ہماری زندگی کے ہر ہر قدم پر گیت ہیں۔ موسیقی ہے، سنگیت ہے، شاعری ہے ۔۔ اور ٹیگور جو زندگی کا شاعر تھا جس نے زندگی کے ترانے گائے وہ گیتوں سے کیوں کر دور رہ سکتے تھے۔

ٹیگور نے ۸۰ سال کی عمر پائی۔ اور ان کی تخلیقی سرگرمیوں کا زمانہ لگ بھگ ۶۵ سال ہے۔ اس طویل مدت میں انھوں نے کتنے گیت لکھے کہنا مشکل ہے، ایک اندازے کے مطابق ان کے گیت اور دیگر کلام ہی ۸۰ مجموعوں پر مشتمل ہے۔ گیتوں کی تعداد کوئی ڈھائی ہزار ہے۔ انھوں نے نہ صرف اتنے بہت سے گیت لکھے بلکہ ان کو سُر دیا اور بیشتر کو خود گایا بھی ہے۔ ان کے یہی گیت ان کے نام پر "رویندر سنگیت" کہلاتے ہیں۔

ایک مضمون "سنگیت" میں ٹیگور نے ہندوستانی سنگیت کا مقابلہ ولایتی سنگیت سے کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہمیں دیگر ممالک سے بھی علمِ موسیقی کے سلسلے میں بہت کچھ سیکھنا چاہیے اور ہمارے کلاسیکی سنگیت کو دنیا کے بازار میں لے جانا چاہیے۔ انھوں نے اس مضمون کے آخر میں ہندوستان میں گیت و موسیقی کے زوال کا ذکر کرتے ہوئے افسوس کیا کہ سنگیت کی اہمیت کا چونکہ ہمارے حکمرانوں اور سماج کے کرتا دھرتاؤں کو درست علم ہے اس لیے ہندوستان میں سنگیت کی تعلیم عام کرنے پر زور نہیں دیا جاتا ۔۔ انھوں نے لکھا ہے ۔۔ "افسوس ہے کہ سنگیت ہمارے ہاں علم کے ایک حصہ کے طور پر لوگوں کو سکھایا نہیں جاتا اس کی تعلیم نہیں دی جاتی ہمارے کالج جو کلرکوں کی پیداوار کا کام دیتے ہیں۔ میں سنگیت کلا کو کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ انسان کی سماجی زندگی میں سنگیت کو کتنی اہمیت ہے۔ اسکول کی کتابوں کے نوٹ رٹتے رٹتے، ڈگریاں لیتے لیتے ہم وہ بالکل فراموش کر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج سنگیت ان پڑھ اور بے علم لوگوں کے ہاتھوں میں قید ہے۔"

آزادی کے اتنے سال گذر جانے کے بعد بھی ٹیگور کے یہ الفاظ بڑی حد تک آج بھی حقیقت ہی رہ گئے ہیں حالانکہ کلکتہ میں خود ٹیگور کا مکان آج سنگیت کی تعلیم کے لیے "رویندر بھارتی یونیورسٹی" بن چکا ہے۔ اور سنگیت کلا آکاڈمی نے بھی بہت کچھ کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اور بہت کچھ کرنے کو باقی ہے۔

ٹیگور کے گیتوں میں اتنی عظیم قوت تھی کہ انھوں نے گیت گا کر ہی دنیا کا دل جیت لیا تھا۔ "گیتانجلی" ٹیگور کے گیتوں کا ہی ایک مجموعہ ہے جس پر ٹیگور کو نوبل انعام ملا تھا۔ آج نہ صرف ہمارا قومی ترانہ "جن گن من" ٹیگور کا ترانہ ہے بلکہ یہ بھی ہمارے لیے فخر کی بات ہے کہ آزاد بنگلہ دیش کا قومی ترانہ "ادآمار سونار بانگلا آمی تو مائے بھالو باشی" بھی ٹیگور کا ہی ایک گیت ہے۔

(کلکتہ سے نشر)

گفتار کے آداب

گربچن سنگھ طالب

گفتگو خیالات اور دل پر گذرنے والے احساسات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ تمام مخلوق میں انسان کو ہی یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اپنے ضمیر کا اظہار الفاظ یعنی گفتگو کے ذریعہ کر سکے۔ انسان کو ہی یہ قدرت حاصل ہے کہ جذبات اور بنیادی احساسات کے علاوہ فکری تصورات کا اظہار کر سکے۔ اور اس کیلئے ہر انسانی سماج میں خواہ وہ تہذیب کے ابتدائی پڑاؤ پر ہی پڑا ہوا الفاظ کا ایک ذریعہ موجود ہوتا ہے۔ جس کا استعمال اس سماج کا ہر فرد اپنی استعداد کے مطابق کرتا ہے۔ گفتگو سماجی تعلقات قایم کرنے کا ذریعہ ہے اس کے بغیر انسان ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اکھٹے نہیں ہو سکتے اور نہ ان کے درمیان مشترک خیالات کی رو پھیل کر قوموں اور فرقوں کی شکل اختیار کر سکتی ہے الفاظ کے ذریعہ جہاں اتفاق سے رفاقت اور محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ وہاں اگر ان کا غلط استعمال کیا جائے تو نفرت اور دشمنی کی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی لیے ہر انسان کو الفاظ کا استعمال نہایت ذمّہ داری سے کرنا چاہیے۔ ہر روز مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں کہ کسی شخص نے کسی کے تئیں چبھتے ہوئے الفاظ استعمال کیے اور اس سے دوسرے شخص کے دل پر ٹھیس لگی۔ دشمنی کی بنیاد پڑ گئی جس سے دور رس خطرناک نتائج برآمد ہوں گے۔

مہابھارت کی مثال ہے کہ پانڈوؤں نے ایک محل تیار کروایا۔ جس میں ایک ایسا فرش تھا جس پہ پانی کا دھوکہ ہوتا تھا۔ دریودھن اس میں آیا تو اس نے پانی سمجھ کر اس سے گریز کیا۔ دروپدی نے جو اس کی بھابھی تھی۔ مذاق سے دریودھن کو کہا " اندھے کی اولاد بھی اندھی ہوتی ہے " دریودھن کا پتا دھرت راشٹر نابینا تھا۔ یہ بات دریودھن کو کھا گئی۔ اس نے پانڈوؤں سے بدلہ لینے کی ٹھانی۔ دروپدی کی بھرے دربار میں بے عزتی کی، خونریز جنگ ہوئی جس میں دریودھن اور اس کا کل خاندان تباہ ہو گیا۔ یہ تو مثال تھی تاریخ سے عام زندگی میں بھی ہر گاؤں اور شہر میں ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ زبان کا گھاؤ خاندانوں کو تباہ کر گیا۔

گفتگو کرتے وقت سب سے پہلی احتیاط یہ برتنی چاہیے کہ سننے والے کا دل نہ دکھے۔ شیخ سعدی نے سات سو برس پہلے اس نصیحت کو یوں موزوں کیا تھا۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است۔ یعنی کسی کے دل پر محبت کا اثر کرنا بڑے حج کے برابر ہے۔

شیخ فرید شکر گنج نے بھی فرمایا ہے۔ اے انسان ہر انسان کے دل کو ایک بیش قیمت موتی سمجھ، کسی کا دل دکھانا نہایت مذموم فعل ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا۔ دل دکھانے کا ذریعہ برے اور دل کو دکھانے والے الفاظ ہوتے ہیں۔ کبھی گفتگو کا پیرایہ دل دکھانے والا کڑوی اور طنز والا اور دوسرے کے دل میں احساس کمتری پیدا کرنے والا نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر لحظہ یہی خیال ہونا چاہیے کہ دوسرے شخص کو ہماری بات سے اطمینان ہو، جہاں تک ہو سکے خوشی ہو اور ہمارے استدلال سے وہ متفق ہو۔ آخر جب دو شخص آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو ہر ایک کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ دوسرے پر اپنا نقطۂ نظر واضح ہو سکے۔ اس کو اپنا ہم خیال کرے۔ یہ نتیجہ زبردستی غصب اور لٹھ بازی سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سچائی سے ہو سکتا ہے۔

دلیل بازی اور منطق اس غرض سے کرنا کہ غلط اور ناواجب نقطۂ نظر دوسروں پر ٹھونسا جائے۔ مذموم فعل ہے اور گناہ ہے۔ سچی بات جو دل سے نکلی ہوئی ہو اس کا دوسروں پر اثر ہوتا ہے۔ جیسے علامہ اقبال کا ایک مصرعہ ہے ؏

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

یوں تو وکالت سے جھوٹ کو سچ کیا جا سکتا ہے مگر یہ قوت گویائی کا غلط اور قابل نفرت استعمال ہے۔ قدرت نے انسان کو گویائی کی قوت سچ بولنے کے لیے عطا کی ہے۔ دوسرے کو فریب اور دھوکہ میں پھنسانے کے لیے نہیں۔ تو گفتگو کے آداب میں دوسرا پڑاؤ سچ بولنے اور حق شناسی کا ہے۔ مگر اس حق شناسی کے استدلال کے دوران بھی دوسرے شخص کی تذلیل اور تحقیر کرنا نامناسب ہے۔ اکثر مقرر جو پبلک جلسوں میں تقریریں کرتے ہیں۔ دوسرے مذہبوں، فرقوں اور قوموں کے تئیں حقارت آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں اس کا نتیجہ قوموں اور فرقوں کے درمیان عداوت پھیلنا ہوتا ہے۔ جنگیں اور فساد ہوتے ہیں۔ صرف اپنی زبان کے چٹخارے کے لیے اور یہ ثابت کرنے کے لیے کہ میں کتنا چرب زبان ہوں اور دوسروں کے بارے میں گھڑ گھڑ کر طنز کا اظہار کرتا ہوں۔ یوں بولنا شرارت پسند اور غیر ذمہ دار لوگوں کا کام ہے۔ چرب زبانی اکثر ان لوگوں کا خاصہ ہوتا ہے۔ جو سماجی طور پر ذمّہ دار نہیں ہوتے۔ ذمّہ دار شخص سوچ سمجھ کر بات کرتا ہے۔ اور اس کے نتائج کا خیال رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کو سرکاری عہدوں کے لیے یا سفارتی اور سیاسی منصوبوں کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے۔ انھیں بڑی محنت سے اظہار خیال کے لیے تعلیم دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی زبان سے نکلے ہوئے غلط قسم کے اور دل آزارانہ الفاظ بہت برے نتائج کا پیش خیمہ ہو گئے ہیں۔ جو ذمّہ داری سفیروں اور سرکاری اہل کاروں وغیرہ پر عائد ہوتی ہے۔ وہ عام انسان پر بھی اسی طرح عائد ہوتی ہے۔

بالخصوص اگر تعلیم یافتہ شخص جھوٹ کا پرچار اور دل آزارانہ الفاظ کا استعمال کرے تو اسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ ان پڑھ اور سادہ انسان اگر غلطی کرے تو وہ بسا اوقات مجبور ہوتا ہے۔ مگر سمجھدار آدمی اگر سمجھ کا استعمال سماج کی تخریب کے لیے کرے تو وہ بدترین قسم کا مجرم ہوتا ہے۔ اور سماج کی طرف سے کسی عزت اور اقتدار کا مستحق نہیں ہوتا۔ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ عوام کو گمراہ کر کے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ دوسروں کے جذبات و حالات کو غلط رنگ سے پیش کر کے بھڑکاتے ہیں۔ گفتگو کا یہ استعمال برا بھی ہے اور خطرناک بھی۔

رہی عام گفتگو کی بات، بالخصوص ذمّہ دار اور

تعلیم یافتہ لوگوں کے درمیان ہر مقام اور محل کے لیے گفتگو کا ایک مناسب انداز ہو سکتا ہے۔ مثلاً کسی مقام پر گفتگو اس سطح سے بلند تر نہیں ہونی چاہیے۔ جو سننے والے کی عام سمجھ کی سطح ہے۔ اسکول کے بچوں کے درمیان کالج اور یونیورسٹی کے طلبا کی سطح نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ وہ قطعاً ان کی فہم سے باہر ہوگی۔ دیہات میں گفتگو ان لوگوں کی عام روزمرہ کی زبان میں اور ان کے مقاصد اور فہم کے قریب تر ہونی چاہیے۔ بعض پرچارک بھولے بھالے لوگوں کے درمیان فارسی عربی اور سنسکرت کے الفاظ اور علوم کی اصطلاحیں استعمال کرکے ان کو مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کو پھانسنے کا ایک جال ہوتا ہے۔ نیک نیت شخص ایسا جال نہیں پھیلاتا بلکہ ہمدردی اور پریم سے سادہ زبان میں اخلاقی اور دینی قدروں کا پرچار کرتا ہے۔ ان کے دلوں کی گہرائی تک پہنچ کر ان کو نیکی کی طرف راغب کرنے کا جتن کرتا ہے۔

بات چیت کے دوران دوسروں کو مخاطب کرنے میں تہذیب اور ان کی عزت کو کبھی ہاتھ سے چھوڑنا نہیں چاہیے۔ خاص کر جمہوری نظام میں جہاں سب انسان برابر ہیں۔ ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی غریب ہو۔ عزت کا مستحق ہے۔ دوسرے شخص کو عزت پریم اور پیار سے مخاطب کرنا چاہیے۔ اگر وہ ناواقف ہے تو اس کی ناواقفیت کو واقفیت میں تحمل سے بدلنا چاہیے۔ اگر بدنیتی سے کج بحثی کرتا ہے۔ تو بھی تحمل سے اس کی بدنیتی آشکار کردینی چاہیے ہاں اگر وہ ان پڑھ جاہل ہے یا اسقدر بدنیت ہے کہ اس کو دلیل سے سمجھانے کی کوشش عبث ہے تو خاموش ہو جانا چاہیے۔ بزرگوں نے صدیوں کے تجربہ کے بعد یہی تلقین کی ہے۔ اپنا وقت ایسے لوگوں کے ساتھ ضائع کرنے کے بجائے کوئی اور مفید مشغلہ اختیار کرنا چاہیے۔

ایک آخری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ انسانی زندگی میں اکثر دکھ ہے۔ ٹریجڈی ہے۔ ہر شخص اپنے دل میں دکھ لیے پھرتا ہے۔ جس کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا۔ اس دکھ کو اگر ہم دور نہیں کر سکتے تو کم ازکم اپنے الفاظ سے اس میں اضافہ تو نہ کریں۔ الفاظ دوسرے کے زخمی دل پر مرہم کا کام کریں نہ کہ نشتر کا۔ اکثر ہماری ہمدردی سے دوسرے لوگ اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہیں اور شاید ہم ان کی مدد کر سکیں۔ کئی بار ہماری ہمدردی سے دوسرے شخص کو جو دکھ میں مبتلا ہے تسکین ہوتی ہے۔ نیکی کی ایک مثال دوسروں کے درمیان بھی نیکی پھیلانے اور نیکی کی طرف انھیں مائل کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اس لیے گفتگو میں نرمی، پیار اور شرافت نیکی کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنتی ہے۔ الفاظ کا غلط استعمال سماج میں برائیاں پھیلاتا ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ سماج دشمن ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کے جتنوں کو روکنا چاہیئے۔

(جالندھر سے نشر)

یہ بھی ایک فن ہے

مقدمے کی پیروی کرنا

وجاہت علی سندیلوی

آج کل کی دنیا اپنی بے پناہ تیز رفتاری اور گاہے چین اور گاہے چناں والی نیرنگیوں کے باوجود ہر ہر قدم پر مقابلے اور مجادلے کا ایک میدان ہے اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی خواہ وہ دیا سلائی جلانا یا ناک پر سے مکھی اڑانا ہی کیوں نہ ہو ایک فن کا درجہ حاصل کر چکا ہے اور اونچے اور پہنچے ہوئے فن کاروں کا مطالبہ کرتا ہے۔

مقدمہ بازی انسان کی گھٹی میں پڑی ہے اور وہ ایک طرح سے اس کی ایک ایسی لازمی عادت یا مجبوری بن چکی ہے کہ جس کے بغیر اس کا وجود ہی ادھورا رہ جاتا ہے۔ خود جائیے یا سمن اور وارنٹ کی تعمیل میں جائیے کچہری جانے اور مقدمہ بازی کی زحمت اور مشقت سے بچنا محال ہے ؎

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
مرنے سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

اس شعر میں اگر مقدمہ بازی کو غم سمجھ لیجئے اور اس کے علاوہ اس کو سمجھا ہی کیا جا سکتا ہے۔ تو کسی حد تک میرا مفہوم واضح ہو جائے گا۔

مذہبی روایتوں کے موجب سب سے پہلا مقدمہ حضرت آدم پر چلا تھا۔ اپنے اناڑی پن سے انھوں نے ایک ایسے صلاح کار کے مشورے سے اپنے مقدمے کی پیروی کی جو انھیں بڑی سے بڑی سزا دلوانے یعنی کالے پانی عرف عام میں اسے عالم فانی میں بھجوانے کے لیے پہلے ہی سے ادھار کھائے بیٹھا تھا۔ چنانچہ بے چارے مقدمہ ہار کر اتنی سخت سزا پا گئے کہ اب تک ان کی اولاد بھی اس سزا کو بھگت رہی ہے اور وہ ختم ہونے ہی کو نہیں آتی۔ اس قسم کی روایتوں کے موجب قیامت کے روز سب سے آخری مقدمہ حضرت آدم کے صلاح کار اور ان کی اولاد کے یار غار خود شیطان پر چلے گا۔ مقدمے کے نتیجہ کے متعلق پیشتر سے کیا پیش گوئی کی جا سکتی ہے البتہ یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ملزم کو بہترین قانونی ذہانتوں کی امداد ضرور حاصل ہوگی کیونکہ ملزم نے ان کی اعانت کرنے میں کبھی بخل نہیں کیا ہے۔ اس روایتی پہلے اور آخری مقدمہ کے درمیان تو بس مقدمے ہی مقدمے ہیں اور بنی نوع انسان کی یہ ساری زندگی ایک نہ ختم ہونے والا مقدمہ بن کر رہ گئی ہے۔ ملزم اور مدعا علیہ وکیل اور گواہ بدلتے رہتے ہیں لیکن مقدمہ بدستور قایم رہتا ہے۔

مقدمے کی پیروی کرنا اور اس انداز سے کرنا کہ حق و باطل کا امتیاز ہو جائے اور کسی نہ کسی طریقے سے آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنا مقدمہ جیت لیا جائے اخلاقاً کچھ بھی ہو واقعتاً ایک فن اور بہت نازک فن ہے۔ یہ سمجھ بیٹھنا کہ مقدمہ گواہ اور ثبوت سے جیتا جاتا ہے اسی قسم کا خیال ہے جیسے یہ سوچنا کہ محض لغت کو زبانی یاد کرکے کوئی شخص کامیاب شاعر یا ادیب بن سکتا ہے جس طرح ادیب کی روح الفاظ میں نہیں بلکہ ان کے استعمال میں ہوتے لہذا وہ اپنے اصلی نام کے بجائے صرف اپنے لقب منشی جی سے پکارے جاتے ہیں۔ ان کے دو کارنامے یقیناً عالمی ریکارڈ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اکیاون سال تین مہینے اور چھبیس دن متواتر بلا ناغہ جس روز بھی کچہری کھلی تھی کچہری ضرور گئے تھے حتیٰ کہ کچہری ہی میں جہاں وہ اپنی آخری علالت کے دوران ڈولی پر جاتے ان کا انتقال بھی ہوتا ہے۔ آندھی، پانی، اولے اور طوفان کا تو ذکر ہی کیا اس طویل عرصے میں اگر خود ان کے گھر میں کوئی تقریب ہوئی تھی یا کوئی قریب ترین عزیز مر گیا تھا تو بھی وہ گھر والوں کی نظریں بچا کر چھپتے چھپاتے کچہری کا ایک چکر ضرور لگا کر وہاں کی خیر و خبر لے آتے تھے۔ ان کا

دوسرا عالمی ریکارڈ ڈالا کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے چھ سو سے بھی زیادہ مقدمات میں گواہی دی تھی۔ ان کا یہ کارنامہ بھی قابل ذکر ہے کہ وہ اپنی وصیت کے بموجب کچہری کے پیچھے ایک ایسے کھیت کے کنارے دفن کیے گئے کہ جس کے حدود کے تعین کے لیے وہ ایک فریق کی جانب سے مقدمہ لڑ رہے تھے اور اس طرح ان کی قبر زبردستی دیوار چین کی طرح حد فاصل بن گئی تھی۔ فریق مخالف نے اس خیال یا خوف سے کہ م

مر گئے پر دیکھنے دکھائیں کیا

منشی جی کے جسد خاکی کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا اور ان کی مرنے کے بعد فتح کی ہوئی زمین سے بخوشی دستبردار ہو گیا۔ میں نے منشی جی کو تو نہیں دیکھا البتہ ان کی قبر کی زیارت ضرور کی ہے۔ وہ مروجہ طریقے کے مطابق اتر دکھن ہونے کے بجائے پورب پچھم ہے شاید غنیم کی یلغار روکنے کے لیے یہ زاویہ زیادہ موزوں تھا۔

منشی جی مقدمات کے متعلق ہر کام نقد اجرت پر کرتے مثلاً کاغذات کا حصول، گواہوں کی فراہمی، تحریری ثبوت کی تصنیف اور تخلیق خود بطور گواہ پیش ہونا دوسرے فریق کے گواہوں کو ورغلانا، اپنے خلاف ثبوت کو نیست و نابود کرنا وغیرہ وغیرہ ان کا مقولہ تھا کہ چاہے موت پر بھروسہ کر لو لیکن کسی مقدمے کے فیصلے یا محبوب کے وعدے پر کبھی تکیہ نہ کرو چنانچہ وہ اپنا معاوضہ مقدمے کے فیصلے کا انتظار کیے بغیر بے مروتی سے وصول کر لیتے لیکن ایک دفعہ خود انھوں نے اپنے اس مقولے کی خلاف ورزی کی تھی اور اس کی سزا بھی پائی تھی۔

ایک تاجر کے انھوں نے کئی مقدمے بطور مختار خاص کیے تھے بے چارہ لاولد تھا اور بیوی بھی مر چکی تھی۔ منشی جی نے اسے اس کے مرنے سے بیس سال پہلے ہی سے اپنا شکار بنانے کے لیے منتخب کر لیا تھا چنانچہ انھوں نے اپنے حسب منشا ثبوت فراہم کرنا بھی شروع کر دیا تھا اس کا انتقال ہوا تو منشی جی نے ایک عورت کو جس سے پہلے سے کہہ بدی تھی اس کی بیوہ بنا کر پیش کر دیا۔ بہت مستند زبانی ثبوت کے علاوہ تحریری ثبوت میں نہ صرف نکاح نامہ شادی کے دعوت نامے دعوت ولیمہ کے کارڈ نیوتے کی فہرست، مبارکباد کے تار اور خطوط مرحوم کے مضمر ہوتی ہے بالکل اسی طرح مقدمے کی کامیابی کی کنجی ثبوت کے انبار میں نہیں، پیروی کی چابک دستی میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ ؎

بے جان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ میں

اس مصرعے کے مصداق اچھی پیروی ایک کمزور مقدمے میں بھی جان ڈال دیتی ہے۔

جس طرح مہلک امراض کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ علاج سے زیادہ تیمارداری کی حاجت ہوتی ہے اسی طرح پیچیدہ مقدموں کے لیے کہا جا سکتا ہے کہ ثبوت کی فراہمی سے زیادہ پیروی کی اہمیت ہوتی ہے۔ گواہ اور ثبوت کی تلاش انھیں ڈھونڈ نکالنا یا پیدا کرنا، یعنی تالیف کے ساتھ تصنیف بھی کرنا اور پھر ان کو کانٹ چھانٹ کر یا نمک مرچ لگا کر اس انداز اور سلیقے سے پیش کرنا کہ یہ سب سچ ہے اور سچ کے علاوہ کچھ بھی نہیں بس ایک ہوشیار پیروکار ہی کے کام ہو سکتے ہیں۔ وکیل مقدمے کی پیروی کی موٹر کا ڈرائیور ضرور ہوتا ہے لیکن موٹر کی اصلی طاقت اس کے انجن میں ہوتی ہے اور یہ انجن پیروکار ہوتا ہے گرگ باراں دیدہ قسم کے پیروکار وکیل کو جرح اور بحث تک سکھانے کی کوشش کرتے ہیں اور اکثر اس کی فیس میں کتر بیونت کرتے اور حصہ بٹا لینے سے بھی نہیں چوکتے۔

کچھ بے چارے مقدمہ بازوں کو "آیا نہیں لایا گیا ہوں" کے مصداق مقدمہ بازی میں مجبوراً مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ یہ میاں پوت قسم کے لوگ مردہ بدست زندہ بن کر کچہری جاتے اور وکیل سے لے کر چپراسی تک اور خصوصاً بے ساختہ دلالوں اور خود ساختہ پیروکاروں کے تختۂ مشق بنتے ہیں۔ یہ ڈرے سہمے منہ لسورتے ہوئے جاتے اور بلبلاتے، کان پکڑتے واپس آتے ہیں اور زندگی کا بڑا حصہ مقدمے بازی میں گنوانے کے بعد بھی اس کے حروف تہجی سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ البتہ کچھ لوگوں کو مقدمہ بازی کے داؤ پیچ، اتار چڑھاؤ، ہاہو، ہم چخ، چرب زبانی اور سخن سازی حملہ کرنے کے گر اور وار بچانے کے سلیقے میں پہلے دلچسپی اور شوق اور پھر رفتہ رفتہ مشق اور رفتہ رفتہ مشق اور مہارت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر خواہ اپنا مقدمہ ہو یا کسی دوسرے کا بلکہ کسی دوسرے کا ہو تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ نئے تجربات کسی دوسرے ہی کے کاندھے پر بندوق رکھ کر زیادہ جرأت سے کیے جا سکتے ہیں یہ پیروکار بن کر مقدمے میں اتنا محو اور مستغرق ہو جاتے ہیں جتنا کہ کوئی شاعر فکر سخن میں یا کوئی عاشق تصور محبوب میں بھی نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ اپنے جدت کاروں سے فن کار بن کر مقدمے کی پیروی کو ایک فن بنا دیتے ہیں۔

ہمارے قصبہ میں ایک بہت پہنچے ہوئے مقدمہ باز رہتے ہیں اور چونکہ وہ قریب قریب قصبے کے ہر اہم مقدمے میں کسی نہ کسی فریق کے پیروکار یا مختار عام یا خاص محبت نامے بلکہ وہ دستاویزیں بھی پیش ہوئیں جسمیں مرحوم نے انھیں زوجۂ ثانی کے نام سے جائیدادیں خریدی تھیں۔ منشی جی نے اس مقدمے پر کئی ہزار روپے اپنے پاس سے صرف کیے اور بالآخر مقدمہ جیت لیا۔ البتہ ان کو یہ حادثہ ضرور پیش آ گیا کہ کئی لاکھ کی جائیداد پا جانے کے بعد مفروضہ بیوی نے منشی جی سے عہد محبت توڑ کر ایک دوسرے شخص سے شادی کر لی منشی جی نے اس کے خلاف ثبوت اکٹھا کرنا اور بنانا شروع کر دیا تھا لیکن افسوس کہ موت نے مہلت نہ دی اور ہزاروں مقدمے چلوانے والے کی خود مسل داخل دفتر ہو گئی۔

(لکھنؤ سے نشر)

"**دادا جان** نے مرنے سے پہلے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں تم ہی سے شادی کروں گا" امتیاز نے تنکے سے زمین کریدتے ہوئے گل سے کہا "وہ بھابی کو بہت چاہتے تھے نہ۔"

گل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے — اس کی بڑی بہن نجمہ کے خسر کو گذرے دس دن ہو چکے تھے۔ ثقہ بزرگ — نرمی سے بولتے تھے۔ پھر بھی ان کا ڈھنگ ہی ایسا تھا کہ دو نسلوں بعد بھی گھر پر ان کا محبت آمیز رعب وہی تھا۔ اس کی بہن نجمہ تو ان کی بہت چہیتی تھی وہ ان کا خیال بھی تو ویسے ہی رکھا کرتی تھی۔ کیا مجال کہ دادا جان کو وہ رات میں آرام سے بلانکٹ اوڑھا کر نہ سلا دے خود سو جائے۔

گل کے خاندان میں ویسے تو کوئی کمی نہ تھی — سید گھرانہ تھا۔ گل بھی قبول صورت پڑھی لکھی تھی — لیکن اس کے ماں باپ کے پاس اسی ایک شے کی کمی تھی جسے پیسہ کہا جاتا ہے۔ دادا جان اس معذوری کو اچھی طرح سمجھتے تھے جو انسان کے ہاتھ پیر توڑ کر رکھ دیتی ہے۔ وہ نجمہ کی فکر کو بھی خوب سمجھتے تھے کہ اس کی تو جیسے تیسے بھائیوں نے شادی کر دی لیکن اب گل کا کیا ہوگا — گھر میں ہینڈسم پڑھا لکھا دیور موجود تھا لیکن اس نے کبھی بھول کر اس طرف اشارہ نہیں کیا تھا۔ اسکی خودداری ہی ایسی تھی — اسی لیے جب جاتے جاتے دادا جان اسے نہال کر گئے تو اس کی خوشی اور احسان مندی کا ٹھکانا نہ رہا — اس نے دل میں سوچ لیا تھا کہ اب ہر سال دادا جان کی برسی دھوم دھام سے کیا کرے گی۔ دادا جان کی وصیت کے مطابق سارے گھرانے نے ہی گل کو اپنا لیا تھا۔ وہ الگ تھی ہی کب — جہاں گھر میں کوئی تقریب ہوتی کہ گل کو بلا لیا جاتا ہاتھ بٹانے کے لیے۔ نجمہ کی بچی تو اس سے بہت ہلی ہوئی تھی۔ نجمہ اور اس کا میاں ممتاز پکچر دیکھنے جا رہے ہیں تو گل بے بی سٹنگ کر رہی ہے نجمہ کی ساس کے سر میں درد ہوا، گل بیٹھی بام لگا رہی ہے ڈھیر ساری قمیص پتلونیں سامنے پڑی ہیں، گل ان کی ٹانکا ٹونکی کر رہی ہے — دادا جان کے انتقال کے بعد تو نجمہ جیسے بے فکر ہو گئی تھی — اس نے سارا ہی کام گل پر دھکیل دیا تھا۔ بھائیوں اور بھابیوں کو بھی اس کی غیر حاضری راس آتی تھی۔ انھیں اپنے چھوٹے سے کنبوں میں ہی ملتا تھا۔ کبھی کبھار اس کے لیے ایک دو جوڑے بنوا دیے کالج میں تو اس کی فیس معاف ہو ہی چکی تھی —!

امتیاز کے دل میں دادا جان کی وصیت سے کھلبلی مچی ہو کہ نہ ہو۔ اس خوش آئند خبر نے گل کے مصروف وقت سے کچھ لمحے مزید چرا لیے تھے۔ اور آج پہلی بار اکیلے میں وہ امتیاز سے ملی تھی۔ اس کے منہ پر تو تالہ سا لگ گیا تھا۔ لیکن امتیاز نے بھی بڑی دیر بعد بس یہ دو جملے کہے تو اسے کچھ مایوسی سی ہوئی تھی۔ کیا اس کی اپنی شخصیت

افسانہ

رفیعہ منظورالامین

امتیاز کیلئے باعث توجہ نہیں تھی — اسے داداجان ایک ایسا بڑا بادل لگے جو اس سارے گھرانے کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ ان کی روحوں تک میں محلول کیا ہوا تھا لیکن حالات کے لحاظ سے مصلحت اسی میں تھی کہ وہ اپنی خودداری اور انا کو زیادہ ہوا نہ دے۔

ایک دن اس کا خوشی کے مارے برا حال ہو گیا جب امتیاز نے ایک ساڑی لا کر دی — اس کے نیلے نیلے پھولوں میں اس کی نظر الجھ کر رہ گئی — امتیاز نے اسے چھوا ہو گا۔ تخیل میں اسے وہ ساڑی پہنے ہوئے دیکھا ہو گا — اس کے بارے میں سوچا ہو گا۔

نجمہ نے اپنے کمرے سے اسے آواز لگائی اور وہ ساڑی یونہی بستر پر چھوڑ کر بھاگی — نجمہ کی طبیعت یوں ہی گراں رہتی تھی — وہ تیسری بار ماں بننے والی تھی اس لیے گل کا کام کچھ اور بڑھ گیا تھا۔ وہ جونہی کمرے میں داخل ہوئی ٹھٹک گئی۔ پلنگ پر اسی طرح کی دو ساڑیاں اور پڑی تھیں۔

"یہ ایک ساڑی لے جا کر اماں کو دیدے" نجمہ نے کہا "امتیاز لے آیا ہے"

جب گل اپنے کمرے میں واپس پہنچی تو اس کا دل بوجھل تھا۔

"کیا امتیاز اسے محض داداجان کی سونپی ذمہ داری ہی سمجھتا ہے" — اس نے سوچا "کیا وہ ایک نظر جو ہر نظر سے مختلف ہو اس کے حصے میں ہے ہی نہیں!" — پھر اسے یہ سب کچھ سوچنا بے سود ہو گا — دوسرے اب اس کے پاس ان واہیات باتوں کے سوچنے کا وقت ہی نہیں تھا۔ اس کا نتیجہ نکلنے سے پہلے ہی اسے ایک دفتر میں ٹائپسٹ کی نوکری مل گئی تھی — اب اپنے ہونے والے سسرال میں اس کا آنا جانا کم ہو گیا تھا۔

کبھی کبھار امتیاز اسے لینے کے لیے آجاتا اور کہتا کہ "وہاں سب اسے یاد کر رہے ہیں — !" وہ اسے کن انکھیوں سے دیکھتی اور سوچتی کہ کیا سب اسے یاد کر رہے ہیں — !

صرف 'سب' — ، لیکن وہاں اس کا کوئی جواب نہیں ملتا امتیاز کے ہاتھ اسٹیئرنگ پر اور نظر سڑک پر جمی رہتی ہے اس کے انداز میں کوئی بےتابی آنکھوں میں کوئی سوال کبھی نہیں ہوتا — امتیاز کے ساتھ زندگی بس اس سیدھی چٹیل لمبی سڑک کی طرح ہو گی — وہ سوچتی — اس کی انا کو ٹھیس لگتی اور وہ خود بھی ایک خول میں بند ہو جاتی۔

"آپ — آپ مجھ سے ناراض رہتے ہیں کیا — ؟"
آخر ایک دن امپورٹڈ کار کی گدیلی سیٹ میں دھنسے دھنسے اس نے پوچھا —

"نہیں تو — وہ بولا — "تمہیں ایسا خیال کیوں ہوا ؟"

"تو پھر — آپ مجھ سے بولنا پسند کیوں نہیں کرتے ؟" —

"بولتا تو ہوں —" امتیاز کچھ بے چین ہو کر بولا — "دراصل گل ہم زمانے سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں اب بولنے بتلانے کے لیے رہ کیا جاتا ہے —"

"پھر بھی — پھر بھی" وہ اس سے بول نہ پائی کہ پیار کے دو حرف۔ لگاوٹ کی ایک نظر کیا کچھ کر جاتی ہے — لیکن سوکھے کھیتوں کے مانگے بارش کہاں ہوتی ہے — اس کے تخیل کا ریگستان بڑھتا ہی گیا لیکن اسے اب اس محرومی کی زیادہ پرواہ بھی نہیں رہی تھی۔ کم از کم اس کا مستقبل محفوظ اور مستحکم ہو گیا تھا — مالی آسودگی بہت سے غم مٹا دیتی ہے۔ داداجان کی خواہش کے مطابق اس کی ہونے والی ساس دونوں ہی طرف کا شادی کا بوجھ اٹھا رہی تھیں۔ اس کے لیے پوشاکیں اور زیور خریدے جا رہے تھے۔

"مجھے اپنے شوہر کی فرم میں اچھی سی نوکری دلا دینا" ایک دن اس کے ساتھ کام کرنے والے فاروق نے ہچکچا کر کہا — "یہ آپ کے لیے مشکل نہ ہو گا —"

فاروق اسی کے دفتر میں کلرک تھا — اسے اپنی بہن کی شادی کرنی تھی۔ اور چھوٹے بھائی کو پڑھانا تھا ایم اے کرنے پر اس نے یہ معمولی نوکری کرنی تھی — گل نے سوچا کہ وہ ضرور اس کی سفارش امتیاز سے کرے گی فاروق اسمارٹ تھا — کام میں ہوشیار تھا۔ اس میں دونوں کا ہی فائدہ تھا۔ فرم کا بھی اور فاروق کا بھی۔ اس نے فاروق کو اپنی مدد کا یقین دلایا۔ لیکن اس کے بعد فاروق کے برتاؤ میں اچانک تبدیلی آگئی — اب وہ اس سے کھل کر بات نہیں کرتا تھا۔ ادب اور تہذیب کا فاصلہ بڑھ سا گیا تھا — چاپلوسی وہ کر نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ صفت اس کے خمیر میں نہیں تھی۔ لیکن وہ اس بات کی کوشش کرتا کہ گل کو کوئی بات ناگوار نہ گذرے اور یہی احتیاط گل کو ناگوار گذر رہی تھی۔ اس نے محسوس ہی نہیں کیا تھا کہ فاروق کس طرح چپ چاپ اس کی عادت بن گیا تھا — فاروق کی وجہ سے دفتر میں اس کا وقت ہنس بول کر گذر جاتا تھا۔ اب وقت ٹھہر سا گیا تھا —

ایک دن وہ پھٹ پڑی — "آخر آپ کیوں اس احسان کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں جو میں نے ابھی کیا ہی نہیں — ؟" اس نے فاروق سے کہا۔

فاروق اسے صرف دیکھتا رہ گیا۔ کچھ کہنا بیکار بھی تھا۔ جو کچھ وہ کہنا چاہتا تھا کبھی کہہ نہیں سکا تھا۔ دراصل وہ اس روز گل سے نوکری کی بات نہیں کہنا چاہتا تھا — کچھ اور ہی کہنا چاہتا تھا — لیکن اب وہ سب کچھ کہنا لاحاصل تھا۔

"کیا آپ گونگے ہو گئے ہیں ؟" — وہ امتیاز سے کبھی ایسے نہیں بول سکتی تھی۔

فاروق پھر بھی چپ رہا —

"کیا سب کچھ مجھے ہی کہنا ہو گا ؟" گل بولی

"نہیں" — فاروق نے پہلی بار گل کا ہاتھ تھام کر کہا "نہیں — اب سب کچھ میں ہی کہوں گا"

دوسرے دن نجمہ نے اس سے کہا "تو سٹھیا تو نہیں گئی ہے۔ کہاں امتیاز اور کہاں فاروق۔ آخر ایسے کیا ہیرے جڑے دیکھے تو نے فاروق میں ؟"

"تم تو آپا ہیرے جواہرات ہی کی بات کرتی ہو" گل بولی۔

"تو پھر تو کیا کہتی ہے میں بھی تو سنوں" نجمہ نے کہا "امتیاز کو اچھی سے اچھی لڑکی مل سکتی تھی — وہ تو داداجان ....."

"میں فاروق سے اسی لیے شادی کر رہی ہوں آپا" گل نے بات کاٹ کر کہا "کہ وہ مجھ سے کسی داداجان کے کہنے پر شادی نہیں کر رہا ہے۔ وہ مجھ سے میرے لیے شادی کر رہا ہے —"

اور وہ پردہ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

(اردو مجلس' دہلی' سے نشر)

رفیعہ منظورالامین
ڈی II ،،، قدوائی نگر (ویسٹ) نئی دہلی ۲۳ ۱۱۰۰

افسانہ

جائے اماں

شفیع جاوید

اچانک اندھیرا چھا گیا اور اس کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔

"گھبراؤ نہیں یہ لوڈشیڈنگ کہلاتا ہے۔ ہمارے یہاں تھوڑی دیر بعد پھر سب کچھ روشن ہو جائے گا۔"

"لوڈشیڈنگ؟"

"ہاں الیکٹریسیٹی کی راشننگ کہہ لو۔"

"اوہ آئی سی۔" کمار بیسوں سال بعد یورپ سے لوٹا تھا تو اس کی شخصیت کے ساتھ اس کا لہجہ بھی بدل گیا تھا۔ "وہاں بھی ایسا ہوتا ہے؟"

"نہیں کبھی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پورا معاشی نظام درہم برہم ہو جاتے۔ کروڑوں کا نقصان ہو جاتیں، کتنی جانیں چلی جاتیں۔"

پھر وہ دونوں باہر نکل آئے کہ ایرکنڈیشنڈ کمرہ میں اب حبس امنڈ آیا تھا۔

"مائی گاڈ۔ یہاں باہر تو بہت اچھا ہے۔" شبنم سے بھیگی ہوئی نرم گھاس پہ چلتے ہوئے کمار نے آنکھیں بند کریں اور تھوڑی دیر تک ویسے ہی آنکھیں بند کیے ہوئے چلتا رہا۔ کمال سیمنٹ کے بنے بینچ پر بیٹھ گیا، ایک چکر سا کاٹ کر کمار بینچ کے پاس آیا اور اپنی آنکھیں کھول کر کمال کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"یہاں پر تو بڑا اچھا لگ رہا ہے کمال۔ ہم لوگ کمرہ میں بے کار ہی پڑے تھے، بڑا ریلیف معلوم ہو رہا ہے۔"

"ہاں قدرت اور مشین میں بس یہی تو فرق ہے۔" کمار خاموش رہا۔ گتی رات کے دوران چاروں طرف کی خاموشی اور تاریکی نے ان کے گرد و پیش کو بڑا پراسرار بنا دیا تھا۔

"سگریٹ ہے تمہارے پاس؟"

"ہاں ہے۔ یہ لو۔"

"دھنوئیں کے دائرے بنا رہے ہو؟"

"ہاں کوشش تو کر رہا ہوں پر پتہ نہیں چلتا اس اندھیرے میں بن بھی پا رہا ہے کہ نہیں؟"

"جانے یہ خوشبو کہاں سے چلی آ رہی ہے؟ پھولوں کا تو پتہ چلتا نہیں، پر خوشبو ......"

"ہاں کبھی کبھی کچھ خوشبوئیں پیچھا ہی نہیں چھوڑتیں، ویسے دیکھو تو کچھ نظر نہیں آتا لیکن خوشبو گھیرے رہتی ہے اور جانے کہاں بہا لے جاتی ہے کہ خود کو واپس پانا مشکل ہو جاتا ہے۔"

"ہاں کمال! ایک ہفتہ ہوا، میں ہائیڈ کے ایک کنج میں آنکھیں موندے بالکل مطمئن لیٹا ہوا تھا کہ وہی خوشبو موجود ہو گئی میں نے سمجھا سپنا ہے لیکن دل پر دستک لگاتار ہوتی رہی۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو دور ایک سایہ سا گزراں تھا، جانے کس طرح وہ خوشبو سمٹ کر مجھ سے دور ہو گئی لیکن اس کا "ہینگ اوور" کئی دن رہا اور میسار ہا کہ آج میں اس شبنم سے بھیگی گھاس پر تمہارے ساتھ بیٹھا ہوں۔" گزرے ہوئے وقت کے نکھرے ہواؤں کے دوش پر جانے کہاں کہاں پہنچ گئے اور آج اس تاریکی میں اور خاموشی اور تنہائی میں کمال اور کمار اسے یکجا کرنے بیٹھے ہیں تو نہ کوئی ٹکڑا ہاتھ آتا ہے اور نہ کوئی سرا۔ ہر وہ لمحہ جس کا تعلق دل کے نہاں خانوں سے ہوتا ہے اسے گرفت میں لیتے ہی ڈس لیتا ہے اور زہر بھرپور سرایت کرتا چلا جاتا ہے۔ "کمار اتنی چھوٹی چھوٹی سی باتیں کہانی کیسے بن جاتی ہے؟" — "ارے یار چھوٹی ہی باتیں تو قیامت بن جاتی ہیں، زندگی کی دیومالا بھی عجیب ہے، وہ ایک نگہ جو بظاہر نگاہ سے کم ہے۔" — دونوں کے چہرے گھنی بدلیوں میں گھرے آسمان کی طرح خالی اور تاریک ہو گئے۔

"کمار تم تو سمندر پار کر کے زندگی کے سمندر میں داخل ہو گئے، پانی پہ کوئی نشان تو رہتا نہیں، میں نے سمجھا اتنے برس بیت گئے تم کہیں لنگر انداز ہو گئے ہو گے۔"

"نہیں یار، زمین سے ہمارا رشتہ جس دن ہوا اسی دن ہم خوابہ میں تبدیل ہو گئے۔ نہ زمین چھوٹی نہ اس کی قوت کشش، شاید بیس سال ہو گئے۔ زندگی کے ہر مسائل سے نپٹتا رہا، انہیں سر کرتا رہا لیکن دل کا موسم کبھی بدلا، وہاں جو اماوس کی رات اتری تھی اس کی سحر آج تک نہ ہوئی — خیر چھوڑو، میں اپنی ہی ہانک رہا ہوں، دراصل یہ وہاں میرے جاگنے کا وقت ہو گا، وقت سے مطابقت ابھی تک باقی ہے کمال۔" — تاریک خلا میں دونوں کی نگاہیں بھٹک کر پھر واپس آ گئیں — "کمال اپنی سناؤ، کیا حال رہا؟ تم پر بھی تو سنا تھا ہی دیکھ رہا ہوں۔"

"دیکھو نا میرا بھی رشتہ تو زمین ہی سے تھا، مستزاد اس پہ روایت بھی تھی اور کلچر بھی تھا، تم تو صرف زمین کا درد لے کر چلے گئے اور ساحل سے طوفان کو دیکھا کیے لیکن میں تو پورے بیس سالوں سے گرداب میں ہوں، نہ ڈوبتا ہوں، نہ ابھرتا ہوں۔ نوکری کی، بزنس بھی کی، فری لانسنگ بھی کی، کچھ دوستوں نے کوٹہ لائسنس اور سیاست کی رائے بھی دی لیکن دل جو ہمیشہ کا کمزور تھا، لرز کر رہ گیا اس لیے گذر بسر کا انداز دیکھ ہی رہے ہو اور تس پر بکھرا ہوا وقت آج تک ریزوں کو اکٹھا نہ کر سکا۔ تمہاری طرح کبھی جب ذرا سکون پاتا ہوں تو ویسی ہی خوشبو ایسا ڈستی ہے کہ سب کچھ درہم برہم ہو جاتا ہے۔" رات چپ چاپ سرکتی رہی، دو ٹوٹتے ہوئے ستاروں نے روشنی کی لکیریں بنائی اور تاریکی کا اٹوٹ حصہ بن گئے۔ کوئل کو جانے کس خوشبو نے چھیڑ دیا تھا کہ اپنی کوک سے خاموشی کو ریزہ ریزہ کیے جا رہی تھی۔

"کوئل وہاں بھی کوکتی ہے کمار؟"

"میں نے کبھی سنا نہیں یار، ایسی بھاگم بھاگ رہتی ہے نا کہ بس پوچھو مت، ہر آدمی گول چکے پہ سوار چک پھیریاں کھاتا رہتا ہے اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ مستقل بھاگے، بھاگتے رہتے ہیں دوڑتے رہے اور دوسری صبح اٹھے تو دیکھا کہ وہیں کے وہیں ہیں اور پھر اس سرے کو تھام بھاگم بھاگ شروع ہوئی۔" کمار اچانک چپ ہو گیا تو سگریٹ کا بہت سا دھنواں چکرانے لگا۔

"اور؟" کمال کی آواز جیسے کہیں ڈوب رہی ہو۔

"اور؟ اور دل کی ویرانی ہر روز بڑھتی چلی جاتی ہے اپنی پہچان دنوں دن کم ہوتی چلی جاتی ہے، دل کی تعمیر نہ کوئی سن پاتا ہے اور نہ کوئی بیان کر پاتا ہے۔"

"کولھو کے بیل اور Space Shuttle Coets یہیں ہیں نا؟"

کمار ہلکے سے ہنس دیا "ارے یار سچ بتانا کیا کولھو اب بھی یہاں چلتے ہیں۔"

"ہاں رے خوب چلتے ہیں، ہم بڑے مہمان ہیں ہمارے یہاں اشوک کی لاٹ اور ریٹ دونوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔"

"اور وہاں جانتے ہو ہر وقت کے ساتھی سے بھی کبھی کبھی غائب دماغی کے عالم میں دریافت کرنا پڑتا ہے کیا آپ اپنا اچھا نام بتانے کی زحمت فرمائیں گے؟" — کمار پھر ایک لمحہ کے لیے چپ رہ کر بولا "اب اتنے برسوں بیتنے کے بعد جو منکھاؤ لوکن کرتا ہوں رے تو سب کچھ زیرو ہی زیرو لگتا ہے، دراصل تو ہی ٹھیک رہا، میں نے بڑی غلطی کی۔" — "کوئی تیسرا بھی یہاں ہے کیا؟"

"نا، نہیں تو خواہ مخواہ گھبراتا ہے، دراصل ایک مدت سے تو نے تاریکی دیکھی نہیں اور خاموشی سنی نہیں، اس اتھاہ بھیگی ہوئی رات میں یہ خاموشی کی چاپ ہے رے جسے دکھے دل ایسے ہی لمحوں میں سنا کرتے ہیں، آج ہم اکٹھے دکھوں کو

۲۹

بانٹنے بیٹھے ہیں تو یہ بھی ہمراز ہے اور دیکھو بھائی زندگی ایک بڑی لمبی ڈور ہے، ابھی تو نے یہ کیسے فیصلہ کر لیا کہ تو نے غلطی کی یا میں نے غلطی کی ۔"

"کمال میں تیری بات کو غلط نہیں کہتا لیکن اندر سے جو بے چینی رہتی ہے، کچھ کھو جانے کا احساس جو برابر ستاتا رہتا ہے اور وہ صرف ایک خوشبو جو برابر دستک دیتی رہتی ہے تو یہ احساس ہوتا ہے کہ میں نے سمندر پار کر کے بڑی غلطی کی۔"

"تو نے جو کچھ کہا ہو سکتا ہے ٹھیک ہو لیکن میں سوچتا ہوں کہ سمندر پار نہیں کر کے میں نے بڑی غلطی کی ورنہ تیری طرح میں بھی دولت مند ہو جاتا"۔ نیا سگریٹ جلانے کے لیے خاموش ہو گیا۔

"لیکن میں جو کچھ بنا وہ سب کا سب خارجی عمل ہے، جیسے مٹھی میں ریت بکھری جاتی ہے، جینے کے لیے یہ صرف کافی نہیں، حدیث دل کا کوئی پڑھنے والا ہو، بغیر نام پوچھے کوئی شانوں پر ہاتھ رکھے، بغیر بینک بیلنس پوچھے کوئی میرا حال زار دریافت کرے، میر کتبۂ مزار نہ ہو لیکن فاتحہ پڑھنے والے کی آنکھیں بھیگی ہوں۔ وہ کھوئی ہوئی خوشبو صرف دستک دے کر پاگل پروائی کی طرح گذر نہ جائے کمال بلکہ رکے، ٹھہرے، سرگوشیوں میں شکایتیں کرے اس طرح کہ پھر گلے رہیں نہ شکوے اور ـــــ؟

"بس کر یار، تو تو پورا شاعر ہو گیا ہے، میں نے تو صرف تجھے ٹائیکون (Tycoon) جانا تھا"۔

ہاں یہی مشکل ہے کہ لوگ مجھے ٹائیکون ہی جانتے ہیں اور اسی لیے میں دنوں دن اندر سے ٹوٹتا جا رہا ہوں، جیسے گھن مجھے چاٹے جا رہا ہو۔"

"لیکن چل یہ اچھا ہوا، کیریئر تو تجھے ہاتھ لگا، مجھے تو نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم۔"

"پر میں جانتا ہوں، اندر سے تو مجھ سے زیادہ خوش ہے، زیادہ توانا ہے کیونکہ میں تو اب غلط کو غلط کہنے کی بھی ہمت نہیں رکھتا ہوں کیونکہ لالچ نے مجھے بے حد بزدل بنا دیا ہے"

"اور میں غلط کو غلط اس لیے نہیں کہہ سکتا ہوں کہ میں بے وسیلہ ہوں، میں اور میری طرح کے سب اس بات کو جانتے ہیں کہ آج غلط ہی صحیح ہے اور صحیح ہی غلط لیکن نہ میں اس تحریر پر نشان لگا سکتا ہوں اور نہ اس بات کی تصدیق کر سکتا ہوں کیونکہ میں بے وسیلہ ہوں، حالانکہ میں جو کچھ کہتا ہوں سچ کہتا ہوں اور سچ کے سوا کچھ دوسرا نہیں کہتا ہوں۔" ـــــ کمال ہانپنے لگا، تاریک چہروں کے ساتھ دونوں نے بڑھتی ہوئی تاریکی اور پچھلے پہر کی گہری رات کو دیکھ کر ایک ایک سگریٹ اور جلا لیا، شبنم کی نمی بڑھ گئی تھی اور ستاروں کی روشنی تیز ہو گئی تھی ـــــ

"تو کیا ہم دونوں؟" اچانک کمار بول اٹھا۔

"صرف ہم دونوں ہی نہیں، ہم سبھی کہہ لو!"

"کیا؟"

"کہ ساری دیوار چاٹ جانے کے باوجود دیوار پھر جیوں کی تیوں کھڑی ہو جاتی ہے۔"

"وہاں جی بہت گھبراتا ہے یہیں آجاؤں کمال تو رہے گا ساتھ اور ہم رات گئے چپ چاپ ایسے ہی......"

"اب بہت دیر ہو گئی کمار، وقت نے ہمیں بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے، سارے میں یہ عرصہ ایسا ہی ہے تنگ اور محبوس اور بے آکسیجن، بس من کی دنیا آباد کر دو تو یہ کڑا وقت کسی طرح آسان ہو جائے گا، کسی طور گذر جائے گا۔"

"ایسا کب تک ہوتا رہے گا کمال؟"

"صور اسرافیلؑ تک ـــــ آؤ اب چلیں روشنی آگئی ہے ـــــ"

"نا کمال، مشین سے الگ یہاں بڑا سکون ہے، اس شبنمی اندھیرے میں بڑا اطمینان ہے، یہیں بیٹھو، صبح کا انتظار کریں کہ اب صبح ہونے ہی والی ہے اور میں نے ایک عرصہ سے تازہ آفتاب نہیں دیکھا ہے۔"

(پٹنہ سے نشر)

شفیع جاوید
احاطہ راج بھون، پٹنہ

شمع فروزاں

ڈاکٹر شمیم حنفی

ایسپ کی ایک کہاوت ہے: "دور سے بہادری کا مظاہرہ کرنا بہت آسان ہوتا ہے"۔ ہم زندگی میں آئے دن ایسے اشخاص سے دوچار ہوتے رہتے ہیں جن کی لن ترانی صرف اس وقت تک قایم رہتی ہے جب تک کہ وہ براہ راست کسی خطرے کی زد پر نہ آئیں۔ اپنی عافیت گاہوں میں بیٹھے ہوئے دن رات اپنی شجاعت اور حوصلہ مندی کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں کہیں کوئی حقیقی خطرہ سامنے آیا۔ اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے وہ اس سے بچاؤ کی ترکیبیں ڈھونڈنے لگتے ہیں۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟ صرف اس لیے کہ وہ اندر سے بزدل ہوتے ہیں۔ ایک مفکر نے کہا تھا ـــ جسمانی بہادری صرف جانوروں کو زیب دیتی ہے۔ اصل بہادری وہ ہے جو حوصلے کی ہم رکاب ہوتی ہے اور دوسرے کو زک پہنچانے یا دوسرے کو جسمانی طور پر پسپا کرنے کے بجائے کسی اعلیٰ تر مقصد سے ہمکنار ہوتی ہے۔

دنیا کے تمام صوفیوں، بھگتوں، پیغمبروں، اوتاروں اور عالموں نے انسان کو یہ درس دیا کہ وہ خوف سے اپنا دامن بچائے۔ خوف گھن کی طرح انسان کے وجود کو اندر ہی اندر کھاتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی شخصیت کھوکھلی ہو کر رہ جاتی ہے۔

لیکن یہ خوف پیدا کیوں ہوتا ہے؟ وہ کون سی سرزمین ہے جہاں اس کی نمود ہے۔ وہ کون سی برکھا ہے جو اس مہلک پودے کو سیراب کرتی ہے؟ کتابوں میں لکھا ہے کہ خوف کی اصل غذا دنیاوی ترغیبات ہیں۔ حرص و ہوس اور زیادہ سے زیادہ کمانے کے لالچ میں انسان ہر اس بات سے ڈرنے لگ جاتا ہے جو حصول مقصد کی راہ میں اس کے لیے کسی بھی طرح کی رکاوٹ بن جائے۔ کبھی وہ دنیا سے ڈرتا ہے کہ وہ اس کا دھن نہ چھین لے۔ کبھی وہ آنے والے دنوں سے ڈرنے لگتا ہے کہ کہیں انھیں میں اس کی تباہی کا کوئی سامان نہ چھپا ہوا ہو۔

وہ دل جو غلط امیدوں، غلط آسائشوں، غلط سہولتوں سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ ان پر خوف کا جادو نہیں چلتا۔ آدمی جس سے امیدیں باندھتا ہے اسی سے ڈرتا بھی ہے کہ کہیں وہ اس کی امیدوں سے یکسر غافل نہ ہو جائے۔ وہ لوگ جو دنیاوی عیش و عشرت کے دلدادہ ہوتے ہیں دنیا کا خوف بھی دل میں بٹھائے رکھتے ہیں۔

ایک شاعر نے کہا تھا ؎

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ وہ زندگی جو خطروں سے یکسر عاری ہوتی ہے اور آزمائشوں سے ہر طرح آزاد، ایک بہت معمولی زندگی ہوتی ہے۔ زندگی کی قدر کا تعین اس کی بے خوفی اور حوصلہ مندی اس کی جرأت اور سچائی کرتی ہے۔ انسان جب اس بے خوفی اور سچائی کا عادی ہو جاتا ہے تو اسے زندہ رہنے میں اس وقت کوئی لطف ہی نہیں آتا جب اس کی زندگی موج حوادث سے یکسر دور ہو!

(اردو سروس سے نشر)

ڈاکٹر شمیم حنفی
جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

IX ایشیائی کھیل
دھلی ۱۹۸۲
۱۹ نومبر ــــــ ۴ دسمبر

ایشیائی کھیلوں کا جنم

محمد شفیق

زیادہ تر ایشیائی اقوام چونکہ پسماندہ اور ترقی پذیر ہیں اس لیے ان میں کھیل کود کو نظر انداز کیا جاتا رہا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہاں کھلاڑی اور منتظمین دونوں میں تجربے کی کمی تھی اور کوئی حوصلہ افزائی بھی نہیں کی جاتی تھی۔ اس دشواری اور خاص طور پر قابو پانے کے لیے ایسے مقابلے منعقد کرانے کی کاوشیں کی گئیں جس میں ایشیائی اقوام حصّہ لے سکیں۔

اس سلسلے میں اولین قدم فلپائن نے اٹھایا اور ۱۹۱۳ء میں منیلا میں پہلے 'اورینٹل گیمز' کھیل منعقد ہوئے۔ اس میں ایتھلیٹکس، تیراکی، بیس بال، فٹ بال، باسکٹ بال، ٹینس اور والی بال کے مقابلے شامل تھے۔ میزبان ملک منیلا کے علاوہ اس میں صرف جاپان اور چین شامل ہوئے۔ ۱۹۳۰ تک یہ مقابلے ہر دوسرے سال مذکورہ ممالک میں یکے بعد دیگرے منعقد ہوتے رہے۔ 'اورینٹل گیمز' جب تک چلے ان میں کچھ کھیل شامل اور کچھ نکالے جاتے رہے سائیکلنگ ۱۹۱۵ میں شنگھائی میں منعقد کھیلوں میں شامل کی گئی۔ منیلا میں (۱۹۱۹) پوائنٹ سسٹم کی جگہ ہر کھیل میں چیمپئن شپ کا طریقہ نافذ کیا گیا۔ عالمی معیار کے ضابطے اور میٹرک سسٹم بالترتیب ۱۹۲۳ اور ۱۹۲۵ میں شامل کیے گئے۔

ہندوستان نے پہلی بار ۱۹۳۰ میں ٹوکیو میں منعقد کھیلوں میں شرکت کی لیکن صرف ایتھلیٹکس کے میدان میں ہندوستان شامل ہوا۔ اس سے قبل ۱۹۲۱ء میں شنگھائی کھیلوں میں ہندوستان کو مدعو کیا گیا تھا لیکن اس نے شرکت نہیں کی تھی۔

۱۹۳۰ء میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ کھیل چار سال میں ایک بار منعقد کیے جائیں۔ ۱۹۳۴ء میں آخری 'فار ایسٹرن چیمپئن شپ' منعقد کی گئی۔ ان کھیلوں کی پشت پر موجود جذبے کو برقرار رکھنے کے لیے، پروفیسر جی ڈی سوندھی نے (جو کہ انڈین اولمپک ایسوسی ایشن کے سیکریٹری اور انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی کے ممبر تھے اور اپنی تمام زندگی برصغیر میں کھیل کے فروغ اور اولمپک سرگرمیوں کے لیے وقف کر دی تھی) اس سلسلے میں پہلا قدم اٹھایا اور مہاراجہ پٹیالہ کی مدد سے فروری ۱۹۳۴ء میں پہلے 'ایشیاٹک گیمز' بھارت میں منعقد کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس میں صرف افغانستان، سیلون، فلسطین اور بھارت ہی شریک ہوئے۔ اس میں صرف تین کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔ جس میں سے ایتھلیٹکس اور ہاکی دہلی میں اور تیراکی اور ڈائیونگ کے مقابلے پٹیالہ میں ہوئے۔ اس میں ہندوستان نے ہاکی کے ٹائیٹل کے علاوہ ۱۹ طلائی اور ۱۳ چاندی کے تمغے حاصل کیے۔

دوسرے ایشیاٹک گیمز تل ابیب میں چار سال بعد منعقد کرنے کا منصوبہ تھا لیکن وہاں پر حالات ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے اس پر عمل ممکن نہ ہو سکا۔ دوسری جنگ عظیم نے ان کھیلوں کی سرگرمیوں کو وقتی طور پر معطل کر دیا۔

پہلے ایشیاٹک گیمز اور ایک نئی سیاسی صورت حال نے پروفیسر سوندھی کو ان کھیلوں کو توسیع دینے کا اچھا موقع فراہم کیا۔ ۱۹۴۷ء میں جب پنڈت جواہر لال نہرو نے دہلی میں پہلی ایشین ریلیشنز کانفرنس بلائی تو پروفیسر سوندھی نے صرف ایشیائی اقوام کے لیے کھیل مقابلے منعقد کرنے کی تجویز رکھی اور اپنے مشن کی کامیابی کے لیے نہرو کی مدد چاہی۔ نہرو جی نے اس تجویز پر فوری طور پر اپنی منظوری دیدی اور تجویز کیا کہ اس کا نام اب 'ایشین گیمز' رکھا جائے۔

اسی سال انڈین اولمپک ایسوسی ایشن نے لکھنؤ کی اپنی میٹنگ میں ان کھیلوں کو بین الاقوامی سطح پر منعقد کرنے کی اجازت دیدی اور اس سے آئندہ سال ۱۹۴۸ میں لندن اولمپکس کے دوران، ایشیائی ممالک کے ممبران نے ایشین گیمز فیڈریشن کی تشکیل کے لیے اقدامات کیے۔

۱۳ فروری ۱۹۴۹ کا دن ایشیائی کھیلوں کی تاریخ میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس دن بھارت، فلپائن، افغانستان، برما اور پاکستان کے نمائندوں کی نئی دہلی کے پٹیالہ ہاؤس میں بیٹھک ہوئی جہاں ان ممبروں نے ایشین گیمز کے آئین پر دستخط کیے اور اس طرح یہ ممالک ایشین گیمز فیڈریشن کے بانی ممبران میں شامل ہو گئے۔ اس بیٹھک میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ یہ کھیل اولمپک کھیلوں کے انداز میں منعقد کیے جائیں گے۔ پانچ دیگر کھیلوں کے علاوہ اس میں ٹریک، فیلڈ اور سوئمنگ لازمی طور پر شامل ہوں گے۔ اختیاری کھیلوں کی شمولیت کا فیصلہ میزبان ملک کے ہاتھ میں ہوگا بشرطیکہ ان میں سے ہر کھیل میں کم از کم چار ممالک شرکت کریں۔ یہ فیصلہ ہوا کہ یہ کھیل ہر چار سال میں ہوں گے اور میزبانی کا پہلا موقع نئی دہلی کو دیا گیا۔ پہلے ایشیائی کھیل نئی دہلی میں ۴ سے ۱۱ مارچ ۱۹۵۱ء تک منعقد ہوئے۔ اس میں گیارہ ایشیائی ممالک کے ۵۰۰ کھلاڑیوں اور عہدیداروں نے شرکت کی اور ۶ طرح کے کھیل کھیلے گئے۔

وہ مشعل جو آج سے ۳۱ سال پہلے دہلی کے تاریخی لال قلعے پر روشن کی گئی تھی آج مینارۂ نور بن کر نہرو کے اس پیغام کو پھیلا رہی ہے۔

"کھیل کو کھیل کے جذبے سے کھیلیے"

مہاراجا پورم سنتانم کا گائن
۲۲ مئی رات ساڑھے نو بجے

ملک اور بیرون ملک بہت سی محافل موسیقی میں شرکت کر چکے ہیں۔

مہاراجا پورم سنتانم کا تعلق موسیقاروں کے ایک خاندان سے ہے۔ موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد مہاراجا پورم وشوناتھ ایئر سے حاصل کی جن کی شاگردی کا سلسلہ براہِ راست سنت تیاگ راجا سے ملتا ہے۔

شیریں اور دلکش آواز کے مالک سنتانم راگ الاپن سور پرستا اور روایتی انداز کے لیے خاصی شہرت رکھتے ہیں۔

مہاراجا پورم سنتانم کو بہت سے اعزازات و انعامات سے نوازا گیا ہے وہ

منگل شب کی محفل موسیقی

ایاز حسین خاں کا ستار وادن
۱۶ مئی رات دس بجے

ایاز حسین خاں کا تعلق اندور گھرانے سے ہے۔ ستار وادن کی تعلیم اپنے والد استاد محبوب خاں سے حاصل کی۔ ان کو استاد امداد خاں سے بھی اسباق موسیقی پانے کا شرف حاصل رہا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے پرشو رام ہلدی پور سے بھی تربیت حاصل کی۔

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۳۲۷/۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰/۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۴۸/۷۰ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

صبح
۵-۳۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۵-۴۵ صبح گاہی
۶-۱۵ خبریں
۶-۲۵ شہر صبا
۷-۰۰ پرانی فلموں سے
۷-۲۰ طلوع فروزاں
۷-۲۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۳۰ ساز سنگیت (سارنگی)
۷-۴۵ گزشتہ شب ... کی دوبارہ

نشریات (بجز جمعہ)
جمعہ: ہم سے پوچھئے (III، V)
اب کی بار (II، VI)
۸-۰۰ آپ کی فرمائش
۸-۲ تاریخ ساز
۸-۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ و اتوار)
جمعہ/اتوار آدھا گھنٹہ
۹-۰۵ آپ کی فرمائش (جاری)

(بجز جمعہ/اتوار)
۹-۱۵ لوک سنگیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار ۱۰ بجے تک
ہفتہ: گیت اپنے دیش کے
(جمعہ علی کے لیے)
۹-۳۳ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ: آپ کے خط آپ کے گیت
ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۳۲۷/۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰/۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۳۱/۰۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

دوپہر
۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
۲-۰۷ اتوار: آپ کا خط ملا
پیر: دھنک (I)
نگاہِ انتخاب (III، V)
فلمی قوالیاں (II، IV)
منگل: بھکتی گیت (I، III، V)
میری نظر میں (II، IV)
بدھ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
جمعرات: دھوپ چھاؤں
جمعہ: سات سوال
ہفتہ: گیتا محل (I، III، V)
گیت آپ کے شعر ہمارے (II، IV)
۲-۳۰ اتوار: گیتوں بھری کہانی (I)

محفل (II)
مشاعرہ (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر: دھنک (I)
نگاہِ انتخاب (III، V)
راگ رنگ (II، IV)
۲-۳ منگل: نعت و ترنم
(I، III، IV)
گیت سے گیت (III، V)
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: جھنکار (I، III، V)
یادیں بن گئیں گیت (II، IV)
جمعہ: حرف و نغمہ
ہفتہ: بزم خواتین
۳- اتوار: فلمی قوالیاں (I، III)
غیر فلمی قوالیاں (II، IV)

رنگ محل (V)
پیر: ساز بہار
منگل: نئی نسل نئی روشنی
بدھ: فلمی دنیا (I، III)
رنگا رنگ (II، V)
بات ایک فلم کی (IV)
جمعرات: غیر فلمی قوالیاں
(I، III، V)
دریچہ (II، IV)
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
ہفتہ: ابھرتے
۳-۲ آپ کی پسند
۳-۰ جہاں نما (بجز اتوار)
۳-۱۰ آپ کی پسند
۳-۲۰ تبصرہ
۳-۲۵ آپ کی پسند
۳-۵ خبریں ۵ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۳۲۷/۴ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۹۱/۰۵ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

رات
۸-۰۰ خبریں
۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
۸-۱۵ صدائے شام (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
(جمعہ کی سربراہی کے کر دستیاب)
۸-۲۰ جہاں نما (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
۸-۳۰ حسن غزل (علاوہ اتوار)
۸-۴۵ امر گیت (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
۹-۰۰ اتوار: کھیل کھلاڑی
(علاوہ پانچواں اتوار)
پانچواں اتوار: اردو دنیا
پیر: کلام شاعر
منگل: تقریر
بدھ: شہر نامہ (I، III)
شہ پارے (V)
دلی ڈائری (II، IV)

جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
جمعہ: تقریر
ہفتہ: ریڈیو پور رپل
۹-۱۵ آبشار (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
۹-۲۰ اتوار: گھر سنسار سے
پیر/بدھ: غیر فلمی قوالیاں
منگل: علاقائی نغمے
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
جمعہ: افسانہ (I)
کتابوں کی باتیں (III)
کہاں سنگیت کی (II، IV)
اس سرمایہ میں تصویر (V)
ہفتہ: حیوں در پہ
۹-۴۵ خبریں
۹-۵۵ آج کی بات

۱۰-۰۰ اتوار: رنگا رنگ (I، V)
عالمِ سخن (II)
ادبی نشست (III)
دھرتی کے رنگ (IV)
پیر: ایک راگ کئی روپ (I)
داستان ایک شہر کی (II)
شکریہ کے ساتھ (IV)
ایک ہی فلم کے گیت (III، V)
منگل: کھیل کے میدان سے
(I، III)
سائنس میگزین (II، V)
مشاعرہ (IV)
بدھ: ریڈیو دوستی (I، III)
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
(II، IV، V) (۱۰-۱۵ بجے)
جمعرات: آئینہ (II، IV)
یوجر (I، III)
ماضی کے دیار (V)
جمعہ: روبرو (انٹرویو) ساحتا

ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
۱۰-۱۵ بدھ: خط کے لیے شکریہ
(ساڑھے دس بجے تک
صرف بدھ)
۱۰-۲۰ تعمیل ارشاد
۱۰-۴۵ تاریخ ساز

۱۰-۵۰ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
۱۱-۰۵ تعمیل ارشاد (تسلسل)
۱۱-۲۵ صبح فروزاں
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
۱۲-۰۰ خبریں

(نصف شب)
۱۲-۰۵ رضی گندھالی علی بیگ)
۱۲-۳۰ شب رنگ (بزم قوالی)
۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا
خلاصہ
۱-۰۰ ختم

اتوار ۱۶ مئی

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) شمیم آزاد: غزلیں
(۲) راجکمار رضوی: محمود شام کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
ونکٹ راؤ: بانسری پر راگ بلاول

دوپہر
۲-۳۰ مشاعرہ

رات
۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۹-۳۰ گھر سنسار سے
عثمان خاں، ٹھمری کھماج، دادرا
۱۰-۰۰ ادبی نشست
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنیش چندر بہرے بوا
خیال ملوہا کیدارہ

پیر ۱۷ مئی

صبح
۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) سعادت بن اشرف، داغ،
جیالال وسنت، صبا افغانی کا کلام
(۲) رونا لیلی: ظفر اور فیض کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
۹-۳۲ امتیاز علی خاں، ریاض خاں
خیال اور ترانہ میاں کی توڑی

دوپہر
۲-۰۷ نگاہِ انتخاب
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات
۸-۳۰ حسن غزل
سعادت بن اشرف: فیض کا کلام
۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ کلام شاعر
۹-۳۰ قوالیاں
۱۰-۰۰ ایک ہی فلم کے گیت
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
امتیاز علی خاں، ریاض خاں
خیال اور ترانہ مدھو کلیان

منگل ۱۸ مئی

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
(۱) ریتا گنگولی، حفیظ جالندھری کا کلام
(۲) امیتابھ مشرا، جاں نثار اختر
اور بشیر بدر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ایرن رانی چودھری، خیال گجری توڑی

دوپہر
۲-۰۷ بھکتی گیت
۲-۳۰ گیت سے گیت

رات
۸-۳۰ حسن غزل
ریتا گنگولی: درد اور فراق کا کلام
۸-۴۵ امر گیت
۹-۰۰ تقریر
۹-۳۰ علاقائی نغمے
۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ایرن رانی چودھری: خیال مالکوس

بدھ ۱۹ مئی

صبح
۶-۲۵ شہر صبا
جگدیش سہگل، غلام ربانی تاباں
اور شیر جھنجھانوی کا کلام
اوما گرگ، ساحر ہوشیارپوری،
راجیش کمار اوج اور امیر قزلباش
کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

پنڈت جسراج : خیال جاز بھیرو

دوپہر

۲-۰۷ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ فلمی دنیا

رات

۸-۳۰ حسن غزل

اوما گرگ : غزلیں

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ شہر نامہ

۹-۳۰ قوالیاں

۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

پنڈت جسراج : خیال پوریا کلیان

جمعرات ۲۰ مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

محمد حیات وساتھی : قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا

پرکاش بھاردواج : غزلیں

کمل ہنس پال ، ساغر نظامی ، پورن سنگھ ہنر اور اختر رضا کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

۹-۳۲ جیوتسنا بھونے : خیال اہیر بھیرو

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ پنگھٹ

۳-۰۰ قوالیاں

رات

۸-۳۰ حسن غزل

کمل ہنس پال : غزلیں

۹-۰۰ ڈرامہ

۹-۳۰ سازوں پر موسیقی

۱۰-۰۰ فیچر

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

جیوتسنا بھونے : خیال مارو بہاگ

جمعہ ۲۱ مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

تلاوت قرآن مجید، نعت رسول اور نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہر صبا

مینا کپور : غزلیں

اسٹیفی والٹر : حفیظ جالندھری اور فیض کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

یعقوب علی خاں : سرود وادن

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل

مینا کپور : غزلیں

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ کتابوں کی باتیں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

کشوری امونکر : خیال اور ترانہ تلک کاموذ

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا

غلام علی ، فراق گورکھپوری اور حسن نعیم کا کلام

شانتی ہیرانند ، کیفی اعظمی اور حمید لکھنوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

مصطفیٰ رضا ، وچتر وینا پر اساوری

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

سدھیشوری دیوی ، ٹھمری بھیرویں دادرا

دوپہر

۲-۰۷ گیتانجلی

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ پھر سنیے

رات

۸-۳۰ حسن غزل

غلام علی : غالب کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ جیون درپن

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

کمار گندھرو : خیال جے جے ونتی

اتوار ۲۳ مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

برجا بھارتی وساتھی : قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا

گھنشیام داس ، شاد فدائی اور مخدوم محی الدین کا کلام

افروز بانو ، پارسا جے پوری اور جگر مراد آبادی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

دوپہر

۲-۰۷ آپ کا خط ملا

۲-۳۰ غزلیں

۳-۰۰ قوالیاں

رات

۸-۳۰ حسن غزل

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ کھیل کھلاڑی

۹-۳۰ گھر بن کا رے

رسولن بائی : ٹھمری تلنگ

۱۰-۰۰ دھرتی کے رنگ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

کرشنا راؤ جادو : دھرپد اور دھمار اڈانہ

پیر ۲۴ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

سری رام ، نیر آتشی اور ساحر لدھیانوی کا کلام

نیلم ساہنی : غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت

راجندر پرسنا : بانسری

۹-۳۲ بزم موسیقی

کمل سہگل ، کویتا سہگل : خیال

دوپہر

۲-۰۷ فلمی قوالیاں

۲-۳۰ راگ رنگ

۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات

۸-۳۰ حسن غزل

نیلم ساہنی : غزلیں

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ کلام شاعر

۹-۳۰ قوالیاں

۱۰-۰۰ شکریے کے ساتھ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

کمل سہگل ، کویتا سہگل : خیال

منگل ۲۵ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

بشیر احمد ، مصلح سلطانپوری اور اقبال کا کلام

نسیم بانو ، شاد عارفی اور حسرت موہانی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

گنگا بنرجی : خیال اور ترانہ بھٹیار

دوپہر

۲-۰۷ میری نظر میں

۲-۳۰ نغمہ و تبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۳۰ حسن غزل

بشیر احمد ، قیوم چاندپوری اور ظفر کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ مشاعرہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

گنگا بھٹناگر : خیال مالکونس

بدھ ۲۶ مئی

صبح

۶-۲۵ شہر صبا

صلاح الدین احمد ، اختر شیرانی ، چکبست اور جاں نثار اختر کا کلام

مدھو بالا چاولہ ، پی بی سری واستو اور جیا لال وسنت کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

شنو کھورانہ : خیال

دوپہر

۲-۰۷ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۲-۳۰ بزم خواتین

۲ - ۰۰ بات ایک فلم کی

رات

۸ - ۳۰ حسن غزل
مدھوبالا چاؤلہ، جگر اور فیض کا کلام

۸ - ۴۵ امرگیت

۹ - ۰۰ دلی ڈائری

۹ - ۳۰ قوالیاں

۱۰ - ۰۰ تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
شنو کھورانہ، خیال

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
انجلی بنرجی، غزلیں
مہندر سنگھ، راج بلدیو راج
اور اختر رضوی کا کلام

۷ - ۳۰ ساز سنگیت

۹ - ۳۲ کلاسیکی موسیقی
محمد شفیع، خیال

دوپہر

۲ - ۰۷ دھوپ چھاؤں

۲ - ۳۰ یادیں بن گئیں گیت

۳ - ۰۰ دریچہ

رات

۸ - ۳۰ حسن غزل
انجلی بنرجی، غزلیں

۸ - ۴۵ ڈرامہ

۹ - ۳۰ سازوں پر موسیقی

۱۰ - ۰۰ آئینہ، ادبی میگزین

۱۱ - ۳۰ بزم موسیقی
محمد شفیع، خیال

جمعہ ۲۸ مئی

صبح

۵ - ۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن مجید مع ترجمہ
نعت اور نعتیہ کلام

۷ - ۳۰ شہر صبا
نکمند لال نکرہ، قمر بدایونی اور
پارسا جے پوری کا کلام
منیر خاتون بیگم، قدیر لکھنوی
اور سراج لکھنوی کا کلام

۷ - ۳۰ ساز سنگیت
شہناز رانی، سرود وادن

۹ - ۳۲ آپ کے خط آپ کے گیت

دوپہر

۲ - ۰۷ سات سوال

۲ - ۳۰ حرف غزل

۳ - ۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸ - ۳۰ حسن غزل
منیر خاتون بیگم، میر اور
غالب کا کلام

۸ - ۴۵ امرگیت

۹ - ۰۰ تقریر

۹ - ۳۰ کہانی سنگیت کی

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
پدماوتی شالگرام، خیال

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
مجدد نیازی، جگر مرادآبادی، شفق
اور ساحر بھوپالی کا کلام
چاندرانے، داغ اور ظفر کا کلام

۷ - ۳۰ ساز سنگیت
ضیا معین الدین ڈاگر،
سرسوتی وینا پر راگ توڑی

۹ - ۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
شانتی ہیرانند، ٹھمری، بھیرویں دادرا

دوپہر

۲ - ۳۰ بزم خواتین

۳ - ۰۰ پھر سنیے

رات

۸ - ۳۰ حسن غزل
چاندرانے، غزلیں

۸ - ۴۵ امرگیت

۹ - ۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹ - ۳۰ جیون درپن

۱۰ - ۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱ - ۰۵ بزم موسیقی
مانک ورما، خیال شیام کلیان

اتوار ۳۰ مئی

صبح

۶ - ۲۵ شہر صبا
مہندر پال، غزلیں

(۴۴ ص پر)

میڈیم ویو

دہلی الف ۳۶۶.۳ میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب ۲۹۴.۲۹ میٹر ۱۰۱۷ کلوہرٹز
دہلی ج ۲۱۹.۶۳ میٹر ۱۳۶۸ کلوہرٹز
دہلی د ۲۴۶.۹ میٹر ۱۲۱۵ کلوہرٹز

شارٹ ویو

صبح ۰۰-۸ تک ۱۵.۹۱ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز
صبح ۱۵-۸ کے بعد ۴۱.۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
دوپہر ۱۵.۰ ۱۳ میٹر ۶۲۳۰ کلوہرٹز
شام ۴۵-۵ تک ۴۱.۱۹ میٹر ۷۱۱۰ کلوہرٹز
شام ۰۰-۶ سے رات تک ۹۱.۱۵ میٹر ۳۳۶۵ کلوہرٹز

خبریں

دہلی الف: خبریں
ہندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)
ہندی: صبح ۰۰-۸، ۰۰-۱۱ دوپہر ۰۰-۱، ۱۰-۲ شام ۰۰-۵ (صوبائی)
شام ۰۵-۶، ۵۰-۷ (علاقائی) رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱ (عالمی)
انگریزی: دوپہر ۰۰-۱۲ سنسکرت: صبح ۰۰-۷، شام ۱۰-۶
اردو: صبح ۵۰-۸، دوپہر ۵۰-۱ اور رات ۱۵-۹ (خبریں اور تبصرہ)
پنجابی: دوپہر ۴۰-۱

دہلی ب: ہندی: دوپہر ۴۵-۲ (دھیمی رفتار سے) **انگریزی:** صبح ۱۰-۸، ۰۰-۱۰
دوپہر ۰۰-۱، ۲۰-۲ (دھیمی رفتار سے) شام ۰۰-۴، ۰۰-۶، ۰۰-۹، ۰۰-۱۱ (عالمی)
پنجابی: صبح ۳۰-۸ شام ۳۰-۷ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۰۰-۹ بجے

دہلی د: ہندی: شام ۳۰-۷ **انگریزی:** رات ۱۵-۹
کھیل کود: شام ۰۰-۷ (ہندی) رات ۰۰-۸ (انگریزی)

* *

اتوار ۱۶ مئی

دہلی الف

صبح

۸ - ۱۰، رات ۹ - ۰۰
نصیر احمد خاں، خیال
اشتیاق حسین خاں، سارنگی
رادھے شیام، طبلہ

۹ - ۰۰ بال کاریہ کرم

۱۰ - ۰۰ آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت

۱۱ - ۰۲ یووا وانی سے

۱۱ - ۳۰، سہ پہر ۵ - ۳۵
کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲ - ۱۵ 'نیا نگر' جھلکی
تمریو پنکش، چترجیت

۲ - ۳۰ 'سہاگ کے نوپر'
شری امرت لال کے ناول کا ریڈیو عکس ۶ - ۴۵، ۸ - ۴۵

۵ - ۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸ - ۰۰ رابندر سنگیت

۸ - ۱۵ برطانیہ میں بھارت سماروہ
پیشکش، ہمانشو کمار

۹ - ۳۰ محفل

۱۰ - ۰۰ چیتن
ایم ایم ڈنڈپانی دیسکر، کرناٹک سنگیت

دہلی ب

صبح

۷ - ۳۰ سنگیت سوربھی

۷ - ۵۰ آسامی گیت

۹ - ۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳ - ۱۵ / ۲ - ۰۴
مدن داس، راجستھانی گیت

۳ - ۳۰ نصیر احمد خاں، گائن

محمد حیات خاں و ساتھی، قوالیاں
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ کرنٹ افیرز

پیر ۱۷ مئی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۸-۱۵
پرکاش این سکسینہ، بانسری
۱۱-۰۲ ملک ارجن منصور، گائن
۱۱-۳۰ وشنو پرسنا اور ساتھی، شہنائی

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'اداس چبوترہ' ناٹک
تحریر: راہی معصوم رضا

رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۹-۰۰ منی پرساد، گائن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر 'ادھنک امیکا درشٹی میں' ساہتیہ کے سندھرب میں
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
منی پرساد، گائن

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ملک ارجن منصور، گائن
۷-۵۰ سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
اشا کپیل، اودھی لوک گیت
۳-۳۰ وشنو پرسنا اور ساتھی، شہنائی

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
مدن بالا سندھو، گیت، بھجن، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۱۸ مئی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰
سلوچنا برہسپتی، گائن
مقبول حسین قریشی، طبلہ
۱۱-۰۲ بلونت رائے ورما، ستار
جیر بخیت لال، طبلہ
۱۱-۳۰ سابتری حسین، گائن
وجے اتیت، طبلہ

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ناگا لوک گیت
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ سمیا اور سماچار
۹-۳۰ 'ترسکرت'، ناٹک
تحریر: دوجیندر ناتھ مشر نرگن
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
ایاز حسین محبوب خاں، ستار

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
دیپتی بھلّہ، گیت، بھجن
۳-۳۰ بلونت رائے ورما، ستار

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
ترلوک کپور، گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۱۹ مئی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، سہ پہر ۵-۳۰، رات ۹-۰۰
راس بہاری دتہ، ستار
گلیڈون چارلس، طبلہ
۱۱-۰۲ روی شنکر، ستار پر راگ اہیر بھیرو
۱۱-۳۰ لکشمی شنکر، خیال راگ بھٹیار اور ٹھمری جوگیا

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ 'نیا نگر' جھلکی
تحریر: پنکش، چیر بخیت
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
مالوی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
پورنی سین، رابندر سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
وی ایچ ساگر، غزلیں
۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۲۰ مئی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، رات ۱۰-۰۰
غلام صادق خاں، گائن
مرلی دھر گرو، طبلہ
۱۱-۰۲ منی لال ناگ، ستار
۱۱-۳۰ مبارک علی خاں، گائن
وشنو ناتھ مشرا، طبلہ

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۰۰ سمبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
آشا کول، گیت، بھجن، غزلیں
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
رویندر گرووَر، گیت، بھجن، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۲۱ مئی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰
سوستا دیوی، گائن
۱۱-۰۲ سری سنگھ اور ساتھی، شہنائی
۱۱-۳۰ گیانن راؤ جوشی، گائن

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۲ سنگیت سوربھی
سری سنگھ و ساتھی، شہنائی
۷-۵۰ تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
پریم کمار بھٹناگر، ہماچلی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام
۶-۱۵، ۸-۱۵
شانتی ہیرانند، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی پروگرام

ہفتہ ۲۲ مئی

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، رات ۹-۰۰
سنیل بوس، گائن

۱۱-۰۲ وشوجیت رائے چودھری، سرود
سمیع بھارتی، طبلہ
۱۱-۳۰ رام اوتار، گائن
نانک چند، طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
ایم ایس سبالکشمی، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وشوجیت رائے چودھری، سرود
سمیع بھارتی، طبلہ
۷-۵۰ کنسٹرڈ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک سنگیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
راماسونی، گیت، بھجن
۳-۳۰ رام اوتار، گائن
نانک چند، طبلہ

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اورگینسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۳ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ این آر شاہانے، گائن
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ اشوک کمار رانے، سرود
۱۱-۰۲ یوواوانی
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۳۵
کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ 'نیانگر' جھلکی
تحریر وپیشکش، چرنجیت
۲-۳۰ 'ترکون'
تحریر، اوکلانا تھ سرواستو،
سلام مچھلی شہری، ریوتی سرن شرما

۵-۰۳ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۱۵ برطانیہ میں بھارت سماروہ
۸-۳۰ ایشیائی کھیلوں پر خصوصی پروگرام
۹-۰۰ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین
بیگم اختر

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
کویتا سہگل، غزلیں
۳-۳۰ این آر شاہانے، گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
افضال اقبال وساتھی، قوالیاں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۴ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۹-۰۰
راجندر پرشاد، بانسری
۱۱-۰۲ گنگو بائی ہنگل، خیال میاں کی ٹوڈی
۱۱-۳۰ ظفر احمد خاں، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت
۱۲-۳۰ 'ترسکرت' دوجیندر ناتھ مشرا نرگن
کی کہانی کا ریڈیو عکس

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ سبدھ سنگیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

دہلی 'ب'

۷-۳۰ سنگیت سبھا
۷-۵۰ سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

شام

۳-۱۵، ۴-۰۲

نیرالوس، گیت، بھجن اور
رابندر سنگیت
۳-۳۰ ظفر احمد خاں، ستار

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
جمیل احمد، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۲۵ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۹-۰۰
بلرام پاٹھک، ستار
۱۱-۰۲ جے دتی شری واستو، گائن
غفار حیدر خاں، طبلہ
۱۱-۳۰ آر ایس تیواڑی، وائلن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
منی پوری لوک گیت

رات

۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مادھوی گڈی، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ جے دتی شری واستو، گائن
غفار حیدر خاں، طبلہ

شام

۶-۱۵، ۸-۴۵
ارمل وڈھیرا، گیت، بھجن، غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۲۶ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰

چت دوبرمن، اسرارج
۱۱-۰۲ ہرش وردھن، بانسری
درگا پرشاد، طبلہ
۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
بے نظیر بیگم، ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت

رات

۸-۰۰ 'نیانگر' جھلکی
تحریر وپیشکش، چرنجیت
۸-۱۵ وگیان لوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
اسد علی خاں، بین
رامجی لال شرما، پکھاوج

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
ٹھمری
۷-۵۰ گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
اندیتا رائے، رابندر سنگیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
سریندر بنڈیر، غزلیں
۹-۳۰ دیگر اسٹیشنوں سے انتخاب

جمعرات ۲۷ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، رات ۹-۰۰
چندن رانے، سرود
۱۱-۰۲ ایک اننت
۱۱-۳۰ نندہ ناٹر، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم

رات

۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک۔
'سیما بدھ'
شنکر ناؤں کار یڈیو عکس از
شری نکھوا پادھیائے
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
مینا ششی کانت گپتا، بھجن
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
منموہن پہاڑی، بھجن، گیت
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۲۸ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
نینا دیوی، گائن
۱۱-۰۲ سی این بنرجی، ستار
۱۱-۳۰ استاد امیر خاں، گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گرموالی سنگیت

رات

۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ ڈاکٹر کی رائے میں
۹-۳۰ 'ایک ضدی لڑکی' ناٹک
تحریر، وجے تندولکر
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
رفیع احمد خاں، سرود
غفور قریشی، طبلہ
۷-۵۰ تیلگو گیت

۹-۱۰ لوک بھارتی
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
مہیش اندر شرما، گیت، بھجن، غزلیں
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
دنیش پربھاکر، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی فیچر

ہفتہ ۲۹ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
اوماشنکر مشرا، ستار
۱۱-۰۲ مانک راؤ راجوکر، خیال شدھ سارنگ
۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰
گھنشیام داس پربھاکر، جلترنگ
اختر حسین، طبلہ
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
اے کے کوکبی، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
نوتن ببر، گیت، بھجن
۳-۳۰ سیدھ سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اور گیت ٹونائٹ

اتوار ۳۰ مئی

دہلی 'الف'

صبح ۸-۱۰، رات ۹-۰۰
نثار حسین خاں، خیال گوجری توڑی
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ امرناتھ، بانسری
گنیش چندر سمن، طبلہ
۱۱-۰۲ یووا وانی سے
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۳۵
کرناٹک سنگیت

دوپہر

۱۲-۱۵ 'نیا نگر' جھلکی
تحریر، چرنجیت
۲-۳۰ 'ایک ضدی لڑکی' ناٹک
تحریر، وجے تندولکر
۵-۲۰ سنسکرت پاٹھ

رات

۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ برطانیہ میں بھارت سماروہ
تحریر، ہمانشو کمار
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سعید خاں، ستار
۷-۵۰ آسامی گیت
۹-۱۰ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
رینو کا گپتا، بھجن، غزل
۳-۳۰ نثار حسین خاں، ٹھمری

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
ورندگان

۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۳۱ مئی

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ شمس الدین فریدی ڈیسائی، رودر وینا
۱۱-۰۲ سرسوتی رانی، خیال دیسی
۱۱-۳۰، رات ۹-۰۰
دیا شنکر اور ساتھی، شہنائی

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۵-۴۰ سنگیت

رات

۸-۰۰ سوا ستھ رکھشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
'ہماری پرمپرا اور ہم'
۱۰-۰۰ چترا چکرورتی، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری، اودھی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲
سریش چندر گپتا،
اتر پردیش کے لوک گیت
۳-۳۰ سنگیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵
پشپا رانی، گیت، بھجن، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

غزل

مصور کار نجوی

دنیا ہے اگر دشمن ایماں تو مجھے کیا
اوصاف حمیدہ ہیں نگہباں تو مجھے کیا

آسودۂ منزل ہوں میں آسودہ منزل
رہزن ہے سرا پا پریشاں تو مجھے کیا

ظلمت کو کہے نور، کبھی نور کو ظلمت
آتا ہی نہیں ہوش میں انساں تو مجھے کیا

معلوم ہے احسان فراموش ہے انساں
لیکن مری فطرت کرے احساں تو مجھے کیا

تصویر صنم ہوش اڑاتی ہے مصور
یہ شکوہ کرے دیدۂ حیراں تو مجھے کیا

(ناگپور سے نشر)

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف: ۶۱۲/۶۰۱ء۴ میٹر ۷۴۷ کلو ہرٹز لکھنؤ ج ۲۳۴ء۲۴ میٹر ۱۲۷۸ کلو ہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ ب: ۹۳/۶۰ء۰ میٹر ۳۲۰۵ کلو ہرٹز (صبح ۵-۵۵ سے ۷-۴۵ تک اور شام ۵-۱۵ کے بعد) ۴۸/۸۲ میٹر ۶۱۶۰ کلو ہرٹز ۴۱/۳۸ میٹر ۷۲۵۰ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰ بجے، دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ بجے، شام ۶-۰۰، شب ۸-۴۵ اور ۱۱-۰۵ بجے
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ بجے شب ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰ بجے
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ بجے، شام ۶-۱۰ بجے اردو: صبح ۸-۰۵ بجے، شب ۹-۱۵ بجے
نیوزلیٹر (ہندی): صبح ۹-۰۰ بجے ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ بجے
علاقائی: دوپہر ۲-۳۰ بجے (اردو)، صبح ۷-۲۰ بجے، شام ۷-۲۰ بجے (ہندی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم / منگل دھونی
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۲۰ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵۰ دچاروندو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۷-۰۵ مانس گان
۷-۱۵ آپ کے آس پاس
فیچر (اتوار)
۷-۳۰ سنسکرت شکشا (پیر، جمعرات)
تلگو شکشا (منگل، بدھ، ہفتہ)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۱۰ اس ماس کے گیت (اتوار)
۹-۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد (اتوار)
۹-۳۰ 'سرجھی'، آپ شاستریہ سنگیت پر مبنی پروگرام (صرف اتوار)
۹-۴۵ بال سنگھ (اتوار)
۱۰-۳۰ ردیواریہ سنگیت سبھا (اتوار)
۱۱-۳۰ اختتام

دوپہر

۱۲-۰۰ بارہ دری (اتوار)
۱۲-۱۰ دیہاتیوں کے لیے (اتوار کے علاوہ)
۱۲-۳۰ کاریہ شیل مہلاؤں کے لیے (اتوار)
ملے جلے گانے (پیر)
سب رس (بدھ)
چتر پٹ سے (جمعرات، جمعہ)
۱-۱۰ آج اتوار ہے (اتوار)
گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۴۰ جوانوں کے لیے
۲-۲۰ وگیان اور کسان
۲-۳۵ موسم کا حال اور اختتام

شام

۴-۳۰ دیش گان (روزانہ)
۴-۳۵ لوک گیت (روزانہ)
۴-۴۵ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال (روزانہ)
۴-۵۰ سگم سنگیت (پیر سے ہفتہ تک)
رویندر سنگیت (صرف اتوار)
۵-۰۰ یووا وانی (روزانہ)
۵-۴۵ فلم سنگیت (بدھ کے علاوہ روزانہ)
پتر کے لیے دھنیہ واد (بدھ)
۶-۱۵ شرنگ
ریڈیو گوشٹی (اتوار)
۶-۴۵ مزدور منڈل (اتوار کے علاوہ)
کل کے کاریہ کرم
۶-۵۰ کسانوں کے لیے (منگل، جمعہ، کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشٹی (منگل اور جمعہ)
۷-۳۰ لوکایتن
(اتوار، پیر، منگل، جمعرات اور ہفتہ)
آؤ بچو! (بدھ)
بال گوپال (جمعہ)

شب

۸-۰۰ ہندی تقریر (اتوار سے جمعہ تک)
۹-۳۰ انگریزی تقریر (اتوار، بدھ)
۹-۴۵ بھارت بھارتی (منگل)
پریوار کلیان پرشنوتری (بدھ)
۱۰-۰۰ ساہتکی (پہلے اور چوتھے پیر کو)
رتناکر: موسیقی کا تنقیدی جائزہ (ہر اتوار کو)
۱۰-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح

۵-۵۵ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۹-۰۰ اختتام
۱۱-۳۰ لکھنؤ 'الف' کے مطابق (اتوار)

دوپہر

۱۲-۰۰ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۲-۳۵ اختتام

شام

۵-۰۰ لکھنؤ 'الف' کے مطابق
۵-۴۵ آراتی پروگرام (لکھنؤ اور نجیب آباد)
۶-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۱۱-۱۰ اختتام

اتوار ۱۶ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: بولتی تحریریں
اردو کے کلاسیکی ادب پر مبنی پروگرام
۹-۴۵ بال سنگھ، اے جاں باز
پنڈتی چالک، کرن ماتھر
ڈاکٹر بھیا سے ملاقات
آنکھ اس کے روگ
ڈاکٹر کے سی گرگ
۱-۱۰ آج اتوار ہے: جھلکی

شام

۵-۰۰ یووا وانی: فرمائشی فلمی نغمے
۷-۳۰ لوکایتن
۱۰-۰۰ رتناکر: موسیقی کا تنقیدی جائزہ

پیر ۱۷ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام: ملاقات
جے این بھٹناگر سے کلاسیکی میوزک اور غزل گائیکی پر
بات چیت: شفاعت علی
۹-۱۰، دوپہر ۱۲-۱۰ اور شب ۹-۴۵
وملا کول: خیال

شام

۵-۴۵ فلم سنگیت
۸-۱۵ نیشنل اسپورٹس
۸-۳۰ شوبھا گرٹو: ٹھمری
۱۰-۳۰ رادھیکا موہن موئترا: سرود

منگل ۱۸ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
خطوط کے آئینے میں
ڈاکٹر محمد اقبال
بات چیت: ڈاکٹر محمود الٰہی
کلام شاعر: عمر انصاری
۹-۱۰ وگیان چرچا

شام

۵-۴۵ فلم سنگیت
۷-۳۰ لوکایتن
۸-۲۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۹ مئی

صبح

۷-۴۵ سازِ غزل: غزلوں کا خاص پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام: سائنس نامہ
سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں ہوئی ترقیوں کا جائزہ
ڈاکٹر ذکا امام: رنگ تغزل
۹-۱۰ اور دوپہر ۱-۱۰
آنکا دھر راؤ بلنگ: خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰ رتن سنہا : سرود
طبلہ پر سنگت : ردی ناتھ مصر

شام

۵-۴۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
سامعین کے خطوط کے جواب
۷-۳۰ آؤ بچو !
۹-۵۰ پریوار کلیان پرشنوتری

جمعرات ۲۰ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : شعری نشست
۹-۱۰ اور دوپہر ۱۲-۱۰
ہردیال ملگوترا : خیال

شام

۵-۴۵ فلم سنگیت
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۰-۳۰ کنور راجیندر سنگھ
وائلن وادن

جمعہ ۲۱ مئی

صبح

۷-۳۰ سور ویلا : ہندی میں نظم خوانی
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین پروگرام
میرا بھی زمانہ تھا
بادشاہ باغ : بات چیت
لطیف صدیقی
افسانہ : ڈاکٹر بشیشر پردیپ
۹-۱۰ اور شب ۸-۳۰
مکیش بہاری شرما : سرود

دوپہر

۱۲-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
منجو سندرم : خیال

شام

۷-۳۰ بال گوپال
۱۰-۰۰ آمنے سامنے

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کے لیے : بچوں کا نغمہ
کتاب کی کہانی
آسان اردو میں معلوماتی بات چیت
حسین امین

ایک کہانی
۹-۱۰ بسوراج راجگرو : خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ نکھل بنرجی : ستار

شام

۵-۴۵ فلم سنگیت
۸-۰۰ پریچرچا
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۲۳ مئی

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام
بولتی تحریریں، فیچر پروگرام
۹-۱۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
سامعین کے خطوط کے جواب
۹-۳۰ 'سُر بھی' اُپ شاستریہ سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ منجوشا
۱-۱۰ آج اتوار ہے : جھلکی

شام

۴-۵۰ رویندر سنگیت
۵-۴۵ فلم سنگیت
۱۰-۰۰ رتناکر : موسیقی کا تنقیدی جائزہ

پیر ۲۴ مئی

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام : ملاقات
۹-۱۰ محمد سمیع منے : بانسری وادن

شام

۵-۴۵ فلم سنگیت
۸-۳۰ محمد سمیع منے : بانسری وادن
۹-۴۵ ایم ایس گوپال کرشنن : وائلن
۱۰-۳۰ بیگم اختر : ٹھمری، دادرا

منگل ۲۵ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین پروگرام
نئے ہندوستان میں
سماج دشمن عناصر کی اصلاح
بات چیت : امیر حسن
کلام شاعر : نذیر بنارسی
۹-۱۰ وگیان چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ من بھاون : فرمائشی فلمی نغمے

شب

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ مئی

صبح

۷-۴۵ ساز غزل : غزلوں کا خاص پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام
مزاحیہ خاکہ : ذلِ حسنین
مزاحیہ کلام
۹-۱۰ سیتا سرن سنگھ : خیال

دوپہر

۱-۱۰ جی این گوسوامی : وائلن وادن

شام

۵-۴۵ پتر کے لیے دھنیہ واد
سامعین کے خطوط کے جواب
۸-۳۰ مشتاق حسین خاں : خیال

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
بزم دم گفتگو گرم دم کارزار
پنڈت نہرو پر خصوصی فیچر
تحریر عرفان صدیقی
پیش کش : شفاعت علی
۹-۱۰ شمشیر سنگھ : سرود وادن

شام

۷-۳۰ لوکائتن
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

جمعہ ۲۸ مئی

صبح

۷-۳۰ سور ویلا : ہندی میں نظم خوانی
۸-۳۰ اردو پروگرام : میگزین پروگرام
فراق کا فن : بات چیت
افسانہ : وسیم احمد
۹-۱۰ ونود کمار مصر : سارنگی وادن

شام

۷-۳۰ بال گوپال
۹-۳۰ سنسکرت پتریکا، ڈرامہ
۱۰-۳۰ پدماوتی شالگرام : خیال

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
نقشہائے رنگ رنگ
پنجابی افسانے : فیچر پروگرام
۹-۱۰ جگدیش پرساد : خیال

دوپہر

۱۲-۱۰ رام جی مصر : طبلہ سولو
۱-۱۰ راگ رنگ
این راجم : وائلن وادن

شام

۷-۳۰ لوکائتن
۸-۰۰ وکاس یاترا : ہندی پریچرچا
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۳۰ مئی

صبح

۷-۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ بستیاں ہماریاں
قصبہ مجدی : تمثیلی فیچر
ترتیب و پیش کش
شفاعت علی
۹-۳۰ 'سُر بھی' اُپ شاستریہ سنگیت

شام

۴-۵۰ رویندر سنگیت
۸-۱۵ بھارت سمارو ہ
۱۰-۰۰ رتناکر
موسیقی کا تنقیدی جائزہ

پیر ۳۱ مئی

صبح

۸-۳۰ اردو پروگرام : ملاقات
دواؤں کی تحقیق پر
سی ڈی آر آئی کے ڈائریکٹر
ڈاکٹر نتیانند سے
جناب عثمان غنی کی بات چیت
۹-۱۰، شب ۹-۴۵ اور ۱۰-۳۰
گنیش پرساد مصر : گائن

شام

۵-۰۰ یووا وانی
۸-۳۰ شاستریہ سنگیت
۱۰-۰۰ ساہتیکی

۲۲۰۰ ۳۳ میٹر (۹۱۰ کلو ہرٹز)

خبریں

سندی/انگریزی: صبح ۰۰-۶ (عالمی)   ہندی: صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ اور ۱۰-۲ شام ۰۵-۶ رات ۴۵-۸   انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۲ رات ۰۰-۹
اردو: صبح ۵۰-۸ اور رات ۱۵-۹   سماچار پتر ہندی: صبح ۰۰-۹
ضلع کی چٹھی: صبح ۰۵-۹   پرادیشک سماچار: شام ۲۰-۷

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم آرمبھک دھن گرشنا منگل دھونی
۳۵-۶ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ گاندھی چرچا
۳۰-۶ سنو کسانوں
۵۵-۶ پروگراموں کا خلاصہ
۱۵-۷ روزگار سماچار
۲-۷ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ کاوریہ سدریہ
اتوار آج اتوار ہے
۲۵-۷ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
درس (ہر جمعہ کو)
سگم سنگیت (صرف پیر، منگل بدھ اور جمعہ کو)
۲-۸ لوک گیت
۳۰-۸ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۱-۹ ۳ ۱۰
بال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۲-۱۲ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
فلمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۳۵-۱۲ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۰۰-۱ پروگراموں کا خلاصہ
۱۰-۱ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہیلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی کہتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
نغمۂ راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامیں مہیلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۳-۱ محاورے کے (ہر سنیچر کو)
۲-۲ جرپٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)
۳۵-۲ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۶ علاقائی سوچنائیں
۳-۶ یووانی
۰۰-۷ کرشی جگت
۳۵-۷ پریوار کلیان ورش وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپکے لیے دو حرف اور قصبہ کی شرناؤں کے سنگ (بائیں بدھ کو)
آپکی پسند (ہر جمعرات کو)
یہ بھی پرسنے (ہر جمعہ کو)
سندی تقریر (ہر سنیچر کو)
۰۰-۸ سگم سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار حویلیار
منگل سنسکرت پروگرام
۱۵-۸ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (ہر بدھ، جمعرات اور جمعہ کو)
۲-۸ وادیہ وند (ہر منگل کو)
۳-۸ ساز اور آواز
۳-۹ چہار بیت (ہر اتوار کو)
آہنگ (ہر جمعہ کو)
۴۵-۹ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ وند (پیر اور منگل کو)
۱۰ وچار وصادا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

اتوار ۱۶ مئی

دوپہر

۱۰-۱ پریوار جگت
(۱) مباحثہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) گیت، غزل

شام

۳۰-۶ یووانی
سنواد گیت
۰۰-۷ کرشی جگت
خطوں کے جواب
۰۰-۸ جگجیت سنگھ اور چترا سنگھ
سگم سنگیت
۳۰-۹ لیاقت حسین اور ساتھی
چہار بیت

پیر ۱۷ مئی

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸
پربنب کمار کرچی، سگم سنگیت

دوپہر

۱۰-۱ 'بندیا'
(۱) پسند اپنی اپنی: سامعین کے خطوں پر مبنی
(۲) 'جوگیا پن کیوں؟'

۴۰-۱، رات ۱۵-۸
کرشن راؤ شنکر پنڈت، گائن

شام

۳۰-۶ یووانی
(۱) خبروں کے آئینے میں
(۲) سرگم، اسمیتا سکسینہ
۰۰-۷ کرشی جگت
۴۰-۷ 'آہنگ'، اردو پروگرام
'بڑھتی ہوئی مہنگائی — اسباب اور تدارک'، مذاکرہ
شرکا: شریف الرحمٰن خاں، ڈاکٹر امین یوصدیقی اور ڈاکٹر کملا دیوی

منگل ۱۸ مئی

دوپہر

۳۰-۱ ہری پرساد چورسیا، بانسری

شام

۳۰-۶ یووانی، پریکرما
۰۰-۷ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) پنچایتوں کا زرعی ترقی میں مقام

بدھ ۱۹ مئی

دوپہر

۴۰-۱ آنچل
۴۰-۱، رات ۱۵-۸
استاد مشتاق حسین خاں، گائن

شام

۳۰-۶ یووانی
(۱) یووا پسند
(۲) مغربی موسیقی
۰۰-۷ کرشی جگت
۴۵-۷ (۱) 'لیٹ می شیئر ود یو'، انگریزی تقریر
(۲) 'پارس ایڈم اے ہیوم دس ایکیج' انگریزی تقریر، ڈاکٹر اے ایل جین

جمعرات ۲۰ مئی

صبح

۲۵-۷ 'ساہتیہ سدھا' سنسکرت پروگرام
تقریر: ڈاکٹر ساوتری کپل

دوپہر

۴۰-۱، رات ۱۵-۸
بہادر خاں، سرود وادن

شام

۱۵-۶ 'چندرا میرا اور پنت'، تقریر: گائتری سرواستو
۳۰-۶ یووا وانی
(۱) خطوں کے جواب
(۲) یووا پسند
۰۰-۷ کرشی جگت
۰۰-۸ جو نے بار
موتی بیگم، غزلیں

جمعہ ۲۱ مئی

صبح

۳۰-۷ 'واتاین' تقاریر:
(۱) سی ایم برتھوال
(۲) شوبھا اگروال
۳۰-۸ 'آہنگ'، اردو پروگرام
'افسانہ نمبر'
شرکا: افسانہ نگار، مسعود ظفر، محمد صدیق سیفی، اور رئیس نجمی امروہوی

دوپہر

۳۰-۱، رات ۱۵-۸
مانک ورما، گائن

شام

۳۰-۶ یووا وانی
(۱) ورندگان
(۲) کچھ چٹکلے کچھ گیت
۰۰-۷ کرشی جگت
(۱) خطوں کے جواب
(۲) کرشی اوزاروں کا رکھ رکھاؤ

رات

۰۰-۸ بھوپندر، غزلیں
۳۰-۹ 'جلے ہونٹوں کی آواز'، ناٹک
تحریر: جناردن رائے
پیشکش: جوالا پرشاد

ہفتہ ۲۲ مئی

شام

۳۰-۶ یووا وانی
۰۰-۷ کرشی جگت
۴۵-۷ 'سوالوں کے ذریع'
ضلع کلکٹر مراد آباد
۰۰-۸ جگموہن، گیت
۱۵-۸ جمال الدین بھارتی، ستار

اتوار ۲۳ مئی

دوپہر

۱۰-۱ پریوار جگت

(۱) کشوروں کی سمیا، تقریر

(۲) کتنا گھاتک ہے مٹاپا، تقریر

(۳) گیت، غزل

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) شعری نشست

(۲) سنواد گیت

۰۰-۷ کرشی جگت

خطوں کے جواب

۰۰-۸ طلعت محمود، غزلیں

۳۰-۹ چہار بیت

پیر ۲۴ مئی

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸

سی ایچ آتما، گیت

دوپہر

۱۰-۱ 'بندیا'

(۱) پریچرچا

(۲) شعوبیتوں کی نسل بندی دوربین کے ذریعے، تقریر

(۳) گیت، غزل

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

بسم اللہ خاں، شہنائی

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) خبروں کے آئینے میں

(۲) سرگم، نیلم سکینہ

۰۰-۷ کرشی جگت

۴۵-۷ 'آہنگ' اردو پروگرام

اصول تعلیم نظرثانی، فیچر

تحریر و پیشکش، شرافت یار خاں

معاون ۔ ایل وپاس کمار

منگل ۲۵ مئی

صبح

۴۵-۷ بیگم اختر، غزلیں

دوپہر

۳۰-۱ مالویکا کانن، شاستریہ سنگیت

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) پرکیرا

(۲) میری پسند

۰۰-۷ کرشی جگت

بدھ ۲۶ مئی

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸

رونا لیلیٰ، سگم سنگیت

۲۰-۸ پریم شیل بھٹناگر، لوک گیت

دوپہر

۱۰-۱ 'آنچل'

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

جواہر لال بھٹ، جلترنگ

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) گیتوں بھری کہانی

(۲) ایشیاڈ ۸۲ کی باتیں

(۳) مغربی موسیقی

۰۰-۷ کرشی جگت

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۴۵-۷ 'ساہتیہ سدھا'

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

استاد نثار حسین خاں، گائن

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) خطوں کے جواب

(۲) یووا پسند

۰۰-۷ کرشی جگت

اکاشوانی گاؤں میں

۰۰-۸ جوئنے بار

مدن موہن گوسوامی، غزلیں

جمعہ ۲۸ مئی

صبح

۳۰-۷ کاویہ سوربھ

۳۰-۸ 'آہنگ'

'پیتل نگری - مرادآباد'، فیچر

تحریر و پیشکش، زبیر رضوی

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

استاد علی اکبر خاں، سرود

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) کچھ چٹکلے کچھ گیت

(۲) وادیہ ورند

۰۰-۷ کرشی جگت

(۱) خطوں کے جواب

(۲) بیل چلت ٹیوب ویل

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸

کنول سدھو، غزلیں

شام

۳۰-۶ یووا وانی

کالج کی ایک شام

۰۰-۷ کرشی جگت

(۱) مکا کی کامیاب کھیتی

۱۵-۸ نزاکت علی سلامت علی، گائن

اتوار ۳۰ مئی

دوپہر

۱۰-۱ پریوار جگت

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) سوالوں کے دائرے میں

'نگر پالیکا'

(۲) سنواد گیت

۰۰-۷ کرشی جگت

خطوں کے جواب

۰۰-۸ آشا بھونسلے، گیت

۳۰-۹ شاکر حسین وساقی، چہار بیت

پیر ۳۱ مئی

صبح

۴۵-۷، رات ۰۰-۸

غلام علی، غزلیں

۱۰-۱ بندیا

۴۰-۱، رات ۱۵-۸

پنڈت اونکارناتھ ٹھاکر، گائن

شام

۳۰-۶ یووا وانی

(۱) خبروں کے آئینے میں

(۲) سرگم

۰۰-۷ کرشی جگت

۴۵-۷ آہنگ

ادبی کتابوں پر تبصرہ

از اکبر علی خاں عرشی زادہ

گورکھپور

میڈیم ویو ۳۳۰.۸ کلو ہرٹز ۹۰۹

[illegible]

صبح		شام	
۵۵-۵	وندے ماترم؛ بھگتی سنگیت	۳۰-۵	دیہاتی بھائیوں کے لیے
۲۰-۶	کھیتی کی باتیں	۳۰-۵	گرامین کاریہ کرم (گرامین مہلاؤں کے لیے) (پیر، جمعرات) بچوں کے لیے (ہفتہ)
۲۵-۶	شاستریہ سنگیت		
۵۵-۶	آج کا چنتن		
۰۵-۷	رام چرت مانس سے		
۱۵-۷	مقامی اعلانات اور شنڈولڈ کاسٹ اور شنڈولڈ ٹرائب امیدواروں کے لیے روزگار سماچار	۰۰-۶	پروگراموں کا خلاصہ اور مقامی اعلانات
		۱۰-۶	کرشکوں کے لیے
		۱۵-۶	چترپٹ سنگیت
۲۵-۷	سگم سنگیت	۴۰-۶	یووا وانی
۳۰-۸	اردو پروگرام	۰۰-۷	اسپورٹس کی خبریں
۰۵-۹	ضلع کی چٹھی	۰۵-۷	روزگار سماچار
دوپہر		۳۰-۷	پرادیشک سنگیت
۳۰-۱۲	نیپالی پروگرام	۳۵-۷	سامئیکی
۲۰-۲	لوک گیت		

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۳۷۳٫۱٦ میٹر ۸۰۳ کلوہرٹز جالندھر "ب" ۴۲۷٫۴۳ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫٦ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۱۰-٦ تا ۳۰-٦ تک)

خبریں

ہندی: صبح ۰۰-۸، دوپہر ۰۵-۱، ۱۰-۱، ۰۵-۲، ۱۰-۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۰۵-٦، ۱۰-٦ (پرادیشک سماچار)، رات ۴۵-۸، ۰۵-۱۱
پنجابی: صبح ۳۰-۸ دوپہر ۴۰-۱ شام ۱۰-٦ (پرادیشک سماچار) شام ۳۰-۷
انگریزی: صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱
اردو: صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹ (خبریں) ۲۵-۹ تبصرہ
روزگار سماچار: شام ۴۰-۷

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

جالندھر (الف)

صبح
۵۵-۵ وندے ماترم
۰۵-٦ آرادھنا: بھگتی سنگیت
۳۵-٦ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
۴۰-٦ پریچے: پروگراموں کا خلاصہ
۴۵-٦ آسا دی وار (صرف اتوار)
۰۵-۷ امرت بودھ
۱۵-۷ قدم قدم پڑا پڑا (پیر)
۳۰-۷ بھگتی سنگیت
۰۵-۹ سامائیکی

دوپہر
۰۵-۱ فوجی بھائیوں کے لیے
۰۰-۲ موسم اور اُتم کھیتی پروگرام
۲۰-۲ سگم سنگیت
ساڈے آس پاس (ہفتہ)

شام
۳۰-۵ گوروانی وچار
۰۰-٦ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
۳۰-٦ دیہاتی پروگرام
۴۰-۷ روزگار سماچار
۲۵-۹ اردو میں تبصرہ

جالندھر (ب)

شام
۰۰-٦ یووا وانی
۴۵-٦ یونیورسٹی براڈکاسٹ
۰۰-۷ پنجابی میں رنگا رنگ پروگرام (دیس پنجاب)
۰۰-۸ اختتام

اتوار ۱٦ مئی

صبح
۰۵-۷ بھجن
۳۰-۷ سریندر سنگھ پال سنگھ، خیال سیرنگی
۲۰-۸ سکھی بھجن
۵۰-۸ گیت
۱۵-۹ بال جگت
۰۰-۱۰ چانن رشماں
۳۰-۱۰ آپ کی فرمائش

دوپہر
۰۰-۱۲، رات ۳۰-۱۰
استاد بڑے غلام علی خاں
ٹھمری اور کیدار
۱۵-۱۲، سہ پہر ۰۵-۵
پنجابی گیت
۳۰-۱۲ خواتین کے لیے
۲۰-۲ غزلیں
۳۰-۲ باغ سنگھ، لوک گیت
۱۵-۵ امریک سنگھ غازی ننگل، لوک گیت

شام
۴۵-۷ جاگرت
۰۰-۱۰ شبد گائن

پیر ۱۷ مئی

صبح
۴۵-٦ بھجن
۱۵-۷ قدم قدم پڑا پڑا
۳۰-۷، رات ۳۰-۱۰
اشوک رانئے، سرود پر
راگ بسنت مکھاری، اموج کھماجی
۲۰-۸، رات ۱۵-۱۰
لال چند یملا جٹ، لوک گیت
۰۵-۹ پنجابی گیت

دوپہر
۰۰-۱۲ آپ کی فرمائش
۳۰-۱۲ گیت
۳۰-۲ گلزار بھٹی، لوک گیت
۰۰-۵ بال واڑی

رات
۰۰-۸ 'بھگوان بچائے چاپلوسوں سے' ہلکی از وجے سرباده
۳۰-۹ پنجابی ناٹک
۴۵-۱۰ پروین سلطانہ، خیال گسی کلیان

منگل ۱۸ مئی

صبح
۴۵-٦ شبد
۱۵-۷ کماری کرشنا، کویتا پاٹھ
۳۰-۷ اجیت سنگھ پنتل، خیال کومل رشب اساوری
۲۰-۸، سہ پہر ۰۵-۵
پنجابی گیت
۵۰-۸ امریک سنگھ ہرگوبند پوری
۱۵-۹ جاگرت

دوپہر
۰۰-۱۲ کچھ گلاں کچھ گیت
۲۰-۲ غزلیں
۳۰-۲ مولا سنگھ ڈھاڈی وساتھی، واراں
۱۵-۵ جگجیت سنگھ زیروی، لوک گیت

شام
۴۵-۷ ریتا گنگولی، ٹھمری، دادرا
۰۰-۸ اردو اخبارات اور عوام، اردو تقریر از ورپندر
۱۰-۸ غزلیں
۰۰-۱۰ آزاد حسین مقبول خاں، گائن

بدھ ۱۹ مئی

صبح
۴۵-٦، دوپہر ۱۵-۱۲
بھائی بخشیش سنگھ راگی وساتھی
شبد
۳۰-۷، دوپہر ۰۰-۱۲
پریم ناتھ چھبّر، ستار پر
راگ گن کلی اور مدھومد سارنگ
۴۵-۷، رات ۴۵-۱۰
اوپی کپور، ٹھمری
۲۰-۸ پنجابی گیت
۵۰-۸ پربتی بالا، لوک گیت
۰۵-۹ محمد یعقوب، غزلیں

دوپہر
۳۰-۱۲ چنگی صحت
۲۰-۲ غزلیں
۳۰-۲ درشن سنگھ، لوک گیت
۰۵-۵ پھلجھڑی

شام
۴۵-۷ قدم قدم پڑا پڑا
۰۰-۸ پنجابی تقریر
۳۰-۹ آپ کی فرمائش
۳۰-۱۰ لکشمی شنکر، خیال پوریا کلیان

جمعرات ۲۰ مئی

صبح
۴۵-٦ برکت سدھو اور پورن شاہکوٹی، کافیاں
۳۰-۷، دوپہر ۰۰-۱۲، رات ۳۰-۱۰
سیارام تیواری، الاپ دھمار، راگ الہیا بلاول، بھجن، باگیشری
برندابنی سارنگ، ٹھمری پیلو
۳۰-۸، دوپہر ۱۵-۱۲
ایرا رانے، بھجن
۱۵-۹، شام ۵۰-۷
مہندر پال سنگھ نغمہ: شبد گیت

دوپہر
۳۰-۱۲ ناری سنسار
۲۰-۲ غزلیں

۲-۳۰ رخنا، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ ہربنس اروڑہ، لوک گیت

رات

۸-۳۰ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ ضلع دی تصویر

جمعہ ۲۱ مئی

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰، رات ۱۰-۳۰
اوم پرکاش، راگ اہیر بھیرو
اور راگ جے جے ونتی
کالے رام، طبلہ پر سنگت
۸-۵۰، رات ۱۰-۱۵
برکت سدھو، صوفیانہ کلام
اور لوک گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۳۰، ۵-۰۵
ہربھجن لال، بھجن، غزلیں
اور پنجابی گیت

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ کرتار سنگھ رملا، لوک گیت
۵-۱۵ کرنیل سنگھ گل، لوک گیت

شام

۷-۴۵ سیتا کوہلی، گیت اور غزل
۸-۰۰ 'نویر کاشن'، کتابوں پر تبصرہ
از ڈاکٹر مراری لال شرما
۹-۳۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
دیپک چیٹرجی، ٹھمری، دادرا
۷-۴۵ شانتی کمار، بانسری پر
بھیروی
۸-۲۰، دوپہر ۱۲-۱۵
نریندر کمار شرما، بھجن، غزلیں
۸-۵۰، ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۱۵ اوما گرگ، غزلیں

دوپہر

۱۲-۳۰ چمن لال گورداسپوری و ساتھی
لوک گیت

۱۲-۱۵ چرن سنگھ کنگن پوری،
لوک گیت
۱۲-۴۵ چندر کانتا کپور، گیت

شام

۷-۴۵ ودیا ساگر رامیاں، غزلیں
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۸-۱۰ گیت

اتوار ۲۳ مئی

صبح

۶-۴۵ بھائی بخشش سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۷-۱۵ بھجن
۷-۳۰ ملک ارجن منصور،
خیال بہادری توڑی
۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۰۰ پرکاش وڈھیرہ، بانسری پر
سبد سنگیت
۱۲-۱۵ انل کپور، گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گوردیو سنگھ کومل، لوک گیت
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ گورچرن سنگھ گوہلوڑ ڈھاڈی ساتھی
واراں

شام

۷-۴۵ جاگرت
۸-۳۰ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ گنیش رامچندر بہرے بوانہ،
خیال، ترانہ، راگ شدھ کلیان

پیر ۲۴ مئی

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
علی حسین اور ساتھی، شہنائی پر
راگ بھیروی اور پوریا کلیان
۸-۲۰ شوکت علی ماتوئی، کافیاں
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ جھلکی

دوپہر

۱۲-۰۰ آپ کی فرمائش
۱۲-۳۰ ہندی گیت
۲-۳۰ بلونت سنگھ کوثر اور ساتھی
کویشری گورو ارجن دیو
۵-۰۵ بال واڑی

رات

۸-۰۰ سمیا اور سمادھان 'دریج پریتھا'
تقریر از شادی رام جوشی
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ سریندر چھندا:
کافی اور دوہرے بلھے شاہ

منگل ۲۵ مئی

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ بینا پانی مشرا، خیال اہیر بھیرو
۸-۲۰، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۸-۵۰ پورن چند وڈالی اور ساتھی
لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ جیون سنگھ چندن اور ساتھی
لوک گیت
۵-۱۵ اجیت سنگھ دیپک، لوک گیت

شام

۷-۴۵ شری کانت باکرے، سبد سنگیت
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مادھو گوڈے، گائن

بدھ ۲۶ مئی

صبح

۶-۴۵، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی کرم سنگھ راگی و ساتھی
شبد
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰
موہن لال کنور، بانسری پر
گجری توڑی، سبد سنگیت
۷-۴۵ بھیم سین جوشی، گائن
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
رووی شرما، بھجن اور غزلیں

۸-۵۰ پرومیلا پتی، لوک گیت

دوپہر

۲-۳۰ ستیش چندر، لوک گیت
۵-۰۵ پھلجھڑی

رات

۸-۰۰ پنجابی گیت
۹-۳۰ آپ کی فرمائش
۱۰-۳۰ بھیم سین جوشی، گائن

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۶-۴۵ بھائی بہادر سنگھ راگی و ساتھی
شبد گورو ارجن دیوجی
۷-۳۰، دوپہر رات ۱۰-۳۰
سوہن سنگھ، خیال رام کلی
اور ناٹیکی کا نہرہ
۸-۲۰ ہنسراج اور ساتھی، بھینٹاں
۹-۱۵ بھائی بخشش سنگھ راگی و ساتھی
شبد

دوپہر

۱۲-۰۰ رام نارائن، سارنگی
۱۲-۱۵ بھجن
۲-۲۰ شبد
۲-۳۰ شنکر داس اور ساتھی، بھینٹاں
۵-۰۵ شبد
۵-۱۵ راجندر سنگھ دروی اور ساتھی
لوک گیت

شام

۷-۵۰ بھجن اور شبد
۸-۰۰ 'تخلیق'، اردو ادبی پروگرام
(۱) نظم خوانی از پروین کمار
(۲) افسانہ از سلطان انجم
(۳) انٹرویو، نوبہار صابر
۹-۲۰ گلدستہ

جمعہ ۲۸ مئی

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰
یشپال، خیال بھوپالی توڑی اور
خیال ملوا کیدار
تلک راج، طبلہ پر سنگت
۸-۲۰، سہ پہر ۵-۰۵
جاوید رحمت قوال اور ساتھی
نعت

۸-۵۰ ، رات ۱۰-۱۵
پورن شاہکوٹی ، صوفیانہ کلام

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۳۰
سورن لتاشرا ، بھجن ، غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ نرملا دیوی ، ٹھمری چیتی

۲-۲۰ غزلیں

۵-۱۵ جگموہن کور ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کبیر سب سے ہم برے'، تقریر از
ڈاکٹر چرن داس شاستری

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۲۰ ہندی ناٹک

ہفتہ ۲۹ رمئی

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۲۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
پرشوتم داس بھتہ ، ستار پر
راگ للت اور برنداپتی سارنگ

۷-۴۵ بسنت راؤ دیش پانڈے
خیال نٹ بھیرو

۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۰
سبھاش گپتا ، بھجن ، پنجابی گیت

۸-۵۰ ، رات ۱۰-۸
پنجابی گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۷-۴۵
سلیم اقبال ، نعتیں ، کافی ، غزلیں

دوپہر

۱۲-۴۰ لوک گیت

۵-۱۵ مدن دلگیر ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

۹-۲۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۳۰ رمئی

صبح

۶-۴۵ بھائی بخشش سنگھ راگی وساتھی
شبد

۷-۱۵ بھجن

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر
خیال الہیہ بلاول اور ٹھمری

۸-۲۰ مسیحی بھجن

۹-۱۵ بال جگت

۱۰-۰۰ چانن رشماں

۱۰-۲۰ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۰۵ ، ۵-۰۵
پنجابی گیت

۱۲-۴۰ ناری سنسار

۲-۲۰ غزلیں

۲-۴۰ کشمیر سنگھ شمبھو ، لوک گیت

۵-۱۵ ہربھجن سنگھ ناہل اور ساتھی
لوک گیت

شام

۷-۴۵ جاگرت

۸-۴۰ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ شبد کاشن

۱۰-۴۰ استاد امیر خاں ، گاشن

پیر ۳۱ رمئی

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۱۵ قدم قدم بڑھا پڑا

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
این راجم ، وائلن پر راگ دیسی
اور باگیشری

۹-۱۵ پورن شاہکوٹی ، گیت ، غزل

۱۲-۰۰ آپکی فرمائش

۱۲-۴۰ ہندی گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۴۰ پرکاش چند چمن ، لوک گیت

۵-۰۵ بال واڑی

رات

۸-۰۰ 'راشٹرواد اور ہندی کویتا'
تقریر از ڈاکٹر ریش کنتل میگھ

۸-۲۵ سگم سنگیت

۹-۲۰ پنجابی ناٹک

۱۰-۱۵ رمیش رنگیلا وساتھی ، لوک گیت

قلم کار حضرات !
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے اصل بھیجیں
آواز میں صرف وہی تخلیقات شائع کی
جاتی ہیں جو نشر یہ کے بعد ہمیں ریڈیو
اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷.۶ میٹر ۷۷۴ کلو ہرٹز
شارٹ ویو ۹۳.۰۹ میٹر ۳۲۲۳ کلو ہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۶-۳۰ کے بعد
۴۹.۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلو ہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۶-۱۵ تک
صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلو ہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵
۵-۴۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلو ہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ ، ۲-۱۰ شام ۶-۰۵ اور رات ۸-۴۵
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ ، ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰
سنسکرت: صبح ۷-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۵ گیان دندوا اور دندنا

۶-۵۵ کھیتی باڑی

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۳۰ سامائیکی

۷-۴۵ پہاڑی سنگیت

۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی ، موسم کا حال

۹-۳۰ اختتام

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈ کاسٹ

۱۲-۲۰ اختتام

۱-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام

۲-۲۰ سنہری کرنیں

۲-۴۰ سب رنگ

۳-۰۰ اختتام

شام

۵-۰۰ ہماچل پروگرام : لاہول سپتی)
(اتوار ، منگل ، جمعہ)

۵-۳۰ کنری پروگرام (پیر ، جمعرات)
چمبا پانگی پروگرام (بدھ ، ہفتہ)
کلوی پروگرام (اتوار ، بدھ)
مہاسوی پروگرام (پیر ، جمعہ)
سرموری پروگرام (منگل ہفتہ)
چتو منو (جمعرات)

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی ، پہاڑی دھن

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار ، جمعرات)
منڈیالی پروگرام (پیر ، جمعہ)
بلاسپوری پروگرام (منگل ، ہفتہ)
خواتین کے لیے (بدھ)

۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا
خلاصہ

۶-۴۵ علاقائی خبریں

۷-۰۵ کرشی جگت / دیہاتی ریڈیو گوشٹھی

۷-۳۵ گرامین یووان کے لیے

۸-۰۰ دھارا رے گیت

۱۰-۳۰ اختتام (ہفتہ ، منگل کو ۱۱-۰۵ پر)

اتوار ۱۶ رمئی

صبح

۷-۴۰ اس ماس کا گیت

۸-۲۰ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۹-۰۵ پہاڑی دھن

۹-۱۰ لوک روچی سماچار

۹-۱۵ ان دلاں

بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ ساز اور آواز

۹-۴۵ وگیان اور جیون

۱۰-۰۰ یووا وانی

۱۱-۰۰ ہندی ریڈیو ناٹک

دوپہر

۱۲-۰۰ مشاعرہ

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ ونینا منڈل

شام

۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام
خبریں ؛ فرمائشی لوک گیت
خطوں کے جواب

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
خبریں لوک گیت : بات چیت

۷-۳۵ سوپان : ریڈیو پتریکا پروگرام
خاندان کی بہبودی پر مبنی

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ قانون اور ویکتی

۹-۳۰ گیت بہاڑا رے : فرمائشی
پہاڑی گیتوں کا پروگرام

پیر ۱۷ مئی

صبح

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ شبد

۸-۳۵ ساہتیہ ویلا

۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۵-۰۰ کنزی پروگرام
خبریں: گیت : بات چیت

۵-۳۰ مہاسوی پروگرام
خبریں ، لوک گیت : وگیان سماچار
صحت کے بارے میں بات چیت

۶-۱۵ منڈیالی پروگرام : خبریں
کہانی : کھیلیں اور لوک گیت

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۲۵ دیش گان

۹-۱۵ جگیاسا

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

۹-۴۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

۱۰-۳۰ موسم : اختتام

منگل ۱۸ مئی

صبح

۷-۴۰ سنگیت : گیت خاندان کی
بہبودی پر مبنی

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰ سگم سنگت

۸-۳۵ پرادیشک سنگیت

۹-۰۵ چیتنا

شام

۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام
خبریں : لوک گیت
تقریر نشوں سے دور رہیں

۵-۳۰ سرمودی پروگرام
خبریں : وگیان اور ہم
بات چیت : دیس کے پرتی
ہمارے کرتویہ : بات چیت

۶-۰۵ بلاسپوری پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب اور فرمائشی گانے

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸-۳۰ سب رس

۹-۱۵ ہماری وکاس یاترا

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

۹-۴۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۱۹ مئی

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۴-۳۰ یووا وانی

۵-۰۰ چمبیالی پروگرام : خبریں
لوک گیت : پشو دھن
تقریر : گرام وکاس

۵-۳۰ کلوی پروگرام : خبریں
بات چیت اور لوک گیت

۶-۱۵ مہلا سمیلن

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ گھر آنگن

۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے

۱۰-۰۵ آپ کے
انورودھ پر نئی فلموں
سے فرمائشی
گیت

جمعرات ۲۰ مئی

صبح

۷-۴۰ دیش گان

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر : بات چیت

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۵-۰۰ کنزی پروگرام : بات چیت
خبریں : لوک گیت

۵-۳۰ چنو منو

۶-۰۰ اس ماس کا گیت

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
خطوں کے جواب : خبریں
فرمائشی لوک گیت

رات

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۵ آپ کا پتر ملا

۱۰-۰۰ ہندی میں بات چیت

جمعہ ۲۱ مئی

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۲۵ ریڈیو شروتا کلبوں سے بھینٹ

۷-۴۰ ترنگ : کویتا پاٹھ

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰ سگم سنگیت

۹-۰۵ محفل

دوپہر

۲-۰۰ مہلا سمیلن

شام

۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام : خبریں
لوک گیت : گرام وکاس کی
یوجنائیں اور بچت سے لابھ
بات چیت

۵-۳۰ مہاسوی پروگرام : خبریں
اندر گھر لے آیوگ : خبریں
لوک گیت : کھیلوں کے بارے
بات چیت

۶-۱۵ منڈیالی پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب
فرمائشی لوک گیت

۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہماچل ڈائری

۹-۳۰ ہندی ڈرامہ
یوون تحریر : سریندر کمار

۱۰-۰۰ من بھاون : پرانی فلموں سے
فرمائشی گانے

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح

۷-۴۰ گیت

۸-۲۰ سیاحوں کے لیے

۸-۳۰ انگریزی سبق

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۵-۰۰ چمبیالی پروگرام : خبریں
پانگی میں ترقی کے کام
ہماری ضرورت پانی : بات چیت

۵-۳۰ سرموری پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب اور
فرمائشی گانے

۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام : خبریں
گاؤں اور وکاس
لوک گیت

۷-۰۵ کرشی جگت

۷-۳۵ گیت

۷-۴۰ اساتذہ کے لیے پروگرام

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ فلمی میوزک

۹-۱۵ ہم درشن : ہندی میں
علاقائی ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ نیشنل پروگرام آف میوزک

اتوار ۲۳ مئی

صبح

۷-۴۰ اس ماس کا گیت

۸-۲۰ ریڈیو شروتا کلبوں سے بھینٹ

۹-۰۵ پہاڑی دھن

۹-۱۰ لوک روچی سماچار

۹-۱۵ ان دنوں : بھینٹ وارتاؤں
پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ مانس گیت

۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووانی
۱۱-۰۰ ڈرامہ: رام راجیہ
تحریر: کیلاش بھاردواج

دوپہر
۱۲-۰۰ بھینٹ وارتائیں
۱۲-۳۰ بال گوپال

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام
خطوں کے جواب
فرمائشی لوک گیت اور
وکاس کاریہ
۵-۳۰ کلوی پروگرام: خبریں
گیت: بات چیت
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام: خبریں
گیت: بات چیت
۷-۳۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی
کوی گوشٹھی
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۱۵ شرنکوں کے لیے

پیر ۲۴ مئی

صبح
۷-۴ جیون جیوتی
۸-۲ شبد
۸-۳ ساہتیہ ویلا
۹-۰ بھولے بسرے گیت

شام
۵-۰ کنزی پروگرام
۵-۳ مہاسوی پروگرام: لوک گیت
خبریں: کسان سے بھینٹ
۶-۱ منڈیالی پروگرام: خبریں
لوک گیت: ہمارا پشودھن

رات
۸-۱ نیوز ریل اسپورٹس
۸-۲ دیش گان
۸-۳ وادیہ ورند
۹-۱ جگیاسا
۹-۲ سنگم سنگیت
۱۰- کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۵ مئی

صبح
۷-۱ خاندان کی بہبودی پر مبنی پروگرام

۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ پرادیشک سنگیت
۹-۰۵ چٹکا

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام
خبریں: گیت
تقریر: بچھوان کے بارے میں
۵-۳۰ سرموری پروگرام
خبریں: گیت
تقریر: ایک ماں کے آنسو
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام: خبریں
گیت: ایک گاؤں کی کہانی
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸-۳۰ سب رس
۹-۱۵ جھلکی
۹-۳۰ تقریروں کا نیشنل پروگرام
۹-۴۵ سنگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ مئی

صبح
۷-۱۰ کرناٹک سنگیت
۷-۴۰ جیون جیوتی
۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام
۴-۳۰ یووانی
۵-۰۰ چمبا پانگی پروگرام
خبریں: لوک گیت
بچھوان کے بارے میں: تقریر
۵-۳۰ کلوی پروگرام
خبریں: لوک گیت
بات چیت
۶-۱۵ مہلا سمیلن

رات
۸-۱۵ سماچار درشن
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ گھر آنگن

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر
نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۲۷ مئی

صبح
۷-۴۰ دیش گان
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ پنجابی گیت
۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت
۹-۰۵ ایک کلاکار

شام
۵-۰۰ کنزی پروگرام
خبریں: خطوں کے جواب
فرمائشی گانے
۵-۳۰ چنو منو
۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
خبریں: بات چیت
لوک گیت

رات
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ بھکتی سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ آپ کا پتر ملا
۹-۳۰ سائنس میگزین

جمعہ ۲۸ مئی

صبح
۷-۱۰ پرارتھنا سبھا
۷-۴۰ ترنگ
۷-۵۵ سمے کی بات
۸-۲۰ سنگم سنگیت
۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی
۹-۰۵ محفل

شام
۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام
خبریں: لوک گیت
ملاوٹ ایک اپرادھ: بات چیت
۵-۳۰ مہاسوی پروگرام
خبریں: خطوں کے جواب
فرمائشی گیت
۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
خبریں، لوک گیت
تقریر: بھارت میں تیل کی صنعت
۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات
۸-۱۵ غزلیں
۸-۲۵ سنگم سنگیت
۸-۳۵ وادیہ ورند
۹-۱۵ ڈرامہ
۱۰-۰۰ من بھاون
پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح
۷-۴۰ گیت
۸-۲۰ اسپورٹس
۹-۰۵ رس دھارا

شام
۵-۰۰ چمبا پانگی پروگرام: خبریں
لوک گیت: ملاوٹ ایک اپرادھ
بات چیت
۵-۳۰ سرموری پروگرام: خبریں
وگیان کی دین
ہم دو ہمارے دو
۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
خبریں: لوک گیت
مرغی پالن
۷-۴۵ گیت

رات
۸-۱۵ سنگم سنگیت
۸-۲۵ فلمی میوزک
۹-۱۵ ہم درشن، ہندی میں
علاقائی ریڈیو نیوز ریل۔
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۳۰ مئی

صبح
۷-۴۰ اس ماس کا گیت
۸-۲۰ ریڈیو شروتا کلبوں سے بھینٹ
۹-۰۵ پہاڑی دھن
۹-۱۰ لوک روچی سماچار
۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی
پروگرام
۹-۳۰ مانس گان
۹-۴۵ وگیان اور جیون
۱۰-۰۰ یووانی
۱۱-۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۱-۳۰ گلشن گلشن

غزلوں کا پروگرام

دوپہر

۱۲-۰۰ بوڑھے لوگوں کے لیے

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۳۰ ونیتا منڈل

شام

۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام
خبریں: خطوں کے جواب
فرمائشی گانے

۵-۳۰ کلوکی پروگرام
خبریں: لوک گیت
بات چیت

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام
خبریں: لوک گیت
بات چیت

۷-۳۵ خاندان کی بہبو دی پر مبنی

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ فلمی میوزک

۹-۱۵ پروگرام آن پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگ

۹-۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گانوں کا پروگرام

پیر ۱۳ رمئی

صبح

۷-۳۰ جیون جیوتی

۸-۳۰ شبد

۸-۳۵ ساہتیہ ویلا

شام

۵-۰۰ کنزی پروگرام
خبریں: گیت
بات چیت

۵-۳۰ مہاسوی پروگرام: خبریں
ڈرامہ: کمزور ورگ کو سہائیتا

۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
خبریں
ہماری ضرورتیں
پانی کی بچت

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۳۰ دیش گان

۹-۱۵ مارچ آف سائنس

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

روہتک

میڈیم ویو ۲۲۴ر۲ میٹر ۱۳۴۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ اور ۷-۰۵ شام
بھگتی سنگیت

۶-۵۵ کھیتی باڑی

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر

۸-۲۰ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)

۸-۴۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ فلمی سنگیت

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)

۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یودا سنسار

۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو ننھے منے)

۶-۳۰ گرامین سنسار

۷-۳۰ روزگار سماچار

۹-۱۵ ایک فلم سے

اتوار ۱۶ رمئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
ملکہ راج چانڈلا، سگم سنگیت

۷-۲۵ مہندر گڈھ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ پی ایل گوباڈکر، کلاسیکی موسیقی

۸-۳۰ بال کنج

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۳۰ اوم پرکاش تیلاوٹ اور پریم لتا ڈاگر، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یودا سنسار
نوجوانوں کی پسند

۶-۱۰ رویندر سنگیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند

۷-۳۰ روزگار سماچار (روزانہ)

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ جانی بابو قوال، قوالی

۹-۱۵ ایک فلم سے 'سرسوتی چندر'

۹-۳۰ فیچر

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۷ رمئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سگم سنگیت

۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
گھاسی رام نرل، جلترنگ

۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
بائے مومیا، سنیتا اگروال
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ تجرباتی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
بالے مومیا، لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

۸-۳۰ بھائی بخشیش سنگھ راگی، شبد

۹-۱۵ ایک فلم سے 'ساون کی گھٹا'

منگل ۱۸ رمئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
جیون چودھری، وجے شرما
سگم سنگیت

۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ ستیش پرکاش قمر، شہنائی

۸-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
سمیر سنگھ آریہ، چاندولال
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند

۶-۱۰ پنجابی گیت

۶-۳۰ گرامین سنسار
پنگھٹ
چاندولال، لوک گیت

۸-۰۰ کلام شاعر

۸-۳۰ طلعت عزیز، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'رکھوالا'

۹-۳۰ انگریزی میں تبادلہ خیال

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۱۹ رمئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سگم سنگیت

۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
سرلیش جی شری کھانڈے

کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
پیارے ناتھ وساتھی اور
درشن چمکارہ وساتھی ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
گیت ، کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
پیارے ناتھ وساتھی ، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ سموہ گان
9-۱۵ ایک فلم سے 'کہرہ'
9-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۰ مئی

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
مدن لال شرما ، سگم سنگیت
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
امید سنگھ وساتھی اور
ہزاری لال ، لوک سنگیت
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ شیلا دھر ، سگم سنگیت
9-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۲۱ مئی

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۰۰-۱۰
استاد بڑے غلام علی خاں
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
اندر سنگھ پوسوال وساتھی اور
اوم پرکاش ، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر
۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ کشمیری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
اندر سنگھ پوسوال وساتھی ، لوک گیت
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ لیگل گیت
9-۱۵ ایک فلم سے 'دل ہی تو ہے'
9-۳۰ تیسرے پہر کی دھوپ

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
نکھل بنرجی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
چھوٹے اور ست نارائن وششٹ
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ چھپر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کیلئے
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ اترپردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
چھوٹے ، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سمن کلیانپور ، گیت
9-۱۵ ایک فلم سے 'شگون'

اتوار ۲۳ مئی

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
کرشن اروڑہ ، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ دلوبرت چوہدری ، ستار
۸-۲۰ بال کنج
9-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ چیتن پرکاش وساتھی اور
بھیم سنگھ وساتھی ، لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ راجستھانی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ شرما بندھو ، بھجن
9-۱۵ ایک فلم سے 'گمن'
9-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۴ مئی

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۰۰-۱۰
پنڈت روی شنکر ، ستار
۸-۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
کوشلیا قادیان وساتھی اور
صاحب سنگھ ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
کوشلیا قادیان وسکھیاں ، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ قلندر آزاد قوال وساتھی
قوالیاں
9-۱۵ ایک فلم سے 'سورج'

منگل ۲۵ مئی

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
سیتا واجپائی ، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
سورج بھان اور بنواری لال ٹھیل
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ طلبا کیلئے
شام
۵-۲ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ مارواڑی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پنگھٹ
سورج بھان ، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ قومی گیت
9-۱۵ ایک فلم سے 'شباب'
9-۳۰ وگیان پتریکا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۶ مئی

صبح
۱۰-۷ ، شام ۴۵-۷
سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۰۰-۱۰
ایس جی رانے چوہدری ، سرود
۸-۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
شیر سنگھ اور شتی شرما وساتھی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں

۱-۳۰ طلباء کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ گرامین سنسار
شیر سنگھ، لوک گیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ پریتی ساگر، بھجن، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'میرا قصور کیا ہے'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھوبالا سکسینہ، سگم سنگیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۳۰، دوپہر ۲-۲۰
جگدیش چندر چوہان و ساتھی اور
ٹیک چند چوہان، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ برج کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ غلام علی، غزلیں
۹-۱۵ آپکا خط ملا

جمعہ ۲۸ مئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سگم سنگیت
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
راجندر کمار، بانسری
۸-۳۰، دوپہر ۲-۲۰
راجکمار سبھروال اور ستیش سامپلوڑ
اور ساتھی، لوک سنگیت
۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گانی پنکی
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
گرامین سنسار
راجکمار سبھروال، لوک گیت
۸-۱۰ وکاس کلب
۸-۳۰ او-پی-کپور، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'انارکلی'

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ اجیت سنگھ پنتل، کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰، دوپہر ۲-۲۰
پورن ناتھ و ساتھی اور
ہری رام شرما، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ کھیر سنیٹے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ اساتذہ کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پورن ناتھ و ساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ ماسٹر مدن، حبیب ولی محمد
غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'گمنام'

اتوار ۳۰ مئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
منجوشری بنرجی، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ درگا پرساد، طبلہ
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ راجیش کمار بھوسلہ اور
روی بلراج ویاس، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ شرما بندھو، گیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جیول تھیف'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۳۱ مئی

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ علاقائی موسیقی
۶-۳۰ گرامین سنسار
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ سور منجری
۹-۱۵ ایک فلم سے

بقیہ :- اردو سروس

بیگم اختر، شاہ نامہ کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
بانسری پر راگ گجری توڑی
۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۷ آپ کا خط ملا
۲-۳۰ رنگ محل

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے
۸-۴۵ امر گیت
۹-۰۰ کھیل کھلاڑی
۹-۱۵ گجر بن کا رے
پروین سلطانہ، دلدرہ پہاڑی
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد نثار حسین خاں،
خیال ناٹیکی کا ہسٹرہ

پیر ۳۱ مئی

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی
۶-۲۵ شہر صبا
اقبال احمد صدیقی، عمر انصاری،
اختر شیرانی اور شفق کا کلام
بیلا ساویر، مجاز لکھنوی اور
قیصر قلندر کا کلام
۷-۳۰ ساز سنگیت
۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
استاد نزاکت علی خاں، خیال گجری توڑی

دوپہر

۲-۰۷ نگاہ انتخاب
۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بیلا ساویر،
غالب اور جگر مراد آبادی کا کلام
۸-۴۵ امر گیت
۹-۰۰ کلام شاعر
۹-۳۰ قوالیاں
۱۰-۰۰ ایک ہی فلم کے گیت
۱۱-۳۰ بزم موسیقی
استاد نزاکت علی خاں،
خیال لگن کونس

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد : ۱۹۷/۲ میٹر — ۱۵۲۱ کلو ہرٹز　　پربھنی : ۲۲۹/۹ میٹر — ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

[illegible]

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۰۳ وندے ماترم
۶-۳۵ امرت دھارا
۷-۰۴ پروگرام کا خلاصہ (مراٹھی)
۷-۳۵ کسانوں کے لئے پروگرام
۷-۵۰ سوماگل

۹-۲۵ صلح کی [illegible]
۹-۰۵ اختتام
شام
۵-۰۳ پرھوائی (دیہاتوں کے لئے پروگرام)
۵-۵۰ بیسیوں کی رائے
۵-۵۵ روزگار سماچار

۶-۰۰ مقامی اطلاعات
۶-۰۰ پروگرام کی تفصیل (مراٹھی)
۶-۰۳ کسانوں کے لئے پروگرام (مراٹھی)
۷-۰۳ آپ کا گھر آپ کا سنسار
۸-۰۳ [illegible] اختتام

اتوار ۱۶ مئی

صبح
۷-۱۵ نارائن راؤ ویاس : ٹھمری
۷-۳۰ سب رنگ (روزانہ)، اردو پروگرام
۹-۰۵ بچوں کیلئے مراٹھی میں پروگرام
۹-۴۰ نرالے کانٹی : ہندی تقریر
دوپہر
۱-۰۰ خواتین کیلئے (مراٹھی)
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے (مراٹھی)
شام
۶-۱۵ گنپت ٹیلکھر : کیرتن
۷-۳۰ کھیت اور گھر
۱۰-۰۰ بندو مادھو پاٹھک : بین

پیر ۱۷ مئی

صبح
۶-۵۰ آنند : بھگتی گیت
۷-۱۵ مدھوسدن : خیال
شام
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے (مراٹھی)
۶-۳۰ دیہی سامعین کیلئے
۸-۱۵ سائنس میگزین (مراٹھی)
۱۰-۰۰ 'ورلڈ ٹیلی کمیونیکیشن ڈے' مراٹھی میں فیچر

منگل ۱۸ مئی

صبح
۷-۱۵ ڈی وی پلسکر : خیال
دوپہر
۱-۰۰ مدھوکر گوں والکر : شہنائی
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے (مراٹھی)
شام
۶-۳۰ دیہی سامعین کیلئے
۸-۱۵ 'ٹائیفائڈ' تقریر از پی وی ساٹھے
۹-۳۰ 'آج کا مہاراشٹر' مراٹھی فیچر

بدھ ۱۹ مئی

صبح
۷-۱۵ نظام الدین خاں : طبلہ
۸-۴۰ نرملا دیوی : ٹھمری
دوپہر
۱-۰۰ مالنی راجورکر : خیال
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے (مراٹھی)
۶-۳۰ دیہی سامعین کیلئے
۷-۳۰ 'جانوروں کو صحت مند کیسے رکھا جائے' مراٹھی میں تقریر
۱۰-۰۰ سامعین کی فرمائش

جمعرات ۲۰ مئی

صبح
۷-۱۵ پنڈت راؤ نگر کر :
سدھ سنگیت
۸-۲۰ وی جی جوگ : وائلن
دوپہر
۱-۰۰ مجنوں مینا : ستار
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے (مراٹھی)
شام
۶-۳۰ دیہی سامعین کیلئے
۸-۱۵ ہفتہ وار نیوز ریل
۹-۳۰ بین الاقوامی اسپورٹس میگزین
۱۰-۰۰ کیرتی شیلے دار : خیال

جمعہ ۲۱ مئی

صبح
۷-۱۵ گاندھی وندنا
۸-۴۰ شوبھانگی موگھے : اسٹیج گیت
دوپہر
۱-۰۰ استاد امیر خاں : خیال
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے (مراٹھی)
شام
۶-۳۰ صنعتی مزدوروں کیلئے
۸-۱۵ 'کتابوں کا سایہ' تقریر از بھجنگ راؤ کلکرنی
۹-۳۰ ناٹک

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح
۷-۱۵ مرلی دھر ریوکا : لوک سنگیت
۸-۴۰ سورشلپ
اس ماہ کا خصوصی گیت
دوپہر
۱۲-۳۰ عبدالرشید : غزل
۱-۰۰ ڈاگر بندھو : دھرپد، دھمار
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے
شام
۶-۳۰ دیہی سامعین کیلئے
۸-۱۵ اوپن ہاؤس
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی

اتوار ۲۳ مئی

صبح
۷-۱۵ رام مراٹھے : خیال
۸-۴۰ سنگیت
۹-۰۵ بچوں کیلئے (مراٹھی)
۹-۴۰ ہندی میں مباحثہ
دوپہر
۱-۰۰ خواتین کیلئے (مراٹھی)
شام
۶-۰۵ سدھاکر جوشی : کیرتن
۹-۳۰ سامعین کی فرمائش

پیر ۲۴ مئی

صبح
۷-۱۵ پنڈت اونکارناتھ : خیال
۸-۴۰ شبھ گندھا
دوپہر
۱-۰۰ : رات ۱۰-۰۰
مادھوری ورک : خیال
شام
۶-۱۵ پنڈوبائی : لوک گیت
۸-۱۵ سائنس پروگرام (مراٹھی)

منگل ۲۵ مئی

صبح
۷-۱۵ کے جی گیندا : گائن
۸-۴۰ آنگھا تقاٹے
دوپہر
۱-۰۰ پروین سلطانہ : خیال
شام
۶-۱۵ رام لبھاؤ : لوک گیت
۸-۱۵ 'پانی کی بیماری' (مراٹھی)
۹-۳۰ 'اپنی بھرانی اپنا دیش' مہاراشٹر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ مئی

صبح
۷-۱۵ شری پد کلکرنی : بانسری
۸-۴۰ لکشمی شنکر : ٹھمری
دوپہر
۱-۰۰ چھوٹی بابو
شام
۶-۱۵ بھگوان : لوک گیت
۸-۱۵ پنڈت نہرو کا سائنسی تفکر
۹-۳۰ مراٹھی میں مباحثہ
۱۰-۰۰ سامعین کی فرمائش

جمعرات ۲۷ مئی

صبح
۷-۱۵ پربھو دیو

۸-۴۰ وجے، بانسری
۱-۰۰ گرووا ٹیسر، طبلہ
شام
۶-۱۵ دگو چکواڑ، لوک گیت
۸-۳۰ پنڈت نہرو، (مراٹھی)
۹-۳۰ نیشنل پروگرام (: ناٹک

جمعہ ۲۸ مئی

صبح
۷-۱۵ گاندھی وندنا
۸-۴۰ چیترنکے دلشمکھ
۱-۰۰ استاد فیاض خاں، خیال
شام
۶-۱۵ رتنا ککلرنی
۸-۱۵ کتابوں کی سوامی (مراٹھی)
۹-۳۰ مراٹھی میں فیچر
۱۰-۰۰ نلنی راجبندرا

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح
۷-۱۵ پربھاکر دلشمکھ، لوک گیت
۸-۴۰ سورشلپ
دوپہر
۱۲-۳۰ شنکر شمبو، قوالی
۱-۰۰ جیتندرابھی شیکی، خیال
شام
۶-۱۵ لوک سنگیت
۸-۱۵ اون پاؤس
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۳۰ مئی

صبح
۷-۱۵ شوبھا گورتو، ٹھمری
۹-۴۰ ہندی میں تقریر
۱-۰۰ مراٹھی میں بہنوں کیلئے پروگرام
رات
۸-۳۰ خطوں کے جواب
۱۰-۰۰ کمار گندھرو، خیال

پیر ۳۱ مئی

صبح
۷-۱۵ بال ساو کھے
دوپہر
۱-۰۰ پربھودیو سردار، خیال
۵-۳۰ نوجوانوں کیلئے (مراٹھی)
رات
۸-۱۵ سائنس میگزین (مراٹھی)

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف، ۲۰۲/۲ میٹر ۱۴۸۵ کلو ہرٹز   بھوپال ب، ۲۲۳/۳۴ میٹر ۱۳۴۳ کلو ہرٹز

صبح ۵-۳۵ سے ۷-۴۵، ۴۹۹۰ کلو ہرٹز

صبح ۸-۳۰ سے ۹-۲۰/ ۹-۴۵
صبح ۹-۴۵ سے ۵-۱۵/ ۵-۴۵ شام } ۷۱۸۰ کلو ہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰۰ رات، ۳۳۱۵ کلو ہرٹز

رائے پور: ۳۰۵/۹ میٹر ۹۸۱ کلو ہرٹز   گوالیار: ۲۱۶/۴ میٹر ۱۳۹۶ کلو ہرٹز

جبلپور ۲۵۴/۲ میٹر ۱۱۸۹ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، ۵۰-۹ (پرادیشک) دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۵-۰۵-۶
رات ۸-۴۵ (۱۱-۰۵ صرف ہفتہ کو)

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)

اتوار ۱۶ مئی

دوپہر
۱-۴۰ راگداری
انجنی بائی لولیکر، خیال نٹ بہاگ
۲-۳۰ نامدیو ناندیو، لوک گیت
شام
۸-۰۵ انگلینڈ میں بھارت سماروہ
۹-۳۰ ناٹک

پیر ۱۷ مئی

صبح
۸-۳۰ ولو دنجن اپادھیائے، سگم سنگیت
۸-۵۰، دوپہر ۱-۳۰
جیتندرابھی یوگی، گائن
۹-۱۰ ضیا محی الدین ڈاگر
دوپہر
۲-۳۰ گندھرو سنگھ پربارو ساتھی
لوک گیت
رات
۸-۱۵ ایشیاڈ ۸۲ دینوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک
۱۰-۰۰ جیتندرابھی یوگی، خیال
۱۰-۳۰ ضیا محی الدین ڈاگر، خیال

منگل ۱۸ مئی

صبح
۸-۳۰ آئینہ - اردو پروگرام
'لکھنو کے بانکے' از اقبال مجید
دوپہر
۱-۱۰ ستار وادن
رات
۸-۱۵ 'پیڑھیوں کے بیچ کا انترال اور سماجی تناؤ' ہندی تقریر
از مہیش سریواستو
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۱۹ مئی

صبح
۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
آشاوری گکرو اور سہیلی، لوک گیت
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
رام پرتاپ شرما، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
لکشمی شنکر، خیال
۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
وی جی جوگ، وائلن
رات
۸-۰۰ ساہتیہ کی ونیگ وارتا
از ہری شنکر پرسائی
۹-۳۰ ترنگ
۹-۴۵ یونیورسٹی پروگرام

جمعرات ۲۰ مئی

صبح
۷-۳۰ ان دنوں
صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کا ہفتہ وار پروگرام
۷-۴۵ افضل حسین نگینہ، ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۳۰ ذوالفقار علی ملک، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
نصیر امین الدین خاں ڈاگر
بہار/ دھرپد مالکونس

جمعہ ۲۱ مئی

صبح
۸-۳۰ اومارانی دوہالیا، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
بلرام پاٹھک، ستار
۹-۱۰ رام مراٹھے، خیال
دوپہر
۱-۳۰ میرا پنکرج، سگم سنگیت
۱-۴۰ منور علی خاں، خیال
۲-۳۰ چندر کلا ساہو، لوک گیت
رات
۸-۰۰ کہکشاں، اردو میگزین
(۱) کتابوں کی باتیں، ابراہیم یوسف
(۲) کلام شاعر، قاضی سلیم محمد علوی
(۳) افسانہ، اقبال جعفری
۹-۳۰ سنسکرت - اچاریہ بودھاپن
بگو وو جو ویرجیت،
پنڈت کانتی ورما
۱۰-۰۰ رام مراٹھے، خیال دھناشری اور سوہنی

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح
۷-۴۵ ساز سنگیت
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
اناملیکا تیواری، سگم سنگیت
۸-۳۰، دوپہر ۱-۴۰
سریش چودھری، خیال
۹-۱۰ انیش بندوپادھیائے، اسراج
دوپہر
۱-۲۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ، بابولال کدم
۲-۳۰ ثروت حسین، لوک سنگیت
شام
۷-۱۵ کوئنپل گیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

لیہ

میڈیم ویو ۲۸۴/۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۷-۲۰ بھگتی سنگیت
۸-۴۵ پروگراموں کا خلاصہ

دوپہر-۱

۱-۱۰ اور رات ۸-۰۰
فوجی بھائیوں کے لیے

۲-۱۵ لداخی موسیقی

شام

۶-۱۵ ملاجلا پروگرام (لداخی میں)
۱۰-۰۰ وِوِدھ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

اتوار ۲۳ مئی

صبح

۸-۲۰ بال سبھا
۸-۴۵ اس ماس کا گیت
۱۰-۲۰ راجن مشرا اور ساجن مشرا
جون پوری للت بھٹیار

دوپہر

۱-۱۰ لیجئے پھر سنیئے
۱-۴۰ راجن مشرا، ساجن مشرا، خیال
۲-۳۰ گری جیش سریواستو، لوک گیت

رات

۸-۱۵ انگلینڈ میں بھارت سماروہ
۸-۳۰ ایشیاڈ ۸۲ء
۹-۳۰ لکیریں، ناٹک
تحریر، لوکیش کمار ورما بچاری
پیشکش، کملا سکینہ

پیر ۲۴ مئی

صبح

۷-۳۰ کروناراوت، لوک گیت
۸-۲۰ جگدیش سنگھ ٹھاکر، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
رام داس مونگرے، خیال

دوپہر

۱-۱۰ درپن، میگزین پروگرام
۱-۴۰ سدھ رام جادھو، سندری

رات

۸-۱۵ ایشیاڈ ۸۲ء، نیوز ریل

منگل ۲۵ مئی

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
ادھیش پرساد ترپاٹھی، لوک گیت
۷-۴۵ کمل سنگھ، ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۱-۴۰
اختر احمد، سگم سنگیت
۸-۳۰ آئینہ، اردو پروگرام
'بزم سخن'
شرکا: منظور بھوپالی، مقصود مسلم فلمی
حفیظ بھوپالی، شفق تنویر اور
کامل بہزادی
۹-۱۰ اپا صاحب کاگے، بانسری

دوپہر

۱-۲۰ کاویہ دھارا
شریمتی ششی تیواری ششی
۱-۴۰ اپا صاحب کاگے، بانسری
۲-۳۰ ادھیش پرشاد ترپاٹھی، لوک گیت

رات

۸-۰۰ یگ بودھ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۶ مئی

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰
سریش تیواری، لوک گیت
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
عزادار حسین، سگم سنگیت
۸-۳۰ رتنا کر ویاس، سرود
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
بالبیکا کانن، خیال

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از نربدا پرساد گپت
۹-۳۰ ترنگ
'شادی کا اشتہار' جھلکی
تحریر، راجندر سنگھ بیدی
پیشکش، کملا سکینہ
۹-۴۰ یونیورسٹی پروگرام
۱۰-۰۰ 'یہ کلپترو جنگل کے' فیچر
تحریر، گھنشام سکینہ
پیشکش، مینا کشی مشرا

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۷-۳۰ 'ان دنوں'، صحت اور خاندانی
منصوبہ بندی کا ہفتہ وار پروگرام
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
آشنا لتا امن، سگم سنگیت
۸-۳۰ دیا شنکر وساتھی، شہنائی
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
جی این دستالے، خیال

رات

۸-۰۰ 'سوتنتر بھارت کے نرماتا- نہنشر'
تقریر از یشونت ارگرے
۸-۱۵ 'دیکھی سنی'، ریڈیو کارٹون
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک
۱۰-۰۰ دیا شنکر وساتھی، شہنائی
۱۰-۳۰ حفیظ احمد خاں، ٹھمری
مالنی راجورکر، ٹپہ

جمعہ ۲۸ مئی

صبح

۸-۲۰ چمن بھارتی، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
پوروی مکرجی، خیال چاروکیشی/
بھاؤ کوس
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
روی شنکر، ستار

دوپہر

۱-۳۰ ثروت حسین، سگم سنگیت
۲-۳۰ اشوک دوبے، لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
سائنس میگزین
(۱) سورج کی توانائی اور ہم، تقریر از
عبدالعلی
(۲) آپریشن تھیٹر

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح

۸-۲۰ اودھیش پرشاد ترپاٹھی، سگم سنگیت
۸-۳۰ کے جی گنڈے اور وی آر بھٹ
یگل گائن خیال
۹-۳۰ وسنت رانڈے، وائلن

دوپہر

۱۲-۳۰ مہیلا سبھا
۱-۲۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ، کرشن بخشی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۳۰ مئی

صبح

۱۰-۲۰، دوپہر ۱-۴۰
ایم آر گوتم، خیال

رات

۸-۰۰ انگلینڈ میں بھارت سماروہ
۹-۳۰ 'سنوگرن' ناٹک
تحریر، مہیش شریواستو

پیر ۳۱ مئی

صبح

۸-۲۰ سواپر اختر، سگم سنگیت
۸-۳۰، دوپہر ۱-۲۰، رات ۱۰-۰۰
اوما شنکر مشر، ستار
۹-۱۰ پربھودیو سردار، خیال
موہن مونگرے، طبلہ سنگت

دوپہر

۱-۱۰ درپن

رات

۸-۱۵ ایشیاڈ ۸۲ء نیوز ریل
۱۰-۰۰ پربھودیو سردار،
خیال سمپورن مالکونس

(I اور III جمعہ)
گفتگو (اردو) (II جمعہ)
اپنا دھرتی اپنا لینڈ (فیچر)
(IV جمعہ)
مشاعرہ (اردو) V جمعہ)
میانی زندگی میون کار : گفتگو
(I ہفتہ)
بزم سامعین (کشمیری میں مع سامعین کے سوالوں کے جواب
محفل موسیقی (II ہفتہ)
بزم سامعین (اردو میں مع سامعین کے سوالوں کے جواب)
(III ہفتہ)
۹-۳۰ پتریکا (ہندی میں پروگرام)
(IV ہفتہ)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش : سامعین کی پسند کے فلمی گانے (اتوار اور بدھ)
یادیں : تخلیقی پروگرام (II ہفتہ)
گلدستہ تلک
مشہور شاعر پر ایک فیچر
(IV ہفتہ)
۱۰-۳۰ ریڈیو ڈائری (روزانہ)
پھر سنئے
منتخب پروگراموں سے دوبارہ پروگرام
(I، III اور V پیر کو)
سام : جس لکاتی پروگرام پر تبصرہ
(II اور IV پیر)
داستان (جمعہ)
گرم صدا
(غیر فلمی گیتوں کا ملا جلا پروگرام)

دو دھارا ہندی کا ادبی پروگرام
(I منگل)
سنگرمال
کشمیری میں ادبی پروگرام
(II اور IV منگل)
ہم قلم . اردو میں ادبی پروگرام
(III منگل)
سپنکا رکوی گوشٹی (ہندی)
(V منگل)
کھیلوں کا میگزین (I بدھ)
سائنس میگزین (اردو)
(II بدھ)
بزم شعر کشمیری میں محفل مشاعرہ
(III بدھ)
سائنس میگزین (کشمیری)
(IV بدھ)
تصویر (ترقیاتی پروگراموں پر مبنی پروگرام) (V بدھ)
علاقائی سنگیت کا نیشنل پروگرام
(I جمعرات)
فیچروں کا نیشنل پروگرام
(II جمعرات)
صدیوں پہلے
کلہن کی راج ترنگنی پر مبنی پروگرام
(III جمعرات)
کھیلوں کا نیشنل پروگرام
(IV جمعرات)
محفل . مشہور شخصیتوں سے گفتگو
(V جمعرات)
رائے ترائے ، کشمیری میں مباحثہ

پہاڑی پروگرام (جمعرات)
۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے روزانہ)
۵-۳۵ گوجری پروگرام (سرینگر سے روزانہ)
۶-۰۵ مقامی اشتہارات اور پروگراموں کا خلاصہ
۶-۱۰ ضلع نامہ
۶-۱۵ گامی بھایں ہند خاطرہ
(دیہاتی بھائیوں کے لیے روزانہ)
۷-۴۰ روزگار سماچار (روزانہ)
۸-۰۰ وادی کی آواز پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں سننے والے بھائیوں کیلئے پروگرام
(روزانہ)
۸-۳۰ پراگاش ، غیر نصابی تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے پیر اور جمعہ)
کھیلوں کی دنیا (پیر)
۸-۴۵ تو ہسنز چٹھی واژ ، کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب
(ہر اتوار کو)
اردو میں بات چیت (منگل)
کشمیری میں بات چیت (منگل)
خط کے لیے شکریہ
سامعین کے خطوں کے جواب
(بدھ)
سیلف فورم (جمعرات)
انگریزی میں بات چیت (ہفتہ)
۹-۳ اردو کشمیری میں کھیل (پیر)

سرینگر

میڈیم ویو : سرینگر 'الف' : ۸/ ۲۶۸ میٹر سرینگر 'ب' : ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
شارٹ ویو : ۱۰/ ۴۹ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۵۶/ ۹۱ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس : صبح ۳۰-۶ سے صبح ۰۰-۱۰ تک دوسری مجلس ، صبح ۳۰-۱۱ سے رات ۰۵-۱۱ تک (اتوار کو صبح ۳۰-۶ سے رات ۰۵-۱۱ تک مسلسل)

خبریں

کشمیری : صبح ۴۵-۷ ، شام ۲۵-۶ اردو : صبح ۵۰-۸ دوپہر ۵۰-۱ رات ۱۵-۹
ہندی : صبح ۰۰-۹ سنسکرت : صبح ۰۰-۷ انگریزی : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۲
شام ۰۰-۶ رات ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱

علاقائی خبریں

صبح ۰۵-۹ دلچسپ خبریں ۲۰-۹ اردو ۲۵-۹ کشمیری دوپہر ۱۰-۲ لداخی
شام ۳۰-۷ کشمیری ۴۵-۷ اردو

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح
۶-۴۵ صبح گاہی : بھگتی سنگیت کا پروگرام (روزانہ)
۶-۵۰ روشنی (اردو)
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
(اتوار ، منگل ، جمعرات)
گاشر اپر (کشمیری)
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
(پیر ، بدھ ، جمعہ اور ہفتہ)
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ (روزانہ)
۷-۰۵ کشمیری موسیقی (روزانہ)
۷-۱۵ کاشتکارن ہند خاطرہ
(کاشتکار بھائیوں کیلئے پروگرام)
(روزانہ سوائے جمعہ)
گاندھی کتھا (ہر جمعہ کو)
۷-۳۰ زون ڈب ، سلسلہ وار فیچر
(روزانہ سوائے ہفتہ)
۷-۵۵ آج کی بات (روزانہ)
۸-۲۰ گھر والوں کے لیے پروگرام
(ہر اتوار کو)
رسالو مسرہ ، میگزین : نوع انتخاب
(I پیر)
ذات جزات
(مہینے کی II اور IV اتوار)
ثقافت : ادبی پروگرام
(مہینہ کے II پیر)
پنجابی پروگرام
(منگل اور جمعرات)
(اتوار ۰۰-۴ بجے شام)
ستشن زنگ ، کشمیری میں
ریڈیو ڈائجسٹ پروگرام (ہر ہفتہ)
گھرہ بارہ خاطرہ ، گھر والوں کیلئے کشمیری میں پروگرام ہر جمعہ)

نو تخلیق (کشمیری)
(مہینے کے I، III اور V ہفتہ)
تخلیق نو (اردو) (II ہفتہ)
ونیکن (ہندی)
(IV ہفتہ)
۸-۴۵ ہندی میں بات چیت
(I، III اور V پیر)
حرف حرف (I ہفتہ)
مول شعر (II، IV اور V ہفتہ)
پہاگ (III ہفتہ)
۹-۰۵ اس ہفتے (ہفتے کے پروگراموں کی جھلک اتوار کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
سطور (سنگیت کا پروگرام)
(ہر پیر کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
کشمیری ناول
(کشمیری میں پروگرام ہر بدھ کو)
غزلیں (ہر جمعہ کو)
خوشحال گھر (ہوم سائنس کا پروگرام ہر ہفتہ کو)
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ کی کہانیاں
(ہر جمعرات کو)
۹-۳ تو ہسنز فرمائش ، سامعین کی پسند کے گانے (روزانہ اور جمعرات کو ۰۰-۱۰ بجے رات)
۱-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار کو)
۱-۱۵ ہونہار : بچوں کیلئے اردو میں پروگرام (ہر اتوار کو)
۱۱-۰۰ کومل سنگیت
(I اور V اتوار)
فلمی میگزین (II اتوار)
سنگیت میگزین (کشمیری)
(IV اتوار)

محفل سنگیت سے چند اقتباسات
(V اتوار)
۱۱-۳ کشمیری سنگیت
(اتوار ، بدھ ، جمعہ)
صوفیانہ موسیقی
(منگل ، جمعرات اور ہفتہ کو)
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار اور چھٹیوں)
۱-۰۰ معربی موسیقی (روزانہ)
۱-۳ اور ۰۰-۳ بجے
فوجی بھائیوں کیلئے (روزانہ)
۱-۲ شاستریہ سنگیت
(کلاسیکل سنگیت اور گائن)
(روزانہ)
۲-۳۰ نو بہ نو (ودیوانی سے منتخب پروگرام)
(I اور III اتوار)
کہکشاں
(ودیوانی سے منتخب پروگرام)
(II اتوار)
سوزل ، دیہات سے صدا بند ریکارڈنگ (IV اتوار)
چکری اور روف
(منگل ، جمعرات اور ہفتہ کو)
آش تہ گاش (دیہاتی سامعین کیلئے)
(ہر جمعہ کو)
شام
۳-۰۰ چکری اور روف
(پیر ، بدھ اور ہفتہ کو)
صوفیانہ موسیقی (منگل اور جمعہ)
کیاری (جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی)
۳-۳ ہی مال : خواتین کے لیے پروگرام
(اتوار)

اتوار ۱۶ مئی

صبح
۶-۴۵ صبح گاہی (روزانہ)
۷-۰۵ غلام حسن صوفی ، غزلیں
۸-۲۰ 'مقامی اخبار اور عوام'
پروفیسر جی ایل لابرو اور غلام نبی سے گفتگو
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۳۰ 'زھانیہ' ، کشمیری میں کھیل
تحریر : ایچ کے بھارتی
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۱-۰۰ ویسٹرن میوزک
۳-۰۰ پنجابی پروگرام
۳-۳۰ ہی مال
رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ تو ہسنز چٹھی واژ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۱۷ مئی

صبح
۷-۰۵ راج بیگم ، غزلیں۔
۸-۰۰ اوشا سیٹھ ، غزلیں
۸-۲۰ 'ثقافت'
اردو میں کلچرل میگزین
۹-۰۵ صوفیانہ موسیقی
۱۱-۳۰ ولی محمد اور ساتھی ، چکری اور روف
دوپہر
۱۲-۴۰ ریتا گنگولی ، غزلیں
۲-۳۰ غلام محمد و ساتھی ، قوالی
۳-۰۰ ولی محمد جان و ساتھی
چکری اور روف
۳-۳۰ راج بیگم اور غلام قادر وانی
کشمیری غزلیں
رات ۹-۳۰
۹ "بو کوٹ آس" ، کشمیری میں کھیل
تحریر : سوم ناتھ زتشی

منگل ۱۸ مئی

صبح
۷-۰۵ وجے کمار ملّا ، غزلیں
۸-۰۰ سدھا ملہوترہ ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ کاشری ناول
۹-۳۰ تو ہسنز فرمائش

۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ بھجن
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ ، ۴-۰۰ جی ایم ساز نواز اور ساتھی چکری اور روف

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ ہم قلم 'اردو میں تنقید کی رفتار سست کیوں' مباحثہ

بدھ ۱۹ مئی

صبح

۷-۰۵ کسم لتا، غزلیں
۸-۰۰ منیر خاتون بیگم، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
بات چیت : ارجن دیو مجبور
۹-۰۵ کاشری ناول

دوپہر

۱۲-۴۰ بنسی لال جوشی، غزلیں
۱-۰۰ ویسٹرن میوزک
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ کسم لتا اور ظہور احمد شاہ غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۰ مئی

صبح

۷-۰۵ نسیم اختر، غزلیں
۸-۰۰ غلام سراج خاں، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ اسٹوریز
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۳۰ عبدالخالق و ساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ بشیر احمد، غزلیں
۱-۰۰ ویسٹرن میوزک

۴-۰۰ کیساری، جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ ہیلتھ فورم

جمعہ ۲۱ مئی

صبح

۷-۰۵ کیلاش مہرہ، غزلیں
۸-۰۰ راجندر مہتہ، نینا مہتہ، غزلیں
۸-۲۰ گھر والوں کیلئے
۹-۰۵ غزلیں
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۳۰ ، سہ پہر ۴-۳۰ چکری اور روف

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ آش تہ گاش
۴-۰۰ محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

شام

۶-۱۵ 'گامی بجاین ہندہ خاطرہ' دیہی سامعین کیلئے
۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ رائے ترائے
۱۰-۰۰ داستان 'طوطا' تحریر : وہاب کھار گلوکار : حبیب اللہ بمبو

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح

۷-۰۵ راجندر کمار کاچرو، غزلیں
۸-۲۰ لو لیکمن، ہندی پروگرام
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۳۰ کمال بٹ اور ساتھی، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ اوما گرگ، بھجن

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۴۵ انگریزی تقریر از جے این گھنبار
۹-۳۰ بزم سامعین (اردو)
۱۰-۰۰ گاشہ تارکہ

مشہور کشمیری شعرا کی حیات و فن پر مبنی فیچر، 'مرحوم ثناءاللہ کریری'

اتوار ۲۳ مئی

صبح

۷-۰۵ آرتی تکو، غزلیں
۸-۰۰ مہدی حسن، غزلیں
۸-۲۰ گھر والوں کیلئے
اردو بات چیت : ڈاکٹر ڈی زیڈ آزردہ
۹-۰۵ اس ہفتے
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۳۰ اردو میں کھیل

دوپہر

۱۲-۴۰ فلمی گانے
۱-۰۰ ویسٹرن میوزک
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ سونہ زل
۴-۳۰ ہی مال

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ تو ہنز چٹھی واژ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۲۴ مئی

صبح

۷-۳۰ زونہ ڈب
۸-۰۰ حبیب ولی محمد، غزلیں
۸-۲۰ ذات بترات
پیشکش : اے آر بٹ
۹-۰۵ صوفیانہ موسیقی 'سنطور'
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ اسٹوریز
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۴۰ چکری اور روف

دوپہر

۱۲-۴۰ کے ایل سہگل، غزلیں
۱-۰۰ ویسٹرن میوزک
۴-۳۰ غلام محمد میر اور اندرا کاچرو، غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ اردو تقریر : پروفیسر کبیر جیسی
۹-۳۰ 'ایک پرچھائیں بادل کی' اردو کھیل تحریر : مدن موہن شرما

منگل ۲۵ مئی

صبح

۷-۰۵ زونہ ڈب
۸-۰۰ پنکج اداس، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۳۰ ، ۴-۰۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱-۰۰ ویسٹرن میوزک
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے ریلے)

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ 'مسائل بجلی گاش' انٹرویو از حبیب اللہ نقاش، پاور ڈیولپمنٹ کمشنر
۹-۳۰ سنگرمال کشمیری میں ادبی میگزین

بدھ ۲۶ مئی

صبح

۷-۳۰ زونہ ڈب
۸-۰۰ ترلوک کپور، غزلیں
۸-۲۰ شش رنگ
تقریر از ایس کے بھان
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۳۰ کشمیری موسیقی

دوپہر

۱۲-۳۰ شوبھا گورتو، غزلیں
۱-۰۰ ویسٹرن میوزک
۴-۳۰ جی ایم شیخ اور نسیم اختر غزلیں

رات

۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۷-۰۵ نرملا دیوی، غزلیں
۷-۳۰ زونہ ڈب

۸-۰۰ انیتا شرما : غزلیں
۹-۰۵ خوشحال گھرہ
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ اقبال احمد صدیقی، غزلیں
۱-۰۰ ویسٹرن میوزک
۲-۳۰ شیخ عبدالعزیز اور ساتھی
چھکری اور روف
۴-۰۰ کساری
(جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی)

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک

جمعہ ۲۸ مئی

صبح
۷-۰۵ راج بیگم، غزلیں
۷-۳۰ زونہ ڈب
۸-۰۰ وشنی ملہوترہ، غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
۹-۳۰ تو ہنز فرمائش
۱۱-۰۰ چھکری اور روف

دوپہر
۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۴-۰۰ استاد رمضان جو اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۹-۳۰ رانے ترانے
کشمیری میں مباحثہ

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح
۷-۳۰ زونہ ڈب
۸-۰۰ علی بخش ظہور، غزلیں
۸-۲۰ نوی تخلیق،
موتی لال ساقی کا تازہ کشمیری کلام
۸-۳۵ مولل شعار
۹-۰۵ خوشحال گھرہ
۱۱-۳۰، سہ پہر ۳-۳۰-۴
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر
۱۲-۴۰ بیگم اختر، غزلیں
۴-۰۰ چھکری اور روف

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۸-۳۰ پراگاش
۸-۴۵ انگریزی تقریر از او۔این۔کول
۹-۳۰ پتریکا
ہندی میگزین پروگرام

اتوار ۳۰ مئی

صبح
۷-۰۵ کنول کشور اجالا، غزلیں
۸-۰۰ خالد : غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ ہونہار
۱۱-۳۰ انتخاب

دوپہر
۲-۳۰ غزلیں
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہی مال

رات
۸-۱۵ تو ہنز چیٹھی واژ
۹-۳۰ سلسلہ وار کھیل
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۳۱ مئی

صبح
۷-۰۵ آشا کول، غزلیں
۸-۰۰ جمیل احمد، غزلیں
۸-۲۰ کشمیری لوک سنگیت
۹-۰۵ سنطور، صوفیانہ موسیقی
۱۱-۳۰، دوپہر ۳۰-۲، ۰۰-۴
عبدالحمید ڈار اور ساتھی
چھکری اور روف
۱۲-۴۰ ایم ایل ولی، غزلیں
۴-۳۰ ہردے ناتھ توشہ خانی اور
عبدالرحمٰن ریشی، غزلیں

رات
۸-۴۵ اردو تقریر از ایچ کے بھارتی
۹-۳۰ 'یلہ نار ژھیتہ گو' کشمیری کھیل
تحریر : ریاض ماہر
۱۰-۳۰ ریڈیو کی تاثری

ناگپور

۵۱۲٫۸ میٹر، ۵۸۵ کلوہرٹز

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

پیر ۱۷ مئی

رات
۱۰-۰۰ تجارت ایک کامیاب فن
بات چیت : ایم پی مارڈیکر
ساز غزل
ڈاکٹر زرینہ ثانی کی ادبی
خدمات، بات چیت
مسز شائستہ جاوید
اناؤنسر : منموہن بھٹناگر

پیر ۲۴ مئی

رات
۱۰-۰۰ ودربھ میں اردو کے چند
ہندو شعراء : بات چیت
از ڈاکٹر ایس اے رحیم
بزم قوالی
مختصر کہانی : مسز رضیہ اصغر
اناؤنسر : اشفاق احمد

پیر ۳۱ مئی

رات
۱۰-۰۰ بچوں میں جرائم کے رجحانات
بات چیت : پروفیسر فیروز الدین
ساز غزل
کلام شاعر : ظفر کلیم
اناؤنسر : اشفاق احمد

جودھپور

جودھپور ۵۶۴٫۹ میٹر ۵۳۱ کلوہرٹز ۲۵٫۰۶ میٹر ۱۱۹۷۰ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۹-۱۰ راجستھانی بھگتی گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۱۰ کلاسیکی موسیقی
(سوائے منگل، جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت
۱-۵۰ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)
۵-۰۵ یوداوانی
یوواترنگ اور ورائٹی پروگرام
(منگل اور جمعہ)
۵-۳۰ نوترنگ
فلم سنگیت پر مبنی
(اتوار)
۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
تیوجنی سوچنائیں (پیر و جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
شاردا سنگم (بدھ)
گیان وردھان (جمعرات)
سائنس ڈائجسٹ (ہفتہ)
۶-۳۰ سرحدی علاقوں میں رہنے والے
سامعین کیلئے ملاجلا پروگرام
۸-۲۵ ایک کلاکار
۹-۱۵ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل، جمعرات)
ملے جلے گانے (بدھ اور جمعہ)
خطوں کے جواب (ہفتہ)
۱۰-۰۰ بہار گیت
(دوسری اور تیسری جمعرات)

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) ۲۰۳۱۲ میٹر ۱۴۰۶ جے پور (ب) ۴۱٫۴۳۶۱ میٹر ۱۳۹۹ کلوہرٹز

اجمیر ۲۷۵٫۴۹ میٹر ۱۰۳۰ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ بجے) انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

صوبائی (ہندی): صبح ۹-۰۵ شام ۷-۰۵ (راجستھانی) شام ۷-۱۵

سندھی: صبح ۸-۴۴، شام ۶-۱۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰

سماچار پتر (ہندی) صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۰۲ منگل دھونی: وندے ماترم

۶-۰۲ وندنا

۷-۰۰ روپ ریکھا اور موسم

۷- کرساں ری بات، بازار بھاؤ (روزانہ)

۷-۱ رامائن پاٹھ

۷-۲ سامائیکی

۸-۶ رس دھارا (سوائے اتوار)

سور گنگا (اتوار)

۱۰-۱ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)

(ہفتہ کو ۹-۰۵ اور اتوار ۱۰-۳۰، ۱۱-۰۰)

دوپہر

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)

۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یووا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ضلع کی چھٹی

۷-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات

۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)

۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

اتوار ۱۶ مئی

صبح

۷- دیش بھکتی گیت

۷-۱ بتن دیوانہ: خیال

۱۰-۰ سندھی پروگرام

مایا اسرانی: گیت

بھینٹ وارتا: مصنف

کشن گیر نانی سے

(ر)ات

۸-۰ نیشن آن دی مارچ

انڈسٹریل گراوتھ: انگریزی تقریر

ڈاکٹر ایچ۔ سی۔ شرما

۱۰-۰۰ ہم جھر: راجستھانی بین

میگزین پروگرام: کہانی

سید منور علی: گیت

مراری لال شرما

ریکھا چترا دوارا: انل جین

پیر ۱۷ مئی

صبح

۷-۳۰ معین الدین: سارنگی

شام

۶-۳۰ اُدھیوگ جگت: اور ضلع کے

اُدھیوگوں پر روپک

۸-۰۰ ہندی میں کویتا

وِیک بہاری پاگل

۱۰-۰۰ این راجن: وائلن

نصیر احمد خاں: خیال

منگل ۱۸ مئی

صبح

۷-۳۰ منی لال: ستار

شام

۸-۰۰ باتاں ری پھلواڑی

راجستھانی کہانی: کلیان گوتم

۹-۳۰ راجستھانی فرمائشی پروگرام

۱۰-۰۰ ایاز حسین، محبوب خاں

ستار

بدھ ۱۹ مئی

صبح

۷-۳۰ نصیر امین الدین ڈاگر

الاپ دھرپد

۸-۲۰ دھرمنجلا: دھرکسان

چھت بیہنا: نئی چھت

راجستھانی تقریر

نشان سنگھ شیخاوت

دوپہر

۱-۳۰ دی کے شرما: خیال

۵-۰۵ ریڈ کراس یوواسکتی

بھینٹ وارتا: آر۔ این کول

۶-۳۰ یوواؤں کے لیے سندھی پروگرام

رات

۸-۰۰ ٹائی فائڈ: بھینٹ وارتا

ڈاکٹر ایس آر مہتہ

راج رشی پی ڈی ٹنڈن

تقریر: جے پی جوشی

جمعرات ۲۰ مئی

صبح

۷-۳۰ اسد علی خاں: دودرا بینا

۷-۵۰ دیوو انی

سنسکرت میں تقریر

از ڈاکٹر ایم ایم شرما

۸-۲۰ راجستھان میں پُراتتو کی کھوج

بگور اور تیلواڑہ

۸-۳۰ فرحت جہاں بیو: خیال

رات

۸-۰۰ کان ولی کویتا: رُدکر

روسنکلی: راجستھانی تقریر

از تیج سنگھ جودھا

۹-۱۵ آدھونک تکنیکی اور گرامین ادھیوگ

تقریر از ایس این پاٹھک

۱۰-۳۰ روشن آرا بیگم: خیال

جمعہ ۲۱ مئی

صبح

۷-۳۰ لیلا وتی اُڈسلے: خیال

دوپہر

۱-۳۰ استاد علاء الدین خاں: سرود

شام

۶-۳۵ رمیش پریم: وچتر وینا

۸-۰۰ کہانی: یوگیش چند رشرما

ہفتہ ۲۲ مئی

صبح

۷-۳۰ رمیش تاگڑے: وائلن

دوپہر

-۳۰ جتندر کوشک: خیال

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام

قومی یک جہتی کے محرک

تیج بہادر سپرو

تقریر از اکرام الحق

کویتا: عزیز

۹-۱۵ قانون اور مہلاہت

تقریر از ایس آر بھنساری

اتوار ۲۳ مئی

صبح

۷-۳۰ میرا کھرواڈکر: خیال

۸-۲۱ سور گنگا

سگم سنگیت کا خصوصی پروگرام

۱۰-۰۰ سندھی ناٹک: ممی موٹی آ

لکشمن بھمباڑی

پیشکش: موہن مہر چندانی

۱۰-۳۰ مشتاق حسین خاں اور

پنڈت اوم کارناتھ ٹھاکر: گائن

دوپہر

۲-۳۰ ترکون: میگزین پروگرام

کہانی: راجیش ماتھر

کویتا: کے ایس سجل

مصنف: کے جی سنہا

رات

۸-۰۰ انگریزی تقریر
از ڈاکٹر چیتن کرنانی

پیر ۲۴ مئی

صبح

۷-۳۰ اروند پارکھ ستار

دوپہر

۱-۳۰ لطافت حسین خاں بنسیال

شام

۶-۳۰ ادھیوگ جگت: ادھیوگوں میں
مانو سمبندوں کا مہتو
تقریر: وینا ناتھ دوبے

۱۰-۰۰ سوموار یہ راتری سبھا
این وی پٹوردھن: خیال
اروند پارکھ ستار

منگل ۲۵ مئی

صبح

۷-۳۰ بی آر اوتھاولے: خیال

رات

۸-۰۰ راجستھانی کویتا
جے سنگھ آشاوت

۹-۳۰ سندھی پروگرام
شوتاؤں کے پتروں کے اتر

۱۰-۰۰ مادھو گڈی: گائن

بدھ ۲۶ مئی

صبح

۷-۳۰ رام گوپال ڈانگی: گائن

۸-۲۰ من رو بھی کوئی سپنو ہے
راجستھانی تقریر از آر بوہرا

شام

۵-۰۵ دیواہ کی اچت آیو اور
یووا ورگ کی بھومیکا: پریچرچا

۹-۱۵ اینددھن: آج اور کل
تقریر از ڈاکٹر سنتوش کمار

۹-۳۰ مکھ منتری دوارا پرشنوں کے اتر

جمعرات ۲۷ مئی

صبح

۸-۲۰ جن سنگھیا اور دکاس

روزگار: تقریر از
کے ایل کوچھ

۸-۳۰ سنسکرت کویتا
از رادھا کرشن شاستری

دوپہر

۱-۳۰ مہلاؤں میں کینسر روگ
سوال وجواب
ڈاکٹر سنیل جین

رات

۸-۰۰ مگتی جنتاری: جگتی جواہری
راجستھانی تقریر
متھرا داس ماتھر

۹-۱۵ گلاب یاد کرتا ہے: روپک
شرومنی گل گوشیا

۱۰-۳۰ بسم اللہ خاں اور ساتھی: شہنائی

جمعہ ۲۸ مئی

صبح

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰
منجو مہتہ: ستار

دوپہر

۱-۳۰ اور شام ۶-۳۵
رفیق حسین: ٹھمری دادرا

رات

۹-۳۰ راجستھانی کویتا پاٹھ: ستیم جوشی
لکشمن سنگھ رسونت
اکیدن سنگھ بھاٹی
شیام سندر بھارتی

ہفتہ ۲۹ مئی

صبح

۷-۳۰ سنگھ بندھو: گائن

۸-۲۰ جن سنگھیا اور دکاس آواس
مایارام

دوپہر

۱-۳۰ بیگم اختر: گائن
احمد خاں: طبلہ

رات

۸-۰۰ کہکشاں: اردو پروگرام
۲۰ نکاتی پروگرام عام آدمی
کی بہبودی کے لیے کہاں تک
مفید ہے
شرکاء: شاہ تقی الدین احمد
عبدالرحمٰن چودھری: ابراہیم
یوسف

۹-۱۵ آئین میں بنیادی حقوق
اور فرائض: از ڈاکٹر روجے

اتوار ۳۰ مئی

صبح

۷-۳۰ سلطان خاں: سارنگی

۱۰-۰۰ سندھی سگم اور
لوک سنگیت

رات

۸-۰۰ انگریزی
میں تقریر

۱۰-۰۰ مشاعرہ: شرکاء شعرا
دل ایوبی، ظفر غوری،
خداداد مونس، پارسا کوثری،
عزیز بیکانیری، شاہ میر
قمر واحدی،
چاند نرائن

پیر ۳۱ مئی

صبح

۷-۳۰ رگھوویر پرشاد: ستار

دوپہر

۱-۳۰ کمار گندھرو: گائن

شام

۶-۳۰ ادھیوگ جگت
شرم سمسیائیں دور کیسے ہوں
دھرم ویر، ہزاری لال شرما
ڈاکٹر کے کے سورل اور
دنیش کھرے

۸-۰۰ کوی وانی
شانتا گنانی

اودے پور

اودے پور ۲۶۶-۲۹۰ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶-۲۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی
۷-۲۰ ہانس گان
۷-۳۰ سنگیت سریتا
۷-۴۰ فلمی سنگیت

۹-۰۰ سگم سنگیت (سوائے اتوار)
دوپہر
۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱-۵۰ لوک سنگیت
شام
۵-۰۵ یووا وانی

۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸-۱۵ فلمی گیت

بیکانیر

۲۱۵-۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

۶-۳۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگرام کا خلاصہ
۸-۰۲ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷-۲۰ ہانس گان

دوپہر
۱-۳۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ

موسم کا حال
۷-۳۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

آواز میں اشتہار
دیکر اپنی تجارت
کو فروغ دیجئے

دوردرشن بمبئی

بمبئی چینل ۴ بینڈ ۱ تصویر ۶۲،۲۵ میگاہرٹز آواز ۶۷،۷۵ میگاہرٹز
پونہ چینل ۵ بینڈ ۳ تصویر ۱۷۵،۲۵ میگاہرٹز آواز ۱۸۰،۷۵ میگاہرٹز

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

اتوار

صبح ۰۰-۹ انگریزی میں سلسلے وار فلم ۳۰-۹ پرتیبھا آئی پریتا ۳۰-۱۰ وندر بیلون: مدراس سے ریلے ۰۰-۱۱ ساپتاہیکی: ہفتے بھر کے پروگرام کی ہندی میں جھلک ۳۰-۱۱ اختتام شام ۰۱-۶ مراٹھی میں مختصر خبریں ۰۲-۶ ہندی فیچر فلم ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ فیچر فلم کا بقیہ حصّہ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ یوگا بھیاس ۳۰-۹ سائنس رپورٹ ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

پیر

شام ۳۲-۶ مراٹھی میں مختصر خبریں ۳۳-۶ سنا لگری بچوں کے لیے گجراتی میں پروگرام ۰۰-۷ گجراتی گیت ۱۰-۷ آپچی ماتی آپچی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ۰۰-۸ یوودرشن (مراٹھی) ۳۰-۸ انگریزی میں سلسلے وار فلم ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ والٹس دی گڈ ورڈ / چترگیت ۴۵-۹ ورت چتر / کوٹا چی پائیری ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۲-۶ مراٹھی میں مختصر خبریں ۳۳-۶ کِلبِل بچوں کے لیے مراٹھی میں پروگرام ۰۰-۷ مراٹھی گیت ۱۰-۷ کامگار وشو ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ دینادن وگیان ۰۰-۸ یوودرشن (ہندی / گجراتی) ۳۰-۸ اسپورٹس راؤنڈ اپ (مدراس سے ریلے) ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ سپتپنا (ہندی میں ادبی میگزین) / پرکرما ۴۰-۹ مغربی موسیقی ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ شام غزل / بزم قوالی / کرناٹک سنگیت ۴۰-۱۰ اختتام

بدھ

شام ۳۲-۶ مراٹھی میں مختصر خبریں ۳۳-۶ سندر مازے گھر ۰۰-۷ فلم ۱۰-۷ آپچی ماتی آپچی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ پرادیشک سنگیت ۰۰-۸ محفلِ یاراں (ادبی پروگرام) / امرت منتھن / نہہ چِن راؤ: مراٹھی میں سلسلے وار ڈرامہ ۳۰-۸ یوتھ پینو رما (مدراس سے ریلے) / ریگ ورلڈ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ چھایا گیت / پاریجات / ڈرامہ ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ حالات حاضرہ ۴۰-۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۲-۶ مراٹھی میں مختصر خبریں ۳۳-۶ گھر بیٹھاں / وندن وار ۰۰-۷ لوک سنگیت ۱۰-۷ کامگار وشو ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گجراتی گیت ۰۰-۸ ہندی ڈرامہ / مراٹھی ڈرامہ / غنائیہ / رقص ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / چھایا گیت ۴۵-۹ ورت چتر ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ پاریجات ۰۰-۱۱ اختتام

جمعہ

شام ۳۲-۶ مراٹھی میں مختصر خبریں ۳۳-۶ کھیل کھلونے بچوں کے لیے ہندی میں پروگرام ۰۰-۷ ہندی گیت ۱۰-۷ آپچی ماتی آپچی مانس ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۴۲-۷ گیان دیپ ۱۰-۸ اسپورٹس راؤنڈ اپ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ چھایا گیت / پھول کھلے ہیں گلشن گلشن / آؤ ہماری ساتھ ۵۵-۹ خصوصی اعلان ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۱۰-۱۰ موسیقی اور رقص کا نیشنل پروگرام ۵۵-۱۰ اختتام

ہفتہ

شام ۳۲-۵ مراٹھی میں مختصر خبریں ۳۳-۵ مراٹھی میں فیچر فلم ۳۰-۷ مراٹھی میں خبریں ۴۰-۷ کل کے پروگرام ۳۰-۸ حالات حاضرہ ۰۰-۹ ہندی میں خبریں ۱۰-۹ آن دی فیلڈ: آف دی فیلڈ / رقص ۳۰-۹ دا ابریشنز / سائنس فورم ۰۰-۱۰ انگریزی میں خبریں ۲۰-۱۰ اختتام

دوردرشن سرینگر

بینڈ ۱: ۶۲،۲۵ میگاہرٹز (تصویر) چینل: ۴ ۶۷،۷۵ میگاہرٹز (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونیوالے پروگرام

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو)
شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ ۴۵-۹ اردو میں خبریں، ۰۰-۱۰ اختتام

اتوار ۱۶ مئی

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لیے (کشمیری) ۳۰-۱۱ سلسلہ دار کشمیری فیچر (دوبارہ) ۵۰-۱۱ کشمیری لوک سنگیت ۱۰-۱۲ سلسلہ وار اردو فیچر (دوبارہ) ۳۰-۱۲ یونیورسٹی کیلئے
شام ۳۰-۶ کشمیری لوک سنگیت ۵۰-۶ روزگار خبرنامہ ۰۰-۷ اور ۱۷-۸ فیچر فلم ہندوستانی ۰۰-۱۰ کلاسیکی موسیقی ۳۰-۱۰ اختتام

پیر ۱۷ مئی

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۴۵-۷ نیوز فیچر ۱۷-۸ نقش و نغمہ: ہندی فلمی گانے ۵۰-۸ اسپورٹس میگزین ۲۰-۹ انٹرویوز پر مبنی پروگرام

منگل ۱۸ مئی

شام ۳۰-۷ کشمیری کلاسیکی موسیقی ۵۰-۷ ملکی ہلکی موسیقی ۱۷-۸ ناظرین کے خطوط کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فیچر ۱۵-۹ صوفی اور شاعروں پر

بدھ ۱۹ مئی

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام ۴۵-۷ کشمیری لوک سنگیت ۱۷-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۵-۸ دوسرے کیندروں کی پیشکش ۱۵-۹ ادبی میگزین پروگرام (کشمیری)

جمعرات ۲۰ مئی

شام ۳۰-۷ گھرانوں کیلیے ۱۷-۸ ہندوستانی فلموں سے لیے گانوں پر مبنی پروگرام ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ پنجابی سنگیت

جمعہ ۲۱ مئی

شام ۰۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۲۰-۷ ٹیلی کلبس

۱۰-۸ اردو ڈرامہ ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ ہیلتھ میگزین (اردو)

ہفتہ ۲۲ مئی

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے (اردو) ۳۰-۷ ایک نظم کی عکس بندی ۵۰-۷ دستاویزی فلم ۱۰-۸ فوجی بھائیوں کیلیے

اتوار ۲۳ مئی

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کیلئے ۳۰-۱۱ سلسلہ وار کشمیری فیچر (دوبارہ) ۵۰-۱۱ کشمیری لوک سنگیت ۱۰-۱۲ اردو سلسلہ وار فیچر ۳۰-۱۲ یوگ ابھیاس
شام ۳۰-۶ کشمیری لوک سنگیت ۰۰-۷ اور ۱۰-۸ ہندوستانی فیچر فلم ۰۰-۱۰ قوالی

پیر ۲۴ مئی

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۴۵-۷ ٹی وی نیوز

فیچر ۱۰-۸ نقش ونغمہ: فلمی گانوں پر مبنی پروگرام ۰۰-۹ اردو اسپورٹس میگزین پروگرام ۲۰-۹ انٹرویو پر مبنی پروگرام

منگل ۲۵ مئی

شام ۳۰-۷ ہمارا تمدنی ورثہ ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۰-۸ ناظرین کے خطوط کے جواب ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فیچر ۱۵-۹ تعمیر وترقی سے متعلق پروگرام

بدھ ۲۶ مئی

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام ۴۵-۷ کشمیری لوک سنگیت ۱۰-۸ سلسلہ وار فیچر (کشمیری) ۳۵-۸ دوسرے کیندروں کے پروگرام ۱۵-۹ ادبی میگزین پروگرام (اردو)

جمعرات ۲۷ مئی

شام ۳۰-۷ ہوم سائنس ۱۰-۸ فلمی گانوں پر مبنی پروگرام

نقش ونغمہ ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ اردو میں مزاحیہ پروگرام

جمعہ ۲۸ مئی

شام ۰۰-۷ گوجری پروگرام ۳۰-۷ خصوصی پروگرام فیملی ویلفیئر پر ۱۰-۸ ڈرامہ (دوسرے کیندروں کی پیشکش) ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ ہیلتھ میگزین (کشمیری)

ہفتہ ۲۹ مئی

شام ۰۰-۷ بچوں کیلیے (اردو) ۳۰-۷ فوکس آن ویلیج ۵۰-۷ ہمارے فرائض ۱۰-۸ سلسلہ وار اردو فیچر ۳۵-۸ باؤن (نوجوانوں کے لیے کشمیری میں) ۰۵-۹ سنگیت

دوردرشن لکھنؤ

چینل: ۴ — ۶۲/۲۵ میگاہرٹز (تصویر)
بینڈ: ۱ ۶۷/۷۵ میگاہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام ۰۰-۷ مختصر سماچار اتوار کو ۳۰-۶ پیر ۳۰-۷ چوپال (کسانوں کے لیے) (سوائے اتوار اور منگل) ۰۰-۸ سماچار

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار

شام ۲۲-۶ ننھے منے ۵۲-۶ ساپتاہکی ۰۰-۷ اور ۲۰-۸ فیچر فلم (ہندی) ۱۵-۸ ذرا دھیان دیں ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۳۰-۷ آپ کا سواستھ ۵۰-۷ ورت چتر ۱۵-۸ آج کل ۳۰-۸ کل کے پروگرام ۳۳-۸ اپہار ۰۵-۹ سرسوتی ۳۵-۹ سرگم (کلاسیکی گانے) ۰۵-۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۰-۷ گھر چوبارہ ۳۰-۷ کامگار سبھا ۱۵-۸ وگیان جگت ۳۰-۸ کل کے پروگرام ۳۳-۸ ناٹک ۳۵-۹ اختتام

بدھ

شام ۳۰-۷ یوگ ابھیاس / پریکرما ۱۵-۸ پرگتی کی اور / کلا اور کیرتی ۳۰-۸ کل کے پروگرام ۳۳-۸ سلسلہ وار ناٹک "چوراہا" ۰۵-۹ کھیل جگت ۳۵-۹ گنجن (سگم سنگیت) ۰۵-۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۰-۷ گھر کی دنیا
۳۳-۷ پھلواری (بچوں کے لیے) بال کلاکار ۱۵-۸ آج کل ۳۰-۸ کل کے پروگرام ۳۳-۸ فرائیڈے کوئز / اسپورٹس کوئز ۰۵-۹ اودھ سنج (اردو پروگرام) ۳۵-۹ کلاسیکی گانے ۰۵-۱۰ اختتام

جمعہ

۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۳۰-۸ کل کے پروگرام ۳۳-۸ چترہار ۱۵-۹ بات اپنی اپنی / آپ اور قانون ۴۵-۹ اختتام

ہفتہ

شام ۳۰-۷ یوا درشن (نوجوانوں کے لیے) ۱۵-۸ آج کے اتھتی / لوک سنگیت ۳۳-۸ سلسلہ وار انگریزی فلم ۰۵-۹ سنت وانی / وودھا ۲۰-۹ بزرگوں کیلئے ۳۵-۹ دوردرشن ورت چتر ۰۵-۱۰ اختتام

خصوصی پروگرام

پیر ۱۷ مئی

رات ۰۵-۹ سرسوتی دسورگیہ سمترانندن پنت پر خصوصی پروگرام

جمعرات ۲۰ مئی

شام ۳۰-۷ چوپال (کسانوں کے لیے) گنے میں ٹاپ ڈریسنگ اور اس سے فائدہ

جمعہ ۲۱ مئی

شام ۳۰-۷ چوپال (کسانوں کے لیے): لوک گیت — پشو پالن گربھاوستھا اور پرسو کے بعد دیکھ بھال دھان کی سامو ہک پود سالا یوجنا اور دھان کی قسموں کا انتخاب

ہفتہ ۲۲ مئی

شام ۳۰-۷ چوپال (کسانوں کے لیے): ادسر بھومی سدھار یوجنا

پیر ۲۴ مئی

شام ۳۰-۷ چوپال (کسانوں کے لیے): سمسیا اور سمادھان وکاس سمبندھی جانکاری: سینچائی سمبندھی

بدھ ۲۶ مئی

شام ۳۰-۷ چوپال (کسانوں کے لیے): مانس پرسنگ ادرک اور ہلدی کی بوائی: تمباکو کی کٹائی

جمعہ ۲۸ مئی

شام ۳۰-۷ چوپال (کسانوں کے لیے): مچھلی پالن شہد کی مکھیوں کی دیکھ بھال: مویشیوں کو ٹیکہ لگوائیے

نہرو ——— تفریحی لمحے

کیف احمد صدیقی

اس کا ظاہر ضوفگن مثلِ شعاعِ بدر تھا
اور باطن تیرہ و تاریک سی اک قبر تھا

جانے کیوں سارے مسافر آبلہ پا ہو گئے
گو سفر کے وقت سورج اندرونِ ابر تھا

کتنی حدت ہو گی اس دشتِ بلا کی دھوپ میں
جس کا سایہ بھی مثالِ آفتابِ حشر تھا

یوں سرابِ جسم پر رکھی تھی بنیادِ حیات
جیسے پانی کی سطح پر ریت کا اک قصر تھا

ذکرِ ماضی کیا اب اپنا حال بھی اپنا نہیں
پہلے مستقبل کا بھی ہر پل میرا ہم عصر تھا

ہائے وہ تحریر جو ظاہر میں کچھ مہمل سی تھی
اُف وہ مفہوم نہاں جو سطر اندر سطر تھا

کیفؔ انھیں کو جانے کیوں نقادنے سمجھا حقیر
مجھ کو جن اشعار پر سب سے زیادہ فخر تھا

ملک زادہ منظور احمد

مرا ہی پرسکوں چہرہ بہت تھا
میں اپنے آپ میں بکھرا بہت تھا

بہت تھی تشنگی دریا بہت تھا
سرابوں سے ڈھکا صحرا بہت تھا

انھیں ٹھہرے سمندر نے ڈبو دیا
جنھیں طوفان کا اندازہ بہت تھا

اڑاتا خاک کیا میں دشت در کی
میرے اندر میرا صحرا بہت تھا

سلامت تھا وہاں بھی میرا داماں
بہاروں کا جہاں چرچا بہت تھا

زمیں قدموں تلے نیچی بہت تھی
سروں پہ آسماں اونچا بہت تھا

عرفان صدیقی

یہ تو صحرا ہے یہاں ٹھنڈی ہوا کب آئے گی
یار، تم کو سانس لینے کی ادا کب آئے گی

کوچ کرنا چاہتے ہیں پھر مری بستی کے لوگ
پھر تری آواز اے کوہِ ندا کب آئے گی

جانے کس دن ہو گا ظالم آسماں کا سینہ چاک
کانپتے ہاتھوں میں شمشیرِ دعا کب آئے گی

نسلِ تازہ میں تجھے کیا تجربے اپنے بتاؤں
تیرے بڑھتے جسم پر میری قبا کب آئے گی

سر برہنہ بیبیوں کے بال چاندی ہو گئے
خیمے پھر استادہ کب ہوں گے ردا کب آئے گی

تھک گئے تھامے ہوئے جھولا مری بچی کے ہاتھ
تو مرے آنگن تک اے کالی گھٹا کب آئے گی

شہریار

تو کہاں ہے تجھ سے اک نسبت تھی میری ذات کو
کب سے پلکوں پر اٹھائے پھر رہا ہوں رات کو

میرے حصے کی زمیں بنجر تھی میں واقف نہ تھا
بے سبب الزام میں دیتا رہا برسات کو

کیسی بستی تھی جہاں پر کوئی بھی ایسا نہ تھا
منکشف میں جس پہ کرتا اپنے دل کی بات کو

سارے دنیا کے مسائل یوں مجھے در پیش ہیں
تیرا غم کافی نہ ہو جیسے گذر اوقات کو

مظہر امام

اب کیا یہ دھواں اٹھ رہا ہے
یہ شہر تو کب کا جل چکا ہے

تلخیٔ جہاں کہ گرمیٔ لب
وہ ہجر کا تیرے ذائقہ ہے

شاید کبھی غم پلٹ بھی آئے
تنہا مجھے چھوڑ کر گیا ہے

تم سے تو امید ہی کہاں تھی!
موسم بھی نظر بدل رہا ہے

یہ خواب بھی میری شب سے لے لو
دن کو مرے پاس کیا رہا ہے

برسوں سے چتا میں جل رہا ہوں
لمحے کے گناہ کی سزا ہے

میری ہی طرح گنو ستارے
تم نے یہ مزہ کہاں چکھا ہے

ہم تیرے ہی ہو کے رہ گئے ہیں
ورنہ یہ جہاں بھی کیا برا ہے

خوشبو سے کہو ادھر بھی آئے
سنتے ہیں گلاب کھل چکا ہے

اکاشوانی کے پروگرام

ٹیلی فون
چیف ایڈیٹر ۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل ۳۸۲۲۵۴
بزنس ۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ LISENER
چیف ایڈیٹر جے پی گویل
ایڈیٹر سراج احمد

نئی دہلی — ۱۶رجون ۱۹۸۲ء بمطابق ۲۶رجیشٹھ ۱۹۰۴ شاکا ـ جلد ۴۷، شمارہ ۱۲

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۸ روپے
تین سال	۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

رمضان المبارک

ناصر زیدی

دنیا کے ہر مذہب کے اپنے اپنے اصول ہیں۔ لیکن ہر مذہب کے دستور کا مقصد انسانیت کو سنوارنا اور سدھارنا ہے۔ اس لیے بنیادی طور پر بہت سی ایسی باتیں عام طور پر ملیں گی کہ ہر مذہب میں موجود ہیں۔ البتہ جزوی طور پر کچھ چیزیں کم و بیش ہوتی رہتی ہیں۔ روزہ بھی ایک ایسا فریضۂ مذہبی ہے جو دنیا کے ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ تمام اہل کتاب کے یہاں روزہ قریب قریب ایک ہی انداز سے رکھا جاتا ہے۔ البتہ روزے کے دنوں کے تعین میں فرق ہے۔

تاریخوں اور آسمانی کتابوں سے یہ باتیں ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوحؑ نے عید الفطر اور عید اضحیٰ کے دنوں کو چھوڑ کر ساری عمر روزے رکھے۔

حضرت داؤدؑ نے اپنی زندگی میں اتنے روزے رکھے کہ اگر ان کا حساب کیا جائے تو ان کی نصف عمر روزے میں گذری۔

اور حضرت ابراہیمؑ کے متعلق تاریخ بتلاتی ہے کہ انھوں نے ہر مہینے میں تین دن ساری عمر روزے رکھے۔

حضرت عیسیٰؑ کے بعد نصاریٰ پر ماہِ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ مہینوں کا حساب چاند کی گردش سے تھا۔ جس کی وجہ سے روزے کبھی سخت سردی میں اور کبھی سخت گرمی کے موسم میں پڑتے تھے یہ بات ان لوگوں کو ناگوار گذری۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نصاریٰ کے علما اور رؤسا نے رائے کی کہ سردی اور گرمی کے موسم کے درمیان روزوں کا مہینہ مقرر کیا جائے۔ اس طرح ربیع کے موسم میں روزوں کا مہینہ مقرر ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ اس کے لیے ان لوگوں کو قمری حساب کے بدلے شمسی مہینوں کا سہارا لینا پڑا ہوگا۔ اس کے علاوہ ان لوگوں نے جب یہ تبدیلی کی تو اس میں یہ بھی کیا کہ روزوں کے دس دن اور بڑھا دیئے۔ اس طرح چالیس دن ہوگئے اور یہ تبدیلیاں ہوتے ہوتے روزے پچاس دنوں کے ہوگئے۔

نصاریٰ کی یہ شکایت بظاہر درست ہی معلوم ہوتی ہے کہ روزوں کا مہینہ کبھی سخت سردیوں میں تو کبھی سخت گرمیوں میں آجاتا ہے۔ یہ بات قمری مہینوں میں ضرور پائی جاتی ہے۔ لیکن یہاں پر یہ بات بھی کہنا چاہوں کہ ایسی شکایت اسی وقت پیدا ہوگی جب ہماری نظروں میں وسعت نہیں ہوگی۔ اور مذہب دنیا کے کسی ایک نصف دائرہ یعنی صرف شمالی خطۂ ارض سے یا صرف جنوبی خطۂ ارض سے تعلق رکھتا ہوگا۔ ورنہ وہ مذہب جو عالمگیر ہے وہ دنیا کے ہر خطے کے مزاج کا لحاظ رکھے گا۔ اسلام نے اسی بنا پر سال اور مہینوں کا حساب چاند سے رکھا ہے تاکہ موسم بدل بدل کر دنیا میں ماہِ رمضان آئے اور نہ شمالی دنیا کے رہنے والوں کو شکایت ہونے پائے اور نہ جنوبی خطۂ ارض کے باشندوں کو کسی قسم کی شکایت ہو پائے۔

ارشاد رب العزت ہے کہ یا ایہا الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تاکہ تم پرہیزگار ہو۔ البتہ قدرت نے دنوں کے تعین کی قید لگا دی۔ یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ جس طرح نصاریٰ نے رمضان کے دنوں میں اضافہ کیا تھا وہ بات یہاں پیدا نہ ہونے پائے۔ اور پھر بحکم جنگ بدر سے ایک ماہ قبل روزہ وجود میں آیا۔ جس میں رمضان کے مہینے کے روزے فرض کیے گئے۔ روزے کی برکتوں کا کیا کہنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو کچھ تمہاری تقدیر میں لکھ دیا ہے اسے مانگو اور کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ فجر کے وقت کالی دھاری سے سفید دھاری آسمان پر پورب کی طرف تمہیں صاف نظر آنے لگے۔

رمضان کی عظمتوں کا اسی سے پتہ چلتا ہے کہ قبل اعلان رسالت آنحضرت کوہ حرا میں برابر عبادت کے لیے جایا کرتے تھے خصوصاً رمضان کا پورا مہینہ وہیں گذارتے تھے۔ اس مہینہ عبادتوں کا حال یہ ہے کہ ہر عبادت کا ثواب ستر گنا اور ہزار گنا زیادہ ہو جاتا ہے خصوصاً شبہائے قدر کہ ہر رات عبادت کیلئے اپنی عظمتیں رکھتی ہیں۔ اسی مہینہ میں اکثر آسمانی کتابیں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ابراہیم پر صحیفے ۳ رمضان کو نازل ہوتے۔ موسیٰ پر توریت ۶ رمضان کو نازل ہوئی عیسیٰ پر انجیل ۱۳ رمضان کو نازل ہوئی۔ داؤد پر زبور ۱۸ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن بھی رمضان میں نازل ہوا۔ چنانچہ کلام الٰہی خود شاہد ہے کہ میں نے رمضان کی قابل قدر رات میں قرآن کو نازل کیا۔ شب ہائے قدر اسی مہینہ کے عشرہ آخر کی طاق راتیں ہیں اور بعض روایتوں میں تو یہ ہے کہ رمضان کی تمام طاق راتیں شب ہائے قدر ہیں۔ رمضان مبارک کی ۱۹ ویں تاریخ کی شب میں کچھ عبادتوں کی جانب زیادہ نظر آتی ہے۔ اس لئے کہ آج ہی کی شب میں امیر المومنین حضرت علی ابن طالب مسجد کوفہ میں زخمی ہوئے تھے۔ اور اس ماہ کی ۱۵ تاریخ بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بڑے نواسے امام حسن ۱۵ رمضان کو پیدا ہوئے۔

رمضان کے آخری جمعہ کی بڑی اہمیت ہے جسے ہم جمعۃ الوداع کہتے ہیں۔ اس مبارک مہینہ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔

(بیلنہ سے نشر)

غالب کے معتبر نقاد

سعیدالنقوی انصاری

کسی فنکار کو اس وقت تک شہرت عام اور بقائے دوام میسر نہیں ہوتی ہے۔ جب ا اس کے فن کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھنے والے موجود نہ ہوں ب اس سلسلے میں انتہائی خوش قسمت ہیں کہ انھیں زندگی یں ایسے ناقدین مل گئے جنھوں نے ان کے فن پر اپنی تنقید تیر و نشتر چلا کر انھیں عظیم فنکار بننے کا موقعہ فراہم کر دیا۔

غالب کے ناقدین نے ان کی شاعری کو دو ادوار میں یم کیا ہے۔ ان کے پہلے دور کی شاعری پر بیدل کے انداز و ہنگ کی چھاپ مکمل طور پر پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے غالب نے ہی دور میں مہمل گو شاعر مشہور ہو گئے تھے یہ دور غالب کی یابی، ناکامی اور نامقبولیت کا دور ہے۔ معاصرین نے عام طور نھیں مہمل گو ٹھہرا کر ان کے کلام کو لایعنی قرار دے دیا تھا۔ اجان عیش نے تو ان کے سلسلہ میں یہاں تک کہہ دیا۔

اگر اپنا کہا تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے
مزا کہنے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا سمجھے
کلام میر سمجھے اور زباں میرزا سمجھے
مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

اور اس طعن و تشنیع سے عاجز ہو کر غالب نے بھی یا تھا ؎

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا
گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی

دوسرا دور ان کی شاعری کا وہاں سے شروع ہوتا ہے ہاں سے انھوں نے میر و مومن کے انداز سے متاثر ہو کر عام م اور آسان انداز اپنایا ہے۔ اس عہد کے تمام اشعار اسے ند پایہ ہیں جنھوں نے غالب کو سب پر غالب کر دیا۔

غالب کے معتقدین و مقلدین کی تعداد ہر عہد میں ثرت پائی جاتی ہے انھیں میں سے بعض ایسے معتقدین بھی لتے ہیں جو کلام غالب کو وحی منظوم سمجھتے تھے لیکن ابتدا ہی سے د افراد ایسے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں جنھوں نے غالب مخالفت ا اپنا اہم فرض سمجھا ہے اور اپنی ادبی زندگی کا راز غالب مخالفت میں ہی مضمر خیال کیا ہے۔ چنانچہ ان کے ہمعصر معترضین میں سے اکثریت کے جذبۂ مخالفت میں یہی نظریہ کارفرما نظر آتا ہے۔ لیکن غالب پر تنقید کا سلسلہ حالی سے شروع ہوتا ہے۔ حالی نے غالب کا جو مرثیہ لکھا ہے وہ بذات خود ایک تنقیدی شاہکار ہے جس سے غالب کی شخصیت اور فن کے بہت سے پہلو اجاگر ہوئے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ایک شعری دستاویز ہے تنقیدی کاوش نہیں ہے۔ حالی کا خالص تنقیدی کارنامہ "یادگار غالب" ہے جسمیں انھوں نے غالب کی نثر و نظم دونوں کا انتہائی دور بینی سے جائزہ لے کر کلام غالب کی چند ایسی اہم خصوصیات تلاش کی ہیں جو غالب کی شاعری میں عظیم اہمیت کی حامل ہے۔ جنمیں خاص طور پر غالب کی جدت ادا، رمزیت و ایمائیت، شوخی و ظرافت اور تہہ در تہہ معنویت قابل ذکر ہیں۔

حالی کے بعد اردو تنقید میں رومانیت داخل ہوئی اور کچھ ایسے ناقدین پیدا ہوئے جنھوں نے اس رومانی رجحان کے پیش نظر غالب کا تنقیدی مطالعہ کیا۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری جس کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ ڈاکٹر بجنوری نے "محاسن کلام غالب" لکھ کر اپنے مخصوص تنقیدی نقطۂ نظر کی صحیح طور پر عکاسی کی ہے اس کے علاوہ انھوں نے غالب کی شاعری میں انسانی اور تہذیبی پہلوؤں پر بھی خاص طور سے غور کیا ہے۔ جس سے غالب کی انسان دوستی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ بجنوری نے محاسن کلام غالب کا آغاز اس طرح کیا ہے:

"ہندوستان کی الہامی کتابیں دو ہیں مقدس وید اور دیوان غالب لوح سے تمت تک مشکل سے سو صفحے ہیں لیکن کیا ہے جو یہاں حاضر نہیں کون سا نغمہ ہے جو اس کے تاروں میں بیدار یا خوابیدہ موجود نہیں۔"

آگے بڑھ کر کہتے ہیں:

غالب کے مشاہدات کنار دریا، دامن کوہ، لب جو سے بہت کم متعلق ہیں، مرزا کا جی لب دریا خاموش مرغزاروں سے زیادہ شہروں کے پُر شور کوچوں میں لگتا ہے جہاں تو زندگی شعاع منتشر کی طرح ہفت رنگ جلوہ دکھاتی ہے۔"

حالی اور بجنوری کی تنقید سامنے آنے کے بعد جس میں غالب کے محاسن کلام پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے۔ عام طور پر تنقیدی شعور میں نکھار پیدا ہوا اور رد عمل کے طور پر کچھ ایسے ناقدین بھی سامنے آئے جنھوں نے غالب کے فن اور شخصیت کو مغربی اصول تنقید کی عینک لگا کر دیکھنے کی کوشش کی جن میں ڈاکٹر عبداللطیف نے غالب کی تعریف و تحسین اور قصیدہ خوانی کی بجائے ان کی شخصیت اور فن کو تنقید کی ترازو پر تول کر پرکھا ہے۔ ڈاکٹر لطیف نے خاص طور سے حالی اور بجنوری کی تنقید کے رد عمل پر اپنے تنقیدی خیالات کی بنیاد رکھی ہے جس میں غالب کے نظریۂ حیات اور غالب کے فن کی عظمت وغیرہ پر کار آمد بحثیں کی ہیں۔ لیکن کہیں کہیں ان کے لہجے میں سختی اور ترشی بھی پیدا ہو گئی ہے۔ جس سے کلام غالب کے وہ اہم پہلو چھپ جاتے ہیں جو غالب کی بقا کے ضامن ہیں۔ ڈاکٹر لطیف کو دیکھ کر اسی عہد میں کچھ ایسے لوگ بھی میدان میں آئے جنھوں نے معصومیت سے غالب مخالفت کو اپنا فرض سمجھا ان میں یگانہ چنگیزی، نیاز فتحپوری اور جعفر علیخاں اثر خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ یگانہ چنگیزی کی غالب مخالفت کا یہ عالم ہے کہ انھوں نے "غالب شکن" لکھ دی جسمیں غالب کی اور بجنوری کو خواہ مخواہ مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیاز صاحب فقط مومن کی استادی اور فنکاری کے قائل ہیں غالب کو ان کے مقابلے میں کسی طرح عظمت دینے کو تیار نہیں اور جعفر علیخاں اثر بھی غالب کے صاحب طرز ہونے سے انکار کرتے ہیں اور اردو کے صاحب طرز شاعر صرف میر و انشا کو مانتے ہیں۔

بہر حال غالب کے سلسلہ میں مخالف اور موافق دونوں قسم کے نظریات نے ایک عظیم تنقیدی ماحول کو جنم دیا اور غالب کی شخصیت و فن کے بہت سے پہلوؤں پر غور کرنے کی فضا ہموار ہو گئی جس کے نتیجے میں کچھ ایسے صاحب نظر پیدا ہوئے۔ جنھوں نے غالب کے فن کے کچھ اہم پہلو نئے انداز سے اجاگر کئے اس سلسلے میں شیخ محمد اکرام سر فہرست ہیں جنھوں نے "غالب نامہ" لکھ کر غالب کے بارے میں تحقیق و تنقید دونوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

اکرام صاحب نے غالب کی شخصیت اور فن کا جائزہ انتہائی عمیق نظری سے لیا ہے اگرچہ ان کے یہاں ربط و تسلسل میں کہیں کہیں خلا پیدا ہو گیا ہے لیکن پھر بھی ان کی اس کاوش سے غالب کی تلاش کے سلسلہ میں کچھ نئے راستے استوار ہوئے ہیں۔

انھیں کے ساتھ کچھ ایسے دیدہ ور بھی سامنے آئے جن کا میدان واقعی تنقید ہے۔ پروفیسر رشید احمد صدیقی اس گروہ کے سرخیل ہیں۔ جنھوں نے اپنے مضمون "کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا" میں غالب سے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

"مجھ سے اگر پوچھا جائے کہ ہندوستان کو مغلیہ سلطنت نے کیا دیا تو میں بے تکلف یہ تین نام لوں گا۔

غالب، اردو، اور تاج محل، یہ ہندوستان کی تہذیبی پیداوار ہیں اور ہندوستان کے سوا کہیں اور ظہور نہیں پا سکتے تھے۔ ان تینوں میں ہندوستان کے صوری اور معنوی امتیازات جھلکتے ہیں۔"

رشید احمد صدیقی کے علاوہ آل احمد سرور، احتشام حسین، مجنوں گورکھپوری، کلیم الدین احمد، ڈاکٹر سید عبداللہ خواجہ احمد فاروقی، حمید احمد خاں، آفتاب احمد، خورشید الاسلام اسلوب احمد انصاری ڈاکٹر محمد حسن اور ظ۔ انصاری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان تمام ناقدین نے مختلف انداز سے غالب کے فن کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے جس سے غالب کی شاعری کے نئے نئے گوشے ابھر کر سامنے آئے ہیں۔

سرور صاحب نے غالب کا کافی عمیق مطالعہ کیا ہے ان کے ہاں رشید صاحب کا رنگ کافی حد تک ملتا ہے لیکن جہاں تک خالص تنقید کا تعلق ہے اس میں سرور صاحب کے یہاں بمقابلہ رشید صاحب کے زیادہ باقاعدگی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے غالب کے فن کا تجزیہ اس طرح کیا ہے:

بیسویں صدی کے اردو نثر و نظم میں غالب کے اشارات سے کیسے کیسے نقش و نگار بنائے گئے ہیں ان کے اجمال کی کیسی کیسی تفصیلات ملتی ہیں۔ نثر و نظم دونوں میں گہرائی کے لیے لوگ اب غالب کے کس قدر ممنون احسان ہیں اس کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ غالب اب بھی ہمارے تحریک غالب ہیں۔"

مارکسی نقاد پروفیسر احتشام حسین نے غالب پر انتہائی غور و فکر کے بعد قلم اٹھایا ہے انھوں نے غالب کی شخصیت اور فن میں سماجی پہلو تلاش کرنے کی کوشش کی ہے۔ احتشام صاحب نے غالب کی زندگی کا بغور مطالعہ کر کے ان کی شخصیت اور فن کے ایسے بہت سے نادر پہلوؤں کا سراغ لگایا ہے جو اب تک پوشیدہ تھے اور جسے صرف ایک مارکسی نقاد ہی منظر عام پر لا سکتا تھا چنانچہ اپنے مضمون "غالب کا تفکر" میں ایک مقام پر کہتے ہیں کہ:

"غالب نے نظم و نثر میں جو کچھ لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب کی معلومات محض کتابی نہیں تھی بلکہ اپنی ذہانت اور تجربۂ ذاتی کی وجہ سے وہ تصورات سے آگے جانا چاہتے تھے چنانچہ جب انکی آخری عمر میں سوسائٹی قایم ہوئی تو اپنی ضعیفی اور معذوری کے باوجود انھوں نے اس سے دلچسپی لی، اور کوشش کی کہ لاہور کی انجمنوں کے متعلق معلومات فراہم کریں۔"

مجنوں گورکھپوری غالب کی آواز کو اردو میں پہلی آواز مانتے ہوئے غالب کو اردو کا پہلا مفکر و فلسفی شاعر تسلیم کرتے ہیں۔ دیوان غالب اور اردو غزل کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"اردو میں غالب کی آواز پہلی آواز ہے جو دل و دماغ دونوں کو مخاطب کرتی ہے، چونکاتی ہے۔ غالب کے اشعار احساس و فکر دونوں کو چھیڑتے ہیں اور دونوں کو آسودہ کرتے ہیں۔ غالب کو اردو کا پہلا مفکر شاعر کہنا غلط نہ ہوگا۔"

کلیم الدین احمد نے غالب کے آرٹ کی وسعتوں اور پہنائیوں کو کلام غالب میں اس طرح پرکھا ہے۔

"غالب کا آرٹ روایتی سہی لیکن اپنے حدود کے اندر اپنی آپ مثال ہے۔ میر کے آرٹ میں گہرائی ہے اور شاید جہاں تک گہرائی کا تعلق ہے کوئی دوسرا شاعر میر سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ غالب کے آرٹ میں گہرائی نہیں ہے اس میں وسعت ہے تنوع ہے ایسی وسعت جس کا گمان بھی شاید میر کو نہ تھا۔"

ڈاکٹر سید عبداللہ نے بالکل نئے زاویۂ نگاہ سے کلام غالب کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ:

"غالب کی غزل میں ایک عیش دوست مگر سخت کوش امیرزادہ کی تصویر ہمیں ملتی ہے جسے زندگی سے بہت محبت ہے یہ امیرزادہ عیش دوست ہونے کے باوجود خوش مذاق بھی ہے مگر اس کوچہ میں وہ اعلیٰ پسند ہے اور عظمت کا دلدادہ ہے۔ رند مشرب ہے مگر وضع و دستور کی قید کی حد تک نباہنا چاہتا ہے۔"

خواجہ احمد فاروقی نے غالب کی عظمت و اہمیت کو اس طرح محسوس کیا ہے:

"غالب سے پہلے اردو شاعری کے پاس جذبات تھے احساسات تھے زبان و بیان کے کرشمے تھے لیکن وہ حسین و شوخ ذہانت نہیں تھی جو بیکر الفاظ میں روح پھونک دیتی ہے۔ یہ مرزا کا عطیہ ہے اور اردو اس پر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔"

پروفیسر اسلوب احمد انصاری نے غالب کی شاعری کا تجزیہ یوں کیا ہے:

"غالب کے یہاں رنگارنگی اور فراوانی سے زیادہ ندرت، پیچیدگی اور تنوع اہم ہیں ان کے یہاں جذبات کی تندی اور ذہن کی برق رفتاری بیک وقت ملتی ہے ان کی شاعری میں تعقل کا عنصر تمام دوسرے عناصر پر فوقیت رکھتا ہے۔"

ظ۔ انصاری صاحب نے ابھی پچھلے دنوں غالب پر ایک انتہائی جامع کتاب "غالب شناسی" لکھی ہے۔ جس میں انھوں نے غالب کی شاعری کا جائزہ خالص سماجی نقطۂ نظر سے لینے کی کوشش کی ہے۔ ظ۔ انصاری صاحب نے اس میں غالب کی شاعری کے کچھ ایسے پہلو تلاش کیے ہیں جن سے غالب کے سماجی شاعر ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے اس کتاب میں غالب کو ایک حقائق نگار شاعر ثابت کر کے ظ۔ انصاری نے اپنی غالب شناسی کا حق ادا کیا ہے۔

یہ تو تھے وہ چند ناقدین جن کا تعلق ہندوستان سے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ غالب کو صرف ہندوستان ہی میں عظیم شاعر نہیں سمجھا جاتا ہے آج تمام دنیا غالب کو خراج عقیدت پیش کر رہی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۹۶۹ء میں روس میں بھی غالب صدی منائی گئی جس میں روسی ناقدین نے غالب پر مقالات لکھے جو سوویت جائزہ غالب نمبر میں شائع ہو چکے ہیں ان تمام مقالات میں غالب کے فن اور شخصیت کو نئے زاویۂ نگاہ سے دیکھا گیا ہے جس سے غالب کے تنقیدی ادب میں عظیم اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت ایک روسی ناقد بابا جان غفوروف کا اقتباس پیش کیا جا رہا ہے جس میں انھوں نے غالب کے جمہوری رجحانات کا سراغ لگایا ہے۔ باباجان غفوروف کا شمار روس میں اردو کے عظیم ناقدین میں کیا جاتا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں کہ:

"غالب ایسے شاعر تھے جو اپنے دور سے آگے نکل گئے تھے۔ انھوں نے اردو ادب میں جمہوری رجحانات کو فروغ دینے میں بڑا حصہ ادا کیا۔"

(رام پور سے نشر)

غزل

فضا ابن فیضی

اب تیری سمت خود سے وہ کٹ کر نہ آئے گا
لمحہ گزر گیا جو پلٹ کر نہ آئے گا

رہ مطمئن ابھی کہ ترے ساحلوں کے بیچ
دریا میرے وقار کا گھٹ کر نہ آئے گا

حالات کی کماں ہے، نہ رہ اس گماں میں
مجھ تک کبھی یہ تیر اُچٹ کر نہ آئے گا

تو اک شجر ہے، دھوپ ہوں میں یعنی میرے پاس
کوئی بھی تیری چھاؤں سے ہٹ کر نہ آئے گا

جھونکا بھی خوشبوؤں کا نہ ٹھہرے گا معتبر
جب تک ترے بدن سے لپٹ کر نہ آئے گا

آخر کہاں کہاں سے سمیٹوں گا میں اسے
مانا کہ ہندسوں میں وہ بٹ کر نہ آئے گا

بے چہرہ ایک عرصے سے اس کی شخصیت
وہ روبرو نقاب الٹ کر نہ آئے گا

قانع بنا لے خود کو کہ اوروں کے جمع سے
کچھ بھی ترے حساب میں کٹ کر نہ آئے گا

سورج اسی زمیں کا ہوں لیکن یقین کر
مجھ پر زوال، دھول میں اٹ کر نہ آئے گا

ہوگی نہ اپنی ذات پہ جب تک فضا گرفت
لفظوں میں کوئی جذبہ سمٹ کر نہ آئے گا

(لکھنؤ سے نشر)

ہندوستان کے گشتی قبیلے

شیر سنگھ شیر

انسانی آغاز سے لے کر آج تک انسان کی تاریخ میں دو چیزیں لگاتار کام کرتی چلی آ رہی ہیں۔ ایک کا نام قوت حرکت ہے اور انجام کے طور پر دوسری کا نام ہے گردش یا آوارگی۔ اگر انسان میں یہ دو چیزیں معدوم ہو جائیں تو زندگی بے حس ہو جائے۔ تاریخ تو کیا قبل از تاریخ کے زمانے کے بھی بھاری ثبوت مل رہے ہیں کہ انسان دنیا کے ایک کونے سے دوسرے یا ایک ملک سے دوسرے میں کیسے گھومتے رہے ہیں اور اس امر کی دلچسپ گواہیاں زیر زمین دفن تہذیب و تمدن سے روز بروز ملتی جا رہی ہیں اور اس ثبوت کی تحقیق میں Geology Paleontology Anthropology اور Archeology کے شعبوں یا سائنس نے مل کر نہایت حیرت انگیز کام کیا ہے۔

جا بجا گھومنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کر جانے کی کئی وجوہات بتائی گئی ہیں۔ جن میں انسان کا قدرتی جذبۂ آوارگی یا Wander lust۔ تلاش معاش، تند آب ہوا سے معتدل آب و ہوا میں جانا۔ اپنے ماحول مویشیوں کی خوراک کے لیے حرکت کرنا۔ کسی اور علاقے پر قبضہ جمانا۔ کسی نئے علاقے کو دیکھنے کا شوق رکھنا۔ مردوں کا خوبصورت عورتوں کو حاصل کرنے کے لیے اور علاقوں میں جانا یا حملہ کرنا قحط، جنگ یا وبا کی بیماری کی وجہ سے ایک علاقہ چھوڑ کر کسی اور علاقے میں جانا یا فطرتاً ہی آوارگی کرنے سے نہ رہ سکنا۔ مگر ان سب وجوہات میں یہ فیصلہ کرنا کہ کونسی جگہ سب سے موثر ہے بہت مشکل ہے

ہاں ایک بات ضرور ہے کہ آج بھی مہذب سے مہذب قوموں میں جذبۂ آوارگی یا جذبۂ گشت یا گردش تقریباً ویسے ہی موجود ہے جیسے کسی قدیمی قبیلے میں ہے۔ جس کا ثبوت مغربی ممالک میں جا کر بالکل ظاہر ہے۔ اگر مشرقی، ایشیائی یا افریقی ممالک میں گشتی لوگ پیدل، اونٹوں، گدھوں، گھوڑوں یا بیل گاڑیوں پر گھومتے ہیں تو مغرب کی دنیا میں عموماً کاروں پر اور وہاں کے عالم اور محققین خود لکھتے ہیں کہ خدا جانے یہ لاکھوں لوگ Rat Race یا چوہوں کی دوڑ کی طرح کیوں اور کہاں بھاگے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ امریکہ پر تو Nation on wheels کے نام کی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ قصہ کوتاہ ادھر اُدھر گھوم کر زندگی گذارنے اور زیادہ دیر تک ایک جگہ سکونت پذیر نہ ہو کر زندگی بسر کرنے والے ہر ملک میں موجود ہیں۔

اس مقالے میں مجھے ہندوستان کے گشتی قبیلوں کے لیے مختصر سی بات کرنی ہے۔ ہندوستان انسانی تہذیب کی تاریخ میں از حد پرانا خطہ ہے۔ اور کئی عالموں کے مطابق انسانی تہذیب کی ظہور میں آنے کا منبع ہے۔ آج بھی اس کی آبادی دنیا میں دوسرے درجہ پر ہے اور تمام انسانی نسل کے ہر چھ انسانوں میں ایک ہندوستانی ہے۔ اس لحاظ سے اس میں گشتی قبیلوں کی بھی کثرت ہے اصل معنوں میں ہندوستان کی تاریخ سکندر اعظم کے حملوں سے قلمبندی میں آتی ہے۔ مگر آریوں کی ہندوستان میں آمد نے ضرور تاریخ اور تہذیب و تمدن کا رخ بدل دیا۔ اور یہاں کے گشتی قبیلوں میں زیادتی لانے میں بھی نمایاں حصہ ڈالا۔ سچ تو یہ ہے کہ آریہ لوگ غول در غول خود بھی بھیڑ بکریاں چراتے وسط ایشیا سے آوارگی یا گشت کرتے کرتے ہندوستان میں گشتی قبیلوں کی شکل میں آئے اور کئی صدیوں یہاں کے قدیمی باشندوں یا Aborigenals جن میں کول، بھیل، گونڈ اور دروار وغیرہ شامل تھے تو بھگاتے بھگاتے اور لوٹتے مارتے جمرود اور پشاور کی وادی اور کشمیر کے پہاڑوں سے جنوب میں کوہ بندھیاچل اور مشرق میں گنگا تک پہنچے اور مجموعی طور پر اس علاقے کو مغربی لوگوں نے Indo-gagetic Plains کا نام دیا۔ ترقی تہذیب اور زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ گامزن ہو کر زیادہ لوگ تو گاؤں قصبے اور شہر آباد کر کے ایک جگہ بس گئے مگر کئی لوگ جگہ بہ جگہ گھومتے رہے۔ حتیٰ کہ ان کی فطرت میں گشتی جذبہ مضبوطی سے اپنا مسکن اختیار کر کے بیٹھ گیا۔ ان قدیم قبیلوں میں جہاں Aborigenals ہیں وہاں اپنی آمد کے زمانے کے آریہ لوگ بھی موجود ہیں۔ جنھوں نے ایک جگہ مقیم ہو کر رہنے پر گھومنے کی زندگی کو ترجیح دی اور وہ آریہ لوگ بھی جو پنجاب راجستھان اور گجرات کے علاقوں سے حملہ آوروں کی لڑائیوں قحطوں اور باہمی جنگ و جدل کی وجہ سے گھر گھاٹ چھوڑ کر نکلے اور ان میں سے آج تک بھی کئی گشتی قبیلے ہیں جن کو Gypsy یا Romany کہتے ہیں۔ ہندوستانی اور مغربی عالموں کی تحقیق کے مطابق جپسی یا رومنی لوگوں میں جاٹ سانسی، بازیگر، گاڈی لوہار، سکلی گر، ونجارے، کہانے اور روڈ وغیرہ شامل ہیں جو عموماً راجپوتوں سے منسوب ہیں اور زیادہ تر بھٹی راجپوت خاندان سے ہیں۔ ہندوستان کے اور صوبوں میں زیادہ تر دراوڑ اور حبشی نسل سے متعلق لوگوں کے گشتی قبیلے ہیں۔ اور ان کے نام بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جیسے کشمیر کے بکروال، گجر، پختون، وٹل، بہار پردیش کے چال وردی، راتودی، قصائی اور دومر وغیرہ، آسام کے میری، مداری، جوگی، پٹھان، کابھی، پنجابی، جولاہے اور ادگڑ اور ایسے بائیس قبیلے ہیں۔ کمال کی بات ہے کہ بمبئی میں ایسے ۴۸ قبیلے ہیں۔ کیرل میں جوگی، مالا، کرہیا اور ایسے ۶۰ قبیلے ہیں۔

مدھیہ پردیش میں گونڈ، بھیل، پاردھی، راج گونڈ، سادھو، گوڑیا وغیرہ ۲۳ قبیلے ہیں۔ مدراس میں اردلا، کوٹا مل سر، شولاگ، پنیادی، بیراگی، کروان وغیرہ ۴۰ قبیلے ہیں، میسور میں بازیگر، دومرسی، گوپال، لمانی، گارودی، ڈھولی وغیرہ ۳۶ قبیلے ہیں۔ راجستھان میں باوری، سیڑیا، بھٹ، بھنڈ، آہیری، باگڑی وغیرہ ۳۰ قبیلے ہیں۔ اتر پردیش میں موگیا۔ ونجارا، بہلیا، برج باسی، قلاباز، کنکالی، فقیر وغیرہ ۴۵ قبیلے ہیں۔ مغربی بنگال میں بھانتو، راجپوت سنتال مارواڑی وغیرہ ۱۰ قبیلے ہیں۔ ہماچل پردیش میں کولی، بانگ والا، بھوت، ٹھوری، گجر، گدی کئی گشتی قبیلے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی مرکزی حکومت کے سیدھے انتظام کے تحت علاقوں اور شہروں میں جن کو Union Territories کہتے ہیں ان میں بھی کئی گشتی قبیلے ہیں۔

گشتی قبیلوں کا موضوع صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے بہت سے ممالک میں اور خاص کر مغربی دنیا میں خاص اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ کیونکہ اس حالت میں انسانی سماج ٹھیک طرح سے ترقی نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے یہ مسئلہ سرکتا سرکتا U.N.O کے بینچوں تک جا پہنچا ہے اور دنیا کی ساری حکومتیں اور قومیں گشتی قبیلوں جن کو جپسی رومنی، خانہ بدوش، بھٹی واس، ٹیری واس وغیرہ کئی ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کو عام سماج میں لانے، بسانے پڑھانے لکھانے اور گھر، کاشت کرنے کے لیے زمینیں صنعتی اور تجارتی کام کاج مہیا کر کے ابھارنے اور سدھارنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ امریکہ اور کینیڈا جیسے ممالک نے بھی وہاں کے ریڈ انڈین یا امریکن انڈین اور Eskimos کے لیے خاص علاقے مخصوص کیے ہیں جن کو وہ Reser

'SERVES' کہتے ہیں۔ ان میں رکھ کر ان کو سدھارنے کی کوشش ہو رہی ہیں۔ مگر ہر جگہ جہاں سُدھار ہی سُدھار نظر آتا ہے وہاں ان لوگوں میں جدید طریقے کی ہیرا پھیری، مصنوعی زندگی اور اس کے ساتھ نئی نئی بیماریاں بھی ان آزاد اور قدرت کے بچّوں کو دی جا رہی ہیں۔ جو کہ بہت سے ایمان دار ANTHROPOLOGISTS کے مطالعے اور تحقیق کا صحیح نتیجہ ہے جس سے سدھارنے والوں کو رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔

ہندوستان کی مرکزی سرکار اور صوبہ جات کی اپنی اپنی سرکاریں بھی بڑی تن دہی سے ان لوگوں کو بسانے کی کوشش میں ہیں۔ مگر رسم و رواج رہنے سہنے کے ڈھنگ تہذیب، طور و اطوار اور صدیوں سے فطرت میں جذب ہوئے زندگی کے طریقے جلدی جلدی نہیں بدلتے اور آنے میں بھی جلنے کی طرح کافی وقت لیتے ہیں۔ میں یہ سب کچھ بیشمار عالموں اور ذاتی مطالعے اور تحقیق کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں مگر انسانی تاریخ میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ اپنے آغاز سے لے کر انسان آہستہ آہستہ بدلتا ہی آ رہا ہے۔ اور بدلتا ہی رہے گا۔ کیونکہ زندگی تو ہے ہی رد و بدل کے عمل کا نام۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ وہ دن دور نہیں جب گشتی قبیلے عام لوگوں میں مل جل جائیں گے اور ہندوستانی قوم کا عام حصہ بن جائیں گے مگر پھر بھی Unity in Diversity یا انیکتا میں ایکتا کے قدرتی تہذیبی اور فطری قانون کو قبول کر کے ہی کوئی قوم آگے بڑھ سکتی ہے۔ اور امن و امان کی زندگی بسر کر کے خوش رہ سکتی ہے۔

(جالندھر سے نشر)

تاریخ ساز

حضرت داتا گنج بخش

محمود ہاشمی

تقریباً ۹۰۰ برس پہلے لاہور کی سرزمین پر ایک ایسے عظیم الشان صوفی بزرگ نے قیام کیا، جنھیں برصغیر کے عوام و خواص حضرت داتا گنج بخش کے نام سے جانتے ہیں۔

لاہور کا داتا دربار برصغیر کی اس مشترکہ روحانی تہذیب کی علامت ہے۔ جس کے عقیدت گذاروں میں ہر مذہب و ملت کے افراد شامل ہیں۔ آج بھی ہندوستان سے پاکستان جانے والے تمام زائرین خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو یا سکھ، داتا کے دربار میں ضرور حاضری دیتے ہیں۔

داتا صاحب کا اصل نام حضرت مخدوم علی ہجویری ہے۔ حضرت بابا داتا گنج بخش غزنی میں پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے ممتاز علماء سے علم حاصل کرنے کے بعد ہی نوع انسان کو حق و صداقت کا درس دینے کے لیے وطن سے روانہ ہوئے۔ انھوں نے شام، فارس، بغداد، خراسان اور آذربائجان کے علاقوں کا دورہ کیا۔ اور اپنے مرشد حضرت ابوالفضل بن حسن کے حکم سے لاہور تشریف لائے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کے غزنی سے روانہ ہونے کے بعد غزنی پر بڑی تباہی نازل ہوئی۔ اور عوام و خواص کو احساس ہوا کہ ایک مرد دانا، ایک متقدر بزرگ ان کے درمیان موجود نہیں رہا۔ اسی لیے ملک اور حکومت پر تباہی نازل ہوئی۔

حضرت داتا گنج بخش نے لاہور پہنچ کر ایک مسجد تعمیر کرائی، لاہور میں یہ پہلی ایسی مسجد تھی جو ایک صوفی بزرگ نے خود اپنی ذاتی کوششوں سے تعمیر کرائی۔

لاہور پہنچنے کے بعد حضرت داتا گنج بخش نے رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور لاہور کے علاوہ ہندوستان کے دیگر شہروں سے آنے والے معتقدین نے حضرت کی تعلیمات سے فیض حاصل کیا۔

حضرت داتا گنج بخش ۳۴ برس تک لاہور اور پنجاب کے دوسرے حصّوں میں قیام پذیر رہے۔ اور ۴۶۵ھ ہجری میں انتقال کیا۔

حضرت بابا داتا گنج بخش کی خانقاہ کے تقدس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری جب لاہور پہنچے تو انھوں نے داتا دربار کے ایک حجرے میں کافی عرصہ تک قیام کیا۔

ہندوستان کے وہ تمام حکمراں جن کی سلطنتیں شمال سے مغرب تک پھیلی ہوئی تھیں، داتا کے دربار میں انتہائی عقیدت سے حاضری دیتے تھے مثلاً غوری، خاندان غلاماں، سادات، لودھی، مغل، غرضیکہ تمام بادشاہوں نے اس دربار میں پہنچ کر اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور دارا شکوہ نے کئی بار اس دربار میں حاضری دی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کو داتا دربار سے بڑی عقیدت تھی وہ باقاعدہ اس دربار میں نذر گذارتا تھا۔

حضرت داتا گنج بخش نے اپنی زندگی میں روحانی فیوض و برکات کا جو سلسلہ جاری رکھا۔ اس کو بعد میں ان کی تصنیف "کشف المحجوب" نے برصغیر کے تمام انسانوں تک پہنچا دیا۔ "کشف المحجوب" حضرت داتا گنج بخش کی وہ تصنیف ہے، جسے تاریخ زبان اردو کی ابتدائی تصنیف کا درجہ حاصل ہے۔ تصوّف اور سلوک کے موضوع پر یہ بے مثال کتاب ہے۔ جس کی تفسیریں بھی لکھی جا چکی ہیں۔

"کشف المحجوب" کو اردو کی اوّلین کتاب کہا جاتا ہے اس کتاب میں جو اہم نکات درج ہیں ان کے مطالعے سے ایک جہان کی تابانی میسر آتی ہے۔

"کشف المحجوب" پر ہندوستان کے مختلف اداروں میں تحقیقی کام ہو رہے ہیں۔ اس کتاب کے سہل ترجمے ہوئے ہیں، اور ہندوستان کی تعلیمی درس گاہوں میں مختلف ریسرچ اسکالر اس کے مطالعے میں مصروف ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

غزل

آئی ایم ساجد

دیکھتے دیکھتے ہاتھوں سے نکل جائیں گے
ہم بھی سورج کی طرح شام کو ڈھل جائیں گے

دیکھتے دیکھتے حالات بدل جائیں گے
رفتہ رفتہ مری تقدیر کے بل جائیں گے

اتنے آواز کے پتھر نہ اچھالو لوگو!
ہم تو احساس کی گرمی سے پگھل جائیں گے

مجھ کو لوٹا ہے زمانے نے مسیحا بن کر
جو ملے تیرا سہارا تو سنبھل جائیں گے

راس آیا نہ ترا شہر نگاراں ہم کو
بن کے مجنوں کسی صحرا میں نکل جائیں گے

میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کسی دن ساجد
میری شہرت سے مرے دوست بھی جل جائیں گے

(جلگاؤں سے)

نظریہ لاشعور

ڈاکٹر محمد محسن

قدیم فلسفیوں نے شعور کو دماغ کا امتیازی وصف قرار دیا تھا۔ ان کے خیال میں کوئی ذہنی فعل شعور کی گرفت سے آزاد نہیں ہوتا۔ لیکن جب ذہنی کارکردگی کا زیادہ گہرا مطالعہ ہونے لگا اور نفسیات فلسفے سے اپنا رشتہ توڑ کر اپنی دنیا الگ آباد کرنے لگی کہ ہر ذہنی مواد، تصور، احساس، جذبہ، آرزو، رجحان وغیرہ پر شعور کی مستقل چھاپ نہیں ہوتی۔ شعور کی سطح پر کسی ایک ساعت میں صرف ایک ہی مواد نمودار ہو سکتا ہے۔ دوسری ساعت میں وہ اپنی جگہ کسی دوسرے مواد کو دے دیتا ہے، پہلا مواد غیر شعوری حالت میں حافظے میں اپنی جگہ بنا لیتا ہے جب تک ہم اس کی بازیافت کر کے شعور کی سطح پر اس کی بازیابی کا سامان نہ کر لیں ہم اس کے وجود سے بے خبر رہتے ہیں، شعور کی حیثیت سطح آب پر موجوں کی روانی جیسی ہے، ہر موج ایک ساعت کے لیے ابھر کر اوجھل ہو جاتی ہے اور دوسری موج اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ میلان شعور کی اصطلاح جواب عام ہو گئی ہے۔ شعوری مواد کی اسی موج آسا کیفیت کی ترجمانی کرتی ہے۔ شعور کا یہ سیلانی طریقہ کار ہمیں اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ ذہنی مواد کا معتد بہ حصہ غیر شعوری حالت میں اپنا وجود قائم رکھتا ہے۔

ذہن کے غیر شعوری مواد کو ہم دو حصوں میں بانٹ سکتے ہیں۔ ایک وہ جسے بازیافت کے ذریعہ بآسانی شعور کی سطح پر واپس لایا جا سکتا ہے۔ حافظہ ایسے ہی مواد کا ذخیرہ ہے۔ اس کے حاشیائی وجود کو ہم شعور کی کرنوں سے منور کر کے اپنی توجہ کا مرکز بنا سکتے ہیں۔ غیر شعوری مواد کا وہ دوسرا حصہ وہ سارے ذہنی کوائف اور افعال پر مشتمل ہے جن کی بازیافت عام حالتوں میں ممکن نہیں ہوتی۔ فرد ان کے وجود سے بے خبر رہتا ہے۔ حالانکہ فرد کے ذہن میں ان کا وجود جاری و ساری ہے۔ اس طور کے غیر شعوری مواد کی آماجگاہ کو لاشعور کا نام دیا گیا ہے ان کا وجود لاشعوری قرار دیا جاتا ہے۔ یہ بھٹکے بھٹکائے بھی سطح شعور پر جلوہ افروز نہیں ہو سکتے۔ شعور کی راہیں ان کے لیے مسدود ہیں۔ ان کا بنیادی فرق ذہنی مواد کے ان عناصر سے قائم رکھنے کے لیے جن کی بازیافت فرد کے قابو سے باہر نہیں ہے۔ آخر الذکر کو ماقبل شعور یا Preconscious کہنا زیادہ مناسب سمجھا گیا۔ ماقبل شعور حقیقت میں ذہنی مواد کے وجود کی ذہنی کیفیت ہے جسے عام طور پر تحت یا شعور یا Subconscious کہا جاتا ہے۔ الغرض ہم ذہنی مواد کا تصور اس کی تین مختلف حالتوں میں کر سکتے ہیں ۱۔ شعوری ۲۔ ماقبل شعوری یا تحت شعور ۳۔ لاشعوری

سگمنڈ فرائڈ، مشہور ماہر نفسیات اور تحلیل نفسی کے موجد نے لاشعور کے تصور کو ایک اہم نفسیاتی مفروضہ کی حیثیت دی ہے۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ لاشعوری ذہنی مواد فرد کے ذاتی تجربوں اور مشاہدوں سے ماخوذ ہیں۔ لاشعور میں جاگزیں ہونے سے پہلے ان کی حیثیت شعوری رہ چکی ہے۔ لیکن بعد میں اسے لاشعور کی گہرائیوں میں کچھ ایسے نشانات بھی ملے جن کا فرد کے ذاتی مشاہدوں یا تجربوں سے کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔ ان کے ماخوذ ذاتی کے بجائے نسلی تھے۔ جس طرح شکم مادر میں انسانی نطفے کی عضویاتی نشوونما اور بالیدگی حیوانی ارتقار کی ساری منزلوں سے گذر کر انسانی ڈھانچہ اور ہیئت اختیار کرتی ہے اسی طرح وہ سارے میلانات و محرکات، تصورات و تخیلات احساسات و جذبات، طریقہ کار اور مسائل کے حل جن کی ذہنی انسانی کے ارتقار میں سنگ میل کی حیثیت رہی ہے نسل بعد نسل اپنے نقوش چھوڑتے رہے ہیں۔ اس اعتبار سے ان کا وجود ہر فرد کے نسلی ورثہ کی حیثیت سے اس کے لاشعور میں قائم ہے۔

فرائڈ نے لاشعور کو ذہنی مواد کا محض ایک انبار خانہ سمجھنے کے بجائے اس کے حرکی (dynamic) وجود کا تصور قائم کیا ہے۔ اس کے نزدیک ان کی تفاعلی (Functional) حیثیت ہے۔ یہ ہر ساعت سرگرم عمل ہیں اور ہماری روزمرہ زندگی کے اکثر و بیشتر مشاغل کو متاثر کرتے رہتے ہیں گو ہم ان کے شعور سے قاصر رہتے ہیں۔ ان کی عمل پیرائی کا ایک مثبت اور ناقابل تردید ثبوت ہمیں عمل تنویم (Hypnotism) کے اس کرشمے میں ملتا ہے جسے مابعد تنویم فہمائش (Post Hypnotic suggestion) کہا گیا ہے۔ عمل تنویم کے نتیجے میں معمول یعنی جس پر یہ عمل کیا جاتا ہے ہر اعتبار سے نیند کے آغوش میں چلا جاتا ہے۔ اپنے گرد و پیش کی اسے کوئی خبر نہیں رہتی۔ اس کا شعور ماحول کے سارے اثرات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس کے کان صرف تنویم کار کی فہمائشوں (Suggestions) کے لیے کھلے رہتے ہیں۔ ان کی تعمیل کے لیے تنویم کی حالت میں بھی وہ آمادہ رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر تنویم کار اس سے کہے کہ اس کی ناک میں کھجلاہٹ پیدا ہو رہی ہے لیکن ناک کھجانے کے لیے وہ اپنا ہاتھ اٹھا نہیں سکتا تو اس کا ہاتھ جامد ہو جائے گا اور باوجود کوشش کے وہ اسے اٹھانے میں ناکام رہے گا۔ اس کے نتھنے سکڑنے لگیں گے اور اس کا چہرہ اس کی بے بسی اور بےچینی کی غمازی کرنے لگے گا۔ تنویم کی حالت میں معمول کی ناقدانہ صلاحیت معطل ہو جاتی ہے تنویم کار کے لیے اس کے اندر انتہائی پذیرائی پیدا ہو جاتی ہے۔ تنویم کا یہ مشاہدہ اس بات کا عینی ثبوت پیش کرتا ہے کہ محض تصور یا خیال کسی جسمانی فعل اور کیفیت کا سبب بن سکتا ہے۔ اس طرح کسی مرض کی عضویاتی علامتوں کے پیچھے مادی اسباب کے علاوہ غیر مرئی ذہنی عوامل کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے۔

ہم ابھی مابعد تنویم فہمائش (Post hypnotic suggestion) کی بات کر رہے تھے۔ اس کے کرشمے اور بھی زیادہ دلچسپ اور تعجب خیز ہیں۔ تنویم کار تنویم کی حالت میں معمول کو ایک ایسی فہمائش کرتا ہے جس کی تعمیل اسے تنویم کے اختتام پر بیداری کی حالت میں کرنی ہے۔ مثلاً کسی مجمع کے سامنے ایک تنویم کار عمل تنویم کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ معمول جب تنویم کی حالت میں ہو جاتا ہے تو علاوہ ان فہمائشوں کے جن کی تعمیل اسے حالت تنویم میں کرنی ہے تنویم کار اس سے کہتا ہے کہ خواب سے بیدار ہونے کے بعد اسے اپنی خالی کرسی پر بیٹھ جانا ہے جب دیوار سے لگی گھڑی سات کے گھنٹے بجائے تو اپنی کرسی چھوڑ کر اسے بازو کی کرسی پر قبضہ کر لینا ہے۔ معمول بیدار ہونے کے لیے اپنی خالی کرسی پر بیٹھ جائے گا۔ اس کی نگاہ گھڑی پر جمی ہوئی دکھائی دے گی۔ جب سات کے گھنٹے بجنا شروع ہو جائیں گے تو وہ اپنی کرسی چھوڑ کر بازو کی کرسی کے پاس کھڑا ہو جائے گا۔ جو صاحب اس کرسی پر قابض ہوں گے ان سے کرسی خالی کرنے کی فرمائش کرے گا اور انھیں اپنی کرسی پیش کرے گا۔ دوسرے

صاحب چونکہ ساری باتوں سے واقف ہوں گے اور مابعد تنویم فرمائش کے اثر کے مشاہدے کے لیے مجمع میں شامل ہوں گے وہ اس سے اس کی فرمائش کا سبب جاننا چاہیں گے۔ لیکن اپنے اس فعل کے اصلی سبب سے بے خبر ہونے کی وجہ سے وہ کوئی معقول عذر پیش نہیں کرسکے گا۔ اس کی بے تکی فرمائش پر وہ صاحب اپنی حیرت کا اظہار کریں گے اور اس کی فرمائش پوری کرنے سے انکار کردیں گے۔ اگر اُسے اس بات کا شعور ہوتا کہ وہ تنویم کار کے ارشاد کی تعمیل کر رہا ہے تو اسے کسی دوسرے بہانے سے کام لینے کی حاجت نہ ہوتی، کوئی معقول عذر نہ پیش کرسکنے کے باوجود وہ کرسی خالی کرانے پر مصر ہوگا اور تکرار شروع کردے گا۔ دوسرے حاضرین کے لیے اس کا اصرار ناقابل فہم نہ ہوگا۔ وہ جان رہے تھے کہ تنویم کار نے اسے ویسی ہی ہدایت کی تھی۔ لیکن تنویم کار کی ہدایت معمول کے شعور تک رسائی نہ پاسکی تھی۔ وہ اس کی تعمیل لاشعور کی تحریک پر کر رہا تھا۔ بیداری کے بعد اس کی نگاہ بار بار گھڑی کی طرف اٹھ رہی تھی۔ اپنی کرسی خالی کرنے اور بازو کی کرسی پر قبضہ کرنے کا عزم لاشعوری تحریک کا ہی نتیجہ تھا۔ لاشعور کے وجود کا مابعد تنویم فرمائش کی تعمیل کے مشاہدے سے زیادہ بدیہی، کوئی دوسرا ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا۔

لاشعور کے وجود کا دوسرا بیّن ثبوت خواب کے تجزیوں میں ملتا ہے بادی النظر میں خواب بے معنی اور مضحکہ خیز ہوتے ہیں۔ ان کی غرض وغایت اور ان کے عوامل کا تعلق لاشعور سے ہوتا ہے۔ جب تک تحلیل نفسی کے ذریعہ ان عوامل کی نقاب کشائی نہیں ہوتی خواب عموماً انسانی عقل وفہم سے بالاتر رہتے ہیں۔ ان کی تحلیل نفسی کے لیے ماہر نفسیات کو فرد کے لاشعور کی غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔ خواب کا ظاہری مواد (manifest Content) جس کی نمود خواب کے پردوں میں ہوتی ہے مخفی مواد (Latent Content) کا ایک مسخ شدہ اظہار ہے۔ اس مخفی لاشعوری مواد کو شعور کی سطح پر بازیابی حاصل کرنے کے لیے اپنی ہیئت میں کچھ ایسی تبدیلیاں پیدا کرنی ہوتی ہیں کہ خواب دیکھنے والا اس کی شناخت سے قاصر ہوجاتا ہے۔ لیکن جب تحلیل نفسی کے ذریعہ اس مخفی مواد کا علم حاصل ہوجاتا ہے تو وہی خواب جو ابتدا میں کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے قابلِ فہم وبامعنی بن جاتا ہے اسی طرح امراض نفسی کی علامتیں بھی جو بظاہر بے معنی اور خیالی معلوم ہوتی ہیں ان ٹھوس حقیقتوں پر مبنی ہیں جو لاشعور کے نہاں خانوں میں روپوش ہیں۔ ان کے علاوہ روزمرہ کی ہذیان، قلم یا حافظے کی لغزشیں اور فرد گذاشتیں بھی جنھیں فرائڈ روزمرہ کا نفسی اختلال (Psychopathology of every day life) کہتا ہے لاشعور کی حقیقت کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔ یہ لغزشیں بے سبب نہیں ہوتیں۔ ان کے پیچھے کسی نہ کسی لاشعوری تحریک کا عمل ہوتا ہے لیکن عام حالتوں میں ان کا سبب شعور کی سطح پر نمودار نہیں ہوسکتا۔

لاشعور کی خصوصیتیں شعور کے اوصاف سے جداگانہ ہیں، شعور کی اولین ذمہ داری فرد کی ذات اور ماحول کے درمیان متناسب تعلقات کی فراہمی ہے۔ خارجی ماحول کا مشاہدہ شعور کی کارکردگی کے بغیر ناممکن ہے۔ مشاہدے کے مطابق ماحول کے ساتھ عمل درعمل کی ترتیب وتنظیم کے لیے بھی شعور کا عمل ضروری ہے، مفید وغیر مفید نیک وبد، خیر وشر کی تمیز، گذشتہ تجربوں کی روشنی میں اقدام عمل پر سوچ بچار اور فیصلے، فعل کے نتیجے کی پیش بینی، منطقی اور استدلالی صلاحیتیں اور ان کا استعمال یہ سب شعور کی دین ہیں، فرد کے سماجی تعلقات، دوسرے افراد کے ساتھ عمل درعمل کے سلسلے میں ترسیل وابلاغ کے لفظی وسیلے بھی شعور کے ہی کرشمے ہیں، ادراک، فکر تصوّر اور خیال کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالنا صرف شعور کی سطح پر ہی ممکن ہے۔

لاشعور عقل وتمیز کی صلاحیتوں سے عاری ہے ان میں تصورات، متناقض تحریکیں، متصادم میلانات، متضاد احساسات وجذبات لاشعوری بیکراں پہنائیوں میں بہ یک ساعتوں پہلو بہ پہلو اپنا وجود قایم رکھتے ہیں لاشعور میں مفید وغیر مفید، نیک وبد، خیر وشر دونوں طرح کی ترغیبوں کے سوتے پھوٹتے ہیں ہیں۔ لاشعور کے نزدیک ان کے درمیان فرق وامتیاز کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مثبت اور منفی کی تمیز سے بھی لاشعور قاصر ہے۔ لاشعور کے مواد الفاظ کی جامہ پوشی سے بھی بے نیاز ہیں، خارجی دنیا خصوصاً سماجی ماحول کی جو کچھ اثراندازی لاشعور میں ہوسکتی ہے۔ وہ محض شعور کی وساطت سے ممکن ہے۔ چنانچہ جب یہ اثرات شعور کی سرحد سے گذر کر لاشعور کی اقلیم میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی لفظی جامہ داری ہوتی ہے۔ لاشعوری مواد زمان ومکان کی بندشوں سے بھی آزاد ہیں، لاشعور کی بے پایاں وسعتوں میں ان کا وجود مستقل ہے وہاں ماضی ومستقبل کا گذر نہیں ہوتا۔

فرائڈ کے مطابق لاشعوری ذہنی مواد کی مثال سمندر کی گود میں برف کے اس عظیم تودے سے (iceberg) دی جاسکتی ہے جس سے ٹکرا کر اکثر بڑا سے بڑا جہاز غرق آب ہوجاتا ہے۔ اس برفانی چٹان کے سرے کا محض ایک مختصر کونا سمندر کی سطح سے جھانکتا دکھائی دیتا ہے اس سے اس چٹان کے طول وعرض کا کوئی اندازہ نہیں ہوسکتا۔ یہ دیکھنے والی نگاہوں سے اوجھل سمندر کی گود میں روپوش رہتا ہے۔ شعور کی وسعت اس آشکار مختصر کونے سے بھی بہت کم ہے۔ اس کے مقابلے میں لاشعور برفانی چٹان کی عظیم جسامت کی حیثیت رکھتا ہے۔

لاشعوری مواد کی شعور تک نارسائی کی توجیہ کے لیے فرائڈ نے شعور کے علاوہ ایک ایسا ہی اہم نظریاتی تصور پیش کیا ہے جسے وہ Repression یا احتباس کہتا ہے۔ یہ ایک ایسی لاشعوری طاقت ہے جو لاشعور کے مواد کو اس کی حقیقی شکل وصورت میں شعور کی سطح پر ابھرنے نہیں دیتے۔ لیکن لاشعوری عوامل پابند قفس رہ کر بھی فطرتاً آزاد ہیں۔ وہ بازو سمیٹ کر بیٹھ نہیں جاتے۔ اپنی پرواز کے لیے نت نئے روپ اختیار کرکے کبھی خواب کی صورت میں، کبھی امراض نفسی کی علامتیں بن کر شعور کی سطح پر گشت لگاتے رہتے ہیں عام نگاہیں انھیں شناخت نہیں کرسکتیں، البتہ تحلیل نفسی کے ماہرین انھیں بے نقاب کرکے ہمیں ان سے روشناس کراسکتے ہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

غزل

سکندر علی وجد

نگار گلبدن ہے اور میں ہوں
بہار غم شکن ہے اور میں ہوں

چمن میں چاندنی چھٹکی ہوئی ہے
صفِ سرو وسمن ہے اور میں ہوں

یہ نیلا آسماں، یہ ماہ وانجم
سہانی انجمن ہے اور میں ہوں

یہ موسم اور یہ حُسن و جوانی
لبِ گنگ وجمن ہے اور میں ہوں

برستی ہے شراب شادمانی
محبت نغمہ زن ہے اور میں ہوں

مسلسل رو رہا ہوں لعل وگوہر
امیدوں کا چمن ہے اور میں ہوں

خیالوں کے شگوفے کھل رہے ہیں
گلستان سخن ہے اور میں ہوں

قد وگیسو نہیں یہ میری جانب
رخِ دار و رسن ہے اور میں ہوں

کبھی فرق من وتو درمیاں تھا
مگر اب من ہی من ہے اور میں ہوں

غزل خواں پھر ہے وہ موجِ ترنم
وہی دیوانہ پن ہے اور میں ہوں

(لکھنؤ سے نشر)

چکبست کی شاعری میں وطنیت

رام لال نابھوی

وطن کا تصور بہت گہرا ہے، بہت پیچیدہ بھی۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وطن ایک ملک کا نام ہے، ایک ریاست کا نام ہے، ایک قوم کا نام ہے، ایک مشترکہ تہذیب اور لسانی وحدت کا نام ہے، جغرافیائی حدود کا نام ہے۔ جس میں پہاڑ ہیں، جنگل ہیں، سمندر ہیں، دریا ہیں، پھل ہیں، پھول ہیں، مختلف رسومات اور رواج ہیں، مختلف مذاہب ہیں، مختلف اعتقادات و نظریات ہیں، مختلف زبانیں ہیں، مختلف کلچر ہے۔ وطن ہماری جائے پیدائش سے عبادت ہے۔ وطن ہمارے آباو اجداد کی جائے پیدائش سے بھی عبادت ہے۔

وطن کا تصور ایک اعتقاد ہے، جس میں وطن کی ہر شئے سے محبت ہوتی ہے۔ وطن کی خاک کا ہر ذرہ دیوتا نظر آتا ہے۔ آزاد جینے، آزاد رہنے اور آزاد دینے کی خواہش ہوتی ہے۔ یہ اعتقاد جب پختگی اختیار کر لیتا ہے تو وطن پر مرمٹنا ایک کھیل بن جاتا ہے۔

اردو شاعری میں وطنیت کا تصور اٹھارہ سو ستاون عیسوی کے غدر سے شروع ہوتا ہے۔ یہ انقلاب قومیت و وطنیت کے طور کا نقش اولیں ہے۔ اردو شعراء وطن سے محبت کرنے والوں اور اس پر جاں نثار کرنے والوں کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ وطن پرستی کے گیت گاتے ہیں۔ عوام میں ایک نیا جوش پیدا کرتے ہیں۔ وطن اور شاعری کا ایک اہم موضوع بن جاتا ہے۔ شعراء وطن کے شاندار ماضی کی روایتوں کا عقیدت سے ذکر کرتے ہیں۔ حال کو سانچے میں ڈھالتے ہیں۔ مستقبل کی تلاش کرتے ہیں۔ گنگا، جمنا، رام، کرشن، گوتم، نانک، ہولی، دیوالی، بسنت کے علاوہ متعدد موضوعات پر قلم اٹھا کر شعراء اپنے ملک کی تاریخی، تمدنی، تہذیبی اور ثقافتی روایات سے گہری وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔ حب الوطنی اسی کا نام ہے۔

پنڈت برج نرائن چکبست ۱۹ر جنوری ۱۸۸۲ء کو پیدا ہوئے۔ ان کی شاعری کا باقاعدہ آغاز ۱۸۹۴ء میں بارہ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ انھوں نے پہلی نظم "حب قومی" سوشل کانفرنس کشمیری پنڈتان کے ایک اجلاس میں پڑھی تھی۔ اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

دُرفشاں ہے یہ زباں حُبِ وطن کے وصف میں
جوش زن ہر سمت بحرِ ہمتِ مردانہ ہے

اس جلسے میں پنڈت رتن ناتھ سرشار، پنڈت بشن نرائن در، پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی اور پنڈت منوہر لال زتشی جیسے معتدر شعراء تشریف فرما تھے۔

چکبست کے والد پنڈت اودت نرائن چکبست خود شاعر تھے۔ یقین تخلص فرماتے تھے۔ چنانچہ شاعری چکبست کو گھٹی میں ملی تھی۔

چکبست نے جب آنکھ کھولی، معاشرہ میں انقلاب برپا تھا۔ ۱۸۵۷ء کا غدر۔ دہلی کی بربادی کا دل خراش سانحہ۔ افراتفری، غربت، خستہ حالی۔ انگریزوں کی لوٹ کھسوٹ پورے زوروں پر تھی۔ انڈین نیشنل کانگرس وجود میں آچکی تھی۔ آزادی کے چرچے شروع ہو گئے تھے۔ وطن پرستی کے گیت گائے جانے لگے تھے۔ چکبست نامساعد حالات میں پلے۔ پنپے اور بڑھے تھے۔ بچپن میں ہی والد کا انتقال ہو گیا۔ بیوی ایک سال میں ہی چل بسی تھی، لڑکا بھی زندہ نہ رہا۔ آغاز وکالت میں وہی حالت تھی جو ہر وکیل کی ہوتی ہے۔ طبیعت میں بغاوت پیدا ہو گئی۔ جو وطنیت کے جذبہ میں پھوٹ نکلی۔

اس سے پہلے کہ چکبست کے کلام میں وطنیت تلاش کی جائے، بہتر ہے کہ چکبست کے کلام کا تجزیہ کیا جائے۔ چکبست نے نظم میں مندرجہ ذیل تحقیقات کیں:

i) صبحِ وطن۔
ii) قومی مسدس۔
iii) فریادِ قوم۔
iv) وطن کا راگ۔
v) عطرِ فتنہ

ہر ماہ اسی عنوان سے آتش و غالب کے کلام کا انتخاب شائع کرتے تھے جسے وہ کتابی شکل دینا چاہتے تھے جو نہ دے سکے۔

ان کی ہر تصنیف میں وطن اور قوم کا لفظ ملتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وطن کا تصور ان کے خون میں رچ بس گیا تھا۔ ان کا شروع کا کلام ۱۸۹۸ء سے ۱۹۰۴ء تک کا چھپا ہوا ہے۔ لیکن اس سے پہلے وہ ۱۸۹۴ء میں "حبِ قومی" کے عنوان سے ایک نظم پڑھ چکے تھے۔ دوسری وطنی نظم "مرقعِ عبرت" انجمن نوجوانان کشمیر کے جلسے میں پڑھی گئی تھی۔ اس میں میر انیس کا رنگ غالب ہے۔

محتاج نہیں وصف کا یہ خطۂ دیگر
ہے رشکِ گلزارِ جناں گلشنِ کشمیر
فردوس بریں اس کی ہے بگڑی ہوئی تصویر
واں موجِ ہوا میں دمِ عیسیٰ کی ہے تاثیر
ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید
گر مرغ کباب است کہ بر بال و پر آید

"قوم کی حالت" "نوجوانوں کی حالت" "آزادی و اصلاح" "مذہب" "پیرانِ نکوکار" "تنبیہ" "جلسہ کانفرنس" "لارڈ کرزن سے چیٹ" سب نومشقی کا کلام ہے۔ اور سب جذبۂ قومی سے سرشار ہو کر لکھا گیا ہے۔

چکبست کے ابتدائی کلام کے پڑھنے سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے کہ ان کے باطن میں اپنے وطن کے لیے ایک تڑپ شروع سے ہی موجزن تھی۔ آگے چل کر ان کی شاعری میں جو رنگ آیا وہ اس ابتدا کی ہی نمایاں شکل ہے۔ سال ۱۹۰۵ء میں "خاکِ ہند" لکھی۔ ایک بند ملاحظہ ہو۔

گوتم نے آبرو دی اس معبدِ کہن کو
سرمد نے اس زمیں پر صدقے کیا وطن کو
اکبر نے جامِ الفت بخشا اس انجمن کو
سینچا لہو سے اپنے رانا نے اس چمن کو
سب سور بیر اپنے اس خاک میں نہاں ہیں
ٹوٹے ہوئے کھنڈر ہیں یا ان کی ہڈیاں ہیں

چکبست کی نظر میں گوتم، سرمد، اکبر، رانا سبھی ہندو مسلم وطن کے چمکتے ستارے ہیں۔ "فریادِ قوم" میں تو ہندو اور مسلمان دونوں کو للکارتے ہیں۔

بھنور میں قوم کا بیڑہ ہے ہندوؤ ہوشیار
مٹے گی قوم یہ بیڑہ تمام ڈوبے گا
جہاں میں بھیشم وارجن کا نام ڈوبے گا

دکھا دو جوہرِ اسلام اے مسلمانو
نبی کے خُلق۔ مروّت کے ورثہ دار ہو تم
عرب کی شانِ حمیت کے یادگار ہو تم

وطن کی محبت چکبست کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ چکبست اکیلے قومی شاعر ہیں جنہوں نے ہندوستانیوں کے عقاید کی بلا امتیاز مذہب و ملت ترجمانی کی ہے۔ ان کی نظر میں ہندو اور مسلمان دونوں ہی ہند کی آنکھ کے تارے ہیں۔

مذہبی تعصب، تنگ نظری، بداندیشی ان کے پاس نہیں پھٹکتی۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں، وہ رامائن کے گیت گاتے ہیں، تو امام باڑے کی تعریف میں بھی رطب اللسان ہیں۔ جہاں وہ قوم کے سورماؤں کو الوداع کہتے ہیں وہاں وہ وطن پر نثار ہونے والوں کے مرثیے اور نوحے بھی پڑھتے ہیں۔

چکبست کی شاعری میں وطنیت کا نیا تصور سامنے آتا ہے۔ ان کے پاس ہندوستانی قومیت کی صاف تصویر ہے۔ چکبست سو فیصدی ہندوستانی ہیں۔ وہ نثر و نظم لکھتے ہیں۔ لیکن کسی کے قصیدے نہیں گاتے۔

چکبست نے مرثیے اور نوحے لکھے۔ مرثیہ گوئی بہت مشکل فن ہے۔ مرثیہ گو کو مرنے والے کی صفات اس طرح بیان کرنی ہوتی ہیں کہ اس کے نظریات، خیالات الگ الگ نمایاں ہوں اور ہر بات اس رنگ ڈھنگ اور آہنگ سے کہی جائے کہ سوگواری کی فضا چھائی رہے۔ ایک بند دیکھئے جو پنڈت بشن نرائن در کی موت پر لکھا تھا۔

تجھ کو معلوم نہ تھا دولتِ دنیا کیا ہے
حرص کیا شے ہے زر و مال کا سودا کیا ہے
خودپرستی کا زمانہ میں تقاضا کیا ہے
عیش کیا چیز ہے راحت کی تمنا کیا ہے
تو نہ سمجھا کبھی غیروں کی مدد کے غم میں
اپنی راحت کا بھی ساماں ہے اس عالم میں

ڈاکٹر عقیل کی رائے ہے کہ "بہ ظاہر یہ شخصی مرثیے ہیں لیکن دراصل انھیں ہندوستانی اور ہندوستانیوں کی تاریخ کے وہ خونی اوراق کہا جاسکتا ہے جن میں بیسویں صدی کے ابتدائی پندرہ بیس برسوں کی ہلچل ہر قدم پر دیکھی جاسکتی ہے۔"

غزل کی طرف آیئے اور چکبست کے کلام متفرق سے جو مشق ابتدائی کا کلام ہے۔ پہلی غزل کا پہلا شعر ملاحظہ فرمایئے۔

مری بے خودی ہے وہ بے خودی
کہ خودی کا وہم و گماں نہیں
یہ سرور ساغرِ مے نہیں
یہ خمار خوابِ گراں نہیں

قطعہ، رباعی سب میں ایک ہی چیز موجزن ہے اور وہی یعنی وطن پرستی۔ چکبست کے دل و دماغ میں حب الوطنی کا ایک بے پایاں سیلاب ہے جو ان کی شاعری میں ٹھاٹھیں مارتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحق کہتے ہیں۔

"وہ قادر الکلام شاعر ہے۔ زورِ بیان اور فصاحتِ زبان کے ساتھ ساتھ خلوص اور درد بھی ہے۔ وہ ملک کی بے بسی اور خستہ حالی کو دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے اور اس حال میں جو کچھ کہتا ہے اس کا ہر کلمہ اثر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ وہ آزادی کا دلدادہ ہے مگر بے لگامی کا روادار نہیں۔ وہ سچا لبرل ہے اور اس راستہ پر چلنے والا ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے تیز ہے جس کا دوسرا نام اعتدال ہے۔"

(اُردو سروس سے)

ہندوستانی معیشت آزادی کے بعد

دیہی معاشرے کی نئی منصوبہ بندی

کیلاش ماہر

بھارت کی آبادی کا تقریباً اسّی فی صدی حصہ آج دیہات میں بستا ہے کیوں کہ ہمارے ملک بھی دیہی معاشرے سے وابستہ ہے۔ آزادی کے بعد ہمارے ملک میں جب سے منصوبہ بند ترقی کا آغاز ہوا' اسی امر پر زور دیا جاتا رہا ہے کہ ملک میں ایسا سماجی اور معاشی نظام قائم ہو جس کی بنیاد آزادی اور جمہوریت کی قدروں پر ہو اور اس نظام میں سماجی' معاشی اور سیاسی انصاف قومی زندگی کے تمام اداروں کو حاصل ہو۔ دسمبر ۱۹۵۴ میں پارلیمنٹ نے یہ اعلان کیا تھا کہ معاشی پالیسی کا مقصد اشتراکی نمونے کی سماج کا قیام ہو' اشتراکی نمونے کی سماج کے لیے ضروری یہ تھا کہ جدید سائنسی اور ٹیکنالوجی کی مدد سے پیداوار میں اضافہ کیا جائے اور اس کے ساتھ آمدنی اور دولت کی تقسیم منصفانہ طور پر ہو۔

آیئے اس مختصر تمہید کے پس منظر میں دیہی معاشرے کی منصوبہ بندی کا تجزیہ کیا جائے۔ بھارت چوں کہ زرعی ملک ہے لہٰذا یہاں کی کثیر آبادی کا پیشہ بھی زراعت ہے یہی وجہ ہے ہمیں پہلے زرعی نظام کا تجزیہ کرنا ہوگا۔ حکومت ہند نے زرعی ترقی کی ضروریات کو ابتدا ہی سے اولیت عطا کی ہے' ترقیاتی پروگراموں کی پیش رفت کے لیے سرمایہ کاری کے تحت رقوم کا بڑا حصہ زراعت سے متعلق مختلف شعبوں کے لیے مخصوص کیا گیا۔ آزادی سے قبل جہاں ہمیں قحط سالی کا منہ دیکھنا پڑتا تھا' آج بھارت نہ صرف یہ کہ اپنی غذائی ضروریات کے اعتبار سے خود کفیل ہو چکا ہے بلکہ وقت پڑنے پر دیگر ممالک کی غذائی ضروریات بھی کچھ حد تک پوری کر سکتا ہے۔

منصوبہ بند ترقی کے پہلے برس یعنی ۵۱-۱۹۵۰ء میں ملک میں اناج کی کل پیداوار صرف پانچ کروڑ پچاس لاکھ ٹن تھی۔ یہ پیداوار اب تقریباً تیرہ کروڑ ٹن ہو چکی ہے۔ ابتدائی پنج سالہ پلان میں زرعی اور متعلقہ شعبوں کے لیے تین ارب ستاون کروڑ روپے پبلک سیکٹر میں رکھے گئے تھے مگر چھٹے پنج سالہ پلان میں ۸۵-۱۹۸۰ء یہ رقم بڑھ کر ایک سو پچیس ارب روپے تک ہو گئی۔

دیہی سماج کی ارتقا' زرعی ترقی سے براہ راست وابستہ ہے۔ زرعی ترقی مختلف عناصر مبنی ہے' یہی وجہ ہے کہ زرعی ترقی کے لیے زمینی اصلاحات کے ساتھ ساتھ پنج سالہ منصوبوں کے تحت کثیر رقوم آب پاشی' زمین کے کٹنے پھٹنے سے تحفظ' غیر سنچائی والے علاقوں میں کھیتی کی توسیع' بے کار زمینوں کو لائق کاشت بنانے کے پروگراموں کے لیے خرچ کی گئی ہیں۔

سبز انقلاب کی روز افزوں ترقی سے ترقی یافتہ ممالک بھی حیرت زدہ ہیں۔ اس انقلاب سے دیہاتوں کی خصوصاً شمالی ہندوستان میں پنجاب' ہریانہ' اتر پردیش اور راجستھان کی ریاستوں میں دیہی معاشرے کی کایا پلٹ ہوئی ہے۔ جو افراد پچھلی دہائی میں دیہات چھوڑ کر روزگار کی تلاش میں شہروں آتے تھے وہ پھر سے دیہات کی جانب رجوع ہونے لگے ہیں۔ زرعی ترقی میں آب پاشی کے علاوہ کیمیاوی کھاد اور عمدہ بیجوں کی فراہمی کی بڑی اہمیت ہے چنانچہ اس سلسلے میں جو پروگرام پچھلی تین دہائیوں میں عمل پزیر ہوئے ہیں ان ہی کی بدولت ملک میں اناج کی پیداوار میں خاص طور پر اضافہ ہوا۔ ۵۱-۱۹۵۰ء میں کیمیاوی کھاد کی کھپت ۶۹ ہزار ٹن تھی۔ یہ کھپت ۸۱-۱۹۸۰ء میں ۵۷ لاکھ ٹن ہو گئی۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ دیہی معاشرے میں نئی تکنیک اور طریقہ' کاشت اپنانے سے ہمارے ملک کے کسانوں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

دیہی معیشت کی ارتقا' اور فروغ میں اجتماعی ترقی کے منصوبوں کی بڑی اہمیت ہے۔ اجتماعی ترقی کے سلسلے میں سب سے اہم کام یہ ہوا کہ بلاک کی سطح پر ریاستی اور مرکزی حکومت کے تمام ترقیاتی اداروں نے یک جماعت ہو کر دیہی علاقوں میں اپنے اپنے شعبوں کے منصوبوں پر عمل درآمد کیا۔ سرکاری اداروں کے ساتھ ساتھ کوآپریٹیو سوسائٹیوں اور پنچایتوں کے مقامی نمائندوں نے بھی شانہ بشانہ دیہی زندگی سے متعلق تمام سرگرمیوں میں اہم رول ادا کیا ہے۔

لیکن ہوا یہ ہے کہ پنج سالہ منصوبوں کے تحت شروع میں جو ترقیاتی کام ہوئے ان سے بیشتر دیہی لوگ مستفیض ہوئے

جو نسبتاً آسودہ حال تھے۔ اسی لیے ساتویں دہائی میں چھوٹے اور مارجنل کسان کی بہبود کے لیے خاص طور پر علحدہ ایجنسی قائم کی گئی کیوں کہ چھوٹے اور مارجنل کسانوں کا دیہی معاشرے میں ایسا طبقہ ہے جو ملک میں زیر کاشت رقبے کے تقریباً ۲۰ فی صدی سے زائد علاقے میں کاشت کرتا ہے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ان چھوٹے کسانوں کے پاس زیر کاشت رقبے کا صرف چوتھائی حصہ میسر ہے یہی وجہ ہے چھٹے پنج سالہ پلان میں زرعی اصلاحات کے ساتھ ساتھ کسانوں کے لیے قرض کی سہولیات اور مالی طریق کار کو آسان بنانے کے پروگرام بھی عمل درآمد کیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں زراعت سے متعلق تکنکی تجربات مربوط بنانے، بے زمین افراد کے لیے آراضی کی تقسیم، زرعی ساز و سامان کی فراہمی سے متعلق ہمہ جہتی پروگرام بھی رائج کیے گئے ہیں۔ ایگرو سروس سینٹرز اور "کام کے بدلے اناج" جیسے پروگرام دیہی معیشت کو مستحکم بنانے کے لیے شروع کیے گئے۔

دیہی معاشرے کا یہ پہلو فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ ہماری قومی آمدنی کا کم و بیش نصف حصہ زراعت سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ زرعی اشیا کی قیمتوں میں اگر اتار چڑھاؤ ہوتا ہے تو اس کا اثر سبھی اشیا کی قیمتوں پر پڑتا ہے۔ زرعی پیداوار میں اضافہ ہونے سے نہ صرف یہ کہ دیہی معیشت مستحکم ہوتی ہے بلکہ قومی معیشت کے تمام شعبوں میں استحکام کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ چھٹے پنج سالہ پلان میں زراعت کی مد کے لیے تقریباً ۵۷۰۰ کروڑ روپے کے اخراجات رکھے گئے ہیں۔ اس رقم میں ذیلی پروگرام شامل نہیں ہیں۔ یہ امر کھلے طور پر واضح ہے کہ زراعت اور دیہی معاشرے کی فلاح کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

آزادی کے بعد دیہی نظام میں جن عوامل نے اہم کردار ادا کیا ہے ان میں آبپاشی اور بجلی کی فراہمی قابل ذکر ہیں۔ پہلے پلان کے شروعات میں تمام وسائل سے کام لے کر کل پانچ کروڑ پندرہ لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہوتی تھی اس میں دو کروڑ چھبیس لاکھ ہیکٹر زمین میں آبپاشی بڑے اور درمیانہ درجے کے پراجیکٹوں سے ہوتی تھی۔ پچھلی تین دہائیوں میں دیہات میں جو کثیر المقاصد پروگرام عمل پذیر ہوئے ان کی بدولت ۸۱-۱۹۸۰ء میں کل آبپاشی کا رقبہ پانچ کروڑ اکاون لاکھ ہیکٹر ہو گیا۔ اسی طرح دیہی علاقوں میں بجلی کی سپلائی کی جو مہم سرکار نے چلائی ہے اس کے تحت جہاں ۵۱-۱۹۵۰ء تک صرف تین ہزار دیہاتوں میں بجلی دستیاب تھی، ۸۱-۱۹۸۰ء میں دو لاکھ چھہتر ہزار دیہاتوں بجلی کی دستیابی سے دیہی معاشرے کا رنگ روپ بالکل جداگانہ ہو گیا ہے۔ بجلی کی توسیع سے صنعتی ارتقا کے لیے بھی دیہاتوں میں راستہ ہموار ہوا ہے۔

ہندوستانی معیشت کے پس منظر میں بے روزگاری کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ پڑھے لکھے افراد کے علاوہ ناخواندہ افراد کا جو طبقہ ہے اس کا بیشتر حصہ دیہات میں رہتا ہے ایسے ہی لوگوں کے لیے فوڈ فار ورک، سڑکوں کی تعمیر، مکانوں کی تعمیر جیسے پروگرام خاص طور پر عمل پذیر ہو رہے ہیں۔ ایک تخمینے کے مطابق ۱۹۸۰ء میں تقریباً پچاس لاکھ افراد بے روزگاری کے شکار تھے۔ دیہی علاقوں میں بے روزگاری دور کرنے کے لیے مختلف تعمیری پروگراموں کے علاوہ گھریلو صنعتوں، چھوٹے پیمانے کی صنعتوں، کھادی اور متعلقہ دیہی صنعتوں کے پروگرام تیزی سے رائج ہو رہے ہیں۔ ان پروگراموں کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر موجودہ وسائل کی مدد سے بار آور روزگار حاصل کر سکیں۔ ملک کے سامنے دراصل مقصد یہی ہے کہ عوام کے لیے گذر اوقات کے معقول ذرائع کا بندوبست کیا جائے، کام کرنے اور تعلیم پانے کا حق دیا جائے اور بے روزگاری، بڑھاپا، بیماری، معذوری اور ناواجب احتیاج کی دوسری صورتوں کے لیے سرکاری امداد دی جائے۔

اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کرنے کے لیے وزیر اعظم ہند نے جس نئے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان کیا ہے اس کے تحت ان گوشوں کی طرف خاص طور پر نشاندہی کی گئی ہے ان میں آبپاشی کی توسیع، تکنکی مہارت کی پبلسٹی، خشک زراعت کی توسیع، دیہی علاقوں مربوط ترقیاتی پروگراموں کا خاص طور پر تذکرہ ہے۔ دراصل نیا بیس نکاتی پروگرام پس ماندہ طبقوں، شیڈول ذاتوں اور قبیلوں کے علاوہ ان غریب طبقوں کے لیے مخصوص ہے جن کی اکثریت دیہی اور پچھڑے علاقوں میں رہتی ہے۔ دیہی معیشت میں پر معنی انقلاب لانے کے لیے ہمیں موجودہ افرادی قوت اور وسائل کو تصنع سے بچانا چاہیے۔ دراصل بیس نکاتی پروگرام کے ہر نکتے میں دیہی ارتقا کا پہلو نمایاں طور پر شامل ہے۔ وہ دن دور نہیں جب ہمارے دیہاتوں میں پھر سے دودھ کی ندیاں بہتی نظر آئیں گی بشرطیکہ وہ تمام انتظامی شعبے جن کا تعلق تعمیری پروگراموں سے ہے، پوری رفتار کے ساتھ اپنی اپنی کارگزاری میں جان توڑ کر شامل ہو جائیں۔

(اردو سروس سے)

کیلاش ماہر
1/18 وکرم وہار
IV لاجپت نگر، نئی دہلی-24

غزل

مومن خاں شوق

واقعہ وہ جو ہوا تھا جس دم
میں اسے چھوڑ رہا تھا جس دم

ہاں اسی روز سے چپ چپ ہوں جناب
آپ نے یاد کیا تھا جس دم

رات بھر شہر میں پھرتا ہی رہا
گھر کا رستہ نہ ملا تھا جس دم

روشنی سی مجھے محسوس ہوئی
آپ کو دیکھ رہا تھا جس دم

تھے ستارے سر مژگاں روشن
میں نے مکتوب لکھا تھا جس دم

اب تو دفتر کی تھکن سے میں ہوں
شوق احساس بنا تھا جس دم

(حیدرآباد سے نشر)

تاریخ ایک دلچسپ موضوع ہے اور ہر خاص و عام کی کسی نہ کسی حد تک اس میں دلچسپی ضرور ہوتی ہے۔ اس کا سبب شاید یہ ہے کہ انسان اپنے ماضی اور مستقبل دونوں کے متعلق جاننے کا خواہش مند رہتا ہے اور تاریخ وہ علم ہے جو نسل انسانی کے ماضی کا مفصل حال بیان کرتا ہے اور اس بنا پر مستقبل کے متعلق قیاس آرائی کرتا ہے۔ دوسری جانب تاریخی داستانیں ہمیں ایک ایسے طلسماتی ماحول میں پہنچا دیتی ہے جس کے قریب ہونے کے ہم متمنی ہوتے ہیں۔ بادشاہوں کے محل اور دربار، ان کی شان و شوکت، عیش و آرام کی زندگی اور وہ تمام آسائشیں اور تعیش جس کا عام انسان صرف تصور کر سکتا ہے۔ ان سب کی جھلک ان داستانوں میں ملتی ہے۔ اور یہی ان کی مقبولیت کا بنیادی سبب ہے

لیکن تاریخ کی یہی خوبی کبھی کبھی اس کی خامی بھی بن جاتی ہے۔ داستانوں اور افسانوں کی دنیا میں کھو کر اکثر قاری تاریخی حقائق کی طرف نظر ہی نہیں ڈالتا۔ تاریخی حقائق میں افسانوی رنگ کی آمیزش نے جن رنگین اور دلچسپ کہانیوں تخلیق کی ہے۔ ان میں شہزادہ سلیم اور ایک کنیز انارکلی کا معاشقہ بھی شامل ہے۔ یہ داستان روایتوں سے شروع ہوئی، اردو کے ڈرامائی ادب کا ایک حصہ بنی، تھیٹروں میں پیش کی گئی اور بالآخر اس نے ہندوستانی فلم کی کہانی کا قالب اختیار کیا۔ اس داستان کی تشہیر اور اس کی مقبولیت نے بعض ذہنوں میں یہ تاثر پیدا کر دیا کہ یہ فرضی داستان نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی واقعہ ہے۔ حالانکہ حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔

سلیم اور انارکلی کی داستان پر مبنی ڈرامے کے خالق امتیاز علی تاج نے اس داستان کا دیباچہ اپنے دیباچے میں یوں تحریر کیا ہے:

"لاہور کا سول اسٹیشن انارکلی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ خطاب شہنشاہ اکبر کے حرم میں نادرہ بیگم یا شرف النساء بیگم نام کی ایک منظور نظر کنیز کو ملا تھا۔ ایک روز اکبر شیش محل میں بیٹھا تھا نوجوان انارکلی اس کی خدمت میں مصروف تھی تو اکبر نے آئینوں میں دیکھ لیا کہ وہ سلیم کے اشاروں کا جواب تبسم سے دے رہی ہے بیٹے سے مجرمانہ سازش کے شبہ پر شہنشاہ نے اسے زندہ گاڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں اسے مقررہ مقام پر سیدھا کھڑا کر کے اس کے گرد دیوار چن دی گئی۔ سلیم کو اس کی موت کا بے حد صدمہ تھا تخت پر بیٹھنے کے بعد اس نے انارکلی کی قبر پر ایک عالیشان عمارت بنوا دی۔ اس کا تعویذ خالص سنگ مرمر کی ایک ہی سِل سے بنا ہوا ہے۔ جو اپنے حسن کے لحاظ سے غیر معمولی اور نقش کے اعتبار سے نادر روزگار ہے۔ اس کے اوپر

تاریخی رومان

سلیم اور انارکلی

امتیاز احمد

اللہ تعالیٰ کی صفات کندہ ہیں۔ پہلوؤں پر یہ شعر کھدا ہوا ہے جو انارکلی کے عاشق شاہ جہاں گیر نے خود کہا تھا:" ؎

تا قیامت شکر گویم کردگار خویش را
آہ، گر باز بینم روئے یار خویش را

یہ معلومات انھیں لاہور میں واقع انارکلی کے مقبرے میں محکمۂ آثار قدیمہ کے نصب کردہ ایک فریم سے ملی ہے۔ ایک دوسرے فریم میں انارکلی کے زندہ دیوار میں چنے جانے کی تاریخ سنہ ۱۵۹۹ء اور مقبرے کی تعمیر کی تاریخ سنہ ۱۶۱۵ء بتائی گئی ہے۔ لیکن امتیاز علی تاج یہ بھی اعتراف کرتے ہیں:

"جہاں تک میں تحقیق کرسکا ہوں تاریخی اعتبار سے یہ قصّہ بے بنیاد ہے۔ یہ داستان نہ معلوم کب اور کیونکر ایجاد ہوئی اور لاہور کی جن تواریخ میں اس کا تذکرہ ہے ان میں کہاں سے لی گئی۔ خود داستان میں اندرونی شہادتوں کی بنا پر کئی ایسے نقائص ہیں جن کی وجہ سے یہ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن ان امور پر مورّخ مجھ سے بہتر بحث کرسکتا ہے۔ میرے ڈرامے کا تعلق محض روایت سے ہے۔ بچپن سے انارکلی کی فرضی کہانی سنتے رہنے سے حسن و عشق اور ناکامی و نامرادی کا جو ڈرامہ میرے تخیل نے مغلیہ حرم کی شوکت تجمّل میں دیکھا اس کا اظہار ہے۔"

"انارکلی" ڈرامے کی تاریخی حیثیت کا پتہ خود مصنّف کے بیان سے مل جاتا ہے۔ جہاں تک اس داستان پر مبنی فلموں کا سوال ہے دونوں کی کہانیوں میں باہمی تضاد ہے اور دونوں کی کہانی امتیاز علی تاج کے ڈرامے سے مختلف ہے۔ ایک میں تو عوام کی پسند کا لحاظ رکھتے ہوئے ہدایت کار نے دیوار میں چنی ہوئی انارکلی کو زندہ حالت میں ایک سرنگ کے ذریعہ اکبر کی مملکت سے باہر جاتے ہوئے دکھا دیا ہے۔

جہاں تک مستند تاریخی کتابوں کا سوال ہے اس واقعہ کا حوالہ یا تذکرہ کہیں بھی نہیں ملتا۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ جہانگیر کی خود نوشت سوانح عمری "تزک جہانگیری" میں کہیں اس کا تذکرہ نہیں جبکہ جہانگیر نے شہزادگی کے دور کے بیشتر واقعات اس میں بیان کیے ہیں۔ یہ بات قرین قیاس نہیں لگتی کہ جس ہستی کی محبت میں دیوانہ ہو کر وہ ایک عالیشان مقبرہ تعمیر کرا سکتا تھا اس کے متعلق اپنی سوانح عمری میں اس نے ایک لفظ بھی تحریر نہیں کیا۔ یہاں یہ واضح کردینا ضروری ہے کہ جہانگیر نے اپنی سوانح عمری میں حقیقت پسندی اور کشادہ قلبی سے کام لیتے ہوئے اپنی زندگی کے ہر پہلو روشنی ڈالی ہے۔ اپنی خوشیوں اور کامیابیوں پر بھی اپنی ناکامی اور نامرادی پر بھی۔ اگر اگر اپنی خوبیوں کو بیان کیا ہے تو اپنی خامیوں پر بھی پردہ نہیں ڈالا ہے۔ شراب پینے کی بری عادت اور اس کے مضر اثرات، نورجہاں کے لیے اس کی بے پناہ محبت، اپنی پہلی بیوی کی خودکشی پر اپنا رنج و الم اپنے بیٹوں خسرو اور خرم سے اپنی محبت اور انکی نافرمانی پر افسوس، ان تمام باتوں کو جہانگیر نے تحریر کیا ہے۔ لیکن کہیں بھی اس انارکلی کا تذکرہ نہیں کیا ہے جو اس داستان کے مطابق اس کی پہلی اور آخری محبت تھی۔

اکبر اور جہانگیر دونوں ہی کے درباری مورّخوں نے ان کے عہد حکومت کی مستند تاریخیں قلمبند کی ہیں۔ اس کے علاوہ اکبر کے زمانے میں بدایونی اور جہانگیر کے زمانے میں معتمد خاں نے ذاتی طور پر تاریخیں قلمبند کی ہیں لیکن کہیں بھی اس واقعہ کا ذکر نہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اکبر نے اپنے عہد میں اس داستان کو سنسر کردیا ہو تو جہانگیر کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا اور اگر جہانگیر بھی اس داستان پر پردہ ڈالنا چاہتا تھا تو پھر اس کی تشہیر کے لیے ایک عالیشان مقبرہ کی تعمیر کیا معنی رکھتی ہے۔

مغل دربار کے متعلق بے شمار داستانیں اس عہد کے یوروپی سیاحوں اور مورخوں نے اپنے سفرناموں میں درج کی ہیں۔ ان میں اکثر داستانیں بے بنیاد ہیں مثلاً شاہجہاں اور جہاں آرا کے متعلق برنیئے نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ محض ایک مریضانہ ذہن کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ سیاح اکثر بازاری گپ اور غیر مستند روایتوں کو حقیقت کے طور پر نقل کرتے رہے ہیں۔ لیکن سلیم اور انارکلی کی روایتی داستان کا وجود تو ان یوروپی سیاحوں کے سفرناموں سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔ اکبر اور جہانگیر دونوں ہی کے عہد حکومت میں بے شمار انگریز سیاح ہندوستان آئے جن میں De lavelle اور Thomashoe Pelsaert کافی مشہور ہیں۔ انھوں نے اپنے سفرناموں میں کہیں بھی اس داستان کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ اگر واقعی ایسی کوئی بات ہوئی ہوتی تو یقیناً عوام کے درمیان اس کا چرچا ہوتا اور اس ذریعہ سے یہ داستان سیاحوں کے سفرناموں میں شامل ہوجاتی اور ظاہر ہے کہ یورپ میں بیٹھ کر اپنے سفرنامے لکھنے والے ان سیاحوں پر مغل شہنشاہ کوئی پابندی نہیں عائد کرسکتے تھے۔ صرف اتنا ہی نہیں بعد کے عہد کے یوروپی سیاحوں نے بھی اس واقعہ کا کہیں کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے Tanenier, Bernier یا Manucci جو شاہجہاں یا اورنگزیب کے عہد میں ہندوستان آئے انھوں نے بھی اس داستان کو کہیں نقل نہیں کیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ داستان کا آغاز بہت بعد میں ہوا زمانے میں ہوا۔ اگرچہ اس کی صحیح تاریخ کا تعین دشوار ہے۔

بہرحال یہ بات ثابت ہے کہ شہزادہ سلیم اور کنیز انارکلی کے معاشقے کا وجود محض فرضی ہے۔ اس کا حوالہ کسی مستند تاریخی کتاب میں نہیں ملتا اور سنجیدہ مورخین اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ یہ تاریخی رومان محض فسانہ ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

قطعہ — ڈاکٹر نور بھارتی

اے دوست نئی صبح کی تنویر تو دیکھو
سورج کی حسیں کرنوں کی تحریر تو دیکھو

ہر پھول کے چہرے پہ چمکتا ہے نیا رنگ
گلشن کی بدلتی ہوئی تصویر تو دیکھو

(کلکتہ سے)

دودھ — ایک مکمل غذا

پروفیسر محمد عبدالغفار

ہمارے ملک میں دودھ دینے والے جانور گائے یعنی گائے اور بھینس کی تعداد دوسرے ممالک کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود دودھ اور اس سے بننے والی چیزیں جیسے مکھن، گھی، دہی، کھویا، آئس کریم وغیرہ نسبتاً بہت کم مقدار میں لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اس کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ ہمارے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی جو سنہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۸۰ کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ دوسری یہ کہ ہمارے ملک میں دودھ دینے والے جانوروں کی دودھ دینے کی صلاحیت، دوسرے ممالک کے دودھ دینے والے جانوروں کے مقابلے میں کم ہے۔ ہندوستانی نسل کی گائیں مثلاً ساہیوال تھارپارکر، سندھی، گیر اور دیوانی ۳۰۰ دن میں زیادہ سے زیادہ ۲۵۰۰ لیٹر دودھ دیتی ہیں۔ جبکہ بیرونی ممالک کی گائیں جیسے جرسی، ہولسٹین فریزن ۴۰۰۰ سے ۶۰۰۰ ہزار لیٹر دودھ اتنے ہی عرصہ میں دیتی ہیں۔

یوں تو دودھ کئی جانوروں سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسے گائے، بھینس، بکری اور اونٹ لیکن سب سے زیادہ استعمال گائے اور بھینس کے دودھ کا ہوتا ہے۔ عام طور پر بھینس کے دودھ کو اولیت دی جاتی ہے۔ بچوں کے لیے دودھ ایک مکمل غذا ہے جبکہ دیگر افراد کے لیے غذا کا ایک اہم عنصر جن کا کوئی نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ دودھ ہی ایک ایسی غذا ہے جسے دنیا کے ہر عمر کے مرد عورت، جوان، بوڑھے بچے خواہ وہ کسی قوم، نسل اور مذہب کے ہوں استعمال کرتے ہیں۔

عام طور سے اس کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جو لوگ دودھ اور اس سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرتے ہیں وہ قوی الجثہ، تندرست اور صحت مند ہوتے ہیں۔ جیسے پنجاب، ہریانہ، یوپی اور گجرات کے رہنے والے، امریکہ کی مجلس تحقیقات برائے غذائیات کی سفارشات کے مطابق ہر شخص کو روزانہ کم از کم ۲۵۰ گرام دودھ ملنا چاہیے جبکہ ہمارے ملک میں اوسطاً صرف ۱۱۰ گرام دودھ ہی ہر شخص کو ملتا ہے۔ پنجاب میں ۳۷۰ گرام، یو۔پی میں ۲۳۰، راجستھان ۱۸۵ گرام اور مہاراشٹر میں ۱۳۰ دودھ فی کس استعمال کیا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ مہاراشٹر میں صرف ۵۰ فیصد دودھ ملتا ہے۔ سبزی خوروں کے لیے دودھ کا استعمال از حد ضروری ہے کیونکہ سبزی کے مقابلہ میں دودھ میں پروٹین عمدہ قسم کی ہوتی ہے۔ اسی طرح دودھ چھوٹے بچوں کے لیے، حاملہ عورتوں کے لیے اور چھوٹے بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کے لیے بے حد ضروری ہے۔

کچا دودھ جسے "چیک" بھی کہتے ہیں عام دودھ کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ غذائیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس میں وٹامن اے پروٹین اور مختلف نمک کی مقدار عام دودھ کے مقابلے میں بالترتیب ۸ سے ۱۰ گنا، ۳ سے ۴ گنا اور دو گنا زیادہ ہوتے ہیں۔

دودھ میں پانی، پروٹین، چربی و کاربوہائیڈریٹس نمکیات اور وٹامن ہوتے ہیں۔ ان میں تناسب دودھ کے حساب سے الگ الگ ہوتا ہے۔ مثلاً گائے کے ۱۰۰ گرام دودھ میں پانی ۸۵ فیصدی، پروٹین ۳٫۶ فیصد، کاربوہائیڈریٹس ۴٫۴ فیصد، چربی ۵ فیصد، نمکیات ۰٫۷ فیصد اور حرارت ۶۵ حرارے ہوتے ہیں۔

بھینس کے ۱۰۰ گرام دودھ میں پانی ۸۲ فیصد پروٹین ۳٫۴ فیصد، کاربوہائیڈریٹس ۵ فیصد، چربی ۷ فیصد اور حرارت ۱۰۵ حرارے پائے جاتے ہیں جبکہ بکری کے ۱۰۰ گرام دودھ میں پانی ۸۴ فیصد، پروٹین ۴ فیصد، کاربوہائیڈریٹس ۵ فیصد چربی ۶ فیصد، نمکیات ۰٫۸ فیصد اور حرارت ۹۰ حرارے پائے جاتے ہیں۔ امریکی مجلس تحقیقات برائے غذائیات کی سفارشات کے بموجب ہر شخص اگر ۲۵۰ گرام دودھ روزانہ استعمال کرے تو اسے گائے کے دودھ سے تقریباً ۹ گرام پروٹین، ۱۱ گرام کاربوہائیڈریٹس، ۱۲ گرام چربی، ۵۲۵ ملی گرام کیلشیم، وٹامن اے ۳۵۰ آئی یو اور حرارت ۱۹۵ حرارے حاصل ہو سکتے ہیں اور بھینس کے دودھ سے پروٹین ۱۰ گرام کاربوہائیڈریٹس ۱۲ گرام، چربی ۱۷ گرام، کیلشیم ۵۷۵ ملی گرام وٹامن اے ۴۲۰ آئی یو اور حرارت ۲۶۰ کیلو حرارے حاصل ہوں گے۔ جبکہ بکری کے دودھ میں پروٹین ۱۰ گرام، کاربوہائیڈریٹس ۱۲ گرام چربی ۱۴ گرام، کیلشیم ۵۱۵ ملی گرام۔ وٹامن اے ۴۵۰ آئی یو اور حرارت ۲۲۵ کیلو حرارے حاصل ہوں گے۔

دودھ میں سب سے اہم اور کافی مقدار میں پروٹین ہوتے ہیں یہ عمدہ قسم کی پروٹین تقریباً ۹۰ فیصد ہاضم ہوتی ہے اسی طرح کاربوہائیڈریٹس یا دودھ کی شکر (Lactose) جس سے دودھ میں مٹھاس آتی ہے دودھ میں ہوتے ہیں۔ یہ شکر معدے میں نمکیات کے انجذاب کے عمل میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

اسی طرح دودھ میں چربی کی آمیزش ہونے کی وجہ سے جلد ہضم ہونے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ دودھ کی چربی میں وٹامن اے، ڈی، ای کے اور تحلیل شدہ Phospholipids ہوتے ہیں۔ چربی میں Carotene ہوتے ہیں جو دماغ کو تقویت بخشتے ہیں۔

وٹامن اے اور Carotene کی مقدار پر منحصر ہونے سے دودھ کا رنگ سفید یا زردی مائل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں وٹامن اے زیادہ مقدار میں ہوتی ہے۔ دودھ کا رنگ دودھ دینے والے جانور کی غذا اور اس کے Carotene کو وٹامن اے میں تبدیل کرنے کی صلاحیت پر بھی منحصر ہے۔ موسم گرما کی بہ نسبت موسم بارش اور موسم سرما میں ہرے گھاس کی کثرت سے استعمال کی وجہ سے گائے کا دودھ زیادہ پیلا ہوتا ہے۔ دودھ کی خوشبو اس میں ایسے اجزا کی وجہ سے ہوتی ہے جو چربی میں ہوتے ہیں۔ اور معمولی تپش پر بخارات میں تبدیل ہو جاتے ہیں جیسے Fatty acids Alatone Lactones اور methylke tones، دودھ کو گرم کرنے سے یہ تبخیر اور تیز ہو جاتا ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ دودھ گرم کیا جا رہا ہے۔

بعض اوقات دودھ کا مزہ بھی بدل جاتا ہے اور بدبو بھی پیدا ہو جاتی ہے جو دودھ دینے والے جانور کی غذا، صحت اس کو باندھنے کی جگہ، دودھ میں موجود جراثیم، دودھ میں ہونے والے کیمیائی تغیرات اور بیرونی بدبو کو جذب کرنے کی صلاحیت سے ہوتی ہے۔ یہ صلاحیت دودھ کی چربی میں زیادہ ہوتی ہے۔

بھینس کے دودھ کو گائے کے دودھ پر چربی کی زیادہ کی وجہ سے ترجیح دی جاتی ہے اس لیے بھینس کا دودھ گھی، مکھن، کھویا، دہی اور آئس کریم تیار کرنے میں مستعمل ہوتا ہے۔ دودھ میں نمکیات (Minerals) کافی مقدار میں ہوتی ہے۔ خصوصاً کیلشیم، فاسفورس اور پوٹاشیم گائے کے ۱۰۰ گرام دودھ میں ۱۲۰ گرام کیلشیم بھینس کے دودھ میں ۲۴۰ ملی گرام اور بکری کے دودھ میں ۲۱۵ ملی گرام ہوتا ہے۔

بچوں کی نشو و نما کے لیے حاملہ عورتوں اور شیر خوار بچوں کی ماؤں میں کیلشیم اور فاسفورس کی کمی کو دودھ میں موجود

کیلشیم اور فاسفورس سے بآسانی پورا کیا جاسکتا ہے۔
۹ تا ۱۲ سال عمر کے بچوں کیلئے ۴ کپ دودھ روزانہ
۱۲ تا ۱۸ سال عمر کے بچوں کیلئے ۵ کپ دودھ روزانہ
حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں کیلیے ۶ کپ دودھ روزانہ ضروری ہے۔
(ایک کپ دودھ ۲۵۰ گرام یا ½ لیٹر کے مماثل ہوتا ہے۔)

دودھ میں لوہے کی مقدار بہت کم یعنی ۱۰ تا ۱۲، فی ۱۰۰ گرام ہوتی ہے اسی لیے ایسے بچے جنھیں صرف دودھ پلایا جاتا ہے وہ خون کی کمی (Anamia) کے شکار ہوتے ہیں۔ وٹامن اے، ڈی، ای اور کے دودھ کی چربی میں تحلیل شدہ حالت میں ہوتے ہیں۔ وٹامن بی کمپلیکس اور وٹامن سی دودھ میں موجود پانی میں تحلیل شدہ ہوتے ہیں۔ Carotene اور وٹامن اے کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ گائے کے دودھ میں وٹامن اے ۳۵۰ آئی یو اور بھینس کے دودھ میں ۴۲۰ آئی یو فی ۱۰۰ گرام دودھ پائی جاتی ہے۔ وٹامن اے جسم کی قوت مدافعت اور بینائی کی بینائی کے لیے مفید ہے وٹامن ڈی، کیلشیم اور فاسفورس کو آنتوں کے جذب کرنے اور ہڈیوں کے بنانے میں معاون و مفید ثابت ہوتی ہے۔ وٹامن ڈی، دودھ میں کم تعداد میں پائی جاتی ہے اس لیے دودھ کو سورج کی روشنی میں کچھ دیر تک کھلا رکھنے سے وٹامن ڈی کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ دودھ میں وٹامن بی ۱، بی ۲ کافی مقدار میں پائی جاتی ہے۔ جس سے جسم کے استعمال (Metabolism.) میں مدد ملتی ہے وٹامن بی ۲ دودھ کو گرم کرنے سے ضائع نہیں ہوتی لیکن دودھ کو روشنی میں زیادہ دیر تک کھلا رکھنے سے ضائع ہو جاتی ہے۔

وٹامن سی دودھ میں کم مقدار میں یعنی ہر سو گرام میں ۲ تا ۳ ملی گرام ہوتی ہے۔ جو دودھ کو گرام کرنے سے ضائع ہو جاتی ہے۔

بڑی بڑی دودھ ڈیریوں میں دودھ کو حفاظت سے رکھنے کے لیے مختلف درجۂ حرارت پر مختلف وقفہ کے لیے رکھنے سے دودھ میں موجود بیماری پیدا کرنے والے جراثیم کو ختم کر دیا جاتا ہے اسے Pasteurization کہتے ہیں۔ گھروں میں اس طریقۂ عمل سے دودھ زود ہضم ہو جاتا ہے۔ اور جلد خراب بھی نہیں ہوتا۔

گھروں میں دودھ کو محفوظ رکھنے کے لیے دودھ کو ایک بار اُبال دے کر صاف ستھری اور ٹھنڈی جگہ ڈھک کر رکھنا چاہیے۔ اگر ریفریجریٹر میں رکھا جائے تو بہتر ہے۔ تازہ دودھ کو جلد گرم کر لینا چاہیے۔ دیر ہو جانے سے اس میں ترشی بڑھ جاتی ہے جس سے دودھ کے پھٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے ایسی صورت میں دودھ گرم کرتے وقت کھانے کا سوڈا ایک چٹکی بھر دودھ میں ڈال دینا چاہیے۔ حرارت دیتے وقت دودھ کی سطح پر ایک پتلی جھلی آجاتی ہے۔ جس کے نیچے دباؤ پڑنے سے دودھ برتن سے چھلک جاتا ہے اس لیے دودھ کو ابال دیتے وقت اس پر جھلی نہ آتے اس کا خیال رکھنا چاہیے اگر جھلی بن رہی ہو تو اسے علیحدہ کر دینا چاہیے یا دودھ کو مسلسل حرکت دیتے رہنا چاہیے۔ دودھ کو گرم کرنے سے اس کی قدرتی خوشبو ختم ہو جاتی ہے اور دودھ کی چربی اس کی اوپری سطح پر آکر بالائی کی شکل میں جمع ہو جاتی ہے۔ زیادہ دیر تک دودھ کو گرم کرنے سے اس کی رنگت سرخی مائل ہو جاتی ہے جو دودھ میں موجود پروٹین (Albumine) کے تہہ میں جم جانے اور جل جانے سے ہوتی ہے۔

ہر خاص و عام اپنی استطاعت کے مطابق اپنی روزمرہ غذا میں دودھ کا استعمال کئی طریقوں سے کرتا ہے جیسے مشروبات میں چائے، کافی، دودھ، شربت اور دودھ سے بنائی گئی چیزیں جیسے گھی، مکھن، کھویا، دہی، مٹھائیاں آئس کریم، بالائی پنیر وغیرہ۔

جب دودھ سے بالائی نکال دی جاتی ہے تو اسے بغیر بالائی والا دودھ (Skimmed milk) کہتے ہیں اس قسم کے دودھ میں ۵ د سے بھی کم چربی ہوتی ہے۔ اس میں غذائیت دودھ ہی کی طرح رہتی ہے۔ صرف چربی اور حرارت کم ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے دودھ میں وٹامن اے اور ڈی علیحدہ سے شامل کیے جاتے ہیں۔

دودھ میں ۱۵ فیصدی شکر ڈال کر اسے گرم کیا جاتا ہے جس سے اس کا حجم ایک تہائی رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کو ڈبے میں بند کیا جاتا ہے شکر کی مقدار بڑھنے سے جو اس طرح تقریباً ۵۰ فیصدی ہو جاتی ہے دودھ خراب ہونے نہیں پاتا اس لیے اسے کافی عرصے تک محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ اسے عام طور پر سفر کی حالت میں استعمال کرتے ہیں اسے منجمد (Condensed milk) دودھ کہتے ہیں۔

دودھ کو بہت زیادہ درجہ حرارت پر گرم کرنے سے دودھ کا سفوف حاصل کیا جاتا ہے جس میں ۵ فیصد سے زیادہ پانی نہیں ہوتا اس میں چربی ہونے کی وجہ سے زیادہ عرصہ تک استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس سفوف کو گرم پانی سے ملانے سے دوبارہ دودھ بن جاتا ہے۔

اس طرح نہ صرف دودھ ہماری غذا کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتا ہے بلکہ مختلف بیماریوں کی مدافعت میں معاون ثابت ہوتا ہے اور تندرستی قایم رکھتا ہے۔ ایک صحت مند جسم میں صحتمند سماج کے وجود میں مدد ملتی ہے اسی لیے ہمیں چاہیے کہ دودھ دینے والے جانور زیادہ پال کر دودھ کی پیداوار میں اضافہ کریں اور اپنی غذا میں زیادہ سے زیادہ دودھ کا استعمال کریں۔

(اورنگ آباد/پربھنی سے نشر)

پروفیسر محمد عبد الغفار
زرعی یونیورسٹی پربھنی (مہاراشٹر)

ایک نظم

فیاض رفعت

مہینوں کی تقدیس
پھر واپس نہیں آئے گی
توبہ کے دروازے
بند ہو کر پھر نہیں کھلیں گے
عورتوں کو
دزدیدہ نگاہوں سے نہ دیکھو
کہ ان میں تمہاری تخلیق کا بیج پھوٹا ہے
ذہن کی غلاظتوں اور آلودگیوں کو
دھونے کے لیے
آبِ زم زم لاؤ
جنس کے بہتے ہوئے لاوے کو بجھانے کے لیے
دور کہیں نخلستانوں میں کھو جاؤ
کہ سونے ہی میں تمہاری نجات ہے
کہ جاگتے منظروں کے بھیانک خواب
تمہارے جسم و روح کو
خاکستر بنا کے رکھ دیں گے۔
اور تم یوں ہی
پچھتاوے کے جہنموں کا ایندھن بنتے رہو گے۔

(سرینگر سے نشر)

تمنّا۔ کرسی صدارت کی

انصاری اصغر جمیل

حضرات! اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خدا کے پاس دیر ہے اندھیر نہیں۔ اگر انسان کے دل میں کسی چیز کو حاصل کرنے کی سچی لگن ہو اور وہ صدق دل سے خدا کے حضور میں گڑگڑا کر دعا مانگے تو ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کی مراد ضرور بر آئے گی۔ کیونکہ ہم بھی اس مرحلہ سے گزر چکے ہیں۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور اگر نہیں جانتے ہوں تو کوئی بات نہیں کہ ہم اپنے باپ دادا کی محنت سے کمائی ہوئی دولت کی بدولت گل چھرے اڑا رہے ہیں۔ آج بھی ہمارے پاس اتنی دولت ہے کہ زندگی بھر دونوں ہاتھوں سے لٹاتے رہیں تو بھی کم نہ ہو۔ جس طرح امراء اور رؤسا کے مصاحب ہوا کرتے ہیں بالکل اسی طرح ہمارے بھی چند خیر خواہ ہیں جن کا کھانا خرچہ ہمارے ذمے ہے اور ہماری ہر بات کی تائید کرنا ان کا ذمہ۔ خواہ ہم یہ کیوں نہ کہیں کہ آج کل روپیوں کے بھی درخت لگے ہوتے ہیں۔

ان تمام باتوں کے باوجود کچھ دنوں قبل تک ہمارے دل کو سکون و قرار حاصل نہیں تھا۔ ہماری دیرینہ خواہش تھی کہ ملک میں جہاں بھی کوئی علمی، ادبی، مذہبی و سیاسی جلسے ہوں ان کی صدارت ہمیں سونپی جانی چاہیے لیکن ان کا کیا کیا جائے کہ ہمارے آگے کوئی گھاس ہی نہیں ڈالتا تھا۔ شروع میں یہ خواہش اتنی شدید نہ تھی لیکن جب سے ہم نے یہ شعر سنا کہ۔

ماہر ہیں انگوٹھا چھاپ نہیں پھر کس لیے کئی کاٹیں
جب کلن و جمن جیسے بھی جلسے کی صدارت کر بیٹھے

تو ہماری خواہش شدت اختیار کرتی گئیں۔ ہم نے دو آدمی اس کام پر مامور کیے کہ وہ پتہ چلائیں کہ شہر میں کب؟ کہاں؟ اور کس جگہ جلسہ ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ منتظمین جلسہ کو یہ بھی باور کرائیں کہ ان کے جلسے کی صدارت کے لیے شہر میں ہم سے موزون کوئی شخص ہے ہی نہیں۔ لیکن ہائے رے صدارت! ہمارے قریب سے ہو کر بھی نہیں گزری۔ ہم خود کو دنیا کا بدقسمت ترین انسان سمجھ رہے تھے۔ ہماری راتوں کی نیند حرام ہو چکی تھی۔ جب بھی ہماری آنکھ لگتی ہم خود کو کسی جلسہ گاہ میں پاتے جس کی مسند صدارت ہمارے پایۂ استقامت کی مرہون منت ہوتی۔ یہ منظر دیکھتے ہی ہی ہماری باچھیں کھلتے ہی آنکھیں کھل جاتیں اور ہم خود کو بستر میں دھنسا پاتے۔ راتوں کو صدارت کے خواب دیکھنا ہمارا معمول بن گیا۔ نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے چہرے پر وحشت برسنے لگی۔ آنکھیں دن میں بھی خمار آلود رہنے لگیں جس کی وجہ سے ہماری صحت دن بدن گرنے لگی۔ گھر کے لوگوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر ہمیں مرض کیا ہے؟ شہر کے بہترین ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی گئیں جنھوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا کہ ہمیں کوئی بیماری لاحق نہیں ہے۔ اب آپ ہی بتائیے ہم گھر والوں کو کس طرح بتاتے کہ ہمیں مرض کیا ہے؟ مسجدوں، مندروں، گرجاؤں اور گردواروں میں ہماری صحت یابی کے لیے دعائیں مانگی جانے لگیں۔ یقین جانیے اگر اس وقت ہمیں کوئی بھی شخص ایک جلسہ کی صدارت دلوا دیتا تو ہماری بیماری اسی وقت ختم ہو جاتی۔ لیکن افسوس کہ کسی نے بھی اس نکتہ کی سمت غور نہیں کیا۔ گھر کے لوگ ہماری زندگی سے تقریباً مایوس ہو چکے تھے۔ رشتہ دار ہمارا آخری وقت سمجھ کر مزاج پرسی کو آنے لگے۔ گھر میں احباب و رشتہ داروں کی ریل پیل ہو گئی۔ ہماری تعریف میں قصیدے پڑھے جانے لگے اور برائیوں پر پردہ ڈالا جانے لگا۔ وراثت نامے اور وصیت نامے تیار ہونے لگے۔

ایسے ہی میں ہمیں اپنی زندگی کی کرن نظر آئی۔ خدا کو ہماری حالتِ زار پر رحم آ ہی گیا۔ اچھن میاں کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ ہمارے محلہ ہی میں منعقد کیا جا رہا تھا اور منتظمین اس کی صدارت کے لیے ہماری منظوری مانگ رہے تھے۔ "اندھا کیا چاہے۔ دو آنکھیں"۔ ہم نے فوراً حامی بھر لی اور یہی نہیں بلکہ مرحوم کی بیوہ کی مدد کے طور پر ایک ہزار روپیے عطیہ کا بھی اعلان کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہم نے بغیر کسی علاج کے پہلے کی طرح تندرست ہو کر ثابت کر دیا کہ ؎

ہر درد کی دوا ہے، معجون صدارت کا

گھر والوں کے خیال میں مسجدوں، مندروں، گرجاؤں اور گردواروں میں مانگی گئی دعائیں کارگر ثابت ہوئیں۔ ادھر خدا کا شکر رہا کہ انھیں اصلیت کا علم نہیں ہوا۔ ہم نے جلسہ کی صدارت کے لیے عمدہ سوٹ سلوایا، یوں سمجھ لیجیے کہ جس طرح عید کی تیاری ہوا کرتی ہے بالکل اسی طرح ہم صدارت کی تیاری کرنے لگے۔ ہماری شعبۂ نشر و اشاعت اس جلسہ کی اور خاص طور پر ہماری صدارت کی پبلسٹی میں جٹ گیا۔ اب ہم راتوں کو خواب میں اس جلسہ کا منظر دیکھنے لگے۔ ہم دیکھتے کہ لاکھوں افراد اس جلسہ میں شریک ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہم مسند صدارت سے پرجوش تقریر کر رہے ہیں جس کا ایک ایک لفظ تالیاں پٹوا رہا ہے لیکن افسوس کہ ہمارے سارے خواب اس وقت چکنا چور ہو گئے جب جلسہ سے ایک دن قبل ہمارے خیر خواہوں نے جو کہ اس جلسہ کے منتظمین تھے یہ منحوس خبر دی کہ اچھن میاں کی وصیت کے مطابق ان کی وفات کے بعد ان کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد نہ کیا جائے۔ یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ اپنی زندگی میں اچھن میاں نے ہمیں کبھی بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھا اور وہ یہ جانتے تھے کہ ان کے تعزیتی جلسہ کی صدارت ہمارے ہی ذمہ ہوگی۔ اس لیے انھوں تعزیتی جلسہ منعقد نہ کرنے کی وصیت کی تھی۔ لہٰذا ہم دوبارہ بستر کی زینت بن گئے۔ اور تب ہمارے گھر والوں کو ہمارے مرض کا پتہ چلا اس پر طرہ یہ کہ دوسرے ہی دن اچھن میاں کی بیوہ ایک قرض خواہ کی طرح وارد ہوئیں۔ چونکہ ہم نے علی الاعلان ایک ہزار روپے عطیہ کا اعلان کیا تھا اس لیے روپے دیتے ہی بنے۔

چونکہ گھر والوں کو ہمارے مرض کا علم ہو چکا تھا اس لیے والدہ محترمہ نے ہمارے خیر خواہوں کو حکم دیا کہ فوراً ایک انجمن کی بنیاد ڈالی جائے اور ہماری صدارت میں ایک آل انڈیا مشاعرہ کا اہتمام کیا جائے۔ انجمن کی بنیاد ڈال دی گئی اور مشاعرہ کی تیاریاں زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ سعید بھائی کو جبلپور سے خاص طور بلوایا گیا اور کنوینر کے فرائض کی ذمہ داری ان کے سپرد کر دی گئی۔ ہم نے سعید بھائی سے کہہ دیا کہ چاہے جتنے روپے خرچ ہوں وہ فکر نہ کریں البتہ مشاعرہ بہت شاندار ہونا چاہیے کیوں کہ صدارت ہم کر رہے ہیں۔ ملک کے مشاہیر شعرائے کرام نے اس مشاعرے میں اپنی شرکت کی رضامندی دے دی۔ ادھر ہم نے یونیورسٹی کے ایک پروفیسر صاحب سے اپنی صدارتی تقریر حاصل کی اور مسلسل کئی دنوں تک اسے رٹتے رہے۔ خدا خدا کر کے مشاعرہ کا دن آ پہنچا ہم نئے سوٹ میں ملبوس معطریات کا چھڑکاؤ کر کے مشاعرہ گاہ میں داخل ہوئے۔ مشاعرہ بے حد کامیاب رہا۔ ہماری صدارتی تقریر پر جو کہ ہمارے معیار سے کچھ زیادہ ہی معیاری تھی بے شمار تالیاں پٹی گئیں۔ اور بھلا تالیاں کیوں نہ پٹی جاتیں جب کہ اس کام کے لیے کرائے کے لوگ حاصل کیے گئے تھے۔ اپنی صدارتی تقریر میں ہم نے اس انجمن کی ترقی و بقا کے لیے پانچ ہزار روپے عطیہ کا بھی اعلان کر دیا اور تالیوں کی گڑگڑاہٹ میں مسند صدارت پر واپس ہوئے۔ اسی شب ہمیں ایک کامیاب صدر مان لیا گیا۔ لوگوں نے یہاں تک کہا کہ ہم اور صرف ہم ہی اس مشاعرہ کی کامیابی کے ضامن رہے۔

دوسری صبح ابھی ہم نیند سے بیدار بھی نہ ہوئے تھے کہ ملازم نے ہمیں جگا کر یہ خوشخبری دی کہ ڈرائنگ روم میں کسی انجمن کے اراکین ہمارے منتظر ہیں۔ وجہ دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ شہر میں کسی مولانا کی آمد پر ایک مذہبی جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے، جس کی صدارت کی پیشکش لیے اراکین ہماری خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ مارے خوشی کے ہم نے

جھٹ سے ملازم کا بوسہ لے لیا اور اسے حکم دیا کہ ان کی اچھی طرح خاطر مدارات کی جائے۔ غسل سے فارغ ہوکر ہم ڈرائنگ روم میں پہنچے جہاں چار باریش بزرگ تشریف فرما تھے جو ہمیں دیکھتے ہی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ بات چیت شروع ہوئی ہمیں صدارت کی پیش کش کی گئی جسے ہم نے بلا حیل وحجت قبول فرمائی۔ ایک بزرگ گویا ہوئے۔ "جلسہ میں تقریباً ایک ہزار روپے ترچ ہو رہے ہیں"۔ ان کا مدعا سمجھ کر ہم نے ایک ہزار روپے ان کے حوالے کیا اور دروازہ تک انھیں رخصت کرنے گئے۔ ان کے جاتے ہی ہمارے بھائی جان وارد ہوئے ہم نے ان سے اس جلسہ کا ذکر کیا تو وہ مذہبی جلسہ کی مذمت کرنے لگے' ہم نے جواباً اتنا ہی کہا کہ ہمیں صرف صدارت سے مطلب ہے چاہے وہ مذہبی ہو یا سیاسی۔

اس کے بعد تو قسمت کی دیوی جیسے ہم پر مہربان ہوگئی۔ چاروں سمت ہماری صدارت کی دھوم مچ گئی اور اب تو ہمارے دروازے پر ہمیشہ کسی نہ کسی ادارہ کے اراکین ہاتھوں میں صدارت کا آفر لیے کھڑے رہتے ہیں بلکہ اپنی اپنی باری کا انتظار کرتے ہیں۔ بعض اوقات کسی ادارہ کے اراکین سے ہماری تو تو میں میں بھی ہو جاتی ہے کیوں کہ ہم ان کے جلسہ کی صدارت کے لیے کم رقم پیش کرتے ہیں جبکہ اس قسم کی صدارت کے لیے دوسرے ادارہ کو ان سے زیادہ دے چکے ہیں۔ اس قسم کی الجھنوں سے بچنے کے لیے ہم مختلف صدارتوں کے لیے نرخ طے کیے ہیں اور اپنے ڈرائنگ روم میں ریٹ بورڈ آویزاں کر دیا ہے تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

اسپورٹس کی صدارت	۵۰۰ روپے
افتتاحی جلسہ کی صدارت	۲۰۰ روپے
تعزیتی جلسہ کی صدارت	۵۰۰ روپے
استقبالیہ جلسہ کی صدارت	۳۰۰ روپے
مذہبی جلسہ کی صدارت	۵۰۰ روپے
علمی، ادبی جلسہ کی صدارت	۷۵۰ روپے
مقامی مشاعرہ کی صدارت	۷۵۰ روپے
سیاسی جلسہ کی صدارت	۵۰۰ روپے
کل ہند مشاعرہ کی صدارت	۱۰۰۰ تا ۵۰۰۰ روپے

آج ہم ترقی کی اس منزل پر پہنچ چکے ہیں جہاں سے لوٹ آنا ہمارے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگیا ہے۔ ملک کے بڑے بڑے جلسوں اور مشاعروں میں ہم بحیثیت صدر مدعو کیے جاتے ہیں۔ ہمارے شہر کی بات ہی نہ پوچھیے قرب وجوار میں بھی کوئی جلسہ یا مشاعرہ بغیر ہماری صدارت کے منعقد نہیں ہوتا اور آپ کو یہ جان کر غم ہوگا کہ فی الحال ہم ڈیڑھ سال تک بک ہیں بسلسل ڈیڑھ سال تک ملک کے کسی نہ کسی شہر میں ہم بحیثیت صدر مدعو ہیں اور اس طرح ہم بھی آج ملک گیر شہرت کے مالک ہو چکے ہیں۔ اگر آپ کسی جلسہ یا مشاعرہ کے لیے ہماری خدمات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو از راہِ کرم ڈیڑھ سال تک انتظار کیجیے کیوں کہ ہم با اصول شخص ہیں اور ہمارا اصول یہ ہے کہ ہم بیک وقت دو جلسوں کی صدارت نہیں کر سکتے۔ اور ایسا ممکن بھی نہیں کہ ہم بیک وقت دو مسندوں پر جلوہ افروز ہوں ورنہ ہمیں ڈیڑھ سال سے قبل بھی آپ کی خدمت میں "بحیثیتِ صدر" حاضر ہوتے میں عذر نہیں۔

(آکاشوانی ناگپور سے نشر)

۱۲ جون ۱۹۸۲ء

شمعِ فروزاں

مہدی نظمی

انسان کی قابلِ تعریف صفات میں سے ایک صفت سخاوت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو رشد وہدایت کی غرض سے زمین پر مامور کیا۔ ان میں سے ہر ایک نے اس بات پر پوری سنجیدگی اور پوری شدت کے ساتھ زور دیا کہ جن لوگوں کو خدا نے فراغت اور ثروت دی ہے۔ انھیں اللہ کے ان بندوں کی مدد کرنی چاہیے جو کسی بھی وجہ سے تنگ دستی یا مفلسی میں مبتلا ہیں، ستگورو نانک دیو کا ارشاد گرامی ہے کہ "بانٹ کر کھاؤ"۔ اسلام میں زکوٰۃ ایک مذہبی اصول کا درجہ رکھتی ہے یعنی یہ کہ آدمی سال بھر کمائی کر کے جو سرمایہ اپنے پاس جمع کرلے اس کا ایک مقررہ جز اس غرض سے نکالے کہ وہ ان لوگوں کے کام آئے جو محروم، نادار، تنگ دست یا محتاج ہیں دنیا میں بہت سے امدادی ادارے ہیں جو محض اس سرمائے سے چل رہے ہیں جو اہل خیر اور ارباب جود وسخا ہر برس اپنی کمائی کی بچت میں سے دیتے ہیں تاکہ یہ امدادی ادارے ان لوگوں کی خدمت کریں جنھیں ان کی ضرورت ہے۔

قومی زندگی کے ہر کام کے لیے صرف حکومت ہی مکلّف نہیں ہے۔ بلکہ ہر سماج میں اصلاحی وامدادی کاموں کے لیے وہ لوگ بھی مکلّف ہوتے ہیں جنھیں اللہ ثروت دیتا ہے اور فراغت عطا کرتا ہے۔ دنیاوی زندگی میں کچھ ایسے محاصل بھی ہیں۔ جنھیں اخلاق کی مروجہ اور تہذیب کی تسلیم شدہ قدروں نے عائد کیا ہے۔ اور ان محاصل کی ادائیگی آدمی سخاوت، رحم، خدمت خلق اور خدا ترسی کی ان صفات کے تحت کرتا ہے۔ جن کی ہر سماج اور ہر مذہب تعریف کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک روایت کی ہے کہ سخی اللہ سے قریب ہے مخلوق سے قریب ہے جنت سے قریب ہے، دوزخ سے دور ہے۔ کنجوس اور بخیل اللہ سے دور ہے، مخلوق سے دور ہے دوزخ سے نزدیک ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اندازِ فکر کے مطابق سخاوت یہ ہے کہ سوال سے پہلے دیا جائے۔ لیکن سوال کے بعد جب کوئی چیز دی جاتی ہے تو اس کی بنا مروت ہوتی ہے اور یہ احساس ہوتا ہے کہ سوال کے بعد بھی نہ دینے پر اس کو کنجوس کہا جائے گا اور اس کی مذمت کی جائے گی۔

ستگورو نانک دیو اپنی مقدس زندگی میں بہت سخی تھے۔ کھرا سودا ان کی زندگی کا عجیب واقعہ ہے۔ جو نہ صرف ان کے جذبۂ رحم اور خدا ترسی کو ظاہر کرتا ہے بلکہ ان کے باطنی اوصاف اعلیٰ میں موجود ان کی سخاوت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور ہر شخص کو اس امر کی ترغیب دیتا ہے کہ اپنی ضرورت بچ کر بھی دوسروں کی مدد کرنی چاہیئے۔ خدا ان کی مدد کرتا ہے جو اس کے بندوں کی مدد کرتے ہیں اور ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔

لیکن جہاں سخاوت کی تعریف کی جاتی ہے وہاں ہر سماج اور ہر مذہب ان لوگوں کی مذمت بھی کرتا ہے جو بھیک مانگ کر اپنی زندگی بسر کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور گداگری کو اپنا پیشہ یا روزگار بنا لیتے ہیں۔ رسول اسلام صلی اللہ علیہ کی ایک حدیث مبارک کا یہ مفہوم ہے کہ "بھیک مانگنے والے شخص کے منہ پر قیامت کے دن گوشت نہ ہوگا"۔

مہذب سوسائٹیوں میں ایسے قوانین بھی رائج ہیں جن کے تحت گداگری کی عادت کو روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خود ہمارے ملک میں بھی اس مفہوم کا ایک قانون موجود ہے۔ کیا اچھا قول ہے کہ ناداری کی زینت ہے دیانت داری اور ایمانداری دولتمندی کی زینت ہے شکر اور سخاوت"۔

پبلیس سائرس نے جب یہ بات کہی تھی کہ "دولت کی کثرت آدمی کو بیوقوف بنا دیتی ہے" تو قدرتی طور پر اس کا یہ خیال تھا کہ دولت کو اچھے مقاصد کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔ کیوں کہ برے مقاصد کے لیے دولت کو خرچ کرنا یقینی طور پر نادانی اور بیوقوفی ہے۔ دولت مند آدمی کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی چھوڑی ہوئی دولت کو اس کے پسماندگان کن مقاصد پر خرچ کریں گے۔ اس نے جو دولت تکلیف اٹھا کر جمع کی ہے اگر اس کے بعد برے مقاصد پر خرچ ہوئی تو اس کا عذاب بھی اس کے سر جائے گا۔ سخاوت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ خدا کے بندوں کی مدد کے لیے جو مال خرچ کیا جاتا ہے اس سے کمی نہیں ہوتی بلکہ خدا اپنے فضل سے اس میں اضافہ کرتا ہے۔

(اردو سروس سے نشر)

مہدی نظمی

ہندوستان پبلیکیشنز جس پورہ، غازی آباد (یو، پی)

باتیں جن سے زندگی سنورتی ہے

ضیا جالوی

تین مسافروں کی ایک مختصر جماعت ایک جنگل میں پہاڑی کے دامن سے گذر رہی تھی۔ سنکی ہوئی ہوائیں ان کے ساتھ چل رہی تھیں اور ٹیڑھا میڑھا راستہ ان کے آگے آگے دوڑ رہا تھا۔ مسافر تیز تیز منزل کی طرف بھاگ رہے تھے، لیکن رات ان سے زیادہ تیزی کے ساتھ ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ مسافر چلتے رہے اور رات ان کا پیچھا کرتی رہی۔ آخر رات نے ان کو گھیر لیا اور اب لمبے لمبے درختوں کے لمبے لمبے سائے انجانے خوف سے کانپنے لگے تھے اور راستہ کسی جھاڑی میں جاکر چھپ گیا تھا۔ اس کے علاوہ بارش بھی ہونے لگی تھی: ناچار مسافروں نے آگے بڑھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور وہ پاس ہی کے ایک غار میں اتر پڑے۔ غار ہر طرح محفوظ تھا اور تینوں اس میں بآسانی سو سکتے تھے۔

رات دھیرے دھیرے جوان ہو رہی تھی لیکن ابھی اس کی زلفیں تابہ کمر نہیں پہنچی تھیں۔ ابھی زلفوں میں برہمی نہیں آئی تھی، ابھی انھوں نے شانوں پر بکھرنا نہیں سیکھا تھا کہ اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پوری فضا لرز اٹھی ـــ ایک بڑی سی چٹان پہاڑ کی بلند ترین چوٹی سے لڑھک کر غار کے سرے پر آگئی تھی اور اس نے غار کے دہانے کو بند کر دیا تھا۔ مسافر جاگ پڑے اور اب نیند ان کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ غار سے وہ کیسے نکل سکیں گے۔ چٹان گویا ان کے لیے پیام اجل لے کر آئی تھی۔ انھیں محسوس ہوا جیسے وہ بھوک پیاس کی تکلیف سے نڈھال بستر مرگ پر پڑے موت کا انتظار کر رہے ہیں اور موت باہزاراں جاہ و جلال ان کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ انھوں نے غار سے نکلنے کے لیے لاکھ جتن کیے لیکن سب بے سود، کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جب تھک ہار کر بیٹھ گئے تو ان کے دماغ میں ایک تجویز آئی "کیوں نا اپنی بے ریا نیکیوں کو خدا کے حضور اپنا شفیع بنائیں کیونکہ اس آڑے وقت میں ان کی نیکیاں ہی ان کے کام آسکتی ہیں۔

لیلائے شب نے ایک کروٹ لی۔ پھر اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ سوگئی۔ وادی کی سحر آگیں فضا بھی سوگئی جنگل کا خلا فروش منظر بھی سوگیا، لیکن گھپ اندھیرے غار میں تینوں مسافر جاگ رہے تھے۔

ایک مسافر کہنے لگا "میں نہایت حسرت اور تنگدستی سے زندگی گذار رہا تھا۔ میری کل کائنات ایک بکری تھی۔ میں روزانہ جنگل سے لکڑیاں لاتا اور بازار میں بیچ کر اس کی قیمت سے اشیائے خوردنی خریدتا۔ بکری کا دودھ اور بازار سے لائی ہوئی چیزیں ہماری خوراک بن رہی تھیں اور ہمارے والدین انھیں چیزوں پر جی رہے تھے۔ اتفاق سے ایک دن کافی رات گئے میں گھر واپس ہوا جلد جلد روٹیاں پکائیں، دودھ دوہا۔ لیکن جب اسے لے کر والدین کے پاس پہنچا تو وہ سو چکے تھے۔ ان کا بغیر کھائے پیے اس طرح سو جانا میرے لیے تکلیف دہ تھا اور میں نے ان کے آرام میں خلل ڈالنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میں تمام رات والدین کے سو اٹھنے کے انتظار میں ان کے پاس ہی کھڑا رہا اور وہ تمام رات سوتے رہے۔ صبح کے وقت جب وہ بیدار ہوئے اور کھا پی کر فراغت کر لی تب کہیں جاکر مجھے سکون میسر آیا۔"

اتنا کہنے کے بعد مسافر نے کہا "بارالہا! اگر میری یہ باتیں درست ہیں تو میں انھیں کو تیرے حضور شفیع بناتا ہوں۔ رب قدیرا تو میرے لیے اس غار سے نکلنے کی سبیل پیدا کر دے۔"

معاً چٹان میں ایک جنبش ہوئی اور ایک سوراخ اس میں پیدا ہوگیا۔ لیکن یہ سوراخ اس قدر مختصر تھا کہ اس سے باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں جا سکتا تھا۔

اب دوسرے مسافر نے کہنا شروع کیا "میں اپنے عہد شباب میں ایک دوشیزہ پر مائل ہوا۔ یہ دوشیزہ غایت درجہ حسین اور اپنی ہی بنت عم تھی۔ میں نے اسے اپنی طرف مائل کرنے کی ہزار کوشش کی، لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ لیکن ایک مرتبہ اسے پیسوں کی ضرورت لاحق ہوئی اور میں نے اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۲۰ اشرفیاں اس کے پاس بھجوادیں۔ اور صرف ایک شب اس سے اپنے لیے مانگ لی۔ دوشیزہ رات کے سناٹے میں میرے پاس آئی اور اس نے باغ حسن سے گل چینی کا مجھے پورا پورا موقع دیا لیکن عین موقع پر میرے دل میں خوف خدا غالب ہوا۔ اور میں نے الٹے پاؤں اسے وہاں سے بھیج دیا اور دی ہوئی رقم بھی واپس نہیں لی۔"

اتنا کہنے کے بعد اس نے کہا "خداوند! میری نیکی کے تحت مجھے غار سے نکلنے کا راستہ دے دے۔"

چٹان میں پھر حرکت ہوئی اور اب کے وہ سوراخ اور بڑا ہوگیا لیکن سوراخ سے نکلنا اب بھی ناممکن تھا۔

اب تیسرے مسافر کی باری تھی۔ اس نے کہا:

"میرے یہاں کام ہو رہا تھا اور بہت سے مزدور اجرت پر کام کر رہے تھے۔ کام ختم ہو چکنے کے بعد سبھی مزدور اپنی اپنی اجرت لے کر چلے گئے لیکن ایک مزدور کہیں غائب ہوگیا اور اس نے اپنے پیسے نہیں لیے۔ کچھ دنوں کے انتظار کے بعد میں نے ان پیسوں سے بکری خرید لی جو ایک سال بعد تعداد میں دو ہوگئی پھر چار پھر چھ اور اس طرح بکریوں کی ایک بھیڑ لگ گئی۔

کئی برسوں کے بعد ایک دن مزدور واپس آیا اور اس نے اپنی مزدوری کے پیسے طلب کیے۔ میں نے ان بکریوں کے ریوڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا "لے جاؤ ان بکریوں کو"، اجنبی مایوس ہوگیا اور اس نے ملتجیانہ نگاہ سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا "آپ میری مفلسی کا مذاق مت اڑائیے۔ اگر ایک شدید ضرورت پیش نہ آتی تو میں آپ کے پاس کبھی نہیں آتا۔ میں آپ کے پاس اپنی واجبی اجرت لینے آیا ہوں۔ میں آپ سے بھیک نہیں مانگتا۔"

میں نے کہا "میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ سچ مچ یہ ساری بکریاں تمہاری ہیں، تم انھیں لے جا سکتے ہو۔ بلکہ لے ہی جاؤ۔ اور پھر وہ ساری بکریاں ہنکالے گیا۔"

اتنا کہنے کے بعد اس نے کہا "مولائے کریم! میری ان نیکیوں کا واسطہ میری مشکل آسان کر اور غار سے نکلنے کا راستہ دیدے۔"

معاً چٹان میں حرکت ہوئی اور سوراخ ایک دم بڑا ہوگیا اور مسافر اس سے نکل پڑے، رات کی کھسیلاہٹ کم ہو چلی تھی۔ پگڈنڈیاں چل پڑی تھیں اور راستے منزل کا سراغ بتا رہے تھے۔

(پٹنہ سے نشر)

ضیا جالوی گاندھی سنگھرالیہ پٹنہ (بہار)

خریداری مخصوص ہے خواتین کے لیے

صغرا مہدی

ایک زمانہ تھا کہ خواتین کا دائرۂ عمل صرف گھر تک محدود تھا۔ وہ گھر پر حکمرانی کرتیں اور گھر کی رانی کہلاتیں۔ باہر کا سارا کام پیسہ کمانے سے لے کر گھر کا سودا سلف کپڑا لتا برتن بھانڈے خریدنے کا کام مرد کیا کرتے تھے۔

ہمارے بچپن میں جب مرد بازار جاتے تو گھر کی عورتوں کی فرمائشوں کا ایک سلسلہ چل پڑتا — کوئی کہتا "ابا ہمارے لیے ریشمی چوڑی لانا" — کوئی شکایت کرتی "میری سلیپر پھٹ گئی ہے میں تو اب کلکتیا چپل منگواؤں گی" "بھیا جی لو یہ روپیہ ہے میری نواسی کی اگلے مہینے شادی ہے۔ اس کا ایک اچھا سا جوڑا لے آیو مورے بھیا" گھر کی مامائیں بھی فرمائش کرنے سے باز نہ آتیں۔ "بڑے ابا میرے لیے ریوڑی اور گنڈیریاں" گھر کی بڑی بوڑھی اپنے تکیے کے نیچے سے پیسے نکال کر کہتیں "ذرا میرے لیے خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا لے آنا میاں" اور سب سے بعد میں گھر والی گھر سے متعلق چیزوں کی فہرست دیتیں اور یہ مثل دہراتیں — بھول گئے راگ رنگ بھول گئے چوکڑی تین چیزیں یاد رہیں نون تیل لکڑی۔ دن بھر سب لوگ اپنی چیزوں کے آنے کا بے چینی سے انتظار کرتے اور جب وہ واپس آتے تو ان کا پرجوش خیر مقدم ہوتا۔ کوئی شربت لیے دوڑتا کوئی جوتے اتارتا کوئی پنکھا لے کر کھڑا ہو جاتا پھر وہ ایک ایک چیز کر کے نکالتے اور بتاتے کہ ان چیزوں کو تلاش کرنے، ان کے انتخاب اور مول تول میں ان کو کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑے۔ خواتین مرعوب ہو کر مرد حضرات کی خریداری کی دل کھول کر داد دیتیں۔ اگر کوئی چیز پسند نہیں آتی تو مرد آسانی سے یہ یقین دلاتے کہ اس سے اچھی چیز اور بازار میں ہے ہی نہیں۔ جو چیز مہنگی بتائی جاتی تو بڑھتی مہنگائی اس کا جواز ہوتی۔ بس اس زمانے میں خواتین کے خریداری کے ذوق کو تسکین دینے کے لیے گھر میں آنے والی پیشہ ور خواتین ہی ہوتیں۔ یا پھر کبھی دروازے پر پھیری والے مرد آ کر خواتین کے ہاتھوں اپنا سودا بیچتے۔

مگر زمانہ بدلا اس کے ساتھ لوگ بدلے وقت کے تقاضے کچھ ہوئے اور خواتین نے گھر کی چار دیواری کو پھلانگا کہ گھر باہر ایک کر دیا۔ یہاں تک بازاروں میں اب خواتین کی حکمرانی ہے۔ ان کے غول کے غول شاپنگ میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ہر قسم کی خریداری کپڑا جوتا کوسمیٹک ریکارڈ، تصویر، فرنیچر، برتن، جنس، پھل ترکاری الابلا — اکا دکا مرد بھی نظر آ جاتے ہیں ان خواتین کے ساتھ جیب سے پیسے نکالتے اور بیوی کی خریدی ہوئی چیزوں کی پیکٹ اٹھانے کو — کوئی کوئی مظلوم صورت چھوٹے بچے کو گود میں لیے یا اس کی انگلی پکڑے بھی نظر آتا ہے کبھی اس کو آئس کریم کھلاتا کبھی چاکلیٹ کہ بچے کی توجہ خریداری کرتی ہوئی ماں سے ہٹی رہے۔ کیونکہ اکثر خواتین جب شاپنگ کو نکلتی ہیں تو یہ بھول جاتی ہیں کہ ان کا کوئی گھر بھی ہے شوہر اور بچے بھی ہیں۔

اکثر گھروں میں شاپنگ کے مسئلے پر میاں بیوی میں شاپنگ سے پہلے جھڑپ بھی ہو جاتی ہے۔ میاں کے اس قسم کے اول جلول سوالات پر:

"پھر شاپنگ — پچھلے مہینے تو تم اپنی ساڑھیاں کمروں کے پردے، بچوں کے سوئٹر خرید چکی ہو۔"

بیوی اور چیزوں کو چھوڑ ساڑھیوں کی خریداری پر بپھر جاتی ہیں:

"ساڑھیاں خرید چکی ہوں، آپ کے نزدیک تو میں بس ہر وقت ساڑھیاں ہی تو خریدتی ہوں۔"

"میں یہ کب کہہ رہا ہوں اور اگر یہ کہوں بھی تو یہ کوئی ایسا غلط بھی نہیں ہے۔"

"شرم تو نہیں آتی ہے آپ کو میں تو اپنی آمدنی بھی گھر کی چیزوں اور بچوں کی ضروریات پر اٹھا دیتی ہوں آپ کے لیے قمیص خریدنا چاہتی تھی۔"

"مجھے تو آپ معاف کیجئے میرے پاس قمیص ہے اور میرے پاس آپ کی شاپنگ کے لیے بالکل پیسے نہیں ہیں۔"

"جی ہاں تاکہ لوگ مجھے ہی الزام دیں کہ خود تو بنی ٹھنی رہتی ہیں اور میاں کو اس حالت میں رکھتی ہیں۔"

اور پھر یہ جھڑپ لڑائی کی شکل اختیار کر لیتی ہے دونوں میاں بیوی میں بات چیت بند رہتی ہے اور صلح ہوتی ہے تو اس شرط پر کہ میاں بیوی کو نہ صرف شاپنگ کرنے کو منہ مانگی رقم دیں گے بلکہ ان کو شاپنگ کے دوران کمپنی بھی دیں گے۔ جب وہ اپنی ساڑھیوں چپلوں اور پرسوں کے بارے میں ان کی رائے لیں گی تو بے دلی سے "ہاں — ہاں ٹھیک ہے" کے بجائے جوش و خروش سے ان کے انتخاب میں مدد کریں گے۔ بیوی جی بھر کر شاپنگ کریں گی وہ چیزیں بھی دیکھیں گی جو نہیں خریدنا ہے کہ دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ دکانداروں سے بارگیننگ بھی کریں گی اور وہ چیزیں بھی خریدیں گی جو ان کی شاپنگ لسٹ میں نہیں تھیں کہ بار بار کب آنا ہوتا ہے۔ اور میاں بیچارے چپ رہیں گے دم نہ ماریں گے کہ گھر کی فضا پھر مکدر ہو جائے۔ اور اگلے مہینے پھر وہی شاپنگ —

بہت سی خواتین یہ شکایت بھی کرتی نظر آتی ہیں کہ کیا اچھے دن تھے جب عورتیں گھر سے باہر نہیں نکلتی تھیں بس مزے سے بیٹھی فرمائشیں کرتی رہتی تھیں — بس اب تو عورتوں کو گھر کے کاموں کے ساتھ باہر کے کام بھی کرنے ہوتے ہیں۔ ہمارے میاں کیا مجال ہے کہ کبھی کوئی چیز لے آئیں نتیجہ کیا ہوتا ہے ہم جاتے ہیں تو بس گھر کی بچوں کی اور ان کی چیزیں لے آتے ہیں اور اپنے شوق کی چیز خریدنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا ہے۔ کبھی کہو تو صاف جواب ملتا ہے "بھئی تم خود خرید لاؤ اپنی پسند کی چیز" ایسا ہی شکوہ ہماری ایک جاننے والی کو بھی تھا ان کے سیدھے سادے بھولے بھالے میاں نے ان پر یقین کر لیا اور خریداری کا کام اپنے ذمے لے لیا۔ اب وہ اس کی شاکی رہتی ہیں کہ انھیں تو کسی چیز کی پہچان ہی نہیں ہے۔ سبزی سڑی لاتے ہیں پھل گلے ہوتے ہیں۔ دالیں گھنی ہوتی ہیں، کپڑا کچا لے آتے ہیں، دکاندار ان کو جی بھر کر لوٹتے ہیں۔ نا بابا تم معاف کرو میں خود ہی کروں گی خریداری۔ اب انھوں نے بھی یہ بات سمجھ لی کہ یہ شکایت برائے گفتن ہے۔

خریداری کرنا۔ اپنی خریداری دوسروں کو دکھانا اس کی داد لینا یا دینا اور پھر دوسروں کی خریدی ہوئی چیزوں کو دیکھ کر خود خریدنا تو خواتین کی ہابی ہے۔ اگر شہر میں مختلف قسم کی سیلیں لگ جائیں یا نمائش ہو جائے تو پھر کہنا ہی کیا ہے۔ اور بڑے شہروں میں تو آئے دن یہ موقعے آتے رہتے ہیں۔ ہماری ایک دوست ہیں جو ہر

نمائش میں قرض لے کر خریداری کرتی ہیں اور یہ ثابت کرتی ہیں کہ اس نمائش میں جتنی اچھی سستی اور نادر چیزیں ہیں نہ کبھی ملی ہیں نہ ملیں گی — مگر اس کے بعد والی نمائش میں بھی وہ اسی ذوق و شوق سے شاپنگ کرتی نظر آتی ہیں اور یہ حساب کرتی رہتی ہیں کہ پچھلی نمائش کا قرض تو اب سمجھو دور ہی ہو گیا اب اس نمائش کا قرض اگلے دو مہینے میں ادا ہو جائے گا اور اس طرح وہ ہمیشہ نمائش کے قرضے میں جکڑی رہتی ہیں۔

ایک خاتون ہیں جو مستقل شاپنگ کرتی رہتی ہیں اور جب ان کے پاس بالکل پیسے نہیں رہتے اپنی خریدی ہوئی چیزوں کو اونے پونے بیچ کر پھر شاپنگ کرنے چلی جاتی ہیں اور اکثر لوگوں سے فرمائش کرتی ہیں بھئی دیکھو تمہیں کوئی چیز منگانا ہو تو مجھ سے منگانا۔

سو خریداری کرنا خواتین کا وہ حق ہے جس سے وہ کسی صورت کسی کے حق میں دستبردار نہیں ہونا چاہتیں اور اس مسئلے پر وہ آپس میں لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں پہلے شادی ہوتی تھی دلہن کی خریداری اس کی ماں بہنیں بھاوجیں، ساس، نند وغیرہ کرتی۔ مگر اب تو دلہن نہ صرف میکے کی خریداری بلکہ سسرال کی خریداری بھی خود کرنا چاہتی ہے۔

ہمارے پڑوس میں ایک شادی ہے۔ دولہا صاحب سات بہنوں کے اکلوتے بھائی ہیں۔ سب بہنوں کو ارمان ہے کہ بھاوج کے لیے خریداری وہ خود کرے۔ جب جس بہن کا وار چلتا۔ ماں سے پیسے لے کر اپنی پسند کی چیزیں خرید لاتی۔ دوسری بہنیں ان چیزوں کو ناپسند کر دیتیں کوئی کہتا ہے اے دیکھتا کیا ہو جو یہ رنگ لیا ہے۔ بالکل گنوارو، اور یہ کام آؤٹ آف فیشن ہے۔ دوسری اپنی رائے کا اظہار کرتی — تیسری کہتی کس قدر مہنگا کپڑا اٹھا لائے ہو — چوتھی چڑ کر کہتی میں سب سے بڑی ہوں مگر میری تو کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ آخر ماں نے عاجز آ کر یہ فیصلہ کیا کہ سات بہنیں ہیں اور سات ہی جوڑے بننے ہیں۔ سب ایک ایک جوڑا اپنی اپنی پسند سے خریدیں گی اور بے چاری نے یہ ایثار کیا کہ خود اپنے حق سے دستبردار ہو گئیں۔ مگر چچی کو برا لگ گیا اے ہم کوئی چیز ہی نہیں ہیں ریت کا جوڑا ہی ہماری پسند سے بن جاتا۔

مگر لڑکی کے گھر سے آئے اس پیام نے سب کی امیدوں پر پانی پھیر دیا کہ "پیسے بھجوا دیجیے لڑکی اپنی پسند کی چیزیں خود خریدے گی"۔

(اردو سروس سے نشر)

ڈاکٹر صغرا مہدی
جامعہ ملیہ اسلامیہ
جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

بچوں کے لیے

شاہ بلوط کی کہانی

عائشہ صدیقی

بچو! تم نے راجہ رانی کی بہت سی کہانیاں سنی ہوں گی۔ تمہیں چہچہاتی چڑیوں پالتو جانوروں اور خوفناک درندوں کی کہانیاں بھی ضرور سنائی گئی ہوں گی۔ رات میں سوتے وقت جب تم سمٹ کر بستر میں دبک جاتے ہو تو دادی اماں یا کوئی اور بڑا بوڑھا تمہیں اس پری کی کہانی بھی سناتا ہوگا جو تمہیں اپنے ساتھ اڑا کر سپنوں کی دنیا میں لے جاتی ہے لیکن میں ان میں سے کوئی کہانی نہیں دہراؤں گی، میں تمہیں ایک ہرے بھرے پیڑ کی دکھ بھری کہانی۔ تو سنو بھائی وہ کہانی،

شہر کی آبادی سے دور ایک پہاڑ پر ہرا بھرا جنگل تھا۔ پھولوں اور پھلوں کے پیڑوں سے بھرا ہوا یہ جنگل بہت خوبصورت لگتا تھا۔ بھینی بھینی مہک ہر طرف پھیلی رہتی۔ پیڑ ہر گذرنے والے پر رنگ برنگے پھولوں کی بارش کیا کرتے۔ پھلوں سے جنگلی جانور اپنی بھوک مٹاتے تھے۔ ان پھلوں کے پیڑ سے ذرا ہٹ کر ایک شاہ بلوط کا درخت تھا لیکن اس کے پھل کوئی زمیں سے نہ اٹھاتا کیونکہ وہ پھل کھانے کے کام نہیں آتے۔ اس لیے سب اسے پیروں سے روندتے ہوئے نکل جاتے تھے یہ دیکھ کر اسے بہت دکھ ہوتا۔ ایک بار غصہ میں آ کر اس پیڑ نے اپنے پھل کو دور اچھال دیا۔

پہاڑ کی اونچائیوں سے گرتا پڑتا شاہ بلوط کا وہ پھل پہاڑ کے کنارے میں بسی ایک بستی کے کنارے آ کر گرا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں بستی کے سب لوگ اپنا کوڑا کرکٹ ڈال جاتے تھے کوڑے کے ڈھیر پر پڑا سہما سہما وہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میری ماں نے مجھے اپنی باہوں سے دور کیوں پھینک دیا۔ اسے کیا معلوم کہ ماں کے وقتی غصہ نے اس کی زندگی برباد کر دی کبھی کبھی اس طرح غصے میں آ کر ہم لوگ بھی تو اپنے کام بگاڑ لیتے ہیں۔ بس اسی طرح پھل کی ماں یعنی پیڑ نے غصہ میں اسے پھینک دیا۔ اسے کیا معلوم ہے بیج سے نیا پیڑ پیدا ہوتا ہے۔ اس پھل کے بیج سے ایک پودا اگا وہ دھیرے دھیرے بڑھنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے گھنا درخت بن گیا۔ ہری ہری پتیوں اور لال کونپلوں سے ڈھکا ہوا یہ پیڑ بہت خوبصورت لگتا تھا لیکن اس کی یہ خوبصورتی قایم نہ رہ سکی کیونکہ ایک تو تنے کے آس پاس بکھری ہوئی گندگی اسے میلا کرتی تھی۔ دوسرے قریب ہی ریلوے اسٹیشن تھا۔ بس سے دھواں اگلنے والی ریل گاڑیاں گذرتی تھیں۔ ان کی سیاہی سے سارا پیڑ کالا ہوتا جا رہا تھا۔ چھوٹی چھوٹی کوئلے کی کرچیں پتیوں پر جمتی جا رہی تھیں اور وہ دن پر دن بدصورت ہوتا جا رہا تھا۔ جب اس پیڑ میں پہلی کلی لگی تو وہ بہت پریشان ہوا اس کو یہ غم تھا کہ اب مجھ میں بھی پھل لگیں گے اور میرے بچے بھی اس گندگی میں پلیں گے۔ وہ دن رات اسی غم میں سوکھتا جا رہا تھا۔ کلی پھول بنی اور اب پیڑ میں پہلا پھل پک کر تیار ہو گیا تھا۔ پیڑ نہیں چاہتا تھا کہ یہ اس زمین پر گر کر جمے اس لیے وہ اسے اپنی شاخوں کی باہوں میں جکڑے ہوئے تھا لیکن ایک دن ایک چڑیا نے چونچ مار کر اسے گرا دیا۔ ماں یعنی پیڑ کا دل تڑپ اٹھا اسے نے اپنے بچے یعنی اس چھوٹے پھل سے کہا۔" میرے بچے آج تم مجھ سے الگ ہو گئے اب تم نئی زندگی شروع کروگے لیکن میری طرح تم اس گندگی میں نہ بڑھنا تم یہاں سے

کہیں دور جاکر رہنا کہیں ہرے ہرے پیڑوں
کے بیچ پھولوں سے بھرے مہکتے جنگل میں۔
ٹھیک ہی تو سوچا اس پیڑ نے ہر ماں چاہتی ہے
کہ اس کا بچہ بڑا ہوکر خوب ترقی کرے اور گندگی
اور برائی سے دور رہے۔
اس چھوٹے سے پھل نے ادھر ادھر نظر
دوڑائی عجیب حال دکھائی دیا۔ ابھی وہ پوری
طرح اس بدلی ہوئی جگہ کو دیکھ بھی نہیں پایا تھا
کہ ایک ٹھوکر اس کے سر پر پڑی وہ دور جاگرا
اور پھر کسی ہاتھ نے بڑھ کر اسے اٹھالیا یہ ایک
بچہ تھا بچے نے اسے الٹ پلٹ کر دیکھا اور
کھیلنے کے لیے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اسے
محسوس ہوا جیسے کسی اندھیری کوٹھری میں بند
کردیا گیا ہو۔ اس نے دکھ سے سوچا افسوس!
میری خواہش پوری نہیں ہوئی۔ وہ مجھے ہرے
بھرے جنگل کا باسی بنانا چاہتی تھی۔ اب
جانے میرا کیا انجام ہو۔
بچہ اسے جیب میں ڈال کر بھول گیا۔
اسکول میں سالانہ جلسہ ہوا اور فرسٹ آنے والے
بچوں کو آس پاس کی خوبصورت جگہیں گھمانے
کے لیے لے جایا گیا۔ بچوں کی ٹرین سے انھیں
جنگل کی سیر کے لیے بھی لے جایا گیا اور پھلوں
کے درختوں کے نیچے پکنک منائی گئی۔ بچوں نے
اپنی جیبوں میں بھرے میوے اور پھل کھانے
کو نکالے۔ اس بچے نے بھی جیب میں رکھے
اخروٹ کھانے کو نکالے اور تب ہی وہ پھل بھی
ہاتھ آگیا۔ کھانے کی دھن میں بچے نے
اس پر دھیان بھی نہ دیا۔ اور کنارے
پھینک دیا۔
خود کو ہرے بھرے گھاس کے میدان
میں پاکر وہ بہت خوش ہوا۔ اور زمین کے سینے
سے لپٹ گیا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی گیلی زمین اسے
بہت اچھی لگی چاروں طرف لہراتی ہوئی گھاس
اور اوپر نیلے آسمان کا سایہ۔ کاش میری ماں
مجھے یہاں دیکھتی۔ یہی تو اس کی تمنا تھی۔
سورج کی کرنوں نے چمک کر اسے گرمی پہنچائی
بارش نے نہلایا دھلایا اور وہ طاقت پاکر اپنے
ہاتھ پاؤں پھیلانے لگا۔ اس میں سے ایک چھوٹا
سا انکھوا پھوٹا اور ایک مہین سی جڑ نیچے زمین
میں رینگ گئی۔
"میں بڑھ رہا ہوں۔ میں خوب بڑا ہوجاؤں
گا گھنا سڈول درخت بنوں گا میرے اپنے پھل
ہوں گے۔ لیکن اسی وقت ایک جنگلی بھیڑ اسے
کھانے کو لپکی۔ اس نے بھیڑ کی خوشامد کی "خدا
کے لیے مجھے نہ کھاؤ میں بڑا ہوجاؤں گا تو میرے
پھل تمہارے پورے خاندان کا پیٹ بھریں
گے۔ مجھے ابھی چھوڑ دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں
بڑا ہوکر جتنے پھل ہوگے دوں گا چاہنا تو سب
پھل لے لینا۔ میں اپنے پھل خود تو کھاؤں گا
نہیں' بھیڑ نے اس کو چھوڑ دیا اور چلی گئی۔
وہ جلدی جلدی بڑھنے لگا ابھی اس
میں چھوٹی سی شاخ ہی پھوٹی تھی۔ کہ ایک
گائے اسے کھانے کو پہنچ گئی۔ اس نے
گائے کی بھی اسی طرح خوشامد کی۔
"پیاری گائے مجھے مت کھاؤ۔ تمہیں
نہیں معلوم میں کتنی ٹھوکریں کھاکر یہاں تک
پہنچ سکا ہوں۔ پھر اگر تم مجھے کھا بھی لوگی تو
تمہارا کیا بھلا ہوجائے گا۔ ان چھوٹی سی
شاخوں سے تمہارا پیٹ تو بھرے گا نہیں مجھے
بڑا ہوجانے دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ بڑا
ہوکر تمہارے بچوں کو اپنے سائے میں
بٹھاؤں گا۔"
"دیکھو بڑے ہوکر اپنا وعدہ بھول نہ جانا"
یہ کہہ کر گائے چلی گئی۔ بہت دنوں تک کسی
نے اس کی خبر نہ لی وہ اطمینان سے بڑھتا
رہا۔ وہ دو ڈھائی فٹ اونچا ہوگیا اور تب
ایک دن ایک کسان کے لڑکے کی اس پر
نظر پڑی۔
"ہائے کیا پیارا پیڑ ہے" لڑکے نے اپنی
بہن سے کہا۔ آؤ اسے اکھاڑ کر لے چلیں اور
گملے میں لگادیں"
"مجھے نہ اکھاڑو۔ مجھ پر رحم کرو۔ گملے
میں میں سوکھ جاؤں گا۔ میری ماں کی تمنا
تھی کہ میں خوب بڑھوں ترقی کروں۔ مجھے
یوں بے موت نہ مارو۔ میں وعدہ کرتا ہوں بڑے
ہوکر تمہارے جس کام کے لائق ہوا ضرور کروں گا
تم میری لکڑی سے گھر کا فرنیچر بنانا۔ گھر کا دروازہ
بنانا۔ ابھی مجھے یہیں لگا رہنے دو"
"دیکھو اپنے وعدے سے پھر نہ جانا" کسان
کے بیٹے نے کہا اور چلا گیا۔ وقت گزرتا گیا اب
وہ ایک گھنا درخت بن گیا تھا۔ پھر اس میں
اپنے پھل لگے۔ وہ خوشی سے پھولا نہ سماتا۔ کاش
میری ماں مجھے دیکھ پاتی' وہ سوچتا۔
ایک دن بھیڑ آکر اس سے بولی تمہیں
اپنا وعدہ یاد ہے تم نے میری ماں سے کہا تھا
کہ میرے لیے اپنے پھل دوگے۔
"ہاں ضرور وعدہ کیا تھا اور وعدہ کرکے
نبھانا بھی جانتا ہوں جتنے پھل چاہو لے لو بھیڑ
خوشی خوشی پھل لے کر چلی گئی پھر تھوڑے دنوں
کے بعد گئی لمبے چوڑے بیل اس کے سائے میں
آکر بیٹھ گئے اس نے اپنی شاخوں سے ان کو
پنکھا جھلا۔ بیل اس سے بہت خوش ہوئے۔
پھر ایک دن کسان کا بیٹا ایک کلہاڑی
لے کر آیا اور اس سے بولا "میرے پیارے
بلوط۔ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے والد کی نشانی
ہو۔ انھوں نے تمہاری رکھوالی کی تھی۔ لیکن آج
مجھے تمہاری لکڑی کی ضرورت ہے۔ میں مجبور
ہوکر تمہیں کاٹنے جارہا ہوں۔
"نہیں تم شوق سے مجھے کاٹو۔ میرا
وعدہ بھی اس طرح پورا ہوجائے گا اور تمہارا
کام بھی نکل جائے گا۔ مجھے اور کیا چاہیے۔
بس میری زندگی کا مقصد پورا ہوگیا۔ میں سب
کی خدمت کے لیے پیدا ہوا تھا اور وہ میں نے
کرلی۔ ہر جاندار کا یہی مقصد ہونا ہے۔ اب تم
اگر میری جڑ بھی کھود کر پھینک دو تو مجھے غم
نہیں میں حاضر ہوں۔
کسان نے شاخیں کاٹنے کے بعد ایک
بھرپور کلہاڑا تنے پر مارا اور وہ اڑ اڑ اڑ کرتا ہوا
دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ لیکن یہ نہ سمجھو بچو!
کہ وہ ختم ہوگیا۔ جو دوسروں کے کام آتے وہ
بھلا کب مرتا ہے۔ پیڑ ہری شاخوں کے روپ میں
نہ سہی میز کرسی اور دروازے کے روپ میں اب
بھی زندہ تھا اور جب بھی لوگ ان سب پر
ہاتھ پھیرتے ہیں ایسا محسوس ہوتا جیسے اس
پیڑ کی لکڑی کو شاباشی دے رہے ہوں جو مرکر
بھی دوسروں کی خدمت کر رہا ہے۔
(لکھنؤ سے نشر)

عائشہ صدیقی
احاطہ ناظر
قبر ماموں بھانجہ۔ لکھنؤ (یو۔پی)

غزل

احساس گونڈوی

کیا غم ہے اگر سنگ کے پیکر بھی ہوئے ہیں
پتھر کا نگر ہے تو یہاں سر بھی ہوئے ہیں
خوابوں کی فضاؤں نے جنھیں جنم دیا تھا
اس دور میں تو قتل وہ نفر بھی ہوئے ہیں
کچھ اتنی بڑھی ہے یہاں سانسوں کی تمازت
شعلوں کی طرح پھول سے پیکر بھی ہوئے ہیں
درپردہ جھلکی ہے یقیناً کوئی سازش
شیشوں کے طرفدار جو پتھر بھی ہوئے ہیں
احساس کو دیکھا تو یقیں آگیا ہم کو
سنتے تھے کہ خاموش سمندر بھی ہوئے ہیں
(کلکتہ سے نشر)

افسانہ

روشنی بکھرنے دو

ظفر حبیب

خون بھری ستلج اور جمنا میں ڈوبتا ابھرتا بلجیت جب ساحل سے ٹکرایا تو اس کی آنکھ کھلی اور اس نے دیکھا کہ وہ جمنا کے کنارے اس آباد شہر میں پہنچ چکا ہے جس کے ذرّہ ذرّہ میں ایک کہانی ہے جس کا چپہ چپہ تاریخ کا ایک باب ہے، جو شاعروں کی تخیل کی بلندترین منزل ہے جو حسن و رعنائی کا پیکرِ مجسم ہے۔ جو تہذیب اور شائستگی علم و ہنر، فکر و افکار کا حسین مرقع ہے۔

تصور کی اس دنیا کا ایک حصہ آصف علی روڈ اب اس کا مستقر تھا۔ بلجیت ایک ہنرمند نوجوان تھا جو ہنرمندی کی کئی اعزازی اسناد حاصل کر چکا تھا۔ اور جسے اپنی ہنرمندی پر بجا فخر تھا۔ اور فخر ہو بھی کیوں نہیں؟ یہ اس کی اپنی محنت ہی تو تھی کہ انار کلی روڈ پر اسے ایک فلیٹ نصیب ہوا تھا۔ جس میں زندگی کی ساری آسائشیں بھری پڑی تھیں۔ لیکن ان دو پاک ندیوں میں غوطہ زنی کے بعد وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ اسے اب قطعی یاد نہیں تھا کہ اس کے پاس ایک خوبصورت محل تھا۔ پیار و محبت کے پھول نچھاور کرنے والے والدین تھے، چھوٹے چھوٹے بھائی بہن تھے زندگی کی مسرتیں تھیں، سکھ تھا چین تھا۔ اسے یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ اوبانی ماعباس تھا یا متقی اور پرہیزگار۔ اس نے زندگی کا جو سبق سیکھا تھا وہ صرف یہی تھا کہ زندگی عزم اور عمل کا دوسرا نام ہے۔

آصف علی روڈ کا بلجیت ایک میکنک تھا جو شب و روز محنت کر رہا تھا۔ پھر بلجیت ایک چھوٹی سی دوکان کا مالک تھا جس میں ڈریلنگ اور کٹنگ کی چند مشینیں لگی تھیں اور اس کے بعد محنت ایک کارخانے کا مالک تھا جس کے پاس کئی لاکھ روپے ہو چکے تھے۔ ایک بار پھر وہ فلیٹ کا مالک بن چکا تھا۔

انار کلی سے آصف علی روڈ کی مسافت کی تھکن بھول کر بلجیت کو اب ایک کاریگر سے کارخانہ دار کا سفر یاد تھا اور پھر ان دونوں کے فرق پر اس کی گہری نگاہ تھی۔

بلجیت اب نہ صرف اپنے محلّہ کا معزز فرد بن چکا تھا بلکہ شہر کے اکثر ہنگاموں میں اس کی شمولیت لازمی سی ہو گئی تھی۔ ہنگاموں کی نوعیت خواہ ادبی ہو یا ثقافتی، تہذیبی ہو یا تفریحی علمی ہو یا غیر علمی۔

بلجیت کا گھر پہلے چند سر پھرے نوجوانوں نے دیکھا تھا جنہیں تھوڑے موٹے گانے بجانے یا کھیل کو دکرانے کے لیے ہلکے پھلکے چندوں کی ضرورت ہوا کرتی تھی۔ اکثر ایسے موقعوں پر بلجیت تنہا کر بیٹھ رہ جاتا۔ لڑکوں کو دوسرا دروازہ کھٹکھٹانے کی حاجت بھی نہیں ہوتی۔ بلجیت کے کردار کا یہ رُخ دن بہ دن نمایاں ہونے لگا۔ نتیجتاً شہر کے معززین، افسران اور وزراء کی نگاہ کرم بھی بلجیت پر پڑنے لگی۔ بلجیت انار کلی روڈ کا اناڑی خوابوں کے محل کا نواسی بن گیا۔ وہ اپنی کھلی آنکھوں سے حسین سپنے دیکھنے لگا سپنوں کی دنیا کا بلجیت کاریگر بلجیت سے بالکل مختلف ہو گیا۔ بڑی بڑی محفلوں کے دعوت نامے اس کے ٹیبل پر پڑے اس کی نگاہ کرم کے محتاج بن گئے۔ بلجیت بلاتفریق ہر قسم کی دعوت قبول کرنے لگا۔ شرط صرف اتنی تھی کہ وہ دعوت نامے قیمتی ہوں اور چشم براہوں میں کروڑپتی ہوں، وزراء ہوں یا حکام ہوں ——

جمنا کے ساحل سے ٹکرانے والا بلجیت صرف سن۲۴ برس کا تھا۔ آصف علی روڈ نے اسے دس برس اور عطا کر دیا۔ ان دس برسوں میں بلجیت جمنا کی تہہ سے اچھل کر گنبد نیلوفری کی طرف سرگرم سفر تھا۔ رات اور دن کارخانہ کی انجمن یا محفلوں کی شرکت —— ان دو متضاد مشاغل نے بلجیت کو کچھ سوچنے کی مہلت نہ دی۔ ہاں اگر اسے کبھی مہلت ملتی تو وہ صرف اسی قدر سوچ لیتا کہ اب اس کے اشارۂ ابرو پر زمانہ سجدہ ریزی کو تیار ہے —— مہ لقا اور ماہ پارہ اس کے ہاتھوں کا کھیل بن چکی تھی۔ عیش و نشاط کی محفلوں میں بوتلوں پر بوتلیں لنڈھا دیتا اب اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اور اب اسے یہ قطعی احساس نہیں رہا کہ وہ خون کی ندیوں میں غوطہ زن کر چکا ہے۔ وہ یہ بھول گیا کہ اس کے والدین نے اسے جس معاشرہ میں پالا پوسا تھا وہاں یہ چیزیں حرام قرار دی گئی تھیں۔ پرائی عورت کو ہاتھ لگانا معاذ اللہ اس پر ہوس بھری نگاہ اٹھانا بھی جرم اور گناہ تھا۔ ناؤ نوش یہ تو اخلاقی جرم تھا۔

اسے کچھ یاد رہا تھا تو وہ تھیں چمکتی تلواریں، خون کے اچھلتے فوارے، خاک و خون میں لوٹتا انسان اور درندہ صفت شرپسند۔ راستہ —— جسے امن و امان کا مسکن سمجھ کر وہ چل پڑا تھا۔ وہ بھی ایسا ہی پُرخطر نظر آیا۔ وہی تصویر، وہی انداز وہی کردار اور وہی پیکار —— اس وقتی حادثہ نے اس پر گہرا اثر چھوڑا اور اس مستقل تعلیم نے اسے کچھ بھی یاد رکھنے کو مجبور نہ کیا۔

بلجیت ناؤ نوش میں سرگرم ہو گیا حسن اس کے قدموں پر نچھاور ہونے لگا۔ اسی چہل پہل میں اسے ایک دن اچانک خیال آیا —— یہ کارخانہ، یہ دولت کس کے کام آئے گی۔؟ نہ والدین ساتھ میں نہ بھائی بہن —— اور یہ خیال اسے روز بروز بے چین سے بے چین تر کرتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی کی وہ حسین شام آ گئی جب روشنا چھوئی موئی بنی اس کے فلیٹ میں داخل ہو گئی اور اس کی زندگی کا جزو بن گئی۔ روشنا پیار کا چلتا پھرتا مجسمہ تھی۔ بلجیت ٹوٹ کر اسے چاہنے لگا۔ ماضی کے تمام رشتوں کو اور تعلقات کو یکسر بھول گیا۔ اب روشنا ہی اس کی تقدیر بھی تھی اور اس کے خوابوں کی زندہ تصویر بھی۔ ایک برس بیت گیا۔ بلجیت بالکل بھول گیا کہ وہ کبھی عیش و مسرت کی محفلوں کا شاہزادہ تھا۔ اب اس کی زندگی کا مقصد روشنا کی نگاہوں سے پینا اور اس کے تصور میں جینا بن گیا تھا ——

ایک سال کیسے گذرا —— بلجیت یہ نہیں سمجھ سکا اسے اس دن ہوش آیا جب وہ نرسنگ ہوم سے روشنا کو سفیدی کا لباس پہنا کر باہر نکلا اور گود میں اس کی یادگار ننھی منی سی پیار بھری تصویر لیے اپنے اسی فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

فلیٹ میں آکر اس نے اس ننھی منی سی تصویر سے سب سے پہلا سوال یہی کیا —— "روشنا کیا میری تقدیر میں صرف ایک رات کا اُجالا تھا —" ننھی منی تصویر نے مسکرا کر کہا تم اگر چاہو تو میں ہمیشہ تمھیں روشنی عطا کروں۔ میں روشنا کا بدل ہوں لیکن تم ایسا نہیں چاہو گے —— تمھیں ماضی یاد نہیں رہتا۔ ماضی کو بھولنے والے کا مستقبل ہمیشہ بھٹکتا رہتا ہے۔

بلجیت نے اس ننھے سے پیکر جمیل سے پوچھا —— "تم روشنا کا بدل ہو —؟ اور پھر بڑے پیار سے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس کا نام بھی روشنا رکھ دیا ——

کل روشنا اس کی بیوی تھی —— !

آج روشنا اس کی بیٹی ہے —— !!

آج کی روشنا ضعیف دایہ کی گود میں پلنے لگی.....

بلجیت کارخانہ دار، ایک بار پھر یہ بھول گیا کہ وہ کاریگر بلجیت تھا جس نے انار کلی روڈ سے آصف علی روڈ تک کا سفر طے کیا تھا ...

اور پھر دعوت نامے آنے لگے۔ بلجیت کی "غزل" کلب اور بار کے پورٹیکو میں کھڑی ہونے لگی۔ بلجیت ایک بار پھر بوتلوں سے اپنا قد ناپنے لگا۔

آج کی روشنا قدم بہ قدم چلتی ہوئی شباب کی منزل میں داخل ہو گئی۔ "مس کالج" کا خطاب لے کر جس رات وہ اپنے

(آگے ص ۲۵ پر)

افسانہ

الجھن

آر ڈی شرما تاثیر

کڑاکے کی سردی پڑ رہی ہے، موسم سرما کے بھرپور شباب کے دن ہیں۔ دسمبر کا آخری ہفتہ جاڑے کے عروج کے ہی دن ہیں۔ لالہ گوردھن داس اپنے مکان کے اندر کمروں کے بیچ والی گیلری کی کھلی جگہ میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک چکر لگا رہے ہیں۔ یہ ان کا معمول بن چکا ہے۔ وہ ہمیشہ لمبی سیر کے شوقین رہے ہیں۔ لیکن اس شدید موسم میں اور اس وقت رات کے دس بجے کہیں گھومنے پھرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر ان کی صحت بھی اب اجازت نہیں دیتی۔ پچاس سے اوپر عمر ہے اور پچھلے دو تین سال سے ان کا یہ احساس پختہ ہو گیا ہے کہ وہ بڑھاپے کی منزل میں قدم رکھ چکے ہیں۔ تبھی تو دو دو سوئٹر اوپر سے کمبل، پاؤں میں جرابیں اور مکان کے سبھی دروازے بند ہیں۔ کہیں سے ہوا نہیں آ رہی، لیکن ان کے جسم میں کپکپی سی محسوس ہو رہی ہے۔ رات دس بجے کے بعد وہ لگ بھگ ایک گھنٹہ اسی طرح گھومتے رہتے ہیں۔ اصل میں ان کا ایسا کرنا ان کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔ اور اب یہ عادت وہ خود بھی چھوڑنا نہیں چاہتے۔ کولہو کے بیل کی طرح ایک گھنٹے میں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر گھر کے اندر ہی یہ سو ڈیڑھ سو گز کی مسافت وہ نہ جانے کتنی بار طے کر جاتے ہیں۔ بچپن میں ان کے پڑوس میں تیلیوں کا گھر تھا اور تیل نکالنے کے لئے کولہو چلتا دیکھا کرتے تھے، گاہی کے ساتھ بندھا بیل یا بھینسا بالکل میکانکی ڈھنگ سے ایک دائرہ میں چکر لگاتا جاتا تھا۔ اور اس کے قدموں سے کچے فرش پر ایک راستہ بن جاتا تھا۔ کولہو کے بیل کا اطلاق ان پر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کے قدموں سے ان کی کوٹھی کے پکے فرش پر کوئی مستقل نقش نہیں بن پاتے۔

لالہ جی جانتے ہیں کہ یہ نظریہ بھی شائد صحیح ہے کہ انسان تب تک بوڑھا نہیں ہوتا جب تک وہ ذہنی طور پر خود کو بوڑھا نہ سمجھنے لگے۔ بڑھاپا ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے لیکن یہ نظریہ کلیتاً صحیح ہے اس کا یقین انہیں نہیں ہے۔ جسمانی کمزوری تو اثر انداز ہوتی ہے ذہن پر۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ انسان کا ذہن مطمئن و مسرور ہو تمام تفکرات سے آزاد ہو تو جسمانی طور پر بھی وہ قدرے توانا محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لالہ جی اس طرح کے خیالات میں کھوئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وقت انہیں کسی طرح سے کاٹنا ہے۔ گیارہ بجے کے ادھر ادھر اُدھر باہر کا گیٹ کھلنے کی آواز آئے گی اور پھر قدموں کی مانوس آہٹ، وہ دروازہ کھولیں گے۔ ان کا ۲۰، ۲۵ سال کا بھتیجہ اسی وقت لوٹتا ہے اور ان کی ڈیوٹی ختم ہو جائے گی۔ وہ اطمینان سے بستر میں گھس جائیں گے۔ اور چند گھنٹوں کے لئے دنیا و ما فیہا سے بے نیاز نیند کی آغوش میں چلے جائیں گے۔

آج بھی لالہ جی حسب عادت چکر لگا رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں۔ آج یہ نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس بات پر سنجیدگی سے غور کرنے پر مجبور ہیں کہ کشور سے ان کے رشتے کی نوعیت کیا ہے آخر؟ کشور ان کا بھتیجہ ہے، ان کے سگے بھائی کا لڑکا، بڑا شگفتہ مزاج نوجوان ہے۔ خوش وضع، خوش اطوار۔ پچھلے دو ڈھائی سال سے ان کے پاس ہی رہائش پذیر ہے۔ انھیں یہ خیال آتا ہے کہ یہ سوال لغو سا ہے کہ اس رشتے کی نوعیت کیا ہے پھر بھی وہ اس بارے سوچنے پر مجبور ہیں۔ اور اس کی وجوہات ہیں۔ لالہ جی اور اُس نوجوان میں بہت کم گفتگو ہو پاتی ہے چند اِنے گنے رسمی الفاظ۔ دونوں طرف سے ایک جھجک ہے عجیب سی جس کا کوئی جواز بھی نہیں۔ لالہ جی کو یاد آتا ہے کہ پہلے جب یہ لڑکا کبھی کبھار انھیں ملنے آیا کرتا تھا تو انھیں اک گونہ مسرت ہوتی تھی۔ اور پھر تمام وقت خوش گپیوں میں گزر جاتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ ایک دو روز بعد رخصت ہو جاتا تھا۔ ایک مسرت آمیز تشنگی کا احساس پیچھے چھوڑ کر جس میں ایک بے نام پراسرار لذت ہوتی تھی۔ اکثر وہ غیر متوقع طور پر آتا تھا۔ وقت بے وقت اور ہر بار لالہ جی کھل اٹھتے تھے۔ کتنی گرم جوشی سے اسے خوش آمدید کہتے تھے۔ جب وہ جانے لگتا تو اسے یہ تاکید کرنا ہرگز نہ بھولتے کہ وہ جلد سے جلد دوبارہ ملنے کے لئے آئے۔ لالہ جی کی زندگی میں یہ خلا تھا۔ ایک ننھی بچی تھی دس سال کی ہرچند کہ وہ ان کے گھر کا چراغ تھی۔ ان کی آنکھ کا تارا تھی لیکن اس ننھی بچی سے کیا بات چیت ہو سکتی تھی۔ وہ آٹھ بجے ہی سو جاتی تھی۔ لیکن سوال یہ بھی نہیں تھا۔

سوال تو کشور کے بارے تھا۔ اس نوجوان اور ان کے بیچ جو آہستہ آہستہ دیوار استوار ہو گئی تھی اجنبیت کی، اس پر وہ غور کر رہے تھے، شاید رشتہ ہی ایسا تھا یہ، مثلاً نہ کشور نے کبھی کہیں آنے جانے کے لئے ان سے اجازت مانگی تھی بلکہ مطلع تک نہیں کیا تھا۔ نہ وہ اس کے لئے اسے الزام دے سکتے تھے۔ لیکن دل ہی دل میں کڑھتے تو رہتے تھے زبان سے کبھی وہ اس بچے سے نہیں کہہ پائے کہ ان کے دل میں اس کے اس طرزِ عمل کے خلاف احتجاج کا جذبہ ہے۔ ان کی تو عادت ہی ایسی نہ تھی کہ وہ بچوں پر کسی قسم کی پابندی لگاتے۔ اگر وہ پوچھ کر چلا جائے تو وہ ہرگز ہرگز اسے نہ روکیں۔ وہ سوچتے ہی تو فرق ہے اپنے اور پرائے میں۔ اپنا لڑکا اس طرح کے طرزِ عمل کا مظاہرہ کرنے کی جرأت ہی نہیں کر پائے گا۔ اور اگر کرے تو پھر بطور باپ جوان کا فرض ہے وہ بھی اسے پورا کر کے دکھا دیں۔ ایک دم ان کا ذہن انھیں ملامت کرنا شروع کر دیتا بھتیجہ۔ سگے بھائی کا لڑکا۔ ارے کم بخت اس پر پرایا ہونے کی تہمت لگا رہے ہو۔ لیکن حقیقت تو حقیقت ہے۔ فرق سب کے سامنے ہے اور پچھلے کچھ دنوں سے تو لالہ جی کچھ زیادہ ہی محسوس کرنے لگے ہیں۔ جب تک بات صیغۂ راز میں تھی تب تک وہ اتنا نہیں گھبرائے تھے۔ وہ سوچتے لڑکا نوجوان ہے فطرتاً آزاد طبع یہی عمر ہے لاپرواہی کی۔ زندگی کے بس یہی چند دن سنہرے ہیں۔ وہ خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں۔ ہرچند کہ کشور کا ہر روز گیارہ گیارہ بجے تک باہر رہنا تشویشناک تھا۔ ایک طرح سے وہ اس کی بہبود کے لئے ذمہ دار تھے۔ کشور کے والد اپنے محترم بھائی کے سامنے جواب دہ۔ لیکن زمانہ بدل چکا تھا، زمانے کی رفتار بدل چکی تھی۔ بڑوں کو خود کو اس کے مطابق ڈھالنا چاہیئے۔ حالات سے سمجھوتہ کرنا چاہیئے۔ ورنہ بلاوجہ پریشانی اور خجالت کے سوائے کیا ہاتھ آئے گا۔ لیکن آج وجہ بھی وہ جانتے تھے دو روز پہلے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ کشور کا فرصت کا وقت کہاں گزرتا ہے۔ وہ شاہ خرچ لڑکا تھا۔ اس پر ہرگز انھیں اعتراض نہیں تھا۔ اچھا کھاتا تھا تو اسے خرچ کرنے کا بھی حق تھا۔ لیکن دو روز پہلے اچانک ایک راز ان پر منکشف ہوا تھا جس نے انہیں جھنجھوڑ کے رکھ دیا تھا۔ وہ کشور کو خوب سمجھتے تھے۔ انھیں اس پر مکمل اعتماد تھا وہ ایک باعزت باوقار خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ ایک ایسے خاندان کا لختِ جگر جس کے افراد کی بلند اخلاقی پر آج تک کسی دشمن کو بھی انگلی اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔

دو روز پہلے کشور ۱۱ بجے کے لگ بھگ واپس آیا تھا۔ حسب معمول وہ منتظر تھے۔ لیکن اس دن دروازے پر ایک موٹر سائیکل رکنے کی آواز بھی سنائی دی تھی حب کہ کشور ہر روز سائیکل پر لوٹا کرتا تھا۔ وہ باہر آئے تھے موٹر سائیکل والا نوجوان کشور کو اتار کر موٹر سائیکل کو دوبارہ اسٹارٹ کر رہا تھا اور جب تک لالہ جی گیٹ پر پہنچتے تھے وہ جا چکا تھا

لیکن کشور کی چال میں یہ لڑکھڑاہٹ سی کیوں تھی اور وہ نوجوان کون تھا۔ وہ اندر آئے اور آج عرصہ بعد وہ کشور کے کمرے میں چلے گئے تھے۔ وہ کچھ بکھرا بکھرا سا رہ گیا تھا۔ کچھ سٹپٹایا بھی تھا۔ اس کے چہرے پہ گھبراہٹ کی ایک مبہم سی پرچھائیں بھی ابھری تھی۔ "چاچا جی آپ ابھی تک جاگ رہے ہیں" اس کی آنکھوں میں چمک تھی اور جوں ہی اس نے بات کی اس کے سانس کی بدبو......... لالہ جی اس کے کمرہ کا دروازہ بند کر کے واپس اپنے کمرے میں لوٹ آئے تھے۔ اس رات وہ کافی دیر تک سوچتے رہے تھے کشور کے بارے۔ وہ اس دیوار کو مسمار کرنا چاہتے تھے جو اس بچے اور گھر کے باقی افراد کے بیچ کھڑی ہو گئی تھی۔ گھر کے باقی افراد تھے ہی کتنے۔ اُف ان کی بیوی اور دس سال بچی۔ اور آج انھیں شدت سے یہ احساس ہوا تھا کہ کاش گھر میں کشور کا ہم عمر کوئی دوسرا نوجوان لڑکا ہوتا۔ اس کا چچیرا بھائی۔

آج وہ کشور کا انتظار کرتے ہوئے ایک بار پھر اسی طرح کے خیالات میں کھو گئے تھے۔ وہ اپنے دل کی بات اس نوجوان سے کہہ کیوں نہیں دیتے۔ دیکھو بیٹا کم سے کم ہمیں یہ تو بتلا دیا کرو کہ تم کہاں جا رہے ہو اور کتنے بجے لوٹو گے۔ شائد قصور اُن ہی کا تھا۔ انھوں نے کبھی تو کوشش نہیں کی کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا حالات کو سدھارنے کے لئے۔ ایک جھوٹے وقار کے احساس نے ان کی عقل پر پردہ ڈالے رکھا۔ لیکن اب بھی وہ کچھ کر پائیں گے اس کا اعتماد انھیں نہیں تھا۔ تو پھر یہ رشتہ کیا ہوا۔ ایک ہی چھت کے نیچے رہنے والوں میں یہ جذبۂ اجنبیت لیکن آج وہ خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔ دو روز پہلے کا واقعہ ان کے وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا عجیب الجھن تھی۔ کیا وہ اس لڑکے سے وہ باتیں کہہ پائیں گے جو وہ کہنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ اس غصّہ اور احتجاج کا اظہار کر پائیں گے۔ کیا الفاظ ان کا ساتھ دیں گے۔ کیا ان باتوں کا الٹا اثر تو نہیں ہو گا۔ آخر کار کشور پر ان کے ساتھ رہنے کی پابندی تو نہیں۔ کیا یہ حساس نوجوان سرزنش کئے جانے پر اپنا بستر ابوریا اٹھا کر کسی دوسری جگہ ٹھکانہ تو نہیں کر لے گا۔ اسے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ بیشتر لوگ اس سے ہمدردی ہی تو ظاہر کریں گے۔ "چاچا چاچی کے سلوک سے تنگ آکر چلا آیا بے چارہ" یہی تأثر ہو گا دنیا والوں کا۔ لالہ جی اپنے مخصوص ڈھنگ سے گھوم رہے تھے۔ کولہو کے بیل کی طرح یہ سوال ان کے ذہن سے رہ رہ کر ٹکرا رہا تھا کہ یہ کیا رشتہ ہے آخر۔ کہ اچانک گیٹ سے باہر کچھ لوگوں کے تکرار کی آوازیں کان میں پڑیں۔ وہ دم بخود ہو کے سننے لگے۔ کشور اور اس کا دوست تھے۔ کافی گرماگرمی ہو رہی تھی ان میں۔ اچانک لفظی جنگ نے دوسرا رُخ اختیار کر لیا۔ دونوں گرم خون کے نوجوان تھے اس اس لئے ایسا ہونا ناگزیر ہی تھا۔ لالہ جی نے اپنی چھڑی اٹھائی اور باہر گیٹ پر پہنچے۔ کشور کے دوست کے ہاتھ میں لوہے کی ایک سلاخ تھی۔ جب کہ کشور نہتا تھا۔ اجنبی نوجوان نے سلاخ اٹھائی کشور کے سر پر وار کرنے کے لئے کہ اچانک پچاس سال کی

(آگے ص ۲۸ پر)

افسانہ

مولی

ظہیر کیفی امروہوی

بازار کوٹ کے چوراہے سے لے کر ــــ تھانہ روڈ، نوبت خانہ بازار تک لوگوں کی بے حد بھیڑ ہوتی تھی آسانی سے دھیرے دھیرے چلنا بھی دشوار ہوتا تھا لیکن مَولی بازار کی چہل پہل اور لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے بے پرواہ اپنی مرضی کے مطابق دوڑتا بھاگتا پھرتا رہتا تھا یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی، وہ تو صبح سے شام تک نخاسہ بازار کے آخری سرے سے چل کر جٹ بازار کے نزدیک گلّو کے نیم تلے جا کر ہی رکتا تھا۔ جہاں بھانت بھانت کے لوگ بیٹھے ہوئے گپیں ہانکا کرتے تھے لیکن مَولی کو ان سے کوئی غرض نہ تھی کوئی مطلب نہ ہوتا۔ کوئی سروکار وہ کسی سے نہ رکھتا تھا۔ وہ تو اپنی دنیا میں مگن رہتا۔ بے حد خوش نظر آتا رہتا۔ اگرچہ اس کے کمزور اور میلے بدن پر چیتھڑے سے کپڑوں کے نام پر منڈھے ہوتے، پھٹے ہوئے میلے اور معمولی کپڑے اس کے بدن کو ڈھانپنے میں ناکام نظر آتے.....
لیکن مَولی کو تو اپنے تن بدن کا ہوش ہی کہاں ہوتا تھا۔ دیکھنے میں وہ ایک معمولی اور بے کار نوجوان دکھائی دیتا تھا، وہ کوئی کام بھی نہ کرتا تھا اس لیے وہ پوری آزادی اور لاپرواہی سے شہر کے چاروں کھونٹ گھومتا پھرتا بلکہ دوڑتا ہی دکھائی پڑتا تھا اس کا اگر کوئی کام تھا تو بس یہی کہ چپ چاپ سڑکوں پر چلتا رہتا، اپنی بغلوں میں ہاتھ دبائے وہ ٹیڑھا ہو کر چلتا رہتا، بازار کی دوکانوں کے قریب سے گذرتے ہوئے بھی بہت کم کسی دکان دکان پل بھر کو وہ اگر کسی کے پاس ٹھہر جاتا۔ تو لوگ خود ہی اس کو پکار اٹھتے "کیوں مولی ــــ چائے پیو گے، بسکٹ کھاؤ گے ــــ؟؟"
مَولی ٹکٹکی لگا کر اس کو دیکھتا رہتا، اپنی آنکھیں نچاتے اور گھماتے ہوئے ساری چیزوں کو گھورتا رہتا۔ پھر بدبدانے لگتا صرف ایک ہی بات کہتا "..... الّو..... الّو....." لوگ سمجھ ہی نہ پاتے تھے کہ وہ کیا چیز لینا چاہتا ہے، جواب کا انتظار کیے بغیر ہی وہ پھر دوڑنے لگ جاتا، رکشاؤں، سائیکلوں سے بچتا بچاتا، عورتوں اور بچوں کو ندیدی نظروں سے تاکتا ہوا توک دم شفاعت پوتہ بازار کے لکڑی کے کھلونے اور سامان بیچنے والے چیلا نامی دوکاندار کی دوکان کو جا گھیرتا، جہاں ہر سائز کی چھوٹی بڑی ڈھولکیں لٹکی اور ٹنگی ہوتیں، وہ حسرت بھری نظروں سے ان کو تاکتا۔ چیلا دوکاندار اپنی غصیلی عادت کے باوجود صرف مولی کا ہی مسکرا کر سواگت کرتا، ورنہ وہ تو ہر گاہک سے دو دو نہ لڑتا جھگڑتا اسے مزہ ہی نہ آتا مگر مَولی کو اپنا دوکان کے پاس کھڑا دیکھ کر اس کی باچھیں کھل اٹھتیں۔ لگتا کہ آج کا دن مَولی کی بدولت سے خیریت سے گذر جائے گا۔ اور اس کی دوکانداری بھی چمک جائے گی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مَولی جیسا مست اور مون موجی اس کے دکھوں کا انت کرا دے گا۔ وہ مَولی سے بہتیرا کہتا "مَولی روٹی کھائے گا..... چائے پیے گا..... لیکن مَولی اس کی کسی بات کا جواب نہ دے کر اپنی بغلوں میں دبے ہوئے اپنے ہاتھ باہر نکالتا انگلی سے ڈھولک کی طرف اشارہ کرتا..... اور پھر بدبدانے لگتا
..... الّو..... الّو..... چیلا دوکاندار بہت چستی اور خوش مذاقی سے ٹنگی ہوئی ڈھولک اتارتا اور مَولی کے گلے میں اس کی ڈور کو پہنا دیتا اور مَولی خوشی کے بے تاب ہو کر ڈھولک پر ایک بے تکی اور بے سری تھاپ مار کر جلدی سے ڈھولک کی ڈور کو گلے سے نکال پھینک اور چیلا دکاندار کے ہزار کہنے پر بھی نہ ٹھہرتا نہ رکتا بھاگ کھڑا ہوتا اور سیدھا ٹل والے منگل خاں کی دوکان کے سامنے جا کر دم لیتا۔ وہ نلوں کے پائپ اور فلٹرس کو عجیب انداز میں تاکتا اور گھورتا رہتا جیسے وہ ان کو چرا کر لے بھاگے گا..... مگر چند لمحوں بعد ہی وہ وہاں سے بھی کھسک جاتا..... انار والی زیارت کے آس پاس جاتی ہوئی کسی بھی برقع پہننے والی کو پکار اٹھتا.....
آماں..... جاتی ہوئی عورت اس کو حیرت سے دیکھتی، پلٹ کر رکتی تو وہ بدبدانے لگتا..... الّو..... الّو ــــ" عورت کچھ نہ سمجھتی مَولی کے گرے پڑے حلیے اور لباس کو دیکھ کر کوئی فیصلہ نہ کر پاتی کہ آخر اس کا مقصد کیا ہے جو اس سے مخاطب ہے..... بوڑھی عورت کو دیکھتے ہی مَولی کی آنکھوں میں خوشیوں کی پھلجھڑیاں سی چھوٹنے لگتیں۔ جو کچھ اس کی مٹھی میں ہوتا وہ اسے زبردستی تھما دیتا اور ایک جھپک اپنا راستہ لیتا، راہگیر عورت دیکھتی تو دنگ رہ جاتی، مَولی کے ہاتھ میں بسکٹ کا ٹکڑا ہوتا یا مٹھائی کا چورا، بعض عورتیں بدمزگی سے منہ بناتیں اور بعض اسے کوئی

پہنچا ہوا آدمی سمجھ کر اس کی دی ہوئی چیز کو تبرک اور پرشاد سمجھ کر اپنے گھر لے جاتیں اور بڑے فخر سے سبھوں کو بتاتیں اُد "اے ہے ... میں جارہی تھی سبزی لینے، راستے میں مَولی مل گیا۔ اس نے یہ مٹھائی کا چورا مجھے تھما دیا۔ اور بھاگ گیا۔ ساری عورتیں حیرت اور حسرت بھری نظروں سے اس عورت کو تکنے لگ جاتیں۔ جیسے کوئی انہونی اور بڑی بات نے جنم لے لیا ہے —!

مَولی کو کسی نے بھی روتے ہوئے نہیں دیکھا تھا وہ یا تو چپ رہتا یا پھر بولتا بھی تو آماں اور اتو' ہی کہتا سنائی دیتا، اس کا کوئی قہقہہ بھی کسی نے نہیں سنا تھا وہ صرف مسکراتا تھا وہ بھی خاص خاص کیفیت اور حالات میں۔ کبھی کبھی وہ تالا کنجی مرمت کرنے والے نوگانواں کے میر صاحب کی دوکان پر آدھمکتا اور ان کے زنگ لگے تالوں کو الٹتا پلٹتا جیسے وہ کوئی تالا پرکھ رہا ہو یا خریدنا چاہتا ہو، حالانکہ اس کو کچھ خریدتے ہوئے کبھی کسی نے دیکھا ہی نہ تھا، دوسرے یہ کہ وہ بے گھر، بے در، بے نام ونشاں بھلا کس لیے تالا کنجی خریدتا مگر وہ ان کو الٹتا پلٹتا اور میر صاحب کی لاکھ ڈانٹ پھٹکار کے باوجود من ہی من مسکراتا رہتا، تالوں کو الٹتا پلٹتا رہتا۔ اور جب اسے ٹین کا بنا ہوا کوئی چھوٹا سا چوہے پکڑنے بلکہ مارنے والا چوہے دان نظر آجاتا تو اس کی باچھیں کھل جاتیں وہ نہایت چستی اور جوش سے اٹھا کر اٹھا کر کھنکا لگا کر کھٹ کھٹ کرنے لگ جاتا اور اپنے آپ میں مگن ہو کر اسے غور سے دیکھتا رہتا۔ میر صاحب اسے دھتکارتے، "اے اونا سمجھ .... جا اپنا راستہ ناپ .... چل چل، ہٹ ہٹ، بھاگ بھاگ، میری دوکان کا پیچھا چھوڑ، دو پیسے کا دھندہ کرنے دے مجھے" مگر مَولی پر ان کی کسی ڈانٹ، پھٹکار سختی اور تنبیہہ کا کوئی اثر نہ ہوتا، وہ اپنے مشغلہ میں لگا رہتا، لطف اندوز ہوتا رہتا، مسکراتا رہتا اور صرف میر صاحب کی دکان پر ہی ڈٹا اور جما ہوا سا کھڑا رہتا۔ تب میر صاحب کچھ دھیلے اور نرم لہجے میں اس کو بڑے پیار سے پکارتے ....، مَولی، اماں مَولی .... تیلر گھروا نہ دروا، تیرے باپ نہ ماں، پھر کاہے کو یہ کھڑاگ خریدے ہے رے ...."

مَولی کوئی جواب نہ دیتا، چلتے چلتے سپاٹ لیکن اونچے لہجہ میں، "اتو .... اتو ....، کہہ کر بھاگ جاتا۔ لگتا تھا جیسے اتو، میر صاحب کی کوئی چڑھ ہو یا انھیں گالی دے کر بھاگا ہے۔ سارا بازار میر صاحب پر قہقہے برسانے لگتا اور میر صاحب غصہ میں لال پیلے ہو کر دانت پیس کر رہ جاتے!

ملک ٹیلر ماسٹر کی دوکان بڑے بازار کے موڑ پر تھی، مَولی اکثر اس کی دوکان کے سامنے جا کر کھڑا ہو جاتا اور اتو ... اتو ... کا نعرہ بلند کرتا رہتا۔ ملک ٹیلر ماسٹر اسے دیکھ کر اپنے کندھے پر پڑا ہوا ناپنے کا فیتہ اور کپڑا تراشنے کی قینچی ہاتھ سے رکھ کر مَولی کے قریب جا پہنچتا، اور پھر نہایت دلداری، اور دلجوئی کے انداز میں مَولی سے کہتے .... "مولی .... اتو کیسی ہے ....؟ مَولی اتنا سن کر جیسے جی اٹھتا، کوئی جواب نہ دیتا بلکہ بس اتو۔ اتو ہی کہتا۔ تب ملک ٹیلر ماسٹر اس کے لیے نیاری ٹی اسٹال سے مولی کے لیے چائے اور مراد آبادی بسکٹ لاتا اور اپنے ہاتھوں سے مولی کو زبردستی کھلاتا وہ کچھ کھاتا چائے پیتا اور کچھ بسکٹ بچا کر ہاتھ میں دبا کر بھاگ کھڑا ہوتا ... اس دن بھی جب مَولی ملک ٹیلر ماسٹر کی دکان پر پہنچا تو اس کی دوکان بند تھی۔ شاید اس دن زندگی میں پہلی بار ملک ٹیلر ماسٹر کی دکان بند ہوئی تھی ورنہ اس کی دکان رات اور دن کے چوبیس گھنٹوں میں ہر روز، ہر موسم اور ہر ہنگامے میں بھی بیس گھنٹے کھلی رہتی تھی۔ وہ دوکان پر موجود ہوتا یا نہ ہوتا دکان کھلی رہتی اور لوگ آتے جاتے رہتے بیٹھ کر گپیں ہانکتے رہتے .... دراصل ملک ٹیلر کی دکان اپنے مالک کے نام کی وجہ سے بے حد مشہور تھی اگرچہ دھندہ کچھ زیادہ نہ چلتا تھا کیونکہ ملک ٹیلر ماسٹر جہاں بے حد اچھا اور نامور آدمی اور کاریگر تھا وہیں وہ کبھی کسی گاہک کا کپڑا وقت پر نہ سی کر دینے میں بدنام بھی تھا اور نامور اور مشہور بھی تھا وہ بلاشبہ بہترین اور یکتا ٹیلر ماسٹر تھا لیکن اس میں یہ لاپرواہی کی عادت بھی تھی کہ وہ شادی کے کپڑے تک عین شادی کے وقت تک نہ سی پاتا تھا بس اسی وجہ سے ملک ٹیلر ماسٹر بدنام بھی تھا اور نام ور اور مشہور بھی تھا ملک ٹیلر ماسٹر نے بہت بار مَولی کو بہلایا پھسلایا کہ وہ اس سے نئے کپڑے لے کر پہن لے، لیکن مَولی کسی طرح بھی نئے کپڑے پہننے کے لیے آمادہ نہ ہوتا تھا وہ تو اپنے میلے، پھٹے پرانے چیتھڑوں میں ہی مگن اور خوش تھا وہ کسی سے کبھی بھی کچھ نہ طلب کرتا تھا نہ چاہتا تھا کہ کوئی اسے کچھ بھیک دے یا اس کی مدد کرے۔ وہ زندگی کی ہر ضرورت سے محروم ہونے کے باوجود بے نیاز اور لاپرواہ بنا ہوا جی رہا تھا اور اپنی ذات میں چھپی ہوئی خوشیوں اور مسرتوں سے ہی مطمئن نظر آتا تھا وہ نہ کبھی روتا ہوا دکھائی دیتا تھا نہ قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ وہ نہ کبھی غم زدہ دکھائی دیتا تھا اور نہ کبھی کسی دکھ یا پریشانی کو کسی سے کہتے اور سناتے ہوئے پایا گیا تھا وہ نہ کسی کو نقصان پہنچاتا ہوا دیکھا تھا نہ کسی سے کسی چیز کا طالب نظر آتا تھا۔ برسوں سے اس کی زندگی کا یہی معمول یہی طریقہ تھا، یہی انداز تھا کوئی نہیں جانتا کہ اس کا تعلق کس گھرانے کس شخص سے ہے کون اس کا سگا ہے کون رشتہ دار، عزیز یا دوست ہے اس کی نہ ماں تھی نہ باپ تھا نہ کوئی بھائی بہن تھے وہ اکیلا ہی زندگی کا سفر ہنسی خوشی اس گری پڑی حالت میں گذار رہا تھا وہ کہاں رہتا تھا کہاں سوتا تھا اس کا بھی کسی کو کچھ پتہ نہ تھا عجیب سی پُر اسرار شخصیت اور کردار کا یہ معمولی نوجوان مَولی تھا۔

جانے کیسے ملک ٹیلر ماسٹر کی نوجوان بیٹی کے مرنے کی خبر سن کر پہلی بار مَولی دھاڑیں مار کر روتا ہوا دکھائی دیا، بازاروں اور گلیوں کی بھیڑ بھاڑ میں وہ سسکتا اور روتا ہوا دوڑتا بھاگتا ہوا وہ ملک ٹیلر ماسٹر کے گھر پر پہنچا۔ اور پھر دھاڑیں مارتا ہوا مری ہوئی لڑکی کے سرہانے جا کھڑا ہوا، عورتوں نے اسے دیکھا مگر مَولی بدستور روتا، بسورتا رہا، اور اتو .... اتو .... کا نعرہ بلند کرتا رہا، لوگوں کو تعجب تھا کہ مَولی جیسا لاپرواہ بے نام ونشان اور غیر ذمہ دار پاگل سا نوجوان پہلی بار کسی کی موت پر روتا اور بلکتا ہوا نظر آتا ہے .... لوگوں نے اسے وہاں سے دھتکار کر بھگانا چاہا لیکن وہ لمحہ بھر کو بھی وہاں سے نہ ٹلا نہ ہٹا نہ بھاگا۔ نہ گیا۔ تب کسی نے ملک ٹیلر ماسٹر سے پوچھا! کیوں بھئی ملک، یہ آج یکایک مَولی کو تیری بیٹی کی موت پر روتے دیکھ کر تعجب ہو رہا ہے اس نادان اور ناسمجھ کو تجھ سے ہی نہیں تیری بیٹی سے بھی گہری رغبت اور محبت رہی ہوگی —" ملک ٹیلر ماسٹر نے روہانسی آواز میں جواب دیا "مَولی کو دنیا دیوانہ اور پاگل سمجھتی ہے لیکن اس کی عقل مندی اور دردمندی تو دیکھو کہ میری بیٹی کی موت پر دہاڑیں مار مار کر رو رہا ہے، اس لیے کہ اس کی نہ کوئی ماں ہے نہ باپ، نہ بہن نہ بھائی، بے گھر اور بے در مارا مارا رات رات پھرے ہے اس کو نہ کچھ کسی کی خوشی سے غرض نہ کسی سے کچھ لالچ، اپنی دنیا میں مگن مولی اپنے دکھ درد، غم اپنے اندر دبائے جی رہا ہے جبکہ یہ بھی ایک انسان ہے، ایسا نوجوان ہے جو اپنی جوانی سے بے خبر ہے، اپنے بہن بھائی سے محروم، اپنے ماں باپ کی محبت سے لاپرواہ اور یکسر محروم، بس بس اتو، اتو کہہ کر ہی اپنی بہن کو ہمیشہ یاد کرتا پھرتا ہے مگر وہ تو مر چکی ہے جس کی وجہ سے یہ پاگل اور دیوانہ ہو گیا —" ملک ٹیلر ماسٹر کی بات سن کر مَولی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا —!!"

(آکاشوانی 'دہلی' سے نشر)

ظہیر کیفی امروہوی
بی ۳/۲۲/۱ے اندر لوک
سرائے روہیلہ خاں دہلی ۱۱۰۰۳۵

بقیہ: روشنی کو بکھرنے دو

گھر میں داخل ہوتی اس نے دیکھا بلجیت صوفے پر اوندھا پڑا ہے۔ بوتلوں کے ڈھکن کھلے اور آدھ کھلے پڑے ہیں۔ روشنا نے بلجیت کا کاندھا پکڑا۔ اسے سہارا دے کر اس کے کمرے تک لے گئی۔ اسے اس کے بیڈ پر لٹانے کے بعد وہ جیوں ہی مڑی اس نے دیکھا بلجیت اس کی کلائی کو زور سے پکڑ چکا ہے اور بدمستی کے عالم میں بک رہا ہے —
روشنا میری روح ...... آج کی رات مجھے چھوڑ کر نہ جا .... میں تیرے بغیر اب زندہ نہیں رہ سکتا —"

روشنا نے موقع کی نزاکت کو بھانپ لیا۔ اس نے بلجیت کو ہوش میں لانا چاہا۔ اور اس کے لیے اس نے بلجیت کے چہرے پر ایک زناٹے دار طمانچہ رسید کر دیا — بلجیت کا پنجابی خون جوش میں آگیا وہ طمانچہ کو برداشت نہ کر سکا — چٹاخ کی آواز ابھی پھیلی بھی نہیں تھی کہ بلجیت کا خنجر روشنا کے جگر کو چھید گیا — اور پورا محل — روشنا ..... روشنا اور روشنا — کی چیخ سے بھر گیا۔

بوڑھی ماما بدمست بلجیت کو کھڑی دیکھتی رہ گئی ...

(پٹنہ سے نشر)

ظفر حبیب
صدر شعبۂ اُردو اے۔ پی۔ ایس۔ ایم کالج برونی ۸۵۱۱۱۲

گنہگار فرشتہ

رحمان شاہی

کافی رات گذر چکی تھی۔ سیاہ گھٹاؤں نے جیسے کائنات کو اپنے دامن میں سمیٹ رکھا تھا۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ اور ایک خاموش ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ کبھی کبھی بجلی چمکتی تھی اور اس کی تیز روشنی اندھیرے کا سینہ چیرتی ہوئی غائب ہو جاتی تھی۔ اور پھر پہلے جیسا اندھیرا چھا جاتا تھا ـــــ سردی بھی اپنے شباب پر تھی۔ شدّت کی سردی کی وجہ کر لوگ سویرے ہی اپنے اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے سو چکے تھے۔ لیکن بلوا سردی سے بے نیاز سیاہ رنگ کی قمیص اور اسی رنگ کا پینٹ پہنے اپنی کمر میں ایک لمبا چھُرا لٹکائے دل میں ایک فیصلہ کن جذبے کے تحت چندا کے کوٹھے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

بلوا شہر کا مانا ہوا بدمعاش تھا۔ وہ پیدائشی مجرم نہ تھا بلکہ وقت اور حالات نے اسے غنڈہ بننے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور اب وہ اس سطح کا بدمعاش تھا کہ اسے چھیڑنا موت کو دعوت دینا تھا۔ قانون کے محافظ بھی اس سے پناہ مانگتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بلوا کے دل میں غریبوں کے لیے ہمدردی تھی۔ وہ بہت بُرا ہوتے ہوئے بھی ایک طبقے میں دیوتا کی طرح پوجا جاتا تھا۔ وہ طبقہ ان مظلوم لوگوں کا تھا جن کی رگوں کا خون بڑی بڑی آہنی تجوریوں میں بند تھا۔ ان زندہ لاشوں کے لیے بلوا کے دل میں بے پناہ ہمدردی تھی۔ اور وہ ان سے بہت پیار کرتا تھا۔

چندا ایک مشہور رقاصہ تھی۔ وہ بہت خوب صورت تھی۔ اس کے حُسن کے شیدائی اس کے دیدار کے لیے دن دن بھر اس کی گلی کا چکر لگاتے تھے۔ ہرنی جیسی خوبصورت آنکھیں وہ جدھر بھی اچھالتی تھی ایک قیامت سی آجاتی تھی۔ بلوا تو اپنا دل دے بیٹھا تھا۔ اور وہ بھی بلوا پر مرمٹی تھی۔ وہ اپنے جسم کا سودا نہ کرتی تھی۔ لیکن بلوا کی بات اور تھی......

بلوا نے کئی بار چندا سے کہا تھا کہ وہ یہ گندی زندگی چھوڑ دے۔ اور ایک نئی دنیا بسائے۔ لیکن چندا ایک دم اداس ہو جاتی تھی۔ اس کے چہرے پر بے پناہ کرب کے سائے سے رینگنے لگتے تھے۔ اور وہ بے بس اور مایوس سی بلوا کو تکنے لگتی تھی۔ اور کہتی تھی ـــــ "بلوا! میں تو ایک طوائف ہوں اور طوائف تو ایک افلاس ہے اور افلاس دنیا کا بدترین گناہ۔ بھلا گناہ بھی کسی گھر کی رونق کا باعث بنا ہے؟ میں کسی گھر کی رونق نہیں بن سکتی۔ طوائف ہوں نا...... میری قدر، میری عزت چکلوں پر ہی کی جاتی ہے۔ میری بستی میرا سماج، میری دنیا...... سب کچھ یہی کوٹھا ہے۔ بھلا بھلا میں اسے چھوڑ کر کسی نئی دنیا میں کیسے جاؤں......"

وہ رونے لگتی تھی۔ بلک بلک کر اور سسک سسک۔ لیکن بلوا کچھ بھی دھیان نہ دیتا تھا۔ وہ تو اس کا دیوانہ تھا۔ اور شاید اسے نہیں معلوم تھا کہ طوائف قوم کی بیٹی بہو یا بیوی نہیں قوم کے سرپرستوں کا کھلونا ہوتی ہے۔ اور کھلونا ہر جگہ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اسے سجانے اور سنوارنے کے لیے ایک خاص جگہ ہوتی ہے۔ اور طوائف کی جگہ اور اس کا مقام کوٹھا ہے۔ وہ کوٹھے پر ہی اچھی اور حسین معلوم ہوتی ہے۔

لیکن آج وہ سوچ چکا تھا کہ چندا سے صاف صاف کہہ دے گا ـــــ "تو یہ گندی زندگی تیاگ دے۔ اور میرے ساتھ چل کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تو مجھ سے ..... اور محبت ایک تبسم ہے جو اِس تعصب اور نفرت بھری دنیا سے دور کسی پرنور جزیرے کے اندر بسنے والی پریوں کے نازک ہونٹوں پر نمایاں ہوتا ہے ..... یہ ایک مقدس جذبہ ہے جو خود بخود پیدا ہو کر کائنات کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اور ..... اور آج جو آوارہ اور خودغرض بھونرے تیرے گرد منڈلا رہے ہیں ان کا تعلق تیرے جوان جسم سے ہے اور بھرپور شباب سے۔ جب تیرا شباب ڈھل جائے گا اور جوان جسم پر جب بڑھاپے کی حکمرانی ہو جائے گی تو یہ خودغرض بھونرے کسی دوسری جوان ہوتی ہوئی کلی کی طرف پرواز کر جائیں گے۔ اِس لیے آ...... میں تجھے یہاں سے دور ..... بہت دور لے چلوں۔ جہاں پیار ہو اور انسانیت بھی ....." وہ سوچتا رہا اور آگے بڑھتا رہا۔

سردی اب بلوا کو بھی ڈسنے لگی تھی اور اس کے دانت بجنے لگے تھے۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا گلی میں داخل ہو گیا۔ سامنے ہی چندا کا کوٹھا تھا۔ وہ قریب پہونچا۔ اور اچانک اس کے کانوں سے چندا کی ہنسی ٹکرائی۔ وہ سوچنے لگا کہ یہ وقت تو میرا ہے۔ صرف میرا! وہ قریب پہونچا۔ دروازے کے بالکل قریب۔

"ہاہاہا...... ہاہا...... ہا...... بہت خوب..."

چندا کی ہنسی دوبارہ بلوا کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ غصّے میں کانپنے لگا۔ اس نے کمر سے چھُرا نکال لیا۔

"نہیں بہن......"

اچانک کسی اجنبی کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ لفظ بہن پر چونک پڑا۔ اس نے چھُرا دوبارہ کمر میں لگایا۔ اور خاموشی سے آواز سننے لگا ـــــ

"بہن!" آواز پھر آئی ـــــ "تیرے یہاں تو ہمیشہ لوگ مجرا سننے یا پھر......" اجنبی کچھ کہتے کہتے چپ ہو گیا۔

پھر بولا ـــــ "آج میں ایک دیوانہ تیری برباد زندگی کی داستان سننے آیا ہوں۔ کیا تو نہیں سنائے گی؟"

"تم نے مجھے بہن کہا......" چندا کی آواز آئی ـــــ "مجھے ایک عجیب سا احساس ہو رہا ہے۔ میں ...... میں اپنی داستان تمھیں ضرور سناؤں گی...."

بلوا خاموش دروازے کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ وہ بہت خوش تھا۔ اس کا دل چندا کی کہانی سننے کے لیے مچلنے لگا تھا۔ بلوا نے اکثر اس سے جاننا چاہا تھا کہ وہ کون ہے۔ کس کی بیٹی ہے۔ اس کا خاندان کیا ہے۔ وہ طوائف کیسے بنی لیکن اس نے کبھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ لیکن آج وہ اپنی داستان شاید جذبات کے بھنور میں پھنسنے کے باعث سنانے پر آمادہ اور مجبور تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔

"میں سنبل پور گاؤں کے ایک معمولی کسان کی بیٹی ہوں۔ میرا پریوار بہت چھوٹا تھا۔ باپو اور ماں کے علاوہ ایک چھوٹا بھائی تھا۔ رامو، میرا گاؤں ندی کے کنارے تھا۔ ایک مرتبہ اچانک گاؤں میں بھیانک سیلاب آیا۔ لوگ گھر سے بے گھر ہو گئے۔ بہت سارے لوگ پانی کے تیز دھارے میں بہہ گئے۔ اور بہت سارے لوگ ڈوب گئے۔ جس وقت گاؤں میں سیلاب آیا تھا، اس وقت کڑاکے کی ٹھنڈک تھی۔ چنانچہ سیلاب آیا تو ٹھنڈک نے تھوڑے بہت بچے ہوئے لوگوں کو بھی مار ڈالا۔ اسی میں باپو اور ماں کا دیہانت ہو گیا۔ رامو کا کہیں پتہ نہ چلا۔ شاید وہ ڈوب گیا یا کہیں بہہ گیا۔ میں کچھ دنوں تک کیمپ میں رہی اور پھر مجھے ایک سیٹھ اپنے ساتھ لے گیا۔ وہ بہت ظالم آدمی تھا اور عیاش بھی۔ میں اس کے یہاں پرورش پانے لگی۔ میرا بچپنا سیٹھ اور اس کے ساتھیوں کو شراب پلاتے گذر گیا......"

چندا چپ ہو گئی۔ بہت دیر تک چپ رہی۔ پھر بولی ـــــ

"ایک رات میں اپنے کمرے میں گہری نیند سے سوئی

ہوئی تھی۔ اچانک سیٹھ اور اس کے چار ساتھی مجھ پر ٹوٹ پڑے اور . . . . . اور مجھے ننگا کر دیا . . . .،،

اس کی آواز کانپنے لگی۔ باہر بلوا کڑاکے کی سردی کے باوجود جلدی جلدی اپنے چہرے سے پسینہ پونچھنے لگا۔ وہ کس قدر بے چین بھی تھا۔ اس کے اندر ایک طوفان سا اٹھا ہوا تھا۔ اجنبی خاموش تھا۔ بالکل چپ۔

" اور . . . . .،، اس نے پھر کہنا شروع کیا ـــــ

" میں چیختی رہی، چلاتی رہی . . . . . اور وہ وحشی اپنی وحشت کے سلگتے ہوئے شعلے میں مجھے جھلساتے رہے۔ پھر میں بے ہوش ہو گئی۔ جب آنکھ کھلی تو میں اسی کوٹھے پر تھی۔ آج بھی ہوں اور . . . . .،،

اچانک دروازے کی کنڈی اتار کر بلوا کمرے میں گھس گیا۔ ہاتھ میں ننگا خنجر تھا۔ اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ آنکھوں میں شعلے لپک رہے تھے۔ لیکن چہرے پر بلا کی پاکیزگی تھی۔ اور معصومیت بھی۔ وہ آگے بڑھا۔ چندا نے چونک کر بلوا کو دیکھا۔ اجنبی حیرت سے بلوا کو اور کبھی چندا کو تک رہا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہ رہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی بلوا کا چھرا ہوا میں لہراتا ہوا اس کے سینے میں اتر گیا۔ اور فوراً ہی بجلی کی سی تیزی سے وہ چھرا چندا کی چھاتی تک پہنچ گیا۔ چندا تڑپ اٹھی۔ اور بولی ـــــ

" بلوا! یہ کیا . . . . .؟،،

" میں . . . . .،، بلوا کی کانپتی ہوئی آواز خاموش فضا میں رینگنے لگی ـــــ " میں اپنی زندگی کے گناہ۔ . . . . ایک عظیم گناہ کی داستان اس کوٹھے سے نیچے . . . . نہیں سن سکتا۔ میں . . . . . میں . . . . .،، اس کی آواز حلق میں اٹک گئی۔ اور اس کا خنجر چندا کے سینے میں بھی اتر گیا۔ اور تب وہ اس کی اپنی چھاتی تک آیا۔ اس نے ایک بار اجنبی کی لاش پر اپنی اچٹتی ہوئی نظریں اچھال دیں اور خنجر اپنے سینے میں مارتا ہوا چندا کی لاش کے بالکل قریب پہنچ گیا۔ اور . . . . . اور دھیرے دھیرے اس کے ٹھنڈے قدموں پر جھکتا چلا گیا۔ اس کے لب آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو رہے تھے۔

ـــــ " چندا مجھے معاف کر دینا . . . . . میں . . . . . میں بہت بڑا گنہگار ہوں . . . . . لیکن بے قصور ہوں . . . . . بالکل بے قصور . . . . . میری چندا . . . . . میر . . . . . ی . . . . .،،

وہ چندا کے قدموں پر گر پڑا۔ اس کی زبان ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی۔ اور اس کے سینے میں ایک راز گھٹ کر رہ گیا۔

بلوا چندا کا سگا بھائی رامو تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

رحمان شاہی
عالم گنج، پٹنہ ۷ ۸۰۰۰۰

افسانہ

ہاتھ کی دستک پر

عظیم اقبال

آج پھر بانکے لال کی چٹھی آئی تھی۔

شوانی نے کبیر داس کے دوہے اور ان کی تفسیر پڑھنے سے پہلے پتاجی کی چٹھی پڑھ ڈالی۔ کرشن کی شادی کی خبر تھی۔ پہلی بار بانکے لال نے کرشن کی نوکری پکی ہو جانے کی خبر دی تھی۔ میونسپلٹی کے دفتر میں اس کی بحالی ہو گئی تھی۔ اس بار کرشن کی شادی کی خبر تھی۔ لڑکی والے حسب اوقات جہیز دے رہے تھے۔ بارات قریب کے گاؤں میں اگلے ماہ کی بیس تاریخ کو جائے گی۔

شوانی نے سامنے کی دیوار پر ٹنگے کلنڈر کی جانب دیکھا دنوں کا حساب کتاب کرتی رہی۔ پھر ڈائری اٹھائی اور اگلے ماہ کے بیس تاریخ کو مصروفیت کا کالم بھرنے لگی۔ اس وقت تک گرمی کی چھٹیاں تو ہو جائیں گی لیکن اس بار کالج بند ہو جانے پر وہ گھر جانے کے بجائے یہیں رہ کر ریسرچ کا کام پورا کر لینے کا تہیہ کر چکی تھی۔ ڈاکٹر سنتوشی سے وہ پہلے ہی وقت لے چکی تھی۔ اس کی خاطر انھوں نے اس بار گرمیوں میں کشمیر جانے کا پروگرام بھی ملتوی کر دیا تھا۔

شوانی نے ڈائری کے صفحات الٹ پلٹ کرنے کے بعد سوچا کہ کیوں نہیں وہ تروینی کو خط لکھ دے کہ وہ کرشن کی شادی میں گھر جاتے ہوئے پہلے اس کے یہاں ڈراپ کرے۔ پھر وہ ساتھ ساتھ گھر کے لیے روانہ ہوں۔ شوانی نے لیٹر پیڈ نکالا۔ تروینی کو ایک مختصر خط لکھ کر اس نے لفافہ وینیٹی بیگ میں رکھ لیا۔ کالج جاتے ہوئے اسے پوسٹ کر دے گی۔ اس کی آج صرف دو کلاسیں تھیں۔ تھرڈ ائیر کو کبیر داس پڑھانا تھا۔ فرسٹ ائیر والوں کا ایک ٹیوٹوریل کرنا تھا۔ انھیں بھی کبیر داس کے دوہے پڑھا دے گی۔ کبیر داس کو پڑھنے اور پڑھانے میں اس کو بے انتہا سکون ملتا ہے۔ ہندی شاعری کیا عالمی شاعری میں کبیر داس کا جواب نہیں۔

شوانی نے تکیے کا سہارا لے کر سوچنا شروع کیا کہ کرشن کی شادی میں اسے کس کس مد پہ خرچ کرنا ہوگا۔ پچھلے دنوں ممتا نے اسے اپنی بیماری کے متعلق لکھا تھا تو اس نے ماں کو کچھ زیادہ ہی روپیے بھیج دیے تھے۔ دودھ، پھل، ٹانک وغیرہ پابندی سے لیتے رہنے کی تاکید بھی کی تھی۔ تروینی کو بھی ایلس کرشن ٹرپ پر جانے کے لیے معمول سے زیادہ خرچ بھیجنا پڑا تھا۔ اس نے بینک کا پاس بک نکالا۔ رقم کے ہندسوں کو وہ بار بار پڑھتی رہی۔ جمع تفریق کرنے میں اسے بڑا مزہ آیا۔ اسے خود پر ہنسی آگئی۔ یہ ہنسی تو اسے کبھی کبھار تنہائی میں ہی آتی ہے۔ اکثر تو بالکل بے وجہ آتی ہے۔ کالج میں کیسی گمبھیر بنی رہتی ہے! کوئی اس سے کھل کر بات بھی نہیں کر سکتا۔ اس کے اسٹوڈنٹس ہی نہیں اس کے ساتھی بھی اس سے دوری بنائے رکھتے ہیں۔ مگر سب اس بات کے قائل ہیں کہ شوانی جی اپنے سبجیکٹ پر اتھارٹی ہیں۔

ادبیات میں دلچسپی شوانی کو بچپن سے رہی ہے ـــ بانکے لال کو لکھنے پڑھنے کا شوق شروع دنوں سے رہا ہے۔ ان کی شاعری کے ذوق نے انھیں زندگی میں کلرکی سے آگے نہیں بڑھنے دیا۔ ممتا متوسط گھرانے سے آئی تھی۔ پڑھائی لکھائی اس کی رگوں میں رچی بسی تھی۔ وہ بھی محلے کے پرائمری اسکول میں استانی بن کر اپنے شوق کی تکمیل کرتی رہی۔ شوانی کو ماں باپ دونوں کی طرف سے ادب کا ورثہ ملا تھا۔ تروینی کو وراثت میں صرف ماں باپ کی انکساری ہی ملی۔ خراب صحت کے باوجود وہ میڈیکل کا کورس پڑھتی رہی۔ اس سال تو وہ مکمل ڈاکٹر بن رہی تھی۔ اس کا ہاؤس مین شپ ختم ہو رہا تھا۔

تروینی کی طبیعت آئے دن ہی خراب رہتی۔ شوانی کبھی ترنگ میں آتی تو اسے چڑھانے کے لیے کہہ دیتی ـــ

" چلو، میڈیکل پڑھنے کا اتنا فائدہ تو ہوگا کہ اپنا علاج کرانے کے لیے، ہمیں ڈاکٹر نہیں بلانا پڑے گا۔"

تروینی تڑ سے جواب ٹھونک دیتی ـــ

" دیدی! میں نے ڈاکٹری تو صرف اس لیے پڑھی ہے کہ تیرا علاج کروں گی تیرے دماغ کا!،،

شوانی مچل جاتی ـــ

" چل ہٹ! مجھے پاگل کیوں بناتی ہے؟ میں پاگل لگتی ہوں تمہیں؟،،

تروینی اس کے گلے میں جھول جاتی ـــ

"ایک دم تو نہیں، تھوڑا تھوڑا پاگل تو ہو!"
"اچھا! وہ کیسے؟"
شوانی کی بھویں تن جاتیں ـ
ترو یبنی تُرنت بات پلٹ دیتی ـ

بانکے لال کے گھر میں یہ پہلی تقریب تھی۔ ویسے بانکے لال کے حساب سے اسے تیسری تقریب ہونا چاہیے تھا۔ اس کا بس چلا ہوتا تو پہلے شوانی بیاہی گئی ہوتی، پھر ترو یبنی کی شادی ہوتی اور اب آخر میں کشن کی باری آئی ہوتی۔ عمر کے لحاظ سے بھی تو کشن کی باری تیسری بار آنی چاہیے تھی۔ شوانی اور ترو یبنی اس سے بڑی تھیں۔

شادی کی بھیڑ بھاڑ میں اکثر بانکے لال نے خود کو بالکل تن تنہا محسوس کیا۔ کوئی اس سے صلاح مشورہ کرے، اس کی رائے پوچھے، وہ اس کے لیے ترس کر رہ گیا۔ کسی نے اسے منہ لگایا ہی نہیں کسی موقع پر اس نے منہ کھولا بھی تو سب نے منہ پھیر لیا۔ کبھی کبھی تو جھنجھلا کر ممتا نے دو ٹوک کہہ بھی دیا ـــــ

"اب رہنے بھی دو، منہ نہ کھلواؤ۔ تم سے بال بچوں کی شادی ہوگی؟ بیٹیوں کی شادی تو کرتے کرتے رہ گئے تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ اب بیٹے کو تو خوشی خوشی بیاہ کر لینے دو۔ خواہ مخواہ رعب مت گانٹھو۔ الگ کونے میں چپ چاپ بیٹھ کر رام رام کرو یا بار بار اپنی کویتا کی کاپی میں کاٹ چھانٹ کرتے رہو۔"

ایسی جلی کٹی تو بانکے لال نے ساری عمر سنی تھی۔ اب زندگی کے دن ہی کتنے بچے تھے! نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد سے تو وہ اور بھی نکھٹو بن کر رہ گیا تھا ـــــ جس کے جی میں جو آتا بے کھٹکے سنا کر چل دیتا۔ وہ چپ چاپ سن کر رہ جاتا۔

گھر گھر جا کر ممتا سارے محلے کی عورتوں کو سمیٹ لائی۔ ڈھولک پر تھاپیں پڑنے لگیں، ہونٹوں پر گیت مچلنے لگے۔ شوانی اور ترو یبنی بھی ڈھول پیٹتیں، گیت کی تانیں اٹھاتیں نوجوان لڑکیاں کبھی لہک لہک کر گاتے گاتے ٹھمک ٹھمک کر ناچنے بھی لگتیں۔ شوانی اور ترو یبنی تالیاں پیٹتیں۔ ممتا کھل کھلائے جاتی۔ بانکے لال گھر کے شور شرابے سے اوب کر سڑک پر ٹہلنے نکل جاتا۔ دیر تک چوراہے پر کھڑے کھڑے بلا وجہ آنے جانے والے لوگوں کے چہروں کو گھورتا رہتا۔

شادی کے دن بھی شوانی نے اپنی پرانی سوتی ساڑی پہنی تو ترو یبنی اسے زبردستی گھسیٹ کر دور کونے میں لے گئی۔ ہاتھ جوڑ کر بولی ـــــ

"دیدی! آج تو اپنی ضد چھوڑ ہی دو! بھگوان کے لیے، آج تو کوئی سندر سا کپڑا پہن لو۔ ماں کیا سوچے گی! محلے کی عورتیں کیا سوچیں گی!"

شوانی ہنس کر بولی ـــــ

"کوئی سوچتا ہے تو سوچا کرے! سندرتا کپڑوں میں ہوتی ہے؟ پگلی! ـــــ تن میں؟ من کی سندرتا دیکھو!"

ترو یبنی تڑپ کر بولی ـــــ

"کویتا کر رہی ہو! کبیر داس نے تو تمہیں جوگن بنا دیا ہے!"

کشن دولہا بنا تو ممتا بلائیں لیتی رہ گئی۔ دونوں بہنوں نے بھائی کا کمرہ بڑے چاؤ سے سجایا ـــــ پلنگ کو پھولوں سے لاد دیا۔ رنگ برنگی کاغذی کلیاں، پتیاں جھنڈیاں اس گوشے سے اُس گوشے تک لہرانے لگیں۔

سہاگ رات کو شوانی کے اصرار پر ممتا نے سونے کا وہ ہار جسے اس نے بڑی تمنا سے شوانی کی شادی کے لیے بنوایا تھا۔ کشن کی دُلہن کو پہنا دیا۔ شوانی نے اپنی جانب سے دلہن کو لال نگ والی سونے کی انگوٹھی بھینٹ کی۔ ترو یبنی کو مذاق سوجھا تو فیملی پلاننگ پر لکھی گئی کتاب لے کر دلہن کا منہ دیکھنے پہنچ گئی بانکے لال نے بہو کو صرف آشیرواد ہی دیا ـــــ

بیاہ کے ہنگامے ختم ہوئے تو یکایک شوانی نے جانے کا اعلان کر دیا ترو یبنی نے بھی اپنا سوٹ کیس سنبھال لیا ـــــ کشن کی دلہن کے بہت ضد کرنے پر دونوں بہنیں مزید ایک دن کے لیے رک گئیں۔ اس دن مل جل کر پکنک منائی گئی۔ فوٹو گرافی ہوئی، رات میں سنیما کا پروگرام بنا ـــــ

جانے کی آخری گھڑیوں میں بانکے لال نے شوانی کو اپنے بلایا۔ کبیر داس پر چھپے ہوئے مضامین بانکے لال نے ادھر ادھر سے اکٹھا کر رکھا تھا۔ انھیں شوانی کو دیا تو وہ نہال ہو گئی۔ ادھر تازہ رسائل میں بانکے لال کی جو کویتائیں چھپ کر آئی تھیں انھیں بھی وہ دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی رہی۔

سارے وقت بانکے لال شوانی کو سر سے پیر تک نہارتا رہا ـــــ بہت دبلی ہو گئی تھی۔ اس کے بالوں میں جا بجا سفید تار جھلملانے لگے تھے۔ آنکھوں کے گرد کالے گھیرے نمایاں تھے۔ گالوں کی ہڈیاں ابھر آئی تھیں۔ بانکے لال کا دل مسوسنے لگا۔ اسے اپنے دل پر اختیار نہ رہا تو شوانی کے سر پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں بولا ـــــ

"بیٹی! یونہی عمر گذار دوگی؟"

ایک پل کے لیے شوانی نے نگاہیں اٹھائیں۔ اس کی آنکھوں میں گہری بے بسی تھی۔ دیر تک وہ چپ رہی تو بانکے لال نے رُندھے گلے سے پھر کہا ـــــ

"تمہیں دیکھوں نہ دیکھوں، تمہاری یاد تو برابر آتی ہے۔ تمہارے بارے میں سوچتا ہوں تو دل ڈوبنے لگتا ہے ـــــ کس کس کا میں دوشی ہوں! اب تم بیاہ کر لو، بیٹی! اپنے دوش کا بوجھ کم ہوتا ہوا محسوس کروں!"

شوانی پھیکی ہنسی ہنس دی ـــــ

"اب میری بیاہ کی عمر ہے، بابوجی؟"

شوانی کے لہجے میں ایک چبھتا ہوا سوال تھا۔

ایک لمحہ خاموش رہ کر بانکے لال نے مدھم لہجے میں کہا۔

"میں تو کب سے تمہیں صدائیں دیتا آ رہا ہوں ـــــ تم سنتی ہی نہیں۔"

شوانی نے ساڑی کا پلو پسینے پر جماتے ہوئے تیزی سے کہا ـــــ

"میں نے انکار تو کیا ـــــ پر آپ نے کبھی اصرار بھی کیا؟ آپ نے کبھی ضد بھی کی؟ بابوجی! ـــــ ایسا بھی کیا تھا کہ میں آپ کا کہا نہیں مانتی!"

شوانی کی آنکھیں ڈبڈبا آئی تھیں۔

آگے بانکے لال سے کچھ نہ بولا گیا۔

جاتے وقت ترو یبنی نے ممتا اور بانکے لال کے پاؤں چھوئے دیر تک کشن کی دلہن سے کانا پھوسی کرتی رہی۔ شوانی بانکے لال کے پاؤں چھونے کے لیے جھکی تو اس نے اسے اٹھا کر گلے سے لگا لیا بے اختیار اس کے آنسو نکل آئے۔ وہ ہچکیاں لے لے کر رونے لگا۔

(پٹنہ سے نشر)

بقیہ: الجھن

اوپر عمر کے لالہ گوردھن داس کی چھڑی ہوا میں لہرائی اور ان بوڑھے بازوؤں کی بے پناہ قوت کے ثبوت کے طور پر اس اجنبی نوجوان کے ہاتھ کی لوہے کی سلاخ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کئی فٹ دور جا گری۔ اس سے پہلے کہ چھڑی کا دوسرا وار پڑتا وہ نوجوان سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ چکا تھا۔ لالہ جی کی آواز اس کا پیچھا کر رہی تھی۔

"حرام زادے، خبیث، کمینے"

چند لمحوں بعد کشور اور لالہ جی اندر آئے۔ ماحول پھر ایک بار خاموش ہو گیا۔ دروازے بند کر کے لالہ جی بستر پر دراز ہو گئے آج ان کا ذہن مطمئن تھا ایک بے پناہ سکون کے احساس سے لبریز تھا۔ آج انہیں اس الجھن کا جواب مل گیا تھا کہ کشور سے ان کے رشتہ کی نوعیت کیا تھی۔ اس اجنبی نوجوان سے بے پناہ نفرت اور اپنے بھتیجے، اپنے خون سے اسی مناسبت سے محبت یہ جذبات بہ یک وقت ان کے ذہن میں پیدا ہوئے تھے۔ نفرت اور محبت کا یہی نقطۂ اتصال ان کے اور کشور کے بیچ، رشتے کی بنیاد تھا۔ شائد دنیا کے ہر رشتے کی حقیقت یہی تھی۔

(جالندھر سے نشر)

غزل

چاند نراین پکو مہر

لحد میں ہوں تو یہاں بھی مجھے جھنجھوڑے ہے
یہ بے کسی تو میرا ساتھ ہی نہ چھوڑے ہے
تمہیں فرشتے بھی جھک کر سلام کرتے ہیں
تمہارے آگے قیامت بھی ہاتھ جوڑے ہے
الٰہی پیارے ہی پیارے ہیں کیا قیامت میں
جسے بھی دیکھو وہ دامن مرا نچوڑے ہے
کرم کا اس کے بھروسہ نہ کچھ ستم کا یقین
کسی سے جوڑے ہے ناتا کسی سے توڑے ہے
کھلا ہوا ہے درِ میکدہ چلا آ شیخ
ارے حرم میں کہاں جا کے سر کو پھوڑے ہے
جو یار دوست تھے سب نے تو کہہ چھوڑ دیا
یہ دیکھنا ہے کہ کب سانس ساتھ چھوڑے ہے

(جے پور سے نشر)

افسانہ

شاخ سے ٹوٹ کر ....

شگفتہ امجد

موسم صبح سے ہی ابر آلود تھا۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے کبھی اتنے تیز ہو جاتے کہ نازک سے پودے گویا اپنے ٹوٹنے کے احساس سے کانپ کانپ جاتے۔ پانی کی پھوار کبھی ہلکی اور کبھی اچانک تیز ہو جاتی کچھ بھی ہو آج کا موسم نہایت دلکش تھا۔

ایلا جوشی آج جب فورتھ ایئر کو کیٹس کی ایک نظم پڑھا رہی تھی تو جانے کیوں وہ اچانک ایکدم بجھ سی گئی تھی، ایک پل کے لیے وہ اپنے پورے وجود سمیت کسی انجانی دنیا میں پہنچ گئی تھی۔ پھر وہ جیسے تیسے پیریڈ ختم کر کے کلاس سے باہر نکلی اور اپنے کوارٹر کی جانب بڑھ گئی۔ ایلا جب اپنے سجے سجائے کمرے میں پہنچی تو اپنے آپ کو بستر پر گرا دیا۔ سامنے کھڑکی کے شیشوں پر پانی کی پھوار سے بڑی عجیب سی صدائیں ابھر رہی تھیں۔ جانے کیا سوچ کر ایلا نے کھڑکی کے پٹ کھول دیئے اور پھر وہیں کھڑی ہو گئی۔ اب ٹھنڈی ٹھنڈی پھواریں اس کے سرخ و سپید رخساروں پر پڑنے لگیں۔ گرم رخساروں پر پانی کی ٹھنڈی پھواریں اسے اچھی لگ رہی تھیں۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں سے اس کے بال اڑ اڑ کر اس کے چہرے کو ڈھانپ لیتے۔ سامنے باغ میں ہوا کے تیز جھونکوں سے گلاب کیاریوں میں جھول رہے تھے۔ اچانک ہوا کا ایک بے رحم جھونکا آیا اور ایک تازہ کھلے گلاب کی حسین پنکھڑیاں فضاؤں میں منتشر ہو گئیں۔ اور ادھر ایلا کے دل میں جیسے کوئی کانٹا سا چبھ گیا۔ وہ مڑی اور اس نے ریڈیو گرام آن کر دیا۔ اگلے پل ایک پُر درد آواز میں اس کی بے چینی اور اضافہ کر دیا۔

شاخ سے توٹ کے گرنے کی سزا دو مجھ کو.....

ایلا پھر کھڑکی کے پاس چلی آئی۔ آج صبح سے ہی اس کے دل کی عجیب سی حالت ہو رہی تھی۔ اس کا دل جیسے کوئی فیصلہ کرنے پر آمادہ تھا۔ جانے کیوں اسے بار بار لگ رہا تھا جیسے اس کے وجود سے کچھ ٹوٹ کر کہیں گر گیا ہے۔ اس کے دل میں ایک بے نام سی خلش ابھر رہی تھی اور بار بار اسے اپنے خالی پن کا احساس ہو رہا تھا۔ اس کی نگاہیں پھر اسی ٹوٹے گلاب پر جم سی گئیں ــــ گلاب ...... سُرخ گلاب ... پھر وہ ماضی کے افق کی کوکھ میں سے کچھ ڈھونڈنے لگی۔

بکھری بکھری سی یادوں کے ٹکڑے ماضی کے افق پر تیرنے لگے۔ اور اسے یاد آیا۔ سرخ گلاب نیرج کو کتنا پسند تھا۔ وہ جب کبھی ایلا کے ساتھ لان سے گذرتا تو کسی تازہ کھلے ہوئے گلاب کو توڑ کر ایلا کی گھنیری زلفوں میں ٹانک دیتا۔ اور پھر بڑے پیار سے کہتا۔ "اس کی جگہ تو یہاں ہے۔"

مٹتی ہوئی یادیں اچانک ہی جاگ اٹھیں اور اس کا ذہن یادوں کے دھندلکوں میں بھٹک بھٹک کر کسی کو پکار اٹھا اسے یاد آیا۔ آج سے بارہ سال پہلے وہ کتنے ارمان، کتنی تمناؤں کو سمیٹے دلہن بن کر نیرج کے چھوٹے سے آنگن میں اُتری تھی۔ اس کا انگ انگ خوشیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ یہ شادی اس کی اپنی پسند، اپنی مرضی تھی۔ اس نے نیرج کی شخصیت، اس کی اعلیٰ تعلیم اس کے اعلا اوصاف اور انوکھے طرز گفتگو ہی سے تو متاثر ہو کر اسے اپنا جیون ساتھی چنا تھا۔ نیرج کی سدا سوچتی رہنے والی آنکھیں اسے بہت پسند تھیں اور وہ پہلی ہی بار ان آنکھوں میں ڈوب گئی تھی اور پھر ایسی ڈوبی کہ اس کا اپنا وجود ہی گم ہو گیا۔ ممی، ڈیڈی کی اکلوتی لاڈلی ایلا نے سب کو اپنی مرضی کے آگے جھکا ڈالا۔ اصل میں ایلا کا نیچر تھا بھی کچھ ایسا ہی کہ وہ شروع سے ہی جھکانا جانتی آئی ہے اس نے جھکنا نہ سیکھا تھا۔ بڑی ہونے پر اس کے دل میں جانے کہاں سے یہ خیال گھر کر گیا تھا کہ جھکنے سے وہ ٹوٹ سکتی ہے۔ شادی سے پہلے وہ نیرج کے آگے بھی جھکی نہیں تھی بلکہ اسے محسوس ہوا جیسے نیرج کے سامنے وہ اپنے دل کے ہاتھوں کچھ بے بس سی ہو گئی ہو۔

شادی کے بعد محبت اور پیار سے بھرپور چند دن اور چند راتیں ہی اسے ملی تھیں جو اس کی زندگی کا ماحصل بن گئی تھیں۔ پھر اسے احساس ہوا جیسے نیرج میں دھیرے دھیرے ڈرائیس اُگتا جا رہا ہے اور پہلی بار اس نے جانا کہ نیرج کے اندر آئی فیلنگس کا احساس کچھ زیادہ ہی ہے۔ وہ کسی کو توڑنے میں زیادہ لذت محسوس کرتا ہے۔ اکثر جب کبھی بڑے ارمان سے ایلا اس سے کوئی فرمائش کرتی تو وہ ہوں، ہاں کہہ کر ٹال جاتا۔ اور تب ایلا کو لگتا کہ وہ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتی جا رہی ہے۔ ٹوٹنے کے اسی احساس سے اس کا نازک سا دل دکھ کر رہ جاتا۔

اور پھر ایک دن وہ چپکے سے چلی آئی تھی اپنی اسی پرانی ڈگر پر تنہا چلنے کو جہاں سے کبھی وہ چلی تھی۔ اس نے دل بہلانے کے لیے کالج میں لکچر رشپ جوائن کر لی تھی۔ اپنی بھرپور محنت، لگن اور صلاحیت سے جب اس نے پڑھانا شروع کیا تو جیسے اس کی زندگی کو ایک نیا موڑ مل گیا۔ جہاں عزت، شہرت اور بلندی تھی ــــ مگر کسی کو کیا معلوم کہ ایک چیز جو ان سب سے بڑھ کر ہے وہ اس تک نہیں پہنچی۔ وہ اپنے خالی پن کا احساس لیے اپنی یادوں سے لپٹ کر جیتی رہی۔ اسی بیچ میں نیرج کے کئی خطوط آئے مگر ہر بار ایلا کی نگاہیں کچھ ڈھونڈتی ہی رہ جاتیں۔ وہ جانتی تھی کہ نیرج صرف اسی کا ہے مگر اپنی انا کے احساس کے تحت وہ کبھی اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کر سکتا ــــ ایلا چاہتی نیرج کسی خط میں اسے لکھے: "ایلا تم جیتی میں ہارا۔" مگر ایلا کی یہ حسرت، حسرت ہی رہی۔ اور چڑھ کر اس نے کسی خط کا جواب نہیں دیا۔ مگر آج سویرے جب اسے نیرج کا خط ملا تو جیسے اس کی روح تڑپ اٹھی اور وہ ساری ضد، ساری انا کو یکسر بھول گئی۔ خط کے الفاظ اس کے ذہن سے بار بار ٹکرا رہے تھے ــ

ایلا ڈارلنگ! پچھلے کئی دنوں سے میں سخت بیمار ہوں۔ مجھے دل کا دورہ پڑ رہا ہے۔ نگاہیں تمہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھکنے لگی ہیں۔ اس وقت مجھے تمہاری بہت ضرورت ہے ...

اور ایلا نے اچانک ہی بے اختیار ہو کر کہا۔

"نیرج ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی سب سے اہم ضرورت ہیں۔" پھر وہ تمناؤں کے ہجوم میں گھری اپنی منزل کی جانب چل پڑی۔ ــــــ

(پٹنہ سے نشر)

پہلے ایشائی کھیل

۴ر مارچ ۱۹۵۱ء کا دن ایک تاریخی دن تھا۔ اس دن نئی دہلی کے نیشنل اسٹیڈیم میں پہلی ایشیائی کھیلوں کا افتتاح ہوا۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرساد نے اپنے دست مبارک سے اس کا ادگھاٹن کیا۔ اولمپک کھیلوں کے تین آدرشوں CITIUS, ALTIUS اور FORTIUS، یعنی تیز تر، بلند تر اور قوی تر کی جانب پہلا قدم تھا۔

میزبان ملک ہندوستان کے علاوہ دیگر گیارہ ٹیموں نے شرکت کی اور شاہدین نیپال سے تشریف لائے۔ اس میں، ایتھلیٹکس، ایکویٹکس (تیراکی، پانی چھلانگ اور واٹر پولو)، فٹ بال، ویٹ لفٹنگ اور سائیکلنگ کے مقابلے ہوئے۔

اسٹیڈیم جس کی گنجائش تیس ہزار افراد کی تھی، مکمل طور پر شائقین کھیل کود سے پر تھا۔ تمام لوگ اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے جب برگیڈیر۔ دلیپ سنگھ، بعمر ۵۲ سال، جنہوں نے ۱۹۲۴ء میں پیرس میں منعقد اولمپک کھیلوں میں ہندوستان کی نمائندگی کی تھی، ایشیائی کھیلوں کی روشن مشعل لے کر میدان میں اترے۔ یہ مشعل آفتابی شعاؤں سے لال قلعے میں روشن کی گئی تھی۔ ہندوستانی ٹیم کے کپتان ملد بو سنگھ نے، جن کے ہاتھ میں ہمارا قومی جھنڈا تھا، تمام کھلاڑیوں کی طرف سے حلف اٹھایا۔ "ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم ان تمام قواعد کا احترام کرتے ہوئے جو ایشائی کھیلوں کے لیے ہیں صاف ستھرے مقابلے کی نظر سے ایشائی کھیلوں میں حصہ لیں گے۔ اور ملک کی عزت اور کھیلوں کی عظمت کے لیے کھیلوں کی اسپرٹ اور سچی اسپورٹس مین شپ کے ساتھ ان کھیلوں میں حصہ لینے کے خواہشمند ہیں۔

افتتاحی تقریب کی سرابرہی بھارت کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کی انھوں نے "کھیلوں کو کھیل کی نظریہ سے کھیلنے" کا پیغام دیا تھا۔ اس تقریب میں ایشین گیمز فیڈریشن کا جھنڈا وکٹری پول پر لہرا رہا تھا اور ساتھ میں میزبان ملک ہندوستان کا جھنڈا بھی سربلند تھا اور دوسری جانب فلپائین کا جھنڈا لہرا رہا تھا جہاں آئندہ ایشیائی کھیل منعقد ہونا تھے مہاراجہ پٹیالہ نے جو انڈین اولمپک اسوسی ایشن کے صدر تھے، کھیلوں کے اختتام کا اعلان کیا۔

چیف کمشنر کو مشعل سپرد کرنے کے بعد ریورس آرڈر میں مارچ پاسٹ ہوا اس کے بعد مقابلے میں حصہ لینے والے کھلاڑی رخصت ہوئے مشعل کو بجھایا گیا۔ فیڈریشن کے جھنڈے کو جھکایا گیا۔ گیارہ توپوں کی سلامی دی گئی۔ ۳۰ ہزار لوگوں نے قومی ترانہ گایا۔ اس طرح پہلے ایشیائی کھیلوں کا اختتام ہوا۔ کھیلوں کے انعقاد کا سہرا پروفیسر سوڈھی، اور مہاراجہ یادوندر سنگھ کے علاوہ سورگیہ انتھونی ڈی میلو کے سر ہی جاتا ہے۔

اہم نکات

تمغے

ملک کا نام	طلائی	چاندی	کانسہ
جاپان	۲۴	۲۰	۱۴
ہندوستان	۱۵	۱۶	۲۱
ایران	۸	۷	۱
سنگاپور	۵	۷	۲
فلپائن	۴	۶	۷
سری لنکا	۰	۱	۱
انڈونیشیا	۰	۰	۵
برما	۰	۰	۲

۱ - افغانستان، نیپال اور تھائی لینڈ کوئی تمغہ حاصل کرنے میں ناکام رہے۔

۲ - خواتین کی ایتھلیٹکس میں جاپان نے تمام نو تمغے حاصل کر کے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا۔

۳ - ایران نے ویٹ لفٹنگ میں تمام ۷ تمغے حاصل کر کے ایک ریکارڈ قائم کیا۔

۴ - جاپان کے ٹی یوشنے نے چکا، گولا اور بھالا پھینکنے میں تین طلائی تمغے حاصل کر کے ریکارڈ قائم کیا۔

۱ - ایک بھی ایسا کھیل نہیں تھا جس میں بھارت نے تمغہ حاصل نہ کیا ہو۔

۲ - لیوی پنٹو ایشیا کے سب سے تیز رفتار آدمی قرار پائے۔ انھوں نے سو میٹر کا فاصلہ ۱۰٫۷ سکنڈ میں پورا کیا۔ وہ پہلے ہندوستانی تھے جنھوں نے اس مقابلے میں دو طلائی تمغے حاصل کیے۔ ۲۲ سکنڈ میں دو سو میٹر کا فاصلہ طے کر کے انھوں نے یہ مقابلہ جیتا تھا۔

۳ - تیراکی میں بھارت نے ۴ طلائی تمغے حاصل کیے۔ کے پی ٹھاکر ٹورنامنٹ میں دوسرے ہندوستانی تھے جنھوں نے ۲ طلائی تمغے حاصل کیے جن میں سے ایک اسپرنگ بورڈ ڈائیونگ اور دوسرا ہائی ڈائیونگ کے لیے تھا۔

۴ - سنگاپور کو واٹر پولو میں ۴ کے مقابلے ۶ سے ہرا کر طلائی تمغہ حاصل کیا۔

۵ باڈی بلڈنگ میں انڈیا نے مسٹر ایشیا کا خطاب جیتا جب کہ بھارت کے پرمیل داس نے ایران کے محمد نمجا دو کے ۵۹۶ پوائنٹس کے مقابلے ۵۹۹ پوائنٹس حاصل کیے۔

۶ - فٹ بال میں ایران کو ایک کے مقابلے صفر سے ہرا کر بھارت ایشین چمپین بن گیا۔ یہ گول میوا لال نے کیا تھا۔

۷ - ۳۰۰ دن کے ریکارڈ مدت میں ایک نیا اسٹیڈیم، اسپورٹس ویلج اور سوئمنگ پول کی تعمیر کا کام ختم کیا گیا۔

۸ - دہلی کے نیشنل اسٹیڈیم میں سمنٹ کے سائیکل ٹریک بنائے گئے۔ اس سے پہلے ایشیا میں کوئی سائیکلنگ ہال نہیں تھا۔

نیشنل پروگرام

پیش کرتے ہیں۔

دوردرشن

کم کم موہنتی کا اڈیسی رقص : ۲۵ جون رات نو بجے

اڈیسی کو بھارت کا قدیم ترین انداز رقص سمجھا جاتا ہے۔ اڈیسہ جہاں اس کا جنم ہوا، مندروں کی سرزمین کہلاتا ہے۔ ان میں سے پوری اور بھوونیشور عظیم ترین سمجھے جاتے ہیں۔ یہ مندر فن، تہذیب اور مذہب کے مرکز ہیں اور یہیں پر فن رقص نے نشو و نما اور ترویج پائی۔ شیواتی، بدھ، جین، اور وشنوتی مندروں میں، جن میں کچھ تو دوسری صدی قبل از مسیح کے ہیں، رقص کے انداز سنگ تراشی کی شکل میں پائے جاتے ہیں۔

کم کم موہنتی کا تعلق بھی مندروں کی ایسی سرزمین سے ہے۔ اڈیسی رقص کی قدیم روایات اور ان کا نام ایک دوسرے سے جڑا ہوا محسوس ہوتا ہے انھوں نے کم عمری ہی میں یہ فن سیکھنا شروع کر دیا تھا۔ یہ منفرد فنکار اپنی صلاحیتوں سے رقص میں ایک نیا انداز پیدا کر دیتی ہے۔

چنموئی لاہری کا گائن

چنموئی لاہری ملک کے نمایاں گائیک ہیں حصول علم موسیقی کا آغاز انھوں نے میرس کالج آف میوزک لکھنؤ میں پنڈت ایس این رتن جنکر سے کیا۔ اس کے بعد انھوں نے بدایوں کے استاد چھوٹے خاں اور لکھنؤ کے خلیفہ خورشید علی خاں سے بھی علم موسیقی حاصل کیا۔ چنموئے لاہری کو کلاسیکی موسیقی کی تھیوری اور عملی واقفیت ہے جس کی بنیاد پر وہ راگوں کی غنائیت کو بے پناہ خوبی سے

ان کے صاحبزادے شیامل لاہری سنگت گائن دیں گے۔ سارنگی پر رمیش مشرا اور طبلے پر سنجے مکرجی سنگت دیں گے۔

منگل شب کی محفل موسیقی

وشوموہن بھٹ کا گٹار وادن : ۲۹ جون رات دس بجے

وشو موہن بھٹ، بھارت کے ان چند فنکاروں میں سے ہیں جو ہندوستانی کلاسیکی موسیقی کے لیے مغربی سازوں کا استعمال کرتے ہیں۔ گٹار کو ہندوستانی کلاسیکی موسیقی کے لیے قابل استعمال بنانے کے مقصد سے انھوں نے اس کے تاروں میں تبدیلی کی اور "چکاری" و "ترب" کے تار اور جوڑ دیئے اور گٹار کو ایک نئی شکل دی۔

وشو موہن بھٹ کے پروگراموں کو بے حد پسند کیا جاتا ہے۔

آکاشوانی

کمار گندھرو کا گائن : ۱۹ جون رات ساڑھے نو بجے

کلاسیکی موسیقی کے میدان میں کمار گندھرو کا نام بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے نہایت کم عمری ہی میں گانا شروع کر دیا تھا اور اپنا ایک منفرد انداز پیدا کر لیا تھا موسیقی کی تربیت انھوں نے اپنے گرو پروفیسر بی۔ آر۔ دیودھر سے حاصل کی لیکن راگوں کی تفہیم اور پیشکش میں اپنا انداز ترویج دیا خواہ وہ خیال گائیکی ہو یا ٹھمری اور بھجن ہو۔ یہ عظیم گائیک ملک کے طول و عرض میں منعقد بہت سی محافل موسیقی میں

اپنے فن کا مظاہرا کر چکا ہے۔ راگ کے مزاج، کو سمجھنا اور پھر اپنی شیریں آواز میں پیش کرنا کمار گندھرو کے فن کی انفرادیت ہے۔

جے میسی کا طبلہ وادن اور منیر خاں کا سارنگی وادن : ۲۶ جون رات ساڑھے نو بجے

جے۔ میسی　　منیر خاں

اردو سروس

پہلی مجلس

میڈیم ویو : ۴ر۴۲۷ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۴ر۲۸۰ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۷۰ر۴۸ میٹر (۶۱۶۰ کلو ہرٹز)

صبح
- ۵-۴۳ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
- ۵-۴۵ صبح گاہی
- ۶-۱۵ خبریں
- ۶-۲۵ شہر صبا
- ۷-۰۰ پرانی فلموں سے
- ۷-۳۰ شمع فروزاں
- ۷-۳۵ پروگراموں کا خلاصہ
- ۷-۳۸ ساز سنگیت (ساز ینہ)
- ۷-۴۵ گزشتہ شب ... کی دوہرا

نشریات (علاوہ جمعہ)
جمعہ: ہم سے پوچھئے (I III V)
اب کی بار (II VI)
- ۸-۰۰ آپ کی فرمائش
- ۸-۲۰ تاریخ ساز
- ۸-۲۵ آپ کی فرمائش (جاری)
- ۹-۰۰ آج کی بات (بجز جمعہ اور اتوار)
جمعہ/اتوار، آؤ کچھ!
- ۹-۰۵ آپ کی فرمائش (جاری)

(بجز جمعہ، اتوار)
- ۹-۱۵ لوک سنگیت (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ/اتوار، آؤ کچھ!
ہفتہ: گیت اپنے دیش کے (حب الوطنی کے نغمے)
- ۹-۳۳ کلاسیکی موسیقی (بجز جمعہ/ہفتہ/اتوار)
جمعہ: آپ کے فرمائشی گیت
ہفتہ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
اتوار: چلتے چلتے
- ۱۰-۰۰ اختتام

دوسری مجلس

میڈیم ویو : ۴ر۴۲۷ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز) ۴ر۲۸۰ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۱۰ر۳۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

دوپہر
- ۱-۵۸ سگنیچر ٹیون اور اناؤنسمنٹ
- ۲-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
- ۲-۰۲ خبروں کا خلاصہ
- ۲-۰۷ اتوار: آپ کا خط ملا
پیر: دھنک (I)
نگاہ انتخاب (III V)
فلمی قوالیاں (II VI)
منگل: عکس گیت (I III V)
میری نظر میں (II IV)
بدھ: ہلکی کلاسیکی موسیقی
جمعرات: دھوپ چھاؤں
جمعہ: سات سوال
ہفتہ: گیتا محلی (I III V)
گیت آپ کے ظفر ہمارے (II IV)
- ۲-۳۰ اتوار: گیتوں بھری کہانی (I)

محفل (II)
مشاعرہ (III)
غیر فلمی غزلیں (IV)
رنگ محل (V)
پیر: دھنک (I)
نگاہ انتخاب (III V)
رنگ رنگ (II IV)
- ۲-۳۰ منگل: بعد دو تبسم (I II IV)
گیت سے گیت (III V)
بدھ: بزم خواتین
جمعرات: پنگھٹ (I III V)
یادیں رنگین گیت (II IV)
جمعہ: امر سو غزل
ہفتہ: بزم خواتین
- ۳-۰۰ اتوار: فلمی قوالیاں (I III)
غیر فلمی قوالیاں (II IV)

رنگ محل (V)
پیر: ساز یہ
منگل: نئی نسل نئی روشنی
بدھ: فلمی دنیا (I III)
رنگا رنگ (II V)
بات ایک فلم کی (IV)
جمعرات: غیر فلمی قوالیاں (I III V)
دریچہ (II IV)
جمعہ: آواز دے کہاں ہے
ہفتہ: پھر سنیے
- ۳-۰۳ آپ کی پسند
- ۳-۰۰ جہاں نما (بجز اتوار)
- ۳-۱۰ آپ کی پسند
- ۳-۳۰ تبصرہ
- ۳-۳۵ آپ کی پسند
- ۳-۵۰ خبریں ... ۴-۰۵ اختتام

تیسری مجلس

میڈیم ویو : ۴ر۴۲۷ میٹر (۷۰۲ کلو ہرٹز)
شارٹ ویو : ۰۵ر۹۱ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

رات
- ۸-۰۰ خبریں
- ۸-۱۰ پروگراموں کا خلاصہ
- ۸-۱۵ صدائے شام (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے (اتوار کی سہ پہر کی نشر رات شریات)
- ۸-۲۰ جہاں نما (علاوہ اتوار)
اتوار: آواز دے کہاں ہے
- ۸-۳۰ حسن غزل (علاوہ اتوار)
- ۸-۴۵ امر گیت (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
- ۹-۰۰ اتوار، کھیل کھلاڑی (علاوہ پانچواں اتوار)
پانچواں اتوار، اردو دنیا
پیر: کلام شاعر
منگل: تقریر
بدھ: شہر نامہ (I III)
شبہ پارے (V)
دلی ڈائری (II IV)

جمعرات، ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
جمعہ، تقریر
ہفتہ: ریڈیو رپورٹ
- ۹-۱۵ آبشار (علاوہ جمعرات)
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
- ۹-۲۰ اتوار: کورس کار سے
پیر/بدھ غیر فلمی قوالیاں
منگل: علاقائی نغمے
جمعرات: ڈرامہ/خواب زار
تسلسل
جمعہ، افسانہ (I)
کتابوں کی باتیں (III)
کہانی سنگیت کی (II IV)
اس سہ ماہی میں تبصرہ (V)
ہفتہ: حیوان در پن
- ۹-۴۵ خبریں
- ۹-۵۵ آج کی بات

- ۱۰-۰۰ اتوار: رنگا رنگ (I V)
جمال ہمنشیں (II)
ادبی نشست (III)
دھرتی کے رنگ (IV)
پیر: ایک راگ کئی روپ (I)
داستان ایک شہر کی (II)
شکریہ کے ساتھ (IV)
ایک ہی فلم کے گیت (V III)
منگل: کھیل کے میدان سے (I III)
سائنس میگزین (V II)
مشاعرہ (IV)
بدھ: ریڈیو دوستی (I III)
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو (I IV V) (۱۰-۱۵ تک)
جمعرات: آئینہ (II IV)
لیجر (I III)
ماضی کے دیار (V)
جمعہ: رو برو (انٹرویو/مباحثہ)

ہفتہ: نئی نسل نئی روشنی
- ۱۰-۱۵ بدھ: خط کے لئے شکریہ (ساڑھے دس بجے تک صرف بدھ)
- ۱۰-۳۰ تعلیل ارشاد
- ۱۰-۴۵ تاریخ ساز
- ۱۱-۰۵ تعلیل ارشاد (تسلسل)
- ۱۱-۰۰ خبروں کا خلاصہ
- ۱۱-۰۵ تعلیل ارشاد (تسلسل)
- ۱۱-۲۵ شمع فروزاں
- ۱۱-۳۰ بزم موسیقی
- ۱۲-۰۰ خبریں

(نصف شب)
- ۱۲-۰۵ رجنی گندھا (فلمی نغمے)
- ۱۲-۳۰ شب رنگ (بزم قوالی)
- ۱۲-۵۸ اگلے دن کے پروگراموں کا خلاصہ
- ۱-۰۰ ختم

بدھ ۱۶ر جون

صبح
- ۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن
- ۶-۲۵ شہر صبا
نظیر احمد آکاشی، بیکل اتساہی، شمیم جے پوری اور محمد عثمان عارف کا کلام
وندنا واجپئی، شاد فدائی اور جگدیش مہتہ درد کا کلام
- ۷-۳۰ ساز سنگیت
ولایت حسین، شہنائی پر راگ بھیروی
- ۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
کرشنا بشٹ اور بھارتی چکرورتی
خیال شو بھا گری

دوپہر
- ۲-۳۰ بزم خواتین
ڈاکٹر سے ملاقات (ڈاکٹر ڈی کے سرپاستو)
گیت - کام کی باتیں

رات
- ۸-۳۰ حسن غزل
وندنا واجپئی، غزلیں
- ۸-۴۵ امر گیت
- ۹-۰۰ شہر نامہ
- ۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں
- ۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی
- ۱۱-۳۰ بزم موسیقی
ولایت حسین، شہنائی پر راگ کلاوتی

دوپہر
- ۲-۰۷ دھوپ چھاؤں
- ۲-۳۰ پنگھٹ
- ۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات
- ۸-۳۰ حسن غزل
کمل ہنس پال، ساغر نظامی اور پورن سنگھ ہنر کا کلام
- ۸-۴۵ ڈرامہ
- ۱۰-۰۰ فیچر
- ۱۱-۳۰ بزم موسیقی
دیپالی ناگ، الاپ، خیال بروا

جمعرات ۱۷ر جون

صبح
- ۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں
- ۶-۲۵ شہر صبا
کمل ہنس پال، امیر قزلباش، شاد فدائی اور ٹی کوثر کا کلام
ولایت حسین ساگر، عرش ملسیانی اور مجاز کا کلام
- ۷-۳۰ ساز سنگیت
نرمل گوہا، ستار پر راگ جونپوری

جمعہ ۱۸ر جون

صبح
- ۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت کلام مجید مع تفسیر، نعت و لنعتیہ کلام
- ۶-۲۵ شہر صبا
راجندر مہتہ ونینا مہتہ: جاں نثار اختر اور کیفی اعظمی کا کلام
سریندر کور: داغ دہلوی اور چراغ حسن حسرت کا کلام
- ۷-۳۰ ساز سنگیت
زرین دارو والا، سرود پر راگ شاردا
- ۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر
- ۲-۰۷ سات سوال
- ۲-۳۰ حرف غزل
- ۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات
- ۸-۳۰ حسن غزل
سریندر کور، غزلیں
- ۸-۴۵ امر گیت
- ۹-۰۰ تقریر
تحقیقی سرگرمیاں، پنت نگر یونیورسٹی
- ۹-۳۰ کتابوں کی باتیں
- ۱۰-۰۰ روبرو
- ۱۱-۳۰ بزم موسیقی

زریں دار و والا، سرود پر راگ جوگیا

ہفتہ ۱۹ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد

۶-۲۵ شہر صبا
شانتی ہیرانند، قادر اور حامد لکھنوی کا کلام
آسا سنگھ مستانہ، رام کشن مضطر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
شیو کمار شرما، سنطور پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
گرجا دیوی، ٹھمری، بھیروی، دادرا

دوپہر

۲-۰۷ گیتانجلی

۲-۳۰ بزم خواتین
'عورت کا درجہ جدید ہندوستان میں' تقریر از صادقہ ذکی

۳-۰۰ پھر سنئے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
شانتی ہیرانند، غزلیں

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ جیون درپن

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شیو کمار شرما، سنطور پر راگ کوشک دھونی

اتوار ۲۰ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
شنکر داس گپتا، غزلیں
ملکہ پکھراج، داغ اور درد کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
چنتامنی جین، جلترنگ پر بھیروی

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۷ آپکا خط ملا

۲-۳۰ مشاعرہ

۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ کھیل کھلاڑی

۹-۳۰ کیرتن کائے
مہندر سنگھ، ٹھمری، تلنگ

۱۰-۰۰ ادبی نشست
'علامت نگاری اور جدید عہد'

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
گنیش رام چندر بھپرے لوا
خیال بہاگ

پیر ۲۱ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن

۶-۲۵ شہر صبا
سدھا ملہوترہ، فاخر، مصحفی اور شکیل کا کلام
اقبال احمد صدیقی، عرش ملسیانی اور تابش دہلوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
اسد علی خاں، سرسوتی وینا پر راگ بلاسکھانی توڑی

۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی
غلام صادق خاں، خیال بھیروی

دوپہر

۲-۰۷ نگاہ انتخاب

۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
اقبال احمد صدیقی، غزلیں

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ کلام شاعر

۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اسد علی خاں، سرسوتی وینا پر راگ دیسی

منگل ۲۲ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
ششی لتا ورک، مخمور دہلوی،
فراق اور خمار بارہ بنکوی کا کلام
جمیل احمد، غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت
این راجن، وائلن پر راگ دیسی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
ایل کے پنڈت، خیال اہیر بھیرو

دوپہر

۲-۰۷ میری نظر میں

۲-۳۰ نغمہ و تبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
جمیل احمد، غزلیں

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ تقریر 'تجارت اور بیوپار'

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ مشاعرہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
این راجن، وائلن پر راگ جوگ

بدھ ۲۳ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد

۶-۲۵ شہر صبا
منوہر شوتم، فراق اور درد کا کلام
بلونت بنسل، مجاز، اور فیض کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
ستیش پرکاش قمر، شہنائی پر بیراگی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
کشوری امونکر، خیال جونپوری

دوپہر

۲-۰۷ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۲-۳۰ بزم خواتین
'رنگ روپ میں غذا کی اہمیت'، گیت - دسترخوان

۳-۰۰ بات ایک فلم کی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بلونت بنسل، داغ اور نوح ناروی کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ دلی ڈائری
تحریر، ذہین نقوی

۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۰-۰۰ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
کشوری امونکر، خیال مالکونس

جمعرات ۲۴ر جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
مینا کپور، فیض احمد فیض
ساحر لدھیانوی اور قیسی کوثر کا کلام
ستیش بھوٹانی، اقبال، غالب اور داغ کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
غلام حسین خاں، ستار پر راگ بھٹیار

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
اوما ڈے، خیال بلاسکھانی توڑی

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت

۳-۰۰ دریچہ

رات

۸-۳۰ تر لوک کپور، حسرت موہانی، حالی اور فانی کا کلام

۸-۴۵ ڈرامہ

۱۰-۰۰ آئینہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر پر خصوصی پروگرام

جمعہ ۲۵ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
تلاوت قرآن پاک مع تفسیر
نعت و نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہر صبا
امرجیت، غزلیں
ہرلیش بھاردواج، جاں نثار اختر، مجروح اور فنا نظامی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
شرن رانی، سرود پر راگ جونپوری

۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
امرجیت، غزلیں

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ تقریر، ہمارے عہد کے سوالات
تین دنیائیں کیوں؟

۹-۳۰ کہانی سنگیت کی

۱۰-۰۰ روبرو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شرن رانی، سرود پر راگ جے جے ونتی

ہفتہ ۲۶ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور بھجن

۶-۲۵ شہر صبا
برجو مہاراج، گگو ماتھر، غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت
بھجن سوپوری، سنطور پر راگ سگھائی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
الاسعونک، ٹھمری، بھیروی، دادرا

دوپہر

۲-۰۰ گیت آپکے شعر ہمارے

۲-۳۰ بزم خواتین
انمول نغمے - وعدہ بھول جانے کے

۳-۰۰ پھر سنیئے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
گگو ماتھر، غزلیں

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ جیون درپن

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
بھجن سوپوری، سنطور پر پوریا کایان

اتوار ۲۷ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
غلام علی، حسرت موہانی کا کلام
سیما شرما، جاں نثار اختر،
امیر قزلباش اور حفیظ جالندھری
کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
گھاسی رام نرمل، جلترنگ پر ہماس

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۰ آپکا خط ملا

۲-۳۰ غیر فلمی غزلیں

۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ کھیل کھلاڑی

۹-۳۰ کچھ بن کا ریے
محمد وزیر، ٹھمری کھماج اور دادرا

۱۰-۰۰ دھرتی کے رنگ، فیچر

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
یونس حسین خاں، واحد حسین خاں
خیال پٹ بہاگ

پیر ۲۸ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالی اور شبد

۶-۲۵ شہر صبا
ارملا ناگر، رضا امروہوی اور
بشیر بدر کا کلام
یونس ملک، داغ، قیصر قلندر
اور زبیر رضوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
رمیش پریم، وچترو ینا پر راگ اسکری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
بیجیانتی بھٹا چاریہ، خیال

دوپہر

۲-۰۰ فلمی قوالیاں

۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ارملا ناگر، فراق اور سکندر علی وجد کا کلام

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ کلام شاعر

۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۰-۰۰ شکریے کے ساتھ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رمیش پریم، وچترو ینا پر راگ درباری

منگل ۲۹ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
محمد حسین، کیفی اعظمی، سراج لکھنوی
اور جگر مرادآبادی کا کلام
ریتا گنگولی، حفیظ جالندھری کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
پنالال چوریہ، وائلن پر راگ
بیراگی بھیروں

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
شروتی ڈبلیو سد ولیکر، خیال رام کلی

دوپہر

۲-۰۰ بھگتی گیت

۲-۳۰ گیت سے گیت

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
ریتا گنگولی، غزلیں

۹-۰۰ ہمارا آئین۔
اقلیتوں کیلئے قاعدے اور مساوات،
تقریر

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ سائنس میگزین

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شروتی ڈبلیو سد ولکر، خیال کیدارہ

بدھ ۳۰ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت، قوالیاں، بھجن

۶-۲۵ شہر صبا
پشپارانی، غزلیں
معین الدین، شکیل، جگر، اور
اقبال کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
جگدیش پرکاش، قرا ور ساتھی
شہنائی پر راگ اہیر بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
حفیظ احمد خاں، خیال للت کیسر

دوپہر

۲-۰۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ رنگا رنگ، مزاحیہ ڈرامہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل
پشپارانی، غزلیں

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ شہ پارے

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
حفیظ احمد خاں، خیال رس رنجنی

اردو سروس سے نشر "بزم مشاعرہ" میں
(دائیں سے) امیر قزلباش، حسن نعیم، مشیر جھنجھانوی
ساجدہ زیدی، فہمیدہ ریاض، شہاب جعفری اور
مائک کے سامنے مظفر حنفی

میڈیم ویو

دہلی الف [illegible] میٹر ۸۱۹ کلوہرٹز
دہلی ب [illegible] میٹر ۱۱۶ کلوہرٹز
دہلی ج [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز
دہلی د [illegible] میٹر ۱۳۵ کلوہرٹز

شارٹ ویو

[illegible]

خبریں

دہلی الف: خبریں
ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی)
ہندی: صبح ۸-۰۰، ۱۱-۰۰، دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۱ شام ۵-۴۵ [illegible] شام ۶-۰۵، ۷-۰۵ (علاقائی)
رات ۸-۴۵، ۹-۰۵، ۱۱-۰۰ (عالمی) انگریزی: دوپہر ۱-۳۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰، شام ۶-۱۰
اردو: صبح ۸-۰۵، دوپہر ۱-۰۵ اور رات ۹-۱۵ (خبریں اور تبصرہ) پنجابی: دوپہر ۲-۱
دہلی "ب": ہندی: دوپہر ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے) انگریزی: صبح ۸-۰۱، ۱۰-۰۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۲ (دھیمی رفتار سے)
شام ۴-۰۰، ۶-۰۰، ۹-۰۰، ۱۱-۰۰ (عالمی) پنجابی: صبح ۸-۰۳ شام ۷-۳۰ ہندی نیوز لیٹر: صبح ۹ بجے
دہلی "د": ہندی: شام ۷-۳۰ انگریزی: رات ۹-۱۵ کھیل کود: شام ۷-۰۰ (ہندی) رات ۸-۰۰ (انگریزی)

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" شمارہ یکم جون دیکھیے

بدھ ۱۶ جون

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، رات ۹-۰۰ اشوک کمار وساتھی : شہنائی
۱۰-۳۵ مرنالنی کھانڈیکر : خیال
۱۱-۰۲، رات ۸-۳۰ گورو دیو سنگھ : سرود
۱۱-۳۰ وسنت ٹھکار : خیال

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کنڑ لوک گیت

شام

۵-۰۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ "نیا نگر"، جھلکی
تحریر و پیشکش : چرنجیت
۸-۱۵ وگیان آلوک : میگزین
"مانو مستشک"
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
میرا پلی دلیش پانڈے : گائن

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وسنت ٹھکار : گائن
۷-۵۰ سنگم : گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲ سریلا منشی : گیت، بھجن
۳-۳۰ آرچے شری : وینا
ڈی راماواسیر : گھاٹم

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵ لکشمن داس سندھو :
غزلیں اور ملتانی کافی
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

جمعرات ۱۷ جون

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰، ۱۱-۰۲، رات ۹-۰۰ اقبال احمد خاں : گائن
۱۰-۳۵ لیشونت رنگی : بانسری
۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰ مطلوب حسین : ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کونکنی لوک گیت

شام

۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ سندھی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
رادھے وینکٹا چلم : گائن
وی ایس چکرپانی : وائلن
وی رنگا ناتھن : مردنگم

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم : مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲ کلونت کور : گیت، بھجن
۳-۳۰ رادھے وینکٹا چلم : گائن

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵ سیما شرما : گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ دیہی خواتین کیلئے تعلیمی مواقع
انگریزی میں تقریر

جمعہ ۱۸ جون

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۹-۰۰ شرافت حسین خاں : ستار
۱۰-۳۵ غلام حسین خاں : خیال
۱۱-۰۲ بلدیو کرشن : جل ترنگ
۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰ رادھے راج : گائن

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ "عوام کا دشمن"، ناٹک
تحریر : ہینرک ابسن
ترجمہ : جے این کوشل
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ای کلیانی : وینا
سی وی نٹراجن : مردنگم

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
غلام حسین خاں : گائن
۷-۵۰ سنگم : تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲ لیلاسی جھنگیانی :
سندھی لوک گیت

شام

۶-۴۵، ۸-۴۵ سریندر کور : پنجابی گیت، شبد
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۱۹ جون

دہلی "الف"

صبح

۸-۱۰، شام ۵-۴۰، ۹-۰۰ نصیر الدین خاں گورے : گائن
۱۰-۳۵ درشن سنگھ : کلارنٹ
۱۱-۰۲ وجے شری منورکر : گائن
۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰ اجیت سنگھ : وچترووینا

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتھتی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : موسیقی
کمار گندھرو : گائن

دہلی "ب"

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم : کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
کشمیری لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵، ۴-۰۲ سراج احمد خاں : گیت، بھجن، غزلیں
۳-۳۰ درشن سنگھ : کلارنٹ

۶-۴۵، ۸-۴۵
پرساگیت
۹-۲ اورگیت ٹوناٹ

اتوار ۲۰ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
کمل سہگل کویتا سہگل: گائن
دنیش چندر سمن: طبلہ
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ آپکی فرمائش پر شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ یوواوانی سے
۱۱-۳۰، شام ۵-۳۵
للیتا ناگ راجن: گائن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'نیا نگر' جھلکی
تحریر: چرنجیت
۲-۳۰ 'عوام کے دشمن' ناٹک
تحریر: ہینرک ابسن
ترجمہ: جے این کوشل
شام
۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ مدورائی منی ائیر، کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
مسرت علی خاں: سرود
۷-۵۰ سنگم، اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
۳-۱۵، ۴-۰۲
آنند مکل مکرجی، گیت، بھجن
۳-۳۰ مسرت علی خاں: سرود
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پربھا بھارتی وساتھی، قوالیاں
۹-۳۰ کنسرٹ افیئرز

پیر ۲۱ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰
این این گھوش: ستار
محمد یاسین: طبلہ
۱۰-۳۵ آر ایس کمبوج، وچتر وینا
۱۱-۰۲، رات ۸-۱۵
ضمیر احمد: ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ سمبدھ سنگیت
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'اجلی بھر دھوپ' ناٹک
تحریر: گریش عشی
رات
۸-۰۰ سمواستھ رکشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
اپنی دھرتی اپنا دیش 'راجستھان'
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شرافت حسین خاں، گائن
چھوٹے خاں: سارنگی
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
چھوٹے خاں: سارنگی
۷-۵۰ سنگم: سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت
دوپہر
۲-۱۵، ۴-۰۲
شیلا راماسوامی، گیت، بھجن
۳-۳۰ آر۔ایس۔کمبوج، وچتر وینا
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
منیدرپال، گیت، بھجن
۹-۳۰ 'نوشین آف دی لوک'
انگریزی تقریر

منگل ۲۲ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
شیام گوپی رائے چودھری، سرود
اسلام پرویز: طبلہ
۱۰-۱۵، شام ۵-۳۰
شاستریہ سنگیت
۱۰-۳۰، شام ۵-۴۰
سدھیر گوتم: سنتور
۱۱-۰۲ امرت حسین: گائن
۱۱-۳۰ الیاس خاں بھارتی: ستار
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
جینتیہ لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
رات
۸-۰۰ ادوگ منڈل
۸-۱۵ قلم چرچا
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
مادھوری اوکا: سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم: بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت
دوپہر
۲-۱۵، ۴-۰۲
لیلا مرلی دھر، ملیالم گیت
۳-۳۰ شیام گوپی رائے چودھری، سرود
اسلام پرویز: طبلہ
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
کمل ہنس پال، گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۲۳ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، شام ۵-۴۰، رات ۹-۰۰
منی پرساد: گائن
غلام سرور صابری، طبلہ
۱۰-۳۵ گوروپرساد شرما: وائلن
۱۱-۰۲ پرمیلا پوری: خیال
۱۱-۳۰ سمبدھ سنگیت
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت
شام
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'نیا نگر' جھلکی
تحریر: چرنجیت
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا موضوع ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
نصیر ظہیر الدین ڈاگر اور
نصیر فیاض الدین ڈاگر: دھرپد
پرشوتم داس: پکھاوج
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پرمیلا پوری: گائن
۷-۵۰ سنگم: گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت
دوپہر
۲-۱۵، ۴-۰۲
امر سنگھ وساتھی: شبد
۳-۳۰ میتلی نرسمہم: کرناٹک گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
اندر نارائن: گیت، بھجن، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

جمعرات ۲۴ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰
ستیش کمار: ستار
۱۰-۱۵ وادیہ وادن
۱۰-۳۰ پریم ناتھ: خیال
۱۱-۰۲ محمد علی خاں: دلربا
وجے کرشن: طبلہ
۱۱-۳۰ ممتاز احمد خاں: خیال
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
شام
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم
۸-۱۵ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے: سلسلہ تقاریر
'ستیہ وادی بن کے'
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: ناٹک
'بیدیا مانو' آسامی ناٹک کا ہندی
عکس۔ تحریر: ارون شرما
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
ایم۔وی۔ مالتی: گائن

دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پنڈت اونکارناتھ ٹھاکر ؛ ٹھمری
۷-۵۰ سنگم ؛ مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
پنڈت اونکارناتھ ٹھاکر ؛ بھجن
۳-۳۰ ایم وی مالتی ؛ گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
محمود نظامی و ساتھی ؛ قوالیاں
۹-۳۰ ٹاکنگ اباؤٹ بکس ؛ بک ریویو
تحریر ؛ کے۔آر۔پانڈے

جمعہ ۲۵/جون

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، ۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
واسدیو دیش پانڈے ؛ گائن
پریم کمار ؛ طبلہ
۱۰-۳۵ ، شام ۵-۴۰
سعید ظفر خاں ؛ ستار
۱۱-۳۰ نرسیدر کمار کے شاہ ؛ بانسری
منجو خاں ؛ طبلہ

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام

۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'گاندھی جی اور کرشنک' ، تقریر
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ 'میرے بھائی میرے دوست' ناٹک
تحریر ؛ دیاپرکاش سنہا
پیشکردہ ؛ عزیز قریشی
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
وینکٹارامانجم ؛ وائلن
دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ؛ تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
بانی مکرجی ؛ رابندر سنگیت
۳-۳۰ کے وی وینکٹارامانجم ؛ وائلن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
ایرا نگم ، گیت ، بھجن ، غزل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ انگریزی فیچر

ہفتہ ۲۶/جون

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰ ، ۹-۰۰
جگدیش موہن ؛ جلترنگ
۱۰-۰۵ وادیہ وادن
۱۰-۳۰ راجیش کماری بیو ، گائن
۱۱-۰۲ راجیش کمار شرما ، ستار

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت

رات

۸-۰۰ سوواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ موسیقی
جے میسی ؛ طبلہ
منیر خاں ؛ سارنگی
دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، ملیالم گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
گڑھوالی لوک گیت

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
ستّے سنگھ ، غزلیں
۳-۳۰ راجیش کماری بیو ؛ گائن

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پیر سار گیت
۹-۳۰ اور گیسٹ ٹونائٹ

اتوار ۲۷/جون

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
بھگوان داس شرما ، سنتور
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ حفیظ احمد خاں ؛ گائن
فیاض خاں ؛ طبلہ
۱۱-۰۲ یوواوانی سے
۱۱-۳۰ ، شام ۵-۳۵
ٹی ایس سنکرن ، بانسری
۱۲-۱۵ 'نیا نگر'
تحریر ؛ چرنجیت
۲-۳۰ 'میرے بھائی میرے دوست' ناٹک
تحریر ؛ دیاپرکاش سنہا

شام

۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۳۰ ساہیتکی
۹-۳۰ سنگیت پتریکا
۱۰-۰۰ چین
اسا داس پنچاگالے ؛ پکھاوج
امیر حسین خاں ؛ طبلہ
دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ، آسامی گیت
۹-۱۵ اپنی نگری

دوپہر

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
غلام صابر و ساتھی ، قوالیاں

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
تسنام سیٹھی و ساتھی ، شبد
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۲۸/جون

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، رات ۹-۰۰
پنالال چورسیہ ؛ وائلن
نذیر احمد ، طبلہ
۱۰-۳۵ رمیش چندر جیمولی ، گائن
۱۱-۰۲ اوشا کرن ؛ ستار
نواب سراج خاں : طبلہ
۱۱-۳۰ ، رات ۸-۱۵
سبدھ سنگیت
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تامل لوک گیت

شام

۵-۳۰ شاستریہ سنگیت
۸-۰۰ سوواستھ رکھشا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ؛ ہندی تقریر
پرشنوں کے بیچ
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
شجاعت حسین خاں ، ستار
دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم ؛ سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت

۳-۱۵ ، ۴-۰۲
رما ڈونگرے ، گیت ، بھجن
۳-۳۰ پنالال چورسیہ ؛ وائلن
نذیر احمد ؛ طبلہ

شام

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
انجلی بنرجی ، غزلیں
۹-۳۰ 'لوٹین آف دی ووک'
انگریزی پروگرام

منگل ۲۹/جون

دہلی 'الف'

صبح

۸-۱۰ ، شام ۵-۴۰ ، ۹-۰۰
شفیع احمد ؛ گائن
غلام غوث بھارتی ؛ طبلہ
۱۰-۳۵ غلام احمد قادری ؛ ستار
۱۱-۰۲ جواہر لال مٹو ؛ گائن
۱۱-۳۰ سبدھ سنگیت

دوپہر

۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ارن لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ برطانیہ میں بھارت سماروہ
۹-۳۰ 'وے ناک سے بولتے ہیں'
تحریر ؛ سریندر ورما
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
وشوموہن بھٹ ، گٹار
دہلی 'ب'

صبح

۷-۳۰ سنگیت سوربھی

۷-۵۰ سنگم ، تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳-۲۰-۴
بے اشرہا ، گیت ، غزل
۳-۳۰ جواہر لال منٹو ، گائن

شام
۴۵-۶-۴۵-۸
دینا ناتھ ، بھجن ، گیت ، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، انگریزی تقریر

بدھ ۳۰ جون

دہلی 'الف'

صبح
۱۰-۸ ، شام ۴۰-۵-۰۰-۹
شہر مشتاق حسین ، ستار
مشتاق قریشی ، طبلہ
۱۰-۲۵ مختار احمد ، سرود
۱۱-۰۲ گوری گوبا ، گائن
۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گنگا مدھ لوک گیت

شام
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۳۰ مختار احمد ، سرود
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا

دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
سنگم ، گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت

دوپہر
۱۵-۳-۲۰-۴
نقی ودلدار قوال ساتھی ، قوالی
۳-۲ سمناشا نتارام ، کرناٹک سنگیت

شام
۴۵-۶-۴۵-۸
صلاح الدین احمد ، گیت ، غزلیں
۹-۳۰ یووانی سے انتخاب

لکھنؤ

میڈیم ویو لکھنؤ الف ۲۹۰.۱ میٹر ۱۰۳۴ کلوہرٹز لکھنؤ ب ۲۵۸.۸ میٹر ۱۱۵۹ کلوہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ ب ۴۹.۰۲ میٹر ۶۱۲۰ کلوہرٹز (صبح ۵.۵۵ سے ۸.۰۰ تک اور شام ۵.۱۵ کے بعد) ۴۱.۸۲ میٹر ۷۱۷۰ کلوہرٹز ۳۱.۲۳ میٹر ۹۶۰۵ کلوہرٹز

خبریں

ہندی انگریزی صبح ۷.۰۰ (علاقائی)
ہندی صبح ۹.۰۰ بجے دوپہر ۱۰.۵ ، شام ۶.۰۰ ، ۸.۴۵ اور ۱۱.۰۵ بجے انگریزی صبح ۹.۱۰ دوپہر ۱.۰۰ بجے
شب ۱۰.۰۰ اور ۱۱.۰۰ بجے سنسکرت صبح ۷.۰۰ بجے شام ۶ بجے اردو صبح ۸.۰۵ بجے شب ۹.۱۵ بجے
بولیٹن (ہندی) صبح ۹.۰۰ بجے ضلع کی چٹھی صبح ۹.۰۵ بجے
علاقائی دوپہر ۲.۳۰ بجے (اردو) ، صبح ۲.۰۰ بجے شام ۷.۰۰ بجے (ہندی)

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم ، منگل دھونی
۶-۰۵ کرشی چرچا اور موسم کا حال
۶-۲ آرادھنا
۶-۴۵ گاندھی چرچا (جمعہ)
۶-۵۰ وچار وندو (جمعہ کے علاوہ)
۶-۵۵ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال
۵-۰۰ مانس گان
۷-۱۵ آپ کے آس پاس
ڈیپیر (اتوار)
۷-۳۰ سنسکرت شکشا (پیر ، جمعرات) ، تلگو سکشا (منگل ، بدھ ، جمعہ)
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳ یووا پروگرام
۹-۱ اس ماس کی کھیتی (اتوار)
۹-۱۵ بچوں کے لیے دھنیا (اتوار)
۹-۳۰ سرگم ، آپ شاستری سنگیت
رسمی پروگرام (صرف اتوار)
۹-۴۵ بال سنگھ (اتوار)
۳-۱ دیواریہ سنگیت سبھا (اتوار)
۱۱-۳ اختتام

دوپہر
۱۲-۰۰ بارہ دری (اتوار)
۱۲-۱ دیہاتیوں کے لیے (اتوار کے علاوہ)
۱۲-۳ کارخانوں میں کام کرنے والوں کے لیے (اتوار)

ملے جلے گانے (پیر)
سرس (بدھ)
چتر پٹ سے (جمعرات جمعہ)
۱-۱۰ آج اتوار ہے (اتوار)
گھر آنگن (پیر اور جمعرات)
گرہ لکشمی (منگل اور جمعہ)
راگ رنگ (ہفتہ)
۱-۲۵ لوک گیت (اتوار)
۱-۴۰ جوانوں کے لیے
۲-۲۰ وگیان اور کسان
۲-۳۵ موسم کا حال اور اختتام

شام
۴-۳ دستکاری (روزانہ)
۴-۳۵ لوک گیت (روزانہ)
۴-۴۵ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال (روزانہ)
۴-۵۰ سنگم سنگیت (پیر سے ہفتہ تک)
رو مہ رسنگیت (صرف اتوار)
۵ یووا وانی (روزانہ)
۵-۳۵ فلم سنگیت (جمعہ کے علاوہ روزانہ)
بچوں کے لیے دھنیا (جمعہ)
۶-۱۵ ترنگ ، ریڈیو گوشٹھی (اتوار)
۶-۴۵ مزدور منڈل (اتوار کے علاوہ)
کل کے کاریہ کرم
۶-۵ کسانوں کے لیے (منگل ، جمعہ کے علاوہ)
دیہاتی ریڈیو گوشٹھی (منگل اور جمعہ)

۳-۰۰ اکاش
(اتوار ، پیر ، منگل ، جمعرات اور جمعہ)
آؤ بیا (بدھ)
ال گو مال (جمعہ)

۸- ہندی اور بیر (اتوار سے جمعہ تک)
۹-۳ انگریزی تقریر (اتوار ، بدھ)
۹-۳۵ بھارت بھارتی (منگل)
بروا کلیاں پر سوہری (بدھ)
۱۰- سانجھلی (پہلے اور چوتھے پیر کو)
سا کر موسیقی کا تعبدی
جائزہ (ہر اتوار کو)
۱۰- موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح
۵-۵۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۷-۴۵ اختتام
۸-۰۰ لکھنؤ الف کے مطابق
۹-۰۰ اختتام
۱۱-۳ لکھنؤ الف کے مطابق (اتوار)

دوپہر
۱۲- لکھنؤ الف کے مطابق
۲-۳۵ اختتام

شام
۵- لکھنؤ الف کے مطابق
۵-۳۵ اراتی پروگرام (لکھنؤ اور بجٹ آباد)
۶-۴۵ لکھنؤ الف کے مطابق
۱۱- اختتام

بدھ ۱۶ جون

صبح
۷-۴۵ ساز غزل
۸-۳۰ اردو پروگرام
'آب حیات کے لطیفے' فیچر
۱۰-۹ ، دوپہر ۱۰-۱
وی وی مہادانے ، خیال

رات
۹-۳۰ 'ایڈ جسٹمنٹ پرابلمس' ،
سائیکیاٹرسٹ سے انگریزی میں انٹرویو
۱۰-۰۰ 'زہر چاند کا' ، ناٹک
تحریر ،

گنگا پرساد مصر

۱۰-۳۰ امجد علی خاں ، سرود

جمعرات ۱۷ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام
۱۰-۹ ، رات ۳۰-۱۰
غلام صابر قادری ، سارنگی

شام
۵-۴۵ فلم سنگیت
۱۰-۰۰ جن پد کی جھانکی

جمعہ ۱۸ جون

صبح
۷-۳۰ سورویلا
ہندی میں نظم خوانی
۸-۳۰ اردو پروگرام ، میگزین
'' نئی نسل کی تربیت ' اسکول اور
کالج میں ' ، عبدالسلام صدیقی کی
تقریر
(۲) رنگ تغزل
۱۰-۹ ، رات ۳۰-۸
دریا کر گڈے ، گائن

رات
۹-۳۰ 'مٹھی میں قید' ، ناٹک
تحریر ، دنیش بھارتی
۱۰-۰۰ آمنے سامنے

ہفتہ ۱۹ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام ۔ خواتین کیلئے
افسانہ از عطیہ پروین

دوپہر
۱-۱۰ راگ رنگ
کنٹھے مہاراج

شام
۵-۴۵ فلم سنگیت
۸-۰۰ پریچرچا
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی

اتوار ۲۰ جون

صبح
۷-۳۰ بیلا ساور ، گیت ، بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
'کرگھے کے پھول'
گورکھپور کی کرگھا صنعت پر تمثیلی فیچر
تحریر و پیشکش ، شفاعت علی
۹-۱۰ مربھی ، ہلکی کلاسیکی موسیقی

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
'مان نہ مان میں تیرا مہمان' ، جھلکی
تحریر ، موہنی جوشی

رات
۸-۱۵ بھارت سماروہ
۱۰-۰۰ رتناکر ، موسیقی کا تنقیدی جائزہ

پیر ۲۱ جون

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰
علی وارث وساتھی، نعت وغزل

۸-۳۰ اردو پروگرام
'دل کی بیماریاں، اسباب واحتیاط'
ڈاکٹر منصور حسن سے ڈاکٹر جی آر خاں
کی بات چیت

۹-۱۰، رات ۸-۳۰
جی سی پلسکر، خیال

رات

۹-۴۵ اور ۱۰-۳۰
اشوک گوسوامی، وائلن

منگل ۲۲ جون

صبح

۷-۴۵، شام ۴-۵۰، ۸-۲۰
روپالی مکرجی، گیت، بھجن

۸-۳۰ اردو پروگرام 'میگزین'

دوپہر

۲-۳۰ من بھاون

رات

۸-۰۰ سنسکرت پروگرام

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲۳ جون

صبح

۷-۴۵ ساز غزل

۸-۳۰ اردو پروگرام
'روزہ کی افادیت'، تقریر از
حکیم شکیل احمد شمسی

۹-۱۰، رات ۸-۳۰
موتی لال بھٹ، خیال

دوپہر

۱-۱۰، رات ۱۰-۳۰
نکھل بنرجی، ستار

رات

۱۰-۰۰ ناٹک

جمعرات ۲۴ جون

صبح

۷-۴۵ شام ۴-۵۰، ۸-۱۵
شیل نگم، گیت، بھجن

۸-۳۰ اردو پروگرام
شعلہ نشست

۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
سنتوش ماتھر، خیال

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، فیچر

جمعہ ۲۵ جون

صبح

۷-۳۰ سور ویلا
ہندی نظم خوانی

۷-۴۵ پیارے میں، غزلیں

۸-۳۰ اردو پروگرام، میگزین

۹-۱۰، رات ۱۰-۳۰
بھگوان داس معصر، سارنگی

دوپہر

۱۲-۰۰، شام ۴-۵۰
ایراسین گپتا، گیت اور بھجن

رات

۹-۳۰ سلور کنگ، ناٹک
تحریر، آغا حشر کشمیری

ہفتہ ۲۶ جون

صبح

۷-۴۵، دوپہر ۱۲-۰۰، شام ۴-۵۰
انجنا چٹرجی، گیت، بھجن

۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کیلئے

دوپہر

۱-۱۰ سدھیشوری دیوی، گائن

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲۷ جون

صبح

۷-۴۵ منور حسین جمالی، غزلیں

۸-۳۰ اردو پروگرام
یہ بستیاں ہماری، قصبہ موہان، فیچر
ترتیب وپیشکش، شجاعت علی

دوپہر

۱-۱۰ آج اتوار ہے
'رسید کا چکر'، جھلکی
تحریر، سورج کپور الہ آبادی

رامپور

۳۳۶٫۷ میٹر ۸۹۱ کلوہرٹز

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۱۰ حالی ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۰۱ شام ۶-۰۰ رات ۸-۴۵ انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ رات ۹-۰۰
اردو: صبح ۶-۵۰ اور رات ۹-۱۵ سماچار ریز ہندی: صبح ۹-۰۰
ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۰۲

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم آرمبھک دھن گرشا منگل دھونی
۶-۲۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ) جمعہ، [illegible]
۶-۳۰ سوا کسانوں
۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ بھارتا شکتا (علاوہ جمعہ واتوار) جمعہ کادیر سور، اتوار آج اتوار ہے
۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو) [illegible] (ہر جمعہ کو) سُر سنگیت (صرف [illegible] منگل، بدھ اور ہفتہ کو)
۸-۳۰ لوک گیت
۸-۳۰ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)
۹-۱ [illegible]
مالی کت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳۰ آپ کے لیے (ہر اتوار کو) علمی قوالی (ہر پیر کو) آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سور سنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)
۱۲-۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)
۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۱-۰۱ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
کھلا خط (ہر پیر کو)
دھرتی کی [illegible]
(پہلے تیسرے اور پانچویں منگل کو) [illegible] راگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو) گرامین مہلاؤں کے لیے (ہر بدھ کو)
گلدستہ (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سواستھ سندیش (ہر سنیچر کو)
۲-۳۰ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)
۲-۲ [illegible] سنگیت (ایک ہی تالا)
۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۰۱ [illegible]
۶-۳۰ یووانی
[illegible] کرشی جگت
۷-۳۰ کرشی جگت کا مالی حصہ
۷-۴۵ پریوار کلیان [illegible] (ہر اتوار کو) اردو پروگرام (ہر پیر کو) انگریزی تقریر ([illegible] بدھ کو) آپکے لئے (دوسرے اور چوتھے بدھ کو) [illegible] (ہر بدھ کو) آپکی پسند (ہر جمعرات کو) [illegible] (ہر جمعہ کو)
سندھی تقریر (ہر سنیچر کو)
۸-۰۰ سگم سنگیت (علاوہ اتوار و منگل)
اتوار [illegible] منگل سنسکرت پروگرام
۸-۱۵ پرادیشک سماچار (ہر اتوار کو) شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)
۸-۲ ادبی دور (ہر منگل کو)
۹-۳ [illegible]
۹ [illegible] (ہر اتوار کو) [illegible] (ہر جمعہ کو)
۹-۴۵ [illegible] (ہر اتوار کو) [illegible]
۱۰-۰۰ [illegible]

بدھ ۱۶ جون

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۰۰
غلام صابر وساتھی، نعت وقوالی

۸-۲۰ وینا تیواڑی، گیت

دوپہر

۱-۱۰ 'آنچل'
(۱) بچے کا صاف پانی کیسے حاصل کریں
(۲) لڑکیوں کے لئے تعلیم ضروری

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
استاد عبدالوحید خاں، خیال

شام

۶-۳۰ یووانی

۸-۰۰ کرشی جگت

جمعرات ۱۷ جون

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

دوپہر

۱-۱۰، رات ۸-۱۵
روی شنکر، ستار وادن

شام

۶-۳۰ یووانی
خطوں کے جواب، یووا پسند

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۰۰ جونے بار
محمد اسلم، غزلیں

جمعہ ۱۸ جون
صبح
۷-۳۰ واتاین
۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
دوپہر
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
پنڈت جسراج ، خیال
شام
۶-۳۰ یووا وانی
کچھ چٹکلے کچھ گیت
کرشی جگت
۷-۰۰
۸-۰۰ جعفر حسین قوال وساتھی

ہفتہ ۱۹ جون
صبح
۷-۴۵ محمد رفیع ، گیت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
فلمی پتریکا پروگرام
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ 'اگر بھیڑ سے جینا ہو' ، تقریر از الیشور سنگھل
۸-۰۰ رس دھارا
شیام موہن

اتوار ۲۰ جون
دوپہر
۱۲-۳۰ آپکے لیئے
۱-۱۰ پریوار جگت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ منیر ، غزلیں
۹-۳۰ صغیر خاں وساتھی ، چہاربیت

پیر ۲۱ جون
صبح
۷-۴۵ مدن موہن گوسوامی ، بھجن
دوپہر
۱-۱۰ بندیا
۱-۴۰ استاد عبدالکریم خاں ، خیال
شام
۶-۳۰ یووا وانی
۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام

۸-۰۰ غلام صادق خاں ، رتنا گنگولی
بھجن

منگل ۲۲ جون
صبح
۷-۴۵ شیمہ دیو ، کیلاش شرواستو
غزلیں
دوپہر
۱-۴۰ ستیش چند شرواستو ، ستار
شام
۶-۳۰ یووا وانی
(۱) پریکریا
(۲) میری پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
خطوں کے جواب

بدھ ۲۳ جون
صبح
۷-۴۵ آرتی مکرجی ، آشا بھونسلے
گیت
دوپہر
۱-۱۰ آنچل
(۱) بھینٹ وارتا ، شاردا وریا
(۲) مرکے پسند ہے لیکن ! ، جھلکی
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
بھیم سین جوشی ، خیال
شام
۶-۳۰ یووا وانی
یووا پسند
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۵ الکا پرکاش ، اینما شرواستو اور
کیلاش شرواستو

جمعرات ۲۴ جون
صبح
۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام
دوپہر
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
دی جی جوگ اور بسم اللہ خاں
وائلن و شہنائی
شام
۶-۳۰ یووا وانی
خطوں کے جواب ، یووا پسند
۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۰۰ جوٹے بار
شجاعت حسین خاں ، غزلیں

جمعہ ۲۵ جون
صبح
۷-۳۰ کاویہ سوربھ
۸-۲۰ لوک گیت
۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
دوپہر
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
سودیپ کمار مترا ، گٹار
شام
۶-۳۰ یووا وانی
کچھ چٹکلے کچھ گیت
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ یونس ملک ، کماری رینوکا
غزلیں

ہفتہ ۲۶ جون
صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
ورییندر کمار ، بھجن ، گیت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ پریچرچا
۸-۱۵ استاد بڑے غلام علی خاں ، خیال

اتوار ۲۷ جون
دوپہر
۱۲-۳۰ آپکے لیے
۱-۱۰ پریوار جگت
شام
۶-۳۰ یووا وانی
شعری نشست
۷-۰۰ کرشی جگت
۸-۰۰ لتا منگیشکر ، بھجن
۹-۳۰ شہزادے میاں وساتھی

چہاربیت

پیر ۲۸ جون
صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
منور حسین جالی ، غزلیں
دوپہر
۱-۱۰ بندیا
۱-۴۰ ڈی وی پلسکر ، خیال
شام
۶-۳۰ یووا وانی
۷-۰۰ کرشی جگت
۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام

منگل ۲۹ جون
صبح
۷-۴۵ رونا لیلیٰ ، گیت
۸-۲۰ شیام موہن
شام
۶-۳۰ یووا وانی
(۱) پریکریا ، (۲) میری پسند
۷-۰۰ کرشی جگت

بدھ ۳۰ جون
صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۰۰
محبوب جعفر خاں اور ساتھی
نعت ، قوالی
۸-۲۰ پی دو بے
دوپہر
۱-۱۰ آنچل
۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
استاد فیاض خاں ، خیال
شام
۶-۳۰ یووا وانی
یووا پسند
۷-۰۰ کرشی جگت

خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر کیجئے

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر الف 343.6 میٹر 873 کلوہرٹز جالندھر ب 427.3 میٹر 702 کلوہرٹز
چنڈی گڑھ 209.6 میٹر 1430 کلوہرٹز (شام 6-01 تا 10-30 بجے تک)

خبریں

ہندی : صبح 8-00، دوپہر 1-05، 2-10، 2-35 (دیہی نقارے) شام 5-06، 6-20 (پرادیشک سماچار) رات 8-45، 10-05، 11-00
پنجابی : صبح 8-30، دوپہر 1-30، شام 6-10 (پرادیشک سماچار) شام 7-30 اشوری : صبح 8-10 دوپہر 1-00 رات 9-00 اور 11-00
اردو : صبح 8-50، دوپہر 1-50، رات 9-15 (خبریں)، 9-25 تبصرہ روزگار سماچار : شام 7-40

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

جالندھر (الف)

صبح

5-55 وندے ماترم
6-05 آرادھنا : بھکتی سنگیت
6-35 موسم اور کھیتی باڑی پروگرام
6-40 پریچے : پروگراموں کا خلاصہ
6-47 آساوی وار (صرف اتوار)
7-05 امرت بودھ
7-15 قدم قدم بڑھا پڑا (پیہمر)
7-30 بھکتی سنگیت

9-05 سامائکی

دوپہر

1-05 فوجی بھائیوں کے لیے
2-00 موسم اور اُنت کھیتی پروگرام
2-03 سکھ سنگیت
ساڈے آس پاس (ہفتہ)

شام

5-30 گوروانی وچار
6-00 مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ
6-30 دیہاتی پروگرام

7-40 روزگار سماچار
9-25 اردو میں تبصرہ

جالندھر (ب)

شام

6-00 یووا وانی
6-45 یونیورسٹی براڈکاسٹ
7-00 پنجابی میں رنگا رنگ پروگرام (دیس پنجاب)
8-00 اختتام

بدھ ۱۶ جون

صبح

6-45 بھجن
7-30، رات 10-30
لتا میناکشی : خیال اساوری اور کیدار
7-45، رات 10-45
وی جی جوگ، وائلن پر راگ ہنڈول بہار، جوگ کونس
8-20 پنجابی گیت
8-50 امریک سنگھ ہرگوبند پوری لوک گیت
9-15، دوپہر 12-15
بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی شبد

دوپہر

2-20 غزلیں
2-30 اجیت سنگھ رنگیلا جٹ، لوک گیت

شام

5-05 پھلجھڑی ننھے منے بچوں کیلئے
7-45 قدم قدم بڑھا پڑا
9-30 آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۷ جون

صبح

6-45 بھجن
7-30، دوپہر 12-00
نیا بہاری سرن : جلترنگ پر راگ رام کلی اور مدھومد سارنگ
7-45، رات 10-30
اجیت سنگھ پتیل : خیال میگھ اور سبدھ سنگیت
8-20 پریتی بالا : لوک گیت
8-50، شام 5-05
پنجابی گیت
9-15، دوپہر 12-15، شام 7-50
وِدیا ساگر رامپال : بھجن، گیت، غزل

دوپہر

12-30 ناری سنسار
2-20 غزلیں
2-30 منشی خاں : لوک گیت

شام

5-15 کلدیپ مانک : لوک گیت
8-00 سرجنا : پنجابی میں ادبی پروگرام
10-00 ضلع دی تصویر

جمعہ ۱۸ جون

صبح

6-45 شبد
7-30، دوپہر 12-00
باقر حسین : خیال بھٹیار گوڑ سارنگ
7-45، دوپہر 12-00، رات 10-30
برج بھوشن : سرود پر گجری توڑی، شدھ سارنگ اور کوسی کانہڑا
8-20، شام 5-05
جگجیت والیہ : بھجن پنجابی گیت
8-50 محمد شریف قوال و ساتھی صوفیانہ کلام
9-15، شام 7-45
میر چند : گیت

دوپہر

12-30 پنجابی گیت
2-20 غزلیں
2-30 گلزار بھٹی : لوک گیت

شام

5-15 امرجیت لکھن پوری و ساتھی، لوک گیت
8-00 نوپر کاشن
کتابوں پر تبصرہ از مہندر سنگھ بیدی
9-03 ہندی ناٹک
10-15 پورن شاہکوٹی : لوک گیت

ہفتہ ۱۹ جون

صبح

6-45 شبد
7-30، دوپہر 12-00
ڈی کے متر : تار پر توڑی، بھیروی
تریسیم لال : طبلہ پر سنگت
7-50 کنٹھے مہاراج : طبلہ پر جھپ تال
8-20، شام 7-50
گوربچن لال : غزلیں
8-50، شام 5-05
پنجابی گیت
9-15، دوپہر 12-15
سرجیت مرانیے : بھجن، گیت

دوپہر

12-30 لوک رنگ
2-20 ساڈے آس پاس

شام

5-05 ہرنیک سنگھ زخمی اور ساتھی لوک گیت
7-45، 8-15
گیت
9-30 نیشنل پروگرام : موسیقی کمار گندھرو : گائن

اتوار ۲۰ جون

صبح

6-45 آساوی وار بھائی بخشیش سنگھ راگی و ساتھی
7-15 بھجن
7-30، دوپہر 12-00
حفیظ احمد خاں : خیال بسنت مکھاری اور رس رنجنی
7-45 پرتی بمب
8-50 گیت
9-15 بال جگت
10-00 چانن رشماں
10-30 آپ کی فرمائش

دوپہر

12-15 اجیت کور : گیت اور غزل
2-20 غزلیں
2-30 راجندر سنگھ راج و ساتھی، لوک گیت

شام

5-05 پنجابی گیت
5-15 مولا سنگھ ڈھاڈی و ساتھی واراں
7-45 جاگرت
10-00 شبد گائن
10-30 استاد بڑے غلام علی خاں : گائن

پیر ۲۱ جون

صبح

6-45 بھجن
7-15 قدم قدم بڑھا پڑا
7-30، رات 10-30
پرکاش وڈیرہ : بانسری پر راگ دیوگری بلاول اور ابھوگی کانہڑہ
8-20 جیدو سنگھ جٹ : لوک گیت
8-50 پنجابی گیت
9-15 ستیش چندر : گیت اور غزل

دوپہر

12-00 آپ کی فرمائش
12-30 گیت
12-45 جیون جاچ

۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ امرجیت کور پروانہ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ بال واڑی
۸-۰۰ بھگوان بچانے کولوں سے، ہندی تقریر از اوم اوستی
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ ریشما، لوک گیت

منگل ۲۲ جون

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۲۰ مالبیکا کانن: خیال ٹوڈی
۸-۳۰، شام ۵-۰۵ پنجابی گیت
۸-۵۰ ملکھی رام، لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ناہر سنگھ بھچی اور دھرم سنگھ سیکھوں، لوک گیت

شام

۵-۱۵ اجیت سنگھ دکوہا والا، لوک گیت
۷-۴۵ لکشمی شنکر، ٹھمری پیلو اور بھجن
۸-۰۰ 'شراب بطور سماجی بدعت'، اردو تقریر از ڈاکٹر پریم سنگھ چاننہ
۹-۳۰ ہندی میں پریچرچا
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی مادھوری اوکا، گائن

بدھ ۲۳ جون

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰ رتنا کر ویاس، سرود پرراگ نٹ بھیرو اور چندر نندن
۸-۵۰ ہنس راج وساتھی، بھینٹاں
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵ بھائی ہرچند راگی وساتھی، شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ جنگی صحت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ارجن دیوانہ، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پھلجھڑی
۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۴ جون

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۲۰ 'دیا کہاں گئے وہ لوگ'، سورگیہ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر کے فن اور موسیقی کو انکی دین کے موضوع پر مبنی ایک خصوصی پروگرام پیشکش، بلبیر سنگھ کلسی
۸-۲۰ ہربھجن سنگھ ناہل وساتھی لوک گیت
۸-۵۰، شام ۵-۰۰ پنجابی گیت
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۱۵، شام ۷-۵۰ رشن لال دیپک، غزلیں

دوپہر

۱۲-۰۰ پنڈت اونکار ناتھ ٹھاکر، گائن
۱۲-۳۰ ناری سنسار
۲-۲۰ غزلیں

شام

۵-۱۵ بلاغ سنگھ، لوک گیت
۸-۰۰ تخلیق، اردو میں ادبی پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک
۱۰-۳۰ پنڈت جسراج؛ خیال نٹ نارائین اور کماج بہار

جمعہ ۲۵ جون

صبح

۶-۴۵ نعتیں
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰ سوہن سنگھ، خیال کھٹ اور جوگ کونس
پون کمار، طبلہ پر سنگت
۸-۲۰، شام ۵-۰۰ شانتی داس، بھجن
۸-۵۰ محمد سلیم قوال وساتھی، صوفیانہ کلام
۹-۱۵، دوپہر ۱۲-۳۰ تیغ بہادر ساہنی، پنجابی گیت

دوپہر

۱۲-۰۰ نکھل بنرجی، ستار وادن

۱۲-۴۵ جیون جاچ
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ رنگا سنگھ مان، لوک گیت

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ شنکر داس وساتھی، بھینٹاں
۸-۰۰ 'ایک مانیہ بھی کی کلپنا' ہندی تقریر از دیویندر ودیارتھی
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۱۵ رمیش پنگیلا وساتھی، لوک گیت

ہفتہ ۲۶ جون

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳۰ اور دوپہر ۱۲-۰۰ بسم اللہ خاں وساتھی، شہنائی
۸-۲۰ ستونت سنگھ، بھجن
۸-۵۰، شام ۵-۰۵ پنجابی گیت
۹-۱۵ بی ایس نارنگ، گیت، غزل

دوپہر

۱۲-۱۵ پریم پاٹھک، غزلیں
۱۲-۳۰ سریندر شندا، لوک گیت
۱۲-۴۵ ہندی گیت
۲-۳۰ ساڈے آس پاس

شام

۵-۱۵ پورن چند وڈالی وساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ پنجابی تقریر
۸-۱۰ غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی جے میسی؛ طبلہ وادن شیر خاں؛ سارنگی

اتوار ۲۷ جون

صبح

۶-۴۵ آسا دی وار بھائی ہرچند سنگھ راگی وساتھی
۷-۱۵ بھجن
۷-۳۰، دوپہر ۱۲-۰۰ بھیم سین جوشی، خیال گوڑ سارنگ
۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش
۱۰-۳۰ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۱۵ پشپا ہنس، چندر کانتا گیت اور غزل
۱۲-۳۰ ناری جگت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ سوداگر مل کومل اور ساتھی، بھینٹاں

شام

۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ کشمیر سنگھ شمبھو، لوک گیت
۷-۴۵ جاگرت
۱۰-۰۰ شبد گائن
۱۰-۳۰ استاد امیر خاں؛ خیال درباری

پیر ۲۸ جون

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا
۷-۳۰، رات ۱۰-۳۰ غلام صدیق خاں؛ خیال بیراگی
۸-۲۰ پرمیلا پچی، لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ جھلکی

دوپہر

۱۲-۰۰ تہاڈی پسند
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ ذیلا رام وساتھی، لوک گیت

شام

۵-۰۵ بال واڑی
۸-۰۰ ہندی تقریر
۹-۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰-۱۵ سعیدہ بانو، لوک گیت

منگل ۲۹ جون

صبح

۶-۴۵ شبد
۸-۲۰، شام ۵-۰۵ پنجابی گیت
۸-۵۰ ستیش چندر، لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ طفیل نیازی اور جاوید طفیل لوک گیت

روہتک

میڈیم ویو [illegible] میٹر [illegible] کلو ہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۲۵

انگریزی: صبح ۸-۰۱ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ اور ۵-۰۵، شام بھگتی سنگیت

۶-۵۵ کھیتی باڑی

۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر

۸-۲۰ لوک سنگیت (اتوار کو بچوں کیلئے)

۸-۳۰ سب رس

دوپہر

۱-۱۰ فلمی سنگیت

۱-۴۰ اسکول براڈکاسٹ (سوائے ہفتہ، اتوار اور تعطیلات)

۲-۲۰ لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ علاقائی لوک سنگیت (بدھ کو چھوڑ کے)

۶-۳۰ گرامین سنسار

۷-۳۰ روزگار سماچار

۹-۱۵ ایک فلم سے

بدھ ۱۶ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵ احمد حسین، محمد حسین، غزلیں

۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰ رویندر دیو، ستار

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰ سوشیلا کماری و ساتھی، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت

۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۵ ننھے منے گیت، کہانی

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار لوک گیت

۸-۰۰ انگریزی تقریر

۸-۳۰ شلیندر سنگھ، گیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'ایک ہی بھول'

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۱۷ جون

صبح

۷-۱۵، شام ۷-۴۵ کماری پرلبا، سگم سنگیت

۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ چلتے چلتے

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰ صاحب سنگھ، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ایک رنگ

۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار سرگم

۶-۱۰ سندھی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار بالک منڈلی

۸-۰۰ گھر آنگن

۸-۳۰ مناڑے، سگم سنگیت

۹-۱۵ آپکا خط ملا

جمعہ ۱۸ جون

صبح

۷-۱۰ رام کشن چندر شری و ساتھی، سگم سنگیت

۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی

۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰ مہیش واجپائی، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰ تیج پربھاکر، لوک سنگیت

۸-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی بہکتی

۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ گجراتی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار تیج پربھاکر، لوک گیت

۷-۴۵ یونس ملک، سگم سنگیت

۸-۰۰ کھیل جگت

۸-۳۰ منہر، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'بندنی'

۹-۳۰ میری پسند کا سنگیت رام رنگ بتر

ہفتہ ۱۹ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵ نیلم ساہنی، سگم سنگیت

۷-۲۵ فرید آباد ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ اونکار ناتھ ٹھاکر، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰ ہری رام شرما، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر سنیے

۱-۰۰ ورندگان

۱-۴۰ اساتذہ کیلئے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار گیتوں بھری کہانی

۶-۳۰ ڈوگری گیت

۷-۰۰ گرامین سنسار لوک گیت

۸-۰۰ ہریانہ درشن

۸-۳۰ شیلا دھر، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'سلسلہ'

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۲۰ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵ وید سیٹھی، سگم سنگیت

۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ دیوبرت چودھری، ستار

۸-۲۰ بال کنج دھرم بیر سنگھ

۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ناری جگت

۱-۰۰ کھلا آکاش

۲-۳۰ دھرم بیر سنگھ، لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار نوجوانوں کی پسند، خطوں کے جواب

۶-۱۰ ہماچلی گیت

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار آپ کی پسند

۸-۰۰ آج اتوار ہے

۸-۳۰ جانی بابو قوال و ساتھی سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'درد'

۹-۳۰ فیچر

۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۱ جون

صبح

۷-۱۰ منی بائی، سگم سنگیت

۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی

۷-۳۰ وے کمار، ستار

۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰ دھرم ویر، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے

۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار (انگریزی)

۶-۱۰ علاقائی موسیقی

۶-۳۰ کرشی جگت

۷-۰۰ گرامین سنسار

۸-۰۰ انگریزی میں تقریر

۸-۳۰ شمع بانو، سگم سنگیت

۹-۱۵ ایک فلم سے 'گیت گاتا چل'

۱۰-۰۰ وے کمار، ستار

منگل ۲۲ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵ سریندر سنگھ بیدی، سگم سنگیت

۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی

۳۰-۷ ڈی وی پلسکر، کلاسیکی موسیقی
۳۰-۸، دوپہر ۲۰-۲
اوشاکرن وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ لائبریری سے انتخاب
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
میری پسند
۱۰-۶ بھوجپوری گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
پنگھٹ
اوشاکرن وساتھی، لوک گیت
۰۰-۸ کلام شاعر
۳۰-۸ آشا بھونسلے، سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'خاندان'
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲۳ر جون

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
اندر نارائن، سگم سنگیت
۲۵-۷ بھوانی ضلع کی چٹھی
۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰
پنّالال سولنکی، کلاسیکی موسیقی
۳۰-۸، دوپہر ۲۰-۲
ایشور سنگھ وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ دھرتی کے گیت
۰۰-۱ کرنیں

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ ننھے منے
گیت، کہانی
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
سوال جواب، لوک گیت
۰۰-۸ ہندی میں تقریر
۳۰-۸ خالد، غزلیں
۱۵-۹ ایک فلم سے 'دو بدن'
۳۰-۹ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۲۴ر جون

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
یشی شرپا، سگم سنگیت
۲۵-۷ کرنال ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ چلتے چلتے
۳۰-۸، دوپہر ۲۰-۲
رتن کمار، لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ ساز اور آواز
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
سرگم
۱۰-۶ برج کے گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۰۰-۸ گھر آنگن
۳۰-۸ طلعت محمود، غزلیں
۱۵-۹ آپکا خط ملا

جمعہ ۲۵ر جون

صبح
۱۰-۷ محمد رفیع، سگم سنگیت
۲۵-۷ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۳۰-۷، رات ۰۰-۱۰
کندن لال شرما، کلاسیکی موسیقی
۳۰-۸، دوپہر ۲۰-۲
پرہلاد سنگھ، لوک سنگیت
۳۰-۸ گاندھی چرچا

دوپہر
۳۰-۱۲ گاتی پنکتی
۰۰-۱ ورندگان
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ مارواڑی گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
لوک گیت
۴۵-۷ سگم سنگیت
۰۰-۸ وکاس جگت
۳۰-۸ جگجیت سنگھ، چترا سنگھ
سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'آرزو'

ہفتہ ۲۶ر جون

صبح
۱۰-۷ محمد یعقوب، سگم سنگیت
۲۵-۷ جیند ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ نواب خاں، کلاسیکی موسیقی
۳۰-۸، دوپہر ۲۰-۲
دھرم پال بیدی، لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ پھر بیٹھے
۰۰-۱ ورندگان
۴۰-۱ اساتذہ کیلئے

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۱۰-۶ بنگالی گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
ڈاکٹر سے ملاقات
لوک سنگیت
۰۰-۸ ہریانہ درشن
۳۰-۸ سمن کلیانپور، سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'چنبل کی قسم'

اتوار ۲۷ر جون

صبح
۱۰-۷ محمد سعید صابری قوال وساتھی
سگم سنگیت
۲۵-۷ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ جتیندر، کلاسیکی موسیقی
۳۰-۸ بال کنج
۰۵-۹ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۳۰-۱۲ ناری جگت
۰۰-۱ کھلا آکاش
۲۰-۲ رگھبیر سنگھ سندھو وساتھی
لوک سنگیت

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند، خطوں کے جواب
۱۰-۶ پنجابی گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۰۰-۸ آج اتوار ہے
۳۰-۸ لتا منگیشکر، سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'نیا دور'
۳۰-۹ ڈرامہ
۰۰-۱۰ پرانی فلموں سے

پیر ۲۸ر جون

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
معین الدین خاں، غزلیں
۲۵-۷ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ غلام علی پرویز، کلاسیکی موسیقی
۳۰-۸، دوپہر ۲۰-۲
دسنے کمل اور جھمن لال ملک
لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱۲ ملے جلے گانے
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
۱۰-۶ گڑھوالی گیت
۳۰-۶ کرشی جگت
۰۰-۷ گرامین سنسار
لوک گیت
۰۰-۸ انگریزی میں تقریر
۳۰-۸ شام بھتیجہ، سگم سنگیت
۰۰-۹ ایک فلم سے 'ناگن'
۰۰-۱۰ غلام علی پرویز، کلاسیکی موسیقی

منگل ۲۹ر جون

صبح
۱۰-۷، شام ۴۵-۷
رما کانتا شرما، سگم سنگیت
۲۵-۷ سونی پت ضلع کی چٹھی
۳۰-۷ کلاسیکی موسیقی
۳۰-۸، دوپہر ۲۰-۲
سنتوش کماری، لوک سنگیت

دوپہر
۳۰-۱ لائبریری سے انتخاب
۰۰-۱ ورندگان

شام
۳۰-۵ یووا سنسار
میری پسند
۱۰-۶ کشمیری گیت
۳۰-۶ کرشی جگت 'پنگھٹ'
سنتوش کماری، لوک گیت
۰۰-۸ کلام شاعر
۳۰-۸ وانی جیا رام، سگم سنگیت
۱۵-۹ ایک فلم سے 'روٹی'

(آگے ص ۴۷ پر)

ناگپور

۵۱۲،۸ میٹر ، ۵۸۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۰ وندے ماترم ، منگل وادیہ
۶-۳۵ ارچنا بھکتی سنگیت
۶-۵۰ پروگراموں کا خلاصہ
۶-۵۵ کرشی وانی زراعتی معلومات
۷-۱۵ کلاسیکی موسیقی
اور موسم کا حال (مراٹھی)
۷-۳۵ ہندی سبق (پیر سے جمعہ تک)
سنسکرت سبق (ہفتہ)
سر بھارتی (اتوار)
۸-۲۰ بھاؤ گیت
عوامی پسند کی کہانیاں (جمعرات)
۸-۲۵ ضلع کی چٹھی : مراٹھی خبر نامہ
۸-۳ موسم کا حال : روزگار سماچار
(پیر سے ہفتہ تک)
ڈرامہ یا فیچر (اتوار)
۸-۳۵ سگم سنگیت (پیر سے جمعرات تک)
گاندھی امرت (جمعہ)
فلمی موسیقی
فلم سنگیت (ہفتہ)

۹-۰۰ اور ۹-۲۵ نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)
۹-۱۵ طلبا کے لیے پروگرام (اتوار)

دوپہر
۱۲-۳ پروگرام برائے خواتین
(اتوار اور جمعرات)
۱-۱۰ موسم کا حال برائے صنعت کار میں
(بدھ ، مراٹھی ، جمعہ ، ہندی)
۱-۴۰ اور ۲-۵۰
نشریات برائے اسکول
(اسکول کے دنوں میں)

شام
۵-۳۰ کلاسیکی موسیقی (اتوار ، جمعرات)
سگم سنگیت (پیر ، جمعہ)
موسیقی (ساز) (منگل ، بدھ)
علاقائی موسیقی (ہفتہ)
۵-۵۵ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ : موسم کا حال
۶-۱۵ پروگرام برائے دیہی خواتین
(پیر اور جمعہ)

نوجوانوں کے لیے (مراٹھی ، اتوار)
طلبا کے لیے پروگرام (بدھ)
۶-۳۵ بازار بھاؤ (پیر سے ہفتہ)
روزگار سماچار (اتوار)
۷-۰۰ تعلیم بالغاں ، مراٹھی
(پیر اور جمعہ)
دیہی بچوں کے لیے پروگرام
(ہفتہ)
۷-۲ پروگرام برائے دیہی سامعین
۸-۲۵ سماچار پتروں سے

۹-۱۵ مراٹھی میں بات چیت
(اتوار ، منگل)
ہندی میں بات چیت (ہفتہ)
انگریزی میں بات چیت (پیر)
نیوز ریل (پیر)
خطوط کے جواب (بدھ)
۱۰-۰۰ اردو پروگرام 'محفل' (پیر)
۱۰-۳۰ اختتام
۱۱-۱ اتوار ، منگل ، ہفتہ کو اختتام

ہفتہ وار پروگرام

اتوار

صبح
۷-۳۵ سر بھارتی
۸-۴۰ موسم کا حال "تانیہ لہری"
۹-۰ چنتن (مختصر بات چیت)
۹-۰۵ سور منجری (اس ماہ کا گیت)
۹-۱۵ بال وہار (بچوں کا پروگرام مراٹھی میں)

دوپہر
۱۲-۳۰ ونیتا وشو
(خواتین کا پروگرام ، مراٹھی)
۲-۵۰ بھاؤ گیت

شام
۶-۱۵ یووا وانی (مراٹھی)
۶-۳۵ روزگار سماچار
۷-۰۰ گرامین کلاسیتر
کلچرل پروگرام
۷-۳۰ "ماجھے گھر ماجھے دادر"
زراعتی معلومات
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی

پیر

دوپہر
۱-۱۰ موسم ، بھجن امرت

شام
۶-۱۵ اولی وار

(دیہی خواتین کے لیے پروگرام)
۷-۲۰ "ماجھے گھر ماجھے دادر"
(زراعتی پروگرام)
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی

منگل

شام
۵-۳۰ موسیقی (ساز)
۷-۰۰ تابجوانی سنیکری منڈل
زراعتی پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ

دوپہر
۱۲-۳۰ گیت اور غزل
۱-۳۰ موسم ؛ کاشتکار منڈل

شام
۷-۲ ماجھے گھر ماجھے دادر
زراعتی پروگرام
۸-۳۰ کلاسیکی موسیقی

جمعرات

دوپہر
۱۲-۳۰ ونیتا وشوا

خواتین کا پروگرام

شام
۵-۳۰ سگم سنگیت
۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے دادر
(زراعتی پروگرام)
۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام
(صرف پہلی جمعرات)

جمعہ

صبح
۸-۳۵ گاندھی امرت (ہندی)

شام
۵-۴۵ قوالی

ہفتہ

دوپہر
۱۲-۳۰ فلم سنگیت
۷-۲۰ ماجھے گھر ماجھے دادر
(زراعتی پروگرام)
۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

خصوصی اردو پروگرام 'محفل'

پیر ۱۴ جون

رات
۱۰-۰۰ بزم سخن : شرکاء
واجدہ تبسم
شاطر حکیمی ، یونس افسر
مشتاق شائق
نظامت :
عبدالرحمٰن نیازی

پیر ۲۱ جون

رات
۱۰-۰۰ کالا بازاری روکنے میں عوام کا تعاون
بات چیت از محمد سلیم لیڈر
کلام شاعر : نیاز علی نیاز
مختصر کہانی
از عزیزہ سراج
اناؤنسر :
خواجہ غلام السیدین ربانی

گورکھپور

میڈیم ویو ۳۰۰،۷۰ ۳۳ کلو ہرٹز ۹۰۹

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۵-۵۵ وندے ماترم : بھکتی سنگیت
۶-۲۰ کھیتی کی باتیں
۶-۳۵ شاستریہ سنگیت
۶-۵۵ آج کا چنتن
۷-۰۵ رام چرت مانس سے
۷-۱۵ مقامی اعلانات
اور سٹنڈرڈ کاسٹ اور سٹنڈرڈ
ٹراپ امیدواروں کے لیے
روزگار سماچار
۷-۴۵ سگم سنگیت
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۰۵ ضلع کی چٹھی

دوپہر
۱۲-۳۰ نیپالی پروگرام
۲-۲۰ لوک گیت

شام
۵-۳۰ دیہاتی بھائیوں کے لیے
۵-۳۰ گرامین کاریہ کرم
(گرامین مہیلاؤں کے لیے
(پیر ، جمعرات)
بچوں کے لیے (ہفتہ)
۶-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ اور مقامی
اعلانات
۶-۱۰ کرشکوں کے لیے
۶-۱۵ چترپٹ سنگیت
۶-۴۰ یووا وانی
۷-۰۰ اسپورٹس کی خبریں
۷-۰۵ روزگار سماچار
۷-۳۰ پرادیشک سنگیت
۷-۳۵ سامئیکی

آواز میں اشتہار
دیکر اپنی تجارت
کو فروغ دیجئے

حیدر آباد

حیدرآباد الف ۵/۶/۴۰۶ میٹر (۳۰) کلو ہرٹز، حیدرآباد ب ۲۱/۸۰ میٹر (۱۳۷۸ کلو ہرٹز) حیدرآباد ج ۴/۲۵۶ (۱۱۷۰ کلو ہرٹز)

بدھ ۱۶ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
فن اور شخصیت (انٹرویو پر مبنی)

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ، ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) خطوں کے جواب
(۳) 'آؤ مل بیٹھیں'
پیشکش، اظہر افسر
(۴) 'آیورویدک علاج کی اہمیت'
تقریر از رام نواس شرما
(۵) غزلیں

جمعرات ۱۷ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
میری پسند، فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
'ہندوستانی فلم - پہلے اور اب'
فلم اداکار بی جے راج سے گفتگو
(۳) آپ کی پسند، فلمی گانے

جمعہ ۱۸ر جون

صبح

۶-۳۰ ایشور اللہ
قرات کلام پاک، رفیق اللہ بخاری
نعت شریف، غیاث بیگ

۸-۲۰ یوواوانی، تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) 'اس ہفتے کی ڈائری' از یوسف غوری
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
'چھوٹا کنبہ، خوشحال کنبہ'
ڈاکٹر مغوث الدین سے گفتگو
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۱۹ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ

۹-۳۰ نیرنگ
ڈرامہ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) افکار عالیہ 'صفی اورنگ آبادی'
تحریر، نظیر علی عدیل
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۲۰ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
گلدستہ، نوجوانوں کے خطوط پر مبنی
پیشکش، عطیہ بدر

۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) قوالی از فصیحہ بانو
(۲) پکوان کی ترکیب از شاہین فاطمہ
(۳) خطوں کے جواب

شام

۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
ڈرامہ، غزلیں

پیر ۲۱ر جون

صبح

۸-۳۰ یوواوانی
نغموں کی دنیا

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) 'ہم آپ اور وہ'، مجسمہ سازی
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
فضل المتین
(۴) غزلیں

منگل ۲۲ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) مزاحیہ خاکہ از حفیظ خاں مذاق
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۲۳ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
فن اور شخصیت (انٹرویو پر مبنی)

دوپہر

۲-۳۰ طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں
(۴) تقریر از ڈاکٹر اے آر ظفر
(۵) غزلیں

جمعرات ۲۴ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
یونیورسٹی طلبا کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
میری پسند، فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
ڈرامہ (دہلی سے ریلے)

جمعہ ۲۵ر جون

صبح

۶-۳۰ ایشور اللہ، قرأت کلام پاک
نعت شریف از محی الدین نشتر

۸-۴۰ یوواوانی
تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) اس ہفتہ کی ڈائری از بشیر جنیدی
(۳) 'ہمارا وطن'، نظمیں از
خواجہ ضمیر اور خلش جگری
(۴) قوالیاں از محمد حیات دہلوی

ہفتہ ۲۶ر جون

صبح

۸-۲۵ یوواوانی
فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ

ڈرامہ
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) افکار عالیہ 'کانٹ'
تحریر : عالم خوندمیری
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

شام
۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) مزاحیہ خاکہ
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۳۰ رجون

صبح
۸-۲۵ یووادانی
فن اور شخصیت (انٹرویو پر مبنی)
دوپہر
۲-۳۰ اسکول طلبا کے لئے
شام
۵-۳۰ ترنگ
ورائٹی پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں
(۴) 'زمانہ ساز' کہانی از جیلانی بانو
(۵) غزلیں

اتوار ۲۷ رجون

صبح
۸-۲۵ یووادانی
'گلدستہ' نوجوانوں کے خطوط پر مبنی
پیشکردہ : عطیہ بدر
۹-۳۰ بچوں کیلئے
دوپہر
۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) کام کی باتیں از بشیر قربان علی
(۲) ڈھولک کے گیت
خطوں کے جواب
شام
۵-۳۰ ترنگ
نوجوانوں کا پروگرام
۹-۳۰ نیرنگ
ڈرامہ ، غزلیں

پیر ۲۸ رجون

صبح
۸-۳۰ یووادانی
نغموں کی دنیا
شام
۵-۳۰ ترنگ
کھیلوں پر تبصرہ
خطوں کے جواب
فلمی گانے
۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
(۲) ہم آپ اور وہ 'یہ ساز بنانے والے'
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
خواجہ شوق اور ضیا ساحری
(۴) غزلیں

منگل ۲۹ رجون

صبح
۸-۲۵ یووادانی تقریر

بقیہ :- لکھنؤ

پیر ۲۸ رجون

صبح
۷-۴۵ مدھوبالا چاولہ ، گیت ، بھجن
۸-۳۰ اردو پروگرام
'ملاقات' اردو صحافی عشرت علی صدیقی
سے بات چیت
۹-۱۰ وینا سہسر بدھے ، خیال
دوپہر
۱۲-۰۰ کمل نگم ، گیت ، بھجن
رات
۱۰-۳۰ عبدالحلیم جعفر خاں ، ستار

منگل ۲۹ رجون

صبح
۷-۴۵ ، رات ۸-۳۰
غلام دستگیر خاں ، غزلیں
۸-۳۰ اردو پروگرام — میگزین
(۱) خطوط کے آئینے میں سید احتشام حسین'
تقریر از ڈاکٹر سید شبیہ الحسن نونہروی
(۲) کلام شاعر ، علی رضا حسینی
رات
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۳۰ رجون

صبح
۷-۴۵ ساز غزل
فنکار ، محمد ظفر
۸-۳۰ اردو پروگرام
کتابوں کی باتیں
تبصرہ از ڈاکٹر سید محمود الحسن رضوی
رنگ تغزل
۹-۱۰ ، دوپہر ۱-۱۰
ونایک راؤ لیلے ، خیال
شام
۴-۵۰ محمد ظفر ، گیت ، بھجن
۹-۵۰ پریوا کالیان پر شنوتری

بقیہ :- جالندھر چنڈی گڑھ

۵-۱۵ سورن سنگھ ، لوک گیت
۸-۳۰ سگم سنگیت
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
وشوموہن بھٹ ، گٹار وادن

بدھ ۳۰ رجون

صبح
۶-۴۵ بھجن
۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰ ، رات ۱۰-۳۰
یش پال ، خیال شنکل بلاول
اور سگھڑئی کا نہرہ
لچھمن سنگھ ، طبلہ سنگت
۸-۲۰ سرسوتی وشواس ، بھجن
۸-۵۰ سنت سنگھ بندرا ، لوک گیت
۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی مرنام سنگھ راگی و ساتھی ، شبد
دوپہر
۱۲-۳۰ چنگی صحت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گوردیو سنگھ بلوگی ، لوک گیت
شام
۵-۰۵ پھلجھڑی
۷-۴۵ قدم قدم پہ ڈرا پڑا
۹-۳۰ آپ کی فرمائش

بقیہ :- روہتک

بدھ ۳۰ رجون

صبح
۷-۱۰ کے ایل سہگل ، سگم سنگیت
۷-۲۵ سرسہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ ، رات ۱۰-۰۰
سریش جی شرکھانڈے ، کلاسیکی موسیقی
۶-۳۰ ، دوپہر ۲-۲۰ ، شام ۷-۰۰
مدن لال بھارتی ، لوک سنگیت
دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ کترنیں
شام
۶-۱۰ ننھے منے
۶-۳۰ کرشی جگت
۷-۰۰ گرامین سنسار
لوک گیت
۷-۴۵ جگ موہن ، سگم سنگیت
۹-۰۰ سندھی میں ساتقریر
۸-۳۰ جوتیکار انے ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'پائل'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز بھوپال ب [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز
صبح [illegible] کلوہرٹز
صبح [illegible]
صبح [illegible] شام [illegible] کلوہرٹز
شام [illegible] رات [illegible] کلوہرٹز
رائپور [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز گوالیار [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز جبلپور [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰، ۹-۰۰ (پرادیشک) دوپہر ۱-۱۰، ۲-۳۵، شام ۶-۰۰، رات ۸-۴۵، (۱۱-۰۰ صرف ہفتہ کو)
انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (۱۱-۰۰ صرف جمعہ کو)

بدھ ۱۶ جون

صبح
۷-۳۰ سوشیلا شرما و سہیلیاں، لوک گیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
بالا صاحب پونچھ والے، خیال،
۱-۳۰ سگم سنگیت
۶-۴۰ راگ داری

رات
۸-۰۰ ساہتیکی
چندر سین ورات، کاویہ پاٹھ
۹-۳۰ ترنگ
۹-۴۵ وشو و دیالیہ استری کی باتیں
۱۰-۰۰ رحمت علی خاں، سرود

جمعرات ۱۷ جون

صبح
۷-۴۵، رات ۱۰-۳۰
نینا روی، ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
سواتی پوہنکر، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
عبدالحلیم جعفر خاں، ستار
۱-۴۰ سعید خاں، ٹھمری، دادرا

رات
۸-۰۰ مدھیہ پردیش کے پریکٹیکل چترکوٹ،
ہندی تقریر از لکشمی نرائن دوبے
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، اسپورٹس میگزین

جمعہ ۱۸ جون

صبح
۸-۲۰ شیام کمار، سگم سنگیت
۸-۳۰ ونود کمار : خیال
۹-۱۰، دوپہر ۱-۳۰
ہری نرائن سونی، بانسری

دوپہر
۱-۳۰ سپریہ بوس، سگم سنگیت
۲-۳۰ رام کلی شرما و سکھیاں، لوک گیت

رات
۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) اردو غزل کا سفر، فیچر از
متین سید
۹-۳۰ 'ہواؤں کا درد' ، ناٹک از کار
پیشکش، ہریندر کمار کوٹیا

ہفتہ ۱۹ جون

صبح
۸-۲۰ شیلجا واشٹے، سگم سنگیت
۸-۳۰، دوپہر ۱-۴۰
چنتامنی کراکرے، خیال
۹-۱۰ نظیر حسین خاں، سارنگی

دوپہر
۱-۲۰ نئی رچنا، ہری شنکر اگروال
۲-۳۰ دیوراج برکھنے و ساتھی، لوک گیت

رات
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی
کمار گندھرو، گائن

اتوار ۲۰ جون

صبح
۹-۵۰، دوپہر ۱-۴۰
اسمٰعیل داؤد خاں، طبلہ

دوپہر
۲-۳۰ شمبھو سنگھ چوہان، لوک گیت

رات
۸-۱۵ انگلینڈ میں بھارت سماروہ

پیر ۲۱ جون

صبح
۷-۳۰ رجنی پروہت، لوک گیت
۸-۲۰ کسم شرڈکر، سگم سنگیت
۸-۳۰ سمتی مٹاٹکر، دھرپد دھمار

دوپہر
۱-۳۰، رات ۱۰-۰۰
بدھ دتیہ مکرجی، ستار

رات
۸-۱۵ ایشیاڈ نیوز ریل ۸۲ء
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
۱۰-۳۰ سمتی مٹاٹکر، دھمار

منگل ۲۲ جون

صبح
۸-۳۰ 'گھرانگن' اردو میں پروگرام
(۱) 'شربت' فیچر از جعفر بیگ
(۲) 'ایکتا' بچوں کی نظم از ارشد صدیقی
(۳) 'سگریٹ کے کرشمے' مزاحیہ تقریر
از فضل جاوید

دوپہر
۱-۲۰ کاویہ دھارا، جے کمار شیتل
۱-۳۰ سگم سنگیت
۱-۴۰ دیانند دیوگندھرو، خیال

رات
۸-۰۰ 'یگ بودھ' ، پریوار کلیان پروگرام
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۲۳ جون

صبح
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
ٹی پی چٹرجی، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰
سدھ راج سوامی کوروار، خیال
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰
کسم نگریا، ستار

رات
۸-۳۰ ساہتیکی
کاویہ پاٹھ، رامیشور انچل
۹-۳۰ ترنگ
'پچھے سٹیلن' مزاحیہ خاکہ
تحریر، مسعود ملک
پیشکش، مقبول حسن
۱۰-۰۰ 'مدھیہ پردیش و دعوت منزل'،
فیچر - پیشکش، جلیل انصاری

جمعرات ۲۴ جون

صبح
۷-۳۰ 'ان دنوں' ، صحت اور خاندانی
منصوبہ بندی کا ہفتہ وار پروگرام
۷-۴۵ ارمی داس گپتا، ہلکی کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ وکیل احمد، سگم سنگیت
۸-۳۰، دوپہر ۱-۴۰
رام نرائن، سارنگی وادن

دوپہر
۱-۲۰ ترپتی شاہ، سگم سنگیت
۲-۳۰ سدھا شریواستو، لوک گیت

جمعہ ۲۵ جون

صبح
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
منور خاں، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰
آر بی گنڈے، بانسری
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰، رات ۱۰-۳۰
کمار گندھرو، گائن

دوپہر
۲-۳۰ سنگیتا چوبے، لوک گیت

رات
۸-۰۰ اردو پروگرام
(۱) آپ اور آپ کی صحت، تقریر از
ڈاکٹر ایس اے کاظمی
(۲) نعتیہ کلام
(۳) 'ہندوستان سیاحوں کی نظر میں'،
تقریر از حامد جعفری

ہفتہ ۲۶ جون

صبح
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
اماپا دھیائے، سگم سنگیت
۸-۳۰ بی ڈی واڈیکر، خیال
۱-۴۰ سورج پرانجپے، وائلن

اتوار ۲۷ جون

صبح
۱۰-۲۰، دوپہر ۱-۴۰

کے آر سنگھ ، وائلن

[را]ت

۸-۱[۰] ایشیاڈ ۸۲ء (ہندی)
۹-۱[۰] 'اندھیرے کے سائے' ناٹک
تحریر : کے پی مہتہ
پیشکش ، میناشری مشرا

پیر ۲۸ جون

[ص]بح

۷-۱[۰] گودھن لال کشواہا ، لوک گیت
۸-۱[۰] اوشا شرما ، سگم سنگیت
۸-۱[۰] گرجا دیوی ، خیال

[دو]پہر

'درپن' میگزین پروگرام
۱-۱[۰] گرجا دیوی ، خیال دیسی توڑی

[را]ت

۸-۱[۰] ایشیاڈ ۸۲ء نیوز ریل
۱۰- نصیر امین الدین ڈاگر ،
دھرپد ساد را مالکونس

منگل ۲۹ جون

[ص]بح

۸-۱[۰] اردو پروگرام 'قوالی'
۹-۱[۰] ، دوپہر ۱-۴۰
ایم آر ناگر ، ستار

[دو]پہر

۱-۱[۰] کاویہ دھارا ، دلوذ نگم

بدھ ۳۰ جون

[ص]بح

۷-۱[۰] سروج راجاوت ، لوک گیت
۸-[۰] ، دوپہر ۱-۳۰
تاپسی چکرورتی ، سگم سنگیت
۸-۱[۰] ، رات ۱۰-۰۰
مادھو لنڈیکر ، خیال
بی آر شیولیکر ، وائلن سنگت
۹-۱[۰] ، رات ۱۰-۳۰
ایم ایل گوپال کرشن ، وائلن

[دو]پہر

۱-۱[۰] بی آر شیولیکر ، وائلن

[را]ت

۸-[۰۰] ساہیتکی ، نرملا جوشی
۹-۱[۰] لوک ناٹیہ
سدھیشور سین

پٹنہ ، بھاگلپور ، دربھنگہ

پٹنہ [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز   بھاگلپور [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز   دربھنگہ [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز

خبریں

ہندی صبح [illegible] دوپہر [illegible] شام [illegible] رات [illegible]   اردو صبح ۸-۰۵ رات ۹-۱۵

انگریزی صبح [illegible] دوپہر [illegible] رات [illegible]

اردو پروگرام روزانہ صبح ۸-۴۰ سے ۹-۴۵ تک

بدھ ۱۶ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
چکردھر مشر ، کلاسیکی موسیقی
چندیشور پرساد ، طبلہ
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
مہیشور پرساد ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

رات

۸-۰۰ پراگ ، ہندی میں ادبی پروگرام

جمعرات ۱۷ جون

صبح

۷-۰۵ میتری سانیال ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
کلپنا چیٹرجی ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
لوک گیت

جمعہ ۱۸ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
ایس-پی-جیسوال ، وائلن
للن پرساد ، طبلہ
۸-۲۰ راحت علی ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ ٹی این تلوار ، گٹار
۱-۳۰ لوک گیت

ہفتہ ۱۹ جون

صبح

۷-۰۵ اوما ڈے ، ٹھمری جوگیا بھیروی

دوپہر

۱-۱۰ کمل ایس سنہا ، ہلکی موسیقی
۱-۳۰ لوک گیت

اتوار ۲۰ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
غلام مصطفٰے ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سپرا گپتا ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ آپ کی پسند

رات

۷-۴۵ ہندی میں مزاحیہ خاکہ
۸-۰۰ نویدن ہے ، خطوں کے جواب

پیر ۲۱ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
شیو پوجن مشر ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
شنکر پرساد ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
لوک گیت

رات

۹-۴۵ غزلیں

منگل ۲۲ جون

صبح

۷-۰۵ روشن علی ، سارنگی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
انوپ جلوٹا ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

رات

۹-۳۰ ڈرامہ

بدھ ۲۳ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
سیارام تیواری ، دھرپد ہنڈول
اور ہمیر
رام جی اپادھیائے ، پکھاوج
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
امیت کمار چکرورتی ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ لوک گیت

رات

۸-۰۰ 'پراگ' ہندی میں ادبی پروگرام

جمعرات ۲۴ جون

صبح

۷-۰۵ اونکار ناتھ ٹھاکر ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
سیتارام سنگھ ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
لوک گیت

رات

۸-۰۰ نئی دشائیں ، صنعتی پروگرام

جمعہ ۲۵ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰
لال منی مشر ، وینا وادن
۸-۲۰ محمد یعقوب ، ہلکی موسیقی

دوپہر

۱-۱۰ شیامل کمار بنرجی ، گٹار
۱-۳۰ لوک گیت

رات

۹-۳۰ ہندی ڈرامہ

ہفتہ ۲۶ جون

صبح

۷-۰۵ ذاکر حسین ، ٹھمری

۱-۱۰ پوسپیلا چودھری ، ہلکی موسیقی

۱-۲۰ لوک گیت

شام

۶-۱۵ درپن

۸-۰۰ ہندی میں بات چیت

اتوار ۲۷ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰

بہادر خاں ، سرود

۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵

پروبھاکر بھٹاچاریہ ، ہلکی موسیقی

۱-۱۰ آپ کی پسند

شام

۷-۴۵ ہندی میں مزاحیہ خاکہ

پیر ۲۸ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰

میناکشی داس ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵

کمد اکھوری ، ہلکی موسیقی

۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰

لوک گیت

رات

۹-۴۵ غزلیں

منگل ۲۹ جون

صبح

۷-۰۵ کریم احمد ، کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵

اشیش بھٹاچاریہ ، ہلکی موسیقی

۱-۳۰ لوک گیت

بدھ ۳۰ جون

صبح

۷-۰۵ ، رات ۱۰-۰۰

این راجن ، وائلن

۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵

شانتی جین ، ہلکی موسیقی

۱-۳۰ لوک گیت

رات

۸-۰۰ پراگ ، ہندی میں ادبی پروگرام

جے پور، اجمیر

جے پور الف ۲۰۳٫۲ میٹر ۱۴۷۶ کلوہرٹز — جے پور ب ۲۳۶٫۴ میٹر ۱۲۶۹ کلوہرٹز — اجمیر ۴۹۷٫۵ میٹر ۶۰۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۰۵ ، ۲-۱۰ ، ۲-۴۵ ، شام ۶-۰۵ ، رات ۸-۴۵ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

انگریزی : صبح ۸-۱۰ ، دوپہر ۱-۰۰ ، ۲-۰۰ ، شام ۶-۰۰ ، رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ بجے)

صوبائی (ہندی) : صبح ۹-۰۵ ، شام ۵-۰۰ (راجستھانی) شام ۷-۱۵

علاقائی : صبح ۸-۴۵ ، شام ۶-۱۵ — سنسکرت : صبح ۷-۰۰ ، شام ۶-۱۰ — سماچار پتر (ہندی) صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳۰ منگل دھونی (وندے ماترم)

۶-۳۵ وندنا

۶-۴۵ روپ ریکھا اور موسم

۷-۰۱ کسان بھری بات (ماما بھانجا مکالمہ)

۷-۲۰ رامائن پاٹھ

۷-۳۰ سامائکی

۸-۵۰ رس دھارا (سوائے اتوار)

سورگنگا (اتوار)

۱۰-۱۵ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)

(ہفتہ کو ۱۰-۰۵ اور اتوار کو ۱۱-۰۰)

دوپہر

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)

۳-۰۱ اختتام

شام

۵-۰۵ یوا وانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۶-۲۵ ضلع کی چہل پہل

۶-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات

۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)

۱۱-۰۱ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

بدھ ۱۶ جون

صبح

۸-۳۰ بابا اسرانی : گیت

۹-۲۰ گوپال لال بوہرا : بھجن

شام

۵-۰۵ نیشنل سروس اسکیم اینڈ یوتھ

انٹرویو : اے کے جین

۶-۱۰ یواؤں کے لیے

سندھی پروگرام

۸-۰۰ آنت اور گردے کے روگ

بات چیت

ڈاکٹر ایس ایم بلدیہ

جمعرات ۱۷ جون

صبح

۷-۵۰ سنسکرت کہانی

ڈاکٹر این کے گوتم

۸-۲۱ شرم اور بچے تے

ڈاکٹر گرینگ دان

۹-۱۶ ہماری ارتھ ویوستھا اور تسکری

ڈاکٹر ایس گپتا

جمعہ ۱۸ جون

صبح

۷-۱۰ ستیہ نارائن شرما : وائلن

۹-۲۰ بجرنگ کمار : بھجن

شام

۶-۴۵ اور رات ۸-۰۰

کہانی : منجولا سکسینہ

ہفتہ ۱۹ جون

صبح

۸-۲۱ بک ریویو : بھگوان اٹلانی

رات

۸-۰۰ کہکشاں : اردو پروگرام

جدید اردو ادب کا تحقیقی جائزہ

شاعری

ڈاکٹر محمد علی زیدی

ادبی خاکہ : ایس کے بھٹناگر

۹-۳۰ کمار گندھرو : گائن

اتوار ۲۰ جون

صبح

۷-۳۰ لکشمن بھٹ : تیلنگ

۷-۳۰ اور رات ۱۰-۳۰

پکھاوج کے ساتھ

پی این پاریک

۱۰-۰۰ سندھی کویتا میں قومی ایکتا

واسوانی : سگم سنگیت

ویربھان جیس وانی

رات

ورائٹی آف سینکس اِن راجستھان

انگریزی تقریر

دلیپ شوپوری

پیر ۲۱ جون

صبح

۷-۳۰ وٹل مکھرجی : ستار

رات

۸-۰۰ کویتا : اسوتیش پامنی

۸-۱۰ راج پنوار : وائلن

منگل ۲۲ جون

صبح

۸-۲۱ گنگا لہری

رات

۹-۳۰ سندھی پروگرام

شہیداؤں کے پتر و سنگیت

کشن کمار قاتل

۱۰-۰۰ مادھری اوکا : گائن

بدھ ۲۳ جون

صبح

۷-۳۰ ، ۸-۳۰ اور رات ۱۰-۱۵

بسوراج راج گرو : گائن

انوپم سرکار : سگم سنگیت

شام

۵-۰۵ ورتمان سماجک پریویش اور یوا ورگ

۶-۳۰ سندھی پروگرام

گراموریکارڈنگ

رات

۹-۱۶ جیل ہتھکڑی اور ضمانت

ایس اے پانڈے

جمعرات ۲۴ جون

صبح

۷-۳۰ سنسکرت کویتا پاٹھ

۹-۲۰ رتن دیوانہ : گائن

۱-۱۰ سوال جواب پروگرام

رات

۹-۱۶ تقریر

آنجہانی شری وی وی گری

ادے لال دھابھائی

جمعہ ۲۵ جون

صبح

۷-۳۰ اور ۱۰-۳۰

بدھ دیو داس گپتا : سرود

۸-۲۱ پرار تھنا سبھا

دوپہر

۱-۳۰ رام مل گاڈ سنگر : گائن

شام

۶-۴۵ افروز بانو : غزلیں

۸-۰۰ راما نند راہی : کویتا پاٹھ

ہفتہ ۲۶ جون

صبح

۸-۲۱ جن سنکھیا اور وکاس
آر ایل مصرا

رات

۸-۰۰ کہکشاں : اردو پروگرام
اردو شاعری میں گل اور بلبل
شرکا : سید مظہر علی زیدی،
رتن ناتھ سرشار اور
ڈاکٹر ابو فیض عثمانی

۹-۱۶ مکان مالک اور کرایہ دار
قانونی پہلو
جے این کلشرا

اتوار ۲۷ جون

صبح

۷-۳۰ رمضان خاں : سارنگی

۱۰-۰۰ سندھی ناٹک
"نگ حویلی"
مصنف : این بارواتی
نارائن اور ساتھی : بھجن

دوپہر

۲-۳۰ میگزین پروگرام
کہانی : راجندر سکسینہ
کویتا : پرما کرشرما

رات

۸-۰۰ ڈرامہ ان راجستھان

انگریزی میں تقریر
از این کے سیٹھی

پیر ۲۸ جون

صبح

۷-۳۰ و ۹-۲۰ اور رات ۸-۱۰
این بھادری : خیال
شانتی ورما : گیت

رات

۸-۰۰ موہن سودائی : کویتا پاٹھ

۱۰-۰۰ احمد رضا : وچتر وینا

منگل ۲۹ جون

صبح

۷-۳۰ وسنت اُدھارے : خیال

۹-۲۰ اور شام کپور چند گندھرو : بھجن

رات

۹-۳۰ سندھی فیچر
گووردھن بھارتی
پیش کردہ : موہن مہرچندانی

۱۰-۰۰ وسو موہن بھٹ : گٹار

بدھ ۳۰ جون

صبح

۷-۳۰ وی این پٹوردھن

۸-۳۰ کلیان وت : گیت

شام

۵-۰۵ بڑھتی آبادی اور
سماجک رودھیاں
ڈاکٹر پشپا ماتھر

۶-۳۰ سندھی سنگیت

۸-۰۰ متر روگ
ڈاکٹر کے سی گنگوال

سرینگر

میڈیم ویو : سرینگر الف ۲۹۸/۸۱ میٹر سرینگر ب ۲۲۵ میٹر ۱۳۳۳ کلو ہرٹز
شارٹ ویو : ۴۹/۱۰ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱/۵۹ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک دوسری مجلس صبح ۱۱-۳۰ سے
رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

کشمیری : صبح ۷-۲۰، شام ۷-۲۵ اردو : صبح ۸-۰۵ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵
هندی : صبح ۹-۰۰ سنسکرت : صبح ۷-۰۰ انگریزی صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ شام ۹-۰۰ رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

صبح ۹-۰۵ دلچسپ خبریں ۲۰-۹ اردو ۲۵-۹ کشمیری دوپہر ۱-۲۰ لداخی شام ۷-۳۰ کشمیری ۷-۴۵ اردو

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۴۵ صبح گاہی : بھکتی سنگیت کا پروگرام (روزانہ)

۶-۵۰ روشنی (اردو)
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
(اتوار، منگل، جمعرات)
کاشراچھر (کشمیری)
برگزیدہ شخصیتوں کے زریں اقوال
(پیر، بدھ، جمعہ اور ہفتہ)

۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ (روزانہ)

۷-۰۵ کشمیری موسیقی (روزانہ)

۷-۱۵ کاشتکاران ہند خاطر
(کاشتکار بھائیوں کیلئے پروگرام)
(روزانہ سوائے جمعہ)
گاندھی کتھا (ہر جمعہ کو)

۷-۳۰ زود و ب سلسلہ وار فیچر
(روزانہ سوائے ہفتہ)

۷-۵۵ آج کی بات (روزانہ)

۸-۲۰ کسانوں کے لیے پروگرام
(ہر اتوار کو)
رسالہ مرہ : میگزین سے انتخاب
(I پیر)
ذات سرات
(مہینے کی II اور IV اتوار)
ثقافت۔ ادبی پروگرام
(مہینے کے II پیر)
پنجابی پروگرام
(منگل اور جمعرات)
(اتوار ۲-۰۰ بجے شام)
شش رنگ، کشمیری میں
ریڈیو ڈائجسٹ پروگرام (ہر جمعہ)
گھرہ بارہ خاطرہ۔ گھرانوں کیلئے
کشمیری میں پروگرام (ہر جمعہ)
نو تخلیق (کشمیری)
(مہینے کے I، III اور V ہفتہ)
تخلیق نو (اردو) (II ہفتہ)
نو تخلیق (ہندی)
(IV ہفتہ)

۸-۲۵ ہندی میں بات چیت
(I، II اور III پیر)
حرف حرف (I ہفتہ)
سوال شعر (I، III اور V ہفتہ)
پہاگ (II ہفتہ)

۹-۰۵ اس ہفتے (ہفتے کے پروگراموں کی جھلک اتوار کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
سطور (سنگیت کا پروگرام)
(ہر پیر کو)
ڈوگری سنگیت (ہر منگل کو)
کشمیری ناول
(کشمیری میں پروگرام ہر بدھ کو)
غزلیں (ہر جمعہ)
خوشحال گھر (ہوم سائنس کا پروگرام ہر ہفتہ کو)

۹-۲۰ پوسٹ کارڈ کی کہانیاں
(ہر جمعرات کو)

۱۰-۳۰ تو سیر فرمائش، سامعین کی پسند کے گیت (روزانہ اور جمعرات کو ۱۰-۰۰ سے رات)

۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل (ہر اتوار کو)

۱۰-۱۵ پھلواری بچوں کیلئے اردو میں پروگرام (ہر اتوار کو)

۱۱-۰۰ لوک سنگیت
(I اور III اتوار)
فلمی میگزین (II اتوار)
سنگیت میگزین (کشمیری)
(IV اتوار)
محفل سنگیت سے چند انتخابات
(V اتوار)

۱۱-۳۰ کشمیری سنگیت
(اتوار تا جمعہ)
صوفیانہ موسیقی
(منگل، جمعرات اور ہفتہ کو)

دوپہر

۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
(روزانہ سوائے اتوار اور چھٹیوں)

۱-۰۰ مغربی موسیقی (روزانہ)

۱-۳۰ اور ۲-۰۰ بجے
فوجی بھائیوں کیلئے (روزانہ)

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
(کلاسیکل سنگیت اور نغمے)
(روزانہ)

۳-۲۰ نو بہار، ودیہ بھارتی سے منتخب پروگرام
(I اور III اتوار)
کہکشاں
ودیہ بھارتی سے منتخب پروگرام

(II اتوار)
سونزل دیہات سے صدا بہ
ریکارڈنگ (III اتوار)
پھکری اور روف
(منگل، جمعرات اور ہفتہ کو)
آش تہ کاش دیہاتی سامعین کیلئے
(ہر جمعہ کو)

شام

۴-۰۰ چھکری اور روف
(پیر، بدھ اور ہفتہ کو)
صوفیانہ موسیقی (منگل اور جمعہ)
کیاری (جموں کشمیر اور لداخ کی موسیقی)

۴-۳۰ بی مال : خواتین کے لیے پروگرام
(اتوار)
پہاڑی پروگرام (جمعرات)

۵-۰۰ گوجری پروگرام (جموں سے روزانہ)

۵-۲۵ گوجری پروگرام (سرینگر سے روزانہ)

۶-۰۵ مقامی اشتہارات اور پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱۰ ضلع نامہ

۶-۱۵ گامی بھاین ہند خاطرہ
دیہاتی بھائیوں کے لیے (روزانہ)

۷-۴۰ روزگار سماچار (روزانہ)

۸-۰۰ وادی کی آواز پاکستان اور پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں رہنے والے بھائیوں کیلئے پروگرام
(روزانہ)

۸-۳۰ پراکاش غیر نصابی تعلیمی پروگرام
(روزانہ سوائے پیر اور جمعہ)
کھیلوں کی دنیا (پیر)

۸-۴۵ تو ہند وستانی آواز کشمیری میں سامعین کے خطوں کے جواب
(ہر اتوار کو)
اردو میں بات چیت (منگل)
کشمیری میں بات چیت (منگل)
خط کے لیے شکریہ
سامعین کے خطوں کے جواب
(جمعہ)
سیلتہ فورم (جمعرات)
انگریزی میں بات چیت (ہفتہ)

۹-۳۰ اردو، کشمیری میں کھیل (پیر)

دودھا ہدری کا ادبی پروگرام
(I منگل)
سنگرمال
کشمیری میں ادبی پروگرام
(II اور IV منگل)
ہم قلم اردو میں ادبی پروگرام
(III منگل)
سپھیکا کوی گوشٹھی (ہندی)
(I منگل)
کھیلوں کا میگزین (I بدھ)
سائنس میگزین (اردو)
(II بدھ)
بزم شعر (کشمیری میں محفل مشاعرہ)
(III بدھ)
سائنس میگزین (کشمیری)
(IV بدھ)
تصویر (ترقیاتی پروگراموں پر مبنی پروگرام) (I بدھ)
علاقائی سنگیت کا خصوصی پروگرام
(I جمعرات)

(I اور III جمعہ)
گفتگو (اردو) (II جمعہ)
ایکدھرتی اپاہنڈی میچر
(III جمعہ)
مشاعرہ (اردو، IV جمعہ)
میانی زندگی مون کار، گفتگو
(I ہفتہ)
بزم سامعین (کشمیری میں) گفتگو
سامعین کے سوالوں کے جواب
محفل موسیقی (II ہفتہ)
میووں کا خصوصی پروگرام
(I جمعرات)
صدیوں پہلے
کلہن کی راج ترنگنی پر مبنی پروگرام
(II جمعرات)
کھیلوں کا خصوصی پروگرام
(III جمعرات)
محفل شہیدخصیتوں سے گفتگو
(IV جمعرات)
راے ترانے، کشمیری میں مباحثہ

بزم سامعین (اردو میں) گفتگو
سامعین کے سوالوں کے جواب)
(III ہفتہ)
۹-۳۰ پتریکا (ہندی میں پروگرام)
(IV ہفتہ)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش۔ سامعین کی
پسند کے فلمی گانے (اتوار اور بدھ)
باوقت، تحقیقی پروگرام (I ہفتہ)
نگاشت تارکہ
مشہور شاعر پر ایک مضمون
(IV ہفتہ)
ریڈیو ڈائری (روزانہ)
پھر سنئے
منتخب پروگراموں سے دوبارہ پروگرام
(I، III اور V پیر کو)
سام میں نشاتی پروگرام پر تبصرہ
(II اور IV پیر)
داستان (جمعہ)
گھر صدا
(غیر فلمی گیتوں کا ملا جلا پروگرام)

بدھ ۱۶ جون

صبح

۷-۰۵ آرتی ٹکو، غزلیں
۸-۰۰، دوپہر ۲-۴۰
حبیب ولی محمد، غزلیں
۸-۲۰ ستنش رنگ،
((سند سبح تہذیب تہ فن، تقریر از
پی این کاچرو
"۲" اوکوٹ، از پروفیسر تیج کے کول
۹-۰۵ کاشر ناول

دوپہر

۱-۱۰ غلام محمد، ستار بردھن
۴-۳۰ آرتی ٹکو، عبدالرحمٰن خاں، غزلیں

شام

۶-۱۰ عبدالرحمٰن خاں، غزلیں
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ بزم شعر (کشمیری)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۷ جون

صبح

۷-۰۵، شام ۶-۱۰
غلام نبی شیخ، غزلیں
۸-۰۰ حسن بخش، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ کی کہانی
۱۱-۳۰ غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ طلعت محمود، غزلیں

۲-۱۰ پرکاش وڈھیرا، شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات

۸-۴۵ سیلفہ فرم
۹-۳۰ صدیوں پہلے
(راج ترنگنی پر مبنی)

جمعہ ۱۸ جون

صبح

۷-۰۵، شام ۶-۱۰
ظہور احمد شاہ، غزلیں
۸-۰۰ ظہیر شہزادہ، غزلیں
۸-۳۰ گھر بارہ خاطرہ
ڈاکٹر ڈی این تھوسے انٹرویو
۹-۰۵ سنتوش کمار اور سیما شرما،
رفعت سروش کا کلام

دوپہر

۱۲-۴۰ نعتیں اور منقبت
۲-۱۰ سمر لیش چودھری، شاستریہ سنگیت
۴-۰۰ شیخ عبدالعزیز و ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

۹-۳۰ رانے ترانے
'خاندانی منصوبہ بندی کتھ بنہ لکن
ہند پروگرام) مباحثہ
۱۰-۳۰ داستان

ہفتہ ۱۹ جون

صبح

۷-۰۵، شام ۶-۱۰

آمنہ کول، غزلیں
۸-۰۰ اوستاشنڈن، غزلیں
۸-۲۰ نو تخلیق (کشمیری)
تازہ کلام، ڈاکٹر مرغوب بانہالی
۸-۳۵ پراگ، ہندی پروگرام
۹-۰۵ خوشحال گھر
۱۱-۳۰، سہ پہر ۳-۳۰
محمد عبداللہ ستاری اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ محمد یعقوب، غزلیں
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

رات

۸-۴۵ ڈی این کول، انگریزی تقریر
۹-۳۰ محفل موسیقی
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۲۰ جون

صبح

۷-۰۵ کیلاش مہرہ، غزلیں
۸-۰۰ پنکج اداس، غزلیں
۸-۲۰ گھرانوں کیلئے
'بچوں کو کیا پڑھنا چاہئے'
تقریر از اندو رینہ
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ 'ہونہار' بچوں کیلئے
گفتگو از ڈاکٹر ایم کے رینہ
۱۱-۰۰ سنگیت میگزین
۱۱-۳۰ 'پوت زھانٹے' کشمیری کھیل
تحریر، بنسی نردوش

دوپہر

۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ 'نوبہ نو' یووا وانی سے انتخاب
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ 'ہی مال' خواتین کیلئے

شام

۶-۱۰ جیالال گیلانی، غزلیں
۸-۴۵ تو ہنز چیٹھی وانژ
۹-۳۰ 'لالہ جوا اینڈ سنز' سلسلہ وار ڈرامہ

پیر ۲۱ جون

صبح

۷-۰۵، سہ پہر ۳-۳۰

راج بیگم، غزلیں
۸-۰۰ غالب کی غزلیں
۸-۲۰ ثقافت، کشمیری میں پروگرام
۹-۰۵ 'سنطور' صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۱۲-۴۰ شبیر حسین، غزلیں

شام

۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۹-۳۰ 'لمحوں کا خدا' اردو کھیل
تحریر، انیس ہمدانی
۱۰-۳۰ پھر سنئے

منگل ۲۲ جون

صبح

۷-۰۵، شام ۶-۱۰
سنیتا کول، غزلیں
۸-۰۰ سرلا کپور، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ پرکاش مہرہ، ڈوگری موسیقی
۱۱-۳۰، دوپہر ۳-۳۰
غلام محمد ساز نواز اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

۲-۱۰ سلوچنا برہستی، گائن

رات

۸-۴۵ 'مسائل - جنہ خاطرہ بچہ نوہ سکیم'
چیف بلیتہ انجینئر عبدالرشید سے انٹرویو
۹-۳۰ سنگرمال، کشمیری میں ادبی پروگرام
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۲۳ جون

صبح

۷-۰۵، دوپہر ۱۲-۴۰، شام ۶-۱۰
کنول کشور جالا، غزلیں
۷-۳۰ زونہ ڈب
۸-۰۰ شجاعت حسین خاں، غزلیں
۸-۲۰ کشمیری تقریر، بی این کول ساحل
۹-۰۵ کاشری ناول

دوپہر

۲-۱۰ الیس این سوپوری، ستار بردھن

رات

۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (کشمیری)

10.00 آپ کی فرمائش

جمعرات ۲۴ر جون

صبح

7.05 ، سہ پہر 4.30
رحمت اللہ خاں ، غزلیں
8.00 سمن کلیانپور ، غزلیں
8.20 پنجابی پروگرام
10.00 پوسٹ کارڈ کی کہانی
11.30 محمد عبداللہ تبت بقال اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

12.40 بنسی لال جوشی ، غزلیں
2.10 شاستریہ سنگیت
4.00 صوفیانہ موسیقی

رات

8.45 سیلتہ فورم
9.30 نیشنل پروگرام ، ڈرامہ
10.30 کشمیری موسیقی

جمعہ ۲۵ر جون

صبح

7.05 ، شام 6.10
راج بیگم ، غزلیں
7.30 زونہ ڈب
8.00 نسیم بانو ، غزلیں
8.20 گھر بارہ خاطرہ

دوپہر

12.40 نعتیں اور منقبت
2.10 گرجا دیوی ، ٹھمری ، دادرا
4.00 غلام محمد قالین باف اور ساتھی
صوفیانہ موسیقی

رات

8.00 وادی کی آواز
9.30 'اپنی دھرتی اپنا دیش' فیچر
10.30 داستان
ایک روائتی لوک کہانی

ہفتہ ۲۶ر جون

صبح

7.05 ، شام 6.10
اومکار ناتھ کول ، غزلیں
8.00 انجلی بنرجی ، غزلیں
8.20 تولسیکھن (سندی)
8.35 مولل شعار

تحریر پیکش ، محمد یوسف ٹینگ
9.05 خوشحال گھرہ
11.30 ، سہ پہر 4.30
شیخ عبدالعزیز اور ساتھی ،
صوفیانہ موسیقی

دوپہر

12.40 یونس ملک ، غزلیں
2.10 علی اکبر خاں ، سرود پر دھن

رات

8.45 انگریزی میں بات چیت از
پروفیسر اندر جیت سنگھ
9.30 بزم سامعین (اردو)
10.00 گاشہ تارکہ
10.30 شہر صدا

اتوار ۲۷ر جون

صبح

7.05 ، شام 6.10
شمیم دیو ، غزلیں
8.00 نرملا اردن ، غزلیں
8.20 گھرانوں کیلئے (اردو)
'کیا نئی نسل بزرگوں کا احترام کرتی ہے'
بات چیت
9.05 اس ہفتے
10.00 ریڈیو نیوز ریل
11.00 محفل موسیقی سے اقتباسات

دوپہر

12.40 فلمی موسیقی
2.10 شاستریہ سنگیت
2.30 'سوینزل' ،
4.00 پنجابی پروگرام
4.30 'ہی مال' ،
بات چیت ، غوث النسا جیلانی

رات

8.45 توہنز چیٹھی واژ
9.30 'لالہ جواینڈ سنز' ، سلسلہ وار ڈرامہ
تحریر ، علی محمد لون
10.00 آپ کی فرمائش

پیر ۲۸ر جون

صبح

7.05 ششی چوپڑہ ، غزلیں
8.00 بیلا سویر ، غزلیں
8.20 ذات بترات 'اننت ناگ'
8.45 ہندی میں بات چیت
9.05 'سنطور' ، صوفیانہ موسیقی

دوپہر

12.40 فریدہ خانم ، غزلیں
2.10 ہری پرساد چورسیا ، بنسری
4.30 ششی چوپڑہ ، غلام قادر دانی
غزلیں

شام

6.10 ضلع نامہ
8.30 'کھیلن ہند دنیاہ'
8.45 اردو میں بات چیت
9.30 'رادہ تہ ژھوٹ ہو تہ رتہ' کشیری کھیل
تحریر ، سبحان بھگت
10.30 بیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری

منگل ۲۹ر جون

صبح

7.05 ، شام 6.10
مہاراج کرشن پنڈت ، غزلیں
8.00 منندر کپور ، غزلیں
8.20 پنجابی پروگرام
9.05 اس ہفتے
11.30 عبدالخالق اور ساتھی ، صوفیانہ کلام

دوپہر

2.10 شاستریہ سنگیت
4.00 صوفیانہ موسیقی

رات

8.45 'لوہ کتابہ' کشمیری میں کتابوں
پر تبصرہ ، از غلام نبی فراق
9.30 سنیجایک
10.00 توہنز فرمائش

بدھ ۳۰ر جون

صبح

7.05 ، شام 4.30
نسیم اختر ، غزلیں
8.00 کیلاش مہرہ ، غزلیں
8.20 شش رنگ
'افسانہ گیارہ چھ لوکٹ آسمان'
تحریر ، علی محمد لون
9.05 کاشری ناول

دوپہر

12.40 مہر ، غزلیں
2.10 ڈاگر برادران ، گائن

شام

6.10 غلام محمد میر ، غزل
8.45 خط کیلئے شکریہ
9.30 'تصویر'
(جموں کشمیر لیہہ کے ترقیاتی پروگرام
10.00 آپ کی فرمائش

لیہہ

میڈیم ویو ۲۸۴٫۹ میٹر ۱۰۵۳ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
7.30 بھگتی سنگیت
8.45 پروگراموں کا خلاصہ
دوپہر 1

10.10 اور رات 8.00 فوجی بھائیوں کے لیے
2.15 لداخی موسیقی

شام
9.15 لاجلا پروگرام (لداخی میں)
10.00 وودہ بھارتی پروگرام
(علاوہ ہفتہ)

قلم کار حضرات !
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں
'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی
جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو
اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

دوردرشن سری نگر

سینڈ ۱ ۲۵-۴۲ ایم ایچ زڈ (تصویر)　چینل ۳ ۷۵-۶۰ ایم ایچ زڈ (آواز)

خبریں اور روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

صبح ۰۰-۱۱ سے ۲۰-۱۱ تک بچوں کے لیے تعلیمی پروگرام (صرف پیر اور جمعرات کو) شام ۰۰-۷ دیہاتی بھائیوں کے لیے (پیر، منگل، بدھ، جمعرات) ۰۰-۸ کشمیری میں خبریں ۱۵-۸ پروگراموں کا خلاصہ ۴۵-۹ اردو میں خبریں ۰۰-۱۰ اختتام (اتوار کو ۳۰-۱۰)

بدھ ۱۶ جون

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام ۴۵-۷ کشمیری لوک موسیقی ۱۷-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۵-۸ دوسرے کیندروں سے پیش کردہ پروگرام ۱۵-۹ ادبی میگزین پروگرام (کشمیری)

جمعرات ۱۷ جون

شام ۲۰-۷ گھرانوں کے لیے ۱۷-۷ ہندی فلموں سے لیے گئے گانوں پر مبنی پروگرام نقش و نغمہ ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ پنجابی سنگیت و اختتام

جمعہ ۱۸ جون

شام ۰۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۳۰-۷ ٹیلی کلبوں سے ۱۷-۸ اردو ڈرامہ ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۵-۹ ہیلتھ میگزین (اردو)

ہفتہ ۱۹ جون

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے (اردو) ۳۰-۷ نظم کی عکس بندی ۵۰-۷ ہمارے فرائض بحیثیت شہری ۱۷-۸ سلسلہ وار فیچر (اردو) ۳۵-۸ نوجوانوں کے لیے (کشمیری) ۰۵-۹ رنگارنگی پروگرام

اتوار ۲۰ جون

صبح ۰۰-۱۱ بچوں کے لیے (کشمیری) ۳۰-۱۱ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۵۰-۱۱ کشمیری لوک سنگیت ۱۰-۱۲ سلسلہ وار فیچر (اردو، دوبارہ) ۳۰-۱۲ ہلکی پھلکی موسیقی

شام ۳۰-۶ کشمیری لوک سنگیت ۵۰-۶ روزگار خبرنامہ (اردو) ۰۰-۷ اور ۱۷-۸ ہندوستانی فیچر فلم ۰۰-۱۰ غزلیں، اختتام

پیر ۲۱ جون

شام ۳۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۴۵-۷ ڈی ڈی نیوز فیچر ۱۷-۸ ہندی فلمی گانوں پر مبنی پروگرام، نقش و نغمہ ۵۰-۸ اسپورٹس میگزین (اردو) ۲۰-۹ انٹرویو

منگل ۲۲ جون

شام ۳۰-۷ کشمیری صوفیانہ موسیقی ۵۰-۷ ہلکی پھلکی موسیقی ۱۷-۸ ناظرین کے خطوط ۴۵-۸ انگریزی سلسلہ وار فیچر ۱۵-۹ تعمیر و ترقی سے متعلق پروگرام ۱۰ اختتام

بدھ ۲۳ جون

شام ۳۰-۷ ڈوگری پروگرام ۴۵-۷ کشمیری لوک سنگیت ۱۷-۸ سلسلہ وار کشمیری فیچر ۳۵-۸ دوسرے کیندروں کے پیش کردہ پروگرام ۱۵-۹ ادبی میگزین پروگرام (اردو)

جمعرات ۲۴ جون

شام ۳۰-۷ گھرانوں کے لیے (کشمیری) ۱۷-۸ فلمی گانوں پر مشتمل پروگرام نقش و نغمہ ۰۰-۹ حالات حاضرہ ۳۰-۹ پنجابی موسیقی

جمعہ ۲۵ جون

شام ۰۰-۷ کشمیری لوک سنگیت ۳۰-۷ ٹیلی کلبوں سے ۱۷-۸ ڈرامہ (اردو) ۰۰-۹ ہلکی پھلکی موسیقی

ہفتہ ۲۶ جون

شام ۰۰-۷ بچوں کے لیے (اردو) ۳۰-۷ نظم کی عکس بندی ۵۰-۷ ہمارے فرائض بحیثیت شہری ۱۷-۸ سلسلہ وار اردو فیچر ۳۵-۸ نوجوانوں کے لیے (کشمیری) ۰۵-۹ رنگارنگ پروگرام

چینل ۴ ۲۵-۶۲ میگاہرٹز (تصویر)
بینڈ ۱ ۷۵-۶۷ میگاہرٹز (آواز)

روزانہ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

شام ۰۰-۶ مختصر خبریں اتوار کو ۳۰-۶ پر ۳۰-۷ چوپال (سوائے اتوار، منگل) اتوار کو ۳۳-۶ پر ۰۰-۸ سماچار

ہفتہ وار ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرام

اتوار

شام ۳۲-۶ ننھے منے ۵۲-۶ ساپتاہکی ۰۰-۷ اور ۲۰-۷ فیچر فلم (ہندی) ۱۵-۸ درا دھیان دیں ۳۰-۹ کل کے پروگرام اور اختتام

پیر

شام ۳۰-۶ آپ کا سواستھ ۵۰-۷ درت چیتر ۱۵-۸ آج کل ۲۰-۸ کل کے پروگرام ۲۲-۸ ابھار ۰۵-۹ سرسوتی ۳۵-۹ سرگم (کلاسیکی گانے) ۰۵-۱۰ اختتام

منگل

شام ۳۰-۶ گھر دوارہ ۲۰-۷ کامگار سبھا ۱۵-۸ دگیان جگت ۲۰-۸ کل کے پروگرام ۲۲-۸ ناٹک ۳۵-۹ اختتام

بدھ

شام ۳۰-۶ یوگ ابھیاس، پریکریا ۱۵-۸ پرگتی کی اور کلا اور کیرتی ۲۰-۸ کل کے پروگرام ۲۲-۸ سلسلہ وار ناٹک "جورا" ۰۵-۹ کھیل جگت ۲۵-۹ گنجن اسٹم سنگیت ۰۵-۱۰ اختتام

جمعرات

شام ۳۰-۶ گھر کی دنیا ۲۲-۷ پھلواری (بچوں کے لیے) بال کلاکار ۱۵-۸ آج کل ۲۰-۸ کل کے پروگرام ۲۲-۸ فرائڈے کوئز/ اسپورٹس کوئز ۰۵-۹ اردو فیچر (اردو پروگرام) ۲۲-۹ کلاسیکی گانے ۰۵-۱۰ اختتام

جمعہ

۱۵-۸ آپ کی ڈاک ۲۰-۸ کل کے پروگرام ۲۲-۸ چترہار ۱۵-۹ بات اپنی، یہی رائے اور قانون ۴۵-۹ اختتام

ہفتہ

شام ۲۰-۶ یووا درشن (نوجوانوں کے لیے) ۱۵-۸ آج کے اتھتی / لوک سنگیت ۲۲-۸ سلسلہ وار انگریزی فلم ۰۵-۹ سنت وانی وودھا ۲۰-۹ رنگوں کیلئے ۳۵-۹ دوردرشن درت چیتر ۰۵-۱۰ اختتام

غزل

رخسانہ جبیں

مثلِ گرد غبار ہو جاؤں
آج تو بے کنار ہو جاؤں
دن کے ماتھے پہ یوں رقم کرنا
چشمِ شب کی پکار ہو جاؤں
میں ترے لمسِ آرزو پاکر
نخلِ صد برگ و بار ہو جاؤں
ابرِ آوارہ گھومتا ہی پھرے
وہ دہکتا چنار ہو جاؤں
کون تھا تیرے سایۂ گل میں
کس کا سنگِ مزار ہو جاؤں
کوئی برفیلے خول میں اترے تو
میں بھی اک شعلہ زار ہو جاؤں
جسم در جسم دھول اڑتی ہے
روح کا آبشار ہو جاؤں (سری نگر سے)

MGI(PL)PF/20AIR/ND/82-2500

(بائیں) آکاشوانی ناگپور کے اردو پروگرام محفل میں نثر مشاعرے کے شرکاء — (دائیں سے) منموہنا بھٹناگر (اناؤنسر)، عزیز قدوسی، محمد قاسم بیکس، شارق جمال زین العابدین عابد، کیفی اسمٰعیلی اور جمال الدین ساحل (پروگرام ایگزیکٹو)

(نیچے) ڈاکٹر آر ایل گپتا مصنوعی گردے کے موضوع پر ان کی تقریر اردو مجلس (دہلی) سے نشر کی گئی۔

ریڈیو کشمیر سرینگر کی جانب سے منعقد سنگیت سمیلن میں

(اوپر) غلام مصطفٰے خاں

(نیچے) امین الدین خاں ڈاگر۔
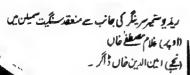
(دائیں) سلیم اقبال —
اردو سروس کی جانب سے منعقد
پنجابی سمیلن میں ۔

(دائیں) "فلموں کا پرانا دور" کے موضوع پر فلم آرٹسٹ پی جے راج کے ساتھ آکاشوانی حیدرآباد کے اردو پروگرام میں ظہیر افسر (دائیں) گفتگو کرتے ہوئے۔
(نیچے) "ماڈلنگ" کے موضوع پر آکاشوانی رامپور سے نشر مذاکرے کے شرکاء (دائیں سے) ڈاکٹر دریندر رسنہا زبیر رضوی، گووند ورما، کاسمی کول پریتی راٹھور، شوبھا جوشی اور انجلی بائی۔

(اوپر) انیس نصرت آکاشوانی لکھنؤ کی جانب سے منعقد ایک محفل میں اپنی تخلیق پیش کرتے ہوئے۔
(دائیں) آکاشوانی پٹنہ کے اردو پروگرام میں نشر ادبی نشست کے شرکاء (دائیں سے) کلام حیدری شمیم فاروقی اور ڈاکٹر قمر اعظم ہاشمی۔

Published by The Director General, All India Radio, At the Office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, II floor, PTI Building, Sansad Marg, New Delhi-110001. ... Printed at ... Press, Faridabad

یکم سے ۱۵ر جون ۱۹۸۲ء
۱۱ر سے ۲۵ر جیشٹھ ۱۹۰۴ شاکا

آواز

اشاعت کا ۴۷واں سال
قیمت 50 پیسے

سلمان صہبا

کہہ رہے ہیں یہ پیار کے رشتے
اٹھ گئے اعتبار کے رشتے

مل کے رخصت بھی ہو گیا کوئی
رہ گئے انتظار کے رشتے

میر کو لکھنؤ میں یاد آئے
اپنے اجڑے دیار کے رشتے

ایک سے خوار ہی سمجھتا ہے
بے خودی سے خمار کے رشتے

گلستاں میں بکھر گئے ہر سو
دامن تار تار کے رشتے

میری مجبوریوں سے قایم ہیں
جبر سے اختیار کے رشتے

ٹھیس لگتے ہی ٹوٹ جاتے ہیں
کتنے نازک ہیں پیار کے رشتے

یاد رکھتے خزاں کو بھی صہبا
عارضی ہیں بہار کے رشتے

واحد القادری

میں اپنی جستجوئے سفر چھوڑ جاؤں گا
تجھ کو بھی اے فریبِ نظر چھوڑ جاؤں گا

اندھیرا روشنی سے لپٹ جائے میرے بعد
ایسا رفاقتوں کا ہنر چھوڑ جاؤں گا

الزام دھو نہ پائی اگر تیغ بے نیام
اپنی انا کو اپنی سپر چھوڑ جاؤں گا

دامن میں تیری یادوں کی شامیں سمیٹ کر
تیرے لیے سکھوں کی سحر چھوڑ جاؤں گا

گزرو گے جس کے پاس سے چپ چاپ اداس اداس
اس راہ میں ایک ایسا شجر چھوڑ جاؤں گا

ویرانیوں میں لوٹ کے جانا تو ہے مگر
رنگینیوں کو خاک بسر چھوڑ جاؤں گا

اب تک اسی تعلق خاطر کی زد میں ہوں
یہ زد ہٹی تو جسم کا گھر چھوڑ جاؤں گا

وہ آفتاب شہر نگاراں دکھائی دے
واحد یہ جگنوؤں کا نگر چھوڑ جاؤں گا

اظہر عنایتی

خط اس کے اپنے ہاتھ کا آتا نہیں کوئی
کیا حادثہ ہوا ہے بتاتا نہیں کوئی

دیکھا ہے جب سے خود کو مجھے دیکھتے ہوئے
آئینہ سامنے سے ہٹاتا نہیں کوئی

گڑیاں جوان کیا ہوئیں میرے پڑوس کی
آنچل میں جگنوؤں کو چھپاتا نہیں کوئی

کچھ اتنی تیز دھوپ نئے موسموں کی ہے
بیتی ہوئی رُتوں کو بھلاتا نہیں کوئی

جب سے بتا دیا ہے نجومی نے میرا نام
اپنی ہتھیلیوں کو دکھاتا نہیں کوئی

کیا ہو گئے نہ جانے وہ خوشبو مزاج لوگ
اب پھول توڑنے کو بھی آتا نہیں کوئی

اظہر یہاں ہے اب مرے گھر کا اکیلاپن
سورج اگر نہ ہو تو جگاتا نہیں کوئی

شہزادہ گلریز

ہمیں بھی طالع بیدار دیدے
کوئی شب تو سحر آثار دیدے

بہت بے رنگ ہے آنکھوں کا موسم
دھنک رنگوں کا ایک تہوار دیدے

سفر پھر چاہتے ہیں آبلہ پا
انھیں اک وادیٔ پُرخار دیدے

ہماری روح کے آسیب کو بھی
حویلی کوئی پُراسرار دیدے

ہے چاروں سمت اندھیروں کا تسلط
کوئی ظلمت شکن اوتار دیدے

بلاوے آرہے ہیں خوشبوؤں کے
ہمیں زخشِ صبا رفتار دیدے

کھلیں گے زخم بھی شبنم رتوں میں
سکوتِ درد کو جھنکار دیدے

دیے دہلیز پر جلتے رہیں گے
کوئی دستک پس دیوار دیدے

کہ ان سرکش چراغوں پر بھی حملہ
ہوا کے ہاتھ میں تلوار دیدے

غریب آنکھوں کے ہیں کشکول خالی
انھیں خوابوں کے کچھ دینار دیدے

بدن کی سرد راتیں چیختی ہیں
لبوں کو شعلۂ رخسار دیدے

چٹانوں سے بھی سر ٹکرائے گلریز
اگر رستہ لہو کی دھار دیدے

دواکر راہی

خود اپنے دل کا کہا کیا جو کچھ ان پہ احساں نہیں کیا ہے
کہ خود پریشاں رہا ہوں لیکن انھیں پریشاں نہیں کیا ہے

یہ کامیابی سے کم نہیں ہے کہ مجھ کو ناکام کوششوں نے
بہت ہراساں کیا ہے لیکن کبھی انھیں ہراساں نہیں کیا ہے

میں گل بداماں ہوں یہ تو سچ ہے مگر مجھے فخر ہے کہ میں نے
کسی چمن کو اجاڑ کر خود کو گل بداماں نہیں کیا ہے

مری تباہی کے حادثے پر ہوئے ہیں کتنے ہی جشن لیکن
کسی کی بربادیوں پہ میں نے کبھی چراغاں نہیں کیا ہے

ہر کیف راہی کا ہے فریضہ کہ راہِ منزل کو جگمگا دے
چراغ منزل جلائے میں نے کسی پہ احساں نہیں کیا ہے

خیالؔ رامپوری

سنجیدگیٔ عشق کو بدلا ہے یہیں سے
شوخیٔ نگہ ناز نے سیکھی ہے ہمیں سے

شعلے ہی اٹھے ہیں نگر و دل کی زمیں سے
جب آگ زمانے میں لگی ہے تو یہیں سے

بازار میں قیمت ہی نہیں اب دل و جاں کی
ٹوٹے ہوئے شیشے ہیں اٹھا لاؤ کہیں سے

مہتاب نہ بن پائیں تو یہ بات الگ ہے
ذرّوں کو بہرحال ابھرنا ہے زمیں سے

تقدیر نے توڑا ہے جہاں کوئی سہارا
اک راہ نکل آئی ہے و دو نکل آئی ہے وہیں سے

ہم تیرے پجاری ہیں مگر ایسے پجاری
بت اپنے اٹھا لائے جو کعبے کی زمیں سے

اتنا ہی تعلق ہے خیالؔ اس سے ہمیں بھی
جو نسبت موہوم گماں کو ہے یقیں سے

3

آواز

آل انڈیا ریڈیو کے پروگرام

ٹیلی فون	
چیف ایڈیٹر	۳۸۲۲۴۹
ایڈیٹوریل	۳۸۲۲۵۴
بزنس	۳۸۲۳۵۱
تار کا پتہ	LISTENER
چیف ایڈیٹر	جے پی گویل
ایڈیٹر	سراج احمد

نئی دهلی — یکم جون ۱۹۸۲ء بمطابق ۱۱ جیشٹھ ۱۹۰۴ ساکا — جلد ۴۷، شماره — ۱۱

اس شمارے میں

قیمت

فی کاپی	۵۰ پیسے
سالانہ	۱۰ روپے
دو سال	۱۹ روپے
تین سال	۲۵ روپے

(ڈاک خرچ بذمہ ادارہ)

علاقائی زبانوں پر اردو کے اثرات

ظ۔ انصاری

بہت زمانے پہلے زبانوں نے پیدا ہونا بند کر دیا۔ اب صدیوں سے جو عمل چل رہا ہے وہ شکست و ریخت ترمیم اور اضافہ کا ہے یعنی جو محدود علاقائی بولیاں تھیں۔ وہ باقاعدہ زبانوں کے درجہ کو پہنچتی جاتی ہیں اور جو زبانیں تھیں وہ پھیلاؤ اور گہرائی میں بڑھتی جاتی ہیں۔ ان کا استعمال بھی وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر دنیا کی بعض بڑی اور زندہ زبانیں — انگریزی، فرنچ، جرمن، اسپینی، عربی، چینی اور روسی۔ اس میں ہماری ہندوستانی بھی شامل ہے جس کے دو جُدا جُدا روپ ہیں ہندی اور اردو۔ ہندی آمیز اردو — اردو آمیز ہندی اپنی جنم بھومی سے باہر ملک کی سرحدوں کے اندر، اور سرحدوں سے دور دراز ملکوں تک پہنچ کر ایک عام ہندوستانی زبان بن جاتی ہے اور جہاں جس دھرتی پر یہ تخم جڑ پکڑ لیتا ہے وہاں سے رنگ و بو بھی لیتا ہے۔ یوں دونوں طرزوں کے ادب پر ایک طرف تو علاقائی حالات اور زبانوں کے اثرات پڑتے ہیں۔ لفظوں کے ذائقے میں فرق پڑتا ہے۔ دوسری طرف وہ اپنے ارد گرد کی ترقی پذیر زبانوں اور ان کے ادب پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔ یہ قدرتی عمل ہے وہ جو کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے وہی حال زبانوں اور ان کے ادیبوں کا ہے۔ ایک سے دوسرے کو تشبیے بھی ملتی ہے اور رنگ بھی تلفظ بھی اور معانی کی وسعت بھی۔

مجھے یہاں صرف اردو کے اثرات سے گفتگو کرنی ہے۔

اب سے پچاس برس پہلے ایک رو چلی تھی اردو کی جڑیں دریافت کرنے کی۔ اس وقت دکن کے علمائے ادب نے ثبوت فراہم کیے کہ اردو دراصل دکنی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ اردو ادب دکن میں پیدا ہوا اور شمال میں پروان چڑھا پھر سوال ہوا کہ دکن سے مراد کون سا علاقہ؟ مراٹھواڑہ یا تلیگو بولنے والا پلیٹو؟ اس پر تحقیقوں نے ثابت کیا کہ اردو کی اصل سرزمین گجرات ہے۔ گجرات سے یہ زبان اورنگ آباد اور گولکنڈہ کو گئی۔ خود ولی دکنی بھی گجراتی تھے۔ ولی اور ان کے معاصرین بلکہ ان کے پیشرو دراصل سرزمین گجرات سے تعلق رکھتے تھے۔ گجراتی کے زیر سایہ اردو کی اوّل اٹھان "گوجری" کی شکل میں ہوئی۔ پھر اس میں ریاست بیجاپور اور احمد نگر کے لہجے، محاورے اور افعال و اوزان شریک

ہوئے۔ اس رو میں اردو کے سب سے بڑے محقق اور عالم پروفیسر محمود شیرانی نے "پنجاب میں اردو" لکھ کر ثابت کیا کہ دراصل اردو کا آغاز بھی پنجاب سے ہوا اور پنجابی بولیوں نے اردو کو ادب کے درجے تک پہنچایا۔ یوں برج بھاشا اور ہریانوی کی ترقی یافتہ اور سنہری صورت تشکیل "اردو" پہ پنجابی کے حاوی اثرات ادبی نمونوں سے، ملفوظات اور اقوال سے دکھلائے گئے۔ تقسیم کے فوراً بعد کی اتھل پتھل میں اردو کے ایک بڑے پنجابی اہل قلم نے اعلان کر دیا کہ اردو پنجابی کی بیٹی تھی جو بیوہ ہو کر واپس اپنے میکے آگئی۔ تقریباً اسی کے جواب میں کنھیا لال کپور نے اپنا وہ مشہور دلخراش مضمون اردو اور ہندوستان کے تعلق سے لکھا جس میں اردو کو "برج بانو" کہا گیا تھا۔

ہندوستان کی تقسیم کے بعد سرحد کے اِس پار اور اُس پار اردو کے مستقبل کا اندازہ کرنے بلکہ اپنی شناخت کے آثار معلوم کرنے کی خاطر پھر ایک دفعہ اردو زبان و ادب کے لسانی رشتوں کی تلاش شروع ہوئی اور جیسا کہ ہونا تھا یہ تلاش پرانی جڑوں کی چھان بین تک گئی۔ اسی میں کسی نے یہ نکتہ دریافت کیا کہ اردو کا مولد و منشا۔ اس کی پہلی جڑیں اور تنہ وادی سندھ کا سراغ دیتا ہے۔

وادی سندھ میں اردو کی ابتدا دکھلاتے وقت لازم تھا کہ کسی کی نظر وادی سندھ کی تہذیب موہن جوداڑو اور ہڑپا تک جائے۔ چنانچہ ایک لسانیاتی عالم عین الحق فرید کوٹی نے اردو کو دراوڑی کارواں کے سر و ساماں میں باندھ دیا۔ اس میں علمی تحقیق کم اور منہ مانگا نتیجہ یا Wishful Thinking زیادہ ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اردو اور ہندی کو اگر ہم گاندھی جی کے بقول ایک ہی دریا کے دو دھارے مان لیں، اور عملاً اس گمان لینے میں کوئی دشواری بھی نہیں ہے تو جہاں تک زبان کے نکھرنے اور پروان چڑھنے اور اثر انداز ہونے کا تعلق ہے۔ اردو نے سب سے زیادہ پنجابی سے لین دین کیا ہے۔ اس ذیل میں ڈاکٹر وزیر آغا کا قول نہایت متوازن ہے:

"اردو اور پنجابی ایک ہی گھر میں نشو و نما پانے والی زبانیں ہیں۔ لہٰذا پنجابی ادب نے براہ راست اردو ادب پر اور اسی طرح اردو ادب نے براہ راست پنجابی ادب پر کوئی نمایاں اثرات مرتسم نہیں کیے ہُوا فقط یہ ہے کہ اہل پنجاب نے اردو کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے اور اسی لیے پنجابی زبان اور اس کے ادب کی تخلیق میں صرف ہونے والے عناصر بڑے قدرتی انداز میں اردو ادب کے تار و پود میں صرف ہوتے چلے گئے ہیں۔

پنجاب کے جوہر نے پانچ دریاؤں کی حد تک تو پنجابی میں مگر اس کے بعد اردو میں اپنا اظہار کیا ہے اور یہ سب کچھ ایسے قدرتی اور فطری انداز میں رونما ہوا ہے کہ پنجابی ادب پر اردو کے اور اردو ادب پر پنجابی کے اثرات کو نشان زد کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔"

"نئے تناظر" صفحہ ۹۷، سنہ ۱۹۷۹ء

عملی میں یہی "فطری اور قدرتی" لین دین کے ساتھ پروان چڑھنے والا نکتہ مراٹھی اور گجراتی کے تعلق سے کہا جا سکتا ہے۔ سنت گیانیشور کی معرکۃ آرا تصنیف "گیانیشوری" اور اوّلین اردو ہندی شاعر حضرت امیر خسرو کی زبردست لسانی اور ادبی مہم کا زمانہ یہی ہے۔ بعد کے مراٹھی سنت کویوں اور "شاہ مونا" نے مراٹھی کے علاوہ اس زبان میں بھی طبع آزمائی کی ہے جسے ہم بجا طور پر اردو کا دکنی دور کہہ سکتے ہیں۔ محمد شاہ رنگیلے کے زمانے یعنی اب سے ڈھائی سو سال پہلے تک آتے آتے گجرات اور مہاراشٹر کی مقامی زبانوں اور ادیبوں نے جو سادہ اور صوفیانہ روش اس شمالی زبان کو دی تھی اور جس کا مابعد اثر میر تقی میر تک کے کلام پر دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ محض یک طرفہ عمل نہیں تھا اب سے پہلے درمیان کی صدیوں میں زبانوں کے اٹھان، ارتقا اور صفائی میں مراٹھی اور گجراتی ادبیات کا اردو ادب سے لین دین قدرتی طور پر چلتا رہا ہے۔ اردو کے بعض علماء خصوصاً مولوی عبدالحق اور نصیرالدین ہاشمی نے اسے "مراٹھی ادب کے نشو و نما میں صوفیائے کرام کا حصہ" عنوان دے کر یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اردو نے مراٹھی ادبیات کو بیان کے نئے زاویے اور ذریعے بخشے۔ وہ جنھوں نے دنیا کی بعض ترقی یافتہ زبانوں کی نشو و نما کا سائنسی مطالعہ کیا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچنے سے کترائیں گے نہیں کہ دراصل دونوں کی نشو و نما کے سوتے زبان، ملک، ادب میں اور سماجی حالات میں ایک ہی جگہ تھے کسی نے اس کنوئیں سے ڈول بھرا، کسی نے رہٹ چلایا۔ کسی نے پکھالوں سے اپنا کھیت سینچا۔ کسی نے بہتے دریا کے کنارے میں اپنی نالی نکال لی۔ فرق صرف اتنا ہی ہے ایک طرف فارسی ادبیات کا عام مطالعہ، دوسری طرف بھکتی کی تحریک، تیسرے صدیوں مختلف معاشروں اور تہذیبوں کے میل جول نے وہ فضا قائم کی جس میں سننے والوں کو ایک سا رس ملے۔ اس ایک "ذائقے" اور کیفیت کا تقاضا تھا کہ گجراتی اور مراٹھی ادب کی نشو و نما کا اثر دکنی اردو کے نشو و نما میں کام آئے اور اردو کی شہری فضا، صاف صفائی، نوک پلک، تیکھے اور نرم لہجے کی دوگونہ کیفیتیں جلنے انجانے میں ان زبانوں کو میسر آئیں جو لوک ساہتیہ اور لوک گان کے پروں سے اڑنے چلی تھیں اور جنھوں نے ہندوستان کے پرانے مہاکاویہ اور پراچین سبھتا سے لینا سیکھا تھا۔ خاص مہاراشٹر یا کوکن سے اردو کے بڑے ادیب نہیں اٹھے یا وہ، جن کی گھریلو زبان مراٹھی یا گجراتی تھی۔ انھوں نے اردو ادب پر گہرا نقش ابھی تک نہیں چھوڑا ہے۔ تاہم کچھ کم نہیں کہ ان کے ملفوظات، کلام اور تحریروں کے بغیر اردو ادب کے نقش قدم کا سلسلہ نہیں ملتا۔

شمال میں کشمیری، پنجابی اور شمال مغرب میں پشتو اور سندھی کی عمر اردو سے زیادہ سہی لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ ان چاروں علاقائی زبانوں کو اردو کی ادبی اٹھان سے برابر فیض پہنچتا رہا ہے۔ کچھ تو کلچرل ہم آہنگی، کچھ تاریخی حالات اور باقی سبب وہی کہ اردو ادب ان کے لیے کوئی غیر ملکی یا اجنبی شے نہیں رہا۔۔۔ ان زبانوں کے لکھنے والے اردو کے ادبی چلن اور چھان پھٹک سے نہ صرف یہ کہ ہمیشہ واقف رہے ہیں بلکہ بیک وقت انھوں نے دونوں زبانوں سے سروکار رکھا ہے۔ اس لیے قدرتی بات تھی کہ یہاں کی کامیابی اور ناکامی سے وہ اپنے ہاں تلافی کرتے رہے۔

جنوب میں ریاست حیدرآباد کا محل وقوع تاریخی خبر و تقاضا اور مشرق میں مرشدآباد اور ڈھاکہ کے ادبی مجلسی مرکزوں تک صورت حال مختلف تھی۔ نظام کی ریاست میں سرکاری دفتری زبان اور درمیانی طبقے کی علمی اور مجلسی زبان اردو تھی۔ مراٹھی، کنڑ اور تیلگو اسے بقدر ضرورت سیکھنی پڑتی تھی۔ وہ اس کی ذہنی اور خانگی زندگی کا حصہ نہیں تھیں اس لیے وہاں نہ بیک وقت لسانی اہل قلم پیدا ہوئے نہ دوسری مادری زبان والوں نے اردو ادب کو شاداب کرنے کی ٹھانی۔ البتہ ان ہمعصر اور ہمسایہ ادیبوں سے جنوب کی اردو ادبی فضا کا تھوڑا بہت رابطہ بنا رہا کسی قدر واقفیت میں یہ تو ممکن ہے کہ علاقائی زبان کا لہجہ اور اس کے بعض الفاظ انداز اور محاورے بڑی اور میٹروپولیٹن زبان کے ادب میں راہ پا جائیں جسے اب ہم "مقامی رنگ" کہتے ہیں۔ لیکن یہ دشوار ہوتا ہے کہ علاقے سے باہر دور تک پھیلی ہوئی زبان اپنے ادبی ارتقا میں ان سے رنگ اور آہنگ لیتی رہے۔ چنانچہ آج نظم و نثر کی کسی تحریر سے، جو پچھلے سو سال کے اچھے، قابل ذکر اردو ادب میں شمار ہوتی ہے لکھنے والے کا نام ہٹا دیا جائے تو پتہ چلانا دشوار ہوگا کہ مصنف حیدرآباد کا ہے یا مرشدآباد کا یا مرادآباد کا۔ اس حالت میں جبر کا اختیار شامل ہے البتہ ایک حیرت انگیز اور خوش گوار مگر پیچیدہ حقیقت ہے جسے Pragmatic انداز سے مان لینا چاہیے۔

جب سے اردو کی سرکاری حیثیت اور درباری وقار کا خاتمہ ہوا ہے۔ اردو ادب کے بہترین اور بدترین اثرات ہندوستانی زبانوں کے عام پسند دھارے میں برابر گھلتے ملتے جا رہے ہیں۔ ٹھکی ٹھکائی غزل کا ہندی کے ساتھ ساتھ گجراتی، مراٹھی، بنگالی اور تیلگو میں راہ پا جانا ہے اور ہر دلعزیز ہو جانا محض اتفاق نہیں، کچھ اور بھی ہے۔

اردو مختصر افسانے کا اردو رسم خط سے زیادہ دوسری ہمعصر اور ہمسایہ زبانوں میں اثر و نفوذ۔۔۔ بلکہ صدائے بازگشت یا گونج پیدا کرنا بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ فلمی گیتوں اور پر زور مکالموں کے ذریعے مقامی زبانوں کے

نئے نئے اکسپریشنس پانا اور بیانیہ کیفیتوں میں اضافہ قبول کرنا بھی اسی اثر کی ہامی بھرتا ہے۔

اور وجہوں کے علاوہ ایک بڑی وجہ اردو کے ادبی خزانے کو پیار بھری نظروں سے دیکھے جانے اور اس کی بولی لگانے کی یہ بھی ہے کہ اردو کسی ایک لسانی ماحول، ایک علاقائی بندش شدہ شیدادلی کے برتاؤ اور کسی ایک قدیم زبان کی تربیت گاہ سے قطعی آزاد رہی ہے۔ یہ اس کا لسانی بیوپار ہے جس نے اسے مشکل وقتوں میں نہ صرف زندہ رہنے بلکہ پھلنے پھولنے کی ضمانت دے رکھی ہے صرف ایک مثال:

آسمان لفظ عام ہے، شعر و ادب میں روز مرہ کام آنے والا لفظ۔ ہمارے پاس اس کے لیے آسمان بھی ہے، آکاش بھی، امبر اور گگن بھی، چرخ، فلک گردوں گنبد نیلگوں بھی ہیں۔ گیت میں ہم چرخ گردوں اور فلک نہیں لکھتے، غزل میں ہم یہ تینوں لفظ بھی لکھ سکتے ہیں اور آکاش اور گگن بھی، امبر نہیں لکھتے۔ فلسفیانہ یا علمی نثر میں بھی ہمیں انتخاب کی گنجائش وسیع ملتی ہے۔ جیسا موقع ہوا اور جس مزاج کی نثر ہو۔

یہی حال مثلاً لفظ مسافر کا ہے کہ مسافر، یاتری، ٹورسٹ، پسنجر، زائر اور راہرو سبھی الفاظ الگ الگ دھوپ چھاؤں کے ساتھ میسر ہیں۔ سب کے معنوں میں سفر کی نیت اور کیفیت کے ساتھ لفظ کا چناؤ آسان ہے اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے لیے غیر یا اجنبی نہیں۔

اس گنجائش نے اردو میں رزم اور بزم، تلوار کی اور دودھ کی دھار، گرمی اور نرمی، پیار اور پھٹکار سبھی کے لیے لفظوں کا ایسا ذخیرہ بخش دیا کہ اس کی طرح ہم اسے جدھر چاہیں کھینچ لیں اور یہی وہ گنجائش ہے۔ لفظوں کی موسیقی اور لذت کی رنگا رنگی ہے جسے ہمارے پڑوسی اور ہمارے دوسری زبانوں کے ہم قلم ادیب پیار بھری نظر سے دیکھنے کے عادی یا روادار ہوتے جاتے ہیں اردو ادب اسی سمت سے اپنے ہم وطن ادیبوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔

(بمبئی سے نشر)

غزل

نسیم مظفر پوری

تصورات کے خلوت کدے میں ایک پیکر
کسی کے حسنِ منوّر کا یوں ابھرتا ہے
کہ چاند جیسے ستاروں کی بزم عشرت سے
سنبھل سنبھل کے زمیں کی طرف اترتا ہے
فضا میں پھیلنے لگتے ہیں بادلوں کے غبار
ہوا میں زلف کی خوشبو سمائی جاتی ہے
دریچے ذہن کے کھلتے ہیں بند ہوتے ہیں
کچھ اس طرح سے تری یاد آئی جاتی ہے

(پٹنہ سے نشر)

پٹرولیم اور اس کی ساخت

دورِ حاضر میں پٹرولیم کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیا میں پٹرولیم کا کثیر حصہ عرب ممالک سے دستیاب ہوتا ہے۔ نقل و حمل کے ذرائع میں پٹرولیم کا استعمال ایک لازمی چیز بن گیا ہے آئیے سائنس و تکنیکی نقطۂ نظر سے پٹرولیم کی بناوٹ اور دستیابی پر روشنی ڈالیں۔

پٹرولیم کے پائے جانے والے علاقہ کو ٹراپ (Trap) کہا جاتا ہے جو مسام دار چٹانوں (Rons Rocks) پر مشتمل ہوتا ہے۔ ٹراپ چار قسم کے ہوتے ہیں ۱۔ الٹی کمان ٹراپ ۲۔ نقصی ٹراپ ۳۔ ترچھی چٹانوں کی ٹراپ اور ۴۔ گنبد نما ٹراپ۔

جن علاقوں میں پٹرولیم جمع ہونے کے امکانات ہوتے ہیں سب سے پہلے ان علاقوں کی ہوائی جہاز سے تصویر لی جاتی ہے پھر مختلف آلات کے ذریعہ زمین کی کشش ناپی جاتی ہے اور پھر اس علاقے میں دھماکے کیے جاتے ہیں اور اطراف کے مقامات سے دھماکوں کی آواز ریکارڈ کی جاتی ہے وغیرہ۔ پٹرولیم کے کنویں کئی ہزار فٹ گہرے کھودے جاتے ہیں۔

دراصل پٹرولیم ہیڈرو کاربن کا ایک مرکب ہوتا ہے جس میں ۸۰ تا ۹۰ فیصد کاربن ۱۰ تا ۱۵ فیصد ہائیڈروجن اور بہت تھوڑی سی مقدار میں گندھک اور نائٹروجن بھی پائے جاتے ہیں۔ اس ہیڈرو کاربن کو راست استعمال میں نہیں لایا جاتا بلکہ اس کی صفائی بے حد ضروری ہوتی ہے۔ پیٹرولیم کنوؤں سے پائپ کے ذریعہ اور پھر بڑے بڑے جہازوں کے ذریعہ تیل صاف کرنے کے کارخانوں تک لایا جاتا ہے۔ پٹرولیم میں موجود ہیڈرو کاربن اور ان کے عام ضابطے یہ ہیں۔

(i) پیرافین $C_n H_{2n+2}$ (ii) اولفین $C_n H_{2n}$ (iii) نفتھین CH_2 (iv) ایرومیٹک $C_n H_{2n-6}$ ۔ ان تمام ضابطوں میں C کاربن H ہیڈروجن کے ذرات کے نشان ہیں اور n ذرات کی مقدار ہے۔

پٹرولیم کو صاف کرنے کے لیے اس کو ایک تقطیری ستون (Distillation Column) میں لایا جاتا ہے۔ اس ستون میں سوراخ دار کشتیاں ہوتی ہیں۔ جب پٹرولیم کو ابالا جاتا ہے تو اس کے بخارات اوپر کی طرف جاتے ہیں اور مائع مادے نیچے کی طرف بہتے ہیں۔ ہلکے ہیڈرو کاربن جو بخارات کی شکل میں اوپر اٹھتے ہیں ستون کی چوٹی تک پہنچ جاتے ہیں جن کو ستون کے باہر مائع میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ وزنی ہیڈرو کاربن جن کا نقطۂ ابال بہت زیادہ ہوتا ہے نیچے کی طرف منجمد ہو جاتے ہیں۔ ابال کے دوران ستون سے جو گیس خارج ہوتی ہے وہ جلانے کے کام میں لائی جاتی ہے۔ ہلکے ہیڈرو کاربن کا ایک حصہ پٹرولیم ایتھر بھی ہوتا ہے ۲۰، ۶۰ ڈگری سینٹی گریڈ پر واقع ہے اور نیفتھا (Naphtha) ۴۰، ۱۰۰ سینٹی گریڈ پر واقع ہوتا ہے۔ یہ دونوں دراصل پلاسٹک ہیں جو کھاد اور ادویات میں استعمال ہوتے ہیں۔ نیفتھا کا نچلا جز گیاسولین (Gasoline) ہے جس کو ہم پٹرول کہتے ہیں۔ گیسولین کے بعد کا جز کیروسین یعنی مٹی کا تیل ہوتا ہے۔ اور اس کیروسین کا نچلا حصہ ڈیزل آئل پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ڈیزل آئل پٹرول سے بھی زیادہ طاقتور مشنری کے چلانے میں استعمال ہوتا ہے۔ سب سے نچلا حصہ فنل آئل، گریس، لبریکیشن آئیل اور موم پر مشتمل ہوتا ہے۔ پٹرولیم کے متعلق غور طلب بات یہ ہے کہ اس کا کوئی حصہ ضائع نہیں ہوتا بلکہ کسی نہ کسی اہم کام میں لایا جاتا ہے۔

(حیدرآباد سے نشر)

مغلپورہ یوتھ اکیڈمی
۲۲-۱-۲/۶۲۱ مغل پورہ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲

اردو صحافت حقائق کے آئینے میں

جی ڈی چندن

پریس رجسٹرار کی تازہ ترین رپورٹ میں جو حال ہی میں پارلیمنٹ میں پیش کی گئی۔ یہ انکشاف ہوا کہ ملک کے تمام زبانوں کے روزناموں میں اردو کے روزنامے دوسرے مقام پر ہیں ان روزناموں کی مجموعی تعداد ۱۲۰ ہے جن میں سے کچھ ہفتہ میں دو یا تین بار شائع ہوتے ہیں۔

اس رپورٹ میں جو ۱۹۷۹ کے اعداد و شمار پیش کرتی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ تعداد اور اشاعت کے لحاظ سے ملک کے اردو اخبارات میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ زیر جائزہ سال میں ان کی کل تعداد ۱۱۸۰ تھی جبکہ اس سے گذشتہ برس یعنی ۱۹۷۸ میں یہ ۱۱۳۰ تھی۔ گویا اس میں چار اعشاریہ چار فی صد کا اضافہ ہے۔

اسی طرح سرکولیشن میں ۱۲ اعشاریہ ۹ فیصد کا اضافہ ہوا اور اس کی تعداد ۱۶ لاکھ ۹۶ ہزار سے بڑھ کر ۱۹ لاکھ ۱۶ ہزار ہو گئی۔

اپنی صحافت کی بدولت اردو ملک کی ان چار زبانوں میں شامل ہے جن میں سے ہر ایک کے ایک ہزار سے زیادہ اخبار چھپتے ہیں۔

مزید برآں اردو صحافت کی وسعت ملک گیر ہے چنانچہ ملک کی سولہ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے اردو کے اخبار چھپ رہے ہیں۔ سب سے زیادہ اخبار آندھرا پردیش سے چھپتے ہیں۔ ان کی تعداد ۲۴۳ ہے اس کے علاوہ پانچ اور ریاستوں سے ایک ایک سو سے بھی زیادہ اردو کے اخبار چھپتے ہیں۔ چنانچہ اتر پردیش میں ان کی تعداد ۲۳۲ ہے دہلی میں ۱۸۵، جموں و کشمیر میں ۱۲۵۔ مہاراشٹر میں ۱۱۳ اور پنجاب میں ۱۰۸ ہے۔

جموں و کشمیر کے ۱۷۴ اخبارات کی کل تعداد میں اردو اخبارات کا حصہ قریب ۷۲ فیصد ہے۔ اس ریاست کا ایک اور امتیاز یہ ہے کہ اس کی راجدھانی سری نگر سے ۱۴ روزنامے چھپتے ہیں۔

ریاستوں کی راجدھانیوں میں سے دہلی سے ۱۸۵۔ بمبئی سے ۶۸ کلکتہ سے ۴۰ اور مدراس سے اردو کے دس اخبار چھپ رہے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک لاکھ کی آبادی والے شہروں سے ۴۷۹ اور ایک لاکھ سے کم آبادی والے شہروں سے ۱۱۷۳ اخبار چھپ رہے تھے۔

رپورٹ کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبارات کی کثرت ہی سے سرکولیشن میں برتری حاصل نہیں ہو جاتی۔ چنانچہ آندھرا کی ریاست کے اردو اخبارات کی تعداد ملک بھر میں سر فہرست ہے لیکن سرکولیشن کے اعتبار سے دہلی جس کے اخبارات کی تعداد تیسرے نمبر پر ہے۔ یہ سب سے اوپر ہے۔ یہ تعداد پانچ لاکھ ۲۹ ہزار تھی اور ۱۹۷۸ کے مقابلے ۵۰ ہزار زیادہ تھی۔

یہ سارے اعداد و شمار کافی خوشگوار ہیں لیکن صورت حال کے کچھ دوسرے پہلو بھی ہیں

اردو کے تمام اخبارات میں صرف چار ایسے اخبار تھے جنھیں بڑے اخباروں کے زمرے میں یعنی فی اشاعت پچاس ہزار سے زیادہ چھپنے والے اخباروں میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ ان چار میں صرف ایک روزنامہ تھا یہ روزنامہ پنجاب کے شہر جالندھر سے شائع ہوتا ہے۔ جہاں اردو خواں آبادی دوسری جگہوں کی نسبت کم ہے۔

صرف ۱۳ ایسے اخبارات تھے جنھیں متوسط اخباروں کے زمرے میں یعنی فی اشاعت ۱۵ اور ۵۰ ہزار کے درمیان چھپنے والے اخباروں میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ باقی سب چھوٹے اخبارات تھے یعنی ان کا سرکولیشن فی اشاعت ۱۵ ہزار سے کم تھا۔ ان میں بھی نصف سے زیادہ اخباروں کی تعداد اشاعت دو ہزار سے بھی کم تھی

اردو کے ۶۱۳ اخباروں نے رجسٹرار کے دفتر کو اپنے سرکولیشن کے بارے میں ضروری معلومات فراہم نہ کیں حالانکہ پریس اور کتابوں کے اندراج کے قانون کے تحت یہ ضروری ہے۔ چنانچہ سرکولیشن کا یہ تجزیہ صرف ان ۵۶۷ اخبارات کے اعداد پر مبنی ہے جنھوں نے مطلوبہ معلومات مہیا کیں

اگرچہ تعداد کے لحاظ سے اردو اخبارات ملک کے باقی زبانوں کے اخبارات کے مقابلے میں چوتھے نمبر پر ہیں لیکن سرکولیشن کے لحاظ سے ملک کی صحافت میں ان کا مقام آٹھواں ہے۔ اردو کے اخبار کے یومیہ سرکولیشن کا اوسط صرف ۳۳۲۱ ہے اور اس لحاظ سے ملک کی صحافت میں اس کا مقام تیرہواں ہے۔

اردو پریس کا مجموعی سرکولیشن بیس لاکھ سے بھی نیچے ہے جو ملک کی تقریباً تین کروڑ اردو خواں آبادی کے لیے بہت ہی کم ہے۔

اردو میں اکثر اخبار اور جریدے، خبروں، حالات حاضرہ، ادب اور ثقافت کے موضوعات تک محدود رہتے ہیں۔ چنانچہ ۱۱۰۰ میں سے ۱۰۸۶ اخبار انھیں موضوعات سے وابستہ ہیں انجینیرنگ، ٹیکنالوجی، زراعت، مالیات معاشیات، ٹرانسپورٹ اور مواصلات ایسے موضوعات پر ایک بھی اخبار نہیں۔ تاہم اکثر اردو اخبار ان موضوعات پر مضامین شائع کرتے ہیں اور ایسے متنوع مواد کی بدولت مقبول بھی ہو رہے ہیں۔ اس مقبولیت کا ایک ثبوت متوسط زمرے کے اردو اخباروں میں اضافہ ہے۔ زیر جائزہ سال میں ان کی تعداد گذشتہ برس کی دس سے بڑھ کر تیرہ ہو گئی۔

(اردو نیوز سروس سے نشر)

جی ڈی چندن
جی ۴۶۔ جنگپورہ ایکسٹنشن
نئی دہلی ۱۱۰۰۱۴

غزل

جنید احمد جنید

پھر کنول کھل گئے چاندنی چھا گئی
آپ کیا آ گئے زندگی آ گئی

داستاں یوں بھی اکثر مکمل ہوئی
ہم سناتے رہے ان کو نیند آ گئی

آپ کیوں دفعتاً روبرو آ گئے
سامنے کی نظر تھی غضب ڈھا گئی

دل کی ویرانیاں اس قدر بڑھ گئیں
ان کی یاد آ گئی تو بہار آ گئی

کس نے آواز دی میری آواز پر
بزم اہل وفا وجد میں آ گئی

مے کشی کا زمانہ جنید آ گیا
آج ان کی نظر پھول برسا گئی

(حیدرآباد سے نشر)

تاریخی رومان - کتنی حقیقت کتنا افسانہ

پدمنی اور علاؤالدین

امتیاز احمد

تاریخی شخصیتیں اپنے کارناموں اور اپنی عظمت کے سبب عام ذہنوں کو فوراً متاثر کرلیتی ہیں اور اگر ان شخصیتوں کی زندگی میں رومان کی آمیزش ہوجائے تو ان کی کشش اور زیادہ بڑھ جاتی ہے شاید اسی لیے تاریخی ہستیوں کے متعلق رومانی داستانیں جلد ہی مقبول ہوجاتی ہیں۔ عبدالحلیم شرر کے تاریخی ناولوں سے لے کر حالیہ برسوں میں الیاس سیتاپوری کے ناولوں تک۔ بعض مشہور، بعض غیر معروف اور بعض بالکل بے بنیاد تاریخی رومانی داستانیں لکھی اور پڑھی جاتی رہی ہیں۔ ان میں بعض کی تشہیر فلموں کے ذریعہ بھی ہوئی اور یہ نسبتاً زیادہ بڑے حلقے میں مقبول ہوئیں۔ لیکن تاریخی حقائق کی روشنی میں یہ داستانیں کچھ اور ہی نظر آتی ہیں۔ بعض جگہ زیب داستان کے لیے اس قدر تبدیلیاں کردی جاتی ہیں کہ اصل واقعہ کچھ کا کچھ بن جاتا ہے۔ جبکہ بعض جگہ یہ داستانیں بالکل بے بنیاد نظر آتی ہیں۔ ایسی ہی ایک داستان سلطان علاؤالدین خلجی اور چتوڑ کی رانی پدمنی کے مبینہ عشق کی بھی ہے۔

عہد مغلیہ سے قبل ہندوستان کے ترک و افغان حکمرانوں کے درمیان سلطان علاؤالدین خلجی کی شخصیت ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔ وہ ایک بلند حوصلہ فاتح تھا جس نے شمالی ہندوستان اور راجپوتانہ کو فتح کرنے کے بعد دہلی سلطنت کا اقتدار دکن اور جنوبی ہندوستان میں قائم کیا اور اس طرح ایک ہندوستان گیر سلطنت کی بنیاد رکھی اس نے منگول حملہ آوروں کے پے بہ پے حملوں کو ناکام بنایا اور اپنی ریاست میں اہم معاشی اور سماجی اصلاحات نافذ کیں۔ اس کے متعلق عام تاثر ایک سخت گیر اور جابر لیکن کامیاب حکمراں کا ہے جس کی جنگجویانہ زندگی میں حسن و عشق کی رنگینیوں کے لیے کوئی خاص جگہ نہیں تھی۔ اس وجہ سے پدمنی سے اس کے عشق کی داستان اور بھی عجیب معلوم ہوتی ہے۔

اس داستان کا ابتدائی ثبوت ہمیں ملک محمد جائسی کی "پدماوت" میں ملتا ہے۔ مختصراً یہ کہانی اس طور پر ہے

پدمنی یا پدماوتی سنگھل دیپ (موجودہ سری لنکا) کی ایک شہزادی تھی جس کے حسن کا چرچا چتوڑ کے راجہ رتن سنگھ نے سنا تھا۔ اس سے متاثر ہوکر وہ ایک فقیر کا بھیس بدل کر سنگھل دیپ جا پہنچا اور ۱۲ سال کے طویل عرصے کے بعد وہ پدمنی کا دل جیتنے میں کامیاب ہوسکا۔ دونوں چتوڑ آگئے جلد ہی پدمنی کے حسن کا چرچا سلطان علاؤالدین خلجی کے کانوں تک بھی پہنچا۔ اس نے رتن سنگھ سے مطالبہ کیا کہ پدمنی کو شاہی حرم میں داخل کردیا جائے۔ رتن سنگھ کے انکار پر علاؤالدین نے چتوڑ پر حملہ کردیا۔ اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ آٹھ برسوں کی طویل جنگ کے باوجود علاؤالدین کو فتح نہ مل سکی تب اس نے اپنا مطالبہ ترک کرکے جنگ بندی کے لیے یہ شرط رکھی کہ اسے صرف ایک بار پدمنی کے دیدار کی اجازت دے دی جائے۔ رتن سنگھ رضامند ہوگیا۔ جب علاؤالدین اس کے محل سے واپس ہو رہا تھا تو رتن سنگھ اس کو رخصت کرنے باہر آیا۔ علاؤالدین نے دھوکے سے اسے قید کرلیا اور اپنے ساتھ دہلی لے گیا۔ اس نے رتن سنگھ کی رہائی کے لیے اپنا پہلا مطالبہ دہرایا یعنی پدمنی کا شاہی حرم میں داخلہ۔ جب پدمنی کو اس کی خبر ملی تو اس نے اپنی رضامندی سے علاؤالدین کو آگاہ کیا اور ۱۶۰۰ پالکیوں میں مسلح راجپوت سپاہیوں کو اپنی کنیزوں کے بھیس میں چھپا کر دہلی کے لیے روانہ ہوئی۔ دہلی پہنچ کر اس نے ان سپاہیوں کی مدد سے رتن سنگھ کو رہا کرایا اور علاؤالدین کی فوجوں کے تعاقب کو ناکام بناتی ہوئی چتوڑ واپس آگئی۔ واپسی کے بعد رتن سنگھ کو معلوم ہوا کہ اس کی گرفتاری کے دوران کمبل گڑھ کے راجہ دیوپال نے پدمنی پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ اس نے کمبل گڑھ پر حملہ کرکے دیوپال کو ہلاک کردیا۔ لیکن جنگ کے دوران خود بھی شدید طور پر زخمی ہوا۔ اور چتوڑ واپسی کے کچھ ہی دن بعد اس کی موت واقع ہوگئی۔ پدمنی اس کی لاش کے ساتھ ستی ہوگئی۔ دریں اثنا علاؤالدین نے چتوڑ پر حملہ کردیا۔ اور اس علاقے کو جیت کر اپنی ریاست میں شامل کرلیا۔

اس داستان کو بعض مورخین مثلاً فرشتہ اور حاجی الدبیر نے اپنی تصانیف میں شامل کرلیا لیکن کچھ تبدیلیوں کے ساتھ۔ مثال کے طور پر فرشتہ کے مطابق رتن سنگھ کی رہائی کی تدبیر اس کی بیٹی نے سوچی تھی جبکہ حاجی الدبیر کے مطابق یہ سارا پروگرام خود رتن سنگھ نے ترتیب دیا تھا۔ اسی طرح فرشتہ کا بیان ہے کہ رتن سنگھ اپنی رہائی کے بعد چتوڑ آکر سلطان علاؤالدین کے خلاف صف آرا ہوا اور بالآخر سلطان کو چتوڑ سے اپنا قبضہ ہٹانا پڑا۔

چند ترمیمات کے ساتھ اس داستان کو راجپوتانہ کے بھاٹوں نے بھی دہرایا ہے۔ ۱۸ ویں صدی کے بھاٹوں کی زبانی چلی آرہی ہے اس داستان کو کرنل ٹوڈ نے نہ صرف تسلیم کیا بلکہ مزید حاشیہ آرائی کے ساتھ اسے اپنی تصنیف میں جگہ دی۔ وہاں سے یہ داستان حالیہ دور کے مورخین تک پہنچی ہے۔

پروفیسر کشوری سرن لال جنھوں نے علاؤالدین کے عہد حکومت کے متعلق تفصیلی تحقیق کی ہے۔ اس داستان کو فرضی قرار دیتے ہیں۔ اپنی تصنیف [illegible] میں انھوں نے اس داستان کی تاریخی صداقت سے انکار کرتے ہوئے چند اہم دلیلیں پیش کی ہیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جائسی نے بذات خود یہ اعتراف کیا ہے کہ اس داستان میں تاریخی مقامات اور شخصیتوں کے نام استعاروں کے طور پر استعمال ہوئے ہیں چنانچہ:

تن چتور من راجہ کینہا۔ ہیئے سنگھل بدھ پدمنی چینہا
راگھو دوت سوئی سیتانو۔ مایا علاؤالدین سلطانو
پریم کتھا رہی بھانتی بچارہو۔ بوجھ لیہو جو بوجھے پارہو

ترجمہ: چتوڑ جسم کی علامت ہے، راجہ رتن سنگھ ذہن کی سنگھل دیپ (سری لنکا) دل کی، پدمنی عقل کی، راگھو شیطان کی اور سلطان علاؤالدین ہوس کی۔

لہٰذا اس داستان کے مصنف نے بذات خود اس کی تاریخی حیثیت سے انکار کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس داستان میں بے شمار مستند تاریخی حقائق کی نفی ہوتی ہے۔ مثلاً چتوڑ پر حملہ ۸ برسوں تک جاری نہیں رہا۔ دوئم علاؤالدین نے رتن سنگھ کی تخت نشینی کے ایک سال کے اندر ہی چتوڑ پر حملہ کیا تھا۔ لہٰذا بارہ برسوں کا عرصہ سری لنکا میں گذارنے کی بات سرے سے غلط ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس داستان میں کچھ مہمل باتیں شامل ہیں۔ جیسے یہ کہ پدمنی کے حسن کے متعلق رتن سنگھ کو خبر دینے والا ایک طوطا تھا۔ یہ بات بھی ناقابل قبول ہے کہ رتن سنگھ علاؤالدین کے ارادوں کو جاننے کے باوجود اسے پدمنی کے دیدار کی اجازت دے اور اپنے تحفظ کا انتظام کیے بغیر علاؤالدین کو رخصت کرنے قلعے کے باہر آئے

آگے ص ۹ پر ←

ودربھ کی تہذیبی جھلکیاں لوک گیتوں کے آئینے میں

ڈاکٹر منشاء الرحمن خاں منشا

انسانی فطرت کے ساتھ گیت اور گانے کا تعلق بہت پرانا ہے۔ اپنے فطری جذبات کی عکاسی اور ترجمانی کے لیے انسان نے ہمیشہ گیتوں کا سہارا لیا ہے۔ قدیم انسان چونکہ فطرت سے بہت قریب اور بناوٹی قسم کی پُر تکلف زندگی کی لعنتوں سے بالکل پاک تھا وہ اپنے جذبات و خیالات پیش کرتے وقت سادگی، معصومیت اور فطری پاکیزگی کا پورا پورا خیال رکھتا تھا۔ اوّل اوّل اس کی وجدانی کیفیات، صوتی مد و جزر سے گذر کر جب ایک نغماتی آہنگ اختیار کرتی تھی تو وہ بڑے والہانہ بے تکلف انداز میں تال سُر کی پروا کیے بغیر گانے یا گنگنانے لگتا تھا۔ یہی والہانہ طور پر گانے کا انداز آگے چل کر لوک گیتوں کے وجود کا باعث قرار پایا۔

لوک گیت ہر زبان و ادب میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور انسانی زندگی کے ہر موڑ مہد سے لحد تک شامل، شریک نظر آتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ شعر و ادب بتاتی ہے کہ ہر زبان میں سب سے پہلے لوک گیتوں ہی کا جنم ہوا۔ مشہور دانشور گرام کے قول کے مطابق "لوک گیت ایک ایسی صنف ادب ہے جو اپنی تخلیق کا باعث خود ہوتی ہے"۔ اسی لیے لوک گیتوں کا اصلی حسن ان کے بے ساختہ پن اور بھرپور غنائیت یا موسیقیت میں پایا جاتا ہے۔ ہر علاقہ اور ہر زبان کے لوک گیت اپنے علاقہ کے معصوم و سادہ دل لوگوں کے دلی جذبات و فطری احساسات کے ترجمان بھی ہوتے ہیں اور ان کی سماجی اور معاشرتی قدروں کے آئینہ دار بھی۔ یہ عوامی گیت دھرتی کے سینے سے پیدا ہوتے ہیں ہزاروں لوگوں کے معصوم دلوں کی دھڑکنیں انھیں نگر نگر کے لیے پھرتی ہیں۔

یہ نہ صرف زبان زد خاص و عام ہوتے ہیں بلکہ عام آدمی کی نبض حیات کو چھونے کی صلاحیت بھی ان میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ کسی قوم کی زبان کی طرح لوک گیت تخلیق کرنے والا بھی کوئی ایک شخص نہیں ہوتا بلکہ یہ کئی ذہنوں اور کئی نسلوں کی مسلسل وجدانی کیفیت کا نتیجہ ہوتے ہیں ان گیتوں میں اپنے اپنے علاقہ کا رنگ اور وہاں کے باشندوں کے مزاج و مذاق کے جلوے اپنی بہار دکھاتے ہیں۔

ایسے مقبول عام لوک گیتوں کی تخلیق اور فروغ کے معاملے میں ہماری عظیم ریاست مہاراشٹر کا آٹھ اضلاع پر مشتمل علاقہ ودربھ بھی کسی علاقہ سے ہرگز پیچھے نہیں ہے یہاں بھی مخصوص قسم کی سادگی اور جذباتی معصومیت پر مبنی لوک گیتوں کے وافر خزانے ملتے ہیں۔ ان گیتوں کے آئینہ میں ہمیں ودربھ کے بھولے بھالے محنتی انسانوں کی زندگی اور طرز معاشرت کی جھلکیاں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً شادی بیاہ کے پُرمسرت موقعوں پر یہاں کی عورتیں ڈھول ڈھولکوں کی تھاپ اور چوڑیوں کے چھناکوں کے ساتھ نہایت مستی بھرے انداز میں اپنے دلی جذبات کا اظہار یوں کرتی ہیں۔

بنے رے ترا سہرا بمبئی سے منگائی
لڑیاں میں ترے لکھا ہے نور الٰہی
بنے رے ترا سہرا بمبئی منگائی
منڈوے میں ترے کھمبے سونے سے مڑھائی
دروازے ترے کمانی چاندی سے جڑائی
بنے رے ترا سہرا بمبئی سے منگائی
لڑیاں میں ترے لکھا ہے نور الٰہی

کبھی دولہے میاں سے چھیڑ خانی کرتے ہوئے اظہار مسرت اس طرح کیا جاتا ہے۔

ہم نے ڈوریاں لگائے بنا کہاں جائیگا
بنا کہاں جائے گا جی دلہا کہاں جائیگا
سوا پانچ روپے کا ہم نے کنگنا منگایا
موتیاں میں جھکا جھول بنا کہاں جائیگا جی دلہا کہاں جائیگا
سوا پانچ روپے کی ہم نے مہندی منگائی
سالیاں میں جھکا جھول بنا کہاں جائیگا جی دلہا کہاں جائیگا
سوا پانچ روپے کا ہم نے میانہ بلائے
دلہن میں جھکا جھول بنا کہاں جائے گا جی دلہا کہاں جائیگا

اکثر شادی بیاہ کے موقع پر مبارکبادیوں کے ساتھ ساتھ دعا بھی اس طرح دی جاتی ہے

بنا کنگنا لگی مہندی مبارک ہو مبارک ہو
میاں دلہا تمہیں دلہن مبارک ہو مبارک ہو
آپ کو دیتے ہیں ہم دل سے مبارکبادی
ہو مبارک تمہیں یہ حق سے مبارکبادی

پھر اس پُرمسرت تقریب شادی کے بعد دلہن کو اپنے گھر سے رخصت کرتے وقت ماں اپنی لاڈلی کو نصیحت کرتے ہوئے اپنے دلی جذبات اس طرح بیان کرتی ہے۔

دلہنیا ڈولی میں ہو جا سوار
ملنیا ڈولی میں ہو جا سوار
سجنیا ڈولی میں ہو جا سوار
دلہنیا ڈولی میں ہو جا سوار
سسر کو دیکھ کے دیا ہے تجھ کو
مت کرنا آبا کی یاد
سجنیا ڈولی میں ہو جا سوار
ساس کو دیکھ کے دیا ہے تجھ کو
مت کرنا اماں کی یاد
سجنیا ڈولی میں ہو جا سوار
نندوں کو دیکھ کے دیا ہے تجھ کو
مت کرنا بہنوں کی یاد
دلہنیا ڈولی میں ہو جا سوار
سجنیا ڈولی میں ہو جا سوار

اس طرح گھر آنگنوں میں منائی جانے والی مختلف پُرمسرت تقاریب کے موقع پر بے شمار گیت گائے جاتے ہیں جو دلی مسرت، ارمان، خلوص، چاہت اور آپسی بے تکلفی کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ علاقہ ودربھ کے لوک گیت بڑے فطری اور دلکش انداز میں یہاں کی سماجی زندگی کی سچی تصویریں پیش کرتے ہیں۔ ان مختلف النوع گیتوں کا ذخیرہ بے حد وسیع ہے۔ بظاہر انھیں ہم تحریری ادب میں شمار نہیں کر سکتے مگر ان کے ذریعہ عوام الناس کے خیالات و جذبات کے علاوہ ان کے سماجی، تہذیب اور تمدن کے تہ خانوں میں بآسانی جھانکا جا سکتا ہے ودربھ کے دیہاتوں کی کھلی فضا میں گیتوں کی نرم و نازک پتیاں ہر طرف اپنی دل آویز خوشبو بکھیر بکھیر کر مشامِ جاں کو مسرور اور شادکام کرتی رہتی ہیں۔

چھوٹی چھوٹی کم عمر بچیاں اور نوخیز دوشیزائیں اپنے کھلنڈرپن کے جذبات اس طرح پیش کرتی رہتی ہیں۔

میرے آنگن میں مہندی کا جھاڑ مہندی کا جھاڑ
اک اک پتہ چنتی تھی چنتی تھی
ادھر سے آئی دھنیا گائے دھنیا گائے

سارے پتے کھا گئی کھا گئی
اس کا دھونی دودھو دودھو
اس کی پکائی کھیرو کھیرو
ادھر سے آئے منجھلے ماموں منجھلے ماموں
ساری کھیر کھا گئے کھا گئے
کھوٹا پیسہ ڈال گئے ڈال گئے

یہاں کھوٹا پیسہ محض تفریحی رنگ پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا گیا علاوہ ازیں تفریحی انداز کا یہ ایک گیت عام طور پر گایا جاتا ہے۔

میں نے پکائی چنے کی دال چنے کی دال
بیگن بڑے مزیدار بیگن بڑے مزیدار
جب بیگن پکانے کو بیٹھی، ہنڈیاں پھوٹیں دو چار
بیگن بڑے مزیدار بیگن بڑے مزیدار
جب یہ بیگن بگھارنے کو بیٹھی، چھلکے لگے دو چار دو چار
بیگن بڑے مزیدار بیگن بڑے مزیدار

برسات کے سہانے موسم میں یہاں عورتیں درختوں پر جھولے ڈال ڈال کر اکثر موج میں ایک گیت سناتی ہیں ـــ

بھلا او سہیلی انگنا ہوا ہے کیچ، انگنا ہوا ہے کیچ
رم جھم رم جھم میگھا جو برسے انگنا ہوا ہے کیچ
باہر نہ جانا او سہیلی انگنا ہوا ہے کیچ
پاؤں تمہارے صندلی کھڑاوے، کر ہاتھوں میں ریشمی رومال
سر پر تمہارے زر داری چیرا، کیا کوئی بولے معلا نی پٹھان
بھلا او سہیلی انگنا ہوا ہے کیچ

اس گیت کو سنتے سے نظیر اکبر آبادی کی مشہور نظم "برسات اور پھسلن" کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ایسے میں برسات کے موسم میں بوائی کے موقعہ پر عورتوں کی معصوم قسم کی الجھنوں اور پریشانیوں کا منظر بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

کہاں بوؤں واری گھیا تریاں، کہاں بوؤں گے چنا
کہاں بوؤں واری کیوڑا، کہ جس کی بسی رے مہکار
بولو ناسیاں میٹھے بولنا، کہ تیرے بولن کے بل ہار
اگواڑے بوؤں واری گھیا تریاں پچھواڑے بوؤں گے چنا
ٹوکروں سے توڑوں کھیا تریاں، ڈالوں سے توڑوں واری کیوڑا
کہ جس کی بسی رے مہکار
بولو ناسیاں میٹھے بولنا
کہ تیرے بولن کے بل ہار

اس قسم کے سیکڑوں مزیدار گیتوں کے ذریعہ زندگی کی تلخیوں اور غمناکیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ یہاں کے گھر آنگنوں میں کم عمر لڑکیاں بھوگڑی نام کے کھیل کھیلتے ہوئے اکثر یہ گیت گاتی نظر آتی ہیں

میرے آنگن میں نیم نمبولی
نیم نمبولی، نیم کے پتے چار
چار تولے کی بالیاں بنائیں
جھک گئے میرے کان
موم کی بتی تیل کی دھار
بھوگڑای کھیلو سو سو بار
بھو بائی بھو بھو بائی بھو

یہاں کے لوک گیت زبان و بیان کی سادگی اور دلکشی کے لیے بے حد مشہور ہیں۔ ان پر زبان کے اعتبار سے دکنی زبان کا اثر نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ان گیتوں میں یہاں کے سیدھے سادے باشندوں کی طرز معاشرت رہن سہن، رسم و رواج، ملبوسات، زیورات کھانے پینے کے سامان نیز مختلف سماجی اور مذہبی عقائد کی تفصیلات ملتی ہیں۔ یہاں کے محنت کش لوگوں کے گیت بھی امتیازی خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں، کھیتی کرنے، فصل کاٹنے، کپاس چننے، اناج تیار کرنے کنواں چلانے یا موٹ کے ذریعہ ہرے ہرے پودوں کو پانی دینے کے موقعوں پر جو گیت گائے جاتے ہیں۔ ان میں کسانی زندگی کی جھلکیاں پائی جاتی ہیں۔ یہاں کے لوک گیتوں میں چکی کے گیت ممتاز درجہ رکھتے ہیں یہ گیت عام طور پر اس وقت گائے جاتے ہیں۔ جب مشینی دور کا آغاز نہیں ہوا تھا اور ہاتھ کی چکی سے آٹا تیار کیا جاتا تھا دو عورتیں آمنے سامنے بیٹھ کر چکی کے ہتھے کو تھامے پو پھٹنے سے پہلے اس کام میں شریک ہو جاتی تھیں اور نہایت درد بھرے انداز میں جو گیت گاتی تھیں ان میں آہ سحرگاہی اور گریۂ نیم شبی کی دلگداز کیفیات پائی جاتی تھیں۔ ذرا ان گیتوں کا درد بھرا انداز ملاحظہ فرمائیں۔

بڑی صبح اٹھ کے پکارتی ہوں تجھے
دنیا میں ڈالا مجھے زندگی کی فکر تجھے
ماں باپ نے پالے ہتھیلی کے چھالے
کمین گھر میں ڈالے، کب تک پیوں غم کے پیالے

چکی میری مائی، کھونٹا میرا بھائی
دونوں کی کمائی، بازو بند گھڑائی
ماموں کی بھانجی، نتھ مانگے سونے کی
ماموں بھانجے بھانجی، راس موتیوں دو کھٹے کی
بھائی تیری بیٹی، کردوں گی بیٹے کو
کیا پوچھتا ذاتوں کو سانچے موتیاں کے راسوں کو
بھائی نے لائے ساڑی بھاوج نے منہ مروڑی
سنبھال تیری ساڑی، میں ہمیشہ کی دکھیاری
میرے گھر تیل تانے، گھر لاگے سہانے
اللہ کی درگاہ میں، بھیجوں گی شکرانے

غرض یہ کہ ایسی شکر و شکایت کی ہزاروں باتیں گیتوں کے پیرائے میں خلوص میں ڈوبے انداز میں سنائی جاتی ہیں۔

ودربھ کے یہ لوک گیت مدتوں سے سینہ بہ سینہ چلے آ رہے ہیں۔ دراصل ان گیتوں میں سادہ لوح انسانوں کی روح کی آوازیں ملتی ہیں۔ بڑے مستی بھرے انداز میں گائے جانے والے یہ گیت ساخت پرداخت کے اعتبار سے کسی بھی گرامر یا فنی پابندیوں کے محتاج نہیں ہیں صرف دلی جذبات کا والہانہ اظہار ان کا اصلی محرک ہے۔ زندگی کے قرب نے انھیں صداقت اور واقفیت کی بو باس عطا کر دی ہے۔ مختصر یہ کہ ودربھ میں گائے جانے والے بے شمار لوک گیتوں میں تہذیبی رنگا رنگی کے باعث عجیب قسم کا حسن اور جاذبیت پیدا ہو گئی ہے ان گیتوں میں یہاں کے ماحول، تہذیب، طرز معاشرت اور سماجی مسائل و معاملات کا عکس بھی ملتا ہے اور یہاں کے گھر آنگنوں، کھیت کھلیانوں، گلیوں بازاروں میں فطرت انسانی کی ترجمانی کرنے والی منہ بولتی تصویریں بھی پائی جاتی ہیں اس لیے بجا طور پر ہم انھیں عوام کا دھن، فطرت کی دین اور ساز و آہنگ کا دلپذیر کرشمہ قرار دے سکتے ہیں۔

(ناگپور سے نشر)

ڈاکٹر منشاء الرحمن خاں منشا
۱۱۔ سٹرکوٹ اوٹن، ناگپور

بقیہ:- پدمنی اور علاؤالدین

برخلاف اس کے علاؤالدین کے ہم عصر اور مستند مورخ حضرت امیر خسرو نے کہیں بھی پدمنی کی داستان کا ذکر نہیں کیا۔ دیگر اہم مورخین مثلاً ضیاء الدین برنی، عصامی اور ابن بطوطہ کی تصانیف میں بھی کہیں اس کا تذکرہ نہیں ملتا۔ درحقیقت جائسی کی پدماوت سے پہلے کوئی بھی مورخ یا مصنف اس کا کوئی ذکر نہیں کرتا ہے۔ اور پدماوت کی تصنیف علاؤالدین خلجی کی وفات کے ۲۲۴ برسوں کے بعد اور فتح چتوڑ کے ۲۳۶ برسوں کے بعد ہوئی۔ اس وجہ سے بھی اس کی تاریخی حیثیت مشتبہ ہے۔

اس بنا پر یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ سلطان علاؤالدین خلجی اور رانی پدمنی کا عشق محض ایک داستان ہے یہ کوئی حقیقت نہیں بلکہ صرف افسانہ ہے۔ اور عہد وسطیٰ کے موجودہ مورخین اسے افسانہ سے زیادہ کوئی تاریخی حیثیت دینے کو تیار نہیں۔

(پٹنہ سے نشر)

امتیاز احمد
شعبۂ تاریخ، پٹنہ کالج پٹنہ (بہار)

حضرت مولانا کریم رضا اور ان کی تعلیمات

سید شاہ عفران اشرفی

جس وقت اجمیر شریف میں حاجی سید ثروت حسین جلوہ فرما تھے۔ دلی کی سرزمین حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کے علم و فنون سے روشن تھی گنج مرادآباد حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کی ولایت پر ناز کرتا تھا۔ دیوہ شریف جس وقت حاجی سید وارث علی قدسرہٗ کی کرامت پر صوفیا کرام کا مرکز بنا ہوا تھا۔ کچھوچھہ شریف مولانا سید شاہ علی حسین قدسرہٗ کی علمی صلاحیت کا دم بھرتا تھا۔ پھلواری شریف کی گلیاں حضرت مولانا بدرالدین قادری کے چہرہ انور سے روشن تھیں۔ بہار شریف مولانا سید امین احمدؒ سے جگمگا رہا تھا پیر بیگھہ شریف مولانا سید شاہ قیام اصدق قدسرہٗ کے کشف و کرامات میں پروان چڑھ رہا تھا۔ بیتھو شریف کی سرزمین پر سید محمد اشرف عرف شاہ چاند رونق افروز تھے۔ شہر گیا سید شاہ عطا حسین منعمی کی اشاعت میں مشغول تھا۔

حضرت مخدوم سید شاہ درویش قدسرہٗ کی سرزمین گیا شہر سے تین میل جانب اتر پھلگو ندی سے متصل قصبہ بیتھو شریف جو عرصہ دراز سے محدثین، اولیا کرام علماء دین اور صوفیا کرام کا مرکز رہا ہے۔

حضرت مولانا کریم رضاؒ ۱۵ صفر سنہ ۱۲۷۱ھ بروز جمعہ بوقت نماز مغرب اس دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ ولادت کی خبر سنتے ہی آپ کے دادا بزرگوار حضرت مولانا حاجی حکیم سید راحت حسنین مہاجر مکیؒ نے یہ کلمات فرمائے جو دیوان حسن (فارسی) کے صفحہ پر موجود ہیں۔

عطا نمود چو فرزند واہب برحق
ذہین و عاقل خوش سیرت و خجستہ خصال
زعالم ملکوتی مرا ندا آمد
رضا کریم بنہ نام آں ہمایوں فال
۱۲۷۱ھ

آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ حضرت مولانا سید حسن رضا قدسرہٗ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ اور آپ کے سگے دو بھائی تھے۔ ایک بھائی کا نام رضا علی تھا۔

سلسلۂ نسب و حسب نانیال و ددیال دونوں حضرت مخدوم سید شاہ درویش قدسرہٗ سے ہوتا ہوا امام زین العابدینؓ تک پہنچتا ہے۔ والدہ کے وصال کے بعد آپ کے والد نے یکے بعد دیگرے دو شادیاں اور بھی کیں۔

حاجی حکیم سید راحت حسنین مہاجر مکی قدسرہٗ نے آپ دونوں بھائیوں کو اپنے ہمراہ رکھ کر علم و فنون ظاہری باطنی دونوں کی روشنی سے سرفراز فرمایا اور اجازت و خلافت بھی عطا کی جوان کو اپنے والد حضرت سید شاہ غلام حسن عرف کالے میاں مصنف "دیوان حسن" (فارسی) سے ملی تھی۔ جو آپ کی تحریر بتاریخ ۶ رجمادی الآخر سنہ ۱۳۲۲ ہجری سے نمایاں ہے۔

آپ کو کئی خانوادوں سے اجازت و خلافت تھی مگر آپ کا رجحان چشتیہ اور قادریہ سلسلہ کی طرف زیادہ تھا

آپ اپنے پیر و مرشد کی ہجرت کے فوراً بعد گھر سے سیاحی میں نکل گئے اور باہر رہے کبھی کچھوچھہ شریف کبھی اجمیر شریف اور کبھی دہلی کی سیر کرتے اسی زمانے میں حضرت مولانا حکیم سید غفور احمدی قدسرہٗ آپ کو گھر لائے اور آپ کی شادی کی۔ مگر کچھ ہی دنوں بعد آپ کی اہلیہ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ نے اپنے برادر زادہ حقیقی سید محمد سلیمان کو گود لیا اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جو تحریر ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۰ھ بروز دوشنبہ سے ظاہر ہے

آپ حاجی وارث علی قدسرہٗ کی تعریف کرتے ہوئے مشکاۃ حقانیت معارف وارثیہ میں صفحہ نمبر ۲۲۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "اگرچہ نہ میں حاجی صاحب قدسرہٗ کا مرید ہوں نہ فقیر مگر اظہار حق ضرور ہے کہ وہ ذات بابرکات کامل اولیا زماں صاحب خوارق و عادات فراواں عاشق خدا" تارک الدنیا اور جو اوصاف اولیاء ہیں ان کے ساتھ متصف تھی مولوی غنی حیدر وکیل گیا نے مجھ کو حاجی صاحب کی خدمت بابرکت میں لے جا کر قدم بوسی کرائی۔

کچھ دن تک تشرح رہے پھر رنگ بدلا بہار شریف کچھوچھہ شریف، دہلی شریف، اجمیر شریف وغیرہ میں جوتے بالکل نہیں پہنتے تھے۔

بیتھو شریف سے بہار شریف برابر پیدل جایا کرتے تھے اور بہار شریف پہنچنے سے پہلے ہی جوتے اتار دیتے جس پر ایک عالم صاحب نے فرمایا ابھی تو قبرستان نہیں آیا ہے آپ نے جواب دیا ؎

نماز زاہداں محراب منبر
نماز عاشقاں بر دار دیدم

آپ نے محبت کی تعلیم پر زیادہ سے زیادہ باتیں بتائیں اور سمجھائی ہیں۔ آپ نے بالکل سادگی کو پسند فرمایا ہے کچھ دنوں تک قصبہ "کٹرا" ضلع اورنگ آباد کی مسجد میں امامت بھی کی مگر معاوضہ نہ لیتے ہمیشہ گریز کرتے اور فرماتے کہ یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ہیں اس کا معاوضہ میرے لیے جائز نہیں۔ قصبہ بیتھو شریف میں ایک مسجد بنوائی جو چھوٹی مسجد کے نام سے آج بھی مشہور ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ تم جس سے محبت کرو گے تمہارا حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ شریعت کی پابندی کا خاص خیال رکھتے رہو، ہمیشہ فرماتے کہ عشق اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ شریعت کی پابندی نہ ہو کیونکہ عشق اسی عین سے شروع ہوتا ہے۔ جس پر شرع مکمل ہوتی ہے۔

آپ نے طریقت کو شریعت سے کبھی الگ نہیں بتایا اور فرمایا کہ شریعت اسلام کے تین ستون ہیں اور طریقت ایک، تو ایک ستون پر چھت کا قائم رکھنا ممکن نہیں۔ اسی تعلیم کو صحیح تعلیم بتایا ہے۔ جو قرآن اور حدیث کے آئینہ میں دیکھی جا سکے۔

محبت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلعم کا ارشاد ہے کہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جاتی ہوں ایمان کی حلاوت اور ایمان کا مزہ نصیب ہو جاتا ہے۔

۱۔ اللہ اور اس کے رسول کے ماسوا سب سے زیادہ ہو۔

۲۔ جس سے بھی محبت کرے اللہ اور اس کے رسول کے واسطے کرے۔

۳۔ کفر کی طرف لوٹنا اسکو ایسا ہی مشکل ہو جیسا کہ آگ میں گرنا۔

ان نکات کا حوالہ دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

- نیک بات دوستوں کو پہنچا دو۔
- مخالفوں سے بحث نہ کرو۔
- کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے۔

- ہر شخص کو اپنے سے بہتر جانو۔
- توبہ کرو، موت اور قبر کو روبرو رکھو۔
- ہر عاجزی کرنے والا جنتی اور ہر سرکشی کرنے والا دوزخی ہے۔
- ناراضگی کے خیال سے حق بات دوستوں کو نہ بتلانا حق دوستی نہیں بلکہ دشمنی ہے۔
- فضول گوئی یعنی بے نتیجہ باتیں کرنا ظلم ہے اور فضول گو کے لیے جہنم ہے۔
- سعادت مند وہ ہے جو مخلوق خدا کی خدمت کرتا ہے
- ظالم وہ ہے جو خدا کے احکام کے خلاف حکم دیتا ہے۔
- جب تو لوگوں کا آقا بنے تو لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔

آپ کی قلمی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنے برادر زادہ حقیقی سید محمد سلیمان رح کو سنہ ۱۳۴۳ھ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا مگر ان کی حیات نے وفا نہ کی اور ۱۴ر شعبان سنہ ۱۳۴۷ھ کو آپ کا وصال ہوگیا۔

۲۲ر شعبان یکشنبہ سنہ ۱۳۴۷ھ کے لکھے ہوئے پوسٹ کارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو یہ غم برداشت نہ ہو سکا آپ اپنے مرید کو تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے بھتیجے محمد سلیمان مرحوم کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس حادثہ سے طبیعت کو نہایت اضطراب ہے اس لیے اپنا کچھ حال نہیں لکھ سکتا ہوں۔

۶ر ربیع الاوّل سنہ ۱۳۵۰ھ بروز دوشنبہ سید محمد سلیمان رح کے بڑے صاحبزادے کو آپ نے اپنے دست حق پرست پر بیعت طریقت سے سرفراز فرمایا اور اسی قلمی کتاب پر اجازت و خلافت کا شرف بخشا جس سے سلسلہ بیعت آج بھی جاری ہے۔

آپ کا زیادہ تر وقت درس و تدریس میں گذرتا آپ طالب علموں کو حدیث کا درس فرماتے۔ آپ کا معمول تھا کہ سال میں ایک مرتبہ ہندی مہینہ چیت میں اپنے قصبہ بیتھو شریف تشریف لاتے اور مریدین، معتقدین، رشتہ دار، عزیز و اقارب کو فیوض و برکات سے سرفراز فرماتے۔

آپ کو سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے نزدیک تر ہونے یعنی محبوب الٰہی کے محبوب ہونے کی از حد تمنا تھی اسی تمنا میں آپ نے اپنے آپ کو بارگاہِ محبوب کے لیے وقف کر دیا تھا۔

ادھر بھتیجے کی موت نے مستقل چار سال سے بیمار کر رکھا تھا ادھر محبت اپنی منزل مقصود تک پہنچ چکی تھی کہ ۲۲ر رمضان المبارک بروز جمعہ سنہ ۱۳۵۱ھ آپ نے آوازِ حق کو یہ کہتے ہوئے لبیک کہا کہ سلطان اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ۔ ع

یار خنداں بسوئے یار رود

آپ کے مرید خاص مولوی سید جان محمد صاحب "حقانی منزل" (دہلی) نے اس خبر کو سنتے ہی چشم پرنم ہوتے ہوئے فرمایا:

تھدا اگاہ شیخ وقت کامل ۔۔۔ ز آل اطہر چشتی پناہی
بہ بست دو ئمی شہر رمضان ۔۔۔ ز ہستی شد سوئے فردوس راہی
ز ہجرش می تپد در سینہ ام دل ۔۔۔ چو مرغ بسمل و بے آب ماہی

سن وصلت بگفت عارف ز ہجرش
گل منظور محبوب الٰہی
۱۳۵۱ ہجری

آپ کا مزار اقدس گلی لنگر خانہ بستی نظام الدین اولیاء دہلی میں آج بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

تاریخ ساز گپت طرز تعمیر

محمود ہاشمی

تیسری صدی کا ہندوستان گپت عہد کے نام سے تاریخ کا ایک اہم ترین باب ہے۔ اس عہد میں ہندوستانی تہذیب نے جن منزلوں کو سر کیا اس کی داستان سنانے کے لیے ایک عمر چاہیے۔ بہرحال گپت عہد کو ہندوستان کی تاریخ کے نشاۃ الثانیہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس عہد میں سماجی اور تہذیبی زندگی کے ہر گوشے میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ فن تعمیر میں بھی نئی ایجادات ہوئیں اور ایسی عمارتیں تعمیر ہوئیں جن کے پختہ نقوش آج تک باقی ہیں۔

گپت عہد میں فن تعمیر نے جو ترقی کی۔ اس کا موازنہ اگر اس زمانہ سے پہلے کے ادوار سے کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس عہد میں جمالیاتی احساس کی بدولت سنگین یا پختہ تعمیروں میں لکڑی کی عمارتوں کی نقل کرنا چھوڑ دیا گیا اور چونے مسالے کے نئے انداز وجود میں آئے۔ اس کے علاوہ اینٹ کی عمارتوں میں بھی حسن آفرینی کے نقطۂ نظر سے نئے تجربات کیے گئے۔ عمارتوں کی خصوصیات کو دیکھا جائے تو اس زمانے میں نئی وضع کے ستون تعمیر کیے گئے۔ ان کو ایک نئے طریقے سے تشکیل دیا گیا۔ دروازوں کے اوپر اور دائیں بائیں اور کئی اطراف میں حاشیے اور دائرے بنائے گئے۔

گپت عہد کی پہلی عمارت جس میں اس نئے طرز تعمیر کے نقوش نظر آتے ہیں اودے گری کے غاروں کی برساتیاں ہیں یہ غار بہت سادہ ہیں لیکن ان کی برساتیوں کے ستون میں گپت عہد کے ابتدائی نقوش موجود ہیں۔

پتھر کی بنی ہوئی عمارتوں میں ان ستونوں اور برساتیوں کے بعد سانچی میں تیار ہونے والا ایک چھوٹا سا مندر تعمیر کیا گیا جو اپنی مثال آپ ہے اس مندر کی مرکزی عمارت کے چاروں سمتوں میں برساتیاں بنائی گئی تھیں۔ جن کی چھتیں ایکسار تھیں۔ مرکزی حصے کی چھت مخروطی شکل کی اور خاصی اونچی تھی۔ برساتیوں کے ستونوں پر گلدان نما نقوش بنائے گئے تھے اور دروازے بہت ہی خوشنما مدوّر حاشیوں سے آراستہ کیے گیے تھے۔

اس عہد کی عمارتوں کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ عمارتیں پتھر کی ہیں پتھروں کو بڑی نفاست سے تراشا گیا اور کسی مسالے کے بغیر اس طرح آپس میں جوڑا گیا کہ کہیں کوئی دراز نظر نہیں آتی۔

اس عہد کے تعمیری کارناموں میں سے ایک وہ آہنی ستون ہے جو آج کل دہلی میں قطب مینار کے قریب مسجد کے صحن میں لگا ہوا ہے۔ اس ستون کو کمار گپت نے بنوایا تھا اور پہلے یہ متھرا میں تھا یہ ۲۳ فٹ اور ۸ انچ اونچا ہے۔ اور اس کا وزن ۶ ٹن سے زیادہ ہے یہ خالص نرم لوہے کا بنا ہوا ستون ہے۔ اب سے ۵۰ برس پہلے یورپ اور امریکہ میں بہت کم کارخانے ایسے تھے جو اتنی بڑی لاٹ کو ڈھال کر بنا سکتے تھے۔ اس لحاظ سے بھی یہ لاٹ ہندوستان کی قدیم مہارت کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

گپت عہد میں اینٹوں کو سائنٹفک انداز میں تیار کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ دریافت ایسی تھی جس کے باعث تعمیرات کی دنیا میں ایک انقلاب آگیا۔ اور آج تک اینٹوں کے استعمال کا سلسلہ جاری ہے۔

گپت عہد کے طرز تعمیر کو ہر عہد میں فروغ ملا۔ ہندوستانی تاریخ کا وہ عہد جس کی تعمیرات کو مغل ہندی طرز سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دراصل اسی طرز تعمیر کا ایک نیا روپ ہے۔

فن تعمیر تہذیبی تاریخ میں بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ انسانی مزاج، انسانی نفسیات اور طرز زندگی کو ایک نئی نہج میسر آتی ہے۔ گپت خاندان کے بادشاہوں نے ایسا طرز تعمیر ایجاد کیا۔ جس میں کفایت کے ساتھ مہارت اور جمالیاتی احساس کو نیز عمارت کے مزاج اور ضروریات نیز مقاصد کو پیش نظر رکھا گیا۔ اس ایجاد نے ہندوستان کی دھرتی پر نئے تعمیری شاہکاروں کو جنم دیا اور یہ شاہکار آج بھی کسی نہ کسی صورت میں باقی ہیں اور ہماری زندگی سے ہم آہنگ ہیں۔

(اردو سروس سے نشر)

یہ بھی مصیبت ہے
پڑھا لکھا ہونا

ڈاکٹر محمد زمان آزردہ

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پڑھا لکھا ہونا ایک سعادت ہے۔ ویسے تجربہ یہی بتاتا ہے کہ جو ہونا چاہیے وہ اکثر ہوتا نہیں اور جو ہوتا ہے اسے ہونا نہیں چاہیے۔ مگر آدمی ان دو جملوں یا ان دو کیفیتوں میں چکی کے پاٹوں میں پھنسے ہوئے دانے کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ پڑھے لکھے آدمی کو یہ سعادت نصیب ہے کہ اس کی بات کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ مگر اس سعادت مند کے دل سے پوچھیے تو معلوم ہوگا کہ سب سے بے اعتبار شخص وہی ہوتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ دوسرے اس پر اعتبار نہیں کرتے بلکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ خود اس کو اپنے اوپر اعتبار نہیں رہتا۔

عام آدمی جو پڑھا لکھا نہیں ہے، پوری زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ پوری زندگی گذارتا ہے اور پڑھا لکھا آدمی اس کے مقابلے میں صرف ایک تہائی زندگی گذارتا ہے۔ میرا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ پڑھا لکھا جواں مرگ ہوتا ہے۔ البتہ وہ اپنی جوانی تک کی عمر کتابوں میں سر کھپاتے گذار دیتا ہے۔ کتب خانوں کی خاک چھانتا رہتا ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹی کی بے کیف زندگی کے خشک بکھیڑوں میں الجھا رہتا ہے۔ اس کی عمر کے لوگ اس وقت تک دنیا کے نصف سے زیادہ کام کر چکے ہوتے ہیں، جیسے مکان بنانا، شادی کرنا، پیسے کمانا، یہ سب وہ کر چکے ہوتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت یونیورسٹی سے ڈگری لے کر نکلتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لیے تو خوشی ہوتی ہے کہ ڈگری مل گئی، مگر جلد ہی وہ غالب کے اس شعر کی تصویر نظر آتے ہیں ؎

غم زمانہ نے جھاڑی نشاط عشق کی مستی
وگرنہ ہم بھی اٹھاتے تھے لذت الم آگے

جب یہ سعادت مند زندگی کا سفر شروع کرتا ہے تو اس کے دوسرے ہم عمر چوٹی پر پہنچ کے کمر کھول رہے ہوتے ہیں۔ وہ فاتح کی طرح سے اس کوہ زندگی کو بچشم کم دیکھتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں میں کوئی زخم بھی نہیں ہوتا اور ہمارا سعادت مند اس پہاڑ کے دامن ہی میں تھکا تھکا سا دکھائی دیتا ہے۔ اس کے پاؤں زخمی اور ہاتھ شل ہوتے ہیں۔ چوٹی پر بیٹھا ہوا آدمی پیچھے مڑ کے دیکھتا ہے تو حد نظر تک اپنی فتوحات پر پھولے نہیں سماتا۔ یہ پیچھے مڑ کے دیکھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میلان روزگار میں ابھی پیدا ہوا ہے۔ اپنے گرد و پیش پر نگاہ دوڑاتا ہے تو جلتے ہوئے دل کے ساتھ زبان آتش دیدہ پر دل شاعر کے انگارے یوں دہکنے لگتے ہیں ؎

غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

کشاں کشاں بجھے ہوئے دل کے ساتھ جب وہ یہ سفر شروع کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ تین چار برس میں زائد المعیاد (Overage) ہو رہا ہے۔ اگر کہیں کوئی صورت نہ نکل آئی تو اسے ساری زندگی اس پہاڑ کے دامن میں دوسروں کے قدموں میں رہنا ہوگا —— چنانچہ کتابوں سے حاصل کی ہوئی واقفیت کے بل پر اس راستے کو منزل بہ منزل طے کرنے کی ٹھان لیتا ہے مگر تھوڑی دور چلنے پر ایک داروغہ اسے روکتا ہے کہ اس منزل کا دروازہ آپ پر یوں نہیں کھلے گا۔ پہلے اپنا برتھ سرٹیفکیٹ دکھاؤ —— اس کے جی میں تو آتا ہے کہ کہے کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا، کہ پیدا ہونے کے بعد مر گیا تھا۔ اب دوبارہ جنم ہوا ہے۔ مگر یہ باتیں چلنے کی نہیں ہوتیں۔ چنانچہ جانچ پڑتال کے بعد چال چلن کی سند مانگی جاتی ہے۔ جو آدمی چال و چلن کی سند مانگتا ہے وہ چال چلن میں اس آدمی سے زیادہ مختلف نہیں ہوتا جو یہ سند دیتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ اسے دیتا ہے اور یہ پرکھتا ہے۔ اس کے لیے یہ ضروری نہیں کہ خود ان دونوں کا چال چلن درست ہو۔ یہ تو چوٹی کے لوگ ہوتے ہیں۔ یہ صرف دامن پر رہنے والے کے لیے ہے۔

اس پر ستم یہ کہ چوٹی پر رہنے والا آدمی اوپر سے معمولی کنکر بھی پھینک دے تو اس کے پیر اکھڑ جاتے ہیں اور اس کے مقابلے میں یہ کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ نہ پتھر پھینک سکتا ہے اور نہ اس کی فریاد اس تک پہنچ سکتی ہے قدرت کی تمام آزمائشیں اسی کے لیے ہیں۔

چوٹی سے ہونے والی کنکر پتھر کی اس بارش اور دامن خارزاروں میں جب ذرا سا آگے بڑھنے کی اجازت ملتی ہے تو دوسرا داروغہ کہتا ہے۔ یہ تعلیمی اسناد دیکھتا ہے۔ اس کے بعد ناک بھوں چڑھا کے ڈویژن پر انگلی رکھ کے پوچھتا ہے کہ یہ کیسے چلے گا — پورے اکیڈمک کریر میں اگر صرف ایک امتحان میں سیکنڈ یا تھرڈ ڈویژن ہے تو یہ دروازہ بڑی سختی سے بند کیا جاتا ہے۔ ایسے موقعے پر داروغہ جی کا اپنا ڈویژن اس کی اپنی تعلیمی اسناد کچھ بھی سامنے نہیں آتا اور ہمارا یہ سعادت مند اس عقیدت مند مرید کی طرح سے سر جھکائے رہتا ہے جس کے لیے مرشد کی ہر بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔ اور اس کا ہر فیصلہ حکم الٰہی کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے بعد جتنا یہ آگے بڑھتا ہے۔ داروغوں کا مزاج اتنا ہی سخت ہوتا ہے۔ اور ان میں ایک سے ایک چیڑ فنا ہوتا ہے۔

عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ سعادت مند بھری بزم میں کھری بات کہہ سکتا ہے۔ حالانکہ تجربہ بتاتا ہے کہ یہ بات اتنی ہی غلط ہے جتنی یہ کہ سورج مغرب سے طلوع ہوتا ہے۔ جہاں اس کی زبان پر ہاں نہیں ہی وہیں اس کی گردن پھندے میں آگئی۔ جن لوگوں میں یہ گھرا رہتا ہے وہ اتنے نازک مزاج ہوتے ہیں کہ اللہ اور رسول کے خلاف تو کچھ بھی نہیں سن سکتے اور اپنے بارے میں کوئی سچی بات برداشت نہیں کر سکتے۔ اس سعادت مند کو اپنی فتوحات سے بزبان خود انکار کرنا پڑتا ہے۔ یہ اپنے بارے میں جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور پھر اپنے ارد گرد رہنے والے داروغوں کے بارے میں تو اسے سچ بولنے کی کوئی اجازت نہیں۔

پڑھے لکھے آدمی کی زندگی اس وقت تک قابل دید ہوتی ہے جب وہ ملازم ہو جاتا ہے۔ لاکھ ٹریڈ یونینز ہوں لاکھ سروس رولز ہوں مگر اس کی قسمت میں وہی ہوتا ہے جو اس کا آفیسر چاہتا ہے۔ بیوی کی غلامی کیجیے تو گھر میں جتنی دیر بیٹھیں گے چین سے گذرے گی۔ مگر آفیسر کی حیثیت تو مرکری (پارہ) کی ہے۔ سانس کی گرمی سے یہ تیزی سے اچھلتا ہے اور ایک ٹھنڈی آہ سے اپنے اندر سمٹ جاتا ہے۔ ٹھنڈی آہ سے تو آپ اس مرکری کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ لیکن سانس کی گرمی پر آپ کا بس کیسے چلے۔ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ اس سعادتمند کو مر جانا چاہیے بہ ظاہر یہ لوگوں کو زندہ نظر آئے۔ مگر اس نے اپنی زندگی اپنے آفیسر کو سونپ دی ہو۔ اس کی زبان گنگ ہو یعنی صرف دو تین الفاظ اور ترکیبیں ہی اس کا سرمایۂ گفتگو ہوں جیسے جی، جی حضور، بہت بہتر، مطلب یہ کہ مزاجاً اس قدر

خلائی برتری کی اہمیت

سید اکبر حسین

دُنیا کی بڑی طاقتوں کی ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش آج صرف زمین تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ زمین سے ہزاروں لاکھوں میل دور خلا میں بھی یہی کشمکش جاری ہے۔

آج خلا کے میدان میں متعدد تحقیقاتی کام ہو رہے ہیں۔ ان کا واحد مقصد اپنے ملک کے دفاع کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا ہے۔ روس اور امریکہ کئی سال پہلے سے اس خلائی تحقیق کا استعمال ٹیلی کمیونیکیشن اور ٹی وی وغیرہ جیسے عام فائدہ کے کاموں میں کر رہے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے ایک دو سالوں سے ہمارا ہندوستان نہایت کامیابی کے ساتھ کر رہا ہے۔ ہمارے جتنے بھی ستارے اب تک چھوڑے جا چکے ہیں۔ ان کا مقصد کسی لحاظ سے بھی تخریبی نہیں قرار دیا جا سکتا ہے

ہندوستان کے خلائی حلقے میں تازہ ترین تجربہ ایپل (APPLE) ہے پچھلے دنوں ہم سب نے دیکھا کہ اس مصنوعی سیارہ کی مدد سے ہمارے ملک کی ٹی وی کو کتنا فائدہ پہنچا غرضیکہ ہندوستان اور اس جیسے بہت سے چھوٹے ملکوں کے سلسلے میں جنھوں نے کچھ سالوں سے خلائی تجربات شروع کیے ہیں۔ اس طرح کی بات نہیں کہی جا سکتی۔ جیسی بعض دوسرے ملکوں کے ساتھ لاگو ہے۔ یعنی یہ کہ ان ملکوں کے نئے نئے مصنوعی ستارے جو آج خلا میں چکر لگا رہے ہیں۔ ان کا مقصد صرف اس ملک کے دفاع کو مضبوط کرنا ہے۔

خلا میں مناسب مقامات پر قبضہ اور مصنوعی چاند کو فوجی اغراض و مقاصد کے لیے استعمال کرنا بڑی طاقتوں کے لیے کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج کی دنیا میں جو ملک بھی فضا میں زیادہ طاقت رکھتا ہوگا۔ اس کی نسبت وہ زمین پر ہونے والی کشمکش میں بازی طور پر زیادہ کامیاب ہوگا۔ مصنوعی چاند یا ستارہ پوری ہوشیاری کے ساتھ زمین پر کسی بھی فوجی نقل و حرکت کو بہ آسانی محسوس کر سکتا ہے۔ زمین پر کسی خاص نقطے کو حملے کا نشانہ بنا سکتا ہے۔ زمین کے کسی بھی حصہ میں چھپے ہوئے اسلحہ کے ذخیرے کا پتہ لگا سکتا ہے۔ اور زمین پر کہیں بھی ہونے والے ایٹمی دھماکے کا پتہ دے سکتا ہے۔ فوجی دفاع میں مصنوعی چاند کے ان چند فرائض کے علاوہ انگنت کام ایسے بھی ہیں۔ جن سے خلائی برتری کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مصنوعی چاند سے حاصل کردہ معلومات۔ ریڈیو سگنل، ٹی وی سگنل وغیرہ کے ذریعہ زمین پر قایم کنٹرول اسٹیشن کو فراہم کر دی جاتی ہے ان مصنوعی ستاروں یا چاند کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ یہ اپنے دائرہ میں اس رفتار سے گھومتے ہیں کہ ہمیشہ زمین کے اوپر ایک نقطہ پر رہ کر اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ ایسے چاند کو کسی بھی ایسے نقطہ پر فکس کیا جا سکتا ہے جو فوجی لحاظ سے اہمیت کا باعث ہو مثلاً کوئی بڑا فوجی اڈہ، فوجی ایر بیس وغیرہ۔ اس قسم کے نظام میں جو جدید ترین چیز آتی ہے وہ نیوسٹر سسٹم ہے جو چند سالوں میں عمل میں آ جائے گا اور اس کے ذریعہ کسی بھی فوجی نقل و حرکت کو خواہ وہ بری ہو، بحری یا آبدوز کشتیوں کی باآسانی نوٹ کیا جا سکے گا۔ اور ان کی صحیح جگہ کی نشاندہی ہو سکے گی۔

دفاع اور جنگ کی علاوہ عالمی امن میں بھی مصنوعی چاند بڑا رول ادا کرتا ہے۔ انھیں کی وجہ سے بڑی طاقتوں کے درمیان اسلحہ کی تخفیف کے معاہدوں پر پابندی ناممکن ہے کیونکہ دونوں طاقتیں ایک دوسرے کی حرکات کو اچھی طرح جان سکتی ہیں۔ مصنوعی چاند کے بغیر یہ تمام باتیں شک و شبہات کو جنم دیتی ہیں اور بالآخر عالمی امن کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

مجموعی طور پر آج تک خلائی ستاروں نے بنی نوع انسان کے لیے جو کچھ کیا ہے اسے ہم فائدہ مند ہی قرار دے سکتے ہیں اور عالمی سطح پر ان سے تناؤ کو کم کرنے میں کافی مدد ملی ہے۔ مگر حال ہی میں امریکہ نے اپنی پالیسی میں تبدیلی کی ہے۔

روس نے گزشتہ سال ۱۴ مارچ ۸۱ء کو اپنے دو خلائی ستاروں کے درمیان ایک ایسی جنگ کا مظاہرہ پیش کیا جس کے نتیجہ ایک ستارہ کو پوری طرح تباہ کر دیا گیا۔ اور جس کا مقصد امریکی انتظامیہ کو دبے الفاظ میں پوری بتانا تھا کہ روس اب بھی فضا میں پوری برتری رکھتا ہے۔ اور کسی بھی لمحے وہ کسی بھی ستارہ کو ہڑپ کر سکتا ہے۔ ان سب باتوں سے خلائی برتری کی اہمیت کا ہم سب کو اندازہ ہوتا ہے۔

آگے ص ۲۱ پر ←

[illegible] ہو جاتے کہ ہر ڈانٹ اور سخت سست سنے پر یہ "بہتر" اور "جی حضور" کہتا ہے۔ اس طرح سچ بولنے کی نعمت اس سے چھن جاتی ہے اور وہ دھیرے دھیرے ایک تضاد کا شکار ہو جاتا ہے۔ دل سچ بولنے پر اکساتا ہے اور دماغ جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ دہرا پن اس سعادتمند کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کتاب کو دیمک۔ اپنی تقریروں میں یہ ایک بات کہتا ہے اور عملاً خود اس کی ضد ہوتا ہے۔

پڑھا لکھا آدمی حساس ہوتا ہے۔ ہر بات اسے متاثر کرتی ہے۔ ہزاروں میل دور کہیں دھماکے سے انسانی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں تو وہ اپنے گھر میں بے چین ہو جاتا ہے۔ دنیا والے کس رخ پر جا رہے ہیں۔ اس کا اس پر اثر ہوتا ہے۔ وہ تنہا اپنے لیے نہیں سوچتا۔ بلکہ بقول امیر؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

قیمتیں بڑھ جائیں یا حکومت بدل جائے۔ جرایم میں اضافہ ہو یا فرقہ وارانہ فسادات ہوں۔ یہ بے چارہ پریشان رہتا ہے۔ اخبار پڑھ پڑھ کے یہ وقت کے لحاظ سے بھی نادار ہو جاتا ہے اور پیسے کے اعتبار سے بھی۔ پڑھنے سے اس کی بینائی بھی کمزور ہو جاتی ہے اور دوسرے کاموں کے لیے قوت بھی باقی نہیں رہتی۔ کتابیں خرید خرید کے تو کمر دوہری ہو جاتی ہے اور اس کا حاصل یہ کہ ہر وقت احساس کمتری میں مبتلا رہتا ہے اور دوسرے یہ کہ کچھ ان سوشل (Un Social) مشہور ہوتا ہے۔ متکبر، ہر بات پر بحث کرنے والا۔ باتونی وغیرہ وغیرہ سمجھا جاتا ہے۔ اور جب کبھی یہ سعادت مند اپنی زندگی پر غور کرتا ہے تو یہی نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ پڑھا لکھا ہونا ایک عذاب ہے اور ہونٹوں پر اشک کا یہ شعر رقص کرنے لگتا ہے؎

جو چیز جس کے ساتھ ہے بس اسکے ساتھ ہے
جب سر نہیں دماغ نہیں، درد سر نہیں

(سرینگر سے نشر)

رنگین مچھلیاں پالنے کا شوق

ایس ایم احسن

ان ملکوں میں سے ایک ہے۔

بھارت جہاں کی آب و ہوا ٹراپیکل جیسی ہے۔ ان ممالک میں بے شمار مختلف جسامت کی خوش رنگ مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ جو کمیونٹی ٹینک کے لیے موزوں ہوتی ہیں۔ کمیونٹی ٹینک سے مراد ایسا حوض ٹینک یا اکیرم ہے جس میں مختلف ذات و صفات اور اطوار کی مچھلیاں ایک ساتھ رکھی جاتی ہیں جو آپس میں مل جل کر رہتی ہیں اور ایک دوسرے کو ضرر نہیں پہنچاتیں۔

ان دنوں اس ملک میں ٹراپیکل مچھلیوں کا پالنا ایک ہر دلعزیز ہابی ہو گیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا صاف ستھرا مشغلہ ہے جو اپنے اندر سحر انگیز تاثر رکھتا ہے جس کی کوئی مثال نہیں۔ بہتر طور پر سنوارا ہوا اور بوقلموں مچھلیوں سے بھرا ہوا اکیرم نہ صرف ایک طویل ساعت کے لیے آپ کا دل بہلاتا ہے بلکہ ذہنی سکون اور طمانیت قلب کا باعث بھی ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی تفریح ہے جس سے روزمرہ زندگی کا اضطراب و انتشار کافور ہو جاتا ہے اور اس سے نجات کے لیے گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک کے اسپتالوں کے بچوں کے وارڈ میں لازمی طور پر ایک خوبصورت اکیرم رکھا جاتا ہے تاکہ ان کی دلبستگی ہوتی رہے اور والدین یا گھر کے لیے مچلنے نہ لگیں۔

دنیا کے مہذب لوگوں کے مختلف شوق ہوتے ہیں مثلاً جانوروں اور چڑیوں کا پالنا یا فوٹو گرافی وغیرہ مگر ان میں سے سب سے زیادہ دیدہ زیب، سرور انگیز اور تسکین بخش شوق ٹراپیکل مچھلیوں کا پالنا ہے۔ ایک خوشنما زنگار رنگ مچھلیوں اور مختلف خوبصورت ننھے ننھے پودوں سے سجا سجایا اکیرم آپ کے ڈرائنگ روم کی حسین ترین اشیاء میں سرفہرست ہے۔

آپ جو بھی شوق اختیار کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لیے بہت مناسب ہوگا اگر اس کی ابتدا چھوٹے پیمانہ پر کی جائے کیونکہ کسی بھی شوق کی نشوونما اور ترویج کے لیے کتابی معلومات سے زیادہ تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس لیے بھی کہ آپ کا شوق کہیں ذہنی شادمانی کے بجائے بارگراں نہ بن جائے۔ چنانچہ اس مضمون میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اس شوق کے تمام لوازمات سے آپ کو اچھی واقفیت کرادی جائے کہ آپ کو اکیرم اور مچھلیوں کے انتخاب اور رکھ رکھاؤ میں پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔ تو آئیے پہلے اکیرم کو لیں۔

اکیرم یا حوض

اکیرم اس ٹینک یا حوض کو کہتے ہیں جس میں مچھلیاں رکھی جاتی ہیں۔ اس کا فریم دھات کا بنا ہوا ہوتا ہے جس کے چاروں طرف شیشے جڑے ہوتے ہیں۔ فریم جی، آئی شیٹ یا المونیم کا ہوتا ہے۔ حوض کا پیندا اسٹیل شیٹ یا گالونائزڈ شیٹ کا بنایا جاتا ہے جس پر شیشہ جڑ دیا جاتا ہے۔ ان شیشوں کے کناروں کو ایک مخصوص قسم کی پٹی سے پیوست کر دیا جاتا ہے تاکہ پانی باہر نہ نکلنے پائے۔ پٹی کے اجزا اور ان کی مقدار حسب ذیل ہے:

ویلا مائیڈ (Velamoid) ایک کلوگرام، وہائٹنگ (Whitning) ۲۰۰ گرام، ریڈ آکسائڈ (Redoxide) ۱۰۰ گرام، پلاسٹر آف پیرس ۱۰۰ گرام اور روغن ۲۰ گرام ان تمام اجزا کو ایک ساتھ خوب اچھی طرح گوندھا جاتا ہے یہاں تک کہ سخت لیپ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے بعد اسے فریم کے اندرونی حصوں میں لگا کر شیشے جما دیے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے پیندے کا شیشہ بٹھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد سامنے اور پیچھے کا اور آخر میں دونوں بغل کا۔ ۱۲ انچ اونچے اکیرم کے لیے شیشہ کی موٹائی ۳/۱۶ انچ اور اس سے اونچے اکیرم کے لیے ۱/۴ انچ ہونی چاہیے۔ خوبصورتی اور مچھلیوں کی صحت کے اعتبار سے اکیرم جتنا لمبا ہو اچھا ہے مگر کسی حال میں اس کی اونچائی ۱۸ انچ سے زیادہ نہ ہو کیونکہ مچھلیاں پیچھے پانی کی ہوتی ہیں لہٰذا پانی کے دباؤ کی زیادتی کو برداشت نہ کر سکیں گی۔

جب اکیرم تیار ہو جائے اس میں پانی بھر کر تین یا چار روز کے لیے چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ اس سے پانی نہیں رستا ہے۔ اس کا ڈھکن خوبصورتی کے لحاظ سے اپنی پسند کا بنوا سکتے ہیں مگر اتنا خیال رہے کہ اس کے اندر روشنی اور ہوا کا انتظام ضرور ہو۔ یعنی الیکٹرک بلب کے لیے سوکٹ اور ہوا کے لیے ڈھکن کا ایک حصہ ایسا تراشا گیا ہو کہ وہ حسب ضرورت اوپر اٹھایا اور بند کر دیا جا سکے۔ اکیرم جب مکمل طور پر تیار ہو جائے تو اس میں پہلے ریت اور سنگریزے ڈالنا چاہیے جو بہت اچھی طرح دھلے ہوئے ہوں۔ یہ اس طرح بچھائے جائیں کہ پیچھے حصہ کی اونچائی ڈھائی انچ اور سامنے کی ڈیڑھ انچ ہو جائے اس طرح ریت کی سطح ڈھلوان ہو جائے گی جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ غلاظت سامنے رہے گی جس کو آسانی کے ساتھ ڈپ ٹیوب یا سائفننگ کے ذریعہ باہر نکالی جا سکتی ہے۔ پانی دینے کے پہلے ایک دبیز کاغذ کا ٹکڑا ریت پر رکھ دیا جائے اور پھر آہستہ آہستہ مگ یا کسی اور برتن کے ذریعہ پانی انڈیلنا چاہیے تاکہ ریت بکھر نہ جائے۔ جب پانی ۳ انچ بھر جائے تو پودا لگانا چاہیے اور پھر پانی اسی طرح آہستہ آہستہ انڈیلا جائے۔ یہاں تک کہ پانی سطح حوض کے بالائی حصہ سے ۲ انچ کم رہ جائے اس کے بعد ۵ فیصد میتھیلین بلو کے چند قطرے اور نمک کا محلول پانی میں ڈال دینا چاہیے۔ اس کے بعد ۲۴ گھنٹے تک اکیرم کو یوں ہی چھوڑ دینا چاہیے۔ اس اثنا میں پانی بالکل صاف و شفاف ہو جائے گا اس کے بعد ہی اکیرم میں مچھلی چھوڑنا چاہیے۔ مچھلی چھوڑتے وقت اس بات کا خیال ضرور رکھیں کہ مچھلی جس چیز کے اندر ہوں اس کے پانی کا اور حوض کے پانی کا ٹمپریچر یکساں ہو ورنہ مچھلیاں ایک دو روز کے اندر مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو کر مرنے لگیں گی لہٰذا اس سلسلہ میں ایسا کریں کہ مچھلیاں جس چیز کے اندر ہوں اسے حوض کے پانی کی سطح پر ۱۵ یا ۲۰ منٹ تک تیرتا ہوا چھوڑ دیں بعد ازیں مچھلیوں کو حوض کے اندر انڈیل دیں۔

اکیرم کا معیاری سائز جو بندی کے لیے معقول سمجھا جاتا ہے ۲۴" × ۱۲" × ۱۲" ہے یعنی لمبائی ۲۴ انچ ۱۲ انچ چوڑائی اور ۱۲ انچ اونچا۔ سب سے بڑے اکیرم کا سائز [illegible] × ۲۴" × ۱۸" اور درمیانہ اکیرم کا سائز ۳۶" × ۱۸" × ۱۸" ہوتا ہے۔ میتھیلین بلو اور نمک ڈالنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ حوض کے اندر کا پانی کتنی مقدار میں ہے۔ اس کے جاننے کا فارمولا ہے لمبائی × چوڑائی × اونچائی ÷ ۲۳۱ اس کا ماحصل جو ہوگا اتنا ہی گیلن پانی سمجھا جائے گا۔ چنانچہ چائے کے چمچے کا ۱/۲ حصہ نمک فی گیلن کے در سے اور ۵ فیصد میتھیلین بلو کا ایک قطرہ فی ۵ گیلن کے حساب سے دیا جائے گا۔

پودے:

اکیرم کے لیے جو پودے استعمال کیے جاتے ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

ولس نیریا (Vallis neria) کرپٹوکورن (Cryptocoryne) امبولیا (ambulia) کومبا (Cabomba) لڈویگیا (Ludwagia) واٹراسپائٹ (Water Spite) فرن (Fern) انکرس (Anacharis) ہائگروفیلا (Hygrophila) اسپٹرڈاک (Spottedock) نیٹیلا (Nitella) اور امیزن سورڈپلانٹ (amazon Sword Plant) ان میں امیزن سورڈپلانٹ اور ولس نیریا زیادہ قابل ترجیح ہیں کیونکہ اوروں کے مقابلے میں یہ زیادہ آکسیجن چھوڑتے ہیں۔ پودے پچھلے اور دونوں بغل کے حصّوں میں لگائے جائیں۔ سامنے کا حصّہ چھوڑدیا جائے یا مختصر پودے لگائے جائیں۔ ایسا نہ کرنے سے مچھلیاں پوری طرح نظر نہ آئیں گی اور اس طرح اکیرم کا حسن بھی جاتا رہے گا پچھلے حصّہ میں گھنے پودے لگائے جائیں تاکہ نوزائدہ بچے پناہ میں رہ سکیں۔ اتنا یاد رہے کہ پودے روشنی کی تحریک ہی سے آکسیجن چھوڑتے ہیں لہٰذا اکیریم میں روشنی کا انتظام لازمی ہے۔ اتنی بات اور یاد رکھیں کہ تالاب یا پوکھرے سے لائے گئے پودے براہِ راست اکیرم میں نہ لگائے جائیں بلکہ انھیں پوٹیشیم پرمنگنیٹ سے اچھی طرح دھونے کے بعد ہی لگائے جائے۔ کیونکہ اس طرح پودوں سے چمٹے ہوئے نقصان دہ کیڑے مرجائیں گے۔ تالاب بارش اور نل کے پانی کو ٹیوب ویل اور کنویں کے پانی پر ترجیح دی جائے کیونکہ ان کا پانی بعض اوقات بہت سخت پایا جاتا ہے۔ اگر نل سے بلیچنگ پوڈر ملا پانی آئے تو اسے اکیرم میں ہرگز نہ دیا جائے ورنہ مچھلیاں تڑپ تڑپ کر مر جائیں گی۔

اکیرم رکھنے کا مقام اور اسکا رکھ رکھاؤ

اکیریم ایسے مقام پر نہ رکھا جائے جہاں کا ٹمپریچر انتہائی ہوا اور نہ ہی اس پر براہ راست آفتاب کی شعاعیں پڑتی ہوں۔ اسے کھڑکی کے پاس بھی نہ رکھا جائے کیوں کہ تیز دھوپ کی وجہ سے شیشوں پر الگئی یا کائی کے جم جانے کا شدید خدشہ رہتا ہے۔ یوں تو سبز کائی مچھلیوں کی غذا کا کام بھی دیتی ہے مگر اس سے اکیریم کا سارا حسن فنا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اکیرم کو ان سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ کائی مچھلیوں کی کثرت سے بھی پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ سخت دھوپ کی وجہ سے پیدا ہوگئی تو اکیرم کو دھوپ سے بچائیے اور کچھ ایریشن جاری کر دیجیے۔ الگئی یا کائی دو قسم کی ہوتی ہے ایک سبز اور دوسری زرد زرد کائی مچھلیوں کی صحت کے لیے مضر ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر ان دونوں طرح کی کائیوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہوجائے تو اکیرم کو دوبارہ سیٹ کرنا ہوگا ٹھیک اسی طرح جیسے پہلے بتایا جا چکا ہے مگر اس مرتبہ ریت کو گرم پانی اور اکریم کو نمک کے گاڑھے محلول سے دھونا ہوگا۔ اکیرم کو دوبارہ سیٹ کرنے کی اس وقت بھی ضرورت ہوتی ہے جب اس کا پانی گندہ ہو جاتا ہے۔ آپ جب یہ دیکھیں کہ مچھلیاں پانی کی سطح پر تیر رہی ہیں اور ہوا سے آکسیجن لینے کی کوشش کر رہی ہیں تو یقین کرلیں کہ پانی گندہ ہو چکا ہے لہٰذا پانی فوراً بدل دیا جائے۔ گو عام طور پر پانی کے بدلنے کی ضرورت پیش نہیں آتی مگر ریت پر جمی گرد اور مچھلیوں کی غلاظت کو دور کرنے کے لیے ڈپ ٹیوب اور سائیفن سے کام لیا جاسکتا ہے۔ ایسا ہفتہ میں ایک بار کیا جائے۔

پانی کی حدت کا یکایک تغیر مچھلیوں کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا اکیرم کو کھلا نہ رکھا جائے خصوصًا موسم سرما میں۔ اگر پانی کی حدت تیز تر ہو جائے تو مچھلیاں آکسیجن کی کمی وجہ سے مبتلائے عارضہ ہوجاتی ہیں۔ آکسیجن کی کمی کو بجلی کے پمپ کے ذریعہ ایریشن سے دور کیا جا سکتا ہے۔ اگر بجلی کا پمپ حاصل نہ ہو سکے تو فٹ بال بلیڈر، سائیکل یا موٹر ٹیوب میں ہوا بھر دیں اور پھر کسی نلکی کے ذریعہ ہوا اکیرم میں داخل کردیں۔ برسات کے موسم میں کم از کم ۱۰ گھنٹہ اور رات میں ۴ سے ۵ گھنٹہ روشنی کی ضرورت ہوگی اور سردی کے موسم میں کم از کم ۱۰ گھنٹہ روشنی کی ضرورت ہوگی۔ گرمی کے موسم میں اکیرم کچھ دیر کے لیے کھلا رکھا جاسکتا ہے تاکہ تازہ ہوا کا گذر ہو سکے مگر سردی کے موسم میں ہمیشہ ڈھکا رکھنا چاہیے۔ اگر ایریشن کا انتظام ہو تو اکیرم میں مچھلیاں اس کی بساط چار گنا زیادہ رکھی جاسکتی ہیں۔ مچھلیوں اور پودوں کے درمیان خاصا گہرا رشتہ ہوتا ہے۔ مچھلیوں کی چھوڑی ہوئی زہریلی گیس کاربن ڈائی آکسائڈ پودے ہضم کرلیتے اور اس کے بدلے میں آکسیجن چھوڑتے ہیں۔ المختصر اکیرم کے پانی کا ٹمپریچر ۷۰ سے ۹۰ ڈگری فارن ہائٹ تک محدود رہنا چاہیے۔ اگر آفتاب کی روشنی حاصل نہ ہو تو سردی کے موسم میں ۱۵ گیلن پانی والے اکیرم کے لیے ۱۰۰ واٹ کے بلب اور اس سے زیادہ پانی والے اکیرم کے لیے ۲۰۰ واٹ کے بلب کی ضرورت ہوگی مگر گرمی کے موسم میں بلب کا وولٹیج نسبتاً کم ہوگا ان باتوں کے علاوہ اس بات کا بھی خیال ضرور رکھیں کہ اکیرم جس جگہ ہو وہاں مچھر یا کیڑے مارنے والی دواؤں کا چھڑکاؤ نہ کیا جائے نہیں تو کیڑوں کے ساتھ مچھلیاں بھی مرجائیں گی۔

مچھلیوں کی غذا:

مچھلیوں کی غذائیں تو متعدد ہیں مگر جب بھی یہ دی جائیں تو تھوڑی مقدار میں اتنا کہ مچھلیاں انھیں ۵ منٹ کے اندر ختم کردیں اور فاضل نہ بچے۔ غذا صبح و شام دی جاسکتی ہے۔ اگر ہفتہ میں ایک دن غذا نہ دی جائے تو مچھلیوں کی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ آپ ہرگز ایسا خیال نہ کریں کہ چونکہ مچھلیوں کو گھر تک لانے میں کافی وقت لگے گا۔ اس لیے وہ بھوکی ہوں گی لہٰذا انھیں اکیرم میں داخل کرنے کے فوراً بعد کھول دینا چاہیے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر انھیں دوسرے دن تک غذا نہ دی جائے تو ان کے حق میں سودمند ہوگا ہاں اگر مگر و کیڑے اور ڈیفنیا دستیاب ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ایسا تجربہ میں کبھی نہیں آیا کہ مچھلیاں دو دن بھوکی رہنے کے بعد مرگئی ہوں بلکہ مشاہدہ ہے کہ بہت ساری مچھلیاں بسیار خوری کی وجہ سے فوت کرگئیں۔ غذا کی زیادتی سے عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اس کی کچھ مقدار کھانے سے بچ جاتی ہے جو بعد میں سڑ کر پانی کو گندہ کر دیتی ہے۔ مچھلیاں ایسے پانی میں رہنا پسند نہیں کرتیں جس کے اندر سڑے ہوئے اجزا ہوں کیونکہ ان سے زہر پیدا ہونے لگتا ہے۔

غذا کے طور پر مچھلیوں کو جھینگے، کلیجی، انڈے کی زردی اور کیچوے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیے جاسکتے ہیں خواہ یہ خام ہوں یا سکھائے گئے یا سفوف کردہ۔ ان کے علاوہ خشک غذا بھی دی جاسکتی ہے جسے ڈرائی فڈ کہتے ہیں مگر مچھلیوں کی خاص غذا کیڑے ہوتے ہیں جو گندے پانی سے دستیاب ہوتے ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں:

مچھر کے بچے جسے Mosquito Larva کہتے ہیں۔ اگر مچھلیوں کو ۳ یا ۴ روز کے لیے بڑے برتن میں چھوڑ دیا جائے تو اس میں مچھر انڈے دینے لگیں گے اور جب انڈے بچے کی شکل اختیار کرلیں تو انھیں باریک کپڑے سے چھان کر مچھلیوں کو کھلایا جاسکتا ہے۔

ڈیفنیا (Daphnia) پر ننھے ننھے پسّو ہوتے ہیں جو نہایت ہی گندے قسم کے تالاب میں پائے جاتے ہیں۔ انھیں بہت ہوشیاری کے ساتھ نکالنا چاہیے اس لیے کہ کہیں ان کے ساتھ مچھلیوں کے دشمن کیڑے ساتھ نہ آجائیں جنھیں واٹر ٹائیگر اور ٹیچر کہتے ہیں۔ ان کیڑوں کو بتدریج تھوڑی مقدار میں دینا چاہیے کیونکہ یہ آکسیجن کی بڑی مقدار کھینچ لیتے ہیں۔ بہتر ہوگا اگر پہلے ایک چائے کے چمچے کے برابر دیا جائے اور جب یہ دیکھ لیں کہ مچھلیاں سارا کا سارا کھا چکیں تو دوسرا چمچہ دیا جائے۔

ٹوبی فیکس (Tubifex) یہ دھاگے کی مانند چھوٹے کیڑے لال رنگ کے ہوتے ہیں جو گندی موریوں کے کیچڑ میں پائے جاتے ہیں۔ انھیں فیڈنگ کپ کے ذریعہ ہی کھلانا چاہیے۔

ان فوسوریا (Infusoria) یہ کیڑے اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ ننگی آنکھوں سے دیکھے نہیں جاسکتے یہ بہت ہی پرانے تالاب میں پائے جاتے ہیں جس کے پانی کا رنگ ہرا ہوتا ہے۔ اس قسم کے کیڑے گھر پر بھی پیدا کیے جاسکتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے ایک بڑے برتن میں پانی رکھ کر کاہو کے خشک پتے یا ہری سبزیوں کے چھلکے ڈالدیں۔ ایک ہفتہ کے بعد اس میں کیڑے پیدا ہو جائیں گے۔ مچھلیوں کو کیڑے والی غذا فیڈنگ کپ کے ذریعہ ہی دی جانی چاہیے اگر صبح کو کیڑے دیے جائیں تو شام کو خشک غذا۔

مچھلیوں کے کھلانے کے سلسلے میں ایک نہایت دانشورانہ مقولہ یاد رکھیں ایک بھوکی مچھلی ایک صحت مند مچھلی ہے۔ نہ بہت زیادہ نہ بہت کم ایک اچھا اصول ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

جذام اور اس کی روک تھام

ڈاکٹر صلاح الدین کنٹراکٹر

مرضِ جذام زمانہ قدیم سے ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ مرض ۲۵۰ قبل مسیح میں یونان جنوبی یورپ افریقہ اور ہندوستان میں تھا لیکن یہ بتانا مشکل ہے کہ اس مرض کی شروعات کس ملک سے ہوئی۔ یہ ایک جلدی مرض ہے جو آہستہ آہستہ سرایت کرتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں یہ نہیں کے برابر ہے۔ البتہ ترقی پذیر ممالک میں اس مرض کے شکار زیادہ پائے جاتے ہیں۔

اس مرض کے جراثیم کا نام [illegible] ہے۔ ۱۸۷۴ء میں [illegible] نامی سائنسداں نے اس مرض کے جراثیم کی دریافت کرکے طبی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کردیا۔ یہ مرض زیادہ تر ۳ تا ۱۵ سال کے بچوں میں ہوتا ہے اس عمر کے بچے اس مرض میں جلد مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کی جلد نازک ہوتی ہے۔ اور ان میں قوت مدافعت کم ہوتی ہے۔ ۲۰ سال کی عمر تک ۵۰ فیصد لوگ، ۲۵ سال کی عمر تک ۷۰ فیصد لوگ اور ۳۰ سال کی عمر تک ۵ فیصد لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں۔

یہ مرض زیادہ تر مرطوب آب و ہوا رکھنے والے ممالک میں ہوتا ہے۔ خانہ بدوش لوگ زیادہ تر اس مرض کا شکار نظر آتے ہیں۔ عورتوں کی بہ نسبت مرد اس مرض میں زیادہ مبتلا ہیں۔ یہ مرض موروثی نہیں اس مرض میں مبتلا والدین کے نومولود بچوں کو اس مرض سے بچایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ انھیں پیدائش کے فوراً بعد والدین سے دور رکھا جائے۔

ڈیڑھ سے ۲ کروڑ لوگ ساری دنیا میں اس مرض میں مبتلا ہیں۔ البتہ ایشیائی اور افریقہ کے ممالک میں یہ مرض ۹۵ فیصد ہے۔ ہندوستان میں ۳۰ لاکھ لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں۔ جس کا ۵۰ فیصد حصہ جنوبی ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ ۷ لاکھ تمل ناڈو میں اور ۶ لاکھ آندھرا پردیش میں۔ ان دونوں ریاستوں میں ہر ہزار میں ۷ مریض اس مرض کے دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ ریاست کرناٹک میں ہزار میں ۳ مریض پائے جاتے ہیں۔ ان کی تعداد پنجاب میں اور راجستھان میں بہت کم ہے۔

مرض جذام کی ۳ اقسام ہیں

1- [illegible]
2- [illegible]
3- [illegible]

اس مرض کی نشانیاں:

۱. مریض کی جلد پر دھبے نمودار ہوتے ہیں اور یہ دھبے خشک ہوتے ہیں۔ ان میں قوت حس نہیں ہوتی ان دھبوں پر کاٹنے یا جلانے سے مریض کو کوئی احساس نہیں ہوتا۔ بعض مریض لوگوں کے سامنے ان دھبوں کو کاٹ کر جلا کر اپنا جادوئی کمال بتاتے ہیں۔ حالانکہ نہ وہ جادو ہے نہ شعبدہ۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دھبوں کے حصّہ کی رگیں مردہ ہوجاتی ہیں۔ جس کے سبب اس حصّہ میں قوت حس باقی نہیں رہتی۔

۲. ان دھبوں سے پسینہ نہیں نکلتا اور اس حصّہ کے بال بھی گر جاتے ہیں۔

۳. مریض کی ناک سے خون بہتا ہے۔ ناک بھری بھری محسوس ہوتی ہے۔ بعض دفعہ سانس لینے میں دشواری محسوس ہوتی ہے۔ جلد کا کچھ حصّہ سوج جاتا ہے۔ داڑھی اور بھنوؤں کے بال گر جاتے ہیں۔ ناک کا درمیانی حصّہ دب جاتا ہے۔ پرانے مریضوں میں رگیں بھی متاثر ہوتی ہیں اور انھیں دبانے سے درد بھی محسوس ہوتا ہے۔

اس مرض کے سبب مردوں میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت جاتی رہتی ہے۔

اس مرض سے بچنے کی تدابیر:

۱. مرض کو پہلے پہچاننا چاہیے پھر اس مریض کو دوسروں سے دور رکھنا چاہیے۔ اسکے کپڑے بستر اور کھانے کے برتن بھی علیحدہ رکھیں۔

۲. خاص طور پر بچوں کو ان مریضوں سے دور رکھا جائے۔ اس لیے کہ بچے بہ نسبت بڑوں کے اس مرض سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

۳. مرض کے ابتدائی دور میں علاج کرانا بہتر ہے

علاج: عام طور پر مریض یہ سمجھتا ہے کہ یہ عذاب الٰہی ہے وہ یا اس کے والدین کے کسی سخت گناہ کے مرتکب ہونے کے سبب اسے یہ مرض لاحق ہوگیا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ مرض لاعلاج ہے اور اس سے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ مریض زیادہ مایوس دکھائی دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس مرض سے نجات حاصل نہیں کرسکتا۔ اس وجہ سے ان کی تعداد مندروں اور درگاہوں میں زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ مریض کو نا امید ہونے کی کوئی ضرورت نہیں اس کا علاج کیا جاسکتا ہے دوائیں بہت سستی ہیں اور آسانی سے دستیاب ہوتی ہیں۔ غریب سے غریب مریض بھی انھیں خرید سکتا ہے مریض کو اچھی غذا دی جائے اس لیے کہ ان مریضوں میں [illegible] کی کمی ہوتی ہے۔ جس کی بھرپائی سبزیوں سے ہوتی ہے۔ انگلیوں کے نقائص کو پلاسٹک سرجری سے بآسانی دور کیا جاسکتا ہے [illegible] دینے سے کچھ حد تک ان مریضوں میں قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے۔ مریضوں کو اس بات کی ہدایت بھی دی جاتی ہے کہ اگر انھیں ٹھوکر لگے یا کوئی زخم آئے تو فوراً اس کا علاج ڈاکٹر سے کروائیں۔ عام طور پر ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ انھیں درد کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس مرض میں مبتلا لوگوں کی انگلیاں گر جاتی ہیں جس کا سبب مرض نہیں بلکہ ان کی لاپرواہی ہے قوت احساس نہ رہنے کے سبب وہ زخموں کے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ بہتر ہے کہ مریض اس مرض کے ماہر ڈاکٹر سے رجوع کریں۔ اس کے علاوہ ان مریضوں کے خاص دواخانے سرکار کی جانب سے اور غیر سرکاری ادارے بھی کھولے ہیں جہاں ان کا معقول اور مفت علاج کیا جاتا ہے۔

اس بات کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ یہ مرض بہت ہی خطرناک نہیں۔ اس کا علاج ممکن ہے۔ لوگ اس مرض اور مریض سے ڈرتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں جس کے سبب مریض احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے۔ مرض سے زیادہ مایوسی انھیں کھا جاتی ہے اس بے بنیاد خوف اور ڈر کو ان کے ذہن سے دور کرنے کی ذمہ داری سماج کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے اگر ہم ایسا

آگے ص ۱۹ پر ←

ہر پلیٹ فارم پر اترنے کا شوق

سید شمیم گوہر

ٹرین میں سفر کرنے کے دوران اب ایسے مسافروں کی ایک بڑی تعداد دکھائی دینے لگی ہے جنھیں ہر پلیٹ فارم پر اترنے کا بہت شوق رہتا ہے اس شوق کو آجکل خوب خوب تقویت پہنچائی جا رہی ہے ادھر ڈرائیور نے بریک لگانا شروع کیا اور ادھر یہ حضرات دروازے کے قریب جمع ہونے شروع ہوئے۔ عجیب مضحکہ خیز منظر ہوتا ہے کہ نئے مسافروں کے سوار ہونے سے پہلے ہی باہر جانے کی کوشش کرنے لگتے ہیں جیسے معلوم ہو اب دوبارہ پھر کمپارٹمنٹ میں واپس ہی نہیں ہونا ہے۔ انہماک کا عالم اپنے شباب پر رہتا ہے مگر نیچے اترنے کے بعد کسی خاص حاجت کا کچھ پتہ بھی نہیں چلتا۔ محض اسی جدید فیشن پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

کمپارٹمنٹ سے باہر آتے ہی پہلے تو پورے پلیٹ فارم پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں اور اس انداز سے ہاتھ پاؤں سیدھا کرنے لگتے ہیں جیسے معلوم ہو یہی اسٹیشن ان کی آخری منزل آگئی ہو جبکہ یہی انداز پورے سفر تک جاری رہتی ہے اور ہر اسٹیشن پر آخری ہی منزل ہونے کا گمان ہونے لگتا ہے اگر آپ چاہیں تو ان جدید سفری حالات پر پورا ایک انسائکلوپیڈیا تک ترتیب دے سکتے ہیں۔

پرانے لوگوں میں اس قسم کا مزاج بہت کم پایا جاتا ہے وہ بار بار پلیٹ فارم پر اترنے کو ہمیشہ خطرے سے تعبیر کرتے ہیں۔ کیا مجال جو منزل مقصود سے پہلے کمپارٹمنٹ سے باہر آجائیں کھانا پینا تک ملتوی کر دیتے ہیں پلیٹ فارم کا کھانا پینا انھیں راس نہیں آتا۔ بس اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے مسافروں سے تعلقات ہموار کرنے میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔ سب سے زیادہ خطرہ انھیں اس بات کا ہونے لگتا ہے کہ باہر آنے کے بعد ان کی سیٹ کو خالی سمجھتے ہوئے کوئی دوسرا نہ براجمان ہو جائے۔ اب کے نوجوان مسافروں کو ہٹانا کبھی کبھی بڑا مشکل بھی ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں یا تو پورا سفر کھڑے ہی کھڑے طے کرنے کا شرف حاصل کیا جائے۔ یا پھر رسمی ہاتھا پائی سے کام لیا جائے۔ ٹرینوں میں رسمی ہاتھا پائی کا مزاج اب بالکل عام ہو چکا ہے۔ جو صاحب ایسے مزاج کو پسند نہیں کرتے ان کا پلیٹ فارم پر اترنا کبھی کبھی واقعی مہنگا پڑ جاتا ہے۔ ٹرین روانہ ہونے سے پہلے ایک بڑے میاں اپنے جواں سال صاحب زادے کو سمجھا رہے تھے۔

"دیکھو بیٹا زمانہ بہت خراب ہے ذرا احتیاط سے سفر کرنا' راستے میں کہیں اترنا نہیں' سیدھا گھر جانا اور پہنچتے ہی اپنی خیریت کا خط ضرور لکھ دینا۔"

ٹرین جب تک پلیٹ فارم پر ٹھہری رہی بڑے میاں یہی سب جملے بار بار گھونٹتے رہے اور فرزند ارجمند بھی اپنی فرماں برداری کا یقین دلاتے رہے مگر اُمرآباد سے پٹنہ تک پہنچنے میں شاید ہی کوئی ایسا بدنصیب پلیٹ فارم بچا ہوگا جہاں اتر کر آپ نے انگڑائیاں نہ لی ہوں اور چائے پان سے مشغلہ نہ کیا ہو۔ سامان پر نظر رکھنے کی ہدایت مجھے کر جاتے تھے جس کے تحت ایک بار کچوریاں اور مٹھائی میرے لیے بھی لے آئے تھے پھر اس کے بعد میں نے انھیں زیادہ نصیحت کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس سے پہلے میں یہی تبصرہ کرتا آرہا تھا کہ آجکل کے بے شمار مسافروں کی نئی نئی دلچسپیاں زبردست گھاٹے میں ڈال رہی ہیں انھیں یہ بھی احساس نہیں رہ جاتا کہ وہ پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں یا اپنے شہر کے کسی بازار میں۔ مثلاً پلیٹ فارم پر آئے روز کسی نہ کسی سے جھگڑا وغیرہ ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ٹرین رکتی ہے تو بھیڑ برابر ہی دکھائی دیتی ہے" مسافروں سے کیا مطلب" مگر کمپارٹمنٹ سے اتر کر اس تیزی کے ساتھ جائے واردات پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں جیسے معلوم ہو اپنے گھر کا کوئی معاملہ پھنس گیا ہو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہوش اس وقت آتا ہے جب ٹرین پلیٹ فارم کو چھوڑ چکی ہوتی ہے۔ اگر بیوی بچے بھی ہمراہ رہے تو سمجھئے مصیبتوں کا تازہ سلسلہ شروع ہوا ورنہ سارے سامان سے تو ہاتھ دھونا پڑ جائے گا۔ غریب الوطنی میں کوئی گھاس تک نہیں ڈالتا۔ ایک بار یہی حادثہ میرے ساتھ پیش آیا تھا تو بغیر ٹکٹ کے گھر واپس آنا پڑا تھا وہ تو کہیے بال بچے شریک سفر نہ تھے جو بچ کر نکل آیا۔ ورنہ سرکاری مہمان بننے کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا تھا۔ کبھی کبھی چائے اور پانی کی تلاش میں بھی گاڑی چھوٹ جاتی ہے بعض مسافر اتنی دور نکل جاتے ہیں کہ ٹرین رینگنا شروع کر دیتی ہے اور دو ایک مسافر کے ساتھ آسانی کے ساتھ ٹرین چھوٹ جانے کا حادثہ پیش آجاتا ہے۔ اس کو بھی سرکار کی ایک عنایت ہی سمجھنی چاہیے جو اسی ٹکٹ پر دوسری ٹرین سے بھی سفر کیا جا سکتا ہے ورنہ بس چھوٹ جانے پر تو ٹکٹ بھی دوبارہ لینا پڑتا ہے۔

ایسے مسافروں کی تعداد مجھے غنیمت ہی سمجھ میں آتی ہے جو ہر پلیٹ فارم پر اترنے کا جذبہ کامل تو ضرور رکھتے ہیں مگر اپنے کمپارٹمنٹ سے آگے کبھی نہیں بڑھتے اور کھڑکی پر ہی ٹیک لگائے چائے پان سے مشغلہ کر کے واپس آجاتے ہیں اس سے فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سامان پر نظر بھی رہتی اور شوق بھی نکلتا ہے ہے میرے دوست پاشا کی طرح کوئی عظیم الشان رسک لینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ میں پاشا کے ساتھ ۱۱۔ اپ دہلی ایکسپریس سے دہلی جا رہا تھا۔ میں اوپر والی برتھ پر تھا اور وہ نیچے والی برتھ پر۔ مجھے کچھ پتہ نہیں چلا کہ ٹرین ٹونڈلہ کب پہنچی تھی اس وقت میری آنکھ لگ چکی تھی۔ ٹونڈلہ کے بعد میری آنکھ کھلی۔ پیاس شدت سے لگ رہی تھی۔ میں نے لیٹے ہی لیٹے پاشا سے تھرمس مانگا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ جھک کر نیچے دیکھا تو برتھ خالی پڑی تھی فوراً ہی خیال آیا ممکن ہے لیٹرین چلا گیا ہو۔ آدھا گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد پھر میں نیچے اتر پڑا اور پورے کمپارٹمنٹ میں اس کو تلاش کرنا شروع کر دیا مگر پاشا کہیں دکھائی نہیں دیا۔ تشویش سے میرا برا حال ہونے لگا اور اسی حالت میں دہلی تک آیا۔ اور دادی کے مکان پر اس کا انتظار کرنے لگا۔ شام تک پاشا سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ ٹھنڈا پانی لینے کے لیے میں ٹونڈلہ پلیٹ فارم سے باہر نکل گیا تھا۔ واپس آیا تو ٹرین روانہ ہو چکی تھی۔

پانی بھرنے یا کوئی سامان وغیرہ لینے کے سلسلے میں اکثر جھگڑا ہو جایا کرتا ہے۔ مسافروں کا یہ جھگڑا دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ فضا ایسی بنا دیتے ہیں جیسے معلوم ہو یہ سلسلہ دو چار گھنٹے سے پہلے ختم ہی نہ ہو سکے گا مگر ادھر ڈرائیور نے جہاں سیٹی بجائی اور ادھر پل بھر میں ساری ہوا نکلی۔ اس قدر بے تحاشا اپنے اپنے کمپارٹمنٹ کی طرف بھاگنا شروع کرتے ہیں کہ پھر کوئی مسافر مڑ کر نہیں دیکھتا۔

بہت سارے مسافروں کو رینگتی ہوئی ٹرین میں سوار ہونے کا بہت شوق رہتا ہے۔ پلیٹ فارم پر کھڑے انتظار کرتے رہتے ہیں اور کمپارٹمنٹ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوتے جب تک کہ ٹرین رینگنا نہ شروع کر دے۔ پھر تو آپ نے دیکھا ہی ہوگا کہ دروازے پر ایک قیامت ٹوٹ پڑتی ہے۔ بیسوں مسافر جمع ہو جاتے ہیں نتیجہ کے طور پر چند مسافروں کو اندر داخل ہونے کے لیے باہر لٹکے بھی رہنا پڑتا ہے۔ تھوڑی دور تک لٹکے رہنے کا یہ عمل اب باقاعدہ فیشن میں شامل ہو

چکا ہے۔ اس لیے اب کوئی عیب کی بات نہیں ہاں البتہ اسی دوران کوئی چوک گیا تو یہ اور بات ہے کہ اس کی ساری فیشن نوازی کو ہسپتال پہنچا دیا جائے یا قبرستان ہاتھ پیر منٹوں میں برابر ہو جاتے ہیں اور سارے دانت منہ سے باہر آجاتے ہیں۔

طوفان میل سے آگرہ جاتے ہوئے میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ اس کے بعد معاملات کتنی دور تک بڑھ جاتے ہیں یوں سمجھئے کہ حادثہ کے رونما ہوتے ہی پہلے تو ٹرین کو روکا گیا حادثہ کی رپورٹ درج کرائی گئی۔ لاش کی تحقیق کی گئی۔ اور مرنے والے کے سامان پر سرکاری قبضہ کیا گیا۔ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد تب گارڈ صاحب نے ہری جھنڈی دکھائی اور ڈرائیور نے سیٹی بجائی اور وہ سارے مسافر جو لاش کو دیکھنے کے لیے ڈبوں سے نیچے اتر چکے تھے ایک بار پھر اسی انداز سے سوار ہونے لگے وہ تو کہیے کہ اللہ کا فضل برابر جاری رہتا ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح مسافت طے ہو جاتی ہے ورنہ مسافروں کا گوناگوں رویہ تو لمحہ لمحہ رپورٹ درج کرنے کی دعوت دیتا رہتا ہے۔ آگرہ پہنچتے پہنچتے معلوم ہوا ٹرین ڈو گھنٹہ لیٹ پہنچی۔ بہت سے مسافر مرنے والے کو برا بھلا کہتے ہوئے اسٹیشن سے باہر جانے لگے۔ مجھے خود بھی ایک تقریب میں شرکت کرنا تھی مگر تاخیر ہو جانے کی وجہ سے تبرکاً ہی شرکت کر پایا تھا۔

بہت سے نوجوان اور منچلے مسافر پلیٹ فارموں پر ایک سے ایک دل چسپی بھی پیدا کرنے کے عادی ہوتے ہیں ہمیشہ موقع کی تاک میں رہتے ہیں خواہ اس کا انجام کچھ بھی ہو۔ مثلاً کسی کھڑی ہوئی گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اگر کسی دیہاتی قسم کے آدمی نے یہ پوچھ لیا " بھائی صاحب یہ گاڑی کہاں جائے گی ہمیں لکھنؤ جانا ہے"، مسافر نے فوراً کہہ دیا " ہاں ہاں اسی پر جا کر بیٹھ جاؤ لکھنؤ ہی ہو کر جائے گی"۔ اب خواہ وہ گاڑی کہیں بھی جا رہی ہو۔ ان منچلوں کی بھینٹ میں مسافر آئے روز آتے رہتے ہیں۔ کوئی شخص بیٹھنا چاہتا ہے کلکتہ جانے والی ٹرین میں اور بٹھا دیا گیا دہلی جانے والی ٹرین پر۔ اسی طرح میں ۱۹۱ اَپ سون پور میل سے الہ آباد جا رہا تھا کہ مغل سرائے پلیٹ فارم پر میرے کمپارٹمنٹ کے ایک مسافر سے ایک شخص پوچھنے لگا " بھائی جان یہ ٹرین کدھر کو جا رہی ہے"۔ اس نے جواب دیا " دہلی کی طرف" تب تو ٹھیک ہی ہے مرزا پور ہو کر ہی جائے گی" وہ شخص دھیرے سے بولا اور چند لمحوں کے بعد میرے ہمسفر کے ساتھ میرے ہی کمپارٹمنٹ میں آکر بیٹھ گیا۔ ٹرین جب مرزا پور کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔ وہ نیا مسافر یک بیک چونک کر کھڑا ہو گیا اور میرے ہمسفر کی طرف غصہ سے تاکنے لگا مگر معاملہ آگے بڑھانے کی وہ جرات نہیں کر سکتا تھا اس کو بتایا گیا کہ یہ ٹرین مرزا پور میں نہیں رکتی اس سلسلہ میں تم نے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

(پٹنہ سے نشر)

سید شمیم گوہر ۱۲۰ چک نیا حجرہ، الہ آباد (یو۔ پی)

افسانہ

آباد کھنڈر

اعجاز شاہین

میرا نام وقار ہے۔ میں ایک ادبی میگزین "آنگن" کا ایڈیٹر ہوں۔ میں نے جب شخصیات نمبر نکالنے کا ارادہ کیا تو سب سے پہلے اپنے سبھی فنکار سے خط و کتابت کی اور ذاتی طور پر ان سے متعارف ہوا پھر ان فنکاروں سے ملنے والوں سے ملا اور ان کے بارے میں مکمل جانکاری حاصل کی تاکہ فنکار کی شخصیت کے ساتھ انصاف کر سکوں۔ اسی سلسلہ میں اپنی میگزین کی ایک مشہور اور ذہین فنکارہ، "امت رسول" صاحبہ کو ایک خط لکھا اور ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ انھوں نے پہلے دو خط کا جواب ہی نہ دیا تیسرے خط کے جواب میں لکھا۔

جناب وقار!

فن سے فنکار کا وہی تعلق ہے جو عکس اور آئینہ کا ہے۔ جو میں ہوں وہی میرا فن ہے اور جو فن ہے وہی میں ہوں۔

امت رسول

پہلے تو مجھے غصہ آیا ... پھر سوچا ممکن ہے کوئی نوعمر دوشیزہ ہوں گی۔ ملنے کی اجازت نہ ملی ہو گی مگر مجھے یاد آیا وہ میری میگزین میں مسلسل ۱۵ سالوں سے لکھ رہی ہیں اور تقریباً پانچ سو بہترین اور کامیاب افسانے لکھے ہیں ان کی کہانیوں میں کچھ ایسی گیرائی، گہرائی اور عمیق مشاہدہ تھا کہ کسی نوعمر قلم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا میں نے ایک بار اور کوشش کی اور ایک خط لکھا۔

جس کا جواب انھوں نے حسب معمول نوکر سے بھیج دیا۔ جواب کچھ تفصیل میں تھا۔ انھوں نے لکھا تھا۔

جناب وقار!

آپ مجھ سے ملنے کے لیے کیوں بضد ہیں؟ ایک فنکار کو بے نقاب کرنے پر کیوں تلے ہیں؟ ممکن ہے آپ کی میگزین کو شہرت دوام حاصل ہو جائے مگر ایک فنکار کا نصف وجود تاعمر تاسف اور پشیمانی کا شکار ہو جائے گا۔ میں نے زندگی سے جو چاہا وہ ملا نہیں اور جو ملا وہ چاہا نہیں۔ پھر بھی بقول آپ کے میرے پڑھنے والے اپنے فنکار کو قریب سے جاننا چاہتے ہیں۔ میرے حاصل شدہ تجربے اور مشاہدے کی وسیع دنیا کو دیکھنے کے خواہش مند ہیں۔ حالانکہ تجربہ حادثات زندگی سے وسیع ہوتا ہے۔

اچھا آپ نہیں مانتے ہیں تو درج ذیل پتہ پر آجائیے مگر اور کسی کو ساتھ نہ لائیے۔

خط پڑھنے کے بعد میں ذہنی الجھنوں کا شکار ہو گیا۔ خاص کر امت صاحبہ کے اس جملہ کا مفہوم "مگر ایک فنکار کا نصف وجود تاعمر تاسف اور پشیمانی کا شکار ہو جائے گا" سمجھ سے بالاتر تھا۔ لیکن اسی نصف وجود کے تجسس نے مجھے اکسایا اور میں "دلگداز" روانہ ہو گیا "دلگداز" ایک ویران جگہ پر خستہ حال بنگلہ کا نام تھا۔ میں نے گیٹ کے اندر قدم رکھا تو درخت سے جھڑے ہوئے سوکھے پتے پیر کے نیچے دب کر ایک بے ہنگم شور پیدا کرنے لگے جھاڑیاں ایک دوسرے سے الجھی ہوئی تھیں راستہ ناہموار تھا۔ ہوا درختوں سے دیوانوں کی طرح ٹکرا رہی تھی۔ ساری فضا غیر معمولی محسوس ہوئی۔

"دلگداز" کی در و دیوار بالکل خستہ تھی۔ جگہ بہ جگہ پلاسٹر اکھڑا ہوا تھا۔ بے ترتیبی تھی مگر گندگی کہیں نہیں تھی۔ کمرے کا پردہ اٹھا کر وہی نوکر نمودار ہوا جو اکثر خط یا افسانے لے کر جایا کرتا تھا اس نے کہا " مادام نے کہا ہے اس کمرے میں تشریف رکھیے" میں کمرے میں آیا۔ کمرے میں ایک پرانا صوفہ تھا۔ سامنے ایک مسہری پر بالکل سفید چادر بچھی تھی۔ کمرے میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ کھڑکی اور دروازے کے بھی پردے سیاہ تھے۔

میں صوفے پر بیٹھ گیا۔ میرے دل میں کھلبلی مچی تھی۔ ٹھیک اسی طرح کی کھلبلی جو سینما ہال کا پردہ اٹھنے سے پہلے بچوں کے دل میں ہوتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد سامنے کے اوپری زینہ سے وہی نوکر ایک نوعمر لڑکی کو اپنی پشت پر لادے چلا آ رہا تھا۔ اس نے لڑکی کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ مجھے صرف اس کا بے حد حسین چہرہ نظر آ رہا تھا۔ جب وہ کمرے میں آیا تو میں نے دیکھا

لڑکی اس کی پشت پر چھپکلی کی طرح چپکی ہوئی ہے۔ نوکر تیزی سے مڑا اور لڑکی کو مسہری پر تقریباً گرا کر بیٹھا دیا اور ادھر ادھر تکیہ لگا دیا۔ میں ان چند لمحوں میں تماشائے حیرت بنا رہا۔ میں نے جب اس لڑکی کا غور سے مطالعہ کیا تو معلوم ہوا اس کا چہرہ نو عمر لڑکی کا نہیں۔ میری نظر نیچے کے جسم پر پڑی تو میرے اعصاب جھنجھنا سے گئے۔ اس کا پیر ٹیڑھا میڑھا اور مڑا تڑا تھا۔ اس کی لمبائی صرف چار سال کے بچے کے پیر کے برابر تھی۔ چہرہ کے بعد وہ صرف چار سال کی بچی کی طرح چھوٹی تھی۔ ہاں اس کا ہاتھ اس مضحکہ خیز بناوٹ کا شکار نہ ہوا مگر وہ بھی اتنا نازک اور ایسا نرم ایسا سفید نظر آ رہا تھا جیسے گود کی بچی کا ہو۔ وہ فراک پہنے تھی اور پیر میں مختصر سا پائجامہ تھا۔ اس کے بال بالکل سیاہ چمکیلے اور کٹے ہوئے تھے۔ میں نے اس کی تیز چمکتی آنکھوں کو دیکھا وہ بڑے انہماک سے خود میرے مطالعہ میں محو تھی۔ جھینپ کر نظر جھکالی تو ایک نقرئی آواز گونجی۔

"وقار صاحب آپ نے پہچانا؟ میں [illegible] رسول ہوں" میں یکایک اٹھ کھڑا ہوا.... مجھے اپنی غلطی کا احساس فوراً ہو گیا۔ پھر میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ قدرت کی اس دلچسپ تخلیق کو دیکھ کر میری پیشانی پر کرب اور پشیمانی کے ٹھنڈے پسینے آگئے۔ میں نے کچھ کہنا چاہا تو ہکلا کر رہ گیا۔ ان کے چہرے پر ایک تلخ اور عارفانہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی وہ خود گویا ہوئیں۔ "وقار صاحب، تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھئے دنیا کی ساری قیمتی اور قابل قدر چیزیں تباہی کی شکار ہوئی ہیں۔ جو انسان زیادہ [illegible] اور ذہین ہو وہی زیادہ دکھ اٹھاتا ہے۔"

انھوں نے مجھے نارمل کرنا چاہا اور واقعی اب میں اپنے حواس میں آچکا تھا۔ میں معلوم نہیں کیوں اپنے فنکار کا نام نہ لے سکا اور بے حد احترام سے کہا "مادام آپ نے ایک تنہا اور [illegible] زندگی (نوکسی) قدر فعال بنا ڈالا ہے۔ آپ کی ہستی قابل قدر ہے"

مادام کے چہرے پر [illegible] گئی انھوں نے پُر اعتماد لہجے میں کہا "ہاں میں نے جسم کی معذوری پر کبھی افسوس نہیں کیا میں نے سوچا لوگوں سے ہمدردی [illegible] نے سے بہتر ہے دوسروں سے ہمدردی کی جائے۔ وہ اس کے زیادہ مستحق ہیں جو جینا نہیں جانتے ہیں۔"

کچھ دیر رک کر انھوں نے کہا "میں اپنے نصف وجود کی تلافی ذہن کی عظمت اور قلم کی طاقت سے کر سکتی ہوں۔ میں خود پرست ہوں اور اپنے قلم سے کھینچے ہوئے ماحول کے نشے میں سرشار ہوں۔ کیا اس قسم کی سرشاری کوئی گناہ ہے؟" انھوں نے ایک معنی خیز سوال کیا اور خاموش ہو گئیں۔ میں خاموشی سے سنتا رہا اور سوچتا رہا اس تیس پینتیس (۳۰، ۳۵) سال کی عورت میں کس قدر حوصلہ ہے ان کا چہرہ سولہ اور سترہ سالہ دوشیزہ کی طرح شگفتہ اور معصوم تھا۔ رنج و الم کی پرچھائیں کا کہیں کوئی عکس نہ تھا۔ مگر نہ معلوم کیوں میں مطمئن نہ تھا

غزل

سکھدیو شرما رشک

واردات عشق کی تحریر ہے میری غزل
عمر بھر کے خواب کی تعبیر ہے میری غزل

آفتاب حسن کی تنویر ہے میری غزل
چہرۂ محبوب کی تصویر ہے میری غزل

دل کا آئینہ کہو یا عکس فکر و غم اسے
شدت جذبات کی تفسیر ہے میری غزل

اک لڑی ہے موتیوں کی پیار سے گوندھی ہوئی
منتخب الفاظ کی زنجیر ہے میری غزل

اس کے ہر اک شعر میں تعظیم ہے اصنام کی
عاشقان دہر کی توقیر ہے میری غزل

اتر جائے نہ کیوں ہر دل میں سنتے ہی جناب
درد میں ڈوبا ہوا اک تیر ہے میری غزل

ہو اگر بیمار الفت دیجیے اس کو سنا
دل کے روگی کے لیے اکسیر ہے میری غزل

ساغر و مینا یہی ہے عظمت ساقی یہی
میکشوں کا ناز تقدیر ہے میری غزل

یہ شکستہ جام ہے ٹوٹے ہوئے دل کی طرح
یا کسی مجبور کی تصویر ہے میری غزل

کام لیتی ہے نگاہ ناز کا الفاظ سے
درحقیقت جوہر شمشیر ہے میری غزل

بانکپن ہے سادگی و پختگی اس کا کمال
فکر کی بنیاد پر [illegible] ہے میری غزل

خاندان [illegible] کی میراث ہے اردو زباں
داغ کی بانی [illegible] ہے میری غزل

غور سے اس کو پڑھو تو بیتک یہ کھل جائے گا
کتنی دل کش اور پر تاثیر ہے میری غزل

(جالندھری)

کیا وہ واقعی خوش ہیں یا صرف خوشی کا سوانگ رچا رہی ہیں آخر میرے تجسس نے ایک سوال کر دیا

"مادام آپ اس نظریہ کی قائل ہیں کہ ایک ذہین اور فعال ذہن ہی ایک بھرپور مکمل اور کارآمد شخصیت ہے تو پھر آپ نے سماج سے کیوں کنارہ کشی اختیار کر لی ہے پھر کہانیوں کے لیے مواد کہاں سے لاتی ہیں" وہ زور سے ہنس پڑیں اور کہا "جناب ذرا اس کھڑکی کا پردہ اٹھا کر دیکھیے.... میں نے سامنے والی کھڑکی کا پردہ اٹھا دیا.... دور دور تک ٹوٹے پھوٹے کھنڈر اور ایک وسیع میدان میں قبروں کا سلسلہ نظر آیا.... میں نے سوالیہ نظر اٹھائی تو انھوں نے بے حد سنجیدگی سے کہا اسی طرح روز ایک جیتا جاگتا حرکت کرتا ہوا شہر کھنڈر بن رہا ہے روزانہ کوئی ماں کوئی بیوی کوئی بچہ.... روتا پیٹتا اس راہ سے گزرتا ہے.... وقار صاحب میرا اپنا الم اس حقیقت کے مقابلے میں بے حد حقیر اور بے حد دنیاوی نظر آتا ہے....

پھر مجھے سماج سے ہمدردی وصول کرنا پسند نہیں.... تھوڑی دیر وہ رکیں اور کہا "میری کہانیاں دراصل میری نہیں ہیں یہ ان کھنڈروں سے مستعار لی گئی ہیں ——— میرے پاس صرف قلم ہے۔ ان کے پاس دراصل زندگی ہے.... اور وہ دیکھیے انھوں نے انگلی سے اشارہ کیا میری نوکرانی جو دراصل میری ماں ہے۔ ان زندہ لوگوں کی کہانیاں گاؤں گاؤں گھوم کر ڈھو لاتی ہے ——— آپ کو معلوم نہیں ہوگا میری ماں نے دو تین سال کی عمر میں مجھ پر توجہ دینا چھوڑ دیا تھا اسی نوکرانی نے مجھے سہارا دیا میری پرورش کی اور کرایہ کا مکان لے کر میں میری امد

اور اس کا لڑکا یہاں [illegible]
گذر گئی پہلے پہل [illegible]
——— انھوں نے [illegible]
میں جب واپس آ رہا [illegible] خوشحال
لوگوں سے مل کر آ رہا [illegible]

مجھے میں نے [illegible]
جس کا [illegible]
اس کا یہ فن نہیں"

([illegible])

بقیہ :- جذام

کریں تو انسانیت پر ایک بہت بڑا احسان ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جذام کے مریض عام طور پر سڑکوں کے کنارے فٹ پاتھ پر، باغوں میں، ریلوے پلیٹ فارم، ریلوے پل بس اسٹینڈ، مندروں، مسجدوں اور درگاہوں کے آس پاس اپنا ٹھکانا کرتے ہیں جس سے راہ گیروں اور پاس میں بسنے والے اور چھوٹے بچوں پر مرض کا بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا اس مرض سے بچنے کے لیے اور مریضوں کے علاج کے لیے سرکار اور عوام دونوں مل کر کام کریں اور معاشرے کو صحت مند بنائیں۔

(آکاشوانی دھارواڑ سے نشر)

افسانہ

ایک مہمل کہانی

بلراج مینرا

لوہے کا صدر دروازہ پھولوں سے لدا ہوا تھا۔ ـــــ پھول گندھے ہوئے، مرجھائے ہوئے، شبنم سے بھیگے ہوئے۔

پھولوں کی پتیاں سرخ بجری پر جگہ جگہ بکھری ہوئی تھیں۔

جب کوئی مریض ڈسچارج ہوتا ہے (نئی زندگی پاتا ہے)، وارڈ کے باقی تمام مریض اسے پھولوں سے لاد دیتے ہیں اور اسے صدر دروازے تک چھوڑنے آتے ہیں ـــــ ڈسچارج ہونے والا مریض ہوسپیٹل سے باہر پہلا قدم رکھتا ہے، روایت کے مطابق پھول لوہے کے صدر دروازے کی بھینٹ کرتا ہے اور گھر (نئی دنیا) لوٹ جاتا ہے۔

"....تو کل پھر کسی نے نئی زندگی پائی .....!"

بجری اس کے پاؤں کے نیچے چرمرا رہی تھی۔

ایک فرلانگ پرے، مورچری کے باہر، بجری پر پھولوں کی ان گنت پتیاں بکھری ہوئی تھیں۔

جب کوئی مریض مرجاتا ہے (نجات پاتا ہے)، وارڈ کے باقی تمام مریض اسٹریچر پر سفید چادر سے ڈھکی ہوئی لاش کو پھولوں کی پتیوں سے لاد دیتے ہیں اور روایت کے مطابق اسے مورچری تک چھوڑنے آتے ہیں۔

"....تو کل پھر کوئی اٹھ گیا.....!"

سرخ بجری اس کے دھیمے دھیمے اٹھتے ہوئے قدموں کے نیچے چرمرا رہی تھی۔

فی میل وارڈ نمبر ایک کے لان میں لوہے کا پلنگ پڑا ہوا تھا۔

جب کوئی مریض ڈسچارج ہوتا ہے یا مرتا ہے، اس کا پلنگ وارڈ سے باہر لان میں آجاتا ہے۔

"....کسی نے نئی زندگی پائی یا .....یا کوئی اٹھ گیا؟" اس کے لرزتے ہوئے لبوں پر دبی دبی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اشوک!" اس نے مڑ کر دیکھا۔

"اشوک! کلدیپ سے ملاقات ہوئی....!"

"نہیں.....! نہیں اس نے دھیمے سے کہا۔

"کلدیپ مورچری میں تمہارا انتظار کر رہا ہے...!"

"ڈونٹ بی سلی!"

"کلدیپ واقعی مورچری میں ہے.....!"

(مورچری آرام گاہ ہے۔)

اس نے دھیمے دھیمے انفرمری وارڈ کی جانب قدم بڑھائے۔

"اسٹاف! مورچری کی چابی دیجیے!" اس نے نرس سے کہا۔

"مسٹر اشوک! کلدیپ آپ کا گہرا دوست تھا....!"

نرس نے چابی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اسٹاف! کلدیپ میرا دوست ہے... تھا نہیں!"

جسم کی دوستی بھی کوئی دوستی ہے۔

اس نے مورچری کا دروازہ کھولا ـــــ صاف شفاف دھلی ہوئی مورچری، ٹھنڈی مورچری۔

کلدیپ چپس کے سلیب پر چپ چاپ پڑا تھا۔

اس نے سفید چادر ہٹائی اور کلدیپ کا منہ ننگا کیا ـــــ یخ ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ کلدیپ سویا رہا۔ (نیند کا موہ جان لے لیتا ہے۔)

اس نے چادر سے کلدیپ کا منہ ڈھک دیا اور باہر آگیا۔

کچھ لوگوں کے لیے زندگی جونک ہے اور کچھ کے لیے کمبل اور کچھ کے لیے ـــــ ہم پی بھی گئے، چھلکا بھی گئے۔

سرخ بجری چرمرا رہی تھی۔

اسے دھوپ اچھی لگ رہی تھی ـــــ دسمبر کا مہینہ دھیمے دھیمے بہتی ہوئی خنک ہوا اور تیز، اجلی دھوپ

موسم کا ظلم؟

موسم نے مار ڈالا، رت نے چھری چلائی.....

لیبارٹری تک پہنچنے کے لیے ـــــ جلد پہنچنے کے لیے (بے کار کی عجلت پسندی) وہ میل وارڈ نمبر دو میں داخل ہوگیا۔

"اشوک صاحب! نمستے!"

"آداب عرض ہے اشوک صاحب!"

"مسٹر اشوک! گڈ مارننگ!"

"اشوک بابو! کل مورچے پر جا رہا ہوں ...!"

آوازیں ـــــ آوازیں (پرچھائیاں) اور ـــــ

بس آوازیں ـــــ لوہے کا صدر دروازہ اور پھول، مورچری اور پھولوں کی پتیاں۔

"اشوک صاحب! کل مورچے پر جا رہا ہوں ...!"

وہ مسکرایا (آپ سے آپ مسکرا دیا)۔

"گھبرا رہے ہو کیا؟"

"نہیں تو!"

"پھر!"

"کچھ نہیں!"

"گھبراؤ نہیں، آپریشن کامیاب رہے گا..... تم مورچے سے صحیح سلامت لوٹو گے .....!"

مورچے سے صحیح سلامت لوٹو تو لوہے کا صدر دروازہ ہے اور پھول ـــــ مورچے پر دم توڑ دو تو مورچری ہے اور اور پھولوں کی پتیاں۔

میل وارڈ نمبر دو میں آوازیں لپکتی رہیں وہ باہر آگیا۔

سامنے لیبارٹری تھی۔ زندگی کے، جوانی کے آٹھ سال لیبارٹری میں، ایک جار میں، سولیوشن نمبر تین میں بحفاظت رکھے ہوئے ہیں، رکھے رہیں گے۔

"گڈ مارننگ ایوری باڈی .....!"

"گڈ مار ـــــ

گڈ ـــــ

ـــــ ننگ

ـــــ مارننگ ..... گڈ مارننگ!" آوازیں یک دم گیند کی طرح اچھلیں۔

"اشوک ...! وہ ...!"

"میں اس سے مل چکا ہوں .....!"

"نہیں اشوک! وہ .....!"

"وہ مورچری میں ہے ..... سو رہا ہے .... میں نے اسے جگانا مناسب نہیں سمجھا..... آؤ چائے پئیں!"

میڈیا سیکشن میں چائے بن رہی تھی۔

چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے ایک نے کہا۔

کل دیکھتے دیکھتے کلدیپ کا دم اکھڑ گیا.... !

"یا ہوا! جو مر گیا ہے، اس کی بات مت کرو.....

جو مر رہا ہے، اس کی بات کرو!" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چائے لذیذ ہے ...!"

جسم گرم ہے ـــــ جسم ٹھنڈا بھی ہوتا ہے۔

"آؤ دھوپ کھائیں!"

"تم دھوپ کھاؤ! میں وارڈ میں جا رہا ہوں ...!"

اس نے ایک ہی گھونٹ میں چائے ختم کر ڈالی اور پرائیوٹ کاٹیج کی طرف چل پڑا۔

پرائیوٹ کاٹیج کے لان میں لوہے کا پلنگ پڑا ہوا تھا (کلدیپ کا پلنگ) اس نے لوہے کا پلنگ چھوا۔

پلنگ دو دن خالی رہتا ہے اور پھر بھر جاتا ہے۔ دنیا میں کسی کی جگہ خالی نہیں رہتی، تاریخ میں جگہیں خالی رہتی ہیں۔

"ہیلو اسٹاف!"، اس نے گوری چٹی نرس سے کہا۔

"کیسے ہیں مسٹر اشوک آپ!" نرس کی آواز ڈھلی ہوئی تھی اور دھوپ کی طرح گرم تھی۔

(پھنستے نہیں پھنستی!)

"ہی از ڈیڈ!"

"یس آئی نو!"

"آج شام میں آپ کا انتظار کروں گا!"

"پانچ بجے ....!"

(ہی از ڈیڈ ....)

"ریگل ......!"

"ٹھیک پانچ بجے ......!"

"ٹھیک پانچ بجے ......!"

(ہی از ڈیڈ..... پھنس گئی! اُف ف..... آج کی رات ...... آج کی رات ....)

وہ پھر لیبارٹری میں آگیا۔

"اشوک! کلدیپ کے گھر والے مورچری کی طرف گئے ہیں ...... تم جاؤ گے نگم بودھ گھاٹ ......!"

"نہیں جو مر گیا سو مر گیا ......!"

جب کوئی مر جاتا ہے، دوست، یار، رشتہ دار اُسے نگم بودھ گھاٹ پر لے جاتے ہیں اور پھونک دیتے ہیں۔

"اچھا بھئی! اپن چلے، کوئی ارجنٹ کام آئے تو سنبھال لینا!"

(وقت کاٹے نہیں کٹتا ـــــ بات بنتے نہیں بنتی)

(زندگی کیا ہے؟)

(موت کیا ہے؟)

لوہے کے صدر دروازے سے باہر قدم رکھتے ہوئے اُسے محسوس ہوا ـــــ لوہے کا صدر دروازہ زندگی ہے اور مورچری موت ہے۔

(کلدیپ موت ہے اور اشوک زندگی)

(کل شام تک کلدیپ بھی زندگی تھا)

(کل شام تک اشوک بھی موت ہو سکتا ہے۔)

اکیس نمبر بس کی سب سے اگلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے سوچا ـــــ پھنس گئی! گورا چٹا رنگ، کالے بال، ابھری ہوئی ڈانوا ڈول سی، اُف ف!

بس تیزی سے بھاگ رہی تھی ـــــ اور

اور ـــــ اور ـــــ اُف! چاندی کے تھال میں سونے کی کٹوری ـــــ کٹوری میں دودھ ـــــ دودھ میں چالیس فی صدی مقدار پانی کی ـــــ پانی میں ٹی بی بکٹیریا ـــــ دنیا کو کیا ہو گیا ہے ـــــ ایک سو اٹھاون آدمی مر گئے، ہوائی جہاز گر پڑا ـــــ شادی پور میں بھائی نے بھائی کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا ـــــ ماں شیر خوار بچے کو گود میں لیے کنوئیں میں کود گئی ـــــ فٹ بال اسٹیڈیم میں تماشائیوں نے بے ایمان ریفری کا سر پھوڑ دیا ـــــ ایجی ٹیشن ـــــ ایجی ٹیشن ـــــ اُف! گورا چٹا رنگ، کالے بال، ابھری ہوئی ڈانوا ڈول سی اُف! پھنس گئی! ہی از ڈیڈ، آج کی رات۔

کتنا کمزور ہے آدمی (موت کے سامنے اکڑ فوں نہیں چلتی) کتنا کمزور ہے آدمی۔

بس تیزی سے بھاگ رہی تھی ـــــ اور

اس کے برابر کی سیٹ خالی ہوئی اور فوراً ہی کوئی اور بیٹھ گیا۔

وہ بھرپور جوانی تھی، کسا ہوا جسم تھا، لال لال آنکھیں تھیں، سوکھے سوکھے لب تھے۔

(پھنس گئی ـــــ پھنس گئی)

اس نے کندھے جھٹکے اور کہنی سے ـــــ

لڑکی نے زیر لب کہا ـــــ اس نے سنا۔

"ایڈیٹ......!"

(ہی از ڈیڈ) اور ـــــ اور

اس کی کہنی تھی، دبی دبی سی، گھٹی گھٹی سی آواز تھی ـــــ "ایڈیٹ" اور بس کی رفتار۔

ایک جھٹکے سے بس رک گئی۔

"پلازہ!"

"کہاں سے؟"

"۳۲ نئے پیسے!"

زندگی بس میں رہ گئی۔ وہ اتر پڑا (کر اترنا تھا)۔

کناٹ پلیس کے برآمدوں کا چکر کاٹتا ہوا وہ ٹی ہاؤس پہنچ گیا۔

جانے کب پانچ بجیں گے؟۔

چار کب بجے، کیسے بجے؟ کب اور کیسے؟

آج نہیں چھوڑوں گا؟ سب کچھ کر گزروں گا.... سب کچھ!

ایوننگ نیوز خریدنے کے بعد اس نے سرسری نظروں سے اخبار دیکھا ـــــ بجھی بجھی سی، باسی خبریں۔

ہی از ڈیڈ ...... اور نگم بودھ گھاٹ:

میں زندہ ہوں ...... پھنس گئی!

پانچ بجے کے قریب اس نے ریگل کا رخ کیا۔

وہ موجود تھی۔

زندگی میں کبھی کبھی لڑکی پھنس جاتی ہے (مچھلی جو ٹھہری!)

"کہاں چلیں؟"

"اینی ویئر یو لائک!"

"تو چلو، کمرے میں چلتے ہیں!"

اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔

اردن روڈ پر اس کا کمرہ تھا۔

اس نے دروازہ کھولا۔

دونوں اندر داخل ہوئے۔

اس کا دل زوروں سے دھک دھک کر رہا تھا۔

دل زوروں سے دھک دھک کرتا ہے ـــــ یہ زندگی ہے۔

زندگی ....!

زندگی .... پھنس گئی!

زندگی ..... لعنت ہے!

اس نے اس کے بلاؤز کے بٹن کھولے اور ـــــ

اور ـــــ اور اس کے منہ پر بھرپور طمانچہ جڑ دیا۔

"گیٹ آؤٹ ...." ـــــ (زندگی؟؟؟) ـــــ

(لعنت؟؟؟)

(ہم سب پاگل ہیں)

(زندگی پاگلوں کے لیے ہے)

ہی از ڈیڈ .... اور

اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، آنکھیں چمک رہی تھیں اور ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

ہی از ڈیڈ ...... اور

اس کا چہرہ خوفناک ہو گیا تھا ـــــ اور پھر ایک دل خراش چیخ سنائی دی۔

"آئی ل ڈائی لو مارو ....."

کمرے میں گہرا سناٹا تھا اور ایک دل دھڑک رہا تھا۔

(اردو سروس سے)

بقیہ:- خلائی تحقیق

خلائی جنگ یا اس سے متعلقہ تجربات فی الحال اپنے ابتدائی دور ہی میں ہیں۔ مگر پھر بھی جس تیزی سے تجربات جاری ہیں ان کے پیش نظر وہ دن دور نہیں جب خلاء میں ایسے ایسے اسلحہ استعمال میں لائے جائیں گے کہ عقل حیران رہ جائے گی اور سائنس فکشن پر بنائی جانے والی فلمیں اور لکھی جانے والی کتابیں حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آجائیں گی۔

یہ ایسا دور ہے کہ فوجی نقطہ نظر سے فوجوں، ٹینکوں توپوں گولہ بارود اور دوسرے جنگی سامانوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ یہ چیزیں اب بچوں کا کھلونا معلوم ہوتی ہیں۔ اب تو جو ملک بھی جنگ کے میدان میں اپنی برتری چاہتا ہے۔ اسے فضائی تجربات اور آلات میں برتری حاصل کرنی ہوگی۔

بلاشبہ سائنسی لحاظ سے آج دنیا ترقی کی بلندیوں پر پہنچ چکی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ انسانی آبادی امید و بیم کے اس موڑ پر بھی آکھڑی ہوئی ہے۔ جہاں مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں رہی۔ کچھ پتہ نہیں کوئی لنٹی جنگ کا آغاز کر دے اور زمین کی گود اجڑ جائیں۔

مگر ہم حالات سے مایوس نہیں ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ کہ اس پوری دھرتی کا مالک کوئی اور ہے جو انسانوں سے پیار کرتا ہے اور انھیں زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ وہ بہت بڑی قوت اور طاقت کا مالک ہے۔

(پٹنہ سے نشر)

افسانہ

رشتہ

احمد یوسف

میرا دماغ اور میری آنکھیں کام کر رہی ہیں اور لاتعداد 'شاید' میرے سامنے کھڑے ہیں۔

اور یہ جو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہے، ایک بھلا سا آدمی ہے۔ بات بات پر مسکراتا ہے، کسی سے کسی بھی معاملے میں الجھنے سے پرہیز کرتا ہے۔ کیسی بھی بحث ہو اسے قدم دو قدم سے آگے بڑھنے سے روک دیتا ہے۔ کوئی دو بات کہے۔ اسی کا مذاق اڑائے تو ہنس کر ٹال دیتا ہے۔ سب سے جھک کر ملتا ہے۔

ظاہر ہے اتنا سننے کے بعد آپ ہی فیصلہ کریں گے کہ یہ آدمی خاصا مہذب ہے۔

لیکن ٹھہرئیے پوری بات سن لیجئے۔ اس آدمی کے اندر ایک اور آدمی بھی بستا ہے۔ جو اس وقت تک سر اوندھائے اونگھتا رہتا ہے۔ جب تک وہ دارو کے دو پوٹے نہ چڑھائے۔

دو چار پوٹے پینے کے بعد اس کے اندر کا مہذب آدمی سب کچھ اس آدمی کے سپرد کر دیتا ہے، جو بے حد حساس ہے اور جو ساری اذیتوں اور ذلتوں کو بے پچے اپنے سینے سے نکالتا ہوا انتقامی کارروائیوں پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد وہ مہذب آدمی ایک ٹھنڈی آہ بھر کر سو رہتا ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے اندر کا مہذب آدمی محض منافق، بزدل اور بھول ذہن کا مالک ہے۔ اصل آدمی تو یہ ہے جو حقیقت پسند، راست گو اور دلیر ہے۔

لیکن دوسرا خیال اس سے بالکل ہی مختلف ہے، اور وہ یہ ہے کہ یہ ظالم فرد تو محض دارو کے زور پر زندہ رہتا ہے۔ یہ تو ایک لادی ہوئی شخصیت ہے۔ جو مہذب فرد کی دبی ہوئی، کچلی ہوئی شخصیت کو کچھ دیر کے لیے ہاتھی پر چڑھا کر خود غائب ہو جاتی ہے۔ پھر وہ بھلا آدمی بڑی مشکلوں سے خود کو ہاتھی سے اتار کر، بیچ چوراہے پر منہ بسورتا کھڑا ہو جاتا ہے۔

جانے کون سی اس کی اصل شخصیت ہے

تو کل کی بات ہے کہ وہ چڑھا کر آیا تو رات ایک پہر گذر چکی تھی، اور میں زمین پر بستر بچھا کر لیٹ چکا تھا۔ اس نے انگارے بھری آنکھوں سے دیکھتے ہوئے مجھے للکارا —

—"تم ماضی اور روایت سے لپٹے ہوئے کیڑے۔ — تمہارا اپنا کیا ہے؟ — جب بھی تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم اسے ماضی کے بھنڈار سے نکال لاتے ہو۔

— اور میں حال میں ہوں۔ میں جس کے آگے صرف حال ہے، اور جو اپنی روایت آپ قایم کرتا ہے۔

میں آپ کو بتا دوں، میں بھی بڑا خبیث ہوں، جب مجھے یہ معلوم تھا کہ وہ ایک بدمست ہاتھی پر سوار ہے، اور میں زمین پر تنہا کھڑا ہوں۔ تو پھر مجھے بھی چپ سدھ لینی چاہیے تھی۔ دو چار گھنٹے کی بات تھی، کیونکہ یہ تو مجھے معلوم تھا کہ جب وہ سویرے اپنے بہتر نصف کے ساتھ بیدار ہوگا تو پچھلی رات کے رویے پر تاسف کرے گا۔ اور میرے ہاتھ پاؤں دبا کر مجھے منائے گا۔

لیکن میری شامت ہی سمجھئے کہ میں نے اس کا یہ جواب دیا کہ وہ جو کچھ بول رہا ہے وہ بھی روایت کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ ساری باتیں مکر و فریب ہیں۔

اس پر بات بڑھ گئی۔ میں ایک جملہ بولتا اور وہ پوری پوری تقریر جھاڑ دیتا۔ میں اس کے اس انداز سے واقف تھا اور اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ بولتے بولتے اور طویل تقریر کرتے ہوئے تھک جائے گا۔ تو پھر وہیں پر لڑھک کر سو رہے گا۔

پر رات عجیب بات ہوئی۔ اس کا رویہ غیر معمولی طور پر جارحانہ ہوتا گیا۔ اور وہ مجھے ننگی ننگی گالیاں دینے لگا۔

میں نے سخت طیش میں کہا — "چپ بے لونڈے اب کچھ بولا تو گردن توڑ دوں گا"

اس پر وہ بالکل ہی بے قابو ہو گیا اور اس نے بڑی سخت گالی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھہر تجھے اس بدتمیزی کا مزہ چکھاتا ہوں"

وہ کونے میں جا کر کچھ تلاش کرنے لگا، اور پھر وہاں سے ایک چاقو نکال لیا۔

میں اس کی اس حرکت سے ذرا بھی خائف نہیں ہوا۔ اور یہ سمجھتا رہا کہ اب وہ چاقو کھول کر دوبارہ تقریر شروع کر دے گا۔ اس طور پر کہ میرا کہا نہیں مانتا تو اس چاقو کا کہا مان۔

میرا سوچنا کسی حد تک صحیح ثابت ہوا کہ وہ چاقو کھول کر پھر تقریر کرنے لگا۔ لیکن ایک دم اس نے ایک نعرہ لگایا — "میں ماضی کو ختم کر دوں گا"

اور یہ کہہ کر اس نے بڑی پھرتی سے چاقو میرے سینے میں اتار دیا۔

میں کوئی مزاحمت بھی نہیں کر سکا کہ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ تھوڑی دیر میں چاقو اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرے گا۔ اور وہ خود اوندھے منہ لیٹ کر لمبی لمبی سانس لینے لگے گا۔ اور پھر سانس کی آمد و شد نارمل ہونے کے بعد خراٹے۔

لیکن یہاں تو کچھ اور ہی ہو گیا۔

چاقو میرے سینے کے اندر پیوست ہو گیا میں صرف 'ارے کمبخت' بول سکا۔ کیونکہ اس کے بعد تو ایسا محسوس ہوا کہ بڑی تیزی کے ساتھ میرے اندر کا سب کچھ باہر نکلتا جا رہا ہے — بل بل کرتا ہوا —

یوں لگا کہ کسی منہ زور دریا کا بندھ ٹوٹ گیا ہو۔ اور اب سرکش موجیں ہیں اور میں ہوں — میں گھٹنوں تک ڈوب گیا — کمر تک — سینے تک — گردن تک — سر تک —

میں نے اس سیلاب سے نکلنے کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے، لیکن میری ساری کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔

تب ہی مجھے محسوس ہوا کہ ایک شہ سوار سفید گھوڑے پر سفید کپڑوں میں ملبوس فضاؤں سے اتر کر میرے قریب آیا۔ اور تیزی سے کسی ایسی شے کو جو دیکھی نہیں جا سکتی تھی، ایک سفید کپڑے میں لپیٹنے لگا۔

اور وہ شہسوار کہ فرشتہ اجل تھا، جب میرا سب کچھ لے کر لوٹنا چاہتا تھا۔ تو میں نے گڑگڑا کر اس سے درخواست کی کہ وہ میری بصارت اور میرا دماغ اس وقت تک میرے پاس رہنے دے۔ جب تک کہ یہ شخص میری لاش کو ٹھکانے نہ لگا دے۔

وہ میری بات مان گیا۔ اور میرا سب کچھ بجز میرے دماغ اور میری آنکھوں کے لے کر لوٹ گیا۔

میں انجانی منزلوں کی طرف گم ہوتا جا رہا تھا۔

میں وہاں ایک لاش بنا پڑا تھا۔

ایک ثانئے کے بعد میں نے دیکھا کہ اس نے چاقو میرے سینے سے نکال کر پھینک دیا ——

"سو جا سالے لمبی تان کر" —— اور یہ کہہ کر وہ بھی میرے قریب دراز ہو گیا۔

"میں نے غلط کہا" یہ جملہ میں سن نہیں پایا، کیونکہ میری سماعت تو ختم ہو چکی تھی۔ بس اندازہ ہے کہ وہ یہی بولا ہوگا۔

وہ جانے کب تک سوتا رہا۔

میں ایک تیزی سے جمتے ہوئے لہو کے سیلاب کے درمیان جزیرہ بنا پڑا تھا۔ بہ ایں عالم کہ فرشتۂ اجل کی عنایت خاص سے ابھی میرا دماغ اور میری بصارت کام کر رہی تھی۔

ایک زمانہ گذر گیا —— میں نے پھر غلط کہا —— رات گذر گئی —— وہ جماہیاں لیتا ہوا اٹھا اور اس نے غالباً مجھے آواز دی۔ ہر صبح وہ مجھے اس طرح آواز دیا کرتا تھا۔

"میرے باپ تم کہاں ہو؟" ——

اور اب مجھے اس عالم میں دیکھنے کے بعد وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگا۔ وہ سینہ پھاڑ کر رونا چاہتا ہوگا۔ یا شاید رویا بھی ہو؟ میں کچھ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا....

شاید سینہ پھاڑ کر رونا خلاف مصلحت ہو، یوں کہ اس ظالم کے رخصت ہونے کے بعد یقینی عقل اس کی پاسباں ہو گئی ہوگی۔

اس نے جلدی جلدی کہیں سے ایک پھٹی قمیص نکالی اسے اچھی طرح بھگو کر، بڑے احتیاط سے میرے اردگرد کے جمے ہوئے خون کو صاف کیا۔ یہ کرنے کے بعد اس نے میری قمیص اور تہہ بند اتار لیا۔ سارے جسم پر خون کے دھبے تھے انھیں پونچھا۔ اور جب وہ سینے کا زخم صاف کر رہا تھا تو کہیں سے تازہ خون کے چند قطرے نکل آئے۔ اس نے انھیں کپڑے میں جذب کر لیا۔ یہ کرتے وقت ممکن ہے کہ اس نے سوچا ہو کہ پتہ نہیں یہ داستان کا آخری باب ہے یا ابھی وہ پہلے ہی باب میں ہے۔

سارے کام ہوشیاری سے انجام دینے کے بعد اس نے مجھے ایک دھلی ہوئی قمیص اور تہہ بند پہنا دیا اور پھر میری لاش کو اپنے بستر پر ڈال کر، اس نے میرے بستر کو کہ اس پر جا بجا خون کے دھبے تھے۔ ایک کونے میں چھپا دیا ——

تب میرے اوپر ایک چادر اوڑھا کر اس نے چاہا کہ میری آنکھیں بند کر دے، لیکن ایسا ممکن نہیں تھا کہ فرشتۂ اجل سے میرا ایک معاہدہ تھا۔

اس نے اپنی جیب کی تلاشی لی تو پچھلی رات کی بچی ہوئی کچھ نقدی برآمد ہوئی، جو یقیناً اس موقع کے لیے بے حد ناکافی تھی۔ تب ہی وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

وہ روز کنویں میں ڈول ڈالتا اور جو کچھ اس میں آتا۔ اس سے دو وقت کی روٹی اور پوے کا حساب کر لیتا۔ ان حالات میں اس کی جیب سے چند سکوں کا نکل آنا بھی کمال تھا۔

میرا خیال ہے کہ وہ ایک بار دل کھول کر رونا چاہتا ہوگا —— اپنی بے بسی پر —— میری موت پر —— لیکن ایسا کرنا غلط ہوگا کہ میں صرف اس کا ساتھی نہیں اس کا مقتول بھی تھا ——

ہو سکتا ہے کہ وہ یہیں گڑھا کھود کر میری لاش کو اسی میں دفن کر دے۔ لیکن ایک مختصر سے کمرے کی بساط ہی کیا —— ؟

—— پھر پکے فرش کا سینہ توڑنے کے لیے وہ کدال کہاں سے لائے گا؟ ——

—— فرش کو توڑتے وقت جو شور اٹھے گا۔ اسے کس طرح دبائے گا۔ ؟

یہ بھی ممکن ہے کہ وہ میری لاش کو کسی بڑے ٹرنک میں رکھ کر اسے کسی ٹرین کے ڈبے میں چھوڑ آئے۔

—— لیکن اتنا بڑا ٹرنک کہاں سے لائے گا؟

—— اس میں کافی خرچ کے امکانات ہیں اور وہ تو جیسا کہ میں نے ابھی کہا، روز مزدوری پانے والا فرد ہے۔ اسے پیشگی کون دے گا؟ —— اور پھر اس طرح شک و شبہ کا ایک دفتر بھی کھل سکتا ہے۔

یہ ایک بڑا نازک مقام ہے کہ میں ایک مقتول ہوں

لیکن شاید وہ دنیا کو باور کرانا چاہتا ہے کہ میں فطری موت مرا ہوں۔ ممکن ہے وہ چپکے چپکے اس پاس کے کچھ سیدھے سادے لوگوں کو بلا کر میرا کفن دفن کر دے۔ زیادہ ہنگامہ اس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

تو کیا وہ میرے کفن دفن کے لیے اپنے قریب کے لوگوں کے درمیان چندہ اکٹھا کرے گا؟ ——

—— لیکن وہ تو اسی حالت میں ممکن ہے کہ وہ میری موت کو فطری موت ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اگر وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا اور اس نے پیسے بھی جمع کر لیے۔ تو کیا وہ شام ڈھلے اور کہیں نہیں جائے گا —— ؟

—— لیکن گمسو تو میں ہوں، یہ کام وہ میرے بغیر کیسے کر سکتا ہے؟

یہ اور اسی نوع کے سینکڑوں سوال میرے دماغ میں گشت کر رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ سینکڑوں سوال اس کے آگے بھی سر اٹھائے کھڑے ہوں گے۔

(پٹنہ سے نشر)

روشنی

زبیر رضوی

زندگی کا ایک تو تصور یہ ہے کہ انسان پیدا ہوا ہے۔ اس لئے وہ جی رہا ہے۔ زندگی کا یہ تصور ان لوگوں کا ہے جو عمل اور مقصد کے رنگوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ انسانی زندگی عمل یا مقصد کے بغیر ادھوری اور نامکمل ہے۔ کسی شخص نے نیچر کے ساتھ اپنے والہانہ لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے کہا: نیچر کے نگارخانے میں مجھے سب سے بڑھ کر پیڑوں کا وجود بے حد پسند ہے۔ اگر مجھے دوبارہ زندگی ملنے کا یقین ہو تو میں پیڑوں کی صورت میں زندہ رہنا پسند کروں گا۔ دوسرے شخص نے یہ بات سن کر کہا: لیکن میں ایسا نہیں کروں گا کہ اس طرح زندگی ایک حد تک جامد ہو کے رہ جائے گی۔ اس نیچر پرست کے مقابلے میں اس شخص کی بات انسانی زندگی کے اس تصور سے زیادہ قریب ہے جو عمل، مقصد اور حرکت کو زندگی کا مثلث تسلیم کرتا ہے۔ اسی تصور کو خلیل جبران نے اپنے لفظوں میں اس طرح بیان کیا ہے:

"جہاں سے چاہو زمین کھود لو خزانہ تمھیں ضرور مل جائے گا بشرطیکہ اس یقین کے ساتھ زمین کھودو کہ تمھیں کامیابی ضرور ہوگی۔"

علامہ اقبال نے یقین محکم اور عمل پیہم کو زندگی کے جہاد میں مردوں کی شمشیر کہا ہے۔ یہی آگہی بخشتی ہے کہ ہم زندگی میں کچھ کرنے اور کچھ پا لینے کا حوصلہ کریں۔ کسی مفکر کا قول ہے:

"ہر شخص کسی نہ کسی وظیفہ، عبادت یا مشن کے لئے خلق کیا گیا ہے اور اسی کے مطابق اس کو استعداد اور صلاحیت بھی عطا کی گئی ہے۔ اس لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنا مشن یا اپنی عبادت دریافت کرے اور اسے پورا کرے۔ اسی عبادت، مشن اور وظیفے کی تکمیل میں اس کی نجات مضمر ہے۔"

ہمارے لئے یہ وسیع کائنات اسی لئے تخلیق کی گئی ہے کہ ہم اپنی زندگی اور وجود کو اس پورے انسانی معاشرے کے لئے کارآمد بنائیں۔ اسے کوئی سمت اور مفہوم عطا کریں۔ اس جرنل کی طرح جس نے یہ عہد کیا تھا کہ جہاں تک خشکی ملے گی وہ نئے علاقے فتح کرتا چلا جائے گا۔ فتح کرتے کرتے خشکی کا حصہ ختم ہو گیا تو اس نے گھوڑے کو پانی میں ڈال دیا اور کہا: اے خدا خشکی ختم ہو گئی میرا عہد بھی ختم ہو گیا۔

اللہ کے ساتھ اس کے سپاہیوں کا بھی یہی عہد ہوتا ہے۔

(ریڈیو کشمیر سری نگر سے نشر)

افسانہ

انیس احمد

میں پگڈنڈی پر آگے بڑھتا رہا ـــــــ چاروں طرف ہرے بھرے درختوں کے جھنڈ تھے۔ زمین سبزے سے ڈھکی ہوئی تھی۔ جابجا پودے پھولوں سے لدے ہوئے تھے۔ قسم قسم کے پھولوں کی مہک نے ماحول کو نشہ آور بنادیا تھا۔ ہلکی ہلکی دھند چھائی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے کچھ کچھ اندھیرا سا لگ رہا تھا۔ ویسا ہی جیسے خوابوں میں نظر آتا ہے ـــــــ

ـــــــ آگے درختوں کے پار کہیں سے شور سنائی دے رہا تھا میں نے اپنی پیٹھ پر لدی ہوئی گٹھری سنبھالی اور قدم تیز کردیئے۔ درختوں کے جھنڈ کو پار کیا تو ایک بہت وسیع میدان کے سرے پر کھڑا تھا۔ آس پاس دیکھنے سے لگتا تھا کوئی چھوٹی سی بستی ہے، یا شاید کوئی بڑا شہر یا پھر ایک پورا ملک میری نظروں کے سامنے تھا ـــــــ کیسی عجیب بات ہے؟ لیکن مجھے کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا تھا۔

میدان میں ایک جم غفیر تھا جس کے سرے پر ایک شخص کچھ اونچائی پر مجمع کی طرف بازو پھیلائے کھڑا تھا۔ جیسے تمام لوگوں کو دل میں سمیٹ لینا چاہتا ہو ـــــــ جسم پر لمبا، ڈھیلا جبہ تھا، جمے ہوئے بڑے بڑے بال گردن تک آرہے تھے، چہرے پر پُروقار داڑھی تھی ـــــــ شفقت آمیز مسکراہٹ نے اسے اور بھی دلآویز بنا دیا تھا ـــــــ

لوگ خوشی سے اچھل رہے تھے، نعرے لگا رہے تھے۔ ان کے قدموں میں پھول ہی پھول بکھرے پڑے تھے، ان کے چہرے بھی پھولوں کی طرح دمک رہے تھے ـــــــ

میں نے اپنے اردگرد نظر دوڑائیں ـــــــ ایک شخص دکھائی دیا جو میری ہی طرح تماشائی معلوم ہو رہا تھا، شاید بہت دیر سے کھڑا تھا۔ میں اس کے قریب چلا گیا ـــــــ پتہ نہیں قریب تھا یا دور ـــــــ کیوں کہ کبھی تو مجھے محسوس ہوتا کہ اگر ہاتھ بڑھاؤں تو اسے پکڑ سکتا ہوں اور کبھی لگتا کہ عمر بھر دوڑتا رہوں تب بھی اسے چھو نہ سکوں گا ـــــــ ایک سائے کی طرح نظر آتا تھا۔

"یہ کونسی بستی ہے؟"، میں نے اس سے پوچھا۔

اس شخص نے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیا، لیکن خاموش ہی رہا ـــــــ مجھے تعجب تو ضرور ہوا لیکن میں کچھ کہہ نہ سکا۔

"وہ کون ہے جو کچھ بلندی پر کھڑا ہے؟" میں نے کچھ دیر بعد دوسرا سوال کیا۔

"وہ ان لوگوں کا رہنما ہے" ـــــــ اس نے جواب دیا "وہ پھول جو لوگوں کے قدموں میں بچھے ہیں، جن سے ان کے دامن بھرے ہیں، ـــــــ وہ سب اسی کے بخشے ہوئے ہیں۔"

"اور یہ شادابی جو اس جگہ ہے؟"

"اسی کے پسینے سے ہے۔"

"اور وہ خوشی جو ان کے چہروں پر رقص کر رہی ہے؟"

"اسی رہنما کی تقلید کا ثمر ہے۔" وہ انھیں ترقی، خوشحالی اور امن کی راہ دکھاتا ہے۔"

میں غور سے اس بھیڑ کو دیکھ رہا تھا ـــــــ لوگوں سے ان کا رہنما کچھ کہہ رہا تھا اور وہ ہاتھ ہلا ہلا کر رضامندی اور خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

"اب اُدھر دیکھو" میرے قریب موجود شخص نے ایک جانب اشارہ کیا ـــــــ اندھیرے میں درختوں کے پیچھے سے چند سائے نمودار ہو رہے تھے۔ زرق برق کپڑوں میں ملبوس مکروہ چہرے، جن سے رعونت اور شرانگیزی ٹپک رہی تھی۔ سر، غرور سے تنے ہوئے تھے۔

کچھ دیر یہ لوگ اس رہنما کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے ـــــــ پھر انھوں نے دبی دبی آوازیں دے کر مجمع میں سے چند کو بلایا اور بڑی عزت سے انھیں اپنے قریب بٹھایا آنے والے حیرت زدہ نظر آرہے تھے جیسے انھیں اس برتاؤ کی توقع نہ رہی ہو۔

اندھیرے سے آنے والے لوگ ان نئے آنے والوں کی آہستہ آہستہ کچھ کہنے لگے۔ پھر وہ اٹھے اور درختوں کے پیچھے سے کچھ وزنی تھیلیاں لاکر ان لوگوں کو دینے لگے ـــــــ پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ غصے سے اٹھ کر چلے گئے ـــــــ باقی نے تھیلیاں سنبھالیں اور واپس بھیڑ میں مل گئے ـــــــ

اب یہ لوگ مجمع میں سے ایک، ایک، دو، دو کو الگ لیجاتے کچھ دیر سرگوشیاں کرتے، پھر انھیں واپس بھیج کر دوسروں کو لے جاتے ـــــــ

تھوڑی دیر بعد یہ تمام لوگ دوبارہ درختوں کی طرف اندھیرے میں چلے ـــــــ اور اب کی مرتبہ میں نے تھیلیوں کے ساتھ ہتھیاروں کی چمک بھی دیکھی ـــــــ بہت انہماک سے میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا ـــــــ پھر دھند گہری ہونے لگی۔

اس شخص نے میرا کندھا ہلایا اور میری آنکھوں میں جھانک کر کہا "اب اپنے راستے جاؤ ـــــــ اور جو کبھی واپسی میں ادھر سے گذرو تو میں تمھیں یہیں ملوں گا"

اس کی آنکھوں میں نہ جانے کیا اثر تھا کہ میں نے بے چوں وچرا بات مان لی۔ اپنی گٹھری اٹھائی اور چل پڑا اپنے راستے پر ـــــــ

اس جگہ میں شاید چند ہی روز بعد لوٹ آیا، یا شاید چند برسوں بعد، یا شاید کئی صدیوں کے بعد۔

اب وہاں نہ پھولوں کی وہ مہک تھی نہ سرسبز وشاداب جھاڑیاں، نہ وہ سحرانگیز ماحول ـــــــ درختوں کے پتے جھڑ چکے تھے، راستوں پر دھول اڑ رہی تھی، ہرسو ویرانی چھائی ہوئی تھی ـــــــ میدان کی جانب سے شور سنائی دے رہا تھا۔ لیکن یہ شور پہلے سے مختلف تھا۔ میں مقررہ جگہ پر آکر رک گیا۔

اس وسیع میدان میں بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ چاروں طرف سے لوگ مرکزی جگہ پر ٹوٹے پڑ رہے تھے۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ چیتھڑوں میں لپٹے ہوئے سوکھے سوکھے مریل جسم تھکن سے نڈھال تھے۔ کہیں کہیں آپس میں مار پیٹ اور لڑائی جھگڑے ہو رہے تھے۔ چیخ وپکار، آہ وبکا، کراہوں اور سسکیوں سے فضا گونج رہی تھی۔ عجیب افراتفری کا عالم تھا

میں اس شخص کی تلاش میں نظریں دوڑانے لگا۔ وہ خود ہی کہیں سے میرے قریب آگیا۔

"آخر تم آہی گئے"، اس نے مسکرا کر کہا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے، اس حسین وشاداب مقام کی عصمت کیوں لٹ گئی؟ وہ پھول کیا ہوئے، وہ ٹھنڈی چھاؤں کیا ہوئی، یہ درخت کیسے جل گئے؟ یہاں لوگوں کو کیا ہوگیا؟ یہ سب ـــــــ" میری زبان رک گئی۔

"دیکھو گے؟ آؤ میرے ساتھ" اس نے کہا۔

میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور بھیڑ میں گھستا چلا گیا ـــــــ ہم ایک قبر کے پاس کھڑے تھے ـــــــ جو پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی ـــــــ اسی قبر کے گرد اتنا مجمع تھا۔ قبر سے لگا ہوا ایک چبوترہ تھا جس پر کچھ لوگ کھڑے دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ ان کے

سامنے ایک چادر پھیلی ہوئی تھی۔ تمام کی توجہ انھیں کی طرف تھی۔ چبوترے پر موجود لوگوں میں ایک چلا چلا کر کچھ کہہ رہا تھا ــــــ ساتھ ہی بار بار قبر کی طرف اشارہ کرکے روتا سینہ اور سر پیٹتا، کبھی بالوں کو نوچتا ــــــ بدحال تھا بے چارہ ــــــ

لوگوں کے آنسو رواں تھے، مارے غم کے ان کا برا حال تھا ــــــ پھر کچھ لوگ بھیڑ سے نکلے اور اپنی پھٹی ہوئی جیبوں سے کچھ نکال کر چادر پر رکھ گئے۔ اس آدمی نے چادر سمیٹی اور پیچھے ہٹ گیا ــــــ اس کی جگہ دوسرے نے لی۔ چادر نکال کر سامنے بچھائی، ویسی ہی حرکتیں کیں، رقت انگیز آواز میں بولتا رہا اور قبر کی طرف دیکھ دیکھ کر روتا رہا ــــــ پھر بھیڑ میں سے چند افراد نکلے، چادر پر کچھ ڈالا اور چادر سمیٹ لی گئی ــــــ پھر تیسرا آیا اور یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا ــــــ

میں چبوترے پر موجود لوگوں کے چہرے بغور دیکھ رہا تھا ــــــ میں نے انھیں پہچان لیا ــــــ اور اپنے ساتھی کے کان میں بڑبڑایا۔

"یہ تو وہی لوگ ہیں جو اندھیرے میں درختوں کے پیچھے کھڑے تھے اور جنھوں نے ــــــ"

"ہاں یہ وہی ہیں ــــــ انھوں نے اس رہنما کو قتل کروا دیا تھا" ــــــ اجنبی نے کہا۔

اوہ تو یہ قبر ــــــ"

"یہ قبر اس رہنما کی ہے"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میں نے پوچھا ــــــ

"یہ لوگوں سے پیسے کیوں بٹور رہے ہیں؟"

"یہ اس رہنما کی تعریف کر رہے ہیں، اس کی موت پر رنج کا اظہار کر رہے ہیں ــــــ"

آور پیسے ــــــ اس لیے لے رہے ہیں کہ ــــــ کہتے ہیں، عالی شان مقبرہ بنائیں گے، یادگاریں قائم کریں گے ــــــ اور ــــــ"

"اور لوگ دے رہے ہیں!" میں نے حیرانی سے کہا۔

"ہاں، یہ سوچ کر کہ یہ تو رہنما کا حق ہے ــــــ اس امید پر کہ اس عمل سے رہنما کی روح خوش ہو جائے گی اور ان پر دوبارہ رحمتوں کی بارش ہوگی، خوشحالی کا دور دورہ ہو جائے گا"

میرے ساتھی نے ایک بے ہنگم سا فلک شگاف قہقہہ لگایا ــــــ جیسے شاید کسی نے بھی نہیں سنا ــــــ اور مجھے وہاں سے گھسیٹ لایا۔

(ناگپور سے نشر)

انیس احمد
لشکری باغ، نزد قدوائی گراونڈ
ناگپور

افسانہ

بڑی بیگم

انجم جمالی

پرانی حویلی جس کی عظمت گذرے ہوئے وقت کی ساکھ پر اٹکی ہوئی جھول رہی تھی اسی حویلی کے ایک کمرے میں ایک مرد ایک عورت کے اشاروں پر کٹھ پتلی کی طرح تھرک رہا تھا۔ اور دوسرے کمرے سے بڑی بیگم کی پسلیوں کو چھیدتی ہوئی کھانسی کی آواز بار بار فضا میں اچھل کے اس مرد سے سوال کر رہی تھی کہ تمہارے ان وعدوں کا کیا ہوا جو کبھی تم نے مجھ سے کیے تھے؟۔

وہ مرد کوئی دوسرا نہیں بڑی بیگم کا شوہر تھا جو دس سال پہلے دھوم دھام سے انھیں بیاہ کے اس حویلی میں لایا تھا نباہ کا انھیں وچن دیا تھا۔ ان کی ہر بات انتہائی خوشی سے قبول کرتا تھا اور محبت کے مقابلے کی دوڑ میں وہ بھی کبھی ان سے پیچھے نہ رہی تھیں شوہر کے ہر حکم کو انھوں نے قانون کے اٹل فیصلے کا درجہ دیا تھا اسی وجہ سے ان کی زندگی میں ہر روز خوشیوں کا نیا رنگ چھایا رہتا تھا کہ یکایک حالات کا نیا رخ ان کی زندگی پر خزاں کی رت لے آیا بڑی بیگم کے دل میں سانس کے دباؤ کا جو مرض لاحق ہوا وہ اچھے سے اچھے معالجوں کے علاج کے باوجود انھیں طرح طرح کے امراض کے جال سے باہر نہ نکال سکا اور ان کی طویل علالت نے رفتہ رفتہ انھیں شوہر سے دور کر دیا۔ وہ دیکھتی رہیں، محسوس کرتی رہیں۔ گھٹن سے ان کے دل کا جلن حلق میں کانٹے کی طرح چبھتا رہا لیکن ان کے شوہر کے دل میں پھر وہ جذبہ نہ ابھر سکا جس کا پہلے وہاں آماجگاہ تھا۔ پھر ان کی زندگی میں وہ تاریک ترین دن بھی آیا جس کا پہلے ان کے ذہن نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ ان کا شوہر اپنے تمام وعدوں کو بھلا کے ان کے جیتے جی دوسری عورت بیاہ کے لے آیا اور وہ عورت بہت جلد حویلی میں اپنی شوخ مزاجی کے سہارے چھوٹی بیگم کا مقام پا کے مشہور ہو گئی تھی۔

بڑی بیگم کی کھانسی کی بڑی تیز آواز ان کے کمرے سے نکل کے فضا کی خاموشی میں پھیل گئی، اس وقت مرزا نواب چھوٹی بیگم کی خوشبوؤں میں رسی بسی زلفوں میں اپنی انگلیاں پھیر رہے تھے، چونکتے ہوئے بولے۔

"سوچتا ہوں کہ بڑی بیگم کی رہائش کے لیے کوئی دوسرا مکان کرائے پر لے دوں"

"کل میری چند سہیلیاں آئی تھیں، کہہ رہی تھیں کہ مدقوق کی سانس سے نکلی ہوئی ہوا بھی زہر قاتل سے کم نہیں لیکن میں اس حقیقت کے اظہار کی بھی جسارت نہیں کر سکتی، سوچتی ہوں کہ آپ کہیں برا نہ مان لیں" ــــــ چھوٹی بیگم انتہائی سنجیدہ تھیں۔

ٹھیک اسی وقت بڑی بیگم نقاہت سے ڈگمگاتی سنبھلتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئیں اور اپنی ڈوبتی ہوئی آواز میں بولیں

"چھوٹی بیگم تم نے میری مانگ کی سرخی سے اپنی مانگ بھر لی، میں کچھ نہیں بولی، تم نے میری خوشیاں چھین کے میرے جسم میں غم کا زہر بھر دیا میں نے تم سے کوئی گلا نہیں کیا لیکن خدا کے لیے اس آشیانے کو نہ جلاؤ جہاں تمھیں بھی اپنی زندگی گذارنی ہے ــــــ"

ردعمل میں چھوٹی بیگم کے چہرے پر کئی رنگ آ کے ٹھہرے بغیر گذر گئے اور مرزا نواب۔ بڑی بیگم کے مزاج کے خلاف اس طرح آواز اٹھانے پر تذبذب میں پڑے سوچتے رہے کہ وہ کچھ بولیں یا نہ بولیں۔

"سوچو چھوٹی بیگم کہ تم نے مرزا نواب کو مجھ سے چھین کے کیا سے کیا بنا دیا، یہ جن کی پیشانی پر بندگی کا داغ تھا تم نے ان کے ہاتھوں میں ساغر و مینا تھما دیا اور ان کی زندگی میں یہ انقلاب لانے کی موجب تم ہو، ہم آج بھی قلوپطرہ اور دوشش کنیا کو اچھے نام سے یاد نہیں کرتے ہیں ــــــ بڑی بیگم پلنگ پر بیٹھتی ہوئی کہنے لگیں

یہی وجہ ہے کہ مرد عورتوں کو ایک کھلونے کا درجہ دیتے ہیں، بچوں کی عادت کے مطابق اس سے کھیلتے ہیں اور پھر اکتا کے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں، کاش کہ سب عورتیں مریم کا روپ لے لیں، سیتا

بن جائیں۔"

"جیسی آپ ہیں"۔۔۔۔۔ چھوٹی بیگم طنز کا تیر چلاتی ہوئی ہنس پڑیں۔

"بہت خوب" مرزا نواب کھل اٹھے۔

"ایسے میرے نصیب کہاں کہ ان کا مرتبہ پاؤں"۔۔۔۔۔ بڑی بیگم مرزا نواب سے مخاطب ہوتے ہوئے بولیں "میں اب یہاں نہیں رہ سکوں گی مرزا"۔

"کیوں؟"۔۔۔۔۔ مرزا جی نے غیرارادی طور پر پوچھ لیا۔

"میرے کمرے کے سامنے بہار ساغر و مینا چھلکتے ہیں جس سے مجھے سخت نفرت ہے"۔۔۔۔۔ بڑی بیگم کی پیشانی پر تقدس کا داغ بڑا اُگھرا تھا۔

"یوں تو مسجد اور کلیسا کے سامنے بھی میخانے ہیں اور دونوں آباد ہیں"۔۔۔۔۔ چھوٹی بیگم مرزا نواب کا قرب پا کے چہک رہی تھیں۔

"چھوٹی بیگم یہ مت بھولو کہ گناہ رنگین ہے اور ثواب سادہ اس لیے گناہ کا رنگ چڑھنے کے خطرے کے امکانات کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ میں بھی عورت ہوں کمزور دل اور ہلکے دماغ کی ہوں کبھی نہیں بھلائی کہ کب میری کم عقلی میرے شعور پر غالب آجائے" بڑی بیگم نے کہا۔

"خدا نہ کرے کہ غالب آئے ورنہ آپ کی عمر دیکھ کے لوگ کیا کیا سوچیں گے"۔۔۔۔۔ چھوٹی بیگم نے بڑی بیگم کی شرافت پر ایک اور وار کیا۔

"واللہ کیا نکتے کی بات کہی تم نے چھوٹی بیگم"۔۔۔۔۔ مرزا نواب چھوٹی بیگم کی بات پر شیرخوار بچے کی طرح کھل اٹھے۔

"یقین کرو چھوٹی بیگم کہ آج جو تمہاری باتوں پر چہک رہے ہیں کبھی میری باتوں پر بھی بالکل اسی طرح چہکتے تھے، میرے ایک اشارے پر کتنی بار مرتے اور کتنی بار جنم لیتے تھے لیکن آج سب کچھ بھلا کے جس طرح تمہارے اشاروں پر رقص کناں ہیں ان پر کیا بھروسہ کہ کل ان کی نگاہوں میں تمہارا مقام کوئی اور نہ پالے پھر تم میری طرح تاریکیوں میں ڈوب کے سسکیاں لوگی اس لیے عورت ہو کے عورت کو رسوا نہ کرو" بڑی بیگم نے انتباہ کیا۔

"بیگم مرنے کے تم قریب آگئی ہو اب بھی تمہیں ہوش نہیں آیا"۔۔۔۔۔ چوٹ کھا کے مرزا نواب انگارے کی طرح جل اٹھے تھے۔

"میں بالکل ہوش میں ہوں مرزا، جینے کی آرزو لے کر تمہارے یہاں آئی تھی اور اب بھی جینے کی تمنائیں دل میں کروٹیں لے رہی ہیں، چاہتی ہوں کہ تم مجھے بھی جینے دو"۔۔۔۔۔ بڑی بیگم کے دل سے اُبلا ہوا غم آنکھوں کی راہ آنسو بن کے ان کے سپاٹ چہرے پر پھیل گیا اور چھوٹی بیگم جو بڑی موقع شناس تھیں وقت کی نزاکت کو سمجھ کے جلد کی سے مرزا جی کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولیں۔

"یہاں گھٹن ہو رہی ہے چلو باغ کی کھلی ہوائیں چلیں"۔

مرزا نواب کے لیے چھوٹی بیگم کا اشارہ کافی تھا دونوں بڑی بیگم کو وہیں چھوڑ کے باغ میں چلے آئے اور دونوں روش پر بہت دیر تک ٹہلتے رہے اور چھوٹی بیگم مرزا نواب کی باہنوں میں بار بار جھولتی رہیں۔

دوسرے دن صبح سویرے مرزا نواب چھوٹی بیگم کے رو برو بیٹھے ہوئے کافی کی چسکیاں لے رہے تھے اور ان کے سامنے بڑی بیگم جن کی آمد کے موقع پر شہنائیاں بجی تھیں اور آتش بازی سے فضا میں پھول کھلائے گئے تھے بڑی خاموشی سے جا رہی تھیں لیکن مرزا نواب نہ کچھ بولے نہ رکنے کو کہا نہ آنے کی تاکید کی اور بڑی بیگم اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کا دریا لیے بالکل انجان غیر سی بنی اس گھر سے نکل گئیں، وقت گذرتا رہا، مرزا نواب کی باہوں میں چھوٹی بیگم جھولے کا لطف اٹھاتی رہیں اور جام سے حلق میں اتری ہوئی شراب میں جب مرزا نواب کی دولت بہہ گئی تو مرزا نواب کی گرفت چھوٹی بیگم پر سخت ہو گئی، وہ بات بات پر جھلانے لگے سخت کلامی پر اتر آتے، پہلے تو چھوٹی بیگم وقت کے اس طرح پلٹ جانے پر قفس میں قید پرندے کی طرح پھڑپھڑاتی رہی پھر ان کا مزاج ایک دن رنگ لے آیا اور وہ نئی زندگی کی تلاش میں مرزا نواب کے آشیانے کو ویران کر کے فرار ہو گئیں، مرزا نواب صرف اتنا جان پائے کہ فلمی زندگی کی کشش چھوٹی بیگم کو کھینچ کے بمبئی لے گئی تھی اور چھوٹی بیگم کے جانے کے بعد مرزا نواب کئی دنوں تک نڈھال اور پژمردہ بنے رہے، انہی ایام میں ایک دن ان کے شعور میں بڑی بیگم کا تصور جاگا لیکن فوراً انھوں نے یہ سوچ کے اس تصور کو سلا دیا کہ بڑی بیگم کے متعلق اب انھیں سوچنے کا کوئی حق نہیں، اسی طرح کئی دن اور گذر گئے بے چینی کے لمحات طرح طرح کے خیالات دل میں ابھارتے ہیں ایسے ہی خیالات کے زیر اثر مرزا نواب نے بڑی بیگم کے کمرے کی ایک ایک چیز کو بڑے غور سے دیکھا اور ہر چیز نے جب ان کے دماغ کو طرح طرح سے جھٹکا دیا تو ان کے شعور نے اس جرم کو ان کی نگاہوں میں روشن کر دیا جو جرم انھوں نے بڑی بیگم کے ساتھ کیا تھا احساس شرمندگی میں دبے ہوئے جب وہ بڑی بیگم کے حضور میں حاضر ہوئے تو اس وقت بڑی بیگم نیم بے ہوشی کے عالم میں پلنگ پر پڑی ہوئی تھیں، مرزا نواب کی کئی آواز پر بڑی مشکل سے بڑی بیگم نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مرزا جی کو کچھ ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے کہ وہ کہہ رہی ہوں۔

"میں بھی تمہاری بیوی ہوں چھوٹی بیگم کے ساتھ مجھے بھی جینے دو"۔

مرزا نواب تڑپ اٹھے جھک کے انھوں نے بڑی بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا لیکن اس وقت تک یکایک بڑی بیگم کا ہاتھ سرد ہو چکا تھا۔

مردوں کے ظلم کا شکار ہونے والی عورتوں میں ایک کا اضافہ کر کے بظاہر یہ کہانی تو ختم ہو گئی لیکن ایسی کہانیاں اس سے ملتے جلتے واقعات کے تانے بانے میں اس وقت تک تخلیق پذیر ہوتی رہیں گی جب تک ہر عورت اپنی شخصیت کی انفرادیت کو پوری طرح سمجھ نہ پائے گی اور ہر مرد عورت کے برابری حقوق کو خلوص دل سے قبول نہ کرے گا۔

(پٹنہ سے نشر)

انجم جمالی
ٹی ٹی۔ای۔ نیو ریلوے کالونی پٹنہ ۱

میں

گھپ اندھیری رات میں اپنے بستر پر بے چینی اور بے یقینی کے لامتناہی تناظر کی ضربوں سے مجروح ہو رہا ہوں، گھر کے تمام لوگ تقریباً بے حسی کی نیند سو رہے ہیں، گوشہ گوشہ خواب غفلت کی چادر تانے سکوت کے عالم میں اندھیرا پی رہا ہے۔ میں کروٹ پہ کروٹ بدل رہا ہوں۔ بار بار میری آنکھیں بند ہوتی ہیں، میں زبردستی آنکھوں کے دروازے پر نیند کی مہر لگانا چاہتا ہوں مگر نیند میرے نزدیک پھٹکتی بھی نہیں ہے۔ بستر کی چادر شکن آلود ہو کر دھیرے دھیرے گول مٹول بنتی جا رہی ہے۔ اور تکیہ کی روئیاں باری باری الٹ پھیر سے بکھر بکھر کر بیڈ پر پھیل گئی ہیں۔ کچھ چوکی سے لڑھک کر زمین پر آگری ہیں۔ میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں اور دیر تک بند رکھتا ہوں، پھر مجبوراً اپنی آنکھوں کو کھول دیتا ہوں۔ آنکھوں کو بند کرنا پھر اسے کھولنا، میرا مسلسل عمل بن گیا ہے۔ مگر خوابگاہوں سے جو نیندیں چرالی گئی ہیں وہ اب لوٹ کر آنے کو نہیں۔ اس کے باوجود بھی میں اپنی کھوئی ہوئی نیند کا آج شدت سے انتظار کر رہا ہوں، کبھی دائیں کروٹ لیتا ہوں اور کبھی بائیں کروٹ، کبھی پیر سمیٹ کر لٹو بن جاتا ہوں تو کبھی پاؤں اٹھا کر چمگادڑ کی نمائندگی کرتا ہوں اور کبھی جھنجھلاہٹ میں پیر کو زور زور سے چوکی پٹختا ہوں۔ میں جتنی شدت سے نیند کا انتظار کر رہا ہوں، اسی رفتار سے نیند مجھے بے چینیاں بخش رہی ہیں۔ میں مجبوراً گھپ اندھیری کوٹھری میں اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا ہوں۔ میری آنکھوں کی پتلیوں میں چنگاریاں دہک رہی ہیں۔ میں بستر سے نیچے آگیا ہوں۔ پھر بھی چنگاریاں جوں کی توں سلگ رہی ہیں۔ اب میں اپنے کمرے کے اندر ہاتھ پیر پھینک پھینک کر گشت کر رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کوئی چیز ڈھمنا اٹھے۔ اور سوئے ہوئے لوگوں کی نیند اچٹ جائے مگر نہ تو کوئی چیز مجھ سے ٹکرا ہی پاتی ہے اور اگر کوئی چیز ٹکرا بھی جاتی ہے تو ٹن یا جھن کی آواز بالکل سرد جیسی ہوتی ہے۔ جس سے نہ تو دلوں کی دھڑکنیں بڑھتی ہیں اور نہ آنکھوں میں چنگاریاں ہی رینگتی ہیں۔ میرا حلق مسلسل سوکھا جا رہا ہے میں ٹٹول ٹٹول کر گھڑا اور جگ کا قطرہ قطرہ پانی پی چکا ہوں مگر پیاس کی شدت، آنکھوں کی حرارت، دماغ کی الجھنیں اور دل کا خالی پن قطعی دور نہیں ہو پاتا ہے۔ سارا محلہ خواب کی کالی چادر تانے اپنا لہو پی رہا ہے۔ اگر میرے جیسا کوئی جاگا بھی ہو تو اسے کیا خبر کیوں کہ اس کا اپنا گھر خود مرگھٹ بنا بیٹھا ہے۔ ہوائیں کبھی کبھی شائیں شائیں کرتی ہوتی ہیں اور کسی دروازے یا دریچے کو چوٹ کر جاتی ہیں تو میرے اندر کچھ لمحے کے لیے ٹھہراؤ سا محسوس ہوتا ہے ۔۔۔۔۔ کہیں کہیں کتے بھونک پڑتے تو میری ران کے پٹھے چہک اٹھتے ۔۔۔۔۔ الو بول پڑتا تو توہمات کے گھروندے میں چراغ جل اٹھتے۔ جھینگور کی آوازمیں میں خود کو کھو دینے کی سعی کرتا ہوں تو مرغیاں چنچنا اٹھتیں اور میرا دل گردن کٹے کبوتر کی طرح تڑپنے لگتا۔۔۔۔۔ بلیاں رو پڑتیں تو یقین کی نگری میں آگ لگ جاتی ۔۔۔۔۔ چیل چیخ پڑتی تو خوف کی حراست دانت پیسنے لگتی ۔۔۔۔۔ میں ہر کیفیت سے لمحے دو لمحے کے لیے گزرتا ہوں کبھی کبھی انتڑیاں گڑگڑا

افسانہ

نہیں آگ

علی امام

انھتیں، تو میری آنکھوں کی چنگاریاں کچھ لمحے کے لیے مدھم پڑ جاتیں۔ اسی اُلٹ پھیر کے درمیان کچھ لوگوں کی باہر سے آتی ہوئی چاپ سنائی پڑی۔ میرے دم میں دم آیا۔ دھیرے دھیرے چاپ کی آواز قریب آتی جا رہی ہے۔ چادر جس سے مسلسل میں اپنے جسم کو ڈھنک رہا تھا، اس ادھیڑ بن میں جگہ جگہ سے مسک گئی ہے، اور نہ جانے کب زمین پر گر پڑی تھی۔ میرے پیر سے لپٹ جاتی ہے۔ میں چادر کو نوچ نوچ اپنے پیر کے پھندے کو توڑ رہا ہوں چاپ کی آواز دھیرے دھیرے قریب ہوتی جا رہی ہے —— اب بالکل قریب آ چکی ہے، چاپ قریب آ کر تھمتی جا رہی ہے۔ کوئی دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ دروازے کی کنڈی بج اٹھی ہے۔ میرے اندر کا شور و غل مدھم ہوتا جا رہا ہے۔ اندر سے کچھ وسیلے کی تابناکی جھانک [illegible] زنجیر مسلسل بج رہی ہے گھر کے تمام لوگ نیند میں مدہوش ہیں گھر کی تاریکیاں جوں کی توں ہیں میں خوف کی پرچھائیوں کو چیرتا ہوا اپنے پیروں سے چپل کو ڈھونڈنے لگتا ہوں، ایک پیر کی چپل تو مجھے مل جاتی ہے مگر دوسرا پیر ننگا ہی رہتا ہے —— میں سرہانے رکھی قمیص کو ٹٹولتا ہوں، وہ بھی اپنی جگہ سے غائب ہے۔ میں سوچتا ہوں آنے والا مہمان کیا سمجھے گا۔ زنجیر مسلسل بج رہی ہے اور شرمندگی میرے پیچھے پڑی ہے، آخر میں جیسا تیسا ہی کمرے سے باہر نکلنے کا فیصلہ کر لیتا ہوں۔ آواز لگاتا ہوں "آ رہا ہوں بھائی! آ رہا ہوں ——" زنجیر کا بجنا بند ہو گیا ہے۔ میں کمرے کے دروازے کو کھول کر برآمدے میں آ جاتا ہوں۔ دروازے کی کنڈی بج اٹھتی ہے پھر بھی آواز گھر کے لوگوں کی نیند نہیں توڑ پائی ہے۔ باہر سے کچھ ہلکی ہلکی روشنی مجھے جھانکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ میں اس مدھم روشنی کے سہارے نیم وا آنکھوں سے مین گیٹ پر پہنچ جاتا ہوں۔ گیٹ کھولتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ چپ سادھے سامنے کھڑے ہیں۔ میں کچھ دیر تک انھیں پہچاننے کی کوشش کرتا ہوں، جب پہچان کی ساری نشانیاں گڈمڈ ہونے لگتی ہیں تو میں ان کے نزدیک جا کر چپ چاپ کھڑا ہو جاتا ہوں۔ آنے والا مسافر بھی مجھ سے کچھ تفتیش نہیں کرتا ہے اور میں خود بھی کچھ پوچھنے کی ضرورت قطعی محسوس نہیں کرتا ہوں۔

اب آنے ہوئے مہمان آہستہ آہستہ میرے گھر کے اندر داخل ہوتے ہیں مگر میں چپ سادھے مین گیٹ پر ہی کھڑا رہ جاتا ہوں۔ سارے مہمان بلا عذر ایک ایک کر کے اندر داخل ہو چکے ہیں۔ گھر کے لوگ جوں کے توں نیند کی گولیاں چبائے سو رہے ہیں۔ مہمان نے گھر کے سارے سامان کو آنگن میں بکھیر دیا ہے۔ اب وہ گھر کے ہر گوشے میں توڑ پھوڑ کے الاؤ سلگا رہے ہیں۔ اماں کی نیند ٹوٹ چکی ہے۔ وہ چلا رہی ہیں۔ "کون ہوتی —— کون ہوتی —— یہ مٹی کے تیل کی بو کہاں سے آ رہی ہے۔" مگر اندھی اور لاغر اماں کر بھی کیا سکتی ہیں۔ وہ چیختے چیختے تھک چکی ہیں ان کی آواز ان کے اندر ہی دب کر رہ رہی ہے

اب آتے ہوئے [illegible] تیلیاں جہاں گرتی ہیں آگ [illegible] کمرے کو آگ پکڑ چکی ہے۔ بھیا اور بھابی کے کمرے کی طرف آگ جا رہی ہے۔ بیگم کی نیند ٹوٹ چکی ہے۔ وہ چلا رہی ہیں "آگ۔ آگ۔ آگ"۔ اور مجھے زور زور سے [illegible] بھائی جان اور بھنوں جاگ چکے ہیں، وہ [illegible] جتن کرنے لگتے ہیں تو آنے ہوئے مہمان [illegible] کی پیٹوں میں ڈال دیتے ہیں۔ بیگم بچوں کو لے کر بے تحاشہ باہر کی طرف بھاگی آ رہی ہے۔ مین گیٹ پر مجھ سے ملاقات ہوتی ہے وہ چیخنے لگتی ہیں "گھر میں آگ لگ رہی ہے اور آپ یہاں کھڑے ہیں" اب آگ سارے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں، میرے اندر سمندر کا گہرا سکوت طاری ہوتا جا رہا ہے۔ گھر کے شہتیر جل جل کر گر رہے ہیں۔ بیگم مجھے نوچ رہی ہے اور میرا چھوٹا بچہ تالیاں بجا رہا ہے۔ بیگم چیخ رہی ہیں ابا نے بڑی محنت و مشقت سے گھر بنوایا تھا تاکہ بچے آرام سے رہیں۔ وہ اب چند منٹوں میں راکھ کا ڈھیر بن جائے گا۔ بڑی باجی کا گھر۔ تین تین جوانیاں اس گھر کا سہارا [illegible] میرا سارا سامان، کرسی، میز، چوکی، بھیا، دو جوانی، دو بچپنا، اور ایک بڑھاپا، میری کائنات، میری دنیا۔

"اور تم گم چپ پاگل بنے اس منظر کو دیکھ رہے ہو، ابھی چلاؤ نہیں تو تاکہ پڑوس جاگ اٹھے،"

نہیں بیگم گھر کی آگ کو شریف لوگ باہر نہیں کہا کرتے، جل رہا ہے تو جلنے دو، آواز نہ لگاؤ، کوئی سن لے گا تو کیا کہے گا۔ کوئی جاگ جائے تو کیا دیکھے گا۔ بیگم چپ ہو جاتی ہیں، اور اس کا چھوٹا بچہ تالیاں بجانے لگتا ہے۔ آگ گھر کے ذرّے ذرّے کو جلا کر راکھ کرتی جا رہی ہے اور شعلہ آسمان کو چھو رہا ہے اور میں سوچ رہا ہوں۔ آتے ہوئے مہمان کو اب آگ سے باہر نکل آنا چاہئے۔ میرے اندر ایک فکر پلنے لگی ہے کہیں آتے ہوئے مہمان کو کچھ ہو گیا تو ؟

اسی درمیان میرا سب سے چھوٹا بچہ تالیاں بجانے لگتا ہے۔ مگر میں سب سے بے خبر اسی بے چینی میں مبتلا ہوں کہ کہیں آتے ہوئے مہمان کو کچھ ہو گیا تو ؟ میں یک بہ یک چیخنے لگتا ہوں۔ نہیں آگ ایسا مت کرنا۔ نہیں آگ ایسا مت کرنا... نہیں ...... آگ ...... ایسا... مت کرنا ...... نہیں آگ"

علی امام
انسان اسکول
کشن گنج ۸۵۵۱۰۷

(پٹنہ سے نشر)

نظم

سلامت روی کا دور

ڈاکٹر سخاوت شمیم

شمع عمل کی بڑھتی ہوئی روشنی میں ہم
[illegible] عہد نو کے لیے گامزن رہے
دنیا نے لاکھ چاہا مٹانا ہمیں مگر
ہر منزل حیات پر ہم خیمہ زن رہے

شرمندۂ وجود تھا صدیوں سے جو سفر
کچھ سال کے قلیل سے عرصہ میں طے کیا
دنیا کو بے مثال سیاست کا ہر ثبوت
اک رہنما کی پختہ قیادت میں دیدیا

اب آ چلا ہے امن و سلامت روی کا دور
اب ذہنی انتشار کا عالم نہیں رہا
ناکام حسرتوں کا بھلا ذکر کیا کریں
یہ انتہا ہے دل میں کوئی غم نہیں رہا

(جے پور سے نشر)

نیشنل پروگرام

وی جی جوگ کا وائلن وادن ۵ر جون رات ساڑھے نو بجے

وی جی جوگ نے ابتدائی تعلیم ڈاکٹر ایس این رتن جنکر اور علاؤالدین خاں سے حاصل کی۔ وی جی جوگ نے گوالیار، آگرہ اور باکھلے گھرانہ کے فنکاروں سے تعلیم حاصل کی اور ان کے فن میں ان گھرانوں کی خصوصیت سر اور تال کی عظمت و رنگا رنگی پائی جاتی ہے۔ آپ آل انڈیا ریڈیو میں بحیثیت پروڈیوسر اور ڈپٹی چیف پروڈیوسر خدمات انجام دے چکے ہیں۔

ہندوستانی موسیقی میں سنگیت ناٹک اکیڈمی ایوارڈ مل چکا ہے۔ آج کل آپ سنگیت ریسرچ اکیڈمی، کلکتہ سے منسلک ہیں۔

شری کنا کڈی ودیا ناتھن کا وائلن وادن

۱۲ر جون رات ساڑھے نو بجے

ملک کے نمایاں وائلن فنکار شری ودیا ناتھن نے موسیقی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد [illegible] حاصل کی۔ [illegible] حاصل ہے اور [illegible] استعمال وہ ایک منفرد [illegible] ہیں۔

شری ودیا ناتھن ایک اچھے کمپوزر بھی ہیں [illegible] فلموں کے لیے موسیقی ترتیب دی ہے اور آل انڈیا ریڈیو کے لیے بھی دھنیں کمپوز کی ہیں۔

منگل شب کی محفل موسیقی

نصیر خاں کا سارنگی وادن: یکم جون رات دس بجے

نصیر خاں کا تعلق باندہ گھرانہ کے موسیقاروں کے خاندان سے ہے۔ انھوں نے دس سال کی عمر سے ہی اپنے والد استاد للو خاں سے سارنگی وادن کی تعلیم حاصل کی اس کے بعد اپنے دادا استاد چاند خاں سے، اسرائیل خاں باندوی، عبدالرشید خاں، بتن خاں سلونوی سے تعلیم حاصل کی۔ آج کل آپ آکاشوانی ریوا سے منسلک ہیں۔

IX ایشیائی کھیل
دھلی ۱۹۸۲
۱۹ر نومبر ــــ ۴ر دسمبر

دھلی میں ایشیائی کھیلوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ دہلی کے باشندوں کو ان کھیلوں کے طفیل ۲۶ وسیع سڑکیں، ۱۳ چوراہے اور ۷ فلائی اوور ایک تحفے کے طور پر ملیں گے۔ کھدائی کے کام، سڑکوں کے بند ہونے سے دہلی والوں کو تھوڑی پریشانی تو ہوگی لیکن اس کے صلے میں ملنے والا تحفہ اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ صفدر جنگ اور ڈیفینس کالانی کے ابتدائی فلائی اوور چار سے پانچ سال میں مکمل ہوئے تھے۔ اس کے مدنظر دیگر فلائی اوورس کی بروقت تکمیل میں تھوڑا شبہ تھا۔ لیکن چل رہے کام کو دیکھ کر یہ اطمینان ہے کہ تمام کام وقت پر مکمل ہو جائیں گے بے چینی کی جگہ فخر نے لی ہے۔

ایشیائی کھیلوں کے تمام پروجیکٹ اپنے متعینہ وقت ۳۰ جون تک مکمل ہو جائیں گے۔ لیکن اندر پرستھا کمپلکس میں مزید ایک ماہ زائد لگے گا۔ اس پروجیکٹ کی پیچیدگی اور دشواری کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی شخص اس تاخیر کا برا نہیں منائے گا۔ ڈیڑھ سو میٹر وسعت کا اسٹیڈیم آنے والوں کئی برسوں تک دلکشی کا مرکز رہے گا۔ یہ اسٹیڈیم دنیا میں تیسرا سب سے بڑا اور ایشیا میں اپنی نوعیت کا پہلا اسٹیڈیم ہے۔ اسٹرکچر کے برطانوی ماہر پروفیسر میکوسکی کے مطابق "اس اسٹیڈیم کا ڈھانچہ اپنی عظمت کے لحاظ سے نہ صرف ایشیا بلکہ یورپ میں بھی الفرادی حیثیت رکھتا ہے۔" انٹرنیشنل اولمپک کمیٹی کی ڈائریکٹر میڈیم مونیق برلکس کا کہنا ہے "اس اسٹیڈیم میں [illegible] جدید سہولیات موجود ہیں اور دنیا کے کسی بھی اسٹیڈیم کے مقابلے رکھا جا سکتا ہے۔"

عالمی اہمیت کے حامل ان کھیلوں کے معاملے میں کوئی چیز محض اتفاق پر نہیں چھوڑی جا سکتی۔ تمام سہولیات بشمول کھیلوں کی جگہیں ۱۲ر سے ۲۰ر ستمبر کے دوران منعقد آزمائشی تمام ۲۲ کھیلوں کے موقع پر جانچی جائیں گی۔

گیمز ٹیکنیکل کنڈکٹ کمیٹی کے چیرمین، شری امراؤ سنگھ کا کہنا ہے کہ آزمائشی کھیلوں کے دوران نہ صرف سہولیات کی پرکھ کی جائے گی بلکہ کھیلوں سے متعلق تنظیمی تفصیلات کی پرکھ بھی ہو جائے گی۔ درحقیقت اس میں الیکٹرانک ٹائمنگ آلات کے استعمال سوا باقی سب کچھ بڑے پیمانے پر ہوگا۔

قوم کی نگاہیں اپنے کھلاڑیوں کی فنکاری کا نمونہ دیکھنے کے لیے بے چین ہیں۔ ہر کھیل تربیتی شیڈول بنا لیے گئے ہیں اور ماہر و تجربہ کار کوچز کی نگرانی میں کوچنگ کیمپ جاری ہیں۔ کچھ مخصوص کھیلوں کے لیے بلائے گئے غیر ملکی کوچز کے علاوہ، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسپورٹس پٹیالہ نے متعدد سینیئر اور نیشنل کوچز کو متعین کیا ہے۔ تربیت کے دوران کھلاڑیوں کو بین الاقوامی مقابلوں میں بھیجا جائے گا۔

اردو سروس

پہلی مجلس
میڈیم ویو : ۳۲۶/۳ میٹر (۶۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰/۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز) شارٹ ویو : ۲۸/۸۰ میٹر (۱۰۱۷۰ کلو ہرٹز)

دوسری مجلس
میڈیم ویو : ۳۲۶/۳ میٹر (۶۰۲ کلو ہرٹز) ۲۸۰/۴ میٹر (۱۰۷۱ کلو ہرٹز) شارٹ ویو : ۳۱/۱ میٹر (۹۶۷۵ کلو ہرٹز)

تیسری مجلس
میڈیم ویو : ۳۲۶/۳ میٹر (۶۰۲ کلو ہرٹز) شارٹ ویو : ۵۰/۹۱ میٹر (۳۲۹۵ کلو ہرٹز)

مقررہ پروگراموں کے لیے "آواز" شمارہ ۱۶ مئی دیکھیے

منگل یکم جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
افضل حسین جے پوری،
مجروح سلطانپوری اور ساحر کا کلام
بیلا ساویر، جگر، مجاز اور
قیصر قلندر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
شری کانت باکرے : خیال

دوپہر

۲-۰۷ بھگتی گیت

۲-۳۰ نغمہ و تبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۹-۳۰ حسن غزل
افضل حسین جے پوری،
اصغر گونڈوی اور فانی کا کلام

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
شری کانت باکرے : خیال

بدھ ۲ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی
نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
اندر نارائن، کمال احمد صدیقی،
غلام ربانی تاباں اور خمار بارہ بنکوی
کا کلام
کرونا ابرول، عرش ملسیانی اور
ساغر نظامی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
اننت لال ومنوا : شہنائی پر بھیروی

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
نصیر الدین خاں گورے : خیال

دوپہر

۲-۰۷ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ فلمی دنیا

رات

۸-۳۰ حسن غزل
کرونا ابرول، آتش اور ظفر کا کلام

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ شہر نامہ

۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۰-۰۰ ریڈیو دوستی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
اننت لال وساتھی : وائلن پر
راگ مادھو کونس

جمعرات ۳ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
اوما گرگ، محمد ظفر، خمار بارہ بنکوی
اور جاں نثار اختر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
سنیل مکرجی : سرود پر راگ الہیا بلاول

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
رومارانی بھٹا چاریہ : خیال دیسی

دوپہر

استاد بھلو

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ پنگھٹ

۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

۸-۳۰ حسن غزل
محمد ظفر، فراق اور مومن کا کلام

۸-۴۵ ڈرامہ

۱۰-۰۰ فیچر

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
رومارانی بھٹا چاریہ : خیال جے جے ونتی

جمعہ ۴ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : تلاوت کلام پاک مع
ترجمہ اور نعت و نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہر صبا
بتین دیوانہ، داغ کا کلام
ابو انجم، سکندر علی وجد،
اختر انصاری اور ساحر لدھیانوی
کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
تیرتھ شیاسین : ستار وادن

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
مادھوری مٹو : خیال رام کلی

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل
بتین دیوانہ، جگر کا کلام

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ افسانہ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
سنیل مکرجی : سرود پر راگ کونسی کانڑہ

ہفتہ ۵ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا
شو بھنا راؤ : نغمہ : نہیں
محمد یعقوب، پارسا جے پوری، خمار
بارہ بنکوی اور راجیش کمار اوج
کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت
چیت دیو بین، اسرار پر بیراگی

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی
اللہ جلائی بائی : ٹھمری، دادرا

دوپہر

۲-۰۷ گیتانجلی

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ بھید بھرے

رات

۹-۳۰ حسن غزل
محمد یعقوب، مہر حسن [illegible] اور
ولی دکنی کا کلام

۸-۴۵ امرگیت

۹-۰۰ ریڈیو [illegible]

۹-۳۰ [illegible]

۱۰-۰۰ [illegible]

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
[illegible] : خیال جوگ کونس

اتوار ۶ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی : قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا
بیگم اختر، مہدی حسن، نغمہ طیں

۷-۳۰ ساز سنگیت
نرنجن پرشاد : بانسری پر شدھ بھیروی

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۷ آپکا خط ملا

۲-۳۰ گیتوں بھری کہانی

۳-۰۰ فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ کھیل کھلاڑی

۹-۳۰ گجرے بن کائے

ہیرا دیوی، ٹھمری دلیش

۱۱-۰۰ رنگا رنگ

۱۱-۳۰ شب برأت کے موقع پر خصوصی پروگرام

پیر ۷ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی

نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا

منیر خاتون بیگم، قدیر لکھنوی اور

سراج لکھنوی کا کلام

صلاح الدین احمد، اقبال کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

احمد رضا، وچترو بینا پر راگ للت

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

اشتیاق حسین خاں، خیال دیسی تورٹی

دوپہر

۲-۰۷ دھنک

۳-۰۰ سازوں پر موسیقی

رات

۸-۳۰ حسن غزل

صلاح الدین احمد، فانی کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ کلام شاعر

۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۰-۰۰ ایک راگ کئی روپ

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

احمد رضا، وچترو بینا پر راگ ایمن

منگل ۸ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۴۵ شہر صبا

مبارک بیگم، اقبال اور فیض کا کلام

شبیر حسین، جگر کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

وی سی راناڈے، وائلن پر

راگ وسنت مکھاری

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی

شیلا دھر، خیال بیراگی بھیروی

دوپہر

۲-۰۷ میری نظر میں

۲-۳۰ نغمہ و تبسم

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۳۰ حسن غزل

شبیر حسین، داغ اور غالب کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ سائنس میگزین

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

شیلا دھر، خیال شاہانہ

بدھ ۹ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا

سندر بندیر، مشیر جھنجھانوی اور

رضا امروہوی کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

بسم اللہ خاں و ساتھی، شہنائی پر

راگ جونپوری

۹-۳۲ جمیل خسرو، خیال بیراگی

دوپہر

۲-۰۷ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ رنگا رنگ

رات

۸-۳۰ حسن غزل

راحت علی، قمر قریشی اور

مشیر انصاری کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ دلی ڈائری

۹-۳۰ غیر فلمی قوالیاں

۱۰-۰۰ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

بسم اللہ خاں و ساتھی

شہنائی پر راگ کیدارہ

جمعرات ۱۰ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا

بلال احمد، غزلیں

مدن بالا سدھو، ساحر ہوشیار پوری

فاخر اور کیف اکبری کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

عبدالنافع، سارنگی

۹-۳۲ راجن مشرا ساجن مشرا

خیال دیسی

دوپہر

۲-۰۷ دھوپ چھاؤں

۲-۳۰ یادیں بن گئیں گیت

۳-۰۰ دریچہ

رات

۸-۳۰ حسن غزل

ہلال احمد، غزلیں

۸-۴۵ ڈرامہ

۱۰-۰۰ آئینہ، ادبی میگزین

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

ساجن مشرا، راجن مشرا

خیال کیدارہ

جمعہ ۱۱ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، تلاوت قرآن مجید

معہ ترجمہ، نعت و نعتیہ کلام

۶-۲۵ شہر صبا

ستیش بتر، غزلیں

اقبال بانو، داغ، فانی، اور

فیض کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

مشتاق علی خاں، ستار

۹-۳۲ آپکے خط آپکے گیت

دوپہر

۲-۰۷ سات سوال

۲-۳۰ حرف غزل

۳-۰۰ آواز دے کہاں ہے

رات

۸-۳۰ حسن غزل

ستیش بتر، غزلیں

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ کہانی سنگیت کی

۱۰-۰۰ روبرو

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

مشتاق علی خاں، ستار وادن

ہفتہ ۱۲ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، نعت و قوالی

۶-۲۵ شہر صبا

ودیا ناتھ سیٹھ، نظیر اکبر آبادی اور

ایچ ایس پروانہ کا کلام

شانتا سکینہ، ساحر بھوپالی اور

آنند نرائن ملا کا کلام

۷-۳۰ ساز سنگیت

برج بھوشن کابرہ، گٹار پر راگ بلاول

۹-۳۲ ہلکی کلاسیکی موسیقی

اسد امانت علی خاں، حامد علی خاں

ٹھمری بھیروی، درگیش نندنی اور

دادرہ بھیروی

دوپہر

۲-۰۷ گیت آپکے شعر ہمارے

۲-۳۰ بزم خواتین

۳-۰۰ پھر نیبے

رات

۸-۳۰ حسن غزل

ودیا ناتھ سیٹھ، اختر شیرانی اور

شکیل کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ ریڈیو نیوز ریل

۹-۳۰ جیون درپن

۱۰-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

۱۱-۳۰ بزم موسیقی

برج بھوشن کابرہ، گٹار پر راگ یمن

اتوار ۱۳ جون

صبح

۵-۴۵ صبح گاہی، قوالیاں

۶-۲۵ شہر صبا، کبیر داس کا کلام

امینہ برنی، غزلیں

۷-۳۰ ساز سنگیت

پرکاش این سکینہ، بانسری پر راگ

نٹ بھیروی

۹-۳۲ چلتے چلتے

دوپہر

۲-۰۷ آپ کا خط ملا

۲-۳۰ محفل

۳-۰۰ غیر فلمی قوالیاں

رات

۸-۱۵ آواز دے کہاں ہے

کنٹرہ لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ 'نیا نگر' جھلکی
تحریر و پیشکش: چرنجیت
۸-۱۵ وگیان آلوک
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش پر شاستریہ سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
پی ڈی سپت رشی: وائلن
۷-۵۰ سنگم، گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہریانوی لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
دلویندر سنگھ، شبد
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
گھنشیام داس، گیت، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

جمعرات ۳ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
دیپالی ناگ، گائن
۱۱-۰۲، رات ۸-۳۰
وجے شنکر چیٹرجی: اسراج
۱۱-۳۰ مالتی گیلانی: گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلا لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۴۰ بال کاریہ کرم
رات
۸-۱۵ سندی تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، علاقائی سنگیت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی: گائن
۷-۵۰ سنگم: مراٹھی گیت

۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
کان موتی بار: سندھی گیت
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
شنکرداس گپتا، گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ 'ورس اینڈ وانس' انگریزی فیچر
تحریر: ڈاکٹر سنیتا جین

جمعہ ۴ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، شام ۵-۳۰، ۹-۰۰
پرکاش وڈھیرہ: بانسری
ہیرا لال: طبلہ
۱۱-۰۲، رات ۸-۳۵
تیج پال سنگھ: خیال
۱۱-۳۵ جتیندر پرتاپ: ستار
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
رات
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ 'آپ کا بنٹی'
منو بھنڈاری کے ناول کا ریڈیو عکس
ہدایت: ستیندر شرت
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم: تامل گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
دیپک روہیل: غزلیں
۳-۳۰ کرناٹک سنگیت
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
صغیر احمد: گیت، غزلیں

۹-۳۰ نیشنل اسپورٹس میگزین

ہفتہ ۵ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
برجو مہاراج: ٹھمری، دادرا، غزلیں
۱۱-۰۲، شام ۵-۳۰
گوہر علی خاں: وائلن
۱۱-۳۰، رات ۸-۳۰
بھوپیندر سیتل: گائن
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
گجراتی لوک گیت
رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا
۸-۱۵ آج کے اتتھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: موسیقی
وی-جی-جوگ: وائلن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی: گائن
۷-۵۰ سنگم: کنڑ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ڈوگری لوک گیت
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
مٹو ڈے: بنگلا گیت
۳-۳۰ برجو مہاراج: ٹھمری، دادرا
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
پرسار گیت
۹-۳۰ اورگیسٹ ٹو نائٹ

اتوار ۶ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
نرنجن پرساد: بانسری
سبھاش نروان: طبلہ
۹-۰۰ بال کاریہ کرم
۱۰-۰۰ ایرن رانی چوہدری: گائن
سنت رام: طبلہ
۱۱-۰۲ یوواوانی سے
۱۱-۳۰، سہ پہر ۵-۳۵

کرناٹک سنگیت
دوارم ادیگاپرساد راؤ: وائلن
دوپہر
۱۲-۱۵ 'نیا نگر' جھلکی
تحریر و پیشکش: چرنجیت
۲-۳۰ 'سیمابدھ'
تحریر: کمشتی مکھ اپادھیائے
۵-۳۰ سنسکرت پاٹھ
رات
۸-۰۰ رابندر سنگیت
۸-۱۵ ساہتیکی
۹-۳۰ محفل
۱۰-۰۰ چین
ایس این رتن جنکر: گائن
دہلی 'ب'
صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم: اڑیہ گیت
۹-۱۵ اپنی نگری
دوپہر
۳-۱۵، ۴-۰۲
مہتاب احمد خاں: غزلیں
۳-۳۰ بلدیوراج ورما: گائن
شام
۶-۴۵، ۸-۴۵
حبیب پینٹر و ساتھی: قوالیاں
۹-۳۰ کرنٹ افیئرز

پیر ۷ جون

دہلی 'الف'
صبح
۸-۱۰، رات ۹-۰۰
جگن ناتھ و ساتھی: شہنائی
۱۰-۳۵، رات ۸-۱۵
پیوش پنوار: سنطور
۱۱-۰۲، سہ پہر ۵-۳۰
مشتری بیگم: ٹھمری، دادرا
۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت
دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
تیلگو لوک گیت
۱۲-۳۰ 'مصور' ناٹک
تحریر و ہدایت: رفعت سروش
رات
۸-۰۰ سواستھ رکھشا

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
'ہماری پرسپرا اور ہم'
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
ایل کے پنڈت، گائن
چندر موہن، طبلہ
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
بھوجپوری لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
اوشا بھٹ، بھوجپوری لوک گیت
۳-۳۰ جگن ناتھ و ساتھی، شہنائی

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
پریتا بلبیر سنگھ، شبد اور غزلیں
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

منگل ۸ جون

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
مادھوری مٹو، گائن
۱۰-۳۵ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ یعقوب علی خاں، سرود
۱۱-۳۰ غلام سرج خاں، غلام صادق
خیال

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
کھاسی لوک گیت
۵-۰۵ گیان وگیان

رات
۸-۰۰ ادیوگ منڈل
۸-۱۵ ہندی میں تقریر
۹-۳۰ 'ایک تھا' وجے راجے کے مراٹھی
ناٹک کا ہندی نکس از
سشما جانکر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
رگھنا دھاراؤکر
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم، بنگلہ گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
کرناٹک سنگیت
۳-۳۰ غلام سرج خاں، غلام صادق
خیال

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
اسٹیلے والٹر، گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر

بدھ ۹ جون

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
دنیش کمار پربھاکر، وائلن
۱۰-۳۵ بھجن لال، سرود
۱۱-۰۲ مہاراج کشور کپور، خیال
۱۱-۳۰ شاستریہ سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
ملیالم لوک گیت

شام
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ 'نیانگر' جھلکی
تحریر بخشش، چرنجیت
۸-۱۵ وگیان آلوک
۸-۳۰ بھجن لال، سرود
۹-۳۰ چرچا کا وشے ہے
۱۰-۰۰ سنگیت سبھا
بھگوان پانڈیہ، پکھاوج
رام ناد ایشورم، مردنگم
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم، گجراتی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
میتھلی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
مردولا راول، گیت، بھجن، غزلیں
۳-۳۰ وی گانتری، کرناٹک گائن
نیلا کانتھن، مردنگم

۶-۴۵ ، ۸-۴۵
شری رام، غزلیں
۹-۳۰ یووا وانی سے

جمعرات ۱۰ جون

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، ۱۱-۰۲ ، رات ۹-۰۰
شانتی ہیرانند، ٹھمری، دادرا
۱۰-۳۵ وجے کمار، بانسری
۱۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
بھیم سنگھ، کلارنٹ

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
بنگلہ لوک گیت
۵-۰۵ سنسکرت پاٹھ
۵-۳۰ بال کاریہ کرم

رات
۸-۱۵ سندھی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، لیکچر
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
اے کے رویندر ناتھ، گائن
ویداولی راما سوامی، وائلن
ایم ناگ راجن، مردنگم
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
وجے کمار، بانسری
۷-۵۰ سنگم، مراٹھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
برج کے لوک گیت
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
اوشا کندرا، غزلیں
۳-۳۰ اے کے رویندر ناتھ، گائن
ویداولی راما سوامی، وائلن
ایم ناگ راجن، مردنگم

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
راجندر کمار کا چرو، گیت، غزل
۹-۳۰ انگریزی میں تقریر

جمعہ ۱۱ جون

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
پارتھ داس، ستار
۱۰-۳۵ شاستریہ سنگیت
۱۱-۰۲ ، رات ۸-۳۰
اجیت سنگھ پنتل، خیال
۱۱-۳۰ چنی لال اندوریہ، سرود

دوپہر
۱۲-۰۲ لوک بھارتی
مراٹھی لوک گیت

شام
۵-۵۵ گڑھوالی سنگیت
۸-۰۰ گاندھی چرچا
۸-۱۵ اولوکن
۹-۳۰ 'بدنام لوگ' ناٹک
تحریر، آر کے شرما
۱۰-۳۰ کرناٹک سنگیت
کوشلیا راجہ رام، وینا
وی چندر شیکھرن، مردنگم
دہلی 'ب'

صبح
۷-۳۰ سنگیت سوربھی
۷-۵۰ سنگم، تیلگو گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
راجستھانی لوک گیت

دوپہر
۳-۱۵ ، ۴-۰۲
مہندر کور، گیت، بھجن
۳-۳۰ کوشلیا راجا رام، وینا
وی چندر شیکھرن، مردنگم

شام
۶-۴۵ ، ۸-۴۵
سدیش سنہا، گیت، بھجن، غزلیں
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

ہفتہ ۱۲ جون

دہلی 'الف'

صبح
۸-۱۰ ، شام ۵-۳۰ ، ۹-۰۰
غلام تقی خاں، خیال
انوار حسین، طبلہ
۱۰-۳۵ ، رات ۸-۳۰
زندہ حسن، ٹھمری، دادرا
۱۱-۰۲ اوم پرکاش، دلربا
۱۱-۳۰ میری مجمدار، خیال

دوپہر

۲-۱۲ لوک بھارتی

گجراتی لوک گیت

رات

۰۰-۸ سوواستھ رکھشا

۱۵-۸ آج کے اتتھی

۳۰-۹ نیشنل پروگرام، موسیقی

کنّا کڈی ویدیہ ناتھن، وائلن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی

۵۰-۷ سنگم، ملیالم گیت

۱۰-۹ لوک مادھوری

گڑھوالی سنگیت

دوپہر

۱۵-۳، ۲۰-۲، ۲-۴

این اے آکاشی، غزلیں

۳۰-۳ اوم پرکاش، دلربا

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸

پرسار گیت

۳۰-۹ اورگیسٹ لوٹا ناٹ

اتوار ۱۳ جون

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸، رات ۰۰-۹

آنند کمار موئترا، سرود

سردار خاں، طبلہ

۰۰-۹ بال کاریہ کرم

۰۰-۱۰ راجن مشرا، ساجن مشرا، گائن

۰۲-۱۱ یووا وانی سے

۳۰-۱۱ کرناٹک سنگیت

میرا شیشادری، گائن

دوپہر

۱۵-۱۲ 'نیا نگر' جھلکی

تحریر وپیشکش، چرنجیت

۳۰-۲ 'بدنام لوگ'

تحریر، آر کے شرما

۲۰-۵ سنسکرت پاٹھ

۳۵-۵ کرناٹک سنگیت

میرا شیشادری، گائن

رات

۰۰-۸ رابندر سنگیت

۱۵-۸ ساہتیکی

۳۰-۹ سنگیت پتریکا

۰۰-۱۰ چین

ملکشن پرشاد جے پوروالے، گائن

کیسربائی کیلکر، گائن

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی

انیتا رائے، گائن

۵۰-۷ سنگم، آسامی گیت

۱۵-۹ اپنی نگری

دوپہر

۱۵-۳، ۲۰-۲، ۲-۴

سریندر سنگھ سمن، پنجابی گیت

۳۰-۳ انیتا رائے، گائن

شام

۴۵-۶، ۴۵-۸

ودیا ناتھ سیٹھ، گیت، بھجن

۳۰-۹ کرنٹ افیئرز

پیر ۱۴ جون

دہلی 'الف'

صبح

۱۰-۸، ۲-۱۱، رات ۰۰-۹

کرشنا لبنت بھارتی چکرورتی، گائن

جن خاں، طبلہ

۲۵-۱۰ کیلاش پوار، ستار

۳۰-۱۱ جگدیش برمن، بانسری

دوپہر

۲-۱۲ لوک بھارتی

تامل لوک گیت

۳۰-۱۲ 'ایک تھا' وجے راج کے

مراٹھی ناٹک کا ہندی عکس

از ششما جانگر

۲۰-۵ شاستریہ سنگیت

رات

۰۰-۸ سوواستھ رکھشا

۱۵-۸ جگدیش برمن، بانسری

۳۰-۹ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر

'ہماری پرمپرا اور ہم'

۰۰-۱۰ سنگیت سبھا

شرن رانی، سرود

دہلی 'ب'

صبح

۳۰-۷ سنگیت سوربھی

(آگے ص ۴ پر)

میڈیم ویو لکھنؤ الف [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز لکھنؤ ب [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز
شارٹ ویو لکھنؤ ب [illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز (صبح [illegible])
[illegible] میٹر [illegible] کلوہرٹز

خبریں

ہندی (قومی): صبح ۰۰-۶ (عالمی) ہندی (مقامی): صبح ۰۰-۸ بجے، دوپہر ۵-۱ اور ۱۰-۲ بجے، شام [illegible] شب ۳۵-۸ اور ۰۰-۱۰ بجے

انگریزی: صبح ۱۰-۸، دوپہر ۱۰-۱ بجے، شب ۰۰-۹ اور ۰۰-۱۱ بجے

سنسکرت: صبح ۰۰-۷ بجے، شام ۱۰-۶ بجے، اردو: صبح ۰۵-۸ بجے، شب ۱۰-۹ بجے، علاقائی (ہندی): صبح ۰۰-۹ بجے

علاقائی پنجابی: صبح ۰۵-۹ بجے، علاقائی: دوپہر ۳۰-۲ بجے (اردو)، صبح ۲۰-۸ بجے، شام ۲۰-۷ بجے (ہندی)

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

لکھنؤ 'الف'

صبح

۵۵-۵ وندے ماترم / منگل دھونی

۰۵-۶ کرشی چرچا اور موسم کا حال

۲۰-۶ آرادھنا

۴۵-۶ گاندھی چرچا (جمعہ)

۵۰-۶ دھارو ندو (جمعہ کے علاوہ)

۵۵-۶ آج کا کاریہ کرم اور موسم کا حال

۰۵-۷ مانس گان

۱۵-۷ آپ کے آس پاس

فیچر (اتوار)

۳۰-۷ سنسکرت شکشا (پیر، جمعرات)

تلگو شکشا (منگل، بدھ، ہفتہ)

۲۰-۸ لوک گیت

۳۰-۸ اردو پروگرام

۱۰-۹ اس پاس کے گیت (اتوار)

۱۵-۹ پتر کے لیے دھنیہ واد (اتوار)

۳۰-۹ 'سربھی' آپ شاستریہ سنگیت پر مبنی پروگرام (صرف اتوار)

۴۵-۹ بال سنگم (اتوار)

۳۰-۱۰ ریڈیو آریہ سنگیت سبھا (اتوار)

۳۰-۱۱ اختتام

دوپہر

۰۰-۱۲ بارہ دری (اتوار)

۱۰-۱۲ ودیارتھیوں کے لیے (اتوار کے علاوہ)

۳۰-۱۲ کاریہ شیل مہلاؤں کے لیے (اتوار)

لے چلا گالے (پیر)

سپہ کس (بدھ)

چتر پہیلی (جمعرات، جمعہ)

۱۰-۱ آج اتوار ہے (اتوار)

گھر آنگن (پیر اور جمعرات)

گرہ لکشمی (منگل اور جمعہ)

راگ رنگ (ہفتہ)

۲۵-۱ لوک گیت (اتوار)

۳۰-۱ جوانوں کے لیے

۲۰-۲ وگیان اور کسان

۳۵-۲ موسم کا حال اور اختتام

شام

۳۰-۳ دیش گان (روزانہ)

۳۵-۳ لوک گیت (روزانہ)

۴۵-۳ مقامی اطلاعات اور موسم کا حال (روزانہ)

۵۰-۴ سگم سنگیت (پورے ہفتہ تک)

رویندر سنگیت (صرف اتوار)

۰۰-۵ یووا وانی (روزانہ)

۴۵-۵ فلم سنگیت (جمعہ کے علاوہ روزانہ)

پتر کے لیے دھنیہ واد (جمعہ)

۱۵-۶ شرمک ریڈیو گوشٹی (اتوار)

۳۵-۶ مزدور منڈل (اتوار کے علاوہ)

کل کے کاریہ کرم

۵۰-۶ کسانوں کے لیے (منگل، جمعہ کے علاوہ)

دیہاتی ریڈیو گوشٹی (منگل اور جمعہ)

۳۰-۷ وکاس

(اتوار، پیر، منگل، جمعرات اور ہفتہ)

آؤ بچو! (جمعہ)

بال گوپال (بدھ)

شب

۰۰-۸ ہندی تقریر (اتوار سے جمعہ تک)

۳۰-۹ انگریزی تقریر (اتوار، جمعہ)

۴۵-۹ بھارت بھارتی (منگل)

پریوار کلیان پرشنوتری (جمعہ)

۰۰-۱۰ ساہتکی (پہلے اور چوتھے پیر کو)

رتناکر، موسیقی کا تنقیدی جائزہ (ہر اتوار کو)

۱۰-۱۱ موسم کا حال اور اختتام

لکھنؤ 'ب'

صبح

۵۵-۵ لکھنؤ 'الف' کے مطابق

۰۰-۸ لکھنؤ 'الف' کے مطابق

۳۰-۱۱ لکھنؤ 'الف' کے مطابق (اتوار)

دوپہر

۰۰-۱۲ لکھنؤ 'الف' کے مطابق

۳۵-۲ اختتام

شام

۰۰-۵ لکھنؤ 'الف' کے مطابق

۳۵-۵ آترانگ پروگرام (لکھنؤ اور [illegible])

۴۵-۶ لکھنؤ 'الف' کے مطابق

۱۰-۱۱ اختتام

منگل یکم جون

صبح

۳۰-۸ اردو پروگرام

میگزین پروگرام

خطوط کے آئینے میں

نیاز فتح پوری سے بات چیت

ڈاکٹر اختر یزداں حسن

کلام شاعر

چودھری برہمان شنکر سروش

۱۰-۹ وگیان چرچا

۱۰-۱۲ ودیارتھیوں کے لیے

۳۰-۱۲ من بھاون

آپ کی پسند کے فرمائشی فلمی نغمے

شام

۰۰-۵ یووا وانی

۰۰-۸ سنسکرت پروگرام

۰۰-۱۰ منگل شب کی محفلِ موسیقی

بدھ ۲ جون

صبح

۴۵-۷ ساز غزل

غزلوں کا خاص پروگرام

۸-۳۰ اردو پروگرام
اردو ڈراما
۹-۱۰ سبھاش رائے : بانسری

دوپہر
۱-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
کاشی ناتھ شنکر بوڈس : گائن
دوبیر چکشو : ڈراما
مصنف : بھون چندر تیواری

جمعرات ۳ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
اساتذہ کا کلام
۹-۱۰ اور شب ۹-۳۰
دلدار خاں : سارنگی وادن

شام
۵-۰۰ یووادانی
۸-۰۰ ہندی تقریر

جمعہ ۴ جون

صبح
۷-۳۰ سوردیلا : ہندی میں نظم خوانی
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
میرا بھی زمانہ تھا : حضرت گنج
یوگیش پروین
افسانہ : شمع مہدی
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
افضال حسین خاں نظامی
خیال : ٹھمری

شب
۸-۳۰ مٹن خاں : طبلہ سولو
۹-۳۰ آدھین گاتھا
ترجمہ : مدرا راکشس

ہفتہ ۵ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
خواتین کے لیے
آج کا معاشرہ اور خواتین
مباحثہ : شرکار
کماری شائستہ حسن
اندو لیکھا وانچو اور ڈاکٹر قمر حسن

دوپہر
۱-۱۰ راگ رنگ
رجب علی خاں : گائن

شام
۵-۰۰ یووادانی
۸-۰۰ ہندی : پریچرچا
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ جون

صبح
۷-۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام
پانی اور پانی : فیچر
تحریر : ڈاکٹر مرزا عمیر بیگ

دوپہر
۱-۱۰ آج اتوار ہے
چاچا چا چھلکی : مصنف
کے ایل یادو

شام
۴-۵۰ رویندر سنگیت
۸-۰۰ کتابوں کا تعارف
۸-۱۵ بھارت سماروہ
۱۰-۰۰ رتناکر : موسیقی کا تنقیدی جائزہ

پیر ۷ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
ملاقات : ڈاکٹر انیس اشفاق
سے ان کے تحقیقی مقالے پر
شاہ نواز قریشی کی بات چیت
۹-۱۰ اور شب ۸-۳۰، ۱۰-۳۰
جی این گوسوامی : وائلن

شب
۹-۴۵ شب برأت : خصوصی پروگرام
تلاوت قرآن شریف
قاری ہدایت اللہ صدیقی
مولانا محمد ہاشم فرنگی محلی کی
بات چیت
نعت : طیش صدیقی

منگل ۸ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
۹-۱۰ وگیان چرچا

شب
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ جون

صبح
۷-۴۵ ساز غزل
غزلوں کا خاص پروگرام
۸-۳۰ اردو پروگرام
مزاحیہ خاکہ
وجاہت علی سندیلوی
مزاحیہ کلام
۹-۱۰ اور شب ۸-۳۰
لٹ کے سنگیتگیہ : ستار

دوپہر
۱-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
سریندر شنکر اوستھی : گائن

شب
۹-۵۰ پریوار کلیان پر شنوتری

جمعرات ۱۰ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام : شعری نشست
۹-۱۰ اور شب ۱۰-۳۰
سوپربھات پال : سرود وادن

شام
۵-۰۰ یووادانی
۸-۰۰ ہندی میں بات چیت
۹-۳۰ نیشنل پروگرام : فیچر

جمعہ ۱۱ جون

صبح
۷-۳۰ سوردیلا : ہندی میں نظم خوانی
۸-۳۰ اردو پروگرام
میگزین پروگرام
۹-۱۰ اور شب ۸-۳۰، ۱۰-۳۰
معبود حسین : کلارنٹ وادن

شام
۷-۳۰ بال گوپال
۹-۳۰ اُجلی راتیں : ڈراما
مصنف : اپندر ناتھ اشک

ہفتہ ۱۲ جون

صبح
۸-۳۰ اردو پروگرام
بچوں کے نظیر : نظیر اکبر آبادی
کی زندگی اور بچوں کے لیے
لکھی ہوئی ان کی نظموں سے
ترتیب دیا ہوا فیچر
تحریر : سلمہ خاتون

دوپہر
۱۱-۱۰ راگ رنگ
یوسف علی خاں : ستار وادن

شام
۵-۰۰ یووادانی
۸-۰۰ پری چرچا
۹-۳۰ کلاسیکی موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۳ جون

صبح
۷-۳۰ آپ کے آس پاس : فیچر
۸-۳۰ اردو پروگرام
۹-۳۰ 'سُر بھی'
اُپ شاستریہ سنگیت

شام
۴-۵۰ رویندر سنگیت
۱۰-۰۰ رتناکر
موسیقی کا تنقیدی جائزہ

پیر ۱۴ جون

صبح
۷-۴۵ اور دوپہر ۱۲-۰۰
سگم سنگیت

شام
۵-۰۰ یووادانی
۷-۳۰ لوک گائن
۸-۳۰ شاستریہ سنگیت

منگل ۱۵ جون

صبح
۹-۱۰ وگیان چرچا

شام
۵-۰۰ یووادانی
۵-۴۵ فلم سنگیت
۷-۳۰ لوک گائن

شب
۸-۰۰ سنسکرت پروگرام
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

رامپور

۲۴۰-۳۳ میٹر (۱۰۹۱ کلو ہرٹز)

خبریں

ہندی/انگریزی: صبح ۶-۰۰ (عالمی) ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵ اور ۲-۱۰ شام ۵-۰۴ رات ۸-۴۵

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۲-۰۰ رات ۹-۰۰ اردو: صبح ۸-۰۵ اور رات ۹-۱۵ سماچار ریتر ہندی: صبح ۹-۰۰

ضلع کی چٹھی: صبح ۹-۰۵ پرادیشک سماچار: شام ۷-۲۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

پہلی مجلس

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم، آربھک، دھرم شاستر، منگل دھونی

۶-۳۵ آج کا چنتن (علاوہ جمعہ)
جمعہ: گاندھی چرچا

۶-۴۰ سنو اے کسانوں

۶-۵۵ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۵ روزگار سماچار

۷-۳۰ بھاشا شکشا (علاوہ جمعہ و اتوار)
جمعہ: کاویہ سوربھ
اتوار: آج اتوار ہے

۷-۴۵ سنسکرت پروگرام (ہر جمعرات کو)
دیپ (ہر جمعہ کو)
سمر سنگیت (صرف پیر، منگل، بدھ اور ہفتہ کو)

۸-۲ لوک گیت

۸-۳ اردو پروگرام (ہر جمعہ کو)

۹-۱ ۱ - ۱
مال جگت (ہر اتوار کو)

دوسری مجلس

دوپہر

۱۲-۳ آپ کے لیے (ہر اتوار کو)
علمی قوالی (ہر پیر کو)
آپکی پسند (ہر منگل اور جمعرات کو)
سورسنگم (ہر بدھ کو)
دھنک (ہر جمعہ کو)
ترنگ (ہر ہفتہ کو)

۱۲-۴۵ آپکی چٹھی ملی (ہر اتوار کو)

۱-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ

۱-۱۰ پریوار جگت (ہر اتوار کو)
مہلا جگت (ہر پیر کو)
دھرتی گاتی ہے
(پہلے، تیسرے اور پانچویں منگل کو)
محفل رنگ
(دوسرے اور چوتھے منگل کو)
گرامین مہلاؤں کے لیے
(ہر بدھ کو)
گیتیکا (ہر جمعرات کو)
نعت اور قوالی (ہر جمعہ کو)
سوا ستھ سندیش (ہر سنیچر کو)

۲-۱ جوانوں کے لیے (ہر سنیچر کو)

۲-۲ چتر پٹ سنگیت (ایک ہی کلاکار)

۲-۳۵ آس پاس (ہر اتوار کو)

تیسری مجلس

شام

۶- پروگراموں کا خلاصہ

۶-۱ علاقائی سوچنائیں

۶-۳ یووانی

۷- کرشی جگت

۷-۴۵ پریوار کلیان پرشن وتری (ہر اتوار کو)
اردو پروگرام (ہر پیر کو)
انگریزی تقریر (پہلے اور تیسرے بدھ کو)
آپکے لیے دوسرے اور چوتھے بدھ کو
شروتاؤں کے سوال (پانچویں بدھ کو)
آپکی چٹھی ملی (ہر جمعرات کو)
بچے بچپن سے (ہر جمعہ کو)
ہندی تقریر (ہر سنیچر کو)

۸-۰۰ سمر سنگیت (علاوہ اتوار اور منگل)
اتوار: جوئے بار
منگل: سنسکرت پروگرام

۸-۱۵ پرادیشک سماچار درشن (ہر اتوار کو)
شاستریہ سنگیت (پیر، بدھ، جمعرات اور ہفتہ کو)

۸-۲ نادیہ وند (ہر منگل کو)

۸-۳ ساز اور آواز

۹-۳ چہار بیت (ہر اتوار کو)
ناٹک (ہر جمعہ کو)

۹-۴۵ آپکی پسند (ہر اتوار کو)
وادیہ ورند (پیر اور منگل کو)

۱۰-۰۰ وچار دھارا (ہر دوسرے پیر کو)
ملاقات (ہر تیسرے پیر کو)
محفل (پانچواں پیر)

منگل یکم جون

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

شام

۷-۰۰ کرشی جگت

۸-۱۵ امرت حسین خاں، ستار وادن

۹-۳۰ جھلکی

بدھ ۲ جون

صبح

۷-۴۵ پرنب کمار مکرجی، سگم سنگیت

۸-۲۰ سادھنا ملہوترہ، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ آنچل

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
مانک ورما، گائن

شام

۷-۴۵ لیٹ ہی شیرازٹ ودیو، انگریزی تقریر
از کرنل ضمیرا احمد

جمعرات ۳ جون

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
نکھل بینرجی، ستار وادن

رات

۸-۰۰ جوئے بار
سخاوت حسین، غزلیں

جمعہ ۴ جون

صبح

۷-۳۰ وانایان

۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام
(۱) صف آرائی کا ایک ورق 'بہیڑی'
تقریر
(۲) 'انکھیاں ترستی ہیں' تقریر
(۳) 'مستقبل میری نظر میں'
تقریر از محمد راشد

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
کشوری امونکر، خیال

ہفتہ ۵ جون

صبح

۸-۲۰ روپلی رستوگی اور سکھیاں
لوک گیت

شام

۷-۴۵ مدھو دیش، تقریر
رس دھار

۹-۰۰ بینا اٹیواڑی، گیت

۸-۱۵ منے خاں، طبلہ وادن

اتوار ۶ جون

صبح

۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

رات

۹-۳۰ صاحبزادہ دساتی، چہار بیت

پیر ۷ جون

صبح

۸-۲۰ اوشا اگروال، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ بندیا

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
اروند پارکھ، ستار وادن

شام

۷-۴۵ 'آہنگ' شعری نشست
شرکا: رامش حیدری، نرش نیازی
مندر سنگھ اشک، کیفی وجدانی
اخلاق سہسوانی، افسر امروہوی

منگل ۸ جون

صبح

۷-۴۵ سگم سنگیت

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
لکشمی شنکر، نرملا دیوی، ٹھمری

شام

۷-۴۵ قانونی مدد

بدھ ۹ جون

صبح

۸-۲۰ سشما جوشی، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ آنچل

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
شیو کمار شرما، سنطور وادن

جمعرات ۱۰ جون

صبح

۷-۴۵ ساہتیہ سدھا
سنسکرت پروگرام

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
لطافت حسین خاں، گائن

رات

۸-۰۰ جوئے بار
شیام موہن، غزلیں

جمعہ ۱۱ جون

صبح

۷-۳۰ کاویہ سوربھ

۸-۳۰ 'آہنگ' اردو پروگرام

دوپہر

۱-۴۰، رات ۸-۱۵
نثار حسین خاں، طبلہ وادن

ہفتہ ۱۲ جون

صبح

۷-۴۵، رات ۸-۱۵
ریتا شرما، بھجن، گیت

شام

۷-۴۵ سوالوں کے بیچ
ڈی ایس لگا، ضلع کلکٹر، بریلی

۸-۱۵ کمار گندھرو : خیال

اتوار ۱۳ر جون

صبح

۸-۲۰ رینو نیگی ، لوک گیت

دوپہر

۱-۱۰ پریوار جگت

شام

۶-۱۵ تقریر از ڈاکٹر شمبھو شنکل امیت

۹-۳۰ سجاد خاں وساتھی : چہار بیت

پیر ۱۴ر جون

دوپہر

۱-۱۰ بندیا

۱-۴۰ ، رات ۸-۱۵
جگدیش پرشاد : خیال

شام

۷-۴۵ 'آہنگ' اردو پروگرام
خیاباں

منگل ۱۵ر جون

صبح

۸-۲۰ لوک گیت

دوپہر

۱-۴۰ علی اکبر خاں ، سرود

بقیہ :-

اردو سروس

۹-۳۲ کلاسیکی موسیقی
جگدیش پرشاد ، خیال بھٹیار

دوپہر

۲-۰۶ بھگتی گیت

۲-۳۰ گیت سے گیت

۳-۰۰ نئی نسل نئی روشنی

رات

۸-۳۰ حسن غزل
منور حسین جمالی ، درد اور داغ کا کلام

۸-۴۵ امر گیت

۹-۰۰ تقریر

۹-۳۰ علاقائی نغمے

۱۰-۰۰ کھیل کے میدان سے

۱۱-۳۰ بزم موسیقی
وی جی جوگ ، وائلن پر جے جے ونتی

جالندھر چنڈی گڑھ

جالندھر "الف" ۳۴۴٫۶ میٹر ۸۷۳ کلوہرٹز جالندھر "ب" ۴۲۷٫۴ میٹر ۷۰۲ کلوہرٹز
چنڈی گڑھ ۲۰۹٫۶ میٹر ۱۴۳۰ کلوہرٹز (شام ۶-۱۰ تا ۳۰-۶ تک)

خبریں

ھندی : صبح ۸-۰۰ ، دوپہر ۱-۰۵ ، ۲-۱۰ ، ۲-۴۵ (دھیمی رفتار سے)
شام ۶-۰۵ ، ۶-۲۰ (پرادیشک سماچار) رات ۸-۴۵ ، ۱۱-۰۵
پنجابی : صبح ۸-۳۰ دوپہر ۱-۴۰ شام ۶-۱۰ (پرادیشک سماچار) شام ۷-۳۰
انگریزی : صبح ۸-۲۰ دوپہر ۱-۰۰ ، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰
اردو : صبح ۸-۵۰ دوپہر ۱-۵۰ رات ۹-۱۵ (خبریں) ۹-۲۵ تبصرہ
روزگار سماچار : شام ۷-۴۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

جالندھر (الف)

صبح

۵-۵۵ وندے ماترم

۶-۰۵ آرادھنا : بھگتی سنگیت

۶-۳۵ موسم اور کھیتی باڑی پروگرام

۶-۴۰ پریچے : پروگراموں کا خلاصہ

۶-۴۵ آسا دی وار (صرف اتوار)

۷-۰۵ امرت بودھ

۷-۱۵ قدم قدم بڑا بڑا (پیر)

۷-۳۰ بھگتی سنگیت

۹-۰۵ سامائکی

دوپہر

۱-۰۵ فوجی بھائیوں کے لیے

۲-۰۰ موسم اور اُنت کھیتی پروگرام

۲-۳۰ سگم سنگیت
ساڈے آس پاس (ہفتہ)

شام

۵-۳۰ گوروانی وچار

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور
پروگراموں کا خلاصہ

۶-۳۰ دیہاتی پروگرام

۷-۴۰ روزگار سماچار

۹-۲۵ اردو میں تبصرہ

جالندھر (ب)

شام

۶-۰۰ یوواوانی

۶-۴۵ یونیورسٹی براڈ کاسٹ

۷-۰۰ پنجابی میں رنگارنگ پروگرام
(دیس پنجاب)

۸-۰۰ اختتام

منگل یکم جون

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۱۵ کویتا پاٹھ (ہندی) از لیشپال دروہی

۷-۳۰ ہری پرساد چورسیہ ، بانسری پر
راگ اہیر للت

۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت

۸-۵۰ گوردیپ سنگھ ، لوک گیت

۹-۱۵ جاگرت

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ بلدیو سنگھ رندھاوا : لوک گیت

۵-۱۵ لال چند یملا جٹ وساتھی
لوک گیت

شام

۷-۴۵ روشن آرا بیگم ، خیال ہنس دھونی

۸-۱۰ غزلیں

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی
سارنگی وادن

بدھ ۲ر جون

صبح

۶-۴۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
بھائی درشن سنگھ کومل وساتھی
لوک گیت

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰ ، رات ۱۰-۳۰
مہندر سنگھ : ٹھمری ، دادرا

۷-۵۰ ، رات ۱۰-۴۵
شرلو کالیکر : خیال گجری توڑی ،
ہنڈول اور سبدھ سنگیت

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۵۰ اکبر علی خاں : لوک گیت

۹-۱۵ رتنیکا تیواڑی ، بھجن

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ رویل سنگھ گابا ، لوک گیت

۵-۰۵ پھلجھڑی

شام

۷-۴۵ قدم قدم بڑا بڑا

۸-۰۰ پنجابی میں تقریر

جمعرات ۳ر جون

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
وزیر چند چترا ، ستار پر راگ اہیر بھیرو
اور پوریا کلیان

۸-۲۰ جاگیر سنگھ طالب ، لوک گیت

۸-۵۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۷-۵۰
اجیت کور ،
شبد ، گیت ، غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ سامتا پرشاد ، طبلہ پر تین تال

۱۲-۳۰ ناری سنسار

۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ بھان سنگھ ماہی ، لوک گیت

۵-۱۵ امرجیت سنگھ گورداسپوری ، لوک گیت
بلدیو سنگھ شوقی ، الغوزہ پر سنگت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ناٹک

جمعہ ۴ جون

صبح

۶-۴۵ ، سہ پہر ۵-۰۵
دیپندر کور ، شبد اور پنجابی گیت

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
کمار گندھرو ، خیال توڑی و دلیسی ترانہ

۸-۳۰ نعتیں

۸-۵۰ ، رات ۱۰-۱۵
برکت سدھو ، صوفیانہ کلام

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۳۰
رام داس ، بھجن اور غزلیں

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ بنارسی پھل ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ بدلتے سندھربھ اور پرانی پرامپرائیں 'پریوار سے پری ویش' ہندی تقریر از کملا کھنہ
۹-۳۰ ہندی ناٹک
۱۰-۳۰ راجن مشرا اور ساجن مشرا خیال جوگ

ہفتہ ۵ جون

صبح

۶-۴۵ بھجن

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
کستوری لال ، وائلن پر راگ جونپوری اور پیلو

۷-۵۰ ایم وائی کاما شاستری ، سازینہ

۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
اوشا رانی ، شبد اور پنجابی گیت

۸-۵۰ پنجابی گیت

دوپہر

۱۲-۱۵ غزلیں
۱۲-۳۰ لوک رنگ
۲-۲۰ ساڈے آس پاس
۵-۱۵ رجنی دیوی ، لوک گیت

شام

۷-۴۵ پنجابی گیت
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی ڈی جی جوگ ، وائلن

اتوار ۶ جون

صبح

۶-۴۵ بھائی بخشیش سنگھ واگی و ساتھی شبد
۷-۱۵ بھجن

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
سویتا دیوی ، ٹھمری ، دادرا

۹-۱۵ بال جگت
۱۰-۰۰ چانن رشماں
۱۰-۲۰ آپ کی فرمائش

دوپہر

۱۲-۱۵ سروپ سنگھ ، پنجابی گیت ، غزل
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ گورچرن سنگھ گوہلواڑ و ساتھی واراں
۵-۰۵ پنجابی گیت
۵-۱۵ گردھاری لال و ساتھی ، بھنڈاں

شام

۷-۴۵ جاگرت
۱۰-۰۰ تند گائن
۱۰-۳۰ استاد فیاض خاں ، گائن

پیر ۷ جون

صبح

۶-۴۵ بھجن
۷-۱۵ قدم قدم پڑا پڑا

۷-۲۰ ، رات ۱۰-۳۰
اشوک رائے ، سرود پر راگ بسنت مکھاری اور کھماج

۸-۲ دیو سنگھ خوش دل ، لوک گیت
۸-۵۰ پنجابی گیت
۹-۱۵ کویتا دمن اور بھیم سین گیت اور غزل

دوپہر

۱۲-۰۰ آپ کی فرمائش
۱۲-۳۰ بھیم سین ، گیت اور غزل
۲-۲ غزلیں
۲-۳۰ کرنیل سنگھ سانگا ، لوک گیت
۵-۰۵ بال واڑی

شام

۷-۴۵ پنجابی گیت
۸-۰۰ سب دھرموں کا سار ۔ مانو کلیان 'عیسائی دھرم' ہندی تقریر از وانی سی مل

۹-۳۰ پنجابی میں ناٹک
۱۰-۱۵ منموہن کور ، لوک گیت
۱۰-۴۵ شوبھا گورتو ، چیتی اور دادرا

منگل ۸ جون

صبح

۶-۴۵ شبد
۷-۳ وناٹیک راؤ پٹوردھن ، خیال دیو گندھار ، ترانہ اساوری اور بھجن بھیروی

۸-۲۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت

۸-۵۰ کلدیپ سنگھ پردیسی ، لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کجھ گلاں کجھ گیت
۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ چندر کانتا کپور ، لوک گیت پالی رام پالی ، ڈھولک سنگت
۵-۰۵ سورن باوا ، لوک گیت

شام

۷-۴۵ پریم سروپ سنگھ ، وچتر وینا پر جلترنگیت
۸-۰۰ اردو تقریر
۹-۳۰ پنجابی میں مذاکرہ
۱۰-۰۰ منگل شبھ ، کرشنا موسیقی رشنا مہ واکر ، گائن

بدھ ۹ جون

صبح

۶-۴۵ [illegible]

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
بہاری لال ، کلارنٹ پر راگ گن کلی اور بھیروی
تلک راج چندیل ، طبلہ سنگت

۷-۴۵ ، رات ۱۰-۳۰
ادیناتھ ، خیال چارو کیشی اور درباری

۸-۱۰ ، دوپہر ۲-۲۰
سوشیل بہل ، بھجن اور غزلیں

۸-۵۰ جگت سنگھ جگا ، لوک گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵
سریندر سنگھ شو و ساتھی ، شبد

دوپہر

۱۲-۳۰ چنگی صحت

۲-۳۰ جیون سنگھ چندن و ساتھی لوک گیت
۵-۰۵ پھلجھڑی

شام

۷-۴۵ قدم قدم پڑا پڑا
۸-۰۰ پنجابی میں تقریر
۹-۳۰ آپکی فرمائش فلمی سنگیت

جمعرات ۱۰ جون

صبح

۶-۴۵ شبد

۷-۳۰ ، دوپہر ۱۲-۰۰
بلبیر سنگھ کلسی ، خیال بلاسخانی توڑی اور شدھ سارنگ

۷-۵۰ جتر لال ، طبلے پر روپک تال
۸-۲۰ گرمیت کور باوا و ساتھی ، لوک گیت

۸-۵۰ ، سہ پہر ۵-۰۵
پنجابی گیت

۹-۱۵ ، دوپہر ۱۲-۱۵ ، شام ۷-۵۰
ارشاد رحمت قوال و ساتھی ، کافیاں

دوپہر

۲-۲۰ غزلیں
۲-۳۰ درشن سنگھ ، لوک گیت
۵-۰۵ نوراں ، لوک گیت

رات

۸-۰۰ پریکل ، ہندی ادبی پروگرام
(۱) ہندی بھاشا کا سرلی کرن ، تقریر از ڈاکٹر دان بہادر سنگھ
(۲) کویتا پاٹھ از شکنتلا شریواستو
(۳) کہانی از سریندر مین
۱۰-۰۰ کوی گوشٹھی
شرکا ، چھیتن احساس ، کملیش اگروال ، کملیش بھارتی ، ترسیم گلراج اور کرشن مدہوش
۱۰-۳۰ لکشمی شنکر ، خیال پوریا کلیان اور ٹھمری پیلو

جمعہ ۱۱ جون

صبح

۶-۴۵ نعتیں

۷-۳۰ ، رات ۱۰-۳۰
جگموہن سہگل ، ستار پر راگ الہیہ بلاول اور جے جے ونتی

۸ - ۴۵ ، رات ۴۵-۱۰
اوپی کپور ، ٹھمری
۸ - ۵۰ محمد تقی قوال اور ساتھی ، صوفیانہ کلام
۹ - ۱۵ ، دوپہر ۱۵-۱۲
چرن لال بھلّہ ، غزلیں

دوپہر
۱۲ - ۰۰ ایرارانے چودھری ، خیال دیسی
۲ - ۲۰ غزلیں
۲ - ۳۰ دلباغ سنگھ مانگٹ اور ساتھی
لوک گیت
۵ - ۰۵ پنجابی گیت
۵ - ۱۵ دھنا سنگھ رنگیلا ، لوک گیت

شام
۷ - ۴۵ چرنجیت کور ، گیت و غزل
۸ - ۰۰ راشٹر ایکتا کے دایک ' التسو ،
تقریر از ڈاکٹر دوارکا دت التک
۹ - ۳۰ ہندی ناٹک
۱۰ - ۱۵ جگموہن کور ، لوک گیت

ہفتہ ۱۲ جون

صبح
۶ - ۴۵ شبد
۷ - ۳۰ ، دوپہر ۰۰-۱۲
شری گریش ، خیال وسنت مکھاری
اور میاں کی سارنگ
۸ - ۵۰ ، سہ پہر ۰۵-۵
پنجابی گیت
۹ - ۱۵ بی ایس نارنگ ، گیت ، غزل

دوپہر
۱۲ - ۱۵ ، شام ۴۵-۷
سیتا کوہلی ، گیت ، غزل
۱۲ - ۳۰ جوگا سنگھ جوگی و ساتھی ، کولیشری
۱۲ - ۴۵ غزلیں
۲ - ۲۰ ساڈے آس پاس
۵ - ۰۵ کرتار سنگھ سمن اور ساتھی ،
وار شہید اودھم سنگھ

رات
۸ - ۰۰ پنجابی میں تقریر
۹ - ۳۰ نیشنل پروگرام ، موسیقی
کنّا کڈی وئیدناتھم ، وائلن

اتوار ۱۳ جون

صبح
۶ - ۴۵ بھائی بخشیش سنگھ راگی اور ساتھی

آسا دی وار
۷ - ۳۰ ، دوپہر ۰۰-۱۲
پروین سلطانہ ، خیال منگل بھیرو
۸ - ۲۰ مسیحی بھجن
۸ - ۵۰ ہندی گیت
۹ - ۱۵ بال جگت
۱۰ - ۰۰ چانن رشماں
۱۰ - ۳۰ آپ کی فرمائش

دوپہر
۱۲ - ۱۵ گوردیپ سنگھ ، گیت اور غزل
۲ - ۲۰ غزلیں
۲ - ۳۰ جسبیر سنگھ خوشدل ، لوک گیت
۵ - ۰۵ پنجابی گیت
۵ - ۱۵ کرتار سنگھ رملا ، لوک گیت

شام
۷ - ۴۵ جاگرت
۸ - ۰۰ شبد گائن
۱۰ - ۳۰ استاد علاؤالدین خاں ، سرود

پیر ۱۴ جون

صبح
۶ - ۴۵ شبد
۷ - ۱۵ قدم قدم پڑ اپڑا
۷ - ۳۰ ، رات ۳۰-۱۰
غلام مصطفےٰ خاں ، خیال ٹوڈی
اور درباری
۸ - ۲۰ پریم پاٹھک ، لوک گیت
۸ - ۵۰ ، شام ۴۵-۷
پنجابی گیت
۹ - ۱۵ جھلکی ، طنز و مزاح

دوپہر
۱۲ - ۰۰ آپکی فرمائش
۱۲ - ۳۰ سیتا کوہلی ، گیت اور غزل
۲ - ۲۰ غزلیں
۲ - ۳۰ سورن لتا ، لوک گیت
۵ - ۰۵ بال واڑی

رات
۸ - ۰۰ ہندی تقریر
۹ - ۳۰ پنجابی ناٹک
۱۰ - ۱۵ جگجیت سنگھ زیروی ، لوک گیت

منگل ۱۵ جون

صبح
۶ - ۴۵ بھجن (آگے صفحہ ۴۷ پر)

روہتک

میڈیم ویو ۴۰۴.۲ میٹر ۷۴۲ کلو ہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ۰۰-۸ دوپہر ۰۵-۱ شام ۰۵-۶ رات ۴۵-۸
انگریزی : صبح ۱۰-۸ دوپہر ۰۰-۱ شام ۰۰-۶ رات ۰۰-۹

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح
۶ - ۲۰ اور ۰۵-۷ شام
بھگتی سنگیت
۶ - ۵۵ کھیتی باڑی
۷ - ۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷ - ۲۵ ڈسٹرکٹ نیوز لیٹر
۷ - ۲۰ لوک سنگیت
(اتوار کو بچوں کیلئے)
۸ - ۴۰ سب رس

دوپہر
۱ - ۱۰ فلمی سنگیت
۱ - ۴۰ اسکول براڈکاسٹ
(سوائے ہفتہ ، اتوار اور تعطیلات)
۲ - ۲۰ لوک سنگیت

شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
۶ - ۱۰ علاقائی لوک سنگیت
(بدھ کو نغمے منے)
۶ - ۳۰ گرامین سنسار
۷ - ۳۰ روزگار سماچار
۹ - ۱۵ ایک فلم سے

منگل یکم جون

صبح
۷ - ۱۰ ، شام ۴۵-۷
ہری پرساد تنور ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۷ - ۳۰ بڑے غلام علی خاں ، کلاسیکی موسیقی
۹ - ۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
وملا ارچینا و ساتھی اور مدن بھارتی
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲ - ۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱ - ۰۰ ورندگان

شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶ - ۱۰ گمراہی گیت
۶ - ۳۰ گرامین سنسار ، پینگھٹ
وملا ارچینا و ساتھی ، لوک گیت
۹ - ۰۰ کلام شاعر
۹ - ۳ شاین رنگھ ، گیت
۹ - ۱۵ ایک فلم سے ' ہندی '
۹ - ۳۰ ہندی میں تبادلہ خیال
۱۰ - ۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۲ جون

صبح
۷ - ۱ طلعت عزیز ، سگم سنگیت
۷ - ۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۷ - ۱۰ ، رات ۰۰-۱۰
غلام مصطفےٰ ، کلاسیکی موسیقی
۹ - ۲۰ ، دوپہر ۲۰-۲
رام لواس شرما اور
شریب لال سانگی و ساتھی ، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲ - ۳ دھرتی کے گیت
۱ - ۰۰ کہانیاں

شام
۵ - ۳۰ یووا سنسار

۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
رام نواس شرما، لوک گیت
۷-۴۵ کمل سدھو، سگم سنگیت
۹-۰۰ ہندی میں تقریر
۹-۰۰ جسپال سنگھ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سسر'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

جمعرات ۳ جون

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سریش جی شری کھانڈے، سگم سنگیت
۷-۲۵ کوروکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
پانڈے رام مستانہ اور مہی پال ناتھ وگشور
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ایک رنگ
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
سرگم
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
بالک منڈلی
۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ شیلا دھر، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا

جمعہ ۴ جون

صبح
۷-۱۰ محمد رفیع، غزلیں
۷-۲۵ مہندر گڑھ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
استاد امیر خاں، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
[illegible] شرما اور
[illegible] لوک سنگیت
۸-۳۰ [illegible]

دوپہر
۱۲-۳۰ [illegible]
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ مارواڑی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
راج کمار شرما، لوک گیت
۷-۴۵ محمد سعید صابری، قوالیاں
۸-۰۰ کھیل جگت
۸-۳۰ جگجیت سنگھ، جیت سنگھ
سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ایک ہی بھول'
۹-۳۰ قوالیاں

ہفتہ ۵ جون

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
احمد حسین، محمد حسین، سگم سنگیت
۷-۲۵ سونی پت ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
چاند سالورے اور تیج رام
لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ بھیر سنیئے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۲۰ اساتذہ کے لئے

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
۱۱، ناٹک
۲۰، چاند سالورے، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ سعید الدین خاں، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'راجپوت'

اتوار ۶ جون

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
بلرام گپتا، سگم سنگیت
۷-۲۵ [illegible] ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ پروین سلطانہ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ بال کنج
۹-۰۵ اس ماہ کا گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۲۰ لکشمن سنگھ اور رمیش کمار
لوک سنگیت

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ مدھیہ پردیش کے گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپ کی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ حسین بخش، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'مغل اعظم'
۹-۳۰ ناٹک
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۷ جون

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵، ۸-۳۰
سیما شرما، سگم سنگیت
۷-۲۰ فرید آباد ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ دیوبرت چودھری، ستار
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
رام کمار، چاند لال، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ بھوجپوری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
رام کمار، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ایک دوجے کیلئے'
۱۰-۰۰ کلاسیکی موسیقی

منگل ۸ جون

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مرغوب حسین، غزلیں
۷-۲۵ روہتک ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ سنگھ بندھو، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
کملا دیوی بڈا اور سنتوش سامیلوال
وساکھی، لوک سنگیت

دوپہر
۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ راجستھانی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار 'بیٹھک'
کملا دیوی بڈا، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ یعقوب علی، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دھواں'
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بدھ ۹ جون

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
روما سین، سگم سنگیت
۷-۲۵ حصار ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بھیم سین جوشی، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
بلوان سنگھ میراثی اور
جمن لال ملک، لوک گیت

دوپہر
۱۲-۳۰ دھرتی کے گیت
۱-۰۰ گسترنیں

شام
۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ ننھے منے
گیت اور کہانی
۶-۳۰ گرامین سنسار
بلوان سنگھ میراثی، لوک سنگیت
۸-۰۰ ہندی میں تقریر
۸-۳۰ طلعت محمود، غزلیں
۹-۱۵ ایک فلم سے 'سلسلہ'
۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے
۱۰-۰۰ کندن لال شرما، کلاسیکی موسیقی

جمعرات ۱۰ جون

صبح
۷-۱۰، شام ۷-۴۵
مدھو بالا بھارگو، سگم سنگیت
۷-۲۵ انبالہ ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ چلتے چلتے
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰

سمیر سنگھ یادو اور
ریتا دو سکھیاں، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ساز اور آواز
۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار

سرگم

۶-۱۰ کشمیری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار

بالک منڈلی

۸-۰۰ گھر آنگن
۸-۳۰ ستیش ببر، سگم سنگیت
۹-۱۵ آپ کا خط ملا
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

جمعہ ۱۱ جون

صبح

۷-۱۰ غلام علی، سگم سنگیت
۷-۲۵ بھوانی ضلع کی چٹھی
۷-۳۰، رات ۱۰-۰۰
دیال سنگھ رانا، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
پیارے لال رائے، نند کشور
لوک سنگیت
۱-۳۰ گاندھی چرچا

دوپہر

۱۲-۳۰ گاتی پنکتی
۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ پنجابی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
پیارے لال رانے، لوک گیت
۷-۴۵ بیگم اختر، غزلیں
۸-۰۰ وگیان کلب
۸-۳۰ سمن کلیانپور، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'دریچے'

ہفتہ ۱۲ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
نیلم ساہنی، سگم سنگیت
۷-۲۵ کرنال ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ بہادر خاں، سرود

۲-۰۰، دوپہر ۲-۲۰
شیلندر لوانگی وسکھیاں اور
ہزاری لال، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ پھر تیلے
۱-۰۰ ورندگان
۱-۴۰ اساتذہ کے لیے

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
گیتوں بھری کہانی
۶-۱۰ ڈوگری گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
شکنتلا ڈانگی وسکھیاں، لوک گیت
۸-۰۰ ہریانہ درشن
۸-۳۰ پریتی چاولہ، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'ستیم، شوم، سندرم'

اتوار ۱۳ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کیلاش ویا، سگم سنگیت
۷-۲۵ گوڑگاؤں ضلع کی چٹھی
۸-۳۰ برج بھوشن کابرہ، کلاسیکی موسیقی
۸-۲ بال کنج
۹-۰۵ اس ماس کا گیت
۱۲-۳۰ ناری جگت
۱-۰۰ کھلا آکاش
۲-۰۰ پریت سنگھ وساتھی اور کشور کمار
لوک سنگیت

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
نوجوانوں کی پسند
خطوں کے جواب
۶-۱۰ بنگالی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
آپکی پسند
۸-۰۰ آج اتوار ہے
۸-۳۰ وندنا واجپائی، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'قرض'
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

پیر ۱۴ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
سپرا بوس، سگم سنگیت
۷-۲۵ جیند ضلع کی چٹھی
۸-۲ پنڈت جسراج، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
منھول سنگھ، ایوب خاں
لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ ملے جلے گانے
۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
۶-۱۰ سندھی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
منھول سنگھ، لوک گیت
۸-۰۰ انگریزی میں تقریر
۸-۳۰ شانتی ہیرانند، سگم سنگیت
۹-۱۵ ایک فلم سے 'بندنی'
۱۰-۰۰ این وی پٹوردھن، کلاسیکی موسیقی

منگل ۱۵ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
کاشمی ناراین پرانس، سگم گیت
۷-۲۵ کورکشیتر ضلع کی چٹھی
۷-۳۰ کشوری امونکر، کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰، دوپہر ۲-۲۰
ششی پتھ ساتھی اور
امل ستہ وساتھی، لوک سنگیت

دوپہر

۱۲-۳۰ لائبریری سے انتخاب
۱-۰۰ ورندگان

شام

۵-۳۰ یووا سنسار
میری پسند
۶-۱۰ ہماچلی گیت
۶-۳۰ گرامین سنسار
یگاحت
ششی پتھ ساتھی، لوک گیت
۸-۰۰ کلام شاعر
۸-۳۰ مکیش، بھجن
۹-۱۵ ایک فلم سے 'جدائی'
۹-۳۰ انگریزی میں تبادلۂ خیال
۱۰-۰۰ پرانی فلموں سے

بقیہ: دہلی

۷-۵۰ سنگم، سندھی گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
اودھی لوک گیت
۳-۱۵، ۴-۲۰
تیاملا زنگھم، بھارتی زنگھم [illegible]
۳-۳۰ کیلاش پوار، ستار

شام

۶-۴۵، ۷-۴۵
[illegible]
[illegible] کافی
۹-۳۰ انگریزی میں پروگرام

منگل ۱۵ جون

صبح

۷-۱۰، شام ۷-۴۵
اشتیاق حسین خاں، گائن
۱۰-۳۰ [illegible] کمار، ستار
۱۱-۲ [illegible] کمار، [illegible]
۱۱-۳۰، رات ۳-۷
[illegible]، سرود
۱۲-۲ لوک بھارتی
گڑھوالی لوک گیت

رات

۸-۰۰ یوگ منڈل
۸-۱۵ [illegible]
۹-۳ [illegible] ناٹک
[illegible]
۱۰-۰۰ [illegible]
ملے جب

صبح

۷-۳۰ سنگیت مدھو
۷-۵۰ سنگم، [illegible] گیت
۹-۱۰ لوک مادھوری
ہماچلی لوک گیت
۳-۱۵، ۴-۲۰
پورن چندر [illegible] بھجن
۳-۳ [illegible] کمار، [illegible]

شام

۶-۴۵، ۷-۴۵
نیلم ساہنی [illegible]
۹-۳ [illegible] انگریزی [illegible]
[illegible]

شملہ

میڈیم ویو ۳۸۷/۰۶ میٹر ۷۷۰ کلوہرٹز

شارٹ ویو ۳۱/۰۹ میٹر ۹۴۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۳۰ تک اور شام ۷-۳۰ کے بعد

۴۹/۸۳ میٹر ۶۰۲۰ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ کے بعد اور شام ۵-۱۵ تک

صبح ۵-۴۵ سے ۷-۳۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز صبح ۷-۴۵ سے ۹-۳۰ اور ۹-۴۵ سے ۴-۴۵

۵-۴۵ اور شام ۵-۰۰ سے ۶-۱۵ تک ۶۰۲۰ کلوہرٹز ۶-۰۰ سے رات ۱۲-۰۰ ۳۲۲۳ کلوہرٹز

خبریں

ھندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۰۰ شام ۵-۰۰، ۶-۰۰ اور رات ۸-۴۵

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ اور رات ۹-۰۰

سنسکرت: صبح ۷-۰۰ اردو: صبح ۸-۵۰

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۱۰ [illegible]

۶-۱۵ کھیتی اور [illegible]

۷-۰۰ پروگراموں کا خلاصہ

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۲۰ [illegible]

۷-۴۸ [illegible]

۹-۰۰ راجیہ کی چٹھی، موسم کا حال

۹-۲ اختتام

دوپہر

۱۱-۰۰ اسکول براڈکاسٹ

۱۱-۱۰ اختتام

۱۰-۱۰ فوجی بھائیوں کے لیے پروگرام

۲-۲۰ [illegible]

۲-۱۰ [illegible]

۳-۰۰ اختتام

شام

۵-۰۰ پہاڑی پروگرام: لاہول سپتی، (اتوار، منگل، جمعہ)

کنر پروگرام (پیر، جمعرات ...)

چمبا پانگی پروگرام (بدھ ...)

۵-۳ کلو پروگرام (اتوار، بدھ)

مہاسوی پروگرام (پیر، جمعہ)

سرموری پروگرام (منگل، ہفتہ)

چنومنو (جمعرات)

۶-۰۰ ضلع کی چٹھی، پہاڑی دھن

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام (اتوار، جمعرات)

منڈیالی پروگرام (پیر، جمعہ)

بلاسپوری پروگرام (منگل، ہفتہ)

خواتین کے لیے (بدھ)

۶-۱۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۶-۲۵ علاقائی خبریں

۷-۰۵ کرشی جگت/دیہاتی ریڈیو گوشٹھی

۷-۲۵ گرامین یووان کے لیے

۸-۰۰ دھارا رے گیت

۱۰-۲ اختتام (ہفتہ، منگل کو ۸-۰۰ ...)

منگل یکم جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ سنگیت

۸-۲۰ سگم سنگیت

۹-۰۵ چسنکا

شام

۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام: خبریں

کچھ ان کے بارے میں

گیت: ایکتا

۵-۳۰ سرموری پروگرام: خبریں

(ریشم کے کیڑے پالیے)

گیت: خواتین اور صحت

۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام: خبریں

خطوں کے جواب: فرمائشی گیت

ترقی کے کام

۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات

۸-۱۵ سگم سنگیت

۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸-۳۰ سب رس

۸-۳۵ وادیہ وِرند

۹-۱۵ تعلیم پر بات چیت

۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت

۹-۴۵ سگم سنگیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ر جون

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۸-۳۵ امر بھارتی

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۵-۰۰ چمبا پانگی پروگرام: خبریں

ادیوگوں کا وکاس: گیت

عورتیں اور گھریلو دستکاری

۵-۳۰ کلوی پروگرام

۶-۱۵ مہلا میلن

خواتین کے لیے پروگرام

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ وِرند

۹-۱۵ گھر آنگن

۹-۳۰ چرچا کا وشیہ ہے

۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر

نئی فلموں سے فرمائشی گانے

جمعرات ۳ر جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ دیش گان

۷-۵۵ سے کی بات

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۵-۰۰ کنری پروگرام

۵-۳۰ چنومنو پروگرام

۶-۱۵ کانگڑی پروگرام

رات

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۵ آپ کا پتر ملا

۹-۳۵ پرادیشک اور لوک سنگیت

کانیشنل پروگرام

جمعہ ۴ر جون

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۲۵ دیش گان

۷-۴۵ ترنگم: گوتیا پاٹھ

۷-۵۵ سے کی بات

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ محفل

دوپہر

۲-۲۰ خواتین کے لیے

شام

۵-۰۰ لاہول سپتی پروگرام

خبریں: گیت

وگیان کی باتیں

۵-۳۰ مہاسوی پروگرام

خبریں: گیت

تپ دق سے بچاؤ: چارے کا بندوبست

۶-۱۵ منڈیالی پروگرام

خبریں: فرمائشی گانے

خطوں کے جواب

اور وکاس کاریہ

۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ وِرند

۹-۳۰ ڈرامہ

۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے فرمائشی گانے

ہفتہ ۵ر جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ گیت

۸-۲۰ سیاحوں کے لیے

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۵-۰۰ چھپا پانگی پروگرام: خبریں
خطوں کے جواب: فرمائشی لوک
گیت اور وکاس کاریہ

۵-۳۰ سرموری پروگرام
خبریں: گیت
اندھ وشواس
ترقی میں رکاوٹ

۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام: خبریں
وگیان سماچار
بچوں کی عادتیں: لوک گیت

۷-۳۵ گیت

۷-۴۰ اساتذہ کے لیے

رات

۸-۱۵ سنگم سنگیت

۸-۲۵ فلمی میوزک

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہم درشن: ہندی میں
علاقائی ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۶ جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ اس ماس کا گیت

۸-۲۰ ریڈیو شروتا کلبوں سے بھینٹ

۸-۲۵ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش

۹-۰۰ لوک روچی سماچار

۹-۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام

۹-۳۰ مانس گان

۹-۴۵ وگیان اور جیون

۱۰-۰۰ یووا وانی

۱۱-۰۰ سم بھاؤنا: بدیسی ڈرامہ
تحریر: ڈاکٹر اوم پرکاس سارسوت

دوپہر

۱۲-۰۰ گیتوں بھری کہانی

۱۲-۳۰ بال گوپال

۳-۰۰ ونیتا منڈل

شام

۵-۰۰ لاہول سپیتی پروگرام
خبریں: وکاس کاریہ
خطوں کے جواب اور
فرمائشی لوک گیت

۷-۳۵ خاندان کی بہبودی پر مبنی
پروگرام

۷-۴۰ اساتذہ کے لیے پروگرام

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۱۵ کہانی

۹-۳۰ گیت پہاڑاں رے
فرمائشی پہاڑی گانوں کا پروگرام

پیر ۷ جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ شبد

۸-۳۵ ساہتیہ ویلا

۹-۰۵ بھولے بسرے گیت

شام

۵-۰۰ کنزی پروگرام

۵-۳۰ مہاسوی پروگرام: خبریں
بھیڑ بکری پالن
بچوں کی تعلیم

۶-۱۵ منڈیالی پروگرام: خبریں
کچھ ان کے بارے میں
جہیز ایک برا رواج

رات

۸-۱۵ نیوز ریل اسپورٹس

۸-۳۰ دلیش گان

۹-۱۵ گول میز

۹-۳۰ ہندی میں بات چیت

۹-۴۵ سنگم سنگیت

۱۰-۰۵ نیشنل پروگرام
انگریزی میں فیچر

منگل ۸ جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ سنگیت

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۳۰ سنگم سنگیت

۸-۳۵ پرادیشک سنگیت

۹-۰۵ چیتنکا

شام

۵-۰۰ لاہول سپیتی پروگرام: خبریں
گاؤں کی ترقی کی اسکیمیں
سکھی کنبہ

۵-۳۰ سرموری پروگرام: خبریں
ہمارے پانی پینے کی اسکیمیں
گیت

۶-۱۵ بلاسپوری پروگرام
خبریں: ملاوٹ ایک اپرادھ
بڑھتی آبادی

۷-۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی

رات

۸-۱۵ سنگم سنگیت

۸-۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام

۸-۳۰ سب رس

۹-۱۵ وگیان جگت

۹-۳۰ انگریزی میں بات چیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ جون

صبح

۷-۱۰ کرناٹک سنگیت

۷-۴۰ جیون جیوتی

۸-۲۰ ہلکی کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ ایک فلم کے گیت

شام

۵-۰۰ چھپا پانگی پروگرام: خبریں
گرام وکاس اور یووا
بال وواہ ترقی میں رکاوٹ

۶-۱۵ مہلا سمیلن
خواتین کے لیے پروگرام

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سنگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ جھلکی

۹-۳۰ جبر کا دشیہ ہے

۱۰-۰۰ آپ کے انورودھ پر فلموں
سے فرمائشی گانے

جمعرات ۱۰ جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ دیش گان

۸-۲۰ پنجابی گیت

۸-۳۵ ریڈیو ڈاکٹر: بات چیت

۹-۰۵ ایک کلاکار

شام

۵-۳۰ چنتو منتو

۸-۱۵ غزلیں

۸-۲۵ بھگتی سنگیت

۹-۱۵ آپ کا پتر ملا

۹-۳۰ فیچروں کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۱۱ جون

صبح

۷-۱۰ پرارتھنا سبھا

۷-۲۵ دیش گان

۷-۳۰ ترنگ: کویتا پاٹھ

۷-۵۵ سمے کی بات

۸-۲۰ سنگم سنگیت

۸-۳۵ کلاسیکی موسیقی

۹-۰۵ محفل

دوپہر

۲-۳۰ خواتین کے لیے پروگرام

شام

۵-۰۰ لاہول سپیتی پروگرام
خبریں: وکاس یوجنائیں

۵-۳۰ مہاسوی پروگرام
خبریں: گرام وکاس
پریوار نیوجن

۶-۱۵ منڈیالی پروگرام
خبریں: وگیان
عورتیں اور گھریلو دستکاری

۷-۰۵ دیہاتی ریڈیو گوشٹھی

رات

۸-۱۵ سماچار درشن

۸-۲۵ سنگم سنگیت

۸-۳۵ وادیہ ورند

۹-۱۵ ہندی میں تقریر

۹-۳۰ ڈرامہ "پیاسے پتھر"

۱۰-۰۰ من بھاون: پرانی فلموں سے
فرمائشی گانے

ہفتہ ۱۲ جون

صبح

۷-۱۰ کلاسیکی موسیقی

۷-۴۰ گیت

۸-۲۰ سیاحوں کے لیے

۸-۳۰ انگریزی سبق

۹-۰۵ رس دھارا

شام

۵-۰۰ چھپا پانگی پروگرام: خبریں
وگیان سماچار
صحت کے بارے میں بات چیت

۵ - ۳۰ سروری پروگرام : خبریں
خطوں کے جواب
فرمائشی گیت اور وکاس کاریہ
۶ - ۱۵ بلاسپوری پروگرام
خبریں : صحت کے بارے میں
بات چیت
۷ - ۳۵ گیت
۷ - ۴۰ اساتذہ کے لیے
رات
۸ - ۱۵ سگم سنگیت
۸ - ۲۵ فلمی میوزک
۹ - ۱۵ ہم درشن : ہمہ گیر علاقائی
ریڈیو نیوز ریل

اتوار ۱۳ جون

صبح
۷ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ - ۴۰ اس ماس کا گیت
۸ - ۲۰ ریڈیو شرونا کلبوں سے بھینٹ
۸ - ۲۵ آپ کی چٹھی آپ کی فرمائش
۹ - ۰۵ پہاڑی دھن
۹ - ۱۰ لوک روچی سماچار
۹ - ۱۵ ان دنوں
بھینٹ وارتاؤں پر مبنی پروگرام
۹ - ۳۰ مانس پاٹھ
۹ - ۴۵ وگیان اور جیون
۱۰ - ۰۰ یووا وانی
۱۱ - ۰۰ ہندی ڈرامہ
۱۲ - ۰۰ گیتوں بھری کہانی
۱۲ - ۳۰ بال گوپال
۳ - ۰۰ خواتین کے لیے پروگرام
شام
۵ - ۰۰ لاہول سپیتی پروگرام
خبریں : فرمائشی گانے
خطوں کے جواب
۷ - ۳۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
رات
۸ - ۱۵ سماچار درشن
۸ - ۲۵ کلاسیکی موسیقی
۹ - ۱۵ بک ریویو
۹ - ۳۰ گیت پہاڑا رے
فرمائشی پہاڑی گانوں
کا پروگرام

پیر ۱۴ جون

صبح ۷ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ - ۴۰ جیون جیوتی
۸ - ۳۰ شبد
۸ - ۳۵ ساہتیہ ویلا
۹ - ۰۵ بھولے بسرے گیت
شام
۵ - ۰۰ کنٹری پروگرام
۵ - ۳۰ مہاسوی پروگرام
خبریں : کہانی
کچھ ان کے بارے میں
۶ - ۱۵ منڈیالی پروگرام : خبریں
صحت کے بارے میں بات چیت
باغوانی کے ضروری کام
رات
۸ - ۱۵ سماچار درشن
۸ - ۲۵ دیش گان
۹ - ۱۵ گول میز
۹ - ۳۰ ہندی میں بات چیت
۹ - ۴۵ سگم سنگیت
۱۰ - ۰۰ نیشنل پروگرام

منگل ۱۵ جون

صبح
۷ - ۱۰ کلاسیکی موسیقی
۷ - ۴۰ سنکمت
۷ - ۵۵ سمے کی بات
۸ - ۲۰ سگم سنگیت
۸ - ۳۵ علاقائی سنگیت
۹ - ۰۵ جیسنکا
شام
۵ - ۰۰ لاہول سپیتی پروگرام : خبریں
لوک کتھا : گیت : دیش پیار
۵ - ۳۰ سروری پروگرام
خبریں : کسان سے بھینٹ
وگیان کی کرتی کو دین
۶ - ۱۵ بلاسپوری پروگرام
خبریں : خطوں کے جواب
فرمائشی گیت
وکاس کاریہ
۷ - ۰۵ ریڈیو دیہاتی گوشٹھی
رات
۸ - ۱۵ سگم سنگیت
۸ - ۲۵ خاندان کی بہبودی کا پروگرام
۸ - ۳۰ سب رس
۹ - ۱۵ ہماری وکاس یاترا
۹ - ۳۰ ہندی میں بات چیت
۱۰ - ۰۰ منگل شب کی محفلِ موسیقی

حیدرآباد

۴۰۶/۵ میٹر ۷۳۸ کلوہرٹز   ۲۵۶/۴ میٹر ۱۱۷۰ کلوہرٹز

منگل یکم جون

صبح
۸ - ۲۵ یووا وانی
تقریر
شام
۵ - ۳۰ ترنگ : ادبی میگزین
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
از مرزا ہادی رسوا
(۲) صنعتی مزدوروں کے لیئے
(۳) مزاحیہ کلام از ظہیر پرویز
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۲ جون

صبح
۹ - ۲۵ یووا وانی
فن اور شخصیت (انٹرویو پر مبنی)
دوپہر
۲ - ۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵ - ۳۰ ترنگ : دیہاتی پروگرام
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
از مرزا ہادی رسوا
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل ہنسیں ہفتہ وار مزاحیہ پروگرام
پیشکش : اظہر افسر
(۴) رباعی کا فن، تقریر از قدر عریضی
(۵) غزلیں

جمعرات ۳ جون

صبح
۸ - ۲۵ یونیورسٹی طلبا کے لیئے
دوپہر
۲ - ۳۰ اسکول طلبا کیلئے
شام
۵ - ۳۰ میری پسند : فلمی گانے
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
از مرزا ہادی رسوا
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند : فلمی گانے
(۴) اردو میں مزاح، تقریر از
رشید عبدالسمیع جلیل

جمعہ ۴ جون

صبح
۶ - ۳۰ الشور اللہ
قرأت کلام پاک، محمد عبداللہ کلیمی
نعت شریف
۹ - ۳۰ یووا وانی - تقریر
شام
۵ - ۳۰ ترنگ
سائنس میگزین
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
از مرزا ہادی رسوا
(۲) اس ہفتہ کی ڈائری از حسن حیات
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
(۴) قوالیاں

ہفتہ ۵ جون

صبح
۸ - ۲۵ یووا وانی
فلمی قوالیاں
شام
۵ - ۳۰ ترنگ
ڈرامہ
۹ - ۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا 'شریف زادہ'
از مرزا ہادی رسوا
(۲) افکارِ عالیہ 'حسرت موہانی'
تقریر از سعادت قدیر
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۶ رجون

صبح

۸-۲۰ یووا وانی "گلدستہ"
پیشکش: عطیہ بدر

۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے
(۱) میری سہیلیوں کے فیشن
تقریر از نسیم تراب
(۲) ہمارے مشغلے، تقریر از نیلوفر
(۳) ڈھولک کے گیت
(۴) خطوں کے جواب

شام

۵-۳۰ ترنگ
نوجوانوں کیلئے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ڈرامہ
(۲) غزلیں

پیر ۷ رجون

صبح

۸-۲۰ یووا وانی
نغموں کی دنیا

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) ہم آپ اور وہ: "ٹیبل ٹینس کا موقف"
میر قاسم علی سے گفتگو
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
نعیم راہی اور سرور ہاشمی
(۴) غزلیں

منگل ۸ رجون

صبح

۸-۲۵ یووا وانی "تقریر"

شام

۵-۳۰ ترنگ
ادبی میگزین "آہنگ"

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) "میں ایک ادیب ہوں"
مزاحیہ خاکہ از صادق نوید
(۴) ڈھولک کے گیت

بدھ ۹ رجون

صبح

۸-۲۵ یووا وانی
"فن اور شخصیت" انٹرویو پر مبنی

دوپہر

۲-۳۰ اسکول طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ "ورائٹی پروگرام"

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) خطوں کے جواب
(۳) آؤ مل بیٹھیں
(۴) واپسی (نئی کہانی) از جلیل لامت
(۵) غزلیں

جمعرات ۱۰ رجون

صبح

۶-۲۵ یونیورسٹی طلبا کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
"میری پسند" فلمی نغموں پر مبنی

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) اپنی نگری اپنے لوگ
(۳) آپ کی پسند: فلمی گانے
(۴) سائنس کی دنیا
"یونانی دواؤں کا استعمال"
تقریر از حکیم محمود خاں محوی

جمعہ ۱۱ رجون

صبح

۶-۲۰ الیشور اللہ
قرات کلام پاک: محمد یوسف
نعت شریف: سید شرف الدین حسین

۸-۲۰ یووا وانی تقریر

شام

۵-۳۰ ترنگ
سائنس میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) اس ہفتے کی ڈائری جیا صدیقی
(۳) ڈاکٹر سے ملاقات
"کمر کا درد اور اس کے اسباب"
ڈاکٹر خالد صدیقی سے گفتگو
(۴) قوالیاں

بیکانیر

۲۱۵ء۰ میٹر ۱۳۹۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

۶-۳۵ بھگتی سنگیت
۷-۰۵ پروگرام کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی (سوائے اتوار)
۷-۲۰ مانس گان

دوپہر

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)

۶-۰۰ مقامی اطلاعات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال

۰۰-۳۰ کرشکوں کے لیے
۰۰-۰۰ کھادا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)

ہفتہ ۱۲ رجون

صبح

۶-۲۵ یووا وانی
فلمی قوالیاں

شام

۵-۳۰ ترنگ ڈرامہ

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) نوک ناخن
(۳) لطیفے ہی لطیفے
(۴) گیت اور غزلیں

اتوار ۱۳ رجون

صبح

۶-۲۵ یووا وانی
گلدستہ: پیشکش عطیہ بدر

۹-۳۰ بچوں کیلئے

دوپہر

۲-۳۰ بہنوں کیلئے

شام

۵-۳۰ ترنگ
نوجوانوں کا پروگرام

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ڈرامہ (۲) غزلیں

پیر ۱۴ رجون

صبح

۶-۲۰ یووا وانی
نغموں کی دنیا

شام

۵-۳۰ ترنگ
(۱) کھیلوں پر تبصرہ
(۲) خطوں کے جواب
(۳) فلمی گانے

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) ہم آپ اور وہ: [illegible] فنکار
(۳) کلام شاعر بزبان شاعر
شاد تمکنت
(۴) غزلیں

منگل ۱۵ رجون

صبح

۶-۲۵ یووا وانی "تقریر"

شام

۵-۳۰ ترنگ: ادبی میگزین

۹-۳۰ نیرنگ
(۱) ناولوں کی دنیا "شریف زادہ"
(۲) صنعتی مزدوروں کیلئے
(۳) ہمعصر زمانہ، افسانہ از
جاوید لطیفی
(۴) ڈھولک کے گیت

جے پور، اجمیر

جے پور (الف) ۳۰۲۰۲۰۲ میٹر ۱۰۰۲ جے پور (ب) ۳۳۰۴۰۳۳ میٹر ۹۲۹ کلوہرٹز
اجمیر ۲۰۹/۴۹ میٹر ۱۰۰۳ کلوہرٹز

خبریں

ہندی: صبح ۸-۰۰ دوپہر ۱-۰۵، ۲-۱۰، ۲-۴۵ شام ۶-۰۵ رات ۸-۴۵

(پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۵ پر) انگریزی: صبح ۸-۱۰

دوپہر ۱-۰۰، ۲-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰ (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار ۱۱-۰۰ پر)

صوبائی (ہندی): صبح ۹-۰۵ شام ۷-۰۵ (راجستھانی): شام ۷-۱۵

سندھی: صبح ۸-۴۰، شام ۶-۱۵ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ شام ۶-۱۰

سماچار پتر (ہندی): صبح ۹-۰۰

روزانہ نشر ہونے والے پروگرام

صبح

۶-۳ منگل دھونی: وندے ماترم

۶-۳۰ وندنا

۷-۰۰ روپ ریکھا اور موسم

۷-۱ کرساں ری بات: بازار بھاؤ (روزانہ)

۷-۲ رامائن پاٹھ

۷-۳ سامائیکی

۸-۵ رس دھارا (سوائے اتوار)

سورگنگا (اتوار)

۱۰-۱۷ اختتام (سوائے ہفتہ، اتوار)

(ہفتہ کو ۹-۵۰ اور اتوار ۱۰-۳۰، ۱۱-۰۰)

دوپہر

۱-۵۰ کرشی لوک اور موسم (سوائے اتوار)

۳-۱۰ اختتام

شام

۵-۰۵ یوواوانی (نوجوانوں کے لیے پروگرام)

۶-۰۰ مقامی اعلانات اور پروگراموں کا خلاصہ

۶-۲۵ ضلع کی چھٹی

۶-۳۰ کرشکوں کیلئے (کسانوں کے لیے پروگرام)

رات

۱۰-۳۰ اختتام (بدھ، جمعرات، جمعہ)

۱۱-۱۰ اختتام (پیر، منگل، ہفتہ، اتوار)

منگل یکم جون

صبح

۷-۳ ایل کے پنڈت: خیال

۹-۲ شیپا بنرجی: گیت

رات

۹-۳ سندھی پروگرام
بھارت کی آبنتر کش اڑان
تقریر: گھنشیام کیسوانی
سنگیت

۱۰-۰۰ نصیر خاں: سارنگی

بدھ ۲ جون

صبح

۷-۳۰ روی موہن بھٹ: وائلن

۸-۳۰ رمن شرما: گیت

۹-۲۰ رام چندر گوئیل: بھجن

شام

۵-۰۵ جن سنکھیا وردی اور ہمارا
بھوشیہ: تقریر
ارون کوکلیا

۶-۳۰ سندھی کہانی اور سنگیت
از پشپا منوانی

۸-۰۰ پریوار اور ہمارا سواستھ
تقریر: ایم کے شرما

۹-۱۵ راجستھان میں
بالکاؤں کی شکشا
تقریر:
تیج کرن ڈونڈیا

جمعرات ۳ جون

صبح

۷-۳۰ پروین سلطانہ: خیال

۸-۲۰ ہماری بھاشائیں اور
ان کی ساہتیہ کی پرم پرائیں
تمل: تقریر

۹-۲۰ نارائن گل گاؤنکر: بھجن

رات

۹-۱۵ ہماری ارتھ ویوستھا اور
جمع خوری
تقریر از ایم سی گپتا

جمعہ ۴ جون

صبح

۷-۳۰ لکشمی شنکر
خیال اور ٹھمری

۹-۲۰ بدھ کرشنا داس: بھجن

دوپہر

۱-۳۰ بنسی گوئل شاستری
جلترنگ

رات

۸-۰۰ کہانی: شانتی چوہان

ہفتہ ۵ جون

صبح

۷-۳۰ ارملا داس گپتا
شاستریہ سنگیت

۸-۲۰ بھارتیہ سنسکرت کے آدھار
تتیہ اور کل
تقریر: سوامی آتمانند

دوپہر

۱-۳۰ پرتاپ سنگھ چوہان
ستار

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام
جدید اردو ادب
تقریر: محمد صاحب
تندرستی ہزار نعمت ہے!
امین خاں امین

۸-۱۶ وشو پریاورن دیوس
تقریر: پی سی کھنہ

اتوار ۶ جون

صبح

۷-۳۰ کویری کار
خیال

۱۰-۰۰ سندھی فلم اور سگم سنگیت

رات

۸-۰۰ نیشن آن دی مارچ
ان ٹیگریٹیڈ ڈولپمنٹ
انگریزی تقریر
موہن مکرجی

۱۰-۰۰ مرو دھارا میگزین پروگرام
نئی کویتا میں ساماجک
اتروانی تو
پی سی گوسوامی
کہانی از ڈاکٹر رادھے شام کوشک
کویتا پاٹھ از د جیندر

پیر ۷ جون

صبح

۷-۳۰ جگدیش پرشاد پنڈت
خیال

دوپہر

۱-۳۰ امرت حسین خاں: ستار

شام

۶-۳۰ کارخانوں میں سرکشا نیموں
کا پالن اور شرم سماچار
تقریر: پی ڈی ڈانڈیا

۸-۰۰ کویتا پاٹھ
رادھا موہن چترویدی

۱۰-۰۰ ہیرا دیوی مشرا اور شوبھا گرٹو
ٹھمری اور دادرا

منگل ۸ جون

صبح

۷-۳۰ بی اے گڈکر: بانسری

۹-۲۰ رجنی پانڈے: گیت

رات

۱۰-۰۰ رنجنا دھار واڈکر: گائن

بدھ ۹ جون

صبح

۷-۳۰ بد دتیہ مکرجی: ستار

۸-۳۰ پریم دیو: غزلیں

شام

۶-۳۰ سندھی پروگرام
بچوں کے لیے

رات

۹-۱۶ پراکرتی اور ہمارا جیون

آواز

تقریر: اشوک دوبے

۹-۳۰ بھارت میں ایشیائی کھیلوں کے آیوجن سے کیا ہمارا کھیلوں کا ستر بڑھے گا
پری چرچا
گنیش سنگھ: ایم ایل جدام
محمد یاسین اور ریونڈ کری

جمعرات ۱۰ جون

صبح

۷-۳۰ نیاز احمد اور فیاض احمد خاں: گائن
۷-۵۰ سنسکرت کے نیتی کاویہ کو ملیہ شاستر
تقریر از ڈاکٹر اندوشیکھر
۸-۲۱ ہندی لیکھان کی نئی دشائیں اپنیاس
تقریر از جے سی جوشی

رات

۹-۱۶ ہماری ارتھ ویوستھا اور کر چوری
تقریر از بی ایم اگروال
۱۰-۳۰ غلام مصطفےٰ خاں: خیال

جمعہ ۱۱ جون

صبح

۷-۳۰ شری کانت بارکرے: خیال
۹-۲۰ شرد شیلنگ: گیت

دوپہر

۱-۳۰ عبدالحمید: ٹھمری اور دادرا

رات

۸-۰۰ کہانی: سنیتا رانکا

ہفتہ ۱۲ جون

صبح

۷-۳۰ جے کمار چنوار: وائلن
۸-۲۱ راجستھان میں پراتتو کی کھوج
جودھپور تانبیری
تقریر: وجے کمار

رات

۸-۰۰ اردو پروگرام
نئے سنگ میل: نئے امکانات
تعلیم: حمید اللہ
کہانی: حبیب کیفی
۸-۱۶ کاشتکار کی سمسیائیں

تقریر از رمیش بھاٹیہ
۹-۳۰ کوناکدری وید ناتھن
وائلن

اتوار ۱۳ جون

صبح

۷-۳۰ دیوی پرشاد چٹرجی
ستار
۸-۲۱ سگم سنگیت کا وشیش پروگرام
سور گنگا
۱۰-۰۰ سندھی پروگرام
کوی گوشٹھی
آشا درگا پوری بہت سیا
لکشمن نردوش اور
سندھو بھارتی

رات

۸-۰۰ بینک ان دی سروس آف دی نیشن
انگریزی تقریر از رتن کے کپور
۱۰-۰۰ محمد سعید صابری اور ساتھی
قوالیاں

پیر ۱۴ جون

صبح

۷-۳۰ ودھیادھر ویاس: خیال

دوپہر

۱-۳۰ علی اکبر خاں: سرود

رات

۸-۰۰ کمار شو: کاویہ پاٹھ

منگل ۱۵ جون

صبح

۷-۳۰ بھیکو بائی بھاؤسار: خیال
۹-۲۰ کیسری لال گندھرو: بھجن

رات

۹-۳۰ سندھی پروگرام
۱۰-۰۰ رابندر گرنڈ: بانسری

اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے

جودھپور

جودھپور ۶۴۳ء۵ میٹر ۵۳۱ کلو ہرٹز ۷۶ء۲۵ میٹر ۱۱۹۰ کلو ہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۱ استھائی سنگیت گیت

دوپہر

۱۲-۳ فلمی گیت (سوائے اتوار)
۱ موسیقی سیقی
(سوائے منگل جمعرات)
اتوار کو فلمی گیت
۱-۵ راجستھانی لوک گیت
(سوائے اتوار)
۵-۵ یووا وانی

یووا ترنگ اور دراثی پروگرام
(منگل جمعہ)
۳-۵ یوترنگ
فلم سنگیت پرمی
(اتوار)
۶-۲۵ آس پاس (اتوار)
یووس سوچنائیں (پیر جمعہ)
لوک گنگا (منگل)
تارا اسکر (جمعہ)
گیان وردھان جمعرات

سامعیں ڈائجسٹ (بدھ)
۳-۶ سرحدی علاقوں میں رہنے والے سامعین کیلئے خاص پروگرام
۲۵-۸ ایک کلاکار
۵-۹ تقریر (ہندی / انگریزی)
(منگل جمعرات)
لے بجے گائے (بدھ او جمعہ)
علموں کے خواب (بدھ)
۱- سہا گیت
(راسدی او تمیسری جمعرات)

اودے پور

اودے پور: ۶۷ء۲۶۶ میٹر ۱۱۲۵ کلوہرٹز

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

صبح

۶-۳۸ منگل ... نت
۷-۰۵ پروگراموں کا خلاصہ
۷-۱۰ کھیتی باڑی
۷-۲۰ الیس دان
۷-۳۰ سنگیت سریتا
۷-۴۰ فلمی سنگیت
۹-۱۰ سگم سنگیت (سوائے اتوار)

دوپہر

۱۲-۳۰ فلمی گیت (سوائے اتوار)

۱-۴۰ کرشی لوک (سوائے اتوار)
۱-۵۰ لوک سنگیت
۵-۰۵ یووا وانی
۶-۰۰ مقامی اعلانات
پروگراموں کا خلاصہ
موسم کا حال
۷-۲۰ کرشکوں کے لیے
۸-۰۰ کھلا آکاش
(سوائے ہفتہ اور اتوار)
۸-۲۵ فلمی گیت

بقیہ:- جالندھر چنڈی گڑھ

۷-۳۰ ایم آر گوتم: خیال جونپوری
۷-۲۰ سپہر ۵-۰۵
پنجابی گیت
۹-۵۰ نریندر بیبا: لوک گیت
۹-۱۵ جاگرت

دوپہر

۱۲-۰۰ کچھ گلاں کچھ گیت
۲-۲۰ غزلیں

۲-۳۰ کاونت سنگھ بیدی: لوک گیت
۵-۱۵ غم دور سنگھ امن اور ساتھی
لوک گیت

شام

۷-۴۵ کنتوری اوسنکر: خیال بھوپ
۹-۰۰ اردو میں تقریر
۱۰-۰۰ منگل تمبے کی محفل موسیقی
رویندر گرمور: بانسری

اورنگ آباد، پربھنی

اورنگ آباد : ۱۹۷/۲ میٹر ـ ۱۵۲۱ کلو ہرٹز　　پربھنی : ۲۲۹/۹ میٹر ـ ۱۳۰۵ کلو ہرٹز

خبریں

روزانہ نشر ہونیوالے پروگرام

منگل یکم جون

صبح

۷-۱۵ نیاز احمد : خیال

شام

۶-۱۵ لوک سنگیت

۹-۳۰ مراٹھی فیچر

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۲ جون

صبح

۸-۴۰ بڑے غلام علی خاں : ٹھمری/دادرا

۱-۰۰ خیال

رات

۹-۳۰ ادبی پروگرام (مراٹھی)

۱۰-۰۰ فرمائشی پروگرام

جمعرات ۳ جون

صبح

۷-۱۵ یشونت جوشی : سبد ھ سنگیت

۸-۴۰ نکھل بنرجی : ستار

۱-۰۰ ایم آر گوتم : خیال

رات

۹-۳۰ علاقائی موسیقی کا نیشنل پروگرام

جمعہ ۴ جون

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

۸-۴۰ اسٹیج گیت : کوئیکر

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے (مراٹھی)

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر

۹-۳۰ مراٹھی ڈرامہ

ھفتہ ۵ جون

صبح

۸-۴۰ سور شلپ

دوپہر

۱۲-۳۰ حسین برادرس : غزلیں

۱-۰۰ راجکمار اونالے : ٹھمری

رات

۹-۳۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۶ جون

صبح

۷-۱۵ بھیم سین جوشی : خیال

۹-۰۵ بچوں کے لیے (مراٹھی)

"آدرش بندھو پریم، "آکتا میڈھا"،
سٹیٹ کالیکر اور واچن
چھٹیوں میں کیا کریں : مطالعہ)

۹-۴۰ ہندی پروگرام
"اُدھنک ہندی ساہتیہ میں استھان
کے پریوگ"
تقریر از ڈاکٹر بی ایچ راجوکر

دوپہر

۱-۰۰ بزم خواتین (مراٹھی)
"ایک ماں کے تجربات" ملاقات

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے
سلسلہ وار پروگرام
"آو تی بھاوتی" (مراٹھی)
تحریر : سادھنا کوٹھاڑکر

۶-۱۵ کرتن
از وامن پر ہلاد شاستری

۸-۱۵ فیسٹول آف انڈیا ان یو۔ کے

۸-۳۰ خطوط کے جوابات (مراٹھی)

۹-۳۰ اسٹیج گیت

پیر ۷ جون

صبح

۶-۵۰ بھگتی گیت از دیپا کالے

۸-۴۰ اسٹیج گیت

دوپہر

۱-۰۰ گرجا دیوی : ٹھمری

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے (مراٹھی)
وادیہ سنگیت : ایس جے توڑکر

۶-۱۵ مانک سابڑے : لوک سنگیت

۶-۳۰ دیہی لوگوں کے لیے (مراٹھی)
"جین دھرم" : تقریر

۸-۱۵ سائنس پروگرام (مراٹھی)
از مالوندر کاچوڑے

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : تقریر

منگل ۸ جون

صبح

۷-۱۵ گجندر بخشی : خیال

۸-۴۰ وجیالکشمی برجے : سگم سنگیت

دوپہر

۱-۰۰ سرُدُول سنگھ : طبلہ سولو

شام

۶-۱۵ سنت رام سنسارے
لوک سنگیت

۶-۳۰ دیہی لوگوں کے لیے (مراٹھی)
"سنتاں جی اور گھ
سنت نرہری سونار

۸-۱۵ "منہ پڑھلے سپنا"
مراٹھی میں تقریر
چندر کانت بھالے راؤ

۹-۳۰ سائنس میگزین پروگرام
شرکاء : ڈاکٹر وسنت راؤ کچھے
پربھاکر پوہے کر اور
ڈاکٹر آر سی جوشی (مراٹھی)

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

بدھ ۹ جون

صبح

۷-۱۵ شیوکمار شرما ہسنطور وادن

۸-۴۰ نزاکت علی، سلامت علی
ٹھمری اور دادرا

دوپہر

۱-۰۰ سندھ پٹنائک : خیال

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے (مراٹھی)
"آروگیہ سینوا" پروگرام

۸-۱۵ رول آف اسپورٹس اِن
پروموٹینگ گڈول اینڈ
انڈر اسٹینڈنگ
انگریزی میں تقریر

۹-۳۰ فیچر (مراٹھی)
"بھارو ترآنی گورُنی
تحریر : ڈاکٹر پربھاکر ماندے

۱۰-۰۰ آپلی آوڑ (مراٹھی)

جمعرات ۱۰ جون

صبح

۷-۱۵ کے جی گنڈے
سبدھ سنگیت

۷-۳۰ "مذہبی عقائد اور وطن پرستی"
تقریر از پروفیسر محمد عبدالوہاب

دوپہر

۱-۰۰ منور علی خاں : خیال

شام

۶-۱۵ ولاس نیورُتی ستار
لوک سنگیت

۸-۱۵ نیوز ریل (مراٹھی)

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی میں فیچر

۱۰-۰۰ ملک ارجن منصور : خیال

جمعہ ۱۱ جون

صبح

۷-۱۵ گاندھی وندنا

۷-۳۰ کلام شاعر : مقتدر نجم
اکبر الہ آبادی کی طنزیہ اور

ظریفانہ شاعری
تقریر از ڈاکٹر ثاقب انور

دوپہر

۱-۰۰ اور رات ۱۰-۰۰ این راجم : وائلن وادن

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے (مراٹھی)
کلام شاعر : ودیا ساگر
پائنگاؤنکر اور ولاس پاٹل

۷-۳۰ شینگاریاں ساتھی
"آیچے گھر آیچے شیوار" (مراٹھی)

۸-۱۵ کتاب کی چھاپا
(مراٹھی میں تقریر)

ہفتہ ۱۲ جون

صبح

۷-۱۵ گمبھیر راؤ جادھو
لوک سنگیت

۷-۳۰ "سماج کی تبدیلی میں طلبا کا حصّہ"
تقریر از سید ظہیر علی
افسانہ : از وجاہت قریشی

۸-۴۰ سور شلپ
موسیقی کا پروگرام

دوپہر

۱-۰۰ مہاسنی کورٹکر : ٹھمری اور دادرا

رات

۸-۱۵ سلسلہ وار پروگرام
اون ہاؤس
تحریر : شنتی کلا چاپھےکر

۱۰-۰۰ موسیقی کا نیشنل پروگرام

اتوار ۱۳ جون

صبح

۷-۱۵ جتیندر ابھیشکی : خیال

۹-۰۵ مختلف پروگرام : بچوں کے لیے

۹-۴۰ کبیر کا دیا میں سنبھاؤ
نیپھر (ہندی)

دوپہر

۱-۰۰ عورتوں کے لیے
مراٹھی میں پروگرام : فیچر

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے
مراٹھی میں پروگرام : فیچر
از سادھنا کوٹھارکر

۶-۱۵ کیرتن : ایس کوانکر

۸-۳۰ خطوں کے جوابات

پیر ۱۴ جون

صبح

۷-۱۵ چتی بابو : وینا

۸-۴۰
شبدہ گندھا : از بی جی ہرسوکر

دوپہر

۱-۰۰ آشا لتا کبکر : خیال

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے
مراٹھی میں پروگرام از
بھاونا کولیکر

۸-۱۵ سائنس فکشن (مراٹھی)
ڈاکٹر شرد

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : ہندی میں تقریر

منگل ۱۵ جون

صبح

۷-۱۵ بسوراج راج گرو : خیال

۸-۴۰ اسٹیج گیت
پردیپ کورکر

شام

۵-۳۰ نوجوانوں کے لیے
تقریر از ایس ایس ڈھانڈے

۸-۱۵ مراٹھی میں تقریر
از ڈاکٹر بھگوان داس ورما

۹-۳۰ اپنی دھرتی اپنا دیش
مراٹھی میں فیچر
از ڈاکٹر اندرا پوار

بھوپال، رائپور، گوالیار، جبلپور

بھوپال الف ۲/۲ ۲میٹر ۱۵ ۱۳ کلوہرٹز   بھوپال ب ۲۲۳/۳ میٹر ۱۳۳۳ کلوہرٹز

صبح ۵-۴۵ سے ۵-۴۵ ۔ ۔ ۴۹۹۰ کلوہرٹز

صبح ۱۰-۳۰ تا ۲-۰۰، ۹-۴۵ - ۹
صبح ۹-۴۵ تا ۵-۱۵، ۴۵/۵ شام } ۱۸۰ کلوہرٹز

شام ۵-۳۰ سے ۱۲-۰۰ رات ۳۳۱۵۰ کلوہرٹز

رائپور ۵/۹ ۳ میٹر ۹۱ ۹ کلوہرٹز   گوالیار ۲/۲۱۶ میٹر ۱۳۹۶ کلوہرٹز

جبلپور ۲/۲۵۴ میٹر ۱۱۷۹ کلو ،،

خبریں

ھندی: صبح ۸-۰۰، ۵-۹ (پرادیشک) دوپہر ۵-۱۰، ۱۰-۲، ۴۵-۲ شام ۶-۰۵
رات ۸-۴۵، ۱۱-۰۵ (صرف ہفتے کو)

انگریزی: صبح ۸-۱۰ دوپہر ۱-۰۰ شام ۶-۰۰ رات ۹-۰۰، ۱۱-۰۱ (صرف ہفتے کو)

منگل یکم جون

صبح

۷-۳۰ سوشیلا شرما : لوک گیت

۷-۴۵ نیما دیوی : ہلکی کلاسیکی موسیقی

۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰
کیسرتی شرما : سگم سنگیت

۸-۳۰ اردو پروگرام
'ملا رموزی' فیچر از
ڈاکٹر عزیز انصاری

دوپہر

۱-۲۰ کاویہ دھارا : رویندر کمار جین

۱-۴۰ شیش کماری شاہ : راگداری

رات

۹-۴۵ بھولے بسرے گیت

۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

رات

۹-۰۰ ساہتیکی
کہانی - شانی

۱۰-۳۰ منی لال ناگ : ستار پر بہم بہاگ

بدھ ۲ جون

صبح

۷-۳۰ میم دلوی گپتا اور سسلیاں
لوک گیت

۸-۲۰ منی لال ناگ : ستار

۹-۱۰، رات ۱۰-۰۰
رسک لال اندھریا : خیال

دوپہر

۱-۳۰ کابیت سنگھ : سگم سنگیت

۱-۴۰ امرناتھ : خیال

جمعرات ۳ جون

صبح

۷-۳۰ ان دلوں
صحت اور خاندانی بہبود کا پروگرام

۷-۴۵ بسیرا دیوی مشرا : ہلکی کلاسیکی موسیقی

دوپہر

۱-۳۰ کے ایس لکشمی : سگم سنگیت

۲-۳۰ کرشنا چوہان : لوک گیت

رات

۹-۰۰ 'پراچین گرنتھوں میں جمہوریت'
سندی تقریر از مہندر کمار مانو

۹-۳۰ نیشنل پروگرام : لوک و سگم سنگیت

۱۰-۳۰ بسوراج راجگرو :
اپنا ستر کا گائن

جمعہ ۴ جون

صبح

۸-۲۰ نارائن آرگوڑے : سگم سنگیت

۸-۳۰ وی ڈی بروے : خیال دیسی

دوپہر

۲-۳۰ وشنی لال مہودیا اور ساتھی
لوک گیت

آواز کی قیمت

فی کاپی ۵۰ پیسے سالانہ ۱۰ روپے
دو سال ۱۸ روپے تین سال ۲۵ روپے

رات

۸-۰۰ 'کہکشاں' اردو پروگرام
(۱) 'ملاقات' - بھوپال کے مشاعروں میں ہوٹنگ کے واقعات'
محمد شمیم خاں - اقبال مجید
(۲) کلام جاوید

۱۰-۳۰ شیام سندر نائیک، ستار

ہفتہ ۵رجون

صبح

۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰ پوناج کمانی، سگم سنگیت
۸-۳۰ خان بندھو، خیال
۹-۱۰ وجے راگھوراؤ، بانسری

دوپہر

۱-۲۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ، بنی میشوری

رات

۸-۰۰ سرجنا
'کوی اور کویتا' اشوک باجپائی سے ڈاکٹر سوشیل ترویدی کی گفتگو

اتوار ۶رجون

صبح

۱۰-۲۰، دوپہر ۱-۴۰ ملک ارجن منصور، خیال

رات

۸-۳۰ شب برات کا خصوصی پروگرام
(۱) تلاوت قرآن مجید، قاری عبدالحمید
(۲) تقریر از صدرالدین صدر

پیر ۷رجون

صبح

۷-۳۰ سیتارام تیواری اور ساتھی
لوک گیت
۸-۲۰ پورنیما چودھری، سگم سنگیت
۸-۳۰ ایل کے سلگاونکر، خیال
سردار خاں؛
سارنگی پرسنگت
۹-۱۰ سندرلال سونی، ستار

رات

۸-۱۵ الشیاڈ نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ناٹک
۱۰-۳۰ سردار خاں، سارنگی

منگل ۸رجون

صبح

۷-۳۰ بابا پورن داس دیوان
لوک گیت
۷-۴۵ اے کے کوگجے، ملکی کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ پرشورام پٹیل، سگم سنگیت
۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
(۱) 'پولیس کنٹرول اور شہر' فیچر
تحریر: حسام الدین
(۲) کلام شاعر، کیف بھوپالی

دوپہر

۱-۲۰ پروین سلطانہ، خیال نندکونس
۲-۳۰ بابا پورن داس دیوان، لوک گیت

رات

۸-۰۰ یگ بودھ
پریوار کلیان کاریہ کرم

بدھ ۹رجون

صبح

۷-۳۰، دوپہر ۲-۳۰ پنالال گیہلے اور ساتھی، لوک گیت
۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰ رمیش انددباسو، سگم سنگیت
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰، رات ۱۰-۳۰ کستوری امونکر، خیال

رات

۸-۰۰ ساہتیکی
کہانی از آشالتا سکینہ
۹-۳۰ ترنگ
'مسٹر جن سہیوگ' جھلکی
تحریر: غلیم الدین
پیشکش: مقبول حسن
۱۰-۰۰ پنالال گوشلی، ستار

جمعرات ۱۰رجون

صبح

۷-۳۰ ان دنوں
صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام
۷-۵۰ جگدیش پرشاد پنڈت، ملکی کلاسیکی موسیقی
۸-۲۰ رمیش کمار سیل، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۰۰ شاردا پرشاد بھٹ، ٹھمری، دادرا

دوپہر

۱-۳۰ روروت دوبے، سگم سنگیت

۱-۲۰ امجد علی خاں، سرود
۲-۳۰ مدھولیکا شریواستو اور سکھیاں
لوک گیت

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، روپک
۱۰-۳۰ امجد علی خاں، سرود
ذاکر حسین، طبلہ پرسنگت

جمعہ ۱۱رجون

صبح

۸-۲۰ رام کشن چندشیری، سگم سنگیت
۸-۳۰، رات ۱۰-۳۰ پدماوتی شالگرام، خیال
۹-۱۰، دوپہر ۱-۴۰ شوکمار شرما، سنطور

دوپہر

۱-۲۰ سمنا رائے، سگم سنگیت
۲-۳۰ ساوتری دیوی رائیکوار و سکھیاں
لوک گیت

رات

۹-۳۰ 'بزم زندہ دلاں'
اردو میں خصوصی پروگرام

ہفتہ ۱۲رجون

صبح

۸-۰۰، ۸-۲۰، دوپہر ۱-۳۰ رمیش کمار مشرا، سگم سنگیت
۸-۳۰، دوپہر ۱-۴۰ نارائن راؤ ویاس، خیال
۹-۱۰ ایم وی شولا پورکر، کلارنٹ

دوپہر

۱-۲۰ نئی رچنا
کاویہ پاٹھ از دنیش دویدی

رات

۹-۳۰ نیشنل پروگرام، موسیقی

اتوار ۱۳رجون

صبح

۱۰-۲۰ الکادوبے، خیال

رات

۸-۱۵ انگلینڈ میں بھارت سماروہ
۸-۳۰ الشیاڈ ۸۲
۹-۳۰ 'پریم دیوانے' ناٹک
تحریر: ارپنا شرد
پیشکش: میناکشی مشرا

پیر ۱۴رجون

صبح

۸-۲۰ رویندر نارائن شرما، سگم سنگیت
۸-۳۰ عبدالصمد خاں، سارنگی

دوپہر

۱-۱۰ درپن، پریوار کلیان میگزین
۱-۲۰ جتیندر راہی یوگی، خیال

رات

۸-۱۵ الشیاڈ نیوز ریل
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، ہندی تقریر
۹-۴۵ اس ماس کا گیت
۱۰-۳۰ سدھا سیرے، خیال
عبدالصمد خاں، سارنگی

منگل ۱۵رجون

صبح

۸-۳۰ 'آئینہ' اردو پروگرام
(۱) شہزادہ اجین، سلطان احمد صدیقی
(۲) 'اردو اخبارات اور قارئین' فیچر
تحریر: جعفر بیگ
(۳) کلام جاوید

دوپہر

۱-۲۰ کاویہ دھارا، جے پی شریواستو
۱-۳۰ رشمی ورما، سگم سنگیت
۱-۴۰ نورتن بواسر نائیک، خیال

رات

۸-۱۵ 'سمکالین ساہتیہ میں راشٹریہ ایکتا کے سور' ہندی تقریر از رام کشن ترپاٹھی
۹-۳۰ نیشنل پروگرام، انگریزی تقریر
۱۰-۰۰ منگل شب کی محفل موسیقی

قلم کار حضرات!
اپنی تخلیقات ہمیں اشاعت کیلئے ارسال نہ کریں 'آواز' میں صرف وہی تخلیقات شائع کی جاتی ہیں جو نشریہ کے بعد ہمیں ریڈیو اسٹیشنوں سے موصول ہوتی ہیں

پٹنہ، بھاگلپور، دربھنگہ

پٹنہ : ٩١ ٢٨٣٫ میٹر، ٦٢١ کلوہرٹز بھاگلپور : ٥١٧٫٠٥ ٢٠٥٫ میٹر ١٤٥٨ کلوہرٹز
دربھنگہ : ٢٣١٫٣٤ میٹر ١٢٩٦ کلوہرٹز

خبریں

ہندی : صبح ٨-٠٠، دوپہر ٢-٠٥، ١١-١١، شام ٦-٠٥ رات ٨-٤٥ (١١-٠٥ صرف ہفتے کو)
اردو : صبح ٨-٥٠، رات ٩-١٥ انگریزی : صبح ٨-١٠، دوپہر ١١-٠٠، رات ٩-٠٠ (١١-٠٠ صرف منگل کو)

اردو پروگرام روزانہ صبح ٨-٤٠ سے ٩-٤٥ تک

منگل یکم جون

صبح
٧-٠٥ کالی پدچودھری : ستار
مہندر تیواری : طبلہ
٨-٢٠، شام ٦-١٥
اونیندر ناتھ ٹھاکر : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠ لوک گیت

رات
٩-٣٠ 'بھروسہ باہنوں کا' ناٹک
تحریر : ولودر ستوگی

بدھ ٢ جون

صبح
٧-٠٥، رات ١٠-٠٠
گنیش پرساد مشر : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠، شام ٦-١٠
شانتی ہیرانند : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠ لوک گیت

رات
٨-٠٠ پراگ : ہندی میں ادبی پروگرام

جمعرات ٣ جون

صبح
٧-٠٥ پرتما سہائے : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠ ارملا ناگر : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠، رات ٨-٣٠
لوک گیت

شام
٦-١٥ ترلوک کپور : ہلکی موسیقی
٨-٠٠ نئی دشائیں : صنعتی پروگرام

جمعہ ٤ جون

صبح
٧-٠٥، رات ١٠-٠٠
کرشنا رام وساتھی : شہنائی
٨-٢٠ شانتا سکسینہ : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠ لوک گیت

رات
٩-٣٠ ہندی میں ڈرامہ

ہفتہ ٥ جون

صبح
٧-٠٥ برج بالا دیوی : ٹھمری، دادرا

دوپہر
١-١٠ پردیپ کمار جھا : ہلکی موسیقی
١-٣٠ لوک گیت

شام
٦-١٥ درپن
٨-٠٠ ہندی میں بات چیت

اتوار ٦ جون

صبح
٧-٠٥، رات ١٠-٠٠
راجن مشرا، ساجن مشرا : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠، شام ٦-١٥
رما سین : ہلکی موسیقی

دوپہر
١٢-٠٠ سیمابدھ، شری شنکر کے بنگلہ ناٹک کا ہندی ریڈیو عکس
(آکاشوانی ایوارڈ یافتہ)
١-١٠ آپ کی پسند

شام
٧-٤٥ 'آج ریوار ہے' ڈرامہ از دیپک سنہا

پیر ٧ جون

صبح
٧-٠٥، رات ١٠-٠٠
شیام داس مشرا : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠، شام ٦-١٥
راجیشور پاٹھک : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠، رات ٨-٣٠
لوک گیت

رات
٩-٤٥ غزلیں

منگل ٨ جون

صبح
٧-٠٥ رما رمن : بانسری
٨-٢٠، شام ٦-١٥
اروشی چودھری : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠ لوک گیت

رات
٩-٣٠ 'کالے حاشیے' ڈرامہ
تحریر : سمن سرین

بدھ ٩ جون

صبح
٧-٠٥ رام نریش مشر : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠، شام ٦-١٥
ایس ایم احمد : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠، رات ٨-٣٠
لوک گیت

رات
٨-٠٠ پراگ : ہندی میں ادبی پروگرام

جمعرات ١٠ جون

صبح
٧-٠٥ ارملا دیوی : کلاسیکی موسیقی
٨-٢٠، شام ٦-١٥
بیگم اختر : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠، رات ٨-٣٠
لوک گیت

رات
٨-٠٠ نئی دشائیں : صنعتی پروگرام

جمعہ ١١ جون

صبح
٧-٠٥، رات ١٠-٠٠
علی اکبر خاں : سرود
٨-٢٠ بھوپیندر : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-٣٠ لوک گیت

رات
٩-٣٠ 'کوئی وعدہ نہیں' ڈرامہ
تحریر : عظیم اقبال

ہفتہ ١٢ جون

صبح
٧-٠٥ برکت علی، رسولن بائی، بڑے غلام علی خاں، عبدالکریم خاں
ٹھمریاں

دوپہر
١-١٠ جتین رام : ہلکی موسیقی
١-٣٠ لوک گیت

شام
٦-١٥ درپن
٨-٠٠ ہندی میں بات چیت

اتوار ١٣ جون

صبح
٧-٠٥، رات ١٠-٠٠
وی جی جوگ : وائلن
٨-٢٠، شام ٦-١٥
اکھوری رجنی کانت : ہلکی موسیقی

دوپہر
١-١٠ آپکی پسند

شام
٧-٤٥ ہندی میں مزاحیہ خاکہ

(آگے ص ٥٣ پر)

٦١٩٨٢

سرینگر

میڈیم ویو: سرینگر 'الف' : ۸/ ۲۶۸ میٹر سرینگر 'ب' : ۲۴۵ میٹر ۱۲۲۴ کلو ہرٹز
شارٹ ویو : ۱۰/ ۴۹ میٹر ۶۱۱۰ کلو ہرٹز ۹۱/۵۶ میٹر ۳۲۷۷ کلو ہرٹز
پہلی مجلس: صبح ۶-۳۰ سے صبح ۱۰-۰۰ تک دوسری مجلس: صبح ۱۱-۳۰ سے
رات ۱۱-۰۵ تک (اتوار کو صبح ۶-۳۰ سے رات ۱۱-۰۵ تک مسلسل)

خبریں

کشمیری: صبح ۷-۴۵، شام ۶-۲۵ اردو: صبح ۸-۰۵، دوپہر ۱-۵۰، رات ۹-۱۵
ھندی: صبح ۹-۰۰ سنسکرت: صبح ۷-۰۰ انگریزی: صبح ۸-۱۰، دوپہر ۲-۰۰
شام ۶-۰۰، رات ۹-۰۰ اور ۱۱-۰۰

علاقائی خبریں

صبح ۹-۰۵ دلچسپ خبریں ۹-۲۰ اردو ۹-۲۵ کشمیری دوپہر ۲-۱۰ لداخی
شام ۷-۳۰ کشمیری ۷-۴۵ اردو

منگل یکم جون

صبح
۷-۰۵ کیلاش مہرہ، غزلیں
۸-۰۵ احمد حسین محمد حسین، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ امیتا ڈے، ڈوگری سنگیت

دوپہر
۱۲-۰۰ چاند کی کہانی
چوتھی و پانچویں جماعت کیلئے ہندی میں پروگرام
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ برہم سروپ سنگھ: وچترو ینا

رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ بیس نکاتی اقتصادی پروگرام
تقریر از کیم لتا و کھلو
۹-۳۰ 'وودھا'
ہندی میں بات چیت
۱۰-۰۰ توہنز فرمائش

بدھ ۲ جون

صبح
۷-۰۵ کشمیری غزلیں
۸-۰۰ انیتا تلواڑ، اشوک کمار سریواستو
غزلیں
۸-۲۰ ششش رنگ
تقریر از سی ایل ویشن
۹-۰۵ کاشری ناول

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (اردو)
چھٹی و ساتویں جماعت کیلئے
۱۲-۴۰ محی الدین خاں، غزلیں
۱-۰۰ مغربی موسیقی
پیشکش، سریندر کول
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ نسیم اختر، جلال گیلانی، غزلیں

رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ اسپورٹس میگزین (اردو)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۳ جون

صبح
۷-۰۵ ششی چوپڑہ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
آٹھویں جماعت کیلئے جنرل سائنس
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۴-۰۰ کیاری
جموں و کشمیر اور لداخ کی موسیقی
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام

رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام: علاقائی موسیقی
۱۰-۳۰ کشمیری موسیقی

جمعہ ۴ جون

صبح
۷-۰۵ مہاراج کشن پنڈتا، غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ الکادیو، دلراج کور، غزلیں

دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (اردو)
آٹھویں جماعت کیلئے جنرل سائنس
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

رات
۸-۰۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ رانے ترانے
۱۰-۳۰ داستان

ھفتہ ۵ جون

صبح
۷-۰۵ راج بیگم، غزلیں
۸-۰۰ بین دیوانہ، غزلیں
۸-۲۰ نوئی تخلیق (کشمیری)
کہانی از ڈاکٹر آر ایل شانت
۸-۳۵ حرف حرف
۹-۰۵ خوشحال گھرہ

دوپہر
۱۲-۰۰ ٹیچرز فورم
گفتگو کے شرکا، پروفیسر پی ایل ہنڈو اور کرشنا لابرو
۱۲-۴۰ بیگم اختر، غزلیں
۱-۰۰ مغربی موسیقی

رات
۸-۰۰ پراگاشس
۹-۳۰ میانی زندگی میون کار
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۶ جون

صبح
۷-۰۵ غلام حسن صوفی، غزلیں
۸-۰۰ ستیش ببر، غزلیں
۸-۲۰ 'خون کا دباؤ اور وجوہات'
ڈاکٹر کے ایل چودھری سے انٹرویو
۱۰-۱۵ 'سورج گرہن'
ڈاکٹر بشن ناتھ رینہ سے گفتگو
۱۱-۰۰ کورل میوزک
۱۱-۳۰ نیشنل پروگرام، ڈرامہ

دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۳۰ نوبہ نو
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
۴-۳۰ ہیی مال

شام
۶-۱۰ غلام حسن صوفی، غزلیں
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ توہنز چٹھی واژ
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۷ جون

صبح
۷-۰۵ سہ پہر ۴-۳۰
سونیتا کول، غزلیں
۸-۰۰ ہریش بھاردواج، غزلیں
۸-۲۰ رسالو مسنزہ
۸-۳۵ ہندی تقریر از این ڈی زاہد
۹-۰۵ سنطور

دوپہر
۱۲-۰۰ 'گرہن' چوتھی و پانچویں جماعت کیلئے
پیشکردہ، پی این فوتیدار
۱۲-۴۰ اقبال احمد صدیقی، غزلیں
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت

شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۳۰ کھیلن ہند دنیاہ (کشمیری)
۸-۴۵ اردو تقریر از محمود احمد اندرابی
۱۰-۳۰ بہر ستیے

منگل ۸ جون

صبح
۷-۰۵ شام ۶-۱۰

رحمت اللہ خاں ، غزلیں
۸-۰۰ کملا کیشوانی ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی میں پروگرام
۹-۰۵ کماری رجنی ، ڈوگری موسیقی
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ (اردو)
چوتھی و پانچویں جماعت کیلئے
۱۲-۴۰ بھجن
۱-۰۰ مغربی موسیقی
پیشکردہ ، سریندر کول
رات
۸-۰۰ پراگاشس
۸-۴۵ 'ملاقات'
مرزا غلام حسن بیگ کے ساتھ انٹرویو
۹-۳۰ 'سنگرمال' کشمیری میں ادبی میگزین
مدیر : اے۔ کے۔ رہبر
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بدھ ۹ جون

صبح
۷-۰۵ نسیم اختر ، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ جگجیت سنگھ ، غزلیں
۸-۲۰ تقریر از ناصر علی
۹-۰۵ کاشرٔ ناول
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
ساتویں جماعت کیلئے
۱۲-۴۰ اقبال قریشی ، غزلیں
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۴-۳۰ نسیم اختر اور اومکار ناتھ کول
کشمیری غزلیں
شام
۶-۱۰ اومکار ناتھ کول ، غزلیں
۸-۳۰ پراگاشس
گفتگو ، موہن سرتاش ، ایم ایل کوچرو
۸-۴۵ خط کیلئے شکریہ
۹-۳۰ سائنس میگزین (اردو)
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

جمعرات ۱۰ جون

صبح
۷-۰۵ غلام محمد میر ، غزلیں
۸-۰۰ مشتاق حسین ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۱۰ پوسٹ کارڈ اسٹوریز
دوپہر
۱۲-۰۰ اسکول براڈکاسٹ
آٹھویں جماعت کیلئے جنرل سائنس
۱۲-۴۰ سمن کلیانپور ، غزلیں
۱-۰۰ مغربی موسیقی
۴-۰۰ کیساری
جموں و کشمیر اور لداخ کی موسیقی
۴-۳۰ پہاڑی پروگرام
رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ ہیلتھ فورم
۹-۳۰ نیشنل پروگرام ، ڈرامہ

جمعہ ۱۱ جون

صبح
۷-۰۵ اسد اللہ ، غزلیں
۷-۱۵ گاندھی کتھا
۸-۰۰ سیما شرما ، غزلیں
۸-۲۰ گھر بارہ خاطرہ
دوپہر
۱۲-۰۲ اسکول براڈکاسٹ
اردو میں جنرل سائنس
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ آتش تہ گاش
رات
۸-۳۰ وادی کی آواز
۹-۳۰ گفتگو
۱۰-۳۰ داستان

ہفتہ ۱۲ جون

صبح
۷-۰۵ راج بیگم ، کشمیری غزلیں
۸-۰۰ محمد رفیع ، غزلیں
۸-۲۰ تخلیق نو (اردو)
۸-۴۵ مولل شعار
۹-۰۵ خوشحال گھرہ
دوپہر
۱۲-۰۰ ٹیچرز فورم
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ انگریزی تقریر از پروفیسر ایل فوتیدار
۹-۳۰ بزم سامعین (کشمیری)
۱۰-۰۰ 'بازبتھ'
عصری ہندوستانی ادب پر مبنی
۱۰-۳۰ شہر صدا

اتوار ۱۳ جون

صبح
۷-۰۵ شمیم دیو ، کشمیری موسیقی
۸-۰۰ راجندر مہتہ ، نینا مہتہ ، غزلیں
۸-۲۰ خرید و فروخت ، مباحثہ
۹-۰۵ اس ہفتے
۱۰-۰۰ علاقائی ریڈیو نیوز ریل
۱۰-۱۵ 'ہونہار'
اردو میں بچوں کے لیے پروگرام
۱۱-۰۰ فلم میگزین (اردو)
۱۱-۳۰ اردو ڈرامہ
دوپہر
۱۲-۴۰ فلمی گانے
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
۲-۳۰ 'کہکشاں'
اردو میں لوواداتی سے انتخاب
۴-۰۰ پنجابی پروگرام
شام
۶-۱۰ شمیم دیو ، غزل
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ تو ہنز چھٹی واژ
۹-۳۰ ڈرامہ
۱۰-۰۰ آپ کی فرمائش

پیر ۱۴ جون

صبح
۷-۰۵ ، سہ پہر ۴-۳۰
راجندر کمار کا چرو ، غزلیں
۸-۰۰ راحت علی ، غزلیں
۸-۲۰ ذات بشرات 'بونیار'
پیشکش ، اے آر بٹ
۸-۴۵ 'کبیرا کھڑا بازار میں'
ہندی میں بات چیت
۹-۰۵ شنطور
دوپہر
۱۲-۴۰ نینا دیوی ، غزلیں
۲-۱۰ شاستریہ سنگیت
شام
۶-۱۰ ضلع نامہ
۸-۳۰ کھیلن ہندو نیا
۸-۴۵ اردو میں بات چیت
۱۰-۳۰ 'سام'
(بیس نکاتی پروگرام)

منگل ۱۵ جون

صبح
۷-۰۵ ، شام ۶-۰۱
وجے کمار ملا ، غزلیں
۸-۰۰ اقبال بانو ، غزلیں
۸-۲۰ پنجابی پروگرام
۹-۰۵ ولنور رازداں ، کشمیری موسیقی
دوپہر
۱۲-۴۰ بھجن
رات
۸-۳۰ پراگاشس
۸-۴۵ سائنسی دنیا
کشمیری میں گفتگو
۹-۳۰ ہم قلم ، اردو میں بات چیت
۱۰-۰۰ تو ہنز فرمائش

بقیہ:- پٹنہ

پیر ۱۴ جون

صبح
۷-۴۵ ، رات ۱۰-۰۰
موجود حسین خاں ، انصار حسین
سارنگی
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
وندنا بنرجی ، ہلکی موسیقی
دوپہر
۱-۳۰ ، رات ۸-۳۰
لوک گیت
رات
۹-۴۵ غزلیں

منگل ۱۵ جون

صبح
۷-۰۵ اے چٹرجی ، ستار
۸-۲۰ ، شام ۶-۱۵
مہندر پرساد چودھری : ہلکی موسیقی
دوپہر
۱-۳۰ لوک گیت
رات
۹-۳۰ 'دوسرا کینسر' ڈرامہ
تحریر : ذکیہ مشہدی

▲ سخاوت حسین خاں (دائیں) غزلیں پیش کرتے ہوئے۔ اور جمیل قمد وانجا چٹرجی نے دوگانا پیش کیا۔

کی جانب سے منعقد ایک رنگا رنگ محفل میں

◀ زبیر رضوی ـــ اسٹیشن ڈائریکٹر ـــ مدعو سامعین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے۔

▲ فہمیدہ ناز چشتی۔ قوالی فن کار کے ساتھ
اظہر افسر، آکاشوانی حیدر آباد کے اردو پروگرام میں انٹرویو کرتے ہوئے۔

(اوپر) فلم ایکٹریس اوما دیوی (ٹن ٹن)
وودھ بھارتی سروس کے
'آپ کے چٹکلے آپ کے گیت' پروگرام میں
انٹرویور
الارادھا شرما (بائیں)۔

(دائیں) 'اخبارات کی اہمیت'
کے زیر عنوان دور درشن گلنگ سے
ٹیلی کاسٹ مذاکرے کے شرکاء
(دائیں سے) نندنی ست پتھی
اور شکنتلا مہانتی

82836—
10.11.83

▲ سوشیلا اد یسے
سینٹ جوزف ہاسپیٹل بارہ مولا میں مٹھائیاں تقسیم کرتے ہوئے۔ اس موقع کی ریڈیو رپورٹ ریڈیو کشمیر سرینگر سے نشر کی گئی

◄ غلام عباس — پاکستانی فنکار
جن کی گائی ہوئی غزلیں اردو سروس سے نئی نسل نئی روشنی پروگرام میں نشر کی گئیں۔

(اوپر دائیں)
حاجی پور درگاہ (بنی بکھ) کا بیرونی دروازہ
عرس کے موقع کی ایک ریڈیو رپورٹ
آکاشوانی بھج سے نشر کی گئی۔
(اوپر بائیں) طلبا میں نظم و ضبط کے موضوع پر
آکاشوانی اورنگ آباد کے اردو پروگرام سپ رنگ
میں مظہر محی الدین پرنسپل مولانا آزاد کالج کے
ساتھ سلطان سلیم خاں محو گفتگو۔
(دائیں) کے سی خوشدل کیساتھ رفعت سروس
(دائیں) آکاشوانی دہلی کی اردو مجلس میں انٹرویو
کرتے ہوئے
(بائیں) یوسف ناظم — آکاشوانی لکھنؤ کی
جانب سے مدعو سامعین کے روبرو منعقد ایک
رنگارنگ محفل میں اپنی تخلیق پیش کرتے ہوئے

Published by the Director General, All India Radio, at the office of the Chief Editor, Akashvani Group of Journals, (Second Floor) P.T.I. Building, Sansad Marg, New Delhi-110001
Printed by the Manager, Government of India Photolitho Press Faridabad.